لیے موجود ہی جس کی
سے شائقان اعلی
کے تین صفحہ جو ساد ے
یہ کتاب ہو اس فن کی
حاصل ہو

	قیمت
ل	[illegible]
شم	[illegible]
اول	[illegible]
دوم	[illegible]
شم	[illegible]
دفتر ہفتم	[illegible]
شتم	[illegible]
جلد اول	[illegible]
جلد دوم	[illegible]
جلد سوم	[illegible]
جلد چہارم	[illegible]
حصہ اول	[illegible]
حصہ دوم	[illegible]
ستان جلد اول	[illegible]
رح صدر طلسم فتنہ	[illegible]
م	[illegible]
نت ہر سہ جلد کے لیے	[illegible]
اول	[illegible]
جلد دوم	[illegible]
جلد سوم	[illegible]
ی جلد اول	[illegible]
جلد دوم	[illegible]

فہرست گلستان باختر جلد اول

گلستان باختر

(جلد سوم)

اُن دفاتر کا سلسلہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد پنجم کے بعد سے شروع ہوتا ہی جسکا تسلسل ناظرین کو جلد اول وجلد دوم گلستان باختر سے معلوم ہوا ہوگا - اس جلد مین اسطرح سے آغاز کیا جاتا ہی کہ مردود بارگاہ خدا مترد بیجا سایق بن بقاجو لقا کے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہی دست صاحبقران ابن صاحبقران سلطان پژوہ کیوان شکوہ صاحبقران رابع سے عاجز و مجبور ہوکر طلسم زلزلہ مین جاکر پوشیدہ ہوا ہی اور نقاش صورت کش چند سرداران اہل اسلام کو قید کر کے خدمت مین شعشاع ابن ملتمش خداوند کے لے گیا ہی اور صاحبقران تعاقب مین اُسکے مع فوج ظفر موج کوچ در کوچ کرتے ہوے چلے جاتے ہین اور دربند طلسم زلزلہ پر بڑی بڑی معرکہ آرائیان پڑتی ہین اور فرزند ارجمند صاحبقران ثالث صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم صولت دارا حشمت اژدر در شہزادہ تیمور شیر پرور کے کارہاے نمایان اور جرأت بے پایان اور پھر بطلب سلیمان صاحبقران اُن کا قاف جانا اور بڑے بڑے سرکشان قاف کو حلقۂ غلامی پہنا کر زلزل قاف ثانی سلیمان خطاب پانا اور پھر وہان سے آکر صاحبقران رابع سے لوازمہ صاحبقرانی طلب کرنا اور بڑی بڑی لڑائیون مین سر برآورد رہنا اور دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان کا سرلشکر اسلام مین داخل ہوکر بے نظیر عیاریان کرنا اور آخر مین شہزادہ تیمور شیر پرور کا عیار بننا - اور گل گلزار عیاری موجد دلاوروہی سر برندۂ گردن کشان وقتل کنندۂ ساحران شاہ عیاران خواجہ خضران نامدار فرزند عمرو ثانی کا درویش کامل ان سب مشہور بنکر مع حشم وخدم کے آنا اور لشکر کفار سے معرکہ آرائیان پڑنا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا چیلا بنکر ہمراہ لوٹ لیتے ہین ... صاحبقران زمان کا خواجہ خضران کے حال سے ناواقف ہونا اور دلسوز بن جانسوز کا خواجہ خضران پر طاقت ہی اُن کو پریشان کرنا اور خواجہ سے کہنا کہ تم زنبیل وغیرہ مجکو دیکر خانۂ کعبہ چلے جاؤ عجب پُر حیرت داستان ہے اور جو جو شیر سر سردار محکم سرمہاے لکھی گئی ہین وہ آجتک کسی کتاب مین نظر سے نہ گذری ہونگی پھر صاحبقران کیوان شکوہ کا طلسم طوفان نے جو یہ سنا ... قرانی تیمور شیر پرور کو بخشنا اور دونون کا خانۂ کعبہ چلے جانا غرضکہ ہر طرح سے یہ مصنف طوفان شیر سر نے یہ ... حضرات ناظرین اس سے محفوظ ہوکر اُن مرحوم کو دعاے خیر سے یاد فرمائینگے اور نہایت ... وبدیہہ سے روان ہی ... ابھی طبع نہین ہوئی ہین وہ بھی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر شائع ہونگی

جس کو

... مرحوم نے حسب الحکم مالک مطبع ہذا نہایت محنت وجانکاہی سے ... عجب ودلکش پیرایہ مین لکھا ہے

لال بہادر گو - بی - اے سپرنٹنڈنٹ

... ۱۹۱۱ء

... واقع لکھنؤ مین چھپا

... وا مارے اسکی طرف چلا آرہا ہے
... نہ بڑھنا بس اسی مین خیر ہی کہ صا...
... اور بہتر یہی ہی کہ جان کا صدقہ مال سمجھکر ابھی ...
... مارا جائیگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھکر سد راہ ہوا
... ارا ہزن کیا کرتا ہی اور تیرا بادشاہ بھی ڈاکو ہی آئین ...
... لے گا مال لے کے عوض نقد جان دیکے جائیگا تو نہین جا...
... یہ خزانہ خداوند باختر کا ہی اگر تو اسکی طرف نظر ...
... ہی ... گے اور کوئی نہین یہ کوئی بندہ برگشتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا خالق ارض و سما و نعت محمد مصطفےٰ الشفیع روز جزا و منقبت علی مرتضیٰ زوج بتول عذرا مع الائمۃ الھدا صلوات اللہ
وسلامہ علیہم اجمعین۔ اما بعد بخدمت ناظرین باتمکین اذل کونین شیخ تصدق حسین عرض رسا ہی کہ حسب ارشاد فیض
معلی القاب ولی نعمت مخزن جود و مروت راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب ادام اللہ اقبالہم
تیسری جلد بھی گلستان باختر کی شروع ہوکر اتمام کو پہونچی اگرچہ امید نہ تھی چونکہ اب ہمارا آخر وقت ہی و وہ دم خزان کا ول
ولولہ شباب ہی نہ جوش طبیعت اسوقت کی فسانہ گوئی مصداق اس مصرع کے ہی ع پیری کے بین گر طلسم فتنہ
بہار ہی + مگر شائقینوں سے امید ہی کہ وہ میرے اس آخری جام کو بھی غنیمت سمجھکر نظر عنایت سے ملاحظہ فرمائینگے اور اگر کچھ لغزش ہو تو ناظرین
کیونکہ نہ اب وہ دل ہی ہی باقی نہ وہ طبیعت ہی گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا چلا
دامن عفو سے چھپائین کہ وہ دماغ کی بیداری و ولولہ شباب کے ساتھ رخصت ہو گئی مگر پھر بھی
رہ سکتا کہ انشا اللہ تعالے ناظرین اولی الابصار اس میرے آخری جام سے سرشار
اور اس آئینہ مین وہ وہ جلوے نظر آئینگے جو کبھی پہلے نظر سے نہ گذرے ہون
اس مین وہ شراب بھری ہی جو رنگ ڈھنگ مین ہر طرح سے کھری ہی اگر زندگی
اور آقاے نامدار دام اقبالہ نے پرورش فرمائی تو کیا عجب ہی کہ اس کے بعد
نوبت آے کیونکہ اب آخری وقت مین جو کچھ نہ ہوجاے وہ تھوڑا ہی

جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہی
بھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہی

امیدکہ ناظرین میرے اس آخری ہدیہ محقر کو شرف قبولیت سے

آغاز داستان

روکشان شاہد معانی وصورت نگاران محبوب خوش بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ ساریق بن بقا راندہ درگاہ خدا بھاگ کر طرف طلسم زلزل کے روانہ ہوا ہے اور نقاش صورت کش چند سرداران اسلام کو مقید کرکے خدمت مین شعشاع بن مشمش کے روانہ ہوا ہے اور صاحبقران عالیشان تعاقب مین ساریق ملعون کے مع فوج ظفر موج کوچ ومقام کرتے ہوے چلے جاتے ہین دیکھا چاہیے کہ راستے مین کیا کیا مراحل پیش آتے ہین۔

سب سے پہلے کچھ حال ضلالت مآل راندۂ خدا ساریق بن بقا کا بیان ہوتا ہے۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا ساغر مشکفام — کہ پیش نظر ہے جوانی کی شام
کرون جب بیان صنعت سامری — کہین لوگ قصہ کو جادوگری
جو کہنے لگون قصۂ اہل دل — تو الفاظ مین ہو اثر جانگسل
یہ ہے تازہ قصہ مین پیر کہن — دکھاؤن خزان مین بہار چمن
اگر لب پر آ جائین حالات جنگ — تو پیدا ہو مردہ دلون مین امنگ
بیا بشنو اے ہمدم راستان — کہ باز آمدم بر سر داستان

ناظرین نیرنگ عجائبات روزگار وتماشہ بینان طلسمات زمانہ بدکردار پر ظاہر وہویدا ہو کہ گلستان باختر جلد دوم اس مقام پر تمام ہوئی ہے کہ ساریق بن بقا جو خزانہ غلطان شاہ دردر گوش کا لوٹ کر بھاگا ہے طے مراحل وقطع منازل کرتا ہوا جاتا ہے اور ہزبر پر خون آشام غالو ساریق کا دس ہزار سوار سے خزانہ قبضہ مین کیے ہوے آگے آگے جا رہا ہے یہان تک کہ مضافات شہر سرمستان مین پہونچا اور آیندہ وروندہ سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہے فرمانروا یہان کا کون ہے لوگون نے بیان کیا کہ اس کو شہر سرمستان کہتے ہین حاکم یہان کا محکم سرمست ہے نو بیٹے اُس کے نہایت جری وبہادر ہین کہ ایک ایک رستم واسفندیار وسہراب زمانہ ہے بادشاہ بھی نہایت دلاور وبہادر ومرد میدان ہے پانچ لاکھ سوار پر حاکم ہے اور علاوہ اس کے پہلوان نامی وگرامی افسر فوج سے ہین کام ان سب کا یہی ہے کہ ادھر سے جو قافلہ وغیرہ گذرتا ہے اور یہ سن پاتے ہین تو چڑھ جاتے ہین اور لوٹ لیتے ہین یہ جو ہزبر پر خون آشام نے سنا کہا ان لوگون کو کبھی بہادرون سے سابقہ نہین پڑا ہے کیا مجال و طاقت ہے اُن کی جو یہ مال وخزانہ چھین لین یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر گویندون نے طوفان شیر سر سوار محکم سرمست سے جاکر بیان کیا کہ ہزبر پر خون آشام دس ہزار سوارون کی حفاظت مین بہت بڑا خزانہ لیے آتا ہے طوفان نے جو یہ سنا طمع زر دامنگیر حال ہوئی اسیوقت بیس ہزار سوار ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکلا صحرا مین آکر طوفان شیر سر نے یہ دیکھا کہ ایک لشکر مع ایک خزانہ گرانبار چلا آتا ہے آگے آگے سب کے ہزبر پر خون آشام نہایت دبدبہ سے روان ہے ادھر ہزبر پر خون آشام جسوقت صحرا مین پہونچا دیکھا اس نے کہ طوفان شیر سر والا مارے اسکی طرف چلا آرہا ہے آتے ہی طوفان شیر سر نے نعرہ کیا کہ باش اے خیرہ سر وخیرہ دار آگے نہ بڑھنا بس اسی مین خیر ہے کہ صاف صاف بیان کردو کہ تم لوگ کون ہو اور یہ خزانہ کس کا ہے اور کہان جاتا ہے اور بہتری ہے کہ جان کا صدقہ مال سمجھکر اس خزانہ کو چھوڑ دو اور اپنی جانین لیکر چلے جاؤ ورنہ تم مین کا ہر ایک میرے ہاتھ مارا جائیگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھکر سد راہ ہوا ہزبر پر خون آشام کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کیا وزدمنگ مجھے حال تیرا معلوم ہو چکا ہے رہزنی کیا کرتا ہے اور تیرا بادشاہ بھی ڈاکو ہے آئین تیرے ملک کا بھی یہی ہے کہ جسکے پاس مال دیکھا اسے لوٹ لیا مگر مجھسے تو ایک خبہ لیگا مال کے عوض نقد جان دیکے جائیگا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور یہ خزانہ کسکا ہے مین ہزبر پر خون آشام غالو خداوند رعد مین اور یہ خزانہ خداوند باختر کا ہے اگر تو اسکی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو اندھا ہو جائیگا یہ سنکے طوفان شیر سر نے کہا کہ خداوند سوا مشیمش کے اور کوئی نہین یہ کوئی بندہ برگشتہ خداوند کا معلوم ہوتا ہے یہ کہکر وار کیا ہزبر ... وار کیا طوفان نے

وار ہژبر کا آسیب سپر رد کرکے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا ہژبر خون آشام نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغہ لنگر دار تھا سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا اور سر میں جا بیٹھا چار انگل کا زخم سر میں آیا ہژبر خون آشام نے داستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے باہر نکلی لیکن جا در خون کی جو سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہوگئی طوفان نے چاہا کہ سر کاٹ لوں لوگ ہژبر کے درمیان میں آگئے تلوار چلنے لگی ہژبر کو تو بچا لیا لیکن فوج طوفان نے جو تلوار برسانا شروع کی تو ہژبر کے دس ہزار سوار جو افسر کے زخمی ہونے سے بد دل ہو چکے تھے خزانہ کو چھوڑ کر جانیں بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے یہاں طوفان شیر سر نے جو خزانے کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور تمام مال و جواہر قبضہ میں کرکے چلا ہمیشہ سے دستور یہ تھا کہ جو سردار محکم سرمست کے حضور مال لوٹ کا لاتا تھا وہ چہارم اُس کو دے کر باقی خزانہ شاہی میں داخل کر دیتا تھا جب طوفان نے اسقدر مال و اسباب دیکھا نیت اسکی بد ہوئی اور قصد کیا کہ یوہین زیر کوہ ہو کر نکل چلوں اور وہ جو قلعہ صحرا میں نہایت مستحکم بنا ہوا ہے وہاں قیام اختیار کروں فوج ملازم کروں چند دن میں خود بادشاہ بن جاؤں یہ کیا ضرورت ہے کہ اس مال میں سے حصہ بٹاؤں محنت ہم کریں اور کھائیں غیر یہ سوچ کے طوفان جانب کوہ روانہ ہوا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے دو بیٹے محکم سرمست کے شکار کھیل کے پلٹے ہوئے چلے آتے تھے اُن کو معلوم ہوا کہ طوفان نے آج بہت بڑا خزانہ لوٹا ہے اور اُسکی نیت فاسد ہوئی ہے قلعۂ جدید کی طرف جا رہا ہے بس یہ سُنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست یہ دونوں بھائی دوسرے رستے سے ہو نکلے اور طوفان شیر سر کو ٹوکا کہ کہاں جاتا ہے دیکھا طوفان نے کہ اب یہ راز قبل از وقت فاش ہو گیا لہذا اسکا ہضم ہونا مشکل ہے کہا کہ میں نے سُنا تھا کہ حضور شکار کو آئے ہیں میں آپ ہی کی تلاش میں جاتا تھا نوفل سرمست اور نافل سرمست نے خزانہ کو اپنے قبضہ میں کیا اور وہاں سے شہر سرمستان میں آئے اور تمام خزانہ محکم سرمست بادشاہ شہر کے سامنے پیش کیا محکم سرمست نے حسب قاعدہ چہارم مال طوفان کو دلوا دیا باقی اپنے خزانہ میں داخل کر دیا طوفان خوش ہو گیا اسکو یہ امید نہ تھی کہ بادشاہ اپنے عہد پر قائم رہے گا لیکن نافل و نوفل کو کمال افسوس ہوا کہ بادشاہ نے اتنا مال اسے دیدیا جب طوفان چلا گیا تو ان دونوں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ نے اتنا مال و خزانہ اسکو دیدیا اسکی کیا ضرورت تھی تھوڑا سا دیدیتے محکم نے کہا کہ اگر ہم بھی بدعہدی کریں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا رہ گیا علاوہ اسکے پھر حکومت قائم نہ رہے ملازمین برگشتہ ہو جائیں خبردار تم بھی اپنے زمانہ میں خلاف عہد نکرنا ورنہ خطا پاؤگے جو اطاعت کرتے ہیں یہ سر اٹھائیں گے آپ حاکم بن جائیں گے تمکو محکوم بنائیں گے یہ سُنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست خاموش ہو رہے لیکن ان کا کلام سُنکے یہ خیال اُن کے دلوں میں باقی رہا اب حال ہژبر خون آشام کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حالت زخمداری میں بھاگا ہوا ساریق بن بقا کے پاس آیا ساریق صورت ہژبر کی دیکھکر گھبرا گیا پکارا کہ اے خالق قدرت یہ کیا حالت ہے ہژبر خون آشام نے بیان کیا کہ یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا شہر سرمستان ہے عجب طرح کے جاہل لوگ وہاں بستے ہیں فوج شاہی لوٹ مار کیا کرتی ہے چہارم حصہ حق فوج ہے اور باقی خزانہ شاہی میں داخل ہوا کرتا ہے وہی لوگ آئے اور خزانہ لوٹ لے گئے سنگتگان تو ناچار اور کہنے لگا مال حرام بود بجائے حرام رفت ساریق نے کہا کہ تو ہنستا ہے یہاں یہ فکر پیدا ہوئی کہ فوج اس صحرا میں بھوکوں مر جائیگی کوئی کہانتک پیر اسا دے گا آخر کو سب چھوڑ چھوڑ کر چلے جائیں گے یہ سُنکے سنگتگان نے کہا کہ میں جاتا ہوں خزانہ ملنے کی تو امید نہیں لیکن اس خزانے کی عوض اگر اُن کا ملک ہی نہ برباد کرایا تو نام اپنا شیطان نہ پایا یہ کہکر خنجر اپنا طلب کیا اور خچر پر بیٹھ کے جانب ملک سرمستان روانہ ہوا بادشاہ شہر بھی رفقا کو ساتھ لیے ہوئے برائے سیر نکلا تھا نظر بادشاہ کی سنگتگان پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت بڑا سا طوق پہنے ہوئے بال سر کے بندر کے ایسے لباس زریں جسم میں اور خچر پر سوار چلا آتا ہے سنگتگان نے بادشاہ کو دیکھتے ہی کچھ ایسے انداز سے سلام کیا کہ بے اختیار بادشاہ کو ہنسی آ

پوچھا تم کون ہو سخنگان نے کہا کہ اگر نام میرا اسکے معنی نہ پوچھے تو مین نام بیان کرون بادشاہ نے کہا اگر سمجھ مین نہ آئے گا تو پوچھون گا سخنگان نے نام اپنا اس طرح بیان کیا کہ سخنگان بن سخنگان بن بختیارک بن بختک بن القش بن سنگ سپید بادشاہ نے کہا کہ سنگ سپید کے کیا معنی سخنگان نے کہا کہ نام کے لیے معنون کی کیا ضرورت ہے ہان باپ نے جو نام رکھدیا وہ رکھدیا سب اس کی باتون پر ہنسے شکل بھی مضحک حرکات اُس سے زیادہ مضحک پوچھا کہ تم ادھر کس غرض سے آئے سخنگان نے کہا کہ مین وزیر اور شیطان درگاہ ہون خداوند ساریق بن بقا بادشاہ ملک باختر کا سپہ سالار خداوند کہ خزانہ و مال لیے جاتا تھا آپ کے کسی سردار نے خزانہ چھین لیا ہے اُس نے آکر خداوند سے فریاد کی خداوند نے مجھے بھیجا ہے کہ ہماری جانب سے کہو کہ جو کچھ ہمنے تم کو دیا وہ کم نہین ہے کہ تم نے دست ہوس اور دراز کیا ایسا نہو کہ مین ناراض ہوکر تقدیر پھیر دون امیر سے فقیر بنا دون یہ سنکے محکم سرمست نے کہا کہ جاکر اپنے خداوند سے کہو کہ یہ بوسہ یہ پیغام اچھا نہین ہم سے اور خداوند سے مواجہہ مین گفتگو ہوجائے سخنگان کا تو مطلب یہی تھا کہ پناہ لے پھر تو خدا پرست آئے اسے بھی تباہ کر دینگے اسنے کہا کہ خداوند کے استقبال مین کچھ نکرنا مین جاتا ہون اور ابھی خداوند کو لاتا ہون یہ کہکر سخنگان ساریق بن بقا کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے ان سرکشون کو بھی ہاتھ سے خداپرستون کے تاخت و تاراج کرائیے پھر طلسم زلزلہ کا راستہ لیجیے گا ساریق ملعون سخنگان سمیت جانب شہر سرمستان روانہ ہوا وہان محکم سرمست کو نہایت اشتیاق تھا کہ دیکھین وہ خداوند کیسا ہے جس کا وزیر ایسا ہے جسوقت محکم سرمست کو یہ معلوم ہوا کہ ساریق بن بقا آتا ہے یہ مع فوج برائے استقبال آیا اور ساریق کو نہایت اعزاز و اکرام سے شہر مین لایا سامان ضیافت مہیا کیا جب دعوت و ضیافت سے فراغ حاصل ہوا تو ساریق نے کہا کہ اے بندگان من مین نے تم کو اسقدر مال دیا کہ جسکے قابل تم نہ تھے اب تمنے اور دست ہوس کو دراز کیا اور خداوند کی بغیر اجازت مال خداوندی کو قبضہ مین لائے بہتر یہ ہے کہ مال خداوندی ملازمان خداوند کے سپرد کرو اور عذر کرو تاکہ مورد عتاب خداوندی نہو یہ سنکے محکم سرمست نے ہنس کے جواب دیا کہ آخر خداوند نے مال کو اپنے بندون ہی کے واسطے تو خلق فرمایا ہے لہذا مال خداوند بندون کا مال ہے خداوند کے گھر کا ہے کی کمی ہے یہ بھی ایک کرم خداوندی تھا کہ گھر بیٹھے خداوند نے اتنا مال بھیجدیا سخنگان نے چپکے سے کہا کہ اب مال تو ملتا نہین ہے ان سے یہ کہو کہ اگر خداوند کی اطاعت کرو دشمنان خداوند کو سزا پہونچاؤ تو اس مال کی کیا حقیقت ہے خداوند اور بہت کچھ عنایت فرمائین گے ساریق نے یہی کہا محکم سرمست نے کہا کہ دشمن آپ کا کون ہے یہ سُن کے ساریق نے نام صاحبقران رابع کا بتایا اور کہا کہ میرے تعاقب مین وہ اژدر وہان آتا ہوگا وہی چار روز مین یقین ہے کہ وہ یہان آجائے گا محکم سرمست نے کہا کہ جب آئے گا تو دیکھا جائے گا میرے افسران فوج بہت جلد خداپرستون کا استیصال کر دینگے آپ پریشان نہون اور اطمینان سے بیٹھین اور اگر زیادہ فوج اسکے ساتھ ہوئی تو یہان سے قریب ملک حسن آگین ہے وہان کا بادشاہ حسین سنبر قبا ہے وہ بہت بڑی فوج رکھتا ہے اور لشکر مین اُس کے ایسے ایسے پہلوانان نامی و گرامی ہین کہ عالم مین کہین نہونگے مجھسے اور حسین سنبر قبا سے نہایت تپاک ہے اگر مین اُس سے کمک طلب کرون گا تو وہ دریغ نہ کرے گا شہر آگین کا نام سنکے سخنگان نے پوچھا کیا لوگ وہان کے بہت حسین ہین محکم سرمست نے کہا کہ ملک جی کیا کہون ایسا حسن خیز طبقہ دنیا پر دوسرا نہوگا نہ کہین کے خوبصورت نہ وہان کے بدصورت سخنگان نے کہا کہ خداپرستون کے خوب جوڑے لگین گے واہ کیا تقدیر ہے ان لوگون کی کہ جہان جاتے ہین عیش کے سامان مہیا ہو جاتے ہین سخنگان کی اس پیشینگوئی پر کسی نے اعتنا نہ کی بلکہ ہنسی مین ساریق نے کہا کہ او احمق وہان کے لوگون کو خداوند نے خاص اپنی خدمت کے لیے پیدا کیا ہے اس وجہ سے وہ حسین ہین محکم سرمست نے کہا کہ آخر خداوند نے اپنی صورت سب سے بہتر کیون نہ بنائی

ساریق نے کہا کہ بندون کی اطاعت کا امتحان مقصود تھا اگر اپنی صورت خداوند سب سے اچھی بنا لیتے تو سب خداوندہی کے خواہشمند ہو جاتے مخلوق کسطرح بڑھتی علاوہ اس کے بندون کو شکایت ہوتی اب جو بدصورت ہین اُن کو خداوند کی شکل دیکھکے صبر آتا ہوگا یہ سُنکے اہل دربار ہنسے اور کہنے لگے ع — وزیرے چنین شہریارے چنان + مکلم سرمست نے کہا کہ ایک دختر ملک حسین سبز قبا کی ہی کہ نام اُسکا حسینہ گلگون پوش ہی ہمیشہ لباس سرخ پہنتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ چاند شفق مین ہی ایک تو طبقہ وہ حسن خیز ہی علاوہ اسکے ملکہ حسینہ گلگون پوش اُس شہر مین فرد ہی لوگ جمال کی تاب نہین لا سکتے دیکھتے ہی بیہوش ہو جاتے ہین یہ سُنکے ساریق ہنسا اور اُس کو اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ اُسکو خاص اپنے لیے خداوند نے خلق فرمایا ہی یہان سے چلکر نور قدرت اُسکے پیٹ مین آتا رونگا مشتگان نے کہا کہ ایسا خیال بھی دل مین نہ لائیے گا وہ کسی سردار اسلام کی نذر ہو جائیگی اور اگر اُسکا نام لوگے تو خداپرستون کے ہاتھ کے طمانچے کھاؤگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لوگ شہر سرمستان کے سنتے ہین اور ساریق کو مسخر اپنا رکھا ہی اسکی باتون سے مکلم سرمست دل بہلایا کرتا ہی ان سب کو تو اسی خرخرفات مین رہنے دیجیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے۔

اب دو کلمہ داستان شوکت نشان زلزلہ گیتی و لرزہ گردون گردان سرکوب رستم دستان

حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ صاحبقران رابع کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل دے بشر غلط	دیوانہ ہو کسی کا کوئی سر بسر غلط	شامت جو آئی اُنکا بیان جان کر غلط
	مین نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط	
ہوتے ہین ایک بات کی تہ مین ہزار جھوٹ	تصدیق کیجیے تو بس انجام کار جھوٹ	اور پھر ڈراتے ہین یولکے بے اعتبار جھوٹ
	تاثیر آہ و زاری شبہائے تار جھوٹ آوازۂ قبول دعاے سحر غلط	
یا لب پہ کوئی قطرۂ مے جم کے رہ گیا	یا کچھ عیان ہوا اثر گرمی غذا	یا جھوٹ بولنے کی خدا نے یہ دی سزا
	سوز جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط	
ہان سچ نہین حکایت حال زبون دروغ	ہان شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ	ہان سر بسر دماغ مین جوش جنون دروغ
	ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط	
ہان بےبسی ہین جرم و خطا کچھ نہ کیجیے۔	تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے	ظاہر سواے مہر و وفا کچھ نہ کیجیے۔
	آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے عشق مجاز چشم حقیقت نگر غلط	
آگے نہ تھے زمانہ مین جواب فریب ہین	ایمان و دین و ملت و مذہب فریب ہین	چلتے ہوے بہانے ہین یہ سب فریب ہین
	بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین اظہار یا کیا زہی ذوق نظر غلط	
یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان	کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہی انھین زبان	شاعر ملا رہے ہین زمین اور آسمان
	لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان	

	احمق نہین نہ سمجھین ہم اسکو اگر غلط	
معدوم تو وہ شے ہے جسے لاکھ نکتہ چین	ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کہین	یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین
	سینہ مین اپنے جلتے ہو تم کہ دل نہین ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے ان کی کمر غلط	
کیا ہو یقین جو کوئی کہے دن کو رات ہے	ہم جانتے ہین ہیچ ہے بے شبہ گھات ہے	ایسے مبالغے سے غرض التفات ہے
	کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے سینے کو اپنے اُس کی سمجھنا سپر غلط	
اک آہ سرد بھر کے کیا طور بیخودی	اسکو دیا یہ دم کہ مجھے جان نذر کی	لو دینے والے ہوتے ہین ایسے ہی تو سخی
	مٹھی مین کیا دھری تھی کہ جسکے سے سونپ دی جان عزیز پیش کش نامہ بر غلط	

راوی بیان کرتا ہے کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن بقا کے کوچ اور مقام کرتے ہوے برابر چلے آتے ہین ہرکارے قبل سے روانہ ہو گئے ہین یہ بھی سراغ لگاتے پتہ لگاتے چلے آتے ہین جسوقت ہرکارے شہر سرمستان تک پہونچے اور حال سے ساریق بن بقا کے آگاہ ہوے تو انھون نے بازگشت کی اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آکر بیان کیا کہ وہ راندۂ درگاہ خدا یعنی ساریق بن بقا جاکر شہر سرمستان مین پناہ گزین ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا حاکم شہر سرمستان اُس کے پرستارون مین سے ہے ہرکارون نے عرض کی کہ وہ شعشناع بن مشمش کوئی کافر ہے اُسے اپنا خداوند جانتا ہے ساریق کا تو خزانہ اُس نے چھین لیا تھا اور بہت پریشان کیا تھا لیکن سخنگان کی چرب زبانی سے اُسنے پناہ دی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسی جانب روانہ ہو جبرئیل بن عادی پیش خیمہ لے کر جانب شہر سرمستان روانہ ہوے عقب مین ان کے اور سرداران نامی گرامی بھی یکے بعد دیگرے جانب شہر سرمستان روانہ ہوے لیکن جسوقت جبرئیل عاد قریب شہر سرمستان کے پہونچے ہین اور یہ خبر محکم سرمست کو ہوئی کہ پیش خیمہ خدا پرستون کا آگیا اُسنے سخنگان سے پوچھا کہ بارگاہ خدا پرستون کی کیسی ہے سخنگان نے کہا کہ ایسی بارگاہ ہے کہ تعریف اُسکی بیان سے باہر ہے سنتے تو سنا ہے کو کبھی ایسی بارگاہ دیکھی بھی ہوگی یہ سنکے محکم سرمست کو رشک ہوا کہ اگر اُس بارگاہ مین ہم بیٹھین تو کیا اچھا ہو تافل و نوفل سے کہا کہ کسی سردار کو بھیجکر بارگاہ چھنوا لو یہ دونون تو طوفان شیر سر سے کینہ رکھتے ہی تھے انھون نے طوفان سے کہا کہ جاکر بارگاہ خدا پرستون کی چھین لاؤ طوفان ابھی خزانہ چھینے سے خوش ہو چکا تھا سوچا کہ اگر بارگاہ چھین کے لاؤن گا اور مال و اسباب پاؤن گا بس اُسیوقت چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا وہان جبرئیل عادی نے صحرا مین قیام کیا تھا صاحبقران عالیشان کے منتظر تھے ایک جا سے بلند تجویز کر کے بارگاہ کے استادہ ہونے کا حکم دیا تھا ملازمین استادگی بارگاہ مین مصروف تھے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آمد لشکر کے آثار معلوم ہوے جبرئیل نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور آن واحد مین آکر عرض کی کہ طوفان شیر سر ارادۂ فاسد سے آتا ہے بس جبرئیل عاد نے بارگاہ کو پشت پر لیا اور آپ سامنے پرے جما کے کھڑے ہوے اتنے مین گردشق ہوئی اور علمہاے سیاہ پیدا ہوے پھریرون پر علمون کے تعریف شعشناع بن مشمش کی تحریر تھی آگے آگے ایک گبر ناہنجار کرگدن ابلق پر سوار شیر صورت پیدا ہوا پشت پر چالیس ہزار جوان شمشیر بکف نمودار ہوے جبرئیل عادی نے للکارا کہ باش او فساق تو کون ہے اور کس ارادے سے آتا ہے طوفان شیر سر نے جواب دیا کہ مین فرستادہ حاکم شہر سرمستان ہون اور اس بارگاہ کے لینے کو آیا ہون

بہتر یہی ہی کہ بارگاہ میرے سپرد کر دے ورنہ بزور شمشیر مین لے لونگا یہ سنکر جرنیل عادی نے کہا کہ تیرا بادشاہ اور حاکم کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ڈاکو ہی بادشاہ ہونگی یہ خصلت نہین ہوا کرتی ہی ہم وہ ہین کہ رستم و اسفندیار کو بھی خطے مین نہ لاوین تیری کیا حقیقت ہی جو تو بارگاہ چھینے گا بس اسی مین بہتری ہی کہ جدھر سے آیا ہی اُسی طرف لوٹ جا اپنی جان سلامت لے جا ورنہ نقد جان کھو کے جائے گا۔ بس یہ سنتے ہی طوفان شیر سر کو طیش آیا اور اُس نے ایک وار تلوار کا جرنیل عادی پر کیا جرنیل عادی نے جو اُس کا وار سپر پر روک کر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو طوفان شیر سر کے چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر لشکر طوفان نے حملہ کیا اسطرف سے ہمراہیان جرنیل عادی آپڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے نہر خون جاری ہوئی میدان جنگ تمام خون سے رنگین ہو گیا لاشین پر لاشین گرنے لگین دیر تک تلوار چلی آخر طوفان شیر سر کی فوج کا منھ پھر گیا سب رو بفرار لائے اور جانب شہر سرمستان فرار ہو گئے اہل اسلام نے آدھ کوس تک اُن کا تعاقب کیا آخر واپس آئے اور بارگاہ مین ایستادہ ہونے کا حکم دیا بارگاہ مین استادہ و خیمہ برپا ہوتے ہی آمد لشکر اسلام شروع ہو گئی سب قریب ہی قریب چلے آتے تھے تھوڑے سے وقت مین آکر جمع ہو گئے تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا دوسرے روز سواری بادشاہ اسلام صاحبقران عالیمقام کی بھی آگئی امیر داخل بارگاہ ہوئے سردار آکے جمع ہوے اُس روز تو آرام فرمایا دوسرے روز ایک نامہ بنام محکم سرمست بادشاہ شہر سرمستان تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ لے حاکم شہر سرمستان یہ تو نے کونسا طریقہ اختیار کیا ہی کہ دوسرون کے مال و خزانہ پر قبضہ ناجائز کرتا ہی ان حرکات رکیک کو ترک کر کہ یہ بادشاہون کے شایان شان نہین ہوتا ہی اور میرا دزد چیرے شہر مین بھاگ کے آیا ہی اُسے گرفتار کر کے میرے حوالے کر یا آمادہ جنگ ہو یہ نامہ تحریر فرما کر غلطان در درگوش بادشاہ شہر غلطانیہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ تم بھی تحریر کرو اور اپنی طرف سے بھی لکھو غلطان در درگوش نے حسب الارشاد صاحبقران عالیشان نامہ تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ تو جو میرا خزانہ وغیرہ لوٹ کے لے بھاگا اور مین نے سُنا ہی کہ اب اُس خزانہ کو تو نے اپنے قبضہ مین کیا ہی تو اگر میرا خزانہ میرے سپرد کر دے تو مین تیرا ممنون ہونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو سمجھ لے کہ بوٹی کے بدلے بکرا دینا پڑے گا تیرا خزانہ بھی میرے خزانہ کے ساتھ لٹ جائے گا یہ دونون نامے صاحبقران عالیشان نے رکھے اور حسب دستور خلعت و سپر و شمشیر واسطے نامہ دار کے رکھکر حکم فرمایا کہ ہی کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب باصواب شہر سرمستان سے لائے بس یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز اپنے دنگل سے کودپڑا اور جام پیکر خلعت زیب جسم کیا تلوار کمر سے لگائی نامہ سر سے باندھا اور دوسرا نامہ کمر مین رکھا اور عرض کی کہ یہ غلام جاتا ہی اور جواب باصواب لیکر ابھی آتا ہی یہ کہکر سلام رخصت کیا اور خیمہ سے باہر نکلا اپنے لشکر مین آیا دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر سرمستان روانہ ہوا۔ اب کچھ حال محکم سرمست حاکم شہر سرمستان کا سنیے کہ جب لاش طوفان کی ہمراہیان طوفان لیے ہوے سامنے محکم سرمست کے پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا نافل سرمست اور نوفل سرمست تو نہایت خوش ہوے اُسی وقت جا کر مکان طوفان کا محاصرہ کیا اور سب مال و اسباب اُس کا قرق کر کے لے آئے داخل خزانہ شاہی کر دیا لیکن محکم سرمست کو طوفان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور اس نے کہا کہ خیر دیکھا جاوے گا کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اسیوقت فوج سرمستان مین کمر بندی ہونے لگی دوسرے روز تمام افسران فوج حاضر ہوے اور عرض کی کہ فوج تیار ہی کیا حکم ہوتا ہی محکم سرمست نے کہا کہ شہر سے باہر بارگاہ برپا کرو اور پہلے بارگاہ مسلمانون کی چھین لو بعد اُس کے جو آسے گھیر کے مار لو مسلمانون کو جمع نہونے دو ورنہ مقابلہ دشوار ہو جائے گا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ نامہ دار آتا ہی ہنگان نے گھبرا کے محکم سرمست سے کہا کہ جلدی کسی کو واسطے استقبال کے بھیجیے ورنہ غضب ہو جائے گا صاحبقران لے ابھی آپ آگاہ نہین ہین وہ بہت بڑے شخص ہین محکم سرمست کا تو دورہی کچھ

ارادہ تھا لیکن سخنگان کے کہنے سے خیالات بدلے اور افسران فوج کو برائے استقبال نامہ دار صاحبقران روانہ
کیا لوگ گئے اور ببروت رعد آواز کو نہایت اعزاز کے ساتھ لائے سخنگان نے دنگل قریب تخت بادشاہ کے
پہلے سے بچھوا دیا تھا ببروت رعد آواز آکر دنگل پر بیٹھ گیا سب افسران لشکر اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے ببروت
نے منہ نامہ دار کا نعرہ کیا محکم سرمست نے کہا کہ نامہ لاؤ ببروت رعد آواز نے پہلے کرتے نکال کر نامہ غلطان
در درگوش کا دیا محکم سرمست نے نامہ پڑھا اور ہنسا ببروت رعد آواز سے کہا کہ میں نے پیالہ خداوند سے پایا ہے میں
شہر غلطانیہ میں اس خزانے کے لوٹنے کو نہیں گیا تھا جو دیووں مثل مشہور ہے کہ جس کی تیغ اس کی دیغ ببروت نے
کہا کہ خیر جو کچھ منظور ہو تحریر کرو محکم سرمست نے بھی جواب تحریر کر دیا سخنگان حیران تھا کہ نامہ امیر نہیں آیا ہے ببروت
رعد آواز پھر گیا اور کہا کہ اے محکم سرمست یہ تو نامہ ضمنًا تھا اصل میں نامہ صاحبقران کا میں لایا ہوں محکم نے
کہا کہ لاؤ وہ بھی دو ببروت نے کہا کہ وہ نامہ یوں نہیں ملتا ہے جبتک شرائط استقبال و نثار نہ ادا کئے جائیں محکم نے
کہا کہ یہ میں سمجھا نہیں ببروت رعد آواز نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال کرو اور تین قدم میرا اور سات
کشتیاں زر و جواہر کی نامہ پر سے نثار کرو اور تین کشتیاں مجھ پر سے تو یہ نامہ دیا جائے گا محکم سرمست نے کہا کہ
استقبال میں تو کچھ حرج نہیں ہے لیکن زر و جواہر میرے پاس فالتو نہیں ہے ببروت رعد آواز نے کہا کہ اگر زر و جواہر
نہیں نصیب نہیں ہے تو کشتیاں پھولوں کی نثار کرو محکم سرمست نے اسیوقت دس کشتیاں پھولوں سے بھروا کر
سامنے رکھوا دیں اور اٹھکر دس قدم آگے بڑھکر نامہ لیا ببروت رعد آواز نے پھول لٹا دیئے اور نامہ دیدیا محکم
سرمست نے نامہ پڑھا اور ساریق کی طرف دیکھکر کہا کہ واہ آپ کیا اچھے خداوند ہیں کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتے
پھرتے ہیں اور بندوں کا مال لوٹتے ہیں ساریق نے کہا کہ قدرت نے سیر اختیار کیا ہے اور مثل مخلوق کے اوقات بسری
پر کمر باندھی ہے کہ بندگان مصیبت زدہ بد دل نہوں اور ان کو صبر آئے کہ جب خداوند کی یہ حالت ہے تو ہم اپنا
کیا کہیں سہ ہے حال زار اپنا تسکین دہ غریباں ، جس درد سے بھرے ہیں اس درد کی دوا ہیں ۔ محکم سرمست اس کی باتوں پر ہنسا
اور پشت نامہ پر جواب تحریر کر دیا ببروت رعد آواز نے جواب نامہ کا لیا اور وہاں سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا یہاں ہرکاروں نے حال نامہ دار ہی سے صاحبقران کو پہلے ہی اطلاع دی تھی امیر بہت خوش ہوئے اور شاہان
ہفت ملک کو ببروت کے استقبال کے لئے روانہ کیا ببروت نے آکر جواب نامہ پیش کیا صاحبقران نے
فرمایا خیر کچھ پروا نہیں دیکھا جائے گا ایلچی کے واپس آتے ہی فوج سرمستان شہر سے باہر آئی اور بارگاہ برپا کی
پانچ لاکھ سوار و پیدل صحرا میں پھیل گئے آخر میں محکم سرمست مع نافل سرمست اور نوفل سرمست اور طوفان
سرمست اور طوغان سرمست اور طہماسپ سرمست اور بہراسپ سرمست اور سہراب سرمست اور محراب
سرمست اور ضیغم سرمست اور ساریق بن لقا شہر سے باہر آیا داخل بارگاہ ہوا تمام افسران لشکر مثل عماد فیل زور
اور معاد فیل زور اور طوس شتراب اور گیموس شتر لب اور کاس بن کیلوس اور غبر دلن کرگدن سوار اور
شکیل کرگدن سوار وغیرہ قریب سوا سو سرداران زبردست کے جمع ہوئے اور ضیغم سرمست بڑا بیٹا محکم سرمست کا
کہ رستم وقت اور افسر لشکر ہے باقی آٹھ فرزند محکم کے کہ یہ بھی نہایت زبردست ہیں اور ایک ایک حصہ فوج کے مالک
ہیں کوئی چالیس ہزار کا افسر کوئی تیس ہزار کا سردار ہے اور خود محکم سرمست بھی نہایت زبردست و بہادر ہے جب
یہ سب یکجا ہوئے اور سخنگان نے غور سے سب کی طرف دیکھا اور اندازہ کیا تو ضیغم سرمست کو بہت پسند کیا کہ
یہ کچھ ہے اگر لڑائی بھی پڑے تو کچھ زور یہ روک سکتا ہے باقی سردار تو شکار اہل اسلام ہیں کوئی حقیقت نہیں رکھتے
چپکے سے ساریق کے کان میں کہا کہ جبتک ضیغم سرمست ہے اسوقت تک یہ سلطنت باقی ہے جس دن یہ گرفتار ہوا
اسی روز لڑائی کا خاتمہ سمجھ لینا غرضکہ جام شراب ارغوانی گردش میں آیا اور آوازیں نائے و نوش کی بلند ہوئیں

جب دماغ ان سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوے تو حکم سرمست نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ فوج کفار مین کوس حربی بجا حکم فرمایا کچھ پروا نہین کہدو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا اور تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ اگلا ہرادل پچھلا چنڈاول صفین جاکر کھڑے ہوے اُس طرف حکم سرمست تخت پر سوار آگے آگے تخت کے ضیغم سرمست مرکب بادرفتار پر سوار اسلحہ جنگ سے آراستہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دیو بصورت انسان کھڑا ہوا ہے برابر اسکے ساریق کا تخت تھا سرداران ساریق نہنگ خون آشام پلنگ خون آشام ہژبر خون آشام ببر خون آشام وغیرہ ساریق کو گھیرے ہوے کھڑے تھے ان سب کی نظر جو لشکر اسلام پر پڑی نہوست آب ہوگئے مستی اُتر گئی کہ اتنا بڑا لشکر اور ایسے ایسے جوان ان سے کون مقابلہ کرسکتا ہے ادھر خداپرستون نے سرمستون کو تاک لیا سرداران اسلام نے سرداران کفار کو پسند کیا کہ اگر فلان نکلیگا تو اُس کے مقابلہ کو ہم جائینگے الحاصل دونون طرف سے تبردار نکلے اور جھاڑیان جھنڈیان کاٹ کے میدان کو صاف کیا تبرداران نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا میدان کو مثل آئینہ کے صاف و شفاف کردیا اب نقیبان بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوے ہر صف کے قریب آئے اور اشعار عبرت آمیز پڑھ پڑھکر جوانان لشکر کو جوش دلایا جسوقت نقیب ہٹے تو لشکر کفار سے مندویل اژدرنفس میدان مین آیا اور بسلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش گروہ خداپرستان و فرقۂ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سنتے ہی جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ محتشم بن ہاشم نے پوچھا باگ کا لیا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان کی چاہی فرمایا ہادی و حافظ حقیقی نگہبان ہو شاہزادہ محتشم سلام رخصت کرکے عازم میدان کارزار ہوے اور سامنے مندویل اژدردم کے پہونچے مندویل قد وقامت محتشم بن ہاشم کا دیکھکر بہت ہنسا اور پکارا کہ اے شخص تو کیا سمجھکر میرے مقابلہ کو آیا ہے تلوار کے لگتے ہی دب کے مرجائیگا میری ضرب کی تاب نہ لائیگا شاہزادہ محتشم نے فرمایا کہ اس ہرزہ درائی سے کیا حاصل حربہ اپنا اٹھا ابھی کھوٹے کھرے کا حال معلوم ہوجائیگا یہ سنکے مندویل اژدردم نے نیزہ اٹھایا اور سینہ شاہزادہ محتشم پر وار کیا محتشم نے وار اُس کا خالی دیکر اپنا نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی بیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شاہزادہ محتشم نے نیزہ ہاتھ سے مندویل اژدردم کے نکال لیا مندویل ارے کرکے رکھا نیزہ تو نیزہ بھر بلند ہوکے زمین پر گرا اور مندویل نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا ادھر اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند کین کفار نے گردنین جھکا لین مندویل اژدردم نے تیغہ کمر سے کھینچا اور محتشم کے وار کیا محتشم نے وار اُس کا بآسیب سپر رد کرکے اپنا وار کیا مندویل نے بھی سپر بلند کی لیکن تلوار یا تو سپر پہنچی تھی یا مانند برق جہندہ کے زمین مین ڈوب کے نکلی مندویل مع مرکب چار ٹکڑے ہوا اسحنگان نے صلواۃ پڑھی پھر ادھر دمار نیش میدان مین آیا آتے ہی محتشم بن ہاشم پر برس پڑا محتشم نے کئی وار اُس کے رد کرکے جو تلوار کی ماری اس کے بھی دو ٹکڑے ہوے شام تک سترہ سردار جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے حکم سرمست نہایت تعجب مین تھا کہ یہ خداپرست بلاے بد آفت روزگار ہین دیکھنے مین تو معمولی قد وقامت ہین لیکن رگ رگ مین زور بھرا ہوا ہے اسطرف بادشاہ اسلام محتشم پر سے زرنثار کرتے ہوے میدان سے پھرے اس طرف حکم سرمست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے

بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب وقت نقیب نقیب سے گزر گئے تو لشکر کفار سے عاد فیل زور میدان میں
آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نکلے بعد گفتگو کے بسیار نوبت نیزہ بازی کی
آئی شہنشاہ صف شکن نے نیزہ عاد فیل زور کے ہاتھ سے نکال لیا تما دیو نے تلوار ماری شہنشاہ صف شکن
نے کلائی پکڑی اور جھٹکا مارا کہ عاد فیل زور اوندھے منہ یال مرکب پر آرہا شہنشاہ صف شکن نے دوسرا
ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا فاش زمین سے اٹھا لیا اور فرمایا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں
عاد فیل زور نے کہا ہزار جانیں ہوں تو نام پر خداوند ششمش اور اس کے فرزند شعشاع بن ششمش کے نثار ہیں
بس یہ سنکے شہنشاہ صف شکن نے اس کو بالائے ہوا اچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ وہ
شعشاع پرست چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بس یہ دیکھکر معاد فیل زور کا بھائی تماد فیل زور کا دوڑ پڑا اور
آتے ہی پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ بازو میرا توڑ دیا کب چھوڑتا ہوں میں کہ تو زندہ بچکر میرے ہاتھ سے جا سکے یہ کہکر
تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے اس کا وار بھی رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے
شام تک شہنشاہ صف شکن نے اٹھارہ سردار جان سے مارے اور چار سرداروں کو زخمی کیا شام کو پھر
طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر گئے تیسری میدانداری میں ضیغم سرمست اپنے باپ سے اجازت
لے کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ تیمور شیر پرور نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی تیمور نے نیزہ ضیغم کے ہاتھ سے ہوائی کیا ضیغم سرمست نے تلوار ماری تیمور نے وار اس کا رد کر کے
کلائی پکڑلی زور ہونے لگے ضیغم سرمست بھی بڑا بہادر تھا آخر دونوں کے مرکب لشکروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے
دونوں نے زین خالی کئے اور مصروف کشتی ہوئے دم بھر میں کڑیاں زرہ کی پارہ پارہ ہوکر جسم سے گر گئیں شام تک
کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا جب شام ہوئی تو ضیغم سرمست نے کہا کہ اے جوان رات واسطے آرام و
آسائش کے ہے اور دن کاروبار دنیا کے لئے تو بھی جا کے آرام کر اور میں بھی آرام کروں صبح کو میرے تیرے پھر
مقابلہ ہوگا تیمور نے کہا کہ میں بغیر فیصلہ کئے میدان سے نہیں پلٹنا ضیغم سرمست نے کہا کہ مجھکو کیا تو نے موم کا
سمجھا ہے تین تین روز تو میں نے بھی مقابلہ کیا ہے اگر تیرا یہ عزم ہے تو میں نے بھی دل میں ٹھان لی ہے کہ جبتک فیصلہ نہ کرلوں گا
میدان سے نہ پھروں گا دونوں جانب سے روشنی آگئی ڈنگل کرسیاں بچھ گئیں تمام رات کشتی رہی لیکن مطلب نہ
حاصل ہوا صبح کو پھر اسی طرح دونوں لڑتے رہے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر تیسرے روز قریب شام تیمور
نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں اپنے عیاروں کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان
سے پھر گیا محکم سرمست اپنے فرزند کے اسیر ہو جانے سے دل تنگ ہو گیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ اب خداپرستوں
سے کسی طرح عہدہ برآ نہ ہوں گے ادھر سخنگان نے ساریق سے کہا کہ اب بھاگنے کے واسطے تیار رہو یہاں کا تو
خاتمہ ہے محکم نے رنج پسر میں پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تمام رات
تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت
نقیب نقیب سے گزر گئے تو نوفل سرمست نے باپ سے اجازت مانگی محکم سرمست نے کہا کہ جب ضیغم اسیر
ہو گیا تو تم کیا کرو گے یہ تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ان خداپرستوں پر فتحیاب ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے لہذا مجھی کو آج فیصلہ
کر لینے دو اگر میں نے ایک مسلمان کو بھی گرفتار کر لیا تو امیر سے صلح کر لوں گا ان کا قیدی ان کے حوالے کر دوں گا اور اپنا
قیدی ان سے لے لوں گا اور اگر خود بھی اسیر ہو گیا تو مجبوری ہے یہ کہکر اس نے خود و لوہا باگ کا لیا اور میدان میں آکر
پکارا کہ یا امیر میرے مقابلہ کو وہ شخص نکلے جو قائم مقام آپ کا ہو یا آپ خود نکلیں کیونکہ بعد میرے اس جنگ کا خاتمہ ہے
فرمایا جو تمہاری خوشی ہو مجھے ہر طرح منظور ہے یہ سنکے محکم سرمست نے کہا کہ جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ آپ ہی سے

مقابلہ کرون فرمایا کہ مین موجود ہون ہر چند اور سردارون نے عرض کی کہ یا امیر ہمین واسطے مقابلہ کے جانے دیجیے لیکن صاحبقران نے نہ مانا اور فرمایا کہ وہ مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہے مین تمھین کسطرح اجازت دون یہ فرما کر حضار سے اشارہ کیا حضرت صاحبقران نے کلاہ نمد اچھال کر میدان کو قرق کیا علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا صاحبقران مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہ کے آئے بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران سے گلے ملکر رخصت جنگ عنایت فرمائی امیر باتوقیر بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے محکم سرمست کے تشریف لائے اور فرمایا اے محکم فرزند تیرا جیت سے ہو اطمینان رکھ بعد تیرے مقابلے کے جو فیصلہ تجھسے ہوگا وہی اس سے بھی ہو جائیگا لاحرب اپنا اور دیر نکر محکم سرمست نے نیزہ سنبھالا اور سینہ صاحبقران باقبال پر وار کیا امیر نے وار اس کا اپنے نیزے پر لیا اور تیسری طعن مین اسطرح نیزہ ہاتھ سے محکم کے نکالدیا کہ تمام سرداران لشکر اسلام حیرت مین آگئے یہ کونسا بند تھا کسی کی سمجھ مین نہ آیا سوا شاہزادہ تیمور شیر پرور کے کہ یہ رو و فہم تو سمجھ گیا اور اس نے تعریف کی ادھر محکم سرمست حیرت مین تھا کہ یہ کسطرح نیزہ میرے ہاتھ سے نکل گیا کہ سمجھ مین بھی نہ آیا اس نے تلوار کمر سے کھینچکر سر پر صاحبقران کے وار کیا امیر نے دھار بچا کر کلائی پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ محکم اوندھے منہ بل مرکب پر آرہا مگر پھر سنبھالا اور ہاتھ کھینچا مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی دونون طرف سے افسران لشکر قریب آگئے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی قریب شام صاحبقران نے لنگر محکم سرمست کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکین عیار کے حوالے کر دیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرے ادھر ساریق واپس ہوا لیکن محکم سرمست نے صاحبقران سے عرض کرا بھیجی کہ یا امیر جس طرح ساریق نے شہر نحلطانیہ کا خزانہ لوٹ لیا اسی طرح میرے شہر مین بھی لوٹ نہ مچاوے لہذا میرے حق مین جو کچھ منظور ہوا اسی وقت ہو جائے تو بہتر ہے یا مین خود واپس ہو کر اپنے ملک کی حفاظت کرون یا حضور ملک کو اپنے قبضہ مین کر کے اس کی حفاظت فرمائین اور اسپنے دزد کو پکڑلین صاحبقران نے یہ سنکے محکم سرمست اور ضیغم سرمست کو طلب کیا جسوقت یہ دونون حاضر ہوے امیر نے ان کو ایک ایک دنگل عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اب امیر ضیغم سرمست کی طرف مخاطب ہوے اور ارشاد فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اس نے عرض کی کہ جب میرے باپ نے اطاعت اختیار کر لی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے صاحبقران نے آہنگرون کو بلا کر ہتھکڑیان بیڑیان کٹوا دین اور دونون کو خلعت عنایت فرمائے محکم سرمست نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین جا کر سامان دعوت مہیا کرون اور حضور مجھے سرفراز فرمائین اور وہین مین ساریق کو بھی گرفتار کر کے حاضر حضور کرونگا فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ محکم سرمست صاحبقران سے رخصت ہو کر مع ضیغم سرمست اپنے شہر مین آیا ساریق نے پوچھا کہ کیونکر تمھاری رہائی ہوئی محکم سرمست نے کہا کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا ساریق نے سنگخشتگان سے اشارہ کیا کہ اب یہان ٹھہرنے مین ضرر ہے سنگخشتگان نے کہا کہ جا بھی تو نہین سکتے خلاصہ یہ کہ محکم سرمست نے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور صاحبقران کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اب حضور تشریف لائین امیر باتوقیر ہمراہ اپنے تمام سرداران اسلام کو لے کر تشریف لائے محکم سرمست دروازہ شہر پناہ تک واسطے استقبال کے آیا صاحبقران داخل شہر سرمستان ہوے سلامی ہوئی راستے مین جسقدر بتکدے ملتے گئے امیر نے اپنے سامنے ان کو منہدم کرا یا بناے مساجد کرتے ہوے داخل ایوان شاہی ہوے ساریق ملعون نے نہ استقبال کیا نہ تعظیم کو اٹھا امیر باتوقیر نے ساریق کی طرف دیکھکے ارشاد فرمایا کہ اب کیا کہتا ہے محکم سرمست کو ساریق کے حال پر رحم آیا صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اس کے حال پر مترحم فرمائین اگر یہ بھی دین اسلام اختیار کرے تو کچھ ملک و مال اس کے ممالک مین سے حضور اس کو عنایت فرمائین

اور اس کے قتل سے باز آئین صاحبقران نے فرمایا کہ اے محکم سرمست بہتر یہ ہے کہ اگر یہ دین اسلام اختیار کرے تو اس کے ممالک کیسے مین اپنے تمام قصبہ جات کا اسکو بادشاہ کرون اور خود اس کی سپہ سالاری اختیار کرون مگر قلب اس کا سیاہ ہے یہ منظور نکرے گا محکم سرمست نے سارق کی طرف دیکھکے کہا کہ اے سارق اب کیا عذر ہے خوشا نصیب اس کے جس کی سلطنت شکست کے بعد اور بڑھجائے سارق نے کہا کہ مین کل صبح کو اس کا جواب سوچ سمجھ کے دونگا محکم سرمست نے امیر با توقیر کی طرف دیکھا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے الحاصل صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا گیا امیر نے مع سرداران اسلام خاصہ تناول فرمایا سارق شریک دعوت نہین ہوا بلکہ درد سر کا بہانہ کرکے چلا گیا امیر نے محکم سرمست کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے محکم سرمست مجھے نیت اس کی بد معلوم ہوتی ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ یا امیر اس شہر کے دو ہی راستے ہین ایک راستے پر آپ کا لشکر پڑا ہوا ہے اور دوسرے راستے کی طرف ایک ایسی بلا ہے کہ اس طرف سے گذرنا اس کا غیر ممکن ہے اگر یہ بھاگے گا تو راستہ کہان پائے گا چار و ناچار واپس آئے گا ورنہ خود اسیر بلا ہوگا فرمایا خیر غرضکہ یہان تو صحبت راگ رنگ کی برپا ہوئی طائفہ حاضر ہوکر باری باری مجرا کرنے لگے آواز ساز گونجنے لگی تمام افسران فوج مصروف عیش و طرب ہوے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

دل بیقرار اگر ہی تو اپنے جگر سے ہے
کیونکہ نہ خوش ہون سر کی خوشی سنگ در سے ہے
وہ میری آنکھ مین ہے وہ میری نظر مین ہے
وہ کونسی ادا ہے جو خالی اثر سے ہے
تم جسکو دیکھتے ہو اسے دیکھتے ہین سب
آنا جو دل مین ہے تو ارادہ کدھر سے ہے
ہر وقت دیکھتا ہون مین تصویر یار کی
گھر چھوڑ دونگا ڈر مجھے دیوار و در سے ہے
بد نظر ہے نہ کسی کی نظر سے لگے
اے نازنین ڈر تری نازک کمر سے ہے

اور آنکھ منتظر ہے تو اپنی نظر سے ہے
مجھ خانمان خراب کو اب کام گھر سے ہے
ہر کام مین نظر مجھے اس کی نظر سے ہے
مرتا ہون شوق قتل مین لذت تیغ ہے
تو تیر آنکھ کی تمھاری نظر سے ہے
ہر دم وہ میرے قصد و نشست مین مجھ سے ہے
دلبستگی نظارۂ قلب و جگر سے ہے
بیمار آنکھ کے بات کسی سے نہ اٹھ سکی
پوشیدہ اس لئے وہ سبھون کی نظر سے ہے
ہے جس کا اے حکیم تلاش انتظار نام

وصل جنون مین نسبت مری کسکے گھر سے ہے
جب سے وہ دل مین آئے ہین نفرت سفر سے ہے
انداز ناز عشوہ و کرشمہ حیا حجاب
اسوقت مجھکو نفع اگر ہے ضرر سے ہے
جس آنکھ کو اشارہ ہو وہ منتظر سے ہے
وہ بےخبر اگر ہے تو میری خبر سے ہے
جس دن کہ آہ و نالہ کرونگا فراق مین
اسدرجہ بدگمان وہ میری نظر سے ہے
مشتاق گھر سے نہ کسی وقت جا سکا
وہ میری آنکھ سے ہے وہ میری نظر سے ہے

یہان تو اہل محفل محو رقص سرود ہین اور وہان سارق کا حال سنئے کہ اس نے سختگان سے کہا کہ اے سختگان بتا اب کیا کرون سختگان نے کہا کہ آج سے بڑھکر موقع نہ ہاتھ آئے گا سب تو محو عیش و طرب ہین الٹا شبخون مارو اور یہان سے بھاگو سارق نے کہا بھاگون تو کدھر بھاگون سختگان نے کہا وہی شہر حسن آگین جس کا ذکر محکم سرمست نے کیا تھا سارق خوش ہوگیا اور کہا اے بندہ من واقع مین تو نے عجب راستہ بتایا اسی وقت اس نے اپنے افسران لشکر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ خفیہ طور پر لشکر کی تیاری کرو اور جب لشکر تیار ہوجائے تو ہمین اطلاع کرنا افسرون نے لشکر مین خبر کی سب کے سب اسی وقت مسلح ہوگئے سارق ملعون ایک مرکب پر سوار ہوا اور سختگان ارژنگ چہرہ ان سب کو ساتھ لئے مع چند کس خادمون کے صحرا کی طرف متوجہ ہوا اور افسران لشکر سارق نے لشکر صاحبقران اور سرمستان پر شبخون مارا لشکر سرمستان پہ اہل اسلام کا نعرہ کرکے گرے اور لشکر اسلام پر سرمستون کا نعرہ کیا اور لڑتے بھڑتے نکلے چلے گئے وہان سارق منتظر تھا پہنچکے سارق کو حلقہ مین لیا اور براہ شہر حسن آگین کی اختیار کی یہان دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی غوغا ہوا سرمست چلا رہے تھے کہ مسلمان ہم سے بدعہد اور قابو پرست

ہین اور مسلمان سرستون کو برا بھلا کہہ رہے تھے اس شور و غل کی خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی فرمایا
یہ کیا آفت ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ مجھے خبر نہین مگر غنیمت یہ تھا کہ صبح قریب تھی صبح تک تو برابر تلوار چلا کی
ہزارون مارے گئے جب روشنی ہوئی تو صاحبقران نے ایسا نعرہ کیا کہ دونون لشکر دہل گئے جدا ہو گئے
پوچھا صاحبقران نے کہ تم کیسے ایسے لڑے اہل اسلام نے کہا کہ ہم پر سرستون نے حملہ کیا اور سرستون نے
اہل اسلام پر الزام لگایا اسوقت صاحبقران حیران تھے کہ یہ اُن کا نام لیتے ہین اور وہ ان کا نام لیتے ہین
اب دونون مین سچا کسے سمجھین حضران نے عرض کی یا صاحبقران ساریق کو دریافت فرمائیے کہ کہان ہے
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساریق نہین ہے حضران نے عرض کی کہ یہ دونون بے خطا ہین قصور ساریق
کا ہے اسی ہاتھون نے دونون لشکرون پر شبخون مار آپ تو نکلگیا یہان ایک دوسرے کے شبہہ مین لڑ گئے اب
لاشون کو تلاش کیا تو اکثر لاشین ساریق پرستون کی ملین ایک شخص زندہ تھا لیکن زخمی ہونے کی وجہ سے
بھاگ نہ سکا اُس کو سامنے صاحبقران کے لائے امیر نے فرمایا کہ اگر راست راست بیان کر دے گا تو تجھے
زندہ چھوڑ دین گے قتل نہ کرین گے اُس نے صاف صاف بیان کر دیا کہ یا امیر بیشک یہ فعل ساریق کا تھا اُسنے
سنگتان کی صلاح سے شبخون مارا اور جانب شہر حسن آگین بھاگ گیا مین زخمی ہو گیا اس لئے بھاگ نہ سکا
اب چاہے قتل کیجیے چاہے بخشیے صاحبقران نے فرمایا کہ مین وعدہ کر چکا ہون کہ اگر تو سچ بیان کرے گا تو تجھے چھوڑ دون گا لہذا
اب تجھے اختیار ہے جہان چاہے چلا جا اُس نے عرض کی کہ اگر جانے کے قابل ہوتا تو رہ کیون جاتا فرمایا کہ اسے شفاخانہ مین لیجاؤ
جس وقت یہ اچھا ہو لے اسوقت اسے زاد سفر دے کے رخصت کر دینا اس عنایت پر صاحبقران کی وہ شخص شیدا ہو گیا
عرض کی کہ یا صاحبقران ہزار لعنت ہے ساریق پر اب زندگی اپنی انھین قدمون کے نیچے بسر کرون گا مجھے دین اسلام
تعلیم فرمائیے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ شخص از صدق مسلمان ہوا لوگ اُسے شفاخانہ مین لے گئے علاج اُس کا ہونے لگا۔
یہان صاحبقران باقبال نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ مین تعاقب مین ساریق کے جاؤنگا محکم سرمست
نے عرض کی کہ حضور ایسے مقام پر فروکش ہین کہ ساریق جا نہین سکتا ایک راستے پر آپ کی فوج پڑی ہے دوسرے
راستے پر شہر حسن آگین ہے وہان کے لوگ نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو اپنے ملک مین آنے دیتے ہین ساریق مجبور
ہو کر پلٹے گا اور نہ مانے گا تو مبتلائے بلا ہو گا صاحبقران نے فرمایا کہ یہان سے کے روز کا راستہ ہے محکم سرمست نے
عرض کی کہ بہت قریب ہے دو روز مین انسان پہونچ جاتا ہے آپ چھ روز انتظار فرمائیے اگر ساریق پلٹ کے نہ آئے تو
پھر حضور کو اختیار ہے امیر با توقیر نے کہنے سے محکم سرمست کے ملک سرمستان مین قیام کیا مگر ہرکارے واسطے خبر کے روانہ
کر دیے تھے یہ تو انتظار کرتے ہین لیکن حال راندہ درگاہ خدا ساریق بن لقا کا سنیے کہ جسوقت شبخون مار کے
بھاگا تو اس نے کسی مقام پہ قیام نہ کیا کہ ایسا نہو میرے تعاقب مین اہل اسلام آتے ہون دوسرے روز صبح کو ایک
صحرا مین پہونچا دور سے ایک تحریر طلائی معلوم ہوئی چونکہ یہ علامت اسے دریافت ہو چکی تھی اسی جانب روانہ ہوا
پہر دن چڑھے قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک دیوار طلائی کھنچی ہوئی ہے اور ایک دروازہ طلائی جس مین جواہر
بیش بہا نصب ہین مثل آغوش تمنا کے کھلا ہوا ہے اور بالائے دروازہ ایک برآمدہ ہے اُس پہ ایک شخص اسطرلاب
ہاتھ مین لئے بیٹھا ہے اور جانب فلک دیکھ رہا ہے جیسے ہی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز اُس کے گوش زد ہوئی ہوا کیطرف
دیکھ کر آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان آتے ہو پلٹ جاؤ ورنہ لقمہ دہان گور ہو گے ساریق نے ڈر کے گھوڑے
کو روکا کہ یہ کیا آفت اسطرلاب جادو نے آواز دی کہ تم لوگ کون ہو اور ادھر کیون آتے ہو ساریق نے
منم خداوند کا نعرہ کیا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ تو کس کا خداوند ہے سنگتان نے کہا یہ خداوند ملک
باختر ہین اور طلسم زلزلہ کی طرف جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا ان سے کہو کوئی اور راستہ اختیار کرین

اسطرلاب جادو

اس طرف سے کسی کے آنے جانے کا حکم نہین ہے یہ سرحد حکیم اشراق الحکمت کی ہے حکیم صاحب کا حکم نہین ہے
کہ کوئی اس طرف سے آئے ساریق کو غصہ آیا کہا کہ اب تو خداوند جو قصد کر چکے وہ کر چکے ہم اسی طرف سے
جائین گے یہ کہکر ایک سوار سے اشارہ کیا کہ ڈالدے گھوڑا سوار اشارہ پاتے ہی مرکب کو چمکا کر دروازے کی طرف
چلا سامنے دروازے کے ایک نشان بنا ہوا تھا جیسے ہی وہ سوار اس حد مین پہونچا اسطرلاب جادو نے
جانب فلک دیکھا اور آواز دی کہ لینا اس کو فوراً ایک طائر فیل کے برابر پیدا ہوا اور منقار مین اپنی اُس سوار کو
دبا کر بلند ہوگیا اور کچھ دیر کے بعد طائر تو نگاہون سے پوشیدہ ہوگیا لیکن چند استخوان تازہ گر پڑے جس سے یہ
معلوم ہوا کہ طائر نے اُس سوار کا گوشت کھا لیا اور ہڈیان پھینکدین سنگان تو لرز گیا اور ساریق کے بھی اوسان
جاتے رہے ادھر اسطرلاب جادو نے کہا کہ دیکھا تم نے یہ تو ایک ہی سوار تھا اگر کرورہا آدمی ایک مرتبہ آنے کا
قصد کرین تو بھی یہی انجام ہو سنگان نے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو مین کچھ بیان کرون اسطرلاب جادو نے
کہا بیان کرو سنگان نے قریب آکر نہایت لجاجت کے ساتھ کہا کہ آپ حکیم صاحب سے اجازت لیکر ہمین ادہر طرف
سے نکلجانے کی اجازت دیجیے اس لئے کہ تعاقب مین ہماری دشمن آتے ہین اگر ہم پلٹین گے تو مارے جائین گے
اور آگے بڑھتے ہین تو اجل کا سامنا ہے ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہے + دو بلے مین ہمارا آشیان ہے ہمین نہ اُن کے شہر
سے کام ہے نہ قیام کی ضرورت ہے ہم تو جانب طلسم زلزلہ جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا کہ اچھا اپنے خداوند
سے کہو کہ قیام کرے مین بادشاہ کو لکھتا ہون یہ کہکر اسطرلاب جادو نے اُسی وقت ایک عرضی اسرار سبز قبا
کو تحریر کی کہ اے جہان پناہ کوئی شخص ساریق نام مالک باختر کا فرمان روا اسلامیون کے ہاتھ سے شکست کھاکر
اس طرف آیا ہے اور نکلجانے کی اجازت چاہتا ہے اگر حکم ہو تو اُسے راستہ دیدیا جائے چونکہ وہ ایک وقت مین خداوندی
کرتا تھا اور اب اُس پہ وقت سخت پڑا ہے لائق رحم ہے جس وقت یہ عرضی حسین سبز قبا جسکا دوسرا نام اسرار
سبز قبا ہے کو پہونچی تو اُس نے اس عرضی کو خدمت مین حکیم اشراق الحکمت کے روانہ کردیا حکیم نے جس وقت
مضمون عرضی سے مطلع ہوا اس نے اُسیوقت ایک روئی کا پہل بناکے اُڑا دیا اور خاموش ہوکے بیٹھ رہا اور
بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے ابر اُس کے لینے کے واسطے بھیجا ہے لیکن آپ ایک روز سے زیادہ اُسے اپنے ملک مین
نہ ٹھہرائیے گا یہان اسطرلاب جادو جواب کا منتظر تھا کہ ایک دفعہ ایک ابر نمودار ہوا اور قریب آکر ابر مین سے
آواز پیدا ہوئی کہ مجھے حکیم صاحب نے ساریق وغیرہ کے لینے کو بھیجا ہے اسطرلاب جادو نے سنگان کی طرف
دیکھ کے کہا کہ لو مراد تمہاری بر آئی اپنے خداوند سے کہو کہ اس ابر پہ بیٹھکر نکل جائین ابر زمین پہ مثل فرش کے بچھ گیا
ساریق اپنے ہمراہیون سمیت اُس ابر پہ بیٹھا ابر کسیقدر بلند ہوا اور ہوا کو چیرتا ہوا جانب شہر حسن آگیا یہ داخلہ
ہوا تھوڑی ہی دیر مین راہ کو طے کرکے شہر مین پہونچا ساریق مع فوج ابر سے اترا چونکہ حسین سبز قبا کو
پہلے سے خبر ہوچکی تھی اس لئے لوگون کو ساریق کے لینے کے واسطے بھیجا لوگ آئے اور ساریق کو استقبال
کرکے دربار مین حسین سبز قبا کے لے گئے حسین سبز قبا کو صورت ساریق و سنگان کی دیکھکر ہنسی
آگئی لیکن ساریق و ہمراہیان ساریق اہل دربار کو دیکھکر محو ہوگئے کہ دنیا مین ایسے ایسے حسین بھی ہین حسین سبز قبا
نے حالات دریافت کئے ساریق تو اپنے غرور مین خاموش بیٹھا رہا مگر سنگان نے تمام کیفیت مفصل بیان کی
یہ خبر ملکہ [illegible] گلگون پوش دختر بادشاہ کو ہوئی کہ کچھ لوگ دوسرے ملک کے ہمارے ملک مین آئے
ہین اس کو اشتیاق پیدا ہوا اسیوقت پشت مرکب پہ بیٹھی اور نقاب چہرہ پہ ڈال کے جانب دربار شاہی روانہ
ہوئی ترک سوارنیان اور حسین مہ جبینان انتظام کرتی ہوئی ساتھ ساتھ تھین جیسے ہی داخل دربار ہوئی اور
نقاب چہرہ سے اٹھی یہ معلوم ہوا کہ گویا ابر چہرہ آفتاب سے ہٹ گیا دربار منور ہوگیا اہل دربار نے ادب سے

سلام کیا تعظیم کو اٹھے ساریق کی رال ٹپک پڑی سخنگان سے کہا کہ ہین اس کے پیٹ مین نور قدرت ضرور رکھتا ہون گنگا اور اسی کے فرزند کو اپنا قائم مقام بنا جاؤن گا بچتیارک نے چپکے سے ایک چپت رسید کی اور کہا کہ کیون شامتین آئی ہین ایسی بات زبان پر کبھی نہ لانا ورنہ اتنی جوتیان کھاؤگے کہ یاد کروگے ارے یہ نازنین لائق پرستش ہر یا لائق وصل کیا کہون موقع نہین ہر ورنہ اسوقت اس زور سے دھول مارتا کہ آئندہ کے لئے آپ کو تنبیہ ہوجاتی ساریق نے دیکھا کہ اگر کچھ کہتا ہون تو راز فاش ہوتا ہی چپکا ہو رہا لیکن یہ حرکت سخنگان کی ملکہ نے دیکھ لی بے اختیار ہنس پڑی اپنے باپ سے کہا کہ ان جانورون کو الگ الگ پنجرون مین بند کیجئے ورنہ یہ آپس مین لڑین گے حسین سبز قبا نے دختر کو پاس بٹھالیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند ایسا نہ کہو اسلئے کہ یہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہر اسوقت یہ گردش زمانہ سے تباہ ہوکر اس طرف چلا آیا ہر ورنہ اس تک تو رسائی دشوار تھی یہ وہ شخص ہر کہ تمام گلستان باختر اسے سجدہ کرتا تھا اور اپنا خداوند جانتا تھا ملکہ نے سخنگان کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ کچھ حالات اپنے بیان کرو سخنگان نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم یہ شخص خداوند باختر اور مین اس کا شیطان درگاہ ہون چونکہ یہ خدا سے حقیقی کو بھولا اور اپنے کو خداوند کہلوانا شروع کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون نے اس کے ملک پر چڑھائی کی تمام سامان خداوندی کو ایک دم مین مٹا دیا خداوند کی بیٹیون بھانجیون کو بے بھاگے اپنے تصرف مین لائے خداوند کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ ممکن ہوا یہانتک کہ اس مقام پر پہونچے اب طلسم زلزلہ مین جاکر پناہ لینے کا قصد ہر ملکہ نے مسکراکر کہا کہ تم اپنے خداوند کی بڑی قدر کرتے ہو نہایت عزت سے پیش آتے ہو سخنگان سمجھ گیا کہ ملکہ نے میرا چپت لگانا دیکھ لیا ہر عرض کی اے ملکہ عالم جیسا خداوند ویسی پرستش ملکہ نے کہا کیا اس خداوند کی یونہین پرستش ہوتی ہر سخنگان نے گردن جھکالی ملکہ نے اپنی ساتھیون سے کہا کہ تم بھی خداوند کی پرستش کرو انھون نے کہا کہ طریقہ پرستش تعلیم فرمایئے ملکہ نے ہاتھ پھونک کر اشارہ سے بتایا سیکڑون چپتین سر پہ ساریق کے پڑنے لگین ساریق رونے لگا حسین سبز قبا کو رحم آیا ملازمین ملکہ کو منع فرمایا وہ لوگ ہٹ گئے اور ساریق سے کہا کہ یہ خطا تمہارے شیطان کی ہر ملکہ تو اسیوقت ہنستی ہوئی چلی گئی لیکن ساریق پر اب کی شفقت قدر ربدل ہوا کہ اس نے حسین سبز قبا سے کہا کہ مجھکو اب طلسم زلزلہ کی جانب پہونچا دیجیے حسین سبز قبا اپنے بزرگون سے سن چکا تھا کہ ایک زمانہ مین اس وضع اور اس قطعہ کا ایک شخص اس ملک مین آئیگا وہ نہایت سبز قدم اور منحوس ہر اسکی نحوست سے ملک پر تباہی آئیگی جس وقت وہ تمام باتین حسین سبز قبا نے ساریق مین مشاہدہ کین اسی وقت ساریق کو رخصت کردیا لوگ دوسرے دروازے تک پہونچا گئے اور ساریق کو اس کے ہمراہیون سمیت شہر سے باہر نکال دیا یہ تو بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے جاتا ہر اس برگشتہ قسمت کو تو یونہین رواں دواں بنے دیجیے اور ذرا

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے سماعت فرمایئے غزل باعجاز کلام

طبیعت ہی مری مجھ پہ محبت کی بلا لائی
مری روٹھے ہوئے دل کی تمنا کو منا لائی

چو آئی بھی تو کیا آئی جو لائی بھی تو کیا لائی
ذرا سینہ تو دیکھ اپنا جوانی تیری کیا لائی
یہان تم آپ سے آئے ہو یا تمکو قضا لائی
نظر کی ... نوری ہر
... لائی
... اپنے ظالم

نوید جانفزا امید وصل دل ربا لائی
کہ یہ ڈیوڑھین رکھکر سیکڑون کے دل اڑا لائی
وہ ہمسے گفتگو کرنے لگے ہین بے حجابانہ
لڑی جس کی نظر سے بس اسی کا دل اڑا لائی
تمنا اپنی لائی ہر دونون کو مقتل مین
کسی کا دل اڑا لائی کسی کا دل چرا لائی

تہ تیغ ستم آفت تک نہ کی پہنچے وبسمل ہون
ہماری ہی جوانی ہم کو پیغام قضا لائی
بھلا کیا کام تھا جور و ستم سے مرنے والون کو
فلک تک جائے گی آہ رسا تو کیا بلا لائی
وہ کہتے ہین کہ لایا کون تمکو میری محفل مین
مرے دل مین کچھ ایسا ولولہ کالی گھٹا لائی
پھنسے ہین خواستگار ہو نہین تو اب گھبرا گئے ہین
خدا جانے یہ کس سفاک کی شوخی اڑا لائی

یہی تھی وہ ادا جو ان کے لب تک مرحبا لائی
مری چشم تصور نے کیا کیا کام کیا کہنا
نہین تو خلد تک پہنچے اور یہی حسرت لگا لائی
یہان ہوسے انتا کوئی کہ بیخود ہو کے رہ جاتا
کہون کسکے سوا اب اور کیا میری قضا لائی
تم اپنے آپ آئے تھے میرے گھر یہ غیر ممکن تھا
برا ہو اچھی صورت کا کہ مجھ پر یہ بلا لائی

شباب آتے ہی ہم تو مرمٹے ان مہ جبینون پر
عدو کی گود سے اس ماہ پیکر کو اٹھا لائی
مزا جب تھا کہ گھر کرتی کسی مہ رخ کے دل مین
نظر میری تھی جو تاب جمال دلربا لائی
کسی صورت نہ قائم رہ سکا انکار بیہوشی
مرے دل کی کشش لائی مری آہ رسا لائی
غضب کا چلبلا پن تھا کہ میری طبیعت مین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحبقران کو چند روز شہر سر مستان مین گذر گئے تو ہرکارے واپس آئے اور آکر سارا ماجرا بیان کیا کہ اس صورت سے ساریق بن لقا داخل شہر حسن آگین ہوا کہ ایک لکہ ابر آیا اسی پر ساریق اپنے ہمراہیون سمیت بیٹھ کر جانب شہر حسن آگین روانہ ہوا صاحبقران نے محکم سر مست سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نہ روکتے تو مین جاکر راستے ہی سے اس کو گرفتار کر لیتا خیر اب بھاگ کر کہان جائے گا شہر حسن آگین مین گھس کے نہ اسے گرفتار کیا تو کچھ کام نہ کیا بشرطیکہ وہ اور آگے نہ بھاگ نکلا یہ سنکے رنگ چہرہ محکم کا متغیر ہو گیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران مین نہ جانتا تھا کہ بادشاہ شہر اپنے آئین کے خلاف کرے گا اور ساریق کو اپنے ملک مین بلا لے گا مجھے تو یہ یقین تھا کہ ساریق یا تو سرحد پر مار ڈالا جائے گا یا واپس آئے گا وہان کے لوگ کسی شہر کے لوگون سے میل کرنا پسند ہی نہین کرتے خدا جانے کیا اتفاق ہوا لیکن اب میری التماس کو قبول فرمایئے کہ اس خرس بادیہ ضلالت کے تعاقب سے باز آیئے شہر حسن آگین بہت بد مقام ہے وہان کے لوگ کسی سے ملنا پسند نہین کرتے راستے مسدود کر رکھے ہین خدا جانے کیا بات ہوئی کہ ساریق کو بلا لیا اس نے ضرور بیان کیا ہوگا کہ مین پناہ لینے آیا ہون اور میرے عقب مین میرے دشمن آتے ہین اب آپ کو وہ لوگ ہرگز نہ آنے دین گے فرمایا کہ مین بزور شمشیر جاؤن گا محکم سر مست نے عرض کی کہ تلوار کا زور وہان نہین چلتا مین سرحد سرحد کے حال سے واقف ہون لیکن میرے شہر مین ایک مرد بزرگ رہتے ہین کہ وہ اپنا مذہب کسی پر ظاہر نہین کرتے وہ وہان کے حالات سے کما حقہ آگاہ ہین انھین مین بلواتا ہون حضور ان سے حالات دریافت فرمائین وہ مقام لائق جانے کے نہین ہے فرمایا مین جاؤن گا تو ضرور ہی لیکن اچھا ہے کچھ حالات پیشتر سے معلوم ہو جائین محکم سر مست نے اسیوقت ایک نامہ خضران اختر شناس کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ سے کچھ باتین دریافت کرنا ہین جسطرح ممکن ہو کچھ دیر کے لئے تشریف لے آیئے جب یہ نامہ خضران اختر شناس کو پہونچا اور خضران اختر شناس مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسی وقت نامہ دار کے ہمراہ حاضر ہوا محکم سر مست نے نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور حال صاحبقران کے تشریف لانے کا بیان کیا اور کہا کہ تم سے کچھ حالات شہر حسن آگین کے دریافت کرنے تھے اسی غرض سے بلایا تھا خضران اختر شناس نے اپنے مقام سے اٹھ کے صاحبقران کے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ یا حضرت مین مسلمان ہون ان لوگون کے خوف سے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور اپنے مذہب کو چھپاتا تھا مجھے علم اختر شناسی کے ذریعہ سے آگاہی تھی کہ حضور کسی وقت تشریف لائین گے اور یہان کے بعد شہر حسن آگین کو جائین گے اور مجھسے حالات دریافت فرمائین گے یا صاحبقران شہر حسن آگین دنیا پر نمونہ جنت ہے وہان کے باشندے رشک حسینان دہر ہین اور اس ملک کی آب و ہوا پسند کر کے حکیم اسرار الحکمت نے دنیا سے حسین سمیٹ کر کے ان حسینون سے آباد کیا ہے پانچسو برس سے یہ ملک آباد ہے اور اب شباب پر ہے پانچسو برس پیشتر یہ صحرا افتادہ تھا حکیم اسرار الحکمت نے انتقال کیا اب قائم مقام ان کا حکیم اشراق الحکمت ہے جو شاگرد و جانشین اسرار الحکمت کا ہے اصلی فرمانروا

وہان کا حاکم ہوا اور ظاہری بادشاہ حسین بن قباد چند زمانے سے اشراق الحکمت کے خیالات مین تغیر پیدا ہوا اور اُس نے
توحید سے انکار کیا دنیا کو قدیم تصور کیا اور دہریت اختیار کی چونکہ اُس کے نزدیک کوئی مختار سزا و جزا تو ہی نہین جسکا
اُسے خوف ہوتا وہ اپنے کو پیمبر بیان کرتا ہی اور فرضی خدا ٹھہرا لیا ہی تمام ملک اُسی کو مانتا ہی چونکہ حکیم زبردست ہی تمام
ملک کو نظام اپنے قبضہ مین کئے ہوئے ہی دوسرے ملک اور دوسرے مذہب کے لوگون کا وہان تک گذر ہی نہین
کہ لوگ واقفیت حاصل کرین سب کے سب حکیم پر اعتقاد لائے ہوئے ہین فرمایا کہ آخر اُس ملک مین نہ پہونچنے کا کیا سبب
ہی عرض کی کہ گرد شہر کے اُس نے شہر پناہ قائم کی ہی دو دروازے اُس کے ہین ایک تو معدوم ہی جب اہل شہر کسیکو
شہر بدر کرنا چاہتے ہین تو اُسی دروازے سے نکال دیتے ہین اور وہ دروازہ بیرون شہر سے نہین معلوم ہوتا ہی اور
دوسرا دروازہ باہر سے نظر آتا ہی اندر سے نہین معلوم ہوتا ہی اس دروازے کا محافظ اسطرلاب جادو ہی اور
طائر جادو اُس کا محکوم ہی جب کوئی اندر جانے کا قصد کرتا ہی تو اسطرلاب جادو منع کرتا ہی اگر کہنا اُس کا کسی نے
مان لیا فہو المراد اور اگر نہ مانا تو طائر آتا ہی اور اُٹھا لیجاتا ہی گوشت کھا لیتا ہی ہڈیان پھینک دیتا ہی بعد اس شہر پناہ
کے ایک درخت عظیم ہی اُس کا یہ خواص ہی کہ جب کوئی اُس کے قریب پہونچتا ہی تو تمام پھل اُس درخت کے زمین پر
گر پڑتے ہین اور چٹک چٹک کے اُن مین سے انسان پیدا ہوتے ہین اگر کروڑہا آدمی کا لشکر ہو تو اُتنے ہی آدمی پیدا
ہو جاتے ہین اور آمادہ نبرد ہوتے ہین تیر و شمشیر کوئی حربہ اُن پر کارگر نہین ہوتا دم بھر مین وہ تمام لشکر حریف کو
تہ تیغ کرتے ہین اور دھوان بن کر خود بھی فنا ہو جاتے ہین اور درخت مین اور پھل پیدا ہو جاتے ہین بعد اس درخت
کے ایک دیوانخانہ ملتا ہی وہ حکیم اسرار الحکمت کا ساختہ ہی اُس مین ہزار تصویرین مجمی شیرون کی بنا ہوئی
ہین جو کوئی اُس دیوانخانے تک پہونچتا ہی تو وہ سب شیر شیر اصلی بن کر حملہ کرتے ہین اور فوجون کو پھاڑ کر کھا لیتے ہین
اور پھر تصویر مجمی بنکر اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو رہتے ہین ان مرحلون پر نہ ساحر کا سحر کام دیتا ہی نہ پہلوان کی کاوزوری
سے مطلب حاصل ہوتا ہی نہ حربے کام کرتے ہین میری راے مین اُس طرف کا قصد کرنا اچھا نہین ہی آئندہ
آپ کو اختیار ہی صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اے خسروان اختر شناس برب کعبہ مین ضرور جاؤنگا
اگر خدا نے مجھکو صاحبقران بنایا ہی تو وہ مدد کریگا اور اگر میری زندگانی اور حکمرانی کا خاتمہ شہر حسن آگین پر موقوف ہی
تو جو مرضی خدا کی مجھے عذر بھی نہین ع سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے + یہ فرماکر حکم دیا کہ ابھی پیشخیمہ ہمارا جانب
شہر حسن آگین روانہ ہو اُسی وقت جبرئیل بن عادی اُتالہ بارگاہ سلیمانی کا بار کرکے جانب شہر حسن آگین روانہ
ہوئے بعد اس کے صاحبقران عالیشان مع جملہ سرداران نامی و گرامی جانب شہر حسن آگین تشریف لے گئے حکیم سست
نے پہلے تو بہت منع کیا لیکن امیر نے نہ مانا تو یہ خود بھی صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل دوسرے
روز سرحد پر پہونچ گئے جبرئیل عادی نے خیمہ برپا کیا صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے رات آرام سے بسر کی
جب صبح ہوئی تو دربار فرمایا سب لوگ جمع ہوئے صاحبقران تمام سردارون کو ہمراہ لیکر اُسی دروازہ طلائی کی
سامنے تشریف لائے دیکھا کہ برآمدہ پر ایک شخص ساحر وضع اسطرلاب ہاتھ مین لئے ہوئے بیٹھا ہی جیسے ہی اُس نے
صاحبقران کو آتے دیکھا آواز دی کہ یہ دروازہ گذرگاہ عام نہین ہی جسکو اپنی جان شیرین تلف و برباد کرنی ہو وہ
اس طرف کا قصد کرے ورنہ پلٹ جائے اُس وقت سست دیوانہ رفیق شاہزادہ رفیع البخت غصہ مین آیا پکارا کہ
او ملعون تو ہم لوگون کو معمولی آدمیون کی طرح سمجھا ہی جو ایسی سخت کلامی کرتا ہی نہین جانتا کہ یہ سب شاہزادے اور
شہریار زادے ہین اور سب کے سرتاج صاحبقران عالیشان بھی اس گروہ مین تشریف فرما ہین خبردار اس طرح
کی بدزبانی نکرنا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ مجھے کسی شاہ و شہریار سے کیا کام میرا شاہ وہ ہی جس کا مین ملازم
ہون تابع فرمان ہون باقی امیر و فقیر میرے آگے سب برابر ہین یہ سنکے دیوانے کو اور غصہ آیا اور کہا مردود تیری

شامتین آئی ہین اور تلوار کھینچ کر چلا ہر چند سرداران صاحبقران ہان ہان کیا کیے مگر اُس نے ایک نہ مانی اُسطرف
اسطرلاب جادو نے جو دیکھا کہ یہ چلا ہی آتا ہے بس اس نے جانب فلک دیکھا ساتھ ہی وہان طائر سیاہ رنگ پیدا
ہوا اور سرمست دیوانہ کو منقار مین دبا کر بلند ہوگیا اور بعد تھوڑی دیر کے طائر تو نظرون سے غائب ہوگیا مگر چند
استخوان گر پڑے صاحبقران نے سرمست دیوانہ کے واسطے بہت افسوس کیا اُس وقت خواجہ خضران بن عمرو
ثانی نے عرض کی کہ یا امیر اگر اجازت ہو تو مین اسطرلاب جادو سے کچھ کلام کرون فرمایا تمھین اختیار ہے اس وقت
خواجہ نے چند قدم آگے بڑھ کر اسطرلاب جادو سے کہا کہ مین تم سے کچھ باتین کرنا چاہتا ہون اسطرلاب جادو نے کہا
اس کا مضائقہ نہین آؤ چلے آؤ خواجہ نے کہا کہ اگر تم پھر طائر کو اشارہ کردو تو مین کیا کرونگا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ یہ سرکشون کے واسطے ہے جو خلاف حکم پیش قدمی کرتے ہین تم تو میری اجازت سے آنا چاہتے ہو خواجہ
آگے بڑھے لیکن ڈر کے مارے جانب آسمان دیکھتے جاتے تھے کہ اگر طائر آتا ہو تو گلیم اوڑھ لون لیکن طائر نظر نہ آیا
اُس وقت خواجہ زینے پر ہوکے برآمدے پر پہونچے اور اسطرلاب جادو سے کہا کہ تم جس کے ملازم ہو اُس کو
لکھ بھیجو کہ صاحبقران زمان تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ ہمارا گنہگار سارق بن لقا بھاگ کے تمھارے
ملک مین آیا ہے یا تو اُس کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہے ہم واپس
چلے جاوینگے یا اگر وہ تمھارے ملک سے ہوکر کسی دوسرے مقام پر چلا گیا ہو تو ہمین بھی راستہ دیدو کہ ہم بھی چلے جائین
اسطرلاب جادو نے کہا اس کا مضائقہ نہین ہے تم جاکے صاحبقران سے کہو کہ آپ انتظار کیجیے مین لکھتا ہون جیسا کچھ حکم
ہوگا اُس سے مین اطلاع دونگا اور بغیر اجازت حکیم اشراق الحکمت کیا ممکن ہے کہ کوئی اس طرف سے جاسکے تمنے
دیکھا کہ اُس دیوانے کا کیا انجام ہوا یہی نتیجہ ہر شخص کے لیے رکھا ہوا ہے اگر فوجین ایک وقت مین آنے کا قصد کرین
تو جتنے آدمی ہونگے اُتنے ہی طائر پیدا ہونگے اور سب کو اسیطرح اُٹھا کر کھا لینگے خواجہ خضران
وہان سے پلٹ کے خدمت صاحبقران ذیشان مین حاضر ہوے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کردی صاحبقران
واپس آئے یہ تو انتظار مین بیٹھے ہین لیکن حال اسطرلاب جادو کا سنیے کہ اس نے پھر ایک نامہ حکیم
اشراق الحکمت کو براہ راست تحریر کیا اور مضمون یہ تھا کہ تعاقب مین سارق کے صاحبقران عالم تشریف لائے
ہین اور اپنے گنہگار کو مانگتے ہین مین نے یہ عذر کیا کہ سارق جانب طلسم زلزلہ گیا وہ فرماتے ہین ہمین بھی راستہ دیدو
تو ہم بھی چلے جائین ہمین تمھارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہے جس وقت یہ نامہ حکیم اشراق الحکمت کو پہونچا
اور حکیم نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ صاحبقران سے کہو کہ سارق تو یہان موجود
نہین ہے اور اگر ہوتا بھی تو ہم نہ دیتے اُس لیے کہ اُس نے آکر پناہ لی تھی اور اب تو وہ یہان موجود ہی نہین ہے اور ہم
آپ کو راستہ نہین دے سکتے اس لیے کہ فوج آپ کے ساتھ بہت ہے اگر آپ چند آدمیون سے جانا چاہین تو
جس طرح ہم نے سارق کو بھیجدیا ہے اُسی طرح آپ کو بھی بھیجدین یعنی وہی ایک لکہ ابر آئیگا اس دروازہ شہر
سے لیجائیگا دوسرے دروازے پر اُتار دیگا اور جتنے آدمی اُس پر بیٹھ سکینگے وہی جاسکتے ہین جب یہ
جواب اسطرلاب جادو کو پہونچا تو اُس نے ایک طائر سحر کے گلے مین وہ نامہ باندھ دیا اور بارگاہ امیر کی
جانب روانہ کیا یہان صاحبقران عالیشان بارگاہ سلیمانی مین فروکش تھے طائر کی کیا مجال تھی کہ اندر بارگاہ
آسکتا جیسے ہی طائر داخل بارگاہ ہونے لگا تاثیر سحر برطرف ہوگئی اور طائر ماش کا آٹا ہوکے گر پڑا پیر اُلٹے
پاؤن بھاگے ایک چوبدار وہان کھڑا ہوا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا ہوا گرا ہوا اور گلے
مین اُس کے کوئی کاغذ بندھا ہوا ہے اس نے اُس آٹے کو کاغذ سمیت اُٹھا لیا اور خدمت صاحبقران عالیشان
مین حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا کہ اسطرح ایک طائر آیا جیسے ہی داخل بارگاہ ہونے لگا اس کے یہ ہیئت ہوگئی

صاحبقران عالیشان نے اُس رقعہ کو کھول کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے اُس وقت معلوم ہوا کہ یہ عیار فرستادہ اسطرلاب جادو تھا صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ جاکے اسطرلاب جادو سے کہہ و کہ مین نے جو ارادہ کر لیا وہ کر لیا مین اسی طرف سے جاؤنگا اور مجھے اسطرح بھی جانا منظور نہین ہے کہ ابر پر بیٹھ کے جاؤن اگر حکیم مجھے سیدھی طرح راستہ نہ دیگا تو تلوار کے زور سے جاؤنگا تین روز مین اور منتظر ہون بعد تین روز کے تمام لشکر میرا اسی طرف سے گذرے گا اگر ایک شخص بھی نہ باقی رہے گا جب بھی مین اپنے ارادہ سے باز نہ آؤنگا خضران نے جاکے یہ پیام صاحبقران کا اسطرلاب جادو سے بیان کیا اسطرلاب جادو نے کہا کہ اب میرا کچھ کہنا سود مند نہ ہوگا حکیم صاحب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا جواب دیتے ہین تو پھر التفات نہین کرتے مگر بخاطر امیر اور بخیال اس کے کہ لاکھون جانین تلف و برباد ہونگی پھر لکھتا ہون یہ کہکر پھر ایک نامہ حکیم اشراق الحکمت کو لکھا کہ اگر آپ راستہ نہ دینگے تو صاحبقران اپنی دھن کے ہین وہ واپس نہ جائینگے اور لاکھون جانین مفت برباد ہونگی اس سے کیا حاصل اگر مناسب ہو تو راستہ دیدیجیے وہ لوگ آن بان کے ہین جو کہتے ہین اُس کے خلاف ہرگز نہ کرینگے یہ سُنکے حکیم اشراق الحکمت نے جواب تحریر کیا کہ اے اسطرلاب جادو ان لوگون کو اپنی فوج و سپاہ پر بڑا گھمنڈ ہے ان کو راستہ دیدینا تو کوئی بات نہ تھی مگر ان کو خیال ہوگا کہ حکیم دب گیا اور مجھے ان کا غرور مٹانا منظور ہے مین ہرگز راستہ نہ دونگا بلکہ اُن سے کہدو کہ تین روز کے اندر اس صحرا کو بھی خالی کر دین ورنہ اچھا نہ ہوگا جب یہ جواب اسطرلاب جادو کے پاس پہونچا تو اس نے خواجہ کو وہ پرچہ دیا اور کہا کہ دیکھیے یہ خیالات حکیم اشراق الحکمت کے ہین اب مین مجبور ہون خواجہ وہ جواب لئے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوئے اور عرض کی یا صاحبقران حکیم نہایت بدخلق معلوم ہوتا ہے اُس نے یہ جواب لکھا ہے یہ کہکے پرچہ دیا صاحبقران نے پرچہ کو پڑھکر فرمایا خیر کچھ پروا نہین مجھے یہ دیکھنا ہے کہ تین روز بعد یہ حکیم کیا کرتا ہے جب تین روز گذر گئے تو حکیم اشراق نے اسطرلاب جادو پاس کہلوا بھیجا کہ وہ لوگ گئے یا ابھی ہین اسطرلاب جادو نے کہا کہ سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے ہین اور منتظر اس کے ہین کہ ہم صحرا نہ خالی کرینگے تو آپ کیا کیجیے گا یہ سُنکے حکیم اشراق الحکمت لکہ ابر پر بیٹھا اور جانب لشکر صاحبقران عالیشان روانہ ہوا یہان صاحبقران دروازہ بارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے تھے منتظر تھے کہ دیکھیے آج کیا ظہور مین آتا ہے کہ یکایک جانب شہر حسن آگین سے لکہ ابر سیاہ نمودار ہوا اور آتے آتے وہ ابر زمین پر گر کے بصورت خیمہ سیاہ قائم ہو گیا اور حکیم اشراق الحکمت چار رفیقون سمیت اس خیمہ مین داخل ہوا اُس وقت صاحبقران نے خضران سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور حکیم اشراق الحکمت سے کہو کہ اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہین آئیے ہمارے آپکے کچھ دیر صحبت رہے خضران نے اپنے کو منظور و زر بفتی اور پاتابہ سقرلاطی گوہن عیاری قبیلہ ہائے نقلی سے آراستہ کیا اور جانب خیمہ حکیم اشراق الحکمت روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق الحکمت نے خضران کو آتے دیکھا مسکرایا خواجہ نے سلام کیا اور کہا کہ صاحبقران ارشاد فرماتے ہین کہ اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہین تشریف لاتے ہمارے آپکے مواجہ مین باتین ہو جاتین حکیم اشراق الحکمت نے خواجہ کو بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی اور نہایت بداخلاقی کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے کوئی ضرورت صاحبقران سے ملنے کی نہین ہے اگر اُن کو غرض ہو تو وہ خود تشریف لائین اُن کو اپنے جاہ و حشم پر گھمنڈ ہے آن واحد مین معلوم بھی نہوگا کہ لشکر کہان گیا اور شان و شوکت کیا ہوئی خضران کو یہ باتین نہایت ناگوار گذرین اور کہا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مجھے تجھ سے بڑھکے بدخلق اور ناقدرشناس مین نے نہین دیکھا یہ وہ صاحبقران ہین جن کی قدمبوسی کی حسرت ایک عالم کو ہے وہ تجھے یاد کرتے ہین اور تو نہین جاتا انھون نے اور اُن کے غلامون نے بڑے بڑے سرکشون کو نیچا دکھا دیا ہے تیری کیا

حقیقت ہے اور وہ تیرے پاس کیا تشریف لائینگے حکیم کا چہرہ ان کلمات کو سنکر سُرخ ہوگیا کہا او ناعیار اگر اسوقت
تو ایلچی کی حیثیت سے نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا جا چلا جا اور کہدے اُس عرب سے کہ تو طبل جنگ بجوا تو سب
حال معلوم ہو جائے تیغزان نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ صاحبقران مجھسے ناراض ہون ورنہ ساری سرکشی تیری
ابھی مٹا دیتا اور تجھے باندھ کے خدمت صاحبقران مین لیے چلتا یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے اور خدمت امیر
مین آکر ساری روداد بیان کی صاحبقران نے اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی تمام لشکر
آگاہ ہوا مگر اہل لشکر حیران تھے کہ ہم کس کے مقابلے مین تیاری جنگ کرین کوئی مد مقابل نظر ہی نہین آتا خیمہ مین
چار کس جمع ہین اگر امیر ایک سپاہی کو حکم دین تو وہ چارون کے سر کاٹ لاے اتنے کے لیے طبل جنگ بجنا اور
تیاری لشکر سے کیا حاصل صاحبقران بھی حیران تھے کہ اس نے کس کے بل پر طبل جنگ بجوایا ہے الغرض تمام
رات بسر ہوئی صبح کو صاحبقران عالیشان مع لشکر فراوان میدان مین آکر صف آرا ہوے دیکھا کہ حکیم
اشراق ایک تخت پر سوار میدان مین موجود ہے صرف چار خادم تخت کی چار جانب کھڑے ہین اس وقت امیر
نے حکیم اشراق کو دیکھا کہ ایک مرد میانہ قد کشادہ ابرو گندہ لب بال کچھ سپید کچھ سیاہ رنگ سانولا پیشانی پر
سیاہی کفر صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مذہب تمہارا کیا ہے حکیم نے کہا کہ میرا مذہب خود پرستی
ہے اگر مین عقل سے کام نہ لیتا تو اس مرتبہ پر فائز نہوتا کہ جسے چاہون بادشاہ بنا دون جسے چاہون فقیر کر دون جسے چاہون
مار ڈالون جسے چاہون زندہ کر دون یہ سنکے صاحبقران نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ تو شیطان مجسم ہے کفر کا پتلہ ہے او
نادان عقل تجھے کس نے دی جس عقل کی بدولت تو نے علوم حاصل کیے حکیم اشراق نے کہا کہ یہ سیدھی امر تھا فطرت
نے مجھ مین ایسے سامان جمع کر دیے فرمایا پھر تو فخر کس بات کا کرتا ہے یہ فعل فطرت کا ہوا نہ کہ تیرا ممکن تھا کہ فطرت تجھے
ناقص العقل اندھا لنگڑا لولا پیدا کر دیتی اور تو جسے فطرت کہتا ہے وہ تابع امر الٰہی ہے کوئی چیز بغیر خالق مخلوق نہین ہو سکتی
جن علوم کے ذریعے سے تو بڑے بڑے کام کرتا ہے اگر ان علوم سے کام نہ لیا جاتا بیکار رہتے اسیطرح فطرت بھی بیکار تھی اگر
فطرت سے کام لینے والا نہوتا یا علوم کیونکر پیدا ہوتے اگر حکماے متقدمین اپنی عمر عزیز ان کے اخذ و اختراع مین صرف
نہ کرتے تو وساوس شیطانی مین مبتلا ہے خلاق عالم و عالمیان کو بھولا ہوا ہے یہ تیرا غرور تجھے بہت جلد مٹا دیگا یہ سنکے
حکیم ہنسا اور کہا کہ مین تن تنہا تمہارے سامنے موجود ہون اور تم اتنا بڑا لشکر لیے ہوے کھڑے ہو حکم دو کسی کو
کہ آئے میرے مقابلے کو ابھی تمکو معلوم ہو جاے یہ سنکے صاحبقران نے یمین لشکر کی طرف دیکھا بس اسی وقت
تمغاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
جانب میدان روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھا بس جانب صحرا دیکھکر دستک دی
اسیوقت گرد اڑی اور ایک نقابدار [illegible] پوش پیدا ہوا آتے ہی پکارا کہ او سرکش کدھر آتا ہے نقابدار نے سامنے
آتے ہی نقاب چہرہ سے الٹ دی اور پکارا کہ ارے تو اُس شخص کو قتل کیا چاہتا ہے جس کے ایسی ایسی کنیزین موجود ہین
پہلے مجھے قتل کر پھر اسے قتل کرنا ہم کس لیے ہوکے رہین گے بس نظر جو تمغاج زرہ پوش کی چہرہ پر پڑی ہے ایک پری تھی
حسن تھی کہ خرمن دل کو جلا گئی ہوش اڑا لے گئی تمام میدان نور حسن سے معمور ہو گیا تمغاج زرہ پوش نے کہا
کہ بیشک مجھسے قصور ہوا جو حکم اس کی تلافی کے لیے ہو اسے بجا لاؤن نازنین پکاری کہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈال
یہ سنتے ہی تمغاج زرہ پوش نے تلوار کمر سے کھینچکر گردن پر رکھکے جو کھینچی سر دھڑ سے اُڑ کے سامنے نقابدار کے
جا پڑا بس اس کا گرنا تھا کہ لشکر تمغاج کے لوگ یکے بعد دیگرے جانے لگے اور گلے کاٹ کاٹ کے جان دینا شروع
کی اب تو صاحبقران عالیشان نہایت پریشان ہوے کہ یہ تو سلسلہ بندھ گیا دیکھیے کیا ہوتا ہے آج تو تمام لشکر کا خاتمہ
نہ ہو جائے گا اُدھر جو سامنے نازنین کے پہونچا تلوار کمر سے کھینچی اپنی گردن اپنی تیغ دس ہزار جوان تمغاج کے تحت

مین تھے سب نے دم زدن مین اپنے کو آپ ہلاک کر ڈالا جب یہ سب مر مٹے اُسوقت پرابند ہوا اشراق نے نقابدارو
آواز دی کہ بس آج اسی قدر ان لوگون کے غیرت دلانے کو کافی ہے بعد اس کے اگر پھر بھی یہ انجام کو نہ سوچے تو دیکھا
جائے گا نقابدارون نے تو بند نقاب درست کیے اور جانب صحرا روانہ ہوا اور خضران نے کہا کہ رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت اور حکیم اشراق نے صاحبقران کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یا امیر اب ان کشتون کو دفن کر کے
رو چکیے اور تین روز تک اور انجام پر غور کر لیجیے اگر تیسرے روز شام تک بھی لشکر آپ کا یہان سے نہ گیا تو یاد رہے
کہ جس طرح دم بھر مین دس ہزار آدمی کا خاتمہ ہو گیا اسی طرح ایک دن مین تمام لشکر ختم ہو جائے گا آگے اختیار ہے صاحبقران
نے بسبب صدمے کے کوئی جواب نہ دیا حکیم تو اپنا تخت اڑائے ہوئے جانب شہر حسن آگین روانہ ہو گیا اور یہان
صاحبقران اُن کشتگان حسرت کے لاشون پر تشریف لائے گریہ فرمایا اور لاشون کو اٹھوا کر دفن کرایا جب
تیسرا دن ہوا تو حکیم اشراق نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ آ صاحبقران ہین یا گئے وہ شخص آیا اور واپس جاکے
عرض کی کہ ایک شخص بھی تو لشکر صاحبقران سے کم نہین ہے ارادہ کسی کا معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے جائے گا بس یہ
سنکے حکیم اشراق کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ ان کو قضا ہی ان کی کھینچ کے یہان لائی ہے قریب اس کے بیٹھے
ساحر بیٹھے تھے کہ وہ رفیق خاص اور مصاحب ہین حکیم اشراق کے بس تاریک تیرہ رو ایک ساحر کی
طرف دیکھکے کہا کہ جا اور لشکر امیر کو دھوئین مین گھونٹ کے مار ڈال آج ہی تمام لشکر کا خاتمہ کر کے چلا آ تاریک تیرہ رو
نے کہا بہت خوب اور اسی وقت اُس نے پرواز پیدا کئے اور جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا اور بلند
مقام پر اُترکر اُس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اُس پر ٹیکے سیندور کے لگائے اور کچھ اسم سحر دم کر کے ناریل
زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی تمام صحرا گونج اٹھا اکثر گھوڑے اگاڑیان پچھاڑیان توڑا توڑ کے بھاگے اہل لشکر
پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ ناریل مین سے دھوان پیدا ہو کے بلند ہوا اور لشکر صاحبقران پر آکے
مثل سرپوش کے ہو گیا اور لوگون کا دم گھٹنے لگا لوگون نے فریاد کی کہ یا صاحبقران خدا کے لیے خبر لیجیے ہم گھٹ کے مرے
جاتے ہین صاحبقران نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پر دھوان چھایا ہوا ہے نفس تنگی کر رہا ہے صاحبقران نے جلدی سے
اسم اعظم پانی پر دم کر کے جو چھینٹا مارا تو اُس دھوئین مین در پیدا ہو گیا صاحبقران اسی در مین سے چلے
خضران بھی امیر کے ساتھ ساتھ چلا اور کہا یا امیر اسم اعظم پڑھتے چلیے یہ سحر سخت معلوم ہوتا ہے صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے چلے جاتے ہین دھوان سامنے سے ہٹتا جاتا ہے یہانتک کہ جب لشکر کی حد کو طے کر کے صاحبقران آگے آئے تو
دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے بس امیر نے نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار ہوشیار کہ مین آ پہونچا تاریک تیرہ رو
نے جو دیکھا کہ صاحبقران میری طرف چلے آتے ہین بس اُس نے ایک ترنج سحر صاحبقران پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھ کے اُس ترنج پر دم کیا ترنج پلٹا اور شانے پر تاریک تیرہ رو کے پڑا کہ سحر اُس کا ٹل گیا یہی ایسا
ساحر زبردست تھا کہ اس نے اُس آگ کو فرو کیا صاحبقران عالیشان تیغ بکف اُس کی طرف چلے تاریک تیرہ رو
نے جھولی سحر کی اٹھا کر صاحبقران پر کھینچ ماری صاحبقران نے کچھ اسم اعظم پڑھکر وار اُس کا خالی دیا تاریک کا
ایک بار تو چل چکا تھا اُلٹے سے یہ مغرور ہوا پیدل سامنے سے صاحبقران کے بھاگا اور صاحبقران عالیشان بھی
تعاقب مین تاریک کے چلے تاریک بھاگتے بھاگتے قریب ایک گڑھے کے پہونچا صاحبقران بھی نزدیک آ چکے تھے بس اُس نے
گھبرا کے اپنے کو اُس گڑھے مین گرا دیا ساتھ ہی صاحبقران بھی کود پڑے دیکھا کہ ایک راستہ مثل نقب کے لگا ہوا ہے
تاریک بھاگا جاتا ہے صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہان جاتا ہے مین آ پہونچا تاریک بھاگتے بھاگتے ایک میدان
مین پہونچا صاحبقران بھی میدان مین پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک بہت بڑا مندر بنا ہوا ہے اور چند جوگی وہان
بیٹھے ہوئے یا سامری یا جمشید کے نعرے کر رہے ہین تاریک تیرہ رو بھاگ کے اُس مندر مین گھسا اور

پکارا کہ دُہائی ہے خداوند سامری کے نام کی مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ یہ سنکے وہ تمام جوگی اُٹھکے دوڑے
لیکن صاحبقران تعاقب تاریک پیرو کا ترک نہین کرکے چلے ہی جاتے تھے یہانتک کہ تاریک تصویر سامری
کے پیچھے چھپا صاحبقران نے دوڑکے تلوار ماری کہ بت تاریک کے دو ٹکڑے ہوے بس مرنا تھا تاریک پیرو
کا کہ ایک قیامت برپا ہوئی آوازین گیر و دار کی آنے لگین آتش باری برف باری دیر تک رہی جب لاش
تاریک کی پھڑک کے سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من تاریک جادو بود حیف مردیم وجان دادیم
و مطلب خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی تو جوگیون نے صاحبقران عالیشان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور شور
کرنے لگے کہ ارے مارو اس ظالم کو غضب کیا اس نے کہ تصویر سامری کو مٹایا اندر مندر کے آکر بندہ سامری کو
مارا ہر طرف سے یہ جوگی تیغ تیغ مارتے تھے صاحبقران رد کرتے جاتے تھے اور جوگیون کو قتل کرتے تھے یہانتک
یہ غوغا بلند ہوا کہ حاکم مندر سامری ہاروت جادو کو خبر ہوئی کہ اسطرح ایک شخص بھاگ کے مندر مین چھپا اثنا
مین اس کے ایک شخص آیا اُسکو مندر مین قتل کیا خداوندی تصویر کو بھی مٹا دیا وہ بڑا سرکش اور فتنہ انگیز معلوم ہوتا
ہے نہ اس پر سحر اثر کرتا ہے نہ اُس کا وار کسی سے رد ہو سکتا ہے تمام مندر قتل ہوے جاتے ہین یہ سنکے ہاروت جادو نے
ایک گیند طلائی دیا اور کہا کہ جاکر اس کے سینے پر مارو یہ گیند پڑتے ہی وہ از خود فراموش ہو جائے گا مین جس چیز
سے وہ سحر کو رد کرتا ہے اُسے بھول جائے گا بس گرفتار کر لانا یہ سنکے ایک ساحر اس گیند کو لیکر طرف مندر کے روانہ
ہوا جس وقت قریب پہونچا دیکھا کہ جوگی سحر کر رہے ہین مگر جو سحر کرتا ہے سحر اس کا مٹ جاتا ہے اور ایک شخص نو وارد
شمشیر بکف تلوار سے خون ٹپکتا ہوا جوگیون کو قتل کرتا چلا آتا ہے بس یہ ساحر سامنے سے آیا جیسے ہی نظر صاحبقران
کی دوسری جانب پڑی اس نے گیند کھینچ مارا گیند جو سینے پر پڑتا ہے تو صاحبقران کی آنکھون مین اندھیرا سا
چھا گیا اور ہاتھ سے تلوار گر گئی اسم اعظم فراموش ہو گیا اتنی مہلت پاتے ہی لوگ چارون طرف سے ٹوٹ پڑے
اور صاحبقران کو پکڑ لیا جلدی سے آہنگرون کو بلا کے ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق
ڈال کے سامنے ہاروت جادو کے لاے ہاروت جادو نے کہا کہ کیون اے شخص تو نے ہماری پرستش گاہ کو
خراب کیا تصویر خداوندی سے بے ادبی کی اس کی سزا تجھے کیا دیجاے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا
مجرم بھاگ کے آیا تھا وہ اس تصویر کے پیچھے چھپا ہمکو تمہاری پرستش گاہ اور اس تصویر سے کچھ غرض نہ تھی تمنے ہمارے
مجرم کو کیون نہ نکال دیا ہاروت جادو نے کہا کہ جو دامن پناہ کا لیتا ہے اُسے کون نکال دیتا ہے قتل کرو اس سرکش کو
کہ اپنی خطا پر پشیمان نہین ہوتا ہے لوگون نے قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ وزیر ہاروت جادو کا آگیا نام اس کا سہیل
زرین قلم ہے اس نے عرض کی کہ اے بادشاہ اس کا قتل ابھی مناسب نہین ہے ایسا نہو کوئی زبردست دعویدار
خون کا پیدا ہو لہذا اسے قید رکھئے ہاروت جادو نے کہا کہ اس کا قتل کر ڈالنا ہی مناسب ہے ایسا نہو پھر کوئی
فتنہ برپا ہو سہیل زرین قلم نے عرض کی کہ اب یہ مجبور ہے قیدی آہن بھی ہے اور اسیر سحر بھی یہ کہان جا سکتا ہے
ہاروت جادو نے سہیل زرین قلم کے کہنے سے صاحبقران عالیشان کو ایک زندان کی طرف بھجوا دیا بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسین ع برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن
چہرہ پر اُداسی چھائی ہوئی بال پریشان چہرہ گرد و غبار مین اٹا ہوا چلی آتی ہے جوگیون نے جو اسے آتے دیکھا پوچھا
کہ تجھے کس کی تلاش ہے عورت نے کہا کہ میرا شوہر اسطرف آیا تھا مین ہر چند اُسے منع کرتی رہی مگر اس نے میرا کہنا
نہ مانا اگر تمکو معلوم ہو تو مجھے پتہ اس کا بتا دو جوگیون نے کہا کہ وہ بادشاہ کی قید مین ہے اور آج کے تیسرے روز
قتل ہو جائے گا عورت نے کہا کہ مجھے بادشاہ کے در دولت پر لے چلو مین فریاد کرونگی شاید بادشاہ کو میرے
حال پر رحم آجائے جوگیون نے دور سے ایوان شاہی دکھا دیا عورت مکان شاہی کی طرف متوجہ ہوئی جب

درِ دولت پر پہونچی لوگون نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ وہ جو شخص آپ کی قید مین ہر اُس کی عورت اپنے شوہر کی
تلاش مین آئی ہر بادشاہ نے کہا بلاؤ عورت سامنے ہاروت جادو کے پہونچی ہاروت جادو کی نظر جو صورت زیبا
پر پڑی منہ مین پانی بھر آیا سہیل یمن قلم سے کہا کہ کیا اچھا ہو اگر یہ عورت ہمین ملجائے سہیل یمن قلم نے عرض کی
کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ عشق مین اپنے شوہر کے دیوانی ہو رہی ہر ابھی اس کا منظور کرنا غیر ممکن ہر ہان جب وقت وہ قتل
ہو جائیگا اور یہ اُس کی جانب سے مایوس ہوگی اُس وقت شاید منظور کرے وہ بھی بہت دن بعد بالفعل مناسب
ہر کہ اس کی خاطر کیجئے کہ یہ رنجیدہ نہو بادشاہ نے کہا کہ اے نازنین شوہر تیرا قید ہر اگر تو اُسے دیکھنا چاہتی ہر تو جاکے
دیکھ آ مگر چونکہ وہ مجرم ہر اور تو بیگناہ ہر اُس کا تیرا ساتھ نہین ہو سکتا جبتک اُسکی حیات کا وقت باقی ہر تو جاکے
دیکھ آیا کر تیسرے روز وہ قتل ہو جائیگا اور تو اگر رہنا چاہے تو تیرے لئے سب سامان عیش و راحت مہیا ہو سکتے
ہین یہ سنکے عورت نے کہا کہ خاک ہو اُن سامانون پر جو عزت کھو کے حاصل ہون تیرا جی چاہے تو اُسی زندان کے برابر
میرے قیام کو بھی کوئی مکان دیدے مگر مین تنہا رہونگی کوئی مرد یا عورت میرے پاس موجود نہو کہ دل میرا
غم سے بھرا ہوا ہر بادشاہ کو خاطر اس کی منظور تھی ایک ملازم سے حکم دیا کہ اس عورت کو لیجا کر اس کے شوہر کا کھانا
اور وہین کوئی مکان اس کے رہنے کے لئے خالی کردو یہ سنکے ایک ساحر ساتھ ہوا اور اُس زن حسینہ کو لئے ہوے
دروازہ زندان پر آیا دیکھا کہ صاحبقران عالیشان سر بزانو بیٹھے ہوے ہین عورت نے پکار کے کہا کہ کیون صاحب
ہم نہ تمھین منع کرتے تھے کہ بھاگنے کا پیچھا کرنا اچھا نہین ہوتا تم نے ہمارا کہنا نہ مانا آخرکار اس عذاب مین مبتلا ہوے
تمہاری جان جائیگی اور ہماری آبرو کا بچنا دشوار ہوگا صاحبقران پہلے تو یہ سمجھے کہ یہ عورت مجھپر عاشق ہوئی ہر
فرمایا کہ مجھے تو کسی نے بھی منع نہین کیا تھا عورت نے کہا خود انجام کو سوچے ہوتے اب یہ بتاؤ کہ تم تو قتل ہو جاؤگے
وہ جو تین برس کا لڑکا ہر اُس کی پرورش کیونکر ہوگی اور میرا رنڈاپا کسطرح تیر ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی
مجھے پر تہمت رکھتا ہر اور پیٹ بیچے جھوٹ بولتا ہر تو منہ پر جیتے جی جھوٹ کہتی ہر ہوا اسوقت کے مین تیری صورت سے
بھی آگاہ نہین اور زندانیون نے کہا کہ کیا یہ آپ کی گھر والی نہین ہر فرمایا استغفر اللہ مین اس سے واقف بھی
نہین میری عورتون کو کون دیکھ سکتا ہر وہ یہان کہان انھون نے ہنس کے کہا کہ آپ بسبب غیرت کے انکار کرتے
ہین اور اس کا دل تھوڑا کرتے ہین وہ تو آپ کی محبت مین یہانتک آئی ہر اور آپ سراسر انکار کرتے ہین بھلا اس سن و
سال کی عورت کسی مرد پہ تہمت رکھنے کی ہمت وہی عورت رکھتی ہر جو خود اس قابل نہو کہ اُس کی جانب کوئی رغبت کرے
اور وہ خود کسی پر راغب ہو یہ نازنین لائق پیار کرنے کے ہر اس پہ ہزارون جان دینے کو موجود ہو جائینگے بھلا اسے
کیا غرض پڑی ہر جو آپ پر تہمت رکھنے کی ضرور یہ آپ کی بی بی ہر صاحبقران غیرت کے مارے کٹے جاتے ہین
عورت رو رہی ہر اور کہہ رہی ہر کہ اگر تم قتل کئے گئے تو ہم بھی تم پہ ستی ہونگے صاحبقران متحیر ہین کہ یہ کون ہر
خلاصہ یہ کہ عورت نے قریب زندان کے ایک مکان پسند کیا اور اُسے خالی کرا کے اندر مکان کے چلی گئی ادھر تو بادشاہ
عاشق ہو گیا ہر ادھر داروغہ زندان کو یہ فکر ہر کہ کسی طرح صاحبقران قتل ہو جائین تو اس عورت کو مین اپنے
سے راضی کرون بار بار یہ دروازہ پر آتا ہر اور پوچھتا ہر کہ اے نازک اندام تجھے کسی طرح کی تکلیف تو نہین ہر نازنین
نے کہا کہ اور تو سب راحت ہر لیکن تکلیف یہی ہر کہ تو بار بار آتا ہر مجھے تنہائی پسند ہر مین کسی کی آواز سننا اور اپنی آواز
سنانا بھی نہین چاہتی لوگ کہتے ہین کہ یہ عورت بڑی پاکدامن ہر کہ اس طرح اپنے شوہر پہ دم دیتی ہر اور کس استقلال
کے ساتھ بسر کر رہی ہر وہان بادشاہ کی یہ حالت ہر کہ اُس کو چین نہین پڑتا سہیل یمن قلم سے کہا کہ اگر یہ عورت
مجھسے راضی نہوئی تو زندگی میری بے لطف ہو جائیگی سہیل یمن قلم نے کہا کہ راضی ہونا اس کا ممکن ہر لیکن
دفعتاً اس کام کا ہونا ناممکن ہر ذرا اُس کی دلجوئی کرتے رہیے تو جس وقت اُس کے شوہر کا غم اُس کے دل سے برطرف ہوگا

تو شاید آپ کی طرف متوجہ ہو بادشاہ خود اُسی مکان پر آیا جہان وہ عورت تھی عورت نے دروازے کی کنڈی چڑھا لی اور کہا کہ مین
اپنے شوہر کے دشمن جان کی شکل نہ دیکھون گی اُسوقت سہیل نے ریحان قلم سے بادشاہ نے کہا کہ اگر بخاطر اُس کے مین اُسکے
شوہر کو چھوڑے دیتا ہون تو یہ اُس کا ساتھ دے گی میرا ساتھ نہ دے گی اور اگر قتل کرتا ہون تو اور مجھسے برخلاف ہو گی
سہیل نے ریحان قلم نے کہا کہ سوا قتل کے کوئی چارہ نہین ہے لیکن قتل سے بہتر یہ ہے کہ ایک مکان ہیزم کا تیار کرا کے اور یہ
ظاہر کیجیے کہ ایک شب وہ روز قیدی کو مکان ہیزم مین رہنا ہوگا اور بعد اُس کے رہا کر دیا جائیگا لیکن پھر اُسمین آگ
لگوا دیجیے کہ وہ جل کے خاک ہو جائے اُسوقت آپ الزام سے بری رہین گے عورت آپ سے راضی رہے گی کیونکہ
اُس کے دل مین نہ پیدا ہوگا یہ رائے ہاروت جادو نے پسند کی اور صحرا مین مکان ہیزم کی تیاری کا حکم دیا چونکہ
داروغہ زندان کو بادشاہ سے رقابت پیدا ہو گئی تھی اُسنے آکر تمام ماجرا عورت سے بیان کر دیا کہ بادشاہ نے یہ تدبیر کی ہے
کہ اس شخص کو بہانہ قید مکان ہیزم مین رکھکر جلا دیا جائیگے اور دن کو بہر دن رہے آگ دی جاوے گی اور فلان جگہ
مین مکان ہیزم تیار ہو رہا ہے عورت نے کہا کہ اگر ایسی حرکت بادشاہ نے کی تو مین قسم کھاتی ہون خدا وند سامری کی
کہ مین بادشاہ کا ساتھ نہ دون گی اور تیرا ساتھ دون گی یہ سنکر داروغہ زندان خوش ہوا ایک ایک دم کی خبر پہونچاتا
تھا اور عورت دونون وقت کھانا لیکر زندان خانہ مین آتی تھی اور صاحبقران کو کھلاتی تھی ایک دن صاحبقران نے
پوچھا کہ تم کون ہو جو اس وقت آخر مین میرے ساتھ یہ احسان کر رہی ہو اگر مجھے خدا نے رہائی دی تو جو اس کا
عوض تمھارے ساتھ ایسا کرون گا کہ یاد کرو گی عورت نے کہا کہ وقت کو سب بھول جاتے ہین فرمایا مین احسان فراموش
نہین ہون عورت نے کہا کہ کیا سلوک کرو گے تحریر کر دو صاحبقران نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپیہ کا زیور بنوا دون گا عورت
نے پرچہ کاغذ کا لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا جب رات ہوئی تو دروازہ مکان کا بند کر کے اندر سے مکان کے نقب لگانا
شروع کی اور سرا نقب کا اُسی مکان ہیزم مین لے جا کر تمام کیا اور وہان سے پلٹ آئی اور یہ سرا بھی نقب کا اُس نے
ڈھکا مٹی ڈال دی اور بند کر دیا صبح کو لوگ آئے اور صاحبقران کو زندان سے نکال کر اُس مکان ہیزم مین لے گئے
ادھر عورت بیتابانہ مکان سے نکلی اور جانب مکان ہیزم چلی اُسوقت عالم یہ تھا کہ صاحبقران کو مکان ہیزم
مین لے جا کے دروازہ بند کر دیا تھا قریب تھا کہ آگ دیجائے کہ دیکھا وہی عورت بیتابانہ چلی آتی ہے
اور دونون ہاتھون مین ناریل ہین آنکھون مین کاجل دیا ہوا سولہ سنگار کیے ہوئے چلی آتی ہے بادشاہ اس کی ادا پر
لوٹ گیا پکارا او آفت جان کہان جاتی ہے عورت نے کہا جہان میرا شوہر گیا زندگی بھر ساتھ رہا تو مرتے پر کیسے ساتھ
چھوڑون گی یہ کہتی ہوئی چلی بادشاہ نے اشارہ دیا کہ آگ لگا دو شاید یہ شعلون سے ڈر کے رہ جائے دروازہ تو
بند ہی ہو چکا ہے اب یہ اندر مکان کے کسطرح سے جاسکے گی جو جلے گی لوگون نے آگ لگا دی تین طرف سے آگ
دیدی گئی ایک سمت باقی تھا قریب تھا کہ اُس طرف سے بھی آگ لگا دی جائے کہ یہ عورت کمند اُس نے پھینکی اور بادشاہ
کی طرف دیکھکر پکاری کہ دیکھو باعصمت اور وفادار عورتین ایسی ہوتی ہین اور اسطرح اپنے شوہر کے ساتھ جلا کرتی ہین یہ
کہتے ہی اندر مکان کے کود پڑی بادشاہ ہاتھ مل کے رہ گیا اب شعلے بلند ہونے لگے اُدھر صاحبقران نے فلک کی طرف
دیکھا کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کے عرض کرنے لگے کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے گنہ گار ہون کی سزا زندگی ہی مین دی اب
تو مجھے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا اور دھوان اندر گھٹ رہا تھا لیکن آگ اندر تک نہ پہنچنے پائی تھی کہ ایک مرتبہ
وہی عورت کود دی اور کہا کہ لو صاحب تمھارے ساتھ ہم بھی جلنے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اے تو کیون اپنی
میرے ساتھ جان دیتی ہے آخر تو کون ہے اُس وقت خضران نے کہا کہ بدیع الملک تم کو میری حفاظت مین دے گئے تھے
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم جل جاؤ اور مین زندہ رہون تو بدیع الملک کو کیا منہ دکھاؤن گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے
خضران کنارے کر دی مر جاؤ مگر مین یہ خوشی کہتا ہون کہ تو تعلیم اوپر سے لے اور نکل جا خضران نے کہا کہ تم بھی اور موجود ہو گے

اور دھلون صاحبقران نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ مجھے آخری وقت چادر اڑھاتا ہے یہ کبھی نہ ہوگا اسوقت خضران نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا بیشک تم استقلال صاحبقرانی رکھتے ہو مگر تم مین قوت نہین ہے فرمایا اے عزیز اسوقت قوت کیا کام آسکتی ہے خضران نے کہا کہ زمین پر لات مارو اگر صاحبقران گیتی ستان ہو تو زمین راہ دے گی امیر نے یہ سنکے زمین پر ایک لات ماری طبقہ پھٹا اور نقب نمودار ہوئی خضران نے کہا کہ بس اب موقع دیر کا نہین ہے نکل چلو امیر نقب مین کود پڑے اور خضران بھی کود پڑے تو چلتے ہوئے یہان بادشاہ نے کہا کہ اسے جلد اس آگ کو فرد کرو ہر چند لوگون نے کوشش کی مگر ممکن نہوا کہ شعلہ بلند ہوچکے تھے سب لکڑیان جل کے خاک ہوگئین ہوا اسقدر گرم ہوگئی کہ صحرا مین ٹھہرا نہ جاتا تھا بادشاہ کو اُس عورت کے جلنے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اس نے سیہ پوشی اختیار کی اور ایک مکان تنہا مین رہنا پسند کیا صرف چند دربان دروازہ پر بغرض حفاظت بیٹھے تھے اور بادشاہ تن تنہا مکان مین اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا کہ یا خداوند سامری یا تو مجھے بھی بلا لیجیے یا اُس ستی کو مجھے عنایت کیجیے اُدھر دارا و غضنفر زندان کی یہ حالت تھی کہ نوبت بجان تھا بادشاہ کو ہزارون گالیان دیتا تھا لیکن حال صاحبقران عالیشان اور خواجہ خضران کا سنیے کہ یہ جو نقب کے راستے سے چلے تو پہلے اُسی مکان مین پہونچے جہان سے خضران نے نقب لگائی تھی یہان کچھ لوگون کے بولنے کی آواز گوش زد ہوئی خضران نے امیر سے عرض کی کہ اب اس مقام پر نکلنا مناسب نہین ہے ورنہ گرفتار ہو جائینگے اوزار تو اس کے پاس موجود ہی تھے مٹی کھودنا شروع کی اور دوسری طرف روانہ ہوا جہان طبقہ توڑنے کا قصد کیا لوگون کی آواز سنائی دی خضران نے پھر ارادہ بدل دیا یہ تو اسطرح زمین زمین صاحبقران کو لیتے ہوئے چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان عقیل روشن ضمیر خوش تدبیر کے بیان کیے جاتے ہین

چہرہ چینہ کشان میخانہ وحدت و سرمستان بادہ کثرت قلم رنگین رقم کو اس طرح محفل مین گردش دیتے ہین کہ عقیل روشن ضمیر ایک درویش باصفت ہین اور اپنے مقام پر رہتے ہین ان کا حجرہ صحرا مین بنا ہوا ہے کچھ بالکے حاضر رہتے ہین یہ بیٹھے ہوئے کتاب دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے بالکون نے پوچھا کہ کیا اس کتاب مین کچھ ہنسی دل لگی کی باتین لکھی ہوئی ہین جو آپ پڑھ پڑھ کے ہنس رہے ہین عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ ابھی ظاہر ہو جائیگا کہ ایکبار گی سامنے سے طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک نازنین گردمین اٹی ہوئی اور ایک جوان رعنا نمودار ہوا عقیل روشن ضمیر اپنے مقام سے اٹھا اور سلام علیکم کی آواز دی صاحبقران نے علیک السلام کا جواب دیا درویش نے کہا کہ یہ آپ اپنی گھر والی کو ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہین یہ تو اہل اسلام مین جائز نہین مگر نہین میرا خیال غلط ہی معلوم ہوتا ہے آپ بھگا کے لائے ہین صورت تو اچھی ہے لیکن اس کا کیا اعتبار جس طرح آپ کے ساتھ بھاگ آئی ہے اسیطرح ممکن ہے کہ آپ کو چھوڑ کے کسی دوسرے کی ہو رہے خضران بسبب غیرت کے گڑے جاتے ہین اور خضران سے فرماتے ہین کہ تم نے مجھکو ذلیل کر رکھا ہے میان اب تو صورت تم اپنی بدلو خضران نے کہا کیا معلوم یہ دوست ہین یا دشمن ابھی ظاہر کرنا اچھا نہین لتے مین درویش ہنستے ہوئے قریب آئے اور فرمایا کہ خواجہ تمہارا مثل کاہے کو ہے اب ہیئت اصلی پر آؤ صورت اپنی دکھاؤ صاحبقران کو ذلیل نہ کراؤ ہم تو برسون سے تمہارے انتظار مین بیٹھے ہوے تھے یہ کہکر صاحبقران باقبال سے مصافحہ کیا اور امیر کو لیتے ہوئے اپنے حجرے مین آئے عزت سے بٹھایا اور کہا کہ مین مرد خدا پرست ہون آپ ہی کے انتظار مین اس مقام پہ قیام اختیار کیا تھا اور اسوقت بھی انتظار مین بیٹھا ہوا کتاب دیکھ رہا تھا الحمد للہ کہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی جس قدر بالکے فقیر کے جمع تھے اُنھون نے بھی ملازمت صاحبقران عالیشان کی اختیار کی اب خضران نے آئینہ نکال کر سامنے رکھا اور اپنی موجودہ حالت کی تصویر کھینچ لی کہ شاید پھر کبھی بھیس اختیار کرنا پڑے اور اب اپنی ہیئت اصلی پر آئے درویش نے نہایت تعریف کی صاحبقران نے قیام فرمایا لیکن خضران نے عرض کی کہ یا امیر اسم اعظم فراموش ہے اور تاوقتیکہ ہارُوت جادو مارا نہ جائیگا اسوقت تک آپ کو اسم اعظم یاد نہین آسکتا لہذا اجازت ہو تو مین جاکر ہاروت جادو کو

پکڑ لاؤن فرمایا جاؤ مگر خوب ہوشیاری کے ساتھ ایسا نہو کہ تم خود بھی گرفتار ہو جاؤ تو پھر تمھارا رہا کرنیوالا بھی
کوئی نہین ہے مین ہون بھی تو بیکار اس لیئے کہ اسم اعظم یاد نہین سوا اس کے کہ اگر تم گرفتار ہوے تو مین بھی اگر
اپنی جان دیدون تب بھی تمھین رہا نہین کر سکتا خضران نے کہا حضور اطمینان رکھین عقیل روشن ضمیر نے کہا خواجہ ہاروت
جادو معمولی ساحر نہین ہے اُس کا فریب مین آنا بہت دشوار ہے خضران نے کہا کہ اگر اسی کو فریب نہ دیا تو عیاری
کرنا بیکار ہے ایسے مرد خدا رسیدہ اگر مین نے ہاروت جادو کو باندھ کے حاضر نہ کیا تو آج سے نام عیاری کا نہ لونگا
عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ خواجہ تم ایسے ہی ہو جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہے خضران تو جانب صحرا روانہ ہوا اور
یہان درویش نے صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا لیکن اول حال ہاروت جادو کا بیان کیا
جاتا ہے کہ پیشتر بستر پر پڑا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے ؎ دل کو ہے یاس تیرے آنے سے ، ہم جاتے ہین اب زمانے سے ؎
زندگی اس نے تلخ کر دی ہے ، زہر بہتر ہے کچھ کھانے سے ؛ کہ ایک مرتبہ دروازے کی جانب سے ایک بلا سیاہ
آتی ہوئی نظر آئی ہاروت جادو نے غور سے دیکھا تو ایک شخص مہیب صورت سر ایک سینگ مثل کرگدن کے
اور آنکھین مانند مشعل کے روشن اور دانت بڑے بڑے پھیلا ہوا ایسا منھ دہن سے شعلے نکلتے ہوے بارہ دری کی
طرف چلا آتا ہے یہ تو ہاروت جادو ڈر کے مارے اُٹھ بیٹھا اور پکارا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ مین فرشتہ عذاب
فرستادہ خداوند سامری ہے کہتا ہوا قریب ہاروت جادو کے آیا ہاروت جادو نے کہا کہ تم کسواسطے آئے ہو
کہا کہ مجھکو خداوند سامری نے تمھاری قبض روح کے واسطے بھیجا ہے حکم ہوا ہے کہ اس کو زندہ جہنم مین ڈالدو ہاروت جادو
نے کہا کہ میرا کیا قصور ہے اور تقصیر کا نپنے لگا فرشتہ عذاب نے کہا کہ خداوند اس بات پر تم سے ناراض ہین کہ تم نے
پرائی عورت کو بنگاہ بد دیکھا اور اُس کو جلوا ڈالنے دیا تم کیسے بادشاہ تھے کہ باوجود عاشق ہونے کے اُس کی جان
نہ بچائی ایسی صورتین ہمنے اسلیئے نہین پیدا کی ہین کہ وہ ایک کے پیچھے اسطرح خاک مین ملا دین بلکہ اس نعمت سے
ہر شخص کو لذت اُٹھانا چاہیئے ہاروت جادو نے کہا کہ اے فرشتہ عذاب میری جانب سے عرض کرنا کہ مجھے خود اُس کے
جلنے مرنے کا اسقدر ملال ہے کہ زندگی تلخ و دشوار ہے اگر مرنے کے بعد وصال اُس نازنین کا میسر ہو تو مین مرنے کو
حیات ابدی سمجھتا ہون فرشتہ عذاب نے کہا کہ عورت جس مرد کے ساتھ مرتی ہے اسی کی ہو رہتی ہے دوسرے کو نہین ملسکتی
ہان اس مین ایک صورت ہوسکتی ہے کہ جس قدر فرشتے ہین سب کو رشوت دیجائے اور وہ خداوند سے یہ بیان کرین
کہ اس عورت نے پوری شہر بستی کی ادا نہین کی ہین اس کی سزا یہ ہو کہ پھر یہ دوبارہ دنیا پر واپس کی جائے اور جس
شخص سے کراہیت کرتی ہے اُس کو دیدیجائے یہ سنکے ہاروت جادو قدمون پر گر پڑا کہ اگر ایسا ہو تو جسقدر روپیہ کہیے
مین آپ کی خدمت مین حاضر کر دون فرشتہ عذاب نے کہا کہ جسقدر تمھارے امکان مین ہو منگواؤ ہاروت جادو نے
کہا کہ آپ یہین ٹھہرئیے مین ابھی زر و جواہر لاتا ہون یہ کہکر اپنے مکان سے نکلا اور جسقدر زر و جواہر اُس کے امکان
مین تھا لا کے سامنے فرشتہ عذاب کے رکھدیا فرشتہ عذاب نے سامنے سے ہاروت جادو کے سب مال اُٹھا لیا اُٹھا
یہ کہکر کے زیر بغل رکھنا شروع کیا کہ لو تم بھی لو اور فلان کو بھی دینا اور سب مل کے اُس ستی کے واپس ہونیکی
کوشش کرو ہاروت جادو دیکھ رہا ہے کہ مال و اسباب زیر بغل گیا اور غائب ہوا بعد اس کے فرشتہ عذاب نے پرچہ کاغذ دیا
اور کہا کہ اس پر ایک اسم لکھا ہوا ہے اس کو سر شام ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور فلان تکیہ پر جاکے پڑھنا ایک قبر سے
وہ ستی نکلوا آواز دے گی تم قبر کھود کے اُس کو نکال لانا اور اب مین جاتا ہون یہ کہکر وہین سے کھڑے کھڑے فرشتہ
عذاب غائب ہو گیا ہاروت جادو نے تڑپ تڑپ کے وہ رات بسر کی اور دن بھی بمشکل گذارا کہ کسی طرح شام ہو
تو جا کے اسم پڑھون اور اپنی معشوقہ کو لا کے اُس سے ہمکنار ہون وہان خواجہ نے جاکے نقب لگائی اور ایک قبر
مین پوشیدہ ہو کے بیٹھ رہے صورت اپنی پھر اُسی تصویر کے موافق بنائی جس صورت پر ستی ہونے گئے تھے یہان

ہاروت جادو تن تنہا شام کو تکیہ پر پہونچا اور اسم کو پڑھنا شروع کیا اسم یہ تھا کہ میں ہاروت شیطان کا بھائی
ستی بدعم سے واپس آئی دوہائی خواجہ کے نام کی ہاروت جادو حیران تھا کہ یہ کس طرح کا اسم ہے کہ علوی سفلی الفاظ
ملے ہوئے ہیں مگر اس خوف سے کہ اعتقاد میں فرق ہوگا تو تاثیر میں بھی فرق ہوگا اسم خوانی میں بتوجہ کامل مصروف
ہوا چلا چلا کے پڑھ رہا تھا جیسے ہی اسم تمام ہوا ایک قبر سے آواز پیدا ہوئی کہ جیسی گئی ویسی آئی بس یہ سنتے ہی ہاروت
جادو جلدی سے قریب اس قبر کے آیا پھاوڑا لیتا گیا تھا قبر کو کھودا دیکھا کہ وہی عورت بیٹھی ہوئی ہے ہاروت جادو
نے جلدی سے ستی کو باہر نکالا اور کہا کہ تم ہم سے بھاگی کیوں پھر تمکو بلوا لیا ستی نے کہا کہ میں تمہیں ایسا عالی مرتبت
نہ جانتی تھی کہ تم ایسے ہو جسکی خاطر خداوند کو بھی اسقدر مطلوب ہو ورنہ انکار نہ کرتی مجھے خداوند کا یہ حکم ہوا کہ جا اور
ہمارے بندۂ خاص کو خوش کر ہاروت جادو خوشی خوشی لئے ہوئے ایوان شاہی میں آیا سب حال رہین قلم سے بیان کیا
اور ستی کو دکھایا تمام ارا کین دولت نے مبارکباد دی شہر بھر کے جوگی اور پانڈے آکے جمع ہوئے بڑی دھوم سے
بادشاہ کا عقد ستی کے ساتھ پڑھا گیا بہت کچھ خیرات ہوئی جب رات ہوئی تو بادشاہ خلوت کدے میں گیا نازنین نے
کہا کہ کچھ سامان شراب و کباب بھی مہیا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ سب کچھ ہے ستی نے کہا کہ پہلے پہل کا واسطہ ہے تمھیں
قسم ہے کی لینا پہلے دو چار جام چلیں پھر دیکھا جائے گا ہاروت جادو نے اپنے ہاتھ سے کشتی شراب کی لا کر
سامنے ستی کے رکھدی ستی نے ایک جام بھر کے ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے جام پیا تین چار
جام نازنین نے تابڑ توڑ پلائے اسکے بعد گانا شروع کیا ہاروت جادو نشۂ شراب میں اٹھکر ناچنے لگا لیکن ہوا
لگتے ہی بیہوشی نے غلبہ کیا مارا ہاروت کا سر تیغ نے اگلیں اور پہ دھم سے گرا خواجہ نے نعرہ کیا اور عیار عیاری کرتے
کھول کر بیتارہ باندہ کے دوش پہ لگایا اور کمند مار کے دیوار پھاندی اور راہ صحرا اختیار کی یہان ارا کین دولت
رخصت ہوچکے تھے خادم و خدمتگار بھی غافل تھے کہ آج بادشاہ تخلیہ میں ہیں سر نہیں نکال رہا ہے خواجہ بیتارہ لئے ہوئے
روانہ ہوگئے وہان صاحبقران ذیشان سے درویش عقیل روشن ضمیر نامہ بہ سے فراغت کرکے باتیں کر رہے تھے
صاحبقران فرما رہے تھے کہ خضران کل سے گیا ہوا ہے اور اسوقت تک واپس نہیں آیا مجھے تردد ہے کہ نہیں
معلوم اسپر کیا گذرا ابھی جواب تک واپس نہیں آیا عقیل روشن ضمیر کہہ رہے تھے کہ آپ تردد نہ فرمائیں خواجہ بلا مرام
واپس آئیں گے اتنے میں خواجہ بیتارہ بدوش نمودار ہوئے اور ہاروت جادو کو سامنے صاحبقران کے ڈالدیا
امیر نے فرمایا باندھ دو ستون سے اور ہوشیار کرو خضران نے ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا ہاروت
جادو نے آنکھ کھول کے دیکھا اور پھر آنکھ بند کرلی خواجہ نے کہا کہ او ملعون یہ خواب نہیں ہے بیداری ہے ہوشیار
ہو اور دیکھ قدرت معبود بے نیاز کو کہ کل صاحبقران تیری قید میں تھے اور آج تو ان کی قید میں ہے ہاروت
جادو نے آنکھ کھولی حیران تھا کہ نازنین مجھسے اسطرح کی باتیں کر رہی ہے خواجہ نے قلم دوات سامنے رکھکر
ایک ہاتھ کھولدیا زبان پہ قفل دیا تھا کہ وہ سحر نہ کرسکے ہاروت جادو نے کہا کہ پہلے تم اس راز سے باخبر کردو
کہ میں کیونکر گرفتار ہوا خواجہ خضران نے کہا کہ سن میں ستی نہیں ہوں بلکہ عیار ہوں صاحبقران کا صورت بنکے آیا
اور یہان ہوتے نقب لگاکے نکالا بیجانے گیا اور نقب کے راستے سے اپنے آقا کو ہوا کرکے لیگیا بعد اسکے
فرشتہ عذاب ہو کے تمھیں دھوکا دیا پھر عورت بنکے قبر سے باہر آیا اور تمھیں شراب بیہوشی آمیز پلاکے پکڑ لایا اب
کلمہ اطاعت اسلام کے بارے میں کیا کہتا ہے درویش نے کہا کہ خواجہ قفل اس کی زبان سے کھینچ لو یہ بیان کچھ کر نہیں
سکتا ہے جو کچھ اس کے دل میں ہو زبان سے بیان کرے خواجہ نے قفل زبان سے کھینچ لیا ہاروت جادو نے
کہا کہ ہوئے بدل اطاعت اسلام اختیار کی خواجہ نے بشرے پہ نظر کی فریب سے پاک دیکھا جلدی سے رہا کردیا
ہاروت جادو نے خواجہ کے ہاتھ اور صاحبقران کے قدم چومے اور کہا کہ اگر آپ مجھپر راز ظاہر نہ کرتے تو میں

آپ کے عشق میں ستری ہو جاتا آپ بلا کی چیز ہیں کیا مجال ہے کسی ساحر کی کہ آپ سے پیش پا سکے اور جو کچھ قصور مجھ سے ہوا ہے اس کو عفو فرمائیے اور عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ یا امیر اب آپ بار روت جادو سے ہمراہ تشریف لیجائیے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی بروقت حاضر ہوں گا مجھے معلوم ہے کہ آپ کو ہزاعت در ملہ دے پیش ہے حکیم اشراق الحکمت بلا سے لیے درماں ہمراہ اور اب اس نے خود پرستی اختیار کی ہے کافر ہو گیا ہے صاحبقران عالیشان ہمراہ بار روت جادو کے منار ساحری میں آئے بار روت جادو نے اپنا مطیع اسلام ہونا ظاہر کیا تمام ساحر مطیع اسلام ہوئے صاحبقران معہ بار روت جادو کوچ کر کے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے کب ان کا بیان آتا ہے اب حال لشکر اسلام سنئے

چند کلمے داستان لقاش صورت کش کے بیان کیے جاتے ہیں کہ جب وہ ارادہ اسلام کو اسیر کرنے کے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا پہنچنا لقاش صورت کش کا شہر انجم حصار میں مہمان ہونا کوکب انجم حصاری کا انعام پہنچانا خورشید زن کا قیدیوں کو بعد اس کے رہا کرنا بیان بہار سے پیکر کا قتل ہونا سب کا قلعہ سنگین حصار میں

مخمس بر آغاز داستان

دعا ہے ہم رہے ہر جگہ خدا اُن کی ہے
بلا کشوں کو سنے درد دلکھ بلا اُن کی ہے
نیاز مندے کی بھی التجا اُن کی ہے
خوش ہوں تو خوشی بھی ہے جو صدا اُن کی
مثال بہرقی ستم ہے بلا اُن کی
عجب ہے شور ہم خدا رکھے او عجب ہے جفا
اگر ہوں ہم بیچان کہ پیالہ عشاق
صدائے نغمہ ہے ہم کو نالہ عشاق
اسے بھی قید کہیں اس کو بھی ستم جانیں
بہت اڑاتی ہے اٹکھیلیاں صبا اُن کی
ہر اک پہ تو نہیں ہے ایسا نہیں ہے جسکا جواب
بتاؤ کہیں ہم کو دکھ کسے دل میں رہے
ہمارے دل سے نکل کر وہ کہے وہیں بیٹھے
بہت ذلیل ہوں کیا پاس آبرو میرا
شگفتہ ہے کیا انجمن میری ستے بلا اُن کی
کبھی وہ شوخ بہار رنگ لاتے گی
ہزاروں وصل کی لذت سے ہو گئے برباد
ہزاروں حسن کی شہرت سے ہو گئے برباد
جو اتفاق ہوا اتفاق سے مارا
نہ ابتدا ہے کچھ اچھی نہ انتہا اُن کی
... سنت میں ہے جو تکلیف

ادائے مطلب دل ہے ہر اک ادا اُن کی
سوال وصل پہ بھی تفرقہ ہے کیا اُن کی
نرالی سارے زمانے سے ہے ادا اُن کی
ہوا غرور زیادہ ہے جدھی جفا اُن کی
نگاہ شوخ ہے ... چلبلی ادا اُن کی
کمال ہے وصل کی شب ... ہے ادب ہے حیا
ستم ہے غمزہ دلا ناز ہے غضب ہے حیا
... ہم تو نالہ عشاق
... ہم پہ جفا اُن کی
اسے بھی جانیں ادا اس کو بھی ستم جانیں
جو دیکھو غور سے تو کیسے حسن کا جواب
نہ اُس کا مثل ہمارا ... جس کا جواب
ہمارے پاس سے نکل کر وہ کہیں ...
نہیں تلاش ہے ... جا بجا اُن کی
نہ اس کا خون کریں ... میرا
خفا ہے حسن رخ یار رنگ لاتے گی
کبھی وہ شوخ کی رفتار رنگ لائے گی
ہزاروں ... سے ہو گئے برباد
نہ یہی ہوئی ہے زمانے میں کیا ہوا اُن کی
اگر نفاق ہے آئے نفاق سے مارا
نہ آؤ ... عبادت نہ شکر و شکایت
دل فگار کے ... کیوں ہو شکایت

وفا سے ... جھکے ہیں ہم جفا اُن کی
ہماری آنکھ میں پھرتی ہے وہ ادا اُن کی
... کی جفا ... کیا اُن کی
... نہیں چھپتی نہیں حیا اُن کی
دکھا رہی ہے جبین شوخیاں حیا اُن کی
فراق یار کا سبب ... ہے
اور اس پہ چڑھاتی ہے آفت ہر اک ادا اُن کی
... ہو دل داغ کو نالہ عشاق
بتوں کی چال سے کبھی اس کو ہم ...
... چال قیامت کی کبھی تو ہم جانیں
مثال کس کی نہیں ہے ... جواب
وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُن کی
ہمارے دل کو مسل کر وہ ...
برائیوں سے ہے اب ذکر جابجا میرا
انہی کی مانی خوشی سے ... میرا
ادائے زینت دلدار رنگ لائے گی
اسے کی خون مرا ... اُن کی
ہزاروں عشق و محبت سے ہو گئے برباد
نگر انتظار سے گا اشتیاق سے مارا
ادا سے لوٹ لیا دل فراق سے مارا
عزیز وان سے کہو مجھ کو او درد ...
بھری ہے سینے مجروح میں ہوا اُن کی

پیالہ چھین دیا اور طرفہ خواب دیا +
پیامبر نے یہ آکر مجھے جواب دیا +
وہ کمسنی میں ستم ڈھاتے ہیں جوانون پر
برائی میں نہیں سنتے کا برملا اُن کی +
یہ کیسا قول تھا کیسی تھی یہ قسم اے دل
جو گھر جلاتے ہیں وہ داغ شہر دیتے ہین
وہی ہیں میرے مسیحا جو زہر دیتے ہین
جہان وہ پاؤن دھرین اپنا میری تربت پر
ادا ادا سے ادا ہو ادا ادا اُن کی
مگر چراغون سے کیا لطف ہے یہ داغ فراق
نہ بیقرار بہت ہو ذرا سنبھل اے دل
ہر ایک بات پر ایسا نہ تو مچل اے دل
مجھے جنون ہے کیون بک رہا ہے کیا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہے یا اُن کی +
زیادہ ہوگا نہ جم بھی جناب آصف سے

عوض سکون کے کچھ اور اضطراب دیا
پیام سن کے کہا آگئی قضا اُن کی
اگرچہ آج یہان بن گئی ہے جانون پر
ابھی سے دیتے ہین ہر بات میں وہ دم اے دل
وہ ابتدا ہی مین کرنے لگے ستم اے دل
انھین کے عشق مین جان اہل دہر دیتے ہین
انھین کو لاؤ مجھے راس ہے دوا اُن کی
چلین جہان یہ عیان اُس جگہ قیامت ہو
فراق یار سے دل ہو گیا ایاغ فراق
کہین ہے زخم محبت کہین ہے داغ فراق
ہمیشہ سینے مین میرے نہ تو اچھل اے دل
ستم ہین تیرے اٹھاؤن گا یا جفا اُن کی
سڑی ہے ہوش ٹھکانے نہین ترا قاصد
کلیم خوش ہین صنم بھی جناب آصف سے
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے

پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا
نہ رحم غیرون پر ہے اور نہ بیگانون پر
خدا کے سامنے رکھون گا ہاتھ کانون پر
ابھی سے دیتے ہین شربت کے بدلے سم اے دل
پھر آگے آگے قیامت ہے انتہا اُن کی
دکھا کے آنکھ وہی جام قہر دیتے ہین
یہ آرزو ہے کہ کچھ اور اُن کی شہرت ہو
نیا ہو ناز ہر اک ناز مین نزاکت ہو
اور اس ایاغ مین جلنے لگا چراغ فراق
نشانیان ہین مرے دل مین جا بجا اُن کی
نکال جان مری یا کہ تو نکل اے دل
خدا کے واسطے جلدی کہین بتا قاصد
حواس تیرے کہان ہین سنبھل ذرا قاصد
ہین شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
غریب ناک مین ہین پوچھتے ہو کیا اُن کی

بیان شنواے بہرہ در داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + جلد دوم مین بیان ہو چکا ہے کہ نقاش صورت کش فرستادہ شعشاع بن مشمش شہر غلطانیہ پر آیا تھا اور چند سرداران نامی و گرامی کو اسیر کر کے لے گیا تھا کہ خداوند صورت ہین ان بندگان سرکش کی دیکھنا چاہتے ہین چنانچہ یہ سب اسیرون کو لیتے ہوئے اول شہر انجم حصار مین پہونچا کہ یہی راستہ طلسم زلزلہ کا ہے پس خبر کوکب انجم حصاری کو ہوئی کہ خداوند نے اپنے دشمنون مین سے کچھ لوگون گرفتار کرا بلوایا ہے کوکب انجم حصاری کو بھی ان لوگون کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا اس لیے اسی وقت نقاش صورت کش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم بھی اُن اسیرون کو دیکھنا چاہتے ہین جن کو آپ گرفتار کر کے لائے ہین جو شخص پیام لیکر گیا تھا اُس نے پیام بیان کیا لیکن دیکھا تو ایک قفس مین انیس طائر مختلف اللون بند ہین نقاش صورت کش سے پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین نقاش صورت کش نے بیان کیا کہ وہ قیدی یہی ہین مین ان کو جانور بنا کے لیے جاتا ہون کہ مبادا کوئی ان کو دیکھے تو پہچان نہ سکے اس لیے کہ مددگار اور طرفدار ان کے بہت ہین اور بادشاہ سے کہدینا کہ کل مین آپ کو دکھا دون گا اور ان قیدیون کو لے کر حاضر ہون گا اُس پیامبر نے آکر بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی کہ نقاش صورت کش سب کو جانور بنا کے لایا ہے اُن قیدیون کا دیکھنا ایسا ہی جیسے جنگلی جانور دیکھ لیے یہ سنکے بادشاہ کو کمال رنج ہوا کیونکہ اس نے سنا تھا کہ وہ لوگ نہایت ذی عزت اور صاحب حرمت ہین اُن لوگون کو ایسی ذلت سے قید رکھنا اچھا نہین ہے مبادا کوئی وقت بد آیا تو وہ بھی ہم سے اسی طرح پیش آئین گے اور اگر اس وقت ہم اُن کی عزت کرین گے تو کسی وقت وہ بھی ہماری عزت کرین گے بس اس نے ایک نامہ اور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے نقاش صورت کش واضح ہو کہ یہ لوگ دشمن ہین مگر ذی عزت ہین اُن کو اس ذلت و خواری سے رکھنا اچھا نہین قیدی کو آدمی سمجھنا چاہیے تم کو چاہیے کہ انھین صورت اصلی پر لا کے کسی زندان مین قید کر دو اس مین تمھاری بھی وقعت اور عزت ہے کہ دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوگا کہ کن لوگون کو انھون نے اسیر کیا ہے اور چونکہ تم ہمارے مہمان ہو ہم کھانا تمھارے واسطے مع قیدیون کے بھیجتے ہین یہ نامہ لکھکر ایک شخص کو دیا اور خوان کھانے کے اُس کے ساتھ

کر کے نقاش صورت کش کے پاس روانہ کیا جس وقت یہ نامہ نقاش صورت کش کے پاس پہونچا اور یہ مضمون نامے سے آگاہ ہوا تو اُس نے ایک مکان کو زندان قرار دیکر سب کو اُس مکان میں چھوڑ کر پڑھا اسم جو پڑھا کہ سب کے سب صورت اصلی پر آگئے بعد اس کے دروازے پر نگہبان مقرر کیئے گئے اور خوان کھانے کے زندان میں بھجوائے جو شخص نامہ لیکر آیا تھا یہ خود خوان لیکر اندر زندان کے آیا اور کھانا قیدیوں کے سامنے پیش کیا اُس وقت بھوک کے مارے چہرے ان لوگوں کے متغیر ہو رہے تھے لیکن ایک کو دوسرے کا لحاظ مانع تھا سب یہ چاہتے تھے کہ سکندر رستم خو جو قائم مقام صاحبقران ہیں سبقت کریں تو ہم بھی کھائیں لیکن سکندر نے کہا جاؤ لیجاؤ ہم کافر کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے یہ سب کہتے ہی اُس وقت جو شخص کہ کھانا لایا تھا کہنے لگا کہ چہروں پر تو ہوائیاں اڑ رہی ہیں مگر خیالات ایسے ہیں بھلا کافر کے ہاتھ کا کھانا کہاں ممکن ہوگا جب کھاؤ گے یہی کھانا ملے گا سکندر نے کہا کہ ہم اُس رازق مطلق کے بندے ہیں اور وہ ہم کو ہر حال میں پاک اور حلال کھانا کھلوائے گا ﴿بے مگس ہرگز نماند عنکبوت + رزق را روزی رساں پر میدہد﴾ اُس شخص نے ان لوگوں کے استقلال پر آفرین کہی اور کہا کہ میں تمہاری آن بان اور استقلال ایمان کا قائل ہو گیا یہ کہکر چلا گیا اور سارا ماجرا بادشاہ کے سامنے بیان کیا کہ حقیقت میں وہ لوگ بڑے مستقل مزاج ہیں اور آپ کے خدا نے ان کو صورت سیرت سبھی کچھ دیا ہے جس وقت حضور دیکھیں گے تو صداقت ہو جائے گی اسوقت قمصور نقب زن کو کہ ملکہ ناہید جلال ابرو دختر کوکب شاہ کا ہمدم تھا اس نے تمام کیفیت جا کے سامنے ملکہ کے بیان کی کہ اس طرح چند مسلمان قید ہو کے آئے ہیں نقاش صورت کش ان کو لایا ہے بادشاہ نے قیدیوں کے واسطے کھانا بھیجا تھا مگر انھوں نے نہیں کھایا اس نے تذکرہ بیان کیا کہ ایک نئی خبر تھی لیکن ملکہ تو اُن لوگوں سے واقف تھی ناظرین کو یاد ہوگا کہ اپنے نقابداروں کو لیتے ہوئے ملک سارقیہ میں گئی تھی اور اُس کے نقابداروں نے سرداران سارقیہ کو بھی اسیر کیا تھا اور اہل اسلام کو بھی گرفتار کیا تھا خواجہ نے نقابدار آئینہ پوش کو مثل عمرو کے ایک نقابدار کو پکڑ لیا تھا اور ایک کو مار ڈالا تھا۔ بعد اس کے صاحبقران سے ملاقات تشریف لاتے تھے صحبت رقص و سرود گرم رہی تھی اتحاد پیدا ہو گیا تھا اور اسطرف آنے کا امیر سے وعدہ بھی ہوا تھا اُسی وقت سے خدا پرستوں کی محبت اور سب سے زیادہ امیر کا عشق ہو گیا تھا یہ واقعات جو زبانی اپنے کوکا کی سنے یہ خیال پیدا ہوا کہ جس وقت ملاقات صاحبقران سے ہوگی تو امیر ضرور شکایت کریں گے کہ تمہاری موجودگی میں ہمارے عزیزوں اور رفیقوں کو تکلیف ہوئی پس اس نے قمصور نقب زن سے کہا کہ بھائی یہ وہ لوگ ہیں جن کی عظمت و شان میں دیکھ چکی ہوں ان کو اس ذلت و خواری کے ساتھ رکھنا اچھا نہیں ہے تم کسی طرح ان قیدیوں تک جاؤ اور میری طرف سے کھانا سب کے واسطے لے جاؤ جس وقت تم میرا پتہ بتاؤ گے تو پھر کوئی انکار نہ کرے گا قمصور نے کہا کہ وہ لوگ آپ کو کیا جانیں ملکہ نے کہا مجھے سب جانتے ہیں تھوڑا عرصہ ہوا کہ میں ملک سارقیہ میں بطور سیر کے نکل گئی تھی تو وہاں ان لوگوں سے اور میرے نقابداروں سے مقابلہ ہوا تھا چند سردار میری قید میں تھے لیکن اُن کے عیار نے بھی ایک نقابدار کو میرے مار ڈالا اور ایک نقابدار کو گرفتار کر لیا تھا آخر میں نے اُن کے سرداروں کو چھوڑ دیا اور اُنھوں نے میرے نقابدار کو رہا کر دیا یہ وجہ اتحاد کی ہوئی قمصور نے کہا کہ اگر آپ کا پاس اُن لوگوں کا ہے تو میں پوشیدہ طور پر جاتا ہوں ظاہر نظاہر جانا بادشاہ کے خلاف ہوگا یہ کہکر قمصور نقب زن جانب زندان روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر اس نے نقب لگانا شروع کی وہاں قیدیوں کی یہ حالت تھی کہ بھوک کے سبب سے چہرے متغیر ہو گئے تھے اکثر سردار شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہہ رہے تھے کہ حالت قید میں حرام و حلال کی پابندی کہاں ہو سکتی ہے جو آپ نے یہ سختی کی ہے مثل مشہور ہے کہ تیسرے روز مردار بھی حلال ہے یہ فرمایئے کہ زندگی کیونکر ہوگی سکندر نے کہا کہ میں نے کسی کو منع تو کیا نہ تھا اپنے اپنے نفس کا ہر شخص کو اختیار ہے کھا لیا ہوتا میں تو اُس پروردگار پر بھروسہ رکھتا ہوں جو پتھر کے اندر کیڑے کو غذا پہونچاتا ہے اور شکم مادر میں بچہ کو غذا دیتا ہے

کیا اس وقت وہ یہین مسلمان کے ہاتھ سے نہین پہونچا سکتا جو ہم کا فرکے ہاتھ سے لے کر کھا ئین یہی باتین ہو رہی
تھین اور قمھور نقب زن برابر نقب دیتا چلا آتا تھا کہ ایک مرتبہ برابر طلحہ بن لند ھور کے طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
شخص گرد و غبار مین اَٹا ہوا نقب سے باہر آیا طلحہ نے کہا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ دوست کا فرستادہ ہون
اور خیریت مزاج دریافت کرنے آیا ہون سکندر نے کہا دوست کون قمھور نقب زن نے کہا کہ ملکہ ناہید جلال
اسیر وادر و قبا بہ ارا اختر پوش نے تم سب کو دعا کہی ہے اور مزاج پوچھا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم لوگون مین
سے کسی نے کھانا نہین کھایا ہے اور کافرون کے ہاتھ سے کھانا کھانے مین تم کو انکار ہے لہذا میری دعوت قبول کرو اسوقت
مین بلا نہین سکتی اگر وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا اس وقت جو کچھ نان و نمک مین بھیجتی ہون اسے قبول کرو سکندر
نے قمھور سے کہا کہ ملکہ سے بندگی کہنا اور کہنا کہ صاحبقران بھی قریب ہے کہ تشریف لائین اور یہین آپ سے کس طرح
کا عذر و انکار نہین ہو سکتا جیسے صاحبقران ویسے آپ قمھور یہ سمجھا کہ یہ باتین خوشامد کے پہلو لئے ہوئے ہین یہ سنکر
اُسی وقت چلا گیا اور اُسی نقب کے راستے سے اُس نے پلٹین میوے کی اور صراحیان پانی کی پہونچانا شروع
کین سکندر نے طلحہ بن لند ھور اور ملوک بن مالک اور وحید الملک اور قمھور بن جمھور اور ہرمز بن فرامرز
اور کردین بہرام اور مرزنگ بن مرزبان خراسانی اور دیگر سرداران نامی و گرامی سے کہا کہ دیکھا تنہ
صبح تلخ است ولیکن بر شیرین دارد۔ اُسی وقت دو رکعت نماز شکر ادا کی اور سب سے کہا کہ اب کھانا کھاؤ سب نے
کھانا کھایا اور کہا واقع مین امتحان کے وقت ہر شخص کا حال کھلتا ہے اگر یہ اس مرتبہ کا نہوتا تو صاحبقران اوسط نہ
نہین ہوتا خدا جس کو جیسا دیکھتا ہے اُس کو ویسے مرتبہ پر پہونچاتا ہے غرضکہ سب نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لائے اور سب نے
ملکہ کا شکر یہ ادا کیا جب تھوڑی سی رات باقی رہی تو قمھور نقب زن نے عرض کی کہ اب مین رخصت ہوتا ہون ورنہ راز
افشا ہونے کا خوف ہے سب نے ملکہ کی خدمت مین تسلیم کہلا بھیجی قمھور نقب زن نے اُسی طرح منہ نقب کا بند کیا اور
نقب سے نکل کر صبح ہونے سے پہلے خدمت مین ملکہ کی پہونچا ملک چلتے وقت اس نے سکندر سے یہ بھی عرض کیا کہ
اگر مناسب جانیئے تو چلے چلیئے مین قید بھی کاٹ دون سکندر نے ارشاد کیا کہ ابھی وقت رہائی نہین ہے جب انشاء اللہ
رہائی کا وقت آئے گا تو ہم چلے چلین گے اور خود قیدون کو توڑ ڈالین گے یہ قید کوئی چیز نہین ہے ہم وقت کے منتظر
ہین قمھور جس وقت خدمت مین ملکہ کے پہونچا ہے تو دیکھا کہ ملکہ ٹہل رہی ہے اسے خیال تھا کہ ابھی ملکہ آرام مین ہوگی
لیکن جس وقت ملکہ کو ٹہلتے دیکھا تو سلام کیا اور کہا کہ ہین آپ نے آرام نہین فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ تم پہلے یہ بیان کرو
کہ ان لوگون نے کھانا بھی کھایا یا نہین قمھور نے ساری روداد بیان کی کہ نہین معلوم کیا بات تھی اسے اقبال آ چکا
کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک نے بے عذر کھانا کھا لیا اور آپ کو نہایت ادب سے تسلیم کہلا بھیجی ہے ملکہ اس فکر مین تھی کہ کس طرح
ان کی رہائی کا سامان ہو یہ راز قمھور پر ظاہر کرون یا نہ کرون کہ قمھور نے خود تعجب کے ساتھ بیان کیا کہ یہ لوگ بڑے
بہادر ہین مین نے کہا تھا کہ چاہے اسی نقب کے ذریعہ سے نکل چلیئے مگر ان لوگون نے اسے ننگ و عار سمجھا اور گوارا نہین
کیا اُسوقت ملکہ مسکرا دی اور کہا کہ تو نے دشمنون کے رہا کرنے کا قصد کیا تھا قمھور نے کہا کہ ہمین دشمن دوست
سے کیا مطلب ہمین تو آپ کی خوشی سے کام ہے ملکہ نے قمھور کو لپٹ کے گلے کا مالا اُتار کے دیدیا اور آفرین کی قمھور
وہان سے اپنے مکان پر آیا اور مالا موتیون کا اُتار کے اپنی مان فہیم جادو کو دیا فہیم جادو نے کہا کہ یہ مالا تو شاہزادی
کے گلے کا معلوم ہوتا ہے قمھور نے کہا کہ ہان مجھے انعام مین عطا کیا ہے فہیم جادو نے پوچھا کہ کس کام کے صلہ مین یہ مالا
ملکہ نے عنایت کیا قمھور نے سارا ماجرا بیان کیا اُس وقت فہیم جادو انگشت بدندان ہوئی اور قمھور سے کہا کہ
وہ تو ابھی بچہ ہے نادان نشیب و فراز دنیا کو نہین سمجھتی تو نے ایسی حرکت کیون کی ابھی بادشاہ سن لے گا تو کیا کہیگا
قمھور نے کہا کہ ہمین ملکہ کی خوشی سے کام ہے ہم جس کے ملازم و نمکخوار ہین اُس کی اطاعت کو واجب جانتے ہین

فہیم جادو خاموش ہو رہی اور قمر نقب زن منہ ہاتھ دھو کے پوشاک بدل کے دربار شاہی کی طرف روانہ
ہوا یہاں صبح ہوتے ہی بادشاہ آکر دربار میں بیٹھا اور قیدیوں کو طلب کیا یہی قمر نقب زن حسب الحکم بادشاہ نقاش
صورت کش کے پاس گیا اور پیام بادشاہ کا بیان کیا نقاش صورت کش نے چوبی وے ارابے طلب کئے اور تمام قیدیوں کو
اسطرح کہ ایک ایک قیدی کو ایک ارابے پر بٹھا دیا اور سب کو لے کر جانب بارگاہ کوکب انجم حصاری روانہ ہوا
تمام خلق برائے تماشہ جمع ہوئی دو رویہ لوگ کھڑے تھے اور بیچ سے ارابے گذر رہے تھے کہ ایک مرتبہ طلحہ بن اللہ جو
نے زانو بدلا ایک پہیہ ارابے کا زمین میں دھنس گیا ان کو دیکھ کر مملوک بن مالک نے لنگر مار دیا کہ دونوں پہیے
زمین میں دھنس گئے چار چار بیل لگے ہوئے تھے کس کس طرح زور کر رہے تھے لیکن ارابے اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھتے تھے
جو ارابے پیچھے تھے اُن کو آگے نکالنے کا قصد کیا یہ دیکھ کر تمام سرداروں نے لنگر مار دیے کہ کئی ارابوں کے
پہیے ٹوٹ گئے اور بیکار ہو گئے سکندر رستم خو صاحبقران اوسط کا ارابہ سب کے آگے تھا یہ دور نکل آیا تھا کہ
یکایک سکندر کو چھینک آئی ایسا ہچکولا پہونچا کہ ارابہ اُس کا دھنس گیا پلٹ کے دیکھا تو اور ارابے دور پڑے ہوئے
ہیں تماشائی حیران تھے کہ یہ کس طرح کے لوگ ہیں دیکھنے میں تو دست و بازو انسانی قوت کی حد میں ہیں لیکن
قوت دیووں سے بڑھی ہوئی ہے حسن و جمال میں ایک ایک یوسف ثانی ہے تماشائی وجد کر رہے تھے جب کسی طرح ارابے آگے
نہ بڑھ سکے اور لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ رہے تو ان لوگوں نے ارابوں پر سے اُتر کے لئے اپنے ارابوں کو بیلوں
سمیت اُٹھا اُٹھا کے صاف جگہ رکھا یا اور بیلوں کو ہکایا تو بیل چلے یہاں تک کہ در دولت پر پہونچے سب سردار
ارابوں سے اُتر کر داخل ایوان شاہی ہوئے دیکھا کہ کوکب انجم حصاری تخت پر بیٹھا ہے لباس میں اُس کے
بڑے بڑے ستارے نصب ہیں اور ارکین دولت ادب کے ساتھ اپنے اپنے منصب کے موافق بیٹھے ہوئے
ہیں اُسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو نے آواز دی کہ سلام میرا اُس شخص پر ہے جو خدائے یگانہ کو اپنا خالق مطلق
جانتا ہو اور اُس کے نبی محمد مصطفےٰ کو پہچانتا ہو کسی نے جواب نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا بادشاہ نے سب کے
واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھے تھے یہ سب سردار آکر دنگلوں پر بیٹھے اور نقاش صورت کش قریب بادشاہ کے بیٹھا
اور سب سرداروں کا نام بیان کیا کوکب شاہ نے سکندر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ آپ اپنی حسن و جوانی پر
رحم کیجئے دیکھئے تو آپ کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے آپ نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اس وقت آپ اپنے
اختیار میں نہیں ہیں جو انکار کرتے ہیں سکندر نے ہنس کر جواب دیا کہ اپنے اختیار میں نہ ہوتا تو انکار کیوں کرتا ہر شخص
کو اپنے نفس پر اختیار ہے اور اب بھی ہم میں اتنی قوت ہے کہ پوچھ لو اپنے ملازمین سے کہ جہاں لنگر مار دیا ارابے زمین میں
دھنس گئے جب خود ارابوں کو زمین سے نکالا تو نکلے ورنہ ممکن نہ تھا کہ نکلتے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ سب باتیں ٹھیک ہیں تو
اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ ایک وقت میں کروٹ بھی نہ بدلی جائے گی سکندر نے کہا کہ ہم لوگوں میں زور خدا داد ہے کبھی
یہ طاقت کم نہ ہوگی علاوہ اس کے ہمارا خدا ایسا ہے کہ ہر حال میں کھانے کو دیتا ہے اور جسطرح مانگو اسی طرح دیتا ہے واللہ ہم کہ اب
بھی ہم سیراب ہیں اور گرسنہ نہیں ہیں بعد کچھ دیر کے صحبت برخاست ہوئی اور نقاش صورت کش نے کہا کہ اب میں بھی
رخصت ہوتا ہوں خداوند کو میرا انتظار ہوگا نقاش کو کوکب انجم حصاری نے رخصت کیا نقاش صورت کش
تو رخصت ہو کر قیدیوں کو لئے ہوئے جانب دبیقہ طلسم روانہ ہوا لیکن قمر نقب زن خدمت میں ملکہ ناہید ہلال ابرو
کے آیا اور ساری کیفیت بیان کی اس وقت فہیم جادو بھی موجود تھی اسکو شک ہوا دیکھا اس نے کہ چہرہ ملکہ کا
متغیر ہو گیا ہے اور اس کے قبل کے واقعات قمر کی زبانی سن چکی تھی بس اس نے ملکہ کے چہرہ کی بلائیں لیں اور عرض
کی کہ واری آخر تمہارے دل کا کیا حال ہے کچھ بیان تو کرو میں دیکھتی ہوں کہ یہ قیدی تمکو نہایت عزیز ہیں ملکہ نے کہا کہ دائی اماں
آپ سے پردہ کرنا بھی حماقت ہے اصل یہ ہے کہ میں جب ملک سار قیصہ میں گئی تھی تو میں نے ان لوگوں کو نہایت غفلت و

شان کے ساتھ دیکھا تھا آج گردش زمانہ سے اس حال پر ملال مین دیکھ رہی ہون مجھے عبرت ہوتی ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ یہ
لوگ جس ملک پر گئے اُسے تاخت وتاراج کر دیا سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین ہزارون طلسم توڑ ڈالے اب یہان بھی
یہ آئے ابتدا ان لوگون کی کچھ ایسی ہی ہوتی ہے لیکن انجام مین فتح کا سہرا انھین کے سر رہتا ہے مثل مشہور ہے کہ جنگ دو سر دارد
ہمین کیا معلوم ان کی فتح ہو یا ہماری عقب مین اُن کے فوج دریا موج آتی ہوگی اور سردار و پیش رو ان ان سب کے
صاحبقران عالیشان ہین اگرچہ سن ابھی کم ہے لیکن خدا نے وہ جاہ وجلال حسن وجمال دولت وجاہ فوج وسپاہ عنایت
کی ہے کہ مثل ونظیر نہین ہے بہت قریب زمانہ ہے کہ صحرائے انجم حصار مین فوجون کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اگر وہ لوگ فتحیاب
ہوئے تو جس طرح اسوقت ہم اُن کے ساتھ پیش آئین گے اُسی طرح وہ ہمارے ساتھ بھی پیش آئین گے فہیم جادو
ایک جہاندیدہ اور ہوشیار ہے سمجھ گئی کہ یہ کسی سے تعلق خاطر رکھتی ہے ورنہ ایسی کون سوچتا ہے اگر بادشاہ ہون تو یہی خیال
ہو تو کسی سے لڑین کاہے کو پہلے ہی سے صلح قائم کر لین جواب دیا کہ اے ملکہ ان قیدیون کی رہائی کیونکر ہوسکتی ہے جبتک
عزیزان کے آئین آئین یہ طلسم مین پہونچکر پھنس جائین گے پہلا طلسم زلزلہ ایسا مقام ہے جہان سے کوئی قیدی رہا ہوسکے
اگر تمھاری یہ مرضی ہو کہ یہ رہا ہو جائین تو یہ میرے امکان کی بات ہے کہ مین راستے مین جا کر نقاش صورت کش سے مقابلہ کرون
اگرچہ وہ ساحر زبردست ہے اُس پر غلبہ حاصل ہونا مشکل ہے مصاحب خاص ہے خداوند طلسم زلزلہ کا نگہبان اگر کوئی قریب چل گیا یا
غفلت مین پھنس گیا تو مغلوب ہوسکتا ہے اگر تم کہو تو مین جاؤن اور قیدیون کو رہا کرا لاؤن ملکہ نے کہا اُن کی رہائی تو
بیشک مجھے منظور ہے لیکن ظاہر نظاہر نہین علاوہ اس کے جہان اُن کی رہائی منظور ہے وہان تمھاری سلامتی بھی چاہتی ہون
یہ منظور نہین کہ تم اپنی جان دو اُس وقت قہور نقب زن نے کہا کہ اے مادر مہربان آپ کیون تکلیف فرماتی ہین
مین جاتا ہون اور اگر عیاری بن پڑتی ہے تو ابھی سب کو رہا کر کے لاتا ہون اور اگر مین بھی پھنس گیا تو اسوقت آپ کو اختیار
ہے یہ کہکر قہور نقب زن جانب صحرا روانہ ہوا اور جلدی جلدی قریب کے راستون سے گذر کر دہنہ طلسم کے قریب
پہونچا اور صورت اپنی جوگی کی بنا کر ٹیک کو ٹھیک کر کے روشن کیا اور آسن مار کے بیٹھ گیا نعرے یا سامری یا جمشید
کے مارنا شروع کئے تھوڑی دیر گذرنے کے بعد دیکھا کہ آگے آگے نقاش صورت کش پیچھے پیچھے تمام سردار آرایون پر
بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے نقاش صورت کش نے جو اس جوگی کو دیکھا قریب آیا جوگی برابر بڑبڑا رہا تھا اور اگیاری پر
بخور ڈالتا جاتا تھا نقاش صورت کش غور سے جوگی کو دیکھا کیا اور ہر چند اس نے فکر کی لیکن اس کی سمجھ مین نہ آیا کہ جوگی
کونسا اسم پڑھ رہا ہے آخر اس نے پوچھا کہ یہ کونسا اسم آپ پڑھ رہے ہین جوگی نے ہنس کے کہا کہ بچہ ابھی کچھ دنون علم سحر کو
سیکھو تو شاید تو سمجھ سکے نقاش صورت کش سمجھا کہ یہ کوئی بہت بڑا ساحر ہے اس کا علم مجھسے زیادہ ہے بیٹھ گیا اس کے بخور کو
سونگھنے لگا اور اپنے جسم کو دھونی دینے لگا اُدھر جوگی نے اور رائی۔ سرسون کا لا دانہ وغیرہ آگ پر ڈالا اسکے
دھوان اُٹھتا ہی تو نقاش صورت کش لہرا کے وہین رہ گیا بس قہور نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا اور چاہا کہ ذبح کر ڈالون پھر
ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ ملازم بہت بڑے شخص کا ہے یہ راز کھل جائے گا کس نے اسے مارا بس نقاش کا منہ کھول کر پہلے تو
اس نے گیند عیاری کا حلق مین ٹھونسا اور بعد اُس کے زبان کھینچکر نکلہ سوزن کیا پھر ہاتھ جانب پشت باندھ دیئے اور
ایک گڑھا کھود کے اُس مین نقاش کو زندہ دفن کر دیا کہ گھٹ گھٹ کے خود ہی مر جائے گا بعد اُس کے آرایون کے
قریب آیا اور سوہن نکال کے سکندر رنگی کی قید کاٹنے کا قصد کیا سکندر رستم خو نے کہا کہ تو کون ہے قہور نقب زن نے
عرض کی کہ یہ وہی غلام ہے جس نے زندانخانے مین حضور کی خدمت کی تھی بابا ملکہ آپ کی رہائی کی فکر کی اب دیر
مناسب نہین ہے پہونچنے شاہزادہ سکندر نے کہا کہ اچھا تو ہٹ جا اور ہاتھ ہتکڑیون کی بیڑیون مین ڈال کر جو زور کیا
تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا پھر تو سب سردارون نے قیدین توڑین قہور نقب زن نے
عرض کی کہ وہ سامنے بیابان ہمارا ہے آپ سب صاحب اُسی طرف تشریف لیجائیے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے پہونچکے

سب سردار تو جانب بیابان بہار روانہ ہوئے اور قمہور نے آکر کیفیت رہائی سرداران اسلام بیان کی ملکہ نے بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور مصروف شغل سرود و ستار ہوئی لیکن حال سرداران اسلام کا سنیئے کہ یہ سب کے سب پاپیادہ چلے جاتے ہیں دور سے ایک باڑی تربوزدن کی نظر آئی بس یہ سب کے سب بھوکے بھی تھے اور پیاس بھی لگی تھی جا ہی تو پڑے اور تربوز توڑ توڑ کے کھانا شروع کیے وہ جو نگہبان بیٹھا تھا اس نے ہر چند منع کیا مگر یہ لوگ کس کی سنتے ہیں آخر وہ اٹھا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا مالک اس صحرا کا دیوانہ بلغار تھا جب اس کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ آئے اور انھوں نے بہت سے بچوں کو مار ڈالا بس یہ چوبدست پکڑ کے چلا اور آتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا گونج اٹھا و پکارا کہ تم لوگوں نے ہمارے بچوں کو مار ڈالا ہم نے بہت دنوں میں پرورش کیا تھا اب ان کے بدلے ہم تمہاری جان لیں گے یہ کہکر چوبدست کو سر پر پھرا کے سر طلحہ پر وار کیا کہ یہی آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے طلحہ کے پاس نہ سپر نہ گرز کس سے پر وار روکتے دونوں ہاتھ بلند کر دیے لیکن چوبدست جو پڑی ہر دو نوں ہاتھ شانے پاس سے جاتے رہے اور طلحہ بیہوش ہو کے گر پڑے اسوقت ملوک بن مالک دوڑ کے قریب آ گئے چوبدست سے لپٹ کر چاہا چھین لوں ممکن نہ ہوا آخر کشتی ہونے لگی ایک مقام پر پاؤں ملوک کا موشخانہ میں جا رہا اوپر سے دیوانہ ریل کرکے چلا پاؤں ملوک کا ٹوٹ گیا سکندر نے آواز دی کہ او دیوانے بس علیحدہ ہو جا کہ زخمی سے لڑنا خلاف سپہ گری ہے دیوانے نے پھر چوبدست پکڑی اور ملوک کو چھوڑ کر سکندر کی طرف چلا اور سرداروں نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے روکا اور خود سامنے آ گئے دیوانے نے چوبدست ماری سکندر نے ایک قدم آگے بڑھا کر دستہ چوب پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ چوب چھین لوں مگر دیوانہ بھی زبردست تھا اس نے چوب ہاتھ سے نہ چھوڑی اور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی جب شام قریب پہونچی تو دیوانے شانے پر سکندر کے چکت لگائی سکندر نے گلے پر گچا دیا اس نے گھبرا کے دوسری جگہ منہ مارا سکندر نے تھپڑوں پر دھر لیا آخر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا سر سے بلند کر کے پٹکنے کا قصد کیا اس دیوانے نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے کہا بشرط صحت خواب سکندر نے کہا یہ کیسا دیوانے نے کہا کہ مجھے غور سے صورت اپنی دیکھنے دیجیے تو بتاؤں سکندر نے چھوڑ دیا دیوانے نے چہرہ سکندر کو غور سے دیکھا اور قدم چومے اور ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ بیشک خواب میرا سچا تھا اور دین آپکا برحق ہے جو آپکے مذہب میں آئے وہ کیا کرے فرمایا کلمہ طیبہ پڑھو دیوانہ کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور عرض کی کہ میں نے یہی خواب دیکھا تھا کہ ایک مرد بزرگ مجھسے ارشاد فرماتے ہیں کہ تو اہل بہشت سے ہے اور دین اسلام اختیار کریگا میں نے پوچھا کس طرح انھوں نے کہا اس صورت کا ایک شخص خاندان صاحبقران سے آئیگا اور تو اسکے ہاتھ سے زیر ہوکر دین اسکا اختیار کریگا انھوں نے جو علامتیں بتائی تھیں وہ سب آپ میں پائی جاتی ہیں یہ کہکر شاہزادہ سکندر سے عرض کی کہ ہم تو ہمیشہ جنگل میں رہتے ہیں نہ ہم کو دھوپ کی فکر ہے نہ اوس کی آپ کے واسطے کونسی جگہ تجویز کروں کہ آپ کو راحت ملے سکندر نے کہا کہ ہم راحت و تکلیف سب کے عادی ہیں لیکن یہ بتاؤ کہ یہاں سے قریب کوئی قلعہ کوئی ملک بھی ہے کہ اُسے فتح کریں اور وہاں بود و باش اختیار کریں دیوانے نے عرض کی کہ ایک قلعہ تو اسی صحرا میں ہے مگر ویران رہتا ہے مجھے شوق نہیں کہ میں اُسے آباد کرتا میرے ساتھ کے چالیس ہزار دیوانے سب آزاد منش ہیں کوئی مکان بنانا یا مکان میں رہنا پسند نہیں کرتا سب کے سب صحرا صحرا پہاڑ پہاڑ مارے مارے پھرتے ہیں سکندر نے کہا کہ چلو اس قلعہ کو ہم دیکھیں بلغار دیوانہ سرداران اسلام کو ساتھ لیے ہوئے قلعہ سنگین حصار میں آیا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ نہایت شاندار مستحکم بنا ہوا ہے گو عمارت پرانی معلوم ہوتی ہے لیکن اس وقت تک کہیں سے شکست نہیں سکندر نے نہایت پسند کیا اور اسی وقت تمام دیوانوں کو بلا کے ان سے کہا کہ اس قلعہ کو صاف کرو دیوانوں نے دم بھر میں سارا قلعہ جھاڑ کے مثل آئینہ کے کر دیا فرش زمین وغیرہ تو خراب ہو گیا تھا لیکن اور بہت سا سامان راحت مہیا تھا دیوانے نے کہا کہ میں آپکے واسطے گھوڑے اور رسد وغیرہ لاتا ہوں یہ کہکر اس نے دس ہزار دیوانے اپنے ساتھ لیے اور جانب صحرا روانہ ہوا

اس نے یہ فکر سوچی تھی کہ زمینداروں پر دباؤ ڈال کے اُن سے یہ سب چیزیں وصول کروں گا جب رپورٹ اسکی بادشاہ تک پہونچے گی اُسوقت سمجھا جائیگا اس وقت تو کام نکلجائے گا دیوانہ اس فکر مین چلا جاتا تھا اور ائس طرف سے کچھ لوگ خراج شہر اختر یہ کا لئے ہوے شہر انجم حصار کی طرف جا رہے تھے کوئی پانچہزار سوار ہمراہ تھے اور افسران کا سپہ سالار اختر شاہ کہ نام اُس کا گستہم گرد تھا چند مرکب بھی نہایت نفیس ہمراہ تھے جو اختر شاہ نے اپنے شہنشاہ کی نذر کو بھیجے تھے بس جیسے ہی بلغار دیوانہ کو یہ خبر ملی کہ خزانہ جا رہا ہی بس یہ دس ہزار دیوانون سے چڑھ دوڑا اور نعرہ کرکے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا گستہم گرد کی فوج بھی لڑی گستہم کی نظر جو دیوانہ بلغار پر پڑی پکارا او دیوانے یہ کیا حرکت ہی ارے تو تو کبھی مال و خزانہ پر نظر بھی نہ کرتا تھا تو کیا کرے گا دیوانے نے کہا کہ اُسوقت تک مین اسے کنکر پتھر جانتا تھا مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ کس مصرف کی چیز ہین اور اس سے کیا کام نکلتا ہی اب تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بڑے کام کی چیز ہی گستہم گرد نے کہا کہ کیون شامتین آئی ہین یہ حق بادشاہ کا ہی اگر اسے توے لے گا تو سزا پاے گا فوج شاہی آکر تیرا کام تمام کر دیگی عاقبت تنگ ہو جائے گی تجھے اس بیشہ مین رہنا دشوار ہو جائے گا یہ سنکے دیوانہ ہنسا اور کہا کہ تجھ مین کچھ دم ہو تو سامنا کر ورنہ خزانہ رکھدے مجھے نصیحت نہ کر جو شخص کسی فعل کا ارادہ کرتا ہی وہ اُس کے نیک و بد کو پہلے سوچ لیتا ہی تجھے اگر کچھ دعوے ہی تو تلوار میان سے کھینچ گستہم گرد نے کہا کہ مین تجھے سڑی جان کر رعایت کرتا تھا تو یہ سمجھتا ہی کہ مین نے دبا پایا لے روک تو اسے یہ کہکر تلوار ماری دیوانہ بلغار نے وار اُس کا چوب پر روکا تلوار بالشت بھر چوب مین در آئی دیوانے نے ہاتھ کو کس دیا تلوار ٹوٹ گئی گستہم گرد نے قبضہ منھ پہ دیوانے کے کھینچ مارا دیوانے نے خالی دیا اور چوبدست اٹھاکر پکارا سہ تو ضربے زدی ضرب بانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن ، یہ کہکر چوبدست گران سنگ کا وار کیا گستہم گرد نے سپر بلند کی لیکن یہ چوبدست بھلا گستہم گرد سے رکنے کی چیز کب ہی جو رک جائے چوبدست پڑتے ہی تڑلنے کی آواز بلند ہوئی ہاتھ گستہم گرد کے تھرائے چوبدست مع سپر سر پر آئی کہ سر گردن مین اور گردن سینے مین سینہ شکم مین اور شکم پشت مرکب مین مرکب زمین مین ایک چبوترہ بنکے رہ گیا جسوقت مین گرد برطرف ہوا تو سوا ایک ڈھیر کے کچھ نظر نہ آیا ہمراہیان گستہم گرد مال و خزانہ چھوڑکر بھاگ کھڑے ہوتے اور فریاد کنان جانب شہر انجم حصار روانہ ہوے بادشاہ قلعہ انجم حصار کی فصیل پر ٹہل رہا تھا کہ کچھ لوگ روتے پیٹتے نمودار ہوے کوکب انجم حصاری نے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لوگ کیون روتے ہین اور سبب ان کے رونے کا کیا ہی ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال عرض کی کہ اختر شاہ نے خراج بھیجا تھا سپہ سالار اُس کا حسب دستور خزانہ لئے چلا آتا تھا اور چند مرکب بھی نہایت عمدہ ہمراہ تھے راستے مین دیوانہ بلغار نے آکر مقابلہ کیا گستہم گرد مارا گیا خزانہ دیوانے نے چھین لیا یہ سنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ دیوانہ تو بہت زمانے سے بیابان بہار مین رہتا ہی لیکن یہ حرکت اس نے کبھی نہ کی تھی آج یہ اُس کے ذہن مین کیا آگئی جو اس نے ایسی حرکت کی ارے ہی کوئی اسی وقت سمعان دیو ہیبت نے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی کوکب انجم حصاری نے کہا کہ تم اپنی فوج کو لیکر جاؤ پہلے تو اُس سڑی کو سمجھانا اگر بآسانی روپیہ دیدے فہو المراد اور اگر آمادہ فساد ہو تو مار کر بیابان بہار بلکہ میری سرحد سے باہر نکال دینا اور لڑے تو سر کاٹ لانا سمعان دیو ہیبت نے عرض کی کہ ابھی اور اُسیوقت یہ کہکر اپنے لشکر مین آیا اور تیاری کرکے چالیس ہزار سواران نامی سے جانب بیابان بہار روانہ ہوا لیکن اول حال دیوانہ بلغار کا سنئے کہ یہ خوشی خوشی مال و خزانہ و مرکب لئے ہوے قلعہ سنگین حصار مین آیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ارے یہ سامان کہان سے لے آیا دیوانہ نے سرگذشت بیان کی سکندر نے کہا کہ یہ فعل تو برا ہی مگر مقتضائے وقت یہی ہی اس وقت مین چارہ ہی کیا ہی یہ فرماکر ایک مرکب مشکی اپنے لئے پسند کیا باقی مرکب اور سرداران سپہ تقسیم فرمائے خزانہ کو قلعہ مین محفوظ کیا سامان قلعہ کا درست کرکے دیوانون کو قلعہ داری و گولہ اندازی سکھانا شروع کی تیسرا روز ہوا اور صبح کا وقت شاہزادہ سکندر فصیل قلعہ پر ٹہل رہے ہین ہیر صحرا مین مصروف ہین کہ ایک مرتبہ جانب ... اسے تنق گرد بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار نمودار ہوے سکندر نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا بعد

کچھ دیر کے ہرکارون نے آکر عرض کی کہ سمعان دیو ہیبت چالیس ہزار سوار سے دیوانہ کی فکر مین آتا ہی فرمایا کچھ پروا نہین
آنے دو اس وقت دیوانہ موجود نہ تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فصیل قلعہ سے اُتر کر قلعہ سے باہر نکلنے کا قصد کیا تمام سرداران
اسلام جلدی جلدی مسلح ہو کر ساتھ ہوے سکندر نے بیرون قلعہ آکر انھین بیس بائیس سردارون کی صف باندھی چند دیوانے
بھی قلعہ سے نکلکر صفین باندھ کے کھڑے ہو گئے کہ ایک مرتبہ وہ امن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے سمعان دیو ہیبت
چالیس ہزار سواران جرار سے نمودار ہوا اور سامنے قلعہ کے آکر اُس نے صف باندھی اور پکارا کہ کہان گیا وہ دیوانہ جو خزانہ
شاہی لوٹ کے لایا ہی اور تم کون لوگ ہو جو قلعہ پر قبضہ کر کے بیٹھے ہو طلحہ بن لند حور نے جواب دیا کہ دیوانہ تو موجود نہین لیکن
ہمکو بھی اس وقت اُسی کی جگہ سمجھو تمھین آخر دیوانے سے کیا کام ہی سمعان نے کہا کہ وہ شاہی خزانہ لوٹ لایا ہی مین اُس کی
سرکوبی کو آیا ہون خیر اُس سے تو بعد کو سمجھا جائے گا پہلے تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور اس قلعہ مین تم نے کس کے
حکم سے قیام کیا ہی مملوک بن مالک نے کہا کہ ہم خود حاکم ہین اپنی تلوار کے حکم سے قلعہ پر قبضہ کیا ہی یہ سنکے سمعان دیو ہیبت
ہنسا اور کہا کہ خیر دیوانے سے تو پھر سمجھا جائے گا اول تم لوگون سے اس قلعہ کا خالی کرانا واجب ہوا یہ کہکر مرکب کو چمکا کر
میدان مین آیا اور پکارا کہ تم مین سے ایک ایک آئے یا سب مل کے آئین مین موجود ہون یہ سنکے مملوک نے کہا کہ ہم مین کا
ایک تیرے بادشاہ کی سلطنت اُلٹ دینے کو کافی ہی تو کیا چیز ہی جو تنہا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہی ہے یہان آتے ہین یہ کہکر
سکندر کی طرف دیکھا سکندر رستم خو نے اجازت دی مملوک بن مالک مرکب کو اُڑا کر سامنے سمعان کے آئے
سمعان نے نیزہ سنبھالا اور سینہ مملوک پر وار کیا مملوک نے وار اُس کا اپنے نیزے پہ گانٹھکے بند باندھا
سمعان نے اُس بند کو کھول کے اپنا بند باندھا دیر تک رد و بدل رہی آخر ستر ھوین طعن مین مملوک نے نیزہ ہاتھ
سے سمعان کے نکال دیا اتھو دنیا لگا ہون مین سمعان کے تیرہ و تار ہوگئی دوڑ کے آرا بے پر سے اپنا ساطور لیا اور
پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر ساطور مارا مملوک نے سپر بلند کی دستہ
ساطور سپر پر پڑا اترا تھہ ہوا سکندر نے تعریف کی کہ کس خوبصورتی سے وار رد کیا ہی یہ وہ ضرب ہی کہ رد ہی نہین ہوتا ہی
مملوک نے سلام کیا اور اپنا وار کیا سمعان نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قلم کیا خود پر آئی سمعان نے سر پیچھے کھینچا تلوار سر
مرکب پر گری گردن مرکب سمعان کی قلم ہوئی مرکب نے چرخ مارا سمعان مرکب سے کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار پکڑ کے
مملوک کی طرف چلا کہ اس کے مرکب کو بھی بے گردن کرے مملوک نیزہ باز نے ہوا ارادہ سمعان کا فاسد دیکھا مرکب سے کود پڑے
سمعان لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شام تک کشتی رہی شام کو سمعان نے کہا کہ واقع مین تو زبردست ہی اور بہادر ہی مگر
اے جوان رات واسطے آرام کے ہوتی ہی اور دن کار و بار دنیا کے لئے اگر آرام پسند ہی تو جا کر آرام کر مین بھی آرام
لون صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہو جائے گا یہ سنکے مملوک نے کہا کہ ہم بغیر معاملہ یکسو ہوے میدان سے نہین
پلٹتے ہین یہ سنکے سمعان کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا مجھے تو موم کا سمجھتا ہی لاؤ روشنی اُسیوقت دونون جانب سے روشنی کی گئی
کشتی ہوا کی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علیحدہ نہوے کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ صحرا سے زنجیر کی آواز کان مین آئی دیکھا
کہ دیوانہ چلا آتا ہی یہان جو دیوانے نے یہ معرکہ دیکھا پوچھا کہ کیا ہی اُس کے ہمراہیون نے بیان کیا کہ سمعان دیو ہیبت
سے مقابلہ ہو رہا ہی دیوانہ بھی پاس سے آکر دیکھنے لگا تیسرے روز مملوک بن مالک نے لنگر سمعان کا توڑا اور سر سے بلند
کر کے زمین پر مارا کود کے چھاتی پر سوار ہوا اور مشکین باندھ کے میدان سے پھرا ہمراہیان سمعان روتے پیٹتے خدمت مین
بادشاہ کے آئے اور کیفیت سمعان کے زیر ہونے کی بیان کی یہ سنکے کوکب انجم حصاری کو نہایت تعجب ہوا اب
اس نے کہا کہ چھیڑنا ان لوگون کا مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ ایک نامہ خداوند کے نام لکھ کے روانہ کیا جائے اُسیوقت
دبیر کو حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے دبیر نے نامہ لکھ کے تیار کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند آپ کا مصاحب لقا تن صورت
گلشن چند سرداران اسلام کو گرفتار کر کے لایا تھا نہین معلوم راستے مین کیا اتفاق پیش آئی کہ وہ لوگ چھوٹ گئے

اب اُنھوں نے قیامت برپا کر رکھی ہے لہذا آپ سے اطلاع کرنا ضرور ہوا کہ اپنے اسیروں کو بلوا لیجیے ورنہ یہ میرے شہر میں آفت برپا کریں گے نامہ دار تو نامہ لے کر جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا اور یہاں کوکب انجم حصاری نے دس پہلوانان نامی و گرامی کو جمع کر کے دو لاکھ سواران کے ہمراہ کیے اور کہا کہ جا کے قلعہ کا محاصرہ کرو اور اُن قیدیوں کو گرفتار کر لاؤ ورنہ یہ فتنہ و فساد برپا کریں گے دس سردار جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے ان کو تو راستے میں چھوڑا جاتا ہے لیکن یہاں

چند کلمے داستان دیو چہار سر کے بیان کیے جاتے ہیں ساقی نامہ

پلا ساقیا جام مے تیز و تند
میں دکھلاؤں پھر تجھ کو دیووں کی جنگ
قوی میں نہیں گرچہ طاقت ہے اب
مجھے اُس سے ملنے کا ارمان ہے

طبیعت ہے مدت سے کچھ اپنی کند
وہ مے دے کہ جس سے روانی بڑھے
مگر دل کو ہے شوق بنت العنب
خدارا تو اب بھر کے ساغر پلا

وہ مے دے کہ دونی ہو جس سے ترنگ
بڑھاپے میں زور جوانی بڑھے
مری روح ہے وہ مری جان ہے
کہ مہمان کچھ دن کا ہوں ساقیا

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک مدت سے دیو چہار سر اس قلعہ میں رہتا تھا تھوڑے زمانہ سے ایک پری کے عشق میں اس نے اپنا قلعہ کا ترک کیا تھا اور فراق میں اختر پری کے صحرائے پرستان میں مارا مارا پھرا کرتا تھا اور اختر پری قید میں فیروز دیو کے تھی کہ وہ دیو چہار سر سے بھی زبردست تھا دیو چہار سر اُس پر قابو نہ پاتا تھا ایک روز دیو فیروز صحرا میں سوتا تھا کہ ادھر سے دیو چہار سر آتا تھا اس نے دیکھا کہ دیو فیروز سو رہا ہے بس یہ سوچا کہ اس سے بہتر موقع نہ ہاتھ آئے گا دیو چہار سر نے وار شمشادسر دیو فیروز کے مارا چونکہ دیو چہار سر اُس سے خائف تھا ڈر میں ضرب دیو کی شاخ پر پڑی شاخ ٹوٹ گئی اور دیو فیروز تڑپ کے اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک دیو وار کیے کھڑا ہے دیو فیروز نے ڈانٹا کہ تو کون ہے دیو چہار سر بھاگا اور دیو فیروز تعاقب میں دوڑا اگرچہ شاخ سے خون بہہ رہا تھا لیکن دیو فیروز اُس کا تعاقب نہ چھوڑتا تھا یہاں تک کہ دیو چہار سر بھاگتے بھاگتے قلعہ سنگین حصار میں آیا یہاں اس وقت سکندر رستم خود فصیل قلعہ پر بیٹھے تھے اور تمام سردار گرد و پیش جمع تھے سمعان کو طلب کیا تھا سمعان بھی حاضر تھا کہ ایک مرتبہ دیو چہار سر بھاگتا ہوا آ کے قلعہ میں گھس آیا یہاں آدم زادوں کو دیکھ کر پکارا کہ ارے میری جان بچاؤ ساتھ ہی دیو فیروز بھی پیدا ہوا انہیں سکندر نے ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کہ دیو چہار سر ہمارے دامن میں چھپا ہے دیو فیروز نے کہا کہ آپ سے گرفتار کر کے ہمارے سپرد کرو ورنہ دیو چہار سر کے ساتھ تمہاری جان بھی جائے گی تم سب کو لقمہ کر جاؤں گا سکندر نے کہا کیا بک بک مارتا ہے بس دیو فیروز نے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ سکندر کو اُٹھا کے لقمہ کر جاؤں سکندر نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا دیو نے چاہا دوسری شاخ پر اُٹھا لوں سکندر نے شاخ پکڑ کے لنگر مارا کہ دیو کا سر زمین سے لگ گیا سکندر نے دونوں پاؤں شانوں میں دیو کے اڑا کے شاخ کو بل دے کے جو جھٹکا مارا ادھر سے کھینچا لاش دیو فیروز کی پھڑکنے لگی یہ زور سکندر کا دیکھ کر سمعان نے تو ہاتھ چوم لیے اور عرض کی کہ تیرے غلاموں کی غلامی میں بھی فخر ہے اور دیو چہار سر کے ہوش اُڑ گئے کہ جب ان آدم زادوں نے اس دیو کو مار لیا تو میری کیا حقیقت ہے سکندر رستم نے دیو چہار سر سے پوچھا کہ تو کون ہے دیو چہار سر نے عرض کی کہ میں اس قلعہ میں رہتا تھا اختر پری کے عشق میں سکونت میں نے یہاں کی ترک کر کے پرستان میں رہنا پسند کیا تھا مگر اس دیو کے باعث اُس پری پر قابو نہ پاتا تھا اور میرے دل میں اس دیو کی طرف سے کینہ تھا میں نے سوتے میں اس پر حملہ کیا یہ جاگ اُٹھا میں بھاگا یہاں آیا یہ بھی میرے ساتھ آیا آخر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا میں آپ کا بندہ بے دام ہوں کہ آپ نے جان بھی بچائی اور معشوق کے ملنے کی بھی امید ہوئی فرمایا تیرا مذہب کیا ہے دیو چہار سر نے کہا کہ ابلیس پرست ہوں فرمایا خدا پرستی اختیار کر ابلیس پر لعنت کر دیو چہار سر از صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب میں اپنی معشوقہ کو

لینے کو جاتا ہون یہ کہکر دیو چہار سر جانب پرستان روانہ ہوا وہان اختر پری ایک گنبد کہنہ مین برسون سے قید تھی
دیو فیروز کے اختیار مین تھی کوئی قابو نہ پاتی تھی دیو اگرچہ قابل اس کے نہ تھا کہ کسی عورت سے دل بہلائے لیکن پہلے
مین پڑ کے جوانی پری کی برباد کر رکھی تھی پری خود بھی دیو چہار سر پر مائل تھی کہ یکایک دیو چہار سر پہونچا اور پری سے قتل
دیو فیروز بیان کیا پری نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اول مین ان آدمزادون کی مشتاق ہون جنھون نے اس دیو کو مارا
دیو چہار سر پری کو اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوے قلعہ سنگین حصار مین آیا اور صحبت مین شاہزادہ سکندر کے پری کو
بٹھا دیا سکندر رستم خو نے کہا کہ اے دیو چہار سر اسے لیجا اور قلعہ کے کسی مکان مین اچھی طرح رکھ لیکن ہمارے کسی معاملہ مین
دخل نہ دینا بالفعل ہم سے جنگ درپیش ہے اور جنگ مین فتح بھی ہوتی ہے شکست بھی تم ہماری اعانت کا قصد نہ کرنا دیو چہار سر
نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو بغیر اجازت مین دخل دون یہ کہکر دیوانی پری کو لئے ہوئے ایک مکان مین آیا اور مصروف
عیش و عشرت ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو کو دعائین دیتا تھا یہان شاہزادہ سکندر رستم خو کا جی جو گھبرایا دیوانہ ملغار سے فرمایا
کہ ہم شکار کو جاتے ہین کہو یہان کس صحرا کی طرف شکار کثرت سے ملتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ یہان ہر طرف شکار بہ
کثرت ملتا ہے میری تو گذر صحرائی جانورون پر ہی ہے شاہزادہ سکندر سے طلحہ بن لندھور نے عرض کی کہ حضور تو تشریف
لئے جاتے ہین ہمین کس پر چھوڑے جاتے ہین فرمایا کہ تم ہمیشہ مصاحبان کے قائم مقام رہتے ہو یہان میرے قائم مقام
تم ہو مین بہت جلد شکار سے واپس آؤن گا یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہوے صرف دیوانہ ملغار کو برائے راہبری ہمراہ
لے لیا تھا تمام دن شکار کیا بہت سے آہو صید کرکے سرداران اسلام کے واسطے بھیجے ایک آہو کو ذبح کرکے صحرا مین
کباب لگائے خود بھی نوش کیا دیوانے کو بھی اپنے ساتھ کھلایا قریب شام پلٹے راستہ بھول کے کدھر کے کدھر نکل گئے
ایک مقام پر پہونچ کے گانے کی آواز کان مین آئی ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کچھ معلوم نہ ہوا سکندر حیران تھے کہ
یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے دیوانہ ملغار نے عرض کی کہ اے شہریار شب تاریک ہے صحرا مین ہاتھ کو ہاتھ سوجھتا نہین خدا جانے
کیا اسرار ہے یہ آواز کہان سے چلی آتی ہے ذرا کسی درخت کے سایہ مین توقف فرمائیے جس وقت ماہتاب بلند ہوگا تو
دیکھا جائے گا اتنے مین دیکھا کہ ایک جانب سے کچھ روشنی نظر آئی سکندر نے اس طرف دیکھنا شروع کیا تھوڑے
عرصہ مین ایک عورت لالٹین لیے ہوے دکھائی دی جب قریب آئی تو دیکھا کہ کہاری وضع ہے پوچھا بی مہری تم کہان سے
آئی ہو کہاری نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی آپ کو بلا رہی ہین سکندر نے کہا کہان ہین کہاری نے کہا کہ وہ کیا
سامنے باغ ہے اسی کے برآمدے پر صحبت رقص و سرود برپا ہے جس وقت آپ شکار مین مصروف تھے اس وقت ملکہ
نے حضور کو دیکھا تھا سکندر نے کہا چلو آگے آگے کہاری لالٹین لئے ہوے چلی اور پیچھے پیچھے شاہزادہ سکندر اور ان کے
پیچھے دیوانہ جاتے جاتے دور پہونچ کے دروازہ باغ کا نظر آیا دیکھا سکندر نے کہ دروازہ باغ پر ایک خواص
موجود ہے سکندر کو دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ خوب ملکہ کو راستہ دکھلایا پریشان کیا ہے جلدی چلیے ملکہ نے خاصہ
نہین نوش فرمایا ہے سکندر رستم خو حیران کہ یہ کونسی ملکہ ہے اور عشق اس حد تک کیونکر طول کھینچ گیا خلاصہ یہ کہ وہ خواص
ساتھ ہوئی سکندر ہمراہ اس خواص کے چلے جاتے ہین ہر روش پٹری نہایت درست ہے لیکن رات کی سیاہی نے
حسن و قبح پر پردہ ڈالے ہوے ہے یہانتک کہ شاہزادہ قصر یاقوت نگار مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت
ہوش مسند سے لگی ہوئی بیٹھی ہے سامنے گانیوالیان حاضر ہین طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے مصاحبین گرد و پیش جمع
ہین خواصین سامنے ادب سے ہاتھ باندھے ہوے کھڑی ہین جیسے ہی نظر ملکہ کی سکندر کے چہرۂ زیبا پر پڑی اپنے
مقام سے اٹھکر تا لب فرش برائے استقبال آئی اور شاہزادہ سکندر کا ہاتھ پکڑ کے مسند تک لائی صدر مین
جگہ دی ایک خواص نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق اب خاصہ تناول فرمائیے اس کے بعد رقص و سرود ہو
تو بہتر ہے کہ حضور عادی سویرے کھانا کھانے کی ہین اور آج شاہزادے کے انتظار مین اسقدر دیر ہوگئی ملکہ نے فرمایا

کر اچھا دسترخوان بچھاؤ اُسیوقت دسترخوان چناگیا ملکہ نے کہا آئیے تشریف لائیے جو کچھ نان و نمک حاضر ہے اُسے قبول فرمائیے سکندر حیران ہو کہ یہ ماجرا کیا ہے نہ کبھی کی جان پہچان اور یہ بے تکلفی یہ ایسے محو ہوئے کہ یہ بھی نہین پوچھتے کہ تم مسلمان ہو یا کافر ساتھ ملکہ کے بیٹھ ہی تو گئے دیوانہ سے ملکہ نے کہا کہ آؤ تم بھی آؤ دیوانہ بھی برابر شاہزادے کے آکے بیٹھا لیکن ادب کے ساتھ پیچھے دبا ہوا ملکہ نے کہا بسم اللہ شاہزادے نے بے تکلف کھانا کھایا اور شکر خدا بجالایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو وہی صحبت رقص و سرود دیکھ آراستہ ہوئی گانیوالیان حاضر ہوئین اور گانے بجانے مین مصروف ہوئین

ایک پری جمال نے یہ غزل شروع کی

غزل

خوشی سے جو برآئین حوصلے ایسے بھی ہوتے ہین
فلک لرزے زمین کو زلزلے ایسے بھی ہوتے ہین
شب فرقت ہمکو رونے تڑپنے پر نہ ہنس ہمدم
رہا قابو نہ دلپر ولولے ایسے بھی ہوتے ہین
ستاتی تھی بہت فرقت مین ہم کو خانہ ویرانی
یہان بین اہل دل کے حوصلے ایسے بھی ہوتے ہین
تکلف کیا جو دست نازک قاتل کو دی زحمت
ہوے دونون ہی ناخوش فیصلے ایسے بھی ہوتے ہین
بدی ہو جائے نیکی سلسلے ایسے بھی ہوتے ہین
نکالے سے نہ نکلین ولولے ایسے بھی ہوتے ہین
کلیجہ ملکے رہتے ہین کہ نکلی آہ کیون منھ سے
کہ بیکاری مین اکثر مشغلے ایسے بھی ہوتے ہین
گوارا کی اسیری آپ بن کر مجرم الفت
لگا دی آگ خود ہی دلجلے ایسے بھی ہوتے ہین
ورم سے دونون آنکھون کے ہوئے ظاہر جوش گریہ مین
گلا خود کاٹ ڈالا منچلے ایسے بھی ہوتے ہین
تلاش راہبر راہ عدم مین آرزو کیون ہو
مٹا دین باہمی رنجش گلے ایسے بھی ہوتے ہین
تڑپنے پر مرے دل بُت ستمگر کا دھڑک اٹھا
عجب انداز ناز ہوگے ایسے بھی ہوتے ہین
چلا ہون لے اجازت جلوہ گاہ یار کی جانب
رسائی کے جہان مین سلسلے ایسے بھی ہوتے ہین
حقیقت دل کی کیا ہے تم کہو تو جان تک دیدون
جو یہ کہا اور اثر مین آبلے ایسے بھی ہوتے ہین
ملا وہ مجھکو محشر مین نہ اُس نے غیر کو پایا
روانہ قافلے کے قافلے ایسے بھی ہوتے ہین

غرضکہ تمام رات یہی صحبت رہی ادھر تو رنگ فلک بدلا اور صحبت انجم مین ابتری پیدا ہوئی اُدھر ملکہ نے شاہزادے کی طرف دیکھکر کہا خداحافظ اور ایک دھوان بن کر ساری محفل مع باغ نظرون سے غائب ہوگئی اب جو سکندر نے دیکھا تو ایک صحرائے لق و دق کے سوا اور کچھ بھی نہین ہے سکندر حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیوانہ بلغار ایک مرتبہ رونے لگا سکندر نے کہا کہ کیون روتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوگیا ہم ایسی بلا مین پھنس گئے کہ اب تا بہ زیست رہائی حاصل نہوگی معلوم ہوتا ہے کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے شمال کی جانب اٹھارہ کوس نکل آئے لوگون سے سنا تھا کہ قلعہ سنگین حصار کے شمالی حصہ مین کچھ عجائبات نظر آتے ہین اور اگر کوئی بھولا بسرا آنکلتا ہے تو اُسی صحرا مین ٹکرا ٹکرا کے مرجاتا ہے پھر اُسے رہائی نصیب نہین ہوتی ہے خدا جانے بیان کیا اسرار ہے بعد اس کے جو اُس نے غور سے دیکھا تو قلعہ سنگین حصار کا ایک منارہ دور سے نظر آیا جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ہم قلعہ کی شمالی جانب آگئے ہین دیوانہ تو رونے پیٹنے لگا لیکن شاہزادہ سکندر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے دیوانہ بلغار اپنے کو آپ ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے بیشک تقدیر گردش مین ہے اسی وقت تک ہم یہان پھنسے ہوئے ہین اور جس روز تقدیر گردش سے نکلی اسی دن ہم یہان سے نکل گئے اور اگر خدا نے قسمت مین یہین کا آب و دانہ تحریر کردیا ہے تو یہ مرضی اُس کی کیا چارہ ہے بہر نوع بیتابی سے کچھ حاصل نہین دعا کرو کہ خدا جلد نجات دے اور اے بلغار جب قلعہ کا منارہ سامنے معلوم ہوتا ہے تو اُسی طرف کیون نہین چلتے ہو دیوانے نے کہا کہ چلئے شاہزادہ ہمراہ دیوانہ بلغار کے قلعہ کی سیدھ باندھ کے چل نکلا دن بھر کی رہروی مین بہت سے آبلہ پڑے لیکن شام ہوتے ہی اب جو خیال کرتے ہین تو جس مقام سے چلے تھے وہین موجود ہین سکندر نے لاحول پڑھا شام ہوتے ہی تاریکی تمام عالم مین محیط ہوگئی آوازین درندون کی آنے لگین دیوانہ کا تو زہرہ اُس کا آب ہو جاتا تھوڑی دیر کے بعد پھر اُسی طرح گانے کی آواز کان مین آئی شاہزادے کو خیال تھا کہ آج پھر وہی کہاری یا کوئی اور بلانے کو آئے گا لیکن انتظار مین بہت عرصہ کھینچا اور کوئی بلانے کو نہ آیا آخر شاہزادے نے دیوانے سے کہا کہ چلو بھی جی گھبرا رہا ہے بھلا خیر کچھ دل تو بہلے گا دیوانے نے کہا چلئے شاہزادہ دیوانے کو ساتھ لیکر جانب باغ روانہ ہوا جاتے جاتے دروازہ باغ پر پہونچے تو آج دروازہ بند پایا اور سامنے دروازے کے ایک دیو کو بیٹھے دیکھا دیو نے جو سکندر کو آتے

دیکھا آواز دی کہ تو کون ہے جو محل شاہی کی طرف آتا ہے پلٹ جا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا سکندر نے فرمایا کیا جھک مارتا
ہے محل شاہی کیسا کل ہم اس باغ مین آکر پریشان ہو چکے ہین آج پھر جائین گے دیو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تجھکو تیری قضا
گھیر کر اس طرف لائی ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ پلٹ جا ورنہ پچھتاوے گا رہنا کہ آج مین بھوکا بھی ہون کہ صبح سے سوا چند آہوؤن
کے کوئی بیل گاؤ ملا نہ کوئی شیر نظر آیا کہ شکم سیر ہوتا سکندر نے کہا ملعون دور ہو ورنہ سزا دونگا دیو ہنسا اور منہ
اپنا کھول کے کہنے لگا کہ آ کود پڑ کہ یون ہی نگل جاؤن اور اگر سختی کرے گا تو چبا چبا کے ہڈیان سرمہ کرکے کھا جاؤنگا سکندر
نے ایک پتھر اٹھا کر دیو کے حلق مین ڈالدیا دیو نے منہ مارا تو دانت پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا بس اس نے پتھر کو تو اوگل دیا
لیکن غصہ مین سکندر کی طرف بڑھا کہ کھا ہی لونگا سکندر نے شاخ سر دیو کی پکڑ لی اور جھٹکا مارا دیو نے چاہا
کہ شاخ چھڑا لون اسی کشاکش مین شاخ دیو کی ٹوٹی دیو چیخ مار کے اندر باغ کے گھس گیا سکندر بھی تعاقب مین
چلے دیو نے ایک چیخ ماری کہ ہزارہا دیو پیدا ہوئے ہر طرف سے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے تلوار کھینچی اگرچہ شاہزادہ
تنہا ہے صرف دیوانہ بلغار ساتھ ہے تو اُس کو بھی پشت پر لے لیا ہے کہ شاید یہ جنگ دیوان کی تاب نہ لاسکے اور آپ تنہا
دیوون کا مقابلہ کر رہے ہین لاشین پر لاشین گر رہی ہین مگر چلے ہی آتے ہین اور شور کرتے ہین کہ مار لو اس سرکش کو
یہ جانے نہ پائے شاہزادہ نیرنگ قاف کے مرحلون کو سر کئے ہوئے ہے کس کی مجال ہے جو تاب مقابلہ لاسکے صبح تک
ہزارہا دیوون کو قتل کیا ایک مرتبہ صبح ہوتے ہی دیو مانند پرچھائیون کے نظر آنے لگے اور روشنی ہوتے ہی وہ
پرچھائیان بھی غائب ہوگئین زمین کو جو دیکھا تو کیسا سبزہ لہلہا رہا ہے دیو کیسا ایک مچھر کی لاش بھی نہین ہے سکندر نے
دیوانے سے کہا کہ تم بھی شاہد ہو کہ رات کو مین نے ہزارہا دیوؤن کو قتل کیا تھا اس وقت کچھ بھی نہین یہ کیا معاملہ ہے دیوانے
کے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے اس نے کہا اے شہریار خدا ہی اس صحرا سے زندہ نکالے گا تو رہائی ہوگی ورنہ پھنسے تو
بہت ہی برے ہین فرمایا کچھ پروا نہین اگر زندگی ہے تو روز رہائی کو قریب جانو اور اگر خاک یہین کی ہے تو مجبوری ہے یہ
فرما کر اس سرزمین سے علیحدہ ہوئے جاتے جاتے ایک چشمہ آب پر پہونچے منہ ہاتھ دھویا نماز صبح قضا ہوگئی تھی ادا کی
کچھ جنگلی میوہ کھایا کہ بھوک کے مارے برا حال تھا شکر خدا بجا لائے کچھ دیر ایک درخت کے نیچے قیام کیا دیوانہ نے
عرض کی کہ حضور مسرور ہین تو بہتر ہے کہ دو راتین جاگتے گذر چکی ہین آج شب کو دیکھیے کیا مرحلہ پیش آئے شاہزادہ نے
زین پوش بچھا کے آرام فرمایا گھوڑے چرنے لگے اور دیوانہ بلغار تنہ درخت پر تکیہ کرکے اس ارادہ سے بیٹھا کہ
جبتک شاہزادہ آرام کرتے ہین جاگتا رہون لیکن اس کی بھی آنکھ لگ گئی اور شاہزادہ بھی سو گیا بعد کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی تو مرکبون کو نہ پایا سکندر نے کہا کہ غضب ہوا مرکبون کا گم ہونا ہمارے حق مین اور بھی برا ہوا خیر
ع - ہر چہ آید بر سر من یا نصیب • یہ فرما کر اٹھے ظہر کو ادا کرکے دیوانے سے کہا کہ کچھ خشک لکڑیان جمع کرو دیوانے
نے لکڑیان جمع کین سکندر نے چند طائر صید کیے دیوانے نے طائرون کو ذبح کرکے کباب لگائے شاہزادہ کو
کھلائے آپ بھی کھائے چشمہ آب سے پانی پیا سکندر نے کہا کہ اے بلغار دیوانہ آج جو ایک طرف کو چلو تو علامت راہ
قائم کرتے چلو تاکہ معلوم ہو کہ ہم نے کتنی راہ طے کی اور ہم کہان تک پہونچے دیوانے نے عرض کی کہ بہت خوب بس
اسیوقت دیوانہ کلک کے جنگل کی طرف گیا اور بہت سے نیزے توڑ لایا کہا تشریف لے چلیے سکندر رستم خو نے قلعہ
سنگین حصار کی سید باندھ کے راستہ لیا دیوانہ جا بجا کلک کے نیزے قائم کرتا ہوا چلا کہ اب تو منزل مقصود تک پہونچنے
مین آسانی ہوگی دن بھر سیر کی اور شام کو جو دیکھا تو اسی مقام پر موجود ہین جہان سے چلے تھے سکندر نے کہا
کہ اے بلغار اپنے قائم کئے ہوئے نشانات کو تو دیکھو دیوانہ نے ایک درخت بلند پر چڑھ کے جو خیال کیا تو جس جگہ
سے نشان شروع ہوئے ہین ایک دوسرے کے ساتھ اسی مقام پر ختم ہوگئے ہین گویا ایک دائرہ کرکے پلٹ آئے
ہین سکندر حیران تھے کہ یہ کونسا راستہ کا پھیر ہے بقول شاعر ع ہو سکتا دائرہ سے ہے کہان گھستا ہون مین قدم - آن کہان گردش پرکار

پانون مین + اے بلغار آج فاقہ بھی ہوا نہ تو کوئی جانور صید کیا اور نہ پھل درختون سے توڑے دیوانے نے عرض کی کہ اگر مجھے حکم ہو تو مین جاؤن کچھ پھل درختون کے توڑ کے لے آؤن سکندر رستم خو نے کہا کہ اب شام قریب ہی ایسا نہو کہ تم کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اس سے بہتر یہ ہی کہ یا تو ہم تم ساتھ چلین یا تکیہ خدا پر کرین وہ رازق العباد خود ہی رزق پہونچاے گا بے کس ہرگز نہ مانند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر می دہد + یہ فرماکر تیمم سے نماز پڑھی اور ایک جگہ بیٹھ گئے اب سیاہی شب کی پھیلی عالم پردۂ ظلمات نظر آنے لگا اور وہی آواز ساز و سرود پھر پیدا ہوئی سکندر رستم خو نے دیوانہ بلغار سے کہا کہ چلو پھر اسی محفل مین چلین دیوانہ نے عرض کی کہ کل کا سانحہ کیا حضور کو فراموش ہو گیا سکندر نے کہا کہ خوب یاد ہی مگر پرسون تو پہونچ گئے تھے دیوانہ نے عرض کی کہ پرسون تو خود ایک عورت آکر اپنے ساتھ لے گئی تھی کل ناخواندہ مہمان کی طرح گئے تھے اس کا انجام آپ نے دیکھا فرمایا خالی بیٹھنے سے تو بہتر ہی ایک شغل بیکاری ہی سہی دیوانہ نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب ہون سکندر اٹھ کر باغ کی طرف چلے آج ہر چند تلاش کیا باغ کا راستہ ہی نہ ملا صبح ہو گئی دیوانے نے عرض کی کہ اے شہریار اب خدا پر تکیہ کر کے جانورون کو صید کر کے کباب لگائیے اور کھائیے پھرنے مین سوا پریشانی کے اور کیا حاصل ہوگا جس وقت خدا کو رہائی منظور ہوگی تو خود ہی کوئی شکل نکلے گی ان کو تو اس پریشانی اور سرگردانی مین چھوڑا جاتا ہی اور

اول کچھ حال فتانہ جادو مالک بیابان سرگردان کا بیان کیا جاتا ہی

سا قیامت ہی جو جستجو تیری
ہان ذرا چھیڑ ذکر نکہت عنب
غنچہ دل کا میرے کیا کھلنا
دل مین اک میٹھا میٹھا درد اٹھا

دل مین بستی ہی آرزو تیری
لوٹنا دیتی ہی گفتگو تیری
رنگ میرا ہی اس مین بو تیری
یاد آئی جو گفتگو تیری

مین وہ گل ہون ہی جیب بو تیری
ہو تلاش اپنے دل کی اب مجھکو
کام دیر و حرم سے کیا مجھکو
اے صنم اس بہر زمانے مین

ہون وہ بلبل ہی آرزو تیری
اس سے پہلے بھی تھی جستجو تیری
لئے پھرتی ہی آرزو تیری
رکھے اللہ آبرو تیری

واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ عالم اس صحرا کا فتانہ جادو ہی اس نے تمام صحرا کو طلسم بند کر رکھا ہی کہ جو شخص اس طرف نکل آئے وہ پلٹ کے نہ جانے پائے جو آتا ہی وہ کچھ دنون پریشانی اٹھاتا ہی آخر فتانہ کا مطیع ہو کر خدمت بجالاتا ہی سیکڑون امیرزادے اس کی غلامی کرتے ہین جو آیا وہ یہین کا ہو رہا سکندر رستم خو کے حسن و جمال پر شیدا ہو کے اس نے پہلے روز تو اپنی صحبت مین بلا لیا لیکن جب اس کو علم سحر سے یہ بات دریافت ہوئی کہ یہ مجھسے رضامند نہوگا تو اس نے شاہزادے کو پھر اسی حیرانی و سرگردانی مین مبتلا کیا تین چار روز گذرنے کے بعد اس کی بھانجی ملکہ طناز جادو اپنی خالہ سے ملنے کو آئی جس وقت پلٹ کے جانے لگی تو اس نے سکندر کو سرگردان و پریشان پایا یہ شاہزادے کے حسن و جمال پر شیفتہ ہوئی اپنی وزیرزادی شرارہ جادو سے کہا کہ اس کو بچہ بن کے اٹھا لے چلو شرارہ جادو نے کہا مجھے حکم بجالانے مین کچھ عذر و انکار نہین لیکن آپ نے نتیجہ بھی سوچ لیا ہی کہ کیا ہوگا جس وقت ملکہ فتانہ جادو کو معلوم ہوگا کہ ایک قیدی ہمارا گم ہوا تو سوا آپ کے کس پر خیال ہوگا طناز جادو نے کہا کہ دیکھا جائے گا شرارہ جادو بچہ بن کے گری اور سکندر کو اٹھا کے لیے چلی گئی دیوانہ دیکھتے رہ گیا اور شاہزادے کے فراق مین اس نے گریبان چاک کیا شرارہ جادو اور طناز جادو سکندر کو لیے ہوئے اپنے باغ مین آئین شاہزادہ متوحش ہوا اسے بیہوش ہو گیا تھا ملکہ نے شاہزادے کو لخلخۂ زعفران عنبر سونگھا کر ہوشیار کیا سکندر کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا مین پایا ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش دُر در گوش مرصع پوش کو سر بالین محو التفات دیکھا اٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا کہ اے پری جمال تو کون ہی ملکہ طناز جادو نے کہا کہ مین نے آپ کو اسیر زندان بلا دیکھا آپ کی جوانی پر رحم کیا کہ اٹھا لائی ہون جس صحرا مین آپ سرگردان و حیران تھے وہان میری خالہ فتانہ جادو رہتی ہی اس نے تمام صحرا کو سحر بند کر دیا ہی کہ جو آتا ہی وہ پھر پلٹ کے نہین جاتا ہی اگر مین آپ کو جان پر کھیل کے نہ اٹھا لاتی تو زندگی مین رہائی نہوتی اور دیکھیے

اس حرکت پر مجھے کیا کیا مصیبت اٹھانا پڑتی ہے شاہزادہ سکندر رستم خو نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تو سہی جو اس
مکارہ کو سزائے معقول نہ دی تم کسی طرح میرا اور فتانہ جادو کا سامنا کرا دو طناز جادو نے ہنس کے کہا کہ وہ
ساحرہ ہے آپ اس کا کیا کر لیں گے سکندر نے کہا کہ اگر خدا ہمارا مددگار ہے تو اگر اس پار کر میدان سرگردان کو صاف
نہ کیا تو نام اپنا سکندر رستم خو نہ پایا ملکہ نے کہا یقین ہے وہ خود آئے گی اور شاہزادے کے لئے سامان ضیافت مہیا کیا
اس وقت شاہزادے کو اپنا دیوانہ یاد آیا فرمایا اے ملکہ ایک رفیق میرا اسی صحرا میں رہ گیا ہے خدا جانے وہ کس حال میں
ہوگا ملکہ نے کہا میں اسے بھی بلواتی ہوں یہ کہکر شرارہ جادو سے کہا کہ جا کر دیوانے کو بھی لے آؤ شرارہ جادو
یہاں سے پنجہ بن کے اڑی وہاں فتانہ جادو کو خبر پہونچی کہ ایک قیدی کو آپ کے طناز جادو اٹھوا لے گئیں
فتانہ جادو بیتاب ہو کے آئی کہ دیکھوں کس قیدی کو اس نے اٹھوا لیا جب یہاں آکر سکندر کو پایا تو اسے نہایت
طیش آیا کہا تو اس چھوکری نے میرے ساتھ بھی یہ چھنال گنگھوٹے نکالے ہیں دیکھنا اسے کیسی سزا دیتی ہوں یہ اسی
طیش میں تھی کہ شرارہ جادوگری اور دیوانہ کو بھی لے کر چلی بس فتانہ جادو نے بھی پر پرواز پیدا کئے اور ساتھ
ساتھ اڑتی ہوئی چلی ادھر تو شرارہ جادو نے سامنے ملکہ اور شاہزادے کے دیوانہ کو لاکے چھوڑا ادھر فتانہ جادو
آپہونچی اور پکاری کہ کیوں او شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی تجھے مجھی پر سوتا پالینا تھا تو سہی جو تجھے اور اسے دونوں
کو نہ قتل کروں ارے ان خدا پرستوں سے دوستی کر کے اپنے سے دشمنی ہے میں چاہتی تھی کہ یہ سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائے اور
راستہ نہ پائے میں نے انہیں خدا پرستوں کے لئے یہ دام تدویر بچھایا ہے بہتوں کو مار ڈالا اور بہت سے باقی
ہیں سکندر نے سمجھ لیا کہ یہ راہ پر آنے والی نہیں ہے اور اس وقت بگاڑنے میں کام خراب ہوگا فرمایا اے ملکہ تم نے
ایک روز اپنا جمال جہان آرا دکھایا پھر اس وقت تک ترسایا کہیں روز ہم صحرا میں مارے مارے پھرے مگر تمہارا پتہ
نہ پایا یہ تو بتاؤ کہ تم اس قدر خدا پرستوں سے کیوں دشمنی رکھتی ہو خدا پرستوں نے تمہارے ساتھ کونسا بد سلوک کیا
فتانہ جادو نے ہنس کے کہا کہ میں قتل خدا پرستان میں مرحلہ بیابان کاج و باج میں شریک تھی جن کے ساتھ میں نے
دشمنی کی وہ کب میرے دوست ہوں گے علاوہ اس کے ساحروں اور خدا پرستوں سے ہمیشہ کی عداوت چلی آئی ہے
سکندر نے جواب دیا کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے نہ سب خدا پرست بد باطن ہیں نہ سب ساحر بد نفس ہیں
دیکھو ایک ہمیں ہیں کہ اگر تم کہو تو تمہاری طرف سے سارے خدا پرستوں کو قتل کریں تمہاری محبت کا دم بھریں ان باتوں
نے سکندر کی فتانہ کو لبھا لیا دام میں پھنسا لیا ایک تو یوں ہی عاشق ہو چکی تھی ان باتوں پر اور بھی شیفتہ ہو گئی کہنے
لگی کہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو اس شوخ دیدہ کے ساتھ کیوں چلے آتے سکندر نے فرمایا کہ اسی سے پوچھو میں چلا آیا
یا یہ اٹھا لائی شاہزادہ نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب میں تجھے لے چل کے اپنی بغل میں سلاؤں گی اور
اس گیسو بریدہ کو دکھا دکھا کے جلاؤں گی سکندر نے کہا کہ یہ اسی قابل ہے فتانہ جادو نے ملکہ طناز جادو کی طرف ایک
بال اپنے سر کا توڑ کے پھینکا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ بال رسن بنکے شرارہ جادو اور طناز جادو دونوں کے بازوؤں
میں لپٹ گیا اور دونوں کو باندھ لیا ہر چند دونوں نے اف اف کی دہن سے شعلے نکلے مگر کچھ نہ ہوا رسن سحر نہ جلی نہ
جدا ہوئی طناز جادو پشیمان تھی کہ یہ عجب طرح کا مردوا ہے ابھی تو مجھ سے محبت جتا رہا تھا ابھی اس لکاتہ کی محبت کا دم بھرنے
لگا سچ ہے سب مطلب کے یار ہوتے ہیں خیر اب تو جو ہوا سو ہوا خود کردہ را علاجے نیست یہ تو اس افسوس میں تھی اور
دیوانہ بیکار بیٹھا سے کہہ رہا تھا کہ اے شہریار یہ تو شیوہ آپ کے خاندان کا نہ تھا جو آپ نے کیا سکندر نے جواب دیا کہ اسے
رفیق من ع ** زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز ** ملکہ نے میرے ساتھ کیا برائی کی ہے جو میں ان سے روگردانی
کروں یہ ان کی محبت تھی کہ انہوں نے مجھ کو سحر بند کر کے راستہ جانے کا مسدود کر دیا تمہیں عاشقی سے کیا کام سودا وہی عشق کی باتیں
کوئی ہم سے پوچھے ** خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے ** دیوانہ چپ ہو گیا مگر نہایت نفرت کی نظروں سے سکندر کو

دیکھنے لگا فتانہ نے سحر کیا کہ ایک لکہ ابر پیدا ہوا فتانہ نے ان سب کو اسی ابر پر بٹھایا اور لے کر جانب بیابان ہرگردان روانہ ہوئی جس وقت اپنے قصر میں پہونچی تو دیوانہ کو زندان خانے میں بھجوا دیا اور شرارہ جادو اور طناز جادو کو ستون قصر سے باندھ کر کشتیان شراب و کباب کی لا کے رکھدین سکندر کے واسطے اسباب آسایش مہیا کر کے گانیون کو گانے کا حکم دیا ایک پریجمال نے یہ غزل شروع کی

غزل

جو قتلگاہ میں وہ ترک جنگ جو آئے
یقین ہے خون تمنا کی میرے بو آئے
کلیم طور پہ جانا تمہیں مبارک ہو
تو مدتون سے داغ وفا کی بو آئے
کوئی تو آکے خبر لے بلا نصیبون کی
خدا کرے کہ کسی مین تو ان کی بو آئے
نہ حسن و عشق کا چھوٹے علاقہ محشر مین
پھر آج اشک ڈبونے کو آبرو آئے
کسی کی تیغ مین اتنا کہان ہے دم باقی
حریم کعبہ مین جو آئے باوضو آئے
نظر کی چوٹ پھر اس پرنگاہ یار کی ہو سا
غضب کے ریخ اٹھائے تو لکھنو آئے
جو ہم پہ تیغ لگانے کو یار تو آئے
پڑھے یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آئے
کسی کے کوچہ مین پہونچے بھی ہم تو کیا ہو گا
مگر سمجھ کے ذرا ان سے گفتگو آئے
وہی ہے نامہ جو پہونچے تمہارے کوٹھے تک
اجل ہی پوچھنے آئے اگر نہ تو آئے
یہ شوق ہے کہ جو بیٹھے وہ تیر پہلو مین
ہو میرے ہاتھ مین دامن ترا جو تو آئے
غم فراق نے چھوڑا نہ دل مین قطرۂ خون
کہ میرے دم کی طرح کھینچ کے تا گلو آئے
شریک اشک ہما دل بھی ہون جو پھوٹ بہین
پھر آئینہ نہین اتنا صاف جو روبرو آئے
دہن کی دامن زخم جگر سے بو آئے
لگا کے ہاتھون مین مہندی جو یار تو آئے
گئے تھے دل کی طرح بن کے آرزو آئے
بھرین اگر گل تصویر مین وہ رنگ مرا
وہی ہے آہ جو عرش برین کو چھو آئے
گلون کو سونگھتا پھرتا ہون صورت بلبل
تمام تن کا وہین دوڑ کر لہو آئے
کسی کے ذکر کے آتے ہی ڈبڈبائی آنکھ
کہان سے تیرون کی دعوت کو اب ہو آئے
یہ کوئے یار ہے دم موز زندگی سے ہاتھ اپنی
زمین عطر سے خون جگر کی بو آئے
نہ کا پہونچ کبھی ہم سے چھوٹا لئے جاہ

دیر تک یہ مشغلہ رہا آخر صحبت برخاست ہوئی انیسین جلیسین مصاحبین جو تھین سب چلی گئین اور فتانہ جادو نے گلے مین سکندر کے ہاتھ ڈال کر انگڑائی لی سکندر نے بھی آغوش مین لیا دیوانہ بلغار نے نفرت کی نظر سے سکندر کو دیکھا کہ ایسا جوان رعنا اور ایسے خاندان عالی سے ہو کر اس ساحرہ کر یہہ منظر سے ملتفت ہے یہان شاہزادے نے فتانہ کو آغوش مین لے کر دبایا پہلے تو وہ ناز معشوقانہ کرنے لگی جب سکندر نے زور سے دبایا اور پسلیان کڑکنے لگین تو چلائی کہ ارے ظالم کیا کرتا ہے سکندر نے اور زور سے دبا دیا تمام پسلیان ٹوٹ گئین اور دوسرے راستے سے دم نکل گیا سکندر نے لاش کو جھٹک دیا مرتے ہی فتانہ جادو کے ایک قیامت کبرے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آوازین بگیرو بزن کی آنے لگین آتش باری و برف باری دیر تک رہی تمام باغ دھوان بن کر نظرون سے غائب ہوگیا آخر بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من فتانہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوتی ہے تو دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ قصر چار سر کنڈے گڑے ہوئے ہین ان پر پیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے شرارہ جادو و طناز جادو بال کی باندھی کھڑی ہین جس قدر حجرے وغیرہ تھے سب غائب ہوگئے جتنے ملازمین تھے سب کاغذ کے پتلے بن کے ہوا مین ادھر سے ادھر اڑنے لگے تمام قیدی رہا ہوگئے لیکن متحیر تھے کہ ہم کس طرح اس ظالم کی قید سے چھوٹے ادھر طناز جادو نے قید سے چھوٹتے ہی سکندر کی تعریف کی اور اپنی خطا بخشوائی کہ مین اس چال کو پہلے نہ سمجھی تھی اسی بنا پر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ عشق اس واسطے تھا مگر خدا کے لیے کہین مجھسے بھی ایسا ہی عشق تو نہین ہے سکندر نے کہا جو خدا پرستون سے عناد رکھے گا اس کا یہی انجام ہوگا طناز جادو نے کہا کہ مین تو پہلے سے بندۂ بیدرم ہو چکی ہون اتنے مین دیوانے نے بھی آکے سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ تو آپ نے وہ کام کیا ہے جو سوا عیار کے کسی سردار نے نہ کیا ہوگا سکندر نے کہا کہ سپاہی کے چھتیس فن ہین اے دیوانہ بلغار اگر مین ایسا نہ کرتا تو زندگی مین رہائی نہوتی اور ساتھ میرے بہت سے غریب رہا ہوے اب فتانہ کے مال و خزانے کی تلاش کی تو ایک بہت بڑا دفینہ پایا شاہزادہ سکندر نے وہ دفینہ اسی جگہ محفوظ

رکھا اور دیوانہ کا پہرہ وہاں قایم کیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے کچھ لوگوں کو بھیجکر یہ خزانہ وہیں منگا لینگے اور جس قدر قیدی تھے اُن کو رہا کر دیا اور طناز جادو سے ارشاد کیا کہ تم اپنے باغ کو جاؤ جب طلسم زرلہ سے فرصت ہولے گی تو ہم تم سے ملیں گے بغیر اس کے ہم تم سے نہیں مل سکتے طناز جادو رنجیدہ ہو کر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی اور سکندر رستم خو نے قلعہ سنگین حصار کا راستہ لیا اب اول

چند کلمے داستان سرداران اسلام اور فوج کفار کے بیان کئے جاتے ہیں کہ حکم سے کوک انجم حصاری کے دو لاکھ سوار اور دس سردار واسطے تاراجی قلعہ سنگین حصار کے روانہ ہوئے تھے

ہاں مرے ساقی میں صدقے دے وہ جام لالہ رنگ　　پھر بڑھاپے میں نظر آئے جوانی کی امنگ
ہر کوئی دم میں یہاں سے اپنا ساقی چل چلاؤ　　اب کہاں وہ جوش دل اور وہ جوانی کا بناؤ
وقت آخر دیکھ لوں بنت العنب کو اک نظر　　ہے اجل سر پر گھڑی دم میں عدم کا ہے سفر
پھر کہاں میں اور کہاں تو اور کہاں یہ انجمن　　دو گھڑی کی بھی غنیمت ہے یہ صحبت جہان میں
بھر کے ساغر دے دکھاؤں تجھکو پھر زور شباب　　جنگ کے میدان میں آیا ہوں بارنگ خضاب
دنگ ہو جائیں جوانان جہاں بھی دیکھکر　　وہ دکھاؤں معرکہ اڑتے پھریں میدان میں سر

راوی بیان کرتا ہے کہ سرداران لشکر اسلام قلعہ میں مقیم تھے شاہزادہ سکندر رستم خو کا انتظار تھا جب دو روز گذر گئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف نہ لائے تو سرداران اسلام پریشان ہوئے ہرکاروں کو براے دریافت حال روانہ کیا ہرکارے شام کو واپس آئے اور عرض کی کہ صاحبقران اوسطاس صحرا کی طرف گئے جہاں جاکے کوئی واپس نہیں آتا یہ سنکے تمام سردار پریشان ہوگئے طلحہ بن لندھور نے کہا جاکے واپس نہ آنے کا کیا سبب ہرکاروں نے عرض کی کہ ایک صحرا اس نواح میں ہے کہ اس طرف جانے کی ممانعت ہے اور جو کوئی غلطی سے چلا جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا ہے خدا جانے کیا اسرار ہے اس خبر وحشت اثر کو سنکے طلحہ نے کہا کہ میں ضرور جاؤنگا ملوک بن مالک نے کہا کہ میں بھی چلونگا محتشم بن ہاشم بھی آمادہ ہوگئے مرزنگ بن مرزبان خراسانی بھی اٹھ کھڑے ہوئے خلاصہ یہ کہ تمام سرداران لشکر اسلام چلنے پر آمادہ ہوگئے لیکن ہنوز یہ لوگ دروازہ قلعہ تک پہونچے ہوں گے کہ جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا اب تو سب دیکھنے لگے یہانتک کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے سے دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے پر علم کے تعریف شعشاع بن مشمش کی تحریر تھی اب تو اور ملازمین نے عرض کی کہ پہلے اس بلا کو ٹالئے اس کے بعد تلاش صاحبقران اوسط میں جانے کا قصد فرمایئے طلحہ نے اس راے کو پسند کیا اور حکم دیا ہرکاروں کو کہ دریافت کرو یہ کس ارادے سے آئے ہیں ہرکارے گئے اور خبر لے کر پھرے عرض کی کہ یہ فوج بادشاہ انجم حصار کی ہے تاراجی قلعہ کے ارادے سے آئی ہے طلحہ نے حکم دیا کہ ہمارا خیمہ بھی باہر قلعہ کے برپا ہو دیوانوں نے لاکر بارگاہ برپا کی دس ہزار دیوانہ اندر قلعہ کے رہا اور بیس ہزار دیوانوں نے آکر بیرون قلعہ قیام کیا جب لشکر کفار نے دیکھا کہ اہل قلعہ مردانگی سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہیں تو انھوں نے بھی بمقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کیا سپہ سالار شعشاع فیل پیکر تھا کہ اس کو قفقانہ جادو نے ایک ہیکل دی تھی تاثیر اس کی یہ تھی کہ تلوار جسم پر اثر نہ کرتی تھی اس نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر طلحہ بن لندھور کو ہوئی انھوں نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونوں لشکر میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر بمقابل یک دیگر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب نقیب نے پیش دیکھ کر شت گئے تو لشکر کفار سے سرہنگ دیو قامت میدان میں آیا اور پکارا کہ اے قید یو تمکو چاہیے تھا کہ رہائی کو غنیمت جانا ہوتا جان بچاکر چلے گئے ہوتے تمہاری

شامت نے تمھین اس قلعہ مین بند کیا اب قید کرنے کے بدلے تم قتل کیے جاؤ گے غضب کیا تم نے کہ خزانہ شاہی لوٹ لیا بادشاہی قلعہ پر قبضہ کر لیا بہتر یہ ہے کہ خزانہ میرے حوالے کر دو اور تم جہان چاہو چلے جاؤ مین متعرض نہون گا ورنہ مال کے ساتھ جان بھی جائے گی اور کچھی بھی ہاتھ نہ آئے گی یہ کلام سرہنگ دیو قامت کا طلحہ بن لندھور کو نہایت ناگوار گذرا فیل اپنا بڑھا دیا اور آواز دی کہ کیا جھک مارتا ہے آج تو اس قلعہ پر قبضہ کیا ہے کل پایۂ تخت انجم حصار پر قبضہ ہوگا یہ کہتے ہوے سامنے سرہنگ کے پہونچے سرہنگ دیو قامت نے برچھا اٹھایا اور سینہ طلحہ بن لندھور پر وار کیا طلحہ نے نیزے کو نیزے پر گا تھا طعنین چلنے لگین پچیس طعنون کے بعد طلحہ نے نیزہ ہاتھ سے سرہنگ کے ہوائی کیا سرہنگ کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تاریک ہو گئی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی حلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر پر تلوار ماری طلحہ نے وار اس کا آسیب سپر رد کر کے جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر محراب کج گردن نے مرکب بڑھایا سامنے طلحہ کے آیا بعد گفتگوے بسیار نوبت شمشیر زنی کی آئی محراب بھی ہاتھ سے طلحہ کے مارا گیا دو پہر مین طلحہ نے چھ سردارون کو مارا اور دو کو زخمی کیا بس یہ دیکھکر تہمتن فیل زور مرکب کو چمکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ اتنے سردار تیرے ہاتھ سے مارے گئے اور زخمی ہوے لا ضرب بہادری کی دیکھون تو تیری تلوار مین کیسی کاٹ ہے طلحہ نے کہا کہ اتنی لڑائیان تیرے سامنے ہوئین تو نے نہین دیکھا کہ ہم پیشدستی نہین کرتے ہین پہلے تو اپنا وار کر جب خدا تیری ضرب سے بچائے گا اسوقت دیکھا جائے گا بس یہ سنکے تہمتن فیل زور نے کہا کہ تجھے اپنے دست و تیغ پر بڑا گھمنڈ ہے دیکھ ابھی تیرا غرور مٹائے دیتا ہون یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے وار اس کا رد کر کے اپنا وار کیا ادھر تہمتن فیل زور نے سپر بلند کی تلوار نے طلحہ کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا سر پہ پہنچی طلحہ نے جھٹکا مارا تلوار سر چھیلتی ہوئی صاف نکل آئی خط بھی نہ پڑا تہمتن نے دوسرا وار کیا طلحہ نے چاہا کہ کلائی پکڑ لون حربہ اس پر تاثیر نہین کرتا یہ بغیر کشتی کے زیر نہ ہوگا لیکن قضاے کار پاؤن گھوڑے کا موشخانہ مین جا رہا مرکب نے سکندری کھائی تلوار طلحہ کے سر پر آئی خود سر سے گرا طلحہ نے پہلے سے داستانہ مار دیا کہ تلوار سر پر نہ پڑی تلوار تو اچٹ گئی لیکن طلحہ جبتک گھوڑے کو سنبھال کر آپ سنبھلین اتنے عرصہ مین تہمتن نے دوسرا وار کیا کہ سر طلحہ کا زخمی ہو گیا یہ دیکھکر مملوک بن مالک دوڑ پڑے انھون نے تہمتن کے کئی وار رد کئے آخر یہ بھی زخمی ہوے اب تو تانتا بندھ گیا جو سردار آیا وہ زخمی ہوا شام تک مین تہمتن نے سب سرداران اسلام کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور یہ کہتا گیا کہ اگر کل تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا تہمتن فیل زور نہ پایا یہان تمام سرداران زخمی کو قلعہ کی طرف روانہ کیے لشکر اسلام کے باقی لوگ بھی پچھلی رات کو قلعہ مین چلے گئے جب صبح ہوئی اور تہمتن فیل زور کو معلوم ہوا کہ لوگ زخمیون کو لے کر قلعہ بند ہوے ہین اس نے کہا کچھ پروا نہین بجواؤ طبل جنگ ہم قلعہ پر دھاوا کرون گا چنانچہ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی مضطرب ہو کے کوس حربی بجوایا تہمتن فیل زور اپنی فوج کو لے کر سامنے قلعہ کے آیا زد سے ہٹ کے کھڑا ہوا پانچسو سوار منتخب کر کے اپنے ہمراہ لئے اور قلعہ پر دھاوا کیا ادھر اہل قلعہ نے دوربینین لگا کر دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ یہ زد پر آ گئے ہین توپین مارنا شروع کین تمام میدان دھوان دھار ہو گیا جب گولہ اندازون نے اپنے نزدیک زمین کا ایک ایک ذرہ اڑا دیا تو ہاتھ روکا دھوان ہوا سے منتشر ہو کر جب میدان صاف ہوا تو دیکھا کہ تہمتن فیل زور لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے بس اہل قلعہ نے مضطرب ہو کے دعا کی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد خفیف بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ پر یورش ہے اور گبر ناہنجار لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے ادھر اہل قلعہ نے جو سکندر کو آتے دیکھا نقارہ شادمانی بجایا توپ

سلامی کی داغی دروازہ قلعہ کا کھول کر لوگ استقبال کو نکلے سکندر نے آتے ہی آواز دی کہ او ملعون تو کون ہے
تہمتن فیل زور نے کہا کہ فرستادہ بادشاہ انجم حصار ہون تیرے ساتھ والون کو مین نے زخمی کیا خداوند ششعشاع
بن مشمش نے تجھے بھی بھیجا اب تجھکو ابھی قتل کر کے سب کا قصہ پاک کرونگا سکندر نے جواب دیا کہ او بےحیا تجھکو شرم
نہین آتی کہ زخمیون پر تو نے یورش کیا ہی کب چھوڑتا ہون تجھکو اُدھر اہل قلعہ نے آواز دی کہ اے شہریار یہ ملعون رویین تن
ہو خیال رکھیے گا اُدھر تہمتن فیل زور نے لپٹ کر تلوار ماری شاہزادے نے تحتکی دی کہ تلوار اچٹ پڑی اس کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا تہمتن فیل زور نے ہرچند ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا یہ معلوم ہوا کہ پنجہ ملک الموت مین ہاتھ آگیا آخر اس نے
بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کئے اور
مصروف تلاش ہوئے اہل قلعہ بھی باہر نکل آئے سرداروں نے زخموں مین پٹیان باندھین اور مرکبون پر سوار ہو ہو کے
آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دوپہر کامل کشتی رہی آخر سکندر نے لنگر تہمتن فیل زور کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور کود کے چھاتی پر سوار ہوئے اور پوچھا کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم من تہمتن نے کہا کہ ہزار جانین
ہون تو نام پر خداوند ششعشاع کے نثار ہین بس سکندر نے دھرتے سر خنجر سینہ پر مارا اور پیٹنے کا قصد کیا تھا کہ لشکر
کفار آپڑا اس طرف سے سرداران زخمی دیوانون کے لشکر سمیت آپڑے تلوار چلنے لگی کفار شور کر رہے تھے کہ مارلو اسکو
جانے نہ پاسے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے مارا اُدھر اہل اسلام جا بجا نیازیان دکھا رہے تھے کوندا برق شمشیر کا لپک
رہا تھا بارش خون سے زمین گلشن ہو رہی تھی سر مانند اولون کے برس رہے تھے سبزہ جنگل کا لالہ گون ہو رہا تھا کوتل
سمند دوڑتے پھرتے تھے سوارون کے لاشون کو کچل رہے تھے کہین تلوار پڑ رہی تھی کہین سپر کہین تیر کہین تفنگ کہین کمان
کہین نیزہ کہین گرز کہین تبر عجب حالت تھی کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم لیکن ان شیردلون نے ایسی تلوار کی کہ آخر
قدم اُکھڑ گئے اور کافرون نے راہ فرار پر قرار لیا سکندر نے کوس بھر زمین تک مار کے بھگا دیا اور واپس ہوئے
لاشون کو شمار کیا تو دس ہزار مسلمان کام آئے تھے اور تیس ہزار کافر مارے گئے تھے مسلمانون کی لاشین دفن کرادین
اور کفار کی لاشین دریا مین ڈلوا دین بعد اس کے قلعہ مین تشریف لائے ہر ایک کی عیادت فرمائی سب نے شکر یہ ادا
کیا کہ اگر اس وقت نازک مین آپ تشریف نہ لے آتے تو جانبری دشوار تھی شاہزادے سے دیوانون نے پوچھا کہ اے شہریار
ہمارا افسر کہان ہی سکندر نے ارشاد کیا کہ صحرا مین ایک خزانہ دستیاب ہوا ہی اُسی کو خزانے کی نگہبانی کے واسطے مین
چھوڑ آیا ہون یہ سنکے اور سردارون نے عرض کی کہ وہ تن تنہا کہان تک حفاظت کرے گا ایسا نہو کہ یہ خبر مشہور ہو جائے
اور لوگ بادشاہ کے آکر قبضہ کرلین سکندر نے فرمایا کہ مین خزانے کو یہین منگوائے لیتا ہون یہ فرماکر بیس ہزار دیوانون
سے مملوک بن مالک کو روانہ کیا کہ اُن کا زخم سر بھی کسی قدر مندمل ہو چکا تھا مملوک بیس ہزار دیوانون سے جانب بیابان
سرگردان روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی لیکن

دو کلمہ داستان اُس فوج مفرور کے بیان کئے جاتے ہین جسکو صاحبقران انا وسطے شکست دے کر بھگایا ہی

اے میرے ساقی پلا جام مے کہاں تک مین حیران پریشان رہون	کہ کرتا ہی مجکو وہ جنگ سے دکھا دے تو بنت العنب کی جھلک	کہان تک [illegible] یون مارا مارا پھرون رہونگا مین تا کب بھلا کب تلک

یہ لوگ جو بھاگے ہوئے چلے تو اتفاقیہ سرحد بیابان سرگردان مین جا پہنچے دو ایک سردار بھی باقی رہ گئے تھے انھون نے
کہا افسوس صد افسوس ہم بیابان سرگردان مین پھنس گئے بےحواسی مین خیال نہ رہا اس طرف نکل آئے اہل لشکر نے
کہا کہ ابتو آگئے اور پھنس گئے اسی صحرا کی سیر کرنا چاہیئے دیکھین بیان کیا بات ہی کہ جو آتا ہی الٹ کے سنین جاتا یہ لوگ

آگے روانہ ہوئے ایک مقام پر ایک مرد دہقانی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہے اُس نے بیان کیا کہ مین یہین کا باشندہ ہون ملکہ فتانہ جادو نے جب اس بیابان کو سحر بند کیا تھا تو آمد و رفت موقوف ہو گئی تھی مین نے جا کے ملکہ سے کہا کہ میرے بال بچے تو بھوکون مر جائین گے میرا یہی کام تھا کہ صبح سے مزدوری کو جاتا تھا شام کو جو کچھ میسر ہوتا تھا وہ لاتا تھا اور اپنے اہل و عیال مین بسر کرتا تھا ملکہ نے مجھکو ایک شیشہ دیا تھا کہ جب مین اُسے آنکھ پر لگا کے دیکھتا تھا تو راستے کا پھیر سمجھ مین آ جاتا تھا روز چلا بھی جاتا تھا اور چلا بھی آتا تھا ایک روز شیشہ کہین گر گیا مین بہت رویا پیٹا مگر راستہ نہ ملا آج تیسرا دن ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ صحرا مین آگ لگ گئی ہے شور و غل پیدا ہوا جب وہ حالت برطرف ہوئی تو کچھ لوگ دکھائی دیے اُن سے مین نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا تھا انھون نے بیان کیا کہ ایک شخص اس بیابان مین آیا تھا پہلے وہ قید رہا آخر اُس نے ملکہ فتانہ جادو کو مارا طلسم یہان کا ٹوٹ گیا راستہ صاف ہو گیا یہ شور و غل اسی ساحرہ کے مرنے کا تھا مین بھی اپنے گھر گیا بال بچون سے ملا سب تین دن کے فاقے سے تھے یہ سنکے اہل لشکر نے ترس کھا کے کچھ اُس دہقانی کو دیا لیکن دل مین نہایت خوش ہوئے کہ اب راستہ تو ملجائے گا اب اور آگے چلے چند قدم بڑھے ہون گے کہ اور ایک شخص دکھائی دیا ان لوگون نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ ہم ملازم ہین شاہزادہ سکندر رستم خو کے یہ لوگ نام سے تو شاہزادہ سکندر رستم خو کے آگاہ ہی ہو چکے تھے پوچھا کہ تم یہان کس غرض سے آئے ہو اُس سادہ مزاج نے کہا کہ شاہزادہ اس بیابان مین پھنس گیا تھا لیکن اُس با اقبال نے کانٹون سے اس راستے کو بھی پاک کیا فتانہ جادو کو مارا صاحبان اقبال کے واسطے غیب سے سامان مہیا ہو جاتے ہین فوج کے اخراجات کے واسطے کوئی انتظام نہ تھا اس سرزمین سے خزانہ ہاتھ آیا شاہزادہ تو یہان سے قلعہ کی جانب تشریف لے گیا ہے اور برائے حفاظت خزانہ دیوانہ بلغار کو چھوڑ گیا ہے مین بھی اُس ساحرہ مکارہ کی قید مین تھا مین نے غلامی شاہزادے سکندر کی اختیار کر لی کہ اس سے بہتر ولی نعمت کہان ملے گا یہ سنکے سہراب تبرزن آگے بڑھا اور اُس مرد سادہ مزاج سے کہا کہ مین دیوانہ بلغار کا دوست ہون مجھے اُس کے پاس لے چلو وہ سہراب تبرزن کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے دیوانہ بلغار کی طرف روانہ ہوا عقب مین فوج بھی چلی آتی تھی یہ لوگ جو شکست کھا کے بھاگے تھے سامان رسد وغیرہ بھی چھوٹ گیا تھا روپیہ وغیرہ بھی باقی نہ رہا تھا ادھر دیوانے نے جو ان لوگون کو آتے دیکھا اپنے دل مین یہ سمجھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے فوج واسطے حفاظت خزانہ کے بھیجی ہوگی جس وقت وہ ملازم سہراب تبرزن کو ساتھ لیتے ہوئے سامنے دیوانہ بلغار کے پہونچا اور دیوانے نے اس مفسدہ پرداز کو دیکھا خوب پہچانتا تھا کہ یہ کوکب انجم حصاری کا ملازم دس ہزار سوارون کا افسر ہے بس یہ اپنے مقام سے اُٹھا اور پکارا کہ اے سہراب کیا ارادہ ہے وہین سے بیان کر قریب آنے کا قصد نہ کرنا سہراب مکار نے کہا کہ اے دیوانہ بلغار تو کس خواب خرگوش مین ہے ہم قلعہ سنگین حصار کو فتح کیے ہوئے چلے آتے ہین جس کے واسطے تو خزانہ کی حفاظت کر رہا ہے اُس کو ہم نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا سر اُس کا نذر بادشاہ کے واسطے بھیجا یا تمام رفیق بھی مار ڈالے گئے اب تیری تلاش ہو رہی ہے کہ تو بھی مجرم بادشاہ ہے شاہی خراج تو ہی لوٹ کے لے گیا ہے مین از راہ دوستی تجھے سمجھاتا ہون کہ تو جس خزانے کی حفاظت کر رہا ہے اب اسے لے چل کے بادشاہ انجم حصار کی نذر کر مین سفارش کر کے تیری خطا معاف کرا دون گا بلکہ فوج مین رسالہ داری وغیرہ کا عہدہ دلا دون گا یہ سنکے دیوانہ بلغار کی آنکھون مین دنیا اندھیر ہو گئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ بھلا اس کی بھی یہ حقیقت ہے کہ یہ مقابلہ کر کے صاحبقران والا پر غالب آسکے یہ جھوٹا مجھے فقرہ دیتا ہے اور اگر خدا نخواستہ یہ سچ بھی ہو تو خاک ہے اس زندگی پر جب ایسا آقا نہ رہا بس دیوانے نے آواز دی کہ او سہراب تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ تو اُس شیر بیشہ شجاعت کے مقابلہ مین سر جنبش اُٹھا سکے پہلے اُس کے غلامون سے تو مقابلہ کر لے میری زندگی مین تو کیا مجال ہے کسی کی کہ اس خزانہ کی طرف رخ بھی کر سکے ہان جس وقت مین نہ ہون اس وقت نہین کہہ سکتا یہ دیکھ کے بدست سیدھی کی سہراب تبرزن نے دیکھا کہ فقرہ تو نہ چل سکا اب بغیر لڑائی کے اس دولت کا

ہاتھ آنا دشوار ہے ایک شرمندگی تو حاصل ہو چکی کہ شکست کھا کر بھاگے ہین اگر خزانہ بھی لوٹ کے لیجائین گے تو بھی خیر کچھ بات بنجائیگی
ہمارے ساتھ فوج ہے یہ تنہا کیا کرے گا بس اس نے دوڑ کر تبر مارا دیوانے نے تبر کو چوبدست پہ روک کے جو ہاتھ چوبدست
کا مارا سہراب نے سپر بلند کی لیکن یہ گیارہ سو من کی ضرب ہر شخص کہان روک سکتا ہے چوب پڑتے ہی تراقہ ہوا کہ صحرا گونج
اٹھا پرند اڑے کہ صحرا مین یہ کیا آفت آئی چرند بھاگے کہ کوئی نیا درندہ آگیا اُدھر ہاتھ سہراب کے تھرائے سپر مع چوبدست
خود پر آئی خود کاسۂ سر مین در آیا سر سینہ مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب زمین مین غرق ہو گیا زمین پر ایک گوشت
کا چبوترہ بن کے رہ گیا ٹہ یان سرمہ ہو گئین اتنے عرصہ مین فوج بھی قریب آگئی تھی اور سردار جو لشکر کے ساتھ تھے انھون نے
کہا کہ مار لو اس دیوانے کو غضب کیا اس نے کہ ہمارے ساتھ والے کو جان سے مارا قصاص خون کا اس سے لینا ضرور ہوا بس
یہ سنتے ہی تمام فوج تلوارین پکڑ پکڑ کے آپڑی ادھر دیوانے نے مرنے پر کر ہمت کو چست باندھا اور چوبدست سنبھالی جس پر ہاتھ
مارا پیرا ٹھا ہو کے رہ گیا لوگ شور کر رہے ہین کہ مار لو اس کو جانے نپائے دیوانے نے پشت کی حفاظت کے لئے تو ایک درخت
کی آڑ پکڑ لی ہے اور قدم جمائے کھڑا ہے جو آگے بڑھا ایسا ہاتھ مارا کہ عدم کو پہونچا لوگ برس کر کر کے آتے ہین مگر قابو نہین
چلتے ہین دیوانے نے دوپہر تلوار کی اب ہاتھ بھی شل ہو گئے ہین اور پائے ثبات مین لغزش پیدا ہو گئی ہے کفار اپنی کثرت
کے باعث خوف نہین کھاتے ہین ہر طرف سے کمندین بھی پڑ رہی ہین دو چار زخم بھی آگئے ہین مگر دیوانہ برابر نعرے کر رہا ہے
اور لڑ رہا ہے اب قریب ہے کہ گرفتار ہو جائے دفعتًا جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا فوج کفار سمجھی کہ ہمارے ساتھ کے
چھوٹے ہوئے لوگ ہون گے لیکن جس وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے مملوک بن مالک از در چشم بیس ہزار
دیوانون سے پیدا ہوئے یہان آکر یہ معرکہ دیکھا کہ دیوانے پر یورش ہے اور دیوانہ بہت زخمی ہے گرفتار ہوا چاہتا ہے بس
انھون نے نعرہ کیا کہ باش اسے کا فران بجا مین آپہونچا ارے ایک شخص پر یہ یورش ہے لپکے جو یہ پہلو کی طرف سے گرتے
ہین تو ہلچل ڈالدی اُدھر بیس ہزار دیوانے آکر گرے اور انھون نے قتل کرنا شروع کیا اُن کی آنکھون مین دنیا اندھیر ہو گئی
کہ مالک ہمارا گھرا ہوا ہے مملوک بن مالک نے آواز دی کہ اے ملغاریل نہ گھبرا کہ مین آپہونچا عمود خود سر ایک پہلوان
تھا اُس نے جو دیکھا کہ کمک آگئی بس اس نے اپنے بھائی عماد گردن کش سے کہا کہ تو اس جوان کو روک اور مین دیوانے
کے قتل کو جاتا ہون عماد گردن کش مملوک بن مالک کی طرف چلا اور عمود خود سر دیوانے کی طرف بڑھا اول عماد سے اور مملوک
سے سامنا ہوا عماد نے گرز مارا مملوک نے کلہ گرز کو شمشیر سے قلم کر کے ہاتھ تلوار کا کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ادھر عمود
خود سر نے دیوانے پر تلوار ماری کہ شانہ نشانہ ہوا دیوانے نے اسی حالت مین چوبدست ماری کہ اُس کا بھی سر مثل کولہ ٹوٹا
جہنم واصل ہوا مرتے ہی ان دونون سردارون کے فوج کے قدم اُٹھ گئے اور ان سب نے فرار پر قرار لیا مملوک بن
مالک کئی کوس تک لڑتے اور بھگاتے چلے آئے دیوانہ گرمی جنگ مین لڑ رہا تھا ہاتھ رکتے ہی حالت دگرگون ہوئی غشی سی
طاری ہو گئی ادھر لوگ اس کی چارہ سازی مین مصروف ہوئے اُدھر مملوک جو فوج کفار کو بھگا کے پلٹے تو انھون نے
خیمہ برپا کیا کہ شام ہو گئی تھی اور کثرت زخم سے دیوانہ اس قابل بھی نہ تھا کہ اسے لیے چلتے رات بسر کی صبح کو تمام خزانہ چھکڑون
پر بار کر کے دیوانے کو محفّہ مین ڈالا اور جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب یہ سلسلہ بیان کیا

دو کلمے داستان فتنہ جادو بن فتانہ جادو کے بیان کئے جاتے ہین

خدا رکھے ہے رونق تم سے میری بزم ماتم کی
سنی جس نے کہانی ایک دن میری شب غم کی
مزاج یار کرتی ہے برہم وقت آرایش
ستایا کرتی ہے تا صبح تنہائی شب غم کی

وہی غم غم ہے دنیا مین خوشی ہو جسکو جس غم کی
نہین شام ایسی کوئی ہو نہ جسکی صبح عالم مین
مگر اب حد سے شوخی بڑھ گئی اُس زلف برہم کی
اثر کرنا تھا اُسکے دل مین اے آہ رسا تجھکو

تڑپنے مین بسر کین اُسنے اے ظالم کئی راتین
یہ کیون نا امید ہے یارب سحر میری شب غم کی
مرے پہلو کو خالی پا کے تم سے ہجر مین کیا کیا
تجھے کیا بن گئی زنجیر اگر تو عرش اعظم کی

مقدر اے صنم سیدھا نہ ہوگا مجھسے عاشق کا
وہ تنہائی کی آفت اور وہ تاریکی شب غم کی

نہ جائے گی کجی ہرگز ترے ابروے پرخم کی
لپٹ جائے گا خود آکر گلے سے وہ مہ تاباں

اُچٹنا نیند کا میرا تڑپنا دل کا گھبرانا
کسی دن اے منیر اپنی اگر تقدیر کچھ چمکی

راوی بیان کرتا ہے کہ حسب دستور ساحران فتانہ جادو نے اپنی دختر **فتنہ جادو** کو بھی واسطے تحصیل علم سحر کے چاہ بابل میں بھیج دیا تھا اس نے بیس برس میں علم سحر حاصل کیا اور اب یہ چاہ بابل سے نکل کر اپنی ماں کے اشتیاق دیدار میں چلی تھی جس وقت بیابان سرگردان میں پہونچی تو یہاں سناٹا پایا لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک خدا پرست نے اُس کو مارا اور اب وہ قلعہ سنگین حصار میں ہے بس یہ سنتے آنکھوں میں اس کی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بولی اگر نہ مارا اپنی ماں کے قاتل کو تو کچھ کام نہ کیا یہ خیال کرکے یہ وہاں سے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی جس وقت سامنے قلعہ سنگین حصار کے پہونچی تو اس نے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اے اہل قلعہ چونکہ میں رحمدل ہوں اور نہیں چاہتی کہ کشت و خون ہو اور بیگناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ بھروں لہذا تمکو لائق و لازم ہے کہ قاتل کو میری ماں کے باندھ کر میرے پاس بھیجدو ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایک دم میں قلعہ کو تاخت و تاراج کردونگی یہ نامہ **فتنہ جادو** نے ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لئے ہوئے قلعہ میں آیا دروازہ تو قلعہ کا کھلا ہی ہوا تھا ساحر اندر قلعہ کے آیا یہاں شاہزادہ **سکندر رستم خو** دنگل شوکت پر متمکن تھے سرداران دست راست و دست چپ ترتیب سے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ یہ ساحر پہونچا **سکندر** نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے بیان کیا کہ میں ایلچی ہوں ملکہ **فتنہ جادو** کا نامہ لایا ہوں **سکندر** نے نامہ طلب کیا اس نے بسبب ناواقفیت کے نامہ **سکندر** کے ہاتھ میں دیدیا **سکندر رستم خو** نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ کو دیکھکر بہت ہنسے لوگوں نے سبب ہنسنے کا دریافت کیا **سکندر** نے فرمایا کہ جس لکاتہ کو میں نے مارا ہے اُس کی دختر قصاص خون مادر لینے کو آئی ہے اور تم لوگوں سے مجھکو طلب کرتی ہے یہ شخص آیا ہے مجھے اس کے سپرد کردو یہ سنکے جوانان اسلام برہم ہوئے اور کہا کہ اس لکاتہ کو قضا اُس کو گھیر کے لائی ہے اے شہریار یہ ہماری زندگی میں کیا مجال ہے اُس کی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ بھی سکے **سکندر** نے کہا کہ پھر جو چاہو جواب تحریر کردو سرداران اسلام نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا ساحر نامہ کا جواب لیکے **فتنہ جادو** کے پاس آیا اور ساری روداد بیان کی بس **فتنہ جادو** نے برہم ہوکے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چالیس ہزار ساحر اس کے ساتھ تھے جس وقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی انہوں نے بھی کوس حربی بجوایا اور قلعہ کے باہر آکے خیمہ برپا کیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو **فتنہ جادو** میدان میں آئی اور اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد گلدستہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اور وہ گلدستہ لاکر **فتنہ جادو** کو دیا **فتنہ جادو** نے کچھ اسم سحر پڑھکر وہ گلدستہ اُسی پریزاد پر کھینچ مارا کہ جسم میں پریزاد کے آگ لگ گئی اور سر سے تن شعلہ ہوکے لشکر اسلام کی طرف چلی سب سے آگے برتبہ صاحبقرانی شاہزادہ **سکندر رستم خو** کھڑے ہوئے تھے اس شعلہ نے آکر گرد **سکندر** کے چرخ مارنا شروع کیا اگر سات چکر تمام ہو جاتے تو شعلہ جسم سے **سکندر** کے لپٹ جاتا اور جلا کے خاک کر دیتا مگر اسی وقت کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا کہ **سکندر** کو لے کر بلند ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کہ منم ملکہ **طناز جادو** شعلہ بھی پنجہ کے ساتھ بلند ہو کر چلا تھا کہ ایک مرتبہ ایک پریزاد خالی شیشہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اور منہ شیشہ کا سامنے شعلے کے کر دیا شعلہ اندر شیشہ کے اتر گیا پریزاد شیشے کے روانہ ہو گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ اب اگر تجھے دعوے ہے تو باغ آتش بہار پر آکر مقابلہ کر لیکن **طناز جادو** جو **سکندر** کو لے کر چلی تو اپنے باغ میں آئی شاہزادہ متوج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اس نے اپنے زانو پر شاہزادہ کا سر لیا اور لخلخہ زلف معنبر کا سنگھا کر ہوشیار کیا جس وقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا اے ملکہ تم مجھے تو لے آئیں مگر وہاں میرے عزیزوں اور رفیقوں کی خبر نہ لی اگر ایک شخص بھی مارا گیا تو میں **صاحبقران** کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہونگا **طناز جادو** نے کہا کہ اگر قضا ہی اُن کی آگئی ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس بھی نہیں ہے

اور اگر قضا نہین ہی تو خدا اُن کی حفاظت کرنے والا ہی مین نے اُسکے کائنات کا سحر تو اپنے قبضہ مین کر لیا لیکن یہ ساحرہ نہایت سخت ہی اسکا مارا جانا ممکن نہین ہی ورنہ مین تمکو لے نہ آتی تمہارے سامنے خود مقابلہ کرتی وجہ یہ ہی کہ اس نے بارہ برس کے ریاض مین ایک سحر ایسا تیار کیا ہی کہ رد اُس کا کوئی نہین جانتا ہی اور اپنے کو اُس نے طلسم بند کرکے بیضہ حیات اپنا بنایا ہی اور طاؤس جادو کو اُس بیضہ کا نگہبان کیا ہی جبتک وہ بیضہ سحر ہاتھ نہ آئے مارا جانا فتنہ جادو کا ممکن نہین ہی اور طاؤس جادو کوہ ابیض پر رہتا ہی ہر وقت اُس بیضہ کی حفاظت مین مصروف رہتا ہی اگرچہ یہ میری بہن ہی لیکن مجھسے عداوت دلی رکھتی ہی میرے چچا کے بیٹے سے میری شادی قرار پائی تھی یہ اُس پر عاشق ہوئی اور اُسکو لے گئی بعد اُس کے اور ایک شخص کی محبت مین اُسے بھی مار ڈالا جیسی اس کی مان تھی ویسی ہی یہ بھی ہی لہذا مین آپکو کوہ ابیض کی طرف لیے چلتی ہون اگر طاؤس جادو کو مار کر کسی تدبیر سے بیضہ ہاتھ آیا تو تو عافیت ہی ورنہ ممکن نہین فرمایا جلد چلو طناز جادو نے شاہزادہ کو مرکب دیا اور طاؤس سحر پر سوار ہوکے ساتھ ہوئی اور شرارہ جادو سے کہا کہ اگر شاید فتنہ جادو یہان آجائے تو اُس پر یہ نظاہر ہونے پائے کہ مین باغ مین نہین ہون شرارہ جادو نے کہا حضور اطمینان رکھین مین آپ کی تصویر لاکے لگا دون گی طناز جادو تو شاہزادہ سکندر کو لے کر جانب کوہ ابیض روانہ ہوئی اور یہان شرارہ جادو نے باغ کا انتظام کیا جو بروقت ظاہر ہوگا لیکن حال فتنہ جادو کا سنیے کہ اس کو طناز جادو کی اس حرکت پر نہایت غصہ آیا اور طبل جنگ بجوا کر میدان سے پھر گئی اور پکار کر کہدیا کہ تم سب رفیق ہو اُس شخص کے جو میری مان کا قاتل ہی دشمن کے مددگار کو بھی دشمن سمجھنا چاہیے لیکن پہلے اُس باغ کو تاراج کر آؤن جہان میرا دشمن ہی پھر آکے تم سے سمجھون گی یہ کہکر اس نے دس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لئے اور تیس ہزار جادوگرون کو اُسی مقام پر چھوڑا کہ مین کل ہی باغ کو مٹا کے آجاؤنگی تم اطمینان رکھو لیکن اہل قلعہ مین سے خبردار کوئی بھاگ کے نہ جانے پاسے اور دوسری روایت یہ ہی کہ فتنہ جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا اور وہ پھٹا اور اُس مین سے دھوان پیدا ہوا جو گرد قلعہ کے مثل حصار کے قائم ہوگیا تاکہ اہل قلعہ مین سے کوئی جانے نہ پائے یہان کا تو اس نے یہ انتظام کیا اور آپ دس ہزار ساحرون سے جانب باغ آتش بہار روانہ ہوگئی وہان شرارہ جادو کو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا یہ دروازہ باغ پر تھی بنی بیٹھی تھی جیسے ہی اس نے دیکھا کہ ابر سیفت رنگ اٹھا ہی یہ سمجھ گئی کہ فتنہ جادو آتی ہی بس یہ اڑکر جانب صحرا چلی گئی اور ایک درخت پر پتیون کی آڑ مین بیٹھ کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا کرتی ہی فتنہ جادو نے آتے ہی ابر کو اشارہ کیا کہ تمام ابر نے باغ کو گھیر لیا اور ابر سے بارش شعلہ ہاے آتش اور سنگ ہاے سخت کی ہونے لگی تمام باغ مین آگ لگ گئی دھڑ دھڑ جلنے لگا عندلیبان چمن بیتابی کی حالت مین چاہتے تھے کہ اُڑکر باغ سے باہر نکل جائین لیکن طائر اُڑ کے چلا اور اُس پر شعلہ چمک کے گرا کہ طائر طائر آتشبازی ہوگیا فتنہ جادو علیحدہ کھڑی ہوئی کچھ اسم سحر پڑھتی جاتی تھی اور دلنے ماش رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کے پھینکتی جاتی تھی جس سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑھتی جاتی تھی اور شرارہ جادو سب تماشے دیکھ رہی تھی یہانتک کہ پہر بھر کے عرصہ مین تمام باغ جل کے خاک ہوگیا جب فتنہ جادو کو اطمینان ہوگیا تو اس نے وہان ایک جھنڈا اپنے نام کا نصب کیا اور بیٹھ کر ابر سحر پر جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی کہ یہان کا تو خاتمہ ہوگیا یقین ہی کہ طناز اور سکندر سب جل کے خاک ہوگئے ہون گے اب چلکر ان سب کو قتل کرون

دوسری داستان ملکہ طناز جادو اور سکندر رستم خو کے بیان مین

مے ساقی خدا را تو کدھر ہے	مجھ ایسے بادہ کش کی کچھ خبر ہے	گھٹا ملتی ہے چھائی ہے اک سو
جنگل برساتی ہے کوئل کی کوکو	دیے جلتے ہیں پیمانے کے ساغر	کہ دور چرخ گردان سے ہے مضطر

یہ مرکب پر سوار چلے جاتے ہین اور طناز جادو طاؤس سحر پر سوار ہی ہوا پر ملکہ کا طاؤس اُڑا چلا جاتا ہی اور شاہزادہ

کا مرکب زمین پر ہی جاتے جاتے شام ہوگئی ایک صحرا میں تھے کہ طناز جادو نے طاؤس سحر اپنا زمین پر اُتارا اور خیمہ سحر آراستہ کیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ اس خیمہ میں رات بسر کیجئے فرمایا اے ملکہ میں اس خیمہ میں نہ رہونگا مجھے تم صحرا میں رہنے دو ملکہ نے ہر چند اصرار کیا مگر شاہزادے نے نہ مانا آخر طناز جادو مجبور ہو کے خاموش ہو رہی شاہزادہ نے زمین پر زین پوش بچھایا قریب ایک چشمہ آب تھا اُس سے وضو کر کے نماز پڑھی کچھ پھل درختوں کے نوش کر کے آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر کوہ ابیض کی راہ لی دوسرے روز قریب شام کوہ ابیض نظر آیا ملکہ نے کہا کہ کسی طرح اس کوہ تک پہونچ کے کسی گھاٹی میں رات بسر کیجئے تو پھر صبح کو کوئی تدبیر کی جائیگی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا شام ہوتے ہوتے قریب پہونچ گئے بیابان نہایت ہولناک تھا لیکن کوہ بہت پر فضا تھا رات اُس پہاڑ کی گھاٹی میں گذاری عاشق و معشوق میں بہت دیر راز و نیاز رہے جب صبح ہوئی تو طناز جادو نے کہا کہ اے شہریار اب آپ کوہ پر تشریف لیجایئے بالائے کوہ ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس گنبد پر طاؤس جادو طاؤس بنا بیٹھا ہوگا جس وقت آپ اُس گنبد کی طرف جانے کا قصد کرینگے تو طاؤس آواز دیگا کہ ادھر نہ آنا آپ کو چاہیئے کہ جس وقت طاؤس پہلی آواز دے تو آپ ایک قدم پیچھے ہٹ کر چلّہ کمان میں تیر پیوستہ کر لیجئے گا اور جب طاؤس دوسری آواز دے تو نصف قدم پیچھے ہٹ کر چار پانچ قدم جلدی جلدی آگے بڑھ جایئے گا اور جب طاؤس تیسری بار منقار کھولے گا تو دہن سے اُس کے ایک شعلہ نکل کر آپ کی طرف چلیگا آپ کو چاہیئے کہ جس وقت دہن طاؤس سے شعلہ باہر آئے تو آپ تیر سر کیجئے اتنی جلد کہ منقار طاؤس کی بند ہونے پائے اور شعلہ آپ تک نہ پہونچے کہ تیر اُس کی منقار میں در آئے تب تو مظفر ہو ورنہ وہ شعلہ آپ کو جلا دیگا اور پھر کوئی چارہ ممکن نہیں ہے اور اگر قبل اس کے کہ شعلہ دہن سے خارج ہو آپ تیر مارینگے تو تیر جل کے خاک ہو جائیگا اور پھر طاؤس ہاتھ نہ آئیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ انشاءاللہ اگر خدا نے چاہا تو میں نے مارا اُس طاؤس کو اور اگر قضا ہے تو جو مرضی خدا کی طناز جادو تو بجھی بن کر اُڑی اور بلند ہو گئی کہ شاید کام بگڑے اور تیر خطا کرے تو جو کچھ ہو سکے وہ میں کروں اور شاہزادہ پا پیادہ تیر کمان لئے ہوئے بالائے کوہ تشریف لائے دیکھا کہ کوہ سنگ مرمر کا ہے اور نہایت سڈول ہے قلّۂ کوہ پر ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور بالائے گنبد طاؤس بیٹھا ہے پہلے تو شاہزادہ نے کوہ کی سیر کی جب تک شاہزادہ مصروف سیر رہا طاؤس دیکھتا رہا جب شاہزادے نے گنبد کا رخ کیا تو طاؤس پکارا کہ بس آگے بڑھنے کا حکم نہیں ہے اگر جان کی خیریت چاہتا ہے تو اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا مارا جائیگا شاہزادے نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کیا اور پھر آگے بڑھے طاؤس نے دوسری آواز دی کہ تو سنتا نہیں کیا بہرہ ہے پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا پھر بھی شاہزادے نے سماعت نہ کی نصف قدم پیچھے ہٹا کر کئی قدم آگے دوڑ گئے اب طاؤس نے پھر آواز دی کہ او سرکش مرنے پر تیار ہو جا کہ تو سر حد قضا میں آگیا یہ کہتے ہی دہن سے طاؤس کے شعلہ خارج ہوا اور مانند تیر شہاب شاہزادہ کی طرف چلا اُدھر تو شعلہ کا سنّاٹا پیدا ہوا ادھر کمان کڑکی ہنوز شعلہ شاہزادہ تک نہ پہونچا تھا اور منقار طاؤس کی کھل کے بند ہونے پائی تھی کہ پیکان تیر دہن طاؤس میں زبان بن گیا بس طاؤس نے مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مارا اور جل کے خاک ہو گیا مرنے پر اس کے قیامت برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من طاؤس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہے دور سے گردن تک ایک زخم ہے ملکہ طناز جادو زمین پر اُتری اور شاہزادے کی نہایت تعریف کی کہ نہ آپ ایسا قادر انداز ہوتا نہ یہ ساحر مارا جاتا سوا اس طریقہ کے اس کی موت ہی نہ تھی اب سینہ اس کا چاک کیجئے اُس میں سے ایک ڈبیا نکلے گی اُس میں ایک کنجی ہوگی سوا اس کنجی کے قفل گنبد کا کھلنا ناممکن ہے شاہزادے نے سینہ طاؤس جادو کا چاک کیا اور ڈبیا نکال کر اُس میں سے کنجی نکالی اور قریب گنبد کے تشریف لائے اور قفل کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر کنجی نہ ہوتی تو میں اس قفل کو کنڈے سمیت کھینچ لیتا اس کی کیا حقیقت ہے ملکہ طناز جادو نے کہا اے شہریار یہ غیر ممکن ہے آپ آزمائش کر لیجئے یہ سنکے سکندر نے قفل کو پکڑ

ہی تھوڑ ڈالا اور زور کیا قفل نہ ٹوٹا سکندر کو شرمندگی سی ہوئی دوڑ کر دروازہ پر گرز مارا کہ دروازہ توڑ دوں سکندر کی وہ ضرب جس سے تمام کوہ ہل گیا مگر دروازہ نہ ٹوٹا ملکہ نے کہا غصہ آپ کا بیجا ہے یہ کارخانہ سحر کا ہے فرمایا یہ گنبد بھی سحر کا ہے طناز جادو نے کہا کہ یہ گنبد تو سحر کا نہیں ہے مگر سحر بند ہے اگر یہ کنجی نہ دستیاب ہوتی تو نہ یہ قفل کھل سکتا نہ دروازہ کھلتا شاہزادہ نے قفل دروازہ کا کھولا اور اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک بیضہ برابر بیضہ مرغ کے رکھا ہوا ہے شاہزادے نے اس بیضہ کو اٹھا لیا اور دروازہ کو پھر بند کر دیا اور مرکب پہ سوار ہو کے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے اور ملکہ طناز جادو بھی اسی طرح طاؤس سحر پہ سوار ہو کے بالائے ہوا اڑتی ہوئی چلی اول باغ آتش بہار میں پہونچی دیکھا ملکہ نے کہ تمام باغ میرا جلا پڑا ہے اور شرارہ جادو ایک شاخ درخت پر تھری بنی بیٹھی ہے شرارہ نے جو اپنی شاہزادی کو آتے دیکھا حاضر ہوئی اور ملازمت حاصل کی اور سارا ماجرا باغ کے جلنے کا بیان کیا ملکہ نے کہا مجھے باغ کے جلنے کا غم نہیں خدا کا شکر ہے کہ تجھے زندہ پایا اب انشاء اللہ جب خدا فتحیاب کرے گا اسوقت باغ کو پھر سے آراستہ کریں گے یہ کہکر جانب قلعہ سنگین حصار چلی شرارہ جادو نے کہا کہ اب میں بھی حضور کے ساتھ چلوں گی طناز جادو نے ایک ابر طاؤسی رنگ تیار کیا اور اس ابر میں آپ مع شرارہ جادو پوشیدہ ہو کے چلی اور شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب پہ سوار ہو کے روانہ ہوئے جو تو پہ آئے قتل فتنہ جادو چاہتے ہیں اب فتنہ جادو کا حال سنئے

دو کلمہ داستان فتنہ جادو کے بیان کئے جاتے ہیں

مرے حال پر رحم کر ساقیا — کہ ہوں دختر رز میں مبتلا
ہے فتنہ سی جادو سے منظور جنگ — وہ مے دے دکھا دوں جوانی کا رنگ
بھلا دوں میں نیرنگ جادو اسے — نہ آئے نظر کوئی پہلو اسے
زمانے میں ہے دھوم اس تیغ کی — یہی سر برآوردہ ہر دم رہی
پلا دے تو بھر بھر کے دو چار جام — کہ غم دور ہو جائے ہوں شاد کام
لڑوں آ کے میدان میں یوں ڈٹ کے — کہ عالم میں اک تہلکہ سا پڑے
مری تاب طاقت سے ہو جائے دنگ — بڑھاپے میں دکھلاؤں وہ رنگ ڈھنگ
وہ فتنہ اگر ہے قیامت ہوں میں — سراپا غضب اور آفت ہوں میں

جب یہ باغ کو جلا کر لشکر میں پہونچی تو اس نے طبل جنگ بجوا دیا ہرکارے دوڑتے ہوئے خدمت میں شاہزادہ قاسم بن ہاشم اور سہراب ثانی وغیرہ کے پہونچے اور عرض کی کہ فتنہ جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں حافظ حقیقی ہمارا نگہبان ہے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جوانان اسلام نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اس لئے کہ ان کو یقین ہو چکا تھا کہ اس لکاتہ کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے نہ صاحبقران ہیں کہ اسم اعظم پڑھکر سحر کو باطل کریں گے نہ کوئی ساحر زبردست ہماری کمک پر ہے نہ وہ لشکر اسلام کے عیار موجود ہیں جنہوں نے بڑے بڑے ساحروں کی دل کی دل ہی میں رہنے دی ارمان بھی پورا نہونے دیا ہر ایک نے غسل کیا نماز صبح پڑھی کفن پہنا صبح کو میدان میں پہونچکر صف آرا ہوئے اس طرف فتنہ جادو اپنے چالیس ہزار ساحروں سے میدان میں آکر صف آرا ہوئی اور پکاری کہ کیوں اسے خدا پرستو کیا ارادہ ہے یا تو اطاعت ہماری اختیار کرو یا آمادہ مرگ ہو جاؤ کہ ایک سحر میں تم سب کا خاتمہ کر دوں گی یہ سنکے جوانان اسلام نے سخت سست کہا کہ او لکاتہ کیا مجال ہے تیری کہ بغیر حکم خدا کسی کا بال بھی بیکا کر سکے یہ سنکے فتنہ جادو ہنسی اور کہنے لگی کہ یہ جواب تم نے اچھا نکالا ہے جب میں حکم خدا کی شرط لگا دی تھا سے سردار کو تو میں نے اس کی معشوقہ سمیت پھینکا اب تمہاری باری ہے یہ کہکر میدان میں آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد ہاتھ میں پنجرہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اس میں نہ کوئی طائر تھا نہ مرغ خالی پنجرہ تھا لیکن زرفیلوں کی آواز چلی آتی تھی فتنہ جادو نے وہ خالی پنجرا ہاتھ سے پریزاد کے لے کر کچھ اسم سحر پڑھا اور پنجرے کی کھولی ایک بھرا تا لالوں کا نکلا اور غول باندھکر سر پہ فتنہ جادو کے تاؤ دے لگانے لگا بس فتنہ جادو نے چند دانے دانائی کے کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر پھینکے وہ سب لال زمین پر آئے دانہ کھایا اب فتنہ جادو نے اپنا سوٹہ ہلانا شروع کیا تمام لال دانہ کھانے کے بعد پھر اتار مارکے اٹھے اور ایک تاؤ تو سر پر فتنہ جادو کے لگایا اور اب جو انہوں نے لشکر اسلام کا رخ کیا تو پھر پلٹ کے نہ دیکھا اہل اسلام حیران تھے کہ یہ لال کیسے ہیں ان تمام لالوں نے

آکر قلعہ کی فصیل پر بیٹھ کر بولنا شروع کیا تمام اہل اسلام اُن کی طرف محو ہو گئے بس اب جو یہ بھرا مار کے اُڑے تو لشکر اسلام پر سایہ ڈالتے ہوئے سامنے **فتنہ جادو** کے آگئے جن لوگون پر سایہ ان جانورون کا پڑا وہ تو پتھر کے ہو گئے اور جن پر سایہ نہ پڑا صرف آواز سنی تھی وہ بیخودی مین جھوم رہے تھے لالون نے پھر تاؤ لگایا اور جانب لشکر اسلام آکے اسیطرح سات پھیرے کئے تمام لشکر اسلام پتھر کا ہو کے رہ گیا اب اس نے پنجرہ کھول کر سامنے کیا سب جانور اندر پنجرے کے جاتے ہی نظرون سے پوشیدہ ہو گئے اب یہ پلٹ کے اپنے خیمہ مین آئی اور اس نے جشن خوشی منعقد کیا ساحران اولوالعزم جو اس کے پہلو نشین تھے وہ آکے بیٹھے پنجرہ دروازہ بارگاہ مین لٹکا دیا گیا اور صحبت راگ رنگ کی قائم ہوئی میدان مین تمام لشکر شاہزادہ **سکندر رستم خو** کا پتھر کی تصویرین بنا ہوا کھڑا تھا اور یہان بارگاہ مین جلسہ ہو رہا تھا تین دن اسی حالت مین گذرے چوتھے روز مصاحبون نے عرض کی کہ اب یہان سے تشریف لے چلئے یہان قیام کرنے سے کیا فائدہ ہے **فتنہ جادو** نے کہا کہ سات روز تک اگر کوئی ساحر زبردست آجائے تو ان پر سے میرا سحر اتار سکتا ہے اور بعد سات دن گذر جانے کے پھر یہ اسی طرح رہینگے کوئی ان کی اعانت نہ کر سکیگا اب چوتھا روز ہے اور پنجرہ اس کے ہاتھ مین ہے اپنے خیمہ کے آگے ٹہل رہی ہے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگفتہ ہوا اور شاہزادہ **سکندر رستم خو** نہایت شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوئے دیکھکر **سکندر** کو **فتنہ جادو** متعجب ہوئی کہ یہ کہان سے آگیا اسے تو مین باغ آتش بہار مین پھونک آئی تھی کیا روح اس کی مجسم ہو کر آئی ادھر شاہزادہ **سکندر رستم خو** نے دیکھا کہ تمام لشکر میرا تو صف آرا ہے اور لشکر حریف کے لوگ اطمینان سے اپنے قیامگاہ پر جمع ہین حیرت مین آئے قریب لشکر آکر آواز دی کہ کملوگ کیون چپ چاپ سے کھڑے ہو کوئی جواب نہ پایا **سکندر** نے پھر آواز دی پھر کوئی جواب نہ پایا اب تو **سکندر** قریب آگئے دیکھا تو کسیکی آنکھ کو بھی حرکت نہین ہے ایک آدھ کا بازو پکڑ کر اور ہلایا تو بھی کسی کو خبر نہ ہوئی گھوڑون پر خیال کیا تو وہ بھی سب کے سب تصویر بنے کھڑے ہین **سکندر** نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا کہ اے یاران وطن افسوس کہ تم نے اسقدر جلدی کی اور ہمین بھی ساتھ اپنے نہ لیا خیر نہ گھبراؤ راستے مین ہمارا انتظار کرنا ہم بھی بہت جلد آتے ہین صرف تمہارے دشمنون سے قصاص لینا ہے اس مین جسقدر دیر ہو یہ فرما کر آنسو پونچھتے ہوئے لشکر **فتنہ جادو** کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ کہان ہے وہ لکاتہ جس نے میرے لشکر کی یہ حالت کی ہے **فتنہ جادو** نے کہا کہ او سرکش یہ تو بتا کہ باغ آتش بہار کو تو مین نے پھونک دیا تو پھر کیونکر زندہ ہو کے آگیا **سکندر** نے فرمایا کہ مین تیری جان کا ملک الموت بن کے آیا ہون جس طرح تیری ماں لکاتہ کو مارا اگر اسی طرح تجھکو بھی نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا آسامنے یہ سنکے **فتنہ** غصہ مین **سکندر** کی طرف بڑھی اور ترنج سحر جھولی سے نکال کر شاہزادے پر کھینچ مارا شاہزادے نے ترنج کو اسی بیضہ پر روکا بیضہ ٹوٹا اور بیضہ سے ایک باز سپید پیدا ہوا اور **فتنہ جادو** کی طرف چلا **فتنہ جادو** باز سپید کو دیکھکر گھبرائی جلدی سے کھڑکی پنجرے کی کھولی لالون کا غول نکلا باز نے لالون کا شکار کرنا شروع کیا اب اسے یقین ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے **طناز جادو** اور یہ دونون باغ مین نہ تھے اور بیضہ قتل میرا اس کے ہاتھ آگیا جو یہ اس طرح منہ پر چڑھ آیا ورنہ یہ تو سحر سے آگاہ نہین ایک ترنج اس کے قتل کو کافی تھا اب اس باز سے جان میری بچانا دشوار ہو گئی جو حملہ یہ شاہزادے پر کرتی تھی باز اسے رد کر دیتا تھا اس الجھاوے کو دیکھکر ملکہ **طناز جادو** نے آواز دی کہ اے شہریار حکم دیجئے باز کو کہ کھائے اس نجس کو بغیر اس کے باز حملہ نہ کریگا اسی کے وار رد کئے جائیگا بس سنتے ہی شاہزادے نے باز کو آواز دی کہ اے باز قتل سے اس کے نہ باز آ کہ یہ دشمن جان ہماری ہے بس یہ سنتے ہی باز کندے سے چھوٹ کر چلا **فتنہ** نے **طناز** کی جو آواز سنی گھبرا گئی کہ یہ اسی کے کرشمے ہین نہ یہ شریک ہو جاتی نہ یہ انجام ہوتا بس اس نے پر پرواز پیدا کئے اور بھاگی باز نے پیچھا کیا ادھر **طناز جادو** نے اپنے ابر طاؤسی رنگ کو اشارہ کیا کہ یہ ابر کڑکڑا کر لشکر پر گرا اور مثل سرپوش کے ہو گیا باز نے جاتے ہی پر مارا کہ جسم مین **فتنہ جادو** کے آگ لگ گئی بس یہ تڑپ کے اپنے لشکر پر گری جس کا جسم اس کے جسم سے مس ہو گیا اس کے جسم مین بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگا **فتنہ جادو** تڑپتی پھرتی تھی اور باز پیچھا نہین چھوڑتا تھا دو ایک ٹکڑون مین بارگاہ کا قد بڑھ گیا اب ایک مقام پر باز نے **فتنہ جادو** کو پنجہ مین دبایا اور زمین پر

لایا مغز سر نکال کے کھا گیا اور بہت سے شعلہ بن کے لشکر فتنہ جادو پر گرا کر سب کو جلا کے خاک کر دیا مرتے ہی ان تمام ساحرون کے اور فتنہ جادو کے تمام اہل اسلام ہوش مین آئے شاہزادہ سکندر کو دیکھ کے دوسرے شاہزادے نے فرمایا کہ تم کس حال مین تھے انھون نے عرض کی کہ ہمین ایک غنودگی سی آ گئی تھی شاہزادہ سکندر نہایت خوش ہوئے کہ الحمد للہ ابھی سب زندہ ہین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا گویا وہ روز روز عید تھا لاشین ساحرون کی اٹھوا کے پھکوا دین اور جھلسا ہوا سر فتنہ جادو کا دروازہ قلعہ مین آویزان کیا گیا اتنے مین گرد اڑی اور ملوک بن مالک مع دیوانہ بلغار کرکے پہونچے انھون نے اپنی سرگذشت بیان کی شاہزادہ سکندر نے خزانہ کو قلعہ مین محفوظ کیا اور مصروف جشن ہوئے ۔

دو کلمہ داستان ظفر نشان لشکر صاحبقران زمان و حکیم اشراق الحکمت روشن ضمیر کے معرض تحریر مین آتے ہین

غزل کلیجہ منہ کو ترا فوراً اے عدو آئے
نہ جذب کھینچکے لائے سر کھینچکے تو آئے
شروع عشق مین آتی ہرگز نوائے گلہ
ہلال کرنے کو بلبل کے تا گلو آئے
پردھیان بحث مین لے کے مزاج تجکو ہے
گرہ مین باندھ کے ہم اپنی آبرو آئے
جگر کے خون سے بھی سینچا نہین دل مین گر
بھرین ہم اشکون سے خالی اگر سبو آئے
چمن مین شوق سے وہ سوتے تو ہین لیکن
انھین کبھی نہ دل آزاری عدو آئے
ہر میہمان کی تعظیم درد کو لازم +
نقاب ڈال کے منھ پر وہ ماہرو آئے
فصاحت اس کو مین سمجھاؤن جو نہ سمجھے شعر

مری طرح جو شکنجہ مین غم کے تو آئے
عدو کی بزم سے ہم آج سرخرو آئے
ہجوم غم نہ لیتے دل مین آرزو آئے
کسی کے دل مین مرے سامنے خدا نکرے
بل ابروؤن پہ نہ ہنگام گفتگو آئے
کہین حلال کرین چھپ کے وہ مجھے لیکن
کبھی نہ تجھ مین پھل اے نخل آرزو آئے
جو بحر علم مین غواص ہو تو اے جاہل
چڑھائین تیوری جو غنچہ کے منہ سے بو آئے
خوشی خوشی مین اُدھر فرش رہ کرون آنکھین
ہمارے دل مین یہ لٹتے حباب آرزو آئے
تمنا ہے حضرت پیر مغان کرے جو رند
سخنورون کی جو محفل مین عیب جو آئے

تجھے یہ چاہیئے خود ہی بہ آبرو آئے
ذلیل ہونے گئے تھے بہ آبرو آئے
خزان مین تیغ نے گر چمن مین سوکھی شاخ
خیال آبرو افزائی عدو آئے
ہر قول گوہر غلطان میان بحر جہان
انھین کے کوچہ مین بہ کر مرا لہو آئے
وہ بادہ خوار ہین ساقی کہ انجمن مین تری
ضرور ہاتھ ترے دُر آبرو آئے ۔
اگر ہزار طریقون سے مین سکھاؤن بھی
قدم قدم مرے گھر جس طرف سے تو آئے
جو خواستگار عیادت ہو دلفگار کوئی
شراب پیکے نہ اُس کے دہن سے بو آئے
بیا بشنو اے ہمدم مرا استان ۔

کہ باز آمدم بر سر داستان ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے جس وقت تاریک تیرہ رو کو لشکر اسلام کے غارت کرنے کے لیے بھیجا تھا تو بیضہ حیات تاریک تیرہ رو اپنے سامنے رکھ لیا تھا جس وقت تاریک تیرہ رو ہاتھ سے صاحبقران رابع کے مارا گیا تو بیضہ حیات تاریک چٹکا اور اس مین سے ایک مرغ سپید پیدا ہوا اور ہیہات کی آواز دے کر جل کے خاک ہو گیا بس حکیم اشراق روشن ضمیر سمجھ گیا کہ تاریک تیرہ رو مارا گیا اس کو نہایت افسوس ہوا اور اس نے اُسی غم و غصہ کی حالت مین اپنے مصاحبین سے کہا کہ پہلے تو مین نے یہ قصد کیا تھا کہ لاکھون جانین میرے ہاتھ سے تلف و برباد ہون اسی سبب سے مین نے تاریک تیرہ رو کو روانہ کیا تھا کہ جس وقت اسکی ہیبتون سے اہل اسلام تنگ آئین گے تو خوف سے بھاگ جائین گے لیکن انھون نے تاریک کو بھی مارا اب میری نگاہ مین زمانہ تاریک ہے کہ میرا ایسا رفیق قدیم مارا گیا اب ایک مسلمان کو پردہ ہستی پر زندہ نہ چھوڑون گا یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا اور اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ سواری ہماری تیار کرو آج ہم شہر کے دروازہ سے نکل کر جائین گے اور بمقابل لشکر اسلام خیمہ بپا کرین گے ملازمین پیش خیمہ لے کر چلے بعد کو حکیم ایک بوچے پر سوار ہوکے روانہ ہوا لیکن یہان کی

حالت سنیے کہ صاحبقران تو تعاقب مین تاریک تیرہ رو کے گئے ہوئے تھے اور یہان اہل اسلام دھوئین مین گھٹ رہے
تھے نفس تنگی کر رہا تھا دم گھٹے جاتے تھے تاب فریاد بھی نہ تھی قریب تھا کہ اسی طرح گھٹ گھٹ کے ہلاک ہو جائین دل سے دعا کر رہے
تھے منہ سے دعا بھی نہ کر سکتے تھے کہ منہ کھلا اور دھوان منہ مین بھر گیا مگر دعا تو وہی ہے جو دل سے ہو یکایک ایک ہوا سے تند چلی کہ
وہ تمام دھوان منتشر ہو گیا مطلع صاف ہو گیا جو لوگ گھٹ رہے تھے اور نوبت بجان تھے وہ اپنے ہوش مین آ گئے شکر خدا بجا لائے
عاقلون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ ساحر ہاتھ سے صاحبقران ذیشان کے مارا گیا اب لوگ تلاش صاحبقران مین روانہ ہوئے
تمام دن تلاش کی صاحبقران کو نہ پایا جب دوسرا دن ہوا پھر ہرکارے تلاش مین چلے یکایک دروازہ حصار طلائی کا وا ہوا
اور کچھ لوگون نے آ کر پہلے خیمہ برپا کیا اور بعد اس کے اور کچھ لوگ آئے اور بطور نگہبانون کے گرد خیمہ کے قائم ہوئے اتنے
مین سواری حکیم اشراق روشن ضمیر کی آئی حکیم اتر کر بوچہ سے داخل خیمہ ہوا اور اس نے ایک نامہ بادشاہ لشکر اسلام کے
نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اب تک تو مین نے طرح دی اور چاہا کہ آپ لشکر کو اپنے لے کے پلٹ جائیے مگر آپ نے نہ مانا یہانتک
کہ میرا رفیق قدیم بھی مارا گیا اب مین یہ کہتا ہون کہ یا تو اسی وقت کوچ کر کے میرے سامنے سے چلے جائیے اور یا طبل جنگ بجوائیے
اگر مین نے ایک ہی روز مین تیغ خود اور گردن کپکے سب کو نہ مارا تو نام اپنا حکیم اشراق نہ پایا آپ نے اس قتال ہو شربا
نقابدار شجر فی پوش کو دیکھا ہے یا نہین کہ اس نے دم بھر مین کیا حال کر دیا اگر مین چاہتا تو اسی روز تمام لشکر کا خاتمہ کر دیتا
مگر مین نے طرح دی کہ شاید اب بھی آپ چلے جائین مگر مجھکو معلوم ہوا کہ آپ لوگون کو آپ کی قضا کھینچ کے اس وادی مین لائی
ہے یہ نامہ ایک شخص کو دیا کہ جا کر بادشاہ اسلام سے اسی وقت اس کا جواب یا جواب لے کر آ ایک شخص نامہ حکیم اشراق
روشن ضمیر کا لے کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان ہرکارون نے قبل سے بادشاہ اسلام کو خبر دیدی تھی کہ آج حکیم
اشراق حصار طلائی کے باہر آیا ہے خیمہ اس نے برپا کیا ہے اور نامہ دار حکیم اشراق کا آتا ہے یہ سنکے بادشاہ نہایت پریشان
ہوئے کہ صاحبقران موجود نہین ہین جواب نامہ کا کیا دیا جائے اتنے مین چوبدار نے آ کر عرض کی کہ نامہ دار حکیم اشراق
روشن ضمیر کا حاضر ہے اور امیدوار باریابی ہے فرمایا بلالو نامہ دار اندر بارگاہ کے آیا شان بارگاہ دیکھکر ہوش اڑ گئے
عجب بارگاہی عجب گیرودار • تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار • دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین سرداران صف شکن
اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر بیٹھے اکڑ رہے ہین عیار خشت طلائی پر کھڑے ہین ایسا رعب چھایا کہ نامہ دار بدحواس ہو گیا اسنے
نہین ایسا دربار کا ہے کو دیکھا تھا اس کے ہوش اڑ گئے مجرائی نے مجرا کرایا نامہ دار کو بادشاہ نے قریب بلایا نامہ دار نے نامہ
پیش کیا ظل اللہ نے دبیر کو نامہ دیا اس نے باواز بلند پڑھا تمام اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے بادشاہ اسلام نے
سر زانوئے تفکر پر جھکایا اور فرمایا کہ عدم موجودگی صاحبقران مین مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر
سے مہلت طلب کی جائے یہ سنکے شاہزادہ تیمور شیر پیکر نے عرض کی اگر حضور اس حکیم سے مہلت طلب کرین گے
تو مین خودکشی کر لون گا اگر صاحبقران موجود نہین ہین تو جان نثاران صاحبقران تو ہین حضور جواب جنگ تحریر فرماوین
کسی سردار نے طنز سے کہا کہ طبل بجوا دینا تو آسان ہے لیکن نقابدار سے مقابلہ کرنا بہت دشوار ہے اس لئے کہ نقابدار
بلائے بد ہے اگر لڑنے والا ہو تو آدمی اس سے لڑے یہ کونسا مقابلہ ہے کہ صورت دیکھی اور اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا یہ سنکے تیمور کو
غصہ آیا بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ تیور اس کے بگڑ گئے ہین
اگر اس نے طبل جنگ بجوا دیا تو غضب ہو جائے گا اس لئے کہ اگر نقابدار کے ہاتھ سے یہ مارا جائے گا تو صاحبقران کو کمال
صدمہ ہوگا مجھپر الزام آئے گا کہ آپ نے تیمور کو ہاتھ سے کھوا دیا بادشاہ نے تیمور سے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ اسوقت
صاحبقران نہین ہین تو قائم مقام صاحبقران موجود ہے اگر وہ بھی ہوتے تو جواب جنگ ہی تحریر کرتے مین تمہاری رائے کے
موافق جواب لکھے دیتا ہون لیکن یہ اجازت نہین دیتا کہ طبل تمہارے نام پر بجے جس وقت کوئی تمہارا ہم نبرد میدان
مین آ کر لوے اسوقت مین منع نہ کرون گا اور یون ہرگز نہین جانے نہ دون گا یہ فرما کر پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر

فرمایا اور نامہ نامہ دار کو دیدیا نامہ دار نے جاکر جواب نامہ حکیم اشراق روشن ضمیر کو دیا حکیم نامہ کو پڑھکر نہایت غیظ وغضب مین آیا اور اُس نے حکم دیا بجے طبل جنگ وہ جو چند آدمی اس کے ساتھ حصار سے باہر آئے تھے اور سامان مختصر ہر قسم کا لائے تھے انھون نے نقارہ نوازی بھی شروع کی یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگ یہان بھی نقارے گڑگڑائے تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ نقارۂ رزم بجا ہے اہل لشکر پریشان ہوئے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے صاحبقران بھی موجود نہین ہین کہ اسم اعظم پڑھکر بلائے سحر کو رد کرین گے اور اگر سحر نہو تو کوئی اور بلا ہوگی کیونکہ ساحر تو امیر کے ہاتھ سے مارا جاچکا ہے اب یہ حکیم کوئی اور ہی انتظام کرے گا غرضکہ عجب طرح کا انتشار تمام لشکر مین تھا لوگ آپس مین بغلگیر ہورہے تھے اور ایک دوسرے سے وصیت کر رہا تھا لوگون نے غسل کر کرکے کفن پہن لیے تھے کہ کل کشتۂ تیغ ادا ہونا ہے وہ قتال ہوش رُبا نقابدار شنجرفی پوش سب کی جان لے گا خدا جانے یہ کونسی بلا ہے اس بلا کو تو خدا ہی دفع کرے تو ہو سکتی ہے ورنہ غیر ممکن ہے یہان تو یہ حالت ہے اور شاہزادہ تیمور یہ تہیہ کیے ہوئے ہین کہ مین مقابلہ کو نکلون بادشاہ اسلام نے تمام رات مناجات مین بسر کی خلاصہ یہ کہ گریبان سحر چاک ہوا عالم تیرگی سے پاک ہوا بزم انجم برخاست ہوئی طائر آشیانون سے نکل نکل کر فکر آب ودانہ مین روانہ ہوئے چرند پرند چراگاہون کی جانب چلے اہل اسلام نے فریضہ سحری کو ادا کیا حکیم اشراق میدان مین آکر کھڑا ہوا اور اہل اسلام کو مصروف عبادت رب انام دیکھکر بہت ہنسا اور کہا کہ ہمین دیکھنا ہے کہ آج تمھارا خدا تمھاری جان کیونکر بچاتا ہے سرداران اسلام کو نہایت غصہ آیا ایک آدھ نے بڑھکر آواز دی کہ او مرتد مردود تو تو کافر ہے نور ایمان تیرے قلب تک پہونچا ہی نہین ہے تو خدا کو کیا پہچانے گا اتنا تب تو ہمین تیرے مقابلہ مین ہراس تھا لیکن اس وقت تو ایسا کلمہ کفر بولا ہے کہ یقین ہے خدا کے خلاف ہوا ہوگا اب تجھ پر کوئی نہ کوئی آفت ارضی وسماوی آیا ہی چاہتی ہے اور خدا کے بندے تیرے شر سے ضرور محفوظ رہین گے غرضکہ بعد فراغ طاعت معبود تمام اہل اسلام دستہ دستہ گروہ گروہ فشون فشون میدان مین آکر برے جا بجا کے کھڑے ہوئے تخت بادشاہ اسلام کا قلب لشکر مین قائم ہوا چونکہ تیور تیمور کے بدلے تھے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے تیمور صاحبقران تمکو روح وجان سمجھے ہین اور اس وقت قائم مقام صاحبقران تمھین ہو خبردار جس وقت تک ہم اجازت نہ دین اُس وقت تک میدان مین جانے کا قصد نہ کرنا ہان اگر حریف تمکو ٹوکے اُسوقت تمھین اختیار ہے تیمور مجبور ہوگیا غرضکہ تمام سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق کھڑے ہوئے اور تیمور کو امیر نے اپنے تخت سے علیحدگی نہ اختیار کرنے دی جس وقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو بہادرون نے یہ ارادہ کیا کہ حکیم اشراق پر ٹوٹ پڑین اور خاتمہ کردین مگر آداب بادشاہ سے رکے رہے ادھر حکیم اشراق کچھ دیر تو منتظر رہا کہ لشکر اسلام سے کوئی نکلے تو مین بھی نقابدار کو طلب کرون جب ادھر سے کوئی نہ نکلا تو حکیم اشراق نے آواز دی کہ تم لوگ صورت دیکھنے کو آئے ہو یا لڑنے کیون نہین میدان مین نکلتے یا اگر خوف زدہ ہو تو اب بھی یہان سے نکل جاؤ یہ سنکے سرداران اسلام نے جواب دیا کہ او مردود ہم اہل اسلام سبقت کو بُرا جانتے ہین پہلے تو کسی کو بھیج جب وہ میدان مین آکر مبارز طلب کرے گا اُس وقت یہان سے بھی کوئی غازی مقابلے کے لیے پہونچ جائے گا یہ سنکے حکیم ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم لوگ سب ساتھ مرنا چاہتے ہو تو ہمین مبارز بھیجتے ہین یہ کہکر اُس نے جانب صحرا دیکھکر دستک دی بس دستک دیتے ہی بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ وہی نقابدار شنجرفی پوش گھوڑا مارے چلا آتا ہے صورت اس نقابدار کی دیکھکر لوگون کے رنگ اُڑ گئے کہ یہ وہی بلا ہے خدا اس سے محفوظ رکھے نقابدار میدان مین آکر قائم ہوا حکیم اشراق نے کہا کہ اے قتال ہوش رُبا یہ لوگ نہایت سرکشی پر ہین آج ہی ان سب کو مٹا دے کہ انھون نے مجھے نہایت پریشان کر رکھا ہے اور بھائی تیرا تیرہ تاریک روان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے قصاص خون لینا برادر کا ان لوگون سے ضرور ہے بس یہ سنتے ہی نقاب دار نے نقاب اٹھانے کا ارادہ کیا تھا کہ جانب صحرا سے تق گرد بلند ہوا نقابدار اور تمام اہل لشکر صحرا کی طرف متوجہ ہوئے کہ دیکھین اب کون آتا ہے سرکار سے واسطے دریافت

حال کے روانہ ہوئے اتنے مین دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے صاحبقران عالیشان اس شان و شوکت سے نمودار ہوئے کہ آگے آگے امیر مرکب پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحران غدار کے روت جادو بادشاہ ساحران تخت پر بیٹھا ہوا یہ دیکھکر تمام سرداران اسلام برائے استقبال روانہ ہوئے اور امیر باتوقیر کو لے کر لشکر مین آئے نقارہ شادمانی بہ چوب بڑی سلامی ہونے لگی ہاروت نے بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کی تاج اپنے سر سے اتار لیا بادشاہ اسلام نے پھر تاج عنایت فرمایا لیکن اس نے عرض کی کہ مین حضور کے سامنے ہرگز تاج نہ پہنون گا ان باتون مین بہت وقت گذرا حکیم اشراق نہایت نازک دماغ ہے اس کو انتظار گران گذرا اور یہ بھی خلاف تھا کہ لشکر آمد صاحبقران کی خوشی کر رہا تھا اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر حکیم اشراق نے اتنا تو کہا کہ چونکہ امیر کے آنے سے تمھین ایک روز کی اور مہلت دی جاتی ہے کہ اپنے نیک و بد کو سمجھ لو یا رات بھر مین ہوا خالی کر دو یا آمادہ مرگ ہو یہ کہکر نقابدار سے کہا کہ جیسے ایک روز کی مہلت انھین اور دو نقابدار تو حکیم کو سلام کر کے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور حکیم اشراق رونق خیمہ مین داخل ہوا لیکن جس وقت نقابدار جانب صحرا چلا ہی تو طیفور بادیہ گرد نے تعاقب کیا کہ اگر پاؤن تو اس نقابدار کا راستہ ہی مین خاتمہ کر دون لیکن کچھ دور جا کر نقابدار تو نظرون سے غائب ہو گیا طیفور بادیہ گرد اس امید مین دور تک چلا آیا کہ نشان سم مرکب تو پائے جائین گے جب نشان قدم بھی نہ ملے تو مجبور ہو کے پلٹا ادھر عیار تیمور مہر شاہور شیر دل نے خندق نقب زن کو ساتھ لیا اور چند عیاران اسلام مثل قران ثالث و برق ثالث وغیرہ کے ہمراہ لئے اور یہ سب عیار اس فکر مین چلے کہ کسی طرح قابو پائین تو حکیم کو مار ڈالین یہ تو اس فکر مین جاتے ہین اور وہان شام ہوتے ہی حکیم اشراق الحکمت نے پھر طبل جنگ بجوایا اور خیمہ مین جا کر باطمینان تمام سو رہا یہان عیاران اسلام مین سے چند عیارون نے تو نقب لگانا شروع کی اور چند عیار صورتین تبدیل کر کے عیاری کی فکر مین چلے جس وقت قریب خیمہ کے پہونچے تو دیکھا کہ جو لوگ گرد خیمہ کے ہین وہ بھی پڑے سو رہے ہین اب یہ اور خوش ہوئے کہ کام بن جائے گا یہانتک کہ گرد خیمہ کے عیار پہونچے قنات کو خنجر سے چاک کرنے کا قصد کیا قنات نہ چاک ہو سکی یہ معلوم ہوا کہ لوہے کی چادر ہے کہ خنجر در نہین آتا اب ان لوگون نے سوراخ سے دیکھنے کا قصد کیا سو ہین جھک گیا آخر دروازے کی جانب آئے چاہا تھا کہ اندر قدم رکھین دیکھا کہ ایک اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہے شاہور نہایت جھنجلایا اس نے ایک حقہ آتشبازی اندر خیمہ کے کھینچ مارا کہ حکیم کو جلا دون اژدہا اس حقہ کو نگل گیا صبح تک یہ عیار یہی کوشش کرتے رہے جب قابو نہ چلا تو انھون نے یہ صلاح کی کہ اب ہمکو تو ہر طرح مرنا ہے اگر حکیم پر قابو نہ پایا نہ سہی اس کے ملازمون کو ختم کر دین کچھ تکلیف تو اسے بھی پہونچے یہ خیال کر کے جو لوگ گرد خیمہ کے سو رہے تھے ان کو ذبح کرنے کا قصد کیا مگر یہ معلوم ہوا کہ سب آہنی پتلے ہین کسی پر خنجرون نے اثر نہ کیا اب لوگ بیدار بھی ہونے لگے اور حکیم بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا یہ تمام عیار وہان سے راہی ہوئے راستے مین خندق نقب زن اور قران ثالث سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تم نے کیا کیا قران ثالث نے بیان کیا کہ ہم جس مقام پر طبقہ نقب کا توڑنا چاہتے تھے زمین آہنی ملتی تھی تمام رات نقب کنی کی مگر مطلب نہ حاصل ہوا اب آج تو وقت باقی نہین ہے اگر آج کا دن خیریت سے گذر گیا تو تھیلیان بارود کی رکھکر پورا طبقہ اڑا دین گے شاہور شیر دل نے کہا کچھ نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حکیم نہایت ہوشیار ہے مجھے بھی اس کی دراز معلوم ہوتی ہے ہم نے اس کے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا لیکن قابو نہ پایا خیر اب جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا اگر اس کی قضا ہے تو ہمارے تمھارے ہاتھ سے نہین ہے یہ کہتے ہوئے عیار تو پلٹ آئے اور دونون طرف کی فوجین میدان آکر صف آرا ہو گئین اس طرف حکیم اشراق الحکمت تخت پر سوار ہو کر اپنے خیمہ سے نکلا پچاس آدمی اس کے ساتھ وہ بھی آلات حرب و ضرب سے آراستہ نہ تھے مثل تماشائیون کے کھڑے تھے اس طرف سے لشکر صاحبقران میدان مین پہونچکر صف آرا ہوا بادشاہ اسلام نے منچلے سردارون کو اپنے قریب رکھا تھا اور زبانی بھی فرما دیا تھا کہ کوئی صاحب بغیر میری اجازت کے میدان مین جانے کا قصد نہ فرمادین صاحبقران سے بھی فرما دیا تھا کہ آپ

بھی جلدی نہ کیجیے گا حکیم ساحر نہیں ہے کہ سحر اُس کا آپ اسم اعظم سے رد کر دیں گے غرضکہ عجب طرح کا انتشار لشکر میں تھا ہاروت جادو نے صاحبقران سے عرض کی تھی کہ یا صاحبقران اگر کوئی ساحر ہوتا تو اُس سے ہم مقابلہ کر کے فتح کی امید بھی کر سکتے تھے لیکن اس حکیم پر سحر ہمارا کارگر نہ ہوگا یہ بلائے بے درمان ہے یا صاحبقران ہم صرف اس غرض سے حضور کے ہمراہ چلے آئے ہیں کہ مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوں اور جو کچھ گناہ اتنی عمر میں کئے ہیں ان کا کفارہ ہو جائے صاحبقران نے فرمایا اے ہاروت جادو اگر تمہارا یہ خیال ہے تو اسیوقت تم چلے جاؤ میں مدد خدا کا محتاج ہوں اور کسی کی مدد نہیں چاہتا ہاروت جادو نے عرض کی کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو اس بلا میں چھوڑ کر چلے جائیں جو سب کا حال وہ اپنا حال مثل مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اگر حکیم کسی ساحر کو بھیجے گا تو لطف آوے گا مرنا تو برحق ہے آج نہ مرے کل مریں گے یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے آفرین کی ہاروت جادو بھی ایک طرف اپنے چالیس ہزار ساحروں کو لے کے کھڑا ہو گیا حکیم اشراق نے ہاروت جادو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ اے ہاروت یہ مسلمان وہ ہیں کہ جنہوں نے ساحروں سے دنیا کو خالی کر دیا جو مطیع نہ ہوئے اُن کو جان سے مارا اور جو مطیع ہوئے اُن سے سحر ترک کرایا یہاں تک کہ سحر کے مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تو کیا سمجھ کے ان کا ہمدرد بنا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ میں نے اطاعت اسلام اختیار کی جب یہ غیر ساحر ہو کر ساحروں پر حکومت کرتے ہیں تو بیشک خدا ان کا مددگار ہے اور یہ برحق ہیں اور وہی ان کو بچاتا ہے ورنہ بچ نہیں سکتے ابھی کل کی بات ہے کہ میں نے صاحبقران کو گرفتار کر کے پھونک دیا تھا مگر عیار ان کا نقب لگا کر نکال لے گیا اور جس طرح صاحبقران میرے سامنے اسیر ہو کر آئے تھے اسی طرح میں بھی گرفتار ہو کر سامنے صاحبقران کے گیا اگر دوسرا شخص ہوتا تو میری جان بخشی نہ کرتا اس لئے کہ میں نے صاحبقران کے مار ڈالنے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی تھی لیکن صاحبقران وہ عالی ہمت ہیں کہ مجھکو ہدایت اسلام کی اور قتل نہ کیا میں دل سے ان کا غلام ہوں جبتک دم میں دم باقی ہے اسیر پر آنچ نہ آنے دوں گا حکیم ہنسا اور کہا کہ تو کیا کر لے گا کیا مجھے واقف نہیں کہ میں کون ہوں ہاروت جادو نے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں کہ تو بلائے بے درمان ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھتا ہوں کہ
ع۔ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ✱ جبتک حکم خدا نہ ہوگا تو کسی کا رونگٹا بھی بیکا نہیں کر سکتا یہ سنکے حکیم کو غصہ آیا اور کہا کہ تماشا دیکھیگا تیرے سامنے ابھی سبکا خاتمہ کئے دیتا ہوں اگر یہ سب اپنے ہاتھ سے اپنے گلے نہ کاٹ ڈالیں تو عجب کی بات ہے یہ کہکر اس نے دستک دی اور جانب صحرا دیکھا فوراً گرد اڑی اور وہی نقابدار سحری پوش پیدا ہوا حکیم اشراق لعین نے کہا کہ کیوں اے ہاروت جادو اب تو نے اس نقابدار کو پہچانا ہاروت جادو نے کہا کہ خوب پہچانتا ہوں تو نقابدار کو حکم دے جیسے بھی جو ہو سکے گا کریں گے یہ سنکے حکیم اشراق نے آواز دی کہ اے قتال ہوش ربا اٹھا دے نقاب اپنے چہرہ سے بس نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی ہنوز کسی کی نظر اس کے چہرہ پر نہ پڑنے پائی تھی کہ ہاروت جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اس میں سے دھواں پیدا ہو کر نقابدار کے چہرہ کا غازہ بن گیا وہ تاثیر باطل ہو گئی یا تو نقابدار کے جمال کا ہر شخص دیوانہ ہو جاتا تھا یا سب لاحول بھیجنے لگے بس یہ دیکھکر حکیم اشراق نے جانب فلک دیکھا ایک پرندہ دستہ آب لئے ہوئے پیدا ہوا اور اس نے آ کر چھینٹا پانی کا منہ پر نقابدار کے مارا وہ سیاہی غائب ہو گئی اور چہرہ نقابدار کا روشن ہو گیا ہاروت جادو تو جلدی سے پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا لیکن اہل لشکر ہاروت کی یہ حالت ہوئی کہ جس کی نظر چہرہ پر قتال ہوش ربا کے پڑی وہ بیخود ہو گیا اور جھومتا ہوا چلا کہ ملکہ آفاق کیا حکم ہوتا ہے قتال ہوش ربا نے کہا کہ اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹو یا آپس میں لڑو بس یہ سننا تھا کہ ساحروں میں گولہ شرنج نارنج چلنے لگا سحر ہونے لگے باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو مار ڈالتا تھا ہر طرف آتش سحر مشتعل تھی ساحر آپس میں کٹے مرتے تھے اور قتال ہوش ربا پکار پکار کے کہہ رہی تھی کہ ہاں ہاں بانا و لطف عشق یہی ہے کہ جو معشوق کے

اس پر عمل کرو تھوڑے ہی عرصہ مین قریب دس ہزار ساحرون کے کام آگئے یکایک ہاروت جادو ایک مقام پر زمین سے نکلا اور اس نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ تڑاقہ ہوا ناریل پھٹا اور ایک دیوار درمیان لشکر اور نقابدار کے حائل ہوئی بس نقابدار نے تو پلٹ کے حکیم اشراق کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ حصار حاجب ہے حکیم نے کہا کہ کیون نہین اس حصار کو توڑ دیتے یہان ہاروت جادو نے جلدی سے مہلت پاتے ہی اپنی لشکر پر ایک لکہ ابر کو قائم کیا اُس مین سے بارش شروع ہوئی جس پر ایک قطرہ بھی گرا وہ بیہوش ہوگیا ہاروت نے کہا یا صاحبقران حضور نے ملاحظہ کیا بس میری حد یہین تک تھی کہ مین نے ان لوگون کو بیہوش کرکے جانین ان کی بچالین مگر جو اثر ان کے دل و دماغ پر ہوچکا ہے اسے مین نہین مٹا سکتا فرمایا صد آفرین مگر اپنی جان کی حفاظت بھی مقدم ہے ہاروت جادو نے عرض کی کہ خدا حفاظت کرے گا ہم تو کچھ بھی نہین کرسکتے ہین صاحبقران عالیشان نے دعا دی ہاروت جادو ہنوز لشکر کو بیہوش کرکے قائم نہونے پایا تھا کہ تڑاقہ ہوا اور دیوار دھوان بنکر نظرون سے غائب ہوگئی اور نقابدار پکارا کہ برہمن نگر برہمن نگر لیں ہاروت کی نظر جیسے ہی چہرہ منحوس نقابدار پر پڑی بیخودی چھاگئی اور جھومنے لگا قتال ہوش رُبا پکاری کہ جن کو ہم قتل کراتے تھے اُن کو تونے بیہوش کرکے بچایا اسی منھ پر عشق کا دعوے ہاروت نے کہا کہ مین نے بہت برا کیا ایسا جو حکم ہو اسے بجا لاؤن قتال نے کہا کہ اب ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کر پھر مجھ سے بات کر ہاروت جادو نے بھی سحر پکڑ کر چلایا اور اس نے اپنے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا وہ سب بیہوش پڑے تھے ہاروت جادو نے جس پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر صاحبقران سے ضبط نہوسکا چاہتے تھے کہ مرکب کو دوڑادون کہ خضران نے عرض کی کہ ہرگز ایسا قصد نہ کیجیے گا اگر یہ نقابدار آپ کی طرف پلٹ پڑا تو جس طرح ہاروت جادو اپنے لشکر کو قتل کر رہا ہے اسی طرح آپ بھی اپنے لشکر کو قتل کرنے لگین گے فرمایا اے خضران یہ بھی تو نہین دیکھا جاتا کہ بے گناہ قتل ہورہے ہین خضران نے کہا کہ دیکھیے اس کا انتظام مین کرتا ہون یہ کہکر خضران پاے شاطری مارتا ہوا چلا اور قریب ہاروت کے پہونچ کر حباب بیہوشی سینے پر ہاروت جادو کے کھینچ مارا کہ حباب ٹوٹا اور بقیہ بیہوشی اڑا ہاروت جادو بھی چھینک مار کر اسی مقام پر گر الغرض قتل سے بچگیا حکیم نے آواز دی کہ یہ عیار جانے پاے نقابدار برہمن نگر برہمن نگر پکارنے لگا خواجہ وہین سے گلیم اوڑھ کے نظرون سے غائب ہوگئے اب حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ اے قتال آج روز قتل ہے جو بھی دشمن ہین دوست ان مین کون ہے جسے چاہیے قتل کر سب تیرے شکار ہین لشکر اسلام مین سے ایک بھی باقی نہ رہنے پائے یہ سنکے تیمور نے بیچین ہوکے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی اپنا حوصلہ نکالین بادشاہ نے منع کیا ادھر قتال ہوش رُبا لشکر اسلام کی طرف برہمن نگر برہمن نگر کہتی ہوئی چلی یہ رنگ دیکھکر خضران نے سپید چہرہ منھ سے لگا کر آواز دی کہ دنیا کے نامحرم کا دیکھنا شرع میں حرام ہے سب اس کی طرف سے منھ پھیرے رہو آنکھین اپنی بند کرلو ہرگز نظر اس کے چہرہ پر نہ کرنا سنتے ہی بہتون نے منھ پھیر لیے بہتون نے آنکھین بند کرلین حکیم بہت ہنسا اور کہا کہ واقعی مین تو بھی بڑا ذہین ہے اے خضران اگر ساتھ صاحبقران کا چھوڑکر میرے پاس چلا آ تو مین تیرا بڑا مرتبہ کرون گا اور تجھے علم حکمت اچھی طرح تعلیم کردون گا کہ پھر تیرا جواب دینے والا عالم مین نہ نکلے گا اس وقت سوا اس بات کے بحث کا دوسرا پہلو نہ تھا خضران نے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے مین تجھ سے چھوکرے روز پڑھایا کرتا ہون تو مجھے کیا سبق دے گا لیکن اب بادشاہ اسلام اور امیر عالیمقام دست بدعا ہین کہ اے حافظ حقیقی یہ وقت سخت ہے اب سوا تیرے کوئی سہارا نہین ہے نقابدار برہمن نگر برہمن نگر کہتا ہوا قریب چلا آتا ہے اور یہ لوگ آنکھین ڈر کے مارے نہین کھولتے ہین کہ ایکبارگی جانب صحرا سے ایک مرگ چھالا اڑتا ہوا نظر آیا اور کچھ باجے کی آواز کان مین آئی نقابدار ایک مقام پر ٹھٹھک گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ مرگ چھالے پر ایک درویش بیٹھے ہوئے ہین داہنی اور بائین جانب درویش کے دو شخص بیٹھے ہاتھون مین سارنگے لیے بیٹھے ہین اور لا الہ الا اللہ کہتے چلے آتے ہین اور بیچ مین جو مرد حسین ہین اُن کے چہرہ سے نور پیدا ہے تسبیح ہاتھ مین ہے کچھ

پڑھتے چلے آتے تھے انھون نے آتے ہی نقابدار کو ڈانٹا کہ او بیحیا نامحرمون مین منہہ کھولے کھڑی ہے اس آواز مین خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ قتال ہوش ربا نے جلدی سے بند نقاب درست کر لئے بس حکیم اشراق الحکمت کی نظر جو عقیل روشن ضمیر پر پڑی پکارا کہ او بدھے تو کس ارادہ سے آیا ہے درویش نے کہا صاحبقران کی قدمبوسی کو امیر تو تمام سردارون کو لے کر استقبال کے واسطے بڑھے لیکن اشراق الحکمت جل گیا کہ اس کا آنا برا ہوا صاحبقران بڑی عزت کے ساتھ لائے اور بادشاہ سے ملاقات کر کے درویش کے زہد و اتقا کی تعریف کی وہان اشراق الحکمت نے دستک دی کہ ایک طائر منقار مین گل سرخ رنگ دبائے ہوئے آیا اور قتال ہوش ربا کو وہ پھول سنگھا کے اڑا ہوا چلا گیا قتال کو پھول سونگھتے ہی ایک پھریری آئی حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیون مزاج کیسا ہے قتال ہوش ربا نے کہا کہ اچھی ہون کیا حکم ہے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ بس آج کے بعد تمکو زندگی بھر راحت ہے آج روز قتل خدا پرستان ہے جبتک ایک متنفس بھی باقی ہے اب میدان سے منہ نہ موڑنا اور سوا ہمارے کسی کے کہنے پر عمل نہ کرنا قتال نے کہا کیا مجال اور پھر یہ نقاب الٹ کے لشکر اسلام کی طرف چلی یہان درویش بادشاہ اسلام سے ملنے کے بعد رخصت ہوئے اور میدان کی طرف متوجہ ہوئے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ او فقیر اب تو تو نقابدار کو روک دے درویش نے کہا کہ مین نے جب نصیحت کی تھی اور اب بھی نصیحت سے باز نہ رہون گا ماننا نہ ماننا میرے اختیار کی بات نہین ہے یہ کہکر قتال سے کہا کہ ابھی تجھکو سمجھا دیا تھا تو پلٹ گئی تھی اب پھر حکیم کے بہکانے پر آگئی ارے یہ شیطان ہے تجھے گنہگار خدا کرتا ہے ابکے درویش کے کلام نے کچھ تاثیر نہ کی قتال بگڑ کے بولی کہ محرم کیسا اور نامحرم کیسا زندگی کے چار دن عیش سے نہ گذارین اپنے دل کو مارین یہ سن کے درویش نے کہا کہ تو شوہر دار ہو کر غیر مردون سے بیحجابی کرتی ہے مین کیا تیرا شوہر آ کے تجھسے پوچھ لیگا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ جانب صحرا سے نشان اور جلوس نمودار ہوا اب تو سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ ایک برات سجی ہوئی چلی آتی ہے ہوا دار پر ایک نوشاہ سوار ہے آگے آگے باجہ بجتا ہوا حکیم اشراق الحکمت بھی حیران تھا کہ یہ برات کیسی ہے بلکہ تمام لشکر عالم تحیر مین تھا کہ نقابدار بھی ایک مقام پہ ٹھہر کر تماشہ برات کا دیکھنے لگی برات آتے آتے بیچ میدان مین پہونچی نوشاہ ہوا دار پہ سوار تھا بس بیچ میدان مین پہونچتے ہی برات رک گئی نوشاہ نے سہرا الٹ دیا دیکھا سب نے کہ ایک جوان حسین ہے نوشاہ حکیم اشراق کی طرف دیکھکے پکارا کہ تجھسا بے حیا بھی عالم مین نہو گا کہ اپنی دختر کو تمام عالم کے واسطے تو نے مباح کر دیا ہے اگر تجھے یہی منظور تھا تو میرے ساتھ شادی کا وعدہ کیون کیا تھا ہم تو برات لیکے آئے یہان دلہن میدان مین کھڑی آنکھین لڑا رہی ہے ہر ایک کو لبھا رہی ہے فقط یہ میرے ساتھ منسوب ہوئی تھی اس کی غیرت تجھے اسقدر ہے اور تیری بیٹی ہو کر تجھے غیرت نہین آتی حکیم اشراق الحکمت کو ان باتون پر نہایت غصہ آیا کہ یہ اس کو میری دختر بناتا ہے اور آپ داماد بنتا ہے پکارا کہ اے قتال عالم پہلے اسی اجل رسیدہ کو قتل کر ڈال یہ سنکے اس نازنین نے نوشاہ سے آنکھ لڑائی اور برہمن نگر کی آواز دی نوشاہ قریب آیا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہ خوب دیکھا اور ابھی ابھی دیکھینگے اب یہ تو نوشاہ کی طرف دیکھ رہی ہے اور نوشاہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے حکیم پکار رہا ہے کہ اے قتال اس کے فریب مین نہ آنا یہ دشمن ہے تیری آزادی مین خلل آئے گا پاؤن مین کانٹا پڑ جائے گا نوشاہ نے کہا ایہا الناس دیکھو اس حکیم کی وہی مثل ہے کہ ؎

کیون نہ برسین فلک سے انگارے ۔ بیٹی دے کے داماد کو مارے ✦

تمام لشکر صاحبقران حیرت مین ہے کہ یہ تو عجب تماشہ ہے قتال کہہ رہی ہے کہ یہین چاہتے ہو تو تلوار کے گھاٹ اترو نوشاہ کہہ رہا ہے کہ ہم بیوقوف نہین وہ اور تھے جو ہوتے ہون گے جو گلے کاٹ کے جان دیتے ہون گے ہم تیرے عاشق نہین تیرے جمال کے عاشق ہین ابھی کوئی تجھسے اچھی ملے اسی کے ہو رہین گے دنیا ہے اور اپنے مطلب کی دو دن کی زندگی کے سارے لطف ہین معشوق لطف زندگی کے لئے ہوتا ہے جان لینے کے لئے نہین ہوتا ہے ہم جان دیدین تو تم کو گلے سے کون لگائے اور پیار کون کرے لطف وصل کون اٹھائے اب یہ بیرحمی جانے دو یہ حکیم تمہاری راحت نہین چاہتا عاشقون کو تمہارے قتل کروائے دیتا ہے پھر وہی ہوگا کہ

سے اسی باعث سے قتل عاشقان کو منع کرتے تھے | اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر | یہ کہکر قتال ہوش ربا کو گھوڑے سے پیر
اپنے بوجھ پر لے لیا اور گلے سے لگا کر بوسے لینا شروع کئے اب تو قتال ہوش ربا بھی نوشاہ سے لپٹ گئی میدان کو خلوت کدہ
بنا دیا نوشاہ نے آواز دی کہ سے - لپٹے ہیں بیخودی میں وہ ہم سے میان بزم + آنکھیں وہ بند کر لیتے ہیں ناگوار ہو -
اب تو درویش عقیل روشنضمیر نے کہا کہ کیوں اشراق الحکمت اگر تم دختر کو رخصت کر دیتے تو تمام عالم کے سامنے
ذلت کیوں حاصل ہوتی بازاری عورتوں کا بھی یہ انجام نہیں ہوتا ہے جو تیری بیٹی کا ہو رہا ہے یہ سنکے حکیم اشراق غرق عرق
ہوگیا اور کہا کہ یہ سب فسادات تیرے ہی برپا کیے ہوئے ہیں بس ایک شیشہ اس کے تخت پر رکھا ہوا تھا آب سرخ رنگ اس میں
مثل خون کے بھرا ہوا تھا یہ شیشہ حکیم اشراق کی کائنات تھا بس حکیم اشراق الحکمت نے وہ شیشہ اٹھا کر اُس نوشاہ و عروس
پر کھینچ مارا شیشہ عروس کے سینے پر پڑتے ہی ٹوٹا اور ایک شعلہ نکلکر اُن دونوں کو جلا دیا نہ عروس رہی نہ نوشاہ بعد اُس کے
وہ شعلہ براتیوں پر گرا کہ سب براتی جل کے خاک ہوگئے اب یہ شعلہ لپک کر درویش کی طرف چلا درویش نے اپنا شیشہ
اٹھا کے اس شعلہ پر کھینچ مارا کہ شعلہ افسردہ ہوکے رہ گیا یہ دیکھکر حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ خیر آج تو مجھے تیرے
آنے کی خبر نہ تھی اب کل دیکھا جائے گا یہ کہکر اپنے خیمہ میں چلا گیا یہاں خواجہ خضر ان نے آکر ہاروت جادو کو ہوشیار کیا
ہاروت ہوش میں آیا تو اب اس کی وہ حالت نہ تھی لیکن ہوش میں تھا اس نے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے لشکر کو ہوشیار کیا
چالیس ہزار ساحروں میں تیس ہزار باقی رہ گئے تھے دس ہزار آپس میں لڑے ہوئے اور قتل کیے پڑے تھے صاحبقران
نے ان لاشوں کو بھی اٹھوا کر گورستان کی جانب روانہ کیا اور پلٹ کے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے تمام سردار
جمع ہوئے بادشاہ اسلام نے درویش عقیل روشنضمیر کی نہایت عزت کی اور فرمایا کہ آپ ہی کی وجہ سے تمام اہل اسلام
کی جان بچی ورنہ ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا درویش نے عرض کی کہ دنیا عالم اسباب ہے یہ ضرور ہوتا ہے کہ جو منظور خدا ہوتا
ہے وہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اُس کے اسباب بھی جمع ہو جاتے ہیں خدا نے یہ نیکنامی میری ہی قسمت میں لکھی تھی
گر یا صاحبقران کل کا روز نہایت سخت ہے آپ نہیں واقف ہیں مگر میں واقف ہوں کل یہ حکیم اپنے عمل کی پوری قوت
سے کام لیگا تمام عمر اس نے ستارہ زہرہ پر ریاضت کیا ہے جس وقت حکیم اشراق میدان میں آکر جانب آسمان دیکھیگا
اور ستارہ زہرہ کو طلب کریگا تو زہرہ میدان میں آئیگی لباس کی خوشبو سے تمام لشکر آپ کا بیہوش ہو جائیگا اور
وہ ایک ہیکل میرے گلے میں پہنا دیگی اُس وقت میں بھی اپنے ہوش میں نہ ہوں گا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اُس کی
طرف بڑھوں گا اُس وقت میرا ہوش میں آنا غیر ممکن ہے وہ جو حکیم حکم دیگا مجھے وہی کرنا پڑے گا یا صاحبقران اتنی
التماس میری قبول ہو کہ بعد میرے میری لاش کو اسی سبزہ الفت میں دفن کرکے کوئی علامت ایسی بنا دیجیے گا جس سے
ثابت رہے کہ یہ فلاں شخص کی قبر ہے تاکہ اگر اہل اسلام کا گذر اس طرف سے ہو تو وہ مجھ کو بھی فدیہ راہ خدا سمجھکر قبر کو میری
فاتحہ خیر سے فراموش نکریں یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ میری صاحبقرانی میں کوئی بزرگ خدا رسیدہ
مثل آپ کے نہیں ہے لہذا میں ہرگز آپ کو ہلاکت میں نہ پڑنے دوں گا اگر خدا کو ہمارا بچانا منظور ہے تو بچائے گا کوئی اور
صورت پیدا کرے گا وہ قادر مطلق ہے حضور اسی وقت اپنی عبادت گاہ کی جانب روانہ ہو جائیں درویش نے کہا کہ یا امیر
ایک دن مرنا ضرور ہے جتنی حیات جس شخص کی ہے وہ اُس سے زیادہ نہیں جی سکتا اگر میں اس معرکہ میں نہ مروں گا تو فرش
خواب پر مروں گا اس مرنے میں سعادت ابدی ہے کہ فدیہ راہ خدا ہوں گا مرتبہ شہادت آئیگا بستر پر مرنے سے کیا حاصل
کہ نہ تو ثواب شہادت حاصل ہوگا اور نہ اہل اسلام کو کوئی فائدہ پہونچے گا یا صاحبقران اگر کل میدان میں آپ نہ
تشریف لے جائیں اور کسی گوشہ میں چھپکر تماشہ دیکھتے رہیں اور جس وقت مجھے عالم بیخودی میں دیکھیں اور یہ شیشہ آب جو
میرے پاس باقی ہے اسے آپ مجھ پر چھڑک دیں تو میں ہوش میں آجاؤں گا اس وقت شاید میں بھی کچھ کر سکوں صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ میں ضرور آپ کے واسطے یہ انتظام کروں گا وہاں حکیم نے پھر نقارہ بجوا دیا تھا اور یہاں لشکر اسلام

میں بھی کوس حربی بج رہا تھا لشکر میں عجب طرح کا انتشار اور ہلچل مچی ہوئی تھی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے آج حکیم اشراق
کو بہت بڑی رنگ سوجھی ہے خدا ہی انجام بخیر کرے اور درویش نے حسرت آمیز کلام کیے ہیں بعض بزدلے نکل گئے
کہ جان ہے تو جہان ہے اگر مر گئے تو کچھ بھی نہیں زندگی عجب شے ہے ادھر مرد درویش نے رات بھر عبادت خدا میں گزاری
صبح کو نیا مرگ چھالا اوڑھے آتے ہوئے میدان میں پہونچے اس طرف سے حکیم اشراق الحکمت میدان میں آیا صاحبقران
نے خضران سے ارشاد کیا کہ کسیکو ہماری صورت بنا کے قائم مقام ہمارا کرو خضران نے ایک شخص اجنبی کو جو کہ
گونگا تھا زنبیل سے نکال کر صاحبقران بنایا اور اسے سمجھا دیا تھا کہ تم چپکے گھوڑے پر سوار کھڑے رہنا آج تمہیں ہم ایسا
تماشہ دکھائیں گے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا اور اگر منہ سے بول اٹھوگے تو طلسم ٹوٹ جائیگا جو کچھ ہمیں نظر ہوگا وہ غائب
ہو جائیگا یہ سنکے وہ خوش ہوا خضران نے صاحبقران کو صحرا کی ایک جھاڑی میں چھپا کے بٹھا دیا تھا اور صاحبقران
نقلی کو ساتھ لیتے ہوئے میدان میں آ کے زیر علم اژدہا پیکر کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہاں سے قدم آگے نہ بڑھانا اور وہاں سے
پلٹ کے لشکر میں آئے لشکر سے غائب ہوگئے اور جس مقام پر صاحبقران اصلی چھپے بیٹھے تھے خضران بھی وہیں
ہو چھپکر بیٹھ رہے اور میدان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیے کیا ظہور میں آتا ہے کیا ایک حکیم اشراق نے عقیل روشن ضمیر کی طرف دیکھکے
آواز دی کہ او پیر کہن سال کہ آج کہاں جائیگا میں تجھے ایسا نہ جانتا تھا کہ تو میرے مقابلہ میں آئیگا ورنہ پہلے
ہی تیرا تدارک کر لیا جاتا خیر اب سہی عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ میں ہمیشہ سے جانتا تھا کہ ایک وقت میں تیری سرکوبی
کرنا پڑیگی اسی وجہ سے میں نے اس مقام پر مدت سے قیام اختیار کیا تھا جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر یہ سنکے
حکیم اشراق الحکمت نے جانب آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے رقاصہ فلک اپنی شان دلربائی دکھا کہ اسوقت
اہل زمین تیرے مشتاق ہیں بس یہ کہنا تھا کہ ایک کڑاکا ہوا کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور ایک بجلی سی چمک کے فلک
سے زمین پر آئی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک نازنین روشن جبیں سپید جوڑا پہنے
ہوئے عطر میں ڈوبی ہوئی چوڑیاں چڑھائے ہوئے ایک ہاتھ میں چنگ پاؤں میں گھونگرو بندھے ہوئے چنگ سے آواز
نغمہ مستانہ پیدا گھونگرو کی صدا نہایت دلچسپ گلے میں ہیکل پڑی ہوئی حکیم اشراق الحکمت سے بولی کہ زیادہ مشتاق
میرا کون ہے حکیم نے کہا کہ یہ مرد درویش جو سامنے کھڑے ہیں نازنین نے کہا کہ چاہنے والا کس کو ملتا ہے اگر یہ میرے
مشتاق ہیں تو میں بھی ان کی مشتاق ہوں یہ کہتی ہوئی اور چنگ نوازی کرتی ہوئی درویش کی طرف چلی بس
جلوۂ جمال نازنین دیکھتے ہی ہر شخص کی یہ حالت ہوئی کہ مست و بیخود ہوگیا تمام لشکر اسلام لشکر تصویر بنا ہوا کھڑا
تھا اور درویش بھی ایک نگاہ کرتے ہی از خود رفتہ ہوگئے نازنین قریب آئی اور اپنے گلے کی ہیکل اتار کے درویش
کو پہنا دی اور کہا کہ یہ نشانی ہماری ہے لے ہم تو جاتے ہیں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں اب تمکو جو کچھ کہنا ہو
حکیم صاحب سے کہنا اور جو یہ کہیں اسے ہمارا مقولہ سمجھنا یہ کہکر ایک برق سی چمکی اور نظروں سے پوشیدہ ہوگئی
اور درویش حق حق کے نعرے کرتے ہوئے حکیم اشراق کی طرف بڑھے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں حضرت
مزاج کیسا ہے درویش نے کہا کہ برائے خدا مجھ پر احسان کر ایک مرتبہ اس آفت ہوش سے پھر ملاقات کرا دے کہ وہ
تیرا ہی حوالہ دے گئی ہے اور تیرے اختیار میں ہے حکیم اشراق الحکمت نے ہنس کے کہا کہ آؤ میں تمہیں ابھی پہنچائے دیتا ہوں
اور تمام لشکر اسلام بھی جانب آسمان دیکھ رہا ہے ہر ایک مست و مدہوش ہے حکیم اشراق نے ایک چھری نکالی اور
مصاحبوں سے کہا کہ مجھے ڈر تھا تو اسی بڈھے کا تھا اب اس کا خاتمہ پہلے کر لوں پھر ایک آواز میں تمام لشکر اسلام اپنے
گلے آپ کاٹ ڈالیگا درویش جھومتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور حکیم اشراق ہنس رہا ہے کہ ایک مرتبہ
بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور صاحبقران مع خضران دوڑے ہوئے قریب درویش کے آگئے اور وہ شیشہ لیکر خراش
اس کی کھولی اور چھینٹا پانی کا منہ پر درویش کے مارا کہ ان کو پھریری سی آگئی اور جماہی لی صاحبقران نے کچھ پانی درویش کے

خلق میں بھی ٹپکا دیا اب درویش کو ہوش آیا الحمد للہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا درویش کے ہوش میں آتے ہی حکیم کا رنگ زرد ہوگیا کہ یہ کیا ہوا یہ صاحبقران اور خضران کہاں سے آگئے بس درویش نے کہا یا صاحبقران اب آپ اپنے لشکر میں تشریف لے جائیں اور تماشہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے لیکن وہ تینوں میری یاد رہیں فراموش نہ کر جائیے گا کیونکہ درویش نے ایک شیشی اور جیب سے نکالی اور صاحبقران کو دی کہ اس کا پانی بہت سے پانی میں ملا کر تمام اہل لشکر پر چھڑکیا جائے گا اسوقت لشکر ہوش میں آئے گا یہ کیونکہ درویش نے زمین کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اے ملحد تیری پشت پر کھڑے ہوکر بندگان خدا کو اذیت دیں اور تو دیکھا کرے بس یہ کہنا تھا کہ زلزلہ سا پیدا ہوا اور طبقہ زمین کا شق ہوکر جس قدر ملازمین حکیم اشراق تھے سب زمین میں سما گئے اور کرتا حکیم اشراق بھی زمین میں دھنس گیا بس حکیم نے دو پتھر مارا اور پکارا کہ لاؤ اُس بچہ کو جسے میں نے تین برس سے پاتال میں پرورش کیا ہے بس یہ کہنا تھا کہ ایک پرندہ دیا ہوئی اور ایک تین برس کا بچہ گود میں حکیم اشراق الحکمت کے لاکے ڈالدیا بس حکیم نے بوٹی اُس بچہ کی کاٹ کے پھینکدی یہ دیکھتے ہی درویش نے بھی اپنے جسم سے بوٹی کاٹ کے پھینکدی ساتھ ہی لاحول پڑھا کہ یہ میں نے کیا کیا اُدھر حکیم اشراق نے پھر دوسری بوٹی اُس بچہ کے جسم سے کاٹ ڈالی جبتک حکیم بوٹی کاٹتا تھا اسوقت تک تو درویش حکیم کو منع کرتے تھے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے معصوم بے گناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے لیکن جب حکیم بوٹی کاٹ کے سامنے پھینک دیتا تھا اسوقت یہ بھی اپنی بوٹی کاٹکے پھینک دیتے تھے اور بالکل بدحواس ہوتے جاتے تھے یہ حالت درویش کی دیکھکر صاحبقران عالیشان نہایت پریشان ہوئے کہ یہ تو بن کے بگڑ گئی اب درویش کی جان بچتی نظر نہیں آتی حکیم نے تمام جسم کی بوٹیاں اس بچہ کی کاٹ کے پھینک دیں ادھر درویش نے اپنے جسم کی بوٹیاں کاٹ کے پھینک دیں آخر میں حکیم نے زبان اُس بچہ کی منہ سے باہر کھینچ لی اور جلدی سے کاٹ کے سامنے درویش کے پھینک دی بس درویش نے بھی جلدی سے زبان اپنی دہن سے باہر نکالی اور کچھ اسم پڑھ کر اپنی زبان سامنے حکیم اشراق کے کاٹ کے پھینک دی اور اُف کی صدا بلند کی بس فوراً زبان حکیم اشراق کی بھی مانند شمع کے جلنے لگی ہر چند حکیم نے اُف اُف کی مگر کچھ نہوا وہ شعلہ فرو نہوا زبان جلتے جلتے تمام جسم میں حکیم اشراق کے آگ لگ گئی ادھر تو درویش بیہوش ہوکر جان بحق تسلیم ہوگئے اُدھر حکیم اشراق ہمہ تن جل کے خاک ہوگیا صاحبقران عالیشان عقیل روشنضمیر کے لئے بہت روئے کہ یہ ایک ہی درویش باکمال اُن کو ملے تھے اُدھر تو اسطرلاب جادو روتا پیٹتا ہوا آیا اور لاش سوختہ حکیم اشراق الحکمت کی اٹھا لے گیا ادھر صاحبقران عالیشان نے درویش کا دیا ہوا پانی ایک حوض کے پانی میں ملوا دیا اور وہ پانی لشکر پر چھڑکنا شروع کیا پہلے سرداروں پر چھڑکا کہ وہ سب ہوش میں آگئے بعد اُس کے تمام لشکریوں پر چھڑکا سب ہوش میں آگئے اب امیر یا توفیر قریب لاش درویش کے آئے اور میت درویش کی اٹھا کر گورستان میں لے گئے تمام سرداران اسلام کاندھا دیتے ہوئے درویش کو لائے اور ایک جائے بلند پر قبر کھود کر درویش کو دفن کیا اور مقبرہ تعمیر ہونے کا حکم دیکر لشکر میں تشریف لائے اور سیہ پوشی اختیار کی جس وقت تک مقبرہ درویش کا تیار نہ ہولیا اُس وقت تک لباس سیاہ امیر نے جسم سے نہ اُتارا جب مقبرہ تعمیر ہوگیا تو صاحبقران نے ایک پتھر بہت بڑا کندہ کرایا عبارت یہ تھی کہ یہ مقبرہ فدیہ راہ خدا درویش عقیل روشنضمیر کا ہے اس مرد باخدا نے اسّی کرور مسلمانان عالم کی جان بچائی اور اپنی جان کو فدا کیا لہذا جو مرد مسلم اس طرف سے گذرے اس مقدس کی روح پاک پر فاتحہ ضرور پڑھدے کہ اس نے وہ کام کیا ہے جو اس کے زمانے میں ہوا اس کے دوسرے سے نہوتا اور یہ محسن ہے تمام مسلمانوں کا بعد اس کے وہ پتھر نصب کرا کے مجلس فاتحہ خوانی مقرر کی تمام سرداران اسلام اور کل اہل لشکر نے درویش کی قبر پر فاتحہ پڑھا اور سوگ اُتارا اور بعد اس سے فارغ ہونے کے سب نے نہا دھوکر لباس تبدیل کئے اور صاحبقران آکر بارگاہ میں جلوہ افروز ہوئے

طلیموس شیر پرور سے نہایت خوش تھے کہ اس نے میری عدم موجودگی میں پوری قائم مقامی کی بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ یا امیر اب تو یقین ہے کہ راستہ کھل گیا ہوگا اور حصار ٹوٹ گیا ہوگا ہرکاروں نے عرض کی کہ حضور سرحد اُسی طرح
قائم ہے اس لیئے کہ ابھی مالک سرحد زندہ ہے صاحبقران نے خضران سے ارشاد کیا کہ جاکر اسطرلاب جادو سے کہدو کہ
جس کا تجھے بھروسہ تھا وہ تو جہنم واصل ہوا اب بہتر یہ ہے کہ ہمیں راستہ جانے کا دیدے ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے اس سے
بدتر تیری حالت ہوگی خضران اُسی وقت جانب حصار طلائی روانہ ہوے اسطرلاب جادو نے جو خضران کو آتے
دیکھا کہا کہ خواجہ تم دو مرتبہ آچکے ہو اس کا لحاظ ہے کہ میں تمھارے ساتھ رعایت کرتا ہوں اور کہے دیتا ہوں کہ اب
قصد مجھ تک آنے کا نکرنا جو کچھ تمھارے دل میں ہو وہیں سے بیان کردو میں ابھی جواب دیدونگا اس لیئے کہ اب مجھے کسی سے
پوچھنا اور دریافت کرنا نہیں ہے جو حاکم ہمارا تھا وہ اُٹھ گیا اُس کے مرنے سے ہماری آنکھوں میں دنیا اندھیر ہے خضران نے کہا
کہ اے اسطرلاب جادو واقع میں ملاقات ایسی چیز ہے کہ جس سے ایک کو دوسرے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے آج میں بھی تیرے ساتھ
حق دوستی ادا کرنے اور تجھکو سمجھانے آیا ہوں کہ تو حکیم اشراق سے زیادہ نہیں ہے دیکھا تو نے کہ اس کا کیا انجام ہوا حق عجب چیز ہے
خدا ہمیشہ حق کا شریک ہوتا ہے اور ناحق پرستوں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے اب تجھکو چاہیے کہ صاحبقران کو راستہ دیدے تیرا
کیا نقصان ہے اب تو تجھے حکیم اشراق الحکمت کا بھی خوف نہیں ہے اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو بہت پچھتائے گا اور
مثل حکیم اشراق الحکمت کے مارا جائے گا یہ سُنکے اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ خواجہ حکیم نے عمر بھر میں ایک ہی تو
نادانی کی جس کا یہ خمیازہ کھینچا کہ جان سے مارا گیا اگر حکیم اپنے مقام پر ہوشیار رہتا تو تمام اہل اسلام اُسی مقام پر شکار طائر اجل
ہو جاتے حکیم اشراق کی صورت دیکھنے کی حسرت باقی رہ جاتی اور کوئی شکل بھی حکیم اشراق کی نہ دیکھ سکتا جاکر
صاحبقران سے کہدو کہ بس بہتر آپ کے حق میں یہی ہے کہ آپ واپس جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہوگا اس لیئے کہ حکیم
اشراق کے مرنے سے سرحد کو کوئی نقصان نہیں پہونچا ہے حکیم کی تو شامت تھی کہ اُس نے خود آکر اپنی جان دی ہم حکیم
کے محتاج مدد نہیں ہیں یہ سُنکے خضران کو نہایت غصہ آیا اور کہا اے اسطرلاب جادو واقع میں تیری پیشانی پر وہ
سیاہی کفر ہے کہ کبھی دفع نہیں ہو سکتی میں نے جو تجھکو سمجھایا اپنا منھ تھکایا بہت بُرا کیا خیر اتنا کہے جاتا ہوں کہ بہت ہشیار رہنا اگر ہمیں نے
اس سرحد کو نہ مٹایا تو نام اپنا خضران نہ پایا یہ فرما کر خواجہ خضران پلٹے خدمت میں صاحبقران عالیشان کے
حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا امیر اسطرلاب جادو کسی طرح نہیں مانتا مثل حکیم اشراق کے وہ بھی اپنے کو خدا جانتے
کیا سمجھتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تم کوس رحلت بجوا دو صبح کو ہم کوچ کر کے شہر کی طرف چلیں گے یا تو اس مرحلہ کو پامال
کر کے نکلیں گے یا سب اسی مقام پر ختم ہو گئے یہ فرما کر دربار برخاست کیا داخل خوابگاہ ہوے اُدھر اسطرلاب جادو کو خبر
پہونچی کہ امیر نے کوس رحلت بجوا دیا ہے صبح کو کل لشکر اسلام اس طرف آئے گا اسطرلاب جادو نے کہا کچھ پروا نہیں غرض کہ
شب کو اسطرلاب جادو نے حسب معمول اُسی بالاخانہ پر صحبت عیش و طرب برپا کی اور عقاب جادو بھائی اسطرلاب جادو کا بھی
شریک صحبت ہوا یہی عقاب ہمراہ روکو سرحد پر سے اُٹھا لے جاتا ہے اور گوشت کھا کے ہڈیاں پھینک دیتا ہے آج اسطرلاب جادو
نے تمام کیفیت عقاب جادو سے بیان کی کہ خضران سے اس طرح کی گفتگو ہوئی ہے عقاب جادو نے کہا کہ کہنے دو اگر تمام
لشکر صاحبقران کا آئے گا تو مارا جائے گا دو گھنٹے صحبت رہی جام شراب گردش میں رہا ناچ ہوا کیا قریب صبح صحبت برخاست
ہوئی عقاب مردار خوار پرواز کر کے بلند ہو گیا اور جو آشیانہ اس نے بالائے ہوا بنایا ہے اُس پر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی
تو صاحبقران عالیشان سوار ہوے تمام عزیز و اقارب ہمراہ رکاب ہوے اور صاحبقران سامنے حصار طلائی
کے تشریف لائے اور اسطرلاب جادو کی طرف دیکھکے آواز دی کہ اے شخص تو بالکل عقل سے خارج معلوم ہوتا ہے
اب تجھے کس کا دباؤ ہے جس کے خوف سے تو سرحد کی محافظت کر رہا ہے اگر تو راستہ دیدے گا تو امن میں رہیگا ورنہ میں
اس میدان کو صاف کر کے تیری سرحد کو مٹا کے نکل جاؤں گا اُس وقت سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا یہ سُن کے

اسطرلاب جادو نے کہا کہ ایسے بہت سے آئے اور کچھ پلٹ گئے کچھ صید اجل ہوئے مجھے زیادہ باتون کا دماغ نہین ہے
بس یہ سنتے ہی **عظیم دراز قامت** رفیق قدیم **صاحبقران** غصے سے سرخ ہوگیا اور پکار اکہ او دریدہ دہن تو بھی اس
قابل ہے کہ تجھسے کوئی ربط یا فرمان روا بات کرے دیکھ تجھے کیسی سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر اُس نے گھوڑا دوڑا دیا
کہ مین جلدی سے پہونچکے اس کو تو مار ڈالون پھر چاہے میرا کچھ ہی حال کیون نہ ہو جائے ہر چند **صاحبقران** ہان ہان
کرتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی اور گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے چلا کہ کسی طرح بر آمدے تک پہونچ جاؤن چلتے ہی
نصف راہ طے کی طایر مثل بلاے آسمانی کے گرا اور راس مد شریف کو اُٹھا کر بلند ہوگیا اور دم بھر بعد ہڈیان گر پڑین
صاحبقران نے اپنے رفیق کے لئے افسوس کیا **خضران** نے کہا کہ یا امیر اب مجھے اجازت ہو **صاحبقران** نے فرمایا
کہ خواجہ مین آپ جاؤن گا تمھین نہ جانے دون گا **خضران** نے کہا کہ یہ کبھی نہوگا دیر تک یہی حجت رہی آخر **صاحبقران**
نے فرمایا کہ اچھا دیکھو مین ایک ترکیب کرتا ہون اگر خدا کو منظور ہے تو ابھی اس طایر کو مارے لیتا ہون بلاؤ **قبیل بن مقبول بن**
مقبل کو اور **گرشاسپ** تیرانداز کو اُسیوقت یہ دونون قدر انداز حاضر ہوے **صاحبقران** نے فرمایا کہ مین ایک قیدی
کو جانب حصار بھیجتا ہون جسوقت یہ طایر اُس کے اُٹھانے کو نیچا ہو تم تیرون پر رکھ لینا **خضران** نے کہا کہ سوچی تو خوب
مگر اس سے کوئی نتیجہ نکلتے نہین معلوم ہوتا خیر حوصلہ پورا کر لیجئے یہ دونون صاحب قدر انداز تیر ناوک کمان مین پیوستہ کرکے
کھڑے ہوے اور **صاحبقران** نے ایک واجب القتل قیدی کو حکم دیا کہ اگر تو اس حصار کو چھو آئے گا تو ہم تجھے چھوڑ دینگے
یہ سنکے وہ قیدی خوشی خوشی جانب حصار طلائی روانہ ہوا پہونچتے ہی اُس حد مین پہونچا طایر مثل بلاے سیاہ کے گرا اور اٹھا کر
قیدی کو لے چلا بس **قبیل بن مقبول** نے تیر مارا ساتھ ہی **گرشاسپ** تیرانداز نے تیر مارا ایک تیر دہن پر عقاب کے پڑا
اور دوسرا تیر پوٹے پر لیکن دونون تیر تیر شہاب ہوگئے عقاب صحیح و سالم نکل گیا **خضران** نے کہا یا امیر یہ عقاب اب ہمارا
صید ہے اب کل تماشہ دیکھیے گا ہم اس مرحلہ کو فتح کر لین گے **صاحبقران** نے فرمایا کہ اے **خضران** تم کس طرح فتح کروگے
خضران نے کہا دیکھ لیجیے گا آج سفر ملتوی رکھئے اور کل توقف نہ فرمائیے گا **صاحبقران** پلٹ آئے خواجہ نے اپنے نام پر
طبل بجوا دیا اور **صاحبقران** سے عرض کی کہ ہم جاتے ہین اپنے انتظام مین مصروف ہوتے ہین صبح کو آپ میدان مین اگر
تماشہ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے **صاحبقران** خاموش ہو رہے وہان **اسطرلاب جادو** حیران تھا کہ یہ عیار کیا کرے گا یہان عیاری
کا کونسا موقع ہے جب صبح ہوئی تو خواجہ نے ایک گناہگار کو جو مفر کا رہنے والا تھا زنبیل سے نکالا اور کہا کہ تم کو اپنی صورت
پر بناتے ہین جہان ہم کہین وہان تم جانا اور جس کو بتائین سلام کرنا اور منہ سے نہ بولنا وہ غریب خوش ہوا خواجہ نے رنگ و
روغن عیاری لگا کر اس کی صورت اپنی سی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی اُس کے دماغ پر چڑھا کے تمام لباس کو اُن کے
عطر بیہوشی سے آلودہ کیا اور آپ ایک خادم کی صورت بن کے اُس کے ساتھ ہوئے اور اُس کو لے کر سرحد کی جانب
روانہ ہوے یہان **صاحبقران** عالیشان تمام فوج کو لے کر میدان مین آچکے تھے صف آراستہ کیے کھڑے تھے **خضران**
کا انتظار تھا **اسطرلاب جادو** اپنے بر آمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے خواجہ **خضران** نمودار ہوے
سب کو سلام کرتے ہوے طرف سرحد کے چلے خادم ایک مقام پہ ٹھہر گیا لیکن بالکل قریب سرحد کے **صاحبقران** حیران تھے
کہ یہ یونہین چلا جاتا ہے وہان جاکے کیا کرے گا کہ ایک مرتبہ اُس حد مین قدم رکھتے ہی وہی عقاب پیدا ہوا اور اُس غریب
یعنی **خضران** نقلی کو اُٹھا کر لے چلا بس یہ دیکھتے ہی عزیزان **خضران** نے گریبان پھاڑے اور **صاحبقران** رونے لگے
کہ یہ کیا حالت **خضران** نے کی کہ مجھکو **صاحبقران** حالت سے شرمندہ کیا تمام لشکر اسلام مین ایک عجیب طرح کا تہلکہ مچا ہوا تھا
ہر طرف سے ہاے **خضران** کی صدائین چلی آتی تھین **اسطرلاب جادو** بر آمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ حکیم
اشراق کا مارا ڈالا نہو یہ مقام طلسم ہے جو یہان جو آئے گا اُس کا یہی انجام ہوگا **خضران** اصلی خادم بنے ہوے کھڑے
تھے اور اہل اسلام کے رونے پر ہنس رہے تھے اور اُس بات کا اندازہ کر رہے تھے کہ میرا صدمہ کس کس کے دل پر کس قدر ہوا

وہاں عقاب نے دو ایک بوٹیاں اُس غریب کی نوچ کے کھالیں بس بیہوشی نے اپنا کام کیا اور عقاب بیہوش ہو کر چکر کھاتا ہوا زمین کی طرف چلا آن واحد میں دھم سے گرا بس جعفران اصلی نے دوڑ کر جال الیاسی مارا اور عقاب کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ منم خواجہ جعفران دیکھ لو اوسطرلاب جادو یوں پکڑ لیتے ہیں صاحبقران یا تو روتے تھے یا ہنس پڑے اور فرمایا کہ خواجہ جلد اسے مار ڈالو خواجہ نے ہتوڑا حضرت داؤد کا زنبیل سے نکالا یہ سامان دیکھکر اسطرلاب جادو نے بیرو ازبید اکئے اور چاہا کہ خواجہ سے چھین لوں امیر نے اس کو آتے دیکھکر تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کیا ہتر گرد باد بانو یہ گرد قریب تھا انہوں نے عرض کی کہ اسم اعظم پڑھ لیجیے صاحبقران نے جلدی سے اسم اعظم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کیا اُدھر سے تو اسطرلاب جادو مانند تیر کے چلا ادھر صاحبقران نے تیر کو چلہ کمان سے رہا کیا کہ سینے پر اسطرلاب جادو کے بیٹھا توڑ کر پار گذر گیا اسطرلاب جادو تڑپ کے زمین پہ گرا ادھر خواجہ نے ہتوڑے سے عقاب کا ٹکڑے کیا ان دونوں کے مرتے ہی قیامت کبرے برپا ہوئی صدائیں گیر و دار کی آنے لگیں آتش باری و برف باری دیر تک ہوئی وہ حصار طلائی مانند برق کے چمک کر نظروں سے پنہان ہوگیا بعد کچھ دیر کے وہ شور و غوغا موقوف ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من عقاب مردار خوار جادو بود و اسطرلاب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق ہے نہ وہ حصار ہے نہ دروازہ لاشیں دو ساحروں کی پڑی ہوئی ہیں امیر نے ان دونوں کی لاشوں کو پاے فیل میں بندھوا کر کھچوایا کہ دیکھنے والے عبرت کریں اور اس مرحلے کے ٹوٹنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ صحبت جشن منعقد فرمائی اور لاشیں ان دونوں کی مرحلے پر پھنکوا دیں کہ جسطرح انھوں نے بندگان خدا کا گوشت کھایا ہے اسی طرح ان کا بھی گوشت عقاب و زاغ و زغن کھائیں ایک ہی روز میں گدھوں اور چیلوں نے گوشت کھا کر ہڈیاں صاف کر دیں امیر یا توقیر نے تمام سرداران اسلام سے خواجہ کو انعام دلوایا اور آپ بہت بھاری خلعت عنایت کیا بادشاہ کی جانب سے ایک لاکھ روپیہ انعام عنایت ہوا بعد اس کے صحبت جشن آراستہ ہوئی خواجہ ارباب نشاط کے داروغہ ہوئے اس رقم سے بھی چہارم کا نفع حاصل ہوا آخری صحبت میں خود بھی خواجہ نے بلحن داؤدی یہ غزل گائی

غزل

نیاز مند ہوں کچھ کیا قصور میں نے کیا
زبان سے یہ نہ کہوں گا قصور میں نے کیا
جنون شوق کو بس تھا ترا تصور بھی
مگر خیال دل ناصبور میں نے کیا
چھپا تھا قلب میں یوں داغ بدگمانی غیر
کہ اُس کا پاس نزاکت ضرور میں نے کیا
بھلائے دل سے نہ انداز دلبری کے فریب
میں جانتا ہوں کہ دریا عبور میں نے کیا
رہا نہ بزم میں بھی باز عرض حال سے میں
ذرا سی بات ہر کہدو قصور میں نے کیا

پکاری رحمت حق اس کو دور میں نے کیا
جو بے نیاز پہ اپنے غرور میں نے کیا
فغاں بھی جلوہ فروز جمال دوست رہی
پکارنے کا ارادہ ضرور میں نے کیا
میں چھپ کے بھی نہ انھیں بےحجاب دیکھ سکا
چھپا چھپا کے مہینوں میں دور میں نے کیا
کسی کے وعدۂ فردا کے انتظار کا حشر
نہ اعتبار دل ناصبور میں نے کیا
چلے ہیں رنجش باہم کے فیصلے کو مگر
ملی جب آنکھ اشارہ ضرور میں نے کیا

گناہ کرتے ہیں جھجکا قصور میں نے کیا
اگرچہ جان محبت میں جائے بات رہے
فلک کو رشک ہو وہ کوہ طور میں نے کیا
مجھے بھی اپنے تحمل پہ ناز عشق میں تھا
نگاہ چھپ گئی وہ قصور میں نے کیا
فغاں بے اثر اپنی پکارتی ہی رہی ++
بلند شام سے شور نشور میں نے کیا
جو روکا ضبط سے کچھ دیر ایک قطرۂ اشک
یہ ایک بھی نہیں کتنا قصور میں نے کیا
بڑھے نہ رنجش باہم کا آرزو جھگڑا

جسوقت جشن سے فراغت پائی تو صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اب بیش خیمہ ہمارا آگے روانہ ہو بحکم مسست نے عرض کی کہ یا صاحبقران جعفران اختر شناس کو ساتھ کیجیے جو شخص ہراول لشکر بنکر جائے وہ جعفران کے خلاف رائے نہ کرے کہ یہ مرحلہ اول سے زیادہ سخت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہے اور جبرئیل عاد کو بلا کے ارشاد کیا کہ یہ مقام نازک ہے تم مرد سپاہی ہو جہالت سے کام نہ لینا جتنا تمکو جعفران اختر شناس ہدایت کرے اسی پر عمل کرنا جبرئیل عاد نے عرض کی کہ میں تابع فرمان ہوں جس مقام پر

یہ کہین گے مین اسی جگہ بارگاہ بپا کردون گا یہ عرض کرکے انھون نے بارگاہ بارکرائی اور اپنے چالیس ہزار بہادرون سے
مع خضران اختر شناس آگے روانہ ہوئے بعد اس کے اور سردار بھی یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے لیکن ہاروت
جادو نے کہا کہ یا امیر باتوقیر جس مرحلے پر آپ چلے ہین یہ نہایت سخت ہی یہان اسم اعظم آپ کا کام نہ دے گا اسلئے
کہ یہ مقام سحر بند اور طلسم بند ہی کچھ یہان کے راز میرا ماموں جانتا ہی لیکن مین مطیع اسلام ہوگیا ہون اور وہ کافر ہی مجھے
امید نہین کہ وہ راز سے حضور کو آگاہ کرے گا فرمایا کہ مین بھی سوا خدا کے کسی کی مدد کا خواہان اور محتاج نہین ہون یہ
فرماکر سوار ہوے اور جانب مرحلہ روانہ ہوے ہاروت جادو ہمراہ تھا ایک منزل طے کی ہو گی کہ سامنے سے سانڈنی
سوار نمودار ہوا جس وقت قریب پہونچا تو نامہ ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے نامہ کو پڑھا مگر چہرہ سے اس کے
آثار پریشانی کے پیدا ہوے صاحبقران نے پوچھا کہ کیون اے ہاروت جادو خیریت تو ہی ہاروت جادو نے عرض
کی کہ یہ نامہ میرے ماموں ابریق جادو کا ہی عجب طرح کی پریشانی اس نامہ سے ظاہر ہوتی ہی وہ لکھتا ہی کہ اے فرزند اس وقت
ہم پر وقت سخت ہی اور زمانہ پر آشوب ہو رہا ہی ایک بلا ہمارے ملک مین نازل ہوئی ہی کہ وہ دس بیس ساحرون کو روز
نگل جاتی ہی نہ سحر کام دیتا ہی نہ زور چلتا ہی اگر تم سے ہو سکے تو کسی طرح اپنی امانت مجھسے لے جاؤ میری زندگی کا تو خاتمہ معلوم
ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا امانت کیسی ہاروت جادو نے عرض کی کہ میری شادی میرے ماموں کی دختر سے قرار پا چکی ہی
یہ اشارہ اسی طرف ہی کہ اپنی عروس کو لے جاؤ کہ یہان رنگ اور ہی ایسا نہو کہ میرے ساتھ اس پر بھی کوئی آفت آئے جو
بچ گیا وہی سہی یا صاحبقران ماموں میرا اگلے ساحرون مین سے ہی ہر ایک ساحر کی مجال نہین ہی کہ اس سے مقابلہ
کرسکے مگر نہین معلوم یہ کونسی بلا آئی ہی جس نے اتنے بڑے ساحر کو پریشان کر دیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہاروت
جادو مین چلون گا اور اس بلا کو دفع کرون گا ہاروت جادو نے عرض کی کہ یا امیر ہمارے بہادران ایمانی کی جوانمردی
ہی کا فرکی آپ کو کیا ضرورت ہی کہ وہان جائیے یہان آپ کو خود ہی ایک مہم دربیش ہی امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ہاروت
جادو ہمین خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہی کہ دنیا سے ظالمون کو دفع کرین اور امن قائم کرکے راہ حق کی ہدایت
کرین ہاروت جادو وجد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ واقع مین آپ خاص بندے خدا کے ہین لیکن پہلے چل کر اپنے لشکر کو
قائم کیجیے اور سب کو منع کر دیجیے کہ جبتک ہم واپس نہ آئین اسوقت تک کوئی آگے بڑھنے کا قصد نہ کرے صاحبقران
نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام انتظام کے واسطے موجود ہین لیکن طیموس شیر پرور نے عرض کی کہ یا امیر مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم میرے قائم مقام ہو بہتر یہ ہی کہ تم لشکر مین رہو اور مجھکو جانے دو طیموس نے کہا کہ مین اگر لشکر مین
رہون گا تو مرحلہ پر جاؤن گا صاحبقران نے دیکھا کہ یہ منچلا ہی فی الحقیقت اگر اس کو مین ساتھ نہ لے جاؤن گا تو یہ مرحلہ پر
جاکر مبتلاے بلا ہو جائیگا خلاصہ یہ کہ صاحبقران اور خواجہ خضران اور طیموس اور شاہور اور ہاروت جادو ہمراہ
اسی نامہ دار کے جانب شہر ابریقیہ روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ابریق جادو کو ہوئی کہ بھانجا آپ کا
آتا ہی لیکن دو شہریار اور بھی اس کے ساتھ ہین یہ سنکے ابریق جادو مع بہمن ستارہ پیشانی واسطے استقبال کے
روانہ ہوا راستے مین ملاقات ہوئی صاحبقران سے جو آنکھ چار ہوئی رعب امیر سے ابریق جادو بے اختیار تسلیم کو جھکا امیر
نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا تھا کہ ہاروت جادو نے رکاب پکڑ لی اور عرض کی کہ آپ کا مرتبہ یہ نہین ہی کہ آپ ہر کس و ناکس
کی تعظیم کیجیے امیر نے فرمایا کہ اے برادر مین ایک مرد فقیر ہون اپنے سے ہر شخص کو بہتر جانتا ہون ابریق جادو نے اپنے بھانجے
سے کہا کہ ان دونون شہریارون سے مجھے آگاہ کرو ہاروت جادو نے کہا کہ ان مین ایک تو صاحبقران با اقبال ہین اور
دوسرے شاہزادہ طیموس شیر پرور عزیز و جانشین صاحبقران ہین جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ہی اور یہ دونون شہریار
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے تو فرمایا کہ ہم چل کر اس بلا کو دفع کرین گے مین نے ہر چند عرض کی کہ آپ کو کیا ضرورت ہی فرمایا ہم
ہر درد مند کے ہمدرد ہین ابریق جادو نے کہا کہ نام تو صاحبقران کا ایسا ہی کہ ہر گوش ہوش تک پہونچا ہوا ہی لیکن یہ تو بتاؤ

کہ تم ساحر سامری پرست یہ مسلمان بلکہ رہبر راہ اسلام تمھارے ان کے ارتباط کیونکر بڑھے اسوقت ہاروت جادو نے کہا کہ
مین مطیع اسلام ہوگیا ہون مین نے سامری پرستی کو دل سے ترک کردیا اور سبب اُس کا یہ ہوا کہ تاریک تیرہ رو ایک
ساحر تھا کہ اُس نے لشکر صاحبقران کو پریشان کیا امیر یا تو تیر اُس کے تعاقب مین تشریف لائے تاریک بھاگ کر مندر
سامری مین چھپا امیر نے اُس کو مندر مین گھس کے مارا مین نے صاحبقران کو اسیر کرکے جلوا دیا مگر ان کے خدا نے ان کو محفوظ رکھا
اور نتیجہ یہ ہوا کہ عیار امیر کا مجھکو گرفتار کرکے سامنے صاحبقران کے لے گیا قصور تو مین نے ایسا کیا تھا کہ عوض مین اُس کے
صاحبقران جو کچھ میری حالت کرتے وہ بجا تھی مگر صاحبقران نے لطف خسروانہ سے کام لیا مجھے چھوڑ دیا مین نے ان کی
اطاعت اختیار کرلی اُسوقت ابریق جادو نے کہا کہ خیر تو نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن مین یہ کہے دیتا ہون کہ اگر صاحبقران
اسواسطے تشریف لائے ہون کہ مین اس کے شہر سے بلا کو دفع کرکے اسے بھی مسلمان کرون تو یہ مین پہلے سے کہے دیتا ہون کہ
مین ہرگز اطاعت اسلام اختیار نہ کرون گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہدایت کرنا ہمارا کام ہے ماننا نہ ماننا تمھارے اختیار مین ہے ہم
کسی پہ جبر نہین کرتے ہین سوا اُس کے جو دشمن جان ہوتا ہے اور ہمارے قتل کا ارادہ رکھتا ہو اُسے ہم بھی یا مطیع کرتے ہین یا
قتل کر ڈالتے ہین جس وقت تک تو ہمارا دشمن نہین اُسوقت تک ہم تیرے دوست ہین بلکہ حالت دشمنی مین بھی اپنے آئین
کے موافق دوستی ہی کرین گے کہ پہلے تجھے سمجھائین گے جب نہ مانے گا تو قتل پر ہاتھ اُٹھائین گے یہ سنکے ابریق جادو سب کو
ساتھ لئے ہوے ایوان شاہی مین آیا اتنے مین خبر پہونچی کہ دیو قہقہہ فیل سر جادو آج بھی پندرہ ساحرون کو پکڑ لے گیا
امیر نے ابریق جادو سے ارشاد فرمایا کہ تم کیسے ساحر ہو کہ ایک دیو پر تمھارا سحر کارگر نہین ہوتا اس نے عرض کی کہ یا
صاحبقران وہ دیو بھی ہے اور ساحر بھی ہے اس کے علاوہ روئین تن ہے کہ حربہ اُس پر کارگر نہین ہوتا ہے جس وقت وہ آتا ہے
اور چیخ مارتا ہے تو جتنے آدمی اُس کے سامنے ہوتے ہین سب بیہوش ہوجاتے ہین دس پندرہ کو وہ پکڑ لیجاتا ہے اور بھون کے
کھا جاتا ہے میرے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہے کہ اُس کو کوہ غبارا کہتے ہین اسی کوہ کو اُس نے اپنا مسکن قرار دیا ہے اگر چند روز
یہ دیو رہ گیا تو اس ملک پر کیا موقوف ہے اور شہر بھی جس قدر یہان سے قریب ہین یقین ہے کہ سب جنگل ہوجائین گے اور
باشندگان شہر یا تو نکل جائین گے یا لقمہ دہان دیو ہونگے وہ دیو زبردست اسقدر ہے کہ اُس نے گرز اپنا شہر کے ناکے پر ڈال دیا
ہے اور قول اُس کا یہ ہے کہ جو اس گرز کو اُٹھالے وہ مجھسے مقابلہ کرے فرمایا کہ مجھے وہان لے چلو ابریق جادو نے بہمن
ستارہ پیشانی اپنے فرزند سے کہا کہ تم ملک و مال سے خبردار رہنا مین امیر کے ساتھ جاتا ہون جب صاحبقران بلا وجہ
میرے ہمدرد بنے ہین تو مجھپر ان کی رفاقت واجب ہے اگر ان پر آنچ آئی تو مین بھی دیو سے لڑکر اپنی جان دون گا اور اگر خدا
نے فتحیاب کیا تو پھر تجھسے آکے ملون گا یہ کہکر فرزند کو گلے سے لگایا تاج اُس کے سر پہ پہنایا سامنے اپنے ارکین دولت سے
نذرین دلوا کر آپ امیر کے ساتھ ہوا اور کچھ فوج بھی ہمراہ لینے کا قصد کیا امیر نے کہا کہ اگر تم فوج لے کے چلو تو مجھے نہ لے جاؤ
مین تنہا جاؤن گا صرف ایک شخص کو برائے راہبری میرے ہمراہ کردو ابریق جادو نے عرض کی کہ مین ضرور ساتھ چلون گا
اگر آپ کی خوشی نہین ہے تو فوج کو اپنے ہمراہ نہ لون گا یہ کہکر ابریق جادو ساتھ ہوا اور ہاروت جادو بھی ہمراہ رکاب ہوا
صاحبقران اور طیمور شیر پرور تو آگے آگے دونون عیار گوشہ زین تھامے ہوے اور پشت پر ہاروت جادو
اور ابریق جادو شہر کے ناکے پر پہونچے تو دیکھا امیر نے کہ ایک بہت بڑا گرز رکھا ہوا ہے امیر قریب گرز کے آئے تو
کلہ گرز پر کچھ تحریر دیکھا غور کرکے جو پڑھا سام کا نام تحریر تھا اب تو صاحبقران متحیر ہوے کہ یہ گرز سام بن نریمان تو
صاحبقران کے قبضہ مین رہا اس دیو کے قبضہ مین کیونکر آگیا اُسوقت خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت
مجھے واقعہ بیابان کاج وباج کا یاد آگیا ہے اُس کو سماعت فرمایئے جب حمزہ ثانی بدیع الملک کو صاحبقران کرکے جانب
خانہ کعبہ روانہ ہوے تو ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے چند اور تبرکات بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے تھے انھین مین سے یہ گرز سام
بن نریمان بھی ہے جب امیر نے بیابان کاج وباج مین قیام فرمایا اور ساحران بیابان کاج وباج نے صحرا مین آگ لگا دی

تو صاحبقران بزور اسمِ اعظم کے اُس آتشِ مشتعلہ سے نکلے باقی بہتر اور سردار بھی نکل گئے ایرج اور تور الدہر کو تو نیچے لے گئے تھے اور کرب دلاور بارگاہ کو لے کر نکلے تھے اُس حالت اضطراب میں بارگاہ کو لے کر نکلنا یہ کرب ہی کا کام تھا کہ ہر شخص کو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی اُس انتشار کی حالت میں کرب بارگاہ کو تو لے کے نکل گئے مگر یہ گرز چھوٹ گیا تھا اسے یہ دیو اُٹھا لایا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ معاملہ قرین قیاس ہے اسوقت ابرق جادو نے بھی تصدیق کی اور صاحبقران سے عرض کی کہ یا امیر ساحران بیابان کاج و باج وہ بلا کے ساحر تھے کہ عالم کے ساحر اُنکے نام سے کانپتے تھے انھیں میں سے یہ دیو قہقہہ فیل سحر جادو بھی ہے ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارا سحر اُس پر کارگر نہیں ہوتا باوجودیکہ میں بھی ایسا ویسا ساحر نہیں ہوں ایک عالم مجھے بھی جانتا ہے اور تین لاکھ ساحروں پر میں حکومت کرتا ہوں اور بڑے بڑے ساحر میرے نام سے تھراتے ہیں مگر اس ساحر کا میں کچھ نہیں کر سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ قتل اس ملعون کا جملہ واجبات سے ہے کہ یہ شہر یکسا خون خدا پرستان رہ چکا ہے یہ فرما کر گرز پر زور کیا بآسانی اُٹھا لیا اور فرمایا کہ بزرگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ یہ گرز اُسی سے اُٹھے گا جو صاحبقران ہوگا دوسرا اس گرز کو نہیں اُٹھا سکتا یہ سُنکے طہمورث نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی اس گرز پر زور کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اے طہمورث اسوقت تک تم سب کی نگاہوں پر چڑھے ہوئے ہو اور یہ معاملہ تقدیر کا ہے اس میں کیا چارہ ورنہ خفت حاصل ہوگی یہ گرز غیر صاحبقران سے ہرگز نہ اٹھے گا طہمورث نے کہا یا امیر یہ تو ظاہر ہے کہ میں صاحبقران نہیں ہوں پھر اگر یہ گرز مجھ سے نہ اُٹھا تو میری کیا توہین ہے امیر نے گرز ہاتھ سے رکھدیا اور فرمایا کہ تم جانو اُسوقت طہمورث نے مونٹھ گرز کی پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا گرز کو اُٹھا لیا ابرق جادو نے اور ہاروت جادو نے تو تعریف کی لیکن صاحبقران کسی قدر ملول ہوئے یہ دیکھکر طہمورث نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت میں چہرہ پر آپ کے کبیدگی کے آثار پاتا ہوں اس کا کیا سبب امیر نے فرمایا کہ اے طہمورث مجھے اس کا ملال نہیں ہے کہ تم نے گرز اُٹھا لیا اور تم میرے ہمسر ہو گئے بلکہ یہ رنج ہے کہ زمانہ میری صاحبقرانی کا بہت کم رہ گیا ہے ورنہ یہ گرز تم سے نہ اُٹھ سکتا اور یہ میں کہے دیتا ہوں کہ بعد میرے تمھیں صاحبقران ہوگے دوسرا نہوگا اسوقت یادش بخیر مجھے سکندر رستم خو یاد آگئے کہ انھوں نے چھ بیس من کا گرز تنک اُٹھایا ہے اور یہ اٹھارہ سو من کی ضرب ہے لیکن اُن سے بھی یہ گرز اس صفائی سے نہ اُٹھے گا جس طرح تم نے اُٹھا لیا ہے اگر خدا بخیر و خوبی سکندر سے ملائے گا تو ہم تجربہ کرا کے دکھا دیں گے طہمورث نے عرض کی کہ مجھے ہوس صاحبقرانی نہیں ہے میں آپ کی اطاعت کو صاحبقرانی سے بہتر جانتا ہوں فرمایا کہ یہ تمھاری سعادتمندی ہے مگر جو فعل تقدیری ہے وہ ہونا ضروری ہے علاوہ اس کے میں خوش ہوں اس بات پر کہ بعد میرے تم صاحبقران ہوگے سنکر طہمورث نے عرض کی کہ اگر آپ ایسا ارشاد کرتے ہیں تو دیو قہقہہ سے مقابلہ بھی میں کروں گا فرمایا اے طہمورث اب اس ارادہ سے باز رہو اس لیے کہ دیو کی حالت تم سن چکے ہو کہ وہ ساحر بھی ہے اور تم صاحب اسم اعظم نہیں ہو تمھارا دیو سے مقابلہ کرنا اپنے پاؤں سے دہان گور میں جانا ہے طہمورث نے کہا کہ اگر خدا کو آپ کے بعد مجھے صاحبقران بنانا ہے تو وہ میری حفاظت کرے گا اور مجھے دیو کے ہاتھ سے بچائے گا امیر اس جواب پر خاموش ہو رہے اب طہمورث نے بائیں ہاتھ میں گرز سنبھالا اور دہنے ہاتھ میں نیزہ لیا اور جانب کوہ چلا صاحبقران بھی ساتھ چلے مگر کسی قدر فاصلہ سے جس وقت طہمورث قریب درہ کوہ کے پہونچا تو دیکھا کہ دیو سو رہا ہے بس طہمورث نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ ہوشیار ہو کہ اجل تیرے سر پر آگئی دیو اُٹھا دیکھا کہ ایک نوجوان وہی گرز جو میں نے شہر کے ناکے پر رکھدیا تھا تانے ہوئے کھڑا ہے چونکہ دیو کو یہ بات اپنے علم سحر کے ذریعے سے معلوم تھی کہ جو اس گرز کو اُٹھائے گا وہی میرا قاتل ہے اور اسی غرض سے اس نے گرز کو شہر کے ناکے پر رکھدیا تھا کہ جو گرز تانے ہوئے آئیگا مجھے معلوم ہو جائے گا اُس سے میں مقابلہ نکروں گا اور جان بچا کے نکل جاؤں گا بس اس نے اُٹھ کے درہ سے نکلنا چاہا طہمورث نے کہا کہ بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا دیو قہقہہ نے سونڈ اپنی بلند کی اور دہن کھول کے چیخ مارنے کا قصد کیا اس غرض سے کہ یہ آواز میری سُنکے بیہوش ہوگا تو میں نکل جاؤں گا ہنوز آواز اس کے دہن سے باہر نہ آئی تھی کہ

طلیمور نے دور کر نیزہ مارا سنان نیزے کی حلق کے پار گذر گئی آواز بند ہو گئی دیو نے سر جھٹکا کے جھٹکا مارا کہ ڈانڈ نیزے کی ٹوٹ گئی گر پڑا اس کا زمین سے ہل گیا ہنوز دیو نے سر اونچا نہ کیا تھا کہ طلیمور نے سر پر اُس کے گرز مارا کہ مغز پاش پاش ہو گیا بس مرتے ہی دیو قہقہہ فیل سحر جادو کے ایک قیامت برپا ہوئی لاش پھڑکنے لگی آندھی چلی آتش باری و برف باری ہوا کی جب لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دیو قہقہہ فیل سحر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جس وقت علامات سحر برطرف ہوئے تو صاحبقران نے دیکھا کہ لاش دیو کی پڑی ہے امیر نے بارہ فیل منگوائے اور سب کے پاؤں میں ایک زنجیر ڈال کے سرے میں زنجیر کے لاش قہقہہ فیل سحر کی بندھوا کر شہر میں آئے اور تمام شہر میں لاش دیو کی تشہیر کرائی اہل شہر صاحبقران کو دعائیں دیتے تھے اور لاش قہقہہ فیل سحر پر تھوکتے تھے کہ اُس نے ہزاروں گھر برباد کر دیے تھے بعد اس کے لاش دیو کی میدان میں پھنکوا دی گئی ابریق جادو نے جشن ہستی منعقد کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے ابریق جادو ہمیں اب اتنی فرصت نہیں ہے کہ شریک جلسہ ہوں لشکر ہمارا مرحلہ صاحبیہ پہ اُترا ہوا ہے یہ سُن کے ابریق جادو نے عرض کی کہ یا امیر آپ کے احسان سے میرا سر نہیں اُٹھ سکتا ہے اگرچہ میں نے آپ سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ میں اس احسان کی عوض میں دین اسلام قبول نہ کروں گا لیکن اب میں بدل مطیع اسلام ہوتا ہوں بیشک دین آپ کا برحق ہے اور دین سامری پرستی پہ ہزار ہزار لعنت ہے یہ کونسا انصاف ہے کہ نام سامری لیکر جا ہے حق کرو یا ناحق دونوں طرح تائید پہنچتی ہے اور آپ باوجود سحر نہ جاننے کے اتنے بڑے ساحر پر غالب آئے بیشک خدا آپ کا شریک تھا ورنہ ممکن نہ تھا کہ آپ کو غلبہ حاصل ہوتا لیکن اتنا امیدوار ہوں کہ حضور اس جشن میں شریک ہو لیں تو میں شادی اپنی دختر کی ہاروت جادو سے کر کے فرصت کر لوں پھر حضور کے ہمراہ رکاب رہوں اور جسقدر میرے امکان میں ہے میں بھی شرکت کروں گا جس مرحلہ پہ لشکر حضور کا اُترا ہوا ہے وہ نہایت سخت ہے میں وہاں کے رموز سے کسی قدر آگاہ ہوں بروقت حضور کو مطلع کروں گا صاحبقران نے بخاطر ابریق جادو و ہاروت جادو منظور فرمایا ابریق جادو نے شادی کا انتظام کیا اور صحبت جشن آراستہ کی امیر کو میر محفل قرار دیا ہاروت جادو کو دولہا بنا کے مسند پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ایک پاہوش نے یہ غزل شروع کی

غزل

انہیں کے کام الٰہی مرا لہو آئے
جو تو نہ آئے ترے گیسوؤں کی بو آئے
ہمیں سے تیغ بھی اٹکا کئے رہی آ کے
ہم آئے تو لئے آئینہ روبرو آئے
نہ جھوٹ بول کہ ہم شام سے کل آئیں گے
ہماری بزم میں جو آئے با وضو آئے
اُترنے والے ابھی تک نہ بام سے اُترے
نسیم کہدے ذرا الٹی الٹی بو آئے
یہ جانتے تھے کہ نکلا ہوا ہے نام اس کا
اُٹھے حجاب تو کچھ لطف گفتگو آئے
کبھی کی پی ہوئی کام آئی آج حشر کے دن
خیال آئے تو منہ سے مرے لہو آئے
تماشے ایسے تری آنکھ نے کہاں دیکھے
دماغ میں جو ابھی اختیار کی بو آئے
مری نگاہ میں [illegible] بجلیاں بھر دے

رنگیں جو ہاتھ لہو میں حنا کی بو آئے
لگا نے باغ کہاں داغ آرزو آئے
ہم آئے پینے کو مے وہ پئے وضو آئے
دل زبان سے میرا ابھی ذکر کر دینا
نہ کہا قسم ارے جھوٹے کبھی جو تو آئے
طلب کئے کبھی ہم نے اگر پس تو بہ
تڑپنے والے تڑپ کر فلک کو چھو آئے
نثار وصل کی راتیں اس ایک ساعت پر
تسلی حشر میں کیوں میرے روبرو آکے
والے یا دجو وعدے تو لب اچھالا کر
خدا کے سامنے نوش سرخرو آئے
سُنا ہے ہم بھی اُسے کچھ جو کہ چکے واعظ
تری نگاہ میں کیا چشم آرزو آئے
وہ بزم ناز ہو اچھی کسی کی خلوت سے
کوئی جھجک سکے ذرا میرے روبرو آئے

مریض ہوش میں آئے نہ آئے تو آئے
جہاں نہ پھول نہ پھولوں میں رنگ و بو آئے
عتاب یار کا اس کے سوا جواب نہ تھا
کلیم طور پر ان سے جو گفتگو آئے
نماز ہو گی ادا دختر رز کے دامن پر
بہت بھرے ہوئے سے خم و سبو آئے
گراں دماغ وہ ہیں اپنے گل کی تیزی سے
ہم انتظار میں تیرے ہوں اور تو آئے
کھلے جو کوئی تو کھل کر کسی سے باتیں ہوں
یہ اور حشر میں لینے کو آبرو آئے
فغاں کا نام نہ لو اب مری یہ حالت ہے
وہ بیٹھ جائے تو مینا اُٹھے سبو آئے
کھلیں نہ قبر میں جنت کی کھڑکیاں رندو
سنے یہ کون مری جان کے عدو آئے
نہ ہم ... گریبان تری [illegible] کرتے

خدا کرے نہ خنجر مرا گلو آئے
بنا تھا برق سر طور اُبھر کے تا رنگاہ
ذرا یہ سر جو ہلا دے ابھی سبو آئے
نہ ہو یہ کہنے کو ہم بے کہے گئے واعظ
کہاں یہ آج بزرگ فرشتہ خو آئے

ذرا دکھائیں ہمیں بھی تو کھینچکر تصویر
کلیم خوش ہیں کہ وہ میرے روبرو آکے
لگا دی ہم نے لب جو قطار مینا کی
حرم کو جاتے ہوئے منہ بتوں کا چھو آئے

کلیم کہتے ہیں وہ میرے روبرو آئے
ادب سے پی نہیں سکتا ہوں لے اجازت شیخ
لگانے سر و نئے ہم کنار جو آئے
ریاض آئے تو لوگوں نے میکدہ میں کہا

جب راگ رنگ موقوف ہوا تو صاحبقران اور طیمور شیر پرور نے علاقہ پیچا ہاروت جادو وصل عروس سے کامیاب ہوا صبح کو صاحبقران نے سامان کوچ کیا ابریق جادو نے ہاروت جادو اور بہمن ستارہ پیشانی کو اپنا قائم مقام کیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحبقران ہوکر جانب مرحلہ صاحبیہ روانہ ہوا وہاں لشکر صاحبقران باوقار کا اترا ہوا تھا اور سامنے وہ درخت تھا جس کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوتے ہیں اور لوگوں کو لے جاتے ہیں درخت نہایت بزرگ تھا کئی کوس تک شاخیں اُس کی پھیلی ہوئی تھیں سرداران اسلام بادشاہ سے عرض کرتے تھے کہ اگر حضور اجازت عطا فرمائیں تو ہم جائیں اس درخت کے عجائبات دیکھ آئیں بادشاہ کا حکم قطعی تھا کہ خبردار جبتک صاحبقران تشریف نہ لے آئیں اُسوقت تک کوئی جانے کا قصد نکرے جو صاحب فہم تھے وہ تو سمجھ گئے کہ ممانعت ہے لیکن سرسنگ دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو اس حکم کے معنی یہ سمجھا کہ جبوقت صاحبقران تشریف لے آئیں اُسوقت ضرورت دریافت کرنے کی نہیں ہے جیسے ہی گرد اڑی اور ہرکاروں نے خبر آمد صاحبقران بیان کی لوگ پیشوائی کو روانہ ہوئے اور صاحبقران کو لے کر میدان سے پھرے اور سرسنگ دیوانہ نے امیر کو آتے دیکھا بس یہ مع لشکر اس درخت کی طرف چلا لوگوں نے منع کیا کہ کہاں جاتے ہو یہ کس کی سنتا ہے جیسے ہی زیر سایہ درخت پہونچا درخت کو حرکت ہوئی اور پھل زمین پر گر کے چٹکے ہر پھل سے ایک مرکب پیدا ہوا اور ہنہنا کرکے ایک ایک مرکب ہر سوار کی طرف چلا دیکھا سواروں نے کہ مرکب ساز و یراق سے آراستہ نہایت عمدہ ہیں ہر سوار نے اپنے اپنے گھوڑے کو چھوڑا اور ان مرکبوں پر سوار ہوئے بس پشت پر جاتے ہی مرکبوں نے صحرا کا رخ کیا ہر چند سواران کو پھیرتے ہیں لیکن یہ جو صحرا کی طرف چلے تو چلتے چلتے نگاہوں سے غائب ہوگئے اور درخت میں پھر اسی طرح پھل پیدا ہوکر لٹکنے لگے صاحبقران اور دیگر سرداران اسلام اس واقعہ کو دیکھکر نہایت حیرت میں آئے امیر نے ابریق جادو سے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کو سرسنگ دیوانہ کی تلاش میں روانہ کرتا ہوں ابریق جادو نے عرض کی کہ اب سرسنگ سے تو ہاتھ اٹھائیے وہ سب ندان صاحبیہ میں پہونچ گئے ہوں گے جو باقی ہیں اُن کو چاہیے کہ یہ بھی جاکر مبتلائے بلا ہو جائیں صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو ابریق جادو سے آگاہ کیا ابریق جادو نے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی سب آکر بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سرسنگ دیوانہ کے لئے افسوس کیا بعد اس کے ابریق جادو نے صاحبقران والاشان سے عرض کی کہ جسقدر حالات مجھے بیان کے معلوم ہیں انھیں میں حضور کے سامنے بیان کرتا ہوں آپ سماعت فرمائیں یا امیر بظاہر یہ ایک مرحلہ ہے اور بہ باطن دو ہیں جس طرح ایک درخت آپ کے پیش نظر ہے اسی طرح ایک درخت اور اس کے بعد بھی ہے یہاں حاکم صاحب جادو ہے اور وہاں کا فرمانروا مصاحب جادو ہے اور یہ ایک ایک درخت ہے اور زیر درخت مسکن صاحب جادو اور مصاحب جادو ہے اسی وجہ سے اس مرحلہ کو صاحبیہ اور اس کو مصاحبیہ کہتے ہیں یہ دونوں ساحر بلا سے بد ہیں اگر حکیم اشراق خود ہی آکر مقابلہ نہ کرتا تو آپ کا حکیم اشراق تک پہونچنا آسان نہ تھا یہ اس کی قضا تھی جو گھیر کے لے آئی اب میں اتنا کر سکتا ہوں کہ سحر کے پتلے تیار کرکے بھیجوں فوراً درخت کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوں گے اور پتلوں کو لے کر جانب صحرا روانہ ہوں گے جسوقت گھوڑے نظروں سے غائب ہولیں گے تو اور پھل درخت میں پیدا ہوں گے جتنے عرصہ میں اور پھل پیدا ہوں اگر کوئی شخص جائے اور اس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دے اور فوراً اُس نشیب میں کود پڑے جہاں سے طول اکھڑے گا تو ہوسکتا ہے کہ منزل مقصود تک پہونچے اور بغیر اس کے ناممکن ہے اور یہ کام سوا صاحبقران کے دوسرا ہارا نہیں ہے اسلئے

کہ نہ دوسرے سے یہ درخت اکھڑ سکے گا نہ مرحلہ پر پہونچ کر کچھ کر سکے گا اور اگر درخت اکھیڑنے کے بعد کودنے میں دیر کی تو ایسا شعلہ پیدا ہوگا کہ جلا کر خاک سیاہ کر دے گا آپ کا اسم اعظم کچھ کام نہ دے گا صاحبقران نے فرمایا کہ میں ضرور جاؤنگا ابریق جادو نے یہ بھی عرض کی کہ دوسرا راستہ طلسم زلزلہ کا اور بھی ہے اگر مناسب جانیئے تو اُس طرف سے چلے چلیے حالانکہ اُس راستے سے سوا میرے اور کوئی آگاہ نہیں اور میں برائے راہبری موجود ہوں لیکن صاحبقران عالیشان نے گوارا نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے ابریق جادو خدا نے مجھکو دنیا پر بلاؤں کے دفع کرنے اور راستوں کو کانٹوں سے صاف کرنے کے واسطے معین فرمایا ہے جب اس صحرا کو ان کانٹوں سے صاف کرلوں گا تو آگے بڑھوں گا ابریق جادو نے کہا کہ یہ آپ کو اختیار ہے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے اس میں مجھے عذر نہیں ہے بسر و چشم موجود ہوں جب دوسرا دن ہوا تو صاحبقران نے رخ میدان کا کیا تمام سرداران لشکر ساتھ ہوئے بادشاہ اسلام بھی دور تک ہمراہ آئے آخر قسمیں دیکر صاحبقران نے سب کو تو رخصت کیا مگر خضران نے گلیم اوڑھلی بس ابریق جادو نے اپنے سحر کے پتلے زمین پر چھوڑے اور بارش کے دانے پڑھ کر ان پتلوں پر مارے پتلے پر اباندہ کر درخت کی طرف چلے صاحبقران کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ ایک مرتبہ درخت کو حرکت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ہوا سے تند چلی درخت سے پھل گرے اور ان سے مرکب پیدا ہوئے پتلوں نے مرکبوں پر سواری لی مرکب پتلوں کو لیکر صحرا کی طرف بھاگے بس صاحبقران دوڑ کر زیر درخت آئے اور درخت کو کولے میں لیکر یا حیدر کرار کہکر جو زور کیا اتنے بڑے درخت کو بآسانی اکھاڑ کے پھینک دیا جہاں سے درخت اکھڑا تھا وہاں خندق سی ہوگئی امیر بانوقیر پاؤں جو بڑھے کود پڑے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اسم اعظم پڑھتے جاؤ امیر اسم اعظم پڑھنے لگے مگر حیران تھے کہ یہ آواز کس نے دی جس وقت پاؤں امیر کے زمین سے آشنا ہوئے اور آنکھ کھلی تو دیکھا صاحبقران نے کہ ایک میدان وسیع ہے کہ نہ درخت ہے نہ گیاہ نہ بوٹے انسان آتی ہے نہ حیوان ہوا کے سناٹے سے ہول پیدا ہوتا ہے عجب مقام وحشتناک ہے چند قدم امیر چلے ہوں گے کہ ایک نالی سی معلوم ہوئی دیکھا امیر نے کہ نالی کے اُس پار ایک مرکب ساز و یراق مرصع کا رستے آراستہ کھڑا ہے امیر نے جانب گردوں ہاتھ اُٹھائے اور شکر پروردگار بجا لائے کہ میں پیادہ پا تھا اور اس صحرا ے لق و دق کا طے کرنا تھا کس طرح یہ بیابان طے ہو سکتا اب اسی مرکب پر سوار ہوکر آسانی کے ساتھ اس وادی کو طے کروں گا جس وقت امیر بانوقیر اس نالی کو پھاند کر قریب اُس مرکب کے پہونچے تو دیکھا کہ مرکب اُسی طرح خاموش کھڑا ہے صاحبقران نے خیال کیا کہ نہایت شائستہ ہے کہ سوار کے قریب آنے سے اُسی طرح خاموش کھڑا ہے بس جیسے ہی امیر نے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا مرکب گھل کے رہ گیا ہاتھ میں سپیدی سی پھر گئی جس قدر جواہر ساز میں نصب تھا وہ چمکا اور اس میں سے دھواں سا پیدا ہوا اور مرکب مثل کافور ہوا میں اڑ گیا صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے یہ کہا کہ اندھی تا قیامت ماندی اگر نالی نہ پھاندتا تو ممکن تھا کہ جہاں سے آیا تھا پھر پلٹ کے جا سکتا تھا مگر اب کیا جا سکتا ہے یہ سنکے امیر پریشان ہوئے اور چاہا کہ نالی پھاند کے پھر اسی طرف چلا جاؤں اب جو قریب آکر خیال کرتے ہیں تو ایک دریا ے زخار ہے کہ بھرا ہے مینڈھے اچھل رہے ہیں ایک ایک مچھلی ایک ایک جہاز کے برابر معلوم ہوتی ہے جس وقت ماہی اُبھرتی ہے اور اچھلتی ہے تو دریا میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے صاحبقران ناچار ہوکر پلٹے اور دوسری راہ اختیار کی تمام دن چلے مگر منزل تک نہ پہونچے وہی صحرا تھا وہی دریا تھا شام کو ایک مقام پہ تھک کے بیٹھ گئے تیمم سے نماز ادا کی کہ اب اتنی قوت باقی نہ تھی کہ دریا تک جا سکتے علاوہ اس کے یہ بھی خیال تھا کہ نہیں معلوم یہ پانی کیسا ہے اور وضو کر سکوں یا نہ سکوں الحاصل بعد نماز سے فراغ حاصل ہونے کے اُسی خاک کو فرش سمجھکر امیر سو رہے آج فاقہ بھی ہوا جب صبح ہوئی تو دیکھا صاحبقران نے کہ وہ دریا بھی نہیں ہے اب امیر اور حیران ہوئے یکایک ایک جانب ایک درخت خشک نہایت بلند نظر آیا امیر نے اُس درخت کو نشان قرار دے کر کوچ اختیار کیا اور چلے دن بھر کی رہروی میں اُس درخت کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہاں چند استخوان بوسیدہ پڑے ہیں اور ان استخوانوں سے یہ آواز عبرت طراز پیہم آرہی ہے رباعی ہنسنے بھی کبھو جام و سبو دیکھا تھا

جو کچھ کہ نہین ہے روبرو دیکھا تھا + اُس حال کو کیا بیان کرون مین آورد + اک خواب سا ہے وہ جو کچھ دیکھا تھا + امیر نے انجام سوچ کر بہت گریہ فرمایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا کہ اے مسافران راہ عدم ہم کو بھی اب اپنے سے قریب سمجھو تم تو مرنے کے بعد سامان دنیا ترک ہونے کی شکایت کرتے ہو ہم سے تو زندگی ہی مین دوست احباب سب چھوٹ گئے افسوس اتنا ہے کہ وصیت کر سکتے ہین نہ کسی کو اتنا دیکھتے ہین جو مرنے کے بعد تجہیز و تکفین کرے گا ہمیشہ سے دنیا کا یہی رنگ ہے اسکے ظلم سے کسی نے نجات نہین پائی ہے سہ پانون تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر اُن کے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + اسی حالت مین دیکھا کہ وقت نماز کا تنگ رہ گیا ہے صاحبقران نے پھر تیمم سے نماز ادا کی اور اُنھین مردون سے پھر باتین کرنے لگے تمام رات اسی مشغلہ مین گذری اب امیر کو تیسرا دن اور پانچوان فاقہ ہوا قوت بہت زائل ہوگئی یہ سمجھ لیا کہ پھرنے چلنے سے تو کوئی فائدہ نہین ہے اب آگے بڑھکے خدا جانے کس منزل پر شام ہو کیسی جگہ مقام ہو یہان ان ساکنان ملک عدم سے کچھ باتین تو ہو جاتی ہین یہ خیال فرماکر ادھر اُدھر دیکھنے لگے یکایک ایک درخت خرد پر نگاہ صاحبقران کی پہونچی دیکھا امیر نے کہ ایک مرغ لاکھی رنگ کا درخت پر بیٹھا ہے دونون پانون مین اُس کے زنجیر بندھی ہوئی ہے اور سرا زنجیر کا زمین تک لٹک رہا ہے صاحبقران نے خیال کیا کہ اس مرغ کو پکڑکے ذبح کرنا چاہئے گو کباب لگانے کا سامان نہین ہے نہ سہی کچا گوشت کھالین گے سہارا تو ہو جائے گا یہ خیال فرماکر امیر آہستہ آہستہ قریب اُس زنجیر کے آئے اور زنجیر کو دونون ہاتھون سے پکڑکے جو زور کیا مرغ اُڑا صاحبقران لٹک گئے قصد کیا کہ زنجیر چھوڑ دون اب جو زمین کی طرف خیال کرتے ہین تو بہت دور رہتے سوچے اتنی بلندی سے گرنے مین استخوان تک پارہ پارہ ہو جائینگے بس صاحبقران نے خدا پر توکل کیا کہ اب یہ مرغ جہان لے جائے وہین اُترین گے اور زیادہ یہ حیرت تھی کہ مین صاحبقران ہون دیوون کو مین نے پست کیا ہے یہ ایک مرغ ایسا ہے جس سے میرا کوئی قابو نہین چلتا لیکن مرغ پہلے تو بلند ہو گیا بعد اُس کے زمین کی طرف متوجہ ہوا بعد تین گھنٹے کے زمین پر اُترا تو دیکھا صاحبقران نے کہ زمین سنگ مرمر کی ایک چٹان ہے اور یہ صحرا کسی قدر سبز و خرم ہے امیر نے فرمایا اے مرغ مجھے تجھ پر شک ہوتا ہے کہ تو مرغ نہین ہے اگر کہہ سکتا ہو تو اپنا حال زار بیان کر شاید مجھسے تیری داد رسی ہو سکے کہ مین صاحبقران ہون اور زبان پرندون کی بھی سمجھتا ہون یہ سنکے اُس مرغ نے منقار سے زمین پر یہ تحریر کیا کہ مین بول نہین سکتا منقار پہ میری جو سوزن سحر لگی ہوئی ہے اگر آپ اسم اعظم پڑھکر سوزن سحر میری منقار سے کھینچ لین تو مین گویا بھی ہون اور حالت اصلی پر بھی آسکتا ہون اُسوقت آپ سے اپنی سرگذشت بیان کرونگا یہ عبارت لکھکر مرغ ہٹ گیا صاحبقران نے غور کرکے اُس کو پڑھا اسم اعظم ورد زبان فرمایا اور مرغ پر دم کرکے منقار پر ہاتھ پھیرا تو سوئی ہاتھ مین چبھی امیر نے سوئی کھینچ لی دیکھا کہ مرغ زمین پر تڑپا اور ہیئت انسانی پر آیا صاحبقران کے ہاتھ چومے سلام کیا اور عرض کی کہ میرا نام ریحان باختر شناس ہے مین منجم ہون مجھے اپنے علم کے ذریعہ سے معلوم تھا کہ ایک وقت شب و روز مین ایسا آتا ہے کہ اگر انسان احاطہ سحر سے نکلنا چاہے تو ممکن ہے یہی سبب تھا کہ مین اس بیابان مین پہونچا جہان آپ حیران و سرگردان تھے اور مین آپ کو وہان سے نکال لایا جو لوگ ناواقف تھے وہ نکل نسکے مجھے یہ بھی ممکن تھا کہ مین قید خانہ طلسم سے نکل جاتا مگر اُس سے مطلب حاصل نہوتا اس لئے کہ میرا آدمی بنانے والا کوئی اور سوا آپ کے نہ تھا اور آپ سے شرف قدمبوسی حاصل ہونے کی یہی جگہ تھی اور کہین جاتا تو اسی طرح مرغ بنا ہوا پھرا کرتا اب حالت اس مقام کی سنئے کہ حاکم یہان کا صاحب جادو ہے نہایت ساحر زبردست ہے اُس نے اس مقام کو سحر بند کیا ہے ایک روز گذر صاحب جادو کا شہر اجلالیہ کی طرف ہوا اجلال روشن طالع وہان کا بادشاہ تھا اور مین اُس کا وزیر تھا اور ایک دختر اجلال روشن طالع کی ہے کہ نام اُس کا ملکہ محبوب سیمتن ہے نہایت حسین ہے صاحب جادو کی نظر اُس شاہزادی پر پڑی عاشق ہو گیا جب نوبت اپنے مرحلہ پر آیا تو ایک نامہ اجلال کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اجلال روشن طالع نصیب تیرے جاگے مقدر تیرا یاور ہوا کہ تیری دختر بلند اختر با دولت و اقبال کی منظور نظر ہوئی بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو سوار کرکے ہمارے پاس بھیجدو جب وقت نامہ اس مضمون کا میرے بادشاہ کو پہونچا تو اُسے نہایت غصہ آیا چونکہ مرد بہادر و صف شکن تھا اُس نے جواب سخت لکھنے کا قصد کیا مین نے منع کیا اور کہا کہ وہ ساحر ہین آپ اُن کا کچھ کر نہین سکتے جہانتک ہو سکے بلطائف ٹالنا مناسب ہے بادشاہ نے بکراہت

اس بات کو منظور کیا اور میری صلاح سے یہ جواب نامہ کا تحریر کیا گیا کہ ہین اور تو کوئی عذر نہ تھا مگر اتنا عذر ضرور ہی کہ ہمارا مذہب
اور ہی تمہارا مذہب اور ہی جس طرح جیلین سبز قبا کے خاندان مین شادی کا دستور ہی اسی طرح ہمارے یہان بھی دوسرے
گھر مین بیٹی کو نہین بیاہتے ہین ہمین معاف کیجیے یہ جواب جو صاحب جادو کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور غصہ مین آیا دو ساحر
اس کے مصاحب ہین کہ نام ایک کا نظام جادو اور دوسرے کا انتظام جادو ہی اور ایک عیار ہی کہ اس کو چنچل
کہتے ہین صاحب جادو نے انتظام جادو کے ساتھ چنچل عیار کو کیا اور حکم دیا کہ جاکر پیریام دو اگر مانے فہو المراد اور
نہ مانے تو سزا سے معقول دینا انتظام جادو مجھ سے واقف تھا کہ جب تک یہ گرفتار نہ ہوگا کوئی زور نہ چل سکے گا اس نے
چنچل عیار کو بھیجکر مجھے گرفتار کرالیا اور گرفتار کرکے اس نے مجھے تو مرغ بنا کے چھوڑ دیا بعد اس کے بادشاہ کو مع فوج ایک باغ
مین بلاکر پتھر کا بنا دیا ایک شخص معین ہی کہ وہ تیسرے دن جاکر سب کو ہیئت اصلی پر لاتا ہی اور کچھ کھلا پلا کے چلا آتا ہی اگر حضور
وہان تشریف لے چلین اور اسم اعظم پڑھکر دم کرین تو یقین ہی کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آجائین صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے
لے چلو اسی وقت امیر با توقیر ریحان اختر شناس کے ساتھ اس باغ مین تشریف لے گئے جہان اجلال روشن طالع
اپنی فوج سمیت پتھر کا بنا ہوا تھا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر ان سب پر دم کیا ہر ایک مین حس و حرکت پیدا ہوئی
ریحان اختر شناس نے بادشاہ کو صاحبقران سے آگاہ کیا بادشاہ نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ مجھکو ایک بزرگ نے خواب
مین آگاہ کیا تھا کہ تجھکو صاحبقران وقت مصیبت سے رہائی دین گے اور انھین بزرگ کی ہدایت سے مین نے دین اسلام
قبول کیا تھا مگر یا امیر یہ نہین معلوم کہ میری دختر کی عزت ان ساحرون کے ہاتھ سے بچی یا نہین فرمایا کہ اگر نیت تمہاری دختر
کی پاک ہی تو حفاظت کرنے والا اس کی ضرور حفاظت کرے گا اجلال روشن طالع نے عرض کی کہ اب یہان سے میرے
ملک مین تشریف لے چلیے اس کے بعد اختیار ہی جہان جی چاہے تشریف لے جائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے اجلال روشن
طالع مین ان مرحلون کو شکست کرنے کو آیا ہون کہ ساحرون کے ہاتھ سے اہل دنیا کو سخت تکلیفین پہونچی ہین ہنوز یہ
باتین ہو ہی رہی تھین کہ وہ شخص جس کی نگہبانی مین یہ لوگ تھے آگیا ان سب کو حالت اصلی پر دیکھکر پکارا کہ تم کیونکر ہوشیار
ہوے صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چلا آتا ہی فرمایا او مردود آگاہ ہو کہ مین نے ان کو ہوشیار کیا اس نے کہا
کس کے حکم سے فرمایا حکم خدا سے ساحر کو غصہ آیا پکارا کہ تیرا قتل حلال و اجب ہی کہ دشمن خداوندان معلوم ہوتا ہی یہ
کہتے کہتے ناریل سحر کا کھینچ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے شعلہ نکل کر امیر کی طرف چلا تھا مگر قریب
پہونچتے ہی ببرکت اسم اعظم گل ہوگیا اسوقت ساحر نے زمین پر غلطک ماری اور بصورت شیر درندہ بن کر امیر پر حملہ کیا
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور آواز دی کہ دیکھ اپنی طرف کہ کس حال مین ہی ساحر نے دیکھا کہ مین گھٹنون چل رہا
ہون سحر کر کے بھاگنے کا قصد کیا سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران نے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوے مرتے
ہی ساحر کے شور و غوغا ہوا قضاے کار اسوقت بالا روی کرتا ہوا چنچل عیار بھی اس طرف آنکلا تھا اس نے جو یہ
معرکہ دیکھا الٹے پانون جانب ایوان صاحب جادو روانہ ہوا کہ حاکم مرحلہ کو مرنے سے نگہبان کے اور چھوٹنے سے
قیدیون کے آگاہ کرون یہ اس طرف بھاگ کے جاتا ہی اور صاحبقران عالیشان ہمراہ اجلال شاہ کے طرف شہر
اجلالیہ کے چلتے ہین لیکن اب

دو کلمہ داستان مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران خواجہ خضران کے بیان ہوتے ہین

غزل گل وفا سے جفا کی بھی کیون نہ بو آئے اگر وہ ڈھونڈنے سے اڑانے کنار جو آئے	لحد پہ آے تو کیا پھر عدو آئے وہ خون نکلنے کی دیکھینگے سیر ذبح کیوقت	نہ کیون نزاع کی غیرون مین گفتگو آئے تمام جسم کا نشتر رگ ہی مین لہو آئے

امید ہے کہ وہ اقرار وصل آج کرین
جب اُن کے پاس ہم آئے تو با وضو آئے
نہ جانے دھیان تھے کیا کیا کہین ہم آن سے
کبھی رگون سے نہ اک بوند بھی لہو آئے
مثال غیر نہین مین جو تو تکرار کرون ++
محال ہے کہ گھر سے پھر آبرو آئے +
وہ میری حرف دل کے لئے یہ کہتے ہین
جہاز ڈوب گئے جو کنار جو آتے
ہماری آنکھون مین آنسو بھی ڈبڈبانے لگے
غم و ملال جگہ دین تو آرزو آئے +
تمنا و ریان غم عشق کو ہے شوق بڑا +
جدھر کو دیکھون نظر مجھ کو تو ہی تو آئے

خیال غیر نہ ہنگام گفتگو آئے
امید وصل مین فرقت کے بھی ملال ہون
خموش رہ گئے جب اُن کے روبرو آئے
ہرا یہ زخم جگر وہ نہین جو سی جائے +
بس اب زبان پہ کبھی دیکھیے نہ تو آئے
حضور دیکھیے زخم دل و جگر کو مرے
محال ہے کہ جلے قلب اور نہ بو آئے
کشش دکھائین اگر بادہ خوار لے ساقی
حباب بہتے ہوے جب کنار جو آئے
کوئی غزال ختن اس طرف کبھی آ نکلے
کہ آپ خنجر انداز تا گلو آئے
یہ حکم عام دیا اُس نے ضد سے فاخر کی

پڑے نہ ہاتھ کہین خط مصحف رُخ پر +
مضمون کے ساتھ ہے علین آرزو آئے
وہ زار ہون کہ جو قضا و فصد بھی کھولے
عبث غریب رفوگر ہے رفو آئے +
مثال صحبت اغیار مین نہ عزت کو
یہ پھول وہ ہین محبت کی جن سے بو آئے
مٹے ان آنکھون مین آئے ہین لخت قلب و جگر
تو اُن کی بزم مین بے دست و پا سبو آئے
انھین سے خانہ دل مین نہین ہے جا باقی
ادھر بھی نگہت گیسوے مشکبو آئے
مثال آئینہ خانہ تمام عالم ہو
کوئی شناس مرے لیے کے آرزو آئے

سے بزم سخن طوطی خوش نوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + جب وقت کہ صاحبقران عالیشان درخت کو اکھیڑ کر نقب مین کود تھے اسی وقت خواجہ جہضران بھی گلیم دوڑ مکے کو دیکھے تھے لیکن خواجہ کی جو آنکھ کھلی اور پاؤن زمین سے آشنا ہوے تو اپنے کو ایک صحراے لق و دق مین پایا یہ شگون کے منتظر ہوے ایک جانب سے آواز زاغ سنائی دی خواجہ اسی طرف چل نکلے جاتے جاتے سواد شہر معلوم ہوا خواجہ اور چلے یہانتک کہ داخل شہر ہوے دیکھا کہ عمارتین شہر کی معمولی ہین لیکن ایک بہت بڑا گنبد ہے خواجہ نے لوگون سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہے اور بادشاہ یہان کا کون ہے لوگون نے کہا کہ اس کو جھولی شہر کہتے ہین ایک فقیر نے اسے آباد کیا ہے نام اُن درویش کا امیر شاہی ہے اب انھون نے غیبت اختیار کی ہے یہ تمام شہر انھین کا مریدہے برسوین دن میلا ہوتا ہے تمام شہر جمع ہوتا ہے لوگ دعائین کرتے ہین مرادین مانگتے ہین ایک تصویر آہنی دیو کی مزار کے سرہانے نصب ہے لوگ روپیا اشرفی جواہر جو پیہ صاف منظور ہوتا ہے اُس دیو کے دہن مین ڈال دیتے ہین یہ بھی ایک کرامت درویش کی ہے کہ جو کچھ ڈالا جاتا ہے سب غائب ہو جاتا ہے ورنہ اب تک منہ تک آ جاتا خواجہ نے کہا کہ اس شہر کو جھولی شہر کیون کہتے ہین کچھ اس کا بھی سبب معلوم ہے خواجہ کو ایک نیا آدمی دیکھ کر اور راہگیر بھی جمع ہو گئے تھے جس شخص سے خواجہ باتین کر رہے تھے وہ تو اس سے زیادہ نہ جانتا تھا لیکن ایک پیر مرد نے کہا کہ بابا کیا تو نیا آیا ہے خواجہ نے کہا مین بھی پردیسیا ہون جس ملک کی سیر کو جی چاہتا ہے چلا جاتا ہون ابکے اسی طرف کی پھیری ہو گئی مرد پیر نے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ ایسے نہ ہوتے تو یہان نہ پہونچ سکتے ہمارے میان درویش امیر شاہی لکھ گئے تھے کہ اب اس شہر مین دوسرے ملک کا آدمی نہ آ سکے گا سوا ایک درویش باکمال کے تو معلوم ہوتا ہے وہ درویش باکمال آپ ہی ہین آپ مجھ سے حقیقت کیا دریافت کرتے ہین آپ خود جانتے ہون گے خواجہ نے ہنس کے فرمایا کہ جانتے ہم سب کچھ ہین لیکن تم لوگون کا اندازہ کرنا مقصود تھا کہ تم مسافر نوازی کرتے ہو پوچھنے والے کو سچ سچ بتلاتے ہو یا بہکا دیتے ہو مرد پیر نے کہا کہ امیر شاہی ہمیشہ سے اس مقام پر رہتے تھے اور عبادت خدا کیا کرتے تھے جب سن اُن کا زیادہ ہوا تو انھون نے خیال کیا کہ مجھے شہر مین جانے سے تکلیف ہوتی ہے لہذا شہر کو یہین بسالون یہ تصور کر کے وہ اپنے مقام سے اٹھے اور شہر مین جا کر جتنے مکان اور مکین تھے سب کو اٹھا کر جھولی مین بند کر لیا اور وہان سے آ کر اس جنگل مین اپنی جھونپڑی کے گرد شہر کو آباد کر دیا نہ یہان کے لوگ کہین جا سکتے ہین نہ کہین کے لوگ یہان آ سکتے ہین بعد چند روز کے درویش نے اعلان کیا کہ ہم جانے والے ہین تمام شہر جمع ہوا کہ آپ کیون جاتے ہین اور کہان جاتے ہین درویش نے کہا کہ اب یہی مناسب ہے کہ ہم غائب رہین تاکہ تم لوگون کے دلون مین

اشتیاق پیدا ہوا اور ہمین یہ بھی دیکھنا ہو کہ تم اطاعت ہماری ہمارے بعد بھی کرتے ہو یا نہین چنانچہ درویش انتقال کر گئے جس جگہ درویش کی جھونپڑی تھی اسی جگہ اُن کے ایک نائب نے بہت بڑا مقبرہ بنوا کر درویش کو وہان دفن کیا اور ایک تصویر آہنی دیو کے قد برابر اور دیو کی صورت کی سرہانے قبر کے نصب کرا دی کہ جس کو جو ہدیہ درویش کی نذر کرنا ہو وہ دہن دیو مین ڈال دے اے درویش باکمال آپ چل کر مہمانی میری قبول فرمائیے خواجہ ہمراہ اُس شخص کے اُس کے مکان پر گئے اُس مرد پیر نے خواجہ کی بہت آؤ بھگت کی خواجہ نے وہان قیام کیا روز شہر کی سیر کو جایا کرتے تھے لوگون سے یہ بھی دریافت ہوا کہ درویش امیر شامی کا نائب عرس مین آیا کرتا ہو اور خبر ظہور درویش سنایا کرتا ہو کہ اب اتنا زمانہ باقی ہو اور اب اتنا زمانہ باقی ہو اب خواجہ کو یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے اس مکار کو تلاش کرنا چاہیئے کہ وہ کہان ہو لوگون سے پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ وہ برسوین روز اسی دیو کے دہن سے باہر آتا ہو اور پھر صحرا کو چلا جاتا ہو خواجہ نے پوچھا کہ کس طرف جاتا ہو لوگون نے رخ بتا دیا پس خواجہ نے اپنے میزبان سے رخصت مانگی میزبان نے عرض کی کہ درویش کی جانب سے حکم ہو کہ اگر کوئی درویش باکمال ہمارے مزار پر آ نکلے تو پیار کرو اور تمام درویشون کو جمع کر کے دعوت دو آپ کی تشریف آوری کی خبر نائب درویش امیر شامی کو دی گئی ہو اور وہان سے حکم ابھی نہین آیا ہو دو ایک روز اور قیام کیجیے اُس کے بعد آپ کو اختیار ہو خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے روز اُس مرد پیر نے عرض کی کہ اب حکم آ گیا ہو کل آپ کی دعوت مزار درویش پر ہو جب دوسرا دن ہوا تو تمام شہر کے فقیر آ کر درویش امیر شامی کے مزار پر جمع ہوے خواجہ بھی گئے لوگون نے مصافحہ کیا نام پوچھا فرمایا مجھے گلاب شاہ کہتے ہین پہلے تمام فقیرون نے درویش کے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اُس کے سامان دعوت مہیا ہوا خواجہ گلاب شاہ نے پوچھا کہ نائب درویش کہان ہو تصویر دیو مین سے آواز پیدا ہوئی کہ مین موجود ہون خواجہ نے کہا کہ چھپا کیا بیٹھا ہو سامنے آ یا طاقت میهان نداشت خانہ بمہمان گذاشت آواز آئی ہم ہر فقیر سے اسطرح ملتے ہین پس خواجہ اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ تو سہی جو تجھے اس کی سزا نے معقول نہ ملے تو نے ہماری کچھ عزت نہ کی ہے ہم تو جاتے ہین مگر دیکھ تو کیا ہوتا ہو یہ کہکر آپ تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے بعد کچھ دیر کے جتنی پرتکلف چیزین وہان تھین وہ سب غائب ہو گئین یہانتک کہ فقیرون کی ٹوپی کلاہین بھی کسی نے سر سے اُتار لین اب تو درویش بھاگے اور پکار پکار کے کہنے لگے کہ بُرا ہوا اس نائب درویش اسرار کا کہ اس نے ہمارے نئے مرشد کو بگاڑ دیا اب دیکھیے کیا ہوتا ہو غرضکہ وہ صحبت درہم و برہم ہو گئی خواجہ جو لوٹ مار کے چلے تو جس رخ کا پتہ سنا تھا کہ نائب درویش فلان مقام کی طرف جاتا ہو اُسی طرف کی راہ لی کہ چل کر کچھ رنگ جمانا چاہیے انھین لوگون کو صاحب جادو سے لڑوانا چاہیئے یہ تو اس تلاش مین جاتے ہین لیکن حال اسرار شامی کا بیان کیا جاتا ہو کہ یہ شخص نہایت مکار ہو اس نے ایک باغ تیار کیا ہو شہر سے کئی کوس کے فاصلہ پر اور گرد اُس باغ کے بہت بڑی بڑی جھاڑیان جھنڈیان لگی ہین کہ صحرا معلوم ہوتا ہو کوئی شخص اُدھر آنے کا قصد نہین کرتا ہو اس نے چند مصاحب اپنے رکھے ہین انھین سے صحبت رہتی ہو ایک سرنگ باغ سے لے کر مزار درویش تک اس ترکیب کی لگائی ہو کہ جو کچھ دہن دیو مین ڈالا جاتا ہو وہ لنڈھک کے باغ تک چلا آتا ہو اور جو اٹک کے رہ جاتا ہو اُسے کوئی جا کے نکال لاتا ہو اور جب کوئی عرضی آتی ہو تو جب اس کے جی مین آتی ہو جا کر جواب دے آتا ہو اور برسوین روز جب عرس ہوتا ہو تو آپ جا کر سیڑھی لگا کر دہن دیو سے نکلتا ہو اور عرس کر کے صحرا کی طرف چلا جاتا ہو وہان سے اپنے باغ مین چلا آتا ہو خواجہ جو تلاش مین اس کی چلے تو یہان بہت صاف و شفاف دیکھا صرف ایک ہی مقام پر کچھ جھاڑیان جھنڈیان نظر آئین خواجہ قریب اُن جھاڑیون کے آئے دیکھا کہ سلسلہ جھاڑیون کا بہت دور تک ہو قضا کار ایک جوڑا طاؤس کا جو اسرار شامی کا پالو تھا آج دیوار پھاند کر ان جھاڑیون مین آ گیا خواجہ نے جو طاؤس دیکھے اور طاؤسون کی نظر خواجہ پر پڑی طاؤس اُڑے تو اُڑ نہ سکے دیکھا خواجہ نے کہ پر طاؤسون کے کٹے ہوے ہین اب خواجہ کو شبہ ہوا کہ یہ تو پالو معلوم ہوتے ہین اور پالو ہین تو کس کے ہین یہان سے قریب کوئی قریہ قصبہ تو معلوم نہین ہوتا ہو نہو پلنے والا بھی ان کا انھین جھاڑیون مین ہوگا پس یہ قصد کر کے خواجہ پیچھے پیچھے ان طاؤسون کے

بچے رہا تک کہ جاڑیون کو طے کر کے جو نکلے تو دیکھا کہ ایک دیوار ہی طاؤس آ دیوار پھاند کر اندر باغ کے چلے گئے اور خواجہ
دروازہ تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھے قضائے کار اسعد ارشاشی اپنے طاؤسون کی تلاش مین آیا تھا اور دروازہ پر کھڑا ادھر
اُدھر دیکھ رہا تھا یہ تو اسے اطمینان تھا کہ یہان آنے جانے والا کون ہے یکایک دیکھا کہ ایک درویش چلا آتا ہے آنکھ چار ہونے سے
مجبور ہو کر صاحب سلامت کرنا پڑی پکار کر کہا یا واللہ دوسرے درویش نے جواب دیا کہ مدد اللہ درویش اسعد ارشاشی نے کہا
بابا یہان کیونکر آ نکلے حضرت ان نے کہا ہم تیری طرح گوشہ نشین تو ہین نہین اُس کی قدرت کے تماشے دیکھتے پھرتے ہین آج یہان تو
کل وہان ادھر کی بھی سیر ہو گئی اب کل خدا جانے کہان ہون گے درویش کو مجبوراً کہنا پڑا کہ اب آ گئے ہو تو فقیر کی دعوت
قبول کرو انھون نے کہا کہ مین تیری دعوت کیا قبول کرون تو دنیا دار ہے فقیر نے کہا کہ تم نے مجھ مین کونسی دنیا داری دیکھی
خواجہ نے کہا باغون مین رہنا عیش و عشرت کرنا یہ بادشاہون اور دنیا دارون کے شیوے ہین یا فقیرون کے خدا نے فقیر کے
ٹکڑون مین بھی بڑے مزے دئے ہین اگر یقین نہ ہو تو کھا کے دیکھو نعمتون کو بھول جاؤ گے یہ کہکر چند ٹکڑے جھولی سے نکال کر
پیش کئے اسعد ارشاشی نے ایک ٹکڑا کھایا ایسا مزا پایا کہ کسی نعمت مین یہ مزا نہ پایا تھا نہایت تعریف کی اور درویش کے ہاتھ
چومے قدمون پہ گرا کہ ایک روز کی میری مہمانی قبول کیجئے خواجہ نے بدقت اُس کی التماس منظور کی اور اندر باغ کے تشریف
لے گئے تمام باغ کی سیر کی ایک گوشہ کو دیکھا نقب کی جگہ سمجھ مین نہ آئی ایک مقام پہ حوض نظر آیا خواجہ نے نہانے کی خواہش ظاہر
کی اسعد ارشاشی نے کہا اس حوض مین نہ نہایئے اس لئے کہ پانی اس کا نہایت خراب ہے خواجہ سمجھ گئے کہ کچھ اسرار اس مین ضرور
ہے خاموش ہو رہے اسعد ارشاشی نے دعوت مین بہت عمدہ عمدہ نعمتین پیش کین خواجہ نے جس چیز کو کھایا اُس مین کچھ نہ کچھ عیب
بتایا جب رات ہوئی اور سب سو رہے تو خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے اسعد ارشاشی سو رہا تھا کچھ عیاری ہاتھ پہ چڑھایا اور ساتھ
تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونک دی جب اسعد ارشاشی بالکل بیہوش ہو گیا تو خواجہ نے اُسے اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا
اور آپ اُس کی صورت بن کر فرش خواب پہ لیٹ رہے آپ دو چیزین بھی غائب کر دین جب صبح ہوئی تو ملازمون سے کہا کہ وہ
جو شخص نو آیا تھا اسے تلاش کرو معلوم ہوتا ہے وہ کوئی چور تھا لوگ تمام مین ڈھونڈھنے لگے کہین پتہ نہ پایا فرمایا کہ دیکھو تو کچھ
زر و جواہر ہمارا تھا وہ تو ہے یا نہین ہر اُن لوگون نے آ کر صندوق کھول کھول کے دکھائے خواجہ نے تمام مال کا جائزہ لے کر
سب مین قفل پڑوا کے کنجیان اپنے پاس رکھ لین اُس کے بعد حوض مین اُترے اور نقب کے راستے اُسی دیو کی تصویر مین جا کر
آواز دی کہ آج کے تیسرے روز اسعد ارشاشی درویش بدل کے خروج کرین گے جو جو مشتاق زیارت ہو وہ آ جائے یہ
آواز جو مقبرے مین گونجی اور مجاور قبر آگاہ ہوئے تمام شہر مین غوغا ہو گیا کہ درویش ظہور کیا چاہتے ہین اور آج کے تیسرے
دن خروج کرین گے لوگ آ آ کے مقبرے کے گرد جمع ہونے لگے جو عمائد شہر تھے انھون نے آ کر دہن دیو مین عرضیان لکھ لکھ کے
ڈالین کہ جو خدمت ہم سے متعلق کی جائے اُسے ہم بسر و چشم بجا لائین آپ نے جواب تحریر کیا کہ اب جو ہم خروج کرین گے
تو دین اپنا پھیلائین گے کافرون کو سزا دین گے فوج بھی تیار ہو اور ہمارے واسطے ایک تخت نہایت عمدہ بنایا جائے اُس مین
زر و جواہر لگایا جائے ہم جو نکلین گے تو اُسی تخت پر جلوہ افروز ہو کر خروج کرین گے یہ جواب عرضیون کے جو رئوساء شہر کو پہونچے
اُسی وقت نجار بلوائے گئے اور جیسا نقشہ عرضی کے ساتھ لکھا ہوا آیا تھا اُسی طرح کا تخت بنوایا زر و جواہر اُس مین نصب کرایا گرد مقبرہ
کے خیمہ ڈیرے راوٹیان قلندریان پہونچے آراستہ ہو گئے ایک رات پیشتر سے لوگون نے آ کے قیام کیا کوئی خیمہ مین مقیم ہوا
کوئی سڑک ہی پہ پڑ رہا جو جس حیثیت کا آدمی تھا اور جس کو جہان جگہ مل گئی وہ وہین پڑ رہا جو مقرب زیادہ تھے وہ اندر مقبرہ
کے عبادت کیا کئے اور تمام رات جاگتے رہے کہ پہلے جلوہ ہمین دیکھین تمام رات عجب گہما گہمی رہی سارا شہر اُمنڈا پڑا ہوا تھا
میلا لگا ہوا تھا جا بجا ناچ ہو رہے تھے تنبو ملے تخت لگے ہوئے پان بیچ رہی تھین کسی جگہ بھنگ پینے والے جمع تھے نشہ
مین گانٹھی چھن رہی تھی کہین تیشان ناچ رہی تھین لوگ ہر قسم کے مشغلہ مین اپنے دل کو بہلا رہے تھے وہ اتنی رات اشتیاق
درویش مین پہاڑ ہو گئی تھی خدا خدا کر کے رات بسر ہوئی صبح ہوتے ہی تمام مخلوق کی نگاہین مقبرے سے لگی ہوئی تھین کہ اب

درویش امیر شاہی ظہور فرماتے ہین لوگون کی یہ حالت تھی کہ جو اندر مقبرے کے تھے وہ باہر نہ نکلتے تھے اور جو باہر تھے وہ اندر جانے کی کوشش مین مصروف تھے قیامت کی کشاکش تھی کھوے سے کھوا چھل رہا تھا مشتاق دیدار شور مچا رہے تھے کہ جلد تشریف لایئے اب نہ ترسایئے لوگ دور ہی سے پھول پھینکتے تھے اور گریہ کر رہے تھے کچھ لوگ طبق ہاتھون مین لیے کھڑے تھے کہ جیسا نصاحب برآمد ہون تو پھول گنگاجمنی لٹائین وہ جو تخت تیار کیا گیا تھا اندر مقبرہ کے رکھا ہوا ہے یہان تو یہ حالت ہے اور وہان خواجہ اسرار شاہی بیٹھے ہوے باغ کی سیر مین مصروف ہین ایک مرتبہ گلگشت کرتے کرتے ملازمین سے فرمایا کہ تو ہماری طلب ہوئی ہم تو اب جاتے ہین اور بڑے درویش یہان آتے ہین یہ سنکے وہ لوگ بدحواس ہوگئے کہنے لگے کہ آپکے باعث سے عیش کرتے تھے نہین معلوم اُن درویش کا ہمارے ساتھ کیا برتاؤ ہو جواب دیا کہ وہ نہایت ترش مزاج اور سخت طبیعت کے ہین خبردار اُن کے خلاف مرضی کوئی بات نہ کرنا ورنہ سزا پاؤگے نکالدیے جاؤگے سب تھرا گئے اور آپ کلیم اوڑھکے غائب ہوگئے اب تو اُن لوگون کے اعتقاد قوی ہوگئے کہ بیشک یہ صاحب کشف و کرامات ہین آپنے گوشہ باغ مین جاکر لوگون کی نگاہ بچاکے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی تبدیل کرکے آواز سلام علیکم کی بلند کی اب جو اُن لوگون نے دیکھا تو ایک پیرمرد چلے آتے ہین کہ ریش اُن کی ناف سے نیچی ہے اور بڑا سا جبہ پہنے ہوے ہین ہاتھ مین ہزارا ہے دوسرے ہاتھ مین سونٹا آواز دی کہ تم لوگون نے بڑے مال جمع کیے اور خوب مزے کیے لاؤ صندوق کہان ہین یہ لوگ تھرا گئے کہ ان کو تو سب معلوم ہے جس قدر صندوق مال و اسباب کے تھے سب پیش کیے آپنے جس صندوق مین ہاتھ لگایا وہ خالی ہوگیا یہانتک کہ سب صندوق خالی کر دیے اب سونٹا سیدھا کیا اور اُن لوگون سے کہا کہ یہ تو سب وہ مال تھا جو ہمارا جانشین اسرار شاہی ہمارے واسطے جمع کر گیا تھا تم لوگون نے کیا جمع کیا وہ بھی لاؤ جو چھپاوے گا اُس کو آیندہ اس سے دونا لے گا اور جو کمی کرے گا اُس کے پاس سے موجودہ مال بھی ضایع ہوجائے گا فقیر پر سب روشن ہے کوئی بات پوشیدہ نہین ہے اب تو مارے ڈر کے جس کے پاس جو کچھ تھا اُس نے لاکے رکھدیا آپنے سب اُٹھاکے نذر زنبیل کرلیا اور اُن لوگون سے کہا کہ تم اسی مقام پر قیام کرو ہم جاتے ہین اور اپنے مریدون کو راہ نیک بتاتے ہین سب کے سب برگشتہ ہوگئے ہین یاد خدا کو بھولے ہوے ہین یہ کہکر اُسی حوض کے راستے سے روانہ ہوے آج اسقدر اشرفی و جواہر لوگون نے دہن دیو مین ڈالا ہے کہ راستہ مسدود ہوگیا ہے نقب گویا کہ بند ہے آپ روپیہ اشرفی جواہر سب پرکھتے ہوے نذر زنبیل کرتے چلے جاتے ہین بہر کیف وہ راستہ صاف ہوا اور خواجہ اُس دیو کے جسم خالی مین پہونچے ایک بانس کی سیڑھی لگی ہی ہوئی وہان موجود تھی آپنے اُس سیڑھی کو لگایا اور اوپر چڑھ گئے اور سپید مہرہ زنبیل سے نکال کر دہن سے لگایا اور اس زور سے بجایا کہ لوگ دہل گئے بہت سے بیہوش ہوکر گر پڑے لیکن مجاورون نے کہا موذب موذب ہوجاؤ میان تشریف لاتے ہین لوگ موذب کیا ہوتے بدحواس ہوگئے تھے ایک مرتبہ آپنے سر اپنا دہن دیو سے باہر نکالا لوگ دوڑے اور زر و جواہر نثار کرنے لگے دیکھا آپنے کہ یہ تو نقصان ہوا جاتا ہے جو کچھ لٹایا جاتا ہے وہ لوگ تبرک کہکے تبرک کیے ڈالتے ہین بس جلدی سے آپ باہر نکل آئے لوگون نے ہاتھون ہاتھ لیا جو لوگ کہ پرانے تھے اور امیر شاہی کو دیکھے ہوے تھے انھون نے تو یہ کہا کہ میان نے برن بدلا ہے پہلے اور صورت تھی اب اور قطع ہے اور جن لوگون نے دیکھا نہ تھا وہ سمجھے کہ ایسی ہی صورت ہوگی جس وقت آپ مقبرے سے باہر آئے اور لوگون کی نگاہ پڑی جو جہان تھا اُس نے اپنی حسب حیثیت لٹانا شروع کیا کسی نے اشرفی کسی نے جواہر کسی نے روپیہ کسی نے پیسہ کسی نے کوڑیان کسی نے پھول کسی نے بتاشے اور تالی کھانے آپنے پھر سپید مہرہ منہ سے لگایا اور اُسے بجاکر آواز دی کہ ایسے جو جس کی توفیق ہو وہ نذر دے مین تنہا نہین ہون میرے ساتھ بہت سے موکل ہین جن سے ابھی بڑے بڑے کام لینا ہین روپیہ کی بہت ضرورت پڑے گی اُس وقت سب نے اپنی اپنی حسب حیثیت پیش کرنا شروع کیا جس نے جو پیش کیا آپنے اُٹھاکر جیب مین رکھ لیا اور منہ سے ہر مرتبہ ایک نیا نام لیکے کہتے تھے کہ یہ فلان کا حق ہے یہ فلان کا حق ہے اگر کل جمع کیا جاتا تو ایک

انبار ہوجاتا لیکن سب جیب میں پہونچنے کے غائب ہوگیا لوگ اس بات پر بڑے متعجب تھے کہ اتنی سی جیب کی کیا سمائی ہو کہ جو کچھ
گیا وہ سب غائب ہوگیا جو لوگ پرانے تھے انھوں نے کہا یہ وہی بزرگ تو ہیں جنھوں نے جھولی میں شہر کو اُٹھا کے رکھ لیا
تھا اور اس جنگل میں پورے شہر کو جھولی سے نکال کے آباد کر دیا یہ کرامت تو ان کی قدیمی ہے کوئی نئی بات نہیں اگر یہ چاہیں
تو تمام عالم کو جھولی میں بند کرلیں اب آپ نے حکم دیا کہ دیکھو عالم میں کفر بہت پھیلا ہوا ہے اور ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں جس کو
ہمارا ساتھ دینا ہو وہ مال و خزانہ ہمراہ لے جو جس کے پاس ہو اور اہل و عیال کو دوسرے کے سپرد کرے اور آج سے
تیسرے روز ہم اول جانب دربند صاحبیہ چلیں گے سب سے پہلے صاحب جادو کو راہ نیک بتائیں گے اگر اس نے
مانا فبہا المراد ورنہ اسی سونٹے سے اس کا غرور مٹائیں گے سونٹے کو دیکھکر لوگ لرز گئے غرضکہ ہر شخص نے اپنی سعادت
جان کر درویش کے ساتھ چلنے پر کمر باندھی اور جو کچھ مال و اسباب جس کے پاس تھا جنس کو بیچ کر نقد کر کے کمر مضبوط کی تیسرے
روز سب آ کے جمع ہوگئے گرد مقبرہ کے دور تک ہجوم تھا یہاں آپ نے بیٹھے بیٹھے سوچا کہ شاید وقت تباہی کا آ گئے تو
جان کا بچانے والا اللہ ہے لیکن مال کی حفاظت اپنے ذمہ ہے بس آپ نے تخت میں سے جواہر اصلی اکھیڑ اکھیڑ کر جھوٹے نگینے
نصب کئے جب سب جمع ہوگئے تو آپ نے پھر سپید مہرہ بجا کر آواز دی کہ ہمارا تخت اُٹھاؤ اور جانب دربند صاحبیہ چلو
لوگوں نے تخت کو اپنا فخر سمجھکر اُٹھایا اور حسب ہدایت درویش جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوے لیکن خواجہ متردد
تھے کہ ابھی تک کوئی سردار ایسا نہ ملا جس کو میں سالار لشکر بناتا ان کو یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا کہ ایک منزل پر پہونچ کے جو
قیام کیا تو دیکھا کہ ایک جوان زبردست وحسین چلا آتا ہے جب وہ قریب پہونچا پایہ تخت کو بوسہ دیا اور درویش سے عرض کی کہ وہ شخص
اولاد رستم سے ہے باپ نے میرے صغر سنی میں انتقال کیا اب میں جوان ہوا تو کس کام کا بے دست و پا ہوں اگر کوئی اُستاد مجھے
فن سپہ گری تعلیم کرتا تو میں آپ کے ہمراہ کچھ کام بھی کر سکتا خواجہ نے اس جوان کو نہایت پسند کیا پشت پر ہاتھ رکھا اور ارشاد
فرمایا کہ اب جس وقت تک تیری تعلیم اچھی طرح نہوے گی اُس وقت تک کے لئے ہمنے اپنا خروج معطل کیا وہ سامنے دامن کوہ ہے تو روز
صبح کو اُس طرف جانا وہاں ایک نقابدار الفی پوش آئے گا وہ تجھے فن سپہ گری بتلائے گا یہ سنکے وہ جوان بہت خوش ہوا خواجہ
نے نام پوچھا اُس نے فرامرز ثانی اپنا نام بیان کیا خواجہ اصیر شامی نے حکم عام دیدیا کہ ہم دس روز بعد کوچ کریں گے تمام لشکر
نے ڈیرے ڈالدئے خیمے خرگاہیں قلندریاں راوٹیاں استادہ ہوگئیں بازار کھل گئے جنگل میں منگل نظر آنے لگا جب رات
گذر کے صبح ہوئی تو فرامرز ثانی جانب صحرا روانہ ہوا جب دامن کوہ میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک جانب سے نقابدار الفی پوش
نمودار ہوا اور آواز دی کہ اے فرامرز ثانی مجھے درویش نے تیری تعلیم کا حکم دیا ہے تو کچھ جانتا بھی ہے یا بالکل ناواقف ہے
فرامرز نے کہا کہ جتنا کچھ میرے شہر کے لوگ جانتے تھے اُتنا تو میں نے حاصل کر لیا ہے لیکن اُس درجہ تک نہیں جانتا ہوں
جیسا میرے آباؤ اجداد جانتے تھے نقابدار الفی پوش نے ایک روز میں پیترے صاف کرائے دوسرے روز نیزہ بازی کے
رموز سے آگاہ کیا تیسرے روز علم تیر میں جتنی خامی تھی اُس سے آگاہ کیا چوتھے روز گرز بازی پانچویں اور چھٹے دن شمشیر زنی
ساتویں اور آٹھویں روز کشتی کے پیچ صاف کرائے اور دو تین روز اور اچھی طرح مشق کرا کے طاق کر دیا اور کہا کہ اب تم
خود چند شاگرد کر کے مشق بڑھاؤ چونکہ فرامرز خاندانی پہلوان اور کچھ واقف بھی تھا بہت جلد واقف ہوگیا آخر روز نقابدار
نے کہدیا تھا کہ اب ہم نہ آئیں گے اس لئے کہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے خواجہ اصیر شامی نے جس روز سے قیام کیا
تھا لوگوں سے کہدیا تھا اگر ہم کسی وقت تمہیں نہ دکھائی دیں تو پریشان نہونا اور تلاش نہ کرنا یہ آپ ہی نقابدار الفی پوش بنکے
جاتے تھے اور فن سپہ گری فرامرز کو سکھلاتے تھے جب طاق کر دیا تو پھر اپنے مقام پر آ کر حکم کوچ دیا جھولی شہر سے کئی کوس
کے فاصلہ پر ایک قلعہ تھا کہ ویران پڑا ہوا تھا اس سے قبل یہ مقام میں ساحروں کی عملداری تھی جب صاحب جادو نے قلعہ سحر تیار
کر لیا تو اس قلعہ کو چھوڑ دیا خواجہ نے اول اُس قلعہ پر قبضہ کیا اور وہاں سے ہرکاروں کو روانہ کیا اس لئے کہ ان کو یہ فکر لگی
ہوئی تھی کہ صاحبقران جو آئے ہوئے ہیں انھوں نے کیا کیا ہرکارے برائے دریافت حال آگے آگے روانہ ہوئے لیکن

دو کلمہ داستان اسپان جادو کے سنیے

دے ساقی مجھے اک جام مے دے
کرون گا مین طلسمات جہان طے
یہی میدان ہے ساقی اور یہی گو
مین سچ کہتا ہون قرآن درمیان ہے

مین صدقے ساغر جمشید و کے کے
بہت منہ زور بان اپنی نہ دکھلا
پلا دے جام مے جو کچھ بھی ہو ہو
ہون اک مدت سے دخت رز کا شیدا

الیت کلک اپنا زور پر ہے
کہان کا جام ساقی ختم کے خم لا
خیال انجام کا اب کس کو یان ہے
کہان مجھ ایسا وہ کشش ہے پیدا

راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک صاحبقران نے درخت کی پھلکی نہین کی تھی اُس وقت تک یہ حالت تھی کہ گھوڑے جو درختون سے پیدا ہوتے تھے اور لوگون کو سوار کرکے لیجاتے تھے تو سامنے اسپان جادو کے پہونچتے تھے اسپان جادو کو صاحب جادو نے صرف ایک اسم سحر کا عامل بنا دیا ہے اس کے سوا وہ اور کچھ نہین جانتا ہے جسوقت گھوڑے لوگون کو لاتے تھے تو یہ اسم سحر پڑھکر انسانون کو زندان مین بھجوا دیتا تھا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کرتا تھا کہ وہ دھوان ہوکر اُسی درخت مین بشکل پھلون کی پیدا ہوکے آویزان ہوجاتے تھے لیکن آج یہ واقعہ گذرا کہ ابرق جادو نے مرکبون پر سحر کے پتلے سوار کردیے تھے جس وقت وہ سرحد اسپان جادو میں پہونچے تو حالت اصلی پر آگئے دیکھا اسپان جادو نے کہ کچھ چیتھڑے ہر مرکب کی پشت پر رکھے ہوئے ہین اسپان جادو حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا سوار بھاگ گئے اور دامن اُن کے اُلجھ کے رہ گئے ہین اس نے اُن چیتھڑون کو اُتار اُتار کے جمع کیا اور خدمت مین صاحب جادو کے روانہ کیا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کیا کہ وہ دھوان بن کر اُڑے اور درخت کی طرف چلے یہان صاحبقران عالیشان درخت کو اُکھیڑ کر خندق مین پھاند چکے تھے جس وقت یہ دھوان اُس مقام پر پہونچا جہان درخت تھا اور وہین نقب کی ہوا لگی دھوان ہمہ تن شعلہ بنکر وہان سے پلٹا اسپان جادو دور سے دیکھ رہا تھا دھوان شعلہ جوالا بنا ہوا آکر اسپان جادو اور اُس کے لشکر پر گرا کہ اسی کو جلا کر خاک کر دیا جو دو ایک ملازم اسپان جادو کے اس جگہ موجود نہ تھے وہ تو بچ گئے باقی سب مارے گئے یہ لوگ خبر مرگ اسپان جادو کی لے کر خدمت مین صاحب جادو کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان چنچل عیار کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی وہ جام دے کہ نہ آون خودی مین
جو منہ مین آئے کہدون تجھے دل لگی مین
اب تو مدام جنگل و صحرا مین زیر پا
عیار تجھسا پاؤن گا کب زندگی مین

سرشار ہو دماغ رہون بیخودی مین
نازک ہے میرا شیشہ دل چھیڑنا نہ تو
وہ دن گئے کہ رہتا تھا تیری گلی مین
جلوہ فگن تو آئینہ دل مین ہے مرے

لکھون وہ داستان کہ طبیعت پھڑک اُٹھے
رونے لگون گا ورنہ ابھی تو ہنسی مین
طرار و شوخ و چنچل و بیباک ساقیا
نظارہ تیرا کرتا ہون اس آرسی مین

راوی کہتا ہے کہ جس وقت نگہبان زندان مارا گیا اور صاحبقران نے اجلال روشن طالع کو آدمی بنایا اجلال روشن طالع صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے شہر مین آیا رعایا نہایت شاد ہوئی اجلال نے صاحبقران کی دعوت کی وہان چنچل عیار نے تمام کیفیت انتظام جادو سے بیان کی کہ اس طرح ایک شخص آیا تھا پہلے اُسے مرغ اُٹھاکے لایا پھر اُس نے مرغ کو انسان بنایا بعد اُس کے اجلال کو قید سے رہا کیا نگہبان کو مارا یہ سنکے انتظام جادو نے کہا کہ ریحان رو شنشفقی کا قید سے چھوٹنا بہت بُرا ہوا اب مشکل پڑے گی مگر فوج ساحران کو اپنے ساتھ لے کر بارہ ہزار ساحرون سے شہر اجالیہ کی جانب روانہ ہوا ہرکارون نے اجلال روشن طالع کو خبر دی کہ انتظام جادو بارہ ہزار ساحرون سے آتا ہے اجلال روشن طالع پریشان ہوا کہ یہ وہی ملعون ہے جس نے ایک بار سب کو پتھر کا بنا دیا تھا لیکن ریحان رو شنشفقی نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے اُس وقت مین اسیر ہوچکا تھا ورنہ اس کی نوبت نہ آتی اب تماشہ دیکھ لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہے اور صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے اجلال روشن طالع اب بدشگونی طالع گئی مین تمھارے سامنے سر میدان اس ساحر کو مارون گا اطمینان رکھو

اجلال نے بھی اپنی فوج کو قلعہ سے باہر نکالا خیمہ برپا کیا صاحبقران از اجلال روشن طالع اور ریحان اختر شناس
پہونچکے سب آکر بیٹھے بنزلہ پنچ صحرا کی طرف سے آنکھا دیے گئے یکایک جانب صحرا سے فوج ساحران پیدا ہوئی آگے آگے
انتظام جادو کرگدن سحر پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار بلاے بد اوشت کے پرکالے جھولیان کاندھون پر
ڈالے ڈفلی اور ڈہیرو بجاتے ہوئے نمودار ہوئے اور آکر سامنے لشکر اجلال روشن طالع کے خیمہ برپا کیا اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ زن کی چوب پڑی لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اجلال روشن طالع کو ہوئی اس نے بھی کوس حربی
بجوا دیا دونون لشکرون میں تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ادھر سے اجلال
روشن طالع مع ریحان اخترشناس و صاحبقران نیک اساس میدان مین پہونچکر صف آرا ہوا اور اس طرف
سے انتظام جادو کرگدن سحر پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غدار میدان مین آکر صفین جما کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے
اجلال تم یہ خیال نہ لانا کہ میری کمک پر ایک شخص آگیا ہے تو میرے ہاتھ سے بچ کے جا نہیں سکتا ایک مرتبہ جو حالت
تیری بنا چکا ہون وہ تجھے یاد ہوگی اب کی قتل ہی کر ڈالونگا زندہ کبھی نہ چھوڑونگا یہ سنکے اجلال روشن طالع نے
کہا کہ او ملعون اپنی خیر منا وہ وقت گیا ادھر ریحان اخترشناس نے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور کے آگے تو اسکا
قتل کر ڈالنا اس سے بھی کم ہے جیسے ایک مچھر کو مار ڈالا لیکن میری لڑائی کا تماشہ دیکھیے کہ یہ ساحر ہے اور مین ستارہ شناس
ہون دیکھیے تماشہ کہ ہوتا کیا ہے یہ کہکر اس نے ساعتون کا شمار کرکے ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھالی اور جانب آسمان
دیکھتا رہا جب اس کے علم کے موافق ساعت مناسب آئی تو اس نے خاک جانب آسمان اڑا دی اور کچھ اسم موکلین ستارہ
کے پڑھتا رہا وہان انتظام جادو مرکب سحر کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے اجلال مین تیری فوج پر بلاے آسمانی
بھیجتا ہون لے اسے روک یہ کہکر اس نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اس مین سے ہزارہا بھنگے پیدا ہوئے ہوا لگتے
ہی [illegible] وقت [illegible] ہوئی قریب چار سو طائرون کے پیدا ہوکر لشکر اجلال روشن طالع کی طرف چلے اجلال حیران تھا کہ یہ
[illegible] نے اسے ہین اور دیکھیے کیا قیامت برپا کرین گے صاحبقران نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ ریحان اخترشناس نے عرض
کی کہ حضور تماشہ دیکھتے جائین کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران پھر تھم گئے ریحان اخترشناس نے جانب فلک دیکھا اور پکارا کہ
اے عقاب اسقدر دیر بس دیکھا کہ ایک عقاب تیز پر پیدا ہوا اور مثل باز کے ان طائرون پر گرا اور طائرون کو نگلنا
شروع کیا یہانتک کہ تمام طائرون کو نگلگیا اور پھر اڑکر بلند ہوگیا یہ دیکھکر صاحبقران نے تعریف کی لیکن انتظام جادو
پکارا کہ مین تیرے علم و کمال سے آگاہ تھا اسی وجہ سے مین نے تجھکو اسیر کرلیا تھا اب تجھسے دو بدو آپڑی ہے جو کچھ ہوگا سمجھ لیا
جائیگا لے اس سحر کو تو روک یہ کہکر اس نے ایک ترنج سحر جھولی سے نکالا اور اپنے جسم میں سات جگہ نشتر لگائے ادھر ریحان
اخترشناس نے ساعتون کو شمار کیا تو سات نشترون مین ایک نشتر ساعت مناسب مین لیا گیا تھا اس نے پہلے سے کہدیا کہ یا امیر
ابھی کچھ نہ کچھ تاثیر اس کا سحر بھی دکھا جائیگا لیکن وہ اثر عام نہین ہے ادھر انتظام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر خون سے ترنج کو
آلودہ کرکے ریحان اخترشناس پر کھینچ مارا ترنج ایک شعلہ جوالا بن کر ریحان کی طرف چلا بس عقاب مثل برق کے قریب اس
شعلہ کے آیا اور منقار کھول دی شعلہ دہن مین عقاب کے اتر گیا عقاب عقاب آتشبازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور بہت
شعلہ بن کے پلٹا انتظام جادو نے ہرچند بہت کچھ کئے مگر یہ شعلہ اس کا سر پر انتظام جادو کے گرا کہ جلاکے خاک کر دیا بعد اس کے
لشکر پر انتظام جادو کے گرا کہ اس کا لشکر بھی جل کے خاک ہوگیا مرنے سے ان ساحرون کے قیامت کبرے برپا ہوئی بجلیان
کڑکنے لگین آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من انتظام
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوگئے تو دیکھا کہ
لاشین ساحرون کی جھلسی ہوئی پڑی ہین صاحبقران نے ریحان اخترشناس کی نہایت تعریف کی با فتح و فیروزی پلٹ کے داخل
بارگاہ ہوئے اس وقت صاحبقران نے اجلال روشن طالع سے ارشاد فرمایا کہ مین طلسم زلزلہ پر جانے والا ہون اور یہ مرحلہ

راستے میں پڑ گیا اس کی وجہ سے مجھے دیر ہوری ہے سردار اور عزیز میرے قید ہوکر جانب طلسم روانہ ہوئے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس مرحلے سے جلد فرصت کرکے آگے بڑھوں صاحبقران کی ارشاد سے اجلال نے جشن خوشی کو معطل کیا اور کوچ کرکے طرف دربند صاحبیہ کے روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا اب آگے دیکھیے کب پہونچتے ہیں اور اب

چند کلمہ داستان شکست نشان صاحب جادو کے بیان کئے جاتے ہیں

ہاتھ میں کب مرے ساقی نے پیالہ دیکھا
تفتہ دل وہ ہوں کہ جب دیکھا تو چھالا دیکھا
لب تک آتے ہوئے کب آپ نے نالا دیکھا

کب مری آہ سے عالم تہ و بالا دیکھا
حسن میں ناز میں شوخی میں نرالا دیکھا
ہر جبیں سے ترے رتبے کو دوبالا دیکھا

قریۂ اہل صفا کام نہ آئی کچھ بھی
شمع تربت کا لحد میں نہ اجالا دیکھا
میں وہ میکش ہوں کہ آنکھوں میں بھر آئے آنسو

کوئی میخانہ میں خالی جو پیالا دیکھا
آتش جب میاں سے شمشیر کو کھینچا اپنی
پھر سلامت نہ کوئی فوج و رسالا دیکھا

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ اس مقام پر دو ملک آباد ہیں ایک کا حاکم صاحب جادو اور دوسرے کا فرمانروا مصاحب جادو ہے اور یہ دونوں آپس میں بھائی ہیں اور ایک دوسرے کا ہمدرد ہے صاحب جادو بیرونی سرحد روکے ہوئے ہے کہ غیر ملک کا آدمی اس ملک میں نہ آنے پائے اور مصاحب جادو اندرونی سرحد کا حاکم ہے کہ اندر کا آدمی باہر نہ جانے پائے جس طرح کے انتظامات سرحد بیرونی کے بیان ہوئے یہی انتظامات اندرونی سرحد کے بھی ہیں صاحب جادو کو پہلے خبر وحشت انگیز یہ پہونچی کہ اسپان جادو مارا گیا اور صاحبقران درخت کو اکھیڑ کر داخل طلسم ہوئے اور مرغ کے ذریعے سے باغ اجلال شاہ میں پہونچ کر سب کو رہا کیا انتظام جادو مارا گیا اب امیر اس طرف تشریف لاتے ہیں اور دوسری خبر یہ پہونچی کہ آپ کے ملک سے قریب جو ایک جھولی شہر جسے درویش امیر شامی نے آباد کیا ہے چونکہ بسر اوقات اُن کی بھیک مانگنے پر تھی اور اُن کو ریاضت سے فرصت کم ملتی تھی تو امیر شامی نے تمام شہر کو اٹھا کے جھولی میں رکھ لیا اور اپنی منڈیا کے قریب آباد کیا کہ مجھے بھیک مانگنے کو دور نہ جانا پڑے یہ سنکے صاحب جادو بہت ہنسا اور کہا کہ پھر کیا ہوا لوگوں نے بیان کیا کہ پھر وہ درویش مرگئے اور دفن کر دئے گئے بعد بارہ برس کے انھوں نے بدن بدل کے پھر خروج کیا ہے اور کہتے ہیں کہ ابکی مرتبہ ہم تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہیں گے اور دین اپنا پھیلائیں گے صاحب جادو نے کہا کہ دین اُن کا کیا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ دین اُن کا کچھ سمجھ میں نہیں آتا وہ یہ کہواتے ہیں کہ جس نے سب کو پیدا کیا وہ خدا برحق ہے اب انھوں نے پہلے آپ ہی کے ملک کا رُخ کیا ہے اور کوچ بکوچ منزل بمنزل اسی طرف چلے آتے ہیں یہ سنکے صاحب جادو نے نظام جادو سے کہا کہ جاکر اُس درویش کو اسی سرحد پر روکے رہو اور آگے نہ بڑھنے دو نظام جادو چند ساحر اپنے ساتھ لے کر جانب قلعہ سرحدی روانہ ہوا اور یہاں صاحب جادو نے ایک نامہ مصاحب جادو کو تحریر کیا کہ اے برادر بجان برابر ہم دیکھتے ہیں کہ اب انقلاب آیا چاہتا ہے حکیم اشراق مارے گئے صاحبقران میرے مرحلے میں بھی داخل ہوگئے انتظام جادو مارا گیا اب سنا ہے کہ وہ لشکر لئے میرے ملک پر چلے آتے ہیں اور بعد میرے تمہاری باری ہے لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ایک مرحلہ ٹوٹ گیا تو گویا قوت آدھی رہ گئی لہذا ہم تم مل کے صاحبقران عالیشان سے مقابلہ کریں اس لئے کہ مثل مشہور ہے کہ ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ نامہ لے کر جانب دربند مصاحبیہ روانہ ہوا جب نامہ مصاحب جادو کو پہونچا اور وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اُس نے جواب میں تحریر کیا کہ بہت جلد ہی حاضر ہوتا ہوں اور لشکر کو تیار کرکے سمندل جادو اور توسن جادو کو چالیس ہزار ساحروں سے اپنے ساتھ لے کر جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوا خبر وقت صاحب جادو کو خبر آمد مصاحب جادو معلوم ہوئی لوگوں کو برائے استقبال روانہ کیا اور خود بھی تا لب فرش برائے استقبال آیا اور لاکر اپنے پاس بٹھایا جس قدر اخبار گوش زد ہوئے تھے سب بیان کئے اس وقت مصاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے ایسی

جادو اُن کا شریک ہوگیا ہے اور اسی کی مدد سے امیر یہاں تک پہونچے ورنہ ممکن نہ تھا خیر جب وقت مقابلہ آئے گا تو دیکھا جائے گا راز سے ان دو بہادروں کے سوا حکیم اشراق یا ابریق جادو کے اور کوئی آگاہ نہ تھا یہ انتظار میں بیٹھے ہیں

لیکن اب دو کلمہ داستان نظام جادو اور درویش امیر شاہی کے سنیئے

ایک دن وہ تھا کہ ہم تھے اور میخانہ تھا ‫—‬ ہر طریقہ بے ریا ہر فعل بے باکانہ تھا
شاہراہ عشق کا رہرو ہوں میں اک دہر میں ‫—‬ کوہکن مزدور تھا مجنون سڑی دیوانہ تھا
دیر سے کچھ کام تھا مجکو نہ کعبہ سے غرض ‫—‬ تھا مرید پیر مغ مذہب مرا رندانہ تھا
کل ملے تھے راہ میں اس وضع سے مجکو منیر ‫—‬ شیشہ تھا اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں پیمانہ تھا

چہرہ صوفی نشان بادہ وحدت دلدادگان شاہد کثرت یوں نغمہ سرا ہوتے ہیں کہ ہنوز درویش داخل شہر صاحبہ نہیں ہوئے پائے تھے راستے ہی میں تھے کہ ان کو ہرکاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ نظام جادو صاحب جادو کی طرف سے برائے انتظام سرحد آتا ہے شاہ صاحب نے حکم دیا لشکر ہمارا ٹھہر جائے اُسی وقت تمام فوج اتر پڑی اور خیمے ڈیرے علم درویش کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے اس سے پیشتر جب آپ نقاب دار الفی پوش بن کے ہرمز شانی کو فنون سپہ گری تعلیم کرنے آتے تھے اُسی وقت آپ نے اُس تخت کو تو اٹھا کے زنبیل میں ڈال لیا تھا جو اپنے واسطے ساکنان جھول شہر سے بنوایا تھا ایک مرتبہ جو ظاہر ہوئے تو اسی تخت کی حیثیت کو خیال میں رکھکر منڈھی سے معجزہ طلب کیا منڈھی اسی شکل سے قائم ہوئی اب آپ نے چند عبا پوش زنبیل سے نکال کر پشت پر اپنے قائم کیا اُن کے ہاتھوں میں عصا سے تھے جن کا بیان اپنے وقت پر آئے گا آپ خواجہ منڈھی میں رونق افروز ہیں منڈھی اپنی وسط لشکر میں قائم کرائی ہے اندر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا فوج کو اپنی اس نے وہیں ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا لشکر درویش میں سے ہوتا ہوا اور پتہ خیمہ درویش کا پوچھتا ہوا سامنے تخت درویش کے پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر چھوٹا سا سائبان کھنچا ہوا ہے درویش بیٹھے ہوئے ہیں نظام جادو نے سامنے پہونچکر آواز دی کہ اے مرد فقیر تم کو وہی گوشہ نشینی بھلے گی ملک گیری کے ارادہ سے باز رہو ورنہ انجام برا ہوگا یہ فوج جسے ساتھ لیکے چلے ہو معلوم بھی ہوگی کہ کیا ہوئی نہ تمہارا پتہ لگے گا کہ کدھر گئے درویش نے جواب دیا کہ او بے تہذیب اپنے کو دیکھ کے گفتگو کر سے از خیال بری دوری بگذر ٭ آدمی زا بچشم حال نگر ٭ ہم کو دیکھ اور اپنی طرف نظر کر تو اسوقت ایک ایلچی کی حیثیت میں ہے جو کچھ تیرے مالک نے پیام بھیجا ہو وہ کہہ دے اور جواب لے کے چلا جا نظام جادو نے کہا کہ میرے مالک نے اس لئے بھیجا ہے کہ کسی غیر کو سرحد میں داخل ہونے دو بیرون سرحد روکو درویش نے کہا پہلے تو کہاں تھا اب تو ہم سرحد میں داخل ہو چکے نظام جادو نے کہا میں تم کو ہٹا دوں گا درویش نے کہا کہ کیا مجال ہے تیری جو تو ہم کو ہٹا سکے بس بہتر یہی ہے کہ پلٹ جا اور اپنے مالک سے کہہ دے کہ کفر کو ترک کر فقیر کا پیالہ پی اور راہ نیک حاصل کر اگر اس کے خلاف کرے گا تو ایک دم میں سب کو مٹا دوں گا نظام جادو ہنسا اور کہنے لگا کہ او فقیر تو کیوں سڑی ہوا ہے فقیری اور شے ہے ساحری اور چیز ہے اس بیہودہ وہمی سے باز آ اور پلٹ جا ورنہ مجھے حکم مل چکا ہے ابھی ساری قلعی کھولدوں گا یہ تخت معلوم بھی نہ ہوگا کہ کہاں گیا شاہ صاحب نے کہا کہ تو نہ مانے گا تیری کیا حقیقت ہے اور تیرا صاحب جادو کیا جان رکھتا ہے کہ فقیر کو اُس کی جگہ سے ہٹا دے ارے تو نے نہیں سنا ہے کہ قطب از جا نمی جنبد بس نظام جادو غصہ میں چلا اور اندر منڈھی کے گھس کر چاہا سحر کروں آپ بھی چپکے بیٹھے رہے جب نظام جادو اندر منڈھی کے آگیا تو آپ نے اُٹھ کے ایک خنجر مارا نظام جادو کو سحر تو یاد نہ تھا درویش کھڑا دم بخود ہو کر مشکیں باندھ لیں فرمایا لے جاؤ اس نجس کو لوگوں نے اس کو منڈھی سے باہر نکالا اب جو اسے خیال سحر کا آیا ہے تو سحر یاد یا یا افسوں کرتے ہی تمام بند جل گئے اس نے خیال کیا کہ جان بچی لاکھوں پائے اس بڑھے سے بچ نا ایسا نہیں ہے بس یہ پلٹا آپ نے آواز دی کہ یہی حال سب کا کر دوں گا چاہتا تو تجھے ابھی مار ڈالتا مگر اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ تو جاکر صاحب جادو کو

میرے عظمت وشوکت سے آگاہ کرے اور خود بھی پشیمان ہوکر راہ راست پر آئے نظام جادو جگ کے اپنے لشکر میں آیا
اور سر پر پاؤں رکھ کے بھاگا درویش کے مریدوں نے آکر قدم لئے نہایت خوش ہوئے کہ کیا کام کیا ہے آپکے تو مرشد اور
بھی اکمل ہوکے ظاہر ہوئے ہیں اتنے میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ کون شخص ہے کہ اوسے لوگ صاحبقران کہتے ہیں شہر
اجلالیہ سے اس نے بھی خروج کیا ہے اور شہر صاحبیہ کی طرف وہ بھی چلا آتا ہے یہ سنکے خواجہ کو اطمینان ہوا کہ امیر کی خیر و عافیت
تو دریافت ہوئی پس اسی وقت امیر کے چھیڑنے کے لئے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحبقران اس وقت
تم کو خدا نے صاحبقران بنایا ہے اور مجھکو درویش باکمال خلق کیا ہے لہذا تمکو چاہیے کہ ہمارا جھوٹا پیالہ پیو اور آکر مرید ہو یہ نامہ
فرامرز ثانی کے ہاتھ میں دے کر حکم دیا کہ جاؤ اور اس نامہ کا جواب صاحبقران زمانہ سے لیکے آؤ یہ سنکے فرامرز ثانی
جانب شہر اجلالیہ روانہ ہوا پہلی منزل پر پہونچ کے فرامرز نے قیام کیا پانچہزار سوار اس کے ہمراہ تھے کہ اسکو خبر ملی
کہ صاحبقران شہر اجلالیہ سے چل چکے ہیں آج قیام امیر کا ایک کوہ پر ہوا ہے اور کل صحرائے صاحبیہ میں منزل ہوگی فرامرز
ثانی نے دل سے کہا کہ اب چلکے کل ہی امیر سے مل لینگے یہ تصور کرکے شام آسایش بسر کی صبح کو کوچ کرکے
اس طرف سے یہ جانب صحرائے صاحبیہ روانہ ہوا اور اس طرف سے صاحبقران باوقار تو چلے ہی آتے تھے کچھ دن رہے
برابر سے صحرائے صاحبیہ میں پہونچے دونوں لشکر اترے امیر کے ہرکاروں نے صاحبقران کو فرامرز کے آنے کی
خبر دی فرامرز کے ہرکاروں نے فرامرز کو امیر کی تشریف آوری سے آگاہ کیا دونوں لشکر جاے مناسب تجویز کرکے
کسی قدر فاصلہ سے اتر پڑے بازار لشکروں کے کھل گئے سپاہیوں نے کمریں کھولیں خیمے ڈیرے استادہ ہوگئے راوٹیاں
چھولداریاں خرگاہیں استادہ ہوگئیں جب شام ہوئی تو فرامرز نے آسودہ ہونے کے بعد نامہ درویش امیر شاہی کا لیکے سر باندھا
اور بیٹھکر پشت مرکب پر جانب بارگاہ اجلال روشن طالع روانہ ہوا ہرکاروں نے اجلال شاہ کو خبر دی کہ جس
شخص کا لشکر صحرا میں اترا تھا وہ تن تنہا اس طرف آتا ہے اجلال شاہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا امیر نے فرمایا آنے دو
اور دنگل اس کے واسطے پہلے سے بچھوا دیا جس وقت فرامرز ثانی دروازہ بارگاہ پہ پہونچا اور اپنی اطلاع کرانا چاہی
دربانوں نے کہا کہ آپکے واسطے پہلے سے اجازت آچکی ہے آئیے تشریف لائیے فرامرز ثانی نہایت خوش ہوا کہ مجھے
دروازہ بارگاہ پر ٹھہرنا بھی نہیں پڑا جیسے ہی داخل بارگاہ ہوا نگاہ صاحبقران پر پڑی بطریق خدا پرستان سلام کیا تمام
آداب درویش نے چلتے وقت تعلیم کر دئے تھے صاحبقران نے جواب سلام دے کر دنگل کی طرف بیٹھنے کو اشارہ کیا اور
اس جوان کو نہایت پسند کیا فرامرز سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام
شراب الصالحین پیش کیا اسوقت فرامرز نے عرض کی کہ میرے مرشد نے جبکہ مجھے پیالہ پلایا ہے تو یہ بھی فرما دیا تھا کہ جام شراب
سے ہمیشہ اجتناب رکھنا لہذا میں معاف کیا جاؤں صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ یہ شراب نہیں ہے شراب ہم بھی نہیں پیتے
ہیں اس وقت اس نے سلام کرکے جام پی لیا فرمایا صاحبقران نے کہ شراب تو نہ تھی اس نے عرض کی کہ نہیں بعد اس کے
امیر نے فرمایا کہ تمہارا کس ارادہ سے اس طرف آنا ہوا اور نام کیا ہے کس ملک کے رہنے والے ہو فرامرز نے اپنا
نام بتلایا اور کہا کہ میں اولاد رستم سے ہوں پہلے تو مسکن میرا شہر عنبر سواد تھا لیکن اب جھولی شہر سے آیا ہوں اور
نامہ درویش امیر شاہی اپنے مرشد کا لایا ہوں فرمایا صاحبقران نے کہ یہ جھولی شہر کیسا فرامرز نے مختصر حالت سامنے
صاحبقران کے بھی بیان کی کہ ہمارے مرشد کو شہر عنبر سواد میں بھیک مانگنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی اس سبب سے
انھوں نے سارے شہر کو جھولی میں رکھ لیا اور آکر اپنی منڈیا کے گرد بسا دیا اسوقت سے یہ جھولی شہر مشہور ہوگیا اب
دوبارہ درویش نے خروج کیا ہے اور یہ نامہ حضور کو دیا ہے اسے پڑھکر جواب اس کا تحریر فرما دیجیے صاحبقران نے نامہ کو
لے کر پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جواب تحریر فرمایا کہ اے درویش باکمال اگر پیالہ پینے کے معنی اطاعت اختیار کرنے
کے اور پیروی کرنے کے ہیں تو میں پیرو اس رسول مقبول کا ہوں جس کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا سلسلہ رسالت ختم ہوگیا

اور وہ اشرف آدم ہے اس کا مرید کسی کا مرید نہوگا اور اگر پیالہ در حقیقت شربت جھوٹا کرکے پلانا مقصود ہی تو یہ ایک مکروہ فعل ہے مجھ کیا ضرورت ہے کہ میں ہون اور یون تو مسلمانون میں کسی کو ایک دوسرے کے جھوٹے میں تکلف نہ چاہیے اگر یہ جواب تمہارے خلاف ہوا ہو تو میں پسند نہیں ہون جس طرح تمہارا جی چاہے مجھ کو یہ جواب تحریر کرکے صاحبقران نے اپنے زانو کے نیچے رکھ دیا اس لیے کہ صاحبقران کا جی نہ چاہتا تھا کہ فرامرز ابھی چلا جائے ایک کمان صاحبقران کو طلسم ابلق کے ایک مرحلے سے دستیاب ہوئی تھی اس کے قبضہ پر نام ارجن پہلوان کا تحریر تھا اور یہ لکھا تھا کہ یہ کمان یا اولاد صاحبقران سے کھنچیگی یا اولاد رستم سے اور کسی پہلوان سے کھینچنا اس کا محال ہے اور کمان نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی دیکھنے میں نازک لیکن نہایت کس دار صاحبقران نے فرامرز سے ارشاد فرمایا کہ تمھیں فنون سپہگری کس نے تعلیم کیے فرامرز نے عرض کی کہ ایک نقاب دار الفی پوش صحرا سے آتا تھا اور فنون سپہگری بتا جاتا تھا پس اتنا تمہیں اپنے استاد کا جانتا ہون اس سے زیادہ مجھے معلوم نہین یہ سنکے امیر کو اور تعجب ہوا ارشاد فرمایا کہ تم نے کسی گرز یا کمان پر کبھی زور کیا ہے اس نے عرض کی کہ اکثر کمانین میں نے توڑ کے پھینکدی ہیں اسوقت امیر نے وہی کمان ارجن سامنے فرامرز کے پھینکدی اور ارشاد فرمایا کہ اس کمان پر تو زور کرو فرامرز نے جو زور کیا تو دونون گوشے کمان کے ملا دیے مگر چہرہ سرخ ہو گیا صاحبقران بہت خوش ہوے اور وہ کمان فرامرز کو دیدی کہ اب تمھیں اس کمان کو اپنے پاس رکھو فرامرز نے سلام کرکے وہ کمان لے لی اور دل میں خوش ہوا کہ اپنے مرشد کو دکھاؤنگا صاحبقران جب اس کے زور کا بھی اندازہ فرما چکے تو جواب نامہ دے کر خلعت عنایت فرمایا فرامرز رخصت ہو کر بخدمت درویش روانہ ہوا ہنوز درویش دربند صاحبیہ تک نہ پہونچے تھے کہ فرامرز پہونچ گیا اور جواب نامہ درویش کو دیا درویش جواب نامہ پڑھکر کہنے لگے کہ یہ کمان تیرے پاس کیسی ہے فرامرز نے واقعہ کمان کا بیان کیا درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا اور شاباشی دی اور کہا کہ خیر اب تم لشکر کو لے کر دربند صاحبیہ پر آنا اور ہم آگے چلتے ہیں وہیں صاحبقران سے بھی فیصلہ ہو جائیگا یہ کہکر اب درویش نے اپنے تخت کو اڑایا اور جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوے مریدون نے خوشی کے نعرے بلند کیے کہ درویش تو نہایت باکمال ہیں یہ کمال تو آج ہی ظاہر ہوا کہ تخت اڑا چلا جاتا ہے بعد روانہ ہونے تخت درویش کے فرامرز ثانی نے بھی کوچ کیا اب تخت درویش کا کوس بھر کے فاصلے سے صاحبیہ چلا آتا ہے

حال صاحب جادو اور مصاحب جادو اور پہونچنا نظام جادو کا بیان ہوتا ہے۔

دور سے کیا پوچھتے ہو دل کے دکھ جانیکی بات — پاس آؤ تو کہیں ہم تم سے گھبرانے کی بات
ظرف تمہارندون کا جو تو میکدے میں دیکھ لیا — ورنہ کی تھی تو نے واعظا مار ہی کھانیکی بات
ایکدن سمجھیں گے تجھسے ہم بھی چرخ کینہ جو — زندگی باقی ہے گر تو کیا ہے گھبرانیکی بات
کس مزے سے صبح وصلت سنکے وہ بولے منیر — رات کی تھی تو نے ظالم جان ہی جانیکی بات

راوی بیان کرتا ہے کہ صاحب جادو اور مصاحب جادو نے قلعے سے نکلکر بارگاہ برپا کرائی ہے گرد لشکر کا ہجوم ہے دونون بھائی ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہوے باتیں کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا صاحب جادو نے کہا کہ تو نے کیا کیا فقیر کو شکست دی یا مار ڈالا اور سر عدنہ کس ساحر کو چھوڑا المظلم جادو نام فقیر کا سنتے ہی تھرا گیا اور عرض کی کہ فقیر بلاے بد ہے مجھ پر یہ سانحہ گذرا اور ساری روداد اپنی بیان کی صاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے اسے دو چار اچھے سخت یاد ہیں جن کا توڑ تجھسے نہ ہو سکا خیر جس وقت فقیر یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا دوسری خبر پہونچی کہ صاحبقران بھی مع لشکر گران تشریف لاتے ہیں قریب آ پہونچے ہیں دوسرے روز صبح کا وقت ہے صاحب جادو اور مصاحب جادو ایک ہی بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ یکایک جانب آسمان سے ایک تخت ہوا پر نگاہ بالاے زمین اترا تخت پر ایک چھوٹا سا شامیانہ کھچا ہوا تھا اور ایک مرد درویش

وضع بیٹھے ہوئے سجدہ گزاری کر رہے تھے درویش نے کہا کہ سلام میرا اُس شخص پر ہو جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور کفر و
دین کی حقیقت کو جانے صاحب جادو نے کہا کہ او فقیر بھیک مانگنا بھول گیا اب تجھے حکومت کی ہوس نے گھیرا ہے تو ہرگز
اپنی حد میں رہ آگے نہ چل ورنہ زک اٹھائے گا شاہ صاحب نے غصہ میں آکر ارشاد فرمایا کہ میں تجھے راہ راست دکھانے
آیا ہوں گمراہی سے بچانے آیا ہوں اپنا جھوٹا پیالہ پلاؤں گا مرید بناؤں گا صاحب جادو نے سمندون جادو کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تو پا دیے اس بڈھے کو برف میں یہ سنکے سمندون جادو نے کچھ روئی کے پھل توم توم کے اڑانا شروع کئے اور
ان میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں رکھکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا کہ آن واحد میں ایک ابر محیط ہو گیا اور اس سے بارش برف
شروع ہوئی دم بھر میں تمام صحرا سلوں سے برف کی پٹ گیا درویش کی منڈھی بھی پوشیدہ ہو گئی صاحب جادو نے سمندون
جادو سے کہا کہ اب اپنا سحر ہٹا کر دیکھ تو کہ فقیر کس حال کو پہونچا سمندون جادو نے وہ سحر اتار لیا کہ ہوا چلی ابر منتشر ہو گیا
اور برف پانی ہو کے بہ گئی دیکھا تو فقیر اسی طرح اپنے تخت پر بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہیں تکیہ تک تر نہ ہوا تھا اب تو یہ ساحر گھبرا سے
ہوش باختہ ہوئے کہ یہ اسے کونسا اکسیر یاد ہے کہ کوئی سحر اس پر تاثیر نہیں کرتا بس سمندون جادو کو غصہ آیا کہ اس نے مجھکو
شرمندہ کیا زمین پر تڑپا اور کڑک کر مثل برق کے گرا کہ مع تکیہ اس کو پھونک دوں جیسے ہی منڈھی پر گرا خواجہ نے
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ لینا اس کو سمندون جادو بیچ کے در میں لٹکنے لگا سر پٹکنے لگا یہ دیکھکر سہان جادو دوڑا کہ بھائی کو
اپنے چھڑا لوں جیسے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ بھی پھنس گیا اب ہر چند یہ سحر پڑھتا ہے اور ہاتھ کھینچتا ہے مگر ہاتھ نہیں
چھوٹتا بلکہ آگے ہی کو کھنچا چلا جاتا ہے اب تو سہان نے فریاد کی کہ مجھے بچائیے مصاحب جادو نے کہا کہ واقعی میں آپ درویش
کامل ہیں اب ان دونوں گنہگاروں کو چھوڑ دیجیے یہ اپنی گستاخی کی سزا پا گئے درویش نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کے
کہا کہ اگر تم میں کچھ دم ہو تو آکر چھڑا لو مصاحب جادو ڈرا کہ ایسا نہ ہو میری بھی یہی حالت ہو درویش سے کہا کہ بر تو
جنگ دیکھا جائے گا ابھی تو جانے دیجیے طبل جنگ بجوا لیجیے اور یہ یاد رکھو کہ اگر گنہگاری دوگے تو ان گنہگاروں کو چھوڑوں گا
ورنہ لٹکا رہنے دو سامنے ان کی گردنیں مروڑوں گا مصاحب جادو نے دیکھا کہ فقیر لالچی ہے کچھ لے دے کر کام نکالنا چاہیے آئی
بلا کو ٹالنا چاہیے اسی وقت دو کروڑ اشرفیاں منگا کر رکھ دیں کہ لیجیے یہ گنہگاری بھی حاضر ہے آپ نے ان دونوں ساحروں
کو چھوڑ دیا اور جال مار کر سب توڑے اشرفیوں کے داخل زنبیل کر لیے اتنے میں صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور فرامرز
تا فی کئی لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے پہونچا درویش منڈھی کو اڑا کر چلے اور جلسے مناسب یہ منڈھی کو برپا کیا کہ
سجدہ طلب کیا کہ منڈھی مثل ایک بارگاہ کے وسیع ہو گئی آپ جا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے فرامرز کو برابر شگفتہ
کے دنگل پر جگہ دی اتنے میں جانب صحرا سے دوسری گرد بلند ہوئی ہرکارے دونوں جانب کے برابر دریافت
حال روانہ ہوئے اتنے میں دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے صاحبقران عالیشان شاہ جلال روشن طالع بیس لاکھ
سوار و پیدل کی جمعیت سے نمودار ہوئے سامنے لشکر صاحب جادو مصاحب جادو کے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ بنام
صاحب جادو تحریر فرما کر ارشاد کیا کہ کون اس نامہ کو لے جاکے جواب لائے گا ریحان اختر شناس نے عرض کی کہ یہ کام اس
غلام کا ہے میں نامہ لے کے جاؤں گا اور جواب باصواب لے کے آؤں گا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا اور جانب بارگاہ صاحب
جادو روانہ ہوا صاحبقران نے ہرکاروں کی ڈاک بٹھا دی کہ دم بدم کی خبر دیتے رہنا اگر ریحان اختر شناس کے ساتھ کوئی
بے عنوانی ہوئی تو وہیں جا کر صاحب جادو کو نہ مارا تو نام اپنا صاحبقران رابع نہ پایا ریحان اختر شناس نامہ لے کر چند
سواروں سے جانب لشکر حریف روانہ ہوئے یہ خبر صاحب جادو کو پہونچی کہ وزیر اجلال روشن طالع کا نامہ صاحبقران
لاتا ہے صاحب جادو نے سمندون جادو اور نظام جادو کو برائے استقبال روانہ کیا یہ دونوں آئے اور پیشوائی کر کے
ریحان اختر شناس کو لے گئے ریحان اختر شناس نے نامہ دیا چونکہ صاحبقران کے آداب نامہ ادا کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے لہذا ایسا
نامہ اجلال کی جانب سے تحریر کیا گیا تھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحب جادو دیکھا تم نے کہ تمہارے باندھے ہوئے

طلسم صاحبقران نے کس آسانی سے توڑ دیے جو تم سب کا افسر تھا یعنی حکیم اشراق اُس کو بھی مارا اب وہ وقت ہے کہ تم کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گئی ہر چند کہ تم نے میرے ساتھ برائی کی مگر نیکی نیک راہ بدی پیش رواہ سمجھکر میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ اب بھی صاحبقران سے صلح کر لو راستہ دیدو ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے وہ وقت تمھارے واسطے بھی قریب آ گیا ہے اس تھوڑے سے لکھنے کو بہت جانو اور سمجھ بوجھ کر جواب تحریر کرو صاحب جادو اور مصاحب جادو نے باہم مشورہ کرکے یہ جواب تحریر کیا کہ اے اجلال روشن طالع ہم نمک حرام نہیں ہیں گو حکیم صاحب مر چکے لیکن ہمیں پاس نمک اُن کا لازمی ہے جبتک ہمارے دم میں دم باقی ہے کسی کو اس راستے سے نہ جانے دیں گے گو حکیم صاحب نہیں مگر بادشاہ ہمارا جسنے ہمیں سپرد کیا تو موجود ہے ہمیں سرحد کی حفاظت لازم ہے ہم جواب جنگ تحریر کرکے طبل جنگ بجواتے ہیں اور میدان میں آتے ہیں صاحبقران سے جو ہو سکے اٹھا نہ رکھیں ہم صاحبقران کو نہیں مانتے ہیں اگر ڈر ہے تو اس فقیر کا ہے جو آیا ہوا ہے کہ اس پر سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے یہ جواب تحریر کرکے ریحان اختر شناس کو دیا ریحان اختر شناس نامہ لے کر جانب صاحبقران روانہ ہوا اور جواب لاکر بخدمت صاحبقران کے دیا امیر نہایت خوش ہوئے اُدھر صاحب جادو نے حکم دیا کہ نیچے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر لشکر اجلال روشن طالع میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا پھر لشکر درویش امیر شاہی میں ہوئی انھوں نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی ساحر سحر جگایا کئے تمام صحرا میں بخور کا دھواں پھیلا ہوا تھا اگیاریاں روشن تھیں نعرے یا سامری و یا جمشید کے بلند تھے ادھر جوانان اسلام کمربندی بیان کر رہے تھے اُدھر درویش کے لشکر میں یا حق کی پکار تھی جب رات گذر کر صبح ہوئی تو تینوں لشکروں کے لوگ اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات میں مصروف ہوئے بعد ادائے رسم عبادت اس طرف لشکر اجلال روشن طالع کا میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا اُس طرف سے خروج صاحب جادو اور مصاحب جادو کی میدان میں آئی ایک جانب سے لشکر درویش بھی میدان میں آکر صف آرا ہوا صاحب جادو نے درویش کی صورت جو دیکھی دل میں ڈرا کہ ایسا نہو یہ بھی حریف کا شریک ہو جائے تو پھر کچھ نہ بن پڑے گی پکار کر آواز دی کہ آپ نے کس کے مقابلہ کا عزم کیا ہے درویش نے جواب دیا کہ جو ہم سے لڑے گا اُس سے ہم لڑیں گے ورنہ ہمیں کوئی دخل نہیں ہے صاحب جادو نے کہا کہ ہمیں صاحبقران سے مقابلہ منظور ہے آپ تماشہ دیکھیے فرمایا کہ بہتر اگر تم ہم سے نہ لڑو گے تو ہم ہرگز دخل نہ دیں گے جب یہ معاہدہ ہو چکا تو سمندون جادو نے صاحب جادو سے اجازت لی اور میدان میں آکر پکارا کہ کون خدا پرست ایسا ہے کہ اس بندہ سامری کے مقابلے میں آ کے ہنر جنگ دکھائے یہ سنتے ہی صاحبقران عالی وقار نے مرکب کی باگ لی اور سامنے سمندون جادو کے پہونچکر آواز دی کہ کیا کہتا ہے لا جو ہے اپنا سمندون جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر اُس پر دم کرکے امیر پر کھینچ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے جو شعلے نکلکر صاحبقران کی طرف چلے تھے قریب آتے ہی فرو ہو گئے اُس وقت سمندون جادو نے صورت اپنی اژدر کی بنائی اور صاحبقران کی طرف چلا کہ نگل جاؤں امیر نے اسم اعظم پڑھکر اژدر کی طرف دم کیا سمندون جادو ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا کہ گھٹنوں کے بل چلا آتا ہے فرمایا خبردار اپنی کس حال میں ہے سمندون جادو نے بھاگنا چاہا امیر نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی سمندون جادو کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی صاحب جادو نے آواز دی کہ مار لو اس کو جانے نپائے ارے یہ تو بلائے بے معلوم ہوتا ہے بس یہ سنتے ہی سب ساحر گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کے صاحبقران کی طرف چلے ادھر سے اجلال روشن طالع نے اپنی فوج کو اشارہ کیا یہ لوگ بھی تلواریں کھینچ کھینچ کے جا پڑے جنگ ہونے لگی ساحروں کے گولے ترنج نارنج چل رہے تھے ادھر جوانان اسلام تلواریں برسا رہے تھے ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی ساحروں کے مرنے سے قیامت برپا تھی ہیں گرمی جنگ میں صاحب جادو کڑک کر صاحبقران پر گرا کہ جلا کر خاک کر دوں امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے برکت اسم اعظم سے اسم سحر باطل ہوا صاحب جادو سامنے امیر کے زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑ کر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی صاحب جادو کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی

آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مرصاحب جادو بود حیف مردیم وجانداریم
و بطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صاحب جادو کے راستہ کا طلسم ٹوٹا سامنے لشکر صاحبقران عالی وقار نظر آنے لگا
اُدھر ابرق جادو نے جوانان اسلام کو مژدہ دیا کہ معلوم ہوتا ہے امیر با توقیر نے مالک مرحلہ کو مارا جو راستہ کھل گیا لوگ
یہاں سے دوڑے آکر دیکھا تو جنگ ہو رہی ہے بس سرداران اسلام نعرے کر کر کے گرے ساحرون کو چارون طرف
سے گھیر لیا مصاحب جادو نے جھلا کر ایک گولہ فولادی درویش کی منڈھی پر کھینچ مارا کہ اسی کی وجہ سے شکست کھائی
معلوم ہوتا ہے کہ یہی چپکے چپکے کوئی اچھر پڑھ رہا ہے کہ سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے اسی سے سمجھ لینا چاہیئے گولہ جو آکر منڈھی پر گرا
درویش نے آواز دی کہ کیون تو نے بدعہدی کی اب ہم بھی تیرے ساتھ رعایت نہ کرین گے مار لو اس کو بس یہ کہنا تھا
کہ تمام فوج درویش کی بھی آپڑی ساحرون کو گھیر لیا مصاحب جادو منڈھی مین گھس پڑا کہ فقیر کو مار ڈالون منڈھی
مین جاتے ہی راستہ بھولا سحر یاد نہ رہا بس درویش نے اپنے ملازمون سے اشارہ کیا کہ باندھ لو اس کو سب لپٹ گئے
اور مصاحب جادو کو پکڑ کے باندھ لیا زبان پر کلمہ چڑھا دیا درویش نے فرامرز ثانی کو آواز دی کہ صاحبقران نے
صاحب جادو کو مارا تم اسے قتل کرو دیکھون تو کیسا جو رنگ لگاتے ہو یہ کہکر مصاحب جادو کو پھینکا فرامرز نے
زمین پر گرنے سے پہلے تلوار ماری کہ مصاحب جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے اس کے مرنے سے اور آفت برپا ہوئی ساحرون
کے جی چھوٹ گئے آواز امان بلند ہوئی فوج اسلام نے چار جانب سے گھیر لیا تھا بھاگنے کی راہ بھی نہ ملتی تھی جب ساحرون
نے دیکھا کہ کسی طرح جان نہیں بچتی ہے تو ناچار فریاد بلند کرنے لگے نام صاحبقران کی دہائی پکاری اسوقت اہل اسلام نے
جواب دیا کہ امان بشرط ایمان سب نے کہا ہمین بدل منظور ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکا لیکن خیال ہو گیا تو درویش نہیں ہین
وہان خواجہ منڈھی اڑا کے پہلے ہی قلعہ مین داخل ہو گئے اور جس قدر مال مصاحب جادو کا تھا سب لوٹ کے داخل خزانہ
کر لیا اور پھر منڈھی اڑا کر لشکر مین چلے آئے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب ہمارے آپ کے کسی اور مقام پر ملاقات
بالفعل ہمین فرصت ٹھہرنے کی نہیں ہے یہ کہکر اپنی فوج کو لے کر جانب قلعہ مصاحبیہ روانہ ہوے یہان فوج اسلام
جو داخل قلعہ ہوئی اور چاہا کہ حق اپنا لین قلعہ مین کچھ نہ پایا روتے پیٹتے خدمت امیر با توقیر مین آئے اور بیان کیا کہ یہ
ساحر نہایت مفلوک تھا ایک پیسہ قلعہ سے نہیں ہاتھ آیا امیر کو تعجب ہوا ساحرون کو بلا کر ان سے دریافت کیا سب نے
عرض کی کہ ہمارے مالک کے یہان بہت بڑی دولت تھی نہیں معلوم کیا ہو گئی امیر نے سب ساحرون کو ابرق جادو کی
ہاتھی مین دیا اور آپ کوچ کرکے جانب دربند مصاحبیہ روانہ ہوے وہان خواجہ پہلے ہی پہونچ گئے اور اس کا مال بھی
تل پٹ کر ڈالا اور ایک دامنہ کوہ مین جا کر اپنا لشکر اتارا جب صاحبقران عالیشان پہونچے تو معلوم ہوا کہ درویش یہان
آگے تھے اپنی جانب سے قلعہ کا حاکم معین کر گئے ہین لوگون نے اس شخص کو ہٹانا چاہا صاحبقران نے منع کیا اور فرمایا کہ
درویش بھی حق پرست ہے اور یہ قلعہ اسی کا حق بھی ہے اس لئے کہ اس نے مصاحب جادو کو مارا ہے لوگ خاموش ہو رہے بلکہ
امیر نے اس مقام سے ہٹ کر قیام فرمایا بارگاہ برپا کرائی تمام سردار آکر جمع ہوے طہمورث شیر پرور اپنے دنگل پر جلوہ افروز
تھے سب سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے تھے کہ ایکمرتبہ امیر کو اپنے ان ملازمون کا خیال آیا جو اس
دربند مین جا کے پھنسے تھے پوچھا خضران کہان ہین لوگون نے عرض کی کہ ان کا تو کئی روز سے پتہ نہیں کہ کہان ہیں گئے
فرمایا کہ خبرہرکارون کو بلاؤ کہ ہمارے سردارون کو تلاش کرین جو اس دربند مین آکر اسیر ہوے تھے اب وہ کہان
غائب ہو گئے ارشاد صاحبقران کے موافق لوگ چار جانب روانہ ہوے لیکن یہان کا حال سنئے کہ جس روز سے
طہمورث شیر پرور نے دیو شقیق فیل سر کو مارا اور گرز سام بن نریمان کو اٹھایا صاحبقران طہمورث سے کشیدہ خاطر ہین
کہ اب ہم مین اور اس مین فرق کیا رہ گیا جو ہم نے کیا وہ اس نے کیا طہمورث نے بھی خیال کیا کہ اب وہ توجہ صاحبقران
عالیشان کی میری جانب باقی نہیں ہے اس نے گرز سام بن نریمان سامنے صاحبقران عالیشان کے پیش کیا اور

عرض کی کہ یہ امانت حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طہمورث اب یہ گرز تمہین باندھا کرو اور ہم آج سے پندرہ سون کی ضرب باندھین گے جو تمہاری ضرب ہے یہ طعن آمیز معنی خیز کلمہ طہمورث کو نہایت ناگوار ہوا ایک تو یہ بے التفاتی صاحبقران سے یوہین بددل ہو رہا تھا بس یہ کلمہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ اپنے سامنے کسی کا فروغ نہین چاہتے یہ آپ کے خوش ہونے کی بات تھی یا رنج کرنے کی کہ ہم سینہ سپر ہوے آپ کو تکلیف مقابلہ نہ اٹھانے دی یا گرز پر زور کرکے جو اٹھا لیا اس کی شکایت خدا سے کیجیے کہ اس نے مجھے اتنی قوت کیون دی آجتک بسبب سن بزرگی کے مین آپ کا لحاظ کرتا تھا مگر اب مجھسے نہوگا اس لیے کہ اگر آپ سن مین بڑے ہین تو مین رشتہ مین بڑا ہون آپ بیج نوجوان کے پوتے ہین اور مین بیٹا ہون اگرچہ چھوٹا ہون اگر آپ مین دست راسپون کا لگاؤ نہ ہوتا تو یہ مادہ رشک کا نہ پیدا ہوتا مین ایسے ناقدرون کے ساتھ رہنا پسند نہین کرتا نہ مجھے ہوس صاحبقرانی ہے نہ مجھکو ضرورت جانفشانی ہے صاحبقران کا چہرہ ان باتون پر غصہ سے سرخ ہوگیا کہ اس نے مجھکو ننہال کا طعنہ دیا فرمایا اے طہمورث بس اپنی طرف دیکھو کہ تم مین سیامک کے حرکات پائے جاتے ہین اگر تمنے انسان کا دودھ پیا ہوتا تو اسقدر مغضوب الغیظ نہوتے طہمورث نے کہا کہ مین نے اس کا دودھ پیا ہے جس کے نام سے دنیا مین جرأت پیدا ہوتی ہے کوئی آپ کی بارگاہ مین ہے کہ مجھسے آنکھ ملائے یہ کہکر تمام سرداروں پر آنکھ ڈالتا ہوا نکلا چلا گیا سرداران دست راست نہایت برہم ہوے تھے کہ یہ منہ در منہ جکو بُرا کہہ گیا لیکن جب طہمورث نے آنکھ ڈالی تو ایک کی جرأت بھی نہوئی کہ طہمورث کو ٹوک سکے یا آنکھ پر آنکھ ڈالسکے طہمورث نے باہر آکے پر بہوت رعدآواز سے کہا کہ ہم صحرائے مشرق کی طرف چلتے ہین تم لشکر کو لے کر آؤ یہ کہکر اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھ کے نکلا ہوا چلا گیا شاہ ہوشیر پرورکو بعد مین معلوم ہوا کہ میرے آقا سے اور صاحبقران سے بگڑ گئی ہے اور آقا میرا صحرائے مشرق کی طرف گیا ہے بس یہ بھی نشان سم مرکب دیکھتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوگیا بعد اس کے پر بہوت رعدآواز بھی کل لشکر کو لے کر بجانب مشرق روانہ ہوا یہان سرداران دست چپ کو طہمورث کے جانے کا نہایت ملال ہوا مگر لحاظ صاحبقران سے کچھ کہہ نہ سکے

اب دو کلمہ داستان سیلان جادو خواہر مصاحب جادو کے بیان کیے جاتے ہین

دَور ہی اپنا چراغ اورون کا اب گل ہوچکا
جبکہ میخانہ مین دَور ساغر مل ہوچکا
آٹھ پہر بادہ کشی خالی ہے اب ساقی کی بزم

نغمہ سنجی عنادل خندہ گل ہوچکا
دل لگا تا دختر رز سے کھیل ہے کیا نامحا
رند بیکار اٹھ گئے وہ شور قلقل ہوچکا

واہ ری تقدیر پہونچا مین حریف بادہ کب
اب عبادت ہو چکی حضرت توکل ہوچکا

یہ مالک زندان ہے اور مسکن اس کا صحرائے مشرق ہے جو لوگ ان مرحلون پر اسیر ہوتے تھے وہ صحرائے مشرق کی طرف روانہ کر دیے جاتے تھے یہ مردار جن کو پسند کرتی تھی انھین قید رکھتی تھی اور کبھی کبھی اپنا مطلب دل ان سے بر لاتی تھی اور جن کو پسند نہ کرتی تھی انھین بھون بھون کے کھا لیتی تھی دیوانی معلوم ہوتی تھی ابھی تک اس کو خبر نہ تھی کہ دونون بھائی میرے مارے گئے اور مرحلے شکست ہوگئے یہ دن رات مصروف عیش و نشاط تھی قضا ے کار طہمورث شیر پرور کو راستے مین ایک آہو دکھائی دیا طہمورث نے اس آہو کے تعاقب مین گھوڑا اڑالا آہو بھاگا بھاگتے بھاگتے دیوار باغ پھاند کر اندر باغ کے داخل ہوا یہان سیلان جادو کا پالا تھا ادھر تو آہو نے جست کی ادھر طہمورث نے اپنے گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب مانند برق کے چمک کر باغ مین پہونچا طہمورث نے تیر مارا کہ آہو کی دُم پر پڑا اور تھوڑی تو ٹوٹ کے نکل گیا طہمورث نے مرکب سے اتر کر اس آہو کو ذبح کر ڈالا سیلان جادو شہر باغ سے یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ پیچھے آہو کے ایک جوان آیا اس نے آہو کو ذبح کر ڈالا بس یہ غصہ مین آئی کہا اسے مین صید کرون گی لیکن نظر جو اس کی جمال شاہزادہ طہمورث پر پڑی بے خود ہوگئی پکاری کیون صاحب یہ زیادتی پر اسے گھر چڑھ کر آنا اور دل دکھانا تمنے ہمارے پالو ہرن کو صید کیا اب اس کا عوض تم سے کیا لیا جاے طہمورث نے دیکھا کہ ایک دیونی کھڑی باتین بنا رہی ہے فرمایا جا دور ہو میرے سامنے سے تیری صورت مجھے بُری معلوم ہوتی ہے ہم نے خوب کیا جو آہو کو صید

کیا جہان تک ہماری تلوار کی چمک پہونچ گئی ہے وہان تک ہمارا قبضہ ہے یہ ترش روئی طیمور کی دیکھکر سیلان جادو ہنسی اور کہا کہ شاید ابھی تو مجھ سے آگاہ نہین ہے جب آگاہ ہو جائے گا تو تجھے پڑھکر کوئی حسین تجھے نہ معلوم ہوگا فرمایا تو کون ہے یہان کر اس نے کہا کہ مین مالک زندان ہون اور اب تو میرے باغ مین آگیا تو گویا میرا قیدی ہے یہان سے نکل سکے نہ جا سکیگا طیمور نے کہا کہ جب چاہونگا چلا جاؤنگا تو بکتی کیا ہے سیلان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چند دانے اوس کے مارے اور کہا کہ دیکھ تو اپنی حالت کو اب تو اپنے اختیار مین ہے یا ہمارے طیمور نے دیکھا کہ دست و پا بے قابو ہو رہے ہین سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ معلوم ہوتی ہے بُرے پھنسے مگر خدا صاحبقران کے احسان سے بچائے کوئی اُن کا خیر خواہ مجھے آکے نہ چھڑائے سیلان جادو قریب آئی اور کہنے لگی کہ اے جوان حسن اگر تو کام دل میرا بر لائیگا تو مرتبہ عالی پائے گا ورنہ سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائیگا اور گھر جانے کا راستہ نہ پائیگا طیمور نے یہ سنکے منہ پر سیلان جادو کے تھوک دیا اور فرمایا کہ او لکاتہ اس سے تو مجھے مرنا قبول ہے ایسی بختنی سے خدا بچائے سیلان جادو کو نہایت ناگوار ہوا مگر مجبور ہو کر پلٹ آئی کہ طیمور پر دل مائل ہو گئی تھی مگر راستہ باغ کا نظر بند کر دیا اور طیمور پر سے سحر اپنا اُتار لیا طیمور ہر چند باغ مین پھرتا ہے مگر راستہ نہین پاتا ان کو تو اس سرگردانی مین رہنے دیجئے لیکن حال طیمور کے عیار مہتر شاہو شیردل کا سنیئے کہ یہ اپنے آقا کی تلاش مین نشان سم مرکب دیکھتا ہوا چلا آتا ہے آتے آتے زیر دیوار باغ پہونچکر نشان قدم معدوم ہو گئے شاہو سمجھ گیا کہ آقا میرا اس باغ مین ہے اس نے چار طرف پھرنا شروع کیا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن یا کسی نگہبان سے دریافت کرون وہان سیلان جادو دیوار کو سحر سے بلند کر چکی تھی اب اتنی دیوارین نہ تھین جنھین شاہو پھاند سکتا اسی گشت مین رات ہو گئی بین شاہو نے صورت اپنی ایک گوئیے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھکر گانا شروع کیا وہان سیلان جادو نے حسب معمول بالاخانہ پر آکے قیام کیا گائنین حاضر ہوئین شغل سرود و ستار ہونے لگا یکایک شاہو کے گانے کی آواز سیلان جادو کے گوش زد ہوئی اس نے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے سوسن اس کی کنیز تھی اس نے آکر دیوار پر سے جھانکا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت سا لڑکا بیٹھا ہوا گا رہا ہے پلٹ آئی اور سیلان جادو سے بیان کیا سیلان جادو نے کہا جاکے اُسے لے آ کنیز باہر باغ کے آئی اور سامنے شاہو کے پہونچی کہا تم کو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہین شاہو نے کہا کہ مین تو خود ملکہ کا نام سنکے آیا تھا لیکن رسائی کا کوئی ذریعہ نہ پایا اس سے یہان بیٹھکر شور مچانے لگا کہ شاید آواز میری ملکہ کے کان تک پہونچ جائے اور اسی ذریعہ سے رسائی ہو جائے سوسن نے کہا کہ تمہارے گانے نے بیچین کر دیا چلو جلدی چلو شاہو اُس کنیز کے ساتھ اندر باغ کے آیا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے بالائے قصر روشنی ہو رہی ہے کنیز شاہو کو لئے ہوئے بالائے قصر پہونچی اور سیلان جادو کے سامنے شاہو کو پیش کیا سیلان جادو نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے رہنے والا کس ملک کا ہے شاہو نے کہا مجھکو سحر گھسیٹا خان کہتے ہین طعن توڑ خان میرے باپ کا نام ہے ملک باختر کا رہنے والا ہون جب سے خداوند ساریق کی بربادی ہوئی اور مسلمانون کا عمل ہوا ہم لوگون کی قدر جاتی رہی آخر وطن کو چھوڑا نکل کھڑے ہوئے ہیں جو قدر دان ملجائیگا اسی کے ہو رہینگے سیلان جادو نے کہا کہ تو تو خوب گاتا ہے مین زندگی بھر اپنے پاس سے تجھکو جدا نکرونگی سحر گھسیٹا خان نے کہا کہ اے ملکہ ابھی آپ نے گانا میرا کہان سنا ہے یہ تو رونا تھا اپنے حال پر کہ جنگل مین بیٹھا تھا نہ کوئی سننے والا تھا نہ پرکھنے والا تھا اب سنیئے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا گاؤ ہم تمکو خوش کرینگے شاہو نے گانا شروع کیا جو گانا یہان گا رہی تھین وہ حیرت سے منہ دیکھنے لگین شاہو ایسا گایا کہ سیلان جادو کو محو بیخود کر دیا آخر مین یہ غزل شروع کی + غزل

زہے رحمت تری یارب گھٹا کچھ اور کہتی ہے
چمک بجلی کی بادل کی صدا کچھ اور کہتی ہے
قیامت ہے پپیہون کا تڑپ کر پی کہان کہنا
عجب یہ فصل ہے جن کی ادا کچھ اور کہتی ہے

خوشا قدرت تری ٹھنڈی ہوا کچھ اور کہتی ہے
نرالا آجکل برسات کا موسم ہے دنیا مین
یہ شورش رات دن کی برکھا کچھ اور کہتی ہے
تقاضہ اور ہے کچھ اندنون اپنی طبیعت کا

دکھائی ہے نئے انداز کا جوبن جھڑی بوندکی
ہر اک کو وہ بیابان کی فضا کچھ اور کہتی ہے
بیان اس کی صنعت کیا ہو ختم کیا ہو تا اسکی
مگر پابندی رسم حیا کچھ اور کہتی ہے +

خواجہ اس مزے سے یہ غزل گا گئے کہ	رہو خاموش گو فکر رسا کچھ اور کہتی ہے	مضامین ہو چکے بارش کے موزون خوبئی ناطق

سیلان جادو کو محو و بے خود کر دیا تازہ معشوق کا خیال آیا یا تو شگفتہ بیٹھی تھی یا پژمردہ سی ہو گئی یہ بھی تو عیار ہے قیافہ شناسی
مین کامل دستگاہ رکھتا ہے سیلان جادو کی چشم وابرو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے ملکہ آفاق اسوقت کیا خیال آیا کہ دفعتاً خوشی
دشمنون کی غم سے مبدل ہو گئی سیلان جادو نے کہا کہ تو بڑا جوہر شناس معلوم ہوتا ہے کہ میرے دل کی بات پہچان لی گذری
ہوئی سب جان لی بیان کرنے سے کیا فائدہ شاہور نے کہا کہ ہم بھی رئیسون کے کھلونے ہین ہمیشہ قدر دانون مین گذری
ہے کچھ تو ارشاد فرمایئے دل کی بات زبان پر لایئے اب مین بھی نمکخوارون مین داخل ہون مجھسے پردہ کرنا بیجا ہے چھپانا
کس بات کا ہے جس کو کسی کی محبت نہین وہ آدمی کیا ہے پتھر ہے سیلان جادو نے ایسی باتین بنائین کھل کھل کے کہنے لگی کہ مجھے
کسی مرد نے انکار نہین کیا لوگ میرے تعلق کو اپنا فخر جانتے گئے ہمیشہ خواہشمند رہے لیکن ایک ظالم کل میرے باغ مین آیا میرے
پالو ہرن کو مارا مین اُس کو سزا دینے اُٹھی تھی مگر نظر جو اُس کی صورت پر پڑی غصہ فرو ہو گیا تازیانہ ہاتھ سے چھوٹ پڑا مین نے
غصہ کرنے کے بدلے منتین کین مگر اُس نے ایک نہ مانی شاہور نے کہا کہ مین بھی تو اُس کی صورت دیکھون کیا آپ سے وہ کچھ
اچھا ہے آخر اس رکاوٹ کا سبب کیا ہے ملکہ نے کہا کہ آ مین دکھا دون مگر شرط یہ ہے کہ اُس کا غصہ فرو کر دینا مجھسے رضامند کر دینا
شاہور نے کہا کہ آپ نہ گھبرایئے مجھے اُس کی صورت تو دکھایئے انھین کامون مین بسر ہوئی ہے ایسی باتین بناؤن کہ وہ
خود آپ کے خواہشمند ہون اور آپ اسی طرح کشیدگی کریئے اُن سے بدلا لیجیئے اسطرح کی باتین بناتا ہوا ساتھ چلا ملکہ شاہور
کو لیے ہوئے باغ مین آئی دیکھا کہ طیمور ایک درخت کے نیچے سکوت مین بیٹھا ہے سیلان جادو نے کہا کہ دیکھو وہ جوان یہی
ہے اب شاہور نے پہچانا دل مین کہا کہ خوب پھنسے سیلان جادو سے کہا کہ اب آپ ذرا علیحدہ ہو جایئے بلکہ سامان عیش منگایئے
خلوت خانہ آراستہ کیجیئے مین اسے دو فقرون مین راضی کر کے لاتا ہون ان کی ساری ہین مٹاتا ہون سیلان جادو خوشی
خوشی بالاخانہ پر آئی اور سامان عیش وراحت مین مصروف ہوئی یہان شاہور گویا بنا ہوا قریب طیمور کے آیا سلام
کیا طیمور نے صورت دیکھی اور کہا کہ تو کون ہے اور کس واسطے آیا ہے شاہور نے کہا کہ گویا ہون دو باتین پوچھنے آیا ہون
فرمایا تو کیا پوچھے گا شاہور نے کہا جو میرے جی مین ہو گی فرمایا بیان کر شاہور نے کہا کہ آپ کو ملکہ کے وصل سے کیون انکار
ہے یہ پریشانی بہتر ہے یا وصل یار جانی بہتر ہے فرمایا او زشت خو وہ قحبہ قابل وصل ہے یا لائق فصل ہے اگر مجھسے ایسی ہی باتین کرنا
ہے تو جا دور ہو شاہور نے کہا اسقدر نہ بگڑو آخر تمھارا حرج کیا ہے اگر یہ نکروگے تو زندگی بھر اسی قید مین مروگے فرمایا موت
ہزار درجے بہتر ہے ایسی مردار کے وصل سے وصال بہتر ہے تو باتین نہ بنا خیر خواہی نہ جتا جا تجھی کو وہ لکاتہ مبارک ہو میرا
جس دن قابو چلا مار ہی ڈالون گا اُس وقت شاہور نے کہا کہ ذرا آنکھ ملایئے کبھی پہلے بھی اس خادم کو خیال مین لایئے
مین ہون شاہور طیمور نے کہا کہ ارے تم کیونکر آ گئے شاہور نے کہا جس طرح آ گئے اسے کچھ نہ پوچھو اب موقع اسی کا ہے کہ
وصل پر رضامند ہو جاؤ نوبت وصل نہ آنے پائے گی کہ یہ لکاتہ جہنم مین پہونچ جائے گی فرمایا کہ جھوٹ مجھسے نہ بولا جائے گا
شاہور نے کہا کہ آپ جھوٹ نہ بولیئے گا خاموش بیٹھے رہیئے گا یہ سنکے طیمور اپنے مقام سے اُٹھے شاہور شاہزادے کو
اپنے ہمراہ لئے ہوئے بالاخانہ پر آیا سیلان جادو نے جو دیکھا کہ شاہزادہ اس کے ساتھ ہے نہایت خوش ہوئی گلے مین موتیون کا
مالا پہنے تھی اُتار کر شاہور کو بطور انعام کے دیا شاہور نے کہا کہ یہ تو ہر طرح ہمارا ہے سیلان جادو نے کہا یہ کیسا جواب دیا
کہ جب ہم آپ کے ہو رہے تو ہر شے آپ کی ہماری ہے اب شاہور شراب کی کشتیون کے قریب آیا اور سیلان جادو سے کہا کہ اگر
اجازت ہو تو ساقی گری مین کرون غلام کو اس کام مین بھی کمال حاصل ہے خداوند سابق کی بزم مین وہ وہ ساقی گری کی ہے
کہ اہل محفل کو بے خود بنا بنا دیا ہے لٹا لٹا دیا ہے سیلان نے کہا مین نے تجھکو اپنے شراب خانہ کا داروغہ کیا تو ہی ساقی گری کر شاہور
نے جام لبریز کیا اور دوسرا جام خالی رکھا مگر سیلان جادو کی ظاہر مین بھر لیا تھا پہلے طیمور کے آگے آیا خالی جام منہ سے لگا گیا
پلا دیا اور دوسرا جام سیلان جادو کو دیا سیلان جادو پی گئی شراب منہ سے لگتے ہی لالا کے سوا کچھ یاد نہ تھا کہ کئی تو پلین چڑھ آئی

اب شاہور نے گانا اور ناچنا شروع کیا سیلان جادو بھی اٹھ کر ناچنے لگی ہوا گتے ہی بے ہوشی نے طمانچہ مارا چھینک آئی سر نیچے اور ٹانگین اوپر زمین پر گری شاہور نے نعرہ کیا کہ او نکاتہ منم شاہور شیر پرور اور خنجر مارا لیکن یہ نکاتہ آہنی بدن تھی تن تھی تلوار اچٹ گئی طیمور نے بھی اٹھ کے کئی ہاتھ مارے لیکن اثر نہوا بس شاہور نے جلدی سے کسوت عیاری سے کئی تھیلیان بارود کی نکال کر تمام جسم پر سیلان جادو کے بارود پھیلا کر حقہ آتشبازی مارا کہ سیلان جادو جلکر کولا ہو گئی بس مرتے ہی اس کے ایک قیامت برپا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا ہل گیا تمام درخت باغ کے مثل درخت آتشبازی کے جلنے لگے صدائین دار و گیر کی بلند ہوئین آتش باری و سنگ باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سیلان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ قصر ہے ایک چٹیل سا ہے جو لوگ اس کی قید مین تھے وہ سب رہا ہوئے انھین قیدیون مین رفقائے صاحبقران بھی تھے یہ سبکے سب خدمت شاہزادہ طیمور مین حاضر ہوئے سلام کیا طیمور نے کہا اے شاہور ان کے شانون پر مہرین لگا دے تا کہ صاحبقران کو معلوم ہو کہ ہمارے رفیقون کو طیمور نے آزاد کیا یہ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے شاہور نے حسب ارشاد اسیوقت ان کے بازوون پر مہرین لگا دین اور رخصت کر دیا اتنے مین گرد اڑی اور بر ہوتا رعد آواز مع لشکر پہونچا طیمور نے اسی مقام پر بارگاہ برپا کرائی اور قیام کیا صبح کو کوچ کر کے آگے روانہ ہوئے اب ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہین

فدا حضور پہ کس دن یہ جان نثار نہ تھا
کب آنکھین تر نہ تھین کب قلب داغدار نہ تھا

بروز حشر ہمارا حساب کیا ہوگا
گناہ اتنے تھے جن کا کچھ شمار نہ تھا

گمان بادہ کشی مجھ پہ کل تھا کیون واعظ
خدا سے ڈر مجھے کیا خوف کردگار نہ تھا

یہ آج کیا ہے چڑھاتا ہے جو سبو پہ سبو
منیر تو کبھی اتنا تو بادہ خوار نہ تھا

کہ بعد روانہ ہونے طیمور شیر پرور کے صاحبقران نے ہرکارون سے دریافت کیا کہ اب آگے اس کے کونسا مرحلہ ہے ہرکارون نے عرض کی کہ حکیم اسرار الحکمت کا دیوانخانہ ہے یہ مقام نہایت سخت ہے سنا ہے کہ جس قدر شیر حجری اس عمارت مین ہین جو اس طرف سے گذرتا ہے اسے پچھاڑ کھاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین کل ضرور جاؤن گا یا مین نے ان شیرون کو مار کر راستہ صاف کیا یا آپ لقمہ دہان اجل ہوا جب صبح ہوئی تو ہرکارون نے آکر عرض کی کہ جو سردار مرحلہ پر پھنسے تھے وہ صحراے مشرق سے آتے ہین جس وقت وہ خدمت مین صاحبقران عالیشان کے پہونچے تو سارا ماجرا بیان کیا اور مہرا اپنے بازوون کی دکھائی امیر کو نہایت ناگوار گذرا اسی وقت اپنی بارگاہ سے نکال دیا کہ اب تم طیمور ہی کے لشکر مین جاؤ یہ لوگ نہایت پریشان جانب صحرا روانہ ہوئے اور صاحبقران کوچ کر کے دیوانخانہ حکیم اسرار الحکمت کی طرف چلے راستے مین ابریق جادو نے عرض کی کہ یا امیر اس محل پر اسم اعظم حضور کا کام نہ دیگا فرمایا جو کچھ ہو مین ضرور جاؤن گا مجھے اب اپنی زندگی دشوار ہے ابریق جادو نے دیکھا کہ امیر کو غصہ ہے نہ مانین گے خاموش ہو رہا جب صاحبقران ذیشان مع فوج و نشان سامنے دیوانخانہ کے پہونچے تو لشکر کو اترنے کا حکم دیا خیمے ڈیرے برپا ہو گئے دوسرے روز صاحبقران ذیشان تن تنہا مرکب پر سوار ہو کر چلے اسوقت ابریق جادو قدمون پر گر پڑا کہ حضور ابھی جانے کا قصد نہ فرمائین پہلے اس غلام کو اجازت دین اگر یہ کام مجھ سے نہ بنے تو پھر آپ کو اختیار ہے صاحبقران نے طوعاً و کرہاً قبول فرمایا اسوقت ابریق جادو نے رخ اس عمارت کا کیا جس وقت قریب پہونچا تو تمام شیر حجری حرکت مین آئے اور ابریق جادو کی طرف جھپٹے ابریق جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دی کہ جانب

صحرا سے بہت سے خرس پیدا ہوئے اور آکر شیروں سے گلہ بگلہ لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ گتھ کے رہ گئے اب ابرق جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپ تماشہ ان جانوروں کی لڑائی کا دیکھئے میں جاتا ہوں اور ایک تختی لاتا ہوں جب تک وہ تختی نہ آئے گی کام نہ چلے گا یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوگیا جس مقام پر کہ مقبرہ حکیم اسرار الحکمت کا بنا ہوا تھا وہاں پہونچا اور نیو مقبرہ کی کھود کر وہ تختی ساختہ حکیم اسرار الحکمت نکال کر لایا یہاں اسی طرح شیر اور خرس سرگرم جنگ تھے آخر سست ہوکے اور لپٹ کے رہ گئے تھے کچھ دیر ساکت ہوتے تھے اور پھر لڑنے لگتے تھے بس ابرق جادو نے آتے ہی عکس اس تختی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکا کر گری شیر اور خرس جلکر خاک ہوگئے صاحبقران سے عرض کی کہ اب تشریف لے چلئے امیر اس دیوانخانے میں آئے دیکھا کہ تمام حکما کی تصویریں اس میں نصب ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزم حکیمان آراستہ ہے اور سر شبیہ پر نام صاحب شبیہ کا تحریر ہے امیر نے اس مقام کی سیر کی اور یہی مرکز اپنا قرار دیا جب سردار جمع ہوئے تو اجلال روشن طالع نے دست بستہ عرض کی کہ ایک التماس میری بھی قبول ہو فرمایا بیان کرو اجلال نے تصویر ملکہ کی بادے کر عرض کی کہ اس دختر کو کنیزی میں قبول فرمائیے صاحبقران نے گردن جھکالی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمہاری استدعا قبول ہے غرضکہ مختصر سا سامان کرکے شب کو عقد صاحبقران عالی وقار کا ملکہ محجوبہ پیچان کے ساتھ کر دیا گیا جبکہ عقد صاحبقران سنکر خواجہ نے صورت اپنی تبدیل کی اور لشکر میں پہونچے جس قدر زر و جواہر کھیلا ور ہوا سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی جس قدر خادم و خدمتگار تھے محروم رہ گئے رات کو امیر و نیل سے محجوبہ پیچان کے کامیاب ہوئے بطن سے اس کے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ نہایت جری و بہادر ہوتا ہے ذکر اس کا آئندہ دفتر میں آئیگا بسبب عقد صاحبقران عالی وقار کے کچھ دنوں رسم نامہ و پیام ملتوی کی ہے یہاں تو امیر مصروف عیش و نشاط ہیں لیکن یہ

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سبز قبا کے بیان ہوتے ہیں

غزل بر آغاز داستان

اٹھائیں سختیاں جب سے بتوں کے دام میں آئے
وہ تھے دنیا میں آکے جو کبھی تو کام میں آتے
کہاں تک ساتھ دے پھر وہ لباس انتظار اہل
جو بجلی کی طرح چشم خیال خام میں آئے
وہ پٹہ ان سے لے رکھا ہے گر پہر کفن تو کیا
سمجھنا زہر اسے تھی اگر بادام میں آئے
ملا نا قبر ہر منزل میں لطف آغوش مادر کا
کہ ہم ستم کش ہوئے ہیں اور سہارے پیام میں آئے
یہ داغ ان کے لگے ہم اور ہاتھ اپنے دم آخر
ابلہ کے دیکھنا ہے کون کون الزام میں آئے
غرور بیاد ہے گہرا ہے آکر تیرہ بختی سے
بہر لچھے جو آئے کبھی تو کسر بہ کام میں آئے
گوارا حالی ابتر آرزوئے من کی بے ربطی
شکایت کیا ہو درد و غم دل ناکام میں آئے
کلیجہ ہو جو پتھر کا تو ایسے کام میں آئے
فغاں میں درد اثر آہ دل ناکام میں آئے
جو ستقل تھے برسوں جینوں کام میں آئے
کیا یہ جوش پیدا رحجر ساقی میں سے غم نے
نہ ہوتی اس وقت لازم ہے کہ بس یہ کام میں آئے
سے دیدار خوبان ہے زیارت کعبہ دل کی
عدم تک ملک ہستی سے بڑے آرام میں آئے
اٹھائیں سختیاں ہجر بتان کی وہ کہ دل ٹوٹا
کہ تیرا افسوس آئے بھی تو کس ہنگام میں آئے
پیالے ٹھوکروں سے کیا کوئی ستم آرام میں آئے
کہاں سے رونق میرے چراغ شام میں آئے
بڑی اچھی کوئی تاثیر تو پیدا کریں نالے
بچارے حرف قسمت سے آکر نام میں آئے
بنی ہو جس لئے جیتے نہ کیوں اس کام میں آئے
نہ نکلے جو وہ حسرت کیوں دل ناکام میں آئے
جو کوئی تو دے ہمیں کو ہمارے کام میں آئے
نظر بھر کر ہیں انکے دیکھنے کیا کروں حسرت
ہوئے شیشے شکستہ بال سو جام میں آئے
مریض چشم جانبر کیا ہو جب شرمگین نظر دیکھے
بتوں کے سلسلے سے بھی ہیں لوگ اسلام میں آئے
لگا دے منہ سے ساقی دیر ہوگی اس تکلف میں
نہ کیونکر چور ہو شیشہ جب ایسے کام میں آئے
جفائیں تو ہمیں نے ظلم سہ کر سکھائی ہیں
جو دل بیتاب ہو کر پیش پا ہر گام میں آئے
جفا سہہ کر وفا کا نام اگر روشن کیا تو کیا
کسی تکلیف میں ہو یا خلل آرام میں آئے
سنو یا ستمو اے ہمدم داستان

کہ با آدم بر سر داستان، راوی بیان کرتا ہے کہ جب حکیم اشراق الحکمت مارا گیا ہے تو ملازمین لاش اس حکیم کی اٹھا کر لے گئے تھے روتے اور پیٹتے حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کی خدمت میں پہونچے اور لاش

سامنے بادشاہ کے رکھدی حسین سبز قبا لاش کو حکیم اشراق الحکمت کی دیکھکر بہت رویا تمام شہر سیاہ پوش ہوا اور لاش حکیم کی اٹھائی گئی تمام شہر واسطے تماشے کے آیا کوئی ایسا نہ تھا جو سیہ پوش نہو بادشاہ خود جنازے کے ہمراہ تھا اور خیر خواہان دولت بھی ساتھ تھے لوگ کہتے تھے کہ وہ کونسا شخص تھا جس نے ایسے شخص کو ارا جس سے ساحر ڈرتے تھے ابھی سے رعب صاحبقران شہر حسن آگین پر چھا گیا لوگوں کے دلوں میں ہیبت پیدا ہو گئی لیجا کے حکیم اشراق الحکمت کو مقبرہ حکیم اسرار الحکمت میں دفن کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ عرس حکیم اسرار الحکمت کا قریب تھا جس روز حکیم اشراق کا تیجہ تھا اسی روز حکیم اسرار الحکمت کا عرس تھا تمام شہر جمع ہوا اس عرس میں خوشی کے بدلے ہر ایک پر غم طاری تھا جو شخص پیر کہ اس مقبرہ کا مجاور تھا ایک کتاب لاتا اس کے پاس رہتی تھی سال بھر بعد عرس میں وہ کتاب نکالی جاتی تھی اور اس میں سال بھر کا حال تحریر ہوتا تھا اسی پر سب کاربند ہوتے تھے اور جو کچھ لکھا ہوتا تھا وہ ظہور میں آتا تھا مثلاً جس سال کے بارے میں قحط لکھا ہوتا تھا اس سال قحط ضرور پڑتا تھا لوگ اناج خرید خرید کرکے رکھ چھوڑتے تھے دوسرے ملکوں سے منگا لیتے تھے اور اپنے ملک کا غلہ کہیں نہ جانے دیتے تھے جس سال وبا ہونے والی ہوتی تھی اس کی خبر بھی اس کتاب سے ملجاتی تھی لوگ قبل سے جنگلوں میں رہنے کا بندوبست کر لیتے تھے اور جس شخص کو اپنی عمر یا کسی اور بات کی نسبت دریافت کرنا ہوتا تھا وہ اسی کتاب سے فال دیکھ لیتا تھا تو معلوم ہو جاتا تھا چنانچہ اس عرس میں جو وہ کتاب نکالی گئی تو اس میں تحریر تھا کہ اس سال سکہ بدل جائے گا اور مکان محفوظ مثل شاہراہ کے ہو جائے گا بادشاہ نے اس عبارت کے معنی اسی پیرمرد سے دریافت کئے اس نے بیان کیا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حصار ٹوٹ جائیں گے اور دوسرے ملک کے لوگ اس شہر میں آنے جانے لگیں گے اور آپ کو کسی دشمن کے مقابلے میں شکست اٹھانا پڑے گی جس سے بجائے آپ کے سکہ اس کے نام کا جاری ہوگا اس کے بعد تحریر تھا کہ دختر بادشاہ کا شوہر وہ شخص ہوگا جس کا مرکب ابلق اسلحہ الماس نگار ہوگا حسن و جمال میں عدیم المثال ہوگا اور تلوار کے زور سے اس ملک میں داخل ہوگا یہ تمام باتیں سنکر بادشاہ کمال مسرور ہوا مگر رنجیدہ بھی ہوا کہ ملک آئین میں فرق آجائے گا حکومت کو زوال ہوگا تحفظ جاتا رہے گا جب عرس برخاست ہوا تو بادشاہ پلٹ کے اپنے ایوان میں آیا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ مرحلے سب ٹوٹ گئے صاحب جادو اور مرحلے صاحب جادو مارے گئے اسوقت بھی بادشاہ کو اطمینان تھا کہ ابھی وہ مرحلہ باقی ہے جس کا ٹوٹنا عقل میں نہیں آتا یعنی دیوانخانہ حکیم اسرار الحکمت کے شیر جھری کہ نہ وہ سحر کے بنے ہوئے ہیں نہ سحر سے مٹ سکتے ہیں آخر میں یہ بھی خبر پہونچی کہ وہ مرحلہ بھی شکستہ ہو گیا اب بادشاہ پریشان ہوا اس نے ایک عیار کو روانہ کیا کہ جا کے خبر لا کہ افسران لشکر حریف میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کا مرکب ابلق اور اسلحہ الماس نگار ہو اور حسن و جمال میں سب سے بہتر ہو اگر ایسا جوان ہے تو اس سے جنگ و جدال بیکار ہے بلکہ جس صورت سے وہ راضی ہو صلح مناسب ہے کہ کتاب حکیم اشراق الحکمت خبر دے رہی ہے کہ ایسا شخص ملکہ کا شوہر ہوگا عیار یہ حکم پاکر برائے دریافت حال روانہ ہوتا ہے اور بادشاہ انتظار میں اپنے عیار کے بیٹھا ہے لیکن اب

دو کلمہ داستان لشکر اسلام و ملکہ سیمان کج ابرو و خواجہ جھنران کے بیان ہوتے ہیں

منیر جان حزین پر عذاب آئے گا
قیامت آئے گی جس دن شباب آئے گا
کسے خبر تھی کہ وصلت میں بھی مجھے اے شوخ
ہمارے گھر بھی کبھی آفتاب آئے گا

ابھی سے جب دلِ خانہ خراب آئے گا
زمین کو آسمان آئیں گے زلزلے میں تمام
سوالِ بوسہ لیا پر عتاب آئے گا
راویانِ شیرین سخن فسروانند

ابھی سے شانہ محشر میں نکلتے ہیں وہ
جو بات پر دل پر اضطراب آئے گا
یقین ہے چمکیگی قسمت کبھی منیر اپنی
شرح این داستان چنان کردند

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد فتح مرحلہ حکیم اسرار الحکمت صاحبقران نے جشن خوشی کیا ہے کہ اب اس مقام پر کوئی خاش باقی نہیں

رہ گئی ہے سب دقتیں طے ہوگئی ہیں علاوہ اس کے نئی نئی شادی ملکہ محبوب سیمتن سے منعقد ہونے کے ساتھ ہوئی ہے امیر
عیش ونشاط میں مصروف ہیں دن عید رات شب برات ہو رہی ہے کہ ایک نامہ حاکم شہر بردوان کا اجلال روشن طالع کو
پہونچا شتر سوار نے آکر نامہ دیا خیریت بیان کی اجلال نے نامہ کو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے برادر مہربان بھانجی تمہاری
اور دختر میری اپنی بہن اور بہنوئی کے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہے سنا ہے کہ تم نے عقد اپنی دختر کا کسی نامی شخص کے ساتھ کر دیا
ہے اگر تم اس دختر کا آنا خلاف مصلحت سمجھو تو مجھے اطلاع دو کہ میں اس کو نہ آنے دوں اور اگر مناسب جانو تو لکھو کہ میں
اسے بھیجدوں ہر چند کہ تمہارے خدا پرست ہو جانے سے میرا جی تو نہیں چاہتا تھا کہ تم سے ملوں یا اپنی دختر کو ملنے دوں
مگر مجبور ہوں کہ رشتہ میرے تمہارے انتہا کا نازک ہے جو کسی طرح قطع نہیں ہو سکتا اجلال روشن طالع اس نامہ کو لئے
ہوئے اپنی دختر ملکہ محبوب سیمتن کے پاس آیا اور مضمون نامہ کا سنایا محبوب سیمتن اپنی پھوپی زاد بہن کے آنے
کی خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اسی وقت صاحبقران کو بلا بھیجا اور وہ نامہ امیر کو دکھایا اور اجازت مانگی امیر نے فرمایا کہ
وہ بہن ہے تمہاری تو بلالو اسمیں کیا قباحت ہے اجلال روشن طالع نے جواب میں لکھ بھیجا کہ اے برادر یہ بات دریافت کرنے کی
کیا تھی جیسی محبوب سیمتن ویسی سمہان کج ابرو مجھے دونوں برابر ہیں اور تبدیل مذہب کی شکایت جو تم نے لکھی یہ
بالکل بیجا ہے اس لئے کہ اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل ہے نہ تم میری قبر میں میرے بچانے کو آؤ گے نہ میں تمہاری قبر میں تمہاری
امداد کر سکتا ہوں اپنی عاقبت آپ ہی بھگتنا پڑے گی لہذا میں نے جس دین و مذہب کو اچھا جانا اسے اختیار کیا میرے
تبدیل مذہب سے تمہیں کسی طرح کا ضرر نہیں پہونچ سکتا ہے یہ جواب نامہ کا لے کر نامہ بر روانہ ہوا اجلال روشن طالع نے
عرض کی کہ یا امیر میں تو آپ کو غلام سمجھتا ہوں لیکن بردوان شاہ میرا بہنوئی ہے اور خدا پرست بھی نہیں ہے جو آپ کے
مرتبہ سے آگاہ ہوتا اور میرے اس کے رشتہ نازک ہے کہ وہ اس شخص کا بہنوئی ہے اور ملکہ سمہان کج ابرو میری بھانجی
ہوتی ہے لہذا اس کے ساتھ ایسا برتاؤ ہو کہ سمہان کو کوئی شکایت نہ ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ میں شاہان ہفت
ملک کو براے استقبال بھیجوں گا اس لئے کہ میری بھی تو سالی ہوتی ہے اجلال نہایت خوش ہوا لیکن نامہ دار جو نامہ لیکر
شہر بردوان میں پہونچا بردوان شاہ کو نامہ دیا بردوان شاہ نے نامہ کو پڑھا اپنی دختر کو نہایت جاہ و احتشام سے
سوار کر کے روانہ کر دیا لیکن چلتے وقت خوب سمجھا دیا کہ ان خدا پرستوں کے بہکانے میں نہ آجانا اور اپنا دین قدیم ترک
کر کے مذہب خدا پرستی نہ اختیار کر لینا ملکہ نے عرض کی کہ میں اپنی بہن کو دیکھنے جاتی ہوں یا تبدیل مذہب کرنے جاتی ہوں
بلکہ سمجھا بجھا کر اپنی بہن کو بھی دین قدیم کی طرف رغبت دلاؤں گی غرضکہ ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر صاحبقران روانہ
ہوئی قریب چالیس ہزار کے فوج بھی اس کے ساتھ ہے اور انیسیں جلیسیں مصاحبیں سب ہمراہ ہیں سواری اس کی نہایت
تزک و احتشام کے ساتھ چلی آتی ہے فوج کوس کوس بھر کے فاصلے سے آگے اور پیچھے چلتی ہے اس خیال سے کہ ملکہ پر کسی کی
نظر نہ پڑے اور ملکہ کے سکھپال کے پردے اُٹھے ہوئے ہیں اور یہ سیر صحرا دیکھتی ہوئی چلی آتی ہے کہ نہایت نازک مزاج
ہے جس وقت یہ قریب لشکر صاحبقران پہونچی تو اس نے مقام کیا اور اپنے آنے کی خبر اجلال روشن طالع اپنے ماموں
پاس کہلا بھیجی کہ کوئی واسطے استقبال کے آئے چند سوار خبر آمد ملکہ سنانے کی غرض سے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
اور باقی کوس کوس بھر کے فاصلے سے لوگ اُترے کہ ملکہ کو تکلیف نہ ہو پردے میں نہ گھٹے ملکہ اپنے خیمہ کے آگے ٹہل رہی
ہے لیکن حال درویش اصیر شامی کا سنئے کہ لشکران کا بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اُترا ہوا ہے خدا جانے یہ کیا کیا
منصوبے بنا رہے ہیں کہ نہ تو یہ جھولی شہر میں جاتے ہیں نہ لشکر صاحبقران میں آتے ہیں منڈھی اپنی بالا ہے کوہ برپا
کئے ہوئے بیٹھے ہیں ہو حق کے دم بھرا کرتے ہیں یہ دیکھکر فرامرز ثانی کا جی گھبرایا اس نے آکے عرض کی کہ حضور تو ابھی
یہاں رونق افروز رہیں گے اگر مجھے اجازت ہو تو میں شکار کو جاؤں دو چار آہو صید کر کے حضور کے واسطے بھی بھیجوں
فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ مگر جلد واپس آنا کہ شاید ہمارا جی گھبرائے اور ہم کوچ کریں تو تمہارے سبب سے دیر نہ ہو اس نے

عرض کی کہ روز صبح کو جاؤن گا اور شام کو واپس آؤن گا یہ کہکر اُس نے کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور سامان شکار فراہم
کر کے جانب صحرا روانہ ہوا صحرا مین ایک مقام پر پہونچ کے خیمہ برپا کیا اور تن تنہا مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ
ہوا ایک مقام پر دیکھا کہ چند آہو چر رہے ہین ایک مرتبہ آہو چاپ پاتے ہی منتشر ہوکر فرار ہوے بس فرامرز نے ایک
آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو نہایت تیز بھاگا اس کے بھاگنے پر فرامرز کو اور غصہ آیا عہد کر لیا کہ اب اسے شکار کے نہ مارا
تو نام اپنا فرامرز بنایا آہو بھاگتے بھاگتے اُسی مقام پر پہونچا جہان خیمہ ملکہ سمان کج ابرو کا برپا تھا آہو یہان آکے
جھجکا سامنے خیمہ تھا اور پشت پر آفت ناگہانی کی طرح فرامرز چلا آتا تھا آہو چوکڑی بھولا بس ساتھ ہی بگولہ گرد کا اٹھا
اور فرامرز ثانی پیدا ہوا اس نے آتے ہی حلقہ کمند کا آہو کی گردن مین ڈال دیا اور کود کے مرکب سے آہو کو دبوچ
کے ذبح کر ڈالا نظر جو ملکہ محبوب سیتن کی اس جوان رعنا پر پڑی دل مائل ہو گیا یہ بھی جوانی مین بھری ہوئی تنہا اپنے
خیمہ کے آگے ٹہل رہی تھی آواز دی کہ او صیاد ظالم تو بڑا بیدرد معلوم ہوتا ہے اس خوش چشم سے تو نے آنکھ پھیر لی
اور ذبح کر ڈالا اس نے پلٹ کے دیکھا تو ایک آفت ہوش خیمہ کے آگے کھڑی ہوئی کہ رہی ہے ملکہ بھی انتہا کی حسین
فرامرز بھی اس پر مائل ہوا کہا کہ اے ملکہ خداوند عالم نے جس چیز کو حلال کیا ہے اُسے ہم حلال سمجھتے ہین اور جسے حرام کیا
ہے اُسے حرام جانتے ہین انسان خوش چشم کو پیار محبت کی نظر سے دیکھتے ہین آہو کو ذبح کر کے کھاتے ہین اور مین نے تو آہو
کو صید کیا تم نے مجھکو صید کیا مین اس آہو کے کباب لگاؤن گا اور تم یقین ہے کہ میرا دل جلاؤ گی ملکہ نے کہا کہ اے شخص
خدا کے غضب سے ڈر تو نے تو خنجر سے آہو کو ذبح کیا مین نے کیا کیا فرامرز نے کہا کہ تمھاری تیغ نگاہ نے مجھے ذبح کر ڈالا
ملکہ نے کہا کہ اب یہان سے جاؤ ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو مین بدنام ہون گی لوگ خدا جانے کیا خیال کرین گے فرامرز
نے کہا کہ مین کہدون گا کہ ملکہ نے مجھے اشارے سے بلایا تو مین یہان آیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی آپ کی دوستی ہے
فرامرز نے کہا کہ جب تم دشمنی کرو گی تو ہم کیون دوستی کرنے لگے ملکہ بولی آخر مین نے کیا دشمنی کی فرامرز نے کہا کہ
اگر تم سے دور رہین گے تو جلین گے مرین گے تم کو اپنی بدنامی کا اتنا خیال ہے اور ہماری جان کا ذرا بھی پاس نہین.
ہے ملکہ نے کہا کہ اگر تمکو تن تنہا آہو کا لے جانا ہے تو خیر آؤ میرے خیمہ مین بیٹھو کباب لگا کے کھا لو جب آسودہ ہو لو گے چلے
جانا اتنے کے واسطے کسی کو ناراض کرنے سے کیا حاصل فرامرز نے دیکھا کہ یہ بھی کچھ چاہتی ہے باتین کرتی ہے عورت زبان
سے دفعتًا اقرار تو کرنے کی نہین خیر دیکھا جائے گا یہ وحشی رام ہو ہی جائے گا ہرن کو کھینچے خیمہ کی طرف لے چلا تھا کہ
ایک رکاول بھی اس کے ساتھ کا آ پہونچا فرامرز نے اُس رکاول سے کہا کہ کباب لگا رکاول نے بیٹھ کے ہرن کو
صاف کیا اور کباب لگانے لگا فرامرز ملکہ کے خیمہ مین چلا آیا اور بیٹھ گیا سہیلیون نے ملکہ سے پوچھا کہ یہ کون مردوا
ہے ملکہ نے کہا کہ بیچارہ مسافر ہے تھوڑی دیر دم لے لیگا پھر چلا جائے گا سہیلیان بولین کہ اے ملکہ یہ مناسب نہین
ہے کہ غیر مرد آپ کے خیمہ مین بیٹھے اس مین بدنامی ہو گی آپ تو بچ کے چھوٹ جائین گی آئی گئی ہم سے سر ہو گی ہماری
ناک چوٹی کی خیر نہین ہے ملکہ نے کہا کہ مردارو یہ کوئی بات ہے کہ جس سے چاہا عیب لگا دیا خیمہ تنہا بھی تو نہین ہے لاؤ
کشتی شراب کی اُسی وقت کشتی شراب کی حاضر کی گئی کباب گرم گرم بھن کے آتے جاتے تھے یہ دونون شراب پیتے
جاتے تھے اور کباب کھاتے جاتے تھے اسی اثنا مین فرامرز نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا
کہ مین دختر ہون بردوان شاہ حاکم شہر بردوانیہ کی محبوب سیتن دختر جلال شاہ میری ماموں زاد بہن ہے اور
مین اُس کے دیکھنے کو آئی ہون تم کون ہو اور کس خاندان سے ہو فرامرز ثانی نے کہا کہ مین اولاد رستم سے ہون
نام میرا فرامرز ثانی ہے اور ایک مرد درویش کا مرید ہون اس طرف شکار کھیلنے چلا آیا تھا یہان آکے تمکو دیکھا اے
ملکہ درویش ہمارے عجب باکمال شخص ہین انھون نے ایک زمانے مین سارا شہر اپنی جھولی مین اٹھا کے رکھ لیا تھا اور
دوسرے مقام پر جھولی سے نکال کے بسا دیا تھا اب اُس شہر کو جھولی شہر کہتے ہین درویش یہان سے تین کوس کے

فاصلے سے ایک کوہ پر رونق افروز ہیں ملکہ نے کہا کہ اب تم جاؤ لوگ میرے استقبال کو آتے ہوں گے اگر تم کو دیکھ لیں گے تو میں بدنام ہو جاؤں گی اور تمہاری جان جائے گی فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ میں چلا تو جاؤں لیکن میرا دل تو مجھے دیدو ملکہ نے کہا کہ تمہارا دل تمہارے سینے میں ہے یا میرے پاس ہے فرامرز نے کہا جب تک میں نے تمہیں دیکھا نہ تھا اسوقت تو بیشک میرا دل میرے پاس تھا لیکن اب تمہاری دزدیدہ نگاہیں چرا لے گئیں اب دل تمہارے پاس ہے ملکہ نے کہا پھر ہمارے تمہارے کسی مقام پر ملاقات ہو جائے گی لشکر خدا پرستان کچھ دور نہیں ہے مجھے بھی صحرا میں رہنے کا شوق ہے تم پھر آنا فرامرز نے کہا کہ خدا پرستوں میں جا کر کوئی ان کے دام سے نکلتا ہی نہیں ہے اگر تمکو میرا پاس ہے تو اسی وقت میرے ساتھ چل چلو ملکہ نے کہا اس میں رسوائی ہوگی فرامرز نے کہا رسوائی بھی نہوگی کام بھی نکل آئے گا میں مشہور کر دوں گا کہ ملکہ کی طبیعت فقیر کی طرف مائل ہوئی انھوں نے درویش کی مریدی اختیار کی ملکہ نے کہا کہ میری وجہ سے درویش پر بھی آفت آئے گی فرامرز نے کہا کہ درویش سے کیا مجال ہے کسی کی کہ کرسکے وہ عجب باکمال شخص ہیں تم نے ابھی ان کی کرامتیں دیکھی نہیں ہیں ملکہ بھی سوچی کہ سچ تو کہتا ہے جب لشکر میں پہونچ گئی تو میری نگرانی کامل طور سے ہوگی پھر نکلنا میرا دشوار ہوگا اب چلے ہی چلنا صلاح ہے بس ملکہ نے کہا کہ اگر چلنا ہے تو جلد نکل چلو ورنہ پھر محال ہوگا فرامرز اٹھ کھڑا ہوا سواری منگا کر ملکہ کو سوار کیا چند سہیلیاں ساتھ ہو لیں اور بعضی ٹل گئیں کہ ہم تو نہ جائیں گے اس میں ہمارے واسطے بدنامی ہے فرامرز ثانی ملکہ کو لیکے روانہ ہو گیا اور شام کو درویش کی خدمت میں پہونچ گیا اور عرض کی کہ شاہزادی بردوان آپ کی مرید ہونے کے واسطے آئی ہے درویش حیران ہوئے کہ شاہزادی بردوان کجا اور میں کجا پوچھا کہ صاف صاف بیان کرو مجھے کیا جانے فرامرز نے کہا کہ کون ایسا ہے جو حضور سے واقف نہیں اس کا حسن عقیدت لے آیا ہے فرمایا تم سے کس طرح ملاقات ہوئی فرامرز نے مفصل کیفیت بیان کی کہ مجھسے شکار پر اس طرح سامنا ہوا میں نے آپ کی تعریف کی اس کو اشتیاق پیدا ہوا چلی آئی اور اب کہتی ہے کہ میں ہمیشہ درویش کی خدمتگذاری میں بسر کروں گی میں نے سلطنت اور حکومت سے ہاتھ اٹھایا درویش نے فرمایا کہ لاؤ اسے فرامرز نے محافہ ملکہ کا سامنے طلب کیا ملکہ آئی اور محافے سے اتری درویش کو مودب ہو کے سلام کیا درویش نے دست شفقت پشت پر رکھا اور پوچھا کہ بچہ تو کیوں آئی ہے کسی کے جبر سے یا اپنی خوشی سے اگر تجھے کوئی جبر سے لایا ہو تو جہاں تو کہے میں حفاظت سے بھجوا دوں ملکہ نے عرض کی کہ یہ کنیز اپنی خوشی سے آئی میں تنہا تو تھی نہیں کہ کوئی مجھپر جبر کرسکتا فوج لشکر سب کچھ میرے ساتھ تھا میں خود آئی ہوں درویش سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے ان دونوں میں دلی تعلق پیدا ہو گیا فرمایا کہ خیر اگر آگئی ہو تو رہو اور فرامرز سے کہا کہ خبردار ابھی ہاتھ بھی اس کو نہ لگانا سوا دیکھو آنے کے ان کو خیال ہوا کہ مبادا صاحبقران یا کسی عزیز صاحبقران کی منظور نظر ہو تو برا ہوگا یہ لشکر سے لے تو آیا ہے جس وقت صاحبقران کو معلوم ہوگا تو قیامت بپا ہوگی اور درویش نے پہرہ عیاروں اور سرداروں کا گرد خیمہ ملکہ سمان بیج ابرو کے معین کر دیا اب فرامرز کسی کسی وقت جاتا ہے اور ملکہ کو دیکھ آتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھئے وہ کونسا دن ہوتا ہے کہ وصل سے اس کے کامیابی ہوگی لیکن اب ادھر کا حال سنیے کہ صاحبقران عالیشان جو خیمہ میں ملکہ محبوب سیتمن کے تشریف لائے تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہوئی کچھ تصویریں الٹ پلٹ کر رہی ہے صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے ملکہ کیا دیکھ رہی ہو کہا آپ بھی دیکھئے یہ تصویریں میرے عزیزوں کی ہیں امیر تصویریں دیکھنے لگے ملکہ بتاتی جاتی ہے کہ یہ میری پھوپی کی تصویر ہے یہ بہن کی تصویر یہاں تک کہ تصویر ملکہ سمان بیج ابرو کی بھی سامنے آگئی ملکہ نے کہا کہ یہ اسی بہن کی تصویر ہے جو میرے دیکھنے کو آنے والی ہے صاحبقران نے جو اس تصویر کو دیکھا تو بشرے پر شوخی پائی گئی فرمایا کہ اے ملکہ اس کے تیور سے میں مجھے یہ نہایت چالاک معلوم ہوتی ہے پشت پر صاحبقران کے طیفور بادپیکر و عیاران کا کھڑا ہوا تھا اس کی نظر بھی پڑی اس کو نہایت پسند آئی کہا یا صاحبقران آپ سچ فرماتے ہیں یہ تو عیارہ معلوم ہوتی ہے ملکہ خفا ہوئی کہ تو میری بہن کو عیارہ

بتاتا ہی جیسا آپ مکار ہی ویسے سب کو سمجھتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ برا نہ مانو یہ ہمارا بھائی ہی تم سے رشتہ ہنسی
کا ہی اگر کہا تو کیا کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہی جب امیر تصویرین دیکھ چکے تو کچھ دیر بیٹھے رہی بعد اس کے باہر تشریف لائے
بس طیفور قدمون پر گر پڑا فرمایا کیون کیا کہتے ہو بیان کرو طیفور نے عرض کی کہ آپ تو عقد کر چکے اور وصل سے
بھی ملکہ محبوب سیمتن کے کامیاب ہو چکے سمان بیج ابرو کو مجھے دیدیجے فرمایا کہ اسے آنے تو دو اگر وہ تم سے رضامند
ہوگی تو مین ضرور تمہارا عقد اس کے ساتھ کر دون گا طیفور یہ اقرار لے کر روانہ ہوگیا اس کے تو دل کو لگی ہوئی تھی
ہرکارون کو روانہ کر دیا کہ دیکھو ملکہ کہان تک آئی ہی یہان صاحبقران نے فرمایا کہ خضران کا بھی کہین پتہ ہی لوگون
نے عرض کی کہ جب وقت آپ درخت کو اکھاڑ کر خندق مین پھاندے تھے اسی وقت سے خضران بھی غائب ہین ہم
سمجھے تھے کہ وہ آپ کے ساتھ ہون گے فرمایا کہ مجھسے اور خضران سے پھر ملاقات نہوئی خدا جانے وہ کہان ہی
صاحبقران ثالث اس کو میرے پاس چھوڑ گئے تھے مجھے یہ تشویش ہی کہ اگر خضران کا پتہ نہ ملا تو مین جب وقت خانہ
کعبہ جاؤن گا تو ان کو کیا منہ دکھاؤن گا طیفور واپس آگیا تھا اس نے عرض کی کہ یا امیر آپ بھی کن خیالون مین ہین
وہ ایک چوٹا مکار تھا مال و اسباب میرا لے کے بھاگ گیا آپ کے سامنے زنبیل و گلیم و دیو جامہ تمام تبرکات مجھے دینے
کا وعدہ کیا تھا اسے یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر یہان رہون گا یا امیر سے اطلاع کرکے جاؤن گا تو یہ چیزین دینا پڑین گی
اس سبب سے وہ چپکے سے چلا گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ایسا کیا تو برا کیا اتنے مین ہرکارون نے آکر طیفور کو خبر
دی کہ ملکہ آ ئی ہی کوس بھر پر اتری ہی لوگ اس کے واسطے اطلاع کے آرہے ہین جب یہان سے لوگ پیشوائی کو جائین گے
تو وہ آئین گی یہ سنکے طیفور اسی وقت روانہ ہوگیا کہ مین دیکھون تو صورت ملکہ کی کیسی ہی راستے مین لوگ بھی آتے
ہوئے ملے اب اسے یہ خیال ہوا کہ شاید صاحبقران مجھے بھی استقبال کو بھیجین تو چپکے دیکھنے سے ظاہر بظاہر دیکھنا بہتر ہی
یہ سوچ کے یہ پھر پلٹا یہان سوار آپہونچے اور اجلال دشمن مال کے خیمہ دریافت کرکے عرض کی کہ بھائی آپ کی تشریف
لائی ہین اجلال نے صاحبقران سے عرض کی کہ ملکہ آگئی ہی فرمایا جس جس کو تم کہو مین واسطے استقبال کے روانہ
کرون عرض کی کہ حضور جسے مناسب جانین ابھی زیادہ اکرام کی ضرورت نہین ہی اس لئے کہ وہ مسلمان بھی تو نہین ہی فرمایا
خیر شہریار شیر دل فرزند فلطان شاہ دردگوش کو برائے استقبال بھیجدو طیفور نے حکم صاحبقران کا شہریار شیر دل کو پہونچایا
شہریار شیر دل اسی وقت دس گیارہ سو جوان اپنے ساتھ لے کر برائے استقبال روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ قزاق ملکہ
کو لے کے راہی بھی ہو چکا تھا اس نے سوارون کو ادھر ادھر دوڑایا کہین پتہ نہ ملا آخر ان لوگون سے پوچھا جو ملکہ کے
ساتھ آئے ہوئے تھے کہ تم نے ملکہ کی حفاظت نہ کی آخر ملکہ کہان گئی صاحبقران کو کیا جواب دو گے ان لوگون نے آکر خواصون
سے پوچھا خواصون نے سارا ماجرا بیان کیا کہ ایک شخص نے آکر آہو کو صید کیا ملکہ کے خیمے مین آکے بیٹھا کباب لگائے آپ
بھی کھائے ملکہ کو بھی کھلائے ملکہ اسی کے ساتھ چلی گئین سنا ہی کہ وہ کسی فقیر کا مرید ہی اس نے خود ہی ملکہ سے بیان کیا تھا
کہ مین درویش امیر شامی کا مرید ہون درویش یہان سے تین کوس پر دامن کوہ مین اترے ہوئے ہین یہ سنکے شہریار
شیر دل وہان سے پلٹا اور آکر خدمت مین صاحبقران والا شان کے سارا ماجرا عرض کیا اجلال دشمن جالع تو سبب
شرم کے غرق غرق ہوگیا لیکن صاحبقران کو نہایت غصہ آیا کہ اب فقیر کے چیلون کی جسارت اسقدر بڑہی کہ شاہزادیون کو
بہکاکے لے جاتے ہین اسی وقت امیر نے جام رکھوایا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہی کہ جائے اور فقیر کو سزائے مقتول دیکر
ملکہ کو فقیر سے چھین لائے بس یہ سنتے ہی شہریار شیر دل اپنے دلگل سے کود پڑا اور عرض کی کہ غلام ہی اس خدمت
کو بجا لائے گا ورنہ لوگ کہین گے کہ یہ خیال جلوسی تھا کہ استقبال کو گیا اور جب موقع جنگ و جدال کا آیا تو بیٹھ رہا فرمایا
صاحبقران نے کہ بہتر تمھین جاؤ شہریار شیر دل نے جام پیا سپر شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر سے
چالیس ہزار سواران صف شکن کو ساتھ لیا اور جانب کوہ روانہ ہوا طیفور کے تو دل کو لگی ہوئی تھی جیسے اس نے

سنا تھا کہ ملکہ کو فقیر کا چیلا لے گیا دل اس کا بیتاب تھا کہ غضب ہوا ایسا نہو عقد اُس کا ملکہ کے ساتھ ہو جائے تو پھر کچھ قابو نہ چلے گا ادھر اس نے یہ دیکھا کہ نہر بر شیر دل چلا ہے یہ مہم سخت اس سے سر ہوتی معلوم نہیں ہوتی اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہے امیر سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں میں نے سنا ہے کہ وہ فقیر مکاری اور جعلسازی میں یکتا ہے ایسا نہو ملکہ کو کہیں غائب کر دے اور نہر بر شیر دل سے انکار کر جائے کہ ملکہ یہاں نہیں ہے تو اس کو سوا چلے آنے کے اور کچھ نہ بن پڑے گا فرمایا صاحبقران نے کہ جاؤ تمہیں اختیار ہے بس طیفور بھی وہاں سے روانہ ہوا ایک گھنٹہ کے عرصہ میں نہر بر شیر دل مع طیفور بادیہ گرد گیا لشکر کو اپنے زیر کوہ اتارا اور طیفور کو ساتھ لے کر جانب بارگاہ درویش امیر شامی روانہ ہوا وہاں ہرکاروں نے خبر امیر شامی کو دی کہ ایک سردار اور ایک عیار لشکر اسلام سے آیا ہے فرمایا آنے دو جس وقت طیفور اور نہر بر شیر دل دونوں پہونچے انھوں نے سلام کیا درویش نے دعا دی اور پوچھا کہ کچھ کس سبب سے آنا ہوا ان دونوں نے کہا کہ تمہارا ایک چیلا امیر کی سالی کو بھگا لایا ہے ہم اس لئے آئے ہیں کہ اُس کو اس حرکت کی سزا دیں اور ملکہ کو لے جائیں درویش نے کہا کیا امیر نے کسی بازاری عورت سے عقد کیا ہے کہ بہنیں اُس کی بھاگتی پھرتی ہیں اگر ایسا بھی ہے تو مثل مشہور ہے کہ بھاگتے کا پیچھا نہ کرے اُسے خود ہی وہاں رہنا منظور نہو گا جبھی تو بھاگ کے چلی آئی نہر بر شیر دل نے کہا کہ اے فقیر بہتر یہ ہے کہ زبان درازی سے باز آ امیر نے بادشاہ شہر اعلالیہ کی دختر سے عقد کیا ہے اُس کی پھوپی زاد بہن اُس کے دیکھنے کو آئی تھی راستے سے فرامرز اُسے لے آیا ہے بہتر یہ ہے ابھی سوار کر دو ورنہ ملکہ کے ساتھ تمہارا اور فرامرز کا سر بھی خدمت امیر با توقیر میں جائے گا درویش نے کہا کہ بابا خفا نہو غصہ نہ کرو ملکہ کو ابھی بلائے بھیجتا ہوں اور تم خود اُس سے پوچھو اگر فرامرز جبر سے لایا ہوگا تو ضرور ہی معلوم ہو جائے گا تم ملکہ کو اپنے ساتھ لے جانا اور اگر ملکہ نے تمہارے ساتھ جانا قبول نہ کیا تو میں ہرگز نہ لے جانے دونگا نہر بر شیر دل نے کہا کہ ملکہ خوشی سے جائے گی تو اور جبر سے جائے گی تو ہم لے ضرور جائیں گے چھوڑیں گے نہیں کہ امیر سے وعدہ کر کے آئے ہیں درویش نے کہا کہ اگر جبر سے لیجانا ہے تو طبل جنگ بجواؤ جس کی تلوار میں زور ہوگا ملکہ اُسی کی ہو کے رہے گی یہ سنکے نہر بر شیر دل پلٹ کے اپنے لشکر میں آیا اور حکم دیا اس نے کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر درویش کو ہوئی درویش نے فرامرز کو بلا کے کہا کہ کل تمہارے جوہر دیکھنا ہے یہ صاحبقران کا سردار ملکہ کو لینے آیا ہے جس وقت میدان میں تمہارا اور حریف کا سامنا ہو تو ایک اقرار لے لینا وہ یہ کہ ہم اگر زیر ہوں گے تو خدا پرست ہونے کے علاوہ اطاعت صاحبقران کریں گے اور تم زیر ہوگے تو تم کو درویش کا مرید ہونا پڑے گا فرامرز نے کہا کہ جو حکم ہوگا میں بجا لاؤں گا اور خدا نے چاہا تو اس جوان کو باندھ لے آؤں گا فرمایا ہاں مجھے بھی یقین ہے اس نے آکر ملکہ سے کہا کہ تمہارے لینے کو صاحبقران کی طرف سے ایک جوان آیا ہے کل ہمارے اُس کے مقابلہ ہوگا ملکہ نے کہا یہ کونسا ظلم ہے تم جا کے کہدو صاحبقران خود آکے دریافت کر لیں کہ ملکہ اپنی خوشی سے یہاں آئی ہے لڑنے بھڑنے سے کیا فائدہ اگر مجھے کوئی جبر لیجائے گا تو میں اپنی جان دیدوں گی فرامرز نے کہا اے ملکہ اطمینان رکھو میں اولاد رستم سے ہوں سوا اولاد صاحبقران کے دوسرا شخص میری پشت زمین کو نہیں لگا سکتا ہے تم دیکھنا کل باندھ لاؤں گا اس سردار کو یہ کہکے اپنے خیمہ میں جا کر یہ تو سو رہا لیکن ملکہ تمام رات دعائیں مانگا کی جب صبح ہوئی تو نہر بر شیر دل اپنے لشکر کو لے کر میدان میں آیا اور صفیں باندھ کر کھڑا ہوا یہاں درویش بھی اپنے تخت کو اڑا کر میدان میں آئے پشت پر تمام فوج پرے جما کے کھڑی ہوئی اور فرامرز پایہ تخت تھامے ہوئے میدان میں آیا اُس طرف نہر بر شیر دل کو غصہ تھا میدان تیار ہوتے ہی اُس نے مرکب کو تازیانہ مارا گھوڑا بے چین ہو کر میدان میں آیا اور نہر بر شیر دل نے نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کئے دیر تک سلح شوری کرتا رہا جس وقت سراپا میدان کو دکھا کر پسینے میں غرق ہو لیا تو ایک مقام پر ٹھہر کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ او درویش بھیج کسی کو میرے مقابلہ کے لئے فرامرز

نے درویش کی صورت دیکھی درویش نے کہا بسم اللہ اس نے سلام کیا اور مرکب کی چھل بل دکھاتا ہوا میدان مین آیا ہزبر نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر فرامرز کے وار کیا فرامرز نے نیزہ اس کا اپنے نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ ایک ہالہ بندھ گیا بس ایک مقام پر نیزے سے نیزے کو لپیٹ کے جو جھٹکا مارا صاف نیزہ ہاتھ سے ہزبر شیر دل کے نکل گیا درویش نے تعریف کی اس نے پلٹ کے سلام کیا اور ہزبر عرق خجالت مین غرق ہوگیا بس گھسیٹ کے تیغہ آبدار سر پر فرامرز کے وار کیا اس نے آتے آتے تلوار کو خیال مین کرکے جھٹکی دی کہ تلوار پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اب کے چلنے لگے مرکب بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کئے کشتی ہونے لگی لشکر دونون طرف کے قریب آگئے درویش نے بھی پاس سے آکے دیکھا تو فرامرز کو چھایا ہوا پایا یہ تو اتنا کہکے چلے گئے کہ لے فرامرز تو آج شام تک مین اسے زیر کرلے گا مین اب جاتا ہون کہ عبادت مین حرج ہوگا یہ کہکر درویش تو چلے گئے فرامرز کا دل اور بھی بہاڑ ہوگیا کہ اب مین ضرور فتحیاب ہون گا لیکن ہزبر شیر دل کو غصہ آیا اور یہ اور زور شور سے لڑنے لگا ہر مرتبہ چاہتا تھا کہ فرامرز کو اٹھالون لیکن فرامرز جہان لنگر قائم کردیتا تھا جگہ نچھوڑتا تھا خوب کے چلے زور کشاکش کے ہوتے ہوتے یہان تک کہ کڑیان زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گرگئین دوپہر تک تو ہزبر شیر دل نے برابر سے فرامرز کو جواب دیے کہ اگر وہ دس قدم دوڑا لے گیا تو یہ بھی دس قدم دوڑائے گیا لیکن بعد دوپہر کے اب یہ نوبت آئی کہ اگر یہ دس قدم دوڑائے جاتا تھا تو ہزبر بمشکل آٹھ قدم تک لے جاتا تھا تین پہر گذرنے کے بعد اب تو سانس پھول گئی اور ہزبر شیر دل بیچ بیچ کے لڑنے لگے قریب شام فرامرز نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کرکے آواز دی کہ کیا کہتا ہے اپنے قول پر قائم ہے یا نہین ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے جوان بیشک مین تجھسے زیر ہوگیا اب مجھے تیری اطاعت مین عذر نہین ہے خدا پرست تو ہم تم دونون ہین رہی درویش کی مریدی اس مین بھی مجھے عذر نہوگا فرامرز نے چھوڑ دیا اس نے اپنی فوج سے کہا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ ادھر آئے اور جسے میرا ساتھ دینا نہو وہ چلا جائے فوج نے کہا کہ ہم ملازم ہین آپ کے ہمین کیا عذر ہوسکتا ہے جہان آپ وہان ہم یہ سبکے سب ہزبر شیر دل کے ساتھ لشکر فرامرز مین شامل ہوگئے فرامرز ہزبر شیر دل کو اپنے ساتھ لئے ہوئے درویش کی خدمت مین آیا درویش نہایت خوش ہوئے اور ہزبر کو بھی پیالہ پلاکے اپنا مرید کیا یہ رنگ دیکھکر طیفور بادپر عیار صاحبقران نہایت پریشان ہوا اور یہ سوچا کہ اب خالی واپس جانا تو اچھا نہین صاحبقران مجھسے وعدہ کرچکے ہین کہ مین عقد تیرا اسمان گنج ابرو کے ساتھ کردون گا ہزبر شیر دل زیر ہوگیا اب عیاری کرنا چاہیئے بغیر اس کے ملکہ کا ہاتھ آنا دشوار ہے بس یہ بھی درویش کی خدمت مین آیا سلام کیا درویش نے کہا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ مین شاہ عیاران عیار صاحبقران ہون درویش نے کہا کہ ہم نے تو خضران کو شاہ عیاران سنا تھا یہ تم کیسے شاہ عیاران بن گئے طیفور نے کہا کہ خضران جبتک بدیع الملک کے ساتھ تھے اسوقت تک شاہ عیاران تھے اب صاحبقران رابع کا زمانہ ہے اب مین شاہ عیاران ہون اس لئے کہ صاحبقران کا عیار ہون درویش نے کہا کہ خضران کہان ہین طیفور نے کہا کہ اس نے تمام اسباب میرا چرایا اور خانہ کعبہ چلا گیا وہ جانتا تھا کہ جتنے تبرکات بزرگون کے ہین یہ مجھسے لیگا اور خضران کو دینا منظور نہ تھا اب انشاءاللہ خانہ کعبہ جاکر وہین اگر خضران سے اسباب عیاری نہ لیا تو نام اپنا طیفور نہ پایا کہ اب ان تبرکات اور بانہاے عیاری کا مستحق مین ہون درویش نے کہا کہ اگر تمہین یہ دعوے ہے کہ مین عیار صاحبقران زمان ہون اس بنیاد پر بانہاے عیاری کا مستحق ہون تو یہ خیال عبث ہے شاہ عیاران وہ ہوسکتا ہے جو فن عیاری مین سب عیارون پر فوق رکھتا ہو اگر تم سے اور خضران سے مقابلہ ہو تو تم خضران پر غالب بھی آسکتے ہو طیفور نے کہا کہ مین جب چاہون خضران کو پکڑ لون درویش نے کہا کہ اگر ایسے ہو تو بیشک تم شاہ عیاران ہو لیکن مشکل ہے اس لئے کہ خضران علاوہ اس کے کہ پوتا ہے عمرو اول کا اور بیٹا عمرو ثانی کا ہے فن عیاری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہے اور مرد جہان دیدہ ہے اس نے زمانہ

صاحبقران ہمی کا دیکھا پھر صاحبقران ثانی کے ساتھ رہا اور بڑے بڑے معرکے جھیلے ہیں اب صاحبقران رابع کے پاس تھا اس زمانہ میں بھی سنا ہی کہ اس نے بڑی بڑی عیاریاں کیں طیفور نے کہا کہ میں نے ایسی ایسی عیاریاں کیں کہ حضرت ان کے جی چھوڑوا دیے بعد اس گفتگو کے درویش نے کہا کہ عیار صاحبقران سے کہدینا کہ بہتر یہ ہی کہ آگر ہمارا پالہ پہنچے نہیں تو جس طرح شہزادہ شیر دل زیر ہوا ہی یہی حالت سب کی ہوگی طیفور نے ہنس کے کہا کہ اے درویش ابھی تو نے دیکھا نہیں ہی کہ لشکر صاحبقران میں کیسے کیسے سردار ہیں شہزادہ شیر دل کی حقیقت کیا ہی ایک دن آپ کے فرامرز صاحب اسی طرح بندھے ہوئے چلے جائیں گے جس طرح وہ آج خوشی خوشی شہزادہ شیر دل کو باندھ لائے ہیں فرمایا کہ تو نے ابھی میرے کشف و کرامات نہیں دیکھے ہیں ورنہ اس طرح کی باتیں نکرتا میں چاہوں تو ایک طفل سے پہلوانان صاحبقران کو زیر کرالوں غرض کہ طیفور درویش سے رخصت ہو کر صحرا میں آیا اور اس نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی ایک بڑھیا کی بنائی بال مثل روئی کے منہ میں کوئی دانت نہیں کوئی نوے برس کا سن معلوم ہوتا تھا لٹھیا ٹیکتا ہوا ملکہ کا خیمہ تلاش کرتا ہوا چلا یہاں تک کہ جاتے جاتے اس مقام پر پہونچا جہاں ملکہ کا خیمہ تھا چونکہ ملکہ کو صحرائیت زیادہ پسند ہی بنا برایں کے اس نے درویش سے اجازت لے کر خیمہ اپنا لشکر سے علیحدہ برپا کیا ہی پہرہ حبشنوں اور ترکنوں کا موجود ہی کوئی مرد اس طرف نہیں آنے پاتا ہی ملکہ خیمہ میں بیٹھی ہوئی تھی اس کا جی گھبرایا دروازہ خیمہ پر آکے ٹہلنے لگی کہ ایک مرتبہ دیکھا اس نے کہ ایک بڑھیا لٹھیا ٹیکتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہی بال اس کے اندھی سے بگے ہوئے سر ہلتا ہوا کمر جھکی ہوئی جیسے ہی قریب ملکہ کے پہونچی سلام کیا پھر چٹر چٹر بلائیں لے کے کہنے لگی کہ قربان جاؤں آپ کی صورت میرے مالک سے کس قدر مشابہ ہی ملکہ نے فرمایا کہ کون تمہاری مالک بڑھیا نے کہا یہاں سے قریب ایک قصبہ ہی وہاں کے رئیس کی بیٹی پاس میں کہانی کہنے میں نوکر ہوں اُن سے آپ کی صورت بہت ملتی ہی یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ کیا تم کہانی خوب کہتی ہو بڑھیا نے کہا اسی کی روٹی کھاتی ہوں ملکہ نے کہا آج ہمیں بھی اپنی کہانی سناؤ اسوقت اکیلے جی بھی گھبرا رہا ہی تم خوب آگئیں بڑھیا نے کہا واری آج نہیں کل سنا دیں گی میں نے بڑی مشکل سے دو روز کی رخصت لی ہی ایک روز میں اپنی بیٹی پاس رہوں گی کہ اسی کے دیکھنے کو اجازت لے کر جاتی ہوں دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر رہوں گی ملکہ نے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کل اپنی بیٹی پاس چلی جانا ہم تمہیں خوش کریں گے انعام دیں گے لیکن آج تمہاری کہانی ضرور سنیں گے بڑھیا نے کہا خیر خوشی آپ کی ملکہ بڑھیا کو ساتھ لیے ہوئے خوابگاہ میں آئی مسہری پر لیٹ رہی اور بڑھیا سے کہا کہ کہانی کہو شاید مجھے نیند آجائے تو چلی نہ جانا یہیں سو رہنا بڑھیا نے عرض کی کہ اس وقت مجھے قصہ محمود شاہ عادل کا یاد آیا ہی اس کو سنئیے اے ملکہ آفاق ایک تھا بادشاہ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ نام اس کا محمود تھا نہایت رحم دل اور عدالت پناہ اور سخی تھا اسی وجہ سے لوگ اس کو محمود شاہ عادل کہتے تھے بعد نوشیروان کے ایسا عدل آج تک کسی نے نہیں کیا ہے شہر آباد تھا رعایا شاد ہر طرف اقبال کی تھی بامراد مسرور فکر و غم نہ تھا کوئی رنج و غم دل الم نہ تھا کوئی ایک روز اس نے سنا کہ وزیر کی دختر نہایت نیک سیرت اور خوبصورت ہی اس کو عقد کی خواہش ہوئی وزیر کو بلایا جب وزیر سامنے آیا تو اس سے ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں تمہاری دختر سے عقد کروں تمہیں منظور ہی وزیر بھی عاقل و دانا تھا سوچا کہ اگر میں اقرار کئے لیتا ہوں اور دختر کو میری شادی کے نام سے نفرت ہی اس نے انکار کیا تو بادشاہ کے سامنے جھوٹا ہونا پڑے گا یا جبر عقد کر دینا ہوگا ایسا عقد نہ تو جائز ہوگا جو جبر کیا جائے نہ اس عقد کی خوشی ہوگی بادشاہ سے عرض کی کہ میرا تو افتخار ہی کہ اس کو حضور کی کنیزی میں دوں آخر ایک روز عقد کرنا ضرور ہی پھر آپ سے بہتر کون ملے گا لیکن اے شہریار مثل مشہور ہی کہ ہاتھیوں سے گنے کھانا اچھا نہیں ہوتا پیوند سے پیوند ملتا ہی کمخواب میں کمخواب کا پیوند زیب ہوتا ہی گاڑھے میں گاڑھے کا پیوند اچھا معلوم ہوتا ہی مخمل میں بوریے کا پیوند کبھی زیب نہ دے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر یہ خیالات خام ہیں اس لئے کہ سب اولاد آدم ہیں یہ اپنی اپنی قسمت ہی کہ کوئی شاہ ہوا کوئی فقیر کوئی غریب ہوا کوئی امیر کوئی حاکم ہوا کوئی محکوم ہم تم سب برابر ہیں اسوقت

وزیر نے عرض کی کہ مین دختر سے بھی پوچھ لون تو عرض کرون اس لئے کہ وہ بالغہ ہو اب بغیر اُس کی رضامندی کے
عقد صحیح نہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہو وزیر وہان سے اپنے مکان مین آیا دختر کو اپنے سامنے بلایا
جب وہ حور خصال پری جمال سامنے آئی تو وزیر نے کہا کہ اے نور نظر اے پارۂ جگر اقبال تیرا یاور ہوا ستارۂ قسمت تیرا چمکا
کہ بادشاہ نے تیری خواہش ظاہر کی ہو میرا ارادہ ہو کہ عقد تیرا کردون یہ معاملہ نازک ہو اگرچہ عورتین اپنی زبان سے نہین
کہتی ہین لیکن اس مقدمہ مین شرم نہ چاہیئے اس لئے کہ جب بیٹیان سن تمیز کو پہونچے اور نیک و بد سمجھنے کے قابل ہوگئے
پھر بغیر اُن کی رضامندی کے شادی کردینا جائز نہین اس کا مجھ کے جواب دو حجاب نکرو کہ تمکو زندگی بھر نباہنا ہو وزیرزادی
شرما کے اپنے مقام پر چلی آئی اور قلم دوات لے کر یہ تحریر کیا کہ مجھے دنیا کے تعلق پسند نہین ہین چاہتی ہون کہ یہ چندروزہ
زندگی عبادت خدا مین بسر کرون دو روز کے عیش و آرام حشمت و جاہ سے کیا حاصل خوشی میری ہرگز نہین کہ شادی
میری کسی کے ساتھ کی جائے اور جبر کا علاج نہین اگر مین کسی وقت مین بھی شادی کو منظور کرونگی تو سوا بادشاہ کے
دوسرے کے ساتھ نہ کیجئے گا مجھے بادشاہ سے انکار نہین ہو بلکہ شادی ہی سے انکار ہو یہ جواب لکھ کے بھیجدیا وزیر اس
کاغذ کو لئے ہوئے خدمت مین محمود شاہ طولی کے آیا اور یہ دختر کے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دکھایا بادشاہ اس عاقلانہ
جواب کو دیکھ کے چپ ہوگیا وزیر سے کہا کہ مین اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لئے تمہاری دختر پاکدامن پر جبر کرنا پسند
نہین کرتا اگر اُسے نہین منظور ہو نہ سہی خدا اُسے نیک توفیق عطا کرے اور وہ عصمت داری کے ساتھ عبادت خدا ہی مین اپنی
زندگی بسر کرے یہ کہکر خاموش ہو رہا بادشاہ کی رعایا مین سے ایک سوداگر تھا کہ وہ اُسوقت مین ملک التجار تھا بہت سے
جہاز اُس کے تھے ہر شہر سے بیوپار رکھتا یدم ہا روپے کا آدمی تھا اور اُس کا ایک فرزند تھا مگر نہایت حسین اور نوجوان
حافظ قرآن وہ شام کو مسجد جامع مین جایا کرتا تھا اور وہان سے بعد فراغ عبادت وزیر کے مکان کی طرف سے آیا کرتا
تھا وہی راستہ اس کے مکان کا تھا اور راستہ بھر تلاوت قرآن کی خوش الحانی کے ساتھ کرتا تھا ایکبار وزیرزادی
اپنے برآمدے پر کھڑی تھی اس کے کان مین آواز جو پہونچی یہ ایسی محو ہوئی کہ سامنے سے ہٹنے کا بھی اس کو خیال
نرہا سورۂ اخلاص کی تلاوت نے خلوص پیدا کر دیا محو ہوگئی سوداگر بچے کی نظر وزیرزادی پر پڑگئی شب ماہ
تھی دیکھتے ہی سوداگر بچہ محو ہوگیا تلاوت موقوف کی مصحف رخ کی زیارت مین محو ہوگیا جب آواز تلاوت موقوف
ہوئی تو وزیرزادی کو خیال آیا کہ مین ایک نامحرم کے سامنے کھڑی ہون اس نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا سوداگر بچے
نے کہا اے حور جنت جلوہ دکھا کے منہ چھپایا کیسا مشتاق کرکے ہٹ جانا ہے ؎ جمال تونے دکھا کر بگاڑ دی عادت
یہ آنکھین اب نرہین انتظار کے قابل ، وزیرزادی کو بھی یہ خیال آیا کہ جب یہ مجھے دیکھ چکا تو جیسے ایکبار دیکھا ویسے
ہزار بار اس نے سامنے آکے کہا کہ اے جوان مین تیرے لحن داؤدی مین ایسی محو ہوئی کہ مجھے تن بدن کا ہوش
نرہا اگر مین پہلے سے ہٹ جاتی تو مجھے تو کیون دیکھتا اس مین سوا میرے تیری خطا نہین ہو اگر تو مجھے دیکھنا چاہتا ہو
تو یا کبازی اختیار کر کہ نہ مین گنہگار رہون نہ تو گنہگار رہو تو روز آیا کر مجھے قرآن کا سبق پڑھایا کر اور جب مجھے سبق یاد ہو جائے
تو اپنے گھر چلا جایا کر لیکن اس طرح کہ میری رسوائی نہونے پائے تجھپر بھی کوئی آفت نہ آئے اس لئے کہ وزیر کی دختر
بادشاہ کی منظور نظر ہون اگر یہ حال کھلجائے گا تو تجھپر بھی عتاب آئے گا اور تو بھی مارا جائے گا سوداگر بچے نے کہا
کہ اے وزیرزادی مجھے آپ کا ارشاد بدل منظور ہو کور ہون وہ آنکھین جو آپ کو کسی اور نظر سے دیکھین مین بھی
احکام الٰہی کا پابند ہون شب و روز عبادت سے کام ہو ورنہ خدا نے دولت مجھے بھی بہت عطا کی ہو اگر اہل دنیا
کی طرح عیش پسند ہوتا تو کمی کس بات کی تھی مین قسم کھاتا ہون اسی کلام الٰہی کی جس کی تلاوت کیا کرتا ہون
کہ مین آپ کو ہاتھ بھی نہ لگاؤن گا سبق پڑھاؤن گا اور اپنے گھر چلا جاؤن گا وزیرزادی نے کمند لٹکا دی سوداگر بچہ
اُسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا وزیرزادی اپنے کمرے مین آئی اور سامنے شمع کافوری کے کلام مجید لیکر

بیٹھ گئی سوداگر بچے نے سبق پڑھایا اور اپنے گھر چلا آیا اُس روز سے ورد ہوگیا کہ سوداگر بچہ جب مسجد سے پلٹ کے آتا تھا تو کمند کے ذریعے سے کوٹھے پر جاتا تھا کچھ دیر کی صحبت رہتی تھی وزیرزادی قرآن پڑھا کرتی تھی اور سوداگر بچہ صورت دیکھا کرتا تھا جتنا وقت معین ہوگیا تھا اُتنی دیر بیٹھتا تھا اُس کے بعد اپنے گھر چلا آتا تھا دونوں کی محبت یوماً فیوماً ترقی کرتی گئی تھی یہ تو اس رنگ میں تھے اب بادشاہ کا حال سنئے کہ اس کا یہ ورد تھا کہ روز بھیس بدل کر شہر میں نکلتا تھا حالات شہر کے خفیہ طور پر دریافت کیا کرتا تھا اور اپنی تحقیق کے موافق مقدمات فیصل کرتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ بادشاہ کو الہام ہوتا ہے کہ کوئی بات اس پر پوشیدہ نہیں رہتی ہے ایک روز بادشاہ پیادہ کی صورت بنا ہوا وزیر کے مکان کی طرف سے گذر رہا تھا اور سوداگر بچہ اپنے گھر جانے کے لئے کوٹھے سے اُتر رہا تھا بادشاہ یہ دیکھ کر چپ رہا جیسے ہی سوداگر بچہ کوٹھے سے نیچے اُترا اور اپنے مکان کی طرف چلا بادشاہ نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تو کون ہے بس رنگ سوداگر بچہ کا فق ہوگیا اگر سچ سچ بیان کرتا ہے تو وزیرزادی کی رسوائی ہوتی ہے اس نے اُس اضطراب میں معشوق کی بدنامی کو بچایا کہا کہ میں چور ہوں وزیر کے گھر چوری کرنے گیا تھا موقع نہ پایا جاگ ہوگئی پلٹ آیا بادشاہ جو پیادہ بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ کیا تو نہیں واقف کہ زمانہ کس بادشاہ کا ہے جس نے چوری کی سزا موت معین کی ہے اس نے کہا میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن اپنی خصلت سے مجبور ہوں پیادہ نے کہا کہ کوتوالی چلو صبح کو مقدمہ تمہارا عدالت میں پیش ہوگا اس نے کہا کہ مجھے کیا عذر ہے میں تو جرم کا اقرار ہی کر رہا ہوں لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے اسی رات کے لئے چھوڑ دو صبح کو میں خود کوتوالی میں حاضر ہو جاؤں گا پیادہ نے کہا چور کا اعتبار کیونکر ہو اس نے کہا کہ میں ضامن دیتا ہوں پیادے نے کہا کہ چور کی کون ضمانت کرے گا سوداگر بچے نے کہا کہ بابا میرا میری ضمانت کرے گا اس لئے کہ ملک التجار ہے اور میں اُس کا اکلوتا بیٹا ہوں پیادہ نے کہا چلو اگر وہ ضمانت تمہاری کرے گا تو میں تم کو چھوڑ بھی دوں گا سوداگر بچہ پیادے کو لئے ہوئے اپنے مکان پر آیا پیادہ نے دربانوں سے کہا کہ سوداگر صاحب سے کہو کہ آپ کا لڑکا گرفتار ہوا ہے باہر آئیے سوداگر سو رہا تھا محلدار نے جا کر جگایا اور پیام سنایا سوداگر گھبرایا ہوا باہر آیا کہ کس علت میں گرفتار ہوا یہ تو عبادت خدا میں مصروف رہتا تھا آخر جوان تھا کوئی حرکت ہو گئی ہوگی جس وقت آیا اور کوتوالی کے پیادہ کو دیکھا پوچھا کہ تم نے اسے کس علت میں گرفتار کیا ہے پیادہ نے کہا تمھیں پوچھو سوداگر نے بیٹے سے پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میں نے چوری کی تھی سوداگر حیران ہوا کہ یہ ایسی بات کہتا ہے جو عقل میں نہیں آتی پوچھا کہ تو نے چوری کس واسطے کی کیا تو محتاج کا بیٹا تھا سوداگر بچے نے کہا کہ سبب نہ پوچھئے یہی جی میں آگئی کہ جب مال سہولت سے ملے تو محنت کون کرے سوداگر نے کہا کہ اگرچہ تو میرا اکلوتا بیٹا ہے اور سوا تیرے میرا کوئی نہیں لیکن میں چور کا شریک نہیں میں ہرگز تیری ضمانت نہ کروں گا اُس وقت یہ نہایت مایوس ہوا اور کوتوالی کے پیادہ نے کہا کہ لے اب چلو سوداگر بچہ گردن جھکائے ہوئے اُس کے ساتھ چلا اور سوداگر گھر میں آیا بی بی نے پوچھا خیر تو ہے یہ اس وقت کوتوالی کا پیادہ تمھارے دروازے پر کیوں آیا تھا سوداگر نے سارا واقعہ بیان کیا وہ رونے لگی کہ اب صبح کو میرا بیٹا مار ڈالا جائے گا اور سوداگر کو بھی انتہا کا رنج ایک تو گھر کا چراغ گل ہونے کا صدمہ دوسرے یہ رنج کہ کس بدنامی کے بعد یہ دنیا سے جائے گا جو ابد تک نامہ اعمال کی طرح اُس کے نام کے ہمراہ رہے گی ان دونوں نے یہی مصمم قصد کر لیا کہ ادھر تو توپ کی آواز آئے اُدھر ہم خنجر مار کر جان دیدیں اور سوداگر بچہ جو پیادے کے ساتھ مایوس چلا تو اس نے ایک گلی میں پہنچ کے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں ایک دوست کو اپنے اور پکاروں شاید وہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کر لے پیادہ نے کہا کہ اے شخص یہ تو بتا جس کی ضمانت باپ نے نہ کی اُس کا کون ضامن ہوگا کہا یہ سچ ہے لیکن میرے دل کی ہوس تو نکل جائے گی افسوس تو نہ رہ جائے گا کہ اگر فلاں شخص سے کہتے تو شاید وہ ضمانت کر لیتا پیادہ نے کہا خیر تمھیں اختیار ہے اب پیادے کے ہاتھ میں سوداگر بچے کا ہاتھ ہے دونوں ایک دروازے کے قریب آگئے اور سوداگر بچے نے آواز دی کہ مرزا صاحب اندر سے آواز آئی کون سوداگر بچہ

نے کہا کہ بھائی مین ہون ذرا باہر مکان کے آؤ بڑی ضرورت ہی کہا اچھا لیکن چند منٹ گذر گئے اور وہ شخص بھی گھر سے باہر نہ نکلا تو سوقت پیادہ نے کہا اے نادان بُرے وقت مین کون کس کا ساتھ دیتا ہی جب تیرا باپ تیرا شریک نہوا تو اور کون شریک ہوگا اس نے ایک آواز پھر دی کہ اگر نہین آتے ہو تو خدا حافظ ہمین زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی یہ کہکر پیادہ کے ساتھ آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دروازہ مکان کا کھلا اور آواز آئی کہ مین آپہونچا دیکھا پیادہ نے کہ ایک شخص مسلح ایک رومال ہاتھ مین لئے ہوے گھر سے نکلا اور کہا کہ کیون بھیا خیر تو ہی مجھے معاف کرنا دیر اس وجہ سے ہوئی کہ سوچا نہین معلوم تمنے اسوقت مین مجھکو کس ضرورت سے بلایا ہی کسی دشمن سے سامنا ہی یا روپے کی ضرورت ہی یا عورت کی خواہش ہی لہذا مین تمھارے سامنے ہتھیار لگا ے موجود ہون جسے کہو مار ڈالون اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو یہ دو سو روپیہ میرے پاس موجود ہین اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو مین زیور تمھاری بھاوج کا اُتار لاؤن واللہ اس کے سوا اور کچھ میرے پاس نہین ہی اور اگر عورت کی خواہش ہو تو بیٹی میری موجود ہی چاہے اسے نکاح کر لو چاہے متعہ پیادہ تو حیرت سے منہ دیکھنے لگا اور سوداگر بچہ نے کہا کہ اے دوست صادق میری اتنی خواہش ہی کہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کر لو مین نے چوری کا قصد کیا تھا اس پیادہ نے مجھے گرفتار کیا ہی جانے نہین دیتا ہی اور مجھے ایک شخص سے ملنا ضروری ہی میرے باپ نے بھی میری ضمانت نہین کی یہ سنکے مرزا صاحب نے کہا کہ اے سوداگر بچہ چوری کیسی تم اور چوری کروگے ہرگز مجھے یقین نہین خیر اگر کہین چوری کر کے آتے ہو یا کہین ڈاکہ مارا ہی جو کچھ تم نے کیا ہی مین ضامن ہون پیادہ نے کہا اچھی طرح سمجھ لو اگر یہ بھاگ گیا تو بادشاہ کی گرفت آیا تو اس کی عوض مین تم قتل کیے جاؤگے جانتے ہو کہ محمود شاہ عادل کا زمانہ ہی مرزا صاحب نے کہا کہ ہان ہم سب کچھ جانتے ہین پیادہ نے ہاتھ چھوڑ دیا اور نام مرزا صاحب کا پوچھا مرزا صاحب نے نام بتایا اس نے نام اور پتہ لکھ لیا بظاہر سامنے سے چلا گیا لیکن ایک گوشہ مین چھپ رہا کیونکہ اس کو حقیقت دریافت کرنا منظور تھی کہ اصلیت اس کی کیا ہی یہان مرزا صاحب نے کہا کہ اب تمھارا جہان جی چاہے چلے جاؤ اور خبردار خبردار پلٹ کے نہ آنا کہو تو ایک گھوڑا بھی لا دون یہ ہتھیار میرے لگا لو اور دو سو روپیہ اپنے پاس رکھو رات ہی کسی دوسرے ملک مین جا کے روزگار کی کوئی صورت نکال لو یہان ہم سمجھ لین گے سوداگر بچہ نے کہا کہ تم کیا سمجھ لوگے جواب دیا کہ رات ہی کو محمود شاہ کے محل مین پھاند کے اسے مار ڈالون گا اگر مرون گا تو اسے بھی مار کے مرون گا اور بن پڑا تو نکل آؤن گا سوداگر بچہ نے کہا کہ اے برادر ایسا عادل بادشاہ اور رعایا پرور کاہیکو پیدا ہوگا تم ایک میرے لئے جو اسے کو بھی ہلاکت مین ڈالو اور اسے بھی مارو تو کیا فائدہ ہم ایسے ہزار ہون تو ایسے بادشاہ پہ سے نثار ہین اگر وہ ایسا عدل نکرے تو اس کی سلطنت تمام امن کا ہیکو قائم رہے مرزا صاحب نے کہا کہ اچھا کہو تو اس پیادے ہی کو جا کے مار ڈالون ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہوگا اس کے مر جانے سے تمھاری جان بچ جائیگی سوداگر بچہ نے کہا کہ ہان یہ صورت اس سے تو بہتر ہی لیکن ایک گنہگار کی جان بچانے کو بے گناہ کی جان لینا یہ کس خدا نے کہا ہی اب مجھے اجازت دو تو مین اپنے کام کو جاؤن جس واسطے آپ نے تکلیف دی صبح ہونے سے کچھ پیشتر ہی آجاؤن گا مرزا صاحب نے کہا کہ مین تو یہ کہتا ہون کہ تم نہ آنا لیکن تم [illegible] تو پھر تمھارا اختیار ہی یہ کہکر مرزا صاحب تو گھر مین چلے آئے اور سوداگر بچہ جلدی جلدی [illegible] کی جانب روانہ ہوا محمود شاہ پیادہ جو [illegible] چھپا کھڑا تھا جب اُس نے سوداگر بچے کو جاتے دیکھا یہ بھی پیچھے پیچھے [illegible] لیا [illegible] باتین جو سوداگر بچے سے مرزا نے کی تھین وہ سب بادشاہ نے سنی تھین [illegible] آگے معلوم ہی ہو جائے گا آمدم برسر مطلب کہ جب سوداگر بچہ وزیر کے مکان کے پیچھے پہونچا تو اس نے کمند ماری اور اُوپر چڑھ گیا کمند اسی طرح چھوڑ دی کہ اسے پلٹ کر آنا بھی تھا محمود شاہ بھی اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا سوداگر بچے نے جا کے آہستہ سے دروازہ کمرہ کا کھولا دیکھا کہ مالکہ بیہوش سو رہی ہی تنہا نہ کوئی بار بیدار ہی نہ خواص سوداگر بچے نے آہستہ آہستہ پکارا بھلا جوانی کی نیند مین اس پکارنے کی کسے خبر ہوتی ہی بس اس نے احتیاط کے ساتھ چھری سے گدگدایا کہ یہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھی سوداگر بچے پر نظر پڑی پوچھا کہ آج یہ خلاف وقت تم دوسری بار کیون آئے کیا عہد بھول گئے اور نیت تمھاری بد ہوئی اے شخص جو

پاک محبت مین لطف ہے اُس سے بڑھکے ہوگا سوداگر بچے نے کہا کہ اے گوہر برج عصمت و شرافت اسوقت مین تجھ سے ملنے کو آیا ہون کہ اب عمر بھر کے واسطے تجھسے جدائی ہوتی ہے خدا کا شکر ہے کہ اس وقت تک نیت میری پاک ہے مین صرف چاہتا ہون کہ جس طرح تم روز تجھسے قرآن پڑھا کرتی تھین اور مین تمھین دیکھا کرتا تھا اُسی طرح آج پھر قرآن پڑھو اور مین تمھین دیکھون اور کل سے ہمارا انتظار نہ کرنا اور اے اختر آسمان حسن مین تیرے جلوہ دیدار کو وصل سے بہتر سمجھتا تھا اگر نیت میری بد ہوتی تو مین جگانے کے بہانے تیرے جسم نازک کو ہاتھ ہی لگا لیتا اسوقت بھی مین نے چھڑی سے گدگدا کے تمھین جگایا اور ہاتھ نہین لگایا یا تو وزیرزادی اور کچھ سمجھ رہی تھی یہ کلمات حسرت آیات سنکے گھبرا گئی کہا کہ مفصل بیان کرو کہ کس سبب سے تم کل سے نہ آؤگے کیا کچھ ناراض ہوگئے یا تمہاری شادی ہونے والی ہے یا کہین کا سفر درپیش ہے سوداگر بچے نے کہا کہ شادی کا ہونا نہونا میرے اختیار کی بات تھی مین منظور نکرتا اور اگر کر بھی لیتا تو مجھے یہان آنے مین کون حارج ہو سکتا تھا سفر بھی اپنے اختیار کی چیز ہے گئے یا نہ گئے کچھ مضائقہ نہین ہے مفلسی نہین پریشان کئے ہوے ہے کہ مین بار جاؤن وہ بات درپیش ہے جس کا علاج ہی ممکن نہین آج اس وقت تم سے باتین کر رہے ہین اور کل اہل عدم سے صحبت ہوگی ملکہ نے کہا کہ للہ صاف صاف بیان کرو اب تو میرا دل بیٹھا جاتا ہے سوداگر کی آنکھون سے آنسو جاری تھے ملکہ نے ابھی تک مفصل نہین سنا تھا لیکن اس کی آنکھون سے بھی آنسو بہنا شروع ہوگئے تھے اب سوداگر بچے نے بیان چاہ شروع کیا کہ آج جو مین تمکو پڑھانے کے بعد کوٹھے سے نیچے اُترا تو بادشاہی پیادے نے مجھکو پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو … آتا ہے اگر مین اُس سے سچ کہتا تو تمہاری رسوائی تھی مین نے کہدیا کہ مین چوری کرنے گیا تھا وہ مجھے کوتوالی لئے جاتا تھا بمشکل مین اپنے مکان اُس کو لے گیا اس امید پر کہ باپ میرا میری ضمانت کرے گا تو مین ایک بار تم سے رخصت ہونے کو چلا آؤن گا لیکن وقت بد کا کوئی شریک نہین ہے کہ باپ نے اور میری ضمانت نہ کی باوجودیکہ سوا میرے اُس کے اور کوئی اولاد نہین ہے پھر مین اپنے ایک دوست کے مکان پر گیا جب اُس نے میری ضمانت کی تو مین تم سے ملنے کو آیا اب کل صبح کو مین توپ پر باندھ کے اڑا دیا جاؤن گا یہ سنکے وزیرزادی کی عجیب حالت ہوئی کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی سوداگر بچہ بھی بیچارہ رو رہا تھا آخر دیر کے بعد سوداگر بچے نے کہا کہ یہ تھوڑا سا وقت غنیمت جان لو اب تو ہنس بول کے قرآن پڑھکے بسر کرلو وزیرزادی نے کہا کہ اے جوان اتنا زمانہ میرے تیرے محبت کو ہوا کہ تو نے نصف قرآن سے زیادہ مجھے یاد کرایا لیکن خدا کا شکر ہے کہ نہ مجھ مین لغزش پیدا ہوئی نہ تیرے استقلال مین فرق آیا آج خلاف وقت آنے اور جگانے سے مجھے تیری جانب بدگمانی ہوئی تھی لیکن اب مین یہ کہتی ہون کہ میری وجہ سے تو اس بلا مین مبتلا ہوا اگرچہ مین وزیر کی دختر ہون تو سمجھتا ہوگا کہ اس کی سعی بکار آمد ہو سکتی ہے لیکن مین قسم کھاتی ہون کہ ہرگز بادشاہ مجرم کو کسی کی سعی سے نہ چھوڑے گا اگرچہ تو مجرم نہین ہے لیکن اُس کی ظاہر مین تو مجرم ہے اور اگر یہ راز فاش ہوتا تو وہ رسوائی کہ جس کی سزا سے موت سے نجات ملنا دشوار بات تھی کہ ایک وقت مین بادشاہ میرا خواستگار تھا اور مین نے شادی سے انکار کیا تھا اور یہ عہد کیا تھا کہ یا تو زندگی بھر شادی نکرون گی اور اگر کرون گی تو سوا بادشاہ کے کسی کے ساتھ نکرون گی جس وقت بادشاہ میری بدعہدی سنے گا تو کیا تجھے چھوڑ دے گا یا مجھ پر عتاب نہ آئے گا خیر اب تو وہ درد پیدا ہوا ہے جس کی دوا لقمان کے پاس بھی نہین ہے جان کسی صورت سے بچ نہین سکتی اب مین یہ کہتی ہون کہ تجھکو میری محبت سے یہ بلا کہ جان بھی جاتی ہے لہذا اب مین … کہتی ہون کہ اس وقت مین اگر تیری جان نہین بچا سکتی تو تیری اطاعت کرنے کو موجود ہون اگر تو نے میری محبت کے واسطے اپنی جان شیرین عزیز نہ کی تو مین بھی تجھ ایسے باوفا پر سے اپنی عزت و عصمت سے نثار کرتی ہون اسوقت تیرے لئے مثل ایک کنیز کے حاضر ہون جو حسرت تیرے دل مین ہو پوری کر لے مجھے ہرگز انکار نہوگا سوداگر بچے نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا اے وزیرزادی جب مرنے کا گمان بھی نہ تھا اسوقت تو مین تیری عزت کا درپے نہوا ورنہ بہت روز تک خواہش کرتا اب چند ساعت کی زندگی کے واسطے عصمت مین داغ لگاؤن اپنے کو تیری نظر مین حقیر بناؤن یہ مجھے منظور نہین ہے بس تم اتنا کرنا کہ جب قرآن پڑھنا کچھ ثواب مجھے بھی بخشدینا کہ ہم مستحق ہی

اس کے ہین یہ سُنکے وزیرزادی نے کہا کہ اچھا تو ایک بات میری گوش ہوش سے سنو قاعدہ یہ ہے کہ جب مجرم توپ پر باندھا جاتا ہے تو منہ اُس کا توپ کے منہ کی طرف کر دیا جاتا ہے اور تم بادشاہ سے عرض کرنا کہ میری پشت توپ کے منہ کی طرف کردی جائے یہ بات ہرگز نہ بھولنا اور دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ ہر طرف دیکھتے رہنا جس طرف سے بھی کوئی نقابدار آتے دکھائی دے تم اُسی کی طرف دیکھتے رہنا ہم آئین گے اور وقت آخر تمھین صورت دکھائین گے اور تمھاری شکل دیکھین گے وہ وقت انھین باتون مین گذر گیا قرآن پڑھنے کی نوبت بھی نہ آئی سوداگر بچہ نے کہا کہ اب صبح ہوا چاہتی ہے لے خدا حافظ یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور حسرت سے وزیرزادی کی طرف دیکھکے رخصت ہوا دونون کی یہ حالت تھی کہ موت سے پہلے مردنی چھا گئی تھی اور قوت سلب ہو گئی تھی محمود شاہ پیادہ بنا ہوا یہ تمام کیفیت چھپکے دیکھا کیا اور باتین سنا کیا جس وقت سوداگر بچہ رخصت ہوکے چلا تو یہ بھی جلدی سے اُسی کمند کے ذریعہ سے اُترکر ایوان شاہی کی جانب روانہ ہوا سوداگر بچہ کوٹھے سے اُترکر اپنے دوست کے گھر کی طرف چلا وزیرزادی جہانتک سامنا رہا سوداگر بچہ کو دیکھا کی جس وقت سوداگر بچہ نظرون سے پوشیدہ ہو گیا تو یہ پلٹ کے چلی آئی محمود شاہ کو مکان مین پہونچتے پہونچتے صبح ہو گئی تھی اور دل اس کا بیتاب تھا کہ اس مقدمہ کو پیشی مین طلب کرون یہ آتے ہی لباس بدل کے تاج پہن کے دربار مین آیا تلوار سامنے رکھکر بیٹھا اور کوتوال شہر کو طلب کیا کوتوال تھراتا ہوا آیا کہ آج کیا بات ہے جو مجھے بادشاہ نے کیون یاد فرمایا ہے کس واسطے بلایا ہے سامنے پہونچ کے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے کوتوال فلان محلہ مین جو سوداگر رہتا ہے اُس کے بیٹے نے وزیر کے گھر مین چوری کرنے کا قصد کیا تھا وہ گرفتار ہوا ایک دوست نے اُس کے اُس کی ضمانت کی دوست اُس کا فلان مقام پر رہتا ہے اُس کے پاس جاؤ اور سوداگر بچہ کو لے آؤ اور اگر سوداگر بچہ بھاگ گیا ہو تو اُس کے دوست کو گرفتار کر لاؤ کہ اُس نے ضمانت کی تھی کوتوال یہ حکم پاتے ہی روانہ ہوا یہان سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان پر اپنے دوست کے پہونچا کنجی کھڑکھڑائی مرزا صاحب نے آواز دی کہ کون کہا مین گنہگار ہون مرزا صاحب مکان سے باہر نکلے سوداگر بچہ کو دیکھا کہا تم کیون آئے کہین چلے کیون نہ گئے سوداگر بچہ نے کہا کہ اے بھائی مین احسان فراموش اور محسن کش نہین ہون ابھی یہی باتین ہو رہی تھین کہ کوتوال پہونچ گئے کہا کہ شب کو وزیر کے مکان مین کون چوری کرنے گیا تھا مرزا صاحب نے کہا کہ ہم گئے تھے کوتوال نے کہا کہ چلئے کہا چلو سوداگر بچہ نے کہا کہ چوری میں نے کی تھی انھون نے میری ضمانت کی تھی چور مین ہون اور ضامن یہ ہین مرزا صاحب نے بگڑ کے کوتوال سے کہا کہ آپ کی عقل کہان گئی ہے یہ کل کا لونڈا ہے یہ کیا چوری کرے گا چوری کرنے والون کے بڑے دل گردے ہوتے ہین ہم وزیر کے گھر مین پھاندے تھے بہت سا مال پہلے ہی تڑی کیا اخیر مین پکڑ لیے گئے کوتوال حیران ہے کہ کسے چور سمجھون کسے ضامن جانون کہا آپ دونون صاحب چلئے بادشاہ چور کو آپ ہی پہچان لے گا مرزا نے کہا بادشاہ کیا پہچانے گا اس غریب بے گناہ کو ناحق جانے دیجئے یہ کمسن ہے میرے ساتھ حق دوستی ادا کرنے کو زبردستی مجرم بنا جاتا ہے کوتوال نے دونون کو حراست مین لیا اور سامنے بادشاہ کے لاکر پیش کر دیا اور عرض کی کہ حضور دونون کہتے ہین کہ ہم چور ہین اب کسے ضامن کہین کسے چور بادشاہ نے کہا ہمین معلوم ہے کوتوال سے سوداگر بچہ کو بتایا کہ اسے پکڑ لو یہ چور ہے اور یہ مرزا ضامن ہین چور نہین ہین مرزا نے کہا اے بادشاہ عادل اگر آج تو نے اسے قتل کیا تو عادل کے بدلے ظالم مشہور ہو جائے گا اس لئے کہ یہ بے گناہ ہے بادشاہ نے کہا کہ بس حق دوستی ادا کرنے کا وقت گذر گیا اب یہ توپ پر باندھ کے اُڑا دیا جائے گا اسے کوتوال لے جاؤ اس کو اور توپ کے منہ پر باندھ دو ہم بھی آتے ہین تماشا اس کی موت کا دیکھین گے کہ مرتے وقت بھی ایسے مجرم کو کچھ ندامت اپنے فعل سے ہوتی ہے یا نہین کوتوال سوداگر بچہ کو گرفتار کئے ہوئے میدان مین لایا سامنے توپ کے باندھ دیا اُس وقت مرزا صاحب نے اینٹین اور پتھر لا لا کے سامنے توپ کے جمع کرنا شروع کئے ایک چبوترہ باندھ دیا اتنے مین سواری بادشاہ کی آئی مرزا صاحب جلدی سے اُچک کے چبوترے پر کھڑے ہو گئے کہ شاید بادشاہ آتے ہی حکم دیدے تو مین

بس اسی کے ساتھ اڑ جاؤن لوگون نے منع کیا کہ تم سامنے نہ کھڑے ہو کہا اس مین بھی کچھ کسی کا اجارہ ہی کیا ہم اپنی جان
کے مالک بھی نہین ہین بادشاہ تو دوسرون کی جان کا مالک ہی محمود شاہ نے یہ سب تماشہ بھی آنکھون سے دیکھا کہ مرزا
ایک مرنے پر آمادہ ہی پھر وہ اپنی جان دیدے گا اب جلاد آگ رنجک بتاب روشن کی کے توپ کے منہ پر مسلط کیا
اُس وقت جلاد نے حکم طلب کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اڑا دے مجرم کو جلاد نے عرض کی کہ مجرم بھی اپنی جان پر کھیلے
ہوئے ہی بادشاہ نے کہا اسے بھی اڑا دو اُسوقت جلاد نے سوداگر بچے سے کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے جو سننا ہو سن لے کہ
وقت آخر تیرا ہی سوداگر بچے نے کہا کہ کوئی حسرت میرے دل مین نہین رہی لیکن اتنا چاہتا ہون کہ مین توپ پر پشت
کی طرف سے باندھ دیا جاؤن جلاد نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی کہ یہ ایسی حسرت بیان کرتا ہی بادشاہ نے کہا کیا
مضائقہ ہی اس کی پشت توپ کے منہ کی طرف کر دو جلادون نے آکر سوداگر بچہ کو کھولا اور پشت اس کی توپ کے منہ
کی طرف کر دی کہا اور کچھ حسرت ہی کہا اتنا اور عرض کر دو بادشاہ سے کہ ایک نقابدار سبز پوش میرا دوست ہی شاید وہ
کسی سے خبر پا کر میرے دیکھنے کو آئے تو کچھ دیر اس کے انتظار کا امیدوار ہون جس وقت وہ نقابدار آجائے اُسوقت
حضور حکم موت دین بادشاہ نے اس عرض کو بھی قبول کیا لیکن سوداگر بچے کی پہلے نظر مرزا صاحب پر پڑی دیکھا کہ سامنے
توپ کے مرزا نے بہت سے کنکر پتھر جمع کرکے چبوترہ بنایا ہی اس چبوترے پر آپ نشانہ بنے ہوئے کھڑے ہین سوداگر بچہ
نے تڑپ کے کہا کہ عزیز یہ کیا حرکت ہی کیا تیرے مرنے سے میری جان بچ جائے گی مرزا نے کہا کہ تسکین ہو جائے گی یہ تو
نہ سنونگا کہ فلان شخص مر گیا وہ مر گیا تو ہم بھی مر گئے زندہ رہ کے کونسا کون اٹھائے سوداگر بچے نے کہا کہ بھائی تمہاری
جوانی بن بیاہی لڑکی ہی بی بی ہی اُن کی کون خبر لے گا مرزا صاحب نے کہا کہ جو تمکو یاد مین خبر لیتا ہی آخوش [illegible] خبر لینا
ہی مین کیا اس سے بڑھ کے خبر لینے والا ہون اب جان تم وہان ہم تم ابھی کچھ ہونا تجھ [illegible] راستہ [illegible] پر خطر
مقام کا در پیش ہی ہم تمکو پناہ لین گے سوداگر بچے نے دیکھا کہ یہ ماننے والے نہین ہین میرا اصرار بیکار ہی ایسا اس نے
صحرا کی طرف نظر کی دیکھا کہ نقابدار سبز پوش ایک مرکب پری پیکر پہ سوار چلا آتا ہی اس نے آتے آتے قریب میدان کے
ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور ایک ٹکڑا رسی کا اس کے ہاتھ مین تھا جلدی سے ایک سرا اُس کا درخت مین باندھا
اور دوسرے سرے مین پھندا لگا کر اپنے گلے مین پہن لیا اور وقت کا منتظر ہو لیا کہ ادھر توپ پر بتی دی جائے اُدھر
مین جھٹکا مارون اور کام اپنا تمام کرون یہ بھی محمود شاہ نے دیکھا اب جلاد صرف حکم سوم کا منتظر ہی لیکن بادشاہ
تیسرا حکم نافذ نہین کرتا وزیر برابر بادشاہ کے کھڑا تھا بادشاہ نے وزیر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے وزیر جانتے
ہو کہ یہ نقابدار کون ہی وزیر نے عرض کی کہ مین آگاہ نہین بادشاہ نے کہا یہ وہی دختر نیک اختر آپ کی ہی جس کو ہمارے
عقد سے انکار تھا اور آج اس سوداگر بچے کی محبت مین جان دینے کو آئی ہی اور گلے مین پھانسی لگا کے کھڑی ہوئی ہی
بس اسی منہ پر تم اسے عصمت دار اور عبادت گذار کہتے تھے وزیر تھرانے لگا اور عرض کی کہ کیونکر عرض کرون کہ یہ
میری دختر ہی اور نقابدار بنی ہوئی اس مقام پر کھڑی ہی آجتک تو وہ کسی عزیز کے یہان بھی سوار ہو کے نہین گئی
پھو شہر سے یہان بلی ہی یہان اپنے باغ مین بیشک گھوڑے پر بھی سوار ہو کے پھرتی ہی ہوا دار پر بھی پیدل بھی بادشاہ نے
کہا کہ جاؤ تم اور نقاب کسی حیلہ سے ہٹا کے دیکھ آؤ لیکن اسے اس طرح بے پردہ نہ کرنا کہ اور کوئی دیکھ لے نہ اُس پر کوئی
بدعت کرنا اس کا اختیار تمہین نہین ہی بلکہ ہمین ہی وزیر نے عرض کی کہ بیشک غلام ابھی جاتا ہی اور ابھی آتا ہی یہ کہکر وزیر
مرکب کو اپنے بڑھا کر اُس درخت کے نیچے آیا جہان نقابدار کھڑا تھا قریب پہونچ کے وزیر نے پوچھا کہ اے نقابدار تو کون
ہی جواب ملا کہ بندہ خدا وزیر نے کہا کہ بندہ خدا تو سبھی ہین تیرے ماں باپ تجھے کیا کہکے پکارتے ہین کہا نور نظر لخت جگر
کہا اور لوگ کیا کہتے ہین کہا جسکا جو درجہ ہوتا ہی وہ اسی کے موافق پکارتا ہی آخر وزیر نے جھلا کے نقاب منہ سے کھینچ
لی دیکھا تو وہی آفتاب حسن ہی وزیر نے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی بس تیور اس کے بدل گئے اور کہا کہ بس بابا جان اسوقت

بہتر یہی ہی کہ آپ میرے پاس سے چلے جایئے مین کوئی دم کی مہمان ہون ادھر آواز توپ کی ہوئی اُدھر پھندا کھنچا اگر مین
ننگ خاندان نکلی تو قصہ پاک ہوا جاتا ہی نقاب میرے چہرے پر ہی مرنیکے بعد آپ کسی کو کہدے مین تو پوچھ لیجئے گا کہ راز فاش
نہو چونکہ بادشاہ کی بھی ممانعت تھی وزیر نے کچھ نہ کہا اور چپکا پھرا ہوا بادشاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جو کچھ جہان پناہ
نے ارشاد کیا بہت بجا و درست ہی مین اس شوخ دیدہ کو ایسا نہ جانتا تھا اور اچھا ہوا کہ حضور نے اس سے عقد نفرمایا تھا اب
مجھے معلوم ہوا کہ یہی سبب تھا جو یہ عقد سے انکار کرتی تھی یہ سنکے بادشاہ نے وزیر سے ارشاد فرمایا کہ تم اس کا ملال دل مین
نہ لاؤ نا خوش نصیب اُس کے جس کو خدا ایسی پاک دامن دختر عنایت کرے اے وزیر مین اس واقعہ سے خوب آگاہ ہون
دختر تمہاری اس سوداگر بچے پر عاشق ضرور ہی اور سوداگر بچہ بھی اس پر عاشق ہی لیکن دونون مین پاک محبت ہی اسوقت
تک ایک نے دوسرے کو ہاتھ بھی نہین لگایا ہی یہ سوداگر بچہ تمہاری دختر کو روز قرآن پڑھانے جاتا تھا مین پیادہ بنا ہوا
جاسوسی کر رہا تھا مین نے اس کو کوٹھے سے اُترتے دیکھکر گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اس نے اپنے کو چور بتایا اور
راز محبت کو چھپایا مجھ سے رات بھر کی مہلت مانگی مین نے اجازت ندی اس نے اپنے باپ کی ضمانت چاہی وہ بھی ضامن
نہوا آخر یہ جو مرزا صاحب کھڑے ہین یہ اس کے دوست ہین انھون نے ضمانت کی ہی مین نے چھوڑ دیا مگر مجھے یہ فکر تھی کہ دیکھون
یہ جو مہلت طلب کرتا ہی تو اب کہان جائے گا یہ اسی مکان پر پھر گیا مین ساتھ ساتھ تھا لیکن چھپا ہوا اس نے تمہاری دختر
کو جگایا مگر ہاتھ نہین لگایا اور اُس سے رخصت ہوا جب اُسے اس کے مرنے کا یقین ہوگیا تو اُس نے کہا کہ اگر تو نے
اپنی جان میری عزت پر سے نثار کی تو مین اپنی عصمت تجھ پر نثار کرتی ہون جو تیرے دل مین حوصلہ ہو پورا کر لے اس نے
انکار کیا اور چلا آیا اسے وزیر شکر خدا کرتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین اور میرے ملک مین اس وقت ایسے ایسے پاک
دامن اور نیک خصال مرد و عورت موجود ہین اب تم اپنی دختر کو لیجاکے سامان شادی کا کرو اور سوداگر بچہ کو مین لیئے
جاتا ہون اور سامان شادی کا کرتا ہون وہ تمہاری دختر اور یہ آج سے میرا بیٹا ہی یہ کہکر بادشاہ قریب آیا اور کہا کہ کھولدو
اس سوداگر بچے کو لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہوا ابھی قتل کا سامان تھا ابھی رہائی کا حکم ہوگیا سوداگر بچے کو توپ کے منھ
سے کھولدیا بادشاہ نے جوش محبت مین سوداگر بچے کو گلے سے چپٹا لیا اور تخت پر اپنے پاس بٹھا لیا اس پر لوگ اور متعجب
تھے اب بادشاہ مرزا کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ بھئی تم تو ہمین قتل کرنے پر آمادہ تھے آؤ تلوار مارو مرزا نے عرض
کی کہ کیا مجال غلام کی بیشک اُسوقت تک میرا یہی قصد تھا مگر اب تو مین جان نثار اور بندہ بے دام ہون بادشاہ نے فرمایا
کہ دوست مین نے آج دیکھا اے مرزا نہ اُس سوداگر بچے سے بہتر نیک مرد دیکھا نہ وزیر زادی سے بہتر نیک عورت نہ تجھسے
بڑھکر یار وفادار مین نے تمکو اپنی تمام فوج کا سردار کیا مرزا کے لیئے اسی وقت خلعت آیا جس وقت یہ خبر سوداگر بچے
کے ماں باپ کو پہونچی قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجایئن یا تو وہ بھی آمادہ مرگ بیٹھے تھے کہ اب کوئی دم مین توپ
کی آواز آیا چاہتی ہی یا یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ نے تمہارے فرزند کو اپنا بیٹا کیا اور وزیر کی دختر کے ساتھ شادی ہونے
والی ہی بڑھا در دولت پر حاضر ہوا اور ہزارون دعایئن دینے لگا بادشاہ کو بڑی دھوم سے دونون کی شادی
ہوئی اُن کو اپنی نیک نیتی کا یہ پھل ملا کہ زندگی بھر کے واسطے رنج مفارقت جاتا رہا ایک دوسرے کے وصل سے
شاد کام ہوا جس طرح اُن کے دن پھرے اسی طرح کہنے سننے والون کے دن پھرین جب یہ کہانی تمام ہوئی تو ملکہ کی
نیند اُڑ گئی کہا اے ضعیفہ تجھے تو غضب غضب کی کہانیان یاد ہین تجھے جو کچھ تیری مالک دیتی ہی مین اُس سے دوگنا دونگی
تو میرے پاس رہا کر بڑھیا نے کہا واری مجھے عذر کیا ہی مین تو قدردان ڈھونڈھتی ہون اب ملکہ کی یہ حالت ہی کہ کروٹین
بدل رہی ہی مگر نیند نہین آتی بڑھیا نے عرض کی کہ کیا نیند نہین آتی ملکہ نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ بیان کیا اُس کی تصویر میری
آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ بادشاہ ہو تو ایسا ہو اور مرد ہو تو ایسا ہو عورت نیک خصلت ہو تو ایسی ہو اور یار وفادار
ہو تو ایسا ہو جیسے وہ مرزا تھے بڑھیا نے کہا کہ ابھی آپ نے سنا ہی کیا ہی ایسی ایسی کہانیان سناؤن گی کہ یاد کیجئے گا میری

کہانی کا اثر یہی ہے کہ نیند اُڑ جاتی ہے مین نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے کہ جب نیند اُڑ جائے تو وہ دوا کھا لینے سے فوراً نیند آجاتی ہے ملکہ نے کہا کہ وہ دوا کیا ہے بڑھیا نے عرض کی کہ وہ کوہ سرمستان کی خاک ہے جو شخص رتی بھر چاٹ لے خوب نیند بھر کے سو رہے ملکہ نے کہا کہ کوہ سرمستان کہاں ہے بڑھیا نے عرض کی کہ مجھ کو مین بہت سی خاک منگا دون گی تھوڑی سی تو اسوقت بھی میرے پاس موجود ہے آپ اسے نوش کیجیے اگر نیند نہ آئے تو میرا ذمہ مین تو بسبب پیرانہ سالی کے اکثر اس خاک کو کھایا کرتی ہون خوش ذائقہ بھی ہے قوت دار بھی اور نیند لانے مین تو اکسیر کا حکم رکھتی ہے یہ کہکر ایک پڑیا نکالی اور اس مین سے ایک چٹکی ملکہ کو چٹائی اور تھوڑی تھوڑی سب انیسون جلیسون کو دی جب نے چاٹی اس نے تعریف کی واقع مین بہت شیرین اور نہایت عمدہ ہے اور دم بھر مین سب پر غنودگی چھا گئی دراصل یہ دارو بیہوشی تھی کہ سب بیہوش ہو گئے بس طیفور نے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ ملکہ کا باندھ کر پشت پر لگایا اور قنات چاک کر کے لے نکلا کہین کشتی کی چال چلا کہین سانپ کے روش زمین پکڑے پکڑے یہانتک کہ جب دور نکل گیا تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا وہان خواجہ خضران کو بیٹھے خیال آیا کہ عیار صاحبقران کا آیا ہوا تھا تیور اس کے بُرے تھے ایسا نہو کہ ملکہ کو لیجائے اور وہان پہونچتے ہی کسی کے ساتھ عقد ہو جائے تو فرامرز اپنی جان ہی دیدے گا بس انھون نے ایک عورت کو بھیجا کہ جا کے خبر تو لا کہ ملکہ کے یہان کیا ہو رہا ہے وہ عورت اُسوقت پہونچی کہ طیفور خاک کوہ سرمستان کی تعریف کر کے سب کو چکھا رہا تھا اس نے آکر سب کیفیت خواجہ سے بیان کی کہ ایک بڑھیا کہانی کہنے والی کہین سے آئی ہے اس نے ایسی کہانی کہی کہ ملکہ کی نیند اُڑ گئی اُس نے کوہ سرمستان کی خاک سب کو چٹائی ہے اور کہا ہے کہ اس سے خوب نیند آتی ہے یہ سنکے خواجہ فکر مین گئے کہ یہ کوہ سرمستان کی خاک کیسی ایسا نہو اس مین کچھ فریب ہو لبس آگئے دروازہ منڈھی کا بند کیا اور وہان سے آپ خیمے مین ملکہ کے آئے یہان عجب معرکہ دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہے ملکہ غائب ہے مسہری خالی پڑی ہے قنات چاک ہے انھون نے پیترے کو دیکھا تو پہچانا کہ طیفور کا پیترا ہے بس انھون نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا اگر یہ لشکر مین پہونچ گیا تو پھر کچھ نہ بنے گا بس اُسی وقت یہ قریب کے راستے سے پاے شاطری مارتے ہوئے چلے اور یہ کوشش کی کہ مین کسی طرح منزل اول پر طیفور سے پہلے پہونچ جاؤن راوی بیان کرتا ہے کہ اس وقت خضران اس چال سے گئے ہین جس رفتار سے عمرو خانہ کعبہ سے ڈھائی دن مین آئے تھے راستے مین ایک چوکی پڑتی ہے مسافر اُسی جگہ قیام کرتے ہین اور دم لیتے ہین اس چوکی پر ایک مرد باخدا رہتا ہے کہ نام اُس کا فہیم عابد ہے جو گذرتا ہے اسی طرف سے گذرتا ہے خضران لب چوکی مرد مسافر پہونچے دیکھا کہ فہیم عابد بیٹھا ہوا ہے خضران نے کہا کہ کوئی اور مسافر تو اس طرف سے نہین گیا ہے فہیم عابد نے کہا کہ بہت دیر سے کوئی راہگیر نہین دکھائی دیا اور نہ رات کو اس طرف سے لوگ آتے جاتے ہین بلکہ جب تک صاحب جادو اور مصاحب جادو زندہ تھے اُسوقت تک تو ایک بھی آتا جاتا نہ تھا اب تو اکثر لوگ آتے جاتے رہتے ہین بلکہ مین نے ساحرون ہی کے ڈر سے یہان بود و باش اپنی اختیار کی تھی خضران نے لیا ڈوری رکھ کے حقہ مانگا فہیم عابد نے حقہ لا کے رکھا خضران نے کہا تم آگ نکالو مین چلم چاہے لیتا ہون فہیم عابد چقماق سے آگ نکالنے لگا اور خواجہ خضران نے چلم چائی تنباکو مین بہت سی دارو بیہوشی ملا دی کہ پیتے ہی انٹا چت ہو جاے حقہ تیار کر کے رکھا گیا خضران نے کہا کہ رات کا وقت ہے اور ابھی مجھے دور جانا ہے حقہ سلگاؤ کہ دو گھونٹ مین بھی پی لون فہیم عابد نے آگ کو دھونکا کے دم لگایا ادھر تو منہ سے دھوان نکلا اُدھر فہیم عابد بیہوش ہو کے گرے خواجہ نے آئینہ نکال کر صورت اپنی فہیم عابد کی ایسی بنائی اور فہیم عابد کو اُٹھا کے حجرے مین ڈال دیا قضائے کار اتفاقات روزگار طیفور یا دبیرگرد پشتارہ بدوش پاے شاطری مارتا ہوا چلا آتا ہے اور دل مین خوش ہے کہ اب اسے لے کر صاحبقران پاس پہونچا اور عقد پڑھا لیا کہ امیر عہد کر چکے ہین نہایت خوش ہے اسی خوشی مین اس کو پاخانہ معلوم ہوا اب یہ پریشان ہوا کہ کیا کرون اور کیا نکرون ذہن مین یہ آئی کہ چل کر فہیم عابد سے پانی لینا چاہیے یہ خیال کر کے چوکی پر آیا دیکھا تو فہیم عابد بیٹھے ہوئے ہین حقہ آگے لگا ہوا ہے عابد نے

نے کہا کہ حقہ پیتے جاؤ طیفور نے کہا کہ تھوڑا پانی دو میں رفع حاجت کو جاؤں گا فہیم عابد نقلی نے جلدی سے ایک ٹین کے لوٹے
میں پانی بھر کے دیدیا اب طیفور پشتارہ ساتھ لیے جاتا ہے تو کچھ نازیبا سا معلوم ہوتا ہے کہ معشوق کا پشتارہ اور پاخانہ میں ساتھ
ساتھ آداب عشق کے خلاف سمجھکر پشتارہ زمین پر رکھدیا اور عابد سے کہا کہ اسے دیکھتے رہنا فہیم عابد نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں
تم جاؤ طیفور تو جنگل کو چلا گیا اور یہاں خضران نے جلدی سے پشتارہ کھول کر ملکہ کو پشتارے سے نکال کر زنبیل میں ڈال لیا
اور فہیم عابد کو کوٹھری سے نکال کر پشتارے میں باندھ کے رکھدیا اور آپ اسی طرح حقہ لگا کے بیٹھ رہے طیفور پاخانے سے فرصت
کرکے آیا جلدی سے پشتارہ دوش پر لگایا اور چلتا ہوا خضران نے فہیم عابد کی کل کٹھری کر لی جو کچھ اس غریب کے حجرے
میں رکھا تھا اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور جانب لشکر روانہ ہوے ملکہ کو تو اسی طرح اس کے پلنگ پر لٹا دیا اور آپ اپنے حجرے میں
چلے گئے جب صبح کو آنکھ ملکہ کی کھلی تو پوچھا کہ بڑھیا کہاں ہے خواصوں نے عرض کی کہ ملکہ کیا کہیں کوہ سمستان کی خاک کا
ایسا اثر تھا کہ ہم میں سے کسی کو بھی ہوش نہ رہا معلوم ہوتا ہے وہ اپنی بیٹی کو دیکھنے کو چلی گئی خیر شام تک آہی جاے گی
ملکہ نے کہا اگر نہ آئے گی تو میں بلوا بھیجوں گی وہ پتہ تو بتا ہی گئی ہے کیا کہوں میں بھی ایسی غافل سوئی کہ ہوش ہی نہ یہاں
تو یہ رنگ ہیں کسی پر ثبوت بھی نہیں ہوا کہ کیا گذر گئی لیکن اب حال طیفور کا سنیے کہ جس وقت طیفور پشتارہ بدوش
خدمت میں صاحبقران عالیشان کے پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ وعدہ کے موافق میرا عقد کر دیجیے فرمایا ہاں
اگر ملکہ رضامند ہوگی تو تجھے کچھ عذر و انکار نہ ہوگا میں تجھسے وعدہ کر چکا ہوں ملکہ کو ہوشیار کر کے میں پوچھ لوں طیفور نے پشتارہ
کھولا اب جو نظر پڑی ہے تو ڈیڑھ بالشت کا ڈاڑھا کھچڑی بال ایک مرد بدصورت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اسے یہی ملکہ ہے
بلاؤ کسی کو اسی کے ساتھ اس کا عقد پڑھ دو طیفور حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے میں کس محنت و مشقت کے ساتھ ملکہ کو لایا تھا یہ
کیا ملکہ کوئی بلا ہے ادھر ہوا لگتے ہی فہیم عابد کو جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک بارگاہ آسمان جاہ میں پایا کہا کیا اچھا خواب میں
دیکھ رہا ہوں واہ رے تیری قدرت کہاں میں کہاں یہ بارگاہ صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے بیان کر فہیم عابد
نے کہا کہ میں چوکی پر رہتا ہوں مسافروں کی خدمت کرتا ہوں فہیم عابد میرا نام ہے آپ کیوں پوچھتے ہیں فرمایا کہ تم کیونکر یہاں
آگئے اس نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا کہ یہاں مجھے کون لے آیا طیفور نے کہا کہ تمنے مجھے لوٹا پانی کا دیا تھا فہیم عابد نے
عرض کی کہ میں نے تو لوٹا دیا تھا کچھ نہیں دیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور اسی منہ پر تو عمرو کی جانشینی کا دعوی
کرتا ہے کہ جو تڑوں پہ بیاز کٹ گئی اور تجھے خبر نہوئی بلاؤ قاضی کو کہ پڑھ دے عقد اسی کے ساتھ طیفور نے عرض کی کہ یا
صاحبقران جسوقت میں چوکی پر پہونچا ہوں تو مجھے پاخانہ ایسا معلوم ہوا کہ ضبط نہ کر سکا تو میں نے اسی فہیم عابد سے لوٹا مانگا
اور پشتارہ اسی کی نگہبانی میں دیدیا تھا جتنی دیر میں میں پاخانہ پھر کے آیا اتنے عرصہ میں نہیں معلوم کیا ہوا صاحبقران نے
طیفور پر بہت لعنت ملامت کی اور اس کے بعد فہیم عابد کو کچھ دے کر رخصت کر دیا یہ بھی حیران تھا کہ میں کس عالم میں
تھا یہ واقعہ کیا گذرا طیفور نے کہا یا امیر درویش کے کمال کی صفت بہت سنی ہے یہ درویش کا کمال تھا جس نے مجھے
دھوکا دیا خیر اب جاتا ہوں کان لیجیے کہ کہیں نہ چوکوں گا لیکن جس وقت میں ملکہ کو لے کے آؤں اسی وقت عقد میرا
کر دیجیے گا فرمایا کہ جب میں وعدہ کر چکا ہوں تو مجھے عذر ہی کیا ہے تم کہیں ملکہ کو تو لاؤ طیفور دوبارہ جانب لشکر درویش
روانہ ہوا ہرکارے درویش کے لگے ہوے تھے یہ تمام خبر ہرکاروں نے جاکر درویش سے بیان کی خضران بہت ہنسے
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طیفور بہلایا ہوا پھر آتا ہے بس یہاں خواجہ خضران نے ایک بڑھیا حبشن کو زنبیل سے نکالا کہ ملکہ نے نکیا
کی لوٹ میں لے کے پکڑ کے زنبیل میں رکھ لیا تھا عمرو ثانی کے وقت سے یہ زنبیل میں تھی خواجہ نے اس کو زنبیل سے
نکالا اور فرمایا کہ تو نے کبھی اپنی صورت بھی دیکھی ہے اس نے عرض کی کہ عہد شباب میں میں نے اپنی شکل دیکھی تھی اسوقت
سے آئینہ ہی نصیب نہوا کہ اپنی شکل دیکھ سکتی خواجہ نے اس کی حالت پر عبرت کی اور آئینہ نکال کر اس کو دکھایا تو حبشن
کو اپنی صورت سے تنفر ہوا خواجہ نے اس کے بعد تصویر صحان بیج ابرو کی اس کو دکھائی اور فرمایا کہ اگر تمہاری صورت

ایسی ہو جائے تو تم کچھ خوش ہوگی جلبشن اس تصویر کو دیکھکر بیتاب ہوگئی کہنے لگی کہ خدا نے تو ایسی صورت بنائی نہین تم کیونکر بنا دوگے فرمایا ہم تو بنا دین گے اوراسی وقت رنگ وروغن عیاری لگاکر چوکا دانتون کا درست کرکے جب اسے بالکل ملکہ کی صورت بنالیا تو پھر آئینہ دکھایا یہ جلبشن صورت اپنی دیکھکے نہایت خوش ہوئی خواجہ نے کہا کہ تیری شادی ایک جوان حسین کے ساتھ ٹھہرا دین گے تو زبان سے کچھ نہ کہنا قاضی پوچھے تو ہنکارا بھر دینا جلبشن نہایت خوش ہوئی اب خواجہ نے ملکہ کے خیمہ مین آکر مزاج پرسی کی خواصون کو ہٹا دیا کہ ہمین کچھ راز کی باتین کرنا ہین جب تخلیہ ہوگیا تو خواجہ نے عطر کی روئی سنگھاکر ملکہ کو تو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور جلبشن کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر لٹا دیا خواصون کو بلا لیا اور کہا کہ ملکہ کے سر مین درد تھا مین نے دوا سنگھائی جس سے نیند آگئی ہے اب ہرگز بیدار نکرنا تم بھی جاؤ اپنے اپنے ٹھکانے ہورہو یا بیدارون نے فرصت پائی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آکے مصروف آرام ہوئے خواجہ آکر اپنی مسند ہی مین بیٹھ رہے یہان طیفور جو آیا تو دیکھا اس نے کہ آج تو بالکل سناٹا ہے بس اس نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کے نقب لگانا شروع کردی دم بھر مین دہن نقب کا مسہری کے نیچے لیجاکے توڑا اور نکل کے جو دیکھا تو سناٹا پایا بس جلدی سے پشتارہ جلبشن کا باندھ کے اسی دہن نقب کے ذریعے سے نکلا راتارات آکر لشکر مین پہونچا اپنے خیمہ ہی مین پشتارہ رکھا خیمہ کو تمام رات مین خوب آراستہ کیا مسہری بھی دل مین نہایت خوش ہے کہ اب وصل حاصل ہوگا جلبشن کو پشتارے سے نکال کر مسہری پر لٹا دیا اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوکر عرض کی کہ یا امیر مین ملکہ کو لے آیا فرمایا کہان ہے کہا میرے خیمہ مین ہے فرمایا چلو مین چلتا ہون ساتھ ساتھ طیفور کے خیمہ مین تشریف لائے یہان ہوا لگنے سے آنکھ جو اس جلبشن کی کھلی تو اپنے کو عجب مقام جنت نشان مین پایا خوشبو پھولون کی چلی آتی ہے مسہری پر ہار لپٹے ہوئے ہین پھولون کی پتیون کا بچھونا ہے خیمہ مثل خوابگاہ سلاطین کے آراستہ ہے یہ دل مین نہایت خوش ہوئی صاحبقران نے دیکھا ارشاد فرمایا اے طیفور ملا قاضی کو عقد کرلے اور اس عورت سے پوچھا کہ تجھے عقد اپنا اس عیار کے ساتھ منظور ہے اس نے کس خوشی سے ہنکارا بھر دیا طیفور خوشی خوشی گیا اور قاضی کو بلا لایا صاحبقران نے طیفور کے ساتھ عقد پڑھا دیا قضاے کار اسی وقت اس جلبشن کو چھینک آئی تڑاق سے چوکا دانتون کا منہ باہر آپڑا تب تو طیفور پریشان ہوا کہ یہ کیا ہوا دانت جو اٹھاکر دیکھے تو مصنوعی بنے ہوئے دانت تھے اب تو طیفور نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ وروغن عیاری جا بجا سے چھوٹ گیا کہین سے تو چہرے کی سیاہی جھلکنے لگی اور کہین روغن کی سپیدی باقی رہ گئی طیفور نے کہا ارے تو کون ہے یہ تو ابلقی رنگ ہوگیا جلبشن اٹھ کے پیٹنے کو دوڑی طیفور پیچھے ہٹا اس نے کہا یا صاحبقران آپ گواہ رہیے گا کہ آپکے سامنے عقد ہوا ہے کسی جادو سے لایا تھا اور اب یہ مجھسے بھاگتا ہے امیر نے کہا کہ تجکو اسی کے ساتھ نباہنا ہوگا ارے یہ تو کتے سے آیا طیفور نے کہا کہ یا امیر اس بلا کو نکالئے صاحبقران ہنس رہے ہین طیفور بھاگتا پھرتا ہے اور یہ جلبشن پیچھے پیچھے دوڑتی پھرتی ہے آخر طیفور نے شرمندگی کے مارے پلٹ کے ایک ہاتھ مار دیا کہ وہ بیچاری جان بحق تسلیم ہوگئی اب تو صاحبقران کو طیش آیا فرمایا کہ بس اسی منہ پر خضران سے یا نہاے عیاری کا دعویٰ کرتا ہے جا دور ہو میرے سامنے سے خبردار اب میرے سامنے نہ آنا طیفور شرمندگی مین خیمہ سے نکل گیا اور کہا کہ یا امیر یہ درویش کا کوئی کرشمہ ہے کہ دو مرتبہ مین بڑی محنت و مشقت سے ملکہ کو لایا اور دونون دفعہ ملکہ غائب ہوگئی اب اگر اس فقیر سے بدلہ نہ لیا تو نام اپنا طیفور نیا پاہوگا یہ کہکر طیفور تو اسی وقت وہان سے نکلکر روانہ ہوا یہان جوہر کارے خواجہ کے لگے ہوئے تھے انھون نے ساری کیفیت جاکے خضران سے بیان کی خضران بہت ہنسے اور کہا کہ اگر ایسے ہی لیے جو کرے ہین دعوے کا دیکھا ہین تو یہی بات۔

چند کلمہ داستان پردوان شاہ پدر ملکہ سہمان کج ابرو کے بیان کئے جاتے ہین

غزل بر آغاز داستان

آہون سے شب غم کی سحر کی نہین جاتی || اشکون سے قیامت بھی اٹھائی نہین جاتی

کس دل کا ہے کیا حال خبر لی نہیں جاتی
لے لیتے ہیں جو چیز تو پھیری نہیں جاتی
ہنسو کبھی ہنسا کر کبھی غیروں کو رُلاؤ
سیدھی تو کوئی بات کبھی کی نہیں جاتی
رہتا ہے تصور کبھی تصویر تمھاری
بیتابی دل تم سے جو دیکھی نہیں جاتی
یہ بےچینی قہر ستم ہے یہ تغافل
جو دل میں شکایت تھی وہ اب کی نہیں جاتی
کیوں مجھ سے خفا ہو گئے کیوں پھیر لیں آنکھیں
بیشک یہ کمال اپنی تعلی نہیں جاتی

شرما کے چلے جاتے ہو شوخی نہیں جاتی
بوسہ جو نہیں دیتے تو بوسہ کی طلب پر
اُن کی بھی زبان پر ہو یہ شوخی نہیں جاتی
ہر دم ہے ترا دھیان تری یاد تری دید
تنہا تو شب ہجر بسر کی نہیں جاتی
کیوں چھیڑتے ہو جب یہ کہا ہنس کے وہ بولے
کچھ چاہنے والوں کی خبر لی نہیں جاتی
صدقے ہے شرارت تری شرمائی ادا پر
آتی ہے طبیعت تو وہ پھیری نہیں جاتی

دل دے کے جو مانگا تو نگہ پھیر کے بولے
منہ پھیر کے گالی بھی کوئی دی نہیں جاتی
آنے میں بل ابرو پہ نگہ ہوتی ہے ترچھی
آنکھوں میں چھپی ہے جو تجلی نہیں جاتی
اٹھ جاؤ کہ سینے سے مرے ہاتھ اٹھا لو
معشوق کی طینت میں ہے شوخی نہیں جاتی
دیکھا جو انھیں شکر خدا کرنے لگے ہم
پھر کہنے مری آنکھ سے شوخی نہیں جاتی
کرتے ہیں حسینوں سے بہت عشق کے دکھو

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ خبر اجلال شاہ نے بردوان شاہ کو بھیجی کہ اے برادر تم نے اپنی دختر کو ہمارے پاس بھیجا تھا لیکن اُس دختر نے یہ حرکت کی کہ قبل ہمارے پاس آنے کے وہ درویش امیر شامی کی جا کے مرید ہوئی پیالہ پیا اور اب درویش ہی کے یہاں ہے صاحبقران نے اُس کے لینے کے واسطے ایک سردار کو بھیجا تھا درویش کے ایک چیلے نے اُسے بھی زیر کر کے مطیع کر لیا اور ملکہ کو لاکھ بلاتے ہیں وہ نہیں آتی لہذا ہم تمھیں اطلاع دیتے ہیں کہ وہ تمھاری دختر ہے تم جو مناسب جانو وہ اُس کے حق میں کرو اگر ملکہ رضامند نہ ہوتی تو صاحبقران قیامت برپا کر دیتے مگر چونکہ ملکہ خود اُسی درویش کی رضامند ہے اس سے مجبوری ہے جب نامہ اس مضمون کا لیجا کے قاصد نے بردوان شاہ کو دیا پہلے تو بردوان شاہ سمجھا کہ خیریت نامہ ہوگا جب اُس نامہ کو اس شر و فساد سے مملو دیکھا اس کو نہایت غصہ آیا بیٹا اسکا پہلوان زبردست ہے کہ نام اُس کا طماس تیغ زن ہے اس نے طماس سے کہا کہ اگر تمکو غیرت کو حمیت ہے تو جا کر فقیر کو سزائے معقول دے اور اپنی بہن کو اُس سے چھین لا کہ اُس نے اطاعت درویش کی اختیار کر لی ہے یہ سنکے طماس طیش کھاتا ہوا اُٹھا اور ایک لاکھ جوان صف شکن اپنے ہمراہ لے کر جانب کوہ روانہ ہوا وہاں درویش بالائے کوہ بیٹھے تھے کہ جانب صحرا سے ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا درویش نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ اے مرد باخدا ملکہ سہبان رخ ابرو کا بھائی اپنی بہن کے لینے کو آتا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو تھوڑی ہی دیر میں دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے سے ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے طماس تیغ زن پیدا ہوا اور اس نے آکر خیمہ برپا کیا اور وہاں سے تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا جس وقت سامنے درویش کے پہونچا کہا کہ او فقیر تو نے کیا حرکت کی کہ شاہزادی کو اپنا مرید کیا یہ جعلسازی اپنی عوام الناس تک رہنے دے اس کی سزا سے سخت تجھکو دیجائے گی اور بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کر درویش نے کہا کہ بابا فقیر پر کیوں غصہ کرتے ہو فقیر کسی کو بلانے نہیں جاتا ہے جو کوئی اپنی خوشی اعتقادی سے آکر فقیر کا پیالہ پیتا ہے اُس کا پاس فقیر کو بھی ہو جاتا ہے اگر بہن تمھاری جانے پر رضامند ہو بخوشی اُس کو لے جاؤ میں مانع نہیں اور اگر وہ بخوشی نہ جائے گی تو پھر ہم اُسے جانے نہ دیں گے طماس تیغ زن نے کہا کہ میں ضرور ملکہ سے پوچھوں گا درویش نے فرامرز کو اشارہ کیا کہ تم ساتھ جاؤ فرامرز طماس کو اپنے ساتھ لے کر ملکہ کے خیمہ کے دروازے پر آیا طماس سے کہا کہ آپ پکاریئے اپنی بہن کو یہیں سے پوچھیے اگر وہ رضامندی ظاہر کرے آپ لیجائیے طماس نے آواز دی ملکہ بھائی کی آواز سنکے کسقدر خائف ہوئی جواب میں دیر کی فرامرز نے آواز دی کہ اے ملکہ بھائی تمھارے لینے کو آئے ہیں درویش نے ارشاد کیا ہے کہ اگر ملکہ راضی ہو تو اُس کو لے جاؤ لہذا اگر تمھیں اپنے بھائی کا ساتھ منظور ہے تو ساتھ چلی جاؤ ورنہ اپنی زبان سے کہدو کہ تمھیں کیا منظور ہے جس وقت یہ آواز ملکہ کے کان میں پہونچی دل اس کا ... فرامرز ساتھ ہوا اب یہ مجبور جبر نہ کرنے پائے گا بس اس نے جواب دیا کہ اے برادر عالی مقدار

میری جانب سے والدہ ماجدہ کی خدمت میں تسلیم عرض کیجیے گا اور کہہ دیجیے گا کہ مجھے فقیری اچھی معلوم ہوتی ہے لہذا میں تو نہ جاؤنگی اگر والدہ ماجدہ یا آپ یا اور کوئی عزیز مجھسے ملنا چاہے تو یہیں آکے مل لے اور مجھے جانا منظور نہیں ہے میں نے دنیا داری کو ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی یہ کہکے اُسنے اندر خیمہ کے جانے کا قصد کیا فرامرز نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ملکہ رضامند ہوتی تو مضائقہ نہ تھا اب ہم آپ کو خیمہ میں نہ جانے دینگے اگر آپ کا اپنے دست و بازو پر بھروسہ یا فوج پر گھمنڈ ہے تو جاکر طبل جنگ بجوا دو جس کو خدا غلبہ دے وہ ملکہ کو لیکے قبضہ میں کرے یہ کلمہ طلماس کے اور بھی خلاف گذرا کہ میری ہی بہن اور مجھی کو اختیار حاصل نہیں ہے اُسی وقت پلٹا اور آتے ہی اس نے طبل جنگ بجوا دیا یہاں فرامرز نے بھی نقارہ زرہی بجوایا دونوں طرف تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں فوجیں وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئیں درویش بھی تخت پر سوار ہو کر تماشہ دیکھنے کو آئے طلماس تیغزن غصہ میں بھرا ہوا اٹھا میدان میں آیا اور پکارا کہ او فقیر بھیج کسی کو میرے مقابلے کے لئے اُسوقت شہریار شیردل نے فرامرز سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں جاکر اس سے سامنا کروں فرامرز نے کہا کہ تم مقابلہ نہ کرو یہ حق میرا ہے یہ کہکر مرکب کو بڑھایا اور سامنے تخت درویش کے آکر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا درویش نے کہا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے فرامرز سلام رخصت کرکے میدان میں آیا اور طلماس تیغزن سے سامنا کیا طلماس تیغزن نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے پر گا تھا نیزہ بندھنے اور کھلنے لگے اُسی حالت میں فرامرز نے نیزہ طلماس کو اپنے نیزے میں لپیٹ کے جھٹکا مارا صاف نیزہ ہاتھ سے طلماس کے نکلگیا بس نیزہ نکلتے ہی دنیا تنگ ہوئی میں طلماس کے تیرہ و تار ہوگئی تلوار کمر سے کھینچ کے سر پر پڑا فرامرز نے وار رد کرنا شروع کئے اُسی حالت میں فرامرز نے بھی ایک ہاتھ تلوار کا مارا طلماس نے سر نیچے کو کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب طلماس کا مرکب آتشبازی ہوگیا چرخ مارنے لگا طلماس نے زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ اس کے مرکب کو بھی بیکر ڈالوں لیکن فرامرز ارادہ اُس کا فاسد دیکھکر مرکب سے کود پڑا طلماس نے پھر تلوار ماری فرامرز نے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ مروڑکر ہاتھ تلوار چھین لوں طلماس نے تلوار ہاتھ سے پھینکا کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دن بھر کی کشتی میں فرامرز نے طلماس تیغزن کو سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور کہا کیا کہتا ہے اطاعت درویش میں طلماس نے درویش کو برا بھلا کہا فرامرز نے باندہ کے عیار کے حوالے کر دیا اور نقارہ فتح بجاتا ہوا میدان سے پھرا اور طلماس کو اسیر طوق و زنجیر کرکے زندانخانے میں بھجوا دیا ملکہ کو خبر ہوئی کہ بھائی میرا اسیر ہوا اس نے سجدہ شکر کیا کہ اگر طلماس غالب آتا تو مجھے چھین کے لے جاتا اور بہت ظلم کرتا لیکن فوج طلماس کی پلٹ کر جانب شہر بردوان روانہ ہوئی بردوان شاہ اسی انتظار میں بیٹھا تھا کہ فرزند میرا جنگ سر کرکے مع ملکہ آتا ہوگا اتنے میں لشکر کے سپاہی روتے پیٹتے پہونچے بردوان شاہ نے کہا کہ کیا ہوا کیا فرزند میرا مارا گیا انھوں نے کہا کہ فقیر کے دو چیلے ایسے زبردست ہیں کہ اُن سے عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہے فرزند آپکا دن بھر کی کشتی میں زیر ہوگیا ابھی تک قتل تو نہیں ہوا لیکن قید ہے یہ سنکے بردوان شاہ کو نہایت غصہ آیا بس یہ اپنے مقام سے اٹھا اور ایک مکان تنہا میں آیا یہاں ایک بڑا آئینہ لگا ہوا تھا پوشش پڑی ہوئی تھی بردوان شاہ نے پوشش آئینہ کی دور کی اور اُس میں خیرہ نظر کی اور منہ کی بھاپ دے کر پوشش ڈال دی بعد چند ساعت کے کڑاکا ہوا اور ایک لکہ ابر آکے شق ہوا اس میں سے ایک ساحرہ تخت پر سوار نمودار ہوئی دو مصاحب [illegible] ساتھ تھیں آتے ہی پکاری کہ اے بردوان شاہ اسوقت مجھے تم نے کیوں یاد کیا ہے بردوان شاہ نے کہا کہ اپنے [illegible] اٹھ جاؤ تمہاری دوستی و محبت کس دن کے کام آئیگی ایک فقیر پیدا ہوا ہے کہ وہ ہر ایک کو مرید اپنا بناتا ہے اُس کا یہ دیکھا اسکا یہ سید کہ پہلے اُس نے شاہزادی کو ایسا پیالہ پلایا کہ وہ اُسی کا دم بھرنے لگی لیکن بعد اُس کے فرزند دیا ہی تو [illegible] اپنے کو گیا وہ نہ آئی ایسا اُس کا قلب فقیر نے پلٹ دیا اور بعد اُس کے فرزند سے میرے لڑائی منہ ہوا کہ [illegible] میں چاہتا ہوں کہ فقیر کے ہاتھ سے میرے دختر و فرزند دونوں کو رہا کرا دو اور اُس فقیر کو ایسی سزا [illegible] قیامت تک بھی اُس سے باز آئے

یہ سنکے سماک جادو لرز گئی اور کہا کہ اے بہروان شاہ تو اس نقیر کی حقیقت سے آگاہ نہین ہی کہ یہ کون بلا ہی یہ عمرو ثالث عیار ہی اس نے نقیر بنکر بہتون کو اپنا بنایا اور مصاحب جادو کو مارا اس کا خاندان ہمارے خاندان کا قاتل ہی جتنے بڑے بڑے ساحر تھے وہ اسی کے خاندان والون نے مارے ساحر مشمش ساحر سا شخص کہ جو خدا وند ساحران تھا اُس نے دریا مین پناہ لی عمرو اول کے ہاتھ سے وہان بھی پناہ نہ ملی عمرو نے دریا مین گھس کے اُسے گرفتار کیا اور بیرون دریا لاکے مار ڈالا اور آج تک جو مین نے روپوشی اختیار کی تھی اور تمہارے پاس کا رہنا ترک کر دیا تھا اُس کا سبب یہی تھا کہ مجھے اپنے علم سحر سے معلوم ہو گیا تھا کہ قاتل میرا اس مقام پر آیا چاہتا ہی تم نے وہ فرمایش کی ہی اور ایسے کام کو کہا ہی کہ جس مین جان جوکھم ہی بہروان شاہ نے کہا کہ اے سماک جادو جب یہ تم جانتی ہو کہ قاتل تمہارا یہی شخص ہی اور پیدا اُس کا دھوکا دیتا ہی بغیر اس کے اُسے ہمیر غلبہ حاصل نہین ہو سکتا تو اُس سے سر میدان کیون نہ مقابلہ کرو یا ایسے وقت مین کیون نہ حملہ کرو جب وہ غافل ہو سماک جادو نے کہا کہ تم نے وہ بات کہی جو عقل کے موافق ہی لیکن تقدیر عقل کے خلاف ہی ہوا کرتی ہی مگر اب سوا اس کے چارہ کیا ہی مین بھی یہ سمجھتی ہون کہ جب مرنا اسی طرح ہی تو اپنا حوصلہ کیون نہ نکال لین تم اسی مقام پر ٹھہرو مین ابھی جاتی ہون اور اُسے گرفتار کرکے لاتی ہون اور تمہارے سامنے اُس کے کباب لگا کے کھاتی ہون یہ کہکر ایک پتلی ہاتھی دانت کی جھولی سے نکالی اور چند دانے ماش کے پڑھکر اُس پر مارے پتلی گویا ہوئی کہ کیا حکم ہوتا ہی سماک جادو نے کہا کہ اگر اس وقت مین جاؤن اور خضران کی گرفتاری کی فکر کرون تو کامیاب ہون گی پتلی نے کہا ہان اسوقت وہ غافل ہی ایسے مقام پر نہین ہی کہ گرفتار نہو سکے بعد اس کے پوچھا کہ ملکہ کس مقام پر قید ہی اور کیون نہین آتی کہا کہ ملکہ فرامرز پر عاشق ہی اور فرامرز مرید ہی درویش کا اپنے خضران کے فریب مین پھنسا ہوا ہی یہ سنکے اس نے عشق جادو اور علیق جادو سے کہا کہ تم تو ملکہ کو لینے جاؤ اور بادشاہ کے فرزند کو قید سے چھڑاؤ اور مین جاتی ہون خضران کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ سنکے عشق جادو اور علیق جادو دونون کڑک کر اڑین اور جانب لشکر درویش روانہ ہوئین اور سماک جادو نے ادھر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی اور اڑ کر جانب لشکر درویش تبلاش درویش روانہ ہوئی لیکن اب

دو کلمہ داستان درویش امیر شاہی اور ملکہ سیمان کج ابرو اور طہماس تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

ماہرو دلبر ہوا ہی آنکر ہمخانہ آج
خانقاہ شیخ ہی ساقی ترا میخانہ آج
کس کا یہ رتبہ ہی اے ساقی زہے میرا نصیب
مین دیے جاتا ہون حسن جلیس کل پیمانہ آج

غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج
وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون ویرین
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
لے لیا بوسہ لپٹ کر تیغ ابرو کا منیر

آ رہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا
کیا وہ بت آیا ہی یان اے راہب بتخانہ آج
تیغ برہم جائے کہ گھٹتا جائے مجھے مطلب نہین
کام آئی اپنے آخر ہمت مردانہ آج

راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ سیمان کج ابرو نے فرامرز سے کہا کہ مجھے اب اندیشہ پیدا ہو گیا ہی یا تو تم میرے بھائی کو قید سے رہا کر دو ورنہ اب میرا ایک ایسی بلا پہنچے گا کہ ٹالنا دشوار ہو جائے گی فرامرز نے کہا کہ کیا اور کوئی پہلوان زبردست اُنکے یہان ہی ملکہ نے کہا کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُس کا سماک جادو ہی اگر وہ آئی تو قیامت برپا کرے گی فرامرز نے کہا کہ ساحرہ ہمارے مرشد کا کیا کر سکتی ہی یہ وہ باکمال ہین کہ مصاحب جادو سے ساحر کو پکڑ لیا اور بلندی پر سے پھینکا مین نے اپنے ہاتھ سے اُس کو چہار رنگ ہوائی کیا اگر یہ ساحرہ بھی آئے گی تو ہاتھ سے درویش کے سزا پائے گی ہان تمھے یہ خیال بیشک ہی کہ جبتک میرا تمہارا نکاح نہو جائے گا اُس وقت تک ایسی ہی آفتین آتی رہنگی جب یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ ملکہ امانت دوسرے کی ہو گئی اُسوقت پرائے ناموس کو چھینے کا کوئی قصد نہ کرے گا ملکہ نے کہا کہ پھر پیر و مرشد سے جاکر عرض کرو اگر ایک امر ہونا ہی تو ہو جائے دیر مین قباحت ہی فرامرز نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر ملکہ کے خیمہ سے

نکلکر درویش کی جانب روانہ ہوا راستے میں ہزبر شیر دل سے ملاقات ہوئی ہزبر شیر دل نے کہا کہ آپ کہاں جاتے ہیں فرامرز نے راز اپنا ہزبر سے بیان کیا ہزبر شیر دل نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اور اگر ایسا نہ کیجیے گا تو ملکہ کے چھن جانے کا خوف ہے خصوصاً لشکر اسلام کے ہاتھ سے کہ وہاں ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ ہے نہیں معلوم کیا بھید ہے کہ اس وقت تک کوئی سردار نہیں آیا آپ کس کس سے مقابلہ کیجیے گا کس کس کو جواب دیجیے گا جس روز اولاد صاحبقران سے کوئی بہ مقابلہ آگیا اس دن سوا زیر ہو کر مطیع ہو جانے کے چارہ نہ ہوگا اور اگر عقد ہو گیا تو اہل اسلام ملکہ کو ناموس غیر سمجھ کر ادھر رخ نہ کریں گے یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں خدمت میں درویش امیر شاہی کے آئے اور مدعائے دلی اظہار کیا درویش سوچے کہ اس پر طیفور عیار صاحبقران بھی عاشق ہے ایک مرتبہ تو وہ لے ہی گیا ہوتا اور دوسری مرتبہ جالینش کو ملکہ سمجھ کے لے گیا جس پر صاحبقران نے ناراض ہو کے نکال دیا یہ سب خبریں درویش کو ہرکاروں نے پہونچا دی تھیں اس وجہ سے ان کو اور بھی تامل تھا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ ملکہ تو فرامرز پر خود عاشق ہو چکی ہے دوسرے کو قبول نہ کرے گی اور اگر قبول نہ کرے گی تو عقد کیونکر جائز ہوگا صاحبقران بھی اگر عقد کریں گے تو فرامرز ہی کے ساتھ کیونکہ عقد کے بارے میں جبر درست نہیں یہ سوچکر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرامرز سے کہا کہ چلو میں ابھی عقد تمہارا ملکہ کے ساتھ کر دوں یہ فرما کر فرامرز کے ساتھ ہو لئے فرامرز خواجہ کو لئے ہوئے ملکہ کے خیمہ میں آیا ملکہ سلام کو اٹھی درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا ملکہ بیٹھ گئی گردن جھکا لی درویش نے کہا کہ عقد تمہارا فرامرز کے ساتھ پڑھ دیا جائے ملکہ نے رضامندی ظاہر کی درویش نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور دعویدار پیدا ہو جائے اگر تمہاری خوشی ہو تو عقد پڑھا جاوے یعنی جس کے ساتھ تمہیں منظور ہو اسی کے ساتھ عقد تمہارا کر دیا جائے ملکہ نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ نہ پوچھئے اگر میں دوسرے کی راضی ہوتی تو ان کے ساتھ کیوں چلی آتی اب خواجہ نے صیغہ جاری کرنے کا قصد کیا تھا کہ بجلی چمکی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں یہاں عقد کے سامان تھے اور وہاں سماک جادو تاک میں تھی کہ خواجہ کو منڈھی کے باہر پاؤں توڑے پاؤں جس وقت تک خواجہ منڈھی میں تھے کئی مرتبہ سماک جادو سحر غائب کئے ہوئے نزدیک منڈھی کے آئی لیکن جب اندر جانے کا قصد کیا تو اسے موکلوں نے روکا کیونکہ خواجہ اس کے آنے سے بیخبر تھے اور بے اجازت کیا مجال ہے کسی کی کہ اندر منڈھی کے قدم رکھ سکے لیکن جب خواجہ منڈھی سے نکل چلے ہیں تو سماک جادو کئی مرتبہ قصد کر کے رہ گئی لیکن بسبب خوف کے اس کی جرأت نہ ہوئی کہ خدا جانے کیا افتاد پیش آئے آخر اس نے جان پر کھیل کے پنجہ سحر پھینکا یہاں خواجہ حالت غفلت میں تھے کلیم بھی نہ اوڑھ سکے پنجہ خواجہ کو اٹھا کے بلند ہوا لوگوں نے کہا کہ لو وہ برکت جاتی ہے فرامرز پکارا کہ کہاں آپ تشریف لئے جاتے ہیں درویش نے کہا کہ اپنے خدا سے ملنے کو آسمان پر جاتے ہیں پریشان نہ ہو اگر حکم ہوا تو ہم پھر واپس آئیں گے یہ کہتے کہتے نظروں سے غائب ہو گئے ساتھ ہی دوسرا پنجہ جا کر زندان خانے میں گرا اور طہماسپ تیغزن کو لے کر روانہ ہو گیا اور تیسرا پنجہ فرامرز کو لے گیا اب تو درویش کے لشکر میں غوغا ہوا لوگ شور کرنے لگے کہ پیرو مرشد ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہیں ہم کس کے ہو کے رہیں گے یہ تو غل مچاتے رہ گئے اور پنجے لئے ہوئے ان کو بلند ہو گئے وہاں بہردوان شاہ انتظار میں بیٹھا تھا کہ سماک جادو اور عتیق جادو اور عشق جادو پہونچیں عتیق جادو نے تو طہماسپ تیغزن کو سامنے بہردوان شاہ کے لے جا کے ڈالدیا دیکھا بہردوان شاہ نے کہ فرزند اسیر طوق و زنجیر ہے اس کو کمال رنج ہوا کہ میرا فرزند اور اس حالت سے اور عشق جادو نے فرامرز کو پیش کیا اور کہا کہ اس شخص کا نکاح ملکہ کے ساتھ ہونے ہی کو تھا اور اسی سے آپ کا فرزند اسیر بھی ہوا تھا اور سماک جادو نے خضران کو لیجا کے سامنے بہردوان شاہ کے ستون سے باندھ دیا بہردوان شاہ نے کہا کہ ملکہ خضران کے حلیہ سے تو صورت اس کی نہیں ملتی ہے تم نے خضران کیوں کہتی ہو ملکہ نے کہا کہ یہ ہیئت بدلے ہوئے ہے آپ صورت اصلی اس کی دیکھیں گے بہردوان شاہ نے کہا کہ ضرور دیکھوں گا بس سماک جادو نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا منہ پر خضران کے مارا تمام رنگ و روغن عیاری اتر گیا صورت اصلی نکل آئی اب دیکھا تو وہی زیرا اسی آنکھیں چمک رہی ہیں کلّے سے گال پھولے ہوئے ہیں تا گاسی گردن

نکلے ناک پوری ہیئت وہی پائی جو حلیہ عمرو کا مشہور تھا اولاد عمرو اول مین استقدر عمرو سے مشابہ اب کوئی نہین جسقدر خضران ہے اور اسی چھینٹے کے ساتھ خواجہ کو ہوش بھی آگیا جس وقت خواجہ ہوشیار ہوئے تو ملک الموت کو سر پر پایا دل مین خیال کیا کہ برے پھنسے مگر خیر اب تو جو کچھ ہو بادشاہ نے آہنگرون کو بلوا کے قید دور کرائی اور اپنے فرزند کو سینے سے لگایا طہماس تیغزن تلوار کھینچکر فرامرز کی طرف چلا کہ قتل کر ڈالون سماک جادو نے منع کیا اور کہا کہ جلدی نکرو اب یہ میرے قابو مین آگئے نکل کے کہان جاسکتے ہین چونکہ مددگاران لوگون کے زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین لہذا پہلے مجھے انتظام کر لینے دو بعد اس کے قتل کرنا باغ کا مین بندوبست کرتی ہون کہ یہان کوئی آنے نپائے بیرون باغ کا انتظام تم کرو کہ کوئی غیر ملک کا آدمی نہ آنے پائے بردوان شاہ مع لشکر باہر آیا اور فوج کو طلب کر کے گرد باغ کے حصار کر لیا کہ کوئی آنے جانے نہ پائے وہان سماک جادو نے یہ انتظام کیا کہ کچھ اسم سحر پڑھکر ایک کیل لوہے کی زمین مین گاڑ دی جس سے تمام زمین آہنی ہوگئی تاکہ نقب کے ذریعہ سے بھی کوئی عیار اندر باغ کے نہ آسکے اور بالا سے باغ ابر سحر قائم کیا کہ کوئی پرند تک اڑکے نہ آسکتا تھا اور گرد باغ کے حصار آتش قائم کر دیا تمام دیوارین باغ کی آتشی معلوم ہوتی تھین اور عشق جادو اور علیق جادو سے کہا کہ ان دونون کی حفاظت کرو آج طبیعت میری سست ہے کل صبح کو ان کے کباب لگاؤنگی اور کھاؤنگی کہ انھون نے بہت دل جلایا ہے خصوصاً اس عمرو ثالث نے کہ ہزارون ساحرون کو مارا ہے اور یہ دوسرا جو ہے چیلا اس کا یہ فربہ بہت ہے اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوگا بادشاہ سے کہدینا کہ کسی کبابی کو بھیجدے خضران نے ہرچند واویلا کی مگر سماک جادو نے ایک ساعت نہ کی اور کہا کہ تو بڑا مکار ہے مین تیرے مکر و فریب سے خوب آگاہ ہوچکی ہون یہ تو انتظار صبح مین بیٹھی تھی اور فرامرز حیران ہے کہ مرشد کی تو صورت ہی اور ہے اور نام بھی نیا سنا جاتا ہے یہ ماجرا کیا ہے لیکن کچھ بھی ہو یہ عیار ہون یا مکار ہمارے تو پیر و مرشد ہین کہ انھین کی بدولت ہم اس مرتبہ کو پہونچے مگر اب

دو کلمہ داستان طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی ساقی پیارے ساقی بات یہی ہے ملنے اگر تو جم کی یہی تھی اصل حقیقت احسان تیرا احسان ہوگا	خم مین نہ رکھ تو کچھ بھی باقی سچ تو یہی ہے جانے اگر تو قلب کی جان اور جان کی پیاری رندون کا دل شادان ہوگا	جام پلا بھر بھر کے مے کے کچھ بھی مزا بے مے کے نہین ہے لاکے پلا دے گر تو نہ خست اب تو مری آئی ہے باری	ہووین جس سے سب کو لپٹے لطف بڑا ہے اسکے کہین ہے ہوئے گا جو کچھ ہوئیگی قسمت دیکھ کسر رہ جائے نہ باقی

راوی بیان کرتا ہے کہ جب طیفور نے خضران کے ہاتھ سے دو مرتبہ زک اٹھائی اور صاحبقران کے روبرو اس کو ذلت حاصل ہوئی تو امیر نے یہ فرما کر نکال دیا کہ ابھی منھ پر تو دعویدار ہمارے عیاری ہوتا ہے جب ایک فقیر نے دو مرتبہ تجھے دھوکہ دیدیا تو عیار سے تیرا کیا بس چلیگا اگر تو ہمارے عیاری کا مالک بھی ہوتا تو یقین ہے کہ سب تبرکات عمرو کے چھنوا دیتا ہمارا عیار ہوکے اور ایسا غافل جا نکلجا میری بارگاہ سے اور اب منہ نہ دکھانا جب تک کوئی کارنمایان نہ کر لینا اور فقیر سے عوض اس کا نہ لے لینا اور اب ہمارے عیاری بھی تجھے یون نہ ملینگے کہ مین سفارش کر کے خانہ کعبہ سے منگوا بھیجون بدیع الملک تو میری خاطر سے ضرور بھیجدینگے لیکن تو اس قابل نہین کہ ان باتون کا حامل ہو اگر تجھے جانشینی خضران کا دعوی ہے اور شاہ عیاران ہونے کی خواہش ہے تو جا اور خانہ کعبہ مین بیٹھ عیاری تبرکات اپنے بزرگون کے خضران سے حاصل کر صاحبقران کو غصہ مین دیکھکر طیفور کو نہایت کوفت ہوئی کہ مین نے کیسی کیسی کوششین کین اور پھر ملکہ کے لانے مین کامیابی حاصل ہوئی بس یہ بارگاہ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا دور دور تک پریشان و سرگردان رہا کبھی تو خیال کیا کہ درویش کو زک دے لون تو خانہ کعبہ جاؤن کبھی یہ خیال آیا کہ درویش دھوکہ نہ کھائیگا

اس لئے کہ اُسے الہام ہوتا ہے جبتک تبرکات عمرو کے ہاتھ نہ آئیں گے لہذا بہتر یہ ہے کہ پہلے چل کر خضران پر عیاری کروں اگر کامیابی حاصل ہو تو انھیں تبرکات کے ذریعے سے درویش کو دھوکہ دوں یہ سوچ کر ایک جانب بارادہ سفر خانہ کعبہ چل کھڑا ہوا جاتے جاتے اس کو پیاس معلوم ہوئی اور اس نے وہاں کسی مقام پر نشان چشمہ و چاہ کا نہ پایا یہ حیران و سرگردان پھر ہی رہا تھا کہ دیکھا اس نے کہ ایک مقام پر جھونپڑا پڑی ہوئی ہے اور اس میں سے اللہ ہو کی آواز چلی آتی ہے طیفور قریب اُس منڈھی کے آیا دیکھا کہ ایک مرد درویش بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن کے سوروں کی کر رہے ہیں طیفور سامنے جا کے کھڑا ہو رہا کہ یہ مرد باخدا ہیں کیا عجب ہے کہ ان کے باعث کچھ مطلب برآری ہو جب درویش تلاوت قرآن سے فارغ ہوئے تو آنکھ اٹھا کر طیفور کی طرف دیکھا اور مسکرائے طیفور نے کہا کہ آپ کیا مسکرائے درویش نے فرمایا کہ تو جس کی فکر میں دور جانے کو ہے وہ دور نہیں ہے طیفور نے کہا کہ جب یہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں کس واسطے جاتا ہوں اور کہاں جاتا ہوں تو یہ بھی بیان فرما دیجیے کہ مطلب میرا حاصل ہوگا یا ناکام ہی رہوں گا درویش نے کہا کہ کعبہ کا سفر اور دغابازی کا ارادہ تم کو شایان نہیں خدا پر بھروسہ رکھو اور جانب شہر بردوان جاؤ مطلب تمہارا حاصل ہوگا اور یہ شیشی لیتے جاؤ جس اسیر سحر کو دو قطرے اس عرق کے پلا دوگے وہ قید سحر سے رہا ہو جائے گا اور تم سے ایسی عیاری بن پڑے گی کہ لوگ تمھیں مان جائیں گے اور میں تمھیں بشارت دیتا ہوں کہ بہت جلد تم شاہ عیاران ہونے والے ہو طیفور نے قدم چومے اور شیشی عرق باطل السحر کی لے کر کسوت عیاری میں رکھی اور جانب شہر بردوان روانہ ہو گیا بعد طے مراحل و قطع منازل اُس روز شام کے وقت شہر بردوان میں پہونچا جس روز سماک جادو خضران کو اسیر کر کے لائی تھی اور اس نے یہ کہا تھا کہ کل میں اس کے کباب لگا کے کھاؤں گی اور بردوان شاہ نے کہا تھا کہ کوئی کبابی بھیجو چنانچہ طیفور حسب اتفاق کچھ سیخیں ہاتھ میں لئے ہوئے اور کبابی بنے ہوئے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا انھوں نے کہ ایک کبابی دوکان لگائے بیٹھا ہے اور کباب بھن رہے ہیں یہ جا کر دوکان پر کھڑے ہو رہے پوچھا اس نے کہ تم کون ہو جواب دیا کہ نام میرا روشن کبابی ہے شہر مصاحبیہ کا رہنے والا ہوں مرا ہوا ان خدا پرستوں کا کہ انھوں نے آ کے مصاحب جادو کو مارا میں تباہ ہو کر یہاں آیا یہ سنکے اس کبابی نے کہا کہ اگر تم میرے شاگرد ہو تو میں اپنے بادشاہ کے یہاں تمہارا بھی کچھ معین کراؤں گا روشن کبابی نے کہا کہو تو تمھارے شاگرد کے شاگرد بنجائیں ہم دو پیسے پیدا کر کے پیٹ پالنا ہے استاد بننا منظور نہیں ہے سالم کبابی نے کہا کہ آؤ تم میرے مہمان ہو جب تک تمہارا کوئی سلسلہ نکلے میری دوکان پر کام کرو فرمایا کہ مجھے کیا عذر ہے یہ کہکر دوکان پر چڑھ گئے آگ دھونکنے لگے اب ان کو یہ فکر ہے کہ اسے بیہوش کر کے کہیں پھینکدوں اور اس کی شکل بن کے بادشاہ تک رسائی پیدا کروں قضا سے کار ہنوز یہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے پائے تھے کہ بادشاہی پیادہ آیا اور اس نے سالم کبابی کو فرمان سنایا کہ تمھیں بادشاہ نے یاد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ایک کبابی اور اپنے ساتھ لیتے آنا کہ کام زیادہ ہے سالم کبابی نے کہا کہ لو میاں روشن جلدی تمہارا نصیبہ جاگا چلو روشن نے جلدی سے مصالحہ اور سیخیں اور چھریاں اٹھائیں اور سالم کبابی کے ساتھ ہوئے سالم کبابی ان کو ساتھ لئے ہوئے ہمراہ پیادہ کے خدمت میں بردوان شاہ کے پہونچا سلام کیا بردوان شاہ نے نئے آدمی کو اس کے ساتھ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے سالم کبابی نے کہا کہ یہ میرا شاگرد ہے بادشاہ نے کہا کہ نیا شاگرد ہے یا پرانا سالم کبابی نے عرض کی کہ حضور بہت پرانا شاگرد ہے اور خوب کباب لگاتا ہے میں نے اس کو مصاحب جادو پاس نوکر رکھا دیا تھا چونکہ مصاحب جادو کو خدا پرستوں نے مارا یہ تباہ ہو کر پھر یہاں آیا میں نے اس کو اپنی دوکان پر بٹھا دیا تھا کہ حضور کے یہاں سے طلب ہوئی اور یہ حکم پہونچا کہ ایک کبابی کو اور ساتھ لیتا آنا یہ میرا سمجھا ہوا تھا میں اسی کو لیتا آیا بادشاہ نے کہا کہ تم کو آدمی کے گوشت کے کباب لگانا ہوں گے سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ آج نئی فرمائش ہے روشن کبابی نے عرض کی کہ حضور آدمی کا گوشت تو تمام گوشتوں سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے اس کے کباب لگانا دشوار نہیں ہیں ہم تو بیگنے کے کباب اور ٹیلے کے کباب لگاتے ہیں

گوشت کڑوے ہوتے ہین اور پھر کڑواہٹ نہین رہنے پاتی مصاحب جادو کو بہت شوق تھا وہ آدمی کے گوشت کے
کباب بہت کھاتے تھے سالم کبابی پہلے تو حیران ہوا تھا کہ اس نے کبھی انسان کے گوشت کے کباب لگائے نہ تھے
روشن کبابی نے جو کہا کہ انسان کے کباب لگانا آسان ہین اس کو تسکین ہوئی کہ یہ جانتا ہوگا ادھر روشن کبابی کو
خیال گذرا کہ انسان کے کباب کیسے بردوان شاہ نے کہا کہ ہماری مہمان ملکہ سہاک جادو نے تمکو باغ مین طلب کیا ہی
وہان دو آدمیون کے کباب لگانا منظور ہین تم جاؤ اور ان کی خوشی کرو مگر کباب نہایت لذیذ ہون روشن کبابی نے
عرض کی کہ حضور وہ بہت خوش ہون گی آپ ہمین بھیجدین اسوقت عشق جادو موجود تھی بردوان شاہ نے ان
دونون کو عشق جادو کے سپرد کردیا عشق جادو ان دونون کو لیکر اسی حصار آتش کے قریب آئی اور کچھ اسم سحر
پڑھ کر اس نے ترنج سحر مارا کہ وہ آتش ہٹی اور دروازہ نمودار ہوا عشق جادو ان دونون کو لیے اندر اس حصار
کے داخل ہوئی اور سامنے ملکہ سہاک جادو کے پہونچی دیکھا طیفور نے کہ واہ واہ یہان تو اور ہی سامان ہے یہان خضران
ایک ستون سے بندھے ہوے ہین اور ایک ستون سے فرامرز ثانی درویش امیر شاہی کا پالکا بندھا ہوا ہی ابھی تک
طیفور کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ درویش امیر شاہی یہی خضران بنے ہوے تھے ملکہ نے ان دونون کبابیون سے
کہا کہ ان دونون کے کباب لگاؤ سالم کبابی نے روشن کبابی کی طرف دیکھا روشن کبابی قریب خضران کے آئے
اور گوشت ٹٹولنا شروع کیا اب خضران نے فلک کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے رب بے نیاز مجھے اس موت سے
نجات دے کہ میرے کباب لگائے جائین سہاک جادو نے کہا کہ او مکار تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے اور
مجھے بھی تیرا ہی اندیشہ تھا کہ مین جان اپنی چھپا کے گنبد ہوا مین رہتی تھی لیکن تو نے درویش امیر شاہی بنکر سیکڑون کو
دھوکہ دیا مصاحب جادو کو مارا بردوان شاہ کی دختر کہان اور تیرا پالکا کہان اس کے ساتھ ملکہ کا نکاح کئے دیتا تھا ساحری
وحشیا نے بھی فتح میرے ہی نامہ اعمال مین لکھدی تھی ورنہ مین تو تجھسے ایسی خائف تھی کہ تجھی کو اپنا قاتل جانتی تھی خضران
نے کہا کہ ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہین اگر مجھے چھوڑ دیجیے تو مین زندگی بھر سرتابی نکرونگا آپکی
اطاعت سے کام رکھون گا ملکہ نے کہا کہ ایسے فقرے تو کسی اور کو دے تو اپنی بدنصیبی اور میری خوش نصیبی سے میرے
ہاتھ آگیا ورنہ تیرا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا ہان جلد اسے ذبح کرو اور کباب اس کے لگاؤ سالم کبابی چھرا لیکے اٹھا
خضران کا چلوؤن خون خشک ہوگیا اور اب انھین اپنی زندگی سے یاس ہوگئی ادھر روشن کبابی یعنی طیفور بھی گھبرائے
کہ اگر یہ ذبح ہوگئے تو کچھ نہوا بس انھون نے کہا کہ اے ملکہ آفاق ایک عرض ہے اسے سن لیجیے پھر حضور کا جو حکم ہوگا اسے
بجا لانے مین مطلق عذر و انکار نہوگا سہاک جادو نے کہا کہ بیان کر روشن کبابی نے عرض کی کہ مین سالم انسان
کے کباب لگاتا ہون اگر فرمایئے تو ان دونون کو اسی طرح بھون دون یہ معلوم ہو کہ زندہ موجود ہین اور جہان سے چاہیے
تراش کے نوش کیجیے اور آپکو یہ بھی معلوم ہو کہ ہم کس کے کباب کھا رہے ہین اور اگر ذبح کرکے گوشت کا قیمہ بنا ڈالا تو
صورت بگڑ جائے گی یہ سنکے سہاک جادو نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اگر ایسے کباب تو لگائے گا تو مین بہت کچھ انعام
دون گی سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ تو بڑا کامل معلوم ہوتا ہے بس روشن کبابی نے کوئلے سلگائے جب آگ روشن ہوگئی
تو انھون نے کہا کہ پہلے کس کے کباب لگاؤن سہاک جادو نے کہا اسی موٹے دبلے کے کباب پہلے لگاؤ اگر مجھے پسند
ہون گے تو مسلم کباب دوسرے کے بھی لگا دینا نہین تو اس کا قیمہ بنا کے ٹکیا کے کباب بھونا یہ سنکے روشن کبابی
نے کچھ مصالحہ نکالا اور سالم کبابی کی طرف دیکھ کے کہا کہ دیکھیے استاد یہ میرا ایجاد کیا ہوا نسخہ ہے کہ مین کوئلون پر مصالحہ
چھڑک دیتا ہون اب اس کا اثر تمام جسم مین پھیل جائے گا جہان سے کاٹیے گا گوشت مین مصالحہ کا اثر پائیے گا یہ کہکر انھون نے
سمجھ بوجھ کے داروے بیہوشی آگ پر چھڑک دی اور پنکھے سے دھوکنا شروع کیا دھوان پھیلتے ہی [illegible]
آنا شروع ہوگئی سہاک جادو اور عشق جادو اور سالم کبابی اور خضران اور فرامرز [illegible]

بیہوش ہوئے چونکہ یہ پہلے سے اپنے دماغ پر فتیلہ رفع بیہوشی چڑھائے ہوئے تھے اس پر کوئی اثر نہوا اب انھون نے جلدی سے رنگ وروغن عیاری لگاکر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھاکر خضران کو ہوشیار کیا خضران کی آنکھ جو کھلی تو عمرو ثانی کو دیکھا جلدی سے سلام کیا اور عرض کی کہ باواجان عجب وقت نازک مین آپ نے خبر لی ہے ہمارا تو خاتمہ ہی ہو چکا تھا جواب دیا کہ ہان بیٹا مین نے ایک خواب پریشان دیکھا کہ تم مبتلائے بلا ہوا اور کوئی بچانے والا نہین ہے اُس وقت مین نے بدیع الملک سے اسم اعظم پڑھوا کر پانی شیشے مین رکھ لیا تھا کہ مبادا تم اسیر سحر ہو تو تمھاری رہا کرنے مین دقت نہونے پائے لو یہ دو قطرے تم پی لو تاکہ تم پر سے اثر سحر برطرف ہو جائے خضران نے جلدی سے منہ کھول دیا طیفور نے درویش کی دی ہوئی شیشی کے دو قطرے حلق مین خضران کے ٹپکا دیے اُسی وقت بندش سحر دفع ہوئی خضران نے کہا کہ باواجان جلد اس لکاتہ کو مار ڈالیے ایسا نہو یہ ہوشیار ہو جائے تو آپ بھی گرفتار ہو جائینگے عمرو ثانی نے کہا کہ ٹھہرو جلدی نکرو یہ ہوشیار قیامت تک نہوگی پہلے اپنے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الملک کا پیام سن لو کہا جلد بیان کیجیے آقا میرا خیریت سے تو ہے عمرو ثانی یعنی طیفور نے کہا کہ ہان خیریت سے ہین انھون نے فرمایا ہے کہ ہمین سب خبرین ہو چکین کہ عیار عادل کیوان شکوہ تجسے بہانے عیاری طلب کرتا ہے خبردار بہانے سے عیاری اُس کو نہ دینا بلکہ تم اپنے پاس بھی ان تبرکات کو نہ رکھو شاید تم سے تلف ہو جائین بلکہ ہمارے پاس بھیجدو ہم جسے مناسب جانینگے اُسی کو دینگے لہذا باہانے عیاری میرے سپرد کرو کہ مین لیکر جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جاؤن اُس کے بعد تم ان جادوگرون کو قتل کرنا کہ موت ان کی تمھارے ہی ہاتھ سے لکھی ہے اور مین نے اب قتل سے توبہ کی ہے چونکہ ایسے مقام پر رہتا ہون جہان مچھر اور کھٹمل کا مارنا بھی جائز نہین لہذا مین اپنے ہاتھ اس خون نجس سے نہ بھرونگا یہ سنکے خضران نے جلدی سے دیو جامہ زنبیل گلیم باد دھرے جال الیاسی کمند آصفانی باصفا منڈھی داؤدی بارگاہ دانیالی زنبیل وغیرہ جسقدر تبرکات ان کے پاس تھے سب دیدیے اور کہا کہ پہلے آپ چلیے اور مین بھی اب صاحبقران سے اجازت لیکر بہت جلد آؤنگا کہ یہان رہ کر میرا کلیجہ پک گیا ہے عیارون نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہے یہ سنکے طیفور نے کہا خدا حافظ اور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا خضران نے خنجر لیکر پہلے تو سماک جادو کو ذبح کیا بعد اُس کے عشق جادو اور علیق جادو کو بھی قتل کیا بس مرتے ہی ان دونون کے وہ حصار آتش گل ہو گیا ابر کے ٹکڑے روئی ہو کر گر پڑے زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور وہ منجنیقین سحر کی جو سماک جادو نے گاڑی تھین الٹ گئین قیامت برپا ہوئی شور گیر و دار بلند ہوا آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سماک جادو و علیق جادو و عشق جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہے تو فرامرز کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ لاشین تینون جادوگرون کی ذبح کی ہوئی پڑی ہین اور خواجہ خنجر خون آلودہ لیے ہوئے کھڑے ہین فرامرز سمجھا کہ یہ انھین نے کوئی کمال دکھایا خضران نے کہا اے فرامرز اب ہوشیار ہو جاؤ کہ سامنا تلوار کا ہونے والا ہے دیکھو گرد فوج معلوم ہوتی ہے اُدھر بردوان شاہ مرنے سے سماک جادو کے باخبر ہوا اس نے حکم دیا فوج کو کہ مارلوان دونون کو خبردار یہ جانے نپائین فوج داخل باغ ہوئی خضران نے ہیچھ عیاری کھینچا اپنے گلیم ہے کہ اوڑھکر غائب ہو جائین نہ زنبیل ہے کہ فرامرز کو زنبیل مین ڈالکر جان بچائین ادھر ہم لڑتے ہین اُدھر فرامرز نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا بردوان شاہ فوج کو للکارتا ہے کہ مارلوان دونون کو غضب کیا انھون نے سماک جادو ایسے معین و مددگار کو مار ڈالا یہان کی تو یہ حالت ہوا اور طیفور نے مرتے ہوئے ان جادوگرون کے جو راستہ لیا باد دھرے پاؤن مین باندھے اور اُڑکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور آن واحد مین پہونچ گیا یہان صاحبقران دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے ہرکارون نے آکر خبر دی تھی کہ تمام لشکر درویش کا جانب شہر بردوان جا رہا ہے سنا ہے کہ کوئی ساحرہ شہر بردوان سے آئی تھی اور وہ درویش کو اٹھا لے گئی تھی اُس نے درویش کو قتل کیا ہے یا قید رکھا ہے تمام مریدان درویش کے جانون پر کھیلے ہوئے ہین اور حق حق کا شور کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اتنے مین طیفور سامنے

صاحبقران کے پہونچا اور سلام کرکے عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوکر جانب شہر بردوان روانہ ہوں ورنہ بہت سے مسلمان قتل ہو جائیں گے اور خواجہ کو بھی زندہ نہ پائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کون طیفور نے عرض کی کہ خضران فرمایا امیر نے خضران یہاں کہاں وہ تو جانب خانہ کعبہ چلا گیا تھا طیفور نے عرض کی اب تو شہر بردوان میں ہیں خضران دراصل درویش امیر شامی بنے ہوئے تھے اب حال کھلگیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تو میرے سامنے کیوں آیا تو نے کونسا کارنمایاں کیا جو مجھے صورت دکھائی طیفور نے عرض کی کہ حضور کو وہاں پہونچ کر معلوم ہو جائیگا لے اب جلد سوار ہو جیے مجھسے آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہو وہیں دریافت کر لیجیے گا یہاں کچھ نہ پوچھیے کہ دیر ہوگی امیر نے اُسی وقت مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب شہر بردوان روانہ ہوئے طیفور نے گوشہ زین تھام لیا اور یہ بھی جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا بعد جانے صاحبقران کے اجلال روشن طالع کو خبر ہوئی یہ بھی فوراً مع لشکر جانب شہر بردوان روانہ ہوگیا اور چالیس ہزار سوار خاص امیر کی اردلی کے جو طلسم ابلق سے ساتھ آئے تھے اور ہر وقت ساتھ رہتے تھے ان کے ابلق گھوڑے اور ابلق پوشاکیں تھیں یہ بھی جانب شہر بردوان روانہ ہوگئے دو چار کوس کا تو فاصلہ ہی تھا گھنٹہ بھر میں صاحبقران پہونچ گئے دیکھا امیر نے کہ چار جانب سے ہجوم لشکر ہے بیچ میں خضران اور فرامرز گھرے ہوئے لڑ رہے ہیں بس امیر نے یہیں سے تلوار کھینچی اور نعرہ کردہ شگاف کیا کہ تمام شہر لرز گیا اور کفار پر گرکے قتل کرنا شروع کیا ساتھ ہی گرد اڑی ایک جانب سے اجلال روشن طالع اور دوسری جانب سے لشکر درویش پہونچا یہ دونوں فوجیں بھی شریک جنگ ہوئیں اور فوج بردوان پر حملہ کیا فوج اسی طرف مصروف ہوئی خضران اور فرامرز پر سے وہ انبوہ برطرف ہوا خضران صفائے آتشبازی مارتے ہوئے فرامرز کو ساتھ لیے ہوئے ایک جانب چل کھڑے ہوئے اتنے میں پھر گرد اڑی اور چالیس ہزار ابلق سوار ابلق پوش جو آکے گرتے ہیں تو انھوں نے صفوں کو توڑ دیا پروں کو شکستہ کر دیا صاحبقران عالیشان مرکب کو چھیڑ کے بردوان شاہ کی طرف چلے بردوان شاہ چلایا کہ مار لو اس خداپرست کو جانے نپائے غضب کیا اس نے کہ اس مقام پر بھی آفت برپا کی ساحروں کو مارا نام سامری و جمشید کے مٹانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن فوج بردوان کے جی چھوٹے ہوئے ہیں قدم نہیں جمتے غازیان اسلام لاشوں پر لاشیں گرا رہے ہیں ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند ہے کوندا برق شمشیر کا نہایت زور شور سے لپک رہا ہے بارش سروں کی ہو رہی ہے دریائے خون جوش مار رہا ہے آب شمشیر تا گلو پہونچا ہوا ہے کہ امیر یا توقیر اسی دریائے خون کو جھیلتے ہوئے قریب تخت بردوان شاہ پہونچے بردوان شاہ نے تلوار ماری صاحبقران نے ایک ہاتھ سے کلائی پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا ہاتھ پر بلند کر لیا لوگ اپنے بادشاہ کے بچانے کو دوڑے جس نے تلوار اٹھائی صاحبقران نے بردوان شاہ کو بجائے سپر سامنے بڑھا دیا بردوان شاہ نے آواز امان بلند کی فرمایا امیر نے کہ امان بشرط ایمان کہا قبول ہے صاحبقران نے زمین پر چھوڑ دیا غازیان اسلام نے قتل کفار سے ہاتھ روکا امیر یا توقیر آکر بارگاہ میں بیٹھے بردوان شاہ حاضر ہوا اجلال روشن طالع اور خضران اور فرامرز سب ایک جا جمع ہوئے پوچھا صاحبقران نے کہ یہ لڑائی کس سبب سے ہوئی مفصل کیفیت بردوان شاہ نے بیان کی اُس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران اب ملکہ کو اُس کے باپ کے سپرد کرو کہ وہ دین اسلام اختیار کر چکا ہے خضران نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے اب امیر نے پوچھا کہ تم تو خوب درویش بنے تھے لیکن حال کھلگیا اپنی کیفیت بیان کرو خضران نے عرض کی کہ یا امیر میں آگاہ نہ تھا کہ بردوان شاہ کے یہاں ساحر بھی ہیں ورنہ ایک دم کیلیے سندھی سے باہر نہ نکلتا میں فرامرز کا عقد ملکہ کے ساتھ پڑھنے کو گیا تھا کہ پیچھے گرا اور مجھکو اٹھالے گیا سماک جادو نے میرے کباب لگانے کا حکم دیا خدا معلوم کسطرح والد ماجد کیا پی بن کے پہونچ گئے اور سماک جادو کو مار کے مجھے رہا کیا بدیع الملک نے آپکا مزاج پوچھا ہے میں نے خیر و عافیت کہدی تھی امیر نے فرمایا کہ جلے تعجب ہے عمرو نے

ہم سے ملاقات نہیں کی خضران نے عرض کی کہ وہ صرف دو کاموں کے واسطے تشریف لائے تھے ایک تو میری رہائی
منظور تھی اور دوسرے شاہزادہ بدیع الملک کو یہاں کی خبریں آپ کے عیار کے زبانی معلوم ہوئیں انہوں نے
بانہائے عیاری منگا بھیجے کہ ہم جیسے مناسب جانیں گے آپ سے ویں گے میں نے تمام بانہائے عیاری بھیج دیئے امیر نے
فرمایا کہ تم نے تو میرے عیار سے وعدہ کیا تھا کہ میں بروقت جانے کے بانہائے عیاری تجھے دوں گا اور اس سے
گلیم تو تم سے شرط میں جیت لی تھی اب امانتًا تمہارے پاس تھی خضران نے کہا کہ میری جان و مال کے مختار ہیں
بدیع الملک میں ان سے کس طرح عذر کر سکتا تھا اسوقت طیفور آگے بڑھا اور کہا کہ حق بحق دار رسید دیکھئے
وہ گلیم یہ ہے اور دیو جامہ یہ ہے اور کمند یہ ہے جال یہ ہے زنبیل یہ ہے باد ہمنے یہ ہیں سپید مہرہ یہ ہے یہ کہکر سب چیزیں
سامنے خضران کے پھیلا دیں اب تو خضران کے ہوش اڑے طیفور نے کہا کہ گستاخی معاف آپ نے دو زکیں مجھے
ایسی دی تھیں کہ کہیں کا نہ رکھا تھا میرے تئیں مجھکو بارگاہ سے نکالدیا تھا اگر میں اتنی بڑی عیاری نہ کرتا اور آپ کو دھوکا نہ دیتا
تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا تھا گستاخی معاف ہو آپ سے باپ ہیں کے بانہائے عیاری لیے لئے اب یہ بانے
حاضر ہیں خضران نے کہا کہ اب یہ بانے تمہیں کو مبارک ہوں ہم نے آج سے عیاری ترک کی ہے اس بات کا رشک
نہیں ہے کہ تم نے ایسی عیاری کی بلکہ شکر ہے خدا کا کہ بعد ہمارے نام اولاد عمرو میں سے روشن کرنے والے
تمہیں ہو صاحبقران اس عیاری کا حال سنکے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے خضران اگر دستی ہو تو ایک
جلسہ کیا جائے اور اس جلسے میں تم اپنے ہاتھ سے طیفور کو بانے دے کر اسے اپنا قائمقام کرو خضران نے عرض
کی کہ مجھے کیا عذر ہے بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور دعوت اس خادم کی قبول فرماویں اور اسی جلسۂ دعوت میں
یہ دستار بندی ہو جائے امیر نے قبول فرمایا بردوان شاہ صاحبقران کو لے کر داخل شہر ہوا پہلے ہی نظر صاحبقران
کی ایک مندر پر پڑی وہیں باگ مرکب کی روک لی اور بردوان شاہ کی طرف دیکھکے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تمہارے
شہر میں بتخانے باقی ہیں جلد اسے کھدوا ڈالو اسی وقت مزدور لگ گئے اور دم بھر میں اس مندر کو کھود کے گرا دیا اور آگے
روانہ ہوئے اتنے ہی عرصہ میں بردوان شاہ نے ایسا انتظام کیا کہ جس قدر مندر شہر میں تھے سب منہدم ہو گئے پھر کوئی
مندر امیر کو راستے میں ایسا نہ ملا جو منہدم نہ ہوتا صاحبقران آکر ایوان شاہی میں متمکن ہوئے بردوان شاہ نے جشن
ہفت روزہ معین کیا اس جشن کی تعریف احاطہ تحریر سے باہر ہے تمام شہر آئین بند ہوا گلی گلی چراغان تھا اور ایوان شاہی
میں تمام شب ناچ رہتا تھا لوگ رات بھر جاگتے تھے دن بھر سوتے تھے ایک رات گذرنے کے بعد صاحبقران کو خیال
آیا کہ اس جلسہ میں تمام ارکین سلطنت اور سرداران اسلام کا شریک ہونا ضروری ہے لہذا دو روز کے لئے جلسہ ملتوی کیا
جائے میں اپنے لشکر کو مع بادشاہ اسلام بلا لوں بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور بلا بھیجیں صاحبقران نے یہاں سے
اجلال وحشی طالع کو روانہ کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام سے عرض کرو اجلال حسب الحکم صاحبقران جانب لشکر روانہ
ہوا اور پیام امیر کا بادشاہ اسلام کو سنایا بادشاہ اسلام نے غازیان دیندار کو پہلے روانہ کیا آخر میں خود بھی کوچ کرکے طرف
شہر بردوان کے چلے یہاں خضران نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز اب حال میرا تم پر ظاہر ہو گیا کہ میں عیار صاحبقران
ہوں لہذا تم کو چاہیئے کہ بجائے میرے اب اطاعت صاحبقران کرو اور ان کی فرمانبرداری کو واجب جانو فرامرز نے
عرض کی کہ میں تو آپ ہی کو اپنا ولی نعمت جانتا ہوں مجھے آپ ہی نے خاک سے پاک کیا فرمایا کہ تم میرے مطیع ہو اور میں
صاحبقران کا فرمانبردار ہوں جب بھی نتیجہ ایک ہی نکلا غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے گرد اڑی اور آمد
سرداران لشکر اسلام کی شروع ہو گئی تمام دن لشکر صاحبقران آیا کیا بردوان شاہ پیشوائی میں دوڑتے دوڑتے
پریشان ہو گیا اور تمام صحرائے بردوان آدمیوں سے مملو ہو گیا دوسرے روز صبح کو بادشاہ اسلام کی آمد کا شور ہوا
یہاں سے تمام سردار مع صاحبقران عالیشان برائے استقبال روانہ ہوئے اور پیشوائی کرکے لائے بردوان شاہ

کی تمکین کملیں دل میں قائل ہوا کہ یہ لوگ بڑے صاحب جاہ و جلال ہیں اب جلسہ پھر سے شروع ہوا ساتویں روز تک یہ حالت رہی کہ دن عید رات شب برات تھی ساتویں روز خواجہ خضران نے طیفور سے کہا کہ آج تم بھی کچھ گاؤ اور ہم بھی گائیں گے طیفور نے یہ غزل شروع کی **غزل**

یارا ہجر پہلے تو محبت نہیں آئی
ہم اٹھ گئے کیوں تمہیں غیرت نہیں آئی
اندوہ والم درد و تلاش حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہیں آئی
میرے ہی لئے زہر ہوئی گردش گردوں
پھر دل مرے قابو میں طبیعت نہیں آئی
خنجر سے اشارہ یہ اداؤں کا ہر پل بھی
یا داور شرارت دم رخصت نہیں آئی
بھولے ہی پیتے ہم شب وعدہ میں دم شکر

یاد اس کو کبھی کچھ مری الفت نہیں لائی
اب کہتے ہیں کیوں تجکو مروت نہیں آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق میں دیکھا
سب آ گئے صبح شب فرقت نہیں آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید وتمنا
میخانے میں سے پینے کی نوبت نہیں آئی
برگشتہ ہوئی عشق میں جیسی مری تقدیر
تھی ہی قضا یہ کہ اجازت نہیں آئی
مردوں کو نہو جاسے کہیں حشر کا دھوکا
ان یاد کمال ان کی شکایت نہیں آئی

رکھی بھی تو مجھکو دم رحلت نہیں آئی
کہتے ہیں کہ ہم غیر کے پہلو میں پہ بیٹھے
اک پھول سے بھی ہوے محبت نہیں آئی
جب اس سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پر مرے جوبن کے شکایت نہیں آئی
پہلو میں وہ بیٹھے مرے قابو میں جو آئے
یوں پھیر میں ظالم کوئی قسمت نہیں آئی
وہ جلد لیے بوسہ کے مرے دلکو تسلی
وہ حشر میں آئے ہیں قیامت نہیں آئی

طیفور ایسا ایسا گایا کہ محفل کو جھوما دیا اسکے بعد صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ تم بھی کچھ گاؤ خضران نے عرض کی کہ بیشک آج گاؤں گا اور یہ آخری گانا ہمارا ہے اس کو سننا ہوس سے بعد اس کے ہم کہاں اور گانا بجانا کہاں یہ کہکر خضران برابر طیفور کے آ بیٹھے طیفور نے طنبورہ کی آس دی اور خضران نے یہ غزل شروع کی **غزل**

دل بسمل میں اسی کی شوخیوں کی جگہیاں
ہمکی ہمکی باتیں جو کرتا ہے اٹھ سلایا ہوا
زندوں کی کیوں کر ہو واعظ کے فرشتوں کو خبر
آپ کے دل کا کوئی مضمون ہے پایا ہوا
گو ہر ناسفتہ سے کس طرح دوں تشبیہ دل
گیسوے پیچ میں جو دل ہے الجھا یا ہوا
مجھسے بڑھ کر کون ہے دلدادہ حسن و فا
آئنہ صورت کا ہوں میں پیچ سے لپٹا یا ہوا
ناصح مشفق مجھے کس طرح لائے راہ پر
آج ہے تیری کمر کی طرح بل کھایا ہوا

موسم گل جوش پر ہے ان دنوں آیا ہوا
یہ جو بیٹھا ہے مرے پہلو میں شرمایا ہوا
ایک دن اس شوخ نے دیدی کہیں تمثال
میکدے سے پرابر ہے چار وں طرف چھایا ہوا
ہو رہا ہے باعث شادابی گلزار خلد
سو جگہ تیری نظر سے جب زہر برپایا ہوا
نعمت اپنے درد الفت کی مجھے کرشمے نصیب
تم سے زائد کس کو انداز ستم بھایا ہوا
میرے استقلال دل کی ورمت بڑھ گئی
جب سمجھتا ہی نہیں میں اس کا سمجھایا ہوا

پھر بھی میرا غنچہ خاطر ہو مرجھایا ہوا
میں اسی کے نشہ الفت میں ہوں مست و خراب
صرف اتنی بات پر دشمن ہے اترایا ہوا
میرے دل میں آتے ہی جوبن گیا ہے اضطراب
ایک لہرا میری چشم تر کا برسایا ہوا
اس کے عقدوں کے سلجھنے کی تمنا ہے فضول
تم تو ہے مجھ خستہ جاں کا پہلے سے کھایا ہوا
غیر ممکن ہے حسینوں پر نہ اٹھ جائے نظر
دیکھکر کم کر دہ دل دشمن کو پچھتایا ہوا
وہ قد شمشاد جو تھا غیرت سرو چمن

خضران ایسے ایسے گائے کہ سماں بندھ گیا در و دیوار سے مردوں کی آواز چلی آتی تھی جو شعر تھا ایک مرقع خیالی تھا کہ دل سے بھولتا نہ تھا جب یہ جلسہ برخاست ہوا تو مہ فنا سرداران اور عیار باقی رہ گئے لیکن بادشاہ اسلام تشریف فرما تھے صاحبقران بھی بیٹھے تھے بادشاہ نے خضران کو حکم دیا کہ طیفور کو کرسی پر بٹھاؤ ۔ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ میری رائے میں یہ رسم جانشینی بارگاہ سلیمانی میں بیٹھ کے ادا ہو تو بہتر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جو آپ کی رائے ہے تمام جلسہ وہاں سے اٹھ کے بارگاہ سلیمانی میں آیا سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے اور عیار شمشاد سے زیر پیر کھڑے ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران جب اپنی جگہ تم طیفور کو بٹھاؤ گے تو تم کہاں بیٹھو گے خضران نے عرض کی کہ اب تو مجھے آزادی عنایت فرمائیے میں خانہ کعبہ چلا جاؤں فرمایا صاحبقران نے کہ بعد مرحلہ طلسم زلزلہ کے چلے جانا ابھی میں اجازت نہ دوں گا اس وقت بادشاہ اسلام نے خضران کے لئے اپنی پشت پر جگہ دی اور مہر و جنبانی کا کام خواجہ کے سپرد کیا خواجہ نے طیفور کے سر پر عمر وادی کی کلاہ پہنائی اور اس کے بعد دیو جامہ پہنایا گلیم کمر سے

باندھ دی زنبیل زیر بغل آویزان کر دی پاؤن مین پاؤ ڈھرے منہ مین سپید مہرہ دے کر ایک ہاتھ مین جال الیاسی دوش پر کمند آصفی لے با صفا دوسرے ہاتھ مین ہتھوڑا حضرت داؤد کا ان تبرکات سے طیفور کو مزین کر کے کرسی پر لا کے بٹھا دیا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی انھین نذر دکھاؤن اسلیئے کہ انھون نے بہت بڑا کام کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ بات اور ہے فن مین سبھی ترقی چاہتے ہین لیکن اس سے کسی کی عزت کے درپے تھوڑی ہو جاتے ہین تم ان کے بزرگ ہوئے ہان اور عیارون سے نذر دلواؤ اسوقت سب سے پہلے قران ثالث نے آکے نذر دی بعد اس کے برق ثالث اور سپید ثالث اور سنجہ ثالث اور گلباد ثالث اور گلباد ثالث جسقدر نامی عیار تھے پہلے نذرین دے گئے آخر مین اور عیار بھی نذرین گذراننے لگے لوگون نے مبارکباد دی اور پھر سے جشن شروع ہوا یہ جشن عیارون کی جانب سے تھا انواع و اقسام کے تماشے گلی گلی ہو رہے تھے اور بارگاہ شاہی مین صحبت رقص و سرود برپا تھی جب اس جشن سے بھی فراغ حاصل ہو گیا تو صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ خواجہ دربند صاجبہ مین ہمارے تمھارے شرکت تھی اور دربند صاجبہ کو تمھین نے فتح کیا خضران نے عرض کی کہ اگر حاکم مرحلہ کو مارنے سے مین فاتح دربند ہو گیا تو تمام ساحرون کو یہین لوگ قتل کرتے ہین کم ایسے ساحر ہون گے جو آپ کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہون اور بہت ایسے ہون گے جن کو ہم نے مارا ہی پھر وہ سب سلطنتین عنایت کیجئے تو تین عنایت ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ مین جو کام تم سے ہوگا وہ ہمارا ہی لشکر فوج ہے اور نام بادشاہ کا ہوتا ہے اور جو کام ہم سے علیحدہ ہو کے کرو گے وہ تمھارا سمجھا جائے گا لہذا ان مرحلون پر حاکم مقرر کرنے کا تمکو اختیار دیا جاتا ہے خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر یہ رائے حضور کی ہے کہ مین وہان کا حاکم مقرر کرون تو میرے نزدیک فرامرز ثانی کو حاکم مقرر فرمایئے کہ یہ اولاد رستم مین سے ہے اور پہلوان زبردست ہے فرمایا کہ مین ابھی لکھے دیتا ہون اس گفتگو کے وقت فرامرز موجود نہ تھا صاحبقران نے وثیقہ لکھ کے خضران کو دیدیا اور فرمایا کہ ہم نے خراج بھی معاف کیا اس کو اپنی سلطنت مین ہر طرح کا اختیار ہے خضران نے اس رقعہ کو لیا اور خیمہ فرامرز مین آئے رقعہ فرامرز کے ہاتھ مین دیا جسوقت فرامرز مضمون سے آگاہ ہوا تو اس کا دل کھٹکا عرض کی کہ مجھے جس قدر عزت و حرمت دی ہے آپ نے دی ہے مین کسی کو نہین جانتا مگر ایسا نہو کہ اس عنایت صاحبقران سے بے موقع دنیا رہے خضران نے کہا کہ اتنا دباؤ ان کا ہے بھی ہے جتنا مالک کا ملازم پر ہوتا ہے فرامرز نے عرض کی کہ ان سے کون انکار کر سکتا ہے اور جو انکار کرے وہ نمک حرام ہے مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تالیف قلب آخر مین زخم دل نہو جائے خضران نے کہا کھل کے بیان کرو فرامرز نے کہا کہ ایسا نہو کہ صاحبقران ملکہ کا عقد اپنے عیار کے ساتھ کر دین خضران نے کہا کہ وہ مالک ہین اب میرا دخل کچھ نہین اسوقت تک ایک پردہ تھا اگر عقد تمھارے ساتھ ہو جاتا ہو جاتا لیکن اب مین ایسا نہین کر سکتا فرامرز نے عرض کی کہ حضور سمجھ سکتے ہین کہ یہ عزت کا معاملہ ہے اور سپاہی جان کو عزت پر سے قربان کرتے ہین خضران نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر اے فرامرز کیا تم صاحبقران سے لڑ کے سر ہو سکتے ہو فرامرز نے عرض کی کہ کیا مجال ہے میری کہ قصد مقابلہ بھی کرون گو مین نے مقابلہ نہین کیا لیکن ان کے افسانے سن چکا ہون عالم مین کون ان سے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن یہ سمجھ لیجئے کہ غریب کا غصہ اس کی جان پر ہے یہ سنکے خضران کو بھی ایک سکوت سا ہو گیا کہ معاملہ بہت ہی نازک ہے دیکھیے ہوتا کیا ہے لاکھ لاکھ خضران چاہتا ہے کہ صاحبقران سے سفارش کرون لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ ان پیرون سے امید رکھنا بیکار ہے ان کے عیار سے ایک عیاری بن پڑی خدا نے بنا دی اس وقت چاہ و پیار اس کا بڑھا ہوا ہے اور یہ بھی ہو چکا ہے کہ صاحبقران اس سے عقد کر دینے کا وعدہ بھی کر چکے ہین لیکن خضران کا دل ملکہ کی طرف سے مضبوط ہے کہ وہ فرامرز پر مائل ہو چکی ہے لیکن تو یہ ہے کہ نہ پھرے گی یہان کی تو یہ حالت ہے ابھی تک خیمہ خضران کا لشکر صاحبقران سے علیحدہ ہے اور فوج بھی الگ ہے جو لوگ مرید ہین وہ اسی طرح مرید ہین گو کہ ان پر یہ حال ظاہر ہو گیا

ہو کہ دراصل یہ درویش نہیں بلکہ عیار ہیں لیکن اُن لوگوں کو خیال ہو کہ ہم تو کامل کے مرید ہیں درویش نہیں ہو یا
غیر درویش ہیں لیکن اب حال یہ منظور کا سنئے کہ یہ خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اور ملازمی کی کہ یہ سبب شرف
تو حضور کی یہ دولت حاصل ہو چکی کہ شاہ عیاران کا خطاب پایا عمرو کا قائم مقام کہلایا لیکن ابھی تک داغ فراق
ملکہ سہان بخت ابر و دل سے دور نہوا قلب کو سرور نہوا فرمایا صاحبقران نے کہ میں اپنے وعدے کو بھولا نہیں
ہوں بس اسی وقت قران ثالث سے فرمایا کہ جاکر بردوان شاہ سے کہدو کہ عیار میرا حسن کو میں اپنا بھائی سمجھتا
ہوں تمہاری دختر پہ عاشق ہو لہذا میری خوشی یہ ہو کہ تم عقد اُس کا اس کے ساتھ کر دو جب وقت قران ثالث یہ پیام
صاحبقران عالی مقام کا لیکے ہوئے بردوان شاہ کی بارگاہ میں پہونچے اور بردوان شاہ سے بیان کیا تو
اُس نے کہا کہ اب مجھے ملکہ پر کوئی اختیار نہیں ہو وہ خود عاقلہ بالغہ ہو میں جبر نہیں کر سکتا حضور کو اختیار ہو مجھے
یقین ہو کہ وہ انکار کرے گی اور حضور کو یقین آئے یا نہ آئے لہذا میں اس کو خضران کے لشکر میں بھیجے دیتا ہوں تا
اگر کسی قدر ملکہ پر اختیار ہو تو انہیں کو کہ وہ ہادی و رہبر اُس کے ہو چکے ہیں علاوہ اس کے خضران کے بیان کا
آپ کو یقین ہوگا ورنہ تو خود حضور ملکہ سے دریافت فرمالیں یہ جواب تو بردوان شاہ نے صاحبقران کو دیا او
اسی وقت ملکہ کو سوار کر کے خضران کے لشکر میں بھجوا دیا کیونکہ بردوان شاہ کہ چکا تھا کہ اب یہ مقدمہ نازک سا
ہو گیا ہو میں اپنی جان کیوں عذاب میں ڈالوں ملکہ فرامرز کی عاشق ہو فرامرز ا ولاد رستم سے ہو اور پہلوان
زبردست ہو یہ کچھ کبھی عیار کہلانے گا اور وہ سردار علاوہ اس کے ابتدا اسی سے ہوئی ہو اس نے تو اپنی جان
چھڑائی اور وہاں ملکہ جو لشکر خضران میں پہونچی اور خضران کو معلوم ہوا انہوں نے لشکر سے علیحدہ دریا
کنارے خیمہ پا کرا کے ملکہ کو اترو ایا اور فرمایا کہ اے ملکہ تمہارے باپ نے یہ کہا ہو یا خود سے آئی ہو ملکہ نے
کہا کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں کیا عرض کروں صاحبقران نے اپنے عیار کے ساتھ پیام بھیجا تھا یہ بات صاحبقران
کی میرے باپ کو بھی ناگوار گذری میرے لیے امیر کو جواب صاف دینا تو خلاف ادب سمجھا گیا انہوں نے یہ جواب
دیا یا ہو کہ ملکہ کا اختیار خضران کو ہو مجھے نہیں ہو اور مجھکو سوار کر کے یہاں بھجوا دیا ہو اب آپ جو میرے حق میں
بہتر جانیں وہ کریں یہ کہکر رونے لگی خضران نے کہا کہ اے ملکہ رونے سے کچھ فائدہ نہیں اسوقت تک ایک
پردہ تھا صاحبقران نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہو اب ظاہر بظاہر میں سرتابی نہیں کر سکتا ہوں اگرچہ واللہ ہو
کہ یہ فعل صاحبقران کا میرے بھی خلاف ہو لیکن میں ان سے بگڑ کے کیا بنا سکتا ہوں دو مرتبہ عیاران کا تم کو
لے گیا ہو تا اگر میں نے حفاظت نہ کی ہوتی آخر اُس نے تبرکات بھی بزرگوں کے عیاری کر کے مجھ سے لے لیے اب میں
بوڑھا ہوا عقل اُس کی جوان ہو میں نے بھی غنیمت جان کے جان بچائی چند دن میں میں تو جانب خانہ کعبہ چلا جاونگا
کچھ روز یہی اسباب عیاری سے کام لے لیں ان کے بعد کوئی اور آئے گا جس طرح ہم سے انہوں نے یہ اسباب
لیا اسی طرح کوئی ایسا بھی آئے گا جو ان سے لے جائے گا پھر تو اب ہم بالکل بے اختیار ہو گئے اگر ا میرے بگڑے
تو مشکل پڑ جائے گی بہت ذلت اُٹھانا پڑے گی جو لوگ ابھی تک جھکے ہوئے ہیں وہ سر چڑھیں گے لیکن تم کیوں
روتی ہو خدا نے اس مقدمہ میں سب کو آزاد کیا ہو اگر تم کو منظور نہیں ہو انکار کر دو ملکہ نے کہا کہ خیر پھر جو کچھ ہمارے
دل میں ہو کریں گے دیکھ ہی لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہو خضران وہاں سے فرامرز کے خیمہ میں آئے اور فرامرز سے کہا
کہ جاکے ملکہ سے مل آؤ وہ بلا رہی ہو فرامرز وہاں سے ملکہ کے خیمہ میں آیا ملکہ کو روتے ہوئے پایا اس کا بھی دل
بھر آیا کہا اے ملکہ رونے سے کیا حاصل ہو ملکہ نے کہا کہ اب سوا موت کے چارہ نہیں ہو اس لئے کہ مخالفت صاحبقران
کا انجام برا ہو اور سوا فقت صاحبقران دشمن عزت و وفا ہو نہ اب وہ موقع ہو کہ مثل سابق کے تمہارے ساتھ
نکل جاؤں نہ کسی کو بہانے سے ٹال سکتے ہیں دیکھیے کیا ہوتا ہو ۔ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد * وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان

ہو زرد ۔ فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ ؎ | بجلی ہی ہو موت محبت میں ہر شک سے یارب | یہ امر اگر شدنی ہے تو ہو ہمارے بعد

لیکن وہاں کی حالت سنئے کہ صاحبقران نے جس وقت قران ثالث کو بردوان شاہ پاس بھیجا تھا تو طیفور سے کہہ دیا تھا کہ جا تو اپنے خیمہ کو آراستہ کر میں چاہتا ہوں آج ہی تیرا عقد ملکہ سے کر کے تیسرے چوتھے دن یہاں سے کوچ کر دوں کہ دیر ہو استقرار صاحبقران کو اتنا دو بھر وسہ تھا بردوان شاہ پر جس وقت مہتر قران ثالث نے جواب بردوان شاہ کا صاحبقران کیوان جاہ سے بیان کیا تو امیر نے فرمایا کہ اے قران کچھ قباحت نہیں ہے خضران کیا مجھے انکار کرے گا جاؤ ابھی خضران سے کہہ دینا کہ ہمارے عیار سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس سے شادی ملکہ کی کی جائے تم خوب جانتے ہو جو سلسلہ تمہارے خاندان اور ہمارے خاندان کا چلا آتا ہے کہ چولی دامن کا ساتھ ہے اکثر شادیاں ایسی ہوئی ہوں کہ ایک بہن کی شادی سردار اور دوسری کی عیار سے ہوئی ہے یا دشاہزادیاں کیا شاہزادیاں نہیں ہیں جو عیاروں کو منسوب ہوئی ہیں ملکہ جادو فرمانروائے شہر عنطالیا دیا برق جادو بھانجی دامہ جادو کی کہ دونوں عمرو اول کو منسوب ہوئیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شادیاں ہوئی ہیں لہذا تم کو چاہئے کہ ملکہ کو رضامند کر کے بھیجو قران ثالث یہ پیام امیر کا لئے ہوئے خضران کے پاس آئے جس وقت خضران کو خبر آمد مہتر قران معلوم ہوئی تو یہ پریشان ہوئے کہ خدا خیر کرے دیکھئے کیا پیام آیا ہے اتنے میں قران سامنے خواجہ کے پہونچے خضران نے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیوں آئے ہو مطلب تمہارا کیا ہے قران ثالث نے پیام امیر کا خضران سے بیان کیا خضران یہ سنکے متشوش ہوئے سوا اس کے اور کچھ جواب نہ بن پڑا کہ میں حکم کے خلاف تھوڑی کر سکتا ہوں لیکن ملکہ بغیر آپ کے تشریف لائے نہ جائے گی کوئی عزت تو اس کی ہو قران یہ جواب لے کر خدمت صاحبقران میں آئے اور امیر کو آگاہ کیا صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے عیار کی خوشی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے میں آپ چلوں گا یہ فرما کر صاحبقران سوار ہوئے مع صرف طیفور ساتھ ہو لیا اور جانب خیمہ ملکہ سمان کج ابرو روانہ ہوئے وہاں خواجہ نے جلدی سے جا کر ملکہ کو امیر کے ارادہ سے آگاہ کیا اور ملکہ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہیں کہنا ہو روبروئے صاحبقران کہہ لینا کو میرا اختیار نہیں لیکن مجھے بھی گوارا نہیں کہ تم فرامرز سے کنارہ کرو فرامرز خواجہ کو دیکھ کر علیحدہ ہٹ گیا تھا خضران نے ملکہ کی طرف دیکھ کے کہا کہ لو وہ وقت استقلال و پامردی آپہونچا اے ملکہ صاحبقران نے میرے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ملکہ کو بھیجو اب عزت فرامرز کی تمہارے ہاتھ ہے ملکہ نے عرض کی کہ عزت پر سے جان قربان ہے جس کے ہو گئے ہو گئے اسی کے ہو گئے کہیں بار بار زبان بدلی جاتی ہے اور فرض کر لو زبان بدل بھی دی جائے تو دل کیونکر بدل سکتا ہے آپ مطمئن رہیں صرف اتنا کہلا بھیجئے کہ ملکہ آپ کی فہمایش سے شاید چلی آتے میری خوشی تو اس نے گوارا نہ کی جبر کرنا اچھا نہیں خواجہ تو پہلے ہی یہ جواب مہتر قران ثالث کو دے چکے تھے بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جو بات اس کے دل میں تھی وہی میرے دل میں بھی تھی یہ فرما کر خضران تو پھر چلے آئے اور فرامرز نے کہا کہ ملکہ اور کچھ دیر تم یہیں دیکھو لو ہم تمہیں دیکھ لیں اس کے بعد خدا جانے زمانہ کیا دکھائے ادھر خضران آمد صاحبقران عالیشان کی خبر سنکر برائے استقبال روانہ ہوا اور امیر کو پیشوائی کر کے لئے ہوئے خیمہ ملکہ کے قریب آیا ملکہ اس کمرے میں تھی جادھر دریا تھا اور صدر اس نے پہلے سے صاحبقران کے واسطے خالی کر دیا تھا امیر آکر رونق افروز ہوئے طیفور بھی ساتھ ہی آئے اس وقت دونوں عاشق و معشوق ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جس وقت خبر آمد صاحبقران پہونچی تو فرامرز نے ملکہ سے کہا کہ اب مجھے جانے دو میں امیر کو سلام کر دوں شاید صاحبقران کو میرے حال پر کچھ رحم آئے یہ کہکر ملکہ کے پہلو سے اٹھا اور دوسرے دروازے سے آکر امیر یا تو قدم کو بجا لایا دیکھا امیر نے کہ منہ فرامرز کا اترا ہوا ہے ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں آنکھیں روئی ہوئی معلوم ہوتی ہیں صاحبقران سے اس کی صورت غمگین دیکھی نہ گئی گردن جھکالی لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ اے عادل اگر ملکہ اسے ملے گی تو جو حالت اس وقت اس کی ہے وہی حالت میرے عیار کی ہوگی پھر اس کا ملال بہتر یا طیفور کا رنج بہتر وہ

بچپن کا ساتھی ہی کیا کیا وفاداریان اُس نے تمھارے ساتھ کی ہین ہمدردی اُسی کی زیبا ہی اور یہ وہ شخص ہی کہ سوا
مسلمان ہونے کے کوئی خصوصیت اس کو حاصل نہین ہی بس آواز دی امیر نے کہ اے ملکہ ہم تمھارے لینے کو آئے ہین
اور سواری بھی ساتھ مین ہی سوار ہوا ور چلو اگر کچھ عذر ہو تو بیان کر دو ملکہ کا رنگ اُڑ گیا جواب دیا کہ اس کنیز پر
اسقدر التفات کہ حضور نے تکلیف فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے کے قابل کہان سے زبان لاؤن اور عذر مجھے کیا
ہو سکتا ہی جب آپ کی کنیز ہون تو آپ مالک ہین جس کے ہاتھ مین ہاتھ دیدین اگر پیار بھی ہو تو سر کا تاج ہی صاحبقران
نے فرمایا کہ سکھپال لے جاؤ اور ملکہ کو سوار کرو کہاریان پاسے سکھپال کے پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ سوار کرنے کو
چاہین خود ملکہ محبوب سیمتن بہن اس کی اور معشوقہ صاحبقران کی اپنی بہن کے سوار کرنے کو اور لینے کو آئی تھی ادھر
تو سکھپال لا کے لگایا گیا ادھر ملکہ محبوب سیمتن نے آواز دی کہ کیون بہن آتی ہو یا مین ہی آؤن اور تمھین گود مین اٹھاؤن
ملکہ نے کہا کہ بس تمھارا اتنا تکلیف اٹھانا بھی بہت ہی کہ اب تم صاحبقران کی بی بی ہوا ور مین ایک عیار کے قابل
سمجھی گئی ہون اگر حکومت صاحبقران کی ہوگی تو جا جلسے ہوگی یا اپاہجون پر ہوگی مین اپنے نفس کی آپ مختار ہون
لے اب تم تماشہ دیکھو کہ ہم کہان جاتے ہین خیر اچھا ہوا کہ وقت آخر تم کو دیکھ تو لیا یہ کہتے ہوئے دریا کی طرف بڑھی
یہ دیکھکر محبوب سیمتن نے کہا کہ یا امیر دوڑیئے ورنہ پھر ملکہ کو نپایئے گا صاحبقران سمجھے کہ یہ بھاگی ہی تو بھاگ کے کہان
جاے گی اسوقت جبر اچھا نہین جو خواہشمند ہی وہ ڈھونڈھ کے لے ہی آئے گا جواب دیا کہ جاتی ہی تو جانے دو بس
یہ سنکے ملکہ بیتاب ہوکے سکھپال سے باہر نکل آئی اور ہائے میری بہن کہکے چلائی خضران دوڑ پڑے کہ یہ کیا عالم ہی
صاحبقران بھی پردہ ہٹا کر اُس طرف آ گئے ساتھ صاحبقران کے طیفور اور فرامرز بھی نکل آئے سمہان کج
ابرو نے کنارے دریا کے پہونچ کے آواز دی کہ جو ہمارا عاشق صادق ہو وہ آئے ہمین اپنی عصمت وعزت جان سے
زیادہ عزیز ہی یہ کہکر دریا مین پھاند پڑی صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ملاحون کو جلد نکالو اس کو ڈوبنے نپائے طیفور تو
ملاحون کو تلاش کرنے لگا اور فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ عاشق صادق تو امتحان کے وقت معلوم ہوتا ہی لو ہم آتے ہین
ہمارا انتظار کرو اگر تم نے ہماری محبت مین اپنی حسن وجوانی کو خاک مین ملایا تو ہم تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہین یہ کہتے
ہی دوڑ کے فرامرز بھی دریا مین کود پڑا ملکہ پہلا غوطہ کھا کے ابھری فرامرز نے جلدی سے بال پکڑ لئے اور چاہا کہ پیر کے
نکال لے چلون لیکن چارون طرف سے موجین آپڑین اور پانی مین ناند پڑی دونون اس طرح پانی مین بیٹھے کہ پھر نہ ابھرے
خضران کی آنکھون سے آنسو گر پڑے امیر نے فرمایا کہ اے خضران تم کو تو اسقدر رنج ہوا چاہیے ان دونون مین تمھارا
خون شامل تھا خضران نے کہا کہ اے عادل کیوان شکوہ مین تمھارے خاندان کی ہمدردی سے خوب آگاہ ہون
مجھے تمھارے بزرگون کی ہمدردیان خوب یاد ہین اگر مین یہ کہتا کہ ملکہ کی شادی اپنے عیار کے ساتھ نکرو تو تم بھی سمجھتے
کہ یہ میرے عیار سے جلتا ہی اب آنکھون سے دیکھ لیا جو عاشق صادق تھا اُس نے ملکہ کے ساتھ اپنی جان بھی دیدی
اگر طیفور بھی عشق صادق رکھتا تھا تو کیون نہ ملکہ کے ساتھ ڈوب مرا خیر تمھین ملکہ کے حال پر زندگی بھر افسوس تو رہے گا
اے عادل کیوان شکوہ اپنے دل پر ہاتھ رکھنا چاہیے اگر اپنی معشوقہ کو کوئی ظالم چھین کے دوسرے کے حوالے کر دے
تو اُسوقت انسان مرنا بہتر جانے گا مگر اس امر کو بخوشی کبھی گوارا نکرے گا ان باتون پر دل صاحبقران کا لرز گیا فرمایا
کہ اے خضران اگر یہ دونون زندہ ہاتھ آ گئے تو بخدا مین اب ہرگز طیفور کی خواہش پوری نہونے دون گا بلکہ
ملکہ کا عقد فرامرز ہی کے ساتھ کر دون گا خضران جلا ہوا تو تھا ہی کہا کہ خدا سے دعا کرو اگر اُس کو تمھاری خاطر
منظور ہوگی تو وہ پھر زندہ کر دے گا ورنہ اب تک تو وہ دونون لقمۂ دہان نہنگ ہو گئے ہون گے یا مچھلیون نے
گوشت اُن کا تقسیم کر لیا ہوگا شاید ہڈیان تہ دریا پر ملجائین تو ملجائین یہ خبر بردوان شاہ کو پہونچی کہ ملکہ ڈوب گئی
اور شادی اپنی عیار صاحبقران کے ساتھ گوارا نہ کی بردوان شاہ نے گریبان چاک کیا لباس سیاہ پہنا تمام شہر

سے پوش ہوا ادھر خضران نے یہ پوشی اختیار کی امیر کو بھی سخت ملال ہوا فرمانے لگے کہ اگر مین ایسا جانتا تو
طیفور سے ہرگز اقرار نہ کرتا بلکہ اس ارادہ سے باز رکھتا طیفور کو صدمہ بھی ہوا اور ملکہ کی جانب سے نفرت سی
پیدا ہوئی کہ ہم اس پر مرتے تھے اور یہ خبر نہ تھی کہ یہ دوسرے پر شیدا ہے تین روز عجب طرح کا ماتم دریا کنارے
برپا رہا اب امیر نے خضران سے فرمایا کہ جہازون کا انتظام کرو کہ ہم شہر حسن آگین مین جانے کا قصد رکھتے ہین
خضران نے کہا کہ بہتر تو یہ ہے کہ اب مجھے خانہ کعبہ جانے کی اجازت دیجیے کہ ملال میرا برطرف ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ اے خضران جو مین کہہ چکا وہ کہہ چکا کہ بعد طلسم زلزلہ کے فتح ہونے کے تکو جانے دون گا ابھی ہرگز نہین خضران
نے کہا کہ خیر آپ مالک ہین بغیر آپ کی اجازت کے مین جا نہین سکتا لیکن اب اس قسم کے کام اپنے عیارون سے لیجیے جو
جس کا منصب ہے وہ اس کام کو انجام دے مین تو اب تو قوال معزول کی طرح ہون جو کچھ کہنا ہو وہ طیفور سے کہیے
اسوقت بہرزوان شاہ نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت تک خدا نے بات رکھی اور آپ کو ہر مرحلے پر فتحیاب کیا اب
شہر حسن آگین کے ارادہ سے باز رہیے وہان جانے سے کچھ حاصل نہین ہے اول تو اس دریا کو عبور کرنا غیر ممکن ہے
دوسرے یہ کہ اگر آپ شہر حسن آگین مین پہونچ بھی گئے تو بہت پریشان رہیے گا یہ تمام ملک عجائبات و غرائبات سے مملو
ہے حکیم اسرار الحکمت نے ایک ایک ذرہ مین یہان کے طلسم باندھا ہے ادنی سا امر یہ ہے کہ اگر آپ تمام مرحلون کو طے کر کے
پہونچ بھی گئے تو وہان کے عورت مرد اسقدر حسین ہین کہ جس قدر لوگ آپ کے ہمراہ ہین سب عالم بیخودی مین آجائینگے
جو جس عورت پر عاشق ہو جائیگا وہ اسی کا ہو کے رہ جائیگا اور یہی حالت آپ کی بھی ہوگی وہ عورتین اس قابل
نہین ہین کہ ان کو آپ کہین لیجا سکین فرمایا کیا سبب کہا اسے مین نہین جانتا لیکن اتنا معلوم ہے کہ نہ وہان کے مرد
کہین جا سکتے ہین نہ وہان کی عورتین جا سکتی ہین وہان کی عورتین وہین کے مردون کے قابل اور مرد وہان کے وہین
کی عورتون کے لائق ہین اور کہین نہ مرد جا سکتے ہین نہ عورتین اور جن لوگون کو ان سے دلبستگی ہوگی وہ بھی ساتھ
آپ کا چھوڑ کر وہین کے ہو رہین گے فرمایا مجھے کچھ پروا نہین مین تنہا جاؤنگا بہرزوان شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن
بادشاہ اسلام نے عرض کی کہ یا امیر اگر مناسب جانیے تو اس بارہ مین خواجہ زادون کی صلاح بھی لے لیجیے صاحبقران
نے فرمایا کہ خوشی آپ کی اسوقت بدری اشرفیون کی اور کشتیان خلعت کی منگوا کے رکھی گئین اور خواجہ زادے
طلب ہوئے جس وقت پیام خواجہ زادون کو پہونچا یہ اسی وقت درباری لباس زیب جسم کر کے حاضر ہوئے
بادشاہ اسلام نے ان کو نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ
شہر حسن آگین کا سفر صاحبقران کے واسطے کیسا ہے یہ سنکر خواجہ زادون نے اپنے قاعدے کے موافق سوا گز
زمین لیپ کے کچھ اسماء متبرکہ زبان پر جاری کیے اور زائچہ کھینچا بارہ برج ساتون ستارے نظر مین رکھ کر احکام
استخراج کیے اور عرض کی کہ لشکر پر فراق صعب معلوم ہوتا ہے مناسب تو یہ ہے کہ دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ
کی طرف تشریف لے جایے اور اگر اس کے خلاف کیجیگا تو زحمت اٹھائیے گا ثمرہ نیک نہ پائیے گا لشکر پر ضرور تباہی
آئے گی بادشاہ نے خواجہ زادون کو خلعت وغیرہ دے کر رخصت کیا اور صاحبقران سے فرمایا کہ اب روز سعد
تاریخ نیک دیکھکر دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ کی طرف تشریف لے چلیے فرمایا صاحبقران نے کہ آپ باتون سے
خواجہ زادون کی ڈر گئے قسم بہ ایمان خود کہ مین ضرور شہر حسن آگین مین جاؤنگا خواجہ زادے مجھکو ڈراتے ہین
اگر شہر حسن آگین مین اپنا عمل نہ بٹھایا تو نام اپنا حمزہ دل کیون شکوہ بنایا ایک موٹی سی مثل ہے کہ اگر رنگریز ایسا ہی
ہوتا تو اپنی داڑھی نہ رنگ لیتا غیب کا حال سوا خدا کے کوئی نہین جانتا اگر مین اس مقام سے خوف کھا کر چلا جاؤنگا
تو اس راستے کو خس و خاشاک سے کون پاک کریگا بادشاہ اسلام نے جو یہ سنا ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو یہی منظور
تھا تو آپ نے زائچہ کیون دکھلایا آپ کے بزرگ خواجہ زادون کے کہے پر چلا کیے ہین ان کے احکام بہت صحیح ہوتے

نے فرمایا کہ اگر صحیح بھی ہو تو مین اس ارادہ سے باز نہ رہون گا مین ایسی باتون سے وسوسہ دل مین نہین لاتا جو منظور خدا ہو وہ
ہوگا صاحبقران کے تیور دیکھکر سب خاموش ہوگئے اور طیفور تلاش مین جہازون اور کشتیون کے روانہ ہوا وہان
حسین سبز قبا نے پہلے ہی حکم بھیجدیا تھا کہ خبردار لشکر حریف کو جہازون پر جگہہ نہ دینا جہازرانون نے جہازون کو پہلے
ہی اس ساحل سے ہٹا دیا تھا طیفور نے بعد دریافت حال عرض کی کہ یا صاحبقران دور دور مین پھرا کہین جہازونکا
پتہ نہ پایا اب جو حکم ہو وہ کیا جاے فرمایا کہ جہاز تیار کیے جائین طیفور اُسی وقت روانہ ہوا نجارون کو فراہم کیا اور جنگل
سے مناسب درخت تجویز کرا ان کی لکڑیان کاٹین اور جمیع کمین نجارون نے جہاز بنانا شروع کیے مہینے ڈیڑھ مہینے کے
عرصہ مین چند جہاز اور چند کشتیان بن کے تیار ہوئین اور دریا مین ڈالی گئین صاحبقران کنارے دریا کے تشریف
لائے اپنے سامنے جہاز دریا مین ڈلوائے اور فرمایا کہ کل صبح کو ہم اُس پار جائینگے بردوان شاہ نے عرض کی کہ
یا صاحبقران صرف جہازون کی مجبوری نہ تھی کہ حضور کو منع کیا تھا بلکہ یہ دریا بھی دریاے فتنہ و فساد ہے اس سے عبور
کرنا ان جہازون کا دشوار ہے آیندہ حضور کو اختیار ہے فرمایا مین ضرور جاؤنگا بردوان شاہ خاموش ہو رہا جب رات
گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران نے چلنے کا قصد کیا رفیقان جان نثار ہمراہی کے لیے کمربستہ ہوے ہنوز صاحبقران
بادشاہ اسلام سے رخصت بھی نہونے پائے تھے کہ سرکارون نے آکر عرض کی کہ صبح کو ایک جہاز کا پتہ بھی نہ ملا کہ وہ کشتیان
اور جہاز کیا ہوگئے یہ سُنکے امیر پریشان ہوے اور فرمایا کہ اگر اقبال میرا یاور ہے تو ضرور دریا کے اُس پار پہونچونگا مین
اپنے ارادہ سے باز نہ آؤنگا یہ فرماکر امیر نے مرکب طلب کیا طیفور سمجھ گیا کہ اب صاحبقران باز نہ رہینگے بس
یہ قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ غلام انتظام کرتا ہے حضور ابھی عجلت نفرمائین یہ تو معلوم ہولے کہ یہ جہاز کیا ہوگئے اور
کون جہازون کو لے گیا بادشاہ اسلام نے بھی روکا صاحبقران بخاطر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے لیکن طیفور
سے ارشاد کیا کہ ایک مہینے کی مہلت مین تجھکو دیتا ہون اگر اندر ایک ماہ کے تم نے کوئی انتظام کیا تو خیر ورنہ مین
گھوڑے کا زیر بند کاٹ کے دریا مین ڈالدونگا یا تو اُس پار پہونچ گیا یا غرق ہوکر اپنی بھی جان دی طیفور نے عرض
کی کہ ڈیڑھ مہینے کی مہلت دیجیے اور سردارون نے بھی اصرار کیا صاحبقران نے منظور فرمایا اور اپنے ارادہ کو
ڈیڑھ مہینے کے واسطے ملتوی فرمایا لیکن طیفور نے پھر جلد جلدی کشتیان تیار کرائین اور دو کشتیان دریا مین ڈلوادین
اور ایک چھولداری کنارے دریا کے برپا کرکے آپ نگران ہوا جب دوپہر رات گذری تو دیکھا طیفور نے کہ دریا متلاطم
ہوا اور ایک نہنگ مہیب نظر آیا نہنگ قریب کشتیون کے آیا اور دم ماری کہ کشتی کا ایک ایک تختہ الگ ہوگیا بعد
اُس کے دوسری کشتی کو بھی دُم مارکے غرق کردیا اور تہ مین پانی کی چلا گیا یہ کرشمہ دیکھکر طیفور خاموش ہو رہا اور
صبح کو خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکر رات کی سرگذشت بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ اُس نہنگ کو گرفتار
کرو طیفور نے عرض کی کہ آج کچھ تیر انداز عنایت ہون وہ نگرانی کرتے رہین مین ایک کشتی اور تیار کراکے دریا مین
ڈلواتا ہون جس وقت نہنگ نمودار ہو اور کشتی غرق کرنے کے ارادہ سے قریب کشتی کے آئے اُسی وقت تیرباران
کیا جاے صاحبقران نے قبیل بن مقبول کو بارہ ہزار ناوک اندازون سے ساحل پر متعین فرمایا اور طیفور نے
ایک کشتی اور بناکے دریا مین ڈالی اور ناوک انداز کنارے پر جمع ہوتے تیرون کو چلّہ کمان مین پیوستہ کرکے
تاک لگائی جب دوپہر رات گذری تو دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر ابھر کر کشتی کی طرف چلا پہلے ناوک
اندازون نے تیر سر کیے جتنے ناوک قریب اُس نہنگ کے گئے وہ جلکے خاک ہوگئے نہنگ نے برابر کشتی کے
آکر دم ماری کہ کشتی پاش پاش ہوگئی نہنگ کشتی کو تباہ کرکے پھر تہ پر چلا گیا یہان تک صبح کو قبیل بن مقبول بن مقبل
وفادار نے آکر تمام کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے وہ نہنگ ساحر ہے آج
شب کو مین آپ کشتی پر سوار ہوکے جاؤنگا یا تو مین نے نہنگ کو مارا یا نہنگ نے کشتی کے ساتھ مجھکو بھی غرق کیا

طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ عہد کے خلاف ہے آپ ڈیڑھ مہینے کی مہلت مجھے دے چکے ہیں اس عرصہ میں اگر میں نے اس دشمن کو صاف نہ کر دوں تو پھر حضور کو اختیار ہے اور قبل اس کے میں آپ کو جانے نہ دوں گا صاحبقران خاموش ہو رہے اب طیفور نے نجاروں سے کہا کہ جس طرح ہو سکے آج شام تک ایک ڈونگا اور تیار کرو نجاروں نے ایک ڈونگی تیار کی اور کچھ تیز لوہے کے جڑ کے اسے مضبوط کیا طیفور نے ڈونگی دریا میں ڈلوا دی اور آپ اس ڈونگی میں بیٹھ کر دور دریا میں لنگر کر پانی کی طرف دیکھنا شروع کیا یہ خبر صاحبقران با اقبال کو پہونچی کہ آج آپ کا عیار خود ناؤ پر سوار ہو گئے ہیں اور گرفتاری نہنگ کا ارادہ ہے یہ سنتے ہی بہت بیتاب ہوئے اور فرمایا کہ ہمارا خیمہ بھی کنارے دریا کے برپا ہو ہم بھی رات وہیں بسر کرینگے اگر عیار ہمارا غرق ہوا تو قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ دریا میں کود کر اس نہنگ حرامزادے کو ماروں گا یہ فرما کر عصائے سلیمانی کو ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کنارے دریا کے تشریف لائے فراشوں نے آکر خیمہ استادہ کیا امیر کنارے دریا کے بیٹھ کر جانب دریا دیکھنے لگے صاحبقران کے تشریف لاتے ہی تمام سرداران لشکر اسلام دریا کنارے آ گئے کہ اگر امیر دریا میں کودے تو ہم بھی امیر کا ساتھ دیں گے طیفور تو دریا کی طرف دیکھنے میں محو تھا اس کا دھیان کسی اور جانب نہ تھا کہ یہ صاحبقران کے آنے سے باخبر ہوتا لیکن امیر نے خود آواز دی کہ اے طیفور یاد رہے گر ڈوبو گے تو کس شیروں کا بیٹا ہو واللہ ہے کہ اگر تجھ پر کوئی آفت آئی تو میں بھی آمادہ بیٹھا ہوں ساتھ ہی دریا میں پھاند دوں گا طیفور نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال ہے تو آج نہنگ کو بغیر گرفتار کیے میں کب چھوڑتا ہوں جس وقت نصف شب آئی تو دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر ابھر کے کشتی کی طرف چلا طیفور نے آہستہ آہستہ جال الیاسی کو کھولنا شروع کیا جیسے ہی نہنگ قریب کشتی کے آیا طیفور نے جال مارا کہ گردن نہنگ کی جال کے حلقہ میں پھنسی نہنگ نے اف نہ کی کہ شعلہ دہن سے نکلا لیکن یہ جال اس آتش سحر سے کب جلنے والا تھا نہنگ تڑپا کہ جال کو توڑ کے نکل جاؤں جتنا نہنگ تڑپا حلقے اور پیوستہ ہوتے چلے گئے طیفور نے جال سے معجزہ طلب کیا جال بڑھنا شروع ہوا طیفور کشتی کو اپنی کنارے پر لے آیا اور سرا جال کا صاحبقران کے ہاتھ میں دیدیا کہ اب آپ جانیے میں نے گرفتار کر دیا آپ نکال لیجیے صاحبقران نے کھینچنا شروع کیا آخر نہنگ کو باہر پانی کے کھینچ لائے لشکر میں نہایت خوشی ہوئی صاحبقران نہنگ کو لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور پانی پر اسم اعظم دم کر کے چھینٹا پانی کا نہنگ پر مارا نہنگ تڑپ کے ہیئت اصلی پر آیا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہے اس نے سحر کرنے کا قصد کیا بسبب برکت بارگاہ سلیمانی کے اسے سحر یاد نہ آیا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ حال اپنا بیان کر اس نے عرض کی کہ نام میرا نہنگ جادو ہے میں ملازم ہوں مولاج دریا بیز جادو کا میرے گرفتار ہو جانے پر آپ مطمئن نہ ہوں آج میں گرفتار ہوا کل دوسرا نہنگ پیدا ہوگا وہ جہازوں اور کشتیوں کو غرق کرے گا تاوقتیکہ مولاج جادو گرفتار نہ ہوگا اس سلسلہ کا قطع ہونا ناممکن ہے اس لیے کہ وہ ایسے مقام پر رہتا ہے جہاں جانے کا راستہ ہی نہیں نہ مولاج جادو کبھی پانی پر ابھرتا ہے کہ وہ گرفتار ہو صاحبقران کو اس کی بات کا یقین نہ آیا فرمایا اسے قید رکھو اور آج پھر کشتی دریا میں ڈالو طیفور نے نہنگ جادو کو اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور جانب دریا روانہ ہوا جب شام ہوئی تو پھر طیفور کشتی پر سوار ہو کے چلا کنارے دریا کے صاحبقران عالیشان مع فوج دریا موج موجود تھے دو پہر رات گئی اسی طرح دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ایک نہنگ پیدا ہوا اور کشتی کی طرف چلا طیفور تو پہلے سے ہوشیار تھا جیسے ہی نہنگ قریب کشتی کے آیا اور چاہا اس نے کہ دم مار کے کشتی کو الٹ دوں طیفور نے حلقہ کمند آصفائے باصفا کا مارا اور کھینچ کے داخل زنبیل کر لیا اور کشتی کو کنارے لا کے کشتی سے اترا صاحبقران نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ان دونوں کو اپنے ہی پاس قید رکھو صبح کو دیوان ان کا سمجھا جائیگا یہ فرما کر خوابگاہ میں تشریف لے گئے اور آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے طیفور نے کہا کہ دونوں کو نکالو تمام سردار جمع تھے بادشاہ اسلام تخت طاؤسی پر جلوہ افروز تھے طیفور نے دونوں ساحروں کو

زنبیل سے نکالا اور بہرہ عیاروں کا معین ہوا کہ یہ بھاگ کے نہ نکل جائیں پہلا ساحر تو حقیقت اصلی پر تھا لیکن دوسرا
ابھی تک بشکل نہنگ تھا صاحبقران نے اسم اعظم اس پر بھی دم کیا رنگ و روغن سحر اُڑ گیا اور نہنگ انسان
ہوگیا اس نے سحر کرنے کا قصد کیا سحر یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ یہاں ساحری کام نہ دے گی حال اپنا بیان کر اُس وقت
نہنگ جادو اول نے کہا کہ اے ہمارا دریوفتا نکرو جو سچ سچ ہو بیان کرو پہلے تو ہمیں گرفتار ہو کر آئے ہیں تم تو ہمارے
بعد گرفتار ہوئے ہو اُسوقت اُس ساحر نے کہا کہ میں ملازم مولاج جادو کا ہوں فرمایا تو کس واسطے آیا تھا اُس نے
کہا کہ ہم لوگ اسی کام پر معین ہیں کہ اگر کوئی کشتی یا جہاز ادھر سے ادھر جائے تو اُسے غرق کر دیں صدہا کشتیاں ہم نے
غرق کر دیں آج نہیں معلوم کیونکر گرفتار ہو گئے ہیں خود اپنی گرفتاری پر حیرت ہے لیکن ہم دو بھائیوں کے گرفتار ہونے
سے انتظام میں خلل نہیں پڑ سکتا ہے چالیس ہزار ساحر اسی کام پر معین ہیں اگر آپ ایک روز گرفتار کریں گے تو بھی
برسوں گذر جائیں گے اُسوقت نہنگ جادو نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور کو میرے کہنے کا یقین آیا یا نہیں
اب مناسب یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک کو رہا کر دیجیے اور بوجھ مولاج جادو سے کہلا بھیجا ہو کہ اچھی بیتاب
مولاج جادو راہ راست پر نہ آئیگا اُسوقت تک آپ دریا عبور کر کے اس پار سے اُس پار نہیں جا سکتے ایک کو
اپنے اطمینان کے واسطے قید رکھیے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم دونوں میں سے جسے کہو رہا کر دوں نہنگ
جادو نے کہا کہ اس کو رہا کر دیجیے مجھے اسیر رہنے دیجیے صاحبقران نے خرچنگ جادو کو رہا کر دیا اور فرمایا کہ جا کر
مولاج جادو سے کہدینا کہ یا تو ہمیں اُس پار جانے دے بے تعرض نکرے یا بر سر مقابلہ آئے دریا میں چھپا بیٹھا ہے خرچنگ جادو
سلام رخصت کر کے پیادہ پا بن کے روانہ ہوا جاتے ہی دریا میں کود پڑا اور غائب ہوگیا یہاں صاحبقران تو انتظار میں
بیٹھے ہیں نہنگ جادو طیفور کی قید سخت میں ہے کہ بھاگ نہ جائے لیکن حال خرچنگ جادو کا سنیے کہ یہ جو چلا تو سیدھا
مولاج جادو کے سامنے پہونچا اور حال اپنے گرفتار ہو کے صاحبقران کے سامنے جانے کا بیان کیا بعد اُس کے
پیام امیر کا سنایا کہ صاحبقران فرماتے ہیں یا تو مجھے جانے دے بے تعرض کر یا بر سر مقابلہ آ اس کی باتوں پر مولاج جادو
کو شبہہ ہوا کہ شاید یہ صاحبقران سے مل گیا ہے ایسا نہو کہ اگر میں امیر سے صلح کروں تو یہ کوئی فتنہ و فساد برپا کرے
بس مولاج جادو نے اُسیوقت خرچنگ جادو کو قید کر لیا اور خاموشی اختیار کی کوئی جواب امیر کے پیام کا نہ بھیجا یہاں
صاحبقران نے تین روز خرچنگ جادو کا انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو صاحبقران نے نہنگ جادو کو بلایا اور
ارشاد فرمایا کہ تیرا بھیجا خرچنگ جادو تو واپس نہیں آیا نہنگ جادو نے عرض کی کہ یا تو وہ قید کر لیا گیا ہوگا یا مار ڈالا گیا
ہوگا ورنہ ضرور واپس آتا یا صاحبقران وہ مکار آدمی نہیں ہے فرمایا کہ اب کیا انتظام کیا جائے نہنگ جادو نے
عرض کی کہ یا صاحبقران مولاج جادو تک رسائی کسی کی ممکن نہیں اب آپ اگر تنہا مجھے جانے بھی دیں
تو میں نجاؤں اس لیے کہ خرچنگ جادو کے واپس نہ آنے سے مجھے شک پیدا ہوگیا ہے کہ ایسا نہو مولاج جادو
مجھ سے بھی بدی پیش آئے ہاں اتنا میں کر سکتا ہوں کہ اگر آپ مجھکو چھوڑ دیں تو جس شخص کو ارشاد کیجیے میں مولاج جادو
تک پہونچا دوں امیر نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو راستے بھر اسکو چھوڑے اور یہ چھڑا کے بھاگ جانا چاہے تو جانے نہ دے
اور وہاں پہونچ کے مولاج جادو سے جواب پیام لائے یا مولاج کو اسیر کر کے لے آئے یہ سنکے صاحبقران نے اپنی
کرسی سے اُٹھنے کا قصد کیا کہ طیفور اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ کام سوا اس غلام کے اور کسی کا
نہیں ہے فرمایا امیر نے کہ جاؤ اور مولاج جادو سے پیام کا جواب لے کے آؤ طیفور نے کمر میں نہنگ جادو کے سرا
کمند آصفائے یا صفا کا لپیٹ دیا اور کمند کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کنارے دریا کے آیا نہنگ جادو دریا میں کودا ساتھ
ہی طیفور بھی دریا میں پھاند پڑا نہنگ جادو نے صورت نہنگ کی پیدا کی اور تہ آب کی طرف متوجہ ہوا طیفور
بھی اُسی کے ساتھ کھنچتا ہوا چلا کسی مقام پر نہنگ نے دم ماری کہ یہ کہاں کا عذاب ساتھ لگا ہے اسے لیجانا اچھا نہیں

لیکن یہ کمند کب ٹوٹنے والی تھی آخر چار و ناچار ننہنگ جادو کو لیجانا پڑا طیفور کے ہاتھ مین سرا کمند کا ہی اور دوسرا
ہاتھوں سے دور ہین لگائے ہوئے سیر پانی کی دیکھتا چلا جاتا ہی عجب عجب طرح کے جانور پانی مین نظر آتے یہانتک کہ جاتے
جاتے کچھ ابر سرخ و سبز و زرد و زنگاری معلوم ہوئے ننہنگ جادو طیفور کو کھینچے ہوئے انھین بادلون کے سایہ سے گذرتا
ہوا ایک مکان مین پہونچا دیکھا طیفور نے کہ اب نہ دریا ہی نہ پانی ہی بلکہ راہ دریا سے آئے ہین اور لباس تک تر نہین
ہوا ہی اندر اس مکان کے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہی مگر جوگی وضع ہی فقیرانہ تکلفات سے لباس اس کا مزین ہی اور گرد وہ
پیش ارا کین دولت جمع ہین ننہنگ جادو نے چپکے سے کہا کہ مین نے اپنا وعدہ پورا کیا اب یہ رسّی میری کمر سے
کھول لیجیے طیفور نے سرا کمند کا کھول لیا ننہنگ جادو نے طیفور کو سامنے مولاج جادو کے پیش کیا اور کہا کہ
یہ وہ شخص ہی جس نے آپ کے دو ملازمون کو پکڑ لیا تھا اب آپ کو اختیار ہی یہانتک پہونچا دینا میرا کام تھا ادھر تو یہ
کہکے ننہنگ جادو علیحدہ ہوا ادھر طیفور نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے مولاج جادو نے ننہنگ جادو سے
کہا کہ تو نے اس کو اسیر کیون نہ رکھا ننہنگ جادو نے کہا کہ مین نے تو آپ کے سامنے پیش ہی کر دیا تھا اسیر کرنا بے
اختیار کی بات نہ تھی فقرہ سے تو مین اپنی جان بچائے اور لئے سے آیا مولاج جادو نے کہا کہ تلاش کرو دیکھو تو
کہان گیا ہی ساحرون نے ہر طرف ڈھونڈھنا شروع کیا یہ گلیم اوڑھے ہوئے وہین کھڑے ہے مگر کسیکو پتہ نہ ملا نہ طیفور نے
زیادہ ٹھہرنے کا موقع پایا اس مکان سے نکل کر جانب صحرا روانہ ہوا طیفور کو حیرت ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی کہان تو مین دریا مین
پھانسا تھا اور کہان اس مکان مین آکے پہونچا اب نہ وہ عالم آب ہی نہ طوفان ہی وہی زمین و آسمان ہی جو ہر جگہ ہی غرضکہ سیر
صحرا کرتا ہوا چلا جاتا ہی جاتے جاتے دور پر دو گنبد سپید نظر آئے طیفور اس طرف روانہ ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کونسا مقام ہی
اور یہ گنبد یہان کیسے بنے ہوئے ہین غرضکہ جاتے جاتے جس وقت طیفور قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک چار دیواری
ہی کہ ہر گوشہ پر اس کے ایک گنبد سپید بنا ہوا ہی اور ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہی دونون پٹ اس کے کھلے ہوئے
ہین نہ کوئی حاجب ہی نہ دربان طیفور بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوا اور سیر کرتا ہوا چلا یہ تو سیر باغ مین مصروف ہوا اور وہان
صدف جادو دختر مولاج جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہی گانا سن رہی ہی عورتین جمع ہین عجب طرح کا
ہنگامہ برپا ہی اتنے مین ایک سانولی سی عورت چھریرا ڈیل رفع احتیاج کے واسطے نکلی اور ایک گوشہ باغ کی طرف چلی جیسے
ہی ان کے قریب سے نکلی طیفور نے ہاتھ بڑھایا وہ جھجکی طیفور نے جھٹ سے چپت مار دیا وہ عورت گر کے بیہوش ہوگئی
طیفور نے لباس اس کا اُتار کے آپ پہنا آئینہ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی اُسی عورت کی سی بنائی اور اس بیچاری
کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ کے پھینک دیا اور پتے سمیٹ کے رکھدیے ایک ڈھیر پتون کا معلوم ہونے لگا اور آپ اس کی
صورت بنے ہوئے داخل قصر ہوئے صدف جادو نے کہا کہ ارے کیتکی تو کہان گئی تھی مین نے اکثر دیکھا ہی کہ تو کام
کے وقت غائب ہو جایا کرتی ہی کیتکی کا نام سنکے طیفور سمجھ گئے کہ جس عورت کو مین نے بیہوش کیا ہی اس کا یہی نام
تھا طیفور نے کہا کہ اے ملکہ سے ۰ غم چیدا دشمن باغبان ہی + دو تنکے مین چار آشیان ہی + کیا کہون اگر آپ کے حکم
پر چلتی ہون تو خداوند سامری ناراض ہوتے ہین اور خداوند کے کہنے پر عمل کرتی ہون تو آپ ناراض ہوتی ہین اب یہ
بتایئے کہ مین کیا کرون اور کیا نکرون صدف جادو نے کہا کہ اللہ پا تو تو بالکل خبطی ہے یا یہ تڑاق پڑاق ہوگئی اور اسقدر
جھوٹ بولنے لگی کیا خداوند سامری نے تجھسے یہ کہدیا ہی کہ مالک کے کہنے پر عمل نہ کیا کر کیتکی نے کہا کہ چند دن سے خداوند
کی مجھپر مہربانی ہی جس وقت وہ یاد فرماتے ہین تو مجھے جانا واجب ہو جاتا ہی اسوقت بیشک مین حضور کا خیال نہین کرتی ہون
صدف جادو نے کہا او جھوٹی تو خداوند پر تہمت لیتی ہی بھلا خداوند کو تجھسے کیا کام درپیش رہتا ہی جو وہ تجھے بلاتے ہین
کیتکی نے کہا کہ طبیعت انکی اگر آپ کو یقین نہین آتا نہ سہی صدف جادو کو غصہ آیا کوڑا لیکے اٹھی آپ نے گلیم
اوڑھ لی اور غائب ہوگئے اب تو صدف جادو حیران ہوئی کہ کیتکی کہان چل گئی تھوڑی دور پر دیکھا کہ کیتکی کھڑی ہنس

رہی

رہی ہر ہاتھ مین ایک گلاب کا پھول لئے ہوئے ہے اب تو سب کو یقین ہوگیا کہ بیشک اس مین کرامت پیدا ہوگئی یہ خدمت
خداوند کا اثر ہے ملکہ نے بھی اپنی خطا کیتکی سے بخشوائی کہ تم ناراض نہونا خداوند سے میری شکایت نکر دینا یہ کہکر ہاتھ
پکڑے ہوئے لائی برابر اپنے مسند پر بٹھایا اور پوچھا کہ کیا کیا باتین تمکو خداوند کی صحبت مین آئین اور خداوند تمکو کس نظر
سے دیکھتے ہین کیتکی نے کہا کہ اب زور خدا پرستون کا بہت ہوگیا ہے تو خداوند اپنا نائب واسطے پامال کے بھیجنے والے
ہین مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ مین تیرے پیٹ مین نور قدرت اتارون گا اس سے خداوند زادہ پیدا ہوگا اور وہ اس قدیم
دین کو مٹائے گا جسدن سے خداوند کی خدمت مین آئی ہون اس دن سے مجھ مین یہ قدرت پیدا ہوگئی ہے کہ چاہون پری بنجاؤن
چاہون چڑیل کے لباس مین نظر آؤن چاہون دکھائی دون چاہون نہ دکھائی دون نگاہون سے غائب ہوجاؤن مجھے اپنی
صورت کے بدلنے کا اختیار ہے اور کہا آپ یہ سمجھتی ہین کہ مین خداوند کے سامنے ایسی ہی صورت سے بیٹھی رہتی ہون ایسی صورت
کو کون پوچھتا ہے ملکہ نے کہا کہ پھر خداوند کے پسند کے قابل کونسی صورت ہے اسے بھی ظاہر کرو کیتکی نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا
اب جو صدف جادو نے دیکھا تو چہرہ ضو دے رہا ہے کیتکی تو اور ہی چیز ہوگئی ہے بعد اس کے کیتکی نے کہا کہ آپ کو
خوب معلوم ہے کہ گلا میرا اچھا نہ تھا اور شوق مجھے گانے کا بہت تھا مین نے ایک روز خداوند سے اپنی حسرت بیان کی خداوند
نے ہاتھ اپنا میرے گلے پر پھیر دیا اسوقت سے تو نور کا گلا ہوگیا ہے کہ مین آپ اپنے گانے کی عاشق ہوگئی ہون اتنے صدف
جادو نے کہا کہ ہمین بھی گانا اپنا سناؤ کیتکی نے کہا کہ ایسا نہو خداوند کے خلاف حکم کرنے سے مورد عتاب ہون مین ذرا
پوچھ آؤن تو ابھی آتی ہون یہ کہکر پھر گلیم اوڑھ لی اور اب جو نمودار ہوئی تو بھاری جوڑا پہنے ہوئے زیور مرصع کا رستے آراستہ
صورت مثل چاند کے صدف جادو کی یہ حالت ہوئی کہ گرد پھرنے لگی اور کہا کہ اب آپ اپنا نام بھی بدل ڈالیے اسوقت
تم میری کنیز تھین اب مین تمھاری کنیز ہون کہ تم خداوند کی خدمت مین آچکی ہو کیتکی نے کہا کہ مجھے خداوند نے
بیت صدر رنگ کا خطاب دیا ہے ملکہ ہاتھ بیت صدر رنگ کا پکڑے ہوئے مسند پر آئی بیٹھی تمام اہل محفل محو ہین ہر ایک
کو سکتہ ہے کوئی کہتی ہے کہ قسمت تو دیکھو کہ کیا سے کیا ہوگئی کوئی کہتی تھی کہ خدمت سے عظمت ہے نہ یہ خداوند پر شیدا ہوتی اور نہ
خداوند اسے سرفراز کرتے لیکن بیت صدر رنگ نے کہا کہ خیر مین تم کو گانا تو سنا دون ورنہ تم سمجھوگی کہ یہ ناز کرتی ہے صدف
جادو نے کہا کہ جو خوشی آپ کی مین تو اب ایسی گستاخی آپ کے ساتھ نہین کر سکتی بیت صدر رنگ نے وہین بیٹھے بیٹھے
بغیر ساز کے ایک غزل گنگنا کے گانا شروع کی جسکو سنکر تمام اہل محفل دنگ ہوگئے کسیکے ہوش و حواس بر جا نتھے غزل بیت صدر رنگ غزل

غزل بتان شوخ مرا دل لبھائے دیتے ہین
ہم آج روز کا جھگڑا چکائے دیتے ہین
یہ شوق دید سے کہتی ہین شوخیان انکی
کہ دیکھیے کہ وہ مسکرائے دیتے ہین
ہوا خیال تو ان کو برا ہوا کہ بھلا
کہ آج دل انھین ہے آزمائے دیتے ہین
نگاہ ناز کا خنجر تھا نے نیام اب تک
کچھ ایسا ہی ہے کہ ان کو ہٹائے دیتے ہین
اگرچہ کہنے کے قابل نہین ہے راز دل
کہ وہ یہ رسم ہی اب سے اٹھائے دیتے ہین
ہمین جواب مجھ سے پسند کے تھا ہمدسے
پھر آج راہ مین آنکھین بچھائے دیتے ہین
غضب خدا کا ہے کعبہ کو ڈھائے دیتے ہین
لہو یہ روز نگے چہرے سکھائے دیتے ہین
کہ درمیان سے پردہ اٹھائے دیتے ہین
عدم مین بھی ہے گمان کیا مرے تڑپنے کا
جفا وہ کرکے مرا دل بڑھائے دیتے ہین
کبھی ہے لطف سہم جب کہ جب ابلی ہو
ہم ان کی آنکھ مین سرمہ لگائے دیتے ہین
اثر تو آنے دے اسے سوز عشق نالونمین
جو پوچھتے ہو تو ہم بھی بتائے دیتے ہین
رگ گلو کو ہمارے بتاتے ہین زنار
وہ خط سے حرف تمنا مٹائے دیتے ہین
یہ کہتے ہین کہ پسینہ جبین پہ کیسا ہے
عذاب جان ہے تو دل کو گنوائے دیتے ہین
ہم آگ ایسی لگی کو لگائے دیتے ہین
لگا ہوا ہے یہ کیا میری روئی صورت مین
یہ لوگ رشک جو پتھر دبائے دیتے ہین
خدا یہ چھوڑا ہے انجام عشق کو ہم نے
انھین بھی حد سے زیادہ پلائے دیتے ہین
مریض عشق کو کیونکر یقین مرگ نہو
کسی دن آگ ادھر بھی لگائے دیتے ہین
ہمارے پھول اٹھانا یہ بار خاطر ہین
ہنسی ہنسی مین وہ کا فرینلائے دیتے ہین
سنا ہے چھپ کے وہ جانیکو ہین تیغ بکف
وہ ڈوب مرنے کو غیرت دلائے دیتے ہین

مزا چدان پہ بنا یا ہے ربط الفت نے
کہا ہے ہنسی سے تو کر کے دکھلائے دیتے ہین
ارادہ صید ادست وفا مین تھا آرزو کی قیس

جو دل مین آپ کے ہے ہم بتائے دیتے ہین
زبان وہی انھین گیا آج تیغ قاتل نے
تجھے چراغ کو پھر ہم جلائے دیتے ہین

گلے کو کاٹتے ہین ہم آپ دیکھیے سیر
کہ جتنے زخم ہین سب مسکرائے دیتے ہین

جس وقت تجستہ رقص وسرود ختم ہوئی تو ملکہ صدف جادو نے کہا کہ اب تم ہر وقت ہمارے پاس رہا کرو سوا ان اوقات کے جب کہ تم خدمت خداوندی مین جاؤ یہ کہکر اپنے برابر مسہری پر لٹا لیا اور سو گئی لیکن طیفور جاگتا رہا لیٹے لیٹے خیال مین آیا کہ ایسا نہو مواج جادو سحر سے میرا حال دریافت کرے اور آکر گرفتار کرلیجائے یہ خیال آتے ہی پہلے تو رنگ وروغن عیاری لگا کر صورت اپنی صدف جادو کی بنائی بعد اُس کے صدف جادو کو اپنی صورت بناکے پھر لیٹ رہے قضائے کار وہان مواج جادو کو جب کسی طرح طیفور کا پتہ نہ ملا تو یہ اپنی پرستش گاہ مین آیا اور ایک تصویر سحری پر چند دانے ماش کے پڑھکر مارے اور پکارا کہ اے خداوند دم خیاثہ وہ دزد دستکار جو یہان آیا تھا کہان گیا تصویر گویا ہوئی کہ تیری دختر کے باغ مین وہ پہونچگیا اور اُس کو فریب دے کر ایک عورت بنا ہوا اُسی کے پہلو مین لیٹا ہے بس یہ سنتے ہی اس کے ہوش اُڑے اور اسی وقت یہ باغ ملکہ صدف جادو کی جانب روانہ ہوا کہ ایسا نہو یہ فریب دے کر ملکہ کو مار ڈالے جسوقت باغ مین پہونچا تو دیکھا واقع مین ایک مسہری پر ملکہ کے ساتھ دوسری عورت بھی لیٹی ہوئی ہے لیکن جو کچھ تصویر نے خبر دی تھی ایک بات اُس کے خلاف ہے وہ یہ کہ تصویر نے کہا تھا کہ داہنی جانب ملکہ ہے اور بائین جانب عیار ہے یہان اُس کے خلاف ہے کہ داہنی جانب عیار اور بائین جانب ملکہ ہے مواج نے خیال کیا کہ مین بھول گیا ہون جلدی سے ملکہ نقلی کو ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ تمھارے پہلو مین جو لیٹا ہے یہ عیار ہے طیفور کی جو آنکھ کھلی اور مواج کو دیکھا دل مین خدا کا شکر کیا کہ اگر مین ہیئت نہ تبدیل کر چکا ہوتا تو ابھی گرفتار ہو جاتا مواج سے کہا کہ مین تو اسے عورت سمجھے ہوئے تھی آپ کی بدولت جان بچ گئی ورنہ یہ مجھے زندہ نچھوڑتا مواج نے جلدی سے رسن سحر مین صدف جادو کو طیفور سمجھ کے باندھا زبان پر تکلہ سوزن کر دیا اور لئے ہوئے اپنے مقام پہ آیا طیفور صدف جادو بنا ہوا ساتھ ساتھ آیا کہ اب مین آپ کے پاس سے جدا نہونگی زمانہ بہت نازک ہے یہ موئے عیار ریاست تک بھی پہونچگئے سنا ہے کہ ان کے مددگار زمین وآسمان سے پیدا ہوتے ہین اب تنہا رہتے ہین جان کا خوف ہے مواج نے کہا اے نور نظر نہ گھبرا مین اسے قتل کئے ڈالتا ہون یہ کہکر اس نے خنجر نکالا اور صدف جادو کی طرف بڑھا صدف جادو بھی ہوشیار ہو گئی ہے حسرت سے باپ کی طرف دیکھ رہی ہے کہ یا تو یہ مجھے اسقدر چاہتا تھا یا اب ذبح کرنے پر آمادہ ہے مجھ سے کونسا قصور ہوا ہے مگر زبان پر تکلہ سوزن ہے کچھ بول نہین سکتی ہے طیفور کہہ رہا ہے کہ اسے جلدی ذبح کیجیے ایسا نہو یہ چھوٹ جائے مواج نے کہا کہ مین نے اسیر سحر کر لیا ہے اب یہ بچ کے کہان جاسکتا ہے یہ کہکر صدف جادو کو ذبح کر ڈالا بس اس کے ذبح ہوتے ہی قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی صدا اے دار وگیر آنے لگی بیرون سے شور کیا کہ کشتی مرا نام من صدف جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا مواج جادو نے کہ صدف جادو ذبح کی ہوئی پڑی ہے اس نے سر پیٹ لیا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا مین نے اپنی دختر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالا یہ تو سر پیٹنے لگا اور طیفور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا ہر چند ساحرون نے تلاش کیا مگر کہین نہ پایا آخر مواج جادو نے صدف جادو کی ارتھی نہایت دھوم سے اٹھائی اور ریگ مرگھٹ کی جانب روانہ ہوا آپ گلیم اوڑھے ہوئے سب سیر دیکھا کئے جب دیکھا کہ ارتھی اُٹھائی گئی اور سب روتے پیٹتے جانب مرگھٹ روانہ ہوئے تو انھون نے گلیم اُتاری اور صورت اپنی ایک برہمن کی بناکے یہ بھی جانب مرگھٹ روانہ ہو گئے اور جو پانسے وہان جلانے پہونکنے کے واسطے جمع تھے اُن مین مل کے کھڑے ہو رہے ارتھی لا کے رکھی گئی اور گرد اُس کے لکڑیان لگا کر آگ دی گئی مواج جادو کو سب اس کے عزیز و رفیق گھیرے کھڑے تھے اور رو رہے تھے مواج جادو بھی حسرت سے دیکھ رہا تھا دل مین کہہ رہا تھا کہ یہ وہی واقعہ ہوا جو رستم کو پیش آیا تھا

کہ اُس نے بھی اپنے فرزند سہراب کو ذبح کر ڈالا تھا لیکن اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے پچھتانا یہی ہے کہ دشمن سے قصاص لینا چاہیے یہ توجہہ تن انتقام بنا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور اُدھر پانڈون نے زرال اور مگمی لکڑیون پر چھڑک کے آگ دیدی یہ بیان ہو چکا ہے کہ طیفور بھی انھین پانڈون مین شریک ہے ہمراہ زرال اور مگمی کے کئی سیر بیہوشی چھڑک دی تھی آگ دیتے ہی جو دھوان پھیلا اور بولنے چار جانب دھوین کو منتشر کیا تو جس قدر لوگ کھڑے ہوئے ارتھی کا تماشہ دیکھ رہے تھے سب کے سب بیہوش ہو گئے سوا طیفور کے جس قدر ساحر مع مواج جادو یہان موجود تھے سب بیہوش پڑے تھے چونکہ طیفور نے پہلے سے یہ انتظام کر لیا تھا کہ فتیلہ رفع بیہوشی دماغ پر چڑھا لیا تھا اس سبب سے یہ محفوظ رہا اب اس نے جلدی سے آکے مواج جادو کی زبان پر تکلہ سوزن کیا اور رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی مواج جادو کی بنائی اور رائی سرسون عیاری رفع بیہوشی ملک سب کو سنگھا سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ کیسی ہوا چلی کہ سب کو سلا دیا جب ہر ایک ہوشیار ہو لیا تو مواج نقلی نے کہا کہ اب یہ مقام پر خطر ہو گیا مین یہان رہنے سے حریف کے مقابلہ پر جانا بہتر سمجھتا ہون آن لوگون نے کہا کہ آپ ہمارے افسر اور مالک ہین ہمین جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین مواج نقلی نے کہا کہ کشتیان لاؤ اور چل کر ساحل پر اُترو مین پہلے تو صاحبقران سے نامہ و پیام کرونگا اگر انھون نے نصیحت میری سنلی فہو المراد ورنہ جنگ ہوگی ملازمون نے کشتیان حاضر کین کل فوج ساحران سوار ہوئی ایک کشتی پر مواج جادو اور گرداب جادو بیٹھے اور چلے اب وہان کا حال سنیے کہ دو سہ روز سے صاحبقران عالیشان انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ دریا سے کشتیان نمودار ہوئین اور ساحل پر پہونچکے کشتیون سے فوج ساحران اُتری خیمہ برپا کیئے ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور آکر عرض کی نظم + الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + گل اقبال تو دائم شگفتہ + بچشم دشمنانت خار بادا + یہ لشکر ناظم دریا مواج دریانشین جادو کا ہے اور بعزم مقابلہ آیا ہے فرمایا کچھ میرے عیار کی بھی خبر ہے ہرکارون نے عرض کی کہ عیار کا تو کچھ ذکر بھی نہین سنا وہان مواج نقلی نے خیمہ مین جا کر ایک نامہ بنام صاحبقران عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سرگروہ خدا پرستان آپ نے اپنے عیار کو ہماری آزار رسانی کے واسطے بھیجا تھا مگر خداوند ساحری و جمشید نے ہمین اُس کی شر سے بچایا ہم نے اُسکو گرفتار کرکے مار ڈالا معلوم ہوتا ہے کہ آپ انھین عیارون کے زور پر ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین سر میدان مقابلہ کیجیے تو حال معلوم ہو مین اسی واسطے دریا سے باہر آیا ہون یا تو آپ پلٹ جائیے اور اگر یہ منظور نہو تو پہلے مجھ سے مل لیجیے بشرطیکہ آپ کو یہان آنے مین خوف نہو ورنہ مین خود آؤن یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر جانب بارگاہ صاحبقران عالیشان روانہ کیا یہان ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ نامہ دار آتا ہے فرمایا آنے دو جس وقت نامہ دار آیا نامہ ہاتھ مین صاحبقران کے دیا امیر نے نامہ پڑھ کر گریبان چاک کیا اور ہائے طیفور کا نعرہ مارا کہ بارگاہ تھرا گئی شہزادگان کو بھی طیفور کے شباب پر افسوس ہوا عیارون مین غوغا ہوا مہتر خندق نقب زن نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر اجازت ہو تو مین اپنے اُستاد کے خون کا بدلہ مواج جادو سے لون فرمایا صاحبقران نے کہ ابھی صبر کرو لیکن جس وقت نظر امیر کی اس مضمون پر پڑی کہ اگر آپ کو خوف ہو تو نہ آئیے یا مین خود آؤن اُسیوقت تلوار پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور غصہ سے ریش کے بال کھڑے ہو گئے فرمایا نامہ دار سے کہ جا کر کہدے کہ امیر آتے ہین سرداران حیران تھے کہ یہ عزم امیر نے کس غرض سے کیا ہے تمام سردار تلوار پکڑ پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے امیر نے منع فرمایا اور تن تنہا جانب خیمہ مواج دریانشین جادو روانہ ہوئے ادھر تو سرداران اسلام مین ہلچل تھی کہ امیر غصہ مین تنہا گئے ہین دیکھیے کیا گذرتی ہے مثل عیارون کے ساحر بھی مکار ہوتے ہین ایسا نہو کوئی پیچ پڑے ادھر ساحرون مین غوغا ہوا کہ صاحبقران زبات کشندہ ساحران تشریف لاتے ہین مواج دریانشین جادو کو جو خبر ہوئی کہ صاحبقران آتے ہین یہ گرداب جادو کو اپنے ساتھ لیئے ہوئے برائے استقبال آیا اور نہایت عزت کے ساتھ امیر کو اپنے خیمہ مین لایا ڈنگل پر بٹھایا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے

مجھے کس واسطے بلایا ہی مولج نے کہا کہ اب ارادہ آپ کا کیا ہی فرمایا جو پہلے تھا مولج نے کہا کہ سب کی کشتی حیات طوفانی ہو گی ایک بھی دریا کے اُس پار نہ جاسکے گا فرمایا مرنا منظور ہی لیکن بے نیل مقصود واپس جانا منظور ہی اُسوقت مولج نقلی نے کہا کہ اچھا آپ اپنے عیار کی سوگواری سے فرصت کر لیجیے اُس کے بعد دیکھا جائے گا اور اب مین خود حاضر ہون گا صاحبقران وہان سے اُٹھ کر اپنے لشکر مین تشریف لائے جو کچھ گذری تھی سب بادشاہ اسلام کے سامنے بیان کی اور سیہ پوشی اختیار کی تمام عیار سیہ پوش ہوئے تین روز طیفور کا ماتم برپا رہا چوتھے روز بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز تھے صاحبقران عالیشان دنگل نادعنبر پر تمکن تھے کہ چوبدار نے عرض کی کہ مولج جادو چند ساحرون سے حاضر ہی فرمایا بلالو مولج نقلی مع گرداب جادو اور دیگر افسران فوج کے اندر بارگاہ سلیمانی کے آیا امیر نے ان سب کے بیٹھنے کے لئے کرسیان بچھوادین یہ سب بیٹھ گئے اُسوقت مولج نے کہا کہ آپ کو اپنے عیار کا بہت رنج ہوا غیا تو آپکا خون شریک نہ تھا صرف ساتھ کا کھیلا ہوا تھا اُس پر آپ کو کس قدر رنج ہوا اور آپ کے عیار نے تو میری دختر نیک اختر ملکہ صدف جادو کو مارکر میرا گھر بے چراغ کیا یا امیر انصاف شرط ہی صاحبقران نے فرمایا مین تجھسے شکایت نہین کرتا کہ تو نے اُسے کیون مارا لیکن تو میرے صدمہ و غم پر بھی اعتراض نہین کرسکتا جس کا دوست یا عزیز مرتا ہی اُسے رنج ضرور ہوتا ہی یہ کوئی نئی بات نہین ہی اگر مین نے طیفور کا اتنا غم کیا تو تو نے کیا اپنی دختر کا غم نہ کیا ہوگا مولج نے کہا کہ یا امیر دروازون پر پہرہ قائم کرا دیجیے تاکہ نہ کوئی اندر آسکے اور نہ باہر جاسکے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہی مولج نقلی نے عرض کی کہ اس کی بہت بڑی ضرورت ہی ابھی نہین بعد کو عرض کرون گا صاحبقران نے مہمان نوازی کی راہ سے پہرے قائم کرا دیئے اُسوقت طیفور نے کھڑے ہو کر منہ پر اپنے ہاتھ پھیرا اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند بشناسد منم شاہ عیاران صحرا نورد یعنی طیفور باد پیگرد اے ساحران دریا آگاہ ہو کہ مین نے مولج جادو کو گرفتار کرلیا اور میرے پاس قید ہی تم سب میری مٹھی مین ہو اگر چاہتا تو اُسی وقت قتل کرڈالتا مگر دعا یہ دو کہ میرے صاحبقران عالیشان کو جن کے خوف سے مین نے تمہارے خون سے ہاتھ نہین بھرا کہ ان کا یہ حکم نہین ہی کہ کسی ساحر کو قتل کرو جبتک اُسے دعوت اسلام نہ دے لو اور وہ انکار نکرے یہ سُنکے ساحرون کے ہوش اُڑ گئے اور امیر نے طیفور کو پہچانا قریب تھا شادی مرگ ہو جاتا کہ خندق نقب زن دوڑ کے قدمون سے لپٹا قران ثالث نے ہاتھ چومے حضران تصویر حیرت بن گئے کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ساحرون نے کہا کہ اے شاہ عیاران اگر آپ نے مولج جادو کو قتل نہین کیا تو کیا کیا وہ کہان ہی طیفور نے زنبیل سے نکال کر سامنے ڈالدیا اور کہا کہ یہ ہی پہچانو اپنے افسر کو سب ساحرون نے پہچانا امیر نے حکم دیا کہ باندھ دو اس کو ستون بارگاہ سے طیفور نے اس کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا اور نکلہ زبان سے کھینچ لیا مولج نے آنکھ کھول کر دیکھا حیرت مین آیا کہ یا تو مین مرگھٹ مین کھڑا ہوا اپنی دختر کی لاش جلوا رہا تھا یا اس مقام پر ہون یہ خواب ہی یا بیداری شاید خواب ہی ہوگا بیداری کی یہ باتین نہین اپنی سوچ کے اس نے آنکھین بند کرلین تب طیفور نے کہا کہ ہوشیار رہو یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی اُسوقت مولج نے آنکھین کھولدین صاحبقران نے فرمایا کہ سحر کیون نہین کرتا مولج نے کہا کہ سحر مجھکو یاد نہین ورنہ ایک آن مین سب کو خاک سیاہ کر دیتا فرمایا امیر نے کہ اے مولج جادو تو اتنا بڑا ساحر اور عیار میرا ایک حرف سحر سے واقف نہین مگر دیکھ قدرت رب غفور کو کہ اُس نے ایک چیونٹی کو فیل پر غالب کرکے دکھا دیا یہ نتیجہ حق پرستی کا ہی کہان ہین تیرے سامری جمشید اسوقت کمک کو نہین آتے تجھے دشمنون کے ہاتھ سے نہین بچاتے اور دیکھ ہمارے خدا کی قدرت کو کہ تجھ ایسا ساحر ہمارا کچھ نہین کرسکتا اگر آنکھین رکھتا ہوا ور عقل سے کام لے تو پہچان مذہب حق کو اور دیکھ اسمار الٰہی کی برکت کو کہ اس بارگاہ مین تو سحر بھول گیا زندگی بھر کی محنت اس وقت مین کام نہین آتی اس کلام نصیحت نظام نے زنگ کفر دل سے مولج جادو کے دھو ڈالا بلکہ تمام ساحر بدل مطیع اسلام ہوتے مولج جادو نے امیر با توقیر سے عرض کی کہ واقعی مین دین آپ کا برحق ہی مین بدل مطیع اسلام ہوتا ہون لیکن ابھی سحر سے توبہ نکرونگا

اس لئے کہ آگے بڑھکر سخت ساحرون سے مقابلہ پڑے گا صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایسا اور ساحرون نے
بھی کیا ہے اُسوقت صاحبقران عالیشان طیفور کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مرد عزیز تو نے تو مجھے
تین روز پریشان کرکے اپنے حال سے آگاہ کیا تو اس سے کیا حاصل تھا طیفور نے ہنس کے عرض کی کہ یا امیر ایک تو مجھے یہ
دیکھنا تھا کہ آپ کو مجھ سے کس قدر محبت ہے دوسرے یہ فائدہ ہوا کہ تجہیز جیتے جی ہوگیا اب اگر عالم غربت مین بھی موت آئے گی
اور کوئی تجہیز کرنے والا نہ بھی ہوگا تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہے امیر ہنسے اور فرمایا کہ تو میرا امتحان لیتا تھا طیفور نے کہا کہ امتحان
لے چکا یا امیر بغیر امتحان مانا ٹھیک نہین اب میری وفاداری بڑھ گئی کہ آپ کی محبت کا بھی یقین پیدا ہوگیا الحاصل بعد
اس تمام گفتگو کے مواج جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو کیا منظور ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو تمہارا بار بار پوچھنا
بیکار ہے مین شہر حسن آگین مین ضرور جاؤنگا مواج جادو نے عرض کی کہ اگر یہ قصد ہے تو کل تشریف لے چلیے گا آج مین کشتیون
اور جہازون کا بندوبست کرلون پھر اختیار ہے امیر نے فرمایا بہتر مواج جادو صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے
لشکر کی جانب روانہ ہوا جس وقت لشکر مین پہونچا تو تمام فوج کو جمع کیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین نے تو طاعت
دین اسلام اختیار کی جس کو میرا ساتھ دینا ہو وہ اقرار کرے اور جسے منظور نہو وہ میرے لشکر سے علیحدہ ہو جائے
یہ سنکے سب نے ہم آواز ہو کر کہا کہ ہم آپ سے علیحدہ ہو کر کہان جائینگے جو آپ کا دین وہ ہمارا دین جو آپ کی راے وہ
ہماری راے اُسوقت مواج دریانشین جادو نے حکم دیا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کرو دوسرے روز صبح کو پچاس جہاز اور
سو کشتیان جمع ہوگئین مواج دریانشین خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہاز اور کشتیان
تیار ہین صاحبقران عالیشان نے پہلے تو چند سردارون کو مع پیش خیمہ کے روانہ کیا جب وہ سب اُس پار پہونچ گئے
تو یہان سے امیر با توقیر اور بادشاہ لشکر اسلام با جاہ و حشم سوار ہو کر اس پار اُترے اتنی دیر مین یہان سردارون
نے بارگاہ استادہ کر رکھی تھی صاحبقران جاتے ہی داخل بارگاہ ہوئے اب یہان سے لشکر اُترنا شروع ہوا کئی روز
مین لشکر اس پار سے اُس پار پہونچا خیمے خرگاہین برپا ہوئین تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا بعد دو تین روز کے صاحبقران
نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ حاکم اس صحرا کا کون ہے مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یہ مقام نہایت سخت ہے
اس کو نمونہ بیابان کاج و باج کا تصور فرمائیے جو اس صحرا مین آگیا اُس کا بچ کے جانا غیر ممکن ہے ساحر یہان کے بلائے
بے درمان آفت جان ہین حاکم صحرا شعلہ افگن جادو ہے اور ایک عیار اُس کا ملازم ہے کہ نام اُس کا عنقاے
زمین کن ہے وہ بھی بلا کا عیار ہے یہان تو فکر چارہ سازی ہو رہی ہے مواج جادو نے عرض کی ہے کہ صحرا مین سے لشکر کو لیکے
گذرنا اچھا نہین ہے اس لئے کہ مثل بیابان کاج و باج کے جس وقت لشکر اندر بیابان کے پہونچے گا تو بیابان مین آگ
لگجائے گی اور سب جل کے مرجائین گے لیکن اب حال شعلہ افگن جادو کا سنیے کہ جسوقت اُسکو یہ خبر پہونچی کہ مواج جادو
نے اطاعت اسلام اختیار کی اور لشکر صاحبقران کا بیابان خونخوار مین آگیا ہے یہ سنکے شعلہ افگن ہنسا اور کہا کہ اگر امیر یہان
آئے ہین تو بہت پریشان ہونگے لیکن مواج کا شریک ہو جانا اچھا نہین ہے اے عنقاے زمین کن جا اور کسی طرح
قابو پا تو مواج کو اسیر کر لانا ورنہ صاحبقران سے دوبدو مقابلہ کرنا پڑے گا اور علاوہ مواج کے بھی جسقدر سرداران
اسلام مع صاحبقران عالیمقام ہاتھ آئین اُن سب کو گرفتار کر لانا یہ سنکے عنقاے زمین کن جانب بیابان خونخوار روانہ
ہوا جسوقت داخل لشکر ہوا اسصورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا اس بیابان مین ایک مقبرہ بنا
ہوا ہے کہ نہایت پرانا ہے عنقاے زمین کن نے اس مقبرہ کو اپنی جاے قیام معین کیا اور مقبرہ مین جا کے بیٹھ رہا
جب رات ہوئی تو اس نے اسی مقبرے سے نقب لگائی اور سر انقب کا بیابان خونخوار مین چھوڑا اور وہان سے پلٹ کے
لشکر مین آیا دیکھا کہ بازار لشکر کے کھلے ہین لوگ سودا خرید رہے ہین یہ فقیر بنا ہوا بھیک مانگتا ہوا تا بخیمۂ مظفر غازی
کی پشت پر جا کے پڑ رہا اور کراہنا شروع کیا حسب اتفاق اُس طرف سے مظفر غازی چلے آتے تھے انھون نے

جو دیکھا کہ ایک شخص بیمار پڑا کراہ رہا ہے پوچھا تو کون ہے کہا فقیر ہون طناب خیمہ مین اُلجھ کے گر پڑا چوٹ آئی اس سے کراہ رہا ہون مظفر غازی وہان سے اپنے خیمہ مین آئے اور سو رہے جب دو پہر رات گئی تو عنقاے زمین کن اپنے مقام سے اُٹھا اور قنات چاک کر کے اس نے جھانکنا شروع کیا دیکھا کہ دو ایک بار بیدار اونگھ رہے ہین ایک شمع کا فوری ہلکی ہلکی روشن ہے بس اس نے پروانے بیہوشی کے اُڑائے پروانے آکر شمع پر گرے اور جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو لوگ اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہوگئے عنقاے زمین کن اندر بارگاہ کے آیا کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ناک کے لے گیا جس وقت مظفر غازی نے اوپر کی سانس کھینچی عنقاے زمین کن نے تمام بیہوشی پھونکدی اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر چل نکلا جس وقت مقبرہ مین پہونچا وہین نقب کا واکیا اور اُتر کر دہن نقب سے بیابان جنار کی راہ لی وہان کچھ لوگ موجود تھے پشتارہ اُن کے سپرد کیا اور آپ آکے مقبرے مین بیٹھ رہا یہان صبح جو ہوئی بیداروں کو ہوش آیا تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے آئے بیان کیا کہ شاہزادہ مظفر غازی شب کو بستر سے غائب ہوگئے امیر نے حضران کو بھیجا حضران نے آکر دیکھا تو بیہرا عیار کا لگا ہوا پایا جاکر صاحبقران سے عرض کی کہ یہ کام کسی عیار کا ہے مواج دریانشین نے عرض کی کہ یا امیر یا صاحبقران یہ وہی عیار ہے جس کا مین نے ذکر کیا تھا صاحبقران نے طیفور سے ارشاد کیا کہ تم کس خواب غفلت مین ہو تلاش کرو اس شخص کو جو مظفر غازی کو لے گیا ہے طیفور نے عیارون پر تاکید کی کہ ہوشیاری سے پہرہ دیا کرو اور دشمن کی فکر کرو کہ کس طرف سے آتا ہے اور سردارون کو چرا کر کہان لیجاتا ہے لیکن جب شام ہوئی تو عنقاے زمین کن آیا اور آج اس نے شاہزادہ عارف بن معروف کے خیمہ کا رُخ کیا ایک درخت پشت خیمہ کی طرف واقع تھا اُس درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع کی دو پہر رات گئے سر انقب کا پلنگ کے نیچے توڑا اور وہان سے گلہائے بیہوشی پھینکے اُن کی خوشبو سے بار بیدار بیہوش ہوگئے اس نے نکلکر پشتارہ عارف بن معروف کا باندھا اور چل کھڑا ہوا یہان صبح کو لشکر عارف مین غوغا ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج عارف بن معروف کو بھی کوئی لے گیا تیسرے روز صبح کو داراب ثانی کے لشکر مین ہلڑ ہوا چوتھے دن شاہزادہ بلقیس بن قہمور کو بھی کوئی لیگیا اب تو امیر نے طیفور پر نہایت سختی کی اور فرمایا کہ یا تو زنبیل وغیرہ حضران کے حوالے کر یا اس کا پتہ لگا کہ شب کو کون آتا ہے اور سردارون کو چرا لیجاتا ہے طیفور نے خیال کیا کہ ہو نہو اس فقیر کا کچھ ساز ہو بس آج طیفور نے شام سے فقیر کی تاک لگائی جب لشکر مین دورہ کر کے آیا مقبرہ مین جاکے فقیر کو بھی دیکھ لیا بعد بارہ بجے کے جو فقیر کو دیکھا تو نہ پایا بس طیفور نے سمجھ لیا کہ یہ فعل اسی کا ہے طیفور مقبرہ مین بیٹھ رہا تین پہر رات گذری ہوگی کہ دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص سیہ پوش پشتارہ بدوش چلا آتا ہے بس طیفور ایک گوشہ مین چھپ رہا اور تماشہ دیکھنے لگا کہ یہان آکے کیا کرتا ہے عنقاے زمین کن آج شاہزادہ رفیع البخت کو چرا کے لایا تھا اس نے آتے ہی وہین نقب سے تختہ ہٹایا اور جیسے ہی نقب کے اُترا طیفور نے دوڑ کر حلقہائے کمند مارے کہ ساتون حلقے گلے مین عنقا کے پڑے طیفور نے عنقا کو باہر کھینچ لیا اور مشکین باندھ لین پشتارہ کو کھولا اور شاہزادہ رفیع البخت کو ہوشیار کیا رفیع البخت کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو خیمہ سے دور پایا سر پر طیفور کو دیکھا فرمایا اے طیفور یہ کیا حرکت تھی کیا تو دشمن کا شریک ہو گیا ہے طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار مین نے دشمن سے آپ کو چھینا ہے دشمن آپ کا یہ ہے یہ کہکر عنقاے زمین کن کی طرف اشارہ کیا رفیع البخت نہایت خوش ہوئے اور عنقاے زمین کن کو گرفتار کیے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کے لائے امیر نے فرمایا کہ باندھ دو اسے ستون سے اور پوچھو اس سے حالات طیفور نے عنقاے زمین کن کو باندھ دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کا فرستادہ ہے عنقاے زمین کن نے کہا کہ اب تو مین گرفتار ہی ہو گیا اصل یہ ہے کہ مین گرفتاری مواج دریانشین کی فکر مین آیا تھا مگر قابو نہ پایا مین عیار ہون شعلہ افگن جادو مالک بیابان جنار کا اُس نے مجھے گرفتاری مواج دریانشین کو بھیجا تھا اور کہدیا تھا کہ علاوہ مواج کے بھی جو سرداران اسلام گرفتار ہون اُن کو بھی بھیجدینا مین حکم اپنے مالک کا بجالایا صاحبقران اس کی استگوئی

سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب کیا ارادہ ہے عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ اب میں کیا ارادہ کروں فرمایا
صاحبقران نے کہ اگر تجھے رہا کر دیا جائے تو کیا کرے عنقائے زمین کن نے کہا کہ اگر آپ رہا کر دیں تو آپ کی اطاعت
کروں اور اگر میرا مالک مجھے رہا کرالے تو پھر آپ کی گرفتاری کی کوشش کروں اس لئے کہ اسوقت میرا فرض منصبی یہی ہے اور اگر
آپ نے رہا کیا تو پھر آپ سے دغا کرنا شیوہ شرافت نہیں ہے صاحبقران نے طیفور سے فرمایا کہ کھول دو اسکو طیفور نے
عنقائے زمین کن کو رہا کر دیا اسوقت عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر شعلہ افگن جادو کو اسوقت بہت خوف ہوگا
مواج دریا نشین کے دل میں جو راز ہے میں اس سے باخبر نہیں کہ کیا ہے اور کیوں شعلہ افگن کو مواج کی شرکت کا
خوف ہے اب اسے حضور دریافت فرمائیں صاحبقران مواج کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا کہ بیان کر مواج جادو
نے عرض کی کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ میں اسوقت تک اس فکر میں تھا کہ آپ کو مع لشکر اسی بیابان چنار میں بھگا دوں گا اور
مجبوری میں مطیع اسلام ہو گیا تھا لیکن اب میں صدق دل سے آپ کا مطیع ہوتا ہوں اس بنا پر کہ خدا آپ کا غیب سے
سامان فیروزی آپ کے لئے اور سامان بربادی ساحران کفار کے واسطے پیدا کرتا ہے اور جس بات کا شعلہ افگن جادو کو
خوف ہے وہ یہ ہے کہ صحرائے چنار طلسم بند ہے اور محافظ صحرا دیو شعریہ ہے اور مسکن دیو کا گنبد اسود ہے یہ گنبد صحرائے چنار کی طرف واقع
ہے پاس دیو شعریہ کے ایک قفس ہے اس میں ایک طائر ہے جس وقت فوج دشمن اندر بیابان چنار کے داخل ہوتی ہے تو دیو
آتا ہے اور طائر کو رہا کر دیتا ہے ادھر طائر چنگھاڑا اور بیابان آگ لگ گئی سب جل کے خاک ہو گئے اگر وہ دیو مطیع ہو یا مارا جا
اور وہ طائر ہاتھ آئے تو بیابان چنار سے راستہ آگے بڑھنے کا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے مواج اب میں تیرے
ایمان کا کیونکر یقین کروں مواج نے عرض کی کہ اگر اب بھی میں اپنی زبان سے اقرار نکرتا تو آپ کو کیونکر معلوم ہوتا علاوہ
اس کے اسی عنقائے زمین کن سے پوچھ لیجیے کہ میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹ عنقائے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر واقعی میں
جو کچھ اس نے بیان کیا صحیح ہے صاحبقران نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ مجھے اس بیابان کی طرف لے چل میں
اس دیو سے مقابلہ کروں گا مواج جادو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران نے اسیوقت مرکب طلب کیا اور سوار
ہو کر مواج جادو اور عنقائے زمین کن کو ساتھ لے کر کوہ اسود کی جانب روانہ ہوئے طیفور نے خیال کیا کہ ایسا نہو
یہ دونوں ملکر کوئی فریب کریں یہ بھی گلیم اوڑھ کر ساتھ ہو لیا القصہ سب تو جانب کوہ اسود چلتے ہیں لیکن حال شعلہ افگن
جادو کا سنیے کہ بعد روانہ کرنے عنقائے زمین کن کے ایک سردار وزیر گرفتار ہو کر آ گیا اس نے سب کو جانب شہر
حسن نگین روانہ کر دیا جس روز اسے معلوم ہوا کہ عنقائے زمین کن گرفتار ہو کر مطیع اسلام ہو گیا اب اسے تردد
ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بعد اسکے خبر پہونچی کہ صاحبقران کو لیکر مواج جادو اور عنقائے زمین کن جانب کوہ
اسود روانہ ہوئے ہیں پس اس مکار نے سامنے اپنے قلعہ کے ایک باغ سحر تیار کیا کہ حال اس کا بروقت پہونچنے
صاحبقران کے معلوم ہوگا اور آپ قلعہ میں نہایت اطمینان سے بیٹھکر سحر تیار کرنے میں مصروف ہوا ادھر صاحبقران
عالیشان ہمراہ مواج جادو کے راستہ طے کر کے قریب گنبد اسود کے پہونچے پنجرہ طائر کا دروازہ گنبد پر آویزاں تھا
اور دیو موجود نہ تھا مواج جادو نے جلدی سے دوڑ کر پنجرہ اتار لیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ چلیے ہنوز
صاحبقران وہاں سے پورے نہ ہٹے تھے کہ صحرا کی جانب سے دیو نمودار ہوا مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ دیو آہنی بدن ہے اس پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا نہ حربہ سحر کارگر ہوتا ہے نہ حربہ آہن صاحبقران نے فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو
دیو نے جو آ کے دیکھا کہ پنجرا طائر کا مواج جادو کے ہاتھ میں ہے پس اس نے دہن سے زفیل دی طائر دیو کی آواز سنکے
چکارا دہن سے طائر کے شعلہ پیدا ہوا اور جسم میں مواج جادو کے آگ لگ گئی مواج جادو نے پنجرہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور رد سحر پڑھنے لگا لیکن آگ کسی طرح فرو نہوئی صاحبقران نے جو یہ حالت مواج جادو کی دیکھی
اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آئے اور دم کیا مواج بیہوش ہو کے گرا تمام بدن میں آبلے پڑ گئے تھے تا آتش فرو ہو گئی

ورنہ جل کے خاک ہو جاتا اُدھر دیو شہر پر قریب آپہونچا اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو یہاں کیون آیا صاحبقران نے ڈپٹکر للکارا کہ او ملعون مین تیری سرکوبی اور بیابان جبار کے مٹانے کو آیا ہون منم سلیمان حق پژوہ عادل کیوان شکوہ دیو شہر نے کہا کہ تو آپ ہو بچا خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا منم دیو شہر یہ کہکر اسنے گرز مارا صاحبقران نے کلہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ زمین پر آرہا بس امیر نے دونون شاخین دیو کی پکڑلین زور ہونے لگے دیو چاہتا تھا کہ صاحبقران کو شاخون پر اُٹھالون اور صاحبقران لنگر قائم کئے ہوئے تھے دیر تک زور ہوتے رہے آخر دیو تھکا اور گردن ڈالدی بس امیر نے دونون پاؤن شاخون مین اڑا کر شاخون کو تین بل دے کر جھٹکا مارا تو دھڑ سے سر جدا ہو کر پھینکدیا لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہو گئی لیکن اب جو نظر کرتے ہین تو پنجرا غائب عنقا سے زمین کن عیار نے عرض کی یا صاحبقران پنجرا طائر کا نہین معلوم کیا ہوا صاحبقران حیران ہوئے مولج جادو کو ہوشیار کیا مولج جادو بسبب تکلیف کے بدحواس تھا امیر نے فرمایا کہ اے مولج دیو کو تو مین نے مارا لیکن پنجرا غائب ہو گیا مولج جادو نے عرض کی یا صاحبقران یہ بات میری سمجھ مین بھی نہین آتی حضور لشکر مین تشریف لے چلیے میری حالت اچھی نہین ہے اگر مین اچھا ہو گیا تو کوئی فکر کرونگا اور دریافت کرونگا کہ پنجرا کیا ہوا صاحبقران مولج اور عنقا کو لئے ہوئے پلٹے جس وقت داخل بارگاہ ہوئے تو دیکھا کہ دربار آراستہ ہے بادشاہ دلسلام لے پوچھا کہ کیا کیفیت گذری امیر نے سارا واقعہ بیان کیا اسوقت عنقران نے عرض کی کہ یا صاحبقران مرہم پر اسم اعظم دم کرکے اس کے زخمون پر لگائیے تو مولج جادو اچھا ہوگا صاحبقران نے جراحون کو بلایا جو مرہم جراحون نے مولج جادو کے آبلون پر رکھنے کے لئے تجویز کیا صاحبقران نے اُس مرہم پر اسم اعظم دم کرکے پٹیان چڑھوا دین اُسیوقت سے ٹھنڈک پڑگئی درد وزہین مولج دریانشین بالکل اچھا ہو گیا اب امیر نے فرمایا کہ اے مولج جادو پنجرے کا حال نہ معلوم ہوا کہ کون لے گیا اور اب کس طرح ہاتھ آئے گا کیونکہ مجھے جانا ضرور ہے اور راستہ بیابان جبار ہی کی طرف سے ہے مولج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران ہم آپکے ساتھ جانبازی کے لئے موجود ہین لیکن یہ عرض کئے دیتے ہین کہ ہمارے سحر سے کچھ نہو گا آپنے دیکھ لیا کہ جسوقت طائر چہکارا اُسی وقت میرے جسم مین آگ لگ گئی یہی حالت سب کی ہوگی آگے حضور کو اختیار ہے فرمایا کچھ ہو مین ضرور جاؤنگا اور مین یہ نہین چاہتا کہ میرے ساتھ کوئی اور بھی اپنے کو ہلاکت مین ڈالے سرداران اسلام نے کہا کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے اُسوقت تک آپکے دامن دولت کو نچھوڑین گے یہ کہکر سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اور صاحبقران کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئے اور ساحرون نے بھی عرض کی کہ یا صاحبقران پہلے ہمین اجازت دیجئے کہ ہم جالین آپ پر نثار کرین اُس کے بعد آپ کو اختیار ہے امیر نے فرمایا کہ مین دیدہ و دانستہ کسی کو چلنے کے واسطے نجانے دونگا اگر تم لوگون کو امید فتح ہوتی تو مضائقہ نتھا مین صاحب اسم اعظم ہون میرا ہی جانا مناسب ہے یہ فرما کر سبکو روک دیا اور تن تنہا چلنے کا قصد کیا اسوقت طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر وہ طائر ملجائے تو بیابان سر ہو جائے گا صاحبقران نے فرمایا کہ مولج جادو کی زبانی سُنا تو ایسا ہی ہے بس طیفور نے زنبیل سے پنجرا نکال کے سامنے رکھدیا اور مولج دریانشین سے کہا کہ دیکھا تو یہ وہی طائر ہے یا اور کوئی ہے مولج جادو حیران ہوا کہ یہ اس کے پاس کہان سے آیا کہا بیشک طائر تو وہی ہے مگر تم کو کیونکر ہاتھ لگا اسوقت طیفور نے کہا کہ اے مولج جس وقت تمنے پنجرا ہاتھ سے پھینکا ہے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہو یہ دیو پنجرا اٹھالے مین نے اسے اٹھاکے زنبیل مین ڈال لیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو تو ساتھ میرے نہین گیا تھا طیفور نے کہا کہ یا امیر مین پوشیدہ طور پر آپکے ساتھ تھا اس غرض سے کہ مولج جادو اور عنقا سے زمین کن دونون تازہ سلیمان ہین ایسا نہو یہ دغا کرین امیر نے طیفور کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور مولج جادو سے ارشاد کیا کہ اب جس کا جی چاہے وہ ساتھ چلے یہان سے عنقا سے زمین کن عیار اور مولج دریانشین اور گروہ سب جادو اور ابرق جادو صاحبقران کے ساتھ ہوئے اور کل لشکر کو تیاری کا حکم ملا اسیوقت فوج تیار ہوکر ہمراہ ہوئی اور راستہ

بیابان جِنّار کا لیا آگے آگے مواج جادو اور ابریق جادو تھے پیچھے کل لشکر تھا جس وقت قریب بیابان جِنّار کے پہنچے تو مواج جادو نے انگلی میں نشتر دے کر خون نکالا اور اس طائر کو چٹایا اور کہا کہ اے طائر جلا دے اس بیابان کو بس یہ سنتے ہی طائر چہکارا مواج دریا نشین نے پنجرا کھولدیا طائر اڑ کر بلند ہوا اور چہکار نے لگا پر منقار سے طائر کے شرارے پیدا ہوئے اور چٹک چٹک کر گرنے لگے جس درخت پر شرارہ گرا اس میں آگ لگ گئی اور مانند درخت آتشبازی کے جلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہو گیا طائران صحرا نے شور کیا اور جل جل کے گرنے لگے بڑی دیر تک تمام صحرا جلا کیا اور اسقدر دھواں پھیلا کہ روز روشن شب تاریک ہو گیا جب تمام صحرا جل چکا تو ہوا چلی اور دھواں منتشر ہوا اب جو دیکھا تو میدان صاف ہے اتنا بڑا جنگل نہ کولا نہ راکھ کسی چیز کا پتہ نہیں اب صاحبقران آگے روانہ ہوئے جب وہ میدان ختم ہوا تو چار دیواری باغ کی نمودار ہوئی مواج دریا نشین نے کہا کہ یہ باغ تو نیا ہے اس سے پہلے تو یہ باغ نہ تھا یا صاحبقران اب قیام فرمائیے پہلے حال اس باغ کا دریافت ہونا چاہیے بعد کو چلنے کا قصد کیجیے گا امیر نے قیام فرمایا اور ہرکاروں کو برائے دریافت حال روانہ کیا دوسرے روز زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ جہاں تک ہم گئے دیوار حائل ہے خدا جانے کتنے دور تک یہ دیوار ہے سوا دروازہ کے آگے بڑھنے کا راستہ نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے جانا ضرور ہے ابریق جادو نے کہا اے مواج جادو اگر شعلہ افگن جادو ساحر ہے تو ہم بھی ساحر ہیں ہم نے بھی بارہ برس تک چاہ بابل میں چلہ کھینچا ہے گھبرانا نہیں کچھ ڈر نہیں ہے سوا اس کے کہ اس کا مکان ہے اور ہمارا مکان نہیں ہے لیکن بروقت مقابلہ معلوم ہوگا یا امیر آپ کوس رحلت بجوائیے کل صبح کو یا تو ہم نے اس باغ کو تاراج کر کے راستہ پیدا کر لیا اور یا حق تک سے ادا ہوئے صاحبقران نے ان دونوں ساحروں کے اصرار سے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہاں تو نقارہ رزمی بجا ہے اور ہر فرد بشر تیار ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے راستہ اتنا پاتے ہیں

دو کلمہ داستان شوکت نشان حالات صاحبقران شاہزادہ طہمورث شیر سر کے بیان کئے جاتے ہیں

بخدا تو وہ نبی ہے کہ ترے پاس نبی　　آئیں گے روز جزا بہر شفاعت طلبی
کام آتا ہے ترا نام دم جان بلبی　　مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شاہ خوبان بھی ہے تو خلق میں بادشاہ امم　　و یسے یوسف اگر حسن کا تیرے نہ علم
صورت آئینہ سکتہ میں ہوتا ہر دم　　من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللّٰہ اللّٰہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

تیری والا حسبی کا ہے جہان میں شہرا　　افضل و اشرف آفاق ہے تو ہی بخدا
ذات اقدس ہے تری فخر دو عالم شاہا　　نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
بہتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

فیض اقدس سے نہیں خلق میں خالی کام　　ہر طرف و یابس میں ہر ایک پہ ہے کرم تیرا عام
لب با تو بہت ہیں جزا چشم سے لطف دوام　　نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زین شدہ شہرہ آفاق بشیرین رطبی

باعث عالم ایجاد ہوا تیرا نور　　کلمہ پڑھتے ہیں سبھی تیرا ملائک کی حور

حق تعالے کو ہو کیسی تری خاطر منظور — ذات پاک تو دین ملک عرب کردہ ظہور

زان سبب آمدہ قران بزبان عربی

پاک ہیکا تو بہشتون کی بھی کیاری گلگشت — چرخ اخضر کے بھی طے جلد ہوے ساتون دشت

دافعۃ العین مین کی عرش معلی کی بھی گشت — شب معراج عروجی ز تو افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے کوچہ کو پہونچے نہین فردوس و ارم — کہ وہ ہی کعبہ صفت قبلۂ اہل عالم

قدسیون سے نہین کتا بھی ترا رتبہ مین کم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

لطف جان بخش تو جو ہی تری آب حیات — چاہیے لطف کے پیاسون کو بھی کچھ برات

نہین ہمکو جو دین خضر بھی آب حیات — ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

مورد لطف خداوند دو عالم پرور — تجھسے بہتر نہین اے شافع روز محشر

دیکھ لے اک نگہ مہر سے للہ ادھر — چشم رحمت بکشا سوئے غریبان بنگر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

بخدا مثل جلال اس کا بھی ہو تو مطلوب — تو ہی درد دل امت کا معالج ہو خوب

چارہ جو ئی کا ہو الحق یہی بہتر اسلوب — یا طبیب الفقرا انت شفاء القلوب

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان ظفر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ طیمور شیر بہادر مع فوج فراوان اور لشکر گران صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ سے بگڑ کر چلا ہی تو پہلے اس نے سرداران صاحبقران کو قید سے رہا کیا اور سب کے شانون پر مہر آزادی ثبت کرکے کہدیا کہ جس سردار نے ناراض ہو کر ان سب کو نکالدیا تھا اور تلاش مین شاہزادہ طیمور کے روانہ ہوئے تھے لیکن اول حال طیمور کا سنئے کہ یہ جو چلے تو توان کو ملک خاور کا شوق پیدا ہوا بہ صورت رعد آواز سے ارشاد کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک خاور کے روانہ ہو کہ یہ ہمارے آبائی ملک مین پہلے ان ممالک کا انتظام کرنا چاہیے اور اس کے بعد اگر ظلمات تک قبضہ نکیا تو نام اپنا طیمور شیر بہادر نہ پایا بہ صورت رعد آواز پیش خیمہ کے جانب ملک خاور روانہ ہوا بعد روانہ ہونے بہ صورت رعد آواز کے طیمور نے خورشید زرین قبا اپنے پرورش کنندہ کو جانب شہر زرینہ روانہ کیا اور فرمایا کہ اب آپ اپنے ملک مین چلکر قیام کیجیے ہم انشاء اللہ جب ظلمات تک عمل بٹھا لین گے اسوقت آکر آپ سے ملین گے خورشید زرین کمر روتا ہوا طیمور سے رخصت ہو کر جانب شہر زرینہ روانہ ہوتا ہی اور یہان شاہزادہ طیمور صید و شکار مین دل بہلاتا ہوا بیشمار شہرون مین داخل ملک خاور ہوا پہلے قبرستان مین تشریف لائے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور [illegible] بن رستم کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر بہت روئے بعد اس کے قبر گیتی افروز و خورشید خاوری و رابعہ اطلس پوش ان سب کی قبرون پر فاتحہ پڑھتے ہوئے دار العمارت شاہی مین تشریف لائے جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ بیٹا [illegible] نوجوان کا پوتا قاسم عالیشان کا نہایت جاہ و حشم سے آیا ہی تو لوگ مشتاق دیدار ہو کر حاضر ہوئے [illegible] لیکن طیمور نے حالات شہر دریافت کیے لوگون نے عرض کی جس وقت سے ارژنگ بن زہرہ و [illegible] بن زہرہ اس مقام پر آئے اور اس ملک کو خراب کرکے گئے اسوقت سے یہ ملک ویران ہی ہوتا چلا

گیا بہت لوگ بخوف جان فرار ہوگئے مجبور ہوگئے انھون نے اپنا کوئی حاکم معین نہین کیا کہ اگر یہ ملک کسی کے نامزد ہوگا تو جوکا فرخروج کرے گا وہ پھر اس ملک کی تاراجی کو ضرور آئے گا اب نہ یہان فوج ہے نہ سپاہ نہ لشکر ہے نہ نشان نہ کچھ سامان ہین ہم لوگ گروہ گروہ ہوگئے ہین آپس مین بیٹھ کے مقدمات فیصل کر لیا کرتے ہین طیمور نے کہا افسوس یہ اُس شخص کا ملک ہے جس کے نام سے زمین کانپتی تھی آسمان تھراتا تھا آج وہ کس مپرسی سے زیر زمین سو رہا ہے بعد چند اشک شو نذر روح قاسم کرنے کے اُن لوگون سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو ہم تمھاری حفاظت کے واسطے دو لاکھ آدمیون کا لشکر اور اپنا ایک رفیق خاص انتظام ملک کے واسطے چھوڑے جاتے ہین یہ فرما کر توشنگ بن طوفان دریا موج کو دو لاکھ سوار و پیدل سے یہان کے انتظام کے لیئے چھوڑا اور قبرون پر فاتحہ خوان اور مجاور معین کیے آراستگی مقابر کا انتظام کر کے یہان سے کوچ کیا اور جانب قلعہ آفتاب تار روانہ ہوئے اس ملک کی حالت کچھ اُس سے زیادہ خراب پائی مالک بن ملکوت شاہ لاولد مر چکا تھا اس بنا پر یہان بھی کوئی حاکم معین نہ تھا بلکہ جمہوری انتظام تھا طیمور نے یہان بھی ڈیڑھ لاکھ آدمی چھوڑے اور ایک شخص کو اپنی جانب سے ناظم معین کر کے آپ جانب زرین آباد روانہ ہوا یہانتک کہ جسقدر ملک طیمور کے آبائی تھے اُن سب پر قبضہ حاصل کیا اور اپنی جانب سے حاکم معین کیے لاکہ لشکر طیمور کے ساتھ بہت تھا لیکن بعد تقسیم ہونے کے آخر ایک لاکھ آدمی باقی رہ گئے اور برہوت رعد آواز رفیقون مین رہ گیا کیہی داروغہ بارگاہ بھی اور افسر لشکر بھی ہے چونکہ متواتر سفرون سے کسل بڑھ گیا تھا لہذا طیمور نے صحرائے زرنجا باد مین قیام کیا اور فرمایا کہ دو ایک روز ٹھہر کر اب پردہ ظلمات کی راہ لونگا اور نئے نئے ملک پیدا کرونگا اگرچہ سکندر ظلمات سے بے نیل مرام واپس آیا لیکن مین انشاءاللہ چاشنی آبحیات ضرور چکھونگا برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ آپ صاحبقران زمانہ ہین جو ارادہ کیجیے گا وہ خدا پورا کرے گا یہ تو سیر صحرا مین مصروف ہین اور کسل برطرف کر رہے ہین لیکن اول

دو کلمہ داستان خروج ضحاک خود پسند بادشاہ شہر ضحاکیہ کے بیان ہوتے ہین غزل

اجل علاج دل بیقرار ہو جائے
جو اچھی طرح لحد مین فشار ہو جائے

کبھی تو دیکھ لو چشم ادا سے عاشق کو
کوئی تو تیر کلیجے کے پار ہو جائے

مٹے ہوئے ہین ازل سے تری نگاہون پر
ادھر بھی اک نگہ لطف چشم یار ہو جائے

رکھین وہ دست حنائی جو میرے سینے پر
ہرے ہون زخم جگر اک بہار ہو جائے

بُرا نہ پھر کہے رندون کو خانقہ مین شیخ
کبھی جو دختر رز سے دو چار ہو جائے

گلون کے کان پہ رنگینی ہون نہ اوبلبل
چمن مین نغمہ سرا تو ہزار ہو جائے

یقین ہے پھولے سماؤن نہ اپنے جامے مین
وہ گل گلے کا کسی دن جو ہار ہو جائے

جو دیکھ لون مین پری تیرے ساتھ دشمن کو
یقین ہے سر پہ مرے جن سوار ہو جائے

لگے ٹھکانے یون مٹی مری پس مردن
کہ مٹ کے تیری گلی کا غبار ہو جائے

منیر آپ سا پرہیز گار دو دن مین
یہ پیجیا ہو یون بادہ خوار ہو جائے

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ ضحاک شاہ ایک بادشاہ ہے کہ نہایت ظالم ہے اور تمام تقاضے سے بے بقا کا عاشق ہے تصویر بقا اس کے پاس ہے اُسے دیکھا کرتا ہے اور رو رو کے اپنی حسرت بیان کیا کرتا ہے کہ یا خداوندا گر میرے زمانے مین آپ ہوتے تو مین عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے آپ کو ہرگز نجانے دیتا اور جن بیدرد بندون نے

آپ پر ظلم کیے ہین اگر اُن کو پاتا تو سزا پہونچاتا اسی ولولہ مین ایک دن اس نے مہتر نسیم بادپا سے عیار طرار سے کہا کہ اگر تو کسی خداپرست کو لاوے تو مین تجھے بہت کچھ انعام دون گا اور اس خداپرست کو قتل کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکالون گا مجھے یہ دیکھنا ہی کہ وہ کس قسم کے بندے ہین جنھون نے خداوند پر ظلم کئے اور خداوند نے بھی اُن پر اپنا عذاب نازل نہ کیا یہ سنکے نسیم بادپا نے عرض کی کہ اے شہریار جن لوگون نے کہ بڑے خداوند کو آزار پہونچائے تھے اُن مین سے تو اب کوئی بھی باقی نہین ہی سب خانہ کعبہ گئے اور زمانہ اتنا ہوا کہ نہین معلوم اب وہ زندہ بھی ہین یا نہین ہان اولاد اُن کی بعض مقامات پر موجود ہین اور مثل اپنے بزرگون کے یہ لوگ بھی سرکش ہوگئے ہین بندگان خداوند کو آزار پہونچاتے پھرتے ہین سنا ہی کہ اب زمانہ صاحبقران چہارم کا ہی اور وہ جانب طلسم زلزلہ تسخیر کرنے گئے ہین مگر ہنوز راستے مین ہین اگر حکم ہو تو انھین مین سے جس کو پاؤن اُسے لے آؤن ہر چند کہ اُن لوگون کے ساتھ عمرو کی اولاد موجود ہی اُن پر قابو پانا سخت دشوار ہی لیکن خیر دیکھا جائے گا ضحاک شہزادہ خود پسند نے کہا کہ تو جا اور جس طرح ہوسکے کسی نہ کسی کو گرفتار کر لا یہ سنکے مہتر نسیم بادپا نے جانے کی تیاری کی لیکن دو وزیر ہین ضحاک کے کہ نام ایک کا عقیل سرکشتی اور دوسرے کا ضمیر اختر شناس ہی ضمیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ اس وقت تک بزرگون سے یہی سنتے آئے ہین کہ جس نے ان خداپرستون کو چھیڑا گویا بھڑ کے چھتے کو چھیڑا پھر جان و مال عزت و آبرو سب کا بچانا دشوار ہوجاتا ہی لہذا مناسب نہین ہی کہ آپ بیٹھے بٹھائے ایک عذاب اپنی جان کو لگائیے سنا گیا ہی کہ جب نوشیروان کے بیٹے خداپرستون کے ہاتھ سے شکست کھاکے بھاگے ہین اور آکر ملک باختر مین پناہ گزین ہوئے ہین تو صاحبقران اول نے لقا سے کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم ہرمز و فرامرز کو میرے سپرد کردو تو مین چلا جاؤن مجھے تمھارے ملک و مال سے تعرض نہین ہی خداوند نے نہ مانا اور آمادہ جنگ ہوگئے نتیجہ یہ ہوا کہ خداوند کو بھی مثل ہرمز و فرامرز کے بھاگنا پڑا اور خداوند نے بھی جہان جاکے پناہ لی وہ ملک بھی ویران ہوا آپ کو اپنی سات لاکھ فوج پر چند سردارون پر گھمنڈ ہی خداوند کے یہان کیسے کیسے زبردست بندے جمع تھے مگر خداپرستون کے ہاتھ سے مارے گئے یا زیر ہوکر مطیع ہوئے آپ ارادہ سے باز رہیے ورنہ پچھتائیے گا یہ سنکے ضحاک شاہ خود پسند نے کہا کہ اے ضمیر اختر شناس ایک تو پہلے سے جان قربان ہی اگر خداپرست یہان آئین گے اور ہم نام خداوند لے کر اُن سے لڑین گے تو کیا خداوند ہماری امداد نہ کرین گے اگر ہم نے ایک خداپرست کو بھی مار ڈالا تو عاقبت بخیر ہوگئی انجام درست ہوگیا اور اگر مارے گئے تو خدمت خداوند مین پہونچ گئے وزیر تو خاموش ہو رہا اور مہتر نسیم بادپا بانداز عیاری تن پر آراستہ کرکے پائے شاطری مارتا ہوا بتلاش خداپرستان جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا شہر بخاکہ سے راستہ طلسم زلزلہ کا شہر زرنگار ہوکے پڑتا تھا جس وقت مہتر نسیم بادپا شہر زرنگار مین پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک لشکر جمع ہی خیمہ برپا ہین بس یہ رنگ دیکھکر اس نے رنگ و روغن عیاری لگاکر صورت اپنی ایک پیرمرد کی بنائی سفید داڑھی ناف تک لٹکتی ہوئی ایک بڑی کنٹھا گلے مین پڑا ہوا اس ہیئت سے یہ عیار مکار لشکر کی طرف چلا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہوئے تھے پندرہ سولہ رفیق ہمراہ تھے مہتر شاہور شیردل بھی موجود تھا طیمور اس تالاب کو دیکھ دیکھکر کہ رہا تھا کہ نہین معلوم یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہی وہ کونسا ایسا نفیس طبع تھا جس نے اس تکلف کا تالاب بنوایا ہی کہ تمام سیڑھیان سنگ مرمر کی ہین اور کنارے تالاب کے جو عمارت بنی ہوئی ہی اس پر پچی کاری کی ہوئی ہی کسی وقت مین مالک تالاب کنارے اس کے بیٹھتا ہوگا اور آج مالک اس کا زیر زمین سو رہا ہی تالاب ہمہ تن چشم پر آب ہی اپنے مالک کو نگاہ حسرت سے دیکھتا ہی مگر نہین پاتا ہی افسوس دنیا بھی عجیب مقام عبرت ہی یہ چند روزہ زندگی کے واسطے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہی لیکن مال دنیا سے کچھ کام نہین آتا ہی بقول شاعر مصرع ۔ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ۔ اے شاہور اگر کوئی مرد

مسدود ہوتا تو اُس سے دریافت کرتے کہ یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہے یہی باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے ایک مرد پیر باریش سپید دورا نمودار ہوا طیمور نے کہا کہ اسے بلالو یہ مرد فقیر ضرور جانتا ہوگا اس لیے کہ مسن ہے شاہور قریب آیا اور کہا کہ شاہ جی اس طرف آئیے ہمارے آقا آپ کو بلاتے ہین فقیر نے کہا کہ بابا درویش ہون کو فقیرون سے کیا کام ہے شاہور نے کہا کہ کچھ تو کام ہے جو تمھین بلایا ہے فقیر نے کہا کہ اچھا بابا تیری خوشی یہ کہتا ہوا قریب آیا اور پکارا کہ یا واللہ شاگردان شاہور نے ہنس کے کہا کہ یار واللہ درویش نے ہنس کے کہا کہ تم بھی کسی مرشد کے پاس گئے ہو چکے ہو طیمور نے کہا کہ شاہ صاحب آپ کا نام کیا ہے اور مسکن کہان ہے درویش نے کہا کہ بابا مجکو مردان شاہ کہتے ہین اور مسکن کو پوچھو سے فقیرون کا کیا کوچ اور کیا مقام جنگھ پائی جس جا دین در رہے آج اس صحرا مین کل اُس دشت مین کبھی کسی پہاڑ پر رات گزار دی کبھی کسی گاؤن مین کبھی کسی شہر مین فقیر کی تو پھیری رہتی ہے طیمور نے کہا سن آپ کا کیا ہوگا درویش نے کہا بابا کوئی تین سو برس کا سن ہوگا دو چولے بدل چکا ہون اور اب پھر چولا بدلنے والا ہون اس لئے کہ یہ چولا پرانا ہو گیا ہے طیمور نے کہا کہ اس تمام عمر مین اس صحرا کے کتنے پھیرے ہوئے فقیر نے کہا کہ پچاس پچاس برس بعد ایک ایک پھیرا اس طرف کا ہو چکا ہے یہ چوتھا پھیرا ہے طیمور نے کہا کہ پہلے پھیرے مین آپ نے یہان کیا دیکھا تھا درویش نے کہا کہ بابا یہ مقام صحرا نہ تھا بلکہ نہایت آباد تھا اور یہ تالاب وسط شہر مین واقع تھا اور یہان کے فرمانروا سلیم شاہ نے بنوایا تھا اب سلیم شاہ کی قبر کا بھی پتہ نہین ہے یکسان گردش چرخ نیلوفری ۔ نہ نادر بجا ماند و نے نادری ۔ دوسرے پھیرے مین یہان کسی اور فرمانروا کی عملداری تھی اُس کا نام مجھے یاد نہین تیسرے پھیرے مین مسلمانون کا دور دورا تھا چوتھا پھیرا آپ کے سامنے ہوا ہے یہ سُنکے طیمور نے کہا کہ آج ہمارے ہی یہان قیام کرو درویش نے کہا کہ حضور اپنے نام نامی و اسم گرامی و خاندان سے آگاہ فرمائین تاکہ آپ کا نام بھی مین اپنے دل پر نقش کر لون طیمور نے کہا کہ مجکو طیمور شیر پرور بن ایرج بن قاسم بن علیم شاہ بن امیر حمزہ اول کہتے ہین میرے بزرگون کی تلوار سے عالم کانپتا تھا درویش نے کہا کہ اس مین کیا شک ہے اور آپ کے تیور بھی ویسے ہی ہین یہ دل مین کہا کہ یہ اچھا شکار ہاتھ لگا لیکن عیار اس کا نہایت چالاک ہے دیکھیے جو اس کے ہوتے ہماری چال بھی چل جائے یہ سوچ کے خاموش ہو رہا طیمور نے اس کو اپنے خیمہ مین جگہ دی اتنے مین شام ہو گئی داروغہ ارباب نشاط حاضر ہوا اور عرض کی کہ کچھ شغل منظور ہو تو طائفے حاضر ہون فرمایا کہ نہین آج کچھ طبیعت کسل مند ہے داروغہ ارباب نشاط تو سلام کر کے چلا گیا طیمور درویش سے ادھر اُدھر کی باتین کرتا رہا اتنے مین دسترخوان بچھایا گیا شاہور نے درویش کے ہاتھ دھلوائے انواع واقسام کے طعام لذیذ دسترخوان پر چنے گئے طیمور نے درویش سے کہا کہ کھانا کھاؤ درویش نے عرض کی کہ بابا مین تو ترک لذات کر چکا ہون مجھے اس نعمت سے کیا کام ہے طیمور نے کہا کہ دعوت کے کھانے کا حساب پیش پروردگار دینا نہین ہوتا ہے درویش نے طیمور کے اصرار سے کھانا کھایا جب ہاتھ منھ دھو کے فراغت ہوئی تو اور کچھ ادھر اُدھر کی باتین ہونے لگین جب کوئی پہر رات گئی رفقا سلام کر کر کے رخصت ہو گئے طیمور نے درویش سے کہا کہ جائیے ہمارے خیمہ مین آرام سے سو رہیے اور کہین درویش نے کہا کہ بابا مجھے تو یہ تالاب بہت پسند ہے مین اسی کے کنارے رات بسر کرون گا کچھ کوڑا کرکٹ جمع کر کے آگ روشن کرون گا طیمور نے کہا کہ اے شاہور کچھ لکڑیان بھجوا دو اور جو سامان درویش قبول کرے وہ اس کے لیے فراہم کر دو شاہور نے پوچھا کہ کوئی راوٹی استادہ کرا دی جائے یا قلندری درویش نے کہا کہ بابا قلندر کو قلندری سے کیا کام ہے ہمارا خیمہ آسمان اور فرش زمین ہے بس تھوڑی سی لکڑیان بھجوا دو جو رات بھر جلنے کو کافی ہون صبح کو یہان سے کوچ ہوگا کل شام خدا جانے کس جنگل مین ہو شاہور نے کچھ لکڑیان بھجوا دین مردان شاہ نے ہوا کا رخ دیکھ کر کنارے تالاب کے آسن جمایا اور لکڑیان سلگا کے [illegible] لگا کر دھونی رما دی طیمور شیر پرور کے خیمہ کے پہرے قائم ہو گئے آواز بیدار باش ہوشیار باش [illegible] [illegible]

جاتا ہون کہ وہان کی کیا حالت ہی پہرہ درست ہی یا نہین پہرہ بردارون نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین آپ اطمینان رکھیے
شاہور نے خیمہ سے نکلکر دیکھا تو فقیر بدستور یا اللہ حق اللہ کر رہا ہی بس شاہور مطمئن ہوکر جانب بارگاہ حسین کجکلاہ
روانہ ہوا یہان دیکھا تو شاگردان شاہور جمع ہین دور شراب کا چل رہا ہی شاگردون نے جو استاد کو دیکھا بلا کے
بٹھا لیا اور جام شراب الصالحین حاضر کیا شاہور بھی بیٹھ گیا کہ خیر کچھ کسل ہی ہر طرف ہوگا پہر رات کی ہوشیاری
اور چاہیے یہ بیٹھکر جام پینے لگا اتنے مین وقت نماز صبح کا آگیا اس نے وضو کیا کہ نماز بھی پڑھ لون تو چلکر شاہزادے کو
جگاؤن یہ تو یاد خدا مین مصروف ہوئے لیکن سحر نسیم باد پا جو فقیر بنا ہوا تھا شاہور کے جاتے ہی اس نے آگ پر
داروئے بیہوشی چھڑکنا شروع کی اور ہوا سے دھوان اس کا منتشر ہوا جس قدر پہرے دار تھے اُن کے دماغ مین
ایسی خوشبو پہونچی کہ درود پڑھنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ نہین معلوم کس پاک روح کا ادھر گذر ہوا ہی جو ایسی
خوشبو چلی آتی ہی انھون نے اور اوپر کی سانس لے لے کے سونگھنا شروع کیا دم بھر مین سب کے سب بیہوش ہوگئے
اب یہ مکار اپنے مقام سے اٹھا اور قریب مسہری طیمور کے آیا دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہوا ہی بس اس نے جلدی سے
چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کے پشت پر لگایا ڈھاٹی گرہ عیاری کی سینے پر لگاکے خنجر برہنہ کمر مین رکھا
اور یہ جو مین تالاب کی طرف سے نکلکر سوچا کہ اگر سیدھا اپنے ملک کی راہ لیتا ہون تو شاہور پوتا عمرو کا ہی مجھے پکڑ کے
مار ڈالے گا اس سے چال کرنا چاہیے بس اگر اس کو مشرق کی طرف جانا تھا تو یہ مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا اور کچھ
دور جاکے وہان سے جنوب کی طرف روانہ ہوا کوئی کوس بھر تک ادھر بھی چلا گیا بعد اس کے جانب شمال چل کھڑا
ہوا جب ادھر بھی کوس ڈیڑھ کوس نکل آیا تو ایک دریا چھوٹا سا ملا دریا کو پھاند کے اس طرف آیا اور اب یہان سے
اس نے شہر ختاکیہ کا رخ کیا اور پائے شاطری مارتا ہوا جلدی جلدی روانہ ہوگیا یہان شاہور نے جو نماز سے فراغت
کی تو جلدی سے خیمہ شاہزادہ طیمور کے قریب آیا دیکھا کہ جس قدر پہرہ دار ہین سب بیہوش پڑے ہوئے ہین
شاہور نے آواز دی جب بھی یہ لوگ نہ چونکے اب شاہور نے تالاب کی طرف دیکھا تو فقیر کو بھی نہ پایا اب ہوا سے وحشت
ہوئی جلدی سے خیمہ مین آیا دیکھا تو طیمور فرش خواب پر نہین ہی بس اس نے سر پیٹ لیا کہ غضب ہوا یہ فقیر فقیر نہ تھا
بلکہ عیار تھا خیال جو کیا تو پتہ بھی لگا ہوا پایا بس اس نے جلدی جلدی جو لوگ بیہوش تھے اُن کو ہوشیار کیا اور کہا کہ
مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون تم جاکے بادشاہ سے عرض کر دینا کہ تاوقتیکہ کوئی خبر شاہزادہ کی نہ ملے آپ اس جگہ
قیام فرمائیے گا یہان سے کہین نہ جائیے گا یہ کہکر اس نے بھی باہنائے عیاری تن پر آراستہ کیے اور نشان قدم دیکھتا
ہوا روانہ ہوا جاتے جاتے ایک درخت تک تو وہ نشان محسوس ہوئے پھر دیکھا تو آگے کوئی نشان نہین اب تو
شاہور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن چارون طرف تلاش کرنا شروع کیا کہ کہین چھپ تو نہین گیا ہی اسی طرح دوڑتے دوڑتے
پھر ایک جگہ سے نشان قدم معلوم ہوئے شاہور نے اس طرف کی راہ لی کچھ دور جاکر پھر نشان معدوم ہوگئے اب
شاہور اور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن کیا یہ پھر کے لشکر ہی مین چلا آیا ہی پھر ادھر ادھر دوڑ کے نشان قدم تلاش
کرنے لگا کچھ دور جاکے جانب شمال پھر نشان قدم محسوس ہوئے پھر شاہور چل کھڑا ہوا چلتے چلتے جس وقت کنارے
دریا کے پہونچا تو پھر نشان معدوم ہوگئے اب شاہور نے ہر چند ادھر ادھر دوڑ کے نشان تلاش کیے مگر کہین نشان نہ پایا آخر
مجبور ہوکے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ اب کیا فکر کرون بیٹھے بیٹھے خیال مین آیا کہ دریا کے اس پار چلکے بھی
دیکھنا چاہیے جب دریا کو پیر کے اس پار آیا تو دیکھا کہ پھر نشان پا معلوم ہوتے ہین اب شاہور بھی نہایت تیزی سے مانند باد
صرصر کے تعاقب مین نسیم باد پا کے روانہ ہوا ادھر بادشاہ جو خواب سے بیدار ہوا تو لشکر مین غوغا پایا پوچھا کیا ہوا لوگون
نے عرض کی کہ شاہزادہ کو کوئی چرا لے گیا شاہور شیر دل تلاش مین گئے ہوئے ہین اور کہہ گئے ہین کہ آپ یہین قیام پذیر
رہین جب تک مین واپس نہ آؤن یا کوئی خبر شاہزادے کی نہ معلوم ہو حسین کجکلاہ نہایت پریشان ہوا لیکن بر ہوست

رعدآواز کی رائے کے موافق جا کر شہر زرنجاباد میں قیام کیا اور بموجب رعدآواز نے ہرکاروں کو چہار جانب روانہ کیا اور آپ چند ہزار آدمی اپنے ساتھ لے کر اسی تالاب کے کنارے قیام پذیر رہا اب ان لوگوں کو تو انتظار میں چھوڑا جاتا ہے بیان

چند کلمہ داستان مہتر نسیم بادپا عیار ضحاک کے بیان ہوتے ہیں

غزل برآغاز داستان ٭
کس طرح حسرتوں کو نکالوں میں اے خدا
حسرت بھری نگاہ کوئی دل لگی نہ ہو
کچھ جی کے دیکھنے کی ادا لوٹ لے گئی
شوخی کسی کو لوٹ کے جس میں بھری نہ ہو
ساقی نے آنکھ دل کی طرف سے جو پھیر لی
اے دل ذلیل تیری کہیں خودسری نہ ہو
ہم سخت جان ہیں اس کو ہیں پر لگا کیے
ظلم کشتہ دل پر آج مصیبت بڑی نہ ہو ٭
ہونے دو پہلے جل کے دل محتسب کباب
فانوس دل میں شمع تجلی جلی نہ ہو
رہ رہ کے گدگدائی ہے دل میں کوئی خلش
میرے لباس تن میں تری بو بسی نہ ہو
شمشاد آنسوؤں سے جو سینچے ہو تم

اے جذب دل جو تیری طرف سے کمی نہ ہو
وہ چاہتے ہیں خانۂ دل میں کوئی نہ ہو
دل کی تڑپ کے ساتھ جگر کو ہوا اضطراب
شرمائی آنکھوں میں نگہ دلبری نہ ہو
آنکھیں ذلیل ہیں کہ اثر کچھ نہ کر سکیں
اس شیشے میں کہیں مے حسرت بھری نہ ہو
عاشق حضور کا ہوں یہ کیوں پوچھنے لگا
تیغ نگہ جو سان پر اب تک چڑھی نہ ہو
ممکن نہیں کہ سیر ہو مال و متاع سے
اے رند وجہ بادہ کشی کی ابھی نہ ہو
کیوں بھا گئی کہ اثر نہیں سکتی کسی طرح
یہ دل لگی کسی نگہ شوخ کی نہ ہو
ہم پر یہ ظلم ہے قسم خون محتسب
شاخ نہال غم ہے کہیں یہ ہری نہ ہو

آتے ہی ہیں بڑے اشتیاق تا خبر بھی نہ ہو
ممکن نہیں کہ دل نہ بھر آئے حضور کا
ان دوستوں سے ہی ہیں مرنے کی خوشی نہ ہو
وہ بھی بلا کوئی دلبر و دلربا و دلفریب
اے آنسوؤ تمہاری کہیں اب ہنسی نہ ہو
تا صبح کی ضد سے تو نے جو آفت مچائی ہے
سازش فلک کے ساتھ کہیں آپ کی نہ ہو
رہ رہ کے میری آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں
جب تک کہ آدمی کی طبیعت غنی نہ ہو
سو بار آج سینے میں نہیں آہ اور دود آہ
میری نظر کسی کی نظر سے لڑی نہ ہو
کیوں روح میرے سینے میں کھنچی ہے تقویت
جو شخص بیمار ہوں بھی اگر اب کسی نہ ہو

راوی بیان کرتا ہے کہ مہتر نسیم بادپا نہایت احتیاط کے ساتھ پشتارہ شاہزادہ طیمور کا لئے ہوئے تیسرے روز اپنے شہر میں پہونچا ضحاک شاہ اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ بارگاہ سے مہتر نسیم نمودار ہوا اور پشتارہ لاکر سامنے بادشاہ کے رکھ دیا اور کھڑے ہوکر بیان کیا کہ حضور کے اقبال سے اس شخص کو لایا ہوں جو نسل رستم زمان علمشاہ سے اور جوان ہے لیکن پہلے اسے اسیر غل و زنجیر کر لیجیے اس کے بعد میں ہوشیار کروں اس سے پوچھیے ضحاک شاہ نے خوش ہو کے آہنگروں کو بلایا اور شاہزادہ کو اسیر غل و زنجیر کر اکے سامنے اپنے طلب کیا نسیم بادپا نے شاہزادہ کو ہوشیار کیا طیمور کی آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دربار میں پایا اور اسیر غل و زنجیر دیکھا سمجھا کہ میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں مہتر نسیم نے کہا کہ اے جوان یہ خواب نہیں بلکہ عین بیداری ہے آگاہ ہو کہ یہ تو دربار میں ضحاک خود پسند کے ہے اور میں نسیم بادپا عیار ہوں فقیر بنکر تجھے گرفتار کر کے لایا ہوں بڑے دعوے تیرے عیار کو بھی تھے لیکن مجھے پہچان نہ سکا خیر اب وقت تیرا برابر آ پہونچا جو کچھ کہنا ہو بادشاہ سے کہہ لے یہ سنکے طیمور کو افسوس ہوا کہ میں نے بڑا دھوکا کھایا خیر اب تو آ پھنسے جو کچھ قسمت دکھائے گی وہ ہوگا ضحاک شاہ نے کہا کہ حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہے اور تو نے بندگان خدا وند لقا کے ساتھ کیا کیا طیمور نے کہا کہ میں تو لقا کے زمانے میں نہ تھا لیکن افسانے اس مردود کے سنے ہیں میرے بزرگوں نے لقا کو خوب ہی ٹھیک بنایا تھا میرے جد نامدار شاہزادہ تھا ور سیاہ ملک قاسم نے دغاباز لقا سے عقد کیا اور اسکے شہروں ہاتھ سے کہ لقا کو بدحواس کر دیا ملک فرعونہ تک لقا کی جان نہ چھوڑی آخر گرفتار کر کے لقا کو تیرباران کر دیا اور پھر جو ہمارے اپنے زمانے میں سارایق ملعون ہرا در لقا کو دیکھا دو سردار جو سارایق کے لشکر میں سربرآوردہ تھے دونوں کو میں زیر کر لایا اور اپنا مطیع کیا یہ سنکر ضحاک خود پسند کو غصہ آیا اور کہا کہ تو قابل اس کے ہے کہ تجھے بھی قتل کیا جائے جا اے

نسیم گر دیا اس کو لے جا کل مین اسے قتل کرون گا یہ سنکے ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ مجھے اس شخص کے حسن و جمال پر بھی رحم نہین آتا ارے یہ وہ لوگ ہین جن پر خداوندی رعایت کرتے رہے اور کبھی غضب اپنا نازل نہ کیا انتہا یہ ہی کہ خود دنیا سے چلے گئے لیکن ان لوگون کا قتل گوارا نہ کیا تو دیکھتا ہی کہ ایسے حسین کہین دنیا مین پیدا ہوتے ہین اور ساتھ حسن کے شجاعت عدالت سخاوت سبھی وصف تو ہین یہ سنکے ضحاک کا دل بھی پسیج گیا کہا کہ پھر اے وزیر خوش تدبیر کیا کرنا چاہیے اس کا رہا کر دینا بھی اچھا نہین اور اگر قید رکھتا ہون تو کوئی مددگار اس کا پیدا ہوگا اور رہا کر لیجائے گا نسیم گر دیا نے کہا کہ اگر یہ قید رہا تو واقع مین رہا ہو جائے گا اس کا عیار عمرو کا پوتا بلا سے بلا ہی وہ آتا ہی ہوگا اسوقت ضمیر اختر شناس نے کہا کہ اے ضحاک شاہ آپکے ملک مین جو دریائے کابل ہی آج کل اسکی یہ حالت ہی کہ دن کو تو وہ بہا کرتا ہی اور رات کو بسبب سردی کے جم کے برف ہو جاتا ہی لہذا کل کچھ دن رہے اس قیدی کو ایک ناؤ پر سوار کر کے دریا مین بہا دیجیے جس وقت یہ بہ کے بیچ دریا مین پہونچ جائے گا اتنے عرصہ مین شام ہو جائے گی اور دریا جم جائے گا رات بھر کی سردی اس کے ہلاک کر ڈالنے کو کافی ہی یہ رائے ضحاک نے پسند کی اور طیمور کو داروغہ زندان کے سپرد کیا جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ سوار ہو کر کنارے دریائے کابل کے آیا اور لوگ طیمور کو بھی لائے اور کشتی پر بٹھا دیا اور بہا دیا کشتی بہتی ہوئی چلی طیمور نے کہا او ملعون نامرد معلوم ہوا کہ تو انتہا کا بزدل ہی ارے لطف تو یہ تھا کہ دو لاکھ آدمیون کا محاصرہ کرا دیا ہوتا اور قید میری کاٹ دی ہوتی اسوقت اگر کوئی مجھے گرفتار کر لیتا تو مین اس پر آفرین کرتا اگرچہ افسوس ہی تو یہی ہی کہ جس طرح جی چاہتا تھا اس طرح موت نہ آئی لطف یہ تھا کہ چار طرف سیکڑون لاشین ہوتین بیچ مین ہماری لاش بھی ہوتی اور اس صورت سے مرنا کہ برف مین اینٹھ کے رہ گئے قابل عبرت ہی مگر خیر جو مرضی معبود ہمارے مقدر مین یہی تھا کہ ایسی جگہ مرین کہ نہ گور و کفن نصیب ہو نہ کوئی عزیز قریب پاس ہو یہ کہتے ہی رہ گئے کشتی بہ کے خدا جانے کہان سے کہان پہونچ گئی دیکھنے والون کو بھی طیمور کے حسن و جوانی کا نہایت افسوس ہوا بادشاہ لوٹ کے ایوان شاہی مین آیا اور اس خوشی مین کہ بہت بڑے شخص کو مین نے دریا برد کیا جشن خوشی منعقد کیا اور اپنے عیار کو خلعت پر زر دے کر مرغ زرین بنا دیا کہ تو نے بڑا کام کیا لیکن حال شاہزادہ طیمور شیر پرور کا سنیے کہ یہ کبھی جانب فلک دیکھتا ہی کبھی جانب تحت سوا پانی کے کچھ نظر نہین آتا کشتی ہوا کے زور مین بہتی ہوئی چلی جاتی ہی اب جون جون آفتاب قریب غروب آتا جاتا ہی سردی بڑھتی جاتی ہی پانی کی روانی مین فرق آتا جاتا ہی طیمور کی مایوسی بڑھتی جاتی ہی اپنے حال پر خود افسوس کرتا ہی کہ ہم ایسا بدنصیب بشر بھی کوئی نہوگا زندگی بھر باپ کا ورثہ پایا کس جاہ و تجمل سے زندگی بسر کی لیکن آخر وقت ان کا ورثہ ملا کہ کوئی دوست دشمن نظر نہین آتا ان کو اسی عالم بیکسی مین صحرا کی موت آئی تھین دریا کی ان کو درندے کھا گئے تھین نہنگ اور سوس کھا لین گے یہ تصور کر کے رونے لگا لیکن صاحبان اقبال کا خدا نگہبان ہوتا ہی بقول شاعر ہندی دوہا

جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے | بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے

ایکا ایکی جانب شمال سے ابر اٹھا اور ہوا بدلی کشتی یا تو سامنے بہتی چلی جاتی تھی یا کنارے کی طرف بہتی چلی آئی آن واحد مین وہ ٹکڑا ابر کا ہوا کے ساتھ نکلا چلا گیا اور کشتی آکر کنارے سے لگ گئی گویا وہ لکہ کشتی کا بادبان تھا اور ہوا باد مراد تھی طیمور جلدی سے ساحل پر اتر پڑا اور جانب صحرا روانہ ہوا شام تو ہو ہی چکی تھی بھوک کے مارے طیمور کی حالت بری تھی پانون مین بیڑیان وغیرہ نہ تھین کشتی پر بٹھاتے وقت دشمنون نے زیور آہن اتار لیا تھا صرف ہتھکڑیان چھوڑی تھین طیمور نے ہتھکڑیان توڑ کے پھینک دین اور بناسپتی کھا کر ایک درخت کے سایہ مین قرار لیا اب وہ وقت آگیا کہ دریائے آسمان پر زورق ماہتاب نمودار ہوئی اور کہکشان نے بادبان کھولا کشتی ماہ مشرق سے نمودار ہوئی جانب مغرب چلی اتنے ہی عرصہ مین اسقدر سردی ہوئی کہ دریا مین موجین اٹھنا موقوف ہوگیا اور آب روان آب بستہ معلوم ہونے لگا اور طیمور سے سردی کا

تحمل نہو سکا پس اس دانائے روزگار نے جلدی سے چند پتھر بڑے بڑے لاکر جمع کیے اور اُن پر زور کرنا شروع
کیا جب پسینہ آگیا بیٹھ رہا جب پھر سردی معلوم ہونے لگی پھر پتھروں پر زور کرنے لگا کبھی تو پتھر اُٹھا کر دور پھینک دیتا
تھا اور پھر دوڑ دوڑ کر اُٹھا لاتا تھا اور کبھی ڈنڈ کرنے لگتا تھا کبھی کوئی پتھر اس زور سے پھینکا کہ بیچ دریا میں جا کر گرا
کبھی کسی درخت کو اُکھاڑ کے پھینک دیا اسی عالت میں شب بسر کر دی جب صبح ہوئی تو آفتاب عالمتاب نے افق
مشرق سے سر نکالا اور اوس دھواں بنکر اُڑی پانی پگھل پگھل کے بہا وہ پتھر برطرف ہوئی طیمور نے ایک سمت کی
راہ لی لیکن یہ صحرا بہت بڑا تھا کوسوں شہریار پیادہ بالکل گیا مگر بوے انسان نپائی بلکہ اکثر مقامات پر جانور بھی نظر
نہ آتے تھے گھاس تک برف سے جل گئی تھی کسی کسی مقام پر کچھ درخت دکھائی دیجاتے تھے اسی طرح طیمور شہر پرور
تمام دن سرگرداں و حیراں رہا نہ کسی بستی تک پہونچا نہ کوئی گاؤں نظر آیا آخر پھر ایک درخت کے نیچے تھک کے بیٹھ گیا
راستے میں جنگلی سیب اور ناشپاتیاں کچھ توڑ لی تھیں انھیں کو کھایا اور تیمم سے فریضہ ظہر و عصر و مغرب کو ادا کیا شام ہوتے
ہی پھر اسی سردی کا سامنا ہوا یہ رات بھی طیمور نے اسی طرح ڈنڈ پیل پیل کے اور پتھر اچھال اچھال کے کاٹی صبح کو پھر
ایک جانب چل کھڑا ہوا آج کا دن بھی اسی طرح سرگردانی و حیرانی میں گذر گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں سے کوسوں تک
بوے انسان نہیں ہے اور انسان ایسے مقام پر کیونکر رہ سکتا ہے جہاں دن کو گرمی اور رات کو اس قیامت کی سردی ہو
طیمور وہاں پھرتا رہا شام کو پھر کسی مقام پر روز اول کی طرح بسر کی اسی حالت میں برابر نو روز طیمور کو گذرے
آج نویں دن قریب شام طیمور پھر اسی دریا کے کنارے پہونچا اگرچہ یہ مقام وہ نہ تھا جہاں طیمور دریا سے نکلا تھا
لیکن دریا وہی تھا طیمور حسرت سے دیکھ رہا تھا کہ کدھر جاؤں پھر شام ہوا چاہتی ہے اور کنارے دریا کے اور سردی
ہوگی لیکن خیال جو کیا تو پاٹ اس مقام پر دریا کا کم ہے اور اُس پار دریا کے دور پر سواد شہر سا معلوم ہوتا ہے کچھ نشانات
مکانوں کے پائے جاتے ہیں اور ایک بہت بڑی چار دیواری نہایت بلند کھنچی ہوئی ہے اور دروازہ پر جو گنبد ہے اُسکا
کلس چمک رہا ہے طیمور غور سے اُسطرف دیکھنے لگا اور دل میں کہنے لگا کہ اُدھر بستی معلوم ہوتی ہے لیکن اُس پار جاؤں
تو کیونکر جاؤں نہ تو کوئی کشتی ہے نہ پل ہے نہ دریا اس قدر ہے کہ پیر کے نکل جاؤں یہ اسی سوچ میں تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایک مور پنکھی نہایت تیزی کے ساتھ بہتی چلی آتی ہے طیمور اُس کشتی کو دیکھکر کنارے دریا کے آگیا کہ دیکھا چاہیے
اس کشتی پر کون سوار ہے اور کدھر جاتا ہے لیکن واضح رہے ناظرین پر کہ یہ کشتی ملکہ منیر روشن تن دختر [illegible]
شاہ کی ہے باغ اس کا یہاں سے قریب ہے کشتی پر سوار ہو کے سیر دریا کو نکلی تھی اس طرف بھی آگئی دیکھا اس نے
کہ ایک مرد نوجوان نہایت حسین کنارے دریا کے مایوسی کے ساتھ کھڑا ہوا کشتی کی جانب دیکھ رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ساحل مغرب پر ماہتاب غروب ہوا چاہتا ہے ملکہ کا دل پسیج گیا ماتحتوں سے کہا کہ کشتی ہماری کنارے پر لے چلو دیکھیں
یہ کون شخص ہے وزیر زادی نے عرض کی کہ اے ملکہ اس صحرا میں سوا مجرمان بادشاہ کے اور کوئی نہیں رہتا ہے اور
یہ وہ وادی ہے جہاں رہنا بشر کا کام نہیں ہے جن لوگوں کو سزاے موت دینا ہوتی ہے اور قتل اُن کا منظور نہیں ہوتا ہے وہ
اس وادی میں چھوڑ دیے جاتے ہیں یہ کوئی ہوگا آپ ادھر نہ جائیے ملکہ نے کہا کہ میں تو ضرور جاؤں گی بابا میرا
ظالم ہے مگر میں رحمدل ہوں مجھے نہیں دیکھا جاتا کہ کسی غریب پر ظلم ہو اور تو دیکھتی رہے کہ ایسے حسین مرد کہیں
پیدا ہوتے ہیں یہ اس لائق تھا کہ اس صحرا میں چھوڑ دیا جاتا اس سے تو دل کی ویرانی کے بسانے کا مزا تھا جسطرح
میں نے اور اکثر مجرموں کو رہا کر دیا ہے اسی طرح میں اسے بھی رہا کروں گی ماتحتوں نے عرض کی کہ اے ملکہ دن بھی کم
رہ گیا ہے ایسا نہو پلٹتے وقت ساحل تک نہ پہونچ پائیں اور شام ہو جائے تو پانی جم جائے گا کشتی نکل نہ سکے گی اپنی جان
کے لالے پڑ جائیں گے ملکہ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہو میں اسے لاؤں گی ضرور ماتحتیں تابع فرمان تھیں اب کیا
کہہ سکتی تھیں جلدی جلدی کشتی کو کھیتی ہوئی کنارے پر لائیں پاس سے جو ملکہ دیکھتی ہے تو اور بھی بیخود ہو گئی کہا

اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر طیہور نے کہا کہ انسان ہون اور کیا بیان کرون مثل مشہور ہے کہ پیری مین جوانی کا بیان
مفلسی مین تونگری کا بیان بیکار ہے اب تو مرد فقیر صحرانشین ہون ملکہ نے کہا کہ خیر یہ بات تو آپ کے چہرے سے ظاہر ہے کہ آپ کہین
کے رئیس ہین لیکن اب زیادہ باتون مین ہم بھی آپ کی طرح مبتلائے بلا ہون گے شام ہوا چاہتی ہے برف گرا چاہتی ہے اسلئے آپ
کشتی پر بیٹھکر چلیے مکان پر پہونچکے اطمینان سے آپ کا حال دریافت کرین گے طیہور نے کہا اے نازنین خدا تیرا بھلا کرے کہ
تجھکو مجھپر رحم آیا تیرے شہر مین تو کوئی رحمدل مجھے نظر نہ آیا پھر فوراً کشتی پر بیٹھ گئے ملکہ نے آنچل کی آڑ کرلی کنکھیون سے دیکھتی
جاتی تھی وزیرزادی سمجھ گئی کہ یہ عاشق ہے خدا خیر کرے ملکہ نے ملاحون سے کہا کہ تمکو انعام دون گی جلد کشتی کو دوسرے
ساحل پر لے چلو اور اگر شام سے پیشتر تم نے کشتی نہ پہونچا دی تو سزائے سخت دون گی ملاحون نے کشتی کو کھینا شروع
کیا بازو شل ہوگئے مگر بہت جلد کشتی کنارے پر لاکے لگا دی کشتی مہر ساحل مغرب پر پہونچ کے غرق ہونے پائی تھی کہ یہ
کشتی ساحل مراد پر پہونچ گئی ملکہ نے ایک توڑا ملاحون کو انعام مین دیا اور وہان سے سواری لگی تھی ملکہ مرکب پر سوار ہوئی
نقاب کا چہرہ پر ڈال لی ایک مرکب پر وزیرزادی سوار ہوئی ایک مرکب جو ملکہ کی سواری سے زائد ساتھ رہا کرتا تھا اُس پر
شاہزادہ طیہور سوار ہوے اور اب یہ تینون سوار مرکبون کو اُڑاتے ہوئے چلے دیکھا طیہور نے کہ ایک چار دیواری نہایت
بلند ہے اور دروازہ اُس کا کھلا ہوا ہے ملکہ دروازے سے داخل باغ ہوئی یہان خواصون نے سب سامان درست کر رکھا
تھا ملکہ جیسے ہی آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی شاہزادہ کو بٹھالا خواصون نے سامان مے خواری مہیا کیا لیکن سبکی سب آپس مین سرگوشیان
کر رہی تھین کہ یہ جوان کون ہے لیکن پاس ادب سے لب نہ ہلا سکتی تھین ادھر ملکہ باربار شاہزادے کی طرف دیکھتی تھی دل مین
ہنسی جاتی تھی وزیرزادی نے جام بھر کر شاہزادے کے پیش کیا ملکہ نے جام طیہور کے آگے بڑھا دیا طیہور نے کہا کہ اے
ملکہ شراب اچھی چیز نہین ہے اسے پیکر انسان ہوش مین نہین رہتا بقول شاعر ؎ اُن انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھکا کے کرونگا جو پھر حجاب آیا ، اسوقت تک تو تم مجھ سے شرم کے ساتھ باتین کر رہی ہو مجھے تمھارا لحاظ ہے کہ مین
تمھارا مہمان ہون جس وقت دونون بیخود ہوگئے اُسوقت یہ امتیاز جاتا رہے گا اور ہوش مین آنے کے بعد دونون کو پشیمانی
ہوگی ملکہ نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین اور نہایت اپنے کردار پر خفیف ہوئی اُسیوقت کشتیان شراب کی اٹھوا دین اور کہا کہ
چونکہ سردی زیادہ ہے چاے لاؤ اُسیوقت چاے تیار ہونے لگی وزیرزادی نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ کا چہرہ پکار رہا ہے
کہ آپ کسی ملک کے فرمانروا ہین لیکن صاف طور پر بغیر آپ کے بیان کئے ہوے معلوم نہین ہوسکتا کہ آپ کون ہین اپنے
نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے طیہور نے کہا کہ اے وزیرزادی مین گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا چھوٹا
فرزند ہون نام میرا طیہور شیر پرور ہے ملکہ نے کہا کہ شیرپرور کا مطلب مین نہین سمجھی طیہور نے اپنی پرورش پانے کی تمام
کیفیت ملکہ کے روبرو بیان کی ملکہ شان خلاق عالم پر تعجب کرنے لگی وزیرزادی نے کہا کہ سنا ہے کہ ایرج نوجوان شاہزادہ
خاور سپاہ لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم کے فرزند تھے فرمایا ہان اور پردادا میرے ملکشاہ نوجوان
تھے وزیرزادی تو انگشت بدندان ہوئی کہ یہ سب دشمنان خداوند لقا ہین لیکن ملکہ نے کہا کہ اب اپنے یہان آنیکی
کیفیت بیان کیجیے طیہور نے کہا کہ اے ملکہ مین صحرائے زرنگار مین قیام پذیر تھا فوج سے علیحدہ مین نے خیمہ اپنا برپا کرایا
تھا کہ مجکو صحرائیت زیادہ پسند ہے ضحاک شاہ کا عیار گیا اور مجکو گرفتار کرلایا ضحاک عجب بزدل اور نالائق ہے کہ اُس نے
مجکو کشتی پر بٹھا کے دریا مین بہا دیا مگر میرا خدا میری حمایت پر تھا کہ کشتی کنارے پر آلگی ہوا پلٹ گئی مین کشتی سے اُتر کر
صحرا کی طرف روانہ ہوا نو روز سے اس صحرا مین سرگردان تھا آج قسمت کی خوبی سے تمھاری کشتی آنکلی اور تم رحم کھا کے
مجھے لے آئین وزیرزادی نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا ضحاک شاہ کو برا نہ کہیے اس لئے کہ وہ ملکہ کے والد ماجد ہین
اور آپ ملکہ کے ممنون احسان ہین طیہور نے کہا کہ جو جیسا ہوگا ویسا کہا جائے گا اُس کی نالائقی اُس کے ساتھ ہے اور
ملکہ کی نیکی ملکہ کے ساتھ ہے پھر اگر زندہ ہون تو دیکھا جائے گا اتنے مین چاے آئی ملکہ نے اُسی طرح چاے پیش کی شاہزادے ۱۰

نے جائے نوش فرمائی جب دور ختم ہوا تو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ ہمارے جانے کا وقت آگیا وزیرزادی نے
کہا کہ ملکہ دیر ہوگئی جلد تشریف لے چلیے بادشاہ بغیر آپ کے خاصہ نوش نہیں فرماتے ہیں شاہزادہ نے کہا کہ ملکہ کہاں جاؤگی
ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میں دن بھر باغ میں رہتی ہوں اور رات کو اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہوں کہ وہ بغیر میرے
کھانا نہیں کھاتے فرمایا کہ میں تو نہ جانے دوں گا یہاں جو میرا اکیلے جی گھبرائے گا تو کیا کروں گا ملکہ نے کہا کہ میں وزیرزادی
کو چھوڑے جاتی ہوں آپ اس سے چوسر وغیرہ میں دل بہلائیے گا شاہزادہ نے کہا کہ اسی کو تم اپنے باپ کے بھیجدو تم
میرے پاس بیٹھو ملکہ نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے بس اب دیر نہ کیجیے ایسا نہو والد ماجد گھبرا کے چلے آئیں تو غضب ہوجائیگا
اُن کا قاعدہ ہے کہ جب مجکو جانے میں دیر ہوتی ہے تو اکثر چلے آتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ چلو اچھا ہے اگر وہ یہاں آگیا تو آج ہی
فیصلہ ہوجائیگا ملکہ نے کہا کیا خوب ہم تو تمہارے ساتھ یہ سلوک کریں تم ہمارے ہی باپ سے دشمنی کرو فرمایا اے ملکہ
میں دشمنی نہ کروں گا بلکہ یہ کھٹکا مٹ جائیگا کہ بغیر وہاں جائے تم رہ نہیں سکتیں ملکہ نے کہا کہ تمہیں اپنے دین و مذہب
کا واسطہ اس بارے میں اصرار نکرو ورنہ تمہاری جان جائیگی میری رسوائی ہوگی فرمایا خیر تمہاری خاطر ہے صرف
تمہاری ہی رسوائی کو ڈرتا ہوں ورنہ میری جان تو سوا میرے خدا کے کوئی لے نہیں سکتا ہے یہ فرما کر مسہری پر لیٹ
رہے نو دن کے تھکے اور جاگے تھے سوگئے ملکہ سوار ہوکے جانب ایوان شاہی روانہ ہوئی جس وقت سامنے ضحاک
شاہ کے پہونچی سلام کیا **ضحاک شاہ** نے کہا کہ اے نور نظر آج تم نے بہت دیر لگائی میں آدمی کو خیروعافیت
کے لیے روانہ ہی کرنے والا تھا ملکہ نے کہا کہ کیا عرض کروں میں آج دن کو سوئی نہیں شب کو بھی اچھی طرح نیند نہ آئی
تھی جاگی ہوئی تھی شام کو طبیعت سست ہوجانے سے لیٹ رہی لیٹتے ہی سوگئی اگر وزیرزادی نہ جگاتی تو یقین ہے
کہ ابھی تک میں ہوشیار نہوتی بادشاہ نے دسترخوان بچھوایا ملکہ تو شاہزادے کے ساتھ کھانا کھاچکی تھی کچھ تھوڑا سا بادشاہ کا
ساتھ دے کر اس نے ہاتھ کھینچا بادشاہ نے کہا کہ اسوقت تم نے کچھ کھایا بھی نہیں ملکہ نے کہا کہ جی ہاں اشتہا ہی نہیں ہے
بادشاہ نے کہا کہ پھر تم نے کیوں تکلیف کی کہلا بھیجا ہوتا ملکہ نے کہا کہ حضور تو میرا انتظار کریں اور میں حاضر ہوکے بھی غذا
نکروں بلکہ کہلا بھیجوں یہ کیونکر ہوسکتا تھا الغرض ملکہ نے شب کو تو یہیں آرام کیا لیکن آرام کہاں نیند نہ آئی اور تڑپ
تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو اُٹھتے ہی باغ کی جانب روانہ ہوئی ہنوز شاہزادہ بیدار نہونے پایا تھا کہ یہ پہونچگئی ادھر شاہزادہ
بیدار ہوا منہ ہاتھ دھویا حمام کیا لباس بدلا دن بھر ملکہ کے ساتھ سیر میں مصروف رہا شام کو ملکہ حسب معمول پھر چلی
طیمور کے خلاف گذرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میں تو نہ جانے دونگا ملکہ نے کہا کیا غضب کرتے ہو میرے باپ کو اگر معلوم
ہوگیا تمہاری جان نہ بچیگی وہ سات لاکھ کی فوج کا مالک ہے فرمایا کہ میں سات کروڑ سے بھی نہیں ڈرتا ہوں ملکہ نے
کہا کہ اچھا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج شب کو میں کسی بہانے سے چلی آؤنگی وہاں نہ رہونگی شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ روانہ ہوگئی اور جاتے ہی درد سر کا بہانہ کرکے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں باغ چلی جاؤں آج
درد سر بہت ہے یہاں جی گھبراتا ہے بادشاہ نے کہا کہ جاؤ ملکہ اسیوقت سوار ہوکے باغ میں چلی آئی طیمور نہایت خوش
ہوا جب دو تین روز اسی طرح گذرے ایک روز طیمور نے کہا کہ اے ملکہ میرا عیار میری تلاش میں ضرور چلا ہوگا اگر
تم کہو تو میں جاکے اُسے ڈھونڈھ لاؤں ملکہ نے کہا کہ تم کو شہر بھر جان گیا ہے اگر کسی نے بادشاہ سے اطلاع کردی تو
غضب ہوجائیگا وہ تمہارے ساتھ میرے لہو کا پیاسا ہوجائیگا فرمایا کہ میں شہر کی طرف نہیں جاؤں گا بلکہ صحرا میں
اُسے ڈھونڈھوں گا ملکہ نے بمجبوری خاموشی اختیار کی شاہزادہ اسیوقت مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ ہوا
دور دور نکل گیا لیکن راستے سے نابلد راستہ بھول گیا پلٹتے وقت کہیں سے کہیں نکل گیا شام ہوگئی آخر ایک درخت
کے نیچے ٹھہر کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا حسب معمول اُسوقت بادشاہ کی جانب سے حفاظت باغ کے لیے بیژن ترکان پانچسو
سواروں سے جارہا تھا طیمور نے جو دیکھا کہ کچھ سوار جارہے ہیں اور ملکہ کی زبانی بھی سنا تھا کہ شام کو میرے باغ کی حفاظت

کے لیے فوج شاہی آتی ہے خیال ہوا کہ شاید یہ لوگ اُسی طرف جاتے ہوں بس طیمور بھی انھیں لوگوں کے پیچھے پیچھے چل کھڑا ہوا یہ لوگ باغ کے قریب جاکر چاروں طرف پھیل گئے اور بیژن سو سواروں سے دروازہ باغ پر قیام پذیر ہوا راستہ رُک گیا اب انھوں نے خیال کیا کہ رسائی باغ تک بغیر لڑے بھڑے دشوار ہے اُدھر ملکہ پریشان پھر رہی تھی کہ وہ ظالم اسوقت تک نہ آیا خدا جانے اپنے عیار کے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا یا کسی آفت میں مبتلا ہو گیا کیا سبب پڑا کہ اسوقت تک واپس نہیں آیا اتنے میں رات ہو گئی اور پہرہ دینے والی فوج بھی آ گئی اب تو ملکہ دیوانہ وار پھرنے لگی کہ خدا کرے وہ چلا ہی گیا ہو اسلئے کہ اب اگر آئے گا تو مارا جائے گا یہاں ملکہ تو ہولیں کھا رہی تھی اور وہاں طیمور نے صحرا سے نکل کر باغ کا رخ کیا بیژن تیغزن کی نظر پڑی اس نے للکارا کہ کون باغ کی طرف جاتا ہے جواب دیا کہ باغ کا مالک اور تیرا ملک الموت بیژن نے کہا کیوں شامتیں آئی ہیں تو کون ہے نام اپنا بتا فرمایا نہیں جانتا منم طیمور شیر بہادر میں ہیں بیٹے ہی بیژن نے کہا کہ ارے مار لو اسکو یہ تو وہی ہے جسے بادشاہ نے دریا میں بہا دیا تھا یہ یہاں کہاں سے آ گیا لوگ گھوڑے کڑکا کے گرد آ گئے تلواریں کھینچ لیں ادھر شاہزادے نے بھی تلوار کھینچی اور حملہ کیا زیر دیوار باغ غوغا ہوا صدا لے بگیر و بزن بلند ہوئی ملکہ بام قصر پر چڑھ گئی کہ دیکھوں تو بیرون باغ یہ شور و غل کیسا ہے اب جو دیکھتی ہے تو طیمور اکیلا سیکڑوں سے لڑ رہا ہے جس پر تلوار ماری اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے بس بیتاب ہو گئی وزیرزادی سے کہا غضب ہو گیا اب اس کی جان مفت گئی کہاں سے تو ہم بچا کے لائے تھے اور اس نے یہاں مفت میں اپنی جان دی ملکہ تو گھبرا رہی ہے کہ کیا کروں لیکن وزیرزادی نے کہا کہ اے ملکہ پریشان نہو جیسے اتنے سپاہی اس شیر دل کا کچھ کر نہیں سکتے ہیں میں کہے جاتی ہوں دم بھر میں سب کو شکار کرے گا ملکہ نے کہا کہ ایسا سو رہا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہے مثل مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو ہے کس کس سے لڑے گا اور کیسے کیسے قتل کرے گا وہاں بیژن نے جو دیکھا کہ اس نے تلوار کے نیچے سب کو دھر لیا ہے بس پر ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے بیژن تیغزن للکارا کہ او سرکش تو بلائے بد معلوم ہوتا ہے میں نے چاہا تھا کہ میں تجھ پر ہاتھ نہ اٹھاؤں مگر معلوم ہو گیا کہ تو سوا میرے کسی کے ہاتھ سے مارا نجائے گا خیر اب حرب بہادری کی اب تجھے زندہ لے چلنے کی کوشش کرتا ہوں بلکہ گرفتار کرنے کا خیال بھی عبث ہے تو زندہ نہ ہاتھ آئے گا خیر تیرا سر کاٹ کے بادشاہ کو نذر دوں گا کہ اس نے اسی واسطے مجھکو بلایا تھا یہ کہکر تلوار کھینچ کے سر پر شاہزادہ طیمور کے لگائی طیمور نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک لیے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا پایا تو تلوار سر پر چمکی تھی یا زمین میں ڈوب گئی نکلی بیژن تیغزن مع مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا لاش اس کی پھڑکنے لگی لوگ لاش اٹھا کر بھاگے وزیرزادی نے آواز دی کہ بس ہو چکا اب یہاں آ پہنچے ملکہ ہولیں کھا رہی ہیں شاہزادہ داخل باغ ہوا ملکہ نے اُسیوقت تصدق اتروایا اور کہا کہ تم نے برا کیا اب راز فاش ضرور ہو گا فرمایا کہ پھر کیا ہو گا ایک دن مرنا ضرور ہے اگر قضا اسی بہانے آ گئی ہے تو بھی سہی یہاں کی تو یہ حالت ہے اور اب اُدھر کی سنئے کہ لوگ لاش بیژن کی اٹھائے ہوئے شور و غل کرتے ہوئے دروازہ بادشاہ پر آئے **ضحاک شاہ** آواز فریاد و بکا سنکے محل سے باہر نکل آیا اور کہا کہ ارے کیا ہوا تم لوگ کیوں شور کر رہے ہو اُن لوگوں نے عرض کی کہ اے شہریار جس شخص کو آپ نے دریا میں بہا دیا تھا وہ ملکہ کے باغ کی طرف جا رہا تھا نگہبانان باغ نے ٹوکا لڑائی ہوئی سردار ہمارا بیژن تیغزن اُس کے ہاتھ سے مارا گیا ضحاک خود پسند تعجب میں آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے وزیر سے کہا کہ یہ خدا پرست مر کے بھوت بھی ہو جاتے ہیں ضمیر اختر شناس نے کہا کہ خداوند نے بھی اکثر ان لوگوں پر اپنا غضب نازل کیا جہنم میں پھنکوا یا جلوا دیا مگر یہ لوگ تو مرتے ہی نہیں ہیں ہم نے آپ سے نہ کہا تھا کہ یہ بھڑ کا چھتا ہیں ان لوگوں کو نہ چھیڑیے آپ نے نہ مانا نسیم گردپا نے کہا کہ دیکھیے میں جاتا ہوں اور ابھی خبر لاتا ہوں یہ کہکر نسیم گردپا جانب باغ ملکہ مہر روشن تن روانہ ہوا وہاں شاہزادہ مسند پر بیٹھا تھا ملکہ پہلو میں تھی وزیرزادی سامنے دست بستہ حاضر تھی ناچ ہو رہا تھا کہ نسیم گردپا صورت مالن کی بنا ہوا داخل باغ ہوا ڈالی پھولوں کی ہاتھ میں یہاں دیکھتا ہے تو اہا ہا ملکہ کے پہلو میں طیمور بیٹھا ہوا ہے اس نے جا کر سامنے ڈالی لگائی ملکہ نے کہا تو کون ہے عرض کی کہ میں آپ کے گھر کی مالن ہوں وہ بیمار ہو گئی ہے میں

اُس کی بہو ہون مین نے سنا تھا کہ یہان ناچ ہو رہا ہی جلسہ ہی مین حسب قاعدہ ڈالی لگانے کو حاضر ہوئی ملکہ نے اُسے انعام دلوا دیا یہ وہان سے خدمت مین بادشاہ کے آیا اور عرض کی کہ آپ کی صاحبزادی پہلو مین اُس کے بیٹھی ہین صحبت رنگ رنگ کی ہی گستاخی معاف ہو سچ سچ کہنا ہمارا کام تھا ہم نے عرض کر دیا آگے حضور کو اختیار ہی یہ سنکے رنگ پھر گیا ضحاک کا متغیر ہو گیا کہا کہ جا اور دونون کو گرفتار کر لا نسیم گردپا نے عرض کی کہ ملکہ تو جس وقت یہان آئے اُسے آپ گرفتار کر لیجیے گا اور تیمور کو مین گرفتار کیے لاتا ہون ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اگر تو سچا ہی تو اب ملکہ نہ آئے گی نسیم گردپا نے کہا کہ اگر نہ آئے گی تو پھر مین گرفتار کر لاؤن گا غرضکہ رات کو نو بجے تک حسب قاعدہ انتظار کیا جب ملکہ نہ آئی تو ضحاک نے نسیم گردپا عیار سے کہا کہ اب تو جا اور دونون کو گرفتار کر لا جب تک وہ دونون اسیر ہو کے نہ آئینگے مین محل مین نہ جاؤن گا بادشاہ نے اہل دربار کو تو رخصت کر دیا آپ تنہا بیٹھا رہا اور نسیم گردپا جانب باغ ملکہ روانہ ہوا جس وقت قریب باغ پہونچا کمند مار کر دیوار باغ پر پہونچا اور باغ مین اُتر کر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو رہا حسب اتفاق ایک عورت پیشاب کرنے کی غرض سے آئی نسیم دبے پاؤن اُس کے پیچھے پیچھے چلا وہ بیچاری پیشاب کرنے کو بیٹھی اُس نے پشت کی جانب سے ناک مروڑ کے بیہوش کر دیا اور کسی گوشہ مین ڈال کر اوپر سے خشک پتے سمیٹ کے ڈال دیے اور آپ اُسی عورت کی شکل بنکر آیا خواصون مین مل کے کھڑا ہو رہا یہان صحبت برخاست ہوئی ملکہ اپنی خوابگاہ مین گئی اور تیمور اپنی خوابگاہ مین آیا حسب اتفاق جس خواص کی شکل بنا ہوا نسیم گردپا کھڑا تھا اُسی کی پکار ہوئی یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا اور ملکہ کو پنکھا جھلنے لگا دو عورتین چپی کرنے لگین بس اس نے پنکھے پر عطر بیہوشی ملکے جھلانا شروع کیا دو تین جھکون مین یہ سب بیہوش ہو گئے بس اس نے ملکہ کا پشتارا باندھا اور وہان سے چل کھڑا ہوا ملکہ کو تو لا کر بادشاہ کے سامنے ڈال دیا اور آپ وہان سے پھر باغ مین آیا ملکہ کی صورت بن کر تیمور کی خوابگاہ مین آیا یہان جو عورتین پاس بیٹھی تھین وہ ملکہ کی صورت دیکھکر ٹل گئین کہ معشوق کا عاشق پاس آنا دلیل اس کی ہی کہ تخلیہ ہونا چاہیے سب ہٹ گئین بلکہ اپنے اپنے مقام پر جاکر سو رہین یہان نسیم گردپا نے اطمینان سے تیمور کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے چل نکلا صبح سے پہلے پہونچ گیا اور پشتارہ سامنے ضحاک شاہ کے ڈالدیا ضحاک شاہ نے پھر ادر دونون کو اسیر غل و زنجیر کرا کے ہوشیار کیا اور پہلے اپنی دختر سے مخاطب ہو کے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اُس نے عرض کی کہ باوا جان اصل تو یہ ہی کہ مین مسلمان ہو چکی اب مین آپ کے کام کی نہین ہون یا تو مجھے اس شخص کے ساتھ کر دیجیے ورنہ دونون کو قتل کر ڈالیے اور اگر اسے آپ نے قتل کیا اور مجھے رہنے دیا تو مجھ سے بڑھکر آپ کا کوئی دشمن نہو گا آگے اختیار ہی ضحاک شاہ دختر کی باتون پر تھرا گیا کہ ہماری پارہ جگر اور ہمارے دشمن پر دم دیتی ہی ہمارے سامنے اس طرح کی گفتگو کرتی پھر اس نے کہا کہ مجھے یہی منظور ہی کہ اسی کے ساتھ تجھے بھی قتل کرون ایسی ننگ خاندان کا زندہ رہنا اچھا نہین اسے نسیم گردپا ان دونون کو لے جاکے قید کرو اور کل صبح کو مین انھین قتل کرون گا نسیم گردپا نے ایک پھول سنگھا ان دونون کو پھر بیہوش کیا اور جانب زندان روانہ ہوا لیکن اب

دو کلمہ داستان شاہو شیر دل کے بیان ہوتے ہین

اب عشق ہوا ہے مہربان پھر
سینے مین خلش سی ہو رہی ہی
پھر ہے وہی جوش نوجوانی
پھر وہ مین جگر کباب ہو گا
پھر چشم ہے خونفشان و خونخوار

بیتاب ہے جان ناتوان پھر
پھر پہونچا ہے اب پیام الم کا
پھر بھا گئی اپنی زندگی
پھر چاہینگے ہم کسی حسین کو
پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار

پھر دل کو تپش سی ہو رہی ہے
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر دور شراب ناب ہو گا
پھر پھاڑینگے جیب و آستین کو
پھر ناوک درد دل فگن ہے

پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر کوچۂ یار کی ہوس ہے
وحشت کا ابال پھر سے آیا

پھر بھائی ہے دل کو سیر صحرا
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے
پھر تم کو سفر کچھ ہے سوجھی

پھر جی میں خیال ہے کسی کا
پھر عشق کا لطف دل کو بھایا
پھر خبر ہی نہیں ہے جان و جی کی

کہ یہ تعاقب مین تسلیم کر دیا کہ چلا تھا آتے آتے شہر ضحاکیہ پہونچا جہان تک کچی زمین تھی وہان تک ٹو پشیر کے نشان ہکو ملے اور جہان سے پختہ سڑکین آگئین وہان سے نشان پا نہ ملے لیکن اتنا پتہ چل گیا کہ شاہزادہ اسی شہر مین ہو بس شاہور شیر دل نے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی اور لوگون سے نام شہر کا اور مذہب بادشاہ کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ بادشاہ یہان کا بڑا بت پرست ہے اور نہایت متعصب ہے اُس نے کسی خداپرست کو بلا کر پہلے تو دریا مین بہا دیا تھا وہان سے اُس کی دختر نکال لے گئی اب بادشاہ نے دونون کو گرفتار کر کے حکم قتل دیا ہے آج ڈھنڈورا پٹا ہے کل صبح کو وہ دونون قتل ہون گے اب یہ سوچا کہ دفعتاً رسائی مشکل ہے شہر سے قریب ایک کوہ واقع تھا شاہور نے کوہ پر جا کے تصویر لقا نکالی اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی لقا کی بنائی وہی داڑھی وہی چشم و ابرو لیکن قد اس کا چھوٹا تھا قد نہ بڑھا سکا لیکن لقا کا قد چھتر ارش کا تھا اور شاہور کا قد کوئی دس ارش کا تھا صورت لقا کی وہی شخص بن سکتا ہے جو اتنا ہی قد رکھتا ہو یا معجزہ سے قد بڑھا سکتا ہو جیسے عمرو اول نے اگرچہ عیاری کی ہے کہ معجزہ طلب کر کے قد اپنا دراز کر لیا تھا الحاصل جب شاہور صورت لقا کی بن چکا تو پہاڑ کی گھاٹیون مین جا بجا وہین اژدر دہن شیر چہرہ فیل چہرہ کرگدن وغیرہ جا بجا سے لگا کر بالائے کوہ آکر آپ بیٹھا اور جو آئندہ و روندہ اُس طرف سے گذرا اُس کو آواز دی کہ اے بندہ من آگاہ باش کہ منم خداوند زمرد شاہ باختری جن لوگون نے دیکھا انھون نے شہر مین جا کر اور لوگون کو اطلاع کی کہ ایک شخص اس وضع اور اس قطع کا ہے اور وہ منم خداوند کے نعرے کرتا ہے لوگ مشتاق ہو کے چلے اُن مین بعض ایسے بھی تھے کہ صورت لقا کی پہچانتے تھے تصویر دیکھی ہوئی تھی اور مقرب بادشاہ بھی تھے انھون نے صورت پہچانی اور جا کر بادشاہ سے اطلاع کی کہ نصیب آپ کے جاگے قسمت بیدار ہوئی خداوند نے دوبارا آپ کے ملک سے خروج کیا ہے بالائے کوہ تشریف فرما ہین چل کر خداوند کو لے آئیے بس یہ سنتے ہی ضحاک شاہ مع ارکان دولت جانب کوہ روانہ ہوا یہان آکے جو دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ پہاڑ کی گھاٹیون مین سے اژدر و نہنگ و پلنگ و فیل و کرگدن وغیرہ جھانک رہے ہین اور بالائے کوہ خداوند کھڑے ہین بس یہ دیکھتے ہی ضحاک شاہ سجدہ کو جھکا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ یا خداوند آپ تو عالم بالا کی سیر کو تشریف لے گئے تھے یہان کیسے تشریف لائے لقائے نقلی نے کہا کہ تیری خوش اعتقادی مجھے لے آئی ورنہ مین تو اپنے بندون سے ایسا تنگ آیا تھا کہ یہان سے چلا گیا اس زمانے مین تو نے خداوند کو بہت یاد کیا خداوند کو تیرے حال پر رحم آیا مین اس غرض سے آیا ہون کہ تیری مراد دل بر لاؤن اگر تجھے خداپرستون سے قصاص لینا ہے تو تو خروج کر ہم تیرے ساتھ ہین بس یہ سنتے ہی ضحاک خوش ہو گیا اور کہنے لگا کہ یا خداوند مین نے ایرج کے فرزند کو تو اسیر کر لیا ہے لیکن ایک بڑی مصیبت ہے کہ دختر میری اُس پر عاشق ہو گئی ہے اُس کے پیچھے اپنی جان بھی دیے دیتی ہے آپ کسی طرح دل اُس کا طیمور کی طرف سے پھیر دیجیے لقا نے ہنس کے کہا کہ ہمین نے اُس کو شیدا کیا ہے ہمین اُس کا دل پھیرین اے بیوقوف ضحاک اتنا تو نہین سمجھتا کہ جن بندون کی خاطر سے ہم نے دنیا کو ترک کر کے طلسم عدم مین رہنا اختیار کیا اُن کو تو مٹانا چاہتا ہے ارے اگر ان کا مٹانا منظور ہوتا تو کیا ہم نہین مٹا سکتے تھے ہم نے ان بندون کو تمام عالم سے بہتر پیدا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہمین بھی نہین ملتے اور طیمور کو تو نہین جانتا کہ اُس کے خون مین اور خداوندی مین کیا ہے باپ اس کا نواسہ قدرت تھا خاص اور سینہ قدرت ملکہ کی اولاد کے بطن سے پیدا ہوا تھا خداوند نے اپنی بیٹیون کو تو ان بندون پر فریفتہ ہی کر دیا تیری دختر کی کیا حقیقت ہے بہتر ہے کہ اپنی دختر کو اُسی کے سپرد کر دیکھ ایک صفت آدمی ہمارے خاص بندون مین یہ ہے کہ کسی نامحرم عورت کو جلتا

اُس سے نکاح ہونے ہاتھ نہیں لگاتے ہیں تیری دختر کبھی ابھی تک جیسی تھی ویسی ہوگی طیمور نے اسے ہاتھ بھی نہ لگایا ہوگا میں اسی نصیحت کے واسطے آیا ہوں ہاں دل طیمور کا تیری طرف پھیر دوں گا کہ وہ تیری اطاعت کرے گا اُس کے بعد تو خروج کرنا یہ ایسا زور آور ہے کہ صاحبقران تک سے مقابلہ کرے گا اور کسی کی تو کیا حقیقت ہے کہ اس سے سامنا کر سکے اس کے آجانے سے تیری سلطنت کو زور ہو گیا اُسوقت نسیم گرد پا نے عرض کی کہ یا خداوند یہ تو بتائیے کہ قد آپ کا کیوں مختصر ہو گیا یہ سنکے لقا نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ او بندہ کیا انتہا خداوند جتنا چاہیں قد کو بڑھالیں اور جتنا چاہیں گھٹا لیں تجھے رموز قدرت میں کیا دخل ہے جو ہمارا جی چاہتا ہے وہ کرتے ہیں نسیم گرد پا خاموش ہو رہا اور ضحاک نے گڑگڑا کے کہا کہ خداوند نے سرافراز کیا ہے تو شہر میں تشریف لے چلیے کہ آپ کے قدموں کی برکت سے میرا شہر سرسبز و شاداب ہوگا لقا نے کہا کہ چل جو تیری خوشی ضحاک شاہ نے تخت رواں طلب کیا جسوقت تخت آیا تو لقا تخت پر سوار ہوا سب مع بادشاہ پیادہ پا تخت کے ہمراہ ہوئے شہر میں دھوم مچ گئی کہ خداوند نے دوبارا خروج فرمایا ہے اب ملک ضحاکیہ ہم پایہ ملک باختر ہو گیا بلکہ باختر سے بہتر ہو گیا کہ وہ پہلا خروج خداوند کا تھا جو ملک باختر سے ہوا تھا اور یہ دوسرا خروج ہے لوگ مشتاق لقا ہو ہو کے چلے جس وقت سواری شہر میں پہونچی ہے تو دور دور لوگ کھڑے تھے اور سجدے کر رہے تھے دعائیں مانگ رہے تھے کوئی کہتا تھا یا خداوند میرا باپ مر گیا ہے اُس نے اپنا مال نہیں بتایا وہ تونگر تھا اور میں محتاج ہوں مجھے اُس کے مال کا نشان بتا دیجیے کوئی کہتا تھا کہ میرے لڑکے کو زندہ کر دیجیے میں اُسے بہت دوست رکھتا تھا لقا سب کو تسلی دیتا ہوا چلا جاتا تھا اسی صورت سے ایوان شاہی میں داخل ہوا اب لقا تو آکر تخت پر بیٹھا اور ضحاک شاہ نیچے کھڑے ہو کر مرحبا خوانی کرنے لگا سب با ادب باہر کے بیٹھے لقا نے کہا کہ اُس قیدی کو اپنی دختر سمیت منگاؤ میں اُس کا دل تمھاری طرف سے پھرا ہوا ہے تو رجوع کر دوں گا ضحاک نے حکم دیا کہ لاؤ قیدیوں کو داروغہ زندان چلا ملکہ منیرہ وشن تن اور شاہزادہ طیمور کی قید خانہ کی ان دونوں حسرت زدوں نے جانا کہ ہمیں قتل کرنے کو بلایا ہے طیمور نے ملکہ سے کہا کہ تم اپنی جان کیوں دیتی ہو میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میں تجھے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھا کے لائی تھی نہ میں تجھے لاتی نہ تو اس عذاب میں مبتلا ہوتا خدا نے تو تجھے بچا دیا تھا اب تو میرے باعث سے گرفتار بلا ہوا واے ہو مجھ پر کہ میں اپنی جان بچاؤں اور تم کو قتل ہو جانے دوں یہ بات مروت و محبت سے دور ہے الحاصل جب یہ دونوں عاشق و معشوق دربار بادشاہ میں پہونچے اور نظر طیمور کی لقا پر پڑی لاحول کہہ کے منہ پھیر لیا ضحاک کو تو غصہ آیا لیکن لقا جلنے لگا اور کہا اے بندہ من تو نے خداوند کو شیطان بنا دیا کہ صورت دیکھکر لاحول پڑھتا ہے شہر طلکہ ابھی تجھے غارت کر دوں طیمور نے کہا کہ او ملعون کیا آتا ہے تیری تو وہی ہے کہ دادا صاحب کے خوف سے ملکوں ملکوں بھاگتا پھرا تو بودا ہے تیرے پرستار بودے دیکھ تیرے پرستار ضحاک نے تجکو عیار سے منگوا کر قتل کا حکم دیا ہے یہی شان مردی ہے مردانگی ہے سات لاکھ کی فوج کا مالک ہو کے ایک نفر سے اس کو ایسا خوف ہوا کہ عیار کے ذریعہ سے اس نے اسیر کرایا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سردار اس کے یہاں لائق مقابلہ نہ تھا یہ کلمہ سنکے سرداروں کے تیور بدل گئے کہنے لگے کہ اے بادشاہ اسے رہا کر دے ہم سے یہ طعنے نہیں سہنے جاتے ضحاک شاہ نے کہا کہ اگر اسے رہا کر دوں گا تو پھر یہ گرفتار نہ ہو سکے گا طیمور نے کہا کہ اگر تجکو بہو میں مقابلہ ہے تو پہلے مجھے آنکھ ہی دکھلا دیکھ لو ابھی معلوم ہو جائے گا ایک پہلوان نے آنکھ سے آنکھ ملائی نام اُس کا ہومال فیل تن تھا نہایت نبرد دست سردار تھا جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی تیورا کے گرا اور بیہوش ہو گیا یہ دیکھ کے ضحاک کے اوسان جاتے رہے کہ واقع میں اگر یہ رہا ہوا تو اس سے کون مقابلہ کر سکے گا جس کی آنکھ تلوار کا کام کرتی ہے اُس کی تلوار کون اُٹھا سکتا ہے لیکن لقا نے کہا کہ اے بندہ میں میں نے تجکو وہ زور و طاقت عطا کی ہے کہ کیا تاب ہے کسی کی کہ تم سے مقابلہ کر سکے مگر اب تجکو چاہیے کہ بچا لو اپنے خداوند کو اور جو کچھ میں کہوں

اُسے قبول کرو یہی تیرے حق مین بہتر ہوگا طیمور نے کہا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو مرے پر بھوت ہوگیا ہے مین بھوت سے نہین ڈرتا ہون مثل مشہور ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے اُسوقت لقا نے قلمدان طلب کیا فوراً قرطاس وقلم دوات حاضر ہوئی لقا نے کہا کہ اے ضحاک دیکھ مین ابھی اس کو تیرا مطیع بنائے دیتا ہون تو تماشہ میری قدرت کا دیکھ یہ کہکر سب کی طرف سے آڑ کرکے لکھا کہ اے شہریار مین لقا نہین ہون بلکہ آپ کا غلام شاہور ہون جو کچھ مین لکھتا ہون اُسے قبول کیجیے کہ مناسب وقت یہی ہے آپ سجدہ سے انکار کیجیے گا اور قتل خداپرستان کا عہد ضحاک سے لے لیجیے گا اور بظاہر اس کی اطاعت کر لیجیے یہ لکھکر دیدیا اور کہا کہ اسے بندہ مرد دیکھ اسے تیرا دادا اور پردادا اور سکڑ دادا وہان سب میرے پاس تھے اور جو مین کہتا تھا وہ کرتے تھے اب تو مجھسے روگردانی نکر اور اس نوشتہ کو دیکھ کہ یہ نوشتۂ قدرت ہے اور اسے نوشتۂ قسمت جان طیمور نے جو دیکھا بے اختیار ہنسی آگئی کہا کہ بہتر مجھے قبول ہے اہل دربار حیران ہوگئے کہ ایسے وحشی کو خداوند نے ایک آنچھ مین رام کرلیا یہ سوا خداوند کے دوسرے کا کام نہ تھا ضحاک نے تو قدم لئے کہ واہ خداوند اسی سے تجھے جاگتی جوت کا خداوند کہتے ہین لقا نے کہا کہ اے طیمور ملکہ کو مین نے تجھے دیا اب تجھکو چاہیے کہ ضحاک کی اطاعت کر یہ تیرا بزرگ ہوا طیمور نے کہا مجھے کوئی عذر نہین ہے سوا اس کے کہ مین تجھے سجدہ نہ کرون گا اور کسی خداپرست کو قتل نہونے دون گا لقا نے کہا کہ یہ تو میرے خاندان کا دستور ہے ہمنے بھی حمزہ اور اولاد حمزہ پر سے سجدہ معاف کیا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید کاٹ دین بس یہ سنتے ہی طیمور نے قید کو توڑکے پھینک دیا ملکہ کی قید بھی دور ہوئی لقا نے کہا کہ جاؤ ملکہ کو لے کے باغ مین چلے جاؤ طیمور تو اُسیوقت ہنستا ہوا باغ کی جانب روانہ ہوگیا ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے طیمور سے پوچھا کہ آپ یا تو برا بھلا کہرہے تھے یا اطاعت کرلی یہ کیا معاملہ ہے فرمایا کہ چند دن کا جب باغ مین پہونچے تو انیسین جلیسین ملکہ کی یا تو رو رہی تھین کہ اب کچھ دیر مین خبر آتی ہوگی کہ ملکہ قتل ہوگئی یا حیرت مین آگئین اور خوش ہوکے دوڑین بلا گردان ہوئین کہ ملکہ کیونکر رہا ہوئین شاہزادہ کو دیکھا اور بھی تعجب ہوا کہ انکی یہان کیونکر بچی شاہزادہ نے ملکہ سے بیان کیا کہ یہ جو لقا بنا ہوا ہے یہ میرا عیار ہے اب تم اطمینان رکھو ملکہ تعجب میں آگئی اور دل آرا وزیرزادی کو اشتیاق پیدا ہوا کہ یہ کیسا عیار ہے کہ خداوند بن گیا اور کوئی اسے پہچان نہ سکا اب یہ دونون تو یہان مصروف عیش وعشرت ہین اور وہان لوگون نے روپیہ اشرفیان جواہر حسب حیثیت نذر کرنا شروع کیا سامنے تخت لقا کے انبار ہوگیا جب لوگ نذرین گذران چکے تو لقا نے ضحاک شاہ سے کہا کہ اب تم خروج کی تیاری کرو اور ہم جاتے ہین جس وقت تمہارا لشکر تیار ہوجائے گا اُسوقت ہم آجائین گے ہمین بہشتون کا انتظام فرعون شاہ اور زبرجد شاہ کے سپرد کرنا ہے اور یہ جو کچھ نذرانہ ہمارے بندون نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے اس سب کو ہم نے قبول کیا اسے فلان دامن کوہ مین امانت رکھوا دو خبردار اس مین سے ایک حبہ تلف نہونے پائے کہ یہ حق آن فرشتگان مقربان کا ہے جو ہماری خدمت کیا کرتے ہین ضحاک شاہ نے سب امانت دامن کوہ مین رکھوا دیا لقا اُٹھکر جانب صحرا روانہ ہوگیا جسوقت تنہائی مین پہونچا تو اس نے جاکر بڑا سا گڑھا ایک درخت کے نیچے کھودا اور سب مال واسباب لاکے اُسی گڑھے مین دفن کردیا اور نشان قائم کرکے آپ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہان تو خروج کی تیاری ہونے لگی فوجین تیار ہوئین قواعد لی جانے لگی وردیان نئی نئی بننے لگین اور وہان شاہزادہ باغ مین ملکہ کے ساتھ عیش مین مصروف تھا ناچ ہورہا تھا عاشق ومعشوق پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے کہ ایکمرتبہ شاہور بصورت ایک کانٹا تیتے کی بن کے پہونچا زیر دیوار باغ بیٹھکر طعنین لگانا شروع کین آواز جو شاہور کی کانون مین طیمور کے پہونچی بیچین ہوکے ایک کماری سے کہا کہ دیکھ تو دیوار باغ کے نیچے یہ کون گا رہا ہے اسے بلا لا ملکہ نے کہا کہ یہ تمہین کیا ہوا ہے یا تو پردے کی تاکید کرتے تھے یا نامحرم کو اندر بلائے لیتے ہو فرمایا تم نہین جانتی ہو اس سے پردا

کیسا یہ میرا بھائی ہے ملکہ نے کہا کیا ہے تم گو سیجے ہو خدا کے لئے الگ ہٹ کے بیٹھو طیمور نے کہا کہ اے ملکہ سیاہ کھاکے ذات پوچھتی ہو ملکہ نے کہا مین کا سے کو ایسا جانتی تھی دل آرا نے کہا کہ ملکہ آپ بھی کیسی باتین کرتی ہے خاندان عمرو مین کون ایسا ہے جو گا نا نہین جانتا اور اولاد عمرو کو اولاد صاحبقران اپنا عزیز سمجھتی ہے یہ ان کا عیار ہے جیسے بھائی کہتے ہین کہاری باہر باغ کے آئی اور کہا کہ چلو تمکو ہمارے ولی نعمت نے یاد کیا ہے جواب دیا کہ مین نہ جاؤن گا کہاری نے آکے اسی طرح کہدیا اسوقت شاہزادے نے کہا کہ بہت بڑا کام کیا ہے اسی پر یہ ناز کرتا ہے اسے دل آرا تو جا اور بلا لا دل آرا نے کہا مین نجاؤن گی مین سن چکی ہون کہ یہ عیار نہایت شریر ہوتے ہین مجھے ستائین گے طیمور نے کہا کہ اطمینان رکھو سوا زبانی شرارت کے وہ تجھے ہاتھ نہ لگائے گا دل آرا گئی بس نظر جو شاہور کی دل آرا پر پڑی بیچین ہو گیا دل آرا نے کہا کہ چلو ملکہ یاد کرتی ہین انعام دین گی شاہور نے کہا کہ اگر ملکہ تمھین انعام مین دیدین تو کیا مضائقہ ہے دل آرا نے کہا چہ خوش درست ہے شاہور نے کہا کیا تم مجھسے اچھی ہو دل آرا نے کہا مین اچھی ہون یا بری اپنے واسطے ہون شاہور نے کہا کوئی اپنے واسطے نہین ہوتا ہے دنیا کا دستور ہے کہ عورت مرد کے لئے اور مرد عورت کے لیئے دل آرا عاجز آکے کہنے لگی کہ اسی بارے مین نہین آتی تھی تو آجاسے نہ آین تو جاتی ہون یہ کہکر بگڑ کے چلی شاہور اٹھا کہ جاتی کہان ہو ٹھہرو تو سہی دل آرا بھاگی اور شاہور پیچھے دوڑا دل آرا بھاگ کے ملکہ کے پیچھے جا چھپی شاہور نے پہونچتے ہی ملکہ کو سلام کیا اور کہا کہ دیکھیے یہ عورت میرے چڑی ہے کے بھاگی ہے مین بھی اس کے چٹکی لون گا ملکہ نے کہا کیون دل آرا یہ کیا حرکت تھی یا تو جاتی نہ تھی گئی تو یہ شرارت کی تجھے غیر مرد سے شرم بھی نہ آئی دل آرا نے کھسیانی ہو کر کہا کہ ملکہ ہاتھ تو مین جس نے اس کے چٹکی لی ہو خدا بچائے ایسے مردوے سے جو دل سے ایسی تہمتین گھڑے ہے مین ایسا بھی نہ جانتی تھی شاہور نے اپنے ہاتھ سے گال مین چٹکی لے کے ملکہ کو دکھایا کہ دیکھیے یہ نشان بن گیا اس زور سے اس نے چٹکی لی ملکہ نے کہا سچ تو کہتا ہے تو بڑی شوخ دیدہ ہے طیمور نے کہا اے شاہور یہ وہی مثل ہو گئی کہ چوستے ہی گال کاٹا بس زیادہ نہ ستاؤ اب کچھ گانا سناؤ شاہور نے کہا آئندہ کوئی گویا نہین ہے آپ نے یہ نہ پوچھا کہ تجھپر کیا گذری گانے کی فرمایش کر بیٹھے طیمور نے کہا جو گذر گئی اس کا ذکر بیکار ہے آئندہ کی فکر چاہیے شاہور نے بیٹھکر یہ غزل شروع کی غزل

ہچکی بھی تو تجھکو دم رحلت نہین آئی
کہتے ہین کہ ہم غیر کے پہلو مین ہو بیٹھے
اک پھول سے بھی بو نے محبت نہین آئی
جب اُس سے کیا وعدہ دیدار کا شکوہ
لب پر مرے جو بین کے شکایت نہین آئی
پہلو مین وہ بیٹھے مرے قابو مین جو آکے
یون پھیر مین ظالم کو کوئی قسمت نہین آئی
وہ چاہئے تھے جو دے کے مرے دلکو تسلی
وہ قہر پہ آئے ہین قیامت نہین آئی

ہار اہین پہلے تو محبت نہین آئی
تم اٹھ نہ گئے کیون تمھین غیرت نہین آئی
اندوہ و الم درد و قلق حسرت و حرمان
وہ شوخ یہ بولا کہ قیامت نہین آئی
میرے ہی لئے زیر ہوئی گردش گردون
پھر دان مرے قابو مین طبیعت نہین آئی
خنجر سے اشارہ ہوا داؤن کا ہر حیلہ بھی
یاد اور شرارت دم رخصت نہین آئی
بھولے ہی رہے ہم شب وعدہ یہ تم شکایت

یاد اس کو کبھی کچھ مری الفت نہین آئی
اب ساکتے ہین کیون مجکو مروت نہین آئی
کس گل کو نہ اس گلشن آفاق مین دیکھا
سب آ گئے پہ صبح شب فرقت نہین آئی
وہ کونسی تھی حسرت و امید و تمنا
میخانے مین مے پینے کی نوبت نہین آئی
برگشتہ ہوئی عشق مین جیسی مری تقدیر
کہتی ہے قضا یہ کہ اجازت نہین آئی
مردون کو نہو جائے کہین رشک مرا دھوکا
ہارن یاد کمال اُن کی شکایت نہین آئی

اسی طرح دو چار غزلین شاہور نے کس مزے سے گائین کہ دل آرا بھی اپنی لپس گئی کنکھیون سے دیکھ دیکھ مسکرا دی ملکہ نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ تجھے کیا انعام دون جو کچھ دون وہ کم ہے شاہور نے عرض کی کہ جو کچھ دیجیے وہ بہت ہے جو اس شہریار کے صدقہ مین سب کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہین ہے مین سنکے خداوند بن سکے بہت کچھ سیر سپاہ کر لیا ہے ہان اکیلے جی گھبرائے گا تنہائی کے بہلاوے کی ضرورت ہے ملکہ سمجھ گئی کہا خیر دیکھا جائےگا اطمینان رکھو

شاہور نے سلام کیا دل آرا نے کہا یہ کیا معمہ تھا ملکہ نے کہا کہ وقت آئے گا تو کھل جائے گا دوسرے روز شاہور نے کہا کہ مین ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہون طیمور نے کہا کہ اے شاہور نسیم گردپا نہایت ہوشیار عیار ہے ایسا نہو کہ اُس پر تمھارے آنے کا حال کھل جائے تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا شاہور نے کہا اے شہریار اس نے بڑا دھوکہ دیا ہے جبتک مین اسے زک نہ دے لون گا مجھے قرار نہ آئے گا فرمایا تمھین اختیار ہے مگر ذرا ہوشیاری سے کام لینا عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیے یہ کہکر شاہور نے باغ سے نکلکر صورت اپنی بدلی اور شہر کا راستہ لیا چاندنی چوک اور چوپڑ کا بازار بزازے وغیرہ کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک کوچہ کی طرف سے گذر ہوا اس طرف سے یہ جاتا تھا اور اُس طرف سے نسیم گردپا آتا تھا نسیم نے جو ایک نئے آدمی کو دیکھا پوچھا تو کون ہے شاہور نے کہا کہ مسافر ہون بس نسیم سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ شاہور ہی ہے کہا ارے پکڑ لو اسے یہ عیار ہے چند شاگرد نسیم کے ہمراہ تھے کمند لیکے دوڑے شاہور نے تیغ عیاری کمر سے کھینچا اور لڑنا شروع کیا جس کو جست کر کے تیغ مارا اُسے خاک پر گرا دیا جب زیادہ شور و غل ہوا اور لوگ بہت سے دوڑ پڑے تو شاہور جست کر کے ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچ گیا ساتھ ہی نسیم گردپا نے بھی جست کی اور یہ بھی بالاے بام پہونچا آواز دی کہان جاتا ہے مین آ پہونچا شاہور اس کوٹھے سے اُس کوٹھے پر اُس کوٹھے سے اس کوٹھے پر اسی طرح جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے ساتھ ساتھ نسیم گردپا بھی چلا آتا ہے ایک مقام پر دیکھا شاہور نے کہ زیر دیوار ایک گڑھا ہے لیکن چوڑی بہت ہے اور سوا پھاندنے کے کوئی چارا بھی نہ تھا کہ نسیم تعاقب مین چلا ہی آتا تھا بس شاہور نے آنکھین بند کر کے جو جست کی تو کنارے پر گرا نسیم گردپا نے بھی جست کی مگر ہنوز یہ زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ شاہور نے نیچے سے دھکا دیا نسیم جھکا جھکنے کی وجہ سے کنارے نہ پہونچ سکا بیچ ہی مین گر پڑا غوطہ کھایا شاہور ایک گلی سے ہو کے روانہ ہو گیا اور جاتے جاتے ایک حمام کے دروازے پر پہونچا حامی سے کہا مین نہاؤن گا حامی نے کہا کہ آئیے تشریف لائیے شاہور اندر حمام کے گیا اور وہان دیکھا کہ حامی اکیلا ہی ہے کہا کہ کوئی کھیسہ کرنے والا بھی ہے حامی نے کہا کہ مین تو بہت سے لیکن اسوقت کوئی نہین ہے شاہور نے کپڑے اتارے اور کہا کہ بیسن لا حامی کھیسہ لینے گئے آیا شاہور نے ناک حامی کی پکڑ کے مروڑ دی یہ غریب تو بیہوش ہو شاہور نے اُسے کسی گوشہ مین چھپا کے کچھ کپڑے وغیرہ اس پر ڈال دئے اور آپ حامی کی شکل بنا کر دروازے پر آکے بیٹھ رہا کہ مردا مرے گا تو گورستان ہی مین آئے گا وہان نسیم گردپا غوطے کھاتے کھاتے بمشکل گڑھے سے نکلا اتنے مین دو ایک شاگرد بھی آ گئے نسیم گردپا نے کہا کہ خیر اگر آیا ہے تو بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائے گا یہ کہتا ہوا کیچڑ مین لت پت حمام کی تلاش مین چلا یہان سے قریب ہی حمام تھا جہان پہلے ہی شاہور حامی بنا بیٹھا تھا نسیم گردپا اسی حمام مین آیا کپڑے اتارے حمام مین داخل ہوا اور اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ جا کے مکان سے کپڑے لیتا آ ادھر حامی نے بیسن لا کے سر مین منہ مین تمام جسم مین مل دیا اور آپ حمام سے نکلکر اُسی شاگرد کے پیچھے پیچھے مکان نسیم گردپا کی جانب روانہ ہوا راستے مین صورت اپنی بدل ڈالی پہلے شاگرد اصلی نسیم کا مکان پر پہونچا اور پکارا کہ استانی جی استاد کے کپڑے دیجیے جورو اُس کی نہایت بد مزاج تھی بولی کہ آخر کپڑے کیون مانگے مین رات کو موا کہان رہا ہے اس لیے مین کہ کپڑون کی نگہبانی کرین اور وہ اپنا منہ کالا کرنے کو کہین اور جائے اُس نے کہا کہ استاد حمام مین ہین اور مجھے نہین معلوم وہ اندر سے بولی کہ جا دور ہو کپڑے نہین ملین گے یہ تو دتکارا گیا شاہور کو موقع ملا بڑھ کے عرض کی کہ مجھے بھیجیے وہ ایک کلوار کی بیٹی پر مرتے ہین وہین رات بھر رہے ہون گے کہا بیٹا تو سچ کہتا ہے اور یہ موا معلوم ہوتا ہے کہ کتا ہے جو نہین بتاتا ہے مین اُس کے سب کپڑے دیے دیتی ہون تو لیے جا اور اُس سے کہنا کہ اب خبردار میرے گھر پر نہ آنا جہان تیرا جی چاہے وہان رہ مین بادشاہ کو عرضی دے کر آدھی تنخواہ لے لون گی آدھی تنخواہ جانے اور تو جانے چاہے اپنی خالہ کو دے چاہے آپ صرف کر یہ کہکر پورا صندوق کپڑون کا لا کے دیدیا پہلا شاگرد تو بگڑ کے پہلے ہی چلا گیا تھا کہ جا کر استاد سے

کہون گا کہ اُستانی کپڑے نہین دیتین شاہور کو موقع ملا یہان سے کپڑون کا صندوق لے کر باغ ملکہ کی جانب روانہ ہوا وہان سیر اور سنہ مین نسیم کے جو بیسن ملا تھا وہ نورا اُٹھا تھوڑی دیر مین جو نسیم نے سر ملنا شروع کیا جتنے بال تھے سب ہاتھون مین اُلجھ گئے پلکین بھوین سب گر گئین چار ابرو کا صفایا ہو گیا اب تو اس نے کہا کہ بلاؤ حمامی کو یہ اس نے کیا غضب کیا شاگرد اس کے حمامی کو تلاش کرنے لگے اُدھر حمامی کو ہوش آیا یہ جو گوشہ حمام سے باہر آیا تو شاگردان نسیم گرد پا نے پکڑ کے مارنا شروع کیا کہ کیون بے یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے استاد کے سر مین بیسن کی جگہ نورا لگا دیا حمامی فریاد کرتا تھا اور یہ ظالم سنتے نہ تھے اُسے پیٹے جاتے تھے نسیم گرد پا نے کہا کہ اسے میرے سامنے لاؤ جس وقت حمامی سامنے آیا تو نسیم گرد پا نے پوچھا کہ بتا یہ بیسن تو نے کیسا ملا تھا حمامی نے کانون پر ہاتھ دھرے کہ حاشا مین آگاہ نہین مین نے تو نہ ایسین ملا نہ بیسن ملا وہ کوئی اور ہو گا ایک شخص نہانے کو آیا تھا اُس نے میری ناک دبا دی پھر مجھے ہوش نہین اسوقت ہوشیار ہوا تو یہ لوگ مجھے مارنے لگے نسیم گرد پا نے کہا کہ ہو نہو یہ شاہور ہی ہو ہوا اُس کے یہ دوسرے کا کام نہین ہر شاگرد وہان سے کہا کہ خیر جانے دو وہ شاگرد کپڑے لینے گیا تھا اس نے آکر کہا کہ استانی جی خفا ہوتی ہین کپڑے نہین دیتین نسیم گرد پا نے ایک شاگرد کے گھر سے کپڑے منگا کے پہنے اور وہان سے گھر مین آیا بیوی نے جو دیکھا کہ چار ابرو کا صفایا ہی صورت نہ پہچانی لکڑی لے کے دوڑی کہ موئے نکل تو کون ہی جو میرے گھر مین گھس آیا نسیم گرد پا نے کہا کہ ارے مین ہون اس نے آتے ہی دو تین لکڑیان چلا دین جب نسیم گرد پا نے اپنی آواز پہچنوائی تو اس نے کہا کہ بھڑوے یہ کیا شکل بنا کے آیا ہی نکل میرے گھر سے نسیم گرد پا نے کہا کہ ارے کیون شور کرتی ہی میری مصیبت تو سن کہ شاہور عیار نے پہلے تو مجھے گڑھا مین گرایا بعد اس کے حمامی بن کے میرے سر مین نورا ملا یا جس سے بال گر گئے تم نے کپڑے نہ بھیجے مین ایک شاگرد کے کپڑے پہن کے آیا ہون بی بی نے کہا کہ مین نے تو سب کپڑے بھیج دیئے ہون تیرے شاگرد نے کہا کہ وہ کلوار کی بیٹی کے یہان ہی نسیم نے کہا کہ ارے معلوم ہوتا ہی کہ وہی میرا شاگرد بن کے آیا اور اپنی استادی ختم کر گیا درزی کو بلوا کے کپڑے اُسی وقت سلوا کر پہنے اور دربار روانہ ہوا کہ وقت دربار کا تھا لیکن کسی قدر دیر ہو گئی بادشاہ کے سامنے جو گیا اور ضحاک شاہ نے یہ صورت اُس کی دیکھی کہا کہ یہ کیا ہوا نسیم گرد پا نے کہا کہ عیار شاہور نے میری شکل بنائی بادشاہ نے کہا کہ جا نکل جا میرے گھر سے جس وقت اُس سے بدلا لے لینا تو صورت دکھانا ورنہ شکل نہ دکھانا یہ تو دربار سے نکالا گیا اور وہان شاہور صندوق کپڑون کا لئے ہوئے باغ مین پہونچا اسوقت شاہزادہ اور شاہزادی دونون کھانا کھانے بیٹھے تھے شاہور نے صندوق لیجا کے سامنے رکھ دیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے ایسی زک دی ہی کہ کچھ دنون کو تو یاد کرے گا اور سارا واقعہ بیان کیا دونون خوب ہنسے اور کہا کہ تم اچھے وقت آ گئے آؤ کھانا کھا لو شاہور کھانا کھانے بیٹھ گیا جب کھانا کھا پی کے فراغت ہوئی تو خیال آیا کہ اب شاہور تو اتنی بڑی زک دے کے آیا ہی نسیم گرد پا ضرور تیری تلاش مین آئے گا اب اس مقام پر زیادہ قیام کرنا اچھا نہین ہی اتنے مین کچھ ہرکارے جو ملکہ کی جانب سے معین تھے انھون نے آکے خبر دی کہ نسیم عیار بادشاہ سے قول کرکے چلا ہی کہ مین شاہور شہر دل کا سر لینے جاتا ہون بس یہ سنتے ہی شاہور نے ملکہ سے کہا کہ یا تو وہ ملعون میرا ہی سر لیجائے گا اور یا مین اُسی کا سر لاؤن گا یہ کہکر باغ سے نکلکر شہر کی جانب روانہ ہوا اُدھر سے نسیم عیار شاہور کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہی لیکن اول حال شاہور کا سنئے کہ اس کے خیال مین آیا کہ لطف یہ ہی کہ مجھکو سارے زمانے مین ڈھونڈھتا پھرے اور تو چلکر اُسی کے گھر مین قیام کر اس سے کچھ بہتر نہین کہ جب مین کپڑے چرانے گیا تھا تو کلوار کی دختر کے ساتھ نسیم کا عشق بیان کر آیا تھا اب کسی کلوار کی دختر کو ملاتی

کرنا چاہیے چلتے چلتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک سانولی سی عورت ماتھے پر ٹیکا سیندور کا دیا ہوا مانگ میں سیندور
بھرا ہوا سیو چھان ہاتھون مین پہنے ہوئے عجب نشیلی ادا سے دیکھ رہی ہے شتا ہور نے کہا اسکو لینا چاہیے یہ تصور کر کے
شام ہو چکی تھی کتے کی چال چل کے اس کی دوکان مین ہوتا ہوا کوٹھری مین گھس گیا کلوا رن دوڑ دوڑ کرتی
ہوئی دوڑی جیسے ہی کوٹھری مین پہونچی آپ پیچھا سے لگے گھڑے تھے کلوا رن کی ناک مسل دی وہ تو بیہوش ہوئی
بس جلدی سے پشتارہ اسکا چادر عیار مین باندھا اور رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اپنی نسیم عیار کی بنائی اور پشتارہ
دوش پر لگاکے جانب مکان نسیم گرد پا روانہ ہوئے گھر مین آتے ہی پشتارہ کونے مین رکھدیا بی بی نے کہا کہ تم تو دشمن کا
سر لینے گئے تھے یہ سارے پیسے کو باندھ لائے اور اتنی جلدی لے آئے کہ ابھی تو گئے تھے اور ابھی آ گئے شتا ہور نے
کہا کہ بی بی اسے نہ کھولنا اس مین ایک سامان ہے مین اب دشمن کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر مکان سے نکلکر چلے ادھر وہ جو گو
نسیم کی یہ شبہ ہوا کہ کہین یہ بچھڑوا اسی کلوا رن کے مکان پر بیٹھا ہوا اس کے یہان ایک مرد ضعیف رہتا تھا کہ نام اسکا
محمد و تھا اس سے کہا کہ اسے محمد و جاکے دیکھ تو آکہ یہ بچھڑا کہان گیا ہے یہان محمد و لٹھیا پکڑکے چلے دیکھا شتا ہور
نے کہ بڈھا میرے پیچھے آتا ہے یہ بڈھے کو دیکھکر عام راستہ چھوڑکے سناٹے کی طرف چلے اور ایک دیوار کے پاس کھڑے مین چھپ کے
کھڑے ہوئے بڈھا دوڑتا ہوا آیا کہ دیکھون یہ کہان گیا ہے کہین کسی مکان مین نہ گھس جائے تو پھر معلوم بھی نہو گا یہ بیچارہ
جلدی جلدی دوڑا کہ اس کو بی بی کا بھی خوف لگا ہوا تھا جیسے ہی دیوار کے پاس پہونچا آپ نے جھپٹ کے بیہوشی دار اس
بڈھا بیہوش ہو کے گرا آپ نے اس کے کپڑے اتار کے پہنے اور محمد و کو برہنہ کرکے ڈالدیا اور وہان سے محمد و کی شکل
بنکر اندر مکان کے آئے بی بی نے کہا دیکھ آئے کہا ہان دیکھ آئے ذرا اس کوٹھری کو تو کھولو تمھاری تو وہی مثل ہوئی کہ
| یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم | آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم | او وہ کلوارن بھی جس کا تحقین شبہ تھا اس کوٹھری مین ہے اسنے سنا تھا
کہ اس پر شتا ہور بھی عاشق ہو گیا ہے اسے خیال ہوا کہ ایسا نہو وہ اسے بھگا لیجائے تو تمھارا شوہر تمھارے خوف کے مارے اسکا
کوٹھری بناکے رکھ گیا ہے اور اب دشمن کی تلاش مین گیا ہے یہ سنکے اسکو غصہ آیا کوٹھری کے پاس آئی کوٹھری کو کھلوا ڈالا اور کلوارن
کو نکالا ہوا لگتے ہی کلوا رن کو ہوش آیا حیران تھی کہ یہ مین کہان نسیم کی بی بی نے کہا کہ حرامزادی تیرے عقل تو نے ہمارا گھر لگارکھا
ہے تو دیکھ ہم تیری کیا گت بناتے ہین یہ کہکر جوتیان مارنا شروع کیا خوب پیٹا اور کوٹھری مین بند کر دیا میان محمد و نے اور
کٹے پر نمک مرچین چھڑکین جس سے یہ آگ بگولہ ہو گئی لیکن نسیم کا حال سنیے کہ یہ جو تلاش مین شتا ہور کی روانہ ہوا تھا تو
پہلے یہ باغ مین پہونچا شتا ہور نے وہان اپنی صورت پر ایک خواص کو ملک کے بناکے چھوڑ دیا تھا وہ خواص بیچاری پشتارہ
کی غرض سے جا رہی تھی نسیم راستے مین حلقے کمند کے بچھاکے بیٹھ گیا جیسے ہی وہ اس طرف سے گذری اس نے حلقے
کمند کے کھینچ لیے اور پکڑکے اسکا سر کاٹا اور سر لیے ہوئے خدمت مین بادشاہ کی خوشی خوشی روانہ ہوا راستے مین ہاتھ
خون سے آلودہ ہو گئے ایک کنوئین پر بیٹھکے ہاتھ دھوئے اب جو سر اٹھایا اور پانی اس سر پر ٹپکا تو رنگ و روغن
چھوٹا اسکو شبہ ہوا تو اس نے سارا سر دھو ڈالا اب دیکھا تو ایک حبشن کا سر ہے اس نے سر تو وہین پٹکا اور دل مین پشیمان ہوا
کہ اے نسیم بڑا دھوکا کھایا اب یہ وہان سے اور طرف تلاش کرتا ہوا چلا رہا تھا کہ تمام زمانے مین تلاش کرکے تھک گیا تو کہا کہ
اچھا آج نہ ملا تو نہ سہی کل دیکھا جائیگا آخر یہ بھاگ کے میرے ہاتھ سے جائیگا کہان لیکن گھر مین جو آتا ہے تو واہ وا یہان کے
اور ہی رنگ دیکھے کہ بی بی غصہ مین جوتی لیے بیٹھی ہین نسیم نے کہا کیون تم غصہ مین کیون بیٹھی ہو بی بی نے کہا کہ یہ کیسے اپنی مان کو لایا ہے
اور کلوارن کو نکال کے سامنے کیا نسیم حیران ہوا کہ یہ کہان سے آ گئی یہ قسمین کھانے لگا کہ مین واقف نہین کہ اسے کون
لایا بی بی نے کہا ہان موئے منڈی کاٹے آپ ہی تو تھی باندھ کے یہان رکھ گیا تھا اب کہتا ہے کہ مین واقف نہین اسے محمد و کیا
دیکھتے ہو مار ور دے کو اس نے مجھے جلا جلا کے خاک کر دیا محمد و نے کلہاڑا اتارا ادھر بی بی جوتی لے کے چلی مار پیٹ
ہونے لگی محمد و کا جو ہاتھ پڑتا تھا نسیم کی چٹیا بل جاتی تھی دل مین کہتا تھا کہ بڈھے مین برنی قوت ہے یہان ابھی بی بی

ہو رہی تھی کہ وہاں محمد واصلی کی آنکھ کھلی اپنے کو برہنہ پایا اٹھ کے بھاگے بڑبڑاتے جاتے تھے کہ اس چھوکرے کے ہاتھوں مین ذلیل ہوا نہ مین نسیم کی ٹوہ مین آتا نہ میرا یہ حال ہوتا یہ اسی طرح ننگا ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے گرتے پڑتے چلا آیا یہاں دیکھا تو ایک شخص میری صورت کا اور لنگڑا ہوا ادھر نسیم اور اس کی بی بی نے دیکھا کہا ارے یہ دونوں محمد و ہین یہ کیا ماجرا ہے بس نسیم سمجھ گیا کہ یہ جو ننگا آیا ہے یہ محمد واصلی ہے اور یہ جو پہلے سے لنگڑا جو تیا کن لگا رہا تھا یہ شاہور ہے بس نسیم نے تلوار کھینچی اور کہا کہ او حرامزادے غضب کیا تو نے کہ میری بی بی کو بہکایا میرے گھر گھس آیا اندر چلا آیا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون شاہور نے بھی نعرہ کیا اور پہچہ عیاری کرنے کھینچ کے آواز دی کہ دیکھ عیاری اس کا نام ہے تو دھوکا دے کے طیمور کے پکڑ لانے پر اتنا فخر کرتا تھا مین نے تیری کیا گت بگاڑی ہے اب ان دونوں مین تیغ چلنے لگا بی بی نسیم کی بھاگ کر کوٹھے مکان سے تماشہ لڑائی کا دیکھنے لگی ان دونوں مین تیغ چل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان کوندرہی ہین نگاہ نہ ٹھہرتی تھی جب اس نے ہاتھ مارا وہ بانسوں اڑ گیا جب اس نے ہاتھ مارا یہ اڑ گیا اسی دو بدل مین شاہور نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ ہو جائے اور اور لوگ بھی آ جائین تو پھر نکلنا دشوار ہوگا اب کام اس مردود کا تمام کرنا چاہیے یہ سوچ کے شاہور نے جھپٹ کے سر کی تبا کے جو کمر پر ہاتھ مارا نسیم کے دو ٹکڑے ہو کے لاش پھڑکنے لگی بس شاہور نے جلدی سے سر نسیم کا کاٹا اور دیوار مکان کی پھاند کر بھاگا ادھر کلہ اسی سر پہ پانون رکھ کے بھاگا کہ مین نے مفت مین جوتیان کھائین یہ وہی مثل ہے کہ گھوڑے گھوڑے لڑین اور موچی کا زین ٹوٹے مجھ غریب نے کیا کیا تھا یہ تو اپنی دوکان کی طرف روانہ ہوگئی اور یہان بی بی نسیم کی لاش کے ٹکڑے جمع کرکے رونے لگی میان محمد و بھی کھڑے بسورتے تھے لیکن شاہور کی شیردلی دیکھیے کہ رات کا وقت تھا مکان کے اندر کی لڑائی تھی ابھی یہ خبر مشتہر ہونے پائی تھی بس اس نے مکان سے باہر آکے صورت اپنی نسیم کی بنائی اور سر نسیم کو اپنی صورت بنا کر ہاتھ مین لیا اور پائے شاطری مارتا ہوا جانب بارگاہ ضحاک شاہ خود پیشہ داخل ہوا وہان دربار برخاست ہونے ہی کو تھا کہ نسیم پہونچ گیا اور سر لیجا کر سامنے بادشاہ کے پھینک دیا اور کہا کہ بہت بڑا کام کیا ہے انعام دلوائیے بادشاہ نہایت خوش ہوا بہت سا زر و جواہر منگا کر اپنے عیار کو دیا نسیم نے کہا کہ مین رات بھر کا تھکا ہوا ہون بڑی مشکل سے مین نے اسے مارا ہے دو پہر اس سے تیغ چلتا رہا اب جو اجازت ہو تو جا کر آرام کرون ضحاک شاہ نے کہا کہ جاؤ یہ تو سلام کرکے اور لیکے دعا کے چلتے ہوئے یہان تھوڑی دیر مین بی بی نسیم عیار کی روتی پیٹتی بھرے دربار مین پہونچی اور کہنے لگی کہ دہائی ہے بادشاہ کی مین لٹ گئی کہین کی نہ رہی شاہور عیار نے مکان مین گھس کے میرے شوہر کو مار ڈالا آپ ہی سے داد چاہتی ہون یہ کہہ کر لاش بے سر سامنے بادشاہ کے ڈال دی ضحاک حیران ہوا کہا کہ تیرا شوہر تو ابھی اپنے دشمن کا سر لیکر آیا تھا یہ سر اس کا موجود ہے اور مین نے تیرے شوہر کو بہت کچھ انعام دیا وہ لے کر ابھی ابھی گیا ہے یہ تو سب کرشمے دیکھ ہی چکی تھی اس نے کہا کہ آپ اسے پانی سے دھلوائیے یہی سر میرے شوہر کا ہے اور وہ جو میرے شوہر کی صورت بنا ہوا آیا تھا وہی شاہور تھا اس نے جرم بھی کیا اور الٹے آپ سے انعام بھی لے گیا ضحاک شاہ نے اس کٹے ہوئے سر کو جو پانی سے دھلوایا تو واقع مین وہ سر نسیم کا پایا اسے نہایت افسوس ہوا کہا اچھا خیر تو لیجا کر لاش اس کی دفن کر دیکھا جائے گا یہ تو روتی پیٹتی لاش اپنے شوہر کی لے کے مکان مین آئی سامان کرکے جنازہ اس کا اٹھایا اور وہان شاہور مال و زر لیے ہوئے خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر پیکر کے پہونچا طیمور نے کہا شیر یا بھیڑ شاہور نے کہا کہ خادم آپ کے ہمیشہ شیر ہی رہتے ہین مارا مین نے اس مکار کو اور اپنی صورت بنا کر سر اس کا بادشاہ کو نذر دیا اور یہ انعام اس سے لایا ہون یہ کہکر اشرفیان جواہر دکھایا طیمور نے آفرین کی اور ملکہ بہت ہنسی لیکن اب

دو کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان سے کیے جاتے ہین مخمس

اُس گلی کے آگے بت خانہ برہمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ قمری نشیمن چھوڑ دے
کوئے جانان دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
کس طرح سر کٹ کے پائے تیغ افگن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث کیون شکل دشمن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خودنمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش ہر برہمن چھوڑ دے

کچھ نہین پروا ہے مال و دولت عالم نہین
کرتے ہین خواہان لقا جان سے بھی کب ہم ہلین
یادگار اس کا بھی اس رشک پری سے کم نہین
خاتم جم ہو جو اپنے پاس سے لے غم نہین
پر نشانی کا جو چھلا ہو سو رہن چھوڑ دے

دھیان رہتے ہین تجھے زلف پریشان کے عبث
داغ تو کھاتا ہے عشق روئے جانان کے عبث
پیش چشم اندھیر ہین گردون گردان کے عبث
ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجران کے عبث
بس دل نادان خیال روئے روشن چھوڑ دے

مدتون سے کشمکش مین ہون کر اب خوف خدا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر تو کر ذرا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
دام سے تن اور تن سے دام ہو جائے رہا
کر کے بسمل مجھ کو اب اے صید افگن چھوڑ دے

دفعتاً ہو جائے سب گلشن اے بیت الحزن
بھول جائے ہم صفیرون کی ابھی سب انجمن
خار ہو جائین نظر مین کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ مین اس گل کے گر دیکھے چھڑی مرغ چمن
ہے یقین اے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اس کے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اور اترتے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت بھی گر دیکھ لے
گردن ایسی اس بت میکش کی ہر کر دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش مین ہے
کوئی شل پا تو شل سر کوئی گردش مین ہے
شب کو کوشش مین کوئی دن بھر کوئی گردش مین ہے
رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گردش مین ہے
پائے آسائش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو زور آورون سے تیغ رانون سے جو ہو
کام تیرون سے نہ نکلے ان کمانون سے جو ہو
نامور ہو جائین اس مین بے نشانون سے جو ہو
پہلوانون سے نہ ہو ہم ناتوانون سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جی ہمت چھوڑ دے

کیونکر اُس کی نرگسی آنکھوں پہ آجائے نہ پیار　　صاف دکھلاتی ہیں یہ نرگس کے غنچوں کی بہار
اونچی ہوتی ہی نہیں نظریں گڑے کوئی ہزار　　اُس پری کی شرمگین آنکھیں ہیں کیونکر ہوں دوچار

دیکھکر مجکو نہ کیوں پلکوں کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلائے ہیں کیا کیا گنبد دوار نے　　کیا ستایا ہو کسی کے عشق کے آزار نے
تنگ کر رکھا ہو مجکو اس دل بیمار نے　　ان دلوں چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے

تو بھی اے روح رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہو پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر　　قصد رکھتا ہو فلک کا یہ بھی مانند نظر
راستبازی آگئی حصہ میں اس کے سربسر　　ہوگیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر

اب الف ہونا بھلا کیا اس کا توسن چھوڑ دے

جو ضرر کی بات ہو کب مانتے ہیں عقلمند　　ہو بہت نازک کہیں دل کو نہ پہونچے کچھ گزند
گھٹ کے یوں رہنا نہ اس کا آئے گا مجکو پسند　　میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند

کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

کیوں انکار کرتا ہو تو اے بے ہنر جراح بند　　رہ نہیں سکتے ہیں دم بھر ایسے در جراح بند
رخنہ پڑ جائے گا یہ ہوں گے اگر جراح بند　　میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند

کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا بہانہ مجھ وحشی کے دم بھرنے لگا　　دیکھکر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
منتیں کر کر کے سر کو پاؤں پر دھرنے لگا　　جب میں چاک اپنے گریبان کیطرح کرنے لگا

قیس چلایا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہو چرخ سفاکار کو　　اک غریب آزاری آئی اس غریب زار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو　　رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو

دوست مجکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

یاس نے موزون کیے سرو قد بالا کے وصف　　وصف نرگس کے ہیں چشم شوخ و بے پروا کے وصف
ہر جگہ موزون ہیں گلزار رخ زیبا کے وصف　　یکقلم لکھے ہیں ناسخ اُس گل رعنا کے وصف

جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

۵ بیا بشنو اے ہمدم داستان • کہ باز آمدم بر سر داستان • یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان متصل باغ کے اترے ہوئے ہیں ابریق جادو اور صواج دریانشین کی رائے سے کوس رحلت بجوادیا ہو اور ان دونوں ساحروں نے مشورہ کیا ہو کہ کیا کرنا چاہیے دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ یہ سحر بہت جلد تیار کیا گیا ہو کیونکہ پہلے یہ باغ اس مقام پر نہ تھا اس کی شہادت نقشا سے زمین کن عیار نے بھی دی کہ عین وقت تک میں مطلع نہوا تھا اسوقت تک بھی یہ باغ تیار نہوا تھا نہ اس کی بنا پڑی تھی ابریق جادو نے کہا کہ جو تم نے رات میں تیار کیا ہو اگر ہم اسے ایک رات کے ریاض میں نہ مٹا سکیں تو واسے ہو ہم پر مواج دریانشین نے کہا کہ اے ابریق جادو یہ ساحر نہایت زبردست ہو اس باغ کو مٹا دینا تو زیادہ مشکل نہیں ہو مشکل اسوقت پڑے گی جب شعلہ افگن جادو سے سامنا ہوگا ابریق جادو نے کہا کہ آج کی رات تم اس کے مٹانے کی فکر کرو اور ہم مقابلہ شعلہ افگن کے لیے سحر تیار کرتے ہیں مواج دریانشین نے قبول کیا اور کہا کہ اے ابریق جادو اس باغ کو میں مٹا دوں گا

اس سے تم اطمینان رکھو رہا شعلہ افگن جادو کا مقابلہ اُس سے بھی مجھے انکار نہیں ہے یہی نا کہ مارا جاؤن گا جب بھی انجام بخیر ہے کہ حق کی طرف ہون اور فتحیاب ہونے کی تو مجھے امید نہیں ابریق جادو نے کہا کہ اگر ہم نہین تو پھر شعلہ افگن جادو کو بھی زندہ نہ سمجھنا اے مواج دریا نشین ہم نے گھانس نہین کھودی ہے دھوپ مین بال نہین سپید کیے ہین ہم نے بھی علم سحر پر ریاضت کیا ہے غرضکہ بعد اس صلاح و مشورہ کے دونون ساحر اپنے اپنے حجرہ سحر مین داخل ہوئے اور سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئے اُدھر کوس رحلت بجا کیا جب صبح ہوئی تو مواج دریا نشین اپنے حجرہ سے نکلا اور ابریق جادو اپنے حجرہ سے باہر آیا یہ دونون ساحر نہنگ واژدر سحر پر سوار ہوئے پشت پیان کے فوجین جانوران سحر پر سوار جھولیان سحر کی لٹکائے ہوئے سامنے دروازہ باغ کے پہونچے ادھر صاحبقران عالیشان مع سرداران اسلام مرکب پر سوار ہوکے تماشہ دیکھنے کی غرض سے تشریف لائے اور علیحدہ کھڑے ہوئے لیکن ابریق جادو اور مواج دریا نشین جس وقت قریب دروازہ باغ کے پہونچے تو مواج جادو نے کہا کہ اے برادر اب ٹھہرو اور تماشہ میرے سحر کا دیکھو یہ کہکر ایک پتلہ کاغذ کا کتر کے زمین پر پھینکا اور چند دانے ماش کے پڑھکر اُس پتلے پر مارے پتلہ ہیئت انسانی مین آیا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہے مواج دریا نشین نے کہا کہ جا اس باغ کی سیر کرکے آ اور مجھسے حال بیان کر کہ مالک اس باغ کا کون ہے یہ سنکے پتلہ دروازہ باغ مین داخل ہوا ادھر تو پتلہ داخل باغ ہوا اُدھر طائرون نے شور کیا کہ یہ اپنون مین بیگانہ کہان سے آگیا اسے نکالو بس اس آواز کے اثر سے تمام درختون کی ڈالیان خود بخود زمین تک جھکین اور کنکر پتھر تک لپٹ کے بیرون باغ پھینکدیے ایک ڈالی مثل مار سیاہ کے اُس پتلے سے بھی لپٹ گئی اور پتلے کو باہر باغ کے پھینکدیا پتلا مثل مردہ کے زمین پر گر کے پڑا رہا اسوقت مواج دریا نشین نے پھر چند دانے ماش کے مارے پھر پتلے مین حرکت پیدا ہوئی اس نے پھر حکم دیا کہ جا باغ مین اور دو چار پھول توڑ کے لا پتلہ پھر اندر باغ کے گیا پھر طائرون نے شور کیا کہ یہ بے غیرت دوبارہ آیا نکالے جانے پر بھی اس کو شرم نہ آئی اب اسے یہین ختم کر دو پتلے نے جاتے ہی ایک پھول توڑ ہی تو لیا پھول ٹوٹتے ہی شاخ درخت سے ایک شرارہ پیدا ہوا اور پتلے پر گرا کہ اُس کو جلا کے خاک کر دیا بس مواج جادو نے سمجھ لیا کہ جو کچھ تاثیر ہے وہ ان طائرون کی آواز مین ہے بس اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اُس پر ٹیکے سیندور کے دیے ہوئے تھے مواج نے خون اپنی پیشانی کا نشتر دے کے نکالا اور ناریل کو خون سے رنگین کر کے پھر اسم سحر دم کر کے زمین پر مارا کہ ناریل شق ہوا اور اُس مین سے دھوان اُٹھ کر تمام باغ پر چھا گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ابر غلیظ ہے کہ چھایا ہوا ہے طائر اس ابر کو دیکھکر گھبرائے مانند قفس کے باغ مین بند ہو گئے جدھر اُڑ کے جاتے تھے ابر سے راستہ مسدود پاتے تھے ادھر مواج دریا نشین نے سحر کو زور دیا ابر گرجا اور بارش برف ہونے لگی طائر درختون کی آڑ پکڑنے لگے لیکن عجب الٹی تاثیر اس برف مین تھی کہ جو ٹکڑا برف کا جس درخت پر گرا اُس مین آگ لگ گئی اور مانند درخت چنار کے جلنے لگا تمام باغ باغ آتشبازی ہو گیا درخت دھڑ دھڑ جل رہے تھے جو طائر جس درخت کی آڑ مین چھپا ہوا تھا وہ وہین جل کے خاک ہو گیا تھوڑے عرصہ مین تمام باغ جل گیا اور ایک میدان نظر آنے لگا اب اس نے دوسرا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی جس سے تمام ابر منتشر ہو گیا اور راکھ جلی ہوئی درختون کی اُڑ گئی اب میدان بالکل صاف ہو گیا اور قلعہ شعلہ افگن جادو کا نظر آنے لگا ابریق جادو نے مواج کی نہایت تعریف کی اور صاحبقران نے بھی خلعت عنایت فرمایا اور آگے چلنے کا حکم دیا مواج جادو نے عرض کی کہ حضور یہ تو ایک معمولی سحر شعلہ افگن جادو کا تھا جس وقت وہ فوج لے کر مقابلہ پر آئے گا اسوقت دقت پڑے گی ابریق جادو … کہا کہ مین تم سے وعدہ کر چکا ہون کہ مقابلہ کرنا شعلہ افگن جادو سے میرا کام ہے اگر اس نے سحر پر ریاض کیا ہے تو ہم نے بھی برسون جانفشانی کی ہے خیر دیکھا جائے گا اگر ہم نہین ہین تو وہ بھی نہین ہے الحاصل

فوج صاحبقران آگے روانہ ہوئی اور ابریق جادو ہراول لشکر بن کر آگے روانہ ہوا سب سے پہلے اس نے
سامنے قلعہ کے نشان نصب کر کے فوج اپنی اتاری یہ خبر شعلہ افگن جادو کو ہوئی کہ باغ تاراج ہو گیا اور لشکر صاحبقران
زیر قلعہ آگیا ہے پس اس نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی قلعہ سے باہر نکلے اسیوقت سات ہزار ساحران غدار بلائے بدآفت
روزگار بچھو گرگ شیر کرگدن اژدر نہنگ وغیرہ پر سوار قلعہ سے باہر آگئے اور خیمے برپا کیے آخر میں شعلہ افگن جادو
قلعہ سے باہر آیا سر پر اس کے ایک لکہ ابر سرخ رنگ سایہ فگن تھا جس وقت یہ میدان میں پہونچا ہے تو وہی ابر بصورت
خیمہ بن گیا شعلہ افگن جادو داخل خیمہ ہوا اور اس نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور
آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ساحران لشکر فریقین سحر جگانے میں
مصروف ہوئے میدان میں ہر طرف آگیا ہریان روشن تھیں بخور گوگل لوبان رائی سرسوں کالے دانے وغیرہ کا
ہو رہا تھا تمام صحرا دھواں دھار تھا آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند تھیں تمام رات عجب ہنگامہ رہا صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آکر صف باندھ کر ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال جسوقت نقیب نشیب دے کر ہٹ گئے تو شعلہ افگن جادو نے ایک ساحر سے اشارہ کیا وہ اپنا گرگ سحر
بڑھا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر لشکر ابریق جادو سے ایک ساحر نکلا اور سامنے اس ساحر کے پہونچا
دونوں میں کئی سحر کی رد و بدل رہی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا اس ابر نے آکر ابریق جادو
کے ملازم پر آتش ڈالا یہ غریب جل کے خاک ہو گیا بعد اس کے جتنے ساحر مقابلے کو گئے ان سب کا بھی یہی انجام ہوا
اسوقت ہوائی درباریوں نے کہا کہ اسے برادر یہ سحر شعلہ افگن کا وہ ہے جس کے نام پر اس نے اپنا نام رکھا اس کا
رد ہونا بہت دشوار ہے ابریق جادو نے کہا کہ مجھے بھی اس سحر کے زور کو آزمانا تھا کہ کہاں تک ہے اور کس قدر ہے اب دیکھو
یا یہ سحر نہیں یا ہمیں نہیں ہے کہکر ابریق جادو نے کچھ پھل روئی کے نکالے اور ان کو اپنے خون سے رنگین کر کے کچھ
اسم سحر دم کر کے چند دانے اس کے پڑھ کر مارے وہ پھل روئی کے اڑ کر بلند ہوئے اور بالائے ابر سرخ رنگ
قائم ہو کر برسنے لگے لیکن جس قدر پانی برسا اس کی یہ حالت ہوئی جیسے توے پر بوند پڑی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو
نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا کہ یہ ابر بلند ہو کر اس ابر سے مل گیا فوراً دامن ابر میں آگ لگ گئی اور ابریق جادو
کا ابر سحر جل کر خاک ہو گیا اسوقت ابریق جادو نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور شعلہ افگن جادو ہنسا
پس ابریق جادو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کر عرض کی کہ غلام تو حق نمک سے ادا ہوتا ہے امیدوار ہوں کہ لاش
میری دفن کر کے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا اور آپ میرے اسلام کے شاہد رہیئے گا فرمایا صاحبقران نے
کہ اے ابریق جادو اگر تمکو یقین مرگ ہے تو اس کے مقابلہ کو نجاؤ ابریق جادو نے عرض کی کہ یہ نہیں ہو سکتا
میں ضرور جاؤنگا اس لیے کہ شعلہ افگن جادو کا مارے جانا بغیر اس صورت کے آسان نہیں ہے یہ کہکر اس نے
خاک اٹھا کر دونوں بازوؤں پر ملی اور کچھ اسم سحر دم کیا کہ پر پرواز پیدا ہوئے پس ابریق جادو اڑ کر بلند ہوا
اور قریب اس ابر سرخ رنگ کے پہونچکر اس نے کوئی اسم سحر پڑھا اور خنجر سے گلا اپنا کاٹ کر لاش اپنی اس
ابر پر گرائی پس ابر کی یہ حالت ہوئی کہ سمٹ کر ایک شعلہ جوالہ بنا اور شعلہ افگن جادو کی طرف چلا شعلہ افگن
جادو نے دستک دی کہ ایک پری زاد شیشہ لیے ہوئے پیدا ہوئی شعلہ افگن جادو نے شیشہ اس کے ہاتھ سے
لے کے آب سحر نکالا اور چھینٹا مارا وہ شعلہ اور بھڑکا اب اس نے گھبرا کر جھولی سحر کی کھینچ ماری تمام آلات سحر پلٹ کر
شعلہ افگن جادو پر گرے سچ یہ ایسا ساحر زبردست تھا کہ اس نے سب پلٹے ہوئے سحر مٹا دیئے لیکن ابر سحر روغن کے نزدیک
اور کڑک کے سر پر شعلہ افگن جادو کے گرا شعلہ افگن جادو جلنے لگا اسوقت اس نے اف کی کہ شعلہ اس کے

دہن سے نکلکر مانند تیر شہاب کے لشکر ابریق جادو پر گرا کہ بارہ سو ساحر جل کے خاک ہوگئے اُدھر وہ شعلہ سحر شعلہ افگن جادو کو جلاکر لشکر پر شعلہ افگن جادو کے گرا ساحر بھاگنے لگے لیکن شعلہ سحر نے ایک کو نہ چھوڑا سب کو جلاکے خاک کر دیا صاحبقران عالیشان قریب لاش ابریق جادو کے تشریف لائے اور بہت روئے لاش کو دفن کرایا مقبرہ بننے کا حکم دیا ایک شب و روز بسبب صدمہ کے خاصہ نہیں تناول فرمایا اور تین روز ماتم برپا رہا اور ایک تعزیت نامہ تحریر کرکے ابریق جادو کے فرزند کو روانہ فرمادیا اور خلعت تعزیت بھیجا بعد اسکے میدان صاف تھا اب کوئی روک ٹوک باقی نہ تھی صاحبقران عالیشان نے کوچ فرمایا اور طرف شہر حسن آگین کے روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمہ داستان ظفر نشان شاہزادہ طیمور شیر دل کے بیان ہوتے ہین غزل برآغاز داستان

دل چو ٹوٹا تو ایک آنسو سر مژگان نکلا
کس مصیبت سے مرا دم شب ہجران نکلا
دیکھیے چھپ نہ سکا سوز محبت دل میں
جب کبھی مین طرف شہر خموشان نکلا
قتل پر اپنے ستمگر کو ابھارا مین نے
رات اس گھر سے جو نکلا وہ پریشان نکلا

صبح محشر کا ستارا شب ہجران نکلا
دور نے جب ورق الٹا کسی مجموعہ کا
شعلہ فانوس کے پردے میں بھی عریان نکلا
مٹھیان جب تیرے دیوانے کی کھلوائی ہین
بارہا کوچۂ قاتل سے غزلخوان نکلا
کی جو اجزائے دل اہل جنون کی تشریح

روح رگ رگ سے کھنچی دل سے نہ ارمان نکلا
پردۂ خاک سے ہر ذرہ پریشان نکلا
گوش عبرت میں غم انگیز صدائین آئین
خونچکان ہاتھ میں اک دشنۂ پنہان نکلا
کل خدا جانے کہ بیمار کی حالت کیا تھی
ایک اک ذرہ سے ایک ایک بیابان نکلا

سنو یا اے شنوایان (؟) خادم داستان و کہ باز آمدم بر سر داستان ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت شاہزادہ طیمور شیر پر ور باغ ملکہ منیر روشن تن مین رونق افروز ہین اور شاہ مور بھی حاضر ہے ملکہ بھی بیٹھی ہے چونکہ شاہ مور نسیم گرد پا کو مار کے آیا ہے اور بادشاہ کو دھوکے دے کر بہت کچھ انعام بھی حاصل کر لیا ہے تو طیمور نے ہرکارون کو روانہ کیا ہے کہ مبادا بادشاہ کچھ برہم ہو کر بے عنوانی کرے اور راز کھل جائے کہ یہی عیار نہر وشاہ بن کے بھی گیا تھا ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوگئے ہین اور یہان ضحاک خود پسند کو اپنے عیار کے مرنے کا نہایت رنج ہوا ضمیر اختر شناس سے کہا کہ ذرا تم قواعد علم نجوم سے دریافت تو کرو کہ یہ عیار طرار کہان گیا ہے اور خداوند کو خروج کا حکم دے گئے ہین تو کب تک واپس آئین گے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے پیش نظر کرکے جو غور کیا تو کہا اے بادشاہ خداوند کہیں کوئی مر کے بھی زندہ ہوا ہے خداوند بھی مرکے کبھی یہی عیار ریگار آیا تھا اور ہم سب کو ٹھگ گیا مجھے جبھی شبہ ہوا تھا کہ خداوند کا قد تو چھپر اریج کا تھا یہ قد کیونکر کم ہوگیا اب معلوم ہوگیا کہ وہ خداوند نہ تھے بلکہ یہ عیار تھا یہ سنکے ضحاک شاہ نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس نے بڑا غضب کیا کہ مجھسے کس رانی کرائی اور دختر کو میری دشمن کے سپرد کرا دیا عمر بھر کے واسطے مجھے چھڑا دیا خیر کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے گو بہادر ہے اور زبردست ہے لیکن اکیلا ہی تو ہے کس کس سے مقابلہ کرے گا مثل مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو اور دو کی دوا چار اے عنقائے شیر شکار تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر جا اور باغ کو گھیر لے کہ طیمور نکل کے جانے نپائے ہین اور کمک تیرے لیے روانہ کرون گا اسیوقت عنقائے شیر شکار چالیس ہزار سوار وہان سے جانب باغ روانہ ہوا بعد اس کے ضحاک خود پسند نے حکم دیا کہ ہماری کل فوج تیار ہو ہم بھی واسطے گرفتاری حریفان کے جائین گے یہان لشکر تیار ہونے لگا ادھر ہرکارون نے جاکر سب کیفیت بیان کی کہ وزیر نے علم نجوم کے ذریعے سے تمام راز پنہان کر دیے بادشاہ نے چالیس ہزار سوار دے عنقائے شیر شکار کو برائے گرفتاری شاہزادہ روانہ کیا ہے بس

یہ سنتے ہی ملکہ نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ خدا کے واسطے جلدی یہاں سے نکل چلو ورنہ آفت آیا چاہتی ہے تم
اکیلے کس کس سے مقابلہ کروگے مثل مشہور ہے کہ سور ما چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہے اگر فوج آگئی تو پھر نہ جا سکوگے
طیمور نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ میں وہ شخص ہوں کہ تن تنہا دو کروڑ کی فوج کو تہ و بالا کر دیا آج چالیس ہزار کے
خوف سے بھاگ جاؤں یہ شیوہ مردانگی کے خلاف ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے لے کے نکل چلو ورنہ میری عزت کا بچنا
دشوار ہے تم کو نہیں معلوم کہ میرے خواہشمند اور بھی ہیں لیکن میں نے تمہارے اپنی عزت اور جان دونوں نثار
کیں اور کسی طرف رخ نہیں کیا جب میں بے وارث ہو جاؤں گی تو عزت میری کیونکر بچے گی فرمایا اے ملکہ نیت
درست چاہیے حفاظت کرنے والا تو خدا ہے یوں اپنی کوئی حفاظت نہیں کر سکتا ہے خدا کو یاد کرو اس میں شک نہیں
کہ میں یکہ و تنہا کس کس کو قتل کروں گا مگر اے ملکہ میرے خاندان میں ایسا ہوا نہیں ہے کہ کوئی کسی عورت کو لے کے
بھاگا ہو ملکہ نے تو رونا شروع کیا سر کے بال کھول دیئے اور طیمور نے مرکب طلب کیا اور اسلحہ جنگ تن پر
آراستہ کرکے زین فرس کو جلوہ دیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر باغ سے باہر قدم نکالا اور شاہور نے حقہ ہائے
آتش بازی درست کرکے دیوار باغ پر قیام کیا اور جانب شہر ضحاکیہ دیکھنے لگا وزیر زادی نے ملکہ سے عرض کی
کہ اے اس جاہل مزاج نے کیا غضب کیا اگر یہ چاہتا تو صاف نکلا چلا جاتا مگر اس نے جہالت کو کام میں لیا اے ملکہ
اب فوج نمودار ہوئی ہے اگر یہ شہریار نکل گیا ہوتا تو گرد قدم بھی ہاتھ نہ آتی یہاں تو طیمور انتظار لشکر میں کھڑا ہے
اور وہاں بہرہوت رعد آواز نے خواب دیکھا کہ شاہزادہ طیمور دریائے خون میں غرق ہو رہا ہے بیتاب ہو کر بہرہوت
کی آنکھ کھل گئی گھبرایا ہوا خدمت میں بادشاہ کی آیا اور خواب اپنا بیان کیا حسین کجکلاہ نے کہا کہ اے پہلوان
زمان دریافت کرو کہ شاہزادہ کہاں گیا ہے کس ملک میں ہے تو چل کر اس کی امداد کریں بہرہوت رعد آواز نے عرض
کی کہ میں نے ہرکاروں سے چاروں سمتیں اس شہر کی دریافت کرائیں معلوم ہوا کہ تین جانب ملک اہل اسلام
کے ہیں اور ایک جانب ملک ضحاکیہ ہے ضحاک خود پسند وہاں کا بادشاہ لقا پرست ہے میری رائے میں دوستوں
کے ملک میں جانا فضول ہے اگر وہاں شاہزادہ ہوا بھی تو کیا اندیشہ ہے ہاں اگر حریف کے ملک میں ہوں گے تو
خوف ہر طرح کا ہے میری رائے میں شہر ضحاکیہ کی طرف تشریف لے چلیے جس وقت یہ رائے قرار پا چکی تو بہرہوت
رعد آواز مع لشکر کوچ کرکے جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا اب حال طیمور کا سنیے کہ یہ انتظار میں لشکر کے مسلح
کھڑا ہوا تھا کہ جانب شہر ضحاکیہ سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور پھر پھریرے نشانوں کے ہوا میں لہراتے ہوئے
نظر آئے جس وقت قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے چالیس ہزار علمہائے زرنگار ری نشانہ
چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوئے آگے آگے عنقائے شیر شکار بر لاست شیر کا لباس پہنے ہوئے گرگدن بست
پر سوار نمودار ہوا ہیبت اس کی دیکھکر گھوڑے بد مزاج ہوئے تھے اس نے آتے ہی حکم دیا کہ گھیر لو باغ کو
ایسا نہو کہ دشمن فرار ہو جائے یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے آواز دی کہ اے پہلوان ادھر آ کہ میں
تیرے انتظار میں کھڑا ہوں اگر چاہتا تو اب تک تیری سرحد سے بھی نکل جاتا مگر سہ آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
وین منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے یہ آواز سنکے عنقائے شیر شکار کے ہوش اڑ گئے کہ اللہ رے
تیری جرأت کہ باوجود آگاہ ہو جانے کے جگہ نہ چھوڑی اور قدم نہ ہٹایا بس اس نے کہا کہ اے جوان میں نے
ایسا بہادر آج تک نہیں دیکھا تیرا مثل و نظیر نہیں ہے مگر میں حکم بادشاہ سے مجبور ہوں یہ کہکر مرکب کو
چمکا کے سامنے آیا اور پکار اکہ اے جوان وار کر طیمور نے کہا کہ میں تجبیر کیا وار کروں پہلے تو اپنا حوصلہ
نکال لے اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکے عنقائے شیر شکار نے تلوار ماری طیمور
نے وار اس کا سپر پر گا تھا تلوار دو انگل سپر کو کاٹ گئی طیمور نے لچک دی کہ تلوار عنقائے شیر شکار کی

ٹوٹ گئی اُس نے قبضہ ہاتھ سے پھینکدیا طیمور نے کہا کہ دوسری تلوار منگالو عنقاے شیر شکار نے دوسری
تلوار کھینچی اور طیمور سے کہا کہ مین ایک ضرب لگا چکا اب تمھاری ضرب کا مشتاق ہون طیمور نے تلوار ماری
عنقاے شیر شکار نے سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا بھلا ضرب طیمور کے سامنے سپر کی کیا حقیقت ہے
مانند قرص پنیر کے ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے اور تلوار زین مین ڈوب کے نکلی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے
ہوئے بس مرتے ہی عنقاے شیر شکار کے ایک شور ہوا کہ مار لو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ
ہمین بے سردار کا کر دیا یہ شور کرتے ہوئے چالیس ہزار سوار دوڑے اور آکے طیمور کو چارون طرف سے گھیر لیا
طیمور نے بھی تلوار کھینچ کے جا پڑا اور لقا پرستون کو قتل کرنا شروع کیا جس طرف کا رخ کیا صفین پامال کردین مورچے
توڑ دیے لشکر کو درہم و برہم کر دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلہ گوسفند مین ایک شیر گرسنہ آپڑا ہے جس مقام پہ طیمور گھر جاتا تھا
اور مجمع زیادہ ہوتا تھا تو شاہ پور حقہ اسے آتشبازی کی بوچھار کر دیتا تھا بھیڑ چھنٹ جاتی تھی ادھر ملکہ سقفہ قصر
سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہی تھی مگر ہولدہ پکار رہی تھی دہلی جاتی تھی لیکن طیمور شیر پہ ور نے کسی کو تلوار سے مارا
کسی کو نگاہ سے مارا جس سے آنکھ چار ہو گئی وہ بے حس و حرکت ہو گیا اسی ہنگامہ مین گرد اڑی اور دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے ترکیب قوی بازو اور سرخاب قوی ہیکل دونون سپہ سالار تنہا تک پہونچے اور انھون نے
طیمور کو للکارا طیمور نے جواب دیا کہ اے نامردو تم کو شرم نہین آتی ہے کہ ایک یکہ و تنہا کے مقابلے مین دو لاکھ
کو لشکر لے کے آئے ہو اگر دعواے جرات و بہادری ہے تو خود سامنے آؤ دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ سن کے ترکیب
قوی بازو اپنے گینڈے کو چھیڑ کے طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور صفون کو توڑتا پرون کو مسمار
کرتا ہوا سامنے ترکیب قوی بازو کے پہونچ گیا ترکیب قوی بازو نے ارہ پشت نہنگ کا وار
کیا طیمور نے اس سپر سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اب سرخاب
قوی ہیکل نے فوج کو للکارا کہ اسے نیزون پر دھر لو یہ شیر ایک سے شکار نہوگا نیزہ بازون نے نیزے
جھکائے اور طیمور کی طرف رخ کیا اس شیر بیشہ شجاعت نے نیزون کے نیستان مین گھس کے حملے کرنا شروع کیا
جس پر ہاتھ ڈالا اُس کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن ملکہ نے دیکھا کہ اب طیمور کی خیر نہین معلوم ہوتی ہے اکیلا
کہان تک لڑے گا یہ اُس نے بال سر کے کھول دیے اور بلک بلک کے دعائین کرنے لگی کہ اے محسن بیکسان
واے دادرس غریبان اگر تو قادر مطلق اور خالق ہے تو اسوقت طیمور کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا اگر یہ شہریار
مارا گیا تو اس ہجوم مین لاش کا بھی پتہ نہ ملے گا اور مین تازہ مسلمان ہون میرے لیے بھی خرابی ہوگی ہنوز یہ
درد ہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے آتے
آتے دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے برہوت رعد آواز بارہ ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا راستے
مین اس کو خبر ملگئی تھی کہ طیمور سے تلوار چل رہی ہے بس یہ بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے کر گھوڑے سرپٹ
دوڑاتا ہوا آپہونچا دیکھا اس نے کہ آقا میرا لاکھون مین گھرا ہوا تنہا جنگ کر رہا ہے وہ کھیت پڑا ہے کہ لاکھون
لاشین زمین پر پڑی ہین لیکن طیمور کو مطلق ہراس نہین ہے بس برہوت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ باش لے
کافران بے حیا خبردار ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا ستم بر برہوت رعد آواز اس کے نعرے سے تمام صحرا
ہل گیا اور دل سپاہیون مین تھرا گئے ملکہ یا تو دعا مین مصروف تھی یا اچھل پڑی دل آرا وزیرزادی نے
عرض کی کہ اے ملکہ آفاق شکر خدا کیجیے کہ رفیق شاہزادے کا بارہ ہزار سوار سے براے مدد آپہونچا یقین ہے
کہ عقب مین اور لشکر بھی آتا ہوگا خیر ایک سے دو تو ہوئے ملکہ نے دیکھا کہ واقعی برہوت رعد آواز کے
حملون سے فوج صفحا کیمپ پراگندہ ہونے لگی یہ تازہ دم آیا ہے برس رہا ہے ایک تو اس کے نعرے نے دل ہلا دیے

دوسرے اس کی ضرب کا لنگر کس سے سنبھل سکتا ہے اُدھر بادشاہ کو خبر پہونچی کہ دو سپہ سالار جو آپ نے بھیجے تھے اُن میں سے ایک مارا گیا اور ایک باقی ہے لیکن حریف کے لئے کمک آگئی ضحاک شاہ نے کہا کہ کتنے لوگ ہوں گے مخبروں نے عرض کی کہ کوئی بارہ ہزار جوان ہوں گے لیکن اُن میں کا ایک ایک سو سو پہ بھاری ہے ضحاک شاہ نے کہا کہ اتنا لشکر میرا کیا کر سکتا ہے میں ساتھ لاکھ کی فوج کا افسر ہوں لاؤ تخت رواں ہمارا یہ حکم پاتے ہی ملازمین نے تخت رواں حاضر کیا ضحاک خود پسند تخت پر بیٹھ کے جانب باغ روانہ ہوا کوئی اٹھاسی لاکھ فوج تو پہلے ہی جا چکی تھی باقی ماندہ فوج ہمراہ بادشاہ کے جانب حرب گاہ روانہ ہوئی ساٹھ سے چار لاکھ کا لاؤ لشکر گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرا رہی تھی یہ بھی آکر اپنی فوج کا شریک ہوا اور اس نے شور کرنا شروع کیا کہ مار لو اس سرکش کو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ ایک افسر فوج کو میرے مارا اب یہ زندہ بچ کے جانے نہ پائے طیمور اور بہروت رعد آواز تو کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا رہے ہیں مگر ملکہ کی یہ حالت ہے کہ دہلی جاتی ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے منھ پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گردے حسین کجکلاہ اٹھاسی ہزار سواروں سے پیدا ہوا دیکھا حسین کجکلاہ نے کہ بہروت رعد آواز اور طیمور شیر بیدر سات لاکھ کی فوج میں گھرے ہوئے ہیں بارہ ہزار سوار بہروت رعد آواز کے ایک جانب لڑ رہے ہیں ہر چند کوشش کر رہے ہیں کہ ہم کسی طرح اپنے آقا تک پہونچ جائیں مگر ممکن نہیں کہاں بارہ ہزار کہاں سات لاکھ جب ریلا ہوتا ہے تو قدم جمانا دشوار ہو جاتا ہے حسین کجکلاہ بھی اٹھاسی ہزار سے آکر اُن بارہ ہزار سواروں کا شریک ہوا اب ادھر بھی ایک لاکھ سوار کی جمعیت ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اگرچہ یہ لوگ طیمور تک نہ پہونچ سکے لیکن اپنی فوج کو دیکھ کر دل طیمور کا پہاڑ ہو گیا بس اس نے مرکب کو رانوں میں دابا اور فوجوں کو مسمار کرتا ہوا تخت ضحاک شاہ کی طرف چلا ضحاک کے پہلو میں دو سردار کھڑے تھے کہ نام ایک کا سپید مغربی اور دوسرے کا مسعود مغربی تھا اس نے اُن دونوں سے کہا کہ جا کر اس جوان کو روکو یہ میری طرف بڑھتا چلا آتا ہے ان دونوں نے باہم مشورہ کر لیا کہ اس سے تنہا مقابلہ کرنا اچھا نہیں ہے لاکھوں میں اس طرح بے خوف لڑ رہا ہے ہم تنہا مقابلہ کر کے اس کا کیا بنا لیں گے اسے دو طرف سے گھیر کے برابر وار کرو یہ مشورہ کر کے یہ دونوں بزرگ اُس شیر بیشہ شجاعت کی طرف چلے ادھر طیمور باگ اُٹھائے چلا ہی آتا ہے جیتے ہی سامنا ہوا سپید مغربی داہنی جانب آگیا اور مسعود مغربی بائیں جانب دونوں نے برابر سے تلوار ماری بس طیمور نے ایک وار پشت شمشیر پر اور دوسرا سپر پر روک کے جو ہاتھ کو گردش دی تو ایک ہی وار میں دونوں کے سر اُڑ گئے گھوڑے لاشوں کو لٹکائے بھاگ گئے ادھر طیمور نے گھوڑے کو کاوے پر ڈالا میدان خالی بس اب جو اس نے مرکب کو رانوں میں مسلا تو صفوں کو توڑتا ہوا تخت بادشاہ کے قریب پہونچ گیا ادھر بہروت رعد آواز قریب علمدار لشکر کے پہونچا نام علمدار لشکر کا خورشید زرین علم تھا بہت بڑا پہلوان تھا اس نے تلوار ماری بہروت نے ایسی تھپکی ماری کہ تلوار پنجہ سمیت قلم ہو گئے دوسری بہروت رعد آواز نے دوسرا ہاتھ مارا کہ علم سرنگوں ہوا ادھر طیمور قریب تخت ضحاک کے پہونچ گیا ضحاک نے تلوار ماری طیمور نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمربند کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو سر سے بلند کر لیا طویل بالا بلند نے دوڑ کر تلوار مارنے کا قصد کیا طیمور نے ضحاک کو بجائے سپر کے سامنے کر دیا طویل نے ہاتھ روکا ضحاک نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ضحاک نے قبول کیا طیمور نے ضحاک کو چھوڑ دیا ادھر ضحاک نے اپنے لشکر کو منع کیا ادھر طیمور نے اپنی فوج کو روکا

جنگ موقوف ہوئی طیمور ضحاک کو ساتھ لئے ہوئے پہلے تو باغ میں آیا ملکہ بسبب شرم کے سامنے نہ آئی ضحاک نے کہا کہ اے طیمور ملکہ تو اب تمہاری ہو ہی چکی لیکن بہتر ہے کہ عقد ہو جائے طیمور نے کہا کہ ہم لوگ بیشک عقد نہیں ہو لیتا ہے عورت کو اپنے اوپر حرام جانتے ہیں اسوقت تک آپ کی دختر جیسی تھی ویسی ہی ہے آپ کسیطرحکا شک اپنے دل میں نہ لائیں خدا نے ہمیں اتنا صبر وضبط دیا ہے کہ اگر زندگی بھر ساتھ رہے اور عقد نہو تو ہاتھ نہ لگائیں گے پہلے ضحاک کو یقین نہ تھا لیکن اب یقین آگیا کہ بیشک یہ لوگ اسی آن بان کے ہیں میں نے ایسے شخص کے قتل کا ارادہ کیا تھا جو یکتائے زمانہ ہے حسن وجمال میں عدیم المثال ہے زور وجرات میں یگانہ رستم زمانہ ہے خوشا نصیب اس دختر کے کہ اس کو ایسا شوہر ملا اور خوشا نصیب میرے کہ مجھے ایسا داماد ملا یا تو ضحاک دشمن جانی تھا یا طیمور کے نام کا شیفتہ ہو گیا کہا اے فرزند میں اب جاتا ہوں ملکہ کو بھیجتا ہوں وہ آکر دختر کو سوار کر لیجائے گی میں شادی کا سامان کرتا ہوں تم اسی باغ میں قیام کرو طیمور نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے ضحاک اسیوقت سوار ہو کے مع لشکر شہر میں آیا بتخانوں کے انہدام کا حکم دیا تصویر لقا کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا ناک کاٹ کے وہ تصویر دروازہ شہر پناہ کے برابر نصب کرادی کہ ہر آئندہ و روند دیکھے کہ یہ کیسا خرنا شخص ہے کہ اس کی کیا گت بنائی گئی اور یہ کچھ نہ کر سکا تا کہ لوگ اس کی جانب سے بد اعتقاد ہو کر دین برحق کی جانب مائل ہوں اور بعد اس کے مسجدوں کی بنا ڈالی اور سامان شادی میں مصروف ہوا ادھر ملکہ کی ماں سوار ہو کے باغ میں آئی اور دختر کو لیجا کے دلہن بنایا طیمور کو طلب کیا طیمور دولہا بن کے گیا ملکہ کے ساتھ عقد ہوا شاہزادہ وصل سے ملکہ منیر روشن تن کے کامیاب ہوا بطن سے اس کے لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ ذکر اس کا بعد کے دفتر میں آئے گا لیکن اب یہاں سے

دو کلمہ داستان شمعون آدمخوار کے بیان کئے جاتے ہیں

کھولیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش میں آ نشہ سے تجھ کو
آہ فلک انداز کسی کی
آدمخواروں سے ہے جو اڑائی
منظور ہے مجھکو جو کہ سنائی
مست شراب غم کی خبر لے
جوش خمار نشہ دل سے
بادہ سرشک و چشم پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہیں کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیجا شک بری کیوں
ایسا کہاں کا نشہ ہے تجھکو
شور فلک ہے بانگ تظلم
جان پر اپنے اب تو بن آئی
غور سے سن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہائے وبال جان ہے جینا
ہائے ہوئے مستانہ بنے نالہ
یعنے تری اب آن بن ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیوں
چپ ہو سن آواز کسی کی
صور شکن ہے بانگ تظلم
شمعون کی سنائی تجھکو کہانی
جلد کہیں دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم ہے زہرہ مینا
نشہ غم میں حال دگر ہے
دل شکنی ہے جان شکنی ہے

کہ یہ بادشاہ شہر شتابیہ ہے شہاب شمعر واس کا بیٹا ہے کئی سال گذرے کہ جب شہرہ حسن ملکہ منیر روشن تن کا ہوا ہے تو اس نے ضحاک شاہ سے خواہش کی تھی کہ اے برادر بجان برابر عقد اپنی دختر نیک اختر کا میرے فرزند کے سوا کسی کے ساتھ نکرنا ضحاک نے مصلحت وقت جان کر اقرار کر لیا تھا لیکن دل اس کا نہ چاہتا تھا کہ ایسی نازنین کو ایک زنگی آدمخوار کے حوالے کر دوں قضائے کار اس زمانے میں شمعون آدمخوار کو پھر خیال آیا کہ اب وہ دختر جوان ہو گئی ہوگی اور فرزند بھی میرا ہوشیار ہے پھر آج کے کام کو کل پہ انحصار رکھنا خلاف عقل ہے اور شادی میں عرصہ کرنے سے دونوں کی جوانی برباد ہوگی تمناؤں کا خون ہوگا یہ سوچ کے اس نے ایک شوقنامہ

تحریر کیا اور ایک سردار کو وہ نامہ دیا کہ نام اُس کا گرگین گرازدندان تھا اور دس ہزار سوار ساتھ کرکے طرف شہر صفاکیہ کے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور وصل عروس سے کامیاب ہو چکا تھا مجلسین جوش پر تھین دربار کے وقت تو طیمور ضحاک شاہ کے پاس آیا کرتا تھا اس کے علاوہ ایک دم ملکہ کو اپنے پاس سے جدا نہونے دیتے تھے اور شاہپور کا دل بھی دل آرا وزیرزادی سے الجھا ہوا تھا ایک روز طیمور بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار شمعون زنگی کا آیا ہے یہ سنکے ضحاک مثل بید کے کانپنے لگا اور پریشان ہو گیا طیمور نے کہا کہ اسوقت آپ کی کیا حالت ہے ضحاک نے ٹال دیا اور گرگین گرازدندان کو بلا لیا گرگین آیا سلام کیا ضحاک نے دنگل بیٹھنے کو دیا گرگین بیٹھ گیا اور نامہ ہاتھ مین ضحاک شاہ کے دیا ضحاک شاہ نامہ کو دیکھکر طیمور کو دیدیا طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے برادر مین اس جوان کے ہاتھ کٹار اپنے فرزند کی بھیجتا ہون تم اپنی دختر کو اس پہلوان کے ہمراہ کردو کہ اب وہ جوان ہو چکی ہوگی اور اگر عرصہ کروگے تو مجکو وہین موجود پاؤگے اسوقت ملکہ عزت سے آئیگی اور اُسوقت تم کو ذلت ہوگی بس یہ مضمون دیکھکر دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہو گئی نامہ کو پھاڑ کے پھینکدیا اور نامہ بر سے کہا کہ جا کر اُس بے حیا سے کہدینا کہ ملکہ کی شادی ہو گئی خبردار اب ملکہ کا نام نہ لینا ورنہ زبان گدی سے کھینچ لون گا نہین جانتا کہ ملکہ ہمارے ناموس مین داخل ہو چکی ہے گرگین نے جو دیکھا کہ نامہ اُس جوان نے پھاڑ ڈالا اور بادشاہ کی شان مین ناشایستہ کلام کیے بس اس نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ تیری زبان گدی سے کھینچنے کے قابل ہے تو واقف نہین کہ مین کون ہون میرے بادشاہ کی شان مین میرے سامنے اس طرح کے کلمات کہتا ہے یہ کہتا ہوا اٹھا اور طیمور پر تلوار ماری طیمور نے بیٹھے بیٹھے تھپکی دی کہ تلوار پھٹا پڑی بس کلائی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے ایسا تھپڑ مارا کہ کلہ گرگین پھٹ گیا بھیجے پر صدمہ پہونچا گرگین تڑپ کے مر گیا طیمور نے ٹانگ پکڑ کے لاش اس کی باہر پھینک دی اور اس کے ہمراہیون سے کہا کہ لیجاؤ لاش اس مردود کی اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ کیون شامتین آئی ہین اگر اس طرف آئیگا تو سزا پائیگا ملکہ اب ہمارا ناموس ہو چکی ہے خبردار ان خیالات کو دل مین نہ لانا وہ لوگ تو لاش گرگین کی لیکر طرف ملک شہابیہ کے روانہ ہوئے اور یہان طیمور جو آکے بیٹھا تو ضحاک نے کہا کہ اے فرزند مین نے نہین کہا تھا کہ تم اس پہلوان سے لڑو غضب کیا تم نے کہ اُسے مار ڈالا اب ملک پہ آفت آئیگی اور سب کی جان نہ بچیگی شمعون آدمخوار بلاے بیدرمان ہے مین سمجھا تھا کہ تم عاقل ہو کسی بہانہ سے ٹالوگے تم نے مفت جان عذاب مین ڈالی اور ایک بلا اپنے پیچھے لگائی طیمور نے کہا کہ اگر شمعون بلا ہے تو مین بلاکش ہون آپ اطمینان رکھیے مین کس طرح ایسے سخت الفاظ برداشت کر سکتا جو اُس بیہودہ نے تحریر کیے تھے بہروش رعدآواز نے کہا کہ اے بادشاہ آپ ابھی تک اس شہریار کے زور و طاقت سے کماحقہ آگاہ نہین ہین یہ وہ تہمتن وصف شکن ہے جس نے مجھ ایسے پہلوان کو مانند برگ کاہ کے سات روز کی کشتی مین باندھ لیا اور مین وہ شخص ہون جس نے دیوون کو پست کیا ہے آپ آگے آگے تو دیکھیے دیکھیے گا کہ ہوتا کیا ہے ضحاک خاموش ہو رہا اب ان کو تو انتظار مین شمعون آدمخوار کے چھوڑا جاتا ہے لیکن

چند کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین

نقاب ڈال کے سوئے چمن جو تو آئے | ترے دماغ مین چمن گر گلون کی بو آئے | گلہ نہین جو کبھی وہ ہر روبرو آئے

یہ لطف کم ہو قریب رگ گلو آئے
اٹھے ہی نالۂ فرقت میں انتہا کا مگر
ایسا ہوا ہی جو دل میں اسی کی بو آئے
پڑے ہیں اس لیے خلوت میں ابرو زیر لب
وہ میرے پھول ہو سونگھے وفا کی بو آئے
شب فراق کچھ ایسی دعا میں ہو تاثیر
خدا کرے کہ گھر سے تجھی ہم سے آرزو آئے
بہار میں ہے گا رنگ پی کے ہم میکش
اُدھر تم آؤ جدھر سے وفا کی بو آئے
کسی کی بزم اک میدان گاہ عالم ہے
یہ جاتے نہیں بیتاب ہو کے تو آئے
خدا کرے کہ لیں بعد ذبح مثل حنا
کہ میرے لب پہ نہ مطلب کی گفتگو آئے
یہ کیا کہ چھپ کے مرے دل میں چٹکیاں لیں
بلا کون ہوتا تو گھبرا کے اور تو آئے
ہمارے خون سے کر ہاتھ سرخ اے قاتل
اُگے جو سبزہ چمن سے کنار جو آئے
وہ چپکے بیٹھے ہیں اک جام بھر کے دو تو خدا
کہ جھک گئے وہ نئی لے کے آرزو آئے
اٹھا کے خاک ہماری اگر کوئی سونگھے
جو ہم کے پاؤں تک ان کے مرا لہو آئے
جا رہے ہیں مر دن بھی نگہ الفت کا
مزا تو چھیڑ کا جب ہی کہ روبرو آئے
بتوں کا وصل نہ کعبہ میں بھی نصیب ہوا
خدا وہ مل کہ محبت کی جس سے بو آئے
پھر وہ نہ گور غریباں میں ڈھونڈتے مری قبر
یقین ذرا سی تو کچھ لب پہ گفتگو آئے

سنیا لشنوائے ہمدم راستان و کہ باز آمدم بر سر داستان ۔ یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان طے منازل و قطع منازل کرتے ہوئے سرحد ملک حسین سبز قبا میں پہنچے اور یہ خبر حسین سبز قبا کو دی گئی کہ امیر تو قریب کل مراحل طے کئے کل داخل امیر کا اس ملک میں ہے یہ سنکے حسین سبز قبا نے کہا کچھ پروا نہیں وہ مرحلے مثل اس کے تھے جیسے ٹٹی لگا دی جاتی ہی ہٹا کے چلے آنا کو نسا مشکل کام تھا یہاں آکر امیر بہت پریشان ہوں گے وہ ابھی یہاں کے اسرار سے آگاہ نہیں ہیں آنے دو کل ہم بھی تماشہ آمد مسلمانان کا دیکھیں گے یہ کہکر اس نے حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارے واسطے جائے بلند پر نصب کیا جائے ملازمین یہ حکم پا کے بیرون شہر آئے ایک قلعہ کہنہ منہدم کر دیا گیا تھا وہ ایک ٹیکرا سا ہوگیا تھا لوگوں نے خیمہ سبز اس ٹیکرے پہ نصب کیا دوسرے روز صبح کو حسین سبز قبا مع اراکین دولت آکر خیمہ میں بیٹھا طلوع آفتاب ہوتے ہی جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا کہ زمین و آسمان ایک ہو گئے ۔ ز سم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۔ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا کیا ایک ہوا نے بار اگر دکو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے اسی علم نشان اسی ہزار سوار کا نمودار ہوئے پھر ہر ون پر علموں کے تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور ایک پل گردن تا آنالہ بارگاہ کا ساتھ لئے ہوئے نمودار ہوا ہرکاروں نے آکر حسین سبز قبا سے عرض کی کہ یہ ہراول لشکر صاحبقران دارو غہ بارگاہ جبرئیل عادی ہے پیش خیمے کر آیا ہے اس کی تیسری پشت رفاقت خاندان صاحبقران میں ہے اور کچھ قرابت بھی ہے ادھر جبرئیل عادی نے جائے مناسب تجویز کرکے خیمہ برپا کیا بعد اس کے دوسرے گرد اٹی اور لشکر طلحہ بن لندھور پہونچا آمد اس لشکر کی دیکھکر حسین سبز قبا سمجھا کہ شاید صاحبقران تشریف لے آئے لیکن ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ لشکر بادشاہ ہندوستان طلحہ بن لندھور کا ہے مالک لشکر طرف طلسم زلزلہ کے اسیر ہو کے گیا ہے طلحہ کا خیمہ جانب یمین برپا ہوا اسکے بعد پھر گرد اٹھی اور لشکر مملوک بن مالک پہونچا اور جانب یمین خیمہ برپا کیا ہرکاروں نے حسین سبز قبا کو خبر دی کہ یہ لشکر سردار میسرہ فوج کا ہے بعد اس کے پھر گرد اٹی اور لشکر صاحبقران اوسط یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا اور زلازل میں زلزلے آکر خیمہ برپا کیا اسی طرح تمام دن آمد لگی رہی شام ہو گئی حسین سبز قبا نے ہرکاروں سے پوچھا کہ لشکر آگیا اور صاحبقران ابھی تک نہیں آئے ہرکاروں نے عرض کی کہ ابھی ربع حصہ لشکر آیا ہے اور تین حصہ لشکر باقی ہے یہ سنکے حسین سبز قبا کے ہوش اڑ گئے سوار ہو کے اپنے شہر میں آیا آرام کیا دوسرے دن صبح سے جا کے پھر اسی بارگاہ میں بیٹھا اور

جانب صحرا دیکھنا شروع کیا یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے رنگ پھریروں کے سبز تھے حسین سبز قبا نے پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ رفیع البخت صاحبقران سابق کے فرزند دلبند کا لشکر ہے جس نے طلسم نور آگین کو توڑ کر اپنے نانا کے خون کا بدلہ لیا یہ لشکر بھی خیمہ زن ہوا تہمتن گرد سپہ سالار نے خیمہ جائے مناسب پر نصب کرایا شان اس بارگاہ کی دیکھکر حسین سبز قبا کو تعجب ہوا کہ ایسی ایسی بارگاہیں بھی ہوتی ہیں بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر سہراب بن رستم ثانی کا پہونچا اور بارگاہ یاقوت نگار بمقابل لشکر رفیع البخت برپا ہوئی بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر شاہزادہ محتشم بن ہاشم کا پہونچا پھر گرد اڑی اور لشکر بلقیس بن قمہور دیو پر آیا پھر گرد اڑی اور لشکر داراب ثانی کا پہونچا ہرکارے ایک ایک کا نام بتاتا کہ شام کو آمد لشکر موقوف ہوئی تیسری صبح کو پھر حسین سبز قبا بارگاہ میں آکر بیٹھا اور تماشہ آمد لشکر کا دیکھنے لگا خلاصہ یہ کہ سات شبانہ روز تک برابر لشکر آیا کیا ساتویں روز تمام سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام کی نہایت جلوس کے ساتھ نمودار ہوئی آگے آگے تخت بادشاہ کے صاحبقران مرکب پری پیکر پر سوار تھے اور تمام سردار پیادہ پا گھیرے ہوئے تھے شان و شوکت بادشاہ اسلام دیکھکر حسین سبز قبا کو حیرت ہوگیا اس کو اپنے ہی حشم و خدم پر ناز تھا شوکت بادشاہ اسلام دیکھکر حسین سبز قبا کی آنکھیں کھل گئیں یہ پلٹ کے اپنی بارگاہ میں آیا ادھر صاحبقران عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا تو ہوشمند دانا وزیر حسین سبز قبا نے عرض کی کہ حضور کو کچھ خیال ہے کل وہ روز ہے کہ شاہزادی کی سالگرہ ہے اس روز شب کو تمام شہر کی عورتیں کنارے دریا کے جمع ہوتی ہیں اور ملکہ نوارہ کھیلتی ہے اور لشکر حریف آچکا ہے لہذا کیا انتظام کیا جائے اور یہ رسم کیونکر ادا ہو اسوقت حسین سبز قبا نے سکوت کیا دوسرا وزیر کہ نام اس کا دانشمند تھا اس نے عرض کی کہ حضور ایک نامہ صاحبقران کو اس مضمون کا تحریر کریں کہ دریا کے کنارے سے آپ لشکر اپنا ایک روز کے واسطے ہٹا لیں کہ ہم رسم سالگرہ موافق دستور ادا کرلیں بعد اس کے تو ہمارے آپ کے جنگ ہونا ضرور ہے اگر آپ کی ہماری لڑائی ہے تو بادشاہی بابت کی ہے کوئی عداوت کسی وقت کی نہیں ہے جس وقت یہ نامہ امیر کو پہونچیگا تو وہ ایسے بامروت ہیں کہ فوراً لشکر اپنا ہٹا لیں گے ہوشمند وزیر نے بھی اس رائے کو پسند کیا بس اسیوقت حسین سبز قبا نے نامہ تحریر کیا اور دانشمند سے کہا کہ تو ہی جا کہ مزاج صاحبقران سے آگاہ ہے اور ان لوگوں کے آئین سے واقف ہے دانشمند نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے غرضکہ حسین سبز قبا نے نامہ تحریر کیا اور وزیر کو نامہ دے کر طرف صاحبقران عالیشان کے روانہ کیا یہاں امیر با توقیر بارگاہ میں رونق افروز ہیں تمام سرداران اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیوں و دنگلوں پر جمع ہیں امیر کا ارادہ یہی ہے کہ نامہ طرف حسین سبز قبا کے روانہ کریں کہ ایک مرتبہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حسین سبز قبا آتا ہے یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا اور ایک کرسی زرنگار دانشمند وزیر کے واسطے بچھوا دی دانشمند آکر کرسی پر بیٹھا صاحبقران کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ نامہ پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا جواب میں تحریر فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم دوسرے کی عزت کو عزت نہ جانیں کیا مجال ہے کسی کی کہ کنارے دریا کے ٹھہر جائے اور اسیوقت طیفور کی جانب دیکھکے ارشاد فرمایا

کہ جاکر ہماری طرف سے کہدو کہ کل لشکر دریا کے کنارے سے کوس بھر کے فاصلے پر مقیم ہو کنارے دریا کے
بغیر حکم ثانی کوئی جانے کا قصد نہ کرے طیفور اُسیوقت حکم لے کر روانہ ہوا اور اہل لشکر کو آگاہ کیا کہ خبردار
کوئی اس مقام پر قیام نکرے جو یہاں ٹھہرے گا وہ سزا پائے گا اُسیوقت خیمے اکھڑنے لگے لوگ اپنا اپنا اسباب
اُٹھا کر دوسری جانب روانہ ہوگئے امیر نے اتنی دیر وزیر کو جانے نہین دیا جسوقت طیفور بادیہ گرد سبکو
ہٹا کے واپس آیا اُسوقت امیر نے دانشمند کو خلعت دے کر رخصت فرمایا دانشمند وزیر دریا کو دیکھتا ہوا
اپنے بادشاہ کی خدمت مین پہونچا جواب نامہ کا دیا اور زبانی شہادت دی کہ مین دیکھتا چلا آتا ہون کہ اب
کنارے دریا کے ایک متنفس بھی نہین ہے جب صاحبقران نے سب کو ہٹوا دیا اُسوقت مجھے آنے دیا
اور امیر سے بہتر خلیق شاید کہ زمانے مین کوئی ہوگا مجھ ناچیز کے استقبال کو شاہان ہفت ملک آئے اور
بیٹھنے کو کرسی زرنگار عنایت فرمائی ایسے شخص کی غلامی شاہی پر فوق رکھتی ہے حسین سبز قبا بھی نہایت
خوش ہوا اور کہا کہ اگر وہ ایسے نہوتے تو عالم عالم کو کس طرح مسخر فرماتے اب اس نے محل مین حکم بھیجدیا کہ
شاہزادی حسب دستور شام کو دریا مین جاکر نواڑہ کھیلے ہم نے انتظام کر دیا ہے کسی طرح کا خطرہ نہین ہے
یا تو ملکہ بھی ہوئی تھی کہ دیکھیے اس سال یہ رسم کیونکر ادا ہوتی ہے یا خوش ہوگئی اُسیوقت بجرون کی تیاری
کو حکم پہونچا کنارے دریا کے دور تک چراغان کا انتظام کیا گیا شہر مین ظاہر ہوگیا کہ ملکہ حسب دستور
نواڑہ کھیلینگی آج کی رات تمام شہر مین سوا مردون کے ایک عورت بھی نہین رہجاتی ہے سب ملکہ کی سلامتی
منانے کو جاتی ہین اور دریا پر تمام شہر کی عورتین جمع ہوتی ہین الحاصل جب شام ہوئی تو تمام شہر کی عورتین
چوکین جلائے ہوئے تھال ہاتھون پر لئے ہوئے جانب دریا روانہ ہوئین جو صاحب استطاعت تھین
اُن کی ناوین اور بجرے تیار تھے بجرون پر سامان رقص و غنا تھا دریا کنارے دورویہ ٹٹیان روشن تھین
پانی مین آگ سی لگی ہوئی تھی مچھلیان تڑپ تڑپ کے پانی پر اُبھرتی تھین اور پھر تہ مین چلی جاتی تھین بڑے بڑے
جانور کوسون بھاگ کے نکل گئے تھے دریا کے کنارے پرستان معلوم ہوتا تھا شہر حسن آگین کی نازنینین
سب ایک وقت مین ایک جگہ جمع تھین اُن مین کی بری بھی اچھون سے اچھی تھین اور جو حسین تھین اُن کے
نظارہ جمال کی تاب لانا بھی تعجب سے خالی نہین ہے برس دن کے بعد یہ سب ایک جگہ جمع ہوتی ہین بہت سی
عورتین ایسی ہین کہ ان مین یون تو رسم و راہ نہین لیکن آج کے دن ایک دوسرے سے ملتی ہے تمام شہر کو
اس روز کا اشتیاق رہتا ہے ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہے جو آتی ہے پہلے ملکہ کی سلامتی کا بیڑا چھوڑتی ہے اور
دعا مانگتی ہے پھر آپس مین ملاقاتین ہوتی ہین چونکہ ابھی ملکہ کے آنے کا وقت نہین ہے بجرا شام سے تیار
کھڑا ہے اور ناچ ہو رہا ہے عام اجازت ہے کہ جس کا جی چاہے وہ آکر ناچ دیکھے وہان شہزادی کو دادی اسکی
دلہن بنا رہی ہے سہیلیان گرد جھرمٹ کئے ہوئے بلا گردان ہو رہی ہین لیکن یہان کا حال سنیے کہ طیفور
بادیہ گرد جو بالادوی کو نکلا تھا پھرتے پھرتے اس طرف بھی آنکلا یہ عالم کنارے دریا کے دیکھ کر سکتے کی سی
حالت ہوگئی اور وہان سے اُلٹے پاؤن پھرا اب وہ وقت ہے کہ امیر نے سویرے سے دربار برخاست کر دیا
ہے آرام گاہ کی طرف چلے جاتے ہین کہ طیفور پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہو کیا خبر لائے طیفور نے
عرض کی کہ تنہائی مین کہنے کی بات ہے امیر اس کو ساتھ لئے ہوئے اپنے خیمہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ
بیان کر طیفور نے عرض کی کہ ایک قصور ہو گیا ہے پہلے اسے عفو فرمادیجے تو پھر بیان کرون گا فرمایا کہ معاف
کیا بیان کر طیفور نے عرض کی کہ یا امیر جیسی تعریف یہان کے حسن کی سنی تھی اُس سے بڑھ کے پایا آج مین
بالادوی کے واسطے گیا تھا راستہ بھول کر دریا کی طرف نکل گیا آپ کو تو اطلاع ہو ہی چکی ہے کہ ملکہ کی سالگرہ

ہی تمام شہر کی عورتین دریا کنارے جمع ہین چراغان ہو رہا ہی بجرے مثل عروس شب اول کے آراستہ ان پر طائفے رقص کر رہے ہین عورتین بلے حجابی کے ساتھ آپس مین چہلین کر رہی ہین یا صاحبقران جس کے چہرہ پر نگاہ پڑی جی بیچین ہوگیا یہ عالم کبھی نگاہون سے نہ گذرا تھا نہ کسی نے دیکھا ہوگا صاحبقران کو بھی یہ سنکے اشتیاق پیدا ہوا فرمایا کہ اے طیفور اسوقت تونے شوق پیدا کر دیا مگر مناسب نہین ہی اس لیے کہ مین حسین سبز قبا سے وعدہ کر چکا ہون کہ آج کنارے دریا کے کوئی نہ آئیگا نہ کہ مین خود جاؤن طیفور نے عرض کی کہ آپ نے یہ وعدہ کیا ہی کہ کوئی نہ آئیگا یہ وعدہ نہین کیا ہی کہ مین بھی نہ آؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ اوچھی بات ہی طیفور نے کہا کہ اچھا دور سے تماشہ دیکھیے فرمایا کہ ہان اس کا مضایقہ نہین ہی لیکن اگر کسی نے پہچان لیا تو سخت خفت ہوگی طیفور خاموش ہو رہا لیکن بیٹھا رہا امیر مسہری پر لیٹے ادھر ادھر دیر تک کروٹین بدلا کیے مگر نیند نہ آئی فرمایا اے طیفور کوئی ایسی تدبیر نکال کہ مجھے کوئی پہچان نہ سکے طیفور نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی مین رنگ وروغن عیاری ملکر تمھین ایسی نازنین بنا دونگا کہ وہ عورتین خود تم سے لپٹین اور چہلین صاحبقران یہ سنکے پسینے مین غرق ہوگئے فرمایا لاحول ولا قوۃ عورت بنکے جاؤن طیفور نے کہا پھر اس مین قباحت کیا ہی عورت بنکے عورت ہی پاس تو جائیے گا عورت بنکے مرد پاس جانا عیب ہی کہ وہ شاید چھیڑے ستائے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ داغ ایک بزرگ کی بدولت ملچکا ہی جس کا طعنہ آجتک دیا جاتا ہی مین اکثر تواریخ روشن دل مین اپنے بزرگون کے حالات دیکھا کرتا ہون جس طرح اسوقت تو مجھے بہکا رہا ہی اسی طرح تیرے دادا عمرو اول نے شاہزادہ عمرو بن رستم کو شیشے مین اتارا تھا اور ڈومنی بنا کے ان کی معشوقہ کی صحبت مین لے گئے تھے اس روز سے وہ بدنامی عمرو بن رستم کی ہوئی کہ آج تک لوگ طعنہ دیتے ہین اور عمرو بن رستم نے غیرت مین آکر اسی روز سے سپہگری ترک کر دی طیفور نے کہا کہ اے شہریار یہ واقعہ مفصل بیان کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ایک طولانی قصہ ہی رات زیادہ گذر جائیگی طیفور نے کہا کہ مثل مشہور ہی کہ رات اپنی اسوقت اور کام ہی کیا ہی آپ کو نیند بھی نہین آتی ہی اور مجکو ان باتون سے فائدہ حاصل ہوگا اکثر دادا صاحب کے ذکر سے مجھے فائدہ پہونچا ہی اکثر عیاریان مین نے انھین کے تذکرون سے پیدا کی ہین اور کامیاب ہوا ہون صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ اے طیفور جب سلطان صاحبقران علاقہ گیر گوش گردن کشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان یعنے جناب امیر حمزہ صاحبقران میرے جد اعلی نے ملک باختر پر چڑھائی کی ہی اور نصف سبائل پر قبضہ کر لیا ہی تو ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ ناموس بہت ہین اور مقابلہ ساحرون اور پہلوانون سے ہی فتح وشکست کی خبر نہین ایسا نہو کہ کوئی لڑائی بگڑے اور ناموس پر تباہی آئے لہذا ایک قلعہ نہایت مستحکم تیار ہونا چاہیے کہ ناموس کو اس قلعہ مین جگہ دی جائے اور چند سرداران زبردست برائے حفاظت ناموس مقرر کیے جائین یہ رائے سب نے پسند کی نقشہ نویسون نے نقشے بنا بنا کے پیش کیے صاحبقران نے ایک نقشہ کچھ ترمیم کر کے پسند فرمایا پھر یہ تجویز ہوئی کہ اس قلعہ کو کون تیار کرائے چونکہ اس کام مین عمرو بن رستم کو زیادہ دخل تھا وہ عمارت بنوانے مین زیادہ مداخلت رکھتے تھے لہذا سب کی رائے سے یہ کام انھین کے سپرد کیا گیا عمرو بن رستم بھی ہمارے رشتہ کے دادا تھے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم تیرے حقیقی دادا تھے یہ ان کے بڑے بھائی تھے اور دونون بھائیون مین اس قدر محبت تھی کہ دنیا مین ایسی محبتین بہت کم ہوتی ہین الحاصل ہزارہا مزدور لگائے گئے کہ قلعہ جلد تیار ہو عمرو بن رستم دن بھر قلعہ کے بنوانے مین مصروف رہتے تھے اور دن بھر کے تھکے

ماندے شام کو مثل مزدوروں کے خیمہ میں آکر بیہوش سو رہتے تھے یہاں لشکر لقا سے برابر جنگ
ہو رہی تھی جب لقا کے بہت سے سرداران نامی اسیر ہوئے بعض مطیع ہوگئے اور بعض مارے
گئے تو لقا نے ایک نامہ فریطا کوک عقرب چشم کو تحریر کرکے برائے مدد بلایا فریطا کوک بہت
زبردست پہلوان تھا جس وقت اُسے نامہ لقا کا پہونچا تو فریطا کوک عقرب چشم نے اپنی دختر کو محافہ
میں سوار کرکے ساتھ لیا کہ عقد اس کا یاقوت شاہ بن زمرد شاہ سے کرونگا چنانچہ فریطا کوک
عقرب چشم اُسی راستے سے آیا جس طرف عمرو بن رستم تعمیر قلعہ میں مصروف تھے پہلے فوج فریطا کوک
کی گذری لقا کو خبر ہوئی لقا نے تمام سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ آئے اور فریطا کوک عقرب چشم
کو استقبال کرکے لے گئے فریطا کوک اُن لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا سواری ملکہ کی پیچھے رہ گئی
فصلِ بہار تھی بند کھلے ہوئے تھے ملکہ صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی آتی تھی اُسے کیا خبر کہ اس صحرا میں قلعہ تعمیر
ہو رہا ہے اتفاقاً نظر عمرو بن رستم کی دختر فریطا کوک عقرب چشم پر پڑی ایک ہی نگاہ میں دل قابو
سے جاتا رہا جبتک ملکہ کی نظر صحرا میں رستم پر نہیں پڑی تھی اطمینان کے ساتھ صحرا کی سیر کرتی چلی جاتی تھی لیکن
جیسے ہی ایک مقام پر ٹھہر کر کہاروں نے محافہ رکھا بدلا اور ملکہ کی نگاہ بھی عمرو بن رستم پر پڑی اس نے جھجک کے منہ
اپنا پردے میں کرلیا اور جالی سے پردے کی دیکھا عمرو بن رستم بھی انتہا کے حسین تھے جہانتک سامنا رہا
ملکہ پردے سے دیکھا کی اس ایک نگاہ نے دونوں کو گھائل کیا اُدھر تو ملکہ گمگین ہوئی اُدھر عمرو بن رستم
نے بمشکل دن گذارا شام ہوتے ہی جو خیمہ میں آکے بخار میں پڑتے ہیں تو تین روز عجب حال رہا تعمیر قلعہ
وغیرہ موقوف ہوگئی اور علاج ہونے لگا مگر وہی حالت ہوئی کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
دن بدن لاغری و ناتوانی افزوں ہوتی جاتی تھی کوئی علاج کارگر نہوتا تھا اِدھر ان کی یہ حالت تھی اُدھر
فریطا کوک نے آتے ہی اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا اور مقابلہ کرنا شروع کئے اُسی یا پچاسی سردار لشکر
صاحبقران کے زخمی ہوگئے امیر دن بھر میدان جنگ میں رہتے تھے شام کو عمرو بن رستم کی خبر لیتے تھے لیکن
ان کی حالت یوماً فیوماً بدتر ہوتی چلی جاتی تھی طبیعت حیران تھی کہ کیا کریں کیا نکریں وہ تو مرض عشق تھا
دوا اس کی سوا شربت دیدار کے اور تھی ہی نہیں صحت کس طرح حاصل ہوتی آخر تمہارے دادا عمرو
نے بیچارا کہا حمزہ اگر میں تمہارے پوتے کو اچھا کردوں تو مجھے کیا دوگے صاحبقران نے فرمایا جو طبیبوں کا
حق ہے وہ تم کو ملجائیگا عمرو نے کہا کہ میں ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس لونگا اگر تم کہو تو علاج شروع کروں
صاحبقران کو عمرو بن رستم کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے فرمایا مجھے قبول ہے عمرو نے کہا کہ بس اب
آج سے علاج اور عیادت دونوں باتیں موقوف کرو آج کے تیسرے دن ہماری دوا کے اثر کو آکر دیکھ لینا
لیکن مجھ سے پوچھ کے صاحبقران نے یہ بھی منظور کیا اُسوقت تمہارے دادا عمرو بن رستم کے خیمہ میں
آئے چہرہ کو نظر غور سے دیکھا اور مسکرائے عمرو بن رستم کے مُنھ پر ہنسی کا نام بھی نہ تھا عمرو نے
اُسوقت آکے قصہ عشق کا شروع کیا اور جب قصہ رنگ پر آیا تو خاموش ہو رہے عمرو بن رستم نے کہا
کہ پھر آگے کیا ہوا عمرو نے کہا کچھ ہوگا پرائے ذکر سے کیا فائدہ کچھ اپنی بیتی کہو سنو عمرو بن رستم نے
کہا کہ سنو اچھا خدا کے واسطے بیان کیجیے اُسوقت آپ کی باتوں میں میرا جی بہل گیا عمرو نے تاڑ لیا کہ یہ
کسی پر عاشق ہوئے ہیں عمرو نے پھر تھوڑا سا بیان کیا سوچکر کہ اب میں جاتا ہوں صاحبقران سے
تھوڑی دیر کی اجازت لے کر آیا تھا وہ وقت گذر گیا عمرو بن رستم نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں آپ کو
نجانے دونگا دادا صاحب سے کہلائے بھیجتا ہوں عمرو نے کہا کہ میں تھوڑی دیر میں پھر آؤنگا اور

بیان کرونگا یہ فقرہ دے کے چلدیے اور پھر نہ گئے عمرو بن رستم کو اُس قصہ کا خیال جو رہا تو یاد دینی ملکہ کے پھر کچھ ہوئی اُسی قدر وحشت مین کمی رہی دوسرے روز عمرو پھر گئے عمرو بن رستم نے شکایت کی کہ آپ نے جو وعدہ کر گئے تھے عمرو نے بہانہ کر دیا کہ تمھارے دادا نے نہ آنے دیا خیر آج بقیہ قصہ کا سنو یہ کہکر پھر بیان کرنا شروع کیا اسی طرح دو تین روز مین بالکل بے تکلف ہو گئے اور عمرو بن رستم کو اپنے سے بے تکلف کر لیا اور پوچھا کہ اے عمرو بن رستم مین سمجھ تو گیا کہ تم کسی پر عاشق ہو اب مجھسے چھپانا بیکار ہے یہ یاد رکھو کہ بغیر ہمارے مراد پر آنا مشکل ہے صاف صاف بیان کر دو تمھارے باپ نے شرم نہ کی جب تمھاری مان سے عشق ہوا تھا تو علمشاہ بھی اسی طرح تڑپتے تھے پھر ہمین لے کر ناپا کیا تو کام چلا اور تمھارے دادا تو ہمارے ساتھ کے کھیلے ہوئے ہین اُن کی کتنا ہے مین عمر گذر گئی عمرو بن رستم پہلے تو شرمائے آخر سمجھ گئے کہ بغیر ان کی کمک کے مطلب حاصل ہونا مشکل ہے عمرو نے ایسا شیشہ مین اُتارا اور اس طرح کے فقرے دیے کہ عمرو بن رستم نے سارا واقعہ بیان کر دیا اسوقت عمرو نے بہت تسلی و تشفی کی اور کہا کہ گھبراتے کیون ہو مین آج ہی جاتا ہون اور وہان کی خبر لاتا ہون اگر وہ بھی تمھین دیکھ چکی ہے تو کچھ مشکل نہین ہے ورنہ پہلے دقت ہوگی جب سامنا ہو جائے گا تو وہ خود بھی تم پر مائل ہو جائے گی جو کچھ دقت ہے اسیوقت تک ہے جب تک تمھین اُس نے دیکھا نہین ہے یہ سنکے عمرو بن رستم نے کہا کہ یقین تو ہے کہ اُس نے بھی مجھے دیکھ ہی لیا ہوگا اس لئے کہ وہ صحرا کی سیر مین مشغول تھی جب اُس نے میری طرف دیکھا ہے تو اسوقت پردہ کیا ہے غرض ملکہ عمرو خیمہ سے نکلکر جانب لشکر بقمار روانہ ہوئے یہ کہکر صاحبقران خاموش ہو رہے طیفور نے کہا کہ پھر کیا ہوا میرے کہا کہ تجھے زیادہ سننے کی عادت نہین ہے اب پھر کسی وقت بیان کر دونگا طیفور نے منتین کین کہ اس عشق کا پورا واقعہ بیان کر دیجیے صاحبقران پھر بیان کرنے لگے کہ الحاصل عمرو لینے تمھارے دادا جانب لشکر بقمار روانہ ہوئے تمام لشکر مین پھرے کہین پتہ نہ لگا آخر مین معلوم ہوا کہ ابھی ملکہ ملک سبا کی مین نہین ہے بلکہ دریا پار خیمہ ملکہ کا برپا ہے تھوڑی سی فوج حفاظت کے لئے پڑی ہے جسوقت عقد ملکہ کا یاقوت شاہ کے ساتھ ہوئے گا تو ملکہ ایک ہی مرتبہ جائے گی اور بہشت بقا مین داخل کر دی جائے گی یہ سنکے عمرو کو وحشت ہوئی کہ اگر کہین یہ دوسرے کے بس مین چلی گئی تو برا ہوگا اچھا ہو گا کسی صورت سے ملکہ تک پہونچنا چاہیے یہ سوچ کے خواجہ کنارے دریا کے آئے دیکھا کہ دو ڈومنیین کھڑی ہوئی ہین اور ایک ناؤ ملاح لئے چلا آتا ہے بس انھون نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر مل کے اپنی صورت بھی ایک ڈومنی کی اپنی بنائی اور اُن ڈومنیون مین جا کے باتین کرنے لگے انھون نے کہا کہ بہن تم کون ہو کہان رہتی ہو جواب دیا کہ مین خدمت خداوند مین گایا بجایا کرتی ہون اندنون مجھے ہول دل کی بیماری ہو گئی تھی تو خداوند سے رخصت لے کے چلی آئی تھی آج دل بہلانے اسی طرف چلی آئی تم کون ہو اُن دونون نے کہا کہ ہم دونون آپس مین بہنین ہین نام ہمارے سیارہ و ستارہ ہین ہم ملکہ ناہید ابرو دختر قریطاکوک عفریت جمشیم کے ملازم ہین یہ وقت نوکری کا ہے خیمہ ملکہ کا اُس پار ہے خیر اسوقت تو ہم مجبور ہین پھر کسی وقت آنا تو ہم تمھارا گانا سنین گے اپنا گانا تمھین سنائین گے انھون نے کہا کہ اگر تمھارا کچھ حرج نہو تو ہمین بھی لیتے چلو ہمین گانے بجانے سے کچھ واسطہ نہین ہے سنا ہے کہ ملکہ تمھاری نہایت حسین ہے ذرا ہم بھی دیکھ لیتے انھون نے کہا کہ بہن چلو ہمارا کیا حرج ہے خواجہ اُن دونون ڈومنیون کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر اُس پار اُترے محلدار نے اطلاع کی کہ میراثنین حاضر ہین ملکہ نے بلا لیا خواجہ بھی اُن ڈومنیون کے ساتھ اندر پہونچے سلام کر کے بیٹھ گئے دیکھا تو ملکہ کا

رنگ زرد چہرہ متغیر بال پریشان عجب حال سے ہو کہ تن بدن کا ہوش نہین ہی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ بھی
دل دادہ ہی ان ڈومنیون نے ساز ملا کے گانا شروع کیا خواجہ نے دیکھا کہ جہان کوئی جلا بھنا عاشقانہ
شعر آ گیا ملکہ بے چین ہو گئی بعضے حسرت انگیز اشعار پر ملکہ کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے آپ چپکے چپکے تماشہ
دیکھا کئے جب یہ ڈومنیان گا چکین تو ملکہ نے پوچھا کہ یہ جو ڈلائی اوڑھے تمھارے ساتھ بیٹھی ہی یہ کون
عورت ہی انھون نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ خداوند کے یہان گاتی بجاتی ہی ہماری برادری کی ہین
حضور کی مشتاق جال تھین مین اپنے ساتھ لے آئی ملکہ نے کہا تمھارا کیا نام ہی خواجہ نے کہا جی مجکو سورستی
کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ ذرا ہم بھی تمھارا گانا سنین تم تو خداوند کے جلسے کی گانے والی ہو ہمین کاہے کو
سناؤ گی کہا کہ مین جیسی خداوند کی لونڈی ویسی آپ کی آپ بھی تو خداوند کی بہو بننے والی ہین ملکہ اس
سخن پر بد مزاج سی ہوئی مگر زبان سے کیا کہ سکتی تھی خواجہ نے انداز کر لیا کہ یہ نام یاقوت شاہ سے نفرت
بھی کرتی ہی خواجہ ڈومنی بنے ہوئے سامنے جا بیٹھے اور ایک عاشقانہ غزل شروع کی پھر خواجہ کا گانا اور
کسی رنڈی بازاری شاہد کے جلے بھنے اشعار ہر شعر پر ملکہ کی یہ حالت ہوئی کہ بیخود ہو ہو گئی وہ جو ڈومنیان
خواجہ کو اپنے ساتھ لے گئی تھین وہ سکتے مین تھین ایسا گانا انھون نے کبھی کاہے کو سنا تھا ملکہ بہت خوش
ہوئی اور ایک مالا موتیون کا گلے سے اتار کے سورستی کو دیا اور کہا کہ کل پھر آنا سورستی نے سلام کیا
اور ہمراہ انھین ڈومنیون کے سوار ہو کر گھر کی راہ لی راستے مین مالا توڑ کے موتی بانٹ دیے ان
ڈومنیون نے لینے سے انکار کیا آپ نے اصلی موتی تو زنبیل مین رکھ لیے جھوٹے موتی بانٹ دیے اور ان کو
یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ موتی بند کر کے رکھ چھوڑنا بار بار دیکھنے سے آبداری جاتی رہتی ہی یہ شاہزادی کے گلے
کے موتی ہین انھون نے خوش ہو کے کہا کہ ہمین تمھاری بدولت آج یہ انعام ملا ورنہ ہمین تو سوا اشرفی
روپیہ کے کوئی شے کبھی انعام مین نہین ملی یہ تمھارا کمال اور تمھاری قسمت تمھاری بدولت ہمارا بھی
فائدہ ہوا کل پھر آنا ملکہ تم سے بہت خوش ہوئی ہین الحاصل خواجہ وہان سے رخصت ہو کر عمرو بن رستم کے
پاس آ گئے اور ساری کیفیت اپنے جانے کی بیان کی عمرو بن رستم یا تو کروٹ مشکل سے بدلتے تھے یا
اٹھ بیٹھے اور خواجہ سے کہا کہ ہمین کیا اگر آپ جا کے ملکہ کو دیکھ آئے اگر ہماری آنکھون سے دیکھتے تو شاید
ہمین بھی کچھ تسکین ہوتی خواجہ نے کہا کہ پھر کیا مشکل ہی کل تم بھی چلے چلو مگر یون جانا ممکن نہین ہی جس
صورت سے مین گیا ہون اسی صورت سے چلو عمرو بن رستم نے کہا کہ کس طرح خواجہ نے کہا کہ ڈومنی بن کے چلنا
ہوگا اسی قدر عمرو بن رستم کو غیرت آئی اور کہا کہ مین تو نہ جاؤن گا اگر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ عمرو بن رستم
ڈومنی بن کے گئے تھے تو مین کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہون گا خواجہ نے ایسا فقرہ دیا کہ عمرو بن رستم
راضی ہو گئے لطیفہ و ریحی بول اٹھا کہ اس فقرے کو بھی تو بیان کیجیے یہ سنکے عادل کیوان شکوہ مسکرائے
اور فرمایا کہ خواجہ نے کہا کہ تم کیا اپنے دادا سے بڑھ گئے ہو مین ان کو بھی صورت بدل کے لیجا چکا ہون عمرو
بن رستم عشق مین مبہوت ہو رہے تھے یہ نہ پوچھا کہ دادا صاحب کیا عورت بن کے گئے تھے اگر وہ کہے
بھی تھے تو مرد کے بھیس مین اپنی اصلی صورت مصلحت سے بدل ڈالی ہوگی دوسرے دن عمرو نے عمرو
بن رستم کو شیشے مین اتار کے بالکل راضی کر لیا اور رنگ و روغن عیاری مل کر صورت ان کی ڈومنی کی
بنائی اور بہت سا زیور پہنایا زنانہ جوڑا زیب جسم کیا خواجہ اسی صورت پر بنے جس صورت سے ایکدن
پیشتر ہو آئے تھے اور عمرو بن رستم کو اپنے ساتھ لے کے جانب ملکہ روانہ ہوئے جس طرح انھون نے
عمرو بن رستم کو فقرہ دیا اسی طرح تو مجھے فقرہ دیتا ہی مگر مین تیری باتون مین آ کر اپنی عزت نہین ڈبوؤنگا

مرد ہو کر چوڑیان نہ پہنون گا طیفور نے کہا کہ اچھا یہ آپ کو اختیار ہی چاہیے جائیے نہ جائیے گر عمرو بن رستم کا واقعہ تو پورا بیان کر دیجیے کہ وہان پہونچ کے کیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ گئے اور ملکہ کو لے آئے طیفور نے کہا کہ اسی طرح مشرح و بسط کے ساتھ بیان کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں نے ناحق تجھسے بیان کیا تو نے بکواسکے بھیجا خالی کر دیا غرض خواجہ عمرو بن رستم کو اسی ہیئت سے اپنے ساتھ لیے ہوئے چلے تو انھین سیارہ اور ستارہ ڈومنیون کے گھر پہونچے وہ دونون نہایت اچھی طرح پیش آئین کہ ان کی وجہ سے نفع ہوا تھا حالانکہ ظاہری نفع تھا باطنًا ان کو کچھ بھی نہ ملا تھا مال تو انھین کے قبضہ مین رہا تھا ڈومنیون نے پوچھا کہ آج یہ جوان عورت کون تمھارے ساتھ ہے عمرو نے کہا کہ میری بیٹی ہے آج اس بات نے ضد کی کہ مین بھی ملکہ کی خدمت مین چلون گی یہ سنکے وہ دونون کہنے لگین کہ یہ تو رفتہ رفتہ سارے کنبہ کو ملکہ کے یہان داخل کر دے گی اس کا یہ اچھا نہین معلوم ہوتا ہے مگر مجبور تھین اگر ساتھ نہ لیجاتین تو یہ خوف تھا کہ اس نے ایکہی دن مین ملکہ کے دل پر سکہ جما لیا ہے ایسا نہو یہ اور کسی ذریعہ سے پہونچ کے شکایت کر دے تو پھر ملکہ کا عتاب آئے گا ہم ضرور ہی نکال دیے جائین گے مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا وقت تو ان کی حاضری کا تھا ہی اُدھر ملکہ نے سویرے سے ناؤ ان کے لینے کو بھیجدی تھی یہان سے خواجہ عمرو بن رستم ان دونون ڈومنیون کے ساتھ ناؤ پر سوار ہوکے اُس پار اترے اور وہان سے خدمت مین ملکہ کی پہونچے سلام کیا ملکہ نے جو آج پھر ایک نئی عورت کو ساتھ دیکھا استفسار کیا کہ یہ کون ہی خواجہ نے ملکہ سے بھی یہی کہا کہ یہ لونڈی کی دختر ہے اور عمرو بن رستم کی طرف دیکھکے کہا کہ ہائین تم نے ملکہ کو سلام نہ کیا بھلا یہ سلام کیا کرتے ہو ہائین دل مین کٹے جاتے تھے کہ مین اس ہیئت سے کیون آیا مگر اب تو آپنے خاموش بیٹھے رہے ملکہ نے کہا کہ شرم اس کے مزاج مین بہت ہے خواجہ نے کہا کہ حضور ہم لوگون کا بیچایی کا پیشہ مردون سے تو شرم کرتے نہین نہ کہ عورتون سے اور پھر وہ بھی آپ ایسی بن بیاہیون سے اسی کو کہا ہے کہ جیسی نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم ملکہ نے کہا کہ خیر کچھ گاؤ اور یہ گانا جانتی ہو تو اسسے بھی گواؤ خواجہ نے کہا کہ پھیرا یہ خوب بجاتی ہے اور طبلہ کی تو اسے ایسی مشق ہے یادہے کہ مجھے بھی یاد نہین پھر وہ تجھسے اچھا ناچتی ہے مگر اس پر تو شرم چھٹ پڑی ہے یہ شرم نہین پر بلا ہی ہے غرضکہ جو کچھ بھی چاہا خواجہ نے کہا ان کو چھکے ساکنے کے سوا کچھ بن نہ پڑی دل مین کہتے تھے کہ میری کیا شامت تھی کہ مین اس صورت سے آیا اب اگر بولتا ہون تو راز فاش ہوتا ہے بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے خیر اب تو جو ہو سو ہو کچھ بھی ہم رنج نہ صاحب ہر چہ آید بر سر من بالنصیب چپکے ہی بیٹھے رہے دم نہین مارا خواجہ نے یہ غزل کسنے در بغ کی غزل

زلف شبگون ہے کہین مشک ختن سے بہتر	رو سے رنگین ہے ترا یار چمن سے بہتر
اس مین یوسف ہی گرے ہین گرے سیکڑون دل	چاہ کنعان بھی نہین چاہ ذقن سے بہتر
کیا ملک ہے ترے یہ دکھلاتے ہین گل زخم ہزار	کوچۂ قاتل گلگون ہے چمن سے بہتر
پیرہن تنگ ہے یہ تو نہ یہ رنگت ہے	غنچۂ گل نہین اس گل کے دہن سے بہتر
سحر رخ شب گیسو کی بیاض اور سواد	صبحی آئینہ سے مشک ختن سے بہتر
ہون مین وحشی مجھے عریانی ہی کرتی ہے حجاب	دامن دشت کی چادر ہے کفن سے بہتر
ورد دندان کے مضامین ہین جو اے اختر	ہے یہ اک بیت اختر کا ملک عدن سے بہتر
دزد کا غم ہے نہ رہزن کا وہان کھٹکا ہے	منزل گور غریبان ہے وطن سے بہتر

اس کے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو
بزم گل مین بھی جیسے دیکھیے لب بستہ ہے
جتنے مسک ہین وہ دنیا پہ مرے جاتے ہین
دفن کردو تن پر داغ ہمارا عسہ یان
اسے پہنے ہوئے جاتے ہین خدا کے آگے
سر جھکائے ہوئے کس نازسے یہ چلتی ہے
ہے وہان نقص ترقی ہے یہان روز بروز
جام ہاتھون مین ہین یا شاخ پہ گل پھولے ہین
پیچھے سنکے مرے پاس وہ گلرو بولا ++

شاید گل کی سجاوٹ ہے دلہن سے بہتر
کوئی مجمع نہین ارباب سخن سے بہتر
ان کے نزدیک کوئی شے نہین زن سے بہتر
ہمکو یہ پھولون کی چادر ہے کفن سے بہتر
کوئی جامہ نہین دنیا مین کفن سے بہتر
ہے ستمگر تری تلوار دلہن سے بہتر
ماہ نو بھی تو نہین داغ کہن سے بہتر
آج ساقی تری محفل ہے چمن سے بہتر
زمزمے ہین ترے مرغان چمن سے بہتر

اسی طرح خواجہ ایسی ایسی غزلین گانے لگے کہ ملکہ کو رلا دیا جب ملکہ کو اپنی طرف بہت متوجہ پایا تو ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ قربان جاؤن مجھے کچھ تنہائی مین عرض کرنا ہے ملکہ نے کہا کہ بیان کر دیہ فرماکر تخلیہ کا حکم دیدیا جس قدر انیسین جلیسین مصاحبین خواصین وغیرہ تھین سب کو حکم ہوا کہ باہر جاؤ جب ہم بلائین تو آنا خبردار بے بلائے کوئی اندر نہ آئے سیارہ اور ستارہ بھی نکالدی گئین دل مین کہتی تھین کہ یہ بلا کہان سے آئی کہ اس نے تو ملکہ کو اپنا ہی کر لیا یہان جسوقت تخلیہ ہوگیا سوائے سورستی اور اُن کی بیٹی کے کوئی باقی نرہا تو ملکہ سے عرض کی کہ قربان جاؤن ایک زمانے مین مجھے علم نجوم ورمل وغیرہ سے اسقدر شوق ہوا تھا کہ مین نے گانا بجانا تک چھوڑ دیا تھا جب مصیبت پڑی تو گھر کا کام تھا اسوجہ سے پھر کرنے لگی ورنہ اصل مین مین نے علم نجوم مین کمال حاصل کیا تھا کل جو مین حاضر حضور ہوئی تو چہرہ کو دیکھکر شک ہوا مین نے اپنے علم سے جو دریافت کیا تو کیا کہون خلاف ادب ہے اگر جان کی امان پاؤن تو عرض کرون ملکہ کو اشتیاق تھا کہ دیکھیے یہ کیا بیان کرتی ہے فرمایا کہ جو تمھارے علم مین آیا ہو اسے بیان کرو خواجہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی کسی کا شیدا ہوتا ہے اور اُس کے خیال مین محو ہوکر اپنے تن بدن سے بیخبر ہو جاتا ہے وہ حالت حضور کی ہے اگر میرا بیان سچا ہو تو کہدیجیے مجھے تعویذ بھی لکھنا آتا ہے جب علم نقش وتسخیر سب کچھ جانتی ہون ملکہ عورت تو تھی ہی اتنی بھی چوٹ کی کہ قبول دی فرمایا کہ مین یہ نہین سمجھتی جو جوان ہوگا کسی نہ کسی طرف اس کا میلان خاطر ضرور ہوگا ایسے علم مین بھی بتا سکتی ہون کچھ تفصیلوار بیان کرو اُسوقت سورستی نے عرض کی کہ اگر مین نے مفصل بیان کر دیا تو انعام ملے گا ملکہ نے فرمایا کہ جو مانگے گی وہ دون گی ابتو خواجہ نے پورے اشعار دینا شروع کیے کہ جنگل تھا اُدھر سے سواری آپ کی جاتی تھی اور کسی مقام پر عمارت وغیرہ کی بنیاد پڑی ہے وہان کسی شخص کو آپ نے دیکھا ہے اُسوقت سے طبیعت آپ کی بے چین رہتی ہے اتنا سنتے ہی پایا تو ملکہ لیٹی ہوئی تھی یا اٹھکر بیٹھی اور کہنے لگی کہ تم نے ایسا سچ بیان کیا جیسے تم دیکھ رہی تھین سورستی نے کہا کہ ہم لوگون کے سامنے سب ننگے ہین جس کا حال چاہین دریافت کرلین اب مجھسے چھپانا بیکار ہے اے ملکہ آفاق اگر ارشاد ہو تو مین تعویذ بھی دون اور ایسا تعویذ دون کہ جیسے تو خیال اُس شخص کا دلسے جاتا رہے اور کہیے وہ خود یہان آجائے ملکہ نے کہا کہ اے سورستی کیا کہون مین اُس شخص کی دختر ہون جس کے نام سے پہلوانان زمانہ تھراتے ہین اور یہ سمجھتی کہ ایک مزدورون کے جمعدار پر میری طبیعت آئی تم سچ کہتی ہو
٢١٥ سواری میری چلی آتی تھی اور ایک شخص نوجوان کھڑا ہوا کچھ عمارت بنوا رہا تھا اُس نے مجھے دیکھا میری نظر اُس پر پڑی اُسوقت سے روح بے چین ہے جی چاہتا ہے کہ اُڑکر پہونچ جاؤن اور یہان میرے قتل کا

سامان ہو رہا ہی باپ میرا اس لئے لایا ہی کہ یاقوت شاہ کے ساتھ میری شادی ہو اور مین اُسے
حرامزادے سے نفرت کرتی ہون میری قسمت خدا اُسی مزدورون کے جمعدار سے وابستہ کر دے تو
اچھا ہی یہ کہکر رونے لگی اور یہ شعر پڑھا کہ ؎ یہ کہکر مر گئی بلبل قفس مین ۔ نہو بندہ کسی بندہ کے بس مین
اس کی یہ حالت دیکھکر عمرو بن رستم قریب تھا کہ لپٹ جائین لیکن ضبط کیا اُسوقت سورستی نے کہا کہ
اے ملکہ اگر یہان بیٹھی رہو گی تو ضرور ہی کہ شادی تمھاری اُسی خدا وندزادے کے ساتھ ہوگی جس سے
تمھین نفرت ہی ملکہ نے فرمایا کہ پھر کہان جاؤن میری تو وہ مثل ہی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن اُسوقت
سورستی نے کہا کہ اے ملکہ اگر وہ شخص جس پر تم عاشق ہو کچھ صاحب قوت ہو اور بقا سے مقابلہ کی طاقت
رکھتا ہو تو تم اُس کے پاس چلنے مین تامل تو نہ کرو گی ملکہ نے کہا کہ اے سورستی اگر وہ بقا سے مقابلہ بھی کر سکتا
ہو لیکن یہ مجھے معلوم ہو جائے کہ جو حالت میری اُس کے فراق مین ہی اُسی طرح اُسے بھی میرا خیال ہی
تو مجھے اُس کا ساتھ بدل و جان منظور ہی خواہ اس مین جان جائے یا رہے جب عمرو نے ملکہ کے دل کا
حال اچھی طرح دریافت کر لیا تو کہا کہ اے ملکہ آفاق مبارک ہو کہ جس پر آپ عاشق ہوئی ہین وہ مزدورونکا
سپہ نہین ہی بلکہ بیٹا ہی رستم زمان عالمشاہ نوجوان کا اور پوتا ہی امیر حمزہ صاحبقران کا جس کی تلوار کا
سکہ عالم مین بیٹھا ہوا ہی تم تو ایسا سمجھو ان کی دختر ہو حمزہ کے بیٹون پوتون پر تو بقا کی بیٹیان عاشق
ہوئین اور نکل گئین اس اس طرح ملکہ کو اُبھارا کہ ملکہ آمادہ ہو گئی اب خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ جو تمھاری
حالت اُس نوجوان کے فراق مین ہی اس سے بدتر اُس کی حالت ہی اور نام اس نوجوان کا عمرو بن رستم ہی
مین دراصل عمرو عیار ہون اور اُسی کے واسطے مین نے اپنی یہ صورت بنائی اور اپنے کو تم تک پہونچایا
اور یہ جس کو مین نے اپنی دختر بتایا تھا یہ وہی شاہزادہ ہی تمھارے ملنے کے اشتیاق مین اس نے یہ
لباس اختیار کیا اور میرے ساتھ یہان تک آیا ہی اب تو ملکہ بہت دھک ہو گئی عمرو نے اُٹھکر عمرو بن رستم
کے منھ پر ہاتھ پھیرا صورت اصلی ظاہر ہوئی جلدی جلدی تمام زیور اُتار کپڑے زنانے جو اوپر سے
پہنا دیے تھے اُتار ڈالے اب تو ملکہ نے پہچانا اور کہا کہ بیشک اسی جوان کو مین نے دیکھا تھا مگر اے شہریار
مجھے تو آپ کے ساتھ چلنے مین کوئی عذر و انکار نہین ہی لیکن آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ جب سے میرا باپ
اس مقام پر آیا اور اُس نے آپ کے لشکر سے مقابلہ شروع کیا اتنی سردار زخمی کئے ہین جس وقت
وہ میرے حال سے باخبر ہو گا تو لشکر اسلام سے ایسی تلوار چلے گی کہ زمین پر دریائے خون روان ہو گا
جو شخص فریطاکوک عقرب چشم سے طاقت مقابلہ رکھتا ہو وہ مجھے لے چلنے کا قصد کرے اُسوقت عمرو
بن رستم نے کہا کہ اے ملکہ دربار بقا مین قہرش سے بڑھکر زبردست سردار کوئی نہین جب قہرش کو
صاحبقران نے زیر کر لیا تو فریطاکوک کی کیا حقیقت ہی یہ بھی ایک نہ ایک دن اسیر ہو جائے گا ابھی
تک دادا صاحب یا والد ماجد سے مقابلہ کی نوبت نہین آئی ہی ورنہ فریطاکوک کبھی لشکر اسلام مین ہوتا
تم ہمارے ساتھ چلو اطمینان رکھو کیا مجال ہی کسی کی جو تمھین ہم سے چھین سکے اُسوقت ملکہ نے دروازہ
خیمہ پر آکے سیارہ اور ستارہ دونون ڈومنیون کو رخصت کر دیا اور دوسرا بجرا تیار ہونے کا حکم دیا
اور فرمایا کہ ہم سیر دریا کرین گے بعد روانہ ہونے ڈومنیون کے ملکہ بھی مع عمرو بن رستم اور خواجہ عمرو
بجرے پر سوار ہو کے اُس پار اُترے خواجہ ملکہ کو لئے ہوئے اُسی قلعہ نیم تعمیر مین آئے اور وہان سے ملکہ
کو عمرو بن رستم کے ساتھ گھوڑے کے جانب خیمہ ملک قاسم روانہ ہوئے شاہزادہ خاور سپاہ آرام
کر رہے تھے عمرو نے سیارہ سے کہا کہ جگا دے اُس نے عرض کی کہ میری مجال نہین ہی کہ مین جگاؤن

آپ مزاج سے شاہزادے کے آگاہ ہین عمرو نے آپ جاکے قاسم کو جگایا اور کہا کہ بیٹھے کیا کر رہے ہین
بھائی صاحب آپ کے فریطاکوک کی دختر پر عاشق ہوئے تھے اُسے بھگا کے قلعہ مین لائے ہین قلعہ نا تیار
ہر کسی سردار کو سواری ساتھ کر کے بھیجو اور بجاوج کو بلوالو ایسا نہو یہ خبر مشہور ہو اور لشکر ہتیا جا کے
گھیر لے پھر ملکہ کا نکال کے لانا دشوار ہوگا قاسم نے اُسیوقت مظفر بن ضیغم خون آشام کو دس ہزار
سوار سے روانہ کیا کہ جاکر قلعہ سے بھابی صاحبہ کو لے آؤ مظفر بن ضیغم خون آشام روانہ ہوا وہان
وہ دونون ڈومنیان جو ملکہ کی خدمت سے واپس ہوئین تو آپس مین کہتی ہوئی چلین کہ نہین معلوم
یہ عورت کٹنی ہی یا ساحرہ ہی کہ دو دن مین ملکہ کو اپنا کر لیا ہم برسون کے نوکر اور دو دھڑی کی طرح
الگ نکال کے پھینکدیے گئے اور مزا تو یہ ہی کہ اُس نے پہلے ہمین کو فریب دیا کہ ہم اُسے ملکہ تک لے گئے
ورنہ ملکہ تک رسائی بھی محال تھی اگر اونچ نیچ پڑی تو ناک چوٹی ہماری پہلے کاٹی جاے گی اس سے بہتر یہ
ہی کہ اپنی بریت کرنی چاہیے آج ملکہ کے والد ماجد سے اطلاع کر دین یہ سوچتی ہوئی دونون کی دونون
خدمت مین فریطاکوک عقرب چشم کے پہونچین اور کہا کہ جان کی امان پائین تو کچھ عرض کرین فریطاکوک
نے کہا بیان کرو تمھاری جان تم کو بخشی یہ سنکے اُن دونون نے کہا کہ کچھ دنون سے صاحبزادی کی
طبیعت کا رنگ بدلا ہوا ہی اور ایک نئی عورت وہان گئی ہی اُس سے کچھ پوشیدہ باتین ہوا کرتی ہین یہ
ہمین نہین معلوم کہ کیا باتین ہوتی ہین لہذا ہم نے ازراہ خیرخواہی حضور کو مطلع کر دیا اب اگر کچھ اونچ نیچ
پڑے تو ہمارے سر الزام نہ آئے یہ سنکے فریطاکوک عقرب چشم نے اُسیوقت ایک عورت کو بھیجا کہ
جاکے ملکہ سے کہدو کہ تم دریا کے اس پار خیمہ اپنا برپا کرو کیونکہ اگر ہمارا جی چاہتا ہی کہ تم کو دیکھین تو دقت
ہوتی ہی تم تک پہونچنے مین عرصہ ہوتا ہی وہ عورت حسب الحکم ناؤ پر سوار ہوکے پیام فریطاکوک کا
ملکہ سے کہنے کو گئی جب ملکہ کے خیمہ مین پہونچی اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نہین ہین پوچھا کہان گئین
خواصون نے بیان کیا کہ بجرے پر سوار ہوکے سیر دریا کو گئین ہین بجرہ تو پلٹ آیا لیکن ملکہ پلٹ کے نہین
آئین ماہیچون کا بیان ہی کہ دو اجنبی آدمی تھے ملکہ انھین کے ساتھ بجرے سے اُتر کر صحرا کی طرف چلی گئین
بس یہ سنکے اس نے چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اس چھوکری نے غضب کیا جس کا ایسا باپ ہو اس نے
خاندان کی ناک اسطرح کٹوا دی وہان سے روتی پیٹتی آئی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ صاحبزادی کا
پتہ نہین کہ کہان گئین بس یہ سنکے فریطاکوک بسبب شرم وحیا کے غرق عرق ہو گیا اپنے عیار کو بلا کے حکم
دیا کہ جا اور خبر لا کہ ملکہ کہان گئی عیار روانہ ہوا اب صبح کا وقت عیار فریطاکوک عقرب چشم لشکر اسلام مین
آیا اور گشت لگا کے پلٹا تھا کہ دیکھا اس نے کہ جانب صحرا سے مظفر بن ضیغم خون آشام ایک محافہ اپنی حفاظت
وحراست مین لیے ہوئے لشکر اسلام کی طرف جا رہا ہی اس نے کسی عیار اہل اسلام کی شکل بنکر ہمراہیان مظفر
سے پوچھا کہ یہ کس ملکہ کی سواری ہی انھون نے سادگی کے ساتھ دوست سمجھکے بیان کر دیا کہ فریطاکوک عقرب چشم
کی دختر ہی اور شاہزادہ عمرو بن رستم کی معشوقہ ہی بس یہ سنتے ہی عیار وہان سے سر پر پاؤن رکھکے بھاگا اور
آکر فریطاکوک عقرب چشم سے بیان کیا کہ عمرو بن رستم ملکہ کو بھگا لے گیا ہی اور خالو قدرت ضیغم خون آشام
کا بیٹا محافہ ملکہ کا اپنی حفاظت مین لیے جاتا ہی ابھی ملکہ لشکر اسلام تک پہونچی نہین ہی بس یہ سنتے ہی فریطاکوک
عقرب چشم نے اسلحہ طلب کیا اور ایک رفیق اس کا تنومند وزورآور کہ نام اُس کا ضیغم شیرزن تھا یہ مسلح
بیٹھا ہوا تھا فریطاکوک نے اُس سے کہا کہ تو جاکر مظفر سے ملکہ کو چھین لا اور مین بھی آتا ہون فریطاکوک
عقرب چشم تو جسم پر ہتھیار سجنے لگا اور ضیغم شیرزن اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہو گیا اور مصر

مظفر بن ضیغم خون آشام ملکہ کا محافہ لئے چلے آتے ہین دس ہزار سوار محافہ کو گھیرے ہوئے ہین ملکہ بھی
دل مین خوش ہو کہ اب صاحبقران کی پوتی ہو کہلاؤن گی اگر وہان رہتی تو ایک کافر کی بہو اور کافر کی جورو
کہلاتی خدا کا شکر ہو کہ اُس نے عفریت خصال سے مجھے بچایا اور جیسے مین چاہتی تھی اُسے پایا یہ خوشی خوشی محافہ
سے جھانکتی تاکتی ہوئی کہ اب لشکر اسلام کتنی دور ہی چلی آتی تھی کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور ضیغم
تیغزن مانند باد صرصر کے پہونچا اور اس نے نعرہ کیا کہ اے پسر خالو قدرت بڑے شرم کی بات ہو کہ باپ تیرا
خالو قدرت کہلاتا ہو اس رشتہ سے تو یاقوت شاہ کا چچا ہوا اور اُسی کی منگیتر کو ایک مجاور زادہ مکے کے پوتے
کے لئے لئے جاتا ہو تو نے نام خاندان کا ڈبو دیا جب عزیزان خداوند ایسا کرین گے تو دوسرون کو کیون خیال
ہونے لگا بس خیر اسی مین ہو کہ محافہ ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ بزور شمشیر مین چھین لون گا اُسوقت مظفر بن ضیغم
خون آشام نے کہا کہ او خدا ناشناس یہ کس ملت و مذہب مین روا ہو کہ بجبر کسی کی شادی کر دی جائے
خدا نے ہر شخص کو آزادی دی ہو عورت ہو یا مرد جس کی راضی ہو اُس کے ساتھ عقد کرے ملکہ جس کی رضامند
تھی اُس کے پاس چلی آئی اور اب یہ شاہزادہ خاور سپاہ لال خفتان خونریز خاوری کی بیاہی ہو چکی اب
ادھر اگر کوئی دوسری نیت سے دیکھے تو آنکھین نکال لی جائین اور تو قرابت لقا کا جو طعنہ دیتا ہو تو میرا اسلام
اختیار کرنا پرستاران لقا کے واسطے نصیحت ہو کہ وہ سب بھی اس مذہب برحق کی طرف راغب ہون اور
دل مین سمجھین کہ اگر لقا لائق پرستش ہوتا تو عزیز اُس کے اُسے کیون چھوڑ دیتے بہتر یہ ہو کہ تو بھی مذہب اسلام
اختیار کر اور لقا پر لعنت کر کہ عبد ہو کر معبود ہونے کا دعوی کرتا ہو اور دیکھ لینا کہ ایک روز تیرا آقا فریطا کوک
عقرب چشم بھی زیر ہو کر مثل ملک قہرش بن سوکھائی طوفانی کے اطاعت اختیار کر لے گا یہ بھروسہ نہ کرنا کہ
فریطا کوک کے ہاتھ سے اسی پچاسی سردار زخمی ہو چکے ہین ابھی رستم زمان علمشاہ نوجوان یا خود صاحبقران
سے سامنا نہین ہوا ہو ورنہ فریطا کوک کو میدان سے پلٹ کے جانا نصیب نہوتا یہ سنکے ضیغم تیغزن نہایت
برہم ہوا اور اس نے تلوار کھینچکر مظفر پر حملہ کیا کہ تو نہ مانے گا بغیر جنگ تجھسے فیصلہ نہوگا مظفر بن ضیغم خون آشام
نے وار اُس کا رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ ضیغم تیغزن زخمی ہو کر جھومنے لگا مظفر اگر دوسرا ہاتھ مار دیتا تو کام
ضیغم تیغزن کا تمام ہو جاتا مظفر نے اس حرکت کو شان مردی و مردانگی کے خلاف جانا ہنوز ضیغم تیغزن پلٹنے نہین
پایا تھا اور مظفر ملکہ کو لے کے لشکر کی طرف نہین جانے پایا تھا کہ دوسری گرد اُڑی اور خود فریطا کوک
عقرب چشم یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اپنے سردار کو غرق خون دیکھکر اس نے نعرہ کیا کہ او
مظفر کہان جاتا ہو خبردار کہ مین آپہونچا فریطا کوک کی آمد دیکھکر ملکہ کے ہاتھ پاؤن سرد ہوگئے اور اس کو
یقین ہو گیا کہ اب میرا لشکر اسلام مین پہونچنا غیر ممکن ہو اس کے ہاتھ سے مظفر بچ نہین سکتا یہ تو سہم گئی وہان
مظفر نے کہا کہ او فریطا کوک عقرب چشم مین مثل لقا کے نہین ہون مین سپہگری کو خداوندی سے بہتر جانتا
ہون اور کوئی کام دوسرون کے گھمنڈ پر نہین کرتا ہون اگر تیرے بازوؤن مین طاقت ہو تو ملکہ کو مجھسے چھین لے
جبتک میرے دم مین دم ہو اُسوقت تک تو ملکہ کو ہرگز نہ دون گا فریطا کوک نے کہا کہ مین بھی عاجز نہین
ہون اور اب تجھے تیرا وہ پاس نہین ہو جو پہلے تھا اس لئے کہ پہلے مین عزیز خداوند سمجھکر بہت عزت کی نظر سے
تجھے دیکھتا تھا اب تو خداوندی سے منحرف ہو گیا تو پھر بھی تیری اطاعت واجب نہین رہی یہ کہکے فریطا کوک
عقرب چشم نے تلوار کھینچ لی ادھر مظفر نے تلوار کھینچ لی مظفر نے کئی وار کیئے مگر فریطا کوک نے سب وار رد
کر کے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام زخمی ہو گیا فریطا کوک نے محافہ کے قریب آکے
دختر سے کچھ باتین کرنا چاہا ملکہ نے بسبب شرم کے باپ کو کوئی جواب نہ دیا اور وہان شاہزادہ خاور سپاہ کو

خبر ہوگئی کہ رفیق آپ کا فریطاکوک کے ہاتھ سے زخمی ہوگیا اور وہ اپنی دختر کو لئے جاتا ہے بس یہ سنتے ہی قاسم کو تاب نہ رہی جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوئے یہاں فریطاکوک عقرب چشم محافہ کو ساتھ لے کر چند ہی قدم آگے بڑھا ہوگا کہ گرد اڑی اور نعرہ ہوا کہ اے آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لال پوشش خاوری۔ خبردار او فریطاکوک عقرب چشم کہاں جاتا ہے میں آپہونچا یہ دختر تیری اب ہماری عزت ہے فریطاکوک عقرب چشم نے پلٹ کے دیکھا اور کہا کہ اتنی میدانداریاں ہوئیں ان میں تو نے نکل کے سامنا نہ کیا تجھے تو حسرت صاحبقران اور علمشاہ نوجوان سے مقابلہ کی ہے اور کوئی سردار نظر میں نہیں سماتا مگر آج تک نہ تیرا باپ ہی میرے مقابلہ کو نکلا نہ دادا تجھ سے میں کیا مقابلہ کروں قاسم نے کہا کہ تو مجھے کیا سمجھتا ہے فریطاکوک نے کہا کہ بچہ جانتا ہوں قاسم نے کہا کہ میں وہ بچہ ہوں کہ میں نے سات برس کے سن میں ترک توسن بلیطاقی کو بارگاہ ہرمز و فرامرز میں گھس کر مارا طلسم افراسیاب کو فتح کیا میں تیری حقیقت کب سمجھتا ہوں لا ضرب بہادری کی فریطاکوک عقرب چشم نے تلوار ماری قاسم نے چاہا بند دست پر ہاتھ ڈالدوں لیکن قد فریطاکوک کا بہت بڑا تھا ہاتھ قاسم کا کلائی تک نہ پہونچا تھا کہ تیغہ سر پر آگیا اور تا دو ابرو اتر گیا قاسم نے جلدی سے داستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر نکل گیا لیکن قاسم پر غشی طاری ہوگئی کہ زخم گہرا تھا لیکن بعد قاسم کے چلنے کے اس خبر کو سنکر رستم زماں علمشاہ نوجوان بھی چل کھڑے ہوئے تھے اسوقت پہونچے کہ قاسم زخمی ہوچکے تھے بس نعرہ کیا کہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ہے کہ بر تخت مرزوق افگندہ شود ہے خبردار اے فریطاکوک عقرب چشم میں آپہونچا فریطاکوک نے کہا کہ بیٹے کی محبت سے تو بھی مقابلہ پر آیا وہ کہا اتنی میدانداریوں میں کسی دن سامنا نہ کیا علمشاہ رومی نے کہا کہ اے فریطاکوک اگر تجھے میرے مقابلہ کی تمنا تھی مجھے پکارا ہوتا یہ خیال خام ہے کہ اور لوگوں کو تجھ سے تمنائے مقابلہ تھی میں ان کو نہ جانے دیتا اور کہا یہ میدان نہیں ہے جہاں مقابلہ ہوگیا وہی میدان جنگ ہے آ اور جو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنتے فریطاکوک عقرب چشم نے تیغہ نیام میں کر کے گرز سنبھالا اور کہا کہ میں نے تیری ضرب گرز کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا میں بھی مشتاق ہوں یہ کہکر اس نے اپنے پندرہ سو من کے گرز کو سر پہ چرخ دے کر سر علمشاہ رومی پہ وار کیا علمشاہ نے سپر بلند کی چونکہ علمشاہ اسوقت جلدی میں ایک سنگے مرکب پہ سوار ہوکے دوڑ پڑے تھے ادھر تو کلہ گرز سے سنسنانے کی صدا پیدا ہوئی ادھر مرکب چراغ پا ہوا اب علمشاہ گرز کو روکیں یا مرکب کو سنبھالیں سپر تو سر پر تھی گرز سر مرکب پر آیا کہ مرکب کا سر پاش پاش ہوگیا مرکب نے چرخ مارا علمشاہ نے زین خالی کیا اور دو گز لات ماری ادھر فریطاکوک نے مرکب سے کود کر تیغہ مارا کہ سر علمشاہ کا زخمی ہوا بس علمشاہ نے بھی تلوار ماری کہ فریطاکوک بھی زخمی ہوگیا اب تو یہ حالت ہے کہ جب فریطاکوک تلوار مارتا ہے علمشاہ سپر بھی نہیں بلند کرتے ہیں اور سینہ پر وار روکتے ہیں یہ دیکھتے ہی فریطاکوک کو بھی غیرت آئی جب علمشاہ نے وار کیا تو فریطاکوک نے بھی سپر نہ بلند کی اس نے بھی گہرا زخم کھایا دونوں اسقدر زخمی ہوئے کہ زمین پر گھٹنے ٹیکدیئے اور خنجر کھینچ لئے تلواریں پھینک دیں ادھر یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ عمرو بن ستم فریطاکوک کی دختر کو لئے آتے تھے یہ ساری بیماری عشق کی تھی فریطاکوک کو خبر ہوگئی وہ آکر سد راہ ہوا مظفر بن ضیغم خون آشام کو زخمی کیا قاسم گھبرائے ہوئے پہونچے وہ بھی زخمی ہوئے اب علمشاہ سے تلوار چلی رہی ہے دونوں زخمی ہیں بس یہ سنتے ہی جلدی سے صاحبقران مرکب پہ سوار ہوکر دوڑے آکے دیکھا تو واقع میں دونوں اسقدر زخمی ہیں کہ جھوم رہے ہیں نہ علمشاہ کا وار فریطاکوک روکتا ہے نہ فریطاکوک کا

وار علمشاہ مر گئے ہیں بس یہ دیکھکر صاحبقران بیتاب ہو گئے کہ ادھر تو نور نظر ہوا ادھر بھی رستم لشکر لقا
پر جو مارا گیا داغ دیے جائینگے صاحبقران نے پہونچتے ہی آواز دی کہ یہ کیا حالت ہے اور کس طریقے کی
جنگ ہو رہی ہے اب لڑائی ہو تو فتنہ اگر جب اچھے ہو لینا تو لڑ لینا لیکن ان دو نون میں اسی طرح جھوم جھوم کر تلوار
چلتی تھی ادھر بھی اکثر نے بھی ساتھ دینا بند کی بس امیر نے جاتے ہی ایک ہاتھ سے ہاتھ علمشاہ کا اور دوسرے
ہاتھ سے ہاتھ فرلطاکوک عقرب چشم کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے دلاور بس فرلطاکوک عقرب چشم نے کہا
کہ یا امیر افسوس ہے کہ آپ سے حسرت مقابلہ باقی رہ گئی اور اب اسوقت نہ مجھے روکیے نہ رستم کو میرے
اس کے فیصلہ ہو جانے دیجیے اب مجھے اپنی زندگی منظور نہیں ہے اس لیے کہ آپ کے فرزند کی بدولت میری
عزت پر حرف آیا یا مجھے ملکہ کو قتل کر ڈالنے دیجیے امیر نے فرمایا کہ اے فرلطاکوک عقرب چشم یہ کیا بات
ہے خدا نے مرد کو عورت کے لیے اور عورت کو مرد کے لیے خلق کیا ہے یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ کسی کی بیٹی کسی کا
بیٹا کیا تم مجھے ذلیل سمجھتے ہو جو بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو میرا فرزند تمہاری دامادی کے لائق نہیں ہے فرلطاکوک
عقرب چشم نے کہا کہ اگر ڈوامر ہوتے تو میرا افتخار تھا اسوقت آپ کی وہ عزت ہے کہ صاحبقران جہان
کہلاتے ہیں اور میں ایک پہلوان زبردست کے لقب سے مشہور ہوں لیکن یہ طریقہ بہت برا ہوا کہ عمرو
بن رستم ملکہ کو پوشیدہ طور پر لیکے بھاگے اور علاوہ اس کے ملکہ خداوند زادے کے ساتھ منگنی ہو چکی
تھی صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک عمرو بن رستم نے یہ برا کیا اور یہ عذر کہ ملکہ یاقوت شاہ کی منگیتر تھی
یہ عذر بیجا ہے اس لیے کہ جب ملکہ اس کے ساتھ رہنا منظور نہ تھی تو ملکہ کی شادی اس سے کرنا ملکہ پر ظلم کرنا ہے
اگر تم ملکہ کے قتل پر آمادہ ہوتے تو میں اسیوقت ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دیتا مگر اب ملکہ کو میں اپنے ساتھ
لیے جاؤنگا جیسی تمہاری دختر ویسی میری دختر تم ہر طرح کا اطمینان رکھو اب عمرو بن رستم صورت بھی
ملکہ کی نہ دیکھنے پائیگا جسوقت تک میرے تمہارے فیصلہ نہ ہولے گا اور میں مرہم سلیمانی تمہارے
واسطے بھیجتا ہوں تم ایک روز میں اچھے ہو جاؤ گے یہ اشفاق و اخلاق صاحبقران دیکھکر فرلطاکوک
نے گردن جھکالی اور کہا کہ مجھے آپ کی بات کا یقین ہے لیکن افسوس کہ لقا کی طرف سے ہماری کمک کو
ابتک کوئی نہ آیا یہ کہکر اسی حالت زخمداری میں باگ پلٹ کے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہو گیا ادھر صاحبقران
عالیشان محافظ ملکہ کا اور فرزند زخمی کو ساتھ لیے ہوئے پلٹے ملکہ کو خورشید خاوری کے حوالے کیا اور کہا
کہ یہ امانت ہے خبردار کسی مرد کا اس کا سامنا نہ ہونے پائے جب تک عقد نہ ہولے اور مرہم سلیمانی منگوا کر
علمشاہ کے زخموں میں ٹانکے دلوائے لیکن علمشاہ نے کہا کہ پہلے فرلطاکوک عقرب چشم کے واسطے مرہم
بھیجیے تب اس کے بعد میں اپنے زخموں کا علاج کرونگا امیر نے عمرو کے ہاتھ مرہم سلیمانی روانہ کیا
یہاں علمشاہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ فرلطاکوک کے زخموں میں مرہم لگا لیا جائے اور عمرو پھر کے
آئیں تو میں بھی مرہم لگاؤں وہاں فرلطاکوک عقرب چشم اپنی بارگاہ میں پہونچا اور اس معرکہ کی خبر
مشتہر ہوئی تو سرداران لشکر کفار بغرض عیادت کو آئے اور لقا خود سوار ہو کے آیا اس لیے کہ فرلطاکوک
عقرب چشم کو طرفدار بھی سمجھتا تھا ہمراہ لقا بھی بہت سے سردار آئے بارگاہ فرلطاکوک عقرب چشم
کی بھر گئی اسوقت لقا نے کہا کہ تم لوگ بدکار عورتوں کو لے کے خداوند زادے کی نظر کو آئے ہو
وہ بھاگ جاتی ہیں اور خداوند کو بدنام کرتی ہیں اگر دختر تمہاری خراب تھی تو اسے لے کے تم کیوں آئے
یہ سنکے فرلطاکوک کو تاب ضبط نہ رہی چونکہ فرلطاکوک عقرب چشم نہایت غیرت دار اور عقلمند تھا
اس نے زندگی کو رسوائی کے ساتھ ہیچ جانا اٹھنے میں خواجہ پاؤ ہو چکے اور کہا اے فرلطاکوک عقرب چشم

صاحبقران نے مرہم سلیمانی تمہارے واسطے بھیجا ہے اور شاہزادہ علمشاہ نے زخموں میں پٹیاں نہیں
بندھوائی ہیں جب تک تم یہ مرہم نہ لگاؤ گے اسوقت تک علمشاہ بھی مرہم نہ لگائیں گے زخم اُسی طرح
ہوا کھا رہے ہیں یہ سنکے فریطاکوک نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ خواجہ ہمارا سلام آخر علمشاہ کو بھی کہدینا
اور صاحبقران سے بھی تسلیم عرض کرنا اور کہا کہ اب ہمارے آپ کے روز قیامت ملاقات ہوگی لیکن
اتنا خیال رہے کہ یا تو ملکہ کو قتل کر ڈالیے گا اور یا اس صورت سے عقد کر دیجیے گا جس طرح ان باپ اولاد
کا عقد کرتے ہیں ہم تو اب دنیا سے جاتے ہیں آپ نے اگر اپنی زبان سے اُس کو دختر کیا ہے تو اب ہمارے
مقام پر آپ ہیں اور خواجہ آپ میرے کلمہ کے شاہد رہیے گا میں نے لاکھ لاکھ لعنت کی ایسے خداوند پر جس کے
یہاں انصاف نہیں اور بدل دین اسلام قبول کیا بیشک مذہب اسلام برحق ہے یہ کہکر اس نے خنجر مار لیا
عمرو ہائیں ہائیں کرتے رہے لیکن فریطاکوک ایسا تو تھا نہیں کہ عمرو اس کا ہاتھ روک سکتے خنجر سینے
کے پار ہو گیا فریطاکوک ایک تو یونہیں زخموں میں چور نوبت بجان ہو رہا تھا اسپر اپنے ہاتھ سے خودکشی کرلی
دم بھر میں پھڑک کے مر گیا لقا کو بھی صدمہ ہوا لیکن یہ ملعون پکارا کہ اے بندگان من میں اس بندے
کو ایسے اس سے زیادہ شہزور کرکے پیدا کروں گا یہ کہکر لقا نے لاش فریطاکوک عقرب چشم کی ایک
چشمہ میں ڈلوا دی اور دوسری روایت یہ ہے کہ عمرو یہ حال دیکھکے واپس ہوئے اور آکر سارا حال امیر سے
بیان کیا صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور امیر نے خود لاش فریطاکوک عقرب چشم اٹھوا کے دفن
کرا دی اور دو شب و روز کھانا نہیں کھایا بعد اس کے عقد ملکہ کا عمرو بن رستم کے ساتھ کر تو دیا مگر وہ خوشی
جو صاحبقران کی تھی وہ تو مرنے سے فریطاکوک عقرب چشم کے مٹ چکی تھی تاہم موافق وصیت فریطاکوک
مثل اپنی دختر کے دختر فریطاکوک عقرب چشم پر شفقت فرماتے تھے اُس دن سے یہ بدنامی کا داغ عمرو
بن رستم کے نام سے زندگی میں نہ گیا اور عمرو بن رستم نے بھی اُس روز سے سپہگری ترک کر دی کہ جن
ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لیں اب اُن سے تلوار کیا اٹھاؤں اگر میں میدان میں کسی کے مقابلہ کو نکلا اور اُسنے
طعنہ دیا تو مر جانے کی جگہ ہے اے طیفور تو بھی مثل عمرو بن رستم کے نہ سمجھ اگرچہ عمرو بن رستم بھی میرے
دادا ہوتے تھے لیکن میں نسل سے شاہزادہ خاور سپاہ کی ہوں جو اس ننگ و عار کو کبھی گوارا نکرتے
بلکہ وہ بدیع الزمان کو اس بات کا طعنہ دیا کرتے تھے کہ تم وہی ہو کہ گو ہر ملک کے ساتھ قفس میں بیٹھکر
چار باغ گئے تھے یعنی چھپ کے بھاگ گئے تھے قاسم نے ایسا کبھی نہیں کیا اسوقت طیفور نے عرض کیا کہ
یا صاحبقران اگر عورت بن کے جانا آپ کی شان مردانگی و جرأت کے خلاف ہے تو میں آپ کو ایک جوگی کی
عورت بنائے دیتا ہوں اور خود آپ کا بالکا بنتا ہوں اس ہیئت سے چلکے تماشہ دیکھیے کچھ سوچ کے
امیر نے فرمایا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے بس طیفور باجیہ گرو نے اسیوقت امیر کو شجرفی تہمد بندھوائی
منھ پر بھبوت ملا بڑی بڑی جٹیں لگا کر خوب زیور پہنایا اور آپ بھی جوگی بچہ بن کر امیر کے ساتھ ہوا اور صاحبقران
کو لے کر چل کھڑا ہوا پہلے تو دور سے تمام ساحل کی سیر دکھائی بعد اس کے امیر سے کہا کہ ان عورتوں میں تو
بغیر عورت بنے ہوئے جانا ممکن نہیں اب ان سے علیحدہ کسی مقام پر ٹھہریے امیر نے کہا ایسے مقام پر ٹھہرو
جہاں جلد ملکہ کے آنے کی امید ہو اس لیے کہ ہمیں اُس ملکہ کے حسن کی بہت تعریف سنی ہے جب یہاں کی عام عورتیں
ایسی ہیں تو جو یہاں کے لوگوں میں حسین سمجھے جاتے ہیں وہ کیسے ہوں گے طیفور نے کہا کہ یہاں سے
قریب ایک مزار ہے کسی درویش کا میلہ کی حد سے الگ بھی ہے اور یقین ہے کہ ملکہ جائے متبرک سمجھکر اس مزار
تک ضرور آئے گی اسی کو آباد کرنا چاہیے صاحبقران نے فرمایا کہ جو تیری رائے طیفور امیر یا قوتی کو ساتھ لیے

ہوے دور سے سیر دکھاتا ہوا مزار پر درویش مہربان شاہ کے روانہ ہوا امیر میلے کی سیر دیکھتے چلے جاتے ہین کہ جو عورت ہی حسن وجمال مین عدیم المثال ہی اور سوا جوانون کے کوئی سن رسیدہ نہین معلوم ہوتی نہ کوئی بدصورت دکھائی دیتی ہی سب کی سب آپس مین چہلین کر رہی ہین کوئی کسی مقام پر نہا رہی ہی کوئی تھال ہاتھ مین لیے ہوئے پھول دریا مین بہا رہی ہی غرضکہ عجب طرح کی کیفیت تھی ہی نظم

کوئی گل پیرہن نہاتی تھی
پھول کوئی بہاتے جاتی تھی
غوطے ایک ایک نے اس طرح مارے
جیسے غرق آسمان مین ہون تارے
نکلی دریا سے جو پری تمثال
راز پنہان ہوا زبان حال

صاحبقران سیر کرتے ہوے مزار مہربان شاہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک عمارت سنگ مرمر کی کنارے دریا کے واقع ہی زیر گنبد مزار مہربان شاہ کا ہی اوپر مزار کے لوح لگی ہوئی ہی لوح پر نام مہربان شاہ کا کندہ ہی صاحبقران نے مزار پر فاتحہ پڑھا طیفور نے کہا اب آپ بیٹھے دیکھیے تو مین کیا سامان کرتا ہون لیکن جو کچھ اس سامان مین صرف ہوگا وہ آپکو دینا پڑیگا امیر نے فرمایا مین دونگا بس اسیوقت طیفور نے زنبیل سے شیشہ آلات نکالے اور سقف مین آویزان کیے دیوارون مین نصب کیے فرش نہایت پر تکلف بچھایا اور اس فرش پر ایک سیتل پاٹی بچھا دی اُس پر صاحبقران کو بٹھا دیا اور فرشی جھاڑ مردنگ بھی لگا کر قرینے سے روشن کر دیے اُس کے بعد بڑے بڑے گجرے پھولون کے ہر کنول کی شاخ مین لپیٹ دیے اور ایک گجرا امیر کے گلے مین ڈالدیا ایک آپ پہن لیا اور عطر کے قرابے کے قرابے لنڈھا دیے اور کئی قرابے توڑ کے دریا مین بہا دیے اور کچھ طبق نہایت پر تکلف بنا کے چھوڑ دیے اس مقبرہ کو ایسا سجا کہ عروس شب اول کا حجلہ بھی اسقدر آراستہ نہوگا اور ایسی خوشبو مہکی کہ جب ہوا اس طرف سے ہوکے گذری دامن مین اپنے شمیم لے کر گئی تو جہانتک پہونچی بسا دیا ہوا بھی اُسی طرف کی تھی جدھر میلہ تھا اور پانی کا بہاو بھی اُسی جانب تھا یہ وہ وقت تھا کہ ملکہ اپنے بجرے پر سوار ہوکے چلی ہی ناچ ملکہ کے سامنے ہو رہا ہی وزیرزادی ہمراہ بیٹھی ہوئی ہی باقی خواصین اور کنیزین ہین یا ماہجنیان ہین اور پاکا سنین بجرہ ملکہ کا دھارا کاٹتا ہوا چلا اس لیے کہ ملکہ ہر سال مزار مہربان شاہ پر بھی آتی ہی اور کچھ چڑھاتی ہی مجاور اس مزار کا کوئی نہین ہی جو کچھ ملکہ چڑھاتی ہی وہ صبح کو جو پہلے پہونچگیا اُس کی قسمت کا ہوگیا اب اس طرف سے تو بجرا ملکہ کا جا رہا ہی اور اُس طرف سے طیفور کے بہائے ہوے طبق بہتے چلے آتے ہین ہوا جب آتی ہی مشام جان کو معطر کر دیتی ہی اور جتنا بجرا آگے بڑھتا جاتا ہی اُسی قدر خوشبو بھی زیادہ ہوتی جاتی ہی ملکہ حیران ہی وزیرزادی سے کہا کہ آج یہ کیا ماجرا ہی مزار درویش کی طرف سے تو ایسی خوشبو آ رہی ہی کہ کبھی نہ آئی تھی اور یہ طبق کس نے بہائے ہین وزیرزادی نے ہنس کے کہا کہ کسی چاہنے والے نے بہائے ہونگے آج تو آپ کی سلامتی منانے کا دن ہی یہانتک کہ اب مزار مہربان شاہ کا نظر آنے لگا دیکھا ملکہ نے کہ ساری عمارت جگر جگر کر رہی ہی اور بھی تعجب ہوا وزیرزادی سے کہا کہ ارے دیکھ تو سہی اس مقبرہ کو کس نے آراستہ کیا ہی ماہجیون لے بجرہ کو اور آگے بڑھایا اُدھر صاحبقران جوگی بنے ہوے مالا جپ رہے تھے کہ ایک مرتبہ سامنے سے بجرا ملکہ کا نمودار ہوا طیفور نے کہا کہ آپ کی کشش ملکہ کو یہین کھینچ کے لائیگی اور اچھا ہی کہ یہان تنہائی ہی ملکہ سے باتون کا موقع بھی ملے گا اول تو یقین ہی کہ ملکہ خود بھی اس مزار کی زیارت کو ضرور آئیگی علاوہ اس کے ہم نے سامان ایسا کیا ہی کہ پیام ہمارا پہونچگیا ہوگا یعنے وہ عطر جو ہزارون روپیہ کا ہم نے لٹا دیا ہی اسکی خوشبو ملکہ کو بے چین کر دیگی ادھر یہ باتین تھین جسوقت بجرا نمودار ہوا اور آرائش بجرے کی دیکھی تو طیفور نے امیر سے کہدیا کہ لیجیے مبارک ہو اس بجرے مین سوا ملکہ کے اور کوئی نہین ہی اتنے مین بجرا قریب آیا

دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے اور ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش دُر در گوش سر سے پاؤں تک دریائے جواہر میں غوطہ مارے دُلہن بنی ہوئی لباس سرخ زیب جسم مسند زرنگار پر بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے چہرہ اسقدر روشن اور صاف ہے کہ جوت پڑتی ہے نگاہ قائم نہیں ہوتی ہے اُدھر ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ آج تو اس مقبرے میں ایک جوگی بھی نظر آتا ہے مگر ہے تو خوبصورت اس نے اس سن میں خدا جانے کیوں یہ جوگ اختیار کیا اُدھر وزیرزادی نے غور کرکے کہا کہ ایک لڑکا بھی تو ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے اس مقبرے میں جانا اور کچھ چڑھانا ضرور ہے یہ فقیر مردوا بیٹھا ہے وزیرزادی نے کہا کہ یہ جوگی ہے جوگیوں سے کون پردہ کرتا ہے آیئے ناچنون نے بجرا ساحل تک پہونچایا ملکہ بجرے سے اترکر مقبرہ میں داخل ہوئی پہلے تو قبر مہربان شاہ پر کچھ شیرینی کچھ نقد چڑھایا بعد اُس کے پلٹتے وقت جوگی سے کہا کہ آپ یہاں کیسے آئے ہیں اور اس مقبرے کو کس نے آراستہ کیا ہے جوگی نے کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہو اس لڑکے سے پوچھو میں اسوقت نہیں معلوم کس خیال میں ہوں طیفور جو لڑکا بنا ہوا تھا بولا کہ اے شاہزادی فقیروں کی پھیری ہر طرف بھی آنکلے لیکن ملکہ کی یہ حالت ہے کہ ٹکٹکی باندھے ہوئے صاحبقران کی طرف دیکھے جاتی ہے اور صاحبقران بھی ملکہ کو دیکھ رہے ہیں اور وزیرزادی سے اور طیفور سے باتیں ہو رہی ہیں اُسوقت شاہزادی نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ اے دل افروز ان لوگوں سے زیادہ باتیں کرنا فضول ہے اس لئے کہ یہ لوگ پکھیرو ہوتے ہیں کہ آج یہاں کل وہاں بقول شخصے مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت مثل سچ ہے جوگی ہوئے کس کے میت اُسوقت صاحبقران بھی متاثر ہوئے اور طیفور سمجھ گیا کہ ملکہ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ بھلا فقیروں اور بادشاہوں کے دوستی کہیں نبھ سکتی ہے کہاں میں کہاں آپ بقول شاعر

مجھے کیونکر ملے اور اُس پری پیکر کے یارانہ	مزاج اُسکا ہے شاہانہ مری صورت فقیرانہ
یہ کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی	محبت میں سبھی یکساں ہیں جسکی جس سے بن آئی

اُسوقت وزیرزادی نے یہ شعر پڑھا پہلے تو کچھ اشاروں کنایوں میں باتیں ہوتی رہیں جب ملکہ نے نام پوچھا تو طیفور نے کہا کہ اے ملکہ تم کس خیال میں ہو یہ صاحبقران عالیشان ہیں جوگی نہیں ہیں اور میں ان کا عیار ہوں طیفور بادیہ گرد میرا نام ہے ایک مدت سے تمہارے حسن کا شہرہ سنا تھا ظاہر بظاہر آنا خلاف مصلحت تھا اسواسطے یہ بھیس اختیار کیا اور تمہارے ہی شوق دیدار میں اس مقام پر آکے قیام کیا اور یہ ساری آراستگی تمہارے ہی واسطے کی گئی تھی ورنہ یہ سامان فقیروں پاس کہاں یہ شاہ ایسے ہیں کہ جسے چاہیں شاہ بنادیں چونکہ یہ تاج بخش ہیں اس بنا پر تاجداری سے کنارہ ہیں یہ سنکے ملکہ کچھ شرمائی مگر دل میں خوش بھی ہوئی کہ خیر مجھے جو شخص پسند آیا وہ مجھ سے بہتر ہے کمتر نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ یہ صاحبقران ہیں طیفور نے کہا کہ میں بصورت اصلی امیر کی دکھلائے دیتا ہوں یہ کہکر منہ صاحبقران کا دھلایا اور اپنا منہ بھی دھویا اور وہ لباس اُتار کر جو لباس صاحبقران کا تھا وہ پہنایا اب جو ملکہ نے حسن و جمال امیر کو دیکھا تو اور بھی شیدا ہو گئی ایک آہ سرد بھر کے یہ شعر پڑھا ؎

جفا شعار مجھکو دیا ہے دل میں نے	تمہارا دوست ہوں ایسا کہ اپنا دشمن ہوں

افسوس کہ دشمن جان پر دل آیا اب تو چاہنے والے کو تباہ کرنے آئے ہیں اور ہم آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں ہائے یہ دل بھی کیا بری چیز ہے اُسوقت امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ خیال نہ کرو کہ میں تمہارا یا تمہارے باپ کا دشمن ہوں یا خواہش ملک گیری میں اس طرف آیا ہوں بلکہ مجھے طلسم زلزلہ پر جانا ہے اور راستہ طلسم کا یہی ہے اگر تمہارے باپ نے مجھے راستہ دیدیا تو خیر ورنہ ضرور جنگ ہوگی یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ مجھے آپ کے حسن و شباب پر افسوس آتا ہے اگر آشتی کا کام نکلا تو بہتر ہوگا اور اگر لڑائی ٹھہری تو اچھا نہ ہوگا یا امیر یہ وہ مقام

نہیں ہو جسے کوئی فتح کر سکے اور جن مرحلوں کو توڑ کر آپ اس مقام تک آئے ہیں وہ ایک کھیل تھا اصل میں تین
قلعہ ہیں جو اس ملک کی حفاظت کے لیے فہیم عالمی نے تیار کیے ہیں ایک قلعہ آبی ہے کہ مالک وہاں کا غوغاک
رعد آواز ہے اور دوسرا قلعہ یاقوت نگار ہے اُس کا حاکم محیط آتو مخزار ہے اور تیسرا قلعہ زمرد نگار ہے اُس کا قلعدار
مہران نیچ ابر دیو ہے یہ مقام نہایت سخت ہیں کیا ان مرحلوں کو کوئی طے کر سکتا ہے اور نہ یہ ممکن ہے کہ میں آپ کے ساتھ
پہلی چلوں کیونکہ یہاں کی عورت دوسرے مقام پر جا نہیں سکتی اُدھر اس شہر سے باہر قدم نکالا اور نظروں سے
غائب ہوئی پھر پتہ نہیں لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان لہذا میں سمجھائے دیتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے لگاٹ نہ ڈالیے گا
کہ کچھ نہ ہیں پڑے گی صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ خیر دیکھا جائے گا لیکن یہ فراق کا زمانہ بہت سختی سے گذریگا
لہذا کوئی نشانی اپنی ہمیں دو ملکہ نے ایک انگوٹھی اور ایک تصویر اپنی صاحبقران کو دی امیر نے تصویر کو گلے میں
پہن لیا اور انگوٹھی ہاتھ میں پہن لی اور اپنی انگوٹھی ملکہ کو پہنائی اور اپنی تصویر ملکہ کو دی بعد اس کے ملکہ نے
کہا کہ اب رات کم رہ گئی ہے آپ بھی اپنے لشکر کی راہ لیجیے اور میں بھی جاتی ہوں ایسا نہ ہو میری تلاش میں کوئی
آجائے اور یہ راز فاش ہو جائے صاحبقران نے ایک آہ بھر کے یہ شعر پڑھا شعر دیدی درچشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد غرضکہ اُدھر تو ملکہ حسرت سے امیر کی طرف دیکھتی ہوئی اپنے حجرے پر سوار
ہو کے روانہ ہوئی اور ادھر طیفور نے جلدی جلدی سب اسباب اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور صاحبقران کو پھر کے
راستے سے لشکر میں لایا کہ کوئی دیکھنے نہ صبح ہونے سے کچھ پہلے امیر اپنی بارگاہ میں پہونچ گئے یہاں صبح ہوتے ہی
ملکہ سوار ہو کے اپنے دیوان میں آئی اور میلا درہم و برہم ہو گیا جب دوسرا دن ہوا تو حسین سبز قبا نے
وزیر دانشمند سے حکم کیا کہ جاؤ صاحبقران سے شکر ادا کرنا اور ہماری طرف سے کہنا کہ میں نے آپ کو اس
کمسنی میں جیسا خلیق پایا ایسا کسی کو نہیں دیکھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ یا تو آپ تشریف لائیے یا مجھے اپنے یہاں
آنے کی اجازت دیجیے کہ مجھے چند باتیں آپ سے کہنا ہیں وزیر دانشمند خدمت میں صاحبقران کی روانہ ہوا
یہاں امیر کو خبر پہونچی کہ پھر وزیر حسین سبز قبا کا آتا ہے فرمایا آنے دو اور کرسی اس وزیر کے لیے بچھوائی جب
دانشمند حاضر ہوا مودب ہو کے سلام کیا امیر نے بیٹھنے کی اجازت دی یہ سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کی
کہ بادشاہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یا تو آپ تشریف لائیے اور اگر آپ کو آنے میں تامل ہو کسی
مصلحت سے تو میں خود حاضر ہوں مجھے چند باتیں آپ سے کرنا ہیں فرمایا اے دانشمند میری جانب سے کہدینا
کہ میں تمھارے ملک پر حریفانہ طریقہ سے آیا ہوں اور تم مجھ سے دوستانہ برتاؤ کرتے ہو یہ اچھا نہیں کہ اسوقت
تو دوستانہ برتاؤ ہو اور دوسرے وقت ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہے لہذا میرے نزدیک یہ برتاؤ
ابھی مناسب نہیں معلوم ہوتا جبتک ہمارے تمھارے فیصلہ نہ ہو جائے وزیر نے عرض کی کہ یا صاحبقران
تا وقتیکہ باہم باتیں نہ ہوں گی فیصلہ کیونکر ہو سکتا ہے یوں سے یہ جھگڑا کب تک رہے گا اس میں طول ہوگا
صاحبقران نے فرمایا کہ اگر یہی ہے تو بہتر ملنے کی یہ صورت معلوم ہوتی ہے کہ بیچ میں ایک خیمہ نصب کیا جائے
اس طرف سے ہم جائیں اور اُس طرف سے بادشاہ کو اپنے لاؤ اسی خیمہ میں ملاقات ہو اور باتیں ہوں بلکہ
خیمہ میں نصب کرائے دیتا ہوں وزیر نے عرض کی کہ یہ رائے نہایت مناسب ہے چلتے وقت صاحبقران
نے پھر اس کو خلعت سے سرفراز فرمایا وزیر دانشمند صاحبقران کی تعریفیں کرتا ہوا اُدھر روانہ ہوا ادھر
امیر نے لشکر اور راستے کے بیچ خیمہ نصب ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ایک تخت بچھایا جائے اور ایک دنگل
اسیوقت جبرئیل عادی سامان ہمراہ لے کر روانہ ہوئے وہاں وزیر دانشمند نے بادشاہ سے تمام
جو واقعات گذشتہ بیان کیے اور یہ کہا کہ صاحبقران نے درمیان راہ میں خیمہ نصب کرایا ہے اور فرمایا ہے کہ

کچھ ہم پڑھین اور کچھ حسین سبز قبا راستے مین ملاقات ہوا اور وہین خیمہ مین بیٹھ کے باتین ہوجائین بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ امیر نہایت دانا معلوم ہوتے ہین اب ان کو تو اس انتظار مین چھوڑا جاتا ہی کہ خیمہ تیار ہو تو جائین لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان تہمتن زورآور یعنی شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان کیے جاتے ہین اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو اور دیگر سرداران لشکر اسلام کا گذارش ہوتا ہی غزل

بزم مین ہم جو پھری اُن کی نظر دیکھین گے
تنگ دل ہو تو ہم اُن کا دہن پھر دیکھین گے
آپکے دل مین نہ ٹھکینگے اگر اپنی جگہ
کوئی پھولا جو وہ گلشن مین شجر دیکھینگے
آبرو خاک مین ملجائیگی اسے ابر بہار
ہم کسی غنچہ کی مٹھی مین جو زر دیکھین گے
ہم بھی کوچۂ الفت مین نہ رکھین گے قدم
اپنی آہون مین اگر کچھ بھی اثر دیکھین گے
نقص تجھ مین جو کوئی ہو تو یہ ان کا کمال
تیری آمد جو ہم اے رشک قمر دیکھین گے
اُنکے ملنے کا ہی یہ رنگ عیاذاً باللہ
جب تری شکل ہم اے رشک قمر دیکھینگے
ضعف بڑھکر ہمین ان دو سے رہیگا مطلب
تجھکے گریان جو ہم اے شمع سحر دیکھین گے
ہی تمہارے لب رنگین سے محبت ہم کو
ہر جگہ عشق حقیقی کا اثر دیکھین گے
شرمگین ہین وہ مری وصل کی گستاخی سے
ہم نہین ماننے کے ایک نظر دیکھین گے

اپنے نالون کا پھر اسوقت اثر دیکھینگے
ہون گے وہ جارے دل تیر نظر سے زخمی
پھر شکایت نہو ہم بھی کوئی گھر دیکھین گے
قہر ڈھائینگی یہ دزدیدہ نگاہین اُن کی
جو بھی تیرا جو مرے دیدۂ تر دیکھین گے
جو ہی مو ہو م وہ اورون کو بھی کھو دیتا ہی
کچھ بھی اس راہ مین گر خوف و خطر دیکھینگے
چونکہ اُٹھتے ہین وہ آہون سے گران جو کون
پھولجائین گے اگر داغ جگر دیکھین گے
راہ پر پھول وہ اور قبر کی سونی منزل
سب مٹائینگے جسے اہل ہنر دیکھین گے
اپنے سینے سے لگالینگے وہ سر کٹتی
یاد ہین دیکھینگے ہم پا تو کمر دیکھین گے
جانینگے سینہ پر داغ کسی عاشق کا
وہ نہ بھولے سے بھی برگ گل تر دیکھینگے
ہم یہ جانین گے کہ دو لوٹ رہے ہین بسمل
بیمار آنکھین نہ کرین گے نہ ادھر دیکھینگے
قتل ہونے کا ہمین شوق بڑھا ہی ایسا

پاؤن اپنا رہ الفت مین بھی دھر دیکھینگے
وہ جو ہر بار ادھر اور ادھر دیکھین گے
تن پہ داغ ہمارا انھین یاد آئیگا
دل چرالین گے جو وہ ایک نظر دیکھینگے
صاف جانینگے کہ ہی بال کسی مسکن کا
ہوش گم ہونگے جو اُس گل کی کمر دیکھینگے
اُن سے ہم وصل کے اسوقت طلبگار رہینگے
گرمیان تیری ہم اے باد سحر دیکھینگے
سکۂ داغ جنون نذر کرین گے بڑھکر
الحذر ہم یہ قیامت کا سفر دیکھین گے
داغ پر داغ پڑین گے دل غمدیدہ مین
ایکدن ہم یہ محبت کا ثمر دیکھین گے
یاد آجائے گا فرقت کی شبون کا رونا
ہم سیہ بخت جو دنیا مین سحر دیکھین گے
نظر آئیگا بتون مین بھی خدا کا جلوہ
جب تڑپتے ہوئے دل و جگر دیکھین گے
حشر کے دن کوئی دیکھے کہ نہ دیکھے تم کو
پاس جب دیکھینگے ہم اُن کی کمر دیکھینگے

سب بزم سخن طوطی خوشنوا　　ہین زمزمہ سنج ترنم سرا

سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ شاہزادہ سکندر رستم خو قلعہ سنگین حصار مین رونق افروز ہین اور ملغار دیوانہ حاضر رہتا ہی ایک روز چند دیوانون نے آکر خبر دی کہ یہان سے قریب شہر کافور یہ ہی اور بعضے اس کو شہر شابیہ بھی کہتے ہین شمعون آدمخوار وہان کا حاکم ہی اب ان آدمخوارون نے بہت سر اٹھایا ہی وہ اپنے ملک سے نکلتے ہین اور جہان کہین اُن کو جو شخص ملجاتا ہی اُسے پکڑ کے لے جاتے ہین اور بھون کے کھا جاتے ہین یہ سنکے ملغار دیوانہ نے کہا کہ مین آدمخوار کو اس ناشائستہ حرکت کی سزا دونگا یا تو مین نے اسے مار کر بندگان خدا کو اس ظلم و ستم سے بچایا اور یا خود بھی لقمہ دہان آدمخواران ہوا یہ سنکے صاحبقران اوسط یعنی

سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ تم اس جگہ قیام کرو مین جاؤن گا اور اُس آدمخوار کو سزا سے معقول دونگا
پھر فرما کر شاہزادہ سکندر رستم خو اُٹھ کھڑے ہوے سکندر کے ساتھ تمام سرداران اسلام اُٹھ کھڑے ہوے
اور کہا کہ ہم بھی چلین گے یہان خالی بیٹھے ہوے کیا کرین نہ جنگ ہے نہ کوئی اور شغل ہے سکندر نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہے یہ تمام سرداران اسلام مرکبون پر سوار ہوے سکندر نے دیوانہ بلغار سے فرمایا کہ زبانی
ہرکارون کی معلوم ہوا ہے کہ شہر شاہیہ یہان سے قریب ہے اگر بادشاہ انجم حصار کی جانب سے تمھارے ملک
پر چڑھائی ہو تو ہمین اطلاع کرنا ہم فوراً تمھاری مدد کو آئین گے یہ فرما کر صرف ایک دیوانے کو ہمراہ لے ہمرہی کی
ساتھ لیا اور شکار کھیلتے ہوے سیر کرتے ہوے جانب شہر شاہیہ روانہ ہوے اب حال شہر شاہیہ کا سنیے
کہ شمعون آدمخوار انتظار مین جواب نامہ کے بیٹھا تھا کہ دیکھا اس نے کہ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہین اور
ایک لاش ساتھ ہے پوچھا کہ کیا ہوا انھون نے بیان کیا کہ ایک شخص اولاد صاحبقران سے ملک ضحاکیہ مین
آیا ہوا ہے پہلے تو ضحاک خودپسند سے لڑائیان رہین آخر ضحاک نے اطاعت اُس کی اختیار کی اُسی کے
ساتھ ملکہ کی شادی کر دی جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ضحاک خودپسند مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو بہت
ڈرا اور نامہ طیمور کو دکھایا طیمور نے نامہ کو چاک کر ڈالا اور نامہ دار کو مار ڈالا بس یہ سنتے ہی شمعون
آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اس نے عقاب آدمخوار کو ایک لاکھ فوج کا حاکم کر کے حکم دیا کہ جا کر اُس
طفل سرکش کو اسیر کر لا اور شہر ضحاکیہ کو تاراج کر دے عقاب آدمخوار لاکھ جوانان آدمخوار اپنے ساتھ
لے کر جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا یہان شاہزادہ طیمور شیرپرور کا دل گھبرایا ضحاک شاہ سے کہا کہ
مین واسطے شکار کے جاتا ہون اگر کوئی آدمخوار آپ کے یہان یورش کرے تو مجھے اطلاع دیجیے گا مین
فوراً اُس کے سر کو لے کے حاضر ہون گا ضحاک نے کہا کہ تمھین اختیار ہے شاہزادہ طیمور شیرپرور سامان
شکار اپنے ساتھ لے کر جانب صحرا روانہ ہوے جس روز طیمور واسطے شکار کے صحرا کی جانب روانہ ہوے
اُس کے دوسرے ہی دن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار سپہ سالار لشکر آدمخواران آج
ایک لاکھ آدمخوارون کی جمعیت سے آتا ہے یہ سنکے ضحاک گھبرا گیا اور کہا کہ کسی کو واسطے اطلاع کے طیمور
شیرپرور پاس روانہ کرو یہ سنکے افسران فوج نے عرض کی کہ یون تو حضور کو اختیار ہے لیکن اگر ایسا کیجیے گا
تو طیمور اپنے دل مین کہین گے کہ شہر ضحاکیہ کے رہنے والے بڑے بزدل ہین ہم جان نثار کس دن کے
واسطے ہین ابھی دو ایک میدان اندازیان ہمین لڑنے دیجیے اگر جنگ سر نہوگی تو اطلاع دیجیے گا اور عجب
نہین ہے کہ دو ہی ایک دن مین وہ خود تشریف لے آئین اس لیے کہ آدمخوارون سے بگاڑ کا باعث
وہی ہوے ہین اُن کو معلوم ہے کہ آدمخوارون سے مقابلہ کی نوبت ضرور آئے گی ضحاک خودپسند
خاموش ہو رہا منڈویل چوبہا گردان سپہ سالار تھا اس نے فوج کو شہر کے باہر لا کے خیمہ برپا کیا
تھوڑا سا دن ہوگا کہ منڈویل سامنے اپنے خیمہ کے ٹہل رہا ہے سیر صحرا مین مصروف ہے کہ یکایک از
پردۂ بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین
پیچیدہ ہوا سنہ باد اگر دو کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد نے گانٹھا ہوا دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ
سوار کا نمودار ہوے پھریرے علمون کے سیاہ دستے ہر پھریرے بخط سرخ تعریف بتون کی تحریر تھی اور
آگے آگے سب کے ایک گبر سیہ فام بوم سیرت دیو صورت کریہ منظر گردن سیاہ پر سوار نشستہ پر
ایک لاکھ آدمخوار ناخون بڑھے ہوے گینڈون پر سوار نمودار ہوے آمد اس فوج کی دیکھکر لشکر
ضحاک خودپسند کے زہرے آب ہوگئے جی چھوٹ گئے عقاب آدمخوار نے مقابلہ مین خیمہ برپا کیا اور

منند ویل چوب گردان پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو جا کر اپنے بادشاہ کو سمجھا کر اس طفل کو باندھ کے بھیجدے اور ملکہ کو محافہ میں سوار کر کے ہمارے حوالے کر تو تیرے حق میں بہتر ہو ورنہ ایکدن میں شہر کو تاراج کر دونگا جسوقت یہ پیام عقاب آدمخوار کا منند ویل کو پہونچا اس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ کیوں تیری شامت آئی ہے اگر جان اپنی تجھے عزیز ہو تو پلٹ جا ملکہ اپنے مالک کے غیر ہو چکی تو پرائے ناموس کو طلب کرتا ہے یہ کس ملت و مذہب میں جائز ہے اب ایسا بیہودہ کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا قسمت تیری اچھی تھی کہ وہ شیر یہاں موجود نہیں ہے جس نے نامہ بردار کو اسکی بد زبانی کے عوض میں سزا سے موت دی تھی ورنہ تیرا بھی یہی انجام ہوتا لیکن اگر تو مقابلہ کرے گا تو ضرور اس شیر بیشۂ شجاعت کے ہاتھ سے ذک اٹھائیگا اور جبتک وہ شہریار نہیں ہے ہم سب نمکخوار اسکے جانبازی کو موجود ہیں یہ جواب سنکر عقاب آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اسی برہمی کی حالت میں اس نے طبل جنگ بجوا دیا یہاں منند ویل چوب گردان نے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو عقاب آدمخوار ایک لاکھ سواروں سے میدان میں آکر صف آرا ہوا اس طرف سے منند ویل چوب گردان اپنی فوج کو لیکر پہونچا اور صفیں باندھ کے کھڑا ہوا دونوں جانب سے تبردار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھلا میدان کو مثل آئینہ کے صاف کر دیا جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب نقابت کر چکے تو عقاب آدمخوار میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے قہرمان تیرزن نکلا عقاب آدمخوار نے سامنا کیا عقاب آدمخوار قہرمان کو دیکھکر ہنسا اور کہا کہ تو مجھسے کیا مقابلہ کرے گا جا جنگل کی لکڑیاں کاٹ یہ تبر تیرا مجھپر اثر نہ کرے گا یہ کہکر تلوار ماری قہرمان نے وار اس کا سپر پر روک کے تبر مارا عقاب آدمخوار نے تبر کو تلوار سے قلم کر کے دوسرا وار کیا کہ یہ بیچارہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوا بعد اس کے اتھر تیرزن نکلا یہ بھی مارا گیا تین پہر کی میدانداری میں تیرہ سردار جان سے مارے گئے اور بارہ زخمی ہوے اور جو مارے گئے اُن کو آدمخواروں نے اُسیوقت سب کے سامنے نوچ نوچ کے کھا لیا آخر منند ویل چوب گردان نے خود عزم مقابلہ کیا اور مرکب کو چمکا کر سامنے عقاب آدمخوار کے آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی منند ویل نے نیزہ عقاب کے ہاتھ سے بضرب اسلام ہوائی کیا بس نگاہوں میں اُس کے دنیا تیرہ و تار ہوگئی تلوار کھینچ لی اور منند ویل چوب گردان پر وار کیا منند ویل نے سپر بلند کی لیکن تیغہ لنگر وار تھا سپر قلم ہوئی تیغہ سر پر پہونچا عقاب نے جھٹکا مارا تیغہ تا دوابروا اُتر آیا منند ویل نے داستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے پاؤں تک آئی عقاب آدمخوار چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مار کر کام اس کا بھی تمام کروں اور بھون کے کھا جاؤں کہ تمام فوج دوڑ پڑی اُس طرف سے آدمخوار آپڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی فوج ضحاکیہ نے کسی طرح منند ویل کو بچا لیا اور اپنے سردار زخمی کو لیکر لڑتے ہوے پیچھے ہٹنے لگے اور آدمخوار ان کو پسپا کرتے ہوے تا لب خندق آے فوج ضحاکیہ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہوئی عقاب آدمخوار نے اپنی فوج کو منع کیا اور کہا کہ آج کے کھانے کا سامان تو ہو گیا بہت سی لاشیں ہیں انھیں کھاؤ صبح کو دیکھا جاے گا یہ لوگ میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہاں جا سکتے تو سہی جو پہر بھر کے اندر میں نے قلعہ خالی نہ کرا لیا یہ کہکر اس نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا فوج اتری اور آدمخواروں نے خوب لاشیں بھون بھون کے کھائیں جب کھانے پینے سے فراغت ہو چکی تو عقاب آدمخوار

نے طبل جنگ بجوا دیا اور خیمہ میں جا کے سو رہا لیکن ضحاک خود پسند نہایت خائف ہوا قریب تھا کہ شہر چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرے لیکن ضمیر اختر شناس نے چند سواروں کو تلاش میں شاہزادہ طیموس شہیر پرور کے روانہ کیا اور آراستگی قلعہ کا حکم دیا لوگ طیموس کی تلاش میں روانہ ہوئے یہاں قلعہ داروں نے قلعہ کو خوب آراستہ کیا توپیں چڑھا دی گئیں مانند کا متوالا آگ کا پولا بارود کے ہانڈے تیل کا کڑاہ سب چیزیں درست کر رکھیں جب صبح ہوئی تو عقاب آدمخوار اپنے گرگدن مست پر سوار ہوا اور کوئی پانچسو آدمخوار اپنے ہمراہ لے کر قلعہ کی راہ لی اُدھر شہ قلعہ اس نے فیل بند دروازے پر سے دوربین لگا کے دیکھنا شروع کیا جب اندازہ کر لیا کہ یہ لوگ زد پر آ گئے ہیں تو گولہ اندازوں کو حکم دیا توپخانہ رعد آواز نوازش میں آیا اور قلعہ پر سے توپیں چلنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ زمین کو زلزلہ پیدا ہو گیا تمام صحرا دھواں دھار ہو گیا جتنے آدمخوار تھے سب مارے گئے پانچسو لاشیں میدان میں ڈھیر ہو گئیں ایک بھی پلٹ کے نہ جا سکا اور نہ آگے بڑھ سکا لیکن عقاب آدمخوار کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ گولوں کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا جب اہل قلعہ نے اپنے علم میں ایک ایک ذرہ بیابان کا اڑا دیا تو ہاتھ روکا اور دیکھنے لگے ہوا نے تھوڑی دیر میں دھواں منتشر کر دیا اب جو دیکھا تو عقاب آدمخوار برلب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے بس انہوں نے مانند کا متوالا آگ کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب حربے بھی کئے لیکن عقاب آدمخوار نے ان کو بھی رد کیا اور گرز پکڑ کر دروازہ قلعہ کی طرف بڑھا اب تو اہل قلعہ مصروف دعا ہوئے ضحاک شاہ نے چور دروازے سے ملکہ کو لے کے نکل جانے کا قصد کیا لیکن فوج آدمخوار ان نے قلعہ کے چار جانب محاصرہ کر لیا ملکہ نے بیتاب ہو کے بال سر کے کھول دیے اور عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکساں و اے دادرس غریباں اب اسوقت مشکل میں ہوں تیرے جان و آبرو کا بچانے والا کوئی نظر نہیں آتا ہے ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا کہ جانب صحرا سے تق گرد بلند ہوا عقاب آدمخوار بھی ٹھہر گیا کہ انتظار کر لینا چاہیے جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد سے صاحبقران زور آور یعنی شاہزادہ طیموس شہیر پرور پیدا ہوا اسے آج صبح کو خبر لی کہ آدمخواروں نے یورش کیا ہے پشت پر چند رفیق ساتھ تھے اور کچھ شکار آہوں پر ہمراہ تھا اہل قلعہ نے تو طیموس کو دیکھتے ہی نقارہ شادمانی بجائے اور دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور طیموس نے نعرہ کیا کہ او آدمخوار بدکردار کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہنچا عقاب آدمخوار پلٹا اور کہا کہ مجھے بھی تیری ہی زیادہ تلاش تھی طیموس نے آ کر عقاب کا سامنا کیا عقاب آدمخوار نے نیزہ مارا طیموس نے چند طعنوں میں نیزہ ہاتھ سے عقاب آدمخوار کے ہوائی کیا اس نے جھلا کر تلوار ماری طیموس نے چنگی دی کہ تلوار ہٹ پڑی دوسرے ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور دہنا ہاتھ کمر زنجیر کے بند میں ڈال کر جو زور کیا تو عقاب آدمخوار کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں طیفور تحرو پرور کے حوالے کیا اور بیرون قلعہ خیمہ برپا کرا کے داخل خیمہ ہوئے رات آرام سے بسر کی صبح کو عقاب کو طلب کیا داروغہ زندان نے عقاب کو حاضر کیا طیموس نے فرمایا کہ میں نے تجھے کس طرح زیر کیا عقاب نے کہا جس طرح صیاد زاغ و زغن کے پر باندھ دیتے ہیں اس طرح آپ نے میری مشکیں باندھیں فرمایا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے میں عقاب نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جب میں زیر ہو گیا تو مجھے اطاعت میں کب انکار ہو سکتا ہے جو آپ کا مذہب وہ میرا مذہب شاہزادہ نے قید اس کی دور کرا دی اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا عقاب آدمخوار مثل طوطے کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور طیموس سے اجازت لے کر اپنے لشکر میں آیا اپنے عیار سے کہا کہ میں نے خوف جان سے اطاعت اختیار کر لی ہے اگر تو کسی طرح اس نوجوان کو اسیر کر لے تو میں اسے بادشاہ

کی خدمت مین لے چلون ورنہ جس وقت اسے معلوم ہوجائے گا کہ مین بدل مطیع نہین ہوا ہون تو یہ زندہ نہ چھوڑے گا مہتر فریب عیار نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین مین آج ہی شب کو اُسے اسیر کر لاؤن گا یہ کہکر اس نے صورت اپنی ایک گھسیارے کی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھکر جانب لشکر طیمور شیر پرور روانہ ہوا جس سوار نے دام پوچھے اسقدر زیادہ بیان کیے کہ اُس نے دام بھی نہ لگائے مہتر فریب گٹھا گھاس کا لیے ہوے سارے لشکر مین پھرا کیا جب بارگاہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کے قریب پہونچا تو گٹھا سر سے اُتار کے ایک مقام پر بیٹھ گیا شام تو ہو ہی چلی تھی یہ گٹھے کو لڑھکاتا ہوا پشت بارگاہ کی طرف آیا اور اسی گٹھے کی آڑ مین بیٹھ رہا لوگ اس طرف سے آئے گئے کسی نے کچھ خیال نہ کیا جب زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی اور شاہزادہ نے آرام فرمایا تو یہ مکار نزدیک خیمہ کے آیا پشت خیمہ چاک کرکے پروانے بیہوشی کے اُڑائے وہ شمع پر آ آکر جلے دھوان اُن کا منتشر ہوا جو بار بیدار باری پر تھے وہ بیہوش ہوسے بس مہتر فریب اندر بارگاہ کے آیا کچھ بیہوشی ہاتھ پر چڑھایا قریب دماغ کے لایا جب طیمور نے اوپر کی سانس کھینچی اس نے تمام بیہوشی دماغ مین پہونچا دی شاہزادہ بیہوش ہوگیا اسوقت مہتر فریب نے چادر عیاری کمر سے کھول کر پشتارہ باندھا اور لے نکلا کہین کتے کی چال کہین سانپ کی چال چلتا ہوا بیدارون کی نگاہون سے بچتا ہوا صاف نکلا چلا گیا وہان عقاب آدمخوار نے کوچ کی تیاری چپکے چپکے کر رکھی تھی اور آپ انتظار مین بیٹھا ہوا تھا پہر رات باقی ہوگی کہ مہتر فریب پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے عقاب آدمخوار کے ڈالا یہ ملعون نہایت خوش ہوا اور اسی عالم بیہوشی مین جلد جلد ہتھکڑیان بیڑیان ڈالدین دوہری قید مین جکڑ کے آرام سے پڑا رہا اور کوچ کرکے طرف شہر شہابیہ کے روانہ ہوا یہان صبح کو جو لوگ بیدار ہوئے تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے ہوئے خدمت مین ضحاک خود پسند کے پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ مع بستر خواب پر سے غایب ہوگیا ضحاک خود پسند نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ غضب ہوا یہ فعل سوا عقاب آدمخوار کے دوسرے کا نہین ہو دریافت کرو اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار کچھ رات رہے سے کوچ کرکے مع لشکر فرار ہوگیا اب تو سب کو یقین ہوگیا ضحاک نے ضمیر اختر شناس کو طلب کیا اور کہا کہ تم علم نجوم مین کمال رکھتے ہو بتاؤ تو کہ رہائی شاہزادہ کی کس کے ہاتھ سے ہو ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے نظر مین رکھکر جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ رہائی طیمور کی ایسے شخص کے ہاتھ سے ہو جو یہان نہین ہو بادشاہ سے بیان کیا کہ آپ پریشان نہون شاہزادہ بہت جلد رہا ہوجائے گا اور آپ سے بہت جلد آکر خیر و عافیت کے ساتھ ملے گا ضحاک خود پسند تو خاموش ہو رہا لیکن حال شاہ جوہر شیردل کا سنیے کہ جب اسے طیمور کے غائب ہوجانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے خیمہ مین آکر دیکھا پیرا عیار کا پہچانا نشان قدم دیکھتا ہوا تعاقب مین روانہ ہوا دیکھا کہ جہان لشکر عقاب آدمخوار کا اترا ہوا تھا اسی مقام تک پیرے کے نشان ہین اُس کے بعد ایک شخص کے نشان پا نہین بلکہ کل لشکر کے نشان قدم ہین یہ سمجھ گیا کہ یہ ملعون بدل مسلمان نہوا تھا جو اس نے دغا کی عیار سے چروالیا اور خود بھاگ گیا خیر کہان جائے گا یہ دل سے باتین کرکے تعاقب عقاب آدمخوار مین روانہ ہوا لیکن اول حال عقاب آدمخوار کا سنیے کہ یہ بھاگا بھاگ خدمت مین اپنے بادشاہ شمعون زنگی کے پہونچا اور قید طیمور شیر پرور کی پیش کی شمعون آدمخوار سمجھا کہ میرا سردار اسے زیر کرکے لایا ہی کہا ہوشیار کرو جب طیمور شیر پرور کو ہوشیار کیا طیمور نے اپنے کو ایک نئے مقام پر دیکھا نئے لوگ جمع پائے سمجھا کہ مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کر لی شمعون نے کہا کہ اے شخص یہ

یہ خواب نہین عین بیداری ہو ہوشیار ہو اور دیکھ کہ توکس حال مین ہو اور آل تیرا اس سے بدتر
ہوا چاہتا ہو پس اسی منھ پر تونے دعواے زور و طاقت کیا تھا اور ہمارے فرزند کی منگیتر کو اپنے
قبضہ مین کیا تھا کہ میرے سردار نے تجھے کس ذلت و خواری سے اسیر کیا یہ سنکے طیمور چونکا اور دلمین
سمجھا کہ معلوم ہوتا ہو کہ عقاب آدمخوار نے بدل اسلام قبول نہین کیا تھا اور یہی مجھے اسیر کرکے لایا ہو
فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی تیرا سردار مجھے کیا زیر کرے گا معلوم ہوتا ہو کہ اس نے عیار کے ذریعہ
سے مجھے گرفتار کرایا ہو مین نے سر میدان اسے زیر کیا تھا اور اس نے دین اسلام قبول کرکے میرے
ہاتھ سے امان پائی تھی بعد اس کے مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا اور مین یہان کسطرح آگیا یہ سنکے شمعون
آدمخوار اپنے سردار کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تونے اسے کیونکر اسیر کیا عقاب آدمخوار نے
کہا کہ واقع مین یہ سچ کہتا ہو مین تو کیا ہون عالم مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کرسکتا مین وہ پہلوان
ہون کہ دو دو تین تین روز لڑا کیا ہون اور اس کو سنا ہو کہ نو نو دن تک مقابلے کرتا ہو اور مجھے اسنے
آن واحد مین اسیر کرلیا تھا یہ سنکے شمعون آدمخوار کے ہوش اُڑ گئے اور اس نے کہا کہ چارجی سے
کہو چارج دے کہ کل ہم اسے قتل کرکے گوشت اس کا تقسیم کرینگے اسے تبرک سمجھنا چاہیے جس کو
گوشت اس خداپرست کا کھانا منظور ہو وہ آئے اور طیمور کو زندانخانے مین بھجوا دیا چارجی نے چارج
دیا دوسرے روز صبح کو شمعون آدمخوار مع فوج بیشمار میدان مین آیا اپنے سامنے ایک طشت
منگوایا اور جلاد سے کہا کہ اس طشت مین خون اور گوشت اس کا جمع کر قصاب بھی آکے جمع ہوئے
اور جلاد سرخ لباس پہنکر تیغ بکف کھڑا ہوا اُدھر داروغہ زندان نے قید طیمور کی میدان مین پہونچائی
مہتر شاہور شیر دل اُسوقت پہونچا کہ گرد تماشائی جمع تھے اور طیمور زیر تیغ بیٹھا تھا شاہور نے
افسوس کیا کہ مین ایسے وقت پہونچا کہ اپنے آقا کو بچا بھی نہین سکتا خیر دیکھا چاہیے گا اس نے گوپین
ہاتھ مین لی اور تماشائیون کے غول مین صورت بدل کے کھڑا ہو رہا جسوقت شمعون آدمخوار نے
حکم قتل دیا اور جلاد تیغ کھینچکر سر پر طیمور کے آیا تو طیمور نے فلک کی طرف دیکھا اور جلاد نے تلوار اٹھائی
چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے کہ شاہور نے پتھر مارا سر پر جلاد کے پڑا مغز سر پاش پاش ہوگیا جلاد پھڑک کے
زمین پر گرا اور مرگیا ایک غل ہوا کہ یہ کون تھا شاہور اس غول سے نکلکر دوسرے غول مین کھڑا ہو رہا
شمعون نے دوسرے جلاد کو حکم دیا یہ خنجر کھینچکر سر پر آیا پینترا بدلا چاہتا تھا کہ ہاتھ مار کے کام اس کا
تمام کرون کہ شاہور نے پھر پتھر مارا یہ پتھر کلائی پر جلاد کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھٹ پڑی لیکن ایک مرتبہ
دستر فریب نے دیکھ لیا آواز دی کہ کہان جاتا ہو مین نے دیکھ لیا یہ کہکر اس نے بیچہ عیاری کھینچا اور شاہور
پر آ پڑا ادھر شاہور نے بیچہ کھینچا دونون مین حملے ہونے لگے لوگ ادھر متوجہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ
ہو ادھر شمعون کو یہ انتظار ہو کہ یہ اسیر ہولے تو قتل کا حکم دون ایسا نہو کوئی اور پوشیدہ ہو اور
پتھر مار کے جلاد کا کام تمام کرے قضاے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ سکندر رستم خو شہر شہباب
کی طرف چلے آتے تھے دیکھا کہ ہجوم ہو آیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ یہان کیا آج کوئی میلا ہو یا عرس ہو
معلوم ہوا کہ ایک خداپرست گرفتار ہو کے آیا ہو وہ قتل کیا جائیگا اور گوشت اس کا تبرک سمجھ کر
ریشہ ریشہ تمام آدمخوار چکھینگے سنا ہو کہ وہ نہایت زبردست ہو کوئی اس سے مقابلہ مین سر بر نہوسکا
آخر عیار نے اسے بیہوش کرکے گرفتار کیا یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آیا کہا کہ مدد اس کی واجب ہو ایک تو
یہ کہ خداپرست ہو دوسرے بہادر بھی ہو نہین معلوم وہ کون شخص ہو سکندر نے باگ گھوڑے کی لی

ساتھ ہی سکندر کے اور سرداران اسلام بھی دوڑ پڑے اور نعرہ کر کے لشکر شمعون آدمخوار
پر گرے آدمخوار حیران تھے کہ یہ لوگ کہاں سے آپڑے انھوں نے بھی تلواریں کھینچیں اور لڑنے لگے
طیمور نے جو نعرہ سکندر کی آواز سنی قید کو توڑ ڈالا ایک سوار نے دوڑ کر تلوار ماری کہ یہ تو نکلا
جاتا ہے طیمور نے وار اس کا خالی دے کر ہتکڑی کھینچ ماری کہ سر اس کا مثل تیغ پار ہو کر گرا شہزادہ
طیمور شیر پیکر نے اس کا مرکب اپنی زیر ران کیا اور تلوار اس کی چھین کر لڑنے لگے شمعون آدمخوار
نے کہا کہ مار تو اس کو جانے نہ پائے تمام فوج ان سرداروں پر یورش کر کے چلی دیکھا طیمور نے کہ فوج
بہت ہے اور سرداران اسلام بغیر فوج کے آئے ہیں کہاں تک قتل کریں گے لڑائی کا سر ہونا بہت دشوار
ہے بس انھوں نے جو مرکب کو رانوں میں مسلا تو تخت شمعون آدمخوار کی طرف چلے ادھر عقاب
آدمخوار نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے لڑکوں کی طرح مجھے باندھ لیا تھا اس سے الجھنے میں سوا ذلت
کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا بس اس نے شاہزادہ سکندر کو تاکا سکندر رستم خو نے بڑھ کے آواز دی
عقاب تھم آدمخوار نے تلوار ماری سکندر نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر شہاب شمعرو نے شہنشاہ صف شکن پر آرہ پشت نہنگ مارا
شہنشاہ صف شکن نے آرہ کو قلم کیا اور ہاتھ کمر کا مارا کہ شہاب آدمخوار کے دو ٹکڑے ہوئے
اسی طرح سرداران اسلام نے بڑے بڑے موذیوں کو مارا ادھر طیمور شیر پیکر قریب تخت شمعون
کے پہنچے شمعون نے ساطور مارا طیمور نے مرکب کو دبایا اور زیر بغل ہو کے ہاتھ پکڑ لیا دوسرے
ہاتھ سے گرز بجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو شمعون آدمخوار کو سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے
شناخت پروردگار یکتا میں شمعون نے کہا میں ایسا ہوں تو نہیں ہوں کہ یونہی دو سو خداوندوں کو
چھوڑ کر ایک کی اطاعت و بندگی اختیار کروں بس طیمور شیر پیکر نے اس کو اچھال دیا اور گرتے وقت
چورنگ ہوائی کیا جتنے یہ بڑے بڑے آدمخوار تھے وہ سب سرداران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے
جن کو راستہ مل گیا وہ بھاگ کھڑے ہوئے جو گھر گئے تھے انھوں نے صوت امان بلند کی طیمور نے
فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے بدل و جان قبول کیا غازیان اسلام نے ہاتھ روکا اور ایوان شاہی
میں آکر تمام سردار طیمور سے بغلگیر ہوئے اور پوچھا کہ آپ یہاں کیونکر گرفتار ہوکے آئے طیمور نے
تمام سرگذشت بیان کی جب لوگوں نے صاحبقران کی خیر خیریت دریافت کی تو طیمور نے کوئی جواب
نہیں دیا اور چہرہ پر کبیدگی سی پیدا ہوئی بعد اس کے رؤسا شہر و حوالی شہر آنے لگے نذریں گذرنے
لگیں طیمور نے ایک ایک کا حال پوچھنا شروع کیا ایک شخص نے آکر نذر دکھائی کہ نام اس کا فوہ پاک
باطن تھا طیمور نے حال اس کا پوچھا اس نے نام تو بیان کیا لیکن جب تہ سکونت کا پوچھا تو چپ ہو گیا اور
رونے لگا اسوقت طیمور نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہے فوہ پاک باطن نے عرض کی کہ کسی وقت
میرا باپ اس مقام کا حاکم تھا آج اسی کا بیٹا مثل رعایا کے آپ کے سامنے کھڑا ہے طیمور نے کہا کہ تیرے
باپ کا ملک کیونکر ضائع ہوا اس نے عرض کی کہ انھیں آدمخواروں نے یورش کیا پہلے جنگل اور پہاڑوں
میں رہتے تھے اور میرے ملک سے لوگوں کو پکڑ پکڑ کے لیجاتے تھے اور کھاتے تھے آخر فغفور تاجدار
میرے باپ نے فوج کشی کی لیکن شکست کھائی میں صغیر السن تھا سنا ہے کہ فغفور تاجدار کو بھی گرفتار
کیا اور ملک پر قبضہ کر لیا مجکو اور میری ماں کو چند تک حلال ہے کے لگائے تھے میں نے انھیں لوگوں
کی نگہداشت میں پرورش پائی حضور کی فتحیابی کی خبر سنکے برائے نذر حاضر ہوا کہ ہر شخص کو اپنے وطن کی

محبت ہوتی ہی اتنا امیدوار ہون کہ کچھ میری کفالت کی جائے تاکہ آپ کی رعایا مین مین بھی شامل ہو کر زندگی عافیت کے ساتھ بسر کرون طیمور نے فرمایا کہ کوئی صورت تصدیق کی ہی کہ تمہارا حقدار سلطنت ہونا ثابت ہو کافور صاف باطن نے عرض کی کہ مین حق تو اپنا ظاہر بھی نہین کرتا ہون صرف گوشۂ عافیت چاہتا ہون لیکن وہی لوگ جو میرے مربی ہین وہ تصدیق کر سکتے ہین کہ مین اسی فغفور تاجدار کا بیٹا ہون جو قبل آدمخوار دن کے اس ملک کا بادشاہ اور فرمانروا تھا فرمایا ان لوگون کو بلاؤ کافور پاک باطن ان لوگون کو لے آیا ان مین ایک وزیر فغفور تھا کہ نہایت سن رسیدہ تھا اس نے عرض کی کہ حضور کو یہ سلطنت مبارک چونکہ مین رازدار سلطنت تھا اگر کوئی راز سلطنت آپ کے سامنے بیان کر دون تو آپ یقین کرین گے کہ بیشک یہ وزیر تھا اور مین اس بات کی تصدیق کرتا ہون کہ یہ لڑکا ہمارے بادشاہ سابق کا فرزند ہی فرمایا کوئی راز بیان کر اسوقت اس پیر دانا نے عرض کی کہ اے شہریار متصل اس شہر کے ایک باغ ہی کہ وہان پانچ درخت شمشاد کے برابر برابر لگے ہوے ہین ان پانچون درختون کو کٹوا کر اگر زمین کھودی جائے تو پانچ صندوق نکلین گے ایک مین اسلحہ ہی ایک مین آلات حرب ہین ایک مین جواہر بیش بہا ہی دو مین اشرفیان ہین آپ ان درختون کو جڑ سے کھدوا کر دیکھین اگر یہ چیزین برآمد ہون تو میری بات کا یقین مانیے گا ورنہ سراسر غلط جانیے گا طیمور نے اس پیر مرد اور کافور صاف باطن کو ساتھ لیا اور چند بیلدار اور تبردار لے کر اس باغ مین تشریف لائے دیکھا کہ واقع مین پانچ درخت شمشاد کے لگے ہوے ہین اور انھین کٹوا ڈالا اور کھدوایا تو پیر مرد کے کہنے کے موافق پانچون صندوق برآمد ہوے اور کھولا تو جو چیزین بیان کی تھین وہ نکلین طیمور ان صندوقون کو بار کرا کے ساتھ اپنے لے آئے اور کافور شاہ کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا دیا اور اپنے ہاتھ سے تاج پہنا کر پیر مرد سے کہا کہ اسے سلطنت اور تجھے وزارت مبارک ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین کافور شاہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اور پیر مرد بھی حیرت مین آ گیا کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہین جو ملک کے ملک بخش دیتے ہین غرضکہ طیمور نے دونون صندوق اسلحہ اور آلات حرب کے تو لے لیے اور کوئی شے نہین لی چونکہ یہ سب لوگ لامذہب تھے ان کو ہدایت کر کے دین اسلام کی طرف مائل کیا مسجدون کی بنا ڈالی اور اپنی بارگاہ شہر سے علیحدہ برپا کرائی اور ضحاک حق پسند کو نامہ لکھا کہ مین اس مقام پر ہون الحمد للہ کہ مین نے آدمخوارون سے ملک شاہیہ کو پاک کیا اور کافور شاہ کو حاکم کیا آپ ہمارے رفیق قدیم برہوت رعد آواز کو مع لشکر روانہ کیجیے نامہ دار تو اس طرف روانہ ہوا اور یہان طیمور نے سکندر رستم خو سے کہا کہ آپ صاحبقران اوسط ہین جس مقام پر صاحبقران نہون وہان آپ قائم مقام صاحبقران ہین سکندر نے کہا کہ اے طیمور جس مقام پر تم نہو وہان مین صاحبقران اوسط ہون ورنہ تم صاحبقران اول اور مین صاحبقران اوسط ہون اس بارگاہ مین اسوقت قائم مقام صاحبقران سوا تمہارے دوسرا نہین ہو سکتا نہ یہ حق کسی کو حاصل ہی کہ تمہارے سامنے نام صاحبقرانی لے اس وقت سہراب ثانی نے کہا کہ اے طیمور یہ تو بتاؤ کہ تم لشکر صاحبقران سے کس طرح علیحدہ ہوے طیمور نے کہا کہ اس کا سبب نہ پوچھو اگرچہ صاحبقران اسی نسل سے ہین جس نسل سے مین ہون لیکن کچھ ننہیالی اثر بھی ہونا ضرور تھا وہی ظاہر ہوا یہ کلمہ درست راستیون نے جو سنا تو کان کھڑے کیے کیونکہ نانا صاحبقران کے شاہزادہ نورالدہر ہوتے ہین سہراب نے طیمور سے کہا کہ اس مین شک نہین

لیکن مفصل بیان کرو طیمور نے کہا کہ بعد فتح شہر غلطانیہ جب امیر قریب شہر حسن آگین کے پہونچے تو ایک ساحر سبر ہوت جادو نام امیر کا شریک ہوا اُس کے باموں کے ملک پر ایک بلا آئی ہوئی تھی صاحبقران ابریق جادو کی مدد کو روانہ ہوئے مین بھی ہمراہ تھا وہان پہونچکے معلوم ہوا کہ ایک دیو ہے کہ ساحر ہے ہر دست ہے کسی کا سحر اُس پر کارگر نہین ہوتا ہے اور ایک گرز اُس نے رکھوا دیا ہے کہ جو اس گرز کو اُٹھا لے وہ مجھسے مقابل کرے جب صاحبقران اُس گرز کے پاس پہونچے تو گرز بنام سام بن نریمان کا دیکھا امیر کو حیرت ہوئی کہ یہ گرز تو بدیع الملک کے پاس تھا اور صاحبقران اول سے صاحبقران ثانی اور صاحبقران ثانی سے بدیع الملک تک پہونچا تھا یہ یہان کیونکر آگیا مین نے اُس گرز کے اُٹھانے کا قصد کیا صاحبقران نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ گرز سوا صاحبقران وقت کے دوسرے سے نہ اُٹھیگا یہ سنکے مین خاموش ہو رہا امیر نے گرز کو اُٹھا کر رکھدیا بعد اُس کے مین نے امیر سے اجازت لے کر زور کیا تو گرز اُٹھا لیا اور جس دیو کا وہ گرز تھا اُسے بھی مارا معلوم ہوا کہ یہ گرز وہی ہے جس کا شبہہ تھا اور دیو ساحران بیابان کاج واج مین سے تھا اور لوٹتا مین یہ گرز اس کے ہاتھ آگیا تھا اور یہ گرز کو لے آیا تھا اُسوقت سے صاحبقران نے وہ گرز مجھسے نہین لیا اور کشیدہ خاطر رہے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ صاحبقرانی میرا بہت کم ہے اور بعد میرے سوا تمہارے کوئی صاحبقران نہو گا پھر مین نے صاحبقران کی وہ نگاہ اپنے سے نہ پائی جو اسکے قبل تھی مجکو کمال رنج ہوا اور مین امیر سے علحدہ ہو گیا اور بہت سے ملکون کو مین نے آباد کیا اسب جو صاحبقران کی رعایت سے میری رفاقت کرتا ہو وہ ٹہرے اور جس کو خاص طور سے محبت و الفت ہو وہ میرے ساتھ رہے یہ سنکے سرداران دست راست تو خاموش بیٹھے رہے لیکن سرداران دست چپ نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین طلحہ بن لندھور اور وحید الملک اور گرد بن بہرام وغیرہ موقع ڈھونڈھنے لگے کہ کسی صورت سے ان سے علحدہ ہونا چاہیے اور طیمور نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ امیر فتح طلسم زلزلہ کی غرض سے آتے ہین اگر خدا نے مدد کی تو مین پہلے ہی اس طلسم کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر طیمور تو اپنے رفیق کے انتظار مین ٹھہرا ہی لیکن

دو کلمہ داستان زلزلہ قاف سلیمان سلطان حق پژوہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے بیان کیے جاتے ہین بغزل آغاز کلام

ہے عجب افسانۂ بلبل چمن مین کیون نہین — ذکر میرا یار تیری انجمن مین کیون نہین
اسقدر قربت لبون سے ہے تعجب کی جگہ — آب حیوان یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین
بارہا اُن کے لب شیرین شکر ہین بوسے لیے — پھر حلاوت قند کی میرے دہن مین کیون نہین
عمر تو ساری ہوئی رنگین مزاجی مین بسر — قبر میری دوستو صحن چمن مین کیون نہین
ایک مدت سے یہ ڈوبا ہے اسی کی چاہ مین — دل ہمارا یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین
ہمسری کا اس کو دعوی ہے اگر بیجا ہے سب — اُن کی زلفون کی سی بو مشک ختن مین کیون نہین
سامنے جلتے ہین پروانے نہین پروا اُسے — بوے الفت دوستو شمع لگن مین کیون نہین
گو مین دیوانہ ہون پر کیون بھاگتے ہین مجھسے لوگ — بو محبت کی مرے اہل وطن مین کیون نہین
عیاں مستی ہمارا نو بہ نو ہے آج تک — ایک دو پیوند اس رخت کہن مین کیون نہین

سادگی کیون ہوگئی ہو وضع قاتل مین شریک — بانکپن کی بات اُسکے بانکپن مین کیون نہین
پیستا ہو گر ہین تو پیس ہی ڈالے کہین — آسیا کی طرز اس چرخ کہن مین کیون نہین
اپنے جیتے جی تو مین پہنا کیا عمدہ لباس — بو تکلف کی مرے دو گز کفن مین کیون نہین
یار کی آنکھون کی سی شوخی بھی ہو وحشت بھی ہو — اسقدر شرم و حیا ایل ہرن مین کیون نہین
دیکھتے ہین جسکو اچھا سب مٹاتے ہین اُسے — ہو تعجب قدر کامل اہل فن مین کیون نہین
ہر جوان سے بیوفائی کرتی ہو دنیا سے دون — پاس کچھ رسم وفا اس پیرزن مین کیون نہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ وزیر دانشمند بادشاہ شہر حسن آگین کا صاحبقران سے رخصت ہوکے گیا اور حسین سبز قبا سے بیان کیا کہ امیر با توقیر نے بیچ مین خیمہ نصب کرایا ہو اور فرمایا کہ کل ہمارے تمہارے اُسی خیمہ مین باتین ہون گی ہم تنہا آئین گے تم کو اختیار ہو چاہے تنہا آؤ یا کسی اور کو ساتھ لیتے آؤ حسین سبز قبا نے کہا کہ اگر صاحبقران تنہا آئین گے تو مین بھی تنہا جاؤن گا جب دوسرا دن ہوا تو اُس طرف سے صاحبقران زمان چلے سرداران اسلام نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تنہا جاؤن گا کوئی میرے ساتھ نہ چلے اُسوقت اور سردار تو ٹھہر گئے لیکن قبل اسکے کہ امیر اُسے منع کرین طیفور نے عرض کی کہ خادم ضرور ساتھ چلے گا چونکہ یہ عیار ہو اور ایک خدمتی کا ساتھ ہونا ہمراہی مین داخل نہین ہو صاحبقران صرف طیفور کو ساتھ لیکر روانہ ہوے اُس طرف سے حسین سبز قبا تنہا چلا تمام ارکین دولت کو روک دیا صرف وزیر دانشمند کی ہمراہی بادشاہ نے بھی منظور کی اس طرف سے صاحبقران پہونچے اُدھر سے حسین قبا آیا ملاقات ہوئی امیر ہاتھ حسین سبز قبا کا پکڑے ہوے داخل بارگاہ ہوئے حسین سبز قبا نے چاہا کہ امیر بھی تخت پر رونق افروز ہون لیکن صاحبقران نے منظور نہ کیا فرمایا کہ مین دنگل نشین ہون تخت نشین نہین ہون یہ فرماکر صاحبقران نے حسین سبز قبا کو تخت پر جگہہ دی اور آپ دنگل پر رونق افروز ہوتے عیار پشت پر کھڑے ہوکر رومال جھلنے لگا وزیر گوشہ تخت پر مودب ہوکے بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ یا صاحبقران مجھے معلوم ہوا کہ آپ بڑے الوالعزم ہین اور نہایت خلیق ہین بڑے بڑے ملک آپ نے فتح کئے طلسم توڑے خداوندیان مٹا دین لیکن یہ مقام نہایت سخت ہو یہان سے گذرنا آپ کا مخالفت کے ساتھ غیر ممکن ہو جن مرحلون کو آپ نے توڑا یہ کوئی چیز نہ تھے حالانکہ آپ کو ان کے فتح کرنے مین بھی جو دقت پڑی ہوگی اُنھین آپ ہی جانتے ہون گے دوسرا نہین سمجھ سکتا لیکن یہ یاد رہے کہ اب آپ قدم آگے نہین بڑھا سکتے چونکہ آپ نوجوان اور خلیق ہین مجھے آپکے حسن شباب پر رحم آتا ہو مین نہین چاہتا کہ مثل اور لوگون کے آپ کا مقبرہ بھی یہین بنے اور آپ نے میرے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا کہ میری خواہش کے موافق ملک کو اپنا گرد مین خلل انداز نہین کی اور لشکر کو اپنے دریا کے قریب سے ہٹا لیا لہذا اس کی عوض مین مین آپ کو راستہ دیے دیتا ہون آپ طلسم زلزلہ کو اسی طرف سے تشریف لیجائین اتنی خوشی آپ ہی کی سہی لیکن مجھسے مقابلہ کا قصد نفرمائیے ورنہ بہت پشیمان ہوجیئے گا اور آپ کچھ کر نہین سکتے اگر آپ کو دعوے زور و جرأت پر ہو تو میرے تین سردارون مین سے آپ ایک کو بھی زیر نہ کر سکین گے اور اگر اسم اعظم کا بھروسہ ہو تو یہان سحر و ساحری کا معاملہ نہین ہو جیسے آپ اسم اعظم کے ذریعہ سے مثلاً میرے تین قلعے اور تین قلعدار ایسے ہین کہ قلعداردن کا مارنا یا گرفتار کرنا اور قلعون کو قبضہ مین لانا یا امیر اب آپ سے مین کچھ رموز اس ملک کے بیان کیے دیتا ہون اس غرض سے کہ آپ اپنے ارادہ

سے بازرہین اصل مین یہ ملک حکیم اسرار الحکمت نے آباد کیا تھا اور حسینان عالم کو تلاش کرکے
اُن سے اس سرزمین کو آباد کیا اور انتظام حفاظت ملک کا فہیم عاقل کے سپرد کیا یہ اُن کے شاگرد رشید
تھے اور سجادہ نشین اپنا حکیم اشراق الحکمت کو معین کرکے دنیا سے رحلت کرگئے فہیم عاقل نے
تین قلعے بنوائے ایک قلعہ یاقوت نگار ہے اور حاکم وہان کا محیط آدمخوار ہے دوسرا قلعہ زمرد نگار ہے اُس کا
ناظم پیران بیج ابرو ہے تیسرے قلعہ کو قلعہ آبی کہتے ہین اس قلعہ کا مالک غوغاے رعد آواز ہے بروقت
مقابلہ اُن لوگون کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اگر حکم دیدون تو ایک غوغاے رعد آواز آپ کے لشکر کے
واسطے کافی ہے یہ تو انتظام ظاہری ہے اور انتظام باطنی یہ ہے کہ اگر یہان کی کسی عورت کو کوئی شخص بھگا لے جانا
چاہے تو شہر کے ناکے باہر نکلتے ہی وہ عورت غائب ہو جاتی ہے اگر یقین نہو تو امتحان کر لیجیے بعد ان تمام
انتظامات کے فہیم عاقل بھی سب سے ملکر جانب پردۂ قاف روانہ ہوگئے اور وہان جا کے انتقال کیا
جاتے وقت ایک شہنی نرگس کے درخت کی دے گئے تھے کہ وہ آجتک ہری ہے باوصفیکہ کبھی اُس پر پانی کا
چھینٹا بھی نہین دیا گیا پھول بھی اُسی طرح کھلا ہوا ہے اور ڈالی بھی سرسبز ہے ہم سب اُسی کی پرستش کرتے ہین
اور حکیم اشراق چونکہ جانشین حکیم اسرار الحکمت کے تھے اُنھون نے گرد حصار فولاد کے وہ حصار قائم
کیا تھا جسے توڑکے آپ اس مقام تک پہونچے گو کہ حکیم اشراق الحکمت کا مارڈالنا بھی امر آسان نہ تھا لیکن
اُنھون نے اپنے غرور مین اپنی جان دی نہ وہ آپ تک آتے نہ مارے جاتے آپ کا جانا حکیم اشراق الحکمت
تک ناممکن تھا خیر ہرچہ گذشت گذشت یہ تمام جھگڑے اسواسطے بیان کیے کہ آپ اپنے حسن و شباب پر رحم
کرکے اس ارادہ سے باز آئین اور یہین راستہ دیدون آپ طلسم زلزلہ کو چلے جائین بلکہ دوستانہ طریق سے
جب تک جائین میری دعوت قبول کرین اور اس ملک مین قیام پذیر رہین اگر یہان کے حسینون کا اشتیاق
ہو تو مین چند عورتین عائد شہر سے انتخاب کرکے آپکی خدمت کے واسطے بھیجدون انھین آپ اپنی کنیزین بنا
لائین لیکن اگر کسی عورت کو ساتھ لیجانا چاہیے تو یہ امر ناممکن ہے نہ مین کسی کو بھیج سکتا ہون نہ آپ لیجا سکتے
ہین اور اُس گل نرگس کی سیر بھی مین آپکو دکھا دون جس کی مین پرستش کرتا ہون یہ کہکر بادشاہ خاموش
ہوا اور صاحبقران دل مین سوچے کہ میرا چلے جانا بغیر اس کے کہ یہ ملک اسلام آباد ہو عیب جانے کی دلیل
ہے علاوہ اس کے ملکہ کا وصل بھی میسر نہوگا فرمایا کہ آپ چونکہ مرد بزرگ ہین اور مین آپ کے سامنے نوعمر
اور کمسن ہون مجھے تمام باتین آپ کی قبول ہین بشرطیکہ دو باتین آپ میری بھی منظور کرین کہا بیان کیجیے
فرمایا کہ مین نہ ملک گیری کی ہوس رکھتا ہون نہ جاہ و ثروت دنیا کو کچھ خیال مین لاتا ہون میرے نزدیک
یہ سب فانی ہین اور ہیچ ہین مجھے دولت عقبےٰ کی خواہش ہے اور صرف قربۃً الی اللہ مذہب برحق پھیلانے مین
سرگرم رہتا ہون لہذا چند کلمے نصیحت کے گوش ہوش سے سنیے وہ یہ ہین کہ پرستش اُس کی چاہیے
جس نے پیدا کیا ہے سوا اُس کے یہ حق دوسرے کا نہین ہے اور اپنی بنائی ہوئی چیز یا کسی دوسرے کی بنائی
ہوئی شئے کی پرستش کرنا صنعت پرستش مین داخل ہے اور اس سے کیا حاصل لہذا آپ کو چاہیے کہ
دین اسلام اختیار کیجیے اور وہ نرگس کی شہنی کیا چیز ہے جس کی پرستش آپ کیا کرتے ہین ایسے عجائبات
حکما نے بہت سے بناڈالے ہین یہ وہی شہنی ہے جسے فہیم عاقل نے بنایا ہے اور دوسری خواہش میری یہ ہے
کہ اپنی دختر کے ساتھ مجھے قبول کیجیے بلکہ چاہیے اس شرط کو نہ منظور کیجیے لیکن شرط اول کا پورا ہونا
ضرور ہے بغیر اس کے مین اپنے ارادہ سے باز نہ رہونگا جو کچھ آپ نے بیان کیا وہ سب ہیچ ہے گو

بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم | دگرگون میشود احوال عالم

وہ قادر مطلق ایسا ہے کہ دن کو رات

اور رات کو دن کرتا ہے آپ کے تین قلعہ آپ کی نظر مین بہت کچھ ہین لیکن اُس کی نظر مین کچھ نہین رہے جو آن واحد مین رات کو دن اور دن کو رات کر دیتا ہے جن مرحلون کو مین نے مدد پر وردگار سے شکستہ کیا اُن کے ٹوٹنے کی کس کو امید تھی اور آپ کو یہ خیال کب ہوگا کہ یہ مرحلے شکستہ ہو جائینگے ورنہ جس بات کو آپ اسوقت بخوشی منظور کر رہے ہین اگر پہلے ہی منظور کر لیتے تو اس کی نوبت بھی نہ آتی مجھے طلسم زلزلہ پر جانا تھا چلا جاتا اب تو مین بغیر اسلام کا جھنڈا اس سرزمین پر گاڑے ہوے ہرگز قدم آگے نہ بڑھاؤنگا یہ سُنکے حسین سبز قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فنا د منظور ہے خیر مین نے از راہ نیکی سمجھایا مگر آپ نے نہ مانا یا اب آپ اسی سرزمین پر مزار آپ کا بنے گا ایک غوغاے رعد آواز جو پہلے قلعہ پر ہی ہے آپ کو مار ڈالے گا یہ کہکر حسین سبز قبا اپنے مقام سے اٹھا صاحبقران بھی یہ فرماتے ہوے اٹھ کھڑے ہوے کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے مین نے اگر انشاء اللہ تعالیٰ اس نرگس کے پھول کو تلوون سے نہ ملا تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا یہ فرماکر امیر با توقیر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اور حسین سبز قبا اپنے شہر کی طرف چلا گیا راستے مین طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین یہ مقام دشوارگذار معلوم ہوتا ہے مین نے جہان تک دریافت کیا ہے بیان بادشاہ ملک حسن آگین کا صحیح ہے فرمایا مین بھروسہ ذات بار بتعالےٰ کا رکھتا ہون مجھے کچھ پروا نہین ہے مین اگر ملک گیری کی ہوس مین آیا ہوتا تو انجام کو سوچتا کہ ایسے ملک پر ہاتھ نہ ڈالون جہان جان جانے کا ضرر متصور ہو جبکہ مین قربۃً الی اللہ آیا ہون تو مجھے کیا پروا ہے اگر فتح پائی تو غازی ہوے مارے گئے تو شہید یہ فرماتے ہوئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی بادشاہ خاموش ہو رہے وہان حسین سبز قبا نے غوغاے رعد آواز کو حکمنامہ بھیجا کہ تم طبل جنگ بجوا کر صاحبقران سے مقابلہ کرو لیکن سردارون کو قتل نہ کرنا بلکہ اسیر کر لینا اس لیے کہ مین چاہتا ہون یہ لوگ خوف زدہ ہو کے چلے جائین مارے نہ جائین غوغاے رعد آواز کو جسوقت یہ حکمنامہ بادشاہ کا پہونچا تو اس نے اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی چنانچہ نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر وحشت اثر لے کے پھرے اور خدمت مین بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کے آکر عرض کی کہ لشکر مخالف مین کوس حربی بجا ہے اور فوج قلعہ آبی نے بیرون قلعہ خیمہ برپا کیا ہے امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادر اپنے اپنے حربون کو صیقل کرنے لگے اسی حالت مین رات گذری صبح نمودار ہوئی اہل اسلام مین شور اذان بلند ہوا اور نرگس پرستون نے اپنی رسم مذہب کے موافق عبادت سے فراغ حاصل کر کے رخ میدان کارزار کا کیا اس طرف سے بادشاہ اسلام سوار ہو کے جانب میدان کارزار روانہ ہوے صاحبقران عالیشان ہمراہ تخت بادشاہ تھے جس وقت میدان مین پہونچے تو تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین قائم ہوا اور امیر چالیس قدم صفوف لشکر سے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے اور سردار اپنے اپنے منصب کے موافق دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے پھر پھرا علم اژدہا پیکر کا کھولا گیا ہوا جو آکر پھر پھرے مین بھری تو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی دیکھا کہ اس طرف سے غوغاے رعد آواز ایک کرگدن مست پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اس نے بھی میدان مین آکر اپنے لشکر کے پرے جمائے اور خود بمرتبہ سرداری کھڑا ہوا پوشاکین فوج کی اودی تھین اور ایک ایک پھول

نرگس کا ہر وردی کے سینے پر بنا ہوا تھا اور پھرہرے بھی نشانوں کے اودے تھے اور علم بشکل گل نرگس
تھے جب دونوں جانب کی صفیں آراستہ ہو چکیں تو غوغاے رعد آواز میدان میں آیا اور پکارا کہ
اے گروہ خدا پرستان جو اپنی زندگی سے عاجز ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ کلمہ سنتے ہی زلازل
بن زلزلہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور مرکب
سے اتر کر اجازت خواہ میدان مصافت ہوا بادشاہ نے جام کلہ عزت عنایت فرمایا اور کہا کہ جاؤ
حافظ حقیقی نگہبان ہو زلزال بن زلازل بن زلزلہ جام پیکر سلام رخصت کرکے بار دگر مرکب پر سوار
ہوا اور سامنے غوغاے رعد آواز کے آیا غوغاے رعد آواز نے کہا کہ تو کیا سمجھکر میرے مقابلہ
کو آیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں زلزال نے کہا کہ اتنا سنا ہے کہ تو چیختا خوب ہے ایک ہمارا سردار
ہمنشین بھی ایسا ہی تھا کہ اس کے نعرے سے بھی جانوران صحرائی بھاگ جاتے تھے اور لوگ بیہوش ہو جاتے
تھے میرے اس کے اکثر مقابلہ ہوا ہے میں ان چیخوں کا عادی ہوں اسوقت غوغاے رعد آواز
ہنسا اور کہنے لگا کہ خیر ابھی تجھے میرا حال معلوم نہیں ہے لے اپنا وار کر زلزال نے کہا کہ کیا تو نہیں
واقف آئین اہل اسلام سے کہ ہم لوگ حریف پر سبقت نہیں کرتے ہیں اگر خدا تیری ضرب سے بچائیگا
تو دیکھا جائیگا یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے نیزہ سنبھالا اور گردش دے کر سینہ زلزال پر وار
کیا زلزال نے ترچھے ہو کر نیزہ کو نیزہ پر لگا تھا اور ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ غوغاے رعد آواز کا ٹوٹ گیا
بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہوئی غوغاے رعد آواز نے شرمندہ ہو کے ایک
چیخ ماری کہ تمام میدان کانپ گیا گھوڑے بدمزاج ہونے لگے اور زلزال بن زلازل کی یہ حالت
ہوئی کہ ایسے تیورائے اور بیہوش ہو کے مرکب سے گر پڑے غوغاے رعد آواز نے اپنے مرکب
سے کود کر اس کی مشکیں باندھیں اور ملازمین کے سپرد کیا لوگ زلزال کو مسلسل و مغلول کرکے جانب
زندان روانہ ہوئے اور یہاں غوغاے رعد آواز نے پھر مبارز طلب کیا اب کے اس کے مقابلہ کو
تہمتن گرد رفیق شاہزادہ رفیع البخت نکلا بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے غوغاے رعد آواز
کے پہونچا اور کہا کہ لا حربہ اپنا غوغاے رعد آواز نے کہا کہ کیا تو میرے حربے سے آگاہ نہیں ہے میرا حربہ
میری آواز ہے جس کا اثر تو دیکھ چکا تہمتن گرد نے کہا کہ پھر کیوں نہیں چیختا یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے
چیخ ماری تہمتن گرد نے کانوں میں انگلیاں دے لیں جب یہ چیخ چکا تو دوڑ کر تلوار ماری غوغاے
رعد آواز سپر بھی بلند نہ کرنے پایا تھا کہ تلوار سر پر پہونچ گئی اور خود پہنے ہی خود کو تیغ نے کاٹا لیکن
سر پر پہونچکے تلوار رک گئی تہمتن گرد نے جھٹکا مارا تلوار پھنسی ہوئی تھی ٹوٹ گئی بس تہمتن گرد نے دوسری
تلوار کھینچ لی اور وار کرنے چلا غوغاے رعد آواز نے چیخ ماری یہ ٹھہر کر سامنے آگیا اور ہوش و حواس
جاتے رہے غوغاے رعد آواز نے اسے بھی اسیر کرکے زندانخانے میں بھجوا دیا اور پھر مبارز طلب
کیا اگرچہ جوانان اسلام دیکھ رہے تھے کہ نہ حربہ اسیر تاثیر کرتا ہے نہ اس کی آواز سننے کی تاب رہتی ہے
ایک چیخ میں آدمی بیہوش ہو جاتا ہے اس کے مقابلہ کو جانا دہان گور میں جانا ہے لیکن ایک سلسلہ بندھا
ہوا تھا کہ ایک گرفتار ہوا اور دوسرا پہونچا دوسرا اسیر ہوا تیسرا جا پہونچا غوغاے رعد آواز خود
حیرت میں تھا کہ یہ کس کلیجے کے لوگ ہیں کہ مرنے اور قید ہونے سے ڈرتے ہی نہیں غوغاے رعد آواز
نے شام تک پچیس سردار اسیر کیے اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر اسیر با توقیر کمال
حیران نہایت پریشان میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور سکوت کے عالم میں بیٹھے

رہے جب وقت برخاست کا آگیا اٹھ کر تمام سرداراں مع صاحبقران نامدار اپنی اپنی خوابگاہ کی جانب روانہ ہوئے وہاں غوغائے رعدآواز نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا اس طرف بھی نقارہ رزمی بجا کیا تمام رات دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی رہیں صبح کو دونوں طرف کی فوجیں وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹے ہی تھے کہ غوغائے رعدآواز میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ اے لشکر اسلام دیکھا تم نے کہ کل تمھارے حامی کس بے بسی سے اسیر ہوئے لہذا تمکو چاہیے کہ ساتھ صاحبقران کا چھوڑ دو اور جہاں چاہو چلے جاؤ ورنہ یہی انجام تمھارا بھی ہوگا یہ سنکے سرداران اسلام نے دست بقبضہ ہوکر جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تجھ ایسے بہت سے گبر پیدا ہوئے اور ناپید ہو گئے اور لشکر اسلام پر اس سے زیادہ آفتیں آچکیں اور ٹل چکیں کسی نہ کسی روز تو بھی مارا جائیگا لیکن ابھی یہ نہیں معلوم ہے کہ قضا تیری کس کے ہاتھ سے آئیگی جو لوگ آج تیری قید میں ہیں کل رہا ہو جائینگے غوغائے رعدآواز نے ایک قہقہہ مارا اور پکارا کہ ع

این خیال است ومحال است وجنون

میں مثل دیگران نہیں ہوں میں اس خداوند بینا کو مانتا ہوں تم نے جسے دیکھا بھی نہوگا میرے خداوند نے میری موت معین ہی نہیں کی ہے خیر ان باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہے جس کو مقابلے کے واسطے آنا ہو وہ آئے یہ سنکے برجیس بن الکوان پسر خواندہ آصف احکم طلاسمات نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر گردن جھکائی اور اجازت خواہ میدان کارزار ہوا تمام اہل اسلام اس لڑکے سے محبت رکھتے ہیں کہ بہت کمسن اور نہایت حسین ہے اور بیٹا اپنے بڑے شخص کا ہے جو خداوند رزاق کہلاتا تھا اور اس نے دین اسلام پہلے سے اختیار کیا باپ کا شریک نہ ہوا جسوقت اس نے اجازت چاہی تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے برجیس تم قصد نکلنے کا نہ کرو اس لیے کہ تمھاری ماں تمھارے فراق میں روتے روتے مر جائیگی کہ اس کا سوا تمھارے کوئی سہارا نہیں ہے اسوقت برجیس نے عرض کی کہ ظل اللہ آپ کا سایہ عاطفت ہر شخص کے واسطے کافی ہے حضور کے عہد حکومت میں کوئی لاوارث نہیں ہے اور اب تو میں دائرہ اسلام میں آچکا ہوں آئین اسلام کا پابند ہوں مجھ سے جہاد ساقط نہیں ہے اور اب اس شخص کا بیٹا کہلاتا ہوں جس کی تلوار عالم میں مشہور ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ میدان میں نکلنے سے ڈر کے واپس جاؤں بادشاہ اسلام نے مجبور ہوکر اجازت جنگ مرحمت فرمائی اور جام عنایت کیا برجیس بن الکوان جام پی کے جانب میدان روانہ ہوا جسوقت سامنے غوغائے رعدآواز کے پہونچا تو غوغائے رعدآواز نے کہا کہ اے نوجوان تو تو ابھی جنگ وجدال کے قابل نہیں ہے تجھ پر ہاتھ اٹھاتے مجھے شرم آتی ہے برجیس بن الکوان نے کہا کہ اے شخص شاید تجھے آگاہی نہیں ہے میں بیٹا خداوند رزاق کا ہوں باپ میرا خداوند کہلاتا تھا اور میں نے بندگی کو بہتر جانا ہے اور میں اپنے کو عبد خدا شمار کرتا ہوں باپ میرا جس قدر قوت رکھتا تھا عالم جانتا ہے لیکن چونکہ باطل پر تھا مارا گیا میں حق پر ہوں میرے لیے ہمیشہ فتح ہے کہ مارا گیا تو شہید اور زندہ رہا تو غازی میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو بھی اس دین مبین کو اختیار کر جس میں دنیا و آخرت دونوں ہیں اس آواز پر اپنی نازاں نہو جس سے تو سرداروں کو بیہوش کر دیا کرتا ہے میرے باپ کے طلسم میں ایسے ایسے نہیں معلوم کتنے کرشمے تھے لیکن مرد خدا سے وہ سب کرشمے مٹ گئے اور ایسا نیلی الکوان تاجدار ایسے شخص کو سوا بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی میرے باپ کے روح اپنی ٹکڑوں میں تقسیم کی گئی

کہ آٹھ بھی مارڈالے جائین گے تو بھی مین مر نہین سکتا اور پیکر نیم کو لیجا کے طلسم باطن مین پوشیدہ کیا تھا لیکن انہین صاحبقران رابع نے طلسم اسرار باطنی کو توڑا اور وہان جاکے اکوان تاجدار کو مارا اور ساتھ اکوان تاجدار کے بادشاہ طلسم باطن بھی مارا گیا جب روزیہ پتہ مل گیا کہ تو طلسم نیم یا سحر بند ہے اُسی روز تیری اجل کا پیام آگیا تو ان خدا پرستون پر فتحیاب نہین ہو سکتا کہ حق ان کا شریک ہے یہ سنکے غوغاے رعدآواز نے کہا کہ مین نے تجھپر ترس کھایا تھا کہ تو بچہ ہے تجھے کیا قتل کرون تو تجھے نصیحت کرنے لگا معلوم ہوا کہ تیری قسمت مین بھی گرفتاری ہے اے برجلیس بن اکوان تو ننگ خاندان نکلا کہ ایک خداوند کا بیٹا ہوکر تو نے مجاورزادگان مکہ کی اطاعت اختیار کی اپنی عزت کو خاک مین ملایا مین ایسا نہین ہون خراب آیا ہے تو جو صلہ اپنا نکال لے پھر تو تیری قسمت مین بھی گرفتاری لکھی ہوئی ہے اور اگر بادشاہ مجھے حکم گرفتاری نہ دیتا بلکہ حکم قتل دیتا تو جتنے سردارون کو مین نے اسیر کیا ہے یہ قتل ہوچکے ہوتے اب تو امید رہائی ہے گو موہوم ہے آئندہ کوئی امید نہوتی برجلیس بن اکوان نے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا کی ہے اور دلیل فتح مسلمانون کی ہے کہ تو نے اُن کو قتل نہین کیا معلوم ہوتا ہے کہ عمرین اُن کی درازہین وہ ابھی جئین گے تیرے ہاتھ سے قتل نہون گے بلکہ تو مارا جائیگا اور وہ رہائی پائین گے غوغاے رعدآواز نے برہم ہوکے نیزہ مارا برجلیس بن اکوان کو انجم طلعت نے مثل فرزندون کے تربیت کیا ہے اُس نے جلدی سے نیزے کو نیزے پر لیا ردوبدل ہونے لگے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ برجلیس نے نیزہ ہاتھ سے غوغاے رعدآواز کے نکال دیا غوغاے رعدآواز نے خفیف ہوکر ایک چیخ ماری کہ تمام میدان ہلگیا اور برجلیس بن اکوان پر غشی طاری ہوئی غوغاے رعدآواز نے اسیر کرکے زندانخانے کی جانب بھجوادیا اس کے اسیر ہوتے ہی شاہزادہ آصف انجم طلعت کو جوش آگیا آواز دی کہ او ملعون سوا چھنجھے کے تجھے کچھ بھی آتا ہے اس لڑکے کے ہاتھ سے نیزہ نہ نکال سکا اسی مُنھ پر دعواے سپہگری ہے یہ کہتے ہوئے بغیر اجازت بادشاہ سامنے غوغاے رعدآواز کے پہونچے غوغاے رعدآواز نے کہا کہ تم تو اس طرح دوڑے آئے جیسے یہ تمھارا ہی لڑکا تھا فرمایا بیشک ہمارا ہی فرزند ہے ہمین نے اس کو تربیت کیا اور ہمین نے پرورش کیا بس لاحرج اپنا کہ زمانہ میری آنکھون مین تاریک ہو رہا ہے یہ سنکے غوغاے رعدآواز نے گرز اٹھایا اور پکارا کہ تم لوگون سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہے لو اسکے کہ یہ طمانچہ ملک الموت ہے یہ کہکر اس نے ضرب گرز کی لگائی آصف انجم طلعت نے مردانہ وار اپنے گرز کو اٹھاکر چہرے کی پناہ کیا گرز جو گرز پر برابر آ کر ہوا آتش گرد بلند ہوا غوغاے رعدآواز نے زدم و بستم کردم کا نعرہ کیا عیار آصف انجم طلعت کا چلاتا تھا کہ خبر اپنے آقا کی لو ناحق وہان آصف انجم طلعت اس کی ضرب کو کب ماننے والے تھے تیغ کردے نکال پکارے کہ ملعون کرازدی وکرابست کردی حریف تیرا مین موجود ہون

سہ تو ضرب نزدی حرب مانوش کن ¤ چہ شادی ازدل فراموش کن ؎

یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پھر کو دہ پندارہ کے سر کی ضرب کو سر پر چرخ دیا اور مرکب سے مرکب کو ملا کے جو وار کیا تو غل پایا الله تیغ گرد بلند ہوا طلبتا زبرین کا شق ہو گیا تڑاقے کی آواز فلک تک پہونچی شعلہ فلک کو نکلگیا مرکب غوغاے رعدآواز کی کمر ٹوٹ گئی ملعون نے بھی زدم و بستم کردم کا نعرہ کیا تھوڑی دیر کے بعد غوغاے رعدآواز گر کے اُٹھ آیا تو پیادہ پاتھا آصف انجم طلعت بھی اسے پیادہ دیکھکر پیادہ ہوگئے اور بڑھے

جیسے ہی قریب پہونچے اور دست و گریبان ہونے کا قصد کیا غوغاے رعد آواز نے ایسی
چیخ ماری کہ یہ بھی لہرا کر گرے بس غوغاے رعد آواز نے ان کو بھی اسیر کرکے بھیجدیا بعد ان کے
شہنشاہ گوہر کلاہ نکلے انھون نے بھی آتے ہی اس کو گرد برد کردیا آخر یہ بھی گرفتار ہوئے آج
بھی غوغاے رعد آواز نے سینتیس چالیس سردارون کو اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجواکر میدان
سے پھر گیا آج اہل اسلام پہلے دن سے زیادہ مغموم پھرے کہ بہت سے عزیزان صاحبقران اسیر ہوگئے
تھے اور وہان غوغاے رعد آواز نے جاکر سب سردارون کو زندان مین بھیجدیا اور آپ مصروف
عیش و نشاط ہوا اور طبل جنگ اس نے نہین بجوایا یہان صاحبقران عالیشان نے منادی کردی
کہ خبردار اب اس سے مقابلہ کا کوئی قصد نکرے مین خود مقابلہ کرون گا طیفور نے دیکھا کہ اگر
صاحبقران نے مقابلہ کیا تو یہ بھی ضرور اسیر ہوجائینگے کسی طرح امیر کو ہاتھ سے اس کبر کے بچانا چاہیے
بس اس نے صورت تبدیل کی اور قطورہ زربفتی و پاتابہ سقرلاتی و کسوت عیاری سے آراستہ ہوکر
جانب قلعہ آبی روانہ ہوا جب راستہ طے ہوچکا اور طیفور بادیہ گرد قریب قلعہ آبی کے پہونچا دیکھا کہ
لب ساحل قلعہ ہی اور زیر قلعہ فوج اُتری ہوئی ہی بس طیفور نے رنگ و روغن عیاری چہرے پر ملکر
صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی اور کنارے دریا کے بیٹھکر اکتارا بجا بجاکے گانا شروع کردیا جو لوگ
قریب تھے وہ گانے کی آواز سنکر سمٹ آئے دو چار جو یہان سے واپس گئے انھون نے اور
لوگون کو مطلع کیا کہ ایک جوگی آیا ہی کیا خوب گاتا ہی اور لشکر کے بیفکرے مشتاق ہوکے آئے اور گانا
سننے لگے شدہ شدہ یہ خبر غوغاے رعد آواز کو پہونچی کہ آپ یہان کیا بیٹھے گانا سن رہے ہین
ایک جوگی آیا ہی کہ اگر اُس کا گانا سن لیجیے گا تو سب کو بھولجائیے گا کیا الاپ رہا ہی غوغاے رعد آواز
نے کہا کہ جاکر اُسے ہمارے پاس لے آو لوگون نے آکر طیفور سے کہا کہ جوگی صاحب آپ کو مالک
قلعہ بلاتے ہین جوگی نے جواب دیا کہ مین کسی کا نوکر نہین ہون اگر اس زمین پر بیٹھنا تمھین شاق ہی تو مین کسی اور
جنگل کی راہ لون گا یہ کہکر بوریا بدھنا سنبھالا لوگ ہاتھ جوڑنے لگے کہ آپ کہین نجائیے جو لوگ پیام
غوغاے رعد آواز کا لیکر آئے تھے وہ پلٹ گئے اور جاکے غوغاے رعد آواز سے کہا
کہ جوگی صاحب نہین آتے آپ خود تشریف لے چلیے اور اُن سے کہیے تو شاید آئین چونکہ غوغاے رعد آواز
کو کچھ اشتیاق اور کچھ غصہ بھی تھا کہ ہمارے بلانے سے نہ آیا اگر اب آنے سے انکار کرے تو سزا دون یہ
سوچ کے یہ اپنے مقام سے اٹھا اور جوگی کے پاس آکر کہا کہ گرو جی تمھارا کیا نام ہی کہا کہ مجکو جوگی چونچال
کہتے ہین غوغاے رعد آواز نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک روز کے لیے میری دعوت قبول فرمائیے
جوگی نے کہا کہ بچہ کیون فقیرون سے محبت بڑھاتا ہی جا تو امیر ہی امیر غریب کی صحبت برآور نہین ہوتی ہی
غوغاے رعد آواز نے اصرار کیا بمشکل آپ نے منظور کیا اور ساتھ غوغاے رعد آواز کے
جانب قلعہ روانہ ہوے ایک ایک مقام کو اجنبی بن کے پوچھتے جاتے تھے غوغاے رعد آواز بتاتا
جاتا تھا کہ یہ زندان خانہ ہی وہ سلح خانہ وہ اصطبل ہی اسی طرح سمجھاتا بجھاتا اپنی بارگاہ مین لایا اور قریب
اپنے بٹھایا دیکھا طیفور نے بارگاہ خوب آراستہ ہی لوگ جمع ہین ناچ ہو رہا ہی لیکن جن لوگون نے طیفور
کا گانا سن لیا تھا انھین کسی کا گانا بھلا نہ معلوم ہوتا تھا غوغاے رعد آواز کا دل لگتا تھا جلدی
سے مجرائی طائفہ کو برخاست کرکے غوغاے رعد آواز نے جوگی چونچال سے کہا کہ یہ گانا تو لہو و لعب
کا تھا اب آپ کوئی بھجن یا کوئی معرفت سنائیے کہ دنیا اور عاقبت دونون بنین جوگی نے اکتارا چھیڑا

گانا شروع کیا پہلے دو ایک بھجن اور دھرپت گایا بعد اس کے یہ غزل شروع کی غزل

غرق ہو جائے ابھی کلبۂ احزان میرا
بزم شادی ہوا ابھی کلبۂ احزان میرا
اگر کبھی فصل بہار المدد اے دست جنون
دیکھنے ہی نہین وہ حال پریشان میرا
دیکھ لے گل دل پہ داغ کے پھولونکی بہار
لگیا دامن محشر سے گریبان میرا
مین تڑپتا ہون شب ہجر مین اور تجھکو ہو وصل
خط توام مین لکھا جائیگا دیوان میرا
خط جدول نظر آنے لگے موے گیسو
پھر گلا گھونٹنے آئی شب ہجران میرا
اف جو کرتا ہون دھوان منھ سے نکلتا باہر
سنبلستان نظر آنے لگا دیوان میرا
یاد محبوب مین فریاد کیا کرتا ہے
آج کچھ مجھسے خفا ہوگیا مہمان میرا
جسطرح ہوگا ترے گھر مین آج آونگا
ہوش مین آئیگا جس روز گلستان میرا
عشق لیلی ہے یہ وحشت ہے ہرن ہو جائیگا
خون بہائیگی تری تیغ جو قربان میرا

جوش پر آئے اگر دیدۂ گریان میرا
الفت ابرو قاتل ہی گلے کو خنجر
تنگ کرتا ہے بہت مجھکو گریبان میرا
پھول کھلجاتے ہین گلشن مین برستا ہو جو چشم
آجکل ابر سے قابل ہو گلستان میرا
حسرتون کا ہوا خون ہاتھ سے تیرے دلمین
واہ کیا خوب کیا آپنے درمان میرا
کیا دیوانہ ہو یہان آئے تو عاقل ہوجائے
جب رقم ہونے لگا حال پریشان میرا
الفت ابروے خمدار مین بن کر خنجر
پھونکے دیتا ہے مرا تن دل سوزان میرا
مین بھی ایک صورت زیبا کا تماشائی ہون
چین دم بھر نہین لیتا دل نالان میرا
کیا بنا لیتا ہے دیکھون ہنر اور بان میرا
الفت لب تری گیسو و کھلے سودا کین
دیکھ لے قیس اگر آکے بیابان میرا
ناتوانی مجھے وحشت مین جگا دیگی اگر
الفت خال رخ یار رہا ایمان میرا
آہ نکلا نہ کوئی دہر مین ارمان میرا

میرے گھر آئے اگر وہ گل خندان میرا
آجکل دست اجل مین ہو گریبان میرا
اپنی زلفون کو بنانے مین ہین ایسے مصروف
کیون نہ رو سے پہ ہنسے وہ گل خندان میرا
اسقدر چاک ہوا دست جنون سے ہر صبح
دیکھ سفاک ذرا گنج شہیدان میرا
حسرت وصل ہی شعرون مین ہر ایک جا مرقوم
بھاگے سودا بھی اگر دیکھ لے زندان میرا
الفت زلف نے دم بند کیا پہلے تو
ذبح کرنے لگا خود مجھکو گریبان میرا
وصف گیسو کے مسلسل ہی جو لکھے ہین
آنکھ دیکھتا ہے کیا رنج حیران میرا
دلمین آتا نہین کیون صبح سے دلبر کا خیال
سیر کو آئے جو وہ سرو خرامان میرا
ہو ظلمت مین نہان چشمۂ حیوان میرا
سرمہ آنکھون مین تری دیکھکے مر جاؤنگا

جوگی جو سنجال نے محفل کو جو نہال کر دیا تو غوغاے رعد آواز تو خوش ہوتا رہا لیکن طیفور نے یہ خیال کیا کہ اگر رات بھر گایا کرونگا تو اسیرون کی رہائی کا نہ ہاتھ آئیگا کسی صورت سے اس صحبت کو ختم ہی کرنا چاہیے یہ سوچ کے اکتارا ہاتھ سے رکھدیا اور کہا کہ بس بابا فقیر کو زیادہ نہ ستاؤ یہ وقت ہماری پوجا پاٹ کا ہے رات کے بارہ بج چکے ہین غوغاے رعد آواز نے الا مان ہو جون کا دیا جوگی نے لے لیا اور اٹھ کھڑا ہوا غوغاے رعد آواز نے کہا کہ باباجی چلے جاتے ہو کیا دعوت ہماری قبول نہ کی جوگی نے کہا کہ مین دریا کنارے پوجا کے واسطے جاتا ہون اگر تجکو ایسا ہی دعوت کا خیال ہو تو وہین آکر جو چاہے کھلا دینا یہ کہکر جوگی جو سنجال یعنی طیفور کنارے دریا کے آیا اور بیٹھ کر جپ شروع کی تھوڑی دیر مین تھال حلوے کا لئے ہوئے غوغاے رعد آواز آپہونچا اور سامنے جوگی کے تھال رکھدیا جوگی نے کہا کہ بابا تو بھی کھائیگا یا میرے ہی لیے لایا ہے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ مین تو آپ ہی کے واسطے لایا ہون جوگی نے غصہ سے کہا کہ اٹھا لیجا مین بھی نہ کھاونگا کیا تو نے مجھے شیطان اور فقیرون سے شکم پرست سمجھا ہے اگر تو کھائیگا تو مین بھی کھالونگا ورنہ ہرگز نہ کھاونگا غوغاے رعد آواز نے دیکھا کہ تیور جوگی کے بدلے ہین جلدی سے خود بھی بیٹھ گیا اور عذر کیا کہ مجھے آپکے ساتھ کھانے مین

عذر نہیں لیکن خیال یہ تھا کہ شاید آپ اپنے ساتھ کھلانے میں پرہیز کریں جوگی چنچال نے کہا کہ بابا
سب بندے خدا کے ہیں یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی دولتمند ہے اور کوئی کم مایہ ہے غرضکہ غوغا سے
رعد آواز نے ساتھ جوگی کے حلوا کھایا جوگی نے کئی لقمہ نمک سرکاری ملا کے غوغا سے رعد آواز
کو دیئے لیکن اس بلا نوش پر کوئی اثر بیہوشی نہ ہوتا تھا نہ ہوا جب کھانے سے فراغ حاصل ہوا تو
غوغا سے رعد آواز رخصت ہو کے اپنی خوابگاہ کی جانب روانہ ہو گیا قاعدہ اس کا یہ تھا کہ قلعہ
میں جا کے سوتا تھا اور لشکر بیرون قلعہ اترا ہوا تھا گشت طلایہ کے سواروں کا پہرہ تھا یہاں جوگی
صاحب نے کنارہ دریا کا چھوڑا زبانی غوغا سے رعد آواز کے سب سن چکے تھے کہ قیدی فلاں
مقام پر ہیں جب انھوں نے لباس شہری تن پر آراستہ کر کے درختوں کی آڑ آڑ لگا ہوا ان سے
تلبانوں کی بچتے ہوئے پشت زندان کی طرف پہونچ گئے اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع
کردی چند قدم کا تو فاصلہ تھا ہی جلد فراغت دی نقب کا اندر زندان کے توڑا اور زمین سے نکل
سرداران اسلام کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے سرداران اسلام نے جس وقت طیفور کو پہچانا جلدی
جلدی قیدیں توڑیں اور کہا کہ ہم تنہا بھی تو نہیں ہیں پھر سب کیوں نہ چلیں سب کے سب
نعرے کر کے زندان کے باہر آئے گھوڑے کھول کھول تھے ان پر سواری لی اور جو سپاہی
ہتھیار سے سامنے سے آئے گئے ان کے ہتھیار لے کر قتل شروع کر دیا لشکر میں غوغا ہیچ گیا کہ
ارے قیدی رہا ہو گئے خبردار جانے نہ پائیں بھلا یہ شیر کس کے روکے رکتے ہیں تلوار برسانا
شروع کی قریب اسی پچاسی سرداروں کے تھے جن میں ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ
تھا ادھر تو تلوار چل رہی تھی ادھر طیفور نے خیموں پر حقہائے آتشبازی مارنا شروع کیے یہ
خیمہ جلنے لگا اس خیمہ میں آگ لگ گئی کفار ادھر تو قتل ہو رہے تھے ادھر جلتے بھی دوزخ کی
آگ میں جل رہے تھے بہت سے دریا کے اندر بھاگ پڑے اور ڈوب کے مر گئے جوانان
اسلام لشکر کو پامال کرتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور طیفور بھی صدہا خیموں خرگاہوں کو
جلا کے نکلا چلا آیا صبح کو سرداران اسلام لشکر اسلام میں داخل ہو گئے جب یہ خبر امیر با توقیر کو
ہوئی کہ طیفور نے جا کر تمام سرداروں کو رہا کر لیا صاحبقران نہایت خوش ہوئے بارگاہ میں اپنی
تشریف لائے سرداروں سے ملاقات ہوئی طیفور کو بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا طیفور
نے عرض کی کہ یا صاحبقران کیا عرض کروں غوغا سے رعد آواز نہیں معلوم کون بلا ہے میں نے
سات مثقال بیہوشی اس کو کھلا دی مگر کمبخت پر کوئی اثر نہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ رسی اس کی دراز ہے
کہ موت کے پنجہ میں آ کے نکل گیا زہر پی گیا اور کوئی تاثیر نہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا
جب تک قضا اس کی نہیں ہے اسوقت تک تو کچھ نہیں ہو سکتا اور جب وقت اجل کا آ جائے گا
تو مہلت بھی نہ لینے دے گا اب وہاں کا حال سنیئے کہ جب غوغا سے رعد آواز خواب مرگ سے
بیدار ہوا اور قلعہ سے نکل کر لشکر میں آیا تو عجیب تلاطم دیکھا کہ سیکڑوں خیمے جلے پڑے ہیں بہت سی
لاشیں میدان میں پڑی ہیں کوئی لاش اٹھا رہا ہے اور بھائی کے نوحے کر رہا ہے کوئی کہتا ہے
کہ میرا بیٹا مارڈالا گیا کوئی باپ کے لیے واویلا کر رہا ہے غوغا سے رعد آواز نے کہا کہ ارے
کیا ہوا لوگوں نے عرض کی کہ وہ جوگی جو رات کو آیا تھا وہ دراصل صاحبقران کا عیار تھا اُسنے
قیدیوں کو رہا کیا قیدی ایسے سرکش تھے کہ قیدیں توڑ توڑ کے نکلے ہمارے ہی ہتھیار چھین چھین کے ہمارے ہی

گھوڑے لیے اور بہتوں کو قتل کیا اسی بیاسی آدمی دو لاکھ جوانوں سے نہ رک سکے لاشیں گراتے
ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور اس عیار مکار نے خیموں میں آگ لگانا شروع کر دی ہم لوگ
مصروف جنگ سے آگ کون بجھاتا اور بہت سامان بھی تلف ہو گیا غضب کے لوگ تھے کہ قتل
بھی کیا مال بھی لوٹا اور نکل بھی گئے بس یہ حالت دیکھکر غوغائے رعد آواز کو نہایت غصہ آیا
اور اس نے ایک نامہ صاحبقران کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ میں نے اس وقت تک حکم بادشاہ
سے رعایت کی کہ آپکے سرداروں کو گرفتار کیا قتل نہیں کیا اور آپکے سرداروں نے رہا ہو کے
میرے لشکر کے کئی ہزار آدمیوں کو جان سے مارا لہذا آئندہ سے جو میرے مقابلے کو نکلے وہ آمادہ
مرگ ہو کے نکلے اب مجھسے رعایت کی امید نہ رکھیے گا جب یہ نامہ صاحبقران کو پہونچا اور اسکے
مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جواب میں تحریر فرمایا کہ اے غوغائے رعد آواز جب لڑائی ٹھہری
تو پھر رعایت کیسی اگر زندگی ان لوگوں کی نہ ہوتی تو تیرے ہاتھ سے مارے جاتے چونکہ حیات ان کی
منظور خدا باقی تھی تیرے ذہن ہی میں نہ آیا کہ تو انہیں قتل کرتا اور اب تو قتل کا ارادہ کرکے دیکھ
جنکی زندگی ہے وہ ہرگز قتل نہوں گے اور جن کی مدت عمر پوری ہو چکی ہے وہ مارے جائینگے یہ جواب
دیکھکے غوغائے رعد آواز نہایت برہم ہوا اور اس نے کہا کہ دیکھنا کل ان خدا پرستوں کا کیا
حال کرتا ہوں اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
پھر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی
لیکن لشکر اسلام میں ایک ہراس تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے نہ حریف پر حربہ اثر کرتا ہے نہ اس کی آواز
کا کوئی متحمل ہوتا ہے دیکھا چاہیے کہ کس کس کی اجل اس ظالم کے ہاتھ سے آتی ہے وہاں غوغائے
رعد آواز نے دوسرا نامہ حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ
ہم نے حکم جہانپناہ سے لشکر حریف کے سرداروں کو قتل نہیں کیا بلکہ قید رکھا اُن لوگوں نے
ہمارے ساتھ مطلق رعایت نہ کی جسوقت رہا ہوئے تو مال لوٹا لوگوں کو قتل کیا خیموں میں آگ
لگا دی اور نکلے چلے گئے لہذا یا تو ہمیں حکم جنگ نہ دیجیے یا پورا اختیار دیجیے کہ ہم چاہیں دشمن کو قتل
کریں چاہیں قید رکھیں جب یہ نامہ حسین سبز قبا کو پہونچا اور حسین سبز قبا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا تو اس نے جواب میں تحریر کیا کہ اے سپہ سالار تجھے اختیار ہے لیکن جسوقت یہ نامہ آیا ہے تو ملکہ
حسین گلگون پوش اپنے باپ کے پاس موجود تھی اس نے یہ بھی سنا کہ صاحبقران نے اپنے
نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور یہ بھی سنا کہ غوغائے رعد آواز نہایت برہم ہے اب اس نے قتل
پر کمر باندھی ہے بس یہ نہایت پریشان ہوئی اور اپنے مقام پر آکے وزیرزادی سے بیان کیا اس نے
عرض کی کہ ملکہ اگر آپ حکم دیں تو میں جاؤں اور صاحبقران کو سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھوں
ملکہ نے کہا کہ تو ضرور جا میرے سر کی قسم دینا اور صاحبقران سے کہنا کہ آپ قصد مقابلہ نہ فرمائیے گا
وزیرزادی نے نقاب چہرے پر ڈالی اور ایک نوشتہ ملکہ کا لے کر کمر میں رکھا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوگئی یہاں امیر باتوقیر دربار برخاست کیے ہوئے اپنی
آرامگاہ کی طرف تشریف لیجاتے تھے کہ دیکھا ایک نقابدار سیاہ پوش کھڑا ہے نقابدار نے جو
صاحبقران کو دیکھا سلام کیا امیر نے فرمایا تو کون ہے نقابدار نے عرض کی کہ میں قاصد ہوں اس
شخص کا جو آپ کو ہزار مہربان شاہ پر ملا تھا یہ سنکے صاحبقران نہایت خوش ہوئے مجھسے

کہ ملکہ کا پیامی ہو اپنے ساتھ تخلیہ میں لائے وزیرزادی نے نقاب چہرے سے دور کی اور نامہ ملکہ
کا پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا اور دوسرے پرچہ پر جواب تحریر کیا کہ اے زینت آغوش تمنا خدا کو
یاد کرو اگر حیات میری باقی ہے تو غوغائے رعد آواز کی کیا حقیقت ہے ملک الموت بھی کچھ نہیں کر سکتے
اور اگر قضا آئی تو کوئی روک نہیں سکتا اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ میں نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے
اور اب مقابلہ نکروں زمانہ کیا کہے گا تم خدا پر شاکر رہو وزیرزادی نے ہر چند سمجھایا مگر امیر نے
نہ مانا اور خلعت دے کر وزیرزادی کو رخصت کیا طیفور نے کہا کہ میں پہونچا دوں وزیرزادی نے
صاحبقران سے عرض کی کہ اسے منع کیجیے یہ وقت پریشانی کا ہے ہنسی کا نہیں ہے امیر نے طیفور
کو منع کیا وزیرزادی مرکب کو اڑاتی ہوئی جانب ایوان ملکہ روانہ ہوئی اور جواب نامہ صاحبقران
کا پیش کیا جب ملکہ مضمون سے آگاہ ہوئی نہایت صدمہ ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ تو اس حال پر ملال
میں مبتلا ہے اور وہاں طبل بجے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکلکر شاخ درخت پر محو نغمہ سرائی
ہوئے دونوں طرف کے لشکری خواب سے بیدار ہوے اپنے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت
کو ادا کر کے آلات حرب و ضرب سے درست ہو کر وعدہ گاہ مصاف میں آئے اور صفیں آراستہ
کر کے کھڑے ہوے آج غوغائے رعد آواز نہایت برہم میدان میں آیا ہے اور وقت کا منتظر
ہے اس طرف سے سواری بادشاہ کی نہایت عظم و شان سے میدان میں پہونچی صاحبقران
پایہ تخت پکڑے ہوے ساتھ ساتھ تھے اور سردار چار طرف سے گھیرے ہوے تھے میدان میں
پہونچکر تخت بادشاہ کا قلب میں قائم ہوا امیر بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم صف سے آگے بڑھکے
کھڑے ہوے پھریرا علم اژدہا پیکر کا سر پر کھلا آواز یا صاحبقران علم سے پیدا ہوئی بس یہ دیکھکر
غوغائے رعد آواز نے یو دا باگ کا لیا اور میدان میں آکر پکارا کہ یا امیر آئیے اور ہنر جنگ
دکھائیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں تیری خدمتگذاری کو موجود ہوں طیفور نے جلدی سے
کلاہ اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ کوئی نہ نکلے صاحبقران مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت شاہی
کے آئے مجرا کیا علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا باجے بجنے لگے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور صاحبقران
سے گلے مل کے امیر کو رخصت کیا امیر بارہ دگر مرکب پر سوار ہو کے سامنے غوغائے رعد آواز کے
آئے غوغائے رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کیا سمجھکر اور کس شے کے بھروسے پر
مقابلہ کو آئے ہیں فرمایا خدا کے بھروسے پر غوغائے رعد آواز نے کہا کہ دیکھوں آپ کا خدا آپکو
کس طرح بچا لیتا ہے یہ کلمۂ کفر امیر کو ناگوار گذرا فرمایا او ملعون تو کیا جھک مارتا ہے بیہودہ بکتا ہے دوہا
جا کو راکھے سائیاں مار نہ سکے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے + جو تجھ سے ہو سکے
کمی نکر غوغائے رعد آواز نے چیخ ماری امیر نے اسم اعظم کو ورد کیا لیکن کچھ نہیں ہوا اس لیے
کہ یہ سحر نہیں جو رد ہو جاتا امیر آواز اس کی سنکر لہرائے اور اسی حالت میں نعرہ کیا کہ تمام صحرا
ہلگیا پرند درختوں سے اڑے گھوڑے بدمزاج ہوئے اور گرگدن غوغائے رعد آواز کا
ڈر کے پیچھے ہٹا لیکن اثر پورا پہونچا تھا نعرہ کرتے ہی صاحبقران بیہوش ہو گئے بس غوغائے
رعد آواز تلوار کھینچکر چلا کہ سر امیر کا کاٹ لوں کہ کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا اور امیر کو لے گیا
لیکن اب

چند کلمہ داستان عشق و دریائے محبت ملکہ پردوان و فرامرز ثانی کے بیان ہوتے ہیں

ساقیا جلد آب سر آئی ساعت جشن بادہ خوار آئی
آج تو دن ہے بادہ خوار کا یہی موسم ہے تیری یاری کا
ہیں حسینان شہر کے بھی بناؤ قہر کے ٹھاٹھ ہیں غضب کے بناؤ
چال مستانہ چل رہی ہے صبا موج صہبا ہے صاف موج ہوا
کثرت گل سے ہیں نہال شجر شاخ الحاق بنین ہے بار ثمر
کیا عروسان باغ کے ہیں نکھار کا مشاطہ کر رہی ہے بہار
زلف سنبل میں روغن گل ہے شانہ کش بال و پر سے بلبل ہے
حسن افروز آتش گل ہے نغمہ انگیز شور بلبل ہے
جھٹک برق ہے یہی ہر بار کہ مئے لالہ گون پئیں میخوار
ایسے موسم میں ساقی درد کس لیے دیر کر رہا ہے تو
بلبل طبع چہچہانے لگے فکر رنگینیاں دکھانے لگے
ہو تصدق چمن وار و باغ بہت اسوقت ہے شگفتہ دماغ
مست کیجئے شراب ہونے دو اک ذرا لب کباب ہونے دو
ساقیا لا شراب دیر نہ کر مست کر دے شتاب بے فکر
وہ دکھاؤں گل سخن کی بہار شوخ و رنگین سناؤں وہ اشعار
ڈالکو لہرا رہی ہے موتی جھیل آب ہے ہر آب سے تاویل
دیکھ ٹھنڈی سڑک پہ جوبن ہے کیا ہوا سبز و شفق میں ہے
چیدہ چیدہ ہیں کچھ طبیعت دار چار سو نالہ کش ہیں عاشق زار
دل لبھاتا ہے سبزہ شاداب جھومتا ہے بہ رنگ مست سحاب
رنگ لائی ہے زور فصل بہار گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہیں خار
لب گل پہ ہے قہر کی لالی چشم نرگس غضب ہے متوالی
لب سوسن پہ کیا جمی ہے دھڑی جی میں ہے چوٹی گھڑی بگڑی
مستقل آسماں چمن و سطے ہیں نکہت گل سے کیا مہکتے ہیں
کرم ابر رحمت حق ہے جلوہ شان قدرت حق ہے
دے کوئی جلد ساغر لبریز پردہ ہو باد و مضامین تیز
نغمہ سنجو چلو جو جی چاہے سنو اب نغموں کو جو جی چاہے
ناظم داستان سرائی ہے ابھی کچھ کچھ طبیعت آئی ہے
پھر تو جادو بیانیاں سننا نغمہ میں لن ترانیاں سننا
پھر دراز بک طبع موزون دیکھ پھر جمال عروس مضمون دیکھ
غنچہ و گل تو وجد میں آئیں عندلیب کے ہوش اڑ جائیں

ناظرین نکتہ بین پر واضح و لائح ہو کہ قبل اس کے اس مولف ہیچمدان نے اس جلد میں یہاں تک تحریر کیا ہے کہ خضران پسر عمرو ثالث نے جب فرامرز ثانی کو کہ نسل رستم سے تھا آئین دین اور فنون سپہگری بصد جد و کوشش سکھائے اور وہ زور و قوت میں مثل رستم پیلتن اور فنون سپہگری میں شہرہ آفاق ہوا اور اکثر کارہائے نمایاں اس سے ظہور میں آئے ہمراہ اس کے بجمعیت مردم سپاہ جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا اور فرامرز ثانی ملکہ گلگون پیرہن پر عاشق ہوا اور ملکہ بھی اس پر بہزار دل مائل و شیفتہ ہوئی یہانتک کہ اس کے پاس چلی آئی چونکہ طیفور کرد پا عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ملکہ مذکورہ بالا پر قبل سے فریفتہ تھا اور کئی مرتبہ ملکہ مسطورہ کو بعیاری و مکاری بیہوش کر کے پشتارہ میں باندھ کے لے آیا تھا اور اثنائے راہ میں خضران فرزند خواجہ عمرو ثالث نے بعیاری اس سے پشتارہ چھین لیا تھا طیفور کرد پا فراق ملکہ مذکورہ میں بہت بیقرار تھا شب و روز اسکو اسی کا تصور رہتا اور نہایت اس کے وصل کا اشتیاق تھا غرض صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار وفادار کے حال سے باخبر ہو کے صدمہ و غم اس کا گوارا نہ کر کے ایک روز چاہا کہ عقد طیفور کرد پا کا ساتھ ملکہ گلگون پیرہن کے کر دیا جاوے تاکہ طیفور اپنی مراد کو پہنچے رنج و غم اس کے دل سے دور ہو وصل معشوق میسر ہو غنچہ دل شگفتہ ہو جاوے کے اپنے اکثر ملازم کو حکم دیا کہ ایک محافہ زرین مع مختصر جلوس ہمراہ لے کر جائیں اور ملکہ کو محافہ میں سوار کر کے جلد سے لشکر میں لے آئیں تاکہ آج ہی عقد طیفور کرد پا کا ساتھ ملکہ کے کر دیا جاوے ملازمان مذکور حسب الحکم روانہ

ہوئے چونکہ قریب لشکر ایک طرف خیمہ ملکہ مذکورہ اور فرامرز ثانی کا تھا جلد تر ملازمون نے در خیمہ
ملکہ پر پہونچکر کہا اسے ملکہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہے محافہ زرین
بہر سواری تمہارے ساتھ ارسال کیا ہے جلوس بھی لیکر ضرورت بھیجا ہے شکر کرو کہ قسمت نے تمہاری
یاوری کی اور بخت نے مددگاری کی کہ اب عقد تمہارا شاہزادہ طیفور گرد پا عیار زمانہ ہمیشہ موافق نگار
سے کر دیا جائیگا کیونکہ طیفور تمہاری زنجیر الفت مین اسیر ہے اور تمہارے بحر مواج محبت مین غوطہ زن
ہر شب و روز تمہارے ہی تصور مین اشکبار رہتا ہے اور تم سے ملنے کی از حد آرزو رکھتا ہے پر وہ نہ سعید
کس کو میسر ہوتا ہے بڑی بڑی شاہزادیان نامی و نامور طیفور گرد پا کے حالات سے بذریعہ اخبار واقف
ہو کر آرزوے دید اور تمناے وصل رکھتی ہین مگر اُن کی تمنا بر نہین آتی ہے خوشا تقدیر تمہاری کہ اب تم
زوجہ طیفور ہوگی اور فخر کروگی فرامرز ثانی ایک پہلوان قوی ہیکل کی محبت سے دست بردار ہو
کیونکہ جو عزت و وقار زوجہ ہونے طیفور گرد پا مین ہے وہ دوستی و اتحاد فرامرز مین نہین ہے لہذا
ہمارے کہنے پر عمل کرو اور موافق حکم صاحبقران عالیشان سے الفور محافہ مین سوار ہو ملکہ مذکورہ
نے تقریر ان لوگون کی بخوبی سنکے آبدیدہ ہوئے یہ شعر زبان پر جاری کیا ✻ وہ چھٹے ہم سے جس کو پیار کرین
جبر کیونکر یہ اختیار کرین ✻ بعد اس کے خود بخود کہنے لگی کہ اے ملکہ فرامرز ایسا جوان دلیر مرد و قوی ہیکل
نامی و نامور تجھپر فریفتہ ہے اور تو بھی اس پر بدل و جان شیفتہ ہے تیرا محبت سے بعید ہے کہ اپنے محبوب کو
چھوڑکر محافہ مین سوار ہو کر لشکر صاحبقران مین جاکر عقد طیفور گرد پا مین آوے ایک پیادہ ہے گو کہ
صاحبقران کا عیار ہے پھر بھی لائق میری قدر منزلت کے نہین ہے تو شاہزادی ہے وہ ادنی عیار مکار ہے ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✻ سواے اس کے تو خلق خدا مین رسوا و بدنام ہوگی کہنے والے زن و مرد
کہین گے کہ ملکہ نے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی سے محبت و الفت کی اور حکم صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ سے طیفور ایک عیار مکار سے اپنا عقد کیا فرامرز ثانی پر کچھ بھی توجہ نکی نہ اپنی
محبت کرنے کا خیال کیا نہ اس کے عاشق ہونے کا دل مین تصور کیا نہایت بیوقوفی اور بے عقلی کی حالانکہ
عورتین ناقص العقل ہوتی ہین لیکن ایسی بھی نادان و نافہم عقل کی دشمن نولست پسند نہین
ہوتی ہین اپنے امور نیک و بد مین فکر و غور کرکے حتی الامکان نیک تدبیر و نیک کام کرتی ہین کہ لوگ
ان کی عقل و فہم و تدبیر پر آفرین کرتے ہین اور تعریفین اُن کی ہر ایک بزم و محفل مین کرتے ہین اور انکی
عصمت و پاکدامنی اور صداقت قول و فعل پر تحسین کرتے ہین بس اے ملکہ اگر تو حکم بادشاہ سے
اپنے عاشق زار فرامرز نامدار سے روگردان ہو کر محافہ مین سوار ہو کر چلی جائیگی اور عقد تیرا ساتھ
طیفور گرد پا کے ہو جائیگا تو یقینی اہل دنیا تجکو بھی برا کہینگے علاوہ اس کے تیرا دل اس بات کو
قبول و منظور نہین کرتا ہے کہ فرامرز ایسے عاشق و جوان خوش رو و قوی ہیکل و پہلوان عدیم المثال
سے ترک محبت و الفت کرے اور روگردان ہو کر رسواے خلق ہو لہذا مناسب وقت یہی ہے کہ اس
دنیاے فانی مین نام کر جا ذلت و رسوائی اپنی گوارا نکر با عزت و حرمت جان شیرین اپنی دیدے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ✻ وہ چھٹے جس کو دل سے پیار کرین ✻ جبر کیونکر یہ اختیار کرین ✻ یہ کہکر بے اختیار زار و نزار مثل
ابر نوبہار اشکبار ہوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگی اور آمادہ مرگ ہوئی اسی اثنا مین فرامرز
ثانی کہ خیمہ اس کا بھی پاس خیمہ ملکہ کے تھا آیا اور سبب گریہ و زاری و نالہ و بیقراری دریافت کیا ملکہ
نے کہا اس وقت حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے چند آدمی ایک محافہ زرین مع

چلو میں میرے لینے کو آئے ہیں در میہ پر موجود ہیں کہتے ہیں کہ اسے ملکہ محافہ میں سوار ہو کر چلو اب عقد تمہارا اُسکے ساتھ ظہور کر دیا عیار کے ہوگا اس خبر کے سننے سے مجکو بدرجہ کمال رنج ہے میں نہیں چاہتی ہوں کہ بجز تمہارے پہلو کے اور کسی کے پہلو میں بیٹھوں سوا اس کے شرط محبت و الفت بھی یہی ہے کہ جس سے محبت کی بس اُسی سے الفت تا حیات کی تمہاری جدائی مجکو ناگوار ہے دل نہیں چاہتا کہ حکم بادشاہ پر عمل کروں فرامرز ثانی نے جواب دیا اے ملکہ تم ہرگز نہ جاؤ مجکو بھی منظور نہیں کہ تم سے مفارقت ہو اگر جدائی ہوگی تو تاب فرقت نہ لا کر جلد ہلاک ہو جاؤں گا یہ کہکے خاموش ہوا ملکہ نے تقریر فرامرز ثانی کی سنکے تھوڑی دیر اسی عالم گریہ و زاری میں غور و فکر انجام کار میں کر کے آہ دلسوز و شرربار دل سے کھینچی اراده چلنے کا کیا فرامرز ثانی نے پوچھا اے ملکہ کہاں جاتی ہو اُس نے جواب دیا بضرورت جانب لب دریا جاتی ہوں مطمئن رہو کہ محافہ میں سوار ہو کے جاؤنگی فرامرز ثانی خوش ہوا چونکہ خیمہ ملکہ کا کنارے دریا تھا پردہ خیمہ کا اٹھا کر روبرو اپنے کسی کو نہ پا کر چند قدم راہ طے کر کے لب دریا گئی دیکھا کہ وہ دریائے ناپیدا کنار بحر زخار آفت زا شور افزا ایسا ہے کہ ہر موج اس کی بلند ہو کر سوئے فلک جاتی ہے اور وہ تلاطم آب ہے کہ پناہ بخدا وہ جوش و خروش اس کا کہ عیاذا باللہ یا اُس کا حال سے افزون تھا گویا پا دبان جہاز گردون تھا مثل بخت سیاہ پانی اس کا تیرہ و تار تھا ایسا وہ بحر زخار تھا کہ بمصداق اس نظم اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان اُچھل اُس سے سماتا تھا آسمان

نظر آتا نہیں تھا کو سون پاٹ
اگھاٹ گو پاتا تھا اُس کا موت کا گھاٹ
ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز
اس قدر وہ مہیب دریا تھا
ساتھ مینڈھے کے دل اچھلتا تھا
کس کے وسعت تمام میں یہ طاقت
لکھے اُس بحر کی جو ماہیت
وہ محیط کنار ناپیدا + دیکھکر

زہرہ آب ہوتا تھا دیکھتے ہی اس بحر پرخوف و خطر کو پہلے تو خائف ہوئی پھر اپنی زندگی سے بیزار ہو کر چادر آب کو کفن اور آب دریا آب غسل اور جس جگہ دریا میں پانی کھومتا تھا اور چکر کھاتا تھا اُس کو بصورت قبر تصور کر کے جان دینا اپنا زندگی سے بہتر جان کر ارادہ دریا میں کودنے کا کیا اس عرصہ میں فرامرز ثانی بھی گھبرا کر متردد ہو کر لب دریا آیا ملکہ نے فرامرز ثانی سے کہا ہم تو اب غرق دریا سے فنا ہوتے ہیں جان اپنی دیتے ہیں پاس الفت و محبت کے کرنے کا کرتے ہیں کوچۂ الفت میں تا بچہ قدم ہیں جگہ نہیں چھوڑتے ہیں نام الفت کا نہیں ڈبوتے ہیں دنیا سے پرحسرت و ارمان جاتے ہیں ہم ایسا بھی ناشاد و نامراد کوئی دنیا میں کم ہوا ہوگا کچھ بھی نخل جوانی میں پھل نہ آیا لطف جوانی و زندگی نہ پایا افسوس ہمارے پھول نہ کھلے غنچہ آرزو شگفتہ نہوا باغ زندگانی کی بہار نہ دیکھی عین جوانی و عنفوان شباب میں موت آئی اور اس طرح سے قضا آئی کہ بصد غم و الم خود جان دیتی ہوں دنیا سے جاتی ہوں اب ہم سے اور تم سے ملاقات روز حشر ہوگی دیکھو خبردار میرے بعد میرے غم میں بہت گریہ و زاری نکرنا جان اپنی نہ کھونا دل اپنا احباب میں اور سیر و شکار میں بہلانا میری وصیت پہ عمل کرنا ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا صاحب اصلا میرے جان دینے کا حتی الامکان غم نہ کرنا ہر وقت میرا تصور نکرنا مجکو یاد کر کے نالہ و فغان نہ کرنا ہاں کبھی کبھی اگر ہم کو یاد آجا ئیں تو ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ سے ہم کو شاد کرنا روح ہماری خوش ہوگی خیال کرو یہ دنیا گذرگاہ ہے کسی کو یہاں قیام مدام نہیں ہے جو پیدا ہوا وہ ایک روز نابود ہوا افسوس ہے جائے دنیا سرا سے فانی ہے سورہ و مرگ نوجوانی ہے کسکو آئی نہیں جہان میں اجل + ہوا آسیب مرگ کا نہ خلل + کل جو رکھتے تھے اپنے فرقہ

تاج و آج ہیں فاقہ کو وہ محتاج + عطر مٹی کا جو ملتے تھے + نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے + گردش چرخ سے ہلاک ہو گئے + استخوان تک بھی اُن کے خاک ہوئے + جان دیدیں جو اپنی ہم اس دم تم نہ رونا ہمارے مرگ کی قسم + دل کو ہم صحبتوں میں بہلانا + لب دریا کبھی چلے آنا + فرامرز ثانی تقریر ملکہ کی سنکے بے اختیار رونے لگا کثرت غم سے حال غیر ہوا دنیا اس تقریر کے سننے سے آنکھوں میں تیرہ و تاریک ہوئی غش سا آنے لگا اور ایسی عالم گریہ و زاری میں چاہا تھا کہ ملکہ کو جان دینے سے منع ہو اور بڑھ کر ہاتھ اُس کا پکڑ کے سمجھا کر خیمہ میں لے آئے اور غرق دریا ہونے نہ دے لیکن جو مقدر میں ہوتا ہے اُس کا ظہور ضرور ہوتا ہے انسان مجبور و لاچار ہو جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی دولتمند و زور آور ہو فرامرز ثانی بھی تحیر پیشانی سے ایسا لاچار ہوا کہ آگے نہ بڑھ سکا اور ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر خیمہ میں لا نہ سکا بلکہ ملکہ کو زبان سے بھی مانع جان دینے کا اُس وقت نہ ہوا کثرت گریہ و زاری اور فرط صدمہ و غم سے بات بھی کر نہ سکا اس اثنا میں ملکہ نے اشکبار ہو کر افسوس اپنے نوجوان مرنے کا اور جان دینے کا کر کے دریا میں اپنے تئیں ڈال دیا جس وقت ملکہ نے اپنے تئیں دریا میں گرا دیا اور اُس نے آب دریا میں غوطہ کھایا وہ حدیقہ چشم حباب اُس کے جان دینے پر پھوٹ پھوٹ کے رو دیا دست امواج نے بلند ہو کر اُس کا ماتم کیا اکثر موجوں نے اُس کی ناشاد و نامراد جان دینے پر نظر کر کے سر اپنا ساحل پر بار بار پٹکا دریا میں اس صدمہ سے زیادہ جوش و خروش ہوا ہنوز ملکہ نے اپنے تئیں دریا میں گرایا تھا اور غوطہ کھایا تھا کہ فرامرز ثانی نے دیکھا دل میں کہا غضب ہوا جو ملکہ نے کہا تھا وہی کیا افسوس صد ہزار افسوس ملکہ نے میری محبت اور خیال رسوائی میں جان اپنی دیدی میں دیکھتا ہی رہا کچھ بھی کر نہ سکا دو قدم بڑھ کر ہاتھ بھی اُس کا پکڑ نہ سکا باوجود کثرت و قوت و طاقت و زور کے اپنی جگہ سے پاؤں آگے بڑھا نہ سکا گویا زنجیریں پاؤں میں پڑ گئیں یہ باتیں اپنے دل میں کر رہا تھا کہ ملکہ پانی سے اُبھری جمال جہان آرا اُس کا نظر آیا فرامرز ثانی نے آگے بڑھ کر کہا اے ملکہ اگر تم نے اپنی جان دیدی تو میں بھی اب زندہ نہ رہوں گا تمہارے ساتھ ہی جان دیدوں گا شرط وفا یہ نہیں ہے کہ معشوق یوں جان دیوے اور عاشق زار زندہ رہے تم سے جدا ہو کر دنیا میں بسر کرنے کے بعد تمہارے اس دنیائے دنی پر خاک ہے میں بھی عاشق باوفا ہوں بیوفا نہیں تمہاری جدائی میں زندگی تلخ گذرے گی ایسی دنیا کو بیوفا کہیں گے پس میں بھی آتا ہوں تمہارے ہمراہ ہی جانب ملک عدم جاتا ہوں تنہا تم کو ہرگز نہ جانے دونگا ہمراہ تمہارے سوئے ملک بقا چلوں گا بعد تمہارے زندہ رہ کر کیا حاصل ہوگا بجز رنج و غم خوشی و مسرت خواب میں بھی نظر آئیگی یہ کہکر فی الفور اپنے تئیں بھی پاس ملکہ کے دریا میں گرا دیا اُس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے اُنھوں نے دیکھا کہ عاشق و معشوق دونوں ہم آغوش ہو کر غوطے کھا کر ایک دو بار اُبھر کر دریا میں غائب ہو گئے وہ مردم یہ حال غم افزا دیکھ کر غمگین ہوئے فی الفور دگر آدمیوں سے یہ خبر بیان کی جو ملازمین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تا وفد ہمراہ اپنے لائے تھے یہ خبر سنکے متحیر ہو کر اسیوقت وہاں سے روانہ ہو کر روبرو بادشاہ موجود تھے گئے اور تمام حال غرق ہونے ملکہ اور فرامرز ثانی کا جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ نے افسوس کیا بعدہ حکم دیا کہ جال ڈالے جائیں غریق دریا نکلے جائیں شاید زندہ نکل آئیں حکم بادشاہ ممدوح سے ماہی گیروں نے تا دیر دریا میں جال ڈالے لیکن وہ غریق دریا جال میں نہ آئے نشان بھی اُن کا دریا میں نہ ملا آخر کار مجبور و لاچار ہو کر

کنار دریا سے سب ماہی گیر چلے آئے اور روبرو ہوکے بادشاہ عرض کی حضور ہم نے بہت کوشش و جستجو کی اُن کے نکالنے مین لیکن اُنکا پتہ بھی نہ لگا نہین معلوم کیا واقعہ ہوا اسقدر جلد غرق ہوگئے اور بیٹھ گئے جاسے خبیث صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ تقریر ماہی گیرون کی سنکے فرامرز ثانی اور ملکہ کے غرق ہو جانے سے غمگین ہوئے اور فرمایا کیا عاشق صادق تھے کہ ایک نے دوسرے کی مفارقت گوارہ نہ کی دونون نے اپنی جان یکے بعد دیگرے دیدی کیا معلوم نہ تھا کہ یہ واقعہ درپیش ہوگا ورنہ محافہ پر سواری ملکہ روانہ نہ کیا جاتا اور ملکہ کو طلب نہ کیا جاتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہے یہ ارشاد کرکے خاموش ہو رہے لطیفور گرد باد نے جو یہ سانحہ جانگداز سنا کہ ملکہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا سخت غمگین ہوا آثار ملال و حزن چہرے سے نمایان ہوئے اشک آنکھون سے ظاہر ہوئے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا اپنی معشوقہ کے غرق دریا ہو جانے سے اسقدر غمگین ہوا کہ اپنی جان بھی بکثرت رنج و ملال و اشکباری سے دینے لگا اکثر سرداران لشکر و عیاران سپاہ یون سمجھانے لگے کہ اے خواجہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب صدمہ و غم نکر ورنہ باعث ہلاکت ہوگا اسی طور سے بادشاہ ممدوح نے بھی سمجھایا سب کے سمجھانے سے آخرکار خواجہ کے صدمہ و بیقراری و اشکباری مین کمی ہوئی الحاصل لشکر صاحبقران مین تو اکثر مردم کو فرامرز ثانی اور ملکہ کے دریا مین ڈوب کر ہلاک ہونے کا ملال تھا خصوصاً لطیفور گرد باد اور خضران فرزند عمرو ثانی لث کو ملکہ اور فرامرز ثانی کے دریا برد ہونے کا رنج و ملال تھا ان کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال دیگر تحریر کیا جاتا ہے خضران بن عمرو رخصت ہو صاحبقران سے ایکطرف چلا گیا واضح ہو کہ خداوند عالم عالمیان جس کو چاہتا ہے اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہے کوئی اُس کو ضرر ہرگز پہونچا نہین سکتا نہ آگ جلا سکتی ہے نہ پانی ڈبو سکتا ہے بمصداق

وہین نظم	اُسی کے لیے ہے ہمیشہ ثبات	اُسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات	بلا شک وہی ہے علیم و خبیر

عیان اس پہ ہے حال ما فی الضمیر
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے
وہ چاہے تو ذرہ سے بنے آفتاب
کرے حکم تبدیل صورت اگر
وہی سب کا معبود و خلاق ہے

کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا
وہ چاہے تو قطرے مین دریا بہے
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنالے
تو ہر پھل بنے پھول قطرہ گہر
وہی جان و تن کا نگہدار ہے

نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
وہ چاہے تو ہو آسمان ہر حباب
وہ چاہے تو مار کر پھر جلائے
اُسی سے ہے قائم ہر ایک شے
وہی ہر بشر کا مددگار ہے

لاریب و بیشک وہ معبود مطلق ایسا ہی قادر ہے اور مسبب الاسباب ہے اپنے بندون کے واسطے ایک نہ ایک سبب ایسا پیدا کرتا ہے کہ جو حق مین بندون کے بہتر و مناسب ہوتا ہے چنانچہ جسوقت ملکہ اور فرامرز ثانی نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا دریاے رحمت عنایت الٰہی جوش مین آیا اپنے ان بندون کو غرق دریا ہونے سے یون بچایا اور یہ سبب اُن کی جانبری کا پیدا کیا کہ عمان جادو جو بصورت نہنگ دریا مین چلا آتا تھا اُس کے دل مین محبت ملکہ اور فرامرز کی پیدا ہوئی عمان جادو نے ان دونون زن و مرد کو دریا مین ڈوبتے ہوئے دیکھکر رحم کھاکر بسبب الفت اپنے دہن مین لے لیا بعدہ دریا سے نکلکر اپنے مسکن پر آیا دونون کو بارہ دری مین لٹاکر واسطے کسی کام کے چلا گیا یہ عاشق و معشوق تھوڑی دیر تک بیہوش پڑے رہے جب ہوش آیا اپنے تئین ایک بارہ دری کہنہ و ویران مین پایا ملکہ نے آنکھین کھول کر کہا شکر ہے خداوند عالم عالمیان کا

کہ بعد مرگ مجکو موافق میرے رتبہ اور مرتبہ کے یہ قصر میرے رہنے کو عطا کیا ہر چند کہ مین خوش اعمال نہ تھی مثل عابدون اور زاہدون کے عبادت خدا نہ کرتی تھی شب و روز امور دنیا مین بسر کرتی تھی مگر اس کا فضل شامل حال ہوا اُس نے اپنی رحمت سے یہ قصر واسطے رہنے کے مرحمت کیا سوا اس فضل و کرم کے یہ احسان کیا کہ جس شخص سے مجکو محبت قلبی تھی اُسی کی صورت ایک شخص کو میرا مونس تنہائی کیا یہ کہکر مردون مین اپنے تئین شمار کرکے آنکھین بند کرلین اسی طرح فرامرز ثانی نے بھی اپنے تئین مردہ جان کر اور اُس بارہ دری کو بعد مرگ اپنا مسکن تصور کرکے آنکھین بخوبی وا کرکے چہار سمت دیکھکر پہلو مین اپنے اپنی معشوقہ و محبوبہ کو پاکر خوش ہوکر باواز نحیف کہا الحمد للہ والمنہ کہ بعد مرگ بھی خداوند عالم نے میری راحت و خوشی کا سامان اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دیا یہ باغ و بارہ دری واسطے رہنے کے دیا اور حور یہ بصورت معشوق مونس تنہائی کی کیا اُس کا فضل و کرم و احسان ہی نہ چاہا اُس نے کہ فرامرز میرا بندہ اپنی معشوقہ کے فراق مین بعد مرگ ملول و غمگین ہو یہ تقریر کرکے یقین اپنے تئین مردہ جان کر آنکھین بند کرلین ہنوز دونون عاشق و معشوق مذکورہ نے غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھول کر جدا جدا تقریر کرکے پھر آنکھین بند کی تھین کہ ناگاہ عثمان جادو بارہ دری مین قریب ملکہ و فرامرز ثانی کے آیا اُس کے صداے قدم سے گھبرا کر دونون نے آنکھین کھول کر جو دیکھا تو ایک شخص سیہ فام طویل القامت مہیب صورت کو اپنی بالین پر پایا خائف ہوکر خیال کیا کہ شاید یہی ہمارا قابض ارواح ہی بعد قبض روح نہین معلوم اب کس واسطے ہمارے سرہانے آیا ہی کیا دوبارہ بھی قبض روح کرے گا ہر چند کہ سوا ایک مرتبہ کے بار دیگر کسی شخص کی قبض روح کی نہین جاتی ہی لیکن یہ ملک الموت ہم اموات کے سرہانے جو آئے ہین کوئی نہ کوئی وجہ اسکا آنا بے سبب نہین یہ خیال کرکے بہ تصور جانکندنی و ایذاے قبض روح خوف سے کانپنے لگے اور ارادہ کیا کہ اٹھکر بھاگین اس قابض ارواح سے اب جان اپنی بچاوین ہنوز فرامرز و ملکہ نے کثرت خوف سے ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا تھا کہ عثمان جادو نے بالفت و محبت کہا کیون تم مجھ سے ڈرتے ہو مین تمھارا دشمن نہین ہون بلکہ دوست ہون ملکہ نے جواب دیا ہم تو مردہ ہین یہان پڑے ہین تم ہمارے پاس کیون آئے ہو کیا کام ہی تمھاری تقریر سے معلوم ہوا کہ تم ہمارے دوست ہو ہم تو قبل اس کے تم کو اپنا قابض روح جانتے تھے عثمان جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ تم دونون زندہ ہو اپنے تئین ہرگز مردہ شمار نہ کرو مین تم کو دریا سے یہان لایا ہون مین بھی انسان ہون اب تم دونون اٹھو یہ سنکر فرامرز ثانی اور ملکہ دونون شکر خدا کے دو جہان کرکے اٹھے اور عثمان جادو سے مخاطب ہوکر پوچھا تم اپنا نام بتاؤ اور ہمارے لے آنیکا سبب ظاہر کرو اُس نے جواب دیا مین نام کیا بتاؤن ایک آفت رسیدہ ہون تمھارے یہان لے آنے کا سبب یہ ہوا کہ مین دریا کی راہ سے آتا تھا نہنگ کی صورت بنا ہوا کیونکہ ساحر ہون بزور سحر چرند و پرند و مرغان آبی و جانوران دریا کی صورت بن سکتا ہون تم دونون کو دریا مین غوطہ کھاتے دیکھکر میرے دل مین رحم آیا اور ایسی تم دونون کی محبت دل مین پیدا ہوئی کہ بے اختیار مین نے تم کو اٹھا لیا غرق دریا ہونے دیا پھر دریا سے تم کو یہان لاکر لٹا دیا چونکہ گرسنہ تھا باغ مین واسطے اکل و شرب کے گیا تھا بعد اکل و شرب یہان جو آیا تم کو ہوشیار پایا دل خوش ہوا تم اپنے حالات سے اطلاع دو کہ کیون دریا مین گرے تھے

فرامرز ثانی نے تمام حال اپنا اور ملکہ کا مع نام ابتدا سے تا انتہا بیان کرکے کہا سبب ہمارے دریا مین گرنے کا یہ ہوا کہ پہلے انھین ملکہ ہماری معشوقہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا اُن کو ڈوبتے دیکھکر مجھ عاشق نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا خدا تمھارا بھلا کرے کہ تم نے ہم دونون کو ڈوبنے نہ دیا دریا سے نکال کر یہان لے آئے بڑا احسان کیا عمان جادو نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی کہ ملکہ نے مرنا اپنا گوارہ کیا اور تم نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا تھا تمام حالات تو تم نے بیان کیے صرف یہی نہین ظاہر کیا فرامرز نے کل حال اپنے عاشق ہونے کا ملکہ پر اور طیفور گردپا عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا بھی عشق ملکہ سے ہونا پھر پے درپے عیاریان کرنا آخر بادشاہ ممدوح کا واسطے سواری ملکہ کے محافہ ہمراہ اپنے ملازمون کے روانہ کرنا ملکہ کو یہ ثابت ہونا کہ شاہ موصوف نے مجکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ اپنے عیار بدگوہر کے ساتھ میرا عقد کر دے پس ان ملکہ کو حکم بادشاہ پر عمل کرنا منظور نہوا دریا مین اپنے تئین گرا دیا مین نے بھی بعد ان کے زندہ رہنا گوارہ نکر کے اپنے تئین دریا مین ڈال دیا تھا عمان جادو نے کہا اب مجکو کیفیت بالکل معلوم ہوئی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب تم دونون یہان رہو بخوف و خطر شب و روز آرزو کے دل بر لایا کرو فرامرز نے جواب دیا ہم لوگ مسلمان ہین جب تک عقد و نکاح نہین کرتے ہین وصل سے باز رہتے ہین ابھی ممکن نہین کہ ہم اپنی حسرت دلی بر لاسکین عمان جادو نے کہا کہ خیر اس کی بھی تدبیر کی جائے گی عقد تمھارا ساتھ ملکہ کے ہوجائیگا ایک مسلمان نکاح پڑھنے والے کو مین لے آونگا اور چند اہل اسلام بھی محض واسطے تمھاری راحت رسانی کے لے آونگا خاطر جمع رکھو سیر اس باغ فزا دیدہ کی دل اگر گھبرایا کرے تو کیا کرو اور اسی بارہ دری مین آرام کیا کرو تاکید کہتا ہون کہ اس باغ خزان رسیدہ سے نکلکر باہر نجانا حالانکہ تھوڑے میرے ملازم جانثار و خیر خواہ نمک حلال در باغ پر موجود ہین مگر تم بھی باغ سے باہر جانے کا ارادہ نکرنا مبادا دشمنون سے ضرر پہونچے فرامرز ثانی نے جواب دیا وہ کون دشمن ہین جو مجکو ضرر پہونچائینگے عمان جادو نے کہا کہ اب یہ حال نہ پوچھو مین بھی اپنے دشمنون سے ڈرتا ہون چاہتا ہون کہ تم بھی انھین میرے دشمنون سے پوشیدہ رہو تاکہ ان سے تمکو ضرر نہ پہونچے فرامرز ثانی نے پوچھا دشمن تمھارے کون ہین نام ان کے کیا ہین کہان رہتے ہین ظاہر کرو اور اپنا نام بھی بتاؤ تاکہ کل حال تمھارا ابھی ہم پر منکشف ہوجائے عمان جادو نے کہا پہلے مین کہہ چکا ہون کہ مین ایک آفت رسیدہ ہون میرے نام و نشان کے پوچھنے سے کیا فائدہ اور میرے دشمنون کے نام دریافت کرنے سے کیا نفع اس حال کو مجھسے دریافت نکرو باعث میرے ملال تازہ کا ہوگا اگر پوچھتے ہو تو بس اسقدر بتلائے دیتا ہون بمقتضائے این مضمون سے غمگین ہون بے دیار ہون مصیبت کشیدہ ہون جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون فرامرز نے کہا تم کو بیان کرنے مین کیا تامل ہے کیون اپنا مفصل حال مجھسے بیان نہین کرتے کیا مجکو اپنا دشمن جانتے ہو اگر دشمن نہین جانتے تو پھر کیون اپنے حالات سے آگاہ نہین کرتے شاید کوئی کام مفید مطلب تمھارے ہم سے ہو سکے اور تمھارے دشمنون کو ہم قتل کر سکین تم کو قید رنج سے چھڑا سکین تم نے ہم پر احسان کیا ہے عوض احسان ہم بھی تم سے سلوک نیک کرین تمھارے دشمنون کو تہ تیغ کرین عمان جادو نے کہا میرے دشمنون کو تم کیا قتل کر سکوگے ان کا قتل کرنا بہت دشوار ہے بلکہ تم سے ناممکن ہے ہان تمھارے اصرار کرنے سے اپنا حال مفصل بیان کرتا ہون ذرا بگوش دل سنو واضح ہو کہ نام میرا عمان جادو

ہر میں بادشاہ شہر عانیہ ہوں پہلے ساحر نہ تھا اب میں نے سحر سیکھا ہے اپنے قلعہ میں رہتا تھا عدل اور
انصاف کرتا تھا رعایا مجھ سے خوش تھی سپاہ بھی میری مجھ سے شاد تھی مسرور تھی اور جان نثار سی ہر
ہر وقت موجود تھی چالیس لاکھ سپاہ تھی افسران سپاہ بھی چیدہ روزگار بہادر و نامدار تھے میرے
عدل سے سب ادنی اعلی شہر کے خوش تھے شہر نہایت آباد تھا دربار میں میرے سیکڑوں سرداران
سپاہ و رفیق مصاحب وغیرہ اہل دربار حاضر رہتے تھے اکثر سلاطین مجھ سے ڈرتے تھے کبھی مجھ سے
بغاوت نہ کرتے تھے قصد جنگ و جدال بھی نہ کرتے تھے میں اپنی جگہ پر یعنی اپنے قلعہ کا حکمران تھا
بارہا دل میں کہتا تھا کہ تو ایسا بادشاہ ہے کہ اکثر سلاطین تجھ سے خائف رہتے ہیں اور کبھی تجھ سے
آمادہ شر و فساد نہیں ہوتے ہیں کیا تیرا اقبال ہے اور کیا رعب و داب و سطوت و حکومت ہے غرض کہ
اپنے دل میں ہمیشہ ایسا ہی خیال کیا کرتا تھا اور بہزار راحت و آرام بسر کرتا تھا اور اپنے دین آبائی
یعنی خداوندوں کی پرستش کرتا تھا رعایا بھی میری موافق میرے مذہب کے ملت رکھتی تھی ناگاہ
دیو اسلم کہ زبردست ساحر تھا بجمعیت سپاہ میرے قلعہ پر چڑھ آیا میں بھی اُس سے حتی الامکان
میدان میں جنگ آزما ہوا تھوڑے زمانہ تک جنگ و جدال ہوا کی فوج بہت قتل ہوئی آخر کار
دیو اسلم نے سحر کیا میں دفع سحر کر نہ سکا کہ ساحر نہ تھا مسحور بہ سحر ہو کر مجبور و لاچار ہو کر لڑنے سے
عاجز ہوا ہنگام جنگ اہل لشکر میرے دست و پا ہلا نہ سکتے تھے اپنے حریفوں کے ہاتھ سے قتل ہوتے
تھے اور جب اہل لشکر فرودگاہ سپاہ پر آتے تھے اپنے دست و پا اپنے قابو میں نہ پاتے تھے
اسی طرح میں بھی وقت جنگ میدان میں مسحور بہ سحر ہو کر دست و پا نہ ہلا سکتا تھا اور جب جنگاہ سے
پھر کر آتا تھا دست و پا اپنے قابو میں پاتا تھا جب سپاہ میری بہت قتل ہو گئی اور تھوڑی فوج باقی
رہ گئی میں تاب مقابلہ نہ لا کر مع چند سواران خیر خواہ و نمک حلال کے ہنگام شب اپنے قلعہ سے
گریزاں ہوا اور ساحروں سے سحر سیکھا بعد سیکھنے سحر کے پھر فوج جمع کر کے اپنے قلعہ پر بجمعیت لشکر
آیا تاکہ دیو اسلم کو قلعہ سے نکال دوں یا اُس کو قتل کروں اور اپنے شہر پر بدستور قدیم قابض و
متصرف ہوں جب خبر میرے آنے کی دیو اسلم کو معلوم ہوئی تو دلیرانہ قلعہ سے بجمعیت سپاہ
واسطے میرے مقابلے کے نکلا میدان میں صف آرا ہوا چند روز تک خوب لڑائی ہوئی اکثر دیو اسلم
بھی پسپا ہوا کیونکہ جب وہ سحر کرتا تھا میں رد سحر کرتا تھا آخر کار ایک روز ہنگام جنگ میں نے دیو
اسلم کو سر میدان اسیر کر کے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا یکایک ایک پارہ ابر سوئے فلک
اُترا آیا پھر اُس سے صدائے برق و رعد ظاہر ہوئی بعدہ وہ ابر شق ہوا ایک تخت اُس ابر سے ظاہر
ہوا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحرہ اُس پر بیٹھی تھی سیاہ رنگ مہیب صورت تھیلی
اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھے ہوئے تھی اور بجائے زیورہا پتے مختلف رنگ کے اپنے گلے اور کمر میں
پہنے ہوئے تھی ہنوز میں اور میرے اہل لشکر اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور قتل کرنے دیو اسلم
سے ہاتھ روکا تھا کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے بڑے زور سے یوں نعرہ کیا کہ او غلام جادو آگاہ ہو کہ تیری موت
آپہونچی ارے غضب کیا تو نے کہ میرے آشنا کو اسیر کیا اور ارادہ اُس کے قتل کا کیا حالانکہ
ہرگز امکان کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کر کے مثل برق جہندہ زمین پر آئی اور جھپٹ
کر دیو اسلم کو اٹھا لے گئی بعد تھوڑی دیر کے تخت پر دیو اسلم کو بٹھا کر مع سپاہ بعجلت
میدان جنگ میں آئی میں بھی روبرو اُس کے صف آرائے سپاہ ہوا یعنی صف آرائی ہر دو سپاہ

ساحرہ جو دیو اسلم کو پنجہ بن کر اٹھا لے گئی تھی اور معشوقہ دیو اسلم تھی اور نام اُس کا ازلال جادو تھا بصد قہر و غضب میدان جنگ مین آئی اس طرح سے کہ بالائے تخت سحر سوار تھی اسباب سحر رکھے ہوئے تھے آنکھین زرد و چہرہ سیاہ رخ سے آثار غیظ و غضب آشکار نظر قہر و غضب [illegible] اور میری سپاہ پر ڈالتی ہوئی غرضکہ آتے ہی اُس ساحرہ نے بآواز بلند دل پر قہر و غضب پکار کر کہا اے عمان نابکار بد خواہ و بد اندیش میرے آشنا دیو اسلم کا تو ہوا ہے اُس کو تو نے قتل ہی کر ڈالا تھا اگر مین تھوڑی دیر کے بعد آتی پس اب مین تجھکو کب زندہ چھوڑتی ہون جلد آ مجھسے مقابلہ کر مین نے سنا ہے کہ تو نے سحر بھی سیکھا ہے ذرا میدان جنگ مین آ کر مجھپر سحر کر مین بھی تو دیکھون کہ تو کیسا ساحر ہے اور کیسے کیسے سحر تو نے یاد کئے ہین اے فامرز ثانی یہ تقریر اُس ساحرہ کی سنکے مین لیکے لشکر سے نکلا اور روبرو اُس کے جاکر پکارا کہ او ساحرہ تجکو شرم نہین آتی ہے کہ مرد وان سے سر میدان جنگ کرنیکو آئی ہے دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے لڑنے کے بھیج اور یہ جو تیرے آشنا دیو اسلم کا دشمن نہین ہوا ہون اُس نے میرا ملک و مال چھین لیا ہے واسطے لینے اپنے ملک و مال کے جنگ و جدال کرتا ہون چاہتا ہون کہ ملک و مال میرا پھر مجکو ملجائے لہذا تجکو لازم ہے کہ دیو اسلم کو ہمراہ اپنے لے کر میرے قلعہ سے چلی جا بہتر یہی ہے کہ جنگ سے باز آ ہزارون آدمیون کا کشت و خون لڑائی مین ہوگا طرفین کے ہزارہا مردان سپاہ کام آئینگے خونریزی بہت ہوگی جنگ سے صلح بہتر ہوتی ہے اگر یہ تقریر میری تجکو منظور نہو تو میدان جنگ سے چلی جا دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے جنگ کے روانہ کر ساحرہ مذکورہ نے گفتگو میری سنکے بعد [illegible] اس طرح جواب دیا کہ او عمان کیا بیہودہ بکتا ہے ہرگز مین اور کسی کو میدان جنگ مین نہ بھیجونگی خود میدان جنگ سے بغیر لڑائی کے فتح کیے جاؤنگی اب کچھ اس بارہ مین تقریر نکر آمادہ جنگ ہو سحر مجھ پر کر اے فامرز ثانی پہلوان لاثانی یہ کلام اُس ساحرہ کا سنکے مین نے اُس پر سحر کیا ایک گولہ سحر اُس پر دم کرکے مارا اُس نے قریب گولے کے آتے ہی کارد سحر سے گولے کے دو ٹکڑے کیے اس طرح رد سحر کرکے اُس نے کارد سحر مجھپر لگائی ہر چند سپر سحر سے مین نے اپنے تئین بچایا مگر وہ کارد میرے شانے کو زخمی کرکے نکل گئی اسی اثنا زخمداری مین پھر مین نے دلیرانہ ترنج سحر خون [illegible] اپنا کارد سے اُس پر ٹپکا کر سامری و جمشید کو پکار کر اُس پر مارا ہر چند اُس نے رد سحر کرنا چاہا مگر وہ ترنج اُس کے پاؤن اور تخت سحر پر پڑا تخت ٹوٹا پاؤن اُس کا بھی زخمی ہوا تخت سے بالائے زمین گری مین آگے بڑھا چاہا کہ کام اس ساحرہ کا تمام کرون دیو اسلم یہ حال دیکھتے ہی مع سپاہ حملہ آور ہوا پہلے اپنی معشوقہ ازلال جادو کو اٹھا کر بارگاہ مین بھجوا دیا پھر مجھسے لڑنے لگا افسران سپاہ میرے بھی مجکو نرغۂ اعدا مین دیکھ کر تاب تحمل نہ لاکر مع تمامی سپاہ حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہونے لگے بہادران جانبین نعرے رعد آسا کرنے لگے برق شمشیر چمک چمک کر بہادرون کے حریفون پر گرنے لگی تیر انداز تیر لگانے لگے نیزہ باز نیزون سے اپنے دشمنون کو ہلاک کرنے لگے پہلوانان نامی گرز ہائے گرانبار سے نعرہ کر کے اپنے حریفون پر آ گرتے اور ضرب ہائے گرز سے اُن کو پیوند خاک کرنے لگے صدائے آہ و نالہ مجروحان بلند ہوئی غبار گھوڑون کی کثرت سے بکثرت بلند ہوا غرضکہ خوب جنگ مغلوبہ ہونے لگی مین نے قریب دیو اسلم کے جاکر نعرہ کرکے ترنج پر سحر دم کرکے اُس پر لگایا ترنج پھٹا دھوان پیدا ہوا وہ اُس دود سحر مین پنہان ہوا بعد تھوڑی

دیکھے وہ دھوان دور ہوا اب جو سب نے دیکھا تو دیو اسلم مسحور بسحر ہوگیا ہی مدہوش و بیہوش
ہوگیا ہی مین نے بجلدی تمام چاہا تھا کہ سر اُس کا تیغ آبدار سے کاٹ لون ناگاہ یہ خبر ازلال جادو کو
پہونچی وہ بیتابانہ تخت سحر پر سوار ہوکر آئی اور زمین سے سوے فلک بلند ہوکے مجھپر ایسا سحر کیا کہ
دست و پا میرے بیکار ہوگئے حس و حرکت باقی نہ رہی آرزوے دل برنہ آئی دیو اسلم کو قتل کرنہ سکا
مجبور و لاچار ہوکر زمین گیر ہوگیا اسی حالت مین ازلال جادو نے چند ماش میرے لشکر کی طرف سحر
دم کرکے مارے یا تو سب جم کر لڑ رہے تھے یا سب کے پانون اُٹھ گئے بے اختیار جنگاہ سے بھاگے جسوقت
مردان سپاہ میرے بھاگے مردان سپاہ جو دیو اسلم کے تھے انھون نے حکم ازلال جادو سے تعاقب
اُن کا کرکے اُن کو قتل کرنا شروع کیا ہزارون کو قتل کیا اور جو بھاگ کر دور نکل گئے وہ جانبر ہوے
جسوقت تمام سپاہ میری میدان جنگ سے بزور سحر ساحرہ مذکورہ بھاگ گئی ازلال جادو نے
بلندی سے پر و سے زمین آکر مجکو گرفتار کیا پھر مجکو مع دیو اسلم و تمامی سپاہ کے میدان جنگ سے
قلعہ مین لے گئی اور دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر قریب تر اُس کے بیٹھکر مجکو اپنے سامنے طلب کیا
ملازم اُس کے مجکو طوق و زنجیر پہنا کر گرفتار کیے ہوے سوزن میری زبان مین دی ہوئی کشان کشان
روبرو دیو اسلم و ازلال جادو کے لے گئے اُسوقت ازلال جادو نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا
کیون عمان اب پھر بھی سر فساد و کینہ ہوگا پھر میرے اس محبوب و آشنا سے صادق سے جنگ آزما
ہوگا یہ سنکے مین نے سر جھکا لیا بے بسی سے اور اپنی حالت اسیری پر نظر کرکے آنکھون مین اشک بھر لایا
ساحرہ مذکورہ نے رحم کھا کر کہا اسے عمان مین تجکو قتل کراتی سر تیرا در قلعہ پر آویزان کراتی مگر رحم کھاکر
تجکو چھوڑے دیتی ہون خبردار اب کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہان سے اتنی دور نکل جا کہ اب
میں تجکو نہ دیکھون اگر اب مین تجکو دیکھ لون گی تو یاد رکھ کہ ضرور قتل کر دون گی یہ کہکر مجکو رہا کر دیا ہی
سحر بھی مجھپر سے دفع کر دیا حالانکہ مین بعد رہائی و سوزن زبان سے دور کرنے کے سحر دفع کرسکتا تھا
الحاصل بعد رہا ہونے کے مین تن تنہا غمگین و حزین وہان سے چلا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے
جو مردان سپاہ قتل ہونے سے بچ گئے تھے وہ مجکو ملے مین نے اُن سے بھاگنے کی شکایت کی انھون
نے کہا اسے حاکم و آقا ہمارے نہین معلوم کیا ہوا کہ لڑتے لڑتے پانون ہمارے جنگاہ سے اُٹھ گئے اب
آپ فرمائیے کہ آپ کا اس حال مین ادھر آنا کیونکر ہوا مین نے تمام حال اپنا جو گذرا تھا مفصل بیان کیا بعدہ
مین نے سب سے کہا اگر تمھارا دل چاہے تو میری ہمراہی اختیار کرو جہان مین جاؤن میرے ہمراہ
چلو اُن سب مین سے تھوڑے سوارون خیر خواہ و نمک حلال نے مجھ سے عرض کیا ہمین آپ کی ہمراہی
بدل و جان منظور ہی کیونکہ ہم نے ایک مدت تک آپ کا نمک کھایا ہی ایسے وقت بد مین ہم ترک رفاقت
نکرینگے ہرگز آپ سے جدا نہون گے جہان آپ جائیے گا ہمراہ رکاب رہین گے یہ سنکے دل میرا ان سے
خوش ہوا پھر اُن کو ہمراہ لیکر جانب ویرانہ اس طرف آیا دیکھا مین نے کہ باغ و بارہ دری ویرانے مین
ہی ہرچند کہ باغ خزان رسیدہ ہی اور بارہ دری بھی بے مرمت و مسکن بوم و شوم ہی لیکن مین نے
واسطے اپنی سکونت کے اختیار کیا اُن ملازمان چند در چند کو در باغ پر متعین کیا ہی اندر باغ کے آنے
نہین دیتا ہون دروازہ باغ کا بند رکھتا ہون ملازمون سے بتاکید اکید کہدیا ہی کہ اگر کوئی پوچھے
کہ تم کس کے ملازم ہو اور اس باغ مین کون رہتا ہی تو ہرگز نہ بتانا اس باغ مین عمان جادو رہتا ہی
اور ہم اُس کے ملازم ہین اسے فرامرز ثانی جس روز سے مین اس باغ خزان دیدہ مین آیا ہون اسی

بارہ دری میں ہنگام شب آکر سورہتا ہوں اور صبح کو یہاں سے بخوف ازلال جادو چلا جاتا ہوں
اسی دریا میں یعنی جس دریا سے میں تمکو نکال کر یہاں لایا ہوں بزور سحر بصورت نہنگ رہتا ہوں
ہنگام شب پا ہو کے بحال کہ خائف و ترسان یہاں آکر کچھ اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کر سورہتا ہوں
جان اپنی ازلال جادو سے بچاتا ہوں دن کو پوشیدہ دریا میں رہتا ہوں اس خوف سے کہ مبادا
ازلال جادو مجھے دیکھ نہ لے ورنہ وہ مجھکو قتل کرے گا کیونکہ کہہ چکی ہو کہ ابکی مرتبہ اگر تجھکو کہیں دیکھونگی
تو ضرور قتل کرونگی مفصل حال میرا یہی تھا جو کہ میں نے تمھارے اصرار کرنے سے بیان کیا ہو اب
میں تم کو یہاں لایا ہوں بخوشی و شادمانی یہاں قیام پذیر ہوتا وقتیکہ میں قید رنج و تشویش سے رہا
ہوں اور ازلال جادو اور اسلم دیو کے شر و فساد سے بچوں و خطر ہوں تم مع اپنی محبوبہ کے بآرام
و عیش و عشرت یہاں رہو شب و روز آشنا سے دلی برلاؤ وصل سے دل شاد کرو یہ کہکر آبدیدہ ہوکر
خاموش ہوا فرامرز ثانی نے تمام حال اسکا سنکے افسوس کرکے کہا کہ تم نے ہمپر احسان کیا ہو ہم
دونوں کو دریا سے نکالا ہو خیر اس کا عوض اگر ہم سے ہوسکے گا تو ہم بھی کرینگے اگر خداوند عالم
چاہیگا اور اے عمان جادو ہم مسلمان ہیں بغیر عقد کیے ہوے کسی عورت سے ہم بستر ہو نہیں سکتے
کیونکہ خلاف شرع ہو اور باعث گناہ کبیرہ ہو عمان جادو نے کہا اب معلوم ہوا کہ تم دونوں مسلمان
ہو بغیر عقد و نکاح کے عورت سے نزدیکی نہیں کرتے خیر اس کی بھی تدبیر کی جائیگی دو ایک روز میں
کسی ایسے مسلمان کو جو صیغہ نکاح پڑھ سکتا ہو کسی تدبیر سے یہاں لے آؤنگا باہم تم دونوں کا عقد
و نکاح کرا دونگا یہ کہکر کچھ میوہ تر و خشک لاکر روبرو رکھکر کہا کہ اسے نوش کرو اور باغ میں جو
چشمہ ہو اس سے پانی نکالکر پیو فرامرز نے وہ میوہ ہمراہ ملکہ کے کھایا پانی چشمہ سے پیا عمان جادو
نے بھی بلحاظہ آب و طعام سے سیرابی و سیری حاصل کی جب زمانہ شب کا آیا سو رہا جب صبح ہوئی فرامرز
ثانی اور ملکہ کو آب و طعام سے سیر و سیراب کرکے دفعتاً نظر سے غائب ہو گیا فرامرز ثانی نے ملکہ سے
کہا کہ عمان جادو کہاں چلا گیا دیکھا ایک نظر سے غائب ہوگیا فرامرز نے جواب دیا ملکہ عمان جادو نے کہا تھا کہ دن کو
میں بخوف ازلال جادو بصورت نہنگ دریا میں رہتا ہوں یقین ہو کہ دریا میں جاکر پوشیدہ ہوا
ہو یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ چلو باغ کی سیر کریں بعدہٗ اس بارہ دری کے تمام درجوں کی بغور سیر کرینگے دل اپنا
بہلائینگے ملکہ نے منظور کیا دونوں عاشق و معشوق اٹھے بارہ دری سے باغ میں گئے دیکھا کہ باغ
خزان رسیدہ ہو آتش گل سرد ہو گئی ہو جو گل کہ مثل عارض محبوب سرخ و شاداب تھے وہ پژمردہ
ہو گئے ہیں غنچہ سوکھے ہوے ہیں مثل دل ناامیدان کے سنبل لب جوے آب با موے
پریشان استادہ تو ہیں مگر پژمردہ گرد و غبار سے بال اٹے ہوئے اگر قمریاں آتی بھی ہیں اور سرو پر
بیٹھتی بھی ہیں تو عوض ترنم خوش الحانی کے آوازیں فریاد و نالہ کی بلند کرتی ہیں بعدہٗ اڑجاتی ہیں
اسی طرح بلبلیں شاخ گل پر آکر بیٹھتی ہیں اور سرسبز و شاداب نہ پاکر عوض نغمہ سرائی نالہ و نوحہ کرتی
ہیں اپنی زبان میں فصل بہار کی تمنا کرتی ہیں اور شکایت موسم خزان کرتی ہیں اور ہر ایک گل و غنچہ
خوشیدہ و پژمردہ پہ نظر کرکے بے اختیار باہم نالہ کرتی ہیں پھر فریاد کرتی ہوئی اڑجاتی ہیں سوائے قمری
و بلبل کے اور جو طائران خوش الحان ہیں وہ بھی باغ پر بہار جان کر اندرون باغ آتے ہیں اشجار میوہ دار
و درختان گل مثل نرگس و شبو و گلاب و چنبیلی و بیلا و لالہ عمان و نافرمان وغیرہ پر بیٹھتے ہیں اور اشجار
و میوہ و گل کو سرسبز و شاداب نہ پاکر اپنی زبان میں فریاد کناں اڑجاتے ہیں باغ میں خاک اڑ رہی ہے

نرگس پژمردہ و خوشیدہ بنظر حیرت و حسرت و انقلاب زمانہ ہر طرف نظر کر رہی ہو لالہ با دل داغدار
بحالت پژمردگی باغ مین ہی اُس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ بربادی و خرابی باغ سے داغ بدل
ہو کر پژمردہ و خشک ہو گیا ہی نسرین و نسترن بھی خزان دیدہ ہین گل شبّو بھی دست خزان سے
سرسبز نہین ہی کثرت غم سے زرد ہو رہا ہی اسی طرح ہر ایک درخت گل خزان رسیدہ ہی اشجار میوہ دار مانند
انار و سیب و بہی وغیرہ بھی بے برگ و بار ہین ثمر بھی کوئی اُن مین نہین ہی باد خزان سے سوکھے
ہوئے کھڑے ہین گویا فریاد ظلم خزان کر رہے ہین اور فصل بہار کو یاد کر رہے ہین اُن کی جنبش سے
صاف یہ ظاہر ہوتا ہی کہ محتاج آب ہین اپنی صاحب باغ کو راستی و چپ دیکھتے ہین وہ نظر نہین آتا ہی
کہ آب رسانی سے اُن کو سرسبز و شاداب کرے اور درختان گل تھے تازہ و تر کرنے مین کوشش و
سعی کرے دیوارین باغ کی شق ہین بعض دیوارین یون خمیدہ ہین کہ قریب ہی کہ گر پڑین اُن کی خمیدگی
و شق ہونے سے ظاہر ہوتا ہی کہ صاحب باغ کی جدائی کے الم مین جگر اُن کا شق ہو گیا ہی اور بار فرقت
سے مالک باغ کے ایسی صدمہ کش ہوئی ہین کہ خمیدہ ہو گئی ہین دروازہ باغ مثل دل بستہ نہ ہی
جا بجا سے شکستہ ہی صاحب باغ کے غم سے شکستہ دلی اُس کی بھی ظاہر ہی ملکہ اور فراموز نے باغ
مین جا کر سیر باغ کی کرکے باہم کہا افسوس یہ باغ خزان رسیدہ ہی نہین معلوم کس اجرت سے کیسے
اس کو بنایا ہوگا درخت گل چمن در چمن لگائے ہونگے اشجار میوہ دار بٹھلائے ہونگے آج
گردش فلک سے مالک باغ باغ مین نہین ہی خدا معلوم زندہ ہی یا سوے ملک عدم گیا اُس کے
نہونے سے یہ باغ کس قدر ویران و خزان رسیدہ ہو گیا ہی جائے عبرت و مقام افسوس ہی یہ کہکر
طرف بارہ دری کے دونون عاشق و معشوق گئے دیکھا کہ بانی اُس کا اہل ہنر ہی بیقراری آپ ہویدا
رہ جاتا ہی کہ اپنے مالک و بنا کردہ کو ایک نظر دیکھون تا بیقراری زائل ہو مگر وہ اسکو دکھائی نہین دیتا
ہی غرض فراموز ثانی اور ملکہ دونون باغ کو دیکھکر تاسف کنان بارہ دری مین آئے یہ جانتے تھے
کہ سیر باغ سے کچھ دل شگفتہ ہوگا مگر سیر باغ خزان رسیدہ سے دل اور پژمردہ ہوا عوض شگفتگی دل رنج
بربادی باغ ہوا جب دونون عاشق و معشوق مذکور الصدر بارہ دری مین گئے باہم یون تقریر کی
کہ اوّل اس بارہ دری کے حجرہ درجون کی سیر کرین آج اسی طور سے دن بسر کرین کیونکہ دل گھبراتا ہی
اس ویرانے مین آبادی سے آکر طبیعت بہت پریشان ہی آخر دونون باتفاق راست بارہ دری کے
درجون مین جانے لگے اور تعمیر و قطع پر اُس کی نظر کرنے لگے غور سے جو دیکھا تو معلوم و ظاہر ہوا کہ
صاحب باغ نے اس بارہ دری کو عنوان شایستہ سے خوش قطع زر کثیر صرف کرکے بنوایا ہوگا اور اُسکی
گلکاری و نقش و نگار مین بکثرت زر سرخ و سفید معمارون اور نقاشون کو دیا ہوگا کیونکہ نقش و نگار
باقی ہین اور چھت پردے نفیس و رنگین موجود ہین مگر شکستہ ہین ظاہرا اُن کی شکستگی سے ثابت ہوتا
تھا کہ صاحب بارہ دری کے غم مین جگر اُن کا چاک چاک ہو گیا ہی شیشہ آلات جو مثل جھاڑ اور کنول
وغیرہ کے اُن درجون مین نظر آتے ہین وہ بھی گرد و غبار آلودہ و شکستہ اکثر کنولون مین شمعدان سے
موم و کافوری دکھیں کچھ جلی ہوئی آنسو اُن کے بہے ہوئے اُن کے دیکھنے سے صاف روشن ہوا
کہ یہ شیشہ آلات اپنے مالک کے غم مین دل شکستہ ہین اور یہ شمعین اپنے صاحب بزم کی جدائی مین
ایسا روئی ہین کہ آنسو اُن کے جاری ہوئے ہین فرش پر جو نظر کی معلوم ہوا کہ فرش نفیس و تختہ
مگر بوسیدہ ہی بکثرت غبار اُس پر پڑا ہوا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس فرش نے مفارقت مین اپنے

مالک و مکین کے اس درجہ صدمہ کیا ہی کہ ہمہ تن خاک ہوگیا ہی یا الم جدائی صاحب بارہ دری مین خاک بسر ہوا ہی الحاصل ملکہ اور فرامرز ثانی دونون تا شام سیر باغ و بارہ دری کیا کئے ہنگام شام اپنے مقام استراحت پر آ ئے ملکہ نے فرامرز سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و شہریار یا کسی وزیر و امیر نے بنوائی تھی جس زمانہ مین یہ باغ و بارہ دری تیار کی گئی ہوگی اور صاحب باغ مع اپنے متعلقین کے یہان مقیم و ساکن ہوگا کیا زیب و زینت ہوگی افسوس ہزار افسوس مکان تو اب تک بحالت خرابی موجود ہی لیکن مکین کا حال معلوم نہین کہ اُس پر کیا گذری آیا زندہ ہی یا مرگیا اگر زندہ ہی تو کہان ہی اُس کا نام و نشان بھی نہین شاید برباد و تباہ ہوگیا ہی یا کسی بلا مین مبتلا ہوگیا ہی ورنہ اپنے اس باغ کی ضرور خبر لیتا ہم کو تقدیر یہان لائی یہ مقام عبرت افزا دکھایا دیکھیے آیندہ کیا پیش آنیوالا ہی بدی قسمت سے انسان مجبور و لاچار ہی جائے دم زدن نہین فرامرز ثانی نے کہا اے ملکہ واقع مین بقول تمھارے یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و وزیر کی تعمیر کردہ معلوم ہوتی ہی یہ باقی رہگئی اور وہ شاہ و وزیر نہ رہے یہی کارخانہ جہان ہی مکان پڑے رہجاتے ہین اور صاحب مکان فنا ہوجاتے ہین دنیا ایک سرائے فانی ہی کسی کو یہان قیام نہین ہر ایک آمادہ قضا و مہیائے سفر ہی بقول ایک شاعر کے کیا خوب اُس نے اس مخمس مین بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا کی غفلت کی مذمت مین قلم فرسائی کی ہی

مخمس

سرائے دنیا ہی خوف کی جا ہر ایک کو خوف و بیم ہوگا | رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہی فریدون یہان نہ جم ہی
مسافرانہ تنگ ہو اٹھو مقام فردوس ہی ارم ہی | سفر ہی دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے | غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی و حسن جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے | ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہی استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہی

اسی طور سے شاعر مذکور نے بہت کچھ کہا ہی تمھارے سامنے کہان تک اُس کا کلام پڑھون واقعی جو کچھ اُس نے اس مخمس مین نظم کیا ہی سچ ہی دنیا گذرگاہ ہی حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین اس مین کوئی ہو امیر ہو یا فقیر ہو یا بادشاہ ہو ایک دن سب کو مرنا ضرور ہی اور اس دنیائے فانی سے جانب عدم جانا ضرور ہی کسی کو بقا نہین بجز خداوند عالم و عالمیان کے جب یہ اخبار و کلام خدا سے ثابت و یقین ہو چکا کہ مرنا ایک روز لابد ہی تو پھر چند روزہ حیات کو امور خیر مین صرف کرنا چاہیے اور خواب غفلت مین نہ رہنا چاہیے نہین معلوم کس وقت اجل آجائے جہان تک ممکن ہو عبادت و ذکر الٰہی مین اپنی زندگی بسر کرے رہنے کے واسطے برائے بسر زمانہ حیات کوئی مختصر مکان بنالے قصر رفیع اور باغ بہشت نظیر نہ بنائے جو زر و مال قصر و باغ مین صرف کرنا مقصود ہو وہ راہ خدا مین دے تا عاقبت بخیر ہو اے ملکہ یہ بارہ دری اور باغ تو کیا ہی بڑے بڑے قصر شاہان اولوالعزم اور باغہائے عدیم النظیر بعد رحلت اُن شاہون کے منہدم و شکستہ و خراب و برباد ہوگئے جیسے اس بارہ دری مین جانورون نے اپنے آشیانے بنائے ہین اسی طرح شاہی اکثر عمارتون مین جو اب باقی ہین بوم شوم نے آشیانے بنائے ہین زاغ و زغن وغیرہ بھی اُن عمارتون پر بیٹھتے ہین اکثر طائر سوائے بوم کے بھی اُن قصرون مین آشیانے بنا کر رہتے ہین مکڑیون نے جالا لگا یا ہی خاک اُن مین

اُڑ رہی ہے شب کو اندھیرا رہتا ہے مقام عبرت ہے کہ جن محلوں میں شاہ و شہریار و وزیر رہتے تھے اور اُن کے اہل و عیال و عزیز و اقارب ساکن تھے اب وہ ویران و خراب ہیں کوئی ایسا نہیں کہ اُن میں ایک ایک چراغ روشن کردے یا جاروب کشی سے اُن قصور کی زینت فی الجملہ کرے یا مرمت اُن کی کرے دیکھو افراسیاب کیسا بادشاہ اُولوالعزم تھا بعد اُس کے مرنے کے اُس کے مقبرہ کی یہ حالت ہوگئی جیسا کہ ایک شاعر نے نظم کیا ہے ۔ ~ پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب + اسی طرح مکانات شاہی کا بھی حال ہے خلاصہ یہ کہ دنیا گذرگاہ ہے مکین و مکان دونوں ایک دن فانی ہونے والے ہیں خزان و بہار سب کے واسطے فنا ہے اس میں انسان ہو یا مکان ہو یا باغ ہو یا اور کوئی شے ہو اس باغ کی بہار کا اور اس بارہ دری کی آبادی کا زمانہ گذر گیا اب موسم خزان کا آیا ہے ہمیشہ زمانہ کسی کا یکسان نہیں رہتا ہے کبھی بہار کبھی خزان کبھی راحت گاہ مصیبت کبھی صحت کبھی علالت گاہ خوشی گاہ ملال اہل دنیا اور موجودات دنیا کا یہی حال ہے ذرا غور کرو تمہارے اور ہمارے واسطے اس دنیا میں کیا ہوا ایک طور سے زندگی اب تک بسر نہیں ہوئی اگر صدمے اٹھائے تو خوشی بھی ہوئی اب وہ زمانہ آیا ہے کہ دریا سے جا نثار ہو کر اس شکستہ و ویران بارہ دری میں ہم اور تم بیٹھے ہیں شکر ہے خدا کا جو اُس نے بہتر جانا وہ کیا اور جو اب اُس کو مناسب ہوگا تمہارے اور ہمارے حق میں کرے گا اگر وہ دن راحت و آرام سے سونے اور کھانے پینے کے عیش کے باقی نہ رہے تو یہ دن بھی باقی نہ رہیں گے خداوند عالم مسبب الاسباب ہے جب وہ کسی پر رحم کرتا ہے اسباب راحت واسطے اُس کے فراہم ہو جاتے ہیں دشمن اُس کے دوست ہو جاتے ہیں کفار بہ نیکی پیش آتے ہیں جیسا کہ عمان جادو کافر بد مذہب تم سے اور ہم سے بدوستی پیش آیا ہے دریا سے نکال کر یہاں لایا ہے یہ کارسازی اور قدرت نمائی و حفاظت اپنے بندوں کی اُسی معبود حقیقی کی ہے ورنہ ایسے دریا سے قیام میں خود کرتا اور پھر زندہ رہنا مشکل بلکہ ناممکن تھا اگر وہ اس طور سے نہ بچاتا تو ہم تم زندہ نہ رہتے خورش جانوران آبی ہو جاتے اُس کا فضل شریک حال ہونا چاہیے سب کام بگڑے بن جاتے ہیں اور اگر اس کی مشیت ہوتی ہے تو بنے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں وہ قادر ہے اُس سے امید بہبودی رکھنا چاہیے بقول شاعر ~ اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار ~ نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار ~ مجکو ذات خداوند سے امید قوی ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے یہاں بھی ہمارے واسطے کوئی سبب راحت پیدا کرے گا ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو واقعی خداوند عالم مسبب الاسباب ہے ضرور کوئی سبب آرام و راحت کا اپنی قدرت کاملہ سے ہویدا کرے گا اور اس ویرانہ سے آبادی میں پہونچاوے گا ابھی دونوں عاشق و معشوق باہم باتیں کر رہے تھے کہ عمان جادو آیا بزور سحر اُس نے روشنی کی میوہ تر و خشک سے دونوں کے روبرو رکھا بعدہ کو پوچھا کہ تم گھبرائے تو نہیں طبیعت اس ویرانہ میں پریشان تو نہیں ہوئی فرامرز ثانی نے جواب دیا دل کو ہم نے آج سیر باغ و بارہ دری میں بہلایا کیونکہ اس باغ ویرانہ میں بغیر تمہارے دل گھبراتا تھا اُس نے کہا تم سچ کہتے ہو جہاں تک ممکن ہو اپنے دل کو بہلایا کرو خوش و خرم رہا کرو میں بخوف ازلال جادو تمہارے پاس نہیں رہ سکتا مجبور ہوں ورنہ تم کو اکیلا یہاں نہ چھوڑ جاتا اب میرا ارادہ ہے کہ نکاح تم دونوں کا کر دوں کل اگر ممکن ہوا تو کسی نکاح پڑھنے والے کو یہاں لے آؤں گا آج سے میں نے تم دونوں کو بجائے اپنے فرزند و دختر کے تصور کیا ہے تم بھی

مجھ سے یہ بدی پیش نہ آتا اگر نیکی کرتا لیکن سنو تو بھی میرے ساتھ نیکی کرنا فرامرز ثانی نے جواب دیا اب بھی میں بجا
پر آپ کو سمجھوں گا یہی آپ سے کرنا ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو قتل کر کے تخت حکومت
پر آپ کو بٹھاؤں گا عمان جادو یہ سنکے خوش ہوا بعدہ کہنے لگا اے فرزند اگر تیری کوشش و تدبیر سے
میں اپنے ملک پر قابض و متصرف ہوں گا تو اقرار کرتا ہوں کہ تمہارا دین بھی اختیار کروں گا دین آبائی
ترک کروں گا مگر اے فرزند میرے دشمنوں کو ہلاک کرنا بہت مشکل ہے تم غیر ساحر ہو تن تنہا کیونکر میرے
اعدا کو قتل کرو گے میں بیدار تھا اور سپاہ بھی بہت رکھتا تھا مگر ملک و دشمنوں کو اپنے طلسم سے زیر کر سکا
خود ہی اسیر ہو گیا زمانہ حیات باقی تھا کہ ازرائیل جادو نے رحم کھا کر یہاں شہر بند کیا اس طرف کبھی
آنے کا قصد نہ کرنا مجھے قید سے رہا کیا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار خدا وہ ہے کہ قادر ہے
اور پہ تمام اشیاء رکھے ہم کو اس سے امید قوی ہے کہ وہ ہماری اعانت کرے گا تم کو تمہارے اعدا پر
فتحیاب کرے گا اگر تنہا ہم سے یہ کام سرانجام نہ پائے گا تو ہر کوئی ہمارا اس کام میں حکم خدا سے میں
وہاں موجود ہو گا بہر صورت انشاء اللہ تعالیٰ در مقصود ہاتھ آئے گا آپ اس مقدمہ میں پدر بزرگوار مجھے اپنے
حصول مطلب میں مایوس و نا امید ہر گز نہ ہو جیے عمان جادو یہ سنکے بہت شاد ہوا بعد اکل و شرب
ملکہ و فرامرز ثانی خود بھی سیر و سیراب ہوئے بعدہ وہ ہر پاس بیٹھا باہم ... پھر نظر سے ہو کر غائب
ہو گیا کہ اب تم دونوں آرام کرو ہم بھی جاتے ہیں نیند آئی ہے بعد جانے عمان جادو کے ملکہ و فرامرز
ثانی بھی آرام پذیر ہوئے ہنگام صبح بعد طلوع آفتاب عمان جادو نے یکایک ظاہر ہو کر پستہ و میوہ
تر و خشک وغیرہ سامنے رکھا اور کہا کہ تم دونوں اس میوہ ہائے لذیذ و خوش گوار کو کھاؤ اب میں
جاتا ہوں یہ کہکر سحر سے بصورت طائر بن کر اڑ گیا بعد چند ساعت کے دو اہل اسلام کو لایا بصورت
مبدل خود بھی اُن کے ساتھ آیا دروازہ باغ کا کھلا وہ دونوں اہل اسلام و اہل علم اندر باغ کے
آئے جب ملکہ پس پردہ بیٹھی عمان جادو دروازہ باغ کا بند کر کے ہمراہ ان دونوں اہل علم کو
لیے بارہ دری میں گیا پھر ان سے کہا کہ اس جوان کو میں نے اپنا فرزند کیا ہے اور جس عورت سے
اس کا عقد مطلوب ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے کہ بجائے میری دختر کے ہے تو اس پردے کے پیچھے ہے
لہذا آپ صاحبوں کو مناسب ہے کہ موافق اپنے مذہب کے ان کا صیغہ نکاح پڑھیے انھوں نے بعد ایجاب
و قبول بہ معینہ صیغہ نکاح اُن کا پڑھ دیا عمان جادو وغیرہ نے کہا اے فرزند مبارک ہو کہ آپ کا
عقد تمہاری محبوبہ سے ہو گیا فرامرز ثانی نے شاد ہو کے عمان جادو اور اُن اہل علم کو
جنہوں نے صیغہ نکاح پڑھا تھا سلام کیا اُن علما نے بھی کہا خدا مبارک کرے بعد ہو جانے عقد کے
عمان جادو نے نذر و خلعت و نقل اُن کو دے کر رخصت کیا بعدہ دوبارہ دروازہ باغ بند
کر کے ملکہ سے کہا اے ملکہ تم کو بھی مبارک ہو اب بعیش و عشرت تم دونوں زندگی اپنی بسر کرو
میں جاتا ہوں ہنگام شب آؤں گا یہ کہکے بزور سحر ایک طائر خوش رنگ بنکر اڑ گیا یہاں فرامرز
ثانی نے خلوت پاکر بصد خوشی و برغبت تمام ملکہ سے مدعائے دلی حاصل کیا بعد ایک مدت کے
در آرزو دستیاب ہوا از حد خوشی ہوئی عمان جادو کا احسان مند ہوا بعد نزدیکی آب غسل سے
دونوں نے غسل کیا پھر نماز شکر پڑھی اتنی دیر میں عروس لیلائے شب نے چہرہ اپنا دکھایا اور آفتاب
عالمتاب بکہف مغرب جا کر پنہاں ہوا ابھی زیادہ شب نہ گذری تھی کہ عمان جادو آیا دونوں زن
شوہر نے باادب سلام کیا اس نے دعائے طول عمر و ازدیاد دولت و جاہ دے کر کہا اے فرزند

اب تو مراد دلی تمہاری بر آئی فرامرز نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا عمان جادو نے انواع و اقسام
کے میوے اور طعام ہائے لذیذ جو لایا تھا پیش کیا ہر ایک نے سیر ہو کر کھایا اور خود بھی طعام لذیذ
سے سیر ہو کر آب شیرین و سرد سے سیراب ہوئے تھوڑی سی دیر توقف کر کے بدستور رخصت ہو کر نظر
سے غائب ہو گیا یہ دونوں نوشاہ و نوعروس بھی باہم لپٹ کر سو رہے اسی طور سے چند روز
گذرے ایک دن فرامرز ثانی نے عمان جادو سے کہا کہ ہمارا بہت دل چاہتا ہے کہ ہم سوئے
صحرا واسطے شکار آہو کے جائیں اگر آپ کی اجازت ہو تو سمت صحرا جا کر غزالان دشت کا شکار
کریں اُس نے کہا اے فرزند شکار آہو کے واسطے جاؤ لیکن میرے ملازم جو چالیس سوار در باغ ہیں
انکو اپنے ساتھ لے جاؤ مگر خبردار جانب جنوب نہ جانا کیونکہ اُسی جانب شہر اشقر ہے اب
حاکم وہاں کا وہی ہے دشمن دیو اسلم ہے مبادا تم اُس طرف جاؤ اور وہ تمہیں بھی بہ جبری پیش
آئے فرامرز نے کہا اے پدر میں اقرار کرتا ہوں کہ حتی الامکان اُس طرف نہ جاؤں گا عمان جادو
نے اجازت دی فرامرز ثانی ہمراہ عمان جادو کے در باغ سے باہر آیا عمان نے اپنے لشکر کے
سواروں سے کہا کہ آج تم سب اس جوان کے ہمراہ سوئے دشت جاؤ جب یہ شکار آہو کر لیں
تو انہیں کے ہمراہ یہاں چلے آنا خبردار خلاف میرے حکم کے نہ کرنا سب سواروں نے دست بستہ
عرض کیا اے بادشاہ ہمارے جو حکم ہوا ہے وہی عمل میں لائیں گے یہ عرض کر کے سب مسلح و مکمل
ہوئے فرامرز ثانی بھی ایک مرکب پر سوار ہوا پھر جانب شمال مع اُن سواروں کے روانہ ہوا
اس طرف عمان جادو نے دروازہ باغ کا بند کر لیا فرامرز ثانی بعد قطع راہ دور و دراز شادان و
فرحان ایک ایسے سبزہ زار فرحت آثار میں پہونچا کہ اُس صحرا میں غزالان دشت بکثرت تھے اور
ہوا اُس صحرا کی دل کو فرحت دیتی تھی سبزۂ شاداب کوسوں تک نظر آتا تھا گویا فرش مخمل سبز
بچھا تھا دل میں بے اختیار یہی آتا تھا کہ اس فرش زمردین پر آرام کیجیے کیونکہ وہ سبزہ صحرا ایسا تھا
کہ بمقتضائے نظم + سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار + تندرستی کے ساتھ ہو بیدار + مردہ اُس فرش پر اگر لیٹے
تو سکے اک دم میں زندہ اٹھ بیٹھے + فرامرز ثانی نے اُس صحرائے سبزہ زار و پر بہار کی سیر کر کے خوش ہو کر
کہا کیا اچھا یہ صحرائے سبزہ زار ہے ہوا یہاں کی مرغوب دل ہے اُن سواروں نے عرض کیا حضور واقعی
یہ صحرا عجیب صحرا ہے اس صحرا کی سیر بہتر از سیر باغ و گلشن ہے ہنوز سواران ہمراہی عرض کر رہے تھے
کہ ناگاہ دور سے ایک غول آہوان شوخ چشم کا نظر آیا اسطرح کہ وہ بصد شوق اس سبزۂ شاداب
کو چر رہے تھے فرامرز ثانی نے اُن کو دیکھتے ہی مرکب اپنا آگے بڑھایا سب سوار بھی تیر و کمان لیے
ہوئے آہستہ آہستہ عقب فرامرز چلے جب سب قریب اُن آہوؤں کے پہونچے وہ آہوان کو
دیکھ کر خوفناک ہو کر جست کناں بھاگے سواروں نے تاک تاک کر اُن پر تیر لگائے کسی کا تیر کارگر
نہوا فرامرز ثانی نے جو ایک آہو کے تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کے پٹھے پر لگا وہ زخمی ہو کر بھاگتا ہوا
جانب جنوب بھاگا فرامرز نے اُس آہو کی طرف گھوڑا ڈالا سب سوار بھی ہمراہ ہوئے مجروح جست و خیز
کرتا ہوا کوسوں چلا گیا فرامرز ثانی نے بھی اُس کے تعاقب سے ہاتھ
نہ اٹھایا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ آہوئے تیر خوردہ سرحد شہر عمانیہ میں جو صحرا تھا اُس صحرا میں پہونچا
حسب اتفاق اس وقت دیو سلیم پسر دیو اسلم کہ جو بطن سے ازلال جادو کے تھا مع اپنے
رفقا کے صحرا میں شکار کھیل رہا تھا جب وہ سامنے اُس کے بھاگتا ہوا آگیا اُس نے بہت خوش ہو کر

اُس کو ایسا تیر لگا یا کہ وہ بصدمۂ زخم کاری سے بالاے خاک گرا دیو سلیم نے دوڑ کر اُس آہو کو پکڑا
بعدہ ارادہ کیا کہ اس آہو کو یہان سے اپنے باپ کے پاس لیجاؤن اس اثنا مین فرامرز ثانی
بھی وہان پہونچا دیکھا کہ میرے آہوے تیر خوردہ کو ایک شخص دیو خصال عفریت صورت لیجانے پر
آمادہ ہے یہ دیکھکر غصہ آیا غضبناک ہوکر کہا کہ او دیو سیرت اس میرے آہوے تیر خوردہ کو کہان
لیجاتا ہے یہ آہو میرے حوالے کر دیکھ تیر میرا اس آہو کے پٹھے پر لگا ہے دیو سلیم نے چین بجبین ہوکے
جواب دیا او بیوقوف اس آہو کا مین نے شکار کیا ہے ذرا آنکھین کھول کر دیکھ یہ تیر مین نے اس کے گلو پر
مارا ہے زخمی ہوکر جب یہ آہو گرا ہے تب مین نے اسے پایا ہے مین ہرگز اپنے شکار کئے ہوے آہو کو
تجھے نہ دون گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ او نابکار مین ضرور تجھ سے لے لون گا اُس نے کہا کہ تو کیا
مجھ سے میرا شکار لے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو یہان سے چلا جا ورنہ تیرا ابھی شکار کرکے روبرو اپنے
والد کے لیے جاؤن گا وہ گوشت آدم نہایت رغبت کھاتے ہین یہ سنکے فرامرز ثانی کو زیادہ تر غصہ
آیا آخر بعد گفتگوے سخت و درشت نوبت لڑائی کی پہونچی پہلے اُس پسر دیو نے نعرہ کرکے وار
شمشیر بقوت تمام لگائی فرامرز نے ضرب اُس کی خالی دے کر تلوار اُس پر بڑھکر لگائی اُس نے بھی
خالی دے کر وار کیا فرامرز ثانی نے دلیرانہ پھر اُس کے وار کو خالی دے کر نعرۂ شیرانہ کرکے گھوڑے
کو بڑھا کر بحالِ غصہ مین ایسی تلوار اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے مانند خیار تر کے ہوکر بالاے
زمین گرا اُس پسر دیو کے زمین پر گرتے ہی زمین تھرائی غبار بلند ہوا رفقاے دیو سلیم یہ حال
اُس کا دیکھکر ایسے خائف ہوے کہ فرامرز ثانی سے مقابلہ کر نہ سکے لاشہ فرزند دیو اسلم کا اٹھاکر
نالان و گریان بحال پریشان سمت قلعۂ عانیہ روانہ ہوے ادھر فرامرز ثانی اُس آہوے
زخمی کو ذبح کرکے شکار بند مین اپنے باندھ کر تنہا وہان سے اپنے باغ مسکونہ کی طرف روانہ
ہوے چونکہ سرداران ہمراہی تعاقب آہو مین پیچھے رہ گئے تھے ہنوز فرامرز ثانی نے تھوڑی راہ طے
کی تھی کہ سامنے سے ایک جماعت سوداگرون کی نالان و گریان باحال پریشان نظر آئی جب
وہ قریب سب آئے تو فرامرز ثانی نے مرکب کو روک کے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو
اس قدر کیون روتے ہو پریشان حال اس درجہ کس وجہ سے ہو بعض بعض تم مین سے زخمی
ہین اس کا کیا سبب ہے اور نام تمھارے کیا ہین تمام حال اپنا صاف صاف بیان کرو ان تاجرون
مین سے جو زیادہ نالہ و فغان کرتا تھا اُس نے بعد نالہ و آہ عرض کیا کہ مین سوداگر ہون نام میرا
خواجہ اشکبار ہے فرامرز یہ سنکے مسکرایا دل مین کہا کہ واہ کیا اچھا نام ہے بعد مسکرانے کے دریافت
کیا کہ وجہ تسمیہ کیا ہے اُس نے کہا زمانۂ طفلی مین کہ شیرخوار تھا مین نے والدین سے سنا ہے کہ بہت روتا تھا
اسی وجہ سے والدین نے نام میرا خواجہ اشکبار رکھا ہے پھر فرامرز نے دوسرے تاجر سے کہ وہ بھی
از حد نالہ کنان تھا اسی طرح اُس سے پوچھا اُس نے ظاہر کیا کہ مین تاجر ہون ملک شام کا رہنے والا
ہون نام میرا خواجہ بہار ہے فرامرز ثانی نے وجہ تسمیہ پوچھی اُس نے بیان کیا میری ولادت
موسم بہار مین ہوئی تھی اس وجہ سے والدین نے اسم میرا خواجہ بہار رکھا ہے اور یہ سب میرے
ہمراہی تاجر ہین صرف چند غلام ہمارے ساتھ ہین وہ بھی زخمی ہین سوا ان کے جو غلام جانباز تھے
وہ سب قتل ہوے وجہ ہمارے اسقدر نالہ و فریاد کی یہ ہے کہ ہم سب تاجر اپنے اپنے وطن سے
مال و اسباب گران بہا و تحفہ و نایاب ہمراہ لے کر اس طرف واسطے تجارت کے آئے تھے وہ کوہ

سر بلند جو ایک دامن صحرا مین ہی جب ہم سب قریب اُس کے آئے درۂ کوہ سے ہزارہا قزاقون نے مسلح نکلکر ہمین روکا اور مال ہمارا جو بہت بیش قیمت تھا لوٹنا چاہا ہمارے بھی ہمراہ قریب ہزار غلامون کے تھے اور ہم سب ہتھیار بند تھے دلیرانہ اُن سے یون ہم سخن ہوئے کہ اگر ہمارے مال و اسباب کو ہاتھ لگاؤ گے تو اچھا نہو گا ہم بھی کچھ بزدل نہین ہین تلوار چلیگی بہت کشت و خون ہوگا اس صحرا کی زمین کو تمھارے خون سے رنگین کر دینگے حتی الامکان یہ مال و اسباب و جواہر بیش قیمت کہ کرورہا روپیہ کا ہی تم کو ہرگز نہ دینگے یہ سنکے اُن قزاقون کے افسر نے جملہ قزاقون کو حکم دیا کہ تمام مال و اسباب مع اونٹ ان کے لوٹ لو اگر آمادہ جنگ ہون تو ان کو قتل کرو یہ حکم اپنے مالک کا پاکر سب قزاقون نے چار طرف سے ہمین گھیر لیا پہلے ہم نے عاجزی و خوشامد کی کہ شاید عاجزی سے مطلب اپنا حاصل ہو مگر خوشامد و عاجزی سے کچھ فائدہ نہوا بعدہٗ ہم بھی آمادۂ جنگ ہوئے لڑائی ہونے لگی تیر و نیزہ سے قزاق لڑنے لگے قریب دوپہر تک لڑائی ہوئی آٹھ نو سو غلام ہمارے قتل ہوئے اور باقی اکثر زخمی ہوئے ہم سب کو جو اسوقت موجود ہین اسیر کیا جب ہم نے آہ و فریاد کی تو رحم کھاکر ہتھیار ہمارے لیکر قزاقون کے افسر نے ہمارے تئین چھوڑ دیا ہی اسی وجہ سے ہم سب نالان و گریان ہین خبردار تم اُس طرف نجانا ورنہ وہ قزاق سنگدل تم کو بھی لوٹ لینگے یہ گھوڑا تمھارا اور جو کچھ مال و اسباب تمھارے پاس پوشیدہ ہوگا وہ بھی بزور ظلم چھین لینگے اگر آمادۂ جنگ ہوگے تو وہ تم کو بھی قتل کرینگے فرامرز ثانی نے تمام تقریر تاجر مذکور سے سنکے نہایت افسوس کرکے اُس سے کہا کہ تم گھبراؤ نہین گریہ و زاری نکرو میرے ہمراہ چلو اُن قزاقون سے سب مال و اسباب تمھارا تم کو دلوا دونگا خواجہ بہار نے عرض کیا کہ آپ تنہا ہین وہ قزاق ہزارہا ہین اُن سے کیا مقابلہ کیجیے گا ان پر کسطرح فتحیاب ہوجیے گا اب مال و متاع ہمارے اُن سے نہ ملینگے چور اور قزاق مال و اسباب لیکر کبھی نہین واپس دیتے ہین یہ خیال خام آپ کا ہی فرامرز ثانی نے کہا اے خواجہ بہار ہمارے ہمراہ چلنے سے کیون انکار کرتے ہو خدا قادر ہی اگر وہ چاہیگا تو کل مال و اسباب تمھارا ملجائیگا یہ سنکے خواجہ مذکور خوش ہوکر اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے یارو اس جوان بہادر کے ساتھ چلو شاید ہمارا اور تمھارا اسباب اس جوان کی کوشش سے ملجائے سب سوداگرون نے کہا بہتر ہم آپکے ہمراہ چلنے کو موجود ہین یہ تقریر کرکے وہ سب مع خواجہ بہار اور فرامرز نامدار کے ہمراہ ہوئے بعد قطع راہ دراز اسی دامن صحرا مین روبروے کوہ پہونچے دیکھا کہ ہزارہا گھوڑے قزاقون کے صحرا مین کھڑے ہین قزاق کچھ درۂ کوہ مین ہین کچھ بالاے کوہ ہین جو افسر اُن قزاقون کا ہی وہ بالاے کوہ کرسی زرین پر دلیرانہ بیٹھا ہوا ہی دلیری و شجاعت اُس کے چہرے سے آشکار ہی جوان قوی ہیکل و قوی بازو ہی وہ بھی بالاے کوہ سے اسی طرف دیکھ رہا ہی فرامرز ثانی نے قریب کوہ جاکر آواز بلند کہا اے افسر قزاقان غضب کیا کہ ان تاجرون کو لوٹ لیا اور ان کے غلامون کو قتل کیا ناحق خون بے گناہون کا کیا اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ سب مال و اسباب جوان کا لوٹ لیا واپس دو ورنہ خود آکر مجھسے مقابلہ کرو یہ سنکے وہ افسر قزاقان سنگدل کوہ سے اُترکر صحرا مین آیا فرامرز ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے جوان کیا تو دیوانہ ہی جو ان تاجرون کی حمایت کرنے آیا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہ گھوڑا اور جو کچھ مال متاع تجھ

پاس ہو وہ یہان جو دہی رکھدے اور جس صحرا کی طرف سے آیا ہی اُسی طرف چلا جا زیادہ بیہودہ
باتین نکر ورنہ ابھی حکم دونگا چند قزاق آکر تجکو قتل کرکے تیرا بھی مال و اسباب سب لے لین گے
فرامرز ثانی نے برہم ہوکر جواب دیا کیا مجال کسی قزاق نابکار کی جو میرے گھوڑے اور اسباب
سو چھوڑ دو کو مجھ سے لیلے اور مجھے قتل کرسکے مین دیوانہ نہین ہون مرد عاقل و فرزانہ ہون اگر
تو دعوے مردی و شجاعت رکھتا ہی تو مجھسے تنہا مقابلہ کرکے میرا گھوڑا اور لباس و سلاح جنگ لیلے
اور اگر بزدل و نامرد ہی تو میرے سامنے سے دور ہو اپنے قزاقون کو بھیج کہ وہ مجھسے چھین لین افسر
قزاقان مذکور نے تقریر فرامرز کی سنکے بقہر و غضب جواب دیا او جوان بدزبان آگاہ ہو کہ مین
وہ شجاع و بہادر ہون کہ صدہا لڑائیان لڑا ہون بڑے بڑے پہلوانون اور دلیرون کو مین نے
قتل و ذبح کیا ہی ہزارون بہادر زیر کردہ میرے اسوقت میرے ہمراہ ہین میرے حلقہ بگوش
ہین تیس ہزار جملہ قزاق میرے محکوم ہین ان مین ایک ایک بہادر و دلیر چیدہ روزگار آزمودہ کار
ہی پس تو مجھ ایسے بہادر کو بزدل کہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جام عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی اجل تیری
کشان کشان تجکو یہان لائی ہی نام میرا قہور راہزن مشہور جہان ہی سب خرد و کلان میری
بہادری و شجاعت و راہزنی سے خوب آگاہ ہین جس کا مال و اسباب میرے حکم سے میرے
ہمراہیون نے لوٹا ہی آجتک کبھی کسی کو واپس نہین دیا ہی اور جو اس صحرا مین آیا ہی وہ بغیر لٹے
یا قتل ہوے نہین گیا ہی آج جو تو یہان سے مین وہ مددگار ان تاجرون کا بنکر آیا ہی اور مجھسے مقابلہ
کرنے کی آرزو رکھتا ہی یقین ہی کہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا مال و اسباب اور گھوڑا تیرا مع سلاح
جنگ تیرے لے لیے جائینگے مجھ سے مقابلہ کرکے کیا پائیگا جان اپنی دیدہ و دانستہ گنوائیگا
کیونکہ مین وہ شیر بیشۂ شجاعت ہون کہ ہنگام مقابلہ دشمن کو اپنے بغیر ہلاک کیے ہرگز نہین چھوڑتا
ہرچند بسبب راہزنی کے راہزن مشہور عالم ہون مگر اپنے اس کوہ و صحرا کا حاکم و بادشاہ ہون
کوئی بادشاہ بھی مجھسے بوجہ میری شجاعت و جمعیت ہم پہونچانے کے برسر مقابلہ نہین آیا ہی ایک
ڈرتا ہی بھلا تو کیا مجھسے لڑے گا اور کیا مال و اسباب ان تاجرون کا مجھسے واپس لے گا مگر
بعوض و بخواہش مال و اسباب اپنی جان دے گا اسوقت میرے ہاتھ سے مارا جائے گا اب
بھی مین تیری جوانی و خوبی و دست و پا و صورت پر ترس کھاکر تجھ سے کہتا ہون کہ یہان سے چلا جا
ورنہ ابھی تیرے خون سے زمین رنگین ہو جائے گی فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے
قہور راہزن تم نے اتنی دیر تک جو حال اپنی شجاعت و بہادری کا بیان کیا اور اس قدر
کلمات کبر و غرور زبان پر جاری کیے اُس سے کیا حاصل اگر تجکو دعوے شجاعت ہی تو تجھ جو ہر شمشیر دکھا
جس فن مین تجکو خوب کمال حاصل ہوا اُسی فن مین مجھسے مقابلہ کر ہم بھی تو دیکھین کہ تم کیسے بہادر
ہو لاف زنی مردون کا کام نہین ہی یہ سنکے قہور راہزن نے مرکب پر درست بیٹھکر نیزہ کو
تان کر بزور اپنی مشت مین سنبھالا اور مرکب کو کاوے پر ڈال کر پکارا خبردار ای جوان
اپنے قلب و جگر سے کہ اجل تیری قریب ہی ادھر فرامرز ثانی نے بھی نیزے کو اپنے ہاتھ مین
لیا اور دیکھتا رہا جب سنان نیزہ اُس کی نزدیک سینہ آنے لگی فرامرز ثانی نے اپنے نیزے
کی سنان پر اُس کے نیزہ کی سنان کو یون روکا کہ خود ہمراہیان قہور راہزن بے اختیار ہوکر ۱۰
یکبارگی تعریف کرنے لگے شور و غل صدائے تحسین و آفرین کا زبان دشمنان سے بلند ہوا تاجرون

نے بھی تعریف کی اور دعائے نصرت کی پھر فرامرز ثانی نے اس پر نیزے کا وار کیا اس نے
بھی بجد و کد رد کیا پھر قمور نے نیزہ سینہ کو تاک کر نہایت چالاکی و قوت سے لگایا فرامرز ثانی
نے بسہولت تمام اس وار کو بھی اسی طرح رد کیا اب تو اکثر قزاق باہم آہستہ آہستہ کہنے لگے
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہے حریف زبردست معلوم ہوتا ہے ہمارے مالک و آقا سے تیز دستی
کے ساتھ لڑ رہا ہے ایسے وقت میں دل چاہتا ہے کہ سب یکبارگی حملہ کر کے چار طرف سے گھیر کر اسکو
قتل کریں مبادا یہ حریف ہمارے آقا پر غالب آ جائے بعض قزاقوں نے جواب دیا کیا بیہودہ
خیال کرتے ہو ہمارا آقا و مالک کیا کم ہے جو ہم اس کو قتل کریں انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے
نزدیک تو ہماری رائے مناسب ہے یہ کہکر قزاقان خونریز آگے بڑھے قمور نے منع کیا اور کہا کہ یہ بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ ایک جوان سے صدہا ہزارہا آدمی لڑیں تم سب ٹھہرو مجھی کو لڑنے دو جملہ قزاق
حکم سے اپنے مالک کے صورت آئینہ ہو کر ٹھہر گئے فرامرز ثانی نے دو وار اس کے روک کر کہا کہ اے بہادر
اب اپنے نیزہ دست سے ہوشیار رہنا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا قمور یہ سنکے مسکرایا بعدہ جواب دیا
اے بہادر میں ہوشیار ہوں اور ہاتھ سے نیزے کا نکلنا ناممکن ہے یہ سنکے فرامرز ثانی نے نیزہ
کو تکان دے کر خبردار خبردار کہکر گھوڑے کو بڑھا کر لگایا اس نے بسہولت نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان
پر روکا پھر فرامرز ثانی نے اسی طرح اپنے نیزے کو کن دیا اور زور کیا کہ سنان نیزہ اس کے ہاتھ
سے نکلکر مثل تیر شہاب یا بانند جگنو کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری قمور متحیر ہوا نیز دل عرق انفعال
میں غرق ہو گیا تاجروں نے شور تحسین و آفرین بلند کیا جملہ قزاق یہ رنگ جنگ دیکھکر دنگ ہو گئے
ہر ایک حیرت سے تصویر گل ہو گیا قمور نے بعد ایک لحظہ کے پکار کر کہا اے جوان سنان جو میرے
نیزے سے نکل گئی وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ نیزہ کہنہ و بوسیدہ ایک مدت مدید کا ہے میرے زور بازو میں
کمی نہیں ہے یہ کہکر غصہ میں آکر ڈانڈ نیزہ مذکور کی بقصد غضب آگے بڑھکر سر فرامرز ثانی پر بقوت
تمام ترلگائی فرامرز نے ڈانڈ کو اس کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈا اس کے نیزے
کی درمیان سے دو ٹکڑے ہو گئی قمور قزاق نے منفعل ہوکر وہ ڈانڈ شکستہ زمین پر ڈال کر بقہر و
غضب شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو آگے بڑھا کر یوں پکارا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ یہ وہ تیغ آبدار
ہے کہ بہتوں کا قصہ ایک دم میں فیصلہ کر چکی ہے خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اس شمشیر آبدار کی ضرب
سے جانبر نہ ہوگا کیونکہ یہ شمشیر حریف کو راستہ سیدھا ملک عدم کا بتاتی ہے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا
اے بہادر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ضرب شمشیر لگا میں ہوشیار ہوں اللہ ہمارا نگہبان ہے وہی
بچانے والا ہے قمور قزاق نے بقوت تمام سپر فرامرز کے تلوار لگائی ادھر اس بہادر نے بائیں
ہاتھ میں بعجلت تمام شمشیر و سپر لے کے اس کی تلوار کی باڑھ پر نظر کی جب تلوار قریب سر آئی فرامرز
ثانی نے آگے بڑھکر بائیں جانب آکر داہنا ہاتھ اپنا کلائی پر بسرعت تمام ڈال دیا اور کلائی مروڑ کر
تلوار اس کے ہاتھ سے چھین لی تاجروں نے بہت خوش ہو کر پھر شور تحسین و آفرین بلند کیا وہ جملہ
تیس ہزار قزاق جو صف آرا موجود تھے اور جنگ دیکھ رہے تھے یہ حال جدال دیکھکر باہم کہنے لگے
کہ یہ جوان عجیب پر قوت و پر فن ہے کہ ہمارے آقا سے بھی قوت و فن سپہگری میں زیادہ ہے انجام جنگ
برا معلوم ہوتا ہے کبھی اس طرح ہمارے آقا کسی بہادر سے ہنگام جنگ منفعل و خجل نہ ہوئے تھے ہم
مجبور ہیں ہم کو حکم نہیں دیتے ہیں ورنہ ابھی اس جوان چالاک دست کو شمشیر و خنجر سے پارہ پارہ

کر ڈالین ہنوز قزاقان مذکور یہ تقریر باہم کر رہے تھے اور قمہور کے ہاتھ سے تلوار جو فرامرز نے چھین لی
تھی شہر تگین تھا سر جھکائے تھا بعد ایک لمحہ کے غصہ مین آکر مرکب کو کسی قدر بڑھا کر زنجیر کمر فرامرز مین
ہاتھ ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اُٹھا کر زمین پر اس طرح پٹکے کہ سرمہ سا ہو جائے مگر فرامرز ثانی کو
ذرا بھی جنبش نہوئی جب وہ زور کرکے تھک گیا فرامرز ثانی نے مسکرا کر بعجلت اُس کی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کر بسہولت زور کرکے اُس کو موافق قاعدہ بہادران پشت فرس سے اُٹھا کر چرخ دیکر
آہستہ زمین پر گرا کر جلد گھوڑے سے اُتر کر اُس کے سینہ پر بیٹھا اور بعض راویون نے یون کہا ہے کہ
جب فرامرز نے اُس کو پشت فرس سے اُٹھا کر سر سے بلند کرکے گردش دینے کے چاہا کہ بالا سے
خاک پٹکے اُس وقت قمہور نے کہا اے جوان الامان فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام
و ایمان اُس نے بصدق دل کہا مجھے بدل و جان منظور و قبول ہے یہ سنکے فرامرز ثانی نے نہایت
خوش ہو کر اُس کو آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا تاجرون نے بہت تعریف کی قمہور قزاق زیر ہو کر خادمانہ
قدم فرامرز پر گرا اس بہادر نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ اُس کو تعلیم و تلقین
کیا اُس نے بصدق دل کلمہ [illegible] مذہب اسلام اختیار کیا پھر فرامرز ثانی کو درہ کوہ مین بعزت و
حرمت لے گیا بہادر [illegible] بٹھایا بعد کو نہایت تکلف سے دعوت و ضیافت کی اور اپنے تمامی
ہمراہیان قزاق پیشہ کو کہ جملہ تیس ہزار تھے مسلمان کیا پھر بحکم فرامرز ثانی خواجہ بہادر و خواجہ
اشکبار وغیرہ تاجرون کا جس قدر مال و اسباب لوٹا تھا وہ اُن کے حوالے کیا وہ سب تاجر اپنا
مال و اسباب پاکر فرامرز ثانی کے حق مین دعاے خیر کرنے لگے اور رخصت ہو کر جہان اُن کو جانا
منظور تھا چلے گئے بعض بعض راویون نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ تاجران مذکور جملہ مال و اسباب
اپنا پاکر قیام پذیر رہے جب قمہور قزاق نے چند روز تک بخوبی تمام دعوت ضیافت فرامرز کی اُس
صحراے سبزہ زار مین کی اور دولت دین بھی بہ رہنمائی فرامرز ثانی پائی اُسوقت بہت شادمان
ہو کر پوچھا اے بہادر تیرا نام کیا ہے اور مسکن تیرا کہان ہے فرامرز نے اپنا نام بتا کر کہا کہ بالفعل مسکن
میرا باغ عمان جادو ہے اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون اور اپنے مسکن کی طرف جاتا ہون مجکو
یہان زمانہ زیادہ گذرا واسطے شکار آہو کے باغ سے نکلا تھا اتفاق سے آہو کے عقب مین سرحد
شہر شابیہ مین پہونچا وہان دیو اسلم کا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس آہو کی بابت اُس سے ایسی تکرار
ہوئی کہ نوبت بجنگ پہونچی آخر اُس کو تہ تیغ کرکے اپنے مسکن کی جستجو مین چلا تھا کہ یہ تاجر راہ مین گریاں
و نالان ملے ان کے حال پر ہم کو رحم آیا کہ ہم ان کے اسباب و مال کے دلانے کے واسطے ادھر آئے
یہان کئی روز گذر رہے لہذا اب ہم کو رخصت کرو تم یہین رہو لیکن خبردار اب قزاقی نکرنا دل آزاری
مردمان خوب نہین خلاف ہے اور گناہ بھی ہے اُس نے تمام تقریر سنکے دست بستہ عرض کی کہ جب آپ نے
پیشہ قزاقی کو آپ نے منع کیا تو اب کس واسطے یہان سکونت اختیار کرون مین بھی آپ کے ہمراہ کو
چلون گا ہے تا بعد از آپ ایسے محسن و جان بخش و بہادر کے قدم سے جدا نہو گا فرامرز ثانی جوان
خوش ہو کر کہا خیر تم کو اختیار ہے قمہور نے اُسی وقت حکم دیا کہ سامان سفر درست کیجیے ہاتھیون
و اسباب جو فراہم کیا ہے وہ اونٹون پر چند و قطارون مین رکھکر بار کیا جائے کل ہم سنے اپنے نئے
آقا کے یہان سے کوچ کرین گے جملہ قزاق یہ تقریر اُس کی سنکے کاربند ہوئے دوسرے بے اختیار ہو کر
جب آفتاب مشرق سے بر آمد ہوا فرامرز ثانی مرکب پر سوار ہوا قمہور وغیرہ کوچ بلند ہوا تاجرون

سوار ہوئے قطار مال و اسباب اونٹوں کی ہمراہ لی تاجران مذکور بھی ہمراہ ہوئے فرامرز اس جمعیت سے سوے باغ عمان جادو روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہوا اور اب

دو کلمہ داستان گل گلزار موجد عیاری و مکاری سہر بر نادہ گردن کشان و قتل کنندہ ساحران قلعہ گیری جنگ رونق افزاے فریب اور رنگ یعنی خضران فرزند ارجمند خواجہ عمرو سے ثالث کے بیان کیے جاتے ہین

ذوق صہباے سخن طرفہ مزا دیتا ہے
گل گلزار نگ سے کس طرح چہکا دیتا ہے
شوخ و طرازی کس طرح کا پہلو مین یہ دل
زلف کا جال دکھا کر سر شام و صباحت
لطف بوسہ سے بھی کچھ بڑھ کے ہی ازاین ایجان
رہبری کوچہ الفت کی بہت مشکل ہے
خاک ہونے پہ بھی میکش کی زبان بند بطیر
کیون ہین احسان لون پھر السے کینے کا بھلا
شمع رو مین مرے یہ طرفہ صفت ہے کہ مجھے
زلف جانان مین کا سیاہی کیا ہوتا سحر
آتش شوق بھڑک اٹھتی ہے کچھ اور شریر

میرے لب کو لب پیمانہ بنا دیتا ہے
آج دیکھون مرا ساقی مجھے کیا دیتا ہے
طرفہ عیاریان دم بھر مین دکھا دیتا ہے
طوطے ہاتھون کے وہ عیار اڑا دیتا ہے
سنتہ ہنسا لبینا ترا محب کو مزا دیتا ہے
یہی رستہ ہے جسان خضر بتا دیتا ہے
لب پیمانہ سے ساقی کو دعا دیتا ہے
کیا فلک مجکو مقدر سے سوا دیتا ہے
کشتہ اکثر کرتا ہے کبھی گاہ جلا دیتا ہے
دل مجھے ایسے بکھیڑون مین پھنسا دیتا ہے
اپنے دامن کی جو وہ مجہکو ہوا دیتا ہے

قبل اس کے لکھا گیا ہے کہ خضران بعد دریابرد ہونے اور غرق بظاہر ہونے ملکہ اور فرامرز ثانی کے کثرت غم سے لشکر مین قیام پذیر نہو کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہوکر بارادہ زیارت حج کعبہ نالان و گریان روانہ ہوا تھا بعد قطع منازل و طے مراحل ایک روز خضران نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اے خضران تو جو سوے کعبہ جاتا ہے وہان قبلہ و کعبہ تیرے والد بزرگوار موجود ہین جب وہ مجھسے یہ سنین گے کہ چار باپ عیاری کے ایک عیار عیاری کرکے لیگیا تو وہ کیا فرماوینگے غالبًا یہی ارشاد کرینگے کہ او نا خلف تو یہان سب باپ کی عیاری کے گنوا کر آیا غیرت و شرمندگی سے مر نہ گیا اسوقت اے خضران تجکو نہایت خجالت اور ندامت حاصل ہوگی لہذا مصلحت وقت یہی ہے کہ ابھی ارادہ بیت اللہ کے جانے کا نکرا اور کسی جانب قدم فرسا ہو خداوند عالم کریم و رحیم ہے عجب نہین کہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب خوشی پیدا کر دے یہ ارادہ کرکے ارادہ خانہ کعبہ جانے کا دل سے دور کرکے رنگ و روغن لگاکر ایک مرد پیر فقیر کی بن کر لباس فقیرانہ زیب تن کرکے یا حق یا معبود یا ہو باواز بلند کہتا ہوا خدا کے واسطے ہر ادمی کے دعا کرتا ہوا دشت و کوہ کی سیر دیکھتا ہوا کوچ و مقام کرتا ہوا ایک روز قریب شام کے کہ قبرستان اور صحرا تھا جا پہونچا دور سے دیکھا کہ بہت سے درخت ہوا سے ہری اور ہرے ہین اور اکثر نشان قبور پائے جاتے ہین اور کچھ آدمی بھی بیٹھے ہوسے دکھائی دیتے

ہین حضرت ان نے اپنے دل مین کہا کہ اس صحرا مین قبور مردم کا ہونا ایک مقام عجب ہی ذرا آگے بڑھکر
دیکھنا چاہیے اور ان لوگون سے پوچھنا چاہیے کہ تم کون ہوا ور یہان کیون بیٹھے ہو یہ تجویز کرکے آگے بڑھا
جب قریب اُس قبرستان کے پہونچا دیکھا کہ چالیس فقرا ہین و اسپار پوست آہو و حصیر پر لباس
فقیرانہ پہنے ہوے بیٹھے ہین پیشانیون پر اُن کے نشان سجدہ ہین ہاتھون مین تسبیح ہین پوشاک
سب کی رنگین گیروی وغیرہ ہی درمیان مین اُن فقرا کے ایک مرد درویش باریش دراز و سفید
پوست آہو کا جامہ پہنے و ستار سبز سر پر رکھے تسبیح بدست سرنگون بیٹھا ہی رنگ اُس کا سرخ ہی
اور موے سر بھی اُس کے مائل بسرخی ہین لبون کو اُس کے حرکت ہی دانہاے تسبیح گردش مین
ہین درختان مولسری و تمر ہندی وغیرہ جو ہین گنجان ہین وہ اُن پر سایہ فگن ہین قریب تر اُن
فقرا کے چند درخت مولسری کے اور ہین اُن کے سایہ مین ایک کاٹھ کا کٹھرا ہی درمیان کٹھرے کے
ایک قبر کلان ہی اُس پر چادر سبز کسی پڑی ہی بالاے چادر پھولون کی چادر تازہ و خوشبودار
ہین پڑی ہی اور کشتی مین بالین قبر اگر سلگ رہا ہی دھوان بلند ہو رہا ہی قبرستان وسیع ہی ہزارہا
قبور ہین پختہ و خام مگر کسی قبر پر نہ چادر ہی نہ گل ہی صرف بیکسی و یاس ہر ایک قبر سے ہویدا ہی مقام
عبرت ہی ساکنان قبور قبرون مین ایسے غافل سو رہے ہین کہ ہوشیار نہین ہوسکتے ہین اعمال کے
اُن کے ہاتھ پکڑے ہین گویا مدت سے منتظر ہین کہ یہ ثواب سورۂ فاتحہ دیتے جاؤ اب
ہم محتاج عمل خیر کے ہین گوشۂ قبر مین بے حس و حرکت پڑے ہین انتظار مین روز حشر کے کہ دیکھیے کب
روز حشر آتا ہی اور ہم قبور سے نکلکر میدان محشر مین جاتے ہین اور بعد حساب اپنے مکانات و
مساکن مین جو خدا نے ہمارے واسطے مقرر و معین کیے قیام پذیر ہوتے ہین اکثر قبور پر خس و
خاشاک ہی ناکس اُگا ہی حضرت ان یہ کیفیت دیکھ کے بعد قبور مذکور اور افسوس کرنے کے پھر
اُن فقرا کی طرف بڑھکر جو دیکھا تو معلوم ہوا اور سنا کہ ایک مطرب روبرو اُس فقیر صاحب ستار
سبز کے بیٹھا ہوا ہی اور ہاتھ مین ڈھولک کے بجا رہا ہی اور یہ اشعار گا رہا ہی + اشعار

نکال اے شاہ خوبان اب کوئی تدبیر وصال کی	کہ دل کی بیقراری نے مثل عبیر غارت کی
نہین ممکن شہادت گر نہین پہنچے رسالت کی	نبی کی بعثت پر خالق نے خود مہر نبوت کی
سنو سرگروہ عاشقان سر بتاب نکر کشتہ ہجر	نروالی دیکھتے ہین ہم ترے دربانے قدرت کی

فقرا اس شعر کے حالت وجد مین ہین اکثر یا حق یا ہو کہہ رہے ہین بعض فقرا مطالب اشعار مندرجہ بالا
سمجھکر جھوم رہے ہین وہ درویش جو درمیان مین بیٹھا ہی اور سب کا مرشد معلوم ہوتا ہی اُسکی آنکھون
سے آنسو جاری ہین جھوم رہا ہی حالت وجد مین ہی کا و پکار کر یا حق کہتا ہی کبھی یا معبود یا داتا کہتا
ہی کبھی کہتا ہی کہ اب تو زمانہ میری پیری کا ہی اے مالک تجھے طلب کر جس کا منتظر ہون اُٹھا بھیج تو
جانتا ہی کہ امانت دار ہون کب تک امانت لیے بیٹھا رہون اب اپنے جوار رحمت مین بلا فقیر کو دنیا
فانی سے اُٹھا مرشد کی خدمت مین لیجا کہ شوق پہونچا اُن کے دید کا کمال شوق ہی اور تیری
لقا کا بدرجہ کمال اشتیاق ہی امید میری برلا کہ تو ہی برآرندہ حاجات جملہ مخلوقات ہی حضرت ان
اُن فقرا کو دیکھتا ہوا اور فقیر درویشان سنتا ہوا قریب تر اُن سب کے پہونچا پانون کی آہٹ
سے اُس مرشد درویشان و دیگر فقرا نے سر اپنے اُٹھائے اور بہ نظر حیرت دیکھنے لگے
وہ حال وقال موقوف ہوا مطرب خاموش ہوا اُس درویش سرخ مو و سرخ چہرہ نے کہ دعا کر رہا تھا

خضران کو دیکھا کہ ایک درویش باریش دراز وسفید جامۂ رسائی وفقیری در بر دستار فقیری برسر سامنے سے آتا ہے دیکھتے ہی خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ الحمد للہ جس کا مین منتظر تھا وہ آ پہونچا مراد دلی برآئی خدا نے دعا میری مستجاب کی خضران نے کہا داتا یا داللہ اُس فقیر نے کہا بابا عشق اللہ آؤ آؤ یہ کہکر اپنی جگہ سے نیم قد براے تعظیم اٹھا ہر چند کہ خضران نے کہا کہ داتا کیون اس خاکسار کی تعظیم وتکریم کرتے ہو مگر اُس نے نہ مانا اور جواب دیا بابا مین تجھے اپنے علم سے جانتا ہون کہ تو بڑا شخص بڑے والی و نامور کا فرزند ہے گو کہ تو اس لباس مین ہے لیکن پاس اپنے اُسی چبوترے پر بالاے فرش پوست شیر بٹھا لیا پھر پوچھا کہان سے آنا ہوا کہان جانے کا ارادہ ہے خضران نے جواب دیا کہ داتا جہان سے سب آئے ہین مین بھی آیا ہون اور جہان سب جانے والے ہین ایک روز مین بھی جاؤنگا البتہ راستہ لیجانے والے کا دیکھ رہا ہون چند روز مین ضرور جاؤنگا یہان رہکر کیا کرونگا یہ مقام رہنے کا نہین ہے یہ تو ایک سرا ہے فقیر کا مکان اصلی دور ہے جلد خدا وہان تک بخیریت پہونچاے درمیان راہ مین کوئی خرابی نہو اُس درویش نے تقریر اس کی سمجھکر کہا بابا سچ کہتے ہو تم بھی فقر کی بولی ٹھولی سے رمز وکنایہ سے خوب آگاہ ہو خضران نے پوچھا شاہ صاحب آپ کا اسم شریف کیا ہے اور یہ مزار کس کا ہے آپ کب سے یہان فروکش ہین اس صحرا بے آب و گیاہ و قبرستان مین کیونکر بسر اوقات ہوتی ہے اُس درویش سرخ مو نے مسکرا کر جواب دیا بابا یہ کیا کہا معبود رازق العباد ہے رزاق مطلق ہے روزی رسان ہے انسان کا مرتبہ تو بڑا ہے رزاق مطلق کیڑون کو بھی اپنے رحم و کرم سے روزی پہونچاتا ہے کیا سنا نہین کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ آسیا کہتی ہے ہر رنج با آواز بلند رزق سے پھرتا ہے رزاق نہین چھوڑ کے اسی جگہ معبود حقیقی ہر قسم کی نعمتین عطا فرماتا ہے ہم سب سیر و سیراب ہوتے ہین جو کوئی کبھی اس طرف سے گذرتا ہے اُس کو بھی ہم اپنا مہمان کرتے ہین جو کچھ ممکن ہوتا ہے اُسکے آگے اکل و شرب سے رکھ دیتے ہین آج تمہاری بھی فقیر مہمانی کریگا جو ماحضر ہے کھلائیگا یا جس شے کی تم کو خواہش ہوگی وہی طعام لذیذ و نفیس کھلائیگا پانی شیرین و سرد پلائیگا فضل خدا سے سب کچھ اس صحرا مین فقیر کو ممکن ہے ابھی تم کو تعجب ہوگا جب دیکھوگے تو کہوگے کہ یہ فقیر سچ کہتا ہے اب تم کو معلوم ہو کہ نام میرا مرجان سرخ مو ہے سب مجکو مرجان شاہ کہتے ہین اور یہ نام میرا اسوجہ سے میرے والدین نے رکھا ہے کہ چہرہ میرا اور موے تن سرخ ہین اور یہ مزار جو سامنے ہے میرے مرشد و ہادی عبد اللہ شاہ کا ہے اور یہ چالیس فقرا میرے مرید ہین ان مین ہر ایک موحد و خداپرست و عبادت گذار ہے ایک مدت دراز و عرصہ بعید سے بحکم اپنے مرشد مرحوم و مغفور کے یہان بیٹھا ہون اور وہ بھی برسون اسی جگہ بیٹھے رہے تھے اور جو لباس مین پہنے ہون یہی پوشاک وہ بھی پہنتے تھے اور انھون نے یہ خرقہ و جامہ اپنے مرشد سے پایا تھا آگے کا حال معلوم نہین کہ انھون نے یہ جامہ کس سے حاصل کیا تھا ہمارے مرشد نے ہمکو قریب مرگ یہ جامہ و دستار دیکر مسند نشین کرکے تاکیداً کہا تھا کہ اس جامہ و دستار کو لے اور پہن اور اسی جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین نجانا میرے مرقد کے قریب تر رہنا جب کوئی اس جامہ کا لینے والا اس طرف سے گذرے اُس کو یہ جامہ حوالے کر دینا یہ جامہ تیرے پاس امانت ہے خاص تیرا نہین ہے مین نے پوچھا تھا کہ اس جامہ پوستین کا لینے والا کون ہے مرشد نے جواب دیا تھا کہ یہ جامہ پوستین جس کے تن پر ٹھیک اور درست ہو وہی اس جامہ کا لینے والا ہے بجز اُس کے کسی آدمی کے تن پر یہ جامہ ہرگز نہ آئیگا اور بڑی

پہچان ایک یہ ہے کہ جس کے تن میں یہ جامہ آئے گا وہ بصورت درویش یہان آئیگا اور یاد رکھ کہ اُسی روز تو بھی اس دنیا سے رحلت کرے گا ہم سے آکر ملے گا مالک اس جامہ کا تجکو اپنے ہاتھ سے غسل وکفن دیگا اور ہماری قبر کے پاس تجکو دفن کریگا پس یہ وصیت و نصیحت کر کے مرشد موصوف نے رحلت کی حسب وصیت اُن کی مین نے اُنکو غسل وکفن دیکے بصد گریہ و زاری دفن کیا بعدہٗ وہ پوستین مین نے پہن لیا دستار اپنے سر پر رکھی فاتحہ خوانی مرشد کی اُسی دن سے کیا کرتا ہون مجاور بنا ہوا یہان بیٹھا ہون شب کو شمع دن کو پھولون کی چادر چڑھاتا ہون جو کوئی اس طرف سے گذرتا ہے اُسے مہمان کر کے جامہ عطیہ امانت مرشد پہناتا ہون کسی کے ٹھیک اور درست تن پر نہین آتا ہے آج تجکو بھی وہی جامہ پہناؤنگا پہلے تمہاری دعوت و ضیافت کر لون یہ کہکے اُسی جامہ پوستین کی جیب مین ہاتھ ڈالا اور کہا اسے جامہ پوستین مرشد اسوقت ایک فقیر صورت بندہ خدا پرست ہمارا مہمان ہوا ہے طعام چاہئے رنگا رنگ و لذیذ و خوشبودار و آب صاف و سرد خوشگوار درکار ہے اُسی وقت شاداب ہو خضران بن عمرو نے دیکھا کہ قابین اور پلیٹین سفید سے اور پلاؤ اور متنجن کی گرما گرم اُس جیب سے برابر نکلنے لگین مرجان سرخ مو بار بار اشیاے مطلوب جیب جامہ مذکور سے نکال نکال کے رکھنے لگا کباب بالائی شیرینی ہر قسم کی نان فستہ و مرغن و چرب لائق غذاے شاہان تمام اشیا و اغذیہ و صراحی آبپاشیدہ و دسترخوان نکال کر بالاے دسترخوان رکھین پھر آفتابہ اُٹھا کر ہاتھ دھلا کے بعدہٗ کہا بسم اللہ کھانا کھاؤ یہ تو طعام موجود ہے اب جس چیز کی خواہش ہو وہ بھی فقیر جیب سے نکال کر پیش کرے خضران نے کہا اب ضرورت کچھ نہین ہے سب کچھ تو موجود ہے اور اسی دسترخوان پر وہ نعمتین ہین کہ شاہون کے بھی دسترخوان پر ایسی ہی نعمتین ہنگام خوان طعام موجود ہوتی ہونگی ظاہر مین یہ کہا مگر دل مین کہا یہ پوستین عجب کرامت کی پوستین ہے گویا زنبیل قبلہ و کعبہ ہمارے والد کی ہے جو اوصاف اُس مین سنے وہی اوصاف اس مین پائے جاتے ہین یہ دل مین باتین کر کے اصرار کرنے سے اُس درویش سرخ مو کے خضران نے طعام کھانا شروع کیا مرجان سرخ مو اور وہ چالیس فقیر بھی شریک طعام ہوے جب سب سیراب و سیر بخوبی ہوچکے تو ہر ایک نے اپنا گرم ہاتھ دھویا درویش مرجان سرخ مو نے پھر وہ دسترخوان اور قابین وغیرہ جو کچھ اُس جیب سے باہر نکالی تھین پھر اسی جامہ پوستین کی جیب مین داخل کر دین وہ غائب ہو گئین خضران متحیر ہو کر دیکھنے لگا اُس فقیر نے کہا بابا کیا نظر حیرت سے دیکھتا ہے یہ جامہ پوستین ہمارے مرشد کا عجیب اثر رکھتا ہے ابھی تو نے کیا دیکھا ہے جو جو کہ اشیا اس مین ہین اور جو جو چیزین حسب المطلب نکل سکتی ہین اور پھر غائب ہو جاسکتی ہین یہ کہکر وہ جامہ اپنے تن سے اُتار کر پہلی اپنے چالیس مریدون سے کہا کہ تم سب یکے بعد دیگرے اس جامے کو پہنو جس کے تن پر یہ جامہ درست ہو وہ اس جامے کو ہم سے لیلے کہ فقیر اب دنیا سے جانے والا ہے اُن چالیسون مریدون نے یکے بعد دیگرے وہ جامہ بخواہش تمام پہنا لیکن کسی کے تن پر ٹھیک اور درست نہوا آخر کار جب سب اُس کے پہننے سے عاجز و مجبور رہو گئے خضران بن عمرو سے مخاطب ہو کر کہا بابا اب تو اس جامہ کو پہن خضران نے جو اُس کو بسم اللہ زبان پر جاری کر کے پہنا ٹھیک و درست ہوا اُن چالیس فقرا کو رشک ہوا سب نے دل مین افسوس کیا مرجان سرخ مو نے کہا کہ اے خضران بن عمرو مبارک ہو کہ یہ جامہ خاص تمہارے واسطے مرشد نے ہمارے ہم کو دیا تھا اور ہم اسکو

بطور امانت اپنے پاس رکھتے تھے آج امانت تم کو موافق حکم مرشد دیتا ہون اس جامے کو لو اس کو ہمیشہ اپنے گلے مین رکھنا اس کی جیب سے جو کچھ طلب کروگے تم کو فی الفور ملیگا تم عیار ابن خواجہ عمرو ہو تمھارے جامۂ پوستین بہت کام آئیگا اس جامے کی جیب مین اول تو بہت سے سامان عیاری کے ہین از انجملہ ایک منڈھی ہے دیکھو ابھی ہم تم کو دکھلاتے ہین یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالکر کہا اے جامۂ پوستین مرشد منڈھی درکار ہے فی الفور ہاتھ مین آگئی وہ بصورت ایک چھتری کے تھی مرجان سرخ مو نے ایک لوح بشکل ایک لکڑی کے نکالکر جیب سے درمیان مین اس منڈھی کے رکھی اور کچھ اسمار اس لوح سے ورد زبان کیے فوراً وہ دراز ہونے لگی یہانتک کہ وہ سب فقرا اس کے درمیان مین آگئے مرجان سرخ مو نے کہا اے خضران یہ منڈھی جس قدر چاہو دراز ہو سکتی ہے اور جب چاہو بلند ہو کر جہان کا ارادہ کرو پہونچا دے سکتی ہے اور جہان چاہو تمکو اتار دیسکتی ہے بشرطیکہ یہ لوح جو اس کے درمیان مین ہے اس کے اسمار کو کہ مندرجہ ہین ورد زبان کروگے جس مطلب کے واسطے جو اسم اس مین نقش ہے جب پڑھوگے وہ مطلب حاصل ہوگا اس مین اگر بیٹھوگے تو ہر آفت بلا سے محفوظ رہوگے کسی ساحر کا سحر تمپر اثر نہ کریگا جو کوئی واسطے تمھاری گرفتاری کے اس منڈھی کے اندر آجائیگا وہ فی الفور گرفتار ہو کر لٹکا جائیگا سوا اس کے کوئی درندہ و گزندہ اس کے اندر آنہین سکتا ہے یہ بھی کرامات کی منڈھی ہے یہ کہکر اس لوح مذکور سے کچھ دیکھکر اسمار پڑھے وہ منڈھی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی شاہ مرجان صاحب موصوف نے پھر اس منڈھی کو داخل جیب جامہ پوستین کر کے ایک گلیم اسی جیب سے نکالی اور کہا اے خضران دیکھو یہ گلیم بھی کرامت کی ہے جب اس کو اوڑھ لوگے کوئی تم کو دیکھ نہ سکیگا نہ دریافت کر سکیگا کہ کہان ہے یہ کہکر وہ گلیم بھی پھر داخل جیب کر کے جامۂ پوستین مذکور خضران بن عمرو کے حوالے کر کے کہا کہ اس کو اب پہن لو جب خضران دوبارہ اس جامۂ پوستین کو پہن چکا تو مرجان شاہ نے اپنے بازو سے ایک اکا کہ اس پر بہت حقی نقش اور طلسم کندہ تھے کھولکر کہا دیکھو اے خضران یہ اکا ضحاک بادشاہ نے اپنے عہد حکومت مین ہزارہا عالمون اور عاملون کو جمع کر کے بے حد و انتہا زر سرخ و سفید خرچ کر کے اور عاملون کو دے کے تیار کرایا تھا خاصیت اس کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو اس پر جن و انس سے جنگ مین و دیگر مقامات غالب آنہین سکتا ہے بلکہ صاحب اکا سے جو کوئی لڑیگا وہ زیر ہوگا لیجیے یہ اکا بھی لو اور اپنے بازو پر باندھو کہ تمھارے بہت کام آئیگا ہرگز اس کو اپنے بازو سے بے ضرورت جدا نہ کرنا اس کی حفاظت و نگہبانی کرنا کہ یہ نایاب تحفہ ہے ضحاک شاہ نے اسکو تیار کرا کر اپنے خزانے مین رکھا تھا جب اس نے انتقال کیا تو فریدون وغیرہ بادشاہون کے قبضہ مین آیا اسی طرح یکے بعد دیگرے قبضہ مین آتا رہا یہانتک کہ ہمارے مرشد کے مرشد کو کسی طور سے دستیاب ہوا تھا جو اسوقت تم تک پہونچا ہے یہ عجب بیش بہا تحفہ ہے اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے خضران نے وہ اکا بھی لیکر اپنے قبضہ مین کیا اور اسی وقت اپنے بازو پر باندھ لیا مرجان شاہ نے بعد اسکے کہا کہ اے خضران بن عمرو اب مین تم کو اپنا وصی و جانشین کرتا ہون اور ان چالیسون مریدون کو تمھارے حوالے کرتا ہون ان سے سلوک نیک کرنا پھر ان مریدون سے کہا خبردار خضران میرے وصی و جانشین کی اطاعت کرنا جو یہ حکم کرین اس پر عمل کرنا خلاف ان کی راے کے کوئی کام نہ کرنا سب مریدون نے عرض کیا آپ کے حکم کی

تعمیل کرینگے جب مرجان شاہ اپنے مریدون سے اقرار لے چکا اور سب اشیاے کرامت خضران کو دے چکا اور اپنا وصی و جانشین بھی کر چکا اٹھکر نہایا غسل کیا جامہ پاک و خوشبو پہنکر دو رکعت نماز شکرانہ شادمانی و آرزوے دلی استجابت دعا بجالا کر خضران سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے جانشین من آگاہ کہ اب وقت وفات ہمارا آپہونچا ہے کوئی دم کا مہمان ہون جسوقت مر جاؤن اپنے ہاتھ سے غسل میت دینا پھر کفن دے کر نماز جنازہ ہمراہ ان سب مریدون کے پڑھکر برابر مرشد کے مزار کے قبر کھد واکر تجھے اپنے ہاتھ سے دفن کر دینا اور حتی الامکان اسی جگہ رہنا ورنہ تمکو اختیار ہے میرے مریدون مین سے کسی کو اپنا جانشین کر کے بطر ورت چلے جانا دیکھو ضرور میری وصیت پر عمل کرنا یہ کہکے زمین پر دراز ہوا یعنی لیٹ گیا پھر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا تھوڑی دیر مین بحکم خدا مر گیا خضران نے حسب وصیت اُس کے اُس کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر قبر مین اُس کے مرشد کے برابر اُسے دفن کیا بعد ایام تعزیت وغیرہ و فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانے فقیرون کے خضران نے اُن چالیسون مریدون سے ایک مرید کو زیادہ لائق پاکر اُس کو اپنا جانشین کر کے کہا تو اس جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین نہ جانا تا وقتیکہ ہم یہان نہ آئین اور اسی جگہ مسکن گزین رہنا ان دونون مزارون کی جاروب کشی و مجاور رہنا ہمیشہ عبادت خدا مین بسر کرنا لہو و لعب مین گرفتار نہونا یہ تاکید کر کے وہان سے سب اشیاے عطیہ مرجان شاہ لیکر مع درویش کے ایک جانب روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے ہنگام ضرورت اس کا حال لکھا جائیگا لیکن اب

حال ان ملازمون کا جو لاشہ دیو سلیم کا شکارگاہ سے اٹھا کر نالان و گریان سمت دیو اسلم و قلعہ نگاہ نیم روانہ ہوے تھے تحریر کیا جاتا ہے

چھپتا بیٹھا ہے تجھ سے یہ مہمان اپنا
رشتہ ٹوٹے ہی کھینچ کے چلو ہے تو ہے جان اپنا

تیرے قربان نکال آج تو ارمان اپنا
رکھدیا کھینچ کے کیون خنجر بران اپنا

باغبان تو نے لیے بیچارہ گلستان اپنا
چھینے پھولون کو مبارک ہو بیابان اپنا

گھر لیے جاتا ہے بلبل کو قفس مین صیاد
دیکھتی جاتی ہو مڑ مڑ کے گلستان اپنا

عشرتین بھی کیا ہون مزے دور چلے جو ساقی
میزبان ہم نہین اور کوئی ہو مہمان اپنا

پھیر دے کے پھیر دے تا ابر گلے پر قاتل
سہل مشکل ہو تری کام ہو آسان اپنا

داغ دل کا ہو بھلا جب کہ لیا پھینکے فرشتے
حشر مین جا نکلے ہم لیکے گلستان اپنا

جب وہ نابکار وہیں سے لاشہ اُس دیو شکاری کا اٹھا کے نالان و گریان با دل دردناک در قلعہ نگاہ نیم پہونچے دیو اسلم اُس وقت تخت حکومت پہ بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار اُس کے دربار مین بیدہ و بسیار حاضر تھے ناگاہ شور گریہ و فغان سنکے دیو اسلم نے گھبرا کر کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل ہمارے در قلعہ پر ہے ملازمون نے جاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ لاشہ دیو سلیم کا لوگ لے کر آئے ہین یہ دیکھکر وہ بھی نالان دربار مین پلٹ آئے دیو اسلم نے پوچھا کہ خیر ہے انھون نے عرض کیا کہ حضور جو کچھ حال ہے وہ ابھی ظاہر ہو جاے گا ہمارے منہ مین طاقت ہم اپنی زبان سے کیا کہین کہ کیا دیکھکر آئے ہین ہنوز وہ ملازم یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ لوگ جو لاشہ دیو سلیم لیکر آئے تھے

سر دربار لاشہ دیواسلم کا نالان وگریان لائے دیواسلم لاشۂ خون آلود اپنے فرزند دلبند کا دیکھکر بے اختیار نالان ہوکر تخت کی حکومت پر اشکبار ہوکر بہت بحال اپنا غم فرزند مین ابتر کرکے پوچھنے لگا میرے فرزند کو کس نے قتل کیا ہی وہ کون ایسا قوی دنیا در دشمن تھا کہ جس نے میرے فرزند کو قتل کر ڈالا کچھ نابدولت سے بھی نہ ڈرا ان ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم حسب الحکم ہمراہ شاہزادے کے صحراے سبزہ زار مین گئے تھے شاہزادہ بہار ابعد خوشی صحرا مین شکار آہو و نخچیر مین مشغول رہا تھا ناگاہ ایک آہوے تیر خوردہ افتان وخیزان دور سے ہمارے شاہزادے کے روبرو آیا شاہزادے نے بخوشی و بعجلت تیر لگا کر اُس کو شکار کیا جب وہ زمین پر گرا قریب اُسکے جاکر ارادہ اُس کے کباب یا تمام کھانے کا کیا تھا کہ سامنے سے ایک جوان خوش رو بنی آدم سے مرکب کو اپنے اڑاتا ہوا قریب آیا پھر اُس نے اُس سے للکار کر پوچھا کہ اس آہو کو کس نے شکار کیا ہوا اس کو تو ہمنے پہلے تیر لگایا تھا یہ شکار ہمارا ہی خیر جس نے اس کو شکار کیا ہی مین بھی اُس کا شکار کرونگا شاہزادہ وہ کون ہیں وہ ہی ہمارے بادشاہزادے نے برہم ہوکر فرمایا کہ ہمنے اسکو شکار کیا ہی کیون مطالب مختار کیا ہی اُس جوان تندخو نے کہا کہ اس آہو کو ہمارے حوالے کرو کہ یہ آہو ہمارا شکار ہی ہمارے شاہزادے نے آہوے مذکور کے دینے سے انکار وہ جوان بدخو آمادہ جنگ ہوا ابنا حمیت و تکرار بسیار کے شاہزادہ لڑائی پر مستعد ہوا ہرچند ہم سب نے عرض کیا حضور تامل کریں اس جوان بدخو سے مقابلہ نکریں ہم جان نثار موجود ہین ابھی اُس کو قتل کرین گے لیکن شاہزادے نے ہمکو روک کر خود اُس سے مقابلہ کیا دیر تک جنگ ہوئی آخرکار اُس جوان نے بضرب شمشیر آبدار ہمارے شاہزادے کو قتل کیا تب ہم سب نے اُس پر حملہ کیا اُس نے ہمکو بھی زخمی کیا کسی طرح وہ قتل نہو سکا آخرکار وہ جوان اُس آہو کو لیکر ایک طرف صحرا مین چلا گیا ہم لاشہ شاہزادے کا اُٹھاکر یہان لے آئے ہین دیو اسلم نے پوچھا اُس جوان کا نام کیا ہی کہان رہتا ہی اُن ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم اُس کے نام و جاے سکونت سے آگاہ نہین ہان اُس کی صورت سے ماہر ہین وہ جوان قوی ہیکل تھا نہایت قوی بازو و خوش رو مرکب پر سوار تھا مسلح و مکمل تھا دیو اسلم یہ سنکر کہنے لگا کہ اے نامردو تم سے ایک جوان کو قتل نہ کیا گیا نہ اُسے گھیر کر روکا گیا نہ نابدولت کو خبر کی سب نے عرض کیا حضور وہ جوان بلاے بے درمان تھا ہرچند چاہا کہ اُس کو قتل کرین لیکن وہ قتل نہو سکا نہ گرفتار ہوسکا نہ ہم اُس کو گھیر سکے نہ خبر اُسکے آنے کی حضور کو پہونچا سکے وہ بہت جلد آہو کو لیکر صحرا سے چلا گیا ہم مجبور ہوگئے دیو اسلم بیٹے کے پہلے تو بہت رویا بعدہ کچھ اسماے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوا اُس نے بزبان فصیح پکار کر کہا کہ اے دیو اس وقت تم نے مجکو کیون طلب کیا ہی مطلب تمہارا کیا ہی بیان کرو دیو اسلم نے ایک رقعہ حسب المطلب جلد اپنے ہاتھ سے لکھکر اُس طائر سحر کو دیا اور کہا کہ اس رقعہ کو ازلال جادو کو دے آو وہ طائر سحر اُس رقعہ کو اپنی منقار مین لیکر ایک جانب پرواز کنان چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک ٹکڑا ابر سرخ آسمان پر نمودار ہوا جب وہ درمیان سے شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تخت اُس ابر سے باہر آیا اُس تخت پر ازلال جادو بیٹھی ہی ہنوز سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحرہ اپنے تخت سمیت پہونچا کر کے دربار مین لائی پہلے اُس نے جملہ اہل دربار کو نالان وگریان دیکھکر سبب فریاد و فغان نہایت حیران ہوکر پوچھا کہ

جوشِ گریہ میں اُس کو کچھ جواب نہ دیا آخر اُس نے دیواسلم سے دریافت کیا کہ یہ شور و غل اور گریہ و
بکا کیسا ہے سب رو رہے ہیں تم بھی نالان ہو جلد بیان کرو کہ سبب اس رونے پیٹنے کا کیا ہے اور
تم نے مجھکو طائر سحر کے ذریعہ سے رقعہ لکھکر کیوں بلایا ہے دیواسلم نے سر پیٹ کر کہا کہ ابھی غضب
غضب ہوا تمھارا فرزند قتل ہو گیا دیکھو یہ لاشہ اُس کا پڑا ہے ازلال جادو نے جو اپنے فرزند کے
لاشہ پر نظر کی کثرت غم سے اس قدر روئی پیٹی کہ قریب ہلاکت پہونچی غش آ گیا جب اُس کو غش
سے افاقہ ہوا پوچھا کہ میرے پارۂ جگر کو کس نے مار ڈالا وہ کون ہے جو دردتھا جس نے اس پر ہاتھ
اُٹھایا اور وہ کون ایسا شجاع و بہادر تھا کہ جس نے میرے قوی ہیکل پسر کو قتل کیا دیواسلم نے
کہا اے صاحب میں نے اس سے کہ اس کے ہمراہ شکار پر گئے تھے دریافت کیا تھا
کسی نے اس کے قاتل کا نام اور اُس کا مسکن نہیں بتایا مجبور ہو کر تم کو طلب کیا کہ تم بذریعہ
سحر اُس کے قاتل کو دریافت کرو تاکہ اُس سے انتقام لیا جائے اور فی الجملہ اپنے قلب مضطر
کو تسکین ہو سکے ازلال جادو نے ایک اپنی شاگرد ساحرہ کو کہ نام اُس کا شعر پر جادو تھا
طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی اُس سے کہا اسوقت میرے ہوش و حواس درست نہیں ہیں
تو بذریعہ سحر میرے فرزند کے قاتل کو دریافت کر اُس نے عرض کیا کہ اے استانی اس وقت
میرے بھی حواس باختہ ہیں آپ کے فرزند کا لاشہ پڑا ہوا دیکھ رہی ہوں ہوش و حواس
میرے بھی کثرت غم و الم سے بجا نہیں ہیں ازلال جادو نے اُسوقت ضبط گریہ کر کے ماش کا
آٹا نکال کر اُس کو آب جامِ جمشید ہی سے گوندھ کر اپنے ہاتھ سے ایک پتلہ بنایا پھر اُس پر تا دیر
اسمائے سحر پڑھ پڑھکر دم کرتی رہی اور خون اپنی پیشانی کا کارد سے اُس پر ڈالا اور منتر بھی
اُس کے چپکاتی رہی بعد دیر کے وہ پتلہ بڑا ہو کر سحر کے زور سے گویا ہوا کہ اے ملکہ ازلال جادو
تمھارا کیا مطلب ہے بیان کرو ازلال جادو نے کہا کہ پتلۂ سحر سامری میں چاہتی ہوں کہ تمام حال
از ابتدا تا انتہا میرے فرزند کے قاتل کا بیان کر کہ وہ کون ہے کیا اُس کا نام ہے کہاں رہتا ہے کون اُسکو
یہاں تک لایا ہے شاید یہ عثمان جادو نے میری عدم موجودگی میں سحر سے صورت اپنی بدلکر میرے
پارۂ جگر کو مارا ہے اُس کا حال بھی بیان کر اُس پتلۂ سحر نے ایک لحظہ تامل کر کے کہا کہ اے ملکہ ازلال جادو
آگاہ ہو کہ قاتل تمھارے فرزند دلبند کا راہ دور و دراز سے آیا ہے عثمان جادو اُسے لایا ہے وہ نسل
رستم پیلتن سے ہے جوان نہایت قوی بازو و قوی ہیکل ہے نامی و نامور ہے پہلے وہ داخل لشکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ شاہ بردوان کی دختر پر عاشق تھا دختر شاہ مذکور بھی اُس پر بدل و جان
مائل تھی وہ بھی داخل لشکر تھا اور گو کہ علیحدہ لشکر سے شمشیر زن تھی اور عاشق بھی اُس کا اُسکے نزدیک
مقیم خیمہ تھا چونکہ عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا کہ نام اُس کا طیفور گرد پا ہے وہ بھی دختر
شاہ بردوان پر مائل تھا ایک روز بادشاہ لشکر سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار کے عشق سے آگاہ
ہو کر حکم دیا کہ ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کو محافہ میں سوار کر کے ہمارے لشکر میں لے آؤ ہم اپنے عیار
کا عقد آج ہی اُس سے کر دینگے یہ حکم پا کر چند ملازم محافے کر اُس کے لینے کو گئے اُس عزت دار
ملکہ نے لشکر میں جانا اور طیفور کو دیا عیار سے اپنا عقد ہونا گوارا نہ کر کے فی الفور اپنے تئیں دریا
میں ڈال دیا تھا اُسی وقت اُس کے عاشق صادق فرامرز ثانی نے بھی ملکہ مذکورہ کو غرقِ آبِ دریا
ہوتے دیکھکر اپنا زندہ رہنا گوارا نہ کر کے خود بھی دریا میں پھاند پڑا ابھی دونوں عاشق و معشوق

ڈوب رہے تھے کہ عمان جادو بصورت نہنگ وہان پہونچا اور اُن دونون کو لے کر اپنے باغ
مسکونہ مین لایا وہان اُن کا عقد اُس نے کر دیا اور راحت سے رکھا ایک روز فرامرز ثانی واسطے
شکار کے صحرا مین گیا تھا ایک آہو کے اُس نے تیر مارا تھا وہ آہو بسبب تیر خوردہ بھاگتا ہوا اُس جگہ
آیا تھا جس جگہ تمھارا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس نے اُس آہو کو تیر مار کر شکار کیا تھا کہ اتنی دیر مین
فرامرز بھی جو تعاقب آہو مرکب کو جولان کیے ہوے آتا تھا اُس نے اپنے آہو کو دیکھکر تمھارے
فرزند سے اُس آہو کے لینے پر حجت و تکرار کر کے اصرار کیا وہ برہم ہوا یہانتک کہ لڑائی ہوئی اور ہنگام جنگ
اُسی بہادر نے تمھارے دلبر کو قتل کیا ہے اب وہ جمعیت دس ہزار مردم ایک صحرا سے جانب
باغ عمان جادو آتا ہے باغ عمان جادو کا یہان سے جانب شمال ہے فلان ویرانہ و صحرا مین واقع
ہے عمان جادو اپنے باغ مین موجود ہے یہ کہکر خاموش ہو کر خود بخود جلکر خاک ہو کر غائب ہو گیا
ملکہ ازلال جادو نے پتلہ سحر سے تمام حال اپنے فرزند کے قاتل کا سنکے از حد برہم ہو کے
ارادہ کیا کہ خود جا کر اُسے اسیر یا قتل کرے ناگاہ شہر پیر جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ استانی
جی صاحبہ آپ ایسے حالت رنج و غم مین اپنے فرزند کا لاشہ بے دفن و کفن چھوڑ کر کہان جایئے گا مین ابھی
جاتی ہون اور آپکے فرزند کے قاتل کو عمان جادو کے باغ سے اسیر کر کے لیے آتی ہون ازلال
جادو نے اجازت دی جسوقت ساحرہ مذکورہ تخت سحر پر سوار ہو کے جانے لگی صمصام تیغزن
نامی ایک سردار سپاہ نے دست بستہ دیو اسلیم اور ازلال جادو سے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو
تو مین بھی مع اپنی تابع سپاہ کے ہمراہ شہر پیر جادو کے جاؤن کیونکہ پتلہ سحر ساحری نے بیان کیا ہے کہ
ہمراہ قاتل دیو سلیم کے جمعیت کثیر ہے پس تنہا شہر پیر جادو کا جانا مناسب نہین ہے ازلال جادو
و دیو اسلیم نے کچھ سوچ کے حکم دیا کہ اچھا تو بھی ساتھ شہر پیر جادو کے جا اور میرے فرزند کے قاتل کو
اسیر کر کے لے آ پھر شہر پیر جادو سے کہا کہ عمان جادو کو بھی گرفتار کر لانا وہی بانی فساد ہے اگر وہ نابکار
فرامرز نابکار کو دریا سے اپنے باغ مین نہ لاتا تو میرا فرزند کیون مارا جاتا شہر پیر جادو یہ سنکے تخت
سحر پر سوار ہو کر اسباب سحر کی جھولی دوش پہ رکھ کے سب کو وہان نالان چھوڑ کر روانہ ہوئی اور
صمصام تیغزن کہ افسر دس ہزار سواران زرہ پوش کا ہے یہ بھی اپنی سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر
مرکب زرکابہ پر سوار ہو کر صحرانورد ہوا شہر پیر جادو تخت سحر پر بروے ہوا جاتی تھی اور یہ سردار
بہ تور رفتار بالاے زمین جاتا تھا بعد قطع راہ شہر پیر جادو و صمصام تیغزن وغیرہ در باغ عمان
جادو پر پہونچے دیکھا دروازہ بند ہے شہر پیر جادو نے کچھ اندیشہ کر کے اندر باغ کے جانا مناسب نجانا
صمصام تیغزن سے کہا ایک سوار کو حکم دو کہ دروازے پر جا کر عمان جادو کو پکارے صمصام
تیغزن نے سوار کو حکم دیا اُس نے جا کر عمان جادو کو آواز دی اور کہا کہ یہان آؤ عمان اسوقت
باغ مین ملکہ یعنی دختر شاہ بردوان کے پاس بیٹھا تھا وہ غمگین و ملول تھی رو رہی تھی کہ چند
روز سے شوہر ہمارا نہین آیا ہے شکار کو گیا تھا نہین معلوم کیا ہوا جو اب تک یہان نہین آیا عمان
جادو سمجھا رہا تھا کہ اسے دختر گریہ و زاری نکر شوہر تیرا شکار آہو کو گیا ہے اب آتا ہوگا ناگاہ اسی اثنا
مین سنا کہ کوئی دروازے پر پکار رہا ہے سمجھا کہ فرامرز شکار سے آگیا ہے اُٹھ کھڑا ہوا اٹھکر دروازہ باغ
کا کھولا دیکھا کہ شہر پیر جادو اور دس ہزار سوار باغ کو گھیرے ہوے ہین یہ حال دیکھکر سمجھا کہ ازلال
جادو نے ان سب کو میری گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہے شاید کہین سے حال میرا معلوم ہو گیا ہے

عمان جادو تو اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا کہ اُس سوار نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا اور چند
سوار بھی با ہمراہ صمصام تیغ زن برائے گرفتاری عمان جادو آگے بڑھتے اُس نے سحر
کیا کہ وہ چند سوار پاگل ہوگئے شہر پر جادو نے یہ دیکھکر للکار کر کہا کہ او عمان پہلے تو سحر تجھکو یاد
نہ تھا اب تو نے سحر بھی یاد کیا ہے ہمارے روبرو سحر کرتا ہے یہ بھی دن تجھکو نصیب ہوا او ظالم غضب کیا
تو نے کہ فرامرز کو یہاں لاکر اُس کے ہاتھ سے شاہزادہ دیو سلیم کو قتل کرا دیا اب تو بھی قتل کیا
جائیگا چل تجھکو ازلال جادو نے طلب کیا ہے اگر بخوشی چلیگا تو خیر ورنہ تجھکو اسیر کرکے لیجاؤنگی
یا سر تیرا کاٹ کر برائے نذر ملکہ ازلال جادو یہاں سے ارسال کرونگی عمان جادو نے
ہر چند عذر کیا کہ میں ان باتوں سے آگاہ نہیں لیکن شہر پر جادو نے نہ مانا آخر کار باہم لڑائی ہو
گئی ہوتی شہر پر جادو غالب آئی عمان جادو کو اسیر کر لیا پھر ارادہ کیا کہ اس کو قتل کیجئے یہ ہنوز
اسیر کیا تھا اور قتل کرنے کا ارادہ تھا کہ ازپردۂ بیابان گرد برخاست گرد سے تیر و تبر و اسلحہ
کشیدہ شہر پر جادو وغیرہ چار مردوں جانب غبار دیکھنے لگے دل میں کہنے لگے کہ یہ غبار کیسا
ہے بعضے اشخاص خیال کرنے لگے کہ آندھی آئی ہے اکثر نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ آمد فوج کی علامت
ہے ابھی جملہ سواران سپاہ متحیر ہو کر سوے غبار دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ دست ہواے تند نے
چالاکی و تیزی سے دامن غبار کو پارہ پارہ کیا سب نے دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان خوش رو
وقوی بازو شور شعار مرد میدان کارزار مرکب دورکا پہ سوار پہلو میں اُس کے ایک اور جوان
بہادر و دلاور وہ بھی مرکب پہ سوار اُن کی پشت پر تیس ہزار سواران نیزہ دار کہ ہر ایک اُن میں پہلوان
چیدہ روزگار ہے گھوڑے دوڑاتے ہوئے سب چلے آتے ہیں شہر پر جادو آمد لشکر دیکھتے ہی
حیران ہوئی بعد دریافت اُس کو معلوم ہوا کہ یہی جوان خوش رو فرامرز ثانی ہے اسی نے دیو سلیم
کو للکار کر میدان میں قتل کیا ہے یہ حال معلوم کرکے ہنوز شہر پر جادو سوے لشکر نگران تھی کہ فرامرز
ثانی نے قریب آکر عمان جادو کو اسیر دستہ اور دیکھکر برہم ہوکر نعرہ کیا کہ اے گروہ اعدا
دین کیوں تم نے بے خطا عمان جادو کو اسیر کیا ہے بہتر و مناسب یہی ہے کہ ابھی اس کو رہا کرکے
ہمارے حوالے کرو ورنہ میں تم سب کو تہ تیغ کرونگا صمصام تیغ زن نے بایماے شہر پر جادو آگے
بڑھ کر جواب دیا کہ اے جوان ظلم پسند واے قاتل دیو سلیم ارجمند عمان جادو کو رہا کرنا کیسا
ہم تجھکو بھی قتل و اسیر کرینگے اسی واسطے تیرے آنے کا انتظار تھا خوب ہوا کہ تو وقت پر آگیا اجل
تیری یہاں تجھکو کشاں کشاں لے آئی فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اونابکار کیا بکتا ہے تو مجھے کیا
اسیر و قتل کریگا اگر دعوی بہادری رکھتا ہے تو مجھ سے مقابلہ کر صمصام تیغ زن نے سن کر برہم ہو
اپنے مرکب کو کاوے پر ڈال کر فنون جنگ و نیزہ بازی دکھا کر نیزہ سینہ بے کینہ فرامرز پر لگایا
اس بہادر نے اپنے نیزے کی سنان پر اُس کے نیزے کی سنان کو روکا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ
دو مار سیاہ زبانیں نکالے ہوئے باہم لپٹے ہیں دہن سے لو نکلے شرارے نکل رہے ہیں
یہ دیکھ کر جملہ دوست و دشمن تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے اس جوان خوش رو نے وار روکا
ہے ایک بار سب نے شور تحسین و آفرین بلند کیا اور ملکہ یعنی دختر بردوان شاہ کہ عمان جادو
کے گرفتار ہونے اور فوج کے آنے اور اپنے شوہر کی آواز سنتے ہی بارہ دری سے باغ
میں آکر ایک بلندی سے لڑائی دیکھ رہی تھی اون واسطے فتح و نصرت اپنے شوہر کے خدا سے دعا

کر رہی تھی کہ ادھر فرامرز نے پکار کر کہا کہ اے بہادر ہوشیار ہو جا کہ اب کی مرتبہ میں وار کرتا ہون
اُس نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون فرامرز نے نیزہ اُس کے پہلو پر لگایا اُس نے بھی بعنوان شائستہ
روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک باہم ردوبدل ہوئی آخر کار فرامرز نے ایک بند نادر باندھ کر سنان
نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اُسوقت ایک
شور و غل ہوا کہ صمصام ایسے بہادر کے ہاتھ سے سنان نیزہ جنگ مین نکل گئی صمصام تیغ زن
سنان نیزہ کے نکل جانے سے نہایت خجل و شرمندہ ہوا غرق انفعال مین ایک نیزہ غرق ہو گیا بعد
ایک لمحہ کے ڈانڈ نیزے کی غصہ مین آکر سر فرامرز پر لگائی ادھر فرامرز نے اپنے نیزے پر اس طرح سے
روکی کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی صمصام نے شرمندہ ہو کر ڈانڈ شکستہ کو
خاک پر ڈال کر تیغ خارا شگاف نیام سے کھینچ کر حملہ کیا اور حریف کو اپنی زد پر پا کر سر پر وار کیا
ادھر فرامرز نے اُس کے تیغ تیز کو بالائے سپر روکا پھر خود اُس پر تلوار لگائی اُس نے بھی بکوشش
تمام ضرب شمشیر کی روکی یونہین تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی فرامرز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ سردار
بہادر ہے اس کو قتل کرنا نہ چاہیے زندہ اسیر یا زیر کر کے اپنا مطیع کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اثنائے
جنگ مین جب اُس نے تیغ لگا چالاکی سے بڑھ کر تیغ کی نظر کر کے مرکب کو اُس کے پہلو مین
لے جا کر کلائی پر اُس کی ہاتھ ڈال کر زور کر کے تیغ زبردستی اُس کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام
تیغ زن کو غصہ آیا فی الفور زنجیر کمر فرامرز مین ہاتھ ڈال کر زور کر کے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر
زمین پر پٹک دے کہ پیوند خاک ہو جائے لیکن فرامرز کو ذرا جنبش بھی نہوئی جب وہ زور کر کے
عرق عرق ہو گیا فرامرز نے اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈال کر ایسا جھٹکا دیا کہ تسمہ ہر رکاب کا ٹوٹا
چھوڑ کر پشت فرس سے اُس کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکے اُسوقت
صمصام تیغ زن نے کہا امان چاہتا ہون فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام اور
ایمان اُس سے عرض کیا مجھے منظور ہے فرامرز نے خوش ہو کر اُسے آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا اُس نے زیر
ہو کر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہو گئے اپنے لشکر کے سوارون کو پکار کر
کہا کہ یارو مین تو اس بہادر سے مردانہ قوت و جرأت مین زیر ہو کر مسلمان ہوا تم سب کو اگر میری ہمراہی
بخوشی منظور ہو تو تم بھی دین اسلام اختیار کرو ورنہ تم کو اختیار ہے راوی ناقل ہے کہ یہ تقریر اپنے افسر کی
سنکے جملہ سواران سپاہ نے کہا کہ اے سردار ہمارے جو دین تم نے قبول کیا وہی مذہب
ہم نے بھی اختیار کیا ہم آپ کی ہمراہی سے ہرگز جدا نہون گے یہ سنکے صمصام تیغ زن نے
ارادہ کیا تھا کہ سب کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے ناگاہ شہر پر جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھ کر
غضبناک ہو کر کہا کہ او صمصام تیغ زن تو بھی دشمن کا شریک ہو گیا خیر دیکھ تو سہی تیرا کیا حال
کرتی ہون اور تیری سپاہ کا کیا نقشہ کرتی ہون مین شہر پر جادو ہون اور کوئی ساحرہ نہین ابھی
تم سب اہل اسلام کو سزا دیتی ہون یہ کہکے اپنی جھولی سے ایک شیشہ نکالا اور کچھ روئی
کے گالے نکالے اُن روئی کے گالون پر پانی اُس شیشہ سے لے کر چھڑکا اور کچھ الفاظ سحر پڑھ کر دم کیے
پھر وہ روئی کے گالے سوے فلک اچھالے وہ بلند ہو کے باہم مل گئے ابر سیاہ کی صورت
بنکر اور دور تک چھا ہو کے برسنے لگے جس کسی پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سے گرا وہ پتھر کا ہو گیا
تھوڑی دیر مین جملہ سواران لشکر صمصام تیغ زن و تمامی سواران تمہور راہزن پتھر کے

ہوگئے یہانتک کہ ملکہ دختر بردوان شاہ بھی جو باغ مین کھڑی تھی وہ بھی آب ابر سحر سے تر ہوکر پتھر کی ہوگئی شہر یر جادو نے صرف فرامرز ثانی اور عمان جادو اور قہور راہزن اور صمصام تیغزن کو پتھر کا نہین کیا بزور سحر ان کو گرفتار کرلیا بعدہ عمان جادو کی زبان مین سوزن دے کر چارون اشخاص نامبردہ بالا کو اپنے تخت سحر پر ڈالکر سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوئی اثناے راہ مین شکل وصورت فرامرز ثانی پر نظر کرکے اور اسکی قوت کا خیال کرکے دل مین کہنے لگی کہ یہ جوان قابل اس کے ہے کہ اس کو اپنے پہلو مین بٹھاکے اس کے وصل سے لطف زندگی اٹھائے اس سے دل لگائے یہ باتین دل مین کرکے بدل وجان فرامرز ثانی پر شیفتہ و مائل ہوئی پھر ارادہ کیا تھا کہ اپنے دلدادہ کو قید سحر سے رہا کردون مگر خوف ازلال جادو سے رہا نہ کیا دل مین کہا کہ خیر اسوقت تو روبروے ازلال جادو لے چل آئندہ دیکھا جائے گا یہ خیال کرکے شہر یر جادو شاداں و فرحاں بعد قطع راہ روبروے دیو اسلم و ازلال جادو گئی اور کہا مین نے ان کو گرفتار کرلیا اور سب کو اپنے سحر سے پتھر کا کردیا ہے ازلال جادو نے پوچھا صمصام تیغزن کو کیون اسیر کیا اس نے تمام حال اس کا جو گذرا تھا بیان کیا دیو اسلم و ازلال جادو اشخاص مرقوم الصدر کی گرفتاری سے فی الجملہ خوش ہوے بعد خوشی ازلال جادو نے حکم کیا کہ ابھی جلاد حاضر ہوان چارون کو تہ تیغ کرے ان کے خون سے زمین کو رنگین کرے حسب الحکم جلاد حاضر ہوا ارادہ قتل کرنے کا کیا اسوقت شہر یر جادو نے دست بستہ عرض کیا اے استانی جی فی الحال ان کا قتل کرنا کیا ضرور ہے کیونکہ لاشہ ابھی شاہزادہ دیو سلیم کا پڑا ہوا ہے اس کے اٹھانے کی فکر کی جائے بعدہ ان کو بھی تہ تیغ کرا دیجیے گا یہ تو میرے قید سحر مین ہین اب کہان جا سکتے ہین بعد فراغ ایام عزا ان دشمنون کو جملہ اعلے اوناے شہر کو جمع کرکے ان سب کے روبرو ان کو جلادون کے حوالے کیجیے گا تاکہ پھر کوئی شخص ارادہ سرکشی و دشمنی نکرے ازلال جادو نے کہا کہ اے لڑکی تجھے اختیار ہے ان کو زندان مین لے جاکر قید کر حفاظت و نگہبانی ان کی تو ہی کرنا اور داروغہ زندان کی نگہبانی ان کے واسطے کافی خیال کرنا مبادا یہ چارون دشمن قید سے رہا ہوجائین تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہوگا سوا اس کے یہ قید سے رہا ہوکر ضرور فتنہ و فساد برپا کرینگے شہر یر جادو نے عرض کیا کہ بہتر تابعدار و مطیع آپ کے حکم پر عمل کرے گی یہ عرض کرکے اسیرون کو جانب زندان لے گئی ایک قیدخانہ تیرہ و تار ایک مین بقید سخت ہر ایک کو اسیر کیا داروغہ زندان سے تاکید کی کہ خبردار ان اسیرون کی خوب حفاظت کرنا ان کی نگہبانی سے غافل نہونا اس نے کہا کہ اے شہر یر جادو مین ہزار آدمیون کی جمعیت سے انکی شب و روز حفاظت کرون گا گرد زندان چوکی پہرا رہے گا کیا مجال کسی کی جو در زندان تک آ سکے اور ان کو زندان سے لے جائے یا یہ اسیر کسی تدبیر سے زندان سے نکل جا سکین شہر یر جادو نے کہا ہان خوب حفاظت کرنا اور مین بھی وقتاً فوقتاً آیا کرون گی ان کی نگہداشت رکھون گی یہ کہکے وہان سے دربار مین آئی یہان عجب ہنگامہ برپا تھا لاشہ دیو سلیم کا اٹھایا جاتا تھا جملہ اہل دربار ہمراہ تھا دیو اسلم اور ازلال جادو کا عجیب حال تھا جب لاشہ اٹھ گیا اور موافق مذہب ملت خود ازلال جادو وغیرہ نے دفن کیا بعد دفن سب نالان و گریان واپس آئے اس روز سے دیو اسلم نہایت تکلیف و ملول رہتا تھا ازلال جادو بھی اپنے پسر کے غم مین مبتلا رہتی تھی ان کو حال غم والم مین چھوڑا جاتا ہے اور اب یہ

حال خواجہ خضران بن خواجہ عمرو ثالث کا رقم کیا جاتا ہی

قتل کر ڈال مجھے دیر تو جیلا دو نہ کر — ہجر جان چھوڑ کے مٹی مری برباد نہ کر
بزم عشرت مین مجھے یاد نہ کر یاد نہ کر — روٹھ جائے گا عدو اُس کو تو ناشاد نہ کر
مر مٹون کو نہ مٹا دیکھ تو برباد نہ کر — دردمندان محبت پہ یہ بیداد نہ کر
ہاے وہ پہلی وفائین وہ رفاقت میری — یون فراموش تو او بانی بیداد نہ کر
کنج تنہائی مین گذرے گی جوانی کی بہار — قفس ہجر مین بند او ستم ایجاد نہ کر
درد فرقت سے ہون بیکل تو بلا سے تیری — تو مجھے وصل اڑا غیر کو ناشاد نہ کر

کہ جب قبرستان مذکور سے درویش مرجان سرخ مو کو دفن کر کے خضران بن عمرو ثالث پاپیادہ بصورت درویش آگے بڑھا تھوڑی راہ طے کر کے دل مین کہا کہ اے خضران عبث صورت پیادہ روی اختیار کرتا ہی خداوند عالم نے درویش مرجان سرخ مو سے عجیب عجیب اشیاے کرامت نشان دلوائی ہین اُن مین سے ایک منڈھی بھی ہی پس اُسی منڈھی مین بآرام تمام بیٹھکر بصورت مبدل ہوا مین چل آفتاب کی حرارت اور تکلیف پیادہ روی اور درندون اور گزندون کی ضرر رسانی سے محفوظ رہ علاوہ اس کے اگر بایں صورت کہین عیاری کرنا منظور ہو تو کچھ و یہ خیال کر کے ایک جگہ صحرا مین زیر درخت سایہ دار ٹھہر کر جیب مین ہاتھ ڈال کر کہا اے جیب جامۂ درویش مرجان سرخ مو اسوقت مجکو منڈھی درکار ہی یہ کہنا تھا کہ فوراً وہ منڈھی ہاتھ مین آگئی خضران بن عمرو نے اُس کو کھول کر موافق ضرورت حکم دیا وہ منڈھی حسب الحکم دراز ہو گئی پھر درمیان مین اُس کے ایک چوکی کہ جس پر فرش نفیس تھا اُسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر رکھی اور ستون اور ریسمان اُس کی درست کر کے رنگ و روغن عیاری اُسی جامۂ پوستین کی جیب سے نکال کر صورت اپنی اس طرح تبدیل کی کہ چہرے پر اپنے ایسا روغن لگایا کہ جو مانند آفتاب کے ضو فگن تھا اور داڑھی ایسی لانبی کہ جو تا بناف طول مین تھی اور مثل شعاع مہر کے تھی پھر پوشاک بھی سفید روغن دار ایسی زیب تن کی کہ جس کی چمک سے آنکھین خیرگی قبول کرین جب اس شکل و لباس سے مزین ہو چکا درمیان منڈھی مذکور کے چوکی پر بیٹھا اور کہا اے منڈھی درویش مرجان سرخ مو بحکم درویش بلند ہو کر اس طرف مجھے لے چل وہ منڈھی بلند ہو کر اُسی طرف مثل ستارۂ سیارہ کے روانہ ہوئی لیکن راوی معتبر نے اس جگہ یون لکھا ہی کہ خضران بن عمرو نے چوکی پر بیٹھکر وہ تختی جو درمیان مین منڈھی کے لگی ہوئی تھی اُس مین سے وہ اسم جو مخصوص منڈھی کے بلند کرنے اور روان کرنے کا تھا ورد زبان کیا فی الفور منڈھی بلند ہو کر جانب باغ عمان جادو کہ اُسی طرف اشارہ کیا تھا مانند غبارہ یا سیارہ کے چلی خضران بن عمرو تو بایں صورت مرقوم سوے باغ عمان جادو جاتا ہی اس کو تو راہ مین چھوڑیے اور اب

وہ کلمات جو وہ ہرگز تم سا دو شاگردہ ملکہ ازلال جادو کے سنیے
جن سے ضرر پہونچا سکے قوت مین ہین

جادو نے یہ کلمات اپنے محبوب سے سنکے تے جاؤ — کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے جاؤ
اُس تخت سحر پہ بعجلت تمام جادو ان اشخاص مجالس — چلتے چلتے تو کوئی تیر لگاتے جاؤ

اُف بھی جو منھ سے نکالوں تو گنہگار بنوں شیوۂ عشق رہ و رسم محبت یہی ہے بیخودی میں بھی یہ ساقی سے کہے جاتا ہوں آنکھیں ملتا ہی وہ تلوؤں سے اُسے ملنے دو	دیکھو ہاں شوق سے تم تیر چلاتے جاؤ روٹھے سو بار اگر یار مناتے جاؤ ہاں ابھی پیاس ہے مجھے اور پلاتے جاؤ راہ میں اسکی تم آنکھوں کو بچھاتے جاؤ

کہ یہ ساحرہ کم سن اور حسینہ ہے اکثر شب و روز زندان میں در زندان وا کرکے جاتی ہے قیدیان پر ظلم و ستم کو دیکھتی ہے خصوصاً فرامرز ثانی کو دیکھ دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کرتی ہے دل میں کہتی تھی کہ افسوس یہ جوان حسین پر میرا دل آیا ہے اس زندان میں اسیر ہے تاریکی زندان سے گھبراتا ہے کیا کروں کہ اس کو اس زندان سے رہا کروں ازلال جادو اپنی استانی سے ڈرتی ہوں وہ بلا ہے درمان ہے سحر و ساحری میں کامل ہے اُس سے اپنی جان کا بچانا نہایت مشکل ہے یہ باتیں دل میں کرکے فرامرز سے آہستہ کہتی ہے کہ کیوں جی اگر تم کو اس زندان سے کوئی رہا کرے تو اُس سے کیسا سلوک کروگے اُس کے پہلو میں بیٹھو گے اپنے وصل سے اُسے شاد کام کروگے فرامرز ثانی اُس کی تقریر کو سمجھکر منھ اُس کی طرف سے پھیر لیتا ہے کچھ جواب نہیں دیتا ہے یہ مایوس و مجبور ہوکر زندان سے چلی آتی ہے اپنے مکان میں آکر فرش خواب پر گرکر تصور فرامرز میں تڑپا کرتی ہے بیشتر آبدیدہ ہوکر کہتی ہے کہ کیا تدبیر کروں کہ آرزو کے دل بر آئے دل بیتاب کو قرار آئے زندگی بلطف و آرام بسر ہو دیکھنے والوں کو رشک ہو عدو کو ملال ہو دوستوں کو میرے خوشی ہو ایک روز وقت سحر شہر یہ جادو اپنے مکان سے تخت سحر پر سوار ہوکر دو بدو ازلال جادو کے گئی پہلے جھک کر سلام کیا پھر مودب روبرو اُس کے بیٹھی ازلال جادو نے چہرہ اُس کا متغیر پاکر پوچھا کہ اے شہر یہ جادو مزاج تیرا کیسا ہے چہرہ تیرا اترا ہوا ہے آثار ملال چہرے سے ہویدا ہیں آنکھیں سرخ ہیں اُس نے عرض کیا سبب اس کا یہ ہے کہ جب سے حضور نے اُن عیاروں کی نگرانی میرے حوالے کیا ہے اور نگہبانی کے باب میں تاکید ہے میں شب و روز زندان خود جا جا کر حفاظت کرتی ہوں بہت کم سوتی ہوں غذا بخوبی ہضم نہیں ہوتی ہے طبیعت اسی وجہ سے بے لطف رہا کرتی ہے ازلال جادو نے کہا کہ اے شہر یہ جادو گرد زندان تو صدہا مردم نگہبانی کرتے ہیں دار وغہ زندان بھی حفاظت کرتا ہے تو اسقدر کیوں اپنے تئیں حفاظت اسیران میں ہلاک کرتی ہے شب و روز میں ایک دو بار تھوڑی دیر کے واسطے جانب زندان چلی جایا کر اسیروں کو زندان میں پابزنجیر دیکھکر چلی آیا کر کہ تھوڑے ہی دنوں ان اسیروں کی نگہبانی و حفاظت اور کرنا چاہیے پھر تو میں ان کو قتل کر ڈالونگی ذرا لب حفاظ ام ... فرزند سے دوری ہوا ور زمانہ غم و الم پسر مقتول ختم ہو تو تیرے ہاتھ سے اُن کو قتل کراؤں گی شہر یہ جادو نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا مجھے کیا عذر ہے لیکن ایک عرض میری ہے اگر حضور متوجہ ہوکر سنیں تو یہ خادمہ عرض کرے ازلال جادو نے کہا بیان کر اُس نے کہا کہ اے ملکہ آپ مثل ان شہر یہ در مہربان ہیں یہ حال پہ مہربان ہیں ذرا توجہ سے سنیے کہ جب واسطے دیکھنے اسیروں کے ہوس ز زندوں کہ ان جانی ہوں تو اسیروں کو زندان میں نالان و گریان پاتی ہوں خصوصاً وہ جوان جس نے ... ناکتخدا جملہ نام ... کو زیر کرکے مسلمان کیا ہے وہ از حد روتا ہے اپنی نوجوانی میں قتل ہونے سے اور دنیا اور ... موافق نہ ہے جان میری نکل جائے اور قتل نہ کیا جاوں تو ملکہ ازلال جادو کی اطاعت کروں ایمان واپس آئے اُس روز سے پیوں ... ملکہ پیرو فوج کشی کریں اور مجکو افسر کرکے روانہ کریں ... غم میں مبتلا رہتی تھی ان کو قتل کرم و الم بادشاہ کو قتل کروں بس میرے نزدیک مناسب ہے کہ ابتہ یہ

اُس کو آپکی خدمت مین لیکر آؤن آپ اُس کی خونریزی سے درگذر کیجیے اس کی جان بخشی کا حکم دیجیے وہ حضور کے اس احسان و لطف و عنایت سے مطیع و فرمانبردار ہوکر ایسے ایسے کار ہائے نمایان کرے گا کہ حضور کو حاکم و مالک کئی اقلیمون کا کر دے گا ازلال جادو نے شہرپر جادو سے جو تقریر مذکور سنی تھوڑی دیر تک فکر کرکے کہا کہ او گیسو بریدہ و آوارہ او چھوکری تو مجکو فریب دیتی ہی میری شاگرد ہوکر مجکو سبق کر دیتی ہی دام فریب مین مجکو لاتی ہی مین جہاندیدہ ہون صاحب عقل و فہم ہون سمجھتی ہون جو تیرا ارادہ ہی اگر کہے تو بیان کر دون اُس نے عذر کیا حضور بیان فرمائین کہ میرا کیا قصد آپنے کیا خیال کیا ہی ازلال جادو نے کہا او آوارہ تو اُس جوان پر عاشق ہوئی ہی اور چاہتی ہی کہ مجھے فریب دے کر اُسے رہا کرکے اپنے پہلو مین بٹھالے اُس سے تمنائے دل بر لاکے شب و روز اُس کے ساتھ عیش و عشرت کرے میرے فرزند کے قاتل سے ہمکنار ہو مجکو غم ہو تو خوشی و شادمانی حاصل کرے شہرپر جادو نے کانپ کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تو میرا ارادہ نہین ہی آپ عبث مجھپر یہ بھی تہمت عشق دھرتی ہین ازلال جادو نے نہایت برہم ہوکر کہا دور ہو او گیسو بریدہ میرے سامنے سے مجھے جھوٹا جانتی ہی دیکھ تو سہی اس گستاخی و فریب دہی کی کیسی سزا دیتی ہون کہ تو بھی یاد کرے شہرپر جادو اُس کے قہر و غضب کی تاب نہ لا کر وہان سے بصد رنج و غم کانپتی ہوئی اُٹھکر سیدھی جانب زندان روانہ ہوئی جب قریب زندان پہونچی کچھ سوچ کر پہلے جملہ نگہبانان زندان پر ایسا سحر کیا کہ وہ سب بیہوش ہو گئے پھر اندر زندان کے گئی فرامرز ثانی اور صمصام تیغزن اور عمان جادو اور تہور راہزن کو قید سے رہا کیا عمان جادو کی زبان سے سوزن کو دور کرکے کہا کہ کل تک تو مین تمھاری دوست ایسی نہ تھی لیکن اسوقت سے دوست صادق تمھاری ہون جان و ایمان بھی اپنا تم سے عزیز نہین رکھتی ہون خصوصًا اے فرامرز ثانی تمھاری محبت مین اب اپنی جان دینا عالم شباب مین دست ازلال جادو سے قتل ہونا گوارہ کرتی ہون تم کو اس زندان سے رہا کرکے جہان سے لائی تھی وہان پہونچائے دیتی ہون مین نے جو تم کو اسیر کیا ہی یہ خطا میری بحل کرو فرامرز ثانی یہ تقریر اُس کی سنکے خوش ہوا دل مین کہنے لگا کیا شان و قدرت خدا ہی کہ جب وہ چاہتا ہی دشمن کو دوست کر دیتا ہی تکلیف کو سبدل براحت کر دیتا ہی قید سے رہا کرا دیتا ہی واقع خداوند عالم قادر و توانا ہی اور قابل تعریف ہی بقول شاعر استغفار اثنا کے ہی قابل وہ یکتا خدا نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا

وہ یکتا ہی ذات خدائے غفور	کہ سب سے ہی نزدیک اور سب سے دور	وہ قدوس ہی اور سبوح ہی
خدائے ملک مالک روح ہی	وہ ہی باعث رفعت آسمان	اسی نے بنایا ہی عالم جہان
سفید و سیہ روز و شب مہر و ماہ	یہ مصنوع ہین اور صانع اله	اگر رنگ قدرت کرے آشکار
تو فصل خزان مین ہو پیدا بہار	یہ حمد و ثنائے خدا فرامرز ثانی نے کرکے شہرپر جادو سے کہا کہ	

ہم نے تمھاری خطا معاف کی پہلے تم ہماری دشمن تھین اب ہم کو یقین ہوا کہ تم ہماری دوست ہوا اپنی جان کے جانے کا اندیشہ نکرو خداوند عالم حافظ حقیقی ہی کیا مجال ازلال جادو کی جو وہ تمکو قتل کرسکے اگر خدا تم کو بچائے گا تو وہ ہرگز تم کو قتل و ہلاک کر نسکے گی میری زندگی مین کیا تاب اُس ساحرہ کی جو تمھین ضرر پہونچا سکے قوت مین مین دیو اسلم وغیرہ سے کم نہین ہون الا سحر نہین جانتا ہون شہرپر جادو نے یہ کلمات اپنے محبوب سے سنکے فی الجملہ خوش ہوکر جلد ترنم و رسحر ایک تخت سحر تیار کیا اور اُس تخت سحر پہ بعجلت تمام چارون اشخاص نامبردہ بالا کو بٹھا کر خود بھی بالائے تخت مذکور سوار ہوکر

بعد عجلت جانب باغ عمان جادو روانہ ہوئی جب در باغ پر پہونچی سب کو تخت سحر سے اتار کر جھولی سے کچھ گالے روئی کے اور ایک شیشہ پر آب نکال کر اُس شیشے سے اُن روئی کے گالون پر تھوڑا پانی چھڑک کر اسماے سحر ورد زبان کر کے اُن پر پھونکا فوراً وہ روئی کے گالے بلند ہو کر بصورت ابر سیاہ باہم ملکے برسنے لگے بارش ہونے لگی جس پتھر کی تصویر پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سحر سے گرا اُس تصویر سے پہلے دھوان نکلا بعدہٗ وہ بحالت اصلی جاندار ہو گئے یہانتک کہ جس قدر سواران قزاق و سواران لشکر صمصام تیغزن پتھر کے ہو گئے تھے سب بحالت اصلی ہو گئے اور ملکہ یعنی دختر شاہ یزدوان جو اندرون باغ پتھر کی ہو گئی تھی وہ بھی بحالت اصلی ہو گئی جب سب اپنی حالت اصلی پر آ گئے شہر پیر جادو نے وہ ابر سحر اپنا موقوف کیا بارش موقوف ہوئی ابر نابود ہوا فرامرز ثانی ہر ایک سے ملا پھر اندر باغ کے گیا ملکہ سے بھی بعد خوشی ملا اور تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ بعد اظہار غم خوش ہوئی عمان جادو نے بھی باغ مین جا کر ملکہ کو پیار کیا اور کہا کہ اے دختر ہم سب تو مبتلاے بلا ہو گئے تھے مگر اب نجات پائی ہے واقعی تمھارا دین اچھا ہے خدا تمھارا حالت سختی مین مدد کرتا ہے یہ کہکر فرامرز سے کہا کہ اے فرزند اب تم مجھے اپنے دین مین لاؤ کلمہ پڑھاؤ مسلمان کرو فرامرز ثانی نے خوش ہو کر عمان جادو کو کلمہ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا شہر پیر جادو بھی اندر باغ کے آئی وہ بھی مطیع دین اسلام ہوئی مسلمان ہونے اور کلمہ پڑھنے سے باین سبب فی الحال اُس نے انکار کیا کہ ابھی مجکو ازلال جادو سے اطمینان نہین ہے وہ دشمن جان ہے اُس سے حتی الامکان بسحر و ساحری لڑنا ضرور ہے الحاصل باغ عمان مین گویا بہار تازہ آئی فرامرز ثانی اور عمان اور ملکہ شہر پیر جادو کا گذر پھر ہوا لشکر بیرون باغ فروکش ہوا قمہور راہزن و صمصام تیغزن نے خیام و بارگاہ استادہ کرائی ہر ایک سوار نامدار اپنے مرکب سے اُتر کر خیمے مین آرام طلب ہوا صحرا مین آبادی ہوئی جنگل مین بہار آئی ساعت نیک آئی ویرانہ آباد ہوا چالیس ہزار سوارون کا لشکر خیمہ زن ہوا دور تک خیام و بارگاہین استادہ نظر آنے لگین گھوڑے سوارون کے بمقام مناسب باندھے گئے سامان تیاری طعام لشکر مین ہونے لگا اکثر سواران لشکر بلاے سحر سے نجات و مخلصی پا کر خوش ہو کر انواع و اقسام کے باجے بجا کر گانے لگے کوئی سوار دف کوئی ڈھول اور بانسی بجا کر گانے لگا باغ مین بھی فرش نفیس بچھایا گیا بارگاہ برپا کی گئی مسند زرین بچھائی گئی بالاے مسند فرامرز و ملکہ بیٹھے عمان بادشاہ شہر عمانیہ نے کہا اے فرزند آج روز خوشی و انبساط کا ہے جی چاہتا ہے کہ مسرت ظاہر کرون بزم عیش و عشرت آراستہ کرون کیونکہ خدا نے ہمکو قید سے رہا کیا ہے اپنی قدرت کاملہ سے زندان تاریک سے خلاصی دی فرامرز نے جواب دیا آپ کو اختیار ہے آج کا دن تو خوشی کا ہے بیشک ہے عمان مذکور نے اسی وقت مہرپارا مطربہ خوش آواز کو طلب کیا وہ حسب الطلب حاضر ہو کر روبروے عمان بادشاہ مدان جاتی بلا کے بعد چند طرح کے رقص کرنے کے یہ غزل بخوش آوازی گانے لگی صداہاے ہر ساز طعام تیغزن کو زل

وہ شوخ جو آج روبرو ہے	سب پوری ہماری آرزو ہے	دنیا سے نہین ذرا تعلق	جانان میری تیغ جانستان ہے
بلبل کی طرح جو نالہ کش ہو	کس گل کی تباہ آرزو ہے	دنیا مین وفا مین ہون یکتا	مشہور جفا مین ہون جہان مین
دنیا کا نہین ہے غم ذرا بھی	جبتک کہ ہمارے پاس تو ہے	رہتا ہون جو رات دن پریشان	کسکی مرے دلکو تم والم
کیا تیغ تمام پی گیا ہے	خالی جو پڑا ہوا سبو ہے	دشمن سے صفائی ہو گئی ہے	تجھسے جو خفا وہ

اعجاز یہ کہنا اُس پری کا	کیا وصل کی تجھکو آرزو ہے

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے خوش ہو کر اُس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خصوصًا عمان بادشاہ کثرت خوشی سے اشعار مرقومہ سنکے باواز بلند تعریف کرنے لگا اور زر و جواہر انعام مین دینے لگا جب مطربہ نے غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گاکر ختم کی عمان نے کہا کہ اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ وہ مطربہ بادا و ناز حسب الحکم یہ غزل گانے لگی غزل

ہم پایہ کوے یار کے خلد برین نہین	وہ آسمان نہین ہے وہان وہ زمین نہین
تجسا جفا شعار تو کوئی حسین نہین	دنیا مین اور بھی ہین اکیلے تمہین نہین
ٹھوکر لگا نہ مرقد حرمان نصیب پر	یہ حسرتون کا ڈھیر ہے ظالم زمین نہین
نالے کی تاب لانے کے قابل نہین فلک	وحشت کے واسطے مرے کافی زمین نہین
مجھ سے نحیف و زار تک آنا بعید ہے	چشم اجل مجھ ایسی تو باریک بین نہین
بالاے بام جلوہ نما ہے وہ رشک بدر	کہتا ہے کون آج کی شب چودھوین نہین
تنگ آگئے ہین جور سے گردون کی دیکھنا	اک روز آسمان ہی نہین یا ہمین نہین
سمجھانا میرا حضرت دل یاد بھی رہے	بزم صنم مین جا کے مچلنا کہین نہین
چھن چھن کے نور آتا ہے باہر نقاب سے	پردہ نشین کا حسن تو پردہ نشین نہین
اُجڑا ہوا ہے دل مرا مین کوچہ گرد ہون	میرا کہین مکان نہین اس کا مکین نہین
غصہ مین اُن کو چھیڑ دیا کیا غضب کیا	سوجھی یہ کیا ہے مہر تجھے چین جبین نہین

یہان تک اشعار مطربہ نے گاکر غزل کو تمام کیا فرامرز اور ملکہ دختر بردوان شاہ و عمان شاہ و شہرہ جادو اشعار غزل سنکے خوش ہوے مطربہ کو انعام کثیر دیا گیا بعدہ مطربہ دیگر طلب کی گئی وہ بھی مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آکے رقص و نغمہ کرنے لگی جملہ اہل بزم ناچ گانا اُس کا دیکھنے اور سننے لگے باغ مین تو بزم عشرت آراستہ ہے ہر ایک عیش و عشرت مین ہے مگر یہ فلک دون چرخ نیلگون کب کسی کو راحت و عیش و آرام مین دیکھ سکتا ہے ہمیشہ درپے آزار رہتا ہے بزم عشرت کو آراستہ رہنا اسکو گوارہ نہین ہوتا ہے بربادی و خرابی کی ہمیشہ فکر کرتا ہے یہان بھی یہ محفل عیش گردون کو ناگوار ہوئی چنانچہ باعث مٹنے بزم عشرت کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب شہرہ جادو سامنے سے ازلال جادو کے اُٹھکر غصہ مین بھری ہوئی سوے زندان گئی اور وہان سب اسیرون کو رہا کرکے سوے باغ عمان شاہ لائی اور دو پہر تک ازلال جادو کے روبرو نہ آئی ازلال جادو نے شہرہ دیر کر اپنی دوسری شاگرد ساحرہ مسماۃ اشتر جادو کو طلب کرکے اُس سے کہا کہ او چھوکری ذرا جاکے دیکھ تو کہ شہرہ جادو کہان ہے بڑی دیر سے میرے روبرو نہین آئی شاید اپنے گھر مین ہوگی یا سوے زندان گئی ہوگی حفاظت اسیران مین مصروف ہوگی اُسے میرے پاس بلا لا مین قبل اس کے اُس پر خفا ہوئی تھی اشتر جادو حسب الحکم اُسی وقت تلاش شہرہ جادو مین گئی پہلے مکان پر جاکر دیکھا اُسکے وہان سے پھر سوے زندان گئی دیکھا در زندان وا ہے داروغہ زندان مع صدہا نگہبانان زندان بیہوش پڑا ہے یہ حال دیکھکر گھبرائی بعجلت تمام روبرو ازلال جادو کے آئی عرض کیا حضور شہرہ جادو کا کہین پتہ نہین لگتا تو وہ شوخ چشم اپنے مکان مین ہے نہ اہل زندان کی حفاظت مین سرگرم ہے در زندان کھلا ہوا ہے داروغہ زندان مع اپنے جملہ ماتحتون کے بیہوش پڑا ہوا ہے زندان مین کوئی اسیر

نہین ہی یہ خادمہ خود دیکھکر ابھی آئی ہی ازلال جادو یہ سُنکے سمجھ گئی کہ وہی گیسو بریدہ مجھسے برہم ہوکر
زندان سے اسیرون کو کسی طرف لیگئی ہی غالبا سوے باغ عمان جادو گئی ہوگی یہ سمجھکر نہایت
برہم ہوکر کلمات سخت و درشت و ناگفتہ بہ شہر پر جادو کے بارے مین اپنی زبان پر جاری کرکے بصد عجلت
تخت سحر پر سوار ہوکر انتر جادو کو بھی ہمراہ لیکر سوے باغ عمان شاہ بصد غیظ و غضب روانہ
ہوئی بعد قطع راہ جب قریب باغ مذکور کے پہونچی دیکھا کہ ایک لشکر کثیر بیرون باغ پڑا ہی خیام و بارگاہ
دور تک استادہ ہین لشکر مین اکثر سوار خوش ہوکر گا رہے ہین اندر باغ کے بھی ایک بارگاہ ایستادہ
ہی پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کچھ زن و مرد بیٹھے ہوے ہین ایک زن نازنین گا رہی ہی
اہل بزم بگوش دل گانا اُس کا سُن رہے ہین یہ حال دیکھکر سمجھ گئی کہ شہر پر جادو ان اسیرون کو
رہا کرکے یہان لائی ہی ان اسیرون نے اپنی رہائی کی خوشی مین جشن کیا ہی یہ سمجھکر زیادہ تر آتش غضب
اُس کی شعلہ ور ہوئی چہرہ قہر و غضب سے سرخ ہو گیا کثرت غضب سے تاب ضبط نہ لاکر انتر جادو سے
کہنے لگی او چھوکری تو یہین ٹھہر مین جا کر ابھی سب کو جلا کر خاک مین ملائے دیتی ہون اور شہر پر جادو
گیسو بریدہ کو پکڑ کر لئے آتی ہون انتر جادو نے دست بستہ عرض کیا اُستانی جی آپ کیون اتنی
زحمت و تکلیف گوارہ کرین مجھی کو حکم دین کہ ابھی جا کر سب کو ایک ادنی سحر مین اسیر کرلون شہر پر جادو
کو گرفتار کرلون آپ دور سے تماشہ دیکھین کہ کس عنوان سے آپکے دشمنون کو قید سحر مین مبتلا
کرتی ہون حضور نے جو مجھے سحر سکھایا ہی آخر کس روز کے واسطے سکھایا ہی میری موجودگی مین
آپکا دشمنون سے لڑنا مجھے منظور نہین ہی آپ کا حق تعلیم و تربیت مجھپر بہت ہی آج کچھ تو یہ حق شاگردی
ادا کرے آپ کو میرے سر کی قسم میری عرض کو قبول کیجیے ازلال جادو انتر جادو
کے اس طرح عرض کرنے سے خوش ہوکر کہنے لگی او چھوکری اگر یہی تیری خوشی ہی تو جا فقط شہر پر جادو
کو اسیر کرلا اور سب کو آتش سحر سے جلا دے یا دریاے سحر مین ڈبو دے نام و نشان کسی کا باقی
نہ رکھ کسی کو زندہ نہ چھوڑ مین یہان سے تیری سحر و ساحری دیکھتی ہون تیری خوشامد کرنے سے مجبور ہوکر
اسی جگہ توقف کرتی ہون دیکھون تو آج کس طرح تو سحر کرتی ہی انتر جادو نے عرض کیا حضور یہین
سے ملاحظہ فرمائین میرے سحر کا تماشہ دیکھین یہ عرض کرکے تخت سحر اپنا آگے بڑھا کر باواز بلند پکاری
کہ او شہر پر جادو مین نے تجھے دیکھا خوب بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی ارے غضب کیا تو نے کہ اپنی
اُستانی سے منحرف ہوئی اُن کے دشمنون کی دوست ہوئی خوب تو نے حق اُستادی ادا کیا جو کرنا
تھا وہ کیا تجکو شرم و حیا نہ آئی محبت مین اسیرون کی یہانتک چلی آئی کچھ خیال رسوائی و بدنامی کیا
ابھی ہوشیار ہوجا کہ اجل تیری آپہونچی مین تیرے حال پر رحم نکرون گی حکم اُستانی جی کا بجا لاؤن گی
شہر پر جادو نے گفتگوے انتر جادو سنکے بدحواس ہوکر کیہان بادشاہ و فرامرز ثانی سے
کہا کہ لو صاحبو اب مین رخصت ہوتی ہون پیام اجل میرا آپہونچا زندگی میری دشوار ہی ہمراہ
انتر جادو کے ازلال جادو بھی ضرور آئی ہوگی وہ ایک بلاے بیدرمان ہی سحر مین اُس سے
مین مقابلہ کر نہین سکتی ہون ایک ادنی سی اُسکی تعلیم یافتہ ہون اپنا یقین ہی کہ اُس کے ہاتھ سے قتل ہون گی
اس نوجوانی مین دنیا سے سوے ملک عدم جاؤن گی افسوس کہ جو میری آرزو تھی بر نہ آئی پر ارمان
دنیا سے چلی مگر جاتے شکر ہی کہ تو جو محبت مین ثابت قدم رہی الفت مین جان گنوا [illegible] جائیگا
کبھی کبھی یاد ضرور کیجیے گا یہ جان نثار اپنا قتل ہوئے جاتی ہی آپ سب [illegible] اب بھی ہوشیار ہو جائیے

فکر اپنی جان بچانے کی کیجیے آمادۂ جنگ ہوجائیے حالانکہ آپ سب صاحب اُس ساحرۂ نامی سے تو کیا
مقابلہ کیجیے گا سحر سے آپ لوگ آگاہ نہیں ہین فقط مین اس بزم مین ساحرہ ہون اشتر جادو سے تو
مقابلہ کرسکتی ہون مگر اُستانی سے ڈرتی ہون اُس پر غالب نہ آؤن گی یہ کہکر جلد تر طاؤس سحر پر سوار ہوکر
باغ سے بلند ہوکر روبرو اشتر جادو کے گئی ادھر فرامرز ثانی و عمان نے بزم عیش کو موقوف
رکھکر باغ سے باہر آکر افسران فوج کو حکم کمر بندی کا دیا حسب الحکم جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبون پر سوار
ہوے فرامرز ثانی اور عمان بادشاہ شہر عمانیہ بھی مرکبون پر بیٹھے پھر میدان مین صف آرا ہوکے
ارادہ کیا کہ جب ازلال جادو یہان آئے گی اُسے نشانہ تیر کرین گے بالاے زمین تو مردان
جنگ جو صف آرا ہین ادھر بالاے ہوا شہپر جادو نے سامنا اشتر جادو کا جاکر کہا کہ او بد زبان و
بیہودہ گفتار جو کچھ مین نے کیا وہ خوب کیا تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے اگر تجکو خیر خواہی مین اپنی اُستانی
کے دعوے سحر و ساحری ہو تو کوتاہی نکر مین بھی تجھسے سحر مین کچھ کم نہین ہون بلکہ زیادہ ہون
تیری بھی یہ مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے اور مجھے اسیر کرکے لیجائے یہ تقریر شہپر جادو کی سنکے
اشتر جادو کو نہایت غصہ آیا فی الفور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکال کر اسماے سحر اُس پر دم کرکے
نام سامری لے کر سینہ شہپر جادو پر مارا ادھر شہپر جادو نے کارد سحر سے اُس گولے کے دو
ٹکڑے کرکے وہی کارد سحر اپنے خون پیشانی سے تر کرکے اشتر جادو کی طرف پھینکی اُس نے ہرچند
سپرہاے سحر سے اُس کارد کو روکنا چاہا لیکن کارد مذکور ان سپرہاے سحر کو کاٹ کر اشتر جادو کے
سینہ پر کینہ پر اس طرح پڑی کہ پشت سے گذر گئی وہ تڑپتی ہوئی خاک پر گری بعد ایک لمحہ کے ہلاک
ہوگئی اُس کے مرنے سے گونہ تاریکی ہوئی پھر اُس سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے افسوس
مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من اشتر جادو بود جب وہ تاریکی دفع ہوئی اور
پھر اُس سحر کے ایک جانب نالان و گریان چلے گئے ازلال جادو نے تمام حال جنگ دیکھکر
اشتر جادو کے قتل ہوجانے کا از حد افسوس کرکے کہا کہ اس چھوکری کی قضا ہی آئی تھی جب ہی تو
خوشامد او رسر کی قسم دے کر مجھسے اجازت لے کر لڑنے کو گئی تھی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب مین اشتر جادو
اور اپنے فرزند کے خون ناحق کا عوض ان باغیون سے لیتی ہون یہ کہکر بزور سحر اژدر مہیب و کلان
بنکر شعلہ ہاے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی صحرا کے درختون کو جلاتی ہوئی مثل بلاے بے درمان
کے منہ کھولے ہوے سوے فرامرز ثانی و عمان و شہپر جادو وغیرہ باین خیال چلی کہ
سب کو اپنے نفس گرم و شعلہ ہاے آتش سوزان سحر سے جلا دیجیے یا کشش نفس سے جملہ دشمنون کو
نگل جائیے شہپر جادو اُس کو آتے ہوے دیکھکر خوف سے بے اختیار بھاگ کر پاس فرامرز ثانی
وغیرہ کے آئی اور کہا دیکھو وہ بلاے بے درمان آتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے بظاہر تو یہ بلاے بد اپنے
کسی کو زندہ نچھوڑے گی فرامرز نے جواب دیا کہ اے شہپر جادو وجاے خوف و اندیشہ نہین کیونکہ
اگر دشمن قوی ہے تو نگہبان جان ہمارا دشمن سے قوی زیادہ ہے دیکھو ہم اُسی سے دعا کرتے ہین اگر
اُس کو منظور ہوگا تو وہ ہمین کسی طور سے اس ساحرہ کے شر سے بچائے گا اور اگر پروردگار عالم ہی کو
منظور نہوگا تو دعا ہماری قبول نہوگی یہ ساحرہ ہمکو مبتلا بلاے تازہ کرے گی یہ کہکر فرامرز ثانی
و عمان و صمصام تیغ زن و قہور راہزن وغیرہ برجوع قلب سوے فلک ہاتھ اٹھاکر
اس طرح بگریہ و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کرنے لگے کہ اے خالق کون و مکان و اے معبود

انس وجان اے قاضی الحاجات و اے مجیب الدعوات اے برآرندہ حاجات و اماندگان و اے مددگار عاجزان واسطہ تجکو اپنے بندگان برگزیدہ کا ہمکو اس ساحرہ کے شر سے بچا جلد تر ہمکو ساحل مراد پر پہونچا غرق دریاے فنا فی الحال نکر اس آفت عظیم و بلاے جان ستان سے کشت حیات ہماری پامال نکر تو ہر شے پر قادر ہے ہماری حالت مجبوری تجہپر ظاہر ہے اس وقت بیکسی میں کوئی ہمارا مونس و مددگار نہیں ہے تیرا ہی سہارا ہے توہی ہماری مدد کر اگر تیری مصلحت ہو تو اس بلا کو ہم سے دفع کر روے شادمانی دکھا اے حافظ حقیقی جانیں ہماری کسی صورت سے بچا ورطہ الم سے نجات دے اس بلاے بد سے امان دے ذات تیری کارساز ہے توہی بلاشک غریب نواز ہے ہر ایک بندے کو تجہی پر ناز ہے توہی حاجت رواے اہل عالم ہے توہی ناخداے کشتی بنی آدم ہے بیکسوں کا معین و ناصر ہے لاریب توہی ایسا توانا و قادر ہے کہ بمصداق نظم

بیچ کشتی نجاے طوفان سے	ڈوبتی کو بچالے طوفان سے	کردیا وصل آدم و حوا	
حافظ نوح ہر بلا میں رہا	خضر کا تو ہر راہ میں حافظ	تھا یوسف کا چاہ میں حافظ	آگ میں ہو گیا خلیل بہار
کردیا اس پہ آگ کو گلزار	مصلحتیں ہیں تیری دخل کسے	غرق کردے تو دم میں اچھے بھلے	چلے تیری اگر ہواے کرم
شاخ پژمردہ سبز ہو اسدم	تیری جس دم ہو بارش افضال	شجر خشک بار سے ہو نہال	غم نہیں اس کو جو کہ مونس ہے
زندہ مچھلی میں رکھا یونس کو	اے خدا ہو کبھی بطلسم بتلا	ہاں تو ہی اس بلا سے بچا	کسی اپنے بندے کو اس وقت

ہماری نصرت کے واسطے بہیج تاکہ وہ ہماری مدد کرے تیرے حکم سے ہم کو اس ساحرہ کی شر سے بچالے یا اس کو آکر قتل کرے ہنوز فرامرز وغیرہ دعا کر رہے تھے دست دعا بلند تھے جانب فلک دیکھ رہے تھے ازلال جادو بصورت اژدر شعلہ فشان چلی آتی تھی کہ ناگاہ سوے فلک ایک عبارہ پرضو یا ایک ستارہ درخشان ان کو دکھائی دیا ہر ایک یہ امر عجیب و غریب مشاہدہ کر کے متحیر ہو کر بغور اسکے دیکھنے لگا سب کی اس طرف نظر تھی ازلال جادو بھی جو بصورت اژدر منہ کہولے شعلہ ہاے آتشیں دہن سے نکالتی ہوئی آتی تھی سوے فلک دیکھنے لگی یکایک صاحب عبارہ مذکور نے بلندی ہی سے فرامرز وغیرہ کو دست بدعا دیکھکر اژدر مسطور کو ان کی طرف آتے دیکھکر اس عبارہ نما کو سوے پستی لاکر نعرہ کیا کہ او اژدر بے ادب کہاں آتا ہے ٹہر ٹہر ہماری بے اجازت خاص بندوں کو کیوں ضرر پہونچایا چاہتا ہے خبردار کہ ابہی آتش قہر و غضب سے تجکو جلا کر خاک کردوں کیا تو ہم کو نہیں جانتا کہ ہم کون ہیں ہمارے خوف سے بجلی مطلق ہے ازلال جادو کہ بشکل اژدر وہاں آئی تھی اس نعرے کے سنتے ہی تہم گئی سب نے دیکھا کہ ایک ہنڈولی میں کہ پرضو مانند سیارہ ہے ایک مرد ضیابار باریش دراز لباس سفید و چکدار پہنے نشان و شوکت بیٹھا ہے آنکہ اسکے چہرۂ تابان پر اچھی طرح ٹہر نہیں سکتی ہے نظر خیرگی کرتی ہے وہ بلندی سے اترتا ہوا سوے زمین چلا آتا ہے اور پکار پکار کر کہتا ہے ہم درویش آفتاب صورت ہیں جب وہ بروے زمین آیا اپنے جامہ پوستین کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک آئینہ کہ مسمی آئینہ حیرت تہا نکال کر عکس اس کا اس اژدر پر ڈالا عکس کے پڑتے ہی سحر دور ہوا ازلال جادو بصورت اصلی سب کو نظر آئی گھبرائی ہوئی مانند بید کے کانپتی ہوئی حواس باختہ تھرتھراتی ہوئی خداوند آفتاب صورت نے منہ سے نکل کر بضرب شمشیر آبدار اسے قتل کیا بعض راویوں نے یوں بہی کہا ہے کہ اس صاحب عبارہ پرضو نے بالا سے زمین آکر آئینہ حیرت کا عکس اس پر ڈال کر صورت اصلی پہ اس کو لاکر آشناے

سحر عکس آئنے سے کر کے فرامرز وغیرہ سے کہا کیا کھڑے دیکھ رہے ہو اس ساحرہ اپنی دشمن جان کو قتل کرو کچھ خوف نکرو اب اس کو سحر یاد نہین ہے فرامرز نے حسب الحکم تلوار سے ازلال جادو کو قتل کیا غرض بہر طور جب ازلال جادو قتل ہوئی اور تڑپ کر مر گئی اُس کے مرنے سے تاریکی محیط ہوئی آندھی سیاہ آئی کچھ برف باری اور سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا اُس کے سحر کے پیرون نے اُس کے نام سے آواز دی کہ مارا مجکو کہ نام میرا ازلال جادو تھا یہ آواز دے کر نالان ایک طرف چلے گئے اُسوقت سب نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ ازحد سن رسیدہ کریہہ منظر بہت بدصورت زمین پر دو ٹکڑے پڑی ہے لباس اُس کا یہ ہے کہ لہنگا پہنے ہے کرتہ نیلگون بدن پر ہے بال سفید سر پر برائے نام ہین دو دانت مثل گراز کے دراز دہن سے نکلے ہوئے آنکھین چھوٹی چھوٹی نہایت زرد ہر ایک نے اُس کی صورت بد کو دیکھکر کہا کہ یہ ساحرہ کیا بدصورت تھی شہپر جادو نے کہا کہ اصلی صورت اس کی یہی تھی بزور سحر اپنے تئین جوان بنائے رکھتی تھی خوب ہوا کہ یہ قتل ہوئی اس کے ضرر و شر سے میری اور سب صاحبون کی جانین بچ گئین درویش آفتاب صورت نے یہان آکر عجب کار نمایان کیا کہ دیکھنے سے حیرت ہوئی ان کی قدمبوسی سے شرف حاصل کرنا چاہیے یہ کہکے آگے بڑہکے پہر شرف قدمبوسی حاصل کیا اسی طرح فرامرز و عمان بادشاہ وغیرہ نے شرف دست بوسی و قدمبوسی حاصل کر کے عرض کیا اس باغ مین تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے چندے قیام فرمائیے تاکہ ہم آپ کی خدمت سے شرفیاب ہون خداوند آفتاب صورت نے عرض قبول کر کے اُس منڈھی اور آئینہ کو ایک دم مین غائب کر کے باغ مین جا کر قیام کیا عمان شاہ وغیرہ نے ازحد تکلفات سے دعوت و ضیافت کی خدمت گذاری بہت کی پہر ساحرہ مذکورہ کے قتل ہونے کی خوشی مین جشن کا حکم دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی سامنے درویش آفتاب صورت کے ارباب نشاط مع سازندون کے حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اور ارباب نشاط سے ایک مطربہ نے یہ غزل گائی

غزل

آپ کو کیا جو پھرے کوئی بیابانون مین
آپ آرام سے سویا کرین خسخانون مین

مسجد و کعبہ مین پرستش نہ صنم خانون مین
بت پرستون مین نہ ہم ہین نہ مسلمانون مین

ہم سے پوچھے کوئی انداز پریزادون کے
ہم رہا کرتے ہین ہر وقت پریخانون مین

جان و دل لے کے دیا بوسۂ رخسار تو کیا
یہ بھی احسان ہے کوئی ترا احسانون مین

بلبلون کو ہے تری بزم کی زینت کا خیال
پھول لالا کے لگا جاتی ہین گلدانون مین

سب سمجھتا ہون رقیبون سے کنائے دل مین
مجکو نادان نہ سمجھے کوئی انجانون مین

گھر سے پڑ جاتے ہین ناسور ہمارے دل مین
ایسا کچھ زہر بھرا ہے تری مژگانون مین

کچھ ہمین ضبط نہین عشق مین مجنون کی طرح
کیون ترے کوچے سے جانے لگے ویرانون مین

کافر عشق کو کہتے ہین برا واعظ و شیخ
آ گیا ہے خلل ان دونون کے ایمانون مین

دیکھ تو مجلس رندان مین بچانا واعظ
قدر کچھ بھی تو نہو گی تری میخانون مین

اور ہے کون جو آکر مرے دل مین رہتا
ایک تصویر ہے فقط آپ کا مہمانون مین

وہ بلا نوش ہین ساقی کہ اگر منھ سے لگے
ایک قطرہ بھی نہ چھوڑین ترے پیمانون مین

ہم سے کیا نوک کی لین خار مغیلان احسن
ہم قدم دیکھ کے رکھتے ہین بیابانون مین

اہل بزم سننے لگے خصوصاً درویش آفتاب صورت اور عمان بادشاہ و فرامرز ثانی وغیرہ
بگوش دل سامع ہوے مطربہ مذکورہ انعام مین زر و جواہر پانے لگی دو پہر رات سے زیادہ بزم
عشرت آراستہ رہی بعد ازان بزم عشرت برخاستہ ہوئی ہر ایک اپنے اپنے فرش خواب پر جاکر آرام پذیر
ہوا فرامرز ثانی بھی جاکر فرش خواب پر لیٹا ہنوز خواب اُس کو آیا نہ تھا کہ درویش آفتاب
صورت نے سب کو سوتا دیکھکر فرامرز ثانی کے پاس جاکر کہا کہ تو نے مجھکو پہچانا یا نہین اُس نے
کہا مین نے تو آپکو نہین پہچانا اسوقت مسکرا کر جواب دیا کہ مین خضران بن عمرو ہون اے فرزند
آگاہ ہو کہ جب ملکہ نے اور تو نے اپنے تئین دریا مین ڈال دیا تھا مجھے صدمہ جدائی مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہوکر بارادہ حج بیت اللہ روانہ ہوا تھا اثناے
راہ مین دل مین آیا تھا کہ خانہ کعبہ مین ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو ثانی موجود ہین جب اُنکو معلوم
ہوگا کہ تجھسے عیار بعیاری جملہ اسباب عیاری سے لے گیا تو وہ ناراض ہوکر ایسے کلمات فرماوینگے کہ
جن سے مجھکو بہت ندامت حاصل ہوگی لہذا عزم خانہ کعبہ موقوف کرکے کسی کوہ پر جاکر جان اپنی دیدون
چنانچہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوکے صحرا نورد ہوا تھا کہ ویرانہ مین ایک قبرستان مین گذر ہوا مالک
قبرستان درویش مرجان پیرخ ہو تھا اُس سے بہت سی اشیاے کرامت آثار مجکو دستیاب ہوئی
ہین ازانجملہ منڈھی اور آئینہ حیرت ہے جس کو تو نے دیکھا ہے اُس کے اثر عکس سے ساحرہ سحر بھول گئی
اور بصورت اصلی ہوگئی پھر قتل کی گئی خداوند تعالیٰ نے میرے حال پر رحم کیا شکر ہے خدا کا کہ مین نے
یہان آکر تجھکو اور ملکہ کو زندہ و سلامت پایا اب مصلحتاً میرے حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا تم سے اپنا
حال کہدیا ہے فرامرز یہ سنکے خوش ہوا خضران بن عمرو نے اُس کو گلے سے لگایا بزرگانہ پیار کیا
پھر پوچھا کہ تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ کیونکر دریا سے نکلکر یہان آئے فرامرز ثانی نے تمام حال
طوفان کے لانے کا اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حسب الحکم درویش
آفتاب صورت و فرامرز ثانی لشکر نے عمان شاہ اُس جگہ سے سوے قلعہ عمانیہ بارادہ
جنگ کوچ کیا جب لشکر قریب پہونچا دیو اسلم بھی مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلا دیکھنے والون
نے دیکھا کہ وہ اپنے فرزند اور اپنی زوجہ ازلال جادو کے قتل ہونے سے بدرجہ کمال غمگین تھا
اپنی زندگی سے بیزار تھا عمان شاہ فرامرز ثانی کو مع لشکر کثیر دیکھکر اسی حالت غم مین تاب ضبط
نہ لاکر اپنے لشکر مین طبل جنگی بجنے کا حکم دیا جب یہ صداے طبل جنگی سپاہ دیو اسلم مین بلند ہوئی
ہرکارے جو پیرایۂ خبر مین تھے اُنھون نے روبروے فرامرز ثانی آکر عرض کیا کہ اے پہلوان
دوران اسوقت دیو اسلم نے اپنی سپاہ مین نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے
کہ صبح کو مع فوج میدان مصاف مین آکر آتش فتنہ بلند کرے باقی خیریت ہے فرامرز ثانی نے
حسب راے درویش آفتاب صورت حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر ظفر اثر مین کوس حربی
لڑنا بیتاب نہ دی بجایا جاوے ہنگام سحر جو منظور رب خدا ہوگا وہ ہوگا ملازمون نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی اپنی نقارہ جنگی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام صبح ادھر
سے فرامرز ثانی ہمراہ عمان و درویش آفتاب صورت مع تمامی سپاہ جانب جنگاہ روانہ
ہوا اُس طرف سے دیو اسلم بھی ساٹھ ہزار سپاہ کی جمعیت سے میدان رزم مین آیا بعد درستی
میدان جنگ دونون جانب سے صف آرائی سپاہ ہوئی میمنہ میسرہ قلب و کمین گاہ ہر ایک

سپاہ کا جوانان پر جگر سے آراستہ کیا گیا جب صف آرائی بخوبی ہو چکی دیو اسلم وارثشتاد لیکر
میدان جنگ مین آیا اور پکارا اے فرامرز ثانی اے قاتل فرزند من غمگین جلد میرے مقابلے
کو آ مجھ سے مقابلہ کر یا تو مجھے قتل کر یا مین تجکو ہلاک کر دون کیا فایدہ کہ لشکر جانبین سے سرداران
سپاہ جو بہادر نامور ہین نکلکر جنگ آزما ہون فرامرز ثانی نے صداے دیو اسلم سنکے جانب
درویش آفتاب صورت دیکھا اس نے قریب اپنے بلا کر آہستہ کہا کہ اے فرزند مین نے
درویش مرجان بیخ مو سے ایک الکہ ایسا بھی پایا ہے کہ وہ جس کے بازو پر بندھا ہو کوئی اسپر
غالب نہو لہذا مین تیرے بازو پر وہی الکہ باندھ دون تاکہ دیو تجہپر غالب نہ آئے فرامرز نے
عرض کیا کہ اس وقت آپ میرے بازو پر وہ الکہ نہ باندھیے بغیر اسکے باندھے میرے زور
بازو اور اپنی تعلیم فنون سپہگری کا اثر دیکھیے کہ کیونکر اس دیو سے لڑتا ہون درویش آفتاب
صورت نقلی نے بہت خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند اگر تیری یہی خوشی ہے تو خیر بسم اللہ براے
مقابلہ دشمن جا خداوند عالم کے حفظ و حراست مین تجکو دیا اے فرزند حتی الامکان وار ضرب
ہمشتاد سے اپنے تئین بچانا رکنے کا ارادہ نکرنا فرامرز ثانی بعد حصول اجازت جنگ میدان
کارزار مین آیا سامنے دیو اسلم کے مرکب روک کر ٹھہرا پھر طالب ضرب ہوا دیو مذکور نے
فرامرز ثانی کو دیکھکر یاد کیا کہ یہی میرے فرزند دیو سلیم اور میری زوجہ ازلال جادو کا
قاتل ہوا ہے اسنے میرے دل کو دردمند کیا ہے یہی باعث بیزاری زندگی ہے یہ باتین یاد کرکے آبدیدہ
ہو کر وارثشتاد کہ از حد گران اور طویل تھی اپنے دونون ہاتھون مین محکم پکڑ کر بالاے سر گردش
دے کر سر پر فرامرز ثانی کے لگائی ادھر فرامرز نے وار وارثمشتاد کا خالی دے کر مرکب کو بعجلت
آگے بڑھا کر شمشیر آبدار علم کرکے اس طرح اس خیرہ سر کی کمر پر لگائی کہ وہ اجل رسیدہ مانند خیار تر
کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر یون گرا کہ زمین کانپی غبار بلند ہوا گویا ایک کوہ کو چکنا دو ٹکڑے
ہو کر بالاے زمین گرا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا مردمان سپاہ دیو اسلم دیکھتے
ہی دنگ ہو گئے ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ ایک بنی آدم نے ایسے دیو قوی الجثہ کو ایک ہی وار مین
کس خوبی سے دو ٹکڑے کیا بعد حیران و متعجب ہونے کے افسران فوج دیو اسلم نے مردمان سپاہ
سے مخاطب ہو کر کہا یارو اس جوان نے ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہے ہم نے ایک مدت تک اپنے
بادشاہ مقتول کا نمک کھایا ہے مقتضاے بہادری و نمک خواری یہ ہے کہ اس جوان کو قتل کرو
زندہ اس کو جانے نہ دو سب نے کہا ہم تابع حکم ہین افسران سپاہ فوج کو ہمراہ لے کر آگے بڑھے
فرامرز ثانی کو چار طرف سے گھیرنا چاہا ادھر سے بھی حکم درویش آفتاب صورت سے قہو
راہزن و صمصام شیغزن جملہ سپاہ کو ساتھ لے کر بعجلت تمام گھوڑے دوڑا کر آگے روانہ
ہوئے جب دونون لشکر مانند دو دریاے مواج و قہار کے باہم مل گئے لڑائی ہونے لگی برق
شمشیر چمکنے لگی بہادران سپاہ رعد آسا نعرے کرنے لگے بارش خون دلاوران مجروح و مقتول
زمین پر ہونے لگی عرصہ جنگ خون بہادران میدان جنگ سے رنگین ہونے لگا فرامرز ثانی
دلیرانہ ایسا لڑا کہ فوج عدو پسپا ہو کر امان طلب ہوئی فرامرز نے تلوار کو نیام مین رکھکر مردمان
سپاہ دشمن کو پناہ دی اسوقت جملہ افسران سپاہ دیو اسلم خدمت فرامرز ثانی مین آئے
اور عرض کیا کہ اب حضور کے ہم تابع فرمان ہین چاہتے ہین کہ آپ قلعہ مین تشریف لیجلیے فرامرز ثانی

بپاے درویش آفتاب صورت مع اپنے افسران سپاہ و عمان بادشاہ وغیرہ کے داخل قلعہ ہوا دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی عمارتین عمدہ و نفیس ہین الامر دمان شہر حق پرست معلوم ہوتے ہین غرضکہ فرامرز ثانی شہر کو دیکھتا ہوا دربار مین پہونچا سرداران لشکر دلو اسلام نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت حکومت پر اب جلوس فرماوین یہان کی بادشاہت کرین فرامرز نے تخت نشینی سے انکار کیا اسوقت درویش آفتاب صورت نے عمان کو اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا دیا تاج شاہی بالاے سر رکھدیا پھر حکم دیا کہ جملہ امرا وزرا و سرداران سپاہ عمان بادشاہ سابق شہر عمانیہ کو نذرین دین بدستور قدیم اس کو اپنا بادشاہ جانین اس کے تابع حکم رہین حسب الحکم درویش موصوف جملہ اہل دربار و سرداران تہور شعار نے موافق قاعدہ نذرین دین درویش مذکور ایک کرسی پر بیٹھے فرامرز ثانی قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھا تہور راہزن و صمصام تیغزن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ بعد نذرین دینے کے حسب الحکم علیٰ قدر مراتب کرسی و دنگل پر بیٹھے جب سب اہل دربار علیٰ قدر مراتب دربار مین بیٹھ چکے تو عمان بادشاہ نے پہلے ہر ایک اہل دربار کو خلعت و انعام سے سرافراز کیا پھر فرامرز ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے فرزند تم نے مجھپر بہت احسان کیا کہ میرے شہر پر مجھکو قابض و متصرف کرا دیا میرے دشمنو کو قتل کیا اس احسان کی عوض کیا سلوک نیک کرون کہ جس سے بار احسان عظیم سے سبکدوش ہون فرامرز نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمکو احتیاج زر و مال و ملک کی نہین ہی اگر عوض ہماری نیکی کا منظور ہو تو دین اسلام اختیار کرا و اپنے جملہ مردمان شہر کو مسلمان کر آئین خدا پرستی اختیار کر مذہب باطل سے کنارہ کش ہو خدا وند عالم و عالمیان کو اپنا معبود حقیقی جان اُس کو سجدہ کر کہ وہی قابل سجدہ ہی عمان بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند مین تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا اب از سر نو روبروے اہل دربار مسلمان ہوتا ہون یہ کہکے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہوا پھر اسکے حکم سے جملہ اہل دربار بلکہ تمامی مردمان شہر مسلمان ہوے مساجد کی بنا ہونے لگی آواز اذان آنے لگی لوگ پابند نماز ہوے عبادت خدا کرنے لگے دیر منہدم کر دیے گئے مردمان شہر اپنے بادشاہ سابق کے از سر نو بادشاہ ہونے سے بہت خوش ہوے شہر مین رونق و زینت دوچند ہوئی عمان بادشاہ نے حکم جشن فتحیابی و سامان دعوت و ضیافت دیا ملازم کاربند ہوے بزم عشرت آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط آنے لگے دعوت و ضیافت فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت و ملکہ دختر مروان شاہ و جملہ سرداران سپاہ و مردم سپاہ کی بصد تکلف ہونے لگی بزم عشرت مین روبروے عمان و فرامرز ثانی و درویش موصوف نازنینان خوبرو و خوش گلو رقص و نغمہ کرنے لگین زر و جواہر انعام مین پانے لگین از انجملہ ایک مطربہ نازنین و خوبرو نے یہ غزل حسب فرمائش عمان شاہ گانا شروع کی

غزل

اب ان کی یہ ہم سے گفتگو ہی ہر لحظہ زبان پہ تو ہی تو ہی	کیون تم کو ہماری آرزو ہی تصویر نظر کے روبرو ہی	اچھی یہ مرنے کی گفتگو ہی تیری سی شکل ہوبہو ہی

ہم بزم میں تھوڑی سی جو کوئی آجائے ابھی جو ہو سہانہ خنجر ہی الگ نشام سے کیون	بیکار یہ جام پہ سبو ہی ہم سنتے ہین موت حیلہ جو ہی درکار اسے کونسا گلو ہی	آنکھون سے بدلدی کل ہی یا ساقی جو یہ نشو شریک محفل ہم چھین سکو گے اسکو کیونکر	پانی ہین آنکھ مین لہو ہی پھر بادہ سرخ بھی لہو ہی موتی کی گرہ مین آبرو ہی

رو کے پہونچے اشک تو شرمائے ہیں	مضطر وہ بہت ہی تند خو ہے

اہل بزم عشرت اشعار عاشقانہ غزل سن سن کے خوش ہو کر تعریف کرنے لگے مطربہ مذکورہ کو انعام ملنے لگا الحاصل سات شبانہ روز رنگ بزم عیش و عشرت آراستہ رہی ارباب نشاط رقص و نغمہ کیا کیے دعوت و ضیافت بصد تکلف ہوئی بعد اختتام جشن ہوا اور درویش آفتاب صورت کی راے سے فرامرز ثانی نے عمان شاہ سے کہا کہ اب جشن ختم ہوا دعوت و ضیافت بھی ہماری ہو چکی ہمکو رخصت کرو کیونکہ یہاں زیادہ قیام کرنا ہمیں منظور نہیں ہے سوے لشکر صاحبقران یہاں سے جانا مطلوب ہے لشکر صاحبقران جانب طلسم نزولہ گیا ہے وہیں ہمکو بھی جانا ضرور ہے عمان شاہ نے کہا اگر خوشی تمہاری یہی ہے تو خیر ہم بھی ہمراہ چلیں گے یہ کہکے ارکان دولت و اعیان مملکت کو حکم دیا کہ سامان سفر مہیا کیا جائے اور اسباب جنگ فراہم ہو مگر بہت جلد تاخیر نہو کیونکہ ہمکو ہمراہ فرامرز ثانی کے یہاں سے جانا مطلوب ہے اعیان دولت نے حسب الحکم سامان سفر مہیا کیا درستی اسباب جنگ کی بھی کی جب سامان سفر حسب دلخواہ فراہم ہو گیا تو عمان شاہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی ریحان خوش تدبیر کو بجاے اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر جملہ اعلے و ادنا کو حکم اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کا دے کر تاج شاہی اُس کے سر پر مستعار رکھکر ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمراہ رکاب فرامرز ثانی ہوا سپاہ فرامرز کہ جملہ چالیس ہزار تھی سب فوج کی تعداد ایک لاکھ ہوئی درویش آفتاب صورت فرامرز ثانی کی فوج مع ابراہیم و صمصام شمشیر زن وغیرہ سرداران سپاہ و عمان شاہ کی فوج مذکور ہمراہ لے کر ملکہ کو بھی ساتھ لے کر کہسار گرد و قشقار خانہ سے سوے لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا حال اُس کا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائے گا

یہاں سے ابتداے داستان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے تحریر کیجاتی ہیں

عبث دل کو تصور ہر گھڑی ہے روے جاناں کا
خدایا دور رکھنا مجھسے سایہ ایسے انساں کا
وہ بہر فاتحہ آئے کیا سامان جسم انساں کا
شب فرقت خدا جانے قیامت ڈھائیگی کیا کیا
گمان اہل زمیں کو ہوگا خورشید قیامت کا
تم اپنا آئینہ دیکھو بناؤ زلف پیچاں کو
نچوڑینگے کبھی ہم دختر رز کو
نگاہ ناز یہ کس کی ہوئی ہے پار سینے سے
قدر انداز تم کیسے ہو میرے سامنے آؤ
بلا کر جرم میں اپنی سناؤ یوں نہ صلواتیں
نہیں ہے درد سے خالی مری صحرا نوردی بھی

خدا لاے سر پہ مجھ آفت خیال اس آفت جاں کا
نہیں ہے پاس مطلق جس کو اپنے عہد و پیماں کا
چمکتا اختر بد ستارہ قسمت گور غریباں کا
سحر سے دل کو دھڑکا ہے بلاے شام ہجراں کا
اگر سر کا کبھی بچنا ہمارے داغ ہجراں کا
تمہیں کیا غیر ہے جو حال مجھ حیران پریشاں کا
بلا سے زاہدا اسمیں ضرر ہو دین و ایماں کا
مزا دیتا ہے رہ رہ کر کھٹکنا نوک پیکاں کا
لگا دو تاک کر دل پر نشانہ تیر مژگاں کا
خدا کا خوف لازم ہے دکھاؤ دل نہ مہماں کا
دکھا دیتا ہے دل کو لوٹنا خار بیاباں کا

که ان کو جو نتیجہ اثناے جنگ و مقابلہ عوغا سے رعد آواز مین گر کر اٹھا لیے گیا تھا جب وہ نتیجہ
زمین سے بلند ہوا اول تو صاحبقران موصوف بیہوش تھے متوج ہوا سے زیادہ بیہوش
و مدہوش ہو گئے کچھ بھی خبر نہین رہی اپنے حال سے مطلق آگاہی نرہی غرضکہ وہ نتیجہ صاحبقران
کو لیے ہوے پردہ قاف مین درمیان قصر فیروزہ نگار مرصع کار کے کہ دیوون نے واسطے
جناب سلیمان کے بنایا تھا اوس کی تعریف خوبی کیا بیان ہوسکتی ہے سلیمان صاحبقران
ابن صاحبقران اعظم کے کہ اسی قصر مین تشریف رکھتے تھے جا کر ڈالدیا سلیمان صاحبقران
نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو پہچان کر متحیر ہو کر پوچھا کہ اے دیو افغان انکو
تو کہان پا گیا کیونکر ان کو اٹھا لایا اوس نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے ایکبار مرتبہ اس تابعدار
و فرمانبردار سے فرمایا تھا کہ ہمارے آبا و اجداد کی نسل و ذریت اگر کسی کو کہین پانا یا اسکو بتلاے
بلا دیکھنا تو فوراً اسے ہمارے پاس لے آنا یاد فرمائیے حضور پہچان بھی اپنے آبا و اجداد کی نسل کی
بھی یہ بتائی تھی کہ گیسوان خلیلی ہونگے خال سبز چہرے پر ہوگا اسی طرح دیگر پہچان بھی بتائی تھی
چونکہ آج حضور نے بضرورت تابعدار کو سوے پردہ دنیا بھیجا تھا اور یہ فدوی اودھر سے واپس
آتا تھا راہ مین دیکھا کہ دو طرف فوجین بکثرت جمع ہین میدان جنگ مین صف آرا ہین عرصہ مصاف
مین ایک جوان سے یہ مقابل ہوے اوس نے آواز بلند کرکے ان پر گرز گرانبار لگایا یہ بیہوش
ہوے اوس نے ارادہ قتل کرنے کا کیا مین نے فوراً جھپٹ کر ان کو اٹھا لیا وہان سے حضور کے
پاس لے آیا سلیمان صاحبقران پردہ قاف نے تقریر دیو مذکور کی سنکے متبسم ہو کے اوسے
انعام دیکر فرمایا کہ اچھا کیا تو نے کہ ان کو ہمارے پاس لے آیا ہم تجھسے خوش ہوے دیو افغان
تو انعام لیکر وہان سے اپنے مقام مسکن پر گیا سلیمان صاحبقران نے اعزہ و اقربا سے
جو پریان تھین نیز دیگر پریون کو بلا کر ان سے کہا کہ ان کو معرکہ جنگ سے دیو افغان اٹھا لایا ہے
یہ بیہوش ہین ان کو بتدابیر جلد ہوشیار کرو مین یہان سے محض اس خیال سے جاتا ہون کہ ہمارے
سامنے اگر یہ غشی سے ہوشیار ہونگے تو شاید ان کو کچھ ندامت ہوگی یہ کہکے وہان سے ہٹ گئے
ان پریون نے تدبیرین دفع غشی و بیہوشی کی کرنا شروع کین کوئی پری اپنے دست نازک سے
تلوے سہلانے لگی کوئی رومال بازو پر زور سے کس کر باندھنے لگی کوئی پنکھے سے ہوا دینے لگی
کوئی لخلخہ حسن عطر آمیز سنگھانے لگی کوئی گلہاے خوشبو پردہ قاف کے لا کر گلدستہ بنا کر سنگھانے
لگی کوئی بازو پر ہاتھ رکھکر دعائین پڑھنے لگی کوئی عرق گلاب و کیوڑے کے منھ پر بار بار چھینٹے دینے
لگی کوئی اپنے دستی رومال سے پسینہ چہرے کا پوچھنے لگی کوئی پری انواع و اقسام سے تنجلخے دافع
بیہوشی کے تیار کرکے قریب مشام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھنے لگی کسی پری
نے بند قبا کھولے کسی نے زرہ و بکتر تن سے دور کرنے کی فکر کی کسی نے کسی پری سے کہا جلد آب
سرد لاؤ ان کا منھ دھلاؤ پاؤن بھی ان کے ٹھنڈے پانی سے دھوؤ تاکہ ہوش آ جائے بیہوشی دفع ہو
کوئی پری گھبرا کر دست نازک سوے فلک اٹھا کر واسطے دفع بیہوشی کے خدا سے دعا کرنے لگی
کوئی پنیا کیدور سے الا کر انکھین جلا کر سنگھانے لگی بایں خیال کہ اگر یہ بیہوشی بوجہ آسیب کے ہو
تو آسیب دیو وغیرہ دور ہو جائے آنکھین اپنی کھولین ہوش آجائے کوئی پری بواسطہ جناب سلیمان
خدا کی درگاہ مین واسطے دفع بیہوشی کے ملتجی ہوئی غرضکہ ان پریون نے صد ہا تدبیرین کین کہ

بیہوشی دفع ہو کسی طرح ہوش آئے اسوقت بہت سی پریان نادرالحسن وجمال صاحبقران
موصوف کے گرد قریب تھین اُن کے گل عارض کی خوشبو اور اُن کے گیسوان معنبر کی مہک
اور پسینہ تن کی دل آرام بوے خوش اور اُن کے لباس معطر کی بو باس ہزارون طرح کے
لخلخون سے بہتر و افضل تھی بیہوش تو کیا ہی اگر مردہ صد سالہ کے بھی مشام مین خوشبو ہاے
مرقوم الصدر کا گذر ہو تو وہ بھی حکم خدا سے دوبارہ زندہ ہو جائے جب پریون نے تدابیر
مذکور کین اور گرد بیٹھین اور سر صاحبقران اپنے زانو پر رکھکر اپنے گیسو کی بو سنگھائی اور چند
قطرے عرق کے اُن کے گل عارض سے رخ صاحبقران پر ٹپکے غشی دور ہونے لگی ہوش
آنے لگا اُس پری نے اسی حالت مین زانو اپنا سر صاحبقران سے کچھ خیال کرکے علیحدہ کیا
اس اثناے مین صاحبقران کو ہوش آیا آنکھین کھولکر قصر فیروزہ نگار اور پریون کو دیکھکر کہا
کہ الحمد للہ والمنہ کہ پروردگار عالم نے اپنی رحمت و بخشش سے بعد مرگ مجکو یہ قصر فیروزہ نگار
عطا فرمایا ہی اور اسقدر حورین مجھے دی ہین یہ اُس کی رحمت ہی اعمال تو میرے ایسے اچھے تھے
کہ جن پر مجکو بھروسہ اپنی بخشش کا ہوتا لیکن اللہ نے میرے حال پر رحم کیا غوغاے رعد
آواز کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہی جنت مین خدا نے داخل کیا اب یہان مدام براحت و آرام
بسر ہوگی وصل حوران جنان نصیب میوہ باغ بہشت کھانے کو حلہ ہاے جنت پہننے کو آب
چشمہ کوثر پینے کو سایہ طوبی راحت رسانی دل کو قصر ارم رہنے کو ملا ہی یقین ہی کہ ہمسایہ مین میرے
سب اہل جنت ہون گے جناب صاحبقران اولی بھی ضرور یہین کسی قصر مین تشریف فرما
ہون گے آرزوے دلی بر آئے اگر اُن سے ملاقات ہو جائے اُن کی قدمبوسی ضروری وہ بھی
جناب مجکو دیکھکر خوش ہون گے ہماری جناب جدہ مکرمہ ملکہ سیمان پری و قریشیہ سلطان
بھی یہین کسی قصر مین ہون گی ابھی اُن کو میرے یہان آنے کی شاید خبر نہین ہی اگر خبر ہوتی تو وہ
جناب خوش ہو کر خواہ یہان تشریف لاتین یا مجکو اپنے پاس بلاتین امید ہی کہ اُن جناب تک کوئی
ملک یا حور میری خبر ضرور کرے گا جب وہ حالات دریافت کرین گی تمام حالات جو گذرے ہین
بیان کر دون گا بعدہ عرض کرون گا کہ دنیا سے کارہ تھا مسافرانہ زندگی بسر کرتا تھا ہمیشہ اسی
سراے آخرت کا خیال رہتا تھا دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ گیا جنگ و جدال بیشتر کفار سے
درپیش رہتی تھی لشکر کشی بارہا مشرکین پر کرنا پڑتی تھی شب و روز فکر و اندیشہ و تدبیر مین بسر ہوتی
تھی کوئی دم راحت سے زندگی نہ گذرتی تھی باوجود دولت و مال جاہ و حشم کے بے فکری حاصل
نہ تھی مقام شکر ہی کہ اجل آئی دنیا سے دوری ہوئی امور دنیا سے چھوٹ گیا اب کچھ فکر نہین ہی
یہان چین سے سوئین گے حورون سے ہمکنار ہون گے غلمان خادم ہین وہ حکم خدا سے ہماری
خدمت کرین گے یہان تمام اسباب راحت موجود ہین کسی بات کی تکلیف نہین ہی کیونکہ جنت
جاے راحت ہی مقام تکلیف نہین ہی اسی طرح سے بہت سی باتین کرکے اپنے تئین مردہ جان کے
آنکھین بند کر لین پریون نے جو تمام گفتگو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی سنی بعضی
تو مسکرائین اکثر متردد ہوئین کچھ پریان گھبرا کر خدمت سلیمان صاحبقران مین گئین اور
عرض کیا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین وہان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ غشی
سے ہوشیار ہو کر شاید اپنے تئین مردہ جان کر عجیب عجیب باتین کر رہے ہین وہ باتین اگر آپ سنئے

تو بہت بہتر اگر مناسب ہو تو اسی حال میں تشریف لے چلیے اُن سے ہم سخن ہو کر فرمایئے کہ یہ کیا
باتیں کرتے ہو تم زندہ ہو صاحبقران قاف یعنی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اچھا تم چلو
ہم بھی آتے ہیں ادھر پریون نے صاحبقران عادل کیوان شکوہ سے عرض کیا کہ حضور
آنکھیں کھولیں فرش سے اٹھیں مسند زرین یاکرسی زرین پر بیٹھیں اچھی طرح اپنے ہوش و حواس میں
آئیں اپنے تئیں مردہ تصور نفرمائیں دشمن حضور کے مردہ نہیں ہیں فضل خدا سے ابھی حضور زندہ
ہیں یہ مقام جنت نہیں ہے یہ پردۂ قاف ہے ہمکو حوریں نجانیے ہم سب پریان ہیں اس قصر کو قصر جنان
نہ خیال فرمائیے یہ قصر فیروزہ نگار ہے جسکو دیوون نے برائے جناب سلیمان علیہ السلام
بنایا تھا آپکو پردۂ دنیا سے دیو افغان مقابلہ عوج عاص رعد آواز سے اٹھا کر لایا ہے
صاحبقران عادل کیوان شکوہ نے پریون کی گفتگو سنکے اچھی طرح آنکھیں کھولکر دیکھا تو
واقع میں اپنے تئیں پردۂ قاف میں پاکر دپریون کو بیٹھے دیکھا متحیر ہو کر فرش سے اٹھکر بیٹھے اتنی دیر
میں سلیمان صاحبقران آئے ان کو پہچان کر سلام کیا انھون نے جواب سلام دے کر حال مزاج
دریافت کیا جواب دیا شکر ہے خدا کا کہ زندہ ہون اپنے تئیں پردۂ قاف میں پاتا ہون قبل اس کے
اپنے لشکر میں تھا عوج عاص رعد آواز سے مقابلہ کر رہا تھا سلیمان صاحبقران نے کہا سچ ہے
تم کو دیو افغان پنجہ بنکر اٹھا لایا ہے اب کچھ اور خیال نہ کرو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ الحمد للہ اسی حیلہ سے آپسے ملاقات ہوئی ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صاحبقران اعظم والد
سلیمان صاحبقران تشریف لائے ہمراہ ان کے سلیمان کوچک بھی تھے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اٹھکر با دب سلام کیا ان جناب نے فرمایا اے فرزند بیٹھو ہم نے تمھارے یہان
آنے کی خبر سنی تمھارے دیکھنے کو آئے اسی طرح سلیمان کوچک نے کہا کہ ہم بھی اطلاع تمھارے
آنے کی پاکر اشتیاق دید میں یہان آئے صاحبقران اعظم نے بزرگانہ پیار سے گلے سے لگا کر اپنے
سینے سے لگایا شفقت بزرگانہ بے حد کی مزاج پوچھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ بفضل خدا آپ کی برکت دعا سے اچھا ہون یہ باتیں جب ہو چکیں صاحبقران اعظم و سلیمان
کوچک و سلیمان صاحبقران نے واسطے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے میوہ تر و
تازۂ قاف و طعام لذیذ طلب کیا خدام نے حکم تعمیل کی پھر سب نے ایکجا میوہ و طعام کھایا بعد
اکل و شرب واسطے خوشی خاطر و شگفتگی مزاج صاحبقران پریون کو حکم دیا کہ سامنے ان کے رقص و
نغمہ کرین پریون نے حسب الحکم ناچنا گانا شروع کیا وہ اُن کی آوازیں وہ صورتیں بے عدیل وہ اوپنا
اُن کی لاجواب وہ اُن کا ناز و ادا و عشوہ ہنگام رقص و نغمہ پناہ بذات خدا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ پریون کے رقص و نغمہ سے از حد خوش ہوئے بعدہ سلطان صاحبقران نے
سکنے سے جابجا پردۂ قاف کی سیر کی عجائب و غرائب اشیا نظر آئیں ایک روز ہنگام سیر اُس قبرستان کی
کی طرف گذر ہوا جس قبرستان میں قبور ملکہ آسمان پری و ملکہ قلیشیم سلطان وغیرہ بزرگون
کی تھیں سلیمان صاحبقران نے ہر ایک قبر کے صاحب قبر کا نام بتا کر کہا کہ افسوس یہ بزرگ اس
دنیا سے چلے گئے گوشۂ قبر میں عجب خواب میں ہیں کہ ہوشیار ہی نہیں ہوتے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے آبدیدہ ہو کر ہر ایک اپنے بزرگ کی قبر پر سورہ فاتحہ پڑھا اُس کا ہدیہ ثواب اُن کی
روح کو دے کر کہا کہ ہم بھی مسافر ان اس سرا میں ہیں بعد چند کے آپ سے آکر ملیں گے آپ صاحبونکی

جدائی دشوار ہی بغیر بزرگون کے زندگی خردون کی بے لطف ہو دل یہی چاہتا ہی کہ آپ صاحبون سے جلد تر ملحق ہو جاؤن یہ کہکر اشکبار اُٹھکر مزار جناب سلیمان علیہ السلام پر جاکر باادب بیٹھکر ہدیۂ ثواب سورۂ فاتحہ اُن جناب کو دیا پھر وہان سے ہمراہ سلیمان صاحبقران وغیرہ قصر فیروزہ نگار مین آئے متردد و متفکر بیٹھے سلیمان صاحبقران نے سبب تردد پوچھا اظہار کیا کہ اسوقت ہمکو اپنے لشکر کا خیال آیا ہی نہین معلوم بعد ہمارے یہان آنے کے اہل لشکر پر کیا گذری غوغاے رعد آواز سے سخت اندیشہ ہی وہ نابکار ہمارے لشکر کے اکثر سردارون کو ہنگام جنگ اپنے نعرے سے بیہوش کرکے گرفتار کرکے لیجا چکا ہی کوئی حربہ اُس پر کارگر نہین ہوتا ہی سمجھ مین نہین آتا ہی کہ کیا معاملہ ہی ہم نے بھی اُس سے مقابلہ کیا تھا اُس نے گرز گران مارا تھا ہر چند کہ گرز ہمکو بھی نہین پڑا تھا فقط اُس کی جھپٹ اور ہوا لگی تھی اور اُس نے نعرہ کیا تھا گھوڑا ہمارا ہلاک ہوا تھا ہم بیہوش ہوے تھے اس اثنا مین آپ سے معلوم ہوا کہ دیو افغان پنجہ ہینکر ہمین اُٹھا لایا دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غوغاے رعد آواز قتل ہوتا ہی یا نہین بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قتل نہو سکے گا کیونکہ اُس پر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور اُس کی صداے نعرہ کو سُنکے کوئی باحواس نہین رہتا ہی خدا معلوم اس مین کیا اسرار ہی کس سے دریافت کرین سلیمان صاحبقران نے کہا کہ ہم ابھی شمس جنی کو کہ عامل ہی طلب کرتے ہین اُس سے بابت غوغاے رعد آواز کے پوچھتے ہین وہ بزور اپنے علم کے جو کچھ اسرار ہوگا بیان کرے گا یہ کہکے ایک دیو کو واسطے اُس کے بلالانے کے روانہ کیا وہ دیو گیا بعد چند ساعت کے شمس جنی کو اپنے ہمراہ لایا اُس نے آکر سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو باادب سلام کیا سلیمان صاحبقران نے اُس کو ذی عزت جانکر بحرمت و عزت نزدیک اپنے بٹھایا اُس نے بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا اسوقت حضور نے مجکو کیون طلب فرمایا اس کمترین سے کیا کام لینا منظور ہی سلیمان صاحبقران نے تمام حال غوغاے رعد آواز کے طریقۂ جنگ کا بیان کرکے پوچھا کہ غوغاے رعد آواز پر کیا وجہ ہی کہ کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا ہی اور وہ اپنے نعرے سے ہنگام جنگ حریفون کو اپنے بیہوش کر دیتا ہی اس مین کیا اسرار ہی شمس جنی نے اپنا تختۂ رمل زائچہ کھینچکر تا دیر فکر کرکے عرض کیا کہ حضور مجکو اپنے علم و قاعدہ کی رو سے ایسا کچھ ثابت ہوتا ہی کہ غوغاے رعد آواز طلسم بند ہی زیادہ اس بارے مین کہہ نہین سکتا کہ وہ کیونکر مارا جائے گا اور کس نے اس کو طلسم بند کیا ہی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے شمس جنی ہم چاہتے ہین کہ تمام حال مفصل طور سے غوغاے رعد آواز کا معلوم ہو اور یہ بھی دریافت ہو کہ وہ نابکار کیونکر قتل ہوگا ایسی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مطلب دلی ہمارا حاصل ہو اُس نے عرض کیا اگر حضور کو مفصل حالات غوغاے رعد آواز سے آگاہی منظور ہی تو حور جنی جو عامل زبردست و یگانہ روزگار ہین اور ہزار برس سے اُنھون نے امور دنیا کو ترک کرکے ایک حجرے مین رہنا اور مشغول عبادت خدا کرنا اختیار کیا ہی اُن کے پاس جا بیٹھیے اور اُن سے نسبت غوغاے رعد آواز کے سوال کیجیے وہ جواب شافی حسب دلخواہ حضور دینگے بمقابلہ اُن جناب تک پہونچنا حضور کا دشوار ہی حالانکہ آپ مالک و حاکم پردۂ قاف کے ہین اور رفقا زبردست مین لاجواب ہین مگر بہت دشوار ہی کہ اُن جناب تک آپ کی رسائی ہو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہانی پوچھا کہ حور جنی تک کس وجہ سے

جاسکتے اُس نے کہا کہ ایک دیو مسمی دیو سرکش اثناے راہ مین ہی بقوت زور بازو اُس نے ملک
اپنے قبضہ و تصرف مین کرلیا ہی کئی لاکھ دیو اُس کے تابع فرمان ہین دیو سرکش اُس ملک کی بادشاہت
کرتا ہی غیر کو اپنے ملک مین بلکہ اپنے ملک کی سرحد پر بھی نہین آنے دیتا ہی اُس کے خوف سے کوئی دیو اور
جن اُس طرف سے گذر نہین کرتا ہی کیونکہ وہ از حد قوی ہیکل ہی اُس سے کوئی لڑ نہین سکتا ہی اُسکی ضرب
کو روک نہین سکتا ہی نہ قوت مین اُس سے کوئی برابری کرسکتا ہی جور جنی جو عامل زبردست ہین
وہ اُسی کے ملک کی سرحد مین ہین سنا ہی کہ پہلے وہ ملک جور جنی کے بزرگون کے قبضہ مین تھا
جور جنی نے دنیا کو ترک کرکے شوق عمل خوارق مین کچھ ملک و مال کے اوپر توجہ نہین کی دیو سرکش
نے وہ ملک بقوت بازو اپنے قبضہ مین ایک مدت دراز سے کرلیا ہی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے حال قوت دیو سرکش سنکے کہا کہ ہم اُس دیو نابکار سے مقابلہ کرکے اُس کو
تہ تیغ کرین گے اور راہ کو پاک و صاف کرکے جور جنی تک جائین گے سلیمان صاحبقران
نے جواب دیا آپ اسقدر کیون تکلیف گوارہ کرین ہم کو موجود ہین اُس دیو سے سمجھ لین گے
جلد لشکر لے کر اُس کے ملک کی طرف روانہ ہون گے اُس سے مقابلہ و مجادلہ کرکے قتل کرین گے
آپ یہان سیر کرین بآرام و راحت رہین تھوڑی مدت مین یہ مہم سر ہو جاے گی پھر جور جنی تک
چلیے گا اُن سے ملکر غوغاے رعد آواز کے قتل ہونے کا سبب دریافت کیجیے گا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ یہ کام ہمارا ہی ہمین کو بضرورت شدید پاس جور جنی کے جانا
منظور ہی لہذا ہمین کو مناسب ہی کہ ہمین دیو سرکش سے مقابلہ کرکے اُس کو پیوند خاک کرین آپ کو
لازم ہی کہ اس بارے مین اصرار نکرین ہماری قوت و شجاعت ہنگام مقابلہ دیو سرکش ملاحظہ کرین
کہ ہم کیونکر اُس سے لڑتے ہین اگر خدا نخواستہ ہم اُس کے ہاتھ سے قتل یا مجروح شدید ہون گے تو
اُسوقت آپ اُس سے جنگ کیجیے گا سلیمان صاحبقران نے اس مقدمہ مین زیادہ تقریر ہمارے
مناسب نہ جان کر سکوت اختیار کیا بعدہ حکم تیاری لشکر دیا سامان سفر و جنگ ہونے لگے بعد اسکے
حسب دلخواہ سامان جنگ فراہم و مہیا ہو چکا سلیمان صاحبقران صاحب کیوان شکوہ نے
کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر کئی لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بصد کروفر صاحبقران اعظم و سلیمان
روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر عجائب و غرائب اشیا کی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے میوہ تر و
کو دکھلاتے ہوے کوچ و مقام کرتے ہوے ایک روز سرحد ملک پر پہنچے ایک جا میوہ و طعام کھایا بعد
سبزہ زار مین لشکر کے قیام کا حکم دیا خیام و بارگاہین بر پا ہوئین پریون کو حکم دیا کہ سامنے ان کے رقص و
جلد لشکر کے اترنے کا سامان کیا جب خیام و بارگاہ بر پا ہو لیا وہ اُن کی آوازین وہ صورتین بیعدیل وہ
تخت سے اُتر کر صاحبقران سلطان کیوان ہنگام رقص و نغمہ پناہ بذات خدا صاحبقران سلطان
لشکر بھی اُترا یہ خبر دیو سرکش کو پہونچی وہ نابکار از حد خوش ہوے بعدہ سلطان صاحبقران کے
لشکر لے کر ادھر آیا ہی کیا اُس کو ہماری قوت و شجاعت اب اشیا ر نظر آئین ایک روز ہنگام سیر اُس قبرستان کی
کہ اے بادشاہ ہمارے ہم نے سنا ہی کہ سلیمان پری و ملکہ قریشیہ سلطان و غیرہ بزرگون
ہین اور شجاع و بہادر ہین وہی لشکر لے کر قبر کے صاحب قبر کا نام بتا کر کہا کہ افسوس یہ بزرگ اس
ایک شخص جس کو لوگ صاحبقران دین ہین کہ ہوشیار رہی نہین ہوتے صاحبقران سلطان
مین آیا ہی اُس کی بھی بہادری اپنے بزرگ کی قبر پر سورہ فاتحہ پڑھا اُس کا ثواب اُن کی
س سرا مین ہین بعد چند سے کے آپ سے آکر ملین گے آپ ساتھ ہون کی

ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان سے ہین دیو سرکش نے کہا کہ کوئی آیا ہو مین کسی سے
نہین ڈرتا ہون دیکھنا ہنگام جنگ ہر ایک کو ایک ایک ضرب مین پیوند خاک کر دون گا لشکر کو تباہ و
برباد کر دون گا صحرا لاشون سے بھر دون گا کسی کو اُن کے لشکر سے زندہ نہ چھوڑون گا اگر تمامی ساکنان
پردہ قاف بھی مجھ سے لڑین گے تو بھی مجھ پر فتحیاب نہون گے رفقا نے عرض کیا حضور بجا فرماتے ہین یہان
تو دیو سرکش عالم غیظ و غضب مین سر دربار بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا بک رہا ہے چہرے سے
آثار قہر و غضب آشکار ہین لیکن اب حال سلیمان صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب لشکر
فروکش ہوا سلیمان صاحبقران نے ایک نامہ اس مضمون کا دیو سرکش کو لکھا کہ او دیو
سرکش تجکو معلوم ہو کہ ہم اس طرف محض واسطے فتح جورجینی قابل کابل کے آئے ہین لہذا ہمارا
سد راہ ہو کر ہم سے آمادہ شر و فساد نہونا اور دیکھتے ہی اس نامہ کے اطاعت ہماری اختیار کرنا ورنہ
انجام سرکشی تیرے حق مین برا ہوگا جب نامہ اس مضمون کا تیار ہو چکا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس
نامہ کو پاس دیو سرکش کے لیجا وہ دیو نامہ لے کر روانہ ہوا دیو سرکش کو خبر ہوئی کہ نامہ لیکر
ایک دیو آتا ہے اُس نے حکم دیا کہ اُس کو آنے دو قاصد کو نہ روکو جسوقت وہ دیو نامہ لئے ہوے
روبرو دیو سرکش کے پہونچا اُس نے نامہ طلب کیا دیو نے موافق قاعدہ نامہ اُس کو دیا اُس نے
مضمون نامہ پر نظر کر کے نہایت برہم ہو کے پشت نامہ پر یہ جواب تحریر کرا دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مین تمہاری اطاعت ہرگز نہ کرون گا جورجینی تک ہرگز تم کو جانے نہ دون گا اگر
میری سرحد مین قدم رکھنے کا ارادہ کروگے تو پچھتاؤ گے تمکو اور تمہارے تمام لشکر کو قتل کرون گا
کیا تم مجھ سے آگاہ نہین ہو کہ نام میرا دیو سرکش ہے سرکشان دہر مجھ سے پناہ مانگتے ہین یہ عبارت
جب لکھوا چکا دیو نامہ بر کو دے کر رخصت کیا بعد جواب کے جواب کا منتظر ہوا دیو نامہ بر نے جواب نامہ کا سلیمان
دیکے صاحبقران کو دیا سلیمان صاحبقران دیکھتے ہی اُس کی تحریر کو بدرجہ کمال غصہ آیا اسیوقت
صاحبقران نے جواب لکھا کہ او دیو سرکش ہوشیار ہو جا اگر روکتا اور ہم سے لڑنا منظور ہو تو
رعد آواز سے کیا وجہ ضرور جورجینی تک جائین گے تیرے ڈرانے سے ہم شیر بیشہ جرأت ہرگز نہ ڈرینگے
کو اپنے بیہوش کر دیتا ہے اس نامہ مین لکھکر بدست دیو دیگر نامہ روانہ کیا اُس نے نامہ کو دیکھتے ہی رعد
کرکے عرض کیا کہ حضور مجکو اپنے علاوہ کہ مین مع اپنی سپاہ کے آتا ہون تم سے مقابلہ کرون گا ہنگام جنگ
آواز طلسم بندی زیادہ اس بار سے لیے نامہ دے کر کہا کہ لیجا دیو نامہ لیکر خدمت سلیمان
طلسم بند کیا ہے سلیمان صاحبقران سے صاحبقران نے مضمون جواب سے اطلاع پائی اور
مفصل طور سے غوغا سے رعد آواز کا معلوم انہ ہو کر بمقابلہ سلیمان صاحبقران مقیم ہو کر
ہوگا ایسی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مطلب دلی ہمارا حاصل ہو نقارہ جنگی پر چوب لگا دیجیے کہ ہم میدان جنگ
غوغا سے رعد آواز سے آگاہی منظور ہو تو حاضر ہین گے دیوون نے اُس سے حکم بجا لیا جب
ہزار برس سے انھون نے امور دنیا کو ترک کر کے خدمت سلیمان صاحبقران کی بیعلم نہ ہو کر
گرنا اختیار کیا ہے اُن کے پاس جائیے اور ان سے لے سلیمان صاحبقران پردہ قاف دیو سرکش
وہ جواب شافی و حسب دلخواہ حضور دین بمقابلہ حضور نقارہ جنگی اپنے لشکر ہزیمت اثر مین بجوایا ہو
آپ مالک و حاکم پردہ قاف کے ہین اور فوج کارزار مین آکر آتش فتنہ و فساد بلند کرے باقی خیریت
جناب تک آپ کی رسائی ہو سلیمان صلہ فرمایا کہ دو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی نہایت ایذ دہی

کوس حربی بجایا جائے اگر وہ نابکار آمادہ کارزار ہو تو ہم بھی اُس سے مستعد جنگ ہین اُن دیوون نے نقارہ نواز دیوون سے حکم صاحبقران پردہ قاف صاف صاف بیان کیا انھون نے بسم اللہ کہکر کوس حربی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے اپنے اپنے حربے کو بخوبی درست کیا جب صبح ہوئی اُس طرف سے دیو سرکش تین لاکھ دیوان خونخوار و بہادرین کی جمعیت سے بصد کبر و غرور میدان جنگ مین آیا اس طرف سے سلیمان صاحبقران ہمراہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سوئے نبردگاہ بہزار عز و جاہ کئی لاکھ دیوون کے ساتھ خراماں خراماں گئے جب بمقابلہ دیو سرکش پہونچے اپنے تخت کو روکا دیو سرکش کو بنظر تند و تیز دیکھا اُس نے بھی سلیمان صاحبقران کو بنظر قہر دیکھا پھر دونون جانب سے درستی میدان کارزار ہوئی بعدہ طرفین سے صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ حسب دلخواہ درست کیا گیا سلیمان صاحبقران بعد صاحبقرانی چالیس قدم آگے لشکر کے ہمراہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے بالائے مرکب پردہ قاف ایستادہ ہوئے اُسوقت دیو سرکش وارشمشاد ہاتھ مین لیکر بصد غرور میدان جنگ مین آکر بصدائے بلند و مہیب پکارا کہ اے سلیمان صاحبقران کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کرو یا خود آکر مجھ سے جنگ آزما ہو سلیمان صاحبقران نے ارادہ اُس سے مقابلہ کرنے کا کیا تھا مرکب کو آگے بڑھایا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے انھین روک کر کہا کہ آپ توقف کرین اس دیو کے مقابلے کے واسطے ہمین جانے دین ہرچند سلیمان صاحبقران نے کہا کہ آپ نہ جائیے ہمین لڑنے کے واسطے جانے دیجیے صاحبقران نے نہ مانا آخر کار مجبور ہو کر سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اچھا آپ ہی اس نابکار سے جنگ آزما ہوجیے جوہر شمشیر آبدار دکھائیے ہم مشتاق دید ہین ہمین اپنی جنگ دکھائیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار ہوکر مسلح و مکمل ہوکر روبرو دیو سرکش کے گئے اُس نے ان کو دیکھکر قہقہہ مارکر کہا کہ اے آدم زاد ضعیف البنیاد تو مجھسے لڑنے کو آیا ہے کیا تجکو اپنی جان عزیز نہین ہے زندگی سے بیزار ہے جو مجھ ایسے دیو قوی سے لڑنے کو آیا ہے مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہے کہ تجھے کیا مارون تیرے خون سے زمین کو کیا رنگین کرون سوا اس کے کہ تجھسے لڑنا باعث اپنی بدنامی کا ہے کیونکہ تو ایک نحیف و ناتوان آدم زاد ہے جا کسی دیو قوی بازو کو میرے مقابلے کیواسطے بھیج تو مجھسے کیا لڑے گا میری ضرب کیا روکیگا ہوائے وارشمشاد سے وقت جنگ اڑ جائے گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او دیو مغرور متکبر کیا بیہودہ بکتا ہے بس اب ایسی تقریر نکرنا ورنہ زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لون گا او نابکار تو مجکو نظر حقارت سے دیکھتا ہے میرے حال پر رحم کرتا ہے یعنی آدم کو ضعیف و ناتوان جانتا ہے اپنے قوت بازو پر ناز کرتا ہے دیکھنا وقت حرب و ضرب کس طرح تجھ سے لڑتا ہون اور کیونکر تجکو تہ تیغ کرتا ہون کہ تو بھی وقت احتضار پچھتائے دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے او ناہنجار پروردگار عالم نے مجکو اپنی قدرت کاملہ سے وہ زور عطا کیا ہے کہ دیو اور جن بھی مجھسے لڑ نہین سکتے طاقت مین ہمسری کر نہین سکتے تو مجھسے کیا لڑیگا ایک دم مین میرے ہاتھ سے مارا جائے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام قبول کرکے میری اور سلیمان صاحبقران کی اطاعت کر جو رہی تک جانے دے اُس نے برہم ہوکر جواب دیا کہ او آدم زاد تو ایک لقمہ نرم و لذیذ ہے اسوقت تجکو ہلاک کرکے کھاؤن گا تیرے سننے پر عمل نکرون گا تو اپنی قوت دکھا دے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آخر کو تو میرے ہاتھ سے جانبر نہوگا صاحبقران موصوف نے

جواب دیا کہ او نابکار ہم اہل اسلام ہین یہ ہمارا شعار نہین کہ پہلے حریف پر وار کرین جب ہمارا پروردگار تیری ضرب سے بچائیگا اسوقت ہم بھی تجھ پر ضرب لگائینگے دیو نے جواب دیا ثابت ہوا کہ تیری اجل ہی آگئی ہے مین نے تو بہت چاہا کہ تجھ ایسے ضعیف و نحیف سے نہ لڑون تجھے ہلاک نکرون لیکن تو نہین مانتا خیر خبردار ہوجا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آئی ہے یہ کہکر دارشمشاد کو پکڑ کر دونون ہاتھون سے گردش دے کر بالاے سر صاحبقران ممدوح لگائی اس طرف صاحبقران موصوف نے تلوار علم کرکے اسقدر توقف کیا کہ دارشمشاد قریب آئے اُس کے نزدیک آتے ہی ایسی قوت سے اُس پر تلوار لگائی کہ وہ دارشمشاد مانند خیار تر دو نیم ہوکر بالاے زمین گری اُس کے گرنے سے زمین مین ایک غار ہوگیا میدان جنگ تھرایا غبار عظیم بلند ہوا دیو سرکش کو حیرت ہوئی صاحبقران پردہ قاف نے بڑھکر بہت تعریف کرکے کہا کہ آپ نے کس خوبی سے دارشمشاد کو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ہی واقعہ عجب کار نمایان کیا ہے ایسے گرانبار و طویل دارشمشاد کو ایک ضرب شمشیر سے دو نیم کرنا آپ ہی کا کام ہے کسی دیو سے ممکن نہین ہنوز سلیمان صاحبقران تعریف کر رہے تھے کہ دیو سرکش نے اُس دارشمشاد کو جو اُس کے ہاتھ مین تھا نادم و متحیر ہوکر زمین پر ڈال کر اور وہ پشت نہنگ نہایت گران سنگ کو اٹھا کر خبردار خبردار کہکر بقوت تمام کمر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پر لگایا صاحبقران موصوف نے یہ وار خالی دے کر حریف کو اپنی زد پر پاکر ایسی تلوار اُس کی کمر پر لگائی کہ وہ دیو ناپاک دو ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا وہ زمین پر کیا گرا گویا دو ٹکڑے ایک کوہ کے زمین پر گرے عرصہ نبرد اُس کے گرنے سے ہل گیا گاؤ زمین کو صدمہ پہونچا غبار بلند ہوا دیوون نے لشکر سلیمان صاحبقران کے شور تحسین و آفرین بلند کیا سلیمان صاحبقران نے ازحد تعریف شجاعت و بہادری و فن سپہگری کرکے کہا کہ آپ نے کیا وار کیا ہے کہ ایک پہاڑ کو ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا کہ یہ فقط آپ کی حسن نظر ہے ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیو لشکر دیو سرکش کے اپنے بادشاہ و آقا کو مقتول دیکھکر تاب تحمل نہ لاکر یکبارگی صاحبقران ممدوح پر حملہ ور ہوئے باہم اس امر مین اتفاق کیا کہ قاتل دیو سرکش کو گھیر کر ضرور قتل کرو زندہ اس کو جانے نہ دو ادھر سے بھی حکم سلیمان صاحبقران سے تین لاکھ دیو اُن کے روکنے کو آگے بڑھے جب دونو لشکر باہم ملے طوفان عظیم برپا ہوا ایسی لڑائی ہونے لگی چوب چقماق و دارشمشاد و پشت نہنگ وغیرہ چلنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس جنگ مغلوبہ مین شمشیر آبدار سے ہزارہا دیو زخمی اور قتل کیے آخرکار دیو سپاہ دیو سرکش کے تاب ثبات قدم و تحمل جنگ نہ لاکر پسپا ہوکر طالب امان ہوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُن کو امان دی وہ سب دیو مطیع و فرمانبردار ہوکر مسلمان ہوئے جب لڑائی فتح ہوئی اور دیو سرکش مارا گیا کوئی سد راہ نرہا تو سلیمان صاحبقران نے وہان سے سوے حورجنی کوچ کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لیا بعد قطع راہ دور و دراز در حجرہ حورجنی تک پہونچے دیکھا کہ در حجرہ بند ہے حورجنی اندر حجرے کے ذکر خدا کر رہا ہے سلیمان صاحبقران نے چند دیوون سے کہا کہ حورجنی سے ہمارے یہان آنے کی خبر کر دو ان سے کہو کہ دروازہ حجرے کا واکرین ہم واسطے ملاقات اور ملنے کے لئے آئے ہین تھوڑی دیر ہم سے ہمسخن ہون بعدہ ذکر خدا مین مصروف ہون اُن دیوون نے حکم کی تعمیل کی حورجنی نے دروازہ حجرہ کا واکیا اندر حجرے کے بلایا اور واسطے تعظیم کے اپنے فرش جگہ سے اٹھا اور سلام کیا پھر وہین سلیمان

صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بٹھا کر بعد مزاج پرسی سبب تشریف آوری دریافت
کیا سلیمان صاحبقران نے قبل ظاہر کرنے اپنے آنے کے سبب کے سراپاے جورجنی عامل کامل
پر اور اس کے حجرۂ مسکونہ پر نظر کی معلوم ہوا کہ جورجنی ایک مرد بزرگ نہایت سن رسیدہ باریش دراز
و سفید نحیف و لاغر ہی باوجود کبیر سنی کے چہرے پر نور ہی پیشانی پر نشان سجدہ ہی علامت کثرت سجدہ
و عبادت خدا کی ہی سر پر عمامہ ہی بدن پر پوشاک پاک و صاف ہی دست حق پرست مین تسبیح ہی آنکھین
محو نظارۂ قدرت پروردگار ہین سینہ گنجینہ علم و کمال ہی کثرت لاغری سے رگین شکم و پشت وغیرہ
اعضا کی ظاہر ہین ہمہ تن پوست استخوان ہی کثرت رکوع سے پشت دوتا ہی بوجہ کبیر سنی کے کوزہ پشت
ہی حجرے مین مال دنیا سے بجز فرش حصیر کچھ نہین ہی وسعت مین وہ حجرہ کم ہی چندان کشادہ و وسیع
نہین ہی کہنہ و بوسیدہ ہی اس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ نہایت کہنہ ہی تعمیر اس کی مدت درازکی ہی
نہین معلوم کس زمانہ کا بنا ہوا ہی اور کس نے بنایا ہی جا بجا سے شکستہ و بے مرمت ہی گویا بصورت قبر ہی
کہ تنگ و تاریک نہین ہی روشنی ہی کھانے اور پینے کی قسم سے کوئی شے وہان نہین ہی نہ کوئی ظرف
کسی قسم کا ہی پس سلیمان صاحبقران نے جواب دیا کہ اے جورجنی باعث ہمارے یہان آنے کا ایک
امر ضروری ہی وہ یہ ہی کہ کچھ آپ سے دریافت کرنا ہی منظور ہی جورجنی نے کہا پوچھو جو کچھ پوچھنا ہو اگر ہم کو
معلوم ہوگا تو بتا دین گے سلیمان صاحبقران نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ یہ ہمارے عزیز قریب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہین پردۂ دنیا پر آپ ہی
صاحبقران ہین یہ بضرورت مع اپنے لشکر کے براے فتح طلسم زلزلہ جاتے تھے اثناے راہ طلسم مذکور
مین ان کو چار قلعے نظر آئے ان قلعون سے گذرنے کا ارادہ کیا قلعہ اول کا جو حاکم حسین پیغو تھا
ہی سد راہ ہوا کسی طرح راہ دینے پر راضی نہوا آخر کار نوبت بجنگ پہونچی غوغاے رعد آواز سے
مقابلہ ہوا جو بہادر و دلاور ہوا اس سے جا کر ہم نبرد ہوا اس نے نعرہ کیا بمجرد نعرہ کرنے کے حریف اس کا
بیہوش ہوگیا اس نے اسے اسیر کرلیا اسی طرح بکثرت بہادرون کو ہنگام جنگ و مقابلہ اس نے اسیر
کیا ان کے عیار وفادار طیفور گردپاسنے بعیاری سرداران سپاہ اسیر شدہ کو رہا کیا آخر کار خود انھون
نے اس نابکار سے مقابلہ کیا اس نے وار گرز گرانبار کا کیا گھوڑا ان کا ہلاک ہوا یہ بھی اس کے نعرے
سے قریب بہ غشی ہوے تھے دیو افغان ان کو پنجہ بنکر اٹھا لایا ہی پس کیا اسرار ہی کہ غوغاے رعد آواز
کی صدا سے حریف اس کا بیہوش ہوجاتا ہی اور وہ نابکار قتل ہو نہین سکتا ہی کیا تدبیر کی جاے کہ اس پر
یہ فتحیاب ہون اور دیگر حاکمان قلعہ جات مذکورہ پر فتحمند ہوکر سوے طلسم زلزلہ جاوین آپ اپنے علم اور
کمال سے مفصل حالات ارشاد کرین تاکہ اس کی کوئی تدبیر کی جاے بلکہ خود ہی آپ تدبیر فتحیابی بھی
قلعجات مندرجہ بالا ارشاد کرکے ہم کو قید فکر و تردد سے رہا کرین جورجنی عامل زبردست نے تمام حال
سنکے اپنے علم و کمال کے ذریعہ سے تا دیر فکر کرکے جواب دیا کہ اے صاحبقران پردۂ قاف آپ کو معلوم
ہو زمانہ بعید و دراز گذرا ہی کہ پردۂ دنیا پر ایک شخص عامل کامل مسمی فہیم عامل تھا اس نے واسطے اظہار
علم و کمال و حکمت اپنے کے و نیز بقاے نام اپنے کے بزور اپنے علم و کمال و حکمت و دانائی کے اثناے
راہ طلسم زلزلہ مین چار قلعے بناے اور آباد کرائے تھے اور ہر ایک قلعہ کا ایک ایک حاکم مقرر کیا تھا اور
ایک ایک شخص ہر قلعہ مین طلسم بند کیا تھا بلکہ ہر ایک قلعہ طلسم بند کیا تھا تاکہ کوئی شاہ و شہریار ان قلعون کو
بزور شمشیر فتح نہ کرسکے جو کوئی بادشاہ ان قلعون کو لینا چاہے یا راہ قلعجات سے گذرنا چاہے ہرگز نہ لے سکے

نہ گذر کر سکے اور ہنگام جنگ دست اشخاص طلسم بند سے اسیر و قید ہوا اور کوئی سرکش اُن پر فتحیاب نہو
اگر لاکھون مردم حملہ در ہون تو بھی وہ قلعہ فتح نکر سکین خود قتل و قید ہو جایئن غرض بعد تیار کرنے
قلعون مذکور کے لوح طلسمی بھی اُن قلعون کی بنائی تھی از حد کوشش و ریاضت و حکمت اُس کے
بنانے مین کی تھی بعد تیار کرنے قلعون اور لوح طلسمی کے اُس کو اپنے علم کے ذریعہ سے یہ بھی واضح ہوا
تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ایک شخص اولاد و نسل صاحبقران اولی سے برائے فتح طلسم نازلہ
جاے گا اثنائے راہ مین ان قلعون کو بھی فتح کرے گا لہذا حفاظت لوح طلسمی اُس کو واجب و لازم
ہوئی بعد فکر بسیار پوشید کی لوح طلسمی کے سوچکر اُس نے بزور عمل خوانی چند پریون اور کچھ جنون کو تسخیر
کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اکثر پریون اور جنون کے پاس بیٹھتا تھا اپنی بزم مین بارہا اُن کو جگہ دیتا
تھا پریون کی اور جنون کی ہم نشینی سے خوش ہوتا تھا لطف زندگی اُٹھاتا تھا ان پریون سے ایک
خضران سبز پوش پری تھی اور دیگر پریان اور بھی تھین چنانچہ خضران سبز پوش پری اتبک
بقید حیات ہے از حد ضعیفہ ہوگئی ہے اس پری سے فہیم عامل از حد مانوس تھا غرضکہ عامل مذکور بعد مطیع
کرنے پریون اور جنون کے بفکر پوشیدگی لوح طلسمی سرحد پردہ قاف مین آیا یہان آکر اس نے بصد تلاش
و تردد و بزور علم و حکمت ایک قلعہ وسیع و محکم مسمی بہ طلسم شمشیر جنبان بنایا در قلعہ پر دو تلواریں لگائین
کہ وہ اتبک شب و روز ہر لحظہ و ساعت جنبان رہتی ہین جو کوئی دیو یا جن یا بنی آدم سایہ دیوار طلسم
شمشیر جنبان مین اگر سہواً بھی چلا جاتا ہے یا حد طلسم مذکور مین قدم رکھتا ہے تو وہ دو تلواریں جو در قلعہ پر آویزان
و جنبان ہین فی الفور در قلعہ سے جدا ہو کر مانند دو برقون کے اوپر اُس کے گرتی ہین اور خرمن حیات
کو اُس کے جلا کر خاک کر دیتی ہین اور پھر بدستور در قلعہ مین آویزان ہو کر جنبان ہوتی ہین القصہ بعد تیار کرنے
طلسم مذکور کے حاکم و بادشاہ اُس طلسم کا برق جادو کو کیا اور اُسی کے نام پر طلسم مذکور کو باندھا
قواعد و مرحلات طلسم مانند دیگر طلسمون کے اُس مین بھی قائم کئے اور اندر اُس طلسم کے ایک مقبرہ بھی
بنوایا جب وہ مرض الموت مین مبتلا ہوا زندگی سے نا امید ہوا حاکم و بادشاہ طلسم مذکور کو بلا کر کہا کہ
مین اب جانبر نہون گا دنیا سے سوئے عدم جاؤن گا اس بیماری سے نہ بچون گا لہذا قبل از مرگ
ہم نے تجکو اسواسطے بلایا ہے کہ چند وصیتین تجھ سے کر دین اور پابند اُن وصیتون کا تجکو کر دین تجھے بھی
لازم ہے کہ ہماری وصیتون پر عمل کرنا خلاف اُن کے عمل نہ کرنا ورنہ پچھتائے گا جان سے جائیگا
اس بادشاہ طلسم شمشیر جنبان نے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر احسان کیا ہے مجھے اس طلسم کا بادشاہ کیا ہے
جو وصیت کیجیے گا اُس پر عمل کرون گا جادۂ اطاعت و فرمانبرداری سے علیحدہ قدم نہ رکھون گا آپ
ارشاد فرمایئن وہ نصایح اور وصایا لیا ہین فہیم عامل نے کہا اول وصیت یہ ہے کہ ہمیشہ اس طلسم
سے خبردار و ہوشیار رہنا امور و قواعد طلسمی مین زیادتی و کمی نہ کرنا کبھی اس طلسم کی نگرانی سے غفلت
نکرنا دوم یہ وصیت ہے کہ کبھی کسی بنی آدم کو اپنے پاس نہ آنے دینا نہ اُس کو اپنی محفل مین جگہ دینا بیاد
فتاح اس طلسم کا کہ بنی آدم سے ہوگا یہان آئے اور تجکو قتل کرے اس طلسم کو توڑے اور مرحلات
طلسم درہم و برہم کرے لہذا اپنی حفاظت بنی آدم سے بہت کرنا جان اپنی طلسم کشا سے بچانا بنی آدم سے
کبھی بے خوف و خطر نہونا اگر اس طرف کوئی بنی آدم آجائے خبردار اُسے اسیر کرکے بیرون طلسم لیجا کر
تہ تیغ کرنا زندہ نہ چھوڑنا سوم یہ وصیت ہے کہ جب مین مر جاؤن یہ لوح طلسمی میرے پہلو مین میری قبر مین
رکھدینا اس حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اور قبر میری اندر مقبرہ کے جو کہ ہم نے اندر طلسم کے بنوایا ہے دفنانا

اور بشرکت خضران پری و دیگر جنون کے غسل و کفن دے کر یہین دفن کرنا حال لوح طلسمی کا خضران
پری اور دیگر جنون سے بھی جن کو ہم نے اپنا مطیع کیا ہی کہنا اس راز کو اپنے ہی دل مین رکھنا. چہارم وصیت
یہ ہی کہ ہر ایک ہفتہ کو اگر خضران پری مع دیگر پریون کے میری قبر پر واسطے فاتحہ خوانی کے آئین تو ان کو
نہ روکنا بلکہ ہمراہ اُن کے تا قبر تو بھی جایا کرنا جب وہ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر قبر سے میری اُٹھین اُنھین
کے ہمراہ بیرون طلسم جانا پھر در قلعہ بند کر دینا کلید قفل در طلسم شمشیر جنبان ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور کسیکے
سپرد نکرنا اور اس کا بھی خیال رکھنا کہ جو کوئی تیرے ہمراہ اندر طلسم مذکور کے جائیگا اس پر کوئی آفت
نہ آئیگی ہلاکت سے محفوظ رہیگا کیونکہ ہم نے انتظام و قاعدہ اس طلسم کا اسی عنوان مذکور سے رکھا ہی
تاکہ ثواب سورۂ فاتحہ سے محروم نرہین اور خاص ہمراہ تیرے دوستخواہ ہمارے مرقد پر آیا کرین اور
ہماری قبر پر سورۂ فاتحہ پڑھا کرین یہ بھی ایک راز ہی خبردار کسی سے نہ کہنا ورنہ باعث خرابی و بربادی
ہوگا نہ تو زندہ رہیگا نہ طلسم رہیگا یہ کہکر شاہ طلسم مذکور کو رخصت کیا تھا پھر چند روز زندہ رہکر مرگیا
تھا بادشاہ طلسم مذکور نے بشرکت خضران پری اور اُن جنون اہل اسلام کے جنکو فہیم عامل نے
مطیع اپنا کیا تھا غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھوا کر موافق وصیت اندر طلسم شمشیر جنبان کے جو
مقبرہ تھا اُسی مقبرے مین لحد کھدوا کر اُسے دفن کیا تھا اے صاحبقران پردۂ قاف ابتک وہ طلسم
بدستور ہی اور بادشاہ اُس کا بھی موجود ہی اگر اُن قلعجات کا فتح کرنا مقصود ہی جو کہ اثنائے راہ طلسم
زلزلہ مین واقع ہین تو وہ لوح طلسمی جو فہیم عامل نے حسب وصیت اپنی قبر مین رکھوائی ہی اُس کو حاصل
کرنا چاہیے بغیر اُس کے دستیاب ہونے کے وہ قلعجات کہ طلسم بند ہین اور غوغائے رعد آواز وغیرہ
بھی کہ طلسم بند ہین ہرگز فتح اور قتل نہونگے یہ تمام حال ہم نے بیان کر دیا ہی تدبیر حصول لوح طلسمی
مین آپ کوشش کیجیے یہ کہکر خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے اُس کے علم و زہد قناعت و
عبادت کی ثنا کرکے کہا آپ نے احسان کیا کہ اس راز سے آگاہ کیا اگر آپ نہ بتاتے تو کبھی ان باتون
سے اطلاع ہوتی خداوند عالم آپ کو پردۂ قاف مین ہمیشہ زندہ رکھے کہ ذات والا صفات آپ کی
باعث برکت و افادت ساکنان پردۂ قاف ہی یہ کہکر پوچھا کہ اس حجرے مین آپ کی بسر کیونکر ہوتی ہی
بظاہر تو کچھ سامان و اسباب راحت دنیا یہان موجود نہین ہی اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہی کوئی
خادم و خدمتگار بھی آپکا یہان معلوم نہین ہوتا ہی حور حبشی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مسافر کو اسباب و سامان دنیا کی کیا حاجت ہی سرائے دنیا جائے راحت و آرام
نہین ہی یہ تو اہل عقل کے نزدیک ایک قیدخانہ ہی جو عاقل و دانا ہی وہ اس زندان مین مثل قیدی
کے ہی بعد اختتام مدت حبس جسطرح قیدی قید سے رہا ہوجاتا ہی اسی طرح انسان بھی بعد ختم زمانہ حیات
مرجاتا ہی چند روز دار دنیا مین رہتا ہی رہنے کی یہ جگہ نہین ہی مکان ہمیشہ رہنے کا آخرت ہی ذرا خیال کرو
کیسے کیسے انبیا و اولیائے خدا و شاہان عالی ہمت صاحب ملک و دولت علما و حکما و اہل فن جو وحید عصر
و یکتائے روزگار تھے دنیا مین آئے لیکن اب کہان ہین خانہ زیر زمین نہان ہین خواب اجل مین ایسے سو رہے ہین کہ
ہوشیار نہین ہوتے ہم بھی اُن رفتگان سے ملحق ہونے والے ہین اس سرائے دنیا سے سوے عدم
جانے والے ہین متردد و غمگین ہین کہ سفر دور و دراز درپیش ہی زاد راہ کچھ بھی پاس نہین ہی مفلس ہم
تہی دست ہین سوائے بار گناہ کے اعمال خیر ہمارے پاس نہین ہین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی خدا اپنی
رحمت شامل حال کرے اور اکل و شرب کے باب مین جو کہا کیا نہین جانتے کہ خداوند عالم رازق العباد

ہی بلکہ کل مخلوق کا اپنی ضامن رزق ہی اُس نے وعدہ رزق دینے کا کیا ہی بہر طور سب کو رزق پہونچاتا
ہی ہم گنہگار سراپا خطا کار پیر زمین گیر کو بھی اپنی قدرت کاملہ سے روزی دیتا ہی صبح و شام طعام لذیذ و
خوش ذائقہ بھیجدیتا ہی پانی سے بھی محروم نہین رکھتا ہی اچھی طرح ہم سیر و سیراب ہوتے ہین یہان سے
نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو بلاتے ہین نہ کوئی یہان آتا ہی صدہا برس کے بعد آج آپ صاحبون کا ادھر
آنا ہوا ہی دروازہ حجرے کا ہم بند رکھتے ہین کبھی اگر ضرورت ہوتی ہی یا دل گھبراتا ہی تو کھولتے ہین ہین
خادم و خدمتگار کی کیا ضرورت ہی کوئی کام ہمین درپیش نہین ہوتا ہی صرف بیٹھے رہتے ہین اچھی طرح
عبادت خدا بھی نہین کرسکتے ہین پروردگار عالم کے بندۂ خاطی ہین اُس کی رحمت پر نازان ہین
یہ کہکے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ
حضرات نے ہم ایسے خاکسار کو اپنی تشریف آوری سے سرافراز کیا ہی ہم فقیر ہین مال دنیا سے کچھ پاس
نہین رکھتے ہین شرمندہ نادم و خجل ہین کچھ نذر زر و جواہر نہین سکتے ہین نہ حسب دلخواہ سامان
دعوت و ضیافت کرسکتے ہین نہ اس لائق ہین کہ خدمتگذاری سے شرفیاب ہون مگر دل چاہتا ہی کہ
یہان کچھ آپ حضرات تناول فرمائین تاکہ باعث ہمارے فخر و افتخار کا ہو کہ ایک شخص نے رکھا یا سے
شاہان اولوالعزم کے سامنے ایسا ماحضر رکھا کہ جو اُن کے لائق کھانے کے نہ تھا لیکن شاہان ممدوح نے
ازراہ نوازش و الطاف بخاطر اُس مرد غریب و محتاج کے اُسی ماحضر کو تناول کیا اور عذر نہ کیا سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حور جنی کو رنجیدہ خاطر کرنا گوارا نکرکے
کہا کہ جو آپ کی خوشی ہو وہ ہمکو بدل منظور ہی حور جنی نے شادمان ہوکر آہستہ کچھ پڑھا کسی نے نہ سنا کہ
کیا پڑھا بعد ایک لمحہ کے کہا لاؤ جلد لاؤ دیر نہ کرو سلیمان صاحبقران بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک شمام
مین بوے طعام خوش ایسی آئی کہ دماغ معطر ہوگیا متحیر ہوکر جانب صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ دیکھا اس اثناے مین حور جنی نے اُٹھکر گوشۂ حجرہ مین جاکر چند خوان پر از طعام رنگا رنگ و لطف
و نادر و نایاب و خوشبو مع چند صراحیان کہ آب سرد کی تھین لاکر روبرو رکھکر دستر خوان نفیس بچھاکر موافق
قاعدہ قابین اور پلیٹین اور تشتریان کہ جو پُر از طعام گرماگرم و لطیف تھین اُس پر رکھین بعدہ ابریق
و آفتابہ نقرئی لاکر ہاتھ دھلاکر بعجز و انکسار کہا کہ اس نان خشک موجودہ کو تناول کیجیے اس فقیر و محتاج
کی دعوت قبول فرمائیے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا
کہ آپ کے فرمانے سے ہمین اکل و شرب مین کچھ عذر نہین ہی لیکن آپ بھی ہمارے ساتھ شریک طعام ہون
حور جنی نے عذر و انکار مناسب نہ جان کر کہا خیر ہم بھی شریک طعام ہونگے ارشاد آپ کا بجا لائینگے
حالانکہ یہ غذا مین نہین کھاتا اور یہ وقت بھی میری طعام خوری کا نہین ہی بسم اللہ نوش فرمائیے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ
کھانا شروع کیا حور جنی بھی ہمراہ باادب کھانے لگا وہ طعام رنگا رنگ و شیرین و نمکین ایسا خوش ذائقہ
و لذیذ و خوشبو و گرما گرم ظروف جواہرات مثل الماس و یاقوت و زبرجد وغیرہ مین تھا کہ سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے باوجود حکومت و ثروت و دولت
کے اپنی عمر مین کبھی نہ کھایا تھا کیونکہ وہ طعام بفرمائش حور جنی موکلون کا لایا ہوا تھا اور وہ پانی جو
صراحیون مین بھرا ہوا تھا وہ ایسا سرد و شیرین تھا کہ جان شیرین اُس پر نثار تھی اور در اصل عسل سے
بھی شیرین تر تھا گویا آب حیات تھا برف سے زیادہ سرد تھا اور ساغر آب زبرجد و یاقوت بیش بہا

سکے تھے جب تینون اشخاص اُس طعام و آب سے سیر و سیراب ہو چکے دستر خوان بڑھایا گیا ہر ایک نے حسب قاعدہ ہاتھ دھویا رومال سے ہاتھ پاک و صاف کیا اس اثنا میں وہ خوان طعام مع ظروف آب و طعام دفعتاً نظر سے غائب ہو گئے موکل ان کو اٹھا لیگئے بعدہ خورجنی عامل زبردست نے کچھ کچھ آہستہ پڑھا اور کہا کہ اب میوہ ہاے لذیذ و مقوی خشک و تر بہتر سے بہتر جا کر جلد لاؤ حسب الحکم موکل فرمانبردار جا کر ظروف جواہر نگار بلکہ ظروف جواہر میں نہایت حسن و خوبی سے میوہ ہاے طلب کردہ رکھکر لے آئے اور ایک کشتی نقرئی و طلائی میں وہ ظروف پر میوہ رکھکر کشتی پوش زرین اس پر ڈالا رو برو خورجنی کے آہستہ سے رکھدیے خورجنی نے وہ کشتی پر از میوہ سامنے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھکر کہا کہ اب کچھ یہ میوہ تر و خشک بھی کھائے سلیمان صاحبقران اور صاحبقران نے خورجنی کے اصرار کرنے سے کچھ میوہ تر و خشک بھی کھایا بعدہ آب سرد سے ہاتھ دھو کر کہا کہ بیشک آپ عامل زبردست ہیں موکل آپکے تابع فرمان ہیں اس دار ی میں صاحب اختیار ہیں حکومت موکلون پر رکھتے ہیں آپ بظاہر نادار ہیں لیکن بادشاہت کرتے ہیں بلکہ شاہون سے زیادہ آپ حکمران ہیں ہماری خوشی اب یہ ہے کہ آپ اس ملک کی بادشاہت کریں اپنے جد و آبا کے ملک پر قابض و متصرف ہون تخت حکمرانی پر جلوس کیجیے قدم اس حجرۂ تنگ سے باہر نکالیے کیونکہ ہم نے دیو سرکش کو جو اس ملک پر قابض و متصرف ہو گیا تھا ہنگام جنگ ... قتل کیا ہے ملک کو بیدینون سے پاک و صاف کر دیا اس کفرستان کو اسلام آباد کیا ہے وجہ قتل کرنے دیو سرکش کی یہ ہوئی کہ ہم کو ان ضرورتون کی وجہ سے آپکے پاس آنا منظور ہوا دیو سرکش نے ہمین روکا آمادہ شر و فساد ہوا آخر اُس کو ہنگام جنگ قتل کیا جو دیو بیدین تھے اُن کو مسلمان کیا ہے راستہ پاک و صاف ہے اب کوئی دیو و جن بیدین اس ملک میں نہین ہے آپ بھی خدا پرست ہیں اب سا کنان شہر بھی خدا پرست ہوے ہیں اب کسی کی طرف سے خیال شر و فساد کا نہ کیجیے ہمارے کہنے پر عمل کیجیے خورجنی نے جوابدیا خداوند عالم آپکو جزاے نیک دے آپنے اس ملک کو اسلام آباد کیا بیدین سرکشون کو علے الخصوص دیو سرکش کو قتل کیا مجھے اُس کے قتل ہونے کی خوشی ہوئی کہ بیدین بد آئین و سرکش و مغرور تھا اب اس ملک کو بھی میری آرزو یہ ہے کہ اپنے قبضہ میں رکھیے یہان کی بھی حکومت کیجیے مجکو حکمرانی سے اس ملک کی معذور رکھیے کیونکہ میں پیر ہون بار حکومت مجھسے نہ اٹھیگا سوا اس کے خداوند عالم نے واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے عبادت سے باز رہونگا حکومت ملک کی کرنے میں عبادت الٰہی نہو سکیگی حالانکہ جو عبادت کرنا چاہیے وہ ہو نہین سکتی ہے مجکو مال و دولت و ملک سے کیا مطلب یہ حجرہ مجکو بہتر حکومت ملک سے ہے کہ ایک گوشۂ عافیت ہے حیات چندروزہ اسی حجرے میں بسر ہو جاے گی خداوند عالم آپ صاحبون کا بھلا کرے کہ اس ملک کو اسلام آباد کیا دیو سرکش بیدین کو تہ تیغ کیا یہ کہکر خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے بعد تھوڑی دیر کے رخصت چاہی خورجنی نے دعاے ترقی عمر و دولت و حکومت و اقبال دے کر کہا خیر بسم اللہ سدھارو اللہ آپ صاحبون کو مع الخیر رکھے مدام آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے اور جملہ مطالب دینی و دنیوی بر لائے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد رخصت ہونے کے اٹھکر بیرون حجرہ آکر تخت پر سوار ہوے دیوون اور پریزادون نے تخت اٹھایا ادھر حجرہ خود بخود خورجنی کا بند ہو گیا پریزاد اور دیو تخت کو بلند کر کے سوئے قصر فیروز نگار روانہ ہوے لشکر پریزاد اور دیو

عقب سواری چلا بعد قطع راہ سلیمان صاحبقران و صاحبقران پردہ و بنا دہ قصر فیروزہ نگار پر پہونچے دیوون نے تخت اتارا سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تخت سے اتر کر بصد خوشی داخل قصر مذکور ہوئے پریان حاضر خدمت ہوئین خدمت گذاری مین مصروف ہوئین سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے کہا مبارک ہو کہ حال کماحقہ جورجی سے معلوم ہوگیا اب کسی تدبیر سے لوح طلسمی حاصل کیجیے تاکہ غو غاے رعد آواز وغیرہ اُس لوح کی ہدایت سے قتل ہون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ ہم سے لوح طلسمی قدیم عامل کی قبر سے نکالی نجاے گی کیونکہ شرعاً قبر کا کھودنا ممنوع ہی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اگر اس طور سے آپکو حصول کے بارے مین انکار ہی تو اپنے عیار کو اپنے لشکر سے یہان طلب کیجیے وہ بعیاری و مکاری لوح طلسمی جاکر کسی عنوان سے لے آئیگا یہ راے سلطان کیوان شکوہ نے پسند کرکے کہا کہ کسی دیو کو بطلب خواجہ طیفور گردیار روانہ کرنا چاہیے سلیمان صاحبقران نے اُسی وقت ایک دیو کو بلا کر شکل و صورت خواجہ کی خوب بتا کر فرمایا کہ ایسی صورت کا جو کوئی شخص لشکر اہل اسلام مین ہو اُسے جاکر اُٹھا لا اُس نے پوچھا لشکر اہل اسلام کہان ہی فرمایا اثناے راہ طلسم زلزلہ مین چار قلعے واقع ہوئے ہین رو برو سے قلعہ اول لشکر اہل اسلام پڑا ہی اگر حسب اتفاق جس صورت و شکل کا آدمی ہم نے تجھ سے پہلے بتایا ہی لشکر اسلام مین نملے تو جس جگہ اُسی صورت کا انسان دیکھنا اُسے یہان لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا ورنہ تجکو سزاے سخت دیجاےگی دیو مذکور حسب الحکم روانہ ہوا اس کو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب یہان سے

دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ کے بیان کیے جاتے ہین

تمھارے حسن پر برپا قیامت ہونے والی ہی
نئی صورت ہی جو کچھ اور صورت ہونیوالی ہی

وہ کہتے ہین کسی سے ہمکو الفت ہونیوالی ہی
ہماری بھی تمھاری ہی سی حالت ہونیوالی ہی

ہمارا ذکر پھر آنے لگا ہی اُن کی صحبت مین
سُنا ہی ہم پر اُن کی پھر عنایت ہونیوالی ہی

زمین ٹالیگا وعدے پر کہا تھک آجکل کہکر
کہ آخر ایک دن ظالم قیامت ہونیوالی ہی

مری بالین سے اُٹھ بیٹھو کہ وقت نزع ہی میرا
یہان تو عذر اب میری حالت ہونیوالی ہی

بنایا ہی دُلہن کمرہ سجا کر آج ساقی نے
یہ کس میخوار کی یارب ضیافت ہونیوالی ہی

پھر اُن کے ذکر سے ہونے لگی وابستگی مجکو
کدورت مٹ مٹا کر اب محبت ہونیوالی ہی

ہمارے سامنے کر لاکھ وصف حور اے واعظ
کہین یارون کی ڈانواڈول نیت ہونیوالی ہی

بڑھاپی ہی جو تم نے رسم چھیڑون سے تو اچھا ہی
ہماری بھی کہین صاحب سلامت ہونیوالی ہی

نسیم اب ایسے پھیرے کرتے ہین پھر کو جاتا کے
نئے سر سے مگر حضرت کو وحشت ہونیوالی ہی

کہ جب پنجہ صاحبقران کو اُٹھا لے گیا حسین سبز قبا کو بہت خوشی ہوئی اور بادشاہ دیکھا لشکر اہل اسلام و تباہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نہایت صدمہ ہوا سپاہ کفار بصد خوشی حکم حسین سبز قبا سے ہی عجب اے رعد آواز میدان جنگ سے فرودگاہ پر گئے ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام

جنگاہ سے مع لشکر غمگین قیام گاہ سپاہ پر آئے تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران سپاہ و تمامی سواران لشکر بھی اپنے اپنے مرکبون سے اُتر کر اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ مین جاکر ملول و حزین بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اُسی حالت حزن و ملال مین اپنے لشکر کے رمالون کو طلب کر کے اُن سے پوچھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو میدان جنگ سے کون لے گیا اب اُن سے کب ملاقات ہوگی اُنھون نے زائچہ کر کے اشکال پر نظر کر کے جواب دیا کہ اے ظل اللہ ہمکو بقاعدہ علم رمل ایسا ثابت ہوتا ہے کہ صاحبقران کو کوئی اُن کا دوست اُٹھا لے گیا ہے قریب ہفتہ عشرہ کے عجب نہین کہ وہ یہان تشریف لائین بادشاہ لشکر اسلام نے یہ مژدہ اُس سے سُنکے اُن کو خلعت دے کر رخصت کیا فی الجملہ قلب کو اطمینان ہوا اُدھر حسین سبز قبا نے میدان جنگ سے جاکر اپنے عیار رسمی سبک رو کو طلب کر کے اُس سے کہا کہ ہمارے محسن و مالک فہیم رمال نے ایک روز ہم سے تخلیہ مین کہا تھا کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے اس طرف سے سوے طلسم زلزلہ جائے گا اُس سے خوف کرنا اور اُس کے عیار سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہی دونون تباہ و برباد کنندہ ان قلعون کے ہونگے حتی الامکان اُن کو قتل کرنا پہلوانان لشکر سے اُن سے مقابلہ کرانا لشکر کو اُن کے یا تو اپنی سرزمین قلعہ سے ہٹا دینا یا سب کو قتل کرنا غرض نامبردگان سے غافل و بیخوف نہ رہنا لہذا صاحبقران کو تو پنجہ اُٹھا لے گیا شاید فہیم رمال نے اُن کو بقہر و غضب اپنے پاس کسی ذریعہ سے طلب کر لیا ہے اُن کو وہ سزاے مناسب دینگے اُن کی تو شر و ضرر رسانی سے ہم بیخوف ہوے اب وہ اُن کا عیار اور اُن کا لشکر یہان ہے تو اُس کے دفع کرنے کی تدبیر ہونا چاہیے یہ کہکے ایک نامہ لکھوا کر عیار سبک رو کو دے کر کہا کہ ابھی اس نامہ کو پاس بادشاہ لشکر اہل اسلام کے لیجا اور جواب اس کا لے آ عیار سبک رو نامہ کو لے کر مانند نامہبرون کے نامہ دستار مین رکھکر پچاس ساٹھ عیارون کو ہمراہ لے کر بصورت اصلی قلعہ سے جانب لشکر اہل اسلام روانہ ہوا عیاران لشکر اہل اسلام نے یہ خبر بادشاہ لشکر سے جاکر بیان کی کہ اسوقت مہتر سبک رو عیار بادشاہ حسین سبز قبا کا نامہ اپنے بادشاہ کا لیے ہوے اس طرف تھوڑے عیارون کے ساتھ آتا ہے بادشاہ موصوف نے یہ خبر سُنکے حکم دیا کہ خواجہ طیفور گرد پا چند عیارون کے جاکر استقبال اُس کا کر کے اُسے یہان لے آئین دشمن سے بھی خلق و مروت پیش آنا چاہیے اسوقت وہ براے نامہ بری آتا ہے خواجہ طیفور گرد پا حسب الحکم اسیوقت بہت سے عیارون کو ہمراہ لے کر اُس کے لینے کو روانہ ہوئے اثناے راہ مین اُس سے ملے پوچھا اسوقت کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ اے خواجہ طیفور گرد پا ہمارے بادشاہ نے ہمین ایک نامہ دیا ہے فرمایا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دے آؤ مین حسب الحکم نامہ خداوندی آیا ہون خواجہ نے کہا اچھا چلو حکم اپنے بادشاہ کا بجا لاؤ ہم تمھارے لینے کے واسطے یہان آئے تھے یہ سنکر اُس نے کہا کہ تم نے میری عزت افزائی کی کہ تکلیف گوارہ کی یہ باتین باہم کرتے ہوے دونو داخل لشکر ہوے مہتر سبک رو اجازت حاصل کر کے دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین گیا بخیر کے سلام سلام کیا پھر جملہ اہل دربار کی طرف بنظر حیرت دیکھکر دل مین کہا کہ ان اہل اسلام نے سلیمان کیا ہی کیا سرداران سپاہ نامی و نامور ہین کیا دربار بہادرون سے بھرا ہوا ہے تا ہنوز لشکر بیرون چہرہ جانب اہل دربار دیکھ رہا تھا کہ بادشاہ ممدوح نے موافق اُس کی لیاقت کے زمرہ وہ بخود حضور جنی کا بیٹھنے کا کیا وہ سلام کر کے جو کرسی برابر خواجہ طیفور گرد پا کے بیٹھنے کی رکھی تھی اُس پے لشکر بیزار و اوردیو

قاعدہ ساقی نے بحکم بادشاہ موصوف لے سے جام پر از بادۂ گلگون دیا اُس نے وہ جام دست ساقی سے لے کر شراب پی جب دماغ اُس کا حرارت بادۂ ناب سے گرم ہوا یعنے نشہ ہوا پکارا منم نامہ دار حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ بادشاہ ممدوح نے نامہ اُس سے طلب کیا اُس نے نامہ دیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے میر منشی کے حوالے کرکے ارشاد کیا کہ اسکو باآواز بلند پڑھو تاکہ سب اہل دربار سنیں اُس نے لفافہ کو چاک کرکے عبارت نامہ کو باآواز بلند پڑھا مضمون نامہ خلاصہ یہ تھا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام آگاہ ہو کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طرف آکر ہم سے بر سر فساد و جنگ ہوئے اور انھون نے ارادہ ہمین قتل کرنے کا کیا فہیم عامل نے اُن پر عتاب کرکے اپنی برق غضب سے اُن کو جلا دیا آپ بھی اُن کے قہر و غضب سے ڈریے بہتر یہ ہے کہ آٹھ روز کی مدت مین ہماری سرزمین قلعہ سے مع اپنے لشکر کے چلے جائیے اگر نہ جائیے گا تو بہت پچھتائیے گا ہم غوغاے رعد آواز کو روانہ کرکے آپ کے لشکر کو تباہ و برباد و قتل کر ڈالین گے آپ کو بھی زندہ نرکھین گے اطلاع دیدی گئی ہے بادشاہ ممدوح نے اُس نامہ کی پشت پر یہ جواب تحریر کرایا کہ اے حسین سبز قبا حاکم ہر چہار قلعہ نامہ تمھارا بدست سباک رو عیار ہمین پہونچا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی موافق تمھارے کہنے کے ہم جہان تک ہوسکیگا جلد یہان سے چلے جائین گے مگر آٹھ روز کی مدت مین ہمارا یہان سے جانا ناممکن ہے ہمکو انتظار صاحبقران کے آنے کا ہے یہ عبارت لکھوا کر مہتر سباک رو کو نامہ دے کر خلعت بھی دیا وہ خلعت سے سرافراز ہو کر اپنے بادشاہ کی طرف ہمراہ اپنے شاگردون کے روانہ ہوا اثناے راہ مین دیکھا کہ نرگس رفیق ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا حاکم ہر چہار قلعہ لباس رنگین پہنے ہوئے خرامان خرامان چلی آتی ہے اپنے حسن و جمال پر مغرور ہے ناز و ادا سے چلتی ہے کبھی ٹھہر جاتی ہے سبزے کی سیر کرتی ہے کبھی آہستہ آہستہ چلتی ہے مہتر سباک رو نے اُسے پہچان کر پوچھا کہ اے نرگس اسوقت کہان کا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ کیا کہون اسوقت بارادۂ گرفتاری خواجہ طیفور گرد پا نکلی ہون اُس نے بہت صدمے ہماری ملکہ کی وزیرزادی کو دیے ہین ملکہ عالم بھی اُس سے ناخوش ہین والد ملکہ عالم کو بھی اُس عیار چالاک و پرفن سے خوف و خطر ہے مہتر سباک رو نے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ فی الحال تمھاری ملکہ کیسی ہین مزاج اُن کا بحال ہے خوش و خرم صحت سے ہین یا نہین نرگس نے مہتر سباک رو کو علحدہ لے جا کر تنہائی مین آہستہ کہا کہ اے سباک رو آگاہ ہو کہ جس وقت سے پنجہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو مقابلہ غوغاے رعد آواز سے اُٹھا لے گیا ہے اُن کا عجب حال ہے گویا دیوانی ہو گئی ہین اکثر اشعار عاشقانہ پڑھتی ہین کبھی اشعار اشتیاق ملاقات کے مضمون اپنی زبان پر جاری کرتی ہین کبھی خود بخود آبدیدہ ہوتی ہین کبھی بالش خواب پر خاموش غمگین و حزین لیٹی رہتی ہین کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتی ہین کبھی کچھ خیال کرکے ہنستی ہین معلوم ہوتا ہے کہ عشق مین صاحبقران موصوف کے اور اُن کی جدائی مین ملکہ کا یہ حال ہے اگر چندے یہی حال رہا تو ہلاک ہو جائین گی کیونکہ آب و طعام مین اُن کے کمی ہے اکثر اوقات کبھی غذا نہین کھاتی ہین کبھی سب کے کہنے سے کچھ براے نام کھا لیتی ہین اے مہتر سباک رو عیار مین نے یہ حال ملکہ کا تم سے کہا ہے تم خبردار کسی سے نہ کہنا مہتر سباک رو نے کہا اچھا مین کسی سے نکہونگا تم یہان سے ملکہ کے پاس جاؤ تم بھلا کیا طیفور گرد پا کو پکڑ لاؤ گی تم عیاری کیا جانو اُس نے کہا کہ تم نے بھی عجب بات کہی طیفور کی تو کیا حقیقت ہے مین اپنے حسن دلفریب کو دکھا کر جس کو کہو اسے

اپنے دام مکر مین اسیر کرلون مہتر سیاک رو نے ہنسکر کہا مین یقین ہوا کہ تم بڑی عیارہ ہو لو جاؤ
اب آگے نجاؤ یہ کہکر ہمراہ اس کو لے کر قلعہ مین گیا نرگس تو خدمت ملکہ مین گئی مہتر سیاک رو نے
سامنے اپنے بادشاہ کے جاکر جواب نامہ دیا اُس نے پڑھکر کہا کہ اب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو
صاحبقران نہ ملین گے اُن کو عبث اُن کے آنے کا انتظار ہی خیر ہم آٹھ روز تک اُن سے خبر ہو سکے
بعدہ غوغائے رعد آواز کے ہاتھ سے بادشاہ وغیرہ جملہ اہل اسلام کو قتل کرائین گے یہ کہکے
خاموش ہوا مہتر سیاک رو نے خدمت بادشاہ سے اپنے خیمہ مین آکر اپنے شاگردون سے کچھ باتین کرکے
اُن کو کچھ سمجھاکے کہا کہ آؤ میرے ساتھ چلو تیس چالیس شاگرد اُس کے ہمراہ ہوے مہتر سیاک رو
اُن کو ایک باغ کہنہ وبے مرمت مین کہ قلعہ سے نزدیک تھا لے گیا پھر رنگ وروغن عیاری لگاکر
کسی کو بصورت ملکہ یعنی بشکل دختر حسین سنبر قبا بنایا پوشاک شاہزادیون کی سی پہنائی کسی عیار کو
بصورت فتانہ بہار آرا یعنی وزیرزادی ملکہ حسین گلگون قبا کی شکل پر بنایا اکثر عیارون کو ملکہ
کی ہمجولیون کی صورت پر بنایا بہت سے عیارون کو بشکل وصورت کنیزون کے بنایا خود بھی ایک
زن خوبرو کی صورت بن کر چند کنیزون نقلی کو ہمراہ اپنے لے کر ایک لالٹین روشن کرکے انھین
کنیزون سے ایک کنیز کو دے کر کہا آگے چل وہ کنیز لالٹین لیے ہوے آگے آگے ہنگام شب چلی
مہتر سیاک رو لالٹین کی روشنی مین چند کنیزون نقلی کے ساتھ جانب لشکر اہل اسلام خرامان خرامان
چلا بعد قطع راہ قریب لشکر کے پہونچا مردان لشکر سے پوچھا کہ خیمہ طیفور گردیا کا کہان ہی انھون
نے بتادیا زن مذکورہ اندر خیمے کے گئی دیکھا کہ طیفور گردیا بیٹھا ہی کوئی اُس کے پاس نہین ہی تنہائی
مین کچھ فکر کر رہا ہی زن مذکورہ نقلی نے پہلے سلام کیا بعدہ کہا کہ کیا آپ ہی کا نام طیفور گردیا ہی خواجہ نے
کہا کہ ہان سب مجھی کو طیفور گردیا کہتے ہین تم کون ہو کہان سے آئی ہو مجھ سے تمھارا مطلب کیا ہی
اُس نے کہا کہ مین فرستادہ ملکہ حسین گلگون قبا ہون تم کو انھون نے اس وقت بلایا ہی کچھ کہنا ضرور
ہی کیا تم مجھے نہین جانتے ہو میرا نام نرگس ہی رفقائے ملکہ ممدوحہ سے ہون خواجہ طیفور گردیا نے
پوچھا ملکہ کہان ہین اُس نے بیان کیا قلعہ سے پوشیدہ طور سے باہر آکر قریب قلعہ جو باغ ویران وکہنہ
ہی اُس مین آئی ہین ہمراہ اپنے اپنی وزیرزادی فتانہ بہار آرا کو بھی مع چند کنیزون کے لائی ہین
دیر سے اسی باغ مین تشریف رکھتی ہین چونکہ طیفور گردیا عاشق فتانہ بہار آرا ہی نام اپنی معشوقہ
کا سنتے ہی بے اختیار اٹھ کر چلنے پر آمادہ ہوا دل مین کہا اے طیفور چلو ملکہ کے پاس نہین معلوم کیون
اُس نے بلایا ہی وہان جاکر سبب بلانے کا ملکہ سے پوچھون گا علاوہ اُس کے اپنی محبوبہ ومعشوقہ دلربا
فتانہ بہار آرا کو بھی دیکھون گا اُس سے ہم سخن ہون گا اظہار اشتیاق وصل با یاے اشارہ کرونگا
یہ دل مین باتین کرکے تنہا نرگس نقلی مذکورہ کے ہمراہ جانب باغ چلا کسی اور سردار کو اپنے جانے
سے آگاہ نہ کیا نہ کسی نے پوچھا کہ اے طیفور گردیا کہان جاتے ہو غرض بغیر کسی سے اپنے جانے کی
بابت مین کہے طیفور گردیا جلد جلد ہمراہ اُس زن مذکورہ کے چلا بعد قطع راہ طیفور گردیا باغ
مین پہونچا دیکھا کہ بارہ دری باغ مین فرش نفیس مختصر بچھا ہی مسند پر ملکہ حسین گلگون قبا کچھ محزون
بیٹھی ہی قریب اُس کے فتانہ بہار آرا بھی بیٹھی ہی چند کنیزین عصے ہاتھون مین لیے پس پشت
ملکہ استادہ ہین روشنی بھی مختصر مانند کنول اور فانوس کے ہی طیفور گردیا دیکھتے ہی اپنی معشوقہ
کو خوشی مست گویا بیخود ہو گیا کنیزون نے ملکہ سے عرض کیا دیکھیے حضور وہ طیفور گردیا آئے آپ ان کا

انتظار کر رہی تھین نرگس جاکر انھین لے آئی یہ سنکے ملکہ نے جانب طیفورگر دیا دیکھا ادھر خواجہ
طیفورگر دیا ٹہرکر اُس کے روبرو گئے ملکہ کو ملکہ اصلی جان کر سلام کیا اُس نے اشارہ بیٹھنے کا کیا
پھر روبرو سے ملکہ بیٹھ گئے بعد ایک لحظہ کے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت اس باغ ویران مین آپ نے
مجھے کیون طلب کیا ہے اور آپ ایسے باغ مین کہ جو ویران ہے کیون آکر تشریف فرما ہوئی ہین ملکہ نے
تو کچھ جواب نہ دیا لیکن فتانہ بہار آرا نے بناز و ادا و بعشوہ وغمزہ جواب دیا او طیفور مین تو
مجھ سے کبھی بات نہ کرتی لیکن بمجبوری کلام کرتی ہون آگاہ ہو کہ جسوقت سے صاحبقران کو
غوغاے رعد آواز کے مقابلہ سے پنجہ اٹھالے گیا ہے ان کو سخت صدمہ ہے خواب و خور گویا ترک
ہے تم کو تو تمام حال سے ان کے اور صاحبقران کی الفت سے بخوبی آگاہی ہے اسوقت شب مین
اپنے والد و دیگر اغیار سے پوشیدہ ہوکر یہان آئی ہین تم کو اسواسطے بلایا ہے کہ حال صاحبقران
تم سے دریافت کرین کہ ان کو کون لے گیا کب تک یہان آئین گے طیفورگر دیا نے ہنوز کچھ جواب
نہ دیا تھا معشوقہ روبرو تھی بناز و انداز باتین کر رہی تھی اُس کی طرف بصد شوق نگران تھا خوبجال
محبوب سے تھا کہ یکایک چار طرف سے تیس چالیس حلقہ ہاے کمند اُس کی گردن مین پڑے ایسی حالت
مین کیا بچ سکتا تھا اسیر حلقہ ہاے کمند ہوگیا مہتر سباک رو نے نعرہ کیا کہ تم مہتر سباک رو او نا عیار
مجکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا دیکھ یون عیاری کر کے تجھے گرفتار کر لیا یہ کہکے مع اپنے شاگردونکو
ہمراہ لے کر طیفورگر دیا کو اسیر کئے ہوے باغ سے نکلکر جلد جانب قلعہ بصد خوشی روانہ ہوا کسی عیار
و سردار وغیرہ کو حال گرفتاری طیفور سے آگاہی نہوئی کہ اُس کی رہائی مین کوشش کرتا غرضکہ بعد
قطع راہ مہتر سباک رو سامنے حسین سبز قبا کے گیا بعد سلام عرض کیا کہ چونکہ حضور کو اس عیار
کے شر و فساد سے اندیشہ تھا مین نے عیاری کر کے ابھی اس کو اسیر کیا ہے حسین سبز قبا اپنے عیار
کی عیاری اور طیفور کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا اسی وقت خلعت و انعام کثیر اپنے عیار کو دیکر
کہا کہ آج کی شب تو طیفور کو اپنی حفاظت مین رکھ صبح کو اس کو قتل کرونگا دل کو اطمینان ہو جائے گا
خوف بربادی قلعہ ہر عیار انھین دونون سے تھا صاحبقران کو تو پنجہ لے گیا اس کو تو اسیر کر لایا تو نے
کار نمایان کیا مہتر سباک رو نے خلعت و انعام پاکر طیفور کو کشتان کشتان لے جاکر زندان مین قید کیا
غل و زنجیر و طوق مین خوب جکڑ دیا در زندان بند کر کے خود مع اپنے شاگردون کے گرد زندان بیٹھکر
حفاظت و نگہبانی مین مصروف ہوا جب صبح ہوئی حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ مین یہ منادی کرائی
کہ اسوقت عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جو دشمن قوی تھا قتل کیا جائے گا جس کو
دیکھنا ہو وہ آکر دیکھے تمام ساکنان قلعہ کو اطلاع ہوئی ہر طرف سے خاص و عام گروہ گروہ چلے
لشکر اہل اسلام مین بھی خبر دارون نے خبر دی کہ طیفورگر دیا کسی طور سے گرفتار ہوگیا ہے اسوقت
قتل کیا جائے گا مگر اندر قلعہ کے در قلعہ بند ہے غوغاے رعد آواز مع فوج کثیر در قلعہ پر موجود ہے
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ خبر سنکے حکم عیارون اور سردارون کو دیا کہ طیفورگر دیا کو دست
اعدا سے چھڑالاؤ وہ قتل نہونے پاے حسب الحکم اس طرف عیار واسطے عیاری کے اور سرداران
لشکر مع سپاہ واسطے جنگ و جدال کے بعجلت کمال مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر سوے قلعہ روانہ
ہوے مہتر سباک رو حسب الحکم اپنے بادشاہ کے طیفور کو زندان سے لے گیا شاہ مذکور نے جلاد
کو طلب کر کے حکم قتل کرنے کا دیا اُس جلاد سنگدل نے بازو طیفور کا پکڑا اور مقام قتل مین کشتان

گلستان لے گیا حسب دستور چبوترہ رنگ کا بنایا اُس چبوترے پر طیفور رگردیا کو بٹھا کر گردن پر کوئلہ سے خط کھینچا تیغ آبدار نیام سے نکالکر پکارا اے طیفور رگردیا اب کوئی دم مین رشتہ حیات تمھارا منقطع ہو جائیگا جو کچھ کھانا پینا ہو کھالو جو کہنا ہو کہہ لو حسرت و آرزو اپنے دل کی نکال لو یہ وقت آخری ہی اسے غنیمت جانو پھر تمھارے سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی طیفور رگردیا نے جواب دیا کہ او جلاد مجکو آب و طعام کی خواہش نہین کثرت غم سے سیر ہون اور آب اشکسے سیراب ہون ہان اسوقت آخر مین دل چاہتا ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دیکھتا اُن سے رخصت ہوتا اُسی جلاد نے جواب دیا کہ اول تو صاحبقران یہان نہین ہین نیچہ اُن کو اُٹھا لیگیا ہی اور اگر وہ یہان موجود بھی ہوتے تو یہ آرزو تیری برنہ آتی یہ کہکے جلاد منتظر حکم ثانی کا ہوا طیفور رگردیا نے اپنے تئین زیر سایہ تیغ جلاد دیکھکر سر اپنا سوئے فلک کرکے برجوع قلب خداوند عالم سے اس طرح مناجات و دعا کرنی شروع کی ۔ مناجات

روحِ پاکِ رسول کا صدقہ
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
شرم عصیان سے آب آب ہون مین
گردِ عصیان سے پاک دامن کر
تو وہ کر جو کہ تیرے شایان ہی
مین گدا ہون گدا نواز ہی تو
جب تلک قطع ہو نہ تار نفس
روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے
خلوت دل مین یادِ غیر نہو
نام تیرا مری زبان ہو کے

اے خطا پوش اے محیط عطا
بیکسی بتول کا صدقہ
نام آمرزگار ہی تیرا
غرق دریائے اضطراب ہون مین
مجھسے تو جو ہوئی زبون کاری
کس لیے تو رحیم و رحمان ہی
گو سراپا گنہگار ہون مین
تا کہ باقی رہے شمار نفس
مئے الفت سے تیری مست رہون
سوا تیرے کچھ مرادِ غیر نہو
قبر کی ہی بہت کڑی منزل

اے غفور اے سحاب لطف و سخا
روسیہ ہون گنہگار ہون مین
عفو کرنا شعار ہی تیرا
آب رحمت سے دھو دل ابتر
وہ تو لائق تھی میرے اے باری
مین ہون بے چارہ چارہ ساز ہی تو
جرم بے حد سے شرمسار ہون مین
تیری الفت کا دل مین داغ رہے
بلبل گلشن الست رہون
روح قالب سے جب روان ہووے
سہل کر دیجیو مری مشکل

مجکو رسوا نہ حشر مین کیجو
پردہ اے پردہ پوش رکھیو

اے خداے برحق اے خالق ارض و سما و اے حافظ و نگہبان مین اسوقت قتل ہوا چاہتا ہون اس نوجوانی مین سوئے عدم آباد جایا چاہتا ہون بجز تیرے یہان کوئی میرا مونس و یار نہین ہی تو ہی اپنی قدرت کاملہ سے مجھے دست اعدا سے بچا ابھی دنیا سے جانے کو دل میرا نہین چاہتا ہی باغ عالم مین مجھے رہنے دے سن و سال بھی ابھی میرا کچھ نہین ہی نوجوان ہون منزل ضعیفی تک نہین پہونچا ہون اپنے اہل و عیال و عزیز و اقارب و احباب سے دور ہون علے الخصوص صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور بادشاہ لشکر اسلام و جملہ لشکر اہل اسلام سے جدا ہون اُن کے دیکھنے کا از حد شوق ہی نہی مرگ سے ڈرتا ہون موت سے بیزار ہون صورت اجل ابھی نہ دکھا ملک الموت کو ابھی واسطے میری قبض روح کے نہ حکم دے اُس کی صورت ہیبت ناک ابھی نہ دکھا اس بری موت سے مجھے بچا کیونکہ اگر اسوقت قتل ہونگا یہ کفار میرے لاشے کو پھرا دینگے والدین کے دربند سے مجھ مقتول جفا کا گوشت کھا جاوینگے لعضے چرپایے ڈرپایا اور بھی میری چپا کر کھا جاینگے نہ غسل کوئی دیگا نہ کفن نہ گوشہ قبر سونے کو میسر ہوگا پروردگارا تو ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے مجکو بھی پیدا کیا ہی یہ گوشت و پوست و استخوان ہیں سب تیری حکمت و قدرت سے پیدا ہوئے ہین والدین نے بڑی محنت

و شفقت سے پرورش کیا ہی ناز و نعم سے پالا ہو اب گلشن شباب کی مین نے سیر کی ہی زمانہ طفلی گذرا
ہی چمن عنفوان جوانی مین فی الحال قدم رکھا ہی چاہتا ہون کہ ابھی باغ پر بہار حیات کی سیر کرون اور
گلہاے مراد اس دنیا مین پاؤن نخل آرزو میرا بارور ہو درخت تمنا میرا سرسبز ہو شجر حسرت
پھولے پھلے دوست میرے شادان ہون عدو میرے درد حسد و رشک سے نالان ہون دنیا مین
کار خیر کرون تیری عبادت و بندگی مین شب و روز بسر کرون ورد زبان تیرا ہی نام رہے ہر دم تیرا ہی
خیال رہے تجھی کو یاد کرون تجھی کو سجدہ کرون بغیر تیرے کسی کو اپنا معبود حقیقی نہ جانون تیرے ہی
احکام پر عمل کرون دین اسلام کے فروغ و ترقی مین کوشش کرون کفار کو ہدایت کرون اگر وہ
دین اسلام اختیار کرین تو فہو المراد ورنہ اُن کو قتل کرون دنیا مین کارہاے نمایان کرون امور خیر
کے کرنے پر کمر ہمت محکم باندھون غربا و مساکین سے سلوک نیک کرون تشنہ و گرسنہ لوگون کو سیر و
سیراب کیا کرون زنبیل سے زر کثیر نکال نکال کر تیری راہ مین صرف کرون کبھی حج بیت اللہ کرون
گاہ فقرا و غربا کی حاجت براری چاہتا ہون زاد آخرت کچھ تو مہیا کرون ابھی تو تہی دست ہون اعمال خیر
سے نامہ عمل میرا سادہ ہی کچھ بھی نیکیان میری کرام الکاتبین نے نہین لکھی ہین ایسی صورت مین
سفر ملک عدم کرنا مجھے منظور نہین ہی تو مسبب الاسباب و بے نیاز ہی مجھکو تیری قدرت و خالقی پر ناز
ہی اسی وجہ سے ایسی تقریر کر رہا ہون تیرے فضل و کرم پر مجھکو بھروسا ہی تیری ہی قدرت کاملہ کا
قائل ہون توہی نے اپنی قدرت سے یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین زندہ رکھا پھر اُن کو حبس شکم
ماہی سے نجات دی توہی نے حضرت یوسف کو چاہ تاریک مین ہلاکت سے بچایا پھر اُن کو ملک مصر
تک پہونچایا جب وہ جناب قید ہوے توہی نے اپنی قدرت سے اُنھین زندان سے رہا کرا کے
عزیز مصر کیا توہی نے آتش سوزان جناب ابراہیم خلیل اللہ پر گلزار و سرد کر دی توہی نے
اپنے بندون کو ہر بلا و آفت سے اکثر بچایا ہی مشکلین اپنے بندون کی آسان کر دی ہین جس نے
تجھ سے مدد چاہی ہی اُس کی تو نے فی الفور اعانت کی ہی جس نے مشکل سخت و دشوار مین تجھکو پکارا
ہی اُس کی تو نے اپنی قدرت سے مشکل کشائی کی ہی مین بھی ایک بندہ عاصی و خاطی نافرمان تیرا ہون
اسوقت بدین تجھ سے طالب مدد ہون رہائی اپنی چاہتا ہون اپنی قدرت سے سامان خلاصی پیدا
کر کوئی سبب اے مسبب الاسباب ایسا ہو پیدا کر کہ جان میری بچ جاے قتل نہون خون میرا اس
رنگ کے چبوترے پر نہ گرے خنجر جلاد میرے حلق نازک سے نہ ملے یہ نابکار جلاد جفا شعار ہی ہلاک
ہو جاے تیری برق غضب سے یہ ستمگار جل کر خاک ہو جاے نام و نشان اس کا باقی نہ رہے
اس نے میرے دل کو دکھایا ہی زیر تیغ بٹھایا ہی تو دیکھتا ہی کہ تیغ بکف آمادہ قتل کھڑا ہی منتظر حکم ثانی
ہی خلقت کا ہجوم ہی ہزارون کفار میرے قتل ہونے کا تماشہ دیکھنے آئے ہین یہ سب نابکار خوش
ہو رہے ہین کلمات دل شکن زبانون پر جاری کر رہے ہین مجھکو سخت و درشت کہہ رہے ہین بیقین
اس امکان کو ہی کہ مین قتل ضرور ہونگا مجھکو اور تیری قدرت کو یہ بیدین بھولے ہوے ہین نہی
جانتے ہین کہ اب اس کو کوئی بچا نہین سکتا بس اب تیرے قادر و توانا قدرت اپنی دکھا دے مجھکو
قتل ہونے سے بچا لے کفار کو حیرت ہو جاے کشت شادمانی پر اُن کے اوس پڑ جاے خوشی اُنکی
مبدل بغم ہو جاے شجر نخل آرزو مین ان کے پھل نہ آئے حسین سبزقبا بادشاہ پر جہاد قلعہ حصار
حسرت و افسوس مین اسیر ہو جاے مہتہ سیاہ رو عیار نابکار رنگ تیری قدرت کا دیکھکر دنگ

ہو جائیے اس طرح سے میری رہائی ہو جائے ہنوز خواجہ طیفور گرد پا گریہ و زاری درگاہ جناب
باری میں برجوع قلب دعا کر رہے تھے اور حسین سنجر قبا بادشاہ قلعہ وہ حکم دے چکا تھا تیسرا حکم
واسطے قتل کرنے کے نہیں دیا تھا جلاد منتظر حکم ثالث تھا کفار کا یہ حال تھا کہ لشکر اہل اسلام ہمراہ
سرداران عالی مقام قریب در قلعہ آ چکا تھا ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دلیرانہ در قلعہ کو توڑ کر اندر قلعہ
کے گھس جائیں گے خواجہ طیفور گرد پا کو قتل سے بچائیں گے غوغائے رعد آواز نابکار
سے کبھی کچھ اندیشہ نہ کریں گے کہاں تک وہ نابکار چیخے گا کس کس کو اپنے نعرے سے بیہوش کرے گا
آخر نابکار چیختے چیختے تھک جائے گا آواز بیٹھ جائے گی ہم میں سے ہزار ہا بہادر دلیرانہ در قلعہ بضرب
گرز گران توڑ کر داخل قلعہ ہو کر خواجہ کو زیر تیغ سے اٹھا لیں گے جلاد کو بعوض خواجہ کے قتل
کریں گے اگر مردمان سپاہ حسین سنجر قبا بادشاہ قلعہ ہم کو روکیں گے تو ان سے دلیرانہ لڑیں گے
سب کو تہ تیغ کریں گے دل آرزو قلعہ میں جا کر حاصل کریں گے عیاران بھی جس قدر تھے وہ سب جان
دینے اور مرنے پر آمادہ تھے سب نے کھینچ لیے تھے کمندیں اٹھا لی تھیں ارادہ یہ تھا کہ لڑ بھڑ کر
دیوار قلعہ تک جا کر حلقہائے کمند دیوار قلعہ پر پھینک کر بذریعہ کمند قلعہ کے اندر جس طرح ہو سکے گا
ضرور جائیں گے ہم اپنی زندگی میں خواجہ کو قتل نہ ہونے دیں گے کہ ناگاہ سوے فلک سے ایک
پنجہ مثل برق جہندہ اس طور سے گرا کہ جلاد کا نشان بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا اور خواجہ طیفور
گرد پا کو چبوترہ ریگ سے سلاسل وغیرہ جدا کر کے اٹھا لے گیا پھر سوے فلک جا کر سب کی نظر
سے غائب ہو گیا اس سے ایک شور عظیم اہل قلعہ سے بلند ہوا کہ مثل صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کے طیفور گرد پا کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا جلاد نہیں معلوم کیا ہوا جب یہ شور عظیم
بلند ہوا اور پنجہ کو گرتے ہوئے دیکھا اور خواجہ کو لیجاتے بھی دیکھا تو جملہ سردار و عیار و سواران سپاہ
قریب در قلعہ سے پلٹ آئے کیونکہ ایسی حالت میں اندر قلعہ کے جانا بے سود تھا جب سب
فرودگاہ سپاہ پر آئے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اکثر سرداروں اور عیاروں سے معلوم ہوا کہ خواجہ
کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا بادشاہ موصوف نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ طیفور گرد پا قتل ہونے سے تو محفوظ
رہا امید واپسی ہے کہ بعد چندے وہ اور صاحبقران پھر ہم سے آ کر ملیں گے یہاں لشکر اسلام میں
ہر ایک خاص و عام انتظار تشریف آوری صاحبقران میں ہے اور متردد و متفکر ہے ادھر حسین سنجر قبا
نامہ روانہ کر کے اطلاع دے چکا ہے کہ آٹھ روز میں تم یہاں سے سب چلے جاؤ ورنہ ہم دست
غوغائے رعد آواز سے تم سب کو قتل کرائیں گے مگر اب حال کفار قلعہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
پنجہ خواجہ کو اٹھا لے گیا جملہ کفار موجود کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اکثر کو صدمہ عظیم ہوا کہ طیفور
قتل نہ ہوا تماشہ اس کے قتل کا ہم نے نہ دیکھا غرض افسوس کناں وہ جملہ کفار جو تماشہ دیکھنے قتل
خواجہ ممدوح کا آئے تھے متحیر و ناخوش ہو کر اپنے اماکن کی طرف گئے حسین سنجر قبا بادشاہ حاکم
قلعہ نے جو یہ خبر سنی پہلے تو متحیر ہوا بعد ازاں کہنے لگا کہ فہیم عالمی نے اپنی برق قہر و غضب سے
کام طیفور کا بھی تمام کیا اگر ہم نے صاحبقران و طیفور گرد پا کو تہ تیغ نہ کیا تو ہمارے سرپرست
و معین و مالک فہیم عالمی نے ان کو سزا سے معقول دیدی اپنی برق قہر و غضب سے جلا دیا یا
ان کو اپنے پاس بلا کے قید کیا عوض لشکر کشی و جنگ و جدال کا ان دونوں دشمنوں کو خوب
دیا ہمارا مطلب اس طرح بھی نکلا انہیں دونوں دشمنوں کی خبر ہم کو فہیم عالمی نے دی تھی

انھین سے خوف و خطر تھا اب کچھ کسی سے خوف و اندیشہ نہین ہی روے زمین پر اب کوئی بہادر
ایسا نہین ہی کہ ان قلعون کو فتح کر سکے ہم کو اسوقت سے اطمینان کامل ہو گیا کہ دشمن ہمارے
بیرے روے زمین سے اُٹھ گئے اس کا ہمین جشن کرنا ضرور ہی کیونکہ اب دل ہمارا شاد مان ہوا ہی
خوشی ظاہر کرنا مناسب وقت ہی اہل دربار نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین واقعی اب کسی سے
کچھ خوف نہین ہی جو دو دشمن تھے وہ شکار پنجہ برق مثال ہو گئے اندیشہ و خوف دل سے دور
ہوا خوشی اس کی ضرور کرنا چاہیے حسین سبز قبا نے اہل دربار کو بھی موافق اپنی راے کے
پا کر حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جاے سامان خوشی و سرور مہیا ہو ارباب نشاط حاضر ہون
حسب الحکم ملازم کار بند ہوے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی حسین سبز قبا
مع اپنے جملہ اہل دربار و غوغاے رعد آواز کے بصد تکلف بزم عشرت مین آکر بیٹھا ساقیان
سیمین ساق حسب الحکم بادشاہ مذکور کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر بناز و انداز لیکر
حاضر بزم عشرت ہوئین پھر بادۂ ناب شیشون سے ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کر شاہ مذکور و جملہ
اہل محفل کو دینے لگی ہر ایک بادہ پرست شراب پینے لگا جب سب اہل بزم بصد خوشی شراب
پی چکے ساقیان گلرخ کشتیان شراب کی اُٹھا کر بزم عیش سے چلی گئین بعد جانے ساقیان گل اندام
کے عین حالت نشہ مین حسین سبز قبا نے حکم دیا کہ ارباب نشاط سے کوئی نازنین خوب رو و خوش گلو
حاضر بزم عشرت ہو کر روبرو ہمارے رقص و نغمہ کرے بمجرد حکم ایک نازنین مہ جبین سراپا ناز نہایت
خوش آواز بصد ناز و انداز ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین اسطرح آئی کہ اُس کی رفتار
سے دل دیکھنے والون کے پس گئے مانند حنا پامال سبزہ پامال ہو گئے جوانان اہل جلسہ عیش نے
اُس کے رخ زیبا پر نظر کرکے بہزار دل و جان عاشق و فریفتہ ہو کے بے اختیار آہ کی دل سینون
مین مضطر و بیقرار ہو گئے سب اُس کے عاشق زار ہو گئے خواہش وصل دل مین پیدا ہوئی آنکھون کو
اُس کی دید مد نظر ہوئی ہر ایک اُس کے برق حسن سے سکتے مین تھا محو جمال مطربہ مذکورہ تھا
بادشاہ مذکور بھی اُس کی شمع حسن دلفریب پر فریفتہ ہو گیا بے اختیار اُس کو دیکھنے لگا اُس نازنین
نے بادشاہ سند بہ جہ بالا کو بہزار ناز و انداز سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے سب کو
اپنی طرف متوجہ پاکر ناچنا شروع کیا اہل بزم بغور دیکھنے لگے اور بجاے خود تعریف اُس کے
رقص کی کرنے لگے حسین سبز قبا بھی اُس کے رقص کو پسند کرکے دل مین کہنے لگا کہ یہ نازنین
کیا خوب ناچتی ہی اپنے فن مین کامل ہی وہ نازنین تا دیر رقص کرکے دلون کو اہل محفل کے ہنگام
رقص ہی پامال کرکے حسب فرمایش بادشاہ حسین سبز قبا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی اہل بزم
اُس کی طرف متوجہ ہوے

غزل

نکالی ہو مرسنے درد جگر نے دل لگی اچھی	کیا کرتا ہو سینے مین یہ بیٹھا گدگدی اچھی
ہوا مشہور مین سارے جہان مین اُن کی آفت سے	حسینون کی بدولت میری شہرت ہو گئی اچھی
جفا و ظلم سے اب ناک مین دم آ گیا تیرا	سزا عشق حسینان کی تجھے اے دل ملی اچھی
عدو کا بھول کر وہ گھر مرے گھر مین چلے آئے	شب تاریک مین تقدیر جاگی ہی مری اچھی
دل ناشاد کا میرے لہو ملتے ہین ہاتھون مین	وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنس کر کہ کیا مہندی رچی اچھی
زمانے بھر حسینون سے تمھارا حسن اچھا ہی	جہان کے دلبرون سے ہی تمھاری دلبری اچھی

یہ ہے بے مثل دنیا میں وہ یکتا ہے زمانے میں
جو بازو پر تمھارے ہے وہی ہے نورتن ایسا
اندھیری رات ہو برسات ہو ساون ہو دلبر ہو
عدو کے سامنے تلووں سے یوں ملتے ہو کیوں اس کو
صدا یہ مرغ قفس چھٹنوں سے اب دن رات آتی ہے
ملاتے ہی نظر لیجاتے ہو پہلو سے دل میرا
تمھیں ہنستے ہو تم نے ہی چرایا ہے اسے بیشک
بری باتیں سکھا کر تجکو یہ بدخو بنائیں گے
بہت برہم ہوے جب چھیڑ کر میں نے کہا مطلب

ہمارا رنج اچھا ہے تمھاری ہے خوشی اچھی
لگے ہیں جو تمھارے ہو وہیں چمپا کلی اچھی
گھٹا ہو باغ ہو سبزہ بچھا ہو مے کشی اچھی
ہمارے دل کی یہ تم نے قدر کی ہے واہ جی اچھی
حسینوں کا نہ عشق اچھا نہ ان کی عاشقی اچھی
یہ تم نے سیکھی ہے اے جان شان دلبری اچھی
لیں اب دیدو ہمارا دل نہیں یہ دل لگی اچھی
سمجھے تو نہیں ہے دشمنوں کی دوستی اچھی
پری سے حور اچھی اور تم سے ہے پری اچھی

اہل جلسہ اشعار مندرجہ غزل سن سنکے بہت خوش ہونے لگے اہل فہم دل میں تعریف کرنے لگے نازنین خوش گلو نے اس حسن سے ہر ایک شعر کو گایا کہ حسین سبز قبا بھی وجد میں آکر جھومنے لگا بے اختیار تعریف کرنے لگا جب غزل مندرجہ مطربہ مذکورہ نے تمام کی شاہ مذکور نے انعام کثیر اسے دے کر رخصت کیا پھر دوسری مطربہ کو طلب کیا وہ بھی مثل مطربہ اول کے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم بخوشی و برغبت گانا اس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے حسین سبز قبا تو مع اپنے ارکان دولت و اہل دربار کے بزم عشرت میں بیٹھا ہوا ہے ناچ دیکھ رہا ہے گانا نازنینوں کا سن رہا ہے سات روز کا اس نے جشن کیا ہے اس کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب

دو کلمہ داستان اس بچے کے جو طیفور گرد پا کو اٹھا کر لے گیا ہے بیان کیے جاتے ہیں

تڑپتے لوٹتے اک عمر فرقت میں کٹی میری
کبھی جس نے نہ مانی اور نہ ہو سکے سنی میری
پلانا جام مے دشمن کو اور ہو سامنے میرے
لیا اک نے کا دل اور داغ حسرت دے دیا اس کو
ہوا کل دوست ظالم آج دشمن ہو رہا بیٹھا
کہا دشمن سے پہلے تم اور کبھی اس کی محبت ہے
ہوا دل ... آپ کا دشمن کی ... آئی
وہ ہر دم غیر سے بے پردہ کرتی شوخی ...
سر بالیں کوئی بیٹھا ہوا دیتا ہے دامن کی

بھلا یہ بھی کوئی ہے زندگی میں زندگی میری
بھلا وہ کب نکالیگا تمنا سے دلی میری
ہر گزشتہ رہی تو ہوگی اکدن آپ کی میری
غضب ہے کچھ کبھی چھوٹی آپکی ہے ماننی میری
نہ دو دن بھی نبھائی واہ تو نے دوستی میری
بچا ہے یہاں سے پیچ ہے بہت محبت بری میری
لبوں پر میرے دم آیا ہوئی حالت بری میری
قیامت ... صورت دیکھ لی میری
ذرا سو ہو تو ... اس پر ہے یہ اچھی بجھو دی میری

جب وہ بچہ طیفور گرد پا کو اٹھا کر بلند ہوا تو خواجہ طیفور گرد پا موج ہوا سے بیہوش ہو گئے بچہ مذکور خواجہ کو لیے ہوئے بحکم الٰہی راہ پردۂ قاف میں رو برو سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے پہنچا پاس ہی خواجہ کو سامنے ڈالدیا سلیمان صاحبقران نے پوچھا

کہ خواجہ کو کہان سے لایا ہے اُس دیو نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تابعدار حسب الحکم یہان سے
سوے طلسم زلزلہ گیا تھا اُتنے مین راہ مین چار قلعے مجھکو نظر آئے قلعہ اول کے سامنے لشکر اہل اسلام
کو فروکش دیکھا پہلے اُسی لشکر مین مین نے خواجہ کی جستجو کی جب نہ پایا تو متردد ہوا ناگاہ دیکھا مین نے
کہ اندر قلعہ کے ہزارہا آدمیون کا ایک جگہ مجمع ہے یہ خواجہ طوق و زنجیر مین گرفتار زیر تیغ جلاد بیٹھے
تھے سوے فلک ہاتھ اُٹھا کے کچھ کہہ رہے تھے چہرہ ان کا متغیر ہے اشک آنکھون مین ہین جلاد قتل
کیا ہی چاہتا ہے یہ دیکھتے ہی مین پنجہ بر کر ان کو اُٹھا لایا بھوکا اُسوقت بہت تھا جلاد کو کھا گیا اُس کے
کھانے سے عجب لذت زبان پر آئی کیونکہ گوشت نمکین تھا پھر یہ فدوی خواجہ کو لئے ہوے یہان آیا
سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اُس دیو کی باتین سنکے بہت
ہنسے پھر اُس سے کہا اگر اب کبھی کسی انسان کو نہ کھانا بخصوص اہل اسلام کو اُس نے عرض کیا کہ فدوی
اب حکم حضور کی تعمیل کریگا یہ کہکے چلا گیا چونکہ خواجہ بیہوش تھے سلیمان صاحبقران اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے پریون نے ایسی تدبیرین کین کہ خواجہ کو ہوش
آیا آنکھین کھولین سامنے صاحبقران اور سلیمان صاحبقران اور چند پریون کو پایا فی الفور
خوش ہو کر اُٹھ بیٹھا ادب سے سلام کیا پھر گھبرا کر پوچھا کہ اے صاحبقران ذی وقار یہان مجھے
کون لایا مین تو زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا یہ کہکے تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا اور حسین سبز قبا
کے نام بھیجنے کا مفصل بیان کیا صاحبقران نے کہا کہ ہمکو بھی آگہی ہے دیو یہان اُٹھا لایا تھا ہم نے
بضرورت دیو کو روانہ کرکے تمکو بھی وہان سے بلوا لیا الحمد للہ کہ دیو ایسے وقت پر پہونچا کہ تمکو جلاد نے
زیر تیغ ہی بٹھایا تھا قتل نہین کیا تھا کہ دیو تمہین لے آیا خواجہ نے عرض کیا کہ اس خاکسار سے کیا کام
لینا منظور خاطر عالی ہے کس واسطے آپ نے مجھے بذریعہ دیو طلب کیا ہے ارشاد ہو صاحبقران نے
تمام حال دیو سرکش سے لڑنے کا اور شمس جنی سے غوغا کے رعد آواز کے قتل ہونیکا
اور حور جنی عامل کے پاس جانے کا اور جو کچھ اُس نے بیان کیا تھا وہ سب کہکے ارشاد کیا کہ اے
خواجہ تم کسی تدبیر سے اندر طلسم شمشیر جنبان کے جاکر بہادر قہر فہیم عامل سے لوح طلسمی لے آؤ
تاکہ ہدایت لوح طلسمی سے غوغا کے رعد آواز وغیرہ اشخاص جو سحر سے پیدا ہوئے ہین ہم اُنکو یہان سے جاکر
قتل کرین چارون قلعون کو فتح کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجھکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہے مگر طلسم شمشیر
جنبان مین کیونکر جا سکتا ہون راہ سے ناواقف ہون کوئی راہبر نہین ہے اور خضران پری کے
مسکن سے بھی ناآشنا ہون سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ ہم ایسی کوئی فکر کرینگے
کہ تمکو خضران پری تک پہونچا دینگے یہ کہکے اکثر پریون کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا کہ
تمکو خضران پری سے آگاہی ہے کہ وہ کہان رہتی ہے پردۂ قاف مین کہان اُس کا مکان ہے اُس سے
تمکو رسم و راہ بھی ہے یا نہین اُن پریون مین سے ایک پری نے عرض کیا کہ اے صاحبقران پردۂ
قاف مین خضران پری کو جانتی ہون اُس کی جاے سکونت سے بھی آگاہ ہون مجھ سے اور اُس سے
رسم و راہ بھی ہے مگر وہ یہان سے بہت دور ہے حوالی پردۂ قاف مین رہتی ہے سلیمان صاحبقران نے
اُس پری سے فرمایا کہ تم خواجہ کو اپنے ہمراہ خضران پری کے پاس لیجاؤ ان کو اُس پری تک
پہونچا دو اور جو کچھ خواجہ تم سے کہین اُس پر عمل کرو اُس پری نے منظور کیا ایک روز خواجہ طیفور
گرد پا نے عیاری سے سوچکر شکل اپنی بعینہ پری کی سی بنائی بقول بعض راویون کے رنگ و روغن سے

اور بعض راویوں نے یہاں کہا ہے کہ بمعجزہ صورت اپنی پری کی بنائی بہر طور جب خواجہ موصوف بشکل پری بنے وہ پری کہ نام اُس کا الگن پری تھا خواجہ کو تخت پر بٹھا کر تخت کو بلند کر کے سوے خضران پری روانہ ہوئے اثناے راہ میں خواجہ پردہ قاف کے عجائبات و غرائب اشیا دیکھتے ہوے بصورت پری بنی ہوئی جاتے تھے اور الگن پری سے کہتے جاتے تھے کہ تم مجکو جب خضران پری کے سامنے لیجانا اور وہ پوچھے تو یہ کہنا وہ کہتی جاتی تھی کہ اے جو کچھ آپ نے کہا ہے ایسا ہی کرونگی غرضکہ بعد قطع راہ دور و دراز الگن پری خضران پری کے مکان پر پہونچی تخت اپنا اُتارا دیکھا کہ خضران پری اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی ہے چند پریاں بھی اُس کے قریب بیٹھی ہیں کچھ باتیں کر رہی ہیں الگن پری نے قریب اُس کے جاکر سلام کیا اُس نے پہچان بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے الگن پری بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے آج ادھر تمہارا آنا ہوا مزاج تمہارا کیسا ہے باعث تمہارے آنے کا کیا ہے فقط ہم سے ملنے کو آئی ہو یا کوئی کام ہم سے درپیش ہے اُس نے کہا کہ اے خضران پری آپ کو مین نے ایک زمانہ دراز سے نہین دیکھا تھا اسلیے شوق آپ سے ملنے کا از حد تھا آج محض آپ سے ملنے کو آئی ہون کوئی کام سواے ملاقات نہین ہے پہلے خضران پری نے خوش ہوکر قریب اپنے بٹھا کر پوچھا کہ یہ پری تمہارے ساتھ جو آئی ہے یہ تمہاری کوئی عزیز ہے یا غیر ہے نام اس کا کیا ہے ہم نے کبھی اس پری کو نہین دیکھا ہے اُس نے کہا کہ یہ پری میرے عزیزون سے ہے نام اس کا حسین خوش گلو پری ہے واقع آپ نے کبھی اس کو نہین دیکھا ہے یہ ماشاء اللہ خوب ناچتی ہے اور گاتی ہے تو ایسا ہے کہ پردہ قاف مین مثل اس کے کوئی پری نہ گاتی ہوگی آواز اس کی ایسی اچھی ہے کہ تعریف ہو نہین سکتی خضران پری نے بہت مشتاق ہوکر کہا کہ اے الگن پری اس سے کہو کہ ہمارے سامنے بھی رقص و نغمہ کرے ہم کو شوق گانا سننے کا تم جانتی ہو ہمیشہ سے ہے کبھی ہم بھی جوان تھے عالم جوانی مین ایسا گاتے تھے کہ جن و دیو تو کیا مرغان ہوا اور ماہیان دریا بھی ہماری آواز دلکش اور ہمارے گانے کو سنکر پرواز و حرکت سے باز رہتے تھے ہم کو بھی اپنے گانے کا اور خوش آواز ہونے کا خیال تھا بلکہ غرور تھا اب ہم ضعیف ہوے وہ آواز نہین رہی مگر کبھی کبھی اب تک کچھ بجاے خود گاتے ہین اور گانا سنتے ہین گو وہ زمانہ شباب نہ رہا مگر شوق گانا گانے اور گانا سننے کا اب تک ہے لہذا حسین خوش گلو پری کے گانے کی آرزو ہے اور گانا سننے کے مشتاق ہین الگن پری نے کہا کہ اے حسین خوش گلو پری ہماری بہن خضران پری بھی تمہارے گانا سننے کی بہت مشتاق ہین ان کے سامنے اسوقت کچھ گاؤ اور رقص اپنا انھین دکھاؤ ناچنے گانے مین یہان نہ شرماؤ حسین خوش گلو پری نے بعد عذر خرابی آواز کے اصرار الگن پری سے مجبور ہوکر روبرو خضران پری کے ایستادہ ہوکر ایسا رقص کیا کہ دیکھنے والے حیران ہوگئے خصوصاً خضران پری دنگ ہوگئی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی حسین خوش گلو پری نے خضران پری وغیرہ کو متوجہ پاکر یہ غزل حسب فرمائش الگن پری شروع کی غزل

پھول کیا کرتے ہین کھل کھلا کے گلستانون مین	تخت کھلجاتے ہین جو پڑجاتے ہین ترے کانون مین
دل سے تیار رہو جان سے تیار رہو	حکم آتا ہے یہ لکھا ہوا فرمانون مین
تھک گئے اب تری تعریف کے لکھنے والے	رکھدیے سب نے قلم آج قلمدانون مین
میکشی چھوڑ کے اب اس پہ قناعت کرلی	کیفیت ملتی ہے انگور کے دو دانون مین

دل میں چھو جائیں تو برسوں میں خلش جاتی ہے
خوب نوکیں ترے تیروں کی ہیں پیکانوں میں

ہائے افسوس کہ اس دل نے نہ پایا مجھکو
تیرے مداحوں میں دشمن کے ثنا خوانوں میں

لے گیا لوٹ کے ایمان ہمارا ظالم
کون کہتا ہے وہ ظالم ہے مسلمانوں میں

نہ وفا کا ہے سلیقہ نہ جفا کی ہے تمیز
چشم بد دور ابھی آپ ہیں نادانوں میں

بیٹھ رہ صبر سے تو ایک جگہ اے مجنون
خاک اڑاتا ہے عبث نجد کے میدانوں میں

اپنے مطلب کی تو میں بات سمجھ لیتا ہوں
وہ سمجھتے ہیں تو سمجھیں مجھے دیوانوں میں

بیشک آغوش میں لینے کے خطاوار ہیں ہم
تیر دو اور لگا دیجیے ان شانوں میں

تیرے بیمار کو صحت سے نہ مطلب نہ غرض
نہ دواخانوں میں جانا نہ شفاخانوں میں

خلش نوک مژہ لذت پیکان خدنگ
سب بھرے ہیں دل صد چاک کے ارمانوں میں

بزم عشاق میں وہ شوخ نہ آئے گا دلیر
حور آجائے گی کس طرح سے انسانوں میں

خضران پری اور دیگر پریان اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے اور ناچنا حسین خوش آواز پری کا دیکھکے دنگ تھیں سب کی سب تصویر گلی ہو گئی تھیں ایسی محو و بیخود و متحیر تھیں کیونکہ حسین خوش آواز پری ایسا ناچتی گاتی تھی کہ بمصداق قطعہ

نور کی اک ہوائی تھی کہ چھٹی
لکھدی لوح دل پہ وہ تحریر

آفت جان وہ تان اونچ پلٹا
دل پہ نشتر زن ایک ایک فقرا

دل پہ لگتا تھا آکے تیر پہ تیر
گت بہر رشک حور کی تھی ستم

ان سروں کی نشست جوش بالے
دل لٹے سے جہان کے دل اٹھتا لیے

نغمہ سبحان باغ وہ ہر سے دنگ
یہ سماں بندھ گیا پہ رنگ سا جیسا

ہو گئے رشک سازگو چہار
بندھ گئے تار آنسوؤں کے تار

تان کیا لی چہک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا ہر اک تسخیر
سر لگاتی تھی جب وہ ماہ منیر
کتنے قانون سے زیادہ نہ کم
سنکے اس گل کا زمزمہ آہنگ
اہل محفل کو ہو گیا سکتا

حسین خوش گلو پری نے جب ناچ گا کر غزل مندرجہ کو بھی تمام کر کے توقف کیا تو خضران پری وغیرہ کو جب سکتہ اور بیخودی سے افاقہ ہوا حواس درست ہوسکے تو ہر ایک نے تعریف کی پھر خضران پری نے حسین خوش گلو پری سے مخاطب ہو کے کہا کہ واقعی تمہارا مثل و نظیر زیر چرخ ناچنے گانے میں نہیں ہے یہ تو بتاؤ کہ تم نے کس استاد سے سیکھا ہے اس سن و سال میں یہ کمال اللہ تم کو نظر بد سے بچائے زندہ سلامت رکھے تم نے اسوقت دل میرا بہت خوش کیا ایسا گانا سنایا کہ میں نے کبھی نہ سنا تھا ایسا رقص کیا کہ کبھی ایسا ناچ نہ دیکھا تھا حسین خوش گلو پری نے سر جھکا کر کہا کہ میں نے اکثر پریوں سے ناچ گانا سیکھا ہے بہت سی باتیں اپنی طبیعت سے ایجاد کی ہیں محنت و مشقت حصول علم موسیقی میں بہت کی ہے شام و صبح بلکہ تمامی روز و شب رقص و نغمہ میں برسوں میں نے بسر کئے ہیں مگر اب بھی کچھ بھی نہیں جانتی ہوں محض مبتدی ہوں آپ کا حسن سماعت ہے کہ میرے گانے کو آپ پسند کرتی ہیں از راہ قدر دانی رقص و نغمے کی تعریف کرتی ہیں خضران پری نے جواب دیا کہ واقعی تمہیں لائق تعریف ہو اس سن میں یہ کمال رکھتی ہو گانا سننے والوں کو حیرت ہوتی ہے ناچ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا ہے ہنگام رقص برق کی طرح کوند جاتی ہو سچ تو یہ ہے کہ ناچنے کے وقت دلہائے اہل محفل مانند سبزہ یا مثل حنا پامال کرتی ہو ایک روز ہم تمہارا گانا پھر سنیں گے آج کے تیسرے روز ہمارے مخدوم فہیم عالی کا عرس ہے ان کے مرقد پر ہم جائینگے تمکو بھی اپنے ساتھ لیجائینگے وہاں تمہارا

گانا سنیں گے روح ہمارے مخدوم و موصوف کی تمھارے رقص و نغمہ کرنے سے بہت خوش ہوگی
اگر ممکن ہو تو دو چار روز یہاں رہو الکن پری بھی رہیں جب عرس ہو جائے گا تو چلی جانا حسین
خوش گلو پری نے کہا مجھے کچھ عذر نہیں ہے اگر الکن پری یہاں رہیں گی تو میں بھی رہوں گی
الکن پری نے جواب دیا کہ میں اپنی بہن کی خلاف مرضی یہاں سے نجاؤں گی خضران پری
یہ سنکے خوش ہوئی الحاصل تیسرے روز خضران پری الکن پری و حسین خوش گلو پری
و دیگر پریوں کو ہمراہ لے کر تخت پر سوار ہو کر سوے قلعہ یعنی طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئی
جب نزدیک قلعہ مذکور پہونچی تخت سے اُتر کر ایک رقعہ لکھکر ایک دیو کو دیا کہ اس رقعہ کو وہ سامنے
جو چشمہ ہے اُس میں ڈالدے دیو نے حکم کی تعمیل کی ہنوز دیر نہوئی تھی کہ سامنے سے برق جادو حاکم
و بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تخت سحر پر سوار تاج شاہی بر سر قبلے فرمانروائی در بر کیے و تنہا نمودار ہوا
جب قریب آیا خضران پری سے کہا کہ رقعہ تمھارا ہمکو پہونچا تھا معلوم ہوا تھا کہ آج روز عرس فہیم عاملی
ہے آؤ ہمارے ساتھ داخل قلعہ ہوا و بعضے راویوں نے بیان کیا ہے کہ قبل پہنچنے جانے کے خضران
پری نے رقعہ لکھکر دیو کو دیا اور اُس سے کہا کہ چشمہ نیلگون میں اس کو ڈال آ دیو نے حکم کی تعمیل کی
پھر خضران پری ہمراہ سب پریوں مذکور مع حسین خوش گلو پری تخت پر سوار ہو کر سوے
طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئیں جب قریب دروازہ طلسم شمشیر جنبان پر پہونچیں حاکم و بادشاہ طلسم
شمشیر جنبان کو خبر ہوئی وہ مانند بجلی کے تیز تر بسرعت تمام تخت سحر پر سوار تاج شاہی بر سر پوشاک شاہانہ
در بر کیے و تنہا آیا خضران پری نے پوچھا کہ اے برق جادو مزاج تمھارا کیسا ہے اُس نے کہا کہ تمھاری
دعا سے اچھا ہوں رقعہ تمھارا پہونچا تھا دیر سے میں تمھارا منتظر تھا یہ کہکے ہمراہی پریوں پر نظر کرکے کچھ
متردد ہو گیا پوچھا کہ آج تمھارے ساتھ یہ کون پری ہے کبھی تم اس کو اپنے ہمراہ نہیں لائی تھیں آج اسکو
یہاں لانے کا کیا سبب ہے خضران پری نے جواب دیا کہ یہ پری ہماری الکن پری کی عزیز ہے چونکہ
آج روز عرس فہیم عاملی ہے الکن پری بھی بشرکت عرس یہاں آئی ہیں اور اس پری کو بھی اپنے ساتھ
لائی ہیں کچھ تم تردد نکرو میں یہاں کسی غیر کو کبھی نہ لاؤنگی تمھاری دوست ہوں دشمن نہیں برق
جادو یہ سنکے مطمئن ہوا تردد دل سے دور ہوا کچھ اندیشہ دل میں نرہا بے خوف ہو کر اپنے تخت سحر سے
اُتر کر جانب دروازہ طلسم شمشیر جنبان دیکھکر انگشت سے اشارہ کیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ
تلواریں جو دروازے پر لٹکی ہوئی جنبان تھیں دفعتاً وہ ٹھہر گئیں حرکت سے باز رہیں دروازہ کھل گیا برق
جادو خضران پری وغیرہ کو ہمراہ لے کر اندر اُس قلعے کے گیا پھر سوے در قلعہ دیکھکر اشارہ کیا
وہ تلواریں پھر بدستور ہلنے لگیں اور دروازہ قلعہ بند ہو گیا حسین خوش گلو پری نے اندر اُس
قلعے کے جا کے اکثر عجائب و غرائب کی سیر کی اگر اُن کو بتفصیل بیان کیا جاے تو نہایت طول ہوگا خلاصہ
یہ کہ بہت سی عجائب و غرائب اشیا کا مشاہدہ کیا اُن کے دیکھنے سے نہایت حیرت ہوئی قلعہ کو دیکھا
تو نہایت وسیع پایا ایک جانب کو ایک مقبرہ نظر آیا نہایت پختہ و خوش قطعہ دروازہ اُس کا مقفل تھا
برق جادو نے اُس دروازے پر جا کر قفل کو بنظر تند دیکھا فی الفور وہ قفل وا ہوا دروازہ
مقبرے کا کھل گیا خضران پری ہمراہ الکن پری وغیرہ کے اندر اُس مقبرے کے گئی قبر فہیم
عاملی کے پاس پہنچکے بے اختیار اشکبار ہوئی دیگر پریاں بھی آبدیدہ ہوئیں برق جادو بھی محزون ہوا
حسین خوش گلو پری نے اندر مقبرے کے جا کر چار طرف نظر کرکے معلوم کیا کہ مقبرہ وسیع ہے

عمارت پختہ و منقش شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ اسباب ضروری سے اچھی طرح آراستہ ہے جھاڑون اور کنولون میں شمعیں مومی و کافوری چڑھی ہوئی ہیں آئینے کلان طلائی کار چہار طرف بقاعدہ ولناسب دیوار مقبرہ سے ملحق آویزان ہیں وہ آئینے ایسے صاف و شفاف ہیں کہ اگر ان کو آئینہ سکندر بھی دیکھتا تو حیران ہوتا علاوہ آئینہ ہاے مذکور کے چند قطعات و آیات بخط نسخ و نستعلیق خوشنویسان نامی کے ہاتھوں کے لکھے ہوے انجام مرگ و بے ثباتی عالم و عالمیان کے مضمون کے تختوں میں زیر آئینہ نہایت خوبی کے ساتھ دیوار ہاے مقبرہ مذکور میں آویزان ہیں درمیان مقبرہ قبر پختہ فہیم عالی کی ہے گرد اس کے نقرئی کٹہرہ ہے قبر پر چادر کمخواب سبز کی ہے بالاے چادر مذکور چادر گل پڑی ہے بالین قبر ایک کشتی نقرئی رکھی ہے اگر سوز نقرئی مع سوز پھل اس میں رکھا ہے اگر سوز آتش غم فہیم عالی میں دود آہ دل سوزان ظاہر کر رہا ہے فرش مقبرہ سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کا ہے علاوہ فرش سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کے جا بجا قالین اونی نہایت بیش قیمت بچھے ہیں غرضکہ مقبرہ مذکور میں جملہ اشیاے ضروری سے زیب و زینت دیکھی خضران پری نے سامان عرس کا حکم دیا پریون نے ضروری سامان مہیا کیا چادر گل تر و تازہ بالاے قبر چڑھائی گئی اگر اگر سوز میں مگر رسلگایا گیا تھا مہاسے لذیذ و خوش ذائقہ کی تیاری براے فاتحہ خوانی صاحب قبر مذکور ہونے لگی پریان مصروف کار ہوئیں خضران پری نے بعد فراغ بعض کار ضروری سب پریون کو یک جا بٹھایا برق جادو بھی ایک جانب بیٹھا اسوقت خضران پری نے حسین خوش آواز پری سے کہا کہ حسب وعدہ اسوقت تجھ مزار فہیم عالی کے روبرو معرفت الٰہی میں گاو یا کوئی غزل عاشقانہ گا کہ روح کو ان مرحوم کی خوش کرو آج ان کا عرس ہے یہ دنیا میں عامل کامل تھے افسوس کہ آج زیر خاک سو رہے ہیں ہم ان کو روتے ہیں زندگی میں عامل زبردست تھے آج یہ عمل خیر کے دوسرون سے محتاج و خواہان ہیں حسین خوش گلو پری نے حسب فرمائش خضران پری کے پہلے تو غزلیں وغیرہ معرفت خدا میں خوب گائیں اور خوب سا رقص کیا ہر ایک حالت وجد میں جھومنے لگا کلمہ حق بار بار زبان پر جاری کرنے لگا خصوصا خضران پری کو تو گویا حال آگیا بیخود ہو گئی برق جادو بھی علیحدہ بیٹھا ہوا الگ دیکھا کیا گانا سنا کیا بعد تھوڑی دیر کے خضران پری سے رخصت ہو کر کہنے لگا آج تو تم شام تک یہیں رہو گی ہنگام شام جاؤ گی اس نے کہا کہ ہان حسب دستور قدیم آج شب کو یہیں یہان سے جاؤن گی یہ سنکے برق جادو چلا گیا پھر نغلی پری یہ غزل بخوش گلوئی گانے لگی۔

غزل

فصل بہار آئی ہے دیوانہ پن ہوا — گل کی طرح سے چاک مرا پیرہن ہوا
بستر پہ ہون مگر کوئی پاتا نہیں مجھے — اس درجہ تیرے ہجر میں لاغر بدن ہوا
دل آپ کے فراق میں محزون رہا مدام — سینہ ہمارا غیرت بیت الحزن ہوا
مثل حباب آیا نظر آسمان مجھے — دریا جو میرے آنسوؤن کا موجزن ہوا
بیکس ہوں گا کوئی بھی مجھ سا جہان میں — بعد فنا نصیب نہ گور و کفن ہوا
مرقد میں حشر تک مری آنکھیں کھلی رہیں — دیدار کا خیال جو زیر کفن ہوا
رویا جو [illegible] میں تو ہوئے داغ دل ہرے — بارش کی فصل آئی ہے تازہ چمن ہوا
یاد آئے [illegible] و احباب اس قدر — غربت میں یون کبھی نہ ہم کو خیال وطن ہوا
نکلا جو دل سے آہ شرربار [illegible] — جل کر تباہ گنبد چرخ کہن ہوا

بزم مین میرے جو بیٹھ گیا کل وہ شمع رو ۔ کیا کیا خجل رقیب سیہ انجمن ہوا
دیتے نہین جواب جو میرے سوال کا ۔ غائب تمہارا شکل کمر کیا دہن ہوا
گیسو جو اس نے ڈالدیے رخ پہ بزم مین ۔ غل ہو گیا جہان مین کہ سورج گہن ہوا
لائق جو دل لیا کسی محمل نشین نے چھین ۔ سمجھا تھے رفیق وہی راہزن ہوا

خضران پری و الکن پری و دیگر پریان جو اس جلسے مین موجود تھین وہ اشعار غزل مندرجہ بن سنکے اور رقص دیکھکر بہت خوش ہوکر بار بار بے اختیار تعریف کرنے لگین بعد تمام کرنے غزل کے حسین خوش گلو نے کہا مین آپکا فرمانا بجا لا چکی اب چاہتی ہون کہ آپ کچھ گائین خضران پری نے پہلے تو اپنے سن رسیدہ ہونے کا عذر کیا پھر اصرار کرنے سے یہ غزل اس نے شروع کی غزل

روح کو چین نہ جو ہم غم دلبر مین نہین ۔ صاحب خانہ کو آرام جو گھر مین نہین
مجکو امید ہے مشکل مری آسان ہوگی ۔ جو کاوش ترے دل مین ہے وہ خنجر مین نہین
اے غم عشق نہ جانا مرے دل سے باہر ۔ ایسے مہمان کی توقیر کسی گھر مین نہین
کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو ۔ یہ وہ گردش ہے کہ جو میرے مقدر مین نہین
مجھپہ بیداد کرو تو بھی غنیمت جانون ۔ تم سے امید کسی طرح کی محشر مین نہین
آپ کے لطف و عنایت کا بھروسا کیا ہے ۔ کہ گھڑی بھر مین اگر ہے تو گھڑی بھر مین نہین
لکھ لیے جاتے ہین قیدائی گیسو بارے ۔ کونسا نام ہے جو آپ کے دفتر مین نہین
سخت جانون سے جو منھ پھیر لیا اے قاتل ۔ عرق شرم تو آب دم خنجر مین نہین
مین نے کیا جانیے کیون سجدہ کیا ہے اسکو ۔ جانتا ہون کہ خدا اور ہے تصویر مین نہین
غیر کے عیش سے جلتا ہے عبث تو اے داغ ۔ اس کی تقدیر مین ہے تیرے مقدر مین نہین

اہل بزم اشعار سننے لگے اور متوجہ ہوکر جانب خضران پری دیکھنے لگے وہ مرقد فہیم عالی کی طرف دیکھ دیکھکے روتی جاتی تھی اور اشعار غزل پہ ایسی تباہی تھی پریان اس کے گانے کی تعریف کرتی تھین جب خضران پری نے غزل کو تمام کیا حسین خوش گلو پری نے بھی اس کی ثنا کی پھر ایک پری خضران پری کے کہنے سے گانے لگی اس اثنا مین حسین خوش گلو پری اٹھی خضران پری نے پوچھا کہ کہان جاتی ہو اس نے کہا بضرورت جاتی ہون ابھی آتی ہون یہ کہکے باہر مقبرے کے جاکے ایک درخت کی آڑ مین بیٹھکر بعجلت تمام نقب لگانی شروع کی تھوڑی دیر مین خواجہ طیفور کر دیا نقب لگاتے ہوئے پہلوے قبر فہیم عالی تک پہونچی اس جگہ فتیلہ عیاری روشن کرکے دیکھا کہ گوشہ قبر فہیم عالی مین ایک چھوٹا صندوقچہ مانند قلمدان کے رکھا ہے خواجہ نے اسے اٹھاکر نذر زنبیل کیا پھر بعجلت نقب سے باہر آکر دہن نقب کو بند کرکے دست و پا سے گرد و غبار و خاک کو دور کرکے خراماں خراماں اندر مقبرے کے جاکر پاس الکن پری کے بیٹھے خضران پری نے خیال کیا کہ حسین خوش گلو واسطے دفع بول و براز کے گئی تھی یہ خیال کرکے خاموش رہی قریب شام سورۂ فاتحہ فہیم عالی کی روح کو بخشنا سر ایک نے ہاتھ قبر پر رکھکر سورۂ فاتحہ پڑھا پھر دشنی کرکے اغذیہ انواع و اقسام پکی سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھکر ہدیہ ثواب اس کی روح کو بخشا وہ طعام مستحق لوگون کو دیدیا گیا اتنے عرصہ مین برق جادو آیا خضران پری وغیرہ سب پریان اٹھین باہر مقبرے کے آئین برق جادو نے کچھ آہستہ پڑھا دروازہ مقبرے کا بند ہو گیا وہ قفل جو کھلا تھا پھر بدستور حلقہ زنجیر مین جاکر آویزان ہوا برق جادو ۱۰

نے ہمراہ خضران پری کے قریب در قلعہ آکر کچھ اسمائے سحر آہستہ زبان پر جاری کیئے دروازہ قلعہ کا
کھل گیا وہ تلوارین جنبش سے باز رہین جب خضران پری وغیرہ سب باہر قلعے کے چلے گئین اور
برق جادو نے پھر سوئے در قلعہ اشارہ کیا وہ خود بخود بدستور سابق بند ہوگیا وہ تلوارین بھی اسی طرح
ہلنے لگین برق جادو خضران سے رخصت ہوکر نظر سے غائب ہوگیا خضران پری سے الگن
پری بھی خواہان رخصت ہوئی اُس نے اجازت جانے کی دی الگن پری تخت پر حسین خوش گلو
پری کو بٹھاکر سوئے قصر فیروز نگار روانہ ہوئی اُدھر خضران پری مع اپنی ہمراہی پریون کے اپنے
مکان کی طرف تخت پر بیٹھکر گئی الگن پری بعد قطع راہ در قصر فیروزہ نگار پر آکر تخت سے اتری اور
حسین خوش گلو پری بھی ہمراہ اُس کے تخت سے اتری پھر دونون داخل قصر فیروزہ نگار ہوئین
دیکھا کہ سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بیٹھے ہین باہم کچھ باتین
کر رہے ہین یکایک الگن پری نے اور خواجہ طیفور گردیلنے جو بصورت پری بنے ہوئے تھے
باادب سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہ کہو خواجہ لوح طلسمی لائے خواجہ نے بصورت اصلی ہوکر
عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے اور اعانت خدا سے لوح طلسمی لے آیا صاحبقران ممدوح نے بہت
خوش ہوکر لوح کو طلب کیا خواجہ نے زنبیل سے نکال کر وہ صندوقچہ کو جلد پیش کیا صاحبقران
نے جب اُس کو کھلوایا اندر اُس کے لوح کو پایا کہ مانند قمر کے پر ضو تھی اور جو طلسم نقوش اُس پر کندہ
تھے وہ بخوبی پڑھے نہ جاسکتے تھے بعد غور کرنے بسیار کے گوشۂ لوح مذکور پر یہ عبارت نظر آئی کہ اگر خدا
فضل کرے اور لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو تو اُس کو چاہیئے کہ چشمۂ ماہیان مین اس اسم اعظم
الٰہی کو پڑھکر غوطہ دے تاکہ لوح کام دے اور جملہ طلسم و نقوش و اسمائے الٰہی اُسے نظر آئین اور
لوح طلسمی طلسم کشا کو بابت طلسم کشائی و فتح ہر چہار قلعہ کے ہدایت کرے لیکن یہ کام خود کرے صاحبقران
موصوف عبارت لوح پر نظر کرکے سلطان صاحبقران سے گویا ہوئے کہ یہ لوح ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ
چشمۂ ماہیان مین لوح طلسمی کو غوطہ دو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ممکن ہے چشمۂ ماہیان تک جانے
کچھ دشوار امر نہین ہے یہ کہکے خواجہ طیفور گردیلنے کی اس کارنمایان کی بہت تعریف کی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی ازراہ قدردانی ستائش کی خواجہ نے کہا کہ اس تعریف و ثنا سے مجھکو کیا فائدہ ہوا رنگ
و روغن و لباس کے مہیا کرنے مین بہت زر کثیر صرف ہوا ہے صاحبقران نے وعدہ دینے زر کثیر کا کیا سلیمان
صاحبقران نے خواجہ کو زر و جواہر مرحمت کیا خواجہ نے لیکر نذر زنبیل کیا بعد صاحبقران سے پوچھا
کہ چشمہ ماہیان یہان سے کب جایئے گا جواب پایا کہ اے خواجہ کل وقت سحر جاؤنگا مگر ضرورت راہبری کی ہے
سلیمان صاحبقران نے فرمایا ہم حسب دلخواہ فکر کرینگے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی
سلیمان صاحبقران نے ایک جن کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ ابھی ان کو چشمۂ ماہیان پر پہونچا دے
اُس نے عرض کیا کہ بسر و چشم یہ التماس کرکے ایک تخت پر صاحبقران ممدوح کو بٹھاکر خود بھی پس پشت
اُن کے بیٹھکر تخت کو بلند کرکے سوئے چشمہ مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ کنارے چشمہ مذکور کے پہونچا تخت
کنارے چشمے کے اتارا صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چشمہ ماہیان نہایت صاف ہے پانی اُس کا آب گہر
سے بہتر ہے مچھلیان صد ہا رنگ کی اُس مین دکھائی دیتی ہین پانی اُس کا یون روان ہے کہ جیسے عمر رواں اور
شیرین اس درجہ ہے کہ جیسے جان شیرین یا عسل خالص اور سرد ہے مانند برف کے اور سفید ہے مثل گہر یا شیر
کے طائران رنگارنگ کنارے اُس کے بیٹھے ہین مصروف خوش الحانی ہین سیر دریا سے قدرت پروردگار

دیکھ رہے ہین اپنی اپنی زبان مین حمد و ثناے خالق بحر و بر کر رہے ہین درختان میوہ دار اکثر کنارے اُس چشمے
کے ہین مگر پھل اور پھول اُن کے عجیب و غریب نہ کبھی دیکھے نہ سنے ہنوز صاحبقران سیر چشمہ ماہیان
کر رہے تھے کہ اُس جن نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہان توقف نہ فرمائین یہ جگہ ٹھہرنے کی نہین ہے
مقام پُر خطر ہے اندیشہ ضرر کا ہے جلد یہان سے تشریف لے چلیے صاحبقران نے سبب خوف و خطر اُس
جن سے دریافت نکرکے لوح طلسمی مذکورہ کے گوشہ پر جو اسم اعظم الٰہی کندہ تھا اُس کو موافق ہدایت
لوح زبان پر جاری کرکے لوح کو چشمہ ماہیان مین ڈال کر دھویا پھر جو اُس پر نظر کی تمام اسم اعظم الٰہی اور
نقوش و طلسم نظر آنے لگے اور نظر اُس پر قائم ہونے لگی اور کسی قدر تیرگی بھی اُس کی دور ہوئی بعد
دھونے لوح کے صاحبقران تخت پر سوار ہوے وہ جن بھی بعجلت تخت پر پس پشت صاحبقران
بیٹھا پھر تخت کو بلند کرکے وہان سے سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوا بعد طے ہونے راہ کے در قصر
فیروزہ نگار پر تخت کو اُتارا صاحبقران تخت سے اُتر کر داخل قصر مذکور ہوے سلیمان صاحبقران
نے پوچھا کہ لوح کو چشمہ ماہیان مین دھویا صاحبقران نے کہا کہ ہان لوح کو چشمہ ماہیان مین غوطہ دیدیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اب لوح کو دیکھیے کہ وہ کیا حکم دیتی ہے صاحبقران موصوف نے بعد
کہنے بسم اللہ کے لوح کو اُٹھاکر بہ نیت فتح طلسم دیکھا اُس مین یہ عبارت نظر آئی اور لوح نے اس طرح
ہدایت کی کہ اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسم شمشیر جنبان دستیاب ہو تو پہلے طلسم کشا کو مناسب
ہے کہ در قلعہ یعنے دروازہ پر طلسم شمشیر جنبان کے جاکے دیوار قلعہ سے ہٹ کے یہ اسم الٰہی بآئین تعداد و ترکیب باوضو پڑھے پھر
قدرت خدا کا تماشہ دیکھے اور شمشیر نیلگون سے جو ساحر سامنے آئے اُسے قتل کرے صاحبقران نے رہنمائی لوح سے
آگاہ ہوکر اطلاع دی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ ہدایت لوح پر عمل کیجیے صاحبقران اسی وقت مرکب پر سوار
ہوکے تنہا سوے طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوے عقب مین اُن کے خواجہ اور سلیمان صاحبقران بھی
بجمعیت دیو و جن گئے جب صاحبقران روبروے دروازہ طلسم شمشیر جنبان پہونچے دیکھا کہ در قلعہ پر
دو تلوارین آویزان ہین جو مثل برق چمک چمک کر جنبان ہین قلعہ محکم ہے در قلعہ پر کوئی ساحر و غیر ساحر
نہین ہے سناٹا ہے در قلعہ بند ہے یہ دیکھکر موافق ہدایت لوح کے وہی اسم اعظم الٰہی موافق تعداد و ترکیب
باوضو پڑھا بعد پڑھنے کے دیکھا کہ در قلعہ کو حرکت ہوئی بلکہ دیوار ہاے قلعہ تھرا گئین تڑاقا ایسا ہوا اور
ایسی صداے مہیب آئی کہ وہ صحرا تھرا گیا زمین دشت کانپنے لگی پردہ ہاے گوش گویا کر ہوگئے تاریکی پیدا
ہوئی اُس تاریکی مین شور و غل و فریاد و نالہ پیدا ہوا دھوان بھی در و دیوار سے ظاہر ہوا بعد دروازہ
قلعہ کا کھل گیا وہ دونون تلوارین در قلعہ سے جدا ہوکر قبضہ مین طلسم کشاے موصوف کے آگئین
صاحبقران نے وہ تلوارین کہ خود بخود در قلعہ سے جدا ہوکر ہاتھ مین آگئی تھین اپنے قبضے مین کرکے
بعجلت تمام پھر لوح کو دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا بہت جلد داخل قلعہ ہو دیر نہ کرو نہ خرابی
واقع ہوگی پھر قلعے مین جانا دشوار ہوگا طلسم کشا نے اپنے تئین حسب ہدایت لوح فی الفور اُسی شور و
تاریکی مین داخل قلعہ کیا ہنوز صاحبقران حسب ہدایت لوح داخل قلعہ ہوئے تھے کہ دفعتاً برق جادو
کو اطلاع ہوئی وہ بصد غیظ و غضب برق آسا کڑکتا ہوا تخت سحر پر سوار ہوکے بجمعیت ساحران آیا دیکھا
اُس نے کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہے دونون تلوارین قبضہ طلسم کشا مین ہین لوح طلسمی گلے مین صاحبقران
کے پڑی ہے طلسم کشا داخل قلعہ ہوگیا ہے یہ حال دیکھکر بصد قہر و غضب پکارا کہ او طلسم کشا او برباد کنندہ
طلسم شمشیر جنبان او قاتل ساحران او دشمن جان ما تو کس طرح لوح طلسمی پاگیا حال لوح سے تو بخوبی

کسی کو خبر نہ تھی لوح تو فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان نے واسطے حفاظت کے اپنے مرقد مین پوشیدہ کی تھی اور مقبرہ و قبر اپنی بخیال حفاظت لوح طلسمی اندر قلعہ طلسمی کے بنوایا تھا تاکہ کوئی اندر قلعے کے داخل نہو سکے اور گوشۂ قبر سے لوح کو نہ لے سکے باوجود اس درجہ حفاظت لوح طلسمی کے تجھکو کسی طرح لوح طلسمی حاصل ہوگئی مجھ ایسا بیدار مغز و ہوشیار مدام حفاظت لوح طلسمی مین شب و روز سرگرم رہتا تھا بجز خضران پری وغیرہ کے اور کسی کو حسب ہدایت فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان اس قلعہ مین نہ آنے دیتا تھا اور ان کا بھی نگران رہتا تھا ان سے بھی بالکل اطمینان نہ تھا ہاے غضب ہوا کہ لوح طلسمی تیرے ہاتھ آگئی یقین ہے کہ خضران پری کے ہمراہ تیرا یہان آنا ہوا یا تیرے عیار کا گذر ہوا روز عرس فہیم عالی یہ لوح طلسمی مرقد بانی طلسم سے کوئی نہ کوئی لے گیا نہین معلوم حال لوح سے کس نے آگاہ کر دیا کون ایسا دشمن ماہر لوح طلسمی تھا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب بھی یہ وہ طلسم نہین ہے کہ باسانی فتح ہو جائے یاد رکھ قیامت برپا کرونگا حتی الامکان اس طلسم کو فتح نہونے دونگا مرحلات طلسم پر سے گذر تیرا دشوار ہوگا یہ لوح طلسمی تیرے قبضے سے نکلجائیگی اسیر ہو جائیگا بعد تجھکو قتل کرونگا یہ کہکے خوف عکس لوح سے قریب نہ آیا ساحران طلسم کو ہوشیار و آگاہ کرکے فی الحال جو مناسب سمجھا کر چلا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد جانے برق جادو حاکم قلعہ زرگوں کے لوح کو دیکھا موافق ہدایت لوح آگے جانب مرحلہ اول روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اگرچہ بیچمدان مؤلف گلستان باختر جلد سوم مفصل حالات فتح مرحلات طلسم شمشیر جنبان و کیفیت جنگ و جدال ساحران و حال اکثر مقامات سخت گذار و تدابیر برق جادو حاکم قلعہ مذکور اس جگہ تحریر کرے تو از حد طول ہوگا اور یہ جلد سوم گلستان باختر مانند ایک جلد طلسم ہوشربا کے ہو جائے گی اور جو مطالب کہ لکھنا منظور ہین وہ تحریر سے رہ جائینگے لہذا طول دینا مناسب نجان کر مفصل حالات کو ترک کر کے یون خلاصہ لکھتا ہے کہ طلسم کشا نے حسب ہدایت لوح طلسمی آگے مرحلہ اول پر جا کر بعد جنگ و جدال بسیار گلنار جادو مالک مرحلہ اول کو حسب ہدایت لوح طلسمی تہ تیغ کیا پھر حسب ہدایت لوح جانب مرحلہ دوم روانہ ہوا راہ مین صعوبتین اٹھا کر مرحلہ دوم پر جا کر توقف کیا فریب جادو مالک مرحلہ دوم نے دام سحر و فریب مین طلسم کشا کو پھنسانا چاہا اور لوح طلسمی چھین لینا چاہا لیکن جابجا لوح کو جو دیکھا اُس نے ہدایت کی حسب ہدایت لوح گرفتار دام مکر فریب جادو نہوا آخر کار ہنگام جنگ عظیم موافق ہدایت لوح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُسکو بھی بمشکل قتل کیا بعد فتح کرنے مرحلہ دوم کے قیام پذیر نہو کر حسب ہدایت لوح سمت مرحلہ سوم قدم بڑھایا راہ مین اکثر عجائب و غرائب نظر آئے کہین دریاے مہیب حائل ہوا کہین صحراے پرخار بلا کہین باغ مین اشجار و اثمار و گل عجیب و غریب دیکھے کہ دفعتاً شگفتہ اور پھول لیتے تھے اور خشک ہو جاتے تھے گاہ سرسبز و شاداب ہوکر بارور ہوتے تھے کہین گلشن سیر کنان حسینان شوخ چشم و رنگین لباس کو دیکھا اُن کی صحبت مین گذر ہوا انھون نے بناز و انداز اپنے اوپر مائل کر کے لوح کے چھین لینے کا قصد کیا لیکن بخیال اسیری لوح کو دیکھکر دشمن جان اُن کو جان کر موافق ہدایت لوح قتل کیا غرضکہ اسی طور سے راہ طے کر کے جملہ آفات و شر دشمنان سے بچکر مرحلہ سوم پر پہونچا حاکم مرحلہ سوم کا نہال جادو تھا اُس نے بہت باغ سبز فریب اپنے سحر کا دکھایا لیکن طلسم کشا کو خدا نے اُس کے سبھی شر و ضرر رسانی سے بچایا لوح طلسمی کام آئی اُسنے ہر ایک مقام سخت پر ہدایت کی اُس کی ہدایت سے اور فضل خدا سے بلا سے بلا نہوا انجام کار وہ ساحر

مقابلہ مع فوج ساحران آیا بعد جنگ بسیار حسب ہدایت لوح آئین نابکار ساحر کو بھی راہی دار البوار
کیا نہال جادو حاکم مرحلہ سوم جنگ میں بچولا نہ پھلا آخر اُس پر خزان آئی لوح طلسمی کے عکس سے
بے بس ہوگیا خوف سے لہو اُس کا خشک ہوگیا سحر بھول گیا بھاگ بھی نہ سکا اس اثنا میں پھل تیغ کا
کھا کر ذائقہ موت اُس نے چکھا کشت حیات اُس کی ایک دم میں پامال ہوگئی اُس کے مرنے سے بھی بہت
تاریکی ہوئی آخر کار وہ تاریکی رفع ہوئی پھر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے کہ افسوس
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا نہال جادو تھا مالک مرحلہ سوم طلسم شمشیر جنبان تھا یہ آواز دے کر پھر اُس کے
سحر کے لاشے کو اُٹھا کر برق جادو کے پاس نالہ کنان لے گئے شاہ طلسم اُس کے لاشے کو دیکھ کر
نہایت غمگین ہوا تھا حالانکہ لاشہ گلنار جادو و فریبا جادو کا بھی اسی طور سے اُس کے پاس پہونچا
تھا صدمہ ہوا تھا مگر نہال جادو کہ برادر زادہ تھا اس کے قتل ہونے کا از حد صدمہ ہوا اور اسی
صدمے میں اپنی نانی نیرنگ جادو کو بذریعہ نامہ طلب کر کے لاشہ نہال جادو کا اُسے دکھا کر تمام
حال بربادی طلسم اُس سے بیان کر کے کہا کہ اے نانی دست طلسم کشا سے پے درپے صدمات
مجھکو پہونچے ہیں اب صرف مرحلہ چہارم اس طلسم کا کہ مالک مرحلہ چہارم آپ ہیں باقی رہا ہے بعد آپ کے
مرحلے کے طلسم کشا میری جانب آویگا اُس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ اُس کو ہدایت کرتی رہتی ہے میں
اُس پر غالب نہو سکونگا یقین ہے کہ طلسم کشا مجھکو بھی حسب ہدایت لوح طلسمی اُس شمشیر نیلگون سے کہ جو در قلعہ
طلسم شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھی اور اب طلسم کشا کے قبضے میں ہے قتل کریگا نام و نشان
اس طلسم کا باقی نہ رکھیگا صرف مقبرہ قہیم عاملی کا باقی رہیگا پس جہان تک آپ سے ہو سکے ایسی تدبیر
کیجئے گا کہ طلسم کشا سے لوح کو چھین لیجئے اور اس کو اسیر کر لیجئے طلسم کشا اب آپ کے مرحلے کی طرف
آنے گا بہت اُس دشمن سے ہوشیار رہیے گا میں تو قلعہ میں پوشیدہ رہتا ہون خوف طلسم کشا سے باہر نہیں
نکلتا ہون دن پھرے فی زمانہ نہایت سخت ہیں کتاب سامری میں دیکھ چکا ہون خلاف حکم عمل کر نہیں
سکتا ہون نجومی اور کاہن بھی منع کرتے ہیں کہ چالیس روز تک سامنا طلسم کشا سے نکرنا ورنہ تو قتل
ہوجاؤ گے بس اسی سبب سے واسطے آپ کو طلب کیا تھا اُس ساحرہ ضعیفہ ریشکا ماہیان زہر رنگ و
آفات جہان دست دادی اور نانی افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا نے کہا کہ او برق جادو
او چھوکرے کیون اس قدر بیتاب و بیقرار ہے اپنی زندگی سے کیون نا امید و مایوس ہے ابھی تو میں زندہ
ہون کیا مجال و طاقت کہ میری حیات میں طلسم کشا تجھکو کچھ ضرر پہونچا سکے تو بیخوف و خطر ہلسی خوشی سے مرد
میں سمجھ لون گی ذرا طلسم کشا میرے مرحلے پر آ جائے تو دیکھون کیسا طلسم کشا ہے یہ تقریر غصہ میں کر کے
برق جادو کو تشفی و تسلی دے کے تخت پر سوار ہو کے چلی گئی تھی ادھر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ حسب ہدایت لوح طلسمی بعد قتل کرنے نہال جادو مرقومہ بالا کے جانب مرحلہ چہارم روانہ
ہوئے تھے بعد قطع راہ سخت و صعب اور دیکھنے اشیائے عجائب و غرائب کے ایک باغ پُر بہار کے
قریب پہونچے تھے وہ باغ از حد پُر بہار تھا دروازہ اُس کا کھلا دیکھکر خوشبو گلہائے رنگارنگ کی سونگھ کر
اور اُس باغ میں ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کم سن و رنگین لباس مزین بزیور جواہر نگار کو حلقہ
نازنینان میں خراماں اور سیر کنان دیکھکر بے اختیار اُس کے حسن دلفریب پر مائل ہوکے در باغ پر پہونچے
تھے پھر حسب الطلب بعض بعض نازنینون کے اندر اُس باغ پر بہار کے گئے تھے وہ نازنین بنی
بارہ دری میں جا کر مسند پر بناز و انداز بیٹھی تھی گرد اُس کے بعض نازنینان شوخ و شنگ بھی بیٹھی تھیں

صاحبقران

صاحبقران بھی قریب مسند کے جاکر بیٹھے تھے مگر اُس کے عشق مین ہوش وحواس درست نہ تھے
عقل سالم نہ تھی کچھ بھی طلسم کشائی کا خیال نہ تھا دوست و دشمن مین تمیز نہ تھی اُس کی الفت مین
مبہوت تھے ایسے وقت مین صاحبقران نے پوچھا تھا کہ اے دلربا نام تیرا کیا ہے اُس نے تو کثرت
حسن و فرط غرور سے و نیز شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا تھا نام اپنا نہ بتایا تھا لیکن ایک اُس کی ہمجنس نے
بیان کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو کہ نام ان کا ملکہ خوشتر وجواہرپوش ہے یہ دختر نیک اختر
ہین سکندر شاہ والی ملک ختن کی ایک روز یہ اپنے باغ مین مصروف سیر تھین کہ ایک پنجہ گرا اور
ان کو یہان اٹھا لایا یہ بیہوش ہوگئی تھین جب ان کو ہوش آیا انھون نے دیکھا کہ ایک جن نوجوان
ان کے پاس بیٹھا ہے یہ اُس کو دیکھکر ڈرین اُس نے کہا کہ مجھسے خائف نہو مین تمھارا عاشق ہون تم کو
اٹھا لایا ہون نام میرا مانوس جن ہے اُس روز سے یہ ملکہ اسی باغ مین رہتی ہین ہم سب ان کی خادمہ
ہین مانوس جن ہنگام شب آتا ہے تھوڑی دیر بیٹھکر چلا جاتا ہے آپ کا ادھر آنا ہوا ملکہ کو دیکھکر آپ کا
عشق مین عجیب حال ہوا ہمنے آپ کو بلا لیا اب آپ آرام سے یہان تشریف رکھین جب وہ
جن یہان آئیگا آپ کہین پوشیدہ ہوجائیے گا ورنہ وہ آپ کو دیکھکر غضبناک ہوکر برسر جنگ
ہوگا ثانیاً آپ کے دشمنون کو مضرت پہونچاے گا صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو ہرگز اُس جن
سے ڈرکر پوشیدہ نہون گا یونہین بیٹھا رہونگا اگر وہ آمادہ شر ہوگا تو اسے قتل کرونگا وہ
نازنین یہ تقریر سنکے مسکرائی پھر اُس نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا کہ اسوقت کچھ رقص ونغمہ کرو
سامان میکشی بھی کرو کشتی شراب ناب کی طلب کرو حسب الحکم اُسیوقت ایک کنیز نوجوان وچالاک
کشتی شراب کی لائی مع شیشہ وساغر بلورین کے پھر پیالے نازنین مذکورہ بالا انھین مہجبینون
مین سے ایکنے رقص ونغمہ کرنا آغاز کیا تھا تادیر وہ نازنین اشعار غزل عاشقانہ گایا کی تھی ہنگام
شام چند نازنینون نے طلسم کشا سے بدرجہ عرض کیا تھا کہ اب ناچ گانا موقوف ہوا وقت شب
کا ہو لباس تن سے اتار رکھیے صرف پوشاک شب خوابی پہنے رہیے اسلحہ بھی تن سے دور کیجیے یہ وقت
آرام کا ہے چلیے مسہری پر آرام کیجیے ملکہ بھی سویرے سے آرام کرتی ہین ہم ان کو لے کر مسہری پر
سلانے کو لاتے ہین یہ کہکے خود تلوار کمر سے کھولنے لگین کوئی زرہ اتارنے کی فکر کرنے لگی تھی ایک
چالاک نازنین نے لوح طلسمی گلے سے اتار لی تھی لوح اتار لیتے ہی اُس نازنین مسند نشین نے مسکراکر
کچھ اسمار سحر آہستہ پڑھکر سوے صاحبقران پھونکا تھا زمین نے پکڑ لیا تھا دست و پاے طلسم کشا
بیحس وحرکت ہوگئے تھے اُس نازنین مسند نشین نے بصورت اصلی ہوکر نعرہ کیا تھا کہ منم نیرنگ
جادو دیکھا او طلسم کشا یون دام مکر مین گرفتار کر لیتے ہین جب یہ نعرہ سنا تھا اسوقت صاحبقران کو
ہوش آیا تھا وہ بیخودی وغفلت جو اُس کے عشق مین تھی وہ دور ہوئی تھی سخت صدمہ اپنی گرفتاری
کا ہوا تھا وہ ساحرہ اور جملہ ساحر بہت خوش ہوئے تھے پھر صاحبقران کو طوق وزنجیر مین گرفتار
کرکے سحر اپنا دور کرکے نیرنگ جادو نے زندان مین بھیجدیا تھا وہ باغ سحر کا تھا جو بعد گرفتاری
طلسم کشا نابود ہوگیا تھا اصلی مکان رہ گیا تھا شب بھر ساحرون نے حکم نیرنگ جادو سے گرد
زندان بیٹھکر نگہبانی کی تھی ہنگام سحر نیرنگ جادو نے طلسم کشا کو زندان سے طلب کرکے ایک
ساحر مسمی آتشباز جادو سے کہا تھا کہ طلسم کشا کو تخت سحر پر ڈالکر اپنے سحر مین طلسم کشا کو مبتلا
کرکے برق جادو کے پاس لے جا اور یہ لوح طلسمی بھی لیتا جا برق جادو کو دیدینا اور میری

جانب سے کہدیا کہ اوجھو کرے اسی طلسم کشا سے مجکو خوف جان تھا مین نے اس کو اسیر کیا لوح طلسمی
اس سے لے لی اب اس اسیر کا تجکو اختیار ہے چاہے قتل کر خواہ قید کر آتشبار جادو حسب الحکم
نیرنگ جادو لوح طلسمی لے کر رومال مین لپیٹ کر طلسم کشا کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے تخت سحر
پر ڈال کے خود بھی اسی تخت پر سوار ہو گئے تخت سحر کو بلند کر کے بصد خوشی سوئے برق جادو
حاکم طلسم ششیر جنبان روانہ ہوا تھا قبل اس کے لکھا گیا ہے کہ عقب صاحبقران سلیمان صاحبقران
مع سپاہ اور خواجہ طیفور گرد پا چلے تھے جو مرحلہ سر ہوتا گیا تھا راستہ کھلتا گیا تھا سلیمان صاحبقران
وغیرہ بھی آگے روانہ ہوئے تھے مرحلہ سوم پر پہونچکر خواجہ نے شب بسر کی تھی صبح کو تنہا بصورت بدل
آگے روانہ ہوئے تھے راہ مین نیچے ایک درخت کے بصورت درویش بیٹھے تھے پانی اور حقہ چلم سامنے
رکھا تھا انگیٹھی مین آگ رکھی تھی لکڑی اس مین دبی تھی درویش مذکور سوئے فلک دیکھ دیکھ کر
نعرے مار رہا تھا کبھی سامری کبھی جمشید کو پکار رہا تھا ناگاہ درویش مذکور نے دیکھا تھا کہ ایک ساحر
تخت سحر پر بیٹھا ہوا کسی کو تخت پر ڈالے ہوئے جاتا ہے درویش نے پکار کر کہا تھا کہ اے جانے والے
ٹھہر جا کہاں جاتا ہے ساعت بد ہے کام تیرا بگڑ جائے گا دشمن تیرے راہ مین تجکو مار ڈالین گے آتشبار
جادو یہ سنکے گھبرایا تھا تخت روک کر درویش کو دیکھکر بلندی سے اتر کر سامنے درویش کے آیا تھا اور
درویش سے پوچھا تھا کہ اے درویش نام تیرا کیا ہے تو نے ایسا مجھے ڈرایا کہ مین آگے نہ گیا تیرے
کہنے سے ٹھہر گیا مجھے راہ مین کون مار ڈالے گا درویش نے کہا میرا نام تو نہین جانتا مین ایک مدت
سے یہان بیٹھا ہون ہزارون ساکنان طلسم اپنے امور مشکل مین مجھسے رجوع کرتے ہین یہان تک
شاہ بھی کہ خود برق جادو مالک اس طلسم کا اکثر میرے پاس آتا ہے قبل تیرے آنے کے بھی آیا تھا
بابت طلسم کشا کے اس نے مجھسے سوال کیا تھا مین نے کہدیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے گا لوح
طلسمی اس سے چھین لی جائے گی ایک ساحر طلسم کشا کو اسیر کر کے تیرے پاس لائے گا ہین جو مین نے
کہا تھا وہی ہوا تو اسوقت طلسم کشا کو برق جادو پاس لئے جاتا تھا مجھے دریافت ہوا کہ راہ مین
مار ڈالا جائے گا عیار طرار طلسم کشا تجھے قتل کرے گا اسوجہ سے کلمہ خیر میری زبان سے نکلا کہ یہ ساعت
تیرے حق مین بہت بری ہے ٹھہر جا بعد ایک ساعت کے جانا قتل سے بچ جائے گا آتشبار جادو نے کہا
کہ اے درویش تو نے بڑا احسان کیا کہ مجکو میری ساعت بد سے آگاہ کیا جان میری بچائی چونکہ آتشبار
جادو درویش مذکور کی انگیٹھی کے پاس بیٹھا تھا انگیٹھی سے دھوان نکل رہا تھا لکڑی سلگ رہی تھی
وہ دھوان ساحر مذکور کے جو دماغ مین پہونچا تھا سر کو گردش ہوئی تھی درویش احسان شاہ
سے اس نے کہا تھا شاہ جی اسوقت نہین معلوم کیا سبب ہے کہ سر کو گردش ہے درویش نے جواب دیا تھا
کہ بابا یہ فصل گرما کی ہے دور سے تو آتا ہے اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہے ذرا ٹھنڈا سا پانی موجود ہے ہاتھ منھ
دھو ڈال ساحر مذکور اٹھنا چاہتا تھا ارادہ ٹہلنے کا کیا تھا کہ بے اختیار بیہوش ہو کر گرا تھا درویش مذکور نے
نعرہ کیا تھا کہ منم خواجہ طیفور گرد پا او نابکار میرے آقا سعید نامدار کو گرفتار کئے ہوئے لئے جاتا تھا
کے کند کہ از دست من زندہ و سلامت میروی یہ کہکے فی الفور ٹھنگرہ یعنی کچھ آبدار سے قتل کرنا چاہا
پہلے آتشبار جادو کی زبان مین سوزن دے کر اس کو ہوشیار کر کے کلمات نصیحت اس کو کہکے ہدایت
دین اسلام کی اس نے گردن ہلا کے یعنی اشارہ کیا کہ مین مسلمان نہونگا خواجہ نے برہم ہو کر تیغ سے اسکے
دو ٹکڑے کئے تھے ساحر مذکور دو نیم ہو کر تڑپ کر مر گیا تھا اسکے مرنے سے تاریکی ہوئی تھی پیرون

نے اُس کے نام سے باواز بلند کہا تھا کہ قتل کیا مجکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا پھر تاریکی دفع ہوئی
تھی سحر اُس کا صاحبقران پر سے دفع ہوا تھا ہوشیار ہو کر ایک صحرا مین اپنے تئین زنجیر و طوق مین
گرفتار خاک پر پڑا ہوا پایا تھا سامنے ایک ساحر کو دو نیم دیکھا تھا اور ایک درویش کو روبرو اپنے
پایا تھا اُس فقیر نے پہلے کچھ باتین بناکر پھر اپنے تئین ظاہر کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو
کہ یہ فرمانبردار طیفور گیر دیا ہے یہ ساحر مقتول تخت سحر پر ڈالے ہوئے آپکو بردے ہوا جاتا تھا مین نے
اس کو روک کر بعیاری قتل کیا ہے دیکھیے یہ لوح طلسمی ہے اسے اپنے گلے مین ڈالیے اور یہ تینون تلوارین ہین
ان کو اپنے قبضہ مین رکھیے مین سوہن نکالتا ہون زنجیر و طوق کو آپ کے جسم سے دور کرتا ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ کاسہ کردی از دست دشمن ما را رہا کردی اب ضرورت سوہن کی نہین جب
وقت رہائی ہوتا ہے ہمارے نزدیک طوق و سلاسل کی کچھ حقیقت نہین ہوتی ہے یہ فرماکر جوش شجاعت مین زور
کرکے طوق و سلاسل وغیرہ اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا تھا پھر لوح طلسمی کو اُٹھا کر
اپنے گلے مین ڈالا تھا تینون تلوارین یعنے ایک وہ تلوار جو خاص اپنی تھی اور دو وہ تلوارین کہ جو در طلسم
شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھین اور بہدایت لوح دستیاب ہوئی تھین کمر سے لگائی تھین خواجہ
نے حال گرفتاری پوچھا تھا صاحبقران نے تمام حال اپنے باغ مین جانے کا اور ایک نازنین پر مائل
ہونے کا اور اپنی گرفتاری کا بیان کیا تھا اتنی دیر مین سلیمان صاحبقران مع لشکر ایوان اُس جگہ گئے
تھے اُنھون نے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے اُن سے بھی تمام حال اپنی اسیری کا بیان کیا تھا
لشکر اُسی جگہ اُترا تھا شیر نگ جادو مالکہ دربند چہارم کو بذریعہ ساحران قتل ہونے آتشبار جادو کی خبر
ہوئی تھی اُس کو رہائی طلسم کشا کا رنج ہوا تھا برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان کو بھی یہ خبر پہونچی تھی
کہ شیر نگ جادو نے بمکر و فریب بصورت نازنین مہ جبین طلسم کشا کو اسیر کیا تھا لوح طلسمی اُس سے
چھین لی تھی وہ تلوارین جو در طلسم شمشیر جنبان پر لٹکتی تھین وہ کمر طلسم کشا سے کھول لی تھین بلکہ خاص
شمشیر طلسم کشا کی تھی وہ بھی لے لی تھی اور جملہ اشیاے مذکور مع طلسم کشا ہمراہ آتشبار جادو ادھر کو
روانہ کی تھین اثناء راہ مین عیار طلسم کشا نے بعیاری و مکاری فقیر بنکر آتشبار جادو کو قتل کرکے
طلسم کشا کو رہا کیا پھر لوح طلسمی اُس کو ملگئی ہے یہ خبر سنکے شاہ مذکور کو نہایت صدمہ ہوا تھا اپنے اہل
دربار سے کہا تھا کہ نانی صاحبہ نے تو کارنمایان کیا تھا مگر بدی مقدر سے اپنے کام بن کے بگڑ گیا دیکھیے
اب کیا ہوتا ہے اہل دربار نے اُس سے عرض کیا تھا کہ بادشاہ ذیجاہ متردد نہون آپ کی نانی صاحبہ پھر
طلسم کشا کو کسی عنوان دیگر سے اسیر کرلینگی برق جادو کو اہل دربار کی اس تقریر سے کونہ اطمینان ہوا
تھا اس طرف صاحبقران نے کچھ دیر توقف کرکے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تھا لوح مذکور نے یہ ہدایت کی
تھی کہ اے طلسم کشا اگر بعد اسیری فضل خدا سے رہائی ہو تو لازم ہے کہ اس جگہ سے سوئے جنوب روانہ
ہو کہ مرحلہ چہارم اسی جانب ہے اب ہوشیار رہنا کسی ساحر و ساحرہ کے دام مکر و فریب مین نہ آنا ورنہ پھر
قبضہ دست ساحران مین ہوجانے کا اندیشہ ہے صاحبقران حسب ہدایت لوح مذکور جانب جنوب
اُسی وقت سب سے رخصت ہوکر یکہ و تنہا روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ مرحلہ چہارم پر پہونچے تھے
شیر نگ جادو مع جمعیت ساحران واسطے مقابلے کے آئی تھی ساحرون کو اُس نے حکم دیا تھا کہ ہر چہار
طرف سے گھیر کر طلسم کشا کو ترسول اور تبنول وغیرہ حربون سے زخمی کرکے ہلاک کرو ساحرون نے کہ
تعداد چار ہزار تھے یکبارگی حملہ کیا تھا ترسول اور تبنول سے وار کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی حالت مین

طلسم کشا نے لوح پر نظر کی تھی لوح نے یہ ہدایت کی تھی کہ اے طلسم کشا اے قاتل ساحران ان ساحرون کی جمعیت سے نہ گھبرا کہ وہ تلوار جس کا قبضہ سنہری ہے اور در قلعہ طلسم شمشیر جنبان سے تجکو دستیاب ہوئی ہے اُسی تلوار کو کمر سے کھینچ ان ساحرون کو و نیز نیرنگ جادو کو قتل کر اور عکس لوح بار بار ساحرون پر ڈال تاکہ یہ جنگ فتح ہو صاحبقران ممدوح ہنوز حکم لوح سے آگاہ ہوئے تھے کہ جملہ ساحران نابکار غل و شور کرتے ہوئے سحر کی سواریون پر سوار ہر سول اور رپسول وغیرہ حربے جنگ کے ہاتھون مین لئے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوئے سامری و جمشید کے اسمار زبان پر جاری کرتے ہوئے قریب تر آگئے تھے حربے مذکور چار سمت سے لگانے لگے تھے نیرنگ جادو تخت سحر پر سوار دور سے پکار پکار کر ساحرون سے کہہ رہی تھی کہ ان بہادر و حق نمک ادا کرو جانبازی و سرفروشی کر کے طلسم کشا کو قتل کر و یا ہجوم کر کے طلسم کشا کی گردن سے لوح طلسمی اُتار کر لے آؤ مین خلعت و انعام کثیر دونگی شاہ طلسم بھی تم سے خوش ہو کر تم سب کو خلعت و انعام بہت دے گا تم سب چار ہزار ہو طلسم کشا تنہا ہے ایک شخص کا گھیر کر قتل کرنا یا اسیر کرنا کچھ مشکل نہین ہے دیکھو خلاف میرے حکم کے عمل کرنا طلسم کشا سے خائف و ترسان ہو کر پسپا ہونا ہمت نہ ہارنا ساحران نابکار نیرنگ جادو کے کلمات پڑھ پڑھ کر وار کرتے تھے صاحبقران حسب ہدایت لوح شمشیر مذکورہ بالا کو جس کا قبضہ سنہری تھا کمر سے کھینچکر نعرہ کوہ شگاف کر کے اُن ساحرون کو دلیرانہ قتل کرنے لگے تھے اور بار بار اُن ساحرون پر عکس لوح طلسمی ڈالتے جاتے تھے داہنے ہاتھ مین وہی تلوار تھی بائین ہاتھ مین لوح طلسمی تھی تلوار سے قتل کرتے تھے لوح کا عکس ساحرون پر ڈالتے تھے ساحران نابکار شمشیر آبدار سے قتل ہوتے جاتے تھے جو ساحر خوف طلسم کشا سے ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے اسمار سحر زبان پر جاری کرنا چاہتے تھے عکس لوح سے سحر بھی بھول جاتے تھے اجسام مین اُن کے عکس لوح سے ایک سوزش و گرمی شدید پیدا ہوتی تھی جسکی جہت سے معذور و مجبور ہو کر آہ و نالہ کرتے تھے صاحبقران اُن ساحرون تک پہونچکر بضرب شمشیر آبدار انھین قتل کرتے تھے جب ہزار ڈیڑھ ہزار ساحران نابکار لڑائی مین قتل ہوئے زمین اُن کے خون نجس سے رنگین ہوئی تاریکی اُن کے مرنے سے پیدا ہوئی جابجا لاشون کے انبار کشتون کے ڈھیر میدان کارزار مین ہوئے باقیماندہ ساحران نابکار ہمت ہار کے پسپا ہونے لگے تھے صاحبقران دلیرانہ تعاقب کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے ہر چند نیرنگ جادو پکار پکار کر کہتی تھی کہ اے ساحرو کیا غضب کرتے ہو کیسے نامرد ہو کہ ایک شخص کے خوف سے پیچھے ہٹتے آتے ہو ڈٹکر نہین لڑتے ہو طلسم کشا کو قتل نہین کرتے ہو اگر وہ تم سے قتل نہین ہو سکتا ہے تو لوح طلسمی ہی اُس سے چھین لو لیکن اُس جنگ مین کوئی ساحر آواز نیرنگ جادو نہ سنتا تھا نہ اُس کے کہنے پر کوئی عمل کرتا تھا کیونکہ خوف جان سے پیچھے ہٹتے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ قریب تخت سحر نیرنگ جادو کے پہونچے تھے وہ ساحرہ گھبرائی تھی خوف جان سے اُس نے بھی ارادہ بھاگنے کا کیا تھا اسمار سحر ورد زبان کرنیکو تھی ارادہ تھا کہ غرق زمین ہو کر دست طلسم کشا سے جان اپنی بچائے اسی اثنا مین صاحبقران نے لوح طلسمی پر نظر کی تھی لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا جلد تر اپنے تئین نیرنگ جادو تک پہونچا اور یہ اسم الٰہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کر کے نیرنگ جادو پر لگا کہ اسی تلوار سے یہ ساحرہ قتل ہوگی اگر اس کے قتل کرنے مین تامل کریگا اور

یہ ساحرہ اس میدان جنگ سے بھاگ جائیگی تو پھر اس ساحرہ تک تیرا پہونچنا مشکل ہوگا جبتک یہ ساحرہ قتل نہوگی دربند اس کا فتح نہوگا صاحبقران نے مضمون عبارت لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر جنگ ریشتانہ کرکے جلد تر اپنے تئین نزدیک اُس کے پہونچایا تھا ہنوز ساحرہ مذکور نے سحر نہ پڑھا تھا غرق زمین بزور سحر نہوئی تھی کہ وہی اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار پر دم کرکے اُس خیرہ سر کے سر پر نعرہ کرکے لگائی تھی اُس نے تلوار کے پڑتے ہی آہ کی تھی تلوار اُس کو دو ٹکڑے طول مین کرکے ایکبار جب زمین پر اتر آئی تھی وہ ساحرہ دو نیم ہوکر خاک پر گری تھی تھوڑی دیر تڑپ کر ہلاک ہوگئی تھی اُسکے مرنے سے جملہ ساحران نابکار جو باقی ماندہ تھے میدان جنگ سے بے اختیار بھاگ گئے تھے تاریکی عظیم محیط عالم ہوئی تھی ابر نمودار ہوا تھا بجلی چمکی تھی سہالے رعد آئی تھی سنگ باری و برف باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی تھی اُس کے سحر کے بیرون نے اُس کے نام سے باآواز بلند یون پکارا تھا کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یعنی مارا مجکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شیرنگ جادو تھا ہوس دل بر نہ آئی دست طلسم کشا سے اجل آئی یہ آواز دیکے پھر اُس کے سحر کے نالان و گریان ایک ایک جانب روانہ ہوئے تھے اور ہنگام جنگ و قتل شیرنگ جادو برق جادو اُس کی مدد کو بخوف جان نہ آیا تھا غرضکہ بعد مرنے شیرنگ جادو کے ایک بونڈلا ایسا جانب صحرا سے آیا کہ اُس بونڈلے مین لاشہ شیرنگ جادو کا لپٹ کر زمین سے بلند ہوا تھا پھر وہ بونڈلا لاشہ شیرنگ جادو کا جانب برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان لے گیا تھا شاہ طلسم مذکور متردد و متفکر محزون و غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک روبرو اُس کے اُس بونڈلے نے لاشہ اُس کا دھڑ سے ڈالدیا تھا برق جادو لاشہ اپنی نانی کا دیکھکر بہت رویا تھا بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے سر دربار کہا تھا کہ اب ہمارا مثل نانی کے کوئی معین و مددگار نرہا چارون مرحلے یعنی چارون دربند ہمارے طلسم کے فتح ہوگئے اب طلسم کشا ہماری جانب آئے گا حسب ہدایت لوح اُسی شمشیر سے کہ جو اُس کے قبضہ مین ہے اور جسکی ضرب سے ہماری اجل ہے وہی تلوار ہم پر لگائے گا ہمین قتل کریگا ہمین یقین حاصل ہوگیا کہ اب ہم زندہ نرہینگے ضرور قتل ہو جائینگے یہ طلسم ٹوٹ جائیگا نام و نشان اس طلسم کا باقی نرہیگا ہان صرف مقبرہ فہیم عالی کا کہ اصلی عمارت ہے باقی رہیگا یہ کہکے بہت اشکبار ہوا اہل دربار بھی اُس کے رونے سے آبدیدہ ہوئے تھے بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے اپنی نانی کا لاشہ موافق اپنے ملت و مذہب کے شاہانہ جلوس سے اُٹھاکر آگ مین جلا دیا تھا بعد اس کے اپنے دربار مین آکر ساحران نامی و نامور مانند وزرا کے جو ذی عزت ساحر تھے اُن سے مخاطب ہوکر کہا تھا کہ ہرچند کتاب سامری سے پایا گیا ہے اور نجومیون اور کاہنون نے اپنے علم کے قاعدے سے حکم لگایا ہے کہ چالیس دن نہایت سخت ہین سامنا طلسم کشا کا ان دنون مین کرنا اچھا نہین ہے لیکن مین خلاف کتاب سامری و احکام نجومیان طلسم کشا سے حتی الامکان مقابلہ کرونگا تم سب بھی میرے معین رہنا جان نثاری و سرفروشی کرنا حق نمک ہمارا ادا کرنا ہماری رفاقت و اعانت سے دست بردار نہونا اس وقت بدین ہمارا ساتھ نہ چھوڑنا سب ساحران ذی عزت و نامی و نامور نے دست بستہ قسم سامری و جمشید کی کھاکر عرض کیا تھا کہ ہم سب سرفروشی و جانبازی کو حاضر ہین ہم نے برسون نمک شاہ کھایا ہے اس وقت مین حضور کی رفاقت سے دست بردار نہونگے جانین اپنی دینگے طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کرینگے حتی الامکان اُس کو روکینگے جہان تک ہوسکیگا اُسے اسیر کرینگے حضور تک نہ آنیدینگے

خصوصاً آفات جادو و صہیب جادو و اسرار جادو نے و اژدر جادو و عقرب جادو و
بلاے جادو وغیرہ ساحران نامی نے عرض کیا تھا اے بادشاہ ہمارے اگرچہ روز دبند طلسم کشا
نے ہدایت لوح طلسمی سے فتح کرلئے ہیں تو کیا اندیشہ ہے حضور اپنی حیات سے ناامید نہوں ابھی ہماری موجودگی میں
خود بنفس نفیس طلسم کشا سے مقابلہ نکریں ہم جانباز و سرفروش کس دن کے واسطے ہیں پہلے ہماری جانبازی و
سرفروشی حضور دیکھ لیں ہیں واسطے روکنے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے طلسم کشا کے یکے بعد دیگرے روانہ فرمائیں
جب ہم سب دست طلسم کشا سے کام آئیں اُسوقت میں حضور کو اختیار ہے طلسم کشا سے لڑنے کا برق جادو
نے ساحران نامی کی تقریر مذکور سنکے آفرین اُن کی خیرخواہی پر کرکے کہا تھا کہ اچھا ابھی ہم مقابلہ طلسم کشا سے
خود نکرینگے تم میں سے کسی کو اُس کے روکنے کے واسطے روانہ کرینگے جو کوئی تم میں سے طلسم کشا کو اسیر
کریگا ہم اُسے مالا مال کردینگے وہ خلعت و انعام دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے معزز ملازم کو بھی
نہ دیا ہوگا یہ سُنکے جملہ ساحران نامی بامید حصول خلعت و انعام کثیر خوش ہوئے علی الخصوص آفات جادو
نے بطمع حصول مال و دولت دست بستہ عرض کیا کہ یہ نمکخوار قدیم امیدوار ہے کہ پہلے سب کے یہ خیرخواہ
مع جمعیت سپاہ واسطے روکنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کے روانہ کیا جائے ابھی وہ مرحلہ چہارم پر ہوگا
اس طرف اُس نے قدم نہ بڑھایا ہوگا شاہ طلسم نے اُس کی عرض قبول کی تھی اُسی وقت اُس کو اجازت
جانے کی دی تھی آفات جادو چھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے سامان جنگ کرکے اژدر آتشیں پر سوار
ہوکے فوج مذکور کو اپنے ہمراہ لےکر جانب طلسم کشا روانہ ہوا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بہدایت لوح طلسمی نیرنگ جادو وغیرہ ہزارہا ساحروں کو قتل کرکے باقی ماندہ ساحروں کو بھگا کرکے
مظفر و منصور ہوکے شکر خدا کرکے توقف پذیر ہوئے تھے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ جب تک نیرنگ
جادو زندہ تھی بیان کیا عمارتیں نظر آتی تھیں اب خاک اُڑ رہی ہے کف دست میدان ہے جابجا کچھ ٹیلے دکھائی
دیتے ہیں وہ آبادی وہ مکانات کیا ہوئے دفعتاً نام و نشان اُن کا نہ رہا کارخانہ سحر بھی عجب حیرت افزا ہے
یقیناً سب عمارتیں اور باغ پُر بہار وغیرہ سحر سے نیرنگ جادو کے ہویدا تھے اُسی ساحرہ کے سحر کے
زور سے سب کی نمود تھی اب میدان میں لاشے ساحروں کے پڑے ہوئے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے کہ
یکایک سلیمان صاحبقران مع لشکر دیوان و طیفور گردپا راہ پاکر اُس جگہ آگئے تھے صاحبقران
سے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے تمام حال جنگ و قتل نیرنگ جادو مفصل بیان کیا تھا
سلیمان صاحبقران طیفور گردپا مژدہ فتح سُنکے خوش ہوکر اُسی جگہ مع لشکر فروکش ہوئے تھے خیمے بارگاہیں
اُسی جگہ استادہ ہوگئی تھیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ داخل بارگاہ ہوئے تھے وہ آخر روز اور
شب اُسی جگہ بسر کی تھی دیوں نے وہ لاشے ساحروں کے صحرا میں پا کر سلیمان صاحبقران سے پوشیدہ
خوب مزے سے کھائے تھے نہایت خوش ہوئے تھے جب وہ شب گذر کر سحر ہوئی تھی بعد ادائے نماز سحر
صاحبقران ممدوح لوح دیکھکر حسب ہدایت لوح مرکب پر سوار ہوکر لشکر کو چھوڑ کر تنہا آگے روانہ ہوئے
تھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ سامنے سے پروے ہوا چند لکہ ابر سیاہ و سرخ پیدا ہوئے تھے اُن
ابر کے ٹکڑوں میں برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی یکایک وہ لکہ ہائے ابر شق ہوئے تھے طلسم کشائے
موصوف نے دیکھا تھا کہ ساحران نابکار سیہ رو سیہ دروں تخت و طاؤس و بط و عقاب و ہنس آتشیں
وغیرہ سحر کی سواریوں پر سوار چلے آتے ہیں جھولیاں جھولیاں اسلحہ سحر سے بھری ہوئی اُن کے دوش پر ہیں دھوتیاں
کثیف باندھے ہیں مرزائیاں گاڑھے کی پہنے ہیں ٹوپیاں مارگین وغیرہ لباس نجس و کثیف کی بالائے سر ہیں

ہاتھون پر اُن کے قشقہ سفید ورکا ہے جو ننگے ہین یعنے مرزائی نہین پہنے ہین اُن کے بازوٗن پر نشان گنو چندن
ہین ہاتھون مین ترسول اور پنسول وغیرہ حربے لیتے ہین سامری و جمشید کے نام اُن کی زبانون پر جاری
ہین جمعیت اُن کی چھ ہزار ہی اکثر تخت ہائے سحر پر تا بالائے خیام و بارگاہ ہر آگے آگے اُن ساحرون کے
ایک ساحر اژدر آتشین پر سوار ہی نہایت بد صورت و ترش رو سیہ چہرہ ہی لباس اُس کا بہ نسبت
سب ساحرون کے اچھا ہی ہنوز صاحبقران اُن ساحرون کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک وہ ساحر جو
اژدر آتشین سحر پر سوار تھا بلندی سے بالائے زمین آیا اُس کے ساتھ تمام ساحران نابکار بھی زمین پر اُترے
پھر اُس ساحر اژدر سوار کے حکم سے خیام و بارگاہین سحر ایستادہ ہوئین لشکر اُس کا فروکش ہوا تھا
بعد تھوڑی دیر کے وہ ساحر اژدر آتشین پر جو سوار تھا اُس نے آگے بڑھکر پکار کر کہا تھا کہ اے طلسم کشا
بس اب آگے قدم نہ بڑھانا مین فرستادہ بادشاہ طلسم ہون واسطے تمھارے قتل کرنے کے آیا ہون
تم نے طبل جنگ بجوا کر لڑون گا اگر تم کو اپنی جان عزیز ہی تو لوح طلسمی میرے حوالے کر دو یہان سے
زندہ و سلامت چلے جاوٗ مین اقرار کرتا ہون کہ تم کو اسیر نکرون گا اگر خلاف میرے کہنے کے عمل کروگے
تو بہ بدی پیش آوٗن گا مین کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہون نام میرا آفات جادو ہی ہزار ہا آفتین
برپا کرون گا حتی الامکان تم کو اسیر کرون گا شاہ طلسم کے پاس لیجاوٗن گا وہ تم کو ضرور قتل کرے گا
صاحبقران موصوف نے جواب دیا تھا کہ او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہی ہم شیر بیشۂ شجاعت ہین خوف
جان سے ہرگز لوح طلسمی نہ دین گے اگر تجھ کو دعوائے سحر و ساحری ہی تو مقابلہ کر کے مردانہ وار ہم سے
لوح طلسمی لے لے ہمین اسیر کر لے او نابکار بد اندیش ظاہر ثابت ہوتا ہی کہ اجل تیری تجھ کو یہان تک کشان
کشان لائی ہی جس طرح ہم نے گلنار جادو و نہال جادو و فریب جادو و نیرنگ جادو وغیرہ
ساحرون کو تہ تیغ کیا ہی تجھ کو بھی قتل کرین گے وہ شمشیر آبدار ہمارے قبضہ مین ہی کہ جس سے تمام ساحران
طلسم شمشیر جہان ڈرتے ہین موت اُن کی اُسی تیغ سے ہی دوسری تلوار وہ ہمارے قبضہ و اختیار مین
ہی کہ جس سے تیرا بادشاہ برق جادو قتل ہوگا لوح طلسمی واسطے ہدایت کے ہی تو ہمین کیا اسیر و
قتل کرے گا خود ہی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا آفات جادو نے یہ تقریر طلسم کشا کی سنکے برہم ہو کے
تاب ضبط نہ لا کر اپنے لشکر مین اُسی وقت طبل جنگ بجوایا تھا صدائے نفیر سحر و طبل سحر کی بلند ہوئی
چونکہ اُس جگہ سے لشکر سلیمان صاحبقران کا قریب تر بلکہ سامنے فروکش تھا ارشاد صاحبقران
موصوف سے طبل شور گر و پانے بھی سلیمان صاحبقران کے لشکر مین کوس حربی بجوایا تھا اُس روز و
شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہوئی تھی ساحرون نے اگیاری کی تھی گوگل اور لوبان جلایا گیا
تھا سحر خوانی مین مصروف ہوئے تھے پتلے شمع وغیرہ چوپاؤن کے دیے تھے پھر سحر کے موجود ہو رہے
تھے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی تھی اُس طرف سے صاحبقران فتح طلسم شہ جہان
نماز سحر سے فارغ ہو کر مسلح و مکمل ہو کر مرکب پر سوار ہو کر لوح کو ملاحظہ کر کے سوئے میدان جنگ ہمراہ
لشکر کے روانہ ہوئے تھے اُس طرف سے آفات جادو بکروفر میدان جنگ مین آیا تھا اژدر آتشین
اپنا صف لشکر سے نکال کر ایسے سحر اُس نے زبان پر جاری کر کے ایک ترنج پر دم کر کے سوئے صحرا
پھینکا تھا وہ دور جا کر پھٹا تھا دھوان اور شعلے اُس مین سے پیدا ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے اُس
دھوئین سے ایک سوار شمشیر بکف پیدا ہو کر روبرو آفات جادو کے آیا تھا اور گویا ہوا تھا کہ اے
آفات جادو آج تو نے مجھکو بعد مدت کے یاد کیا ہی کیا کام درپیش ہی کس دشمن سے

اپنے سے مجھے لڑوانا منظور ہو اُس نے جواب دیا تھا کہ اے سوار سحر ساحری اسوقت مین نے تجھکو
اسواسطے طلب کیا ہو کہ وہ سوار جو کھڑا ہو اُس سے تجھکو لڑواؤن تیرے ہاتھ سے اُسے قتل کراؤن
اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہو تو میری بھینٹ مجھے دے آفات جادو نے کارد نکال کر اپنی
پیشانی کا بذریعہ زخم کارد نکال کر چلوین لے کر کہا لے اُس نے منہ کھولا تھا آفات جادو نے وہ خون
اُس کے دہن مین ڈالدیا تھا دیکھنے والون نے دیکھا تھا کہ کیا تو وہ سوار ایک بالشت سے کچھ زیادہ
تھا یا دفعتا بڑھکر مانند بنی آدم کے قد کے ہو گیا مرکب بھی اُس کا مانند گھوڑون کے بڑھ گیا جب درازی
اُس کو حاصل ہوئی تھی اُس نے مرکب کو جولان کر کے روبروے طلسم کشا کے آکے مرکب کو روک کر پکار کر
کہا تھا کہ اے جوان تلوار کھینچ لگا مین بے سپر تیری تلوار اپنے سر پر روکون کا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر
ہدایت لوح طلسمی سے جواب دیا تھا کہ او سوار پہلے تو وار کر اُس نے کہا تھا کہ اگر پہلے مین وار کرون گا
تو حوصلہ جنگ تیرا تیرے دل ہی مین رہیگا ایک ضرب مین دو ٹکڑے ہو جائیگا بہتر یہ ہو کہ پہلے تو شمشیر
یا تیر یا نیزہ یا خنجر یا گرز کھینچ لگا لے وار کرلے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر تو نہ تو ہوگا نہ تیرا مرکب سالم
ہوگا طلسم کشا نے پھر جواب اُس کو یہی دیا تھا کہ پہلے تو ہی ضرب لگا جب تیری ضرب سے ہم جانبر ہونگے
تجھ پر بھی وار کرینگے اُس سوار نے آخرکار خبردار خبردار کہکر تلوار لگائی تھی ادھر صاحبقران نے
حسب ہدایت لوح لوح طلسمی پر اُس کی تلوار روکی تھی عکس لوح کا اُس پر پڑا تھا تلوار اُس کی ٹوٹی تھی
چہرہ اُس کا متغیر ہوا تھا اُسی حالت مین حسب ہدایت لوح ایک اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار اُس کے سر پر
لگائی تھی وہ سوار تلوار کھاتے ہی دھوان ہو گیا تھا نام و نشان اُس کا باقی نہ رہا تھا سحر آفات جادو
کے زور سے جو سوار سحر آیا تھا وہ اس طرح نیست و نابود ہوا تھا آفات جادو نے یہ حال دیکھکر کبھی
اپنے سحر سے شیر سحر گاہ اژدر سحر کبھی پتلی بلورین سحر کے پیدا کئے تھے اور واسطے مقابلہ صاحبقران
کے بھیجے تھے صاحبقران نے موافق ہدایت لوح ہر ایک سحر کو اُس کے دفع کیا تھا آفات جادو
عاجز ہو کر سمجھا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہو اس طرح اس سے مقابلہ کرنا بیجا ہو بہتر یہ ہو کہ اور کوئی فکر
و تدبیر کرتا کہ مدعا سے دل تیرا بر آئے اور آرزو تجھکو دستیاب ہو یہ سمجھ کر اُس ساحر مکار نے قریب شام
نے و نفیر سحر و نقارہ بازگشت لشکر بجواکر صاحبقران ممدوح سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا واقعی
تجھ سے لڑنا نادانی ہو مین پہلے راہ خطا پر تھا اب سمجھ گیا کہ تجھ سے کوئی ساحر سر بر نہوگا لہذا مین اب نہ
مقابلہ کرونگا اپنے گھر جاؤنگا حکم بادشاہ طلسم سے لڑنے آیا تھا اب اپنی جان تجھ سے مقابلہ کر کے
نہ دونگا کیونکہ تو صاحب لوح طلسمی ہو سحر کوئی کارگر نہیں ہوتا ہو ہر ایک سحر میرا باطل ہو جاتا ہو مجھکو
سر میدان جنگ ندامت حاصل ہوئی ہو یہ کہکر اُسی وقت اپنے تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر میدان
جنگ سے چلا گیا تھا صاحبقران شادان و فرحان قریب شام اپنے لشکر مین پہنچے سلیمان صاحبقران
کے لشکر مین میدان جنگ سے آکر بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے تھے لشکر بھی فرو کش ہوا تھا شب اُس
جگہ براحت بسر کر کے ہنگام نماز سحر پڑھکر دعاے فتح و ظفر خدا سے برجوع قلب کر کے مسلح ہو کے
مرکب پر سوار ہو کے لشکر کو اُسی جگہ چھوڑ کے بلا طلب فوراً کر دیا او بھی اسی جگہ چھوڑ کر لوح طلسمی کو
گلے مین ڈال کر آگے روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز قریب دوپہر کے قریب ایک
گلستان سبز و شاداب کے پہونچے تھے درختان سایہ دار دیکھکر وہان ٹھہرے تھے عرق اپنے چہرے
سے رومال سے پاک کیا تھا ہواے سرد سے دل کو فرحت حاصل ہوئی تھی کہ ایک آواز کراہنے کی

ایک طرف سے آئی تھی متردد ہوکر صاحبقران نے اُس طرف نظر کی تھی دیکھا تھا کہ طیفور گرد پا
نیچے ایک درخت کے پڑا ہوا تڑپ رہا ہے دمبدم آہ و فریاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہائے وہ درد جگر روح
تن سے نکلی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کس جگہ اجل آئی ہے کہ یار ہے نہ مددگار ہے تنہائی ہی تنہائی ہے کوئی
دوست و شفیق پاس نہیں ہے نہیں معلوم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہاں ہیں قبل
میرے آنے کے وہ اسی طرف تو آئے تھے میں راہ دیگر سے اُن کی محبت و خیر خواہی میں ادھر آیا تھا
زیادہ تیز رہروی سے جگر میں درد پیدا ہوگیا ہے یقین ہے کہ اس درد شدید سے جانبر ہونگا کیا اچھا ہوتا
اگر اس حالت درد جگر میں وقت آخر صاحبقران یعنی اپنے آقائے ذیشان کو دیکھ لیتا اُن سے رخصت
ہو لیتا عفو خطا و قصور اپنی کرا لیتا اور کچھ وصیتیں اُن سے کرتا گاہ تڑپ کر کہتا ہے اُف اُف روح پر درد کی شدت
سے صدمہ سخت ہے کس قیامت کا درد ہے کوئی یہاں معالج بھی نہیں ہے صاحبقران ممدوح نے طیفور گرد پا کو
شدت غم سے بسمل کے زمین پر لوٹتا ہوا دیکھکر اور اُس کی تقریر بخوبی سنکے بیتاب و بیقرار ہوکے جلد تر اُس کے
سرہانے جاکے مرکب سے اتر کر پوچھا تھا کہ اے طیفور گرد پا کیا حال ہے کیسا مزاج ہے اُس نے آنکھیں
کھول کر چہرے پر نظر کر کے کہا شکر ہے امید و حسرت دل بر آئی کہ آپ تشریف لائے اس آخری وقت میں
میں نے آپ کو دیکھ لیا یہ کہکے پھر تڑپ کر نالہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے صاحبقران کیا عرض کروں
درد جگر میں رہ رہ کر ایسا شدید اٹھتا ہے کہ روح کے اوپر صدمہ ہوتا ہے اگر تھوڑی دیر یہ درد اسی شدت
سے رہیگا تو روح تن سے نکل جائے گی صاحبقران نے کہا تھا کہ اے طیفور گرد پا یہاں تمہارے
دفع درد جگر کی کیا تدبیر کی جائے کوئی طبیب و حکیم یہاں نہیں ہے نہ کوئی دوا یہاں ممکن ہو سکتی ہے سخت
مجبوری ہے مگر گھبراؤ نہیں خداوند عالم تم کو اس درد سے شفا دے گا غالباً یہ درد ریاحی ہے طیفور گرد پا
نے عرض کیا تھا اگر یہاں کوئی طبیب و دوا نہیں ہے تو جانبری مشکل ہے بیشک مر جاؤں گا میری خطائیں
معاف کر دیجیے کہ اب وقت آخر ہے صاحبقران نے اُس کی اس تقریر سے آبدیدہ ہوکر فرمایا تھا کہ
اے طیفور ایسی تقریر نکرو ہم کو صدمہ ہوتا ہے ہم مجبور ہیں کیا کریں کہ درد تمہارے جگر کا دفع ہو جائے
تمکو صحت ہو دل ہمارا خوش ہو طیفور گرد پا نے عرض کیا تھا کہ میں نے سنا ہے اسمائے الٰہی اور دعاؤں
میں بڑی برکت و اثر ہے آپ کے پاس جو لوح طلسمی ہے بیشتر اُس پر نقوش اور اسمائے الٰہی اور دعائیں
کندہ ہوں گی ذرا اپنے گلے سے اُتار کر مجکو تھوڑی دیر کے واسطے دیدیجیے کہ اُسے میں اپنے گلے میں
ڈال لوں بلکہ لوح کو اپنے جگر پر رکھ لوں عجب نہیں ہے کہ بہ برکت اسمائے الٰہی و نقوش درد میرے جگر
کا دفع ہو جائے صاحبقران نے اُسی عالم اضطراب و بیتابی میں لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار کر اپنے
ہاتھ میں لے کر ارادہ طیفور گرد پا کے ہاتھ میں دینے کا کیا تھا کہ دفعتاً دل میں خیال کیا کہ اے
صاحبقران جب تم سلیمان صاحبقران سے رخصت ہوکر ادھر آئے تھے طیفور گرد پا کو لشکر میں
چھوڑ آئے تھے قبل تمہارے یہاں آنے کے طیفور گرد پا کس راہ سے یہاں آگیا ذرا لوح کو تو دیکھو یہ
خیال کر کے ارادہ لوح کے دیکھنے کا کیا تھا طیفور گرد پا نے ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور عرض کیا تھا کہ اے
صاحبقران جلد لوح کو میرے ہاتھ میں دیدیجیے تاکہ میں اُس کو جلد اپنے جگر پر رکھ لوں پھر درد اٹھا چاہتا
ہے کھٹک شروع ہوگئی ہے صاحبقران نے جواب دیا تھا کہ تامل کرو لوح طلسمی تم کو دیتا ہوں یہ فرما کر
بہ نیت دریافت حال لوح کو غور سے دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ
یہ طیفور گرد پا عیار تمہارا نہیں ہے یہ آفات جادو ہے بصورت طیفور گرد پا سحر کے زور سے بنکر

اپنے سے مجھے لڑوانا منظور ہو اُس نے جواب دیا تھا کہ اے سوار سحر سامری اسوقت میں نے تجھکو
اسواسطے طلب کیا ہو کہ وہ سوار جو کھڑا ہو اُس سے تجھکو لڑواؤں تیرے ہاتھ سے اُسے قتل کراؤں
اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہو تو میری بھینٹ مجھے دے آفات جادو نے کارد نکال کر اُسوا اپنی
پیشانی کا بذریعہ زخم کارد نکال کر چلو میں لے کر کہا لے اُس نے منہ کھولا تھا آفات جادو نے وہ خون
اُس کے دہن میں ڈالدیا تھا دیکھنے والوں نے دیکھا تھا کہ گیا تو وہ سوار ایک بالشت سے کچھ زیادہ
تھا یا دفعتاً بڑھکر مانند بنی آدم کے قد کے ہو گیا مرکب بھی اُس کا مانند گھوڑوں کے بڑھ گیا جب درازی
اُسکو حاصل ہوئی تھی اُس نے مرکب کو جولان کر کے روبرو طلسم کشا کے آکے مرکب کو روک کر پکار کر
کہا تھا کہ اے جوان تلوار مجھپر لگا میں بے سپر تیری تلوار اپنے سر پر روکون گا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر
ہدایت لوح طلسمی سے جواب دیا تھا کہ او سوار پہلے تو وار کر اُس نے کہا تھا کہ اگر پہلے میں وار کرونگا
تو حوصلہ جنگ تیرا تیرے دل ہی میں رہے گا ایک ضرب میں دو ٹکڑے ہو جائیگا بہتر یہ ہو کہ پہلے تو شمشیر
یا تیر یا نیزہ یا خنجر یا گرز مجھپر لگا لے وار کر لے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر تو نہ تو ہوگا نہ تیرا مرکب سالم
ہوگا طلسم کشا نے پھر جواب اُس کو یہی دیا تھا کہ پہلے تو ہی ضرب لگا جب تیری ضرب سے ہم جانبر ہوسکے
تجھ پر بھی وار کرینگے اُس سوار نے آخرکار خبردار خبردار کہکر تلوار لگائی تھی ادھر صاحبقران نے
حسب ہدایت لوح لوح طلسمی پر اُس کی تلوار روکی تھی عکس لوح کا اُس پر پڑا تھا تلوار اُس کی ٹوٹی تھی
چہرہ اُس کا متغیر ہوا تھا اسی حالت میں حسب ہدایت لوح ایک اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار اُس کے سر پر
لگائی تھی وہ سوار تلوار کھاتے ہی دھواں ہو گیا تھا نام و نشان اُس کا باقی نہ رہا تھا آفات جادو
کے زور سے جو سوار سحر آیا تھا وہ اس طرح نیست و نابود ہوا تھا آفات جادو نے یہ حال دیکھکر کبھی
اپنے سحر سے شیر سحر کا اژدر سحر کبھی پتلی بلورین سحر کے پیدا کئے تھے اور واسطے مقابلہ صاحبقران
کے بھیجے تھے صاحبقران نے موافق ہدایت لوح ہر ایک سحر کو اُس کے دفع کیا تھا آفات جادو
عاجز ہو کر سمجھا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہو اس طرح اس سے مقابلہ کرنا بیجا ہو بہتر یہ ہو کہ اور کوئی فکر
و تدبیر کرتا کہ مدعا ہے دل تیرا بر آئے اور آرزو تجھکو دستیاب ہو یہ سمجھکر اُس ساحر مکار نے قریب شام
کے نفیر سحر و نقارہ بازگشت لشکر بجوا کر صاحبقران ممدوح سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا واقعی
تجھ سے لڑنا نادانی ہو میں پہلے راہ خطا پر تھا اب سمجھ گیا کہ تجھ سے کوئی ساحر سر بر نہو گا لہذا میں اب نہ
مقابلہ کرونگا اپنے گھر جاؤنگا حکم بادشاہ طلسم سے لڑنے آیا تھا اب اپنی جان تجھ سے مقابلہ کر کے
نہ دونگا کیونکہ تو صاحب لوح طلسمی ہو سحر کوئی کارگر نہیں ہوتا ہو ہر ایک سحر میرا باطل ہو جاتا ہو مجھکو
سر میدان جنگ ندامت حاصل ہوتی ہو یہ کہکر اسی وقت اپنے تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر میدان
جنگ سے چلا گیا تھا صاحبقران شادان و فرحان قریب شام اپنے لشکر میں پہنچے سلیمان صاحبقران
کے لشکر میں میدان جنگ سے آکر بارگاہ میں آرام پذیر ہوئے تھے لشکر بھی فروکش ہوا تھا شب اُس
جگہ براحت بسر کر کے ہنگام نماز سحر پڑھکر دعائے فتح و ظفر خدا سے برجوع قلب کر کے مسلح ہو کے
مرکب پر سوار ہو کے لشکر کو اُسی جگہ چھوڑ کے بلا طلیعہ و ذکر دیا تھا اور بھی اُسی جگہ چھوڑ کر لوح طلسمی کو
گلے میں ڈال کر آگے روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز قریب دوپہر کے قریب ایک
نخلستان سبز و شاداب کے پہونچے تھے درختان سایہ دار دیکھکر وہاں ٹھہرے تھے عرق اپنے چہرے
سے رومال سے پاک کیا تھا ہوائے سرد سے دل کو فرحت حاصل ہوئی تھی یکایک آواز کراہنے کی

ایک طرف سے آئی تھی متردد ہو کر صاحبقران نے اُس طرف نظر کی تھی دیکھا تھا کہ طیفور گرد یا
نیچے ایک درخت کے پڑا ہوا تڑپ رہا ہے دمبدم آہ و فریاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہائے وہ درد ہے کہ روح
تن سے نکلی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کس جگہ اجل آئی ہے کہ یار ہے نہ مددگار ہے تنہائی ہی تنہائی ہے کوئی
دوست و شفیق پاس نہیں ہے نہیں معلوم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہاں ہیں قبل
میرے آنے کے وہ اسی طرف تو آئے تھے میں راہ دیگر سے اُن کی محبت و خیر خواہی میں ادھر آیا تھا
زیادہ تیز رہروی سے جگر میں درد پیدا ہو گیا ہے یقین ہے کہ اس درد شدید سے جانبر نہ ہونگا کیا اچھا ہوتا
اگر اس حالت درد جگر میں وقت آخر صاحبقران یعنی اپنے آقائے ذیشان کو دیکھ لیتا اُن سے رخصت
ہو لیتا عفو خطا و قصور اپنی کرا لیتا اور کچھ وصیتیں اُن سے کرتا گاہ تڑپ کر کہتا ہے اُف روح پر درد کی شدت
سے صدمہ سخت ہے کس قیامت کا درد ہے کوئی یہاں معالج بھی نہیں ہے صاحبقران ممدوح نے طیفور گرد یا کو
مانند مرغ بسمل کے زمین پر لوٹتا ہوا دیکھکر اور اُس کی تقریر بخوبی سنکے بیتاب و بیقرار ہوکے جلد تر اُس کے
سرہانے جاکے مرکب سے اُتر کر پوچھا تھا کہ اے طیفور گرد یا کیا حال ہے کیسا مزاج ہے اُس نے آنکھیں
کھول کر چہرے پر نظر کرکے کہا شکر ہے امید و حسرت دلی بر آئی آپ تشریف لائے اس آخری وقت میں
میں نے آپ کو دیکھ لیا یہ کہکے پھر تڑپ کر نالہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے صاحبقران کیا عرض کروں
درد جگر میں رہ رہ کر ایسا شدید اُٹھتا ہے کہ روح کے اوپر صدمہ ہوتا ہے اگر تھوڑی دیر یہ درد اسی شدت
سے رہیگا تو روح تن سے نکل جائیگی صاحبقران نے کہا تھا کہ اے طیفور گرد یا یہاں تمہارے
دفع درد جگر کی کیا تدبیر کی جائے کوئی طبیب و حکیم یہاں نہیں ہے نہ کوئی دوا یہاں ممکن ہو سکتی ہے سخت
مجبوری ہے مگر گھبراؤ نہیں خداوند عالم تم کو اس درد سے شفا دیگا غالباً یہ درد ریاحی ہے طیفور گرد یا
نے عرض کیا تھا اگر یہاں کوئی طبیب و دوا نہیں ہے تو جانبری مشکل ہے بیشک مر جاؤں گا میری خطائیں
معاف کر دیجیے کہ اب وقت آخر ہے صاحبقران نے اُس کی اس تقریر سے آبدیدہ ہو کر فرمایا تھا کہ
اے طیفور ایسی تقریر نکرو ہم کو صدمہ ہوتا ہے ہم مجبور ہیں کیا کریں کہ درد تمہارے جگر کا دفع ہو جائے
تم کو صحت ہو دل ہمارا خوش ہو طیفور گرد یا نے عرض کیا تھا کہ میں نے سُنا ہے اسمائے الٰہی اور دعاؤں
میں بڑی برکت و اثر ہے آپ کے پاس جو لوح طلسمی ہے بیشتر اُس پر نقوش اور اسمائے الٰہی اور دعائیں
کندہ ہونگی ذرا اپنے گلے سے اُتار کر مجکو تھوڑی دیر کے واسطے دیدیجیے کہ اُسے میں اپنے گلے میں
ڈال لوں بلکہ لوح کو اپنے جگر پر رکھ لوں عجب نہیں ہے کہ بہ برکت اسمائے الٰہی و نقوش درد میرے جگر
کا دفع ہو جائے صاحبقران نے اُسی عالم اضطراب و بیتابی میں لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار کر اپنے
ہاتھ میں لے کر ارادہ طیفور گرد یا کے ہاتھ میں دینے کا کیا تھا کہ دفعتاً دل میں خیال کیا کہ اے
صاحبقران جب تم سلیمان صاحبقران سے رخصت ہو کر ادھر آئے تھے طیفور گرد یا کو لشکر میں
چھوڑ آئے تھے قبل تمہارے یہاں آنے کے طیفور گرد یا کس راہ سے یہاں آ گیا ذرا لوح کو تو دیکھو یہ
خیال کرکے ارادہ لوح کے دیکھنے کا کیا تھا طیفور گرد یا نے ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور عرض کیا تھا کہ اے
صاحبقران جلد لوح کو میرے ہاتھ میں دیدیجیے تاکہ میں اُس کو جلد اپنے جگر پر رکھ لوں پھر درد اٹھا چاہتا
ہے کھٹک شروع ہو گئی ہے صاحبقران نے جواب دیا تھا کہ تامل کرو لوح طلسمی تم کو دیتا ہوں یہ فرماکر
بہ نیت دریافت حال لوح کو غور سے دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ
یہ طیفور گرد یا عیار تمہارا نہیں ہے یہ آفات جادو ہے بصورت طیفور گرد یا سحر کے زور سے بنکر

درد جگر ظاہر کرتا ہی اور مجکو فریب دے کر لوح طلسمی تجھسے لینا چاہتا ہی ہرگز اس کو لوح نہ دے ورنہ اسیر ہوجاویگا تیری خوش اقبالی اور عنایت الٰہی تھی کہ ایسے اپنے یار وفادار کو ایسی حالت مین دیکھکر وقت دینے لوح کے لوح کے دیکھنے کا تو نے خیال کیا خیر ہوئی اب تجکو لازم ہی کہ اس اسم کو جو گوشہ لوح پر ہو تین مرتبہ پڑھکر شمشیر طلائی قبضہ پر دم کر کے تلوار مذکور اس پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ صاحبقران نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے وہی اسم اعظم الٰہی تین دفعہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کر کے قبضہ شمشیر پر ہاتھ بڑھایا تھا کہ طیفور گردیا نے تڑپ کر ارادہ اٹھ کر بھاگنے کا کیا تھا ادھر صاحبقران نے بعجلت تلوار علم کر کے طیفور گردیا نقلی کی گردن پر لگائی تھی تلوار کے پڑتے ہی سر وتن مین اس کے جدائی ہوگئی تھی اور ببرکت اس اسم اعظم الٰہی کے آگ اس کے جسم مین لگ گئی تھی مثل شمع کا فوری الاشہ اس کا جلتا تھا تھوڑی دیر وہ لاشہ اس کا جل کر خاک ہوگیا تھا اس ساحر کے اس طرح مرنے سے تاریکی ہوئی تھی ابر آیا تھا سنگ باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا تھا پیرون نے اس کے سحر کے اس کے نام سے یون پکارا تھا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا آفات جادو تھا ہنوز ساحر مذکور کے پیرون نے صدا دی تھی کہ ان اشجار سایہ دار پر جو پرندے صد ہا چھپے ہوئے تھے ان کی آڑ مین بیٹھے تھے وہ دراصل پرندے نہ تھے سب ساحر تھے حکم آفات جادو سے وہ بصورت پرند بنکر اشجار پر پوشیدہ ہوکر بیٹھے تھے یکبارگی تاب ضبط نہ لاکر اپنے سردار کی حالت مذکور دیکھکر زمین پر گرکے بصورت اصلی ہوکر تر سول اور کھپسول وغیرہ حربے لیکر صاحبقران پر مارنے لگتے تھے اور ہر چہار سمت سے گھیر لیا تھا اسی حالت مین صاحبقران نے جلد ترمرکب پر سوار ہوکر اسی تلوار سے ان کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب کچھ ساحر قتل ہوکے لاشے ان کے زمین پر تڑپے ساحران صحیح وسالم ان ساحران مقتول کی لاشون کو دیکھکر یہ خیال کر کے کہ ہم بھی اسی طرح قتل ہوجاینگے بے اختیار اس جگہ سے بزور سحر بھاگے تھے کوئی غرق زمین ہوگیا تھا کوئی پرندہ بنکر بھاگا تھا صد ہا تخت سحر پر سوار ہوکر زمین سے بلند ہوکر ایک طرف بھاگے تھے کوئی ساحر باقی نہ رہا تھا صاحبقران فتحیاب ہوئے تھے شکر خدا کیا تھا اتنی دیر مین لشکر آگیا تھا سلیمان صاحبقران وطیفور گردیا نے پوچھا تھا کہ یہ لاشے کیسے پڑے ہین صاحبقران نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فہم ودانائی صاحبقران کی تعریف کی تھی طیفور نے بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے نہایت عقل سے کام کیا ایسے وقت مین آپ نے لوح کو دیکھا پھر طیفور نے کہا خوب ہوا کہ آفات جادو آپکے ہاتھ سے مارا گیا اس نابکار نے میری صورت بنکر لوح کا بھی لے لینا چاہا تھا میرا بدخواہ تھا کہ مبتلائے درد جگر میری صورت بنکر ہوا تھا خدا کا شکر ہے کہ میرے درد جگر ہوا اس کی اس تقریر پر سلیمان صاحبقران وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ مسکرائے تھے پھر اسی جگہ لشکر اترا تھا بارگاہین خیام ایستادہ ہوے تھے صاحبقران ممدوح داخل بارگاہ فلک فرسا ہوکر راحت پذیر ہوئے تھے اور وہ ساحران نابکار جو ہنگام جنگ بھاگے تھے مضطر وپریشان نالان وگریان اسوقت روبروئے شاہ طلسم پہونچے تھے کہ وہ دربار مین بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار ساحران نامور ونامدار حاضر دربار تھے برق جادو نے ان کو دیکھتے ہی اپنے دل مین کہا تھا کہ آفات جادو پر ضرور کوئی آفت آئی اس اثنا مین ان سب نے با دب سلام کر کے فریاد کی تھی برق جادو بادشاہ طلسم مذکور نے پوچھا تھا کیا ہوا کیون فریاد کرتے ہو انھون نے تمام حال جنگ وقتل آفات جادو جو صاف صاف وصحیح تھا بیان کیا تھا شاہ مذکور کو آفات

جادو کے قتل ہونے کا گونہ رنج ہوا تھا پھر اُن ساحروں سے برہم ہو کر کہا تھا کہ اے نامردو دور ہو
میرے سامنے سے اپنے سردار کو قتل کرا کے میدان جنگ سے بھاگ کر روتے ہوئے یہاں آئے ہو
وہ ساحر روبرو سے شاہ مذکور سے چلے گئے تھے پھر بادشاہ طلسم نے اژدر جادو و عقرب جادو
و اسرار جادو و عقاد جادو و مہیب جادو و ہلال جادو و نمر جادو وغیرہ ساحران
نامی و نامور کو یکے بعد دیگرے بمعیت فوج ساحران برائے قتل و اسیری طلسم کشا روانہ کیا تھا ہر ایک
ساحر مثل آفات جادو کے میدان جنگ سے دست طلسم کشائے ممدوح سے مارا گیا تھا شاہ طلسم
کو ہر ایک نامور ساحر کے قتل ہونے کا صدمہ ہوا تھا آخر کار خود شاہ طلسم نے ارادہ طلسم کشا سے
مقابلہ کرنے کا کر کے فرد دلیری و شجاعت سے پوشیدہ و گریزاں ہونا گوارا نکر کے حکم دیا تھا کہ سامان
جنگ مہیا کرو اور اثاثہ بارگاہ کا سوئے طلسم کشا قبل سے روانہ کرو دو چار جو ساحران نامی تھے انھوں نے
حسب الحکم سامان جنگ کیا تھا برق جادو بعد درستی و مہیا ہونے سامان جنگ کے قلعہ باطن
سے نکل کر فوج کثیر ہمراہ لے کر بصد کر و فر و بجاہ و شوکت و حشم برائے گرفتاری و جنگ طلسم کشا
کے روانہ ہوا تھا بادشاہ طلسم کا لڑنا اور اُس کی تدبیرین رہ گئے اور اسیر کرنے طلسم کشا کی دھری
تھین اور سحر اُس کے قیامت کے تھے طلسم کشا بوجہ پاس ہونے لوح کے اُس کے شر و مکر و سحر سے بچا کیا
لوح طلسمی ہدایت کرتی رہی آخر ایک روز برق جادو غضبناک ہو کر میدان جنگ مین آ کر طلسم کشا
سے مقابل ہوا تھا بعد جنگ عظیم و بسیارے کشت و خون کے برق جادو از حد غضبناک ہو کر
برق بنکر طلسم کشا پر گرا تھا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی اُس کے گلے سے اتار کر لے جاوے لیکن عکس لوح
سے گرتے ہی سحر بھول گیا تھا اور بصورت اصلی ہو کر قریب طلسم کشا گرا تھا اسی صورت مین طلسم کشا
نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا تھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا اگر خدا فضل و کرم اپنا
شامل حال کرے اور شاہ طلسم عاجز و غضبناک ہو کر برق بنکر تجھ پر گرے اور عکس لوح سے سحر اُس وقت
خاص مین بھول جاوے تو تجکو لازم ہے کہ بسرعت تمام یہ اسم اعظم الہی جو وسط لوح مین کندہ ہے سات مرتبہ
پڑھکر اُس تیغ پر جو نیلگون ہے اور جس کا قبضہ یاقوت سرخ و جواہر رنگارنگ کا ہے اور تونے در قلعہ
طلسم شمشیر ضبان سے پائی ہے سر برق جادو پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ اسی شمشیر کو سے شاہ
طلسم کی قضا ہے اور کسی تلوار و دیگر حربون سے یہ ہرگز قتل نہوگا اور اگر تجکو سامنے سے تیرے چلا جائیگا
تو پھر مشکل سے قتل ہوگا ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا لہذا تاخیر نکر جلد وار کر صاحبقران نے حسب ارشاد لوح
طلسمی وہی شمشیر نیام سے کھینچکر اُسی اسم اعظم الہی کو سات مرتبہ پڑھکر شمشیر پر دم کر کے بعجلت تمام
مرکب کو بڑھا کر اُس کے قریب تر جا کر نعرہ کر کے تلوار اُس کے سر پر لگائی ہر چند کہ شاہ طلسم نے اپنے
ہنگام مین سحر کر کے زمین مین غرق ہو کر جان اپنی بچانا چاہا تھا اور بزور سحر پہلے چند سپرین براے
حفاظت سر و جان بالاے فرق پیدا ہوئی تھین لیکن طلسم کشائے موصوف نے دوبارہ عکس لوح کا
ڈال کر تلوار لگائی جو نہین تلوار سر پر پڑی شاہ طلسم نے آہ کی تھی اور کہا تھا کہ پھر مردانہ مارا گیا
حوصلہ اپنے دل کا لڑائی مین نکال چکا تھا تلوار جو سر پر پڑی تھی سر کو کاٹ کر گلے مین اور گلے سے سینہ
مین اور سینے سے کمر تک کر کے گذر کر زمین تک پہونچی تھی اس طرح دو ٹکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر
لاشہ شاہ طلسم زمین پر تڑپا تھا بعدہ روح اُس کی سوئے دوزخ روانہ ہوئی تھی اُس کے مرنے سے
از حد تاریکی محیط عالم ہوئی تھی روے آفتاب عالمتاب نہان ہو گیا تھا آندھی شدید نہایت زور سے

سیاہ آئی تھی زمانہ تیرہ و تاریک تھا و پر غبار ہوگیا تھا بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک
کے کوسوں اڑ گئے تھے ابر سیہ بھی محیط ہوا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سنگ باری و برف باری
ہوئی تھی ساحران سپاہ شاہ طلسم کو حیرت عظیم و صدمہ جانکاہ تھا زمین کو حرکت تھی سناٹا غضب کا
تھا دیر تک یہی حالت رہی تھی بعدہ مطلع صاف ہوا تھا چہرۂ آفتاب نظر آیا تھا شاہ طلسم کے سحر
کے بیرون نے شاہ طلسم کے نام سے یون آواز بلند پکارا تھا کہ افسوس ہزار افسوس جو حوصلہ دل کا تو
جنگ مین نکلا لیکن جان نہ بچی دلیرانہ اور مردانہ قتل ہوئے زم دنیا سے سوئے عدم گئے قتل کیا ہمکو
طلسم کشا نے کہ نام ہمارا برق جادو تھا ہم بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تھے وہی تلوار ہم پر چل گئی جو
فہیم عاملی نے خاص ہمارے قتل ہونے کے لئے بنائی تھی اور در قلعہ پر لٹکائی تھی ہمارے قتل
ہونے سے یہ طلسم ٹوٹ گیا تباہ برباد ہوگیا نام و نشان بھی نہ رہا یہ آواز بیرون سحر کے دے کر نالان اور
گریان ایک جانب چلے گئے تھے بیران جادو جو ساحران قتل ہونے سے باقی رہا تھا اس نے
اپنے بادشاہ کو قتل ہوتے دیکھکر اور تقریر سحر کے بیرون کی سنکے از حد غمگین ہوکر جملہ ساحرون سے
کہا کہ وہ چھ ہزار تھے کہ لطف زندگی باقی نہ رہا بادشاہ طلسم مارا گیا طلسم ٹوٹ گیا ہماری رائے
یہ ہے کہ ہم سب ساتھ ہوکر طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر جاؤ کہ حق نمک شاہ طلسم ادا ہو جائے سبھون نے
کہا تھا کہ طلسم کشا سے لڑنا بیکار ہے اس پر فتحیاب ہونا دشوار ہے ہان لڑ بھڑ کر مر جانے کے لئے ہم موجود
ہین یہ سنکے بیران جادو سب کو لے کر بڑھا اور یکبارگی حملہ طلسم کشا پر کیا تھا ترسول اور پسول
وغیرہ حربے لگنے شروع ہوگئے تھے ادھر بادشاہ سلیمان صاحبقران دیو بڑھے تھے لیکن
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے منع کیا تھا کہ انسان سے دیوؤن کا لڑنا خلاف انصاف
ہے مین خود ان ساحرون سے بہ ہدایت لوح لڑون گا یہ کہکر وہی تلوار علم کی تھی جس کا قبضہ سنہری
تھا اور سوا اسکے بادشاہ طلسم کے جملہ ساحرون کے واسطے اور جو غاسے رعد آوا تر قلعہ از قلعہ
اول وہ بیران تیغ ابرو قلعہ دار تھا دوم محیط رویلین تن قلعہ دار قلعہ سوم کے کہ یہ بھی طلسم بند
تھے قتل کے واسطے فہیم عاملی نے تیار کی تھی اور ساحرون پر عکس لوح کا ڈال ڈال کر تلوار سے
ان کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب بہت ساحر قتل ہوگئے تھے پسپا ہوئے تھے ارادہ بھاگنے کا کیا تھا
اسی حالت مین بیران جادو نے مجبور ہوکر امان طلب کی تھی طلسم کشا نے موصوف نے فرمایا
تھا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی اس نے قبول کیا تھا طلسم کشا نے ہاتھ جنگ سے
روکا تھا بیران جادو نے آگے بڑھکر بعد سلام سر اپنا قدم طلسم کشا پر رکھدیا تھا اور عرض کیا تھا
کہ بعد عفو کرنے میری خطا کے کہ آپ سے لڑا تھا اپنے دین مین مجھے لائیے صاحبقران نے خوش
ہوکر کلمہ طیبہ اس کو پڑھا کر مسلمان کر کے سر اس کا اپنے سینے سے لگایا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے تیری تقصیر
عفو کی وہ بہت خوش ہوا تھا پھر جملہ باقی ماندہ ساحرون کو اس نے حسب الحکم طلسم کشا کلمہ پڑھا کر
مسلمان کیا تھا پھر صاحبقران کو اس کوٹھی مین جس مین خزانہ و مال و اسباب طلسمی نایاب و
نفیس و نادر تھا لے گیا تھا وہ سب زر و جواہر مال و اسباب صاحبقران نے اپنے قبضہ مین کیا
تھا بعدہ بیران جادو کو وہان حاکم کر کے خلعت و انعام اسے دیا تھا حالانکہ بعد قتل ہونے شاہ طلسم
کے جو عمارتین اور اشجار سحر سے نمود تھین وہ نابود ہوگئی تھین مگر کچھ مکان پختہ و خام اور مقبرہ
فہیم عاملی باقی تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا کوسون تک میدان تھا سلیمان صاحبقران اس

کہ دشت میدان کو دیکھکر ہنوز بے بو دہر کو یکبارگی بے نام و نشان دیکھکر متحیر ہوکر بہ نظر حیرت
و عبرت چہار طرف دیکھ رہے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی ہمراہ سلیمان
صاحبقران اس میدان کو دیکھکر اشعار عبرت آمیز اپنی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی کہتے تھے
فاعتبروا یا اولی الابصار قبل تھوڑی دیر کے یہان کچھ اور ہی آبادی و رونق و زیب و زینت
تھی اسوقت یہان خاک اڑ رہی ہے جہان تک نظر پہونچتی ہے میدان ہی میدان نظر آتا ہے غرضکہ بعد بہت
افسوس کرنے اور بنظر عبرت دیکھنے کے اسی جگہ اس روز خیام اور بارگاہین ایستادہ و برپا کرکے
صاحبقران موصوف قیام پذیر ہوئے تھے سلیمان صاحبقران و طیفور گردیا و ہزبر
جادو نے مبارکباد دی فتح طلسم کی دی تھی بلکہ ہزبر جادو نے نذر فتح کی بھی دی تھی اسروز
حکم صاحبقران سے وہان جشن فتح طلسم ہوا تھا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ ہمراہ سلیمان صاحبقران کے جملہ مال و اسباب لیکر ہزبر جادو سے
رخصت ہوکر خرم و خندان بالشکر دیوان و ہمراہی طیفور گردیا سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ
ہوئے تھے اور بعد قطع راہ داخل قصر فیروزہ نگار ہوئے تھے جب صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طلسم شمشیر جہانان کو فتح کرکے قصر فیروزہ نگار مین آئے صاحبقران اعظم
و سلیمان کو چاپسا کو خبر ہوئی یہ دونون بھی قصر فیروزہ نگار مین آئے صاحبقران و اسکے تعظیم
کے اٹھے ادب سے سلام کیا جب سب بیٹھے صاحبقران اعظم نے تہنیت فتح طلسم شمشیر جہانان
دے کر قوت و ہمت کی تعریف کی اسی طرح سلیمان کو چاپسا نے بھی مبارکباد دی بعد تھوڑی
دیر کے دونون صاحب موصوف الصدر رخصت ہوئے اسکے دوسرے روز صاحبقران
اعظم نے اپنے فرزند دلبند سلیمان صاحبقران سے تخلیہ مین فرمایا کہ دختر سلیمان کو چاپسا
مسماۃ جواہر پری اب بخوبی جوان ہوئی ہے قابل عقد ہے فی الحال اتفاق سے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا یہان آنا ہوا ہے قوت و شجاعت و ہمت و مردانگی و لیاقت میں مثل
اپنے آبا و اجداد کے ہے لہذا ہماری رائے یہ ہے عقد سلطان کیوان شکوہ کا جواہر پری
کے ساتھ اگر ہو جائے تو اچھا ہے آپس کا معاملہ ہے سلیمان صاحبقران نے عرض کیا کہ رائے آپکی
بہت خوب ہے مین پسند کرتا ہون مگر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو اس امر پر راضی کرنا بھی
ضروری ہے آج کی شب اس بارہ مین ان سے پوچھا جائے گا چنانچہ ہنگام شب تخلیہ مین کہ صرف وہان
طیفور گردیا تھا سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے بزرگانہ مسکرا کر فرمایا
کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ یہان تمھارا آپس مین نزدیک کے عزیزون مین ایک خوبرو پری سے عقد کردین
تاکہ نسل سے تمھاری فرزند و دختر دنیا مین ہون ترقی نسل ہو دل کو ہمارے خوشی ہو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے بلحاظ و شرم جواب نہ دیا شرم سے سر جھکا لیا سلیمان صاحبقران
نے سمجھ لیا کہ سکوت ان کا بمنزلہ اقرار کے ہے یہ سمجھکر خوش ہوکر کہا مبارک ہو کہ ہم تمھارا عقد دختر
سلیمان کو چاپسا جواہر پری سے کرینگے طیفور گردیا نے ادب سے کہا کہ کیا مین عقد سے
محروم رہونگا میرا عقد جواہر پری کی وزیرزادی سے نہوگا کیا میری نسل کی ترقی منظور نہین ہے
خلاف قاعدہ قدیم کے ہوگا سلیمان صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ اے خواجہ مطمئن رہو تمھارا
عقد بھی وزیرزادی بلکہ جواہر پری مسماۃ اسرار پری سے کیا جائے گا مگر اس شادی مین درنگ ہے

تم کو صرف کرنا ہوگا زنبیل سے لاکھون روپیہ نکالتا ہون لگے شادی دھوم سے ہوگی والدین اسرار
پری کی یہی خواہش ہے کہ دھوم سے شادی ہو لاکھون کرورون روپیہ کا جانبین سے خرچ ہو خواجہ
طیفور گردپا نے جواب دیا کہ ہماری زنبیل مین دو کوڑیان بھی نہین ہین خاک اڑ رہی ہے نہین معلوم
کس طرح ہماری بسر اوقات ہوتی ہے زنبیل کا نام ہی نام ہے اس مین کچھ بھی نہین ہے آپ ملاحظہ کرلین
مین لاکھون روپیہ شادی کے واسطے کہان سے لاؤن خود قرضدار ہون مہاجن مجھ سے اپنے روپیہ
کا تقاضا کرتے ہین مین اُن سے ہمیشہ وعدہ کرتا ہون کبھی اُن سے پوشیدہ ہوتا ہون پس آپ ہی
اپنے پاس سے یا جس طرح مناسب ہو عقد میرا کیجیے گا مین محتاج ہون بلکہ فاقہ کش ہون چار روپیہ کا
پیادہ ہون کچھ آمدنی نہین رکھتا ہون سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طیفور گردپا کی تقریر سنکے ہنسے دیر تک خواجہ کو چھیڑا کیے وہ شب اسی گفتگو مین
بخوشی و مسرت بسر ہوئی دوسرے روز سے دونون طرف شادی کا سامان ہونے لگا قصہ مختصر
کہ بنہایت تکلف اور شاہانہ طور سے عقد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ
جواہر پری دختر سلیمان کوچک سے ہوا اور مہر کرورہا زر سرخ کا مع ملک و مال قرار پایا
اور عقد خواجہ طیفور گردپا کا اسرار پری وزیرزادی ملکہ جواہر پری کے ساتھ ہوا اس کے
مہر مین بڑی حجت و تکرار و گفتگو ہوئی دلہن والون کی طرف سے کہا گیا کہ سات کرور کا مہر مقرر کیا جائے
خواجہ نے منظور نہ کیا پھر چھ کرور کے مہر کو کہا خواجہ نے محتاجی اپنی ظاہر کی پھر پانچ کرور کے مہر کی
خواہش کی خواجہ نے جواب دیا کہ اس قدر مہر مجھ سے نہ دیا جائے گا یہان تک لکھا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ
تک کے مہر کی نوبت پہونچی خواجہ نے کہا کہ مین نادار ہون لاکھ روپیہ کہان سے لاؤن ہان لاکھ کی
اگر ضرورت ہوگی تو کسی چوڑی بنانے والے سے مانگ کر دیدون گا اہل محفل اس تقریر پر ہنسے
آخر کار جس قدر کم مہر کو کہا گیا خواجہ انکار ہی کرتے گئے اور یہی ہر دفعہ کہا کہ مین تہی دست ہون جبھی
دو کوڑیان بھی میرے پاس نہین ہین کہ انھین کوڑیون کو مہر مین دون انجام کار بعد بہت ہنسی
اور دل لگی کے صاحبقران نے زر مہر اپنی طرف سے دینا منظور کیا بلکہ دیدیا عقد خواجہ کا ہو گیا بعد
ہونے دونون عقدون کے صاحبقران اپنی زوجہ جواہر پری سے ہنگام شب ہم بستر ہوئے
اور خواجہ طیفور گردپا نے اپنی زوجہ سے نزدیکی کی قدرت پروردگار سے دونون پریان حاملہ
ہوگئین جواہر پری کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے جوڑا پیدا ہوگا نام اس کا صفدر
صف شکن پریزاد ہوگا اور جوڑا کا ہم صورت خواجہ طیفور گردپا بطن اسرار پری سے
ہوگا نام اس کا سیفور بن طیفور سبک رو ہوگا کہ جو مثل خواجہ عمرو کے نامور ہوگا اور صفدر
صف شکن پریزاد بھی از حد شجاع و بہادر ہوگا بمقام مناسب ان دونون کا حال لکھا جائیگا
اور ان سے کارہائے نمایان ہون گے الحاصل بعد گذرنے شب زفاف کے صبح کو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے سلیمان صاحبقران و صاحبقران اعظم و
سلیمان کوچک سے باادب کہا کہ ہم کو اب رخصت کیجیے لشکر ہمارا مقابلہ عوج نغا رعد آواز
بیابانی طیفور گردپا کے معلوم ہوا ہے کہ حسین سیمبر قبا بادشاہ مالک ہر چہار قلعہ نے ایک نامہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو بعد ہمارے یہان آنے کے اس مضمون کا لکھا تھا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام
آپ ہماری سرزمین سے آٹھ روز کی مدت مین چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو ہم عوج نغا رعد آواز

کو روانہ کیے تمام لشکر کو آپ کے درہم و برہم کر ادینگے غوغاے رعد آواز آپ کے لشکر کے نامور سردارون کو تہ تیغ کر کے لشکریون کو مار کر بھگا دیگا آپ کو بھی قتل یا اسیر کرے گا چنانچہ ہم کو یہان آئے ہوئے آج نوان روز ہے غالبًا آج لشکر ہمارا مبتلاے آفت ہوگا بغیر ہمارے وہان جانے کے بہت کشت و خون ہوگا بلکہ تمام لشکر ہمارا تباہ و برباد و قتل ہوجائے گا کیونکہ غوغاے رعد آواز طلسم بند ہے اُس کے نعرے سے حریف بیہوش ہو جاتا ہے اسی حالت مین وہ اسیر یا قتل کرتا ہے سلیمان صاحبقران و صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک نے ایسی حالت مین رہ کر تنا مناسب نجان کر بمجبوری کہا کہ اچھا ہے خدا حافظ و نگہبان تمہارا رہے یہ کہکے چند دیوون کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے ان سے کہا کہ ایک تخت نفیس نقرئی یا طلائی مرصع کار لاؤ انھون نے حکم کی تعمیل کی ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گردپا اپنی اپنی زوجہ سے جا کر رخصت ہوئے ان سے اقرار پھر آنے کا کرکے اسی تخت پر سوار ہوئے خواجہ عقب پشت صاحبقران بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گردپا نے صاحبقران اعظم و سلیمان صاحبقران و سلیمان کوچک کو با ادب سلام کیا سب نے بعد دعاے درازی عمر و ترقی جاہ و مراتب حشم و خدم کے سلطان کیوان شکوہ سے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ چلین تمکو تمہارے لشکر تک پہونچا دین صاحبقران نے جواب دیا کہ آپ حضرات کیون تکلیف گوارہ کرین فقط آپ صاحبون کی دعا میرے حق مین کافی ہے خداوند عالم حافظ و نگہبان ہے اُس نے کہان کہان نہین مجکو اپنی قدرت سے شر دشمنان سے بچایا ہے اب بھی باقی ماندہ دشمنون کے شر سے بچاوے گا اُس سے امید قوی ہے یہ تقریر سنکے سبھون نے کہا کہ اچھا جو تمہاری خوشی یہ کہکر دیوون سے بتاکید اکید کہا کہ خبردار ان کو ان کے لشکر مین مع الخیر پہونچا کر رسیدان سے خیر و عافیت سے پہونچنے کی لے کر یہان آنا ورنہ تمکو سخت سزا دی جائے گی دیوون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم سب موافق حکم عمل کرینگے یہ عرض کرکے انھون نے تخت اپنے دوش پر اٹھا کر رکھا بعدہ زمین سے بلند ہو کر سوئے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین بالفعل چھوڑا جاتا ہے لیکن اب

دو کلمہ داستان حسین سبز قبا بادشاہ و مالک ہر چہار قلعہ و لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کب تک تری جدائی کے صدمے سہا کرون	مرجاؤن زہر کھا کے نہ اے جان تو کیا کرون
تلوار مجھپہ کھینچ کے دکھلا دے بانکپن	قربان جاؤن جان کو تجھپر فدا کرون
تیور چڑھے ہین ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا	ایسے مین خاص امر کی کیا التجا کرون
کوسین وہ مجکو شوق سے اسمین بھی ہے بھلا	مین ان کی جان و مال کو بیٹھا دعا کرون
اے دل عدو کی بزم مین ہرگز نجاؤن گا	ظالم مین روز تیرا کہان تک کہا کرون
آنسو بہین نہ ہجر مین ان کا یہ حکم ہے	مقصود ہے کہ خون جگر مین پیا کرون
دامن کے پھٹنے سے یونہین اڑین گے بہار مین	کیا فائدہ جو روز مین بیٹھا سیا کرون

مئےوالے ساقی مین تری آنکھون پہ ہون نثار	پیمانے بھر کے دیکھ جب تک پیا کرون
وہ اور ہون گے دوست سے جو دشمنی کرین	مین تو عدو کے ساتھ بھی یاری وفا کرون

الغرض حسین سپہر قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ نے سات روز تک جشن عظیم اس خوشی کا کیا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و طیفور گرد با عیار کو یکے بعد دیگرے پنجے اٹھا لے گئے جن دشمنون سے خوف جان و ملک و مال تھا وہ بالائے زمین نرہے کسی آفت مین مبتلا ہو گئے بعد ختم ہونے ایام جشن و تعداد مہلت کے جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ دی گئی تھی حسین سپہر قبا نے نوین روز علی الصباح برہم ہو کر غوغاے رعد آواز کو بلا کر اس سے کہا کہ اے غوغاے رعد آواز یہ اہل اسلام نہایت سرکش ہین باوجود اس کے کہ ہم نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ تاکید سے کہا تھا کہ آٹھ روز کی مہلت دیجاتی ہو آپ آٹھ روز مین ہماری سرزمین قلعہ سے مع لشکر اپنے کے چلے جائیے ورنہ آپ کے حق مین اچھا نہو گا لیکن آج تک کہ نوان روز ہو وہ ہماری سرزمین سے نہین گئے ہین ہمارے کہنے پر انھون نے عمل نہین کیا ہو از راہ کبر و نخوت سرکشی کی ہو لہذا ہم تجکو حکم دیتے ہین کہ ابھی تو مع اپنی فوج کے میدان جنگ مین جا کر ان اہل اسلام کا خاتمہ کر دے کسی کو زندہ نہ چھوڑ جو کوئی تیرے سامنے آئے اُسے قتل کر طبل یورش بجا کر یکبارگی حملہ کر فرداً فرداً اہل اسلام سے مقابلہ نکر اس نے عرض کیا کہ فدوی ابھی جاتا ہے حکم حضور بجا لاتا ہی یہ کہکے اسیوقت اپنے قلعہ مین آ کر تیاری فوج کا حکم دیا حسب الحکم جلد جلد چالیس ہزار سوار مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہوئے غوغاے رعد آواز بھی مسلح ہو کر اپنے گینڈے پر کہ بجف سوار ہو کر قلعہ سے نکلکر میدان جنگ مین آ کر باآواز بلند کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام و اے سرداران لشکر اہل اسلام آگاہ و خبردار ہو کہ تمکو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے آٹھ روز کی مہلت دے کر فرمایا تھا کہ آٹھ روز مین ہماری سرحد سے چلے جاؤ تم نے اُن کے حکم پر عمل نہ کیا آج نوان روز ہو لہذا ہم حکم بادشاہ سے طبل یورش بجوا کر براے جنگ آئے ہین تم کو قتل کرین گے کسی کو زندہ نچھوڑین گے بس تم سب ہوشیار ہو جاؤ مسلح و مکمل ہو جاؤ قتل ہونے اور مرنے پر آمادہ ہو جاؤ زندگی سے اب اپنی ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ ساغر عمر تمھارا لبریز ہو گیا ہو اجل تمھاری تمھارے قریب آ گئی ہو تم نے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہو اب سر تمھارا بدن تمھارے اجسام سے جدا ہون گے زمین معرکہ جنگ تمھارے خون سے رنگین ہوگی میرے نعرے سے تم کو غفلت مرگ آئے گی ضرب گرز میری سرحد ملک عدم تک تم کو پہونچا دیگی نام و نشان تمھارا باقی نرہیگا مال و اسباب تمھارا لوٹ لیا جائیگا نہ علم لشکر رہیگا نہ علمدار رہیگا نہ تخت حکومت رہیگا نہ تمھارا بادشاہ زندہ رہیگا نہ کوئی سردار سپاہ اب حیات اپنی دنیا مین کر سکیگا نہ کوئی سوار و پیادہ جانبر ہوگا آج تمھارا لشکر اس سرزمین سے جانب ملک عدم کوچ کریگا اسباب سفر درست کر لو سپر و سپراب ہو کر مرکبون پر سوار ہو لو کفن پہن لو ایک دوسرے سے رخصت ہو لو کہ وقفہ اجل کے آنے مین نہین ہی آمادہ فنا ہو جاؤ جانا تم کو دور ہی ذرا ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ ہم کو آگاہ نہ کیا غفلت مین دھوکے سے مار ڈالا قتل کیا مردانہ وار ہم سے مقابلہ و مجادلہ غوغاے رعد آواز نے نہ کیا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل یورش بجوایا جاوے بموجب حکم اُس نابکار کے اُس کے ملازمون نے اُسیوقت طبل یورش بجایا صداے طبل یورش بلند ہوئی ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر کو ارادہ غوغاے رعد آواز سے اطلاع

ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بھی حکم کرنا ہندی کا دیا جملہ سردار و سوار بصد عجلت مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی مترود و متفکر اپنے تخت پر سوار ہوئے جلد تر بارگاہ سے برآمد ہوئے نقارہ پر چوب پڑی سواری بادشاہ لشکر اسلام آگے بڑھی نقیبون نے صدائے دور و باش با ادب باش دینا شروع کی تمام لشکر ظفر اثر ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف ہوا ابھی سواری بادشاہ جنگاہ تک نہ پہونچی تھی کہ غوغائے رعد آواز برہم ہو کر بکمال اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر چالیس ہزار سوارون کو اپنے ہمراہ لیکر دلیرانہ حملہ آور ہو کر لشکر اہل اسلام پر گرا اور اپنے نعرے سے اہل اسلام کو مدہوش و غافل کر کے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کرنے لگا سوار ان ہمراہی اُس کے بہ نیزہ و شمشیر لڑنے لگے اہل اسلام پر وار کرنے لگے اہل اسلام بھی دلیرانہ لڑنے لگے قتل ہونے لگے غوغائے رعد آواز کے ہاتھ سے اہل اسلام زیادہ تر قتل و مجروح ہونے لگے عرصہ جنگ مین لاش پر لاش گرنے لگی جابجا لاشون کے و ڈھیر کشتون کے انبار ہونے لگے زمین میدان جنگ خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہونے لگی بلکہ ایسے جوے خون زمین پر جاری ہونے لگی کشتے زمین پر ڈھیر ہونے لگے مجروح زمین پر تڑپنے لگے صدائے فریاد و نالہ مجروحان ہر طرف سے بلند ہوئی گھوڑون کی گشت سے غبار ایسا اڑا کہ روئے آفتاب نظر سے پنہان ہونے لگا ایسی جنگ عظیم مین اہل اسلام دست غوغائے رعد آواز سے صدہا قتل ہوئے ہزارون زخمی ہوئے آخر اہل اسلام غوغائے رعد آواز سے عاجز ہو گئے کیونکہ اس نابکار پر کوئی حربہ کسی کا کارگر نہین ہوتا تھا وہ جس کو چاہتا ہی بڑھ کر قتل کرتا تھا اسی حالت مین بادشاہ لشکر اہل اسلام نے رنگ جنگ اچھا نہ دیکھکر دست دعا سوئے فلک بلند کر کے تاج اپنے سر کا اپنے ہاتھون پر رکھکر یون دعا کی کہ۔ نظم ۔

اے قادر ذوالجلال از بہر بتول
اے دافع ہر بلا ز اولاد رسول
از دست عدوئے خود بتنگ اند مدام
ہیں اہل تو ناچار و مغموم و ملول

ابھی بادشاہ لشکر اہل اسلام بہ رجوع قلب دعا کر رہے تھے اشک آنکھون مین تھے اکثر سرداران سپاہ آمین کہہ رہے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی غوغائے رعد آواز نعرے کر کے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کر رہا تھا کہ یکایک تیر دعائے بادشاہ لشکر اہل اسلام ہدف مراد تک پہونچا اور مسبب الاسباب نے سبب بہبودی اہل اسلام پیدا کیا یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جو پردۂ قاف سے چلے تھے دیوان کا تخت اُٹھائے نزدیک لشکر اہل اسلام لائے صاحبقران موصوف نے بلندی سے غوغائے رعد آواز کو اپنے لشکر پر حملہ ور دیکھکر اور اپنے لشکر کو اُس کے ہاتھ سے عاجز پاکر بادشاہ لشکر اسلام کو بھی مصروف دعا دیکھکر برہم ہو کر وہین سے اس طرح نعرہ کیا کہ او غوغائے رعد آواز مغرور و سرکش و بد اندیش باش باش کہ آمد رسیدیم دست خود را نگہدار از ما جنگ آزما شو یہ نعرہ صاحبقران سنکے غوغائے رعد آواز نے لڑائی سے ہاتھ روک کر سر اپنا سوئے فلک بلند کیا دیکھا کہ ایک تخت طلائی مرصع و جواہر کا ہے صاحبقران شادان فرحان بیٹھے ہین پیچھے اُن کے خواجہ طیفور کرد بیٹھے ہین دو تخت اُٹھائے ہین اسی طرف لاتے ہین یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا کہ ان دونون کو تو دیو اُٹھا لے گئے تھے امید ان کے آنے کی نہ تھی جانے تعجب ہے کہ پھر یہ دونون دشمن جان و ایمان زندہ سلامت یہان آتے ہین یہ خیال کر کے پھر قصد لڑنے کا کیا گینڈا اپنا آگے بڑھایا صاحبقران موصوف نے پھر بلندی سے فرمایا کہ او غوغائے رعد آواز او نا سمجھ ہاتھ اپنا جنگ سے نہین روکتا لڑائی سے

باز نہین آتا یاد کر آج تخمینًا روز قبل اس کے ہم سے تجھ سے اسی جگہ مقابلہ ہوا تھا عین مقابلہ و جنگ مین
پنجہ ہمکو اٹھا لے گیا تھا فضل خدا سے ہم پھر زندہ و سلامت یہانتک آئے مین شرط انصاف یہی ہو اور
دعویٰ بہادری کا بھی یہی ہو کہ پھر ہم سے مقابلہ کر کیون ہمارے اہل لشکر سے ہماری موجودگی مین لڑتا
ہو کیسا بہادر ہو نامردون کی سی حرکت کرتا ہو تجھے شرم بھی نہین آتی ہو کہ اپنی حرکت کو چھوڑکر دوسرون
سے جنگ آزما ہوتا ہو غوغاے رعد آواز یہ تقریر صاحبقران کی سنکے بجاے خود کہنے لگا کہ
واقعی صاحبقران سچ کہتے ہین وہ یہان آئے ہین انھین سے لڑنا مناسب ہو یہ باتین دل مین کرکے لپنے گھوڑے
کو روکا بلکہ جنگ سے ہاتھ روکا اہل اسلام نعرۂ امیر سنکے از حد شادمان ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی بہت خوش ہوئے کیونکہ صاحبقران نہین آئے گویا مراد دلی بر آئی ابھی اثنا رہین کہ اہل اسلام
خوش ہو رہے تھے غوغاے رعد آواز نے جنگ سے ہاتھ روکا تھا لشکری بھی اُس کے حکم سے
ہاتھ جنگ سے روکے ہوئے تھے کہ امیر با توقیر بالائے زمین تشریف لائے دیوون نے تخت صاحبقران
صاحبقران زمین پر رکھا پھر اُنھون نے کہا ہم کو اپنے خیریت سے پہونچنے کی رسید یا رقعہ دیتے
صاحبقران نے تخت سے اُترکر دیوون کو اپنی مہری رسید اپنے پہونچنے کی لشکر مین لکھدی دیو
وہ رسید و تخت لیکر سوئے قاف روانہ ہوئے اُدھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ
بصد خوشی صاحبقران سے ملے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام
دیکر خیریت مزاج دریافت کی طپچھ ورکر دیا تھے جملہ عیاران لشکر اہل اسلام آکر ملے ہر ایک خوش
ہوا یہ تمام حال حسینون سبز قبا نے اپنے قلعہ پر سے دیکھا رفقا سے اپنے کہا دیکھو جو دو دشمن ہمارے
اس لشکر مین تھے جن کو پنجہ لے گئے تھے پھر وہی دونون عدو کے جان آگئے نہین معلوم کیونکر زندہ یہانتک
آئے کہان تھے ان کو اٹھا کر لے گئے تھے ہم تو سمجھے تھے کہ اب یہ دونون گویا دنیا سے گئے مگر پھر داخل
لشکر ہوئے خیر اجل ان کی ان کو یہان لے آئی ہو غوغاے رعد آواز کے ہاتھ سے صاحبقران
کسی طرح جانبر نہون گے کاش کہ یہ جہان کہین تھے وہان سے یہان نہ آتے تو ان کی جان بچتی یہان آئے
تو اب ضرور قتل ہون گے اجل ان کی یہان لے آئی ہو رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین کہ یہ
دونون دشمن حضور خود اپنے پاؤن سے مقام مرگ پر آئے ہین یہ معاملہ قضا ہو جہان جس کی قضا
ہو وہین پہونچکر اُس کی اجل آتی تھی ابھی بادشاہ قلعہ سے رفقا سے ہم سخن تھے کہ غوغاے رعد آواز
نے بڑھکر پکارکر کہا کہ اے صاحبقران جو کچھ آپ نے فرمایا اُسے مین نے تسلیم کیا واقعی اثنا
مقابلہ سے پنجہ آپ کو اٹھا لے گیا تھا ہم کو امید آپ کے آنے کی نہ تھی پھر اب آپ آگئے ہین مین طبل
بازگشت بجوا کر جاتا ہون شب کو طبل جنگ بجوا کر صبح کو آپ سے مقابلہ کرون گا شرط انصاف یہی ہو
اسوقت آپ بھی دور سے آتے ہین اور دن بھی زیادہ آگیا ہو اس وجہ سے اسوقت لڑائی موقوف
کی گئی ورنہ اسی وقت آپ سے جنگ آزما ہوتا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ مین مع اپنے
لشکر کے گیا اہل اسلام جنگگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر آئے صاحبقران نے دیکھا کہ میدان جنگ مین
کئی ہزار اہل اسلام گویا درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہین اور کفار بھی ڈیڑھ دو ہزار قتل ہوئے
ہین میدان مصاف مین انبار لاشون کے ہین یہ رنگ عرصۂ جنگ دیکھکر اہل اسلام کے قتل ہوجانیکا
رنج و افسوس کر کے حکم دیا کہ لاشے میدان جنگ سے اہل اسلام کے اٹھاے جائین موافق شریعت
ابراہیمی اُن کو غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا جاے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے

اسی طرح غوغاے رعدآوا زنے بھی اپنے لشکر کے مقتول سوارون کو حرب گاہ سے اٹھواکر سوافق اپنی ملت کے انھین دفن کیا اُس طرف غوغاے رعدآوا زاپنے قلعہ داخل ہوکر آرام پذیر ہوئے اس طرف صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر مرکب سے اُترکر اپنے اپنے خیمہ مین گیا سواران سپاہ بھی مرکبون سے اُترکر داخل خیام ہوئے جو مجروح تھے حکم صاحبقران سے علاج اُن کا ہونے لگا چونکہ تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خبر مشہور ہوئی تھی ملکہ حسین گلگون قبا نے بھی سنی تھی کہ آج صاحبقران داخل لشکر ہوئے ہین یہ خبر سنکے خوش ہوئی تھی کیونکہ عاشق و مائل صاحبقران تھی اسی عالم خوشی مین واسطے اظہار کرنے اپنی محبت و خوشی کے ایک محبت نامہ پوشیدہ طور سے باین عبارت صاحبقران کو تحریر کیا بعد آداب والقاب کے لکھا کہ اے صاحبقران جب سے آپ کو پنجہ اُٹھالے گیا تھا ہمکو نہایت رنج و ملال تھا ہر وقت آپ کا خیال تھا برا ہو اس محبت کا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا ہے ایک قسم کی الفت پیدا ہوئی ہے اور آپ کو ہمنے اپنے اوپر مائل پایا ہے مثل مشہور ہے کہ دونون جانب سے چاہ ہوتی ہے اب جو آپ مع الخیر داخل لشکر ہوئے ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ پنجہ کون تھا اور کس کے پاس لے گیا تھا کہان آپ اتنے دنون تک رہے کس کے ہم نشین ہوئے کس کے پہلو مین بیٹھے کس کی بزم مین رونق افروز رہے کس کو یہان سے جاکر سرافراز کیا کیا کوئی نئی محبت کسی سے کی یا نیا کوئی چاہنے والا پیدا ہوا کچھ حال ظاہر نہوا ہمین تو آپنے یاد بھی نہین کیا اب آپ آئے ہین دیکھیے کب یہان قدم رنجہ کرتے ہین ادھر بھی توجہ اب دیکھیے کس روز ہوتی ہے زیادہ کیا لکھا جائے اس مضمون کا نامہ جب لکھا گیا ایک اپنے قدیم ملازم و خیرخواہ ہمراز کو دیکر کہا کہ اس نامہ کو صاحبقران کے پاس لے جانا تنہائی مین انھین کو دینا ہماری طرف سے مبارکباد تشریف آوری کی بھی دینا اگر وہ قبل دیکھنے اور پڑھنے اس نامہ کے تجھ سے دریافت کرین کہ یہ نامہ کس کا ہے تو کہدینا کہ یہ نامہ ملکہ حسین گلگون قبا کا ہے جو دختر ہین حسین سبز قبا بادشاہ چار قلعہ کی وہ سمجھ جائینگے پھر جو جواب وہ نامہ کا دین اُسے لے آنا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہونے پائے اس کا بہت خیال رکھنا اُس ملازم نے نامہ لے کر عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا ہے یہ تابعدار اسی طور سے حکم کی تعمیل کرے گا یہ عرض کرکے وہان سے سوئے لشکر اسلام آیا کسی اہل لشکر سے بارگاہ صاحبقران دریافت کرکے بہت ہوشیاری سے دربارگاہ تک آکے ستا تا بارگاہ مین پاکے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ صاحبقران تنہا تشریف رکھتے ہین کسی فکر مین ہین ملازم مذکور نے باادب سلام کرکے وہ نامہ دیا صاحبقران نامہ لے کر لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر پشت نامہ پر فقط یہ عبارت جواب نامہ مین تحریر کی کہ اے ملکہ ابھی تو ہم داخل لشکر ہوئے ہین اسوقت کچھ امور ضروریہ مین فکرمند ہین جواب حرف بحرف نہین تحریر کرسکتے ہین الاجواب تمہارے نامہ کا دینگے ہمین تمہارا خیال ہے یہ عبارت لکھکر اُس ملازم نامہ کو دیا وہ ملازم جانے لگا صاحبقران نے بطریق انعام اُسے زروجواہر دیا وہ خوش ہوکر سلام کرکے جلد بارگاہ سے نکل کر جانب ملکہ روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت ملکہ مین پہونچا نامہ دے کر تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا ملکہ جواب نامہ پڑھکر خوش ہوئی چہرے پر بحالی نمود ہوئی آثار خوشی رُخ سے ہویدا ہوئی رنج و ملال دل سے

باز نہین آتا یاد کرا تھو روز قبل اس کے ہم سے تجھ سے اسی جگہہ مقابلہ ہوا تھا عین مقابلہ و جنگ مین پیچھے ہمکو اٹھا لے گیا تھا فضل خدا سے ہم پھر زندہ و سلامت یہانتک آئے ہین شرط انصاف یہی اور دھرم بہادری کا بھی یہی ہی کہ پھر ہم سے مقابلہ کر کیون ہمارے اہل لشکر سے ہماری موجودگی مین لڑتا ہی کیسا بہادر ہی نامردون کی سی حرکت کرتا ہی تجھے شرم بھی نہین آتی ہی کہ اپنی حرکت کو چھوڑکر دوسرون سے جنگ آزما ہوتا ہی عوغا سے رعد آواز یہ تقریر صاحبقران کی سنکے بجاے خود کہنے لگا کہ واقعی صاحبقران سچ کہتے ہین وہ یہان آتے ہین انہین سے لڑنا مناسب ہی یہ باتین دل مین کرکے لپنے لشکر کو روکا بلکہ جنگ سے ہاتھ روکا اہل اسلام نعرۂ امیر سنکے از حد شادمان ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی بہت خوش ہوئے کیونکہ صاحبقران نہین آئے گویا مراد دلی برآئی ابھی انتظار مین کہ اہل اسلام خوش ہو رہے تھے عوغا سے رعد آواز نے جنگ سے ہاتھ روکا تھا لشکری بھی اسکے حکم سے ہاتھ جنگ سے روکے ہوئے تھے کہ امیر با توقیر بالائے زمین تشریف لائے دیوون نے تخت اتاردی صاحبقران زمین پر رکھا پھر انھون نے کہا ہم کو اپنے خیریت سے پہونچنے کی رسید یا رقعہ دیجیے صاحبقران نے تخت سے اترکر دیوون کو اپنے مہری رسید اپنے پہونچنے کی لشکر مین لکھدی دیو وہ رسید و تخت لیکر سوئے قاف روانہ ہوئے اودھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ بعد خوشی صاحبقران سے ملے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دے کر خیریت مزاج دریافت کی طبل چوبر کردیا سب جملہ عیاران لشکر اہل اسلام آکر ملے ہر ایک خوش ہوا یہ تمام حال حسین سپہر قبا نے اپنے قلعہ پر سے دیکھا رفقا سے اپنے کہا دیکھو جو دو دشمن ہمارے اس لشکر مین تھے جن کو تجھے لے گئے تھے پھر وہی دونون عدو کے جان آگئے نہین معلوم کیونکر زندہ یہانتک آئے کہان تھے ان کو اٹھا کر لے گئے تھے ہم تو سمجھے تھے کہ اب یہ دونون گویا دنیا سے گئے مگر پھر داخل لشکر ہوئے خیر اجل ان کی ان کو یہان لے آئی ہی عوغا سے رعد آواز کے ہاتھ سے صاحبقران کسی طرح جانبر نہون گے کاش کہ یہ جہان کہین تھے وہان سے یہان نہ آتے تو ان کی جان بچتی یہان آئے تو اب ضرور قتل ہونگے اجل ان کی یہان لے آئی ہی رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین کہ یہ دونون دشمن حضور خود اپنے پاؤن سے مقام مرگ پر آئے ہین یہ معاملہ قضا ہی جہان جس کی قضا ہو وہین پہونچکر اس کی اجل آئی تھی ابھی بادشاہ قلعہ سے رفقا سے ہم سخن تھے کہ عوغا سے رعد آواز نے بڑھکر پکارکر کہا کہ اے صاحبقران جو کچھ آپ نے فرمایا ہے مین نے تسلیم کیا واقعی انتظار مقابلہ سے پیچھے آپ کو اٹھا لے گیا تھا ہمکو امید آپ کے آنے کی نہ تھی خیر اب آپ آگئے ہین مین طبل بازگشت بجوا کر جاتا ہون شب کو طبل جنگ بجوا کر صبح کو آپ سے مقابلہ کرونگا شرط انصاف یہی ہی اسوقت آپ بھی دور سے آتے ہین اور دن بھی زیادہ آگیا ہی اس وجہہ سے اسوقت لڑائی موقوف کی گئی ورنہ اسی وقت آپ سے جنگ آزما ہوتا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ مین مع اپنے لشکر کے گیا اہل اسلام جنگگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر آئے صاحبقران نے دیکھا کہ میدان جنگ مین کئی ہزار اہل اسلام گویا درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہین اور کفار بھی ڈیڑھ دو ہزار قتل ہوئے ہین میدان مصاف مین انبار لاشون کے ہین یہ رنگ عرصہ جنگ دیکھکر اہل اسلام کے قتل ہوجانیکا رنج و افسوس کرکے حکم دیا کہ لاشے میدان جنگ سے اہل اسلام کے اٹھائے جائین موافق شریعت ابراہیمی ان کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا جاے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے

اسی طرح عوغاے رعد آوا زنے بھی اپنے لشکر کے مقتول سوارون کو حرب گاہ سے اٹھوا کر
موافق اپنی ملت کے انھین دفن کیا اُس طرف عوغاے رعد آوا ز اپنے قلعہ داخل ہو کر
آرام پذیر ہوئے اس طرف صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے بادشاہ لشکر
اہل اسلام اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر مرکب سے اتر کر اپنے اپنے
خیمہ مین گیا سواران سپاہ بھی مرکبون سے اتر کر داخل خیام ہوئے جو مجروح تھے حکم صاحبقران
سے علاج اُن کا ہونے لگا چونکہ تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خبر
مشہور ہوئی تھی ملکہ حسین گلگون قبا نے بھی سنی تھی کہ آج صاحبقران داخل لشکر ہوئے
ہین یہ خبر سنکے خوش ہوئی تھی کیونکہ عاشق و مائل صاحبقران تھی اُسی عالم خوشی مین واسطے اظہار
کرنے اپنی محبت و خوشی کے ایک محبت نامہ پوشیدہ طور سے باین عبارت صاحبقران کو تحریر
کیا بعد آداب و القاب کے لکھا کہ اے صاحبقران جب سے آپ کو پنجہ اُٹھا لے گیا تھا ہمکو نہایت
رنج و ملال تھا ہر وقت آپ کا خیال تھا برا ہو اس محبت کا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا ہر ایک قسم کی
الفت پیدا ہوئی ہے اور آپ کو ہم نے اپنے اوپر مائل پایا ہے مثل مشہور ہے کہ دونون جانب سے چاہ
ہوتی ہے اب جو آپ مع الخیر داخل لشکر ہوئے ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ
پنجہ کون تھا اور کس کے پاس لے گیا تھا کہان آپ اتنے دنون تک رہے کس کے ہم نشین ہوئے
کس کے پہلو مین بیٹھے کس کی بزم مین رونق افروز رہے کس کو یہان سے جا کر سرافراز کیا کیا کوئی نئی
محبت کسی سے کی یا نیا کوئی چاہنے والا پیدا ہوا کچھ حال ظاہر نہوا ہمین تو آپ نے یاد بھی نہین کیا
اب ہم آپ آئے ہین دیکھیے کب یہان قدم رنجہ کرتے ہین ادھر بھی توجہ اب دیکھیے کس روز ہوتی
ہے زیادہ کیا لکھا جائے اس مضمون کا نامہ جب لکھا گیا ایک اپنے قدیم ملازم و خیرخواہ ہمراز کو دیکر
کہا کہ اس نامہ کو صاحبقران کے پاس لیجانا تنہائی مین انھین کو دینا ہماری طرف سے مبارکباد
تشریف آوری کی بھی دینا اگر وہ قبل دیکھنے اور پڑھنے اس نامہ کے تجھ سے دریافت کرین کہ یہ
نامہ کس کا ہے تو کہدینا کہ یہ نامہ ملکہ حسین گلگون قبا کا ہے جو دختر ہین حسین سبز قبا بادشاہ
چار قلعہ کی وہ سمجھ جاوینگے پھر جو جواب وہ نامہ کا دین اُسے لے آنا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر ہونے
پائے اس کا بہت خیال رکھنا اُس ملازم نے نامہ لے کر عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا ہے یہ تابعدار
اسی طور سے حکم کی تعمیل کریگا یہ عرض کر کے وہان سے سوئے لشکر اسلام آیا کسی اہل لشکر سے
بارگاہ صاحبقران دریافت کر کے بہت ہوشیاری سے دربارگاہ تک آ کے ستا تا بارگاہ مین
جا کے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ صاحبقران تنہا تشریف رکھتے ہین کسی فکر مین ہین ملازم مذکور نے
با ادب سلام کر کے وہ نامہ دیا صاحبقران نامہ لے کر لفافہ کو چاک کر کے مضمون نامہ سے آگاہ
ہو کر پشت نامہ پر فقط یہ عبارت جواب نامہ مین تحریر کی کہ اے ملکہ ابھی تو ہم داخل لشکر ہوئے ہین
اسوقت کچھ امور مرجوعہ ضروریہ مین فکرمند ہین جواب حرف بحرف نہین تحریر کر سکتے ہین الاجواب
تمہارے نامہ کا دینگے ہمین تمہارا خیال ہے یہ عبارت لکھکر اُس ملازم نامہ کو دیا وہ ملازم جانے لگا
صاحبقران نے بطریق انعام اُسے زر و جواہر دیا وہ خوش ہو کر سلام کر کے جلد بارگاہ سے نکل کر
جانب ملکہ روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت ملکہ مین پہونچا نامہ دے کر تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا ملکہ
جواب نامہ پڑھکر خوش ہوئی چہرے پر بحالی نمود ہوئی آثار خوشی رخ سے ہویدا ہوئی رنج و ملال اُس نے

وہ وہ ہوا یہان تو باغ مین اپنے ملکہ حسین گلگون قبا خوش و مسرور بیٹھی ہوئی تھی گرد مجلسیین بیٹھی تھین چہلین آپس مین ہو رہی تھین وہان قلعہ مین اُسی وقت مہتر سبک رو نے حسین سبز قبا اپنے بادشاہ کو تنہا بیٹھا ہوا دیکھکر تخلیہ پاکر بعد سلام کرنے کے عرض کیا کہ فدوی اسوقت کچھ عرض کیا چاہتا ہے شاہ مذکور نے کہا کہ اے مہتر سبک رو بیان کر واُس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ عالیجاہ ایک روز فدوی نے زبانی نرگس رفیق ملکہ گلگون قبا کی سنا کہ ملکہ صاحبقران پر مائل ہین اُن کے عشق مین مبتلا ہین جس روز سے بنجرا اُن کو اُٹھا لے گیا ہے اُن کو ایسا صدمہ ہے کہ ہنسنا بولنا چھوڑ دیا ہے بلکہ آب و غذا مین بھی بہت کمی ہے چہرہ اُداس ہے اشک آنکھون مین ہین رنگ چہرہ فرط الم مفارقت صاحبقران سے زرد ہو گیا ہے کیونکہ جب وہ لشکر مین تھے اُن کو کسی طور سے دیکھکر دل کو خوش رکھتی تھین جس وقت سے وہ لشکر میں نہ رہے پنجہ اُن کو اُٹھا لے گیا اُسوقت سے ملول و حزین ہین اے بادشاہ عالیجاہ یہ حال حضور سے فدوی نے بیان کر دیا ہے اس بارے مین جو مناسب ہو وہ حضور کرین یہ عرض کرکے مہتر سبک رو تو اپنے خیمہ مین چلا گیا حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ نے برہم ہو کر اُسی وقت اپنی دختر کو طلب کیا ملازمان شاہی در باغ پر آئے اور عرض کیا اے ملکہ عالم چلیے آپکے والد نے آپ کو یاد کیا ہے ملکہ مذکورہ بعد خوشی بیٹھی تھی اپنے باپ کے طلب کرنے سے متردد ہو کر فی الفور محافے مین سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئی سامنے اپنے باپ کے جاکر جھکا کے سلام کیا شاہ ہر چہار قلعہ یعنے حسین سبز قبا نے اپنی دختر کے چہرے پر بغور نظر کی مطلق آثار رنج و غم چہرے پر نپاکر کچھ خیال کرکے کہا اے دختر ہم نے فقط دیکھنے کو تمہین بلایا تھا اب تم قلعہ مین رہا کرو اپنے باغ مین نہ رہا کرو کیونکہ بیشتر ا و قات تمہارے دیکھنے کو دل چاہتا ہے ملکہ نے کہا کہ اب مین موافق آپکی ارشاد کے قلعہ مین رہونگی باغ مین نہ رہونگی ملکہ تو اب قلعہ مین رہی صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین ہین لیکن اب دو کلمہ داستان عنو غاسے رعد آواز کے بیان کیے جاتے ہین کہ یہ نابکار سیہ درون جو میدان کارزار سے طبل بازگشت ہوا کر اپنے قلعہ مین آیا بعد تھوڑی دیر کے اس نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے کل ہم سر میدان صاحبقران سے مقابلہ کرینگے بہنگام جنگ قتل کرینگے ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی جوہر کاربے لشکر اہل اسلام کے براے خبر رسانی مقرر و معین تھے انہون نے بخوبی خبر سے آگاہی حاصل کرکے جلد تر جاکر خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین پہونچا حسب قاعدہ با دب تمام یعنی اوصاف و ثنا و دعا و غیرہ کرکے خبر طبل جنگ بجوانے عنو غاسے رعد آواز کی بیان کرنے لگے کہ بمصداق نظم

وان قطب معدلت کہ سپہر و ستارہ را
جز سمت در گہش نکند عقل اختیار
وانرا کہ از حدیقہ لطف گل شگفت
ہر دم باستین کرم بستر و غبار
بفشار پاے خرم کہ پیش از تو کس ندید
در مرغزار ملک بدین فربہی شکار
پیش از طلوع کوکب عدل تو آسمان
آن بحر مکرمت کہ ز امداد فیض تو
ہموارہ گرد مرکز حکمت بود مدار
آنرا کہ در تربیت تو عزیز کرد
دوران روزگار رنیار و بنا و خار
آنکس کہ یکدم از پی عصیان نہ بست شد
بر ابلق زمانہ بدین جلب کی سوار
ہستی ہنوز وجود تو خاکیست بے کاست
ہرگز مبین سنطقہ نشناخت از یسار
دائم غریق نعمت تو ہست روزگار
چون مشتبہ بود جہت کعبۂ نجات
اجرام آسمان نتوانند کرد خوار
اے ملکے کہ راے تو از روے ملک دین
تا نفع صورت کدورت زحمت غبار
بگشاے دست عزم کہ کس رونو فتاد
خورشید پیش لیے تو نقدیست کم عیار
در سلک دہر بود شبہ ہمسر
گہر

دربانع ملک بود کہ وہ سرخیار
تار وزگار خطبۂ اقبال تو نخواند
کس را درون پردۂ تقدیر نیست بار
جاہ تو ہمچو دولت فردوس بے زوال

زان لحظہ بازکار جہان انتظام یافت
ممکن نبود عرصہ شود بدہ ر اقرار
دوران دولت تو کہ نظم جہان ازوست
ہم تو ہمچو مدت افلاک بے شمار

کاندرپناہ جاہ تو آمد بہ زینہار
تا از برائے نظم ممالک درین جہان
باداہو نظم من ابدالدہر پایدار

اسوقت غوغاے رعدآواز بانی فساد و بداندیش نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس عدوے قوی کا یہ ہو کہ صبح کو آکے میدان جنگ مین شعلہ آتش جنگ بلند کرے باقی خیریت ہو صاحبقران موصوف نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے توکل بخدا کرکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجایا جاے نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے ذات خدا سے امید قوی ہو کہ وہ ہم کو اوپر غوغاے رعد آواز کے غالب کرے گا ان ہرکارون نے نقارخانے مین جاکر حکم صاحبقران سے نقارچیون کو آگاہ کیا انھون نے حسب قاعدہ قدیم چوب اٹھاکر بسم اللہ تا آخر زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوکر کوسون تک گئی اہل لشکر اعلے وادنے صداے نقارۂ حربی سنکے آگاہ ہوگئے کہ صبح کو پھر غوغاے رعدآواز سے مقابلہ صاحبقران ہوگا یہ سمجھکر اسیوقت سے درستی آلات حرب وضرب مین مصروف ومشغول ہوئے بہادران لشکر اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے تیرانداز تیرونکو حسب دلخواہ تیار و درست کرکے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین اُن کو بھی درست کرنے لگے نیزہ دار اپنے نیزون کو دیکھنے بھالنے مین مصروف ہوے تھے اسی طرح ہرایک سردار وسوار وپیادہ سامان جنگ وجدال کرنے لگا جانب غوغاے رعدآواز بھی سامان لڑائی کا ہونے لگا بہادرون نے اگرچہ وقت شب تھا خواب وراحت وآرام سے دست بردار ہوکر درستی آلات حرب وضرب مین بیداری اختیار کی اُس شب کو بھی حسب قاعدہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بارگاہ فلک فرسا سے برآمد ہوکر دربار دربار شاہی مین لاکر بالاے تخت حکومت جلوہ فرما ہوے جملہ سرداران دست یمین ویسار واہل دربار بمقام تعظیم وتکریم بقاعدہ آداب وتسلیم بجالاے پھر اپنے اپنے دنگل اورکرسی وغیرہ پر حسب قدر مراتب بیٹھے اس اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوکر دربار مین تشریف لاے طیفور گرد بھی ہمراہ رکاب تھا ہرایک سردار واسطے تعظیم صاحبقران ممدوح کے سروقد اپنے اپنے دنگل اورکرسی وغیرہ سے اٹھا یہان تک کہ خود بادشاہ لشکر نے بھی کسی قدر تخت سے اٹھکر تعظیم کی پھر ہرایک سردار سپاہ دست راستی و چپی نے باادب صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران جواب سلام دے کر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور گرد بھی اپنی جگہ پر بالاے کرسی بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کی جانب نظر کرکے دست حنائی صاحبقران کے ملاحظہ کرکے متبسم ہوکے مزاحاً فرمایا کہ آج تو رنگ خوشی وشادی سر دست آپکے دست حنائی سے ہویدا ہو کیا رنگ دست حنائی ہو کہ پنجۂ مرجان بھی اس رنگ شوخ سے شرمگین ہو شوخی حناے دست شاہد ہو کہ فی الحال کوئی خوشی عشرت حاصل ہوئی ہو پوشیدہ طور سے کوئی شادی وعقد کیا گیا ہو مگر چھپانے سے کوئی امر چھپ نہین سکتا ہو علاوہ دست حنائی کے لباس بھی آپکا گواہی شادی دیتا ہو عطر عروس وسہاگ سے معطر ہو عرق تن سے بھی بوے ہم آغوشی عروس نو آتی ہو پس خدا مبارک وہمایون کرے اگرچہ ہماری شرکت اس شادی مین نہوئی اورہمین آگاہی

نہوئی صاحبقران نے سر جھکا کر باادب عرض کیا کہ ارشاد آپ کا بجا ہے خوشی تو ضرور ہوئی ہے اور شاہد
شادی نے رخ انور اپنا دکھایا ہے ظہور امر خوشی ہوا ہے لیکن اسوقت بوجوہ مفصل عرض کرنا اُس کا مصلحت
نہین ہے بعد اس کے عرض کیا جائیگا پھر بادشاہ لشکر نے پوچھا کہ اسوقت تین تلوارین آپ کی زیب کمر
ہین ان مین سے دو تلوارین ایسی ہین کہ اُن کے قبضون سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تلوارین نئے الحال
دستیاب ہوئی ہین اور ایک لوح بھی آپ کے گلے مین ہے یہ سب اشیا کہان سے اور کیونکر ممکن ہوئین
صاحبقران نے عرض کیا کہ حال ان تلوارون کا اور اس لوح کا بھی یک قلم آپ پر ظاہر ہو جائیگا
بالفعل عرض نہین کر سکتا بادشاہ لشکر یہ تقریر صاحبقران کی سنکے خاموش ہو رہے پھر اہل دربار سے
جو بادشاہ اور شاہزادے معزز و مکرم و ذیجاہ تھے انھون نے بھی عنوان شائستہ سے صاحبقران
کو مبارکباد دی خانہ آبادی کی دی صاحبقران مسکرا کے پھر رعب و آداب بادشاہ لشکر اسلام سے
کسی نے کچھ تقریر نہ کی سب اسطرح او دلی خاموش بیٹھے رہے اسی طرح حشم اور برابر والے و دیگر
عیاران لشکر نے بھی خواجہ طیفور گردیا کے دست حنائی پر نظر کر کے کہا مبارک ہو سر دست کوئی
شادی ظہور مین آئی خواجہ نے کہا کہ ہان اس شادی مین محتاج ہو گیا جو کچھ زر و جواہر وغیرہ میری زنبیل
مین تھا وہ سب اسی شادی مین صرف ہو گیا بلکہ لاکھون روپیہ کا قرضدار ہو گیا جوہر کی قسم کچھ نہین بلا
زنبیل میری خالی ہو گئی خاک اُڑنے لگی ایک کوڑی بھی زنبیل مین باقی نہ رہی اس شادی مین تباہ برباد
ہو گیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شادی باعث عسرت و بربادی ہوئی مجھے اس شادی کی خوشی نہوئی بلکہ رنج ہوا
اب فکر یہ ہے کہ جو روپیہ شادی مین صرف ہو گیا وہ تو ہو گیا قرضدارون کو زر قرضہ کیونکر دونگا ہان
اگر آپ لوگ میرے قرضہ کی ادائگی چاہینگے اور علے قدر مراتب مجھے دینگے بطریق شربت پلائی
کے تو البتہ وہ ساعت آٹھ لاکھ روپیہ ادا ہو جائیگا یہ تقریر خواجہ کی سنکے وہ لوگ بہت مسکرائے اکثر
ہنسے اور کہا کہ اے خواجہ آپ اپنے قرضدار ادائی سے تردد نہ کیجیے انشاء اللہ قرضہ ادا ہو جائیگا
ہم سب کوئی فکر کرینگے خواجہ اُن کی تقریر سنکے بیحد خوش ہو کے کہنے لگے کہ تم سب کی عجب باتین ہین
کہتے ہو کہ ادائے قرضہ کی فکر کی جائیگی نہین معلوم کب کی جائیگی فی الحال تو مہاجن جنسے روپیہ
قرض لے کر شادی مین صرف کیا ہے وہ تقاضائے شدید کرتے ہین عدالت مجاز مین نالش کر کے کوشش کرتے ہین
میرے گرفتار کرنے اور قید کرانے کی تدبیرین کر رہے ہین جو کچھ فکر و تدبیر منظور کرنا ہو ابھی کرو روپیہ
ایک جگہ جمع کر دو مین وہ سب روپیہ انہین قرض کی ادائی مین دیدون آبرو و عزت اپنی ان مہاجنون
سے بچاؤن شاگردون وغیرہ نے خواجہ کی تقریر کو قبول کر کے بہت کچھ روپیہ سب نے جمع کیا پھر خواجہ
کے حوالے کیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کر کے اپنے پاس جمع کر کے کہا کہ اب کسی روز ان
مہاجنون کو یہ روپیہ جا کر دیدونگا وہ سب خواجہ کی باتون پر ہنسے اور سمجھ گئے کہ ہم کو بہتیرا ان کی
ایسی ہی باتین سنا گئے ہین الحاصل وہ شب انھین باتون مین اور طبل جنگ بجنے مین قریب نصف
کے گذر رہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار سپاہ دربار سے اُٹھکر
اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ مین گیا صاحبقران اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے طیفور گردیا اپنے خیمے مین
جا کر راحت پذیر ہوا جب وہ نصف شب بھی گذر کر سحر ہوئی سفیدہ سحری آسمان پر نمودار ہوا سیاہی
شب دور ہونے لگی موذن اذان دینے لگے ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی مرغان خوش الحان
بھی آثار سحر فلک پر پاکے چہچہانے لگے اپنی زبان مین حمد و ثنائے خالق ارض و سما کرنے لگے سپاہ

اور ستارے نہان ہونے لگے روشنی صبح دمبدم بڑھنے لگی ماہتاب کے چہرے پر اُداسی ظاہر ہوئی
بے نوری رخ اُس کے چہرے سے پیدا ہوئی رنگ فلک بدلنے لگا تاریکی مبدل بہ روشنی ہونے لگی
عابد و زاہد و عبادت گذار پابند نماز پنجگانہ حکم خالق یگانہ سے براے اداے نماز سحر اپنے اپنے بستر
خواب سے جلد جلد اُٹھے طہارت و وضو کرکے جا نمازوں پر روبقبلہ کھڑے ہو کر بعد اذان و اقامت
تکبیرۃ الاحرام کرکے قراءت سورہ فاتحہ وغیرہ سوروں میں برجوع قلب مصروف و مشغول ہوئے
رکوع و سجود بخشوع کرکے پھر ایستادہ ہوکے رکعت دوم بھی بطریق رکعت اول پڑھکر قنوت پڑھنے
سے فارغ ہوکے پھر رکوع و سجود بجا لاکر تشہد پڑھکر سلام ہرسہ معینہ و مقررہ پر نماز کو ختم و تمام کرکے
اوراد و وظائف میں مصروف ہوئے اکثر تسبیحات اربعہ پڑھنے لگے لشکر اہل اسلام میں جملہ اہل اسلام
نیک سیر ہنگام سحر بیدار ہوئے بعد وضو آمادہ اداے نماز ہوئے اس اثنا میں صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بھی بیدار ہوکر باوضو اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران
فوج اسلام نے بادب تمام سلام کیا صاحبقران ممدوح نے جواب سلام دیا پھر موذن نے
اذان بخوش الحانی دی بعدہ ایک مرد دیندار نے اقامت کہی صفیں آراستہ ہوئیں نماز بجماعت
ہوئی جملہ اہل لشکر نے نماز سحر بجماعت پڑھی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی برجوع قلب فریضہ سحری
ادا کیا پھر خالق کونین سے دست بدعا ہوئے مطالب دینی و دنیوی کے واسطے دعا کی علی الخصوص
واسطے فتح و ظفر کے خداوند عالم و عالمیان سے دعا کی اسی طرح صاحبقران و جملہ اہل اسلام نے
جو اسوقت وہاں موجود تھے اپنی اپنی اجراے حاجات اخروی و دنیوی کے لئے خدا سے دعا کی بعد
اداے نماز سحر صاحبقران نے حکم دیا کہ سب مسلح ہوں حسب الحکم جملہ اہل اسلام زرہ و جوشن
و چار آئینہ سے مزین ہوکر مسلح ہوئے صاحبقران موصوف بھی بعد اداے وظیفہ مسلح ہوکر منتظر
تشریف آوری بادشاہ لشکر در دولت بہمراہی جملہ سرداران لشکر ٹھہرے یکایک پردہ بارگاہ اُٹھا
سب نے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام عالی مقام تاج شاہی برسر قباے فرمانروائی دربر بصد
سطوت و صولت و شان و شوکت بالاے تخت بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے کہاریاں نوجوان و خوبصورت رنگین
لباس تخت اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے تا در دولت آئیں کہار جو وردیاں نفیس و تو بانات کی پہنے
ہوئے موجود تھے اُنھوں نے کہاریوں سے تخت زرین مذکور کو لے کر اپنے دوش پر رکھا نقیبوں نے
باواز بلند پکار کر کہا کہ ظل اللہ زمین پناہ کی عمر و دولت و اقبال ترقی پذیر ہو دشمن مقہور ہوں جب روبرو
بادشاہ نے نظر اُٹھائی صاحبقران وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے موافق قاعدہ بادب سلام کیا شاہ
ممدوح نے بایما و اشارہ سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران ذیشان پہلے اپنے مرکب
پر سوار ہوئے پھر جملہ سرداران سپاہ اپنے اپنے مرکب پر بسم اللہ کہکر سوار ہوئے بعد ازان جملہ سواران
لشکر گھوڑوں پر سوار ہوئے نقارے پر چوب پڑی نقیبوں نے صداے دور و باش بلند کی سواری
بادشاہ بکر و فر بہمراہی تمام لشکر جانب عرصہ کارزار خراماں خراماں روانہ ہوئی اُسوقت سواری
بادشاہ کا سوے حربگاہ کا باین کر و فر جانا آفتاب عالمتاب کا جانب مشرق سے کچھ کچھ ظاہر ہونا تاروں
کا نہان ہونا نسیم سحری کا چلنا سبزہ ہاے چمن سبزہ ہاے شبنم آب کا لہلہانا طائران خوش الحان کا نغمے کرنا بلبلوں کا
چہکنا پپیہے کا بولنا کوئل کا کوکو کرنا گل خودرو کا میدان میں شگفتہ ہونا وہ ان کی بہار وہ اوس کی پھوار وہ ٹھنڈا
وہ سہانا وقت وہ غول غول گروہ گروہ خیل خیل ذیل ذیل بادب باقاعدہ اہل لشکر کا جانا وہ درمیان میں

حلقہ برداران سپاہ کے تخت بادشاہ ممدوح کا ہونا قابل دید تھا جب اس طرح سواری مثل باد بہاری کے میدان جنگ مین پہونچی حکم بادشاہ سے ٹھہری ہنوز بادشاہ دین پناہ جلگاہ مین پہونچے تھے کہ سامنے در قلعہ سرخ کھلا سب نے دیکھا کہ غوغاے رعد آواز مسلح ومکمل بصد غرور و نخوت گردن پر سوار آگے آگے پس پشت اُس کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ظاہر ہوا بعد قطع راہ میدان جنگ مین بمقابلہ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اُسوقت حکم سے غوغاے رعد آواز و صاحبقران ذیجاہ سرافراز کے بیلچہ بردار و تبردار دونون لشکرون سے باہر نکلے اُنھون نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو عرصہ کارزار سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا بعدہ دونون سمت سپاہ سے سقے مشکین پُر آب اپنے دوش پر رکھے ہوئے میدان جنگ مین آئے اُنھون نے اسقدر آب زمین پر چھڑکا کہ زمین عرصہ مصاف سرد و تر ہوگئی گرد وغبار دور ہوا پھر بیلچہ بردار اور سقے میدان سے چلے گئے اور دونون لشکرون مین صف آرائی ظہور مین آئی میمنہ میسرہ ساقہ کمین گاہ قلب وجناح ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا قلب لشکر مین مانند دل بادشاہ لشکر اسلام کا قیام ہوا صاحبقران بعہدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایہ علم کہ یوسف مصری علمدار لشکر نے کھولا تھا کھڑے ہوئے علم مذکور سے کلمے سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی پھریرے سے اُس کے بوئے عنبر ومشک کی آنے لگی تمام عرصہ نبرد خوشبو سے معطر ہو گیا میدان کارزار بوئے خوش سے بس گیا سواے علم مذکور اور بھی علمدارون نے اپنے اپنے لشکر کے علمون کو جلوہ دیا جملہ علمہاے لشکر اہل اسلام وا ہو کر سر بلند ہوئے پھریرے ہوا سے حرکت مین آنے لگے جنگی باجے ہر ایک گروہ اور ہر ایک غول مین سپاہ کے بجنے لگے جب شور و خروش باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز دلکش گیست نکل کر میدان مین آکر جوانان سپاہ کو لڑنے پر اس طرح آمادہ کرنے لگے کہ بمصداق نظم

دنیا مین نہین تمہارا ہمسر | تم سب ہو بہادر و دلاور
رستم سے نہو وہ کام کرنا | ایسے نامور رہو وہ نام کرنا

دیکھو آج عرصہ کارزار مین حریفون سے سامنا ہے اپنی اور اپنے جد و آبا کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا دلیرانہ آگے ہی قدم بڑھانا پیچھے قدم نہ ہٹانا سر میدان عزت و آبرو کھونا بہادرون مین ذلیل و رسوا نہ ہونا براے امید حیات چند روزہ عرصہ جنگ سے بخوف قتل راہ فرار اختیار نہ کرنا دنیا بے ثبات ہے اہل دنیا بھی جانے ہین اجل سے کسی کو گریز نہین ہے مرنا ایک روز ضرور ہے خواہ خضر ہمسفر ہو تین ہو کوئی قضا سے بچ نہین سکتا دست قضا سے گریز ممکن نہین غور تو کرو تمھارے آبا و اجداد جو نامی و نامور شجاع و بہادر تھے وہ آج کہان ہین کچھ بھی اُن کا نام و نشان ہے دنیا سے سوئے عدم چلے گئے زیر خاک نہان ہوگئے اب تم اُن کو اپنی زندگی مین دیکھ بھی نہین سکتے وہ اب تمکو نظر آ نہین سکتے اجل کے مارے ہوئے گوشہ ہاے لحد مین پڑے سو رہے ہین ایسے غافل ہین کہ اگر اُن کو پکارین تو وہ جواب نہ دین خواب غفلت سے ہوشیار نہون مثل اُن کے تم کو بھی مرنا ہے دنیا سے سوئے عدم جانا ہے مناسب ہے کہ انسان دنیا مین ایسے ایسے کارہاے نمایان کر جاے کہ بعد مرگ اہل دنیا اُسے بہ نیکی یاد کرین پس تم سب بھی بہادر و دلاور رہو مثل اپنے جد و آبا کے شجاع و بہادر رہو آج وہ بہادری اپنی سب کو میدان کارزار مین دکھانا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جاے اخبار مین اہل اخبار تمھاری بہادریان درج کرین شہرہ تمھاری دلاوری کا دور دور ہو جاے دنیا مین شجاع و بہادر مشہور ہو جاؤ اپنے دشمنون سے منھ نہ پھیرنا دلیرانہ شیرانہ

لڑنا دیکھو آج روز امتحان جرأت و ہمت ہے یہ زمین میدان جنگ ایک کسوٹی ہے مرد و نامرد کی پہچان
کی لہذا ثابت قدمی اختیار کرنا خیال رہے کہ میدان رزم سے قدم ہٹنے نہ پائے ورنہ آبرو جاتی رہیگی
مردون مین شمار تمہارا نہوگا بزدل و نمک حرام کہلاؤگے اگر اپنے آقا و خدا وندنعمت کی رفاقت و
نصرت سے ہاتھ اٹھاؤ گے آبرو گئی پھر آبرو نہین ملتی پھر دست یاب نہین ہوتی ہے لازم ہے تم کو دلیرانہ
لڑنا جرأت و شجاعت اپنی دکھانا بڑھ بڑھکر حریفون کو تلوار لگانا شیرانہ نعرے کرنا زخمی کرنا خود بھی زخمی
ہوکر بہادرون مین سرخ رو ہونا اگر نصیب دشمنان دست حریف سے قتل بھی ہو جاؤگے تو شہرۂ
دنیا مین بہادر کہلاؤگے اہل دنیا ہر ایک انجمن و بزم مین تمہاری بہادری بیان کرینگے اور اگر دشمنون پر
اپنے فتحیاب ہوئے تو علاوہ آبرو و عزت کے اپنے مالک و آقا سے خلعت و انعام کثیر پاؤگے تمہارے
تمہارا نسے بڑھینگے اہل دنیا تم کو بہادر کہینگے غرضکہ ثبات قدمی جنگگاہ مین بہتر تمہاری خوب
ہے اور جنگگاہ سے بھاگنا معیوب ہے کہ ہمارے نزدیک حیات چندروزہ کے واسطے خوف قتل سے
طریق فرار پسند نکرنا آگے تمکو اختیار ہے بر رسولان بلاغ باشد و بس اسیکلئے نقیب اور کرکیت وسط
میدان جنگ سے علیحدہ ہوئے بلکہ میدان جنگ سے چلے گئے اسوقت کا سناٹا وہ جملہ جوانون کا
خاموش ہوکر گوش دل تقریر نقیبان سنکے جوش شجاعت مین آنا اکثر بہادرون کا نیامون کو توڑکر
پھینک دینا تلوارون کو علم کرکے ارادہ کرنا کہ دلاورانہ صف لشکر عدو پر حملہ کرکے اعداکو درہم و
برہم کر دین بلکہ سب کو تہ تیغ کرین دلیری اپنی دکھائین بڑھ بڑھکر تلوارین لگائین دشمنون کو دونیم
کرکے مرکبون سے گرائین اپنی شجاعت دکھائین جد و آبا کے نام روشن کرین معرکہ جنگ مین سرخ رو
ہون زخمی ہوکر خون مین نہائین معرض امتحان مین آئین ابھی دونون لشکرون سے کوئی بہادر
میدان جنگ مین نہ نکلا تھا ہر ایک دلاور ارادہ صف لشکر سے نکلنے اور لڑنے کا کر رہا تھا مرنے کو
جنگگاہ مین زندگی پر ترجیح دے رہا تھا کہ یکایک غوغا سے رعد آواز اپنے کرگدن کو چھیڑکر میدان
مصاف مین آکر باواز بلند پکارا کہ اے صاحبقران آؤ مجھسے مقابلہ کرو اس روز تو ہنگام جنگ تم کو
بخبر اٹھا لے گیا تھا میرے دست سے بچگئے قتل نہوئے آج ضرور قتل کرونگا بس تاخیر نکرو جلد آکر
مجھسے مصروف جدال ہو تم نے کل وعدہ مجھسے لڑنے کا کیا تھا آج اس وعدے کو ایفا کرو یہ کہکے
خاموش ہوا ادھر صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا روبروئے بادشاہ آکر اجازت جنگ طلب کی
بادشاہ نے فرمایا جائیے حوالہ خدا کیا امیر با توقیر نے اجازت جنگ حاصل کرکے رخ اپنا سوئے حریف
کیا اسوقت علمون کو علمدارون نے از سر نو جلوہ دیا لشکر اہل اسلام مین جنگی باجے بجے بادشاہ
لشکر و جملہ سرداران نامور برائے فتح صاحبقران دل سے دست بدعا ہوئے صاحبقران نے
اثنائے راہ مین اسی لوح طلسمی پر جو قبر فہیم عاقلی سے دستیاب ہوئی تھی باین نیت نظر کی کہ غوغا سے
رعد آواز سے کیونکر لڑنا چاہیے اور کیونکر اس کو قتل کرنا چاہیے لوح نے ہدایت کی کہ اے
صاحبقران یہ اسم الہی جو گوشہ لوح پر ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اور اپنے دم کرلو بعد کشتن اس
اسم اعظم الہی کے غوغا سے رعد آواز کے نعرہ و صدا سے تم بیہوش نہوگے اور اس اسم اعظم
باری کو تین مرتبہ اپنی شمشیر سنہری قبضہ پر پڑھکر پھونک لو ہنگام ضرب عدو دو ٹکڑے ہو جائے گا یہ حکم
لوح سے پاکر تعمیل ہدایت لوح کرکے جلد مرکب کو جولان کرکے روبرو غوغا سے رعد آواز کے
جاکر مرکب کو روکا طیفور رگردپا عقب صاحبقران کھڑا ہوا غوغا سے رعد آواز نے صاحبقران

سے کہا کہ میرے نزدیک مناسب ہے کہ آج اپنے دل کا حوصلہ نکال لو جو حربہ لگانا منظور ہو مجھ پر لگالو حسرت ضرب لگانے کی دنیا سے نہ لے جاؤ میرے ہاتھ سے جانبری دشوار ہے میری ضرب سے میری زندہ نہ ہوگے صاحبقران نے جواب دیا اے غوغا سے رعد آواز یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہیں ہے کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب لگائیں تو کوئی ضرب لگا اگر خدا نے تیری ضرب گرز یا تلوار سے ہمیں بچایا تو ہم بھی تجھ پر ضرب شمشیر لگائیں گے یہ سنکے اُس نے موافق قاعدہ دستور اپنے کے پہلے نعرہ کیا صاحبقران کو اس نعرہ کرنے سے بہ برکت اسمی اسم اعظم الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بیہوشی و غفلت نہ ہوئی بعد نعرہ کرنے کے غوغا سے رعد آواز نے اپنے گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ادھر صاحبقران نے اُس کی ضرب گرز کو اپنے گرز پر روکا اور گرز غوغا سے رعد آواز بالا سے گرز صاحبقران جو پڑا وہ عظیم و مہیب صدا پیدا ہوئی کہ پناہ بخدا سننے والوں کے گوش گویا کر ہو گئے پردہ گوش پھٹ گئے زمین تھرائی پاؤں مرکب کے گھٹنوں تک زمین میں غرق ہو گئے غبار عظیم بلند ہوا اُس غبار میں صاحبقران نہاں ہو گئے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران سپاہ وغیرہ اہل اسلام کو سخت تردد ہوا ادھر غوغا سے رعد آواز نے ضرب گرز لگا کر اپنے دل میں یقین جان کر کہ صاحبقران ہلاک ہو گئے ہوں گے استخوان اُن کے ریزہ ریزہ ہو گئے ہوں گے بلکہ پیوند خاک ہو گئے ہوں گے مرکب بھی اُن کا مر گیا ہے گا اور کیا وہ مرکب کا نام و نشان بھی نہ ہوگا آواز بلند پکار کر کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام و اے سرداران سپاہ اسلام و اے طیفور گرد پا اندر اس غبار کے دیکھو تو کہ صاحبقران کا کیا حال ہوا ڈھونڈو کوئی استخوان اُن کا ملتا بھی ہے یا نہیں آج میں نے وہ ضرب گرز لگائی ہے کہ قبل اس کے کبھی کسی پر اس زور سے ضرب گرز نہ لگائی تھی یقین ہے کہ وہ مع مرکب نیست و نابود بلکہ پیوند خاک ہو گئے ہوں گے ذرا اُن کی آکر خبر لو لاش اُن کی تم کو ہرگز نہ ملے گی کہ تم اُن کو دفن کرو میرے گرز گران نے اُن کو زمین میں ایسا دفن کیا ہے کہ سرمہ سا کر کے اُن کو خاک میں ملا دیا ہے اب تم کو اُن کے دفن کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے تم کو اُن کی دلاوری پر بہت ناز تھا اُن کا غرور پست ہو گیا میری ضرب گرز سے وہ خاک کے پیوند ہو گئے غربال سے چھانو گے تو ریزہ ہائے استخوان بھی اُن کے نہ پاؤ گے یہ کلمات غوغا سے رعد آواز کے سنکے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام ازحد متردد ہوئے اکثر سواران لشکر آبدیدہ ہو گئے سب نے ارادہ کیا کہ آگے بڑھکر حال صاحبقران مشاہدہ کریں لیکن سب کے پہلے طیفور گرد پا نے چھاگل پر آب زنبیل سے جلد تر نکال کر پانی اس قدر چھڑکا کہ وہ گرد و غبار دفع ہوا دیکھا کہ صاحبقران زندہ و سلامت ہیں گرز ہاتھ میں مانند ستون کے قائم ہیں گرد و غبار سے چہرہ و گیسو پر خاک ہے کسی قدر چہرہ متغیر ہو گیا ہے آنکھیں بند ہیں مرکب گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا ہے ہمہ تن پسینے میں تر ہے تھرا رہا ہے قریب ہے کہ گر پڑے یہ حال دیکھ کر خواجہ طیفور گرد پا کو اس امر کی خوشی حاصل ہوئی کہ صاحبقران مع الخیر ہیں فی الفور پانی کے چند چھینٹے چہرے پر دیئے اور عرض کیا یا صاحبقران ہوشیار ہو جیئے حریف آپکا ضرب گرز لگا کر کلمات غرور آمیز و نامناسب کہہ رہا ہے صاحبقران نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ جملہ سرداران سپاہ مع بادشاہ لشکر وہاں آ پہونچے ہیں سب نے مزاج پرسی کی امیر با توقیر نے جواب دیا کہ بفضل خدا سے اچھا ہوں سب کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی اطمینان ہوا پھر سب بدستور صفوں میں داخل ہوئے بادشاہ لشکر قلب لشکر میں آ گئے ادھر صاحبقران نے اپنے مرکب کو مہمیز کر کے وہاں سے

نکلا وہ گویا ایک طبقہ خاک سے لیکر نکلا اُسوقت غوغا سے رعد آواز صاحبقران کو زندہ دیکھکر نہایت متحیر و متفکر ہوا دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا ابھی غوغا سے رعد آواز غرق دریاے حیرت تھا کہ صاحبقران نے اُس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ او نابکار ضرب گرز لگا کر اپنے خیال خام مین کیا سمجھکر لاف و گزاف کرتا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرتا تھا خوش ہوکر بالیدہ ہوا تھا اب ہوشیار ہوجا کہ اجل تیری تیرے سر پر آئی ہے تلوار کا وار کرتا ہون وار تیرا روک کر اب تجھپر وار کرتا ہون کہ بھلا
شعر۔ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + بہ شادی از دل فراموش کن + اب بھی وحدانیت خدا کا قائل ہو دین اسلام اختیار کر اپنے دین باطل کو ترک کر اُس نے جواب دیا اے صاحبقران مجکو نہایت حیرت ہے کہ تم میرے لفر(?) سے بیہوش نہوئے اور میری ضرب گرز سے ہلاک نہوئے کہ شیشہ حیات تمہارا شاید مضبوط تھا ورنہ میرے لفر(?) سے ممکن نہین کہ حریف بیہوش نہوجائے اور میری ضرب گرز سے پیوند خاک نہوجائے خیر جاے تعجب ہے کہ تم جانبر ہوئے اب تم بھی جو چاہیے مجھپر حربہ لگاؤ مجھکو ہدایت نکرو مین تمہارا دین قبول نکرونگا یہ کہکے بے خوف و خطر کھڑا رہا اپنے خیال مین کہ مجھپر تو کوئی حربہ کارگر کبھی نہوگا نہ مجھے کسی طرح کا ضرر پہونچیگا کیونکہ طلسم بند ہون نہ حریف کو میرے لوح طلسم و شمشیر بران اور وہ شمشیر بران جو خاص واسطے قتل ساحرون اور اشخاص طلسم بنے ہے سہیم عاقلی نے تیار کی ہے دستیاب ہوگی نہ مین قتل ہونگا ادھر صاحبقران نے تقریر اُسکی سنکے اُس کے دین اسلام نہ قبول کرنے سے برہم ہوکر نعرہ کوہ شگاف کرکے وہی شمشیر تیز جسکا قبضہ سنہری تھا حسب ہدایت لوح میان سے کھینچکر اور وہی اسم اعظم الٰہی جو لوح نے پڑھنے کی ہدایت کی تھی ورد زبان کرکے شمشیر پر دم کرکے مرکب کو آگے بڑھاکر سر پر غوغا سے رعد آواز کے لگائی اُس نے احتیاطاً سپر کو اٹھاکر سر کی پناہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا تلوار سپر کو کاٹکر اُس کے سر پر آئی سر سے گذر کر صراحی گردن سے بھی گذر کر سینے مین ذرا دم لیکر شکم و کمر کو کاٹکر گردن پر آئی پھر اُس کو مثل راکب کے دو ٹکڑے کرکے مانند برق جہندہ زمین پر آئی راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر مانند کوہ بالا سے خاک کے ابھرا تو قیر(?) نے نعرہ تکبیر بلند کیا اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ صاحبقران نے غوغا سے رعد آواز کو قتل کیا سب کو ازحد خوشی حاصل ہوئی شور تحسین و آفرین بلند ہوکر تا فلک اول پہونچا سواران سپاہ غوغا سے رعد آواز پہلے تو اپنے حاکم و مالک غوغا سے رعد آواز کے قتل ہونے سے متحیر ہوئے بعد [illegible] برہم ہوکر سب نے یکبارگی صاحبقران پر حملہ کا ارادہ کیا کہ صاحبقران کو قتل کیجیے اور صاحبقران بھی اُن کے ارادے سے آگاہ ہوکر آنے سے ہوشیار ہوگئے اُن سواروں نے گھوڑے دوڑا کر چہار طرف سے صاحبقران کو گھیر لیا نیزہ و شمشیر و تبر و تیر لگانے لگے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ رنگ جنگ دیکھکر اشارہ کیا فوراً جملہ سرداران سپاہ و مردان لشکر کو ہمراہ لیکر گھوڑے اٹھاکر اُن سواروں پر حملہ ور ہوئے جب دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر میدان جنگ مین چمکنے لگی طرفین کے لشکری کام آنے لگے سر تن سے جدا ہونے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار جا بجا ہونے لگے زخمی سوار گھوڑون سے گر کر زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپ تڑپ کر نالہ و فریاد کرنے لگے صاحبقران موصوف بھی اُس جنگ مغلوبہ مین بضرب شمشیر آبدار اُن سواران نابکار کو قتل کرنے لگے ایسی شمشیر زنی کی کہ سواران سپاہ غوغا سے رعد آواز تاب نہ لا سکے [illegible] نہ لا کر میدان جنگ سے بے اختیار طرف قلعہ دوم [illegible] کے کہ مالک اس قلعہ کا [illegible] بھاگے اہل اسلام نے کچھ اُن کا تعاقب کیا بعد تمام خیمہ و خرگاہ غوغا سے رعد آواز لوٹ لیا یہ حال

حسین سبز قبا نے کہ بادشاہ چہار قلعہ ہے اپنے قلعے پر سے دیکھکر نہایت متحیر و متعجب ہوکر بجاے خود کہا
کہ یہ کیا واقعہ درپیش آیا غوغائے رعد آواز تو طلسم بند تھا یہ کیونکر قتل ہوگیا ہاے یہ کیا غضب ہوا
کچھ سمجھ مین نہین آتا عقل اس جگہ حیران ہے غوغائے رعد آواز کی موت تو بجز اُس شمشیر کے جو در قلعہ
شمشیر جنبان پر لٹکتی ہے اور کسی حربے سے تھی نہین وہ طلسم کیا ٹوٹ گیا لوح طلسمی کیا صاحبقران کے
ہاتھ آگئی کیا وہ تلوار بھی صاحبقران کو دستیاب ہوگئی جو غوغائے رعد آواز آج میدان جنگ
مین قتل ہوگیا یہ باتین شاہ مذکور بالاے قلعہ کرسی زرنگار پر بیٹھا ہوا کر رہا تھا کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بعد قتل کرنے غوغائے رعد آواز کے اور بھگانے اُن سواران نابکار کے یکبارگی
مع تمامی اپنی سپاہ کے داخل قلعہ اول سرخ ہوئے قلعہ مذکور پر اپنا قبضہ کیا فتحیابی سے سجدہ شکر پروردگار
عالم کیا پھر بصد مسرت و جشن قلعہ مین قیام کیا مال و زر جو قلعہ مین تھا وہ ہاتھ آیا لشکر اہل اسلام فروکش
ہوا سب کو خوشی ہوئی جملہ اہل لشکر شادمان ہوئے صاحبقران موصوف تو داخل قلعہ مذکور ہین
مگر اب حال اُن سواران فراری کا لکھا جاتا ہے کہ جو میدان جنگ سے بھاگے تھے وہ ایسے بدحواس اور
مضطر و پریشان ہوکر بھاگے کہ اپنے قلعہ سرخ مین بھی خوف صاحبقران و اہل اسلام کے نہ گئے افتان
و خیزان باحال پریشان قلعہ دوم سبز نگار پر پہونچے قلعدار سبز نگار اپنے قلعے مین بآرام و راحت کرسی
زر و جواہر نگار پر شاہانہ بیٹھا تھا رفقا اُس کے یمین و یسار اُس کے بیٹھے ہوے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار
سے عرض کر رہے تھے آج صاحبقران نے پھر غوغائے رعد آواز سے مقابلہ کیا ہے یقین ہے کہ آج
غوغائے رعد آواز اُن کو بضرب گرز ہلاک کرے بعد ازان اُن کے لشکر کو پراگندہ و تباہ کرے
اُس سے صاحبقران باوجود شجاع و بہادر ہونے کے کیا لڑکر فتحیاب ہون گے حضور تھوڑی دیر مین یہ خبر
سُن لین گے کہ صاحبقران دست غوغائے رعد آواز سے مارے گئے بہران کج ابرو
قلعدار و پہلوان زبردست یہ سنکر اُن کو جواب دے رہا تھا کہ تم سچ کہتے ہو غوغائے رعد آواز
صاحبقران سے قتل و زیر نہوگا اس مین ایک راز ہے بلکہ صاحبقران پر کیا موقوف ہے وہ کسی سے
قتل نہوگا قاتل اُس کے ہم ہی ہین کہ ہمارے اوپر تیغ و تیر و نیزہ و شمشیر و گرز وغیرہ کوئی حربہ کسی قسم کا
کارگر ہو ہی نہین سکتا ہے ہم وہ بہادر ہین کہ ہم سے کوئی دنیا مین لڑ ہی نہین سکتا ہے ہان وہی ہم سے مقابلہ
و مجادلہ کرے گا جو اجل رسیدہ ہوگا رفقا خوشامدانہ عرض کر رہے تھے واقعی حضور ایسے ہی شجاع و بہادر
ہین کہ روے زمین پر کوئی ہمسر حضور کا نہین ہے دنیا مین کوئی جری و بہادر حضور سے لڑ نہین سکتا ہے کوئی
صاحب ضرب نیزہ و گرز حضور سے بچکر زندہ رہ نہین سکتا ہے شجاعت و بہادری مین مثل و نظیر حضور کا زیر فلک
بالاے زمین کوئی نہین ہے بہران کج ابرو تقریر اپنے رفقا کی سنکے خوش ہو رہا تھا کہ یکایک کان مین
صدا اسکے شور نالہ و فریاد آئی گھبراکر اپنے رفقا وغیرہ ملازمون سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ شور نالہ و فریاد
کیسا ہے حسب الحکم اکثر خادم و خدمتگار گئے بعد ایک لمحہ کے واپس آکر عرض کرنے لگے اے حضور فیض گنجور
اسوقت پچیس تیس ہزار سواران لشکر غوغائے رعد آواز نہایت مضطر و بدحواس نالان و گریان
باحال پریشان اکثر زخمدار مجروح نیزہ و تیغ آبدار در قلعہ پر آئے ہین اُن سے معلوم ہوا کہ اسوقت
غوغائے رعد آواز دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہنگام مقابلہ و مجادلہ
عرصۂ جنگ مین مارا گیا لاشہ اُس کا جنگاہ مین پڑا ہے قلعہ اول سرخ چھوٹ گیا ہے سب فریادی حضور کے
پاس آئے ہین بہران کج ابرو یہ خبر سنتے ہی پہلے تو دنگ ہوگیا حیرت و غم سے چہرے کا زرد رنگ

ہوا بحر مواج حیرت و افسوس مین غوطہ زن ہوا جواس خمسہ بجا نہ ہے سکتہ سا ہوگیا لیکن پھر کچھ خیال کرکے اُن ملازمون پر غصہ کرکے بولا کہ اے بدخوا ہو نمک حرامو کیا بیہودہ بکتے ہو فال بد اپنی زبان سے نکالتے ہو تمھارے دریافت کرنے اور سننے مین فرق ہوا ہے کوئی اور واقعہ ہے غوغاے رعد آواز مارا نہ گیا ہوگا اُسے دنیا مین کون قتل کرسکتا ہے اُس پر کسی کا حربہ کارگر ہو ہی نہین سکتا ہے ہرگز ہرگز وہ قتل نہوا ہوگا جاؤ دور ہو میرے سامنے سے تم سب نالایق و بیہودہ گو و بدخواہ ہو وہ ملازم تو قہر و غضب بہران کج ابرو سے تھراتے ہوئے سامنے سے ہٹ گئے لیکن بہران کج ابرو نے واسطے دریافت کرنے خبر صحیح کے اپنے دیگر ملازمون سے کہا کہ اُن سوارون کو جو در قلعہ پر آئے ہین اُن سب کو تو یہان نہ لاؤ ہان اُن مین سے چند سوارون کو ہمارے روبرو بلالاؤ ملازم گئے اور اُن سوارون مین سے چند سوارون کو اپنے ہمراہ لے کر سامنے بہران کج ابرو کے لے گئے سواران مذکور نے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار بہران کج ابرو کو باادب تمام سلام کیا اُس نے اُن سے پوچھا کہ تم سب یہان کیون نالہ کنان آئے ہو باعث تمھارے نالہ و فغان کا کیا ہے اُنھون نے دست بستہ عرض کیا حضور آج ہمارے مالک و آقا غوغاے رعد آواز و صاحبقران سے مقابلہ ہوا اتفاقاً ہنگام جنگ ہمارے آقا نے نعرہ کرکے ایسے زور سے گرز سر صاحبقران پر مارا کہ وہ گرد و غبار مین نہان ہوگئے ہمارے آقا کو یقین ہوا کہ صاحبقران ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہوگئے یہ یقین کرکے وہ خوش ہوکر کلمات دلشکن اہل اسلام اپنی زبان پر لائے ہنوز تھوڑی دیر نگذری تھی کہ صاحبقران نے اُس گرد و غبار سے زندہ ظاہر ہوکر بعد گفتگوے بسیار ایسی تلوار ہمارے آقا کے سر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے گینڈا نہین نہین بلکہ گردن اُن کا بھی جس پر وہ سوار تھے دو ٹکڑے ہوا راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگے ہم سب یہ واقعہ جانگزا اور سانحہ مصیبت افزا دیکھکر تاب ضبط نہ لاکر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے چاہا کہ عوض خون آقاے نامدار غوغاے رعد آواز کا اُن سے لین اُن کو تہ تیغ کرین ہنوز ہم سب حملہ آور ہوئے تھے گھوڑے اُٹھائے تھے کہ ناگاہ بحکم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سواران لشکر اسلام بھی بڑھے جب ہم وہ ملگئے تلوار چلنے لگی سپہ دلیرانہ صدہا اہل اسلام کو قتل کیا ہم مین سے بھی ہزارون قتل ہوئے جنگ مغلوبہ خوب ہوئی آخرکار وہ سب لاکھون تھے ہم تھوڑے تھے تاب جنگ و پیکار نہ لاکر میدان جنگ سے بھاگ کر حضور کے پاس فریاد کنان آئے ہین لاشہ ہمارے آقا کا ابھی تک میدان رزم مین پڑا ہے ہم اُن کے لاشے تک بھی نہ جاسکے لاشہ اُن کا اُٹھا نہ سکے بہران کج ابرو یہ خبر حیرت اثر سنکے بہت حیران و پریشان خاطر ہوکر دنگ ہوگیا ہمہ تن تصویر حیرت و تصویر گلی ہوگیا دیر تک اُس کو سکتہ سا رہا اُس کے رفقا بھی جو اُس کے پاس بیٹھے تھے اُن کے چہرون سے بھی رنگ اُڑگیا ہر ایک کا چہرہ فق ہوگیا غم سے جسم مین خون خشک ہوگیا صورت تصویر بیحس و حرکت و خاموش ہوگئے دریاے حسرت و الم مین غوطہ زن ہوئے بہران کج ابرو نے بعد حیرت و صدمہ بسیار اُن سوارون سے کہا کہ تم سب جاکر ہماری فرودگاہ لشکر پر مقیم ہو ہمین حال قتل غوغاے رعد آواز معلوم ہوا خیر دیکھا جائے گا انتقام خون غوغاے رعد آواز صاحبقران سے لیا جائیگا وہ سوار یہ سنکے قلعہ سے نکلکر بیرون قلعہ آکر فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے بہران کج ابرو نے اپنے رفقا سے مخاطب ہوکر کہا کہ جاے حیرت و مقام عجب ہے کہ غوغاے رعد آواز دست صاحبقران

سے مارا گیا صاحبقران کو وہ اشیا ر کہان سے دستیاب ہوئین کہ جن سے غوغا سے رعد آواز کی قضا تھی ان اشیا ر تک تو صاحبقران کا پہونچنا اور اُن کا ہاتھ آنا کسی طرح ذہن و عقل مین نہین آتا ہے وہان تک تو کسی جن اور دیو کا بھی گذر نہین ہو سکتا ہے لیکن بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ فی زمانہ غوغا سے رعد آواز خداوند گل نرگس سے بداعتقاد ہو گیا ہو گا اسی وجہ سے خداوند گل نرگس نے برہم ہو کر صاحبقران کو اس پر مسلط کیا انھون نے اُس کو قتل کیا بجز اس احتمال کے اور کوئی بات ذہن مین نہین آتی ہے بہرہ نے عرض کیا کہ حضور نے بجا فرمایا ہے یہی احتمال قریب القیاس ہے ورنہ غوغا سے رعد آواز قتل نہوتا پیران پیج ابرو نے کہا کہ مین خداوند گل نرگس سے کبھی بداعتقاد نہین ہوا اب تک مجکو اعتقاد ہے مین انھین کی پرستش کرتا ہون مجھ سے خداوند گل نرگس ناخوش ہون گے مین منسوب خداوند کبھی نہونگا پس اس وجہ سے ہی کوئی مجکو قتل کر نہین سکتا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاوے وقت سحر ہم میدان کارزار مین صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کرکے انتقام خون غوغا سے رعد آواز اُن سے لین گے سر میدان اُن کو اسطرح قتل کرین گے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُن کے حال زار پر نالان و گریان ہون گے دیکھنے والون کو بھی حیرت ہو گی ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجایا صداے کوس حربی بلند ہوئی لشکری پیران پیج ابرو کے صداے طبل جنگی سنکے آگاہ ہوئے کہ کل صبح کو لڑائی ہو گی ہمارے آقا و مالک صاحبقران سے جنگ آزما ہون گے ہم لشکریان صاحبقران سے وقت ضرورت لڑین گے لہذا سامان جنگ و جدال کرنا چاہیے یہ سمجھکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ادھر پیران پیج ابرو قلعہ دار قلعہ دوم سبز نگار نے تو طبل جنگ بجوایا ہے صداے طبل جنگی بلند ہے لیکن اب حال سہ گانہ ان لشکر اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جو ہرکارے یا مرجاسوس و خبر رسانی بصورت مبدل در قلعہ دوم پر موجود تھے انھون نے تمام حال بچشم خود مشاہدہ کرکے طبل جنگ بجتے دیکھکر بعد تجلت اپنے لشکر کی راہ لی بعد قطع راہ خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جاکر موافق قاعدہ بعد ادائے دست بستہ ہوئے دعا و ثنا و اوصاف شجاعت و جوہت صاحبقران اپنی زبان پر لاکر خبر نواخت طبل جنگ بیان کی کہ کہتا ہے این قطعہ

قطعہ

سپہر چو عالم شیبا است را سے انور تو	سپہر جز از پی آزان پایہ سرگذشت کہ ہر	تو آن کہ مالک الفاخر کنند بجو ہر تو
زرمہ تو بیکو مہ جلال تو دشام جہان	فلاک غرق کند از شرم پوسے مجمر تو	ہماست سایہ تو ابد فگند بر سر تو
سپہر ظفر انہ کہ زود و را بہشت مستظفر تو	بمانند دشمن و بال صورت در گل	ہمیشہ نصرت تائید پیش رو آید
اگر چہ خصم تو وخواست سلطنت سازد	زمانہ خوتمامد بر بخشش و افسر تو	چو خبرز صاعقہ گرزگاو پیکر تو
		ہمیشہ تا ز دل اندر جہان کون فنا
بود مسخر دوران چرخ و اختر تو	بہون عصمت حق و دولت جہان بادا	کہ چرخ از ین وندان شود مسخر تو

حضور کی نظر دوانی سے ایران لشکر غوغا سے رعد آواز میدان جنگ سے بھاگ کر در قلعہ دوم سبز نگار پر گئے تھے نالہ و فریاد ان کی سنکے قلعہ دار قلعہ دوم سبز نگار مسمی پیران پیج ابرو پہلوان قوی ہیکل نے ان کو طلب کرکے ان سے حال پوچھا تھا انھون نے تمام حال قتل غوغا سے رعد آواز و جنگ مغلوبہ کا بیان کیا تھا قلعہ دار دوم مذکور نے بعد حیرت و افسوس بسیار آخر کار برہم ہو کر طبل جنگ بجایا ہے ارادہ اس بد اندیش کا یہ ہے کہ وقت سحر اپنے قلعے سے مع اپنی سپاہ کے میدان رزم مین آکر ملازمان حضور سے ہم نبرد ہو باقی خیر پیش ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی کوس جنگی بجایا جائے

ہم کو بہران کج ابرو سے کچھ خوف نہیں ہے کیونکہ اگر وہ قوی ہے تو نگہبان ہمارا اس سے قوی تر ہے
بمصداق اس مصرع ﴿ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است ﴾ انشاء اللہ تعالی مثل عوج عناد کے
رعدآواز کے بہران کج ابرو کو بھی قتل کریں گے یہ فرما کر خاموش ہوگئے ادھر کاروں نے
نقارہ نوازوں سے جا کر حکم صاحبقران بیان کیا انہوں نے موافق قاعدہ چوب اٹھا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم
زبان پر جاری کرکے نقارے پر لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی پھر تو دیگر نقارچیوں نے بھی دیگر نقاروں کو بجایا
صدائے نقارہ ہائے رزمی تا گنبد فلک گئی اہل لشکر جملہ ادنی و اعلی صدائے نقارہ ہائے رزمی سنکے باخبر ہوئے
کہ صبح کو پھر میدان جنگ میں لڑائی ہوگی تلوار چلے گی یہ خیال کرکے سب صفدار و کبار سردار و سوار تیاری جنگ
میں مصروف ہوئے جا بجا خیموں میں تو نقارہ جنگی بج رہا ہے دونوں طرف تیاری جنگ خوب ہو رہی ہے لیکن اب
حال حصین سفر قبا بادشاہ چہار قلعہ کا لکھا جاتا ہے کہ جس وقت سے اس نے بالائے قلعہ سے عوج عناد کے
رعدآواز کو قتل ہوتے دیکھا ہے نہایت متردد و متفکر و حیران ہے بار بار زانو پر ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ
ہائے یہ کیا غضب ہوا عوج عناد کے رعدآواز کس طرح قتل ہوگیا یہ تو طلسم بند تھا اس پر تو کوئی حربہ
اثر ہی نہ کرتا تھا اس کے قتل کرنے کی تلوار جمشید عامل نے دور جاکر ایسی جگہ رکھی تھی کہ وہاں کبھی انسان
کا گذر ہی نہ ہو اور اگر گذر بھی کسی طرح سے ہو تو ملنا اس کا نہ ہوسکے جب تک لوح طلسمی اس کو نہ ملے اور
لوح ہدایت نہ کرے اور لوح طلسمی ایسی جگہ پوشیدہ کی تھی کہ وہاں کسی کو گمان لوح کے ہونے کا بھی نہ ہو
اور وہاں تک کبھی کسی کا گذر نہ ہو سوائے چند زن و مرد کے کہ وہ دشمن ہیں اور دوست ہیں کیسا
صاحبقران مقام لوح طلسمی تک پہونچے طلسم شمشیر جنبان کو فتح کرلیا وہ دونوں تلواریں ہاتھ لگیں
جو عوج عناد کے رعدآواز انہیں ایک تلوار سے دو نیم ہوگیا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہوتی قتل
عوج عناد کے رعدآواز کا یہ حال کیونکر دریافت ہو کس سے پوچھوں یہ باتیں تنہائی میں خود ہی کرتا
تھا اور متاسف ہوتا تھا اپنی جان کے بھی جانے کا اندیشہ تھا اسی حالت میں اس کو یہ خیال
آیا کہ لاشہ عوج عناد کے رعدآواز کا میدان جنگ میں پڑا ہے سوا اس کے لاشے کے اور بھی لاشے
سدہا سواران مقتول کے مقتل میں پڑے ہیں میں بادشاہ چہار قلعہ ہوں صاحب اقتدار و اختیار
ہوں میری زندگی میں لاشہ ہائے مذکور کا مقتل ہی میں پڑا رہنا باعث ننگ و بدنامی ہے اور لاشے سے جو کہ
اپنے ملازموں کو حکم لاشوں کے اٹھانے کا دوں فکر و غم و حیرت میں تا کجے رہوں اس سے جو کچھ ہونے والا
ہوگا اس کا ظہور ہوگا یہ خیالات کرکے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ لاشہ عوج عناد کے رعدآواز کا اور
ہمارے مذہب و ملت والوں کا جو آج قتل ہوئے ہیں جا کر اٹھا لاؤ دیر نہ لگاؤ ملازم اسی وقت گئے
لاشے میدان جنگ سے اٹھا لائے پھر موافق ملت بادشاہ چہار قلعہ ان کو دفن کیا گیا ادھر صاحبقران
نے بھی اپنے ملازموں کو روانہ کرکے اپنے لشکر کے جو سوار قتل ہوئے تھے ان کو موافق مذہب
ابراہیمی دفن کرایا بعد ازیں حکم صاحبقران سے بیرون قلعہ سرخ جیران و سلیم بیبی بار گاہ زرین اور
خیام استادہ و برپا ہوئے لشکر فرودگاہ سپاہ پر فروکش ہوا ہنگام شام بادشاہ لشکر اہل اسلام و
اکثر سرداران لشکر کی رات اس فتحیابی کا جشن ہوا بزم عشرت میں نازنینان خوبرو و خوش شکل
روبروئے بادشاہ لشکر موصوف و صاحبقران ممدوح و جملہ سرداران سپاہ کے رقص و نغمہ
کرنے لگیں ایک مطربہ خوش آواز نے یہ غزل گائی ﴿غزل﴾

وہ نور حسن شمع جو پرتو فگن ہوا	پروانہ جمال دل انجمن ہوا
اسباب نہ مجکو یار کا ثابت حزن ہوا	

اثبات ہی کی فکر میں میں کم سخن ہوا
مردم کو تیری چشم سے ہر چلین چھوڑ دی
آتے ہی فصل گل کے مجھے دیوانہ پن ہوا
پھولی نہیں سماتی ہے بلبل چمن میں آج
جس کا پسینہ عطر گل یاسمن ہوا
قرب خدا رہے گا قیامت میں سرخرو

زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھیں ملکے مست غزال ختن ہوا
کیون ہچکیون مین یار اڑانے لگا مجھے
رونق فزائے باغ جو وہ گلبدن ہوا
اُس بت کی اک جھلک نظر آئی تو دیکھنا
بس دل سے جو فدائے امام زمن ہوا
منظور خاص و عام جو اپنا سخن ہوا

وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
صحرا ہی مین ہون قیس ہی وحشت کا جوش کر
کیا صحبت رقیب مین پھر بد چلن ہوا
مین جان نثار اس بت خوش پیرہن ہون
واعظ کہے پکار کے مین برہمن ہوا
اے مہدوی یہ ہا لطف نبی کا فیض ہے

اہل بزم خوش ہوکر بجائے خود اُس نازنین خوش گلو کی گانے کی تعریف کرنے لگے دو پہر رات تک بزم عشرت آراستہ رہی بعدہٗ بزم مذکور سے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ تمامی سرداران سپاہ اُس لشکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکر داخل ہوئے اکثر قلعے مین رہے جب وہ شب بسر ہوکر سحر ہوئی تمام اہل لشکر نے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر بخضوع و خشوع ادا کی اور واسطے اپنی حاجات کے خدا سے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بعد ادائے فریضۂ سحری برجوع قلب واسطے فتحیابی کے پروردگار عالم سے دعا کی بعدہٗ صاحبقران نے حکم تیاری سپاہ و کمر بندی کا دیا ہر ایک سردار و سوار مسلح و مکمل ہونے لگا صاحبقران بھی مسلح ہوئے اتنی دیر مین بادشاہ لشکر اسلام برآمد ہوئے صاحبقران و تمامی سرداران لشکر نے بادب سلام کیا بعد ازین حکم شاہ موصوف سے سب اعلے ادنی مرکبون پر سوار ہوکر گروہ گروہ خیل خیل بادب ہمراہ سواری بادشاہ جمجاہ چلے سواری بادشاہ لشکر اسلام اُسوقت قابل دید تھی الحاصل جب سواری بادشاہ نبرد گاہ مین پہونچی سب ٹھہر کے انتظار آنے پیران بیج ابرو کا کرنے لگے یکایک سامنے سے غبار بلند ہوا جب دامن غبار دست نسیم سحر نے چاک کیا سب نے دیکھا کہ پیران بیج ابرو ترش رو قوی ہیکل نہایت قوی بازو جوان زبردست ہے مسلح و مکمل گینڈے پر سوار ہے نیزہ طویل اُس کے ہاتھ مین ہے چہرے سے بانکپن اور شجاعت ظاہر ہے کمر مین تیغہ خارا شگاف ہے زرہ و چار آئینہ و خود جھلم وغیرہ لباس و اسلحات جنگ سے آراستہ ہے ساتھ ساتھ اُس کے اعراب پر ایک گرز گاؤ سر طویل و نہایت گران ہے پس پشت اُس کے چالیس پچاس ہزار سواران آزمودہ کار ہین اس شان و شوکت و صولت سے دلیرانہ و شیرانہ بخندان پیشانی آتا ہے صاحبقران موصوف و دیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے پیران بیج ابرو پر نظر کرکے کہا کہ یہ جوان و پہلوان کیا اچھا ہے عجب خوشی و مسرت ہو جو یہ دلاور دین اسلام قبول کرکے داخل لشکر اہل اسلام ہو ابھی جملہ صغار و کبار آمد پیران بیج ابرو دیکھ رہے تھے کہ وہ جلد راہ طے کرکے میدان جنگ مین آپہونچا گینڈے کو روک کر ٹھہرا غور سے جانب لشکر اہل اسلام دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا ان اہل اسلام نے بہشت اپنا عروج و فروغ کیا ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام کا لشکر کثیر و عظیم ہے سرداران سپاہ بھی کیا چیدہ چیدہ و منتخب ہین بظاہر دلاور و بہادر بھی معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب منحرف خدا وند گل نرگس ہین بعد دیکھنے لشکر اسلام کے حکم دیا کہ میدان جنگ کی درستی کیجائے بموجب حکم بیلدار پھاوڑے کاندھون پر رکھے وردیان مرزائیان نگی بانات کی پہنے ہوئے دھوتیان مارکین وغیرہ بارچہ خشن کی باندھے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکلے لشکر اہل اسلام سے حکم صاحبقران سے بیلچہ بردار چند در چند وردیان زرق برق پہنے ہوئے

بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکل کر جانب میدان رزم گئے بیلداروں اور بیلچہ
برداروں نے زمین ناہموار کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر کلہاڑوں سے کھود کر میدان
رزم سے دور کیا بلکہ خار و خس کو میدان کارزار مین رہنے نہ دیا صورت آئینہ صاف و پاک و برابر
میدان جنگ کو کر دیا نشیب و فراز مطلق نہ رہا جب اس صورت سے درستی میدان کارزار ہو چکی
بیلدار و بیلچہ بردار جنگ گاہ سے ہٹ گئے فوراً دونون لشکرون سے سقے مشکین پانی سے بھرے
ہوئے بہشت سے نکلے انھون نے میدان جنگ مین آکر چھڑکاؤ کیا مانند ابر باران کے زمین کو
تر کیا گرد و غبار کو دور کیا ایسا سرد تر کیا کہ میدان رزم سے ہوا سے سرد آنے لگی محرور مزاجون
کو وہ ہوا سے سرد و خنک اچھی معلوم ہونے لگی جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے میدان جنگ
سے اپنے اپنے لشکر مین داخل ہو کر پس پشت لشکر ٹھہرے اسی اثنا مین حکم پیران نیک اثر و
حکم صاحبقران سے دونون سمت صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ
حسب دلخواہ ہر ایک لشکر کا درست ہوا جوانان پیلتن و صف شکن یمین و یسار لشکر مقرر کئے
گئے افسران سپاہ و سرداران فوج جو بڑے بہادر نامی و نامور تھے وہ لشکرون کے
یمین و یسار ایستادہ کئے گئے اور قلب لشکر مین مانند دل کے بادشاہ لشکر اسلام آگے سرداران
نامور کے حلقے مین مانند ماہ انور کے ستارون مین جلوہ گر تھے اسی طرح ساقہ و کمین گاہ قلب و جناح
ہر ایک سپاہ کا جوانان آزمودہ کار و سرداران شور شعار سے آراستہ کیا گیا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ چالیس قدم آگے اپنے لشکر کے بعدہ سپہ سالاری کھڑے ہوئے
یوسف مصری نے علم کا پھریرا کھولا زیر سایہ علم صاحبقران بالاسے مرکب بفر و شان ایستادہ
ہوئے علم نگون سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے لگی پھریرے سے ایسی خوشبو
تمام میدان رزم مین لشکر پھیلی کہ تمام میدان جنگ معطر ہو گیا وہ خوشبو جو کہ علم مثل زحیہ بالا
سے نکلتی ہر بہتر از بوئے مشک و عنبر تھی دماغ ہر ایک سردار و سوار کا خوشبو سے معطر و عنبر ہو گیا
ہر ایک اہل اسلام درود پڑھتا تھا اور عالم وجد مین تھا دماغ ہر ایک کا خوشبو سے ایسا ہوا تھا اسی طرح
بکثرت علم لشکر سر بلند ہوئے پھریرے اڑنے لگے علمداران لشکر علمون کو جلوہ دینے لگے سرداران
سپاہ اپنی اپنی فوج و سپاہ کے متصل ایستادہ ہوئے جنگی باجے ہر غول و ہر گروہ لشکر مین بجنے لگے
لشکری ان باجون کی صدا سے دلیرانہ کو سنکے گویا مست ہو کر جھومنے لگے اس اثنا مین دونون
لشکرون سے نقیبان خوش آواز اور کرنیت الگکر وسط میدان معا مین آکر اپنے اپنے لشکر کے
جوانون سے مخاطب ہو کر اس طرح باواز بلند ان کو آمادہ جنگ و کارزار کرنے لگے بے ثباتی عالم
و عالمیان مین اشعار عبرت آمیز سنانے لگے حال گذشتگان سے ان کو موت یاد دلانے لگے کہ
اے جوانان نامدار و سرداران شور شعار اے دلیران جنگجو اے بہادران خونخوار اے شیران
دشت وغا و اے صف شکنان روز ہیجا آگاہ ہو ذرا گوش ہوش ہماری تقریر سنو کہ تمہارے
مطلب کی ہے جملہ جوانان لشکر ان کی طرف متوجہ ہوئے شور باجون کا موقوف ہوا نقیب اور کرکیت
پکار کر کہنے لگے سنو اے جوانو اور غور کرو کہ یہ دنیا عالم اسباب و فانی ہے اور اہل دنیا بھی فانی ہین
ایک روز ایسا آنے والا ہے کہ ہم اور تم اس دنیا سے سوئے عدم مثل اپنے آبا و اجداد کے چلے
جاوینگے اہل دنیا کی نظر سے نہان ہو جاوینگے زیر خاک جا کر مقیم ہونگے کیڑے زمین کے

ہمارے اور تمہارے گوشت و پوست کو کھالینگے بلکہ ہڈیان بھی باقی نہ رہینگی وہ بھی خاک ہوکر خاک مین ملجائینگی نام و نشان باقی نہ رہیگا جس طرح ہمارے اور تمہارے آبا و اجداد دنیا مین نہ رہے ہم تم بھی ایک روز اس سراے عالم مین نہ رہینگے جس طرح وہ خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سواے دو گز کفن کے کچھ اپنے ساتھ نہ لے گئے مثل اُن کے ہم بھی کچھ اپنے ساتھ دنیا سے سواے اعمال نیک و بد نہ لیجائینگے دنیا مین خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ چلے جائینگے اسباب دنیا سے کچھ بھی ساتھ نہ لیجائینگے سب اسباب دنیا جس کو بڑی فکر و کوشش سے اپنے راحت و آرام کے واسطے فراہم کیا ہے یہین چھوڑ جائینگے زر و جواہر باغ مکان اثاث البیت ملک و مال سب اسی دار فانی مین چھوڑ جائینگے اغیار و دشمن و عزیز و اقارب وہ سب مال و اسباب اپنے قبضے مین کرینگے روح کو اُس مال و متاع کی جدائی اور احباب و عزیزان سے مفارقت کا سخت رنج و ملال ہوگا غرضکہ ہنگام مرگ کچھ مال و اسباب کام نہ آئیگا مرگ سے نہ بچالیگا اگر قلعہ مضبوط و مستحکم مین بھی جاکر چھپینگے تو وہان بھی دست اجل پہونچیگا ملک الموت کا وہان بھی گذر ہوگا قبض روح ہو جائیگی ہم پر اور تم پر کیا موقوف ہے خیال تو کرو اگلے زمانے والے اب کہان ہین رستم پہلتن اور سہراب و بہرام و اسفندیار و فرامرز و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانان نامی و نامور اور شاہون مین سکندر و دارا و کیکاؤس و ضحاک و فریدون و کیخسرو اور افراسیاب و گشتاسپ شاہ والی ایران و توران اسوقت کہان ہین وہ ملک و مال و خزانہ اُن کا کہان ہے کس کے قبضے مین ہے اُن کے ساتھ کچھ بھی بجز کفن و اعمال نیک و بد گیا ہاے افسوس ہزار افسوس گذشتگان مذکور اجل سے مجبور و لاچار ہو کر سوئے عدم چلے گئے کچھ بھی تو اُن کے مال و خزانہ و ملک و زور بازو کام نہ آیا کسی نے اُن کو قضا سے نہ بچایا آخرکار وہ سب نامی و نامدار مر کر زیر زمین پنہان ہوئے گوشہ قبر مین جاکر سو رہے ابتک وہ سب خاک مین دبے ہوے ہین ہزار من مٹی اوپر اُن کے پڑی ہے وہ اپنی زندگی مین ذرا سا بھی غبار اپنے تن پر آنا ناگوار جانتے تھے گرد و غبار کو اپنے اوپر پڑنے نہ دیتے تھے پا اب وہی سب ہزارون من خاک مین دبے ہین اکثر اُن مین سے ایسے ہین کہ اُن کی قبرون کا نشان بھی نہین ہے بعض بعض ایسے ہین کہ اُن کی قبرون کا نشان اب تک باقی ہے مقبرے اُن کے شکستہ و خراب و ویران ہین کوئی اُن کی قبرون پر جاروب کشی و روشنی کرنے والا فاتحہ پڑھنے والا انھین یاد کر کے رونے والا نہین ہے کیا خوب کسی شاعر نے یہ شعر کہا ہے نہایت عبرت آمیز ہے شعر۔ پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت * بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب * واقعی یہی حال اُن کے مقابر و مقبرون کا ہے مقام عبرت و جاے افسوس ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جب وہ نامور نہ رہے تو ہم بھی نہ رہینگے جز ذات خدا کسی کو بقا نہین ہے سب کو ایک دن فنا ہے بھلا دیکھو یہ واقع ہوا ہے کل من علیہا فان کے دیکھو گذشتگان مذکور اب نہین ہین مگر انھون نے جو کارہاے نمایان دنیا مین کئے ہین اسوجہ سے وہ گویا اب تک زندہ ہین ذکر اُن کا زبان زد خلائق ہے اہل دنیا اُن کی سخاوت و شجاعت و عدالت وغیرہ امور نیک کو اپنے دل سے محو نہین کرتے ہین اکثر مجلسون مین بزمون مین گذشتگان کو بذکر اُن کے افعال کے یاد کیا کرتے ہین حاتم کو بوجہ سخاوت کے رستم و سہراب و اسفندیار و فرامرز وغیرہ پہلوانون کو بسبب شجاعت کے نوشیروان وغیرہ بادشاہون کو بوجہ اُن کی عدالت کے پس آج وہ روز ہے کہ سامنا تم سے تمہارے حریفون کا ہے روز امتحان جرات و

شجاعت ہی یہ میدان جنگ گویا ایک معیار ہی ہر ایک سردار و سوار کی شجاعت و بزدلی اس میدان مین ظاہر ہو جاے گی کچھ دیر اب نہین ہی وقت جنگ و جدال قریب ہی صفین ہر دو سپاہ کی آراستہ ہین تلوار چلنے ہی کو ہی کھرے کھوٹے کا حال کھلنے پر ہی لہذا تم کو لازم و مناسب ہی کہ تم بھی مانند گذشتگان مذکور کے آج اس جنگ مین ایسے کارہاے نمایان کرو کہ صفحۂ عالم پر باقی رہیں مانند رستم و زال و سام و سہراب پہلوانان نامی و نامور کے تمہاری بھی جنگ و جدال یادگار رہے بلکہ تمہارے تئین بھی اہل دنیا مانند رستم پہلتن وغیرہ کے یاد کرین تمہاری بھی شجاعت کا ذکر کرین دنیا سے جاؤ تو عمل نیک کرکے جاؤ یہ نیکی اپنے عمل مین لکھوا کر جاؤ دنیا سے خالی ہاتھ جاؤ بلکہ نیکیان ساتھ اپنے لیتے جاؤ ان نیکیون مین سے ایک نیکی یہ بھی ہی کہ حق نمک خواری اپنے بادشاہ کا آج ادا کرو دلیرانہ دشمنون سے لڑو بڑھ بڑھ کر تلوار اور نیزہ و گرز و تیر اپنے حریفون کو لگاؤ نعرے شیرانہ کرو حتی الامکان لڑائی مین قدم اپنے آگے بڑھاؤ تاکہ تاک کر اپنے حریفون کو قتل کرو خون اعدا سے زمین عرصۂ جنگ کو رنگین کرو زخم سنان و تیر و شمشیر خوش ہو کر تنون پر کھاؤ قدم ہنگام جنگ پیچھے نہ ہٹاؤ رتبہ اپنا بہادرون مین نہ گھٹاؤ مرد میدان نبرد ہو کر نامرد و بزدل نہ کہلاؤ کرکیت اپنی سپاہ کے جوانون کی طرف متوجہ ہو کر یون باواز بلند کہنے لگے کہ اے جوانان خنجر گذار و اے دلیران نامی و نامدار خبردار ہو کہ یہ دنیا مقام گذرگاہ ہی یہان ہمیشہ کسی کو قیام نہین ہی خیال کرو کہ فہیم عالی اسوقت کہان ہین دنیا سے چلے گئے جہان وہ گئے تم سب کو بھی وہین جانا ہی دیکھو غوغاے رعد آواز کیسا زبردست پہلوان تھا کہ مثل اس کا کم کوئی روے زمین پر ہوگا وہ بھی نرہا اپنی بداعتقادی سے قتل ہو گیا اگر خداوند گل نرگس سے بداعتقاد نہوتا تو قتل نہوتا تم سب بھی خداوند مذکور سے منحرف نہونا باوجودیکہ غوغاے رعد آواز قتل ہو گیا وہ نرہا لیکن شہرہ اس کی شجاعت کا دنیا مین رہگیا اسوقت سامنا اہل اسلام کا ہی تم کو لازم ہی کہ دلیرانہ اپنے ان دشمنان جان و ایمان سے لڑنا لڑائی مین کوتاہی نکرنا دشمنون سے نہ ڈرنا پہران رنج ابرو ایسا بہادر تمہارا افسر و سردار تمہارے ہمراہ ہی کہ جس سے کوئی دنیا مین مقابلہ و مجادلہ کرنے مین غالب نہین ہو سکتا ایسے بہادر و شجاع کی افسری و ہمراہی مین ثبات قدمی اختیار کرکے ہنگام جنگ دلیرانہ لڑنا قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا مرد میدان کارزار ہو عورتون کی طرح برق شمشیر چمکتے دیکھکر ڈر کر اور خوفناک ہو کر نہ بھاگنا نامرد و بزدل مشہور نہونا آبرو اپنی سر میدان جنگ سامنے بہادرون کے نہ دینا ذلیل و رسواے خلق نہونا اپنے خداوند کو ناراض نکرنا ہم نے تمکو سمجھا دیا ہی آئندہ تم کو اختیار ہی یہ کہکر نقیب کرکیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ صفوف لشکر پر ایک سناٹا تھا ہر ایک بگوش دل تقریر نقیبان خوش گو کی سنکے آمادہ جنگ تھا دنیا کو بے ثبات یقین کرکے ہر ایک نے ناموری کا ارادہ کیا چاہا تھا کہ صف لشکر سے نکلکر پہلے ہین اپنے حریفون سے ایسا مقابلہ و مجادلہ کرین کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے بے اختیار سبحان و آفرین کرین نام ہماے دفتر شجاعان روزگار مین لکھ لین لیکن ہنوز صف لشکر سے کوئی بہادر مرکب کو چھیڑکر نکلا نہ تھا کہ پہران رنج ابرو نے گھوڑے کو اپنے بڑھا کر وسط میدان کارزار مین آکر گھوڑے کو روکا سوے لشکر اہل اسلام نظر تند و تیز سے دیکھکر باواز بلند مانند فیل کے چنگھاڑ کر کہا کہ اے تہما جبقران سلطان کیوان شکوہ خاص کر تمھین میرے سامنے آؤ مجھسے مقابلہ کرو کسی اور کو میرے مقابلے کے واسطے نہ بھیجو مین تمھین سے مقابلہ کرون گا تمنے غوغاے رعد آواز کو نہین معلوم

کہیں عنوان و تدبیر سے قتل کیا ہے اس کے خون کا عوض تجھ سے لونگا جبتک تم کو قتل نہ کرونگا مجھ کو
خوشی حاصل نہوگی دل کو میرے قرار نہوگا تم غوغا سے یہ کہا آواز دل سے دور نہوگا قلب کو
سرور حاصل نہوگا آج بنیزہ سر تیز تمہارے خون قلب و جگر سے رنگین کرونگا صاحبقران
موصوف حریف مذکور کے طلب کرنے سے خود بھی مرکب کو بڑھا کر روبرو بادشاہ لشکر اہل اسلام
جا کر طالب اذن جنگ ہوئے ہنوز بادشاہ موصوف نے اجازت جنگ نہ دی تھی کہ پہلوان
مالک سہراب بن لشکر حضور یوسف ثانی و دیگر سرداران نامی و نامور نے عرض کیا کہ
اے صاحبقران عالیجاہ آپ تامل فرمائیں ہم میں سے کسی کو واسطے مجادلہ و مقابلہ کے روانہ
فرمائیں تماشہ ہماری لڑائی کا دیکھیں کہ ہم کس طرح بہران بیج ابرو سے لڑتے ہیں ہم کو آرزو ہی
کہ اس سیہ دین سے جنگ آزمائی ہو رہا ہے آپ کو اختیار ہے اس نابکار سے واسطے مقابلے
کے جائیے گا صاحبقران نے جواب دیا کہ مناسب ہو گا کہ بہران بیج ابرو نے خاص ہمیں کو واسطے
مقابلے کے طلب کیا ہے وہ اور کسی سردار لشکر سے نہ لڑے گا اور ہم سے بھی یہ نہیں ہوسکتا کہ حریف
ہم کو طلب کرے اور ہم اس سے مقابلہ نہ کریں لہذا تم سب ہمیں کو جانے دو یہ سنکے سرداران مذکور
لاجواب و خاموش رہے اس حالت میں بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کو اجازت جنگ
دے کر فرمایا جائیے آپ کو خدا و رسول کے حوالے کیا انشاء اللہ مدد خداوند عالم سے دشمن پر فتحیاب
ہو جائیے گا صاحبقران نے اجازت حاصل کرکے مرکب پر درست بیٹھ کر لوح طلسم شمشیر جہان کو
بازو پر سے دیکھا کہ بہران بیج ابرو سے کیونکر لڑوں کہ یہ نابکار طلسم بند ہے اس کے قتل کرنے کی
تدبیر کیا ہے لوح طلسمی مذکور نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اس کو یاد کر لیا اپنے ذہن میں رکھا
بعدہ مرکب کو جولان کیا سامنے حریف مذکور کے گیا اسوقت لشکر کے علموں کو علمداروں نے جلوہ دیا جنگی
باجے بجنے ہر چہار طرف لگے شور و غل ہونے لگا تا کہ ان پہونچا اتنی دیر میں صاحبقران روبرو
بہران بیج ابرو کے جا کر مرکب کو روک کر کھڑے ہوئے حریف مندرجہ بالا نے صاحبقران
کے سراپا پر نظر کرکے پوچھا کہ تمہیں صاحبقران قاتل غوغا سے رعد آواز ہو تمہیں نے یہاں
آکر شعلۂ نار فتنہ و فساد کو بلند کیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ ہاں میں ہی ایک بندۂ حقیر خالق
کون و مکان کا ہوں سب مجھی کو صاحبقران کہتے ہیں میں نے ہی غوغا سے رعد آواز کو
قتل کیا ہے اگر خدا نے چاہا تو اسوقت تجھکو بھی قتل کرونگا لیکن تجھ ایسے جوان کو خاک و خون میں بھرنا
دل کو ناگوار ہے اگر تو دین اسلام کو قبول کرے تو تجھکو قتل نکروں تیرے خون سے زمین کو رنگین
نکروں اس نے برہم ہو کر جواب دیا تجھکو اپنا دین اسلام نکرو میں ہرگز سواے خداوند گل نرگس
کبھی کسی کو سجدہ نکروں گا مذہب اپنے باپ دادا کے چھوڑ کر یہ جاے ہنگامہ ہے نہ مقام ہدایت جو ہوسکے
اتنا سنے دل میں ہو نکالو جب حریف نے لڑنے کا قصد ہو اس حریف سے تجھے اٹھو ضرب گرز لگاؤ یا
نیزہ لگاؤ یا تلوار لگاؤ صاحبقران نے جواب دیا ہم اہل اسلام ہیں ہمارا یہ قاعدہ نہیں کہ لڑنے میں
حریف پر سبقت کریں پہلے حریف کی ضرب کو روک لیتے ہیں یا خالی دیتے ہیں بعدہ ہم وار کرتے ہیں
پس پہلے تو ہم پر کوئی وار کر جب خدا ہمارا اپنی ضرب سے بچالے گا اسوقت ہم بھی وار کرینگے یہ
سنکے بہران بیج ابرو نے کہا معلوم ہوا اجل تمہاری تمہارے نزدیک آگئی ہے خیر ہوشیار و خبردار
ہو جاؤ یہ کہکر اس نے نیزے کو سنبھال کر بقوت تمام مشت میں محکم پکڑ کر گینڈے کو بطور مرکب کے

کا وسے پر ڈالا ادھر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح وہ اسم اعظم الٰہی جو گوشہ لوح پر دیکھا تھا
اُسے چند مرتبہ ورد زبان کرکے اُسی شمشیر سنہری قبضہ کو نیام سے کھینچکر اُس پر دم کیا اتنے میں بہران
کج ابرو فن نیزہ بازی دکھاکر نیزہ لگان اور گردش دیتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا پھر قلب
کو تاک کر چالاکی سے نیزہ سینے پر لگایا ادھر امیر با توقیر نے اپنی سپر گری پھرتی سے مرکب کو بڑھاکر
ایسی تلوار لگائی کہ نیزہ اُس کا درمیان سے مانند خیار تر قلم ہوا دیکھنے والوں نے خصوصًا اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا خاص کر بہران کج ابرو اپنے نیزے کے قلم ہونے
سے ایسا غمگین و خجل ہوا کہ سراپا عرق ندامت و خجالت میں تر ہو گیا بلکہ ایسا نیزہ عرق انفعال میں
غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک غرق دریائے حیرت و ندامت رہا بعد ازاں نیزہ قلم شدہ کو خاک پر ڈالکر
برہم ہو کر اعرابے سے گرز لنگا و سر کو چھوتا ہوا گرز انبار تھا رستم پہلوان بھی اُس کو اگر اٹھاتا تو نہ اٹھ سکتا
بسہولت اٹھاکر بصد قہر و غضب نعرہ کیا کہ اے صاحبقران اب اس ضرب گرز گران سے جانبر نہ ہوگے
ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ گرز مثل قضائے تمھارے سر پر آتا ہے وہ بلائے ناگہانی ہے کہ ٹالے سے نہیں ٹلتی ہے یہ
وہ گرز ہے کہ گرز سام بن نریمان سے بھی گران تر ہے اگر اس گرز کو سر کوہ پر لگاؤں تو وہ بھی ریزہ
ریزہ ہو جائے انسان کی تو کیا مجال کہ اس گرز گران کو روک سکے یا اس کی ضرب شدید سے جانبر ہو دیو
اور جن بھی میرے اس گرز کی ضرب سے بچ نہیں سکتا ہنگام ضرب گرز قلعہ گردون ہل جاتا ہے گاو زمین
دہل جاتی ہے تا دیر تھرائی ہے بجز میرے کوئی پہلوان دنیا میں ایسا نہیں کہ اس گرز کو اٹھاکر گردش دے سکے
بلکہ گردش دینا تو کیا اعرابے سے بھی کوئی قوی بازو اٹھا نہیں سکتا ہے سوا میرے کسی میں ایسی طاقت
و قوت نہیں کہ اس گرز کو اٹھاکر گردش دے کر سر دشمن پر لگا سکے یہ تقریر میں نے اسواسطے کی ہے کہ
تم کو اس گرز کی گرانی سے اور میرے قوت بازو سے بخوبی آگاہی ہو جائے تاکہ ہوشیار و خبردار ہو جاؤ
یہ عذر نہ ہو کہ ہم کو اطلاع نہ دی صاحبقران نے اُس کی تقریر پر غرور آمیز سنکے دل میں کہا کہ اس نابکار
نے بہت اپنے زور بازو کی ثنا کی ہے اور اپنے گرز کی گرانی ظاہر کی ہے انتہا کا غرور کیا ہے اس کو ایسا ذلیل
کرنا چاہیے کہ یہ نابکار خجل و نادم ہو کر سر جھکا لے اور عرق ندامت سے سراپا تر ہو جائے مردان
ہر دو لشکر کی نظر سے گر جائے سر میدان ذلیل ہو جائے یہ خیال کرکے خاموش رہے اس اثنا میں
اُس نابکار نے وہی گرز لنگا و سر اٹھاکر پھر کہا ہوشیار و خبردار یا شاہ صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا
ہم ہوشیار ہیں ضرب گرز اچھی طرح لگانا جو کہا ہے وہی کرنا خلاف اپنے قول کے عمل نکرنا ہمارے سر کو ریزہ
ریزہ کر دینا اُس نے برہم ہو کر جواب دیا مردان عالم کبھی جھوٹ و خلاف نہیں کرتے ہیں جو کہتے ہیں
وہی کر دکھاتے ہیں یہ کہکے گرز کو گردش دے کر گھوڑے کو آگے بڑھا کے یا خدا او تار گل نرگس کہکر سر
صاحبقران پر دو دستی ضرب گرز لگائی ادھر امیر با توقیر نے بعجلت تمام اپنے مرکب کو جو ابلق کے
پہلو سے حریف کی طرف بڑھایا وار کو خالی دیا گرز تو اس زور سے زمین پر گرا کہ اُس کے گرنے سے زمین
تھرائی گرز زمین میں در آیا ایک غار زمین میں ہو گیا گرد و غبار اٹھا بہران کج ابرو نے خوش ہو کر
پکار کر کہا کہ دم و بیست کردم حریف خود را اے اہل اسلام دیکھا تم نے کہ میں نے کس بہادری
و شجاعت سے سر میدان صاحبقران کو ضرب گرز گران سے پیوند خاک کیا ہے کہیں صاحبقران کا
نام و نشان بھی نہیں رہا زمین میں پیوست ہو کے غرق زمین ہو گئے پیوند خاک ہو گئے آخر ضرب گرز
سے جانبر نہ ہو سکے دیکھو جو میں نے کہا تھا وہی کیا صاحبقران کو بلا گریا سا حوض خون غلو نما سے

رعد آواز نے لیا دل کو میرے خوشی حاصل ہوئی روح کو آرام ملا ساری صاحبقران کی صاحبقرانی
خاک میں ملگئی جن کی شجاعت پر تم کو ناز تھا وہ مثل قارون زمین میں دھنس گئے اب اگر تم کو حوصلہ
جنگ ہو تو آؤ مجھ سے مقابلہ کرو ورنہ میرے قلعے کے سامنے سے بھاگ جاؤ اب کبھی ادھر آنے کا خیال
بھی نکرنا ہنوز بہران رنج ابرو بیہودہ بک رہا تھا گرد و غبار بلند تھا کہ صاحبقران نے چالاکی سے
بڑھکر کلائی اس کی مروڑ کر ہاتھ سے اس کے گرز چھین لیا پھر نعرہ کیا کہ او نابکار پہر و رگرا زدی
وکرا بیست گردی منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھ بہادر ایسے ہوتے ہین کہ تجھ ایسے
حریف زبردست سے گرز گران چھین لیتے ہین او بیدین بیہودہ گو تجھکو اپنی اسی قوت و طاقت پر
ناز تھا سر میدان گرز چھنوا دیا حال تیری قوت کا سب پر ظاہر ہو گیا واقعی تجھ ایسا کوئی قوی پہلوان
دنیا مین نہوگا تو نے عجب کار نمایان کیا جو کچھ تو نے کہا تھا وہی کیا مردان ہر دو لشکر تیرے ثنا خوان
ہین تو سب کی نظر مین کھپ گیا ہر ایک قوت و زور بازو کا قائل ہو گیا خوب تو نے عوض خون غنچو نلے
رعد آواز لیا واہ وا کیا کہنا کیا جوانمردی دلاوری و شجاعت تو نے دکھائی ہے یہ لڑائی تیری
اہل دنیا کو یاد رہے گی حسین ہنر قبا تیرا بادشاہ اس کار نمایان پر تیرے نظر کر کے تجھکو خلعت اور
انعام دے گا مرتبہ تیرا زیادہ کرے گا او بیدین تو نے ہنگام ضرب گرز لگانے کے اپنے خداوند گل نرگس
کو پکارا تھا اس سے اعانت و مدد چاہی تھی اس نے ہی خوب تیری مدد و اعانت کی تیری طرف کچھ بھی
اس نے نظر توجہ نہ کی یہان گل وگیہ شگفتہ ہوا جو تو نے چاہا تھا وہ نہوا گل آرزو تیرا نہ کھلا شاخ تمنا
تیری ہری نہوئی مطلق پھلی نہ پھولی دیکھنے والون کو حیرت ہو گئی یقین ہے تجھکو بھی حیرت ہوئی ہوگی کیسا
جلد تیرے نخل غرور پر خزان آئی باغ حسرت تیرا شاداب نہوا چمن امید تیرا صرف خزان ہوا گلشن
تمنا تیرا باد سموم خزان سے کیا جلد تیرہ پژمردہ ہو گیا کچھ بھی بہار باقی نرہی او خداوند گل نرگس پرست
کیا متحیر آنکھیں سکیڑے ہے ادھر دیکھ ہماری طرف نظر کر ذرا پہچان تو یہ گرز گاؤ سر تیرا ہی جو ہمارے دست
قوی مین ہے یا یہ گرز اور کسی کا ہے جواب دے کیون خاموش ہے کیون گھور رہا ہے آنکھیں تو تیری بڑی بڑی
ہین کیا مانند گل نرگس تیری آنکھون مین روشنی نہیں ہے بہران رنج ابرو نے از حد منفعل و شرمندہ
ہو کر جواب دیا اے صاحبقران مین نے تو اپنی دانست مین تمھارے سر پر گرز مارا تھا نہیں معلوم
تم کس طرح ضرب گرز سے محفوظ رہے اور ہنگام ضرب گرز گرد و غبار بلند ہوا تھا اس گرد و غبار مین مین نے
تمکو نہیں دیکھا اس وجہ سے مین نے کہا کہ صاحبقران کو مین نے ہلاک کیا اور اسی کثرت غبار مین
تم نے حالت غفلت و ناواقفی مین میرے ہاتھ سے کہ مضبوط گرز کو مین نہ پکڑے تھا تم نے میرے ہاتھ سے
لے لیا مجھے تمھارا خیال ہی نہوا مین سمجھا تھا کہ میرے لشکر کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے گرز اس خیال سے
لیتا ہے کہ اب ابھی گرز کو دیجیے کیون اپنے ہاتھ مین رکھیے کہ دشمن کا کام تمام ہو چکا ہے مین نے بھی خیال
کیا کہ سردار لشکر میرا سچ کہتا ہے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہیے بس یہی وجہ و خیال مین نے گرز اپنے
ہاتھ سے چھوڑ دیا ورنہ دیدہ و دانستہ کوئی پہلوان اپنے حریف سے گرز چھنوا دیتا ہے افسوس کرتا ہون
مین کہ غفلت و نادانی سے یہ خفت و ندامت مجھے حاصل ہوئی ہے اگر آگاہ ہو جاتا کہ تم میرے ہاتھ سے
گرز چھینتے ہو تو کبھی نہ چھوڑتا روح میری میرے تن کو چھوڑ دیتی مگر مین اس گرز کو نہ چھوڑتا او تم مجھکو
کاذب خیال کرتے ہو حالانکہ مین اپنے قول مین صادق ہون واقعی مثل میرے گرز کے کسی کا گرز
ایسا بھاری نہ تھا نہ اب ہے نہ ہوگا اور جسقدر مجھ مین قوت ہے ایسی طاقت رستم پہلتن مین بھی نہوگی

اتفاقاً دھوکے سے یہ واقعہ ہوا ہے تم مجکو نشانہ تیر ملامت نکرو منصف ہو تو انصاف کرو کہ یون بھی کوئی
پہلوان اپنے حریف کو سر میدان جنگ گرز اپنے ہاتھ سے دیدیتا ہے نہ کہ مجھ ایسا شجاع و بہادر و قوی
بازو گرز کو تم ایسے حریف کو جان بوجھ کر دیدیتا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا خیر اگر دھوکے سے
تو نے گرز کو اپنے ہاتھ سے ہمین دیدیا ہے تو یہ گرز پھر ہم تجکو دیتے ہین تو پھر ہم پر ضربیا گرز لگا ابکے ہم
آگاہ کیے دیتے ہین کہ ہم تیرے ہاتھ سے گرز پھر چھین لین گے ذرا ہوشیار و خبردار رہنا گرز کو مضبوط
پکڑے رہنا لاکھ ہم چھینین ہرگز نہ چھوڑنا اس نے کہا ہان اب تم نے آگاہ کردیا ہے دھوکا نہ کھاؤنگا دیکھونگا
تم ابکی مرتبہ کیونکر جانبر ہوتے ہو اور گرز میرے ہاتھ سے چھین لیتے ہو یہ تقریر ہیران کج ابرو کی سنکے
صاحبقران نے بے اختیار مسکرا کر گرز اس کے حوالے کرکے کہا کہ ہان اسے رستم و اسفندیار
پھر اس گرز گران کا وار کر خبردار ابکی دفعہ بقوت تمام تر ضرب گرز لگانا حتی الامکان میرے مار ڈالنے
مین کوتاہی نکرنا اور اگر مین گرز تیرے ہاتھ سے چھینون تو نہ چھوڑنا اس نے کہا کہ اب ایسا ہی کرونگا یہ
کہکر گرز کو اپنے گرد سر گردش دے کر پھر سر صاحبقران پر لگایا ابکی مرتبہ صاحبقران نے بفن سپہ گری
بعجلت تمام گھوڑا اپنا حریف مذکور کے آگے کسی قدر بڑھا کے گرز کے اوپر نظر کی جب گرز قریب سر آیا جھپٹ
سر مشت ہیران مذکور پر ہاتھ اپنا ڈالکر زور کرکے بکوشش و قوت بازو پھر اس کے ہاتھ سے گرز چھین لیا
اسوقت ہیران کج ابرو نے غضبناک ہوکر جھپٹ کر ہاتھ اپنا جانب کمر صاحبقران بڑھایا تھا
اور ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران کی کمر کے کی زنجیر مین ہاتھ ڈالکر پشت فرس سے اٹھا کر خاک پر پٹک کر
ہلاک کیجیے کہ صاحبقران اس کے ارادے سے آگاہ ہوکر اس کے گرز کو بالائے خاک ڈالکر
نے الفور وہی شمشیر آبدار جس کا قبضہ سنہری تھا اور جس پر قبل اس کے حسب ہدایت لوح طلسمی
اسم اعظم الہی پڑھ کر دم کیا تھا نیام سے کھینچکر چالاکی سے اس طرح اس کی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار
دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گھوڑے سے گرا وہ کیا گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران
نے نعرۂ تکبیر کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا سب اہل اسلام خوش ہوئے کفار کو نہایت
صدمہ ہوا دیکھتے ہی اس حال کے سواران لشکر ہیران کج ابرو تاب ضبط نہ لاکر برہم ہوکر
صاحبقران پر حملہ ور ہوئے ادھر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سپاہ اہل اسلام بڑھی
دونون فوجین لڑگئین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی صاحبقران بھی ان سواران بیدین کو تہ تیغ
کرنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہونے لگے برق شمشیر چمکنے لگی
بہادران لشکر رعد آسا نعرے کرنے لگے زخمیون کے خون کی بارش زمین پر ہونے لگی زمین خون
مجروحان و مقتولان سے رنگین ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے گرد و غبار پیدا ہوا مختصر جب
بادشاہ ہرجیار قلعہ نے اپنے خاص قلعے پر سے قتل ہونا ہیران کج ابرو کا اور جنگ اس کی دیکھی
یہ جنگ بھی دیکھکر متحیر ہوکر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا آج دست صاحبقران
سے ہیران کج ابرو بھی مارا گیا ہنوز بادشاہ مذکور بالاے قلعہ سے لڑائی دیکھکر افسوس کرکے
متحیر و متردد ہو رہا تھا اپنے وزیر دانشمند سے کہہ رہا تھا کہ کچھ یہ راز سمجھ مین نہین آتا کہ صاحبقران
نے غوغاے رعد آواز و ہیران کج ابرو کو یکے بعد دیگرے کس تدبیر سے قتل کیا یہ پہلوانان
نامی تو کسی کے ہاتھ سے قتل نہو سکتے تھے کہ سواران لشکر ہیران کج ابرو تاب جنگ و پیکار نلاکر
بے اختیار خیمہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر لاشہ ہیران کج ابرو کا بھی نہ اٹھا کر اسطرح مضطر و بدحواس

ہوکر بھاگے کہ اپنے قلعہ سبزنگار پر بھی نہ گئے سیدھے افغان وخیزان در قلعہ سوم زرنگار کی طرف جس کا قلعدار مسمی بھیطارو پٹن تن تھا گریزان ہوئے صاحبقران کو فتح وظفر کامل حاصل ہوئی اہل اسلام نے تمام خیمہ وخرگاہ پیران بنج ابرو کا لوٹ لیا اور ان سواران سپہ دین کا کچھ دور تک تعاقب کیا پھر ہمراہ صاحبقران ذیشان شادی کنان داخل قلعہ دوم سبزنگار ہوئے یہ قلعہ بھی ہاتھ آیا مال واسباب جو کچھ قلعے میں تھا اس پر قابض ومتصرف ہوئے از حد سب کو خوشی حاصل ہوئی عنایت واعانت خدا سے فتح کفار پر حاصل ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فتحیاب ہوکر قلعہ دوم سبزنگار میں داخل ہوکر سجدہ شکر خداوند عالم کیا بعدہ حکم دیا کہ جو اہل لشکر شہید کام جنگ سے کام آئے ہیں ان کو غسل وکفن دے کر دفن کرو اور جو اہل اسلام زخمی ہوئے ہیں ان کا علاج کیا جاوے ملازم حسب الحکم کاربند ہوئے لشکر فرودگاہ سپاہ پر اترا بادشاہ لشکر اہل اسلام ونیز دیگر سرداران سپاہ کی رات سے بزم عشرت آراستہ ہوئی جشن فتحیابی قلعہ دوم کا ہونے لگا نازنینان خوش رو وخوش گلو مع اپنے سازندوں کے محفل عیش وعشرت میں حاضر ہوکر اندر قاعدے کے روبرو ئے بادشاہ لشکر اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ سرداران سپاہ نیکنام کے رقص ونغمہ کرنے لگیں اہل بزم خوش وخرم ہوکر گانا ان کا سننے لگے ازانجملہ ایک نازنین خوش رو خوش گلو نے بزم عشرت میں روبروئے اہل بزم یہ غزل شروع کی بالحان خوش گانے لگی اہل جلسہ عشرت سننے لگے۔

غزل

رشک اس کو اگر ملا ہوتا
میں نہ جاتا اگر تو کیا ہوتا
رنج بے حد سے نہیں جاتے
ایک دل اور بھی دیا ہوتا
رنج ہوتا اگر نہ تم ہوتے
تجھ سے اتنا تو کہہ دیا ہوتا
اے ظالم اگر کیا پیدا
مجھے دشمن بنا دیا ہوتا
وہ کسی سے نہ آشنا ہوگا

غیر دو دن میں مر گیا ہوتا
پہلے مائل ہو تجھے آپ کہ میں
تجھے یارب اٹھا لیا ہوتا
خلق میں کیا تری کمی ہوتی
عشق ہوتا تو بے مزا ہوتا
غم اٹھانے کو گھر بنایا تھا
تو تجھے بے وفا کیا ہوتا
غم سے پھر دہن تلخ ہوتا کم
مجھ سے ہوتا تو آشنا ہوتا
عاشق زار مر گیا ہوتا

بزم دشمن میں کیوں ذلیل ہوا
اتنا انصاف تو کیا ہوتا
ایک جاتا تو دوسرا رہتا
مجھے پیدا نہ کر کیا ہوتا
ان پہ مائل کیا خراب کیا ہے
تو تجھے اپنا غم دیا ہوتا
دیکھنا شوق میں یہ کہتا ہوں
کر کے بند آنکھ پی لیا ہوتا
بزم دشمن میں تو نے بات نہ کی

نازنین مندرجہ بالا نے غزل مندرجہ اس خوبی سے بہ ہزار عشوہ وناز وادا گائی کہ اکثر اہل بزم نے بجائے خود اس کی تعریف کی نازنین کو انعام دیا گیا وہ انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے چلی گئی پھر اور ایک مطربہ حاضر بزم عیش ہوکر رقص ونغمہ کرنے لگی اور یوں فتح کی مبارکباد دینے لگی۔

صاحبقران وشاہ زمان وبلند جاہ
روشن ہے جہان میں ترا نام جس طرح
ہر روز روز عید ہو ہر شب شب برات

حضرت رہ ہدایت ودین رہبر دین پناہ
جب تک ہوں زیب چرخ شب وروز مہر وماہ
دشمن ہوں پائمال تیرے شاہ خیرخواہ

قلعہ دوم میں تو جشن فتحیابی قلعہ وخوشی قتل پیران بنج ابرو ہو رہی ہے ہر شخص بادہ عشرت سے سرشار ہے دور دل سے غم روزگار ہے جس طرف دیکھیے صدائے نوشا نوش ہے ہر ایک نشاط وعیش سے ہمکنار وشادمان ہے

لیکن اب دو کلمہ داستان ان سواران فراری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جو بعد قتل ہونے پیران نیج ابرو کے میدان جنگ مین اہل اسلام سے ڈر کر سوے قلعہ سوم بھاگ گئے تھے وہ جملہ سواران نالہکار فریاد کنان افغان و خیزان در قلعہ سوم پر پہونچے محیط رویین تن قلعدار قلعہ سوم زرنگار بالاے کرسی زرنگار حلقۂ رفقا مین خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا دور ساغر مے ناب ہو رہا تھا ساقی گلپیرہن محیط رویین تن وغیرہ کو جام بلورین مین شراب ناب بھر بھر کے دے رہا تھا محیط رویین تن وغیرہ سب پیے دین مشغول میخواری تھے بعض اُس کے رفقا مین سے اُس سے باو سیا عرض کر رہے تھے کہ آج پیران نیج ابرو نے مقابلہ و مجادلہ صاحبقران سے کیا ہو سنتا ہون کہ پیران نیج ابرو نے میدان رزم مین دلیرانہ مقابلہ کیا ہو بعد نیزہ بازی کے دو مرتبہ ضرب گرز بقوت تمام اپنے حریف نامی کے لگائی ہو کار نمایان کیا ہو محیط رویین تن عالم میخواری مین اس طرح جواب دے رہا تھا کہ پیران نیج ابرو پہلوان زبردست ہو نہایت قوی بازو ہو بدولت کا عزیز قریب ہو جنگ آزمودہ ہو سحر شناس ہو اُس پر کوئی فتحیاب ہو محال ہو وہ صاحبقران اور ان کے تمامی لشکر کو قتل و تباہ و برباد کر دے گا کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا بدولت کے جنگ کرنے کی اب ضرورت نہو گی کہ یکایک کان مین صداے فریاد و فغان آئی محیط رویین تن نے متردد ہو کر چند اپنے ملازمان ادنی سے کہا جلد جا کر دریافت تو کرو یہ شور و نالہ و فریاد ہمارے در قلعہ پر کیسا ہو ہماری حکومت مین کس نے بے خوف و خطر ہو کر کس غریب پر ظلم کیا ہو کیا ہمارا اُس ظالم و جفاکار کو خوف نہین ہو کیا وہ ستمگار آگاہ نہین ہو کہ مالک و قلعدار اس سرزمین و اس قلعہ کا محیط رویین تن ایسا فرمانروا عادل و شجاع و بہادر ہو کہ جو اپنا مثل و نظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہو قسم ہو خداوند گل برکس کی جس ظالم نے ان بیکسون پر ظلم و ستم کیا ہو ایسی اُس کو سزاے سخت دونگا کہ وہ بھی یاد کرے گا ملازمان مذکور حسب الحکم محیط رویین تن اُسی وقت دروازۂ قلعہ پر گئے دیکھا کہ ہزارہا سواران لشکر پیران نیج ابرو گریان و نالان ہین اکثر ان مین زخمی ہین یہ حال دیکھ کر اُن سے پوچھا کہ سبب تمھارے نالہ و فریاد و فغان کا کیا ہو بیان کرو ہمارے آقا و مالک نے ہمین روانہ کر کے تمھارا حال از سننے کے منتظر ہین اُنھون نے بعد گریہ و بکا تمام حال قتل پیران نیج ابرو کا بیان کر کے کہا ہماری جانب سے بعد ادب محیط رویین تن سے عرض کرنا کہ اب ہم کو کیا حکم ہو حاضر رہین یا کہین چلے جائین وہ ملازم یہ حال پُر از ملال سنکے اندر قلعے کے جا کر روبروے محیط رویین تن استادہ ہو کر دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے خداوند نعمت ہم حسب الحکم حضور براے دریافت خبر گئے تھے جو کچھ ہمنے وہان دیکھا ہو اور سنا ہو اُسے ہم فدوی کیا عرض کرین ہم فدویون سے عرض نہین کیا جاتا کہ خبر غم و الم ہو ہم ملکخوار نہین چاہتے کہ خبر مذکور بیان کر کے حضور کو غمگین کرین اس عالم میخواری و عیش و عشرت مین خبر غم بیان کرین محیط رویین تن نے متردد ہو کر پوچھا کہ وہ کونسی خبر غم اثر ہو کہ جس کو تم بیان نہین کرتے ہو اور یقین جانتے ہو کہ اُس خبر کے سننے سے مجکو رنج ہوگا اُنھون نے عرض کیا کہ حضور وہ ایسی ہی ایک خبر ہو کہ فدویون سے بیان نہین کی جاتی محیط رویین تن نے برہم ہو کے کہا کہ تم ہمارے

غمگین ہونے کا خیال نکرو جلد بیان کرو کہ تردد رفع ہو اُن ملازمون نے جو کچھ اُن سوارون سے سُنا تھا حرف بحرف بیان کیا محیط ار وِلین تن خبر قتل پیران بج ابرو سنتے ہی بے اختیار اشکبار ہوا کثرت غم سے بیقرار ہوا وہ شراب اُس کو جام زہر سے بھی بدتر ہو گئی ساغر مے کو ہاتھ سے پھینکدیا رفقا نے بھی اُس کے میخواری سے ہاتھ اُٹھا کر اشکباری شروع کی وہ بزم عیش بزم غم ہو گئی تھوڑی دیر تک محیط ار وِلین تن نے گریہ و بکا کرکے اپنے رفقا سے مخاطب ہوکے کہا کہ جاے عجب اور مقام حیرت ہی کہ صاحبقران نے غوغاے رعد آواز اور پیران بج ابرو کو قتل کیا نہین معلوم باعث قتل نامبردگان کا کیا ہی شاید خداوند گل نرگس کا عتاب ہی کہ دست اہل اسلام سے اپنے بندون کو قتل کروا رہے ہین اہل اسلام سے خوش ہین اپنی خاص پرستش کرنے والون سے ناراض ہین حالانکہ اہل اسلام اُن کو بُرا کہتے ہین اُن کی خداوندی کے قائل نہین ہین رفقا نے عرض کیا کہ حضور ہمکو ایسا ثابت ہوتا ہی کہ اس مین کچھ اسرار ہی جو ہم پر اور آپ پر ابھی آشکار نہین ہی بھلا کب ہو سکتا ہی کہ خداوند اپنے بندون کو دست اہل اسلام سے قتل کرائین گے اپنے دشمنون سے نیکی کرین گے دوستون سے دشمنی کرین گے ہان ایک بات ذہن مین آتی ہی شاید یہی وجہ قتل غوغاے رعد آواز و پیران بج ابرو کی ہوئی ہو کہ ان دونون نے فی زمانہ اُن کی پرستش موقوف کر دی ہو گی یا ان سے منحرف ہوگئے ہون گے یا بد اعتقاد ہو گئے ہون گے اور کسی خداوند کی طرف متوجہ ہوئے ہون گے یا اور کوئی سبب ہوا ہو گا کہ جس کو ہم بیان کر نہین سکتے جیسا کہ قبل اس کے ہم نے عرض کیا ہی کہ اس مین کوئی راز مخفی ہی محیط ار وِلین تن نے جواب دیا کہ غوغاے رعد آواز و پیران بج ابرو تو خداوند سے منحرف نتھے ہمکو خوب معلوم ہی ہان ایک اندیشہ ہی اور اُس کا خیال ہی عجب نہین کہ جو ہمکو خیال اس وقت ہوا ہی وہی امر ہوا ہو لیکن یہ بھی ذہن مین نہین آتا کہ اُس کا انتظام صاحبقران نے کیونکر کیا ہو گا وہان تک رسائی کیونکر ہوئی ہو گی وہان تو انسان کا گذر ممکن نہین اور بالفرض و محال گذر بھی کسی تدبیر سے ہوا ہو اور دروازے تک پہونچے بھی ہون تو اندر دروازے کے کیونکر داخل ہوئے کیونکہ غیر تو درون دروازہ مکان معلوم مین جا نہین سکتا اگر جانے کا ارادہ کرے تو شمشیر سے ایک آن مین قتل ہو جائے تا وقتیکہ ایسی کوئی شے اُس کو دستیاب نہو کہ وہ دروازۂ معلوم مکان کے اندر جانے کی تدبیر نہ بتاسکے اور وہ شے کسی غیر کو معلوم نہین بجز مخصوص اشخاص کے وہ اشخاص ایسے معتبر و معتمد ہین اور ایسے امین راز ہین کہ انھون نے ہرگز افشاے راز نہ کیا ہو گا پس ایسی صورت مین تقاضاے عقل یہی ہی کہ وہ شے دستیاب نہوئی ہو گی کہ جس کے دستیاب ہونے سے ایک ایسی شے ملے کہ جس کے باعث سے بربادی و قتل و تباہی قلعداران و بندگان خداوند گل نرگس کی ظہور مین آئے رفقاے مذکور نے عرض کیا کہ حضور یہ تقریر تو ہم نہ سمجھے عجب پیچیدہ و پوشیدہ تقریر حضور نے کی ہی امیدوار ہین کہ اس تقریر کو مفصل طور سے ارشاد کرین تا کہ ہم بھی سمجھین محیط ار وِلین تن نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کہا وہ ہمین جانتے ہین یا دو چار اشخاص اس راز سے آگاہ تھے یہ راز کہنے کا نہین ہی مبادا دشمنون کو اس راز سے آگاہی ہو جائے انھون نے عرض کیا کہ یہان تو کوئی اہل اسلام و بدخواہ نہین ہی یہان سب نمک خوار جان نثار رفقاے حضور ہین محیط ار وِلین تن نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن کیا تم نے سنا نہین ہی کہ خردمندون نے کہا ہی کہ دیوار ہم گوش دارد لہذا ہم سے دریافت نکرو ہم اس راز مخفی کو جلی نکرین گے ہرگز بیان

ذکر میں گے اپنے ہی دل میں رکھیں گے ہنوز محیطار و ہین تن تقریر کر رہا تھا کہ فرمان حسین سبز قبا
بادشاہ ہر چہار قلعہ حسب الطلب آیا محیطار و ہین تن اسی وقت بادشاہ مذکور کے پاس گیا دیکھا
کہ بادشاہ کے چہرے پر آثار رنج و ملال و تردد ہیں تنہا بیٹھا ہوا ہے کوئی پاس نہیں ہے سر جھکائے
ہوئے ہے جب اُس نے سر اٹھا کر دیکھا محیطار و ہین تن نے باادب سلام کیا بادشاہ مذکور نے
اشارہ قریب اپنے بالائی کرسی پر بیٹھنے کا کیا محیطار و ہین تن قریب تخت حکومت بادشاہ کرسی
زرنگار پر بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ اے محیطار و ہین تن سنا تم نے کہ عوغا کے
رعدآواز و بہران سنج ابرو قلعہ داران اول و دوم قلعہ دست صاحبقران سے یکے بعد
دیگرے قتل ہوئے سخت حیرت ہوئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے فقط تمہارا اور ہمارا قلعہ باقی ہے صرف
ہم اور تم زندہ ہیں بعد تمہارے اور ہمارے اہل اسلام ان دونوں قلعوں پر قابض و متصرف
ہو جائیں گے ہم نے اسوقت تم کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ تم سے رائے لیں اس بارے میں کہ
اب کیا کرنا چاہیے ان اہل اسلام سے کس طرح پیش آنا چاہیے تمہارا کیا ارادہ ہے اور واقعہ کیسا
حیرت افزا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ جو قلعہ دار صاحبقران سے مقابلہ کرتا ہے وہ مارا جاتا ہے عوغا کے
رعدآواز و بہران سنج ابرو یکے بعد دیگرے دست صاحبقران سے قتل ہوگئے تم اس
راز سے آگاہ ہو کہ یہ دونوں بغیر اُس تلوار کے کہ جو فہیم عالم نے در قلعہ شمشیر جنبان پر ساتھ اُس
تلوار کے کہ جو خاص واسطے قتل شاہ طلسم برق جادو کے لٹکائی تھی کسی اور تلوار سے کب قتل ہو سکتے
تھے کیا وہی تلوار صاحبقران کو دستیاب ہوگئی ہے ان کے قبضے میں آگئی ہے انتہائے عقل تو یہ
نہیں ہے کہ ایسا ہی خیال کیا جائے کیونکہ وہاں تک جانا ان کا غیر ممکن ہے پھر کیا سبب ہوا ہے کہ یہ دونوں
عوغا کے رعدآواز و بہران سنج ابرو قتل ہوگئے محیطار و ہین تن نے باادب جواب
دیا کہ اسے بادشاہ جہاں پناہ میں بھی اسی فکر و تردد میں ہوں ہر چند اس بارے میں میں نے بہت فکر
کی مگر کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا اگر بعد فکر بسیار ذہن نشین ہوا تو یہ ہوا کہ فی الحال کسی سبب سے خداوند
گل نرگس ناراض ہوگئے ہیں اسی وجہ سے عوغا کے رعدآواز و بہران سنج ابرو کو انھوں نے
دست صاحبقران سے قتل کرا ڈالا ہے میرا ارادہ ہے کہ آج کی شب خداوندگی پرستش کر کے کہونگا
کہ اب عتاب نفرمائیے اہل اسلام پر مجھ کو غالب کیجیے یقین ہے کہ عرض میری قبول کریں پھر میں طبل جنگ
بجوا کر ہنگام سحر صاحبقران سے مقابلہ کر کے ان کو قتل کرونگا انتقام خون عوغا کے رعد
آواز و بہران سنج ابرو سر میدان لونگا پھر لشکر کو ان کے قتل و تباہ و برباد کر کے دونوں
قلعوں کو از سر نو اپنے اور حضور کے قبضے میں کر دونگا حسین سبز قبا نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمہاری
رائے ہم پسند کرتے ہیں خیر اب جاؤ لاشہ بہران سنج ابرو کا مع لاشہ ان سواروں کے جو چار
لشکر کے قتل ہوئے اٹھاؤ اور بجوا کر طبل جنگ اپنے نام پر بجوا کر کل کو صاحبقران سے لڑ کر ان کو قتل
کر و رنج و غم ہمارے دل سے دور کرو محیطار و ہین تن حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت رخصت
ہو کر اپنے قلعے میں آیا ملازموں کو حکم دیا کہ لاشہ بہران سنج ابرو کا میدان جنگ سے اٹھاؤ اور
اُس کے لشکر کے سواران مقتول کو بھی عرصہ جنگ سے اٹھاؤ ملازم فی الفور گئے محیطار و ہین تن
کے حکم کی تعمیل کر آئے محیطار و ہین تن نے اپنے خداوندگی پرستش کر کے بہت عذر و معذرت اور
اعانت چاہ کر سر شام اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ عدو ہمارے لشکر میں کوس حربی بجایا جائے کہ وقت سحر

ہم صاحبقران سے عرصۂ جنگ مین مقابلہ کرینگے ایک دم مین بضرب گرز گران اُن کو پیوند خاک کرینگے وہ ہم سے کیا لڑسکتے ہین اور ہمین کیا قتل کرسکتے ہین اول تو ہم روئین تن ہین ہم پر کوئی ضرب اثر کر ہی نہین سکتا ہی دوسرے ایک سبب اور بھی ہی کہ اُس سبب سے کوئی حربۂ جنگ ہم پر اثر نکرے گا ہم سب کو قتل کرینگے کوئی ہمین قتل نکرسکے گا ملازمون نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ عرض کرکے اُنھون نے نقارہ نوازون سے جاکر کہا حکم محیط روئین تن یہ ہی کہ طبل جنگی بجایا جاے کیونکہ صبح کو ارادہ صاحبقران سے لڑنے کا ہی نقارہ نوازون نے حکم کی تعمیل کی اسی وقت نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی ہرکارے جو بامر جاسوسی و خبر رسانی لشکر اسلام کے معین مقرر تھے وہ تمام حال دریافت کرکے صداے طبل رزمی سنکے جلد تر اپنے آقا و مالک یعنی صاحبقران کی خدمت مین گئے شرائط عبودیت و قواعد فدویانہ بجا لاکر اس طرح ثنا و صفت دعا اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی عرض کرنے لگے کہ بمصداق این

قطعہ

ملک دیہیچ کس از تیغ بقصد استیصال	مثال ساحت میدان بسطح فلک	زہے سپاہ ترا بیشتر ز فتح و ظفر
پہ مجمع کہ سخن با زبان تیغ افتد	کند زبانہ تیغت زبان گردون لال	نمونۂ سر چوگان تست شکل ہلال
نبودہ اور اخبر با گلوے خصم وصال	جہان بعہد تو ہرگز خراب چون گردد	بزاد تیغ تو چندین ہزار بچہ فتح
زمین سینۂ اعدا بہ تیغ تیغگانی	پس آنگہی کہ نشانی ورد و زرنج نہال	چو تو برسم دہاقین روی بروز قتال
ز انقلاب امور و تغیر احوال	جہان ز ذات تو خالی مباد گرچہ توئی	ہمیشہ تا ز جہان نیست موضعے خالی
بہ بیردہ مرکب تو دست از صبا و ربود	بہ بستہ حشمت تو راہ بر جنوب و شمال	بذات خویش جہانی بگیر و با دحلال

اسوقت یہ نعرہ از سرکار عالی وقار در قلعہ سوم زرنگار تک بصورت مبدل براے جاسوسی گئے تھے قلعہ دار قلعہ سوم زر نگار مسمی محیط روئین تن نے بعد غم و الم کرنے بہران رنج ابرو کے اپنے نام پر طبل جنگ اپنے لشکر مین بجایا ہی ارادہ اُس پر غرور کا یہ ہی کہ ہنگام سحر بجمیعت اپنی سپاہ کے میدان جنگ مین آکر بدخواہان حضور سے جنگ آزما ہو سوا اس کے یہ معلوم ہوا ہی کہ حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ غوغا سے رعد آواز و بہران رنج ابرو کے قتل ہونے سے نہایت محزون و متردد ہی باقی خیریت ہی صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ بمدد و حمایت لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے فتح و ظفر شکست و ہزیمت خدا کی مصلحت سے ہوگی جو کچھ اُس کو منظور ہوگا وہ ہوگا انسان کو بالکل اپنے امور کے انصرام مین اختیار نہین ہی دل مین کہا کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے مجھکو لوح طلسمی عطا کرادی مین نے ساحرونکو قتل کیا غوغا سے رعد آواز و بہران رنج ابرو وغیرہ کو تہ تیغ کیا اب انشاء اللہ محیط روئین تن کو بھی شمشیر آبدار سے قتل کرون گا ہرکارے حسب الحکم نقارچیون کے نقار خانے مین گئے نقارچیون سے حکم صاحبقران بیان کیا اُنھون نے اسی وقت چوب اُٹھاکر بسم اللہ اور آیہ نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی لشکر اسلام مین بھی بلند ہوئی دونون طرف تیاری جنگ و جدال خوب ہونے لگی جوانان شمشیر زن اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے نیزہ باز اپنے نیزون کو دیکھ بھال کر ترکشون مین بھرنے لگے تیر انداز اپنے تیرون کو درست کرنے لگے کمانون کو حسب دلخواہ تیار کرنے لگے پہلوانان صف شکن اپنے اپنے گرزہاے گاو سری طرف نظر کرکے نشہ صہباے شجاعت مین جھوم جھوم کے باہم کہنے لگے کہ انشاء اللہ کل یہ گرز گران ہمارے ہین اور سر ہاے اعدا ہین نہایت شوق جنگ ہی کہ جلد ہی سحر ہو میدان جنگ مین جائین زور بازو اپنا پے در پے ضرب گرز لگا کر بہادران لشکر کو دکھائین

لشکر محیط روئین تن مین جو سوار بزدل و ناتجربہ کار جنگ سے ناآشنا تھے اُن کو سخت تردد تھا کہ جب سے نقارۂ جنگی بجا تھا خوف جان سے دل اُن کے دھڑک رہے تھے چہرہ زرد تھا حواس باختہ تھے جس جس جگہ چند بزدل بیٹھے ہوئے تھے باہم کہتے تھے کہ بھائیو غضب ہوا آج طبل جنگی بجایا گیا سامان جنگ ہو رہا ہے کل صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی ہم کو بھی مسلح ہو کر میدان جنگ مین جانا پڑے گا کیونکہ چہرہ اپنا بھی سوارون مین لکھا ہے ایک مدت سے ملازم ہین برسون سے محیط روئین تن و حسین سبز قبا کے نمکخوار ہین جنگگاہ مین برق شمشیر چمکے گی کشت و خون بہت ہوگا ہر ایک سوار اپنے حریف کو تہ تیغ کرے گا اگر جنگ مغلوبہ ہوئی تو اور غضب ہوا دونون لشکر باہم ملجائین گے اضطراب و بدحواسی مین اُسوقت جو کوئی کسی کے سامنے آئیگا وہ اُس کو اپنا دشمن جان کر تیغ و تبر و گرز و تیر لگا کر قتل کرے گا خواہ وہ اُس کا دشمن ہو یا دوست ہو ہمنے آج تک کوئی لڑائی نہین دیکھی نہ شریک جنگ ہوئے نہ کسی کو قتل کیا نہ کسی کے ہاتھ سے کوئی زخم کھایا جب سے یہان نوکری ہوئی چہرہ سوارون مین لکھا گیا راحت و آرام سے شب و روز زندگی بسر کی کوئی لڑائی حسین سبز قبا و محیط روئین تن کسی دشمن سے اپنے کبھی نہین لڑے آج یہ آفت تازہ اور بلاے ناگہانی درپیش ہوئی ہے کہ طبل جنگ بجایا گیا ہے لڑائی مین خوف جان ضرور ہے اگر ہم کسی دشمن کی ضرب سے قتل ہوئے تو آہ اپنی جان سے گئے جوانی ہماری خاک مین ملگئی اگر میدان جنگ سے بھاگے تو سر میدان ذلت حاصل ہوگی اگر ہم نہ لڑے نہ بھاگے فقط صف لشکر مین کھڑے ہوئے اور ہمارے سامنے کشت و خون ہوا تو بھی ہم سے خونریزی دیکھی نجائیگی خون ہمارا اُبلتا ہے بارہا آزمایا ہے کہ جب کسی مرغ یا کبوتر کو کسی نے ہمارے سامنے ذبح کیا ہے اور اُس کے گلے سے خون نکلا ہے اور وہ زمین پر تڑپا ہے تو دیکھتے ہی اُس مرغ بسمل کو ہمکو غش ایسا آیا ہے کہ قریب مرگ ہوگئے ہین دانت بیٹھ گئے ہین آنکھین پتھرا گئی ہین عزیز و اقارب و احباب ہماری ردی حالت پر نظر کرکے رونے پیٹنے لگے ہین نالہ و فریاد کرنے لگے ہین سامان خرید کفن و تیاری قبر کا کرنے لگے ہین جب بڑی مشکل اور بڑی دیر مین ہمکو تدبیر کلی سے ہوش آیا ہے تو سب عزیز و اقارب و احبا کو خوشی حاصل ہوئی ہے ہمارے والدین نے خدا اُن کو داخل جنت کرے ہمین بڑے ناز و نعم سے پالا ہے کیونکہ اول تو الفت پدری و مادری دوسرے وہ صاحب مال و دولت تھے نوکر چاکر اندر باہر رہتے تھے اسپ و فیل بھی اصطبل خانہ اور فیلخانہ مین تھے مگر کبھی ہم خوف سے سوار نہوتے تھے اگر کبھی والد ہمارے یا عزیزان دیگر ہم کو گھوڑے کی پشت پر بٹھا دیتے تھے باوجود اس کے کہ ہم نوجوان تھے لیکن خوف سے بے اختیار رونے لگتے تھے بلکہ چیخنے لگتے تھے اس اندیشے سے کہ کہین گر نہ پڑین چوٹ نہ لگے یا گرنے مین پامال سم اسپ نہو جائین لوگ دوڑکر ہمکو گھوڑے سے اُتار لیتے تھے آنسو ہمارے پونچھتے تھے بالفت و شفقت پیش آتے تھے علی الخصوص والدین از حد ہمپر الطاف کرتے تھے اُس روز ضرور صدقہ ہم پر سے اُتارا جاتا تھا اور فیل کے اوپر سوار ہونا تو کجا کبھی ہاتھی کے سامنے بھی مارے ڈر کے نہ جاتے تھے ایسے خائف اور بودے تھے کہ گھر سے باہر بھی نہ نکلتے تھے عورتون مین شب و روز رہا کرتے تھے محل تھا اور ہم تھے اگر بروز عید فطر یا بروز عید الضحیٰ والد وغیرہ بزرگون کے کہنے سے عیدگاہ تک جاتے تھے تو بڑا اہتمام کیا جاتا تھا چند ملازم ہمارے راست و چپ اور پشت و روبرو ہوتے تھے درمیان مین اُنکے ہم اپنے والد کے ساتھ ہاتھ اُن کا پکڑے ہوئے نہایت ڈرتے ہوئے جاتے تھے راہ مین اگر گھوڑا یا ہاتھی یا اونٹ یا بگھی کہین ملجاتی تھی تو نہایت خائف و ترسان ہوکر چیخ کر اپنے باپ سے لپٹ جاتے تھے

وہ اپنے دور تسلی و تشفی دے کر پیار کرتے تھے فی الفور ہمین اپنی آغوش مین اٹھا لیتے تھے سینے و جگر
سے لپٹا لیتے تھے اور پھر اثنا ہر راہ سے ہمین گھر مین لے آتے تھے عیدگاہ تک نہ لے جاتے تھے ہم جس
بات پر ہٹ کرتے تھے جس چیز کے لینے کی ضد کرتے تھے والدین ہمارے حسب موافق ہماری خوشی کے عمل
کرتے تھے کبھی انھون نے ہمارے اوپر غصہ نہین کیا نظر تند و تیز سے کبھی نہین دیکھا پھول کی چھڑی بھی
کبھی ہمارے تن نازک و ناتوان پر نہین لگائی جب انھون نے انتقال کیا وہ مال و دولت والدین نے
اپنی نادانی سے تھوڑی مدت مین صرف کر ڈالا بلاے تکالیف نے صورت نازیبا اپنی دکھائی چونکہ زمانہ حیات
والدین مین عقد ہمارا بڑی دھوم سے ہو چکا تھا بعد رحلت والدین ہم صاحب اولاد ہوئے تھے اہل و عیال
کی فاقہ کشی دیکھی نہ گئی مجبور و لاچار ہو کر ملازمت اختیار کی محیط بہ دوکمن شن و حسین سپہر قبا بادشاہ
ہر چہار قلعہ کی خدمت مین حاضر ہو کر درخواست نوکری کی دی حسن تقدیر سے چہرہ سوارون مین لکھ گیا
گھوڑا سواری کو مع آلات حرب و ضرب ملا جب سے اب تک ماہ بماہ زر تنخواہ وصول کر کے ہم مع اہل و عیال
عشرت سے بسر کرتے تھے زمانہ حیات کلفت سے بسر ہوتا تھا اب یہان سامان بید صحب ہی طبل جنگ
بج چکا ہر تیاری جنگ ہو رہی ہر کل صبح کو قیامت کا سامنا ہو حریفون سے مقابلہ ہی ہمین اب تک تلوار کا لگانا
نیزے سے دشمن کو قتل کرنا اچھی طرح گھوڑے پر بیٹھنا کچھ بھی معلوم نہین ہی یہ ہتھیار فقط دکھانے کے واسطے
حکم حاکم سے ہم نے اپنے تن پر آراستہ کئے ہین والا ہمین مطلق فنون سپہ گری سے آگاہی نہین ہی پس ہمارا
جنگاہ مین جانا بیکار ہی ہم سے لڑا بھڑا ہرگز نہ جاسکے گا نہ ہم متحمل زخمی ہونے کے ہون گے مقام غور و انصاف
ہی کہ جب ہم نے اپنے تن نازک پر پھولون کی چھڑی کبھی نہین کھائی ہی تو زخم تیغ و تیر و نیزہ و گرز وغیرہ ہم اپنے
اس تن پروردہ ناز و نعمت پر کیونکر کھائین گے اور کیونکر متحمل ایذا اسے زخم کے ہون گے ایک ہی ضرب دشمن
سے گھوڑے سے گر پڑین گے مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپین گے خاک پر ایڑیان رگڑین گے کوئی نابکار ایسی حالت
مین ہماری خبر نہ لے گا گھوڑون کے سمون کے نیچے آجائین گے پامال سم اسپان ہو جائین گے کسی نامعقول کو
ہمارا خیال بھی نہو گا نہ ملال ہو گا بیوی پیاری پیاری ہماری بیوہ ہو جائے گی بچے یتیم ہو جائین گے ہم کو گور و
کفن بھی نصیب نہو گا لاشہ میدان جنگ مین پڑا رہے گا شب کو درندے گزندے آکر گوشت ہمارا
مزے سے برغبت کھالین گے اسے ہڈیان بھی چبالین گے ہمارے لاشے کا نام و نشان بھی نہ رکھین گے
اہل و عیال ہمارے غم و الم مین ہمارے روتے روتے مر جائین گے کوئی ان کو تسلی و تشفی بھی نہ دے گا نہ کوئی
اُن کی خبر لے گا ایسی نوکری سے ہم باز آئے کہ جس نوکری مین جان جائے اہل و عیال تباہ و برباد و غمگین
ہو کر مر جائین صاف صاف تو یہ ہی کہ ہم نے نوکری واسطے جان دینے اور سر اپنا تیغ دشمن سے کٹانے کے
واسطے نہین کی ہی فقط اپنی تن پروری و شکم پروری اور اہل و عیال کی بسر اوقات کے واسطے کی ہی جان
عزیز ایسی شئے ہم سے ہرگز نہ دیجائے گی کوئی ہمین برا کہے یا بھلا کہے اگر کوئی بزدل و نامرد کہے گا تو کہے ہم
اس کے کہنے سے نامرد نہو جائین گے ہمارے کئی لڑکے لڑکیان موجود ہین اور بیوی حاملہ بھی ہی ہم نامرد
کیونکر ہونے لگے اب رہا بزدل ہونا یہ اعتراض بھی کہنے والون کا بجا و درست نہین یہ محض عقلمندی ہی کہ انسان
اپنی جان کی حفاظت کرے اپنے تئین ضرر سے بچائے جہان لڑائی ہوتی ہو وہان سے ٹل جائے جان اپنی
ایسے مقام خوفناک پر ٹھہر کر نہ دے دیدہ و دانستہ باعث اپنے مرگ کا نہو اگر معترض اور بدگو اس قول کو
ہمارے کہ مدلل ہی اور صحیح ہی تسلیم نکرے تو نکرے جس قدر اس کا دل چاہے برا کہے چاہے بزدل کہے چاہے
نامرد کہے ہم تو کیا ہین برا کہنے والے بڑے بڑون کو برا کہتے ہین لوگ بادشاہون کو امیرون کو اولیا کو

برا کہتے ہین اُن کے برا کہنے سے وہ بُرے ہو نہین جاتے ہین بہشت نصیب اکثر آدمی نیکون کو بُرا کہتے ہین ذرا تاریکی شب محیط عالم ہو جائے تو لشکر محیط ارویئین تن سے نکلکر اپنے گھر کا راستہ لین اپنے اہل و عیال مین جاکر شب بسر کرین چین سے بیخوف و خطر سوئین صبح کو رزق دینے والا رزق پہونچائے گا یہان کی نوکری سے دست بردار ہوئے کہین کسی کی نوکری کر لین گے اگر نوکری نہ ملے گی تو بھیک مانگین گے ہر طور پر اپنی زندگی بسر کرین گے لیکن یہان اپنی جان ندین گے قربان ایسی نوکری کے کہ جس نوکری مین جان جائے اہل و عیال تباہ و برباد ہو کر مر جائین ہمارے مان باپ نے اس روز بد کے واسطے ہمین نہین پالا تھا کہ میدان جنگ مین دشمنون کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے اعضا ہو کر جان جائے جان کا دینا دشمنون سے لڑنا زخمی ہونا یہ عقلمندی نہین ہے بلکہ جہالت ہے لیکن ہم جاہل نہین ہین کہ جو اپنے نفع و ضرر کو نہ سمجھین یہ باتین کر کے خاموش ہوئے جب ہنگام شب آیا تاریکی محیط عالم ہوئی وہ سب نامرد و بزدل باتفاق رائے اپنے بستروں سے اٹھکر اپنے گھرون کی طرف چلے اکثر جوانان لشکر نے جو اُن سے پوچھا کہ اسوقت گھبرائے ہوئے کہان جاتے ہو خیر تو ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہان جان کی خیر ہے بضرورت جاتے ہین ابھی آتے ہین یہ کہتے ہوئے سیدھے اپنے گھرون کو چلے گئے اکثر سواران لشکر امید و بیم مین تھے اکثر کہتے تھے کہ دیکھیے کل فتح ہوتی ہے یا شکست وہ سواران نابکار جو لشکر غوغا سے رعد آواز وہیران نیغ ابرو کی سیاہ مست تھے وہ باہم یہ عہد کیے تھے کہ جب تک محیط اروئین تن قتل ہوگا جنگگاہ مین رہین گے جس وقت محیط اروئین تن دست صاحبقران سے مانند غوغائے رعد آواز وہیران تیغ ابرو کے قتل ہوگا اُسی وقت میدان جنگ سے گریزان ہون گے ایک دم بھی پھر وہان قیام نہ کرین گے اور جو سوار شور شعار تھے وہ تیاری جنگ مین مصروف تھے ارادہ اُن کا لڑنے مرنے کا تھا غرضکہ دونون لشکر وکین شب بھر خوب تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ بمصداق

قطعہ

سحر سے ہوا جلوہ گر آسمان

رہا کم سیاہی شب کا نشان * ہوئی روشنی آسمان پر عیان

لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان * موذن اذان ہو کے پھر منہ

ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند * لگی چلنے جب دم نسیم سحر

لگے ہونے ہر طرف جا نور * مسجد لیے طاعت سب نیاز

لگے بستروں سے برائے نماز صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالی مقام و تمام مردان لشکر بھی برائے طاعت داور خواب غفلت سے ہوشیار ہو کر اپنے اپنے بستر سے اُٹھے بعد وضو آمادہ طاعت باری تعالی ہوئے صفین آراستہ ہوئین بعد اذان و اقامت تکبیر تحریم الاحرام کہی گئی نماز بجماعت ہونے لگی جب اتمام نماز و وظیفہ و دعائے فتح و ظفر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کمر بندی کا حکم دیا جملہ اہل اسلام حسب الحکم صاحبقران نیکنام جلد جلد مسلح و مکمل ہونے لگے تھوڑی دیر مین سب مسلح ہوئے صاحبقران نے بھی اپنے تن پر آلات حرب و ضرب زرہ پہنکر آراستہ کیے پھر صاحبقران ذیجاہ اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران سپاہ نے بادب سلام کیا امیر با توقیر نے جواب سلام دے کر اُن سب کو ہمراہ لیکر دربارگاہ بادشاہ عالی جاہ پر جا کر توقف کیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا بادشاہ موصوف بالاے تخت زرین اس طرح نظر آئے کہ تاج بر سر قبائے شاہی در بر کھڑے ہیں نوجوان نوجوان حسین و خوش رو اپنے دوش پر تخت زرین اُٹھائے ہوئے نقیبان نے باواز بلند کہا ظل اللہ برآمد سبھون نے سوے دربارگاہ نظر کی پھر نقیبان نے پکار کر کہا اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ ممدوح نے دیکھا کہ صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے حسب قاعدہ بادب تمام سلام کیا بادشاہ ممدوح نے حسب دستور سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران و جملہ سرداران لشکر مرکبون پر

سوار ہوئے تمام لشکری بھی اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوٹ پڑی حسب دستور سواری بادشاہ
بخدم و حشم و بشان و شوکت و تجمل مع تمام جلوس لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم روان ہوئی اُس وقت
روانگی لشکر اہل اسلام کی قابل دید تھی جب سواری بادشاہ ممدوح ماننڈ بادبہاری کے میدان جنگ
مین آئی ہنوز سواری بادشاہ ممدوح جنگاہ مین پہونچی ہی تھی کہ اُس طرف سے چھیطر روئین تن ساٹھ ہزار
سوارون کی جمعیت سے گرگدن پر سوار بصد کبر و غرور و چین بجبین میدان جنگ مین آیا لشکر گیتی ستان
صاحبقران پر نظر کرکے حیران ہوا تا دیر بنظر تند و تیز دیکھا کیا پھر دونون طرف سے بیلدار و بیلچہ بردار
موافق قاعدہ واسطے درستی میدان جنگ کے نکلے اُنھون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر خس و خاشاک کو
دور کرکے پست و بلند و ناہموار زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے آب پاشی سے میدان رزم کو
سرد کیا گرد و غبار کو دفع کیا بعدہ دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا جوانان پرجگر سے مزین و آراستہ کیا گیا ایسے ہنگام مین لشکر اہل اسلام کی طرف سے نقیبان
خوش تقریر اور چھیطر روئین تن کی سپاہ سے کرکیت واسطے آمادہ جنگ کرنے جوانان لشکر کے نکلے
وسط میدان جنگ مین ٹھہر کر اول نقیبان مذکور نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کر باواز بلند
کہا کہ اے بہادران بے مثال والے دلاوران ذی کمال آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے نامی
و نامور تھے اخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ سپہگری مین وہ یکتائے روزگار اور شجاعت و ہمت مین وحید دہر تھے
یکہ و تنہا میدان جنگ مین ہزارون اعدا سے با حواس ہو کر ثبات قدمی اختیار کرکے شیرانہ لڑتے تھے
تیغ آبدار سے اپنے دشمنون کو قتل کرتے تھے اُن کی برق شمشیر خرمن جمعیت اعدا کو جلا کر خاک کر دیتی
تھی میمنہ میسرہ فوج دشمن کا حملہ شیرانہ کرکے درہم و برہم کر دیتے تھے اعدا اُن کی ہمت سے بھاگتے
تھے صف شکن و تیغ زن مشہور تھے اکیلے ہزارون دشمنون سے لڑ کر اُن کو میدان مصاف سے
بھگا دیتے تھے ہجوم اعدا سے گھبراتے نہ تھے شیرانہ نعرے کرتے تھے بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون سے لڑتے
تھے اگر دست اعدا سے زخمی ہوتے تھے تو پھر اُن کو غصہ زیادہ آتا تھا حالت زخمداری مین کچھ خیال
اپنے زخمی ہونے کا نہ کرکے یون دشمنون پہ حملہ ور ہوتے تھے کہ جیسے شیر گرسنہ گلہ گوسفندان پہ حملہ
کرے اگرچہ وہ دنیا مین نرہے لیکن شجاعت اُن کی اب تک زبان زد خلائق ہے ایسے ایسے کارہائے نمایان
لڑائیون مین وہ کر گئے ہین کہ اہل دنیا کو اب تک یاد ہین اخبارون مین حال شجاعت اُن کا درج ہے
تم سب بھی انھین کے فرزند ہو انھین کے خون و جگر ہو شجاعت و بہادری مین مانند انھین کے ہو ورثہ
مین شجاعت بھی آئی ہے لہذا تم کو بھی لازم ہے کہ مثل اپنے جد و آبا کے جنگاہ مین شجاعت اپنی ظاہر کرو دیکھو
آج سامنا کفار سے ہے لشکر چھیطر روئین تن میدان مین صف آرا ہے ہر ایک سوار لشکر کفار کا تم سے
آمادۂ جنگ و کارزار ہے جان دینے اور مرنے پر تیار ہے ہر ایک ان مین تمھارا دشمن جان ہے تم بھی ان کو
تاک رکھو ہنگام جنگ ٹوک ٹوک کر شیرانہ نعرے کرکے ان بے دینون کو تہ تیغ کرنا جمعیت کفار کو پراگندہ
کر دینا ثبات قدمی اختیار کرنا بڑھ بڑھ کر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا کرنا روبرو
بہادرون کے ذلیل و بے عزت ہونا اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا مانند اپنے
بزرگون کے مقابلہ و مجادلہ کرنا اپنے آبا و اجداد کا سر میدان نام روشن کرنا تم سب اہل اسلام ہو
کافرون سے لڑائی ہے حق و باطل کا سامنا ہے ذرا حمیت دین اسلام کا خیال رکھنا عزت و آبرو کا دھیان
رہے کافرون سے مغلوب ہونا فروغ دین اسلام مین نہایت کوشش کرنا لڑائی مین ہمت نہ ہارنا

دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین کوئی دنیا مین ہمیشہ رہا ہی نہ رہیگا آخر ایکبار ضرور مرنا ہی دنیا سے سوئے عدم جانا ہی مناسب یہی ہی کہ بے خوف و خطر دشمنون سے لڑو اگر اعدا کو قتل کیا تو مثل آبا و اجداد اپنے کے تم بھی شجاع و بہادر مشہور عالم ہوگے نامی و نامور ہوگے خلعت و انعام پاؤگے عہدے تمھارے بڑھینگے بہادرون مین محسوب ہوگے اور اگر ہنگام جنگ دست دشمنان سے قتل ہو جاؤگے تو بھی تمھارے حق مین بہتر ہوگا غازی و جوانمرد کہلاؤگے آخرت مین اجران کا فرون سے لڑنے کا پاؤگے اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر اجل تمھاری نہین آئی ہی تو کسی دشمن سے لڑائی مین قتل نہوگے قضا تمھاری خود تمھاری حافظ رہیگی تیغ و تیر و نیزہ و گرز دشمنان بے دین سے ہلاک نہوگے اور اگر وقت اجل آگیا ہی تو کسی طرح جانبر نہوگے اگر بخوف جان میدان جنگ سے گریزان بھی ہوگے تو بھی اجل تمھاری سدّ راہ ہوگی بخوبی بھاگ نہ سکوگے کہ قضا زنجیر پا ہوجائیگی کسی دشمن کی ضرب تیغ وغیرہ سے ضرور قتل ہو جاؤگے زندہ نہ رہوگے بس ایسی حالت مین بھاگنا اور ہنگام جنگ دشمنون سے پسپا ہونا نہایت نادانی ہی کبھی عقلمند و دلاور میدان جنگ سے نہین پھرتے سر کٹ جاتا ہی مگر پاؤن جنگاہ سے نہین ہٹاتے تم بھی نادان نہین ہو عاقل و دانا ہو اپنے نیک و بد امور پر نظر کرو بھاگنے پر لڑنے کو ترجیح دو ہمارے اس قول پر ضرور عمل کرو کل دشمنان بے دین سے دلیرانہ لڑو ان سب کو وقت مقابلہ قتل کر دیون جوہر اپنی تیغ شجاعت کے دکھاؤ کہ بمصداق نظم مولف

سپہ ہاتھ مین ہو نہ وقت مصاف	علم کرکے شمشیر الماس رنگ	نیامون کو توڑو بہ ہنگام جنگ
بجاے سپر رکو سینے پہ وار	کیے دیتے ہین تم سے ہم صاف صاف	کرے وار جب دشمن نابکار
ہر اک ضرب شمشیر ایسی تو ہو	دلیرانہ آگے بڑھا کر قدم	علمدار لشکر سے کہیو ہمہ
کہین سب شہین مرحبا مرحبا	کہ اک وار مین دشمن جان ہو دو	کر و اس طرح دشمنون سے وغا

لشکر کفار کے کہ گیشا اپنے لشکر کے جوانون سے متوجہ ہو کر اس طرح باواز بلند ان سے کہتے تھے کہ اے جوانان شمشیر زن واے لشکریان چیطار و ہین تن آگاہ ہو کہ آج سامنا اہل اسلام کا ہی یہ وہ لوگ ہین کہ تمھارے دشمن جان و ایمان ہین ان کو قتل کرنا لازم ہی کیونکہ نہایت سرکش ہین اپنے دین کا فروغ چاہتے ہین اور دین دنیا سے مٹانا چاہتے ہین ہمارے نزدیک ان کا قتل کرنا ضرور ہی یہ لوگ تمھارے خداوندکی پرستش نہین کرتے اُن کو بُرا کہتے ہین سوا اس کے آمادہ شر و فساد پر ہین تم بھی ان کو ہنگام جنگ زندہ نچھوڑنا ان کی خونریزی مین کوشش کرنا حتے الامکان اپنا سے کسی کا نام و نشان نرکھنا اس سرزمین سے ان کو زندہ جانے ندینا انھون نے یہان آکر پے در پے صدمہ و رنج دیا ہی غوغا سے رعد آواز و ہیران کج ابرو کو کہ جو پہلوانان بے مثل و نظیر تھے انھین قتل کیا ہی آج تم اُن کے خون کا ان سے انتقام لینا ہنگام رزم دلیرانہ ان کو قتل کرنا خداوند تم سے خوش ہونگے چیطار و ہین تن اور حسین سنرقیا بادشاہ جنکے ہم اور تم نمکخوار ہین وہ بھی تم سے رضامند ہو کر خلعت و انعام دینگے دیکھو دنیا بے ثبات ہی اور اہل دنیا فانی ہین حیات چند روزہ کے واسطے دنیا مین پیدا ہوئے ہو ایک دن تم کو مرنا ضرور ہی جس طرح کہ آبا و اجداد تمھارے دنیا مین نرہے یاد رکھو کہ تم بھی نرہوگے اجل کو اپنے سے دور نہ سمجھو کہ بمصداق این شعر

اجل لگائے ہوئے تاک ہر کسی پر ہی	بہوش باش کہ عالم رہ وا روی پر ہی	زمانہ ایک حال پر نہین رہتا ہی نہ

انسان ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہی بس مناسب ہی کہ حیات چند روزہ مین وہ کام دنیا مین انسان کر جائے

کہ بعد مرنیکے اہل دنیا اُن کو یاد کرین مطلب ہمارا اس تقریر سے یہ ہی کہ آج تم بھی اس میدان جنگ مین ان مسلمانون سے ایسا لڑو کہ لڑائی تمھاری یادگار رہے یہ کہکر گرگیت اور نقیب وسط میدان جنگ سے علحدہ ہوئے اُسوقت دونون لشکرون کے جوان بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا پر نظر کرکے گرگیت اور نقبا کی تقریر سنکے ایسے آمادہ جنگ ہوئے کہ مرگ کو بہتر از حیات جاننے لگے جو ایسے نام ہوئے جوش شجاعت سے بے اختیار اپنے حریفون پر ارادہ حملہ کرنے کا کیا قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے صفون سے نکلنے کا ارادہ کیا کہ یکایک سب کے پہلے مجیطار روئین تن نے جوش شجاعت مین اپنا گردن بڑھا کر وسط میدان جنگ مین آکر اہل اسلام کی طرف دیکھکر باواز بلند کہا کہ اے اہل اسلام تم سب مین وہ کون ہی کہ جس کا نام صاحبقران ہی اور تو نماسے رعد آواز و ہیران تیغ ابرو کا قاتل ہی چاہتا ہون کہ وہی میرے مقابلے کو آئے مجھسے جنگ آزما ہو یہ تقریر اُس کی سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سے اذن جنگ حاصل کرکے لوح طلسمی کو باینیت دیکھنے لگے کہ مجیطار روئین تن سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کیا جائے اور یہ نابکار کیونکر قتل ہوگا تدبیر اس کے قتل کرنے کی کیا ہی لوح طلسمی نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرکے مرکب اپنا بڑھایا جب روبرو حریف نابکار کے پہونچے مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان جس کو تو نے طلب کیا تھا وہ مین ہی ہون سب لوگ مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی غوغاسے رعد آواز و ہیران تیغ ابرو کو قتل کیا ہی اسوقت تجکو بھی مین اگر چاہا خداوند عالم نے تو قتل کرونگا میری شمشیر آبدار خونریز کفار ہی صدہا بلکہ ہزارہا کافران قوی بازو کو مین نے قتل کیا ہی شجاعت میری مشہور عالم ہی مجیطار روئین تن نے بصد غرور و تکبر جواب مین یہ اشعار رجز اپنی زبان پر لاکر اپنی شجاعت و بہادری ظاہر کی کہ نظم مؤلف

نہین میرا ثانی کوئی پر غضب
سمجھتا ہون شیر ژیان کو غزال
نہین ہی مرا قول کذب و خلاف
لگاؤن اگر ضرب گرز گران
تو سمجھون اُسے پشۂ ناتوان
اُسے تیغ سے میدان مین گر کوئی دیو
مرے سے تن چہ ہرگز نہ ہوگا اثر
نہین کوئی ایسا بروے زمین
بھلا تم کرو کیسے مجھے قتل کیا

اگر نعرہ زن ہون مین وقت ستیز
بہنگام حرب و جدال و قتال
کسی سے نہین بند مین جنگ مین
عدو کا نہ باقی رہے پھر نشان
ہوئے سرکشان جہان مجھسے پست
گریزان ہوسکتے ہی میرا غریو
یلی نامور صفدر و صف شکن
جو مجکو کرے قتل از روئے کین

مین ہون وہ جہان مین یل نامور
تو کیسے شیر بھی ڈر کے راہ گریز
مری تیغ بران ہی خارا شگاف
در آتا ہی نیزہ مرا سنگ مین
مقابل ہو گر مجھسے پیل دمان
کئی بار لشکر کو دی ہی شکست
لگاسے عدو گرچہ تیغ و تبر
مجیطار دلاور ہون مین روئین تن
یہان لائی ہی خود تمھاری قضا

مین وہ بہادر ہون کہ دلیران روے زمین مجھسے زیر و پست

ہین میرے نزدیک مثل پشتون کے فیلان مست ہین میری ضرب گرز گران کی پناہ نہین میری نظر مین کچھ بھی یہ تمھاری سپاہ نہین ایک حملے مین سب کو بھگا دونگا تم کو قتل کرکے جو کہتا ہون لوگون کو دکھا دونگا دنیا مین میرا مثل و نظیر نہین ہی مجکو جنگ مین ضرورت شمشیر نہین ہی علاوہ ضرب گرز گران کے ضرب مشت میری برائے ہلاک عدو کافی ہی نعرہ شیرانہ میرا سر میدان جنگ برائے پروانگی مرغ روح عدو وافی ہی جس کو نظر تند سے دیکھون وہ کثرت خوف سے ہلاک ہو جاسکے خرمن تن پر برق شمشیر میری گرے وہ جل کر خاک ہو جائے تم پہلے شاید میرے خوف سے

گوشۂ قبر مین پنہان ہوا ہی قابل میرے زور و قوت بازو کا ایک جہان ہوا ہی دلیران عالم میرے
حلقہ بگوش ہین میرے مطیع دلیران صاحب عقل و ہوش ہین مین بھی مانند اسفندیار کے روئین تن ہون
مشہور جہان صفدر و صف شکن ہون مین وہ بہادر ہون کہ قدم بڑھا کر کبھی پیچھے نہین ہٹاتا ہون وہ
کوہ گران ہون کہ کوئی حریف مجکو پشت کرگدن سے نہین اٹھاتا وہ مجھ سے آمادہ جنگ ہو جو شخص
اپنی زندگی سے تنگ ہو تلوار میری حریف کو راستہ ملک عدم کا بتاتی ہی ضرب گرز گران میری دشمن کو
خاک مین ملاتی ہی خنجر میرا تشنہ خون دشمن ہی خوف ضرب سنان نیزہ میرے سے نیلگون چرخ کہن ہی
فنون سپہگری مین طاق ہون شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق ہون سوائے حسیلین سبز قبا
بادشاہ ذیجاہ اکثر سلاطین جہان مجھ سے خائف و ترسان ہین سرکشان دنیا میرے قہر و غضب سے
لرزان ہین دم جنگ جنون کو مجھ سے جان بچانا دشوار ہو اگر ان سے میدان مصاف مین کارزار
ہو مرد میدان نبرد ہون قلعہ دار قلعہ زرد ہون شیر بیشۂ شجاعت ہون نہنگ دریائے شہامت ہون
فرمانروائے اقلیم بہادری ہون شہنشاہ کشور دلاوری ہون جرأت مین منتخب روزگار ہون مرد میدان
کارزار ہون محیط روئین تن ہون شجاع و صفدر و صف شکن ہون میری ضرب گرز سے جانبر
ہونا محال ہی قوت میری رشک طاقت رستم و زال ہی محیط روئین تن تا دیر تقریر کرکے
خاموش ہوا جبکہ اس نے اپنی تعریف کی صاحبقران نے سپہری آنکھین دوبارہ پرانی نیت لوح کو دیکھا
کہ محیط روئین تن کو کیونکر قتل کرنا چاہیے لوح طلسمی سے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران
نے اسے یاد رکھا جب محیط روئین تن اپنی قوت و شجاعت کی ثنا کر چکا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او مغرور متکبر بے حد تو نے اپنی شجاعت کی ثنا کی قول
تیرا غلط ہی آگاہ ہو کہ بے مثل و نظیر ذات خدا ہی عبث تجکو اپنی شجاعت پہ ناز ہوا اور دعواے یکتائی
ہی تجھ ایسے بہت سے بہادر خدا نے پیدا کئے ہین مانند اسفندیار کے کہ وہ بھی روئین تن تھا
اب بھی تجھ سے زیادہ قوی دنیا مین موجود ہین خداوند عالم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہی
او یا وہ گو تیرے نعرے سے شیر ژیان کیا بھاگے گا تو ایسا قوی نہین ہی کہ شیر ژیان کو غزال سمجھے
اور شمشیر تیری ہنگام ضرب سنگ کو کاٹ ڈالے اور نیزہ تیرا سنگ مین کیا در آئے گا ضرب گرز
سے او درع کو کیا فیل مست کو ہلاک کرے گا تنہا لشکر کو شکست دینا دشوار تر ہی ہمین یقین
نہین کہ تو نے دم جنگ لشکرون کو شکست دی ہوگی یہ بھی قول تیرا صحیح نہین معلوم ہوتا کہ تیرے
نعرے سے دیو بھاگ گیا ہو یا اب تیرے نعرے سے دیو بھاگ جائے تو کیا ہی اور تیرا نعرہ کیا ہی اور
یہ قول تیرا کہ مین روئین تن ہون مجھ پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ بھی خلاف ہی جب جانتے کہ اسفندیار
ہلاک کیا گیا ہی تو بھی اسی طور یا اور عنوان سے قتل ہو سکتا ہی دیکھنا کہ ہم تجکو کیونکر قتل کرتے ہین
ہم تیری تمام تقریر کا کیا جواب دین کہ تقریر کو ہماری طول ہوگا مختصر و خلاصہ جواب تیرے تمام دعوون کا
یہ ہی کہ تو کاذب ہی اور نالائق ہی کہ تعریف اپنی خود ہی بے انتہا کرتا ہی اپنے روئین تن ہونے پر غرور
کرتا ہی دیکھ یہ نخل غرور بارور نہوگا بلکہ باعث تیری ندامت و پستی کا ہوگا دنیا سرائے فانی ہی ہمیشہ
یہان نہ کوئی رہا ہی نہ رہے گا اگرچہ تو روئین تن ہی لیکن جب وقت اجل تیری آئے گی تو بھی نہ بچیگا
ایک دم مین قتل ہو جائے گا روئین تن ہونا تیرا تجکو قضا سے نہ بچائے گا او کاذب اگر تو نے
دعوے شجاعت کیا ہی تو دلاوری بھی ظاہر کر شجاعت و قوت اپنی دکھا کوئی وار کر تلوار یا ضرب

گرز لگا یا نیزے سے جنگ آزما ہو ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت کس قدر ہے ماہر فنون جنگ ہے یا نہیں ہے دعوی بے دلیل اچھا نہیں ہوتا ہر ایک عاقل راست گو جانتا ہے کہ دعوی با دلیل خوب ہے پس جو جو تو نے قبل اس کے دعوے کیے ہیں اُن کو بدلائل صحیح ثابت کرو ورنہ مردان ہر دو سپاہ تجھ کو یاوہ گو اور کاذب تصور کریں گے محیط روئین تن نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے لیکن مصلحت وقت یہ ہے کہ تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو تجھ پر وار کرو شمشیر و نیزہ و گرز لگا لو تمنائے جنگ لے کر دنیا سے نہ جاؤ دیکھو میں سپر سر پر جھکائے ہوں بقوت تمام ضرب شمشیر لگاؤ یا گرز لگاؤ یا نیزے کا وار کرو یا تیر لگاؤ بعد تمھارے وار کرنے کے میں ایک ہی ضرب میں کام تمھارا تمام کروں گا صاحبقران نے فرمایا ہم اہل اسلام کا یہ دستور نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی حربہ جنگ کا لگائیں لڑائی میں سبقت کریں جب تیری ضرب گرز یا نیزے سے خدا ہمارا ہم کو بچالے گا اُسوقت ہم بھی تلوار لگائیں گے محیط روئین تن نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمھاری آگئی خیر اگر تمھاری خواہش یہی ہے تو ہوشیار ہو جاؤ قلب و جگر و سینے کو اپنے بچاؤ اگر ضرب نیزہ تم سے رک سکے تو روکو صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم خبردار ہیں اللہ ہمارا حافظ و نگہبان ہے تو ضرب نیزہ لگانے میں کوتاہی نکر خوب دیکھ بھال کر نیزہ لگا مگر اپنے نیزے سے بھی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ قلم ہو جائے پھر دست ندامت اس مجمع کثیر میں تجھ کو حاصل ہو محیط روئین تن یہ سنکے بولا کہ نیزہ میرا آج تک کسی نے قلم نہیں کیا تم اس نیزہ خطی کو کیا قلم کروگے یہ کہکر نیزے کو اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینے پر لگایا ادھر صاحبقران نے اپنی تلوار کو علم کرکے مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر ایسی چالاکی سے شمشیر لگائی کہ نیزہ درمیان سے مانند نے کے قلم ہو گیا نصف نیزہ مع سنان کٹ کر زمین پر گرا محیط روئین تن کو حیرت ہوئی ندامت سے ہمہ تن پسینے سے تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق ندامت میں غرق ہو گیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا بعد ایک لمحہ کے محیط روئین تن نے برہم ہوکر ڈانڈ نیزے کی کر گردن کو بڑھا کر سر صاحبقران پر لگائی ادھر امیر با توقیر نے وار اس کا خالی دے کر مسکرا کر کہا کہ اے محیط روئین تن خداوند عالم نے تیرے نیزے سے ہمارا قلب و جگر بچایا جو تو نے کہا تھا وہ نہوا نیزہ بھی تیرا تیرے غرور سے قلم ہو گیا اب اور کوئی وار کر بہادری و شجاعت اپنی دکھا اپنے دعووں کا خیال کر قول کو اپنے یاد کر محیط روئین تن یہ کلمات طعن آمیز سنکے از حد غضبناک ہو کے گرز نہایت گران اٹھا کر دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر گردش دے کر اپنے خداوند گل نرگس کو پکار کر بقوت تمام ضرب گرز سر صاحبقران پر لگائی اس طرف امیر با توقیر نے تلوار نیام میں رکھکر مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر کلہ گرز پر نظر کرکے دوسرا ہاتھ اپنا برابر مشت محیط روئین تن پہونچا کر نعرہ کرکے بزور قوت بازو زور کرکے گرز اس کے ہاتھ سے چھین لیا اسوقت اہل اسلام نے فرط خوشی سے بکثرت شور تحسین و آفرین بلند کیا مردان لشکر کفار کو حیرت ہوئی خصوصاً حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کہ اپنے قلعہ پر سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا نیزہ قلم ہونے اور گرز چھن جانے سے نہایت متحیر و رنجیدہ ہوا ادھر محیط روئین تن کے بھی ہوش و حواس حیرت سے بجا نرہے گھبرا گیا سارا نشہ بادہ غرور اتر گیا خجالت سے سر جھکا کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس اگر ضرب میرے اس گرز کی سر صاحبقران پر پڑ جاتی تو یہ ندامت حاصل نہوتی حوصلہ میرے دل کا نکلجاتا افسوس نکرتا صاحبقران نے تقریر اس کی سنکے کہا کہ اے محیط روئین تن ہر چند کہ کوئی عاقل حربہ اپنے دشمن سے چھین کر پھر اُس کو نہیں دیتا ہے مگر ہم تجھ کو

دیتے ہین سے یہ گرز ایکی مرتبہ پھر بقوت تمام ضرب لگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ہمین منظور یہ ہی کہ تجکو
اس میدان جنگ مین اچھی طرح ذلیل و نادم کرکے قتل کرین یہ فرماکر اُسکو گرز دیدیا اُس نے گرز لیکر
دوبارہ گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ایکی مرتبہ امیر باتوقیر نے وار اُس کا خالی دیا
محیط رویین تن گرانی گرز سے جھکا اسی حالت مین بعجلت تمام صاحبقران نے پھر گرز مذکور کو
اُس کی کلائی مروڑکر چھین لیا بعدہٗ خاک پر ڈال کر جلد ہاتھ اپنا زنجیر کمر محیط رویین تن مین ڈالکر نعرہ
کرکے جھٹکا دیا کہ رکابین اُس کے قدمون سے جدا ہوئین پھر زور کرکے پشت فرس سے اُس کو تا سینہ اٹھایا
زور دوم مین برابر سر کے اونچا کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے گردش دے کر خاک پر زور سے
پٹکا محیط نے ارادہ اُٹھنے کا کیا صاحبقران نے مرکب سے اُترکر اُس کے سینہ پرکینہ پر قدم رکھکر
پوچھا کہ حالا در شناختن پروردگار عالم و عالمیان چہ میگوئی اُس بے دین و بدانجام نے جواب دیا کہ بجز
خداوند گل نرگس کے اور کسی کو سجدہ نکرونگا یا صاحبقران تمھارے خدا کو اپنا خدا نجانونگا ایسے
وقت مین اپنے خداوند سے منحرف نہونگا اپنے دین آبائی سے بیزار نہونگا یہ کلام اُس بدانجام کا سنکے
امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا فی الفور وہی تلوار جس کا قبضہ سنہری تھا نیام سے کھینچکر وہی اسم اعظم
الٰہی جو لوح طلسمی مین دیکھکر یاد کر لیا تھا سات مرتبہ ورد زبان کرکے تلوار پر دم کرکے اس طرح اوپر
گردن کے ضرب شمشیر لگائی کہ گردن اُس کی اُس کے تن سے جدا ہوگئی ایسے وقت مین صاحبقران
نے نعرہ تکبیر کیا جملہ اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ امیر کشورگیر نے محیط رویین تن کو قتل کیا یکبارگی
اہل اسلام نے شور مرحبا و جزاک اللہ و تحسین مرحبا کا کیا سب کو نہایت خوشی حاصل ہوئی مگر سواران
لشکر محیط رویین تن کو رنج ہوا علے الخصوص حسین سبز قبا کو قتل محیط رویین تن کا صدمہ
ہوا تا دیر سر بزانو رہا دریاے حیرت مین غرق رہا بعدہٗ سر زانو سے اُٹھا کر اپنے وزیر دانشمند سے کہا
جاے تعجب ہی کہ شمشیر صاحبقران سے محیط رویین تن قتل ہوگیا کیسی تلوار تھی کہ رویین تن پر
بھی کارگر ہوئی وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اے بادشاہ مین بھی متحیر ہون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا غضب
ہوا تینون پہلوان جو طلسم بند تھے وہ یون قتل ہوئے وزیر مذکور اگرچہ مسمی دانشمند تھا اسم بامسمی
تھا لیکن اس راز سے آگاہ نہ تھا کہ ببرکت اسماے الٰہی کے جو لوح طلسمی پر نظر آتے تھے اور لوح مذکور
نے انھین اُن اسم اعظم الٰہی کے پڑھنے کی ہدایت کی تھی تلوار عوغا سے رعد آواز و بہران گنج ابرو
و محیط رویین تن پر کارگر ہوئی تھی ورنہ اشخاص مذکور طلسم بند تھے کبھی قتل نہوتے خصوصاً محیط
رویین تن تلوار سے قتل نہوتا الحاصل شاہ و وزیر مذکور الصدر تو بالاے قلعہ سبز نگار دریاے حیرت
مین غرق تھے ادھر لاشہ محیط رویین تن کا بعد جدا ہونے سر کے زمین پر تڑپا سواران لشکر
محیط رویین تن نے جو اپنے مالک و افسر محیط رویین تن پر نظر کی ایسا خوف و رعب صاحبقران
و اہل اسلام کا اُن پر غالب ہوا کہ بغیر لڑے بے اختیار جنگاہ سے سوے قلعہ چہارم سبز نگار بھاگے سب
لشکر اہل اسلام نے خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ تمام اسباب اُن کا لوٹ لیا اور تھوڑی دور تک اُن کا
تعاقب کیا آخر کار حکم صاحبقران سے ہمراہ رکاب امیر تعاقب سواران مذکور کا ترک کرکے داخل قلعہ
سوم ہوئے قلعہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا تمام مال و اسباب قلعہ پر قبضہ کیا ہر ایک دیندار از حد
خوش ہوا خصوصاً اس فتحیابی سے بادشاہ صاحبقران موصوف از حد شادمان ہوئے سجدہ شکر
پروردگار کیا اہل لشکر اسلام فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوگئے حکم بادشاہ لشکر اسلام و راے صاحبقران

عالی مقام سے سامان جشن فتحیابی ہونے لگا بزم عیش آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط حاضر ہوئے بادشاہ اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام زینت افزاے بزم عشرت ہوئے نازنینان خوش گلو و خوبرو حسب الحکم بادشاہ موصوف و صاحبقران ممدوح مع اپنے سازندون کے حاضر محفل عشرت ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگین ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ مرتبہ والا اس جشن سے خوش تھا جملہ اہل بزم بصد خوشی رقص و نغمہ نازنینان خوبرو دیکھنے سننے لگے اُن نازنینان خوبرویون سے ایک مطربہ خوبصورت و خوش گلو نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

ہر وقت عاشق کی گفتگو ہی / کانٹون کیطرح تمھاری خو ہی
وہ دل کی تلاش پر ہو ہوئے / کس کھوئے ہوئے کی آرزو ہی
حیران بنا کھڑا ہے کوئی / آئینہ تمھارے روبرو ہی
یہ گنبد آسمان بھی زندہ / خم خانۂ دہر کا سبو ہی
کیونکر تجھے چھوڑ کین ڈھونڈھنا / اب تو ہمین اپنی جستجو ہی
ہم ہونگے وہین جہان وہ ہوگا / ساقی سے ہماری آبرو ہی
قاتل دیکھے تو مین دکھاؤن / یہ دل ہی یہ خون آرزو ہی
مشتاق ہمارہین کان احسان / ہم سنتے ہین یا خوش گلو ہی
اس باغ ہے کا دیکھ لو تماشہ / ٹھہرو کہ ہجوم آرزو ہی
کیون ہم کو جیسے حور کی تمنا / کیا تجھ سے زیادہ خوبرو ہی
دل کو تو کرے پسند ناوک / خنجر کے لیے مرا گلو ہے
مانے گی نہ لے لڑے سر بزم / یہ آنکھ تری وہ جنگجو ہی
کہتے ہین وہ کہ وصف گیسو / الجھی ہوئی تیری گفتگو ہی
دل کشتۂ غم کا تھا جو نازک / پھولون مین بھی جھلبھلی لہو ہی
کس طرح رگ گلو کٹے گی / اے یار اسی کے پاس تو ہی

تمامی اہل بزم اشعار مندرجہ غزل بگوش سننے لگے ماہران فن شعر و سخن جو وہان موجود تھے وہ اکثر اشعار کی بجاے خود تعریف کرنے لگے جوانان اہل بزم مطربہ مذکورہ کی خوش آوازی کے ثناخوان ہوگئے جب مطربہ مذکورہ نے غزل تمام کی حکم امیر با توقیر سے اسنے انعام کثیر پایا وہ انعام لیکر بزم سے باہر گئی بعدہٗ حسب الحکم اور ایک مہ جبین نہایت حسین و کم سن مطربہ خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکر روبروے اہل بزم رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم عشرت بخوشی و خرمی ناچ گانا اس کا دیکھا سنا کیے جب نصف شب سے زیادہ گذری بزم عشرت برخاست و موقوف ہوئی بادشاہ و صاحبقران و جملہ شاہ و شاہزادگان و تمامی سرداران سپاہ بزم عشرت سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمے مین جاکر راحت پذیر ہوئے جب صبح ہوئی بعد ادائے نماز سحر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ فکر و غور کرکے ایک نامہ بعد لکھوانے القاب اور آداب شاہانہ کے اس مضمون کا لکھوایا کہ اے بادشاہ ذی جاہ عالی منزلت والا ہمت عنایت و امداد خداوند عالم و عالمیان سے ہم نے تینون قلعے فتح کیے غوغاے رعد آواز و پیران پیچ ابرو و کجیطار و کبین تن کو تیغ کیا قلعون پر اپنا قبضہ کیا اب آپ کو کیا منظور ہی سر میدان ہم سے مقابلہ و محاولہ کیجیے گا یا قلعہ بند ہو بیٹھیے گا ہم آپ کو بزرگ اپنا جان کر چاہتے ہین کہ آپ راہ حق اختیار کرین راہ باطل کو چھوڑین طریق ضلالت سے روگردان ہون اب خداوند گل نرگس کی پرستش نکرین باغ پر بہار دین اسلام کی سیر کرین کہ دین حق یہی ہی بہتر اس دین سے کوئی دین نہین ہی جاے عجب ہی کہ آپ ایسا عاقل و فہمیدہ ایک شاخ گل نرگس کو سرسبز و شاداب دیکھکر اس کو خداوند بصدق و یقین جان کر سجدہ کرے اور یہ خیال نکرے کہ شاخ گل نرگس لائق سجدہ نہین ہی اور یہ ڈالی نرگس کے پھول کی خدا نہین ہی مانند دیگر شاخہاے گل کے ہی ہان لائق سجدہ اور خالق برحق اور معبود مطلق یقین جانیے کہ وہ باغبان عالم کون و مکان ہی کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مہر و ماہ درختستان شجر و حجر برگ و بار گل و غنچہ و شاخ چرند و پرند انسان و حیوان دیو و جن و پری و حور و غلمان

ملائکہ وغیرہ کو پیدا کیا ہے اور قابل ثنا سے لاتعد وہ رب لایزال ہے کہ جس نے اپنی حکمت بالغہ سے ہزارہا گلہاے رنگین و شجر و غنچہ ہاے رنگ برنگ کو گلستان عالم میں ہویدا کیا ہے کہ بمصداق این قطعہ

ثنا کے ہے قابل وہ یکتا خدا — نہیں جس کا ثانی کوئی دوسرا
وہ قدوس ہے اور سبوح ہے — خدا ہے ملک مالک روح ہے
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ — یہ مصنوع ہیں اور صانع اله
وہ رزاق ہے ذات رب قدیر — کہ قبل از ولادت کیا خلق شیر
اسی کے لیے ہے ہمیشہ ثبات — اسی کے ہے قبضے میں موت و حیات
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا — نہیں ایسا قادر کوئی دوسرا
ستاروں سے کی زینت آسمان — بشر سے مزین زمین جہان
کسی شے کی اسکو نہیں احتیاج — وہ چاہے جسے دے ابھی تخت و تاج
وہ جبار ہے اور قہار ہے — وہ غفار ہے اور ستار ہے
وہ ہے مرتفع اس کا قصر جلال — کہ ہے نارسا مرغ وہم و خیال
نہیں چشم و گوش اسکے اے بوالعجب — یہ بینا ہے وہ اور سنتا ہے سب
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا — نہاں جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
ہر کیا آب بر عکس حکم اله — کریں مہر و مہ قطع اک ذرہ راہ
اگر حکم سے اسکے پروانہ آئے — یہ کیا تاب پھر شمع اسکو جلائے
اگر رنگ قدرت کرے آشکار — تو فصل خزاں میں ہو پیدا بہار
سر خار رشک رگ گل بنے — دھواں آہ بلبل کا سنبل بنے
ہوئیں جزو میں گر جگہ کل کو دے — تو اک غنچہ مٹھی میں گلشن کو لے
وہ چاہے تو گلشن کو گلخن کرے — وہ چاہے تو گلخن کو گلشن کرے
وہ چاہے تو معمول عامل بنے — وہ ناقص کو چاہے تو کامل بنے

وہ یکتا ہے ذات خدائے غفور — کہ ہے سب سے نزدیک ہے سب سے دور
وہی باعث رفعت آسمان — اسی نے بنایا ہے سارا جہان
بشر تھا کبھی ایک قطرہ مگر — کیا صورت پاک سے جلوہ گر
وہی باعث فضل و احسان و جود — کیا اس نے ہے کون و مکان کو نمود
بلاشک وہی ہے علیم و خبیر — عیاں اس پہ ہے حال ما فی الضمیر
کیا اپنی قدرت سے ہر شجر — عیاں ظلمت شب سے نور سحر
وہی اس کو بخشا مناسب جو تھا — اسی کے ہیں مملوک شاہ و گدا
وہ قادر بھی ہے اور توانا بھی ہے — وہ عالم بھی ہے اور دانا بھی ہے
محب ہے وہی اور محبوب ہے — ہے طالب وہی اور مطلوب ہے
لکھے کل جہان وصف اسکا اگر — رہے تا ابد مبتدا بے خبر
عیاں ہے جو یہ صنعت ذو الجلال — نمونہ تھا اس کا نہ کوئی مثال
رہے حکم خلاق دشت و جبل — کہ چلتا ہے دریا سا اس سے جبل
کھلیں گل جو بے حکم پروردگار — تو ہوں شاخ پر بار مانند خار
دکھائے ہم وہ اگر لطف و قہر — تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
شگفتہ ہو اس رنگ سے بوستان — کہ ہو غیرت افزائے باغ جنان
کرے گل کو گر جزو سے آشکار — تو اک گل سے پیدا ہوں گلشن ہزار
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے — وہ چاہے تو قطروں میں دریا بہے
وہ چاہے تو ذرہ ہے آفتاب — وہ چاہے تو ہو آسمان پر حباب
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے — وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے

کیونکہ وہ قادر ہے ہر شے پر ہر رنگ گل میں قدرت اس کی آشکار ہے اور غنچہ و نخل و شاخ و ثمر سے صنعت اس کی اظہار ہے شاخ گل نرگس بھی اسی کی مخلوق شئے ہے پس معبود کو چھوڑ ایک مخلوق کی پرستش کرنا اس کو سجدہ کرنا کفر و بے دینی ہے مناسب و لازم ہے کہ ترک پرستش شاخ گل نرگس کیجیے گل نرگس کی طرف بہ نظر خداوندی نہ دیکھیے اس شاخ میں شاخ خداوندی نہ پیدا سمجھیے گمراہ نہ ہو جیے راہ راست پہ آئیے اعتقاد اپنا درست کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے اسی کو سجدہ کیجیے رستگار ہوجیے بندگان نیک خداوند عالم میں داخل ہوجیے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہے نہیں معلوم کس وقت اجل آجاے تو دنیا سے با سلام و ایمان جائیے سلاطین زمانہ سابق ملک و خزانہ و مال و اسباب سب دنیا میں چھوڑ گئے بجز اعمال و کفن کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لے گئے سکندر را ایسا بادشاہ ذی جاہ دنیا سے خالی ہاتھ گیا بمصداق این شعر فنا کے بعد کچھ سامان نہ ملکی اور مالی تھے سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے + ایمان و اعتقاد و اعمال نیک و بد ہر بشر کے ساتھ جاتے ہیں ملک و مال وغیرہ کچھ ساتھ نہیں جاتا ہے عاقل کو لازم ہے کہ زر و مال جو کہ ساتھ چھوڑنے والا ہے اس کی طرف توجہ نہ کرے اپنے عقبا کی طرف نظر کرے ان کی درستی میں شب و روز سعی کرے تا کہ انجام بخیر ہو ورنہ عقبیٰ داخل جہنم ہو

آپ بھی اپنے عقائد مذکور درست کیجیے مذہب باطل کو ترک کیجیے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوجیے خدا وند
گل نرگس کی پرستش سے انحراف اختیار کیجیے جنگ سے صلح بہتر ہوتی ہے آئندہ آپ کو اختیار ہے جواب اس
نامے کا جلد ارسال کیجیے تاکہ موافق جواب نامہ عمل کیا جاوے یعنی اگر آپ دین اسلام اختیار کریں تو فہو المراد
ورنہ سامان جنگ کیا جاوے جب نامہ باین مضمون میر منشی لکھ چکا سرنامے میں نامہ رکھکر مزین بمہر صاحبقران
کیا گیا حسب قاعدہ سرنامہ بھی درست کیا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے سر دربار موافق
قاعدہ قدیم ایک چوکی نقرئی مرصع کار پر نامہ اور جام شربت اپنے ملازموں سے رکھوا کر باواز بلند فرمایا کہ
اے سرداران لشکر اسلام واے دلیران سپاہ اہل اسلام خیر انجام تم سب میں کون ایسا بہادر ہے کہ یہ جام
شربت پیے اور اس نامے کو حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار تک پہونچا کر جواب اس نامے کا لاوے
ہنوز صاحبقران نے بابت نامہ بری ارشاد کیا تھا کہ یکایک اپنے دنگل سے مملوک بن مالک
نے اٹھکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں نامہ لے جاؤں صاحبقران نے فرمایا تم کو اختیار ہے مملوک بن
مالک نے وہ جام شربت نوش کر کے بیڑہ پان کا کھایا اور اس نامے کو باحترام اپنی کلاہ زریں میں رکھکر
بالاے سر رکھا بعد میں دربار سے باہر جاکر اپنے لشکر سے ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار منتخب کر کے مرکب
پر سوار ہو گئے ان کو اپنے ساتھ لے کر سوئے قلعہ سبز نگار مرکب کو جولان کیا ہنوز دلاور مذکور قلعہ
مذکور تک نہ پہونچا تھا کہ مخبر سبک پا نے اپنے بادشاہ حسین سبز قبا سے جاکر مملوک بن مالک
کے نامہ لے کر آنے کی خبر بیان کی شاہ مذکور نے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو انواع واقسام کی زینتوں
سے مزین کیا جاوے اور نامہ دار کو نہ روکا جاوے بلکہ اس کے استقبال کے واسطے اپنے وزیر دانشمند
واکثر امراے نامی کو بجمعیت سپاہ کثیر روانہ کیا وزیر و امراے مذکور نے ہمراہی سپاہ کثیر قلعہ سے باہر جاکر
مملوک بن مالک کا استقبال کیا بعدہ اسکو بصد عزت وحرمت داخل قلعہ کیا جب مملوک
بن مالک داخل قلعہ ہوا ہر طرف براے سیر نگران ہوا شہر کو پاکیزہ وآباد دیکھا مرد وزن کو نہایت
حسین وخوشرو پایا شہر میں عمارات پختہ ونفیس بکثرت نظر آئیں سوا اس کے شہر کو انواع واقسام کی
زینت وآرایش سے آراستہ دیکھا مگر جملہ ساکنان قلعہ مذکور کو بے دین و بد اعتقاد پایا کہیں مسلمان و
خدا پرست نہ دیکھا غرضکہ دلاور موصوف شہر کی سیر کرتا ہوا دربار حسین سبز قبا میں پہونچا دربار کو نہایت
آراستہ پایا انواع واقسام کی زینتوں سے مزین دیکھا سرداران سپاہ وامرا ورفقا کا مجمع دربار میں دیکھا
ہر ایک کو علے قدر مراتب دنگل کرسی میز وغیرہ پر با ادب بیٹھے دیکھا اور صدر دربار میں بالاے تخت زریں
حسین سبز قبا کو تاج جواہر نگار بر سر قباے شاہی در بر کئے ہوئے بیٹھا ہوا پایا جب مملوک
بن مالک قریب شاہ مذکور پہونچا بادشاہ نے بھی نامہ دار کو شاہزادہ وذی عزت جان کر کچھ تخت
سے اٹھکر استقبال کیا یا کرنا چاہا اور نظر اٹھا کر دیکھا نامہ دار ممدوح نے موافق دستور سلام بطرز اہل اسلام
کیا شاہ مذکور نے قریب اپنے بالاے دنگل زریں وجواہر نگار اشارہ بیٹھنے کا کیا نامہ دار اسی دنگل پر
بیٹھا اسی وقت شاہ مذکور نے ایک ساقی کو کہ وہ خدا پرست تھا طلب کیا وکشتی شراب کی مع شیشہ و
ساغر لے کر حاضر دربار رہا پھر بایماے بادشاہ ساقی نے جام بلوریں شراب ناب سے بھر کر مملوک
بن مالک کو دیا اس نے اس کو مسلمان پاکر جام اس کے ہاتھ سے لے کر شراب پی جب نشہ شراب
ہوا اور دماغ بادہ تند و تیز سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
شاہ مذکور نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے شاہ مذکور سے احترام نامہ مذکور کا کر کے جیسا کہ

قاعدہ و دستور ہی انھین شرائط پر شاہ مذکور سے عمل کرا کر کلاہ زرین سے نامہ نکال کر حسین سبز قبا
کو دیا اُس نے نامے کو باحترام سے کر میر منشی کے حوالے کیا اُس نے سر نامے کو چاک کرکے نامہ نکال کر
حکم بادشاہ سے باواز بلند پڑھا حسین سبز قبا نے تمام و کمال عبارت نامہ حرف بحرف سنکے اپنے
وزیر دانشمند سے بمقدمہ جواب نامہ مشورہ کرکے میر منشی کو حکم دیا کہ بعد القاب و آداب مناسب
کے یہ عبارت جواب مین اس نامے کے بالائے پشت نامہ مذکور تحریر کرو کہ یا صاحبقران عالی مقام
نامہ آپ کا ہمین پہونچا مضمون نامہ سے کما حقہ ہم کو آگاہی ہوئی جو آپ نے ہم کو ہدایت دین اسلام
کی کی ہی ہمین مسلمان ہونے مین سوا اس کے اور کوئی عذر نہین ہی کہ فہیم عالی جو عامل زبردست
تھے جنھون نے اپنے علم و حکمت و زور عمل خوانی سے یہ چارون قلعے مع تین قلعدار کہ جنکو آپ نے
کسی تدبیر سے قتل کیا ہی اور ہم کو اب تک ان کے قتل ہونے کی حیرت ہی بنا سکتے تھے اور ایک شاخ
گل نرگس اس قلعے مین بالائے طاق رکھ گئے تھے اور یہ کہ گئے تھے کہ یہی تمھارے خداوند ہین
انھین خداوند گل نرگس کی پرستش کیا کرنا اسوقت سے ہم خداوند گل نرگس کو سجدہ کرتے ہین باین دلیل
قوی اُن کو خداوند اپنا جانتے ہین کہ فہیم عالی کو یہان سے جانب قاف گئے ہوئے ایک زمانہ بعید
گذرا ہی اور وہ شاخ گل نرگس اب تک اُسی طور سے سرسبز ہی ذرا بھی خشک و پژمردہ نہین ہوئی ہی
نہ وہ گل نرگس سوکھا ہی اُسی طرح سے اب تک تر و تازہ ہی اور شاخ بھی ہری ہی اگر ہمکو اسرار گل و
شاخ مذکور کے سرسبز و تازہ رہنے کا معلوم ہو جاے یا شاخ مذکور مع گل خشک ہو جائے تو بیشک
ہم خداوند گل نرگس کو اپنا خداوند نجانین اور آپ کی ہدایت پر عمل کرین اگر آپ اس باب مذکورہ
بالا مین کوشش کرکے اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس سے آگاہ کر دین تو پھر ہم بے عذر و انکار مع
اپنے تمامی ساکنان شہر کے مسلمان ہو جائین ہم کو آپ سے لڑنا اور قلعہ بند ہونا منظور نہین ہی فقط
مسلمان ہونے مین یہی عذر ہی کہ کیا وجہ ہی جو برسون سے شاخ مذکور اُسی طور سے سبز و شاداب ہی
اس مین کیا بھید ہی جب جواب نامہ بعبارت مندرجہ میر منشی لکھ چکا لفافے مین وہی نامہ مع جواب
رکھکر سر بمہر کرکے سر نامہ حسب قاعدہ درست کرکے شاہ کو دیا بادشاہ مذکور نے وہ نامہ ملوک
بن مالک کو دیا پھر کشتی خلعت فاخرہ کی کہ لائق بادشاہون کے وہ خلعت تھا ملبوس کرکے
ملوک بن مالک کو دیا نامہ بر خلعت سے متخلع ہو کر رخصت ہو کر ہمراہ اپنی سپاہ کے خدمت
صاحبقران مین آیا نامہ مذکور دیکر تمام حال جو دیکھا سنا تھا بیان کیا بعدہ اپنے ڈنگل پر بیٹھا
صاحبقران نے جواب نامہ کی عبارت پر نظر کرکے کچھ نہ فرمایا جب دربار برخاست ہوا امیر با توقیر
اپنی بارگاہ مین گئے طیفور گردپا بھی ہمراہ تھا صاحبقران نے اپنے عیار طرار طیفور گردپا
سے خلوت مین فرمایا کہ اے یار وفادار کوئی ایسی تدبیر کر کہ اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا ظاہر ہو
تاکہ حسین سبز قبا مسلمان ہو اور تمامی اہل قلعہ بھی اُس کے دین اسلام اختیار کرین ترقی
دین اسلام ہو خواجہ طیفور گردپا نے عرض کیا کہ آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائین شاید اُس سے کچھ
حال سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو امیر با توقیر نے لوح طلسمی مذکور پر نظر کی اُس کو شکل
ساکت روشن نہ پایا طیفور نے عرض کیا کہ مین اس بارے مین کوشش کرونگا چنانچہ اُسی روز
سے طیفور گردپا نے نہایت ضعیف لوگون سے جا کر یہ دریافت کیا کہ کچھ تم کو سبب ہرا رہنے
شاخ گل نرگس کا معلوم ہی سب نے تو بیان کیا کہ ہمکو آگاہی نہین ہی لیکن ایک مرد پیر زمین گیر از حد ضعیف

ہمدم یوسف دا ستخوان مسمی حجاج شامی نے کہا کہ مین رہنے والا شام کا ہون عنوان شباب مین اپنے وطن سے یہان آیا تھا اُسی زمانے مین مجھسے اور فہیم عالی سے رسم و راہ ہو گئی تھی کہ اکثر مین اُس کے پاس جاتا تھا اور وہ مجھسے بلطف پیش آتا تھا عالی کمال علم و حکمت و کل خوانی مین وحید روزگار تھا پہلے اُسی نے واسطے اپنے علم و حکمت ظاہر کرنے کے اور نام اپنا باقی رکھنے کے یہ چارون قلعے زر لاتعد صرف کر کے بصد فکر و کوشش بنوائے تھے تین قلعدار اور ایک بادشاہ چوتھے قلعے کا مقرر کیا تھا اور قلعون کو آباد کیا تھا پھر وہ یہان سے آٹھ سات کوس کے فاصلے پر ایک صحرا ہے وہان گیا تھا اور ایک باغ مسمی باغ طائران وہان اُس نے بنایا تھا جب وہ باغ تیار ہوا تھا اس طرف سے جو کوئی گذرتا تھا کوئی ایسا سبب ہوتا تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتا تھا مجکو اس حال کے دریافت کرنے کا اشتیاق ہوا ایک روز مین دور تر اُس باغ سے ایک بلندی پر جاکر ٹھہرا تھوڑی دیر مین ایک مسافر اُس طرف سے گذرا جب وہ حد باغ طائران مین آیا دیکھا مین نے کہ فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر بیٹھے اُن مین سے جو طائر سبز تھا اور سب طائرون سے بڑا تھا اُسی طائر نے اُس مسافر اجل رسیدہ سے آنکھ ملائی آواز دردناک افسوس کیا اُس طائر کے یہ صدا دیتے ہی وہ مسافر بیچارہ غریب الوطن آوارہ فی الفور جھلس کر راکھ ہو گیا وہ طائر سبز رنگ باغ مین چلے گئے مین یہ حال عجیب و غریب بچشم خود دیکھکر حیران و پریشان ہنا نظر افتان و خیزان اپنے مکان مین آیا پھر سنا گیا کہ فہیم عالی جانب پردہ قاف گیا ہے اُس زمانے سے اب تک وہ یہان نہین آیا نہین معلوم وہ زندہ ہے یا مر گیا اس قدر حال مجکو معلوم ہے سوا میرے اُس زمانے کا اور کوئی نہین ہے کہ جس کو اس قدر بھی حال معلوم ہو خواجہ خطیفور کر دیا نے اُس مرد شامی سے تمام حال جو سنا تھا وہ خدمت صاحبقران مین حاضر ہو کر بیان کیا امیر با توقیر نے اُس کو اپنے پاس طلب کر کے پوچھا کہ اے حجاج شامی تمہارا کیا مذہب ہے اور تمنے کیا یہان آ کے دیکھا تھا ہم سے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر یہ فدوی اہل اسلام سے ہے بعد اس کے جو کچھ حال خطیفور کر دیا سے بیان کیا تھا وہی حال صاحبقران سے بھی بیان کر کے کہا کہ افسوس ہے فہیم عالی نہین معلوم ہم سے جدا ہو کر کہان گیا اب زندہ ہے یا مر گیا یہ کہکر پوچھا کہ آپ نے مجکو کیون طلب فرمایا تھا اور حال فہیم عالی کا کیون مجھسے پوچھا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ فہیم عالی تو پردہ قاف مین جاکر مر گیا پردہ قاف مین اُس کا بنایا ہوا طلسم ہے ہمنے بعنایت الہی اور بہدایت لوح طلسمی فتح کیا یہان آکر تین قلعدارون کو بھی بہدایت لوح طلسمی قتل کیا قلعون کو اپنے قبضے مین مین کیا ہے قسطین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو ہم نے ہدایت دین اسلام کی تھی اُس نے اس شرط پر دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کیا ہے کہ فہیم عالی جو ایک شاخ گل نرگس طاق پر رکھ گیا ہے وہ سر سبز اب تک کیون ہے اسی وجہ سے خداوند گل نرگس کی ہم پرستش کرتے ہین اگر شاخ مذکور کے سر سبز رہنے کا سر اور ہم پر آشکار ہو جائیگا یا وہ شاخ سوکھ جائے تو ہم بے عذر دین اسلام اختیار کر لین بس اگر تم کو کچھ حال سر سبز ہونے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو تو بیان کرو اور جو کچھ تمہنے کہا وہ تو ہم نے سنا مرد شامی نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر یقینا تو مین عرض کر نہین سکتا لیکن احتمالاً کہتا ہون کہ عجب نہین کہ بنانے باغ طائران باعث سر سبزی شاخ گل نرگس ہو لیکن وہان تک جانا ناممکن ہے کوئی سر حد باغ مین قدم رکھکر زندہ رہ نہین سکتا ہے جیسا کہ قبل اس کے مین نے بیان کیا ہے کہ ایک طائر سبز افسوس کہتا ہے لیکن کہتے ہین وہ شخص جس نے سر حد باغ مین قدم رکھا ہے پانی ہو کر بہ جاتا ہے کوئی اُس راستے نہ جاوے

یہانتک نہین آیا ہر اب راستہ بند ہر کوئی اُدھر نہین جاتا ہر ایک صحراے مہیب اُس باغ کے پاس
ہوگیا ہر وہ راہ نہایت پرخوف و خطر ہر ضروری اُس راہ مین جان کے جانے کا خوف ہر یہ حال
بیان کرکے خاموش ہوا صاحبقران نے اُس کو زر و جواہر بعوض اظہار کرنے بنا باغ طائران سبز
فہیم عاملی کے دے کر رخصت کیا وہ مرد پیر شامی دعاے خیر دے کر چلا گیا بعد جانے اُس مرد شامی
کے ہنگام شب صاحبقران نے لوح طلسم شمشیر جنبان کو کہ مائل بہ سیاہی ہوگئی تھی آب طاہر سے
دھو کر صحرا مین ایک خیمہ استادہ کرا کر برجوع قلب خداوند عالم سے اس امر مین دعا کی کہ یہ لوح طلسمی
روشن ہوجائے اور حال سے سرسبز و شاداب رہنے شاخ گل نرگس کی خبر دے چونکہ ذات خدا ارحم الراحمین
ہر دعاے صاحبقران مقبول ہوئی لوح طلسمی روشن ہوئی صبح کو صاحبقران نے جو لوح کو دیکھا تو
روشن پایا سجدہ شکر خدا کیا بعدہ بہ نیت تدبیر خشک ہوجانے اُس شاخ گل نرگس کے جو فہیم عاملی نے
قلعہ سبز نگار مین بالاے طاق رکھی تھی لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے فاتح طلسم شمشیر
جنبان آگاہ ہو کہ باعث ہمیشہ سرسبز رہنے اُس شاخ گل نرگس کا یہ ہر کہ فہیم عاملی نے بزور اپنے عمل کے
چند جنون کو باغ مین طائران سبز بنا کر چھوڑ دیا ہر اور اسی باغ مین اُن کو مقرر کیا ہر اُن مین سے ایک
طائر سبز کلان ہر جب کوئی شخص حد مین باغ مذکور مین قدم رکھتا ہر وہ طائر مع دیگر طائرون کے بالاے
دیوار باغ آتا ہر اور اُس شخص کو دیکھکر باواز بلند کہتا ہر افسوس افسوس افسوس جب وہ یہ کہکر خاموش
ہوتا ہر وہ شخص پانی ہوکر بہ جاتا ہر نام اُس طائر سبز کلان کا عزاب جنی ہر وہ اسی کام پر مقرر ہر تاوقتیکہ
وہ طائر کلان ہلاک نہو وہ شاخ گل نرگس خشک نہوگی اور تدبیر اُس کے ہلاک کرنے کی یہ ہر کہ یہان سے
سوے باغ مذکور تنہا جاؤ اور حد باغ مندرجہ بالا مین قدم رکھو وہ جملہ طائران سبز فی الفور دیوار باغ پر
آئین گے اُسوقت کہو کہ اے عزاب جنی آگاہ ہو کہ فہیم عاملی مرگیا اُس کا بنایا ہوا طلسم شمشیر جنبان
بہدایت لوح طلسمی ٹوٹ گیا برق جادو حاکم طلسم شمشیر جنبان قتل ہوا تینون قلعے یعنی قلعہ سرخ
نگار اور قلعہ زرنگار اور قلعہ یاقوت نگار بھی فتح ہوگئے قلعداران یعنی غوغاے رعد آواز و
بہران نیج ابرو و محیط رو و مکن تن جو طلسم بند تھے وہ بھی بہدایت لوح طلسمی قتل ہوگئے اب یہ
صرف قلعہ سبز نگار باقی ہر وہ فتح نہین ہوا ہر انشاء اللہ تعالی قریب وہ بھی فتح ہوجائے گا وہ شاخ گل
نرگس جو فہیم عاملی نے بالاے طاق قلعہ سبز نگار مین رکھی ہر وہ بھی خشک ہوجائے گی تیری اجل آئیگی
دیکھ یہ لوح طلسم شمشیر جنبان ہمارے گلے مین ہر یہ کہکر لوح کو دکھانا وہ طائر سبز کلان نہایت غمگین ہوکر
باواز بلند و دردناک افسوس کہے گا اُسوقت تمکو لازم ہر کہ یہ اسم اعظم الہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہر تین مرتبہ
پڑھکر تیر پر دم کرکے اُس کے حلق کے اندر لگانا اگر اُس کی منقار کھولنے اور افسوس کہنے کی مدت مین
تیر تمہارا اُس کے حلق مین پہونچکر پیوست ہو سر سے اُس کے نکل گیا تو مراد دلی تمہاری حاصل ہوگی اور اگر کچھ
دیر تیر لگانے مین کمی کی تو تم بھی مانند دیگر اشخاص کے پانی ہوکر بہ جاؤ گے پھر بھی لوح طلسمی تمہاری حفاظت
نہ کرسکے گی لہذا لازم ہر کہ جلدی تیر کے لگانے مین کرنا اور حتی الامکان اس طرح تیر تاک کر لگانا کہ تیر خطا
نہ کرے والا باعث تمہاری ہلاکت کا ہوگا اور اب مجھ سے امید ہدایت نہ رکھنا صاحبقران موصوف
ہدایت لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر اُس اسم اعظم الہی کو یاد کرکے روبرو بادشاہ لشکر اسلام گئے اور
تمام حال اپنا پہنچنے کے اُٹھا لیے جانے کا پردہ قاف مین پہونچنے کا وہان حور جنی سے ملنے کا اور لوح کے
حاصل کرنے کا پھر طلسم شمشیر جنبان کے فتح کرنے کا بعدہ اپنے عقد کا حال تمام و کمال بیان کرکے عرض

کیا اب ہمکو لوح طلسمی نے جو ہدایت کی اُس پر عمل کرنا ضرور ہے تاکہ وہ شاخ گل نرگس خشک ہو جاسکے
عفراب جنی مارا جائے یہ مرحلہ بھی سر ہو جائے حسلین سبز قبا موافق اپنے اقرار کے مسلمان ہو جائے
لہذا ہم آپ سے اسوقت رخصت ہوتے ہین جانب باغ طائران سبز جاتے ہین اگر دو تین روز کی مدت مین
ہم وہان سے یہان آجائین تو فہو المراد ورنہ سمجھ جائیے گا کہ صاحبقران نے براہ عدم اختیار کی دنیا فانی
سے جانب عالم جاودانی کوچ کیا ہمارے غم والم مین حال اپنا ابتر نہ فرمائیے گا صبر کیجیے گا یہان سے مع لشکر
کسی جانب تشریف لے جائیے گا یہان قیام نہ کیجیے گا گاہ گاہ ثواب سورۂ فاتحہ بخش کر ہماری روح کو شاد کیجیے گا
ہمکو اپنے دل سے نہ بھلائیے گا اگر کوئی دیو یا جن پردۂ قاف سے یہان آجائے تو اُس سے حال ہمارے
انتقال کا کہدیجیے گا تاکہ وہ خبر ہماری رحلت کی پردۂ قاف مین جاکر صاحبقران اعظم وسلیمان
صاحبقران وسلیمان کو جا کہے وجواہر پری ہماری زوجہ منکوحہ سے کہدے وہان بھی سب کو حال
انتقال ہمارا معلوم ہو جائیگا اور بعد ہمارے انتقال کے ہمارے دفن وکفن کی فکر نہ فرمائیے گا حد باغ طائران
سبز مین نہ جائیے گا ورنہ خدانخواستہ آپ بھی مثل ہمارے ہلاک ہو جائیے گا لاشہ ہمارا زیر دیوار باغ طائران
سبز سے دستیاب نہوگا ہم پانی ہو کر بہ جائینگے استخوان بھی باقی نہ رہینگے ایسی صورت مین صبر کیجیے گا
ارادہ تنہا یا مع لشکر جانب باغ طائران سبز جانے کا نہ کیجیے گا یہ مرحلہ نہایت سخت ہے خداوند عالم فتحیاب
کرے بادشاہ موصوف نے تقریر صاحبقران سنکے متردد و محزون ہو کے فرمایا کہ اگر یہ ایسا مرحلہ سخت و
صعب ہے کہ جان کے جانے کا خوف ہے تو نہ جائیے حفاظت جان ضرور ہے آپکی ذات سے جملہ امور کا انصرام
وانتظام ہے اور بہت مردان لشکر اسلام ادنی اعلیٰ آپ ہی کے دم سے وابستہ ہین بغیر آپ کے یہ جمعیت
درہم وبرہم ہو جائیگی صاحبقران نے عرض کیا کہ حافظ جان بشر خداوند عالم ہے سفر مین ہو یا حضر مین
بلکہ ہر ایک مخلوق کا اپنی نگہبان ہے جب تک اجل نہین آتی ہے کوئی کسی کو ہلاک کر نہین سکتا ہے جس وقت
قضا آجاتی ہے اگرچہ قلعہ مستحکم مین ہو کوئی روز زندہ رہ نہین سکتا ہے پس اگر ہماری اجل آئی ہے تو یہان بھی
رہنے سے اور وہان بھی جانے سے کسی طرح جانبر نہون گے اور اگر حیات ہماری باقی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ
یہان سے حد باغ طائران سبز مین جاکر حسب ہدایت لوح طلسمی عفراب جنی کو ہلاک کر کے مع الخیر یہان
پھر چلے آئینگے آپ کچھ تردد نہ فرمائین ہمارے جانے سے متردد و محزون نہون دعا فرمائین بادشاہ کامرج
نے فرمایا کہ اگر ارادہ آپکا ہمہ جانے کا ہے تو ہم بھی مع لشکر ساتھ چلینگے تنہا آپکا جانا اچھا نہین ہمین
اپنے حال پر چھوڑ تنہا آپکا جانا گوارا نہین ہے امیر با توقیر نے عرض کیا کہ ہمکو لوح طلسمی نے یہی ہدایت کی ہے کہ
یہان سے جانب باغ طائران سبز تنہا جاؤ لشکر کو اپنے ہمراہ نہ لو پس خلاف حکم لوح طلسمی ہم کیونکر عمل
کر سکتے ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام وجملہ سرداران بسبب انجام گرد آشنا سے صاحبقران عالی مقام کے
بمجبوری خاموش رہے صاحبقران موصوف سب سرداران سے بھی رخصت ہو کر مرکب پر سوار
ہو کر لوح طلسمی کو اپنے گلے مین ڈال کر بسم اللہ اور آیہ نصر من اللہ زبان پر جاری کر کے سوئے باغ طائران
سبز چلے خواجہ طیفور رکگر دیا ہمراہ رکاب ہوئے ہرچند صاحبقران نے منع کیا کہ ہمارے ساتھ نہ چلو یہ
مقدمہ طلسمی ثابت ہوتا ہے لوح نے تنہا جانے کا حکم دیا ہے لیکن خواجہ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ یہ فدوی
وجان نثار وخیر خواہ اکیلا ہرگز آپکو جانے نہ دے گا خود بھی ہمراہ رکاب چلیگا صاحبقران نے
لاچار ومجبور ہو کر فرمایا اچھا ہمارے ساتھ نہ چلو پیچھے پیچھے ہمارے آنا اور جو کچھ ہم پر گذرے یہان آکر
بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سے کہدینا یہ فرما کر صاحبقران روانہ ہوئے خواجہ طیفور رکگر دیا بھی بعدہ

پیچھے پیچھے اپنے آقا کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز صاحبقران نزدیک اُس باغ کے پہونچے
دیکھا کہ صحرا نے مہیب ہی اُس کی جانب دیکھنے سے ایک طرح کا خوف پیدا ہوتا ہی سناٹا ایسا ہی کہ دل کو
وحشت ہوتی ہی بلکہ زہرہ آب ہوتا ہی ہر خار دشت ہر قدم پر مانند نشتر کے نظر آتا ہی اول تو میدان ہی
اگر کچھ درخت کلان بھی ہیں تو وہ آپس میں گنجان ہیں جسوقت وہ ہوا کے تند سے حرکت میں آتے
ہیں اور اُن کے پتے جنبان ہوتے ہیں اور صدا اُن سے پیدا ہوتی ہی وہ ایسی آواز مہیب ہوتی ہی
کہ پناہ بذات خدا اگر رستم پہلتن بھی سنے تو خوف سے ہلاک ہوجائے سوا اس کے صاحبقران
نے دیکھا کہ صحرا میں ہوا کے تند سے جابجا گرد و غبار بلند ہو رہا ہی غبار اُٹھ اُٹھ کر سوئے فلک جاتا ہی
گویا وہ صحرا ایسا مہیب و وحشت ناک ہی کہ غبار بھی اُس سرزمین دشت سے سوئے فلک گریزان ہی
کوسوں تک نہ چاہ ہی نہ چشمہ ہی نہ کوئی پرند ہی الا اکثر چارپائے مانند شیر وغیرہ درندوں کے نظر آتے ہیں
صاحبقران موصوف دشت مذکور کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ خواجہ طیفور کرد یانے قریب
آکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار اگر مناسب ہو تو آپ آگے نہ جائیے یہ صحرا نہایت پر خوف و خطر ہی باوجود
اس کے کہ میں نے اکثر صحرا دیکھے ہیں مگر ایسا مہیب و پرخطر صحرا کوئی نہیں دیکھا ہی صاحبقران نے
جواب دیا کہ اے خواجہ اگرچہ یہ صحرا بقول تمہارے پر خوف و خطر ہی لیکن ہمیں جانا ضرور ہی اول تو
ہمکو ترقی دین اسلام کی مد نظر ہی اسوجہ سے اس صحرائے جان ستان میں قدم رکھا ہی تاکہ باغ کی
سرحد تک میں جاکر موافق ہدایت لوح کاربند ہوں پھر حلہ سرکرین مثل گل نرگس خشک ہوجائے
حسین سبز قبا مع اپنے ساکنان شہر کے کلمہ طیبہ پڑھکر دائرہ دین اسلام میں آئے وہ ہمارے
ہمکو اہل جہان بہادر و شجاع جانتے ہیں اگر خوف جان سے اس جگہ سے پھر گئے تو ہم جانتے ہیں کہ تمام اہل دنیا
ہمیں کیا کہیں گے ہم خود بھی یہاں سے بے نیل مرام سوئے لشکر جانا خلاف ہمت جانتے ہیں پس
اب تم اسی جگہ قیام پذیر ہو ہم یہاں سے آگے جاتے ہیں وہ سامنے دیوار باغ نظر آتی ہی تم ہمکو دیکھتے
رہنا اگر خدا نخواستہ ہم سرحد باغ میں پہونچکر ہلاک ہوجائیں تو ہمارے پاس نہ آنا اسی جگہ سے
سوئے لشکر اسلام چلے جانا اور تمام حال جو دیکھنا وہ بادشاہ لشکر اسلام حضور و اہل اسلام سے
کہدینا ہم نے تم کو مکرر تاکیداً فہمائش کی ہی یہ فرما کر مرکب اپنا آگے بڑھایا پھر کمان کیانی دوش سے
لے کر ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الہی جسکو کہ لوح پر دیکھکر یاد کرلیا تھا تین مرتبہ زبان سے
برجوع قلب جاری کرکے تیر کو چلہ کمان میں رکھکر تھوڑی راہ طے کرکے سرحد زمین باغ طائران سبز
میں قدم رکھا فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر بیٹھے صاحبقران نے طائروں کو
دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ اے شتاب جنی آگاہ ہو کہ میں طلسم کشائے طلسم شمشیر جنبان دیکھ یہ لوح طلسمی
میرے گلے میں ہی لاکھ فہیم عاقل نے پردۂ قاف میں جاکر اندرون طلسم شمشیر جنبان قبر میں اپنی لوح
طلسمی کو پوشیدہ کیا تھا لیکن عنایت خدا سے ہمارے ہاتھ آگئی ہم نے طلسم شمشیر جنبان فتح کیا
برق جان دیو بادشاہ طلسم مذکور کو قتل کیا پھر پردۂ قاف سے یہاں آکر شکوہ نامی رعد آواز
ویہران کج اسرو و مہیطار و بکت تن کو حسب ہدایت اسی لوح کے قتل کیا ہی ہرچند کہ وہ طلسم بند
تھے مگر اسی لوح کی ہدایت سے بہ برکت اسمائے الہی اُن کو بھی قتل کیا اب یہاں ہم آئے ہیں تجھکو
بھی قتل کرینگے فہیم عاقل دنیا سے جاچکا ہی تجھکو بھی اسی کے پاس روانہ کرینگے بہت دنوں
تونے زندگی کی اب اجل تیری آگئی ہی ہوشیار ہوجا ہم تجھکو قید زندگی سے آزاد کرنے کو یہاں آئے

آئے ہیں یہ سنکے اُن میں سے جو طائر سبز رنگ سب طائروں سے بڑا تھا اُس نے جانب امیر با توقیر
پر نظر تند و تیز دیکھکر منقار اپنی وا کرکے کہا افسوس افسوس افسوس ابھی وہ طائر منقار کھولے صدائے
افسوس دے رہا تھا کہ صاحبقران نے بسم اللہ کہکر کمان کو کھینچکر حلق اُس کا تاک کر تیر مارا قدرت
پروردگار عالم سے وہ تیر عین اُس کے حلق میں لگا اور اُس کی پشت سر سے نکل گیا طائر مذکور نشانۂ
تیر مذکور ہوکر دیوار باغ سے بالائے زمین گرکر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ طائران
سبز جو دیوار باغ پر بیٹھے تھے وہ زمین پر لوٹ کر بصورت جن ہوکر روبروئے صاحبقران آکر بادب
سلام کرکے یوں ملتمس ہوئے کہ اے امیر عالی مقام آپ نے ہم پر از حد احسان کیا کہ قید سے رہا
کیا ایک زمانہ بعید گذرا کہ فہیم عامل نے اپنے عمل کے زور سے ہم کو اور اس غراب جنی جس کو آپنے
تیر مار کر ابھی ہلاک کیا ہے اور لاشہ اُس کا یہ پڑا ہے اس باغ میں قید و معین کیا تھا ہم سب بصورت
طائران سبز رہتے تھے تاکہ شاخ گل نرگس جو فہیم عامل نے بزور عمل تیار کی تھی سرسبز رہے اب
غراب جنی آپ کے ہاتھ سے مارا گیا ہم سب اپنی صورت اصلی پر آ گئے وہ شاخ گل نرگس بھی اب
تر و تازہ نہ رہی ہوگی خشک ہو گئی ہوگی خداوند عالم ہماری رہائی کی جزا آپ کو دے دنیا میں
تا زندہ ایم بندہ ایم یہ کہکر پائے صاحبقران پر گرے امیر با توقیر نے اُن کے سر اٹھا کر اپنے سینے سے
لگا لئے اتنی دیر میں طیفور گرد پا جو دور سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا قریب آیا اپنے آقا کی ثنا کرنے لگا
بعد تا غور کرکے جو اُس نے دیکھا تو اُس صحرا کی صورت ہی اور ہو گئی وہ وحشت اُس کی باقی نہ رہی
صاحبقران نے ان جنوں سے فرمایا کہ تم قبل ہمارے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے
پاس جاؤ ہم بھی وہاں آتے ہیں اور تمام حال فہیم عامل کے قید کرنے کا اُس شاہ سے بیان کرکے
کہنا کہ عامل مذکور نے ہم کو عمل کے زور سے باغ طائران میں اسواسطے اسیر کیا تھا کہ شاخ گل نرگس
سرسبز رہے کیونکہ وہ عمل جو فہیم عامل نے پڑھکر ہم کو بصورت طائران سبز بنایا تھا وہ خاص ایسا ہی
عمل تھا کہ جبتک شاخ گل نرگس ہری رہے اب غراب جنی تیر صاحبقران سے ہلاک ہو گیا
اور ہم اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس جو بالائے طاق اس قلعے میں عامل مذکور نے
رکھی تھی ہری نہ رہی ہوگی اُن جنوں نے عرض کیا کہ حسب الحکم حضور ہم ابھی جاتے ہیں اور جو کچھ
آپ نے ارشاد فرمایا ہے اُسے بجا لاتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے محسن ہیں آپ نے ہمیں قید سے رہا
کیا ہے یہ کہکر وہ چشم زدن میں نظر سے غائب ہوکر سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے بعد اُن کے جانے کے
امیر با توقیر نے اُس باغ طائران میں جاکر سیر کی دیکھا کہ تمام باغ خشک ہو گیا ہے گل و غنچہ و ثمر و نہال
و شگوفے سب سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں پہلے سرسبز و شاداب تھے غراب جنی کے قتل ہوتے ہی
باغ پر خزاں آگئی پہلے دروازہ بند تھا غراب جنی کے مارے جانے سے باغ کا دروازہ بھی
کھل گیا صورت صحرا کی بدل گئی ہے صاحبقران نے اُس باغ طائران کو چہار جانب سے دیکھکر
تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر طیفور گرد پا سے فرمایا کہ مقام عمل بھی عجیب و غریب ہے تم نے دور سے
دیکھا ہوگا کہ قبل قتل ہونے غراب جنی یہ باغ کیسا ہرا بھرا تھا دیوار باغ سے جو درخت بلند تھے
وہ کیسے سرسبز و شاداب دکھائی دیتے تھے بوئے گلہائے رنگارنگ کیسی اس باغ سے آتی تھی
جس سے دماغ معطر ہوتا تھا اب یہ باغ ویرانہ ہے کہ خاک اڑ رہی ہے کوئی درخت چھوٹا بڑا ہرا نہیں ہے
سب خشک ہو گئے ہیں طیفور نے عرض کیا کہ واقعی پہلے یہ باغ شاداب تھا اب خشک ہو گیا ہے

بہار کا زمانہ گیا اب دور خزان کا وقت آگیا ہے آپ نے یہ عجب کار نمایان کیا ہے اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نکر کے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تھا خداوند عالم نے آپ کی مدد کی جان آپ کی بچائی تیر جو آپ نے طائر سبز کی منقار کے اندر حلق مین لگایا تھا اُس نے خطا نہ کی صد شکر خداوند عالم کہ یہ مرحلہ بھی سر ہو گیا یہ ہمت و حوصلہ و جرأت آپ کی تھی ورنہ کوئی شخص ایسے مقام خوفناک و خطر مین قدم نہ رکھتا کہ یہان جان کے جانے کا یقینی خیال تھا بلکہ آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ لوح طلسمی نے بھی ہدایت کی تھی کہ طائر سبز کلان کو اسم اعظم الٰہی تیر پر دم کرکے لگانا اگر تیر طائر کے لگا تو خیر ورنہ پانی ہوکر بہ جاؤ گے الحمد للہ کہ تیر کارگر ہوا یہ مرحلہ سر ہوا جان آپ کی بچی وہ شاخ گل نرگس خشک ہو گئی ہوگی کیونکہ حیات غواص جنی تک اُس کی تازگی موقوف تھی عمل فہیم عاملی ہی کا تھا عمل اسی واسطے کیا تھا کہ جب تک غواص جنی زندہ رہے اور برابر رہتا طائر سبز رنگ رہے شاخ گل نرگس بھی سرسبز و ہری رہے صاحبقران نے فرمایا کہ اسے ظہور کردیا جو کچھ تم نے بابت اس باغ و طائر کے کہا سچ کہا فہیم عاملی نے اپنے عمل کے زور سے شاخ گل نرگس اتنی مدت دراز تک ہرا رکھ کر ہزارون بندگان خدا کو گمراہ کیا باوجود اس کے کہ وہ خود مسلمان تھا نہین معلوم اُس نے پھر کیون یہ امور خلاف کیے شاید شیطان نے اُس کو اغوا کرکے گمراہ کیا تھا یا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہو کہ ہم اس سے آگاہ نہین ہین یہ فرما کر اُس باغ خزان رسیدہ سے باہر تشریف لاکر مرکب پر سوار ہو کر ظہور کردیا کو ہمراہ لے کر جانب قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جو لوح کو دیکھا سراسر اُس کو تاریک و تیرہ پایا سمجھے کہ اب لوح بیکار ہوگئی ہے جن امور کی ہدایت کے واسطے تیار کی گئی ہے وہ سب امور ہو چکے اسی وجہ سے لوح بھی تاریک ہوگئی اب یہ ہدایت کسی امر مین نہ کرے گی یہ سمجھ کر بصد خوشی و مسرت مرکب کو جولان کرکے سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے صاحبقران مع اپنے عیار کے سوئے قلعہ سبز نگار جاتے ہین بگراب

دو کلمہ داستان اُن جنون کے مع دیگر حالات بیان کیے جاتے ہین

محفل مین دیکھ بھال کے پہچانتے نہین — نا آشنا سے ہین مجھے پہچانتے نہین
ہم بھی کبھی تھے آپ کے منظور نظر — اب آپ ہم کو پہچانتے نہین
حاضر ہین وار سہنے کو سینے دل و جگر — کیون تیغ ناز شوق سے تم تانتے نہین
بدلا نہین نہ آپ ہوئے دوست سے حضور — پھر کیا خطا کہ بات مری مانتے نہین
سب عہد بھولے دوستی دو دن نہ نبھ سکی — اپنے پرائے قول وہ گر دانتے نہین
دل دے کے ہم نے آپ کو دشمن بنا لیا — ہان ہان بجا ہے آپ مجھے جانتے نہین

جب وہ جن حسب الحکم امیر با توقیر دربار مین حسین سبز قبا پادشاہ قلعہ سبز نگار کے پہونچے دیکھا کہ وہ پادشاہ بالائے تخت حکومت بیٹھا ہے جملہ اہل دربار کرسیون پر علی قدر مراتب و ذلگل کرسی وغیرہ پر باادب بیٹھے ہین دربار نہایت آراستہ ہے وہ جن بصورت انسان خوش رو بالباس نفیس و پاکیزہ دربار مین داخل ہوئے تھے ابھی پادشاہ مذکور کو سلام بھی نہ کیا تھا کہ شاہ قلعہ سبز نگار نے اُن کو دیکھ کر برہم ہو کر پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو بے حکم و اجازت ہمارے دربار مین

ہمارے کیون آئے ہو کیا مطلب ہے کسی کے فرستادہ ہو یا خود اپنی کوئی حاجت لے کر یہان آئے
ہو صاف صاف بیان کرو ورنہ تم کو سزا سخت دیجائیگی کہ دربار مین ہم ایسے بادشاہ سے
بے طلب وبے اجازت چلے آئے ہو کچھ ہمارا تم نے خوف بھی نہ کیا نہایت دلیری کی انھون نے
بعد سلام کرنے کے عرض کیا اے بادشاہ آگاہ ہو کہ ہم دراصل جن ہین فہیم عالی نے ایک عمل
اس طرح کا پڑھا تھا کہ ہم سب کو بصورت طائران سبز بغرض سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کے بناکر
باغ طائران مین چھوڑ دیا تھا گویا قید کیا تھا اور وہ شاخ گل نرگس آپ کے قلعہ مین بالائے طاق
رکھدی تھی جس کو آپ اپنا خداوند شاخ گل نرگس جان کر سجدہ کرتے تھے اور اب بھی آپ اسی شاخ
کو اپنا خداوند جانتے ہین فہیم عالی نے اس عمل کے کرنے سے آپ کو اور ہزار ہا بندگان خدا کو گمراہ
کیا تھا نہین معلوم اس باب مین اس کی کیا مصلحت تھی کہ ایک دین باطل جاری کر کے بندگان خدا کو
گمراہ کر کے مرگیا اب مقام شکر کا ہے پہلے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پردۂ قاف
مین جاکر لوح طلسمی قبر سے فہیم عالی کے کسی تدبیر سے حاصل کر کے طلسم شمشیر جہان کو فتح کیا بادشاہ
طلسم مذکور کو کہ نام اس کا برق جادو تھا قتل کیا پھر پردۂ قاف سے یہان آکر بہدایت لوح
طلسمی عوضا رعد آواز و بہران پیچ ابرو و بچھار و ہین تن کو قتل و ہلاک کیا کہ یہ سب
پہلوانان نامی طلسم بند تھے بغیر ہدایت لوح طلسمی قتل نہ ہوسکتے تھے اب صاحبقران ممدوح نے
وہ باغ جس کو فہیم عالی نے بزور عمل سرسبز و شاداب ہمیشہ کا بنایا تھا اور ہم سب جنون کو بصورت
طائران سبز بناکر باغ مذکور مین قید کیا تھا اسے لوح طلسمی کی ہدایت سے خشک کر دیا ہے اب جنّی
کو جس کو کہ ہم پر افسر کیا تھا اسے قتل کیا ہے لاشہ اس کا ابھی تک در باغ مذکور پر پڑا ہے باغ خشک
ہوگیا ہے رنگ دگرگون ہوگیا ہے بلاحظہ فرمائیے وہ شاخ گل نرگس بھی خشک ہوگئی ہوگی ہم حسب الحکم
صاحبقران واسطے اطلاع حال مذکور کے آپ کے پاس آئے ہین وہ جناب بھی تشریف لاتے
ہین غالبا تھوڑی دیر مین اس دربار مین داخل ہون گے حسین سبز قبا نے تمام حال ان جنون
سے سنکے متحیر و خوش ہو کے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ حسب الحکم کرسیون پر بیٹھے شاہ مذکور نے
اسی وقت اس شاخ گل نرگس کو جو دیکھا تو اسے خشک پایا از حد خوش ہو کر صاحبقران کے کار ہائے
نمایان پر بجائے خود تحسین و آفرین کر کے حکم دیا کہ دربار ہمارا مع تمامی شہر انواع و اقسام کی زینتون
سے ایک دو ساعت مین آراستہ ہو تاخیر نہ ہو حسب الحکم بادشاہ دربار اور شہر بہت جلد جلد ہر قسم
کی زینتون سے ایسا دھوم سے آراستہ کیا کہ شاید کسی بادشاہ سابق نے اپنے عہد حکومت مین
اپنے دربار کو اس طرح آراستہ کیا ہوگا اور اس طرح اپنے شہر کو بھی زینتون سے رونق دی ہوگی
جب دربار و شہر بخوبی تمام آراستہ ہو چکا شاہ مذکور منتظر تشریف لانے صاحبقران موصوف
کا ہوا بلکہ جملہ اپنے ارکان دولت و اعیان سلطنت کو حکم دیا کہ جلد بجمعیت تمامی ہمارے لشکر کے
سوئے باغ طائران سبز جاؤ غالبا وہ اثنائے راہ مین تم کو ملین گے ان کا استقبال باحترام و تعظیم و
تکریم کر کے یہان ان کو لاؤ انھون نے عجب کارنمایان کیا ہے ہم سب کو فہیم عالی نے شاخ گل نرگس
طاق پر رکھکر گمراہ کیا تھا صاحبقران نے اپنی تدبیر و شجاعت سے اس شاخ کو خشک کر دیا ہے جو
اسم اعظم اس نے شاخ مذکور کا تھا وہ ہم پر ظاہر کر دیا ہے نہایت ہم پر احسان کیا ہے گمراہی سے بچایا ہے
راہ راست کی ہدایت کی ہے ایک مدت دراز سے ہم غرق بحر ضلالت تھے آج ان کی بدولت ہی

گمراہی سے آگاہی ہوئی ہے فہیم عالی نے ہم سے عجب بد سلوکی کی تھی ایک شاخ گل نرگس کی پرستش کرائی تھی آج روز نہایت خوشی کا ہے ظاہر ہو جانے اسرار شادابی گل نرگس کا جشن کرین گے سامان جشن کے مہیا کیے جائین گے ارباب نشاط طلب کیے جائین گے ارکان دولت و اعیان مملکت وغیرہ تقریب بادشاہ سنکے اسیوقت مع جملہ مردان سپاہ کے کہ تخمیناً اسی ہزار کے تھے جانب باغ طائران سبز روانہ ہوئے اثنا راہ مین دیکھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار فرحان و شادان تشریف لاتے ہین ہمراہ رکاب خواجہ طیفور گردیا ہین ارکان دولت وغیرہ نے اُن جناب کو دیکھتے ہی با دب سلام کرکے عرض کیا کہ ہم سب کو ہمارے بادشاہ نے واسطے استقبال حضور کے روانہ کیا ہے ہم سب محض برائے استقبال جناب آئے ہین بادشاہ ہمارا منتظر تشریف آوری جناب ہے صاحبقران یہ کلمات اُن سے سنکے خوش ہوئے پھر اُن سب کے ہمراہ جانب قلعہ سبز نگار چلے چونکہ اسوقت چند ہرکارے لشکر اہل اسلام اس جگہ واسطے بالا دوی کے و نیز خبر کے آئے تھے انھون نے تمام حال دیکھے اور کچھ باتین سنکے شکر خدا کیا بعدہٗ صاحبقران موصوف کو با دب تمام سلام کرکے اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی و خرمی روانہ ہوئے لشکر مین پہونچتے ہی خدمت بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جاکر سر ذرہ بار اس طرح اوصاف حمیدہ و ثنا و دعاے شاہ موصوف حسب دستور قدیم بجا لاکر خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحبقران موصوف عرض کی کہ بمصداق این نظم

گو گر در از صولت آتش امان دہد
پست چرخ و اختر بخت تو نوجوان
کش علم تو بہ سایۂ چتر آشیان دہد
اعجاز موسوی بتو دہر کجا کسے
اقبال در کف چو تو صاحب جہان دہد
ہر کو چو تیغ با تو زبان آوری کند
تا روز بوسہ بر قدم پاسبان دہد
در عہد چون تو شاہی کہ فضلہ سحاب
گاہ از شہاب سوزن و گہ ریسمان دہد

ہر جا کہ رایت از در تدبیر وا شود
آن بہ کہ پیر نوبت خود با جوان دہد
ہر آہنے کہ بر سر چو طلے کنند راست
چوبے بشعیب وار بدست سنان دہد
در رزم رستمی تو و در بزم حاتمے
قہرت چو آب او بزبان سنان دہد
پوشیدہ زہرہ جامۂ زربفت مشتری
دستور چرخ رایت دریا و کان دہد
باد اچنانکہ کسوت عمر ترا قصبا

اے خسروی کہ حفظ تو ہنگام اہتمام
تقدیر بہر وساد ہ عکس مکان دہد
فرہا سے سلطنت آنرا بود بحق
چون نیم تو چگونہ قرار جہان دہد
صد تا ز زین جہان گذر و تا زمام ملک
گردون ترا عنان قدح بہر آن دہد
در گرد بارگاہ تو کیوان شب ایاق
محتاج خرقہ الیبت گر وطیلسان دہد
تا آسمان چو کسوت شب را رفو کند
یکسر طراز مملکت جاودان دہد

اسوقت عنایت خدا و کرم کبریا سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب باغ طائران سبز سے فرحان و شادان مع خواجہ طیفور گردیا مرحلۂ باغ طائران سبز کو فتح کرکے اس سمت تشریف لاتے تھے کہ اثنا راہ سے حسب الحکم حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار اعیان مملکت اُس کے استقبال اُن کا کرکے بعزت و حرمت و احترام قلعہ سبز نگار کو لے گئے ہین لہذا مبارک ہو کہ صاحبقران ذیشان بخیر و عافیت تشریف لائے ہین اور حسین سبز قبا نے اپنے دربار و شہر کو انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ کیا ہے سنا ہے کہ وہ شاخ گل نرگس جو کہ فہیم عالی نے بالاے طاق قلعہ سبز نگار مین رکھی تھی خشک ہو گئی ہے غالباً اب شاہ قلعہ سبز نگار موافق اقرار مطیع و فرمانبردار ہو کر دین اسلام اختیار کرے گا بادشاہ لشکر اہل اسلام خبر مندرجہ بالا ہرکارون سے سنکے از حد شادمان ہوئے تمامی سرداران لشکر بھی بہت خوش ہوئے اُن ہرکارون کو انعام کثیر دیا گیا اس خبر فرحت اثر سے جملہ اہل لشکر بھی شادمان ہوئے سپاہ اہل اسلام مین تو صاحبقران کے مع الخیر آنے کی سب کو نہایت خوشی ہے ہر ایک شادان ہے نذر و نیاز تھوڑی ہے کہ لکھنا

اب حال صاحبقران و دربار حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کا لکھا جاتا ہے

جھکائے سر کھڑا ہوں وار تیرا کیوں نہیں ہوتا
ترے قربان قاتل سے یہ تقاضا کیوں نہیں ہوتا

اگر ہونا نہیں ہے وصل اُس گل کا تو موت آ جائے
جو کچھ تقدیر کا لکھا ہے پورا کیوں نہیں ہوتا

غضب ہے بھولے پن سے نعش پر میری وہ کہتے ہیں
کہو اب وصل کا جیسے تقاضا کیوں نہیں ہوتا

کوئی جا کر بت پردہ نشین سے پوچھ لے اتنا
جو پردہ ہے تو پھر غیروں سے پردا کیوں نہیں ہوتا

نہیں ہوں گر مبتلا تیرا تو پھر بتلائیے مجھکو
مرا دل پھر کسی صورت پہ شیدا کیوں نہیں ہوتا

یہ باعث ہے کہ وہ وعدہ شکن ہرگز نہ آئے گا
مجھے یاروں کے کہنے کا بھروسا کیوں نہیں ہوتا

ادب سے ہمنفس مانع ہے اُس قاتل کا مقتل میں
وگرنہ رقص بسمل کا تماشا کیوں نہیں ہوتا

شناور بحر الفت کے لب گور آ نکلتے ہیں
یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں کنارا کیوں نہیں ہوتا

ہمارے اُن کے یہ الفت برابر ہے تو کچھو شہ آبارو
وہ اچھا کیوں نہیں کرتے ہیں اچھا کیوں نہیں ہوتا

کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہمراہ وزیر دانشمند و امرائے نامدار و جملہ اہل دربار کے داخل قلعہ سبز نگار ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہے جا بجا سامان خوشی و سرور ہے ہر ایک دوکان و مکان وغیرہ شہر کا طرح طرح کی زینتوں سے مزین کیا گیا ہے صاحبقران شہر کی سیر کرتے ہوئے دربار حسین سبز قبا میں پہونچے دربار کو بھی از حد آراستہ پایا حسین سبز قبا صاحبقران کو دیکھتے ہی کسی قدر اپنے تخت حکومت سے اُٹھا پھر اپنے تخت کے برابر جو دنگل پر زر نہایت نادر و نفیس بچھوایا تھا اُسی دنگل پر بٹھایا خواجہ طیفور گرد پا بھی موافق اپنے عہدے کے دربار میں جاگزین ہوئے جملہ اہل دربار بھی علیٰ قدر مراتب دنگل کرسی میز وغیرہ پر بیٹھے حسین سبز قبا نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر بعد مزاج پرسی کہا کہ آپ نے کارہائے نمایاں کیے ہمیں آگاہی ہوئی ان جنوں سے جو ہمارے دربار میں بیٹھے ہیں اور آپ نے ان کو قید سے گویا رہا کیا ہے تمام حال ہم نے سنا ہے آپ کی ہمت و دلاوری و شجاعت کی تعریف ہو نہیں سکتی زبان آپ کی ثنا میں قاصر ہے نہایت سلوک نیک آپ نے کیا کہ ہم کو ہدایت دین اسلام کی کر کے دین باطل سے منحرف کیا ہم کو ثابت ہو گیا کہ جو دین و آئین ہمارا ہے وہ باطل ہے آپ کا دین حق ہے شاخ گل نرگس خشک ہو گئی اسرار سر سبزی شاخ گل نرگس ہم پر ظاہر ہو گیا اب ہم کو دولت دین اسلام سے مالا مال کیجیے کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے واقعی میں دین اسلام دین حق ہے آج تک ہم سب گمراہ تھے وہم عاطل کے کہنے سے اور گمراہ کرنے سے شاخ گل نرگس کی پرستش کرتے تھے اُسی کو اپنا خدا جانتے تھے اُسی کو سجدہ کرتے تھے اب اُس کے خشک ہو جانے سے یقین کامل ہوا کہ شاخ گل نرگس ایک شاخ تھی لائق خدا وندی نہیں ہے صاحبقران موصوف نے تقریر حسین سبز قبا سنکے نہایت خوش ہو کے کلمہ طیبہ تعلیم و تلقین کیا شاہ مذکور کلمہ طیبہ بصدق دل زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوا پھر جملہ اپنے دربار اور اہل شہر و اہل و عیال کو مسلمان کیا بعد ہ حکم صاحبقران سے مساجد کی بنا جا بجا ہونے لگی دین اسلام کے آئین پر اعلیٰ ادنیٰ عمل کرنے لگے حسین سبز قبا نے اپنے راہ راست پر آنے کا جشن کیا بزم عشرت بعنوان احسن از حد تکلفات سے اور انواع و اقسام کی آرائشوں سے آراستہ کی گئی اس بزم جشن میں حسین سبز قبا

نے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اسلام کو بھی شریک کیا مطیع بادشاہ لشکر اہل اسلام ہوا سامان دعوت و ضیافت صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر اسلام وغیرہ اہل لشکر کا نہایت عنوان شائستہ سے کیا گیا بزم عیش و عشرت و جشن میں ساقیان گلپیرہن و گلبدن حسب الحکم حسین سبز قبا کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ ہائے بلوریں لیکر حاضر ہوئے جملہ اہل بزم عشرت کو جام پُر از مئے صہبائے گلگون دینے لگے ہر ایک مہ ناب خوش ہو کر پینے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ یہاں مراد شراب سے عرق مفرح قلب ہے کہ گلرنگ و خوشبو دار مقوی قلب و دماغ و جگر ہے اور یہی جملہ اہل اسلام ہر ایک بزم عیش و عشرت میں نوش کرتے ہیں نہ یہ شراب مشہور کہ جس کا پینا شرعاً ناجائز ہے پس اگر میں اس جلد میں اہل اسلام کی بادہ خواری کا ذکر آجائے تو خاص بادہ خواری کا خیال نہ کیا جائے بلکہ اسی عرق مقوی قلب و دماغ کا ذہن ناظرین کے نکتہ بین میں خیال رہے الحاصل جب سب اہل بزم عشرت شراب مذکورہ بالا کے دو دو چار چار جام پی چکے اور دماغ بادۂ ناب مذکور سے گرم ہوا ساقیان سیمیں ساق کشتیاں شراب ناب کی اٹھا کر بزم عیش سے لے گئے بعدہٗ نازنینان ماہرو و نہایت خوش گلو یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندوں کے حاضر بزم عشرت ہو کر ناچنے گانے لگیں اہل بزم بصد خوشی ناچ اور گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے محلسرا میں جب سے دختر حسین سبز قبا نے خبر تشریف آوری صاحبقران سنی ہے اور حال فتحیابی مرحلہ باغ طائران سبز سنا ہے نہایت شاد ماں ہے کلمہ طیبہ بھی اپنے باپ کے حکم سے اپنی زبان پر جاری کر چکی ہے اسی طرح وزیرزادی اس کی دختر وزیر دانشمند مسماۃ فتانہ بہار آرا و جملہ اعلیٰ ادنیٰ عورتیں بھی مسلمان ہو چکی ہیں سب کو از حد خوشی ہے خصوصاً ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو بدرجہ کمال مسرت ہے اپنی وزیرزادی سے خلوت میں اکثر کہتی ہے کہ ہماری مراد دلی بر آئی اس قلعے میں صاحبقران تشریف لائے لڑائی موقوف ہوئی ہمارے والد نے مع ہم سب کے دین اسلام اختیار کر لیا جشن اسی خوشی کا ہو رہا ہے سامان دعوت و ضیافت کیا جاتا ہے شکر ہے خدا کا ہم سب بدولت صاحبقران مسلمان ہوئے مذہب باطل کو ترک کیا اور مذہب اسلام کہ دین حق ہے اُسے اختیار کیا ہے ہم کو بھی محلسرا میں ظہور خوشی کرنا ضرور ہے تو سامان آراستگی بزم عشرت کر نازنینان خوبرو کو طلب کر تاکہ ہم بھی زینت آرائے بزم عشرت ہو کر ناچ اور گانا نازنینوں کا دیکھیں اور سنیں وہ عرض کرتی ہے اے ملکہ مبارک ہو کہ اب شادی آپ کی صاحبقران سے ہوگی والد آپ کے یقین ہے کہ صاحبقران ہی سے آپ کو منسوب کریں گے حوصلہ و اشتیاق وصل نکلنے کا تمنا دل بر آنے کی ایام فراق گئے زمانہ وصل قریب آیا میں حسب الحکم حضور سامان بزم عیش و عشرت کرتی ہوں آپ بھی محلسرا میں خوشی اسی عنوان سے ظاہر کیجیے مگر اے ملکہ عالم بعد ہونے عقد کے مجکو نہ بھول جائیےگا گاہ گاہ تو یاد فرمائیے گا ملکہ نے کچھ شرمگیں اور کچھ خوش ہو کر جواب دیا او بیوقوف یہ کیا کہتی ہے ہم تجکو نہ بھولیں گے بلکہ اپنے ہی پاس رکھیں گے تو گھبرا نہیں خدا وہ دن تو دکھائے ہم نے سنا ہے کہ جب شاہزادی کے ساتھ صاحبقران کا عقد ہوتا ہے اُس شاہزادی کی وزیرزادی کا نکاح اُن کے یار وفادار نامی و نامدار خواجہ طیفور گردپا عیار سے کیا جاتا ہے شاہزادی اور وزیرزادی دونوں ایک ہی جگہ رہتی ہیں فتانہ بہار آرا نے تیوری چڑھا کر سر جھکا کر کچھ شرما کر عرض کیا کہ اے ملکہ اس طرح سے مجکو حضور کا ساتھ منظور نہیں ہے خدا نکرے کہ ساتھ میرا اس طوطے ہو چار روپیہ کے پیادے لنگوٹے عیار مکار سے میرا عقد ہو حالانکہ وہ عیار بلائے روزگار مجھ پر بدل نثار ہے میرا عاشق ہے مگر اے ملکہ مجکو عیار کا ساتھ منظور نہ ہوگا

یہ ذلت گوارا نہو گی آپ کی وزیرزادی ہو کر ایک عیار سے منسوب ہوں باعث میری ذلت و رسوائی کا ہے ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تجکو اپنے عقد کے بارے میں کیا اختیار ہے جو ہم نے قبل اس کے کہا ہے دیکھ ہی لینا اُس کا ظہور ہوگا اگر خدا نے چاہا ورنہ بغیر انشاء کے چاہے کوئی کار نیک نہیں ہوتا ہے یہ کہکر ملکہ موصوفہ خوش ہو کر خاموش ہوئی وزیرزادی مذکورہ نے سامان جشن کیا بزم عشرت محلسرا کی آراستہ کرائی نازنینان خوبرو کو طلب کیا ملکہ مذکورہ وغیرہ اُس کی ہمراز و ہم جلیس عورتین بزم عشرت مین بیٹھین نازنین رقص کر کے گانے لگین اُن مین سے ایک نازنین خوش آواز نے یہ غزل شروع کی

غزل

اے دل تجھے اُس کی آرزو ہے
اُن کے مرے آج وعدہ وہ ہے
خلوت مین ذرا تو چلکے سُن لے
ہان حور بھی یون تو خوب رو ہے
اظہار وفا یہ سچ کیسا
اب اُن کو وفا کی جستجو ہے
انصاف ترے ستم کا او بت
اس عشق مین خاک آبرو ہے
وہ لا کھ مین ایک تند خو ہے
اُس بُت کو لکھا ہے حال گریہ
مطلب ہے کی تیرے گفتگو ہے
جب کام کا یہ نہین تمھارے
کیا یہ بھی شکایت عدو ہے
کیا جلوۂ مہر و ماہ دیکھون
محشر مین خدا کے روبرو ہے
کیا سجدہ کرین بتون کی صورت
ہنگامہ حشر روبرو ہے
یارب ترے ہاتھ آبرو ہے
تیرا سا کہان جمال تو بہ
پھر کس لیے دل کی آرزو ہے
دل کو مرے خاک مین ملا کر
آنکھون مین مری پسند تو ہے
شامت ہے مری جو دل لگاؤن
ہر وقت ہمارے روبرو ہے
اے رشک ملو عدو سے جا کر
ملنے کی جو اُس کے آرزو ہے

ملکہ حسین گلگون قبا اور فتانہ بہار آرا وغیرہ جسقدر عورتین اُس بزم مین بیٹھی تھین سب اشعار غزل سننے لگین بجاے خود مضمون اشعار سمجھکر تعریف کرنے لگین خصوصًا ملکہ اور وزیرزادی مذکورہ چند شعر اس غزل کے اپنے حسب حال و دل پسند سنکے بہت خوش ہو کر مطربہ کو انعام دینے لگین وہ مطربہ بھی انعام کثیر پاکر بناز و ادا نہایت خوبی سے قاعدہ و اصول سے رقص کرنے لگی ایک ایک شعر غزل کو کئی کئی مرتبہ بتا بتا کے روبرو ملکہ کے گانے لگی یہانتک کہ اشعار تمام غزل کے گا کر غزل اُس نے تمام کی بعدہٗ اُس نے ملکہ کو عاشق طبیعت پا کر غزلین عاشقانہ گانی شروع کین ملکہ وغیرہ سب اشعار غزل عاشقانہ سننے لگے محلسرا مین تو بزم عشرت آراستہ ہے جیسا کہ حال بزم عشرت تحریر کیا گیا ہے مگر اب کیفیت بزم جشن جو حسین سبز قبا نے آراستہ کرائی ہے تحریر کی جاتی ہے کہ درمیان بزم عشرت کے اکثر نازنینان خوش رو نے رقص و نغمہ کیا انعام کثیر پایا اہل محفل کو خوش کیا از انجملہ ایک مطربہ خوبرو و از حد خوش گلو نہایت حسین مہ جبین کم سن نوجوانی کے دن کہ جس کا حسن و جمال مشہور دور دور تھا ہزارون خاص و عام اُس کے اوپر عاشق تھے وہ جفا جو مغرور حسن عشاق کش کسی اپنے عاشق پر توجہ نکرتی تھی کسی طالب وصل کی آرزو بر نہ لاتی تھی سب کو اپنے فراق مین مبتلاے درد و بیقراری رکھتی تھی بلکہ اپنا جمال جہان آرا ابھی اپنے عشاق کو نہ دکھاتی تھی حسب الحکم حسین سبز قبا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہو کر بعد درست ہونے سازون کے واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی جوانان اہل بزم کو دزدیدہ نگاہون سے دیکھنے لگی اکثر جوانان بزم عاشق تھی اُس پری چہرہ کو بغور دیکھکر دل دینے پر آمادہ ہوئے بعضے جوانان عاشق خو اُس کی صورت زیبا دیکھکر گویا از خود رفتہ ہوئے محو جمال ہو کر سکتہ سا اُن کو ہو گیا کچھ اہل بزم چہرہ روشن اُس کا دیکھکر باہم آہستہ یہ کہنے لگے کہ یہ مطربہ کس قدر حسین ہے کیا خوب اس کا جمال ہے آنکھین مانند چشم غزال کے ہین پیشانی مانند ماہ تابندہ کے ہے عارض مثل گل تر

کے ہیں مژگان عجب برچھیاں ہیں یا تیر دلدوز ہیں ابروئے خمدار خنجر بران براے قتل عاشقان کھنچے ہوئے ہیں دہن مانند غنچہ تنگ سا کہے ہے بلکہ غنچے سے بھی تنگ تر ہے گویا نظر سے مفقود ہے گردن صورت صراحی بلوریں ہے شانے بازو بھرے بھرے ہیں کلائی عجب کلائی ہے کہ بغیر ان کے دستیاب ہونے کے عشاق کو نہ کل آئی پنجہ مرجان سے بہتر اس گل کے دست حنائی ہیں عشاق کے خون سے شاید اس قاتل نے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہیں اگر یہ دست حنائی کسی دلدادہ کے ہاتھ آئیں تو عشاق سرفراز ہو جائیں روح کو ان کی راحت ہو دل آرام پاے سینہ وہ گنجینہ حسن ہے کہ جس کو دیکھکر عابد کی دست ہوس بڑھ جائے تاب نہ آئے جوش شباب سینے سے نمود ہے یہ دو قمقمہ بلوریں ہیں یا دو ڈبیان معجون مبہی کی ہیں یا یہ دو سرکش ہیں مگر اس نازنین کی ایسی باریک ہے کہ بغور دیکھنے سے کچھ ثابت ہوتی ہے پانوں وہ پانوں ہیں کہ دل عشاق کے پامال کرنے میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں مانند سبزے کے پامال کیا کرتے ہیں چال اس کی قیامت ہے کبک دری اس کی رفتار سے محجوب ہے خوشا مقدر اس کا جس سے یہ نازنین ہم آغوش ہو اہل بزم تو اس مہ جبین کو دیکھ رہے تھے اور باہم آہستہ اس کے حسن و جمال کی تعریف کر رہے تھے اور وہ بھی اہل بزم کو دزدیدہ نظروں سے بناز و ادا دیکھ رہی تھی کہ سازندوں نے اس کے جلد جلد ساز موافق اپنی طبع کے اور خواہش دل کے درست کیے وہ نازنین واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی سازندوں نے ساز بجاے وہ پری رو ناچنے لگی اہل بزم ناچ اور گانا اس کا بغور دیکھنے لگے تا دیر وہ مطربہ ایسی ناچی کہ جوانان اہل بزم کے دلوں کو اس نے مانند حنا یا مثل سبزے کے پامال کر دیا ہر ایک خوش ہوا سب نے تعریف اس کے ناچنے کی بجاے خود کی بعد رقص کرنے کے اس نازنین نے روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام وغیرہ یہ غزل بخوش الحانی شروع کی غزل

وہ دن کی بہار رہی بنو ہی	بلبل کی صدا یہ چار سو ہے	دل میں ہے ابھی ہوئی محبت	اب ورد زبان گی لو ہی تو ہے
سرخی نہیں نشہ کی یہ زاہد	آنکھوں میں جھلک رہا لہو ہے	کرتے ہیں ننگا ہوں میں وہ باتیں	کیا طرز ہے کیا ہی گفتگو ہے
میں کون ہوں کیا ہے میری عزت	اغیار کی اب تو آبرو ہے	دل میں رہے او بتا پری وش	غم تیرا ہے تیری آرزو ہے
امید وفا کی بیوفا سے	کیونکر ہو وہ شوخ تندخو ہے	آنسو کی طرح گرا نظر سے	کیا ابر کی خاک آبرو ہے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سننے لگے تعریف اشعار اور ثنا اس مطربہ کی اس حسن و خوبی سے گانے کی بجا خود کرنے لگے جب اس مطربہ نے غزل تمام کی حسین سبز قبا نے اس کو انعام کثیر دیا وہ انعام لیکر بزم سے باہر گئی پھر اور ایک نازنین خوب رو مطربہ خوش گلو بزم عیش میں حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم گانا اس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے اسی طرح چار روز و شب نازنینان خوب رو رقص و نغمہ کیا کیں پانچویں روز بھی بدستور بزم آراستہ تھی نازنینان مہ جبین رقص و نغمہ کر رہی تھیں کہ حسین سبز قبا نے صاحبقران سے کہا کہ آپ نے ہم کو دولت دین اسلام عطا کی ہے ہم آپ کے سلوک نیک کا کیا عوض کریں زر و مال کی آپ کو احتیاج نہیں کچھ آپ ملک و مال دوسروں کو دیتے ہیں الا ایک نور نظر پارہ جگر کہ جسکو ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہیں نذر کرتے ہیں امید کہ قبول کیجیے یہ کہکر جانب وزیر دانشمند اشارہ کیا چونکہ حسین سبز قبا نے قبل اس کے اپنے ہم سبک رو سے حال عشق صاحبقران اور اپنی دختر کا سنا تھا وزیر مذکور سے تنہائی میں کہہ رکھا تھا کہ جس وقت ہم اشارہ کریں فی الفور ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر مارنا وزیر دانشمند نے حسب الحکم و تاکید اپنے بادشاہ کے بمجرد اشارہ کرنے کے ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر لگایا جملہ اہل دربار سمجھ گئے کہ ترنج خوشبو سینے پر مارنا ایک رسم و قاعدہ

بادشاہان ہی کہ جس شخص کو اپنی دامادی مین قبول کرتے ہین سر بزم اُس کے سینے پر ترنج خوشبو لگانے کا
حکم دیتے ہین پس حسین سبز قبا نے بھی شاید صاحبقران کو اپنی دامادی مین قبول کیا ہی اسی وجہ سے
دانشمند وزیر نے سینہ صاحبقران پر ترنج خوشبو اسوقت لگایا ہی یہ سمجھکے سب شادمان ہوئے امیر
با توقیر نے بھی خوش ہوکر سر اپنا جھکا لیا دانشمند وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران عالیشان
مبارک ہو کہ ہمارے بادشاہ نے آپکو اپنی دامادی مین قبول کیا ہی صاحبقران نے مسکرا کر خاموشی اختیار
کی کچھ جواب نہ دیا خاموشی سے صاف ظاہر ہوگیا کہ منظور ہی خواجہ طیفور گردیا یہ رنگ خوشی وشادی دیکھکر
پہلے تو خوش ہوے بعدہ جانب وزیر دانشمند دیکھنے لگے چونکہ وزیر مذکور کو یہ قاعدہ معلوم ہوچکا تھا کہ
جس شاہزادی سے صاحبقران اپنا عقد کرتے ہین اُس شاہزادی کی وزیرزادی صاحبقران کے عیار
سے منسوب ہوتی ہی پس بنابرین قاعدہ مقرر دانشمند نے دوسرا ترنج خوشبو سینہ طیفور گردیا پر لگایا
خواجہ بھی بہت خوش ہوے دل مین خیال کیا کہ عنایت خداوند عالم سے امید دلی میری بھی برآئی اب
فتانہ بہار آرا دختر وزیر دانشمند سے ہمارا عقد ہوگا وصل محبوبہ مذکورہ حاصل ہوگا خواجہ یہ خیال
کرکے از حد خوش ہوے اُس وقت جو نازنین خوبرو رقص و نغمہ کر رہی تھی اُس نے مبارکبادی گانا شروع
کی تمام اہل بزم بصد خوشی سننے لگے نازنین کو باربار انعام کثیر ملنے لگا حسین سبز قبا نے زمانہ جشن مذکور
مین نجومیون اور رمالون کو طلب کرکے اُن سے پوچھا کہ اس ماہ مین کونسی تاریخ اور دن اور وقت واسطے
عقد و نکاح کے سعد و مبارک ہی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم اپنے قاعدے کے موافق عرض کرینگے پھر کے
نجومیون نے ستارون کی نحوست اور سعادت پر نظر کرکے اور رمالون نے زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر ڈالکر
فکر و غور کرکے متفق الراے ہوکر عرض کیا کہ اے بادشاہ جمجاہ سکندر حشم جمشید قدم ہمکو ہمارے علم اور
قاعدے سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ پرسون کی تاریخ سعد ہی کیونکہ ماہ و مہر ایک برج مین یکجا ہونگے
قران السعدین ہی اور روز جمعہ ہی دن بھی مبارک و نیک ہی لہذا وقت شب بساعت نیک اگر عقد و نکاح
ہو تو خوب ہی مدام زن و شوہر مین دوستی و الفت و انس و محبت از حد رہے گی اور کبھی نااتفاقی و دشمنی
باہم نہوگی حسین سبز قبا نے اُن کی تقریر سنکے بہت خوش ہوکے اُنکو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا
جب روز جمعہ آیا موافق کہنے نجومیون اور رمالون کے سر بزم علما کو طلب کیا گیا عقد و نکاح صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا کے پچاس کرور زر سرخ
وغیرہ پر بعد ایجاب و قبول کے ہوا اور عقد خواجہ طیفور گردیا کا ساتھ فتانہ بہار آرا کے ہوا مگر دربارہ زیادتی
مہر کے خواجہ طیفور گردیا نے انکار کیا تادیر مقدمہ مہر مین گفتگو ہوئی خواجہ نے اپنی ناداری ظاہر کی آخرکار
صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ زر تعداد مہر ہم تمکو دینگے تم اُس زر کثیر کو ادا ے مہر مین دینا
خواجہ نے عرض کیا کہ اگر آپ دینے مین سہو فرمائین تو مین غریب و محتاج کیا کرونگا ادا ے مہر کیونکر کرونگا
لہذا اسیوقت زر مہر مرحمت ہو تاکہ دل کو میرے اطمینان ہو جائے امیر با توقیر نے ہنسکر زر کثیر مہر معین
خواجہ کو دلوا دیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر لے کر اپنی زنبیل مین رکھکر کہا کہ داداجان اس روپیے کو
بہت حفاظت سے رکھیے گا کوئی روپیہ اس مین سے کم نہونے پائے بلکہ کوئی روپیہ گھسنے بھی نپائے ورنہ
میرا نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ جو زر کثیر ہم نے تمکو دیا تھا وہ کیا کیا خواجہ نے عرض کیا
کہ وہ روپیہ موجود ہی دیدیا جائے گا ابھی جلدی کیا ہی اہل بزم گفتگوے خواجہ پر ہنسے صاحبقران
بھی مسکرائے حسین سبز قبا بھی بے اختیار متبسم ہوا دانشمند وزیر بھی خواجہ کی تقریر سے مطلع ہو

مستکر ایا ناظرین پر واضح ہو کہ مؤلف و مصنف گلستان باختر نے بخیال طول تحریر دیگر رسومات شادی کے سامان کو مثل مانجھا و ساچق و حنابندی وغیرہ کے ترک کیا ہے فقط حال عقد صاحبقران و خواجہ طیفور کردیا خلاصہ طور سے تحریر کیا ہے الحاصل جب عقد و نکاح شاہانہ طور سے صاحبقران کا ہو چکا اور نازنینان خوبرو نے سہرا بزم مبارکباد و گاکے زرکثیر انعام میں پایا جب شب عقد نصف سے کچھ گذری تو امیر باتوقیر و خواجہ طیفور کردیا بزم شادی سے حسب المطلب محلسرا میں گئے امیر باتوقیر بعد رسوم نسوان اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا کے پاس گئے اور خواجہ اپنی زوجہ فتانہ بہار آرا کے نزدیک گئے جب دونوں عاشق و معشوق یکجا ہوئے وصل سے شادکام ہوئے مراد دلی بر آئی صبح کو صاحبقران و خواجہ داخل حمام ہوئے غسل کیا لباس پاکیزہ زیب تن کیا اس روز رسم چوتھی کی بھی شاہانہ طور سے ہوئی فقرا و غربا کو اس شادی میں دونوں طرف سے زر کثیر دیا گیا ملازمون کو علی قدر مراتبہا انعام اور جوڑے دیے گئے خلاصہ یہ کہ دونوں جانب اس شادی میں لاتعد و بے انتہا روپیہ صرف ہوا اور نہایت حسن و تکلف اور دھوم سے بطور شاہانہ ہر ایک رسم شادی کی گئی چوتھے روز حسین سبز قبا نے صاحبقران سے کہا کہ اب یہ شہر و تخت و تاج آپ کا ہے یہ بھی ہم نے اسوقت دیدیا صاحبقران نے کہا کہ اس ملک و تاج و تخت کی ہمیں احتیاج نہیں ہے یہ تاج و تخت شاہی آپ کا آپ کو مبارک ہو حسین سبز قبا نے صاحبقران کی اس سیر چشمی پر بجائے خود تعریف کی اور بزم عشرت و عیش موقوف نکی بدستور اسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کیں بعد چند روز کے صاحبقران نے حسین سبز قبا سے کہا کہ اب آپ ہم کو رخصت فرمائیں ہمیں یہاں سے جانب طلسم زلزلہ جانا ہے اس طلسم کو بھی اگر خدا نے چاہا تو فتح کریں گے ابتک تو طلسم مذکور تک پہونچ گئے ہوتے اگر ان قلعہ سرخ و زرد اور یاقوت رنگ میں جنگ و جدال واقع نہوتی حسین سبز قبا نے کہا معلوم ہو کہ نام اس شہر کا شہر حسن آگین ہے یہان کے زن و مرد نہایت خوبصورت شیرگین و باحیا ہوتے ہیں خصوصا عورتیں یہاں کی بہت صاحب عصمت و عفت و باحیا ہوتی ہیں اپنے شہر سے کہیں دور جانا گوارہ نہیں کرتی ہیں میری دختر نیک اختر بھی یہان سے سوے طلسم زلزلہ جانا قبول نکرے گی لہذا اس عزم کو موقوف رکھیے سوا اس کے دل کو گوارہ نہیں کہ آپ سے جدائی ہو جبکہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو اجازت جانے کی دیں دیدہ و دانستہ جانب طلسم زلزلہ رخصت جانے کی دیں چندے یہاں قیام پذیر ہوجیے ہم بھی یہاں سے سامان سفر کرکے آپ کے ساتھ سوئے طلسم زلزلہ مع اپنی سپاہ کے چلیں گے صاحبقران نے بادشاہ مذکور کے کہنے سے مجبور ہوکر براے چندے قلعہ سبز نگار میں قیام کیا ہے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا

اب وہ کلمہ داستان دلسوز جانسوز صاحبقران لڑ کر وہ شاہ مردان و درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و عراقی کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

ہوا نہ ہو جو کبھی فصل گل میں زندانی
تجھے نصیب ہو قسمت سے زمزمہ خوانی

تو خاک جانے مرا حال درد پنہانی
گر قفس میں ستمگر حسرت و پریشانی

نوا سے کبوتر بام حرم چہ میدانی

تپیدن دل مرغان رشتہ بپا را

خوشی عروج پہ کرتا ہی سخت نادانی
نہ دیکھہ چشم حقارت سے مرغ بستانی
ہوا مین بھرکے نہ تو زمزمہ خوانی
کہ جانتا نہین آزاد حال زندانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

نہ پوچھہ حال دل زار مرغ بستانی
رہون قفس مین نہ کیون صرف مرثیہ خوانی
نہین ہی قابل اظہار درد پنہانی
نہ دید گل ہی نہ آب و ہوائے بستانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

مین اس چمن مین ہون وہ نامراد زندانی
فضائے باغ کہان اور کہان خوش الحانی
کہ بال بال ہی وابستۂ پریشانی
ستا رہا ہی مجھے سوز آہ پنہانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

جب جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان دنیا سے جانب ملک عدم جانے لگا تھا تو اُس کی زوجہ منکوحہ حاملہ تھی زمانہ وضع حمل مین تھوڑی مدت باقی تھی جانسوز عیار نامدار نے اپنی زندگی سے مایوس ہوکر ایک پرچے پر کچھہ اپنے ہاتھہ سے لکھکر اپنی زوجہ مذکورہ کو دے کر کہا تھا کہ اس پرچہ قرطاس کو مانند تعویذ کے اپنے بازو پر باندھ لو اگر تمھارے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ جب سمجھدار و ہوشیار ہو تو اُس کو یہ پرچہ قرطاس دیدینا اور اگر دختر پیدا ہو تو اُسے یہ کاغذ نہ دینا میرے اس کہنے کا خیال رکھنا اب مجکو امید حیات نہین ہی عجب نہین کہ دو چار روز مین دنیا سے جانب ملک بقا روانہ ہون بعد میرے تم زیادہ تر میرے غم و الم مین نالہ و فغان نکرنا گذشتگان کو یاد کرکے صبر اختیار کرنا خواہ لشکر صاحبقران مین داخل ہوکر زندگی اپنی بسر کرنا یا جہان تمھارا دل چاہے وہان سکونت اختیار کرنا اگر فضل و عنایت خدا سے تمھارے بطن سے فرزند پیدا ہو تو اُس کی پرورش اور تعلیم علم مین حتی الامکان کوشش کرنا جاہل اُسے نہ رہنے دینا معلم کے حوالے کر دینا تاکہ وہ پڑھہ لکھکر لیاقت حاصل کرے اور اپنے عقائد مذہبی سے آگاہ و ماہر ہو خبردار اس وصیت پر میری ضرور عمل کرنا زوجہ جانسوز نے باشکباری و فغان جوابدیا تھا کہ خدا وہ دن نہ دکھلائے کہ تم دنیا مین نہ ہوا ور مین تمھاری وصیت پر عمل کرون تم سے پہلے اگر مین دنیا سے سوئے ملک عدم چلی جاؤن تو میرے حق مین اچھا ہی پروردگار عالم تم کو زندہ و سلامت رکھے جانسوز نے کہا تھا کہ بظاہر میرا جانبر ہونا دشوار ہی اجل میری قریب آئی ہی آثار قضا ہویدا ہین ہمیشہ دنیا مین کون رہا ہی ایک روز سب کو مرنا ضرور ہی جب خاصان خدا دنیا مین نرہے تو پھر کون رہ سکتا ہی بہت ایسا ہوا ہی کہ شوہرون نے انتقال کیا ہی اور ازواج اُن کی زندہ رہی ہین جو حکم خدا ہوتا ہی وہ ہوتا ہی تم بھی ہمارے غم مین صبر اختیار کرنا پہلے ہم کتنے دنیا سے جاتے ہین یہ دنیا ایک سرا ہی اس سرا مین اتنی ہی مدت ہمارا قیام منظور خالق خاص و عام تھا اب بظاہر یہان حکم رہنے کا نہین ہی جو اُس کی خوشی بشر کو لازم ہی کہ رضائے خدا پر راضی رہے تم بھی رضاء الٰہی پر راضی رہو اشکبار و بیقرار میرے غم مین ابھی نہو کہ زندہ ہون بعد مرگ رو لینا مگر نہ اسقدر کہ باعث تمھاری ہلاکت کا ہو یہ وصیتین کہکے دو چار دن

کے بعد جانسوز بن مہتر قران مرگیا تھا زوجہ نے اُس کی بعد اُس کی تجہیز و تکفین کے کثرت غم
سے لشکر اہل اسلام میں رہنا قبول نکر کے دوری لشکر اسلام اختیار کی تھی بعد دو چار ماہ کے اُس کے بطن
سے لڑکا پیدا ہوا تھا صورت و شکل میں بعینہ اپنے باپ کے تھا زوجہ جانسوز عیار نے نام اُس طفل کا
دلسوز رکھا تھا جب وہ فرزند پرورش مادر سے پانچ چھ سال کا ہوا اُس کی مادر نے موافق وصیت
اپنے شوہر مرحوم کے اُس کو معلم کے سپرد کر دیا تھا معلم نے دلسوز کو بدلسوزی چار پانچ برس کی
مدت میں پڑھا اور لکھوا کر اس قابل کر دیا تھا کہ لکھنے اور خط پڑھنے کی لیاقت اُسے حاصل ہو گئی تھی
ایک روز مادر دلسوز کو وصیت اپنے شوہر جانسوز بن قران کی یاد آئی کہ قبل مرگ اُس نے
ایک رقعہ لکھکر دیا تھا اور کہا تھا کہ اس قرطاس کو اپنے بازو پر بطور تعویذ کے باندھو جب لڑکا تمھارے
شکم سے پیدا ہو کر دس گیارہ برس کا ہو اور کچھ پڑھنے اور لکھنے میں اُسے لیاقت حاصل ہو تو یہ رقعہ ہمارا
لکھا ہوا اُسے دکھا دینا اور کہدینا کہ اے فرزند جو کچھ تمھارے باپ نے اس پرچہ قرطاس پر تمھیں لکھا ہے
لازم ہے کہ اُس پر عمل کرو پس بمجرد یاد آنے وصیت مذکور کے زوجہ جانسوز بن مہتر قران نے وہ
تعویذ اپنے بازو سے کھول کر اپنے فرزند کو دے کر کہا اے نور نظر پارۂ جگر دیکھو اس پرچہ کاغذ کو ہنگام
قرب رحلت تمھارے باپ مرحوم و مغفور نے اپنے ہاتھ سے لکھکر ہمیں دے کر کہا تھا کہ جب ہمارا
فرزند ہوشیار ہو اور سن اُس کا دس گیارہ برس کا ہو تو یہ پرچہ کاغذ اُسے دے کر کہدینا کہ جو کچھ اس
کاغذ پر لکھا ہے اُس پر عمل کرو اب چونکہ بفضل خدا سے تمھارا سن گیارہ سال کا ہوا ہے اور مجھکو بھی اب
تمھارے باپ کی وصیت یاد آئی ہے اس پرچے کو دیکھو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرو دلسوز
نے وہ کاغذ اپنی والدہ سے لے کر اُسے جو پڑھا تو اُس میں بعد دعاے درازی حیات کے لکھا تھا کہ اے
فرزند دلبند آگاہ ہو کہ ہم بھی عیار تھے اور ہمارے والد بھی نامی و نامور عیار تھے نام اُن کا مشہور
جہان ہے خاص و عام اُن کو مہتر قران کہتے تھے وہ نظر کردہ شاہ مردان تھے بعد نظر کردہ ہونے کے
وہ کبھی گرفتار نہیں ہوئے ہاں جب اجل اُن کی آئی اُسوقت اسیر پنجہ قضا ہوئے تھے کبھی انھوں نے
صورت ننگ عیاری نہیں کی تھی ہمیشہ بصورت مردم عیاری کرتے تھے اور دلیرانہ سامنے دشمن
کے جاتے تھے اور بضرب بغدہ گران کام دشمن کا تمام کرتے تھے ذیجاہ و ذی وقار تھے شہر [illegible] کے
فرمانروا کے داماد تھے تمکو بھی لازم ہے کہ پیشہ عیاری اختیار کرنا کسی مکار سے مکر و فریب یاد کرنا تم پوتے
ہو مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان کے اپنے باپ دادا کی طرح فن عیاری میں نام برآوردہ ہونا
ہمارا اور اپنے دادا کا نام دنیا میں روشن کرنا جیسے ہم دونوں لشکر صاحبقران میں رہکر ہزارہا عیاریاں
کی تھیں خلعت و انعام پایا تھا نامور ہوئے تھے تم بھی مانند ہمارے اور اپنے دادا کے نامور ہونا
عیاری و مکاری میں بے مثل و نظیر ہونا خبردار اے فرزند خلاف اس تحریر کے عمل نہ کرنا فرزند وہی
فرزند ہے جو اپنے باپ دادا کے خصائل و عادات و حرکات اختیار کرے وہ پسر لائق نہیں ہے جو خلاف
اپنے آبا و اجداد کے افعال کرے اگر تم ہمارے خلف الصدق ہو تو ہماری تحریر پر عمل کروگے زیادہ
واللہ اعلم دلسوز نے جو یہ عبارت مرقومہ اس پرچہ قرطاس میں لکھی ہوئی دیکھی اور اُسکی عبارت
کو حرف بحرف پڑھا اپنی مادر سے جو کچھ اس کاغذ پر لکھا ہوا تھا بیان کیا اُس نے آبدیدہ ہو کے اپنے شوہر
کو یاد کر کے کہا کہ اے فرزند باپ تمھارا قبل تمھاری ولادت کے کچھ زر و جواہر مجھکو دے کر مر گیا تھا سو
آج تک اُسی روپیہ میں سے اپنی زندگی بسر کی اور تمھیں بھی پالا پڑھوایا لکھوایا اب ماشاءاللہ تم

قریب عہد جوانی پہونچے ہو حصول زر کی فکر کرو وہ روپیہ ہو چکا ہی جو تمھارے باپ نے مجھے دیا تھا اب تم
اپنے پدر مرحوم کی تحریر پر عمل کرکے زر و مال بقوت بازو سے خود پیدا کرو تاکہ تمھاری اور میری زندگی
آرام سے بسر ہو مین نے تم کو نہایت محنت و مشقت سے پالا ہی کفارت اپنے تئین اور تمھین بچایا ہی آبادی
شہر کو چھوڑ کر ویرانے مین جاے امن پاکر سکونت اختیار کی ہی دلسوز نے کہا کہ اے مادر گرامی آپ نے
اب یہ رقعہ مجھے دیا اگر قبل اس کے آپ مجکو یہ تحریر دکھا دیتین تو اب تک مین نے بہت کچھ زر و مال پیدا
کیا ہوتا خیر اب بھی حصول مال و زر کی فکر کی جائے گی اور اس تحریر پر اپنے والد مرحوم کے عمل کیا جائیگا
مگر بالفعل کچھ روپیے کی ضرورت ہی سفر مین روپیہ تھوڑا ہو یا بہت ہو ضرور ہونا چاہیے ارادہ میرا یہان سے
دور تک جانے کا ہی کچھ مال دنیا سے پاس اپنے ضرور ہونا چاہیے کہ وقت ضرورت کام آوے مادر
دلسوز نے پانچ روپیے اُسے دے کر کہا کہ اے فرزند بس مال دنیا سے یہی روپیہ میرے پاس ہین
ان کو تم لے لو اپنے پاس رکھو حق تعالیٰ رازق العباد ہی کسی نہ کسی طور سے مجھے بھی رزق دے گا محنت
مزدوری سے میری بسر ہو جائے گی دلسوز نے وہ پانچ روپیے اپنی مادر سے لے کر کہا کہ آپ کا مجھے
خیال رہے گا انشاء اللہ کہین نہ کہین سے مال و دولت حاصل کرکے یہان آکر وہ دولت و مال آپکو
دے جاؤن گا آرام آپ اپنی زندگی بسر کیجیے گا اطمینان رکھیے خدا مسبب الاسباب ہی چندے زمانہ
تکلیف ہی پھر انشاء اللہ زمانہ راحت و آرام آئے گا یہ تکلیف و عسرت دور ہو جائے گی یہ کہکر لباس
اپنے تن پر آراستہ کرکے والدہ سے رخصت ہو کر اُس کو اپنی جدائی مین گریان چھوڑ کر دلیرانہ ایک جانب
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک بھیڑیا چلا آتا ہی اور بھیڑیے نے بھی
دلسوز کو دیکھ کر نرم و فربہ غذا اپنی جان کر جانب دلسوز رخ کیا اس طرف دلسوز نے دل مین اپنے
خیال کیا کہ اس بھیڑیے سے اپنی جان بچانا چاہیے کوئی فکر و تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے جانبر ہون شکار
پنجہ گرگ نہون ہر چند کہ اسوقت ہاتھ مین کوئی حربہ کسی قسم کا نہین ہی مگر خدا نے عقل تو دی ہی عقل
سے کوئی فکر ایسی کرنا چاہیے کہ جس سے جان بچے یہ خیال کرکے دیکھا کہ قریب ایک درخت صحرائی نہایت
کلان ہی تنہ اُس درخت کا ایسا ہی کہ اگر دو تین آدمی دست بدست ہو کر اُس درخت کی جڑ کو آغوش
مین لینا چاہین تو اُس درخت کی جڑ آغوش مین نہ آسکے بس اُس درخت کو دیکھتے ہی جلد قدم بڑھا کر نیچے
اُس شجر کے پہونچا اتنی دیر مین وہ گرگ بھی اپنے جنگل سے بار بار زمین پر خط دیتا ہوا قریب آگیا دلسوز
اُس درخت کی جڑ مین چھپا جب وہ گرگ اُس کی طرف آیا یہ گھوم کر دوسری طرف گیا اسی طرح تا دیر اُس
گرگ سے اپنی جان بچاتا رہا اور بہ رجوع قلب خدا سے واسطے اپنی جانبری کے دعا کرتا رہا مشہور ہی کہ
جب کوئی بدل رجوع جانب خدا ہوکر دعا کرتا ہی تو دعا اُس کی مستجاب ہوتی ہی دلسوز کی بھی ایسی حالت
مین دعا مستجاب ہوئی زندگی باقی تھی سبب جانبری پیدا ہوا یعنی حسب اتفاق ایک سوار سامنے سے
ظاہر ہوا اُس سوار نے جو دور سے دیکھا کہ ایک لڑکے کو ایک گرگ نے گھیرا ہی دل مین اُس کے رحم آیا
فی الفور اپنے مرکب کو کوڑا مارا وہ ضرب تازیانہ سے تیز رو ہوا سوار نے جلد قریب اُس درخت کے
آکر نعرہ کیا کہ او گرگ دور ہو کیا غضب کرتا ہی ایک طفل کو شکار کیا چاہتا ہی خبردار اس طفل کو ہلاک نکرنا
مین آ پہونچا ہون ... سے بچکر کہان جائے گا اور دلسوز سے پکار کر کہا کہ اے طفل نہ گھبرا مین آتا ہون
اس گرگ بد سے تجھے بچاتا ہون دلسوز نے صداے سوار سنکے کچھ سوچکر جانب سوار نگاہ کر کے
کرکے ... پانچ روپیے گرد اُس درخت کی جڑ کے ڈالدیے اس اثنا مین وہ سوار نیزہ بدست عنقریب

آ گیا اُس کے نعرے سے گرگ مذکور خائف ہوکر جانب صحرا بھاگا اور دلسوز نے اُس سوار سے مخاطب ہوکر چین بجبین ہوکر کہا کہ اے سوار بیہودہ کردار ارے غضب کیا تو نے کہ گرگ زردار کو نعرہ کر کے بھگا دیا میرا نقصان کیا سوار مذکور نے متحیر و متعجب ہوکر جواب دیا کہ اے طفل کیا عوض احسان دنیا میں بدی و شکایت ہی ہیں نے تو رحم کھا کر گرگ سے تیری جان بچائی عوض احسانمند ہونے کے تو مجھسے شاکی ہی یہ تو بتا کہ تیرا کیا نقصان ہوا ہمارے نزدیک تیرا فائدہ ہوا کہ جان تیری پنجۂ گرگ خونخوار سے بچ گئی از سر نو گویا تیری زندگی ہوئی دلسوز نے کہا کہ نقصان جو میرا ہوا وہ ظاہر ہی اگر تو بینا ہی تو دیکھ لے یہ چار روپیہ پڑے ہیں ہر گردش میں ایک روپیہ مجکو یہ گرگ زردار اپنے دہن سے نکال کر دیتا تھا ابھی چار ہی روپئے چار گردشوں میں گرگ نے مجھے دیے تھے کہ تو نے آکر اُسے بھگا دیا افسوس ہزار افسوس کہ سو دو سو روپیہ بھی تو نے مجھے اس گرگ زردار سے لینے نہ دیے آج وہ تمام روپیہ اپنے شکم میں بھرے ہوئے چلا گیا سوار نے کہا اے لڑکے اسقدر جھوٹ بولتا ہی ایسی بات کہتا ہی کہ جس کو عقل قبول نہیں کرتی ارے کہیں گرگ بھی روپیہ اُگلتا ہی کیا اُسکے پیٹ میں روپیے بھرے ہوئے ہوتے ہیں دلسوز نے برہم ہوکر جواب دیا کہ او جوان نادان یہ گرگ اسی طور کا ہی دلیل صداقت میرے قول کی ظاہر ہی دیکھ یہ چاروں روپئے پڑے ہیں کیا ممکن نہیں ہی کہ خداوند عالم اپنی قدرت شناسی سے گرگ ایسا پیدا کرے کہ جو دہن سے زر اُگلے اور اُسکے پیٹ میں روپیے بھرے ہوں ہر روز وہ زر اُگلتا ہو ہر روز زر اُسکے شکم میں پیدا ہوتے ہوں سوار مذکور نے تقریر طفل مذکور کی سنکے روپئے زمین پر پڑے ہوئے دیکھکر دل میں کہا کہ یہ لڑکا تقریر تو ایسی کرتا ہی کہ جس کو عقل قبول کرتی ہی بیشک خدا میں ایسی ہی قدرت ہی بلکہ اس سے زیادہ تر قدرت رکھتا ہی وہ جو چاہے سو کرے یہ باتیں دل میں کرکے اُس لڑکے سے کہا کہ عزیز اے طفل جو کچھ ہوا وہ ہوا میں اس حال سے آگاہ نہ تھا اب تو گرگ کو میں نے بھگا دیا دلسوز نے کہا کہ اے سوار اب بھی اگر تو چاہے تو یہ گرگ پلٹ آئے ہر گردش میں تیرے سامنے ایک روپیہ منہ سے نکال کر مجھے دے سوار نے پوچھا کہ گرگ کے پلٹ آنیکی کیا تدبیر ہی تو بیان کر دلسوز نے کہا کہ اپنے مرکب سے اُتر کر پیادہ جاؤ دیکھو ابھی وہ گرگ سامنے بھاگا ہوا جاتا ہی آواز بلند اُس سے کہو کہ اے گرگ زردار ادھر آ وہ لڑکا تجھے بلاتا ہی جب چند مرتبہ اسی طور سے تم آواز دوگے اور اپنی ناواقفی ظاہر کروگے اور اُس سے عذر بہت کروگے یقین ہی وہ گرگ پلٹ آئے گا یہ گرگ اس قسم کا ہی کہ آدم خوار مثل اور گرگ کے نہیں ہی اگرچہ بظاہر درندہ ہی لیکن کسی بشر کا گوشت نہیں کھاتا ہی لڑکوں سے کھیلتا ہی روپیے دیتا ہی سوار مذکور گفتگوے دلسوز سنکے فی الفور اپنے مرکب سے اُتر کر گھوڑے کو وہیں چھوڑ کر صرف تازیانہ بدست جانب گرگ باواز بلند یہ کہتا ہوا چلا کہ اے گرگ زردار میں تیرے حال سے آگاہ نہ تھا اب پلٹ آ خطا میری معاف کر میں نے تجکو بھگا دیا واقعی برا کیا مگر وہ گرگ صحرائی عذر سوار مذکور کب سنتا تھا اُس کے بلانے سے کب آسکتا تھا بلکہ سوار مذکور کو اپنی سمت آتے دیکھکر متوجہ ایک جھاڑی کی طرف ہوا اُسوقت سوار مذکور کو حرص حصول زر دامنگیر ہوئی دل میں کہنے لگا کہ اب یہ گرگ زردار جھاڑی میں جاتا ہی تم بھی مانند اُس لڑکے کے گرد جھاڑی کے ساتھ اس گرگ کے پھرو ہر پھیرے اور ہر گردش میں اس جھاڑی کے یہ گرگ تم کو ایک روپیہ اپنے دہن سے اُگل کر دے گا اُسوقت سے شام تک کی گردشوں میں زر کثیر ہاتھ آجائے گا پھر خیال کرنے لگا کہ یہ زحمت کیوں گوارا کرو اس گرگ کو کسی تدبیر سے اسیر کرکے اپنے گھر لے چلو تھا نے گھر میں درخت کلاں نیب کا ہی اُس درخت کے

گردسا تھا اس گرگ کے اگر روز گردش کیا کروگے تو ہر روز زر کثیر اس گرگ زردار سے ملا کرے گا
اب نوکری رسالہ کی چھوڑ کر خانہ نشینی اختیار کر لینا اور اگر یہ گرگ اسیر نہو سکے تو اس کو تلوار وغیرہ
سے مار ڈالو پیٹ میں اس کے جس قدر روپیہ ہو وہ لے لو اور چھٹی لیکر گھر اپنے چلے چلو زر کثیر اس تدبیر
سے ہاتھ آئے گا اپنے اہل و عیال کے حوائج میں صرف کرنا یہ خیال محال کر کے جانب گرگ مذکور چلا
گرگ جھاڑی میں چلا گیا سوار مذکور گرد جھاڑی کے پھرنے لگا اور گرگ کی اپنے ساتھ پھرنے کی آرزو
کرنے لگا تاکہ مثل اس طفل کے مجھکو بھی یہ گرگ زردار ایک روپیہ ہر گردش میں دے جب چند مرتبہ گرد
اس جھاڑی کے پھرا گویا اس جھاڑی اور گرگ کے صدقے و قربان ہوا اور وہ گرگ جھاڑی سے نکلکر
ساتھ اس کے گردش کنان نہوا تو سوار مذکور کو غصہ آیا پکار کر کہا کہ او گرگ نابکار زردار میرے ساتھ
کیوں اس جھاڑی کے گرد نہیں پھرتا مجھکو کیوں نہیں مثل اس لڑکے کے زر دیتا میں تو جوان ہوں خوب
گردش کرتا ہوں چند گردشیں کر کبھی تھکا ہوں تو دیکھ بھی تھکا ہے کیا وجہ ہے کہ مجھکو ہر گردش میں زر نہیں
دیتا ہے کیا تو مجھسے بوجہ وہاں سے بھگا دینے کے ناراض و ناخوش ہے اگر رنجیدہ ہے تو میں تجھسے طالب عفو
تقصیر ہوں خطا میری معاف کر اب جھاڑی سے نکل ساتھ میرے اس جھاڑی کے گرد گردش کر ورنہ
تجھکو مار ڈالوں گا خنجر سے شکم تیرا چاک کر کے تمام روپیہ جو تیرے پیٹ میں بھرا ہوا ہے نکال لونگا جان
تیری مفت جائے گی بہتر یہی ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر جھاڑی سے نکلکر ساتھ میرے گردش کر ہر گردش
میں ایک روپیہ مجھکو بھی دے گرگ مذکور کب اس سوار کی تقریر سمجھتا تھا اندر جھاڑی کے چھپا رہا اور
مانند کتے کے غصہ میں بھونکا کیا سوار تو حرص حصول زر میں پاس جھاڑی کے کھڑا ہوا تھا گرگ جھاڑی
میں پوشیدہ تھا ادھر دلسوز نے موقع سوار کے گھوڑا نے جانے کا پاکر جلد اس عربی و تیز رو کی پشت پہ
سوار ہو کر ایک گھونسا مارا اور دو چار مرتبہ پانوں سے ٹھکرایا وہ گھوڑا اپنے سوار پشت کی موافق رائے
ایک طرف بسرعت و شتابی چلا چونکہ میدان وسیع تھا دور سے سوار مذکور نے دیکھا کہ وہی لڑکا میرے
عربی گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑے کو دوڑائے ہوئے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی غضبناک ہو کر چلایا
کہ او لڑکے کیا غضب کرتا ہے گھوڑا میرا کیوں لیے جاتا ہے ٹھہر جا کہ میں آتا ہوں دلسوز نے جواب دیا کہ او
سوار نادان و بیوقوف آگاہ ہو کہ میں دلسوز ہوں جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان
یہ پہلی عیاری تھی جو میں نے کی ہے کیا فریب تجھکو دیا ہے اور گھوڑا تیرا لیا ہے اب اس گھوڑے سے صبر کر تجھکو یہ اسپ
کبھی نہ دونگا تو مجھے اب پا نہیں سکتا اگر آئے گا تو کیا پائے گا گرد سمند بھی تو نہ پا سکے گی گھوڑا ملنا تو کجا میں
جانسوز ایسے عیار طرار خنجر گذار کا فرزند ہوں جو کچھ لے لیتا ہوں پھر نہیں دیتا ہوں اور یہ پہلے بھی تجھسے
کہا گیا ہے کہ یہ پہلی عیاری میں نے کی ہے پہلا پہلی عیاری میں جو مال و دولت وغیرہ ہاتھ آئے اسے دیدینا
ایسا ہے کہ جیسے مشہور ہے عوام میں کہ پہلی سکے وقت نسیب کا ہونا یہ آواز بلند کہکر گھوڑے کو جولان کرتا ہوا
ایک سمت روانہ ہوا سوار کلیجہ اپنا اپنے ہاتھوں سے پکڑے ہوئے نالان و گریان پیچھے پیچھے بہت دوڑا
آخر کار تھک گیا طاقت دوڑنے کی نرہی عرق میں سراپا تر ہو گیا مجبور و لاچار ہو کر آہستہ آہستہ نشان سم
مرکب دیکھتا ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او لڑکے اس سن میں تو تیری یہ چالاکی و ہوشیاری و مکر و فریب ہے آگے
جوان ہو کر تو نہیں معلوم تو کیا کیا آفت برپا کرے گا مجھ ایسے زیرک کو تو نے فریب دیا اور میں بھی تیرے
فریب میں آگیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر میں بھی رسالے کا سوار ہوں جہاں تو جائے گا میں بھی اپنے تئیں
وہاں پہنچاؤں گا گھوڑا تجھسے ضرور لے کر تجھے قتل کر دوں گا کہ تو نے مجھکو اپنے دام فریب میں پھنسایا ہے

قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ بغیر گھوڑا لیے نجاؤن گا رسالے مین جاکر رسالہ دار و دیگر جوانان
رسالہ کو کیا منہ دکھاؤن گا بڑی ذلت و رسوائی ہوگی سب رسالے کے سوار مجھے ہنسینگے رسالہ دار صاحب
بہادر مجکو بیوقوف و نالائق جان کر چہرہ میرا فرد سواران رسالہ سے کاٹ دینگے نوکری سے برطرف
ہوجاؤن گا روزگار جاتا رہیگا پھر ایسی نوکری نملے گی اہل و عیال میرے میری نوکری کی برطرفی سے
مبتلاے عسرت ہوکر ہلاک ہوجائینگے مین بھی کثرت فاقہ کشی سے مرجاؤن گا یہ تقریر کرتا ہوا سوار تو پیچھے چلا
آتا ہے حال اس کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال دلسوز بن جانفسوز کا لکھا جاتا ہے کہ یہ طفل بلاے
روزگار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا صحرا کو طے کرتا ہوا قریب شام ایک آبادی مین پہونچا دیکھا کہ چند مسافر
اسباب مسافرت سر و پشت پر اپنے رکھے ہوئے یہ کہتے ہوئے باہم چلے آتے ہین کہ شکر کا مقام ہے منزل
تمام ہوئی وہ سرا سامنے ہے آج اس سرا مین قیام کرینگے صبح کو پھر یہانسے روانہ ہونگے دلسوز
نے اُن کی تقریر سنکے کہا کہ اے مسافرو ہم بھی مسافر ہین دور سے آتے ہین چلو تمھارے ساتھ ہم بھی
سرا مین مقیم ہونگے انھون نے جواب دیا کہ اے طفل خوش خو تو نے اس سن و سال مین سفر اختیار
کیا اور سفر بھی تنہا کیا ایسی مصیبت تجھپر پڑی کہ اس ایام طفلی مین صعوبت سفر اختیار کی ہے دلسوز
نے جواب دیا کہ میرا قصہ طول و طویل ہے ہمراہ مین چلو اگر مزاج میرا درست ہوگا تو بتفصیل بیان کرونگا
اسوقت تو صعوبت راہ دور و دراز سے حواس خمسہ میرے درست نہین ہین وہ مسافر طفل مذکور کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل سرا ہوئے بھٹیاریان اور بھٹیارے دوڑے ہر ایک کہنے لگا کہ اے
مسافرو آؤ ہمارے یہان قیام پذیر ہو ہر طرح کی تمکو راحت ملے گی دلسوز نے ان بھٹیاریون کیطرف
نظر کی دیکھا کہ ایک بھٹیاری خوبصورت نوجوان کنگھی کیے ہوئے پٹیان بنائے ہوئے تیل سر مین
ڈالے ہوئے رنگین دوپٹہ اوڑھے ہوئے انگیا کرتی بھی نفیس و رنگین پہنے ہوئے لہنگا کمخواب سوتی کا
پہنے ہوئے سر سے پا تک طلائی و نقرئی اسباب و زیور مین لدی ہوئی ہے جملہ زیور تخمینا دو تین ہزار
روپیے کا ہے زیور مذکور پر نظر کرتے ہی دلسوز نے اپنے دل مین کہا کہ اس بھٹیاری نے مسافرون کی
آمدنی سے اسقدر پیدا کیا ہے کہ یہ زیور بنا کر پہنا ہے پس اب لازم ہے اسی بھٹیاری کے یہان اترو اور
شب کو یہان قیام پذیر ہوکر صبح کو یہانسے کسی طرف روانہ ہونا یہ تجویز کرکے اس بھٹیاری کے ساتھ
ہولیا اور اس کے یہان مرکب سے اتر کر قیام پذیر ہوا بھٹیاری نے جلد چارپائی بچھاکر فرش مثل قالیچہ
پلنگ پر بچھا کر کہا کہ اے صاحبزادے اس پلنگ پر راحت پذیر ہو دلسوز بیٹھا بعدہ بھٹیاری مذکور
سے کہا کہ تو یہ روپیہ اسمین دانہ واسطے ہمارے گھوڑے کے لے آؤ اور جو مناسب ہو وہ پکاؤ مگر یہ
خیال رہے کہ گھوڑا ہمارا بھوکا نہ رہنے پائے ورنہ ہمارا نقصان ہوگا بھٹیاری نے ایک روپیہ لیکر
لے لیا اور یہ وہ نہ سمجھی کہ گھوڑے کے بھوکا رہنے سے کیا نقصان ہوگا بعد ایک روپیہ دینے کے
دلسوز نے پوچھا کہ بھٹیاری تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا کہ نام ہمارا پیاری ہے یہ سنکے دلسوز نے کہا
کہ ہمارا گھوڑا بمقام مناسب باندھ دو اور جلد گھوڑے کا دانہ منگواؤ اور اس کو دیدو مکرر کہتا ہون
کہ گھوڑے کو بھوکا نرکھنا ہم بھی گرسنہ ہین ہمارے بھی کھانے کا جلد سامان کرو منزل کے تھکے ہوئے
تمھاری سرا مین آئے ہین اس نے کہا کہ میان صاحبزادے جو کچھ تمنے کہا ہے وہی کرونگی ابھی
پیاری بھٹیاری یہ کہہ رہی تھی کہ وہ مسافر بھی جو ہمراہ دلسوز کے سرا مین آئے تھے پیاری بھٹیاری کے
یہان آئے اسباب اپنا اتار کر بیٹھے اتنی دیر مین پیاری کا شوہر آیا اس کو پیاری سنکے وہ ایکے پیچھ

اور جو کچھ مسافرون سے ملا تھا تمام و کمال روپے پیسے دے کر کہا کہ آرد وغیرہ اشیا خرید لاؤ اور واسطے
گھوڑے کے دانہ بھی لانا وہ گیا بعد تھوڑی دیر کے دانہ وغیرہ جملہ اشیا مطلوب و آرد و گوشت بازار
سے خرید کر لایا لیکن دانہ کم لایا گھوڑے کی خوراک سے دانہ بہت کم تھا پھر اُس نے جملہ اشیا اپنی زوجہ کو
دے کے چنے بھگو کر توبڑے مین رکھکر وہ دانہ گھوڑے کو دیدیا جب گھوڑا دانہ کھا چکا پانی بھی اُسے
پلا دیا دلسوز بیٹھا ہوا دیکھا کیا ادھر بھٹیاری مذکورہ نے جلد جلد واسطے سب مسافرون کے طعام
تیار کیا پھر ہر ایک کو دیا دلسوز نے کھانا کھایا بعدہ سیر و سیراب ہو کر پانی سے ہاتھ دھو کر اُن مسافرون
سے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو کہان جاؤگے کس غرض سے تمنے سفر کیا ہی اُنھون نے تباہی و پریشان
حالی ظاہر کر کے کہا کہ ہم واسطے نوکری کرنے کے اپنے شہر سے بہزار دشواری محنت و مزدوری کرتے
ہوئے راہ مین سنکتے ہوئے یہان تک آئے ہین ارادہ ہی کہ راجہ اقبال بہادر کی خدمت مین
جا کر درخواست ملازمت گذرانین یہ سنکے دلسوز نے خیال کیا کہ یہ سب مسافر غریب و محتاج ہین ان کے
پاس مال دنیا سے روپیہ اشرفی نہوگا یہ خیال کر کے چارپائی پر راحت پذیر ہوا اور قبل صبح کے بیدار
ہو کر سب کو خواب غفلت مین پا کر وہ چار روپے جو اُس کے پاس تھے اُس نے گھوڑے کی لید مین اُٹھکر
رکھدیے پھر اپنے بستر پر آکر لیٹ رہا جب صبح ہوئی سب مسافر بیدار ہوئے یہ بھی اپنے بستر سے اُٹھا
وضو کر کے دو رکعت نماز سحر بجا لایا اتنی دیر مین پیاری بھٹیاری بھی جاگی دلسوز نے اُس سے کہا کہ اے
پیاری بھٹیاری ذرا گھوڑے کی لید کو دیکھو جو کچھ اُس لید مین ہو وہ لے آؤ بھٹیاری نے جواب دیا
کہ میان مسافر گھوڑے کی لید مین کیا ہوگا سوا لید کے کچھ بھی نہوگا صبح کے وقت عبث میرے ہاتھ
لید مین آلودہ کراتے ہو تمکو اس سے کیا فائدہ ہی دلسوز نے جواب دیا اُٹھکر دیکھو تو ممکن نہین کہ
لید مین ہمارے مرکب بے مثل و نظیر کے کچھ نہو یہ وہ گھوڑا نہین ہی کہ جو دانہ کھاوے اور لید مین
اُس کی مال دنیا سے نہو بھٹیاری یہ سنکے اُٹھی گھوڑے کی لید کو جو دیکھا تو اُس مین سے چار روپے پائے
متحیر ہو کر وہ روپے لیے ہوئے دلسوز کے پاس آئی اور کہا کہ صاحبزادے تمھارے گھوڑے کی لید
مین یہ چار روپے مین نے پائے ہین انھین لے لو دلسوز نے وہ روپے لے کر برہم ہو کر کہا کہ کیون بی
بھٹیاری ہمنے تجھسے تاکیداً کہا تھا کہ ہمارے گھوڑے کو دانہ کم نہ دینا مگر تمنے دانہ کم دیا ہمارا نقصان کیا
یہ گھوڑا نایاب زمانہ ہی جسقدر اس کو دانہ زیادہ دیا جاتا ہی اُسی قدر اس کی لید مین زیادہ روپے صبح کو
نکلتے ہین افسوس ہزار افسوس تمنے غضب کیا ہمارے گھوڑے کو بھوکا رکھا اُس نے بھی چار ہی روپے
دیے یہ کہکر محزون ہو کر سر بزانو ہو کر بیٹھا بھٹیاری مذکورہ بالا نے بجاے خود خیال کیا کہ ایسا گھوڑا کبھی
نہ دیکھا نہ سنا تھا آج دیکھنے مین آیا ہی یہ تو عجیب نایاب گھوڑا ہی اکسیر اس کے قدم کی خاک ہی اگر یہ گھوڑا
اس لڑکے سے بمکر و فریب و التجا ہاتھ آجاوے تو کیا اچھا ہو دنیا مین مثل میرے کوئی بے محنت و مشقت
روپیہ حاصل نکرسکے کیمیاگری میرے آگے کچھ بھی حقیقت نرکھے دو چار مہینے کی مدت مین مالا مال
ہو جاؤن سوداگرون اور مہاجنون کی دولت سے بھی سوا مالدار ہو جاؤن یہ خیال کر کے اُٹھی اور
دلسوز کے پاس آکر دست بستہ کہنے لگی کہ اے صاحبزادے ذرا تنہائی مین چلو مجھے تم سے کچھ کہنا ہی
دلسوز اپنے بستر سے اُٹھکر بمقام خلوت گیا اُس بھٹیاری نے ہاتھ جوڑ کر سر اپنا پاے دلسوز پر رکھکر
بعاجزی بسیار کہا کہ اے صاحبزادے اگر یہ گھوڑا فروخت کرو تو مجھکو دیدو مین اس کو اپنے پاس
رکھون گی دلسوز نے جواب دیا کہ اول تو یہ گھوڑا بے مثل و نایاب ہی مین اس کو نہ بیچون گا پھر ایسا

گھوڑا مجھے نہ ملیگا میرے دادا کا یہ گھوڑا ہی اُنھون نے سفر کیا تھا گذر اُن کا ایک جزیرے مین ہوا تھا
وہان یہ گھوڑا اُن کو خوبی مقدر سے ملا تھا زر کثیر اُنھون نے قیمت دے کر اِس کو خرید کیا تھا بعد
مرنے دادا کے یہ گھوڑا ہمارے والد کے پاس رہا بعد اُن کی رحلت کے یہ گھوڑا ہمارے قبضے مین
آیا ہی ہم اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہین کبھی اس کو بھوکا نہین رکھتے ہین جب سے یہ
گھوڑا ہاتھ آیا ہی سنا ہی کہ ہمارے دادا اور باپ نے کسی کی نوکری نہین کی نہ کوئی پیشہ اختیار کیا اسی
گھوڑے کو دانہ زیادہ دیا کیے یہ گھوڑا ہی ہر صبح چالیس پچاس روپے لید مین اپنے شکم سے نکال کر دیتا رہا
بعد اُن کے ہم کو بھی اُسی طرح اس گھوڑے نے ہر روز چالیس پچاس روپے دیے ہین آج تمھارے دانہ
کم دینے کے سبب سے چالیس پچاس روپے کا نقصان ہوا اور اگر ہم اس گھوڑے کو بالفرض بیچنا بھی
چاہین تو دنیا مین کون اس کو خرید سکتا ہی قیمت کثیر اس کی کوئی دے نہین سکتا ہی تم بھٹیاری اسکو
کیا مول لے سکو گی اُس نے کہا میان ہماجزادے مین تو ایک غریب بھٹیاری ہون مسافرون کی
خدمتگذار ہون زیادہ مال و دولت نہین رکھتی ہون لیکن زیور جو سونے چاندی کا پہنے ہون تخمیناً
ڈھائی تین ہزار روپے کا ہی اگر بعوض اس گھوڑے کے اس زیور کو قبول کرو تو حاضر ہی زیادہ میری
اوقات نہین ہی دلسوز نے جواب دیا کہ تمھاری عاجزی کرنے سے اس زیور کو اس اقرار پر خیر ہم قبول
کر لین گے کہ ایک سال تک یہ گھوڑا تمھارے پاس رہیگا بعد گذرنے ایک برس کے پھر ہم آکر اپنے
اس گھوڑے کو تم سے لے لین گے بیپاری بھٹیاری نے اپنے دل مین کہا کہ زیور اپنا دے کر واسطے
ایسا ہی سال کے اس گھوڑے کو لے لو بعد ایک سال کے جب یہ لڑکا آئیگا تو ہم سے یہ گھوڑا کیا
لے جاویگا اسوقت مصلحت یہی ہی کہ جو کچھ یہ کہتا ہی اُسی کو قبول کر و یہ باتین اپنے دل مین کر کے کہا کہ
مین اقرار کرتی ہون کہ بعد ایک سال کے یہ سند تمکو دیدونگی دلسوز نے کہا کہ دیکھو اس اقرار کے
خلاف عمل نہ کرنا اُس نے کہا کہ کبھی خلاف اقرار نکرونگی یہ کہکے کڑے اور کنگن بالیان بجلیان ہیکل
طوق پازیب چوسیپو دتیان زنجیر چھڑے چھاگل انگوٹھیان چھلے چوڑیان لچھے سنیتھے پانؤن کے کڑے
وغیرہ تمام زیور اپنا اُتار کر دلسوز کے حوالے کیا طفل مذکور نے وہ جملہ زیور نقرہ طلا اُس سے لیکر اپنے
قبضے مین کیا پھر کچھ طعام لذیذ اُس بھٹیاری نے پیش کش کر کے کہا کہ اس طعام لذیذ و خوشگوار کو کھا کر
اگر ارادہ جانے کا ہو تو جانا ورنہ سرا مین مقیم رہنا ہنوز دلسوز وہ طعام لذیذ کھا رہا تھا کہ شوہر اُس
بھٹیاری کا بیرون سرا سے آیا اُس نے اپنی زوجہ کو بے زیور دیکھکر گھبرا کر پوچھا کہ کیون ری تو نے زیور
اپنا کیا کیا اُس نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ تجکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہمارا زیور تھا جہنے چاہا
وہ کیا ہمین نے اپنی کمائی سے بنوایا تھا کچھ تو نے ہمین نہین بنوا دیا تھا جو زیور کو پوچھتا ہی کیا کیا تو تو شوہر
ہمارا برائے نام ہی ہمنے ہزارون مسافرون کی خدمت کر کے شب کو اُن کے پہلو مین سو کے تکلیف
اُٹھا کے زیور بنایا تھا تو ہی کہہ اُس زیور مین کوئی انگوٹھی چھلا تیری کمائی کا بھی بنوایا ہوا تھا جو اسوقت
پہنے اُس زیور کو اس طرح پوچھتا ہی شوہر اُس کا جواب معقول پا کر خاموش ہو رہا دلسوز نے جلد وہ طعام
خوش ذائقہ کھا کر دل مین کہا کہ اب اس سرا مین ٹھہرنا اچھا نہین ہی یہان سے جلد روانہ ہونا چاہیے
مبادا وہ سوار کہ جس کا یہ گھوڑا ہی ہمکو تلاش کرتا ہوا یہان آجاوے یا یہ بھٹیاری اپنا زیور کسی کی
راے سے پھیر لیوے تو اچھا نہوگا یہ خیال کر کے بعد کھانا کھانے کے سرا سے نکلکر با پیادہ ایک سمت
روانہ ہوا ادھر بھٹیاری نے بطمع زر کثیر دس سیر چنے لا کر اُس گھوڑے کو نکر کھلانے اور پانی بھی

گئی مرتبہ اُس کے سامنے سے گئی گھوڑا زیادہ دانہ کھانے سے بیمار ہوگیا دست اُس کو آنے لگے بیماری
بھٹیاری مفقود ہوئی لید مین گھوڑے کی کوڑی بھی نہ دیکھی بلکہ اُس کو قریب بہلاکت پاکر نہایت غمگین
اور افسوس کنان ہوئی اپنے زیور طلا و نقرہ کے اس طرح برباد و تلف ہونے کا صدمہ کرنے لگی سرا مین
تو بھٹیاری مذکورہ مبتلاے صدمہ و غم ہو گھوڑا بیمار ہو قریب بہلاکت ہو زمین پر پڑا ہوا ہو بیمار ہو دست
اُس کو آرہے ہین کوئی علاج کرنے والا اُس کا نہین ہو بیچاری بھٹیاری اپنے زیور کے جانے کے غم مین
مبتلا ہو مگر اب حال جانسوز عیار کے فرزند کا لکھا جاتا ہو کہ وہ لسوز سرا سے نکلکر جو ایک طرف روانہ ہوا تھا
بعد قطع راہ دور و دراز قریب شام ایک صحراے سبزہ زار اور میدان فرحت افزا مین پہونچا وہان دیکھا
ایک لشکر کثیر کے اُترنے کا سامان ہو رہا ہو بارگاہین اور خیام برپا اور ایستادہ ہو رہے ہین سرداران
لشکر اور سواران سپاہ کچھ مرکبون پر بیٹھے ہین کچھ گھوڑون سے اُتر کر ٹہل رہے ہین اُن مین ایک جوان
نہایت خوش رو و قوی بازو ہو اُس کے چہرے سے آثار شجاعت و بہادری ظاہر ہین اور ایک گنبد
جواہر کار طلائی مانند سکھپال یا مثل منڈفی کے ہو اُس گنبد طلائی جواہر کار مین شیشہ آلات نہایت گران
قیمت بطرز احسن و بعنوان خوب موقع و محل پر آویزان ہو شعاع آفتاب جو اُس پر پڑتی ہو تو وہ گنبد
طلائی جواہر کار مانند آفتاب کے ضو دے رہا ہو نظر اُس گنبد پر اچھی طرح نہین پڑتی ہو جس طرح کوئی
آفتاب کو بخوبی دیکھ نہین سکتا ہو اسی طرح کوئی اُس گنبد طلائی جواہر کار کو بھی دیکھ نہین سکتا ہو نظر
خیرگی کرتی ہو کیونکہ اول تو وہ گنبد طلائی ہو اُس پر ایسے جواہرات بیش قیمت مانند لعل و یاقوت و عقیق و
زبرجد و پکھراج وغیرہ کے نصب ہین کہ اُن کی چمک سے اُس گنبد طلائی کو بخوبی دیکھنا ممکن نہین ہو سوا
اس کے کہ جو اُس گنبد کے اندر شیشہ آلات لگا ہو اُن کی بھی ضو اور چمک از حد ہو درمیان مین اُس
گنبد کے ایک درویش لباس نادر و نفیس و پر ضو شاہانہ پہنے ہوئے موتیون کے مالے گلے مین ڈالے
ہوئے بالاے سر کلاہ درویشی بہ صورت تاج جواہر نگار رکھے ہوئے بیٹھا ہو اُس گنبد کو چند کہار دوش پر
اپنے اُٹھائے ہوئے ایستادہ وہان درویش موجود مثل ریش سفید و دراز رکھتا ہو چہرہ اُس کا مانند آفتاب
کے تابان ہو ہاتھ کی اُنگلیون مین اس کے انگوٹھیان جواہرات بیش بہا کی ہین وہ درویش بھی جانب
سبزہ شاداب دیکھ رہا ہو دلسوز بن جانسوز لیے اُس لشکر اور اُس جوان رشک رستم پیلتن اور اس
درویش کو دیکھکر ایک سوار لشکر سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہو اور یہ جوان خوش رو و قوی بازو کون ہو اس کا
نام کیا ہو اور نام اس درویش کا کہ جو اس گنبد طلائی مین بیٹھا ہوا ہو کیا ہو اور یہ لشکر کہان سے یہان آیا
ہو اور کہان جائے گا اُس سوار نے کہا کہ یہ لشکر دراصل فرامرز ثانی کا ہو اور بادشاہ اس لشکر کا عمان
شاہ ہو دیکھ وہ عمان شاہ بالاے تخت زرین تاج بر سر رکھے فرمانروائی در پیکر بشوکت شاہانہ
بیٹھا ہوا ہو جس کے تخت کو چند کہار عمدہ و نفیس وردیان پہنے ہوئے اُٹھائے ہین اور وہ جوان
خوش رو و قوی بازو فرامرز ثانی ہو شجاع و بہادر ایسا ہو کہ چیدہ روزگار ہو دراصل سپہ سالار اور
بادشاہ لشکر یہی جوان ہو اور نام اس درویش گنبد نشین کا درویش آفتاب صورت ہو وجہ تسمیہ
یہ ہو کہ ان کا چہرہ پر ضو ایسا ہو کہ کوئی اچھی طرح ان کی صورت پر نظر کر نہین سکتا ہو اور لشکر کثیر شہر عمانیہ
سے یہان تک آیا ہو اب فرودگاہ ہوگا کل یہان سے جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ روانہ ہوگا سنا ہو کہ لشکر صاحبقران موصوف کا جانب طلسم زلزلہ جاتا ہو ہنوز اثناے راہ مین ہو
پھر کیا اُس سوار نے پوچھا کہ اے شخص تیرا نام کیا ہو کہان سے یہان آیا ہو اب کہان جانے کا ارادہ ہو

پوچھا

دلسوز نے جواب دیا کہ نام میرا اطرار ہی دور و دراز سے یہان آیا ہون غریب و مسکین و یتیم اور فاقہ کش ہون کہین جانے کا ارادہ نہین ہی بلاے عسرت مین مبتلا ہون دام مصیبت مین پھنسا ہون چاہتا ہون کہ ان درویش گنبد نشین تک جاؤن کچھ اپنا حال تباہ و خراب سے اطلاع دیکے خواستگار اعانت ہون شاید یہ درویش باکمال میرے حال پر مہربان ہوکر اس عسرت مین میرے دستگیر ہون ابھی فرزند جانسوز اُس سوار سے ہم سخن تھا کہ بحکم درویش گنبد نشین کہارون نے وہ گنبد طلائی جواہر کار اپنے کاندھون سے اتار کر بالاے زمین رکھا سوار مذکور نے دلسوز پر رحم کھا کر کہا کہ اے لڑکے اگر تجکو عرض حال کرنا منظور ہی تو جا یہ وقت خوب ہی کہارون نے گنبد طلائی دوش سے اتار کر بالاے زمین رکھدیا ہی درویش آفتاب صورت گنبد مین ابھی بیٹھے ہوئے ہین سیر سبزہ زار کر رہے ہین تھوڑی دیر مین داخل بارگاہ ہون گے بارگاہ اُن کی استادہ ہو چکی ہی دلسوز یہ سنکے سامنے درویش موصوف کے گیا باَدب جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے سر اپاے طفل مذکور پر نظر کرکے پوچھا کہ او لڑکے کیا چاہتا ہی مضطر و بدحواس و پریشان کیون ہی نام تیرا کیا ہی دلسوز نے سر جھکا کر کہا کہ نام میرا اطرار ہی مبتلاے دام عسرت ہون غریب و یتیم ہون تنہا ہون چاہتا ہون کہ آپ کے مریدون مین داخل ہوکر آپ کے ہمراہ رہون شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون اور فیض کرامات جناب سے مین بھی کامیاب ہون اسیوقت آپ سے بیعت کرون دلسوز نے جو نرمی آواز سے یہ دردناک تقریر کی درویش موصوف کو اُس کے حال پر رحم آگیا اُس کی عرض کو قبول کرکے کہا کہ تو ہمارے لشکر مین ہمارے ساتھ رہا کر دلسوز نے ہاتھ اپنا واسطے بیعت کے بڑھایا اور درویش نے ہاتھ اپنا دست دلسوز پر مارا دلسوز نے وہ انگوٹھی جواہر کی جو سب انگوٹھیون سے بہتر اور قیمت مین برتر تھی اس طور سے انگشت درویش آفتاب صورت سے اتار لی کہ درویش موصوف کو مطلق خبر نہوئی جب دلسوز بیعت کر چکا شاہ صاحب نے خوش ہوکر کہا کہ اے مرید مین اب عسرت تیری دور ہو جائے گی ہم تجکو تربیت و تعلیم دقائق و غوامض علوم فقیری کرین گے ہمارے برکات فیوض سے محروم نرہے گا جا اُس خیمے مین جو ہماری بارگاہ کے قریب ایستادہ ہی یہ کہکر اشارہ اُس خیمے کی طرف کیا دلسوز سلام کرکے اُس خیمے کی طرف چند قدم جاکر درویش ممدوح کی نظر بچا کر لشکر سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوا درویش موصوف بعد برپا ہونے بارگاہ و خیام کے اُس گنبد طلائی جواہر کار سے نکلکر ہمراہ فرامرز ثانی کے داخل بارگاہ ہوا احسان شاہ بھی اپنے تخت زرین سے اتر کر اپنی بارگاہ مین ہمراہ سرداران سپاہ کے گیا پھر سرداران لشکر اپنے اپنے بارگاہ و خیمے مین داخل ہوئے جملہ سوار بھی مرکبون سے اتر کر مرکبون کو سائیسون کے حوالے کرکے خیام مین گئے سلاح جنگ تن سے دور کرکے اپنے اپنے بستر پر آرام پذیر ہوئے درویش آفتاب صورت نے داخل بارگاہ ہوکر ہنگام شام براے نماز مغرب وضو کرنا چاہا وقت وضو کرنے کے ایک انگشت اپنی انگشتری الماس سے خالی دیکھکر متحیر ہوکر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوئے بعد دیر کے خیال کیا کہ وہی لڑکا جو آج میرا مرید ہوا ہی وہی وقت بیعت کرنے کے میری انگلی سے انگوٹھی اتار لے گیا ہی غضب کا چالاک و ہوشیار و عیار لڑکا ہی کہ مجھ ایسے عیار زمانہ کے ہاتھ سے انگوٹھی اس طرح اتار لے گیا کہ مجکو خبر بھی نہوئی یہ خیال کرکے حکم دیا کہ اُس لڑکے کو ہمارے روبرو لاؤ جس نے ہمسے بیعت کی تھی ملازمون نے ہرچند تلاش اُس کی کی لیکن کہین لشکر مین اُس کو نپایا آخرکار درویش ممدوح سے مجبور ہوکر ان ملازمون نے

عرض کیا کہ ہمنے ہر چند حسب الحکم تمام لشکر میں اُس طفل کی تلاش کی مگر وہ لڑکا نہ ملا کہیں لشکر سے چلا گیا درویش موصوف نے یہ سنکے اپنے دل میں کہا کہ اس سن و سال میں تو یہ لڑکا ایسا چالاک و زود کام ہی جوان ہوگا تو قیامت ہی برپا کرے گا عیاروں مکاروں کے کان کاٹے گا نہیں معلوم یہ لڑکا کس کا تھا کہان سے آیا تھا اور اب کہان گیا یہ باتیں دل میں کرکے درویش موصوف نے بعد وضو نماز مغربین پڑھی شب کو لشکر اُسی جگہ فروکش رہا صبح کو حکم عمان شاہ سے صمصام شیرزن دس ہزار سواروں کی جمعیت سے اثاثہ بارگاہ و خیام کا لیکر آگے روانہ ہوا بعد جانے صمصام شیرزن کے درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ مع جملہ مردان سپاہ کے روانہ ہوئے دلسوز جو لشکر عمان شاہ سے نکلکر آگے روانہ ہوا تھا اثناء راہ میں زمانہ شب کا آگیا تاریکی شب سے اور خستگی مسافت راہ سے آگے جانا مناسب نجانکر پہنچے ایک درخت کے وہ تمام زیور طلا و نقرہ جو ہمراہ لایا تھا دفن کرکے اُسی درخت پر جاکر بیٹھا کیونکہ صحرا تھا خوف درندوں اور گزندوں سے بہت تھا جب صبح کاذب نمایان ہوئی جلد درخت سے اترکر قریب چشمہ جاکر وضو کرکے نماز سحر پڑھکر جو کچھ اُس کے پاس طعام تھا اُسے تناول کرکے اُسی چشمہ سے سیراب ہوکے زیر درخت آکے وہ زیور زمین سے نکال کر ارادہ آگے جانے کا کیا تھا کہ دور سے آثار آمد لشکر ظاہر ہوئے گرد و غبار بلند دیکھا جب اُس غبار کو دست باد تند نے پارہ پارہ کیا دیکھا کہ ایک سردار دس ہزار سواروں کی جمعیت سے اثاثہ بارگاہ و خیام کا لیے آتا ہی دیکھتے ہی اُس لشکر کے دلسوز اُس جگہ سے بصد شتابی آگے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک شہر میں داخل ہوا مردمان شہر سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہی بادشاہ یہان کا کون ہی کیا مذہب رکھتا ہی اُنھوں نے کہا کہ اے لڑکے کیا تو تازہ وارد ہی اُس نے جواب دیا کہ ہان اسی وقت اس شہر میں داخل ہوا ہوں اسی وجہ سے ناواقف ہوں اُنھوں نے کہا آگاہ ہو کہ نام اس شہر کا عزاقیہ ہی حاکم یہان کا عراق آہن کلاہ ہی نہایت شجاع و بہادر ہی فنون سپہ گری پہلوانی سے خوب ماہر ہی مذہب اُس کا بلکہ تمامی اہل شہر کا لات پرست ہی تین لاکھ سپاہ ہمارے بادشاہ کی آزمودہ کار ہی حالانکہ اکثر سرداران سپاہ ہیں لیکن دو سردار مسمیان پیران پیر سوار و اسفندیار روئین تن ایسے نامی و نامور و بہادر شجاع ہیں کہ اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہیں دلسوز نے پوچھا کہ لشکرگاہ تمہارے بادشاہ کا کہان ہی یہان سے کتنی دور ہی اُنھوں نے کہا کہ یہان سے نزدیک ہی وہ سامنے قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی اس قلعے میں کچھ لشکر ہی کچھ بیرون قلعہ خیام و بارگاہ میں فروکش ہی ایک سردار سپاہ مع سپاہ قلعے میں رہتا ہی اور ایک سردار بیرون قلعہ مع لشکر قیام پذیر رہتا ہی بادشاہ ہمارا مکانات شاہی سے ایک مکان میں رونق افزا ہی دلسوز تمام حال دریافت کرکے طرف اُسی قلعے کے روانہ ہوا بعد قطع راہ در قلعہ مذکور تک پہونچا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم ہی بیرون قلعہ دور تک خیام استادہ ہیں درمیان خیام ایک بارگاہ ہی در بارگاہ پر ایک سردار تہور شعار بالاے کرسی زرنگار بیٹھا ہی یمین و یسار اسکے بہت سرداران لشکر ماتحت اُس افسر کے چوبی کرسیوں پر بیٹھے ہیں سواران سپاہ بھی اکثر اُس کی خدمت میں ایستادہ ہیں دلسوز نے آگے بڑھکر قریب اُس سردار کرسی زرین نشین کے جاکر بادب سلام کیا اُس نے پوچھا کہ اے لڑکے کہان سے آیا ہی کیا تیرا مطلب ہی دلسوز نے جواب دیا کہ میں ایک یتیم و مبتلاے دام مصیبت ہوں تازہ وارد ہوں اپنے شہر سے خوبی اس شہر کی اور یہان کے بادشاہ کی سنکے آیا ہوں آپ کا بھی خیر خواہ ہوں چاہتا ہوں کہ آپ غافل نہوں یہ قلعہ قبضہ دیگران میں نجائے اسفندیار کجکلاہ نے پوچھا کہ

اے لڑکے کیا تو دیوانہ ہی جو ایسی باتین کرتا ہی بھلا مجھے کون قتل کرسکتا ہی اور یہ قلعہ کون لے سکتا ہی
اگر تو ہمارا خیر خواہ ہی تو کوئی خیر خواہی کر دعوی با دلیل اچھا ہوتا ہی دلسوز نے کہا کہ جو مین نے دعوی
خیر خواہی کیا ہی خلاف نہین کیا ہی دلیل دعوے یہ ہی کہ مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ ایک بادشاہ تین لاکھ
سوارون کی جمعیت سے ادھر آتا ہی اُس کے لشکر کا ایک سردار اٹالہ اُس کی بارگاہ وخیام کا لیکر دس ہزار
سوارون کی جمعیت سے آگے آگے اپنے بادشاہ کے ادھر آتا ہی عجب نہین کہ دو تین ساعت مین
وہ سردار لشکر داخل شہر ہوکر اس قلعے پر قبضہ کرے اور آپ کو ہنگام جنگ قتل کرے بادشاہ کو بھی
تمھارے قتل یا اسیر کرے کیونکہ وہ سردار شجاع و آزمودہ کار ہی اسفندیار کجکلاہ نے یہ خبر سنکے
کہا کہ اے پسر اگر یہ خبر صحیح ہوئی جو تونے دی ہی تو کیا سزا اس کی دلسوز نے عرض کیا کہ آپ کو سزا
دینے کا اختیار ہی جو چاہیے گا سزا سخت دیجیے گا اسفندیار کجکلاہ طفل مذکور کو صادق القول
جان کر اسیوقت اپنے لشکر سے چیدہ و منتخب دس ہزار سواران جنگی و آزمودہ کار اپنے ہمراہ لے کر
مرکب دورکا پر مسلح ہوکر سوار ہوا اور دلسوز کو ساتھ لے کر جانب لشکر عمان شاہ بعجلت روانہ ہوا بعد
قطع راہ دراز کے صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ واقعی ایک سردار شور شعار پیش خیمہ عمان شاہ کا اٹالہ پر
دس ہزار سوارون کی جمعیت سے لیے ہوئے آتا ہی یہ دیکھتے ہی دلسوز سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے
لڑکے واقعی تونے جو خبر دی تھی صحیح دی تھی مین تجھکو انعام کثیر دون گا کیونکہ اگر تو خبر نہ دیتا تو واقعی
غفلت مین یہ لشکر مع لشکر عمان شاہ غراقیہ مین داخل ہو جاتا باعث خرابی شہر کا ہوتا بیشک تو ہمارا
اور ہمارے بادشاہ کا خیر خواہ ہی یہ کہکر آگے بڑھکر نعرہ شیر اندر کرکے پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی ادھر آنے کا جو ارادہ کیا ہی مطلب کیا ہی آیا واسطے ملک گیری کے تیرا بادشاہ آتا ہی یا اور
کسی وجہ سے صمصام تیغزن نے جواب دیا کہ او مغرور نام میرا صمصام تیغزن ہی ایک سردار
ہون سرداران سپاہ شاہ عمان ذیوقار سے پیش خیمہ بادشاہ موصوف میرے ہمراہ ہی بادشاہ ہمارا
عقب مین ہمارے مع فوج کثیر و سرداران بے نظیر آتا ہی ارادہ ہی کہ اس طرف سے جانب لشکر
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے جائے سنا ہی کہ لشکر صاحبقران موصوف اثنا ر راہ
طلسم زلزلہ مین فروکش ہی اسفندیار کجکلاہ نے جواب دیا کہ خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا ادھر سے
تجکو اور تیرے بادشاہ کو راہ جانے کی نہ ملے گی بہتر یہی ہی کہ اس طرف سے ارادہ جانے کا نکرو ورنہ
پچھتاؤ گے میرے ہاتھ سے ارا جاؤ گے صمصام تیغزن نے برہم ہوکر نعرہ شیر آسا کرکے جواب دیا کہ
او نابکار تو مجھے کیا روکے گا اور کیا قتل کرے گا تیری حقیقت کیا ہی مین اپنے بادشاہ کے حکم سے
اسی طرف سے جاؤن گا اگر تو سد راہ ہوگا تو بچنا تیرا مشکل ہی مین کبھی تجھ سے یا کسی کا نہین رکھتا ہون
ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرون گا اگر ارادہ جنگ ہوگا تو تجھسے مقابلہ و مجادلہ کرون گا اپنی تیغ آبدار سے
تجکو قتل کرون گا اسفندیار کجکلاہ نے تقریر صمصام تیغزن کی سنکے ازحد غضبناک ہوکے مرکب
اپنا آگے بڑھاکر کہا کہ او سرکش اگر دعوی بہادری ہی تو مجھ سے مقابلہ کر دیکھون تو مجھے قتل کرتا ہی یا
مین تجکو قتل کرتا ہون صمصام تیغزن دلیرانہ اُس کے سامنے آیا اسفندیار کجکلاہ نے فن نیزہ بازی
دکھاکر گھوڑے کو اپنے کاوے پر ڈال کر حریف کو اپنے بنظر قہر دیکھکر سینہ تاک کر نیزہ سر تیز بقوت تمام
بالائے سینہ صمصام تیغزن لگایا ادھر اس بہادر نے بفن نیزہ بازی نہایت چالاکی و خوبی سے سنان
نیزہ اُس کی اپنی سنان نیزہ پر روکی دو سنانون کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین اور

دیکھنے والوں کو گویا یہ ثابت ہوا کہ دو مار سیاہ یا دو اژدر زبانیں اپنی نکالے ہوئے باہم منھ سے منھ
ملائے ہوئے شعلہ فشاں ہیں اسفندیار کجکلاہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ حریف میرا فن نیزہ بازی
سے خوب ماہر ہے وار میرے نیزے کا نہایت خوبی سے اُس نے روکا ہے اگر فن نیزہ بازی سے ماہر بخوبی
نہوتا تو میری ضرب نیزہ روک نہ سکتا ابھی سردار سپاہ مذکور اپنے دل میں تعریف نیزہ بازی حریف
انصاف کر رہا تھا اہل لشکر ہر دو جانب بھی تعریف صمصام تیغ زن کی کر رہے تھے کہ صمصام تیغ زن
نے بھی نیزے کا وار کیا اُس نے بھی اُسی طرح ضرب نیزہ بالائے سنان نیزہ روکی جوانان منصف مزاج
نے اُس کی بھی بجائے خود ثنا کی اسی طرح بعد چند طعن ہائے نیزہ کے صمصام تیغ زن نے ایک بند
نادر باندھ کر سنان نیزہ اسفندیار کجکلاہ سے لگا دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور
جا کر گری اُسوقت سواران لشکر صمصام تیغ زن نے شور تحسین و آفرین کیا لشکریان اسفندیار
کجکلاہ کو حیرت ہوئی بلکہ خود اسفندیار کجکلاہ دریائے حیرت میں غوطہ زن ہوا تا دیر خجالت اور
ندامت سے سر جھکائے رہا گویا ایک نیزہ دریائے خجالت میں غرق ہو گیا سر میدان ننگ ذلیل ہوا
بعد دیر کے سر اُٹھا کر پکارا کہ او صمصام تیغ زن آگاہ ہو کہ سنان نیزہ میرے نیزے سے بوجہ کم قوتی
کے نہیں نکل گئی ہے اہل دنیا جانتے ہیں کہ میں نہایت قوی بازو ہوں قوت و توانائی میں میرے
کسی طرح کمی نہیں ہے ہاں خطا چوب نیزہ کی ہے کہنہ و بوسیدہ ہو گئی تھی اس سبب سے سنان نیزہ
نکل گئی ہے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا یہ کہکر از غضب ڈانڈ نیزے کی مرکب کو بڑھا کر سر صمصام تیغ زن
پر لگائی ادھر اس بہادر نے اُس کے نیزے کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس عنوان سے روکی
کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی دو شکستہ ہو گئی گویا شکست حاصل ہوئی اسفندیار نے منفعل ہو کر چوب
شکستہ مذکور زمین پر ڈال کر قبضۂ شمشیر آبدار پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
خیال بازی تیغ بازی راستبازی تیغ آبدار کی لڑائی خوب ہے بہتوں کا جھگڑا یہ ایک دم میں بیچ میں دو حریفوں
کے پرزے کر دیتی ہے ہاں خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آتی ہے یہ تیغ میری گویا
تیغ اجل ہے اسی تیغ تیز سے صدہا پہلوانوں اور دلاوروں کو میں نے قتل کیا ہے بہت سے بہادروں کا
اس نے خون بہایا ہے زبان کو اس کی مدت سے خون دلاوران کے چاٹنے سے لذت حاصل ہوتی ہے
اسوقت یہ تیغ خونریز تیرا بھی خون بہائے گی راستہ ملک عدم کا رہنما ہو کر تجھے بتائے گی یہ کہکر تیغ براں
نیام سے نکال کر علم کی صمصام تیغ زن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او مغرور و خود پسند کیوں اسقدر
زور کرتا ہے اپنے منھ سے اپنی تعریف کرتا ہے حال تیری قوت و سپہگری کا کھل گیا ہے کیا خوب تو نے
نیزہ بازی میں کمال حاصل کیا ہے اسی طرح تیغ زنی میں بھی تو ماہر ہوگا اگر تلوار علم کی ہے تو جوہر تیغ شجاعت
بھی دکھا دیر کیوں کرتا ہے ضرب شمشیر لگا خداوند عالم حافظ و نگہبان ہے اگر اُس کی مصلحت ہوگی تو وہ
ہم کو تیرے شر سے بچائے گا تو ہمکو ہرگز قتل نہ کر سکے گا جو اُس کو منظور ہوگا اُسی کا ظہور ہوگا اسفندیار کجکلاہ
کہ لات پرست ہے نام خدا سنتے ہی غضبناک ہو کر مرکب کو بڑھا کر حملہ آور ہوا جب اُسکو تلوار کی زد پر دیکھا
تیغ بالائے سر لگائی ادھر صمصام تیغ زن نے سپر اُٹھائی چاہا کہ سپر سے حفاظت اپنے سر کی کرے
اتفاقاً مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ اُس کا کج ہوا تیغ آبدار گرانبار سر پر ایسی پڑی کہ تا جبیں اُتر آئی
صمصام نے اُسی حالت میں مرکب کو سنبھال کر دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گئی لیکن چادر خون
کی سر سے جو نکلی ہمہ تن خون میں نہا گیا صمصام کو زخمی ہو کر از حد غصہ آیا مشہور ہے کہ جب شیر زخمی

ہوتا رہی تو اُسے پھر غضب کا غیظ آتا ہی چونکہ صمصام بھی شیر بیشۂ جنگ تھا حالت غصہ و زخمداری مین روہان سے
نہ تھم سر کو باندھکر شمشیر آبدار کھینچکر اُس کے بھی سر پر یہ کہکر لگائی کہ شعر تو ضرب بے دردی ضرب مین ہوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن - اسفندیار کجکلاہ نے گوکہ سپر کو اپنے چہرہ و سر کی پناہ کیا لیکن شمشیر آبدار
صمصام تیغزن اُس کی سپر کو کاٹ کر دو انگل اُس کے سر مین در آئی ابھی آگے نہ بڑہی تھی کہ اُسنے
بھی دلیرانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی زخم اوچھا سا آیا خون تھوڑا سا سر کے زخم سے بہا صمصام تیغزن
ضربہ شمشیر لگا کر بوجہ زیادہ خون نکلنے کے کثرت ضعف سے آنکھین بند کرنے لگا اُس کو غش سا آنے لگا
لجام فرس ہاتھ سے چھوٹنے لگی رکابون سے قدم جدا ہونے لگے گھوڑے سے بالا سے زین گرنے لگا
اسی حالت مین سواران لشکر صمصام تیغزن تاب ضبط نہ لاسکے ارادہ کیا کہ آگے بڑھکر اپنے سردار کو
لشکر مین لے آئین چارۂ زخم سر کرین اُدھر اسفندیار کجکلاہ نے مرکب کو اپنے بڑھاکر چاہا کہ شمشیر آبدار
سے سر صمصام تیغزن کا جدا کیجیے سواران سپاہ صمصام تیغزن نے ارادۂ اسفندیار کجکلاہ سے آگاہ ہوکر
اتالہ بارگاہ و خیام کا چھوڑکر اُس کی حفاظت کا ایسے وقت مین چندان خیال نکرکے یکبارگی حملہ کیا اور اسفندیار
کے شر سے بعد جنگ اپنے سردار کو بچایا اُدھر سے بھی اِس صورت مین جملہ سواران لشکر اسفندیار کجکلاہ
بڑھے جب دونون لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار جانبین مین ہونے لگے بہادران ہر دو لشکر نعرے کرکے دلیرانہ لڑنے لگے اسفندیار کجکلاہ نے
عین جنگ مغلوبہ مین فکر و غور کرکے دیکھا کہ اتالہ بارگاہ و خیام کا جس جگہ ہی وہان کوئی اُس کا محافظ نہین
دل مین کہا کہ سواران سپاہ صمصام تیغزن تو لڑ بھڑکر اپنے سردار کو جنگگاہ سے لے گئے ہین اور اسوقت
جنگ مین مصروف ہین تو اتالہ بارگاہ کا لیے لے اسی پر اپنا قبضہ کر لے کچھ تو نام پیدا کر یہان سے اتالہ
بارگاہ کا لیکر اپنے بادشاہ کی خدمت مین جا بادشاہ تجھکو خلعت و انعام دے گا تجھ سے بہت خوش
ہوگا شہرہ تیری شجاعت کا دور دور ہوگا یہ دل مین خیال کرکے تین چار ہزار سوارون کو اپنے ہمراہ لیکر
جانب پیش خیمہ عمان شاہ جاکر اتالہ بارگاہ کا اپنے قبضے مین کرکے طبل بازگشت بجوادیا اہل اسلام نے
لڑائی سے ہاتھ روکا لات پرست بھی جنگ سے دست بردار ہوئے کافرون سے اہل اسلام علیحدہ
ہوئے اتالہ بارگاہ و خیام کا نہ دیکھکر ملول ہوئے پھر اسوقت باہم مشورہ کیا کہ اسفندیار سے اتالہ بارگاہ
کا چھین لینا چاہیے اس کو یہان سے نہ لے جانے دیجیے اسفندیار کجکلاہ نے سواران سپاہ صمصام
تیغزن کو آمادہ جنگ پاکر اسیوقت وہان سے اتالہ لیکر کوچ کیا اکثر سواران سپاہ صمصام تیغزن
نے چاہا کہ حملہ کرکے لڑ بھڑکر اتالہ چھین لین لیکن بعض بعض سوارون نے کہا کہ اتالہ بارگاہ و خیام کا لوٹا آنا
دشوار ہی حالت ہمارے سردار صمصام تیغزن کی بھی زخم کاری سے اچھی نہین ہی مصلحت وقت ہمارے
نزدیک یہی ہی کہ اس واقعہ کی خبر اپنے بادشاہ عمان شاہ کو کرین اتالہ بارگاہ کا کہان جائیگا فرامرز
ثانی سپہ سالار وہ بہادر ہی کہ اس خبر کے سنتے ہی شہر غزاقیہ کو تباہ و برباد کر دیگا ملک وال غزاقیہ
آہن کلاہ کا مع اپنے اتالہ بارگاہ کے اپنے قبضے مین کریگا پس ہمارے نزدیک ستیز راہ ہونا اور لڑنا
اسفندیار کجکلاہ سے اسوقت خوب نہین ہی چونکہ صمصام تیغزن زخمی ہوچکا تھا جوانان لشکر اُسکے
زخمی ہونے سے کونہ بے دل بھی تھے اسوجہ سے سب نے اُن کی راے پسند کی پھر بذریعہ چند
سوارون کے اس واقعہ کی خبر فرامرز ثانی و عمان شاہ و درویش آفتاب صورت کو دی اور
صمصام تیغزن کے علاج مین کوشش کی اسی جگہ قیام بھی کیا اپنے لشکر کے جوانان مقتول کو وہین

دفن کیا جب بذریعہ سواران لشکر فرامرز ثانی و عمان شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ اسفندیار کج کلاہ سردار
سپاہ غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزاقیہ اتالہ بارگاہ کا بعد جنگ و جدال صمصام تیغ زن سے لے گیا
ہی اور صمصام کو اُس نے زخمی کیا ہی نہایت غصہ آیا لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ فرو کش ہو بعد اترنے لشکر کے
موافق رائے درویش آفتاب صورت فرامرز ثانی عمان شاہ نے بادشاہ شہر غزاقیہ کو بعد
القاب و آداب کے اس مضمون کا نامہ لکھا کہ تمہارے سردار سپاہ مسمی اسفندیار کج کلاہ نے ہمارے
لشکر کے ایک سردار مسمی صمصام تیغ زن کو زخمی کر کے اور خود بھی اُس کے ہاتھ سے زخمی ہو کر عین
جنگ مغلوبہ میں قابو پا کر اتالہ ہماری بارگاہ کا لے لیا ہی لہذا بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے اُس سردار
بدکردار کو سزا دو اور اتالہ بارگاہ و خیام کا اُسی سردار کے ہاتھ بھیجدو اور اپنے دین باطل سے انحراف
کر کے خالق کون و مکان کو سجدہ کرو بہتری اپنی اور اپنے شہر کی اسی میں سمجھو ورنہ طبل جنگ بجوا کر
سامنے مقابلہ و مجادلہ کرو اور جواب ہمارے نامہ کا فی الفور ارسال کرو جب نامہ باین مضمون تیار
ہو چکا سر نامے میں رکھکر سر نامہ کو مہر شاہی سے مزین کیا بعدہ نامہ مذکور قمہور قزاق کو دے کر کہا کہ
اس نامے کو پاس غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزاقیہ کے لے جاؤ اور اس کا جواب اُس سے لاؤ
قمہور قزاق کہ ایک سردار سپاہ ہی حسب الحکم عمان شاہ و فرامرز ثانی کے نامہ لے کر بجمعیت
ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار کے جانب شہر غزاقیہ روانہ ہوا اس کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی اور اب
حال اسفندیار کج کلاہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ سردار بعد جنگ بسیار اتالہ بارگاہ و خیام عمان شاہ کا
لے کر بخوشی و خرمی مع اپنی ہمراہی سپاہ کے داخل شہر ہوا یہ خبر غزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر
غزاقیہ کو ہوئی اُس نے بہت خوش ہو کر اسفندیار کج کلاہ کو طلب کر کے بعد تحسین و آفرین خلعت و
انعام اُسے دیا اور کہا اے بہادر تو نے خوب کیا کہ اہل اسلام کا پیش خیمہ جو ہمارے شہر کی طرف
صمصام تیغ زن لاتا تھا چھین لیا کار نمایاں کیا اسفندیار کج کلاہ خلعت و انعام پا کر نہایت خوش ہوا
پھر دربار بادشاہ سے مخلع بخلعت ہو کر اپنے خیمے میں گیا دلسوز کو طلب کر کے اُس کی خیر خواہی خبر رسانی
کی تعریف کر کے زر و جواہر اُسے دے کر کہا کہ اے لڑکے تو اب ہمارے خیمے کے برابر رہا کر دلسوز
زر و جواہر پا کر خوش ہوا اور ایک خیمے میں برابر خیمہ اسفندیار رہنے لگا ایک روز شہر غزاقیہ میں یہ
خبر مشہور ہوئی کہ ایک سردار لشکر عمان شاہ ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے نامہ اپنے بادشاہ
کا لے کر ادھر آتا ہی جب سردار مذکور سرحد غزاقیہ پر پہونچا بادشاہ شہر غزاقیہ نے حکم دیا کہ جو سردار نامہ
لے کر آیا ہی اُسے آنے دو قمہور قزاق ہمراہ اکثر ملازمان بادشاہ شہر غزاقیہ کے داخل شہر ہوا شہر
کو نہایت آباد دیکھا کوچہ و بازار کو صاف و پاکیزہ پایا کثرت مردم کی بازاروں میں دیکھی رعایائے شہر کو
آسودہ خاطر مشاہدہ کیا غرضکہ قمہور قزاق سیر شہر غزاقیہ کی کرتا ہوا دربار میں بادشاہ شہر غزاقیہ
کے پہونچا دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہی ارکان دولت و سرداران سپاہ وغیرہ امرائے دربار بھرا ہوا
ہی غزاق آہن کلاہ بسطوت و صولت تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے قبائے شاہی پہنے ہوئے بالائے
تخت بیٹھا ہوا ہی وزرا حاضر ہیں قمہور نے بادشاہ و اہل دربار پر نظر کر کے بطریق اہل اسلام سلام کیا
کسی نے جواب سلام کا نہ دیا بلکہ بادشاہ مذکور چین بجبین ہوا بغیر اشارہ بیٹھنے کا کیا قمہور قزاق قریب
تخت بادشاہ بالائے کرسی زریں بیٹھا چونکہ بادشاہ مذکور چین بجبین ہو چکا تھا ساقی کو بھی نہ طلب کیا
قمہور سے نامہ طلب کیا اُس نے حسب قاعدہ لشکر اسلام نامہ دیا بادشاہ نے نامے کو میر منشی کے

لے

حوالے کیا اُس نے سرنامہ چاک کرکے نامہ نکال کر آواز عبارت نامہ پڑھی جب غراق آہن کلاہ
تمام وکمال عبارت نامہ سن چکا برہم ہوکر میر منشی سے مخاطب ہوکر کہا پشت نامہ پر لکھدے کہ ہمکو
دین اسلام قبول کرنا اور اثالہ تمھاری بارگاہ کا دینا منظور نہین ہے ہان ہمکو تمسے جنگ منظور ہے اگر
ہمارے سردار سپاہ نے تمھارا اثالہ بارگاہ کا چھین لیا تو خوب کیا کیونکہ مسلمان ہو اہل اسلام سے ہمکو
عداوت قدیمی ہے میر منشی نے جو کچھ بادشاہ نے کہا وہ پشت نامہ پر لکھدیا پھر نامہ مذکور کو لفافے
مین رکھکر سرنامہ درست کرکے بایماے بادشاہ خود قمہور کے حوالے کیا یہ سردار نامدار جواب نامہ
لیکر بادشاہ سے رخصت ہوکر دربار سے اٹھکر اپنے لشکر مین جاکر بلا توقف مرکب پر سوار ہوکر اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
طبل جنگ بجایا جاے ہم ان اہل اسلام سے مقابلہ ومجادلہ کرینگے یہ لوگ خداپرست ہین ان کی
خونریزی ہمین منظور ہے ملازمون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے طبل جنگی بجوایا صداے طبل جنگی بلند
ہوئی اور اکثر راویون نے یون بھی بیان کیا ہے کہ جب قمہور دربار سے جواب نامہ لیکر چلا گیا شاہ
غراقیہ نے اپنے سرداران سپاہ مانند اسفندیار کجکلاہ وپیران پیر سوار وغیرہ کو جمعیت تین لاکھ
سواران آزمودہ کار کے مع سامان جنگ سوے لشکرگاہ عمان شاہ روانہ کیا قمہور صف شکن
جواب نامہ لیکر اپنے لشکر مین داخل ہوا جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کرکے وہ نامہ دیا عمان شاہ
وفرامرز ثانی ودرویش آفتاب صورت نے نامہ مذکور کا جواب میر منشی سے پڑھواکر سنا معلوم ہوا کہ
شاہ غراقیہ کو جنگ منظور ہے ہنوز قمہور صف شکن اپنے لشکر مین داخل ہوا تھا کہ سرداران مذکور
تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکر بارگاہ وخیام صحراے سبزہ زار مین ایستادہ کراکر فروکش ہوئے
اور بمقابلہ لشکر عمان شاہ قیام پذیر ہوئے دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران بھی ہمراہ اسفندیار
کجکلاہ تھا شب کو اس نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین اے دلسوز تو اہل اسلام
سے ہے جاے عجب ہے کہ ہمراہ کافرون کے ہے ان کی خیرخواہی مین سرگرم ہے تجھکو لازم ہے کہ اس لشکر کفار
سے نکلکر کچھ تحفے براے درویش آفتاب صورت لیجا اور عذر خواہ ہوکر اپنا نام اصلی اور اپنے جد
کا نام ان سے بیان کر کیونکہ دراصل وہ حضرات فرزند خواجہ عمرو کے ہین عیار نامدار ہین
وہ تجکو پیشہ عیاری خوب تعلیم کرینگے یہ فرماکر وہ بزرگ تو نظر سے غائب ہوگئے دلسوز یہ خواب
دیکھکر بیدار ہوا جو مردمان سپاہ اسوقت بیدار تھے ان سے پوچھا رات کسقدر گذری ہوگی انھون نے
کہا ابھی نصف شب بھی نہین گذری ہے دلسوز یہ سنکے اپنے خیمے سے نکلا دل مین خیال کرنے لگا
کہ کیا تحفے واسطے درویش آفتاب صورت کے لے جاؤن کہ جن تحفون سے وہ خوش ہون بعد فکر
بسیار ذہن مین آیا کہ یہان سے پاسے شاطری مارتا ہوا محلسراے غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ
تک اپنے تئین پہونچا وہان پہونچکر تحائف کے باب مین فکر کرنا یہ خیال کرکے اسیوقت تاریکی شب مین
بسرعت تمام سوے محلسرا غراق آہن کلاہ روانہ ہوا جب متصل محلسرا مذکور کے پہونچا نگہبانون کو
غافل دیکھکر کمند جو اس نے ہمراہ پہونچائی تھی اسفندیار کجکلاہ کی چرائی تھی دیوار محلسرا پر مارکر بذریعہ
حلقہاے کمند دیوار محلسرا پر جاکر اندر محلسرا کے گیا دیکھا کہ غراق شاہ اپنے فرش خواب پر غافل پڑا
سوتا ہے تلوار اس کی اور تاج اس کا علیحدہ قریب اس کے رکھا ہوا ہے محلسرا مین بھی سب عورتین سوتی
ہین دلسوز نے سب کو غافل خواب مین دیکھکر شمشیر وتاج شاہی جواہر دوز لے کر پھر بذریعہ کمند دیوار

محاسبات سے اتر کر سوئے لشکر عمان شاہ روانہ ہوا حال اس کے پہونچنے کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال اُس سوار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جس کا مرکب دلسوز نے فریب دے کر لے لیا تھا اور سرا میں کی بیاری بھٹیاری کے ہاتھ ایک سال کی مدت پر فروخت کیا تھا جب دلسوز اس کے مرکب پر سوار ہو کر مرکب کو جولان کر کے اُس کی نظر سے غائب و پنہان ہوا سوار مذکور تلاش میں دور دور گیا چند روز تک سرگردان رہا آخر کار تلاش کنان اُسی سرا میں آیا جس سرا میں بیاری بھٹیاری تھی دیکھا کہ گھوڑا سرا میں موجود تو ہی مگر بیمار ہی سوار نے اُس بھٹیاری سے کہا کہ یہ تو گھوڑا میرا ہی تو نے کیونکر پایا تیرے ہاتھ کس طرح آیا اُس نے اشکبار ہو کر کہا میاں کیا کہوں میں لٹ گئی تباہ ہو گئی کبھی ایسے دام فریب میں نہ پھنسی تھی جیسا کہ اب پھنسی ہوں سوار مذکور نے پوچھا کہ کچھ بیان تو کر کیونکر لٹ گئیں تباہ ہو گئیں اُس نے کہا کہ میاں ایک روز سرشام چند مسافر اس سرا میں آئے اُن میں ایک لڑکا بھی تھا وہ لڑکا دس گیارہ برس کا ہوگا اسی گھوڑے پر سوار تھا میرے یہاں آکر ٹھہرا مجکو ایک روپیہ دے کر کہا کہ اس روپے میں ہمارے واسطے کھانا بھی پکاؤ اور گھوڑے کا دانہ بھی لاؤ مگر اسقدر گھوڑے کو دانہ دینا کہ گھوڑا بھوکا نہ رہے میں نے اپنے شوہر سے دانہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا منگوایا گھوڑے کو ہنگام شام دانہ دیا اور اُس لڑکے کو کھانا پکا کر کھلایا صبح کو اُس لڑکے نے مجھسے کہا کہ جاؤ اس گھوڑے کی لید میں دیکھو جو کچھ ہووے لاؤ میں گئی گھوڑے کی لید میں جو دیکھا تو چار روپے پائے وہ روپے میں اُس لڑکے کے حوالے کر کے اپنے کاروبار میں مصروف ہوئی اُس نے افسوس کر کے کہا کہ بی بھٹیاری تمنے ہمارا نقصان کیا ضرور دانہ اس گھوڑے کو کم دیا اگر پیٹ بھر کے اس کو دانہ دیتیں تو چالیس پچاس روپے اس کی لید میں نکلتے میں نے پوچھا کہ یہ گھوڑا کہاں سے تمھیں ملا اُس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے بزرگوں کے ورثہ میں پایا ہی یہ گھوڑا نایاب ہی مجھے طمع زر ہوئی میں نے کہا کہ یہ گھوڑا ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اُس نے بعد تقریر بسیار کے کہا کہ خیر تمھارے ہاتھ واسطے ایک سال کے فروخت کروں گا قیمت میں اس گھوڑے کی میں نے اپنا تمام اسباب زیور طلائی و نقرئی جو ڈھائی تین ہزار روپیہ کا تھا اُسے دیدیا وہ گھوڑا یہاں چھوڑ کر زیور مذکور لے کر چلا گیا میں نے اس گھوڑے کو دانہ بہت کھلایا یہ بیمار ہو گیا دیکھو اب اس کو دست آتے ہیں اس سے کھڑا نہیں ہوا جاتا ہر وقت پڑا رہتا ہی حالت اس کی خراب ہی دیکھوں زندہ رہتا ہی یا نہیں میں نے تو اُس لڑکے کے کہنے کے موافق اس کو زیادہ دانہ اسوجہ سے دیا تھا کہ پچاس چالیس روپے صبح کو اس کی لید سے نکلیں گے لیکن آج تک اس کی لید میں سے ایک کوڑی بھی نہیں نکلی ہی کیا لڑکے نے مجھے فریب دیا ہی مجھے لوٹ کر گیا ہی تمام زیور میرا لے گیا ہی اب تم اپنا حال کہو سوار نے تمام حال اپنا ابتدا سے تا انتہا بیان کر کے کہا کہ مجھکو بھی اُسی طفل نے فریب دیا ہی سوار مذکور ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ گھوڑا خاک پر تڑپنے لگا تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا سوار اور بھٹیاری کو صدمہ و رنج ہوا گھوڑے کو تو چماروں کے حوالے کیا لیکن بیاری بھٹیاری کو اپنا گذشتہ غم زیور سے رونے پیٹنے لگی سوار نے کہا کہ اس رونے سے کیا فائدہ ہوگا بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ اُس لڑکے کی جستجو میں کوشش کرو جہاں وہ ملجائے اُس سے روپیہ یا زیور اپنا طلب کرو اور میں تو اُس کو تلوار سے قتل کروں گا زندہ نہ چھوڑوں گا بیاری بھٹیاری کو سوار کی رائے پسند آئی اُسی وقت اُس سوار کے ساتھ دلسوز کی تلاش میں چلی کوچہ کوچہ محلہ محلہ تلاش کرتی ہوئی کوچ اور مقام کرتی ہوئی لشکر عمان میں آئی سواران لشکر سے پوچھنے لگی کہ اس لشکر میں کوئی لڑکا اس سن و قد و قامت و اس صورت کا تو نہیں آیا ہی سواروں نے جواب دیا

کہ وہان ایک لڑکا آیا تو تمھا ہنے اُس کو درویش آفتاب صورت کی خدمت مین جانے کو کہا تھا وہ
وہ لڑکا اُن کی خدمت مین حاضر ہوا تھا پھر لشکر سے چلا گیا تم درویش موصوف کے روبرو جاکر
اُن سے دریافت کرو شاید اُن کو کچھ حال اُس طفل شوخ و شریر کا معلوم ہو سوار اور بھٹیاری دونون
درویش آفتاب صورت کے سامنے گئے اور جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے پوچھا کہ تم
کہان سے آئے ہو تمھارا کیا مطلب ہی سوار اور بھٹیاری نے رو رو کر جو کچھ اُس لڑکے نے اُن کے ساتھ
فریب کیا تھا سب مفصل بیان کیا پھر پوچھا کہ فرمایئے وہ لڑکا آفت روزگار کہان ہی درویش نے
سنکر جواب دیا کہ اُس لڑکے نے مجھ پیر جہاندیدہ کو بھی فریب دیا ہی میرے ہاتھ سے ایک انگشتری
الماس کی نہایت بیش قیمت اُتار لیگیا ہی اب نہین معلوم وہ کہان ہی مجکو بھی اُس کی تلاش ہی تم
دونون کیون روتے ہو اور اُس کی تلاش مین کو بکو پھرتے ہو اُس کا ہاتھ آنا دشوار ہی وہ لڑکا بلاے
روزگار ہی اپنے گھر جاؤ اپنے کاروبار مین مصروف ہو دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے درویش
ذی کمال ہمکو تو اُس لڑکے نے تباہ و برباد کر دیا ہی اب ہم کہان جائین جبتک زندہ ہین اس کی تلاش
کرین گے جہان وہ ہمین ملجائیگا ضرور اُس کو مار ڈالین گے درویش موصوف نے اُن دونون
کے حال زار پر رحم کرکے سوار کو تو ایک گھوڑا اپنے لشکر سے دلوا دیا اور بھٹیاری کو کچھ
زر سرخ و سفید دلوا دیے دونون درویش موصوف کو دعاے خیر دے کر اپنے اپنے مکان کی طرف
روانہ ہوئے جس روز سوار اور بھٹیاری کو درویش آفتاب صورت نے اسپ و زر دے کر
رخصت کیا تھا اُسی روز وقت شام دلسوز نے داخل لشکر عمان شاہ ہوکر روبروے درویش
موصوف جاکر با دب سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ مین نے جو تقصیر و خطا کی ہی اُس سے بحل فرمایئے
یہ انگوٹھی آپکی موجود ہی مجکو آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہی ہوئی ہی عالم خواب مین مجھسے
ایک مرد بزرگ نے آپ کی تمام کیفیت بیان فرماکر ہدایت بھی کی ہی اور مین واسطے آپ کے دو تحفے
بھی لایا ہون یہ کہکے وہ شمشیر و تاج جواہر دوز بطور نذر دیا درویش ممدوح نے نذر اُس کو قبول کرکے
پوچھا کہ تو نے خواب مین کیا دیکھا تھا اور تجھسے مرد بزرگ نے کیا بیان کیا تھا صاف صاف بیان کر
اور اپنے حال سے آگاہ کر دلسوز نے جو کچھ خواب مین دیکھا تھا اور مرد بزرگ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ
تمام و کمال بیان کرکے عرض کیا کہ دراصل نام میرا دلسوز ہی مین فرزند ہون جانسوز زن مہتر قران کا
آپ تو اُن سے آگاہ ہونگے درویش موصوف نے تمام حال اُس کا سنکے بہت خوش ہوکے اُسکو
اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ اے دلسوز جو انگوٹھی تو نے ہمارے ہاتھ سے اُتار لی تھی وہ ہم نے بخوشی تجھکو
دیدی تجکو لازم ہی کہ جو کچھ اسباب و مال و زر تیرے پاس ہی وہ سب جاکر اپنی مادر کو دے آ پھر ہمارے پاس
آ ہم تجکو موافق فرمانے اُس بزرگ کے تعلیم و تربیت کرین گے عیاریان تجھے بتائین گے اگر خدا چاہیگا
تو مانند مہتر قران کے تو بھی دنیا مین نامی و نامور عیار ہو جائیگا دلسوز تقریر درویش موصوف
سنکے خوش ہوا بعدہٗ موافق اُن کے ارشاد کے اپنی والدہ کی خدمت مین جاکر جو کچھ اُس کے پاس
مال دنیا سے زر و جواہر تھا اپنی والدہ کو دے کر تمام حال جو کچھ گذرا تھا اُن سے بیان کرکے شب کو
قیام کیا صبح کو اپنی مادر سے رخصت ہوکر بعد قطع راہ پھر خدمت درویش آفتاب صورت مین آکر
با دب سلام کیا درویش نے خوش ہوکر فرمایا کہ اے دلسوز تو ہماری بارگاہ کے برابر خیمہ مین رہا کر
اکثر اوقات ہمارے پاس آیا کر ہم تجکو طریق عیاری و مکاری سے آگاہ کیا کرین گے تربیت و تعلیم ہر

تیزی کوشش کرین گے مگر یہ کسی سے نہ بیان کرنا کہ یہ خضران بن خواجہ عمر وہین اسمین ایک مصلحت ہی اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہی مین بسر و چشم بجالاؤن گا خلاف حکم نکرونگا درویش موصوف اُسی روز سے اُس کو طریقے عیاری و مکاری کے بتلانے لگے لیکن خلوت مین تاکہ راز افشا نہو دلسوز بھی ذہین و عاقل تھا بتوجہ تمام طریقے عیاریون کے حاصل کرنے لگا ہنوز چند روز دلسوز کو شاگردی خواجہ خضران مین گذرے تھے کہ درویش آفتاب صورت نقلی نے ایک روز ہنگام صبح عمان شاہ و فرامرز ثانی سے کہا کہ عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ نے بعد جواب نامہ اپنے سرداران سپاہ کو بجمعیت تین لاکھ سواران جرار کے برائے جنگ و جدال تور وانہ کیا ہی اور وہ آکر ہمارے مقابلے مین فروکش ہوئے ہین مگر ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ہم چند روز سے بیکار اس جگہ مقیم ہین نہ یہ لات و منات پرست طبل جنگ بجواکر ہمسے مجادلہ و مقابلہ کرتے ہین نہ ہم اُن کے روبرو سے بغیر مقابلہ و مجادلہ و بصلح و آشتی جاسکتے ہین جانا ہمکو جانب طلسم زلزلہ ضروری ہی اسی ارادے سے یہانتک آئے ہین عمان شاہ و فرامرز ثانی نے باادب جواب دیا کہ باعث طبل جنگ نہ بجوانے کا کوئی ہوگا ابھی تک جو طبل رزمی نہین بجوایا ہی کوئی اسمین مصلحت ہوگی ابھی فرامرز ثانی عمان شاہ درویش موصوف سے ہمسخن تھے کہ یکایک عراق آہن کلاہ بہمراہی ارکان دولت و جمعیت سپاہ قریب اپنی سپاہ کے آیا اسفندیار کجکلاہ و بہران ببرسوار وغیرہ سرداران سپاہ نے جاکر اُس کا استقبال کیا جب شاہ مذکور لشکر مین داخل ہوا بارگاہ فلک فرسا مین جاکر بالاے تخت زرین بیٹھکر بہران ببرسوار و اسفندیار کجکلاہ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ تمنے طبل جنگ بجوایا ہی یا نہین انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم نمکخوارون کو حضور کی تشریف آوری کا انتظار تھا و نیز ہمکو حکم بھی طبل جنگ بجوانے کا نہین دیا گیا تھا اس سبب سے ابھی تک طبل جنگ نہین بجوایا ہی شاہ مذکور نے کہا کہ خیر اگر طبل جنگ تمنے نہین بجوایا ہی تو اب ملازمان بادولت کو کہ جو نقارہ نواز ہین حکم دیا جاوے کہ وہ نقارۂ جنگی پر چوب لگائین سرداران مذکور نے بذریعہ ملازمان نقارہ نوازون کو حکم بادشاہ سے آگاہی دی انھون نے حسب الحکم اپنے بادشاہ کے کوس رزمی پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی لشکریان عراق آہن کلاہ آواز نقارۂ رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجایا گیا ہی کل ہنگام سحر ان اہل اسلام سے لڑائی ہوگی میدان جنگ مین تلوار چلے گی کشت و خون ہوگا پس ہمین آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا چاہیے ادھر تو لشکریان عراق آہن کلاہ درستی آلات حرب و ضرب مین مشغول ہوئے اُدھر دلسوز کہ واسطے بالادوی کے آیا تھا صداے نقارۂ جنگی سنکے بسرعت تمام سر دربار بہ و برو ے جہاندار و فرمانرواے لشکر اہل اسلام یعنی عمان شاہ ذیجاہ کے جاکر حسب دستور پایہ تخت کو بوسہ دے کر مراسم عبودیت شاہی بجالاکر بصد ادب ثنا و دعاے بادشاہ موصوف اس طرح زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کرنے لگا کہ **نظم**

اے خسروی کہ در صف ہیجا تو صرد	ہنگامے پیل جنگی و شیر ژیان نہاد	از انتقام عدل تو با ضعف خویش کسا
در چشم باشہ و دل باز آشیان نہاد	چشم بنفشہ صورت قہرت بخواب دید	سر چون عداوت بر سر زانو از ان نہاد
دست ستمگر مخالف دین را بہار داد	زان باد ہا کہ در سر گرز گران نہاد	بجاہ تو اسپ بر سر مہر و سپہر تاخت
خود تو داغ بر دل دریا و کان نہاد	طبع جہان اگرچہ پُر از شور فتنہ بود	عدل تو باز عادت امن و امان نہاد
جز بہ سر مہ اجل بر دشمن گی دہر	در چشم دشمن تو بنوک سنان نہاد	تیر تو مصرعہ ہست کہ بیش از زرہ کمان

تقدیر پرمژدۂ ظفرش در دہان نہاد	تا درقبول عقل نیاید کہ آدمی	دل بر بقاے مملکت جاودان نہاد
جاوید زی کہ نوبت ملک ترا قضا	در وجہ دفع فتنہ آخر زمان نہاد	

اسوقت غراق آہن کلاہ نے بہراہی ارکان دولت و اعیان مملکت و جمعیت سپاہ کے آکر داخل
لشکر ہوکر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہی کہ کل ہنگام میدان جنگ مین مع تمامی سپاہ
آکر نائرہ آتش فتنہ و جنگ بلند کرے باقی خیریت ہی عمان شاہ نے جانب دلسوز دیکھکر اور تقریر
اُس کی بگوش دل سُنکے پہلے تو دل مین یہ کہا کہ یہ لڑکا چند روز سے آکر ہمارے لشکر مین داخل ہوا ہی
ہنوز زمانہ زیادہ نہین ہوا ہی مگر کس قدر ہمارا خیر خواہ ہی اور کس درجہ چالاک و ہوشیار خرد منش ہی
ابھی سے تو یہ طفل ایسا طرار ہی جوان ہوکر رشک عیاران ہوگا بعدہٗ دلسوز سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہدو
نقارہ نوازون سے کہ بعنایت ایزدی اور بامید مدد الٰہی چوب نقارۂ رزمی پر لگائین دلسوز نے فوراً
دربار سے جاکر حکم عمان شاہ کی تعمیل کی نقارہ نوازون سے بعد زبان پر جاری کرنے بسم اللہ الٰہی خرہ
کے چوب نقارۂ رزمی پر لگانے کو کہا صداے کوس جنگی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے
نقارۂ جنگی سُنکے سمجھ گئے کہ کل وقت سحر غراق آہن کلاہ مع سپاہ میدان جنگ مین آئیگا اُس سے
اور اُس کے نمکخوارون سے مقابلہ و مجادلہ ہوگا یہ سمجھکر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے
دونون طرف کبر و مسلمان تیاری جنگ و درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوئے
جب وہ دن گذر کر شب بھی بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ شاہ انجم خوف مقابلہ شاہ خاور سے مع سپاہ
کواکب کے پنہان ہوا اور سفیدہ سحر صادق فلک پر عیان ہوا طیور اپنے آشیانون سے نکل کر اپنی
زبان مین حمد خدا و ذکر الٰہی کرنے لگے اور موذن مسجدون مین اذان دینے لگے لشکریان غراق آہن کلاہ
گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے نسیم سحری چلنے لگی شگفتہ گلشن مین ہر ایک کلی ہونے لگی بلبلین چہچہے کرنے لگین
شاخ گل پر نغمہ سرا ہونے لگین بادشاہ ذیشان و عالیجاہ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش
آفتاب صورت و تمامی اہل لشکر عمان شاہ بیدار ہوکر وضو کرکے فریضہ سحری ادا کرکے آمادہ
تیاری جنگ ہوے جملہ اہل لشکر مسلح ہوکر آمادۂ جنگ و جدال ہوگئے یک بیک عمان شاہ اپنی
بارگاہ سے مثل مہر برآمد ہوا اہل لشکر نے بادب سلام کیا شاہ مذکور نے حسب قاعدہ شاہان سلام
لے کر اشارہ سوئے میدان رزم چلنے کا کیا جملہ سواران سپاہ مرکبون پر سوار ہوئے فرامرز ثانی
پہلوان لاثانی و قمہور صف شکن قزاق بھی مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے اس اثنا مین
درویش آفتاب صورت بھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکے اپنی گنبد طلائی و نقرئی مین جسمین
جواہرات و شیشہ آلات اور آئینے حلبی کی آرایش سے ضیا و روشنی عکس آفتاب عالمتاب سے
فزون تر تھی داخل ہوکر بیٹھے فرامرز ثانی و قمہور وغیرہ نے بادب سلام کیا کہارون نے وہ گنبد
طلائی جواہرکار اپنے دوش پر اُٹھایا سواری عمان شاہ سوئے جانب جنگاہ مثل باد بہاری
بڑھی جملہ اعلےٰ ادنی ہمراہ سواری حسب قاعدہ بصد ادب چلے درویش آفتاب صورت
بھی براے دید جنگ و جدال سوئے میدان رزم و قتال چلے ہنوز عمان شاہ عالیجاہ عرصہ جنگ
مین پہونچا ہی تھا کہ اُس جانب سے غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غرافیہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار
سوارون کی جمعیت سے بصد کر و فر میدان مصاف مین آیا بنظر تند و تیز جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر
دل مین کہنے لگا کہ ان اہل اسلام نے بہت جمعیت بہم پہونچائی ہی تو بھی جوان سب کو قتل نہ کرون

اس طرف بھی عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے غراق آہن کلاہ
اور اُس کے اہل لشکر پر نظر کی خصوصًا فرامرز ثانی نے غراق آہن کلاہ اور اُس کے سرداران
سپاہ کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ یہ بادشاہ بھی جری و بہادر معلوم ہوتا ہے اور سرداران لشکر بھی اسکے
شجاع و بہادر و دلاور ثابت ہوتے ہین کیا خوشی و شادمانی حاصل ہو جو یہ بادشاہ مع اپنی تمامی فوج
و اہل شہر کے مسلمان ہو ہنوز فرامرز ثانی اپنے حریفون کو دیکھکر تمنا اُن کے مسلمان ہونے کی کر رہا
تھا کہ یکایک دونون بادشاہون کے حکم سے جانبین کے لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے
اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے نکلے وسط میدان جنگ مین آکر انھون نے جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک
سنگ و کلوخ دور کر کے پست و بلند زمین کو ہموار کیا عرصۂ جنگ کو صورت آئینہ صاف کیا جب اس طرح
میدان رزم صاف اور درست ہو چکا بیلدار و بیلچہ بردار میدان کارزار سے ہٹ گئے سقے مشکین پُر آب
دوش پر رکھے ہوئے دونون طرف سے نکلے انھون نے پانی چھڑک کر عرصہ کارزار کو سرد کر دیا غبار
دور ہوا گرد برطرف ہوئی بعد آب پاشی کے سقے بھی عرصۂ مصاف سے علحدہ ہوئے دونون طرف
صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ
ہوا قلب ہر لشکر مین بادشاہان لشکر قرار گزین ہوئے گرد اُن کے امرا و وزرا پہلوانان قوی بازو و
جوانان جنگجو مقرر و معین کیے گئے بعد ازین دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز اور کرکیت نکلکر
وسط میدان کارزار مین آئے انھون نے جوانان لشکر کو اس طرح آمادہ جنگ کیا کہ اُن سے مخاطب
ہو کر آواز بلند کہا کہ اے جوانان رشک رستم پیلتن و اے دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ فی الحال رستم
و اسفندیار رویین تن و گیو و بیژن و سام و زال و سہراب و شغاد و گستہم و برزو و قوی بازو
خودنما و افراسیاب و پشنگ و سکندر و دارا و کیقباد و کیکاؤس و سکندر و فریدون و نوشیروان
عادل ملک کسری و جمشید و ضحاک ماران شاہان جہان و پہلوانان دوران کہان ہین ان مین سے
کسی کا بھی کچھ نشان بجز قبرین بھی اُن سب کی ظاہر نہون گی اس دنیاے فانی سے ناموران نامبردگان
چلے گئے خاک مین مل گئے ہزارون من مٹی مین دب گئے زمین کے کیڑون نے اُن کا گوشت پوست
کھا لیا ہڈیان بھی اُن کی باقی نرہین مگر دنیا مین انھون نے جو کار رہاے نمایان کیے اور جو نیکیان کی ہین
اُن کے افعال نیک و بد کے سبب سے اب تک اہل دنیا اُن کو یاد کرتے ہین ذکر اُن کا زبان پر لاتے ہین
ہر چند اُن کو دنیا سے گئے ہوئے صدہا برس ہو گئے ہین لیکن افعال نیک کرنے سے گویا وہ اب تک
زندہ ہین اہل جہان ذکر اُن کی شجاعت و بہادری و دلاوری و دلیری و جرأت کا اکثر باہم بیٹھکر
کرتے ہین تعریف و ثنا و صفت اُن کی زبان پر لاتے ہین وہ تو دنیا مین نرہے لیکن نام اُن کا رہ گیا
بقول شخصے کہ شعر ۔۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ۔ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ۔ اسی طرح
شاہان مندرجہ بالا دنیا مین نرہے لیکن اُن کا عدل و انصاف ایسا تھا کہ اب تک مردمان دہر اُن کی
تعریف کرتے ہین اور جو گذشتگان سے بد افعال ہین اُن کے بھی بدی افعال کو لوگ یاد کرکے تواریخ
و اخبار مین اُن کی برائیان لکھی ہوئی دیکھکر انھین برا کہتے ہین یہ بدی اُن کو یاد کرتے ہین پس لازم
ہے کہ حیات چند روزہ مین انسان دنیا مین اپنے افعال نیک کرے کہ بعد اُس کے اہل دنیا اُس کو
بہ نیکنامی یاد کرین اور اپنے امور بد اس سرا سے فانی مین نکرے کہ بعد اُس کے مرنے کے لوگ اُس کو
بہ بدی یاد کرین یہ تقریر پہنچے تمھارے سامنے اس واسطے کی ہے کہ آج سامنا اور لڑنا حریفون سے ہی

دیکھو دلیرانہ اپنے دشمنوں سے بڑھ بڑھکر لڑنا شجاعت و بہادری اپنی دکھانا اپنے آبا و اجداد کا نام
سر میدان روشن کرنا تیغ و خنجر و شمشیر و تبر و گرز بڑھ بڑھکر اپنے اعدا پر لگانا ثبات قدمی اس میدان
رزم میں اختیار کرنا یہ خیال رہے کہ اگر سر بھی کٹ جاوے مگر قدم عرصۂ جنگ سے نہ ہٹے اگر ایسی بہادری
کروگے تو مانند پہلوانان گذشتگان کے تم بھی دنیا میں مشہور ہوگے اہل دنیا تمکو بہ نیکنامی یاد کرینگے
تواریخ و اخبار میں تمھاری شجاعت مورخ و اخبار نویس تحریر کرینگے شہرہ شجاعت تمھارا وردزبان
ہوگا حاکم و آقا و بادشاہ بھی تمھارا تمھارا خوش ہوگا نمک حلال و خیرخواہ و جان نثار کہلاؤگے اور
اگر میدان جنگ سے ہنگام رزم قدم ہٹاؤگے خوف جان سے بھاگوگے تو اہل جہان تم کو نامرد و بزدل
کہینگے نمک حرام مشہور ہوگے اپنے بادشاہ کو ایسے وقت میں رنجیدہ کروگے اسکی حمایت و مدد
رفاقت سے ہاتھ اٹھاؤگے تو اس نخل بدی کا پھل شیرین نہوگا تمکو بھی اہل دنیا اچھا نہ کہینگے
خواہ زندہ رہوگے یا مرجاؤگے تیر نشانہ ملامت ایسی صورت میں ضرور ہوگے دیکھو اسوقت مقابلہ
اہل اسلام و لات پرستون کا ہے عداوت مذہبی بھی ہے ابھی سے اپنے اپنے حریف کو تاک لو آمادہ لڑنے
اور خود قتل ہو جانے پر ہو جاؤ جز و ارائے بہادر و جنگ سے منھ نہ پھیرنا دشمنوں سے پسپا نہونا مرد
میدان نبرد ہوکے نامرد و بزدل مشہور دنیا نہونا آبرو بھاگنے میں گھٹ جائیگی پھر عزت ہاتھ نہ آئیگی
اگر ثبات قدمی اختیار کروگے دلیرانہ لڑوگے اور قضا تمھاری نہیں ہے تو یاد رکھو کہ ہرگز کسی حریف کے
ہاتھ سے قتل نہوگے اور اگر اجل تمھاری آئی ہے تو بھاگنے سے ہرگز جانبر نہوگے ضرور کسی حریف
کے ہاتھ سے قتل ہوجاؤگے ہمنے تم کو بطور نصیحت کے کہدیا ہے ماننے نہ ماننے کا تمھیں اختیار ہے ہمارا
کام یہی تھا کہ تمکو نیک و بد امور سے آگاہ کردیں بقول کسی کے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس
نقیب اور گرگیت نے جو بہادران میدان جنگ کے روبرو اس طرح تقریر کی ہر ایک نے بگوش ہوش
سنی اگرچہ لاکھوں جوانوں کا مجمع تھا مگر سب خاموش تھے جب نقیب اور گرگیت چپ ہوئے دیکھنے والوں
نے دیکھا کہ ہر ایک نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوکر جھومنے لگا قبضۂ شمشیر کو چومنے لگا ارادہ کرنے لگا
کہ سب سے پہلے ہمیں صف لشکر سے نکلکر لشکر دشمن پر حملہ آور ہوں اس طرح دلیرانہ لڑیں کہ سب کو
حیرت ہو جائے اور وہ کارہاے نمایاں کریں کہ اہل دنیا کارزار رستم و سہراب و اسفندیار وغیرہ
پہلوانوں کا بھول جائیں باوجود عزم مصمم مذکور کے ہنوز کوئی جوان صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ
اسفندیار کجکلاہ نے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے مرکب دوڑکا یہ اپنا صف لشکر
سے نکالا اسوقت لشکر غزاق آہن کلاہ میں جنگی باجے بجے علمداروں نے علموں کو جنبش دیا
غزاق آہن کلاہ کے نزدیک جو ارکان دولت کھڑے تھے ان سے شاہ مذکور نے کہا کہ دیکھو
سردار نامور ہمارے لشکر کا صف لشکر سے نکل کر براے مقابلہ مسلمانان کے گیا ہے گویا ملک الموت
واسطے قبض روح اہل اسلام کے گیا ہے جو کوئی اس کے سامنے آئیگا یہ اس کو ایک ہی ضرب میں
دو کرے گا یہی ایک سردار مشہور شعار ہمارا سرکشان اہل اسلام کو کافی ہے چن چن کر دلیران اہل اسلام
کو تہ تیغ کرے گا اعیان دولت نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہیں واقعی اسفندیار کجکلاہ اپنے
وقت کا اسفندیار روئین تن ہے صرف فرق یہ ہے کہ یہ روئین تن نہیں ہے بادشاہ مذکور بھی اہل دربار
کی گفتگو سنکے خوش ہوا سردار مذکور نے وسط میدان جنگ میں جاکر مرکب کو روک کر جانب لشکر
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھکر دل میں خیال کیا کہ پہلے ان اہل اسلام پر فنون سپہگری ظاہر کرنا

چاہیے اپنی قوت و کمال سے ماہر کرنا چاہیے بعدہٗ اپنا نام اور اپنی شجاعت زبان سے ظاہر کرکے مبارز طلب کرنا چاہیے تاکہ اہل اسلام پر تیرا رعب غالب ہو یہ خیال کرکے نیزہ اٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ ہلانے لگا کمالات نیزہ بازی دکھانے لگا اہل اسلام بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگے خصوصًا فرامرز ثانی اُس کی جانب متوجہ ہوا بجائے خود اُس کی صورت و قوت و نیزہ بازی کی ثنا کرنے لگا جب اسفندیار بجکلاہ ہنر نیزہ بازی دکھا چکا سراپا عرق میں تر ہو چکا نیزہ زمین پر گاڑ کر مرکب کو روک کر اس طرح اپنی مدح و ثنا کرنے لگا

نظم مولف

میں ہوں وہ بہادر میان جہان
کہ کرتا ہوں شیر ژیان کا شکار
اگر مجھسے لشکر ہو گرم ستیز
کروں اُس کو چورنگ اک آن میں
دکھانا جو قوت کا منظور ہو
شکستہ کروں اُس کا ہر استخوان
دلیرانہ روشن کیا نام کو
جسے زندگی اپنی دشوار ہو

نہیں ہے مرے مانند کوئی جوان
لرز جائے میدان جو ہوں نعرہ زن
کروں اُس کو دم میں تہ تیغ تیز
اٹھاؤں جو میدان میں گرز گران
اٹھاؤں میں اک ہاتھ سے فیل کو
وہی ہوں میں سردار جنگی سپاہ
کیا میں نے مجروح صمصام کو

شجاعت ہے سب پر مری آشکار
میں ہوں غیرت رستم پیلتن
مقابل ہو کر دیو میدان میں
کہے کوہ بھی الامان الامان
لڑے مجھسے کشتی جو کوئی جوان
کہ جو لے گیا چھین کر بارگاہ
وہ آئے مجھسے سرگرم پیکار ہو

اے اہل اسلام آگاہ ہو کہ میرا ہی نام اسفندیار بجکلاہ ہے تابع حکم میرے جنگی سپاہ ہے تم سب میں جس کو سوئے عدم جانا منظور ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ و مجادلہ کرے یا مثل صمصام تیغزن میری شمشیر آبدار سے مجروح ہو اور اگر تم میں سے کوئی جوان بوجہ خوف جان کے روبرو میرے آکر مقابلہ و مجادلہ نکرے تو میں ہی یکہ و تنہا تمہارے لشکر پر حملہ آور ہوں تم سب کو تہ تیغ کروں یہ کہکر خاموش ہوکر انتظار اپنے حریف کے آنے کا کرنے لگا لشکر اہل اسلام سے اول قہور صف شکن قزاق نے اپنا مرکب نکال کے فرامرز ثانی سے اجازت جنگ چاہی فرامرز ثانی نے اُس کو اذن جنگ نہ دے کر کہا کہ اے بہادر یہ سردار لشکر نہایت زبردست ہے اس نے صمصام تیغزن کو زخمی کیا ہے تم اس بے دین سے لڑنے نجاؤ ہم اس سے جنگ آزما ہوں گے سنکر گو کہ اس کے اشعار جز کس درجہ مبالغہ آمیز ہیں قہور صف شکن فرامرز ثانی کے روکنے سے مجبور ہوکر داخل صف لشکر ہوا فرامرز ثانی دلیرانہ صف لشکر سے نکلکر عمان شاہ سے کہ اس کو بضرورت پادشاہ اپنے لشکر کا کیا ہے اجازت رزم لے کر پاس دورویش آفتاب صورت کے جاکر طالب اذن مصاف ہوا درویش موصوف نے بسرگوشی کہا کہ اے فرامرز ثانی یہ سردار مسمی اسفندیار بجکلاہ نہایت زبردست و بہادر و شجاع ہے مبادا تم کو کچھ اس بے دین سے ضرر پہونچے لہذا وہ اکہ جو درویش مرجان سُرخ مو سے ہمیں دستیاب ہوا ہے اور اُس کی خاصیت یہ ہے کہ جس کے بازو پر باندھ دیا جاوے کسی سے زیر و مغلوب نہیں ہوتا ہے اور ببرکت اسمائے الہٰی و نقوش اکہ مذکور غالبًا غالب ہی ہوتا ہے اسوقت وہی اکہ جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو سے نکال کر تمہارے بازو پر باندھے دیتا ہوں یہ کہکر جیب جامہ مذکور میں ہاتھ ڈالا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ نے مجکو فنون سپہ گری سکھلائے ہیں تربیت و تعلیم کی ہے ذرا اسوقت میری قوت بازو اور جنگ میری ملاحظہ فرمائیے اکہ مذکور میرے بازو پر نہ باندھیے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر اُس اکہ کے میں اس سردار سپاہ سے مقابلہ کروں گا اور بمدد الٰہی و نیز برکت دعائے جناب کے اس بیدین سے مغلوب نہوں گا بلکہ اُس پر غالب ہوں گا

ارادہ ہی کہ ہنگام جنگ اس سردار بتور شعار کو بشرط قبول دین اسلام قتل نکرونگا درویش
آفتاب صورت نے تقریر فرامرز ثانی سے مجبور ہوکر بغیر اکہ باندھنے کے اجازت جنگ وحرب دی
فرامرز ثانی نے سرگوشی مین سب باتین کرکے کسی کو اپنی تقریر نسنا کے اجازت جنگ لے کر مرکب کو
سوے حریف جولان کیا اور شیر اژدر دلاور دلیرانہ اوسکے جاکر مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان مغرور
و متکبر اب کیا انتظار ہی کوئی حربہ جنگ اٹھا وار کر بہت تونے اپنی شجاعت اپنی ہی زبان سے ظاہر کی ہی
ہم بھی تو دیکھین کہ تجھ مین قوت و شجاعت کس قدر ہی اسفندیار نے سراپاے فرامرز ثانی پر نظر
کرکے جوان قوی بازو و خوش رو دیکھکر پوچھا کہ اے جوان کیستی و چہ نام داری تیری جوانی پر مجھے
رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان قوی بے دریافت نام نشان میرے ہاتھ سے قتل ہوجائے اس بہادر
نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ نام میرا فرامرز ثانی ہی نسل رستم پیلتن سے ہون اور سپہ سالار لشکر عمان
شاہ کا ہون اکثر شجاعان جہان و پہلوانان دوران کو مین نے بزور بازو سخت زیر کیا ہی اور بہت سے
سرکشون کو تہ تیغ کیا ہی تو میرے حال پہ عبث رحم کھاتا ہی وار کر حوصلہ اپنے دل کا نکال اوس نے جواب دیا
کہ میری ضرب سے کوئی حریف میرا سالم نہین رہتا اور جانبر نہین ہوتا ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ تو ہی پہلے مجھپر
وار کر فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہی کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب نہین لگاتے ہین
پہلے وار اس کا روک لیتے ہین بعدہ اس پر ضرب نیزہ یا ضرب شمشیر لگاتے ہین اسفندیار کجکلاہ نے کہا
خیر اگر تیرا یہی دستور ہی تو ثابت ہوا کہ اجل تیری آگئی ہی ہوشیار و خبردار ہوجا یہ کہکر نیزہ زمین سے
اٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈالکر نیزہ گردش دے کر سینہ بے کینہ فرامرز ثانی کو تاک کر حریف کو نیزے
کی زد پر پاکر وار کیا ادھر فرامرز ثانی نے اوس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر اس حسن و خوبی سے
روکا کہ جملہ اہل اسلام خوش ہوئے بلکہ جملہ اہل لشکر عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ بھی بجاے خود
ثنا کرنے لگے عراق شاہ بھی اپنے دل مین تعریف کرنے لگا درویش آفتاب صورت چونکہ بغور
دیکھ رہے تھے ضرب نیزہ رد کرنے سے اپنے گنبد طلائی مذکور مین بے اختیار خوش ہوکر اچھل پڑے اور
بے اختیار پکار اٹھے کہ اے فرامرز ثانی کیا عنوان شایستہ سے تمنے ضرب نیزہ حریف روکی ہے
ماشاء اللہ عزاً تمکو نظر بد سے بچاے اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بوقت روکنے ضرب نیزہ مذکور کے
دو سنانون کے باہم ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدرون کے دہن سے شعلہاے
خفیف ظاہر ہوتے اسفندیار کجکلاہ بھی فرامرز کے وار روکنے سے حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ
جوان فن نیزہ بازی مین شاید کامل ہی ورنہ میری ضرب نیزہ اس عنوان سے نہ روکتا ابھی حریف
بہادر مذکور الصدر اپنے دل مین اشتعال کمال اپنے حریف کا خیال کر رہا تھا کہ فرامرز ثانی نے بھی اپنے
نیزے کو گردش دے کر اوس کے پہلو پر نیزہ لگایا اوس نے بھی دلیرانہ نیزے پہ نیزہ روکا اسی طرح چند طعنہاے
نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار ایک بہانہ درباندھکر فرامرز ثانی نے سنان نیزہ اوس کے ہاتھ سے
نکال دیا لشکر اہل اسلام مین شور تحسین و آفرین ہوا درویش آفتاب صورت کو بدرجہ کمال خوشی
ہوئی نہایت تعریف فرامرز ثانی کی کی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کو از حد حیرت ہوکر صدمہ
دلی انتہا ہوا اور اوس کے تمامی مردان سپاہ کو ایسا تعجب ہوا کہ سب کو حیرت سے سکتہ سا ہوگیا اسفندیار
کجکلاہ سنان نیزے کی نکلجانے سے سخت نادم و خجل ہوکر تھوڑی دیر سر جھکاے رہا بعدہ از حد برہم ہوکر
مرکب کو آگے بڑھاکر نہایت سرعت و چالاکی سے گھوڑے کو اپنے مرکب حریف سے ملاکر بحشمہ سر کمر

فرامرز ثانی مین ہاتھ ڈال کر زور کرکے یہ چاہنے لگا کہ حریف کو پشت فرس سے اُٹھاکر سر سے بلند کرکے
اس طرح بالا سے خاک پٹکے کہ پیوند خاک ہو جائے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین فرامرز ثانی نے
ایسی حالت مین مسکرا کر اُس سے کہا کہ اے اسفندیار کجکلاہ اسوقت میرے ہاتھ مین نیزہ سر تیز ہی اگر
چاہون تو بضرب نیزہ تجھے ہلاک کر سکتا ہون اسوقت تیرا مار ڈالنا بہت ہی سہل ہی مگر مار ڈالنا تیرا اس طرح
منظور نہین ہی اگر تو آمادہ زور آوری و کشتی ہی تو خیر ہم اسمین بھی تجھسے بند نہین ہین دیکھ نیزے کو اپنے ہاتھ
سے رکھے دیتے ہین تجھے ہلاک نہین کرتے ہین تیرے بازو مین جس قدر قوت و زور ہو اُس قدر زور کر آپنی
دانست مین کی مگر تجکو پشت فرس سے اُٹھا لے یہ کہکر نیزہ زمین پر گاڑ کر اپنا ہاتھ بھی اُس کی زنجیر کمر مین ڈال دیا
دونون بہادر جانبین سے خوب زور کرنے لگے یہان تک کہ گھوڑے اُن کے زور آوری کے متحمل نہوکر زبانین
دہن سے نکال کر زمین پر پٹخنے لگے ایسی حالت مین دلسوز و دیگر لات پرستون نے قریب اُن کے جاکر کہا
کہ اے جوانان بے نظیر واے پہلوانان کشتی گیر اگر ارادہ تمھارا کشتی لڑنے کا ہی تو فرس سے اُتر کر بالائے زمین
کشتی لڑو باہم زور آزما ہو دیکھو یہ گھوڑے بیچارے بے زبان تمھاری زور آوری سے ہلاک ہوئے جاتے ہین
کیون ان کے خون ناحق مین مبتلا ہوتے ہو یہ سنکے دونون بہادر فرسون سے اُتر کر دامن عبا و قبا کو گردان کر
شمشاد بدل کر کشتی بہ تیز دستی لڑنے لگے اُسوقت عمان شاہ و درویش آفتاب صورت و عراق
آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ نے خیال کیا کہ یہ کشتی پہر دو پہر مین نہوگی غالباً دو تین روز مین ان دونون
مین سے کوئی مغلوب ہوگا لہذا اسی طرح صعوبت اُٹھانا خوب نہین ہی یہ خیال کرکے دونون بادشاہون نے
حکم دیا کہ اس میدان رزم مین فرش و دنگل و کرسیان وغیرہ جلد تر بچھائی جائین اور خیام و بارگاہین بھی
ایستادہ کی جائین حسب الحکم دونون بادشاہون کے ملازمون نے جلد تر اپنے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل
کی اُسوقت دونون بادشاہ اور درویش آفتاب صورت و تمامی اہل اسلام و کفار جملہ سوار اپنے اپنے
مرکبون سے اُتر اُتر کر گھوڑون کو سائیسون کے حوالے کرکے مسلح علے قدر مراتب بیٹھے بادشاہان مذکور بارگاہون
مین بالائے تخت زرین بیٹھے پردے بارگاہون کے اُٹھوا دیے درویش آفتاب صورت بھی ایک
کرسی زرین پر قریب تخت عمان شاہ بیٹھے دلسوز پس پشت ٹھہرا تہمور صف شکن بھی موافق
اپنے مرتبہ کے ایک کرسی پر اپنے خیمے مین بیٹھا صمصام تیغزن اگرچہ زخمی تھا مگر وہ بھی اشتیاق دید کشتی مین
ایک کرسی پر اپنے خیمے مین بیٹھا پردے خیمے کے اُٹھا دیے سواران ہر دو لشکر بھی اکثر بالائے فرش اکثر
زمین پوشون پر بیٹھے غرضکہ جملہ اہل اسلام و کفار بطریق مذکور بیٹھکر بغور کشتی دیکھنے لگے اسفندیار کجکلاہ
زبردستی کرنا چاہتا تھا فرامرز ثانی بقوت بازو اُس کو دستی کرنے سے باز رکھتا تھا اور جب کوئی داؤن فرامرز
ثانی کرتا تھا تو اسفندیار کجکلاہ اُس کا توڑ کرتا تھا غرضکہ دونون پہلوان قوی و توانا تھے اور نہایت
ہوشیار و دانا تھے کوئی کسی کے داؤن پر نہ چڑھتا تھا ہر ایک داؤن سے بچتا تھا منصف مزاج ناظرین کشتی
مین دونون بہادرون کی ہر مقام پر تعریف و ثنا کرنے لگے جب وہ روز گذر کر زمانہ غروب آفتاب کا آیا تاریکی
آنا فانا زیادہ ہونے لگی اسفندیار کجکلاہ نے بازو سے فرامرز ثانی پر ہاتھ رکھکر کشتی لڑنے سے اُسے روک کے
کہا کہ اے بہادر روز واسطے محنت و مشقت کے ہی اور شب واسطے راحت و آرام کے ہی لہذا ہم تم کل صبح
پھر زور آزما ہونگے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے دلاور حالانکہ اب آفتاب نہان ہوگیا ہی
زمانہ شب آگیا ہی مگر بادشاہون کے نزدیک کثرت روشنی سے شب کو دن کی مثل کر دینا کچھ دشوار نہین
ہی یہ تاریکی دفع ہو جائے گی اور جو بہادر ہوتے ہین وہ بغیر حریف کو زیر کیے نہین ہٹتے ہین یا خود زیر ہو جاتے

ہین بغیر معاملہ یکسو ہوئے جنگاہ سے قدم نہین ہٹاتے ہین ہان اگر تمھارے اعضا مین درد پیدا ہوگیا ہو
اور کُشتی سے باز رہنے کو دل چاہتا ہو تو وہ بات دوسری ہے اسفندیار رکچکلاہ نے جواب دیا کہ میری
قوت مین ابھی مطلق فرق نہین آیا ہے نہ اعضا میرے دردمند ہین اگر تم بغیر معاملہ یکسو کیے یہان سے نہ
جاؤگے تو مین بھی اب نجاؤنگا ورنہ نزدیک تمھارے اور بقول تمھارے زمرۂ بہادران سے شمار
نکیا جاؤنگا یہ کہکر اپنے بادشاہ کی جانب دیکھا وہ سمجھ گیا فوراً اُسنے حکم دیا کہ جھاڑ بلیجک کے اور
کنول اور فانوس اور پنجشاخے اسقدر روشن کیے جائین کہ یہ شب گویا روز روشن ہوجائے حسب الحکم
ملازمون نے جلد حکم شاہ کی تعمیل کی اس طرف عمان شاہ نے بھی اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا
دیا انھون نے بھی سامان روشنی کرنے کا فی الفور کیا غرضکہ دونون شاہون کے حکم سے دونون جانب
اسقدر روشنی کی گئی کہ وہ شب تاریک گویا مبدل بہ روز روشن ہوگئی پھر کٹورے شیر خالص کے
اور کاسے دونون طرف سے آئے دونون بہادرون نے بعوض غذا سے نان و گوشت و برنج وغیرہ
وہ شیر گاؤ کاسے مین بھر بھر کر نوش کیا جب دونون دلاور شیر و سیراب خوب ہوچکے کٹورے اور کاسے
دور کرکے پھر بدستور روز گذشتہ باہم لپٹ کر کُشتی لڑنے لگے اُس روشنی مین جملہ ناظرین اہل اسلام اور
کفار کُشتی دیکھنے لگے جب وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو بعد ادائے نماز اور بدستور ہر قوم سیر و سیراب
ہونے کے پھر کُشتی ہونے لگی داؤن پیچ دونون طرف سے دربئے ہونے لگے ماہران فن کُشتی نے
غور سے جو دیکھا تو دونون بہادرون مین سے کسی مین کمی قوت مین نہ دیکھی کہانتک مفصل حال اس
کُشتی کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ برابر تین روز اور تین شب کُشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب و مغلوب
نہوا بعدہٗ اسفندیار رکچکلاہ نے فرامرز ثانی سے کہا کہ اے بہادر تین روز اور تین شبین مین نے کُشتی
لڑا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار ہوجاؤ فرامرز ثانی نے بشیرین زبانی
کہا کہ اے دلاور ہم خبردار ہین تم زور کرو اُسنے دونون ہاتھ اپنے دونون شانون پر فرامرز ثانی
کے رکھکر سر اپنا سینہ فرامرز سے ملاکر بقوت تمام زور کرکے ریلنا شروع کیا فرامرز ثانی بیس قدم تک
پسپا ہوا پھر اسفندیار رکچکلاہ نے جھٹکا اس طور سے دیا کہ ایک گھٹنا فرامرز ثانی کا زمین سے آشنا ہوا
جب زور آخری سے بھی اسفندیار غالب نہوا تھک کر کہنے لگا کہ اے بہادر مین تمام قوت اپنی صرف
کرچکا دم میرا آگیا اب تمکو اختیار ہے فرامرز ثانی نے کہا کہ اب ہم بھی زور کرتے ہین تم بھی خبردار ہوجاؤ
اُسنے کہا کہ مین ہوشیار ہون فرامرز ثانی نے مانند اسفندیار رکچکلاہ کے جو زور کیا تو ساٹھ قدم
تک حریف کو پسپا کرکے زور سے جو جھٹکا دیا تو دونون پاؤن اُسکے زمین سے آشنا ہوئے اسی
حالت مین اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کرکے زمین سے گھٹنون تک اُسے اٹھایا بعدہٗ زور دوم
مین سینہ تک زور سوم مین سر سے بلند کرکے چرخ دے کر پوچھا کہ حالا در شناخت خالق کون مکان ہے کیا کہتا
اُسنے طالب امان ہوکر کہا مجھکو یقین کامل ہوگیا کہ دین اسلام دین حق ہے مجھے مسلمان کرو مین نے اسی
تین روز و شب مین لات و منات سے بدل اعانت چاہی مگر کسی نے میری مدد نکی یہانتک کہ تمنے
مجھے اس طور سے زیر کیا معلوم ہوگیا کہ تمھارا دین برحق ہے اور تمھارا خدا حق ہے کہ اُس نے تمکو مجھ ایسے
پہلوان زبردست پر غالب کیا لات و منات کچھ بھی نہین فقط پتھر کی مورتین ہین فرامرز ثانی نے
از حد خوش ہوکر اُسکو کلمہ تعلیم کیا وہ صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فرامرز ثانی نے اُسے
آہستہ زمین پر رکھدیا وہ اسی طور سے زیر ہاکر قدم فرامرز کی طرف بڑھا فرامرز نے سر اُس کا اپنے سینہ سے

لگا یا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا درویش آفتاب صورت نے کثرت خوشی سے اُٹھکر
فرامرز ثانی کو مانند فرزند اپنے کے پیار کیا زر و جواہر اُس کے سر پر سے نثار کیا اور بہت تعریف اُس کی
قوت و شجاعت کی کی عمان شاہ و قہور صف شکن و صمصام بہمن و جملہ اہل اسلام ازحد شادمان
ہوئے بار بار شور تحسین و آفرین کا بلند کیا غراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غراقیہ اپنے سردار سپاہ کے زیر
ہونے سے اور مسلمان ہو جانے سے بہت محزون و رنجیدہ ہوا اور تمامی اُس کے ملازم اعلیٰ ادنیٰ اُسی طرح غمگین
ہوئے ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ کو یہ حیرت ہوئی کہ اسفندیار کج کلاہ ایسے پہلوان زبردست کو فرامرز ثانی نے
زیر کر کے مسلمان کر لیا ہے دیکھیے آئندہ کیا ہوتا ہے فرامرز ثانی نہایت قوی بازو ہے کفار کو تو صدمہ بے حد ہوا
لیکن اسفندیار کج کلاہ نے زیر ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کر کے اپنے ماتحت سواران سپاہ
سے مخاطب ہو کر و نیز شاہ غراقیہ سے بھی متوجہ ہو کر کہا کہ اے بادشاہ ذیجاہ شہر غراقیہ میں نے تو فرامرز
ثانی سے زیر ہو کر دین اسلام اختیار کیا ہے آپ کو بھی لازم ہے کہ اس بہادر سے ارادہ جنگ نہ کیجیے دین
اسلام کہ دین حق ہے اختیار کیجیے آپ کے حق میں بہتر ہو گا پھر اپنے سواران سپاہ سے مخاطب ہو کر اسی طور
سے کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا عمان شاہ بفتح و فیروزی جنگاہ سے مع فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بصد خوشی و خرمی جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچکر ہر ایک مرکب سواری
سے اُتر کر سلاح جنگ ما تن سے دور کر کے داخل بارگاہ و خیمہ و خرگاہ ہوا اس طرف غراق آہن کلاہ
بھی نہایت حزین و غمگین مع تمامی اپنی سپاہ کے جنگاہ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوا جب فرودگاہ سپاہ پر
پہونچا تخت سے اُتر کر بارگاہ میں داخل ہو کر جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ کو طلب کیا جب سب حاضر ہو کر
حسب قدر مراتب بیٹھے بادشاہ مذکور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ آج مایۂ دولت کو اسفندیار کے زیر ہو کر مسلمان ہونے کا
نہایت سخت صدمہ ہوا ہے ہنوز ارکان دولت سے کوئی کچھ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ پیران پیر سوار نے
اپنے دنگل سے اُٹھکر با دب تمام عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اگر اسفندیار کج کلاہ فرامرز ثانی سے
کشتی میں زیر ہو گیا تو حضور کچھ رنج نہ کریں بنام اس نمکخوار کے طبل جنگ بجوائیں میں ہنگام مقابلہ فرامرز ثانی
کو بضرب شمشیر آبدار دو نیم کروں گا حضور کے اس رنج کو مبدل بہ سرور و خوشی کروں گا اسفندیار کج کلاہ
تین روز و شب کشتی لڑکر زور آخری کر کے ایسا ہمت ہار گیا تھا کہ اُس نے فرامرز کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر
زور کر کے لنگر بھی اُس کا نہ اُٹھایا یہ نمکخوار قدیم مانند اُس کے کم ہمت نہیں ہے حضور ملاحظہ کریں گے کہ ہنگام
مقابلہ و مجادلہ فرامرز ثانی کو کس طرح تہ تیغ یا زیر کر کے ہلاک کرتا ہوں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو اُسکے
ہلاک ہونے کا صدمہ ہوا ور مجکو افسوس ذرا بھی نہو گا بلکہ خوشی بے حد ہو گی اُس کو ہلاک کر کے اُس کے
لشکر کو قتل و تباہ کر کے تمام مال و اسباب لوٹکر حضور کو خوشنود کروں گا عوض زیر کرنے اسفندیار کج کلاہ
کا اس طور سے لوں گا کسی کو ان اہل اسلام سے زندہ نہ چھوڑوں گا مگر اسفندیار کج کلاہ کو قتل نکروں گا بلکہ فہمائش
دین آبائی اختیار کرنے کی کروں گا اگر اُس نے میرے کہنے پر عمل کیا تو اُس کو حضور کی خدمت میں لے آؤں گا
ورنہ اُس کو بھی تہ تیغ کروں گا حضور میری شجاعت سے خوب آگاہ ہیں کیا کیا میں نے کارہائے نمایاں کیے
ہیں فرامرز ثانی اور مردان سپاہ عمان شاہ میرے آگے کیا چیز ہیں ان کا قتل کرنا کچھ دشوار نہیں ہے بعد
قتل کرنے فرامرز کے شمشیر خون آشام علم کر کے جب اہل اسلام پر حملہ کروں گا تو سب مانند گلہ گوسفندان
[illegible] اُس وقت مثل اہل اسلام کے ان کو ذبح کروں گا زمین پر خون اُن کا بہاؤں گا
غراق آہن کلاہ گفتگو سے پیران پیر سوار سردار سپاہ جرار کے میں صدمہ و ملال میں خوش ہوا

آثار خوشی اُس کے چہرے سے عیان ہوئے اسی صورت سے ارکان دولت واعیان مملکت نے بھی عرض کیا
کہ اے بادشاہ ذیجاہ بہران پیر سوار واقعی مرد میدان کارزار ہی غالبًا جو کچھ اس نے عرض کیا ہی بہادر
ایسا ہی کرے گا آج اہل اسلام کو خوشی حاصل ہوئی ہی کل حضور کو مسرت بیحد حاصل ہوگی سر فرامرز ثانی
طشت مین روبروے حضور رکھا ہوگا بلکہ سرہاے عمان شاہ و تمہور صف شکن و درویش قصاب
صورت وغیرہ سامنے حضور کے نیزون پر عام ہون گے اسفندیار کجکلاہ سردار سپاہ حضور اسوقت
اہل اسلام مین ہی کل بعد قتل فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ حضور کی خدمت مین حاضر ہوگا مجھکو
یقین ہی کہ اسفندیار کجکلاہ نے بصدق دل دین اسلام اختیار نہین کیا ہی وہ ایک مرد جہاندیدہ کارآزمودہ ہی
بخوف جان اُس نے طوطے کی طرح واسطے اپنی جان بچانے کے زیر ہوکر کلمہ پڑھ لیا ہی دل سے وہ لات ومنات
کا اعتقاد رکھتا ہوگا عجب نہین کہ وہ قابو پاکر آج کی شب سر فرامرز ثانی شمشیر آبدار سے قلم کرکے براے نذر
حضور لاے کیونکہ وہ ہم سردار وہم عیار ہی بارہا ہم نمکخوارون نے اُس کا امتحان کیا ہی اُس کا فعل خالی
مکاری وعیاری وکذب سے نہین پایا ہی پس حضور فیض گنجور مطلق صدمہ وملال نکرین اگر وہ زیر ہوگیا تو
ہوگیا یہی ہوتا ہی کہ دو شخص لڑتے ہین ایک غالب ہوتا ہی دوسرا مغلوب ہوتا ہی ایک اُس کے مغلوب
ہونے سے حضور کے لشکر مین کیا کمی ہوگئی اول تو بہران پیر سوار دوسرے اکثر سردار لشکر حضور مین موجود
ہین ہر ایک جان نثار شہور شعار شمشیرزن شیر افگن ہی خصوصًا بہران پیر سوار سب سردارون مین بیمثل و
لاجواب ہی اسوقت ہم کہتے ہین کہ اسفندیار کجکلاہ سے بہران پیر سوار بدرجہا شجاع وبہادر وقوی
ہی ہماری بھی راے ہی کہ حضور بنام بہران پیر سوار طبل جنگ بیدرنگ بجوائین کل اس کی لڑائی کا تماشہ
دیکھین جسقدر آج حضور کو صدمہ ہوا ہی اُس سے ہزار حصہ زیادہ خوش ہونگے کیونکہ بہران پیر سوار صادق القول
ہی جو اس نے ابھی عرض کیا ہی ضرور ہی کہ وہی کرے گا اس مین فرق نہوگا ہان آفت ارضی وسماوی سے ہمین
آگاہی نہین ہی کیونکہ بیشتر سنا اور دیکھا کہ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہین جو حیرت انگیز ہوتے ہین جیسا کہ بعض
عقرب زہردار ایسے ہوتے ہین کہ اُن کے ڈنک مارنے سے مار سیاہ کہ جو نہایت زہردار ہوتے ہین مانند
آب کے ہوکر بہ جاتے ہین چھوٹے جانور بڑے جانورون پر غالب آجاتے ہین فتح وشکست کی خبر نہین
جس کے جو مقدر مین ہوتا ہی اُس کا ظہور ہوتا ہی ظاہر دیکھکر انسان شک وبدگمان سکتا ہی حال باطنی سے
خبر نہین رکھتا ہی اگر پشہ یا چیونٹی فیل مست کو مار ڈالے تو یہ تقدیری بات ہی لہذا بہر حال ہاتھی ہاتھی ہی اور زور
مور چیونٹی ہی اُس کو اس سے کیا مناسبت ہی اسی طرح لحاظ کرنا چاہیے کہ اسفندیار کچھ فرامرز ثانی سے
تن وتوش وغیرہ مین کم نہ تھا بلکہ کچھ فرامرز ثانی سے قوی الجثہ تھا یہی مقدر سے آج اپنے جثہ سے زیر
ہوگیا ہی غرضکہ اقبال وبداقبالی سے کسی کو کوئی واقف وآگاہ نہین ہی کہ یہ موقوف بخوبی وبدی مقدر ہی
عزاق شاہ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمہارے کہنے کو بادولت پسند کرتے ہین اور بہران پیر سوار کی شجاعت
وبہادری پر نظر کرکے اُس کی التماس کو بھی منظور کرتے ہین یہ کہکر اُسیوقت اپنے ملازمون سے کہا کہ
کہدو نقارچیون سے کہ ہمارے لشکر مین بنام بہران پیر سوار طبل جنگ ونقارہ رزمی پر چوب
لگائین ملازمون نے اپنے بادشاہ کے اُس حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے حسب الحکم بادشاہ
چوب نقارہ رزمی پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی جملہ اہل لشکر کفار صداے نقارہ جنگی سے
آگاہ ہوئے کہ کل پھر میدان رزم مین لڑائی ہوگی ابکی مرتبہ نقارہ جنگی بنام بہران پیر سوار بجایا گیا ہی
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی ظاہر کوکب اقبال اہل اسلام کا اوج پر ہی اور ہم لوگون کا ستارہ اقبال

پستی اختیار کیے ہوئے ہے دلیل ہماری اس فہم و فراست کی یہ ہے کہ اسفندیار کجکلاہ بظاہر فرامرز ثانی سے فوجی میں زیادہ تھا یقین تھا کہ سردار سپاہ ہمارا سپہ سالار اہل اسلام پر فتحیاب ہوگا لیکن بوجہ بد اقبالی بادشاہ کے خلاف و برعکس سمجھے تھا سکے ہوا خیر جو ہوا وہ ہوا ہم سب فرمانبردار ہیں ہمیں کیا اختیار ہے جو حکم بادشاہ ہمیں اس پر عمل کرنا ضرور ہے اب جو کچھ ہوگا آئندہ دیکھیں گے بالفعل تو حکم شاہ سے تیاری جنگ میں مصروف ہوتے ہیں یہ دل میں خیالات کرکے تیاری جنگ میں مصروف ہوکے اسلحہ آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کفار تو نقارہ جنگی بجنے سے تیاری جنگ میں مصروف ہوئے ہیں لیکن دلسوز بن جانسوز عیار طرار کہ پاس پردہ بارگاہ عراق آہن کلاہ بادشاہ شہزادہ کے بصورت خدمتگار رکھڑا تھا واسطے دریافت کرنے خبر کے آیا تھا تمام تقریر بادشاہ مذکور و پیران پیر سوار و ارکان دولت و صدائے نقارہ جنگی بگوش خود سنکے جلد تر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اسوقت بارگاہ عمان شاہ میں پہونچا کہ دربار آراستہ تھا فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و فیروز صف شکن و صمصام ہژبر افگن وغیرہ حسب قدر مراتب دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے شاہ موصوف بالائے تخت زرین نہایت خوش بیٹھا تھا تعریف شجاعت و دلاوری فرامرز ثانی کی کر رہا تھا کہ دلسوز بن جانسوز نے حسب دستور مراسم عبودیت و فدویت بجا لاکر پایہ تخت شاہی کو بوسہ دے کر ثنا و دعا بادشاہ موصوف اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خیر خواہ دولت طبل جنگی بیان کی کہ۔ نظم

شاہا اساس ملک بتو استوار باد
زیبندہ عروس ملک ترا در کنار باد
گر در ممالک تو پریشانی اوفتد
در پیش آنکہ بود دل تو باشاد حصار باد
صیت تو تا بسیط زمین بر پیچیدہ گشت
با نقش آنچہ خنجر خصم سپار باد
تا زانکہ بر سر عظمت دارد آشیان
تا محور ارادت فلک را مدار باد
گردون بپر حملہ کہ تندی از و بربلند
از خرمی ہمیشہ چو دار القرار باد
وقتی کہ چشم بسپہر فتنہ بود
بہر فرق خصم تو تیغ تو شکار باد
از ... والقاب ... گشتہ
عظمت ہمیشہ بر سر این ہفت و چار باد

تو ... دور فلک پایدار باد
ہر گل کہ ... بدل آرد نسیم او
در ... خطا و تتار باد
تا زل ... منازل قدر تو چرخ شد
بر ... زمانہ بسرعت سوار باد
وان ... کہ در دم او کم بود جحیم
... سپہر شکار باد
وز نعل مرکب تو کہ ... نصرت است
در پیش قدر تو چو زمین بردبار باد
تا زہرہ ... زمرد برون جہد
حفظ تو پیش دولت و ملت حصار باد
در مغز فتنہ خنجر چون گندناست را
اول ورق ... روزگار باد

ہر آرزو کہ در دل اندیشہ بگذرد
در چشم دشمن تو نکبت چو خار باد
در عہد تو بنفشہ حزین ... نے
عالی ترین مراتب خصم تو دار باد
آنکس کہ جز بپا دل تو نوشد می نشاط
پیش زبان تیغ تو در زینہار باد
بر مرکزی کہ دولت تو کان قطب دولت است
در گوش آسمان ز شرف گوشوار باد
دار الملک کہ مقر سعادت است
در دست تو بہر کہ رنج چو مار باد
جائیکہ جلوہ گاہ عروس ظفر بود
تا نفخ صور خاصیت کوکنار باد
تا ہفت چرخ بر سر این چار عنصر است

بعض اہل دربار نے کہا کہ بیش باد دلسوز بن جانسوز نے بعد ثنا و دعا کے تمام تقریر عراق آہن کلاہ آزردہ ہوکر اور اظہار صدمہ اس کا اور گفتگوئے پیران پیر سوار و تقریر ارکان دولت حرف بحرف بیان کرکے عرض کیا کہ عراق آہن کلاہ نے پیران پیر سوار سے گفتگو اور ارکان دولت کی رائے سے بنام پیران پیر سوار طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اس کا یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان جنگ میں مع اپنی تمامی سپاہ کے آکر معرکہ آرائے نبرد ہو یہ خبر شاہی شاہ موصوف نے تقریر اس کی بگوش مفصل سماعت کرکے فرمایا کہ جلد ہو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر میں بھی طبل جنگی و نقارہ رزمی

پر چوب لگائی جائے ہمکو ذات خدا سے امید قوی ہے کہ جس طرح آج اُس نے ہمکو فتحیاب و خندان کیا ہے
اسی طرح کل بھی اپنے لطف و کرم سے شادان و فرحان کریگا اور امید دلی ہماری بر لاویگا کہ ہم اہل اسلام
ہیں اور کفار کو صدمہ ہوگا جیسا کہ ہوا ہے اور تونے ظاہر کیا ہے دلسوزین جانثارونے حسب الحکم بادشاہ
موصوف نقارہ خانہ میں جاکر نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ بیان کیا انھون نے بعد بسم اللہ و آیہ
نصر من اللہ و فتح قریب اپنی زبان پر جاری کرکے چوب اٹھاکر نقارہ پر لگائی صدائے نقارہ زری بلند ہوئی
اہل لشکر آگاہ ہوکر تیاری جنگ میں مصروف ہوئے اُس طرف بھی لات پرست درستی آلات حرب و
ضرب میں مصروف تھے یعنی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر سواقیہ بعد نقارہ جنگی بجوانے کے اور دربار
برخاست کرنے کے روبرو گئے تھا و پر لات و منات گیا اُن کی پرستش کرکے یون ملتجی ہوا کہ اے
لات و منات کل صبح کو اہل اسلام سے مجھے مقابلہ و مجادلہ ہے سردار سپاہ میرا مسمی بیران پیر سوار
و امر زنافی سے مقابلہ کریگا چاہتا ہون کہ سردار سپاہ مذکور فرامرز نافی پر غالب ہو اُس کو قتل
کرے اور اُس کے لشکر کو تباہ و برباد کر دے مجھکو فتحیابی اور اہل اسلام کو شکست فاش حاصل ہو بلکہ جملہ
لشکریان عمان شاہ نیست و نابود و قتل ہوجائیں تاکہ میرے دل کی خوشی حاصل ہو اور اگر یہ مراد میری
حاصل نہوئی اور مسلمان مجھ پر فتحیاب ہوئے یعنی بیران پیر سوار بھی مثل اسفندیار کجکلاہ کے
و امر زنافی سے زیر ہوگیا یا دست نامردہ سے قتل ہوگیا تو مین تمھاری پرستش سے دست بردار ہوکر
خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کرون گا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاؤنگا تم سے بد اعتقاد ہوجاؤنگا پس
امیدوار ہون کہ میرے حال پر رحم کرکے میری مدد کیجیے گا تمنائے دلی میری بر لائیے گا اسی طور سے تمام
شب پیش لات و منات بعجز و انکسار واسطے طلب حاجت اپنی کے دست بستہ التجا کیا کیا جب صبح ہوئی
لباس شاہی پہنکر تاج سر پر رکھکر بارگاہ سے برآمد ہوا ارکین دولت نے جو دربارگاہ پر حاضر تھے بادب
سلام کیا شاہ مذکور نے تخت زرین پر سوار ہوکر سب کو حکم سوار ہوکر سوئے میدان جنگ چلنے کا دیا
حسب الحکم جملہ اعلیٰ و ادنی مرکبون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری تخت بادشاہ مذکور کو کہارون
نے اٹھایا عراق آہن کلاہ ساڑھے تین لاکھ سوارون وغیرہ کی جمعیت سے مع بیران پیر سوار
جانب جنگاہ چلا بعد قطع راہ میدان مصاف میں پہونچکر انتظار آنے عمان شاہ کی سپاہ کا کرنے لگا ابھی
تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا کہ عمان شاہ مع جاوید فرامرز نافی و اسفندیار کجکلاہ و ضمصام شیر زن
مجروح و منصور صف شکن و درویش آفتاب مع جمعیت تین لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار
وارد میدان کارزار ہوا اُسوقت حسب دستور قدیم درستی میدان جنگ کی ہوئی سقے پانی چھڑک کر
میدان جنگ کے گرد و غبار کو دور کرکے میدان سے علحدہ ہوئے بعد صف آرائی موافق قاعدہ
نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے انھون نے ہر دو جوانان سپاہ کو بے ثباتی دنیا و اہل دنیا
سے آگاہ کرکے تعریف اُن کے آبا و اجداد کی شجاعت کی کرکے اُن کو آمادہ جنگ کیا اول بیران پیر سوار
صف لشکر سے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے بصد نخوت و غرور نکلا وسط میدان جنگ میں
آکر کھڑا کر جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر چلیپا کھلا ہوکر نیزہ اٹھاکر فن نیزہ بازی دکھاکر پکارا کہ اے اہل اسلام
آگاہ ہو کہ نام میرا بیران پیر سوار ہے تمام جہان سے بہتر و افضل ہون جملہ سرکشان جہان مجھسے
ڈرتے ہیں ہزارہا پہلوانون کو میں نے زیر کیا ہے بہادرون کو ہنگام جنگ قتل کیا ہے بشیر تنہا لشکر ون
کو شکست دی ہے شیران [illegible] مار ڈالا ہے اژدہا فیلان مست کو [illegible]

مین نے ہلاک کیا ہی بارہا مین نے اپنے گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر قلعون مین داخل ہو کر اہل قلعہ کو قتل کیا ہی سلاطین جہان مانند رستم پیلتن مجھسے کبھی آ سکتے ہین ضرب گرز میری سپر کو نا کو ریزہ ریزہ کرتی ہی نیزہ میرا سینہ کوہ مین در آتا ہی تیغ میرا خارا شگاف ہی ہزارون بہادرون کو مین نے ایک ضرب تیغ تیز سے دو کیا ہی دیو و جن کی ہنگام جنگ کچھ اصل و حقیقت نہین جانتا ہون پیل مست کو برابر پشہ کے شمار کرتا ہون مجکو مثل اسفندیار کجکلاہ خیال نکرنا مین وہ ہون کہ فنون سپہ گری و شجاعت و ہمت مین وحید عصر ہون قوت و طاقت و جوانمردی مین یکتاے روزگار ہون میرے نعرہ کو وہ شگاف ہے کہ وہ دشت و صحرا تھراتے ہین درندے اور دیو و جن خائف و ترسان ہو کر بھاگ جاتے ہین زیر فلک و بالاے زمین کوئی شجاع و بہادر ایسا نہین ہی کہ جس سے ڈرتا ہون مجھی سے سب خائف ہین کوئی مجھسے لڑ نہین سکتا اور کوئی مجھپر غالب ہو نہین سکتا افسوس کرتا ہون کہ اس زمانے مین رستم پیلتن و اسفندیار روئین تن نہین ہین ورنہ ان سے مقابلہ کرکے ان کو زیر کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار و حلقہ بگوش کرتا تم لوگ بھلا مجھسے کیا لڑو گے میرے ایک حملے کے متحمل نہوگے اس طرف تم سب کو تمھاری اجل لے کر آئی ہی یہان سے زندہ تم سب کا جانا دشوار و ناممکن ہی مین تم سب کو تہ تیغ کرونگا آج ہی تمھارا خاتمہ کرونگا پہلے فرامرز ثانی کو تہ تیغ کرون پھر تسے سمجھونگا اسوقت فرامرز ثانی کہان ہی لشکر مین ہی یا میرے خوف سے کہین چلا گیا ہی اگر لشکر مین ہو تو اسے واسطے میرے مقابلے کے بھیجو اگر وہ خائف ہو کر سامنے میرے نہ آئے تو مین خود آؤن یہ کہکر خاموش ہو کر انتظار کرنے لگا تقریر پیران پیرسوار کی جب ختم ہوئی اسفندیار کجکلاہ نے برہم ہو کر صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا بلکہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اسوقت فرامرز ثانی نے اسے روک کر کہا کہ اسے بہادر کیا تو نے نہین سنا کہ پیران پیرسوار واسطے مقابلہ و مجادلہ کے مجھے طلب کرتا ہی اور یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا ہی کہ جسے لڑنا میدان جنگ مین جس کو واسطے مقابلے کے طلب کرتا ہی وہی اس سے جا کر مقابلہ کرتا ہی بس تم توقف کرو ہم جا کر پیران پیرسوار سے مقابلہ کرتے ہین یہ کہکے نعمان شاہ سے اجازت جنگ حاصل کرکے درویش آفتاب صورت کی خدمت مین گیا ان سے بھی طالب اذن جنگ ہوا درویش موصوف نے سرگوشی مین کہا کہ اسے فرامرز ثانی حالانکہ شجاعت و ہمت و قوت مین تیرے کچھ شک نہین ہی مگر ابھی تین روز اور تین شب ہین برابر تو کشتی لڑ چکا ہی اعضا تیرے خستہ و دردمند ہون گے ایسی حالت مین پیران پیرسوار سے کہ یہ سردار اسفندیار کجکلاہ سے بھی زیادہ قوی معلوم ہوتا ہی لڑنے کو جاتا ہی میری راے یہ ہی کہ ایسے وقت مین وہ اکہ کہ جس کا ذکر مین نے کیا تھا اپنے بازو پر باندھ کر جنگاہ کی طرف جا تاکہ حریف تیرا تجھے زیر نکر سکے اس نے جواب دیا آپ کچھ تردد نفرماوین اگر خدا نے چاہا تو بغیر اکہ بازو پر باندھنے کے مثل اسفندیار کجکلاہ کے پیران پیرسوار کو بھی زیر کرونگا اگر اکہ باندھ کر حریف سے مقابلہ کیا تو کیا میرے نزدیک خلاف شجاعت ہی یہ اکہ تو ایسی جگہ بازو پر میرے باندھیے گا کہ جہان ضرورت شدید اکہ باندھنے کی ہوگی مثلا جب مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے لڑونگا اسوقت یہ اکہ باندھ دیجیے گا کیونکہ صاحبقران وہ ہین کہ وہ کسی حریف سے زیر نہین ہوتے ہین بلکہ شجاعون کو قوت داد الہی سے زیر کرتے ہین لہذا یہان اکہ باندھنے کی ضرورت نہین ہی بعوض اکہ باندھنے کے میرے حق مین دعا کیجیے کہ آپکی برکت دعا سے خداوند عالم مجکو اس حریف پر بھی غالب کرے درویش موصوف تقریر فرامرز ثانی کی سنکے لاجواب ہو کر خاموش رہے فرامرز ثانی مرکب کو جولان کرکے شادان و خندان سوئے حریف مذکور گیا جب اس کے قریب پہونچا مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوا چونکہ یہ جنگ طویل ہی اگر تفصیل لکھی جائے تو خیال ناظرین

کے ناخوش ہونے کا ہے اور ناظرین بھی وہ ناظرین دقائق جو مختصر پسند ہین لہذا اس جنگ کو بطرز اختصار و
خلاصہ تحریر کرنا منظور ہے جب فرامرز ثانی پیران پیر سوار سے خواہان ضرب ہوا اس نے نیزہ مارا اس
بہادر نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا اس نے بھی وار نیزے کا روکا اسی طرح بعد چند
طعنہائے نیزے کی فرامرز ثانی نے سنان نیزہ ایک بند تا دربند دے کر اس کے ہاتھ سے نکال لی اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین کیا کفار کو رنج ہوا خصوصاً غراق آہن کلاہ کو بہت صدمہ ہوا پیران پیر سوار
نے منفعل ہو کر ڈانڈ نیزے کی اٹھا کر سر فرامرز پر لگائی فرامرز نے اپنے نیزے کے اوپر اسطور سے اسے روکا
کہ چوب نیزہ پیران پیر سوار شکستہ ہو گئی پھر شور تحسین آفرین ہوا غراق آہن کلاہ کو پھر صدمہ ہوا آخر
پیران پیر سوار نے بعد جنگ تیر و گرز گران کے تیغ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچکر از حد غضبناک ہو کر مرکب کو
بڑھا کر خبردار خبردار کہکر بتمامی قوت سر فرامرز ثانی پر لگایا ادھر اس بہادر نے شمشیر و سپر بائین ہاتھ
مین لیکر بازو پر اس کے تیغ سے نظر کی جب تیغہ اس کا قریب سر آیا فرامرز نے چالاکی سے بسرعت تمام
اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال کر کلائی مروڑ کر تیغہ اس کے ہاتھ سے زبردستی چھین لیا اس نے جھلا کر کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈال کر زور کر کے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر زمین پر پٹک دیجیے لیکن فرامرز ثانی پشت فرس
سے جدا نہو سکا آخرکار اکثر مردم کے کہنے سے مرکبوں سے اتر کر دامن عبا و قبا گردان کر باہم لپٹ کر
کشتی لڑنے لگے اسوقت دونوں بادشاہوں کے حکم سے بارگاہین اور خیمے برپا و استادہ کیے گئے فرش
بچھایا گیا تخت و کرسی و میز وغیرہ بچھائی گئی پھر جملہ اعلی ادنی سواریوں سے اتر کے علی قدر مراتب بیٹھے
کشتی دیکھنے لگے ابعد تین روز اور تین شبوں کے جس طرح فرامرز ثانی نے اسفندیار بیجکلاہ کو زیر کیا تھا
اسی طرح پیران پیر سوار کو بھی زیر کیا اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین کیا
غراق آہن کلاہ کو سخت صدمہ ہوا فرامرز ثانی نے پیران پیر سوار کو زیر کر کے دائرہ دین اسلام مین
لا کر غراق آہن کلاہ سے مخاطب ہو کر باواز بلند کہا کہ اے بادشاہ شہر غراقیہ ہمنے بعنایت الہی و بامداد
رب کارساز تمہارے دونوں سردار نامی و ناموروں کو سر میدان جنگ زیر کر کے مسلمان کیا اب اور
کسی سردار قوی بازو کو واسطے ہمارے مقابلے کے روانہ کرو یا خود ہمسے آکر مقابلہ کرو ابھی ایک پہر روز
صرف آیا ہے تین پہر دن باقی ہے یہ روز جنگ و جدال مین بسر ہونا چاہیے اور اگر جنگ منظور نہو تو صلح کیجیے
دین اسلام اختیار کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچان کر اسی کو سجدہ کیجیے لات و منات کی پرستش سے ہاتھ
اٹھائیے کہ یہ دین لاطائل و باطل ہے دین اسلام دین حق ہے خیال کرو کہ شجر و حجر گل و ثمر مہر و ماہ زمین و آسمان
انسان و حیوان وغیرہ سب مخلوقات خداوند عالم سے ہین پتھر بھی مخلوق خدا سے ہے سنگتراشون
نے پتھر کو تراش کر تصویرین بنائی ہین وہ کچھ قدرت نہین رکھتی ہین جائے عجب تمہاری عقل و فہم
سے کہ سنگتراشون کی تصویرین بنائی ہوئی کو تم اپنا خداوند جان کر ان کو سجدہ کرتے ہو واہ کیا تمہارا
خداوند ہے کہ بنائے ہوئے سنگتراشون کے ہین جن مین کچھ قدرت نہین لائق سجدہ و پرستش وہ
خالق کون و مکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا کو پیدا کیا ہے نہ پتھر کی صورتین
دیکھو ہمنے اپنے معبود حقیقی سے واسطے فتحیابی کے دعا کی تھی اس نے ہماری دعا قبول کی تمہارے لشکر
کے دونوں سرداروں کو بمدد خداوند عالم ہمنے زیر کیا تھا اگر تمنے بھی اپنے خداوندوں سے اعانت چاہی ہوگی
انہوں نے کچھ تمہاری مدد نکی غراق آہن کلاہ نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی ہمکو تجھسے لڑنا منظور
نہین ہے حالانکہ سرداران سپاہ موجود ہین ہم بھی تنہا خان جہان سے ہین لشکر کثیر رکھتے ہین گر ہم جنگ کے

کہ دین اسلام دین حق ہے اور مذہب تمہارا اے خدا برحق ہے لہذا ہم نے بھی یقین کیا شاہا وغیرہ کو مثل ہمارے سرداران سپاہ کے ہمکو بھی مسلمان کرو فرامرز تاتی نے بدرجہ شادمان ہوکر اُسے کلمہ طیبہ پڑھایا وہ بتصدیق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کیونکہ شاہ مذکور نے قبل مقابلہ کرنے پیران پیر سوار کے وقت التجا کرنے سے کے روبرو تصاویر لات و منات کہا تھا کہ اگر اے خدا تو میری مدد نہ کریگا اور پیران پیر سوار زیر ہوجائیگا تو میں مسلمان ہوجاؤنگا غرضکہ عراق آہن کلاہ جب مسلمان ہوا تب ان شاہ و درویش آفتاب صنوبریت وغیرہ جملہ اہل لشکر اسلام کو اسلام لانے سے شاہ مذکور کے خوشی حاصل ہوئی عمان شاہ عراق آہن کلاہ سے برادر دینی اپنا جان کر اور ہم رتبہ اپنا سمجھ کر گلے ملا درویش آفتاب صنوبریت سے عراق آہن کلاہ فقیر کامل و خدا رسیدہ جانکر ملا پھر عراق سوار اپنی سپاہ کو اپنے مسلمان کر کے عمان شاہ اور فرامرز تاتی وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر بصد خوشی اپنے لشکر مع رسالہ پیادہ بعد قطع راہ داخل شہر ہوا عمان شاہ و فرامرز تاتی و درویش آفتاب صنوبریت وغیرہ نے دیکھا کہ شہر عراقیہ نہایت وسیع ہے عمارات سنگین پختہ و صاف بازار ہیں نادر خوش قطع و نفیس ہر کوچہ شہر پاک و پاکیزہ آباد پایا سیر شہر کی کر کے دل خوش ہوا جب راستے ہوئے عراق شاہ اپنے دربار میں عمان شاہ و فرامرز تاتی وغیرہ چیدہ چیدہ اشخاص کو لے گیا اول عمان شاہ سے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ رونق افزا ہوجئے عمان شاہ نے انکار کیا پھر فرامرز تاتی سے کہا کہ آپ اس تخت پر جلوس کریں فرامرز تاتی نے کہا کہ ہمیں تخت و تاج کی احتیاج نہیں ہے تخت و تاج تمہارا تمہیں مبارک ہمکو ترقی دین اسلام منظور ہے یہی درکار ہے کہ ترقی دین اسلام ہو مذہب باطل سے مردمان تارک ہوں معبود حقیقی کو پہچانیں یہ کہکر عراق آہن کلاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھا دیا عمان شاہ برابر اس کے تخت زریں پر بیٹھا جملہ اہل دربار علیٰ قدر مراتب بیٹھے درویش آفتاب صنوبریت و فرامرز تاتی و صمصام تیغ زن و فہد و نصرت شکن و پیران پیر سوار و اسفندیار کج کلاہ کرسیوں اور دلگیروں پر بیٹھے شاہ شہر عراقیہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت نہایت خوبی و تکلف سے کیا جائے اور بزم عشرت بھی آراستہ کی جائے کہ آج ہمنے برہنمائی فرامرز تاتی راہ راست دیکھی پہلے باطل پرست تھے اب حق پرست ہوگئے ہیں اس کی خوشی کرنا ضرور ہے ملازموں نے حکم کی تعمیل کی علاوہ سامان دعوت و ضیافت کے بزم عشرت آراستہ ہوئی ارباب نشاط حاضر بزم ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگے اہل بزم بصد خوشی دیکھنے سننے لگے یعنی بزم عشرت میں بحکم عراق آہن کلاہ ساقیان گل پیرہن کشتیاں شراب ناب یعنی عرق مقوی قلب و دماغ و خوشبو بہتر از مشک و از عنبر مع ساغر ہائے بلوریں و شیشہ ہائے پری ازعرق مذکور لیکر حاضر ہوئے بناز و انداز ساغر ہائے بلوریں کو شراب سے بھر کے اہل بزم کو پلانے لگے جب ہر ایک شخص دو دو جام صہبائے مذکور پی چکا ساقیان خوش رو [illegible] اُٹھکر بزم عشرت سے چلے گئے اہل بزم بیاسے خواری پھر نازنینان خوش رو کی طرف متوجہ ہوئے گانا ان کا سننے لگے اسی طرح چھ روز دعوت و جشن کو گذر گئے تھے کہ عراق آہن کلاہ کے حکم سے انہیں چھ روز کے درمیان میں جملہ ساکنان شہر عراقیہ مسلمان ہوگئے تھے بتوں کو اپنے گھروں سے دور کیا تھا بتخانے منہدم کر کے مساجد کی بنا ڈالی گئی جابجا آواز اذان آنے لگی تھی مردمان شہر پابند صوم و صلوٰۃ ہوگئے تھے کہ ساتویں روز بزم جشن میں ایک مطرب خوش گلو خوب رو یہ غزل گا رہی تھی غزل

حاضر ہے جام ہے سبو ہے	ذرا جو پی لے اگر وضو ہے	اک داغ مثل ماہ ہے سینہ میں	اک خون شدہ دل ہے آرزو ہے

قسمت سے یہ کون آگیا ہے	آج اپنی یہ کس سے گفتگو ہے	بگڑی بگڑی سی ہے طبیعت	اکھڑی اکھڑی سی گفتگو ہے
جیسے تو کچھ عشق میں ہوگا	ایسا ہی جو پاس آبرو ہے	تصویر میں اس کی کیا دھرا ہے	جو کچھ ہے سو ہے خیال تو ہے
ارمان ہیں تیغ سے بہت سے ہیں	دم توڑنے دل میں آرزو ہے	تجھسے بھی تو مدعا ہی پوچھ	میرے بھی تو دل میں آرزو ہے
تلوار کا تیری پیٹ بھر جائے	اتنا کچھ میں کہاں لہو ہے	میں ہوں نالے ہیں اور شب غم	وہ میں خلوت ہے اور عدو ہے
عالم میں پتا نہیں تمھارا	عالم کو تمھاری جستجو ہے	تجھ سا کوئی اور ہے فدائی	تم سا کوئی اور خوب رو ہے
	بندا ہے عزیز اب بھی آج	جن کو کہ محبت عدو ہے	

اہل بزم بگوش ہوش سن رہے تھے بجاسے خود اہر لیتا تھا خوش گلوئی مطربہ واشعار غزل مندرجہ کر رہے تھے نازنین بھی نہایت خوبی سے رقص ونغمہ کر رہی تھی کہ ناگاہ ایک ناقہ سوار معزز لباس فاخرہ پہنے ہوئے منندیل وزارت سر پر باندھے ہوئے در دولت بادشاہ شہر غزاقیہ پر آیا ناقہ سے اترکر اجازت حاصل کرکے بزم عشرت میں گیا اُس کے آنے سے نازنین مذکورہ نے رقص ونغمہ موقوف کیا بزم عشرت سے انعام لے کر چلی گئی جب وہ وزیر داخل محفل عیش ہوا حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کرکے اشارہ پاکر موافق اپنی عزت کے بیٹھا شاہ غزاقیہ نے اُس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے کہاں سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے یہاں کس غرض سے آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ یہ کمترین وزیر ہے شاہ ماہر نقش بلین کا شہر نقش بلین سے یہاں آیا ہے نام اس خاکسار کا روشن رائے ہے ایک نامہ اپنے بادشاہ کا لے کر آیا ہوں سنا ہے کہ اس دیار میں ایک درویش نیک خو خلیق و بے آزار و صاحب کمال عدیم المثال خدارسیدہ عابد و پارسا متقی و پرہیزگار بندہ برگزیدہ پروردگار صاحب کرامات ہمراہ عمان شاہ والی شہر عمان و فرامرز ثانی پہلوان لاثانی شہر غزاقیہ نو اسلام آباد میں تشریف شریف لائے ہیں اُن کو ایک نامہ بطور رقعہ ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے لکھکر میرے ہاتھ روانہ کیا ہے میں ایک نامہ دار ہوں چاہتا ہوں کہ درویش موصوف کی خدمت عالی میں جاکر وہ نامہ اُن جناب کو دوں اور جواب حاصل کرکے اپنے بادشاہ عالی جاہ کی خدمت میں جاؤں شاہ غزاقیہ نے کہا کہ اے وزیر روشن رائے تم جن صاحب کمالات کی تلاش ہے دیکھو وہ سامنے تشریف فرما ہیں واقعی بقول تمھارے یہ درویش نہایت نیک و صاحب کمال ہیں ان کی زبان میں اثر ہے وزیر نے اٹھکر با ادب سلام کرکے عرض کیا کہ جائے شکر ہے بعد بہت جستجو کے در مدعا ہاتھ آیا میں نے آپ کو پایا اب امید ہے کہ مراد دلی بھی بر آئے گی جس واسطے میں نے اتنی مسافت بعیدہ اٹھائی ہے وہ کام سرانجام پائے گا آپ کے سبب سے مدعا سے دلی بر آئے گا درویش موصوف نے اپنی ریش دراز و سفید پر ہاتھ رکھکر بآواز خفیف پوچھا کہ اے وزیر خوش تدبیر قبل نامہ دینے کے یہ تو بیان کر کہ تیرا بادشاہ کس امر کی مجھسے اعانت چاہتا ہے آیا خواستگار دعا ہے یا اولاد کی حاجت رکھتا ہے حالانکہ اس فقیر کو آگاہی ہے جس واسطے تو آیا ہے اگر بیان کرے فضل خدا سے ہم لاچار نہیں ہیں اُس نے عرض کیا کہ واقعی آپ درویش کامل ہیں شہرہ آپ کا دور ہے ہمارے بادشاہ نے بھی اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور کمالات عجیب و غریب آپ کے سنے ہیں پس آپ سے اظہار حاجت کیا ضرور ہے آپ تو خود ہی اُس حاجت سے ماہر و آگاہ ہو چکے ہیں درویش موصوف نے مسکراکر ارشاد کیا اس میں تو شک نہیں کہ مجکو سب احوال سے تیرے شہر کے آگاہی ہے مگر نامہ بادشاہ کا نہ لینا اور اُسے نہ دیکھنا یہ بھی خلاف ادب ہے پس سنکے وزیر مذکور نے نامہ دیا درویش موصوف نے نامہ کو دیکھکر عبارت نامہ پڑھکر کہا کہ ہاں وہی لکھا ہے جس سے

مجھے آگاہی ہو چکی ہی عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی و صمصام تیغزن و قسور
صف شکن نے عرض کیا کہ ہم سب چاہتے ہین کہ آپ عبارت سے اس نامہ کی ہمین آگاہ فرمائین یا
مضمون نامہ سے اطلاع دین درویش ممدوح نے وہ نامہ عمان شاہ کو دے کر کہا کہ دیکھ لو جو کچھ
اس مین لکھا ہی عمان شاہ نے وہ نامہ لے کر پڑھوایا بعد القاب و آداب کے یہ عبارت اُس نامہ مین
لکھی تھی کہ اے درویش صاحب کمال واسے شاہ عدیم المثال چند ماہ سے مجکو صدمہ و ملال ہی اور سبب
رنج و غم یہ ہی کہ میرے شہر کی حد مین ایک کوہ واقع ہی نام اُس کا کوہ صندلین ہی اور اُس پر کسی زمانے کا
ایک قلعہ بنا ہوا ہی رنگ قلعہ صندلی ہی اسی وجہ سے اُس کوہ کو بھی خاص و عام کوہ صندلین کہتے ہین قبل
چند ماہ مین اپنے شہر مین با آرام و راحت بخوشی و خرمی و بعدل و داد زندگی اپنی بسر کرتا تھا رعایا مجھسے
بہت خوش تھی کوئی بادشاہ بقصد ملک گیری و جنگ و جدال مجھسے آکر مقابل نہوتا تھا بلکہ میرے خوف سے
رُخ بھی کبھی میرے شہر کی طرف نکرتا تھا کیونکہ مین تین لاکھ سواران آزمودہ کار اور ایک سردار سپاہ لاجواب و
یکتائے روزگار رشک رستم و پیلتن شجاع و صف شکن رکھتا تھا نام اُس سردار تہور شعار کا صارف تیغزن
تھا لیکن ایک دیو مثل بلائے ناگہانی میرے شہر مین آکر بالائے کوہ صندلین قیام پذیر ہوا وہ کہین سے
ایک نقارہ کلان لایا تھا ایک روز اُس نے اُس نقارے پر چوب لگائی صدائے نقارہ مذکور سنتے جملہ
نقارے میرے لشکر کے اور تمام ڈھول اور تاشے چاک چاک ہوگئے ہر ایک نقارہ وہان کا جگر صدا سے
نقارہ مذکور سے شق ہوگیا ہر ایک پھٹ گیا اس واقعہ حیرت افزا سے جو مجکو آگاہی ہوئی کیا کہون کیسا
غصہ مجکو آیا کہ حد اُس کے اظہار نہین کی جا سکتی اُسی عالم غصہ و غضب مین مین نے حکم کیا کہ جلد سب
فوج ہماری مسلح ہو حسب الحکم تین لاکھ سواران آزمودہ کار مسلح ہوئے مین مع سامان جنگ تمامی
لشکر اپنا اپنے ساتھ لے کر زیر کوہ صندلین پہونچا دیکھا کہ وہ دیو سیاہ بیٹھا ہی نقارہ بھی رکھا ہی یہ دیکھکے
مجکو بدرجہ کمال غصہ آیا تیر اندازون کو حکم دیا کہ زیر کوہ یا کسی بلندی پر سے اس دیو کو نشانہ تیر کرو پس لشکر
تیر اندازون نے میرے حکم کی تعمیل کی مگر کوئی تیر اُس دیو تک نہ پہونچا آخر کار سردار سپاہ میرا مسمی
صارف تیغزن نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکال کر آواز بلند کہا کہ او دیو نابکار و ناہنجار اگر مرد ہی تو
کوہ سے اُتر کر میرے سامنے آ مردانہ وار مجھسے مقابلہ کر کیا بالائے کوہ بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا ہی دیو نے کہ زیر کوہ
مجمع کثیر سپاہ دیکھکر اور مجکو بھی بالائے تخت زرین مشاہدہ کر کے دل مین اپنے یہ خیال کر کے کہ اسی
بادشاہ کو سزا دینی چاہیے جو اسقدر فوج میرے قتل کرنے کے واسطے لایا اور تیر اندازون کو حکم دیا ہی کہ مجھپر
تیر لگائین اپنی جگہ سے بصد غضب اُٹھا اور مجکو بالائے تخت زرین سے لے گیا مین بیہوش ہوگیا جب مجکو
ہوش آیا اُس دیو نے مجھسے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ تو مجھپر غضبناک ہوکر یہ فوج لایا ہی شرط
کہ ابھی تجکو کھا جاؤن مین نے کہا کہ ہان مجھسے نادانی ہوئی اب ایسی حرکت نہوگی دیو نے مجھے بالائے
کوہ سے زیر کوہ پہونچا دیا مین تو جانبر ہو کے مع تمامی فوج اپنی کے اپنے شہر مین چلا آیا اور فکر مین رہا
لیکن بعد چند روز کے ایک روز میری دختر نے کہ نام اُس کا ملکہ روشن آرائے جہان ہی حمام مین نہا کر
بالائے بام جا کر ارادہ اپنے بالون کے سکھانے کا کیا تھا اور کنیزین وغیرہ عورتین بہت سی حاضر خدمت تھین
کہ ناگاہ وہی دیو سیاہ آکر میری دختر مذکورہ کو دیکھکر پنجہ بنکر اُٹھا لے گیا یہ خبر مجکو جو ہوئی الفت فرزندی
و بکثرت غیرت و حیا و شرم سے تاب تحمل نہ لا کر پھر مع اپنی تمامی فوج کے زیر کوہ مذکور پھر گیا مین ارادہ
کہ ابکی بھی اگر دیو سیاہ اُٹھا کر لے جائیگا اور کھا لیگا صدمہ و رنج و ذلت سے مجھے نجات و فرصت ہوگی

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس دیو نے غضبناک ہوکر ایک نعرہ نکال کر بجائی مین اور سب لشکر میرا بیہوش ہوگیا
وہ دیو مجکو اُٹھا لے گیا ارادہ میرے کھانے کا کیا کہ یکایک مجھے ہوش آیا دیکھا کہ دختر میری بیٹھی ہی اور رو کر
اُس دیو سے کہہ رہی ہی کہ اے دیو واے تجپر کہ تجھسے دعوئے الفت رکھتا ہی اور میرے سامنے میرے والد
کو کھاتا ہی دیو کہہ رہا ہی کہ ایک مرتبہ مین نے تمھارے باپ کو اس اقرار سے چھوڑ دیا تھا کہ اب کبھی ادھر بنگ
ارادہ آنے کا نہ کرنا اس نے خلاف اقرار کیا ہی اس وجہ سے اس کو کھاتا ہون کہ یہ دشمن میری جان کا ہی میری
دختر نے جواب دیا تھا کہ اگر تم ہمکو چاہتے ہوا ور ہمسے محبت رکھتے ہو تو ہمارے والد کو چھوڑ دو زیر کوہ پہونچادو
ورنہ مجکو رنج عظیم ہوگا مین ابھی اس کوہ سے سر ٹکرا کر اپنی جان دیدونگی دیو نے یہ تقریر میری
دختر کی سُنکے پھر مجکو زیر کوہ پہونچا دیا اُس روز سے اب تک مین اپنی دختر کی جدائی مین نالان و گریان
ہون باوجودیکہ بادشاہ اپنے شہر کا ہون جملہ سامان عیش و راحت کے موجود و مہیا ہین مگر فراق دختر کے
غم سے زندگی تلخ ہی چاہتا ہون کہ جلد ہلاک ہوجاؤن یا اپنی دختر نامہ کو رہ کو پاؤن چونکہ اس زمانے مین
سنا گیا اور اخبار سے معلوم ہوا کہ آپ ایسے درویش صاحب کمال نے ہمراہ بادشاہ شہر عمانیہ کے اسطرف
قدم رنجہ کیا ہی اور آپ کی برکت دعا سے فرامرز ثانی نے اسفندیار تخت کلاہ و ہیران ہیر سوار کو
زیر کر کے مسلمان کیا ہی اور عراق آہن کلاہ نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہی اپنی تمامی رعایا کو بھی
مسلمان کیا ہی اسوجہ سے بامید حاجت روائی خود یہ نامہ آپ کی خدمت عالی مین بدست وزیر اعظم
اپنے کے روانہ کیا ہی امیدوار ہون کہ براے اپنے معبود حقیقی کے میرے حال زار پر رحم کر کے یہان
تشریف لاکر مجھے قید غم سے رہا کیجیے یا تعویذ کے ذریعہ سے مجھے میری دختر سے ملا دیجیے اور شر دیو سے آئندہ
بھی مطمئن کر دیجیے گا تو مین بھی مثل عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے دین اسلام اختیار کرونگا
دین آبائی جو بقا پرستی ہی اُس سے تارک ہونگا تا زندگی آپ کا احسان مند رہونگا زیادہ کیا لکھون جب
نامہ مذکور باین عبارت مندرجہ بالا پڑھا گیا جملہ اہل بزم عشرت نے مانند فرامرز ثانی و عمان شاہ
وغیرہ کے پوچھا کہ اس نامے کے جواب مین آپ کیا ارشاد فرماتے ہین درویش آفتاب صورت نے
ہاتھ اپنا اپنی ریش دراز و سفید پر پھیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ شاہ ماہر فرمانرواے شہر نقش بین کی
حاجت برآئے گی چونکہ اُس نے بصد التجا نامہ لکھا ہی اور اقرار مسلمان ہونے کا کیا ہی لہذا ہم یہان سے
اُس کے شہر مین جاکر بمدد الٰہی اُس کی دختر کو اُس سے ملا دینگے یہ کام کچھ ایسا دشوار نہین ہی یہ فقیر
جامع کمالات ہی پس اے عمان شاہ اب جلد تر یہان سے سب کے شہر نقش بین روانہ ہو کار خیر مین تعجیل
کرنا کیا ضرور ہی یہ سُنکے وزیر روشن رای سے از حد خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجائے عمان شاہ
نے موافق ارشاد درویش موصوف حکم سامان سفر اور کوچ کا دیا عراق آہن کلاہ نے فرامرز ثانی
و عمان شاہ سے کہا کہ مین بھی تمھارے ہمراہ چلونگا یہ کہکر حکم دیا کہ آج ہمارے شہر کے جملہ عمائد
ہمارے دربار مین آئین و نیز جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار رہون حسب الحکم سب عمائد شہر و اہل دربار دربار
مین حاضر ہو کے علی قدر مراتب بیٹھے شاہ عراقیہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی عاقل کو سب اہل دربار کے سامنے
اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر تاج حکومت اُس کے سر پر رکھکر جملہ حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر بآواز بلند کہا
کہ اے ایہا الناس آگاہ ہو کہ بالفعل ہمکو ہمراہ عمان شاہ جانب شہر نقش بین جانا منظور ہی لہذا براے
چندے ہمنے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو بجاے اپنے حکومت یعنی تخت حکومت پر بٹھا دیا ہی تم سب کو لازم
و مناسب ہی کہ بجاے ہمارے اس وزیر کو جان کر اسکی فرمانبرداری و اطاعت کرنا خلاف اس کے کوئی امر

نکلنا ہو رنہ ہم شہر نقش ہین سے آکر سزا سے سخت دینگے اہل دربار و جملہ عمائد شہر نے عرض کیا کہ ہم حضور کے حکم کی تعمیل کرینگے بادشاہ مذکور اپنے سامنے اہل دربار و عمائد شہر سے وزیر مذکور کو نذرین تخت نشینی کی دلواکر ہر ایک کو حسب قدر مراتب خلعت و انعام دلواکر تمام ساکنان شہر کو وزیر کا فرمانبردار کراکر پچاس ہزار فوج واسطے انتظام شہر کے چھوڑ کر سامان سفر مہیا کرکے تین لاکھ سواران آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر ساتھ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ کے ہوکر اپنے شہر سے سوئے شہر نقش ہین چلا درویش آفتاب صورت کے ہمراہ رکاب وزیر روشن راے و دلسوز ہین یہانسو زبن لشکر گران ہوا اب چھ لاکھ سوارون کا لشکر مع سرداران سپاہ یعنی صمصام شیر زن و منصور صف شکن و بہرام پر سوار و اسفندیار کجکلاہ و دو بادشاہ عمان شاہ اور عراق آہن کلاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت ہوا فرامرز ثانی بعہدہ سپہ سالاری ہمراہ لشکر منفرد جدا ہوا درویش موصوف باین جمعیت سپاہ گران شادان و فرحان سوئے شہر نقش ہین روانہ ہوئے اثنار راہ مین سیر کرتے ہوئے کوہ و دشت و صحرا کی بہار و کیفیت دیکھتے ہوئے جابجا شہر و آبادی کی سیر کرتے ہوئے کوچ و مقام کرتے ہوئے قریب شہر نقش ہین کے پہونچے وزیر روشن راے نے اپنے بادشاہ کو درویش آفتاب صورت کے آنے کی اطلاع دی وہ بصد خوشی اپنے ارکان دولت و اعیان مملکت کے ساتھ مع تین لاکھ سوارون کے واسطے استقبال درویش موصوف کے آیا اثنار راہ مین ملا بہت شادمان ہوا عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی سے بھی ملا پھر درویش موصوف وغیرہ کا استقبال کرکے اپنے شہر مین بصد عزت و حرمت و تعظیم و تکریم لے گیا اپنے مکانات وسیع و آراستہ مین فروکش کیا سامان دعوت و ضیافت کا کیا دعوت و ضیافت درویش موصوف و ہمراہیان موصوف و سرداران سپاہ مذکور وغیرہ کی نہایت حسن و خوبی و تکلف سے ہونے لگی بعد چند روز کے شاہ ماہر والی شہر نقش ہین نے درویش آفتاب صورت سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو آپ اُس کوہ کو ملاحظہ کرکے کوئی فکر ایسی کرین کہ وہ دیو ہلاک ہو دختر میری مجھسے ملجاے رنج و غم دل سے دور ہوجاے آپکے برکت قدم سے مراد دلی میری برآئے درویش نے ارادہ جانب کوہ جانے کا کیا تھا سواری طلب کی تھی فکر و غور کرکے کچھ عیاری کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ دلسوز جو اُس جگہ موجود تھا اُسنے باادب عرض کیا کہ آپ ابھی وہان نہ جائین تکلیف نہ اُٹھائین مجکو اجازت جانے کی دین پہلے مین وہان جاکر دیکھ آؤن جو دیکھنا اور دریافت کرنا منظور ہو اُسے دیکھ آؤن اور دریافت کر آؤن پھر آپ وہان تشریف لے جائیے گا درویش موصوف نے متحیر ہوکے کہا کہ او چھوکرے تو وہان جاکر کیا کارنمایان کرے گا مثل مشہور ہے کہ آمدی وکے پیر شدی چند روز سے تو ہماری خدمت مین رہتا ہو ابھی تجکو کیا ایسا فیض بہت حاصل ہوا ہی جو ایسے کارنمایان کرنے کا ارادہ کیا ہی ایسے وہ دیو سیاہ ہی تجکو پکڑ کر کھا جاے گا مفت جان تیری جاے گی مدعاے دلی تیرا بر نہ آئے گا تا وقتیکہ ہم وہان نہ جائینگے گوہر مطلب ہاتھ نہ آئے گا ہم ہین تو تو ہی جو تیرا وہان کام جانے کا نہین ہی بعد دو چار برس کے ہماری خدمت مین رہنے سے اور ہماری تربیت و تعلیم کی وجہ سے لائق ایسے کارہاے نمایان کے ہوگا ابھی تو اُس دیو کی صورت دیکھکر ڈر کر مرجاے گا تیری جان جاے گی ہمکو صدمہ ہوگا دلسوز نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت جانے کی تو دین دیکھیے گا کہ مین وہان جاکر کیا آفت برپا کرتا ہون کیونکر اُس نابکار کو اسیر کرتا ہون شاہ ماہر یہ تقریر دلسوز کی سُنکے حیران ہوا دل مین اپنے کہنے لگا کہ اس درویش کے مرید اور مرید بھی کیسے کہ

طفل اُن کی یہ حالت ہی کہ دیو سیاہ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرکے زبرکوہ جانے کی اجازت حاصل کرتے ہین کیا یہ درویش کامل ہین اور کیا تعلیم اس طفل کو کیا ہی ابھی شاہ باہر اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ درویش نے دلسوز کے اصرار سے بمجبوری اجازت جانے کی دی اور کہا کہ تو جا ہم بھی بعد تیرے زبرکوہ آئین گے دلسوز یہ سُنکے وہان سے سوئے کوہ تنہا روانہ ہوا چونکہ اب اس کے پاس کسوت عیاری اور سامان عیاری و اشیائے ضروری عیاری مہیا و موجود ہو چکے ہین جاتے جاتے صحرا مین ایک جھاڑی مین بیٹھکر رنگ و روغن نکال کر آئینہ روبرو اپنے رکھکر صورت اپنی ایک نٹنی کی لڑکی کی بنائی اور لہنگا گلابی اطلس کا پہنکر دوپٹہ رنگین ململ کا اوڑھ کر کنگھی چوٹی کرکے انگوٹھیان چھلے ہاتھ کی انگلیون مین پہنکر خوب اچھی طرح بن ٹھن کر بالکل صورت و شکل نٹنی کی سی بناکر لباس بھی معقول پہنکر ڈھولک لیکر زبرکوہ بجاکر یہ غزل ذیل کی آواز سے گانے لگا

غزل

خبر یہ نامہ بر نے آج لاکر مجکو دی ابھی
ملے گا جلد تیرا یار قسمت ہی تری اچھی

بتون کے ہجر مین رونا تڑپنا جان و دل کھونا
مقدر مین یہ میرے بات کاتب نے لکھی اچھی

دل ناشاد کا میرے لہو دل کے ہاتھ مین
وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنسکر کہ کیا مہندی رچی اچھی

جمال یار کو جب چاہتے ہین دیکھ لیتے ہین
ہماری آنکھ مین دی ہی خدا نے روشنی اچھی

گل خلد بریں سے خار و خس بھی اسکے بہتر ہین
فضا مین باغ جنت سے مدینے کی گلی اچھی

ملین گے بیت جنت مین مجھے ہر بیت کے بدلے
لکھی ہی نعت احمد مین نے میری شاعری اچھی

ریاض ظاہری مین پوریا کی پائی جاتی ہی
جہان تک ہوسکے لے برق طاعات خفی اچھی

نٹنی نقلی ڈھولک تال سُر سے بجاکر ناچتی جاتی تھی اور اشعار غزل مندرجہ بالا گاتی جاتی تھی چونکہ آواز دلسوز کی اس درجہ اچھی تھی کہ پرند و چرند صحرا کے مست و مبہوت ہوگئے تھے دیو سیاہ نے بالائے کوہ سے جو صدا سنی بے اختیار ہوکر کہنے لگا کہ اے ملکہ کوئی عورت اس خوبی سے گا رہی ہی کہ دل کو میرے اُس کی آواز بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی مین ابھی جاکر اُس کو اُٹھا لئے لاتا ہون اُس کو بھی تمھارے پاس رکھون گا وہ گایا کرے گی مین بھی خوش ہونگا تمھارا بھی دل بہلے گا ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہی دیو اُسیوقت بالائے کوہ سے نیچے اُتر کر نٹنی مذکورہ نے اپنی امان خالہ کو پکارنا شروع کیا دیو اُس کو کوہ پر لے گیا جب اُس کو ہوش آیا دیو کو دیکھکر وہ نٹنی نقلی کہنے لگی کہ اے دیو یا تو مجکو میری مان خالہ کے پاس پہونچا دے ورنہ مجھے کھا لے دیو نے کہا کہ او نٹنی مین تجکو ہرگز نہ کھاؤن گا اطمینان کیجیے کہ تجکو جب میرا دل چاہیگا زبرکوہ پہونچا دون گا اسوقت میرے اور ملکہ کے سامنے اُسی طرح سے گا جس طرح تو زبرکوہ گا رہی تھی ہم تجکو انعام دین گے نٹنی نے بہت سی باتین بناکر دیو کے کہنے سے ڈھولک بجاکر یہ غزل شروع کی

غزل

اے تیغ بھرا ہوا سبو ہے
پڑھتے لیکے نماز اگر وضو ہے

اس موت کے ہاتھوں جی ہارون
مرتا ہون کہ تیری آرزو ہے

کھاتے ہین قسم سمجھ کے مصحف
آئینہ جو اُن کے روبرو ہے

ہی وصل و وصال دونون کا لطف
تفسیر ہی ترا ابرو ہے

مقتل سے سرک اے میرے قاتل
بسمل ترا تجھسے سرخرو ہے

نقش ہون گل یاسمن کی بو یہ
تیر سے ہی پسینے کی سی بو ہے

مانا کہ عدو کی آبرو ہے
تم تم ہو شرف نہ عدو عدو ہے

تم گل سے ملا کے گال دیکھو
ان دونون مین کون خوبرو ہے

سینے کو تمھارے دیکھتا ہون
تجسے بھی سوال سے منھ ہے

اپنا ہی پتہ نہین ہی مجکو
کس پر سے یہ اُسکی آرزو ہے

ابھرے ہوئے سینے سے دبا دو
دل مین مرے درد آرزو ہی

دامن سے نہین چھٹے گا قاتل
بچھا اور نہین مرا لہو ہی

گردش مین ہے چشم مست حیرت	کیا اس کو بھی تیری جستجو ہے	دشنام تو بات بات پر ہے	یہ آپ کی طرز گفتگو ہے

دیو خوش ہوکر بے اختیار اٹھکر ناچنے لگا اور کہنے لگا کہ او مٹی واہ واہ کیا خوب گاتی ہے ہان ہان یہی شعر پھر گا
کیا مضمون اس کا اچھا ہے مجھے بہت پسند ہے مٹی وہی شعر غزل جو وہ کہتا تھا بار بار گاتی تھی دیو سیاہ
بے تکان اچکتا تھا واہیات طور سے ہاتھ مٹکاتا تھا ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر آتا تھا کبھی اچھلتا تھا
گاہ خوش ہوکر نعرہ کرتا تھا بار بار مٹی کی تعریف کرتا تھا غرضکہ تا دیر مٹی گایا کی اور دیو ناچا کیا جب مٹی نے
غزل کے تمام اشعار گاکر غزل کو تمام کیا دیو نے بھی ناچنا موقوف کیا ملکہ اس کے ناچنے اور اچھلنے سے
بہت ہنسی دیو نے ملکہ سے کہا کہ دیکھو اے ملکہ کیا اچھی گانے والی تمھارے خوش ہونے کے واسطے
مین لے آیا ہون تمکو کس قدر چاہتا ہون تمھاری خوشی مجکو مد نظر ہے مگر تم میرا کہنا نہین مانتی ہو میرے وصل
سے انکار کرتی ہو جب سے تمکو یہان لایا ہون آجتک تمنے میری آرزو نہین نکالی مجھے ہاتھ بھی نہین لگانے
دیا یہ تمھاری جفا اور یہ میری وفا ہے خیر تمکو چاہتا ہون تمھاری صورت ہی دیکھکر تمھارا گانا ہی سنکر دل کو
اپنے خوش کر لیتا ہون جبر تہر نہین کرتا ہون تمکو لازم ہے کہ اپنے ایسے عاشق پر کہ جو تمھاری خوشی کا
خواہان ہے اور طرح طرح کے میوے نفیس و نایاب و شیرین تمھارے واسطے دور دور سے لاکر تمھین کھلاتا ہے
اس کے حال پر رحم کرو کبھی کبھی اس کی بھی خوشی کیا کرو اپنے وصل سے شاد کام کیا کرو ملکہ نے چین بجبین
ہوکر بناز و ادا جواب دیا کہ او بد زبان دور ہو کیا بیہودہ باتین بکتا ہے امر محال کا خواہان ہے دیو اور انسان
سے وصل ہو نہین سکتا دیو ملکہ کی ان باتون پر گویا مر گیا حسرت سے ملکہ کی طرف دیکھکر رہ گیا بالاسے
کوہ تو مٹی گاتی دیو ناچا خوش ہوا ملکہ ہنسی مٹی کو دیو نے میوہ دیا ہے وہ کھا رہی ہے باتین بنا رہی ہے مگر اب
حال درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و شاہ ماہر بادشاہ شہر نقش بین کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جلنے
ولسوز کے جب دیر ہوئی درویش موصوف نے گھبرا کر ماہر شاہ سے کہا لشکر کو حکم دو کہ مسلح ہو ہم سوئے
کوہ جائین گے تدبیر گرفتاری دیو نابکار کرین گے حسب الحکم شاہ جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوئے فوج
عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی مسلح ہوکر آمادہ چلنے پر ہوئے تمامی سرداران سپاہ بھی مسلح ہوئے
فرامرز ثانی بھی مسلح ہوا درویش آفتاب صورت نے اپنی جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو
سے منڈھی نکالی اُسے حکم دیا کہ بحکم درویش مرجان سرخ مو اے منڈھی سو گز کی طول مین ہو جا وہ منڈھی
ویسی ہی ہو گئی درویش نے اس منڈھی مین بیٹھکر پھر یہ کہا کہ اے منڈھی ہمکو سوئے کوہ صندلین لے چل وہ
منڈھی بلند ہوئی جو لوگ ناواقف تھے وہ یہ کرامت درویش کی دیکھکر حیران ہوئے خصوصًا ماہر شاہ اور
اس کا وزیر دونون حیران ہوئے غرض سواری درویش آفتاب صورت بر ہوا چلی نو لاکھ سواران
آزمودہ کار مع تین بادشاہون اور تمامی سردارون کے ہمراہ ہوئے فرامرز ثانی بھی ساتھ چلا جب
اس شان و شوکت سے درویش موصوف سامنے کوہ صندلین کے پہونچے ٹھہر گرا اور سب کو زیر کوہ ٹھہرا کر
سوئے کوہ دیکھنے لگے فرامرز ثانی بھی بالائے کوہ مذکور دیکھنے لگا یکایک وہ دیو سیاہ سامنے آیا فرامرز
ثانی نے کہا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین اس دیو کو للکار کر زیر کوہ بلا کر کشتی لڑکر زیر کرون یا بضرب گرز
گران یا بضرب شمشیر آبدار قتل کرون درویش آفتاب صورت نے منع کیا لیکن فرامرز ثانی نے نمانا
آخر فرامرز ثانی نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او دیو سیاہ اگر مرد ہے تو نیچے کوہ کے آکر مجھسے مقابلہ کر اس دیو نے نعرہ
اس بہادر کا سنکے زیر کوہ دیکھا نو لاکھ سوارون کا مجمع دیکھا اور فرامرز ثانی کو سب کے آگے گرز بدست
دیکھا از حد غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ دیکھو اے ملکہ تمھارے والد پھر فوج کثیر لیکر زیر کوہ آگئے ہین ایکی مرتبہ

ہین سب کا خاتمہ کیے دیتا ہون کسی کو زندہ نچھوڑون گا جتنے سوار اور آدمی ہین سب کو ہلاک کرونگا
خصوصًا اس جوان قوی ہیکل موٹے تازے کو ابھی کھاؤن گا اس کا گوشت نہایت نمکین ہوگا یہ کہکر وہی
نفیر نکال کر زور سے اُس نے بجائی صدا اُس نفیر کی جو زیر کوہ آئی سواے درویش آفتاب صورت
کے کہ اس نے اپنے کانون مین روئی بکثرت رکھ لی تھی پہلے ہی انتظام نفیر کی آواز گوش مین نہ پہونچنے کا
کر لیا تھا سب کے سب مرکبون سے دھم دھم بیہوش ہوکر بالاے خاک گرے عمان شاہ وعواق
آہن کلاہ وشاہ ماہر وجملہ سرداران سپاہ وفرامرز ثانی بھی تخت ہاے زرین اور مرکبون سے بر روے
زمین گرے بالاے کوہ سواے دلسوز کے کہ اُس نے بھی روئی اپنے کانون مین خوب رکھ لی تھی سب
بیہوش ہوگئے یعنی ملکہ روشن آراے جہان اور دیو بھی بیہوش ہوگیا لیکن بیہوش ہونے وقت
ایک تختی ایک ہاتھ سے جیب سے نکال کر عکس اُس کا اپنے اوپر ڈالا اُس بیہوشی مین ہوشیار ہوگیا دیکھا
تو ملکہ بیہوش پڑی ہی اور دلسوز بھی آنکھین بند کیے ہوئے بصورت ٹٹنی پڑا ہی اور زیر کوہ سب علی ادنی
خاک پر بیہوش پڑے ہوے ہین یہ رنگ دیکھکر دیو مذکور بالاے کوہ سے زیر کوہ آیا اور فرامرز ثانی کو
بالاے کوہ لے گیا پھر اُس تختی کو نکال کر ملکہ مذکورہ اور ٹٹنی پر عکس ڈال کر دونون کو ہوشیار کیا بعدہ
ملکہ سے کہا کہ اسے ملکہ مین جاتا ہون تک اور مرچیے لے آؤن تو اس آدم زاد کے کباب کھاؤن ٹٹنی نے
کہا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی بکری لیتے آنا ہم بھی اُس کے کباب کرکے کھائین گے کیونکہ ہم کباب
آدم زاد کے نہین کھاتے ہین اور یہ ملکہ بھی نہین کھاتی ہین دیو نے کہا کہ ہین تم دونون کے واسطے ایک
بکری بھی لیتا آؤن گا یہ کہکر وہ دیو سیاہ مسمی قران دیو کوہ سے ایک جانب روانہ ہوا یہان پر ملکہ
روشن آراے جہان نے فرامرز کی جانب بنظر الفت دیکھکر آہ سرد کی ٹٹنی نقلی سمجھ گئی کہ ملکہ اُس
جوان پر عاشق ہوئی ٹٹنی مذکور نے پوچھا کہ اسے ملکہ سچ کہو اسوقت آپ کے آہ سرد کرنے کا کیا باعث ہوا
ملکہ نے کہا کہ اس جوان رعنا کے حال پر مجھے رحم آیا کہ ابھی تو یہ بیہوش پڑا ہی تھوڑی دیر مین قران دیو
اس کے کباب کھاے گا اس بیچارے کی جان جائے گی اسی وجہ سے مجھے آہ کی ٹٹنی نے عرض کیا کہ اگر یہ
جوان جانبر ہو دیو قران کے ہاتھ سے ہلاک نہو تو کیا انعام دیجیے گا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تجکو بہت
انعام دون گی مالا مال کردون گی مگر تو عورت بلکہ چھوکری ہی اس جوان کو ایسے دیو زبردست سے کیونکر
بچاے گی کیا حکمت وتدبیر کرے گی اُس نے عرض کیا کہ مین تو کوئی ایسی فکر کرونگی کہ جس سے جان اس
جوان کی بچ جاے گی صدمہ اس کے ہلاک ہونے کا آپ کو نہوگا بلکہ بہت خوشی ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ
مجھے تیری بات کا یقین نہین ہی بھلا تو کیونکر اس جوان کو ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچا سکتی ہی دیوانی ہی ٹٹنی
نے عرض کیا کہ مین اس جوان کو دست دیو قران سے ضرور بچالون گی بلکہ آپ کو بھی اس دیو کے
ہاتھ سے چھوڑا دون گی آپ کو آپ کے والدین سے ملا دون گی دیو کو قتل یا اسیر کرون گی مجکو دیوانی
بجانیے ٹٹنی نہ خیال کیجیے مین عیار ہون نام میرا دلسوز ہی ٹٹنی کی صورت بنکر یہان تک بتدبیر آیا ہون اب
انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو دست ظلم دیو سے نجات حاصل ہوگی ذرا دیو نابکار یہان آئے تو مگر یہ راز
دیو سے نہ کہد یجیے گا ذرا خیال رکھیے گا مین اب تک اس نابکار کو مار ڈالتا فقط اسوجہ سے نہین قتل کیا
کہ حال اس نقارہ ونفیر وتختی طلسم کا اس سے دریافت کرنا منظور تھا مجھسے تو دیو قران نہ بیان کرے گا
لیکن آپ اس سے دریافت کیجیے گا تو وہ کہدے گا ملکہ مذکور نے حال سے ٹٹنی کے آگاہ ہوکر اُس کی
تقریر سنکے بہت خوش ہوگئے پوچھا کہ اسے دلسوز کیونکر اس دیو سے دریافت کرون کہ وہ مجھسے صاف صاف

کہا دلسوز نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ تو ظاہر ہی کہ دیو قزان آپ سے الفت رکھتا ہی اگر آپ واسطے
تھوڑی دیر کے اُس کے پاس بیٹھکر الفت اپنی اُس پر ظاہر کر کے یہ پوچھیے گا کہ یہ نقارہ و نفیر و تختی تجکو
کہان سے ملی ہی تیرے ہاتھ کیونکر آئی ہی اور تو ہی ان دونون کو بجا سکتا ہی یا اور بھی کوئی ان کو بجا سکتا
ہی اور جو تاثیر وا ثیر تیرے بجانے سے نقارہ و نفیر کے ظاہر ہوتے ہین اگر کوئی اور ان دونون کو بجائے
تو بھی ایسی ہی تاثیر ظاہر ہو گی یا نہ ملکہ نے کہا کہ اچھا جس طرح تمنے بتایا ہی اسی طرح اُس سے پوچھونگی
ابھی ملکہ و دلسوز سے ہم سخن تھی کہ قزان دیو نمک مرچ آتش اور ایک بکری لے کر آیا مُنی نے خوش ہو کر
کہا کہ ہان اس بکری کے کباب ملکہ اور ہم کھا ئینگے تم اس جوان کے کباب کھانا مجکو ایسے مزے کے
کباب تیار کرنا آتے ہین کہ اگر میرے ہاتھ کے تیار کیے ہوئے کباب کھاؤگے تو بہت خوش ہوگے کبھی
ایسے لذیذ و ذائقے کے کباب نہ کھائے ہونگے دیو نے کہا کہ اچھا تو ہی کباب تیار کر مُنی نے بکری اور نمک
مرچ آتش اُس سے لیکر علیحدہ جا کر بکری ذبح کر کے گوشت کے چار حصے کر کے ایک حصے کے کباب بغیر
بیہوشی آمیز تیار کیے اور تین حصہ گوشت کے کباب مین بکثرت بیہوشی ملا کر تیار کیے اور روبرو ملکہ مذکورہ
اور اُس دیو کے سامنے لائی جس حصہ گوشت مین بیہوشی نہین ملائی تھی اُس گوشت کے کباب ملکہ کے
روبرو رکھے ملکہ نے اُس مین سے کچھ کباب کھائے مُنی نقلی نے بھی کچھ کباب کھائے دیو نے کہا کہ او مُنی
تونے ہمارے واسطے کباب تیار نہین کیے مُنی نے عرض کیا کہ ذرا نمک مرچ پیس لون تو ابھی تیار کرتی
ہون دیو نے کہا کہ مین گوشت اس آدم زاد کا کاٹتا ہون جلد نمک مرچ لا مُنی نے کہا کہ ابھی گوشت اس
آدم زاد کا نہ کاٹو مجھے نمک مرچ پیس لینے دو ورنہ اتنی دیر مین سڑ جاے گا بدمزہ و خراب ہو جائیگا کیونکہ
گوشت آدم زاد کا نرم و نازک ہوتا ہی جلد سڑ جاتا ہی یہ سنکے دیو نے گوشت کے کاٹنے سے ہاتھ روکا مُنی
تو نمک مرچ پیسنے گئی ادھر ملکہ نے دیو مذکور کے قریب تر جا کر ہاتھ اپنا اُس کے شاخ سر اور بازو پر رکھکر
مسکرا کر پوچھا ذرا یہ تو بتا کہ یہ نقارہ اور یہ نفیر اور یہ تختی تجکو کہان سے دستیاب ہوئی ہی تیرے ہی بجانے
سے ان مین یہ تاثیر ہوتی ہی کہ نقارے سے پھٹ جاتے ہین اور آدمی بیہوش ہو جاتے ہین یا دوسرون
کے بجانے سے بھی یہی تاثیر پیدا ہو گی دیو مذکور کہ ملکہ کے اوپر عاشق تھا اور ملکہ اُس سے علیحدہ رہتی تھی
کبھی اُس کے قریب نہ بیٹھتی تھی آج جو ملکہ اُس کے قریب تر بیٹھی اور دست نازک اپنا اُس کی شاخ
سر و بازو پر رکھا دیو بہت خوش ہوا دل مین سمجھا کہ اب ملکہ بھی مجھسے الفت کرنے لگی ہی مدعاے دلی پورا
ہو جائیگا تعجب نہین کہ آج ہی وصل اسکا میسر ہو یہ سمجھکر دیو نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ یہ راز بتانے کا
نہین ہی مگر تجسے بیان کرتا ہون کہ جب اکثر شاہ برخیا نے جملہ حکما و اہل علم کو جمع کر کے مرحلات طلسم
بنائے اور لوح بھی اُن کی تیار کین بعد ازان اُن کے دل مین یہ خیال آیا کہ یہ طلسم ایکبار ہی لٹ جائیگا
کیونکہ جب لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو جائے گی طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے طلسم کو
بھی فتح کر لیگا نام و نشان طلسم باقی نہ رہیگا پس کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ اگر طلسم کشا لوح طلسمی بھی
پا جاے تو بھی طلسم کو فتح نکر سکے اور ساکنان طلسم یا بادشاہ طلسم اُس کو ایک لمحہ مین اسیر کر کے اُسے
قتل کر ڈالے یہ خیال کر کے پھر اُنھون نے حکما اور اہل علم کو جمع کر کے کہا کہ کچھ اشیا بزور حکمت و علم
ایسی تیار کرو کہ جو نایاب زمانہ ہون کسی نے ویسی اشیا نہ بنائی ہون بلکہ کسی حکیم نے بھی نہ تیار
کی ہون اور وہ اشیا ایسی ہون کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسمی بھی ملجائے اور اُس کے نگینے بھی
لوح طلسمی ہو تب بھی وہ گرفتار ہو جائے اور جو نقارہ کلان یا خر دائس کے لشکر کے ساتھ ہون

وہ بھی سالم نہیں اور سب مردان لشکر ایک آن مین اسیر ہو جائین بادشاہ طلسم یا کوئی ساکنان طلسم سے بذریعہ اُن اشیاء کے طلسم کشا و مردان لشکر طلسم کشا کو چشم زدن مین ملے نوبت و نقارہ کرکے اسیر کرلے حکمانے متفق الراے ہوکر نہایت محنت و جانکاہی سے یہ نقارہ جو تمہارے سامنے رکھا ہے اور نام اس کا نقارہ سنگین ہے تیار کیا خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کوئی اس نقارے کو بجائے جہانتک اسکی آواز جائے گی جسقدر نقارے اور ڈھول و رتاشے وغیرہ ہونگے وہ سب دفعتہً پھٹ جائینگے بعد اس نقارہ تیار کرنیکے حکما و علمانے از حد کوشش و محنت سے یہ نفیر تیار کی ہے تاثیر اس کی آواز کی سننے دیکھی کہ زیر کوہ اب تک چھ لاکھ سوار بیہوش پڑے ہین تا وقتیکہ یہ تختی ان کے نتھنون سے مس نہ کی جائے یا عکس اس کا ان پر نہ ڈالا جائے گا اسوقت تک ان کو ہوش نہ آئے گا مگر اس تیاری مین ایک نقص بھی باقی رہا وہ یہ ہے کہ جو شخص اس نفیر کو بجاتا ہے وہ بھی بیہوش ہو جاتا ہے اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے واسطے بیہوش ہو غرضکہ جب یہ دونون اشیاء نادر زمانہ حکما تیار کر چکے تو آصف بن برخیا کو دین وہ بہت خوش ہوئے حکما کی بہت تعریف کرکے یہی دو تین اشیاء نادر روزگار ایک دیو کے ہاتھ انھون نے پاس اپنے بادشاہ طلسم کے یعنی جس طلسم کو آصف بن برخیا نے حکما کو جمع کرکے زر و جواہر بے انتہا خرچ کرکے تیار کرایا تھا اُس طلسم کا جس کو بادشاہ بنایا تھا اور مقرر کیا تھا اُس کے پاس یہی تین اشیاء یعنی نقارہ و نفیر و تختی بھیجی چونکہ مین خدمت آصف بن برخیا مین اکثر جایا کرتا تھا ان اشیاء کے حال سے مجکو آگاہی تھی اتفاق سے وہی دیو مجکو راہ مین ملا تھا مین نے اُس سے پوچھا تھا کہ کہان جاتا ہے اُس نے کہا کہ یہ چند اشیاء لیے جاتا ہون شاہ طلسم کو دینے جاتا ہون مین نے اس اشیاء کو دیکھکر پہچان کر اس دیو کو مار ڈالا اُس سے یہ اشیاء لیکر پھر دہ کوہ قاف سے یہان آکر سکونت پذیر ہوا تھا کہ تمکو دیکھا اور تمپر عاشق و شیدا ہو کر تمھین اُٹھا لایا آج تمکو اپنے حال پر مہربان پاتا ہون امید کرتا ہون کہ اب تمھارے وصل سے شادکام ہونگا یہ تقریر دیو کی ملکہ اور نقلی نٹنی نے بخوبی سنی بعد گفتگو کرنے کے دیو نے کہا کہ او نٹنی ارے ابھی تک تو نے نمک مرچ نہیں بنایا اُس نے عرض کیا کہ حاضر کرتی ہون فی الفور نٹنی مذکورہ وہ کباب گوسفند از حد بیہوشی آمیز لیکر پاس دیو مذکور کے آئی اور کہا کہ پہلے یہ کباب گوسفند کھالیجے دیکھیے کیا لذیذ و خوش ذائقہ ہین ملکہ بھی کھا چکی ہین مین بھی کھا چکی ہون بعد ان کبابون کے کھانے کے اس آدمزاد کے کباب کھانا نمک مرچ یہ موجود ہے دیو نے وہ کباب سب یکبارگی اپنے منھ مین رکھ لیے اپنے چٹخارے بھرے کہ دیو قران کھاتے ہی لذت سے خوش ہو کر کہنے لگا کہ اے نٹنی کیا خوب تو نے کباب تیار کیے ہین مگر کھاتے ہی گرمی معلوم ہوئی سر گھوما جاتا ہے نٹنی نے عرض کیا کہ ان کبابون کی یہی تاثیر ہے ذرا اُٹھکر ٹہل کر دل کو بہلائیے ہوا کھائیے دیو اُٹھا وہ کیا اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا ایسی سر کو گردش ہوئی کہ بے اختیار مانند کوہ کے بالاے کوہ گرا دلسوز نے نعرہ کیا کہ منم دلسوز جانسوز مہتر قران او دیو نابکار یون عیاری کرکے تجھ ایسے دیو زبردست کو مین نے بیہوش کیا ملکہ روشن آرا سے جہان دلسوز کے اس کار نمایان پر حیران ہو کے بہت خوش ہوئی تعریف بہت کی دلسوز نے جلد وہ نفیر و تختی لے کر اپنے قبضے مین کی اور ایک پھاہا سفوف بیہوشی کا بنا کر اُس کے دماغ پر رکھدیا تاکہ ہوش نہ آئے ابھی دلسوز نے دیو کو بیہوش کرکے ارادہ فرامرز ثانی کے ہوشیار کرنے کا کیا تھا بلکہ عکس اُس تختی کا اُس پر ڈالا تھا اُس کو ہوش آنے لگا تھا کہ ناگاہ ایک درویش آفتاب صورت اپنی منڈھی مین بیٹھے ہوئے بالاے کوہ آئے دیکھا کہ فرامرز ثانی ہوشیار ہو کر اُٹھا رہا ہے دیو بیہوش

پڑا ہوا ہی ملکہ مذکورہ بیٹھی ہی جب تک ملکہ مذکورہ انگشتری پوشیدہ ہو فرامرز ثانی نے اُسے دیکھ لیا دیکھتے ہی
عاشق ہوا انتہی وہیں درویش موصوف نے دیکھ کہ جہان گرد دلسوز کی طرف نظر کی دلسوز نے کہا کہ
آپ نے یہاں تشریف لانے کی زحمت کیوں گوارہ کی ہیں سب کام کر چکا نقارہ و نفیر کی کیفیت و حقیقت
معلوم کر چکا تختی کی بھی تاثیر دریافت کر چکا دیو قران کو بھی سفوف بیہوشی آمیز کباب کھلا کر بیہوش
کر چکا فرامرز ثانی کو شر دیو سے بچا چکا لیجئے یہ نقارہ ہی نام اس کا سنگین ہی اور یہ نفیر ہی اور یہ تختی وہ ہی
کہ جس کے عکس ڈالنے اور مس کرنے سے ہر ایک بعد سننے صدائے نفیر کے اور بیہوش ہونے کے ہوشیار
ہوتا ہی اس کے بعد جو کچھ ان اشیاء کی بابت دیو سے سنا تھا بیان کیا درویش آفتاب صورت
نے دلسوز کے سراپا پر نظر کرکے اُس کے اس کارنمایاں کے کرنے پر تحسین و آفرین کرکے نقارہ و نفیر
کو اُس سے لے کے داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کیا اور تختی کو لے کے اور دیو قران کو
کہ بیہوش تھا منڈھی پر ڈال کر ملکہ روشن آرائے جہان اور فرامرز ثانی و دلسوز کو منڈھی
میں داخل کرکے جو کچھ مال و اسباب دیو قران کا بالائے کوہ صندلین تھا اُس کو بھی نذر جیب جامہ
درویش مرجان سرخ مو کرکے منڈھی سے کہا کہ اے منڈھی بحکم درویش مرجان سرخ مو ہم
سب کو یہاں سے نیچے اس کوہ کے پہونچا دے منڈھی وہاں سے زیر کوہ سب کو لے کر آئی درویش
موصوف نے فرامرز ثانی اور دلسوز کو منڈھی سے باہر کرکے اُس تختی کا عکس ماہر شاہ والی و حاکم
شہر نقش بین پر ڈالا اُس کو ہوش آیا درویش نے کہا کہ اے شاہ شہر نقش بین دیکھو یہی تمہاری دختر
ہی اس سے ملو اور اس کو محافہ وغیرہ میں بٹھاؤ اور دیکھو یہ دیو وہی ہی کہ جس کے ہاتھ سے تم عاجز
ہوئے تھے یا نہیں شاہ موصوف اپنی دختر کو دیکھتے ہی از حد شادمان ہو کر اُس سے ملا دوڑ کر اُس کو
اپنے سینے سے لگایا وہ اپنے پدر سے لپٹ کر رونے لگی بعد گریہ وزاری شاہ موصوف نے اپنی دختر
کی پردہ داری کی فکر و تدبیر کی پردے میں اُسے محافے کے بٹھایا پھر قدم درویش موصوف کو چوم کر
گویا ہوا کہ اے درویش باکمال واقعی آپ کا مثل و نظیر نہیں ہی آپ نے اپنی کرامت و کمال سے
میری حاجت و آرزو کے بر لانے میں خوب سعی کی تا زندہ ایم بندہ ایم درویش موصوف نے کہا کہ
جو تُو نے اقرار کیا تھا اُس کا بھی تمہیں کچھ خیال ہی اُس نے کہا کہ ہاں یاد ہی آپ مجکو ہدایت و تلقین کلمہ
کیجیے درویش ممدوح نے اُس کو کلمہ طیبہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا فرامرز ثانی
اور درویش موصوف اُس کے مسلمان ہونے سے شادمان ہوئے پھر درویش موصوف نے عکس
اُسی تختی کا ہر ایک اعلی و ادنی پر ڈال کر ہوشیار کیا سب کو ہوش آیا بعد دریافت حال ہر ایک نے
درویش موصوف کی بہت تعریف کی اکثر نے ہاتھ چومے ہزاروں سوار قدمبوس ہوئے عراق
آہن کلاہ بادشاہ شہر نواقیہ و عمان شاہ نے بھی کمال تعظیم کی تھا یہ دونوں بادشاہ بھی حال درویش
آفتاب صورت سے ماہر و آگاہ نہیں ہیں بہت کچھ ثنا و تعریف درویش کے کمال کی کی درویش
نے بعد ہوشیار کرنے جملہ بیہوشوں کے دیو کے اسیر کرنے کا سامان کیا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ
آپ اس کو اسیر نکریں بلکہ ہوشیار کریں درویش موصوف نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی اگر یہ ہوشیار
ہوگا تو بدشمنی پیش آئے گا اور چلا جائے گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ کیا مجال اس دیو کی کہ اب
کسی کو کچھ ضرر پہونچا سکے اور میرے سامنے سے کہیں جا سکے درویش ممدوح نے عکس اُس تختی کا تو
اُس دیو پر نہ ڈالا تختی مذکورہ کو داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کرکے کہا پہونچنے کا

اُس کے دماغ سے دور کرکے فتیلہ دفع بیہوشی اُس کو سنگھایا دیو کو ہوش آیا اپنے تئیں زیر کوہ پایا
حیران ہوا فرامرز ثانی نے اُس سے کہا کہ او قران دیو آگاہ ہو کہ نقارہ و نفیر و لوح تجھ سے لیگئی
ملکہ روشن آرائے جہان اپنے والدین سے ملی تجکو بیہوش کیا تھا اب ہوشیار کیا ہی اگر تو اطاعت
ہماری کرے گا تو زر و انعام پاویگا تجھے لازم ہی کہ ہمارے ہمراہ رہ گوشت تجکو واسطے کھانے کے
اسقدر دیا جائے گا کہ تو سیر ہو جائیگا قران دیو نے فرامرز ثانی کو کلمات درشت کہکے ارادہ
جانے کا کیا اسوقت فرامرز نے سب کے سامنے بصد غضب اُس کو پکڑ کر زمین پر گرا کر سر اُس کا
دھڑ سے کھینچ لیا جملہ اہل لشکر و سرداران سپاہ و بادشاہ یہ قوت و طاقت و شجاعت فرامرز ثانی
کی دیکھکر حیران و شادمان ہوئے خصوصًا درویش آفتاب صورت نے بہت خوش ہو کر اُسکے
زور بازو کی ثنا کی ماہرشاہ نے بھی تعریف کی اور اُس کو ہر طرح لیاقت و شرافت میں اچھا پایا یہ خیال
واسطے اپنی دامادی کے پسند کیا کہ اس نے میری دختر کو بالائے کوہ جاکر دیکھا ہوگا بہتر و مناسب
یہی ہی کہ اُسی جوان سے اپنی دختر کو منسوب کردوں ایسا جوان پھر داماد ہی نہ ملے گا یہ خیال کرکے
خاموش رہا پھر وہاں سے بصد ہزار خوشی اپنی دختر اور درویش آفتاب صورت پر زر و جواہر نثار
کرتا ہوا مع اپنی تمامی سپاہ کے اپنے شہر میں آیا ملکہ روشن آرائے جہان محافہ زرین سے اُترکر
داخل محلسرا ہوئی جملہ عورات محلسرا اُس کے دیکھنے اور آنے سے از حد شادمان ہوئیں خصوصًا مادر ملکہ
مذکورہ اپنی دختر کو دیکھکر بہت خوش ہوئی ملکہ نے اپنی مادر کو بادب سلام کیا اُس نے اس کو اپنے
سینے سے لگا کر گریہ و بکا کیا دیگر عورات بھی ملکہ موصوفہ سے ملکر روئیں بعد گریہ و بکا کے اور ملنے کے
سامان خوشی و جشن ہوا محلسرا میں ملکہ کے آنے سے گویا عید ہوئی ملکہ پر سے ہزار ہا روپیہ اشرفیاں
جواہرات تصدق کیا گیا غربا محتاجوں کو دیا گیا فقرا وہ تصدق پاکر امیر کبیر ہوگئے بادشاہ شہر نقش بین
نے اپنے دربار میں آکر عمان شاہ اور درویش آفتاب صورت کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب اس
تخت حکومت پر آپ دونوں شاہوں میں سے کوئی صاحب جلوس کریں مجکو اپنا فرمانبردار جانیں
عمان شاہ نے اُس کے تخت حکومت پر بیٹھنے اور حکمران ہونے سے عذر و انکار کیا درویش
آفتاب صورت نے کہا کہ میں ایک درویش ہوں مجکو تخت نشینی سے کیا غرض یہ تخت و تاج تمھارا
تمکو مبارک ہو یہ کہکے ماہرشاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھا دیا پھر خود بھی برابر تخت ماہرشاہ کے
بالائے کرسی بیٹھے عمان شاہ و غراق آہن کلاہ بھی برابر تخت ماہرشاہ کے تختہائے زرین
پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی علےٰ قدر مراتب دنگلوں پر رونق افزا ہوئے خصوصًا فرامرز ثانی
برابر تخت ماہرشاہ کے زرین دنگل پر بیٹھا شاہ شہر نقش بین نے پہلے اپنے اہل دربار کو پھر تمامی
ساکنان شہر کو حکم دیا کہ جملہ ادنیٰ اعلیٰ لقا پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کریں کلمۂ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوں
حکم بادشاہ موصوف سے جملہ اعلیٰ ادنیٰ مسلمان ہوئے مساجد کی بنا ہونے لگی شہر نقش بین میں
آواز اذان موذن اکثر جگہ بلند ہونے لگی مردمان شہر پابند نماز پنجگانہ ہوئے پھر حکم سے بادشاہ کے
اہل شہر نے خوشی ملکہ کے آنے کی کی شہر نقش بین اس خوشی میں ایسا آراستہ کیا گیا کہ رشک نگار
خانہ چین و ماچین ہوگیا بادشاہ شہر نے بھی سات روز برابر شب و روز جشن کیا صدہا نازنینان خوبرو
و خوش گلو نے حاضر بزم عشرت ہو کر مبارکباد ملکہ کے آنے کی دی غزلیں بھی عاشقانہ گائیں اہل بزم
خوش ہوئے اور دعوت و ضیافت بھی درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و غراق آہن کلاہ

و فرامرز ثانی و قمور صف شکن و صمصام تیغزن و بہران پرسوار و اسفندیار کجکلاہ و
صارف تیغزن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ نامی و نامور کی بحسن و خوبی نہایت تکلف سے ہونے لگی
اور بزم عیش و عشرت میں اکثر اوقات ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب ناب کی یعنی عرق مقوی
اعضا و خوشبو دار شیشون مین مع ساغرہاے بلورین لا کر اہل بزم عشرت کو پلانے لگے اہل بزم بصد
خوشی و مسرت بایں طور میخواری کرنے لگے اثنا زمانہ جشن مذکور مین ماہر شاہ فرمانرواے شہر نقش بین
نے عقد اپنی دختر نیک اختر کا شاہانہ سامان و جلوس سے ساتھ فرامرز ثانی کے کر دیا جہیز مین علاوہ مال و
اسباب و زر و جواہر کے شہر نقش بین بھی دیدیا بعد عقد و نکاح طالب و مطلوب یکجا ہوئے فرامرز ثانی
نے وصل ملکہ روشن آراے جہان حاصل کیا مراد دلی بر آئی اسی طرح بعیش و عشرت وصل چند روز
گذرے ایک روز درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی نے ماہر شاہ والی شہر نقش بین سے
کہا کہ اب ہم کو اجازت جانے کی دیجیے یہان ہمین زمانہ زیادہ گذرا ہمین جانا جانب طلسم زلزلہ ضرور ہے اخبار
سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اسی طرف روان ہے شاہ موصوف نے
بمجبوری کہا چندے یہان اور قیام کیجیے سامان سفر دور و دراز مہیا ہو جائے تو پھر یہان سے روانہ
ہوجیے ہم بھی ہمراہ چلینگے فرامرز ثانی و درویش موصوف نے چندے اور قیام کیا جب سامان سفر
حسب دلخواہ مہیا و فراہم ہو چکا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی کے بازو پر وہی اکہ جو
درویش مرجان سرخ مو سے ہاتھ آیا تھا اور جس کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بازو پر وہ اکہ باندھ دیا جائے
وہ کبھی کسی سے زیر نہو جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو سے نکال کر باندھا اور اس کے چہرے پر
نقاب سبز ڈالی بعدہ قمور صف شکن و صمصام تیغزن و اسفندیار کجکلاہ و صارف
تیغزن ان چارون سرداران نامی و نامور کو بھی نقاب دار سبز بنا کر رفیق فرامرز ثانی ان کو قرار دیا
اور علمدار لشکر جملہ سپاہ گران بہران پرسوار کو کیا علم سبز طویل اس کو دیا سوا اس کے اور بھی چند
علمدار سپاہ مقرر کر کے ان کو بھی علم دیے علاوہ اس کے جملہ سامان جنگ و جلوس مہیا و فراہم کر کے
ماہر شاہ سے رخصت چاہی وہ بھی ہمراہ چلنے پر آمادہ ہوا درویش موصوف و فرامرز ثانی نے کہا کہ
آپ ہمراہ ہمارے نہ چلیے تکلیف سفر نہ اٹھایئے واسطے انتظام شہر کے یہین تشریف رکھیے فرامرز کے کہنے
سے ماہر شاہ نے ہمراہ چلنا اپنا موقوف رکھا مگر تین لاکھ سوار اور ایک سردار سپاہ مسمی صارف تیغزن
کو ہمراہ کیا فرامرز ثانی ہنگام سفر داخل محلسرا ہو کر اپنی زوجہ ملکہ روشن آراے جہان سے رخصت
ہونے گیا ہر چند اس نے کہا کہ ابھی یہان سے نجاو مجھے تنہا نہ چھوڑو یا اپنے ہمراہ مجکو بھی لیتے چلو مگر فرامرز
ثانی نے نمانا کہا کہ اے ملکہ ہم واسطے چند مدت کے جاتے ہین اگر خدا نے چاہا تو جلد وہان سے آ کر تمسے ملینگے
اس سفر مین تمکو ہمراہ لے جانا مصلحت نہین ہے اس تقریر فرامرز سے ملکہ آبدیدہ ہوئی فرامرز ثانی اسکو
سمجھا کر اقرار پھر آنے کا کر کے بمشکل اجازت جانے کی لے کر محلسرا سے باہر آیا پھر اپنے خسر ماہر شاہ سے بھی
رخصت ہوا ماہر شاہ ہنگام رخصت آبدیدہ ہوا بعدہ درویش آفتاب صورت سے بھی رخصت ہوا
اس اثنا مین نقارہ کوچ پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ بلند ہوئی سب خرد و کلان آگاہ ہوئے کہ
اب یہان سے لشکر کا کوچ ہے فوراً سب سوار و سردار سپاہ مسلح ہوئے عمان شاہ عراق آہن کلاہ
بادشاہ شہر عراقیہ بھی آمادہ سفر ہوئے پوشاک پہنکر تاج شاہی سرون پر رکھکر تختہاے زرین پر بیٹھے
کہارون نے اپنے کاندھون پر تخت اٹھاے درویش آفتاب صورت بھی اپنے اسی گنبد طلائی

جواہر نگار میں کہ جو ہزار زیب و زینت آراستہ تھا وہی لباس پر صنو زیب تن کرکے بیٹھے کہاروں نے اس گنبد طلائی کو اپنے دوش پر اٹھایا فرامرز ثانی نے نقاب سبز برخ و قمہور صف شکن و صمصام تیغ زن و اسفندیار کجکلاہ و ضارف تیغ زن بھی نقابداران سبز و نقاب فرامرز ثانی کے پہنے سوار ہوئے جملہ سواران سپاہ بھی کہ نولاکھ تھے بسرعت تمام مرکبوں پر سوار ہوئے غرضکہ یہ لشکر کثیر جب آمادہ سفر ہوا درویش آفتاب صورت اس شان و شوکت و جلوس و نوبت و نقارہ طبل و علم سے جانب کوکب انجم حصار روانہ ہوئے کہ آگے آگے ایک فیل مست و بلند پر نشان پیچھے اُن کے صدہا فیلان مست کہ جن کی جھولیں زرین اور ہودے نقرئی و طلائی تھے فیلبان وردیاں زرق برق پہنے ہوئے قطار در قطار عقب میں اُن کے اشتر کئی ہزار زرین مہار نوبت و نقارہ ہائے کلاں کی آواز شنشنا کی صدا علمہائے رنگ برنگ علمداران لشکر لیے ہوئے پھر پھرے اُن کے ہوا سے اُڑتے ہوئے پھران پھر سوار علمدار خاص سپاہ تہور شعار علم سبز کلاں لیے ہوئے مرکب پر اور بقوسے شیر پر سوار پھر پھرے پر اُس کے حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی تحریر اسی طرح ہر ایک علم پر بھی حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ رقم کی ہوئی ہزاروں جھنڈے اور برچھے بردار یہ بھی قطار در قطار نولاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار مرکبوں پر سوار رہروی میں برابر دو دو سوار تہور شعار نیزے ہاتھوں میں لیے ہوئے سنانیں نیزوں کی چمکتی ہوئی ہر ایک گروہ و غول کے ساتھ ایک ایک سردار و علمدار علم لیے ہوئے پھریرا علم کا کھولے ہوئے پھر پھرے ہوا سے اُڑتے ہوئے سقے برابر راہ میں پانی چھڑکتے ہوئے گرد و غبار راہ دور کرتے ہوئے نقیبانے خوش آواز چوبدار و عصابردار بولتے ہوئے اسطرح آوازیں لگاتے ہوئے کہ شعر

ہمیشہ ہو ترقی حشمت و اقبال و دولت کی	سواری ہے یہ شاہ ذرہ پرور مہر صورت کی

گاہ صدائے دور باش دیتے ہوئے درویش آفتاب صورت اپنے گنبد طلائی میں بیٹھے ہوئے ماہی مراتب ساتھ ڈنکے پر چوب لگتی ہوئی علمدار و سرداران سپاہ باادب رواں با دستہاے شہر و دیار ہمراہ درویش موصوف اپنے جاہ و جلال و شوکت و اقبال و جلوس بے حد و انتہا پر نظر کرتے ہوئے بار بار مسکراتے ہوئے ریش دراز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زیر ہی آنکھوں سے یمین و یسار دیکھتے ہوئے گنبد طلائی میں بیٹھے ہوئے رواں ہیں جانب انجم حصار جاتے ہیں حال اس کا بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالے

دو کلمہ داستان سارق بن لقا برادر لقا مشل ابلیس مردود بارگاہ خدا و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و درویش آفتاب صورت کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا بادۂ تند و تیز	کہ اب آگیا وقت جنگ و ستیز	ترے ہاتھ سے گر میں پاؤں شراب
تعاقب میں دشمن کے جاؤں شتاب	نہ دم بھر بھی ٹھہروں کہیں زینہار	روانہ ہوں میں سمت انجم حصار
گیا ہے اسی سمت سارق اب	لقا کا خلعت اسکو کہتے ہیں سب	خدائی کا کرتا ہے دعوی وہ کب
بغیر اسکے مارے نہ آئے گا صبر	وہیں جاؤں گا وہ جہاں جائے گا	مرے ہاتھ سے کب امان پائے گا
سپہ درج حالات کب ہے قلم	مرے ہاتھ میں تیغ ہے یہ قلم	

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو بتازگی الفاظ وعبارت یون بیان کرتے ہین کہ جب ساریق بن بقا خداوند مشرکین وکفار بے حیا بعد جنگ وجدال خوف قتل سے اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ڈر سے گلستان باختر سے مضطر وحیران باخاطر پریشان مع جمعیت فوج جانب انجم حصار گریزان ہوا تھا اثنا ر راہ مین خوف صاحبقران سے آرام وراحت وپناہ کی جگہ نپا کر کہین چندے بھی قیام نکر کے سوئے انجم حصار بدل بیقرار بعد صعوبت راہ بسیار جاکر ایک روز قریب شام نزدیک انجم حصار کے پہونچا خستگی ومسافت راہ سے عاجز ہوکر وہین قیام کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ خداوند ساریق بن بقا برائے طلب پناہ بھاگ کر اس طرف آئے ہین نہایت مضطر وپریشان ہین کچھ فوج بھی اُن کے ہمراہ ہی یہ خبر سُنکے کوکب انجم حصاری مع اپنے رفقا وامرا وغیرہ کے واسطے استقبال کے آیا خداوند نابکار مذکور سے ملکر بصد عزت وحرمت وتکریم وتعظیم انجم حصار مین لے گیا بعنوان شائستہ سامان دعوت وضیافت کیا بعدہٗ سبب ادھر آنے کا دریافت کیا ساریق بن بقا نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ہاتھ سے ہمنے صدمہائے سخت اٹھائے ہین آخر یہان تک آئے ہین کوکب انجم حصاری نے متحیر ہوکے تمام حالات سُنکے کہا جائے عجب ہی کہ آپ نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور اُسکے مردمان سپاہ کو تقدیر کرکے تباہ وبرباد وہلاک کیون نکیا وہان سے یہان تک اس حال خراب سے کیون آگئے ہنوز ساریق نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ اُس کے وزیر اور شیطان بارگاہ سخنگان بن سخنگان نے جواب دیا کہ خداوند رحم دل ہین جفا وظلم وجور صاحبقران واہل اسلام اٹھاتے ہین بوجہ رحم دلی کے اُن کو تباہ وغارت نہین کرتے ہین ذلت ورسوائی اپنی گوارہ کرتے ہین یہی سبب ہی کہ آج تک اُنکو نیست ونابود نہین کیا ہی کہتے ہین کہ ان لوگون کو کیا برباد وتباہ کرون یہ جاہل ہین میرے رتبہ شناس نہین ہین جب جہالت سے باز آئین گے مجکو پہچانین گے فی الحال یہ آپکے پاس طالب پناہ ہوکر آئے ہین آپکو مناسب ہی کہ ان کی مدد واعانت فرمایئے پناہ دیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے ہاتھ سے اور دیگر اہل اسلام کے شر وفساد سے ان کو بچایئے کوکب انجم حصاری نے گفتگوئے سخنگان سُنکے ساریق بن بقا کو اپنا مہمان کیا دعوت وضیافت خداوند مردود مذکور کی ہونے لگی چونکہ کوکب انجم حصاری کہ ایک بادشاہ ہی حوالی وقرب طلسم زلزلہ مین اور حاکم انجم حصار کا ہی ماتحت وفرمانبردار ہو وسرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کا ہی اور ہو وسرمست پوتا ساحر مشمش کا ہی اسوجہ سے کوکب انجم حصاری نے ایک نامہ بطور عرضداشت کے اس مضمون کا لکھا کہ فی الحال خداوند ساریق بن بقا گلستان باختر سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے عاجز وشکست کھاکر مضطر وپریشان خاطر ہوکر بھاگ کر انجم حصار مین آئے ہین مین نے اُن کو مہمان کیا ہی ساتھ اُن کے اُن کا وزیر وشیطان بارگاہ سخنگان ہی اور کچھ سپاہ ہی اگر ارشاد اور مناسب ہو تو مین اُن کو پناہ دون اور اگر حکم پناہ دینے کا نہو تو اُن کو پناہ نہ دے کر انجم حصار سے باہر کردون امیدوار جواب کا ہون جب نامہ بعد القاب وآداب بمضمون مندرجہ بالا لکھ چکا سرنامہ درست کرکے نامے کو اندر لفافے کے رکھکر مقیم جادو دیا کہ جو ہو وسرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کے حکم سے انجم حصار مین رہتا تھا اور خدمت اُس کے متعلق یہ ہی کہ جب نامہ بھیجنے یا کچھ عرض ودریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہی تو اُسی ساحر کے ہاتھ نامہ روانہ کیا جاتا ہی وہ ساحر جاکر نامہ یا پیغام ہو وسرمست کو پہونچا دیتا ہی

اور جواب بھی گاہ گاہ لا دیتا ہی فی الحال بھی بدستور مرقوم نامہ اسی ساحر کو دیا گیا وہ نامہ لیکر گیا بعد چند ساعت کے در قلعہ طلسم زلزلہ پر پہونچا نامہ مذکور کو بذریعہ دیگر ساحران نامی کے خدمت حضور مسرت مین پہونچایا شاہ طلسم مذکور نے نامہ مذکور پڑھکر کہا کہ کہدو مقیم جادو سے کہ وہ کوکب انجم حصاری سے کہدے کہ بمقدمہ پناہ دینے سہاریق بن لقا کے ہم سمجھکر جواب دینگے بالفعل اُن کو مہمان رکھو کیونکہ وہ خداوند ہین گلستان باختر سے یہان تک آئے ہین جو ساحر نامہ مقیم جادو سے لیگئے تھے انھون نے مقیم جادو سے حکم پادشاہ طلسم زلزلہ آکر ظاہر کیا مقیم جادو نے انجم حصار مین آکر تخلیہ مین کوکب انجم حصاری سے حکم پادشاہ طلسم زلزلہ بیان کیا کوکب انجم حصاری نے منتظر جواب نامہ مذکور ہوکر سہاریق بن لقا کو مہمان رکھا ہی حال اسکا آئندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا مگر

اب حال زلزلہ قاف ثانی سلیمان مردم ربا سے بیدرنگ شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام نریمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ کا بیان کیا جاتا ہی

ہین گمان کیا کیا مجھے اُس شوخ بدظن کی طرف — رک رہا کیون آتے آتے میرے مدفن کی طرف
آگئی فصل بہاری دوڑتے ہین اسکے جنون — پانون صحرا کی طرف اور ہاتھ دامن کی طرف
جب نہ پایا بعد میرے کوئی مجھسا باوفا — بیکسی گھبرا کے دوڑی میرے مدفن کی طرف
گلشن آفاق مین وہ سوختہ قسمت ہون مین — آتے آتے رک رہی بجلی نشیمن کی طرف
بزم دنیا مین نہو گا کوئی مجھسا صلح کل — دوست کی نظرون سے دیکھا ہین دشمن کی طرف
پاس ہی دونون کا مجھ وحشی کو راہ عشق مین — آنکھ ہی رہرو کی جانب دل ہی رہزن کی طرف
کشتہ رخسار تھا دو گل چڑھاتے بعد مرگ — خاک بھی لیکر نہ آئے میرے مدفن کی طرف
سینہ پُر داغ تاکا تاک کے دلدوز نے — راہ پیدا کی نکالی میرے گلشن کی طرف
کوئی دیکھے مجکو تیری آرسی کا دیکھنا — ٹکٹکی سی لگ گئی ہی روے روشن کی طرف
چودھوین شب بام پر تم سو رہے ہوتے نقاب — چاند کو دیکھے کوئی یا روے روشن کی طرف
شاعری کا ہی تنزل قدر اسکے واقعت کہان — اہل جوہر کی توجہ کیا ہوا اس فن کی طرف

کہ بعد عقد کرنے کے قلعہ سبز نگار مین شب و روز براحت و آرام چندے بسر کرکے اور وصل ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا فرمانرواے قلعہ سبز نگار موصوفہ شہر حسن آگین سے شاد کام ہوکے ایک روز اپنے خسر حسین سبز قبا سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے اجازت یہان سے جانیکی دیجیے یہان زیادہ توقف کا موقع نہین ہی ہمین تعاقب مین سہاریق بن لقا خداوند مردمان گمراہ مین جانا ہی گلستان باختر سے ہم یہان تک اسی کے تعاقب مین آئے ہین اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ وہ نابکار گلستان باختر سے بھاگ کر جانب انجم حصار گیا ہی ہمین تعاقب مین چلنا

اُس نابکار کے جان ضرور ہی جبتک ہم اُس کو مسلمان یا قتل نہ کرلین گے اور اُس کی خدائی روے زمین
سے نہ مٹا لین گے ہرگز ہمکو راحت و آرام حاصل نہو گا بادشاہ قلعہ سبزنگار معروف شہر حسن آگین
نے بمجبوری اجازت جانے کی دی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنی زوجہ منکوحہ ملکہ
حسین گلگون قبا سے کہ نامتجع اُس کا یہی ہی بعد گفتگوے بسیار بمشکل رخصت ہوکر اقرار پھر آنے کا
کرکے محلسرا سے باہر تشریف لاکر حکم کیا کہ پیشن خیمہ ہمارا یہان سے سوے انجم حصار روانہ کیا جاے
کل ہم بھی یہان سے یا آج ہی روانہ ہون گے حسب الحکم اُسیوقت سہراب بن لند حضور اثالہ و
بارگاہ و خیمہ و خرگاہ کا ہمراہ لے کر چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے جانب انجم حصار روانہ ہوا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اُس کے جانے کے بعد مع اپنے تمامی سرداران سپاہ و
بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ مردان لشکر اسلام کے بصد شوکت و شان بجمعیت سپاہ گران سمت
انجم حصار روانہ ہوئے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبزنگار اور اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا
کو وہین چھوڑا اپنے ہمراہ نہ لیا اثنا ے راہ مین سیر شہر و کوہ و دشت و بیابان کرتے ہوئے رنگ قدرت
و شان خداوند عالم و عالمیان کا مشاہدہ کرتے ہوئے جابجا کوچ و مقام کرتے ہوئے ایک روز ایک صحراے
سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے اُس صحراے سبزہ زار کی بہار دیکھکر فرمایا کہ ایسے صحراے سبزہ زار مین
کہ انجم حصار سے قریب ہی بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیے جائین حسب الحکم نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی
گئی صداے نقارہ سلیمانی بلند ہوئی مشہور ہی کہ آواز نقارہ سلیمانی چونسٹھ کوس تک جاتی ہی ادھر
جملہ مردان سپاہ صداے نقارہ سلیمانی سنکے سمجھ گئے کہ یہ نقارہ اسوقت بجا آگاہ ہی قیام بجایا گیا ہی
یہ سمجھکر سب ٹھہر گئے ملازمون نے جلد جلد بارگاہین اور خیام اُسی صحراے سبزہ زار پر بہار مین دور تک
استادہ و برپا کیے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام و تمامی سواران
سپاہ تخت اور مرکبون سے اُترکر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے راحت و
آرام پذیر ہوئے اُدھر یعنی انجم حصار مین ساریق بن لقا بعزت پاس کوکب انجم حصاری کے
بیٹھا ہوا تھا تشنگان بھی موجود تھا ساقی خوب روشنی شراب ناب کی لایا تھا شیشہ کے ساغر بلورین
مین مے گلگون بھرکے جام مذکور ساریق بن لقا کو دیا تھا اُس کے ہاتھ مین ساغر مے تھا ارادہ میخواری کا
کیا تھا کہ ایک ایک صداے نقارہ سلیمانی آئی زمین انجم حصار تھرائی ساریق بن لقا آواز نقارہ مذکور
سنکے ایسا ڈرا اور کانپا کہ ہاتھ سے اُس کے جام مے بالا سے فرش گرا رنگ چہرہ ساریق بن لقا کا خوف
سے اُڑ گیا گھبرا کر یمین و یسار دیکھنے لگا ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا مگر دست و پاے تھراتے اور کانپنے سے
بھاگ نہ سکا کوکب انجم حصاری نے پوچھا کہ اے خداوند اسوقت مزاج کیسا ہی کیا حال ہی یہ لرزہ
تمامی تن مین کیون ہو گیا تب لرزہ آگئی ہی اور جام شراب ہاتھ سے کیون گر گیا ہی یا خود برہم ہوکر ساغر
شراب فرش پر پھینک دیا ہی کیا شراب ناقص ہی غصہ سے آپ تھراتے ہین یا اور کوئی وجہ ہی مفصل
بیان فرمائیے ساریق بن لقا سے توبسبب خوف صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے کہ تھرا رہا
تھا مثل بید کانپ رہا تھا بولا نہ گیا جواب نہ دے سکا مگر تشنگان نے عرض کیا کہ حضور مجھے سبب اس
ساغر مے کے گرنے کا سنیے مین خوب آگاہ ہو گیا ہون اسوقت مزاج خداوند درست نہین ہی جو اس
قسم کا نہین ہی نہ یہ شراب جو ساغر بلورین مین تھی یہ بھی اچھی تھی بری نہ تھی غصہ بھی اسوقت
خداوند کو نہین ہی کانپنا ان کا نہ غصہ سے ہی نہ تپ لرزہ آئی ہی صاف صاف یہ ہی کہ نقارہ سلیمانی ۵۱

جو لشکر صاحبقران مین ہو اُس کی آواز اُنھون نے ابھی ابھی کیا سنی ہے گویا کہ موت ملک الموت کی صدا سنتی ہے
صاحبقران قریب انجم حصار کیا آ گئے گویا واسطے قبض روح خدا فرشتہ ملک الموت آ گئے ہین
کوکب انجم حصاری نے کہا کہ اے سفرا [illegible] کچھ تردد و خوف نہ کیجیے اگر صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کو جنگ کے واسطے آپ کو صدمہ و رنج پہونچا ہے یہان آ گئے ہین تو کیا اندیشہ ہے [illegible]
بیان [illegible] سوا [illegible] لقا بد [illegible] ہو و [illegible] کی [illegible] اختیار ہے
[illegible] کہ ان کا [illegible] سوار و پیادے مقابلہ کرین تو بھی ان کو کوئی شکل نہین [illegible]
[illegible] قبیل اس کے [illegible] لقا بد [illegible] آپ کو معلوم ہے کہ [illegible]
[illegible] اپنی تشریف لانے کی خبر بادشاہ طلسم زلزلہ کو کی تھی نامہ روانہ کیا تھا [illegible] جواب
نامہ نہین آیا ہے کہ نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جواب [illegible] جواب نامہ نہین آیا اب مین پھر نامہ روانہ
کرتا ہون جو حکم ہو گا اُس پر عمل کرون گا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ بعد القاب و آداب شاہی کے
اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے شہنشاہ ساحران جہان ایک نامہ بطریق عرضداشت قبل اس کے
خدمت حضور مین ارسال کر چکا ہون اب دوسرا نامہ ارسال کرتا ہون امیدوار جواب کا ہون
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جن کے خوف سے ساریق بن لقا گلستان باختر سے
بھاگ کر یہان آئے تھے وہ آج مع فوج کثیر آ گئے ہین [illegible] سبزہ زار مین [illegible] ایسی حالت مین
مجھے کیا حکم ہوتا ہے خداوند ساریق بن لقا کو پناہ دے کر ان سے دشمنی [illegible] صاحبقران
مذکور [illegible] ارادہ جنگ کرون یا نہین جب نامہ بایں مضمون لکھ چکا لفافے مین رکھکر سر نامہ
درست کر کے پھر [illegible] چاووش کے ہاتھ نامہ مذکور روانہ کیا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے ایک نامہ کوکب انجم حصاری کے واسطے بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا لکھوایا
کہ اے شاہ انجم حصار خبردار ہو کہ ساریق بن لقا نابکار بدترین روزگار دعوی خدائی کرتا ہے مردم کو
گمراہ کرتا ہے فی الحال ہمارے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگتا ہوا تمھارے پاس آیا ہے طالب پناہ ہوا ہے بہتر و
مناسب یہ ہے کہ ساریق بن لقا کو ہمارے حوالے کر دو یا پناہ اُس کو نہ دو اُس کی مدد و اعانت نہ کرو
آمادہ جنگ و جدال ہمسے نہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ قبل جنگ بجو اگر [illegible] مقابلہ کرو جب نامہ
بایں مضمون لکھا گیا لفافے مین رکھکر سر نامہ لکھکر مہر سے مزین کر کے حسب قاعدہ لشکر اہل اسلام مین
سر دربار بالائے چوکی زرین رکھا گیا اور جام شربت بھی ساتھ ہی اسکے رکھکر امیر با توقیر نے باآواز بلند
فرمایا کہ اے بہادران نامدار و اے سرداران تہور شعار تم سب مین کون ایسا جری و دلاور ہے
کہ جو اس جام کے شربت کو پی کر یہ نامہ کوکب انجم حصاری کو پہونچا کر جواب اُس کا لیکر آئے
ہنوز صاحبقران نے یہ فرمایا تھا کہ مملوک بن مالک نے اپنے [illegible] سے اُٹھکر عرض کیا کہ مین حکم
کی تعمیل کرون گا یہ کہکر اُس جام کو اٹھا کر شربت پی کر بیڑہ پان کا کھا کر نامہ کو اپنی کلاہ زرین مین
بالائے سر رکھکر دربار سے باہر آ کر اپنی سپاہ سے بیس ہزار جوانان آزمودہ کار و سواران تہور شعار
چیدہ کر کے اُن کو اپنے ہمراہ لے کر مرکب پر سوار ہو کر باین شان و شوکت بجانب انجم حصار سیر کنان
روانہ ہوا اُسی وقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے برائے دریافت حال خواجہ
طیفور کو بھی بصورت بدل جانب انجم حصار بعجلت روانہ ہو گئے قبل پہونچنے مملوک
بن مالک کے داخل دربار کوکب انجم حصاری ہوئے دیکھا کہ دربار آراستہ ہے کوکب انجم حصاری

بالائے تخت حکومت بیٹھا ہے ساریق بن بقا بھی بعزت تمام بیٹھا ہوا ہے سنجنگان بھی موجود ہے ارکان
دولت حاضر دربار ہیں ابھی خواجہ طیفور داخل بارگاہ و دربار کوکب انجم حصاری ہوئے تھے
بصورت خدمتگار کھڑے تھے کہ یکایک کوکب انجم حصاری کو مملوک بن مالک کے آنے کی
اور نامہ صاحبقران لانے کی خبر ہوئی فی الفور اُسنے اپنے اہل دربار امرائے نامدار و ارکان دولت
ذی وقار کو بجمعیت چالیس ہزار سواروں کے واسطے استقبال نامہ دار ممدوح کے روانہ کیا
اُنہوں نے جلد تر جاکر مملوک بن مالک کا استقبال کیا پھر اُس کو بعزت و حرمت دربار میں لائے
مملوک بن مالک نے دربار و اہل دربار پر نظر کرکے بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا الا خواجہ طیفور نے آہستہ کہ کسی نے کفار سے نہ سنا جواب سلام دیا کوکب انجم حصاری
نے مملوک بن مالک کو ذی عزت و لیاقت جان کر قریب اپنے تخت کے کرسی زرین پر اشارہ
بیٹھنے کا کیا نامہ دار موصوف کرسی مذکور پر بیٹھا سنجنگان نے کہا کہ ابھی تو آپ کے یہاں قدم مبارک
آئے ہیں نامہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ لیکر آئے ہیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس
دربار میں کون کون آتا ہے آثار اچھے پائے نہیں جاتے ہیں کوکب انجم حصاری نے یہ بات سنکر وزیر
بجانب سنجنگان دیکھکر کہا کہ اے سنجنگان کیا کہتے ہو اُس نے کہا کہ اے بادشاہ جو کچھ میں نے کہا
ہے اِس لئے کہ میں جہان دیدہ و آزمودہ کار ہوں ایسے امور کا مجھے تجربہ ہو چکا ہے اسی وجہ سے میں نے
کہا ہے کہ آثار اچھے نظر نہیں آتے ہیں ساریق بن بقا نے کہا کہ اس کی باتوں پر کچھ خیال نکرنا چاہیے
یہ شیطان درگاہ بدولت ہے ہمیشہ ایسی ہی باتیں کرتا ہے کوکب انجم حصاری نے یہ گفتگو سنکے ساریق
بن بقا سے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلورین لایا اپنے بادشاہ کے حکم سے شراب
ساغر بلورین میں روبرو سے نامہ دار موصوف کے لے گیا نامہ دار نے میخواری سے عذر کیا کوکب انجم حصاری
نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے کہا کہ نامہ حسب دستور شرائط دیا جائیگا شاہ مذکور نے شرائط
کو دریافت کیا مملوک بن مالک نے جواب دیا کہ اول تو واسطے تعظیم نامہ کے اٹھکر چند قدم بڑھکر
نامہ لیجیے بعد کو اس نامے پر کشتیان زر و جواہر کی نثار کیجیے عزت اس نامے کی یہ کیجیے کہ سر پر رکھیے پھر اسکو
پڑھواکر مضمون نامہ سے مطلع ہوجیے یہی شرائط ہیں ملک اجی بیٹھے ہیں ان سے دریافت کیجیے کہ یہی شرائط
اس نامے کے لینے کے ہیں یا نہیں شاہ مذکور نے رخ اپنا جانب سنجنگان کیا اُس نے عرض کیا کہ بیشک
یہی شرائط صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے نامہ لینے کے ہیں مگر نامہ لینے والوں کو اختیار ہے
خواہ اعزاز نامہ کریں یا نکریں نامہ لیں یا نہ لیں چونکہ کوکب انجم حصاری کو نامہ لینا منظور تھا اسلئے
سنجنگان کی بیہودہ و شرانگیز تقریر پسند نکے کشتیان زر و جواہر کی طلب کیں ملازموں نے فی الفور حاضر
کیں پھر شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ صاحبقران کی سرو قد اٹھکر دو چار قدم بڑھکر نامہ طلب کیا
نامہ دار نے حسب قاعدہ نامہ دیا پھر اُس نامے پر کشتیان زر و جواہر کی نثار کی گئیں دربار میں زر و جواہر
جا بجا گرا خدمتگاروں نے ارادہ اُس کے اٹھانے کا کیا ہی تھا کہ خواجہ طیفور گردپا نے فی الفور زنبیل
سے جال الیاسی نکال کر بعجلت تمام جال اُس زر و جواہر پر مارا تمام زر و جواہر جو نامے پر نثار کیا گیا تھا
اور کچھ پگڑیاں خدمتگاروں کی جو واسطے لینے زر و جواہر کے جھکے تھے اور بہت سی مٹی بھی جہان زر و جواہر
پڑا تھا سب جال میں آگیا خواجہ نے جلد نذر زنبیل کیا خدمتگاران مذکور سر ننگے ہو گئے نہایت حیران و
پریشان ہو کے ہاتھ بڑھا کر رہ گئے زر و جواہر سے کچھ بھی نپایا بلکہ گرہ سے اپنے سر کی پگڑیاں کھوئیں

سخت نادم و پشیمان ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ملک جی یعنی بختگان یہ واقعہ دیکھکر کھڑے ہوگئے خدمتگارون
سے کہا کہ اے نالائقو کیون حیران پریشان ہو دور ہو شکر کرو کہ بلا سرسے ٹل گئی پگڑیون ہی کے سرسے
جانے سے خیر گذری تمکو خبر نہین ہی کہ ہمارے جناب مستطاب معلی القاب صاحب قنطورہ درنگ قلعہ گیر
بیرجنگ سر برندہ ساحران دریش تراشندہ کافران خواجہ طیفور کردیا تشریف لائے ہین دربار مین
انھون نے قدم رنجہ کیا ہی یہ زر و جواہر جو نثار بالائے نامہ کیا گیا تھا انھین کا حق تھا تمنے بطمع حصول زر
کیون ہاتھ بڑھایا تھا تمھارے ہاتھ بڑھانے کی سزا دست تمکو سزا ملگئی پگڑیان تمھارے سرسے اترگئین
نذر زنبیل ہوگئین یہ کہکر خواجہ سے مخاطب ہوکر بعجز و انکسار کہا کہ اگر آپنے یہان قدم رنجہ کیا ہی تو میرے
حال پر رحم فرمائیے گا مجکو اپنا فرمانبردار سمجھیے گا اگر حکم ہو تو کچھ زر و جواہر پیشکش راہ خرچ کے واسطے نذر کرون
خواجہ طیفور کردیا بختگان کو بنظر تند و تیز دیکھکر جلد تر دربار سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے
بعد قطع راہ خدمت صاحبقران ہین جاکر جو کچھ دربار کوکب انجم حصاری مین دیکھا اور سنا تھا
عرض کیا صاحبقران موصوف سنکے خاموش رہے خواجہ تو بعد بیان کرنے حالات دربار کوکب
انجم حصاری کے بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ مین گئے اُس طرف کوکب انجم حصاری نے نامہ
صاحبقران ممدوح میر منشی کو دیا اُس نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکال کر آواز بلند پڑھا شاہ مذکور
عبارت نامہ مذکور حرف بحرف سنکے متردد ہوا کہ اس نامے کا جواب کیا دیا جاوے ہنوز اسی فکر مین تھا
کہ برقش جادو طلسم زاد لے سے آیا اُس نے جواب نامہ دیا کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ
برقش نے لکھا ہوا پایا کہ اے کوکب انجم حصاری اگر خداوند سماریق بن لقا طالب پناہ ہوکر آئے
ہین تو اُنکو پناہ دو اور دشمنون کے شر سے اُنکو بچاؤ جو کوئی اُنکا دشمن ہو اُسے قتل کرو اگر
صاحبقران آئے ہین اور آمادہ جنگ ہین تو مقابلہ کرو نقابدارون سے اُنکو مع اُنکے مردان
سپاہ کے اسیر کراؤ کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ خود پڑھکر اُسیوقت مملوک
بن مالک کو خلعت فاخرہ دیکر میر منشی سے کہا کہ پشت نامہ پر جواب نامہ مین یہ عبارت لکھدے
کہ ہمکو آپکی اطاعت و فرمانبرداری منظور نہین ہی اور دین اسلام اختیار کرنا منظور نہین ہی خداوند
سماریق بن لقا یہان آکر طالب پناہ ہوئے ہین خلاف مروت ہی کہ ہم اُنکو پناہ نہ دین اور آپکے
حوالے اُنکو کر دین بلکہ مقابلہ کرنا منظور ہی میر منشی نے حسب الحکم یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کردی
پھر سر نامے کو درست کرکے نامہ سربستہ مین رکھکر بادشاہ کو دیا اُس نے مملوک بن مالک کے
حوالے کیا سردار نامدار و بہادر شہسوار موصوف جواب نامہ لیکر دربار سے اٹھکر بیرون دربار آیا مرکب
پر سوار ہوکے مع اپنے ہمراہی سوارون کے اپنے لشکر مین آیا مرکب سے اُترکر روبروئے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جاکر سر دربار جواب نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا امیر
کشورگیر نے وہ نامہ میر منشی کے حوالے کیا اُس نے سر دربار باواز بلند پڑھا صاحبقران موصوف نے
عبارت جواب نامہ سنکے برہم ہوئے فرمایا کہ کوکب انجم حصاری نے ہمارے حکم سے سرکشی کی نتیجہ
دیکھا جاوے گا ابھی صاحبقران یہ فرما رہے تھے کہ کوکب انجم حصاری نے سرشام حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجایا جاوے بمجرد حکم ملازمون نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی صدائے نقارہ رزمی
بلند ہوئی کفار خبردار ہوئے سامان جنگ و جدال ہونے لگا ہرکارے جو لشکر اہل اسلام کے برائے
دریافت خبر وہان موجود تھے صدائے نقارہ جنگی سنکے بخوبی خبر دریافت کرکے وہان سے بعجلت

اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار دُربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین آئے اور بعد ثنا و دعاے بادشاہ اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگ ظاہر کرنے لگے کہ بعد اوّلین نظم

زہے شہے کہ بہیبت پگاہ جنبش وجود
زبان خنجر تو شرح کارزار دہد
نخفت تخت حسود تو چنانکہ بیداری
سہیل را بستم ہیبت تو بار دہد
دران زمان کہ بیا داشتی بخصم ترا
کہ سرعت قضا افگند را اختصار دہد
سر عدو بملک عطا داد کردگار ترا
کہ بوسہ بر لب پا شمشیر آبدار دہد
عدوت مثل تو آنکہ شود کہ خنجر تو بہ
براست دار فنا بہ ملامت بدار دہد

اگر کان و دریا بسر مایہ بسیار دہد
حمایت تو شب تیرہ را اگر خواہد
زمانہ روز دو شنبش کوکب کو کنار دہد
ترا چو دشمن ناکس فرو نیارد سر
قضا بمیل سنان سرمہ غبار دہد
سنان بچ کز جوے فتح آب خورد
بجاے خویش بود ہر چہ کردگار دہد
اگر بنائے اہل منہدم شود یزدان
بروز معرکہ آثار ذو الفقار دہد
تو پایدار بمان زانکہ چلہ انداز

سپہر چہ قہر در انداز در از طرب چو بصر بہا
ز زخم خنجر خورشید زینہار دہد
سنان ز زخم تو از چرخ سر کشیدہ چنانکہ
ہمین بود کہ نباید برو نگار دہد
سپاہ سپہ عدوت بجز آن بود آن روز
بوقت حملہ سر بدسگال بار دہد
عروس ملک کشیدہ در کنار گیر و تنگ سا
ز حفظ خویش ترا حصن استوار دہد
ہمیشہ تاکہ درین چرخ بد معاملہ را
کہ کردگار ترا عمر پایدار دہد

اسوقت کوکب انجم حصاری نے اپنے لشکر مین معین و مددگار ساریق بن لقا ہوکر طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر جنگ آزما ہو باقی خیرت ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے خبر نواخت طبل جنگی سیاہ رو سیاہ کوکب انجم حصاری مین سنکے جناب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نظر کی صاحبقران موصوف نے بادشاہ موصوف کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی لہذا سپاہ ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی و نقارہ سلیمانی پر چوب لگائی جاوے اُن ہرکاروں نے نقارہ نوازون کو حکم صاحبقران جاکر سنایا انھون نے موافق قاعدہ قدیم خواجہ طیفور کو دیا کو چند اشرفیان نذر دے کر چوب نقارہ جنگی پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی مردان سپاہ اسلام آگاہ ہوکر تیاری آلات جنگ مین مصروف ہوئے جب دونون طرف طبل و نقارہ جنگی بجایا گیا یہ خبر ملکہ ہلال ابرو دختر نیک اختر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن لقا کے یہان آئے ہین کوکب انجم حصاری نے ساریق بن لقا کو پناہ دے کر اُس کے معین و مددگار ہوکر طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران کے بھی لشکر مین نقارہ جنگی بجایا گیا ہے دونون طرف تیاری و سامان جنگ ہو رہا ہے کل میدان جنگ مین مقابلہ ہوگا کشت و خون بہت ہوگا یہ خبر سنکے ملکہ ہلال ابرو بہت گھبرائی نہایت پریشان خاطر ہوئی کیونکہ یہ صاحبقران موصوف پر مائل ہوچکی تھی اور صاحبقران بھی اس پر عاشق ہوچکے تھے حال عشق و الفت ملکہ و صاحبقران قبل اس کے لکھا گیا ہے غرضکہ ہنگام شب ملکہ مذکورہ نے اسی حالت اضطراب مین اپنے کو کاسمی خورشید زرین قبا سے کہ ملکہ مذکورہ کا رازدار ہے بلاکر کہا کہ اسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خدمت مین جاکر تنہائی مین اُن سے کہنا کہ ملکہ ہلال ابرو نے آپ کو بلایا ہے تھوڑی دیر کے واسطے جسطرح ممکن ہو پوشیدہ طور سے تشریف لائیے خورشید زرین قبا نے کہا کہ مجھے خدمت صاحبقران مین جانا اور جو کچھ تمنے کہا ہے اُن سے کہدینا اور اُن کو بلا لانا تو کچھ دشوار نہین ہے مگر انجم حصار مین اُن کا بلانا اچھا نہین ہے مبادا دشمنونکو آگاہی ہو جاوے تو باعث تمھاری بدنامی کا ہوگا اور صاحبقران کے حق مین بھی اچھا نہوگا میری

یہ ہی کہ بیرون انجم حصار جو تمھارا باغ ہے اسوقت تم اپنے باغ میں جاؤ میں وہیں اُن کو ہمراہ لیکر
آؤنگا ملکہ مذکورہ کو رائے اُسکی کی پسند آئی اسی وقت سوار ہو کر چند کنیزیں وغیرہ جو ہمراز
تھیں فقط انکو ہمراہ لیکر سمت اپنے باغ کے گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے خورشید زرین قبا
پوشیدہ طور سے انجم حصار سے نکلکر جانب لشکر اہل اسلام روانہ ہوا اسی طرف لشکر اسلام میں نقارہ جنگ
پر چوب پڑتے ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار لشکر دربار سے اٹھکر
اپنے اپنے بارگاہ و خیمہ میں گیا صاحبقران بھی اپنی بارگاہ فلک فرسا میں آئے خواجہ طیفور گردپا
بھی ہمراہ امیر با توقیر آئے ہنوز امیر کشورگیر اپنی بارگاہ میں داخل ہو کر بیٹھے تھے کہ خورشید زرین قبا
نے داخل بارگاہ ہو کر با وجہ سلام کیا صاحبقران نے خوش وقت ہوکے اُس کو مہمان کر اشارہ بیٹھنے کا
کیا خورشید زرین قبا سلام کر کے موافق اپنے رتبہ کے بیٹھا امیر با توقیر نے پوچھا کہ اے خورشید
زرین قبا اسوقت تمھارے آنے سے دل خوش ہوا کہو ملکہ کا مزاج کیسا ہے زبان دراز ہوا کہ سننے
اُن کو نہیں دیکھا ہو مشتاق اُن کی دید کے ہیں اور یہ بتاؤ کہ اسوقت تم اس تاریکی شب میں
کیوں آئے ہو اُس نے عرض کیا کہ جب سے آپ اس سرزمین میں تشریف لائے ہیں اور ملکہ نے
خبر آپکے تشریف لانے کی سنی ہے مشتاق دید بہت ہیں مگر جسوقت سے کہ طبل جنگ بجا نہیں
سے بجایا گیا ہے اسوقت سے نہایت متردد ہیں مجکو آپکی خدمت میں بھیجا ہے کہ ساتھ اپنے صاحبقران
ذی وقار کو لیکے آؤ کہ مجھے کچھ اُن سے باتیں کرنا منظور ہیں اور مشتاق دید بھی ہیں پس اگر مناسب ہو
تو میرے ہمراہ چلیے صاحبقران گفتگوے خورشید زرین قبا سنکے بہت خوش ہوے چونکہ محبوب
نے طلب کیا تھا اور شوق دید بھی بہت تھا فی الفور اٹھکر خواجہ طیفور گردپا کو ہمراہ لیکے ساتھ
خورشید زرین قبا کے چلے بعد قطع راہ خورشید زرین قبا اُسی باغ میں صاحبقران کو لے گیا
امیر با توقیر نے داخل باغ ہو کر دیکھا کہ ملکہ ہلال ابرو صحن باغ میں بالائے چبوترہ سنگ مرمر مسند زرین پر
بیٹھی ہے سرور جنگ نواز اور حضور جنگ نواز دونوں مصاحبیں ملکہ موصوفہ کی ہیں کہ ان میں ایک تو
خواجہ طیفور گردپا پر مائل ہے اور دوسری مصاحب ملکہ خواجہ خضر ان میں عمرو ثالث پر عاشق ہے
اور چند کنیزیں جلدی سے ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑی ہیں مختصر روشنی ہے کچھ کنول اور فانوسیں شمعہا کے
موئی و کافوری روشن ہیں باغ پر بہار ہے ملکہ ہلال ابرو و دیگر نازنینان گلرو کے وہاں موجود ہونے
سے زیادہ تر رونق و بہار باغ ہے ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھتے ہی ملکہ موصوفہ
کو از حد خوش ہوئے سرور جنگ نواز خواجہ طیفور گردپا کو دیکھتے ہی شادان ہو کر مسند زرین
سے اٹھی صاحبقران اُسی مسند پر بیٹھے اور وہ دونوں بلبل ایکجا ہوئے اسوقت طالب و
مطلوب کا ایکجا مسند پر بیٹھنا وہ ملکہ کا شکوہ و شکایت دوری کرنا کبھی اظہار شوق دید کرنا صاحبقران
کا عذر عدم فرصتی کرنا گاہ شوق دیدار کا اظہار کرنا کیا تحریر کیا جاسکے خیال طول عبارت کا ہے خلاصہ
یہ کہ بعد شکوہ و شکایت دوری و اظہار شوق دید ملکہ نے صاحبقران سے کہا کہ جسوقت سے میرے
والد نے طبل جنگ بجوایا ہے مجکو نہایت تردد و فکر ہے دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہے غالباً
نقابداران طلسمی سے مقابلہ ہوگا وہ نقابدار ایسے ہیں کہ اُن کو دیکھتے ہی حریف بیخود ہو جاتا ہے
خیال جنگ نہیں رہتا ہے اسی حالت میں وہ نقابداران طلسمی اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہیں خدا
اُن کے شر سے آپ کو بچاوے جہاں تک ممکن ہو اُن نقابداروں سے مقابلہ نہ کیجیے گا اُن کے سامنے

آپ کی شجاعت کچھ بھی کام نہ آئے گی افسوس اتنا کہ ہمارے بھائی جو وہ شریک خورشید زرین قبا
نے تجھ نگران نقابداروں کی بربادی کی نہ کی اگر یہ نقابدار ہلاک ہوگئے ہوتے تو آج مجھکو کیوں تردد
و انتشار ہوتا صاحبقران نے جواب دیا کہ اسے ملکہ اگر وہ نقابدار طلسمی ہیں اور اپنے حریف کو اسیر
کر لیتے ہیں مگر اُن سے ڈرنا عبث ہے خداوند عالم و عالمیان حافظ و نگہبان ہے بقولے کہ مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست۔ جو ہمارے مقدر میں کاتب تقدیر نے لکھا ہے اُس کا ظہور ہوگا
تم نے از راہ الفت کہا ہے لیکن بغیر مقابلہ ایسا کیا چارہ ہے طرفین سے طبل و نقارۂ جنگی بج چکا ہے سامان
جنگ دونوں لشکروں میں ہو رہا ہے ایک پہر شب آچکی ہے تین پہر شب باقی ہے صبح کو جو ہونا ہوگا اُس کا
ظہور ہوگا تم کچھ تردد و فکر و پریشان خاطر نہو اللہ مسبب الاسباب ہے وہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب
فتحیابی پیدا کر دیگا یہ نقابدار طلسمی کیا ہیں اگر خدا چاہے تو امر دشوار تر آسان ہو جاے غرض
اسی طور سے تا دیر باتیں باہم ہوئیں گفتگوئے از دنیا زطالب و مطلوب میں دو ساعت تک رہیں پھر صحبت
مے نوشی ہوئی کنیزیں کشتی شراب یعنی وہی عرق مقوی قلب و دماغ لے آئیں صاحبقران نے اپنے
ہاتھ سے ملکہ کو جام مے مذکور دیا ملکہ نے جام لیکر شراب مذکور پی پھر خود شراب سے ساغر لبریز کرکے
صاحبقران کو جام دیا صاحبقران نے بھی ملکہ سے مسند رحجہ بالا لیکر بصد خوشی یہ کہکر شراب پی کہ شعر
گر یار مے پلاے تو پھر کیوں نہ پیجیے | زاہد نہیں ہیں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں | ایک طرف تو امیر با توقیر ملکہ سے
ہم سخن تھے دوسری طرف اسی طور سے عمرو رخنگ لواز خواجہ طیفور کر دیا سے شکوہ و شکایت کر رہی
تھی! ہم باتیں راز و نیاز کی ہو رہی تھیں جب صاحبقران مے خواری سے فارغ ہوئے حضور رخنگ لواز
نے دست بستہ پوچھا کہ خواجہ خضران بن عمرو ثنا لسیں آپ کے ساتھ نہیں آئے کیا سبب ہوا
صاحبقران نے کہا کہ خضران ہمسے ناراض ہو کر جانب خانۂ کعبہ چلا گیا حضور رخنگ لواز کو یہ سنکر
ملال و صدمہ ہوا کیونکہ وہ خضران پر مائل ہوئی تھی اپنے محبوب کو نہ دیکھکر اور خبر اُس کی سمت
خانۂ کعبہ جانے کی سُنکے غمگین ہوئی خضران بن عمرو کا تصور کرکے آبدیدہ ہوکے خاموش بیٹھی رہی
امیر با توقیر قریب نصف شب کے ملکہ سے رخصت ہوکے اپنے لشکر کی طرف ہمراہ طیفور کر دیا کے
روانہ ہوئے اور ملکہ ہلال ابرو ہمراہ اپنی مصاحبوں اور کنیزوں کے سوئے انجم حصار گئی اور
خورشید زرین قبا بھی سمت انجم حصار گیا وہ بہار باغ کی باقی نہ رہی صاحبقران بعد قطع راہ
ہمراہ اپنے عیاروفادار کے داخل بارگاہ ہوئے بجز اشخاص مخصوص اور عورتوں مخصوص مذکورہ
کے کوئی اس حال سے ماہر نہوا جب وہ نصف شب بھی بسر ہوگئے وہ وقت آیا کہ آثار سحر بالاے
فلک ظاہر ہوئے سفیدۂ صبح گرد ولن پر عیان ہوا مرغان سحر اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکلکر
نغمہ سرا ہونے لگے اپنی زبان میں حمد خدا کرنے لگے بلبلیں نغمہ سرا ہوئیں موذنوں نے مساجد
میں بانگ اللہ اکبر بلند کی سیاہی شب کا فور ہونے لگی فلک سے دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم
بڑھنے لگی تارے بنہان ہونے لگے ماہتاب کے منہ پر اُداسی چھائی انجمن ماہ پر بلاے بربادی آ
پڑی رونق آئی عبادت گذار و طاعت گذار بہر اداے نماز سحری اپنے اپنے بستروں سے بیدار ہوکے
اُٹھے خصوصًا صاحبقران عالی مقام و بادشاہ لشکر اسلام و جملہ مردان سپاہ اسلام خواب غفلت
سے ہوشیار ہوکے واسطے پڑھنے نماز سحر کے بستروں سے اُٹھکے بعد وضو و طہارت نماز بجماعت
پڑھی بعد اختتام نماز سحر و اوراد و وظیفہ ہر ایک دینداروں نے دعاے بہبودی کونین واسطے اپنے اور

سادات و مومنین کرکے یہی درگاہ خدا میں التجا کی کہ خداوندا اگر تیری مصلحت ہو تو ہمیں شتاب
ان کفار پر فتحیاب کر ورنہ جو تیری مصلحت ہم نقابداران طلسمی سے کیا لڑین گے کیونکہ وہ طلسم بنانے والے
ہیں تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہمیں اُن پر غالب کرے گا تو غالب ہون گے ورنہ ہم اُن نقابداروں پر
غالب نہون گے غالبا مغلوب ہون گے تھوڑی دیر میں یہان سے میدان جنگ میں جائین گے
امیدوار ہیں کہ تو ہمکو عرصۂ جنگ میں ثابت قدم رکھنا دلیران جہان سے محجوب و شرمسار نہ کرنا
خوف نقابداران سے ہمکو پسپا نہونے دینا عرصۂ جنگ سے ہمیں گریزان نہونے دینا وہ ہمت و
جرأت و شجاعت اپنے لطف و کرم سے ہمیں عطا کرنا کہ اگر سر بھی کٹ جاے تو بھی قدم اپنا جنگاہ سے
نہ ہٹے یہ دعائیں جملہ اہل و دیندار کرکے سجدہ شکر کرکے مصلون سے اُٹھے صاحبقران کشورستان
نے حکم کمربندی و آراستگی سلاح جنگ دیا سپاہ نے بعجلت تمام حکم کی تعمیل کی بادشاہ لشکر اہل اسلام
و صاحبقران عالی مقام سوار ہوئے جملہ سرداران سپاہ و سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار
ہوے سواری بادشاہ ذیجاہ موصوف بجذم و حشم و شان و شوکت سوئے جنگاہ روانہ ہوئی
جملہ سردار و سوار ہمراہ رکاب ہوئے جب سواری کشل بادبہاری جنگاہ میں پہونچی انتظار
کوکب انجم حصاری کے آنے کا کیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ کوکب انجم حصاری بھی مع سپاہ
کثیر اور تین نقابداران طلسمی کے بکر و فر عرصہ کارزار میں آیا پہلے حسب قاعدہ قدیم درستی میدان
مصاف ہوئی پھر دونون طرف سے صف آرائی لشکر ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان جنگی و قوی بازو سے آراستہ کیا گیا بعد ازین دونون لشکروں سے
نقیبان خوش آواز اور کرکیت نکل کر وسط میدان جنگ میں کھڑے ہوکر جوانان ہر دو سپاہ
سے مخاطب ہوکر اس طرح اُن کو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے کہ آواز بلند گویا ہوئے اے جوانان
رشک رستم و اسفندیار والے دلاوران بےمثل روزگار آگاہ و خبردار ہو کہ دنیا اور اہل دنیا
دونون فانی ہیں ثبات کسی کو نہیں ہے جو پیدا ہوا ہے اُس کو ایک روز مرنا بھی ضروری ہے خواہ کہیں ہو
صحرا میں ہو دریا میں ہو یا بالاے کوہ ہو یا شہر میں ہو یا سفر میں ہو یا قلعہ مستحکم میں ہو یا جنگاہ میں ہو
طفل ہو یا جوان ہو یا ضعیف ہو پنجہ ملک الموت سے ہنگام مرگ نہ بچے گا لاکھ تدبیرین دفع مرگ کی
کرے گا کچھ فائدہ نہوگا وقت قضا کا ہرگز نہ ٹلے گا کسی تدبیر سے موت سے جانبر نہوگا خیال کرو کہ رستم
پیلتن و صف شکن کیسے قوت و طاقت رکھتا تھا سوا اُس کے صدہا پہلوانان قوی بازو کیسے کیسے قوی
اس دنیا میں تھے جب اُن کا جام عمر بادۂ زندگی سے لبریز ہوا اس خانۂ عالم سے چلے گئے ایک دم
بھی نہ ٹھہر سکے اسی طرح شاہان اولوالعزم صاحب تخت و تاج و سپاہ و خزانہ فزون مانند سکندر و
دارا و ضحاک و جمشید و کیقباد و افراسیاب و کیخسرو وغیرہ وغیرہ وقت مقررہ اجل پر اس
دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے سب ملک و مال چھوڑ کر خالی ہاتھ چلے گئے بجز کفن یا اعمال
نیک و بد کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے ہرچند اُن کے ملازم بڑے بڑے طبیب و حکیم تھے اور خزانہ وافر
اُن کے قبضے میں تھا مگر نہ علاج حکما سے وہ زندہ رہ سکے نہ زر خزانہ سے وہ جانبر ہو سکے کسی سے کچھ
تدبیر نہو سکی سب دیکھتے رہے وہ سوے عالم چلے گئے زیر خاک جاکر مقیم ہوئے جن کو ذرا سے بھی
گرد و غبار کا اپنے لباس و تن پر پڑنا ناگوار تھا وہ ہزاروں من مٹی میں دب گئے زیر زمین کیڑوں نے
اُن کا گوشت و پوست کھا لیا استخوان بھی باقی نہ رہے نشان اُن کی قبور کا بھی نہیں ہے اگر کسی بادشاہ

گزشتہ کا کہیں مقبرہ بھی ہے تو عبرت افزا ہے شکستہ و بوسیدہ ہے اور وہی مقبرہ وبال سے مقبرہ جنہوں نے اپنے آشیانے بنائے ہیں خس و خاشاک سے گرد و غبار بکثرت ہے کوئی ایسا دلسوز نہیں کہ انکی قبر پہ شمع روشن کرے اگر سنگ سے چادر گل چڑھاتا ہے جاروب کشی سے خس و خاشاک سے دور کرے مقبرے کی مرمت کرے غرضکہ وہ مقبرہ شاہ بزبان حال اہل دنیا سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ فاعتبروا یا اولی الابصار دیں عاقلوں کو چاہیئے کہ اس دنیائے فانی میں حیات چند نفسی کی کچھ فکر بہت بذلت و رسوائی نکریں بلکہ کسی حالت میں بھی تدبیر بقائے حیات نکریں راضی برضائے الٰہی رہیں حفاظت حیات ہر مخلوق خود اس کی موت کا سبب ہوتی ہے اس کی زندگی ہے خالق اسکا ہے اے جوانان شور شعار و اے دلیران نامدار تمکو اپنی زندگی کی تدبیر بذلت و رسوائی نکرنا چاہیے کیونکہ ایسا تدبیر سے کچھ نفع و فائدہ نہ ہو گا اگر اجل تمہاری آئی ہے تو بچانے کی تدبیر سے بھی نہ بچوگے ضرور قتل ہو جاؤ گے اور اگر تمہاری حیات باقی ہے تو کوئی تمکو قتل کر نہیں سکتا ہے یہ انسان نہ دیو نہ جن نہ ساحر نہ یہ نقابداران طلسمی جو اسوقت تمہارے سامنے موجود ہیں کیونکہ خدا تمہارا خود ایسا تعویذ حفاظت واسطے تمہارے ہے ایسی حالت میں مقتضائے عقل و ہمت و شجاعت یہ ہے کہ دلیرانہ کفار سے پیش جرح کرکے زخم سنان و تیر و شمشیر و خنجر دشمنوں پر لگاؤ پیچھے قدم نہ ہٹاؤ یہ میدان کارزار جائے امتحان بہادران ہے یہ تو تقاضائے دینداری تقریر بیان کی گئی اب لشکر کفار کے کرتوتوں کی گفتگو تحریر کی جاتی ہے کہ وہ نابکار اپنے جوانان سپاہ سے متوجہ ہوکر باواز بلند یوں کہنے لگے کہ اے دلیران میدان وفا و اے بہادران جوہر نما دیکھو آج سامنا تمہیں اہل اسلام کا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ تمکو اور تمہارے خداوندوں کو برا کہتے ہیں بدزبان و سرکش انتہا کے ہیں بیہودہ دور دراز سے یہ مسلمان لڑنے کو آئے ہیں تمہاری خونریزی پر آمادہ ہیں تمہارے بادشاہ کی بدخواہی چاہتے ہیں کہ اس کو قابو پاکر قتل کریں انجم حصار پر اپنا قبضہ کریں ساکنان انجم حصار کو اپنے دین میں لائیں سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں مساجد کی بنا ڈالیں اس شہر کو اسلام آباد کریں خلاصہ یہ کہ اہل اسلام تمہارے اور تمہارے بادشاہ کے سخت دشمن جان و ایمان ہیں ہنگام مقابلہ و جنگ خبردار ان کے حال پر رحم نکرکے ان کو تہ تیغ کرنا ان کی خونریزی میں کمی نکرنا ان دشمنوں کا مار ڈالنا بہت مناسب ہے اور وقت کارزار روگردانی نکرنا بڑھ بڑھ کر تلواریں لگانا نعرہ شیرانہ کرنا ان کے خون سے زمین میدان جنگ رنگین کرنا زخمی کو بھی زندہ نہ رکھنا پیر تیر بیٹا نہ چھوڑنا ایک ہاتھ ایسا تلوار کا لگانا کہ ہلاک ہو جائے دنیا سے جلد سوئے عدم چلے غرض الامکان ان سب اہل اسلام سے ایک بھی زندہ نہ رہنے پائے وقت جنگ مغلوب کوئی مسلمان بھاگ کر جانے نہ پائے سب کو دلیرانہ و شیرانہ گھیر کر قتل کرنا ان کے خوف سے قدم پیچھے نہ ہٹانا عزت و آبرو اپنی سر میدان جنگ نہ گنوانا مطلق ان سے خوف نکرنا کیونکہ اول تو معین تمہارا بادشاہ تمہارا کوہ انجم حصاری ہے اور یہ پانچوں نقابدار طلسمی ہیں کہ جو کسی کے ہاتھ سے قتل ہو نہیں سکتے کوئی ان کو تلوار و نیزہ و تیر و خنجر وغیرہ لگا نہیں سکتا ہے ان کو خاک و خون میں ملا نہیں سکتا ہے یہی لاکھوں کو اسیر کرسکتے ہیں سوا ان کے ہمدست جادو مالک و بادشاہ طلسم زلزلہ تمہاری حمایت و اعانت کو موجود ہے لہذا قوی دل ہو کر ان مسلمانوں سے لڑنا خبردار خبردار ہمارے کہنے پر ضرور عمل کرنا خلاف ہمارے کہنے کے نکرنا ورنہ تمہارے حق میں برا ہو گا جان بھی جائے گی ایمان بھی جاتا رہیگا القصہ اور

گرد کیست اپنی اپنی تقریر کر سکی جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان مصاف سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ صفون پر سناٹا آگیا ہر ایک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ واقع مین نقلیسا و گرد کیست سچ کہتے ہین آج نام کرنے کا دن ہی یہ میدان جنگ ہی جائے امتحان ہی شجاعت و جوانمردی اپنی دکھانا چاہیے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا چاہیے اگرچہ قتل بھی ہوجائین لیکن معرکہ جنگ سے قدم نہ سرکائین یہ خیال کرکے ہزارون بہادرون نے تلوارین علم کرکے نیام کو توڑ کر پھینکدیا صدہا دلاورون نے واسطے اظہار شجاعت و ہمت و بیخوف ہونے سینے کے سپرون کو پھینک دیا زرہین تن سے دور کین باریک لباس پہنے رہے اور گویا ہوئے کہ آج اس لباس باریک کو پہنکر لڑین گے بڑھ کر تلوارین مارین گے سینون پر بجائے سپر تلوارین روکین گے اکثر نے ارادہ کیا کہ پہلے ہم صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین جا ٹہرین مبارز کو طلب کرین شور جنگ اس کو دکھاکر قتل کرین سر میدان جنگ نام کرین دیکھنے والے تحسین و آفرین کرین ہنوز کوئی دلاوران مذکور سے صفوف لشکر سے نہ نکلا تھا فقط ارادہ ہی کیا تھا کہ لشکر کوکب انجم شماری سے نقابدار جو ردا الٹا مرکب کو جولان کرکے وسط میدان کارزار مین آیا سب نے دیکھا کہ اس کے پاس نہ تلوار ہی نہ نیزہ ہی نہ تیر و کمان ہی نہ خنجر ہی کوئی حربہ آلات حرب و ضرب سے نہین ہی ابھی سب اہل اسلام نقابدار مذکور کو دیکھ رہے تھے کہ اس نے آواز بلند کہا اے گروہ اہل اسلام تم مین سے جس کو حوصلہ جنگ ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا صاحبقران نے اپنے لشکر کی داہنی طرف دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکال کر روبروئے صاحبقران ممدوح آکر طالب اذن جنگ ہوا صاحبقران نے اس کو اجازت جنگ دی وہ دلاور مرکب جولان کرکے سوئے نقابدار مذکور گیا جب روبرو اس کے پہونچا مرکب کو روک کر پھر نقابدار مذکور نے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہی تو نے مجھ سے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ میرے روبرو آیا شاید اپنی زندگی و راحت و آرام و آزادی سے بیزار ہی جو تو نے ایسا ارادہ کیا ہی سہراب نے جواب دیا او نقابدار آگاہ ہو کہ نام میرا سہراب ہی فرزند دلبند لندھور کا ہون تنہا عالم روزگار سے ہون تیری تو کیا حقیقت ہی کسی سے ہنگام جنگ نہین ڈرتا ہون زندگی و حیات گو سب کو عزیز ہی مگر مجکو دین اسلام کی ترقی چاہتے ہین اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہوکر مرتبہ شہادت پانے مین عزیز نہین ہی اب توقف نکر کوئی وار کر اس نے جواب دیا کہ میرے پاس تلوار و تیر و نیزہ نہین ہی کہ جس سے تجھپر وار کرون پہلے تو میری صورت پر نظر کر بعدہ چلا تجھپر ضرب شمشیر لگانے کا یہ کہکر نقاب اپنے چہرے سے اٹھاکر کہنے لگا مصرع اے جوان بنگر مرا شاید کہ بشناسی مرا سہراب بن لندھور نے جو اس کے رخ زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی اس پر شیفتہ و فریفتہ ہوگیا اظہار عشق کرنے لگا طالب وصل زن خوب رو شکر ہونے لگا بیقراری و بیتابی دل بیان کرنے لگا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا از خود رفتہ ہوگیا کچھ خیال جنگ و جدال نرہا دوست و دشمن کی تمیز نرہی دونون ہاتھ اس کی طرف بڑھاکر گویا ہوا کہ مجکو شوق ہم آغوشی از حد ہی نقابدار نے جواب دیا اے سہراب ابھی تو آمادہ جنگ تھا میرے قتل کرنے کو آیا تھا سلاح تن پر آراستہ کرکے بقصد جدال میرے سامنے آیا تھا اب کہی تو مجھسے اظہار محبت و الفت کرتا ہی معلوم ہوا کہ تو کاذب ہی اور سزا اسکا ذبح مین نے یہ تجویز کی ہی کہ اس کو اسیر کرون یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈال کر زنجیر و طوق

طلب کرکے اُس کو طوق و سلاسل میں اسیر کیا سہراب نے بخوشی و خرمی اپنے تئیں اسیر کرا دیا اور بہنگام اسیری یہ کہا کہ خوشا مقدر میرا کہ تجھ ایسا محبوب دلجو مجھے اپنے اس دست ناز کسا سے اسیر کرے گا ابھی معلوم ہوتا ہے کہ تو مجکو اپنے ہاتھ سے اسیر کرتا ہے غرض نقاب دار حورا نقا سہراب بن لنڈھور کو غل و زنجیر میں اسیر کر کے پکارا کہ اس قیدی کو لے جا کر زندان میں اسیر کرو ملازمان کوکب انجم حصاری فی الفور آئے اور سہراب بن لنڈھور کو سوئے زندان لے گئے اہل اسلام کو اسیری سہراب بن لنڈھور سے نہایت صدمہ ہوا خصوصاً صاحبقران و بادشاہ اہل اسلام کو رنج و غم زیادہ ہوا اُس طرف کفار خوش ہوئے خصوصاً کوکب انجم حصاری اور سارق بن لقا بہت خوش ہوئے بعد خوش ہونے کے سارق بن لقا نے بختگان سے مسکرا کر دیکھا تو نے کہ سمجھے عقل جلکی کیا تقدیر معقول کی کہ بغیر شمشیر و نیزہ و تیر لگائے اور بغیر لڑائی ہوئے اہل اسلام خود اپنے شکم بخوشی اسیر کرائے دیتے ہیں مثل سہراب کے یہ تمام اہل اسلام اسیر ہو جائیں گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی قید ہو جائیں گے جب یہ کل اہل اسلام قید ہو جائیں گے اسوقت ہم ایسی تقدیر کریں گے کہ سب قتل ہو جائیں گے ملک بھی یعنی بختگان نے عرض کیا کہ خداوند تقدیر تو آپنے خوب کی ہے مگر پلٹا نہ دیجیے گا پیشتر ایسا ہو چکا ہے کہ آپ تقدیر کرتے ہیں تقدیر پلٹ بھی دیتے ہیں اور خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہے فتح مبدل بہ شکست ہو جاتی ہے مگر دل میں کہا کہ یہ نابکار کیا تقدیر کرے گا خود اس کی تقدیر گردش میں ہے گلستان باختر سے [illegible] کہتا ہوا آیا ہے بدی مقدر نے در بدر کی ٹھوکریں کھلوائی ہیں کو بکو پھرایا ہے کوہ کوہ دشت دشت صحرا صحرا قدم فرسا کیا ہے عبث اپنی خداوندی مانند دال کے بگھارتا ہے اس کی تقدیر تو دال ہے کہ یہ کافر [illegible] کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا ہے ناحق اپنے تئیں خداوند کہلاتا ہے بندوں کو گمراہ کرتا ہے ابھی کہا خوش ہو [illegible] اور بختگان اپنے دل میں تقریر مذکور بالا کر رہا تھا کہ ایک نقابدار نور اللقا نے پھر مبارز طلب کیا امیر با توقیر نے پھر سوئے میدان دیکھا فوراً یوسف مکرانی صف لشکر سے نکلا اذن جنگ امیر با توقیر سے حاصل کر کے جانب نقاب دار مذکور گیا بعد گفتگوئے دریافت نام و نشان و اظہار اسم و تنہا عشق حریف نقاب دار مذکور نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کر کہنے لگا کہ اے یوسف مکرانی دیکھو مجکو شاید کہ پہچانو مجکو یوسف مکرانی نے جو اس کی صورت پر نظر کی دیکھتے ہی بدل و جان خریدار اس کا ہو گیا حواس [illegible] درست نہ رہے اس سے اظہار عشق کرنے لگا نقابدار نے کہا کہ اگر تم ہماری عاشقی کا دعویٰ کرتے ہو تو آؤ ہم تم کو اسیر کریں تمہارا امتحان کریں دیکھیں کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو یا نہیں یوسف مکرانی نے جواب دیا کہ ہم سچے عاشق ہیں بسلم واسطے امتحان دینے کے موجود ہیں نقابدار مذکور نے زنجیر و طوق بیڑیاں ہتکڑیاں طلب کر کے اُس کو اسیر کرا دیا پھر مردم کو طلب کر کے کہا کہ لے جاؤ اس کو بھی جہاں سہراب بن لنڈھور کو اسیر کیا ہے اس کو بھی قید کرو وہ ملازم فی الفور لے گئے پاس سہراب بن لنڈھور کے اس کو بھی قید کیا پھر نقابدار نے مبارز طلب کیا مملوک بن مالک صف لشکر سے نکل کر اجازت رزم لے کر گھوڑے کو دوڑا کر طرف اُس نقابدار کے گیا نقاب دار نے نام دریافت کر کے نقاب اٹھا کر کہا کہ ذرا دیکھو تو سہی تو مجکو بھی پہچانتا ہے جو لڑنے کو مجھ سے آیا ہے مملوک اس کے رخ پر نظر کرتے ہی بیخود و بیحواس ہو گیا اُس کی عاشقی کا دم بھرنے لگا اظہار محبت و

الفت کرنے لگا نقاب دار نے کہا کہ تمھارے قول کا ہمکو یقین کیونکر ہو عملوک نے کہا کہ میری الفت و محبت کا امتحان کر لو اگر کہو تو آگ مین کود پڑون اگر حکم کرو تو دریا مین اپنے تئین گرا دون اگر تمھارا فرمان ہو تو اپنی تلوار سے اپنے گلے کو کاٹون غرضکہ جو کہو وہ حکم بجا لاؤن مجھے کچھ عذر نہین ہی نقاب دار نے کہا کہ اچھا ہم تمکو گرفتار کرتے ہین آگے آؤ عملوک قریب آگیا اُس نے بدستور مرقوم اس بہادر کو بھی زیور آہنی سے آراستہ کرکے ملازمون کے حوالے کیا وہ اس دلاور کو بھی لے گئے اسی زندان مین اسے بھی قید کیا تھا ہر مرتبہ اسیری سردار سپاہ لشکر اہل اسلام سے ازحد شادمان ہوتے تھے باجے خوشی کے بجاتے تھے باہم کہتے تھے کہ یہی نقابدار اسی طور سے چند مدت مین ان سب اہل اسلام کو اسیر کرلیگا سارق بن لقا بھی کہ سامنے لشکر اہل اسلام کے بالاے تخت زرین سوار تھا اور پہلو مین اُس کے سخنگان حجرے پر بیٹھا ہوا تھا ہر مرتبہ کہتا تھا کہ اے شیطان درگاہ من دیدی کہ چہ خوش تقدیر کردہ ام سخنگان جواب دیتا تھا کہ تقدیر تو معقول کی ہی مگر ثبات اس تقدیر کو ہونا چاہیے اور یہ نا ممکن ہی کیونکہ زمانہ ایک رنگ پر نہین رہتا ہی دگرگون ہو جاتا ہی مین نے بارہا دیکھا ہی کہ جب اہل اسلام پر کوئی سختی ہوتی ہی اور وہ قتل ہوتے ہین یا اسیر ہوتے ہین تو منجانب خدا و از طرف غیب اُن کی مدد ہوتی ہی کوئی نہ کوئی اُن کا معین و مددگار آکر اُن کو اُس بلا سے بچاتا ہی پس کیا عجب ہی کہ اب بھی صاحبقران اور اُن کے سرداران سپاہ پر وقت تنگ ہی کوئی اُن کا مددگار بحکم خدا سے یہان آئے اور اس نقاب دار کے شر سے اہل اسلام کو بچالے سارق بن لقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ من آگاہ ہو کہ ابھی مین نے تقدیر مضبوط کی ہی بودی نہین کی ہی اس تقدیر کو ثبات حاصل ہوگا اُس نے کہا کہ مجھے یقین نہین کیونکہ مصرع - چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ اند - ابھی سخنگان سارق بن لقا سے ہم سخن تھا کہ نقاب دار نے پھر اپنا حریف طلب کیا جانب یسار سے ایک سردار مسمی بہمن کوہی صف لشکر سے نکل کر صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوا اسیر کشور گیر نے اُس کو اجازت جنگ دی وہ دلاور گھوڑا جولان کرتا ہوا سوے نقاب دار مذکور روانہ ہوا جس وقت روبروے نقابدار حورلقا گیا وہ بھی شکل اُس کی دیکھتے ہی مثل سہراب بن لشکر صور و یوسف عراقی و عملوک بن مالک کے فریفتہ نقاب دار مذکور ہو کر جنگ سے باز رہ کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا الفت اپنی ظاہر کرنے لگا نقاب دار مذکور نے نقاب اپنے رخ پر ڈال کر دست و پا مین اُس کے بیڑیان ہتکڑیان گلے مین طوق خاردار ڈال کر سلاسل مین گرفتار کرکے بدستور مرقوم ملازمون کے حوالے کیا وہ اُس دلاور کو زندان مین لے گئے اسی طرح صمصام فیل زور و ایوب سالم مصری و ابو سہیل مصری و حمید دکھنی و معالی ہمدانی و شمسہ عراقی و اعظم عظیم الجثہ و چمن زاد یونانی سرداران سپاہ اہل اسلام کو دو پہر روز تک اسیر کیا جب بارہ سرداران نامی و نامور کو اسیر کر چکا بوجہ حرارت آفتاب و خستگی کے میدان جنگ سے لشکر کوکب انجم حصاری مین چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار سرخ پوش مسمی نقابدار گلرخسار کہ نام صحیح اُس کا یہی ہی لشکر سے نکل کر مرکب کو جولان کرکے وسط میدان مصاف مین پہنچ کر سوے لشکر اہل اسلام دیکھ کر پکارا کہ اے گروہ اہل اسلام تم سب مین جس کو دعوے شجاعت و دلاوری ہو وہ مجھسے آکر مقابل ہو مین اس میدان رزم مین نئے آیا ہون گویا موسم بہار آیا ہی اور فصل بہار

مین اکثر مردم کو وحشت و دیوانگی و ازخود رفتگی سے صحرا نوردی و جامہ دری اچھی معلوم ہوتی ہے لہذا تم سب مین جس کو میرے گلہائے عارض کی بہار دیکھنی منظور ہو وہ آئے دیر نہ لگائے کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا یہ کہکے خاموش ہوا اہل اسلام اس نقابدار دوم سرخ پوش کی گفتگو سنکے باوجود اسیر ہوجانے بارہ سرداران لشکر کے خائف و ترسان ہوکر اسیری و قتل سے خوفناک ہوکر جادۂ جان نثاری و شجاعت و دلاوری پر قدم رکھکر بدل و دل و دانستہ اسیری منظور و قبول کرکے آمادہ صفوف لشکر سے نکلنے اور مقابلہ کرنے پر ہوئے مگر سب سے پہلے افتخار چینی سردار زبردست و نامور نے جانب میسرۂ لشکر سے سمند اپنا نکالا پھر صاحبقران سے رخصت عرصۂ کارزار لے کر بعد شوق جنگ سوئے نقابدار سرخ پوش روانہ ہوا بعد قطع راہ روبرو اُس کے جاکر مرکب کو روککر ٹھہرا نقابدار مذکور نے پوچھا کہ اے جوان تنومند و قوی بازو نام تیرا کیا ہے بہت تیز و تند میری طرف آیا ہے آلات حرب و ضرب بھی اپنے تن پر آراستہ کیے ہے زرہ و بکتر و چار آئینہ سے مردانہ مزین ہے یہ سب آلات حرب و ضرب و سلاح جنگ آیا کس واسطے تو نے اپنے تن پر آراستہ کیے ہین بہادر مذکور نے جواب دیا کہ او نقابدار گلرخسار سرخ پوش آگاہ ہو کہ نام میرا افتخار چینی ہے مین وہ بہادر و دلاور ہون کہ اقلیم چین مین مجھ سا کوئی بہادر نہ تھا نہ اب ہے مین نے ہزارہا دلاورون کو سر میدان جنگ ضرب ہائے گرز نیزہ و شمشیر سے ہلاک کیا ہے شہرون مین شہرہ میری شجاعت کا ہے کوئی دنیا مین دلاورون سے ایسا نہین ہے کہ میری بہادری سے آگاہ نہو اگر تو بہادر ہے تو ضرور تو نے بھی میری دلاوری سنی ہوگی یا اخبار مین میری شجاعت کے حالات دیکھے ہونگے آج ان آلات حرب و ضرب سے تجھے قتل کرونگا ہرچند کہ تو سرخ پوش ہے مگر تجھکو بضرب گرز گران ہمہ تن خون سے رنگین کرونگا نام و نشان تیرا دنیا مین نہ رکھونگا تیرا نام گلرخسار ہے بہار گلشن عدم تجھے شمشیر آبدار میری دکھلائے گی رنگین چمن شباب مین تیرے خزان آئیگی او گلرخسار تیری بہار گل رخسار اب باقی نرہیگی خلش خار فنا سے تجھکو اذیت ہوگی موسم بہار حیات تیرا آخر ہوا زمانہ خزان مرگ تیرا قریب آگیا آمادہ سفر عدم ہوجا کہ اب گل حیات تیرا خزان دیدہ ہوا چاہتا ہے اور یہ زرہ و خود و چار آئینہ و بکتر مین اسواسطے اپنے تن پر آراستہ کیے ہون کہ ضرب شمشیر دشمن سے اعضا میرے محفوظ رہین تلوار کارگر نہو نقابدار سرخ پوش نے جواب دیا کہ تو نے برا عزم کیا ہے تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو شجاعان جہان سے ہے میرے چمن ہستی کو ویران کردینے کا ارادہ کرتا ہے پھر مجھکو قتل کرنا چاہیے میری صورت پر نظر کرکے مجھکو پہچان لو یہ کہکے اُس نے اپنے رخ سے نقاب اٹھائی افتخار چینی نے اس کے رخ زیبا پر نظر کرتے ہی عزم جنگ و جدال فسخ کیا اُس کے چہرۂ زیبا کو دیکھکر نقش و نگار چینی بھول گیا ازخود رفتہ ہوکر محو جمال روئے نقابدار ایسا ہوا کہ گویا نقش بر دیوار بن گیا پھر دیوانہ ہوکر جوش وحشت سے صحرا نوردی کا ارادہ کرکے آلات حرب و ضرب اپنے تن سے دور کرکے جیب و گریبان چاک کرنے لگا لباس کے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرکے یہ شعر اپنی زبان پر لایا کہ شعر تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا ہے اسی حالت دیوانگی مین اظہار عشق کرکے روتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی کچھ خیال کرکے اپنے ہاتھون سے سر اپنا پیٹتا تھا موئے سر نوچتا تھا آخرکار مرکب سے اتر کر لباس اپنا زیادہ تر پارہ پارہ کرکے اور عزم صحرا نوردی جوش جنون مین

کرکے یہ مطلع اپنی زبان پر لایا - مطلع قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو
نقاب دار سرخ پوش نے پوچھا کہ اے افتخار جہانی کہو کیا ارادہ ہے اب ہمکو قتل کروگے یا سوئے
صحرا جاؤگے دشت کی ہوا کھاؤگے اُس نے کہا کیا مجال میری کہ تجھ ایسے حسین دلربا پر ہاتھ اٹھاؤں
ٹوٹ جائے وہ ہاتھ جو تیرے قتل کے واسطے اٹھے اور پھوٹے وہ آنکھ جو تجھ ایسے جوان محبوب کو بُری نظر سے دیکھے
ہاں شوق دشت نوردی ہے ہواے صحرا مرغوب دل ہے چاہتا ہوں کہ سیدھا یہاں سے بیابان جاؤں
نقاب دار نے کہا کہ اگر ارادہ صحرا کی طرف جانے کا ہے تو زرین بطوق و سلاسل ہوکر جانب صحرا جاؤ
بہار دشت دیکھو جنگل کی ہوا کھاؤ گردباد کا تماشہ دیکھو خود بھی خاک اڑاؤ افتخار جہانی نے کہا کہ
بہتر تو ہے کہ زیور آہن پہنکر شور و غل کرتا ہوا سوئے بیابان جاؤں کیونکہ فصل بہار آگئی ہے جس طرف
دیکھتا ہوں سبزہ زار و گلزار نظر آتا ہے نقاب دار نے کہا کہ اچھا ہمارے قریب آؤ دلاور مذکور حالت
دیوانگی میں نزدیک اُس کے گیا اُس نے سلاسل میں گرفتار کرکے ملازموں کو بلاکر کہا کہ یہ ہمارے
شیفتہ حسن و جمال ہیں سبا در عالیم المثال ہیں ہمارے عشق میں دیوانے ہوگئے ہیں آلات
حرب و ضرب ان کے اٹھاکر ان کو منزل دیوانگان یعنی زندان میں لیجاؤ یہ پابند سلسلہ محبت و
الفت ہیں زندان میں ان کو بند کرو بعد دو تین ساعت کے ان کو ہوش آئیگا جوش جنون
دور ہوگا ملازم مذکور سردار سپاہ مسطور کو سوئے زندان لے گئے جملہ اہل اسلام اسیری افتخار جہانی
پر متاسف ہوکر مغموم ہوئے علی الخصوص صاحبقران کو صدمہ ہوا لیکن اقوام کفار کو خوشی
حاصل ہوئی سارق بن لقا شادان و فرحان گرفتاری افتخار جہانی سے ہوکر سخنگان سے
مخاطب ہوکر کہنے لگا دیکھو اے شیطان درگاہ من اب تمھنے عنوان گرفتاری اہل اسلام تقدیر کرکے
بدل دیا ہمکو منظور رہا کہ اہل اسلام تمام دیوانہ وار خود رفتہ ہوکر خود اسیری اپنی بخوشی منظور
کریں اُس نے عرض کیا کہ کہیں بھولے سے برعکس تقدیر نہ سمجھیے گا نہیں تو غضب ہوجائیگا یہاں سے
بھی بھاگنا ہوگا بالفعل یہ جاے امن و راحت ہے بعد ایک مدت کے یہاں باطمینان چند روز بسر
ہوئے ہیں حالانکہ اطمینان خاطر بخوبی نہیں ہے آج گرفتاری اہل اسلام کی خوشی ہے کل نہیں معلوم
کیا ہوگا سارق بن لقا نے کہا کہ اب اور کچھ بھی نہ ہوگا بس یہی ہوگا کہ جملہ اہل اسلام مع صاحبقران
و بادشاہ لشکر اہل اسلام سب اسیر و گرفتار ہوں گے ملک جی یعنی سخنگان نے عرض کیا کہ مجھے
یقین نہیں ہے کہ یہ سب اہل اسلام اسیر ہوجائیں گے غرضکہ بعد اسیر کرنے افتخار جہانی کے نقاب دار
سرخ پوش نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ لشکر اہل اسلام سے جمہور دیو بند نعمانی واسطے اُسکے
مقابلے کے گیا بعد گفتگوے بسیار نقاب دار نے اُس کو چہرہ اپنا دکھاکر دیوانہ کرکے مثل افتخار جہانی
کے اسیر کرکے ملازموں کے حوالے کیا وہ زندان میں لے گئے کہاں تک تفصیل لکھا جائے مختصر
یہ کہ قریب شام تک نقاب دار سرخ پوش نے پینتیس ۳۵ سرداران سپاہ کو شکل اپنی نقاب اٹھاکے
دکھلاکے دیوانہ کرکے اسیر کیا نام اُن کے یہ ہیں شیر افگن آسا غورض عقبان شیر ہیثم
ہمدانی سہیم ناوک فگن منصور شامی سرخ کلاہ شہزادہ اقتدار بلند قدر شہزادہ فرخ کیوان
بخت یامینی گیو حشم قسیم ابن موسی شیر افگن جمیل شغزن سیستانی
کمال سیستانی فرخ زاد وہلی جمہور دیو بند ہیثم دمغی مقبول تبریزی نعمان
کجکلاہ سعید مکرانی سہیل خاوری نیزہ دار شیر کلاہ ہیثم خیبری کرز نیزہ دار

احتشام غازی ۔ ہلال تیغ زن ۔ رافع فیل زور دکھنی ۔ تہور فراخ پیشانی ۔ فرخ خشمگین ۔
کمال تیر انداز ۔ حران عراقی ۔ خالد زنگباری ۔ مبارک خنجر گذار ۔ رسد ہمدانی نعرہ زن
شہزادہ منصور رومی ۔ ہنوز نقاب دار سرخ پوش نے شہزادہ منصور رومی کو نقاب اپنی اٹھا کے
صورت اپنی دکھا کے دیوانہ اُس کو کر کے سلاسل میں گرفتار کر کے سوئے زندان روانہ کیا تھا اور
ارادہ کیا تھا کہ پھر مبارز طلب کرے کہ یکایک ایک غبار عظیم جانب جنوب سے ایسا بلند ہوا کہ مردان
ہر دو لشکر اُس غبار عظیم کو دیکھتے ہی متردد ہوئے نقاب دار سرخ پوش بھی جانب غبار دیکھنے لگا ۔
دل میں کہنے لگا کہ یہ غبار عجیب غبار ہے ایسا غبار کبھی آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ
آثار آندھی آنے کے ہیں تو بھی ذہن قبول نہیں کرتا کہ ایسا غبار آندھی کا نہیں ہوتا ہے بظاہر یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آمد سپاہ کثیر ہے یہ خیال کر کے مبارز طلب کرنے سے باز رہ کر سوئے غبار دیکھنے میں مصروف ہوا
مردان ہر دو سپاہ بھی متوجہ جانب غبار مذکور ہوئے ہر ایک موافق اپنی فہم کے دوسرے سے
کہنے لگا کہ کیا یہ آندھی زور شور سے آتی ہے اُس نے جواب دیا کہ کہیں سے کوئی شاہ و شہریار بجمعیت فوج
بسیار ادھر آتا ہے سارق بن لقا بھی سمت غبار دیکھ کر سنگ گان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے
شیطان درگاہ میں حالانکہ تقدیر کے دام میدانی اُس نے جواب دیا واہ واہ خود آپ نے تو نئی
تقدیر کی ہے اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تقدیر کی ہے مجھے کیا علم لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تقدیر
بری کی ہے کہ جس سے آپ کی لاش پر کچھ رنگ خرابی دکھائے گی یا قتل کرائے گی یا پھانسی دے گا
ابھی سنگ گان سارق بن لقا سے ہم سخن تھا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ
لشکر اہل اسلام و تمامی مردان لشکر اہل اسلام جانب اسی غبار عظیم کے دیکھ رہے تھے اُدھر نقابدار
سرخ پوش مسمی کلر ضمار سمت غبار عظیم سے دست بردار ہو کر دیکھ رہا تھا کوکب انجم حصاری
و سارق بن لقا و سنگ گان وغیرہ بھی سب متحیر ہو کے طرف غبار عظیم مذکور جو سمت جنوب سے
اٹھا تھا نگران تھے کہ یکایک دست باد تند و تیز سے دامن غبار چاک ہوا جملہ کفار و اہل اسلام
نے دیکھا کہ آمد جلوس و لشکر گران ہے پھر ہر ایک کافر و مسلمان متفکر ہوا کہ یہ لشکر عظیم کس کا ہے حبا لشکر
کو کام ہے اور یہ لشکر اس طرف کیوں آتا ہے کوئی معین و مددگار کوکب انجم حصاری کا آیا ہے یا کوئی
ناصر ہمرکاب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا آیا ہے غرضکہ سب اسی فکر و تردد میں تھے کہ
سامنے سے ایک فیل کلان جس پر جھول نہایت زرین تھی پیدا ہوا اُس پر نشان شیر تھا بعد اُس کے دو
دو ہاتھیوں کی قطار آئی جن کی جھولیں زرین اور ہودے نقرئی و طلائی فیل بان نوجوان
پگڑیاں سروں پر رکھے ہوئے اور بانات زرق برق پہنے ہوئے کج بانک ہاتھوں میں لیے ہوئے
آنے لگے سو ہاتھی اسی طور سے گذر گئے بعد اُن کے قطار در قطار اونٹ آنے لگے اونٹوں پر بھی
عمدہ و نفیس و پر زرنگاری عماریں اُن کی شتربان اُن پر لباس معقول پہنے ہوئے بیٹھے تھے کئی ہزار
اونٹ بھی اسی طرح سے گذر گئے بعد ازاں نوبت و نقارے کی صدا آئی شہنا نواز شہنا کو دم دیتے ہوئے
نہایت خوبی سے بجاتے ہوئے نقارچی نقار خانوں میں بیٹھے ہوئے نقاروں کو بجاتے ہوئے گذرے
بعد ازاں چوبدار برچھی بردار و برچھے بردار بیشمار سیٹیاں و جھنڈیاں رنگ برنگ و زرین ہاتھوں میں
لیے ہوئے گذر گئے پھر دو دو سواران جنگی مسلح و مکمل مرکبوں پر سوار آنے لگے ہر رسالہ و گروہ کے
ساتھ سردار و علم بردار علم کو جلوہ دیتے ہوئے شان و شکوہ دکھاتے ہوئے سردار گروہ و رسالہ دار نامی و

۱۲۱۱

نامدار تہور شعار آہستہ آہستہ خرامان خرامان گزرنے لگے یہان تک کہ نو لاکھ سوار اسی طور سے گذرے بعد ازان دو بادشاہ ذی وقار تختہاے زرین پر سوار کہار تخت اٹھائے ہوے اور گنبد طلائی اُن پر جو جواہر کار واز حد خوبی سے آراستہ تھا درویش آفتاب صورت لباس زرین و زرق برق پہنے ہوے کہ جس پر اچھی طرح بوجہ چمک اور ضو کے نظر نہ پڑ سکتی تھی بیٹھے ہوئے نقیب و چوبدار عصا بردار آگے آگے باواز بلند پکارتے ہوئے مطلع ہمیشہ ہو ترقی حشمت و اقبال و دولت کی پھر سوار و ہرکارہ پیشاہ ذرہ پوش و مہ صورت کی پلٹنیان و بیسار پانچ چار نقیب دار سبز پوش مرکبون پر سوار ایک علمدار خاص کل سپاہ ذی جاہ علم ہاتھ مین دلیرانہ لیے ہوئے مرکبون پر سوار زیر سایہ علم سپہ سالار فرامرز ثانی نامدار نقیب دار ہر ایک علم پر حمد خدا اور نعت جناب ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم یہ سب بھی قریب آگئے درمیان دونون لشکرون کے گذر کے درویش آفتاب صورت نے دونون لشکرون پر بغور نظر کرکے میدان جنگ مین دونون لشکرون کو صف آرا دیکھکے سواری اپنی ٹھہرا کے باواز بلند کہا کہ یہ صف آرائی ہر دو جانب کیون کس واسطے لڑتے ہو باہم جنگ و جدال کیون کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ جنگ و جدال موقوف کرو باہم صلح کرو اگر صلح نکرو گے تو اب ہم یہان آئے ہین فیصلہ کر دین گے یہ تقریر کوکب انجم حصاری اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے سنی دونون کو حیرت ہوئی کہ یہ درویش بایں عظم و شان و شوکت کون ہے کہان سے آئے ہین یہ کیا فیصلہ کرین گے آیا دونون لشکرون کا فیصلہ کرین گے یعنی دونون لشکرون کو قتل کرین گے یا فیصلہ بایں معنی کہ فساد و محبت و دشمنی باہمی کو دور کرین گے امیر باتوقیر اور کوکب انجم حصاری بھی تو اسی فکر و تردد مین رہے درویش موصوف کے حکم سے سواری آگے بڑھی سب نے دیکھا کہ جانب شمال جا کر مقام اسی سبزہ زار مین درویش موصوف علیحدہ دونون لشکرون کے بارگاہ و خیام بکثرت برپا و ایستادہ کرا کے فروکش ہوئے لشکر نو لاکھ کا اترا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ اپنی اپنی سواری سے اتر کر داخل بارگاہ و خیمہ ہوا چونکہ لشکر درویش آفتاب صورت کے آنے اور دیکھنے مین لڑائی موقوف ہو گئی تھی اور اس عرصے مین شام بھی ہو گئی تھی نقیب دار سرخ پوش طبل بازگشت بجوا کر مع کوکب انجم حصاری و سارق بن لقا و تمامی سپاہ بصد خوشی و خرمی فرودگاہ سپاہ پر گیا اس طرف صاحبقران بھی مع اپنے تمامی لشکر اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر کے محزون و ملول سمت لشکر گاہ روانہ ہوئے جیسے فرودگاہ سپاہ پر پہونچے بادشاہ لشکر اہل اسلام معصوم تخت زرین سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئے پھر صاحبقران موصوف و جملہ سرداران سپاہ موجودہ بھی اپنے مرکبون سے اتر اتر کر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ تنون سے دور کیے بعد ایک دو ساعت کے دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین صاحبقران اور جملہ سرداران سپاہ موجودہ جا کر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین پر رونق افزا تھے اور جس قدر سرداران سپاہ نقیب داروں کی صورتین دیکھکر فریفتہ و دیوانے ہو کر اسیر و گرفتار ہو گئے تھے ان کے دنگلون پر غاشیے ڈالدیے گئے تھے اور وہ سرداران اسیر شدہ بعد اسیری دو چار ساعت کے زندان مین ہوشیار ہو گئے تھے دیوانگی و عشق و الفت کا اثر ان مین کچھ بھی نہ رہا تھا حیرت سے اپنے حال پر نظر کرتے تھے طوق و زنجیر وغیرہ مین جکڑے ہوئے زندان مین بیٹھے تھے باہم کہتے تھے

کہ نہین معلوم ہمکو کس نے اسیر کیا ہم کیونکر اسیر ہوگئے یہان ہمکو کون لایا کس نے ہمکو قید کیا
ہم تو اپنے لشکر سے نکل کر نقابداران سے لڑنے کو گئے تھے پھر نہین معلوم کیا ہوا اس زندان مین
آکر بعد دو چار ساعت کے ہمکو ہوشیاری اور اپنے حال سے آگاہی ہوئی سرداران گرفتار شدہ
تو زندان مین متحیر ہوکر باہم گفتگو کے حیرت آمیز اسیری کرتے ہین زندان مین مبتلائے طوق و سلاسل
ہین مگر اب حال دربار بادشاہ لشکر اسلام بیان کیا جاتا ہے کہ جب دربار آراستہ ہوا بادشاہ لشکر اہل اسلام
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ نہین معلوم یہ دونون نقابدار کیسے بلائے روزگار تھے کہ انکی
صورتین دیکھتے ہی سینتالیس سرداران لشکر اسلام نے بغیر جنگ و جدال دست نقابداران سے
اپنے تئین اسیر کرا دیا اور بعد خوشی اسیر ہوکے سوئے زندان چلے گئے صاحبقران نے بادب تمام
جواب دیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون نقابدار طلسمی ہین اسی وجہ سے سرداران اسیر شدہ
صورت اُن کی دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگئے ورنہ وہ سب شجاع و بہادر ایسے ہین کہ وحید عصر ہین اور
فرید روزگار ہین ایک ایک اُن مین ہزارون سوارون سے میدان جنگ مین لڑ سکتا ہے ہزارون کو
شکست دے سکتا ہے بعد ذکر نقابداران و سرداران مذکور کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے خواجہ طیفور رگر دیا سے فرمایا کہ اے خواجہ ذرا لشکر درویش آفتاب صورت مین جاکر دریافت تو کرو
کہ یہ فقیر کون ہے کہان سے آیا ہے بڑے شان و شوکت و جاہ و حشمت سے اس طرف آیا ہے کیا ارادہ رکھتا ہے
خواجہ طیفور اُسی وقت رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر درویش مذکور روانہ ہوئے
بعد قطع راہ داخل لشکر ہوکر دربار مین گئے دیکھا کہ درمیان مین بارگاہ فلک فرسا و بادشاہ ذی وقار
برابر دو تختون زرین پر بیٹھے ہین اور چار پانچ نقابداران سبزپوش عمدہ و نفیس دنگلون پر بصد
صولت و شوکت جلوہ گر ہین اور اکثر سرداران سپاہ بھی دنگلون پر بیٹھے ہین درویش مذکور اُسی اپنے
گنبد طلائی مین بہ نخوت رعب و صولت بیٹھے ہین حاضرین دربار بادب تمام حاضر دربار رہین دربار شاہانہ ہے
کوئی ادب و رعب سے درویش موصوف سے بات نہین کرتا ہے سب بادب خاموش بیٹھے ہین ابھی طیفور
گر دیا داخل دربار مذکور ہوکر بصورت مبدل دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُس درویش نے ایک نقابدار سے
متوجہ ہوکے کہا کہ آج ہم ہنگام شام یہان آئے ورنہ آج ہی ان دونون صاحبان ہر دو لشکر و سپاہ
کا فیصلہ بعنوان احسن کر دیتے خیر آئندہ دیکھا جائیگا اُس نقابدار سبزپوش نے عرض کیا کہ آپ بجا
فرماتے ہین جب تک آپ فیصلہ نفرمائینگے یہ دونون شاہ و شہریار باہم جنگ و جدال سے باز نہ آئینگے
کشتہ و خون ہر دو طرف سپاہ ہوا کریگا ہزارہا بندگان خدا کی جانین تلف ہونگی یہ گفتگو نقابدار
مذکور کرکے خاموش ہوا خواجہ طیفور رگر دیا یہ تقریر فقیر و نقابدار سنکے کچھ اپنے مطلب کی بات
سننکے بارگاہ درویش سے باہر نکل کر اہل لشکر سے بصورت فقیر و سائل پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے کہان سے
آیا ہے صاحب لشکر کون ہے کیا اُس کا نام ہے مین ایک سائل محتاج ہون دور سے باُمید حاجت روائی
آیا ہون سواران لشکر نے جواب دیا کہ اے سائل آگاہ ہو کہ دراصل یہ لشکر درویش آفتاب صورت
کا ہے شہر عزافیہ سے یہان آیا ہے اگر تو حاجتمند ہے تو دن کو یہان آنا تجھکو زر و جواہر موافق تیری حاجت
کے ملجائیگا سائل مذکور لشکر سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین
بصورت اصلی آیا صاحبقران نے پوچھا کہ کہو خواجہ گئے تھے کیا دریافت کیا خواجہ نے جو کچھ دربار
درویش مین دیکھا سنا تھا سب بیان کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان کچھ معلوم نہوا کہ یہ درویش

دراصل کون ہے صاحبقران یہ سُنکے خاموش رہے کوکب انجم حصاری جو بصد خوشی و خرمی میدان جنگ سے گیا تھا بعد قطع راہ اپنے دربار مین جاکر بالاے تخت زرین بیٹھا اہل دربار حاضر دربار ہوئے علیٰ قدر مراتب کرسیون دنگلون پر بیٹھے ساریق بن بقا بھی مع سخنگان دربار کوکب انجم حصاری مین بعزت تمام تخت پر بیٹھا پہلے کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا سے مخاطب ہوکر کہا کہ خداوند دیکھا آپ نے نقاب دارون نے آج ہی سینتالیس سرداران سپاہ صاحبقران کو اسیر کیا ہے چند روز مین یہی نقاب دار خاتمہ لشکر صاحبقران کا کر دینگے بلکہ صاحبقران کو بھی مثل سرداران اسیر شدہ کے اسیر کرینگے بادشاہ لشکر اہل اسلام یا تو خوف نقاب داران طلسمی سے شب تاریک مین پوشیدہ طور سے یہان سے بھاگ جائینگے یا وہ بھی مانند اورون کے اسیر ہونگے ہمارا ارادہ ہے کہ پہلے جملہ سردارون اور صاحبقران اور بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اسیر کرالین اور اہل لشکر کو اسیر و تباہ کرا دین پھر سب اسیرون کو آپکے روبرو قتل کرائین آپکو شادمان و فرحان کرین ساریق بن بقا نے مسکرا کر جواب دیا کہ اس اسیری سرداران سپاہ اہل اسلام کے باعث درحقیقت ہم ہین ہمین نے یہ تدبیر کی ہے کہ نقاب داران طلسمی ان سب اہل اسلام کو اسیر کرلین کوکب انجم حصاری نے خلاف الطبع ساریق بن بقا جواب نہ دیا بعد تھوڑی دیر کے کوکب انجم حصاری نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج یہ درویش باکمال نہین معلوم کہان سے یہان آیا ہے بظاہر صاحب کمال معلوم ہوتا ہے نہایت شوکت و شان و جاہ و حشمت سے آیا ہے ہمکو فقرا سے ایک انس ہے خصوصًا ان فقیرون سے جو صاحب کمال ہون جسوقت سے یہ درویش یہان آیا ہے ہمین یہی فکر ہے کہ اس کے حال سے بخوبی آگاہی ہوجاے کونسی تدبیر کی جاے کہ تمام حال اور نام و نسب اس فقیر کا معلوم ہوجائے بعض اہل دربار نے با ادب عرض کیا کہ ہم غلامون کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ کسی شخص کو واسطے دریافت کرنے حال درویش مشار الیہ کے حضور روانہ فرمائین تاکہ تمام حال درویش سے حضور کو آگاہی ہوجاے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ راے تمھاری ہم پسند کرتے ہین مگر کس شخص کو ہم یہان سے واسطے دریافت حال کے روانہ کرین کون ایسا ہے کہ یہان سے جاکر درویش سے ہم سخن ہوکر کل حال دریافت کرکے پھر آکر بیان کرے اہل دربار نے عرض کیا ہماری راے یہ ہے کہ سخنگان کو حضور روانہ فرمائین ساریق بن بقا نے کہا کہ اہل دربار کی راے خوب ہے سخنگان جاکر درویش سے ملکر تمام حال دریافت کر آئیگا اس کام کے لائق یہی ہے کوکب انجم حصاری نے سخنگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون ملک جی تم پاس درویش نو وارد کے جاؤگے حالات ان کے دریافت کر آؤگے اُس نے عرض کیا کہ مجھے جانے مین تو کچھ عذر نہین ہے لیکن خالی ہاتھ اُس درویش کے پاس نجاؤنگا کیونکہ درویش مذکور صاحب کمال و ذی لیاقت و ذی اقتدار ہے حضور نے آج جاہ و حشم اُس کا ملاحظہ کیا ہے کس شان و شوکت سے آیا ہے علاوہ جلوس سواری و دیگر سامان شاہانہ کے نو لاکھ سواران مسلح اور دو بادشاہان ذی وقار اور پانچ چار نقاب دار پابند تابعدار و فرمانبردار اُس کے جلو مین تھے لہذا ایسے درویش کے پاس تہیدست جانا مجھے ناپسند ہے اگرچہ کشتیان زر و جواہر کی اور کچھ تحف و ہدایا میرے ہمراہ فرمائیے تو البتہ مین اُس درویش سے جاکر ملون اور جو یہان سے لے جاؤن بطور نذر پیش کرون تاکہ اُس کی نظر مین سماؤن اور وہ مجھسے مخاطب ہوکے ہم سخن ہو اور مین اُس سے حالات اُس کے دریافت کرون ساریق بن بقا نے تقریر

سخنگان سنگھ کو کب انجم حصاری سے کہا کہ جو کچھ اس نے کہا سچ کہا ہی یہ فہیم و عاقل ہی اسکی رائے خوب ہی کوکب انجم حصاری نے اُسی وقت چند کشتیان زر سرخ و سفید و جواہرات کی اور چند تحفہ ہاے نادر و نایاب طلب کرکے سخنگان کو دے کے کہا کہ اب تو تجکو جانے مین کچھ عذر نہین ہی اُس نے عرض کیا کہ اب کچھ عذر نہین ہی یہ کہکے اُن کشتیون کو اور تحائف مذکورہ کو اپنے ہمراہ لے کر مع چند خدمتگارون کے اپنی چھتری پر سوار ہوکر سپاہ کے لشکر درویش مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر مین پہونچا درویش موصوف کو خبر ہوئی اُس کے رتبے کے موافق چند ادنی سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ استقبال اُس کا کرکے اُس کو ہمارے روبرو لاؤ سرداران مذکور حسب الحکم درویش فی الفور گئے اور استقبال کرکے ملک جی کو سامنے درویش ممدوح کے عین دربار مین لائے سخنگان نے اہل دربار پر نظر کرکے دل مین اپنے کہا کہ یہ دربار اس درویش کا تو ایسا ہی کہ جیسا دربار شاہان اُلوالعزم کا ہوتا ہی یہ فقیر کاہے کو ہی شاہ ہی بلکہ شہنشاہ ہی جملہ سامان شاہانہ اس کے دربار مین موجود ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے روبروے درویش موصوف جاکے باادب سلام کرکے وہ کشتیان اور تحف نذر دے کر رعب و صولت و شوکت درویش ممدوح سے ایستادہ رہا بلکہ رعشہ اُس کے دست و پا مین پیدا ہوا درویش موصوف نے نذر مذکور کو مسکرا کر قبول کرکے اشارہ بیٹھنے کا کیا سخنگان دوبارہ با ادب سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے شاہ صاحب نے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہی کہان سے آیا ہی کیا مطلب تیرا ہی کیا غرض لے کر مجھ درویش کے پاس آیا ہی جو حاجت ہو بیان کر کہ تیری حاجت برلائی جاے گی ہر چند بظاہر مین فقیر ہون لیکن حکم خدا سے جس کو چاہتا ہون بادشاہ کر دیتا ہون بہت سے غریبا و محتاجون کو مین نے امیر کبیر و بادشاہ کر دیا ہی زبان مین میری خدا نے اثر دیا ہی اسوقت بھی جس کو چاہون بادشاہ کر دون اور جس بادشاہ کو چاہون فقیر کر دون خداوند عالم کی پرستش اور اُس کی عبادت و ریاضت کرنے سے زبان مین میری اثر پیدا ہو گیا ہی حالانکہ مین تجھسے اور تیرے جد و آبا سے اور تیرے مطلب سے آگاہ ہو چکا ہون مگر ان اہل دربار کے روبرو تیرا ہی بیان منظور خاطر ہی تاکہ میرے اہل دربار بھی سنین اور تو مجکو ایسا مجبور و لاچار درویش نہ سمجھنا اگر چاہون تو ابھی تجکو نابینا کر دون اور اگر ارادہ کرون تو ابھی تجکو جلا کر خاک کر دون صرف زبان کو حرکت دینا پڑیگی فی الفور جو چاہونگا وہ ہو جاوے گا تا خیر مطلق نہ ہوگی سخنگان گفتگو سے درویش موصوف سُنکے زیادہ تر خائف و ترسان ہو کر مانند بید کانپنے لگا دل مین کہنے لگا کہ اسے سخنگان تو یہان کیون آیا اگر اس درویش نے تجھسے ناراض ہو کے اپنی زبان کو حرکت دی اور بد دعا کی تو غضب ہو جائیگا یا اندھا یا شعلۂ آتش غضب درویش سے جل کر خاک ہو جائے گا خیر اب تو یہان تو آیا ہی دیکھ کہ کیا ہوتا ہی زندہ یہان سے جاتا ہی یا نہین آنکھون مین میری روشنی بھی رہتی ہی یا نہین اس فقیر سے ڈرنا چاہیے جان اور آنکھین اپنی بچانا چاہیے خلاف طبع اس کے کوئی کلمہ اپنی زبان پہ نہ لانا چاہیے جو کچھ اس کی خوشی ہو وہی کہنا چاہیے ہرچند کہ تیری عادت یہ ہی کہ بیشتر کلمات بیہودہ تیری زبان پر جاری ہوتے ہین بارہا جھوٹ بھی بولتا ہی بغیر ان باتون کے تجکو چین آرام نہین ملتا ہی مگر یہان اپنی عادت و خصلت کو

ترک کر دے تھوڑی دیر تک اپنی حرکت سے باز رہے زبان کو بدکلامی سے نگہ رکھ ابھی
سختگان اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ درویش موصوف نے اُس کے چہرے کو متغیر دیکھکر
دست و پا میں رعشہ خوف سے پاکر کہا کہ خائف نہو حواس اپنے درست کرکے جو کچھ ہمنے پوچھا ہے
اُس کا جواب دے سختگان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس کمترین کو خاص و عام ملک اجی بھی
کہتے ہیں نام میرا سختگان ہے بیٹا سختگان کا ہوں سختگان پسر سختک کا تھا سختک فرزند
سختیار کا تھا خداوند سارزیق بن لقا کا وزیر با تدبیر یا کلید عقل یا شیطان بارگاہ یا مونس و ہمدم
یار رفیق صادق کہتے تھے وہ میں ہوں معزز ہوں آبا و اجداد میرے اسی عہدہ جلیل پر فائز تھے
افسوس صد افسوس اسوقت یاد آگیا خواجہ عمرو اول کا اُس جہان میں برا ہو منھ اُس کا
کالا ہو یعنی آخرت میں جہنم میں جائے آتش جہنم میں مدام جلے کبھی وہاں سے نہ نکالا جائے سخت
عذاب اُس پر کیا جائے اُس نے ہمارے ایک بزرگ کا آبا و اجداد سے حلوا لگا کر صلصال میں
ڈال دیں ڈبو دیں تمام جادو کو کھلا دیا وہ حضور صاحبقران اول کا عیار تھا اکثر عیاران
لشکر اسلام سے مجھکو اور خداوندوں کو صدمات پہونچے ہیں عمرو نے ڈاڑھی خداوند لقا کی
تراشی تھی ہمارے آبا و اجداد سے بزرگوں کو جوتیاں لگائی تھیں مال و زیور لوٹا تھا تباہ و برباد
کیا تھا بیشتر ذلتیں دی تھیں حال میں حضرت ان عیار نابکار پسر خواجہ عمرو ثالث نے گلستان باختر
ہمارے خداوند سارزیق بن لقا سے چھوڑا یا ہے وہاں سے بھاگ کر خداوند یہاں آئے ہیں میں بھی
انھیں کے ساتھ آیا ہوں حضرت ان نالائق کا میں بھی شاکی ہوں اُس نے بھی مجھکو بارہا ذلیل کیا ہے
اسوقت آپ کی خدمت عالی میں واسطے آپ کی قدمبوسی و دریافت حال حضور کے آیا ہوں
چاہتا ہوں کہ آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں اپنے حسب و نسب سے اطلاع دیں
کرامات و کمالات تو آپ کے ظاہر و آشکار ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ مرشد کا آپ کے نام کیا ہے
آپ کس خاندان فقرا سے ہیں کس مرشد صاحب کمال کے آپ جانشین ہیں وطن آپ کا کہاں ہے
یہاں کس ارادے سے تشریف لائے ہیں یہ جاہ و اقتدار یہ شان و شوکت و حشم کیونکر آپ کو
حاصل ہوئی ہے فقرا کو تو دنیا سے کنارہ کش ہونا چاہیے ہے آپ نے کس غرض سے اپنی اس درجہ
شان و شوکت پیدا کی ہے اس خدم و حشم و فوج کثیر کے حاصل و فراہم کرنے سے کیا مدعا ہے ارشاد
فرمائیے بہت مشتاق ہوں اپنے حالات سے آگاہ فرمائیے درویش آفتاب صورت نے تقریر
سختگان کی سنکے از حد برہم ہوکے غصہ کو ضبط کرکے پوچھا کہ ملک اجی یہ تو بتاؤ کہ عیاران لشکر اسلام
کی خصوصًا اولاد خواجہ عمرو کی کچھ پہچان شناخت بھی تمکو ہے یا نہیں اُس نے عرض کیا کہ شناخت
اولاد خواجہ عمرو عیار نابکار کی یہ ہے کہ آنکھ میں تل سبز ہوتا ہے دیکھنے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ عیار
مکار ہے درویش آفتاب صورت نے سختگان سے آنکھ ملا کر آنکھ اپنی پھیر کر چشم کو ذرا شق
دے کر تل اپنی آنکھ کا اُسکو دکھایا سختگان نے تل آنکھ میں دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ حضرت ان
بن عمرو ثالث ہیں [illegible] کو مارا ہے خداوند
سارزیق بن لقا کو اپنا [illegible] پہچان [illegible] اس کے ہاتھ سے
ہمیشہ صدمے پہونچے ہیں [illegible] ذلیل و رسوا کیا ہے
عیاران کرکے لوٹا ہے تباہ و برباد کیا ہے [illegible] حضرت ان عیار ہے اپنے دل میں کہنے لگا

اے سخنگان غضب کیا تونے کہ سر دربار خواجہ عمرو کو اور ان جناب یعنی خضران بن عمرو کو
ناوانستہ تونے برا اور لعنت و شست کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کیونکہ خضران سے جان تیری بچتی ہے
یہاں سے دیکھیے تو زندہ روبرو سے خداوند ساریق بن لقا جاتا بھی ہے یا نہیں تقریر تو ایسی تونے
یہاں کی ہے کہ اگر خضران بن عمرو تیرا بھی حلوا گھونٹ کر خداوند ساریق بن لقا اور کو کیا حکم حصاری
کو بطریق تحفہ روانہ کرکے کھلا دے تو کچھ عجب نہیں ہے ہائے تونے اپنی عادت بد سے یہاں بھی
کنارہ نہ کیا باز نہ آیا بہت برا کیا زبان اپنی تونے نزولی کیا ضرور تھا کہ خواجہ عمرو اور خضران کو
تونے یہ بدی یاد کیا یہ باتیں اپنے دل میں کرکے سہ بزل آنکھ میں خضران بن عمرو کے دیکھنے کو گویا
خوف سے مرگیا دم نکل گیا لہو خشک ہوگیا رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا سناٹا سا ہوگیا بلکہ سکتہ ہوگیا
بعدہ دل میں خیال کرنے لگا کہ اے سخنگان جو کچھ تونے کہا وہ تو کہا اب کوئی تدبیر ایسی کر کہ جان
یعنی خضران بن عمرو سے بچ جائے تو یہاں سے زندہ و سلامت دربار میں کوکیا حکم حصاری
سے جائے یہ خیال کرکے تدبیر سوا اس کے نہ سوچا کہ خواجہ عمرو کی اور خضران بن عمرو کی تعریف
کرے جس قدر ان کو برا کہا ہے اس سے زیادہ ان کی ثنا و صفت کرے شاید اس تدبیر سے جانبری ہو
یہ خیال کرکے دست بستہ تھرا کر کہنے لگا کہ حضور لامع النور سے یہ فدوی اب آگاہ ہوگیا غور سے
جو حضور کے رخ زیبا پر نظر کی پہچان گیا کہ آپ ذیجاہ عالی مرتبہ ہیں مثل و نظیر اپنا دنیا میں نہیں
رکھتے ہیں وحید عصر ہیں جید روزگار ہیں آپ کے کمالات سب پر ظاہر و آشکارا ہیں بھلا کس کو آپ کے
کمالات میں کلام ہے آپ دنیا میں وہ ہیں کہ ثانی اپنا نہیں رکھتے ہیں شہرہ آپ کی خوبی و کمالات کا
مشہور دور دور ہے آپ کے جد و آبا بھی اپنے اپنے زمانے میں یکتا و بے مثل و بے نظیر تھے سب
وحید عصر و بے عدیل زمانہ تھے خدا ان کو داخل جنان کرے اور جو زندہ ہوں خدا ان کی عمر
میں ترقی کرے میرے آبا و اجداد آپ کے بزرگوں سے فیضیاب ہوئے ہیں یہ فدوی بھی حضور
سے فیضیاب ہوا ہے بیشتر خدمتگذاری کی ہے سر اطاعت جھکایا ہے غیظ و غضب حضور بسر و چشم
قبول و منظور کیا ہے آج تک نشانات فرمانبرداری موجود ہیں یہ سر میرا شاہد ہے دماغ گواہ ہے
یہ فدوی بھی ایک خدام حضور سے ہے حضور آگاہ ہیں درویش آفتاب صورت نے سخنگان کی
گفتگو سنکے کچھ مسکرائے بعدہ برہم ہوکر کہا کہ اس مردود ذلیل کا لباس اتار کر پیزار نعلینوں سے
خوب مار و سزائے معقول دو بعدہ ایک لنگوٹی بندھوا کر ہمارے دربار سے دور کرکے چھری پر
سوار کرکے ہمارے لشکر سے نکال دو ملازموں نے فی الفور اس کی پگڑی اور اچکن وغیرہ تمامی
لباس اتار کر لنگوٹی بندھوا کر جوتوں سے مارنا شروع کیا سخنگان نالہ و فریاد کرنے لگا ہاتھ جوڑ کر
کہنے لگا خطا میری معاف فرمائی جائے میں اپنی سزا کو پہنچ گیا دماغ جوتیوں سے درد کرنے لگا
جابجا سر سے خون نکلنے لگا بخوبی علاج درد سر ہوگیا سر ہلکا ہوگیا اب زیادہ علاج کی ضرورت نہیں
ہے بدستور سابق فیضیاب ہوچکا عطیہ سرکار دولتمدار سے بہرہ مند ہوچکا دیکھیے سربلندی حاصل
ہوگئی سر اونچا ہوگیا دماغ جوتیوں کی ضرب سے سوج گیا برداشت ضرب نعلین کی اب نہیں ہے
رحم فرمائیے للہ رحم فرمائیے اس غلام بلکہ غلام بلکہ احقر الغلام کو آزاد کیجیے درویش آفتاب صورت
و جملہ اہل دربار ملک جی یعنی سخنگان کی گفتگو پر بے اختیار مسکرائے درویش موصوف نے اپنے
ملازموں کو بلایا و اشارہ کیا کہ بس اب نہ مارو یہاں سے اس کو نکال دو انھوں نے حسب الحکم

اُسی حال سے اُس کو دربار سے نکال کر خچر پر سوار کر کے لشکر سے نکال دیا اُس کے جانے
کے وقت درویش موصوف نے اُس سے کہا کہ خبردار ہمارے راز کو افشا کرنا سوا اسکے وا عرض
نا کی سے کوئی تقریر درویش موصوف و ملک جی کی بخوبی نہ سمجھا کہ درویش موصوف نے کیا کہا
اور ملک جی نے کیا تقریر کی الحاصل ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے سر کو اپنے ہاتھ سے سہلاتے
ہوئے اُف اُف ہائے ہائے کرتے ہوئے اپنے خچر کو دوڑاتے ہوئے جلد ہی جلد ہی بھاگتے
ہوئے باین خیال کہ مبادا پھر درویش موصوف الصدر گرفتار کراکے سزائے سخت دین
قریب دربار کوکب انجم حصاری پہونچے بادشاہ انجم حصاری کو خبرداروں نے خبر دی کہ
ملک جی بذلت وخواری آتے ہیں کوکب انجم حصاری اس خبر کے سننے سے متردد ہوا اہنوز
فکر و تردد میں بیٹھا ہوا تھا اہل دربار تمام دربار میں حاضر تھے سا ریق بن لقا بھی بیٹھا ہوا تھا
کہ ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے آہ آہ کرتے ہوئے سر کو سہلاتے ہوئے اشک آنکھوں میں
بھرے ہوئے دربار میں آئے اہل دربار سنگھان کو اس حالت سے دیکھتے ہی بعضے مسکرائے
بعضے متحیر ہوئے ساریق بن لقا نے سر اپنا جھکا لیا حال خراب اُس کا دیکھا نہ گیا کوکب انجم
حصاری نے از حد متحیر ہو کے پوچھا کہ اے سنگھان یہ کیا تمھارا حال ہے کس نے تمھارے کپڑے
اُتار لیے کیا واقعہ تیر گذرا کیوں آہ آہ کرتے ہو کس نے تمھارا یہ حال کیا کیا خبر لائے کیا حالات
درویش دریافت کر آئے بیان کرو ملک جی یعنی سنگھان نے اپنے سر کو جھکا کر کہا کہ دیکھیے یہ حال
میرے سر کا کر دیا آتی جوتیاں درویش کے ملازموں نے حکم درویش سے میرے سر پر لگائی ہیں کہ میرے
سر کی یہ صورت ہو گئی ہے خون جا بجا سے جاری ہے سر بہت سوج گیا ہے درد بہت ہو رہا ہے کپڑے
تمام درویش کے حکم سے ملازموں نے اُتار لیے اور ننگا لنگوٹی باندھ کر مجھکو اپنے دربار سے نکلوا دیا
ناحق و بیکار میں یہاں سے گیا اگر یہ جانتا کہ درویش مجھسے اس طرح بدی پیش آئے گا تو ہرگز
نہ جاتا افسوس ہزار افسوس میری بڑی بے عزتی ہوئی حالات درویش کیا عرض کروں کہہ نہیں سکتا
ہوں اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ درویش ہمارے اور آپ کے دشمنوں سے ہے اس کا یہاں آنا
اچھا نہوا مجکو یقین ہے کہ اب انجم حصار تباہ و برباد ہو جائے گا عملداری اہل اسلام کی یہاں بھی
ہو جائے گی کوئی بغیر دین اسلام قبول کیے یہاں زندہ نہ رہے گا سب قتل ہو جائیں گے آپ بھی
قتل یا اسیر ہو جائیں گے یہ شہر اسلام آباد ہو جائے گا ہزار افسوس خداوند بھی یہاں راحت و
آرام سے نرہیں گے نہیں معلوم ان کا کیا حال ہوگا اس درویش نے یہاں آکر پہلے مجھ پر ہاتھ صاف
کیا ہے آئندہ دیکھیے کیا کرتا ہے ہائے جو یہاں آتا ہے ہمارا اور خداوند ساریق بن لقا کا دشمن ہی آتا ہے
یہ کہکے اشکبار ہوا کوکب انجم حصاری نے تمام حال سنگھان سے سنکے از حد غضبناک ہو کے کہا کہ
اس درویش سرکش و بدکردار کی قضا آئی ہے اجل اس کی اُس کو یہاں لائی اپنے جاہ و حشم و خدام و سپاہ
پر بہت مغرور ہے یا وہ کمبخت سے ایسا انسانیت سے دور ہے کہ ظلم و جفاکاری اختیار کی ہے ناحق
غیبت سنگھان کو زد و کوب کرا کر ذلیل و رسوا کیا ہے تو سہی جو اس کو بھی سزا سخت نہ دوں
اس کو بھی رسوا سے خلق کر کے نہ قتل کروں پہلے اسی درویش سے مقابلہ و مجادلہ کروں گا بعدہ
صاحبقران سے جنگ آزما ہونگا یہ تقریر کر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں نقارہ جنگی پر چوب
لگائی جائے صبح کو اس درویش بدکردار بد افعال سے سمجھونگا آفتاب و ادر سرخ پوش اس کو

اسقدر ہمارے کہنے سے سر پٹواؤ گے کہ اپنا سر پیٹتے پیٹتے ہلاک ہو جاوے گا یہ تقریر غصے کے عالم مین کرکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم چوب نقارۂ جنگی پر لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند ہوئی اہل لشکر کوکب انجم حصاری صدائے طبل رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح کو لڑائی ہوگی میدان جنگ مین جانا ہوگا دشمنون سے سامنا ہوگا تلوار چلے گی کشت و خون ہوگا زمین عرصۂ جنگ خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہوگی جنگ مغلوبہ مین جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہونگے برق شمشیر چمکے گی گھٹا ڈھالون کی اٹھیگی بہادر رعد آسا نعرہ زن ہونگے زمین پر بارش خون بہادران ہوگی میدان کارزار مین جوئے خون روان ہوگی لہذا درستی آلات حرب و ضرب کرنا چاہیے لشکری تو تیاری جنگ مین مصروف ہوئے دلسوز کہ بصورت مبدل بارگاہ کوکب انجم حصاری مین واسطے دریافت کرنے خبر کے گیا تھا تمام تقریر سخنگان و گفتگو کوکب انجم حصاری سنکے بارگاہ کوکب انجم حصاری سے نکل کر صدائے نقارۂ جنگی سنتا ہوا اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچا سامنے درویش آفتاب صورت کے جاکر باادب تمام جو کہ سخنگان نے کوکب انجم حصاری سے کہا تھا اور جو کچھ شاہ انجم حصاری نے عالم غصہ مین بیہودہ بکا تھا وہ سب حرف بحرف بیان کرکے عرض کیا کہ شاہ انجم حصاری نے ہمارا پیغام سنکر برہم ہوکر اپنے لشکر مین نقارۂ جنگی بجوایا ہے ارادہ اس کا یہ ہے کہ صبح کو مع سپاہ کثیر و افواج دلیران طلسمی میدان جنگ مین آکے خاص آپ سے آمادۂ جنگ ہو باقی خیریت ہے درویش آفتاب صورت نے تمام حال بزبانی دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران سنکے از حد غضبناک ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جاوے یہ حکم دےکے نقارۂ سنگین کو جیب خاص درویش مرجان سرخ مو سے تنہائی مین نکال کر نقارہ نوازون کو دیا گیا کہ آج اس نقارے پر چوب لگائی جاوے حسب الحکم نقارہ نوازون نے پہلے نقارۂ سنگین پر چوب لگائی صدا اسکی نقارۂ کلان کی لشکر کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جا پہنچی جسقدر کہ نقارے اور طبل وغیرہ سپاہ کوکب انجم حصاری مین تھے سب پھٹ گئے گویا پھٹ گئے آواز نقارۂ سنگین سے جگر نقارون اور طبل وغیرہ کے پھٹ گئے نقارہ نواز یہ واقعہ عجیب و غریب دیکھکر نہایت حیران ہوئے بعد حیرانی بسیار کے یہ خبر حیرت افزا کوکب انجم حصاری کو کی وہ بھی اس خبر حیرت فزا سے متعجب ہوا اسی طرح لشکر صاحبقران مین بھی صدائے نقارۂ سنگین سے سوائے نقارۂ سکندری اور نقارۂ سلیمانی کے تمام نقارے پھٹ گئے اور نقارۂ سکندری و نقارۂ سلیمانی کی آوازین بہت کم رہ گئین درویش آفتاب صورت کی سپاہ مین بھی جسقدر طبل و نقارے تھے وہ بھی آواز نقارۂ سنگین سے پھٹ گئے کیونکہ اس نقارے کی صدا کی یہی تاثیر ہے حال اس نقارے کا قبل اسکے لکھا گیا ہے غرضکہ جب لشکر کوکب انجم حصاری و سپاہ درویش آفتاب صورت مین نقارۂ جنگی بجائے گئے اور صدائین انکی بلند ہوئین ہرکارے لشکر صاحبقران کشور گیر کے خبر نواخت نقارۂ جنگی ہر دو سپاہ مذکورہ کے بجلدی تمام دربارہ دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جاکر بعد ادب اس طرح دعا و ثنائے بادشاہ لشکر اہل اسلام اپنی زبان پر لاکر خبر نواخت نقارۂ جنگی بیان کرنے لگے کہ نظم

خسروا گر کین تو بر آسمان سازد مقام — مشتری بہرام گردد زہرہ کیوانی کند
ساکنان ربع مسکون را کہ منقاد تو اند — مہر تو در ہر مکان چون روح حیوانی کند
ہر مبارز روز ہیجا تیغ مہ توی تو دید — پیکرش با سرنیان خود و خفتانی کند
تیغ تو ابریست خون افشان کہ موج سیل او — ہر زمان در کشور خصم تو طوفانی کند
بر درت خورشید گر جبہت نہد وقت گذشت — جبہتش را خاک درگاہ تو نورانی کند
خصم شیطان سیرت تو گر کند با تو خلاف — آن خلاف الحق از وسواس شیطانی کند
تیر عزمت از کمان فتح چون گردد جدا — سوئے بر اعضائے اعدائے تو پیکانی کند
تا وجود عقل کامل جہل را نقصان دہد — تا بقائے عدل شامل فتنہ را فانی کند
باش باقی در جہان باقی ز عدل شاملت — تا ز فتنہ رستہ تو دین را نگہبانی کند

قبل اس کے ملک جوہا یعنی شہنشاہ ان حکم کوکب انجم حصاری سے دربار درویش آفتاب صورت میں چند کشتیان زر و جواہر کی لیکر گیا تھا وہان اس نے درویش مذکور سے کچھ ایسی گفتگو کی کہ درویش مذکور نے کپڑے اس کے اتروا کے لنگوٹی بندھوا کر بہت پٹوا کر اپنے دربار سے اس کو نکلوا دیا اس نے جا کر کوکب انجم حصاری سے رو رو کر شکایت کی شاہ انجم حصاری نے غضبناک ہوکر درویش مذکور کے لڑنے کے ارادے سے نقارہ جنگی بجایا ہی درویش مسطور کی سپاہ میں بھی ایک نقارہ ایسا بجایا گیا ہی کہ جس کی آواز سے جملہ نقارے اور ڈھول و غیرہ باجے کمال سے متشرے ہوکے لشکر انجم حصاری و سپاہ درویش کے پھٹ گئے ہین اور سپاہ ظفر اثر حضور کے بھی نقارے اور ڈھول پھٹ گئے ہین فقط نقارہ سکندری اور نقارہ سلیمانی سالم ہین باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے تمام اخبار مذکور ہرکارون کی زبانی سنکے سوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھا امیر کشور گیر نے نقارون کے پھٹ جانے سے حیران ہوکے حکم دیا کہ نقارہ سکندری پر چوب لگائی جائے کل لشکر ہمارا بھی میدان جنگ مین صف آرا ہوگا اگر کسی سے کوئی دونون لشکرون مین سے خواہان رزم و پیکار ہوگا تو اس سے لڑین گے ورنہ میدان جنگ مین صف آرا ہوکر دیکھین گے کہ شاہ انجم حصاری درویش آفتاب صورت سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کرتا ہی اور درویش مذکور کس طرح کوکب انجم حصاری سے لڑتا ہی یہ فرما کر خاموش ہوئے ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ سکندری و نقارہ سلیمانی بجوایا دونون نقارون سے صدا ایسی پیدا ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تو وہ نقارے تھے کہ جو بے مثل و بے نظیر تھے جنکی آواز چو نسٹھ کوس تک جاتی تھی آج ان نقارون کو کیا ہوا ہی کہ ان سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہی جیسے پرانے ٹوٹے ہوئے نقارون سے صدا نکلا ہی ہو سبب ان نقارون کی بدی آواز کا اسی سپاہ درویش کی صدا ہی جو بجایا گیا تھا جیسا کہ ہرکارون سے معلوم ہوا ہی امیر با توقیر بیٹھے ہوئے ہین ذکر نقارہ سپاہ درویش کا کر رہے ہین فرما رہے ہین کہ غضب ہی درویش اس کو کہان سے لایا ہی کیونکر اس کے ہاتھ یہ نایاب نقارہ آیا ہی مگر اہل نقارہ جنگی بجنے سے خبردار ہوکر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے

اسی طرح سے لشکر درویش و عمان شاہ و کوکب انجم حصاری مین بھی سامان جنگ
ہو رہا ہے ہر ایک لشکری ہر سہ لشکر کا اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کر رہا ہے مگر اب حال
دلسوز بن جانسوز کا بیان کیا جاتا ہے چونکہ اس عیار نے ایک روز درویش آفتاب صورت
سے یہ سنا تھا کہ خواجہ طیفور گردپا نے بصورت خواجہ عمرو بنکر ہمسے تمام بانے عیاری سکے اور زنبیل
بھی لے لی ہے عیاری کی ہے دل مین اس کے آیا کہ تو بھی عیاری کرکے عوض اپنے استاد کا
طیفور گردپا سے لے چنانچہ اسی شب کو کہ جس شب مین ملک جی یعنی شخشگان کو ملازمون نے
حکم درویش موصوف سے جوتیان لگا کر تین لنگوٹی بند ہوا کر دربار سے نکال دیا تھا اور تینون
لشکرون مین طبل جنگ بجا تھا نقارے تینون لشکرون کے نقارۂ سہگین کی صدا سے پھٹے جاتے تھے
رنگ و روغن عیاری لگا کر بصورت نامہ دار بن کر ایک رقعہ لے کر اپنے لشکر سے جانب
لشکر اہل اسلام چلا چونکہ خواجہ طیفور گردپا کو پہچان چکا تھا راہ مین آ کے دیکھا کہ خواجہ موصوف
بصورت اصلی چلے جاتے ہین اس نے پاس جا کر با دب سلام کیا خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ
اے طفل نیک خو تیرا کیا نام کیا مطلب ہے اس نے کہا کہ نام میرا طرار ہے ایک رقعہ لیکر
آیا ہون لیجیے اس کا جواب ابھی دیجیے یہ کہکر رقعہ نکال کر خواجہ طیفور گردپا کو دیا خواجہ
نے پوچھا کہ یہ رقعہ کس کا ہے کہان سے لایا ہے طفل مذکور نے جواب دیا کہ آپ اس رقعہ کو
پڑھیے خود حال معلوم ہو جائیگا خواجہ نے کہا کہ اس تاریکی شب مین یہ رقعہ یہان کیونکر پڑھا جائیگا
ہمراہ میرے لشکر مین چل وہان روشنی مین اس رقعہ کو پڑھکر جواب اس رقعہ کا دونگا
طرار نے کہا کہ اپنے لشکر مین مجکو کیون لیجاتے ہیے اتنی تاخیر جواب رقعہ مین کیون کیجیے اسی جگہ
کیون نہ پڑھ لیجیے یہ کہکر ایک فتیلہ عیاری بیہوشی آمیز اپنے کسوت عیاری سے نکال کر اُسکو
روشن کرکے چہرہ خواجہ طیفور گردپا کے برابر لے گیا اور کہا کہ اس فتیلے کی روشنی مین یہ رقعہ
پڑھ لیجیے صاحب فرستادہ رقعہ سے آگاہ ہو کر جو مناسب ہو جواب رقعہ دیجیے چونکہ وہ رقعہ سم
[illegible] تھا خواجہ طیفور گردپا اُس کو کھولنے لگے اتنی دیر مین دود بیہوشی جو دماغ مین پہونچا
سر کو گردش ہوئی بے اختیار تیورا کر زمین پر گرے بیہوش ہو گئے وہ رقعہ پاس خواجہ کے
پڑا رہا دلسوز نے نعرہ کرکے کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا کی اتار لی اور وہ خنجر جو خواجہ عمرو
اولی کے وقت سے ورثے مین ان کی اولاد کو ملتا رہا ہے وہ خنجر آبدار کمر سے خواجہ طیفور گردپا
کے نکال لیا بعدہ چند گلہاے دافع غشی جو سفوف بیہوشی سے ہو سوراخہاے بینی خواجہ
طیفور کے برابر اسواسطے ڈال دیے تا کہ خواجہ کو ان گلون کی بو سے ہوش آجاے پھر اس جگہ
سے بصد شتابی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب اپنے لشکر مین پہونچا روبروے درویش
نقلی جا کر تخلیے مین وہ کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا اور وہ خنجر خواجہ عمرو اولی کا پیش
کر کے عرض کیا کہ مین نے خواجہ طیفور گردپا پر عیاری کرکے یہ کلاہ اور خنجر لے لیا ہے اب ان
دونون کو آپ اپنے پاس رکھیے درویش موصوف دلسوز کی اس عیاری کرنے سے بہت
خوش ہو کے کہنے لگا بعدہ اُس خنجر و کلاہ کو لے کر داخل جیب جامہ دروغین مرجان
ہو گیا اس طرف خواجہ طیفور گردپا کو ہوش آیا خنجر و کلاہ کو نہ پا کر بہت متردد ہو کر اس
[illegible] لشکر مین اپنے جا کر پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ اے خواجہ طیفور گردپا آپ کو معلوم

کہ نام میرا دلسوز ہی فرزند ہون جانسوز بن مہتر قران کا ہمراہی درویش آفتاب صورت
مین نے اختیار کی ہی واسطے آگاہ کرنے کے و نیز اشیاء بزرگان کو تبرکاً اپنے پاس رکھنے کے لیے
عیاری کر کے مین نے کلاہ و خنجر آپ سے لیا ہی اطلاعاً یہ رقعہ لکھا گیا ہی آپ کچھ تردد و فکر
نفرمائیے گا خنجر و کلاہ مذکور کسی غیر کے پاس نہین گیا ہی میرے پاس ہی یہ نشانیان و تبرکات
بزرگان اب میرے پاس رہینگے خواجہ طیفور گر دیانے رقعہ کو پڑھکر دل مین کہا کہ یہ چھوکرا
اس سن و سال مین نہایت چالاک عیاری کرنے مین مشتاق ہی تجبہ ایسے عیار پر اس نے عیاری
کی مجکو دھوکا دیا میرا مال لے گیا جوان ہوکر بلاے بے درمان ہوگا عیاری کرنے مین نامی و
نامور ہوگا خیر اس طفل سے کیا بدلہ بدی پیش آؤن روح جانسوز کو کیا صدمہ پہونچاؤن مہتر
قران کی روح کو کیا ملول کرون ورنہ اس طفل بے ادب کو اس عیاری کرنے کی سزا سخت
دیتا یہ باتین اپنے دل مین کر کے زنبیل سے اور ایک کلاہ نکال کر بالاے سر رکھی بعد ازان اپنے
خیمہ مین داخل ہوکر راحت پذیر ہوا جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی آثار سحر فلک پر عیان ہوئے
طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل کر چہچہے کنان ہوئے بلبلین نغمہ سرا ہوئین جملہ طیور
اپنی زبان مین حمد خدا و ذکر خدا کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی اہل اسلام و بیدار برائے طاعت خالق
لیل و نہار اپنے بستروں سے بیدار ہوکر اٹھے خصوصاً بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران
عالی مقام و جملہ سرداران و سواران لشکر اسلام و درویش آفتاب صورت و عمان شاہ
و عراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی وغیرہ تمامی اہل لشکر عمان شاہ بادشاہ شہر عمانیہ نے
بعد وضو کرنے کے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی پھر اوراد و وظیفہ سے فارغ ہوکر دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے بتضرع و زاری خالق باری سے برائے فتحیابی و دیگر حاجات
کی برآری کے لیے دعا کی بعدہ ادھر حکم صاحبقران کشورستان سے جملہ اہل لشکر مسلح و مکمل
ہوئے ادھر حکم عمان شاہ و فرمان درویش آفتاب صورت سے تمام اہل سپاہ مسلح ہوئے اسوقت
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام مع اپنے تمامی سرداران موجودہ کے اور
تمامی سواران لشکر کے سوار ہوکر مرکبون کو جولان کر کے سوئے میدان کارزار روانہ ہوئے
بعد قطع راہ میدان جنگ مین پہونچکر انتظار آنے کوکب انجم حصاری و عمان شاہ و درویش
آفتاب صورت کا کرنے لگے یکایک غبار بلند ہوا ایک جانب سے عمان شاہ و درویش
موصوف مع اپنی تمامی سپاہ و نقاب داروں کے بصد کر و فر و ہزار شوکت و حشم و خدم پیدا
ہوکے عرصۂ کارزار مین آئے ایک سمت سے کوکب انجم حصاری مع نقاب داران طلسمی
ساریق بن لقا دشمنگان و تمامی اپنی سپاہ کے میدان مصاف مین آیا تین سمت پر سے لشکر
مذکور ٹھہرے پھر تینون لشکرون سے حکم سے تینون بادشاہان مسطور کے بیلداران و بیلچہ بردار
برائے درستی میدان کارزار نکل کر درمیان عرصۂ جنگ کے آکر جھاڑی جھنڈی کا شاکر خس و
خاشاک کو دور کر کے زمین ناہموار کو ہموار و ملائم کرنے لگے جب بخوبی عرصۂ جنگ کی درستی
کر چکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے سقون نے تینون لشکرون سے نکل کر پانی چھڑکا
گرد و غبار دفع کیا بعد اس کے صف آرائی ہوئی پھر تینون لشکرون سے حسب دستور قدیم
نقیب اور کڑکیت نکل کر وسط میدان جنگ مین کھڑے ہوکے اپنے اپنے لشکر کے جوانون سے

مخاطب ہوئے پہلے نقباے ہر دو لشکر اسلام نے پکار کر کہا کہ اے جوانان دیندار و اے سپاہ دلان نامی و نامدار آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین مخلوقات خداوند عالم و عالمیان سے کسی کو بقا نہین ہے سواے ذات خدا کے کہ فقط اسی کو بقا ہے ہمیشہ سے ہے وہ اور ہمیشہ رہیگا باقی سب کو ایک روز فنا ہے کوئی باقی نرہیگا ایک روز ایسا آئیگا کہ ہر کوئی دنیا سے سوئے عدم جائیگا اس مین کوئی ہو خواہ انسان ہو یا حیوان یا شجر یا حجر یا زمین یا آسمان یا دیو یا جن یا پری وغیرہ ہو سب کو مرنا ضرور ہے ایسی صورت مین یقین ہے عاقل و دانا کو لازم و مناسب ہے کہ اپنی حیات چند روزہ مین کچھ ایسے کار نمایان دنیا مین کرے کہ بعد مرنے کے اہل دنیا بہ نیکی یاد کرین ہر ایک بزم و جلسے مین ذکر کرین ثنا و تعریف کے سوا ایک بھی برائی بیان نکرین غور کرو کہ اسوقت پہلوانان نامی و نامور مانند رستم پیلتن و سہراب و اسفندیار رویین تن کے کہان ہین اور شاہان زمانہ گذشتہ اسوقت کہان موجود ہین افراسیاب و سکندر و فریدون و نوشیروان ملک عادل کسری وغیرہ زیر خاک نہان ہین مگر انھون نے جو اپنی زندگی مین عدل و انصاف کیا ہے اس وجہ سے انکو اب تک اہل دنیا بہ نیکی یاد کرتے ہین تعریف انکی کرتے ہین گو وہ بادشاہان نامی مرگئے ہین مگر نیکیان کرنے سے اور اہل دنیا کے ثنا کرنے سے گویا وہ اب تک زندہ ہین اسی طرح پہلوانان مذکور الصدر و دیگر پہلوانان گذشتگان نے اس دار فانی مین ایسے ایسے کارہاے نمایان کئے اور ایسی ایسی دلاوری و بہادری سر میدان جنگ انھون نے کی ہے کہ بعد انکے مرنے کے بھی ساکنان جہان انکو اکثر یاد کیا کرتے ہین خصوصا جو لوگ مرد میدان نبرد دلیر ہین وہ بیشتر انکو یاد کرتے ہین تم سب بھی دلاور و بہادر مرد میدان جنگ ہو بحر شجاعت کے نہنگ ہو آبا و اجداد بھی تمھارے شجاع و دلیر تھے شہرہ آفاق تھے چاہیے کہ آج شجاعت و جوانمردی اپنی دکھاؤ اپنے جد و آبا کے نام سر میدان جنگ لڑ بھڑ کر روشن کرو بہ تہور بہ تسکر اپنے حریفون سے لڑو نعرے شیر آسا کرو میدان جنگ مین ثبات قدمی اختیار کرو جہان تک ممکن ہو وقت مقابلہ و جنگ قدم اپنے آگے ہی بڑھاؤ دشمنون کو شمشیر و نیزہ و خنجر و تیر و گرز گرانبار وغیرہ آلات حرب و ضرب سے قتل کرو مانند شجاعان گذشتگان تم بھی کارہاے نمایان سر میدان کرو تا بعد تمھارے تمکو بھی مانند رستم و اسفندیار وغیرہ کے اہل دنیا بہ نیکی یاد کرینگے زندگی مین بھی عزت و توقیر حاصل ہوگی بہادران عالم مین محسوب ہوگے دیکھو کہ آج حسن اتفاق سے تین لشکر تین طرف صف آرا ہین بادشاہان پر سہ لشکر مستعد جنگ و جدال ہین یہ صحرا سبزہ زار تمام فوجون کی کثرت سے مملو ہے جہان تک کہ نظر جاتا ہے سیاہ ہی سیاہ نظر آتی ہے گاو زمین باران لشکرہاے کثیر کا نہین اٹھا سکتی ہے کبھی کم ایسی فوجین میدان کارزار مین جمع ہوئی ہونگی غالبا آج لڑائی بھی ان تینون لشکرون مین ایسی ہوگی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی ہنگام جنگ مغلوبہ وہ تمکو اسیلے گی کہ عیاذا باللہ یادگار یہ لڑائی ہوگی اخبار نویس اپنے اخبار مین اس جنگ عظیم کو خوب لکھینگے مورخ بھی درج کرینگے ہر ایک بادشاہ لشکر یہی چاہیگا کہ ہم فتحیاب ہون پس ایسی جنگ عظیم مین تمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ ایسی دلیری و بہادری سے لڑو کہ تا قیامت تمھاری ہمت و شجاعت و کارزار اہل جہان کو یاد رہے اہل دنیا تمھاری شجاعت کی تعریف کرین اگر برعکس ہمت و شجاعت کروگے تو اپنے حق مین برا کروگے دنیا مین بدنام ہوگے نامرد و بزدل

کھاؤگے ہاتھ سے دشمنون کے بھاگنے کی حالت مین مارے جاؤگے جب نقیبانے ہر دو لشکر
اپنے اپنے لشکر کے جوانون کو اپنی تقریر مسطور سے آمادۂ جنگ و مصاف کر چکے گرشسپ اپنے
جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے کہ ای جوانان رشک بیژن و گیو و اے
بہادران شکست دہندۂ جمعیت دیو تمہارے سامنے تمہارے دشمنان آدمزاد ہین کیا حقیقت
ہے بہادران عجم تمہاری مشہور جہان ہو شہرہ تمہاری شجاعت کا مشرق سے تا مغرب جنوب
سے تا شمال ہے تمہارے آبا و اجداد بھی بڑے بڑے بہادر تھے خصوصا رستم و اسفندیار روئین تن
تھے میدان جنگ مین وہ ایسی بہادری و دلیری سے بارہا لڑے تھے کہ آج تک ان کی شجاعت
زبان زد اہل دنیا ہو گیا کارہاے نمایان انھون نے کیے ہین کہ رستم پہلوان سے بھی وہ کارہا
نمایان نہو سکتے انھین کے تم فرزند ہو مثل ان کے شجاع و صف شکن ہو تمہاری دلاوری بہادری
مین کس کو کلام ہے فرد شجاعان جہان مین اول تمہارا ہی نام ہے تم وہ بہادر ہو کہ تمہارا مثل و
نظیر روے زمین پر نہین ہے دیکھو آج مین لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہین مردان سپاہ
اہل اسلام آمادۂ جنگ ہین لڑنے پر تیار مستعد کارزار ہین چاہتے ہین کہ دلیرانہ لڑ بھڑ کر عجم حصار
پر اپنا قبضہ کرین سر میدان جنگ شجاعت اپنی ظاہر کرین تمکو لازم [illegible] ہے کہ اہل اسلام سے
آج اس طرح لڑو کہ شکست فاش کھا کر میدان جنگ سے گریزان [illegible] تمکو فتح [illegible] ہو مال و
اسباب خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ اسباب بیحد تمہارے ہاتھ آئے کہ مال غنیمت سے غنی ہو جاؤ
حق نمک کو کہ [illegible] اپنے بادشاہ ذیجاہ سے ادا ہو جاے [illegible] اپنے شاہ کا [illegible]
[illegible] آج روز [illegible] دیکھو میدان جنگ [illegible]
[illegible] شجاعت [illegible] خیال [illegible] شہادت [illegible]
میدان کارزار [illegible]
سرعسکر [illegible] جوانان [illegible]
[illegible]
[illegible] میدان جنگ [illegible] اس وقت [illegible] لشکر [illegible]
لیے جو نظر کی [illegible] سوار و سردار سپاہ لڑنے اور [illegible]
اکثر جوانون نے [illegible] کی تقریر دل پذیر [illegible] تلوارین [illegible] نکال [illegible]
بہادران [illegible] اس خیال سے کہ آج شجاعت اپنی دکھا کر [illegible]
عزیز و احباب سے رخصت ہونے لگے [illegible]
کی گفتگو سے ایک جوش پیدا ہوا [illegible] لشکر سے [illegible]
قبضون پر ہاتھ ڈالے نیزہ دارون نے نیزون کو سنبھالا پہلوانون نے [illegible] کی طرف نظر
کر کے گرز [illegible] اٹھانے کے واسطے [illegible]
اپنے مرکبون کو صف لشکر سے نکالنے کا قصد کیا ابھی ہر ایک [illegible] سوار و سردار
نے صف لشکر سے باہر [illegible] نکلنا چاہا تھا کوئی صف سے باہر نہ نکلا تھا کہ [illegible]
پہلے [illegible] رستم [illegible]
جوش شجاعت [illegible]

کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار کے جاکر اجازت جنگ چاہی شاہ مذکور نے کہا کہ اے
حشام رستم انجم حصاری سب جانتے ہین کہ مین تجکو مانند اپنی جان کے عزیز رکھتا ہون اور
ذات تیری زینت لشکر ہی تجھی سے میری سپاہ کی رونق ہی تو ہی سپہ سالار فوج ہی تو ہی فی زمانہ
شجاعت مین یکتا ہی ہمتا تیرا اس سرزمین پر بلکہ دیگر شہرون مین کوئی پہلوان نہین ہی لقب تیرا
رستم انجم حصاری ہی تجکو اجازت جنگ نہ دون گا مبادا کسی حریف کے ہاتھ سے زخمی ہو علاوہ
اس کے تیرے میدان جنگ مین جانے کی اور حریف سے لڑنے کی فی الحال کیا ضرورت ہی ان
نقاب دار طلسمی سے ایک نقاب دار صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین جائے گا وہ قتل
روزگذشتہ اہل اسلام کو نقاب اٹھاکر صورت اپنی دکھاکر دیوانہ و شیفتہ و فریفتہ اپنے حسن پر
کر کے اسیر کرے گا تجکو لازم ہی کہ صف لشکر مین جاکر قیام پذیر ہو کر نقاب داران طلسمی کی جنگ
وکارزار دیکھ ہان وقت ضرورت شدید تو بھی صف لشکر سے نکل کر حریفون سے لڑنا اپنی
شجاعت دکھانا اہل اسلام کو تہ تیغ کرنا اسوقت تیرے لڑنے کی ضرورت نہین ہی ایک نقابدار
طلسمی ان دونون لشکرون کے جملہ سردارون اور سوارون کو کافی ہی سب کو اسیر کرے گا
اہل اسلام سے قید خانون کو بھر دے گا تنہا لڑائی فتح کرے گا کوئی اس پر فتحیاب نہو گا حشام
رستم انجم حصاری نے با ادب عرض کیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہی مگر اب تو یہ نمکخوار
قدیم صف لشکر سے نکل چکا ہی جوانان ہر سہ لشکر مجکو صف لشکر سے نکلتے دیکھ چکے ہین شجاعت
و بہادری سے میری خاص و عام واقف ہین رستم انجم حصاری کے لقب سے مشہور جہان
ہون اگر ایسی صورت مین بغیر حریفون سے لڑے صف لشکر مین جاؤن گا تو باعث میری قلت
و بدنامی کا ہوگا ہر سہ اہل لشکر موجودہ بلکہ جملہ اہل جہان فرد اسمار شجاعان دہر سے نام میرا
نکال ڈالین گے اور فرد اسمار بزدلان و نامردان مین اسم میرا درج کر دین گے اس اپنی عمر
مین جو نام و آبرو و عزت بوجہ ہمت و شجاعت پیدا کیا ہی وہ مٹ جائے گا جلیل ہو کر ذلیل ہو جاؤنگا
رسوائے خلق ہو کر شمشیر غم سے ہلاک ہو جاؤن گا زندہ نہ رہون گا لہذا امیدوار ہون کہ حضور اذن
جنگ دین تا وسط میدان جنگ مین جاکر درویش آفتاب صورت کو یا اس کے سرداران
سپاہ کو تہ تیغ کرون مین نے نمک سرکار ایک مدت دراز سے کھایا ہی کچھ حق نمکخواری ادا کرون
دو چار ہی سرداران سپاہ درویش مذکور کو قتل کرون بعدہٗ صف لشکر مین چلا جاؤن گا
بعد میرے لڑنے کے کسی نقاب دار طلسمی کو واسطے اسیری اہل اسلام کے روانہ فرمایئے گا
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار حشام رستم انجم حصاری کی تقریر سے مجبور ہو کر
کہا کہ خیر تیری خوشی مجھے منظور ہی جا صرف ایک ہی اپنے حریف کو لشکر درویش آفتاب صورت
سے قتل کر کے چلا آ داخل صف لشکر ہو جا حشام مذکور اذن جنگ پاکر خوش ہو کر مرکب دوڑا کر
جولان کر کے وسط میدان مصاف مین آکر گھوڑے کو روک کر سوئے لشکر درویش
آفتاب صورت رخ اپنا کر کے آواز بلند پکارا کہ اے درویش جفا کار ستم شعار بد افعال و
بد کردار مغرور و سرکش و بد اطوار کہان ہی تو جلد لشکر سے نکل کر میرے سامنے آ اگر مرد ہی تو
جوہر شمشیر و فنون جنگ دکھا یا اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے مقابلے کے جلد بھیج آج تجسے
یا تیرے سرداران سپاہ سے لڑنا منظور ہی تو نے یہان آکر بڑا ستم کیا ہی ملک جی جپا رسے پر

ظالم کیا ہی لباس اُس بے قصور کا اُتروا کر اپنے روبرو اپنے ملازمون سے خوب زد و کوب کرایا ہی ہمارے بادشاہ عالی جاہ و خداوند سار یوق بن بقا کے قلوب کو صدمہ پہونچایا ہی اے توسی جو عوض ستم مذکور کا تجھسے نہ لون شجاع و بہادر ہون سپہ سالار کوکب انجم حصاری ہون نام میرا احتشام ہی لقب میرا مشہور خاص و عام رستم انجم حصاری ہی زمانہ سابق مین رستم پیلتن پہلوان صف شکن تھا اس زمانے مین رستم انجم حصاری میرا لقب بوجہ شجاعت مشہور ہوا ہی جو میری شجاعت و جوانمردی و بہادری و ہمت سے واقف ہی وہ تو واقف ہی اور جو آگاہ نہین ہی وہ اب ماہر و آگاہ ہو کہ مین وہ بہادر یکتاے زمانہ ہون کہ سرکشان جہان مجھسے پست و زیر ہین وہ کون بہادر ہی جو میرے نام سے مانند صاحب تپ لرزہ نہین کانپتا ہی اور زیر فلک وہ کون دلاور ہی جو مجھسے نہین ڈرتا ہی صدہا پہلوانان نامی و نامور زیر کردہ میرے حلقہ بگوش ہین بارہا عرصہ جنگ مین ہنگام جنگ مغلوبہ تنہا مین نے لشکر حریف کے میمنہ کو میسرہ پر حملہ آور ہو کے الٹ دیا ہی کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگا کر زمین عرصہ جنگ کو خون جوانان سپاہ سے گلرنگ کر دیا ہی بارہا تنہا لشکرون کو شکست دی ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بہادران نامی سے مجھسے لڑا ہی تو ایک ہی ضرب مین مین نے کام اُس کا تمام کیا ہی کیونکہ شیر بیشہ جنگ ہون بحر شجاعت کا نہنگ ہون فیل مست کو پشہ جانتا ہون دیو کی کیا مجال جو مجھسے لڑسکے جن کی کیا جان جو مجھسے مقابلہ کرے اگر نعرہ کرون تو زمین عرصہ جنگ تھراے بہادران نامی کو کبھی خوف سے غش آجائے اگر ضرب گرز گرانبار سر کوہ پر لگاؤن تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاے نیزہ سر تیز میرا سینہ کوہ مین در آتا ہی تیغ آبدار میری حریف کو اگرچہ کیسا ہی زبردست ہو چورنگ کرتی ہی مجکو اپنے قوت بازو پر ناز ہی اگر چاہون تو فیل مست کو بائین ہاتھ سے اٹھالون اگر للکارون تو شیر نر کو مانند بازاری کتے کے بھگا دون لشکر حریف کی صفون کو چیونٹیون کی قطار شمار کرتا ہون وقت کارزار جوانان جنگجو کو خاک و خون مین بھرتا ہون پس جس کو زندگی اپنی دشوار ہوا اور حیات سے اپنی بیزار ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے جوہر میری شمشیر شجاعت کے دیکھے زیادہ تعریف اپنی اپنے منہ سے خوب نہین ہی اسوجہ سے مین اپنی شجاعت و قوت کا زیادہ اظہار کرنا مناسب نہین جانتا یہ کہکے خاموش ہوا درویش آفتاب صورت نے تقریر اس پہلوان زبردست کی سنکے برہم ہو کے واسطے مقابلہ کرنے کے ارادہ لشکر سے نکلنے کا کیا اُسوقت فرامرز ثانی نے بادب کہا کہ آپ کیون تکلیف گوارا فرماتے ہین لڑنے اس حریف سے کیون جاتے ہین مجکو اجازت دیجیے مین جا کر اس یاوہ گو سے مقابلہ کرون اور سارا غرور اس کا خاک مین ملا دون گو یہ پہلوان نہایت زبردست ہی لیکن میرے قوت بازو کے آگے پست ہی اس کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو اس کو مع راکب و مرکب چورنگ کرون اگر ارشاد ہو تو زیر کرکے اسیر کرون بھلا میری موجودگی مین آپ اس ادنی سے کیا مقابلہ کیجیے گا یہ آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہی ہر چند کہ بیہودہ گو نے اول یہی خواہش اپنی ظاہر کی تھی کہ آپ سے جنگ آزما ہو مگر کچھ پروا نہین اس نے کہا ہی کہ اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کرو غرضکہ درویش آفتاب صورت کا تقریر فرامرز ثانی سے کم ہوا کہا اچھا تم ہی اس مغرور سے لڑو اگر مقابلہ ہو جاوے لڑکر اس کی بات کا انتقام لو کہ جا سے اس کو قتل کرو

چاہیے اس کو اسیر کرو فرامرز ثانی نے اجازت جنگ درویش موصوف سے لیکر عمان شاہ سے بھی اجازت جنگ حاصل کرکے مرکب اپنا صف لشکر سے دلیرانہ نکالا اور گھوڑے کو جولان کرکے روبرو کے حشام رستم انجم حصاری کے آکر سمند کو روک کر طالب ضرب نیزہ و شمشیر ہوا اُس نے سراپائے فرامرز ثانی پر نظر کرکے پوچھا کہ اے نقاب دار چہرہ تو تیرا نقاب میں نہان ہے شناخت تیری ہو نہیں سکتی ہے اپنے نام سے آگاہ کرتا کہ بے دریافت نام تو میرے ہاتھ سے قتل نہو فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے حشام دریافت نام سے کیا فائدہ اسقدر کافی ہے کہ تیرا حریف ہوں یہ میدان جنگ ہے تقریر کا مقام نہیں ہے یہ جاے جنگ ہے اور اگر نام بہادران زبان تیغ تیز سے ظاہر ہو جائے گا حشام نے یہ سنکے کہا کہ خیر کسی وجہ سے اگر تجھکو اپنے اظہار نام میں تامل ہے تو نہ بتا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے نیزہ و شمشیر و تبر و تیر وغیرہ آلات حرب و ضرب سے وار کرلے میری ضرب سے جانبر نہو گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام میں حریف سے جنگ میں سبقت نہیں کرتے ہیں طریقہ ہمارا یہ نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر وار کریں جب خداوند کریم ہمکو تیری ضرب سے بچائے گا اسوقت ہم بھی تجھپر وار کرینگے حشام نے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی ہے تو خبردار ہو ہوشیار ہو جا یہ کہکے نیزے کو دیکھ بھال کے مشت میں محکم پکڑ کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ سرتیز کو گردش دے کر حریف کو نیزے کی زد پر پاکر نیزہ سینہ فرامرز ثانی پر لگایا اس طرف اس بہادر نے اُس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا حشام کو تعجب ہوا دیکھنے والوں نے بے اختیار کہا کہ کیا اچھے طور سے ضرب نیزہ روکی ہے جب دو سنانیں باہم ملیں اُن کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا دو اژدروں نے شعلے اپنے دہنوں سے نکالے بعد ضرب مذکور روکنے کے فرامرز ثانی نے بھی سینہ پر کینہ اُس کا تاک کر نیزہ لگایا اُس نے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اسی طرح تا دیر جنگ نیزے سے ہوئی دیکھنے والوں منصف طبع نے دونوں بہادروں کی تعریف کی خصوصاً صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے نقاب دار سبزپوش یعنی فرامرز ثانی کی بجاے خود بہت تعریف کی اور فرمایا کہ یہ نقاب دار سبزپوش نیزہ بازی میں کامل ہے آخرکار فرامرز ثانی نے ایک بند نادر نیزے کا یاد کر حشام سے کہا ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ سنان تیرے نیزے سے نکل جائیگی سر میدان تیری نیزہ بازی پر حرف آجائے گا تجھکو ندامت حاصل ہوگی اُس نے مسکرا کر غصہ میں کہا کہ آج تک تو کسی حریف نے میری سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نہیں نکالا ہے بڑے بڑے نامی و نامور نیزہ داروں سے میں نے مقابلہ کیا ہے بھلا تو کیا میری سنان نیزہ کو چوب نیزے سے نکال دے گا فرامرز ثانی نے یہ تقریر اُس کی سنکے اس طرح نیزے کو پیچ دیا کہ بے اختیار سنان نیزہ چوب نیزہ حشام سے مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی نکل کر دور جا کر گری اسوقت منصف طبع جوانان لشکریوں نے شور تحسین و آفرین بلند کیا خصوصاً درویش آفتاب صورت و صاحبقران موصوف نے بہت خوش ہو کر تعریف کی حشام رستم انجم حصاری سنان نیزہ کے نکل جانے سے متحیر ہوکے سرنگون ہوا تا دیر غرق دریاے ندامت و خجالت رہا ہمہ تن پسینے میں تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال میں غرق ہو گیا بعد ازاں سر اٹھا کے کہنے لگا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ میری قوت میں مطلق کمی نہیں ہے نہایت قوی بازو ہوں کچھ میرا قصور نہیں ہے اور فن نیزہ بازی میں میرے نقص و خرابی

بھی نہین ہی ہان خرابی اس چوب نیزہ کی ہی کہ کہنہ ہو گئی تھی اسی وجہ سے سنان نیزہ ہنگام جنگ
نکل گئی اسی سنان نیزہ کے نکلجانے سے اپنے دل مین زیادہ خشادمان نہو نہ اپنے قوت بازو
پر ناز نکر نہ مجھے کمزور نہ خیال کرنا ابھی ابھی اس سنان نیزہ کے نکل دینے کا عوض تجھسے لیتا ہون
تجھے ہلاک کرتا ہون ہوشیار رہو جا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اسے جوان ہماری دلیری اور تیری قوت
وکمال نیزہ بازی کو جوانان ہر دو لشکر نے دیکھ لیا ہی اگر بقول تیرے تیری قوت مین کمی نہین ہی
تو اب اپنی قوت ظاہر کر کوئی وار کر ہم ہوشیار و خبردار ہین ہشتام نے غضبناک ہو کر وہی چوب نیزہ
دو دستی مرکب کو بڑھا کر سر پر بقوت تمام لگائی ادھر فرامرز ثانی نے اپنے نیزے کی ڈانڈ یا اس کی
نیزے کی ڈانڈ کو اس عنوان سے روکا کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی جملہ اہل اسلام
نے خوش ہو کر شور تحسین و آفرین بلند کیا کوکب انجم حصاری کو سخت صدمہ ہوا ہشتام نے وہ
چوب شکستہ زمین پر ڈال کر تبر ہاتھ مین لے کر کہا کہ اے جوان خبردار رہ ہوشیار کہ میری ضرب تبر
سے تیرا جانبر ہونا دشوار ہی اکثر بہادرون کو مین نے بضرب تبر قتل و ہلاک کیا ہی ضرب تبر میری
بہر دشمن باعث اجل ہوئی ہی کوئی حریف میرا ضرب مذکور سے جانبر ہو نہین سکتا نقاب دار
مہارج نے سنکر جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہین اس حربے سے بھی تیرے حذا ہین بچاسکے گا
ہشتام رستم انجم حصاری نے حسب قاعدہ بالا سے کمر فرامرز ثانی پر تبر مارا ادھر اس بہادر نے
چالاکی و ہوشیاری سے ضرب تبر کو خالی دے کر مرکب کو اپنے بڑھا کر پہلو سے حریف مذکور مین جا کر
بچالاکی تمام زنجیر کمر حریف مذکور مین ہاتھ اپنا ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا لیجیے ہر چند اُسنے
چاہا کہ ہاتھ اپنا زنجیر کمر فرامرز مین ڈال کر خود بھی زور کر کے پشت سمند سے اپنے حریف کو جدا کر کے
بالاے خاک پٹکے لیکن نقاب دار نے اتنی مہلت اُس کو نہ دی کہ وہ تمناے دل اپنی بر لاے زنجیر کمر
مین ہاتھ ڈالے اور بچالاکی تمام زور کر کے ایسا جھٹکا دیا کہ قدم اُس کے رکابون سے جدا ہو کے کچھ بلند ہوے
اسی حالت مین ہشتام گھبرا گیا نقاب دار نے زور کر کے اُس کو مع مرکب زمین سے اٹھا کر سر سے بلند
کر کے اس طور سے گردش دی کہ بالکل قدم اُس کے رکابون سے جدا ہوئے مرکب اُس کا بالاے
خاک گرا بعد ازان ہشتام کو بھی گردش دے کر بالاے زمین زور سے پٹکا چونکہ ہشتام تنومند
قوی ہیکل جوان تھا زمین پر گرتے ہی ارادہ اُس نے اٹھنے کا کیا اُس وقت دلسوز مین جانشون
قریب نقاب دار مذکور کھڑا اتفاقی الفور کمند مار کر حلقہاے کمند مین اُسنے اسیر کیا فرامرز نے بھی
وقت اسیری ہشتام مرکب سے اتر کر اعانت دلسوز کی ہشتام رستم انجم حصاری مجبور ہو کے
اسیر ہو گیا درویش آفتاب صورت و جملہ مردان لشکر کیوان شاہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی بجاے خود قوت و بہادری نقاب دار مذکور کی ثنا کی
بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران سپاہ اہل اسلام نے قوت و ہمت و شجاعت نقاب دار سطور
پر نظر کر کے اپنے دل مین کہا کہ یہ نقاب دار بھی بہادران عالم سے ہی کوکب انجم حصاری کو اپنے
سپہ سالار کے اسیر ہو جانے کا ایسا صدمہ و ملال ہوا کہ آبدیدہ ہو کر از حد حیرت و تعجب کر کے دل مین
کہنے لگا کہ میرا سپہ سالار اور اس نقاب دار کے ہاتھ سے اسقدر جلد اسیر ہو جائے حیرت کی جا ہی
کوئی اس مین اسرار ہی شاید یہ درویش عامل ہی بزور عمل یا تعویذ نقاب دار سبز پوش کو ہشتام رستم
انجم حصاری پر غالب کیا ہی وگرنہ یہ ہشتام کسی سے اسیر نہوتا یہ خیال سراسر خام کر کے نقاب دار

حور القا سے مخاطب ہوکر کہا کہ جاؤ اس نقاب دار سبز پوش کو جس نے حشام کو اسیر کیا ہے گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم ابھی اس نقاب دار کو قتل کرکے اپنے دل کو خوش کرین ہنوز کوکب انجم حصاری عالم صدمہ اسیری حشام مین نقاب دار حور القا سے ہم سخن تھے اور نقابدار حور القا نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ فرامرز ثانی نے حشام کو اپنے لشکر مین اسیر کرکے روانہ کیا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کرکے کہا کہ اے نقاب دار ماشاء اللہ کس قوت و شجاعت سے تمنے اپنے حریف کو اسیر کیا ہے نقابدار نے اس کو بادب سلام کیا اس اثنا مین نقاب دار حور القا صف لشکر سے نکل کر جانب وسط میدان جنگ چلا ادھر درویش نے نقاب دار سبز پوش کو جنگاہ سے اپنے پاس بلا لیا اور کچھ اس سے آہستہ کہا اس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ابھی اس کا انتظام کیا جائے گا یہ کہکے نقاب دار مذکور نے موافق حکم درویش آفتاب صورت انتظام کیا اتنی دیر مین نقابدار حور القا نے وسط میدان جنگ مین آکر مرکب کو روکا کر باواز بلند کہا کہ اے درویش نقابدار سبز پوش کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کیا اور کسی سردار سپاہ کو بھیج کہ وہ آکر مجھسے مقابلہ کرے یا تو خود آکر مجھسے جنگ آزما ہو درویش آفتاب صورت نے باواز بلند جواب دیا کہ اے نقاب دار حور القا نقابدار سبز پوش وغیرہ کے بھیجنے کی ضرورت نہین ہم آتے ہین تجھسے مقابلہ کرین گے یا آج تو ہی نہین یا ہم ہی کو تو مانند دیگر سرداران سپاہ کے اسیر کرے گا اس درویش نے برسون اپنے مرشد کی خدمت کی ہے فیضیاب ہوا ہے آج اپنے کمال و کرامت کو دکھاوے گا اس فقیر کو تونے طلب کیا اپنے حق مین اچھا نہ کیا یہ کہکے جس بارے مین نقاب دار سبز پوش سے کہا تھا اس کا انتظام بخوبی کرکے جلد تر امور مطلوب سے فارغ ہوکے کہارون سے کہا کہ سواری ہماری سوئے جنگاہ بڑھاؤ کہار وہ گنبد طلائی و جواہر کار اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے سوئے نبردگاہ چلے جملہ جوانان ہر سہ لشکر نے دیکھا اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی ملاحظہ کیا کہ درویش موصوف اپنے لشکر سے برائے مقابلہ نقاب دار حور القا نکلا ہے ہر ایک کو تعجب ہوا کہ یہ فقیر بھلا کیا مقابلہ و مجادلہ کرے گا دیدہ و دانستہ اپنے تئین اسیر کرا دے گا صورت زیبا نقاب دار حور القا کی دیکھکر مانند دیگر سواران لشکر صاحبقران کے بے خود و از خود رفتہ ہوکر عاشق فریفتہ نقاب دار حور القا پر ہوکر اسیر ہو جائیگا اکثر جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری درویش موصوف کی سواری اور اس کو عزم جنگ دیکھکر آپے سے باہر ہو گئے بے اختیار ہنسنے اور باہم کہنے لگے کہ درویش کیا دیوانہ ہے جو نقابدار سے برائے مقابلہ آتا ہے اول تو اس کو فنون جنگ سے کیا آگاہی ہوگی کیونکہ فقیر ہے سوا عبادت کے اس نے اپنی زندگی اور کسی فن کے حاصل کرنے مین بسر کی ہوگی دوسرے یہ کہ بالفرض و محال اگر اس کو فنون جنگ مین بھی دخل ہے تو روبرو نقابدار حور القا اس کی کیا حقیقت ہے صورت دیکھتے ہی نقابدار مذکور کی از خود رفتہ ہو جائے گا دم عاشقی کا بھرنے لگے گا نقابدار حور القا مانند سرداران سپاہ صاحبقران کے اس کو بھی اسیر کرکے ملازمون کے حوالے کر دے گا وہ زندان مین بٹھاکر بند کر دین گے ساری فقیری بھول جائے گا بعض بعض جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری درویش آفتاب صورت کو بقصد جنگ آتے ہوئے دیکھکر دوسرے سوارون سے کہتے تھے کہ

اس فقیر کو اجل نے گھیرا ہی اپنے ہاتھوں موت کے منھ مین چلا ہی بھلا اسکی کیا مجال و طاقت ہی کہ یہ نقابدار حور القا سے سر بر ہو سکے بعض بعض جو سمجھدار تھے اُن کا قول تھا کہ بھائی یہ نہ کہو ہر فرعونے را موسی کچھ تو اس فقیر کو زور ہی جو یہ یون ہمت کرکے اُس کے سامنے چلا ہی ورنہ دیکھو ہر دو لشکر مین سے کسی کا اتنا دل نہین ہی کہ اس نقابدار سے مقابلہ کرسکے یہ فقیر بہت کامل و اکمل ہی عجب نہین کہ اپنے کمال سے کوئی ایسی صورت پیدا کرے کہ نقابدار خود ہی وارفتہ ہو جاوے ادھر لشکر اسلام مین صاحبقران ذیشان کو حیرت و تعجب نے گھیرا تھا بار بار سرداران لشکر سے فرما رہے تھے کہ خداوند کریم اس درویش کو نقابدار کے ہاتھ سے بچائے اس سے مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہی کہ صورت دیکھتے ہی آدمی آپ سے گذر جاتا ہی اور عشق نقابدار مین خود بخود آ جاتا اپنے تئین گرفتار کروا دیتا ہی بھلا یہ درویش صاحب اُسکے سامنے جا کر کیا کرلین گے اپنا سا منھ لیکر پھر آئینگے ساری فقیری کے ڈھکوسلے بھول جائین گے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ کہنا آپ کا بجا و درست ہی لیکن یہ شخص بھی بہت خدارسیدہ اور کامل معلوم ہوتا ہی دیکھا نہ آپ نے کہ اس کے نقارے کی آواز سے سوائے نقارہاے سلیمانی سکے ہر دو لشکر کے نقارے پھٹ گئے پھر اسی شخص نے نقابدار کو گرفتار کر لیا کیا دور ہی ادھر تو یہ باتین تھین اُدھر درویش آفتاب صورت مقابلے مین نقابدار حور القا کے جا کے ٹھہرے نقابدار نے جو صورت درویش آفتاب صورت کی دیکھی تو اپنے دل مین یہ خیال کر کے کہ اس بوڑھے کی شامت آئی ہی جو میرے مقابلے مین آیا ہی نہایت زور سے قہقہہ لگایا اور بولا او بوڑھے درویش تجھکو تو چاہیے تھا کہ کسی کونے مین بیٹھکر یادِ خدا کرتا دنیا کے لوگون سے کم ملتا جلتا یہ کیا کہ بادشاہ لشکر اور فوج لے کر شہر بہ شہر پھرتا ہی لوگون کے خون ناحق سے مذمت ہاتھ پھرتا ہی دیکھ اسوقت تجھکو وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد رہے پھر تو کسی کے شہر نہ چڑھے تجھے شرم نہین آتی کہ تو نے اپنے دربار مین ہمارے ملک جی کی یہ گت بنوائی اب مجھے تجھسے اُس کا بدلا لینا ہی ہشیار ہو جا مین کوئی تلوار و تیر و گرز و خنجر نہین رکھتا ہون صرف تیغ ابرو سے کام لیتا ہون لیکن میرا مارا کبھی پانی نہین مانگتا ہی سیدھا ملک عدم کو سدھارتا ہی درویش آفتاب صورت نے کہا کہ وہ کوئی اور ہی ہوتے ہون گے جو تیری صورت دیکھکر ہوش و حواس کھو دیتے ہین آبرو ڈبو دیتے ہین ہمنے ایسے ایسے کھیل بہت سے کھیلے ہین برسون یہ پاپڑ بیلے ہین دنیا کے حسین آنکھون سے گذرے ہین ہم کہین تیرے دام مین آنے والے ہین تجھے اپنے نہین معلوم کتنے ہمارے دیکھے بھالے ہین یہی کو ہی سمجھ لے ان ہر دو لشکر نگران ہی آج تجھے اپنی حقیقت معلوم ہو جائے گی ساری شیخی کرکری ہو جائیگی تو جو اپنی صورت و شکل پر بہت بھولا ہی یا اکڑا مین مست ہو جائیگی وہم بھر کی مہلت نہ پائیگی صیاد اجل تیری گھات مین لگا ہی وقت تیرا پورا ہو گیا ہی اب تک جو جو کار بد تو نے کیے ہون اُن کی خدا سے معافی مانگ لے پھر مہلت نہین ملیگی ہوس کی دل ہی مین رہیگی نقابدار حور القا کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا یہ کہکر بر مین نظر بر من نظر شاید کہ بشناسی مرا نقاب اُٹھائی ادھر درویش آفتاب صورت نے زیر جامہ سے قرآن دیو والی نفیر نکال کر اور منھ اپنا نیچے رکھکر جو بجائی تو مع نقابداران تینون لشکر بیہوش ہو گئے اُسوقت درویش آفتاب صورت نے بڑھکر نقابدار حور القا کی مع دو منرسے نقابداران کے گردن کاٹ ڈالی اور جو جو کفار بیہوش تھے اُن کی تلاشی وغیرہ لے کر جو جو مال ملا سب خزانہ سرکاری مین

داخل کیا اور بعد اُس کے عکس تختی کو ڈال کر ہر ایک کو ہوش مین لایا مردان ہر سہ لشکر کو جب
ہوش آیا تو عجیب سانحہ ہوش ربا دیکھا یعنی آنکھون کے سامنے نقابدارون کے لاشے پڑے تھے
درویش آفتاب صورت سامنے کھڑے تھے کوکب انجم حصاری کے تو اوسان جاتے رہے
حواس باختہ ہوئے زانو پر ہاتھ مار کر بے ساختہ پکار اٹھا کہ اے یہ کیا ستم ہوا کسنے ان نقابدارونکو
مارا ارے یہ تو قتل ہونا جانتے ہی نہ تھے کیونکر اجل آگئی کیا قیامت برپا ہوئی ادھر دو لشکر کے
مردان لشکر حیران تھے کہ یہ کیا تماشہ ہوا کہ آن کی آن مین ان نقابدارون کا خاتمہ ہو گیا ہم لوگون
نے کچھ دیکھا بھی نہین خدا جانے اس درویش نے کیا جادو کیا کہ ہم لوگون کو مطلق ہوش نہ رہا
واقعی یہ درویش صاحب کمال ہے اس سے سر بر ہونا کس کی مجال ہے یہ ضرور کوکب انجم حصاری کو
شکست فاش دیگا اسکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا جب شاہ انجم حصار کے ہوش و حواس ٹھکانے ہوئے
تو سارلیق پر بگڑ بیٹھا اسے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ درویش کوئی بڑا جادوگر ہے جس نے میرے نقابدارونکا
جنکا دنیا مین مثل و نظیر نہ تھا اس طرح خاتمہ کر دیا کہ گویا نام و نشان ہی نہ تھا میری عقل کچھ کام نہین
کرتی کہ یہ کیا طلسمات تھا سختگان تو چوتڑون پر ہاتھ رکھکر تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور سارلیق سے بولا
صلوٰۃ بر محمد و بر آل محمد مین نہ کہتا تھا کہ یہ درویش صاحب بڑے حضرت ہین ابھی انھون نے ہزارون
ساحرون کی مقتلون مین تیغ چلا دی ہے ان کے آگے بھلا نقابدارون کی کیا حقیقت تھی اور میری تو
چینڈیا ابھا تک سہلا ان کی ضرب دست مبارک کا دم بھر رہی ہے جہان ان کے قدم جاوین وہ شہر
اسلام آباد ہو گیا معلوم بس خیریت اسی مین ہے کہ جلد یہان سے بھاگیے ورنہ کوئی دم مین یہ فوج دریا موج
ہم سب کا قیمہ بنا ڈالیگی مین تو پہلے ہی سمجھا تھا کہ آپ کی تقدیر الٹ جائیگی آپ بھی مثل اپنے
باپ دادا کے بودی ہی تقدیر پیش کیا کرتے ہین کبھی کوئی مضبوط تقدیر نہ لی جو ایک جگہ آرام سے
بیٹھنا نصیب ہوتا اور دربدر نا قسمت مین لکھا ہے دیکھیے جب تک کہ مقدر سیدھا ہے ورنہ ایک نہ ایک روز اسی
درویش کے ہاتھون تمہاری موت ہے سارلیق بین لقا سختگان سے یہ کلمات سنکے گھبرایا اور بولا حالا
چہ تقدیر کنم ملک بھی بولے کہ تقدیر فرار ورنہ جان ماد تنا در دست اجل است شاہ انجم حصار خریدم
است این را گذاشتہ راہ گریز اختیار کنید سارلیق بولا ارے یہ تو بتا کہ یہ درویش کون ہے کہ جسکو
دیکھکر میرے تن بدن مین رعشہ پڑا جاتا ہے دل کانپ اٹھتا ہے خدا جانے یہ کون ہے بار سختگان
نے کہا لعنۃ اللہ ابھی میرے منھ سے کچھ نہ کہلوائیے تماشہ ہی کے ساتھ تماشہ دیکھے جائیے یہ وہ شخص ہے
جسکے نام سے گور کا قران تھراتی ہے اسکے سامنے خدا وندون کو بھی موت آتی ہے دنیا مین کون ہے
جو اس سے مقابلہ کر سکے آپنے تقدیر تو خوب لی کہ اللہ نقابدارون ہی کی اجل آگئی ہم تو سمجھے
تھے کہ کچھ دنون یہان آرام کرینگے مگر قسمت ہی خراب ہے ادھر کوکب انجم حصاری نے دیکھا
کہ درویش ہمارے دونون نقابدارون کو قتل کر کے صاف نکل جانا چاہتا ہے تو اسنے ایکدم تبہ
اپنے مردان لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منھ تاک رہے ہو بڑھکر اس درویش سگ صفات کے پرخچے
اڑا دو اس نے میرے دل مین ناسور کر دیا ہے مین خبردار یہ صحیح و سلامت لشکر تک پھر کر
نہ جانے پائے یہ سنکر اہل لشکر تلوارین میان سے کھینچکر جانب درویش آفتاب صورت بڑھے
ادھر صمصام شاہ نے بھی اہل لشکر کو اشارہ کیا پھر کیا تھا دونون فوجین آپس مین غٹ پٹ
ہو گئین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی قزاق مرنے لگے ثانی بڑھکر وہ تلوار برسائی کہ جوانان انجم حصار

کی آنکھون مین اندھیاری چھائی ایک برق شرر بار رکھتی کہ ادھر آئی ادھر نکل جاتی تھی لوگون کو نظر نہ آتی تھی میدان مین کشتون سے پشتے لاشون کا انبار تھا کوئی دو تو کوئی چار تھا ایک پر ایک گر رہا تھا خون کا دریا موجزن تھا تکبیر و بزن کی صدا سے گنبد گردون اڑا جاتا تھا لشکر پر لشکر پلا جاتا تھا نقاب دار سبزپوش یعنی فرامرز ثانی نے وہ تلوار کے جوہر دکھائے کہ صاحبقران تک عش عش کرنے لگے جو تھا اس کا مداح خوان تھا ان ہزارون مین یہ ایک جوان تھا جس طرف رخ کرتا تھا پرے کے پرے صاف نظر آتے تھے جو منھ پر چڑھتے تھے منھ کی کھاتے تھے دلسوز بن جانسوز نے بھی اس جنگ مین عجب کار نمایان کیا کہ ہزارون کو تلا بہ تقی سے پھونک دیا جس نے ذرا بھی سر اٹھایا اس نے وہین اس کو نیچا دکھایا مرتے ہوتے گئے ایک اور شخص رسید کیا جب وہ مر گیا تو اس کی کمر ٹٹولی جو کچھ نقد و جنس مال دنیا سے پایا وہ اپنی گرہ مین رکھا ہزارون کے کپڑے اتار کے خاک مین دبا دیا لاکھون کو تلوار کے سامنے مین کھلا دیا جب کہ کوکب انجم حصاری نے دیکھا کہ اب وقت تنگ ہے طبل آسایش کے بجنے کا حکم دیا اہل لشکر نے تلوارون کو میان مین کیا اپنا اپنا رخ جانب خیمہ و خرگاہ پھیرا یا میدان صاف نظر آیا جب درویش آفتاب صورت نے یہ رنگ دیکھا تو فرامرز ثانی کو بھی آواز دے کر اپنے پاس بلایا اور زر و جواہر نثار کراتا ہوا لشکر مین لایا ہر ایک نے دست درویش پر بوسہ دیا کہ آپ نے کیا کار نمایان کیا مرشد نے ایک مرتبہ ریش سفید پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب کل صاحبقران دلیشان کے لشکر سے مقابلہ ہوگا ان مین ایک ایک چیدہ روزگار ہے جو ہر وہ لاجواب ہے سراپا آتش ہے ذرا خوب سمجھ کر ان لوگون سے مقابلہ کرنا یہ وہ ہین جن کا دنیا مین مثل و نظیر نہین ہے ان کے نام سے بہادران جہان تھراتے ہین ان کے نعرون سے زمین و آسمان ہل جاتے ہین فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ آپ کی توجہ درکار ہے کل دیکھیے گا مین کس طرح ان سے لڑتا ہون اور کیا کرتا ہون اگر خدا نے چاہا تو ایک ایک کو باندھ کے سامنے حاضر کرون گا یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دلسوز بن جانسوز نے حاضر بارگاہ ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا عرض کر کے خدمت مین درویش کے وہ نقد و جنس جو کفارون کے مردون سے دستیاب ہوا تھا حاضر کیا درویش آفتاب صورت نے گلے لگا کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہم تجھ سے بہت خوش ہین تو نے خوب خوب اپنی کارگذاری دکھلائی دلسوز نے کہا یہ سب حضور کا صدقہ ہے ورنہ یہ بندہ کیا ہے اب یہان تو سب خوش خوش نظر آتے ہین شادیانے خوشی کے بج رہے ہین عیش و عشرت کا ہنگامہ ہے اور لشکر صاحبقران مین ہر ایک کی زبان پر یہ تذکرہ ہے کہ نہین معلوم یہ درویش کون ہے اور دیکھیے کل اسے اس سے کیسی نپٹتی ہے ان دونون کو تو اسی حالت مین رکھا جاتا ہے پھر ان کی داستان اپنے موقع پر بیان ہوگی۔

اب وہ گلدستہ داستان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اژدر در شہزادہ طیمور شیر پیکر کے معرض بیان مین آتے ہین صاحبقران سلیمان کا کوہ قاف مین ان کو بلانا اور سیر گلستان قاف کا ان کے ہاتھ سے زیر ہو کر حلقہ غلامی کان مین پہننا ساقی نامہ لطیف

چھلکا دے آج تو ساقی کہ فصل گل پھر آئی ہے
ہوا ہے دختر رز پھر مرے دل مین سمائی ہے
پرستان کی پری ہے وہ نہ رکھ شیشہ مین بند اسکو
مرے دل کو والسے جانستان کہا اسکی سمائی ہے

کروں میں سیر کوہ قاف پی کر ساغر گلگون
نئی وحشت یہ آج وزون مرے دل پہ چھائی ہے

میں اک مدت کا میکش ہون ہر میری جان دختر رز
ہر باطن میں تو اُس کا وصل تھا ظاہر میں جدائی ہے

یہ وہ چسکا ہے ساقی کہ اس سودا الفت میں
برائی میں بھلائی ہے بھلائی میں برائی ہے

مری خاطر سے اب تو پلا بھی دے اک جام او زاہد
ارے کمبخت یہ کالی گھٹا گردون پہ چھائی ہے

بہت دن ہو گئے صحرا نوردی سے ہوں تنگ آیا
خدا نے اب کوئی صورت بھلائی کی دکھائی ہے

صحرا نوردان بادیہ حیرانی و پریشانی رہروان شاہراہ سخندانی اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ شہزادہ طہمورث شیر پیکر جو صاحبقران سے رنجیدہ ہو کر ایک طرف کو نکل گئے تھے بعد طے مراحل و منازل شہر صفا کیمہ میں پہونچے اور ایک سبزہ زار مین ہوائے خنک و مقام راحت افزا دیکھکر قیام کیا ہے اٹھارہ انیس شہزادے جو مصاحبین خاص مین داخل ہین ہمراہ ہین ایک آہو شکار کرکے کباب بنانے گئے ہین سب مل کر کھا رہے ہین آپس مین چہلین ہو رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے متعلق باتین ہو رہی ہین کہ ارادہ ان کا طرف طلسم زلزلہ جانے کا ہے ایسا سنا جاتا ہے کہ آجکل شہر انجم حصار مین کوکب انجم حصاری ہے ہم نبرد ہین اُس نے ان کے بہت سے سردارون کو اسیر کر لیا ہے ایک نقابدار زمرد پوش ہے اُس مین خدا جانے کیا سحر ہے کہ جو کوئی اُس کی صورت دیکھ لیتا ہے شیفتہ و فریفتہ ہو کر خود اپنے تئین گرفتار کرا دیتا ہے اور یہ بھی بیان کرنے والے نے کہا تھا کہ کوئی درویش ہے مسمی آفتاب صورت اُس نے لشکر کشی کی ہے دو بادشاہ اور ایک پہلوان سپہ سالار لشکر رکھتا ہے بڑے بڑون کو اُس نے نیچا دکھایا ہے قران دیو اپنے زبردست کو مار کر ماہر شاہ والی شہر نقش مین کی دختر کو اُس سے ملایا ہے اور اُس شہر کو اسلام آباد کیا ہے نو لاکھ کا لشکر اُس کے ہمراہ ہے اور ہر ایک اُن مین رستم وقت ہے اور عجیب لشکر و سپاہ ہے شہزادہ طہمورث شیر پیکر نے یہ سنکر ایک آہ سرد بھری اور کہا افسوس ہم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ناراض ہو کر لشکر سے دور چلے آئے ورنہ ایسے وقت مین اُن لوگون کی مدد کرنا چاہیے تھی پھر دیکھا جاوے گا اب میرا ارادہ ہے کہ قبل پہونچنے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے طلسم زلزلہ کو چل کر توڑنا چاہیے تاکہ صاحبقران کو بھی معلوم ہو کہ ہان یہ بھی کوئی شخص ہے ادھر تو یہ باتین ہو رہی ہین وہان سلیمان صاحبقران کوہ قاف ایک بار دربار شاہی بارگاہ مین بیٹھے ہین امرا و زر سپار بارگاہ جمع ہین کہ کچھ دیو آستان عالی پر حاضر ہو کر باریابی کے اجازت خواہ ہوئے چنانچہ سلیمان صاحبقران نے اجازت دی تو انھون نے روبرو آ کر اور مجرا گاہ سے مجرا عرض کرکے یون دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ فی الحال باشندگان طلسم سکندری نے بہت سر اٹھایا ہے ان دشمنان دین نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اُس پر مسلط ہو کر تمام دیوان نو مسلم کو قتل و غارت کرین لہذا ہم براے خبر حاضر خدمت ہوئے ہین کہ حضور اُس طرف کسی سردار کو ان کی سرکوبی کو روانہ فرمائین ورنہ آئندہ پھر بہت مشکل پڑ جائے گی سلیمان صاحبقران نے اہل بارگاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کس سردار کو اُدھر روانہ کیا جائے اور اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیے کہ یہ دیوان قاف اور وزیر و ز بہت سر اٹھاتے جاتے ہین اور طلسم سکندری کی فتح معلوم نہین کس کے ہاتھ سے ہو لوگون نے عرض کیا کہ حضور شمس جنی کو جو نجومی کامل ہے طلب فرمائین اور اُس سے استفسار فرمائین جس کے نام پر اُس کی فتح ہو اُس کو طلب کیا جائے تاکہ یہ مشکل آسان ہو صاحبقران سلیمان نے حسب مشورہ شمس جنی کو طلب کیا اور سب حال اُس سے بیان کرکے فرمایا کہ تم اپنے قاعدہ نجوم سے ذرا یہ تو بتاؤ کہ طلسم سکندری کی

فاتح کون ہو اور کس کے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹے گا اور کس طرح فتح ہوگا اُس نے بعد تحقیق بسیار نہایت ادب سے عرض کیا کہ میرا نجوم تو یہ بتلاتا ہے کہ اگر شہزادہ طیمور شیر پیکر اس طرف جائے گا ضرور فتحیاب ہوگا گرفتار اُس کے ہاتھ سے تہ تیغ ہونگے سوا اِس کے ایسا بھی ثابت ہوتا ہے کہ زر و جواہر اور وہ اشیائے نادر زمانہ وہاں سے اُسے دستیاب ہونگی جس پر ایک عالم کو رشک آئیگا تمام دشمن بد دین اُس سے زیر ہوکر مطیع اسلام ہونگے اور سرکشان ناپاک اپنی سرکشی سے باز آئینگے جو اطاعت اُسکی نہ کریگا وہ قتل ہوگا حضور ان کو پردۂ دنیا سے بلاکر اُس طرف روانہ فرمائیں انشاء اللہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں حضور آنکھوں سے ملاحظہ فرمالینگے سلیمان صاحبقران یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے شمس جنی کو خلعت فاخرہ دیا گیا بعدہٗ انھیں دیووں کو جو خبر لائے تھے فرمایا کہ اب تم جاؤ وہ سلام کرکے چلے گئے سلیمان ثانی نے شمس جنی سے بعد خلعت دینے کے یہ بھی پوچھا کہ اب تم اپنے قاعدہ رمل سے یہ بھی بتلاؤ کہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر فی الحال کہاں ہے کس سرزمین پر ہے اور کس کام میں مشغول ہے اور ہماری طلبی پر وہ آئیگا بھی یا نہیں اُس نے موافق طریقۂ رمل زائچہ کھینچا اشکال پر نظر کرکے خوش و مسرور ہو کر عرض کیا کہ حضور میرے قاعدہ نجوم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ شاہزادہ موصوف مع کچھ شاہزادگان وغیرہ جانب شمال ایک صحرائے سبزہ زار میں شکار کھیل رہا ہے قبل اس کے جو آج کو شکار کیا تھا اُس آہو کے کچھ آدمی کباب تیار کر رہے ہیں اور صحرائے مذکور سرزمین ضحاکیہ میں ہے ضحاک شاہ وہاں کا حاکم ہے اور شہزادہ ذبیحاہ کو اُسنے اپنے یہاں نہایت عزت و احترام سے مہمان کیا ہے اگر حضور طلب فرمائیں گے تو وہ بخوشی تمام بسر و چشم حاضر خدمت ہوکر کار مفوضہ انجام کو پہونچائے گا سلیمان صاحبقران نے یہ تقریر شمس جنی سے سنکر شادمان ہوکر اُسیوقت چند دیووں کو طلب کرکے فرمایا کہ ابھی تم مع تخت زرین جانب سرزمین ضحاکیہ روانہ ہو وہاں ایک صحرائے سبزہ زار میں شاہزادہ طیمور شیر پیکر شکار کھیل رہے ہیں ہماری جانب سے اُن کو بہت بہت دعائے ترقی عمر و دولت کے بعد یاد دلانا کہ آپ کو سلیمان صاحبقران نے بضرورت شدید بلایا ہے اگر وہ شہزادہ ذبیحاہ آمادہ یہاں آنے پر ہو تو بحفاظت تمام تخت پر بٹھا کر ہمارے پاس لے آنا ورنہ جو کچھ وہ کہیں آکر بیان کرنا وہ دیو حسب الحکم سلیمان صاحبقران اُسیوقت ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر اٹھا کر سمت شہر ضحاکیہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور و دراز اُسی صحرائے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر بہزار خوشی و رغبت مع اور اکثر شاہزادگان وغیرہ شکار آہوان میں مشغول ہیں صحرا و ہی ہے صحرائے سبزہ زار ایسا ہے کہ جہانتک نگاہ نظر جاسکتی ہے زمین پر فرش سبزہ شاداب کا ہے یا مخمل سبز کا فرش ہے اُس سبزہ کے دیکھنے سے آنکھوں میں تازگی و شگفتگی دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے مردہ دلوں کے واسطے وہاں کی ہوائے سرد گویا عیسیٰ النفس ہے کوسوں تک سبزہ لہلہا رہا ہے گل خودرو جابجا شگفتہ ہو بہار اپنی دکھا رہے ہیں انواع و اقسام کے رنگ برنگی پھول کھلے ہوئے اُن کی رنگینی و بوئے خوش سے قدرت پروردگار عالم آشکارا ہے عجیب اُس سبزہ کی بہار ہے دیوانگان محبت کے لیے تو گویا وہ زمین رشک ارم ہے کہیں گل گریبان چاک کہیں نرگس چشم پر نم ہے وحشت زدگان کوئے الفت کا اگر اس صحرا میں گذر ہو جائے تو بجائے جیب و گریبان کے دل و جگر کے ٹکڑے اڑاویں نعرہ ہائے عاشقانہ سے زمین سر پر اٹھا دیں شور زنجیر سے حشر برپا ہو قیامت آ جائے سچ پوچھو تو

اُس بیچارے کی شامت آئے طائران صحرا الحان خوش چہچہہ کر رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کا دم بھر رہے ہین زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے دنیا والو اُس کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ اس صحرا کو رشک صد گلزار بنایا ہی اور اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہی یہان خزان و بہار یکسان ہی سبزہ فرش و آسمان سائبان ہی یہ وہ سرزمین ہی جس کی ہوا مین بوے مشک چین ہی دیکھیے ناز و انداز سے آہستہ آہستہ چل رہی ہی گویا کنار سبزہ مین مچل رہی ہی سبزہ شاداب لہلہا کر زبان حال سے سناتا ہی ہر ایک کے دل کو لبھا رہا ہی کہ ذرا سنبھل کر قدم رکھنا کہین کانٹون مین نہ الجھنا دامن بچائے رہو ورنہ دست جنون کے ہاتھون پرزے پرزے اُڑتے پھرین گے ڈھونڈھنے سے بھی جیب و دامان نہ ملین گے ایک طرف آہوان صحرائی شوخ چشم گروہ گروہ جا بجا شکارگاہ سے دور دور بجست تمام اُس سبزہ شاداب کو چر رہے ہین دیکھنے والون کے دل قدمون سے مل رہے ہین اُن کی مست آنکھین دیکھکر چشم محبوب یاد آتی ہی ہر ادا سے مستانہ دل کو برماتی ہی وہ اُن کا کسی کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر چوکڑیان بھرنا وہ شوخی و طراری سے پھلانگین مارنا وہ ذرا سی آہٹ پر چونکنا ہوکر ادھر اُدھر نظر کرنا وہ سبزہ شاداب کو اپنے لب نازک سے مس کرنا اور وہ سبزہ بھی وہ سبزہ تھا کہ

سبزہ ایسا تھا قلب فرسودہ
تندرستی کے ساتھ ہو پیدا
مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ
تھی ہوا اُس کی یا دم عیسیٰ
سوے اُس سبزے پر اگر بیمار
روح آتی تھی جسم مین گویا
سبزہ ہر سو جو لہلہاتا تھا
شان اللہ کی دکھاتا تھا

دیوون نے صحراے مذکور مین شاہزادہ طیمور شیر پیور کو شکار آہو مین مصروف دیکھکر اور بخوبی پہچان کر اور اپنا اطمینان کرکے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہو نہو یہی وہ شاہزادہ ہی جسکی طلبی کے لیے سلیمان صاحبقران نے ہمکو بھیجا ہی یہ کہکر پیر و سے ہوا سے نیچے اتر کر ہمراہیان شہزادہ مذکور مین سے ایک ہمراہی سے یون پوچھنے لگے کہ کیون بھئی یہ کون سرزمین ہی اور یہان کا کون بادشاہ ہی یہ شاہزادے کون کون ہین اور وہ جو سب مین خوبصورت اور شکل و صورت سے کوئی بڑا ذی قدر و صاحب جلال و شان معلوم ہوتا ہی کون ہی اور اس صحراے سبزہ زار مین یہ سب صرف براے شکار ہی آئے ہین یا اور بھی کوئی کام درپیش ہی اُس نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی نو وارد ہی اچھا سُن یہ جو سب مین سردار معلوم ہوتا ہی یہ صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم شکوہ و اژدر در شہزادہ طیمور شیر پیور ہی جس کی تیغ شمشیر سے بڑے بڑے دشمن ڈرتے ہین اُسکے نام سے پہلوان جہان چونک چونک اُٹھتے ہین یہ وہ صاحب رتبہ و شان ہی کہ جو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے مقابلے مین گوے سبقت لے گیا اور کل بارگاہ نشینان لشکر و صاحبقران کو کچھ کرتے نہ بن پڑا اور آخر مین ان سے رنجیدہ ہو کر اس طرف چلا آیا اور یہ سب جو اس کے ساتھ ہین یہ سب رفیق خاص با اختصاص ہین ایک ایک ان مین ہزارون پر بھاری ہی رستم ان کے سامنے ایک ادنیٰ مردم بازاری ہی یہ سرزمین شہر صفاکیہ ہی بادشاہ یہان کا ہمارے شہزادے کا مطیع ہی اُسنے بڑی دھوم سے مہمانی کی ہی یہان یہ براے تفریح طبع شکار کو تشریف لایا ہی وہ دیو یہ سُنکر بہت خوش ہوے کہ فضل خدا سے منزل پر پہونچے بعدہ روبرو سے شہزادہ طیمور شیر پیور جاکر بصد ادب غائبانہ سلام کیا اور یون دعا و ثنا شاہی بجا لائے۔

الٰہی در جہان باشی باقبال
جوان بخت و جوانی و لت جوان بال

شہزادہ کی عمر دراز ہو اقبال روز افزون ترقی پر رہے دوست شاد و دشمن برباد ہون شہزادہ موصوف

نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو اور تمھارا کیا مطلب ہی انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذیجاہ ہم
پردۂ قاف سے حسب الحکم سلیمان صاحبقران پردۂ قاف حاضر خدمت حضور ہوے ہین سلیمان
صاحبقران نے حضور کو یاد فرمایا ہی یہ تخت زرین و جواہر کار براے سواری حضور عالی اقبال کیا ہی بضرورت
شدید آپ کو طلب کیا ہی اگر مناسب طبع عالی ہو تو جانب پردۂ قاف تشریف لیچلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے
سرزمین کوہ قاف کو مشرف فرمایئے ہم خادمون کی امید بر لایئے ورنہ جو حکم ہو ہم فدویان و فرمانبردار عمل
مین لائین کیونکہ سلیمان صاحبقران نے ہمکو یہی حکم دیا ہی کہ اگر شہزادہ صاحب بخوشی تشریف لائین تو اپنے
ہمراہ لانا ورنہ واپس چلے آنا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے گفتگو ان دیوون کی سنکے اور نام سلیمان
ثانی استماع کرکے مسکراکر فرمایا کہ سلیمان صاحبقران پردۂ قاف ہمارے بزرگ و استاد ہین اکثر فنون جنگ
انھون نے ہمکو سکھائے ہین ہمنے ان سے بہت سے فیض پائے ہین ہمارے بزرگ ہین ہمپر بزرگانہ شفیق ہین
اور مانند اپنے فرزند کے سمجھتے ہین ہم ان کے ارشاد کے موافق عمل کرینگے تمھارے ہمراہ سوے پردۂ قاف
چلینگے اور جو کچھ وہ ارشاد فرماوینگے اسکی تعمیل کو اپنا فخر جانینگے کبھی ان کے حکم سے سرتابی نکرینگے
یہ کہکر اور شکار آہوان سبزہ زار سے دست بردار ہوکر سب مردان لشکر کو جمع کرکے اور کل حال طلبی
سلیمان صاحبقران کہکر یون ارشاد فرمایا کہ ہم بضرورت شدید تھوڑے دنون کے لیے عازم قاف ہین
تم ہمارے بعد برہو دربعد آواز سپہ سالار لشکر کو بجاے ہمارے سمجھتے رہنا اسکے کسی حکم کی تعمیل مین قصور
کرنا ہم انشاء اللہ بہت جلد وہان سے لوٹکر پھر تشریف لائینگے یہ کہکر برہو دربعد آواز کو تمام لشکر کا حاکم و مختار
کیا اور بعد اسکے ضحاک شاہ والی قلعہ سنگاکیہ سے سب حال بیان کرکے اجازت خواہ ہوے ضحاک شاہ
نہایت ادب و عاجزی سے یون عرض پیرا ہوا کہ مجھے آپ کے تشریف رکھنے سے جو خوشی حاصل تھی وہ
احاطۂ بیان سے باہر ہی مین آپکی خدمت کو اپنا باعث فخر سمجھتا ہون اور کبھی رخصت نہ کرتا میرا تو قصد
یہ تھا کہ حضور کو تخت سلطنت پر بٹھاکر مثل خادمان خود خدمت عالی مین کمربستہ رہون کہین جانے نہ دون
نہ کہ کوہ قاف کا سفر اللہ اکبر خدا جانے کہ پھر کبھی یہ قدم آنکھون سے لگانے کو ملینگے یا نہین مگر مجبوری
یہ ہی کہ آپ یہ بھی کہہ چکے ہین کہ وہ ہمارے بزرگ و استاد ہین پھر بھلا میری کیا مجال ہی کہ روک سکون
اچھا رخصت ہوجایئے خداوند کریم پھر بخیریت ہمکو یہ صورت زیبا دکھلائے اور آپکو مدارج عالیہ پر پہونچائے
شاہزادہ طیمور شیر پرور ضحاک شاہ سے رخصت ہوکر شہزادہ سکندر رستم خو و شاہزادہ شہریار عالیوقار
و شاہزادہ رفیع الحجت وغیرہ اٹھارہ انیس شہزادگان اولاد اسد غازی کرد کا امیر عرب وغیرہ سے
جو اسوقت ہمراہ رکاب فیض انتساب تھے اور آہوان صحرا کا شکار کھیل رہے تھے مل کر اور مسکراکر یون
گویا ہوے کہ تم سب سے اب ہم رخصت ہوکر سوے کوہ قاف جاتے ہین سلیمان صاحبقران کوہ قاف
نے ہمکو طلب کیا ہی دیکھیے وہان سے یہان پر ایکبارگی کب آنا ہو اور کیا کیا معاملات روبکار ہوتے ہین
اسلیے ہماری آپ لوگون سے یہ خواہش ہی کہ اگر آپ سب صاحب مناسب سمجھین تو براے چندے
آپ سب صاحب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین تشریف لیجائین ان کے ساتھ لشکر
مین رہین جب ہم یہان آئینگے پھر آپ سب صاحبون کو اپنے پاس بلالینگے آپ سب صاحب مجھے
بھلائیے گا مجھکو آپ حضرات کی جدائی شاق ہی ایک منٹ کا جدا ہونا برا معلوم ہوتا ہی مگر کیا کرون مجبوری
و معذوری کیونکہ وہان میرے ساتھ کوئی نہین جاسکتا ہی ورنہ اپنے ہمراہ آپ سب کو بھی کوہ قاف
لیتا چلتا اسوقت مناسب حال یہی ہی کہ چونکہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ انجم حصار مین فروکش

اور شاہ انجم حصاری سے معاملہ جنگ درپیش ہے علاوہ اسکے ایک اور لشکر بھی موجود ہے اس لیے میرے خیال میں
یہ بہتر ہوگا کہ اسوقت آپ سب صاحب جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ہاتھ بٹائیے جنگ کے جوہر
دکھائیے تاکہ کفار ان بیابان کا کام تمام ہو دنیا میں آپ کا نام ہو آپ سب صاحب نسل اسکے ہیں جو نظر کردہ
امیر عرب تھے آپ کے بزرگوں نے ہزارہا شہر اسلام آباد کیے ہیں کڑوڑہا کفار کو تہ تیغ اتارا ہے بڑے بڑے
سرہنگ اور دیگان جہان کو مارا ہے اسد بن کرب غازی دلاور کی نقل مشہور ہے کہ صغر سنی میں وہ وہ کارہائے
نمایان کیے ہیں کہ بڑوں بڑوں کے چھکے چھڑا دیے ہیں بس آپ سب کو بھی یہ چاہیے کہ اسوقت صاحبقران پر
ایسا احسان کیجیے کہ وہ بھی مان جائیں ہر ایک سے آپ کی مدح وثنا فرمائیں یہی وقت ہے کہ آپ
اُن کو اپنا شکرگذار کر سکیں اُن پر احسان دھر سکیں ایسے ہی وقت کے عقلمند جویا رہتے ہیں ایسے ہی وقتین
اپنے اور بیگانے پہچانے جاتے ہیں اگرچہ مجھے یہ ضرورت نہ درپیش آجاتی تو اسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی مدد کرکے عالم کو دکھا دیتا کہ بہادر ایسے ہوتے ہیں یوں تخم الفت کو مزرع دلین
بوتے ہیں مگر کیا کروں مجبور و معذور ہوں سلیمان صاحبقران کا حکم بھی ٹال نہیں سکتا ہوں اگر زندہ رہا
تو پھر کبھی سہی شاید طلسم زلزلہ میں میری آپ کی ملاقات ہو کیونکہ ارادہ صاحبقران کا اُس طرف
جانیکا ہے لہذا ہم بھی کوہ قاف سے وہیں واپس آئینگے اور اگر وہان جانیکو دل نہ چاہتا ہو یا آپ
لوگوں کی کچھ اور مصلحت ہو تو بصد راحت و آرام قلعہ ضحاکیہ میں رہیے یہان آپ کو کسی قسم کی تکلیف
نہونے پائیگی ہر قسم کا سامان راحت ہر وقت موجود رہے گا سیر و شکار سے دل بہلائیے گا انشاءاللہ
یہ زمانہ فرقت باتوں باتوں میں گذشتہ جائیگا پھر ہم آپ ایک جا ہونگے سامان عیش مہیا ہونگے سچ جانیے کہ میں آپ
سب کو اپنا قوت بازو جانتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی مجھے فراموش نکرینگے لیکن اتنا خیال
رہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے میرا کچھ ذکر نہ آنے پائے بلکہ اگر وہ آپ سے دریافت
بھی فرمائیں تو کہدیجیے گا کہ ہمیں کچھ حال اُس کا نہیں معلوم اور دیکھیے صاحبقران کو اپنا بزرگ جانکر
کبھی اُن کے کسی حکم میں سرتابی نہ کیجیے گا خدا اُن کو زندہ و سلامت رکھے وہ اسوقت ہمارے سردار
ہیں ہم ہر طرح سے اُن کے خادم و تابعدار ہیں شاہزادگان موصوف الصدر نے باتفاق رائے عرض کیا
کہ جب آپ یہان سے پردۂ قاف تشریف لیے جاتے ہیں تو یہان ہمارا رہنا اچھا نہیں بغیر آپ کے
دل گھبرائیگا ایک ایک منٹ ایک ایک سال نظر آئیگا ہم سب تو آپ ہی کے دامن دولت سے
وابستہ ہیں جب تک زندہ ہیں بندہ ہیں اس سے انسب یہی ہے کہ ہم سب سلطان کیوان شکوہ کے
لشکر میں جاکر داخل ہوں تاوقتیکہ آپ کوہ قاف سے یہان تشریف لائیں ہم سب صاحبقران ہی کے لشکر
میں رہیں وہان دل بہل جائیگا زمانہ فرقت کبھی نہ کسی طرح گذر جائیگا امید ہے کہ وہان قلوب ہمارے
مانند گل شگفتہ رہینگے شہزادہ طہمورث دیو بند نے ارشاد کیا اچھا جو آپ سب صاحبوں کی خوشی مجکو
بہرحال سب کی خوشی منظور ہے یہ کہکر اور ہر ایک سے شہزادہ رخصت ہوکر بشرط حیات مستعار و زندگی
ناپائدار وعدہ پردۂ قاف سے آنیکا کرکے اور ہر ایک سے گلے ملکے اور اپنا کہا سنا بخشوا کے اُس تخت
زرین و جواہر نگار پر بیٹھے جو تخت زرین دیو پردۂ قاف سے لائے تھے اسوقت بہرام و رعد آواز رخصت
ہوکر جانب ضحاکیہ مع مردان سپاہ روانہ ہوا پھر شاہزادگان موصوف بھی ضحاک شاہ والی شہر ضحاکیہ سے رخصت
ہوکر اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہوکر سامان سفر مہیا کرکے سوئے انجم حصار روانہ ہوئے دیکھیے کبتک یہ لشکر صاحبقران
میں پہنچتے ہیں حال ان شاہزادگان علحدہ علحدہ موقع موقع پر بیان کیا جائیگا بعد جانے بہرام و رعد آواز سپہ سالار لشکر

طیمور شیر پرور و جملہ شاہزادگان موصوف کے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے دیوون سے کہا کہ تخت اٹھا کر سوے پردہ قاف چلو حسب الحکم اُنھون نے تخت اٹھا کر اپنے کاندھون پر رکھا پھر زمین سے بلند ہو کر سوے پردہ قاف روانہ ہوے دیکھیے یہ شاہزادہ عالی جاہ کب تک پردہ قاف مین پہونچتا ہی اور وہان جا کر کیا کیا کارہاے نمایان کرتا ہی اور کب وہان سے سوے قلعہ سنجاکیہ آتا ہی

اب وہ کلمہ داستان درویش آفتاب صورت و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و کوکب انجم حصاری و ساریق بن یفث و حائل بن شمائل بن کامل خان پیدین و مرتد وجنگ جو سے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مؤلف

ساقی بھر دے پیالہ ساغر بھر
تشنہ کا ہوچکا قرار آخر
پھول سی کر شراب پاؤن مین

گل مضمون یہان لٹاؤن مین
گرم بازار اب فنا کا ہو
جان کی دشمنون کا سودا ہو

مسلم اور کافرون کے لشکر ہون
سب تلے سامنے برابر ہون

راویان عدیم المثال و محرران حالات جنگ و جدال اس داستان بے عدیل کو یون بیان کرتے ہین کہ جب درویش آفتاب صورت بعد ہلاک کرنے تینون نقاب داران طلسمی کے و اسیر ہو جانے حشام رستم انجم حصاری سپہ سالار کوکب انجم حصاری کے اپنی فرودگاہ سیاہ پر پہونچا بعد ادائے نماز مغرب کے بصد خوشی و مسرت اپنی بارگاہ مین مع شاہان ہمراہی و نقابداران سبز پوش وغیرہ معززین کے بیٹھا اسوقت بادشاہ لشکر عمان شاہ نے کہا کہ آج روز خوشی و مسرت و انبساط ظاہر کرنے کا ہی جلسہ عشرت آراستہ کرنے کا ہی کیونکہ حشام رستم انجم حصاری ایسے پہلوان زبردست کو نقابدار زرد پوش بہادر نے سر میدان جنگ دلیرانہ نبرد کرکے اسیر کیا ہی اور ہر سہ نقابداران کو آپنے اپنے حسن و تدبیر و کمال سے نیست و نابود کیا ہی اُن کے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچایا ہی کمال اپنا ظاہر کیا ہی فتح عظیم حاصل ہوئی ہی نقابداران طلسمی وہ نقابدار بلاے روزگار تھے کہ ان کا قتل کرنا اور ہلاک کرنا دشوار بلکہ نا ممکن تھا کوئی اُن کو قتل و ہلاک کر ہی نہین سکتا تھا ہمارے سامنے اُنھون نے پینتالیس سرداران نامی و نامور لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و عاشق اپنا کرکے بیخود و خود رفتہ کرکے اسیر کیا تھا آج بھی وہ ہمارے لشکر کے سرداروں کو اُسی طور سے اسیر کرتے مگر آپنے کیا کارنمایان کیا عجب کمال اپنا ظاہر کیا کہ اُن کو بیہوش کرکے عجب خوبی سے ہلاک کیا بلکہ ہر سہ مردان سپاہ کو بیہوش کیا آپ جس کو چاہتے قتل کرتے آج تک ایسا کمال کسی درویش خدا رسیدہ نے نہین دکھایا نہ ہمنے کبھی دیکھا آپ کے اس اظہار کمال و کارنمایان کی جسقدر تعریف کی جائے وہ کم ہی درویش آفتاب صورت اپنی تعریف سنکے مسکرائے پھر عمان شاہ نے ایما ر درویش موصوف سے حکم آراستگی بزم عشرت کا دیا نازنینان خوش گلو کے بھی بلانے کو فرمایا ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نازنینان مہ جبین خوش گلو حاضر ہوئین اُن مین سے ایک نازنین خوب رو خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہو کر روبروے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ و درویش آفتاب صورت و نقابداران سبز پوش وغیرہ

اہل دربار کے بعد درست ہونے سازون کے بنازو انداز ایستادہ ہوئی سازندون نے ساز بجایے وہ نازنین بعد خوبی رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے بجاے خود اس کے رقص کی ثنا کرنے لگے جب وہ خوب رو ناچ چکی یہ غزل گانے لگی اہل محفل کے دلکو رجھانے لگی غزل

کیون اُڑی عندلیب گلشن سے
آگ سی جھڑ لی ہی میرے دامن سے
استخوان مثل شمع جلتے رہین
پیچ کھایا ہی ہم نے ناگن سے

کیا وہ تنگ آئی میرے شیون سے
نرد الفت جو کھیلتا ہون مین
سوز ظاہر ہی سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہی

آنسو سوزش سے عشق کی ہین روان
ہار جاتا ہون یار پُرفن سے
دل حجم زلف مین لٹکتا ہی
کم نہین زخم دل کو روزن سے

چاک دل کی کہان دوا اختر
اس کا بخیہ نہوگا سوزن سے

اہل بزم عشرت بجوشی سینے لگے بجاے خود اس کی خوش گلوئی و اشعار غزل کی ثنا کرنے لگے اور درویش موصوف بھی اشعار غزل سنکے خوش ہوے نازنین غزل مندرجہ تمام و کمال گا کر انعام کثیر لیکر بزم سے چلی گئی بعد اُس کے جانے کے بعد دیگر نازنینان خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہو کر رقص و نغمہ اپنے سے اہل بزم کو خوش کرتی رہین تمام شب بزم عشرت آراستہ رہی صبح کو جلسۂ عشرت برخاست ہوا درویش موصوف و شاہان ممدوح وغیرہ جملہ اہل لشکر نے بعد وضو نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز سحر درویش موصوف کے ایماسے عمان شاہ نے خشام رستم انجم حصاری کو کہ اسیر تھا روبرو اپنے سر دربار طلب کرکے ہدایت دین اسلام کی اُس نے عرض کیا کہ واقعی دین اسلام دین اچھا ہی مین کسی سے کبھی زیر نہوا تھا ہنگام مقابلہ نقابدار سبز پوش مین نے اپنے خداوند سے اعانت چاہی لیکن خداوند نے مدد نہ کی نقابدار سبز پوش کے خدا نے ایسی مدد نقابدار سبز پوش کی کی کہ اُس نے دلیرانہ مجکو مع مرکب اٹھالیا پھر مرکب سے جدا کرکے مجکو گردش دےکر زمین پر پٹکا آخر مین اسیر کیا گیا ثابت ہوا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہی لہذا مجکو مسلمان کیجیے عمان شاہ نے اشارہ کیا افسر نقابداران سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے اُس کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا وہ بصدق دل مسلمان ہو کر قدم نقابدار موصوف کی طرف جھکا نقابدار نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگا کر خلعت سرفرازی بعد رہائی اُس کو دیا پھر قریب اپنے دنگل کے اُس کو ایک دنگل پہ بٹھایا اُس کے مسلمان ہونے سے عمان شاہ و درویش موصوف وجملہ نقابداران سبز پوش وغیرہ خوش ہوے بعد مسلمان ہونے خشام مذکور کے بمشورہ عمان شاہ درویش موصوف نے ایک نامہ باین مضمون و عبارت میر منشی سے لکھوایا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آپنے سر میدان جنگ میرے کمالات کو ملاحظہ کیا کہ کس طرح مین نے نقابداران طلسمی وغیرہ کو بیہوش و بدہوش کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا بعدہ کمال دیگر اپنا دکھایا کہ ایک دم مین سب کو ہوشیار کر دیا اگر چاہتا مین تو حالت بیہوشی مین اور ون کو بھی قتل و ہلاک کرتا مگر مین نے بجز نقابدار ون کے کسی کو قتل نہین کیا سب کو ہوشیار کر دیا آپ کو مناسب ہی کہ مجسے آمادہ جنگ نہوجیے جنگ سے بہتر صلح ہوتی ہی میرے پاس تشریف لائیے طالب صلح ہوجیے ارادہ جنگ سے باز آئیے بیشتر ایسا ہوا ہی کہ شاہان جہان و سرداران سپاہ گران واسطے ملاقات فقرا کے گئے ہین اگر آپ بھی میرے پاس بخواہش صلح چلے آئیے گا تو کچھ خلاف شان نہوگا جواب اس نامے کا روانہ فرمائیے گا جب نامہ میر منشی تحریر کر چکا لفافے مین رکھکر سرنامہ لکھکر مہر سے مزین

کیا درویش موصوف نے وہ نامہ فرامرز ثانی کو دے کر کہا کہ اسے بہادر یہ نامہ لیجا کر حضور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دے کر جواب نامہ لے آ وہ دلاور مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہو کر نامہ بطریق نامہ بران لے کر ساٹھ ہزار سے زیادہ سواران چیدہ و آزمودہ کار کو ہمراہ اپنے لے کر بصد شان و شوکت سوے دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام روانہ ہوا ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو براے خبر رسانی لشکر معین تھے وہ بعد دریافت کرنے خبر کے اور دیکھنے روانگی نامہ بر مذکور کے بعد عجلت اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ اسوقت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں پہونچے کہ دربار آراستہ تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنے دنگل شوکت پر شیرانہ بیٹھے ہوے تھے یمین و یسار دنگلون پر صدہا سرداران نامی و نامور صف شکن بھی بیٹھے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام بالاے تخت حکومت رونق فزا تھے پہلے ہرکارہ دون مذکورہ نے حسب قاعدہ پایۂ تخت شاہی کا بوسہ باادب لیا پھر سر فرمانبرداری جھکا کے شرائط فدویت و خادمیت بجا لائے بعدہ دست بستہ اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ موصوف زبان پر لا کر خبر آمد نقابدار سبزپوش عرض کرنے لگے کہ بمصداق این نظم

ابیات

توئی کہ خوشتر پروین برین وفاق ابید
ہنوز نازدہ نقش چو در انیر نگ
اگرچہ آتش و آبست خنجرت چہ عجب
شود مخالف آمال و ورنشاب وزرنگ
کند سنان تو بازی بجان خصم چنانکہ
مصیبت است زگرز تو در بلاد فرنگ
تن عدوے تو نارنگ ارارثہ دہ باد
معاش دشمنت از نقد قاضی گیرنگ

کہ بر نیزہ چو باد حملۂ تو
ز بہر نقل جلال تو بستہ انداز نگ
چنان بدور تو کار زمانہ منتظم است
کہ آمدست پدید از میان آہن و سنگ
چنان موافقت افتد سلاح را کہ کند
بقفل دل شدگان تیغ بران کلید بکنگ
ہمیشہ تا بہ تجارت زہرہ و شہان کسی
بسوزنے کہ نہ آتش گذر وش نے رنگ

بروز معرکہ دندان پیل و کام نہنگ
نشان نیزہ تو پرداخت نقشبند ازل
کہ پوست از سرزین بارشد پیشت پلنگ
ور آن زمان کہ اجل دشمنان چاہ ترا
زہ گوزن زبان در دہان تیر خدنگ
قیامت است ز تیغ تو در ممالک روم
بسوے عامل و سارئی سپاہ ور نا رنگ
براۓ بخشش تو بر وجود عامل مرد

اسوقت درویش آفتاب صورت نے نامہ بدست اس افسر نقابداران سبز کے جس نے حسام رستم انجم حصاری کو مرکب سے اٹھا کر زمین پر پٹک کر اسیر کیا تھا روانہ کیا ہے وہی نقابدار سبزپوش ساٹھ ہزار سے زیادہ سوارون کی جمعیت سے بطور نامہ داری آتا ہے جوان نہایت زبردست و قوی بازو ہے یہ عرض کر کے ہرکارے تو بارگاہ سے باہر گئے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے جانب امیر با توقیر دیکھا گویا اشارہ کیا کہ آپ آراستگی دربار کا حکم دیا کرین صاحبقران ذیشان نے حسب ایماے بادشاہ موصوف ملازمون سے فرمایا کہ بہت جلد یہ دربار نہایت حسن و خوبی سے آراستہ کرو اور ایک دنگل نفیس روبروے بادشاہ ذیجاہ دربار مین بچھا دو تاکہ نامہ وار یہان آکر اسی دنگل پر بیٹھے نقابدار سبزپوش جو نامہ لیے آتا ہے جوان زبردست اور نہایت مرد معقول و ذی عزت و حرمت ہے افسر نقابداران سبزپوش ہے یہ فرما کر شاہان ہفت ملک کو واسطے اس کی عزت افزائی کے براے استقبال روانہ کیا اس طرف ملازمون نے بعجلت تمام دربار کو ایسا آراستہ کیا کہ شاہان گذشتگان سے کسی کا دربار ایسا آراستہ نہوا ہوگا ہنوز دربار آراستہ ہو چکا تھا کہ ہمراہ شاہان ہفت ملک کہ انھون نے اثناے راہ مین استقبال اس کا کیا تھا فرامرز ثانی قریب دربار آیا پھر مرکب سے اتر کر سواران ہمراہی کو میدان وسیع مین چھوڑ کر تنہا ساتھ شاہان ہفت ملک کے داخل دربار ہوا دیکھا کہ دربار نہایت آراستہ ہے انواع و اقسام کی زینتون سے پیراستہ ہے صدہا

سرداران سپاہ قوی بازو دنگلون پر دلیرانہ و شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین گرد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہادران عالم کا مجمع ہے یمین و یسار تمامی سردار با دب بیٹھے ہوئے ہین صاحبقران مانند ضیغم دنگل شوکت پر رونق افزا ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین و جواہر کار پر بصد رعب و سطوت تشریف فرما ہین ندیم و رفقا و حکما وغیرہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہین حسب قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہین نقابدار موصوف دربار کی آراستگی و اہل دربار پر نظر کرکے دنگ ہو گیا بعدہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو سلام کیا بادشاہ موصوف نے اشارہ بیٹھنے کا کیا نقابدار موصوف اُسی دنگل پر جو خاص اُسکے واسطے بچھوایا گیا تھا بیٹھا صاحبقران کشورستان نے باشارہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ساقیان خوب رو کو طلب کیا حسب الطلب کشتیان شراب گلنار یعنی عرق مقوی اعضا و مفرح قلب کی مع شیشہ و ساغرہاے بلورین لے کر دربار مین حاضر ہوے پھر حسب قاعدہ سلام کرکے بایماے صاحبقران کشورستان عرق مقوی و خوشبو سے مذکور شیشے سے ساغر بلورین مین بھر کر ایک ایک ساقی نے نقابدار سبزپوش نامہ دار مذکور کو دیا اُس نے وہ عرق مقوی اعضاے رئیسہ پیا پھر ساقی مذکور نے جام پُر از عرق مسطور دیا پھر نقابدار نے جام لیکر عرق پیا اسی طور سے تین چار جام اُس عرق کے پیے پھر ساقیان گلفام نے جملہ اہل دربار کو وہی عرق ساغر و جام مین بھر بھر کر دیا ہر ایک نے بصد خوشی و رغبت اُس عرق کو نوش کیا جب سب اہل دربار بھی گلنار مذکور پی چکے ساقیان گلعذار کشتیان بادہ گلنار کی مع شیشہ و ساغر دربار سے لے گئے بعد تھوڑی دیر کے نقابدار سبزپوش کو نشہ ہوا دماغ بادہ تند سے گرم ہوا پکارا کہ متہم نامہ دار درویش آفتاب صورت صاحبقران عالی مقام نے بایماے بادشاہ لشکر اہل اسلام نامہ طلب کیا اُس نے حسب دستور نامہ دیا صاحبقران نے نامہ میرمنشی کے حوالے کیا اُسنے لفافے کو چاک کرکے نامہ نکال کر باواز بلند پڑھا سب نے سنا صاحبقران نے تمام و کمال عبارت نامہ کو سنکے بعد فکر و غور فرمایا کہ واقعی درویش آفتاب صورت نے نفیر بجا کر سب کو بیہوش کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا کار نیک کیا اہل اسلام کو اُن کی شر سے بچایا ہم ممنون منت ہوے مگر نفیر و نقارہ سے ہمکو ہمین کچھ خوف نہین ہے اور اشیاے مذکور کے پاس ہونے سے ہم درویش مذکور کو صاحب کمال نہین خیال کرتے ہین اور صلح اچھی ہے مگر ہم درویش آفتاب صورت کے پاس بغرض صلح جانا ننگ و عار جان کر طبل جنگ بجوائین گے مقابلہ کرین گے درویش مذکور کو اختیار ہے کہ نفیر مذکور دم دے کر سب کو بیہوش کرے یا نکرے مردانہ و دلیرانہ ہم سے لڑے یہ فرما کر میرمنشی سے کہا کہ اسی نامے کی پشت پر صرف اسی قدر لکھدے کہ ہمکو مقابلہ و محاربہ منظور ہے تمھارے پاس براے صلح آنا گوارا نہین ہے کہ باعث ہماری کسرشان کا ہے حسب الحکم میرمنشی نے یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کی پھر وہ نامہ لفافے مین رکھکر نقابدار موصوف کے حوالے کیا گیا نقابدار مذکور نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر یہ عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھین نقارہ سنگین اور نفیر یہ دونون بجاے نہین جائین گے یہ عرض کرکے خاموش ہوا امیر باتوقیر نے ملازمون سے کشتی خلعت فاخرہ منگوائی انھون نے جلد حاضر کی صاحبقران نے وہ خلعت فاخرہ نقابدار کو دیا اُس نے لیکر اہل دربار سے ایک شخص کو دیدیا قبول نہ کیا پھر رخصت ہو کر دربار سے باہر جا کر مرکب پر سوار ہو کر مع اپنے تمامی سواران جنگی کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد

قطع راہ اپنے لشکر مین داخل ہوکر روبروے درویش موصوف جاکر جواب نامہ دیا اور تمام حال دربار
اور خلق صاحبقران اور تقریر صاحبقران کا اظہار کیا درویش مذکور نے جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ صاحبقران نے ہمارے پاس آنے سے انکار کرکے ارادہ لڑنے کا کیا ہو تو یہ فقیر بھی عنایت
خدا سے عاجز نہین ہو یہان بھی سامان جنگ بخوبی موجود ہی انجام جنگ جو ہوگا وہ سب دیکھ لینگے
یہ کہکے حکم دیا کہ نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے مگر نقارہ سنگین نہ بجایا جائے کل صبح کو میدان جنگ
مین صاحبقران سے مجادلہ و مقاتلہ بعنایت آلہی کیا جائے گا قوت بازوے صاحبقران دیکھی جائیگی
کہ انکو بہت اپنے قوت بازو پر نازہی دیکھین ہنگام جنگ کشتی کیونکر لڑتے ہین اگر عاجز ہو جائین تو یہ فقیر
اپنا نام دفتر فقرا سے کاٹ سے نکال ڈالے یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم اسیوقت
نقارۂ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبر رسانی مقرر تھے انھون نے
صداے نقارۂ رزمی سنکے فی الفور روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام جاکر شرایط فدویت و پایہ تخت
بوسی بجا لاکر ثنا و دعاے شاہی بجا لاکر دست بستہ عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ نقابدار سبزپوش
یہان سے جواب نامہ لیکر گیا درویش آفتاب صورت نے عبارت جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ امیر با توقیر یہان تشریف نہ لاے جو باے صلح نہوے جنگ پر آمادہ ہوے فقیر بھی کچھ لڑنے
اور مقابلہ کرنے مین ماندہ و عاجز نہین ہو وقت مقابلہ امیر کو مشکل پڑے گی یہ کہکر حکم طبل رزمی بجانیکا
دیا نقارہ نوازون نے چوب نقارۂ جنگی پر لگائی مگر نقارہ سنگین نہین بجایا کیونکہ درویش آفتاب
صورت نے منع کر دیا تھا کہ نقارہ سنگین پر چوب نہ لگائی جائے اسوقت اُس کے لشکر مین طبل و
نقارہ جنگی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین آکر حضور سے جنگ آزما ہو
باقی خیریت ہو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خبر نواخت نقارۂ جنگی ہرکارون سے سنکے
یہ ارشاد کیا کہ درویش آفتاب صورت مرد معقول ہی ہمارے مقابلے مین اُس نے نقارہ سنگین
نہین بجوایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارۂ جنگی پر چوب لگائین ہرکارون نے ہمراہی
خواجہ طیفور گردیا جاکر نقارہ نوازون سے حکم امیر با توقیر بیان کیا انھون نے حسب قاعدہ قدیم
چند اشرفیان خواجہ طیفور گردپا کو نذر دے کر بسم اللہ کہکر چوب نقارے پر لگائی صداے نقارۂ جنگی
بلند ہوئی ہرکارون نے سپاہ کوکب انجم حصاری کے آواز طبل و نقارۂ جنگی دونون لشکرون مین
بلند پاکر فی الفور اپنے بادشاہ کوکب انجم حصاری کے دربار مین جاکر حسب دستور مراسم عبودیت
بجا لاکے دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ پہلے درویش آفتاب صورت نے نامہ
بدست نقابدار سبزپوش پاس صاحبقران کے ارسال کیا تھا صاحبقران نے جواب نامہ منظوری
جنگ دیا تھا اب درویش نے اپنے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے بھی خبر نواخت
طبل جنگی سنکے اپنے بھی لشکر مین نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا ہی دونون لشکرون مین طبل و نقارۂ
رزمی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہی کہ ہنگام صبح خاص صاحبقران سے جنگ آزما ہو اور یہ
بھی ہمین دریافت ہوا ہی کہ حشام رستم انجم حصاری درویش و عمان شاہ کی ہدایت سے مسلمان
ہو گیا ہی درویش نے اُسے خلعت دیا ہی اب وہ اُس کے دربار مین دنگل پر بیٹھا ہی باقی خیریت ہی
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار مذکور کے مسلمان ہو جانے سے افسوس کرکے ہرکارون
سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جائے ہرچند کہ ابھی شہنشاہ ساحران عالم طلسم زلزلہ

نے ہمارے نامہ کا جواب نہین ارسال کیا ہی مگر ایسی حالت مین کہ دونون اہل اسلام کے لشکرون مین
نقارہ جنگی بجوایا گیا ہی ہمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ نقارہ جنگی بجوا کر صبح کو مع جمعیت سپاہ میدان
کارزار مین جائین اگر درویش یا صاحبقران ہمسے آمادہ جنگ ہون تو اُن سے مقابلہ و محاربہ
کرین ورنہ صف آرا ہوکر تماشہ لڑائی کا دیکھین اہل اسلام باہم جنگ و جدال کرکے قتل ہون ہم
خوش ہون ہرکارون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے اسیوقت جاکر لشکر مین طبل جنگ بجوایا صدائے
نقارہ تینون لشکرون مین بلند ہوئی مردان ہر سہ سپاہ و جوانان ہر سہ لشکر صدائے نقارہ و دہل
جنگی سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیر انداز تیرون کو
حسب دلخواہ درست کرکے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین اُن کو موافق طبع
درست کرنے لگے مرد میدان جو سردار و سوار تھے وہ باہم کہنے لگے دیکھیے کل کیا ہوتا ہی کس کو فتح
کس کو شکست ہوتی ہی ہمنے تو یہی ارادہ کیے ہین کہ ہنگام جنگ مغلوبہ دلیرانہ لڑین گے حتی الامکان
بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون کو قتل کرین گے قدم اپنا میدان جنگ سے نہ ہٹائین گے اگرچہ سر بھی تن سے
قلم ہوجائے کیونکہ اول تو ہمکو شوق جنگ ہی دوسرے ہمنے مدت مدید اپنے بادشاہ کا نمک کھایا ہی
ادائے حق نمکخواری بھی ضرور ہی آبا و اجداد ہمارے بہادر و دلیر مشہور جہان تھے ہم بھی تو کچھ سر میدان
جنگ نام کرین ہنر جنگ دکھائین بہادرون مین سرخرو ہون زخم نیزہ و شمشیر کھائین اور جو سوار بزدل
نامرد تھے حال اُن کا یہ تھا کہ جس وقت سے نقارہ جنگی بجایا گیا تھا صدائے نقارہ رزمی بلند ہوئی تھی
دل اُن کے دہل گئے تھے خوف قتل سے مضطر و پریشان خاطر تھے چہرون پر اُداسی چھائی ہوئی تھی
حواس خمسہ بجا نہ تھے گھبرائے ہوئے ادھر سے اُدھر جاتے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے آہستہ باہم کہتے
تھے کہ لشکر سے کسی تدبیر سے نکل چلو یہان نہ ٹھہرو نوکری ہمنے واسطے جان دینے کے نہین کی تھی
اگر لشکر مین رہ گئے تو صبح کو مسلح ہوکر میدان جنگ مین جانا ہوگا حریفون سے لڑنا ہوگا اگر دشمنون کے
ہاتھون سے زخمی یا قتل ہوے تو غضب ہو جائے گا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہو جائین گے
یہ کہتے ہوے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے جو بہادر و دلیر تھے وہ رہ گئے تمام رات اُنھون نے
تیاری آلات حرب و ضرب و شوق جنگ مین بسر کی یہان تک کہ سپیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا تاریکی
شب دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم بڑھنے لگی تارے نہان ہونے لگے رخ ماہ پر اُداسی چھائی نسیم سحر
چلنے لگی طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکلکر بولنے لگے اپنی زبان مین ذکر خدا کرنے لگے
گلستانون مین نسیم سحری سے غنچے گل ہونے لگے پھول کھلنے لگے بلبلین چہکنے اور نغمہ سرا ہونے لگین
موذن مسجدون مین اذان دینے لگے ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی کسی سمت سے آواز
گھنٹے اور ناقوس کی بلند ہوئی دیندار نمازگذار برائے اطاعت پروردگار عالم و عالمیان بیدار ہوکر
اپنے فرش خواب سے اٹھے بعد وضو واسطے ادائے نماز سحر کے روبقبلہ ایستادہ ہوے بعد اذان و
اقامت نیت نماز سحر کرکے تکبیرۃ الاحرام کرکے تلاوت و قرأت سورۂ حمد و دیگر سورون مین مصروف
بخشوع و خضوع ہوے پھر رکوع و سجود بجا لاکر کھڑے ہوکر دوسری رکعت بھی مثل رکعت اول پڑھکر
قنوت بھی سوے فلک ہاتھ اُٹھاکے بہ رجوع قلب پڑھ کر رکوع مین جاکر ذکر رکوع کرکے دو سجدون سے
فراغت حاصل کرکے باطمینان بیٹھکر تشہد پڑھکر سلام پھیر کر نماز کو تمام کیا بعد ازان اوراد و وظیفہ
سے زبان کو آشنا کیا صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سردار و سواران

لشکر نے بھی بیدار ہوکے بعد وضو نماز سحر پڑھی اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت کے بھی لشکر مین ہر ایک دیندار نے فریضہ سحری کو ادا کیا پھر دونون لشکرون کے بادشاہون نے سردارن سپاہ کو حکم کمر بندی و مسلح ہونے کا دیا جملہ دیندار دونون لشکرون کے جلد جلد مسلح ہوئے اس طرف سے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ ہمراہ درویش آفتاب صورت یمین و یسار تخت ہای جواہر نگار پر سوار و نقابداران سبز پوش جلو مین پس پشت نو لاکھ سواران جنگجو مرکبو پر سوار آزمودہ کار مع طبل و علم و نوبت و نقارہ و نشان شوکت و شان میدان کارزار مین آگئے اس جانب سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالیمقام و جمعیت سپاہ کثیر بصد خدم و حشم عرصۂ جنگ مین تشریف لائے الخ حصار سے کوکب انجم حصاری بھی مع سنابرق بن لقا و سختگکان و تمامی فوج اپنی کے بکر و فر جنگگاہ پر آیا جب تینون لشکر ہاے مذکور میدان مصاف مین آگئے وہ صحراے سبزہ زار کثرت سپاہ بے قیاس سے پامال و مملو ہوگیا جہان تک پیک نظر جا سکتا تھا تین طرف فوجین ہی فوجین دکھائی دیتی تھین بجز خیمہ و بارگاہ و سواران جنگی و طبل و علم و نشان ہاے سپاہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا بوجہ کثرت فوجہاے بے شمار سم سمندان سواران سپاہ سے بکثرت غبار بلند تھا گاو زمین بار کثرت مردان ہر سہ لشکر سے دبی جاتی تھی زیر فلک ایسے لشکر عظیم میدان مصاف مین مقابل کبھی نہوے ہون گے الحاصل جب تینون لشکر مذکور وارد میدان نبرد ہوے حسب دستور ہر ایک لشکر سے بیلدار و بیلچہ بردار حکم سے ہر ایک بادشاہ لشکر کے براے درستی میدان جنگ نکلے انھون نے جھاڑی جھنڈی خار و خس میدان کارزار سے دور کرکے پست و بلند زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے ہر سہ سپاہ سے باہر آکے میدان جنگ درست کردہ بیلچہ برداران پر بخوبی پانی چھڑک کر گرد و غبار کو دور کیا جب سقے او بیلچے بردار و بیلدار بعد درستی میدان کارزار عقب ہر سہ لشکر چلے گئے ہر ایک لشکر حسب دلخواہ صف آرا ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک سپاہ کا جوانان آزمودہ کار و بہادران نامدار سے آراستہ کیا گیا قلب ہر سہ لشکرہاے مذکور مین بادشاہ ہر سہ لشکر مانند دل کے جاگزین ہوئے علمہاے لشکر ہر سہ سپاہ علمداران لشکر نے بلند کیے پھر ہر سہ علمون کے کھلے جنگی باجے ہر ایک لشکر مین بجے جوانان ہر سہ لشکر ان باجون کی آواز پر قلمون ودلپذیر سنکے عالم وجد مین جھومنے لگے شوق و اشتیاق کارزار مین قبضہاے شمشیر چومنے لگے مست و مبہوت ہوکر آمادۂ ستیز ہوے بعد کہ شور باجون کا موقوف ہوا نقبا اور کڑکیت بھی حسب قاعدہ قدیم تینون لشکرون سے نکل کر وسط میدان کارزار مین آکر ٹھہرے اول نقباے خوش آواز نے اپنے اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہوکر بآواز بلند یون کہنا شروع کیا اور اس طور سے اُن کو آمادۂ جنگ کیا کہ اے جوانان عرصۂ وغا واے دلاوران میدان ہیجا ذرا ہماری طرف متوجہ ہوکر تقریر ہماری کہ مفید تمھارے ہے بگوش دل سنو اور عمل کرو آگاہ و خبردار ہوکہ دنیا ایک سراے فانی ہے مورد آفات و ناگہانی ہے اہل دنیا بھی فانی ہین مسافرانہ مقیم ہین سفر دور در پیش ہے قیام مدام کی امید نہین بلکہ یقین نہین حالات گذشتگان پیش نظر ہین ہر وقت و ہر ساعت خوف سفر ملک عدم ہے لہذا دزمانہ حیات سے بےخبر ہین کہ نہین معلوم کس وقت اجل آجائے اور اس سراے دہر سے کوچ ہوجاے تا صاحبان خدا نے حیات مستعار کا کچھ اعتبار

ہو کر کے اجل کو اپنے نزدیک جان کے زوال دنیا کی جانب سے منھ پھیر کے یاد آلہی میں اپنی زندگی
چند روزہ بسر کی ہے جب وہ دنیا سے گئے ہیں تو اپنے نامۂ اعمال میں عبادت اور نیکیان
کراماً کاتبین سے لکھوا کر گئے ہیں اہل جہان آج تک اُن کے نیک اعمال کرنے کو یاد کرکے اُنکی
ثنا کرتے ہیں اور اہل جنان اُن کو جانتے ہیں خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ اعمال نیک واسطے اہل دنیا
کے خوب ہیں اس میں کوئی عمل نیک ہو خواہ عبادت خدا ہو یا محتاجون اور مسکینون اور غریبون
کے ساتھ نیکی کرنا ہو یا پیاسون اور بھوکون کو سیر و سیراب کرنا ہو یا غربا کے عریان تن کو لباس
دینا ہو یا اہل حاجت کی حاجت شرعیہ بر لانا ہو یا اپنے آقا کے سینہ سپر ہونا ہو دشمنون سے اُسے
بچانا ہو ذرا غور کرو تمھارے بادشاہ نے تمسے کیسا سلوک نیک کیا ہے ایک زمانہ دراز سے
تمھاری تنخواہ معین کی ہے بیشتر خلعت و انعام تمکو دیا ہے زر خزانہ تمھارے واسطے وا کیا ہے راحت و
آرام سے تمکین رکھا ہے خاص اسی روز کے واسطے کہ میدان جنگ میں اپنے بادشاہ کے دشمنون
سے دلیرانہ لڑو دشمنون سے اپنے بادشاہ کو بچاؤ حق نمکخواری ادا کرو تم بھی نیکی اپنے مالک و آقا
سے کرو اسوقت اُس کی رفاقت سے منھ نہ موڑو جان کے خوف سے ارادہ بھاگنے کا نکرو بیوفائی
اور نمک حرامی شعار اپنا نہ کرو یہ عمل بد ہے اپنے فرد عمل میں کراماً کاتبین سے نہ لکھواؤ دنیا
میں ذلیل و رسوا نہو وہ کام کرو کہ رستگار ہو دنیا میں آقا و مالک و بادشاہ تمھارا تمسے شاد ہان
دیکھنے والے اور سننے والے بھی تمھاری ثبات قدمی و کارزار کی تعریف و ثنا کریں بہادران
عالم میں محسوب ہو مردان عالم میں شامل ہو دلاورون میں سرخرو ہو مرد میدان نبرد ہو
شجاعت اپنی دکھاؤ دلیرانہ اپنے حریفون اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے بہ تیر و نیزہ و
شمشیر و گرز و خدنگ و خنجر آبدار پیکار کرو اپنے آبا و اجداد کے نام سر میدان جنگ روشن کرو
بڑھ بڑھکر دشمنون سے سرگرم کارزار ہو نعرے شیر کی مانند کرو برق تیغ سے خرمن حیات
حریفان کو باقی نہ رکھو ثبات قدمی اختیار کرو یہ جاے امتحان ہے مرد و نامرد کی میدان جنگ
ہی میں تمیز کی جاتی ہے اسوقت لاکھون جوانون کا یہان مجمع ہے ان کے سامنے ایسے ایسے کارہاے
نمایان کرو کہ حاسدون کو رشک ہو مانند رستم پیلتن و گیو و بیژن و سہراب و زال و
سام و نریمان و اسفندیار روئین تن وغیرہ کے جنگ و جدال کرو مرنا ایک روز ضرور ہی
ہے قتل ہونے کا خیال نکرو جان کے خوف سے پسپا کبھی نہو دشمنون کے سامنے سے بھاگنا
یا پسپا ہونا مردون کو ننگ و عار ہے جو بہادر و شجاع ہیں وہ لڑ بھڑکر نزد دشمنان و انبوہ
بداندیشان سے خائف و ترسان نہوکر عزت و آبرو کا اپنی اور اپنے آبا و اجدا کی خیال کرکے
قتل ہو جاتے ہیں مگر پیچھے قدم نہین ہٹاتے ہین زندگی بذلت سے مرجانا بہ دلاوری اچھا
جانتے ہین اگر الکھون بہادرون کے سامنے سے بھاگ کر ذلیل سر میدان ہوکر زندہ رہنے
بھی تو کیا ایسی زندگی پر خاک ہے جب عزت و آبرو نرہی تو لطف حیات نرہا اور اگر بھاگتے وقت
دست دشمنان سے قتل ہوگئے تو جان بھی گئی اور عزت و آبرو بھی گئی پس اے بہادران
و صف مصاف تم اپنی عزت و آبرو کا خیال کرنا دلیرانہ اپنے حریفون سے لڑنا ارادہ بھاگنے کا
نہ کرنا یہ کہکر نقیبان و لشکر اہل اسلام خاموش ہوے کہ کیت جو لشکر کوکب انجم شماری
سے نکلے تھے وہ اپنے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہوکر پکارے کہ اے جوانان جنگجو ذرا غور کرو

آج روز نہایت خوشی کا ہی اس روز کے دلیران عالم مشتاق رہتے ہین خوبی تقدیر سے آج تین لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہیں تماشا دیکھنا نہایت ہی دلپسند ہی بعد خوشی ان اہل اسلام سے دلیرانہ لڑنا معرکہ جنگ مین سرخرو ہونا پیدا ہو کر ارادہ بجا لانے کا شکر تانا یہ کہکر گیت اور نقیبان اپنے اپنے لشکر مین داخل ہوئے اُسوقت جوانان ہر سہ لشکر اپنے آمادۂ جنگ ہوئے کہ فرط شجاعت وہمت سے ہر ایک جوان لڑنے اور قتل ہو جانے پر آمادہ ہو گیا اکثر دلیرون نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا ہنوز کوئی جوان لشکر کوکب انجم منصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے نہ نکلا تھا کہ لشکر عمان شاہ سے نقابدار سبز پوش نکلا یعنی فرامرز ثانی کہ وہی اکہ اُس کے بازو پر بندھا ہوا ہی جو خضر الیاس بن عمر و کو درویش مرجان سرخ موسے مع جامہ وغیرہ ہاتھ آیا تھا اور خاصیت وتاثیر اس اکہ منقش کی یہ ہی کہ جس کے بازو پر بندھا ہو وہ کبھی کسی اپنے حریف سے زیر نہو اور قوت مین بھی اُس کی کمی نہو غرضکہ جب نقابدار مذکور عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ سے رخصت ہوکر صف لشکر سے نکلکر وسط میدان جنگ مین آیا مرکب کو روک کر سوئے لشکر بادشاہ لشکر اہل اسلام رخ اپنا کرکے باواز بلند یون گویا ہوا کہ اے صاحبقران عالی مقام مین چاہتا ہون کہ آپ ہی سے مجادلہ ومقابلہ کرون آپ کے لشکر کے سردارون سے جنگ آزما نہون جنگ کو طول ندون اگر آپ پر فتحیاب ہوا تو گویا کل آپ کے لشکر پر ظفریاب ہوا سب کو زیر کیا لہذا آپ بھی صف شکن و تیغزن جملہ سرداران لشکر سے زیادہ تر ہین آپ ہی میرے روبرو بہر مقابلہ و مجادلہ تشریف لائیے کسی سردار سپاہ کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ نفرمائیے کہ مین بجز آپ کے کسی سے جنگ آزما ہونگا کیونکہ مجکو آپ ہی سے اشتیاق جنگ ہی شہرہ آپ کی شجاعت و قوت و فنون سپہگری کا سنا ہی اسوقت قوت آپ کی دیکھنا منظور خاطر ہی یہ کہکے خاموش ہوا اُسوقت علمہاے لشکر جلوہ گر ہوے صاحبقران نے اپنے دل مین کہا کہ یہ نقابدار بہادران روزگار سے ہی سچ کہتا ہی کہ جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہی مرد دانا و معقول ہی یہ باتین دل مین اپنے کہکے زیر علم اژدہا پیکر سے روبروے بادشاہ لشکر جاکر اجازت جنگ حاصل کرکے دلیرانہ مرکب کو سوے نقابدار مذکور جولان کیا جب قریب نقابدار سبز پوش پہونچے گھوڑے کو روک کر فرمایا کہ اے نقابدار سبز پوش حسب الطلب تمہارے ہم ہی واسطے مقابلے کے آئے ہین مشتاق تمہاری ضرب نیزہ و شمشیر و گرز کے ہین لہذا وار کرو فنون جنگ ہمپر آشکار کرو نقابدار مذکور گفتگو سے صاحبقران سنکے نیزہ اٹھا کے مرکب کو اپنے کاوے پر ڈال کر نیزے کو گردش دے کے ہنر نیزہ بازی تا دیر دکھاکے عرق مین سراپا تر ہوگئے نیزہ بازان کامل سے تعریف و ثنا اپنی نیزہ بازی کی کراکے پکارا کہ اے صاحبقران ہوشیار ہو جائیے کہ اب مین وار کرتا ہون یہ کہکر نیزے کو گردش دے کر بجالاکی تمام پہلوے صاحبقران عالی مقام پر ضرب نیزہ لگائی ادھر صاحبقران نے اُس کی سنان نیزہ کو بعنوان شایستہ اپنی سنان نیزہ پر روکا دو سنانون کے ملنے سے اور باہم رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو واژدرون نے اپنے دہانون سے شعلہاے آتش نکالے دیکھنے والون نے تعریف نقابدار کے نیزہ لگانے کی اور صاحبقران کے نیزہ روکنے بہت کی پھر صاحبقران نے نیزے کا وار اُسکے سینے پر کیا اُس نے بھی اس خوبی سے روکا کہ دیکھنے والون کا تو کیا ذکر خود صاحبقران خوش ہوگئے دل مین کہنے لگے کہ یہ طریقہ نیزہ بازی کا تو ہمارے سپاہیان کا ہی سوا ہمارے اور کہین یہ طریق نیزہ بازی نہین ہی تعجب ہی کہ اس نقابدار سبز پوش کا

طریقہ نیزہ بازی مثل ہمارے اور ہمارے اہل لشکر کے ہی نہیں معلوم کہ یہ جوان کون ہی نقاب اسکے چہرے پر ہی شناخت ہو نہیں سکتی ہی ابھی صاحبقران اپنے دل مین یہ کہ رہے تھے اور منصف طبع شناسے نقابدار مذکور ار رہے تھے درویش آفتاب صورت بھی قریب نقابدار سبز پوش اپنے گنبد طلائی مین بیٹھے ہوے نقابدار ممدوح کی تعریف کر رہے تھے دل اُس کا بڑھا رہے تھے نقابدار بھی ہر ایک کے تعریف کرنے سے خوش ہوکر نہایت حسن وخوبی سے لڑ رہا تھا چالاکی وہوشیاری سے وار کرتا تھا اور روکتا بھی تھا ہنر نیزہ بازی جو سیکھا تھا اپنے استاد سے اُس کو ظاہر کر رہا تھا دوست دشمن سب تعریف کر رہے تھے کہ نقابدار سبز پوش نے وار نیزہ صاحبقران کا روک کر خود بھی وار نیزے کا کیا صاحبقران نے پھر روکا اسی طرح ڈیڑھ دو سو طعن ہاے نیزہ کی باہم رد وبدل ہوئی دیکھنے والون نے متحیر ہوکر دونون بہادرون کو فن نیزہ بازی مین کامل واکمل پاکر بے حد تعریف کی خصوصاً صاحبقران نے خود اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی نقابدار مذکور کی بہت کی آخرکار صاحبقران نے مسکرا کر نقابدار مذکور سے ارشاد کیا کہ اے نقابدار سبز پوش ابکی مرتبہ اپنی سنان نیزہ سے بہت ہوشیار رہنا سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نکلنے نہ دینا نقابدار نے جواب دیا کہ آپ وار کرین مین ہوشیار ہون حتی الامکان سنان نیزہ اپنی چوب نیزہ سے نکلنے نہ دونگا صاحبقران نے یہ تقریر اُس کی سنکے وہ بند نیزہ جو مخصوص واسطے صاحبقران کے تھا اور اُس سے کوئی سردار آگاہ نہ تھا وار نیزے کا کرکے باندھا اور ایسا کر بقوت بازو سے قوی دیا کہ سنان نیزہ چوب نیزہ نقابدار مذکور سے نکلکر مثل تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری جملہ جوانان ہر سہ لشکر نے بجاے خود صاحبقران کی تعریف کی نقابدار مذکور سنان نیزہ کے نکل جانے سے شرمندہ ومنفعل ہوا کثرت شرمندگی سے عرق مین تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا سر جھکا لیا درویش آفتاب صورت کو ونیز اُس کے مردان سپاہ کو رنج ہوا بعد ایک لمحے کے نقابدار سبز پوش نے سر اپنا اُٹھا کر غضبناک ہوکر مرکب کو بڑھا کر وہی چوب بے سنان بقوت تمام سر صاحبقران پر لگائی صاحبقران نے ضرب چوب نیزہ حریف کو اس عنوان سے روکا کہ چوب نیزہ نقابدار درمیان سے ٹوٹ گئی نقابدار سبز پوش نے وہ چوب شکستہ نیزہ اپنے ہاتھ سے خاک پر ڈالکر عراے پر سے گرز گرانبار اُٹھا کر کہا کہ اے صاحبقران عالی مقام اب ہوشیار ہو جایے گرز گران سر اُٹھایے میری ضرب گرز کو روکیے شجاعان جہان سے میری ضرب گرز رک نہین سکتی ہی جس حریف پر مین نے اس گرز گرانبار کا وار کیا ہی اُس کو تہ خاک جانا نصیب ہوا ہی پیوند خاک کر دیا ہی استخوان تک اُس کے سالم نہین رہتے ہین راکب ومرکب دونون راہی ملک عدم ہوے ہین بہت سے پہلوانون اور سرداران نامی ونامور کو اسی گرز سے مین نے پیوند خاک کر دیا ہی میری ضرب گرز سے حریف میرا جانبر ہو نہین سکتا ہی اطلاعاً آپ سے کہا ہی صاحبقران نے مسکرا کر گرز گاؤسر نہایت گرانبار اُٹھا کر فرمایا کہ اے بہادر تیری بہادری وقوت وہمت مین کلام نہین ہی اور تیری لیاقت مین بھی شک وشبہ نہین ہم خبردار وہوشیار ہین خداوند عالم تیری ضرب گرز سے بھی ہمین بچالے گا تاخیر نکر ضرب گرز لگا کہ ہم مشتاق ضرب گرز ہین دیکھین کس قوت سے ضرب گرز تو لگاتا ہی نقابدار نے دونون ہاتھون سے گرز کو محکم پکڑ کر مرکب کو بڑھا کر گرز کو بالاے سر گردش دے کر بقوت تمام بالاے سر صاحبقران ضرب گرز لگائی ادھر صاحبقران نے دلیرانہ اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا

ایک تڑاقا عظیم ہوا آواز مہیب و بلند پیدا ہوئی گویا دو فیل مست باہم جنگ آزما ہوئے ٹکر دونو فیلون
بصد غضب ہوئی دیکھنے والون کے دل سینون مین تھرا گئے اکثر جوانان کفار تھرا کر مرکبون سے
گر پڑے زمین بھی کانپی غبار بلند ہوا دونون دلیران مذکور غبار مین نہان ہوئے نقابدار سبزپوش
نے ضرب گرز لگا کر خوش ہو کر پکار کر کہا کہ زدم و بستم کردم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
را اے خواجہ طیفور گرد یا خبر لو صاحبقران کی دیکھو کیا حال ہے خواجہ مذکور نے چھاگل پانی سے
بھری ہوئی لیکر اُس غبار مین جا کر دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھین بند ہین گرز دونون ہاتھون مین مثل میل
فولادی بلند کیے ہوئے ہین پیشانی پر عرق آگیا ہے مرکب قریب سمون تک غرق زمین ہو گیا ہے زندہ
و سالم ہین یہ دیکھکر خوش ہو کر چھاگل سے پانی لے کر چھینٹا منہ پر صاحبقران کے دیا پھر پانی سے
گرد و غبار کو دور کیا صاحبقران نے آنکھین کھولین خواجہ نے مزاج پوچھا امیر با توقیر نے فرمایا الحمدللہ
اچھا ہون زندہ و سلامت ہون کچھ تردد نکرو ہان ضرب گرز گرانبار کے روکنے سے کچھ گرانی
مرفق و بازوؤن پر ہوئی ہے یہ فرما کر اپنے مرکب کو مہمیز کر کے زمین سے نکالا گھوڑا بالقوت تمام گویا ایک طبقہ
لے کر زمین سے نکلا پھر گرد و غبار بلند ہوا بعد دفع ہونے اُس غبار کے اور ہٹ جانے خواجہ طیفور گرد یا
کے صاحبقران نے نقابدار سبزپوش سے مخاطب ہو کر فرمایا غضنفر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن یہ ارشاد کر کے اپنے گرز گرانبار کو گرد سر چرخ دے کر مرکب کو آگے
بڑھا کر خبردار و ہوشیار کہکر ضرب گرز بالائے سر نقابدار سبزپوش بقوت تمام لگائی اس طرف نقابدار
نے بچالاکی و دلاوری سے اپنے کل گرز پہ ضرب گرز صاحبقران روکی ہنگام ضرب مذکور بہ نسبت
ضرب گرز نقابدار مذکور زیادہ تڑاقا ہوا اور صدائے مہیب بلند ہوئی گھوڑے بھڑکے اکثر سواران
لشکر کنار خاک پر گرے جوانان جنگی کے دل ہل گئے جگر تھرا گئے میدان جنگ ہل گیا بہت سے بزدلون کو
جو سپاہ کفار مین تھے غش آگیا غبار زیادہ بلند ہوا یہ حال دیکھکر درویش آفتاب صورت کو
تاب صبر باقی نہ رہی دلسوز سے کہا کہ جلد جا کر دیکھ تو سہی کہ نقابدار سبزپوش کا کیا حال ہے دلسوز بھی
چھاگل پانی سے بھر کر ہمراہ اپنے لے کر اُس غبار کے اندر گیا پانی چھڑک کر غبار کو دور کر کے دیکھا کہ
نقابدار کی آنکھین بند ہین دل درد مند ہے گرز گرانبار ہاتھون مین بلند ہے ہمہ تن پسینے مین تر ہے گھوڑا
تا کمر زمین مین غرق ہو کر مر گیا ہے کمر اُس کی ٹوٹ گئی ہے بوجہ غرق ہو جانے زمین کے بالائے خاک گرا نہین
ہے نقابدار باوجود اس کے کہ آنکھین بند کیے ہے اور سراپا عرق مین تر ہے مگر زندہ ہے یہ حال دیکھکر
فی الفور پانی چلو مین لے کر منہ پر نقابدار کے پانی کا چھینٹا دیا ہوش نہ آیا پھر دوبارہ پانی کا چھینٹا دیا
نقابدار نے ہوشیار ہو کے آنکھین کھولین دلسوز نے پوچھا کہ کیا حال ہے مزاج کیسا ہے اُس نے جواب دیا
کہ الحمدللہ اچھا ہون مگر ضرب گرز گرانبار صاحبقران سے میری کلائیون اور بازوؤن کو سخت صدمہ
پہونچا دلسوز نے کہا کہ درویش آفتاب صورت متردد ہین مرکب سے اتر کر دوسرے مرکب پر
سوار ہو جیسے دیکھیے مرکب آپ کا ہلاک ہو گیا ہے اعدا خوش ہو رہے ہین احباب کو آپ کے تردد
نہایت ہے یہ سنکے نقابدار سبزپوش نے اپنے مرکب پر نظر کر کے غضبناک نہایت ہوئے مرکب مردہ سے
اتر کے ارادہ سے کہ کرنے مرکب صاحبقران کا کیا ادھر صاحبقران نے اپنے گھوڑے سے جلد
اتر کر اُسکے روکا اُس نے بہم ہوکے زنجیر کمر صاحبقران مین ہاتھ ڈالدیا صاحبقران نے بھی
دامن عبا و قبا کو گردان کر اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کرنا شروع کیا دونون جانب سے

خوب زور ہونے لگے کشتی لپٹ کر ہونے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ دونون طرف سے ہونے لگے دستی زبردستی ہر ایک ہنگام کشتی کرنے کا قصد کرنے لگا کوئی ارادہ نکال کا کرنے لگا کوئی اکھیڑ لگانیکی فکر مین ہوا غرض ہر ایک دونون بہادرون مذکورسے اپنے اپنے داؤن کی فکر کرنے لگا کشتی بزردستی ہونے لگی جملہ جوانان ہر سہ سپاہ بنظر رغبت کشتی دیکھنے لگے اسوقت دونون لشکرون کے ہرکارون و نقیبا وغیرہ نے باواز بلند کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ کشتی ان بہادرون کی ایسی ویسی کشتی نہین ہے کہ دو چار گھڑی مین ہوجاے ان مین سے ایک غالب و مغلوب جلدی سے ہوجاے یہ کشتی نا لبا کئی روز و شب ہوگی کہان تک تم سب مرکبون پر سوار رہوگے اور صف آرا رہوگے لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ مرکبون اور دیگر سواریون سے اتر اتر کر خیمہ و بارگاہ ایستادہ کر اسکے تخت و کرسی و فرش پر بیٹھکر باآرام و راحت سیر اس کشتی کی کرو بنظر غور کشتی دیکھو تاکہ لطف کشتی دیکھنے کا بآرام و بخوبی حاصل ہو پادشاہان ہر سہ سپاہ نے تقریر ہرکارون وغیرہ کی سنکے خیال کیا کہ یہ ہرکارے وغیرہ سچ کہتے ہین یہ کشتی چند روز تک ہوگی اس طور سے کب تک بالاے تخت بیٹھے ہوے کشتی دیکھین گے یہ خیال کرکے ہر ایک بادشاہ نے حکم دیا کہ قریب قریب مقام کشتی کے خیام و بارگاہ استادہ و برپا جلد تر ہون جملہ سردار و سوار مرکبون سے اتر کر علے قدر مراتب کرسیون اور فرش پر بیٹھکر براحت و آرام یہ کشتی دیکھین کیونکہ یہ دونون جوان نامی و نامور ہین کشتی ان کی قابل دید و یادگار ہے ایسی کشتی کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی ایسے جوان و پہلوان زبردست و قوی بازو و قوی ہیکل نامی و نامور و حید عصر جریدہ روزگار باہم کبھی کشتی نہ لڑے ہونگے ان کی کشتی جو نہ دیکھے گا وہ پچھتاے گا پھر ایسی کشتی زیر فلک شاید ہو یا نہو یہ حکم شاہان لشکر سنکے ملازمون نے جلد جلد سامان کیا بارگاہین اور خیمے قریب جاے کشتی کے دور تک بکثرت ایستادہ و برپا کرکے تخت زرین اور کرسیان زرین و چوبین اور فرش نفیس وغیرہ نفیس بمقام و جاے مناسب بچھایا پردے خیمون اور بارگاہون کے اٹھا دیے جب یہ انتظام ملازمون مذکور نے کیا پھر ایک بادشاہ لشکر مع تمامی مردان سپاہ اعلیٰ و ادنیٰ کے اپنی اپنی سواری اور مرکب سے اتر کر سائیسون کو مرکب حوالے کرکے ہر ایک علے قدر مراتب کرسی اور فرش پر بیٹھا بادشاہان لشکر بالاے تخت زرین بیٹھے درویش آفتاب صورت بھی عنقریب مقام کشتی تنو بے اپنے اسی گنبد طلائی مین بیٹھے اور بقول راوی دیگر بالاے کرسی زرین بیٹھے اور باواز او سے تعریف و ثناے نقابدار بمقام مناسب کشتی کرنے لگے دل اس کا بڑھانے لگے وہ بھی تعریف و ثنا کرنے سے چمک چمک کر تیزی و چالاکی سے کشتی لڑنے لگا اب سب اعلیٰ ادنیٰ بمقامات تعریف دونون بہادرون کی تعریف و ثنا کرنے لگے باآرام تمام سب بیٹھے ہوے کشتی دیکھنے لگے یہان تک کہ زمانہ شام کا آگیا آفتاب جانب مغرب جاکر نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی وقت شام نقابدار سبزپوش نے ہاتھ اپنے شانہ و بازوے صاحبقران پر رکھکر کشتی لڑنے سے روکا کر کہا کہ اے صاحبقران عالی مقام ملاحظہ فرمایئے کہ آفتاب نہان ہوگیا تاریکی شب نمود ہوئی ہے یہ ظاہر ہے کہ دن واسطے محنت و مشقت و کار کرنے کے ہے اور شب واسطے راحت و آرام کے ہے لہذا اگر مناسب ہو تو جاکر اپنی بارگاہ مین راحت پذیر ہوجیے صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑیے گا مین نے صرف آپکے راحت و آرام کی غرض سے کہا ہے یہ خیال نہ فرمایئے گا کہ نقابدار سبزپوش کشتی لڑتے لڑتے تنگ گیا ہے دم اس کا اکھڑ گیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ بہادران عالم بغیر غالب و

مغلوب ہوئے کشتی موقوف نہین کرتے ہین اور تاریکی شب کا دفع کرنا نزدیک شاہون کے
مشکل نہین ہی ممکن ہی کہ اسقدر روشنی کر دی جاوے کہ اس میدان جنگ مین کثرت روشنی
سے تاریکی شب معدوم ہو جاوے اب رہا کلام اکل وشرب کے بارے مین اس بارے مین
بھی یہ سنتا ہی کہ بعوض نان خورش شیر تازہ و خالص پر اکتفا کی جاوے نقابدار سبزپوش نے
جواب دیا کہ بہتر ہی مجکو رات کو بھی لڑنے مین کچھ عذر و تامل نہین ہی یہ کہکے واسطے روشنی
کرنے کے کہا درویش آفتاب صورت کے حکم سے اسطرف اُدھر پادشاہ لشکر اہل اسلام
کے فرمان سے ملازمون نے سامان روشنی کرنے کا کیا بیٹھک کے جھاڑ چند در چند بمقام کشتی
لا کر رکھا ہے کنولون مین شمعہاے مومی وکافوری چڑھا دین پھر روشن کر دین سوا ان کے
ہزار دو ہزار کنول اور فانوسین اور لاکھون مشعلین اور پنجشاخے حسب جگہ جو مناسب روشنی تھا
روشن کیا کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے لشکر مین روشنی کرائی کثرت روشنی سے میدان
جنگ مین سیاہی شب کا اثر بھی نہ رہا جب اس طرح روشنی ہو چکی گھڑے شیر خالص سے بھرے ہوئے
چند در چند ملازم مع کاسہ مسی و جام بلورین لیکر دونون جانب لشکر سے آئے بہادران کشتی گیر
مذکور نے شیر گاؤ کا کاسون مین بھروا کر ہر ایک کاسہ دہن سے لگا کر شیر مذکور پیا جب کاسہ
خالی ہوا پھر ملازمون نے کاسہ شیر سے بھر دیا پھر دونون بہادرون نے کاسہ دہن سے ملا کر وہ
شیر نوش کیا اسی طور سے کئی کاسے شیر کے پیکر ہر ایک سیر و سیراب ہو کر پھر کشتی لڑنے پر آمادہ
ہوا ملازم گھڑے اور کاسے اٹھا کر لے گئے دلاوران موصوف بعد ادا ے نماز مغرب بدستور
روز گذشتہ کشتی لڑنے لگے جمیع اعلی و ادنی صغار و کبار بنظر غور کشتی دیکھنے لگے ماہران فن کشتی
بمقام تعریف کشتی ثنا کرنے لگے یہان تک کہ وہ شب تمام ہوئی دونون دلاور برابر کشتی لڑا کیے
کسی کے زور مین کمی نہوئی کوئی غالب و مغلوب نہوا صبح کو بھی بعد ادا ے نماز صبح اور شیر گاؤ سے
سیر و سیراب ہونے کے پھر کشتی لڑنے لگے کہان تک بتفصیل حال اس کشتی کا تحریر کیا جاوے خلاصہ
یہ کہ آٹھ روز اور آٹھ راتین برابر کشتی ہوئی دونون مین سے کوئی غالب و مغلوب نہوا نہ کسی کے
زور و قوت مین کمی پائی گئی اکثر دیکھنے والے حیران ہوے کہ یہ عجب پہلوانان قوی بازو ہین کہ آٹھ
روز و شب سے کشتی لڑ رہے ہین ابھی تک ان مین سے کوئی زیر نہین ہوا نہ کسی کی قوت مین
کمی ہوئی برابر بدستور روز اول اب تک کشتی لڑ رہے ہین یہ تو دیو اور جن سے بھی کچھ قوت و
زور مین بڑھ گئے ہین خیر صاحبقران تو اپنے زمانے کے صاحبقران ہی ہین اس نقابدار سبزپوش کی
قوت پر عجب ہی کہ اس کی اب تک قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اسی طرح صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی اپنے دل مین خیال کیا کہ جاے حیرت اور مقام عجب ہی کہ اب تک یہ
نقابدار سبزپوش بطریق روز اول ہے کشتی لڑ رہا ہی آٹھ روز اور آٹھ شب گذر کر یہ نوان روز ہی
ابھی تک اس کی قوت مین کمی نہین ہوئی ہی اور انداز اس کی جنگ نیزہ و گرز و کشتی کا بعینہ
ہمارے ہی بیان کا ہی شاید یہ شاہزادہ طیمور شیر پرور ہی وہ بھی جیسے آکر اسی طور سے کشتی
لڑا تھا مگر حیرت یہ ہی کہ وہ نقابدار سرخ پوش تھا اور یہ نقابدار سبزپوش ہی اگر طیمور شیر پرور ہوتا
تو اس کی نقاب سرخ ہوتی کبھی نقاب سبز نہوتی دیکھا چاہیے کہ آخر یہ کون ہی طیمور شیر پرور ہی
یا کوئی اور ہی کسی طرح مغلوب ہوتا ہی نہین ہی کسی طرح اس کی قوت مین کمی ہوتی ہی نہین سے یہ

انسان ہی یا جن ہی یا کوئی اور ہی یہ خیال کرتے ہی ہنگام کشتی لڑنے کے صاحبقران نے اپنے نقاب پر ہاتھ ڈال کر نقاب کو چہرے سے اٹھا کر پہچان کر کہا کہ اے فرامرز ثانی تم مجھسے کشتی لڑ رہے ہو تم تو دریا مین ہمراہ ملکہ گرگ غرق دریاے مواج ہو گئے تھے کیونکر دریا سے بکنار سلامتی پہونچے اور یہ تو بتاؤ کہ اسقدر زور وقوت تمنے کہان سے پائی کیا بعد مرنے کے پھر زندہ ہوکر خدا سے اسقدر قوت طلب کر کے دنیا مین ہمسے مقابلے کو آئے ہو یہ قوت و زور آخر تمکو کیونکر حاصل ہوا ہی جاے حیرت ہی اور مقام عجب ہی ہنوز نقابدار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے صاحبقران کو کچھ جواب نہ دیا تھا فقط ارادہ جواب دینے کا کیا تھا کہ یکا یک از جانب صحرا گردے بر خاست گردی تیرہ تیرہ سر گرد با سمان رسیدہ درمیان گرد وغبار تیرہ جلوہ برق عیان مردان ہر سہ سپاہ طرف اس گرد وغبار عظیم کے دیکھکر مختلف خیالات کرنے لگے اکثر مردان سپاہ کہنے لگے کہ اس طرف سے بڑے زور سے سیاہ آندھی آتی ہی برق بھی چمکتی ہوئی دمبدم نظر آتی ہی ایسی آندھی کبھی کم آئی ہوگی یہ خیام اور بارگاہین آندھی مین اڑ جائینگی بعض بعض سوارون نے کہا کہ خیال تمھارا غلط ہی یہ آندھی نہین ہی ابر سیاہ اس جانب سے آتا ہی بجلی بھی چمکتی ہی اگر یہ ابر سیاہ محیط ہو کر برسنے لگا تو خوب ہی بارش ہوگی یہ خیام و بارگاہ اس ابر دربار سے اس صحرا مین حباب آسا نظر آئینگے ہزارون آدمی طغیانی آب سے بہ جائینگے ہوشیار ہو جاؤ ابھی سے فکر ایسی کرو کہ بارش باران سے ضرر نہ پہونچے اکثر مردم سپاہ نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو یہ آثار آمد سپاہ کثیر کے ہین غالبًا کوئی بادشاہ بجمعیت فوج کثیر ادھر آتا ہی نہین معلوم وہ ہمارا اور ہمارے بادشاہ کا دوست ہی یا دشمن ہی اگر دوست ہی تو فہو المراد اور اگر دشمن ہی تو یاد رکھو کہ آج اس صحرا مین ایسی لڑائی ہوگی کہ کسی نے کم دیکھی ہوگی کشت وخون از حد ہوگا لاشون کے انبار کشتون کے ڈھیر اس صحرا مین جا بجا ہو جائینگے بلکہ یہ صحراے سبزہ زار خون کشتگان و مجروحان سے لالہ زار ہو جائیگا دریاے خون اس صحراے سبزہ زار مین روان ہوگا اسوقت تین لشکرہاے عظیم یہان موجود ہین چوتھا لشکر عظیم یہ آتا ہی سخت تلوار چلیگی جنگ مغلوبہ غضب کی ہوگی لاکھون مردان لشکر کام آجائینگے ہزارہا مجروح ہونگے زمین پر تڑپکر نالہ و فریاد کرینگے صدہا بلکہ ہزارہا مردان سپاہ کشاکش مین دبکر مرکبون سے گرکے مانند سبزہ صحرا پامال سم اسپان ہو جائینگے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائینگے مقتضاے عقل یہ ہی کہ ہوشیار ہو جاؤ جلد جلد اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو تلوارین علم کر لو نیزے ہاتھون مین سنبھال لو گرز گران سر اٹھا لو دیکھو پھر نوبت اتنی نہ ملیگی کہ مرکبون پر سوار ہو کر آلات حرب و ضرب سے لیس ہو دشمنون کو قتل کر سکو اکثرون نے ان کو جواب دیا کہ تمکو عقل خاک بھی نہین ہی محض بیوقوف ہو جوانان لشکر کو ڈراتے ہو آپ بھی ڈرتے ہو دوسرون کو بھی ڈراتے ہو بزدلون کی سی باتین کرتے ہو قبل از وقوع واقعہ جوانان جنگجو کو قتل و زخمی ہوجانے کی خبر دیتے ہو تم تو درویش خدا رسیدہ بھی نہین ہو نہ کوئی اولیا ہو نہ منجم نہ رمال نہ کاہن ہو کہ تمھارے قول کا اعتبار کیا جاوے تمھین ایسے لوگ مردان جنگجو کو کبھی میدان جنگ مین ثابت قائم رہنے نہین دیتے ہین جو کوئی آتا ہی آنے دو کیا اندیشہ ہی مرنا ایک روز ضرور ہی اگر آندھی آتی ہی تو آنے دو اور اگر ابر آتا ہی تو وہ بھی آئے پانی برسے اگر لشکر آتا ہی تو آنے دو جو کوئی ہمسے لڑیگا ہم اس کے کشتون سے آمادہ جنگ ہونگے حتی الامکان دلیرانہ لڑینگے زندگی ہوگی تو زندہ رہینگے اگر اجل نزدیک آئی ہی تو قتل ہو جائینگے

گھبراہٹ عبث ہے یہ اضطراب و خوف بیکار ہے جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائے گا جانب گرد و غبار دیکھتا
دیکھتے ہو ادھر متوجہ ہو دیکھو صاحبقران ذیشان اپنے حریف سے کچھ ہم عمر ہوسکتے پہلے کشتی
لڑ رہے تھے اب کشتی موقوف ہے نہیں معلوم کیا سبب ہے ہم اور تم تو دور ہیں اگر قریب ہوتے تو
مفصل حال موقوف ہونے کشتی کا معلوم ہوتا ابھی مردان ہر دو سپاہ یہ تقریر کر رہے تھے اکثر جانب
گرد و غبار مذکور دیکھ رہے تھے کہ صاحبقران و فرامرز ثانی بھی دونوں برادر سوئے غبار
دیکھنے لگے ناگاہ دامن غبار و بست باد تند سے صد چاک ہوا دیکھا کہ دس ہزار فیلان کوہ پیکر و بلند
قامت چلے آتے ہیں آگے سب ہاتھیوں کے جو فیل کلان ہے اُس پر بھی نشان ہے ایک جوان زبردست
مسلح نشان لئے ہوئے بالائے پشت فیل بیٹھا ہے رنگ نشان کے پھریرے کا سیاہ ہے علامت و
نشان فوج کفار کے آنے کا ہے اُس ہاتھی کے خرطوم میں دو تیغے جنگی دو طرفہ دھار نہایت آبدار
بندھے ہیں پیچھے اُس ہاتھی کے پچاس ہزار فیلان بلند ہیں ہر ایک ہاتھی پر ایک پہلوان زبردست
مسلح بیٹھا ہوا ہے اور مثل فیل اول کے جسپر نشان ہے ہر ایک ہاتھی کی سونڈ میں دو تیغے طویل
دو طرفہ دھار دار بہت آبدار بندھے ہوئے ہیں جسوقت کوئی فیل اپنی سونڈ کو حرکت دیتا ہے وہ
تیغے مانند بجلی کے چمکتے ہیں پچاس ہزار ہاتھی ہیں سو ہزار تیغے ہیں اُن سو ہزار تیغوں کی چمک پناہ
بذات خدا یکبارگی سو ہزار بجلیوں کا چمکنا گویا تمام صحرائے سبزہ زار روشن ہو جاتا ہے پیچھے
اُن سب ہاتھیوں کے ایک لاکھ سواران جنگی ہیں حاکم سپاہ مذکور ایک فیل مست پر سوار ہے چھتر
اُس کے سر پر ہے جوان ازحد قوی ہیکل دیو پیکر ہے اُس ہاتھی کی بھی سونڈ میں دو تیغے بندھے
ہوئے ہیں مستک پر ہاتھی کی ایک پہلوان دیو پیکر بدصورت ترش رو مہیب صورت مسلح بیٹھا
ہے گرز گران اُس کے ہاتھ میں ہے وہ جملہ فیل اور تمام سواران لشکر گھوڑے دوڑاتے ہوئے
فیلبان فیلوں کو کج بانک سے ہولتے ہوئے بصد عجلت آتے ہیں یہ حال دیکھکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ اور فرامرز ثانی متردد ہوکر زمین سے اُٹھے ملازموں سے مرکبوں کو
طلب کیا صاحبقران نے اپنے لشکر کے جملہ سرداروں اور سواروں کو حکم دیا کہ جلد مرکبوں پر
سوار ہو نہیں معلوم یہ کون بد اندیش ادھر آتا ہے اسی طرح عمان شاہ درویش آفتاب صورت
و شراق آہن کلاہ و کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے جملہ مردان سپاہ کو حکم مرکبوں پر
سوار ہونے کا دیا اور خود بھی تخت پر سے اُٹھکر مرکب پر ہر ایک بادشاہ نے سوار ہونے کا
ارادہ کیا ہنوز صاحبقران اور فرامرز ثانی اور کچھ سرداران سپاہ اور سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام مرکبوں پر سوار ہو گئے اور باقی جملہ سردار و سوار فکر سواری اسپ میں تھے
کہ یکایک وہ تمام فیل صحرا میں آرہی گئے اُن کے آنے سے وہ صحرائے سبزہ زار گویا جنگل بن ہو گیا
گویا تمام صحرا ہاتھیوں سے بھر گیا بعد آنے ہاتھیوں کے صاحب لشکر یعنی حمائل بن شمائل بن
چنداہل کہ پوتا پروتا لندھور بن سعدان کا ہے ایک لاکھ سواروں کی جمعیت سے حسب اتفاق
اُس طرف آیا جس جانب لشکر کوکب انجم حصاری کا تھا کوکب انجم حصاری مضطر و پریشان
خاطر ہوکر ساریق بن بقا سے کہہ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے نہیں معلوم یہ لشکر اس کروفر سے
کس کا آیا ہے ساریق بن بقا جواب میں اُس کے کہہ رہا تھا کہ اسوقت میں نے تقدیر تازہ کی ہے کیوں
گھبراتا ہے تجھپر تمام حال منکشف ہو جائے گا ایکا یک حمائل خان نے قریب آکر ساریق بن بقا کو

پہچان کر بادب سلام کرکے کوکب انجم حصاری سے پوچھا کہ یہ دونون لشکر اس صحرا مین کس کس کے فروکش ہین اور یہ لشکر کس کا ہی اُس نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ یہ لشکر تو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ہی اور وہ لشکر عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت کا ہی یہ دونون لشکر اہل اسلام کے ہین جب سے یہ دونون لشکر اس سرزمین پر آئے ہین کیا کہون کہ کیسے کیسے صدمات میرے قلب کو پہونچے ہین اور جو لشکر میرا ہی اس وقت نقابداران سبز پوش اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ باتین ہوئین کشتی موقوف ہوئی قبل اس کے آٹھ روز و شب نامبردگان سے برابر کشتی ہوئی تھی تمھارے آنے سے مردان لشکر کچھ مرکبون پر سوار ہو چکے ہین لاکھون ابھی تک سوار ہونے کی فکر مین ہین اپنے مرکبون کو سائیسون سے طلب کر رہے ہین کہ جلد لاؤ دیکھیے سائیس مرکبون کو لیے ہوے چلے آتے ہین شور و ہنگامہ ہو رہا ہی یقین ہی کہ ان اہل اسلام کا مصمم یہی ارادہ ہی کہ آپ سے بھی مقابلہ و مجادلہ کرین حمائل خان نے یہ تقریر کوکب انجم حصاری کی سُنکے از حد برہم ہوکے حکم سب فیلبانون کو دیا کہ وہ بولی بولین کہ جس بولی کے بولنے سے ہاتھی سمجھ جاتے ہین کہ ہمارے ہمین خرطوم ہلانے کو کہتے ہین اور پیٹے ہلانے کا حکم دیتے ہین فیلبانون نے حسب الحکم اپنے آقا و مالک کے حکم سے وہی بولی جنگی قواعد کی بولی کہ جو ہاتھیون کو سکھائی گئی تھی تمام ہاتھی اُس بولی کے سنتے ہی سمجھ گئے کہ ہمسے اسوقت سونڈ ہلانے اور پیٹے ہلانے کو ہمارے فیلبان کہتے ہین فی الفور وہ قواعددان ہاتھی سونڈین ہلانے لگے اسوقت حمائل خان بن شمائل بن جدائل خان نے سب فیلبانون کو حکم دیا کہ یکبارگی سب ہاتھی ان دونون لشکرون اہل اسلام کی طرف کہ اس صحرا مین پھیلے ہوے ہین بڑھاؤ دونون لشکرون کے مردان کو ان ہاتھیون کے پیرون سے قتل و پامال کراؤ اور تم بھی بہ تیر و نیزہ و شمشیر اہل اسلام کو قتل کرو جو اہل اسلام تمھارے قریب تمھارے تیر یا نیزہ یا شمشیر کی زد پر آ جائے ایسے دلیرانہ قتل کرو ان کے قتل کرنے سے منھ نہ موڑو کیونکہ ان اہل اسلام نے ہمارے بزرگون کو قتل کیا ہی اور مسلمان کیا ہی اور یہان آکر خداوند سارزیق کو گھیرا ہی ارادہ ان کے قتل کرنے کا کیا ہی کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصاری کو بھی گھیرا ہی برباد و تباہ کرنے انجم حصار کا قصد کیا ہی سخت صدمے پہونچائے ہین یہ لوگ خدا پرست ہین ہمکو ان سے عداوت قلبی مذہبی ہی ہمکو ان سے انتقام لینا منظور ہی ہرگز یہ لوگ قابل رحم نہین ہین لقا پرستون کے دشمن جان و ایمان ہین فی الحال خداوند سارزیق بن لقا کے قتل کرنے پر موجود ہین فیلبانون نے حکم سے حمائل خان بدین و بدآئین کے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جانب و سیاہ درویش آفتاب صورت کی طرف کہ صحرا مین مردان سپاہ پھیلے ہوے تھے ہاتھی بڑھاکے ایسی بولی جنگی بولی کہ وہ سب ہاتھی دوڑتے ہوے سوے مردان ہر دو لشکر اہل اسلام مستفرق طور سے بڑھے خرطوم اپنی ہر ایک ہاتھی ہلاتا ہوا اپنے یمین و یسار خرطوم سے بندھے ہوے ہون ان سے ضرب حریفانہ طور سے لگاتا ہوا بڑھا یہ حال دیکھکر اکثر سرداران سپاہ و صدہا سواران جنگی جو اسوقت مرکبون پر سوار ہو چکے تھے بغرض بچانے صاحبقران کے اور قتل کرنے فیلبانان مذکور کے سمت صاحبقران مرکبونکو جولان کرکے روانہ ہوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و نقابداران سبزپوش وغیرہ صدہا مردان اہل اسلام

جلد جلد مرکبون پر اور تخت زرین و گنبد طلائی مین سوار ہوے اور لاکھون سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام فکر سواری مین مصروف ہوے سواریان طلب کین شور و غل
ہوا کہ جلد سواریان لاؤ بعجلت تمام اسے سائیس گھوڑے لاؤ پیچھے جنگی قوا عدوان ہاتھی ادھر بقصد جنگ و
قتل کرنے کے چلے آتے ہین سائیسان چالاک و تیز رو مرکبون کو دوڑا کے چلے بادشاہ تخت زرین
پر سوار ہوے مردمان لشکر بھی مرکبون پر سوار ہونے لگے اس اثنا مین وہ سب ہاتھی نزدیک تر
آ ہی گئے صحرا مین جہان جہان اہل اسلام تھے پھیل گئے مردمان لشکر کو ان سونڈون دو طرفہ دھاردار
سے پکڑین و بسیار خرطومین ہلاک و قتل کرنے لگے سرداران سپاہ اور سواران جنگی ان ہاتھیون کے
ٹکرون سے زخمی و قتل ہونے لگے صاحبقران اور فرامرز ثانی و سرداران سپاہ لشکر اہل اسلام
اپنی چالاکی و ہوشیاری و خبرداری ان ہاتھیون سے سونڈون کی ضرب سے بچ بچا کر ان کے پائون
بضرب شمشیر آبدار قلم کرنے لگے اکثر ہاتھی زخمی ہو کر گرنے لگے فیلبان ان کے بھی ہاتھیون کے
پائون قلم ہونے سے زمین پر گر کے بہ نیزہ و تیغ لڑنے لگے دست حریفان سے زخمی و قتل ہونے
لگے اور اہل اسلام کو ہنگام جنگ ہلاک کرنے لگے ادھر تو صاحبقران وغیرہ لڑ رہے ہین ہزارہا
مردمان سپاہ قتل و زخمی ہو رہے ہین ہاتھی پٹے ہلا رہے ہین اکثر ہاتھی قتل ہو چکے ہین کچھ ہاتھی
تیر و نیزہ سے زخمی ہین چنگھاڑ رہے ہین غبار عظیم بلند ہی شور و غل اسقدر بلند ہی کہ پناہ بذات خدا
زخمی سواران لشکر گھوڑون سے گر رہے ہین مانند مرغ بسمل تڑپ رہے ہین صدہا سواران مقتول
زیر پاے فیلان مندرجہ بالا پڑے ہین پامال ہو رہے ہین ہاتھی سونڈین ہلا رہے ہین جیسے راست
جیسا حرکت مین ہین چمک ان کی ایسی ہی گویا بجلیان چمک رہی ہین تمام صحرا جہان تک اہل اسلام
ہین یہی حال ہی کہ بجلیان سونڈون کی دمبدم ہر طرف چمکتی ہین دلاوران لشکر نعرے کر رہے ہین قدم
جما کے ہین حتی الامکان ہاتھیون کی پشت کی طرف جا کے شمشیر آبدار سے ان کے پائون قلم کرتے
ہین ہاتھی گرتا ہی زمین پر فیلبان ہو کر جھکتا ہی فیلبان بہ تیغ و نیزہ حملہ آور ہوتا ہی اہل اسلام قابو
پا کر اس کو بھی قتل و زخمی کرتے ہین لیکن جس طرف صحرا مین بادشاہ لشکر اسلام ہین اور وہ مردمان
سپاہ و سواران لشکر بھی جو مرکبون پر سوار ہین اور ان مین صدہا سوار نہین ہوے ہین ہزارون سوار
مرکبون پر سوار ہو چکے ہین بادشاہ بھی تخت پر بیٹھے ہین کہار تخت کو اٹھاتے ہین بکثرت فیلان مذکور
فیلبان ادھر لے گئے ہین پا پیادہ جو سوار ہین وہ بہت مضطر و پریشان ہین ہاتھی اس طرف
مردمان سپاہ کو زیادہ تر قتل و ہلاک کر رہے ہین آگے بھی بڑھتے جاتے ہین ان مین سے کوئی قتل و
زخمی نہین ہوتا ہی اہل اسلام جو اس طرف ہین مجبوری پسپا ہو رہے ہین ہزارہا سوار سونڈون کی ضربہا
سے دو نیم بلکہ چور ہو کر خاک پر پڑے ہین مرغ بسمل کی طرح خاک پر تڑپ رہے ہین وہ سبزہ زار
خون سپاہ وران سے گلنار ہو رہا ہی جو سردار و سوار نکلے ہین وہ دلاوری و چالاکی سے قابو پا کر ان
ہاتھیون کے پائون قلم کرنے کی کوشش کر رہے ہین مگر پیادہ و سوار تاب ان ہاتھیون کے سونڈون کی
ضربہا کی نہ لا کر دمبدم پسپا ہوتے جاتے ہین اور جس سمت لشکر عمان شاہ ہی اس جانب بھی
فیلان جنگی ہین مگر کم ہین در و تین آفتاب صورت بھی اپنے گنبد طلائی سے تیر اور حقہاے
آتشبازی ان فیلون پر مار رہے ہین ادھر بھی ایک ہنگامہ عظیم ہی سیکڑون سواران سپاہ کام
آ چکے ہین بہت زخمی ہین فیلون کے سونڈون کی ضرب سے کوئی سوار و پیادہ بچ نہین سکتا ہی جو کوئی

سامنے آجاتا ہے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے دمبدم ہر جگہ لاشوں کے ڈھیر کشتوں کے انبار صحرا سے
سبزہ زار میں ہوتے جاتے ہیں فیلوں سے آفت عظیم برپا ہے زخمی خاک پر پڑے ہیں چلا رہے ہیں
کوئی ایسے ہنگامے میں ان کی خبر نہیں لیتا ہے ایسی حالت میں حاکل خان نے بالائے ہودج
فیل کلان سے غور کرکے دیکھا کہ جس طرف بادشاہ لشکر اہل اسلام ہیں اس جانب تو بکثرت فیل
ہیں اور فیلبان فیلوں کو بڑھاتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور بادشاہ موصوف پیچھے ہٹتے ہوئے
چلے جاتے ہیں اس طرف کشت و خون زیادہ ہوا ہے اور جس طرف صاحبقران اور فرامرز ثانی
ہیں اس سمت مجمع مردان سپاہ زیادہ ہے ہر چند کہ بہت سے قتل و زخمی ہوئے ہیں مگر قدم جمائے
ہوئے لڑ رہے ہیں اکثر فیل بھی زخمی شدہ و پا بریدہ زمین پر پڑے ہیں چنانچہ لڑ رہے ہیں اور جس
رخ خاقان شاہ و درویش آفتاب ہیں [illegible] وغیرہ ہیں اس طرف بھی فیل کم ہیں مردان سپاہ
کا بہت مجمع ہے ہر چند خونریزی زیادہ ہوئی ہے مگر مردان سپاہ کہاں ہٹتے ہیں یہ رنگ جنگ
فیلان فولاد دندان و مردان سپاہ دیکھکر غضبناک ہوکر ایک ہزار ہاتھی سواروں کو ساتھ
لیکر جس جانب امیر یاقوت [illegible] تھے اسی طرف حملہ آور ہوا ساتھ اس کے
سامنے بھی [illegible] مع [illegible] سوار [illegible] حاکل خان کے [illegible] چلا
[illegible] حصار [illegible] لاکھ مع [illegible] سپاہ لشکر [illegible] خاقان شاہ و درویش
آفتاب [illegible] ہوا حملہ پر دو [illegible] دونوں لشکر اہل اسلام [illegible] جوانان لشکر
حاکل خان و مردان سپاہ کو [illegible] حصار [illegible] نیزوں کو
[illegible] اکثر [illegible] جوانان [illegible] اہل اسلام کو قتل کرنے لگے [illegible]
[illegible] ہونے لگی [illegible] لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی نیزہ دار نیزے لگانے لگے
سپاہ [illegible] سپاہ [illegible] اپنے حریفوں کو [illegible] کرنے لگے [illegible] قتل
کشتہ و خون زیادہ ہونے لگا [illegible] ریزان [illegible] ہونے لگا کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار صحرا سے
سبزہ زار میں جا بجا زیادہ ہونے لگے جوش خون زور سے صحرا میں رواں ہونے لگا تلوار چلنے لگی
[illegible] بلند ہوئے [illegible] تیر چلنے لگے جوانان لشکر [illegible] ہونے لگے ابر سیاہ
[illegible] کا اٹھا برق تیغ ہر طرف چمکنے لگی [illegible] خون بہادران کا [illegible] تلواروں سے زمین پر
[illegible] سرداروں کے مانند اولوں کے تن سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے ہوئے خون میں
[illegible] سواروں کے مانند ماہیان [illegible] کے اس ہو [illegible] خون دلاوران
[illegible] ہونے لگے [illegible] اور سیل خون میدان جنگ میں نظر آنے لگے [illegible] ایسی جنگ
[illegible] صاحبقران سلطان کیوان شکوہ میں بھی نہ ہوئی تھی [illegible] کشتہ و خون ہوا تھا
[illegible] عظیم و کثیر میدان جنگ [illegible] ہزار [illegible] لشکر [illegible] مغلوب
ہوئی [illegible] بادشاہ و شہریار [illegible] ہزار ایسے [illegible] و قوی [illegible] فیلوں کو ساتھ لیکر
[illegible] جنگ زیر فلک ایسی ہوئی کہ چشم پیر فلک نے کم ایسی لڑائی دیکھی ہوگی
[illegible] ہوئی کیونکہ [illegible] سبزہ زار میں ہر جگہ ہر گرد و پیش غول [illegible] درمیان کفار
اور اہل اسلام کے یوں لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک سردار کا سر کٹا اور ایک سوار کی تلوار تھی
کسی جوان کا سینہ کسی جری کا نیزہ کسی کا جگر کسی تیر انداز کا تیر کسی کا پہلو کسی کا خنجر کسی پہلوان کا سر

کسی قوی بازو کا گرز گران تھا کوئی جوان زخمہاے کاری سے خون میں سراپا تر کسی سوار کا شمشیر
آبدار حریف سے دو پارہ سر کوئی نعرہ زن کوئی دلیر زخموں سے مبتلاے تحریر کوئی جوان زخمہا
کاری سے خاک پر پامال کوئی حریف پیادہ میں شاد و انبساط و خندان کسی کا فرق کاکلا کسی بہادر دیندار
کا خنجر آبدار و صفا کسی پیادہ نے کسی جوان دیندار کو للکارا کسی خدا پرست نے کسی بقا پرست
کا سر تن سے اتارا کوئی چری خون میں نہائے ہوئے کوئی بہادر دست حریف سے زخم کھائے
ہوئے کوئی جوان کسی غول میں نعرہ زن اونچی چری کسی گروہ میں خستہ تن گھوڑے بے سوار
صحرا میں رواں دواں کہیں لاشے مقتولوں کے پامال سم اسپان اکثر مجروحان طالب آب
بعض بعض جوان کثرت جراحت سے دردمند غرضکہ ہر غول و ہر گروہ میں بلکہ ہر جگہ اس صحرا
سبزہ زار میں یہی حال تھا ہر جگہ کفار و دیندار سرگرم کارزار تھے جوش شجاعت سے لڑنے پر
تیار تھے کثرت شمشیر زنی سے صدہا ہوا [illegible] انگشتوں میں [illegible] شمشیر آبدار پیوست
ہوگئے تھے پنجہ دست و انگشت [illegible] دست بردہ [illegible] تلواروں کے جدا
ہوتے تھے کلائیاں اور بازو [illegible] قتل کرتے تھے [illegible] دشمن
بڑھتے ہی چلے آتے تھے صحرا میں [illegible] کفار و دیندار کے مقتولوں کے تودے [illegible] ہر سو ڈھیر
لاشوں کے [illegible] آبدار قتل کیا تھا
مگر کفار کم ہوتے تھے [illegible] لاشے کفار کے [illegible]
[illegible] وہ بہادر ان کو پامال [illegible] کرتا تھا [illegible] نعرہ کر کے لڑتا تھا جس طرح [illegible] سے
سر و تن جدا [illegible] شکار [illegible]
[illegible] دلیر [illegible]
[illegible] ایک سمت کو [illegible] حصاری
[illegible] مردان کارزار و دلاوران
دیندار کو [illegible] بازار اجل گرم تھا [illegible]
[illegible] جان کا [illegible] کفار و دیندار قتل [illegible]
[illegible] لڑتے تھے
[illegible]
[illegible] لا کر
[illegible] لڑائی ہو رہی ہے
جیسا کہ لکھا گیا ہے مگر اب حال [illegible] شاہ لشکر اہل اسلام تک آ رہا
ہیں ادھر فیلان قواعد دان [illegible] سوا فیلوں کے کفاران ہر دو لشکر
کے سواران [illegible] فیلبان [illegible] ہاتھیوں کی [illegible]
[illegible] اہل اسلام کو [illegible] اہل اسلام گھوڑوں کی ضرب سے
قتل [illegible] اہل اسلام [illegible] فیلبان ہاتھیوں کو
[illegible] جوش شجاعت [illegible] بہادر آگے قدم بڑھا کے ان ہاتھیوں کے
قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں [illegible] شمشیر و نیزہ [illegible] نہیں پا سکتے ہیں کہ ان

ہاتھیون کی پاؤن کی ضرب سے دو نیم ہو جاتے ہین لاچاری و مجبوری سے ٹھہر نہین سکتے ہین جوانان
لشکر اسلام پسپا ہوتے جاتے ہین اکثر سرداران سپاہ گرد تخت بادشاہ موصوف ہین وہ لڑتے بھی
جاتے ہین اور بادشاہ کو بھی تیر فیلبانان نابکار و فیلان کوہ وقار اور اُن کے پاؤن کی ضرب سے
بچاتے بھی ہین ایسی حالت مین بادشاہ موصوف نے پسپا ہو کر اُن ہاتھیون سے جانبر ہونا مشکل
جان کر ہزارون جوانون کو زمین پر کشتہ دیکھکر اُن ہاتھیون کے قتل کرنے پر قادر ہو کر دست دعا
بدرگاہ کبریا اٹھا کر برجوع قلب یون دعا کرنا شروع کیا کہ اے خالق برق و سحاب و اے مسبب الاسباب
اے معین درماندگان و اے مددگار عاجزان اے قاضی الحاجات و اے رب مخلوقات تو حاضر و
ناظر ہے اسوقت ہم سب اہل اسلام جس حال مین ہین تجھ پر ظاہر ہے واسطہ تجھکو اپنے عزت و جلال کا اور
واسطہ تجھکو اپنی ہی قدرت کاملہ کا واسطہ پروردگار تجھکو حضرت ابراہیم ملقب بہ خلیل اللہ کا اسوقت
ہم سب اہل اسلام کو ان کافرون کے شر سے بچا کوئی سبب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا پیدا کر کہ ہم
سب مسلمان ان کفار پر فتحیاب ہون یہ جنگی قوی عدوان ہاتھی قتل و دور ہو جائین ابھی بادشاہ
لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہو کر دعا کر رہے تھے اکثر اہل اسلام کہ آمین آمین کہہ رہے تھے اور خود بھی
جانبری و فتح کے طالب تھے کہ یکایک ایک جانب صحرا سے کچھ غبار بلند ہوا اُس ہنگامہ و خوفناک
ہلاکت مین کچھ سواران لشکر نے سوے غبار دیکھا جب دست بادشاہ سے دامن غبار پارہ پارہ
ہوا دیکھا کہ انیس بیس جوانان خوب رو و قوی بازو مسلح مرکبون پر سوار گھوڑون کو دوڑاتے
ہوے بصد عجلت ادھر آتے ہین چہرون سے اُن کے آثار شجاعت و بہادری آشکار ہین ثابت ہوتا ہے
کہ شاہزادگان ذی وقار ہین ابھی سواران مذکور دیکھ رہے تھے کہ ان جوانان تہور شعار و شاہزادگان
نامی و نامور نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیکھکر خوب پہچان کر ایسی حالت مجبوری مین مبتلا پا کر
بے اختیار ہر ایک نے نعرہ کر کے اُن فیلان جنگی و قوا عدوان کے پس پشت جا کے سب نے
تلوار برین نیامون سے کھینچکر فیلون کے پاؤن قلم کرنا شروع کیے جس ہاتھی کے پاؤن پر جس دلاور
نے بقوت بازو شمشیر آبدار کا وار کیا اُس کا پاؤن مثل خیار ترکٹ گیا اُن انیس بہادرون نے پہلی
ہی ضرب مین انیس ہاتھیون کے پاؤن قلم کیے وہ ہاتھی باپریدہ خاک پر گر پڑے فیلبانون کو بھی
اُن سے تہ تیغ کیا فیلان باپریدہ مذکور چنگھاڑکے زمین پر لوٹنے لگے یہ سب بہادر آگے بڑھے اکثر ہاتھیون
کی خرطوم کو بچا لا کی شمشیر آبدار سے قلم کیا اکثر کے پاؤن بطریق فیلان اول قلم کیے فیلبان اُن کے
ہاتھیون سے کود کر مقابل ہوے ہنگام جنگ اُن کو تہ تیغ کیا یہ حال دیکھکر بادشاہ لشکر اہل اسلام
خوش ہوے اُن سب شاہزادون کو پہچان کر کہا کہ ان مین کچھ شاہزادے طرفدار دست راستی
ہین اور کچھ دست چپی ہین اور نسل اسد بن کرب نظر کردہ امیر عرب وغیرہ سے ہین یہ دیکھکر
دل مین کہا کہ ہمارا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دعا ہماری مستجاب ہوئی خدا وند عالم نے ان
شاہزادون کو ہماری مدد کے واسطے ایسے وقت سخت و مشکل مین بھیجا یہ باتین دل مین کر کے
غور کیا تو معلوم ہوا کہ اتنی دیر مین اُن شاہزادون نے بہت سے ہاتھیون کے پاؤن اور سونڈین
قلم کی ہین فیلبانون کو قتل کیا ہے اب فیلبان جو زندہ ہین وہ اس طرف اپنے ہاتھی نہین بڑھاتے ہین
فیلون کو روکے ہوے ہین مگر وہ رک نہین سکتے ہین جن ہاتھیون کی سونڈین شاہزادگان موصوف
نے قلم کی تھین وہ کثرت درد و زخم کاری سے اس درد سے چنگھاڑ کر کے بے اختیار ایک سمت صحرا کے

بھاگے جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ ساتھ اور بھی ہاتھی جو زخمی نہیں ہیں بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں
ہرچند فیلبان اُن ہاتھیوں کو روکتے ہیں مگر وہ نہیں رُکتے ہیں یہ حالت اُن فیلوں کی دیکھکر بادشاہ
موصوف نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ اب تو یہ فیل آگے نہیں بڑھتے ہیں ان کو تیر مارو تاکہ یہ بھی
ہاتھی زخمی ہوکر انھیں ہاتھیوں کی طرف بھاگیں تیراندازوں نے حکم کی تعمیل کی مینھ تیروں کا اُن
ہاتھیوں پر برسا دیا جس ہاتھی کے دو چار بھی تیر لگے وہ زخمی ہوکر منھ پھیر کر چنگھاڑتا ہوا جس طرف کو
ہاتھی بھاگے ہوئے گئے تھے اُسی طرف وہ بھی بھاگا اسی طرح سے تیراندازوں نے اس جانب سے
تیر لگا کر ہاتھیوں کو زخمی کرکے منتشر اُن کا سوسے پھرا جدھر لشکر اسلام نہ تھا پھیر دیا اُس طرف
شاہزادگان مذکور نے اپنی پشت سے ہاتھیوں کے پاؤں فیلان جنگی کے قلم کئے اور سونڈیں اُنکی
بجالائی رو برو اُن کے آگے قلم کیں تھوڑی دیر میں ہزارہا ہاتھی اسی طور سے قتل و زخمی ہوئے
اور بھاگنا شروع کیا آخر کار سب ہاتھی باقی ماندہ بھی [illegible] بار ان تیر کے سُنکر بھاگے میدان ہاتھیوں
سے اُس طرف خالی ہوگیا کوئی ہاتھی نہ رہا بادشاہ نے شکر خداوند عالم کا کیا پھر وہاں سے بادشاہ
مع سپاہ جانب صاحبقران کے جہاں جنگ عظیم ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی ہاتھی اپنے پیروں سے
مردان لشکر کو قتل کر رہے تھے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں اُن شاہزادوں سے ملے شاہزادگان
ممدوح نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ بہت خوش ہوگئے جواب سلام دیا بعدہ فرمایا کہ اسوقت آپ
سب صاحبوں نے یہاں آکر فیلان جنگی سے جہان بچالیا ہزاروں کو یہ ہاتھی قتل و ہلاک کرچکے
تھے ہم سب باقی تھے تھوڑی دیر میں ہم سب کو بھی اپنے پیروں کے نیچے قتل کرتے ہم میں سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب صاحبقران کی طرف یہاں سے چلنا ضرور ہے ہم تو بیتاب ہوگئے تھے اب تو
آگئے تھے یہ فرماکے ہمراہ اُن شاہزادگان موصوف کے چلے بعد قطع راہ اُس جگہ پہونچے جہاں تلوار
چل رہی تھی اور ہاتھی فوج اہل اسلام کو قتل و پامال کر رہے تھے شاہزادگان موصوف بھی
مع بادشاہ لشکر اہل اسلام بجمعیت سپاہ شریک جنگ ہوئے اسی اثنا میں مقبول بن مقبل
دس ہزار تیر اندازوں کی جمعیت سے آکر شریک جنگ ہوا اسکے ساتھ کے تیراندازوں نے یکبارگی
دس ہزار تیر اُن فیلان جنگی اور کفار پر لگائے بالکل کفار تیر کھا کر ہلاک ہوئے ہزاروں کا فران ناکارہ
زخمی ہوئے فیلان مذکور بھی زخمی ہوکر چنگھاڑنے لگے شاہزادگان موصوف نے اُن ہاتھیوں کو
بھی ہنگام جنگ زخمی کیا اکثر ہاتھیوں کی پشت پر جاکر پاؤں اُن کے قلم کئے اکثر ہاتھیوں کی سونڈیں
مانند خیار ترکے تلواروں سے کاٹیں فیلان کو دیکھے زمین پر گر کر چنگھاڑتے خرطوم بریدہ ہاتھی
چنگھاڑتے ہوئے بھاگے اب رنگ لڑائی کا بدل گیا ہاتھی فیل اس کے کفار ناکارہ بڑھتے آتے تھے
اہل اسلام قتل ہو رہے تھے یا اب اہل اسلام نے فیلان جنگی کے بھاگنے اور قتل ہونے سے
خوش ہوکر دلیرانہ حملہ کیا کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا آتشپرست وساحر بن آتشپرست بہت
ہونے لگے مقبول بن مقبل نے مع اپنے ماتحت دس ہزار تیر اندازوں کے پھر بار بار دونوں لشکروں
کفار پر مینھ تیروں کا برسانا شروع کیا کفار ان ناکارہ نشانہ ہاے تیر ہوکر راہی دار البوار ہونے
لگے سواران و سرداران سپاہ ہردو لشکر اہل اسلام نے ان فیلان قوی ہیکل دانتوں کے اکثر قتل
ہونے اور بکثرت میدان جنگ سے بھاگنے کے سبب سے فی الجملہ سکون اور شادمان ہوکر
اُن کے خوف سے اور اُن کے شر سے نجات پاکر دلیرانہ بڑھ بڑھ کر کفار کو قتل کرنا شروع کیا

عیاران لشکر اہل اسلام نے ہاتھی فیلان جنگی پر بان اور گولے آتشبازی کے مارنا شروع کیے
شاہزادگان یعنی سکندر رستم خو وشاہزادہ شہریار عالی وقار وشاہزادہ رفیع البخت
وغیرہ نے جو شاہزادہ طیمور شیر پیکر کی ہمراہی سے ادھر آئے تھے انھون نے بھی پے در پے
حملہ ہاے دلیرانہ وغیرانہ کرکے چن چن کے سردارون اور پہلوانون کو قتل کرنا شروع کیا نعرے
کرکے کافرون کو تہ تیغ آبدار کرنا اختیار کیا جس طرف وہ بہادر گئے کفار کو پسپا کر دیا لاشون کے
انبار لگا دیے کشتون کے پشتے کر دیے شجاعت وبہادری دکھائی بعض بعض اُن مین سے زخمی بھی
ہوے مگر حالت زخمہاے خفیف مین بھی بدستور سابق لڑتے رہے جنگ سے ہاتھ نہ روکا فراز تالی
ولقا بداران سبز پوش وسواران سیاہ عمان شاہ وعواق آہن کلاہ بھی میدان جنگ مین
ثابت قدم ہوکر نہایت دلاوری سے لڑنے لگے کفار کو بہ تیر ونیزہ شمشیر وگرز قتل کرنے لگے
لاش پر لاش کافران نابکار کی گرانے لگے اسی اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کفار کو شیرانہ بضرب شمشیر آبدار قتل کرتے اور نعرہاے کوہ شگاف کھینچتے ہوے کفار کو پسپا
کرتے ہوے قریب تخت سارق بن لقا پہونچے وہ گمراہ کنندہ مردان صاحبقران کو اپنے قریب
دیکھکر بہت مضطر وپریشان ہوکر سخنگان سے گھبراکر کہنے لگا کہ اے شیطان درگاہ من حالا چہ
تدبیر کنم اُس نے کہا کہ اب تدبیر گریز کیجیے صاحبقران بہت قریب آپ کے لڑتے بھڑتے آگئے
ہین تلوار ہاتھ مین خون سے رنگین ہے چہرے سے آثار قہر وغضب بکثرت آشکار ہین سارق
بن لقا نے سخنگان کی راے پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تھا قصد فرار میدان مصاف سے کیا تھا
کہ اتنے مین صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کیا سارق بن لقا دہل گیا بلکہ کانپنے لگا بدحواس ہوگیا
گھبراکر یمین ویسار اپنے معبودان وہ دگارون کی طرف دیکھنے لگا رنگ چہرے کا خوف سے اُڑ گیا
کثرت مردمان سپاہ سے راہ گریز نہ پاکر مجبور ہوگیا بھاگ نہ سکا صاحبقران نے غضنفر سا اُسکے
پہونچکر ہاتھ اپنا اُس کی زنجیر کمر مین ڈال کر نعرہ تکبیر کہکے تخت زرین سے اُسے اُٹھا لیا خواجہ طیفور
گرد یا کہ ہمراہ صاحبقران تھے انھون نے بڑھکر زنجیر سخنگان مین ہاتھ ڈال کر تخت سے
اُس کو اٹھا لیا اور صاحبقران نے سارق بن لقا کو اٹھاکر سر سے بلند کیا اور خواجہ طیفور
نے بھی سخنگان کو اپنے سر سے بلند کیا دونون نابکارون کا گویا دم نکل گیا سمجھے کہ پنجہ ہاے
شیران مین آگئے اب زندگی دشوار ہے ضرور قتل کیے جائینگے کسی طرح جانبر نہونگے ابھی
نابکاران مذکور زندگی سے ابھی مایوس ہوتا چاہتے تھے کہ صاحبقران نے سارق بن لقا کو چرخ
دے کر زمین پر آہستہ پٹکا خواجہ نے عیاب بیہوشی مار کر اُس کو بیہوش کرکے اُس [illegible]
ایک ہاتھ سے بعجلت تمام زنبیل کیا پھر اسی طور سے سخنگان کو بھی بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا
صاحبقران موصوف لڑتے ہوے آگے بڑھے جس طرف حمائل خان بن شمائل بن جمائل
خان اپنے فیل بلند پر بیٹھا ہوا لڑ رہا تھا تیر چلہ کمان مین رکھ رکھکر اہل اسلام کو تاک تاک کر مار رہا
تھا اور اپنے سرداران سپاہ وسواران لشکر کو ترغیب جنگ اس طرح دے رہا تھا کہ اے
بہادران عرصہ کارزار ہان دلیرانہ ایسا لڑو کہ لشکر اسلام کو شکست فاش دو مسلمانون کو
میدان جنگ سے بھگا دو ان خدا پرستون پر فتحیاب ہو مین تمکو انعام کثیر ایسا دونگا کہ تمھارے
حوصلے وتمنا سے زیادہ ہوگا زر سفید وسرخ سے ڈھالین تمھاری بھر دونگا علاوہ اس کے

خلعت زرین دونگا اس لڑائی کو مردانہ و دلیرانہ فتح کرو جہان تک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل
کرکے میدان جنگ سے اُن کو بھگا دو خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب الکا لیٹ لو جسنے لوٹ کا
اسباب و مال تمکو دیا اسے بہادروجان اپنی لڑائی مین لڑا دو دیکھو صاحبقران وہ اٹھتے ہوئے
اسی طرف آتے ہین دلیرانہ ان پر حملہ کرو تم سب گبیران کو قتل کر ڈالو جب تک یہ قتل نہونگے
فوج اہل اسلام کو شکست نہوگی یہ لڑائی فتح نہوگی سرداران سپاہ او سواران رو سیاہ
اُس کے لالچ دینے سے سوے صاحبقران موصوف سخت حملہ کرکے بڑھے اور اُس ہنگامہ مین
صاحبقران نے یہ تقریر حائل خان بے دین کی سنی سخت غصہ آیا اور بڑھکر بہت سے کا فرون کو
قتل کرکے قریب اُس کے فیل کے اپنے تئین پہونچاکر اپنے مرکب کو اس کے ہودہ فیل تک اسطرح
لڑایا کہ مرکب نے دونون پاؤن اپنے سر فیل پر رکھدیے فیلبان نے ارادہ تلوار لگانے کا کیا
فی الفور صاحبقران نے ایسی شمشیر آبدار ایسی لگائی کہ وہ فیلبان دو ہو کر خاک پر گرا بلکہ سر فیل
بھی زخمی ہوا لیکن مرکب کے جست کرنے سے اور فیلبان پر تلوار لگانے سے تو سر صاحبقران
سے ہٹ گیا تھا اسی حالت مین حائل خان نے تلوار سر صاحبقران پر لگائی تلوار
سر پر پڑی دو انگل سر مین در آئی تھی کہ صاحبقران نے دایان ہاتھ مارا تلوار اُس کی سر سے
نکل گئی صاحبقران زخمی ہو کر مع مرکب بالاے زمین آگئے مگر گھوڑے سے زمین کر کے
مرکب پر سوار ہے ایسی صورت تھی جلد صاحبقران نے رومال سے زخم سر کو باندھ کر ایسی
تلوار پاؤن سے فیل پر لگائی کہ پاؤن اُس کا مانند خیار تر کے قلم ہوا ہاتھی سنبھل نہ سکا پاؤن کے
کٹنے سے زمین پر گرا صاحبقران نے ارادہ اُس کی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھانے کا
کیا تھا کہ حائل خان نے پھر تلوار لگائی صاحبقران نے تلوار اُس کی بند دستانہ پر ہاتھ ڈالکر
چھین لی کمر اُس کی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور وہ بے ادبی سے تلوار لیکر
آیا صاحبقران نے سارنگ مین لیا کہ اُس کے تلوار اُٹھاکر اپنے سر سے
بچایا کہ سارنگ مین لیا بہت گھبرایا از حد غمگین ہوا زندگی سے اپنے ناامید ہوکر
چاہا کہ یارو مددگار و حمیتی دے صاحبقران نے کہا کہ اور اسے حائل خان اسی وقت
تم میری حمایت کرو اس بندہ کو اور سب کے اُٹھالیا تو تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی
حکم سے اُس حائل نے سارنگ پر لیا تھا حائل خان نے اپنے خدا و ندکی تقریر سن کر
سر کو کیا کہ اسے صاحبقران غصہ کیا کہ خدا و ند کے ساتھ ایسی بے ادبی کی خیال اُس کا
کچھ نہ کیا دیکھو تو اس بے ادبی و گستاخی کرنے کی کیسی سزا دیتا ہوں یہ کہکر فیلبان
اودھر ہاتھی اپنا بڑھوایا بڑھکر تیر نکال کر چلہ کمان مین رکھکر سینہ صاحبقران کو تاک کر ارادہ
تیر لگانے کا کیا ادھر صاحبقران نے سارنگ مین لیا تھا کہ تیر قرار دیکر اُس پر تیر کا اثر کیا
حائل خان تیر لگانے سے باز رہا کیونکہ اپنے ہاتھ سے اپنے خداوند کے بھائی پر تیر کا لگانا
نہ چاہا کر تیر نہ لگایا صاحبقران نے چالاکی و ہوشیاری سے اس کے فیل کے پاؤن کو قلم کیا
ہاتھی اُس کا منھ کے بل گرا فیلبان نے سنبھل کر قصد تلوار لگانے کا کیا صاحبقران نے تب
اُس کو تلوار لگانے کی نوبت نہ دی ایک ہاتھ ایسی تلوار اُس پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر
حائل خان کی طرف کہ وہ تا ابد بھی سنبھل کر بیٹھا تھا جو کہ کہا کہ اسے حائل خان تم اپنے خداوند

اور خداوند کے بھائی کو بچاؤ ان کی حمایت کرو اور اپنی بھی خیر چاہو فیکر اپنی جانبری کی کرو یہ سنکے
اُس نے شمشیر آبدار لگائی صاحبقران نے سارق بن لقا کے اوپر اُس کی تلوار کو روکنا چاہا
بجلے سپر سارق بن لقا کو اپنے سپر کی پناہ کیا حمائل خان نے تلوار لگانے سے ہاتھ روکا ادھر
صاحبقران نے بائین ہاتھ مین تلوار کو بھی لے کر دہنے ہاتھ سے جھپٹ کر اُس کے بند دستار پر ہاتھ
ڈالکر تلوار اُس کے ہاتھ سے کلائی مروڑ کر چھین کر بالا سے زین ڈالکر کمر کی زنجیر مین اُس کے
ہاتھ ڈالکر نعرہ کر کے اُس کو پشت فیل سے اٹھا لیا پھر سارق بن لقا کو چرخ دے کر زمین پر پٹکا
خواجہ طیفور گردپا نے جلد اُس کو حلقہ کمند مین اسیر کر کے ایک عیار کے حوالے کیا اُس نے لیجا کر
قید کیا بعدہ خواجہ نے سنگان کو قتل کرنے کے پیچھے پڑ کے اُس کو اٹھا کر اپنے ہاتھ پر بلند کیا
فرامرز ثانی نے سپہ سالار حمائل خان کو تلوار اُس کی چھین کر پشت فرس سے زنجیر کمر مین ہاتھ
ڈالکر اٹھا لیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کوکب انجم حصاری کو بھی اسی طور سے اٹھایا
اسی طرح جملہ شاہزادگان موصوف نے ایک ایک سردار سپاہ کفار کو اٹھا لیا اس اثنا مین
صاحبقران و سکندر رستم خو نے سارق بن لقا و کوکب انجم حصاری کو بالا سے سر چرخ
دے کر ارادہ زمین پر پٹکنے کا کیا اُسوقت وہ دونون امان طلب ہوے مردان سپاہ
ہر دو لشکر کفار نے بھی اپنے بادشاہون کو دست اجل پر بلند دیکھکر بیدل ہو کر امان چاہی اور
چادرین ہاتھین ہزارون کفار جنگاہ سے بھاگنے لگے جب شور الامان بلند ہوا اور کوکب
انجم حصاری اور حمائل خان نے بھی امان چاہی سکندر رستم خو اور صاحبقران نے فرمایا کہ
امان بشرط قبول دین اسلام دی جاویگی حمائل خان نے تو کچھ جواب نہ دیا صاحبقران نے
اُس کو زمین پر پٹکا عیارون نے حلقہ کمند اُس پر مار کر اسیر کیا داخل زندان کیا لیکن کوکب
انجم حصاری نے کہا کہ اسوقت ہم کو چھوڑ دیجیے ہم کل یا آج ہی ہنگام شب دربار بادشاہ
لشکر اہل اسلام مین آکر جواب اس کا دینگے سکندر رستم خو نے صاحبقران سے اجازت
رہائی لے کر اُس کو چھوڑ دیا بالا سے زین بٹھا دیا اُس نے مرکب پر سوار ہو کر صاحبقران سے کہا
کہ ہمارے خداوند سارق اور سنگان کو بھی رہا کر دیجیے آج شب کو ہم مع خداوند سارق
کے آپ کے پاس آکر جو کچھ آپ فرماوینگے اُسے بجا لاوینگے صاحبقران نے عیارون سے
سارق کو طلب کر کے کہا کہ اسوقت ہم تجھکو کوکب انجم حصاری کے کہنے سے رہا کرتے ہین
خبردار سرکشی نکرنا ضرور کوکب انجم حصاری کے ساتھ دربار بادشاہ اہل اسلام مین آنا اور اگر تو
نہ آوے گا اور کہین بھاگ کر جاوے گا ہم بھی مانند تیر قضا کے وہین پہونچینگے اُس نے
کہا کہ ہم نہ بھاگینگے صاحبقران نے اُسے رہا کر دیا اُس نے رہا ہو کر سونے سنگان دیکھکر
کہا کہ اس کو بھی رہا کر دیجیے امیر بالوقیر نے اُس کو بھی چھوڑ دیا خواجہ نے اُسکو امیر کشورگیر کے
ارشاد سے رہا کیا اور کہا کہ اگر تو وقت شب ہمراہ کوکب انجم حصاری و سارق بن لقا
کے نہ آوے گا تو ضرور آج کی شب تجھکو مار ڈالونگا اُس نے اقرار آنے کا کیا اس عرصے مین پھر
کفار نے امان چاہی صاحبقران نے باواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین و ایمان دیجاویگی
انھون نے کہا کہ جو ہمارے ہر دو بادشاہ منظور کرینگے اُس کو ہم بھی منظور و قبول کرینگے
یہ سنکے صاحبقران نے نقارہ امان بجوایا ہر ایک اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا کفار اہل اسلام سے

جدا ہوئے لڑائی موقوف ہوئی کوکب انجم حصاری مع ساریق بن بقا اور شہزادگان و سپاہ
باقی ماندہ خود و نیز سپاہ حمائل خان کی کہ جو قتل ہونے سے باقی رہی ہے جانب انجم حصار کے قریب شام روانہ ہوا
ادھر شاہزادگان موصوف و فرامرز ثانی نے جن سرداروں کو مرکبوں سے اُٹھا کر اپنے ہاتھ پر اونچا کیا تھا اُن کو
پھینک دیا وہ طالب امان ہوئے اُن سے بھی سب نے کہا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کروگے تو تمکو امان
دیجائے گی انھوں نے دین اسلام کے اختیار کرنے اور مسلمان ہونے سے انکار کیا فرامرز ثانی اور اُن
ستر د اٹھارہ شاہزادوں نے اُن سرداروں کو خاک پر پٹک کر قتل و ہلاک کیا بعد اس کے فرامرز ثانی
نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اب میں اپنے لشکر میں جاتا ہوں امیر با توقیر نے کہا اے فرامرز ثانی
آج کی شب ضرور ہمارے پاس آنا تجھسے کچھ باتیں کرنا اور پوچھنا منظور ہیں اُس نے آنے کا اقرار کیا پھر
مع اپنی سپاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و غواق آہن کلاہ اپنے زودگاہ لشکر
لشکر پر گیا ادھر صاحبقران مظفر و منصور ہوکر ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سمت لشکرگاہ مع تمامی
سپاہ روانہ ہوئے جب بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ ہوئے اور صاحبقران بھی داخل
بارگاہ ہو چکے تو ملازموں کو طلب فرماکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے آج کی جنگ عظیم میں جسقدر سوار کام
آئے ہیں اُن دیندار و غازیان و مجاہد کو موافق شریعت ابراہیمی اچھے طور سے دفن کرو اور تعداد
اُن کی بیان کرو ملازم حسب الحکم گئے اور جنگاہ سے لاشوں کو اُٹھا کر ایک جگہ عمیق دور تک کھدواکر غسل و
کفن سب کو دے کر نماز میت پڑھکر اُسی غار عمیق میں سب کو دفن کیا گو یا گنج شہیدان بنایا اسی طرح حکم
عمان شاہ و غواق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی سے ملازموں نے اپنے
لشکر کے سواران مقتول کو دفن کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ اہل اسلام نے اپنے
لشکر کے کشتوں کو دفن کیا ہے بمجرد سننے خبر مذکور کے اُس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ طریقہ اہل اسلام
اچھا ہے میت اور کشتوں کو میدان جنگ میں پڑا نہیں رہنے دیتے ہیں غسل و کفن دیکر دفن
کر دیتے ہیں لہذا تو بھی اپنے اور حمائل خان کی فوج کے کشتوں کو دفن کرا دے کیونکہ وہ بھی
بقاپرست و ساریق پرست تھے یہ خیال کرکے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ موافق ہمارے مذہب کے
ہمارے لشکر کے اور حمائل خان کی سپاہ کے کشتوں کو بہت جلد دفن کرو اور تعداد کشتوں کی بیان
کرو ملازم کاربند ہوئے کفار کے لاشوں کو موافق اپنی ملت کے دفن کیا بعد کو کوکب
انجم حصاری کے روبرو جاکر عرض کیا کہ حضور کے اور حمائل خان کے لشکروں کے ملازم و سوار
سب ساڑھے تین لاکھ سے کچھ کم قتل ہوئے کوکب انجم حصاری نے یہ سنکے افسوس کیا اسی طور
سے ملازمان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد دفن کرنے کشتوں مذکور کے خدمت
صاحبقران میں جاکر عرض کیا کہ حضور کے لشکر ظفر اثر کے جملہ سوار ایک لاکھ سے کچھ زیادہ قتل
ہوئے اور بہت سے زخمی ہیں تعداد زخمیوں کی چالیس ہزار سے زیادہ ہے امیر با توقیر نے بہت
افسوس کرکے فرمایا کہ وہ دیندار تو راہ خدا میں لڑکر سوئے جنان گئے خداوند عالم ہمارا بھی انجام
بخیر کرے دنیا سے ہمکو بھی باسلام و ایمان جب اُس کی مرضی ہو اُٹھالے اور رستگار کرے پھر فرمایا کہ
جو سوار و سردار سپاہ ہمارے لشکر کے زخمی ہوئے ہیں اُن کا علاج کیا جائے پٹیاں مرہم کی اُن کے
زخموں پر چڑھائی جائیں ملازموں نے حکم کی تعمیل کی عمان شاہ و غواق آہن کلاہ و درویش
موصوف کے ملازموں نے بھی بعد دفن کرنے کشتوں کے جاکر عمان شاہ سے دست بستہ عرض کیا

کہ ہمنے حضور کے حکم پر عمل کیا جملہ لشکر حضور کے کشتون کو دفن کیا عمان شاہ نے تعداد اُن کی پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار سوار قتل ہوے ہین اور پچاس ہزار سوار و سردار زخمی ہوے ہین ایسا سے درویش موصوف سے عمان شاہ نے حکم دیا کہ اطبا و جراح حاضر ہون زخمیون کا علاج کرین ملازم کارپرداز ہوے جراح حاضر ہوے زخمیون کا علاج ہونے لگا بعد دفن ہوجانے کشتون کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار کیا جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ حاضر دربار ہوے صاحبقران بھی کہ ایک پاس شب گذری تھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار بادشاہ مین گئے پہلے بادب بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی داراب بن داراب شہریار کو سلام کیا بادشاہ نے بھی جواب سلام دے کر نیم قد اٹھکر تعظیم بوجہ مراتب صاحبقران کے کی جملہ اہل دربار نے سروقد اٹھکر تعظیم صاحبقران کی کی بعدہ صاحبقران اپنے دنگل پرشوکت پر بیٹھے پھر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ آج کی جنگ عظیم مین ہمارے لشکر کے ایک لاکھ سوارون سے زیادہ قتل ہوے اور چالیس ہزار سوار و سردار لشکر زخمی ہوے شکر خدا کا کہ فتح حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ سنکے نہایت افسوس کیا اور فتح ہونے کی خوشی ظاہر کی ابھی بادشاہ خاموش ہوے تھے کہ شاہزادگان سکندر و رستم و شاہزادہ رفیع البخت وغیرہ دربار بادشاہ مین آئے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام بطریق ارسال اسلام دیا پھر اُن کو دیکھکر بہت خوش ہوکر قریب اپنے دنگلون پر بٹھایا و بسیار سراہا اُن کی شجاعت و بہادری کی تعریف کرکے فرمایا کہ آج آپ صاحبون نے یہان آکر کار ہائے نمایان کیے لڑائی کو گویا فتح کیا فیلان جنگی کے پامال کرنے سے اور قتل کرنے سے اہل اسلام کو بچایا بعدہ بہت سے کافرون کو تہ تیغ کیا بادشاہ انجم تمھاری و سرداران سپاہ ہردو لشکر کفار کو بہنگام جنگ مرکب پر سے اور تخت سے اٹھا لیا شجاعت و بہادری اپنی ظاہر کی ہمکو خوش کیا سکندر و رستم وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ نے ہماری تعریف شجاعت کرکے ہماری عزت زیادہ کی ورنہ ہمنے تو کچھ ایسا کار نمایان نہین کیا ہان شریک جنگ ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام نے پوچھا کہ آج آپ سب صاحب کہان سے یہان آئے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مفصل حال اپنا بیان کیجیے مگر مجمل طور سے انھون نے عرض کیا کہ جب ہم لشکر سے جدا ہوے ایک ساحر نابکار نے بزور سحر ہم سبکو اسیر کیا تھا پھر وہ ساحر ہمکو جانب طلسم زلزلہ لایا تھا ارادہ اُس کا یہ تھا کہ شاہ طلسم مذکور سے اجازت حاصل کرکے قتل کرے یا طلسم زلزلہ مین ہمین قید کرے جب یہ خبر ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر کوکب انجم حصاری کو ہوئی اُس نے ہم سب پر رحم کرکے اپنے کوکا خورشید زرین قبا کو کہ وہ عیار بھی تھا واسطے ہماری رہائی کے روانہ کیا اُس نے اُس ساحر نابکار پر عیاری کرکے اُسے بیہوش کرکے ہمکو قید سے رہا کیا اور کہا کہ تم لوگون کے حال سے بخوبی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے آگاہ ہوکر ہمکو واسطے تمھاری رہائی کے بھیجا تھا مین نے یہان آکر عیاری کرکے اس ساحر نابکار کو بیہوش کیا اب اُس کو مار ڈالونگا تمکو مین نے رہا کیا ہے اب جہان تمھارا دل چاہے وہان جاؤ یہ سنکے ہم سب وہان سے چلے اثناے راہ مین سنا کہ شاہزادہ طہورث شیر ہور کی قید آدم خوارون مین آئی ہے یہ سنکے ہمنے تعاقب کیا جاکے دلیرانہ اُن آدمخوارون سے مقابلہ کرکے اُن کو قتل کیا سیکڑون کو

بھگا دیا آخر سردار آدمخواران کہ ہمارے ہمراہ آیا ہی اُس نے ہماری اطاعت اختیار کی شاہزادہ
طیمور شیر پرور کو قید سے رہا کیا اپنے قلعہ سنگین حصار میں لے گیا اُس قلعے پر قبضہ کیا وہاں کے
بادشاہ سابق کو کہ ضحاک شاہ تھا اور اسیر تھا اُس کو مسلمان کرکے پھر اُس کے تئیں تخت پر بٹھایا
پھر ہم ہمراہی میں شاہزادہ طیمور شیر پرور کے رہے ایک روز صحراے سبزہ زار میں شکار آہو ہمراہ
طیمور شیر پرور کے ہم سب کھیل رہے تھے دو چار ہرن شکار کیے تھے کہ کباب اُن کے تیار کرا کے
کھا رہے تھے کہ یکایک چند دیو ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر رکھے ہوے آ گئے انھوں نے
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ہم پردہ قاف سے آئے ہیں یہ سواری
حضور یہ تخت زرین و جواہر کار لائے ہیں سلیمان صاحبقران نے آپ کو یاد کیا ہی ایک کام
ضروری آپ سے در پیش ہی اسی واسطے آپ کو بلایا ہی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے تقریر ان دیوؤں کی
سنکے ہم سب کے باب میں کہا کہ اگر تمھارا دل چاہے تو قلعہ ضحاکیہ میں رہو تا وقتیکہ ہم پردہ قاف
سے یہاں پھر آئیں اور اگر دل چاہے تو لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ میں جا کر داخل ہو
ہم نے قلعہ ضحاکیہ میں رہنا قبول نہ کرکے کہا کہ ہم خدمت صاحبقران میں جائیں گے انھوں نے
کہا کہ بہتر ہی پھر انھوں نے اپنے ایک سردار سپاہ کو اپنے کل لشکر کا مالک و مختار کیا اور اُس سے
اور ہم سبھوں سے رخصت ہو کر تخت زرین مذکور پر بیٹھے دیوون نے تخت اُٹھا کر اپنے دوش پر
رکھا پھر وہ زمین سے بلند ہو کر سوے پردہ قاف گئے ہم سب اس طرف آئے الحمد للہ والمنۃ کہ ایسے
وقت یہاں آ کر پہنچے شریک جنگ ہوے پہنچے بطور اختصار تمام حال اپنا عرض کیا بموجب آپکے
ارشاد کے اپنی تقریر کو طول نہیں دیا صاحبقران کو اُن کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ طیمور
شیر پرور جانب پردہ قاف پاس سلیمان صاحبقران کے گیا ہی بعد اس آگاہی کے صاحبقران
نے فرمایا کہ آپ صاحبوں کا حال معلوم ہوا تمام کیفیت سے آگاہی ہوئی یہاں آپ سب صاحبوں کے
آنے سے دل کو ہمارے بہت خوشی حاصل ہوئی کیونکہ زینت لشکر اہل اسلام کی آپ ہی صاحبون
سے ہی یہاں تو صاحبقران موصوف شاہزادگان نسل اولاد اسد بن کرب غازی سے سخن
میں لیکن اب حال فرامرز ثانی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب وہ بہادر میدان جنگ سے اپنے لشکر میں گیا
اور سرداران مقتول دفن ہو چکے اور اکل و شرب سے بھی فراغت حاصل ہو چکی اُسوقت اُس نے
درویش آفتاب صورت سے کہا کہ صاحبقران نے مجکو آج کی شب اپنے پاس آنے کو فرمایا تھا
میں نے اُن سے آنے کا وعدہ کیا ہی اگر آپ کی اجازت ہو تو جاؤں ان حال کو تو میرا اُن پر ظاہر ہو گیا
ہی ہنگام کشتی وہ میرے رخ سے نقاب اُٹھا کر مجھے پہچان چکے ہیں پھر جو کچھ انھوں نے مجھ سے باتیں
کیں وہ بھی آپ سن چکے ہیں درویش موصوف نے گفتگو سے فرامرز ثانی سنکے کہا اگر صاحبقران
نے تمھیں بلایا ہی اور تم نے اُن سے وعدہ آنے کا کیا ہی تو جاؤ کچھ اندیشہ نہیں ہی یہ سنکے فرامرز ثانی
نے کچھ آہستہ سرگوشی میں پوچھا درویش موصوف نے بھی سرگوشی میں جواب اُسکا دیا عمان شاہ
و غراق آہن کلاہ و سرداران سپاہ وغیرہ کو نہ معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی نے کیا پوچھا اور
درویش موصوف نے کیا جواب دیا غرضکہ فرامرز ثانی درویش زرہ روح سے اجازت لیکر پوشاک
نفیس پہنکر مرکب پر سوار ہو کر کچھ سواروں کو ہمراہ اپنے لیکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا
ہرکاروں نے خبر آمد فرامرز ثانی سے صاحبقران کو آگاہ کیا صاحبقران نے اکثر سرداران لشکر

وشاہان ملک کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا انھون نے جاکر اُس کا استقبال کیا پھر اُسکو بعزت وحرمت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لائے فرامرز ثانی نے دربار مین آکر بطریق اہل اسلام بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح کو سلام کیا امیر با توقیر نے بعزت وحرمت اُس کو دنگل پر موافق اُس کی عزت ورتبے کے بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران موصوف نے فرامرز ثانی سے یہ پوچھا کہ تم تو بعد کرنے ملکہ کے دریا مین گرکے ڈوب گئے تھے ساتھ ہی ملکہ کے تمنے بھی اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا ہرچند ہمنے ماہی گیرون سے جال دریا مین ڈلواے لیکن تمھارا اور ملکہ کا کچھ بھی پتہ نلا تھا ہمکو غمت تمھارا اور ملکہ کا صدمہ ہوا تھا آخر مجبور ہوکر صبر اختیار کیا تھا اور دل مین اپنے یہ کہا تھا کہ اگر ہمکو یہ معلوم ہو جاتا کہ اگر ہم عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا کرین گے تو ملکہ اور تم دونون اپنے تئین دریا مین ڈالدوگے تو ہم ہرگز محافہ واسطے سواری ملکہ کے نہ بھیجتے اور نہ عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا کے قرار دیتے خیر شکر ہے خدا کا کہ تمکو ہمنے دیکھا دل کو خوشی حاصل ہوئی یہ تو بتلاؤ کہ دریا سے کیونکر جانبر ہوے بعد ازان یہ لشکر کثیر کس طور سے جمع کیا اور یہ درویش آفتاب صورت کون بزرگ ہین ان کے بھی حالات سے اطلاع دو اور یہان تم ہمراہ درویش موصوف کے کس غرض سے آئے تھے مفصل تمام حالات بیان کرو تاکہ جملہ حالات سے آگاہی ہو تردد رفع ہو فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ جب آپ نے عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا کے کرنا چاہا اپنے عیار کا رنج وملال گوارہ نکیا اور محافہ واسطے سواری ملکہ کے مع جلوس مختصر ہمراہ اپنے ملازمون کے بھیجا اور ملکہ کو انھین ملازمون سے یہ معلوم ہوا کہ صاحبقران نے اسواسطے طلب کیا ہے کہ عقد ونکاح میرا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا کے کر دین یہ امر اُسکے ایسا خلاف طبع ہوا کہ سخت اُس کو صدمہ ہوا بے اختیار آبدیدہ ہوئی چونکہ ملکہ مذکورہ کو مجھ سے بدرجہ کمال محبت والفت تھی اور خواجہ کے ساتھ اُس کو اپنا عقد ہونا کسی طرح منظور نہ تھا اسوجہ سے وہ محافے مین سوار نہوئی مجھسے کہا کہ اسوقت صاحبقران کشور گیر نے واسطے میری سواری کے محافہ بھیجا ہے اور اُن ملازمون سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عقد میرا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا کے کر دیا جائیگا لہذا مجکو اپنا عقد ونکاح ساتھ خواجہ طیفور کر دیا کے کسی طرح منظور نہین ہے مجکو تمسے الفت ہے اگر اس لشکر مین رہونگی تو ضرور صاحبقران عقد میرا ساتھ خواجہ کے کر دینگے اُس کے جواب مین مین نے کہا تھا کہ تمکو اپنے عقد کے بارے مین اختیار ہے جس کے ساتھ مناسب جانو اُس کے ساتھ کرو تم پر جبر نہ کیا جائیگا محافہ صاحبقران ذیشان نے بھیجا ہے چلی جاؤ تعمیل حکم کرو اُن کے روبرو جاکر جو عذر بابت اپنے عقد کے منظور ہو وہ کرنا اُس نے مجھے جواب دیا تھا کہ مجھے محافے مین سوار ہوکر لشکر صاحبقران مین جانا کسی طرح منظور نہین ہے باعث میری بے آبروئی کا ہوگا اور یہان بھی رہنا مجھے قبول نہین ہے بلکہ اس حالت خوف ملامت عفت وعصمت مین اپنا زندہ رہنا گوارہ نہین ہے لہذا اگر ہم اپنی جان دیدین تو ہماری مفارقت اور صدمہ مرگ مین تم غمگین نہونا دل کو اپنے بہلا لینا مین نے اُس سے یہ کلمات سُنکے آبدیدہ ہوکے کہا تھا کہ اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو مین بھی تمھارے بعد زندہ نہ ہونگا جان اپنی دیدونگا اُس نے جواب دیا تھا کہ خبردار ایسا نہ کرنا میرے بعد اور کسی زن خوبرو سے الفت کرکے زندگی اپنی آرام وراحت بسر کرنا لا کبھی کبھی ہمکو بھی یاد کرلینا تو اسیا سورہ فاتحہ سے ہماری روح کو محروم نہ رکھنا یہ کہکر روتی ہوئی

اٹھی تھی مین نے پوچھا تھا کہ اے ملکہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا تھا کہ ذرا دریا کے کنارے تک
جاتی ہون دل گھبراتا ہی وقت گرمی کا ہی کنارے دریا جاکر ہوا سے سرد سے میرے دل کو فرحت
ہوگی یہ سنکے مین خاموش رہا اُسی جگہ بیٹھا رہا ملکہ مذکورہ نے کنارے دریا کے جاکر اپنے تئین دریا
مین گرا دیا ابھی ملکہ نے ایک غوطہ ہی پانی مین کھایا تھا کہ مین بھی بعد اُس کے جانے کے متردد ہوکر
کنارہ دریا گیا اور ملکہ کو آب دریا مین غوطے کھاتے دیکھکر مین نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا
اُسکے بعد زندہ رہنا گوارہ نکیا مردمان لشکر کنارہ دریا سے دیکھ رہے تھے مین ساتھ
ملکہ کے پانی مین غوطے کھا رہا تھا دفعتاً یہ معلوم ہوا کہ مجکو کوئی جانور آکے نگل گیا بعد دو ساعت
کے مین نے اپنے تئین اُسی جنگل ویران مین اندر بارہ دری کہنہ و شکستہ کے پایا تھا آنکھین
کھول کر اپنے پہلو مین ملکہ کو بھی دیکھا تھا مین نے اپنے تئین مردون مین شمار کرکے پھر آنکھین بند
کرکے کہا تھا شکر ہی خدا کا کہ بعد مرنے کے مجھ ایسے گنہگار سراپا خطاکار کو خدا نے اپنی رحمت کاملہ
سے یہ باغ و بارہ دری میرے رہنے کو عطا فرمائی اور چونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ مجکو ملکہ سے
الفت قلبی ہی اور اُسکی مفارقت گوارہ نکرکے مین نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا اسی وجہ سے
اللہ نے میرے حال پر رحم کرکے ایک حور بھی بصورت و شکل ملکہ مجھے عنایت کی ہی وہ میرے
پہلو مین لیٹی ہی تاکہ مین خوش ہون صدمہ ملکہ کی جدائی کا میرے دل سے دور ہو ابھی مین تقریر
مذکور کرکے خاموش ہوا تھا کہ ملکہ مذکورہ نے بھی غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھول کر مثل میرے
بارہ دری اور باغ پر اور مجھپر نظر کرکے اُس نے بھی اپنے تئین مردہ شمار کرکے یہ کہا تھا کہ الحمد اللہ بعد
ہمارے مرنے کے خدا نے ہمپر رحم کیا یہ بارہ دری و باغ ہمین رہنے کو دیا ہی اور جس شخص سے دنیا مین
ہمکو الفت تھی اُسی شخص کی ہمصورت ایک فرشتے کو ہمارے پاس لٹا دیا ہی تاکہ بعد مرگ دل
خوش رہے اسی قسم کی بہت سی باتین ملکہ اپنی زبان پر جاری کر رہی تھی کہ یکایک ایک شخص
بارہ دری مین نظر آیا اُس نے قریب آکے کہا کہ تم دونون اپنے تئین مردہ نہ خیال کرو میرے خوف سے
نہ کانپو مین تمھارا دشمن نہین ہون مجھے ملک الموت خیال نکرو آنکھین کیون بند کرلی ہین کھولو اُٹھکر بیٹھو مین
تمھارا دوست ہون تم دونون دریا مین ڈوب رہے تھے مین اُدھر سے اُدھر آتا تھا تمکو ڈوبتے
دیکھکر میرے دل مین رحم آیا چونکہ بصورت نہنگ تھا تمکو نگل گیا تھا اب یہان آکر تمکو لٹا کر مین
واسطے ایک ضرورت کے گیا تھا ابھی آیا ہون نام میرا عمان جادو ہی مین انسان ہون مجھسے
خائف و ترسان نہو یہ باتین ہم دونون نے اُس شخص کی سنکے آنکھین کھولین اُس کو اپنے حال پر مہربان
پاکر اُسکے کہنے سے اُٹھے اُس نے کچھ میوہ تر و خشک کھلایا اُس باغ کی سیر کرائی پھر ہم دونون باغ
سے بارہ دری مین گئے جاکر بیٹھے اپنے تئین زندہ سمجھکر خوش ہوے پھر عمان جادو کا شکریہ ادا کیا
ہنگام شب وہ نظر سے غائب ہوگیا صبح کو پھر ظاہر ہوا ہمکو میوہ تر و خشک دیکر کہا کہ اس میوے کو
کھاؤ باغ مین جاکر چشمے سے پانی پیو باغ کی سیر کرو مین جاتا ہون شام تک آؤنگا یہ کہکر وہ نظر سے
غائب ہوگیا جب زمانہ شب کا آیا حسب وعدہ عمان جادو آیا ہم دونون کے واسطے میوہ تر و خشک
لایا ہم دونون کو دیا اسی طرح چند روز گذرے شب کو وہ آتا تھا اور دن کو چلا جاتا تھا ایک روز
مین نے اُس سے پوچھا کہ تم دن کو کہان چلے جاتے ہو اور شب کو بھی اگر آتے ہو تو بھی تھوڑی دیر ہمارے
پاس روشنی مین بیٹھتے ہو پھر نظر سے غائب ہو جاتے ہو اس کا کیا باعث ہی مفصل بیان کرو پہلے تو

اُسنے بیان کرنے سے عذر و انکار کیا جب مین نے اصرار کیا تو اُس نے عہد و اقرار لے کر آبدیدہ ہوکر اسطرح
اپنا حال بیان کیا کہ دراصل مین بادشاہ شہر عمانیہ کا تھا اپنے شہر کا بادشاہ تھا عدل و انصاف
کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی صدمہ و رنج نہ تھا یکایک میرے شہر مین ایک دیو مسمی دیو اسلم
کا ظہور ہوا وہ دیو سحر بھی جانتا تھا مین اُس زمانے مین سحر کرنے سے واقف نہ تھا کوئی سحر مجکو یاد نہ تھا
مین نے بشور و غوغاے رعایا سے اُس دیو کو اپنے شہر سے دفع کرنا چاہا تمام اپنی سپاہ لے کر اُس کے
دفع و قتل کرنے کے واسطے گیا وہ بھی مجھسے آمادہ جنگ ہوا ہنگامہ جنگ و جدال اُس نے مجھ
اور میرے تمام لشکر پر سحر کیا پھر مجکو گرفتار کر کے خود بالاے تخت حکومت بیٹھکر فوج کو میری اپنا
مطیع بجبر کر کے اُن پرسے سحر کو دفع کیا پھر مجھسے کہا کہ اگر تو اس شہر سے چلا جائے اور پھر یہان نہ آئے
مجھسے نہ لڑے تو مین تجکو چھوڑ دون مین نے اقرار کیا کہ تجھسے کبھی نہ لڑونگا اس شہر سے چلا جاؤنگا
اُسنے مجھے چھوڑ دیا مین نے جاکر ساحرون سے سحر سیکھا جب چند درجہ سحر یاد کر چکا تو کچھ فوج جمع کر کے
حکومت و سلطنت کے لالچ سے اپنے عہد پر وفا نکر کے اُس سے آمادہ جنگ ہوا وہ دیو بھی قلعہ سے
نکل کر مع سپاہ میرے مقابلے پر آیا اُس نے مجھپر سحر کیا مین نے اُس کے سحر کو دفع کر کے اُس پر سحر کیا
تا دیر یونہین لڑائی سحر کی رہی آخر کار مین اُس پر سحر و ساحری مین غالب آیا اُس کو اسیر کیا داخل قلعہ
ہوکر تخت پر بیٹھا فوج و رعایا میری میرے دوبارہ تخت پر بیٹھنے سے خوش ہوئی مین نے اُس دیو کے
قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ معشوقہ اُس دیو کی ازلال جادو کہ جو سحر و ساحری مین یگانہ آفاق تھی
اور دیو اسلم کو چاہتی تھی اور سحر بھی اُس نے دیو اسلم کو کچھ سکھائے تھے مانند بلاے بد آئی اور
مجھپر غضبناک ہوکر اُس دیو کو اُٹھا لے گئی پھر آکر مجھسے لڑائی آخر وہ ساحرہ سحر مین مجھپر غالب آئی
مجکو اُس نے پکڑ کر اپنے سحر مین گرفتار کیا زبان مین میری سوزن لگا دی پھر میدان جنگ سے
قلعے مین جاکر دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر مجکو طلب کر کے کہا کہ او عمان جادو دل تو
یہی چاہتا ہے کہ تجکو قتل کرون لیکن پھر رحم بھی تجھپر آتا ہے کہ تیرے قتل سے باز آؤن اگر تو ایک مرتبہ
مجھسے یہ اقرار کرے کہ اب کبھی اپنی صورت نہ دکھاؤنگا اور نہ کبھی پھر اسسے جنگ ادھر آؤنگا تو
مین تجکو چھوڑ دون مین نے جان کے خوف سے پھر اقرار کیا کہ اب تم کبھی مجھے نہ دیکھنا اُس نے کہا
کہ اگر اب کہین تجکو دیکھ لونگی تو ضرور قتل کرونگی یہ کہکر اُس نے مجکو چھوڑ دیا تھا اُس زمانے سے
مین آوارہ و پریشان خاطر ہوکر بھاگ کر ادھر آیا تھا اس باغ و بارہ دری کو صحرا مین دیکھکر رہنا
یہان اختیار کیا تھا چنانچہ اب تک یہین شب کو رہتا ہون صبح کو یہان سے اسی دریا مین چلا جاتا
ہون بصورت نہنگ سحر سے بنکر دریا مین صبح سے شام تک رہتا ہون شام کو تاریکی مین یہان آکر
بخوف اکل و شرب کر کے سو رہتا ہون جس زمانے مین مین یہان آیا تھا تھوڑے سوار میرے لشکر
کے جو نمک حلال تھے وہ بھی میرے ساتھ یہان تک آگئے تھے آجتک وہ سب اسی باغ کے
دروازے کے سامنے میدان مین فروکش ہین تنخواہ اُن کی ماہ بماہ دیتا ہون وہ سب سوار
اسی ویرانے مین فروکش ہین مجکو ازلال جادو سے اسقدر خوف ہے کہ دن کو بصورت اصلی بھی
نہین رہتا ہون بلکہ یہان سے بھی بھاگ جاتا ہون خبردار تم اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا مبادا
ازلال جادو میرے حال سے آگاہ ہو جائے یہان آکر مجکو قتل کرے یہ کہکر وہ خاموش ہوکر
بے اختیار اشکبار ہوا تھا مین نے اُس کے حال پر بہت افسوس کر کے کہا تھا کہ اے عمان جادو

تمنے ہمپر احسان کیا ہی اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی بعوض اس تمہارے احسان کے تمکو تمہارے
تخت حکومت پر بٹھا دینگے اُس نے خوش ہوکر پوچھا تھا کہ یہ عورت تمہاری کون ہی مین نے
بیان کیا تھا کہ یہ ملکہ ہین دختر بادشاہ ہین اُن سے مجھے محبت ہی لیکن ابھی کچھ واسطہ قربت و
نزدیکی نہین ہی اُس نے وجہ پوچھی تھی مینے بیان کیا تھا کہ ہم اہل اسلام ہین تاوقتیکہ عورت سے
عقد و نکاح نہین کرتے نزدیکی اُس سے نہین کرتے ہین یہ سنکے اُس نے ملکہ کو اپنی دختر ظاہر کیا اور
مجھے اپنا فرزند کہا پھر وہ ایکروز دو نکاح پڑھنے والون کو لے آیا عقد و نکاح ہمارا ساتھ ملکہ کے
کر دیا ہم اُس روز سے بعد عیش و عشرت اُسی باغ و بارہ دری مین رہا کرتے تھے ایکبار وزیرن نے
عثمان جادو سے کہا کہ بہت دل چاہتا ہی کہ واسطے شکار آہو کے صحرا مین جائین اگر تمہاری اجازت
ہو تو شکار کھیل کر جلد واپس چلے آئین اُس نے کہا تھا اچھا جاؤ مگر ایک سمت نہ جانا یعنی جانب
شہر عمانیہ نجانا ورنہ اُس دیو یا اُسکی آشنا از لال جادو سے تمکو صدمہ پہونچیگا ہم اُس سے
مقابلہ کر نہین سکتے ہو اول تو وہ دیو ہی دوسرے ساحر ہی سوا اس کے اُسکی آشنا ساحرہ مذکورہ
بلاے بیدرمان ہی مین نے کہا تھا کہ مین شہر عمانیہ کی طرف نجاؤنگا اُس نے میرے ساتھ
اپنے ملازم سوارون کو کہ تعدادی تخمیناً چار سو پانچسو ہونگے ہمراہ کر دیا تھا غرضکہ مین ہمراہ اُن سوارون کے
جانب صحراے سبزہ زار گیا اور صحرا مین شکار آہو کھیلا تھا بعد شکار کھیلنے کے ارادہ اپنے مسکن
کی طرف جانے کا کیا تھا بلکہ اُسی باغ کی طرف روانہ ہوا تھا مگر راہ بھول کر شہر عمانیہ کی طرف نکل گیا
تھا نہین خوب یاد آیا ایک ہرن پر شکارگاہ مین تیر مارا تھا وہ زخمی ہوکر بھاگا اُس کے تعاقب
مین جانب شہر عمانیہ روانہ ہوا تھا حوالی شہر عمانیہ مین ایک صحراے سبزہ زار تھا وہ آہوے
تیر خوردہ اُسی صحرا مین بھاگتا ہوا گیا وہان دیو اسلم کا فرزند دیو سلیم شکار آہو کھیل رہا تھا اُسنے
اُس آہوے تیر خوردہ کو دیکھکر تیر لگا کر زمین پر اُسے گرا کر ارادہ لیجانے کا کیا تھا کہ ایکبار مین بھی
پہونچا تھا دیو سلیم سے بابت اُسی آہو کے بیطرح بحث و تکرار ہوئی تھی آخر کار نوبت لڑائی کی پہونچی
تھی ہنگام جنگ مین نے اُسکو قتل کیا تھا اُس آہو کو اپنے قبضے مین کیا تھا اس اثناے مین
میرے ہمراہی سوار بھی میری تلاش مین وہان آگئے تھے اُن سے معلوم ہوا تھا کہ یہ صحرا حوالی
شہر عمانیہ ہی مین وہان سے سوے باغ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا تھا اور دیو سلیم مقتول کو
اُسکے ہمراہی و ملازم نالان و گریان اُٹھاکر سوے قلعہ عمانیہ لیگئے تھے ہنوز تھوڑی راہ مین نے
ہمراہی سواران مذکور طے کی تھی کہ چند سوداگر سامنے سے نالان و گریان باحال پریشان آئے
مین نے اُن سے سبب نالہ و فغان دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ ہم سوداگر ہین اپنے شہر سے
مال و اسباب بکثرت لاکھون روپیہ کا واسطے تجارت کے یہان لاتے تھے قافلہ ہمارا صحرا مین
زیر کوہ سے گذرا بالاے کوہ پچاس چالیس ہزار قزاق مسلح رہتے ہین اُن کے حالات سے ہمکو
آگاہی نہ تھی اُن کے افسر نے حکم دیا کہ اس قافلے کو لوٹ لو جملہ قزاق ہنگام شب ہمارے قافلے
پر گرے بہت سے آدمی ہمارے قافلے کے اُن سے لڑکر قتل ہوے باقی ماندہ ہم سب کو اسیر کیا
مال و اسباب ہمارا تمام و کمال لوٹ لیا آج صبح کو افسر قزاقان نے ہمارے حال پر رحم کرکے
چھوڑ دیا ہی اسی وجہ سے ہم نالان ہین کہ تہیدست ہوگئے ہین ہمراہی سب مارے گئے ہین
مین نے اُن پر رحم کرکے کہا کہ ہمکو اُن قزاقون کے پاس لے چلو ہم تمہارا تمام مال و اسباب

اُن سے دلوا دینگے اور اگر وہ ندینگے تو اُنکو قتل کرینگے اُنکو پہلے تو ہمارے قول کا
یقین نہ آیا مگر بعدہٗ وہ ہمکو اسی صحرا مین روبروے کوہ لیگئے وہان جاکر ہمنے دیکھا کہ بالاے کوہ
قلعہ ہے اُس مین ہزارہا قزاق ہین اہل قافلہ صحرا مین قتل کیے ہوے پڑے ہین یہ دیکھتے ہی
ہمنے نعرہ کیا پکار کہا کہ اے قزاقو غضب کیا تمنے کہ ان بیچارے تاجرون کو لوٹ لیا ہمراہیون کو
ان کے قتل کیا اب بہتر و مناسب یہی ہے کہ مال و اسباب جو کچھ ان کا لوٹا ہے اُنکو واپس دو
ورنہ ہم تمکو قتل کرینگے یہ سنکے افسر قزاق کہ نام اُسکا قمہور قزاق تھا تمام قزاقون کو اپنے
ہمراہ لیکے زیر کوہ آیا لڑائی ہوئی ہمنے جنگ کو فتح کیا قمہور کو زیر کیا وہ مطیع ہمارا ہوکر مع جملہ
پچاس چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا ہمکو مع تاجرون کے بالاے کوہ لے گیا بعد دعوت
وضیافت کے تمام مال و اسباب جو لوٹا تھا تاجرون کے حوالے کیا وہ ہمکو دعائین دیتے ہوے
ایک طرف روانہ ہوے قمہور قزاق نے پیشہ قزاقی ہماری ہدایت سے موقوف کرکے ہمکو اپنا
مہمان کیا اے صاحبقران عالی مقام یہ بھی آپکو معلوم ہو کہ جب ہم اور ملکہ دونون دریا مین
گرکے غائب ہوگئے تھے انھین ایام مین خواجہ خضران بن عمرو ہمارے اور ملکہ کے دریا مین غرق
ہوجانے سے نہایت مغموم و ملول ہوے تھے اور چونکہ آپ باعث ہمارے اور ملکہ کے دریا مین
گرنے کے ہوے تھے اسی وجہ سے خواجہ خضران بن عمرو آپ سے کشیدہ خاطر ہوکر آپ سے رخصت
ہوکر گریان و نالان جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے تھے اثناے راہ مین انھون نے خیال کیا تھا
کہ جب ہم خانہ کعبہ جائینگے تو خواجہ عمرو زنبیل و پادشاہ عیاری و اسباب عیاری ندیکھکر
پوچھینگے کہ زنبیل وغیرہ اسباب عیاری تونے کیا کیا اُسوقت اگر سچ سچ کہا جاویگا کہ خواجہ طیفور
گرد پانے آپکی صورت از رنگ و روغن سے بنکر عیاری کرکے تمام پانے عیاری کے مع زنبیل چھین
لیے تو وہ نالائق اور بیہودہ کہکر بہت ناخوش ہونگے لہذا خانہ کعبہ کی طرف نجا اور کسی سمت
چلے یہ خیال کرکے ایک صحرا مین بعد قطع راہ بسیار پہونچے تھے بالاے کوہ جاکر ارادہ کوہ پر سے اپنے
گرا دینے کا کیا تھا اپنی جان کے دینے کا قصد کیا تھا کہ ناگاہ غفلت مین ایک بزرگ نے اُنکو
ہدایت کی تھی کہ اے خضران بن عمرو کیون اپنی جان دیتا ہے یہان سے فلان جانب جا وہان
تجھکو ایک فقیر سے ایسی اشیاء نادر دستیاب ہونگی کہ جو بہتر زنبیل وغیرہ سے ہونگی خواجہ خضران
بن عمرو اُس غفلت سے ہوشیار ہوکے کوہ سے اُترکے موافق ارشاد اُن بزرگ کے ایک سمت
روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا مین کہ قبرستان بھی تھا پہونچے تھے وہان ایک
درویش کامل روشنضمیر خداپرست مع چالیس اپنے مریدون کے اپنے مرشد کی قبر پر بیٹھا تھا خواجہ
خضران موصوف نے قریب اُسکے جاکے اُسے سلام کیا تھا اُسنے جواب سلام دیکر
کہا تھا کہ بابا آؤ بیٹھو مین تو تمھارے انتظار مین تھا مرشد کی امانتین رکھتا ہون جسکو انھون نے
کہا ہے کہ اُسی کو وہ امانتین دے کر یہ درویش شکر خدا بجا لاے گا یہ کہکر خواجہ خضران ممدوح کو
اپنے پاس بٹھایا اپنا مہمان کیا بعد چند روز کے تمام اپنے مریدون کو قریب اپنے بلاکے درویش
مرجان سیرچ مو نے کہا کہ دیکھو یہ جامہ ہمارے مرشد کا ہے وہ بڑے صاحب کمال تھے قریب
اپنی مرگ کے یہ جامہ ہمکو دیکر کہا تھا کہ بالفعل تو اس جامے کو تو پہن جب کوئی ایسا شخص تیرے
پاس آئے کہ جسکے تن مین یہ جامہ درست اور ٹھیک ہو اُسی کو دیدینا چنانچہ بعد اُنکے جو کوئی

شخص میرے پاس اس ویرانے مین آیا مین نے حسب وصیت مرشد یہ جامہ پہنایا کسی کے تن پر درست
وٹھیک نہوا آج یہ بندۂ خدا کہ مین اس کے حالات سے خوب آگاہ ہون آیا ہی اس کو بھی حسب دستور قدیم
یہ جامہ پہنا ؤن گا چاہتا ہون کہ پہلے اس شخص سے تم سب باری باری اس جامے کو پہنو شاید تمھارے
تن پر ٹھیک اور درست ہو یہ کہکے ہر ایک اپنے مرید کو وہ جامہ پہنایا کسی مرید کے تن پر ٹھیک اور درست
نہوا سب مرید اپنی بدی قسمت سے افسوس کنان ہوے بعد اُن مریدون کے درویش مرجان سرخ مو
نے وہ جامہ اپنے مرشد کا خواجہ خضران بن عمرو کو پہنایا بالطاف خدا سے اُن کے تن پر درست اور
ٹھیک ہوا درویش موصوف نے مسکرا کر کہا کہ بابا مبارک ہو کہ یہ جامہ تیرے تن پر درست ہوا اس
جامہ درویش کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا یہ وہ دولت ہی کہ شاہان ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین ہی یہ
جامہ میرے مرشد کا ہی انھون نے اپنے مرشد سے پایا تھا اسی طور سے ہفتاد و فقرا تک اس جامے کی
یہی صورت رہی کہ ایک نے دوسرے کو دیا ہی یہان تک کہ مجھ سے تم تک پہونچا ہی خاص تمھارے ہی
واسطے یہ جامہ قطع ہوا تھا شکر خدا کا کہ ایسی بے مثل شے دستیاب ہوئی ہی خواجہ موصوف نے
پوچھا تھا کہ اے درویش مرجان سرخ مو تم نے اس جامے کے اوصاف تو از حد بیان کیے ہین لیکن
میری سمجھ مین نہ آیا کہ باعث اسقدر اس کی تعریف کا کیا ہی درویش موصوف نے کہا کہ بابا اس جامے
کی جو کچھ مین نے تعریف کی ہی زیادہ نہین کی ہی بلکہ کم کی ہی فقیر خدا پرست ہی جھوٹ نہین بولتا ہی
دروغگوئی گناہ کبیرہ ہی ذرا یہ جامہ اُتار کر مجھکو دے تو ابھی اس کی خوبی تجھپر ظاہر کرون خواجہ نے وہ
جامہ اُتار کر اُس درویش کو دیا اُس نے پہن کر اُسی جامے کی جیب مین ہاتھ ڈال کر پہلے ایک اکہ
نکال کر دکھایا اور کہا کہ یہ وہ اکہ ہی کہ اگر کوئی اپنے بازو پر باندھکر اپنے حریف سے لڑے گا تو کبھی
زیر نہوگا اور اگر خدا چاہے تو اُسپر غالب ہوگا اور اگر مصلحت خدا سے غالب نہوگا تو زیر بھی نہوگا
پھر ایک منڈھی نکالی اور کہا کہ دیکھو یہ وہ منڈھی ہی کہ اگر اس کو حکم کرون تو دو چار ہزار آدمیون کے
بیٹھنے کی اس مین گنجایش ہو جائے جب حکم کرون ہوا پر بلند ہوکر جہان چاہون یہ منڈھی مجھے لیجائے
سوا اس کے اگر کوئی اس منڈھی مین بیٹھے اُس پر سحر کسی ساحر کا اثر نکرے ہر بلا و آفت سے محفوظ
رہے اسی طور سے صدہا اشیاے نادر اس جامے کی جیب سے نکال کر دکھا سکتا ہون تم بھی جس
شے کی نیت سے اس جامے کی جیب مین ہاتھ ڈالوگے وہی چیز تمھارے ہاتھ مین آجاے گی
اور جو کچھ اس جامے کی جیب مین رکھوگے غائب ہو جائے گی وقت ضرورت اگر اسی رکھی ہوئی شے
کو نکالنا چاہوگے تو پھر ہاتھ مین آجائے گی کہان تک اس کی اشیاے نادر تمکو نکال کر دکھاؤن
اور اس کی تعریف کرون یہ کہکر وہ جامہ اُتار کر پھر خواجہ خضران کو دیدیا تھا خواجہ خضران
اُس درویش کے مرنے کے بعد اُن چالیسون مریدون مین سے ایک مرید کو اُن سب مریدون کا
افسر کرکے رنگ و روغن عیاری سے صورت اپنی تبدیل کرکے اُسی منڈھی مین بیٹھکر زمین سے
بلند ہوکر اس ویرانے سے چلے تھے مین نے جو دیو سلیم کو قتل کیا تھا اور رفقا اُس کے لاشے کو
لیکر سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوے تھے جب وہ قلعے مین پہونچے تو اُس کے باپ نے یعنی دیو اسلم
نے اپنے فرزند کے لاشے کو دیکھکر بہت گریہ وزاری کرکے پوچھا تھا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہی
رفقاے دیو سلیم مذکور نے کہا تھا کہ ایک جوان فرامرز ثانی آیا تھا اُس نے اس آپ کے فرزند کو
قتل کیا ہی یہ سنکے دیو اسلم نالہ کنان ہوا ابھی دیو اسلم رو رہا تھا نالہ و فریاد کر رہا تھا لاشہ دیو سلیم کا

پڑا تھا کہ ازلال جادو وہاں آئی اُس نے جو اپنے فرزند کو کشتہ دیکھا بہت روئی بعدہٗ لاشہ فرزند کو
کہ ازلال جادو کے شکایت سے تھا دفن کر کے یا جلا کے یا دریا میں بہا کے ازلال جادو نے اپنے
سحر کے زور سے دریافت کیا کہ عمان جادو فلان صحرا میں جو باغ ہے اس میں ہے اور قاتل دیو سلیم
کو وہی دریا سے لایا ہے یہ حال دریافت کر کے اُس نے ایک سردار مسمی صمصام تیغ زن کو چند ہزار
سواروں کی جمعیت سے مع ایک شاگرد ساحرہ اپنی کے روانہ کیا اُس نے جا کر باغ کا محاصرہ کیا
اُس ساحرہ نے عمان جادو کے باغ کو دیکھ کر عمان جادو کو کلمات درشت کہے عمان جادو نے
باغ سے نکل کر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا سحر و ساحری میں کچھ اُس سے کم نہ تھا ادھر تو عمان جادو یعنی
بادشاہ شہر عمانیہ اُس ساحرہ سے لڑ رہا تھا اُدھر ملکہ یعنی میری زوجہ باغ میں پریشان و بدحواس تھی کہ
میں قہور رہزن کے ساتھ چالیس ہزار قزاقوں کی جمعیت سے مع مال و اسباب کثیر کوہ مذکور سے
عین وقت جنگ پر پہونچا صمصام تیغ زن نے مجھ سے مقابلہ کیا میں نے ہنگام جنگ اُسے زیر کیا اور
اُس کو مسلمان کر کے چھوڑ دیا تمام مردان سپاہ بھی اُس کے مسلمان ہوئے اس عرصے میں اتفاقاً
وہ ساحرہ سحر میں عمان جادو پر غالب آئی اُس کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے سوزن اس کی زبان میں
دے کے اُس نے ہمکو اور صمصام تیغ زن اور قہور تیغ زن کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے اسیر کیا پھر
ملکہ اور تمامی مردان سپاہ کو اپنے سحر سے پتھر کا کر کے ہم چاروں اشخاص مذکور کو تخت سحر پر ڈالا
سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دیو سلیم و ازلال جادو کے پاس جا کر تمام حال جنگ
بیان کر کے ہم چاروں کو دکھا کر کہا کہ میں ان کو گرفتار کر لائی ہوں اور ساٹھ ہزار سواروں کو اپنے
سحر سے پتھر کا کر آئی ہوں ازلال جادو نے اُس سے خوش ہو کر کہا کہ تو نے کار نمایان کیا اب میں
ان چاروں کو قتل کرتی ہوں چونکہ وہ ساحرہ اثناے راہ میں مجھ پر مائل ہو چکی تھی کہنے لگی کہ ابھی
ان کو قتل نہ کیجیے بعد ایام عزاے شاہزادہ دیو سلیم ان کو قتل کیجیے گا ازلال جادو نے اس کی رائے
کو پسند کر کے کہا کہ ان چاروں مجرموں کو زندان میں لے جا کر قید کر علاوہ داروغہ زندان کے
تو بھی ان قیدیوں کی نگہبانی کرتا تا وقتیکہ میں ان کو قتل کروں وہ ساحرہ حسب الحکم ازلال جادو
اپنی استانی کے زندان میں لے گئی تھی پابزنجیر سب کو کیا اکثر زندان میں آیا کرتی تھی طالب وصل
ہوتی تھی میں اُس کے وصل سے انکار کرتا تھا جب وہ زمانہ عزاے دیو سلیم گذر گیا ازلال جادو
نے اسی ساحرہ سے کہا کہ اب ان چاروں قیدیوں کو زندان سے لے آ تا کہ اُن کو قتل کروں اپنے
فرزند کے قاتلوں اور دشمنوں کو تہ تیغ کروں اُس نے بوجہ میری الفت کے اشخاص مذکور کو
زندان سے لانے میں تامل کیا ازلال جادو نے اُس کو کلمات نازیبا و بیہودہ کہے اُس کو سخت صدمہ
ہوا اسی عالم صدمہ میں سوے زندان جا کر داروغہ و جملہ نگہبانوں پر پوشیدہ ہو کر ایسا سحر کیا کہ
وہ سب بیہوش ہو گئے پھر وہ ساحرہ زندان میں آئی ہم سب سے کہا کہ پہلے تو میں تمھاری دشمن
تھی تمکو اسیر کر کے لائی تھی اب تمھاری دوست ہوں اور تمھاری شریک ہوں ازلال جادو
کی دشمن جان ہوں اس زندان سے نکالو چلو میں تمکو تمھارے باغ میں پہونچا دوں یہ کہکر زنجیر وغیرہ
صمصام تیغ زن و قہور رہزن شکن کے تن سے دور کر کے ہم چاروں کو قید سے رہا کر کے
بہت عذر و معذرت کر کے ہنگام شب تاریک تخت سحر پر بٹھا کر اسی باغ کے پاس جا کر تخت سحر کو اپنے
اُتارا ہم اور وہ ساحرہ وغیرہ تخت سحر سے اترے ساحرہ مذکورہ نے اُن ساٹھ ہزار سواروں کا جو

ملکہ کے اوپر سے اپنا سحر دفع کیا سب بدستور صورت اصلی پر آ گئے پھر ہم اور عمان جادو اور وہ ساحرہ داخل باغ ہوئے ملکہ سے ملے یہ خبر ازلال جادو کو پہونچی کہ میری شاگردہ نے اُن قیدیون کو رہا کیا اور خود اُن کی شریک ہو گئی غضبناک ہوئی ہنگام سحر تخت سحر پر سوار ہوکر ایک ساحرہ اپنی شاگردہ کو اور دیو اسلم کو لیکر مع تمامی سپاہ کے قریب باغ آئی پہلے اُس کی شاگردہ ساحرہ نے درباغ پر آکر پکار کر کہا کہ او عمان جادو ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچی یہ تقریر اُس ساحرہ کی سنکے ہم اور عمان جادو اور وہ ساحرہ باغ سے نکلے پہلے اُسی ساحرہ نے جو ہمراہ مائل ہوئی تھی اُس ساحرہ سے سحر و ساحری مین مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار اُس ساحرہ کو اس ساحرہ نے ہلاک کیا عمان جادو اور ہم سب خوش ہوئے ازلال جادو جو دور سے بالائے تخت سحر بلندی ہوا پر لڑائی دیکھ رہی تھی اپنی شاگردہ کو مقتول ہوتے دیکھکر غضبناک ہوکر بزور سحر اژدر آتشین بنکر ہم سب کی طرف چلی تھی اُسوقت ہم سب نے دعا کی یکایک دیکھا کہ برو سے ہوا ایک درویش ایک منڈھی مین بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے انھون نے نعرہ بلندی پر سے کیا کہ او ساحرہ کیا کرتی ہے ٹھہر ٹھہر میری طرف نظر کر ساحرہ کہ بصورت اژدر تھی اُس درویش کی آواز سنکے ٹھہری اتنے مین وہ درویش بلندی پر سے برو سے زمین آ گئے فی الفور انھون نے اپنی جیب سے ایک آئینہ نکال کر ازلال جادو کو دکھایا وہ ساحرہ آئینے کے معائنہ سے بصورت اصلی ہو کر سحر بھول گئی اسی حالت مین درویش موصوف نے کہ خواجہ خضران بن عمرو تھے منڈھی سے نکل کر اُس ساحرہ کو قتل کیا پھر بعد جنگ دیو اسلم کو بھی ہمنے قتل کر کے فتحیاب ہو کے قلعہ عمانیہ مین جا کے عمان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دیا بعد چند مدت کے قلعہ عمانیہ سے ہمراہی عمان شاہ و تین لاکھ سواران جنگی کے جانب طلسم زرزلہ کوچ کیا خواجہ خضران اور ملکہ کو بھی ہمراہ لیا خواجہ خضران بن عمرو نے نام اپنا درویش آفتاب صورت مشہور کیا بجز میرے سب سے اپنے تئین پوشیدہ رکھا سوا میرے ابتک کوئی میرے لشکر مین یہ نہین جانتا کہ درویش آفتاب صورت دراصل خواجہ خضران بن عمرو ہین غرضکہ جب ہم روانہ ہوئے قلعہ عمانیہ سے اثنائے راہ مین صمصام تیغزن کو زخمی کر کے اسفندیار تجلاہ نے کہ سردار سپاہ عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کا تھا اثالہ بارگاہ کا چھین لیا تھا جب یہ خبر ہم کو ہوئی لڑائی عظیم ہوئی آخرکار اسفندیار تجلاہ اور پیران پرسوار دونون سرداران سپاہ کو اُس کے ہمنے بقوت بازو زیر کیا وہ سردار مذکور اب تک ہمارے ہمراہ ہین پھر عراق شاہ بھی مسلمان ہو کر ہمارے ہمراہ تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے ہوا اثنائے راہ مین ایک نامہ سوار فرستادہ شاہ نقش بین بادشاہ شہر نقش بین سے ملاقات ہوئی اُسنے نامہ دیا جب وہ نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ شاہ نقش بین نے درویش آفتاب صورت کو نامہ لکھا ہے اور بعجز و انکسار اسواسطے طلب کیا ہے کہ اُس کے شہر مین جو پہاڑ ہے اُس پر ایک اژدہا کلان کہین سے آکر مسکن گزین ہوا ہے وہ مردمان شہر کو اذیت رسان ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نامہ لایا ہے وزیر اعظم بادشاہ شہر نقش بین کا ہے اور بادشاہ نے اقرار کیا ہے کہ اگر بلائے اژدر آتش فشان میرے شہر سے دفع ہو جاے گی تو مین بصدق دل مع اپنی رعایا کے مسلمان ہو جاؤنگا جب یہ حالات تحریر نامہ و زبانی دستور معظم مذکور سے معلوم ہو درویش نے اقرار جانے کا کیا پھر ہمراہ اُس وزیر کے درویش موصوف مع سپاہ مذکور اور سرداران مسلمان کے اُسی شہر کی طرف روانہ ہوئے وہان پہونچکر اُس

اژدہے کو مین نے ہلاک کیا بادشاہ نقش بن حسب وعدہ مع اپنی رعایا کے مسلمان ہوا چند روز
کے بعد وہان سے کوچ اس طرف کیا شاہ مذکور نے ایک سردار اپنا مسمی صارف تیغ زن مع تین لاکھ
سوارون کے ہمارے ساتھ کیا وہان سے ہم سب یہان آئے آپ سے مین نے مقابلہ کیا بہنگام کشتی
آپ نے نقاب میرے چہرے سے اُٹھا کر مجکو پہچان لیا مین نے آپ سے مقابلہ بوجہ کہنے خواجہ خضران
بن عمرو کے کیا تھا اور وہ اکہ جو درویش مرجان سرخ مو سے دستیاب ہوا تھا وہ اپنے بازو پر باندھ لیا تھا
بلکہ خود خواجہ خضران بن عمرو نے میرے بازو پر باین خیال باندھ دیا تھا کہ آپ سے کبھی زیر نہون
اور قوت مین کمی نہو چنانچہ ایسا ہی ہوا مین نے تمام حال بطور خلاصہ اور بطرز اختصار عرض کیا
صاحبقران نے تمام حالات سنکے فرمایا کہ خیر خواجہ خضران بن عمرو کو وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو ایسا ملگیا کہ جو مثل زنبیل خواجہ طیفور گردپا کے ہوا مگر ہم تو خواجہ خضران بن عمرو کو اپنا
عمو اور بزرگ جانتے ہین اگر وہ ہمسے خفا و ناخوش ہین تو ہم جا کر اُن کو منا کر لے آتے ہین یہ فرما کر مرکب کو
طلب کیا ملازم مرکب دربارگاہ پر لاے صاحبقران دربار سے اٹھکر مع اکثر شاہان ملک وغیرہ کے جانب
لشکر عمان شاہ روانہ ہوئے دلسوز نے یہ خبر درویش آفتاب صورت کو دی کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ اس طرف واسطے آپ کی دید کے و نیز آپ سے ملنے کو آتے ہین ارادہ اُن کا یہ ہی کہ آپ سے
مل کر آپ کو اپنے لشکر مین بعزت و حرمت لیجائین یہ خبر سنکے خواجہ خضران بن عمرو بصورت اصلی ہو کر
مع عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ و بہران ببر سوار و اسفندیار رجکلاہ و
قمور تیغ زن و صمصام صف شکن و صارف تیغ زن وغیرہ جملہ نامی و نامور و ذی عزت
سردارون اور بادشاہون کو اپنے ہمراہ لیکر براے استقبال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
یہ کہکر روانہ ہوا کہ اگر صاحبقران موصوف پاس اس فقیر کے تشریف لاتے ہین تو ہم بھی اُن کے
استقبال کے واسطے جاتے ہین اثناے راہ درمیان دونون لشکرون کے جسوقت پہونچے
صاحبقران کا استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ اے عمو سے نامدار ہم آپ کے لینے کو
آئے ہین جو آپ نے چاہا تھا وہی ہمنے کیا آپ کے پاس خود آئے آپ ہمارے ساتھ ہمارے لشکر مین
چلیے نادانستہ بابت ملکہ اور فرامرز ثانی کے جو ہمسے وقوع مین آیا ہی اُس صدمہ و ملال سے درگذر کیجیے
خواجہ خضران نے بھی تقریر بانکساری کی پھر صاحبقران نے خواجہ خضران بن عمرو وغیرہ کو یعنی
اُن کے ہمراہیون کو مع خواجہ خضران کے اپنے لشکر مین لاکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ خضران
نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا بعد مین صاحبقران نے بعزت تمام قریب تر اپنے خواجہ خضران
بن عمرو کو بٹھایا اور اُن کے ہمراہیون کو علی قدر مراتب دربار مین بٹھایا ہر ایک اہل دربار خواجہ
خضران بن عمرو کے دربار مین آنے سے خوش ہوا خواجہ طیفور گردپا نے بزرگ اپنا جان کر خواجہ
خضران بن عمرو کو سلام کیا بعدہٗ عذر خواہ ہوا ہنوز خواجہ خضران بن عمرو موصوف دربار
بادشاہ لشکر اہل اسلام مین ہمراہ صاحبقران ممدوح کے آکر بیٹھے ہی تھے کہ یکایک چند ہرکارے جو کہ
براے خبر رسانی معین و مقرر تھے انھون نے دربار مین آکر روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام بعد دعا کے دست بستہ بصد ادب عرض کیا کہ اسوقت کوکب انجم حصاری
حسب وعدہ مع ساریق بن لقا و سنگکان اور اُن انتالیس سرداران سپاہ کے جن کو نقابداران
طلسمی نے میدان جنگ مین صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و شیفتہ کر کے اسیر کر کے داخل زندان کیا تھا

اسیران

اس طرف آتا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر ہرکارون سے سُنکے باہماے بادشاہ لشکر اہل اسلام صاحبقران عالی مقام نے چند بادشاہان ملک و سرداران سپاہ کو فی الفور واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا شاہان ملک وغیرہ نے جاکر استقبال کوکب انجم حصاری کا کیا پھر اُس کو اپنے ہمراہ بعزت و حرمت بارگاہ بادشاہ موصوف یعنی دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لاے کوکب انجم حصاری نے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران موصوف کو سلام کیا صاحبقران نے اُس کے آنے کے دل مین خیال کیا کہ کوکب انجم حصاری نے ایفاے وعدہ کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے قریب اپنے اُسے بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ بعزت و حرمت بیٹھا ساریق بن لقا نے بھی سلام کیا کیونکہ سخنگان نے ساریق کو سمجھا دیا تھا کہ لشکر اہل اسلام مین جاکر دربار مین داخل ہوکر غرور نکرنا مصلحت وقت ہی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کرنا اور جو کچھ صاحبقران کہین اُسے منظور کرنا کچھ عذر و انکار نکرنا آئندہ دیکھا جائیگا پس موافق راے سخنگان کے ساریق بن لقا نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا اور بقول راوی دیگر سلام کسی کو نہین کیا غرض بہر طور اشارہ بادشاہ موصوف سے ساریق بن لقا موافق اپنے رتبے کے بیٹھا سخنگان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ مین تو بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کا خیرخواہ ہون خواجہ طیفور گرد یاد خواجہ خضران بن عمرو کا فرمانبردار ہون بدل مسلمان ہون خواجہ طیفور و خواجہ خضران وغیرہ اُس کی ان باتون پر منہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کی طرف سے پھیر کر مسکرا سے بجاے خود کہا کہ یہ نابکار دروغ گو ہی صاحبقران نے باہماے بادشاہ اُس کے بھی بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ سلام بار دگر کرکے موافق اپنے مرتبے کے بیٹھا پھر وہ اٹھالیسون سردار لشکر صاحبقران کے بادب بادشاہ و صاحبقران سلام کرکے اشارہ بیٹھنے کا پاکے دربار مین اپنے اپنے دنگل پر ہر ایک سردار مذکور بیٹھا صاحبقران کو اُن سردارون کے رہا ہوکر آنے سے خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سب خوش ہوے اُسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ حمائل خان کو زندان سے ہمارے روبرو لاؤ ملازم فی الفور جاکر اُس کو دربار مین لاے اُس نے اہل دربار پر نظر کی صاحبقران نے اُس کی جانب نظر کرکے حکم دیا کہ جلد حمائل خان کے تن سے سلاسل وغیرہ کو دور کرو قید سے رہا کرو حمائل خان کو طوق و سلاسل مین گرفتار رہتے دیکھا نہین جاتا اسوقت ہمکو لندھور بن سعدان کا خیال آگیا ہی حمائل خان کو لندھور سے قرابت قریبہ ہی ہمکو یہ منظور نہین کہ روح لندھور بن سعدان حمائل خان کی اسیری سے ملول ہو ملازمون نے فوراً اُس کو قید سے رہا کیا اُس نے سلام کیا صاحبقران نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بھی بعزت و حرمت دربار مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کوکب انجم حصاری و حمائل خان و سخنگان و ساریق بن لقا سے مخاطب ہوکے ان کو اس طرح ہدایت کی راہ راست دکھائی اور یکتائی و قدرت و صنعت و ہمیشگی و رزاقی و معبودی پروردگار عالم ظاہر کی کہ اے کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار و اے حمائل خان ستور شعار و اے ساریق بن لقا و اے سخنگان آگاہ ہو کہ لائق حمد و ثنا ذات خدا ہی سزاوار حمد پروردگار ہی ہی اور قابل سجدہ بھی خالق کون و مکان ہی بجز اُس کے کوئی لائق سجدہ نہین ہی سجدہ معبودی کے قابل وہی خداے لایزال ہی کہ جسکو کبھی زوال نہین ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اُس کی ذات کو ہمیشہ بقا ہی وہ حادث نہین ہی طفلی اور جوانی و ضعیفی جس طرح کہ واسطے

انسان و حیوان کے ہے اُس کے واسطے نہیں ہے ہمیشہ سے جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور مدام بدستور
موجود رہیگا تغیر اُس کے واسطے نہیں ہے اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہے
وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا ہے نہ اُس کا کوئی بیٹا ہے نہ وہ مل کر کسی شے سے بنا ہے نہ وہ جسم رکھتا ہے صرف نور ہی ہے
وہ دیکھنے میں نہ وہ کبھی کسی کے آیا ہے نہ آئیگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا
کہ تم اپنے خدا کو ہمیں دکھا دو دیکھیں وہ کیسا ہے اور اگر تم اپنے خدا کو ہمیں نہ دکھاؤ گے تو پھر ہم گوسالہ
پرستی بدستور کریں گے ہم اُس کو دیکھتے بھی تھے وہ بولتی بھی تھی باتیں بھی کرتی تھی حضرت موسیٰ نے اُن کو
جواب دیا کہ تم اپنے اس ارادہ سے باز آؤ تمنائے دید خداوند عالم و عالمیان نکرو وہ تمہارے دیکھنے میں
نہ آئیگا نہ تم اُس کو دیکھ سکو گے انھوں نے نمانا آخرکار جناب موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاکر
عرض کیا کہ پروردگارا میری امت کے مردمان جاہل تجکو دیکھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں ہر چند
میں نے اُن کو سمجھایا کہ اس تمنا و ارادہ سے باز آؤ مگر وہ ایسے جاہل اور سخن ناشنو ہیں کہ نہیں مانتے ہیں
یہ کہتے ہیں کہ اے موسیٰ تم اپنے خدا کو ہمیں دکھا دو دیکھیں وہ کیسا ہے پروردگارا تو عالم و دانا ہے کہ
میں نے بہت اُن کو اس باب میں فہمائش کی لیکن وہ ہرگز نہیں مانتے ہیں میرے ہمراہ سب آئے ہیں
تیرے دیکھنے کے مشتاق ہیں اُسوقت جانب خدا سے آواز آئی کہ اے موسیٰ کہہ دو کہ تم اپنے معبود حقیقی
کو دیکھ نہ سکو گے سوا تمہارے کوئی بھی نہ دیکھیگا پھر حضرت موسیٰ نے موافق حکم خدا کے اپنی امت
کے مردمان کو دید خدا سے باز رہنے کو فرمایا اُنھوں نے کہا کہ اے موسیٰ اگر تم اپنے خدا کو نہیں دکھاؤ
تو ہم گوسالہ پرستی کریں گے وہ اپنا دیدار دکھاتا ہے باتیں کرتا ہے یہ قصہ طویل ہے خداوند عالم نے قرآن میں
اس قصے کو ذکر بھی فرمایا ہے مختصر یہ کہ آخرکار برق چمکی حضرت موسیٰ کو غش آگیا کوہ طور جل گیا وہ لوگ
بھی جو خدا کے دیکھنے پر مصر تھے جل کر خاک ہوگئے اُس نور میں اختلاف کیا ہے بعض علما کا قول ہے کہ وہ
نور محمدی تھا جو مانند برق چمکا تھا بعض کا یہ خیال ہے کہ وہ نور کسی کروبی کا تھا نہ کہ جلوہ چہرۂ پر نور خدا
تھا کیونکہ وہ جسم و جسمانیت سے پاک و منزہ ہے غرضکہ حضرت موسیٰ کو ہوش آیا کوہ طور کو اور اُن جہلا کو
جلا ہوا پایا جب حضرت موسیٰ تاب نظارہ نور مذکور جو مانند برق کے چمکا تھا نہ لاسکے بیہوش ہوگئے تو
اور کوئی کب خدا کو دیکھ سکیگا جاننا چاہیے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے صفاتیہ ثبوتیہ اُس کے یہ آٹھ ہیں۔ نظم

آٹھ ثابت صفات ہیں اس کی جانے سب بھید اور بیچ اسکے سب کا خالق ہے سب جگہ حاضر ہے ہمیشہ سے اور رہیگا سدا بیٹا بیٹی نہ اُس کے ماں ہے نہ باپ	زندہ ہے موت اسے نہیں ہے کبھی بولے قدرت سے اور وہ بات کرے سب کے اعمال اُس پہ ہیں ظاہر بیچ جو بیان صفات اُس کے ہے نرنکار سب سے آپ ہی آپ	سب پہ قادر ہے سب کے تئیں جانے سنے اور دیکھے اپنی قدرت سے سچا ہے اور آپ ہی سچا سبھی جانتے ہیں عین ذات اُس کی اور یہ آٹھ صفتیں اُس کی وہ ہیں

جو لائق اُس کی ذات کے نہیں ہیں انھیں کو صفات سلبیہ کہتے ہیں۔ نظم

ذات اُس کی کوئی نہیں پاسکے سب کا خالق ہے بندے سب اُس کے نہیں وہ جسم اور نہیں محتاج اُس نے پیدا کیا ہے ہم سب کو چھ طرف ہے مکان نہ جان اُس کا	دیکھے میں نہ یہاں نہ واں آئے نہ کسی چیز میں سما سکے وہ پہلے جیسا تھا ویسا ہے وہ آج نہ برائی وہ چاہے اسے خوشخو لامکاں ہے نہیں مکان اُس کا	نہ وہ مل کر بنا کسی شئے سے نہ کہیں جاسکے اور نہ آسکے وہ نہیں وہ رنگ اور نہیں وہ بو نہ برا فعل بھاتا ہے اُس کو نہیں ہیں یہ صفات لائق شان

ہم ہین سنبلہ پاش شجر و حجر گل و ثمر سبزہ شاداب ہو فرق

خداوند عالم و عالمیان عادل ہو ظالم نہین ہو عدل کہتا گھٹتا کم و بیش نہین وہ معتدل رہتا ہو جو خدا کو عادل نجانے وہ دوزخی ہو اور گمراہ ہو اللہ وعدہ جھوٹ اور خلاف نہین کرتا جیسے کہ ستم نہین کرتا ہو کفر و کافری سے کسی کی راضی نہین ہو ذات اُس کی مدام ظلم سے پاک ہو اور ظالم کرنے والون پر لعنت اُس کی ہمیشہ ہو نہ وہ ہمیشہ برے افعال کرانا چاہتا ہو نہ بری باتین کبھی کراتا ہو نہ کسی اپنی مخلوق سے افعال بد کراتا ہو نہ کسی کو وہ گمراہ کرتا ہو مخلوقات خدا کو اپنے افعال کے کرنے پر مجبوری نہین ہو اُسنے اپنی مخلوقات کو بعلاے قدر دراستہ انسان و حیوان کو عقل و فہم و شعور و سمجھ دی ہو اور واسطے ہدایت کرنے کے ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بقولے ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبرون کو دنیا مین بھیجا ہو کہ وہ انسان و جن وغیرہ کو ہدایت کرین راہ راستہ دکھائین جیسا کہ اس نظم سے ظاہر ہو کہ۔ نظم

اور عادل ہو وہ کرے انصاف
نہین راضی وہ کفر و کافر سے
نہ بدی پر ہماری اُس کی چاہ
ہو برے اور بھلے کا اسکو شعور
کہ دکھا دین وہ راہ دین سب کو

کام اُس کا نہین ہو جھوٹ خلاف
ظلم سے پاک ذات ہو وہ مدام
نہ کسی کو کبھی کرے گمراہ۔
سمجھ اور عقل پہلے ہمکو دی
یاد ہر دم کیا کرین رب کو

نہ کسی ذات پر ستم وہ کرے
کرے لعنت وہ ظالمون پہ تمام
اپنے فعلون کا ہم نہین مجبور
بھیجا پیغمبرون کو پھر بخوشی
اصول دین پانچ ہین پہلے توحید

یعنی خدا کو وحدہٗ لاشریک یقینا جاننا۔ دوسرے خدا کو عادل جاننا تیسری اصل نبوت ہو یعنی اپنے پیغمبر کو پیغمبر برحق جاننا اور اسکی امر و نہی پر عمل کرنا اور جملہ پیغمبران سلف کو بھی پیغمبران برحق اور معصوم جاننا اور مذہب حق ہین چوتھی اصل دین کی امامت ہو یعنی اپنے پیغمبر کے بعد اُن کی اولاد کو کہ بارہ امام ہین اُن کو اپنے پیغمبر دینی کا وصی برحق اور جانشین مطلق سمجھنا اور اُن کو مثل اپنے پیغمبر کے معصوم یقینا جاننا اور ماننا اپنے نبی کے اُن کے احکام پر عمل کرنا پانچویں اصل معاد یعنی قیامت ہو اُس روز پروردگار عالم جملہ اپنی مخلوق کو اپنی قدرت کاملہ سے زندہ کرے گا اور وہ روز سب کے اعمال نیک و بد کی جزا و سزا کا ہو میزان عمل مین اعمال نیک و بد اسی روز تولے جائین گے جن کے اعمال اچھے ہین وہ حکم خدا سے داخل جنت ہون گے اور جن کے اعمال بد ہین وہ داخل نار دوزخ ہون گے وہ روز پرسش اعمال کا ہوگا لہذا آپ صاحبون کو لازم و مناسب ہو کہ اپنے معبود حقیقی اور نبی پیغمبر و آل پیغمبر کو جانیے امر و نہی خدا و رسول پر عمل کیجیے تاکہ رستگار رہوجیے راہ باطل سے روگردان ہوجیے راہ حق پر قدم رکھیے دین حق کہ دین اسلام ہو اختیار کیجیے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کیجیے تاکہ انجام بخیر ہو یہ سفر آخرت کا ہو چند روز یہان ہر ایک کا قیام ہو ہمیشہ تو وہین رہنا ہو اس دنیا مین خاص کر انس و جن اسواسطے پیدا کیے گئے ہین کہ وہ عبادت کرین اور خدا کو پہچانین اور خدا وہی ہو کہ جس نے بغیر ستونون کے اسقدر وسیع و بلند آسمان پیدا کیا ہو دیکھیے کوئی خیمہ بغیر چوب کے ایستادہ نہین ہوتا ہو اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر چوب خیمۂ فلک کو ایستادہ کیا ہو اور یہ جو دکھائی دیتا ہو سوا اس آسمان کے چھ آسمان اور خدا نے پیدا کیے ہین ایک آسمان سے دوسرا آسمان ایسا بڑا ہو کہ جیسے دانہ خردل صحرا کے وسیع مین ہو اور پہلے آسمان کو خدا نے کواکب سے زینت دی ہو آٹھوان عرش ہو جسکو عرش الٰہی اور عرش اعظم کہتے ہین وہ ایسا عظیم ہو کہ کوئی اُس کی عظمت کما حقہ کیا بیان کر سکتا ہو عرش کے ساٹھ ہزار قائمے ہین ہر قائمہ ایسی وسعت رکھتا ہو کہ یہ کون و مکان اگر ساٹھ ہزار درجہ وسیع ہوجائین تو بھی اُس مین سما جائین چنانچہ نقلست

عرش مین لکھا ہی کہ ایک فرشتہ کے واسطے نہین ہی ہمیشہ سے جو عالم نے اُس کو ساٹھ ہزار پر عطا فرماے ہین ہر ایک پر اُس کا اتنا بڑا ہی کہ اُسکے واسطے نہین ہی اُس نے ایک پر سے ڈھانک لے ایک روز اُس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مجھسے کوئی فرشتہ کا کوئی پر و بال مثل میرے نہ رکھتا ہوگا خدا نے مجکو ساٹھ ہزار پر عطا فرماے ہین کسی روز عظمت عرش الٰہی کو دریافت کرون اُڑ کر ابتدا و انتہاے عرش معظم کو معلوم کرون چونکہ خدا عالم و دانا و دانندۂ راز نہان ہی دردائیل کے ارادے سے آگاہ ہوا فی الفور اُس کو ساٹھ ہزار حصہ زیادہ پر عطا فرما کر حکم دیا کہ تو اُڑ کر عظمت عرش کو دریافت کر فرشتہ مذکور اپنی جگہ سے اُڑا ساٹھ ہزار سال تک اُڑا ایک قائمہ عرش سے دوسرے قائمہ عرش تک نہ پہونچا آخر کار تھک کر عذر خواہ ہوا اپنی خستگی و ماندگی سے اُڑنے سے عاجز رہا ایک قائمہ عرش کی بھی عظمت دریافت نہ کر سکا اُس پر عتاب الٰہی ہوا پر و بال اُسکے نوچ کر زمین پر ڈال دیا گیا بعد ایک مدت دراز کے اُس کی گریہ و زاری پر خدا نے رحم کیا فرزند رسول خدا کے تن اطہر سے تن اپنا اُسنے آ کر مس کیا امام حسین علیہ السلام کے طفیل سے پھر خدا نے اُسکو پر و بال عطا فرماے وہ شادان و فرحان سوے فلک گیا اس تقریر سے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ عظمت عرش خدا ایسی ہی کہ کوئی اُس کی انتہا نہین جان سکتا ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے عرش اطلس و کرسی و سماوات اور اس عالم دنیا کے سیزدہ ہزار عالم پیدا کیے ہین کہ ایک عالم کے لوگون کو دوسرے عالم کے لوگون اور دوسرے عالم سے آگاہی نہین ہی وہی خالق کون و مکان و ہیزدہ ہزار عالم لائق سجدہ ہی وہی معبود حقیقی ہی وہی رزاق مطلق ہی انس و جن و حیوانات چرند و پرند و کل اپنی مخلوقات کو رزق عطا فرماتا ہی وہی بر آرندۂ حاجات ہی وہی مجیب الدعوات ہی وہی قاضی الحاجات ہی اُسی نے تمام اپنی مخلوقات کو بطفیل اپنے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیدا کیا ہی اگر خدا اُن کو نہ پیدا کرتا تو پھر کبھی اپنی مخلوق کو ہویدا نہ کرتا اُس کے ذرہ ذرہ سے ظاہر و آشکار ہی اگر انسان غور و فکر کرے اور ذرا بھی تامل سے دیکھے تو اُس کی خدائی اور معبودی اور قدرت و صناعی اُس پر ظاہر و آشکار ہو جاے آفتاب و ماہتاب کو اُسی نے واسطے انتظام عالم کے پیدا کیا ہی شب و روز کو اُن کی روشنی سے منور کیا ہی ستارون اور سیارون کو خلق کرکے آسمانون کو اُن سے زینت دی ہی ستارے اسقدر سماوات پر پیدا کیے ہین کہ اُن کی تعداد کا علم اُسی کو ہی یا وہ جس کو چاہے آگاہ کر دے ماہتاب کو آسمان اول پر اُس نے جگہ دی ہی آفتاب عالمتاب کو چوتھے آسمان پر اُس نے جگہ دی ہی رخ آفتاب کا بمصلحت خود نہین ہی پشت آفتاب جانب دنیا ہی اُسپر اسقدر تمازت و حرارت اُس کی زمین تک ہی کہ اہل دنیا تاب تمازت و حرارت آفتاب لا نہین سکتے ہین اگر رخ آفتاب کا جانب دنیا ہوتا تو زمین اور دنیا مانند دانے کے بریان ہو جاتی کوئی زندہ نہ رہتا نہ زمین اس طرح رہتی نہ کوئی فرد بشر حیات رہتا آفتاب کو خدا نے زمین سے بہت بڑا پیدا کیا ہی وسعت دنیا کی آفتاب کے آگے کچھ بھی نہین ہی مثالاً سمجھ لینا چاہیے کہ آفتاب کو بمنزلہ ایک صحراے لق و دق ناپیدا کنار کے خیال کرنا چاہیے اور تمامی دنیا کو بمنزلہ دانہ خردل کے تصور کرنا چاہیے ماہتاب آفتاب سے چھوٹا ہی خدا نے اپنی قدرت سے بدر کو مہر سے چھوٹا کم پیدا کیا ہی باوجود اس کے ماہتاب بھی دنیا سے چھوٹا نہین ہی بڑا ہی ہی ایک آسمان دوسرے آسمان سے پانچ سو برس کی راہ شہسوار کی ہی آسمان اول بھی زمین سے پانچ سو برس کی راہ ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مابین زمین و آسمان کئی کرہ قائم کیے ہین اول کرۂ ہوا ہی بعدہ کرۂ آتش ہی پھر کرۂ آب ہی ایک دریا مشرق سے مغرب تک رواں ہی کوئی قطرہ اُس کا زمین پر بے حکم خدا نہین گرتا ہی زمین پر خداوند عالم و عالمیان نے اپنی قدرت کاملہ سے

انس وجن وحوش وطیور کوہ و دشت و دریا شجر وحجر گل وثمر سبزہ شاداب ہر قسم کے پھول ہر قسم کی
جنس وغلہ ہر ایک طرح کا میوہ شیرین وترش کھٹا میٹھا گرم وسرد ومعتدل وتمامی اشیا سے ضروری جو
اہل عالم کو درکار ہین پیدا کیے ہین پھولون کو غور کرکے دیکھنا چاہیے کہ کیسے کیسے رنگ برنگ کے پھول
خدا نے گلشن دنیا مین پیدا کیے ہین کہ اُن کی نازکی ورنگ وبو وہ ہے کہ جس سے شان قدرت وصنعت خدا
آشکار ہے کوئی دنیا مین ایسا بھی ہے کہ مانند گلہاے باغ کے کوئی پھول بناسکے اور رنگ سکے اور بو اس مین
پیدا کرسکے اور تر وتازہ کرسکے کسی مین اتنی قدرت نہین بجز باغبان جہان کے کہ اُسنے عجیب پھول خوشبودار
رنگ برنگ کے پیدا کیے ہین کہ جن کے سونگھنے سے دماغ معطر ہوتا ہے دل کو فرحت ہوتی ہے طبیعت
خوش ہوتی ہے قدرت خدا اُن کی رنگ ولطافت وبو سے ظاہر ہوتی ہے غنچون کو اُس نے پہلے سربستہ
خلق کیا پھر نسیم سحر سے اُن کو شگفتہ کرایا بلبل کو گل پر شیفتہ کیا وہ حسن وخوبی گل کو دی کہ بلبل
ہزار جان سے گل پر عاشق ہوئی سرو کو وہ راست قامت خلق کیا ہے کہ اُس کی قامت دیکھ اور تر وتازگی
پر قمری شیفتہ وفریفتہ ہے دم عاشقی کے بھرتی ہے نرگس کو اہل نظر اگر دیکھین نور وبینش ہو جاوے کہ
خداوند عالم بے شک وشبہ قادر وتوانا ہے نرگس کے پھول بعینہ چشم کی صورت خلق کیے ہین یا گلشن مین نرگس
تماشا سے قدرت الٰہی ہے ہر طرف نگران صنعت کبریائی ہے لالہ نعمان کو عجیب رنگین خلق کیا ہے زینت گلشن
اسکا بھی رنگ ہے داغدار ہونا اس کا خالی از سبب نہین شاید لالہ عشق الٰہی مین داغدار ہے نسرین و
نسترن چنپا جوہی سوسن نافرمان گل اشرفی سورج مکھی داؤدی گل عباسی گل جعفری گل صدبرگ
وغیرہ ہر ایک پھول جداگانہ رنگ وبو ولطافت رکھتا ہے نظر غور کرنے سے ان گلون پر قدرت پروردگار
آشکار ہوتی ہے جو گل ہے وہ نادر ونایاب وبے مثل ونظیر ہے جو غنچہ ہے وہ لاجواب ہے مظہر قدرت وصنعت
صانع ازل ہے انسان اگر بچشم غور وفکر دیکھے تو اس پر ثابت ہوگا کہ سراپا مین کیا کیا عضو ہین کہ ہر ایک
عضو سے انسان بہرہ مند وکامگار ہے مغز کو دیکھیے کہ خداوند عالم نے محل عقل اُس کو کیا ہے حفاظت
دماغ وزینت سر کے واسطے بال پیدا کر دیے ہین ذرا بھی دماغ مین اگر خلل کسی وجہ سے ہو جاتا ہے تو
حواس خمسہ درست نہین رہتے ہین بد حواس ہو کر دیوانہ ہو جاتا ہے تمیز نیک وبد امر مین نہین کرسکتا ہے
عقل مین فتور پیدا ہو جاتا ہے خرابی دماغ سے انسان گویا حیوان بلکہ حیوان سے بدتر ہو جاتا ہے آنکھین
وہ نعمت عظمیٰ ہین کہ اگر پروردگار اپنی عنایت سے انسان کو نہ دیتا تو انسان کوئی شے دیکھ سکتا
نہ کوئی کار کرسکتا نہ اچھی شے اور بری چیز مین تمیز کرسکتا مانند دیوار مطلق حس وحرکت ہو جاتا بے آنکھ
کی روشنی کے بخوبی کہین جا نہ سکتا آنکھون مین خدا نے نور عطا فرمایا ہے نور کو سات پردون مین رکھا
ہے مردمک کے درمیان مین ایسا تل ہے کہ جس پر ہشت نور ہے اسی نور اور چشم کی کیا حفاظت کی ہے کہ پلکین
پیدا کی ہین تاکہ دفعۃً کوئی شے ہوا سے اڑ کر آنکھ مین نہ جاسکے اندھا اور بیمار ہو کو ضرر نہ ہو خدا نے
پلکین روک لیتی ہین گوش اگر خدا نہ دیتا تو بھی انسان بیکار رہتا کچھ سن نہ سکتا نہ کسی کا راستہ دنیا کا اچھی طرح
انتظام کر سکتا تھا اگر شنوائی تو نہ ہوتے گوش وبینی بھی انسان نکر سکتا اگر زبان خدا نہ دیتا تو
انسان کلام نکر سکتا مانند بے زبان کے ہوتا ذکر خدا بھی نکر سکتا انواع واقسام کی باتین نکر سکتا
نہ ہوتین تمیز لذت اشیا سے طعام نمکین وشیرین وغیرہ کی الماس کی نہ ہوتی اگر دانت نہ ہوتے لذت غذا
وغیرہ کے کھانے کا امکان ومیسر نہوتا اور کلام کرنے مین بھی کلام ہوتا اسکے طور سے الفاظ بھی نکال
نہ سکتا اسی طرح اگر عارض نہوتے تو چہرے کی رونق وزیبائی وخوبی نہوتی حسن وطراوت پیدا ہے سکے

پیدا نہوتا اگر گردن نہوتی تو بھی ایک صورت جسم انسان مین خرابی کی ظاہر ہوتی خوشنمائی نہوتی علاوہ اس کے حلق سے جو لقمہ شکم مین جاتا ہے وہ بغیر ہری اور نرخرے کے کیونکر جاتا اور آب و طعام معدہ مین کیونکر پہونچ سکتا سینے مین خداوند عالم نے ایک پہلو مین دل کو کہ جو بادشاہ اعضا اور اشرف الاعضاے از سرتاپا ہے جگہ دی ہے اگر دل نہوتا تو کسی شے کی خواہش نہوتی انسان جو کچھ چاہتا ہے وہ خود نہین چاہتا ہے بلکہ اس کا دل خواہش کرتا ہے تن ہر فرد بشر مین دل ایک گھوڑی یا دغدغا کا دوسرے پہلو مین جگر ہے یہ بھی اعضاے رئیسہ سے ہے اگر اس کو خدائی انسان مین خلق نکرتا تو غذا کے ہضم مین فتور ہوتا بلکہ ہضم نہو سکتی سوا اس کے اور بھی فوائد اس سے ہین کہانتک شرح اعضا اور خوبی ہاے اعضا کا بیان کیا جاے جو عضو ہے وہ خالی از فائدہ رسانی نہین ہے دست و پا عجب نعمت ہاے عمدہ ہین اگر ہاتھ نہوتے تو کاروبار دنیا انسان نکر سکتا اگر پاؤن نہوتے تو راہ روی سے باز رہتا اگر عقل نہوتی تو بھی انسان بیکار تھا غرضکہ انسان سراپا مین جسقدر اپنے عضو رکھتا ہے سب اعضاے انسانی ظاہر کرنے والے عطا و جود و انعام خدا کے ہین اور صنعت و قدرت خداوند کون و مکان کے مظہر ہین اسی طرح ہر ایک شے سے صنعت و قدرت پروردگار ہویدا و آشکار ہے درختون کو دیکھو اُن کے پتون پر نظر کرو کیسے کیسے سرسبز و شاداب و نرم و نازک انواع و اقسام کی صورت و شکل و قطع کے ہین رگیت پتون کی کیسی باریک باریک ہین کہ جن کے دیکھنے سے قدرت خدا ظاہر ہوتی ہے جیساکہ ایک شاعر نے کہا ہے۔ مطلع برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ درختون کو بھی خدا نے اپنے جود و عطا سے محروم نہین رکھا ہے ہر قسم کے گل و ثمر اشجار کو عطا فرمائے ہین اُس کے فضل و کرم و بخشش و عطا سے وہ بھی نہال ہین باغ دنیا مین پھولے پھلے ہین ہوا سے یا ڈالی مین عالم وجد مین جھومتے ہین چرند و پرند پر نظر کرو تو بھی قدرت معبود حقیقی ظاہر ہوتی ہے کیسے کیسے چرند و پرند انواع و اقسام رنگ برنگ مختلف آواز و صدا و شکل و صورت کے پیدا کیے ہین فتبارک اللہ احسن الخالقین سربلندی کوہ و درازی و طوالت کوہ ہاے مختلف سنگ کی اگر نظر کی جاے تو بھی قدرت خالق ارض و سما ظاہر ہو جاے پہاڑون کے ہونے سے بڑے بڑے فوائد متصور ہین زمین پانی پر بچھائی گئی ہے پہاڑ ہر طرف سے دبائے ہوے ہین سوا اسکے پہاڑون سے یاقوت لعل بدخشانی وغیرہ اشیاے نفیس و بکار آمد پیدا ہوتی ہین دریا خدا نے بہر احتیاج بندگان ہر ایک شہر و دیار مین بلکہ صحرا و دشت مین جاری کیے ہین اُس کے فیض انعام سے اور اسکے چشمہ لطف و کرم سے اور اُس کے بحر مواج جود و انعام سے کوئی مخلوقات سے محروم نہین ہے پانی کی ہر ذی حیات بلکہ نباتات کو بھی احتیاج ہے باعث حیات انسان و حیوان و نباتات وغیرہ پانی ہے جیساکہ مشہور ہے کل شیٔ حی من الماء اس مین شک نہین کہ کل چیزون کی حیات پانی سے ہے اگر ابر حکم خدا سے نہ برسے تو اجناس کی پیدایش نہو اہل عالم کی پرورش کیونکر ہو ابر و ہوا برق و رعد آفتاب و ماہتاب وغیرہ سب تابع حکم خدا ہین جسوقت جو اُس کا حکم ہوتا ہے اُسے بجا لاتے ہین جس کام پر معین ہین اسی کام مین سرگرم رہتے ہین کیا مجال کہ خلاف حکم خدا کرین مہر و ماہ کے روز و شب طلوع و غروب پر نظر کرو ماہ کے عروج پر غور و فکر کرو کیسے تابع حکم خدا ہین روز و شب فرمانبرداری خدا مین بسر کرتے ہین یہ تقریر صاحبقران نے ہدایت آمیز حائل تحان و کوکب انجم حصاری و سنگگان و ساریق بن لقا سے مخاطب ہو کر کی ہر ایک نے بگوش ہوش سنی بعد تقریر مذکور کے صاحبقران نے مخصوص ساریق بن لقا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ساریق بن لقا تم جو دعویٰ خدائی کرتے ہو اور

بندگان خدا کو گمراہ کرکے اپنے تئین سجدہ کراتے ہو تم مین کچھ قدرت ہی تم بھی پانی برسا سکتے ہو اجناس کو مانند پروردگار عالم کے پیدا کرسکتے ہو تمنے کوئی آسمان پیدا کیا ہی کوئی طبقہ کہین تمنے بھی ہو پیدا کیا ہی آفتاب و ماہتاب و ستارے اور سیارے بتاؤ تمنے بھی پیدا کیے ہین ہی کوئی دریا کوئی پہاڑ تمنے بھی پیدا کیا ہی اگر ان مین سے کچھ پیدا کیا ہی تو وہ کہان ہی مہر و ماہ کی مانند تمنے بھی آفتاب و ماہتاب پیدا کیے ہین تو وہ دشت و اشجار و بحر و جود دریا و اثمار و گل و غنچہ و حیوان و انسان و چرند و پرند وغیرہ تمنے بھی پیدا کیے ہین اگر پیدا کیے ہون تو دکھاؤ تم مین بھی کچھ قدرت ہی تمھارا بنایا ہوا آسمان کہان ہی پیدا کی ہوئی تمھاری زمین کس جگہہ ہی خداوند عالم تو ہیژدہ ہزار عالم کی مخلوقات کو رزق پہونچاتا ہی اپنی مخلوقات کو روز و شب سیر و سیراب کرتا ہی تم بھی کسی کو رزق پہونچا سکتے ہو خداوند عالم عالم ہی تم بھی راز دل کسی کے آگاہ ہو اللہ کے واسطے ہمیشہ بقا ہی تمکو بھی حصول بقا ہی اگر کہو کہ ہان تو ہم ہرگز یقین نکرینگے کاذب و دروغ گو جانینگے جسطرح تمھارے آبا و اجداد مرگئے ہین اسی طرح تم بھی ایکروز مرجاؤگے بقا اسوقت کہان ہی زمرد شاہ یا خضری کا کچھ بھی نشان ہی تمتیا بیتا دم خبیثہ سراقہ نیکا جچہر لات و منات و جبل وغیرہ فی الحال کہان ہین سب نیست و نابود ہوگئے کیسے وہ مردود خدائی کا دعوی کرتے تھے کہ باقی نرہے فنا ہوگئے فنا ہوجانا واسطے مخلوق کے ہی شان خدا سے حدوث بعید ہی تم دعوی خدائی کرتے ہو اور ہمسے عاجز ہو گلستان باختر سے خائف و ترسان ہوکر یہان تک بھاگتے ہوئے آئے ہو یہان بھی تمکو شکست حاصل ہوئی ہمنے تمکو تخت سے بقوت بازو اٹھا لیا ہی تم اٹھ آئے ہو طالب امان ہوئے ہو اسی اپنی عاجزی پر دعوی خدائی کرتے ہو توبہ کرو بندہ خدا سے دو جہان ہوکر دعوی خدائی کرتے ہو بندون کو خدا سے گمراہ کرتے ہو بہت برا کرتے ہو خدا سے ہمسری کرتے ہو گناہ کبیرہ و صغیرہ کرتے ہو کھاتے ہو اور پیتے ہو سوتے ہو جاگتے ہو بول و براز کرتے ہو چلتے ہو پھرتے ہو تن اور اعضا رکھتے ہو جو باتین کہ ذات خدا اور صفات خدا کے لائق نہین ہین وہ تم مین موجود ہین کیون مثل شیطان مردم کو گمراہ کرتے ہو دعوی خدائی کرتے ہو اپنے تئین عبث سجدہ کراتے ہو قہر و غضب و عذاب آتش جہنم سے ڈرو توبہ و استغفار کرو اپنے تئین ایک ادنی و کمتر بندگان خدا سے جانو بہتری اسی مین اور جانبری تمھاری اسی صورت مین ہی کہ کلمہ طیبہ زبان پر جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا دنیا و دین مین تمھارے واسطے بہت خرابی ہوگی دیکھو بہت پچھتاؤگے اب بھی راہ راست پر آؤ دعوی خدائی نکرو ہمسری خدا کی نکرو راہ مستقیم اختیار کرو یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہین جسطرح اکثر مردود نابکار دنیا مین دعوی خدائی کرکے جہنم مین بعد مرگ گئے تم بھی مثل ان کے ایکروز اس دار فانی سے سوے عدم جاؤگے نار دوزخ مین مبتلاے عذاب شدید ہمیشہ رہوگے دیکھو فرعون ہامان شداد نمرود وغیرہ کہان ہین مانند ان کے تم بھی دنیا مین نرہوگے مال و دولت دنیا کوئی چیز نہین ہی یہ بھی فانی ہی حکومت ملک بھی مدام نہین ہی ایکدن تم بھی مانند شاہان گذشتگان خالی ہاتھ دنیا سے چلے جاؤگے سوا اعمال کے نیک ہون یا بد ہون کچھ اپنے ساتھ نلے جاؤگے تمھارے پاس اعمال نیک کہان ہین بجز اعمال بد کے اور ایسے بد اعمال کہ بناء بذات خدا تم اپنے تئین بندۂ خدا ہوکر خدا کہلواتے ہو تمکو واجب و لازم ہی کہ اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرو نہ یہ کہ خود اپنے تئین سجدہ کراتے ہو یہ فعل جو کہ باعث ناخوشی خدا ہی خدا جانے کہ تمنے کیا سمجھکے اختیار کیا ہی کیا ہمیشہ زندہ رہوگے کیا ہمیشہ بادشاہت و حکومت کیا کروگے ہرگز نہین کسی کے واسطے زندگی مدام نہین ہی نہ کسی بادشاہ کی حکومت کو ثبات ہی نہ ملک و مال و دولت

ہمیشہ کسی کے قبضہ میں رہی ہی نہ رہیگی اس حیات چند روزہ کے واسطے کیوں فکر تدبیر ایسی کی ہی کہ
جس سے مردود خدا ہوگئے ہوا ب بھی اگر توبہ کرو تو توبہ تمھاری بکار آمد ہو جاسیگی کیونکہ ابھی تک
در توبہ کھلا ہی حق تعالیٰ ارحم الراحمین ہی تمھاری توبہ قبول کریگا گناہ کبیرہ و صغیرہ تمھارے اگر اسکی
مصلحت ہوگی تو عفو بھی فرمائیگا عجز و انکساری گریہ و زاری ہنگام دعا و حاجت خوب ہی حق تعالیٰ کو
عاجزی پسند ہی کسی کا فخر و دانش کو پسند نہیں ہی سزاوار غرور کے اُس کے کوئی نہیں ہی غنیمت چند نفس
کی زندگی میں اپنے عزم پر کمر باندھی ہی کہ جس سے خدائے کون و مکان غضبناک ہو بہتر و لازم ہی کہ اب
باقی حیات اپنی عبادت و اطاعت و فرمانبرداری پروردگار عالم و عالمیان میں بسر کرو جاہ و حشم و مال و
دولت دنیا پر توجہ نکرو دولت رستگاری عقبیٰ کی چاہو ایسے اعمال نیک کرو کہ بعد مرگ رستگار ہو
داخل جنت ہو سیر باغ بہشت کرو خدا نے بہشت و دوزخ واسطے نیک و بد اپنے بندوں کے خلق
کیا ہی تمنے تو کوئی چمن بھی اپنی قدرت سے نہیں بنایا ہی نہ کوئی مکان مانند مکانات دوزخ کے تمنے بنایا
ہی کچھ بھی تم میں قدرت ہی ذرا بھی رکھتے اپنی قدرت کبھی ظاہر کی ہی کوئی بھی ایسا کام کیا ہی کہ جس سے
کوئی تمکو خداوند کہے محض عاجز و ماندہ ہوکر بالکل بے قدرت و قوت و طاقت ہوکر تمنے دعوی خدائی
کیا ہی ایسا ابلیس نے تمکو بہکایا ہی کہ تم ابلیس سے بھی بڑھکر بندگان خدا کو بہکاتے ہو اپنی زندگی تمنے
بندگان خدا کے گمراہ کرنے میں اور خود گمراہ ہو جانے میں بسر کی سخت نادانی و بیوقوفی کی کچھ بھی تمنے
خیال مرگ و آخرت کا نہیں کیا سگ دنیا ہوکر طالب دنیا رہے دنیا میں بھی بخوبی آرام و راحت
بسر نہ کی اچھے طور سے دنیا بھی تمھارے ہاتھ نہ آئی الیان تمکو حاصل نہوا راحت سے بیٹھکر تمنے
دعوی خدائی نہ کیا تھا ہاتھ سے در بدر بھاگے یہاں تک کہ گلستان باختر سے بھاگے اگر تم حصار
میں آ کر کوکب انجم حصاری سے جو اسوقت سامنے بیٹھے ہیں ان سے تم طالب پناہ ہوئے انھوں نے
رحم کھا کر تمکو پناہ دی کیسے تم خداوند ہو تھے ہو کہ بھاگتے پھرتے ہو طالب پناہ ہوتے ہو اگر کچھ قدرت
رکھتے ہوتے تو نہ بھاگتے نہ طالب پناہ ہوتے واہ واہ کیا خداوند گمراہ کنندہ ہو ایسی بے قدرتی و
عاجزی پر دعوی خدائی کرتے ہو تمکو شرم نہیں آتی ہی بڑی ذلت کی بات ہی باز آؤ افعال بد سے
خصوصا دعوی خداوندی سے اپنے معبود حقیقی کو جانو اور سچا تو اُسی کو سجدہ کرو کہ وہ لائق سجدہ ہی
سوا اس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہیں ہی یہ ہدایت کرکے خاموش ہو رہے ساریق میں لقا
کے نے سر اپنا جھکا لیا خجالت سے کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب انجم حصاری بادشاہ شہر انجم حصار نے بیقرار
ہدایت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا خواہش نور ایمان کا
ظہور ہوا بیساختہ صاحبقران سے گویا ہوا کہ واقعی آپنے بجا درست فرمایا ایسی رہنمائی و ہدایت
کی کہ میرے دل پر موثر ہوئی بیشک وہی خدا لائق پرستش و سجدہ ہی کہ جو بقول آپ کے خالق کونین
ہی سوا اُس کے کوئی قابل سجدہ و معبود ہونا نہیں ہی افسوس اتنی زندگی میں نے اپنی ناخدا شناسی اور
باطل پرستی میں بسر کی جاے شکر ہی کہ اسوقت آپکی ہدایت سے میں راہ راست پر آیا راہ خدا مجکو
معلوم ہوئی نہ پہنچا حق بیشک ہدایت اسلام ہی بڑا احسان کیا آپنے کہ مجکو راہ خدا دکھائی ظلمت کفر
سے مجکو نکالا جلوہ نور ایمان کی طرف دل کیا چاہتا ہوں کہ اب آپ مجکو مسلمان کیجیے یہ سنکے
صاحبقران نے ازحد شاد ہوکے کلمہ شہادتین اُسے تعلیم کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا اُس کے دین اسلام اختیار کرنے سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ اہل دربار خوش

ہوئے بعد مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری کے حمائل خان نے بھی صاحبقران سے عرض کیا
کہ مجھکو بھی دولت اسلام و ایمان عطا فرمائیے صاحبقران موصوف نے خوش ہوکر اسکو بھی کلمہ پڑھاکر
مسلمان کیا پھر ساریق بن لقا کی جانب سے سنجنگان نے صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام جائے خوشی و شادمانی ہے اور مقام فخر و افتخار کا ہے کہ آپکی ہدایت و رہنمائی
سے یہ خداوند بھی کہ جو خود دعوی خداوندی کرتے تھے اور اپنے تئیں سجدہ کرواتے تھے معبود دوجہان
کے سجدہ کرنے کی تمنا ظاہر کرتے ہیں اور بندوں میں خدا کے اپنے تئیں بھی شامل کرنا چاہتے ہیں
دعوی خداوندی سے باز رہکر توبہ و استغفار کرکے مابقی حیات اپنی خداشناسی و عبادت الہی میں
بسر کرنا چاہتے ہیں کبھی کوئی خداوند کسی کی رہنمائی و ہدایت سے مسلمان نہوا تھا مگر یہ خداوند ہوتے
آپکی ہدایت سے دین اسلام اختیار کرنے پہ آمادہ ہیں ان کو کلمہ طیبہ پڑھائیے مسلمان کیجیے اور میں تو
بہ باطن ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے مسلمان تھا لیکن ظاہر ان خداوند کو خداوند کہا کرتا تھا خلوت میں
نماز میں پڑھتا تھا خالق کون و مکان معبود انس و جان کو برجوع قلب سجدہ کیا کرتا تھا ان خداوند کی
ہمراہی میں اپنا دین اسلام ظاہر نہ کرتا تھا دین و دنیا دونوں کی طرف مائل و متوجہ تھا اگر آپکو یا
اور کسی صاحب کو اس دربار دربار و فیض آثار میں میرے قول کا یقین نہو تو وہ سن لیں یہ تقریر
کرکے باواز بلند کلمہ طیبہ اپنی زبان پہ جاری کیا اہل دربار اُس کی باتوں پر سنکر ہنسے اور اُس کے
مسلمان ہونے سے خوش ہوئے خصوصاً صاحبقران کشورستان شادمان ہوئے خواجہ طیفور
گرد پا بھی مسکرائے بعدہ خوش ہوئے صاحبقران نے نہایت خوش ہوکر از حد شادمان ہوکر
ساریق بن لقا کو کلمہ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا اہل دربار اور بادشاہ عالی وقار جملہ عیار ذکیار
بہت خوش و خرم ہوئے ہر ایک نے اپنے دل میں کہا کہ مقام شکر خدا ہے کہ ساریق بن لقا جو
دعوی خدائی کرتا تھا اسوقت وہ ہدایت صاحبقران سے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو گیا جملہ
اہل دربار تو اشخاص مندرجہ بالا کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور سبکو یہ یقین ہو گیا
کہ چاروں اشخاص نامبردہ مسلمان ہوئے لیکن خضران بن عمرو تاقی نے جو چہرہ ہائے نامبردگان
پر بغور نظر کی تو معلوم ہوا کہ پیشانی کوکب انجم حصاری نور ایمان سے نورانی ہے اور حمائل خان
اور سنجنگان و ساریق بن لقا کی پیشانیاں روشن نہیں ہیں تاریکی کفر سے تیرہ ہیں جب خواجہ
موصوف کو پیشانیوں کے دیکھنے سے ثابت ہو گیا کہ کوکب مسلمان ہوا ہے اور تینوں اشخاص
مذکور مسلمان نہیں ہوئے ہیں تو چپکے سے گوش صاحبقران میں کہا کہ ساریق بن لقا اور سنجنگان
اور حمائل خان مسلمان بصدق دل نہیں ہوئے ہیں ان کی پیشانیاں سیاہ ہیں نور ایمان سے
روشن نہیں ہیں ہاں کوکب انجم حصاری بصدق دل مسلمان ہوا ہے اسکی پیشانی نورانی البتہ ہے
صاحبقران نے بھی سرگوشی میں جواب دیا کہ اے عموئے نامدار آپ نے جو فرمایا درست ہے لیکن عمل بشریعت
ظاہر ہے باطن سے تعلق نہیں ہے اسوقت تو ان لوگوں نے ہماری ہدایت سے کلمہ پڑھا ہے تو ہمکو لازم
ہے کہ ہم ان کو مسلمان جانیں اگرچہ انھوں نے بصدق دل کلمہ طیبہ اپنی زبان پہ جاری نہ کیا ہو ظاہر پر
عمل کرنا ضرور ہے اب اس میں شک و شبہ نہ کرنا چاہیے اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوئے ہیں اور کسی وقت
کفر اپنا ظاہر کریں گے یا ہمسے بدسلوکی پیش آئیں گے تو اسوقت دیکھا جائیگا ابھی تو ہم ان کو دل سے
مسلمان جانیں گے انشاء اللہ ایسی صورت میں ہم ان کو قتل کریں گے بالفعل تو ہم ان کو اپنا دوست

اور مسلمان جانتے ہین خواجہ خضران یہ سنکے خاموش رہے اس اثناے مین وقت دربار کے
برخاست کا آیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا کوکب انجم حصاری بادشاہ موصوف
و صاحبقران ممدوح سے رخصت ہوکر مع ساریق بن بقا و سخنگان و حمائل خان اپنی
دولت سرا کی طرف بخوشی روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے در دولت پر پہونچا حمائل خان و ساریق
بن بقا و سخنگان کو ایک مکان شاہی مین کہ بہت آراستہ تھا داخل کرکے خود اپنی محلسرا مین گیا
اپنی زوجہ او راپنی دختر سے تمام حال اپنے مسلمان ہونے کا اور تمام حال حمائل خان و ساریق بن بقا و
سخنگان کے دین اسلام اختیار کرنے کا اور صاحبقران کے ہدایت کرنے کا مفصل بیان کیا بعدہٗ اپنی دختر
مسمی ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اور اپنی زوجہ وغیرہ کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا جملہ عورتین محلسرا کی کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوئین ملکہ ناہید ہلال ابرو کہ قبل سے دین اسلام اختیار کرچکی تھی بظاہر بقا و ساریق پرست
تھی اپنے پدر کے سامنے بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوکر بعد خوشی کہنے لگی کہ جب سے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے یہان آئے اور لڑائیان ہوئین مین نے بقا اور ساریق بن بقا اور
تقیا بقیا دم خبیثہ وغیرہ بہت سے خداوندون کی طرف متوجہ ہوکر یہ نیت کی تھی کہ اگر لڑائی موقوف
ہوجائے اور جان آپ کی دشمنون سے بچ جائے تو طعام لذیذ و لطیف تیار کراکے نذر دے کر غربا و مساکین
و گرسنگان کو کھلاؤن گی مگر کسی خداوند نے اعانت و مدد کی تمناے دلی میری برنہ آئی یہانتک کہ نقابداران
طلسمی بھی ہلاک ہوے جب مین نے مسلمانون کے خدا سے حاجت مذکور کے باب مین مدد چاہی تو حاجت
میری برآئی جان آپ کی دست دشمنان سے بچی لڑائی موقوف ہوئی ملک و مال عزت و آبرو میری بھی
بچی لہذا کل ایفاے عہد کرون گی طعام ہاے خوش ذائقہ پکواکر بطہارت تمام تیار کراکے نذر خدا اہل اسلام کو
کھلواؤن گی اہل اسلام مین سب سے بہتر و افضل لشکر بادشاہ اہل اسلام مین سوا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بن عمر وثانی کے نہین ہین بس کل آپ ان کو بذریعہ
اپنے وزیر مسمی چلیسا کے یہان بلاکر نذر خداے دو جہان محلسرا مین کھلوا دیجیے گا مین بخوبی کھانے کا انتظام
کرون گی دعوت اہل اسلام موصوف مین تکلف کا خیال رکھون گی کوکب انجم حصاری اپنے دل مین
سمجھ گیا کہ دختر میری صاحبقران سے الفت رکھتی ہے ان کا بلانا اس کو مقصود ہے چونکہ خود بھی اپنے
دل مین یہ ارادہ کرچکا تھا کہ عقد اپنی دختر کا ساتھ صاحبقران کے کرون گا اسوقت تقریر اپنی دختر کی سنکے
خیال کیا کہ صاحبقران کا محلسرا مین آنا کوئی قباحت نہین ہے اگر میری دختر کا سامنا بھی ہوجاے گا تو بھی
کچھ مضائقہ نہین ہے انھین کے ساتھ تو اپنی دختر کا عقد کرون گا یہ باتین اپنے دل مین کرکے یہ سنکر اپنی
دختر مذکور سے کہا کہ اچھا تمھارے کہنے کے موافق عمل کیا جائے گا تم طعام ہاے لذیذ و خوش ذائقہ کل صبح کو
پکوانا ہم اپنے وزیر کو روانہ کرکے صاحبقران وغیرہ کو یہان طلب کرین گے تم انھین کو کھانا کھلوانا یہ سنکے
ملکہ مذکور اور حضور جناب نواز او رسرور جنگ نواز کہ یہ دونون معشوقہ خواجہ طیفور گردیا اور
خضران بن عمر وثانی کی تھین اپنے اپنے دل مین خوش ہوئین کوکب انجم حصاری فرش خواب پر
جاکر راحت و آرام پذیر ہوا ملکہ ناہید ہلال ابرو نے بہت خوش ہوکر اپنی رفیقا نامبردہ سے مخاطب ہوکر
آہستہ کہا کہ خدا نے یہ دن دکھایا عجب نہین کہ تمھاری مراد دلی جلد بر آئے انھون نے یہ سنکر عرض کیا
کہ ہماری مراد دلی اسیوقت بر آئے گی جب آپ کی تمناے دلی بر آئیگی اسی قسم کی باتین ہوتی رہین اور اسیوقت
سے انتظام تیاری طعام کا ہونے لگا عورات محلسرا زینت محلسرا مین اسی وقت سے مصروف ہوئین محلسرا مین

سامان تیاری طعام نذر و آراستگی محلسرا مین بدرجہ کمال کوشش ہو رہی ہے مگر اب حال ساریق بن لقاء حمائل خان و سختگان کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ ہر سہ کس بلکہ تاکس داخل مکان ہو کر ایک جا بیٹھے سختگان نے ساریق بن لقا سے کہا کہ اے خداوند آج آپ نے میری راے پر عمل کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر جان اپنی آپ نے بچائی ورنہ صاحبقران کے ہاتھ سے آپ جانبر ہوتے نہ مین بچتا مین نے بھی ان کے خوش کرنے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا اس مین کیا قباحت ہوئی بہت سی اچھی بری باتین شب و روز مین زبان پر جاری ہوتی ہین ازانجملہ ایک کلمہ بھی زبان پر جاری کیا اس سے کچھ دین مین خلل نہین آیا ظاہر کا فعل اور ہوتا ہے اور باطنی فعل اور ہوتا ہے آج مصلحت وقت یہی تھی کہ ظاہرا کلمہ پڑھ لیا عزت و جان اپنی بچائی آئندہ دیکھا جاے گا صاحبقران سے سمجھ لیا جاے گا اہل دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی کیا نادان ہین اور صاحبقران بھی کیا سادہ لوح ہین کہ ہمارے ان خداوند کے کلمہ پڑھنے سے خوش ہو گئے دل مین سب سمجھے کہ دراصل خداوند مسلمان ہو گئے یہ خیال کسی نے نہ کیا کہ بھلا خداوند اور مسلمان ہون گے حمائل خان نے ہنس کر سختگان سے کہا کہ ملک جی ہمنے بھی فقط اپنی جان بچانے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کر لیا ہے ظاہرا مسلمان ہوے ہین بباطن ہم اپنے دین آبائی پر ہین بیشک بقول تمھارے آج مصلحت یہی تھی کہ کلمہ پڑھکر جان اپنی صاحبقران وغیرہ سے بچائیے آئندہ دیکھا جاے گا جب اپنا قابو ہو گا اس کا انتقام لے لیا جاے گا ساریق بن لقا حمائل خان اور سختگان کی گفتگو سنکے مسکرایا پھر گویا ہوا کہ ہمنے تو سختگان کی راے پر عمل کیا اسی کی راے کے موافق تقدیر بھی کی ہے آئندہ تقدیر تازہ حسب دلخواہ کی جاے گی فی الحال بمصلحت ایسی ہی تقدیر کی گئی ہے حمائل خان نے عرض کیا کہ درست و بجا ارشاد ہوا یہ کہکے حمائل خان وغیرہ کہ مہمان کوکب انجم حصاری تھے بعد اکل و شرب راحت پذیر فرش خواب ہوے جب صبح ہوئی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے حمام مین جا کر غسل کیا بعد غسل و طہارت پوشاک نفیس نہایت نادر و کمیاب شاہزادی جلیل القدر کو پہنی عورات نے مانند عروس شب اول زیور جواہرات و حنا و سنگھار و حنا مہندی سے آراستہ کیا اسوقت ملکہ موصوفہ کا وہ حسن و جمال دلفریب تھا کہ اگر عابد و زاہد بھی دیکھ لیتے تو اس کے مصحف رخ کی دید مین محو ہو کے جانماز کو سلام کرتے صورت اسی کی دیکھا کرتے ادھر تو ملکہ موصوفہ کو عورتون رازدار نے مثل عروس ہر ایک زینت و زیب سے آراستہ کیا ادھر دیگر عورتون نے فرش و آراستگی محلسرا کا بخوبی تمام انتظام کیا حالانکہ شب ہی سے انتظام ہو رہا تھا باقی جو کچھ بھی محلسرا کی خوب زینت انواع و اقسام کی زینتون سے کی گئی باورچیون نے حکم ملکہ موصوفہ سے ایسی ایسی غذائین نفیس و لطیف تیار کین کہ جو بادشاہون کے کھانے کے لائق تھین وہ طعام ہاے لذیذ و نفیس و لطیف و خوشبو و مرغن ظروف نقرئی وغیرہ مین نکال کر ایک مقام پاکیزہ پر رکھے گئے نقرئی کشتی مین قریب طعام ہاے رنگارنگ مذکور اگر سوز کہ جس مین انواع و اقسام اشیاے خوشبو دار کے بخار بلند تھے رکھی گئی جب یہ سب سامان و انتظام ہو چکا کوکب انجم حصاری نے اپنے وزیراعظم مسمی اجلیپا کو کہ زیرک و خیرخواہ تھا طلب کرکے حکم دیا کہ اسی وقت خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جا کر با ادب میری جانب سے عرض کرنا کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر نیک اختر اس تازہ مسلمان نے کچھ طعام نذر خدا بطہارت اپنے ملازمون سے تیار کرایا ہے باین سبب کہ اس نے عہد و اقرار خداوند عالم سے کیا تھا کہ اگر جنگ موقوف ہو جاے گی تو مین نذر خدا دو تین اشخاص پابند نماز کو کھانا کھلاؤن گی بس مراد اس کی بر آئی ہے آپ سے بہتر اور خواجہ طیفور کر دیا اور

خواجہ خضران ابن عمرو ثانی سے بہتر کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے لہذا تکلیف فرما کر محلسرا میں مع ہر دو
خواجہ موصوف میں تشریف لا کر طعام نذر مذکور نوش فرمایئے باعث میری اور میری دختر کی عزت افزائی
کا ہوگا وزیر مذکور حسب الحکم اپنے بادشاہ کے مرکب پر سوار ہو کر تھوڑے سوار و پیادے اپنے ہمراہ لیکر
جانب بارگاہ صاحبقران روانہ ہوا ادھر کوکب انجم حصاری نے اپنے شہر میں منادی کرائی کہ جو
کوئی ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار نکرے گا قتل کیا جاوے گا جملہ ساکنان شہر نے حکم شاہ سے
دین اسلام قبول کیا برتاو بیر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے بتکدے منہدم ہوگئے مساجد کی بنا ہوئی ادھر
وزیر مذکور خدمت صاحبقران میں آیا جو کچھ کوکب انجم حصاری نے کہدیا تھا با دب عرض کیا
صاحبقران سمجھ گئے کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو نے طعام نذر خدا کھلانے کو جو بلایا ہے مطلب اس کا
محض دیکھنے اور کلام کرنے کا ہے اور خواجہ طیفور کر دیا اور خواجہ خضران کو اسواسطے بلایا ہے کہ ان کی
محبوبہ و معشوقہ نے اس سے کہا ہوگا کہ ان کو بھی بلایئے ہم بھی ان کو دیکھیں مشتاق دیکھنے اور ہم سخن
ہونے کی ہیں غرضکہ بعد آگاہ ہونے کے خوش ہو کر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے ہم چلنے کو
موجود ہیں یہ فرما کر مرکب کو طلب کیا ملازم مرکب لاے صاحبقران پوشاک نفیس پہنکر گھوڑے پر
سوار ہو کر خواجہ خضران ابن عمرو و خواجہ طیفور کر دیا کو ہمراہ اپنے لیکر بکیفیت شادمانی ساتھ وزیر مذکور کے
سوے محل اسکے کوکب انجم حصاری روانہ ہوے جب یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ
صاحبقران کشورستان تشریف لاتے ہیں فورًا مع اپنے ارکان دولت کے واسطے استقبال صاحبقران
کے آیا اثناے راہ میں استقبال کر کے بعد تعظیم و تکریم محلسرا میں لے گیا چونکہ پردہ ہو چکا تھا صاحبقران
مع خضران و طیفور کوکب انجم حصاری کے داخل محلسرا ہوے دیکھا کہ محلسرا انواع و اقسام کی
زینتوں سے آراستہ ہے شاہانہ سامان ہے ایک دریچے میں محلسرا کے اندرون پردہ ملکہ ناہید ہلال ابرو و
مہر درخشاں و ناز و حضور جنگ و ناز ہم جلیسان ملکہ وغیرہ ہیں سامنے اس دریچے کے جو مقابل اس کے
دوسرا دریچہ ہے اس میں طعام رنگا رنگ ظروف میں زیر چادر پنہاں رکھا ہوا ہے اگر سوز میں لوبان وغیرہ اشیاے
خوشبو کا بخار بلند ہو رہا ہے ایک مقام صدر پر چند و زنگی کرسیاں نقرئی و چوبی رکھی ہیں ابھی صاحبقران
آراستگی محلسرا پر بجاے خود تعریف کر رہے تھے ملکہ موصوفہ کی دیدہ کے مشتاق تھے کہ کوکب انجم حصاری
نے بالاے کرسی زریں صاحبقران کو بٹھایا اور عرض کیا کہ اگر دل چاہے تو دنگل پر کہ وہ بھی موجود ہے بیٹھئے
پھر خواجہ خضران ابن عمرو ثانی و خواجہ طیفور کر دیا کو بھی عقب صاحبقران بالاے کرسی ہاے چوبی کے
بٹھایا پھر ملازم حضور اول سے مخاطب ہوکے کہا کہ جناب معلی القاب صاحبقران کشورستان تشریف
لاے ہیں میں اسوقت بغرض ورست جاتا ہوں طعام پیہ نذر و لوازم حسب قاعدہ شاہانہ دسترخوان بچھا کر طعام
نذر خدا صاحبقران وغیرہ کو بعنوان شایستہ کھلا دو یہ کہکر صاحبقران سے بھی اجازت لیکر بحیلہ ضرورت
کے اس جگہ سے چلا گیا بعد اس کے جانے کے اکثر عورتیں بھی بہ بہانہ و بحیلہ ہٹ گئیں صرف ملکہ موصوفہ
اور دو عورتیں جو رازدار تھیں رہ گئیں اسوقت ملکہ ناہید ہلال ابرو نے صاحبقران سے کہا کہ
میں نے آپ کو یہاں تشریف لانے کی تکلیف دی ہے جب بلایا ہے تو آپ آئے ہیں ورنہ یہاں آنے کی آپ کو
کیا ضرورت تھی ہم چاہتے ہیں تو بھی آپ کی خاطر ہو خیر یہ خوبی اپنے مقدر کی ہے کسی سے کیا گلہ اور شکوہ اس کھانے پر
نذر کے نوش فرمایئے خواجہ طیفور کر دیا و خواجہ خضران کو بھی شریک طعام نذر کیجیے میری امید
بر آئی جنگ و جدال موقوف ہوئی ہمارے والد نے تمامی اپنی رعایا کے مسلمان ہوے اس محلسرا میں بھی

جملہ عورتین مسلمان ہوئین انکے یہان قدم آئے خدا نے یہ دن دکھایا اس روز کی ایک مدت سے آرزو تھی
کہ روبرو مادر و پدر کے کبھی آپ کا تشریف لانا ہو یہی عہد کیا تھا کہ جب حسب دلخواہ مراد بر آئے گی اسوقت
نذر دلوا کر کھانا کھلاؤنگی بس موافق عہد و اقرار مجکو ایفائے عہد کرنا پڑا ہے صاحبقران نے جواب دیا شکایت
تمہاری بجا ہے مگر مجبوری کم فرصتی و امور مرجوعہ واقعی تم تک ہمارا آنا کم ہوا ہر چند کہ بیقراری دل نے راحت و
آرام سے نہین رکھا دوری مین تمہاری ہمنے راحت سے بسر نہین کی ہر وقت تمہارا ہی خیال رہا لیکن
بخیال افشائے راز و آبروریزی صبر و تحمل کیا اب خدا نے ایام مفارقت و جدائی دور کیے ہین یہ کہکر اُس
طعام پر نذر دی بعد کچھ کھانا علیحدہ رکھا ہوا دیکھکر صاحبقران نے پوچھا کہ یہ طعام علیحدہ کیسا رکھا ہے کیا
اسپر بھی کسی کی نذر ہوگی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ کھانا بی تر تی بھرتی کی نذر کا ہے تا کہ جو مراد دلی ہے وہ جلد تر
بر آئے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہ بی تر تی بھرتی کون ہین اُن کے حال سے آگاہ کرو ملکہ نے
مسکرا کر جواب دیا کہ آپ فقط اتنا ہی سمجھ لین کہ ہم عورتین بہنگام خواہش مراد و تمنائے دلی یہ نیت
کرتے ہین کہ اگر یہ کام ہمارا یا یہ مراد ہماری جلدی سے بر آئے گی تو ہم بی تر تی بھرتی کی نذر دلائینگے
ہمیشہ سُنا ہے کہ اس نیت سے لوگون کی یعنی عورتون کی مرادین بر آئی ہین حالانکہ حاجت روا خداوند عالم و عالمیان
ہے کوئی کیا کسی کی حاجت بر لائے گا مگر یہ طریقہ نسوان ہے عورتین ناقص العقل مشہور ہین جہالت ان کا
شعار معروف ہے مگر سب عورتین ایسی نہین ہین مینے یہ طعام بی تر تی بھرتی کی نذر کا علیحدہ اپنے ہاتھ سے
نہین رکھا ہے یہ اور عورتون نے رکھا ہے اور انھون نے بی تر تی بھرتی سے اپنی مراد دلی کے بر آنیکی
التجا کی ہے وہ سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہین جو میری ہم جلیس ہین یہ کام انھین کا ہے صاحبقران
ملکہ موصوفہ کی باتون پر بار بار مسکرائے خواجہ طیفور اور خواجہ خضران بن عمرو اپنی محبوبہ و معشوقہ
کا نام و ذکر سنکے خوش ہوے اس اثنا مین پھر ملکہ نے کہا کہ اب کیا تامل ہے بسم اللہ ماحضر موجود ہے
نوش جیجے صاحبقران نے فرمایا کہ اکیلے تو ہم یہ کھانا ہرگز نہ کھائینگے تاوقتیکہ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھکر نہ کھاؤ
ملکہ نے عذر کیا صاحبقران نے عذر اُس کا منظور نکرکے کہا اے ملکہ اب شرم و حجاب و خوف و خطر عبث ہے
یہان دشمنون سے کون ہے نہ کوئی شخص یہان ایسا ہے کہ اُس کے لحاظ سے ہمارے ساتھ کھانا کھانے کا تمھین عذر
ہے تمہاری والدہ وغیرہ بھی یہان سے کچھ خیال کرکے چلی گئی ہین کوئی بزرگون سے یہان موجود نہین ہے
پھر اب کس کا لحاظ مانع ہے پردے سے باہر آؤ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤ سرور جنگ نواز و حضور
جنگ نواز کو بھی ہمراہ لیتی آؤ ورنہ خواجہ طیفور کو دیا اور خواجہ خضران بن عمرو تو مدار بھی کھانا
کھانے سے غالبًا انکار کرینگے خدا نے یہ دن دکھایا کہ اسطرح ہمارا یہان آنا ہوا پوشیدہ طور سے ملنے کا
زمانہ گیا ملکہ موصوفہ تقریر امیر کشور گیر سنکے خاموش رہی اُسوقت حضور جنگ نواز و سرور جنگ نواز
وغیرہ دیگر عورتون راز دار نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور مناسب یہی ہے کہ اسوقت صاحبقران کے ساتھ
بیٹھکر آپ بھی غذا نوش فرمائین خاطر صاحبقران ضرور ہے گو آپ شرماتی ہین بجا ہین شرم و حیا مانع ہے مگر مصلحت
وقت یہی ہے کہ عذر و انکار نہ کیجیے شرم و حیا و غیرت کا خیال و عذر نہ کیجیے پردے سے نکلیے جمال
جہان آرا اپنا اپنے مشتاق دیدار کو دکھائیے آپ اُن کے چہرۂ زیبا کو دیکھیے خوش و مسرور ہوجیے خدا کا
شکر کیجیے کہ ایام مفارقت دور ہوگئے زمانہ وصل آگیا اب دن عید رات شب برات کی طرح بسر کیجیے عنقریب
عقد و نکاح آپ کا صاحبقران سے ہوجائے گا آپ کے والد ماجد کو قرینہ قیاس اور شاید کسی کے
اطلاع دینے سے حال آپ کے عشق و الفت کا معلوم ہوگیا ہے اسیوجہ سے وہ یہان سے ہٹ گئے ہین بہانہ

وکیل ضرورت کار سے کیے چلے گئے ہیں مرزا قلیل و فہیم ہیں کچھ نادان و نافہم نہیں ہیں ورنہ
آپ کے والد تنہا آپ کو فقط ہم چند عورتوں کے یہاں چھوڑ کر چلے نہ جاتے ملکہ موصوفہ نے آہستہ جواب دیا
کہ تمھاری تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمکو اپنے چاہنے والوں کے وصل کی خوشی ہے اپنے چاہنے والونکے
پہلو میں بیٹھنا چاہتی ہو اُن کو دیکھنا دکھانا اپنے تئیں تمھیں منظور ہے در پردہ شوق دید تمہیں انھیں کا ہے تمکو
بشارت مژدہ وصل دیتی ہو انھوں نے عرض کیا کہ جب آپ سے صاحبقران کو وصل حصول ہوگا حضور کے
طفیل سے ہم بھی اپنی مراد کو پہونچیں گے ملکہ نے حضور جنگ نواز او بہروز جنگ نواز کی تقریر مندرجہ بالا
سے بظاہر مجبور باطن خواستگار ہمنشینی صاحبقران ہوکر کہا کہ خیر تمھاری خوشی مجکو منظور ہے یہ کہکر پردہ سے
اس طرح باہر آئی کہ جیسے ابر سے ماہ درخشاں اور ہم جلیسیں اس کی مانند ستارہ ہائے درخشندہ کے اس
پریچہرہ کو جو بہزار زیب و زینت آراستہ کی گئی تھی صاحبقران نے دیکھا ایسے محو جمال ہوئے کہ گویا ہمہ تن
تصویر حیرت ہوگئے اسی طور سے خواجہ طیفور گرد یا اور خضران بن عمرو ثانی اپنی اپنی معشوقہ کو دیکھکر
اُس کی زیب و زینت و حسن پر نظر کرکے بیخود ہوئے شوق و اشتیاق وصل نے اجازت دی کہ اب
دیر کیا ہے اغیار سے مکان خالی ہے مگر بوجہ خیال فعل حرام بجبر و صبر ہر ایک نے اپنے تئیں دست درازی
و ہم آغوشی سے باز رکھا خلاف شریعت آگے قدم نہ رکھا لیکن ان کے دیکھنے سے ہر ایک نہایت خوش ہوا
پھر بعد گفتگوے شکوہ و شکایت بسیار ہر ایک عاشق لے اپنی معشوقہ کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھکر بصد
خوشی وہ کھانا تناول کیا بعد ازاں کنیزیں آفتابہ و سلفچی لائیں ہر ایک نے ہاتھ دھویا بعدہٗ تا دیر ہر ایک نے
اپنی اپنی محبوبہ سے آہستہ آہستہ باتیں راز و نیاز کی کیں پھر برسم متعارفہ بیڑہ پان کھاکر ہر ایک
اپنی اپنی محبوبہ سے رخصت ہوکر بیرون محلسرا گیا صاحبقران نے بہ ہنگام دربار کوکب انجم حصاری
پہونچکر دیکھا کہ کوکب انجم حصاری مع اپنے ارکان دولت کے دربار میں بیٹھا ہے ہنوز صاحبقران نے
دربار میں قدم رکھا ہی تھا اور سلام بطریق اہل اسلام کیا ہی تھا کہ کوکب انجم حصاری دیکھتے ہی
صاحبقران کو جواب سلام دے کر تخت سے براے تعظیم سروقد اٹھا بعدہٗ عرض کیا کہ آپ نے قدم رنجہ
کرکے مجکو سرفراز کیا دنیا میں سربلندی و عزت مجکو حاصل ہوئی یہ کہکے کہا کہ بیا اس تخت حکومت پر آپ
جلوس فرمائیں صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ تخت و تاج تمھارا تمکو مبارک ہو ہمیں تخت نشینی کی خواہش
نہیں ہے ہمنے دین اسلام اختیار کیا ہے اس کی خوشی ہمکو تخت نشینی سے بڑھکر ہوئی یہ فرماکر جو دنگل برابر
تخت زرین کے کوکب انجم حصاری نے بصد تکلف بچھوا رکھا تھا اسی دنگل پر صاحبقران کوکب
انجم حصاری کو تخت پر بٹھاکر بیٹھے پھر سب ارکان دولت و حمائل نشان و سپہگان وغیرہ بھی اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے تھوڑی دیر صاحبقران نے دنگل مذکور پر بیٹھکر کچھ باتیں کرکے وقت رخصت سرگوشی میں
کوکب انجم حصاری سے کہا کہ تمھاری دختر نیک اختر نے تو طعام نذر ہمکو کھلا دیا تھے دین اسلام لاکر ہماری
کچھ دعوت و ضیافت معقول نہیں کی کوکب انجم حصاری نے یہ تقریر صاحبقران کی سمجھکر سرگوشی میں
جواب دیا کہ یہ کمترین و ناچیز آپ کی کیا نذر کرے کوئی شے لائق نذر آپ کے نہیں رکھتا ہے الا ارشاد آپ کا
یہ خاکسار سمجھا ہے انشاء اللہ حسب تمنا آپ کے یہ خاکسار وہ شے جو اپنی جان سے زیادہ تر عزیز رکھتا ہے
اُس کو جلد تر نذر کرے گا دعوت و ضیافت بھی آپ کی ہوگی جو آپ چاہتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو حسب دلخواہ
آپ کے اُس کا سامان کیا جائیگا تامل و تاخیر نہ کی جائیگی اطمینان رکھیے صاحبقران کفرستان
گفتگوے کوکب انجم حصاری سنکے خوش ہوے پھر رخصت ہوکر خواجہ طیفور و خواجہ خضران بن عمرو کو

اپنے ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین آگئے دوسرے روز کوکب انجم حصاری نے اپنے وزیر جلیل کو
تخلیے مین طلب کر کے اُس سے کچھ باتین بابت عقد و شادی اپنی دختر کے کر کے بہر آگاہی و اطلاع
ظاہری خدمت صاحبقران مین روانہ کیا صاحبقران کو جو اُسکے آنے کی ہرکارون سے خبر معلوم ہوئی
تھی سرداروں کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُن سرداران لشکر نے جا کر اُس کا استقبال
کیا پھر اُس کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین وارا بن داراب سیمین زرہ مین لائے اُس نے بادشاہ
و صاحبقران کو باادب سلام کیا پھر باشارہ بادشاہ ممدوح دربار مین موافق اپنی عزت کے بیٹھا
صاحبقران نے بایماے بادشاہ سبب آنے کا پوچھا اُسنے بخندان پیشانی باادب عرض کیا کہ یہ کمترین
مژدہ شادی لیکر آیا ہے مبارک ہو کہ آپ کو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے سہر داماد ی تجویز کیا ہے ارادہ
ہمارے بادشاہ کا یہ ہے کہ بہت جلد شادی مذکور کرے مجکو واسطے اطلاع و آگاہی کے آپ کی خدمت عالی
مین بھیجا ہے لہذا آپ بھی سامان شادی سے غافل نرہین ہمارا بادشاہ بھی سامان شادی مین مصروف ہے
اپنے ملازمون کو حکم دیدیا ہے کہ جملہ اسباب و سامان شادی نہایت حسن و خوبی سے مہیا و فراہم کیا جاے
خیرخواہ دولت انتظام شادی مین سرگرم ہین در خزانہ سلطانی وا ہے بیشمار زر سامان شادی مذکور مین
صرف ہو رہا ہے عنقریب یہ رسم انجام ہونے والی ہے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ جملہ اہل دربار یہ خوشخبری
عقد و نکاح و شادی سنکے از حد شادمان ہوے اسی عالم خوشی مین حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے وزیر
مذکور کو خلعت فاخرہ دیا گیا وزیر مذکور خلع خلعت فاخرہ ہو کر رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین گیا بعدہ
جو کچھ اُس نے کہا تھا اور جو کچھ دربار بادشاہ مین دیکھا تھا تمام و کمال اپنے بادشاہ سے عرض کیا کوکب
انجم حصاری نے وزیر مذکور سے کہا کہ جلد اپنی حسن تدبیر سے اس شادی کا ایسا سامان و انتظام کر
کہ شاہان روزگار و سلاطین ذی وقار سے کسی نے نہ کیا ہو اور میرا ابھی یہی ارادہ ہے کہ یہ شادی ایسی کرون گا
کہ کسی بادشاہ نے اپنی دختر کی شادی ایسی دھوم سے نہ کی ہوگی اور نہ کوئی شاہان روزگار سے کبھی
کرے گا کیونکہ مین بجز ایک دختر کے کوئی دوسری دختر و فرزند نہین رکھتا نہ اب امید ولادت اولاد کی
ہے زر چند خزانے کا اسی شادی مین صرف کرنا مقصود ہے بلکہ فکر زر دیگر ہے عمال سے بذریعہ پروانہ جات
زر کثیر طلب کیا جائے گا غالبًا علاقون سے زر کثیر آ جائے گا وہ بھی اسی شادی مین صرف کر دیا
جائے گا زمانہ میری جوانی کا گذر گیا وقت پیری آگیا ہے امید ترقی حیات نہین ہے نہین معلوم کہ سال آئندہ
تک یا ماہ آئندہ تک زندہ رہون یا نرہون لہذا حوصلہ اپنے دل کا نکالون گا موافق اپنی لیاقت و
مرتبے کے یہ شادی کرون گا دیکھنے اور سننے والون کو حیرت و تعجب ہوگا خصوصًا سلاطین جہان کو رشک
حسد ہوگا تجکو معلوم ہے کہ بیشمار روپیہ خزانے مین سب روپیہ صرف کرون گا زر خزانہ ہاے مذکور سے
ایک حبہ بھی ایک خزانہ بھی باقی نرکھون گا تمام و کمال زر مذکور اسی شادی مین صرف کر ونگا دیکھو
کہ تو کیسا انتظام کرتا ہے وزیر مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین گے جیسا انتظام یہ خیرخواہ
حسب دلخواہ حضور کرے گا کوکب انجم حصاری نے کہا کہ ہان اے وزیر خوش تدبیر انتظام کرنا تیرا کام ہے
جسقدر روپیے کی ضرورت ہو ہمارے خزانہ ہاے عامرہ سے لے یہ فرما کر موافق خواہش و طلب وزیر مذکور
کئی کرور روپیہ بالفعل خزانون سے دیے گئے وزیر مذکور وغیرہ دیگر ارکان دولت سامان و انتظام
شادی مین مصروف ہوے بادشاہ مذکور بھی بنفس نفیس خود ظروف اسباب و سامان فراہم
کرنے مین سرگرم ہوا اُدھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی جانب حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے

سرداران سپاہ و شاہان ہفت ملک و دیگر اشخاص نے فراہمی اسباب شادی کا سامان بہت جلد کرنا شروع کیا بعد چند روز کے کوکب انجم حصاری کی جانب سے مانجھا اس تزک اور دھوم سے آیا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوئی سننے والون کو تعجب ہوا بلکہ فلک پیر سامان جلوس و صدائے نوبت و نقارہ و دہل و شور جلاجل و بوق و شہنا وغیرہ و کثرت جلوس سپاہ کثیر و زیادتی فیل و شتر قطار در قطار و دیگر جلوس بجلہ و نقرئی جواہر کار چوکے و ابریق نقرئی و طلائی و کثرت سواری زنان مانند ہزار در ہزار قفس و ساکپیاں و محافہ زرین دیکھکر حیران ہوا اور جھک کر بچشم غور و تعجب نگران ہوا اگا رزمین بھی کثرت اسپ و فیل و شتر و مردم جلوس سے بیقرار و بیچین ہوئی باجون کی آواز سے گوش انسان و حیوان گویا کر ہوگئے شور شناعت و انواع و اقسام کے باجون کا تا گنبد فلک پہونچا کہان تک مفصل حال جلوس و نوبت و نقارہ و شادیانۂ انتظامی اس رسم مذکور کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ ایسا مانجھا ایسی دھوم اور ایسے جلوس اور ایسے انتظام اور ایسے ہزارہا باجون کے شور و غل سے کسی شاہان گذشتہ و موجودہ نے نہ بھیجا ہوگا اور ایسا زر و جواہر نثار سنا ہوگا غربا و مساکین کو لوز رسم مذکور کسی نے شاہون سے کبھی ایسا زر کثیر خیرات نہ کیا ہوگا اور جس خوبی و حسن انتظام سے یہ مانجھا بھیجا گیا ایسا کبھی کسی بادشاہ نے اور اُسکے وزرا وغیرہ ارکان دولت و اعیان مملکت نے انتظام نہ کیا ہوگا جب ایسے تزک اور دھوم سے مانجھا لشکر اہل اسلام مین پہونچا اورون کا کیا ذکر خود بادشاہ لشکر اہل اسلام سامان و جلوس و کثرت سپاہ وغیرہ پر نظر کرکے حیران ہوئے اور آہستہ شاہان ہفت ملک وغیرہ سے فرمایا کہ ہکو اس تزک سے مانجھا آنے کی امید نہ تھی بلکہ خیال بھی نہ تھا کوکب انجم حصاری بادشاہ عالی ہمت و حوصلہ ہر خیر ادھر سے بھی رسم ساچق وغیرہ اور برات بھی اس مانجھے کے جلوس و سامان و تزک سے بدرجہا بہتر کی جائے گی اس تزک سے برات جائے گی کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے گی بلکہ خود کوکب انجم حصاری بجائے خود مقر ہوگا کہ جس دھوم سے اور تزک سے اُس جانب سے یعنی صاحبقران کی طرف سے رسوم شادی کی ہوئی مجھسے بہ نسبت اُن کے مانجھا نہ بھیجا گیا شاہان ہفت ملک وغیرہ سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے جیسا فرمایا ہے انشاء اللہ ویسا ہی ہوگا بلکہ اُس سے بہتر اور زیادہ سامان ہوگا ابھی یہ باتین تھین کہ سواریان بعد مانجھا آنے کے بارگاہون اور خیام مین اترنے لگین بعد اترنے سواریون عورتون کے نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو روبرو اُن عورتون کے رقص و نغمہ کرنے لگین غزلین وغیرہ گانے لگین ازانجملہ ایک مطربۂ خوبرو و خوش گلو نے یہ غزل روبروے زنان مذکور شروع کی۔

غزل

مین اگر رنگ لب اس گلعذار ان دیکھون
کبھی اے لعل بدخشان دیکھون

گر ہے آئینہ رخ قاتل پہ لگا کر گیسو
وقت بھی اُس کا رخ تابان دیکھون

چشم محبوب پہ عاشق تو ہوا ہون لیکن
کیا دکھائے مجھے یہ گنبد گردان دیکھون

حشر پہ وعدۂ دیدار وہ بت رکھتا ہے
یا خدا جلد رخ مہر درخشان دیکھون

چشم جانان کا بصد ناز اشارہ ہے یہی
کیون مین اُلفت سے سوئے عاشق گریان دیکھون

وہ پری غیر کو نت تم نہ صبے سامنے
مہر اُسکے نہ مین رشک سلیمان دیکھون

داغ کے مرسے رونے پہ کسی کا ہنسنا
گل کو مین گریۂ شبنم پہ جو خندان دیکھون

دل مین مردہ نہون ارمان پہ جگر گھستا ہے
اپنے پہلو مین نہ مین گنج شہیدان دیکھون

زنان مذکور اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہونے لگین اکثر عورتین اُسکو جواہرات و اشرفیان انعام مین

دینے لگین یہان تک کہ جب تک اُس مطربہ نے تمام وکمال اشعار مندرجہ غزل بالحان خوش گا لیے اسقدر جو
جواہر و زر اُس کو عورتون نے خوش ہوکر انعام مین دیا کہ وہ مالا مال ہوگئی اُس سے اور اُس کی ہمراہی
عورتون ساز بجانے والیون سے بھی وہ زر و جواہر اُٹھ نہ سکا آخر کار بہزار تدبیر وہ تمام زر و جواہر لے کر
بزم عشرت سے علیحدہ گئی بعد اُس کے جانے کے اور ایک مطربہ خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح
ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین جہان جہان وہ عورتین جو ہمراہ مانجھے کے آئی تھین روبرو اُن کے نازنینان خوبچہرہ
رقص و نغمہ کرنے لگین وہ عورتین گانا اُس کا سننے ناچنا اُن کا مشاہدہ کرکے شادمان ہوکے زر کثیر انعام
مین دینے لگین خصوصًا وہ زن خوبرو جو پرشتہ کی بہن ملکہ ناہید ہلال ابرو کی تھی سب عورتون سے
زیادہ تر انعام دینے لگی تا دیر نوبت راگ رنگ رہا صداے سازہاے رنگارنگ بلند رہی گلرخان خوش گلو
بالکین آخر کار صاحبقران سلطان کشورستان کو بارگاہ مین بعد پردہ ہونے کے طلب کیا خواہر مذکور ملکہ
ناہید ہلال ابرو نے اپنے ہاتھ سے حسب دستور کلائی مین صاحبقران کی کنگنا باندھا پوشاک زرین
و جواہر کار برنگ زرد پہنائی زیور رنگ بھی مانند ہار بدھی وغیرہ کے پہنایا دیگر رسوم بھی ہوئی اُسوقت اُس جگہ
ایک مطربہ نے مبارکباد گانا شروع کی وہ نازنین اس حسن وخوبی سے مبارکباد گائی کہ سب عورتین
سننے والیان خوش ہوئین بہت انعام اُس کو دیا بعد کنگنا باندھنے اور مانجھا پہنانے کے اور رسوم
ادا کرنے کے وہ سب عورتین فنسون مین اور محافون مین سوار ہونے لگین جب سب عورتین سوار ہو چکین
جس تزک اور جلوس سے مانجھا وہ لے کر آئی تھین اُسی جلوس سے واپس گئین کوکب انجم حصاری کی
زوجہ نے اپنی دختر کو از حد خوشی سے مانجھے بٹھایا کنگنا اُس کی کلائی مین باندھا گیا پوشاک متعارف زرد رنگ
شاہانہ اُسے پہنائی گئی محلسرا مین بھی نازنینان خوبرو و خوش گلو دربر و زوجہ کوکب انجم حصاری و ملکہ
ناہید ہلال ابرو کے رقص و نغمہ کرنے لگین ناچ گانا ہونے لگا شور مبارکباد کا تا گنبد فلک پہونچا محلسرا
مہمان عورتون سے مملو تھی بلکہ کئی مکانات شاہی جو نہایت وسیع تھے زن و مرد سے بھرے تھے علاوہ
اس کے صدہا بارگاہین اور خیام ایستادہ تھے اُن مین مہمان فروکش تھے دعوت و ضیافت و مہمانداری
نہایت خوبی سے سب کی ہونے لگی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر یہ شادی و مراسم شادی بہ تفصیل و طوالت
سے تحریر کیے جاوین تو بہت طول ہوگا لہذا اختصار پسند طبع ناظرین کے خیال سے خلاصہ و مختصر حال شادی
و عقد رقم کیا جاتا ہے کہ بعد رسم مانجھے کے و دیگر رسوم طرفین دولہ دلہن والون کے برات ایسے جلوس
و سامان سے خانہ عروس کی طرف روانہ ہوئی کہ دیکھنے والون اور منصف مزاجون نے باہم کہا کہ بہ نسبت
جلوس و تزک اس برات کے جلوس و تزک مانجھے کا کچھ بھی نہ تھا جب ایسے جلوس سے صاحبقران
و جملہ سرداران سپاہ و بادشاہ داراین داراب سیمین ذرہ قریب تر خانہ عروس کے پہونچے
کوکب انجم حصاری جلوس وغیرہ پر نظر کرکے خود متفکر ہوا کہ مین نے مانجھا ایسے سامان و جلوس سے
نہین بھیجا تھا جیسے سامان و جلوس و خدم و حشم و تزک و شان و شوکت سے یہ برات آئی ہے غرضکہ
جو مکانات شاہی قبل سے آراستہ فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے پیراستہ کیے گئے تھے اُنھین مین براتی
فروکش ہوے بزم عشرت مین بھی اکثر سرداران سپاہ و سلاطین و شاہزادگان و شاہان ہفت ملک
علے قدر مراتب دنگلون کرسیون زرین پر قریب مسند صاحبقران بیٹھے نازنینان خوبرو سامنے صاحبقران
کے رقص و نغمہ کرنے لگین جملہ اہل بزم شادی ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے اُن مین سے ایک مطربہ
حسین و جمیل و خوش آواز نے یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

شب وصلت نہ وہ گر پردہ فلک جاتا تو کیا ہوتا ۔ مرے دل سے جو اک ارمان نکلتا تو کیا ہوتا
عبث اے دوستو ماتم میں میرے گریہ کرتے ہو ۔ سوئے ملک عدم بالفرض گر جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے ۔ اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیوں لیتے متاع حسن یار حسن کا ۔ درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھجک کر کہہ کہ میرا یار یہ بولا ۔ کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم سننے لگے عاشقانہ طبع اشعار عاشقانہ سنکر بیحد خوش ہوکر بجاے خود تعریف خوش گلوئی مطربہ و شاعرہ کے اشعار کی کرنے لگے مطربہ مذکورہ تا دیر رقص و نغمہ کیا کی پھر کیے بعد دیگرے نازنینان مہجبین ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکر ناچنے گانے لگین اہل محفل سننے لگے آخر کار بعد رسالت و قبول اہل عالم نے بزم عشرت میں بساعت نیک و سعید بعینہ عقد صاحبقران پڑھا بعد عقد و نکاح ہوجانے کے نازنینان مذکور مبارکباد گانے لگین بار بار انعام کثیر لینے لگین بعد اختتام جلسہ عشرت و عیش و نکاح حسب الطلب صاحبقران داخل محلسرا ہوے رسوم عورتون نے شادی کے ادا کیے پھر صاحبقران نے ملکہ مذکورہ کو آشنا کرکے فرزند میں سوار کیا کوکب انجم حصاری نے بطریق جہیز اسقدر زر و جواہر و اسباب مال و متاع دیا کہ تفصیل اس کی ہو نہیں سکتی لشکر برات رخصت ہوئی بکاشانہ انجم حصاری سے ایک مکان نہایت آراستہ میں برات اتری اپنی صاحبقران نے ملکہ ناہید جلال ابرو کو تخت زرین سے اسی مکان میں اتارا جب وہ روز بسر ہوا ہنگام شب صاحبقران نے پاس ملکہ ناہید جلال ابرو کے جاکر بخاطر دل حاصل کیا تمناے حضرت طالب و مطلوب برآئی غنچہ ہاے قلوب شگفتہ ہوے اور راوی دیگر نے یون بیان کیا ہی کہ عقد و نکاح صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید جلال ابرو کے بہ رسم و قاعدہ ملک عرب ہوا نہ بقاعدہ و رسوم ہندوستان ہوا جیساکہ لکھا گیا ہی غرض بہرطور عقد و نکاح ہوا بعد عقد ہونے صاحبقران کے سرور جنگ نوازت سے عقد خواجہ جعفران کا ہوا اور رعفور جنگ نوازت سے خواجہ طیفور رگرد کا عقد ہوا یہ دونون بھی اپنی اپنی محبوبہ و زوجہ سے ہم بستر ہوے صبح کو صاحبقران و خواجہ طیفور رگرد و خواجہ جعفران بن عمرو تا فی داخل حمام ہوے بعد غسل کرنے کے پوشاکین نفیس و عمدہ پہنکر حمام سے باہر آئے صاحبقران وہر دو خواجہ مذکور دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں گئے صاحبقران بعد سلام کرنے کے اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور رگرد و خواجہ جعفران بھی بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کرکے کرسیون پر بیٹھے اسی اثنا میں کوکب انجم حصاری آیا صاحبقران نے دیکھکر اب اپنا خسر اور بزرگ تصور کرکے سلام کیا اس نے دعاے طول عمر و ترقی اقبال دے کر کہا اب تو میری یہ خوشی ہی کہ میرے تخت پر تم بیٹھو اور حکمران ہو میں نے بخوشی تمام ملک و مال و خزانہ وغیرہ بھی دیا صاحبقران نے تخت نشینی سے انکار کیا ناظرین ملتفت ہون پوشیدہ نہ ہو کہ ایک ساحر مسمی معین جادو ساکنان طلسم زلزلہ سے بحسب اتفاق وہ کسی ضرورت سے سوے انجم حصار آیا تھا یا فرستادہ بادشاہ طلسم زلزلہ تھا برائے دریافت خبر انجم حصار میں آیا تھا اس نے سب کی نظر سے پوشیدہ ہوکر تمام حالات اپنی آنکھ سے دیکھے خصوصاً مسلمان ہوکر کوکب انجم حصاری کا صاحبقران کو بلانا امیر کشورگیر کا محلسرا میں جاکر ہمراہ ملکہ کے کھانا کھانا پھر شاہ انجم حصاری کا اپنے وزیر کو دوبارہ خدمت صاحبقران میں بھیجنا پھر اپنی دختر کا عقد کرنا صاحبقران سے اور براے تخت نشینی و فرمانبرداری صاحبقران سے کہنا

اور اُن کا تخت نشینی سے انکار کرنا بجانب سمت طلسم زلزلہ روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب تحریر
کیا جائے گا الحاصل ابھی صاحبقران کشورستان وغیرہ و خواجہ مذکور دربار مین بیٹھے تھے دربار آراستہ
تھا فرامرز ثانی بھی دنگل پر بیٹھا ہوا تھا اکبر شاہ و شہریار اہل دربار سے صاحبقران سے یہ کہہ رہے تھے
کہ مبارک ہو آپ کا عقد و نکاح دختر کوکب کا بہم حضار سے ہوتا ہے صاحبقران جواب مین ان کے کچھ کہنا
چاہتے تھے کہ ناگاہ ایک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا فی الفور واسطے دریافت حال کے ہرکارے روانہ
ہوئے بعد دو ساعت کے ہرکارون نے آ کر روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالیمقام
حاضر ہو کر بصد ادب یہ عرض کیا کہ اس وقت ایک سوداگر مسمی طہماس رومی مال و اسباب کثیر و
بیش بہا انواع و اقسام کا بغرض تجارت ہمراہ قافلے کے ادھر آیا ہے یہان سے آگے قافلہ
اُس کا اترا ہے لوگ خیمے میں ہے اور یہ بھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ تاجر مذکور اپنے ملک و شہر
سے روانہ ہو کر اکثر شہرون مین مال و اسباب اپنا فروخت کرتا ہوا اور خریدتا ہوا غالباً شہر گیا تھا
وہان سے اس طرف آیا ہے صاحبقران نے اپنے بادشاہ سے یہ خیال کہ تاجر مذکور سے حال
صاحبقران ثانی و صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک و جملہ شاہزادون کا کہ وہ سب
خانہ کعبہ اور حوالی خانہ کعبہ مین ہین دریافت ہوگا و نیز مال و اسباب تجارتی بھی اُس کا خرید کرنا
مطلوب ہے ہرکارون سے فرمایا کہ اُس تاجر کو مع تمامی مال و اسباب اُس کے ہمارے روبرو لاؤ
ابھی جا کر اُس کو بلا لاؤ ہرکارے روانہ ہوئے بعد قطع راہ تاجر مذکور جس جگہ اُترا تھا پہونچے اُس
سوداگر سے کہا کہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہے تمام مال و اسباب
تم اپنا ہمراہ اپنے لے چلو شاید کل مال و اسباب تمہارا بشرط پسند صاحبقران لے لین سوداگر
مذکور ہرکارون سے تقریر اُن کی سُنکر اُسی وقت وہان سے مع تمامی مال و اسباب و غلام و کنیزون
و شترون کے چند در چند کشتیون مین تحائف نفیس و نادر مانند جواہرات وغیرہ کے براے نذر
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام رکھکر کشتی پوش نفیس ہر ایک کشتی پر ڈال کر اپنے
غلامون وغیرہ کے سرون پر اُن کشتیون کو رکھکر اُس جگہ سے روانہ ہو کر قریب بارگاہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام آکر فروکش ہوا پھر وہ کشتیان اپنے ساتھ لے کر ہمراہ ہرکارون کے تنہا در بارگاہ پر پہونچا
بعد حصول اجازت اندر بارگاہ کے گیا بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بطریق اہل اسلام
اُس دیندار نے سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر باشارۂ بادشاہ اشارہ بیٹھنے کا کیا تاجر مذکور موافق
اپنی عزت کے ایک کرسی پر روبروے بادشاہ و صاحبقران و کشتیان تحائف کی نذر دے کر بیٹھا بادشاہ و
صاحبقران نے نذر اُس کی قبول کی بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے کس
شہر سے یہان آئے ہو مال و اسباب تجارتی تمہارے پاس کس کس قسم کا ہے فہرست قیمت مال و اسباب تم
اپنے ساتھ لائے ہو یا نہین اُس نے عرض کیا کہ اسم اس خاکسار ذرہ بیمقدار کا طہماس ہے چونکہ روم وطن ہے
اسوجہ سے خاص و عام اس نحیف کو طہماس رومی کہتے ہین اپنے وطن سے مال و اسباب تجارتی لیکر اونٹون پر
بار کر کے بہت سے ملازمون اور غلامون کو اپنے ہمراہ لے کے ساتھ قافلہ تاجرون کے بغرض تجارت سمت
شہر طوفانیہ پہلے گیا تھا وہان کے بادشاہ و حاکم کا نام طوفان ارزق چشم ہے جب اُس کی عملداری مین پہونچا
اور اسکو قافلہ تاجرون کے آنے کی خبر معلوم ہوئی فی الفور اُس نے طلب کیا فدوی اور دیگر تاجرون نے
روبرو اُس کے جا کر بصد ادب و قاعدہ سلام کر کے نذرین دین کشتیان مال و اسباب نادر و نفیس کی

پیش کین اُس نے نذر قبول کر کے پوچھا کہ تم سب تاجر کہان سے آئے ہو مذہب تمھارا کیا ہی ہم سب نے نام بتا کر عرض کیا کہ ہمارا دین اسلام ہی ہم سب تاجر مسلمان ہین یہ سُنکے وہ بادشاہ نہایت برہم ہوا اور چین بجبین ہو کر کہنے لگا کہ اے تاجرو آگاہ ہو کہ بادولت دشمن جان اہل اسلام ہین دیگر خداوندون کی پرستش کرتے ہین خونریزی اہل اسلام مباح جانتے ہین لشکر ہمنے بحد و بے شمار واسطے قتل و خونریزی اہل اسلام کے خصوصًا بادشاہ لشکر اہل اسلام و ارابن و اراب سیمین زرہ و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور اُسکے سرداران سپاہ و جملہ سواران لشکر کے فراہم کیا ہی اور بکثرت سرداران سپاہ رشک رستم و سُہراب و فرامرز و گیو و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانون کے جمع کیے ہین سامان جنگ مہیا کیا ہی اور کمر بستہ ہین عنقریب ہمارا ارادہ ہی کہ یہان سے ہم بجمعیت سپاہ بے شمار و کثیر و تمامی سرداران سپاہ بے نظیر برائے مجادلہ و مقابلہ بادشاہ و صاحبقران موصوفین روانہ ہون اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ لشکر اُن کا جانب انجم حصار و طلسم زلزلہ فروکش ہی اُنھون نے ہمارے آبا و اجداد کو بے خطا و قصور قتل کیا ہی خون اُن بے گناہون کا بہایا ہی اُن کے لشکریون نے مال و اسباب لوٹا ہی ہمارے بزرگ اور عزیز دار عورتون کو اسیر کیا ہی اُن بے گناہون کے خون ناحق کا ہمین اُن سے انتقام لینا ہی اسیواسطے ہمنے لشکر بے حد و بے شمار اور سرداران سپاہ وحید عصر و یکتائے روزگار ایک مدت دراز مین جمع کیے ہین صاحبقران کو سُنا ہی کہ اپنی قوت و شجاعت پر بہت ناز و غرور ہی اور اپنے سرداران سپاہ اور کثرت مردان لشکر پر نہایت نخوت و تکبر ہی تو سہی جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ اُن کو اور اُن کے تمامی مردان لشکر کو تہ تیغ نہ کرون اور اُن سب کے خون سے زمین عرصہ جنگ کو رنگین نکرون اُنھون نے اپنا شعار یہ کیا ہی کہ فوج کثیر اور کچھ سردار قوی بازو فراہم کر کے داراب و اراب سیمین زرہ کو برائے نام اپنے لشکر کا بادشاہ کر کے ہر طرف لشکرکشی کرنا اختیار کیا ہی جو سلاطین روزگار اہل اسلام نہین ہین اُن سے جا کر وہ مقابلہ و مجادلہ کرتے ہین خونریزی بندگان خداوندان مباح جانتے ہین اگر اُن سے شکست کھا کر یا خائف و ترسان ہو کر بادشاہان غیر اہل اسلام نے دین اسلام قبول و اختیار کر لیا اور کلمہ پڑھکر جادہ دین اسلام پر قدم رکھا تو اُن کو وہ قتل نہین کرتے ہین چھوڑ دیتے ہین اور جب بادشاہ وغیر بادشاہ نے دین اسلام کے اختیار کرنے سے انکار کیا ہی اُن کو اُنھون نے قتل و تباہ و برباد کر دیا ہی چنانچہ بہت سے ملک و شہر اُنھون نے اسلام آباد اسی طور سے کیے ہین ہمارے آبا و اجداد کو بھی اُنھون نے چاہا تھا کہ دین اسلام اختیار کرین لیکن اُنھون نے اپنا دین آبائی ترک نہ کیا اس خطا پر اُن کو اُن کے آبا و اجداد نے قتل کیا ہی اور یہ بھی مثل اپنے آبا و اجداد کے غیر مذہب والون کو قتل و ہلاک کیا کرتے ہین غرضکہ طریقہ و شعار اپنا خونریزی غیر مذہب اختیار کیا ہی یہ فعل اُن کا اچھا نہین ہی انجام اس کا اُن کے حق مین اچھا نہوگا تم سب اگر زندہ رہوگے تو سُن لینا کہ ہمنے اپنے آبا و اجداد کی خونریزی کا کیسا اُن سے انتقام لیا چونکہ تم سب تاجر ہو اور ہمارے شہر مین واسطے تجارت کے آئے ہو باین خیال ہم تم سب کو قتل نہین کرتے ہین اگرچہ تم بھی مسلمان ہو لہذا ہم تم کو حکم دیتے ہین کہ دو تین روز کی مدت مین ہمارے شہر اور ہمارے قلمرو سے نکل جاؤ صورتین اپنی ہمین نہ دکھاؤ کیونکہ ہمکو اہل اسلام کی صورت دیکھنے سے نہایت غصہ آتا ہی اور بغیر قتل کیے ہمین چین نہین آتا ہی اگر تم سب خلاف ہمارے حکم کے عمل کروگے تو یہ سمجھ لو کہ یہان سے زندہ نجاؤگے تمام مال و اسباب بھی تمھارا لوٹ لیا جائیگا تم سب کو تہ تیغ آبدار کیا جائیگا اے صاحبقران کشورگیر یہ تقریر اُس بادشاہ بے دین و بے ایمان کی ہم سب سنکے خوف سے کانپنے لگے بخوف جان و مال کچھ جواب

اُسکو نہ سے سکے بجز اسکے کچھ نہ کہہ سکے کہ اے بادشاہ عالی جاہ ہم ہرگز خلاف حکم حضور نکرینگے آج ہی یہان سے کوچ کرینگے یہ کہکے اُس بیدین و بے ایمان کے دربار سے باہر آکر ایکدم بھی توقف نکرکے اسباب و مال و متاع ہم سب نے اونٹون پر بار کرکے اُس شہر سے کوچ کیا اثنائے راہ مین شہر کی سیر کی شہر کو نہایت آباد پایا لیکن کسی مسلمان کو وہان نہین دیکھا جملہ زن و مرد کو کافر ہی پایا اتفاقاً قافلہ ہمارا اُس طرف سے گذرا جس طرف اُس بادشاہ نابکار کا لشکر فروکش تھا کمترین نے بچشم خود دیکھا کہ لشکر اُس کا واقعی بہت بڑا ہے مردمان سپاہ نے حد و بے شمار نظر آئے منزلون تک خیام و بارگاہین ایستادہ دیکھین چند سرداران سپاہ کو بھی دیکھا کہ وہ دیوصورت و عفریت پیکر تھے اُن کے دیکھنے سے دل کو ایک اضطراب ہوا وہان سے بعجلت تمام بخوف جان و مال روانہ ہوئے منزل پر بھی پہونچکر شب کو قیام نہ کیا تھوڑی دیر توقف کرکے پھر کوچ کیا شب و روز برابر رہروی کرکے کئی روز مین اُس کی عملداری سے نکلے پھر ایک جگہ کئی روز تک مقام کیا وہان کے بادشاہ نے کچھ مال و اسباب ہمسے خرید کیا پھر ہم وہان سے ہمراہ قافلہ کے جانب خانہ کعبہ کے گئے حج سے مشرف ہوئے مال و اسباب بھی بہت بدست حجاج وغیرہ فروخت کیا اور بہت مال و اسباب تجارتی وہان سے خرید بھی کیا صاحبقران ثانی کی خدمت عالی مین بھی ہم گئے تھے فضل خدا سے وہ مع الخیر ہین اور تمامی رفقا و سرداران سپاہ و جملہ شاہزادگان ہمراہی اُن کے وہ بھی مع الخیر ہین اُن جناب نے بھی ہمسے اور ہمارے ساتھ والے تاجرون سے بہت مال و اسباب خرید کیا تھا اور بلطف و مدارا ہمسے پیش آئے تھے پھر ہم سب وہان سے بارادہ تجارت اس طرف روانہ ہوئے حوالی خانہ کعبہ کے قریب شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث کی خدمت عالی مین حسب الطلب ہم سب کا جانا ہوا دیکھا کہ صاحبقران موصوف مع اپنے جملہ سرداران سپاہ و شاہزادگان عالی مقام و خواجہ عمرو ثانی کے زندہ و سلامت ہین لیکن وہان غلہ و اجناس کی قلت ہے گرانی غلہ نہ زیادہ ہے ہر ایک برنا و پیر اعلی و ادنی مبتلائے بلائے گرانی غلہ ہے ہر چند کہ آبادی زیادہ ہے اور غلہ بھی پیدا ہوتا ہے مگر ارزان فروخت نہین ہوتا ہے حاکم اُس سرزمین کا اگرچہ اہل اسلام سے ہے لیکن کچھ توجہ حال رعایا پر نہین کرتا ہے بابت ارزانی غلہ و اجناس کے کوشش بلیغ نہین کرتا ہے اسیوجہ سے ہر ایک شخص وہان پریشان حال دکھائی دیا المدعا جب ہم صاحبقران ثالث کے روبرو گئے باادب تمام ہم سب نے سلام کیا اُن جناب نے ازراہ بندہ پروری و ذرہ نوازی و عزت افزائی ہم سب کو قریب اپنے بٹھایا بعدہٗ سامان دعوت و ضیافت ہم سب کا اُن کے ملازمون نے اُن کے اشارہ سے کیا کئی روز تک اُن جناب نے ہم سب کو اپنا مہمان کیا اغذیہ لطیف و آب سرد سے ہمکو اور ہمارے ہمراہیون کو سیر و سیراب کیا باوجود گرانی غلہ کے کچھ بھی خیال صرف زر کثیر کا نہ کیا بعد کئی روز کے ہمسے پوچھا کہ تمہارے پاس مال و اسباب تجارتی کیا کیا ہے ہمین دکھاؤ ہم سب نے بعد چند در چند تحائف کے دینے کے جملہ مال و اسباب بیش بہا و بیش قیمت ہر قسم کا پیش کیا اُن جناب نے اور اُن کے رفقا نے مال و اسباب مذکور سے جو کچھ پسند ہوا وہ ہمسے خرید کیا قیمت مال و اسباب ہم سب کو دی بعد ازان ہمین آمادہ سفر پاکر پوچھا کہ اب تم سب کا ارادہ کس طرف جانے کا ہے اس کمترین نے اور ہمراہیان کمترین نے دست بستہ التماس کیا کہ ہم سب کا ارادہ جانب انجم حصار جانیکا ہے سنا ہے کہ اُسی طرف لشکر صاحبقران رابع یعنی سلطان کیوان شکوہ کا فروکش ہے اُن جناب کے لشکر مین اثنائے راہ مین مال و اسباب بیچتے اور خریدتے ہوئے ضرور جائینگے ہمکو امید قوی ہے کہ تمام مال و اسباب ہمارا اور ہمارے ہمراہی تاجرون کا وہ جناب معلی القاب عالی ہمت والا منزلت شجاع و بہادر

وبخیب الطرفین شرافت مآب عالی جناب خرید کرلین گے نفع کثیر ہوگا یہ سنکے اُن جناب نے ارشاد کیا
کہ اگر قصد مصمم تمہارا جانب لشکرگاہ صاحبقران رابع ہی تو ایک نامہ ہمارا لیتے جاؤ اُن کو دیدینا
اور جو کچھ تم نے یہان کا حال دیکھا ہی زبانی بھی کہدینا یہ فرماکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھکر اس حقیر کو دیا
یہ نحیف نامہ لیکر اُن جناب سے رخصت ہوکر مال و اسباب اشترون پر بار کرکے وہان سے اسطرف
روانہ ہوا اثناے راہ مین جا بجا مال و اسباب فروخت کرتا ہوا اور انواع و اقسام کا مال و اسباب
خرید کرتا ہوا کوچ و مقام کرتا ہوا راہ دور و دراز طے کرتا ہوا اس سرزمین پر آیا ہی تھا کہ حسب الطلب
حضور حاضر دربار ہوا یہ کہکے وہ نامہ اور فرد اسلیے مال و اسباب مع قیمت لکھی ہوئی پیش کی
صاحبقران کشورستان نے نامہ و فرد مال مذکور کو تاجر مذکور سے لیکر نامے کو حوالے میر منشی کے
کرکے ارشاد کیا کہ اس نامے کو وا کرکے باآواز بلند پڑھو تاکہ جملہ اہل دربار عبارت نامہ ہذا سے آگاہ
ہون میر منشی مذکور نے نامے کو لفافے سے نکال کر باآواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد القاب و آداب کے
عبارت و مضمون جانب صاحبقران ثالث سے بعد دعا و سلام کے صاحبقران رابع سلطان
کیوان شکوہ کو لکھا تھا کہ ہم یہان بعنایت خالق کون و مکان بصحت و عافیت ہین مشتاق تمہارے
دیکھنے کے ہین اور تمام رفقا و شاہزادگان و سرداران بھی سپاہ ہمارے مع الخیر ہین سب کی جانب سے
درجہ بدرجہ بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمام شاہزادون اور سرداران سپاہ کو تسلیم و سلام دعا
پہونچے خصوصاً شاہزادہ ایرج نوجوان و شاہزادہ نورالدہر و شاہزادہ عین الزمان و
شاہزادہ نورالزمان کی طرف سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ شاہزادون
و سردارون کو درجہ بدرجہ تسلیم و سلام و دعا پہونچے اس نامے کے دیکھتے ہی اگر ممکن ہو تو اپنے تئین
ہم تک پہونچاؤ کہ اشتیاق دید بہت ہی بعد اس عبارت کے یہ عبارت جانب خواجہ عمرو ثانی خواجہ خضران
کو تحریر تھی کہ اے فرزند دلبند ہمنے تمکو یہان سے محض اسواسطے لشکر صاحبقران رابع مین روانہ کیا تھا
کہ طیفور گرد پا کو طریقہ فن عیاری تعلیم کرو تمنے وہان جاکر نہایت دیر لگائی لہذا بمجرد دیکھنے ہماری اس
تحریر کے وہان سے روانہ ہوکر اپنے تئین ہم تک پہونچاؤ تاکیداً تمکو لکھا گیا ہی زیادہ دعا اور ہماری طرف سے
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ اہل دربار کو علے قدر مراتب و مناسب تسلیم و سلام و
دعا پہونچے جب نامہ مذکور تمام و کمال میر منشی پڑھ چکا خاموش ہوا پھر وہ نامہ حوالے صاحبقران کیا اُسوقت
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران رابع و جملہ شاہزادگان و تمامی سرداران سپاہ نے آہستہ آہستہ
رفقاے صاحبقران ثانی و شاہزادگان مرقوم کے سلام کا جواب دیا پھر ہر ایک نے ان سب کو
یاد کرکے افسوس کنان ہوکر کہا کہ خداوند عالم جلدتر وہ دن دکھائے کہ ہم سب بھی خانہ کعبہ کی طرف
روانہ ہوکر اُن سے ملین اُن کی مفارقت مین زندگی بے لطف گذرتی ہی جب تمامی شاہزادگان و جملہ
سرداران لشکر تقریر اپنی ختم و تمام کرکے خاموش ہوے خواجہ خضران نے صاحبقران سے عرض کیا
کہ مین کل یہان سے جانب خانہ کعبہ ضرور روانہ ہونگا کیونکہ والد ماجد نے مجکو تاکیداً تحریر کیا ہی کہ دیکھتے ہی
ہماری تحریر کے وہان سے روانہ ہو اگر یہان تاخیر کرونگا تو باعث اُن کی ناخوشی و ناراضی کا ہوگا لہذا
مین آپ سے رخصت ابھی سے ہوتا ہون پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمامی اہل دربار سے عزم اپنا
بیان کرکے کہا کہ ہم آپ سب صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اگر عمداً یا سہواً ہمسے کوئی خطا آپ کی ہوئی ہو
تو اُسے معاف فرمایئے گا کیونکہ گناہ و خطا سے بندہ کا لی عظیم ہی خطا و گناہ تو خدا کا ایسا ہی کہ وہ اپنی رحمت سے

بخشیگا مگر خطا سے بندگان جب تک خدا اُن کو راضی نکرے گا یا وہ خود راضی ہو کر عفو نکرینگے صورت
نجات ظہور مین نہ آئے گی خواجہ کے جواب مین ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ نے کہا کہ اے خواجہ یہ آپ کیا کہتے ہین آپنے
کوئی خطا و قصور ہمارا نہین کیا ہی اگر شاید کوئی گناہ کیا بھی ہو تو اُسے ہمنے عفو کیا لیکن جدائی آپ کی
شاق ہی دل نہین چاہتا کہ آپ ہمسے جدا ہون مگر مجبوری ہی روک بھی نہین سکتے ہین آپ عزم خانہ کعبہ
کر چکے ہین ایسے مقام متبرک کی طرف سے آپ کو باز رکھنا بھی گناہ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے تقریر خضران بن عمرو ثانی سنکے اُسیوقت ایک نامہ میر منشی سے بعد القاب و آداب بزرگانہ کے
اس مضمون کا لکھوایا کہ نامہ کرامت شمامہ ہمین آپکا پہونچا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی ہمارا دل بھی
آپ کے پاس آنے کے واسطے بیقرار ہی انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح کرنے طلسم زلزلہ کے آپکی خدمت مین ہم
آئینگے اور دس خزانے واسطے آپکے اور صاحبقران ثانی کے صرف و خرچ امور ضروری کے لیے
بدست خواجہ خضران روانہ کیے جاتے ہین امید کہ خزانہاے مندرجہ کو اپنے صرف مین لائینگا اور
صاحبقران ثانی بھی پانچ خزانے ان خزانون مین سے براے صرف و خرچ امور ضروری کے دیجیگا
اور ہماری جانب سے اُن جناب کو تسلیم کہیے گا فقط زیادہ تسلیم بعد اسکے جملہ شاہزادون اور سردارون
کی طرف سے نام بنام تسلیم و آداب تحریر کیا اور بموجب ارشاد بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بھی سلام درج کیا
پھر نامہ لفافے مین رکھکر سرنامہ درست کرکے مہر اپنی اُس پر ثبت کرکے خواجہ خضران بن عمرو ثانی
کے حوالے کرکے کہا کہ یہ نامہ صاحبقران ثالث کو دیجیگا اور دس خزانے اپنے ہمراہ لیتے جائیے گا
وہ بھی اُن جناب کو دیدیجیے گا اور یہان کے حالات زبانی بھی کہدیجیے گا ہر چند کہ آپ کا جانا ناگوار ہی لیکن
بمجبوری ہم آپکو رخصت کرتے ہین خواجہ خضران نے کہا کہ مین تن تنہا دس خزانے کیونکر اپنے ساتھ لیجاؤنگا
راہ مین لوٹ لیا جاؤنگا بلکہ قتل ہو جاؤنگا راہزن خزانے لینگے مجھکو قتل کر ڈالینگے صاحبقران
نے فرمایا آپ اپنے اس جامے کی جیب مین ان خزانون کو رکھ لیجیے یہ جیب آپکے اس جامے کی زنبیل
کی مانند ہی بھلا راہزن اس جیب جامے سے خزانے کیا لے سکینگے اور آپکو وہ کیا قتل کر سکینگے
آپ وہ شاہ عیاران ہین کہ خود اُنکو لوٹ کر اُنھین کو قتل کیجیے گا تنہا آپ لاکھون دشمنون کو بیہوش
و مدہوش کر دیجیے گا خواجہ نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہین مگر اب یہ جامہ مجھے اپنے پاس رکھنا منظور نہین
ہی یہ کہکے دلسوز کو پاس اپنے بلاکر وہ جامہ اپنے تن سے اُتار کرنے اور نقارہ سہمگین روبروے صاحبقران
رکھکر کہا کہ یہ اشیاے نادر زمانہ اب آپ اپنے پاس رکھیے مین بخوشی خاطر آپکو دیتا ہون صاحبقران نے
فرمایا کہ نے کو توڑ ڈالیے کہ یہ شے مردون کے لائق نہین ہی نامردون کے واسطے خوب ہی کہ اسکو بجاکر
اپنے حریفون کو بیہوش کرکے قتل کر ڈالین ہم مرد میدان نبرد ہین خداوند عالم نے ہمکو ہمت و شجاعت
و دلاوری و قوت بازو عطا کی ہی ہمین ایسی شے کی احتیاج نہین ہی ہان یہ نقارہ سہمگین واسطے زینت
لشکر و نقارخانہ لشکر کے خوب ہی یہ فرماکر وہ نے جو دیو قران سے دستیاب ہوئی تھی توڑ ڈالی اور نقارہ
سہمگین کو حکم دیا کہ اسکو نقارخانے مین جاکر رکھین ہنگام ضرورت اس نقارہ پر چوب لگانیکا حکم دیا جائیگا
کہ حریف کے لشکر کے تمام نقارے اور دہل وغیرہ پھٹ جاینگے ایک شوکت لشکر اہل اسلام کی اس
نقارے سے بھی ظاہر ہوگی ملازم حسب الحکم اُس نقارے کو اُٹھاکر نقارخانہ لشکر مین رکھ آئے خواجہ
خضران بن عمرو ثانی نے اُس جامہ درویش مرجان سرخ مو کو اپنے ہاتھ مین لیکر دلسوز بن
جانسوز بن مہترقران سے کہا کہ او چھوکرے تونے ہماری خدمت و اطاعت بہت کی ہی اور ہمارا

شاگرد بھی ہوا ہی خیر کیا یاد کرے گا کہ ہمارے اُستاد نے کیا شئے نایاب زمانہ ہمکو دی تھی لے اس جامے کو
پہن اگر تیرے تن پر درست ہوگا تو مین تجھے دیدونگا دلسوز نے بصد خوشی وتمنا وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو بسم اللہ کہکر جو پہنا تو ببرکت بسم اللہ وہ جامہ اُس کے تن پر بھی درست اور ٹھیک ہوا خواجہ
خضران موصوف نے کہا کہ اے دلسوز خوشا مقدر تیرا کہ یہ جامہ نایاب روزگار کہ جسکی جیب
رشک زنبیل ہی اور تمامی دنیا کی اشیا ہنگام حاجت وضرورت وطلب اس جامے کی جیب سے نکلسکتی
ہین تیرے تن پر درست ہوا جسوقت ضرورت کسی شئے کی ہو بہ نیت اُس چیز کے اس جامے کی
جیب مین ہاتھ ڈالکر یہ کہنا کہ اے جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو مجکو فلان شئے کی ضرورت ہی
حکم درویش مرجان سرخ مو سے جلد دے فوراً وہ شئے جس کو طلب کیا ہی ہاتھ مین آجاے گی خبردار
اس جامے کو بحفاظت تمام رکھنا اس کو اپنے تن سے جدا نہ کرنا اس کی جیب مین منڈھی بھی ہی جو کہ
تو نے دیکھی ہی اُس کے اوصاف بھی تجھے معلوم ہین شادمان ہو کہ مین نے تجکو زنبیل خواجہ عمرو
اولی گویا دیدی ہی دلسوز نے خوش ہو کر عرض کیا کہ بیشک آپ نے وہ نایاب شئے مجکو عطا فرمائی ہی
کہ اس کا مثل ونظیر بجز زنبیل اور کوئی نہین ہی اس عطیے سے میری عزت افزائی فرمائی مین بھی تا حیات
اپنی آپ کے نام کو دنیا مین روشن کرونگا اور اس جامے کو کہ بہتر از خلعت فاخرہ ہی کبھی اپنے تن سے
جدا نکرونگا خواجہ خضران نے دلسوز کی تقریر سے خوش ہو کر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر
عرض کیا کہ مین تو حضور کی خدمت عالی سے سوے خانہ کعبہ جاتا ہون اس اپنے شاگرد کو کہ نہایت چالاک
وہوشیار وبلاے بے درمان عیار ہی حضور کے حوالے کیے جاتا ہون یہ آپ کی خدمت مین رہے گا مجھے
امید ہی کہ یہ کارہاے نمایان کرے گا عیار نامی ونامور ہوگا اپنے اب وجد کے نامون کو روشن کرے گا
ہمارا بھی اس سے نام روشن ہوگا یہ لڑکا فرزند جانسوز بن مہتر قران کا ہی آفت روزگار بلاے
بے درمان ہی اس کے آفت روزگار وعیار بلاے روزگار ہونے کی تصدیق مین یہ عیاری اس کی ہی
ملاحظہ ہو یہ کہکر خنجر خواجہ عمرو اولی اور ایک کلاہ نکال کر خواجہ طیفور گرد پا سے مخاطب ہو کر کہا کہ
کیون طیفور گرد پا تم اس کلاہ اور اس خنجر کو بھی پہچانتے ہو یا نہین یہ تمھاری کلاہ ہی اور یہ وہ خنجر ہی
کہ جو خواجہ عمرو اولی کا تھا اور تم تک پہونچا تھا تمھاری کمر مین ہر وقت لگا رہتا تھا اس چھوکرے
نے ایک شب نامہ بہر بن کر فتیلہ بیہوشی روشن کر کے تمکو بیہوش کر کے تمھاری یہ کلاہ اس نے اتار لی
تھی اور یہ خنجر تمھاری کمر سے اس نے لے لیا تھا پھر تمھاری سوراخ ہاے بینی کے پاس چند پھول رفع
بیہوشی کے ڈالکر تمھارے ہوشیار ہو جانے کی تدبیر کر کے چلا گیا تھا مجکو یہ کلاہ اور یہ خنجر اسی نے دیا تھا
آج تمھارے سامنے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ اہل دربار کے روبرو
مین اس کو یہ کلاہ اور یہ خنجر دیتا ہون تمکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا اس تین روز کے میرے شاگرد
نے تمکو چت پٹ کر دیا تمپر عیاری ایسی کی کہ تم اس کے دام فریب مین آگئے شب تاریک مین نامہ
پڑھنے کی تمھین فکر تھی اس نے فتیلہ آغشتہ سفوف بیہوشی مانند شمع کے روشن کیا اس کی روشنی
مین تم اس نامے کو دیکھنے لگے ہنوز تمنے اچھی طرح اُس نامے کو نہ دیکھا تھا کہ دود فتیلہ بیہوشی تمھارے
دماغ تک پہونچا تھا تم بیہوش ہو گئے تھے اس نے تمھاری یہ کلاہ اور یہ خنجر تمھارا لے لیا تھا یہ کہکر
وہ کلاہ اپنے ہاتھ سے سر پر دلسوز کے پہنا دی اور خنجر اُس کی کمر مین لگا دیا بعد اس کے پھر بادشاہ
لشکر اہل اسلام سے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ اس کلاہ اور اس خنجر کو اور حال اسکی عیاری کا سنا

مجکو یقین ہی کہ یہ چھوکرا جوان ہوکر عیار بے نظیر ہوگا مین نے اس کو فن عیاری خوب تعلیم کیا ہی خود بھی یہ عقلمند ہی اپنی طبیعت سے ایجاد بات ہر ایک کار مین پیدا کرتا ہی رگ رگ مین اس کی چالاکی و عیاری مانند خون کے بھری ہوئی ہی مکر و فریب کرنے اور دینے مین یہ مشاق ہی رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرنے مین مہارت کامل رکھتا ہی نقارہ سنگین اور نیمچہ جو توڑ والے گئی اسی نے عیاری کرکے دیو قہران سے لے لی تھی اُس زمانے مین یہ دو روز کا میرا شاگرد تھا دیو مہیب صورت سے نہ ڈرا دیو نے اپنے تئین گرفتار کرا دیا وہ اس کو پہاڑ پر لے گیا اس نے بالاے کوہ جاکر دیو مذکور پر عیاری کرکے اُس کو بیہوش کرکے لے اور نقارہ مذکور اُس سے اس نے لے لیا تھا اور ملکہ روشن آرا جہان کو اُس کے قید و شر سے اس نے بچایا تھا سوا اس کے اس نے اکثر کار ہاے نمایان کیے ہین چند مرتبہ مجکو اس کی عیاری و چالاکی پر حیرت ہوئی ہی بڑا ہوشیار و چالاک ہی خداوند عالم اس کو نظر بد سے بچاے اس سن و سال مین آفت روزگار ہی طیفور گرد پا سے عیاری مکاری مین زیادہ تر ہی ابھی تو اس کا یہ حال ہی آئندہ یہ طفل شاہ عیاران مشہور ہوگا مانند میرے اور خواجہ عمرو ثانی کے نامی و نامور ہوگا لشکر حضور کے تمام عیارون سے یہ بڑھکر عیار ہوگا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دلسوز پر نظر کرکے تقریر خواجہ خضران سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ اس لڑکے کی تمنے ایسی تعریف کی ہی کہ ہمین حیرت ہوئی اگر بقول تمھارے یہ طفل ایسا ہوشیار فن عیاری مین ہی تو ہم اس کا رتبہ روز بروز بڑھاوین گے عیارون مین اس کو ممتاز و سرفراز کرین گے اپنا عیار اس کو شمار کرین گے بیشتر اس کو خلعت و انعام دیا کرین گے یہ فرماکے بادشاہ موصوف خاموش ہوے خواجہ طیفور گرد پا کو ملال و رنج ہوا دل مین اپنے یہ خیال کیا کہ خواجہ خضران نے سر دربار مجکو ذلیل کیا میری ٹوپی اور میرا خنجر دلسوز کو دیدیا اور تمام حال اس لڑکے کی عیاری کرنے کا سب کے سامنے بیان کیا جامہ درویش مرجان سرخ مو مجھے نہ دیا اس اپنے چند روزہ شاگرد کو دیدیا اس جامۂ نایاب کا مین مستحق تھا مجکو یہ جامہ پہننا زیبا تھا نہ اس طفل کو بھلا اس چھوکرے کی کیا یہ حقیقت تھی کہ جامہ درویش مذکور خواجہ خضران نے اس کو دیدیا اور ہمسفر میرا اس کو بنایا معلوم ہوا کہ ان کو مجھسے ملال ابتک ہی مین نے جو عیاری کرکے اپنے عیاری کے شمع زنبیل ان سے لے لیے تھی اس کا ان کو اب تک ملال مجھسے ہی یہ خیال کرکے سر جھکا کر خاموشی اختیار کی خواجہ خضران کو کچھ جواب نہ دیا اسی اثناے مین فرامرز ثانی نے خواجہ خضران سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ خانہ کعبہ جانے کا ہی تو مجکو بھی اپنے ہمراہ لیجیے گا مین ہرگز آپ سے جدا نہونگا خواجہ خضران نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی تم ہمارے ساتھ جاکر پریشان ہوگے بہتر و مناسب یہ ہی کہ لشکر صاحبقران مین رہو با آرام و راحت زندگی اپنی بسر کرو سلسلہ خط و کتابت کا رہیگا بذریعہ خطوط خیر و عافیت ہماری تمکو معلوم ہوتی رہیگی اور ہمکو بھی تمھارے حال سے آگاہی رہیگی فرامرز ثانی نے کہا کہ مین یہان نرہونگا آپکے ہمراہ ضرور چلونگا خواجہ نے مجبور ہوکر کہا کہ اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو زوجہ کو بھی اپنی اپنے ہمراہ لو یہان اُس کو نہ چھوڑ جانا ہم بھی اسی وقت سے سامان سفر درست کرتے ہین یہ کہکر دربار سے اُٹھکر باہر گئے اور سامان سفر کے مہیا کرنے مین سرگرم ہوے دربار مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد برون بارگاہ جانے خواجہ خضران کے وہ فرد اسباب و مال جو طہماس تاجر نے دی تھی اُسے ملاحظہ کرکے قیمت تمامی اسباب و مال کی فرد مذکور مین دیکھکر اپنے ملازمون سے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ خواجہ طہماس کو ہمارے خزانے سے

لے کر دیدو اور تمام مال و اسباب موافق اس فرد کے طہماسپ رومی سے لے کر مال خانے مین داخل
کرو ملازمون نے فی الفور پانچ لاکھ روپیہ تاجر مذکور کو لاکر دیدیا پھر طہماسپ نے تمام مال و اسباب
اپنے غلامون وغیرہ سے منگواکر اُن ملازمون کے حوالے کیا اُنھون نے مال خانے مین داخل کیا
صاحبقران نے چندروز تک تاجر مذکور کو اپنا مہمان رکھا بعدہٗ حسب التماس اُسکی اُسے رخصت کیا
ہنگام رخصت اُس کو خلعت اور کچھ روپیہ بطریق انعام عطا فرمایا وہ دعائین بہبودی دنیا و آخرت
کی دے کرکے رخصت ہوا اور فرامرز ثانی اور اُس کی زوجہ اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لے کر ارادہ چلنے کا
کیا اُسوقت صاحبقران نے دس خزانے روپیے کے چھکڑون پر بار کرا کر چالیس ہزار سوارون کو
ہمراہ اُن خزانون کے واسطے حفاظت کے کیا خواجہ مذکور نامہ مسطور اور نامبردگان کو ہمراہ اپنے
لے کر مع خزانہاے مندرجہ بالا بجمعیت چالیس ہزار سواران جنگی و مسلح سمت خانہ کعبہ روانہ
ہوے صاحبقران و اکثر سرداران سپاہ وغیرہ ہمراہ اُن کے تھوڑی دور تک گئے بعد ازان
اُن سے رخصت ہو کر لشکر مین آئے مگر محزون اُدھر خواجہ خضران مع فرامرز ثانی وغیرہ کے
جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اپنی ہم جلیس سرور جنگ نواز زوجہ خواجہ
خضران بن عمرو کے جانے کا رنج ہوا ابھی صاحبقران وغیرہ سرداران سپاہ خواجہ خضران
و فرامرز ثانی و زوجہ فرامرز ثانی و زوجہ خضران بن عمرو کو تھوڑی دور پہونچا کر آئے تھے اور ان سے خوب
مل کر اُن کو گریان و آبدیدہ ہنگام وداع پاکر خود بھی آبدیدہ ہو کر محزون و ملول اُن کی جدائی مین
بارگاہ فلک فرسا مین بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ لشکر اہل اسلام رونق افزاے تخت
حکومت تھے صاحبقران اپنے دنگل شوکت پر آکر بیٹھے تھے سرداران دست راست جانب دست راست
صاحبقران بیٹھے تھے اور سرداران دست چپ طرف دست چپ بیٹھے ہوے تھے کوکب
انجم حصاری و ساریق بن لقا و سختگان و حمائل خان یہ سب بھی بیٹھے ہوے تھے مگر سب
خاموش کیونکہ صدمہ مفارقت خواجہ خضران بن عمرو و فرامرز ثانی مین صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر و خود بادشاہ لشکر اہل اسلام ملول و حزین تھے ہر ایک کے چہرے سے حزن و ملال آشکار تھا
دلسوزین جانسوزین مہتر قران بھی جب سے خواجہ خضران کو تھوڑی دور پہونچا کر آیا تھا
اُن کی جدائی مین بہت اشکبار تھا ہرچند دربار بادشاہ پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردارون اور
بہادرون سے بھرا ہوا تھا لیکن سناٹا تھا اکثر سردار سر خمیدہ کیے ہوے آبدیدہ و محزون بیٹھے تھے
بعض بعض سرداران کی مفارقت مین آہ سرد دل پردرد سے کر رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
دارا بن داراب سیمین زرہ نے صاحبقران عالی مقام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج خضران
بن عمرو ثانی اور فرامرز ثانی کی جدائی کا صدمہ ایسا ہی کہ غنچہ خاطر اپنا شگفتہ نہین ہوتا ہی صاحبقران
نے عرض کیا کہ آپ نے بجا فرمایا ہمارا بھی ان کی مفارقت مین یہی حال ہی مگر وہ سوے خانہ کعبہ
گئے ہین ارادہ اُن کا حج کا بھی ہی کام فرساے راہ خیر ہوے ہین چندان اُن کی جدائی کا ملال نفرمائیے
خداوند عالم اُن کو مع الخیر خانہ کعبہ تک پہونچاے اور حج سے مشرف کرے اب دعاے خیر اُن کے
واسطے کرنا ضرور ہی کیونکہ سفر دور و دراز اُنھون نے اختیار کیا ہی راہ مین ہر طرح کا خوف و خطر ہی ہرچند
ہمراہ اُن کے اور خزانہاے فرستادہ کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار مسلح و مکمل مع ایک
سردار کے ساتھ کر دیے ہین مگر پھر بھی اندیشہ ہی اُنکے راہ مین دشت و کوہ و دریا ہین صعوبت سفر

مشہور ہی یہ زمانہ فصل گرما کا ہی راہ مین بعض بعض مقامون پر پانی نایاب و کمیاب ہی دن کو لون
چلتی ہی حرارت آفتاب بڑھی ہوئی ہی راستے مین اکثر مقام و صحرا ایسے ملتے ہین کہ کوسون تک
سایہ کا نام بھی نہین کوئی درخت منزلون تک نظر نہین آتا ہی بجز سایۂ آفتاب کے اُن منازل مین
سایہ شجر کا نظر بھی نہین آتا ہی اسی وجہ سے بخوف ہلاکت و حفظ جان اہل قافلہ شب کو راہ چلتے ہین
اور دن کو مقام کرتے ہین خصوصًا قبل دوپہر سے رہروی موقوف کرتے ہین باوجود اس حفاظت
جان و آرام جان کے پھر بھی اہل قافلہ صعوبت سفر دور و درازت علیل و خستہ و ماندہ ہو جاتے
ہین اکثر اہل قافلہ تاب سختی راہ و صعوبت سفر نہ لا کر مر جاتے ہین خانہ کعبہ تک جانا اُن کو میسر
نہین ہوتا ہی جن کی اجل آئی ہی اُن کو خانہ کعبہ کے حج سے مشرف ہونا کہان نصیب ہوتا ہو راہ ہی مین
ہلاک ہو جاتے ہین اور جن لوگون کی زندگی ہوتی ہی وہ صعوبت سفر اُٹھا کر خانہ کعبہ تک پہونچ
جاتے ہین حج سے مشرف ہوتے ہین خداوند عالم سے دعا کرنا چاہیے کہ خواجہ خضر ان و فرامرز
ثانی وغیرہ کو صعوبت سفر سے ضرر نہ پہونچے مع الخیر تا خانہ کعبہ پہونچین یہ عرض کر کے خاموش
ہوے اہل دربار سے اکثر نے بجاے خود اُن کے واسطے دعائی بادشاہ موصوف نے بھی ان کی
خیریت خدا سے چاہی اس اثنا مین سارلیق بن لقا نے سختگان کی راے سے صاحبقران
کشورستان سے کہا کہ فی زمانہ ہمارا دل گھبراتا ہی سیر و شکار کی طرف دل مائل ہی صحراے سبزہ زار
کی ہوا کھانے کی خواہش ہی اگر آپ اجازت جانے کی دین تو ہم چندروز کے واسطے سوے سبزہ زار
جائین سیر صحراے سبزہ زار بھی کرین شکار بھی کھیلین اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کرین قبل اسکے ارادہ
ہمنے شکار کھیلنے کا کیا تھا مگر بخیال آپ کے ناخوش ہونے اور بے اجازت جانے کے نہ گئے اب
آپ سے اجازت طلب ہین صاحبقران نے گفتگوے سارلیق بن لقا سنکے کچھ فکر کر کے جواب دیا
کہ اگر تفریح طبع منظور ہی اور شکار آہو کھیلنا مطلوب ہی تو جاؤ مگر راہ گریز اختیار نہ کرنا اور کوئی فتنہ و
فساد برپا نکرنا ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہو گا سختگان نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اب
آپ کو ایسے خیالات نکرنا چاہیین کیونکہ خداوند نے اب دین اسلام اختیار کیا ہی کلمہ طیبہ زبان پر
جاری کیا ہی مسلمان ہوے ہین مین بھی کلمہ پڑھ چکا ہون فرمانبردار آپ کا ہو چکا ہون آپ ایسا خیال نکرین
صاحبقران نے فرمایا کہ اے سختگان ہمنے احتیاطًا کہا ہی اور اطلاعًا کہا ہی یہ فرما کر اپنے لشکر کے کچھ
سوارون کو حکم دیا کہ ہمراہ سارلیق بن لقا جاؤ حسب الحکم سواران لشکر مسلح ہو کر مرکبون پر
سوار ہوے سارلیق بن لقا اور سختگان دربار سے اُٹھکر بیرون بارگاہ آکر سامان شکار
آہو کر کے ہمراہ اُن سوارون کے خود بھی سوار ہو کر جانب صحراے سبزہ زار دونون نامبردہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ دور و دراز ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے کہ جسمین
کوسون تک سبزہ سبز و شاداب تھا فرش سبزہ شاداب زمین پر بچھا ہوا تھا ہواے سرد فرحت افزا
اُس صحرا کی غنچۂ دل کو شگفتہ کرتی تھی غزالان خوش چشم و شوخ و چالاک بکثرت تھے جا بجا غول و
گروہ اُن کے نظر آتے تھے نہرین بھی بہتی ہوئی نظر آتی تھین سارلیق بن لقا اور سختگان اُس
صحراے سبزہ زار کو دیکھکر ہمراہیون سے کہا گویا ہوے کہ یہ صحراے سبزہ زار خوب ہی اسی صحرا مین
شکار آہو کھیلین گے اب آگے یہان سے نجائین گے یہین قیام اختیار کرو بارگاہین برپا کرو
خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی سارلیق بن لقا اور سختگان مع اپنے ہمراہیون کے شکار آہو

مین مصروف ہوے تھوڑی دیر مین دو آہوون کو شکار کیا ساریق بن لقا نے ملازمون کو
حکم دیا کہ ایک آہو کے کباب تیار کرو انھون نے کباب آہوے مذکور کے تیار کیے اسوقت
ساریق بن لقا اور سخنگان دونون بارگاہ مین سواریون سے اتر کر بیٹھے پردے بارگاہ کے
اُٹھا دیے ملازمون نے کباب آہو قاب مین اور پلیٹون مین رکھکر پیش کیے پھر اُس کے حکم سے جملہ
ہمراہی واسطے شکار کرنے آہوان شوخ چشم کے اُس صحرا مین متفرق ہوے جس طرف غول
آہوون کا دیکھا اُسی طرف روان ہوے دوش سے کمانین لے کر ترکش سے تیر لیکر چلہ کمانین
جوڑ کر آہوون کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے جو آہو تیر سے زخمی ہوا اُس کے تعاقب مین گھوڑے
دوڑا کر جانے لگے کچھ خدام پاس ساریق بن لقا کے رہ گئے ساریق بن لقا نے کباب آہوے
شکار کردہ پر نظر کر کے کچھ خیال اپنے زمانہ گذشتہ کا کر کے آبدیدہ ہو کر آہ کی سخنگان نے پوچھا کہ
اسوقت باعث آہ و بکا کا کیا ہی یہ صحراے سبزہ زار فرحت افزا ہی سبزہ لہلہا رہا ہی ہواے سرد چل رہی ہی
ابر سیاہ آیا ہی عجب نہین کہ ترشح ہو کباب آہو آپ کے روبرو رکھے ہین کشتی شراب کی طلب کیجیے
بعد میخواری یہ کباب آہو کھائیے شادمان ہوجیے یہ صحراے سبزہ زار جاے فرحت و سرور ہی نہ جاے
آہ و بکا ہی چاہتا ہون کہ سبب آہ و بکا سے آگاہ کیجیے ساریق بن لقا نے زیادہ تر اشکبار ہو کے
کہا کہ اے سخنگان اسوقت ہمکو اپنا وہ زمانہ یاد آیا کہ ہزارہا مردم ہمارے تابع فرمان تھے ہمکو اپنا
خداوند جانتے تھے جو ہم حکم کرتے تھے وہ بسر و چشم بجا لاتے تھے ہمکو سجدہ کرتے تھے افسوس ہزار
افسوس وہ جاہ و حشم وہ لشکر کثیر وہ رعب و داب وہ حکم و وقار ہمارا نہ رہا دست صاحبقران
سے تباہ و برباد و ذلیل و رسوا ہوے گلستان باختر سے بھاگ کر یہان تک آئے تھے یہان بھی
راحت نہ پائی بلکہ وہ ذلت اُٹھائی کہ کبھی نہ اُٹھائی تھی خداوند ہوکے بظاہر مسلمان ہونا پڑا اگر تیری
تدبیر و راے سے ہمنے جان اپنی دست صاحبقران سے بچائی اور فرمانبردار صاحبقران ہوگئے اسی
خیال سے ہم اشکبار ہوے اور ان کباب آہو کے کھانے سے ہاتھ روکا دل اس غم سے خود ہی کباب ہوگیا
سخنگان نے عرض کیا اے خداوند اب خیال زمانہ گذشتہ کا کرنا بیکار ہی صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے دل کو اپنے
بہلائیے فکر و تدبیر سے غافل نہ رہیے اس وقت بد کو جس طرح ممکن ہو کاٹیے مین بھی فکر و تدبیر سے غافل
نہونگا اگر زیادہ رنج و صدمہ کیجیے گا تو ہلاک ہوجائیے گا آپکا رنج و غم کرنا بجا ہے افسوس ہزار افسوس
کہ اب ایسا زمانہ آیا کہ آپکو اجازت شکار صاحبقران سے لینے کی ضرورت ہوئی خداوند ہوکے تابع حکم
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہوگئے آزادی نہ رہی گویا قید ہوگئے کہین آپ بے اجازت صاحبقران
کہین جا نہین سکتے واقعی لطف زندگی باقی نہ رہا وہ اوج وہ وقار و جاہ و حشم آپکا باقی نہ رہا لیکن غنیمت
جانیے کہ جانبری دست صاحبقران سے ہوئی اگر بظاہر میری راے سے آپ مسلمان نہوتے مثل
طوطے کے کلمہ اپنی زبان پر جاری نکرتے تو قتل ہوجاتے سر و تن مین جدائی ہوجاتی آپکے خون سے
زمین رنگین ہوتی شمشیر آبدار صاحبقران کی ہوتی اور آپ کا گلا ہوتا اب تک نام و نشان آپکا باقی نہ رہتا
آپ نے میری راے پر عمل کیا بہت ہی اچھا کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ بظاہر کلمہ زبان پر جاری کرلیا
اب میری یہ راے ہی کہ صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے اظہار ملال نفرمائیے ایسا نہو کہ افشاے راز ہو اور
صاحبقران کو خبر ہوجائے تو غضبناک ہوگا گھبرائیے نہین صبر کیجیے مثل مشہور ہی کہ دیر آید درست آید
آئندہ دیکھا جائیگا کوئی تدبیر کی جائیگی حتی الامکان صاحبقران سے دشمنی کی باز نہ آؤنگا

کسی نہ کسی بلا میں اپنی تدبیر سے مبتلا کروں گا آپ کو اُن کی اطاعت سے بچاؤں گا بالفعل صبر و شکیبائی اختیار کیجیے وہ زمانہ خداوندی اپنا یاد نہ کیجیے خیال کیجیے کہ ہمیشہ کسی کی ایک طرح پر نہیں گذری ہے جس کو عروج ہوا ہے اُسے زوال بھی ہوا ہے ہمیشہ زمانہ بہار کا نہیں رہتا ہے خزاں کا بھی دور ہوتا ہے بڑے بڑے سلاطین روزگار گردش فلک کج رفتار سے تباہ و برباد و قتل ہوگئے نہ تخت و تاج رہا نہ ملک و مال رہا نہ طبل و علم رہا نہ لشکر رہا نہ وہ رہے بس عجب ہے کہ آپ صبر و تحمل نہیں کرتے اور دیکھیے تو کہ آئندہ کیا ہوتا ہے کوئی تدبیر ہم مقرر کرتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی صورت آئینہ تدبیر میں پیدا ہوگی سارلیق نے جواب دیا کہ اے شیطان دستگاہ مجھ سے صبر و تحمل نہیں ہو سکتا ہے اپنی ذلت و رسوائی ایسی ہوئی ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی افسوس ہے میں اور صاحبقران کی اطاعت اور پرستار آہو کی اُن سے اجازت یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر آواز بلند رونے لگا سخت گان بھی بارگاہ سے باہر آکر اسے سمجھانے لگا اور خود بھی اُس کے رونے سے رونے لگا نالہ و فغان کرنے لگا ان دونوں کو تو صحرا میں مشغول نالہ و فغان چھوڑا جاتا ہے اور اب حال معین جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ ساحر مذکور فرستادہ شہنشاہ ساحران یعنی ہو و سمر مست حاکم طلسم زلزلہ جو برائے دریافت خبر کوکب انجم حصاری و حال صاحبقران طلسم زلزلہ سے آیا تھا اور اُس نے پوشیدہ ہوکر تمام حال مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری و تمامی رعایا کا اور کیفیت شادی و عقد صاحبقران کی دیکھی تھی بعدہ پوشیدہ ہوکر تخت سحر پر سوار ہوکر جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا جیسا کہ قبل اس کے لکھا گیا ہے ہنوز طلسم زلزلہ تک نہ پہونچا تھا کہ اثنائے راہ میں وہ صحرائے سبزہ زار میں صدائے نالہ و فغان سنکے متردد ہوکے دل میں کہنے لگا کہ دریافت کرنا چاہیے یہ کون اشخاص مصیبت زدہ ہیں کہ اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہیں یہ باتیں اپنے دل میں کرکے بزور سحر صورت اپنی دہقانی کی بنا کر اُن خدام و سواران جنگی کے پاس آیا جو ہمراہ سارلیق بن لقا آئے تھے پھر اُن سے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں کہ ایسے رنج و محن میں چور ہو رہے ہیں خدام و سواران مذکور نے کہا تم نہیں جانتے کہ یہ کون ہیں اُس نے کہا کہ اگر میں آگاہ ہوتا تو کیوں دریافت کرتا میں تو ایک مرد دہقانی ہوں ابھی اس طرف سے میرا گذر ہوا ہے اس صحرائے سبزہ زار میں تم سب کا مجمع دیکھا ہے ان دونوں اشخاص کو نالہ کنان مشاہدہ کیا ہے خدام اور سواروں سے دو چار آدمیوں نے اُس سے کہا آگاہ ہو کہ یہ دونوں شخص جو رو رہے ہیں ان میں ایک تو سارلیق بن لقا ہے جو خداوند اپنے تئیں جانتا ہے اور دوسرا اُس کا وزیر سخت گان ہے دہقانی نقلی نے پوچھا تو بیان کرو کہ یہ کیوں اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہیں کیا زبردست مصیبت پڑی ہے کس درد جان ستان میں مبتلا ہیں کس بات کا ان کو غم ہے کیا سبب ان کے نالہ و بکا کا ہے اُن سواروں اور خادموں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے رونے کا سبب معلوم نہیں ہے ہاں ہم یہ جانتے ہیں کہ اس صحرائے سبزہ زار میں یہ دونوں واسطے شکار آہو کے آئے ہیں ہم سب ان کے ساتھ آئے ہیں تھوڑی دیر گذری ہے کہ دو آہو شکار کیے تھے اُن میں سے ایک آہو کے کباب تیار کرکے اُن کے روبرو لائے تھے انھوں نے کباب تو نہ کھائے نہیں معلوم کیا خیال کرکے بارگاہ سے نکل کر نالہ و فغان کرنے لگے اگر تم کو سبب نالہ و فغان دریافت کرنا ہے تو ان کے پاس جاکر پوچھو یہ تمہیں بیان کریں گے دہقان مذکور نے پاس سارلیق بن لقا کے جاکر سخت گان سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اور یہ تمہارے پاس جو رو رہے ہیں نالہ و فغان کر رہے ہیں ان کا کیا نام ہے اور سبب نالہ و فغان کیا ہے سخت گان نے جواب دیا کہ

تجکو ہمارے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب و غرض ہی اور سبب نالہ و فغان پوچھنے سے کیا مدعا ہی
ہم اور یہ کوئی نام رکھتے ہین تجھے کیون بتائین اور جس صدمہ و غم مین مبتلا ہین تجھسے کیون بیان کرین
ہمکو تجھسے یہ امید نہین کہ ہم دونون درد رسیدہ کا تو کوئی علاج کرے گا مرد دہقانی نے جواب دیا کہ
اظہار نام و سبب نالہ و فغان مین تمھین عبث تامل ہی اپنے حال سے آگاہ کرو اپنے نام کو مجھسے پوشیدہ
نہ کرو شاید تمھارے دفع رنج و غم کی کوئی فکر و تدبیر مجھسے ہوسکے درد دل کے بیان کرنے مین کیا قباحت
متصور ہی آدمی آدمی ہی سے اپنا رنج و غم ظاہر کرتا ہی ستمکشگان نے کہا کہ ہمین اندیشہ افشاے راز کا ہی
اسوجہ سے اظہار رنج و غم مین تامل کیا گیا خیر اگر تجکو سبب نالہ و فغان دریافت کرنا ہی تو چل بارگاہ مین
بیٹھ ہمارا اور ان کا وہ قصہ پر ملال و طولانی ہی کہ مفصل نہ ہم بیان کرسکتے ہین نہ تو سن سکتا ہی ہان
بطور اختصار و خلاصہ بیان کرین گے مگر یہ تو بتا دے کہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تاکہ ہمین بھی تو معلوم ہو
کہ تو ہمارے دوستون سے ہی یا دشمنون سے اس نے کہا کہ مین بھی اپنا نام تمھین بتا دون گا پہلے
تم تو اپنے حالات سے آگاہ کرو ستمکشگان ساریق بن بقا کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا وہ مرد دہقانی
یعنی صنعین جادو بھی اُن کے ہمراہ آکر بارگاہ مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے ستمکشگان نے اس سے
کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ خداوند ساریق بن بقا ہین ان کی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین ان کے
بزرگ بھی خداوند تھے دعوی خداوندی کرتے تھے قبل اس کے یہ گلستان باختر مین تخت حکومت
پر رونق افزا تھے جاہ و حشم ان کا بہت تھا فوج و لشکر و طبل و علم تخت و تاج کے یہ مالک تھے
خداوند مشہور تھے اور اب بھی یہ خداوند اپنے تئین جانتے ہین صاحب عزت و وقار ہین ایک
زمانہ ایسا آیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہ وہ مسلمان ہین اور صاحب زور و قوت
و مال و لشکر کثیر ہین اُن کے لشکر کے بادشاہ کا نام داراب دارا بن بہمن تر رہی بوجہ عداوت
مذہبی و ملت کے ان پر لشکرکشی کی تھی گلستان باختر مین جنگ عظیم ہوئی تھی ایک زمانہ تک لڑائی ہوئی
تھی کشت و خون بہت ہوا تھا مردان سپاہ طرفین کے بہت کام آئے تھے آخرکار بخیال خونریزی
بندگان یہ وہان سے روانہ ہوے جنگ و جدال صاحبقران سے کرنا مناسب نجان کر اسطرف
روانہ ہوے انھون نے ان کا تعاقب کیا انھون نے اُن کا برانہ چاہا اُن کے برباد و تباہ و غارت
کرنے کی فکر کی اُن کے ظلم و جور کا تحمل کیا یہان بھی آکر اُن کے ہاتھ سے ان کو راحت نملی کوکب
انجم حصاری کے یہان یہ مقیم ہوے تھوڑے روز بھی نہ گذرے تھے کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع لشکر گران اُن کے تعاقب مین یہان بھی آئے کوکب انجم حصاری نے انکی اعانت
کی صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کیا کئی لڑائیان ہوئین کشت و خون بہت ہوا اس اثنا مین ایک
درویش آفتاب صورت نورانی سوار ولی کی جمعیت سے اور چند نقاب داران سبزپوش مع دو
بادشاہون کے آیا بعد دریافت ہمکو معلوم ہوا کہ وہ خضران بن عمر و ثانی ہی اور خداپرست ہی پہلے
اسی کے سردار تھے ایک سردار سپاہ مسمی اژدہام رستم انجم حصاری کو ہنگام جنگ کشتی لڑکر زیر کیا
پھر اُس درویش یعنی خضران بن عمر و ثانی نے ایک نفیر بجاکر مردان ہر سہ سپاہ کو بیہوش کرکے
نقشبندیہ اہرانی طلسمی یعنی نقابدار نورانی و نقابدار گلرخسار سرخ پوش وغیرہ کو گڑھا مین ڈالکر کھولتے
ہوے تیل مین جلا دیا پھر اُس کا ایک سردار سپاہ بلکہ سپہ سالار مسمی فرامرز ثانی صاحبقران سے جنگ آزما
ہوا سات آٹھ روز تک بعد آٹھوین روز صاحبقران نے علی کشتی لڑنے مین اُس کے رخ پر سے نقاب کو

دور کیا معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی ہے پہلے کچھ باہم باتین ہوئین پھر کشتی موقوف ہوئی اسی اثنا مین حمائل خان کہ لقا پرست تھا ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا اُس کے ساتھ پچاس ہزار جنگی ہاتھی تھے وہ صاحبقران کے لشکر پر اور خضر ان کی سپاہ پر آ پڑے کوکب انجم حصاری بھی اُس کا شریک ہوا جنگ مغلوبہ ایسی ہوئی کہ شاید کبھی نہوئی ہوگی صبح سے قریب شام تک لڑائی ہوئی تینون لشکرون کے چھ ساتھ لاکھ مردان سپاہ کام آئے تمام صحرائے حربگاہ کشتون سے بھر گیا ہاتھیون نے ہزارہا مردان سپاہ کو قتل و پامال کیا انجام جنگ یہ ہوا کہ اہل اسلام کی فتح ہوئی کوکب انجم حصاری اور حمائل خان کے لشکر کو شکست حاصل ہوئی صاحبقران وغیرہ نے کوکب انجم حصاری اور حمائل خان وغیرہ کو پکڑ لیا ان کو بھی تخت زرین سے اُتار لیا انھون نے دم نہ مارا خاموش رہے فکر ان کے تباہ کرنے کی نہ کی اب پیر اپنے حال پر نظر کر کے گریان ہے صاحبقران دختر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کر کے اور خود اُس کو بھی مسلمان کر کے عیش و عشرت مین ہین عقد اپنا دختر کوکب انجم حصاری سے کر چکے ہین تمام رعایائے انجم حصار مسلمان ہو چکی ہے اور صاحبقران کو خوشی حاصل ہے ان کو رنج و ملال ہے مین ان کا وزیر ہون تمام پیر رفتگان ہوا ہون کا ہمدم و خیرخواہ ہون صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بدخواہ ہون چاہتا ہون کہ ہم دونون کی طرح وہ بھی کسی رنج و غم مین مبتلا ہون جس طرح ہم رو رہے ہین وہ بھی رو رہین خلاصہ حال تمام و کمال ہمنے تمسے کہدیا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ سبب و طرہ اپنا نام بتاؤ تمہارے درد دل کا علاج کرو اُس دہقانی نے سنکے سکوت اختیار کیا تھوڑی دیر تک کچھ اپنے دل مین سوچا کیا بعدہ سامنے مین لقا و رفتگان کی نظر سے غائب ہو گیا ایک بیچ کو حیرت ہوئی ساری قوت لقا بھی دریائے حیرت مین غوطہ زن ہوا ان خدام اور سوارون کو بھی نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا اور کیا اُس نے رفتگان سے گفتگو کی اور وہ کس طرف چلا گیا جاتے ہوئے کچھ معلوم ہوا سب کو حیرت ہوئی سواران مذکور و خدام مسطور شکار کھیلنا آہو کا بھول گئے خود شکار پنجہ شہباز حیرت ہوئے ان سب کو تو چہلا سے فکر میں تہ چھوڑا جاتا ہے مگر اب حال معین جادو نابکار کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب اُس نے تمام حال رفتگان سے سنا دل مین اپنے خیال کیا کہ اہل اسلام نہایت سرکش ہین یہان آکر کوکب انجم حصاری وغیرہ کو انھون نے مسلمان کیا اُس کی لڑکی سے اپنا عقد صاحبقران نے کیا بہت خوشی و شادمانی ظاہر کی کوکب انجم حصاری ماتحت ہمارے بادشاہ کا تھا اُس کو اپنا فرمانبردار کیا ہے اپنے دین مین اُس کو لاکر دین آبائی اُس کا اُس سے ترک کرایا ہے ان سے بھی کچھ انتقام اس کا لینا چاہیے ان مسلمانون نے ہمارے شہنشاہ کے ماتحت بادشاہ کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہے ان کے بھی بادشاہ لشکر کے ساتھ کچھ بدی پیش آنا چاہیے یہ خیال کرتا ہوا پھر سوئے لشکر اہل اسلام روانہ انجم حصار گیا جب انجم حصار کی حد مین پہونچا وقت شب کا تھا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران کے عقد کی شب جاگے تھے اس شب غافل سو رہے تھے گرد لشکر اہل اسلام و گرد بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام دگر د بارگاہ صاحبقران عالی مقام یوسف کرانی دس ہزار سوارون کی جمعیت سے طلایہ پر رہا تھا صدا سے خبردار باش و ہوشیار باش سواران ہمراہی اُس کے دستہ بستہ تھے مشعلین اور پنجشاخے وغیرہ بکثرت روشن تھے خواجہ طیفور گرد بارگاہ صاحبقران کے پہرہ دیتے حفاظت اُن کی کر رہے تھے کبھی بارگاہ سے باہر آتے تھے کبھی اندر بارگاہ کے جاکر دیکھ لیتے تھے سواران

طلایہ گرد لشکر پھر رہے تھے بادشاہ رستم ہیں اہل اسلام کی بارگاہ کے گرد بھی سواران مذکور پھر رہے تھے قیام
سرداران سپاہ کے بھی چار طرف گردش کر رہے تھے معین جادو نے آگے بڑھکر بارگاہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو عقل و فہم سے و نیز بزور سحر دیا فتا کرکے قریب بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام آکے بلندی
سے ایسا سحر کیا کہ ہوا سے سرد چلی وہ سواران طلایہ اُس ہوا سے سرد سے آرام طلب ہوئے ہر ایک نے
آنکھیں بند کیں خواب غالب ہوا کسی کو حواس و ہوش نرہا سب غافل ہوگئے معین جادو اُن سب کو
اپنے سحر میں مبتلا کرکے پردہ بارگاہ کا اٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سو رہے ہیں
بارگاہ میں روشنی ہے شمعیں مومی و کافوری روشن ہیں شیشہ آلات وغیرہ سے بارگاہ خوب آراستہ ہے
یہ دیکھتے ہی بارگاہ کے قریب بادشاہ موصوف جاکر جو تدبیر اس نے سوچی تھی وہی تدبیر کی بعد ازاں
بارگاہ سے باہر آکر سوے انجم حصار روانہ ہوا شب کو جانب طلسم زلزلہ جانا مناسب نہ جان کر انجم حصار
میں شب بسر کرکے وقت صبح صادق انجم حصار سے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اسی صحرا سے
سبزہ زار میں پہونچا دیکھا کہ ساریق بن بقا و سخنگان وغیرہ صحرا میں ہنگام سحر مصروف شکار ہیں یہ
رنگ دیکھتے ہی بلندی سے بالاے زمین آیا سخنگان و ساریق نے دیکھا کہ ایک شخص ایک باز اپنے
ہاتھ پر بٹھائے آتا ہے جب وہ قریب آیا سخنگان نے اُس سے پوچھا کیا تم بھی شکار پر باز کھیلو گے اُس نے
جواب دیا کہ میں شکار کھیل آیا سخنگان نے کہا کہ یہ باز ہمیں دو تھوڑی دیر ہم اس باز سے طائروں کو شکار کریں
اُس نے ہنسکر کہا کہ اس باز کے لینے سے باز آؤ یہ باز ایسا نہیں ہے کہ ہم تمکو دیدیں اور تم اس باز سے شکار
کھیلو سخنگان نے وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ سبب دریافت نکرو بس اسی قدر سمجھ لو کہ یہ باز قابل شکار
طائران نہیں ہے ساریق بن بقا نے کہا کہ اے شخص کچھ حال اس باز کا بیان کر کہ یہ باز کیسا ہے اُس نے
کہا کہ تمھارے اصرار کرنے سے بیان کرتا ہوں یہاں سے بارگاہ میں چلو تخلیے میں بیان کرونگا ساریق
بن بقا اور سخنگان اسکو ہمراہ اپنے بارگاہ میں لاکر بیٹھے تنہائی میں اُس نے کہا آگاہ ہو جیسے کہ یہ باز
در اصل نہیں ہے یہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ہیں میں ساحر ہوں نام میرا معین جادو ہے حاکم طلسم زلزلہ
نے مجکو واسطے دریافت کرنے حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران کے ادھر بھیجا تھا میں نے
یہاں آکر تمام حال سے آگاہ ہوکر چاہا کہ خالی ہاتھ نہ جاؤں کوئی تحفہ اپنے بادشاہ کے واسطے یہاں سے
لیے جاؤں پس مجکو لشکر اسلام میں سے یہی تحفہ پسند آیا اب اس تحفے کو لیجا کر اپنے بادشاہ و حاکم کے
پیش کرونگا تمام حال جو دیکھا ہے اور سنا ہے وہ بیان کرونگا یقین ہے کہ شاہ طلسم زلزلہ اس تحفے کی
نذر کو قبول کرکے مجھے انعام دے گا مجسے بہت خوش ہوگا پھر اس باز کے قتل کرنے سے باز آئیگا
پھر اس کو قتل کرے گا کیونکہ اُس کو اہل اسلام سے عداوت قلبی ہے علاوہ اسکے اس باز کے
ہلاک کرنے سے منظور لشکر اہل اسلام کا پراگندہ کرنا بھی ہوگا صاحبقران بھی غمگین و ملول ہوکر
یہاں سے کسی طرف چلے جائیں گے یا کثرت صدمہ و رنج سے ہلاک ہوجائینگے ساریق بن بقا و
سخنگان نے بہت خوش ہوکے کہا کہ ہمکو بھی اپنے شہنشاہ کے پاس لیے چلو ہم اُن کے دیدار اور
اُن سے ملنے کے بہت مشتاق ہیں سوا اس کے اگر ہم دونوں اُن تک پہونچ جائینگے تو دست ظلم
صاحبقران سے امان پائینگے تمھارے احسانمند ہونگے اُس نے جواب دیا کہ آپ صاحبوں کا
وہاں لیجانا اچھا نہیں ہے مبادا شہنشاہ ناراض ہوں سخنگان نے کہا کہ اے معین جادو
یہ کیا کہتے ہو بھلا ان کے اور ہمارے وہاں لے جانے سے بادشاہ طلسم تم سے ناخوش ہونگے ہرگز نہیں کہ

بلکہ بہت تم سے خوش ہونگے انعام کثیر دین گے ہم تمھاری تعریف اُن سے کرین گے خلعت و انعام کثیر تمکو
دلوائین گے خداوند بھی تم سے خوش ہونگے تمھاری بہبودی چاہین گے معین جادو نے سخنگان و
ساریق بن لقا کے کہنے سے چند دانے ماش کے نکال کر اسمائے سحر اُن پر دم کرکے اُن دونون پر
مارے فی الفور وہ لوٹ کر بصورت زاغ سیاہ ہوگئے معین جادو نے اُن دونون زاغون کو بالاے
ہر دو دوش خود بٹھا کر سحر سے بلند ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر سوارون وغیرہ کو چھوڑ کر سوے طلسم زلزلہ
روانہ ہوا سواران ہمراہی ساریق بن لقا نے ہر چند کہ شور و غل کیا اور تعاقب اُس کا کیا مگر کچھ فائدہ
نہوا وہ دفعتًا زمین سے بلند ہوکر غائب ہوگیا اسی حالت مین سواران مذکور و خدام وغیرہ مجبور و لاچار
ہوکر صحراے سبزہ زار سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے حال اُن کا بمقام مناسب لکھا جائیگا
بالفعل حال لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جب معین جادو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز
بنا کر لے گیا اور وہ شب گذر کر سحر ہوئی تمامی اہل لشکر ہنگام سحر براے اداے نماز صبح بیدار ہوئے
اور وہ سوار طلایہ بھی ہوشیار ہوے کیونکہ معین جادو نے ایسا سحر اُن پر کیا تھا کہ جس سحر کا اثر فقط
شب تک رہا کیونکہ مدت بقاے سحر مذکور شب ہی تک تھی صبح کے ہوتے ہی وہ بھی ہوش مین آ گئے
ہر ایک نے بعد طہارت و وضو نماز سحر پڑھنے کا ارادہ کیا صاحبقران نے بیدار ہوکے قصد اداے
فریضۂ سحری کیا جب ہر ایک شخص اعلی و ادنی نماز سحر پڑھ چکا اور صاحبقران بھی نماز صبح کو پڑھ چکے
حسب دستور جملہ سرداران لشکر دربار گاہ صاحبقران عالی مقام پر آئے اس اثنا مین
صاحبقران بھی بارگاہ سے برآمد ہوے ہر ایک سردار و سوار نے با ادب سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دے کر سب سردارون کو ہمراہ اپنے لے کر در بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام پر
جا کر توقف کیا دیر تک انتظار برآمد ہونے بادشاہ ممدوح کا کر کے متردد ہوکے سرداران سپاہ سے
فرمایا آج کیا باعث ہی کہ اب تک بادشاہ ذیجاہ بارگاہ سے برآمد نہین ہوے وقت برآمد ہونے کا
گذر گیا اکثر سردارون نے عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہین کبھی ایسا نہین ہوا کہ اتنی دیر برآمد
ہونے مین ظل اللہ سے ہوئی ہو معلوم نہین کہ خیر ہو خدا خیر کرے اگر مناسب ہو تو بارگاہ مین جاکر دیکھا
جائے صاحبقران نے کہا کہ ہان ہماری بھی یہی راے ہی یہ کہکر خود داخل بارگاہ ہوے اکثر
سردار و عیار بھی بارگاہ مین گئے وہان عجیب واقعہ غم افزا و حیرت فزا نظر آیا کہ دل ہر ایک کا کثرت
رنج و ملال سے بیتاب و بیقرار ہوا کہ تن بادشاہ بے سر کمبل مین لپٹا ہوا پایا ہر ایک متحیر ہو کر
رونے لگا شور نالہ و فغان بلند ہوا سواران لشکر اہل اسلام نے متردد ہوکر پوچھا کہ یہ شور و فغان
کیون ہی سبب نالہ کیا ہی خیریت تو ہی سرکارون عیارون نے رو کر کہا کہ غضب ہوا ہم ابھی بارگاہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام کے اندر سے باہر آئے ہین بچشم خود دیکھ آئے ہین کسی دشمن نے سر اُن کا تن شہ
آپ ہی سے کاٹ کر ان کے سینے پر رکھدیا ہی پوشاک ظل اللہ و فرش سرخ تمام خون سے تر ہو گیا معلوم
ہوتا ہی کہ قریب صبح بعد نصف شب کے کسی دشمن نے بارگاہ مین داخل ہوکر یہ ظلم عظیم کیا ہی بحالت خواب
غفلت مین بادشاہ عالی جاہ کو قتل کیا ہی کیا ہی نامرد تھا وہ نابکار جس نے یہ ستم کیا ہی اگر مرد ہوتا
تو حالت بیداری مین مقابلہ و مجادلہ کرتا سواران لشکر یہ خبر غم اثر عیارون سے سنکے بے اختیار
رونے لگے نالہ و فغان کرنے لگے تمام لشکر مین جب یہ خبر پھیلی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کسی نے
قتل کیا تو وہ شور نالہ و فغان بلند ہوا کہ تا فلک پہونچا کسی نے اس غم مین گریبان اپنا چاک کیا کسی نے

سر پر اپنے خاک اڑائی کوئی کثرت گریہ سے زمین پر غش کھا کر گرا کسی کو اس خبر کے سننے سے سکتا سا
ہوگیا کوئی فریاد کرنے لگا کوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا کسی نے خنجر بران اپنی کمر سے کھینچکر
کہا یارو اب زندگی کا لطف باقی نرہا بادشاہ ہمارا قتل ہوگیا اُن کے غم مین ہم بھی اپنے تئین ہلاک
کرتے ہین بعد اُن کے زندگی خوب نہین یہ کہکر ارادہ خودکشی کا کیا جو سوار وغیرہ اُس کے قریب
کھڑے تھے اور روبرو تھے انھون نے دوڑکر اُس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور کہا کہ اے برادر
خودکشی اچھی نہین ہے کیا غضب کرتے ہو اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرتے ہو حالانکہ صدمہ قتل
بادشاہ موصوف بہت ہے مگر ذرا دریافت اچھی طرح تو کرو کہ درحقیقت بادشاہ قتل ہوئے ہین یا
نہین کوئی سردار سپاہ نالہ و آہ کرتا تھا کوئی سردار اس غم مین سر اپنا پیٹا کیا کرتا تھا کوئی یہ خبر
جانکسل سنکے بے اختیار رونے لگا کوئی سوار جان اپنی اس غم جانکاہ مین کھونے لگا کوئی فریاد
کرنے لگا کوئی اس صدمے مین جان سے گذرنے لگا کوئی اشکبار ہوا کسی کا دل اس واقعہ سے بیقرار
ہوا کوئی سردار سپاہ کثرت گریہ سے زمین پر گرکے بسمل ہوا کوئی جوان خنجر غم سے گھائل ہوا کسی نے
اس ماتم مین اپنے سر پر خاک ڈالی کسی نے افراط الم سے واسطے ہلاک کرنے اپنے کے میان سے
تلوار نکالی کوئی آہ سرد بھر کے پکارا کہ افسوس ہزار افسوس بادشاہ ہمارا گیا کوئی اشکبار ہو کر کہنے لگا
حیف شاہ ذیجاہ ہمارا مارا گیا تھا ان ہفت ملک بے اختیار رونے لگے کثرت گریہ و بکا سے جانین
کھونے لگے عیاران لشکر اہل اسلام کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے زمین پر گرکے غش کر گئے
دیکھنے والون نے خیال کیا کہ یہ تاب صدمہ و غم نلاکر مر گئے کسی نے کہا کہ افسوس بڑا غضب ہوا
کوئی بولا قتل ہونا بادشاہ کا اس عنوان سے عجب ہوا کوئی سردار اس غم مین محزون ہوا کسی کی آنکھون سے
اس غم مین بجائے اشک روان خون ہوا کسی نے آہ کر کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو ساریق
وسختگان نے قتل کیا ہو وہی دونون حیلہ مکار کھیلانے کا کرکے لشکر سے گئے تھے کسی نے اشکبار
ہو کے کہا عجب نہین کہ ہمارے بادشاہ کو حمائل خان نے قتل کیا ہو کیونکہ یہ نابکار لشکر مین موجود ہے
دل سے مسلمان نہوا ہوگا عداوت اس کے دل مین ہوگی صاحبقران سے تو بس نچلا ان کو تو
خوف سے قتل کر نسکا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل کر ڈالا لشکر سے اسواسطے نہین گیا تاکہ قتل کرنا
ثابت نہو کسی نے روکر آہستے جواب دیا کہ یہ کام حمائل خان کا بظاہر معلوم نہین ہوتا ہے اور کوئی
بداندیش کا یہ کام ہے بڑی دلیری اُس نے کی کہ بارگاہ مین جاکر بادشاہ کے سر کو جدا کیا ہزارون
سواران لشکر طلایہ لشکر پر تھے اُن سے نہ ڈرا افسوس کسی نے اُس کو بارگاہ مین جاتے ہوئے
نہ دیکھا کوئی دلیر آبدیدہ ہو کر کہنے لگا افسوس بادشاہ ہمارا آج ایسا فرش خواب پر لیٹا کہ زندہ نہ اٹھا
کوئی چوب خیمہ سے سر اپنا ٹکرا کر کہنے لگا کاش قاتل ہمارے بادشاہ کا عوض ہمارے بادشاہ کے ہم کو قتل کرتا
سر ہمارا ہمارے تن سے جدا کرتا کوئی جوان دانا اشکبار ہو کر دوسرے جوان سے مخاطب ہو کر یون
گویا ہوا کہ ہماری سمجھ مین یہ نہین آتا ہے کہ قاتل نے سر تن سے جدا کر کے سینے پر کیون رکھدیا ہے اس کا
کیا باعث ہے کوئی دیندار زار زار روکر کہتا تھا کہ آج کا دن بھی کیا نامبارک ہے کہ ہم اپنے بادشاہ سے
جدا ہو گئے بیدار ہوتے ہی غم شاہ ذیجاہ مین رونے لگے کوئی بے اختیار روتا تھا کوئی دامن آنسوون سے
بھگوتا تھا جملہ سرداران لشکر نے کثرت گریہ سے ایسی فریاد و فغان کی کہ حالت ہر ایک کی ابتر ہوئی
صاحبقران نے بھی صدمہ قتل بادشاہ موصوف مین روتے روتے رومال آنسوون سے تر کیے اسقدر

رو گئے کہ حالت قریب بہ غشی پہونچی کثرت گریہ و بکا سے لشکر گاہ ماتم سرا ہوئی جملہ اعلی ادنی صغیر و کبیر برنا و پیر فریاد و فغان و نالہ و آہ کنان ہوئے ہر ایک کی نظر مین اس غم سے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آخر کار بعد گریہ و زاری بیحد و بسیار کے حسب الاتفاق رائے اکثر سرداران سپاہ و صاحبقران عالی جاہ سامان دفن و کفن ہونے لگا اسوقت بعض بعض عقلانے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے عرض کیا کہ ابھی لاشہ بادشاہ نہ اٹھائیے سامان دفن و کفن نہ کیجیے کیونکہ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہین قتل نہین ہوئے ہین ذرا خواجہ زادون کو طلب فرمائیے ان سے پوچھیے وہ بزرجمہر کے فرزند ہین علم رمل وغیرہ سے خوب آگاہ ہین وہ اگر موافق اپنے قاعدہ اور علم کے کہین کہ بادشاہ لشکر موصوف ضرور قتل ہو گئے تو اسوقت میت اٹھانے کا سامان کیجیے تا وقتیکہ وہ نہ کہین ہرگز میت بادشاہ نہ اٹھائیے یقین ہے کہ اس مین اسرار پایا جاتا ہے شک و شبہہ بھی ہوتا ہے کہ یہ لاشہ بادشاہ لشکر کا نہین ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر دراصل لاشہ بادشاہ کا ہوتا تو قاتل بادشاہ کا سر تن سے جدا کر کے لے جاتا بالاے سینہ نذر کہ جاتا یہ کارخانہ حیرت ثابت ہوتا ہے صاحبقران نے ان عقلا کی تقریر سنکے فی الفور خواجہ مہران و خواجہ بزرجمہر رشید پیران حکیم بزرجمہر کو طلب کیا جب وہ تشریف لاے بعد سلام انھون نے پوچھا کہ اسوقت ہنگام غم و الم مین آپنے ہمین کیون طلب کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ صاحبون کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ آپ سے بمقدمہ حیات و ممات بادشاہ لشکر اہل اسلام دریافت کرنا منظور ہے لہذا آپ دونون صاحب بموافق اپنے قاعدہ علم رمل وغیرہ کے دریافت کیجیے کہ بادشاہ لشکر اسلام زندہ ہین یا نہین اور اگر زندہ ہین تو کہان ہین اور کب تک وہ لشکر مین تشریف لائینگے اور یہ بھی اپنے علم کے قاعدے سے بتائیے کہ یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ہے یا اور کسی شخص کا ہے خواجہ زادون نے بعد غسل و وضو آیۂ قرآنی و دعاے حصول حاجت بہ رجوع قلب پڑھکر قرعہ ڈالا ان کی اشکال پر نظر کر کے زائچہ کیا پھر اشکال پر بخوبی تمام نظر کر کے خوش ہو کر کہا یا صاحبقران کشورستان ہمکو ہمارے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بفضل خدا سے زندہ ہین خانہ حیات ان کا اس کا پتا ملتا ہے کہ وہ ضرور زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین خدا چاہے گا تو ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ وہ آپسے ملینگے آپ ان سے ملینگا بعد ہ وہ پھر اس لشکر مین آئینگے اور یہ جو آپ نے سوال کیا ہے کہ یہ لاشہ بادشاہ کا ہے یا اور کسی کا ہے اس بارہ خاص مین ہمکو ہمارے علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہرگز یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین ہے الا ان کا ہم شبیہ ہے پس آپکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام حیات ہین اور یہ لاشہ کسی اور شخص کا ہے صاحبقران خواجہ زادون سے یہ مژدہ جانفزا سنکے فی الجملہ شادان ہوئے جملہ شاہ و شہریار و سرداران سپاہ و شاہزادگان عالی جاہ و تمامی مردان لشکر اس خوشخبری سے شادمان ہوئے وہ رنج و غم و وہ صدمہ و الم و وہ نالہ و فغان فی الجملہ دل سے ہر ایک کے دور ہوا خواجہ زادون کے حکم مذکور لگانے سے قلب کو حاصل سرور ہوا صاحبقران نے کشتیان خلعتہاے فاخرہ کی طلب کر کے خواجہ زادون کے پیش کین پھر ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو آب گرم سے خوب مل ملکر نہلاؤ اگر رنگ و روغن سے صورت تبدیل کی ہے تو صاف اس کا ہو جائیگا پھر واصلی ظاہر ہو جائیگا ملازمون نے حکم صاحبقران کی تعمیل کی مگر صورت لاشہ مذکور بدستور رہی کچھ بھی فرق نہوا اسوقت صاحبقران نے خواجہ زادون سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آپ صاحبون نے تو یہ حکم لگایا تھا کہ یہ

لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین کسی اور شخص کا ہے حالانکہ ہمارے ملازمون نے آب گرم تیز سے لاشہ مذکور کو دھویا نہلایا مگر کچھ بھی فرق نہ ثابت ہوا خواجہ زادون نے جواب دیا ہم اب بھی کہتے ہین کہ یہ لاشہ بادشاہ موصوف کا نہین ہے اگر آپ نے اس لاشے کو آب گرم سے نہلوایا اور کچھ فرق ثابت نہوا تو جائے اعتراض نہین ہے کیونکہ یہ لاشہ ہمشبیہ بادشاہ رنگ و روغن عیاری سے بنا ہے وایسے نہین بنایا ہے کہ جو آب گرم کے دھونے سے رنگ و روغن دور ہو جائے چہرہ اصلی ظاہر ہو جائے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بزور سحر یہ لاشہ ہمشبیہ بادشاہ بنایا ہے خداوند عالم نے آپ کو صاحب اسم اعظم کیا ہے لہذا آپ وضو کر کے تھوڑے سے پانی پر اسم اعظم الٰہی پڑھکر دم کر کے وہی پانی چہرہ و ہیکل لاشہ ہمشبیہ بادشاہ پر چھڑکیے بہ برکت اسم اعظم الٰہی سحر دفع ہو جائیگا صورت اصلی ہویدا ہوگی صاحبقران کشورستان نے حسب موافق ارشاد خواجہ زادون کے عمل کیا تو صورت مدعا آئینہ ظہور مین آئی یعنی وہ صورت و شکل پانی کے چھڑکتے ہی بدل گئی غور کر کے جو دیکھا گیا ثابت ہوا کہ ایک مرد کوہی کا لاشہ ہے لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام نہین ہے صاحبقران اور جملہ اعلی ادنی ظاہر ہونے سے لاشہ مرد کوہی کے بیحد خوش ہوئے وہ جو کسی قدر شک و شبہ و تردد تھا وہ بھی دفع ہوا ہر ایک کے چہرے پر آثار خوشی ظاہر ہوئے خصوصًا صاحبقران کے چہرے پر آثار خوشی پیدا ہوئے اسوقت صاحبقران نے حکم دیا کہ اس لاشہ مرد کوہی کو دفن کر دو بموجب حکم ملازمون نے لاشہ مذکور کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا بعد اس کے صاحبقران نے خواجہ زادون کے علم و فضل و کمال کی بہت تعریف کرکے ان سے بیحد خوش ہوکے دوبارہ ان کو خلعتہائے فاخرہ دے کر رخصت کیا بعد رخصت کرنے خواجہ زادون کے جملہ سرداران سپاہ سے فرمایا الحمد للہ واللہ یہ تو یقین کامل ہو گیا کہ لاشہ ہمشبیہ بادشاہ کا لاشہ ایک مرد کوہی کا تھا جس کو دفن کرا دیا اور یہ بھی بارشاد خواجہ زادگان یقین ہوا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین پس قبضہ دشمن مین ہونا بادشاہ موصوف کا چندان جای کسل نہین ہے ایسا بارہا ہوا ہے ہمارے بزرگون پر ایسے واقعات گذرے ہین اگر خدا نے چاہا تو وہ زمانہ بھی آئیگا کہ ہم تم ان سے ملینگے جو زمانہ ان کی مفارقت کا ہے وہ بہر لازم ہے کہ زمانہ فرقت بادشاہ لشکر اہل اسلام زیادہ تر صدمہ و رنج و ملال بسر کیا جائے ان کی تلاش و جستجو کی جائے اور ان کے دشمن کو دریافت کیا جائے تاکہ اس سے انتقام لیا جائے سب نے عرض کیا کہ آپ نے بجا و درست فرمایا ہے یوہین عمل کرنا چاہیے ہنوز سرداران سپاہ صاحبقران کشورستان سے ہم سخن ہو کر خاموش ہوئے تھے کہ وہ خدام و سواران جنگی اور بہلیے میر شکار باز دار وغیرہ جو ہمراہ ساریق بن لقا و شہزادگان کے سوے مرغزار سبزہ زار پر اسے شکار گئے تھے نہایت حیران و پریشان روبروے صاحبقران آئے سب نے با دب سلام کیا صاحبقران نے ان سے پوچھا کہ ساریق بن لقا و شہزادگان کہان ہین تم ان کو کہان چھوڑ آئے ان کے ہمراہ کیون نہ آئے انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ان کا حال عجیب و غریب ہے جو واقعہ گذرا ہے اور دیکھا ہے وہ حیرت افزا ہے صاحبقران نے فرمایا بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم سب ملکو از حضور حسب الحکم ہمراہ ساریق بن لقا و شہزادگان کے سوے مرغزار سبزہ زار گئے تھے جس وقت مرغزار سبزہ زار مین پہونچے نامبردگان کے ہمراہ شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین ہم نے دیکھا دو آہو تیر سے شکار کیے ساریق نے کہا کہ ایک آہو کے کباب تیار کیے جائین ملازمون نے اسکے کہنے پر

عمل کیا جب کباب مذکور ظروف مین رکھکر اُس کے روبرو بارگاہ مین لے گئے تھوڑی دیر تک وہ اُن کبابا
آہو کو دیکھا کیا پھر کچھ باتین سختگان سے کرکے بارگاہ سے نکل کر صحرا لے سبزہ زار مین آوازِ بلند رونے لگا
سختگان اُسے سمجھانے لگا ہم غمخوار شکار آہو مین مصروف تھے اُس کے نالہ و فغان کرنے سے متردد ہوکر قریب
اُس کے آئے تاکہ سبب نالہ و فغان دریافت کرین ابھی ہم غمخوارون نے وجہ نالہ و فغان دریافت نہ کی تھی
کہ ایک دہقانی آیا اُس نے ہمسے پوچھا کہ یہ دونون شخص کون ہین جو اس طرح سے نالہ و فغان کر رہے ہین
ہمنے اُس سے کہا کہ ایک ان مین ساریق بن لیقا ہی دوسرا شخص ان مین سختگان نامی ہی پھر اُس نے
پوچھا یہ دونون کیون روتے ہین ہمنے جواب دیا سبب گریہ و زاری ہمین معلوم نہین تم تو اُن سے پوچھو
اُس نے اُن کے پاس جاکر پوچھا کہ تم دونون کیون اسطرح بیقراری سے نالہ و فریاد کرتے ہو کیا تمپر مصیبت
پڑی ہی کس بلا مین مبتلا ہوے ہو مفصل بیان کرو اسوقت ساریق نے تو کچھ نہ کہا مگر سختگان نے اُس سے
کہا کہ اے شخص ہم دونون کسی سبب سے روتے ہین تجھے کیا تو ہمسے کیون سبب نالہ و آہ دریافت کرتا ہی
جہان تجھے جانا مطلوب ہی وہان جا اُس نے دریافت کرنے مین اصرار کیا سختگان اُس دہقانی کو مع
ساریق کے بارگاہ مین لے گیا وہان روبرو کرنا دیر اُس سے تمام حال ساریق بن لیقا کا بیان کیا پھر وہ
دہقانی بیٹھے بیٹھے نظر سے غائب و نہان ہوگیا ہم سب کو تعجب ہوا دوسرے روز ہنگام سحر اور ایک
شخص اسی صحرا مین آیا وہ اپنے ہاتھ پر ایک باز بٹھلائے ہوے تھا سختگان نے اُس شخص سے پوچھا کہ
کیا تم بھی پرندون کا شکار کھیلوگے اُس نے جواب دیا مین بڑا شکار کھیل آیا اب شکار نہ کھیلونگا سختگان
نے کہا کہ یہ باز اپنا ہمکو دو تاکہ ہم اس باز سے پرندون کا شکار کھیلین اُس نے کہا کہ اس باز کے لینے
سے باز آؤ ساریق نے سبب دریافت کیا اُس نے کہا کہ یہ باز لائق شکار نہین ہی ساریق نے پوچھا
کہ کیا وجہ ہی جو باز قابل شکار نہین ہی اُس نے جواب دیا کہ اس کا سبب دریافت نکرو جب بہت اُس سے
اصرار کیا تو اُس نے کہا کہ چلو بارگاہ مین وہان تمسے بیان کرونگا اسوقت سختگان اور ساریق بن لیقا
اُس نووارد شخص کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین گئے ہم سب تو بارگاہ کے باہر تھے نہین معلوم اُس شخص نے
آہستہ آہستہ کیا کہا دیر کے بعد ہمنے جو دیکھا تو سختگان اور ساریق کو شادان و خندان پایا کسیقدر باہم کچھ چپکے
چپکے باتین ہوئین ہمنے اُن باتون کو نہین سنا بعد اُسکے ہمنے دیکھا کہ اسی شخص نے پھر ایسی تدبیر کی کہ ساریق
اور سختگان دونون زاغ سیاہ ہوگئے پھر وہ شخص دونون زاغون مذکور کو اپنے دونون شانون پر
بٹھا کر بارگاہ سے نکلکر دفعتا غائب ہوگیا ہرچند ہمنے اُس کی جستجو کی اور شور و غل کیا مگر وہ نہ ملا مجبور و لاچار
ہوکر ہم سب وہان سے چلے بعد قطع راہ ابھی حضور کے روبرو آئے ہین سلاح جنگ بھی تن سے دور
نہین کیے ہین صاحبقران نے اُن سوارون وغیرہ سے تمام حال سنکے اُن سے کہا کہ اب تم لشکر مین
داخل ہو سلاح جنگ تن سے دور کرو کمربندی کی اب تکلیف نہ اُٹھاؤ خیام مین راحت پذیر ہو سواران
مذکور وغیرہ سلام کرکے داخل لشکر ہوکر خیام مین راحت پذیر ہوے صاحبقران نے جملہ سرداران سپاہ
سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان سوارون وغیرہ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ساحر بادشاہ لشکر اہل اسلام
کو بارگاہ سے باز بنا کر لے گیا تھا پھر اُس نے ساریق بن لیقا اور سختگان کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے
بنا کر اپنے شانون پر بٹھا کر اپنی منزل مقصود کی راہ لی سب کی نظرون سے نہان ہوگیا اب ہمکو ضرور
فکر و جستجو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی کرنا ضروری ہی اور اُس شخص کا بھی مقام قیام اور نام دریافت
کرنا لازم ہوا ان سوارون کے آنے سے اور بیان کرنے سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ ضرور کوئی ساحر یا

کوئی دشمن بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اور ساریق بن بقا اور سخنگان کو لے گیا ہی سبھون نے عرض کیا
کہ آپ کا فرمانا صحیح ہی یہ کام ضرور کسی ساحر نابکار کا ہی نہین معلوم وہ نابکار کہان رہتا ہی کس سمت گیا ہی
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خدا چاہیگا تو سب حال معلوم ہو جاویگا بالفعل یہان کوئی ایسا
نہین ہی کہ اس سے پوچھین اور وہ صحیح طور سے تمام حال بیان کر دے کوکب انجم حصاری نے عرض کیا
تھوڑا زمانہ گذرا ہی بلکہ قبل آپکے یہان تشریف لانے کے انجم حصار مین ایک مرد دیندار و ابرار و
متقی و پرہیزگار مسلمان مسمی حکیم سالوک درویش سیرت تشریف رکھتے تھے شب و روز عبادت خدا
مین مصروف رہتے تھے بیشتر ساکنان انجم حصاری اپنے امور دشوار و مشکل مین عاجز آ کر ان سے
سوال کرتے تھے وہ جواب شافی دیتے تھے اگر کوئی گم ہو جاتا تھا اور لوگ ان سے گم شدہ کو پوچھتے
تھے تو وہ بوجہ عبادت و ریاضت کرنے کے بتا دیتے تھے کہ گم شدہ فلان جا لیا گیا ہی افسوس اب
حال ان کا معلوم نہین کہ وہ کہان ہین انجم حصار سے کہین چلے گئے ہین اگر وہ جناب یہان ہوتے
تو حال بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ان سے دریافت کرتے صاحبقران نے تقریر کوکب انجم حصاری
کی سنکے تا دیر کچھ فکر کرکے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و صمصام تیغزن و قہور صف شکن و
بہران بہرسوار و اسفندیار کجکلاہ و صارف تیغزن و حشام رستم انجم حصاری سے مخاطب ہوکے
فرمایا کہ خواجہ خضر ان جو بصورت درویش آفتاب صورت تھے وہ تو سوے خانہ کعبہ کے ساتھ لنگ
فرامرز ثانی بھی گیا یہان بادشاہ لشکر اہل اسلام کا جو واقعہ ہوا وہ آپ صاحبو پر ظاہر ہی اس کے
بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی ہم بوجہ نہ ہونے لشکر مین بادشاہ موصوف کے نہایت پریشان خاطر
ہین ارادہ ہی کہ لشکر سے اپنے علحدہ ہوکر لشکر کو اپنے اسی جگہ بالفعل چھوڑ کر کسی طرف بہر جستجوے بادشاہ
موصوف جائین سوا اس کے فی زمانہ اب کسی سے مقابلہ و مجادلہ بھی نہین ہی لہذا آپ سب صاحبون سے
کہا جاتا ہی کہ اگر مناسب ہو تو اپنے اپنے سردارون کو لیکر مع اپنی اپنی سپاہ کے اپنے اپنے شہر مین جا کر حکمران
ہوجیے یہان کیون تکلیف گوارا فرمایئے ہم بخوشی خاطر آپ صاحبون کو رخصت کرنا چاہتے ہین لہذا
آپ کو مناسب ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کیجیے یہ تقریر صاحبقران کی سنکے جملہ نامبردگان نے
باادب عرض کیا کہ ہمارا تو یہی ارادہ تھا کہ آپ کے لشکر مین تا حیات داخل رہین مگر آپ کے ارشاد سے
مجبور ہوکر آپکی خوشی پر عمل کرنا ضرور ہوا یہ عرض کرکے عمان شاہ نے اپنے ملازمون اور لشکر کے
سوارون کو حکم دیا کہ سامان سفر درست کرکے آج ہی یہان سے سوے شہر عمانیہ روانہ ہو اسیطرح
عراق آہن کلاہ نے اپنے ملازمون سے کہا ملازمان ہر دو بادشاہان مذکور نے سامان سفر
فی الفور درست کیا عمان شاہ و عراق آہن کلاہ صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہوکر مع اپنے
اپنے سرداران سپاہ اور اپنے اپنے لشکر کے اپنے اپنے شہر کی طرف شاد روانہ ہوے بعد جانے دونون
بادشاہون کے صارف تیغزن سپہ سالار لشکر بادشاہ نقش بین بھی مع اپنی سپاہ کے سوے
شہر نقش بین روانہ ہوا بعد جانے صارف تیغزن کے حائل خان نے صاحبقران سے عرض کیا کہ
اگر ارشاد ہو تو مین بھی جاؤن اپنے شہر کا بند و بست کرون اہل شہر کو مسلمان کرون بتخانے منہدم
کراؤن مسجدین بناؤن اہل شہر کو عقائد دین سے آگاہ کرون صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم بھی جاؤ
حائل خان خوش ہوکر سامان سفر درست کرکے کوکب انجم حصاری و صاحبقران سے رخصت
ہوکر اپنے شہر کی طرف مع باقی ماندہ اپنی سپاہ کے روانہ ہوا حشام رستم انجم حصاری نے صاحبقران

سے دست بستہ عرض کیا کہ یہ فدوی سردار سپاہ کوکب انجم حصاری ہی جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ و کشتی فرامرز ثانی سے زیر ہوکر داخل لشکر فرامرز ثانی ہوا تھا فرامرز ثانی تو سوے خانہ کعبہ گئے بادشاہ ہمارا بھی مانند ہمارے مسلمان ہوا ہی اب ہم بھی بدستور قدیم رفاقت اپنے بادشاہ کی اختیار کرینگے صاحبقران نے سوے کوکب انجم حصاری دیکھا اُس نے کہا کہ اگر شاہ بدستور قدیم میرا نمکخوار ہونا چاہتا ہی تو مجھے بھی کچھ عذر نہین ہی شاہ رستم انجم حصاری اپنے دنگل سے اٹھکر سوے قدم کوکب انجم حصاری جھکا اُس نے خوش ہوکر سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا پھر اُس کو اپنے لشکر مین داخل کیا اسی طرح ہر ایک سردار و بادشاہ لشکر صاحبقران سے جو تازہ مسلمان ہوکے داخل لشکر ہوا تھا وہ بھی حکم صاحبقران سے مع اپنی سپاہ کے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا فقط خاص سپاہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی رہ گئی اور خاص خاص سرداران سپاہ صاحبقران موصوف لشکر مین رہ گئے جنکی تعداد پانچہزار یا پانچسو پچیس ہی جب وہ روز گذر کر زمانہ شب کا آیا اور شب بھی بسر ہوکے صبح ہوئی بعد نماز سحر صاحبقران نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان شکار آ ہوکرین ہمارا دل بہت پریشان ہی چندروز تک صحراے سبزہ زار مین جاکر شکار کھیل کر دل اپنا بہلائین گے صدمۂ فراق بادشاہ اہل اسلام مین سیر و شکار سے کمی ہوگی جب ملازمون نے درستی سامان شکار نہ کیا کیا صاحبقران جملہ سردارون سے رخصت ہوکر سوے صحراے سبزہ زار واسطے شکار آہو کے ہمراہی خواجہ طیفور کردیا و مختصر سوارون وغیرہ کے روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال معین جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ساحر مذکور صحراے سبزہ زار سے ساریق بن لقا و سختگان کو بزور سحر زاغہاے سیاہ بناکر دوش پر اپنے بٹھاکر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ پر پہونچکر اندرون حد طلسم مذکور جانے کا ارادہ کیا تھا کہ مالک اول سرحد طلسم مذکور نے اُس کو روک کر پوچھا کہ یہ تیرے ہاتھ پر باز کیسا بیٹھا ہی اور تیرے شانے پر ایک ایک زاغ سیاہ کیسے بیٹھے ہین دراصل یہ طائر نہین ہین بشر ہین اگر ساحر ہی تو ہم بھی ساحر ہین تجھ سے ہزار حصہ زیادہ سحر و ساحری مین ہین بلکہ ایسے ساحر زیر دست ہین کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ نے ہمکو مالک مرحلۂ اول کیا ہی تجھ سے تو ہم آگاہ ہین اور تیری آمد و رفت کی مانعت نہین کرتے ہین اغیار کو ہم بغیر حکم شہنشاہ ساحران کے ہرگز نجانے دینگے کیونکہ زمانۂ لقا اس طلسم کا کم ہی اور فتاح اس طلسم کا ایک اہل اسلام ہی پس یہ باز بھی دراصل بشر ہی اور اہل اسلام ہی اگر یہی فتاح طلسم زلزلہ ہوا اور ہم تجکو اسے لے جانے کی اجازت دیدین تو عتاب شہنشاہ مین مبتلا ہونگے معین جادو نے کہا کہ مین شہنشاہ کا خیرخواہ ہون بدخواہ نہین ہون جو طلسم کشا کو داخل طلسم کرون اور یہ طلسم کشا نہین ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام ہی نام اس کا داراب دارا بن سپہین زرہ ہی اور یہ دونون زاغ سیاہ اہل اسلام سے نہین ہین ان مین ایک ساریق بن لقا ہی اور دوسرا ساریق کا وزیر سختگان ہی یہ تحفہ ہاے نادر واسطے نذر شہنشاہ کے لئے جاتا ہون مالک مرحلہ اول نے ترش رو ہوکر جواب دیا کہ ان طائرون مین کوئی بھی ہوتا کیون نخواہ لقاپرست ہو یا مسلمان ہو ہم کسی کو جانے ندینگے تاوقتیکہ حکم شہنشاہ سے حاصل نہ کرلینگے تم توقف کرو ہم اپنے شہنشاہ کو تمہارے اس طور سے آنے کی اطلاع دینگے جو کچھ حکم ہوگا اُس پر عمل کرینگے معین جادو مجبور ہوکر ٹھہرا مالک مرحلہ اول نے ایک عریضہ بمقدمہ معین جادو اس مضمون کا لکھا کہ آج خلاف عادت و قاعدہ

طلسم معین جادو وتین آدمیون کو بصورت طائران سحر سے بنا کر لایا ہی سرحد طلسم مین قدم رکھنا چاہتا ہی
فدوی کو اندیشہ طلسم کشا کا ہی و نیز خوف عتاب حضور ہی اگر حکم ہو تو معین جادو کو اپنے مرحلے سے راہ
دین ورنہ اُس کو اپنے مرحلے مین قدم بھی نرکھنے دین جب عریضہ اس مضمون کا تحریر کر چکا کچھ اسماے سحر
پڑھکر دستک دی فی الفور ایک طائر خوشرنگ سامنے سے اُڑتا ہوا آیا اُس نے قریب آکر بزبان فصیح
پوچھا کہ کیون مجکو طلب کیا ہی کیا کام ہی بیان کرو مالک مرحلہ اول نے وہ عریضہ اُسے دکھا کر کہا کہ یہ
عریضہ خدمت شہنشاہ ساحران مین لیجا اور جواب اگر شہنشاہ اس عریضے کا کچھ دین تو اُسے مجھ تک
پہونچا فقط اسی کام کے واسطے تجھے طلب کیا ہی اُس نے کہا کہ یہ تو کوئی کار مشکل نہین ہی مجھے خیال تھا
کہ کوئی امر عظیم کے واسطے ستنر مجھے بلایا ہی یہ کہکر وہ عریضہ اپنی منقار مین دبا کر مانند باد تیز پرواز کے
اُڑکر سوے شہنشاہ طلسم زلزلہ گیا ہود سرمست پوتا سامر شمشش کا کہ مالک وحاکم طلسم زلزلہ ہی اور
دعوی خداوندی بھی کرتا ہی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُس طائر سحر نے جا کر وہ عریضہ آغوش
شہنشاہ طلسم مذکور مین ڈالدیا ہود سرمست نے اُس عریضے کو اُٹھا کر اُس کی عبارت کو پڑھکر طائر سحر
مذکور سے کہا کہ تو جا جواب اس عریضے کا روانہ کیا جائے گا طائر مذکور مالک دربند اول کو حکم
ہود سرمست سے آگاہ کر کے ایک سمت چلا گیا یہان شہنشاہ ہود سرمست نے اپنے طلسم کے
جملہ مرحلات ومقامات پر پروانجات مالکان وحاکمان مرحلات ودربند وغیرہ کو بذریعہ ساحران
روانہ کر کے اُن کو آگاہ کیا کہ معین جادو ہمارے فرستادہ وملازم قدیم کو نروکنا اُسے آنے دینا
جب مالک مرحلہ اول طلسم مذکور حکم شہنشاہ مسطور سے آگاہ ہوا معین جادو کو اجازت جانے کی دی
معین جادو باز و زاغہاے مذکور الصدر کو لیے ہوے مرحلات ومقامات صعب وسخت طلسم
زلزلہ سے گذر کر اُسوقت دربار شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ مین
پہونچا کہ دربار اُس کا آراستہ تھا جملہ ساحران نامی ونامور اُس کے دربار مین حاضر تھے علی قدر مراتب
بیٹھے ہوے تھے علاوہ رفقا وساحران نامی ونامور کے حکیم جالوس ساکن وحاکم شہر جالوسیہ
کا کہ عاقل وفہیم تھا ہود سرمست جادو نے اُس کو اپنا وزیر کیا تھا وہ بھی اُسوقت بعہدہ
وزارت حاضر دربار تھا جالوس مرد بد باطن ودشمن مسلمانان ودین اسلام ہی اور سالوس اُس کا
بھائی یہ دین اسلام کی رغبت رکھتا ہی جالوس کی طرح بد اعتقاد و نابکار بھی نہین ہی طبیعت اس کی
مائل بہ فساد وخونریزی ودشمنی اہل اسلام نہین ہی غرضکہ معین جادو نے روبروے ہود سرمست
جادو جا کر بصد ادب سلام کیا اُس نے اُس باز و زاغہاے سیاہ پر نظر کر کے پوچھا کہ انھین کیون
لایا ہی اُس نے عرض کیا کہ یہ باز واسطے نذر حضور کے لایا ہون یہ کہکر اُس باز کو نذر کے طریق سے
پیش کیا ہود سرمست نے کہا کہ اس کو بحالت اصلی لا اور سبب اس کے لانے کا بیان کر اور
جس واسطے ہمنے تجکو روانہ کیا ہی اُسے بھی بیان کر ساحر مذکور نے عرض کیا کہ حسب الحکم شہنشاہ
کے یہ نمک خوار قدیم واسطے دریافت حال کوکب انجم حصاری ولشکر صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ ودریافت احوال جنگ وجدال کے گیا تھا جب انجم حصار مین پہونچا تو بعوض
جنگ وجدال کے سامان خوشی وشادی وہان نظر آیا ناچ رانگ رنگ بزم عشرت ہی پایا نوبت
ونقارہ شادی کو بجتے ہوے دیکھا نازنینان خوبرو کو بچشم خود رقص ونغمہ کرتے ہوے دیکھا
جملہ ساکنان انجم حصار کو مسلمان وخدا پرست پایا کوکب انجم حصاری ودختر کوکب انجم حصاری

بلکہ

وجملہ زنان محلسرا وتمامی زن ومرد کو مسلمان وفرمانبردار بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران
دیکھا بعدہ عقد صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر کوکب انجم حصاری شاہانہ سامان و
جلوس سے ہوتے دیکھا اسے شہنشاہ ذیجاہ وبیخبر تواہ جملہ اہل اسلام کو شادی وعقد مذکور مین
شادان وخندان دیکھا اور لشکر صاحبقران کو مانند دریاے ناپیداکنار مشاہدہ کر کے ناخوش
ہوا اور بہر ہمی طبع اپنی سے تحمل عشرت وخوشی اہل اسلام کا نکر کے قدومی نے چاہا کہ ایسی کوئی تدبیر
کرنا چاہیے کہ یہ اہل اسلام نالہ وفریاد کرین جسقدر عقد صاحبقران وملکہ ناہید ہلال ابرو مین
شادان وخندان ہوئے ہین اس سے زیادہ تر گریہ وبکا ونالہ وفغان کرین اہل لشکر پریشان
ومتفرق ہوجائین جمیع بہادر مردمان سپاہ کا منتشر ہوجائے انجم حصار سے لشکر مع صاحبقران
کے بیدل وپریشان ہوکر کہین چلا جائے نام ونشان سپاہ سے بہ قیاس باقی نرہے غرضکہ بعد
فکر بسیار اس کلفوز ارنے بوجہ عداوت قلبی کے کہ اہل اسلام سے رکھتا ہے تجویز کیا کہ اگر بادشاہ
لشکر اہل اسلام لشکر مین نرہے گا تو یہ لشکر تباہ وپریشان ہوجائے گا یہ خیال کر کے بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو بزور سحر باز بنا کر لے آیا ہون تاکہ اہل اسلام اس کی جستجو مین صحرا صحرا کوہ کوہ دشت
دشت دریا دریا شہر شہر آوارہ وسرگردان ونالہ کنان ہون دشمنان شہنشاہ شادمان ہون
اپنے اس بادشاہ کی جدائی مین عداوت شہنشاہ سے باز رہین یہ عرض کر کے سحر اپنا دفع کر کے
باز مذکور کو بصورت اصلی بنایا بادشاہ لشکر اہل سلام نے بصورت اصلی ہوکر بہت متحیر ہوکر
اپنی بارگاہ مین اپنے تئین نپاکر ازحد حیران ہوکر پہلے تو یہ خیال کیا کہ خواب پریشان دیکھ رہا
ہون پھر خواب پریشان کا خیال نکر کے یقیناً بیدار اپنے تئین جانکر بادشاہ طلسم زلزلہ اور
اس کے اہل دربار کی طرف توجہ کی دیکھا کہ بادشاہ ایسا سیاہ روسیاہ زنگ سا مہیب صورت دیو پیکر
بالاے تخت زرین بیٹھا ہے کہ بمصداق مضمون این اشعار

رکھے فرق پر اپنے زرین کلاہ
کرے اُسکے رخ کی طرف گر نگاہ
سیہ قلب وبدصورت وتیرہ رو

ترش رو وبدصورت وبدمزاج
تو ڈ جائے بس دن کو دیو سیاہ

نہایت ہی بدشکل اک روسیاہ
بصد کبر رکھے ہوئے سر پہ تاج
قوی ہیکل وساحر تند خو

دربار مین اس کے ہزارون ساحران نامی وگرامی کو علی قدر مراتب
ومناصب کرسیون بچون وغیرہ پر بیٹھے دیکھا دربار ساحران نامدار سے بھرا ہوا پایا ہر ایک ساحر
ان مین سامری وقت بظاہر نظر آیا ابھی بادشاہ موصوف جانب شاہ طلسم مذکور وساحران کی طرف
دیکھ رہے تھے کہ ہود سرمست نے چین بجبین ہوکر پوچھا کہ تمنے ہمکو سجدہ وسلام کیون نکیا کیا ہمکو
لائق سجدہ وسلام تمنے نجانا یا ازراہ غرور تمنے ہمین سلام نہ کیا شاہ موصوف نے دلیرانہ جواب دیا
کہ او نامرد بیدین وظالم ونا انصاف تو عبث سلام وسجدہ نہ کرنے کی شکایت کرتا ہے اہل عزت و
شاہان ذی وقار تجھ ایسے بیدین ونامرد وظلم پسند کو سلام کرنا اچھا نہین جانتے ہین اگر ہمنے سلام
نہ کیا تو کیا قباحت ہوئی تجھ ایسے نابکار کو سلام کرنا باعث ننگ وعار ہے خداوند عالم نے ہمکو زیب شاہی
وتخت نشینی کا دیا ہے سیکڑون شاہ وشہریار وعزت دار خود ہمکو بادب سلام کرتے ہین ہرگز تو خر بیدم
لائق سجدہ نہین ہے ہان قابل پرستش وعبادت ذات خالق کونین ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے
جملہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے کیونکر تجھکو کوئی مرد عاقل ودانا سجدہ کرے کہ تو قابل سجدہ نہین ہے اوصاف
خدا تجھ مین نہین ہین تو ایک بندہ گنہگار خدا ہے مانند شیطان کے لوگون کو بہکاتا ہے گمراہ کرتا ہے اور

حکومت و سلطنت پر اپنے غرور کرتا ہی نامردی و ظلم پسندی تیرا شعار ہی ظلم و خودپسندی و غرور کسی کا
خدا کو پسند نہین ہی ان باتون سے باز آ عدل و انصاف و خداشناسی اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کر جادۂ حق پر قدم رکھ دین اسلام اختیار کر ہودسرمست گفتگوے بادشاہ لشکر اہل اسلام سنکے از حد
برہم ہوا عالم غصہ مین کہنے لگا کہ تم اہل اسلام نہایت بدزبان و دلیر ہو لائق قتل ہو مجھ ایسے شہنشاہ
و خداوند سے بے ادبانہ ایسی تقریر کرتے ہو خیر دیکھو تمسے اور تمہارے مردان لشکر سے کس طرح
پیش آتا ہون معین جادو نے اچھا کیا کہ تمکو یہان لے آیا یہ کہکر جلاد کو طلب کیا بحکم جلاد تیغ بکف
حاضر ہوا بعد سلام کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ شہنشاہ نے کیون مجھکو طلب کیا ہی کس گنہگار کی
خونریزی منظور ہی بازو پر قوت تیغ آبدار رکھتا ہون دل مین نام کو بھی رحم نہین رکھتا ہون تابع حکم
شہنشاہ ہون ہودسرمست نے کہا کہ ہمنے تجکو اسوقت اسواسطے طلب کیا ہی کہ تجھسے اس مرد
مسلمان و زبان دراز و سرکش کو تہ تیغ کرائین ابھی تیغہ آبدار سے سر اس کا جدا کر جلاد مذکور نے
بازو بادشاہ موصوف کا پکڑا تیغہ اٹھایا ارادہ قتل کرنے کا کیا اسوقت حکم جالوس وزیر کہ دین اسلام
کی طرف سے ایک مدت سے بدشمنی مائل تھا ہودسرمست سے گویا ہوا کہ اے شہنشاہ ذیجاہ خلاف
قاعدہ طلسم عمل کرنا اچھا نہین ہی خون اس اہل اسلام کا اگر زمین طلسم پر گرے گا تو ضرور یہ طلسم
ویران و برباد و شکست و تباہ و خراب ہوجائے گا بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ خون کسی اہل اسلام
کا سرزمین طلسم کے گرانا باعث بربادی طلسم ہوتا ہی علاوہ اس کے یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر کسی
مجرم مسلمان کو قتل کرنا منظور ہو تو بیرون طلسم اسے قتل کرین بس میری راے یہ ہی کہ موافق
احکام بانیان طلسم کے شہنشاہ عمل کرین ہودسرمست نے جلاد کو قتل کرنے بادشاہ سے منع کرکے
اپنے وزیر مذکور سے پوچھا کہ اگر سرزمین طلسم پر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کیا جائے تو بیرون طلسم
کس جگہ خونریزی اس بدزبان کی کی جائے اس نے بعد فکر عرض کیا میری رائے یہ ہی کہ بیرون طلسم
حضور اسرار اخترشناس رہتا ہی وہ مطیع و فرمانبردار شہنشاہ ہی اُسی کے پاس بادشاہ لشکر اہل اسلام
کو اسیر کرکے روانہ فرمائیے اور حکمنامہ اس مضمون کا اُسے روانہ کیجیے کہ سر اس کا تن سے جدا کرکے
لاشہ ان کا دفن کر دے چونکہ حیات و زندگی بادشاہ لشکر اہل اسلام کی باقی تھی قدرت خدا سے
ہودسرمست کو راے اپنے وزیر جالوس کی پسند آئی فی الفور ایک حکمنامہ موافق مضمون متذکرہ
وزیر کے لکھا گیا سرنامہ مہر ہودسرمست سے درست ہوا بعدہ شہنشاہ طلسم مذکور نے چند ساحران
معتمد و خیرخواہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم سب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قید سحر مین مبتلا کرکے تختۂ سحر پر
ڈالکر پاس اسرار اخترشناس منجم کے لیجاؤ اور یہ حکمنامہ بھی اُس کو دے کر کہدینا کہ تمکو شہنشاہ
نے تاکیداً زبانی بھی یہ حکم دیا ہی کہ موافق مضمون اس نامے کے کاربند ہو اگر یہ کام تمسے انجام پائیگا
تو ہم تمسے بہت خوش ہونگے ساحران مذکور حسب الحکم حکمنامہ مذکور لیکر بادشاہ موصوف کو
اپنے سحر مین مبتلا کرکے تختۂ سحر پر ڈالکر خود بھی سحر کی سواریون پر مانند عقاب و طاؤس سحر وانہ در سحر
کے سوار ہوکر بعجلت تمام سوے مکان اسرار اخترشناس منجم کے روانہ ہوے حال ان کا آئندہ
لکھا جائیگا لیکن بعد جانے ساحران مذکور کے پھر حال ہودسرمست کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب شہنشاہ
طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمراہ ساحرون کے پاس منجم مذکور کے روانہ کرچکا معین جادو
سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ اب یہ بتا کہ یہ دو زاغ سیاہ جن کو اپنے شانون پر بٹھا کر لایا ہی یہ کون ہین

ان کے حال سے آگاہ کرا اور سبب ان کے لانے کا بھی ظاہر کرا اور ان کو بھی بحالت اصلی لا معین
جادو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ یہ دونون زاغ سیاہ مردان نامی و نامور ہین ان مین ایک تو
ساریق بن یقا ہی جو اپنے تئین خداوند جان کر مردمان سے اپنے تئین سجدہ کراتا ہی اور ایک ان مین
اُس کا وزیر ہی نام اُس کا سختگان ہی شہنشاہ کو یاد ہوگا کوکب انجم حصاری نے دو تین عریضون مین
حال ان کے آنے کا اور جنگ و جدال کا تحریر کیا تھا یہ دونون ایک صحراے سبزہ زار مین شکار
کھیل رہے تھے صید آہو مین مصروف تھے ناگاہ انھون نے مجکو دیکھکر بصد عاجزی پاس اپنے بلا کر
کہا کہ ہم دونون کو اشتیاق حضوری و باریابی شہنشاہ ساحران مالک و حاکم طلسم زلزلہ کا از حد ہی
لہذا تم ہمکو اُن کی خدمت عالی مین لے چلو ہر چند مین نے اُن سے عذر کیا لیکن انھون نے عذر میرا
نمانا آخر اُن کے اصرار اور عاجزی سے کہنے سے بزور سحر زاغہاے سیاہ بناکر یہان لایا ہون یہ
کہکر اُن پر سے سحر اپنا دفع کیا دونون نے بصورت اصلی ہوکر شاہ طلسم و اہل دربار کو دیکھا
معین جادو نے کہا کہ اے سختگان و اے ساریق آگاہ ہو کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ روبرو تمھارے
بالاے تخت زرین رونق افزاے دربار ہین مقام ادب ہی سلام کرو سختگان و ساریق بن لقا
نے معین جادو کے کہنے سے ہودسر مست جادو کو سلام کیا اُس نے باشارہ سلام لیکر اشارہ
بیٹھنے کا کیا ساریق بن لقا بالاے کرسی زرین اور سختگان ایک کرسی چوبی پر عقب ساریق بیٹھا
بعد تھوڑی دیر کے سختگان نے مدح و ثناے شاہ طلسم زلزلہ بعنوان شائستہ کر کے دست بستہ
عرض کیا کہ ایک مدت دراز سے شہنشاہ کی خدمت مین آنے کی آرزو تھی نہایت اشتیاق تھا کہ
حضور کی خدمت مین باریاب ہون گلستان باختر سے انجم حصار تک ہمکو شوق حضوری حضور لایا تھا
اب خوبی تقدیر سے معین جادو کی اعانت سے ہمارا روبروے حضور آنا ہوا مدعاے دلی بر آیا
صاحبقران و مردم لشکر صاحبقران سے جان بھی ہماری اور ان خداوندگی بھی جو جاہ و حشم
و خدم و سطوت و صولت و خوبی دربار شہنشاہ کی سنی تھی یہان آکر بچشم خود دیکھی ہودسر مست جادو
نے کہا کہ اے ساریق بن یقا تم دعوی خدائی کرتے ہو اور صاحبقران اور اُنکے مردمان سپاہ سے
عاجز ہو کیسے خداوند ہو کہ گلستان باختر سے بھاگتے ہوے صاحبقران کے خوف سے مضطر و
پریشان ہوکر ہماری سرحد مین آگئے ہو طالب پناہ ہوے ہو تم تو دسے خداوندا و بنے ہوے خداوند
ہو ہم بھی خداوندی کا دعوی کرتے ہین ساکنان طلسم زلزلہ ہمین اپنا خداوند جانتے ہین اگر تم بھی
اپنا ہمین خداوند جان کر ہمین سجدہ کرو تو حق مین تمھارے بہتر ہوگا تمکو پناہ دیجاویگی اور عزت و حرمت
تمھاری کی جائیگی ورنہ مثل بادشاہ لشکر اہل اسلام کے تمکو اور تمھارے وزیر کو ہم قتل کرائینگے
دو خداوندون کا ایک جا ہونا اچھا نہین ہی ساریق بن لقا نے شاہ طلسم مذکور کو کچھ جواب نہ دیکر
مڑکر سوے سختگان دیکھا اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ بابت سجدہ کرنے کے ہمارے
خداوند سے نفرمایئے ہان یہ آپ کی دیگر امور مین متابعت کرینگے حضور غور فرمائین یہ بھی خداوند
ہین جو خود مردم سے سجدہ کرائے وہ دوسرے کو کیونکر سجدہ کرسکتا ہی خداوند خداوند کو سجدہ نہین
کرسکتا ہودسر مست نے جواب دیا کہ او سختگان آگاہ ہو کہ ہمکو سب خبر ہی کیا یہ جانتا ہی کہ ہم بے خبر
ہین ہمین معلوم ہو چکا ہی کہ تو نے اور تیرے خداوند نے اطاعت صاحبقران اختیار کر کے کلمہ
پڑھا ہی تیرے سے خداوند دعوی خداوندی کر کے مسلمان ہو چکے ہین یہان پر دعوی خداوندی کر کے

ہمارے تئیں سجدہ کرنے سے اُنھیں انکار ہے معلوم ہوا کہ تو بھی مکار ہے اور تیرا خداوند بھی مکار ہے
دروغگوئی و فریب تم دونوں کا شعار ہے سختگان نے تھرا کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ ارشاد حضور
نسبت ہم دونوں کے کلمہ پڑھنے کے بجا و درست ہے مگر بصدق کلمہ اپنی زبانوں پر جاری نہیں کیا تھا
محض واسطے اپنی جانیں بچانے کے زبان پر کلمہ جاری کر لیا تھا اور خداوند نے اس جبر پر بھی صبر
کیا تھا پس ایسی اطاعت و مسلمانی باعث زوال رتبہ خداوندی ہو نہیں سکتی ہے ہود سرمست
نے برہم ہو کر جواب دیا کہ اگر ہو تم دونوں سجدہ نکروگے تو ابھی قتل کیے جاؤ گے ہم تم دونوں کو بھی
ابھی اسرار اختر شناس کے پاس بھیجدیں گے جس طرح کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمنے برائے قتل
اُس کے پاس بھیجدیا ہے ساریق بن بقا اور سختگان اس گفتگو سے شاہ طلسم زلزلہ سے بخوف قتل
کانپنے لگے ساریق بن بقا نے سوے سختگان دیکھکر بایماے چشم و ابرو اشارے سے کہا کہ
او شیطان درگاہ میں کیا تجکو قتل ہی کرا دے گا جان میری بچانے کی فکر و تدبیر نہ کرے گا کیا خود بھی
قتل ہو جاے گا مجکو بھی قتل کرائے گا جلد کوئی فکر و تدبیر ایسی کر کہ تو بھی اپنی جان بچا اور مجکو بھی
قتل ہونے سے بچا سختگان نے اُس کے اشارے سے مطلب دل اُس کا سمجھ کر دست بستہ بصد
عجز و انکساری شاہ طلسم سے عرض کیا شعر یکے عرض حال من گوش کن ۔ اگر خوش نہ آید فراموش کن
ہود سرمست جادو و بادشاہ طلسم زلزلہ نے غصہ کو ضبط کر کے پوچھا کہ کیا کہتا ہے سختگان نے عرض کیا
کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرتے ہیں اب اگر عذر ہے تو یہ ہے کہ صاحبقران اور جملہ اُن کے سرداران
سپاہ اور تمامی مردان لشکر ابھی زندہ ہیں بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی ابھی تک موجود ہیں ہرچند کہ
حضور نے اُن کو واسطے قتل کرانے کے روانہ کیا ہے لیکن ابھی تک وہ بھی قتل نہیں ہوئے ہیں
نہیں معلوم قتل ہوں یا نہوں کیونکہ واسطے اہل اسلام کے غیب سے ایسا نہ ایک صورت جانبری
و بہبودی کی پیدا ہوتی ہے دشمن ان کے دوست اُن کے ہو جاتے ہیں بجائیں اُن کی بچ جاتی ہیں
قتل نہیں ہوتے ہیں بلکہ بیشتر جانبر ہو جاتے ہیں پس عجب نہیں کہ بادشاہ موصوف بھی قتل ہونے سے
بچ جائیں جب یہ سب دشمنان خداوند ساریق بن بقا نیست و نابود ہو جائیں گے اور کوئی دشمنان
مذکور سے زندہ نہ رہے گا آپ سب کو تباہ و قتل کر ڈالیں گے اُس وقت ہمارے خداوند اپنے زبردست
خداوند آپ کو جان کر ضرور سجدہ آپ کو کریں گے یہی شرط باعث سجدہ کرنے کے ہے آئندہ آپ شہنشاہ
زبردست ہیں اور ہم کم قوت و مجبور و لاچار آفت رسیدہ ہیں بامید اعانت و پناہ در دولت
حضور تک آئے ہیں اختیار ہے چاہے ہم دونوں کو قتل کریں چاہیں اس التماس کو ہماری قبول فرمائیں
یہ سر ہمارے حاضر ہیں ان کو تیغ آبدار سے کاٹ لیں جو مناسب ہو عمل میں لائیں یہ کہکر سختگان نے
سر اپنا آگے ہود سرمست کے جھکا کر دست بستہ عرض کیا کہ پہلے حضور اس فدوی کے سر کو تن سے
جدا کریں بعدہ خداوند ساریق بن بقا کے بارے میں جو مناسب ہو کریں یہ کہکے رونے لگا جوے
اشک آنکھوں سے بہانے لگا بے اختیار سر در بار نالہ و فغان کرنے لگا ہود سرمست جادو
بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگا آخر کار ایسی عجز و انکساری سے تقریر سختگان نے کی اور اسقدر
گریہ و بکا کیا کہ ہود سرمست کو اُس کے حال پر رحم آگیا غصہ فرو ہوا بلطف کہا کہ اے سختگان
گریہ و زاری موقوف کر و ہمنے عرض تیری قبول کی ذرا ایفاے شرط کا خیال رہے تمہارے خداوند
ساریق بن بقا کو بقول تیرے ایفاے شرط مذکور کرنا ہوگا ہمارے نزدیک صاحبقران اور اُن کے

تمام مردان سپاہ کو اسیر و قتل کرنا کچھ مشکل نہیں ہے بلکہ ایک ادنیٰ سا ہمارا ملازم اس کام کو سرانجام
کر سکتا ہے اہل اسلام ساحر نہیں ہیں ایک ساحران سپاہ کے واسطے کافی ہے وہ سب کو اپنے سحر میں
مبتلا کرکے ہلاک کر ڈالے گا تمہارے اور تمہارے خداوند کے دشمنون سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا
بلکہ کوکب انجم حصار ہی کو کبھی سزا دینا مقصود ہے کہ وہ ہمارا مطیع و فرمانبردار ہوکے مطیع
صاحبقران ایسا ہو گیا ہے کہ مسلمان ہو کر اس نے اپنی دختر کو ان کے ساتھ منسوب کر دیا ہے بالفعل
تم اور تمہارے خداوند ہمارے طلسم میں قیام پذیر ہون آئندہ اس مقدمہ خاص میں دیکھا جائے گا
جلدی اس کام میں کیا ضرور ہے یہ کوئی ایسا کام دشوار و مشکل نہیں ہے واسطے اس کام کے فکر و تدبیر
ابھی سے کرنا کیا ضرور جب ہم ارادہ کرینگے ایک ساحر کو روانہ کرینگے سب تمہارے دشمنون کو نیست و
نابود کرا دینگے سختگان یہ سنکے بہت خوش ہوے کہ پایہ تخت کو چوم کر دعائیں دینے لگا شاہ طلسم
اس سے خوش ہوا پھر ان دونون کو حکم دیا کہ معین جادو کے ہمراہ جاؤ ہمارے طلسم میں بآرام و
راحت رہو آب و طعام دعوت و ضیافت سے سیر و سیراب ہو پھر لگے معین جادو کو خلعت دیکر
کہا کہ ان دونون کو ہمارے مکانات سے ایک مکان میں مقیم کرو ساحر مذکور نے اپنی کارگذاری نذور
سے خلعت سے سرفراز ہو کر سختگان اور ساریق کو اپنے ہمراہ دربار سے لیجا کر حسب الحکم شاہ طلسم
ایک مکان میں ان کو جگہ رہنے کی دی سامان و اسباب ضروری فراہم کر دیے گئے دونون نابکار
و مردود مذکور بآرام و راحت مکان مذکور میں رہنے لگے آب و طعام دعوت و ضیافت سے سیراب و
سیر ہونے لگے تب معین جادو و سختگان و ساریق بت لقا کو دربار سے بحکم شاہ طلسم لیگیا ناظرین
واضح ہو کہ سختگان نے تو غضب ہی کیا تھا درباب قتل کرانے بادشاہ لشکر اہل اسلام کے ایسی تقریر
کی تھی کہ جس سے یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ کہیں شاہ طلسم زلزلہ خود وہان جاکر اپنے سامنے اسرار
اختر شناس سے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کرا کے مگر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
بادشاہ طلسم زلزلہ نے سختگان کی اس تقریر پر کچھ توجہ نہ کی ورنہ غضب ہوتا یہان تو ہودست
جادو دربار میں بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا ہے جالوس وزیر حاضر دربار ہے سختگان و ساریق
بت لقا دونون نابکار و ناہنجار بآرام و راحت طلسم زلزلہ میں ہیں مگر اب حال ان ساحرون کا بیان
کیا جاتا ہے کہ جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ہمراہ لیکر سوے مکان اسرار
اختر شناس منجم کے روانہ ہوے تھے وہ ساحران نابکار بادشاہ موصوف کو اپنے سحر میں مبتلا
کیے ہوے ان کو تخت سحر پر ڈالے ہوے خود مختلف سواریون پر سحر کی سوار سیر دشت و کوہ طلسم
دیکھتے ہوے بصد خوشی و خورمی قطع راہ کرتے ہوے بیرون طلسم مکان پر اسرار اختر شناس منجم کے
پہونچے بلندی سے بروے زمین آئے اسرار اختر شناس کو پکارا وہ اپنے مکان سے باہر آیا دیکھا کہ
چند ساحران نابکار وارد ہوے ہیں کھڑے ہیں ایک تخت پر ایک جوان خوش رو تاج شاہی سر پر رکھے ہوے
لباس شاہی پہنے ہوے محزون و غمگین بیکس و حرکت پڑا ہے جس سے اس کے باوجود آثار غم و الم کے
رعب و داب شاہی آشکار ہے ہنوز اسرار اختر شناس جانب بادشاہ موصوف دیکھ رہا تھا دل میں
حیران و متردد تھا کہ یہ جوان خوش رو کون ہے اور یہ چند ساحر آج کیون آئے ہیں اور یہ بھی خیال کرتا تھا
کہ شاید یہ وہ نوجوان تو نہیں ہے کہ جس سے عقد میری دختر کا ہوگا ناگاہ ایک ساحر نے حکمنامہ بادشاہ
طلسم زلزلہ اس کو دیا اور سب ساحرون نے آہستہ سلام کیا پھر جو زبانی شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی

اسرار اختر شناس سے کہا منجم مذکور نے تقریر اُن کی سُنکے عبارت حکمنامہ مذکور کو پڑھکر کہا کہ ہمیں بجا آوری
حکم شہنشاہ میں کیا عذر ہے ہم اُن کے تابع فرمان ہیں تم یہاں توقف کرو ہم اس مجرم شہنشاہ کو ابھی
قتل کرتے ہیں مگر زیر آسمان خونریزی اہل اسلام اچھی نہیں ہے باعث خرابی و تباہی و بربادی عالم
و عالمیان کے حکم سے قتل کیا جانے ہوتی ہے لہذا اس جوان کو ہمارے گھر میں لے چلو زیر سقف
اس کو قتل کریں گے تاکہ ہم بھی اور شہنشاہ بھی تباہی و بربادی سے محفوظ رہیں یہ کہکر اپنے گھر میں
گیا اپنی دختر مسماۃ سفینہ سے کہا کہ اے دختر پس پردہ بیٹھ کہ چند ساحر ایک جوان مجرم کو ہمارے
پاس برائے قتل لاتے ہیں ہم حکم بادشاہ طلسم زلزلہ سے اس جوان کو قتل کریں گے دختر اسکی
حکم پدر سے پس پردہ جا کر بیٹھی منجم مذکور نے اُن ساحروں سے کہا کہ لاؤ اس جوان کو اٹھا کر گھر میں
لے آؤ وہ حسب الحکم منجم مذکور بادشاہ کو اُس کے گھر میں زیر سقف مکان لے گئے منجم مذکور نے
ساحروں سے کہا کہ اب تم اس جوان پر سے سحر کو دور کرو اطمینان رکھو یہ جوان مجھ سے بھاگ کر
جا نہ سکے گا انھوں نے سحر اپنا بادشاہ موصوف پر سے دفع کیا دست و پائے شاہ موصوف حس و
حرکت میں آئے پھر منجم مذکور نے اُن ساحروں سے کہا کہ تم سب مکان سے باہر چلے جاؤ خونریزی
اس جوان مجرم کی نہ دیکھو اگر دیکھوگے تو سحر بھول جاؤگے دیوانے ہو جاؤگے وہ ساحر یہ
گفتگو منجم مذکور کو سچ جان کر کہنے لگے کہ آپ نے خوب کیا کہ ہمکو اس امر سے آگاہ کر دیا ہمکو یقین
ہو گیا کہ آپ ہمارے شہنشاہ ذیجاہ کے خیر خواہ ہیں اور ہمارے بھی دوست ہیں خرابی و بربادی ہماری
نہیں چاہتے ہیں اسی وجہ سے تو شہنشاہ نے جالوس اپنے وزیر خوش تدبیر کی رائے سے اس
جوان مجرم کو آپ کے پاس واسطے قتل کرنے کے روانہ کیا ہے یہ کہکے مکان سے باہر گئے سفینہ دختر
نے اپنے پدر کو اپنے پاس بلا کر جوان موصوف کو دیکھکر پوچھا کہ اے پدر ذی وقار کیا اس جوان کو
آپ حکم شاہ طلسم سے قتل کیجیے گا خون اس بے گناہ کا زمین پر بہائیے گا اس نوجوان کے خون میں
گرفتار ہو جیے گا کچھ روز باز پرس کا خیال نہ کیجیے گا خوف خدا سے نہ ڈریے گا خونریزی اس کی روا
رکھیے گا رحم اس نوجوان غریب پر نہ کیجیے گا اسرار اختر شناس نے تقریر اپنی دختر کی سنکے دل میں
کہا کہ یقیناً دختر میری اس جوان خوش رو پر مائل ہوئی ہے جب ہی تو ایسی تقریر کرتی ہے یہ باتیں اپنے
دل میں کرکے آہستہ اُس کو جواب دیا اے دختر آگاہ ہو کہ ایک روز میں نے تیرے عقد کے مقدمے میں
زائچہ کھینچا تھا بذریعہ علم رمل و نجوم ہمکو ثابت ہوا تھا کہ ایک جوان خوش رو کہ وہ بادشاہ ہوگا اُسکے
ساتھ تیرا عقد ہوگا چنانچہ ظہور اس زائچے کے حکم کا اب ہوا تو باطمینان تمام بیٹھی رہ ہم اس جوان کو قتل
نکریں گے کیا ہمکو روز حشر کا خیال نہیں ہے دختر مذکور گفتگو اپنے والد کی سنکے سر جھکا کر دل میں خوش
ہوئی ادھر اسرار اختر شناس منجم نے شمشیر آبدار نیام سے نکالی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اسکو
تلوار برہنہ لیے ہوئے دیکھکر پہلے تو پروردگار عالم سے برجوع قلب دعا کی بعدہ دل میں کہا کہ
اگر یہ شخص برائے قتل ہمارے قریب آئے گا تو دیکھا جائے گا سحر ہمارے سر سے دفع ہو گیا سر دست
ہاتھ پاؤں قابو میں ہیں گو وہ پیر ہے ہم جوان ہیں طاقت و قوت میں اس سے زیادہ تر ہیں تلوار اس کی
ہاتھ سے چھین لیں گے اگر یہ شخص مسلمان نہیں ہے تو اس کو ہدایت کرائیں گے ابھی بادشاہ موصوف
یہ باتیں اپنے دل میں کر رہے تھے کہ منجم مذکور قریب آیا با ادب سلام کرکے کہنے لگا آپ بے خوف و
خطر تشریف رکھیں یہ تلوار اپنے واسطے آپ کے قتل کرنے کے علم نہیں کی ہے کیا مجال ہماری کہ

ہم آپ کو تہ تیغ کریں آیلقا کے مراتب سے ہمیں آگاہی ہے یہ کہکر ایک مرد پیر کو کہ وہ کافر تھا اور ایک مدت سے بیمار تھا صاحب فراش تھا تنہا زیر دیوار مکان ایک شکستہ و بوسیدہ چہار دیواری میں رہتا تھا اُس مرد پیر بیمار کو منجم مذکور نے جاکر قتل کیا سر اُس کا تن سے جدا کیا پھر اُس کو کفن میں لپیٹ کر کشاں کشاں دیوار شکستہ کی طرف اپنے مکان میں لاکر بادشاہ موصوف کو اپنے مکان کے تہ خانے میں ہوشیار کر کے اُن ساحروں کو پھر اپنے مکان میں بلا کر اُن سے کہا کہ دیکھو مجرم شہنشاہ کو میں نے اس شمشیر آبدار و خون چکان سے قتل کیا ہے اب تم سب میت اس مجرم کی بیرون مکان لے چلو ساحر مذکور وہ میت ایک تختہ پر رکھکر باہر مکان کے لیے گئے چونکہ میت مذکور کفن سے لپیٹی ہوئی تھی پہچان نہ سکے کہ یہ میت کس کی ہے اور نہ اُس لاشے کی انہیں ضرورت دیکھنے کی تھی کہ جو کفن کو چہرے سے ہٹا کر صورت دیکھتے کیونکہ منجم مذکور کو اپنا اور اسے بادشاہ کا شیر خوار پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھے غرضکہ لاشہ مذکور کفن سے لپٹا ہوا باہر مکان کے رکھا گیا منجم مذکور نے گورکن کو طلب کر کے قبر ایک جگہ اُس کھدوا کے اُس لاشہ مذکور کو روبرو اُن ساحروں کے قبر میں دفن کیا پھر بدستور قبر بنا دی گئی بعدہ منجم مذکور نے ایک عریضہ بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا کہ اے شہنشاہ ذیجاہ حسب الحکم حضور کے میں نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو روبرو ساحران حامل عریضہ ہذا کے قتل کر کے دفن کر دیا اب جو حکم ہو اُسے بجا لاؤں کیونکہ تابع حکم حضور ہوں جب عریضہ بایں مضمون لکھ چکا ملفوف کر کے سر نامہ عریضہ درست کر کے ساحران مذکور کے حوالے کیا اور کہا اب تم سب جاؤ یہ عریضہ ہمارا شہنشاہ کو دیدینا اور یہ کہدینا کہ ہمارے روبرو اسرار اختر شناس نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو تیغ آبدار سے قتل کر کے کفن دے کر قبر میں دفن کر دیا ساحران نابکار عریضہ مذکور لیکر مختلف سحر کی سواریوں پر سوار ہو کے زمین سے بلند ہو کے سوے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ خدمت شاہ طلسم میں جاکر وہ عریضہ منجم مذکور شاہ طلسم کو دے کر جو کچھ اسرار اختر شناس منجم نے کہدیا تھا لفظ بلفظ حرف بحرف عرض کیا شاہ طلسم زلزلہ نے اُس عریضے کو پڑھوا کر مضمون سے اُس کے آگاہ ہو کر خوش ہو کر کہا کہ سختگان اور ساریق بن لقا کو ہمارے روبرو جلد حاضر کرو ساحران نابکار بتعجیلات تمام گئے دونوں نامبردگان سے جاکر کہا کہ چلو تم کو شہنشاہ ساحران نے یاد کیا ہے سختگان و ساریق بن لقا ہمراہ اُن ساحروں کے دربار میں آئے دونوں نے بادشاہ طلسم زلزلہ کو سلام کیا شاہ طلسم نے اشارہ بیٹھنے کا کیا ساریق و سختگان حسب الحکم علی قدر مراتب بیٹھے شاہ طلسم زلزلہ نے وہ عریضہ اسرار اختر شناس منجم سختگان کو دیا اور کہا کہ اس عریضے کو پڑھکر ساریق بن لقا کو سنا اُس نے وہ عریضہ باواز بلند پڑھکر ساریق کو سنایا شہنشاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے سختگان و اے ساریق بن لقا دیکھا تم نے کہ ہمارے حکم سے بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہو گئے بلکہ دفن بھی ہو گئے لشکر صاحبقران تو بغیر بادشاہ کا ہو گیا آئندہ صاحبقران اور ان کے تمامی مردان سپاہ کی بھی فکر کی جائے گی اُن سب کو بھی قتل کریں گے ساریق بن لقا عبارت عریضہ و تقریر شاہ طلسم سنکے بہت خوش ہوا سختگان بھی بظاہر شاد ہوا لیکن اس بد ذات نے اپنے دل میں کہا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا قتل ہو جانا خلاف عقل ہے ہرگز ہرگز وہ قتل نہ ہوئے ہوں گے کسی طور سے زندہ بچگئے ہوں گے لیکن اسوقت یہ کہنا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہیں قتل نہ ہوئے ہوں گے لازم و مناسب نہیں ہے

مہابادشاہ طلسم زلزلہ باین خیال ناخوش و غضبناک ہوکہ ہمکو سخنتگان دروغگو جانتا ہی
پس مصلحت وقت یہی ہی کہ خاموش رہنا چاہیے یہ باتین دل مین کرکے خاموش بیٹھا رہا جب
شاہ طلسم زلزلہ نے دربار برخاست کیا سخنتگان و ساریق بھی دربار سے اپنے مکان مسکونہ
مین گئے سخنتگان نے داخل مکان مذکور ہوکر ساریق بن لقا سے کہا مجھے یقین نہین ہی کہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوئے ہون کیونکہ اہل اسلام خصوصاً سرداران لشکر اہل اسلام تو
قتل ہوتے ہی نہین ہان زخمی و اسیر ہو جاتے ہین پھر صحت پاتے ہین اور رہا ہو جاتے ہین ایک
نہ ایک سبب ایسا پیدا ہوتا ہی کہ وہ جانبر ہی ہوتے ہین سر و تن مین جدائی نہین ہوتی ہی شاید
اگر کبھی ایسا ہوا تو وہ اپنی قضا سے مجبور ہوکے سوے عدم گئے اور بادشاہ اسلام کا اس قدر
جلد قتل ہو جانا خلاف قیاس و عقل ہی ساریق بن لقا نے جواب دیا کہ او شیطان درگاہ مین
خاموش رہ یہان ایسی باتین نکر دیوار دارد دیوار ہم گوش دارد مبادا پس دیوار کوئی سنتا ہو ارے
یہ طلسم زلزلہ ہی ساحران نابکار کی کثرت ہی اگر کوئی ساحر بزور سحر صورت اپنی تبدیل کرکے یہان
موجود ہو اور تیری باتین سنکے شہنشاہ ساحران سے جاکر کہدے تو کیا ہو یقیناً باعث غضب و قہر
شہنشاہ ساحران ہی ایسا نہو کہ تو قتل کیا جائے اور ساتھ تیرے میری بھی بربادی و خرابی ہو
یا تجھکو اور ہمکو بادشاہ طلسم زلزلہ ناراض ہوکر نکال دے یا حوالے صاحبقران کے کردے
تو کیسی خرابی و پریشان خاطری ہو تجھکو اس فکر و اندیشے سے اب کیا غرض ہی اگر بادشاہ لشکر
اہل اسلام قتل ہوئے یا قتل نہین ہوئے ہین زندہ ہین تو ہمارا اور تیرا یہان کیا کرسکتے ہین یہ
جائے محفوظ ہی اُن کا یہان گذر ہو نہین سکتا لہذا اب آرام و راحت و اطمینان سے بیٹھ اور
ہمین بھی آرام و راحت سے یہان رہنے دے بعد مدت کے اس جائے محفوظ مین اپنا آنا ہوا
ہی یہان کسی دشمن کا گذر ہو نہین سکتا ہی جبتک یہ طلسم باقی ہی کوئی ہمکو اور تجھکو ضرر پہونچا نہین سکتا
ہی ذرا خیال تو کر کہ ہمنے کیسی برجستہ تدبیر کی ہی کیا مقام محفوظ واسطے رہنے کے پایا ہی سخنتگان
نے جواب دیا کہ آپ کا قدم یہان آیا ہی ضرور ہی کہ بعد چندے آپکے نحوست قدم سے یہ طلسم
ٹوٹ جائیگا دیکھ ہی لیجیے گا تباہ و برباد ہو جائیگا یہان سے بھی بھاگنا ضرور پڑے گا
دشمن آپکے یہان بھی ایک روز ضرور آجائینگے اس مقام محفوظ مین بھی آپ آرام و
راحت سے نرہ سکین گے جو تقدیر آپکی ہی وہ پلٹ جائیگی اس تقدیر کو ثبات
نہوگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ صاحب اسم اعظم ہین لشکر اُنکا بدستور فراہم و
موجود ہی سرداران سپاہ اُنکے تمام و کمال ابھی لشکر مین ہین مجھکو اندیشہ قوی ہی کہ یہان
کبھی چین سے بیٹھنا نصیب نہوگا آپکے ساتھ مجھے بھی بھاگنا ہوگا جس طرح گلستان باختر
سے بھاگتے ہوئے یہان تک آگئے ہین یہان سے بھی ایک روز کسی طرف بھاگنا ہوگا بشرطیکہ
ہاتھ سے صاحبقران و خواجہ طیفور و عیار وغیرہ کے قتل نہوے اور اگر دشمنون کے ہاتھ آگئے
تو ایکی مرتبہ جانبری دشوار ہی ساریق بن لقا نے جواب دیا کہ او بد اندیش و بدخواہ مین
بس خاموش رہ رفاقت تیری اور دوستی تیری دشمن آثار ہی جب تو تقریر کرتا ہی بری ہی باتین
اپنی زبان پر جاری کرتا ہی خیال یہی کرتا ہی بادولت کو قتل ہونے سے ڈرایا کرتا ہی زبان
تیری نہیں رکتی ہی نہین سخنتگان ساریق بن لقا کے کہنے سے خاموش ہوکر بیٹھا ہی ان دونون کو

تو طلسم زلزلہ مین چھوڑ جاتا ہی حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا جائے گا مگر اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو واسطے شکار کے اپنے لشکر سے روانہ ہوے تھے
بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار فرحت افزا ہی
کوسون تک فرش مخمل سبز کا گویا زمین پر بچھا ہوا ہی سبزہ شاداب نہایت نرم و نازک تر و تازہ
ایسا ہی کہ بے اختیار اس سبزہ شاداب پر لیٹنے کو دل چاہتا ہی مخمل سبز کے فرش سے بھی وہ سبزہ
بہتر معلوم ہوتا ہی دیکھنے سے اُس کے آنکھون کو خنکی دل کو تازگی و شگفتگی حاصل ہوتی ہی ہر چند
کہ صحراے سبزہ زار ہی لیکن کثرت گلہاے رنگا رنگ سے رشک گلزار ہی ایسے انواع و اقسام
کے رنگا رنگ کے پھول شگفتہ ہین کہ اُن سے قدرت پروردگار صنعت کردگار ہویدا و آشکار ہی اُس
سبزہ شاداب پر کوڑیالے کی عجب بہار اُس کی ثنا کیا رقم ہو کہ مصداق این شعر کوڑیالے کے
وصف کیا ہون بیان + غیرت زلف یار پُر افشان + بیلین گلون کی اُس سبزہ شاداب و نرم و نازک
پر ایسی نظر آتی ہین کہ بمقتضاے مضمون این شعر بیل بوٹے یہ تھا بنا جوبن + دامن دشت پڑ رہی تھی چکن
ہواے سرد و فرحت افزا ایسی اُس سبزہ زار کی تھی کہ اگر بیمار بھی وہان کی ہوا کھائے تو جلد شفا
پائے اُس سبزہ زار مین آہوے شوخ چشم بہت سے ہر طرف گروہ گروہ نظر آتے تھے کہ شعر
مثل اطفال حور وش ہر سو + مست تھے جست و خیز مین آہو + صاحبقران اُس صحراے
سبزہ زار اور آہوان شوخ چشم کو بکثرت دیکھکر خوش ہوے ملازمون سے فرمایا کہ اسی صحرا مین بمقام
مناسب خیمہ و بارگاہ ایستادہ کرو اسی صحرا مین شکار کھیلین گے اس صحرا سے بہتر کوئی صحرا واسطے
شکار کھیلنے کے نہوگا خدام نے حسب الحکم ایک جگہ بارگاہ برپا کی قریب بارگاہ خیام ایستادہ کیے
صاحبقران نے مع اپنے ہمراہیون کے اُن آہوان چالاک و شوخ کی طرف گھوڑے دوڑائے
ہر ایک نے کمان دوش سے تیر ترکش سے نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر قریب آہوون کے پہونچکر
اُن کو تاک تاک کر تیر لگائے صاحبقران نے ایک آہوے چالاک کے پیچھے پر تیر لگایا نشانے پر
پہونچا آہو زخمی و تیر خوردہ ہوکر ایک جانب جست کرتا ہوا بھاگا ہمراہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گرد یا تعاقب مین اُس آہو کے چلے ہمراہیون نے بھی تعاقب
آہوے مذکور مین مرکبون کو جولان کیا وہ غزال جست و خیز کرتا ہوا راہ دور و دراز کا طے کیا سب
ہمراہی تو تھک کر پیچھے رہ گئے مگر صاحبقران سو شوق نے تعاقب آہوے مذکور سے ہاتھ
نہ اٹھایا خواجہ طیفور بھی گوشہ زین پوش پکڑے ہوے پاے شاطری بار ستے ہوے ہمراہ سواری
صاحبقران چلے جاتے تھے آخر کار وہ آہو جست و خیز کرکے تھک گیا زخم کاری تیر سے
دردمند ہو کر پہنچے ایک پہاڑی کے بالاے زمین گر صاحبقران نے بجلدی پہونچکر اُس آہوے
خستہ و ماندہ کو کہ زمین پر تڑپ رہا تھا گھوڑے سے اتر کر ذبح کیا خواجہ طیفور سے کہا دل چاہتا ہی کہ
اسی جگہ اس آہو کے کباب بنا کر کھائین لطف شکار آ ہو اٹھائین خواجہ مصروف تیاری کباب آہو
ہوے ہنوز کباب آہو کے تیار نہوے تھے صاحبقران سیر صحراے سبزہ کر رہے تھے ناگاہ
بالاے کوہ یعنی پہاڑی پر نظر کی دیکھا کہ پہاڑی پر ایک مرد دیندار بیٹھا ہوا عبادت پروردگار
کر رہا ہی ادہر جانب صاحبقران نگران ہی امیر با توقیر نے آواز بلند کہا کہ السلام علیک اے
بندہ عبادت گذار پروردگار عالم و عالمیان کیا اچھا یہ مقام واسطے عبادت و طاعت خدا کے ہی

خوشا مقدر تمھارا کہ اہل دنیا سے کنارہ کش ہو کر ایسی اچھی جگہ پر عبادت الٰہی کر رہے ہو ہم بھی
تمھارے پاس آئیں اس مرد بزرگ و دیندار نے جواب سلام دے کر پکار کر کہا کہ اے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ تشریف لائیے ہیں آپ کی تشریف آوری کا منتظر تھا آج صبح سے مجھکو
آپ کا انتظار تھا الحمد للہ والمنہ کہ آپ تشریف لائے آپکے پہاڑی پر مجھکو سرفراز کیجیے خوشا قسمت
میری کہ آپ نے مجھے اپنی تشریف آوری سے ممتاز کیا باعث میری عزت افزائی کا ہوا صاحبقران
اس مرد پیر روشن ضمیر کے نام لے کر پکارنے سے دل میں خیال کرنے لگے کہ ضرور یہ مرد خدا رسیدہ
صاحب کشف و کرامت ہے عبادت خدا اور تارک دنیا ہے یہ شرف اس کو حاصل ہوا ہے کہ روشن ضمیر
ہو گیا ہے اول تو تمنے اس کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی تھی اب یہ مرد پیر بھی تمھیں بلاتا ہے
لازم ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس پہاڑی کی راہ کو طے کر کے اس کے پاس چلو کباب آہو ابھی تیار بھی
نہیں ہوئے ہیں جبتک کباب تیار ہوں اس عابد سے کچھ باتیں کریں یہ خیال کر کے خواجہ طیفور گرد پا
سے کہا کہ اے خواجہ ہم اس پہاڑی پر جاتے ہیں تم کباب تیار کرو یہ فرما کر پہاڑی پر قدم رکھا راہ طے
کرنا شروع کیا بعد قطع راہ اس مرد پیر کے پاس پہنچے وہ مصلے پر سے اٹھا سر و قد تعظیم کر کے عرض کیا
کہ اس درویش کو یہی حصیر ممکن ہے اور کوئی فرش نفیس موجود نہیں ہے کہ آپ کو اس فرش پاکیزہ و
نفیس پر بٹھاؤں مرتبہ آپ کا بڑا ہے لیکن مجبوری یہی بوریہ و حصیر پر بٹھانا چاہتا ہوں اگر خلاف طبع عالی
نہو تو بسم اللہ ہم نشین اس فقیر و نادار کے ہو جیے صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ فرش حصیر بہتر ہے
تخت شاہی سے یہ فرما کر اس حصیر پر قدم رکھا مرد پیر نے اپنی جگہ پر صاحبقران کو بٹھایا خود روبرو
با ادب بیٹھا بعدہ مزاج پوچھا صاحبقران نے فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا زندہ ہوں مگر چونکہ دنیا
دار محن ہے اس سبب سے صدمات بھی گذرتے ہیں فی زمانہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کوئی بداندیش و
بدخواہ فرش خواب پر سے اٹھا کر لے گیا ہے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں زندہ ہیں یا نہیں ان کی مفارقت
میں دل کو پریشانی ہے شب و روز صدمے میں بسر ہوتی ہے ہم اس صحرائے سبزہ زار میں محض برائے شکار
نہیں آئے ہیں بلکہ سیر سبزہ زار سے کچھ دفع صدمہ و رنج مطلوب خاطر ہے دیکھیے کبتک اس صدمے
میں ہم مبتلا رہتے ہیں اس مرد پیر نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالی یہ صدمہ آپ کا مبدل بخوشی
ہو جائے گا گھبرائیے نہیں خداوند کریم بندہ نواز و مسبب الاسباب ہے اگر آپ کو بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو اس کی تدبیر کی جائے گی آپ شاہ موصوف کے
حال سے آگاہ ہو جائیے گا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے خوش ہو کر پوچھا پہلے تو
یہ فرمائیے کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے قبل اس کے آپ کہاں فروکش تھے یہاں کس زمانے سے
قیام پذیر ہیں بسر اوقات کی کیا صورت ہے بعدہ یہ ارشاد ہو کہ کس طرح ہم بادشاہ و لشکر اہل اسلام کے
حال سے آگاہ ہونگے آپ کیا تدبیر کیجیے گا کہ جس سے ہم بادشاہ موصوف کو دیکھ سکیں گے اور ان کے
حال سے آگاہ ہونگے اس مرد پیر نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آگاہ ہو جیے کہ نام میرا سالوک
ہے خاص و عام مجکو سالوک درویش کہتے ہیں قبل اس کے میں انجم حصار میں رہتا تھا وہیں کچھ
عبادت پروردگار عالم کرتا تھا چند سال سے انجم حصار سے باین خیال کہ وہاں جنگ و جدال ہوگی آپ
سارق بن بقا کے تعاقب میں تشریف لائیں گے بعدہ اس صحرا میں قدم رنجہ فرمائیں گے اس پہاڑی
پر آ کر بیٹھا ہوں شب و روز براحت و آرام بسر کرتا ہوں رزاق مطلق رزق رسان ہے نعمتہائے گونا گون

اس صحرائے سبزہ زار مین مجھے دیتا ہی زبان اُس کی شکر گذاری مین قاصر ہی وہ ایسا رازق العباد ہی کہ
علاوہ انس وجن وحش وطیور کے دہن سنگ مین بھی رزق پہونچاتا ہی چنانچہ بقول شاعر - آسیا کہتی ہی
ہر صبح باواز بلند ۔ رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے - مجکو کچھ فکر آب وطعام کے لانے کی نہین ہوتی
ہی اس پہاڑی پر اس راحت سے زندگی خداوند عالم بسر کرتا ہی اور بے منت خلق نعمتین
طرح طرح کی دیتا ہی کہ شکر کچھ بھی مجھسے اپنے رب کا ادا ہو نہین سکتا ہی ہر چند کہ یہ پہاڑی مسکن مار و
عقرب ہی اور یہ صحرا مسکن وحوش ودرندگان کا ہی لیکن وہ حافظ حقیقی کہ ذات خدا ہی ہر ایک دشمن کے
ضرر سے مجھے بچاتا ہی کوئی درندون گزندون سے میرے قریب بھی نہین آتا ہی دراصل مین ایک بندہ
گنہگار اُس کا ہون وہ ارحم الرحمین ہی میرے حال پر رحم فرماتا ہی بلکہ جملہ اپنی مخلوق پر رحم وکرم کرتا ہی کوئی
مخلوقات خدا سے ایسا نہین ہی کہ اُس کے خوان احسان کی نعمتون سے محروم ہو علی قدر مراتب ہر ایک
کو رزق دیتا ہی ہر ایک کا حاجت روا ہی ہر ایک کا حافظ ونگہبان ہی مجھ سے اُس کی فرمانبرداری کچھ بھی
نہین ہو سکتی عبادت ویاد خدا جیسی کرنا چاہیے ممکن نہین ہی باوجود اس کے کہ جس طرح عبادت
کرنی چاہیے اُس کے ہزارون حصون مین سے ایک حصہ بھی عبادت مین نے نہین کی ہی لیکن اُس
پروردگار عالم نے میرے نخل عبادت کا پھل مجھے عطا کیا ہی دل میرا روشن کر دیا ہی آپ محزون و ملول
نہون خدا چاہے گا تو پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملیگا جو زمانہ اُن سے مفارقت کا ہی بس
وہی ہی پھر انشاء اللہ آپ اُن سے ملیگا وہ آپ سے ملین گے رنج دوری دور ہو جائیگا اور یہ جو
آپ نے ارشاد کیا ہی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کیونکر دکھا دیگا تدبیر اُس کی یہ ہی کہ ایک ساحر معزز
مسمی الحمرین جادو ہمارا دوست قدیم ہی ہر چند کہ وہ کافر ہی اور ہم اہل اسلام ہین مگر وہ بہت
بدوستی پیش آتا ہی اور ہم بھی اُس سے دوستانہ برتاو رکھتے ہین گاہ گاہ ہم اُس سے ملنے کو جاتے ہین
کبھی کبھی وہ بھی ہمارے پاس آتا ہی ہم بھی اُس سے بلطف پیش آتے ہین اُس کے پاس ایک آئینہ ہی
نام اُس کا آئینہ حیرت ہی واقعی وہ آئینہ عجیب وغریب وحیرت افزا آئینہ ہی نہین معلوم کس مرد کامل
نے اسے بنایا ہی یا کسی ساحر نے بزور سحر اُس کو تیار کیا ہی یا کسی عامل زبردست نے بزور کسی عمل
کے اسکو بنایا ہی اُس کے حالات سے حیرت ہوتی ہی اسی وجہ سے اُس آئینہ کو آئینہ حیرت کہتے ہین یا
وہ آئینہ آئینہ طلسمی ہی حکما نے اسکو اپنی حکمت وعلم سے تیار کیا ہی خاصیت اُس آئینے کی ایک یہ ہی کہ
اگر کوئی شخص کسی کو دیکھنا چاہے اور اُس سے باتین کرنا چاہے اگرچہ وہ مشرق مین ہو اور دیکھنے والا
مغرب مین ہو تو بھی اُس آئینے مین اسکو معاینہ کر سکتا ہی اور باتین بھی اُس سے کر سکتا ہی وہ اُس آئینہ
مین بعد نظر آنے کے ہمکلام بھی ہو سکتا ہی اور جس بات کو اُس سے پوچھو وہ جواب دے سکتا ہی سوا
اس کے یہ بھی اُس آئینے مین معلوم ہو سکتا ہی کہ جس کو دریافت کرنا ہو اُس نیت سے اُس آئینے
مین دیکھے اور یہ کہے کہ اے آئینہ حیرت مثلاً زید کس جگہ ہی پس اُس آئینے مین حال زید کا معلوم
ہو جائیگا اگر زید کوہ کے زیر ہی تو بالائے کوہ نظر آئیگا اور دریا مین ہی تو دریا مین دکھائی دیگا
اور اگر دشت یا مکان یا درخت پر ہی تو جہان وہ ہی وہ جگہ آئینے مین نظر آئیگی اگر زندہ ہی تو زندہ
نظر آئیگا اگر مرگیا ہی تو مردہ دکھائی دیگا آئینہ مذکور اُس کے آبا واجداد سے یکے بعد دیگرے
وراثت مین اُس تک پہونچا ہی اپنے قلمرو کا حاکم ہی دریا ودشت اور تھوڑی سی آبادی کا مالک ہی اپنے
مقبوضہ بحر وبر کا گویا بادشاہ ہی ہزار ڈیڑہ ہزار ساحر اُس کے مطیع وفرمانبردار ہین وہ بھی ساحر زبردست ہی

اُس آئینے کے پاس ہونے سے نام اُس کا دنیا مین مشہور و روشن سب پر ہی کہ سحرین جادو صاحب
آئینہ حیرت ہی فی زمانہ اُس کی عملداری مین ایک خوشی اور ایک میلہ بھی ہونیوالا ہی اُس میلہ اور
خوشی کے ہونے سے اُس نے ہمین قبل اس کے آگاہ کرکے بلایا ہی پندرہ روز اُس خوشی و جشن کے
ہونے مین باقی ہین یہان سے سحرین جادو بہت دور ہی آٹھ روز کا راستہ ہی اگرچہ یا تو وہان کوئی جائے
لیکن بغیر اُس کی اجازت کے اور بے اُس کے طلب کرنے کے کوئی اُس تک جا نہین سکتا ہی درمیان
مین دو دریا حائل ہین وہ دونون دریا ملے ہوئے ہین نہایت پر خوف و خطر ہین بہت زور شور سے
بہتے ہین کیا مجال کسی غیر کی یا کسی دشمن کی جو اُن دریاؤن سے عبور کر سکے اور بغیر اذن اُس کی
عملداری مذکور مین قدم رکھ سکے اگر کوئی بغیر اجازت اُن دریاؤن سے عبور کرنا چاہے یا اُس کی سرحد مین
قدم رکھے تو فی الفور غرق دریا ہو جائے اور زمین پر قدم رکھے تو گرفتار ہو جائے مین تمکو اپنے ہمراہ وہان
لے چلونگا سحرین جادو سے ظاہر کرونگا کہ یہ ہمارے دوست ہین آپ سے ملنے کو آئے ہین اور نیز
ایک اپنے معشوق پاک سے اپنے دوست صادق سے جدا ہو گئے ہین اُس کی جدائی مین مضطر و بیقرار
و مغموم و حزین ہین کثرت رنج مفارقت سے دیوانہ وار باتین کرتے ہین جس وقت کچھ حواس خمسہ درست
ہوتے ہین اپنے معشوق دلدادہ کو دیکھنا چاہتے ہین اُس کے دیکھنے اور حال اُس کا دریافت کرنے کے
بہت مشتاق ہین کیونکہ ان کا معشوق خوبرو ایک مدت سے مفقود الخبر ہی نہین معلوم کہان ہی زندہ
ہی یا مر گیا ہی جب مین اس طرح اُس سے کہونگا اور سفارش آپ کی کرونگا تو یقین ہی کہ وہ میری خاطر
سے آپ کو اجازت دیگا کہ جائیے اُس آئینے مین اپنے معشوق کو معاینہ کیجیے اگر باتین کرنا مقصود
ہون تو باتین بھی کر لیجیے آپ اُس آئینے تک جاکے پردہ آئینے پر سے بہ نیت دیکھنے بادشاہ لشکر
اہل اسلام کے اور اُن سے باتین کرنیکے اُٹھائیے گا اُس آئینے مین وہ ظاہر ہونگے اُن کو دیکھ بھی
لیجیے گا اور اُن سے باتین بھی کر لیجیے گا مگر یہان سے اس طور سے چلیے گا کہ لباس کثیف پہن لیجیے گا
اُس کو بھی پارہ پارہ کر لیجیے گا موے سر پریشان کر لیجیے گا سر پر گرد و غبار و خاک ڈال لیجیے گا
دیوانون کی صورت و شان بنا لیجیے گا یہ لباس جو اسوقت شاہانہ اپنے جسم مین پہنے ہین اُسے اُتار ڈالیے گا
اگر خدا نے چاہا تو اس تدبیر و صورت سے آپ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیکھ لیجیے گا اور اُن سے باتین
بھی کر لیجیے گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تمام تقریر مرد دیندار و عابد و پرہیزگار سالوک
صحرانشین کی سنکے خوش ہو کے فرمایا کہ آپ یہان سے سحرین جادو کی طرف کب چلیے گا اُس نے
جواب دیا کہ آج تو آپ یہین قیام فرمائین دن آخر ہو چکا ہی کل ہنگام سحر یہان سے میرے ہمراہ وہان
چلیے گا صاحبقران نے شادمان ہو کے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہمارے ہمراہ یہان سے چلنے مین ہوگی
مگر ہم ممنون منت آپ کے ہونگے اُس نے کہا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہین کار خیر مین تکلیف کا خیال
کرنا نچاہیے خوشا مقدر و زہے نصیب میرے کہ میری کوشش و تدبیر سے کار مذکور انجام پا جائے اور
مدعا حسب دلخواہ آپ کے ہاتھ آئے میری آبرو اس کارگذاری سے بڑھے کونین مین بہبودی حاصل
ہو ابھی سالوک صحرانشین درویش خو صاحبقران موصوف سے ہمکلام تھا کہ خواجہ طیفور
گردپا نے کباب آہوے مذکور کے تیار کرکے زنبیل سے ظروف نکال کے اُن مین وہ کباب رکھکر
سینی پر چنکر روبروے صاحبقران رکھے امیر با توقیر نے سالوک صحرانشین سے فرمایا کہ یہ
کباب آہو موجود ہین ہمارے ساتھ کھائیے اُس نے کہا کہ کباب آہو آپ ہی تناول فرمائین یہ وقت

میرے کھانے کا بھی نہیں ہو جسوقت میرے کھانا کھانے کا وقت آئے گا غیب سے کھانا میرے
واسطے آجائیگا جب صاحبقران نے اصرار کیا اُس نے بخاطر صاحبقران دو چار کباب آہو ہمراہ
صاحبقران کھاکر ہاتھ کھینچا پھر ہاتھ منھ دھوکر یاد خدا و ذکر الٰہی میں مصروف ہوا ہنوز صاحبقران
کباب آہو تناول کر رہے تھے کہ سواران ہمراہی تلاش صاحبقران میں وہان آئے خواجہ طیفور گردپا
نے اُن سے باواز بلند پہاڑی پر سے کہا کہ اے سواران لشکر ادھر آؤ صاحبقران ذیجاہ اس
پہاڑی پر تشریف فرما ہیں سواران مذکور بالاے پہاڑی آکر ٹھہرے اس اثنا میں وقت غروب
آفتاب آیا سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور گردپا و جملہ سواران مذکور نے نماز مغرب پڑھی
بعد اکل و شرب کے سب نے اُسی جگہ شب بسر کی صبح کو سالوک و صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر
پڑھکر ارادہ جانب بحر پنہ مسکن اہرمن جادو کے کیا صاحبقران و سالوک و خواجہ طیفور گردپا
پہاڑی سے اُترے صاحبقران نے سالوک کو ایک سوار سے مرکب پر سوار کیا پھر خود اپنے گھوڑے پر
سوار ہوکر خواجہ طیفور گردپا کو ساتھ لے کر جملہ سواروں کو وہیں چھوڑ کر اُن سے کہا کہ دس پندرہ روز تک
تم یہاں ہمارا انتظار کرنا اگر ہم یہاں آئے تو خیر ورنہ تم سب لشکر اسلام میں چلے جانا سرداران لشکر سے
کہہ دینا کہ صاحبقران جستجوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و نیز براے تدبیر فتح طلسم زلزلہ گئے ہیں تم سب بدستور
و باطمینان خاطر مقیم رہو یہ کہکر وہان سے روانہ ہوئے اثنا سے راہ میں صاحبقران نے موافق کہنے
سالوک کے لباس اپنا تبدیل کیا پوشاک میلی اور جابجا سے چاک چاک زیب تن کی موے سر کو
پریشان کیا دیوانوں کی سی صورت بنائی بعدہ سوار ہوکر مع اپنے ہمراہیوں کے آگے روانہ ہوئے
اثناے راہ میں سیر دشت و کوہ دریا کرتے ہوئے جابجا مقام کرتے ہوئے بعد کئی روز کے ایک روز
وقت دوپہر کنارے ایک ایسے دریاے مہیب و پر خوف و خطر کے پہونچے کہ اُس کی ہر ایک موج
طوفان خیز تھی بلکہ ہر موج اُس کی قیامت نشان تھی وہ تلاطم آب تھا کہ الحفیظ وہ مہیب دریا کہ الحفیظ
کوسوں تک پاٹ اُس کا تھا جل اُس سے بحر عمان تھا گھاٹ اُس کا گویا قضا کا گھاٹ تھا دیکھکر اُسکو
زہرہ آب ہوتا تھا وہ زور شور سے بہنا پانی کا وہ تلاطم آب وہ مینڈھون کا اچھلنا کہ ساتھ اُن کے دل
سینوں میں خوف سے اچھلتے تھے مثل بخت سیاہ پانی اُس کا تیرہ و تار تھا سخن مکر کی طرح سے
تہ دار تھا آب تیغ اجل سے بھی زیادہ پانی اُس کا تھا لب ساحل اُس کا بشر کا تشنہ خون تھا دہن گور
گویا ہر حلقہ گرداب تھا ہر ایک حباب اُس کی بہر قطع کفن بشر آشکار تھی طول اُس دریاے ناپیدا کنار کا
مانند طول عمل عاصی و گنہگار تھا عرض میں مثل دامن عدم تھا ہر ایک ادنی موج اُس کی شور انگیز تھی
ہر ایک تنور حباب اُس کا طوفان خیز تھا مرغابی و بط کو بھی اُس دریا کے پر خطر سے ایسا خوف تھا کہ
اُس دریا میں جانا اور پیرنا تو کجا خوف بچلے سے کنارے پر اُس کے نہ آتے تھے سواے بط و مرغابی کے
کوئی چرند و پرند بھی خوف شور بحر مذکور سے قریب ساحل کبھی نہ آتا تھا دور ہی سے دیکھکر بھاگتا تھا
دریا سے کنارہ اختیار کرتا تھا پیاسا رہنا ہر جانور اور ہر حیوان قبول کرتا تھا بلکہ شدت عطش سے
مرجانا گوارا کرتا تھا اور کنارے جاکر پانی اُس دریا کا پینا پسند نہ کرتا تھا و منجملہ اُس دریا میں بڑے
بڑے نہنگ گھڑیال اور مچھیان کلان اچھلتی تھیں اُن کے طول و عرض کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی
خوف سے زہرہ آب ہوتا تھا کشتی و جہاز بوجہ اُس کے زور و شور سے بہنے کے دریا میں ٹھہر نہ سکتا تھا
بلکہ آ بھی نہ سکتا تھا کوئی تاجر بھی جہاز اپنا اُس دریا کی راہ سے نہ لاتا تھا خوف غرق ہو جانے کا تھا

صاحبقران نے بغور اُس دریا کو دیکھکر پوچھا کہ یہ دریا عجب دریا ہی ایسا دریا کبھی ہمنے نہ دیکھا تھا نام اس دریا کا کیا ہی سالوک صحرا نشین درویش خو نے مسکرا کر جواب دیا کہ لے صاحبقران دریاے بحرین یہی ہی دو دریا مل کر بہتے ہین یہ دریا بھی عملداری مین بحرین جادو کے ہی کیا مجال کسی کی کہ بغیر اجازت بحرین جادو کے اس دریا سے عبور کر سکے اگر بے اجازت اس دریا مین قدم بھی رکھے فوراً غرق بحر فنا ہو جائے طعمہ نہنگ و ماہیان ہو جائے یہ جو آپ گھڑیال اور مگرا اور ماہیان کلان اس دریا مین دیکھتے ہین یہ سب ساحر ہین واسطے حفاظت و نگہبانی کے دریا مین رہتے ہین بحرین جادو نے ان کو بہر حفاظت مقرر کیا ہی تاکہ کوئی بغیر ہماری اجازت کے اس دریا سے عبور نکرنے پاے اور اگر کوئی دشمن دریا مین قدم رکھے تو یہی سب ساحر اُسے ہلاک کرین اور پانی اس دریا سے سحر کا اُسے ایک دم مین غرق کر دے ہر چند کہ بحرین جادو کوئی بڑا بادشاہ و حاکم نہین ہی لیکن بڑا ساحر ہی سحر و ساحری مین نامی و نامور ہی عاقل و ہوشیار منتظم بہت ہی تھوڑی سی حکومت پر اُس نے یہ انتظام کیا ہی ہم اور آپ اسی دریا سے عبور کرین گے صاحبقران نے کہا کہ اس دریا مین تو کوئی جہاز وغیرہ نہین ہی کیا انتظار جہاز کے آنے کا کیجیے گا چندے یہان توقف ہوگا سالوک نے کہا کہ نہین ابھی ایک کشتی کلان آئیگی ہم کو اور آپ کو اس کنارے سے دوسرے کنارے تک پہونچائے گی بحرین جادو کو ہمارے آنے کی خبر ہو جائے گی وہ کشتی ہمارے واسطے روانہ کرے گا یہ کہکر کنارہ دریا بیٹھکر سالوک صحرا نشین درویش خو آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا خواجہ طیفور کردیا بنظر غور اُس دریاے شور افزا کو دیکھکر صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ یہ عجب دریا ہے پر خوف و خطر ہی ایسا دریاے مہیب مین نے کبھی نہین دیکھا ہی خواجہ مذکور کیونکر اُس دریا کو مہیب و پر خوف و خطر نہ کہتے کہ دراصل وہ دریا ہی ایسا تھا کہ بمصداق مضامین این نظم

اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان
تجل اُس سے تھا چشمۂ عمان
نظر آتا نہین تھا کوسون پاٹ
گھاٹ گویا تھا اُس کا موت کا گھاٹ
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز
ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز

ابھی خواجہ اُس دریا کو دیکھ رہے تھے اور صاحبقران سے ہم سخن تھے صاحبقران جواب مین ارشاد کر رہے تھے کہ واقعی یہ دریا عجیب و غریب و مہیب ہی کہ سالوک صحرا نشین پڑھ چکا بعدہ ایک ٹھیکری پر کچھ لکھ کر دریا مین اُس ٹھیکری کو ڈالنا چاہا کہ یکایک ایک نہنگ پیدا ہوا کنارے دریا کے آیا اور منھ اپنا اُس نے کھولا سالوک نے وہ ٹھیکری اُس کے منھ مین ڈال کر کہا کہ جلد جا کر ہمارے آنے کی اطلاع کر دو وہ نہنگ یہ سنکے دریا مین غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ طیفور وغیرہ نے دیکھا کہ ایک کشتی کلان اس طرف چلی آتی ہی بالاے کشتی ایک شخص ساحر وضع بیٹھا ہوا ہی کشتی خود بخود چلی آتی ہی وہ شخص کھیتا بھی نہین ہی فقط بیٹھا ہوا ہی خواجہ طیفور کردیا کشتی اس طرح آتے دیکھکر حیران ہو رہے تھے کہ یکایک وہ کشتی کنارے پر آکر ٹھہر گئی اُس ساحر نے سلام کر کے کہا کہ اے سالوک صحرا نشین آپ کے تشریف لانے کی خبر نہنگ جادو نے ہمارے حاکم بحرین جادو کو دی تھی اور آپکی دستخطی ٹھیکری اُن کو دکھائی تھی انھون نے خوش ہو کر مجھکو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد تر کشتی کنارہ دریا پر لیجا کر سالوک اور اُن کے ہمراہیون کو کشتی پر سوار کر کے کنارہ دریا تک لے آئین حسب الحکم کشتی لایا ہون سوار ہو جیے بحرین جادو آپکے منتظر ہین یہ زور و شور دریا سے آپ کے ہمراہی خائف ہون آپکے تشریف لانے سے تلاطم آب مین کمی ہو جائے گی سالوک صحرا نشین گفتگوے ساحر مذکور سنکے خوش ہوا اور صاحبقران سے گویا ہوا تشریف لائیے اس کشتی پر سوار ہو جیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ ہمراہ سالوک و خواجہ طیفور گرد باکے بالائے کشتی بیٹھے کشتی مذکور پر بیٹھتے ہی وہ زور و شور تلاطم آب باقی نہ رہا کشتی مذکور خود بخود جانب بحرین جادو روانہ ہوئی اثنائے راہ میں جا بجا نہنگ و ماہیان دریا نے سر اپنے پانی سے نکال کر سالوک کو دیکھکر بزبان فصیح سلام کر کے کہا کہ آپ کے تشریف لانے کی خبر جب ہمارے مالک بحرین جادو کو ہوئی تو ہم سب کو اطلاع دی ہے کہ سالوک ہمارے دوست صادق واسطے ہماری ملاقات کے ہمارے پاس آتے ہین خبردار کچھ مزاحم اُن سے نہ ہونا پس آپ اور آپ کے ہمراہی بخوف و خطر دریا سے عبور کریں سوا آپ کے اور کس کی مجال تھی کہ ہماری یہان موجودگی مین دریا سے عبور کر سکتا یہ کہکر وہ نہنگ وغیرہ جانوران آبی کہ وہ سب ساحر تھے دریا مین غائب ہو گئے خواجہ طیفور گرد با متحیر ہو کر جانب صاحبقران دیکھنے لگے اور دل مین اپنے کہنے لگے کہ عجب انتظام بحرین جادو نے کیا ہے خواجہ مذکور بحر حیرت مین غوطہ زن ہی تھے کہ کشتی دوسرے کنارے پر پہونچکر خود بخود ٹھہر گئی سالوک صحرانشین و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گرد با مع اُس ساحر کے کشتی سے اُتر کر کنارے دریا کے گئے ہنوز کنارہ دریا پر قدم رکھا تھا کہ بہت سے ساحران نامی واسطے استقبال سالوک کے آئے انھون نے بعد سلام دستہ بستہ عرض کیا کہ ہم حسب الحکم بحرین جادو واسطے استقبال حضور کے آئے ہین تشریف لے چلیے بحرین جادو آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہین منتظر آپ کے ہین یہ کہکر تخت سحر پر بیٹھنے کے واسطے عرض کیا سالوک نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ مرکب ہین ہم مرکبون پر سوار ہوکر چلین گے تخت سحر پر بیٹھکر نہ چلین گے انھون نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے سالوک و صاحبقران عالیشان گھوڑون پر سوار ہوے خواجہ طیفور گرد با ہمراہ رکاب امیر با توقیر ہوے تمامی ساحران نامی بھی مانند خدام کے ساتھ چلے اثنائے راہ مین غرائب و عجائب اشیا کی سیر کرتے ہوے دولتسرائے بحرین جادو تک پہونچے اُسوقت وہ اپنے مکان سے برائے استقبال سالوک باہر آیا بعد سلام بڑی گرمجوشی سے ملا خیر و عافیت مزاج دریافت کی سالوک نے کہا کہ مع الخیر ہون پھر سالوک نے اُس کی خیر و عافیت استفسار کی اُس نے بھی بیان کیا کہ بہمہ وجوہ اچھا ہون کوئی فکر و تردد و غم نہین ہے کسی درد و بیماری کی شکایت ہے ہان ایک تھا یہ خیال بیشتر رہا کرتا تھا اسوقت تمھارے یہان آنے سے اپنی طبیعت خوش ہوئی ہے کہ اگر دولت و ملک و مال بھی ملتا تو ایسی دل کو خوشی حاصل نہ ہوتی جیسا تمھارے آنے سے دل خوش ہوا ہے یہ باتین کرتا ہوا ساتھ ساتھ سالوک و صاحبقران کے اپنی نشستگاہ پر پہونچا تخت حکومت پر قدم رکھکر سالوک و صاحبقران عالی مقام کو بالائے کرسی ہائے زرین بٹھایا خواجہ کو ایک چوبی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب سب بیٹھے اور ساحران نامی بھی اُس کے دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت بحرین جادو نے بخندان پیشانی سالوک سے پوچھا کہ تمھارا آنا فی زمانہ قبل زمانہ ایام خوشی اور سیاہ جو ہوا ہے خیر تو ہے کبھی ان ایام مین تم یہان نہین آتے تھے اور جب آتے تھے تنہا آتے تھے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لاتے تھے ابکی مرتبہ تم اپنے ساتھ ان دو صاحبون کو بھی لائے ہو کچھ ان کی تعریف بیان کرو اور سبب ان کے ہمراہ لانے کا اظہار کرو تاکہ ہمکو بھی معلوم ہو سالوک صحرانشین نے جانب صاحبقران اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہمارے ایک دوست ہین نامی و نامور ہین اہل عزت سے ہین مرد معقول و شریف و لائق ہین چونکہ جوان ہین طبیعت ان کی مائل بعیش و عشرت و عیاشی ہے قبل اس کے ان کا ایک معشوق خوبرو تھا

اور خوش رو ایسا تھا کہ مثل اُس کے کوئی محبوب ان کی نظر مین کہین نہ تھا اور وہ خوش گلو بھی بہت تھا اُس کے وصل سے یہ شب و روز بعیش و راحت زندگی اپنی بسر کرتے تھے کوئی رنج و غم ان کو نہ تھا نہ کوئی اپنا کو صدمہ تھا یہ دوست ہمارے اپنے محبوب خوبصورت ہی کو دیکھا کرتے تھے اُس کے ناز بردار تھے کبھی اُس کو اپنے پاس سے جدا نکرتے تھے نہ خود اُس سے جدا ہوتے تھے ہجر و صدمات کے فراق کا زمانہ کبھی نہ آیا تھا صدمہ جدائی معشوق سے دل ان کا آشنا نہ تھا دیو شب فراق دلربا نے کبھی ان کو منھ اپنا ندکھایا تھا اپنی خوبی مقدر پر ان کو ناز تھا بیشتر یہ اپنے ہمنشینون سے کہا کرتے تھے کہ عشاق کو اکثر شکایت محبوبان خوبرو کے فراق کی ہوتی ہے کوئی عاشق اپنی محبوبہ کی جدائی مین آہ سرد کرتا ہے کوئی دلدادہ اپنے یار مہرو کے ہجر مین فریاد کرتا ہے کوئی اسیر زنجیر زلف اپنے گلرو کے فراق مین نالہ کرتا ہے کوئی شیفتہ محبوب خوش چشم کی فرقت مین روتا ہے جوے اشک آنکھون سے بہاتا ہے کوئی فریفتہ گیسوے عنبرین یار سرو قامت کے فراق مین سودائی ہوجاتا ہے سر و پا کا اُسے ہوش نہین رہتا ہے کوئی عاشق اپنی شاہد لیلیٰ وش کے ہجر مین مجنون وار مضطر و بیقرار گریبان چاک سر پر خاک ڈالتا ہوا سوے صحرا نکلجاتا ہے جنگلون مین پھرتا ہے آہ و فغان کرتا ہے رہروی سے تلوے خار صحرا سے فگار کرتا ہے آبلہ پا اُس کے حال زار پر پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین چرند و پرند صحرا کے اُس کی حالت پر نظر کرکے رحم و افسوس کرتے ہین شبنم اُن کے حال زار پر روتی ہے دن کو صحرا نوردی مین جب ہر وہ نالہ کنان جاتے ہین گرد باد اٹھکر اُن کو دیکھتے ہین اکثر عشاق دشت پیمائی مین ہلاک ہو جاتے ہین دامن دشت سے کفن بھی اُن کو نہین ملتا ہے ان میت عریان پر اُن کی باد تند چادر گرد ڈالدیتی ہے کانٹے دشت وحشتناک کے میت اُس کی اٹھاتے ہین شبنم اُن کو غسل دیتی ہے غبار اُن کے اجسام کو نہان کر دیتا ہے گویا ان کو زیر خاک دفن کر دیتا ہے کوئی عاشق دور افتادہ کوچہ یار تمنائے دید مین سایہ دیوار دلربا مین تڑپ تڑپ کر جان کھوتا ہے فلک پیر تا در دلدار اُس کے جانے کا روادار نہین ہوتا ہے کوئی عاشق زار در یار تک اگر پہونچا بھی تو بزم دلربا سے بے اعتنائی مین جانا اُس کو نصیب نہین ہوتا ہے آستانہ در یار پر سر ٹکرا کر یا زیر سایۂ دیوار یار تڑپ تڑپ کر مرتا ہے اغیار کو خوشی حاصل ہوتی ہے ایک ہم ہین کہ خوبی مقدر سے معشوق ہمارا ہمارے روبرو ہے ہر وقت وصل اُس سے نصیب ہے ہمنے کبھی خواب مین بھی روے ہجر و فرقت و مفارقت و جدائی محبوب نہین دیکھا ہے نا امید ہے کہ کبھی مبتلاے درد فراق دلربا ہون گے رفقا ان کے ان سے عرض کرتے تھے کہ واقعی آپ بڑے خوش نصیب ہین کہ معشوق آپ کا آپ کے روبرو ہے یہ غرور و تکبر ان کا ان کے آگے آیا فلک نے سنگ تفرقہ درمیان عاشق و معشوق ڈالا یعنی اتفاقاً وہی معشوق ان سے ایسا جدا ہو گیا ہے کہ مفقود الخبر ہے دیکھیے ان کی صورت کو اور سراپا پر ان کے نظر کیجیے اُسکی جدائی مین ان کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ دیوانہ وار لباس ان کا ہے بقول کسے ع گریبان پرزے پرزے ٹکڑے ٹکڑے جیب و دامان ہے۔ شب و روز نالہ و فریاد و بکا کرتے ہین اکثر سوے ویرانہ نکلجاتے ہین چوپاؤن سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہین کہ کہو تمنے کہین ہمارے محبوب خوش رو کو تو نہین دیکھا ہے کبھی باد صبا سے کہتے ہین کہ اے باد صبا جہان کہین میرا محبوب ہو وہان جا کر میرے حال سے اُس کو آگاہ کر دے کبھی یہ روتے ہین کبھی یہ ہنستے ہین کبھی از خود رفتہ ہو جاتے ہین کبھی فی الجملہ ہوش و حواس مین آجاتے ہین اسوقت جو تمھارے روبرو بیٹھے ہین فی الجملہ حواس و ہوش ان کے بجا ہین یہ ایک روز مفارقت محبوب مین اپنی جان دینے پر آمادہ ہوے تھے مین نے تمھاری

دوستی کے بھروسے پران سے وعدہ کرلیا ہی کہ ہم تکو تمھارے معشوق کو اپنے ایک دوست کے پاس
لے جاکر آئینے مین دکھا دین گے تم اُس سے باتین کرلینا یہ بھی دریافت کرلینا کہ تو کس سرزمین پر ہی
کس مکان مین ہی اور کس حال مین ہی اور اپنے حال ظاہر و باطن سے اُس کو آگاہ کرنا یہ میری تقریر
مذکور سے خوش ہوئے جان دینے سے باز رہے اب مین ان کو مع ان کے ایک خادم کے کہ جو
پس پشت ان کے بیٹھا ہی تمھارے پاس لایا ہون مجکو امید تمھاری دوستی والطاف و محبت
سے یہ ہی کہ میری خاطر سے ان کے حال زار پر رحم کھا کر مجھپر یہ احسان کرو کہ آئینہ حیرت نشان کو
جانے دو اُس آئینے مین جاکر یہ اپنے محبوب کو معائنہ کرین کچھ اُس سے باتین کرلین اپنے حال زار
سے اُس کو اطلاع دین یہی دوست میرے اور ان کی حاجت باعث میرے خلاف عادت فی زمانہ
یہان آنے کی ہوئی ہی لہذا تم اگر مناسب سمجھو تو ان کی حاجت بر لاؤ مجھپر احسان کرو ورنہ جو مناسب
ہو وہ کہو بحرین جادو نے تمام تقریر سالوک اپنے دوست کی سُنکے صاحبقران کے سراپا پر
ظاہری نظر کرکے نہ بزور سحر دریافت حال کرکے مسکراکر جواب دیا کہ جب تم ہمارے دوست صادق
ہو اور یہ تمھارے دوست ہین تو پھر مین کیا عذر کرسکتا ہون ان کو اجازت آئینہ حیرت تک
جانے کی دی جائے گی یہ اُس آئینے مین اپنے محبوب کو معائنہ کرلین گے بالفعل تو آپ رہین اور
توقف کرین ہمارے مہمان ہون طعام دعوت و ضیافت کھائین ہمارے قلم و مین جو اشیائے عجائب و
غرائب ہین اُن کی سیر کرین بعد ازان گوہر مراد بھی اُن کے ہاتھ آجائے گا وہ آئینہ موجود ہی اپنے
محبوب مفقود الخبر کے حال سے کما حقہ آگاہ ہو جائین گے عشق معشوقان خوبرو سے عقلا کو بچنا
چاہیے کبھی اس منزل پر خوف مین قدم نہ رکھنا چاہیے یہ وہ وادی پر خطر ہی کہ جس مین صدہا آفات
ہین یہ وہ دریائے قہار موج افزا ہی کہ اس سے کنارہ کش ہی ہونا چاہیے جس نے اس دریا مین
قدم رکھا اور آشنائے بحر مذکور ہوا وہ غرق قلزم بلاہائے رنج و الم ہوا آخر کار قدم فرسائے منزل ملک
عدم ہوا یہ وہ مرض لا علاج ہی کہ جس کے علاج سے حکما و اطبا عاجز ہین اس کی کوئی دوا ہی نہین
ہی بجز دوائے شربت وصل محبوب کے کہان تک عشق میں نشان مین جو رسوائیان اور ذلتین
اور بدنامیان اور خرابیان ہر(؟) ہین بیان کی جائین یہ کوچہ بہت بُرا ہی جیسا کہ بمصداق این اشعار

عشق ایسی بری بلا ہی آہ | کرتا ہی ذی شعوروں کو وہ تباہ | ہوئے دیوانے اس مین دانشمند
سیکڑون اس مین ہوگئے دلبند | سیکڑون اس مین ہوگئے مجنون | عاقل و ذی فنون ہوئے مفتون
پر نہ اس نے کسی کا پاس کیا | ان غمون پر بھی دل کو داغ دیا | یہ تقریر کرکے چند ساعت چپ بیٹھکر

اپنے ملازمون سے کہا کہ ان صاحبقران کو اپنے ہمراہ ہمارے اس مکان مین جس مین ہر طرح راحت و
آرام کے اسباب مہیا و فراہم ہین اور طرح طرح کے آئینون سے آراستہ ہی لے جاؤ اور ان کی
فرمانبرداری خدمت مین سرگرم رہو یہ کہکر اپنے تخت حکومت سے اُٹھا سالوک صحرا نشین و
صاحبقران عالی مقام و خواجہ طیفور کردیا و غیرہ بھی اُٹھے ملازمان مذکور حسب الحکم بحرین جادو
اُس مکان کی طرف سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور کو با دب اپنے ہمراہ لے چلے بحرین
جادو کچھ سوچ کر خود بھی اپنے دوست سالوک کے ہمراہ چلا یہان تک کہ اُس مکان مین پہونچا
سالوک وغیرہ سے کہا کہ اس مکان مین آپ سب صاحب قیام پذیر ہون کسی طرح کی تکلیف نہوگی
یہ چند میرے ملازم حاضر خدمت رہین گے یہ کہکر ہمراہ اپنے اہل دربار کے اپنے در دولت کی طرف

روانہ ہوا جب درِ دولتسرا پر پہونچا اہل دربار سلام کرکے رخصت ہوئے بحرین جادو داخل
دولتسرا ہوا یہان صاحبقران عالی جاہ نے مکان مذکور مین داخل ہوکر ملاحظہ کیا کہ مکان
عالیشان ہے شاہی مکانات سے ہے شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ جملہ اسباب ضروری و اشیاے
راحت و آرام سے بخوبی آراستہ ہے بادشاہون کی بود و باش کے قابل ہے غرض مکان کو دیکھکر
ہمراہ سالوک صحرالنشین فروکش ہوے وقت شام بحرین جادو نے چند خوان طعام لذیذ و خوش ذائقہ
ونیز میوہ تر و خشک ہمراہ اپنے ملازمون کے ارسال کیا سالوک و صاحبقران و خواجہ نے صرف میوہ
کھایا اُس طعام کو ملازمون کو دیدیا وہ بہت خوش ہوے اسی طور سے دو چار روز گذرے ایک روز
حسب دستور بحرین جادو اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ سالوک صاحبقران و خواجہ طیفور کو ہمراہ
لیکر دربار بحرین جادو مین گیا سلام اُس کو کیا وہ دیکھتے ہی براے تعظیم اُٹھا پھر اپنے برابر بالاے
کرسی ہاے زرین سالوک و صاحبقران کو بٹھایا خواجہ بھی علحدہ ایک کرسی پر بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے سالوک نے بحرین جادو سے کہا کہ ہمین یہان آئے کئی روز ہوے یہ دوست ہمارے
اپنی معشوقہ کے دیکھنے اور اُس سے ہمکلام ہونے کے بہت مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو آج یہ جاکر
اُس آئینے مین اپنی معشوقہ کا معاینہ کرین تاکہ ہوش و حواس ان کے بجا ہون وحشت و دیوانگی و
غم و الم فی الجملہ دور ہو بحرین جادو نے کہا کہ اچھا آج ہی یہ اپنی معشوق کو دیکھ لین اُس سے باتین
کرلین مگر تنہا جائین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیجائین جس وقت قریب آئینہ حیرت کے پہونچین پوشش
آئینہ مذکور سے اس نیت سے اُٹھائین کہ معشوق ہمارا اے آئینہ حیرت ہمکو نظر آئے اُس سے ہمکلام ہو
بعدہ آئینہ مین دیکھین مطلوب ان کا آئینے مین نظر آئیگا اور ہمکلام ہوگا جو کچھ اُس سے یہ سوال
کرینگے وہ جواب دیگا لیکن ان کو لازم ہے کہ اُس آئینے کو ہاتھ نہ لگائین کچھ آئینے سے ہٹکر
ہمسخن ہون بیتابی و بیقراری نہ کرین آئینے مین معشوق کو دیکھکر کہین آئینے سے لپٹ نہ جائین ورنہ
باعث خرابی و ضرر ہوگا جسنے اطلاعاً کہدیا ہے اور پھر وہ آئینہ بھی ناقص ہوجائیگا یعنی ٹوٹ کر پھر صفت
اُس کی نہ رہیگی کہ پھر کوئی کسی نیت سے کچھ اُس مین دیکھ سکے آپ بھی ان سے تاکیداً کہدیجیے کیونکہ
دماغ ان کا صحیح اچھی طرح نہین ہے ایسا نہو دیکھتے ہی اپنے معشوق کی آئینے سے لپٹ جائین سالوک
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکے کہا کہ سُنا آپنے جو کچھ بحرین جادو ہمارے دوست نے کہا ہے
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے سُنا جو کچھ انھون نے کہا ہے ہم آئینے سے دور رہینگے بحرین جادو
نے گفتگوے دوست سالوک موصوف سنکے چند اپنے ملازمون سے کہا کہ ہمارے دوست کے
دوست کو گنبد آئینہ حیرت مین لیجاؤ خادمانہ ساتھ جاؤ تم اندر گنبد کے نجانا اگر محافظان گنبد حیرت
اندر گنبد کے جانے ندین تو کہدینا کہ یہ بحکم و باجازت بحرین جادو آئے ہین ان کو نزدیک اندر گنبد
کے پاس آئینہ حیرت کے جانے دو ملازمان مذکور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر جانب گنبد حیرت
چلے سالوک دربار مین بیٹھا رہا صاحبقران ہمراہ انھین ملازمون کے ایک جانب چلے جاتے تھے
اثناے راہ مین آبادی و مکانات و مرد و زن اور بازار کو دیکھتے ہوے جاتے تھے جملہ مرد و زن بدہیئت و
بدآئین نظر آتے تھے بازارین مردم سے بھری ہوئین دوکان دار دو طرفہ دوکانون پر بیٹھے ہوے
ہر قسم کی اشیا رکھی ہوئین خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے تھے خریدارون کا ہجوم تھا گذرنا بازارون
سے مشکل تھا محلات پختہ و تمام بکثرت نظر آتے تھے لیکن مردمان بازاری صاحبقران کو دیکھکر

باہم کہتے تھے کہ یہ شخص تازہ وارد معلوم ہوتا ہی سا کنان بحر ہند سے نہین ہی نہین معلوم کہان سے
یہان آیا ہی صاحبقران تقریر اُن کی سنتے ہوے چلے جاتے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے جب راہ دور
قطع ہوئی عنقریب گنبد آئینہ حیرت کے پہونچے اُن ملازمون نے عرض کیا کہ دیکھیے یہی گنبد آئینہ حیرت ہی
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک چہار دیواری پختہ ہی دروازہ کلان اُس احاطے کا ہی اُس دروازے پر
چند ساحر بیٹھے ہوے ہین مانند دربانون کے تپائیون پر بیٹھے ہین جب صاحبقران ہمراہ اُن ملازمون کے
اندر اُس احاطہ پختہ کے جانے لگے اُن دربانون نے روکا ملازمان ہمراہی مذکور نے اُن سے کہا کہ
ان کو نہ روکو ہمارے حاکم بحرین جادو نے ان کو گنبد آئینہ حیرت کے دیکھنے کو بھیجا ہی ہم کو ان کے ہمراہ
کیا ہی وہ دربان یہ سنکے کہنے لگے کہ اگر ہمارے حاکم کا حکم یہی ہی تو اچھا ان کو لے جاؤ ملازمان مسطور
صاحبقران کو اندر اُس احاطہ پختہ کے لے گئے امیر باتوقیر نے جاکر اندر اُس احاطے کے دیکھا کہ احاطہ
عرض وطول مین خوشنما و وسیع زیادہ ہی درمیان مین اُس کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی مگر مربع ہی
اُس چبوترے پر ایک گنبد کلان ہی اور بہت خوشنما و نقش و نگار ہین ہی کلس اُس کا طلائی ہی اُس
گنبد کے اندر جانے کا بھی ایک دروازہ ہی در گنبد مذکور سے کچھ ہٹ کر بہت سے لوگ بیٹھے ہوے
دف و دائرہ بجا رہے ہین کچھ اُن مین سے بھجن گا رہے ہین اکثر لوگ با دب بیٹھے ہوے سُن رہے
ہین وہ گانے والے پھول ہار پیدھی وغیرہ گلے مین ڈالے ہین گھنگھرو چند ان کے نشان اُن کی
پیشانی اور بازون پر ہین قشقہ سیندور کا بھی پیشانی پر ہی گرداگرد اُس گنبد کے انواع و اقسام کے
پھولون کے چمن ہین ہر ایک چمن خوبصورت و خوش قطع ہی کوئی چمن گلاب کا ہی کوئی چمن نسترن کا
ہی کوئی نسرین کا چمن ہی لالے کا چمن کسی طرف بہار اپنی دکھا رہا ہی کوئی چمن داؤدی کا ہی
کوئی چمن گل صد برگ کا ہی غرضکہ بکثرت طرح طرح کے گلون کے چمن ہین ہر ایک چمن تر و تازہ ہی مرغان
خوش الحان کا ہجوم ہی ہر ایک طائر چہچہہ کر رہا ہی احاطہ گلہائے رنگارنگ و خوشبو سے بسا ہوا ہی خوشبو
پھولون کی اسقدر ہی کہ دماغ معطر ہوتا ہی القصہ صاحبقران موصوف سیر چمنہائے مذکور کرتے
جونہی قریب اُس گنبد کے پہونچے وہ لوگ جو وہان بیٹھے تھے اور جو گا رہے تھے اور جو پوجاری
تھے سب کے سب صاحبقران کو دیکھکر یہ ہم ہوکر کہنے لگے خبردار اندر گنبد آئینہ حیرت کے جانا بلکہ چبوترے
پر بھی قدم نہ رکھنا تمکو کسی نے روکا نہین یہان تم کیونکر چلے آئے بتاؤ تو تم کون ہو کہان سے آئے
ہو تم تو ساکنان بحر ہند سے نہین ہو تمھارے پوشاک یہان کے ساکنون کی سی نہین ہی ہنوز صاحبقران
نے جواب اُن کے سوالات کا نہ دیا تھا کہ اُن ملازمون نے بڑھکر اُن سب سے کہا کہ خبردار خاموش رہو
کچھ ان سے حجت و تکرار نہ کرو ان کو اندر گنبد کے جانے دو یہ ہمارے اور تمھارے حاکم بحرین جادو
کے دوست ہین راہ دور و دراز سے واسطے دیکھنے آئینہ حیرت کے آئے ہین انکا معشوق
مفقود الخبر ہوگیا ہی اُس کا حال انھین دریافت کرنا اور آئینہ دیکھنا منظور ہی بحرین جادو نے انکے
ہمراہ ہمین بھیجا ہی تم سب سے تاکیداً کہا ہی کہ خبردار ان کو نہ روکنا اندر گنبد آئینہ حیرت کے جانے دینا مزاحم
نہونا پس اگر تم ان کو روکوگے تو عتاب حاکم تمپر ہوگا یہ سنکے وہ سب پیدین مجبور ہوکر کہنے لگے کہ اگر حکم
حاکم ان کے بارے مین یہی ہی تو خیر ان کو اب ہم نہ روکین گے صاحبقران سلطان گیوان شکوہ
اُس چبوترہ سنگ مرمر پر گئے پھر آگے بڑھکے اکیلے دروازے کی راہ سے اندر اُس گنبد کے گئے
دیکھا کہ وہ گنبد اندر سے بہت وسیع ہی تصویرین طرح طرح کی آویزان ہین اندر سے بھی گنبد منقش ہی

شیشہ آلات بھی حسب ضرورت ہر ایک زینت و زیبائی سے آراستہ ہیں پھول ہار اُس آئینے پر
بکثرت چڑھے ہوئے ہین گرد اُس آئینہ حیرت کے کہ طولاً بقد آدم ہی تصویرین بہت سی عکسی و خیالی
شیشون مین گلتیون میں جابجا دیوارون پر آویزان ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے
چہار جانب گنبد کے اندر سیر کی بعدہٗ قریب اُس آئینے کے جاکر دل میں کہا کہ اے آئینہ حیرت
مین چاہتا ہون کہ بادشاہ اہل اسلام داراب ابن داراب سیمین زرہ کو دیکھون اُن سے ہم کلام
ہون یہ نیت مذکور کرکے پوشش آئینے پر سے دور کرکے اندر آئینے کے دیکھا پھر دیکھنے آئینہ مذکور
کے تصویر بادشاہ لشکر اہل اسلام آئینے مین ظاہر ہوئی صاحبقران نے اُن کو دیکھکر بہت خوش
ہوکر با دب سلام کرکے پوچھا کہ آپ کا مزاج کیسا ہے آپ کس سرزمین پر ہین کس کے مکان مین تشریف
رکھتے ہین اسیر ہین یا رہا ہین راحت سے ہین یا تکلیف مین ہین مفصل حال اپنا ارشاد فرمائیے تاکہ
ہمارے تئین معلوم ہو بادشاہ موصوف نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا کہ اے صاحبقران
ذیشان مفصل حال ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنی بارگاہ مین ہنگام شب حسب دستور آرام پذیر تھے آخر شب
ایک ساحر مسمی معین جادو فرستادہ ہودسرمست بادشاہ طلسم زلزلہ جو براے دریافت خبر
انجم حصار مین آیا تھا بعد دریافت خبر سوے طلسم زلزلہ جاتا تھا اثناے راہ مین ساریق بن لقا
و سنخگان کو ایک صحرا مین اُس نے نالہ کنان دیکھکر بلندی سے بالاے زمین آکر بصورت مبدل
پاس ساریق و سنخگان کے جاکر سبب نالہ و فغان اُس نے دریافت کیا تھا اُس سے یعنی سنخگان
نے بہت شکایت و ایذا رسانی ہماری کی اور جفا و تعدی آپکی اُس سے بیان کی تھی اور یہ بھی
بیان کیا تھا کہ صاحبقران نے مع اپنے لشکر کے یہان آکر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہے
اہل شہر کو بھی مسلمان کیا ہے ہمکو دیا اسیر اپنا کرکے تابع و فرمان بردار اپنا کیا ہے اسی وجہ سے ہم نالہ
و فریاد کرتے ہین کہ اب کہان جائین سوا اس کے اور کچھ باتین ایسی کہین کہ اُس ساحر نے ہماری
بارگاہ مین آکر ہمارے ہم شبیہ ایک شخص کو سحر سے بناکر سر اُس کا تن سے جدا کرکے اُس کے سینے پر
رکھکر اور ہمکو بزور سحر بصورت باز بناکر لے آیا پھر اُسی صحرا مین پاس سنخگان و ساریق کے بصورت اصلی جاکر
اُن سے کہا کہ دیکھو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز بناکر اپنے ہاتھ پر بٹھاکر لے آیا ہون
اب تو تم خوش ہوے اگر تم سے مین سبب نالہ و فغان دریافت نہ کرتا اور تم مجھ سے کچھ ایسی باتین کہ
جس سے مجھے غیظ و غصہ آیا تھا نہ بیان کرتے تو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور اپنے سحر کے باز
بناکر نہ لے آتا اب اس باز کو نذر بادشاہ طلسم زلزلہ کو دونگا جو کچھ مین نے دیکھا ہے اور جو کچھ مین نے
تم سے سنا ہے سب اپنے بادشاہ سے بیان کرونگا یقین ہے کہ وہ تمام مردان لشکر اہل اسلام کو برہم ہوکے
قتل و تباہ و برباد کر دیگا سنخگان اور ساریق نے اُس سے کہا کہ ہمکو بھی اپنے ساتھ طلسم زلزلہ مین
روبرو بادشاہ طلسم زلزلہ کے لے چلو پہلے تو اُس نے عذر کیا پھر اُن کے اصرار سے ساحر مذکور
اُن دونون کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے بناکر دونون شانون پر اپنے بٹھاکر سوے طلسم زلزلہ روانہ
ہوا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا تھا کہ ان دربانون نے اُسے روکا تھا آخر بعد حصول
اجازت اپنے بادشاہ مذکور کے اجازت جانے کی دی تھی معین جادو ہمکو روبروے بادشاہ طلسم
لے گیا تھا وہان ہم پر سے سحر دفع کیا تھا اور تمام حال جو دیکھا اور اُس نے سنا تھا بیان کیا تھا
بادشاہ طلسم زلزلہ نے کچھ باتین ہنسی کرکے بہت برہم ہوکے ہمارے قتل کا حکم دیا تھا جلاد بیداد

تیغ یکفت موجود ہوا تھا اس اثنا میں بادشاہ طلسم زلزلہ کے وزیر نے کہ نام اُس کا جالوس
ہے شاہ زلزلہ کو ہمارے قتل کرنے سے اُسوقت باز رکھکر کہا تھا کہ بیرون طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو کہ یہ مسلمان ہیں قتل کرائیے بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ اسرار اختر شناس منجم کے پاس جو بیرون
طلسم زلزلہ رہتا ہے اور مطیع بادشاہ ذیجاہ ہے ان کو روانہ کر دیجیے وہ سر ان کا کاٹ کر حضور کے
پاس بھیجدے گا یا بعد قتل کرنے کے سر و تن ایک چادر میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دے گا
شاہ طلسم کو یہ رائے اپنے وزیر کی پسند آئی فوراً ہمکو ہمراہ چند ساحروں کے بیرون طلسم زلزلہ
پاس اُسی منجم کے بھیجا یا تھا چونکہ وہ مرد مسلمان تھا اور دختر اُس کی ہمیں دیکھکر ہم پر مائل ہوکر
اپنے باپ سے شفاعت خواہ ہوئی تھی اسوجہ سے منجم مذکور نے ہمکو تو ایک اپنے مکان کے
تہ خانے میں چھپا دیا تھا اور اپنے ہمسایے کے ایک مرد بیدین کو قتل کر کے چادر میں لپیٹ کے
روبرو انھیں ساحروں کے قبر میں دفن کر دیا تھا وہ ساحر یہ سب حال دیکھکر چلے گئے تھے
اُس روز سے ہم براحت و آرام مکان میں اسرار اختر شناس منجم کے ہیں مکان منجم مذکور بیرون
طلسم زلزلہ ہے آپ صدمہ و غم نہ کیجیے گا ہم مع الخیر ہیں انشاء اللہ تعالیٰ پھر آپ سے ملیں گے اور
اے صاحبقران یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ ہمنے طلسم زلزلہ میں جاکر دیکھا ہے کہ یہ طلسم بہت بڑا ہے
اور نہایت سخت ہے دربندی اس کے از حد دشوار گذار ہیں بند و بست و انتظام بھی خوب ہے لہذا اگر
مناسب ہو تو فتح طلسم مذکور سے باز آئیے سارق بن لقا کے قتل سے دست بردار رہیے اپنی جان کا
خیال کیجیے صاحبقران نے تمام تقریر بادشاہ کی سنکے عرض کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو میں اپنے
تئیں آپ تک پہونچاؤں گا اور طلسم زلزلہ کو ضرور فتح کروں گا سارق نابکار کو تہ تیغ کروں گا بشرطیکہ
وہ دوبارہ بھی بصدق مسلمان نہوا اور اگر مسلمان بدل ہو جائے گا تو اُسے قتل نہ کروں گا یہ کہکر
خاموش ہوے پوشش آئینے پر ڈالنے کا ارادہ کیا تھا کہ تصویر بادشاہ موصوف آئینے میں سے
غائب ہو گئی امیر با توقیر نے بابت لوح طلسمی بھی کچھ حال دریافت نکرکے پردہ آئینے پر ڈالدیا پھر
اُس گنبد سے بعد خوشی نکل کر انھیں ملازموں کے ہمراہ راہ قطع کرکے دربار میں آئے سالوک
بحرین جادو نے دیکھا کہ آثار خوشی و انبساط چہرے سے ہویدا ہیں یہ رنگ دیکھکر سالوک بحرین جادو
نے پوچھا کہ کہیے آپ نے آئینے میں اپنے معشوق کو دیکھا صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ ہاں ہمنے
اپنے محبوب کو آئینے میں دیکھا اور اُس سے ہمسخن بھی ہوے دل خوش ہو گیا آرزوے دلی بر آئی
بیتابی و بیقراری دور ہوئی آپ صاحبوں کی عنایت سے ہم اپنے مطلب کو پہونچے سالوک بحر الشین
نے بحرین جادو سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے آپ کو معلوم ہے کہ مسکن ہمارا یہاں سے کسقدر
دور ہے چند روز تو ہمیں رہروی میں بسر ہونگے بعد ازاں مقام قیام پر پہونچیں گے علاوہ اس کے
آپ سے ملنا مقصود تھا اور اپنے ان دوست کا مطلب تھا وہ دونوں کام ہو چکے ہیں بحرین جادو
نے کہا کہ اے مہربان من ابھی ایک ہفتے یہاں اور تشریف رکھیے بعد ازاں یہاں سے جائیے گا
ابھی ہم آپ کو رخصت نکریں گے کیونکہ زمانہ خداوند کا پلٹا کے چولا بدلنے کا عنقریب ہے اور
اس خوشی کا میلہ بھی عنقریب ہے بعد میلہ ہونے کے آپ یہاں سے جائیے گا ابھی سالوک نے
جواب ندیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بے اختیار ہنسے بحرین جادو نے پوچھا کہ
اسوقت کیوں بے محل و موقع آپ ہنسے باعث ہنسنے کا کیا تھا صاف صاف بیان کیجیے

آپ کے ہنسنے سے تو وہ ہوا صاحبقران نے جواب دیا کہ سبب ہمارے اسوقت ہنسنے کا آپ کا
سخن ہوا آپ نے جو خداوند کا پالیٹ کہا ہمکو بے اختیار ہنسی آئی کیونکہ یہ عجب خداوند ہین کہ
جنکو کا پالیٹ کہتے ہین سیکڑون بہت سے مکار و نابکار خداوند بنتے ہین ازانجملہ زمرد شاہ باختری
لقا سے لیا اور بتیک بیتکسا دم خبیثہ سرا کا کا چھڑا کا بچھڑا وغیرہ لیکن خداوند کا پالیٹ
آج ہی سنا ہے کیا خداوند ہین جن کا یہ نام ہے بحرین جادو یہ تقریر صاحبقران کی سنکے غصے سے ملنے لگا
چہرے سے آثار غیظ و غضب ظاہر ہوئے لیکن بمشکل غصے کو ضبط کرکے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ
مسلمان ہین از راہ طعن و تشنیع آپ نے یہ تقریر کی ہے اور ہمارے خداوند کے نام ثانی کو سنکے آپ
ہنستے ہین کیا کہون مجھے صرف یہ خیال مجبور کیے ہوئے ہے کہ اول تو آپ ہمارے دوست کے دوست
ہین دوسرے یہ کہ آپ ہمارے یہان ہین غریب الوطن ہین ورنہ ہم غصے کو ضبط نہ کرتے عالم غصے مین
جو کچھ بھی ہم سے امور نسبت اوخیر سرزد ہوتے وہ کم تھے قبل اس کے کوئی ہمارے خداوند پر نہ ہنسا تھا اور نہ
ایسے کلمات طعن آمیز کسی نے ہمارے روبرو کہے تھے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہے کہ ایک
جوگی صاحب یہان آئے تھے ان کے آنے کے بعد یہ خداوند ظاہر ہوئے تھے ہمارے آبا و اجداد
یکے بعد دیگرے انھین خداوند کی پرستش کرتے آئے یہان تک کہ وہ مر گئے اب ہم ان کی پرستش
کرتے ہین اور تمامی ساکنان بحرینہ خداوند کا پالیٹ کی پرستش کرتے ہین ہمکو مستا بحرینہ بھی بارہ
تیرہ سو برس سے ہمارے خاندان مین چلی آئی ہے آبا و اجداد ہمارے اس سرزمین بحرینہ پر قابض و
متصرف ہوتے آئے ہین یہان تک کہ بعد ان کے یہان کی حکومت اب ہم کرتے ہین تمام ساکن
اس سرزمین کے ہمارے تابع حکم ہین ہمکو اپنا حاکم جانتے ہین خداوند بعد سو برس کے یا قریب سو برس
کے چولا اپنا بدلتے ہین بارہ تیرہ سو برس کی مدت مین بارہ تیرہ چولے خداوند ہمارے بدل چکے ہین
جب چولا ان کا کمزور اور پرانا ہو جاتا ہے تو قوی اور نیا چولا بدلتے ہین فی زمانہ بھی ملازم اور اکثر پوجاری
لوگ جو سے ندی جو ہمارے قلعہ و ملک ہے اس کے کنارے پر مقیم ہین جو مردہ بہتا ہوا ندی مین
آتا ہے اسے نکال کر دیکھتے ہین اگر کوئی مردہ خوبصورت و حسین کسی نوجوان مرد کا ان کو ملے گا
تو وہ بصد خوشی اسکو لاکر خداوند کے حوالے کر دین گے وہ اس نوجوان کے گھٹ مین اتر کے
اپنا چولا چھوڑ دین گے وہ پرانا چولا ہمارے ملازم اور پوجاری جیسا اولی اعلی یہان کے بصد
خوشی و شادمانی کنارے اسی ندی کے لے جائین گے لکڑیان جمع کرکے اس کو جلا دین گے
جب وہ چولا خداوند کا غائب ہو جائے گا تو تمام یہان کے ساکن ذرا ذرا سی خاک اس چولے
کی بطور پرشاد جسکو تبرک کہتے ہین وہان سے لے آئین گے اس کو بحفاظت تمام رکھین گے
کیونکہ وہ خاک بطور اکسیر کے ہوگی جو مریض ہوگا اس کے تن پر مل جائے گی صحت و شفا اسے
حاصل ہو جائے گی ابھی تک ایسا کوئی مردہ خوبصورت جوان مرد کا ہاتھ نہین آیا ہے ورنہ
پوجاری لوگ وغیرہ اسے بہزار خوشی و شادمانی لے آتے خداوند کے حوالے کر دیتے خداوند
اپنے گنبد کا پالیٹ مین ان لوگون کے آنے کے منتظر ہون گے ہم سب خداوند کے آرام و
راحت کا خیال رکھتے ہین طعامہائے لذیذ و نفیس نمکین و شیرین انھین پہونچاتے رہتے
ہین گنبد کے روشن دان کلان سے ان کو دیتے ہین وہ یہ نذر یہان کے ساکنون کی
قبول کرتے ہین ہر روز صبح و شام مٹھائی پوری کچوری میوہ ہائے تر و خشک و طعامہائے لذیذ

و نفیس وغیرہ کا یہ ہر روز خداوند کو دیا جاتا ہے وہ کسی کے دیے کو واپس نہیں کرتے قبول ہی کر لیتے ہیں صاحبقران عالی مقام نے پھر ہنسکر جواب دیا کہ معلوم ہوا کہ آپ کے خداوند بڑے مکار اور گمراہ کنندہ مردان ہیں یہان کے ساکنون کو گمراہ کر چکے ہیں خصوصاً آپ کو اور آپ کے آبا و اجداد کو اُس نے گمراہ کیا ہے لیکن تعجب اُسی جوگی نے خداوند ظاہر کرکے سب سجدہ کرایا ہے جائے عجب ہے کہ آپ کے آبا و اجداد نے اُس کے دام فریب میں آکر اُس کو اپنا خداوند جانا تھا اور اب آپ اُسکو اپنا خداوند جانتے ہیں ہر چند کہ صاحب عقل و فہم ہیں مگر اُس جوگی کے دام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں اگر یہ حجت و دلیل پیش کیجیے کہ اگر وہ خداوند نہیں ہیں تو چولا کیونکر بدلتا ہے صورت اُس کی یہ ہے کہ یہ ایک طرح کا علم و قاعدہ ہے کہ اُس کے ذریعے سے روح اپنی دوسرے کے جسم میں لے جاتے ہیں یہ روح کا دوسرے کے جسم میں لے جانا ایک شعبدہ اور ایک علم و قاعدہ ہے جو کوئی اُس علم و قاعدے کے اوپر عمل کرے وہی اپنی روح کو جسم مردہ میں لے جا سکتا ہے آپکو لازم ہے کہ ایسے گمراہ کنندہ کو اپنا خداوند نہ جانیے اُس کو سجدہ نہ کیجیے لائق سجدہ وہ معبود حقیقی ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان انس و جن و حیوان شجر و حجر وغیرہ کل اشیا کو پیدا کیا ہے وہ جسم نہیں رکھتا ہے نہ کسی شے میں سماتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ دیکھنے میں آتا ہے نہ کوئی اُس کو دیکھ سکتا ہے نہ وہ رنگ ہے نہ وہ بو ہے نہ اُس کو تغیر ہے جیسا کہ ہمیشہ سے تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور ہمیشہ ایک ہی طور سے رہیگا اُسکو ہمیشہ بقا ہے فنا نہیں ہے اسے بحرین جادو آگاہ ہو کہ ہم صاحبقران اپنے زمانے کے ہیں خاص و عام ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہیں ہم نے ہدایت دین اسلام پر کمر باندھی ہے جو لوگ خداشناس نہیں ہیں ہم ان کو ہدایت کرتے ہیں راہ راست دکھلاتے ہیں آپکو بھی ہدایت کرتے ہیں کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے خالق زمین و آسمان و ما فیہا کو یقینی اپنا معبود جان کر سجدہ کیجیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جیے مذہب باطل کو ترک کیجیے تاکہ رستگار ہو جیے ظلمت کفر سے نکلیے جس کو آپ خداوند کا یہ پلٹا کہتے ہیں اُس کی پرستش سے باز آئیے بہت آپ شراب میخانہ کفر سے پی چکیے اب بادہ عرفان خالق کون و مکان لیجیے ساقی ہادی سے ایسے آرزو و تمنا طلب کیجیے کہ بہتیرا ہے بے نظیر

پلا وہ مے کہ نور ایمان فروز	جسے پیکے ہوں اہل دین سرخ رو	مدد ہو تو اے ساقی نیک نام	عطا کر مجھے جلد اک جام مے
وہ مے خضر کی جو ہوئی خضر راہ	وہ مے جس کی تھی راہ کنعان کو چاہ	وہ مے اپنا جسکو سمجھے سبحان	وہ مے جسکے تھے عاشق حیات خوان
وہ مے جس کا پینا ہے شرعاً حلال	وہ مے آب زمزم ہے جسکا زلال	وہ مے جسکی ہے تہ سبو کو بھی تاک	وہ مے جو کہ ہے آب کوثر سے پاک
وہ مے جام جسکا ہے عارف کا دل	وہ مے جس سے ہو شرمسار جنت خجل	وہ مے جسکو قاضی بھی کرتا نوش	وہ مے جسکا ہر قطرہ ہے جرم پوش
وہ مے جس سے ہو پاک تردامنی	وہ مے جس سے آسان ہو جانکنی	وہ مے جسکی کشتی ہے نوح نجات	وہ مے جو کہ ہے رشک آب حیات
وہ مے جسکے پینے سے اے خوش سیر	تجھے صورت یار ہو پیش نظر	اسی سے عرفان خدا کے ہیں تشنہ	آپ رستگار ہو جائیے

آئندہ آپکو اختیار ہے بحرین جادو نے تمام تقریر صاحبقران کی سنکے کہا معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہیں اپنے دین کی ہمکو بھی ہدایت کرتے ہیں کیونکر ہم اپنے آبائی دین کو ترک کر سکتے ہیں ہان اگر کوئی خرابی کی صورت ظاہر ہو تو البتہ اپنے دین کو ہم ترک کر سکتے ہیں لیکن سالوک سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوست صادق میں آپ سے جانتے تعجب اور مقام شکایت ہے کہ آپ ایسے شخص کو کہ جو ہمارے خداوند کو ہمارے رو برو برا کہے اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں ہم مجبور ہیں کہ یہ ہمارے مہمان ہیں اور آپکے دوست ہیں ورنہ

شعبدہ باز اور مکار اور گمراہ کنندہ ہمارے خداوند کو کہنے کا ان سے انتقام لیا جاتا سالوک نے سر
جھکا کر جواب دیا ہم نہ جانتے تھے کہ یہاں ان کو لا کر مذہبی گفتگو ایسی ہوگی کہ جس سے آپ کو ملال ہوگا
خیر جو ہونا تھا وہ ہوا آپ کی شکایت بجا ہے اب باہم زیادہ حجت و تکرار نہ کیجیے ہماری رائے تو یہ ہے کہ
دو باتوں میں اس جھگڑے کو طے کیجیے آپ کے نزدیک خداوند کا یہ پلیٹ لائق پرستش ہیں اور
صاحبقران کہتے ہیں کہ خداوند کا یا پلیٹ ایک شعبدہ باز مکار گمراہ کنندہ ہے کوئی جوگی ہے کہ وہ اپنے
علم و قاعدے سے روح اپنی جسم میت میں لے جاتا ہے چولا بدلا کرتا ہے پس اگر یہ کسی فکر و تدبیر سے اس
جوگی کی شعبدہ بازی آپ کو دکھا دیں یا کوئی ایسی تدبیر و فکر کریں کہ جس سے آپ اس کو لائق
خداوندی نہ پائیں تو آپ دین اسلام اختیار کریں اور اگر صاحبقران خداوند کا یا پلیٹ کی شعبدہ
بازی و مکاری و فریب دہی آپ پر ثابت نہ کر سکیں تو خود خداوند کا یا پلیٹ کی پرستش کریں یہی شرط
قرار پا جائے بحرین جادو نے بے اختیار کہا کہ اے دوست صادق میں تمہاری رائے پسند
کرتا ہوں اگر یہ ہمارے خداوند کی شعبدہ بازی و فریب دہی و مکاری ہم پر ظاہر و ثابت کر دیں گے
تو ہم اقرار کرتے ہیں کہ خود بھی دین اسلام اختیار کریں گے اور تمامی اپنی رعایا کو بھی مسلمان کریں گے
اور اگر یہ خداوند مذکور کی فریب دہی و مکاری ثابت نہ کر سکیں تو ان سے بھی اقرار لیجیے کہ یہ بھی
دین اسلام کو ترک کر کے ہمارے خداوند کی پرستش کریں سالوک صحرانشین نے یہ تقریر
بحرین جادو کی سن کے جانب صاحبقران دیکھا صاحبقران نے سمت خواجہ طیفور کر دیا نظر کر کے پوچھا
کہ کیوں خواجہ اس بارے میں کچھ فکر و تدبیر تم سے ہو سکے گی ہم اقرار کر لیں خواجہ نے عرض کیا کہ آپ
بلا تامل اقرار و عہد کر لیں یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے انشاء اللہ تعالی جلد اس کام کا سرانجام
حسب دلخواہ کر دوں گا خداوند کا یا پلیٹ کی اصل و حقیقت سے بحرین جادو کو آگاہ کر دوں گا
صاحبقران نے گفتگو سے خواجہ مذکور سن کے روبرو سالوک کے بحرین جادو سے اقرار کیا کہ
اگر آپ کے خداوند کی فریب دہی آپ پر ہم نہ ثابت کر سکیں گے تو دین اسلام ترک کر کے خداوند کا یا پلیٹ
کی پرستش اختیار کریں گے بحرین جادو یہ سن کے گویا ہوا کہ اس کام کا انصرام کب تک ہوگا صاحبقران
نے پاس سے خواجہ طیفور ارشاد کیا کہ ایک ہفتہ عشرہ کے درمیان میں اس راز کا ظہور ہو جائے گا یہ امر
مخفی آپ پر جلی ہو جائے گا ہنوز صاحبقران نے اقرار کیا تھا کہ خواجہ طیفور نے صاحبقران سے عرض
کیا کہ میں واسطے ایک کار ضروری کے جاتا ہوں اگر دیر ہو تو کچھ اندیشہ نہ کیجیے گا یہ تقریر سرگوشی
میں کر کے اور ٹھہرا اجازت برائے سیر جانے کی لے کے دربار سے اٹھ کر ایک جانب بصورت
سیلانی روانہ ہوئے اثنائے راہ میں آیند و روند سے دریافت کیا کہ وہ ندی کہاں ہے جس ندی
پر بلا زبان شاہ بحرین جادو اور پوجاری وغیرہ چند روز سے واسطے اچھے چولے خداوند کا یا پلیٹ کی
فکر میں بیٹھے ہیں انھوں نے ندی کا نشان بتایا اور کہا کہ وہ ندی چھوٹی ہے اگر اس طرف سیدھے
چلے جاؤ گے تو اسی ندی کے کنارے پہونچ جاؤ گے خواجہ طیفور نے کر دیا اسی سمت روانہ ہوئے
بعد قطع راہ کنارے اس چھوٹی ندی کے پہونچے دیکھا کہ بہت سے بلا زبان بحرین جادو اور اکثر
پوجاری لوگ کنارے دریا کے بیٹھے ہیں بعضے ڈفلی بجا کر کچھ گا رہے ہیں اکثر کچھ باہم باتیں کر رہے
ہیں بعض بعض خداوند کا یا پلیٹ کے چولے کی بابت کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک کوئی چولا لائق خداوند
کے دستیاب نہیں ہوا ہے دیکھیے کب ہاتھ آتا ہے زمانہ خداوند کے چولا بدلنے کا کم رہ گیا ہے ابھی وہ

سنگھ

آپس مین باتین کر رہے تھے کہ دو مردے ٹکٹیون پر رکھے ہوئے بہتے نظر آئے ملازمان بحرین جادو
پوجاری وغیرہ اُن کو دیکھکر خوش ہوئے اُن مین سے دو چار دریا مین کود کے اُن دونون مردون کو
مع ٹکٹیون کے کنارے پر لائے پوجاریون نے ٹکٹیون سے مردون کو کھول کر کپڑا اُن کے منھ سے
ہٹا کر دیکھا دیکھتے ہی کہا کہ ان مین ایک عورت بڑھیا ہی اور ایک مرد نہایت ضعیف ہی خداوند کے چولا
بدلنے کے لائق نہین ہی ہم چاہتے ہین کہ کسی نوجوان نہایت خوبصورت مرد کا تازہ مردہ ہاتھ آئے
تاکہ اُس مردہ تازہ کے چولے مین خداوند کا پلٹ سائین چولا اپنا بدلین خوشی وشادمانی ہم سب کو
حاصل ہو بسیلہ اس خوشی کا حسب دستور قدیم ہو خواجہ طیفور گر دیا بصورت ملازمان بحرین جادو
رنگ و روغن سے بن کر تمام تقریر اُن پوجاریون کی اُن کے قریب بیٹھکے بخوبی سُنکے کچھ سوچ کے
وہان سے جس طرف جانا منظور تھا اُسی سمت روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور کنارے اُسی چھوٹی ندی
کے بیٹھکر زنبیل سے کچھ بانس اور نیا کپڑا اور پھونس وغیرہ جو چیزین مطلوب تھین نکال کر اُس صحرا
مین کہ گرد و پیش کوئی نہین تھا ٹکٹی تیار کی پھر زنبیل سے معجزہ طلب کر کے بصورت ایک نوجوان
مرد نہایت خوش رو کے نے بعدہ مہندی لے اپنے ہاتھون مین مل کر سہرا پھولون کا اپنے سر پر باندھکر
وہ جامہ نو اپنے سراپا پر لپیٹ کر ٹکٹی پر لیٹ کر مردہ بنکر ٹکٹی کو حسب دستور ہر طرح کی زینت مروجہ سے
مزین کر کے یہ کہکے ندی مین ڈالدی۔ درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ۔ دل افگنہ بسم
اللہ مجریہا و مرسہا ۔ ہر چند کہ خواجہ عمرو اولی موت اور دریا اور نقابدار سے ڈرتے تھے دریا سے
علیحدہ رہتے تھے دریا سے کنارہ کیا کرتے تھے دریا مین بخوف غرق قدم نرکھتے تھے لیکن خواجہ طیفور
گر دیا نے کہ اُن کی نسل سے ہین کچھ خوف پانی سے نہ کیا اپنے مرجانے کا بھی اندیشہ نہ کیا نہایت بہادری
و دلاوری سے ٹکٹی پر لیٹ کر کفن پوش ہو کر پانی مین بہتے ہوئے مع ٹکٹی چلے جب وہ ٹکٹی اُس جگہ
بہتی ہوئی پہونچی جس جگہ ملازمان بحرین جادو و پوجاری وغیرہ جن کا ذکر کیا گیا ہی بیٹھے ہوئے تھے
تو اُسدم اُن مین کچھ لوگون نے اُس ٹکٹی کو دیکھکر خوش ہو کر کہا کہ دیکھو ایک ٹکٹی مع مردہ بہتی ہوئی
آتی ہی سب دیکھنے لگے بعدہ چند کس اُن مین سے دریا مین اُترے اور گٹھی ملاحی پیر کر اُس ٹکٹی تک
پہونچکر اُسے کنارے پر لائے خواجہ مذکور نے اُسوقت اپنی سانس کو روک لیا پس ایسا دم کیا کہ
گویا مردہ ہو گئے پوجاریون وغیرہ نے کفن کو دور کر کے میت کو جو دیکھا از حد خوش ہوئے اور باہم
کہنے لگے کہ یہ نوجوان خوبصورت لڑکا شاید بن بیاہا مرا ہی اس کے ماں باپ یا دیگر عزیزون نے
اس کے سر پر سہرا باندھ دیا ہی مہندی لگا دی ہی ارمان اپنا دولہ بنانے کا جو تھا بعد اس کے مرنے کے
اُسے دولہ بنا کر دیکھ لیا ہی یہ جوان ایسا خوبصورت ہی کہ لاکھون جوانون مین ایک ہی نہین معلوم
یہ پھول کس بوستان کا ہی فصل بہار مین خزان سے دو چار ہوا ہی اس نوجوانی مین افسوس
اس نے انتقال کیا ہی اس کے غم مین والدین اس کے زندہ نرہینگے جس کا ایسا فرزند نوجوان
مرجائے بھلا وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہی غرضکہ ایسی ہی تقریر تا دیر کر کے بہت افسوس کر کے باہم خوش
ہو کے کہا کہ ابکی مرتبہ ایسا چولا خداوند کے بدلنے کے لیے ہاتھ آیا ہی کہ کبھی ایسا چولا خداوند کا پلٹ
کو ممکن نہوا تھا عجب یہ جوان خوبرو ہی تازہ مرا ہی بلکہ ابھی تک اس کا کو نہ گرم ہی تن اس کا بوسیدہ
مطلق نہین ہوا ہی ابکی خوبی تقدیر سے ایسا مردہ دستیاب ہوا ہی یہ باتین کر کے اُن ملازمون نے
بحرین جادو کے جملہ اعلی ادنی ساکنان بحرینہ کو اطلاع دی ہر ایک بصد خوشی کنارے دریا کے مذکور

آیا سامان اٹھانے کا کیا گیا غرضکہ بنہایت جلوس سے مردہ مذکور اٹھایا گیا تھا کنان بحر بنیہ بصد شادمانی
باجے بجاتے ہوئے گاتے ہوئے در دولت بحرین جادو پر آئے صورت مردہ مذکور کی بحرین جادو
کو دکھا کر پوجاریون نے عرض کیا کہ دیکھیے ابکی مرتبہ اس چولے مین خداوند سمایئن گے یہی شکل
خداوند کی ہوگی بحرین جادو نے دیکھکر کہا کہ ابکی مرتبہ کیا اچھا جوان مردہ خوبصورت دستیاب
ہوا ہے خیر لے جاؤ معلوم ہوا کہ ابکی مرتبہ خداوند کی یہی صورت ہوگی پوجاری وغیرہ بحکم بحرین جادو
سے فی الفور اسی طرح گاتے بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹے بجاتے ہوئے شور و غل کرتے
ہوئے ٹکٹی کو کاندھون پر رکھے ہوئے برابر گنبد قیام خداوند کا یا پلٹ کے پہونچے اسوقت چند
پوجاریون نے پکار کر کہا کہ اے خداوند کا یا پلٹ آپ کے چولا تبدیل کرنے کا زمانہ آگیا ہے لیجیے یہ
تازہ نوجوان و خوش رو مردہ ہے اسدم دیکھنے والون نے دیکھا کہ اس گنبد کے روشندان کلان
وکشادہ کے برابر دو ہاتھ بلند ہوئے پوجاریون نے ٹکٹی پر سے میت جوان خوش رو مذکور کی
اسی روشندان مین سے دیدی بعد ازان سب خرد و کلان اسی جگہ ٹھہرے رہے خداوند نابکار
مذکور نے میت مذکور روشندان سے اندر گنبد کے لاکر پالاے زمین رکھکر سراپاے مردہ مذکور پر نظر
کرکے بہت خوش ہوکے کچھ پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے اس کے دہن سے ایک سیاہ بھونرا
نکلا نکلتے ہی اس بھونرے کے تن بے جان اس کا زمین پر گرا وہ بھونرا یعنی روح اس کی جانب
دہن میت مرقوم اسعدر چلی فی الفور خواجہ طیفور کر دیا اٹھ بیٹھے اور کہا کہ او نابکار بھونرے
کدھر آتا ہے دور ہو کیا مجھ زندہ مین سمائیگا وہ بھونرا یعنی روح اس کی پھر اسی کے دہن کیطرف
واسطے سمانے کے چلی خواجہ طیفور کر دیا نے فی الفور خداوند مذکور کے منھ کو بند کرکے ایک بندر کا
مردہ جلد زنبیل مین سے نکالا قبل اس عیاری کرنے کے خواجہ نے راہ مین بندر کا مردہ پڑا ہوا
دیکھکر جو زنبیل مین رکھ لیا تھا اسوقت اسی مردے کو نکال کر اس بھونرے سے کہا کہ او روح
خداوند نابکار و ناہنجار اس بندر مین سما جا ورنہ تجکو اس گنبد سے نکل کر جانے نہ دونگا بہتر یہی ہے
کہ اس بندر مین حلول کر وہ بھونرا یعنی روح جو خداوند کا یا پلٹ کی بصورت بھونرے کے دہن سے
نکلی تھی مجبوری و لاچاری اس بندر کے منھ مین جاکر تمامی اعضا مین اس کے پھیل گئی مانند
خون کے رگ رگ مین دوڑ گئی وہ بندر زندہ ہوکے اٹھ بیٹھا خواجہ نے ایک زنجیر آہنی محکم
زنبیل سے نکال کر بندر کو اس زنجیر سے باندھا پھر ایک میخ آہنی نکال کر درون گنبد زمین پر
گاڑکر زنجیر کو اس میخ مین باندھا بعدہ ازان اس تن بے جان و ضعیف و لاغر کو روشندان
گنبد سے باہر کر دیا پوجاری وغیرہ نے بہزار خوشی اس تن بے جان کو ہاتھون ہاتھ لے کر کفن
یعنی نئے کپڑے سے حسب قاعدہ لپیٹ کر بدستور ٹکٹی پر رکھکر اسی جلوس و سامان و تزک
و جمعیت سے بصد خوشی گھنٹہ و ناقوس بجاتے ہوئے طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئے بحرین جادو
بھی ہمراہ ہوا اسوقت کوئی ساکنان بحر بنیہ سے ایسا نہ تھا کہ ہمراہ نہو لاکھون مردم کا مجمع تھا
گھنٹہ و مبدم بجاتے تھے بعضے ناقوس بجاتے تھے اکثر مردم بھجن وغیرہ گاتے تھے طرح طرح کے
باجے بجتے جاتے تھے ہر ایک خوش تھا گویا روز عید تھا ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا
مبارک ہو کہ خداوند کا یا پلٹ نے چولا بدلا الحاصل تمام اعلی ادنی بصد خوشی ہمراہ تھے جب سب
کنارے دریا کے پہونچے موافق اپنے ملت و مذہب کے لکڑیان جمع کرکے وہ مردہ ان لکڑیون پر

رکھکر آگ لکڑیون مین لگا دی گئی ساتھ لکڑیون کے مردہ مذکور بھی جلنے لگا شعلہ آتش بلند ہونے لگا اُسوقت بھی وہ لوگ گانے بجانے لگے شادمانی و خوشی ظاہر کرنے لگے جب مردہ مذکور تمام و کمال جل کر خاک ہو گیا ہر ایک ادنی اعلی نے اُس کی خاک کو اپنی آنکھون اور پیشانی پر لگایا پھر تھوڑی تھوڑی خاک ہر ایک نے اٹھا کر باحتیاط ظرف شیشہ یا چینی یا کاغذ مین رکھ لی بحرین جادو نے بھی تھوڑی سی خاک واسطے دفع مرض کے اٹھالی پھر سب وہان سے بصد خوشی اپنے اپنے گھر گئے ہنگام شب خاص اُن لوگون نے جن کا ذکر ہوا ہی اندر گنبد قیام خداوند کا پایلٹ کے دربان اور پوجاری وغیرہ کے اُس بزم عیش و عشرت مین اور کوئی نہین گیا وہی مخصوص تھوڑے آدمی محفل عشرت مین بیٹھے رہے سامنے در گنبد مذکور کے نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کین خداوند مذکور اندر گنبد کے بیٹھے ہوئے سنا کیے اسی طرح کئی روز تک بزم عشرت روبروے گنبد خداوند کا پایلٹ آراستہ رہی بعد چند روز کے موقوف ہوئی پھر سب کو تقرری روز خوشی یعنی دن میلے کے مقرر کرنے کا خیال ہوا ہنوز دن میلے کا مقرر نہوا تھا کہ ایک روز صاحبقران سے بحرین جادو نے کہا کہ کچھ آپ کو اپنے وعدے کا بھی خیال ہی ابھی تک آپنے خداوند کی شعبدہ بازی و مکاری اور فریب دہی ہمپر ثابت نہین کی ہی زمانہ آپ کے وعدے کا گذر رہا ہی چونکہ خواجہ طیفور کرد یا کئی روز سے گنبد مین بیٹھے ہوئے تھے صاحبقران کی خدمت مین حاضر نہین ہوسکے تھے اسوجہ سے صاحبقران سمجھ گئے کہ خواجہ نے ضرور عیاری کی ہی خداوند کا پایلٹ کو الٹ پلٹ دیا ہی یا اُن کو گرفتار کیا ہی کچھ نہ کچھ خداوند سے بحرین جادو وغیرہ کے خواجہ نے یہان سے جاکر سلوک کیا کیا ہی یہ سمجھکر صاحبقران نے جواب دیا کہ حال مکاری و فریب دہی و تمام حقیقت آپکے خداوند کی آئینہ حیرت سے ثابت ہو جائیگی ذرا چلکر آئینے مین معاینہ کیجیے بحرین جادو ہمراہ اپنے دوست سالوک اور صاحبقران کو لیکر اسی روز گنبد آئینہ حیرت مین گیا جب جادو دربان در گنبد مذکور نے کہ ساحر معزز تھے سلام کیا بعدہ جسقدر مردم ادنی اعلی اندرون حلقہ گنبد آئینہ حیرت تھے سب نے بادب بحرین جادو کو سلام کیا بحرین جادو نے داخل گنبد مذکور کے ہوکر صاحبقران کے کہنے سے یہ نیت کی کہ اے آئینہ حیرت فی الحال جو شکل و صورت خداوند کا پایلٹ کی ہی وہ ظاہر ہو اور جو کوئی گنبد قیام خداوند مین ہو وہ بھی ظاہر ہو بعد اس نیت کرنے کے پوشش آئینے پر سے دور کی بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ ایک مرد نوجوان خوبصورت بندر زنجیر مین بندھا ہوا لیے موجود ہو یعنی آئینے مین آیا صاحبقران زمان سلطان کیوان شکوہ اُس بندر کو ایک خوبرو جوان مرد کے قبضے مین بستہ زنجیر دیکھ کر بے اختیار ہنسنے سالوک کو نہایت تعجب ہوا بحرین جادو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ بندر کیسا ہی یہ کیا واقعہ ہی مجکو آئینے مین عوض خداوند کے ایک بندر ایک مرد نوجوان کے ہاتھ مین زنجیر مین بندھا ہوا دکھائی دیتا ہی کیا اگلی مرتبہ خداوند کا یہ پایلٹ تبدیل بدن کرنے ہین گھٹ مین اور چولے مین بندر کے سماگئے ہین ابھی بحرین جادو متحیر تھا سوچتے ہو کہ مذکور بنظر حیرت دیکھ رہا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بار بار مسکرا رہے تھے سالوک صحرا نشین درویش خو بھی بچشم حیرت آئینہ حیرت مین نگران تھا جاجب جادو بھی پاس کھڑا ہوا بندر کو آئینے مین معاینہ کر رہا تھا کہ یکایک اُس بندر نے نہایت عاجزی سے دانت اپنے نکال کر

کتے کی طرح دُم ہلاکر بحرین جادو کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اپنی عاجزی و اسیری کو دانت نکال کر دُم ہلاکر ظاہر کرنے لگا بحرین جادو نے بندر سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہی اور یہ شخص کون ہی اُس بندر نے کہ دراصل روح اُس جوگی کی کہ جس نے خداوند کا یہ پلیٹ اپنے کو بنایا اور ظاہر کیا تھا مردہ بندر کے جسم مین سما گئی تھی بزبان فصیح کہا کہ اے بحرین جادو اے حاکم و مالک پہلے آگاہ ہو کہ تمھارے آباؤ اجداد کے عہد مین ہم مرد مردہ کے اجسام مین بارہ تیرہ سو برس سے سماتے رہے چولا اپنا بدلتے رہے وہ سب ہماری پرستش باعتقاد تمام کرتے رہے تعظیم و تکریم ہماری کیا کیے اپنا خداوند ہمین جانا کیے زمانہ مقررہ مین مرد مردہ کو واسطے ہمارے چولا بدلنے کے اپنے ملازمون کے ہاتھ ہمارے گنبد قیام مین بھیجا کیے ہم بآرام و راحت اپنے گنبد مین رہے اکل و شرب سے لطف اٹھایا کیے دعوی خدائی و خداوندی کیا کیے تمھارے عہد مین ہم اس بلا مین مبتلا ہو گئے بندر ہو گئے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو فی الحال تمنے اور سب نے اس شخص کو جو ہمین زنجیر مین گرفتار کیے ہوئے ہی مردہ سمجھ کر بھیجا تھا حالانکہ یہ دشمن عزت و جان ہمارا زندہ تھا مردہ نہ تھا اس نے ہمین ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ ہمین بندر کے جسم مین سمانا پڑا افسوس ہے تمنے غفلت کی ایکی مرتبہ تمنے مردے کو اچھی طرح دیکھ بھال نہین لیا کہ یہ دراصل مردہ ہی یا زندہ ہی بس تم سب باعث ہماری بے عزتی کے ہوئے ہم اس حال کو پہونچ گئے غضب کیا تم سب نے کہ ایسے مرد مکار عیار کو مردہ خیال کر کے ہمارے گنبد مین بھیجا اس کے گنبد مین آنے سے ہماری یہ صورت ہو گئی اب ہماری اس مرد بدخواہ سے رہائی کی فکر کرو اس بارے مین تاخیر و غفلت نہ کرو ورنہ ہم ہلاک ہو جائین گے اس سرزمین سے بلکہ دنیا سے چلے جائین گے تم سب سے ناخوش ہو کر جائین گے یہ کہکر وہ بندر اور وہ مرد نوجوان آئینے مین نظر سے غائب ہو گیا بحرین جادو تمام تقریر بندر کی سُنکے تمام حال سے آگاہ ہو کے ملول ہوا سر جھکائے ہوئے وہان سے اپنے دربار مین آیا سالوک صحرانشین درویش خو اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی شادان و خندان ہمراہ بحرین جادو کے اُس کے دربار مین آئے بحرین جادو نے اپنے اہل دربار کو جمع کر کے سالوک صحرانشین و صاحبقران کو بعزت و حرمت بٹھا کے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد جا کر گنبد قیام خداوند کا یہ پلیٹ مین داخل ہو کر اُس شخص کو جو اُس گنبد مین ہی مع بندر کے ہمارے روبرو لاؤ خدام گئے بعد تھوڑی دیر کے اس نوجوان مرد خوش رو کو مع بوزنہ مذکور کے اُس وقت روبرو بحرین جادو کے لائے کہ سالوک صحرانشین درویش خو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و اکثر ساحران نامی و نامور و حاجب جادو دربار مین بیٹھے تھے جملہ اشخاص مذکور نے دیکھا کہ ایک نوجوان و شکیل مرد ایک بندر کو زنجیر مین باندھے ہوئے ہمراہ ملازمان بحرین جادو کے آیا ہی ابھی سب جانب میمون مذکور دیکھ رہے تھے اور وہ نظر یاس سے جانب بحرین جادو دیکھ رہا تھا گاہ عاجزی سے سر جھکا کر دانت نکال کر دُم ہلاتا تھا کبھی دامن قبا سے بحرین جادو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اشارہ کرتا تھا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو چھوڑا دیجیے اور بندر کے چولے سے مجھے یعنی میری روح کو کسی انسان کے مردے مین جانے دیجیے جلد کسی مردے کو میرے سامنے لائیے یا کسی سے منگوائیے بحرین جادو نے اُس کے حرکات و اشارات دیکھکر برہم ہو کر پوچھا کہ سچ کہہ تو دراصل کون ہی اگر سچ کہے گا تو خیر

کیوان شکوہ نے گفتگو سے بحرین جادو کے شادمان ہوکے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان میں رکھکر کبوتر مذکور کو دیکھا کہ وہ زمین سے بلند ہوکر ایک جانب اڑا جانے کا کرتا تھا کہ اسی حالت میں صاحبقران نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ کبوتر تیر میں چھد کر قریب دربار کے پرواز سے زمین پر گر کر تڑپنے لگا آخر بعد ایک لمحہ کے تڑپ تڑپ کر مر گیا اور روح اُس بیدین و گمراہ کنندہ کی سوے جہنم روانہ ہوئی اُس کے مرنے سے سب خوش ہوئے خصوصاً صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و سالوک صحرا نشین درویش خو و بحرین جادو بہت شادمان ہوئے صاحبقران و سالوک نے خدا کا شکر کیا دل میں کہا کہ عجب نابکار گمراہ کنندہ دنیا سے سوئے سقر گیا ابھی صاحبقران و سالوک شکر پروردگار عالم کر رہے تھے کہ بحرین جادو نے اُس نوجوان خوبرو مرد کی طرف نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ تو کون ہے کہاں رہتا ہے نام تیرا کیا ہے تو نے کس حکمت و تدبیر سے جوگی جی کو بندر مردہ کے تن میں اُترنے اور سمانے کو کہا تھا بیان کر جوان مذکور نے بحرین جادو سے پوچھا کہ کیا آپ مجکو نہیں جانتے ہیں بحرین جادو نے جواب دیا کہ بیشک میں تجھسے آگاہ نہیں ہوں جوان خوب رو مسطور نے صاحبقران کی جانب مخاطب ہوکر دریافت کیا کہ آپ مجھسے آگاہ ہیں یا نہیں صاحبقران نے بعقل و فہم سمجھ کر جواب دیا کار بندان ہمت کے ماہر ہیں تمھیں خوب جانتے ہیں جوان مذکور نے پوچھا کہ اگر آپ مجھے جانتے ہیں تو بتائیے کہ میرا کیا نام ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ نام تمہارا خواجہ طیفور گردیا ہے تم ہمارے برادر و عیار ہو اگرچہ کہ اسوقت صورت تمھاری نئی ہے لیکن تمھیں ہمارے عیار وفادار ہو یہ سنکے اُس جوان خوش رو نے مسکرا کر عرض کیا کہ بلا شبہ آپ نے مجھے خوب پہچانا میں ہی طیفور گردیا ہوں یہ عرض کرکے بصورت اصلی ہوکر بحرین جادو و صاحبقران کو سلام کیا ہر ایک نے تعریف و ثنا کی خصوصاً بحرین جادو و سالوک و صاحبقران نے بہت اُس کی عیاری کی ثنا کی بعدہ باشارہ بحرین جادو بالائے کرسی خواجہ طیفور گردیا بیٹھکر تمام حال اپنی عیاری کا ابتدا سے تا آخر مفصل بیان کیا ہر ایک نے پھر ثنا کی جب خواجہ طیفور گردیا حال اپنی عیاری کا بیان کرکے خاموش ہوئے سالوک صحرا نشین درویش خو نے اور صاحبقران نے بحرین جادو سے کہا کہ کہیے آپ پر حال خداوند کا یہ پلٹ کا کما حقہ ظاہر ہوگیا یا نہیں اگر ظاہر ہوگیا ہے تو اب ایفائے شرط میں کیا تامل ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ واقعی تمام حال خداوند کا یہ پلٹ کا ہمپر جالی اور ثابت ہوگیا کہ وہ جوگی تھا اُس نے ہمیں گمراہ کیا تھا آپ صاحبوں کے یہاں آنے سے اور صاحبقران آپ کی ہدایت سے ہم راہ راست پر آگئے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا ظلمت کفر سے نکلے اور مسلمان ہونے میں ہمیں اب کوئی عذر نہیں ہے الا ہمکو آگاہی یہ ہے کہ آپ فتاح طلسم زلزلہ ہیں زمانہ فتح طلسم زلزلہ کا قریب آگیا ہے ہمیں یہ منظور ہے کہ آپکی اس بارے میں شرکت کریں لڑائیوں میں آپکے ہمراہ رہیں آپ کے دشمنوں سے مقابلہ و مجادلہ کریں دشمنوں کی شر سے آپ کو بچائیں اگر اسوقت کلمہ پڑھکر ہم مسلمان ہو جائیں گے تو سحر بھول جائیں گے پھر آپ کے دشمنوں سحر سے مقابلہ و مجادلہ کر سکیں گے آپ نے ہمیں ہدایت دین اسلام کرکے احسان عظیم کیا ہے پھر ہم بھی عوض آپ کے اس احسان کا ادا کر سکیں گے پس اگر مناسب ہو تو بالفعل ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان نہ کیجیے ہاں بعد فتح طلسم زلزلہ اگر زندہ رہے تو ہم کلمہ پڑھکر ضرور مسلمان ہونگے بالفعل ہم مطیع دین اسلام

ہوتے ہیں اور تمامی اپنی رعایا کو جو غیر ساحر ہے حکم مسلمان ہونے کا دیتے ہیں اُن کو آپ کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے بحرین جادو تم سچ کہتے ہو ہم تمھاری رائے کو پسند کرتے ہیں اچھا فی الحال تم مطیع دین اسلام ہو مگر اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم دو بعدہٗ ہم یہاں سے طرف اپنے لشکر کے جائیں تم سے رخصت ہوں ہمیں یہاں آئے ہوئے زمانہ زیادہ ہوا ہے بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران مطیع دین اسلام ہوکے اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم دیا حسب الحکم جملہ مرد و زن غیر ساحر صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوئے عقائد دین و ایمان سے بہدایت صاحبقران آگاہ ہوئے مساجد کی بنانے میں سرگرم ہوئے اپنے قدیم معبدوں کو منہدم کیا جب تمامی رعایا مسلمان ہو چکی بحرین جادو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو آئینہ حیرت کو کہ تحفہ عجیب و غریب ہے قبول کیجیے اپنے پاس رکھیے اس سے عجیب عجیب امور دریافت ہونگے خصوصاً حال لوح طلسم زلزلہ کا معلوم ہوگا کہ کس جگہ ہے کس ساحر کے قبضے میں ہے حالانکہ بعد معلوم ہونے کے بھی لوح طلسم زلزلے کا حاصل کرنا نہایت دشوار ہوگا ساحران نامی سے اکثر مقاموں پر جنگ عظیم ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا کیونکہ طلسم زلزلہ چھوٹا سا طلسم نہیں ہے بہت بڑا طلسم ہے لاکھوں ساحران نامی و غیر نامی اس طلسم میں ہیں وربند بھی از حد سخت گذار ہیں مالکان وربند بھی بلائے بے درمان آفت روزگار اپنے وقت کے سامری و جمشید ہیں یہ تمام حالات شنیدہ ظاہر کیے ہیں اور لوح طلسم کے بارے میں تو کچھ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں رکھی گئی ہے صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ اگرچہ طلسم زلزلہ بہت بڑا طلسم ہے اور ساحران نامی و غیر نامی اس طلسم میں لاکھوں ہیں تو ہوں بے شک نہیں ہے خداوند عالم حافظ حقیقی ہے وہ ہمیں ان کی شر سے بچائے گا وہ زنہار ہمیں قتل نہ کر سکیں گے اگر دشمن ہمارے قوی ہیں تو نگہبان ہمارا قوی تر ہے اسی مضمون کو ایک شاعر نے بھی نظم کیا ہے ع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است ۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے واسطے ہمارے ایسے اسباب مہیا کر دیگا کہ وہ اسباب باعث ہماری بہبودی کے ہونگے وربند سخت گذار سے گذر جائیں گے مالکان وربند جو سامری وقت و جمشید روزگار بقول تمھارے ہیں وہ بھی ہمیں روک ٹوک نہ سکیں گے اگر سد راہ ہونگے تو ہمارے ہاتھ سے قتل ہونگے اور بابت آئینہ حیرت کے جو تم نے کہا ہے کہ اس آئینے کو بہر دریافت لوح طلسمی پاس رکھنا مناسب ہے اس رائے کو بھی تمھاری ہم پسند کرتے ہیں الا پہلے اس آئینے کا امتحان اس صورت سے کیا جائے کہ گنبد آئینہ حیرت سے آئینہ حیرت کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھا جائے بعدہٗ بہ نیت دریافت کسی شخص یا کسی شے کے آئینے میں دیکھا جائے اگر بدستور سابق آئینہ مذکور میں وہی شخص یا وہی شے جس کے دیکھنے کی خواہش کی جائے نظر آئے تو البتہ آئینہ حیرت عجب آئینہ ہے ضرور ہم اس کو اپنے ساتھ رکھیں گے اس تمھارے ہدیے کو قبول کرینگے اور اگر دوسری جگہ آئینہ مذکور کے رکھنے سے صورت مدعا کی ظاہر نہ ہو تو آئینہ مذکور قابل توڑ ڈالنے کے ہوگا اور صاف یہ روشن ہو جائے گا کہ جس نے اس آئینے کو بنا کر گنبد کے درمیان رکھا ہے اس نے خاص گنبد مذکور ہی میں آئینہ مذکور کے واسطے تاثیر دریافت حال مخصوص کی ہے بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران آئینہ حیرت کو دوسری جگہ رکھوا کر خود صاحبقران قریب آئینہ جا کر کہا کہ اے آئینہ حیرت ہم سالوک سحر النشین کے حال سے آگاہ ہونا

چاہتے ہین کہ وہ اسوقت کہان ہین کس کار مین مصروف ہین باین نیت پردہ آئینے پر سے اُٹھا کر
دیکھا آئینے مین کچھ نظر نہ آیا اُسوقت صاحبقران نے حاجب جادو دربان گنبد آئینہ حیرت کو طلب
کرکے فرمایا کہ اے حاجب جادو اس آئینے کو اُٹھا کر پھر اُسی گنبد مین رکھ اور اس کی دربانی کر اُسنے
عرض کیا کہ اس آئینے کی قلعی آپ پر کھل گئی ہے آپ کی نظر سے یہ آئینہ گر گیا ہے مین ایک مدت تک دربانی
اس آئینے اور گنبد کی کر چکا ہون اب یہ دل چاہتا ہے کہ آپ کے در دولت کی دربانی کرون ہمراہ
رکاب آپ کے رہون با عبادت خدا مین زندگی اپنی بسر کرون اپنے دل کے آئینے کو نور ایمان
سے روشن کرون لہذا امیدوار ہون کہ اس آئینے کو کسی دیگر شخص کے حوالے کیجیے یا جو مناسب
ہو وہ کیجیے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے بہت زندگی میری کفر کی حالت مین گذری ہے اب کچھ زندگی
جو باقی ہے عبادت الٰہی و خدا پرستی مین بسر کرون صاحبقران نے اُس سے خوش ہو کر کلمہ طیبہ
اُس کو پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا گناہون سے اپنے تائب ہوا صاحبقران
نے آئینہ حیرت کو بکار آمد نہ جان کر توڑ ڈالا پھر گنبد آئینہ حیرت اور گنبد قیام خداوند کا یہ بلیٹ کو
منہدم کرا کر حکم کیا کہ ان دونون مقامات پر مساجد بنائی جائین حسب الحکم مسجدون کی بنا ڈالی گئی
بعد اس کے صاحبقران نے بحرین جادو سے فرمایا کہ اب ہمین رخصت کر اُس نے عرض کیا کہ آج آپ
توقف فرمائین یہان قیام کیجیے کل یہان سے تشریف لے جایئے گا یہ مرہون منت بھی آپ کے ہمراہ
چلے گا صاحبقران نے اُس کے کہنے سے اُس روز بھی وہان قیام کیا دوسرے روز ہنگام سحر
بعد پڑھنے نماز صبح کے صاحبقران نے ارادہ چلنے کا کیا بحرین جادو بجائے خود صاحب جادو
کو مالک اور حاکم بحرشیہ کا کر کے رعایا کو مطیع و فرمانبردار اُس کا کر کے سامان سفر و جنگ فراہم و مہیا کر کے
ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا یعنی تمام لشکر ساحرون کا بزور سحر
اس طرح چلا کہ ہر ایک ساحر طائر سحر کی سواری پر سوار ہوا کوئی عقاب سحر پر کوئی ساحر اژدر سحر پر
کوئی ساحر طاؤس سحر پر سوار ہوا اسی طرح ہر ایک ساحر مختلف سحر کے درندون اور پرندون پر سوار
ہوے بحرین جادو تخت سحر پر سوار ہوا پھر سب ساحرون کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بلند ہو کر
ابر سحر مین غائب ہو کر سوے لشکر صاحبقران چلا امیر با توقیر سالوک سحر انشین و خواجہ طیفور کو دیا
کو ہمراہ لے کر مرکب پر سوار ہو کر تخت سحر پر ساتھ بحرین جادو کے بیٹھ کر جانا پسند نہ کر کے وہان سے الگ
روانہ ہوے اثنائے راہ مین منزل بمنزل قیام کوچ کرتے ہوے دشت و کوہ و دریا کی سیر کرتے
ہوے دریائے بحرین سے عبور کر کے قطع منازل کر کے ایک روز قریب فرودگاہ لشکر اہل اسلام پہونچے
ہرکارون نے لشکر اہل اسلام کے خبر تشریف آوری صاحبقران سرداران لشکر اہل اسلام کو دی
بمجرد سننے خبر تشریف آوری صاحبقران کے شاہان ہفت ملک و صدہا سرداران سپاہ براے
استقبال صاحبقران مرکبون پر سوار ہو کر بصد خوشی روانہ ہوے اثنائے راہ مین استقبال
صاحبقران سے سرفرازی و شادمانی حاصل کر کے صاحبقران کو بہزار خوشی و تعظیم و تکریم لشکر مین
لائے صاحبقران موصوف داخل لشکر ہو کر مرکب سے اُتر کر بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوے
سالوک بھی مرکب سے اُترا خواجہ طیفور بھی ہمراہ صاحبقران بارگاہ مین گئے بحرین جادو بھی
مع اپنے لشکر کے بلندی سے بالائے زمین آیا کثرت مردان لشکر اہل اسلام پر نظر کر کے خوش ہوا
پھر خیام و بارگاہ ایستادہ کرا کے داخل بارگاہ ہوا تمام ساحر بھی سحر کی سواریون سے اُتر کر داخل

ختام ہوئے جملہ مردمان اہل لشکر صاحبقران کے آنے سے خوشی ہوئی لشکر اہل اسلام میں صاحبقران کیا داخل ہوئے گویا بہار باغ میں آئی ہر ایک لشکری و سپاہی و سردار و رئیس شادمان ہوا صدائے نقارہ ہائے کلان بلند ہوئی ہنگام شام بعد نماز مغرب میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار میں جاکر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر و شاہان ہفت ملک نے حاضر دربار ہوکر با ادب سلام کیا بعد ازان ہر ایک سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا سالوک صحرا نشین و بحرین جادو و کوکب انجم حصاری و خواجہ طیفور کر دیا بھی دربار میں آکے علی قدر مراتب دربار میں بیٹھے شاہان ہفت ملک و دیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے بعد مزاج پرسی عرض کیا کہ جب سے آپ لشکر سے واسطے شکار کے تشریف لے گئے باوجود راحت و آرام کے ہم سب نے پریشان خاطری سے زندگی بسر کی اندیشہ و تردد میں شب و روز گذارے چند روز کا زمانہ گذرا ہی کہ جو سواران سپاہ و خدام آپ کے ہمراہ سمت شکارگاہ گئے تھے وہ آگئے تھے اُن سے صرف یہ معلوم ہوا تھا کہ آپ ہمراہ سالوک صحرا نشین درویش خو کے سمت بحر بینہ برائے دریافت حال بادشاہ لشکر اہل اسلام گئے ہیں یہ خبر سواران مذکور سے سنکے فی الجملہ اطمینان ہوا تھا اب آپ جو تشریف لائے تو ہمارے غنچہ ہائے قلوب بکثرت خوشی سے شگفتہ ہوگئے تردد و اندیشہ دفع ہوا صاحبقران کشورستان نے فرمایا کہ ہاں ہم ہمراہ سالوک دیندار عابد و پرہیزگار کے کہ وہ ہمارے ہمراہ آئے ہیں اور یہ دربار میں بیٹھے ہیں سوئے بحر بینہ گئے تھے شاہان ہفت ملک نے پوچھا کہ فرمائیے کچھ حال بادشاہ لشکر اہل اسلام سے آگاہی ہوئی یا نہیں امیر با توقیر نے تمام حال جو کچھ بحر بینہ میں گذرا تھا مفصل بیان کیا شاہان ہفت ملک اور ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام تمام حال سنکے شادمان ہوا ہر ایک کو معلوم ہوا کہ بادشاہ موصوف مع الخیر ہیں بادشاہ انجم حصار نے صاحبقران سے دریافت کیا کہ کچھ حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی آپ کو کسی سے معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہے بانیان طلسم نے اُسکو کس جگہ بحفاظت رکھا ہے امیر کشورستان نے فرمایا کہ ہمکو تو کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم نہیں ہوا ہے اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان کیجیے تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جائے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ ہمکو حال لوح طلسم زلزلہ سے مطلق آگاہی و خبر نہیں ہے جب سے ہم نے ہود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کی اطاعت و ماتحتی اختیار کی تھی شاہ طلسم مذکور نے خوش ہوکر ہماری دختر نیک اختر کو اپنی دختر تصور کرکے وہی چند نقابداران طلسمی جن کو خضران بن عمرو ثانی نے آپ کے روبرو نیست و نابود کیا ہے حوالے کیے تھے دختر میری اُن نقابداران طلسمی کی حاکمہ تھی نقابداران مذکور میری دختر کے فرمانبردار تھے سوائے اُن نقابداروں کے اور کوئی شے طلسمی ہمارے یا ہماری دختر کے حوالے شاہ طلسم نے نہیں کی تھی صاحبقران نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ اے بحرین جادو ہر چند کہ قبل اس کے تم ہم سے کچھ سنے ہوئے حالات طلسم زلزلہ کے بیان کرچکے ہو اور بابت لوح طلسمی کے بھی تم کہہ چکے ہو کہ جائے لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہیں ہے لیکن کچھ کبھی بابت لوح طلسمی کبھی کسی سے کچھ تمنے سنا ہے اگر سنا ہو تو بیان کرو تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جائے اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ سال گذشتہ اس کمترین نے ایک میلہ کیا تھا اس میلے میں میں نے اکثر سلاطین و حاکمان دربند و شاہان قلعہ کو طلب کیا تھا از انجملہ ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ کو بھی بذریعہ نامہ بلایا تھا وہ بادشاہ متکبر و مغرور خود تو نہیں آیا تھا مگر اُس نے بعوض

۵۱۰

اپنے اپنے وزیر اعظم دستور معظم حکیم جالوس ساکن شہر جالوسیہ کو میلے میں بڑے سامان و جلوس و
شان و شوکت سے بھیجا تھا وہ بصد کر و فر مع سپاہ کثیر ساحران بحر بند کے میلے میں آیا تھا بہت بڑا
میلہ ہوا تھا تمام صحرا اٹا ہوا تھا بلکہ مردمان تماشائی سے بھرا ہوا تھا کثرت ساحران و سوداگران سے
صحرائے مذکور میں راہ چلنے کی بھی جگہ نہ تھی اگر تمام حال میلے کا عرض کروں تو میری تقریر کو بہت
طول ہوگا خلاصہ یہ کہ ایسا بڑا میلہ ہوا تھا کہ شاید اب کو میں کسی جگہ مثل اس میلے کے نہ ہوا اس میلے میں
بہت سے حاکمان قلعہ و دربند و شاہ کوہ و دشت و دریا بھی بڑے بڑے جلوس و سامان سے آئے تھے
اور علی قدر مراتب فوج و لشکر بھی اپنے ساتھ لائے تھے ازانجملہ حکیم جالوس مذکور بھی سب سے
زیادہ تر جلوس و سامان سے آیا تھا میں نے اس کو بعزت و حرمت مہمان اپنا کیا تھا دعوت و ضیافت
و خاطر داری سب سے زیادہ میں نے حکیم جالوس کی کی تھی وہ بہت خوش ہوا تھا میں نے اس سے
تخلیے میں یہ دریافت کیا تھا کہ تمہارا بادشاہ فی زمانہ کس شغل میں ہے اور طلسم زلزلہ کا کیا حال ہے بدستور
سابق ہے یا کچھ آثار شکست طلسم زلزلہ پیدا ہوئے ہیں کیونکہ حساب کی رو سے زمانہ بقائے طلسم زلزلہ
اب بہت کم باقی رہا ہے اور لوح طلسم مذکور ابھی تک تمہارے بادشاہ کے قبضے میں ہے یا نہیں اور اگر لوح
طلسمی قبضہ شاہ موصوف میں ہے تو جائے محفوظ میں ہے یا نہیں کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ پیدا ہونیوالا
ہو اس نے مسکرا کر جواب دیا تھا کہ ہر چند زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا اور فتح ہونے کا قریب آگیا ہے
مگر ایسے بحرین جادو و طلسم زلزلہ وہ طلسم ہے کہ جس کا فتح کرنا نہایت دشوار ہے دربند ایسے ایسے سخت و
دشوار گذار ہیں کہ طلسم کشا کے فرشتے بھی ان دربندوں سے اور مرحلوں سے گذر نہیں سکتے ہیں
ایک ایک دربند ایک ایک مرحلہ ادنیٰ سا ایسا دربند اور مرحلہ ہے گویا ایک مختصر طلسم ہے بند و بست و
انتظام اسقدر ہر ایک دربند پر ہے کہ اگر مفصل بیان کروں تو گفتگو بہت ہو جائیگی اور ایسے ایسے
ساحران نامی و نامور وحید عصر و یکتائے روزگار ساحری وقت جمشید روزگار حاکم و والئے ماتحت
بادشاہ طلسم زلزلہ کے مرحلوں اور دربندوں کے ہیں جو بلائے روزگار ہیں سحر و ساحری میں یگانہ
آفاق ہیں فریب و مکاری و عیاری میں بے عدیل و نظیر ہیں ان کے سحر سے ساحر نامی بھی جانبر
نہیں ہو سکتا ہے بادشاہ طلسم زلزلہ بھی نہایت عاقل و ہوشیار ہے بھلا اس کے اختیارات اور سحر کا
کیا حال اظہار کیا جائے اس کی جانب سے میں نے لیے اپنے سامان گرفتاری طلسم کشا کیے ہیں کہ
ان کو زبان پر خیال افشائے راز لا نہیں سکتا اور لوح کو ایسے مقام محفوظ میں میں نے اپنے حسن تدبیر
سے رکھا ہے کہ وہاں تک کسی کا گذر ہو نہیں سکتا کوئی وہاں تک جا نہیں سکتا کوئی مقام لوح طلسمی
تک طلسم کشا کو پہونچا نہیں سکتا مجھکو اپنے ایک عزیز سے اندیشہ تھا اس کو بھی میں نے از راہ خیر خواہی
اپنے بادشاہ کے ایسی جگہ قید کرا دیا ہے کہ وہاں تک کوئی فرد بشر جا نہیں سکتا دلیرانہ اس کو رہا نہیں
کر سکتا میں نے اس سے پوچھا تھا کہ کس اپنے عزیز کو تم نے کس وجہ سے اور کس خیال سے قید کیا ہے
اس نے پہلے اظہار کرنے سے تامل کیا تھا آخر میرے اصرار سے مجھے دوست اپنا جان کر بدخواہ
تصور نہ کر کے اسقدر بیان کیا تھا کہ ہمارا برادر خورد حقیقی سپالی ہے اور نام اس کا حکیم سالوس ہے
نہایت عاقل و فہیم و دانا ہے علم رمل و نجوم وغیرہ علوم میں مہارت کامل رکھتا ہے میں جب ابتدا ورود
کار اپنے شہر جالوسیہ میں جاتا تھا اپنے اہل و عیال میں چند سے بسر کرتا تھا اکثر اوقات حالات طلسم
زلزلہ اور لوح طلسم زلزلہ و نیز حال مرحلات طلسم زلزلہ جس جس مقام اور جگہ کا انتظام کر کے طلسم زلزلہ

سے اپنے گھر جاتا تھا اپنے اہل و عیال اور اپنے بھائی سالوس سے بیان کرتا تھا وہ
سنا کرتا تھا اور اکثر باتین وہ بھی مجھسے پوچھا کرتا تھا مین اُس کو اپنا بھائی اور امین راز جان
کرتا تھا پھر اُس سے مجھکو خوف افشاے راز اور اندیشہ دشمنی بادشاہ طلسم زلزلہ نہ تھا
آیا کہ برادر مذکور میرا مائل بدین اسلام ہونے لگا مین نے بخیال دور اندیشی اُس کو بائیں
اے برادر بجان برابر تمھارے اطوار و طرز تقریر سے ایسا پایا جاتا ہی کہ تمکو رغبت طرف
کے ہی لہذا اپنے دین آبائی کو برا نہ جانو دین اسلام کی طرف مائل نہو اُس نے یہ جواب
برادر مکرم یہ فقط آپ کا خیال ہی ہی مین اپنے آبائی دین پر ثابت قدم ہون ہرگز زر
کی طرف نہین ہی لیکن مجکو اُس کے کہنے کا یقین نہوا بجاے خود خیال کیا کہ اکثر راز طلسم
مین نے اس کے سامنے بیان کیے ہین اور یہ خود بھی بعض بعض حالات طلسم سے بذریعہ
کے آگاہ ہوسکتا ہی اگر طلسم کشا تک یہ پہونچ جائیگا یا خود طلسم کشا اس کے پاس
پہونچ جائیگا اور رازہاے طلسم زلزلہ علی الخصوص حال لوح طلسمی اس سے دریافت
اور یہ بوجہ راغب ہونے جانب دین اسلام کے بتادے گا تو غضب ہو جائیگا یہ خیال
اپنے بھائی کو گرفتار کرکے جالوس سے روبرو شہنشاہ طلسم زلزلہ کے لے گیا تھا اور
بھائی کا حال ظاہر کیا تھا شہنشاہ ساحران نے مجھسے بہت خوش ہوکر بہت بڑا خیر خواہ
جان کر مجھسے پوچھا تھا کہ اے جالوس تیرے بھائی کے بارے مین کیا تدبیر کی جائے مین
عرض کیا تھا کہ شہنشاہ اس کو کہین قید کرین یا کسی اپنے معتمد و معتبر ملازم کے حوالے کرین کہ وہ
اس کو لے جاکر کہین ایسی جگہ قید کرے کہ کوئی اس تک جا نہ سکے نہ اس کو کوئی بہادر دلیرانہ رہا
کر سکے شاہ طلسم نے گفتگو میری سُنکے تعریف میری خیر خواہی کی کرکے جانب اہل دربار دیکھا
تھا اُسوقت ابر باران جادو کہ اُس کو بھی ایک وزیر شہنشاہ سمجھنا چاہیے حاضر دربار تھا
اُس سے کہا کہ اے ابر باران جادو حکیم سالوس کہ بھائی حکیم جالوس ہمارے وزیر کا ہی
اور یہ راغب جانب دین اسلام بھی ہی اور کچھ رازہاے طلسم زلزلہ سے آگاہ بھی ہی اس سے
اندیشہ دشمنی ہی لہذا اس کو ایسے صحراے ہولناک مین لے جاکر اپنے سخت تر سحر مین اسطرح
اسیر کر کہ فتاح طلسم اس کو کسی فکر و تدبیر سے رہا کر نہ سکے ابر باران جادو نے عرض کیا تھا کہ
حسب الحکم شہنشاہ اس بدخواہ حضور کو ایسی جگہ قید کرونگا کہ وہ مقام پر خوف و خطر ہوگا اور اسے
اپنے سحر مین مبتلا کرونگا کہ کوئی ساحر میرے سحر کو دفع نکر سکے علاوہ قید سحر کے حکمت حکما کی بھی
اپنے سحر مین شرکت کرونگا اور خود مع اپنے تیلہ ہاے سحر کے نگہبانی کرونگا کیا مجال کسی کی کہ
میری زندگی مین کوئی اس کو رہا کر سکے شہنشاہ ساحران نے خوش ہوکر اُسے خلعت و انعام
کثیر دیا تھا وہ میرے برادر کو واسطے قید کرنے کے لے چلا اُسوقت مین نے کچھ خیال کرکے
ابر باران جادو سے کہا کہ چند ساعت میرے بھائی کے قید کرنے مین تامل کر شہنشاہ
ساحران نے سبب پوچھا تھا مین نے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اس میرے برادر کے چار شخص
رفیق و ہمدم و ہمراز ہین شاید ان سے اس نے وہ راز جو کہ یہ جانتا ہی بیان کیے ہون اور وہ طلسم کشا
سے وہی رازہاے طلسم زلزلہ جو متعلق لوح طلسمی و مہلکات وغیرہ کے ہین بیان کردین تو یہی
باعث و سبب خرابی و بربادی اس طلسم کا ہوگا پس مین اُن کو بھی جاکر گرفتار کر لاؤن تاکہ

غلام صاحبقران
دمان لنڈھور اصدا کے
ان شکوہ اپنی
لشکر و شاہان
دنگل پر بیٹھا
دیا تھی دربار مین آکے
لام نے بعد مزاج پرسی
رام کے ہم سب نے
زمانہ گزرا ہی کہ جو
ہے صرف یہ معلوم
دریافت حال بادشاہ
اب آپ جو تشریف
ہوا صاحبقران
ارادہ آکے
مین گھی چال

اپنے اپنے زندان کے ساتھ وہ بھی قید کیے جائیں شہنشاہ موصوف نے میری دوراندیشی و عقل و ایمان و [illegible] پر غور کر کے خیرخواہ طلسم زلزلہ و نیز اپنا خیرخواہ یقینی جان کے سر دربار میری [illegible] حیلہ ہوا اور بعد [illegible] کے مجھے دیا اور خلعت سے سرافراز ہو کے سوے جالوسیہ جا کے پھر چار طرف اس کے [illegible] کہ اپنے [illegible] اسیر کیا تھا پھر بعجلت داخل دربار شہنشاہ ہو کر ان طول ہو گیا [illegible] ابر باران جادو کے گرد یا تھا وہ اسی وقت [illegible] بہت سے [illegible] واسطے [illegible] کیا تھا چنانچہ جیسا اس سے کہا تھا ویسا ہی اور [illegible] کو ان جادو [illegible] اس کے بقیہ شدید [illegible] و شرکت حکمت و تدبیر زیادہ [illegible] جادو [illegible] اختصار مذکور [illegible] قید ابر باران و خاطر داری ان کا [illegible] دستیاب ہوتا وہاں سے لیے مشکل و [illegible] طلسم [illegible] کیا کر سکتا ہے اس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا سابق [illegible] لوح طلسم زلزلہ [illegible] ہو سکے گا اور وہ لوح مذکور پا سکے گا تو اب بہت [illegible] اس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ ابر باران جادو نے تمھارے طلسمی [illegible] زندان قید کیا ہے جالوس نے جانتے میں تامل کیا تھا اور یہ پوچھا کہ تم کیوں دریافت ہو [illegible] جواب دیا تھا کہ [illegible] ہوں تمھارا اور تمھارے بادشاہ کا خیرخواہ [illegible] ہوں دل چاہتا [illegible] تو بتاؤ اس راز کو مجھ سے چھپاؤ مجھ کو اپنا [illegible] میری [illegible] خیال میرے ملول ہو کے [illegible] اپنا دوست جان کے مقام قید اپنے بھائی کا بتا دیا تھا پھر وہ بعد ختم جلسے کے [illegible] ہو کر چلا گیا تھا چونکہ ابر باران جادو میرا دوست قدیم ہے اب تک واسطے اس [illegible] کے جایا کرتا ہوں اسے صاحبقران عالی جاہ میں حالات طلسم زلزلہ سے بس اسی قدر جانتا ہوں مقام لوح طلسمی سے آگاہی نہیں ہے اگر سالوس رہا ہو تو شاید اس سے حال لوح طلسمی کا معلوم ہو اور اس کے سبب شراکت سے لوح مذکور دستیاب ہو ورنہ لوح طلسم زلزلے کا دستیاب ہونا ممکن نہیں ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پوچھا کہ تم [illegible] مقام زندان حکیم سالوس وغیرہ لیجا سکتے ہو اور وہ زندان یہاں سے کتنی دور ہے بچھرین جادو نے عرض کیا کہ یہ کمترین آپ کو جانے زندان حکیم سالوس تک لیجا سکتا ہے مقام زندان حکیم سالوس یہاں سے [illegible] منزل کے فاصلے پر ہے چنداں دور تر نہیں ہے وہاں تک آپ کو لیجانا تو آسان ہے مگر رہائی حکیم سالوس کی دشوار ہے کیونکہ حکیم صاحب موصوف اسیر سحر ابر باران جادو ہیں سحر ساحر مذکور کا دفع کرنا میرے امکان سے باہر ہے کیونکہ وہ اس کا نہایت زبردست و سخت ہے اگرچہ بمکر و فریب و حیلہ و عیاری [illegible] ہاتھ آسکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم ہمارا معین و مددگار ہے [illegible] اس کی ذات سے امید قوی ہے کہ وہ کوئی ایسا سبب پیدا کرے گا کہ جس سے ابر باران جادو مغلوب ہو جائے گا خداوند عالم ہم کو اس پر غالب کرے گا ہم انشاء اللہ تعالی حکیم سالوس کو زندان سے رہا کرائیں گے اس کے رفقا کو بھی قید سے چھوڑائیں گے کوئی تدبیر حکمت [illegible] قادر و توانا [illegible] خیرخواہوں سے ایسی [illegible] کرائے گا کہ جو بکار آمد ہوگی یہ ارشاد کر کے خاموش ہو رہے [illegible] دربار برخاست کیا ہر ایک اہل دربار و سرداران تہور شعار و شاہان

ذی وقار سے اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گیا صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے سالوس
صحرا نشین و بحرین جادو بھی اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گئے اور ہر ایک اپنے کار ہائے ضروری میں مشغول ہوا

رہائی حکیم سالوس وغیرہ کی و نیز ذکر ابر باران جادو و بحرین جادو و خواجہ طیفور کرنا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا ۔ مخمس

اے زن دنیا کے مفتون ہونے والے ہوشیار
اے متاع فرزند و عقبیٰ کو کھونے والے ہوشیار
دیکھ اے کشت ضلالت بونے والے ہوشیار
اے خبر دشت فنا کے سونے والے ہوشیار
چونکا اب اگر کہ اجل کرنے کو ہی تیار شکار

کہ وقت ہو گئی دنیا سے گل بس کر چکا سیر چمن
ہوش میں آ ترک کر دے الفت اولاد و زن
جا چکا ہنگام عشرت آ گیا وقت محن
کھول آنکھیں بے خبر کر فکر کا فور و کفن
تا کجا غفلت بس اب تجویز کر جائے مزار

کچھ بھی ہو دل ہی دنیا پہ کیوں مغرور ہی
چند روزہ رتبۂ اعلیٰ پہ کیوں مسرور ہی
حشمت و اجلال نازیبا پہ کیوں مغرور ہی
فرش نرم و مخمل و دیبا پہ کیوں مغرور ہی
حال کھل جائے گا جب ہم قبر میں ہو گا فشار

دیکھ یہ فرش مخمل و دیبا نہیں ہے دائمی
یاد رکھ یہ جاہ و حشم تیرا نہیں ہی دائمی
گر تصور عشرت دنیا نہیں ہی دائمی
اس سرا میں بے خبر رہنا نہیں ہی دائمی
ایک ساعت میں گذر جائیگا یہ رہگذار

گور باطن کی طرح کا تو بنا لے یہ دیار و در
اے ظالم یہ دنیا ہی دھیان ہی تیرا کدھر
ہی سفر نزدیک اب کر لے کچھ توشہ زاد سفر
وائے ہو غفلت پہ تیری کچھ نہیں تجھکو خبر
رشتۂ عمر نفس کو جانتا ہی استوار

دم نکلنے کی اذیت کا تصور چاہیے
جانشین و اولاد سے فرقت کا تصور چاہیے
اے بے خبر وقت مصیبت کا تصور چاہیے
گوشۂ تاریک تربت کا تصور چاہیے
مست خواب عیش دنیا ہی بہت ناپائدار

دل ترا ہو جائے گا درد و محن سے چاک چاک
آنکھیں اسکی دنیا میں جو ہی جاتا ہی سا منا و پاک
وہ نہ آئیں گے نظر جن سے نہایت تھا تپاک
ایکدن ان نرگسی آنکھوں میں بھر جائیگی خاک
خواب ہی ہو جائیگا ذکر سر سبز دنبالہ دار

صحبت و ضبط و نصیحت کی نہیں ہی تجھکو خو
ماں لے اس بات کو سمجھائے عاقل تجھکو جو
یہ بھلا کیسی غضب کی بات ہی کچھ دیکھ تو
بے ثباتی جہان کے ذکر پر برہم نہو
یاد رکھو اس حال پر اسکو نہیں قیام و قرار

محرران جادو رقم و کاتبان عالی ہمم اس داستان بے نظیر و دلپذیر کو اس طرح تحریر کرتے ہیں
کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد تشریف لانے بحر سے چند روز تک اسپنے لشکر

ظفر اثر مین رہکر ایک روز سر دربار ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم یہان سے جانب مقام زندان حکیم سالوس براے رہائی حکیم صاحب موصوف روانہ ہونگے لہذا اسے بحرین جادو سامان سفر درست کر لینا اور اشیاے ضروری فراہم کر لینا ہمارے ہمراہ چلکے مقام زندان حکیم صاحب ممدوح ہمین دکھا دینا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام نے عرض کیا کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب جناب چلین گے کیونکہ رہائی حکیم صاحب موصوف کرین گے ابر باران جادو اگر سامنے آیا تو اُس سے بہ تیغ و تیر و خدنگ لڑین گے اُس کو مع اُس کے اہل لشکر کے قتل کرین گے بشرطیکہ وہ دلیرانہ مقابلہ کرے سحر نکرے اور اگر سحر بھی کریگا تو بھی ہم سب جان نثار و سرفروش ہین مرنے سے ڈرتے نہین ہین پیدا واسطے چند روزہ حیات کے ہوے ہین ہمیشہ دنیا مین رہنا نہین ہے ایک روز مرنا ضرور ہے ابر باران جادو پہ نیمہ تیرون کا برسا کر حوصلہ جنگ کا نکال کر اُس کے سحر سے بے قابو ہوکر مر جائینگے دنیا مین نام کر جائینگے صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ صاحبون کے بہادر و دلاور ہونے مین کچھ شک نہین لیکن وہان آپ صاحبون کا جانا عبث ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ ایسی جگہ قیام پذیر رہیے ہمارے ساتھ جانے کا ارادہ نہ کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات ہم وہان سے اس طرف جلد آئینگے وہان توقف نکرین گے بعد رہائی کرنے حکیم سالوس کے اس طرف آئین گے اور اگر قضا نے یہان تک آنے کی مہلت نہ دی تو مجبوری ہے بعد اُسکے جو آپ صاحبون کو مناسب ہو وہ کیجیے گا الا ثواب سورۂ فاتحہ سے ہمین محروم نکیجیے گا ہمکو یاد کیجیے گا بھول نہ جائیے گا بحرین جادو سے سنا ہے کہ ابر باران جادو سحر مین کامل ہے سحر اُس کا ایسا ہے کہ کوئی ساحر دفع نہین کر سکتا ہے اُس کو اپنے سحر پر ناز و غرور ہے غالب اُس سے بھی سامنا ہوگا اکثر سرداران نے عرض کیا کہ ایسی صورت مین تو ہم سرفروشون کا بھی ہمراہ رکاب جانا بہتر معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ خلاف بہادری ہے کہ ایک ساحر ملازم شاہ طلسم زلزلہ کے خوف سے اور نیز اُس سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ہم تمام اپنا لشکر یہان سے لیے جائین گے ہم تو تنہا مع خواجہ طیفور گردباے واسطے رہائی حکیم سالوس کے یہان سے جاتے مگر مقام زندان حکیم صاحب موصوف ہم نہین جانتے ہین لہذا بحرین جادو کو بغرض اس ضرورت کے ساتھ لیے جاتے ہین کہ وہ جانے زندان حکیم صاحب ممدوح جانتا ہے ہمین وہان تک لے جائیگا ورنہ ہم بحرین جادو کو بھی ہمراہ نہ لے جاتے خداوند عالم کی مدد و اعانت پر بھروسہ کر کے تنہا مع خواجہ کے جاتے پس آپ صاحبون کا وہان جانا مناسب نہین ہے یہ فرما کر خاموش ہوے سرداران سپاہ نے ہمراہ رکاب جانے کے بارے مین پھر کچھ تقریر نہ کی بحرین جادو نے عرض کیا کہ یہ خاکسار آج ہی سے سامان وہان کے چلنے کا کرے گا اور جو کچھ تدبیر سوچا ہے وہان جا کر کرے گا یہ عرض کر کے خاموش ہو کر اُسی وقت سے درستی سامان جنگ مین مصروف ہوا اور اسباب سحر و ساحری احتیاطاً فراہم کرنے مین مشغول ہوا جب وہ روز و شب بسر ہوگئے وہ زمانہ آیا کہ شاہ انجم سپاہ خورشید آمد شاہ خاور سے جانب غرب جا کر پوشیدہ ہونے لگا اور انجمن انجم بے رونق ہونے لگی شاہ انجم سپاہ کے چہرے پر خال ہاے تیرہ ہاے خطوط شعاعی شاہ خاور سے اُداسی ظاہر ہونے لگی سپیدی رخ انور سے عیان ہونے لگی رنگ چہرہ فق ہوگیا سپیدی سحر دمبدم زیادہ ہونے لگی سیاہی شب دور ہونے لگی کوکب تابان نہان ہونے لگے آثار سحر فلک پر نمایان ہونے لگے نسیم سحر چلنے لگی لیلی شب کے آنکھ کھلنے لگے مرغان خوش الحان چہچہے کرنے لگے بلبلیں نغمہ سرا ہوئین طیور اپنی زبان مین

کرنے لگے جھونکے باد سحر کے چلنے لگے خیمہ لیلی شب کا اٹھنے لگا فرش نور سحر زمین پر بچھنے لگا آفتاب
روشنی سحر بڑھنے لگی تاریکی شب گھٹنے لگی موذن مساجد مین بانگ اللہ اکبر بلند کرنے لگے دیندار و
نمازگذار و عباد خواب غفلت سے بیدار ہوکے فکر ادائے نماز سحر کرنے لگے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و جملہ سرداران حق پژوہ و تمامی اہل لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوکے فکر ادائے
نماز سحری کرنے لگے بستروں سے اٹھے ہر ایک نے بعد وضو کرنے کے سجادہ بچھایا صاحبقران
موصوف اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداروں اور سواروں نے بعد ادب سلام کیا
صاحبقران عالی مقام جواب سلام دیکر اپنے سجادہ عبادت پر تشریف لائے موذن نے آواز
بلند و خوش الحانی اذان کہی دیندار و نمازگذاروں نے عقب امیر کشورگیر صفین آراستہ کین
بعد اقامت صاحبقران نے ایستادہ ہوکر بہ نیت ادائے نماز سحر تکبیرۃ الاحرام کہی پھر ہر ایک نے
بہ نیت ادائے نماز صبح تکبیر با آواز بلند کہی نماز جماعت ہونے لگی ہر ایک دیندار جو قریب تر ایستادہ
پیش نماز تھا وہ قراءت سورۂ فاتحہ قرانی بگوش حق نیوش سننے لگا بعد ختم ہر دو سورہ رکعت اول
ہمراہ پیش نماز یعنی صاحبقران موصوف کے ہر ایک نے رکوع کیا بعد ازان سب سجدہ بجا لائے پھر
ساتھ اپنے پیش نماز کے سب اٹھے صاحبقران نے مثل رکعت اول کے رکعت ثانی مین بھی دو سورہ
قرآن کی بخوش آوازی تلاوت کی پھر قنوت پڑھکر رکوع کیا ہر ایک دیندار نے بھی متابعت اپنے
پیش نماز ممدوح کی بعد ذکر رکوع سب ہمراہ صاحبقران سجدے مین گئے بہ حضور قلب ذکر سجدہ
کرکے سجدے سے سر اٹھا کے استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ کہکے دوسرا سجدہ کیا پھر ذکر دوسرے سجدے کا
ادا کرکے سب نمازی درست ہوکر بیٹھے ہمراہ صاحبقران کے ہر ایک نے تشہد پڑھکر سلام پھیر کر
نماز کو ختم کیا بعدہ ہر ایک دیندار وظائف میں مصروف ہوا خصوصا صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر اہل اسلام وظائف مین مشغول ہوئے بعد وظائف صاحبقران عالی مقام و جملہ مردان لشکر
اہل اسلام نے دست دعا سوئے فلک بلند کیے حاجت اپنے دنیا و آخرت کی بر آنے کی خالق کون و
مکان سے چاہی صاحبقران نے واسطے رہائی خواجہ الوس کے بھی بہ حضور قلب خدا و ند عالم و
عالمیان سے دعا کی بعد دعا سجدۂ شکر کیا اسی طرح ہر ایک نے بعد دعا کرنے کے سجدۂ شکر خدا کیا
پھر سب نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا صاحبقران عالی مقام نے بعد سجدۂ شکر مصلے سے اٹھکر اپنی
بارگاہ مین جاکر مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا سائسان بارگاہ نے مرکب تیز قدم کو خدام نے زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر لا کے حاضر کیا پس اثنائے مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مشرق بارگاہ
سے مانند آفتاب تابان نمایان ہوئے پھر بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب پر سوار ہوئے بعد سوار
ہونے امیر کشورگیر کے شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام بھی مرکبوں اور تختوں پر
بیٹھے ہر ایک سردار سپاہ و شاہ و بادشاہ اپنی اپنی سواری پر سوار ہوا بہت سے سواران لشکر بھی
گھوڑوں پر جلد جلد سوار ہوئے پھر بختیار جادو بھی مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحروں کی سپاہ کے
بعدت سحر کی سواریوں پر سوار ہوا خواجہ طیفور کرد پانے چند عیاروں کو شیرینی مخلوط بیہوشی
کھلا کر بیہوش کرکے ان کو نذر زنبیل یہ کہکے کیا کہ ان عیاروں سے کوئی کام نہ لیا جائے ان کو راحت
و آرام رکھا جائے اور بقول بعض بعض راویوں کے خواجہ موصوف نے چند عیاروں کو اپنے ہمراہ
لیا ان کو بیہوش کرکے نذر زنبیل نہین کیا غرض بہر طور خواجہ نے چند عیاروں کو اپنے ساتھ لیا

۱۴۲۱

سواری صاحبقران مثل باد بہاری سوے صحرا روان ہوئی جابجا ہمراہیان مذکور بہزار دبدبہ واسطے
پہونچانے دو تین منازل تک صاحبقران کے ہمراہ ہوے بحرین جادو شادمانہ براے رہنمائی راہ
جانب زندان حکیم سالوس وغیرہ آگے آگے روانہ ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ معہ
شاہان ہفت ملک وتمامی سرداران لشکر اہل اسلام مین سیر دشت وکوہ آبادی کرتے ہوے
چلے جاتے تھے یہانتک کہ آخر روز ایک صحراے سبزہ زار مین کہ جسمین چرند وپرند بکثرت تھے خصوصا
غزالان شوخ چشم بے شمار تھے ہر طرف گروہ گروہ غول غول جست وخیز کرتے ہوے اور سبزہ شاداب
چرتے ہوے نظر آتے تھے اور طیور ہزار در ہزار خوشنما اقسام وانواع گونہ گون رنگ وصورت کے
جو اشجار شاداب پر خوش آواز وخوش الحان تھے وہ کمال دلچسپی سے گروہ گروہ چہچہے کرتے ہوے ایک طرف
سے دوسری طرف جاتے تھے صحرائی انتہا میوہ دار پر شگفتہ خاطر ہوکر بیٹھتے تھے درختان میوہ دار
انواع واقسام کے بے حد تھے کئی نہرین بھی اس صحراے سبزہ زار مین فاصلے فاصلے سے روان تھین
پانی اُن کا بہت سے زیادہ سرد اور مانند سلسبیل مصفا کے شیرین تھا صفائی آب انہار سے آب گوہر بھی
خجل ہو وشرمندہ تھا سبزہ شاداب وبزم عشرت وہ نخل سبز کا تا ہوا سے صحراے مذکور سرد وفرحت افزا
بلکہ مسیحاے بیماران وافسردہ دلان تھی صاحبقران نے اس صحرا کو بہت پسند کرکے شاہان ہفت ملک
واکثر سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے فرمایا دل چاہتا ہے کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین قیام پذیر
ہوکر اسوقت سے شام تک شکار آہوان شوخ چشم وشکار طیور کرین یہان سے آگے نہ جائین ایک
منزل راہ ہی طے کی ہے اسی وادی سبزہ زار مین شب بسر کرین کوکب انجم حصاری وشاہان
ہفت ملک وسرداران نامی ونامور نے عرض کیا کہ واقعی یہ صحرا قابل سیر وشکار ہے بہتر ومناسب
یہی ہے کہ یہین قیام پذیر ہوجیے آگے یہان سے تشریف نہ لیجائیے ایسا مقام راحت وسیر وشکار چھوڑکر
رہروی اختیار نہ کیجیے ہم سب کو بھی یہ صحراے سبزہ زار مرغوب الطبع ہے واسطے شکار کھیلنے کے خوب ہے
کبھی ایسا وادی سرسبز وشاداب مملو آہوان وطیور سے ہمنے نہ دیکھا تھا صاحبقران نے تقریر انکی
سنکے حکم دیا کہ بحرین جادو سے کہدو کہ اب آگے نہ جائین یہین قیام کرین خیام وبارگاہین ایستادہ کرائین
ملازمون نے بحرین جادو وغیرہ کو حکم صاحبقران کشورستان سے آگاہ کیا سب حسب الحکم کنارے
ایک کنارہ نہر بارگاہین اور خیام ایستادہ کرنے لگے اسیر با توقیر کثرت شوق صید افگنی سے دم بھر بھی
مرکب سے اتر کر راحت پذیر نہوکر ساتھ اکثر سردارون کے شکار آہو مین مصروف ہوے اکثر سرداران
شور شکار صید افگنی طیور پر مائل ہوے کمانین ودوش سے لیکر تیر ترکشون سے نکال نکال کر چلہ کمان
مین جوڑ جوڑ کر غزالان دشت وطیور کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے چرند وپرند کا شکار کھیلنے لگے تا شام
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وصدہا سرداران لشکر اہل اسلام نے بہت سے آہوان شوخ چشم
وہزارہا طیور کو شکار کیا جب تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی سب ہمراہ صاحبقران کے مقام قیام پر
آکر داخل خیام ہوا سے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوے ملازم حسب الحکم
صاحبقران وہ تمام آہوان شکار کردہ وطیور مذبوح کے کباب تیار کرنے لگے صاحبقران وتمامی
سرداران ہمراہی تھے صاحبقران نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے خیمے مین بالائے
فرش استراحت راحت پذیر ہوا اکثر ملازمون نے سامان روشنی کا کیا وہ جنگل فیض قدم وقیام
صاحبقران سے آباد رشک گلستان ہوگیا کیونکہ صدہا جوانان گلرخ کا وہان مجمع تھا جابجا حیرت تھی

کہ دشت مین فصل بہار آئی تھی صحرا کے دن پھرے تھے کثرت روشنی سے وہ صحرا وادی ایمن نور ضیا
مین گویا ہوگیا تھا غرضکہ بعد تیاری کباب آہو وطیور صاحبقران وجملہ شاہان وسرداران ہمراہی نے
بصد خوشی بعد میخواری یعنی وہی عرق مقوی دماغ وقلب دو دو ساغر پی کر بارگاہ مین بیٹھکر ہمراہ
صاحبقران کے کباب مذکور کھائے سب نہایت شادمان ہوے بعد ازان اکل وشرب آب وطعام
سے فراغت حاصل کرکے چند ساعت تک بارگاہ مین بیٹھکر حکم صاحبقران سے ہر ایک بارگاہ مذکور
سے باہر جاکر اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر راحت پذیر
ہوے خواجہ طیفور گرد یا در بارگاہ پے برائے حفاظت ونگہبانی بیٹھے یوسف نمرانی ہمراہ دس ہزار سوار کے
گرد بارگاہ وخیام گردش کرنے لگا نگہبانی وحفاظت مین مصروف ہوا سوار آواز مین خبردار وہوشیار
باش کی دینے لگے درندون اور گزندون وغیرہ سے اہل بارگاہ وخیام کو بچانے لگے جب وہ شب بسر
ہو کے سحر ہوئی صاحبقران وجملہ شاہ وشہریار وسرداران شہور شعار اپنے اپنے بسترون سے بیدار
ہو کر برائے ادائے فریضہ سحری اُٹھے بعد وضو کرنے کے عقب صاحبقران سب نے نماز سحر ادا کی
پھر سب مصروف وظیفہ خوانی ہوے بعد دعا سب نے سجدۂ شکر برجوع قلب کیے پس از نماز بجماعت
ہر ایک دیندار بارگاہ مین ہمراہ صاحبقران عالیشان جاکر بیٹھا پھر ہمراہ امیر با توقیر جملہ نامورون نے
طعام لذیذ تناول کیا بعد اکل وشرب اُس سحرا سے پیش خیمہ لشکر صاحبقران بحرین جادو وغیرہ
حسب الحکم امیر با توقیر لیکر آگے روانہ ہوے ادھر صاحبقران مرکب پر سوار ہوے تمامی شاہ وشہریار
وسرداران سپاہ وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہوے ہمراہ رکاب امیر کشورگیر اُس صحرا سے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوے اثنائے راہ مین جو دشت وجبل ملے اُن کو دیکھتے ہوے عجائب وغرائب اشیا کا
مشاہدہ کرتے ہوے آخر روز قریب ایک پہاڑی کے پہونچے چونکہ ایک منزل سے بھی کچھ زیادہ راہ
طے کر چکے تھے حکم صاحبقران سے سب نے درمیان بیابان قیام کیا ہر ایک سردار سپاہ وشاہ
وشہریار نے اپنے اپنے خیمہ وبارگاہ مین فروکش ہو کر راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین آرام پذیر
ہوے جب وہ روز وشب گذر کر صبح نمایان ہوئی بعد ادائے نماز سحر واکل وشرب پھر سب ہمراہی
ہمراہ رکاب امیر با توقیر اُس بیابان سے آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ منزل سخت قریب شام کنارے
ایک دریائے شورافزا کے پہونچے دیکھا کہ آب دریا نہایت زور وشور سے روان ہے ہر ایک موج
اُس کی سوے فلک بلند ہوتی تھی تلاطم آب ہے کہ الحذر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
اُس دریا کی سیر کنارے سے کرکے بحرین جادو واکثر سرداران سپاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ دریا
بھی عجب دریائے مہیب وپرخوف وخطر ہے کس قدر زور وشور سے بہتا ہے پاٹ بھی اس دریا کا ایسا
ہے کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہے بہتر ومناسب یہ ہے کہ آج اسی دریا کے کنارے بارگاہ وخیام
ایستادہ وبرپا کیے جائین بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ واقعی یہ دریائے مواج نہایت
مہیب دریا ہے یہ عرض کرکے ملازمون سے بارگاہ وخیام ایستادہ کرا کے جملہ شاہ وشہریار وسرداران
نامدار مع صاحبقران ذی وقار وغیرہ گھوڑون سے اُتر کر داخل خیام وبارگاہ ہوے بعد
اکل وشرب تا دیر بارگاہ صاحبقران مین جملہ شاہ وشہریار وسرداران ذی وقار علی قدر مراتب
بیٹھکر حکم صاحبقران سے بارگاہ مذکور سے اُٹھکر ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین اور خیمے مین جاکر خستگی
راہ سے فرش خواب پر آرام پذیر ہوا جب صبح ہوئی سب نے ہمراہ امیر کشورستان نماز سحر پڑھی

بعد ازان اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوکے صاحبقران نے وہان سے بھی ارادہ آگے چلنے کا کیا جلد شاہ و شہریار و سرداران سپاہ نے بھی قصد ہمراہی کیا امیر با توقیر نے اُن سے بلطف و الطاف فرمایا کہ اب آپ سب صاحب یہان سے اپنے لشکر مین جائین ہمارے ساتھ نہ جائین تین منزلون تک ہمارے ساتھ آئے آگے ہمراہ ہمارے چلنا اچھا نہین ہی لشکر ہمارا عنقریب انجم حصار پڑا ہی مبادا کوئی دشمن فوج لیکر بارادہ جنگ آئے مردمان لشکر کو قتل کرے پس آپ صاحبون کا لشکر مین ہونا ضرور ہی زیادہ تر خوف ہو درستت جادو بادشاہ و حاکم طلسم زرنیے کا ہی سب نے عرض کیا ہرچند کہ دل ہمارے گوارہ نہین کرتے کہ آپ سے جدا ہوکر لشکر مین جائین مگر آپ کے حکم سے مجبور ہین صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اگر خداوند عالم نے چاہا تو ہم بعد رہا کرنے حکیم سالوس کے جلد لشکر مین آئین گے چندروزہ بضرورت آپ سب صاحبون سے جدا رہین گے ہماری خوشی یہی ہی کہ آپ یہان سے لشکر مین جائیے الفت و خیر خواہی و وفاداری آپ صاحبون کی ہم پر ظاہر ہی یہ فرماکر جلد شاہ و شہریار و تمامی سرداران مشہور شعار وغیرہ کو رخصت کیا سب نے بمجبوری و لاچاری وہان سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے امیر با توقیر کشتی پر سوار ہوے خواجہ طیفور گرد پا بھی بالاے کشتی بیٹھے کشتیبان کشتی کو جانب کنارہ دیگر لیے چلا بحرین جادو بھی مع خیمہ و خرگاہ ساتھ دو ڈیڑھ ہزار ساحرون کے تخت سحر پر سوار ہوا ساحران ہمراہی اُس کے حسب الحکم سحری سواریون پر سوار ہوکے ہمراہ بحرین جادو زمین سے بلند ہوکے عجائبات و غرائبات سحر کے دکھلاتے ہوے چلے بعد دو پہر کے کشتیبان نے صاحبقران کو دوسرے کنارے پر دریاے مذکور کے پہونچایا امیر با توقیر کشتی سے اُتر کر خواجہ کو ہمراہ لے کر کشتیبان کو زر کثیر دے کر آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار عنقریب شام ایک دشت پرخوف مین پہونچے بحرین جادو مع اپنے ہمراہی ساحرون کے بلندی سے بروے زمین آیا بارگاہ و خیام ایستادہ کراکے پھر اُسی دشت مین سب نے قیام کیا اسی طرح نو دس منزلین طے کین شاہ و شہریار و سرداران سپاہ جو صاحبقران سے رخصت ہوکر روانہ ہوے تھے وہ سب مع الخیر لشکر اہل اسلام مین پہونچے سرداران سپاہ اُن کے آنے سے خوش ہوے بعد نو دس منازل طے کرنے کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بحرین جادو سے پوچھا کہ اب یہان سے زندان حکیم سالوس کتنی دور ہی اُس نے عرض کیا کہ یہان سے قریب ہی کل دوپہر تک یا قبل دوپہر مقام زندان حکیم سالوس تک پہونچ جائین گے امیر با توقیر نے نظر پر بحرین جادو کی تھنگے خوش ہوکے فرمایا کہ الحمدللہ کہ منزل مقصد کے قریب پہونچ گئے ہین کیا خوشی حاصل ہوگی جسوقت حکیم صاحب سالوس کو قید سے رہا کرین گے یہ فرماکر اُس منزل پر قیام کیا جب وہ شب بسر ہوکے فجر ہوئی صاحبقران وہان سے مع خواجہ و بحرین جادو وغیرہ آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب وقت دوپہر ایک ایسے صحراے ہولناک و وحشت انگیز و پرہول و خوفناک و خطرناک مین پہونچے کہ اگر رستم پہلوتن بھی اُس صحراے ہولناک مین قدم رکھتا تو خوف سے زہرہ آب ہوجاتا ہرچند کہ دشت اور بیابان مسکن شیر ہی لیکن وہ صحرا ایسا تھا کہ شیر نر بھی خوف و خطر سے اُس دشت مین کبھی نہ آتا تھا ہوا گرم و سموم آلود چلتی تھی گرد باد اُٹھ اُٹھکر زمین سے اُس طرف آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس طرف نہ آؤ اگر زندگی اپنی تمکو درکار ہی تو پلٹ جاؤ یہ صحرا صحراے جان ستان ہی اگر اس صحرا مین قدم رکھو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے یہ جاے پرخوف و خطر ہی متاع جان تلف ہوجانے کا ڈر ہی

ہوا کبھی یہاں سے دبکر بصد خوف گذرتی ہی دیکھو اس صحرا سے خوفناک ہوکر غبار سوے فلک جاتا ہی کوئی
درندہ و گزندہ کا بھی یہاں گذر نہیں انسان کی تو کیا مجال ہی دیو اور جن کی مقام زندان حکیم سالوس
سے گذر کر نہیں سکتے ہیں شیاطین کی یہاں سے بھاگتے ہیں صاحبقران نے دشت مذکور میں پہونچکر
صحراے مہیب و ہولناک ملاحظہ کرکے بحرین جادو سے پوچھا کہ یہاں سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہی اور باعث اس صحرا کے زیادہ تر خوف انگیز ہونے کا کیا ہی بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام وہ صحرا یہی ہی جسمین حکیم سالوس قید ہی ملاحظہ فرمائیے وہ سامنے ایک میل
کے فاصلے پر ایک تالاب ہی درمیان تالاب ایک میل فولادی نصب ہی بالاے تالاب ابر تیرہ محیط ہی
آثار سحر آمیز تالاب و ابر محیط سے ظاہر ہیں یہی سحر ابر باران جادو کا ہی وہ کبھی کہیں اس صحرا میں ضرور
بالضرور بہ راستے نگہبانی و حفاظت موجود ہوگا یہ سحر ابر باران جادو کا سے کہ بجز ابر باران جادو
کے کوئی ساحر دفع کر نہیں سکتا اور زیر ابر سحر کوئی انس و جن کبھی جا نہیں سکتا ہی اور اس تالاب
کے اندر کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا ہی کیونکہ یہ تالاب و میل و مربع محض ابر باران جادو نے
اپنے ہی سحر سے نہیں بنایا ہی اس میں سحر گذشتہ ملکا کی بھی ہی بیچ اس تالاب کے زندان ہی جسمین حکیم
سالوس اور اسکے رفقا قید ہیں سبب اس صحرا کے مہیب و وحشتناک ہونے کا یہ ہی کہ مقام
زندان حکیم موصوف سحر بند ہی اب آگے یہاں سے تشریف نہ لیجائیے حضور شاید زیر سایہ ابر سحر تشریف لیجائیے
ورنہ ابر باران جادو کو خبر ہو جائے گی وہ فی الفور سامنے آجائیگا ہم سب کو دیکھکر برہم ہوکر بدی
پیش آئیگا عجب نہیں کہ جنگ پر مائل ہو اپنے سحر سے ہم سب کو ہلاک کرے آپ صاحب اسم اعظم ہیں
آپ پر تو وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے سحر اس کا اثر پذیر نہوگا الا ہم سب پر سحر اس کا کارگر ہوگا
جنگ عظیم ہوگی ہمراہی ساحر بیسبب مارے جائینگے میں بھی اوس پر غالب نہونگا اگرچہ جادو میں
اس سے کمتر نہیں مقابلہ کرونگا کیونکہ اسباب سحر ہمراہ لایا ہوں سامان جنگ درست کرکے یہاں
آیا ہوں مگر کیا ضرور ہی کہ جنگ و جدال ہو یہ صحرا ساحروں کے لاشوں سے بھر جائے کشت و خون ہو
صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو کے کہنے کے موافق جو ہی فاصلہ قریب ایک میل اس
میدان صحرا میں دیکھا تو عجیب عنوان ابر سحر دیکھا کہ تالاب پختہ و سطح میں پانی بھرا ہوا ہی پانی بستہ ہی
روان نہیں ہی آب تالاب سے دمبدم کبھی دھوان گاہ شعلہاے آتش نکل کر بلند ہوکر سوے
فلک جاتے ہیں جو ابر کہ بالاے تالاب محیط ہی اس میں برق کی چمک دمبدم ہی بار بار صداے رعد
اس ابر سے ایسی آتی ہی کہ پناہ بخدا اللہ خدا وہ مہیب و بلند آواز ہی کہ ساحران ہمراہی کے زہرے
آب ہوے جاتے ہیں دل سینوں میں دھڑک رہے ہیں اوڑھا خوف سے کانپ رہے ہیں سب کے
چہرے کا رنگ اس میں ہر چند کہ زندہ ہیں لیکن خوف جان سے گویا مردے ہیں کبھی اس ابر سے
انگارے برستے ہیں گاہ سنگ باری ہوتی ہی کبھی برف باری ہوتی ہی گاہ ابر سے برق ہویدا ہوتی
ہی کڑک ایسی ہوتی ہی کہ وہ تمامی صحرا تھرا جاتا ہی شیر و پلنگ و گرگ و طیور خوف سے دور دور
بھاگ جاتے ہیں پیران دشت کے زہرے آب ہو جاتے ہیں اکثر ساحران لشکر بحرین جادو کثرت
خوف سے زمین پر گر پڑتے ہیں بعض بیہوش ہو جاتے ہیں تھوڑی دیر تک صاحبقران نے جانب
تالاب و ابر سحر دیکھکر بحرین جادو سے کہا کہ اگر تمھاری راے پر عمل کرکے ہم یہاں سے جانب
تالاب نجائیں اور اسی جگہ ٹھہرے رہیں تو کیا فائدہ ہوگا رہائی حکیم صاحب کی کیونکر ہوگی ہم تو

اعانت خدا پر بھروسہ کرکے آگے جائیں گے تالاب کے کنارے تک اپنے تئیں پہونچائیں گے بلکہ
تالاب میں بھی قدم رکھیں گے جب ابر باران جادو کو خبر ہو جائے گی اور وہ نابکار ہمارے سامنے
آئیگا تو دیکھا جائے گا اگر اسکو اپنے اس سحر پر ناز ہے تو ہم صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں ہمکو برکت و تاثیر و اثر
اسم اعظم الٰہی پر تکیہ و بھروسہ ہے آگے اسم اعظم الٰہی کے سحر کی کیا حقیقت ہے سامنے حق کے باطل کی
کیا وقعت ہے اسے بحرین جادو تم نہیں جانتے کہ ہم شیر بیشۂ شجاعت و جرأت ہیں ابر باران جادو
تو کیا ہے ایک ساحر ہے ہم شجاعان نامی سے نہیں ڈرتے ہیں یہ فرما کر آگے قدم بڑھایا بحرین جادو کچھ خیال
کرکے فی الفور دست بستہ قدم صاحبقران پر گر کر یوں ملتمس ہوا کہ اے صاحبقران کشورستان
آپکے شجاع و بہادر ہونے میں کلام نہیں ہے اور یہ بھی مجھے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو آپ پر
ہرگز ہرگز غالب نہوگا بلکہ مغلوب ہی ہوگا کیونکہ آپ صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں مگر آپکے آگے جانے سے
اور زیر ابر سحر تشریف لیجانے سے انجام اچھا نہوگا جنگ عظیم ہوگی ابر باران جادو غضبناک ہوکر
سامنے آجائیگا اپنے ابر سحر سے آگ برساکر میرے تمامی لشکر کے ساحروں کو ہلاک کریگا مجھے بھی
لڑیگا میرے ہلاک کرنے میں کوشش کریگا ہر چند کہ میں اس سے لڑ سکتا ہوں مگر اس پر غالب
نہوسکونگا اس کے اس سحر کو دفع نہ کرسکونگا یہ تالاب خشک نہوگا یہ ابر سحر دفع نہوگا رسائی میل فولادی
تک نہوسکیگی گذر زندان حکیم صاحب موصوف تک نہوگا دُر مدعا دستیاب نہوگا یہاں تک آنے کا
کوئی نتیجہ اور کوئی فائدہ نہوگا بلکہ ضرر و نقصان یہ ہوگا کہ ہمارا لشکر قتل ہو جائیگا سوا اس کے
ہنگام جنگ و مقابلہ ابر باران جادو آپکے روبرو نہ آئیگا آگاہ ہو جائیگا کہ آپ طلسم کشا ہے
طلسم زلزلہ و نیز صاحب اسم اعظم ہیں یہاں دور سے مقابلہ و مجادلہ کریگا آخر عاجز ہوکر بھاگ جائیگا
شاہ طلسم زلزلہ کو آپکے آنیکی خبر دیگا وہ بمدد و کمک ساحران نامی و نامور کو مع فوج کثیر
ساحران ادھر روانہ کریگا وہ یہاں آکر آفت برپا کرینگے گر کسی طرح آپ کو تالاب تک جانے نہ دینگے
اگر آپ دلیرانہ ببرکت اسم اعظم الٰہی تالاب تک چلے بھی جائیے گا اور کسی ساحر کے روکے نہ رکیئے گا تو بھی
کچھ فائدہ نہوگا جسوقت آپ تالاب میں قدم رکھیئے گا مانند اولے کے گھل جائیے گا کیونکہ پانی اس تالاب کا
دراصل پانی نہیں ہے ایسا تیزاب ہے کہ فولاد کو بھی ایکدم میں پانی کر دیتا ہے پس ایسی حالت میں
دشمن آپکے ہلاک ہو جائینگے اور اگر کشتی پر سوار ہوکر تالاب میں جائیے گا تو کشتی بھی تیزی تیزاب
سے گل جائیگی آپکو بھی خدانخواستہ ضرر پہونچیگا علاوہ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ اگر آپ اس جگہ
سے زیر سایہ ابر سحر تشریف لیجائیے گا تو ضرور ابر باران جادو کو آپکے آنیکی اطلاع ہو جائیگی
فی الفور وہ نمایاں ہوگا پہلے تو ابر سحر سے قیامت برپا کریگا آخر بوجہ اسم اعظم الٰہی کے آپ پر قابو
نہ پاکر سحر سے غرق زمین ہوکر حکیم سالوس کو زندان سمیت لئے ہوئے اور جگہ چلا جائیگا یہاں نہ رہیگا اور پھر
نہیں معلوم کہاں لیجائے اور کس جگہ قید کرے ابھی تک حکیم موصوف اسی زندان میں قید ہیں
مجکو معلوم ہے لہذا میری التماس کو قبول کیجئے آگے یہاں سے نہ جائیے جو کچھ میں عرض کروں اس پر
عمل کیجئے یہاں شجاعت و بہادری سے کام نہ نکلیگا بلکہ دلاوری و جرأت سے مقصود کام بگڑ جائیگا
در آرزو ہاتھ نہ آئیگا یعنی رہائی حکیم صاحب موصوف کی نہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے اسکی عاجزی و انکساری پر نظر کرکے تمام تقریر اس کی سنکے ارشاد کیا کہ اے بحرین جادو
پھر اپنا قدم مت اٹھاؤ بیان کرو کہ پھر رہائی حکیم صاحب ممدوح کی کیونکر ہوگی اس نے قدم امیر کا بوسہ لیکر

سے سر اُٹھا کر عرض کیا کہ اگر حضور میری راے پر عمل کریں گے تو امید قوی ہے کہ ضرور حکیم سالوس کو
زندان سے آپ رہا کر سکیں گے اور ہم سب بھی بعافیت رہیں گے لیکن کسی قدر توہین آپ کی ضرور
بظاہر ہوگی یعنی میں آپ کو ایک خیمے میں طوق و زنجیر میں گرفتار کرکے بٹھاؤں گا بعدہ دام مکر پھیلاؤں گا
صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا اگر تھوڑی دیر کے واسطے ہم پابزنجیر ہو کر بیٹھیں گے تو رہائی
حکیم صاحب کی ہو جائے گی تمھارے دام مکر میں ابر باران جادو پھنس جائے گا اُس نے عرض کیا
میں امید کرتا ہوں کہ اس تدبیر سے ضرور مدعاے دلی حضور بر آئے گا امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ
اچھا اس شرط سے ہمیں اپنی اسیری بھی منظور ہے کہ پہلے تم آب تالاب کا تیزاب ہونا ہمیں ثابت کر دو
اُس نے عرض کیا کہ ضرور آب تالاب کا تیزاب ہونا آپ پر ظاہر کر دوں گا بلکہ آپ خود اپنی آنکھ سے
دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم موافق اپنے قول کے عمل کرو گے تو ہم بھی براے چندے محض
تمھاری خاطر سے اور براے رہائی حکیم صاحب موصوف اسیری اپنی گوارا کر لیں گے بحرین جادو
نے پہلے ایک خیمہ کلاں کہ جس میں دو ہزار آدمی بیٹھ سکیں استادہ کرایا اور گرد اُس کے حصار
سحر کیا اُس خیمے میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور خواجہ طیفور گردپا اور جملہ اپنے لشکر کے
ساحروں کو بٹھا کر کہا کہ اس خیمۂ حفاظت سے باہر نہ نکلیے گا پردے خیمے کے اٹھا دیے جاتے ہیں جو کچھ
درپیش واقعہ ہوا سے دیکھیے گا پھر سب ساحروں سے کہا کہ تم میں سے بھی کوئی اس خیمۂ حفاظت
سے جب تک ہم نہ کہیں باہر نہ نکلے ورنہ ہلاک ہو جائے گا بعد نصب کرنے خیمۂ حفاظت کے اور ان سب کو
درمیان خیمہ بٹھانے کے صاحبقران کو پابزنجیر کیا پھر خواجہ طیفور گردپا سے کہا کہ ہمیں چند آدمی ایسے
چاہییں کہ جو واجب القتل ہوں اور ایک کشتی درکار ہے خواجہ موصوف نے اپنی زنبیل سے
چند قیدی اور ایک ملاح کافر کہ وہ سب واجب القتل تھے نکالے سب نے دیکھا کہ وہ قیدیان
زنبیل خواجہ طیفور گردپا صرف پوست و استخوان ہیں لباس اُن کے تن پر نہیں ہے صرف لنگوٹیاں
باندھے ہیں ہاتھوں میں اُن کے چھ چھ ماشہ کی گرگی ڈلی ہے ناخن اُن کے مانند انگشت دست کو یک
کے بڑھے ہوئے ہیں اسی طرح موے سر و ریش بحد و انتہا زیادہ ہیں مٹی اور گرد و غبار میں سراپا
آلودہ ہیں ٹوکریاں مٹی اٹھانے کی اُن کے ہاتھوں میں ہیں آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں
کثرت گرسنگی و لاغری سے شکم ہر ایک کا پشت سے ملا ہوا ہے دست و پا مانند نے کے خشک و لاغر
ہیں بحرین جادو نے اُن سب کے سراپا پر نظر کر کے اُن کے حال پر اپنے دل میں افسوس کر کے
پوچھا کہ تم زنبیل میں کب سے قید ہو وہاں کیا کام کرتے تھے اُنھوں نے کہا کہ ہم پانچ برس سے
زنبیل میں قید تھے آج خوبی تقدیر سے زنبیل سے نکالے گئے ہیں ہواے دنیا کھائی ہے زنبیل میں سخت
مصیبت میں مبتلا تھے محنت مزدوری کرتے تھے ٹوکری میں مٹی بھر کر سر پر رکھ کر اُس پشتہ پر جو
ایک مدت مدید سے تیار ہو رہا ہے ڈالا کرتے تھے ایک گرگی ڈلی چھ ماشے کی فی ٹوکری ہمیں ملا کرتی
تھی دیکھیے ابھی تک ایک ایک گرگی ڈلی ہمارے ہاتھ میں ہے دوسرے ہاتھ میں ٹوکری ہے سراپا
ہم سب کا مٹی سے آلودہ ہے کھانا زنبیل میں نہیں ملتا تھا صرف مٹھی مٹھی بھر چنے ہر ایک کو ملتے
تھے پہلے ہم سب بہت فربہ تھے بھوکے رہتے رہتے اسقدر دبلے ہو گئے ہیں کہ اٹھنا اور بیٹھنا
بھی دشوار ہے یہ کہکے وہ رونے لگے اُسوقت اشارۂ خواجہ طیفور گردپا سے بحرین جادو نے
اُن سے کہا کہ اگر تم ہمارا ایک کام کرو تو ہم ابھی تم کو قید سے رہا کرا دیں جہاں تمھارا دل چاہے

وہان چلے جاؤ یہ سنکے اُن کے تن لاغر مین قوت آگئی جسم مین گویا ہر ایک کے جان تازہ آئی خوش ہوکر
عرض کرنے لگے کہ جو حکم ہو اُسے بجالائین مگر آپ ایفاے وعدہ کیجیے کا قید سے چھڑا دیجیے گا خلاف
وعدہ نہ کیجیے گا خواجہ طیفور گردپا سے ہم بہت ڈرتے ہین ایسا نہو کہ پھر ہم ہو کر ہم سب کو زنبیل مین
ڈالدین بحرین جادو نے کہا کہ تم سب اطمینان رکھو اب زنبیل مین نہ ڈالے جاؤگے بشرطیکہ
جو کچھ ہم کہین وہ کام کرو اُنھون نے پوچھا کہ وہ کام کیا ہے بیان کیجیے بحرین جادو نے کہا کہ یہ کشتی
اُٹھا کر تم سب یہان سے اُس تالاب کے کنارے تک لے جاؤ پھر تالاب مین کشتی ڈال کر بالا سے
کشتی بیٹھو اور جو تم سب مین ملاح ہے وہ کشتی کو کھیکر اُس میل فولادی تک لے جائے بعد اس کے
اگر تم سب تالاب سے پھر ہم تک آؤگے تو ہم تمکو چھوڑ دینگے قید سے آزاد کرا ئینگے تم اپنے اپنے
وطن چلے جانا اپنے اہل و عیال سے ملنا اُنھون نے جانب اُس تالاب مذکور دیکھکر باہم کہا کہ بھائیو
ہر چند کہ مقام خوف و خطر ہے مگر ایسے کام کے بجالانے پر ہائی منحصر ہے چلو کشتی اُٹھاؤ تا کہ تالاب مین کشتی
کو ڈالکر اُس پر سوار ہو کر میل فولادی تک جا کر یہان واپس آکر قید سے رہائی پائین اگر زندہ
وہان سے پلٹ کر نہ بھی آئینگے تو بھی اچھا ہے قید ہستی سے چھوٹ جائینگے یہ تقریر باہم کرکے
نوکری ہر ایک نے خواجہ کو دی کڑکی ڈلی کھائی پھر سب نے وہ کشتی بمشکل اُٹھائی بعد ازان
اُس کشتی کو وہ سب کنارے تالاب تک لے جا کر اور اُسمین آب تالاب مین ڈال کر خود بھی اُس پر سوار
ہوے پھر ملاح اُس کشتی کو کھیتا ہوا جانب میل فولادی لے چلا صاحبقران و بحرین جادو و
خواجہ طیفور گردپا وغیرہ سب نے دیکھا کہ ہنوز ملاح مذکور بانس سے کھے کر کشتی کو دو چار قدم بھی سوے
میل فولادی مذکور نہ لے گیا تھا کہ دفعتاً آب تالاب مین تلاطم ہوا موجین بلند ہوئین دھوان اور
شعلے اور شرارے بہ نسبت قبل آب تالاب سے زیادہ تر نکلنے لگے ابر سحر سے انگارے اور سنگ و
پارہ برف فزون تر برسنے لگے کڑک اور چمک برق کی زیادہ تر ہونے لگی ابر جو بالاے تالاب
محیط تھا آناً فاناً محیط صحرا ہونے لگا دمبدم پھیلنے لگا رعد کی آواز دمبدم ایسی آنے لگی کہ لشکر
صاحبقران سب کے قلب و جگر تھرانے لگے ساحران لشکر بحرین جادو خوف سے کانپنے لگے
بحرین جادو بھی ایسا متردد ہوا کہ رنگ رخ اُس کا اُڑ گیا چہرہ متغیر ہو گیا لیکن صحرا مین بیرون خیمہ
حفاظت کھڑا رہا اس اثنا مین اُس ابر سے مانند اولون کے آگ کے انگارے اور سنگ گران
اسقدر برسنے لگے کہ تمام وہ صحرا سنگ و اخگر سے پٹ گیا روے زمین صحرا آتش و سنگ سے کو سون
تک پنہان ہو گیا ادھر تو ابر سحر مذکور سے آتش و سنگ برابر برس رہے تھے سو لشکر صاحبقران
کشور ستان خیمۂ حفاظت مین سب دُبکے رہتے تھے قضا کا سامنا تھا جان بچنے کے لالے پڑے تھے
کسی کو امید جانبری نہ تھی ہوا سے تند و تیز سے چل رہی تھی پٹ سے پٹ بے اختیار صحرائی مذکور جڑ سے
اُکھڑ اُکھڑ کر اُس باد تند صحرا مین مانند خس و خاشاک اُڑ اُڑ کر دور دور جا کر پڑتے تھے آفت برپا تھی
ایک دوسرے سے کثرت خوف سے لپٹا جاتا تھا کسی کے حواس بجا نہ تھے کسی کے منہ سے
نکلتا تھا آواز بھی خوف سے کم نکلتی تھی تاریکی دمبدم بڑھتی جاتی تھی ادھر تالاب مین اُس کشتی کو
صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کہ جیسے ہی ملاح کشتی کو تالاب مین ڈال کر سب کو سوار کر کے سوے
میل فولادی چلا پانی مین تالاب کے تلاطم عظیم پیدا ہوا موجین بلند ہونے لگین شعلے ہزار در ہزار
آب تالاب سے نکل کر سوے فلک جا لگے کشتی مانند پرند کے آتش قہر و آب تیز تالاب سے

پگھلنے لگی نصف ساعت بھی نہ گذری تھی کہ وہ کشتی مع اُن سب قیدیون اور ملاح کے پگھل کر تیزاب
مین مل گئی نیست و نابود ہو گئی استخوان تک بھی اُن قیدیون کے گھل گئے سب بحر ہستی
سے پار ہو گئے حباب آسا زندگی آب تالاب مین مل گئی آب زندگانی سے ہاتھ دھو کر وہ قیدی زہل
بحر فنا مین مانند اولون کے گھل گھل کر غائب ہو گئے ایسے غرق دریائے فنا ہوئے کہ پھر نہ اُبھرے
آشنائے شناور مرگ ہو گئے قید ہستی سے ایک دم مین چھوٹ گئے زندان زندگی سے آزاد ہو گئے اس
کشتی کا مع اہل کشتی تعل پڑا نہ بالاتفوے بشعر نہ کشتی رہی وہ نہ قیدی رہے سب ستم بحر کے سب لے ایسے
ابھی صاحبقران جانب تالاب دیکھکر متحیر تھے دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ عجب تالاب و آب تالاب ہی
کہ کشتی کو مع چند قیدیون کے ایک دم مین گھلا دیا واقعی بحرین جادو نے جو کہا تھا وہی ہوا آب
تالاب محض پانی نہین ہی بلکہ تیزاب ہی اور ابر باران جادو بڑا ساحر ہے سحر و ساحری مین کامل ہی
خدا اس کے شر سے سب کو بچائے بحرین جادو نے بڑی خیر خواہی کی کہ تمکو آب تالاب مین جانے نہ دیا
اگر تم جاتے تو جو قیدیون کا حال ہوا وہی تمھارا بھی حال ہوتا کہ ایک برق کی کڑک اسقدر ہوئی
کہ تمام وہ صحرا تھرا گیا ابر کڑک کے ہوتے ہی شق ہوا بحرین جادو نے دیکھا کہ ابر باران جادو
بصد غیظ و غضب بالائے تخت سحر بیٹھا ہوا ہی پس پشت اُس کے پانچ سو سواران سحر مرکبون پر
سوار ہین آنکھین ابر باران جادو کی غصے سے سرخ ہین بلکہ روے سیاہ بھی اُس کا آتش قہر و
غضب سے سرخ ہی کف دہن مین ہی بلندی سے سوے پستی آرہا ہی ہنوز بحرین جادو وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ابر باران جادو خیمہ حفاظت کے پاس آکر آواز آدمیون کی باتون کی
سنکے متردد ہوکے دل مین کہنے لگا کہ اے ابر باران جادو جاے تعجب اور مقام حیرت ہی کہ تیرے
سحر سے اس خیمے کے آدمیون کو کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بلکہ خیمہ تک بھی آتش سحر تیری سے نہ جلا تو نے تو
اپنے سحر سے ایسے آگ کے انگارے اور بڑے بڑے پتھر مانند آسیا کے برسائے کہ یہ صحرا تمام پتھرون سے
کوہستان بن گیا ہی اور آگ کے انگارون سے ایک کوہ آتش فشان نمایان ہی جس سے تمام اشجار صحرا
جلا کر خاک کر دیے ہین اور ہوائے سحر ایسی چلائی ہی کہ اگر اس صحرا مین کوئی پہاڑ بھی ہوتا تو وہ بھی اُڑ جاتا
مگر یہ خیمہ بدستور ایستادہ رہا اور گرا نہین نہ ہوائے سحر سے اڑا نہ اہل خیمہ سے کوئی ہلاک ہوا دیکھو تو
کیا سبب ہی یہ کس کا خیمہ ہی کون اس مین ہی یہ باتین کرتا ہوا پاس خیمے کے بروے زمین آیا سواران بھی
اُسکے ہمراہ بروے زمین آکر اُس کے اشارے سے ایک جانب ٹھہرے پھر غور کرکے جو دیکھا تو
معلوم ہوا کہ گرد خیمہ تو سنگ و آتش سحر کا اثر پایا جاتا ہی مگر بالاے خیمہ کچھ اثر نشانہاے آتش سحر و سنگہاے
سحر کا مطلق نہین ہی ابھی ابر باران جادو قریب خیمہ حفاظت حیران و متردد کھڑا تھا کہ یکایک نظر اُسکی
بحرین جادو پر پڑی دیکھتے ہی پہچان کر کہا کہ اے بحرین جادو غضب کیا تم نے کہ اس صحرا مین بغیر ہماری
آگاہی کے قدم رکھا ہمکو تم سے یہ امید نہ تھی ہم تو تمکو اپنا دوست جانتے تھے مگر اب ثابت ہو گیا کہ تم ہمارے
اور ہمارے بادشاہ و شہنشاہ و خداوند کے دشمن جان ہو بربادی طلسم زلزلہ چاہتے ہو حکیم سالوس کو جو
ہماری قید مین ہی اُسے رہا کرنے آئے ہو طلسم کشا سے ملے ہو چونکہ زمانہ طلسم کشائی کا قریب ہی اسوجہ سے
برائے فتاح طلسم تمکو لوح طلسمی کے حاصل کرنے کی ضرورت ہی دیکھو چونکہ اس راز سے ہمنے تمکو آگاہ کر دیا ہی کہ
حکیم سالوس ہماری قید مین ہی اور وہ مقام لوح طلسمی سے آگاہ ہی ہر چند کہ اب جس جگہ لوح طلسمی ہی
وہان تا زہرہ بند و بست ہو گیا ہی انسان کی تو کیا مجال ہی جن اور دیو کا بھی وہان گذر نہین ہو سکتا ہی

حکیم سالوس اگر رہا بھی ہو جاتا تو لوح طلسم زلزلہ تک نہ خود جا سکتا نہ کسی کو اُس کا نشان بخوبی بتا سکتا نہ طلسم کشا لوح مذکور کو پا سکتا پس ثابت ہو گیا ہمکو کہ تم محض براے رہائی حکیم صاحب موصوف یہاں آئے تھے تدبیر تو اچھی کی تھی کہ کشتی پر چند آدمیوں کو سوار کر کے تالاب میں سوئے کہیل فولادی بھیجا تھا لیکن تدبیر تمہاری کچھ بن نہ پڑی دعاے دلی تمہارا بر نہ آیا اہل کشتی کی حکیم سالوس تک رسائی نہو سکی وہ سب ہمارے سحر سے ہلاک ہو گئے عبث تمنے چند آدمیوں کو ہمارے سحر و تدبیر سے ہلاک کرایا خود تالاب میں دلیرانہ قدم رکھا ہوتا ہمارے سحر کو دفع کیا ہوتا یا ہمسے مقابلہ کیا ہوتا میل فولادی پر زور آزمائی کی ہوتی خیر تمنے جو خلاف جادۂ دوستی تھا اُس جادے پر قدم رکھا ہو تو پھر تم ہمارے عدو ہوئے تو اب ہمسے بھی امید دوستی کی نہ رکھو خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ ہم سحر کرتے ہیں تم دفع کرو کیا فریب خیمہ کھڑے ہو ہمارے روبرو آؤ اسباب سحر سے کار دیا ترنج یا نارنج یا گولا فولادی وغیرہ ہاتھ میں اپنے اٹھاؤ اگر اسباب سحر سے کچھ پاس نہو تو ہمسے لو اسماے سحر دم کر کے نارنج ترنج کوئی تو ہمپر لگاؤ اپنی سحر و ساحری ہمیں بھی دکھاؤ سر میدان ہمسے مقابلہ کرو دیکھیں تو سہی کہ کیسے کیسے سحر تمہیں یاد ہیں نام تو تمہارا بحرین جادو ہے ذرا روانی بحر سحر بھی دکھاؤ ہمسے لڑو تو سہی دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے ہمیں بھی کوئی ایسا ویسا ساحر سمجھا ہے کہ اپنے بحر سحر میں ڈبو دو گے ہم وہ ساحر نہیں ہیں کہ جو تمہارے ورطۂ سحر میں پھنس جائیں ساحل دریاے مرگ تک پہونچ جائیں لاکھ تم بھی ساحر زبردست ہو مگر ہمارے سحر کو کیا دفع کر سکتے ہو تمہاری یہ مجال نہیں کہ تم ہمارے اس سحر کو دفع کر سکو اگر کچھ دعویٰ ہے تو سامنا کرو کیا خاموش کھڑے ہو دشمنی کے ارادے سے آئے ہو تو خدا وتا روبرو کرو پوشیدہ جو فوج ساحران ساتھ لیکر آئے تھے وہ فوج کہاں چھپائی ہے اس خیمے میں تھوڑی سپاہ معلوم ہوتی ہے انھیں ساحروں کو خیمے سے نکال کر ہمسے لڑو دیکھو ہم اکیلے ہیں کوئی دوسرا ساحر ہمارا معین و مددگار نہیں ہے یہ سوار ہمارے سحر کے پتلے ہیں در اصل یہ ساحر نہیں ہیں تم اپنے تمامی ساحروں کی جمعیت سے ہمسے لڑو جو کوئی سحر سخت تیار کیا ہو وہ سحر ہمپر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو آخر تو ہمارے ہاتھ سے جاں بر نہو گے اس صحرا سے زندہ نجاؤ گے اس دشمنی کے عوض میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہو گے دنیا سے آرزوے حصول لوح طلسم زلزلہ و رہائی حکیم سالوس اپنے دل میں لیکر جاؤ گے ہم تمسے دیر سے کہہ رہے ہیں مہلت حوصلۂ دل نکالنے کی دے رہے ہیں تامل کیا ہے آمادۂ جنگ ہو جاؤ سامنے آؤ سحر کرو اگر ہم پہلے سحر کرینگے تو پچھتاؤ گے مبتلاے سحر سخت ہو جاؤ گے پھر دفع سحر تم نہ کر سکو گے حسرت سحر کرنے کی دل میں رہ جائیگی جان تمہاری جائیگی ہمکو تمسے یہ امید ہرگز نہ تھی کہ تم اپنے لشکر ساحران کو لیکر ہمپر چڑھ آؤ گے دوست قدیم ہو کر ہمسے دشمنی کرو گے سچ ہے ہمیں سے نادانی ہوئی کہ ہمنے ہمیشہ تمکو اپنا دوست تصور کیا تمہاری دوستی پر اعتبار کیا کیونکہ بقول شاعر مصرع وفا کا لاکھ جہان میں کرے قرار کوئی نکرے کسی کی الفت کا اعتبار کوئی۔ آج سے اعتبار تمہاری دوستی کا نہ رہا دشمنی تمہاری ثابت ہو گئی اگر ہم غافل ہوشیار نگہبان و خبردار زندان حکیم سالوس نہوتے اور اس جگہ موجود نہوتے تو غضب ہی ہو جاتا نہیں معلوم تم کیا مکر و تدبیریں کرتے کسی نہ کسی طور سے حکیم سالوس کو یہاں سے رہا کر کے لیجاتے ہمکو [illegible] شہنشاہ ساحران کرتے دنیا میں ذلیل و رسوا کرتے حکیم سالوس سے دریافت کر کے لوح طلسم زلزلہ تک طلسم کشا کو لے کر جاتے بعد حصول لوح [illegible] طلسم کشا ہو کر طلسم زلزلہ کی بربادی و تباہی کرتے خیر ہوئی کہ ہم یہاں موجود تھے ہمیں تمہارے یہاں آنے کا بھی خیال نہ تھا نہ تمہاری دشمنی کا اندیشہ تھا افسوس ہزار افسوس ہم ملت و ہم مذہب ہو کر ہمسے دعوی دوستی کر کے تم نے

خصومت کی نتیجہ اس عداوت کا اب یہ ہوگا کہ تمھین قتل کرکے سر تمھارا تن سے جدا کرکے پاس شاہ
طلسم زلزلہ کے ہم لے جائین گے تمام حال دشمنی کا اُس شہنشاہ ساحران سے بیان کرین گے وہ
بھی غالبا ایسا غضبناک ہوگا کہ بڑے نامی ساحرون سے کسی ساحر کو سوے بحر نیہ روانہ کرکے بحر نیہ
کو بحر سحر مین غرق کر دے گا کوئی اہل بحر نیہ سے زندہ نہ چھوٹے گا اے بحرین جادو واگاہ ہو کہ
تمنے جو ہمسے دشمنی کی ہی فوج اپنے ساحرون کی لیکر ادہر آئے ہو سمجھ لو کہ خود اپنے پاؤن سے
اپنے جاے مرگ پر آئے ہو یا قضا تمھاری خود تمکو کشان کشان یہان تک لائی ہی یہ تمام تقریر
ابر باران جادو نے عالم غصہ مین کرکے کارد سحر اٹھاکے کہا کہ اے بحرین جادو اب بھی جو سحر
کرنا ہو وہ کرو مقابلہ و مجادلہ سحر و ساحری مین ہمسے کر لو ورنہ یاد رکھو اور یقین جانو کہ اس کارد سحر
سے ہم تمھین ہلاک کرین گے بحرین جادو نے مسکرا کر جواب دیا ع+ انچہ از دوست میرسد نیکوست
اچھا بہتر و مناسب یہی ہی کہ دوست کو کارد سے ذبح کیجیے کارد سحر کا وار کیجیے صاحب ہمسے آپ عقلمند
ہین خوب سمجھا کہ ہم برائے دشمنی و عداوت ادہر آئے ہین حکیم سالوس کی رہائی کی غرض سے
اس صحرا مین وارد ہوے ہین واہ واہ نیکی برباد گنہ لازم سچ کہا ہی کسی نے کہ نادان و نافہم کی
دوستی مین ضرر ہوتا ہی یہ تو نہ پوچھا کہ بعد ایک مدت کے کیون آئے مزاج کیسا تھا نہ یہ خیال کیا کہ
بحرین جادو دوست قدیم ہمارا بے سبب و بے وجہ یہان نہ آیا ہوگا ذرا دریافت تو کرین کہ
کیون آیا ہی کیا کام اس کو ہمسے درپیش ہی اگر خیال کیا بھی تو بدخیال کیا دوست کو اپنا دشمن تصور کیا
بلکہ یقینا اپنا دشمن جان کر آمادہ جنگ ہوے وہ کلمات اپنی زبان پر جاری کیے کہ جو دل شکن تھے
اور صدمہ رسان تھے ہمکو تمسے اے ابر باران جادو یہ امید نہ تھی خوب تمنے حق دوستی ادا کیا
بے سمجھے ہمکو اپنا دشمن جان سمجھکر کلمات نامناسب اپنی زبان پر جاری کرکے کارد سحر اٹھائی ارادہ
ہمارے ہلاک کرنے کا کیا ہمکو رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے کیا غرض لوح طلسم زلزلہ کے حاصل
کرنے کی فکر سے کیا مطلب شہنشاہ ساحران یعنی مالک و حاکم طلسم زلزلہ سے دشمنی کرنے کی کیا وجہ
بربادی طلسم زلزلہ سے ہمین کیا فائدہ ہم تمھارے اور شاہ طلسم زلزلہ کے دوست و خیرخواہ ہین
یا عدوے جان و مال ہین بوجہ ہم ملت و ہم مذہب ہونے کے تمسے اور تمھارے شہنشاہ سے
بہ نیکی پیش آئین گے یا بدشمنی تمسا کوئی شخص دنیا مین دشمن فہم و عقل و بدنفس نہوگا ایسی قدر اپنے
دوست کی کون کرے گا جیسی عزت و توقیر تمنے ہماری کی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند
ہمنے تو محض تمھاری دوستی و خیرخواہی سے کتب مین زمانہ آخر طلسم زلزلہ کا حال دیکھکر طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے ادہر راہ دور و دراز سے آنا گوارہ کیا ہنوز ہمنے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کا
تحفہ بھی پیش نہ کیا تھا کہ تمنے ہمکو اپنا دشمن جان کر ارادہ ہمارے قتل کا کیا اگر یہ کہو کہ اپنے آنے سے
ہمین آگاہ کیون نہ کیا جواب اس کا یہ ہی کہ ہمکو ابکی مرتبہ یہی منظور ہوا کہ چند آدمی ایک کشتی پر سوار
کرکے اس تالاب مین بھیجین اس عنوان سے اپنے آنے کی اطلاع تمکو دین علاوہ اس کے ہمکو امتحان
دوستی لینا منظور تھا انھین وجوہ سے ہمنے اپنے آنے کی بذریعہ نامہ اطلاع نہین دی کیا معلوم تھا
کہ تم ہمسے اس طرح پیش آؤ گے خیر جو کچھ تمنے ہماری نسبت خیال کیا اور جو کچھ زبان سے کہا بہت
خوب کیا یہی مناسب تھا مگر ہمکو اس امتحان سے حال دوستی ظاہری تمھارا معلوم ہو گیا ہم سمجھ گئے
کہ تم ہمارے دشمن جان ہو دوست نہین ہو ہمنے بڑی نادانی کی کہ تم ایسے دشمن سے یہ دوستی کی

کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے تمھارے پاس لائے آیندہ کسی طور سے تمسے دوستی نکرینگے
دشمن ہی تمکو تصور کیا جائیگا ہمنے تو طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو بہزار دشواری و محنت و کوشش
باین خیال اسیر کیا تھا کہ یہ تحفہ لاجواب تمھاری نذر کرینگے تم خوش ہوکر اپنے بادشاہ کے پاس
لیجاؤگے وہ تمکو اپنا بہت خیرخواہ جانکر خلعت و انعام کثیر دیگا تمھارا احسانمند ہوگا طلسم زلزلہ
فتح ہونے سے محفوظ رہیگا طلسم کشا کو قتل کرائیگا لیکن تمنے بوجہ بدنفسی و نافہمی کے ہماری
دوستی و محنت و کوشش پر نظر نہ کرکے دشمن اپنا تصور کیا خیر اب ہم جاتے ہین طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کو بھی لیے جاتے ہین بحر نیہ مین پہونچکر چھوڑ دینگے قید سے رہا کر دینگے تمسے ترک ملاقات و دوستی
کرینگے یہ کہکے اپنے ساحران ہمراہی سے کہا کہ اے خیرخواہو سامان یہان سے چلنے کا کرو خیمہ وغیرہ
اسباب کو اٹھا کر تخت سحر پر رکھو طلسم کشا کو جس طرح یہان لائے تھے اسیطرح لے چلو ابر باران جادو نے
یہ تقریر بحرین جادو کی سنکے بہت نادم و منفعل ہوکے بہت عذر نافہمی و غلط خیالی اپنی کا کرکے کہا کہ
اے دوست صادق مین اس ہماری بے اعتنائی و بدزبانی کی خطا کو عفو کرو ہمین اس حال سے
آگاہی نہ تھی غصے مین کچھ خیال تمھاری دوستی کا نرہا بے اختیار کلمات خلاف شان تمھارے ہمنے
اپنی زبان پر جاری کیے سخت صدمہ تمکو پہونچایا جو خیال تمھاری نسبت نہ کرنا تھا وہ کیا سخت نادانی
و بیوقوفی کی اپنی نافہمی سے نادم و منفعل ہوے اب رنج و ملال دل سے دور کرو آؤ ہمسے
گلے ملجاؤ ہمسے رنجیدہ ہوکر نجاؤ تم بھی ہمکو جو کچھ چاہو کہو سزا ہماری نافہمی کی اور بدنفسی کی ہمکو دو ہم
نہایت تمسے نادم ہوے افسوس ہمنے عالم غصہ مین تمکو کلمات سخت کہے تم ایسے دوست کو اپنا دشمن
خیال کیا واقعی تم ایسا دوست کون ہمارا دنیا مین ہوگا کہ جو ایسا خیرخواہ ہو کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کو بصد فکر و کوشش واسطے ہمارے بہبودی و ناموری کے اسیر کرکے ہمارے پاس لے کر آئے
اے بحرین جادو تمنے ہمپر بڑا احسان کیا ہی ایسی دوستی ہمارے ساتھ کی ہی کہ کوئی دوست
اپنے دوست سے دنیا مین نکریگا تمنے اسیری طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کی خبر خوش ایسی سنائی ہی
کہ خوشی و خرمی سے ہمارا غنچہ دل شگفتہ و باغ باغ ہوگیا ہی اس تمھاری نیکی کرنے سے شہنشاہ
ساحران جہان یعنی بادشاہ طلسم زلزلہ ہمسے ایسا شادمان ہوگا کہ جو کچھ وہ ہمین انعام مین دے
وہ کم ہی اگر تمامی اپنے طلسم کا ہمین مختار کار کردے تو عجب نہین اے دوست صادق مین تمنے
عجب کار نمایان کیا ہی کہ کوئی ساحر بہ دلیری و بہادری ایسا کام نہین کر سکتا یہ کہکر درمیان خیمہ
حفاظت نظر کرکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سلاسل مین اسیر دیکھکر از حد شادمان
ہوکر نہایت گرمجوشی سے ہاتھ بحرین جادو کا پکڑکر کہا کہ اے حبیب واثق ہمسے اب تو رنجیدہ نہین ہو
ہمنے اسقدر تمسے ،، کیا ہی کہو تمنے ہماری تقصیر عفو کردی یا نہین بحرین جادو نے پہلے اپنے
دل مین کہا کہ صد شکر کہ یہ نابکار تمھارے دام فریب مین آگیا تمھین اپنا دوست سمجھا اب یہ نابکار
کہان بچکر جا سکتا ہی یہ میرے دام فریب مین کیا آیا ہی گویا اسکی اجل آئی ہی بعدہ مسکرا کر کہا کہ
اے مہربان ابر باران جادو خیر تمھارے عذر کرنے سے ہمارے دل سے رنج و ملال دور ہوگیا
یہ کہکے جلد تر ایک بارگاہ برپا کرا کر فرش و کرسی و مسہری وغیرہ اسباب ضروری راحت و آرام
سے آراستہ کرا کر ابر باران جادو کو اسی بارگاہ مین لاکر بٹھایا پھر خود بھی برابر اسکے بیٹھا
ابر باران جادو نے کہا کہ اے دوست ہم شکریہ تمھارا ادا نہین کر سکتے نہ حسب دلخواہ تمھاری

خاطر و دعوت و ضیافت بیان کر سکتے ہیں مگر حتی الامکان دعوت تمہاری کی جائے گی چند روز تک تمکو یہاں قیام پذیر ہونا پڑے گا بعدہٗ ہم تم ساتھ ساتھ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بحالت اسیری خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں لے چلیں گے بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمیں تمہارے ساتھ چلنے میں تو کچھ عذر نہیں ہی الا ہم چاہتے ہیں کہ ایکی مرتبہ ہم تمہاری دعوت و ضیافت کریں جس طرح تمنے ہدیہ و تحفہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا قبول کیا ہی اسی طرح دعوت و ضیافت بھی منظور و قبول کرو ہمکو خوش و مسرور کرو حالانکہ یہ امر خلاف قاعدہ ہی کہ ہم ہی تمہارے پاس آئیں ہم ہی تمہاری دعوت و ضیافت کریں مگر خوشی ہماری اسی میں ہی کہ دعوت و ضیافت بالفعل ہماری تم منظور و قبول کرو ابر باران جادو نے کہا کہ اے مخلص خالص من تمنے ایسا ہمیں خوش کیا ہی کہ اس خوشی میں ہمیں تمہاری ہی خوشی منظور ہی بحرین جادو نے یہ سنکے خوش ہو کر اس کے پاس سے بحیلہ فکر و تدبیر و بہ حکم تیاری طعامہائے دعوت و ضیافت وغیرہ اٹھکر خیمہ حفاظت میں کہ بارگاہ سے کچھ دور تھا جا کر صاحبقران سے عرض کیا کہ آپنے ملاحظہ کیا میں نے ابر باران جادو کو کیونکر دام فریب میں اپنے پھنسایا ہی یہ عرض کر کے خواجہ طیفور کر دیا تے کچھ سرگوشی میں کہا خواجہ نے اقرار کر کے کہا ہاں ممکن ہی تم ابر باران جادو کے پاس جاؤ ہم درستی تمہارے کام کی جست خواہ کرتے ہیں بحرین جادو نے خواجہ طیفور کر دیا تے کچھ کہہ سنکے اپنے ملازمونکو حکم تیاری طعامہائے لذیذ دے کے خیمہ حفاظت سے نکل کر پاس ابر باران جادو کے جا کر کہا کہ اے دوست خالص من اگر تمنے ہماری دعوت و ضیافت قبول کر کے ہمیں خوش کیا ہی تو ہم بھی دوسرا ہدیہ ایسا تمہیں دیکے خوش کریں گے کہ تم کثرت خوشی سے اپنے جامے میں نہ سما سکوگے وہ ہدیہ خاص ہم تمہارے واسطے لائے ہیں عجیب نایاب ہدیہ ہی کہ جس کے دیکھنے سے بہت خوش ہوگے ابر باران جادو نے پوچھا کہ وہ ہدیہ کیا ہی بحرین جادو نے جواب دیا کہ بعد اکل و شرب و میخواری وہ ہدیہ مرغوب دل تمہارے آگے آئے گا اس کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ خود ہی اس ہدیے کو دیکھ لوگے اور مقر ہو گے کہ ہاں یہ ہدیہ دلپسند ہی ابر باران جادو یہ سنکے خاموش ہوا بحرین جادو نے ان نازنینوں میں سے جو کہ ہمراہ لشکر آئی تھیں ایک نازنین سبزہ رنگ خوش گلو کو طلب کیا وہ خوبرو حسب الطلب مع اپنے سازندوں کے بارگاہ میں آئی باران جادو و بحرین جادو کو باادب و ناز و انداز سلام کر کے کھڑی ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ مطربہ ناچنے لگی ابر باران جادو و بحرین جادو رقص اس کا دیکھنے لگے جب وہ نازنین رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی۔

غزل

ہوئی جب سے محبت اک حسین سے	نہیں مطلب ہمیں دنیا و دین سے	تلاش عاشق جادو اگر ہے
تو ان کو چاہیے ملنا ہمیں سے	وہ بجلی کی چمک سے کیوں نہ چھپیں	منشا ہو یہ آہ آتشیں سے
جہاں پر دفن ہیں کشتے تمہارے	قیامت سر اٹھائے گی وہیں سے	عذاب گور سے ہو صاف ثابت
مقابل آسمان کب ہی زمین سے	تری فرقت میں اے ظالم یہ ہی حال	ڈھلکی رہتی ہیں آنکھیں آستین سے
اگر وہ بت جھلک اپنی دکھا دے	نہ سنبھلے دین و ایمان اہل دین سے	برا ہو اس ہجوم بیخودی کا
کہا سب حال دل کا اس حسین سے	چھپا جاتی نہیں درد نہان کی	ہوئی الفت جو اک پردہ نشین سے

فنا ہو جائے سنبھلے ہیں اے ستمگر جو دس بیس اور آ جائیں ہمیں سے

باران جادو کہ عاشق مزاج تھا بعض بعض اشعار غزل مندرجہ کو پسند کر کے تعریف کرنے لگا نازنین مذکورہ اشعار غزل بعد ناز و ادا بتا بتا کے گانے لگی ہر دو ساحران بزم اس کے رقص و نغمے سے

خوش ہونے لگے اس اثنائے مین طعام دعوت تیار ہوا ملازمون نے اجازت حاصل کرکے دسترخوان
حسب قاعدہ بچھاکر طعام لذیذ نفیس ولطیف ظروف مین لاکر بالاے دسترخوان رکھا پھر باران
جادو وبحرین جادو آفتابے مین ہاتھ دھوکر باہم طعامہاے مذکور تناول کرنے لگے خدام آب سرد
پلانے لگے جب دونون اکل وشرب سے سیر وسیراب ہوچکے پھر آفتابے مین ہاتھ دھوکر بیٹھے اسوقت
بحرین جادو نے کشتی شراب کی طلب کی ملازم فی الفور کشتی شراب ناب لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی
گلبدن شیشہ مو سے ساغر بلورین مین شراب تند بھر بھر کر ابر باران جادو وبحرین جادو کو جام
مے ناب دینے لگا دونون ساحران مذکور بصد خوشی شراب پینے لگے بعد میخواری باران جادو نے
بحرین جادو سے کہا کہ اے مخلص خالص من اب تو ہم تم آب وطعام سے بھی سیر وسیراب ہوچکے
میخواری سے بھی لطف اٹھا چکے آفتاب بھی غروب ہوا مگر وہ ہدیہ ابھی تک تمنے نہین دیا ہم اس
تحفے کے بہت مشتاق ہین جاؤ جلد اسے لاؤ ہمین دکھاؤ بحرین جادو نے کہا کہ جاتا ہون اس تحفہ بے مثل
وبے نظیر کو تمہارے سامنے لاتا ہون یہ کہکے بارگاہ سے اٹھکر اسی خیمۂ حفاظت مین گیا خواجہ
طیفور کردیا اتنی دیر مین بصورت زن حسین وحور لقا بن چکے تھے زیور جواہر نگار طلائی ونقرہ
سر سے تا پا مع لباس رنگین ونفیس قیمتی پہن چکے تھے ولسوز بن جانسوز بن مہتر قران ودیگر
عیاران کو جن کو زنبیل مین ڈال کر لائے تھے نکال چکے تھے طبلے سارنگی منجیرے وغیرہ ضروری
سازان کو دے چکے تھے مستعد بیٹھے ہوے تھے بحرین جادو دیکھتے ہی نازنین مذکورہ کو متحیر ہوکر
صاحبقران وغیرہ سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ نازنین کہان سے آئی ہے خواجہ طیفور کردیا کہان ہین
صاحبقران نے بھی باشارہ جواب دیا کہ یہی نازنین جس کو تم دیکھ رہے ہو خواجہ طیفور کردیا ہین
بحرین جادو نے اپنے دل مین کہا کہ خواجہ بھی عیار بلاے روزگار ہین ایسی زن جمیلہ وحور
صورت بنے ہین کہ مین نے نہ پہچانا یہ باتین بجاے خود کرکے کہا کہ اے نازنین مہ جبین روبروے
باران جادو چل رقص ونغمہ کرا ایسا کمال اپنا دکھا کہ دُر آرزو تیرے ہاتھ آئے نازنین نے
جواب دیا کہ دیکھنا کیسا اپنا ہنر وکمال دکھاتی ہون کہ تمکو حیرت ہوجائے مدعائے دلی بر آئیگے
یہ کہکے مع اپنے سازندون کے اٹھی ہمراہ بحرین جادو کے ایسی رفتار معشوقانہ سے راہ طے کرنے لگے
کہ دیکھنے والون کے قلوب مانند حنا پامثل سبزۂ پا مال ہوگئے اکثر نا واقف حسن وجمال پر
نظر کرکے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگے بعد قطع راہ بارگاہ مین روبروے باران جادو پہونچی
حسن وجمال اپنا ناز وادا وعشوہ وغمزہ دکھاکر شرم وحیا سے ابر باران جادو کی طرف سے روگردان
ہوئی ابر باران جادو اس کی صورت کو دیکھتے ہی بہزار دل اسپر شیفتہ ہوگیا اشتیاق وصل
دل مین پیدا ہوا بحرین جادو نے پوچھا کہ کیون مہربان یہ ہدیہ مرغوب طبع ہوا یا نہین اس نے
آہستہ جواب دیا کہ اے دوست واقعی کیا تحفہ بے مدیل تم ہمارے واسطے لائے ہو کہ اس کی تعریف
نہین ہوسکتی ہے ایسی نازنین خوب رو روے زمین پر نہوگی حسن مین بے نظیر جمال مین لاثانی رفتار مین
غیرت رفتار طاؤس طناز ہے واقعی نازنین نقلی مذکورہ ایسی ہی تھی کہ بمصداق مضامین اشعار ہذا - اشعار

مثل رکھتی نہ تھی وہ دنیا مین	سیکڑون اسکی تھے تمنا مین	خوبصورت جو تھی سوا وہ حسین	چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
اسکے عارض سے جسنے کھایا داغ	لاکھون ہی مہ وشون نے پایا داغ	تیغ ابرو تھا جان بسمل	ایک عالم کی وہ بنی قاتل
آنکھ نرگس سے جب لڑائی تھی	پائون اس کا بھی لڑکھڑاتی تھی	باغ مین غم سے ہوتی تھی وہ خم	شرم سے ہوتا تھا عجب عالم

شجر باغ نوجوانی تھی | گل گلزار کامرانی تھی
صفت شعلہ تھی سراپا نور | شمع قامت مین تھی تجلی طور
نور عارض تھا برق خرمن ہوش | زلف دام بلا سے تھی ہمدوش
تھی نظر بین تھی رہزن دل و ہوش | تیر مژگان اجل سے ہم آغوش

ہوش پر تھی بہار حسن شباب | گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
تھی جبین آفتاب صبح بلور | موے سر مشک و دود شعلہ طور
شوخ چشمی عیان تھی چتون سے | سحر کرتی تھی چشم پرفن سے

جب ابر باران جادو نے نظر سحر ڈال کر اور نازنین مذکورہ کو دیکھکر اس پر عاشق و فریفتہ ہوکر تعریف اس کے حسن و جمال و خوبی کی بحرین جادو سے کرکے اس کی دوستی کا مقر ہوکے اظہار اپنے مائل ہونے کا کیا پھر بحرین جادو نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ یہ تحفہ بھی تمھارے دل کو مرغوب و پسند ہوا ابر باران جادو نے کہا کہ اے محب صادق یہ تحفہ تو تمنے ہمین ایسا دیا ہی کہ ہمکو بہت خوش کیا ہم تمھارے ممنون احسان ہوے دوست ہو تو تم ایسا ہو ہدیہ ہو تو ایسا مرغوب طبع ہو اب چاہتا ہون کہ یہ دلربا میری طرف رخ کرکے رقص و نغمہ کرے جمال بھی اپنا ہمین دکھاتی جائے رقص و نغمہ بھی کرتی جائے اسوقت صورت مرغ بسمل دل اپنا بیتاب ہی اس کے ناز و انداز و ادا نے ہمین مارا ہی بحرین جادو نے نازنین نقلی سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا حالانکہ ناز و انداز شوخی و شرارت و شرم و حیا و ظلم و جفا و جور و بے اعتنائی طریقہ خوبرویان ہی علی الخصوص تیرا شعار ہی لیکن انتہا ہر شے کی ہوتی ہی بس زیادہ ناز و ادا شرم و حیا شوخی و شرارت نہ کر ہمارے دوست خالص ابر باران جادو تیرے رقص و نغمے کے مشتاق ہین علاوہ اس کے طالب دیدار بھی ہین اس طرف رخ انور اپنا کر اچھی طرح حسن و جمال اپنا ہمارے محب خالص کو دکھا گانا اپنا سنا رقص اپنا دکھا اس طرح رقص و نغمہ کر کہ ہمارے دوست کو پسند آئے دل ان کا خوش ہو جائے اگر یہ شادان ہوے تو پھر باعث تیری بہبودی کا ہوگا عزت و آبرو تیری بڑھے گی دولت بے انتہا تجکو ملے گی ان کی خوشی پر تجھے عمل کرنا ضرور ہی یہ ہمارے دوست ہین ان کی خوشی گویا ہماری خوشی ہی نازنین مذکورہ نے بحرین جادو کے کہنے سے بصد شرم و حیا و ناز و ادا جانب ابر باران جادو رخ اپنا کیا سازندون نے ابر باران جادو سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ اے خداوند نعمت ذرا اس گل رعنائے بوستان خوبی و سرو حدیقہ محبوبی کو نظر بد سے نگاہ رکھیے کہین پسند کر لیجیے گا یہ دُر ناسفتہ ہماری تونگری کا سہارا ہی یہ وہ گوہر ہی کہ لاجواب ہی دنیا مین یہ نازنین انتخاب ہی ہم لوگ اس کے دعاگو اور خیرخواہ ہین اسی کے سبب سے روٹی پیٹ بھر کر کھاتے ہین خلعت و انعام و زر تونگرون سے پاتے ہین عاشقون کی خواہش سے ہمیشہ اسے بچاتے رہتے ہین اور یہ کہتے ہین مطلع

نگاہ بد سے اور مکر و دغا سے | خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

ابر باران جادو گفتگوے سازندہ نازنین مذکورہ سنکے مسکرایا سازندون کو کچھ جواب نہ دیا سازندون نے حسب ایما نازنین مذکورہ سازون کو حسب دلخواہ درست کیا کیونکہ ہر ایک سازندہ ایسا تھا کہ بمصداق این اشعار — اشعار

نور کا تھا ہر ایک سازندہ | سحر کار ایک اک نوازندہ
وہ کمک پائین کی و طبلے کی تھاپ | اور وہ سارنگیون کے سُر کی ملاپ

جب سازندے سازونکو درست کرکے سازندہ و مساز بجانے لگے نازنین مذکورہ نے ہاتھ اپنے براے رقص اٹھائے سازندون نے بھی سرون مین اس کا ساتھ دیا غرضکہ اس عنوان و حسن و خوبی سے وہ نازنین رقص کرنے لگی کہ بمصداق مضامین اشعار

تلچھنے مین اگر اٹھایا ہاتھ | سازنے بھی دیا سرون مین ساتھ
ٹھوکرون سے جگ کیا پامال | وہین اٹھا مہین پیاز رومال | لیا توڑا تو کر دیا بسمل

بچھ گیا پاؤن کے تلے ہر دل
کیا دمِ رقص ٹھاٹھ بانکا تھا
کچھ نہ تھی اُس کو حاجتِ مشعل

ٹھاٹھ تھا اُس پری کا آفتِ ہوش
طرز طاؤسِ بوستان کا تھا
راس چپ مشعلون کا یون انداز

سر سے پا تک تھی وہ گلابی پوش
دونون عارض تھے غیرتِ مشعل
جیسے کھولے پری پہ پروانہ

ابر باران جادو بصد خوشی و رغبت رقصِ نازنین مذکورہ دیکھکر بار بار تعریف کرنے لگا نازنین مسطورہ نے حالتِ رقص مین یہ غزل شروع کی ✦

غزل

دیکھتا پھر وہ نہ بھولے سے اُٹھا کر آئنہ ۔ گر بنا تا میری خاطر سے سکندر آئنہ
موت کی صورت نظر آتی ہے مجھ جانباز کو ۔ صاف روشن ہے کہ ہے قاتل کا خنجر آئنہ
شاید اُس کم سن کو میرے دل کا کچھ دھوکا ہوا ۔ سیکڑون ٹکڑے کیے اُس نے پٹک کر آئنہ
میری آنکھون مین نظر آتا تھا وہ کافر ضرور ۔ ہاتھ سے میرے نہ چھوٹا زندگی بھر آئنہ
یہ مرا مطلب نہین تم شب کو تھے دشمن کے گھر ۔ اپنی صورت تو ذرا دیکھو اُٹھا کر آئنہ
تیری صورت کے تصدق تیرے جلوے کے نثار ۔ جام سمجھا جم مرے دل کو سکندر آئنہ
تیرے جلوے کے مقابل کس کا جلتا ہے چراغ ۔ ہو نہین سکتا مرے دل کے برابر آئنہ
طرفہ حیرت ہے تمھارے عکسِ عارض سے مجھے ۔ تو نظر آتا ہے آئینے کے اندر آئنہ
سنگ در کو دیکھ لیتا ہون تو پس جاتا ہون مین ۔ ہو گیا رفتار سے اُس بت کے پتھر آئنہ
عشق تیرے رخ کا عالم بھر کو ہے جلتا ہون مین ۔ دیکھلے اب تو نظر آتا ہے گھر گھر آئنہ
تیری زینت سے نہایت رشک ہوتا ہے مجھے ۔ دل مین رکھ لیتا ہے عکسِ روے انور آئنہ
دیکھتا ہون اپنی بھی آنکھ اُس کا جلوہ دیکھکر ۔ رکھتا ہون سینے مین دل سینے سے باہر آئنہ
نازکی تیری عیان ہے تیرے خوابِ ناز سے ۔ عکس آئینہ ہے تو اور تیرا بستر آئنہ
ہے یہ کیا اندھیر وہ جلوہ مہ و خور مین نہین ۔ بنگیا ہے میری قسمت کا ہرا اختر آئنہ
طور پر دیکھا تھا جلوہ اُس کا موسیٰ نے کلیم ۔ آنکھ رکھتا ہو تو ہو جاتا ہے پتھر آئنہ

ابر باران جادو و سحرین جادو دونون اشعار غزل بھی سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے لحن داؤدی گانے لگی ساحران مذکور اُس کے پُرتاثیر گانے سے عالم وجد مین جھومتے اور بارگاہ سے سر ٹکرانے لگے گاہ آہ کبھی واہ لب پر لانے لگے اُسوقت نازنین کے رقص تھمنے سے ایک سمان بندھ گیا کیونکہ درحقیقت رقص و نغمہ اُن کا ایسا ہی تھا کہ بمصداق مضامین این اشعار ، اشعار

دیکھکر اُس کے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہے
حور کو ایسی وہ ٹھسک بھائے
وجد کرنے لگا تدرو ادا
سننے والون کے کھنچے یہ ہاتھ
ڈھاڑی کہتے تھے اے علی کی امان
جس کو تیوری بدل کے بتلایا
جائے سبزہ دلون کو روند گئی

ساکنِ خلد کہتے تھے باہم
ناچ اُس گل کا لاکھ اُڑائے پری
دامن پھیر دل سمٹ جائے
ناز سے سینہ پر جھکے الٹا ہاتھ
دم پھیر کا تھا ہر ادا کے ساتھ
کب وہ مست ادا بتاتی تھی بھاؤ
وہین تیورا کے اُس کو غش آیا
ناچنے والیون کا ہوا توڑا

بزمِ انسان مین حور رقصان ہے
پھر وہ چیتون کہان سے لائے پری
ناچی اس طرح گت وہ بادِ صبا
گائی وہ کافر ادا کے ساتھ
جب وہ لیتی تھی کوئی اونچی تان
حسن کے جنس کا بتاتی بھاؤ
برق آسا نظر مین کوندی تھی
سنتری نے بتا دیا تیوڑا

ایسی حالتِ رقص و نغمہ مین نازنین اشعارِ غزل مندرجہ بالا بتمام و کمال گا کر ختم کیے

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون مست و مدہوش ہوگئے کچھ دین و دنیا کا ہوش نرہا مسطر یہ یہ حال اہلِ انجمن کا دیکھکر ٹھہر گئی بعد تھوڑی دیر کے ساحران مذکور کے ہوش و حواس درست و بجا ہوے ابر باران جادو نے از حد تعریف کرکے کہا کہ اے جان من اسوقت رقص و نغمے سے تیرا بازر ہنا میرے دل کو شاق ہی چاہتا ہون کہ دوسری غزل عاشقانہ گا تجکو انعام کثیر دونگا سازندون نے عرض کیا کہ اے جم تبہ فریدون فر ہم زر کثیر و جواہر بیش قیمت شاہون اور شہریارون سے جب پاتے ہین اسوقت کمال اپنا دکھاتے ہین اور دلربا ے خوش آواز بھی اُسی ہنگام مین کمال علم موسیقی اپنا دکھاتی ہی جب حسب دلخواہ انعام پاتی ہی وعدہ وعید سے ہم لوگ مطمئن و خوش نہین ہوتے ہین اسوقت وہ کمال و ہنر ہم سب نے اس بزم مین دکھایا ہی کہ اگر کسی شاہ و شہریار یا کسی اہل فن یا قدردان کے سامنے یون رقص و نغمہ کرتے تو وہ مالامال کر دیتا زر و جواہر سے ہمارے دہنون اور ہمارے سازون کو بھر دیتا ناقدرون کے آگے رقص و نغمہ کرنا عبث ہی ابر باران جادو نے تقریر سازندون کی سنکے فی الفور اپنے گلے سے وہ موتیون کا ہار کہ جس کی قیمت کی انتہا نہین تھی اتار کر اپنے ہاتھ سے نازنین کو دے کر کہا کہ اے مہ جبین بالفعل تو یہ انعام لے بعدہ اور انعام تجھے دونگا نقد دل کے دینے مین بھی عذر وانکار نکرونگا جو کچھ تو مانگے گی دونگا مگر ایک غزل اور بناز و ادا اسی خوش آوازی سے گا کہ مجھے سنا نازنین نے مسکرا کر وہ ہار موتیون کا اُس کے ہاتھ سے لے کر اپنی کمر تک لا کر غائب کر دیا بعدہ یہ غزل اُس نے شروع کی

غزل

لگا کر دل بتِ پردہ نشین سے
جلایا ہمنے آہِ آتشین سے
موے پر بھی نہ نکلی حسرت دید
ملایا آسمان ہم نے زمین سے
نہ پہونچے ہاے جب پایہ اثر تک
کہین ہان اُن تو کرے ظالم نہین سے
اگر کر وہ جو لٹکے ہین دم نزع
صدا رونے کی آتی ہی کہین سے
جب انگڑائی مین دونون ہاتھ اٹھے تھے
فلک جھکجھک کے ملتا ہی زمین سے
وہ دروازے تلک آکر آپ سے جاہین
ہو لکھم دیدۂ اہلِ یقین سے
کھو گیا کنج تنہائی مین دیکھا
قیامت تک دلِ اندوہگین سے
اگر دیکھین تری محشر خرامی
کمندِ آہ بس ہوئے وہین سے
نگاہِ ناز نے جس دل کو تاکا
سناتا ہون نگاہِ واپسین سے
کسی دن مہربان ہو جائے ہم پر
دوپٹہ ہٹ گیا ہوتا کہین سے
پس مردن ہماری بات رکھ لو
کوئی دل دینے آیا ہی کہین سے
لگے ملکر بتِ ناز آفرین سے
شبِ غم مین چراغِ داغِ ہجران
یہ پوچھین گے کسی خلوت نشین سے
غبارِ دل نہین دود فغان ہین
قدم اٹھ اٹھکے لین فتنے زمین سے
نکل آئے گا پہلو وصل کا بھی
نشانہ اڑ گیا اُس کا وہین سے
دلِ غمگین جدا جانے کہان ہی
ذرا کہدو نگاہِ خشمگین سے
وہ سرکش تم ہو کچھ جس مین تمھارے
اٹھا لو پھول دستِ نازنین سے
جگر تم بھول جاتے ہو خدا کو

ابر باران جادو و بحرین جادو دونون بگوش دل سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے حالتِ رقص مین گانے لگی یہانتک کہ بحرین جادو بہت خوش ہو کر مبہوت ہوگیا گاہ وجد مین جھومنے لگا مگر ابر باران جادو کا تو عجب حال ہوگیا بار بار بے اختیار ہر شعر کو سنکے بیحد تعریف کرکے قلب و جگر پہ ہاتھ رکھکر کہتا تھا کہ اے نازنین اُف اُف تو نے مار ڈالا دل و جگر تو نے حالتِ رقص و نغمہ مین اپنے تیرہاے ناز و ادا سے ایسے زخمی کر دیے کہ جن کا مندمل ہونا ممکن نہین تیرا کیا کہنا دنیا مین بے مثل و نظیر ہی نہ مانند تیرے کوئی خوب رو ہی نہ مثل تیرے کوئی مطرب خوش گلو ہی خوش آوازی

بلبل بھی تیرے آگے ہیچ ہی کیا پاکیزہ تیرا گلا ہی کیا اچھی تان لیتی ہی کیا بانکی تیری چتون ہی تونے
حالتِ رقص مین میرے دل کو مانند سبزہ روند ڈالا اس صورت و حسنِ زیبا پر یہ آواز و یہ کمالات
علم موسیقی مین نے تجھی مین پائے ہین تو بھی مجمع خوبی و کمال ہی دراصل تیرا ثانی کمالات علم موسیقی
و حسن و جمال مین کوئی نہوگا کبھی اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے ابر باران جادو تو بھی کیا خوش تقدیر
ہی کہ گھر بیٹھے ایسا معشوق خوب رو و خوش جمال عدیم المثال بذریعہ دوست بحرین جادو دستیاب
ہوا اگر اپنی خوبی مقدر پر فخر و افتخار کرون تو بجا ہی اور جسقدر بحرین جادو کی دوستی و محبت قلبی کا
شکر کرون وہ کم ہی حیف تیری نادانی پر کہ تونے اپنے ایسے دوست کو اپنے خیالات بد اور بد باطنی
سے کلمات نامناسب کہے تھے اگر بجائے بحرین جادو اور کوئی ہوتا تو وہ کبھی تجھسے صاف دل
نہوتا دوست ہوکر دشمن جان تیرا ہو جاتا بلکہ حتی الامکان تجکو اسیوقت مار ڈالتا نام و نشان تیرا
پیوند خاک کر دیتا واقعی بحرین جادو دوست صادق ہی میری ایسی بد باطنی پر بھی اُس نے
چندان توجہ نہ کی اور صرف کچھ عذر کرنے سے دل اُس کا تجھسے صاف ہوگیا گرد ملال اُس کے
آئینہ دل سے دور ہوگئی کوئی دوست دنیا مین کسی کا ایسا بھی ہوگا جو دوست ایسے اپنے دوست کو
راہ دور و دراز سے لا کر دے خیر مین بھی عوض ان ہدایہ کا کرونگا بالفعل تو اس نازنین سے وصل
سے آج کی شب شادکام ہون کل یا بعد دو تین روز کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو
اسی طور سے پا بزنجیر تخت سحر پر ڈال کر روبرو اپنے بادشاہ ہوو سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کے پاس لے جاؤنگا کہونگا کہ مین نے زندان مین حکیم سالوس کے بھی حفاظت و نگہبانی کی
اور طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو بھی مین نے اسیر کیا امید قوی ہی کہ میری اس تقریر کے سننے سے
شاہ طلسم زلزلہ جو کچھ انعام کثیر مجھے نہ دے وہ کم ہی عجب نہین کہ تمامی اپنے طلسم کا اختیار سپید و
سیہ کا مجھی کو دیدے کبھی چہرہ نازنین مذکورہ پر نظر کرکے اشارے سے کہتا تھا کہ اے جان من
جلد اپنے اس عاشق زار سے آکر لپٹ جا تاب دوری نہین ہی دل پہلو مین بیقرار ہی آرزومند
ہم آغوشی ہی نازنین مندرجہ بالا بھی ایما و اشارہ جواب دیتی تھی کہ او دیو صورت کریہ منظر کیا محال
خیال و آرزو کرتا ہی ایسے خیالات سے باز آ میرے آرزوے وصل کا سودا اپنے سر سے دور کر
مجھ ایسی پری پیکر سے تو عفریت شکل ہم بستر ہو ہرگز یہ امید نہ بر آئے گی اس آرزو مین تیری جان
جائیگی شوق وصل میرا باعث تیری ہلاکت کا ہوگا او ساحر سیہ فام و بدشکل تجھے شرم نہین آتی
ہی کہ مجھ ایسی حور شمائل کا طالب وصل ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنے ہوش و حواس مین آ اپنے
سراپا پر نظر کرکے میری آرزو کر بارہا جوانان قوی بازو میری صورت پر مائل ہوکر میرے ہاتھ سے
سوے عدم گئے ہین آج تجکو بھی اس دار فنا سے روانہ سوے ملک فنا کر دونگی تو بھی مانند
اُنھین جوانون کے میرے وصل کی حسرت مین نالان سوے عدم جائیگا او نابکار کسی کو بھی میرا
وصل میسر ہوا ہی کہ تجھے بھی ہوگا ابر باران جادو گفتگوے نازنین و جوابات باشارہ سمجھ کر بے اختیار
یون پکار اُٹھتا تھا شعر

ہم تو ہین طالب تمھاری وصل کے
خوش کرو یا قتل جو چاہو کرو

کبھی کبھی شعر غزل مندرجہ کے مضمون کو پسند کرکے کہتا تھا کہ اس شعر کو مکرر گاؤ کیا خوب کہا ہی
میرے دل کو مرغوب ہی نازنین اُسی شعر کو کئی مرتبہ بعنوان دیگر بتا بتا کے گاتی تھی ساحر مذکور
بہت خوش ہوتا تھا کبھی عالم وجد مین اپنے سر کو چوب بارگاہ سے ٹکراتا تھا گاہ آہ کرتا تھا کبھی

بے اختیار سُنا کرتا تھا غرضکہ جبتک نازنین مذکورہ اشعار غزل گایا کی اور ناچا کی ابر باران جادو
کی یہی حالت رہی جب نازنین مذکورہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ بالا گاکر غزل کو تمام کیا ابر باران
جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دوست سچ ہے اب ہمکو نیند کا غلبہ ہے بہت رات
سے زیادہ گذر چکی ہے دل چاہتا ہے کہ سو رہین مگر اکیلے نہین اس نازنین کے ساتھ لہذا مین تو
جاکر مسہری پر لیٹتا ہون تم اس نازنین کو میرے پاس بھیجدینا کیونکہ مجھکو اس کے وصل کا از حد
اشتیاق ہے صبر نہین ہو سکتا ہے مجبوری سے بے حجابانہ تمسے کہا ہے میرے کہنے سے یہ نازنین میرے
ساتھ مسہری پر نہ چلے گی اِلّا تمھارے کہنے سے یہ معشوقہ میرے نزدیک آئے گی آرزوے دلی
میری برآنے کی بعد بھیجدینے اس نازنین کے تم اس بارگاہ سے چلے جانا اپنے خیمے مین آرام پذیر
ہونا یہان تخلیہ کردینا بلکہ تاکیداً کہدینا کہ کوئی اس بارگاہ مین قدم نہ رکھے سازندے بھی یہان سے
چلے جائین ہم عاشق و معشوق مین راز و نیاز کی باتین ہونگی چھیڑ چھاڑ ہوگی عجب لطف و مزے کی
کشتی ہوگی اُس طرف ناز اس طرف نیاز کبھی ہوگا بس یہ سب باتین کوئی نہ دیکھے نہ سُنے ہرچند کہ یہ
باتین تمسے کہنا بدتہذیبی و بے حجابی پر دال ہین لیکن تمکو اپنا سچا دوست جان کر ان کامون کے
کرنے کو بھی کہا ہے بحرین جادو نے مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ خیر کیا یاد کروگے ہم یہ سب کام بھی
کرینگے ہم ایسا دوست کوئی دنیا مین نہ پاؤگے جاؤ مسہری پر آرام پذیر ہو ہم تمھارے کہنے سے
اس نازنین کو سمجھا کر تمھارے پاس بھیجدینگے ابر باران جادو یہ سُنکے بہت خوش دلین دوستی
بحرین جادو کا معترف ہوکے مسند زرین سے اُٹھکر مسہری پر جاکر لیٹا ادھر بحرین جادو نے نازنین
مذکورہ سے مخاطب ہوکر آہستہ کہا کہ اے دلربائے خوش آواز آگاہ ہو کہ ابر باران جادو تجھ پر
فریفتہ ہوا ہے تیرے وصل کا طالب ہے ساحر نامی و نامور ہے شاہ طلسم زلزلہ کا گویا ایک وزیر خوش تدبیر
یہی ہے ذی عزت و ذی لیاقت ہے کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہے اگر اس کی خوشی پر تو عمل کریگی تو
حق مین تیرے اچھا ہوگا مال دنیا سے تجھکو یہ مالامال کردیگا باعث ہماری بھی خوشی کا ہوگا لہذا
اسوقت تھوڑی دیر کے واسطے اُس کے پاس چلی جا نازنین مذکورہ نے پہلے تو بظاہر بناز و ادا
جانے سے انکار کیا بعدہٗ بحرین جادو کے کہنے سے زیادہ انکار نکرکے خاموش ہوئی لیکن
سازندون نے اس امر سے آگاہ ہوکر شور و غل کیا اور کہا کہ اے بحرین جادو تم آگاہ ہو کہ دلربا
خوش آواز ابھی نا کتخدا ہے نزدیکی مرد سے ناآشنا ہے یہی باعث ہمارے حصول دولت و مال کی ہے ہم ہرگز
اس کو پاس ابر باران جادو کے نہ جانے دینگے بحرین جادو نے بظاہر چین بجبین ہوکے کہا کہ
تمکو اس بارے مین کیا دخل ہے بس زیادہ شور و غل نکرو دور ہو یہان سے چلے جاؤ سازندے تو
خائف ہوکر بظاہر شور و غل کرکے خاموش ہوئے لیکن بائی جی ضعیفہ جو ہمراہ دلربائے خوش آواز
کے آئی تھی اور جس نے دلربا کو بظاہر اپنی نوچی قرار دیا تھا اُس نے آزردہ خاطر ہوکر کہا کہ
اے بحرین جادو بابت دلربائے خوش آواز جو بات آپ نے تجویز کی ہے مجھے منظور نہین ہے بہتر و
مناسب یہ ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہیے ہمکو مع دلربا رخصت کیجیے ظلم و جفا ہمپر نہ کیجیے ورنہ
ہم فریاد و فغان کرینگے حتی الامکان فساد عظیم بھی کرینگے ہم سب اپنی جانین دیدینگے
مگر جو آپ چاہتے ہین ہرگز اس بات کو گوارہ نکرینگے ہرچند کہ پیشہ ہمارا بُرا ہے مگر بے غیرتی
گوارہ نہین ہے جبر و ظلم خوب نہین ہے ہم اپنی دلربا کو یہان واسطے ناچنے گانے کے لائے تھے نہ اور

کسی بدکام کے واسطے لائے تھے یہ طریقہ ہمارا نہین ہی بجز مجرے کے ہم دلربا سے خوش آواز کو کسی
شاہ و شہریار کے پاس نہین لے جاتے ہین یہان بھی اس کو خاص واسطے مجرے کے لائے تھے نہ
اور کسی کام کے واسطے اگر ہمکو یہان آنا منظور ہوتا تو آپ سے کبھی اس باب خاص مین کلام نہ کرتے
اس دلربا کے فی زمانہ سیکڑون بلکہ ہزارون عاشق و مائل موجود ہین ہر ایک طالب اسکے وصل کا
ہی ہزارہا روپیے کا لالچ ہمین دیتا ہی شاہ و شہریار بھی خواہان وصل ہین ملک و مال دیتے ہین مگر ہمکو
ملک و مال و دولت اس طور سے لینا منظور نہین ہی بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمارے
دوست ابرباران جادو بھی دلربا سے خوش آواز پر فریفتہ ہین زر و جواہر کثیر دینے کو کہتے ہین
اگر تمہاری خوشی و مرضی نہین ہی تو ہم تم پر جبر و ظلم بھی نہین کرتے ہین تمھین دلربا سے خوش آواز
کا اختیار ہی مگر بائی جی اس امر مین تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ تھوڑی دیر کے واسطے دلربا کو پاس
ابرباران جادو کے محض اس غرض سے کہ اُس کے پاس جاکر بیٹھے اور کچھ باتین کرکے چلی آئے
بھیجدو اور ہم سے اس کے عوض مین زر و جواہر کثیر لو اُس نے کہا کہ ہان اس کا مضائقہ نہین ہی لیکن
اور کوئی بات بزور اُس سے نہ کی جائے بحرین جادو نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو دوست
ہمارے ابرباران جادو ہمارے کہنے سے اور منع کردینے سے دلربا کو ہاتھ بھی نہ لگائین گے
دور سے اُس سے باتین کرین گے صورت اُس کی دیکھین گے دل اپنا خوش کرین گے بائی جی نے
کہا کہ اگر آپ کے دوست موافق آپ کی اس تقریر کے عمل کرین تو مین دلربا کو بھیجدون یا خود بھی
اُس کے ساتھ جاؤن بحرین جادو نے جواب دیا کہ تمھارے ساتھ جانے کی ضرورت نہین ہی
فقط دلربا ہی کو بھیجدو تھوڑی دیر مین پھر وہ تمھارے پاس چلی آئے گی ہم تمسے خوش ہونگے
مال و دولت بھی تمکو کثیر دینگے بائی جی اقرار مذکور پر راضی ہوئی بحرین جادو سے سازندون
اور بائی جی نے جو اسقدر تقریر کی سبب اس کا یہ تھا کہ ابرباران جادو ساحر زبردست تھا
اور ہوشیار و خبردار تھا مبادا حسب الطلب اُس کے اگر دلربا سے خوش آواز کو بھیجدیا جاتا تو
اُس کو اندیشہ و شک پیدا ہوتا اور بزور سحر حال دلربا کو دریافت کرلیتا چنانچہ جب تمام تقریر
سازندون کی اور بائی جی کی ابرباران جادو نے مسہری پر جاکر سنی اُسکو یقین کامل ہوگیا
کہ بحرین جادو ہمارا دوست ہی بابت دلربا کے سازندون اور بائی جی سے تقریر بغرض اجرائے
مطلب کر رہا ہی سوا اس کے اور کچھ اُس کے خیال مین نہ آیا کچھ اندیشہ و تردد اس نے نہ کیا
خوف اپنی جان کے جانے کا اور اندیشہ حکیم سالوس کے رہا ہوجانے کا مطلق نہ کیا الحاصل
بحرین جادو نے دلربا کو پاس ابرباران جادو کے تنہا بھیجدیا اور خود مع بائی جی نقلی اور
سازندون نقلی کے بارگاہ سے اُٹھکر اُس خیمے مین جس مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
وغیرہ سب بیٹھے ہوئے تھے آیا اور سرگوشی مین تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ مین نے
تو دام مکر خوب پھیلایا ہی اب خواجہ طیفور کو دیکھیے کیا کارنمایان کرتے ہین اُس کو سفوف
بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرتے ہین یا خنجر سے اُس کا کام تمام کرتے ہین صاحبقران نے جواب دیا
کہ غالبا خواجہ اُس کو بیہوش ہی کرین گے بشرطیکہ وہ حال خواجہ سے آگاہ نہو ورنہ اندیشہ ہی
خواجہ کے اسیر ہوجانے کا خیال ہی کیونکہ ساحر زبردست ہی اگر اُس نے بزور سحر دریافت حال کیا
تو برا ہوگا یہ تمام تدبیر برباد و بے سود ہوجائے گی بحرین جادو نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر مین

جو کچھ ہوگا وہ آپ پر ظاہر ہی ہو جائے گا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھا اُدھر نازنین نقلی یعنی خواجہ طیفور گردیا بصد ناز و ادا ڈرتی ہوئی ہر ایک قدم پر جھجکتی ہوئی جابجا ٹھہرتی ہوئی نیچی نظرون سے دیکھتی بھالتی ہوئی ابرباران جادو کے قریب جاکر زیر مسہری ایستادہ ہوئی ساحر مذکور نے ہر چند بصد عاجزی و خوشامد بالائے مسہری بلایا نازنین مذکورہ نے انکار کیا آخر بعد گفتگوے عاجزی کے ابرباران جادو عاجز ہو کر نازنین مذکورہ پر قابو نہ پاکر دل مین خیال کرنے لگا کہ اے ابرباران جادو اس نازنین کو شراب پلاکر اپنا مدعاے دلی حاصل کر جس وقت اس کو نشۂ شراب ہوگا اُسوقت جو تو کہے گا یہ نازنین وہی کرے گی بے حجابانہ مسہری پر قدم رکھے گی عالم نشے مین خود تجھسے لپٹ جاویگی اُس حالت مین بصد شوق و رغبت اس سے ہم بستر ہونا بغیر اس تدبیر کے یہ نازنین تیرے کہنے پر عمل نکرے گی وصل اس کا تجکو میسر نہوگا یہ خیال کر کے مسہری سے اُتر کر ہاتھ نازنین کا کج خوشی سے پکڑ کر عاجزی و خوشامد کر کے بٹھایا خود بھی زیر مسہری بیٹھا دست درازی کرنے لگا جانب سینۂ نازنین کبھی ہاتھ بڑھانے لگا کبھی اُس کو اپنی آغوش کیطرف بصد اُلفت کھینچنے لگا نازنین مذکورہ اپنے تئین بچانے لگے چین بجبین ہو کر کہنے لگی کہ دیکھو بیٹھو ذرا اپنے ہوش و حواس مین آؤ یہ ہاتھا پائی یہ دست درازی مجھے پسند نہین ہے مین ان باتو نکی عادی نہین ہون یہ کہکے پھر غمزہ و ناز کر کے یہ کہنے لگی نظم

بولی غمزہ جتاکے وہ خوش خو | ہین ہین کیا خوب ہوش مین آتو | گفتگو تجھسے الگ سے ذرا
لپٹے جانا مجھے نہین بہاتا | ابھی چپکا پڑا ہوا تھا کون | کسکو سکتا تھا مر رہا تھا کون
اتنا بدذات مین نہ جانتی تھی | یہ تری گھات مین نہ جانتی تھی

ابرباران جادو نے یہ جواب دیا نظم

جب سے صورت کو تیری دیکھا ہے | کیا کہون دل کا اور لیکھا ہے | مین ہون کب اپنے حال سے باہر
یا مری جان تجھ پہ یہ ظلم ہے | پوست اور گوشت تیری نذر کیا | جامۂ عشق تن پہ مین نے سیا
پاؤن پر گر پڑا وہ یہ کہکر | یہ برا ماننا تو اے دلبر | حرکت مجھسے جو ہوئی اس دم
تھامے دل کا اور یہی عالم | ضبط بالکل نہ کرسکا اے ماہ | بات کرنے کی پائی کوئی نہ راہ
اسلئے چھیڑ چھاڑ کرتا تھا | جان و دل کرچکا تھا دونون فدا | پھر یہ کہکے کشتی شراب سے شیشہ و

ساغر اُٹھاکر شراب گلرنگ جام بلورین مین بھر کر نازنین کو دے کر کہنے لگا کہ اے نازنین یہ جام محبت ہے ہمارے ہاتھ سے لے لے اسقدر تو ہماری بات مان لے اُس گلرخسار نے بناز و ادا جواب دیا کہ یہ شراب واہیات مین نہین پیتی تم ہی ایسی شراب پیو مین وہ شراب ناب پیتی ہون کہ جس کا ایک قطرہ مست و مدہوش کر دیتا ہے ساحر مذکور نے پوچھا کہ وہ شراب کیسی ہوتی ہے کہان ملتی ہے اگر معلوم ہو جائے تو مین ابھی جاکر تیرے واسطے لاؤن یا کسی سے منگواؤن نازنین نے مسکراکر اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر اشارے سے کہا کہ دیکھو ہم ایسی شراب خالص پیتے ہین ابرباران جادو نے دیکھا کہ اُس نازنین کے بالاے سینہ درمیان دو جامہاے بلورین یا دو قمقمون نور کے یا دو صحون لنبی کی ڈبیون کے بیچ مین ایک قلم شراب آتش رنگ کی رکھی ہے رنگ یاقوت احمر اُس کے رنگ سے شرماتا ہے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بیڑہ پان جو اُس نازک بدن نے کھایا ہے ایک لکیر سرخی کی سینے پر نمودار ہے ابرباران جادو نے اُس قلم شراب یاقوت رنگ کو سینۂ محبوب پر دیکھکر بہزار عاجزی و خوشامد کہا کہ اے نازنین اس قلم شراب سے ذرا سی شراب مجھے بھی اپنے

ہاتھ سے دنیا مین بھی دیکھون کہ یہ شراب کیسا نشہ کرتی ہے مین نے بارہا شاہ طلسم زلزلہ کے مجلس مین کی شراب پی ہے اکثر شاہ طلسم زلزلہ کے پینے کی شراب بھی پی ہے کہ جس کا مثل و نظیر نہین ہے نازنین نے جواب دیا کہ اس شراب سے بہتر دنیا مین کوئی شراب نہوگی مانند اس شراب کے کسی شراب مین خوشبو اور مزہ اور نشہ نہوگا یہ شراب شاہون کو بھی میسر نہین ہے ایک شاہان جہان سے جمشید گذرا ہے اسکو بھی ایسی شراب ممکن نہوئی ہوگی یہ قلم شراب نہایت قیمتی ہے اس شراب کے نشے مین عجب عجب سیر چمن و گلشن میخوار کرتا ہے ابر باران جادو نے کہا کہ واقعی یہ شراب ایسی ہی ہوگی کیونکہ قلم شراب تمہارے پینے سے مس ہے جو کچھ اس کی تعریف کرو وہ کم ہے بیشک اس شراب ناب مین نشہ زیادہ ہوگا خوش مزہ بھی ہوگی اسوقت تمہارے ہاتھ سے یہ شراب ہمارے پینے مین بھی آئے گی کیفیت اس شراب کے پینے سے زیادہ تر ثابت ہوگی آج مرتبہ میرا جمشید بادشاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا اگر تم اپنے ہاتھ سے یہ شراب مجھے دوگی تو وہ جام بلورین رشک جام جم ہو جائے گا مین اپنی خوبی مقدر پر جتنا فخر کرون وہ کم ہے اب تاب ضبط نہین ہے شوق اس میخواری کا بے حد ہے جلد یہ شراب مجھے پلاؤ خود بھی پیو نازنین مذکورہ نے اس کے کہنے سے وہ قلم شراب اپنے سینے کے جوبن کو دکھا کر بالائے سینہ سے نکالی پھر جام بلورین اٹھا کر تھوڑی سی شراب اس مین سے بھر کر جام دست نازک پر رکھکر منہ پھیر کر کہا کہ لو تمہاری خاطر سے ہم اپنے ہاتھ سے تمہین جام مے دیتے ہین ساحر مذکور نے وہ جام دست ساقی گلفام مذکورہ سے لیکے دفعتہً انجام دہن سے ملا کر شراب پی بعدہ کہا کہ اے نازنین چاہتا ہون کہ ایک جام اور اسی مے ناب کا مجھے دے نازنین مذکورہ نے اسکے بہت سی شراب جام بلورین مین اونڈیل کر اسکو جام مے دیا اس نے وہ جام بھی بصد خوشی لے کر میخواری کا لطف بھی اٹھایا چونکہ وہ شراب سفوف بیہوشی آمیز تھی اور زیادہ تعداد سے ابر باران جادو نے پی تھی حلق سے اترتے ہی اس نے نشہ کیا ہوش و حواس اس کے بجا نہ رہے دماغ اس کا اس بادۂ ناب سے گرم ہوگیا تاثیر سفوف بیہوشی نے دکھائی آنکھین بیچ نظر آئین اسی حالت نشہ مین بے اختیار ہاتھ اپنا اس نے سوئے نازنین بڑھایا چاہا کہ اپنی آغوش مین کھینچکر مدعائے دل حاصل کرے نازنین نے اس کے ارادے سے آگاہ ہو کر اس جگہ سے اٹھکر بظاہر ارادہ بیرون بارگاہ جانے کا کیا ابر باران جادو فی الفور اپنی جگہ سے اٹھ کر چاہتا تھا کہ ہاتھ نازنین مذکورہ کا پکڑے کہ یکایک اس کے سر کو ایسی گردش ہوئی کہ وہ تیورا کر بالائے فرش گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا اسوقت نازنین مذکورہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور کرد یا او نابکار تو مجکو نازنین سمجھے ہوئے تھا میرے وصل کا طالب تھا سحر و ساحری مین زبردست ساحر تھا بڑا عاقل و ہوشیار تھا مجکو نہ پہچان سکا آخر میرے دام مکر و فریب مین گرفتار ہوا کچھ بھی ہوشیاری تیری تیرے بکار آمد نہوئی او نابکار تو نے عجب تدبیر و حکمت سے طلسم سالوس وغیرہ کو قید کیا ہے دیکھ تو سہی کہ تجھسے کس طرح پیش آتا ہون یہ نعرہ کرکے نکلے کی مانند سوزن زبان مین اس کے دے کر بعجلت تمام نذر زنبیل کیا بعدہ جملہ اشیائے جو وہان موجود تھین ان سب کو بھی اٹھا اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور صورت اپنی حالت اصلی پر لاکر پوشاک بھی تبدیل کرکے در بارگاہ سے نکلکر خرامان خرامان خواجہ مسکراتے ہوئے جانب خیمہ حفاظت لشکر کو چلے یہان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع ڈیڑھ ہزار ساحرون کے پیچ جادو کی زلف سے پابزنجیر ہوئے تھے

بحرین جادو باادب روبرو بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہ خواجہ کو گئے ہوئے دیر ہوئی نہیں معلوم ابر باران
جادو کو بیہوش کیا یا نہیں مجکو اندیشہ ہے کیونکہ وہ نابکار نہایت ہوشیار ہے اگر اس نے ضرور پھر دریافت
کیا تو ساری تدبیر میری ضائع و برباد ہوجائیگی صاحبقران موصوف فرما رہے تھے کہ خواجہ
طلیفور گردپا فی زمانہ عیاری و مکاری و فریب دہی میں بے مثل ہیں وہ کسی نہ کسی عنوان سے
اُس نابکار کو ضرور بیہوش کرینگے بحرین جادو عرض کرتا تھا کہ آپ بجا فرماتے ہیں مگر ابر باران
جادو بھی بلائے بے درمان ہے عقل کا پتلہ ہے بڑا عقیل و فہیم ہے مجکو سخت اندیشہ ہے خواجہ تنہا گئے
ہیں کسی عیار کو بھی اپنے ساتھ بضرورت عیاری نہیں لے گئے ہیں باعث تردد ہے اکیلے ایسے ساحر
زبردست پر کیا عیاری کرینگے کوئی عیار بھی ہمراہ اُن کے اُن کا معین نہیں ہے دلسوز وغیرہ
عیارون نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو کیا خیالات کرتے ہو خواجہ طلیفور گردپا گویا ہاتف دوسرے
عیار کی ایسی جگہ درکار نہیں ہے اگر ابر باران جادو بلائے بے درمان ہے تو وہ بھی آفت روزگار
ہیں بڑی بڑی انھون نے عیاریان کی ہین اس ساحر نابکار کی اُن کے آگے کیا حقیقت ہے تم کچھ
اندیشہ و فکر و تردد نکرو وہ ضرور اُس کو بیہوش کرکے یہان آئینگے تم ابھی خواجہ کی عیاریون
سے چندان آگاہ نہین ہو اُن کے کمالات سے بخوبی ماہر نہین ہو اگر تھوڑی دیر گذری ہے تو کچھ جائے
فکر و اندیشہ نہین ہے کہ یکایک سامنے سے خواجہ طلیفور گردپا آئے صاحبقران نے پوچھا کہ کہو
خواجہ شیرپا بچہ ابر باران جادو کو بیہوش کیا یا خالی ہاتھ وہان سے چلے آئے اُس عیاری پیشہ نے
خواجہ نے قریب آکر عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے مین نے اُس کو اپنے دام مکر مین گرفتار کرکے
بیہوش کرکے نذر زنبیل کرلیا ہے بھلا مین شیر بیشۂ عیاری و مکاری ہوکر بزدلی کرسکتا ہون خالی ہاتھ
بے گوہر مراد آسکتا ہون یہ سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و جملہ
عیاران ہمراہی و تمامی ساحران لشکر بحرین جادو نہایت خوش ہوئے اندیشہ و تردد دل سے
دور ہوا ہر ایک بہت مسرور ہوا چہرون پر آثار خوشی ظاہر ہوئے بحرین جادو وغیرہ نے
خواجہ کی بہت تعریف کی صاحبقران نے زنجیر اپنے پاؤن سے حالت خوشی مین دور کرکے
خواجہ سے کہا کہ ابھی ابر باران جادو کو زنبیل سے نکالو ستون خیمہ سے مضبوط اُسے باندھو
تاکہ اُس کو ہدایت کرین خواجہ نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر میری تو رائے یہ ہے کہ اس ساحر
نابکار کو ہدایت نکیجیے مجھے یہ حکم دیجیے کہ زنبیل سے نکال کر قتل کر ڈالون تاکہ سحر اُس کا برطرف
ہوا بر چو بالائے تالاب محیط ہے دفع ہو آب تالاب خشک ہو صورت مخلصی حکیم سالوس وغیرہ جملہ
ظہور مین آئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے رائے خواجہ کی پسند نکرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہدایت دین اسلام کرنا ضرور ہے شاید یہ ساحر زبردست ہماری ہدایت سے مسلمان ہو جائے مطیع
دین اسلام ہو تو اس سے بڑے بڑے کام نکلینگے خواجہ نے حسب الحکم ابر باران جادو کو
زنبیل سے نکال کر رسن سے چوب خیمہ مین مستحکم باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر اُسے ہوشیار
کیا اُسنے ہوشیار ہوکر اپنے تئین چوب خیمہ سے بندھے ہوئے دیکھا زبان مین اپنے سوزن پایا
سخت برہم و غضبناک ہوکر بنظر تند و تیز صاحبقران و بحرین جادو کو دیکھکر بہت دست و پا
اپنے ہلائے مگر چونکہ دست و پا اُس کے نہایت مضبوط رسن مستحکم سے چوب خیمہ مین بندھے ہوئے
تھے رہا ہو نسکا بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے آخر عاجز ہوکر سوے بحرین جادو وغیرہ دیکھنے لگا

اسوقت صاحبقران نے ایک پرچۂ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی کہ اے ابریاران جادو آگاہ ہو کہ زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے ہم طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں دیکھ کس طور سے ہمارے عیار وفادار نے تجکو بمکر و فریب بیہوش کر کے اسیر کیا ہے اگر تو مسلمان ہو یا مطیع دین اسلام ہو تو ہم تجکو رہا کریں تیری خونریزی سے باز آئیں رتبہ و مرتبہ تیرا زیادہ کریں اپنے رفقا میں تجھے داخل کریں اگر مسلمان ہونے سے اور ہماری اطاعت سے انکار و سرکشی کرے گا تو ابھی سر تیرا تیغ براں سے کاٹا جائیگا بعد لکھنے اس عبارت کے پرچہ قرطاس مذکور خواجہ نے اُسے دکھایا اور کہا کہ اے ابریاران جادو گو یہ قلم و دوات بھی موجود ہے مگر تو اشارے سے اس تحریر کا جواب دے اُسنے ایما و اشارہ عبارت مذکور پڑھ کر جواب دیا کہ اے صاحبقران میں نے تو سنا تھا کہ آپ شجاعان روزگار سے ہیں لیکن اسوقت ثابت ہو گیا کہ بڑے بزدل ہیں باوجودیکہ تجرین جادو و اپنے ساحر زیر دست کے موجود ہونے کے اور ڈیڑھ ہزار جمعیت ساحران و چند عیاروں کے آپ مجھسے اسقدر خائف و ترساں ہیں کہ میرے ہاتھ بھی اپنی پشت بندھوا دیے ہیں زبان میں سوزن گڑا دیا ہے تو میں ہاتھ سے کچھ لکھ سکتا ہوں نہ زبان سے جواب دے سکتا ہوں اگر آپ واقعی شجیع و بہادر ہیں تو مجھے رہا کرا دیجیے بعد اُسکے مجھسے اس تحریر کا جواب لیجیے صاحبقران نے اُس کی اس ایما و اشارے کی تقریر سے آگاہ ہو کر خواجہ سے کہا کہ اس ساحر کے دست و پا کھول دو سوزن بھی اسکی زبان سے نکال لو ہم شیر بیشۂ شجاعت ہیں خدا ہمارا معین و مددگار ہے یہ ساحر اگر اسکے بعد ہماری دشمنی بھی کرے گا تو ہمیں ضرر نہ پہونچا سکے گا اس کو ہماری بہادری و شجاعت میں کلام ہے اپنی سحر و ساحری پر نازاں ہے دیکھیں رہا ہو کر کیا کرتا ہے اور کس طرح سے دشمنی پیش آتا ہے خواجہ طیفور کر دیا اور تجرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اس کو اپنا دشمن سخت جانئے ہرگز یہ مسلمان نہ ہو گا نہ مطیع دین اسلام ہو گا نہ اطاعت آپ کی اختیار کرے گا بلکہ یقین کامل ہے کہ دشمنی پیش آئے گا ہنوز صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابریاران جادو نے جانب تجرین جادو دیکھ کر بایما و اشارہ کہا کہ اے تجرین جادو تجسے مجکو یہ امید نہ تھی افسوس تجھے مجھے ذاتی بہادری و دلاوری سے تو نے گرفتار نہ کیا بمکر و فریب مجھے اسیر کیا تجھ تو حق دوستی اسوقت ادا کر دشمنی تو کر چکے ہو تجھ دوستی یہی کر و مجھے رہا کرا دو پھر جو کچھ مجھے کرنا ہے وہ صاحبقران سے سمجھونگا تجرین جادو نے تو اُسے کچھ اُس کی تقریر کا جواب نہ دیا مگر صاحبقران نے پھر خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ اس کو ابھی رہا کر دو کچھ اندیشہ کسی طرح کا نہ کرو یہ حق کہتا ہے کہ شجاعان جہان سے یہ بعید ہے کہ بمکر و فریب کسی حریف کو گرفتار کریں خواجہ نے مجبور ہو کر ہاتھ اور پاؤں اُس کے رسن سے کھولنا شروع کیے تجرین جادو نے متردد ہو کر اسباب سحر پڑھنا شروع کیا اپنے ہمراہی ساحروں سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ تاریج و ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر اپنے ہاتھوں میں اٹھا لو اسلئے سحر جلد پڑھکر اسباب سحر پر دم کر لو ابریاران جادو رہا ہو کر بلکہ آمادہ جنگ ہو گا ابھی تجرین جادو اپنے لشکر کے ساحروں سے ہم سخن تھا اور خود بھی گولۂ فولادی اٹھا کر مستعد جنگ ہوا تھا کہ ابریاران جادو قید سے رہا ہو گیا اسوقت اُس نے اپنے ہاتھ سے اور بقول راوی دیگر صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے اُس کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور فرمایا کہ اے ابریاران جادو کہو اب کیا کہتا ہے

وہ زبان کو اپنے دہن مین لے جا کر اور چوس کر اسماے سحر زبان پر جاری کر کے مشل پرکالۂ
آتش سوے فلک جا کر بصد غیظ و غضب کڑکڑا کر مانند برق جہندہ بلندی سے بالاے سر
صاحبقران گرا بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحرون کی آنکھون مین خیرگی ہوئی اسی حالت مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے مطلق خائف نہو کر بعجلت تمام اسم اعظم الہی ورد زبان
کر کے خیمۂ حفاظت سے باہر قدم نکالے برق مذکور پر پھونکا فی الفور ببرکت اسم اعظم و حفظ الہی
ابرباران جادو بصورت اصلی ہو کر بھول کر سامنے بالاے زمین گرا اسوقت امیر کشورگیر
نے نعرہ کوہ شگاف کر کے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اس طرح اُس نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر
بالاے خاک تڑپنے لگا بحرین جادو وغیرہ نے بہت تعریف شجاعت و ہمت صاحبقران موصوف
کر کے عرض کیا کہ کیا جلدی آپنے اس دشمن پر تلوار لگائی کہ گر کے سنبھل کر بھاگ بھی نہ سکا اتنی بھی
مہلت آپنے نہ دی کہ سنبھل کر گریزان ہوتا اسی طرح خواجہ موصوف نے ثنا کی دیگر ساحرون کو حیرت
ہوئی کہ ایسے ساحر زبردست کو کس خوبی سے صاحبقران نے تہ تیغ کیا ابھی سب تعریف امیر باتوقیر
کر رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ اسیوقت ابرباران جادو تڑپ تڑپ کر مرگیا دنیا سے سوے
جہنم گیا اُس کے مرتے ہی وہ ابر جو بالاے تالاب محیط تھا دفع ہوگیا پانی بھی اُس تالاب کا اسطرح
خشک ہوگیا کہ گویا کبھی اس جگہہ پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا اندرون تالاب خاک اُڑنے لگی مگر ابھی
درمیان تالاب جو میل فولادی تھا وہ بدستور نصب رہا اُسکو کچھ تغیر نہوا راوی ناقل ہے کہ بعد
مرنے ساحر زبردست مذکور کے اسقدر ہواے تند و تیز چلی اور ایسی آندھی سیاہ زور شور سے آئی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ کر مانند خس و خاشاک کے کوسون اُڑ گئے سوا اسکے ابر سیاہ بالاے
فلک پیدا ہوا اُس ابر مین برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ظاہر ہوئی پھر سنگ باری و برف
باری ہونے لگی تاریکی محیط صحرا ہوئی وہ روز کہ وقت صبح صادق کا تھا کثرت تاریکی سے مانند
شب تاریک کے ہوگیا تا دیر علامت مرگ ساحر مذکور کی اسی طرح رہی بعدہٗ وہ ابر اور سنگ باری
و برف باری و تاریکی دور ہوئی مطلع صاف ہوا اسوقت ساحر مقتول کے پیرون نے اُسی کے
نام سے یون پکار کر بصداے دردناک کہا کہ افسوس مردیم و قتل شدیم و بمطلب خود نرسیدیم
نام ما ابرباران جادو بود بعدہٗ نالہ کنان ایک سمت چلے گئے اس اثناے مین آفتاب
عالمتاب جانب مشرق سے نمایان ہوا سب نے دیکھا کہ وہ تالاب خشک ہوگیا ہے ابر جو بالاے
تالاب محیط تھا وہ دفع ہوگیا ہے تالاب مین خاک اُڑ رہی ہے لاشہ دو نیم ابرباران جادو
خاک پر پڑا ہوا ہے یہ حال دیکھکر بحرین جادو نے از حد خوش ہو کر صاحبقران سے عرض کیا
کہ یہ وقت عجلت کرنے کا ہے اسوقت جو کچھ میری راے ہے یہ ہے کہ بلا تامل حکیم سالوس وغیرہ کو
زندان سے رہا کیجیے دیر نہ کیجیے یقین کامل ہے کہ ابرباران جادو کے مرنے کی حکیم جالوس
وزیر اعظم بادشاہ طلسم زلزلہ کو و نیز شاہ طلسم مذکور کو خبر ہوگی وہان سے فوراً ساحران نامی
و نامور مع لشکر ساحران یہان آجائینگے رہائی حکیم سالوس کے مانع ہو کر آمادہ فتنہ و فساد
ہونگے یا خود حکیم جالوس بصد قہر و غضب قتل ابرباران جادو سے آگاہ ہو کر یہان
آئیگا ضرور آمادہ جنگ و جدال ہوگا رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے آپ کو باز رکھیگا لہذا
مصلحت وقت یہ ہے کہ بعجلت تمام تدبیر رہائی حکیم صاحب موصوف الصدر کیجیے صاحبقران سلطان

کیوان

کیوان شکوہ نے پوچھا کہ فکر و تدبیر رہائی حکیم سالوس کیا ہی اُس نے عرض کیا کہ مین نے قبل اسکے بھی کچھ عرض کیا تھا اب بھی جو کچھ معلوم ہی وہ عرض کرتا ہون سُنا ہی کہ زیر میل فولادی ایک زندان تاریک ہی اُسی زندان مین حکیم سالوس مع اپنے رفقا کے اسیر ہی پس آپ کو مناسب ہی کہ جو میل فولادی درمیان اس تالاب کے نظر آتا ہی اُس کو بقوت بازو ایک زور مین اُکھیڑیے ایک دہنہ نقب پیدا ہوگا اُس نقب مین جائیے گا بس زندان حکیم سالوس تک پہونچ جائیے گا یہ کام آپ ہی سے متعلق ہے مین اس کام کو نہین کرسکتا نہ سوا آپ کے اور کوئی شخص ساحر و غیر ساحر کرسکتا ہی کیونکہ آپ ہی طلسم کشا ہین اور بابت دریافت لوح طلسمی رہائی حکیم صاحب ممدوح مین کوشش کررہے ہین صاحبقران نے تدبیر رہائی حکیم سالوس سے آگاہ ہوکے بے تامل آگے بڑھکر درمیان مین تالاب مذکور کے جاکر میل فولادی مذکور پر ہاتھ رکھا اور اُس کو محکم پکڑکر جو ہلا دے کر زور کیا تو آناً فاناً مین اُس جگہ سے اُکھاڑ کر دور پھینکدیا بجرین جادو نے قوت صاحبقران پر نظر کرکے شادمان و حیران ہوکے بہت تعریف کی اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بعد اُکھڑنے اُس میل فولادی کے ایک تتق گرد و غبار زمین سے بلند ہوا گویا تمام وہ صحرا گرد و غبار سے گونہ تاریک ہوگیا بعد برطرف ہونے گرد و غبار کے غور کرکے جو سب نے دیکھا تو ایک دہنہ نقب کی مانند پیدا ہوا اُس دم بجرین جادو نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر یہ دہن نقب گویا ایک دروازہ زندان ہی آپ شجاع و بہادر ہین دلیرانہ اس دہنہ نقب مین اپنے تئین گرا دیجیے زندان مین پہونچ جائیے گا وہان حکیم سالوس وغیرہ سے ملیے گا جلد اُن کو رہا کرکے یہان تشریف لائیے گا دیر نہ لگائیے گا ورنہ باعث تردد و انتشار ہوگا یہ خیرخواہ اسی جگہ حاضر رہے گا اگر حکیم جالوس یا اور کوئی ساحر نامی و نامور فرستادہ حکیم جالوس یا شاہ طلسم زلزلہ کا بھیجا ہوا یہان آئے گا تو مین اُسے حتی الامکان روکون گا تالاب اور دہنہ نقب تک جانے نہ دونگا اگرچہ ہنگام جنگ سحر و ساحری زخمی بھی ہونگا لیکن کسی دشمن کو قدم آگے بڑھانے نہ دونگا تاوقتیکہ آپ حکیم سالوس کو ہمراہ لے کر یہان تشریف نہ لائیے گا صاحبقران نے موافق کہنے بجرین جادو کے عمل کرنا چاہا اُسوقت خواجہ طیفور گردپا عیار باوفا نے عرض کیا کہ یہ فدوی آپ کو اس دہنہ نقب مین اکیلا جانے نہ دے گا خود بھی ساتھ چلے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تمھارے ساتھ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمین کو جانے دو تم ہمارے ساتھ نہ چلو خواجہ نے ادباً تو کچھ جواب نہ دیا مگر جسوقت امیر با توقیر بسم اللہ کہکر اُس دہنہ نقب مین کود پڑے بعد ایک لمحہ کے خواجہ نے خود بھی اپنے تئین دہنہ نقب مذکور مین گرا دیا اُسوقت دونون اشخاص موصوفین غلطان و پیچان چلے جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے دونون کے پانون زمین سے آشنا ہوے اول صاحبقران نے نیچے زمین پر پہونچکر جو دیکھا تو سواے تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا کیونکہ وہ زندان ایسا تیرہ و تاریک تھا کہ اگر اسکو مثلاً قبر کافر کہیے تو بجا ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ تاریک تھا یا اُس زندان کو پردہ ظلمات سے تشبیہ دیجیے یا اُس قید خانہ تاریک کی تاریکی کو سیاہی دل کافر سے مثال دیجیے یا سیاہی شب دیجور سے نسبت دیجیے تو درست ہی بعد تھوڑی دیر کے جب نظر باہم ہوئی غور کرکے جو دیکھا تو صاحبقران کو معلوم ہوا کہ تہخانہ نہایت مستحکم و پختہ ہی اندر اُس کے کئی درجے ہین ہر ایک درجہ وسیع ہی تہخانہ بھی بہت وسیع ہی ابھی صاحبقران موصوف تہخانے کو دیکھتے تھے

کہ خواجہ طیفور گرد پا بھی عقب صاحبقران پہونچے جب اسیر یا تو قیر آگے روانہ ہوے خواجہ بھی
پیچھے پیچھے ہو چلے بعد قطع راہ تیرہ و تاریک صاحبقران نے دیکھا کہ ایک درجہ مین چار شخص نہایت
ناتوان و لاغر لباس کثیف پر رنگ خاک پہنے ہوے سر جھکاے ہوے بیٹھے ہین سراپا طوق و سلاسل
مین گرفتار ہین اُس کے مقابل مین جو دوسرا درجہ ہے اُس مین ایک مرد نحیف الجثہ پاؤن دراز کیے
ہوے سو رہا ہے خواب ایسا اُس پر غالب ہے کہ گویا بیہوش و مدہوش پڑا ہوا ہے وہ شخص بھی
سلاسل و مطوق ہے بمجرد دیکھنے قیدیان مذکور کے صاحبقران نے اپنے دل مین شکر خدا کیا
اور کہا کہ ظاہرا یہ چار شخص رفقاے حکیم سالوس ہین اور وہ جو شخص سو رہا ہے غالبا حکیم سالوس
ہے یہ باتین دل مین کر کے آگے بڑھے جب قریب اُن قیدیون کے پہونچے پاؤن کی آہٹ سے
اُن چارون نے سر اپنے زانوے غم سے اُٹھا کر دیکھا اُن مین سے ایک شخص نے صاحبقران
کو دیکھ کر باواز نحیف کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بعد کو اپنے اُن ہمنشینون سے مخاطب ہو کر کہا
کہ کہیا ہو تم سب ہمارے اسلام و ایمان کے شاہد رہنا یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا
اُن تینون قیدیون نے پوچھا کہ آج کیا باعث ہے کہ تم ایسے کلمات حسرت آیات اپنی زبان پر جاری
کر رہے ہو اُس نے باواز ضعیف جواب دیا کہ شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج اُس نے ہمکو قید مصیبت
و تکلیفات سے رہا کیا ہمارے حال پر رحم کیا تم بھی سجدہ شکر خدا کرو کہ اس زندان مین ہم مین
تیا لیا ملک الموت کا گذر ہوا ہے سواے اُس کے یہان کون آسکتا ہے کس مین اتنی قوت و طاقت ہے
کہ یہان قدم رکھ سکے کوئی دوست تو ہمارا یہان آ نہین سکتا ہے جو یہان آکر رہا کرے ہمنے
حکیم صاحب سے ایک روز سنا تھا کہ اس زندان مین طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آئے گا وہی ہمکو
رہا کرے گا گو ہمنے حکیم صاحب سے یہ خوشخبری سنی تھی مگر نہین معلوم کب طلسم کشا یہان آئے گا
ہمارے نزدیک تو گذر بھی طلسم کشا کا نہوگا اور جو کچھ ہوگا وہ کسی وقت و زمانے مین ہوگا
بالفعل تو اس زندان مین قابض ارواح کا گذر ہوا ہے شبہ نہین کہ ہماری ہی قبض روح کو آئے
ہون یا ہم مین سے کسی ایک کی قبض روح کے واسطے یہان ملک الموت نے قدم رنجہ کیا ہے تم سب بھی
دیکھ لو وہ ادھر آتے ہین پس ہم لوگ خوش ہین تم سب بھی خوش ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبانون پر جاری
کر لو اپنے گناہون کی توبہ و استغفار سے توبہ کر لو اپنا ایمان درست کر لو ثابت قدم رہو شکر خدا کرو کہ
یہان بعد چند ماہ کی قید کے ملک الموت تشریف لائے اب قید ہستی سے رہا ہو جائین گے
اور جو مصائب اُٹھاتے تھے وہ اُٹھانے نہ پڑین گے اور اس زندان کے مصائب سے فرصت و فراغت
حاصل ہو جائے گی یہ کہکر وہ شخص تو خاموش ہوا ہم نشین تینون قیدی اُس کے کہنے سے بغور
دیکھنے لگے کہ ایسے پیرانہ سال نے سچ کہا تھا واقعی کوئی صاحب اسی طرف چلے آتے ہین نہین معلوم
کون ہین یا تو بقول تمہارے ملک الموت ہین یا کوئی آدمی ہین یا کوئی فرد بشر ہین مگر بقول تمہارے
یہ تو وہ زندان الٰہی ہے کہ اس زندان مین بجز ہم اسیرون کے کوئی قدم رکھتا ہی نہین نہ کوئی اس زندان
مین آسکتا ہے کیونکہ محافظ اس زندان کا جانب حکیم سالوس شاہ طلسم زلزلہ سے اسیران جادو
زور جسنے یہان قید کیا ہے وہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ اُس کے سحر کو کوئی ساحر دفع نہین کر سکتا
بجز طلسم کشا بغیر اُس کے قتل کیے یہان کب آسکتا ہے اور ساحر مذکور کا قتل کرنا کوئی کار سہل
نہین ہے نہایت دشوار ہے ہان اگر ہمارے مقدر مین رہائی ہے تو بقول حکیم صاحب اس زندان سے

ایک روز رہا ہونگے ورنہ اسی قیدخانے مین مر جاینگے کسی کو خبر بھی ہمارے مرنے کی
نہوگی نہ کوئی ہمارے غم مین غمگین ہوگا بلکہ بسبب ہمارے دشمنون کو ہمارے مرنے کی آگاہی ہوگی
تو وہ خوش ہونگے ہنوز وہ چارون قیدی باہم بآواز نحیف و ضعیف یہ باتین کر رہے تھے
اور کلمۂ شہادتین اپنی زبانون پر جاری کر رہے تھے کہ صاحبقران نے اُنکے قریب تر
جاکے اُن پر سلام کیا اُنھون نے خائف ہوکر جواب سلام دیا صاحبقران نے ان سے پوچھا
کہ تم کب سے یہان اسیر ہوا ور تم مین حکیم سالوس کون ہی اُنھون نے جواب دیا کہ پہلے آپ یہ
فرمائیے کہ آپ کون صاحب ہین جو ایسے زندان تیرہ و تار مین کیون آئے ہین یہان آنے سے
کیا مطلب ہی یہ زندان تو مخصوص ہم قیدیون کے رہنے کی جگہ ہی ہم سب اس محبس تیرہ و تار مین
گویا زندہ درگور ہین خداوند عالم ایسے کسی کو اس قیدخانے مین نہ لائے آپ کا یہان آنا تعجب ہی
آپ بنی جان سے ہین یا بنی آدم سے ہین یا فرشتون سے ہین اگر آپ ملک الموت ہین تو بسم اللہ قبض
ارواح کیجیے ہمکو قید ہستی سے رہا کرکے زندان کثیفہ سے آزاد کیجیے ہر آیینہ قید بہتر کو اپنے مرنے کا
ملال ہوتا ہی ہم ایسے قیدی ہین کہ ہمین اپنے مرجانے کی خوشی ہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے ان کی تقریر سنکے اُن کے حال پر بہت افسوس کرکے فرمایا آگاہ ہو کہ ہم نہ کوئی جان سے ہین نہ
ملائکہ سے ہین بنی آدم ہین واسطے تم سب کی رہائی کے یہان آئے ہین خاص و نام ہمکو صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین اگر خداوند عالم
نے چاہا تو ہم طلسم زلزلہ کو فتح کرینگے حکیم سالوس سے لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کرنا بھی مطلوب ہی
اُن چارون اشخاص نے خوش ہوکر کہا کہ الحمد للہ کہ جو حکیم صاحب نے ہمسے کہا تھا اُس کا ظہور ہوا
ایک روز حکیم صاحب نے اسی زندان مین ہمسے کہا تھا کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا نزدیک آگیا ہی
غالبا اس زندان مین طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کا گذر ہوگا یہ فرماکر بہت بہت سی گولیان ادویہ کی
ہمین دیکر خدا سے اُنھون نے دعا کی تھی کہ ہمیں اُسوقت تک خواب کو غالب کر جب تک طلسم کشا
اس زندان مین قدم رکھے جب وہ ہمین جگائے جب ہی ہم بیدار ہون پس اُن کی دعا کو حق تعالی
نے مستجاب کیا ہی اُس روز سے وہ اب تک سو رہے ہین دیکھیے اُس درجے مین آرام پذیر ہین
وہی گولیان عطیہ حکیم صاحب موصوف ہم چارون شخص موافق تعداد کے روز کھالیتے تھے
اُن کی تاثیر سے نہ تو ہمکو بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس ابھی تک تھوڑی گولیان ہم سب کے پاس
موجود ہین قاعدہ ہی کہ قیدیون کو بھی آب و طعام دیتے ہین لیکن ہم سب ایسے قیدی ہین کہ
جب سے قید ہوئے ہین آج تک آب و طعام کی ہمنے شکل و صورت بھی نہین دیکھی ہی نہ ہوا آنا یہان
گذرا ہی آج تک صرف قدرت خدا سے زندہ ہین آپ نے ہم سب پر احسان کیا کہ ہماری رہائی
کے واسطے یہان آئے مگر ہمکو حیرت ہی کہ ابر باران جادو جو نگہبان ہمارا تھا اُس نے آپ کو
نہین روکا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے عنایت و مدد خدا سے ابر باران جادو کو تہ تیغ
کیا ہی سحر اُس کا دور ہوگیا ہی یہ سنکے رفقاے حکیم صاحب ممدوح خوش ہوے صاحبقران کے
حق مین دست بدعا ہوے پھر بمشکل براے تعظیم اُٹھکر عرض کرنے لگے کہ اس فرش خاک پر
اگر مناسب ہو اور خلاف شان والا نہو تو تشریف رکھیے اور ہماری اس بے ادبی کو معاف
فرمائیے کہ پہلے ہمنے آپ کی تعظیم و تکریم نہ کی کیونکہ ہم آپ سے ناواقف تھے صاحبقران نے

اُن کو نہایت نحیف و زار لائق کھڑے ہونے کے نہ دیکھکر فرمایا کہ آپ سب صاحب اب ہماری تعظیم نکریں بیٹھ جائیں پاؤن آپ کے کانپ رہے ہیں اندیشہ قوی گر پڑنے کا ہی ہم کو اتنی فرصت نہیں ہی کہ آپ کے پاس بیٹھیں ہمکو حکیم صاحب کو بیدار کرکے اس زندان سے مع آپ کے جلد بیرون قیدخانہ جانا منظور ہی مبادا شاہ طلسم زلزلہ کو ابر باران جادو کے قتل ہو جانے کی خبر ہو جائے اور وہ فوج ساحران اس طرف روانہ کرے تو آپ سب صاحبوں کی رہائی میں مشکل و دشواری ہوگی یہ سنکے وہ چارون شخص تھرا کر بمشکل تمام بیٹھ گئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دوسرے درجے کی طرف بڑھے جب اُس درجے میں پہونچے دیکھا کہ زیر چادر حکیم صاحب موصوف سو رہے ہیں مگر ایسے نحیف و ناتوان ہیں کہ بجز چادر کے یہ نہیں معلوم ہوتا ہی کہ نیچے چادر کے کوئی شخص بھی ہی صاحبقران نے بالین سر حکیم صاحب بیٹھکر آہستہ آہستہ دو چار مرتبہ کہا کہ حکیم صاحب خواب سے بیدار ہوجیے مدت قید منقضی ہوئی زمانہ رہائی آگیا جب آواز صاحبقران گوش حکیم صاحب میں پہونچی خواب غفلت سے بیدار ہوکے بمشکل اٹھے اور چہرہ صاحبقران پر نظر کرکے بغور دیکھا صاحبقران نے موافق قاعدۂ اہل اسلام سلام کیا حکیم صاحب نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ کیا آپ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہیں فتاح طلسم زلزلہ آپ ہی ہیں امیر با توقیر نے فرمایا کہ ہاں عبد ذلیل رب جلیل میں ہی ہوں میرا ہی نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہی یہ سنکے حکیم سالوس نے خوش ہوکر کہا کہ مرحبا جزاک اللہ آپ نے بڑے عزم پر کمر باندھی ہی طلسم زلزلہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہی ہمیں اپنے علم رمل وغیرہ علوم سے دریافت ہوا ہی کہ آپ ہی برباد و شکستہ کنندہ طلسم زلزلہ اور جویندے لوح طلسم زلزلہ ہیں ہماری رہائی کی بابت آپ نے کوشش کی خداوند کریم اس کار خیر کی آپ کو کونین میں جزا دے ہمکو جو کچھ بقدر لوح طلسم زلزلہ کے معلوم ہوا ہی اس سے آپکو آگاہ کر دینگے اور بربادی طلسم زلزلہ میں ہم آپ کی شرکت بھی کرینگے ہم پہلے بھی پوشیدہ طور سے مسلمان تھے اور اب بظاہر طور سے مسلمان ہیں یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا پھر صاحبقران کی ہمت و شجاعت کی تعریف کی امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ میں تو ایک ادنی بندۂ خدا ہوں قابل تعریف و ثنا نہیں ہوں یہ کہکے فرمایا کہ اب یہاں سے بیرون زندان سحر نشان کے جلد تشریف لے چلیے تاخیر نفرمایئے حکیم صاحب موصوف بمجرد سننے اس کلام کے بمشکل تمام کثرت ضعف و نقاہت سے اٹھے اتنی دیر میں خواجہ طیفور گردیا بھی آگئے انھوں نے بازو حکیم صاحب موصوف کا پکڑا پھر اُن کے رفقائے مذکور کو بھی ہمراہ لیا بعدہ اُس جگہ سے بصد مشکل و تدبیر حکیم صاحب وغیرہ کو خواجہ و صاحبقران باہر لائے مجمر جادو منتظر تھا دیر جو ہوئی تھی متردد تھا دل میں کہتا تھا کہ ابھی تک صاحبقران مع حکیم صاحب وغیرہ کے نہیں آئے ہیں اندیشہ ہی کہ ابر باران جادو مارا گیا ہی اگر اُس کے قتل ہونے کی خبر شاہ طلسم زلزلہ یا حکیم چالوس کو ہوگی تو غضب ہو جائے گا ساحران نامی کو مع ساحران وغیرہ ساحران شاہ طلسم زلزلہ روانہ کرے گا وہ یہاں آکر رہائی حکیم سالوس ہرگز نہ چاہیں گے جنگ عظیم بھی ہوگی نہیں معلوم ایسی صورت میں انجام کیا ہو ہنوز یہ خیالات کر رہا تھا کہ صاحبقران موصوف و خواجہ طیفور گردیا و حکیم سالوس وغیرہ کو اپنی طرف آتے دیکھکر بہت خوش ہو کر برائے استقبال صاحبقران موصوف و حکیم سالوس وغیرہ آگے بڑھا بعد قطع راہ استقبال کرکے اپنی خیمہ حفاظت میں لایا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و حکیم سالوس وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے

بحرین جادو نے بھی حکم صاحبقران سے بیٹھکر بعد ایک لمحہ کے عرض کیا کہ مقام شکر و جائے خوشی
و فرحی ہے کہ آپ نے اس کار سخت و مشکل پر جو کمر ہمت باندھی تھی انجام اسکا اچھا ہوا جو آرزوے دلی
تھی بر آئی جناب حکیم صاحب وغیرہ کی رہائی ہوئی ابر باران جادو قتل ہوا لیکن اب یہ خوف ہے کہ
اگر شاہ طلسم زلزلہ کو خبر قتل ابر باران جادو پہونچے گی تو وہ غضبناک ہوکر یہاں ساحران نامی کو
مع سپاہ کثیر روانہ کرے گا حکیم صاحب موصوف نے جواب دیا کہ کچھ فکر نہ کرو شاہ طلسم زلزلہ سے
نہ ڈرو اب وہ ہمکو کسی ساحر سے اسیر نہیں کرا سکتا ہے تو ہمارے بھائی حکیم جالوس نے حالت غفلت
میں اسیر کیا تھا اب اس کی کیا مجال کہ ہمیں اسیر کر سکے کیونکہ اب ہم ہوشیار رہیں اسیطرح صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر خبر قتل ابر باران جادو حکیم جالوس یا شاہ طلسم زلزلہ کو فی الحال ہو جائے گی تو
کیا اندیشہ ہے خداوند عالم معین و مددگار ہے یہ فرما کر حسب رائے بحرین جادو وغیرہ صاحبقران
نے اس جگہ سے کوچ کرنے کا عزم کیا سب ہمراہی چلنے پر آمادہ ہوئے حکیم صاحب موصوف
سے کہا گیا کہ اب آپ بھی یہاں سے سوے لشکر اہل اسلام چلیے اپنے شہر کو نہ جائیے مبادا پھر آپ کے
بھائی آپ سے بعناد پیش آئیں حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان
بالفعل تو ہمیں شہر جالوسیہ جانا ضرور ہے کیونکہ اپنے اہل و عیال سے ملنا ہے اور تمامی مردمان شہر
جالوسیہ کو مسلمان کرنا بھی مقصود ہے سوا اس کے اور بھی کچھ فکریں اور تدبیریں بابت حصول
لوح طلسمی کرنا منظور ہیں لہذا آپ اپنے لشکر میں جائیے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات مستعار
بعد انصرام امور مرجوعہ آپ کے لشکر میں ضرور آئیں گے جہاں تک ممکن ہوگا جلد آئیں گے
ہمارے آنے کا انتظار کیجیے گا بغیر ہمارے آئے کوئی فکر و تدبیر حصول لوح طلسمی وغیرہ نہ کیجیے گا
ہم آکر داخل لشکر اہل اسلام ہوکر تدابیر حصول لوح طلسمی و نشان لوح طلسم زلزلہ بتائیں گے
آپ نے جیسے نیکی کی ہے ہم بھی ویسی نیکی پیش آئیں گے برادی و شکستگی دنیا ہی طلسم زلزلہ میں
شریک آپ کے ہونگے تدابیر فتح طلسم مذکور بھی بتائیں گے ہماری شرکت آپ کے سب طرح مفید ہوگی
یہ کہکر خاموش ہوئے اسوقت صاحبقران نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپ کے ارشاد کے موافق
عمل کیا جائے گا بغیر آپ کی راے کے کوئی کام بابت فتح طلسم زلزلہ نہ کیا جائے گا مگر جہاں تک
ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا تاخیر نفرمائیے گا حکیم صاحب موصوف نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی
بہت جلد ہم آئیں گے صاحبقران نے تقریر حکیم صاحب موصوف سنکے مطمئن ہوئے بوجہ اشتہائے
طعام کے خاصہ طلب کیا ملازموں نے حسب قاعدہ دسترخوان پر انواع و اقسام کے طعام لذیذ اور
خوش ذائقہ ظروف میں لاکر رکھے پھر صاحبقران کشورستان نے حکیم صاحب و رفقاے حکیم صاحب
کو بھی شریک طعام کیا بعد اکل و شرب سامان سفر تو ہو ہی رہا تھا اُس جگہ سے کوچ کیا حکیم صاحب
و رفقاے حکیم صاحب بھی بسواری اشتر و اسپ ہمراہ صاحبقران وہاں سے چلے اثناے راہ
میں دوراہا ملا حکیم صاحب اپنے شہر کی جانب مع اپنے رفقا کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ اپنے
شہر میں داخل ہوئے مردمان شہر کو ان کے آنے کی از حد خوشی ہوئی اکابر شہر نے اُن کا
استقبال کیا بعدہ اُن کو بعزت تمام تا در دولت لائے حکیم صاحب اپنی محلسرا پر پہونچکر سواری
سے اُترکر داخل محلسرا ہوئے اپنے اہل و عیال سے ملے تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا
اہل و عیال وغیرہ جملہ عورتیں محلسرا کی شاد و خرم ہوئیں اسی طرح جملہ ساکنان شہر شادمان ہوئے

اُن کے آنے سے شہر مین دوبارہ رونق ہوئی تمام رعایا نے سامان عیش و عشرت کا کیا شہر مین
چراغان ہوا نوبت و نقارے اس خوشی مین جا بجا بجنے لگے کئی روز تک اہل شہر نے خوشی کی
ایک روز حکیم سالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے جملہ اہل دربار کو جمع کرکے حکم دیا کہ سب
ساکنان شہر خدا پرست ہون دین اسلام اختیار کرین حسب الحکم جملہ اعلیٰ ادنیٰ نے حکم حکیم صاحب
کی تعمیل کی مساجد کی بنا ڈالی گئی معبد قدیم آبائی اپنے اہل شہر نے منہدم کرائے بعد اسلام آباد
ہونے شہر مذکور کے حکیم صاحب موصوف اُن تدابیر مین مصروف ہوے جو تدبیرین اُن کو کرنا
منظور تھین اور جو مفید مطلب صاحبقران کشورستان کے تھین حکیم صاحب تو مصروف تدابیر
حسب دلخواہ ہین ان کو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی آئندہ حال ان کا بیان کیا جائیگا مگر اب
حال صاحبقران کشورستان کا لکھا جاتا ہی کہ جب حکیم صاحب موصوف اثنائے راہ سے
رخصت ہوکر اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے تھے صاحبقران اپنے لشکر ظفر اثر کی طرف مع
بحرین جادو و خواجہ طیفور کردیا وغیرہ روانہ ہوے بعد قطع راہ بعید اپنے لشکر کے قریب پہونچے
لشکر کے ہرکارون نے خبر تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آگاہ ہوکر
بصد عجلت اپنے لشکر مین جاکر شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر فیروزی اثر کو خبر تشریف آوری
امیر باتوقیر دی تمامی سرداران سپاہ و جملہ شاہ و شہریار و کوکب انجم حصاری خبر مذکور سنکے شادان
ہوکے فی الفور مع سپاہ گران بہزار خوشی و خرمی براے استقبال صاحبقران ذی وقار روانہ
ہوے بعد قطع راہ استقبال کرکے لشکر فیروزی اثر مین لائے امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوکے
دوسرے روز صاحبقران نے دربار کیا تمامی سرداران لشکر و جملہ شاہ و شہریار و کوکب
انجم حصاری حاضر دربار ہوے ہر ایک علی قدر مراتب بیٹھا امیر باتوقیر اپنے اورنگ شوکت
پر رونق افزا ہوے کوکب انجم حصاری وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے با ادب پوچھا ارشاد
ہو کہ حکیم سالوس برادر حکیم جالوس کو آپ نے رہا کیا یا نہین اور اُس نے نشان لوح طلسم
زلزلہ آپ کو بتایا یا نہین ہم سب امیدوار ہین کہ یہان سے جاکر جو واردات پیش آئے ہون اُن کو بطور
اختصار بیان فرمائیے تاکہ ہم سب خیرخواہون کو خوشی حاصل ہو امیر باتوقیر نے جو کچھ حالات
گذرے تھے بیان کیے ابر باران جادو کا قتل کرنا حکیم سالوس وغیرہ کا رہا کرنا پھر اُن کا اپنے
شہر جانا پھر اقرار لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اور اس شہر مین کرنے کا ظاہر کیا ہر ایک نے سنکے خوش
ہوکر تعریف ہمت و شجاعت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہت کی بعد اس کے امیر باتوقیر
نے دریافت کیا کہ بعد ہمارے جانے کے یہان تو کوئی واقعہ کسی طرح کا نہین ہوا خیر و عافیت
سے ہمارا لشکر یہان فروکش رہا سب نے عرض کیا کہ فضل خدا شامل حال رہا کوئی واقعہ درپیش
نہین ہوا امیر باتوقیر بھی یہ خوشخبری سنکے شکر خدا کرکے خوش ہوے بعد ازان اپنے لشکر مین شب و روز
براحت و آرام بسر کرنے لگے اور انتظار تشریف لانے حکیم سالوس کا کرنے لگے ان کو تو انتظار
حکیم صاحب موصوف مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال حکیم جالوس و شاہ طلسم زلزلہ و حکیم سالوس
کا بیان کیا جاتا ہی کہ جن دنون مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ہمراہ بحرین جادو
کے جاکر صحراے ہولناک مین ابر باران جادو کو قتل کیا تھا اور حکیم سالوس کو قیدخانے سے
رہا کیا تھا حکیم جالوس دستور معظم بحکم شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ کے اپنے مکان

سکونت مین کہ اندر طلسم زلزلہ کے واقع ہی داخل ہوا تھا چونکہ حکیم جالوس مرد عاقل وانجام بین
وکارگذار وخیرخواہ حاکم طلسم زلزلہ کا ہی بعد اسیر کرنے اپنے برادر حکیم سالوس کے اُس نے
بجائے خود خیال کیا تھا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے ہر وقت اپنے بھائی کی اسیری اور
ابرباران جادو کی خیریت دریافت ہوتی رہے تا باعث اطمینان خاطر اندیشہ ناک ہوا کرے یہ
خیال کرکے اُس نے ایک گلدستہ اپنے سحر سے حیات ابرباران جادو محافظ ونگہبان حکیم
سالوس کا بنا کر اپنی خواب گاہ مین روبرو اپنے رکھا تھا صبح وشام اور جس وقت چاہتا تھا اُسکو
دیکھ لیا کرتا تھا اُس گلدستے کی تروتازگی وشادابی پر نظر کرکے سمجھ جاتا تھا کہ ابرباران جادو
بقید حیات ہی اور بھائی میرا اُس کی حفاظت وحراست مین اسیر زندان ہی غرضکہ دید تروتازگی وشگفتگی
گلدستہ مذکور باعث اطمینان خاطر وشگفتگی غنچہ دل ہوا کرتی تھی اور بجائے خود حکیم جالوس اپنی
عقل وفہم پر فخر ونازسے یہ خیال کیا کرتا تھا کہ مین نے خیرخواہی مین اپنے بادشاہ کی اپنے بھائی کو کہ رازدار
لوح طلسمی تھا قید کرلیا ہی اور حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ابرباران جادو نے اُس کو ایک ایسے صحرائے
وحشت ناک وہولناک مین ایسی تدبیر سے قید کیا ہی کہ کوئی شخص میرے بھائی کو رہا نہین کرسکتا ہی
بلکہ تالاب مین بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ بھی آب تالاب مین نہین جاسکتا ہی
ابرباران جادو ایسا زبردست ساحر اُس کی حفاظت صبح وشام ہر وقت وہر ساعت کررہا ہی سحر
اُس کا ایسا ہی کہ کوئی ساحر زبردست بھی اُس کے سحر کو دفع نہین کرسکتا ہی بلکہ کوئی اُس صحرا مین
بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی نہ کسی کو سوائے میرے اور شہنشاہ کے مقام قیدخانہ حکیم سالوس
سے آگاہی ہی پس جب تک بھائی میرا کہ رازدار لوح طلسم زلزلہ ہی رہا نہوگا یہ طلسم کبھی فتح نہ ہوگا
اور لوح طلسمی بھی ایسی جگہ رکھی ہی کہ وہان بھی پہونچنا دشوار تر ہی بلکہ ناممکن ہی اگر طلسم کشائے
طلسم زلزلہ بھی پیدا ہوگا تو کیا کرے گا جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا اور لوح طلسم زلزلہ
دستیاب نہوگی تو اس طلسم زلزلہ کو کیونکر فتح کرے گا الحاصل حسب قاعدہ ودستور حکیم جالوس
نے اپنے مکان مین داخل ہوکر اپنی خواب گاہ مین جاکر گلدستۂ مذکور پر نظر کی تو دیکھا وہ گلدستہ پژمردہ
وخشک ہوگیا ہی بلکہ جل گیا ہی یہ رنگ گلدستہ دیکھتے ہی رنگ رخ اُڑ گیا دل کو یقین کامل ہوگیا کہ
ابرباران جادو مارا گیا ہی گلدستہ اُس کی حیات کا جل گیا ہی اُسی وقت بیتاب وبیقرار ہوکے ازحد
متردد ہوکے اپنے سحر سے یہ بھی دریافت کیا کہ بھائی میرا زندان مین اسیر ہی یا نہین معلوم ہوا کہ
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس صحرا مین جاکر ابرباران جادو کو تیغ آبدار سے قتل
کرکے حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا ہی حکیم سالوس اپنے شہر مین رہا ہوکر گیا ہی صاحبقران
فتاح طلسم کشائے زلزلہ سے نشان لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اقرار کیا ہی ابھی تک نشان لوح
مذکور نہین بتایا ہی جب یہ حال تمام وکمال تپلہ سحر نے کاغذ پر لکھدیا اور حکیم جالوس نے اُس کاغذ کو
اُٹھا کر حرف بحرف پڑھا نہایت صدمہ وتردد ہوا اپنے برادر کی رہائی سے متحیر ہوکے صدمہ بیحد وانتہا
کرکے اُسی وقت حواس باختہ وپریشان خاطر خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین گیا اور تمام حال جو اپنے
تپلہ سحر کی تحریر سے معلوم ہوا تھا شاہ طلسم زلزلہ سے عرض کیا طہمورس مست جادو حاکم طلسم زلزلہ
نے تخلیے مین حکیم جالوس سے کہا کہ اے دستور معظم مین بڑا غضب ہوا کہ سائی طلسم کشا کی مقام زندان
حکیم سالوس تک ہوگئی نہین معلوم کس نے اُس کو نشان زندان مذکور بتایا اور اُس نے ابرباران جادو

کو نہین معلوم کیونکر قتل کر سکے تمھارے بھائی حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا اب وہ طلسم کشا کو
نشان لوح طلسمی بتا سکے گا طلسم کشا بعد حصول لوح طلسمی حسب ہدایت لوح مذکور ہمارے اس طلسم کو فتح
کرنا شروع کرے گا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر حضور اطمینان رکھین یہ نمکخوار و خیرخواہ
کوئی ایسی معقول تدبیر کرے گا کہ جس سے تردد شہنشاہ فلک بارگاہ دفع ہو جائے گا یہ عرض کر کے
اجازت اپنے شہر کو جانے کی حاصل کر کے اُسی وقت اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین
سوچا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اپنے بھائی حکیم سالوس پر غالب ہون بعد فکر بسیار ایک تدبیر ایسی
ذہن مین آئی کہ خود ہی اپنی عقل و فہم و فراست پر نازان ہو کر نغمہ خوان ہوا غرضکہ بعد قطع راہ شہر جالوسیہ
مین پہونچکر دیکھا کہ مردان شہر نے جابجا مساجد بنانا شروع کی ہین اکثر ساکنان شہر کو نماز پڑھتے اور اذان
کہتے ہوئے دیکھا سمجھا کہ برادر سالوس نے ساکنان شہر کو مسلمان کیا ہے یہ سمجھکر زیادہ تر اپنے بھائی کا
دشمن ہوا لیکن غصے کو ضبط کر کے دارالعمارت شاہی مین آیا دیکھا کہ حکیم سالوس بعد ادائے نماز مغرب
مصلے پر بیٹھا ہوا اوراد و وظائف مین مصروف ہے جب وہ اوراد و وظائف سے فارغ ہوا روبرو اُسکے
جا کر بعد سلام کیا اور کہا کہ خوشا حال اے برادر ذیجاہ و ذی وقار کہ آپ عبادت پروردگار عالم
کرتے ہین حکیم سالوس نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ اے برادر فی الحال یہان آنے کا کیا سبب ہوا
کیا اب پھر ہماری گرفتاری کے واسطے آئے ہو ایک مرتبہ تو غفلت مین ہمین اسیر کر کے داخل زندان
بلا کر چکے ہو حکیم جالوس نے بعد عجز و انکسار نادم و منفعل ہو کے کہا کہ اے برادر عالی وقار واقعی
مین خطاکار و گنہگار ہون مجھسے حرکت نالائق و نامناسب ظہور مین آئی قابل سزا و نفرین ہون محض
برائے خوشنودی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ کے مین نے آپکو بے خطا
و قصور بحالت غفلت مین اسیر کیا تھا سخت نادانی و بیوقوفی کی تھی واسطے حصول دنیا کے ظلم و جفا
آپ پر کی تھی اُس کی ندامت اب تک ہے چاہتا ہون کہ حال میرا بگوش دل سُنکے و دروغ نہ جان کے
میری خطا کو عفو فرمایئے حکیم سالوس نے استفسار حال کیا حکیم جالوس نے اسطرح اظہار کیا کہ
پرسون ہنگام شب مین نے بعد آنے دربار شاہ طلسم زلزلہ سے اپنے مکان مسکونہ مین طعام تناول
کیا تھا آب سرد و شیرین پیا تھا بعد اکل و شرب خواب مجھپر غالب ہوا تھا فرش خواب پر جا کر آرام پذیر
ہوا تھا عالم خواب مین مین نے دیکھا تھا کہ ایک میدان نہایت وسیع مین میرا گذر ہوا ہے بکثرت
مردم اُس میدان مین جمع ہین کہ اُن کا شمار نہین ہو سکتا ہے ہر ایک شخص اپنے حال مین مبتلا ہے مین بھی
انھین لوگون مین جا کر کھڑے ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا یکایک ایک طرف جو دیکھا تو ایک باغ پر بہار
ایسا نظر آیا کہ جس کی تعریف مین میری زبان قاصر ہے اُس باغ کے گلون کی بہار اور رنگ و بو و تازگی
و شگفتگی کی تعریف نہین ہو سکتی ہے ایسے خوشبودار وہ پھول انواع و اقسام کے تھے کہ جنکی خوشبو سے
دماغ میرا معطر ہو رہا تھا اشجار میوہ دار بھی خوشنما اُس باغ مین قرینے سے بکثرت تھے ثمر اُن اشجار
کے ایسے لطیف و نازک و شیرین تھے کہ دیکھنے سے اُن کے ذائقہ زبان پر آتا تھا لب بند ہوے
جاتے تھے دروازہ اُس باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا اندر اُس باغ کے قصرہاے رفیع در و
یاقوت و زبرجد وغیرہ جواہرات کے نظر آتے تھے عورتین بھی اُس باغ بہشت بہار مین بالباس نفیس
و پاکیزہ ایسی حسین و جمال دکھائی دیتی تھین کہ جن کا حسن و جمال رشک مہر و ماہ درخشان تھا
مانند اُن عورتون کبھی مین نے دنیا مین کسی عورت کو صاحب حسن و جمال نہین دیکھا بلکہ ان

عورتوں کے حسن و جمال سے شرمندہ تھی کسی عورت کو دنیا میں حسین نہیں پایا اُن کے لباس و صورت
زیبا و خرام ناز کی کیا ثنا ہو سکتی ہے زبان عاجز ہے نگاہ اُن کی دید سے خیرگی کرتی تھی وہ نور و ضیا اُنکے
چہروں سے ہویدا تھا کہ آفتاب و ماہتاب میں بھی وہ نور و ضیا نہیں ہوا جو اس باغ کی جانب سے
آتی تھی وہ غنچہ دل کو شگفتہ کرتی تھی مسیحا نفس تھی تن بیجان میں جان آجاتی تھی بائیں طرف جو
میں نے دیکھا تو عجب آتش سوزان کو شعلہ ور پایا شعلے اُس آگ کے دمبدم بلند ہوتے تھے وہ آتش
سوزان بھی ایک احاطے میں تھی جو از حد وسیع تھا دور سے دکھائی دیتی تھی اس احاطے میں بھی
ایک دروازہ کلان تھا وہ کھلا ہوا تھا اندر اُس کے مکانات دکھائی دیتے تھے ہر ایک مکان آگ
کا تھا سانپ بچھو بڑے بڑے اُن مکانات میں غور کرکے دیکھنے سے نظر آتے تھے جو لوگ ان مکانات
میں دکھائی دیتے تھے اکثر اُن میں جھڑتی آگ سے تھے بہت سے مانند کوئلے کے جلے ہوئے
دکھائی دیتے تھے باوجود ایسی حالت کے وہ لوگ بآواز بلند فریاد و نالہ کرتے تھے نہایت
دردناک آواز سے کہتے تھے کہ ہائے آگ ہمیں جلائے دیتی ہے قلب و جگر و اعضا ہمارے مانند
ہیزم خشک کے جلا کر خاک کیے دیتی ہے ہم متحمل اس عذاب نار کے نہیں ہو سکتے ہیں توبہ اپنے
گناہوں سے کرتے ہیں خدایا ہمارے گناہوں کو عفو کر جب وہ اس طرح نالہ و فریاد و فغان
کرکے اشکبار ہوتے تھے تو کچھ لوگ کہ نہایت ہیبتناک و مہیب صورت تھے وہ اُن کو گرز ہائے
آتش سے مارتے تھے سر اُن اہل نار کے ضرب گرز سے پارہ پارہ ہوتے تھے اور پھر بدستور
ہو جاتے تھے پھر وہ لوگ اُن آگ کے مکانوں میں نالہ و فریاد کرتے تھے سو کلان عقوبت پھر انکو
گرزہائے آتش سے صدمہ پہونچا کر اُن سے مخاطب ہو کر کہتے تھے کہ اب تمہارا نالہ و فریاد کرنا اور
توبہ کرنا عبث ہے تمنے دنیا میں سخت گناہ کیے ہیں اب تو پیچھے مرے ہو تمنے اپنی زندگی بت پرستی
میں بسر کی ہے تمنے اپنے معبود حقیقی کو نہیں جانا نہ اُس کو پہچانا نہ اُس کے حکم پر عمل کیا نہ روزہ رکھا
نہ نماز پڑھی نہ اُس کو اپنا خالق جان کر سجدہ کیا نہ دین اسلام اختیار کیا نہ امر و نہی پر عمل کیا خلاف
حکم خدا و رسول دنیا میں کام کیے یہ انہیں کاموں کی بدی اور بد نیتی کی تمکو سزا دیجاتی ہے اگر
تم سب دنیا میں عمل نیک و امور خیر کرتے دین اسلام کہ دین حق ہے اُسے اختیار کرتے غیر خدا کی پرستش
نکرتے تو آج اس عذاب الیم میں مبتلا نہوتے ان مکانات آتش میں مسکن گزین نہوتے اُس باغ پر بہار
کے مکانات میں بآرام و راحت و عیش و عشرت ہمیشہ قیام پذیر ہوتے پس جیسے تمنے اعمال دنیا
میں کیے ہیں ویسی ہی اب تمکو سزا دیجاتی ہے اُن اہل نار سے اکثر مردم ایسے بھی تھے کہ اُن کے
دہن سے ماران سیاہ بڑے بڑے لپٹے ہوئے تھے اور انکو کاٹے رہتے تھے وہ لوگ اول تو
عذاب نار کی اذیت سے دوسرے اُن سانپوں کے کاٹنے سے نالہ کنان تھے ہر چند اُن کو
دفع کرنا چاہتے تھے مگر وہ کسی طرح دفع نہوتے تھے اگر بھاگتے تھے تو بھاگ بھی نہ سکتے تھے
آگ اُن کو کھینچ لیتی تھی بعض اشخاص اُس نار میں ایسے بھی دکھائی دیتے تھے کہ اُن کے بڑے
بڑے بچھو سیاہ لپٹے ہوئے تھے وہ بھی بصد درد فریاد کنان تھے ہوا جو اُس طرف سے آتی تھی
دل و جگر جلاتی تھی میں نے اُس آتش سوزان کو اور اہل نار کو مبتلائے عذاب دیکھکر خوف سے
کانپ کر ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ سے پوچھا کہ یہ باغ جو دور سے نظر آتا ہے اس کا کیا نام ہے
اور یہ احاطہ جس میں دروازہ کلان لگا ہے اور درمیان میں اس کے بے شمار مکانات ہیں اُن میں

مردم مبتلائے عذاب نار دکھائی دیتے ہین اس کا نام کیا ہی اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے حکیم جالوس آگاہ ہو کہ یہ باغ باغ بہشت ہی اس باغ مین وہی لوگ داخل ہونگے جو خدا پرست ہین خصوصًا اہل اسلام اور اہل اسلام بھی وہ جو نیکوکار ہین نہ بدکار اور اس احاطے پر آتش کو جو تو دیکھ رہا ہی اس کا نام جہنم ہی اس مین وہی لوگ ہین جو گنہگار ہین اور بے دین و ایمان ہین فاسق و فاجر ہین نہایت بد اعمال ہین مین نے اُن بزرگ سے کہا کہ اس عذاب نار سے مین بہت ڈرتا ہون خوف سے کانپ رہا ہون حالانکہ دور ہون عجب جہنم کی آگ ہی کہ اُس آگ کی گرمی مجھ تک پہونچتی ہی اعضا میرے جلے جاتے ہین اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے حکیم جالوس تم بھی بیدین و بد آئین ہو بعد مرنے کے مثل اہل نار کے آگ مین ڈالدیے جاؤگے مانند انھین لوگون کے جلوگے نالہ و فریاد کروگے تمھارے بھی تن پر سانپ بچھو لپٹینگے موکلان عذاب جہنم اسی طور سے تمکو بھی گرز مارینگے آتش جہنم سے اذیت رسان ہونگے تم بھی انھین لوگون کی طرح نار جہنم مین جلوگے کیونکہ بیدین و بد آئین ہو اعمال تمھارے نہایت بد ہین اے برادر عالی قدر مین نے بیتاب و بیقرار و اشکبار ہوکے اُس مرد بزرگ سے پوچھا کہ کوئی ایسی بھی تدبیر ہی کہ مبتلائے عذاب نار نہون باغ جنت مین جاؤن اُس مرد نیک خو نے جواب دیا کہ ہان اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور اپنے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کرے اور خداوند عالم کو مانند اہل اسلام کے سجدہ کرے حکم خدا و رسول پر عمل کرے تو عجب نہین کہ خالق زمین و آسمان اپنے فضل و کرم سے تیرے جملہ گناہان صغیرہ و کبیرہ کو عفو کرکے تجھے رستگار کرکے اس باغ مین داخل کرے قصر جنت تجھے رہنے کو عطا فرمائے یہ عورتین حسین و خوبرو کہ سب حورین ہین ان مین سے ایک یا کئی حورین تجھکو بھی ملین آب و طعام جنت و میوہ درختان جنت تجھکو بھی میسر ہو کیونکہ خداوند عالم رحمان و رحیم ہی اور ہر ایک شے پر قادر ہی اور توانا ہی اُس کے جود و احسان و فضل و کرم سے نا امید نہونا چاہیے بقولے + اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہو اُس سے مایوس امیدوار + مین نے اُس مرد ہدایت شعار سے دریافت کیا کہ مسلمان کیونکر ہوتے ہین کس کے پاس جاؤن کس سے کہون کہ مجھے بھی مسلمان کرے اور دعائے توبہ پڑھائے آئین خدا پرستی تعلیم و تلقین کرے عقائد دین سے آگاہ کرے طریقہ ادائے صوم و صلوٰۃ مجھے سکھائے تاکہ خدا میرے حال پر بھی رحم کرکے اپنی رحمت سے میرے تمامی گناہون کو بخش دے مجھے اہل نار کو اہل جنت کر دے اُس مرد دیندار نے مجھسے کہا کہ اگر رستگار ہونا چاہتا ہی تو اپنے بھائی حکیم سالوس کے پاس شہر جالوسیہ مین جا پہلے اُن سے اپنی خطا عفو کرا بعد کو اُن کے رفقا سے عفو تقصیر چاہ پھر اپنے بھائی سے کہہ کہ وہ تجھکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرکے عقائد دین اسلام تعلیم کرے طریقہ نماز و روزے کے بجا لانے کا تجھے سکھائے تجھ سے صاف باطن ہو کے جو تو نے اُس کی خطا کی ہی اُس سے درگذر کرے رفقا بھی اُس کے تیرے حال پر رحم کرکے جو تو نے اُن کے ساتھ دشمنی کی ہی اُس گناہ کو معاف کرین اے حکیم جالوس آگاہ ہو کہ دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین سب کو ایک دن فنا ہی بجز ذات خداوند عالم و عالمیان و خالق زمین و آسمان کسی کو بقا نہین ہی ایک روز سب کو مرنا ہی نہ کوئی دنیا مین ہمیشہ رہا ہی اور نہ رہے گا جس طرح تیرے جد و آبا مر گئے ہین ایک روز تو بھی مرجائے گا خالی ہاتھ دنیا سے سوے عدم جائیگا مال و دولت و ملک و مال کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا ان مال دنیا سے اگر تیرے مقدر مین ہی تو

کفن پائے گا فقط اعمال خواہ نیک ہون یا اعمال بد ہون وہ تیرے ساتھ رہین گے سوائے اعمال
کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دیگا زن و فرزند دوست دشمن کوئی ہنگام مرگ تیری ہمراہی نکرے گا سب
تجھ سے جدا ہوجائینگے مال و دولت و ملک جو تیرا ہی وہ بھی وقت مرگ تیرے کام نہ آئیگا شاہ
طلسم زلزلہ جس کا تو بہت خیرخواہ ہی وہ بھی وقت اجل موت سے تجھے نہ بچا سکیگا پس لازم ہی کہ مال
دنیا پر توجہ نکر دولت عقبیٰ پر نظر کر مال دنیا فانی ہی دولت عقبیٰ کو زوال نہین ہی ملازمت شاہ طلسم
ترک کر اُس کی وزارت سے دست بردار ہو گوشہ نشینی اختیار کر حیات باقی ماندہ کو اپنی یاد خدا اور بجا آوری
احکام احکم الحاکمین مین بسر کر مانند اپنے برادر حکیم سالوس کے زندگی اپنی عبادت خدا مین آخر کر تارک
مال دنیا ہو قناعت اختیار کر ہنوز وہ مرد بزرگ مجکو ہدایت کر رہے تھے کہ ناگاہ شعلہ وری آتش جہنم سے
آنکھ میری کھل گئی دیکھا تو اپنے فرش خواب پر لیٹا ہون نہ وہ صحرا و میدان ہی نہ وہ مجمع ہی نہ وہ باغ ہی
نہ وہ جہنم ہی پس اے برادر عالی جاہ وہ باقی ماندہ شب مین نے بیقراری مین بسر کی دل مین سوچا کیا کہ
اس خواب کو ایک خیال تصور کرون یا رویاے صادقہ جان کر اُن بزرگ کی ہدایت پر عمل کرون بعد فکر
بسیار دل نے یہی کہا کہ راحت دنیا کی کوئی حقیقت نہین ہی فکر راحت و آرام عقبیٰ کر جب صبح ہوئی حوائج
ضروری سے فراغت کر کے وقت دربار روبروے شاہ طلسم زلزلہ جاکر مین نے اپنی ملازمت سے استعفا
دیا ہر چند کہ شاہ مذکور نے سبب ترک ملازمت مجھسے دریافت کیا لیکن مین نے صحیح طور سے اسکو جواب
ندے کر صرف یہی کہا کہ اب مجھسے ملازمت حضور کی ہو نہین سکتی ہی یہ عرض کر کے دربار شاہ طلسم زلزلہ
سے روانہ ہوکر ابھی آپ کے پاس آیا ہون چاہتا ہون کہ اپنے رفقا کو طلب کیجیے خود بھی معاف
کیجیے اور اُن سے بھی خطا میری عفو کرا دیجیے بعد ازان مجکو مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام سے آگاہ
فرمائیے چونکہ حکیم سالوس ایک مرد دیندار و خداپرست و نیک خو و سادہ لوح ہی اپنے بھائی کی تقریر
سُنکے اُس کے خواب کو جھوٹا اور اُس کو کاذب تصور نکر کے فی الفور اُٹھکر اُس سے بغلگیر ہوا فرط الفت
سے اُس کو سینے سے لگا کر پاس اپنے بٹھا کر کہا کہ اے برادر شکر ہی خدا کا کہ تمکو عالم خواب مین ایک
مرد بزرگ نے ایسی ہدایت کی اور بہشت و دوزخ کی تمنے ایسی سیر کی کہ زنگ کفر سے آئینہ دل
تمھارا دور ہوا شاباش و مرحبا تمنے خیال آخرت کیا دنیاے دون پر توجہ نکی راہ کفر سے روگردان
ہوے جادۂ دین حق کے جویان ہوے عذاب جہنم سے ڈرے شوق دخول جنت دل مین پیدا کیا
ہمکو نہایت خوش کیا جو کچھ تمنے ہمارے ساتھ دشمنی کی تھی اب ہمکو اُس کا خیال نہ رہا دل اپنا تمسے مانند
آئینہ صاف ہو گیا جو خطا و قصور تمنے کیا تھا ہمنے عفو کیا یہ کہکے اپنے رفقا کو طلب کر کے اُن سے تمام حال
حکیم جالوس کے خواب دیکھنے کا اور راہ کفر سے بیزار ہونے کا دین اسلام کے طریق پر ارادہ قدم
رکھنے کا مفصل بیان کر کے کہا کہ ہمنے تو جو کچھ خطا و قصور انھون نے کیا تھا بخوشی عفو کیا تم بھی ان سے
ملجاؤ قلوب اپنے ان سے صاف کرو ان کی خطا معاف کردو اب یہ بتوفیق الٰہی تمھارے برادر دینی
ہوا چاہتے ہین مقام شکر ہی کہ ہمارے ان برادر کو خیال دولت و نعمات آخرت کا ہوا دنیا کو انھون نے
ہیچ سمجھا سچ ہی بقول شخصے ع ۔ بگڑی بن جاتی ہی جب فضل خدا ہوتا ہی ۔ دیکھو ان کے بیدین و بدآئین
ہونے سے انجام ان کا کیسا خراب تھا بوجہ ان کے کافر ہونے کے قلب ان کا کیسا تیرہ و سیاہ تھا
دین اسلام اور اہل اسلام سے کیسی ان کو بیزاری و نفرت تھی اب بتوفیق الٰہی کیسی رغبت ہوئی ہی
راہ راست اختیار کرنے کا انھون نے ارادہ کیا ہی مسلمان ہونے پر آمادہ ہوے ہین دین باطل کو

چھوڑتے ہین خداپرستی پر مائل ہوے ہین اُنھون نے عرض کیا کہ واقعی جاے حیرت ہی مقام عجب ہی
کہ دفعتًا آپکے بھائی صاحب ایسے راہ راست پر آگئے اپنے کفر و دین باطل سے کنارہ ہوے اگر
آپکے نزدیک یہ صادق القول ہین اور آپ نے خطاان کی عفو کر دی ہی تو آپکے ارشاد و حکم سے
ہمنے بھی قصوران کا معاف کیا ان کی طرف سے دل اپنا صاف کیا گرد ملال کو اپنے آئینۂ دل سے
دور کیا پھر یکے خود اٹھکے خادمانہ طور سے حکیم جالوس سے گلے ملے بعدہٗ عرض کیا کہ آج سے
آپکے بھی ہم خادم و خیرخواہ ہین حکیم جالوس تقریر اپنے بھائی کی اور اپنے برادر کے رفقا کی سنکے
بظاہر خوش و شادمان ہوکے کہنے لگا کہ واقعی مجھکو دین اسلام اور اہل اسلام سے نفرت کلی تھی توفیق
الٰہی سے دفعتًا دل میرا خواب مذکور دیکھکر مائل خداپرستی پر ہوگیا ہی غیب سے مجھکو بشارت ہوئی ہی کہ ظلمت
کفر سے نکلنے کی مین نے آرزو کی ہی اور نور دین و ایمان حق کی طرف توجہ کی ہی چاہتا ہون کہ اب
تامل و تاخیر نہو جلد دعاے توبہ پڑھکر تائب ہون اور کلمۂ شہادتین بصدق دل اپنی زبان پر جاری
کرکے مسلمان ہون اپنی عمر تو میری کفر مین بسر ہوئی باقی ماندہ حیات عبادت خدا مین گذرے بس
اے برادر عالی مرتبت مین اپنے تمامی گناہان کبیرہ و صغیرہ سے آپکے اور آپکے رفقا کے سامنے
توبہ کرتا ہون پیش خدا میرے اس توبہ کرنے کی اور تائب ہونے کی شہادت دیجیے گا بعد توبہ کرنیکے
اپنے بھائی سے کہا کہ اب آپ مجھکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجیے اور اگر آپ فرمائین تو مین خود ہی کلمۂ شہادتین
اپنی زبان پر جاری کرون کیونکہ کتب اہل اسلام مین کلمۂ شہادتین لکھا ہوا دیکھ چکا ہون مجھکو یاد ہی
حکیم سالوس نے کہا کہ اے برادر نیک شعار اگر تمکو کلمۂ شہادتین سے آگاہی ہی تو بصدق دل خود
ہی اپنی زبان پر جاری کرو ہمارے کلمہ پڑھوانے کی کیا ضرورت ہی حکیم جالوس نے بے صدق دلی
زبان سے کچھ صحیح کچھ غلط آہستہ اسطرح کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا کہ حکیم سالوس اور
اُس کے رفقا نے اچھی طرح نہ سنا چونکہ حکیم سالوس مرد صاف باطن و سادہ لوح امور دین مین تھا
اسوجہ سے مکرر کلمہ پڑھوانے کی ضرورت و احتیاج نہ جان کر سمجھا کہ بیشک یہ مسلمان ہوگیا ہی کلمۂ
طیبہ اپنی زبان پر جاری کرچکا ہی ظلمت کفر سے باہر آچکا ہی اور رفقا بھی حکیم سالوس کے یہ جسارت
نہ کرسکے کہ دوبارہ آواز بلند صحیح طور سے اُس کو کلمۂ شہادتین پڑھوائین اور بگوش خود سنین
غرضکہ حکیم جالوس بظاہر کلمۂ غلط و بے معنی مانند طوطے کے اپنی زبان پر آہستہ جاری کرکے نزدیک
اپنے بھائی کے اور اُس کے رفقا کے مسلمان ہوا اُسوقت حکیم سالوس نے اُٹھکر نہایت الفت
سے اپنے بھائی کو گلے سے لگایا پھر بہت خوشی و مسرت ظاہر کی اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان
اس خوشی کے جشن کا کرین اور دعوت و ضیافت کا بھی نہایت خوبی سے سامان کرین حسب الحکم
ملازم کاربند ہوے بزم عشرت شاہانہ آراستہ کی گئی اور اسباب نشاط چیدہ چیدہ طلب کیے تیاری
طعام دعوت و ضیافت ہونے لگی حکم حکیم صاحب موصوف سے عائد شہر بزم عشرت مین آئے تمامی
مردمان شہر کو مسلمان ہونے حکیم جالوس سے آگاہی ہوئی ہر ایک خوش ہوا حکیم سالوس بھی
اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی خوشی مین شریک بزم عشرت ہوا درمیان بزم عشرت کے بیٹھا
وہ رفقا اُس کے جو ساتھ اُس کے زندان مین قید ہوے تھے وہ بھی جلسۂ عیش و عشرت مین
آکر بیٹھے جب بزم نشاط مذکور چاند در کوساتھ شہر جالوس سے مملو ہوگئی اُسوقت نازنینان
خوبرو و خوش گلو یکے بعد دیگرے ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے

دربزم عشرت

مبارکبادی مسلمان ہونے حکیم جالوس کی گانے لگیں رقص کرنے لگیں اہل بزم عشرت بصد خوشی و مسرت ناچ گانا ارباب نشاط کا دیکھنے سننے لگے حکیم جالوس بھی بزم مذکور میں بیٹھکر نغمہ نازنینان خوش آواز سننے لگا حکیم سالوس مطربان خوش گلو کو درمیان بزم عشرت کے زر و جواہر انعام میں دینے لگا ارباب نشاط انعام کثیر پاکے کمال علم موسیقی دکھلانے لگے بنہایت خوبی و حسن سے ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین بنہایت حسین نوجوان ماہر علم موسیقی نے کہ جو اُس زمانے میں مشہور جہان اور شہرۂ آفاق تھی اُس نے حسب الطلب بزم عشرت میں مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوکے گت ناچ کے یہ غزل شروع کی

غزل

بے نشانی کا میں لے چرخ سزاوار نہ تھا
دھن یار نہ تھا کچھ کہ یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جب تلک دل کو سنبھالوں میں دل زار نہ تھا

جب کہا اُس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
دیکھ وے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
آنکھ کھلی آنکھ تو کو سوں کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھلی مری قاتل نے گنہگاروں میں
اس گنہ پہ مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

جوش وحشت اسے کہتے ہیں کہ آتے ہی بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان میں کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سر وہی کے اگر چل جاتے
پھر مجھے تجھ سے کہیں تجھ سے سروکار نہ تھا

کیا مزہ تجھکو ملا دست فلک مجھکو شکست
عہد ساقی میں خم تھا تو یہ میخوار نہ تھا

خون ناحق سے حنا باندھا غضب کا لاکھا
لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا

وقت پدین نہوا کوئی اسیر اپنا شریک
یار سمجھا تھا میں جس کو وہ مرا یار نہ تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اکثر اشعار و نیز خوبی نغمہ و خوش آوازی نازنین مذکورہ کی ثنا کرنے لگے حکیم سالوس اپنے ملازموں سے حکم کرکے بار بار زر کثیر انعام میں اُس کو دلوانے لگا نازنین بھی کمال اپنا دکھلانے لگی ماہران علم موسیقی بے اختیار تعریف اُس کے گانے کی اور ناچنے کی بجائے خود کرنے لگے اکثر اہل بزم سر اپنا دیوار سے ٹکرانے لگے بعضے حالت وجد میں جھومنے لگے نوجوانان ماہرو جو اُس بزم عشرت میں بیٹھے ہوئے تھے اُن کا یہ حال تھا کہ محو دید حسن و جمال نازنین مذکورہ تھے کچھ اُن کو دنیا و دین سے آگاہی نہ تھی اکثر حاضرین جلسہ مذکور جگر کو پکڑے ہوئے آہ آہ کرتے تھے کوئی دیوانہ بے اختیار واہ واہ کہتا تھا غرضکہ سمان بندھا ہوا تھا انسان کا تو کیا ذکر ہی چرند و پرند جو وہاں تھے وہ بھی آواز نغمہ نازنین حسن گلو سنکے مست و بیخود تھے ہنگام رقص نازنین دلربا سے اہل بزم عشرت مانند سبزہ پامال ہوئے جاتے تھے جب اُس نازنین نے تمام اشعار غزل مرقومہ گاکر غزل کو تمام کیا حکیم سالوس نے بہت انعام اُسے دیا وہ نازنین قریب نصف شب کے بزم عشرت سے باہر گئی اُسوقت جلسہ برخاست ہوا حکیم سالوس نے خاصہ طلب کیا ملازموں نے حسب قاعدہ شاہ و شہریار دستر خوان نفیس پر طعامہائے لذیذ و خوش ذائقہ ظروف نقرہ و طلا میں لاکر رکھا پھر حکیم سالوس و حکیم جالوس و رفقائے حکیم سالوس و روسائے شہر و عمائد شہر نے سب دستور کھانا کھانا شروع کیا بعد اکل و شرب جملہ روسا و عمائد شہر جالوتیہ حسب الحکم حکیم سالوس طعام مذکور تناول کرکے رخصت ہوکر اپنے اپنے مکانوں کی طرف گئے صرف رفقائے حکیم سالوس رہگئے اُسوقت حکیم سالوس اور حکیم جالوس و رفقائے مذکور اندر بارگاہ کے سنہری اور مغرق پر

راحت پذیر ہوے جس پر رفقاے مذکور الصدر اور حکیم سالوس پر خواب غالب ہوا اور بے خبر ہو کے سو گئے
تو حکیم جالوس نے اٹھکر اپنے سحر سے جملہ دربانان بارگاہ وغیرہ کو جو وہان جاگ رہے تھے بیہوش کیا
بعدہ با آواز آہستہ کہا کہ اے برادر حکیم سالوس واسطے خدا کی حکمت و دانائی پر کہ تم بہت دام
فریب میں آگئے جو کچھ میں نے اظہار کیا اُس کو سچ سمجھے مجھ ایسے دشمن جالوس کو اپنا دوست اور
برادر خیر خواہ سمجھے یہ خیال نہ کیا کہ بھلا میں مسلمان ہونگا دین آبائی و قدیم اپنا ترک کر دونگا اہل اسلام
کے خدا کی پرستش کرونگا کلمہ طیبہ بصدق دل اپنی زبان پر جاری کرونگا شہنشاہ ساحران
یعنی خداوند تہو و سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ کی اطاعت کو ترک کرونگا حکومت و دولت دنیا
سے دست بردار ہونگا عاقل بے نظیر و عاقلان میں ہو کر ایسا مرتبہ پایا سنے خیر خواہی خوب سمجھو وزیر
پادشاہ طلسم زلزلہ قید کر رکھا تھا خوبی تقدیر سے تم رہا ہو گئے تھے مجھے تمہاری رہائی کی نہایت ناگوار
تھی کیونکہ باعث اندیشہ بربادی طلسم زلزلہ تھی اسی وجہ سے یہاں آیا تھا کہ تمہیں کسی تدبیر سے ہلاک
کرون اُس سے بہتر کوئی تدبیر نہ تھی کہ تجھے بمکر و حیلہ و فریب دشمنی کرون اگر دلیرانہ تجھسے مقابلہ کرتا
تو غالبا غالب نہوتا تم عامل کامل ہو علوم رمل وغیرہ سے آگاہ ہو سحر میرا تم پر حالت ہوشیاری میں
کارگر نہوتا یہ کہکے خنجر بران سے پہلے اپنے بھائی کا سر کاٹا پھر اُس کے چارون رفیقون کو قتل کیا
سر اُن کے تنون سے جدا کیے بعدہ بچانے خود کہا کہ اے حکیم جالوس اب کوئی سراغ لوح طلسمی
لگانے والا نشان لوح طلسم زلزلہ بتانے والا باقی نرہا اندیشہ دشمنی برادر مقتول نرہا تردد رفع ہو گیا
اب کوئی اندیشہ نہیں رہا صرف صاحبقران کی طرف سے خیال دشمنی ہے اُن کے قتل کی بھی کوئی
فکر کی جاے گی حالانکہ اب کوئی دشمنون سے لوح طلسم زلزلہ کا پتہ بتانے والا نہیں ہے جب لوح
ہی طلسم زلزلہ کی طلسم کشا کو دستیاب نہوگی تو وہ کس طرح طلسم کو فتح کرے گا مگر دشمن کو حقیر جاننا اور
اُس سے غافل ہونا خلاف عقل و دانائی ہے لازم و مناسب یہی ہے کہ خیر خواہی شاہ طلسم زلزلہ میں
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بھی قتل کرونگا اُن کی جانب سے بھی اندیشہ باقی نرکھونگا
پھر کیونکر طلسم زلزلہ کو فتح کرےگا ہمیشہ یہ طلسم قایم رہےگا میری اس تدبیر سے شاہ طلسم بہت
خوش ہوگا خلعت و انعام کے سوا مجھے وہ مجھے طلب کرےگا جب میں اُس کے ساتھ ایسی خیر خواہی
کرونگا تو شاہ بھی ضرور مجھے اپنا سب سے زیادہ خیر خواہ جانےگا رتبہ میرا بڑھ جاے گا یہ باتین
اپنے دل میں کرکے با خوشی سحر ان کو لیکے لاشون کو فرش خواب پر تڑپتا چھوڑ کے دربار گاہ سے
باہر آکر تخت سحر پر سحر فونکا تخت بالاے تخت سحر بیٹھکر زمین سے سوے فلک بلند ہوکر
ارادہ سوے فلک جانے کا کیا اُس وقت اپنے شہر جالوسیہ پر نظر کرکے دل میں خیال کرنے لگا کہ اے
حکیم جالوس تیرے شہر کے باشندون نے تیرے برادر کے رہا ہوکے آنے کی بہت خوشی کی ہے
اور اُن کی حکم و فرمانبرداری ایسی کی ہے کہ اپنا دین آبائی ترک کرکے سب نے دین اسلام اختیار کیا ہے
یہ سب باشندے تیرے برادر دشمن کے دوست ہیں یہ بھی تو تیرے دشمن ہیں لہذا اُن کو بھی اس
شب تاریک میں سزا دینی چاہیے ساکنان شہر اور مکانات شہر کو تباہ و برباد و منہدم کر دینا چاہیے
اس شہر آباد کو مثل صحرا کر دینا چاہیے یہ خیال کرکے تھوڑی سی روئی کے گالے نکال کر اُن پر
منتر پڑھکے چاہ جمشید کا پانی چھڑک کر اسماے سحر اُن پر دم کیا وہ روئی کے گالے بصورت پارہ ہاے
ابر بلند ہوکے محیط شہر ہو گئے لیکن تھوڑی دیر کے وہ روئی کے گالے ابر سیاہ ہو کے محیط شہر

جالوسیہ ہو گئے پھر حکیم جالوس نے کچھ ایسا اشارہ جانب ابر کیا کہ اُس مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز پیدا ہوئی بارش آتش و سنگ گران ہونے لگی مکانات شہر اور مردمان شہر جلنے لگے جس پر آتش سحر کی گری وہ مانند شمع کافوری جلنے لگا جس مکان پر آتش سحر پڑی وہ مثل خس و خاشاک جل کر خاک ہونے لگا جس انسان اور مکان پر سنگ سحر گرا وہ دب کر فنا ہو گیا شہر مین گویا قیامت برپا ہوئی تمام شہر تباہ و برباد ہونے لگا مکانون مین دھوان بلند ہونے لگا آتش سحر سے مکان و بازار دونون جلنے لگے اور ہر مکان و در و دیوار سے شعلے بلند ہونے لگے باشندے شہر کے اس آفت آسمانی اور بلاے ناگہانی سے دوچار ہو کر اکثر بھاگ گئے لگے ہزارون شور و غل فریاد و نالہ کرنے لگے جو لوگ غافل سو رہے تھے وہ بھی اس آفت مین مبتلا ہو گئے بیدار ہو کر اپنی جان و مال بچانے کی فکر کرنے لگے اُس وقت شہر جالوسیہ اور باشندگان جالوسیہ کا یہ حال تھا کہ تمامی شہر مین ہر طرف مکانون مین آگ لگی تھی شعلے بلند تھے دھوان زمین سے بلند ہو کے سوے فلک بکثرت جاتا تھا مردمان شہر جل رہے تھے مال و اسباب بھی اہل شہر کا جل رہا تھا پتھر الگ برس رہے تھے بڑے بڑے مکانات مستحکم و پختہ کو گرا رہے تھے ہزارہا آدمی فریاد و نالہ و فغان کر رہے تھے گویا شور محشر تھا آتش و سنگ سحر کے برسنے سے ایک قیامت بپا تھی شہر تباہ و برباد ہو رہا تھا دمبدم برق چمکتی تھی ابر سے صداے رعد آتی تھی تھوڑی دیر تک یہی صورت رہی آخر کار حکیم جالوس نے اپنی دانست مین تمامی شہر اور تمامی مردمان شہر کو جلا کر اپنے سحر کو خود ہی دفع کر کے عالم غصہ مین پکار کر کہا کہ کیون اے باشندگان شہر جالوسیہ کیسا مین نے تمسے انتقام لیا تم سب میرے بھائی کے رہا ہو کر آنے سے بہت خوش ہو کر اُس کی ہدایت سے مسلمان ہو گئے تھے مسجدین بنائی تھین اذان با آواز بلند کہتے تھے نمازین پڑھتے تھے خدا پرستی اختیار کی تھی اپنے دین آبائی کو ترک کیا تھا ہمارے برادر دشمن کے دوست ہوئے تھے ہمارا تمھین کچھ بھی خیال نہ رہا تھا اگر باشندگان شہر سے کوئی زندہ رہا تو وہ سن لے اور جان لے کہ مین حکیم جالوس دستور معظم حاکم طلسم زلزلہ حکیم سالوس وزیر خاص حاکم سالوس کے سرون کو تن سے جدا کر کے خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین لیے جاتا ہون خبردار اب اپنے دین آبائی کو اختیار کرنا خدا پرستی سے باز رہنا یہ کہکر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد جانے حکیم جالوس کے اور دفع ہونے ابر سحر کے وہ آتش باری اور سنگ باری موقوف ہوئی جو آگ سے مکان اور مردمان شہر جل گئے تھے وہ تو خاک سیاہ ہو گئے تھے اور جو مردم و مکان جلنے سے بچ گئے تھے وہ بدستور رہے لاکھون آدمی جل گئے تھے ہزارہا مکان جل کر خاک ہو گئے تھے جو لوگ زندہ رہے تھے اُنھون نے خدا کا شکر کیا اس اثناے مین آثار سحر فلک پر ہویدا ہوئے جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ پھر آئے پھر اپنے شہر مین داخل ہوئے عجب حال خراب شہر کا دیکھا باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا شہر برباد و تباہ ہو گیا قابل بود و باش نہ رہا نہین معلوم یہ بلاے آسمانی اور آفت سماوی اس شہر پہ کیون آئی جن لوگون نے ہنگام موقوفی سنگ باری و آتش باری تقریر حکیم جالوس سنی تھی اُنھون نے تمام حال بیان کر کے کہا کہ اس شہر کو حکیم جالوس نے تباہ و خراب کیا ہے محض اس خطا پر کہ اہل شہر نے حکیم سالوس کے آنے کی قید سے چھوٹنے کی خوشی کی تھی بعدہ اُن کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا تھا ہمنے بگوش خود

ایسی ہی تقریر حکیم جالوس کی سنی ہو گی تبھی اُس نے پکار کر کہا تھا کہ مین حکیم سالوس اور اُس کے
رفقا سے سحر ٹوٹنے سے جدا کر کے براستہ [illegible] طلسم زلزلہ لیے جاتا ہون چلو دیکھین لاشے بھی مقتولان
کے خلالے ہین یا وہ بھی آتش سحر حکیم جالوس سے جل کر خاک ہو گئے جس طرح کہ مردمان شہر اور
مکانات شہر لاکھون جل گئے ہین [illegible] پڑھکے دار العمارت شاہی و بارگاہ حکیم
سالوس کی طرف آئے دیکھا کہ لاشے [illegible] پڑی ہین قدرت اور حفاظت خدا سے نہین جلی ہین
لاشے اُن کے [illegible] دیکھکر [illegible] روئے پھر اُن سب کو غسل و کفن دے کر دفن کیا
حکیم جالوس کے [illegible] اُن لوگون مین سعید رومی بھی تھا لاکھون روپیے کا مال و
اسباب تجارت [illegible] لایا [illegible] ہون خادم و غلام اُس کے ہمراہ تھے خیمہ و بارگاہ
اُس تاجر [illegible] تھے ہنوز وہ روبروے حکیم سالوس مال و متاع
تجارت [illegible] حکیم جالوس نے شہر کو اپنی آتش سحر سے تباہ و برباد کیا تھا
مال و اسباب تاجر مذکور کا [illegible] غلام جل گیا تھا کچھ مال و اسباب مع چند غلامون کے
باقی رہ گیا تھا وہ بھی [illegible] نالان و گریان تھا تباہ و برباد ہو گیا تھا اپنی بدقسمتی
پر زار زار روتا تھا باقی ماندہ [illegible] اُس کو سمجھاتے تھے کہ اے سعید شکر خدا کر کہ تو مع
اپنے چند غلامون کے [illegible] زندہ و باقی رہا واے بر حال اُن لوگون کے
کہ جو مع اپنے مال و اسباب و مکانات جل گئے ہین اور ایسے جلے ہین کہ خاک ہو گئے ہین دفن کرنے کے
قابل بھی نہین ہین دیکھو اس شہر مین لاکھون آدمیون کی آبادی تھی اب سوا ہم دو چار آدمیون
کے کوئی بھی شہر مین نظر آتا [illegible] سب جل گئے ہین مکانات بھی جل کر خاک ہو گئے ہین شہر ویران و
تباہ و خاک سیاہ ہو گیا ہے کسی کا مال و اسباب نام کو بھی باقی نہین رہا ہے ہم سب بھی محتاج و تباہ
ہو گئے ہین تمام مال و اسباب و مکانات ہمارے جل کر خاک ہو گئے ہین صرف وہ مکانات نہین
جلے ہین جن پر آگ [illegible] نہین گرے ہین باقی سب مکانات شہر کے اور آدمی شہر کے جل کر خاک
ہو گئے ہین کسی کا بھی کچھ نشان نہ رہا ان ہر طرف خاک کے ڈھیر ہین وہی آدمی زندہ رہ گئے ہین
جن کی حیات باقی تھی اور وہی مکان و مال و اسباب جلنے سے بچا ہے جس کا جلنا منظور خدا نہ تھا پس
جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو اب فریاد و نالہ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جو اسباب و مال تمہارا لاکھون روپیے
کا جل گیا ہے وہ رونے پیٹنے سے مل نہ جائے گا اور جو لونڈیان اور غلام و خدام تمہارے جل کر فنا
ہو گئے ہین وہ سب نالہ و فریاد کرنے سے زندہ ہو جائینگے پس صبر کر و تمہاری جان بچ گئی
اس کا شکر کر و تجارت سے پھر روپیہ حاصل ہو جائے گا مال و اسباب پھر تمکو ممکن ہو جائیگا خداوند
عالم فضل و کرم کرے گا پھر تمکو مثل سابق مالدار کر دے گا سعید تاجر سب کے سمجھانے سے فی الجملہ
نالہ و فریاد سے باز رہا لیکن اسیوقت اُن سب سے رخصت ہو کے مع اپنے مال و اسباب تجارت
کے اور خدام و غلام باقی ماندہ کے جالوسیہ سے سوے انجم حصار روانہ ہوا حال اس کا بمقام
مناسب لکھا جائیگا اہل شہر جالوسیہ جو زندہ بچے تھے وہ بعد رنج و غم اُسی شہر مین کاروبار
مین مصروف ہوے زندگی اپنی [illegible] بسر کرنے لگے حکیم جالوس جو اپنے شہر کو اپنے
سحر سے تباہ و برباد کر کے مع سر [illegible] مقتولان مذکور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
اُسوقت سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہو دہر مست جادو لے اپنی دولتسرا سے

باہر آکر دربار میں ہنگام سحر بالائے تخت حکومت جلوس کیا تھا سب اہل دربار حاضر دربار ہو رہے تھے
ہزارہا ساحران نامی و نامور اہل دربار سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے تھے شہنشاہ مذکور نے
مشتر دہ ہو کر اپنی زندگی اور اپنی بقائے طلسم سے نا امید ہو کر اُن منجموں رمالوں کاہنوں کو جو پشت
بپشت سے نامی و کامل تھے اور ساکنان طلسم زلزلہ سے تھے طلب کیا تھا اُن سے پوچھا تھا کہ تم سب
اپنے علم سے بتاؤ کہ دن ہمارے اس زلزلے میں کیسے ہیں جان ہماری طلسم کشا سے بچے گی یا نہیں
اور یہ طلسم ہمارا دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ٹوٹنے سے بچے گا یا نہیں انھوں نے
زائچہ کھینچا قرعہ ڈالا کر اشکال پر نظر کرکے بہت فکر و غور کرکے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اے شہنشاہ
اگر جان بخشی ہو تو ہم کو ہمارے علم سے ثابت ہوا ہے اُسے ہم صاف صاف بیان کریں شاہ طلسم زلزلہ
نے کہا تھا کہ جانیں تمھاری تم کو بخشیں بے خوف و خطر صاف صاف جو کچھ تمھارے علوم سے تم کو
ظاہر ہوا ہو بیان کرو انھوں نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ ہم کو ہمارے علوم سے ایسا ثابت
ہوتا ہے کہ فی زمانہ دن آپ کے از حد سخت ہیں تین مہینے شہنشاہ پر گراں ہیں خوف جان و مال کے
ضائع ہونے کا ہے سوا اس کے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بربادی و تباہی اس طلسم کی دست طلسم کشا
یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہوگی جو دوست ہیں شہنشاہ فلک بارگاہ کے اُن میں
سے اکثر دشمن جان و مال و طلسم حضور ہو جائیں گے شریک صاحبقران ہوں گے اُن کی اعانت
کریں گے آپ سے دشمنی کریں گے بربادی و تباہی طلسم چاہیں گے شب و روز فکر و کوشش
ایسی کریں گے کہ یہ طلسم ٹوٹ جائے تباہ و برباد ہو جائے تمام اُن کے بظاہر خیرخواہ ہو سکتے ہیں مگر
وہ رعایا و لشکر وارجمند رہے ہوں گے اور بعض عزیزان حضور سے بھی ہوں گے لہذا اگر شہنشاہ فلک
بارگاہ ہم خیر خواہوں کی عرض کو پذیرا فرما کر موافق ہمارے علوم کے احکام پر عمل کریں گے تو عجب
نہیں کہ جان و مال و طلسم شر و فساد و طلسم کشا سے طلسم زلزلہ بچ جائے ورنہ باعث خرابی و
ضرر ہوگا اہل درباری سے حضور کو ضرر و صدمہ پہنچے گا خیر خواہوں بدخواہوں غیر بندوں ہی سے
خوف جان و تباہی طلسم کا قوی اندیشہ ہے شاہ طلسم زلزلہ نے پوچھا کہ تم اپنے علوم کے موافق
کیا حکم لگاتے ہو بیان کرو ہم اُن احکام پہ پیشتر حفظ جان و مال و طلسم عمل کریں گے انھوں نے
عرض کیا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ بغیر ورثا و بحفاظت جان کچھ روز کو آپ طلسم باطن میں تشریف رکھیں
طلسم ظاہر میں بھی نہ رہیں کیونکہ دوستوں اور لشکرواروں سے اندیشہ قوی دشمنی کا ہے حالانکہ حضور
پر چالیس روز از حد سخت و گراں ہیں اور باقی ایام چنداں گراں نہیں ہیں مگر احتیاطاً مناسب یہ ہے
کہ تین ماہ تک طلسم باطن میں قیام پذیر رہیں آخر تین ماہ بخیر گذر گئے تو پھر طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
و دیگر دشمنوں سے کچھ اندیشہ نہ ہوگا اور اشکال زائچہ پر نظر کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبل
ایک ساعت کے ایک امر عجیب و حیرت انگیز کہ ضرر دشمنان سے ہوگا درپیش ہونے والا ہے یہ عرض
کرکے خاموش ہو رہے تھے شاہ طلسم نے کشتیاں خلعت فاخرہ کی طلب کرکے اُن منجموں اور
رمالوں کاہنوں کو دی تھیں علاوہ اس کے دولت و زر کثیر دیا تھا وہ انعام مذکور لیکر جانے کو
تھے کہ ہمجالوس بہ ملازمت و دربند ہائے طلسم زلزلہ کو طے کرکے دربار شاہ طلسم میں آیا تخت کے
سے اتر کر اُن سروں کو طشت طلا میں رکھکر اور اس کو بے کشتی میں رکھکر سامنے اپنے بادشاہ کے آکر
باادب سلام کرکے وہ طشت طلایا وہ کشتی نقرئی کہ جس پر کشتی پوش پڑا ہوا تھا بطور نذر پیش کی

شاہ طلسم نے پوچھا کہ اے دستور معظم من اس مین کیا ہی بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین
یہ کہکے سرپوش دور کیا یا بالائے طشت سے رومال علیحدہ کیا غرض بہر طور شاہ طلسم نے دیکھا کہ پانچ
سر کٹے ہوئے سر بسر خون مین آلودہ ہین متحیر و متردد ہوکے پوچھا کہ یہ سر کس کس کے ہین ان کو کیون
قتل کیا اگر قتل کیا تھا تو ہمارے روبرو کیون لائے ہو وزیر مذکور نے عرض کیا کہ یہ سر تو میرے بھائی کا
ہی جس کا نام حکیم سالوس حضور نے سنا تھا اور قبل اس کے مین نے اُس کو گرفتار کرکے حسب الارشاد حضور
ابر باران جادو کے حوالے کیا تھا اُس نے صحرا مین جاکر ایک تالاب کے نیچے تہ خانے مین اُس کو اسیر
کیا تھا جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کسی سے نشان زندان حکیم سالوس دریافت
کرکے ابر باران جادو کو قتل کرکے اس کو رہا کیا اور یہ اپنے شہر مین گیا مجکو یقین کامل ہوا کہ اب
یہ بھائی میرا صاحبقران کو ضرور نشان لوح طلسم زلزلے کا بتائے گا بلکہ خود وہان پہنچ جائے گا حصول
لوح مذکور مین کوشش کرے گا پس اسی خیال سے خیر خواہی حضور مین مین نے اپنے شہر مین جاکر بمکر و فریب
اس سے اظہار کیا کہ مین خیر خواہ ہوکر خیال دشمنی کا اُس کے دل سے دور کرکے عالم خواب مین اس کو اور
اس کے ان چارون رفقا کو تہ تیغ کیا پھر سر کاٹ کر برائے نذر شہنشاہ لے کر آیا ہون اس نمکخوار نے
حضور کی خیر خواہی مین کچھ آگے پیچھے و خیال نہ کیا برادر حقیقی کو قتل کر ڈالا شہنشاہ ساحران یعنی ہودوسرت جادو
شاہ طلسم زلزلہ از حد متحیر و متعجب ہوکے دل مین کہا کہ حکیم جالوس سے بہتر دنیا مین میرا کوئی
خیر خواہ نہین ہی کہ اس نے صرف میری خیر خواہی سے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا ہی یہ خیال کرکے پوچھا
کہ اس نے ان چارون رفقا کو کیون قتل کیا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ مین نے ان کو باین خیال
قتل کیا ہی کہ یہ چارون شخص میرے بھائی مقتول کے بڑے دوست و خیر خواہ تھے شاید آپ نے حال
لوح طلسم زلزلے کا کہہ دیا ہو نشان اور مقام لوح طلسم زلزلے کا ان کو بتا دیا ہو اور یہ صاحبقران
سے ملاقات کرین مقام لوح کے رکھنے کا ان کو بتائین اور وہ کسی طور سے وہان جاکر لوح طلسم مذکور کو
حاصل کرلین تو شہنشاہ [illegible] ہو جائے گا یہ طلسم حسب ہدایت لوح طلسمی فتح ہو جائے گا حالانکہ مین نے
ابھی تک یہ حال پوشیدہ طور سے مقام لوح کے رکھنے کا اپنے اس برادر مقتول سے بھی ظاہر نہین کیا تھا اور
شاید اُس نے اپنے ان رفقا سے بھی بیان نہ کیا ہوگا مگر مین نے احتیاطاً ان سب کو قتل کر ڈالا
تاکہ اطمینان رہے اور اصل یہ ہی جب یہ سب نہ زندہ رہین گے نہ مقام لوح کا صاحبقران کو معلوم ہوگا اور لوح
طلسم زلزلہ کی ایسی جگہ رکھی گئی ہی اور ایسی حفاظت اس کی کی گئی ہی کہ وہان تک پہونچنا دشوار تر ہی سوا
میرے اور حضور کے کوئی بھی بخوبی تمام حال لوح طلسمی سے آگاہ نہین ہی کہ وہ کس جگہ ہی کہان
رکھی گئی ہی کس کے قبضے مین ہی کون اُس کا محافظ ہی شہنشاہ ساحران نے تمام تقریر حکیم جالوس
کی سنکر دریائے حیرت مین غرق ہوکے کہا کہ اے وزیر خوش فکر و تدبیر ہم تجکو اپنا ایسا خیر خواہ
جو دور اندیش ہو نہ جانتے تھے نہ ایسی خیر خواہی کرنے کی تجھ سے امید تھی تو نے وہ کام کیا ہی کہ کبھی
سنگدل اور بیرحم قاتل سے بھی نہوگا اور تو نے وہ خیر خواہی ما بدولت کی کی ہی کہ کوئی
نمکخوار ہمارا ایسی خیر خواہی نہ کرے گا آج سے ہم تجکو اپنا بہت بڑا خیر خواہ جاننے لگے فقط اس
احتمال پر ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا کہ شاید یہ لوگ مقام لوح طلسمی کے رکھنے کا طلسم کشا کو بتا دین
حالانکہ تیری تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ اچھی طرح ان کو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہ تھی خیر
جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب ان سرون کو ہمارے سامنے سے دور کر جو مناسب ہو وہ ان کے

خوش ہوئیں کر کے کہا اپنے ملازموں سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد کشتی خلعت فاخرہ کی لاؤ پھر حکم ملازموں نے
حاضر کی شاہ طلسم نے بعوض دوراندیشی و خیر خواہی خوش ہو کر وہ خلعت فاخرہ حکیم جالوس کو دیا
اس نے با دب سلام کر کے بصد خوشی خلعت مذکور پہنا اہل دربار حکیم جالوس کی اس دوراندیشی و
خیر خواہی سے دنگ ہو گئے گو کہ اسوقت دربار میں ہزارہا ساحران نامی و نامور نمکخوار و خیر خواہ
شاہ طلسم بیٹھے ہوئے تھے مگر ان میں سے کوئی ایسی تدبیر و فکر کرنے پر قادر نہ تھا اسی سبب سے
ہر ایک ساحر اپنے دل میں کہتا تھا کہ ہم سے کبھی ایسا کام خیر خواہی میں نہ ہو سکتا اپنے برادر حقیقی کو اپنے
ہاتھ سے نہ قتل کیا جاتا ہر گز خیر خواہی نہ ہو سکتی کبھی اپنے برادر حقیقی پر تلوار نہ اٹھائی جاتی واقعی اس نے
وہ کام کیا ہے کہ ہم سے کبھی نہ ہو سکتا ابھی سب کو ایک عجب تھا ہر ایک ساحر دربار میں حیرت تصویر
بنا ہوا تھا کہ حکیم جالوس نے سر ہاے مذکور اٹھوا کر کہا کہ ان کو بیرون طلسم لے جا کر ڈال دو
یا زمین کھودی تھی کہا واگر ان سروں کو دفن کر دو ساحران دربار سے ایک ساحر مسمی
جادو نے وہ سر اٹھا کر طلسم سے باہر جا کر وزیر مذکور کے حکم پر عمل کیا بعدہ دربار میں آکر بیٹھا اس
اثناء میں شہنشاہ ساحران نے کچھ متردد ہو کر حکم دیا کہ کل ہمارے دربار میں جملہ ساحران نامی و عزت
مردوں سب آئیں جو کبھی ہمارے دربار میں نہیں آئے ہیں وہ سب ساحر بھی آئیں ہمیں ایک
کار ضروری کرنا منظور ہے چاہتے ہیں کہ سامنے سب ساحران نامی کے خواہ درباری ہوں یا غیر درباری
ہوں وہ کار ضروری کیا جائے جو ساحران نامی یہاں سے دور دور ہیں ان کو بھی بذریعہ پروانہ
طلب کیا جائے یہ حکم اپنے ملازموں کو دے کر دربار برخاست کیا اہلکاروں نے حسب الحکم
شاہ طلسم زلزلہ بنام مالکان در شہر طلسم زلزلہ و حاکمان کوہ و دشت و دریا وغیرہ اور سوا اُن کے
جسقدر ساحران نامی و اہل عزت تھے اور جتنی ساحرہ ذی مرتبہ تھیں سب کو طلبی پروانے لکھ کر
مہر شاہی سے مزین کر کے بدست ساحران روانہ کیے ساحروں نے جلد جا کے وہ حکمنامے
اور پروانے ساحروں اور ساحرہ عالی مرتبہ کو دے کر زبانی بھی عرض کیا کہ حکم شہنشاہ یہی کہ
کل سب ہمارے دربار دربار میں آئیں ہر ایک ساحرہ اور ساحر نے زبانی حسب الحکم شہنشاہ سے
اور نیز عبارت حکمنامے سے آگاہ ہو کر بجائے خود کہا کہ نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ شہنشاہ نے بذریعہ
حکمنامہ سب ساحران معزز کو اپنے دربار میں طلب کیا ہے ہر چند ہر ایک نے فکر کی مگر کچھ سبب طلب ثابت
نہوا دوسرے روز جملہ ساحران نامی و نامور و اہل عزت ساکنان طلسم زلزلہ ہر طرف سے حسب لیاقت
و مرتبہ جاہ و حشم و تزک سے پکڑ و قدر کی سواریوں پر سوار ہو کر دربار شہنشاہ مذکور میں آکے
علی قدر مراتب بیٹھنے لگے اہلکاروں نے دربار کو بھی ایسا آراستہ کیا تھا کہ کبھی ایسا آراستہ ہوا
تھا اس اثناء میں ہزارہا ساحروں اور ساحرہ کے آنے سے وہ دربار وسیع تمام مملو ہو گیا اسوقت
شہنشاہ ساحران ہو دہمست جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہوا جملہ ساحر و ساحرہ واسطے تعظیم
شاہ طلسم زلزلہ کے اٹھ کھڑے ہوئے ہر ایک نے بصد ادب سلام کیا شہنشاہ مذکور نے ہر ایک کا سلام
لے کر سب کو بنظر غور دیکھکر تخت حکومت پر بیٹھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر و ساحرہ پھر سلام
کر کے اپنی جلسگہ مقررہ پر بیٹھا اسدم شہنشاہ مذکور نے پھر اپنے اہل دربار و تمامی حاضرین دربار
پر نظر کر کے اپنی حکومت اور اپنے فرمانبرداروں کو بکثرت وبے شمار مشاہدہ کر کے بجائے خود
نازو فخر سلاطین طلسم دیگران پر کیا بعد ازاں سب سے مخاطب ہو کے با واز بلند کہا کہ اے ساحران

مابدولت واسطے ساحران نامی و ذی عزت آگاہ ہو کہ زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے
طلسم کشا اس طلسم کا پیدا ہوا ہے فکر حصول لوح طلسمی کر رہا ہے اسی یاران جادو کو قتل کر چکا ہے حکیم
سالوطس برادر حکیم جالوس ہمارے وزیر خوش تدبیر کو رہا کر چکا ہے حالانکہ فی الحال ہمارے
دستور معظم حکیم جالوس نے بخیال دور اندیشی ہماری خیر خواہی میں اپنے برادر رقہ کو رکوع اسکے
رفقا کے مابین اندیشہ قتل کر ڈالا ہے کہ مبادا طلسم کشا کو نشان لوح طلسم زلزلہ کا بتلائے اور طلسم کشا
لوح طلسمی کو حاصل کر کے اس ہمارے طلسم کو فتح کرے ہم اپنے وزیر کی اس خیر خواہی سے بہت خوش
ہوئے اور جو کوئی تم سب میں مابدولت کا خیر خواہ ہوگا اور خیر خواہی کرے گا اس سے بھی مابدولت
خوش ہو کر خلعت و انعام دیں گے یا ہماری جانب سے ہمارا وزیر اس کو انعام کثیر دے گا مرتبہ و
رتبہ اس کا زیادہ کرے گا کل ہفتہ کا ہے جن نجومیوں رمالوں کو طلب کر کے ان سے دریافت کیا تھا
کہ اپنے علوم کے قواعد سے حکم لگا کر کہو کہ فی زمانہ دن ہمارے کیسے ہیں ان سب نے بعد فکر و غور اپنے
اپنے علم کے ذریعے سے باتفاق رائے یہی عرض کیا کہ تین ماہ سخت ہیں از انجملہ چالیس روز نہایت
ہی سخت و گران ہیں بخوف جان و مال ملک ہیں یہ عرض کر کے انھون نے اپنی رائے یہ ظاہر کی تھی
کہ شہنشاہ کو ایسے زمانہ و ایام سخت میں لازم و مناسب ہے کہ طلسم باطن میں تشریف رکھیں پس
مابدولت واسطے انتظام و احکام و حکومت و تدابیر کے اپنے وزیر حکیم جالوس کو کہ ہمارا نہایت
خیر خواہ و خوش تدبیر و عاقل ہے اپنا جانشین کرتے ہیں تین مہینے تک یہ ہمارا جانشین رہے گا
بعد گذرنے زمانہ سخت مذکور کے پھر ہم طلسم باطن سے آکر اس تخت حکومت پر جلوس کریں گے
بالفعل بضرورت حفاظت جان طلسم باطن میں قیام پذیر ہونگے مگر تم سب کے امور اور خیر خواہی
سے ہم کو اطلاع ہوتی رہے گی ہم تمھاری کارگذاری و خیر خواہی سے خوش ہو کر حکم خلعت و انعام
دینے کا کرتے رہیں گے پس تم سب کو واجب و لازم ہے کہ تین مہینے تک جس طرح تم ہم کو اپنا شہنشاہ
اور حاکم سمجھتے تھے اور سمجھتے ہو اسی طرح ہمارے اس وزیر حکیم جالوس کو بھی اپنا حاکم سمجھنا
جو کچھ یہ حکم کرے اس کو بجا لانا خلاف اس کے حکم کے عمل نہ کرنا سرکشی و نافرمانی ہرگز ہرگز نہ کرنا ورنہ
تمھارے حق میں اچھا نہ ہوگا باعث ہمارے قہر و غضب کا ہوگا یہ کہکر ایک تاج جواہر نگار اپنے ہاتھ سے
حکیم جالوس کے سر پر رکھکر اپنے تخت حکومت پر اس کو بٹھا کر جملہ حاضرین دربار کو حکم دیا کہ ہمارے
وزیر و اس کو اپنا حاکم جان کر نذریں علی قدر مرتبہ دو اور اقرار اپنی اپنی زبان سے اس وزیر کی
اطاعت و فرمانبرداری کا کرو بموجب اس حکم کے جملہ امرا و روسا اور تمامی حاضرین دربار
نے علی قدر مراتب حکیم جالوس کو باری باری با دب تمام نذریں دیں حکیم مذکور نے خوش ہو کر ہر ایک
کی نذر قبول کر کے [illegible] جب سب حاضرین دربار نذریں دے چکے ہر ایک نے
دست بستہ عرض کیا [illegible] اور اسے شہنشاہ ہمارے آپ کے حکم سے ہم حکیم
جالوس کو اپنا حاکم و مالک جان کر ان کی اطاعت و فرمانبرداری بدل کریں گے خلاف ان کے حکم
کے کوئی کام نہ کریں گے ہرگز ان کے فرمان سے سرکشی نہ کریں گے ان کو بھی لازم ہے کہ ہم کو اپنا اور
شہنشاہ کا [illegible] خیر خواہ و فرمانبردار جان کر ہم پر کبھی پیش آئین تعدی و ظلم خلاف عدالت نہ کریں شہنشاہ
سلامت یہ ہیں کہ ہم سب فدوی و جان نثار جب تک زندہ ہیں کیا مجال طلسم کشا و دیگر دشمنان شہنشاہ
کی کہ اس طلسم میں قدم رکھ سکیں فتح کرنا در کنار بندون کا تو امر محال ہے ہو دسر جادو بادشاہ

طلسم زلزلہ نے ہر ایک حاضرین دربار سے حکیم جالوس کو نذرین دلوا کر تقریر حسب دلخواہ اپنے
ہر ایک کی سنکے خوش ہوکے ہر ایک کو علی قدر رتبہ و مرتبہ خلعت اور ہار دینے کے ارادے
سے کشتیان ہزار در ہزار خلعت کی طلب کین پھر علی قدر مرتبہ کسی کو خلعت فاخرہ دیا کسی ساحر کو
کشتی خلعت کی مع دیگر انعام کے عطا کی کسی ساحرہ کو زرین ہار دیا غرضکہ اسی طرح ہزار در ہزار خلعت
کی کشتیان علی قدر مراتب ساحران حاضرین دربار مذکور کو مع دیگر انعام و جاگیر کے دی گئین
ہر ایک ساحر و ساحرہ نے خلعت و ہار پہنکر خوش ہوکر بجائے خود اپنے شہنشاہ کی قدر شناسی کی
ثنا کی اس دربار مین ساریق بن لقا اور سخنگان بھی تھے انھون نے بھی تمام تقریر شہنشاہ ساحران
ہود سرمست جادو کی سنی تھی اور نذرین حکیم جالوس کو براے خوشی شاہ طلسم گذرانی تھین
ان کو بھی خلعت اور ہار ملے تھے سخنگان تمام باتین سنکے اور رنگ دربار دیکھکے بار بار چاہتا تھا
کہ کچھ تقریر کرے مگر ساریق بن لقا کے بار بار منع کرنے سے مجبور ہوکر کچھ نہ کہتا تھا چپکا بیٹھا
ہوا دیکھتا تھا اور جو کوئی کچھ تقریر کرتا تھا اسے سنتا تھا دل مین اپنے کہتا تھا کہ ساریق بن لقا
کے اس طلسم مین قدم آئے ہین بھلا اب یہ طلسم آباد رہ بھی سکتا ہے یہ تو بوم کی خاصیت رکھتے
ہین جہان جہان ان کا گذر ہوتا ہے وہ ملک و شہر ویران و تباہ ہو جاتا ہے یہ طلسم بھی دست صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سے ان کی نحوست قدم سے تباہ و برباد ہو جائیگا لاکھ ہود سرمست
جادو شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن مین جاکر اپنی جان کی حفاظت کریگا لیکن کچھ فائدہ نہوگا ضرور
دست طلسم کشا سے قتل ہوگا یا مسلمان ہوگا یہ طلسم ضرور فتح ہوگا دوست صاحبقران کے ضرور
پیدا ہو جائینگے یہی اہل دربار جو دشمنی صاحبقران پر آمادہ ہین یہی اکثر ان کے دوست
ہو جائینگے گھر ہی سے آگ لگ جائیگی اس بندوبست و انتظام و حفاظت سے کچھ بھی نفع نہوگا
افسوس ہزار افسوس کہ مجکو اور ساریق بن لقا کو بعد چند کے یہان بھی امان نہ ملیگی شہر [illegible]
شجاعت یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا یہان بھی گذر ہوگا یا تو ان کے ہاتھ سے قتل
ہونا نصیب ہوگا یا یہان سے اور کسی طرف بھاگنا ہوگا آرام و راحت سے یہان [illegible]
دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہے سخنگان تو اپنے دل مین خیالات مندرجہ کر رہا تھا مگر ساحران تمامی
نامور خلعت فاخرہ پہنے اور زرین ہار گلون مین ڈالے ہوئے بیٹھے تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران یعنی
ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ نے نگر سب ساحرون اور ساحرہ حاضرین دربار سے تپاک [illegible]
الکیا کہا کہ خبردار خلاف ہمارے حکم کے عمل نکرنا جو کچھ بادولت نے تمسے نسبت اطاعت و فرمانبرداری
حکیم جالوس کے اور خیرخواہی کے کہا ہے اس کے برعکس عمل نکرنا سب نے عرض کیا [illegible]
ہم غلامون سے اطمینان رکھیے سواے خیرخواہی بدخواہی نکرینگے اور خلاف حکم [illegible]
قدم بھی واسطے کسی کام کے نہ اٹھائینگے شہنشاہ مذکور نے دوبارہ بھی [illegible]
سب کو رخصت کرکے خود بھی اسیوقت طلسم باطن مین جاکر داخل ہوا امور [illegible] انتظام
سب حکیم جالوس کے حوالے کیا وزیر مذکور تخت حکومت پر بیٹھکر کاروبار ملکی و مالی کرنے لگا [illegible]
در بندون سے خبرداری و ہوشیاری کی تاکید کرنے اور دیگر امور کے انصرام مین [illegible]
کرنے لگا حکیم جالوس تو تخت نشین ہوکر انتظام طلسم زلزلہ مین حسب دلخواہ سرگرم ہے [illegible]
مستعد سوداگر کا لکھا جاتا ہے کہ تاجر مذکور جو شہر جالوس سے سوے انجم [illegible] روانہ ہوا تھا [illegible]

دور و دراز بعجلت تمام انجم حصار میں پہونچا دیکھا کہ سرحد انجم حصار میں ایک لشکر بے شمار فروکش ہی لوگون
سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہی ساکنان انجم حصار نے جواب دیا کہ یہ لشکر ظفر اثر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ہی تاجر مذکور بخیال فروخت اسباب و مال سمت لشکر مذکور چلا ادھر ہرکارون
سے صاحبقران کو معلوم ہوا کہ ایک تاجر شہر جالوسیہ سے ادھر آیا ہی بمجرد سننے اس خبر کے صاحبقران
نے حکم دیا کہ اُس سوداگر کو ہمارے روبرو لاؤ اُس سے حال شہر جالوسیہ و حکیم سالوس کا معلوم ہوگا
ہرکارون نے تاجر مذکور سے جاکر کہا کہ چلو تمکو ہمارے مالک و آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے طلب کیا ہی اُس نے کنارہ لشکر خیام میں فروکش ہوکر چند کشتیون میں اسباب نفیس و نادر رکھا اور وہ کشتیان
اپنے غلامون کو دے کر اُن کو ہمراہ لے کر خدمت امیر باتوقیر میں آیا با ادب سلام کیا صاحبقران نے
اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کرکے با ادب روبرو بیٹھا پھر وہ کشتیان پیش کش کین صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے اسباب جو اُن کشتیون میں تھا پسند کرکے فرمایا کہ یہ سب اسباب ہمکو پسند آیا
فرد قیمت اس اسباب کی پیش کرو اُس نے فرد قیمت پیش کی صاحبقران نے موافق فرد قیمت کے زرکثیر
اُسے دلوا دیا بعد ازان اُس سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی وطن تمھارا کہان ہی یہان کس شہر سے
تمھارا آنا ہوا ہمنے سُنا ہی کہ تم شہر جالوسیہ سے اس طرف آئے ہو اگر کچھ حال حکیم سالوس حاکم شہر جالوسیہ
کا تمکو معلوم ہو تو بیان کرو ہمسے حکیم سالوس نے یہان آنے کا وعدہ کیا تھا زمانہ زیادہ گذرا ابھی تک
وہ یہان نہین آئے ہم اُن کے منتظر ہین تاجر مذکور نے نام شہر جالوسیہ سُنکے آہ سرد دل پُر درد سے
کی بعدہ اشکبار ہوکے عرض کیا کہ یہ کمترین جالوسیہ ہی سے اس طرف آیا ہی نام اس خاکسار کا سعید ہی
سب سعید سوداگر مجکو کہتے ہین وطن اس نحیف کا روم ہی اپنے وطن سے مال و اسباب کثیر انواع و
اقسام کے لے کر مع کئی سو غلامون اور کنیزون کے ہمراہ قافلے کے شہر جالوسیہ میں آیا تھا چند ہی روز
شہر جالوسیہ میں گذرے تھے اور کچھ اسباب تجارتی میرا اور میرے قافلے والون تاجرون کا فروخت
ہوا تھا کہ شہر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ بادشاہ و حاکم اس شہر کا جو قید ہوگیا تھا وہ مع اپنے چند رفقا
کے ادھر آتا ہی عمائد شہر اور روسائے شہر واسطے اُس کے استقبال کے گروہ گروہ چلے جاتے ہین یہ احقر خبر
مذکور سُنکے اپنے خیمے سے باہر آیا دیکھا کہ عمائد شہر بصد شوکت و شان برائے استقبال جاتے ہین بعد تھوڑی
دیر کے پھر شور و غل ہوا مین نے پوچھا کہ پھر شور و غل کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ جو عمائد شہر واسطے
استقبال کے گئے تھے وہ سب استقبال کرکے اپنے بادشاہ کو شہر مین لاتے ہین اُس کے آنے کی
خوشی بے حد ہی مردمان شہر شادمان ہین یہ سُنکے پھر مین اپنے خیمے سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک مرد نیک و
جلیل القدر کو روسائے شہر بصد عزت و حرمت لاتے ہین زر و جواہر اُس مرد جلیل الشان پر نثار
کرتے ہوئے آتے ہین مین نے پوچھا کہ یہ مرد نیک خو کون ہین ان کا نام نامی کیا ہی اہل شہر نے
بیان کیا کہ اس مرد عالی مرتبہ کا نام نامی حکیم سالوس ہی یہی ہمارا بادشاہ ہی تھوڑے زمانے سے یہ
حاکم ہمارا اس شہر سے کہین قید کر دیا گیا تھا اُس کے برادر حقیقی نے اس کو اسیر کر لیا تھا اب یہ کسی طور
سے رہا ہوکر یہان آیا ہی یہ کیا آیا ہی گویا اس شہر ویران مین بہار تازہ آئی ہی یہ کمترین تمام حال سُنکے
خاموش رہا وہ مرد بزرگ داخل دار العمارت شاہی ہوا اُس کے آنے سے تمامی شہر مین خوشی و
مسرت سے چراغان ہوا شہر آئین بند ہوا تمامی شہر مین سامان خوشی و خرمی کے ہوئے ہنوز اُس
بادشاہ شہر کو ایک دو روز آئے ہوئے گذرے تھے کہ وہی بھائی اُس کا جس نے اسکو قبل

اسیر کیا تھا آیا لوگون کی زبانی نام اُس کا معلوم ہوا کہ اُس کو حکیم جالوس کہتے ہین اُس نے اپنے
بھائی سے صفائی حاصل کرکے دین اسلام اختیار کیا حکیم سالوس نے اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی
خوشی کا جشن کیا جس روز جشن ہوا اُس کی شب کو حکیم جالوس نے اپنے بھائی حکیم سالوس کو مع اُسکے
چار رفیقون کے قتل کیا سر اُن کے تنون سے جدا کیے پھر آدھی رات کو اُس نے اپنے سحر سے ایک
ایسا ابر سیاہ پیدا کیا کہ وہ محیط شہر جالوسیہ ہو گیا برق دمبدم چمکنے لگی رعد کی سی آواز اُس ابر تیرہ و
تاریک سے آنے لگی اہل شہر اُس ابر و برق کو دیکھکر خائف و ترسان ہوے اکثر ساکنان شہر گھبرائے
بہت متردد ہوے یہ فدوی بھی پریشان خاطر ہوا دل مین کہنے لگا کہ ایسا ابر اور ایسی چمک برق
کی اور ایسی آواز رعد کی کبھی نہین دیکھی تھی یہ ابر کیسا ہے خدا خیر کرے ابھی یہ خاکسار اور کل مردان
شہر جو بیدار تھے وہ متردد و پریشان خاطر تھے کہ ناگاہ اُس ابر سیاہ سے آگ اور پتھر برسنے لگے
آگ سے مکانات اور اثاث البیت ہر ایک شخص کا جلنے لگا پتھرون سے مکانات گرنے لگے ایک قیامت
کے آثار نمود ہوے مردمان شہر بھی جلنے لگے پتھرون سے بھی دب دب کر ہلاک ہونے لگے مردمان
شہر نالہ و فریاد کرنے لگے دو ساعت تک یہی آفت برپا ہوئی اس عرصے مین ہزارہا مردمان شہر
جل کر اور پتھرون سے دب کر ہلاک ہو گئے ہزارہا مکان گر گئے مال و اسباب بھی اہل شہر کا جلگیا
جو تھوڑے سے آدمی شہر سے بھاگ گئے تھے وہ تو زندہ رہے باقی سب ہلاک ہو گئے مین بھی مع
چند غلامون کے بھاگ کر شہر سے کچھ دور نکل گیا تھا اسوجہ سے بچ گیا بعد دو ساعت کے اُس
ابر سیاہ سے ایک آواز بلند پیدا ہوئی مین نے بگوش خود یہ سُنا کسی نے پکار کر کہا کہ اے اہل شہر جالوسیہ
تمنے حکیم سالوس کے آنے کی خوشی بہت کی تھی اور اُس کے ہدایت کرنے سے تم سب کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوے تھے مین نے اسی وجہ سے تم سب کو سزا دی آگاہ ہو کہ نام میرا حکیم جالوس ہے
اپنے بھائی کا اور اُس کے رفقا کے سر کاٹ کے لیے جاتا ہون اگر کوئی اہل شہر سے زندہ رہا ہو تو
وہ آگاہ ہو جائے یہ تقریر کرکے حکیم جالوس اُس اپنے ابر تیرہ کو دور کرکے چلا گیا ہم سب کہ شہر کے قریب صحرا مین پڑے تھے
بعد دفع ہونے ابر آتشبار و سنگبار کے پھر شہر مین آئے وہ حال شہر کا دیکھا کہ خدا پھر وہ حال کسی شہر کا نہ دکھلائے ہر ایک
ہمراہی میرا بربادی و تباہی شہر اور اپنے اہل و عیال و مال و اسباب و مکانات کے تلف و ضائع و برباد ہونے سے
نالان و گریان ہوا مین نے بھی جو اپنا مال و اسباب دیکھا وہ بھی بہت سا جلکر خاک ہو گیا تھا کچھ اسباب قدرت خدا سے بچ گیا
اپنے مال و اسباب کے ضائع و برباد ہونے سے مین بھی اسقدر غمگین ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہو گیا
قافلے والون کا نام و نشان بھی نہ پایا اُن کی ہلاکت کا بھی صدمہ ہوا اسی عالم صدمہ مین باقی ماندہ
باشندگان شہر نے مجکو سمجھایا اُن کے سمجھانے سے فی الجملہ میرے صدمے مین کمی ہوئی پھر سب نے
لاشہ حکیم سالوس کا مع اُس کے رفقا کے لاشون کے کہ وہ سب بقدرت خدا جلنے سے محفوظ رہے
تھے اُن کو غسل و کفن دے کر دفن کیا بعد دفن ہونے اُن لاشہاے بے سر کے مین اُس شب کی
صبح کو وہان سے بعجلت اس طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ یہان تک پہونچا ہون کیا عرض کرون
کہ اب کے سفر مین کیسا تباہ و برباد ہو گیا ہون عوض نفع کے نقصان میرا بہت ہوا ہے سیکڑون غلام اور
کنیزین میری ہلاک ہو گئین لاکھون روپیے کا اسباب میرا جل کر خاک ہو گیا احباب و اعزا میرے
جو قافلے مین ساتھ تھے وہ سب بھی آتش سحر سے جل کر خاک ہو گئے نام و نشان بھی اُن کا نہ پایا
مین ایک سخت جان مع چند غلامون کے واسطے نالہ و فغان کرنے کے اور صدمہ اٹھانے کے

زندہ رہا کاش کہ میں بھی مانند اہل قافلہ کے ہلاک ہو جاتا یہ کہکے بے اختیار رونے لگا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ حال قتل حکیم سالوس کا سنکے محزون ہوئے نہایت افسوس کیا بعدہ تاجر
مذکور سے فرمایا کہ اے مرد دیندار صبر کر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس صدمہ و رنج کرنے سے کیا فائدہ
ہوگا یہ فرما کے زر کثیر اپنے خزانہ عامرہ سے اُس کو دے کر ارشاد کیا کہ اے سعید سوداگر اب اس
زر کثیر سے تجارت کر خداوند عالم تیرے حال پر رحم فرمائے گا پھر اُسی قدر مال و متاع تیرے پاس ہو جائیگا
اُس تاجر نے زر کثیر عطا صاحبقران پر نظر کرکے جود و سخاوت و غربا پروری پر غور کرکے خوش ہوکے
عرض کیا کہ حضور نے تو اس فدوی کو اسقدر زر کثیر عطا فرمایا ہے کہ اگر تمامی مال و اسباب اپنا جو اپنے
وطن سے لیکر چلا تھا اگر وہ ضائع و برباد نہوتا اور اُس کو بہ نفع کثیر فروخت کرتا تو بھی اسقدر زر کثیر
مجھکو دستیاب نہوتا حضور نے میرے حال پر ایسا رحم کیا کہ کوئی شاہ و شہریار بھی ایسا رحم نکرتا اسقدر
زر کثیر اپنے خزانے سے عطا نہ کرتا خداوند عالم آپکے مقاصد دینی و دنیوی بر لائے مجکو مالامال
کردیا غم و رنج اسباب مال ضائع شدہ کا میرے دل سے دور کردیا یہ عرض کرکے تاجر مذکور صاحبقران
سے رخصت ہوکر وہ تمامی زر کثیر لیکر دعائیں دیتا ہوا اپنے خیمے کی طرف گیا بعد قطع راہ داخل خیمہ
ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حکیم سالوس وغیرہ کے قتل ہونے کا بہت صدمہ کیا اور
حکیم جالوس کے ظلم و جور پر نظر کرکے ارشاد کیا کہ عجب ظالم حکیم جالوس نابکار و بے دین نے مرد
دیندار حکیم سالوس پر کیا افسوس ایسے مرد با خدا کو یوں قتل کیا کہ ہمیں سننے سے بے حد صدمہ ہوا
خیر انشاء اللہ تعالیٰ حکیم جالوس سے سمجھا جائے گا انتقام خون حکیم سالوس وغیرہ اُس سے لیا
جائیگا بحرین بہادر و خواجہ طیفور گردیا و دیگر سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے بڑی ہی
کوشش و ہمت و شجاعت سے سفر دور و دراز اختیار کرکے صعوبت راہ اٹھا کے ابر باران
بہادر کو جا کر قتل کیا تھا حکیم سالوس وغیرہ کو زندان سے رہا کیا تھا اُس مرد دیندار نے لوح طلسم
زلزلہ کے مقام کے بتلانے کا اقرار کیا تھا یہاں آنے کا وعدہ کیا تھا افسوس ہزار افسوس حکیم
جالوس نابکار و ظالم نے اُس کو مع اُس کے رفقا کے قتل کر ڈالا اسیران دینداروں کے کاٹ لیے
کچھ رحم نہ کیا بھائی نے اپنے برادر حقیقی پر ظلم روا رکھا ہم سب کو امید و خوشی اس امر کی تھی کہ حکیم
سالوس حسب اقرار یہاں آئینگے جس جگہ شاہ طلسم زلزلہ نے لوح طلسمی رکھی ہے وہ جگہ بتلائینگے
صورت حصول لوح مذکور سے آگاہ کرینگے در باب فتح طلسم زلزلہ فکر و کوشش و شرکت کرینگے
وہ قتل ہوگئے اب حال لوح طلسم زلزلہ کا کس سے دریافت ہوگا کیونکر لوح مذکور دستیاب ہوگی
جب تک لوح طلسم نہ ملے گی تو در بند طلسم و دیگر مراحلات طلسم زلزلہ کیونکر فتح ہونگے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم مسبب الاسباب ہے کوئی ایسا سبب اور پیدا
کریگا کہ جس سے نشان لوح معلوم ہوجائیگا وہ پروردگار عالم و عالمیان ایسی کوئی صورت
پیدا کر دیگا کہ لوح طلسمی دستیاب ہوجائیگی بعدہٗ اُس کی مدد و اعانت فضل و کرم سے ہم
طلسم زلزلہ کو فتح کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر طلسم زلزلہ فتح کیے راحت و آرام سے نہ بیٹھینگے
نہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہونگے کیونکہ اول تو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جستجو مقصود
ہے دوسرے سیارق بن لقا بے دین و گمراہ کنندہ کو قتل کرنا یا اُس کا مسلمان کرنا منظور ہے
وہ نابکار مع ستمگاران کے طلسم زلزلہ میں ہے تاوقتیکہ ہم داخل طلسم زلزلہ ہونگے اور طلسم مذکور کو

فتح کرین گے ساریق نابکار ہاتھ آئے گا بحرین جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا درست و بجا ہے آپ کی ہمت و شجاعت مین شک نہین ہے اور خدا بھی ضرور مسبب الاسباب ہے مگر بظاہر اب کوئی ایسا شخص نہین ہے کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو مین نے جو کچھ سنا تھا اور جو کچھ معلوم تھا وہ مین نے عرض کیا تھا فی الحال کوئی تدبیر حصول لوح طلسمی کی ذہن مین نہین آتی ہے کس سے پوچھین کہ لوح طلسم زلزلہ بانیان طلسم نے کہان رکھی ہے کس ساحر کے قبضے مین ہے وہ ساحر کہان ہے دریا مین ہے یا دشت مین ہے یا زیر زمین ہے غرضکہ ایسا لوح طلسمی کا حال معلوم ہونا دشوار تر ہے بلکہ ناممکن ہے کیونکہ میرے نزدیک کوئی اب ایسا نہین ہے کہ حال لوح طلسمی سے آگاہ ہو اور از راہ دوستی نشان لوح سے آگاہ کرے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو ہمکو ذات خدا سے امید قوی ہے کہ ہماری اعانت ضرور کرے گا کیونکہ اللہ حاجت روائے بندگان ہے ہم بھی اُس کے ایک بندۂ ادنی ہین خواہان ترقی دین اسلام ہین رہرو منزل کار خیر ہین بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہین بیشک خالق ارض و آسمان حاجت روائے بندگان ہے

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کا برائے فکر لوح طلسم زلزلہ مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا۔ مخمس

دیکھ غافل تھی تکلف پر سدا جن کی نظر
قصر کی زینت مین جو مصروف تھے شام و سحر
دھوپ مین آنے سے رہتا تھا جنھین خوف و خطر
اُن کو دیکھا خاک مین ملتے ہوئے او بے خبر
جو کہ مدفن ہوئے جسم انکا گیا اڑ کر غبار

مٹ گیا اک آن مین ایسا سکندر کا حشم
کچھ کبھی تھا ہی نہین گویا سکندر کا حشم
مل گیا مٹی مین وہ سارا سکندر کا حشم
یاد تو ہوگا تجھے جو تھا سکندر کا حشم
گوشۂ تربت مین اب حیران ہے آئینہ دار

کاٹنے کو وقت کافی سایۂ دیوار ہے
ہے وہ یکسان فرش گل کا ہے کہ فرش خار ہے
اس سرا مین کیا تکلف کیا تزک درکار ہے
تربت و قصر وسیع و مرتفع بیکار ہے
کنج تربت مین بسر کرنا ہے تا روز شمار

پاس تربت کے کوئی سوئے نہ سوئے ایکسا ہے
آنسوؤن سے منہ کوئی دھوئے نہ دھوئے ایکسا ہے
جان تیرے رنج مین کھوئے کہ کھوئے ایکسا ہے
بعد تیرے کوئی روئے یا نہ روئے ایکسا ہے
لطف کیا تجھکو زمانہ ہو جو تیرا سوگوار

خاک کے بستر پہ سوتا ہے نہین اس کی خبر
وہ مکان رہنے کو ہے جس مین نہین دیوار و در
روشنی کبھی نہین ہوگا ہوا کا بھی گذر
راحت دنیا پہ کیون مغرور ہے یہ دھیان کر
جھیلنا ہے ایک دن تکلیف وقت احتضار

خلق تھی جن کے نظارے کے لیے ٹوٹی ہوئی
جو بنا دیتے تھے لاکھون قسمتین پھوٹی ہوئی
سیکڑون اب تک ہین جنکی بستیان لوٹی ہوئی
دوش پر رہتی تھین جن کی کاکلین چھوٹی ہوئی
ہے محل عبرت کا ان کے جسم پر لپٹے ہین مار

قیصر و فغفور و دارا سے جو لیتے تھے خراج
پر نزاکت فرق پر رہتا تھا ہر دم جن کے تاج
خلق میں کشور ستانی کا ہوا جن سے رواج
گر نظر ان پر کرو ڈھیروں خاک کے نیچے ہیں آج
جن کو قصر تنگ میں رہنا بہت تھا ناگوار

جس میں رہتا ہے ہمیشہ بس وہ ہے ایسا مکان
جا بجا ہی پر بہت مغرور ہے او بدگمان
تا قیامت تو نہیں دیکھے گا شکل آسمان
جو بدلوتے ہیں کپڑے وہ نہیں ہونگے وہاں
کیا کرے گا پھر کفن ہو جائے گا جب تار تار

ہیں عبث گلکاریاں یہ سب در و دیوار میں
خشک ہو جائینگی پتیاں ہر طرف اشجار میں
زرد ہو جائے گا کب سبزی رہے گی خار میں
چار دن کے بعد آئے گی خزان گلزار میں
ہے عبث مسرور وقت آمد فصل بہار

جو نشہ مستی یا دہ غفلت نہیں تجھکو خبر
قصد توبہ کا نہیں کرتا خدا کا خوف کر
رہ چکا اک عمر اب کر جلد سامان سفر
جانتا ہے کچھ کہ جانے میں ہے عرصہ کس قدر
نشہ بڑھتا ہے کبھی آتا نہیں وقت خمار

ہے جہان فانی نہیں ہے کیا تجھے اسکی تمیز
آج تو خدمت کو ہیں موجود خدام و کنیز
یہ ترا جاہ و حشم غافل بھلا ہے کوئی چیز
کل اٹھا ئینگے تجھے تابوت میں رکھ کر عزیز
فائدہ کیا آج اگر تخت روان پر ہے سوار

بعد مرنے کے حکومت ہے نہ ہے یہ مال و زر
یہ زمانہ ایک دم رہتا نہیں اک حال پر
ابتدا سے ہے یہی انداز چرخ فتنہ گر
آج زندہ ہے تو ہے فرمان روا او بے خبر
کل ترے اموال پر ہے دوسروں کو اختیار

تو تصور کر غلط اسکے سوا سمجھائے جو
جھوٹ کہتا ہے کہ سچ ہے بے خبر یہ دیکھ تو
چاہیے ہے اس نصیحت سے کبھی غافل نہ ہو
ہے یہی قول جدید اک ہے بقا اللہ کو
یاد رکھتا ہے فنا ہر ایک کا انجام کار

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو تازگی عبارت یون بیان کرتے ہین کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سعید تاجر سے حال قتل حکیم سالوس مفصل معلوم ہو گیا بعد رنج و افسوس و صدمہ کے اس کے دوسرے روز سر دربار مجمع جملہ سرداران سپاہ مین ارشاد کیا کہ حکیم سالوس تو قتل ہو گئے ہم ان کے آنے کے منتظر تھے خیال تھا کہ وہ یہان آ کر ہمکو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کرینگے ہم موافق ان کی رائے کے فکر حصول لوح طلسمی کرینگے اب ان کے آنے سے تو نا امید ہوئے کیونکہ وہ اپنے بھائی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہو گئے انتظار ان کا کرنا عبث ہے کہ وہ زندہ ہی نہین رہے دنیا سے سوئے جنان گئے پہلے قید زندان سے رہا ہوئے تھے اب قید ہستی سے چھوٹ گئے ساتھ ہی ان کے ان کے رفقا بھی دنیا سے سوئے جنت گئے ہم اب تک ان کے یہان آنے کے منتظر تھے اب بذات خاص ہم فکر و جستجو سے حصول لوح طلسمی کے واسطے جائینگے خداوند عالم معین و مددگار ہے مسبب الاسباب ہے کوئی سبب حصول لوح مذکور کا پیدا کرے گا کسی نہ کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم ہی ہو جائے گا پھر صورت حصول لوح بھی پیدا ہو گی لہذا کل ہنگام سحر ہم یہان سے توکلت علی اللہ ایک سمت روانہ ہونگے جستجوئے نشان لوح طلسمی مین صحرا نورد ہونگے

اللہ قادر و توانا ہی حاجت ہماری بھی برلائے گا آپ سب صاحبون کو لازم و مناسب ہی کہ جب تک ہم
یہان آئین یا جب تک ہم آپ سب صاحبون کو مع تمامی مردان لشکر نہ طلب کرین اسی جگہ قیام پذیر
رہین ہمارے واسطے دست بدعا رہین بعد ہر نماز کے یہی دعا کرین کہ خداوند عالم یہ ذرہ مراد ہمکو عطا کرے
کہ نشان لوح طلسم زلزلہ کا کسی سے معلوم ہو پھر لوح طلسمی بھی دستیاب ہو بعدہ طلسم زلزلہ فتح ہو
ساریق بن بقا یا تو مسلمان ہو یا قتل ہو بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملاقات ہو پھر وہ اس لشکر مین
ہمارے ساتھ آئین اس دعا کرنے سے عجب نہین کہ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے آرزوے
ہماری برلائے ایک سال یا چھ مہینے تک ہمارا انتظار کیجیے گا اگر ہم اس مدت مین مع الخیر آ گئے تو فہو المراد
ورنہ آپ سب صاحب سمجھ جائیے گا کہ سلطان کیوان شکوہ نے انتقال کیا اسوقت زیادہ صدمہ و
ملال نکر کے ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ ہمین پہونچائیے گا روح کو ہماری خوش کرتے رہیے گا فاتحہ خوانی سے
غافل نہو جیے گا گاہ گاہ یاد کرتے رہیے گا بھول نہ جائیے گا ہمارے انتقال اور مر جانے کے بعد آپ لوگون کو
اختیار ہی کہ جہان دل چاہے وہان چلے جائیے گا جس کا جس جگہ دل چاہے وہان چلا جائے لشکر مین
چاہے رہے چاہے نرہے کیونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم یہان سے کہان جانا ہو سفر
مین رہروی سے صحیح رہین یا بیمار ہو کر مر جائین یا کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جائین کیونکہ شاہ
طلسم زلزلہ اور اُس کا وزیر نابکار حکیم جالوس ہمارے دشمن جان ہین ہمکو فکر حصول لوح طلسم کشائی
ہی اُن کو ہمارے ہلاک کرنے کی ضرور فکر ہوگی ہزارون تدبیرین ایسی وہ کرین گے کہ جس سے ہم
اسیر و قتل ہو جائین اگر خداوند عالم دشمنون کے شر و فساد سے بچائے گا تو زندہ رہین گے ورنہ
دست دشمنان سے جانبر ہونا بظاہر مشکل ہی شاہان ہفت ملک و کوکب انجم حصاری و جملہ سرداران
لشکر نے متفق اللفظ ہو کر عرض کیا کہ خداوند کریم وہ دن نہ دکھلائے کہ آپ کا انتقال ہو اور ہم سب زندہ
رہین آپکے دشمنون کے انتقال کی خبر سنین اگر آپ کا ارادہ جستجوے لوح طلسمی کے لیے جانے کا ہی
تو ہمکو بھی ہمراہ لیجیے تنہا نہ جائیے دشمنون سے دشمنی کا اندیشہ قوی ہی بلکہ یقین کامل ہی کہ وہ سب ساحر
بعداوت و عناد پیش آئین گے صاحبقران موصوف نے جواب دیا کہ آپ سب صاحبون کے ہمراہ
چلنے کی ضرورت نہین ہی یہ مقدمہ طلسم ہی طلسم کشا کو چاہیے ہی کہ تنہا امور طلسم کشائی سرانجام دے
سوا اس کے نہین معلوم جستجوے لوح طلسمی مین ہم کہان کہان جائین کس کس دامن دشت و کوہ و
دریا مین اپنا گذر ہو کہان کہان جانا ہو آپ سب صاحبین ہمارے ساتھ کہان کہان جائین گے
اگر یہ کہیے کہ ہم برائے حفاظت ہمراہ چلین گے تو جواب اُس کا یہ ہی کہ آپ صاحبون کی حفاظت سے
بہتر حفاظت و نگہبانی خدا ہی وہی سب کا حافظ و نگہبان ہی اُسی کی حفاظت کافی و وافی ہی پس ایسی
صورت مین کیون آپ سب صاحب تکلیف و زحمت گوارہ کرین ہان وقت ضرورت آپ صاحبون کو
اپنے پاس طلب کرین گے بالفعل ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی بحرین جادو و خواجہ نیلوفر گرد یا
نے عرض کیا کہ ہم ہرگز آپ کو تنہا نہ جانے دین گے خود بھی ہمراہ رکاب چلین گے صاحبقران نے
جواب دیا کہ تمھارے بھی چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمارا تنہا ہی جانا خوب ہی ہماری تنہائی کے
خیال سے کیون تکلیف صحرا نوردی اختیار کرو بحرین جادو و خواجہ موصوف نے دست بستہ
عرض کیا کہ اگر حضور اپنے ہمراہ ہمکو نہ لین گے تو باعث ہماری ہلاکت کا ہوگا ہم اپنے تئین اس
صدمہ و رنج مین ہلاک کرین گے صاحبقران نے اُن کی اس تقریر سے مجبور ہو کے کہا کہ اچھا خواجہ

تم ہمارے ساتھ چلنا مگر اے بحرین جادو تم ہمارے ساتھ ساتھ تو نہ چلنا بہے دور دور رہنا وقت
ضرورت اپنے تئین ہم تک پہونچانا اُس نے عرض کیا کہ بہتر فدوی ایسا ہی کریگا یہ فرما کر خاموش ہوے
بحرین جادو نے اسیوقت سے سامان ضروری کرنا شروع کیا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بعد ادائے فریضہ سحری تسبیح اُٹھا کر بہر جرع استخارہ باین نیت دیکھا کہ اے مسبب الاسباب
والے برآرندہ حاجات اگر ہم براے جستجوے وحصول لوح طلسم زلزلہ یہان سے جانب غرب روانہ
ہون تو ہمارے حق مین بہتر ہوگا استخارہ منع آیا بعد اس کے جانب شرق کی نیت سے دیکھا جب بھی
منع آیا اسی طرح جانب شمال جانے کو بھی استخارہ دیکھا اچھا نہ آیا جب بہ نیت جانب جنوب چلنے پر استخارہ
کیا تو بہتر بلکہ واجب آیا صاحبقران نے سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے اپنے چلنے کیواسطے
استخارہ دیکھا تھا جانب جنوب چلنے کو واجب آیا ہے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ سوافق حکم خدا عمل
کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ ذرمراد آپ کے ہاتھ آئیگا یقین کامل ہے کہ نشان لوح طلسمی ملیگا بلکہ
لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی کیونکہ استخارہ بھی اک وحی ربانی ہے صاحبقران کشورستان یہ سنکے
خوش ہوے پھر سب سے رخصت ہوکر مرکب کو طلب کیا اخدام عالیہ نے اسپ صبا دم کو زین ولجام سے
آراستہ کرکے لا ئے صاحبقران موصوف بادپا پر سوار ہوے صدہا سرداران لشکر وشاہان
ہفت ملک وکوکب انجم حصاری ہمراہ رکاب ہوے صاحبقران نے اُسوقت بھی ہمراہ چلنے سے
سب کو منع کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو ایک منزل تک تو ہمراہ چلنے کی اجازت دیجیے صاحبقران
نے کہا کہ اچھا اگر تمھاری خوشی یہی ہے تو خیر چلو یہ سنکے سب سرداران لشکر خوش ہوکر مرکبون پر سوار
ہوے سامان ضروری مثل خیام وبارگاہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا بحرین جادو مع اپنے لشکر ساحران
کے کہ ڈیڑھ ہزار تھے تخت سحر پر سوار ہوکر قبل روانہ ہونے صاحبقران کے ایک سمت روانہ
ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے سحر کی سواریون پر مانند عقاب سحر واژدر سحر وطاؤس سحر وغلطاں
سحر وغیرہ کے سوار ہوکر جھولیان اپنی اسباب سحر سے بھر کے ترسول اور پنسول ہاتھون مین لیکر
عقب سواری بحرین جادو اس طرح روانہ ہوے کہ چند پارۂ ابر سیاہ وسرخ مین غائب ہوکر ساتھ
ساتھ بحرین جادو اپنے حاکم وبادشاہ کے چلے اُسوقت جملہ اہل لشکر نے دیکھا کہ اُن پارہ ہاے
ابر سیاہ وسرخ سے دمبدم برق عیان ہوتی ہے صداے رعد آتی تھی کسی پارۂ ابر سے بارش
آب ہوتی تھی کسی پارۂ ابر سرخ سے گل سرخ وسفید برستے تھے کسی پارۂ ابر سیاہ سے بارش مروارید
ہوتی تھی غرض جب بحرین جادو ودیگر ساحران اپنے سحر سے تماشے سحر کے دکھاتے ہوے
ایک سمت دور تر چلے گئے اُسوقت صاحبقران سلیمان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر
مرکب اپنا جانب جنوب بڑھایا خواجہ طیفور رکردیا یا ہزار ہا عیاری سے آراستہ وپیراستہ ہمراہ رکاب
صاحبقران کشورستان یلے شاطری مارتے ہوے بعد خوشی چلے اُسوقت جملہ عیاران لشکر
اہل اسلام وتمامی سواران سپاہ نے بعد ادب سلام کرکے باواز بلند کہا شعر بسفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی وبازآئی + اکثر مردم نے کہا آمین آمین صاحبقران ذیشان اپنے لشکریان کو
دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھاتے ہوے چلے جاتے تھے عقب سواری امیر با توقیر صدہا سرداران
لشکر با ادب تمام خرامان خرامان آہستہ آہستہ اپنے مرکبون کو لیے جاتے تھے اکثر سرداران نامی و
ناموریکین ولیسار صاحبقران بعد ادب روانہ تھے غرضکہ باین جاہ وحشم وشوکت وشان سواری

صاحبقران عالی شان روانہ ہوئے بعد قطع راہ آبادی و ویرانہ و صحرا ملا صاحبقران کشورستان
سرداران لشکر سے باتیں و بسیار مخاطب ہو کر باتیں کرتے ہوئے سیر صحرائے سبزہ زار و گلہائے
رنگارنگ صحرا کرتے ہوئے چلے جاتے تھے صحرا میں جابجا آہوان شوخ چشم نظر آتے تھے انکی جست و
خیز بھی ملاحظہ کرتے ہوئے سرداروں سے یہ ارشاد کرتے ہوئے کہ یہ آہوان شوخ چشم اس صحرا میں
نظر آتے ہیں ہر چند دل چاہتا ہے کہ ان کو شکار کریں مگر سنا ہے کہ ہنگام سفر شکار آہو کرنا اچھا نہیں ہوتا ہے
اسوجہ سے ان کو شکار کرنا مناسب نہیں جانتے ہیں ورنہ ان آہوان شوخ کو صید کرکے کباب ان کے
بعد میانی کھاتے لطف بے حد حاصل ہوتا سرداران دست راستی و چپی عرض کرتے تھے کہ آپ
بجا فرماتے ہیں ہر چند کہ شکار کرنا غزالان دشت کا مرغوب طبع ہے اور کباب ان کے براے گزک خوب
ہیں لیکن یہ وقت مناسب شکار نہیں ہے خداوند عالم آپ کو اس سفر جستجو سے لوح طلسم زلزلہ میں مع الخیر
رکھے حافظ حقیقی آپ کا نگہبان ہر حال میں ہر وقت و ہر دم رہے اور بعد حصول لوح طلسمی و فتح
طلسم زلزلہ بخیر و عافیت آپ کو لشکر ظفر اثر میں لائے غرضکہ ایسی ہی باتیں کرتے ہوئے اور حفاظت
لشکر کے باب میں سرداران لشکر سے تاکید کرتے ہوئے اور دیگر امور ضروری کے باب میں بھی
فہمائش کرتے ہوئے چلے جاتے تھے یہانتک کہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار میں گذر ہوا کہ جو
نہایت پر بہار و فرحت افزا تھا اور نہریں دو تین دور دور اس صحرا میں جاری تھیں صاحبقران
نے اسی صحرا میں لب نہر ٹھہر کر حکم کیا کہ اسی جگہ پر قیام ہو بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا کیے جائیں اب
آج یہاں سے آگے نہ جائینگے کیونکہ وقت غروب آفتاب قریب ہے نماز عصر کا پڑھنا ضرور ہے بمجرد
اس حکم کے ملازم و خدام بارگاہ و خیام برپا کرنے لگے فراش درستی فرش میں مصروف ہوئے
صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے مرکبوں سے اتر کر آب نہر سے وضو کرکے بالاے فرش
اسی صحرا میں نماز عصر و ظہر پڑھی اتنی دیر میں آفتاب پوشیدہ ہوا اول وقت نماز مغرب کا آیا اسی
وضو سے صاحبقران وغیرہ نے نماز مغرب و عشا بھی پڑھی اتنی دیر میں ملازموں نے جلد جلد خیام
و بارگاہ ایستادہ و برپا کیں فراشوں نے فرش اور مسہری وغیرہ کی خیام و بارگاہ میں درستی کی
باورچیوں نے طعام ہاے لذیذ و نفیس کی تیاری میں کوشش و عجلت کی جب صاحبقران کشورستان
اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر بارگاہ فلک جاہ میں تشریف لاکر دنگل پر بصد شوکت بیٹھے اور
تمامی سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب کرسیوں و یسار صاحبقران دنگلوں پر بیٹھے پردے بارگاہ
کے اٹھا دیے گئے ملازموں نے بخوبی سامان روشنی کا کیا سیر صحراے سبزہ زار اس روشنی میں
سب کرنے لگے ہواے سرد صحرا سے قلب کو فرحت ہونے لگی صاحبقران سلطان ایوان شکوہ
نے سرداران دست راستی و دست چپی سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ یہ شب بھی غنیمت ہے کہ
اس صحراے سبزہ زار میں تمام سامان عیش و راحت مہیا و موجود ہیں ہم آپ سب صاحب
اس بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں سیر صحرا کر رہے ہیں ہواے سرد آرہی ہے غنچہ دل شگفتہ ہو رہا ہے
کل ہم نہیں معلوم کس سرزمین پر ہونگے سرشت خواجہ ہمارے ساتھ ہونگے آج کی شب کا جلسہ
کل ہم کو یاد آئیگا دل گھبرائیگا شغل ہمارے آپ سب بھی ہمیں شب آئندہ یاد کرینگے
سبھوں نے عرض کیا کہ بیشک یہ شب بھی یادگار رہیگی ایسے صحراے سبزہ زار میں نہ یہ بارگاہ پر اسباب
و آرام آپکے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ہواے سرد صحرا کھا رہے ہیں دل کو فرحت حاصل ہو رہی ہے

کل ہم سب اپنے لشکر مین ہونگے آپ کی تصویر پیش نظر ہوگی اس صحرا کی ہواے سرد و سیر صحرا
ضرور یاد آئے گی خصوصًا آپ کا خیال ہم سب کو ہوگا اگر خلاف طبع نہو تو ہم سب آپ سے جدا نہون
ہر ایک منزل پر اسی طرح خدمت عالی مین حاضر رہین صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا ہر چند کہ جدائی آپ
سب صاحبون کی دل کو ناگوار ہو اور سوہان روح ہو لیکن مجبوری یہ مفارقت ہو کیونکہ جستجوے لوح طلسم زلزلہ
و طلسم کشائی مد نظر ہو طلسم کشا کو لازم و مناسب ہو کہ تنہا یا مع اپنے عیار کے امور طلسم کشائی طے کرے
اپنے ہمراہ جمعیت کثیر نہ لیجائے انشاء اللہ بعد چند ماہ بشرط حیات مستعار لوح طلسم زلزلہ حاصل کرکے
طلسم زلزلہ کو بہدایت لوح طلسمی فتح کرکے سارتیق بن لقانا بکار و گمراہ کنندہ کو قتل کرکے بادشاہ
لشکر داراب بن داراے سیمین زرہ کو ڈھونڈھ کر ان کو ہمراہ لے کر مع تمامی مال و اسباب تحفہ
نایاب طلسمی و زر و جواہر طلسمی ہم پھر لشکر مین اپنے آئین گے آپ صاحبون سے ملین گے یہ تھوڑا
زمانہ مفارقت جلد بسر ہو جائیگا آپ صاحبون کا لشکر ہی مین رہنا مناسب ہو کیونکہ لشکر ہی بغیر
آپ صاحبون کے بے دل و پریشان خاطر ہو کر متفرق ہو جائین گے سردارون نے عرض کیا کہ
ہم سب تابع حکم ہین جو آپ فرماتے ہین بجا لائین گے مگر آپ کی مفارقت مین پریشان خاطر رہین گے
جہان تک ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا یا ہم سب کو اپنے پاس بلائیے گا صاحبقران نے ارشاد کیا
کہ انشاء اللہ یا تو ہمین بعد فتح طلسم زلزلہ اپنے لشکر مین جلد آئین گے یا بضرورت آپ سب صاحبونکو
مع تمامی لشکر طلب کرین گے جو مناسب ہوگا وہ کرین گے ابھی تو لوح طلسم زلزلہ کی جستجو ہو دیکھیے
اُس کا نشان بھی کسی سے ملتا ہو یا نہین کیونکہ لوح طلسم مذکور مفقود الخبر ہو اب تک کچھ بھی حال
لوح سے آگاہی نہین ہو کہ وہ کس جگہ ہو اور کس کے قبضے مین ہو اگر خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال
کیا اور مقام لوح طلسمی سے آگاہی ہوئی تو پھر اُس کا حاصل کرنا ہو یقین کامل ہو کہ بعد مشکل
دستیاب ہو غور کرنا چاہیے کہ لوح طلسمی کا حاصل کرنا کچھ آسان نہین ہو خدا ہی چاہیگا اور وہی
اس کار خیر مین ہمارا معین و مددگار ہوگا تو تو لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی ورنہ اُس کا ہاتھ آنا
دشوار تر ہو بانیان طلسم نے جاے حفاظت مین لوح طلسمی کو رکھا ہوگا بڑا بند و بست کیا ہوگا
اور فی الحال تو حاکم طلسم زلزلہ و حکیم جالوس نے زیادہ تر حفاظت و نگہبانی لوح کی کی ہوگی کیونکہ
اُن کو معلوم ہو چکا ہو کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہو طلسم کشاے طلسم زلزلہ ظاہر
ہوا ہو اسے جستجوے لوح طلسمی ہو لیکن حفاظت و نگہبانی لوح طلسمی سے کیا ہوگا جب زمانہ طلسم مذکور
کے فتح ہونے کا عنقریب ہو تو کسی نہ کسی صورت سے لوح بھی ہاتھ آجائے گی کوئی نہ کوئی سبب
ایسا پیدا ہوگا کہ لوح طلسم زلزلہ باوجود حفاظت و نگہبانی ہمین دستیاب ہو جائیگی ہنوز صاحبقران
یہ تقریر کر رہے تھے کہ طعامہاے رنگارنگ و انواع و اقسام تیار ہو گیا مقام مقررہ خورش مین کہ ایک
خیمہ وسیع تھا ملازمون نے حسب قاعدہ ظروف مین طعام نکال کر اسی خیمہ کلان مین رکھا پھر عرض کیا
کہ طعام تیار ہو تناول فرمائیے صاحبقران و جملہ سردارون نے جاکر اسی خیمے مین غذاے لذیذ
تناول کی بعد اکل و شرب پانی سے ہاتھ دھو کر رومالون سے ہاتھ پاک کرکے پھر اسی بارگاہ مین
آکر اسی طور سے بیٹھے اُسوقت صاحبقران کشورستان کے حکم سے چند ساقیان خوب رو
کشتیان شراب کی یعنی اُسی عرق مقوی اعضا و خوشبو کی مع شیشہ و ساغر کے آئے صاحبقران
و جملہ سرداران لشکر کو جامہاے بلورین مین بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک بعد خوشی و رغبت وہ

عرق مانند بادہ ناب کے بہنے لگا جب سب اہل بارگاہ مجمع مذکور پی چکے اور دماغ اس مے مندرجہ سے گرم ہوا شاہان ہفت ملک نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اس شب ماہ اور ایسے صحراے سبزہ زار فرحت آثار مین دل چاہتا ہے کہ بحالت نشہ و سرور رقص نازنینان خوب رو دیکھین گانا سنین لطف ہے حد اُٹھائین آپ کی ہمراہی مین اسوقت جلسہ عشرت ہو پھر نہین معلوم کتنی مدت کے بعد آپ کا لشکر مین آنا ہو یہ شب بقول حضور کے غنیمت ہے جیسا کہ شاعر نے بھی کہا ہے۔ شعر غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو | جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے | صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ دریافت کیا جائے اگر آپ حضرات کے ساتھ ہمارے لشکر سے کچھ ارباب نشاط آئے ہون تو انھین طلب کیا جائے خواجہ طیفور رگردیا نے عرض کیا کہ اس فرمانبردار کو خوب معلوم ہے کہ چند نازنینان خوب رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے محض اسی خیال سے کہ شاید حضور کو یا سرداران لشکر کو ناچ گانا دیکھنا سننا منظور ہو تو جستجو ارباب نشاط کی نہ کیجائے ہمراہ آئی ہین امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اُن ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش آواز کو بلاو حسب الحکم خواجہ نے جاکر ایک نازنین سے کہ خوش رو و خوش گلو تھی حکم امیر با توقیر ظاہر کیا وہ اُسیوقت مع اپنے سازندون کے پشواز زرین و نفیس و رنگین زیب تن کر کے زیور طلا و نقرہ جواہر نگار وغیرہ سے آراستہ ہو کے حسب دلخواہ اپنی آرائش کر کے حاضر خدمت جملہ اہل بارگاہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو باادب سلام کیا سازندون نے اپنے اپنے ساز کو درست کیا نازنین مذکور آمادہ رقص ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ خوب رو گت ناچنے لگی شاہان ہفت ملک و تمامی اہل بارگاہ و صاحبقران عالیجاہ ناچ اُس مطربہ کا دیکھنے لگے شادمان ہونے لگے جب وہ گت ناچ چکی تو یہ غزل گانے لگی۔ غزل

نہ پوچھو تم دل اندوگین سے
لہو دھوتا ہے قاتل آستین سے
تڑپنا دیکھ کر میرا دم ذبح
نہ چھوٹے گا تمھاری آستین سے
بتلتے ہین پتہ ہم دل جاون کا
بوہت ہاردی تو نے یہین سے

ہمارا ماجرا سن لو ہمین سے
گمان مجکو ہوا چلین جبین سے
نہ سنبھلی تیغ دست نازنین سے
جگر تھامے ہوئے مین رو رہا ہون
نکل کر جا بجا شعلے زمین سے
بتا وہ تیر ہے آواز دل کو

قیامت کر کے آیا ہے کہین سے
کشیدہ ہے وہ شاید مجھ حزین سے
قیامت ہے ہمارے خون کا داغ
وہ آنسو پونچھتے ہین آستین سے
سپہ چکر زلف مین کیا ہو کالے دل
ڈھلا آنسو چشم سرمگین سے

اہل بزم سننے لگے اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ بالا لیکن جابجا سے تو داد تعریف و ثنا کرنے لگے اس نازنین خوش آواز کی بھی خوش آوازی و رقص کی تعریف کرنے لگے بعد رقص و نغمہ کرنے اس مطربہ کے دیگر نازنینان خوش گلو بھی یکے بعد دیگرے حاضر بزم ہو کر ناچنے اور گانے لگین اہل بزم اُن کے رقص و نغمے سے خوش ہونے لگے جب زلف لیلی شب تا کمر پہنچی حکم امیر با توقیر سے نازنین مطربہ نے اپنا رقص و نغمہ موقوف کیا پھر مع اپنے سازندون کے انعام لیکر اپنے خیمے مین گئی ادھر صاحبقران اپنی بارگاہ مین اور جملہ سرداران لشکر اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین جاکر فرش خواب پر آرام پذیر ہوے جب صبح ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و جملہ سرداران لشکر وغیرہ اہل اسلام نے خواب سے بیدار ہو کے بعد وضو بر خضوع قلب نماز سحر پڑھی پھر اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے ہر ایک نے اپنے مقاصد دینی و دنیوی کے واسطے دعا کی خصوصاً ہر ایک نے واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم مذکور کے دعا کی

صاحبقران کشورستان نے بھی بدستور نفس نفیس برجوع قلب حصول لوح طلسم زلزلہ وفتح طلسم زلزلہ
کے لیے خدا سے دعا کی بعد دعا مانگنے کرنے کے سب نے سجدۂ شکر کیے ادائے فریضۂ سحری سے فراغت
کی اسوقت حسب الحکم صاحبقران ملازمان خدمت گذار و خیرخواہ نے دسترخوان وسیع بچھایا ظروف
مین انواع واقسام کا طعام نکال کر رکھا صاحبقران و تمامی سرداران سپاہ نے ہمراہ امیر کشورگیر کے
طعام تناول کیا بعد اکل و شرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جملہ سرداران سپاہ ہمراہی سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب ہم اس مقام سے آگے روانہ ہوتے ہین آپ صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اب
مناسب ہی کہ آپ سب صاحب یہان سے سوئے لشکر جائین ہمارے واسطے دعا بدرگاہ رب مین پہونچکے
ہر ایک سردار جدائی صاحبقران موصوف سے محزون و آبدیدہ ہوا پھر حسب الحکم امیر باتوقیر نے
ملازمون کو حکم دیا کہ بارگاہ و خیام یہان سے اٹھا و اٹھالون پر لادو یہان سے سوئے لشکر اہل اسلام
چلو ملازمان مذکور کاربند ہوئے صاحبقران کشورستان سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار
ہوئے جملہ سردارون سے مکرر مل کر رخصت ہوکر صرف خواجہ طیفور کو ہمراہ لیکر بھروسے
خداوند عالم کی اعانت و حاجت روائی پر کرکے آگے روانہ ہوئے بعد جانے صاحبقران کے جملہ سرداران
لشکر محزون و مضطر و گریان اس صحرائے سبزہ زار سے اپنے لشکر مین آئے سپہر سوداگر باقی ماندہ مال و
اسباب اپنا لیکر خدمت سرداران لشکر اہل اسلام مین آیا حال اپنی تباہی و بربادی کا تمام و کمال رو کر
بیان کیا سرداران سپاہ نے اسکے حال پر رحم کرکے تمام مال و اسباب اسکا بضرورت خرید کرکے
قیمت مال و اسباب اسکے سوا زر کثیر اپنی طرف سے قربۃً الی اللہ اس کو عطا کیا تاجر مذکور لاکھون روپیہ
لیکر عطا و جود صاحبقران و سرداران لشکر صاحبقران کی تعریف و ثنا کرتا ہوا لشکر اسلام سے
اپنے وطن روم کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین جابجا یہ خیال کرتا تھا کہ جس قدر میرے اسباب و مال
کی آتش سحر حکیم جالوس سے تباہی و بربادی ہوئی اس مال و اسباب کی قیمت و نفع سے بھی زیادہ
صاحبقران اور انکے سرداران لشکر نے مجکو میرے حال پر رحم کرکے روپیہ دیدیا اب مجھے رنج و غم
تلف و ضائع و برباد ہونے اپنے مال و اسباب کا نہین رہا خداوند عالم ایسے صاحبان عدل گستر غربا پرور
و سخی و دیندار کو سلامت رکھے مطالب دینی و دنیوی انکے برلائے الغرض تاجر مذکور ایسے ہی خیالات و
گفتگو اپنے دل سے کرتا ہوا سوئے روم کوچ اور مقام کرتا ہوا جاتا ہی اس کو تو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہی
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب اس صحرائے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوکر صحرانوردی اختیار کی خواجہ طیفور کو ہمراہ رکاب ہوکر دعائے حصول مطلب دل مین خدا
سے کرتے ہوئے ساتھ ہوئے اثنائے راہ مین سیر صحرا و اشجار صحرا کے برگ و بار پر نظر کرتے ہوئے
چلے جاتے تھے یہان تک کہ سر شام زیر کوہ بلور جا پہنچے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار مین ایک کوہ سر بلند
واقع ہی مانند آئینے کے روشن ہی صفائی اسکی اور چمک اسکی مثل دل مومن دیندار ہی زیر کوہ مذکور
چٹانین طویل و عریض و وسیع اسی کوہ بلورین کی پڑی ہین اکثر ان مین مربع ہین مثل چبوترے کے ہین
جابجا اسی صحرا مین فاصلے سے نہرین بھی جاری ہین چرند و پرند کا لب نہر زیادہ ہجوم ہی صحرائے سبزہ زار
پر بہار ہی سبزہ اسکا ایسا نرم و نازک و سبز و شاداب ہی کہ آنکھون کو اسکی دید سے سیری نہین
ہوتی ہی دل کی خواہش ہی کہ اسی فرش سبز و نرم پر کہ بہتر از فرش مخمل سبز کاشانی ہی سو رہیے کوسون
تک وہ سبزہ شاداب ہی نظر آتا ہی گویا فرش مخمل سبز بچھا ہوا ہی قدرت خدا سے بحر و بر ان کے مشابہ ہیں

آشکار ہوتی ہی جا بجا اُس سبزے مین گلہاے رنگارنگ جو شگفتہ ہین اُن کی سیر قابل دید ہی وہ عجیب
بہار اپنی دکھارہے ہین زردی یا سرخی اُن گلون خودرو کی سبزہ تازہ مین بہار تازہ دکھلاتی ہی
صحرائیت رشک گلشن معلوم ہوتی ہی کہین کوٹیا کے پھولون کی بہار ہی بیلین گلہاے سفید و خوشنما
کی اُس سبزے پر کہین پھیلی ہوئی ہین گویا دامن صحرا پر چکن کڑھی ہوئی ہی کثرت گلہاے انواع و اقسام
سے اور اُن کی خوشبو سے تمام صحرا پر بہار و غیرت گلزار ہی دماغ اُن گلون کی خوشبو سے معطر ہوتا ہی
جب ہواے سرد آتی ہی بو گلہاے رنگارنگ لاتی ہی بلکہ عطر مجموعہ مین بسی ہوئی آتی ہی عکس کوہ
بلورین جو اُس سبزے پر پڑتا ہی گویا برق کی سی چمک پیدا ہوتی ہی یا فرش نور و ضیا بالاے فرش سبزہ
گسترده پایا جاتا ہی آفتاب کی شعاع جو اُس کوہ پر پڑتی ہی ایک چمک پیدا ہوتی ہی اُس چمک سے تمام صحرا
روشن و منور ہو جاتا ہی برق طور کا گویا گمان ہوتا ہی وہ کوہ بلور ایسا صاف و روشن ہی کہ بصورت آئینہ
یا مثل قندیل ہو ن روشن ہی ظاہر سے حال باطن اُس کوہ کا کثرت صفائی و ضیا سے روشن ہوتا ہی وہ کوہ
اُس صحرا مین مثل عابد روشن ضمیر قیام پذیر ثابت ہوتا ہی گویا اہل دنیا سے کنارہ کیے ہوے ذکر الٰہی مین
ہی براے یاد الٰہی ثابت قدم ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تھوڑی دیر تک اُس کوہ کی ضیا
و صفا و صحراے سبزہ زار و گلہاے خودرو پر نظر کر کے گلہاے رنگارنگ کی سیر کی تھی خوشبوے
گلہاے خوشبودار کی سونگھ کے حمد و ثناے خداے لایزال و ستائش قادر متعال کی اور بہ اخفا
باربار درود پڑھ کر قدرت پروردگار بحر و بر کو کوہ و صحرا کی دید سے مشاہدہ کر کے خواجہ طیفور کو دیکھا
سے خوش ہو کر کہا کہ دیکھواے برادر وفادار کیا اچھا یہ صحراے سبزہ زار ہی کیا جوش پر اس جگہ
فصل بہار ہی سبزہ کیا تر و تازہ و شاداب ہی کہ دیکھنے سے آنکھون مین خنکی اور دل کو فرحت ہوتی ہی
گلہاے رنگارنگ پر ذرا غور کرو کیا بے مثل و نظیر خوشبودار طرح طرح کے چھوٹے بڑے پھول ہین یہ
صحراے سبزہ زار غیرت گلشن ہی یہ کوہ بھی عجب کوہ ہی کوہ صفا اگر اس کو کہیے تو بجا ہی کیا صاف و
روشن ہی دنیا مین یہ طبقہ جنت کا معلوم ہوتا ہی گویا فردوس سے مشابہ ہی کیا اچھا بہا ہی اور کیا خوب
یہ صحرا ہی اگر اس کی تعریف مین یہ شعر پڑھا جائے تو بجا ہی ؎ اگر فردوس بر روے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است + دنیا مین اس جگہ سے بہتر کوئی مقام شاید نہوگا یہ صحرا ایسی نور و ضیا مین
مانند وادی ایمن کے ہی قدرت و شان خدا اس کوہ و صحراے سبزہ زار سے ہویدا و آشکار ہی واسطے
عابدون زاہدون کے اس مقام سے بہتر کوئی دنیا مین مقام غالباً نہوگا عبادت خداے دو جہان
ذکر خالق کون و مکان اس جگہ اگر کوئی کرے تو مناسب ہی ہمین یہ مقام بہت پسند آیا دل چاہتا ہی
کہ اسی جگہ قیام کرین دو چار روز تو کم از کم اسی صحرا مین بسر کرین عبادت خدا و ذکر خالق دو جہان
کرین اگر فکر طلسم کشائی نہوتی تو زیادہ زمانے تک اس مقام پر قیام کرتے
اگر وہ توفیق عبادت دیتا تو پھر ہم اپنی زندگی اسی جگہ بسر کرتے یہان سے کہین نہ جاتے ہمیشہ شب و روز
یاد خدا کرتے وہ رازق العباد ہمین یہین اپنی قدرت کاملہ سے رزق پہونچاتا جس طرح کہ اکثر دشت و
کوہ مین عابدون کو رزاق مطلق رزق پہونچاتا ہی ملائک بصورت انسان ہو کر بحکم خدا آب و
طعام دے جاتے ہین سیر کتب سے پایا جاتا ہی کہ خاصان خدا نے بیشتر صحرا مین عبادت خدا کی ہی
اہل دنیا سے دور ہو کے یاد خدا مین مصروف ہوے ہین قدرت خدا و شان الٰہی کا اُنھون نے
زیادہ تر مشاہدہ صحرا نشینی سے کیا ہی جب ہی تو اُن کے مراتب پیش خدا زیادہ ہین وہی خاصان درگاہ

ہین کثرت عبادت و ذکر الٰہی سے مراتب اُن کے بڑھتے ہین دنیا مین عبادت خدا سے بہتر کوئی کام
نہین ہی اگر زمانہ انسان کو مہلت دے تو ذکر خدا ہی مین شب و روز مشغول رہے جن و انس
کو خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے واسطے عبادت ہی کے پیدا کیا ہی جیسا کہ خود قول خدا سے ظاہر
ہی وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون - یہ آیہ قرآن شریف مین موجود ہی خواجہ طیفور کردیا نے
عرض کیا کہ اس خیرخواہ نے اس کوہ بلور کو اور اس صحراے سبزہ زار کو بغور دیکھا بیشک یہ کوہ و صحرا
عجب کوہ و صحرا ہی کبھی ایسا صحرا نظر سے گذرا تھا نہ ایسے کوہ بلند و صفا کو دیکھا تھا آج خوبی تقدیر سے
آپ کی ہمراہی مین اس جگہ گذر ہوا ہی واقعی یہ مقام لائق قیام ہی جاے عبادت الٰہی بھی ہی تفریح
طبع کے واسطے بھی یہ صحرا بہت اچھا ہی یہان ہوا عیسیٰ نفس ہی اگر کوئی بیمار جان بلب بھی ہو اور
یہان کی ہوا کھاے تو جلد اچھا ہو جاے مرض دفع ہو صحت نصیب ہو بلکہ اگر مردہ صد سالہ بھی اس
صحرا کی ہوا کھائے تو کیا عجب ہی کہ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے اُسے زندہ کر دے کیونکہ
پروردگار عالم ہر شے پر قادر ہی اور ہر شے مین ایک با زیادہ اثر و تاثیر عطا کر سکتا ہی اور کی ہین جیسا کہ
ادویہ اور نباتات مین بہت سی تاثیرین عطا کی ہین اگر یہان کی ہوا مین بھی مثل آب بقا کے تاثیر
اُس نے دیدی ہو تو کیا عجب ہی جب ہواے سرد یہان کی فرحت بخش دل افسردہ ہی تو جان بخش
ہونے مین بھی اس کے کیا کلام ہی بشرطیکہ حکم خدا بھی ہو ورنہ بے حکم خدا آب حیات بھی نہین پہونچاتی
بلکہ کوئی کام نیک دنیا و مافیہا مین بے حکم خدا سرزد نہین ہوتا ہی اور بقول آپ کے یہ مقام واسطے
عبادت خدا کے خوب ہی اگر آپ کا دل چاہتا ہی تو اسی صحرا مین قیام فرمایئے دو چار روز یہان کی
ہوا کھایئے عبادت خدا کیجیے خدا سے دعا برائے حصول لوح طلسمی کیجیے فتح طلسم زلزلہ کی التجا
کیجیے غالبًا دعا آپ کی قبول ہوگی کہ آپ بھی بندگان نیک سے ہین ظاہرا دیکھیے یہ جگہ بھی واسطے دعاے
مطالب کے اچھی ہی بیشتر ایسے ہی مقامات پر رجوع قلب ہوتا ہی دعا بھی برجوع قلب کی جاتی ہی کیونکہ
دامن دشت و کوہ مین قدرت خدا اہل نظر کو نظر آتی ہی سنا ہی کہ وہی دعا جلد تر قبول ہوتی ہی جو برجوع
قلب کی جائے پس آپ بھی چند روز یہان عبادت خدا زیادہ کیجیے ذکر خدا سے زبان کو یہان بھی آشنا کیجیے
برجوع قلب خدا سے دعا کیجیے قاضی الحاجات مجیب الدعوات آپ کی بھی دعا کو قبول کرے گا اپنی
درگاہ سے محروم مدعا نہ کرے گا درگاہ رب غنی سے آپ ایسا سائل کہ سوال نیک کرنا چاہتا ہی ضرور ہی
کہ محروم نہ پھرے وہ تو ایسا حاجت روا ہی کہ اپنی تمامی مخلوقات کی حاجت براری کرتا ہی صاحبقران
موصوف نے تقریر خواجہ کی سنکے خوش ہو کے زیر کوہ بلور ایک چٹان وسیع و مربع چبوترہ نما کو براے
عبادت و قیام پسند کر کے مرکب سے اترکر بسم اللہ کہکر اُس چبوترہ نما سنگ بلورین پر قدم رکھا چونکہ
نماز ظہر و عصر راہ مین پڑھ چکے تھے اور وقت مغرب قریب آگیا تھا اسوجہ سے امیر با توقیر نے خواجہ
موصوف سے فرمایا کہ اے خواجہ پہلے ہمکو نہر سے پانی لا دو تاکہ ہم وضو کر کے اول وقت نماز مغرب
پڑھ لین حکم خدا بجا لائین بعد پانی کے لانے کے پھر فکر تیاری طعام کرنا خواجہ نے عرض کیا کہ نہر یہان سے
قریب تر ہی پانی لیے آتا ہون مگر تنہا آپ کو چھوڑ کر سوے نہر جانا اچھا نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہ صحرا ہی
اگرچہ صحراے سبزہ زار و پُر بہار ہی مگر پھر صحرا ہی درندون گزندون کا مسکن ہی سوا اس کے شاہ طلسم
زلزلہ و حکیم جالوس وغیرہ و جملہ ساحران طلسم زلزلہ آپ کے دشمن ہین آگاہ ہو چکے ہین کہ آپ ہی
طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین مبادا مین واسطے لانے پانی کے جاؤن اور کسی دشمن سے آپ کے

دشمنوں کو ضرر پہونچے لہذا میری راے یہ ہی کہ آپ منڈھی میں حضرت دانیال کی تشریف
رکھیں شب کو بھی اندر منڈھی کے استراحت کریں تاکہ پھر ایک دشمن کے ضرر پہونچانے سے محفوظ رہیں
یہ عرض کرکے فی الفور زنبیل میں ہاتھ ڈال کر منڈھی مذکور نکال کر اس چبوترے پر استادہ کرکے کہا
کہ اسے منڈھی اسقدر طویل و عریض و وسیع ہوجا کہ تیس آدمی بخوبی لیٹ بیٹھ سکیں پھر واس کہنے کے
منڈھی تیس آدمیوں کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے قابل وسیع ہوگئی خواجہ نے عرض کیا کہ اب آپ
منڈھی کے اندر بیٹھیے میں پانی لینے جاتا ہوں حالانکہ زنبیل سے بھی نکال سکتا ہوں مگر ایسی حالت میں
پانی سامنے موجود ہی زنبیل سے نکال لینا صرف بیجا جانتا ہوں صاحبقران یہ کلام خواجہ کا سنکے
حالات و عادات خواجہ عمرو اولی جو بزرگوں سے سنتے تھے یاد آئے بعد مسکرانے کے اندر اس منڈھی
کے بیٹھے خواجہ پانی لانے کے واسطے گئے بعد ایک لحظہ کے ایک سبو میں پانی لائے پھر ایک ظروف
مسی بصورت ابریق نکال کر اس میں پانی بھر کر صاحبقران کو دیا امیر کشورگیر نے جلد وضو کرکے
روبقبلہ مستعد براے اداے نماز مغرب ہو کے نیت اداے فریضہ مغرب کی بعدہ تلاوت کلام و
سورہ دیگر میں مصروف ہوے خواجہ نے بھی وضو کرکے نماز مغرب پڑھنی شروع کی جب صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور گردپا دونوں نماز مغرب پڑھ چکے اسوقت خواجہ نے زنبیل سے
کنول اور فانوس اور اسکے ساتھ شمعہاے موم کافوری نکالیں بعدہ منڈھی میں جاکر بغرض
روشنی کی پھر چند خدمتگذار اور ایک باورچی جن کو مدت سے زنبیل میں ڈال رکھا تھا نکال کر ان سے
کہا کہ اگر تم زنبیل سے اپنی رہائی چاہتے ہو تو جو کچھ ہم کہیں وہ کام کرو بعد چند روز کے تمکو چھوڑ دینگے
جہاں تمہارا دل چاہے چلے جانا مگر شرط یہ ہی کہ کام ہمارے حسب دلخواہ کرنا ورنہ پھر ہم تمکو زندان زنبیل
میں بند کرینگے چونکہ وہ سب نحیف و لاغر و پریشان خاطر تھے کم غذا ملنے سے اور محنت و مزدوری زنبیل میں
کرنے سے قریب بہ ہلاکت ہوگئے تھے کپڑے ان کے بوسیدہ و شکستہ و کثیف ہوگئے تھے ذکر رہائی
زنبیل سنکے خوش ہوے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ جو کچھ حکم ہو بجا لائیں خواجہ نے خدمتگاروں سے
کہا کہ تم خدمتگذاری صاحبقران میں جاکر مصروف ہو باورچی سے کہا کہ مجھے یہیں تھوڑا کھانا
پکوانا منظور ہی اس نے عرض کیا کہ فدوی موجود ہی جو حکم ہو وہی طعام تیار کروں خواجہ نے آرد گندم
و برنج و گوشت وغیرہ جملہ اشیا جو درکار تھیں زنبیل سے نکال کر اسے دیں وہ درستی طعام میں
مصروف ہوا خدمتگاران مذکور خدمتگذاری صاحبقران و دیگر امور میں مصروف ہوے جب
طعام نمکین و شیرین انواع و اقسام کا تیار ہوچکا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردپا نے
تناول کیا باقی خدمتگاروں کو دیا باورچی نے بھی بعد مدت طعام لذیذ کھایا خدمتگاروں نے
بھی ایک زمانہ دراز کے بعد ہواے دنیا و غذاے لذیذ کھائی دوپہر رات تک صاحبقران بعد
اکل و شرب عبادت خدا و ذکر الٰہی و دعا میں مصروف رہے جب غلبہ خواب ہوا زیر سایہ خیمہ یعنی اندر
منڈھی کے آرام پذیر ہوے خدمتگذار وغیرہ بھی سو رہے خواجہ بھی آرام پذیر ہوے جب وہ شب
گذر کر سحر ہوئی صاحبقران و خواجہ موصوف نے نماز سحر بیدار ہوکر پڑھی بعد نماز بہ جمعیت قلب براے
آگاہی مقام لوح طلسمی و حصول لوح مذکور دعا کی بعد ازاں صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ
زیادہ زمانہ ہوا جو کہ تمنے نی ہمارے روبرو نہیں بجائی ہی آج خود بخود دل گھبراتا ہی کسی وقت تو نی
بجانا کچھ گانا خواجہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ آخر روز نی بجاؤنگا آپ کے روبرو گاؤنگا یہ سنکے خوش

امیر با توقیر خاموش رہے خواجہ نے پھر بدستور مرقومہ اشیاے مطلوبہ دستے کر یا وچی نے حکم تیاری
طعام دیا وہ درستی طعام میں مصروف ہوا صاحبقران ذکر خدا میں مصروف ہوئے یہاں تو امیر با توقیر
منڈھی میں بیٹھے ہوئے ذکر خدا کر رہے ہیں ان کو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے مگر اب حال حکیم جالوس
اور اس کے اہل دربار کا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد حاکم و نائب ہونے کے حکیم جالوس ہر روز بجائے
ہودسر مست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ تخت گاہ مستا پر بیٹھکر امور سلطنت میں مصروف ہوتا تھا
اہل دربار و دیگر ساحران طلسم زلزلہ کو احکام حسب دلخواہ دیتا تھا انتظام طلسم و بند و بست میں ہمیشہ
فکر کرتا تھا جس روز صاحبقران کشورستان زیر کوہ بلور شب بسر کرکے عبادت خدا میں مصروف ہوئے
تھے اسی روز حکیم جالوس نے سر دربار جملہ اہل دربار پر نظر کی دیکھا کہ صدہا ساحران نامی و نامور حاضر دربار
ہیں ساحرہ بھی بہت سی حاضر دربار ہیں سب زن و مرد علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہیں از انجملہ
آفات جادو و کلنگ جادو و اژدر جادو و مہیب جادو و آتشباز جادو و نیرنگ جادو و کینہ رنگ
جادو و خونخوار جادو و سر سنگ جادو و معین جادو و عقرب جادو و ملکہ شہناز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو و قہر جادو بھی دربار میں موجود ہیں ملکہ شہناز جادو ساحرہ معزز و عزیز داران شاہ
طلسم زلزلہ سے ہے قرابت بعیدہ رکھتی ہے نہایت سن رسیدہ ہے ہمسایے میں عقرب جادو کے باہر طلسم
زلزلہ رہتی ہے سحر و ساحری میں شہرہ آفاق ہے عاقلہ و فہیمہ و رہی با وجود کبیر السن ہونے کے مغرور المزاج
ہے کیونکہ ذی عزت و عالی وقار ہے شاہ طلسم زلزلہ بھی اس کو اہل عزت سے جانتا ہے اپنے بزرگوں میں
شمار کرتا ہے ملکہ بہار گل پوش اس کی نواسی ہے نہایت حسینہ و جمیلہ ہے حسن و جمال اس کا طلسم زلزلے
میں مشہور ہے کیونکہ کم سن ہے چودہ پندرہ سال سے زیادہ عمر نہیں ہے مگر سحر و ساحری میں طاق و مشاق ہے
بڑے بڑے سخت سحر اس کو یاد ہیں سحر اس کا ہر ایک ساحر دفع نہیں کر سکتا ہے مادر اس کی مسماۃ گلشن جادو
انتقال کر چکی ہے شہناز جادو نے کہ اس کی نانی ہے بڑے ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے اپنی جان اور
روح سے زیادہ اسے عزیز رکھتی ہے از حد اس سے محبت رکھتی ہے اس کے شمع حسن کی پروانہ ہے ہر وقت
اس کو دیکھا ہی کرتی ہے بیشتر اس کو سحر سکھاتے ہیں ہمیشہ اس کے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہے تاکہ
حسن و جمال بخوبی دیکھکر کسی کی نظر نہ لگے ملکہ قہر جادو و ملکہ شہناز جادو کی بھانجی ہے ملکہ بہار
گل پوش سے سن و سال میں زیادہ ہے پچیس برس کا سن رکھتی ہے یہ بھی خوش جمال ہے مگر سبزہ رنگ
ہے سحر و ساحری میں یہ بھی کچھ کم نہیں ہے ساحران نامی سے سحر و ساحری میں چندان پایہ کم نہیں
رکھتی ہے اس کی مادر ملکہ اخگر جادو مر چکی ہے ملکہ شہناز جادو اس کی خالہ نے اس کو بھی پالا ہے الفت و
محبت اس سے بھی کرتی ہے مگر ملکہ بہار سے زیادہ تر محبت رکھتی ہے گاہ گاہ دربار میں آتی ہے بعد چند ماہ
کے دربار میں آئی ہے ساتھ اپنے اپنی نواسی اور بھانجی مذکورہ کو بھی لائی ہے الحاصل حکیم جالوس
حاکم و نائب شاہ طلسم زلزلہ نے جملہ اہل دربار پر نظر کرکے سب سے مخاطب ہوکے آواز بلند کہا کہ اے
ساحران نامی و نامور و اے اہل دربار تم سب میں کون ساحرہ و ساحر ایسا ساحر زبردست و صاحب
ہمت ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو بعد جستجو اسیر کرکے ہمارے
روبرو لاوے تاکہ تحفہ خلعت و انعام کثیر ہو شہنشاہ ساحران ہودسر مست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ
کو اس کارنمایان کرنے سے خوش کرے ہمکو بھی شادمان کرے بلکہ شہنشاہ کی جان بچائے
ساکنان طلسم زلزلہ کو شر طلسم کشا سے محفوظ رکھے طلسم زلزلہ کو فتح ہونے سے بچائے بلکہ ساکنان

طلسم زلزلہ پر احسان کرے ہنوز تمامی ساحران اہل دربار سے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک ملکہ بہار گل پوش جادو نے اٹھ کر جواب دیا کہ یہ کار نمایاں میں کر سکتی ہوں صرف صاحبقران طلسم کشا کا تلاش کرنا ہے اسیر یا قتل کرنا اس کا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک شخص غیر ساحر کو اسیر کرنا یا سر اُس کا کاٹ لانا مشکل ہی کیا ہے اگر صاحبقران کے اسیر کرنے سے جان شہنشاہ کی بچ جائے گی و نیز یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہے گا تو اس کام کو میں کروں گی حکیم جالوس نے اُس کے حسن و جمال بے مثال پر نظر کر کے اور اُس کی شیریں سخنی پر غور کر کے متحیر ہو کے کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اگر تمہارے نزدیک اسیر کرنا طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا کچھ دشوار نہیں ہے تو اس کام کو انجام دو جلد ساحران طلسم زلزلہ پر احسان کر دو اس طلسم کو ٹوٹنے سے بچاؤ شہنشاہ ساحران کی جان بچاؤ شہرۂ آفاق حسن و جمال میں تو ہو طلسم کشا کو اسیر یا قتل کر کے خیر خواہی شہنشاہ میں بھی نامور ہو جاؤ شہنشاہ ساحران تمہارے اس کار نمایاں سے وہ رتبہ و مرتبہ تمہارا بڑھائیں گے کہ تمامی ساحران طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ آج ہی طلسم کشا کو اسیر کر لاؤں گی یا سر اس کا کاٹ کر لے آؤں گی ملکہ شہناز جادو اس کی نانی نے بعد الفت کہا کہ اے نور چشمی اس کار کے انصرام کا اقرار نہ کر طلسم کشا کے قید کر لانے یا اُس کا سر لانے کا دعوی نہ کر تجھ سے یہ کام نہ ہو سکے گا تلاش طلسم کشا میں کہاں جائے گی اُسکو کہاں پائے گی کیونکر اُس کو اسیر یا قتل کرے گی نادانی و بیوقوفی نہ کر اس کام پر کمر نہ باندھ اسیری طلسم کشا سے باز آ کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ اُس نے ابر باراں جادو ایسے زبردست ساحر کو مار ڈالا ہے تو ابھی ناکردہ کار ہے تیرا کورا پنڈا ہے کبھی کسی کو تو نے اسیر و قتل نہیں کیا ہے بجز اپنے مکان یا اس دربار کے کہیں نہیں گئی ہے طلسم زلزلہ سے کبھی تو نے قدم نہیں نکالا ہے میں نے تجھکو ناز و نعم سے پالا ہے اپنی جان سے زیادہ تجھکو عزیز رکھتی ہوں اپنی نظر سے ایک پل بھی تیرا اوجھل ہونا گوارا نہیں کرتی ہوں مجھے منظور نہیں کہ تو اس کام کے واسطے طلسم زلزلہ سے شہر شہر دشت دشت کوہ کوہ پھرے طلسم کشا کی تلاش کرے بعدہ اُس کو اسیر یا قتل کرے تیرے نزدیک اسیر کرنا یا قتل کرنا اُس کا مشکل نہیں ہے میرے نزدیک نہایت دشوار ہے بس ایسی باتیں بیہودہ نادانی کی نہ کر دیوانی نہ ہو بغیر سوچے اقرار کار مذکور کے انصرام کا نہ کر اب بھی حکیم جالوس سے کہدے کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ مجھ سے اسیر نہ ہوگا جب ملکہ شہناز جادو آہستہ آہستہ ملکہ بہار گل پوش جادو سے تقریر کر کے خاموش ہوئی ملکہ بہار جادو نے بھی چپکے چپکے اپنی نانی کو جواب دیا کہ اب تو جو کچھ ہو میں اس کام کو کروں گی سر دربار اقرار کر چکی ہوں اپنے قول سے نہ پھروں گی آپ کی محبت و الفت ظاہر ہے آپ نے مجھکو پرورش کیا ہے بعد مرگ مادر کے آپ ہی نے مجھے پالا ہے مادر سے زیادہ آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں کوئی گھڑی مجھکو اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں کرتی ہیں از حد الفت و محبت سے پیش آتی ہیں میری بہبودی کی خواہاں رہتی ہیں گو کہ آپ کے نزدیک میں نادان و بیوقوف ہوں لیکن عاقلہ و ہوشیار ہوں آپ نے بہت سے سحر مجھے سکھائے ہیں دیگر ساحروں سے بھی صدہا سحر میں نے سیکھے ہیں بڑے بڑے ساحروں کی میرے آگے کیا اصل و حقیقت ہے میرے سحر سے دشمن کا جانبر ہونا ممکن نہیں میرے نزدیک طلسم کشا غیر ساحر کا اسیر کرنا یا اُس کا سر لانا اے نانی جان کیا دشوار ہے آپ مجھے اس امر میں مانع نہ ہو جیے دیکھیے تو کہ اس کام کو کتنا جلد کرتی ہوں اس کام کے کرنے سے باعث شہرت و ناموری ہوگا شہنشاہ پر احسان ہوگا وہ ہم سے اور آپ سے خوش ہوگا جان اُس کی دست طلسم کشا سے بچ جائیگی

پہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا بڑا نام ہوگا کہ نواسی نے ملکہ شہناز کی کیا کارنمایان کیا ہے آپ نے جو برسون بڑے بڑے سخت سحر مجھے سکھائے ہین آخر وہ کس دن کے واسطے سکھائے ہین ذرا اپنی تعلیم و تربیت کا امتحان تو لیجیے مجھے اس کام کے انصرام کے واسطے جانے تو دیجیے طلسم کشا کے اسیر کرلانے کی اجازت تو دیجیے دیکھیے تو کیا کارنمایان کرتی ہون شہناز جادو نے بھی چپکے کے جواب دیا کہ اسے چھوکری باوجود عاقل ہونے کے نادانی نکر طلسم کشا کی اسیری پر ہرچند کہ نہین معلوم انجام اس کام کا کیا ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے نانی صاحبہ آپ اس باب مین کچھ نفرمائیے مین سر دربار اسیر کرنے طلسم کشا کا اقرار کر چکی ہون اگر اب انکار کرون گی تو اہل دربار خیال کرینگے کہ ملکہ بہار گل پوش جادو طلسم کشا سے ڈر گئی علاوہ اس کے مختلف خیالات کرکے ہنسین گے مجکو سر دربار ذلت ہوگی نہایت محجوب و شرمندہ ہونگی ملکہ شہناز جادو نے ہرچند سمجھایا منع کیا لیکن ملکہ بہار گل پوش جادو نے نمانا آخر کار ملکہ شہناز جادو مجبور ہو کے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو حکیم جالوس سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کے اسیر کرلانے کا اقرار و عہد کرکے اپنے سحر سے جائے قیام طلسم کشا دریافت کرکے طاؤس سحر پر سوار ہو کر اسباب سحر کی جھولی احتیاطا ساتھ لیے کر سوئے کوہ بلور روانہ ہوئی اثنائے راہ مین جستجو سے طلسم کشا کرتی ہوئی بلندی سے جا بجا زمین دیکھتی ہوئی دشت و کوہ و دریا طے کرتی ہوئی صاحبقران کی تلاش کرتی ہوئی قریب وقت شام آخر روز پریشان و سرگردان ہو کر کوہ بلور تک پہونچی بلندی سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک مختصر سا خیمہ ایستادہ ہے نیچے اس کے ایک مرد نوجوان خوش رو بیٹھا ہوا ہے چہرے سے اس کے آثار شجاعت آشکار ہین روبرو اس کے ایک شخص نوجوان خوبرو و شوخ چشم و چالاک بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے نے مین بالحان داؤدی یہ غزل گا رہا ہے غزل

ہوئی ہے شب خلق زلف نازنین سے
بتاؤ کہ کھائے ناگن گئے ہین سے
عبث دھو تیرے پا شکوہ ہے اپنا
جبین اڑا لو ستارون کو جبین سے
جہان تیرے شہیدون کا ہو مدفن
شگوفے پھوٹین ہے گل شکوہ و نسرین سے
نزاکت ہے کہ لیے جاتی ہے حسرت
کہ چلیے ہاتھ لگنے آستین سے
وہین لیجا دہا و ہو نہ سارا
نکالو ہاتھ تم بھی آستین سے

سحر پیدا ہوئی اس کی جبین سے
کیا ہے قتل ناحق مجکو لیکن
نہ چھوٹے گا مرا خون آستین سے
جہاں ہے عشق اس بانکے حسین کا
نکلتے ہین سرخ اشک آتشین سے
سنایا حال دل تو ہنس کے بولے
پڑا ظاہر ہے نگاہ واپسین سے
کہو سچ ہے ہمارا یہ دل زار
فلک یا کور سا ہے یہ زمین سے
یہی ہے کیا مسلمان یار و افقہ

ادھر دیکھو نگاہ خشمگین سے
مرے خوش ہین صدائے آفرین سے
اگر ہونا سحر کا چاہتے ہو
شکن ملتی نہین جس کی جبین سے
ہمارے خنجرون کی غمازی سے کیا کام
کہانی کا سرا کیا تھا یہین سے
کٹی کا کٹی ہے یون شمشیر قاتل
چرا لاسکے گر پایا ہے کہین سے
دکھاتے ہین یہ بجلی کو موسی
قدم اٹھتا نہین کچھ اب زمین سے

وہ جوان خوش رو بیٹھا ہوا اسی طرح چند عذر مشکار و غیرہ کاروبار مین مصروف ہین یہ حال دیکھکر اور نے کی سہولی و دلکش آواز سے مست ہوکر سبب بھولی بے اختیار کوہ بلور پر ٹھہر کر بگوش دل اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ سننے لگی چونکہ ملکہ بہار گل پوش جادو رشک حسینان جہان ہے ہی شباب کا عالم ہے جوانی کی امنگ ہے بادۂ شباب سے مست و مدہوش ہے علاوہ حسن و جمال بے مثال کے خوش آواز بھی بہت ہے شوق گانے اور گانا سننے کا بھی زیادہ تر ہے ماہر علم موسیقی ہے اسوجہ سے

لطف اس کو زیادہ حاصل ہونے لگا بے اختیار اشعار سنکے مانند مست میخوار کے جھومنے لگی یہانتک حالت
وجد مین سر اپنا کوہ سے ٹکرانے لگی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی جب خواجہ طیفور کردیا نے اشعار
غزل تمام وکمال گا کر غزل کو تمام کیا نے کو ہاتھ سے رکھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بس یا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤن نے بجاؤن صاحبقران نے بہت
تعریف کرکے ارشاد کیا کہ اے خواجہ ابھی تو گانا سننے سے سیری نہین ہوئی ہو تم ایسی نے بجاتے
اور گاتے ہو کہ دل یہی چاہتا ہو گئے جاؤ گانا موقوف نکرو گوش مشتاق صداے نے ہین خواجہ نے
ارشاد صاحبقران سے نے اٹھائی دہن سے ملاکر یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

نکالتی کس طرح ہو جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن مین
تماشاے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

ابھی پھر جاتے ہو گھر سے یہی آواز آتی ہو
مسیحا ہو تو بیمار دل کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین پامالی
ستمگر رفتار مین کرتی ہو ٹھوکر کسکو دیکھتے جاؤ

انہین جو راہ مین ایسے تو کہدون گا نہین کچھ بھی
دکھاؤ گھر سے مجھے اپنا اگر گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز مین عاشق سے ہو اس کا اشارہ کچھ
کبھی اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کے واسطے پھر کے سوے ساغر دیکھتے جاؤ

کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہین
تڑپتا ہو تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نقاب اک دن الٹ کر تشنہ یہ منہ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے لب آتش جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہو جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

صاحبقران تو زیر کوہ غزل مسند رہ کے اشعار عاشقانہ سننے لگے اور بالاے کوہ سے ملکہ بہار
گل پوش جادو بہ رغبت تمام بگوش دل سننے لگی ہر ایک عاشقانہ شعر کو پسند کرکے تعریف کرنے لگی
صداے نے سے مست و مدہوش ہونے لگی کبھی بے اختیار زبان سے واہ نکلتی آہ کرنے لگی بعض
بعض شعر عاشقانہ غزل مسند رجہ بالا کو تو سنکے یہ حال ہو گیا کہ اپنے قلب و جگر کو دونون ہاتھون سے تھام کر
بار بار آہ آہ کرکے کہنے لگی کہ او ظالم تو نے بغیر تیغ و خنجر و تیر کے مجھے قتل کر ڈالا کیا اچھی تیری آواز ہو کیا
حسن و خوبی سے نے بجاتا ہو علم موسیقی سے بھی کس قدر ماہر ہو کہ تیری تعریف نہین ہو سکتی او بیدرد
کیا تو نے مجھے اس کوہ بلور پر آتے دیکھ لیا ہو کیا مجھ پر مائل ہو گیا ہو کیا میرا حسن و جمال تجھے بھا گیا ہو تو نے
دوسری غزل ایسی گانا شروع کی ہو کہ جس کا ہر ایک شعر مجھے مخاطب ہو میری الفت مین میرے
عشق مین جان مضطر تیری کیون نکلی جاتی ہو مین بار بار تجھے دیکھ رہی ہون ہان نسیم بہار کی طرح
اس صحراے سبزہ زار مین آئی ہون نام بھی میرا ملکہ بہار گل پوش ہو تماشاے گل و صنوبر تیرے
عارض کے رنگ کو دیکھ رہی ہون بیشک و بے شبہہ تیرا قول سچ ہو مین جس طرف جاتی ہون جو کوئی
مجھے دیکھتا ہو مرض عشق مین مبتلا ہو کر یہی کہتا ہو کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اپنے بیمار الفت
کو دیکھتی جاؤ مین کسی پر توجہ نہین کرتی ہان اے نوجوان رفتار میری ایسی ہی ہو کہ ہر قدم پر دل عشاق
مانند سبزہ پامال ہوتے ہین مگر تو نے میرے دل کو پامال کیا ہو تقدیر تیری اچھی ہو ہم راہ مین تجھے
مل گئے مکان تیرا دیکھ لیا ہو اپنا بھی مسکن تجھے بتا دینگے کیون پھرا رہی ہم ہنگام رفتار کسی عشاق
سے اشارہ نہین کرتے ہین خود اپنی تیغ ابرو کے جوہر دیکھتے ہین اگر تیری آرزو ہو تو اچھا تجھے اپنی

تیغ ابرو کے جوہر دکھائیں گے خود تیرے قریب آئیں گے مگر تجھ ایسے خوش رو جوان خوش گلو با ہر علم موسیقی
کو کیا قتل کروں خود تیری زخمی تیر الفت ہو گئی ہوں میں نے تو تجھے قتل نہیں کیا ہے جھوٹ نہ بول نہ میرا
منشا قتل کرنے کا ہے نہ میں نے تجھ سے منھ پھیرا ہے تجکو دیکھ رہی ہوں نقاب میرے چہرے پر پڑی ہے کب
تو نے خواہش دیدرخ کی تھی اب نظارہ میرے حسن و جمال کا کرنا لازم و مناسب یہی ہے کہ جو خوشی و
رنج پہنچیں آ کے اُس سے انسان منھ نہ موڑے عشق و الفت میں جو کچھ ہو قدم میدان محبت سے نہ ہٹائے
یہ تقریر بہ خلاصہ مضامین اشعار غزل مندرجہ کو اپنی طرف منسوب کر کے تادیر کہا کی اور بالائے کوہ سے
دیکھا کی کہ چرند و پرند گرد اُس مرد نوجوان نے نواز کے مست و مدہوش بیٹھے ہوئے ہیں کچھ اُن میں
حس و حرکت بھی نہیں کرتے یہ دیکھکر دل میں خیال کرنے لگی کہ کیا تیر اثر اس شخص کا گانا ہے کیا سماں
بندھا ہوا ہے کیا خوش آواز ہے کہ علاوہ بشر کے حیوان بھی اس کے گانے کو پسند کر کے سنتے ہیں
ابھی یہ باتیں بہار گل پوش دل میں سوچ کر رہی تھی کہ خواجہ نے غزل تمام کر کے نے کو ہاتھ سے رکھکر باواز بلند کہا کہ اے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آج تو آپ کے حکم سے میں نے بجائی اور وہ غزلیں پریشان
خاطری میں گائی ہیں لیکن اقرار کرتا ہوں کہ جب آپ کو لوح طلسم زلزلہ کا کچھ حال کسی سے معلوم ہوگا
اور لوح طلسم آپ کے ہاتھ آئے گی اُس روز دستیابی لوح کی خوشی میں اچھی طرح سے گاؤں گا
یہ تقریر بہار گل پوش جادو نے سنکے دل میں کہا کہ اے ملکہ بہار زہے مقدر کہ اچھی جگہ آئی
تجکو تلاش طلسم کشا تھی ہر طرف نگران تھی یہ جانا کہ زیر کوہ طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے تو بھی عجب نادان ہے بقول
یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ؎ اسی سے تو نے صبح سے اسوقت تک تلاش صاحبقران میں
اپنے تئیں پریشان کیا اور یہ نہ معلوم کیا کہ زیر کوہ صاحبقران موجود ہیں خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا
اب اُس کوہ پر سے زیر کوہ چل اپنے دلدادہ کو بھی دیکھ اور صاحبقران کو بھی اسیر کر یہ تجویز کر کے
بالائے کوہ سے زیر کوہ آئی خواجہ طیفور کو دیکھا اُس کے حسن و جمال پر نظر کر کے اُس پر مائل ہو کے
بے اختیار پکار اٹھی ؎ رواق منظر چشم من آشیانہ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست
حالانکہ ہم صحرا نشین ہیں وطن آوارہ ہیں گھر اپنا یہاں کہاں ہے صحرا نوردی میں مبتلائے دام فکر و تشویش
ہیں مگر ہم اسی صحرا سے لق و دق کو اپنا گھر تصور کرتے ہیں تم نے اس صحرا میں آ کر اپنا حسن و جمال دلفریب
دکھا کر عاشق نوازی و مہربانی کی اس عنایت و سرفرازی عاشق زار کا کیا شکر کیا جائے خوش قسمت
کہ تم ایسا معشوق خوش رو مجھ ایسے مائل کو یوں سرفراز کرے جسقدر فخر و افتخار کیا جائے کم ہے پہلے
آغوش تمنا وا کر کے اُس کی جانب بڑھی بلکہ بہار گل پوش نے بناز معشوقانہ چین بجبین ہو کر پیچھے
قدم ہٹا کر کہا کہ ذرا اپنے حواس میں رہو بیجا قدم نہ بڑھاؤ بیہودہ تقریر نکرو ہمیں ایسی باتیں اچھی نہیں
معلوم ہوتیں بلکہ ایسی باتوں سے نفرت ہے دور سے گفتگو خوب ہے گفتگو بھی وہ گفتگو جو ساتھ تہذیب
کے ہو بد تہذیبی مجھے ناپسند ہے یہاں آنا میرا اسوجہ سے ہوا ہے کہ کچھ حالات دریافت کرنا منظور ہیں وہ
یہ ہیں کہ اول تو یہ بیان کرو کہ تمہارا کیا نام ہے کیا تمہیں نے بجا رہے تھے اشعار غزل بھی تمہیں
گا رہے تھے پھر تجاہل عارفانہ پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں جو نیچے اس منڈھی خیمہ نا کے بیٹھے ہیں
خواجہ نے جواب دیا کہ اے سرتاج محبوبان جہان و اے سر دفتر خوب رویان و بتان صاف صاف
اور سچ سچ یہ ہے کہ نام میرا خواجہ طیفور کردیا ہے میں ہی نے بجا رہا تھا اشعار غزل تمہاری یاد میں گا رہا
تھا جب سے تمکو دیکھا تھا مضطر و بیقرار تھا دل بیتاب کو پہلو میں قرار نہ تھا تمہارے پاس پہونچا

دشوار تھا آج جذب الفت نے اپنا اثر دکھایا تم خود یہان آئین تمھارے دیکھنے سے غنچۂ دل افسردہ
شگفتہ ہوگیا مراد دلی برآئی صورت زیبا تمھاری نظر آئی اگرچہ چہرہ روشن تمھارا زیر نقاب پنہان ہی
مگر رخ آفتاب کی ضیا اس ابر نقاب سے کب پنہان ہو سکتی ہی روشنی مہر رخ انور لامع ہی نور حسن رخ
سے یہ صحرا روشن ہوگیا ہی تم یہان اس صحرا مین کیا آئین گویا گلشن مین بہار آئی اب یہ صحرا میری نظر مین
رشک گلشن ہی تمھارے فیض قدم نازک سے ہر ایک کانٹا صحرا کا غیرت گل تازہ ہوگیا ہی اور یہ جو پیچھے
مسندھی کے بیٹھے ہین ہمارے مالک و آقا ہین یہ از راہ عزت افزائی تمہین اپنا برادر کہتے ہین چاہتا ہون
کہ اگر سرافراز کیا ہی تو آپ بیٹھے تا آرزوے دل حاصل ہو آئے ملکہ بہار گل پوش خواجہ کی تقریر سحر آمیز
سے ونیز مائل ہونے سے زیر مسندھی جاکر بامحاذہ صاحبقران سے بیٹھی ایہ کہ پوچھا کہ نام تمھارے
آقا کا ہمین نہ بتایا خواجہ نے کہا کہ اسم گرامی ہمارے آقا کا سلطان کیوان شکوہ ہی خاص و عام
فی زمانہ انھین کو صاحبقران کہتے ہین ملکہ نے پوچھا کہ سبب ان کے یہان آنے کا کیا ہی خواجہ نے
جواب دیا کہ اے مہ جبین سچ تو یہ ہی کہ ہمارے آقا جستجوے لوح طلسم زلزلہ مین اپنے لشکر سے
یہان تک آگئے ہین مین بھی ان کے ساتھ یہان آیا ہون اب یہان سے تلاش لوح مین آگے روانہ
ہونگے اب تم اپنے نام نامی سے آگاہ کرو ہم پر ظاہر کرو کہ گل تازہ ترکس باغ کی ہو اور سرو رعنا
کس بوستان کی ہو کہان سے اسوقت اس صحرا مین تمھارا آنا ہوا ہی اور کس غرض سے تنہا اس
صحرا مین آنے کا اتفاق ہوا ہی محض مجھ عاشق کو سرافراز کرنا منظور تھا یا اور کوئی کام تھا جو اس صحرا مین
تم تنہا قدم رکھا ہی ملکہ بہار گل پوش نے جواب دیا آگاہ ہو کہ نام میرا ملکہ بہار گل پوش ہی ملکہ
شہنشاہ جادو میری نانی ہین جو سحر و ساحری مین یگانہ روزگار ہین ساحرہ معزز ہین قرابت دار
شاہ جادو طلسم زلزلہ ہین آج مجھکو میری نانی اپنے ہمراہ دربار حکیم جالوس مین لے گئی تھین
ہنوز جاکر دربار مین بیٹھی ہی تھین کہ حکیم جالوس نے جملہ ساحران دربار سے مخاطب ہوکر کہا تھا
کہ تم سب مین کون ایسا زبردست ساحرہ خیرخواہ شاہ طلسم زلزلہ ہی کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو
تلاش کرکے اسیر کر لائے خلعت و انعام پائے مین نے اسکا اقرار کیے دربار سے روانہ ہوکر جستجو مین
دن بھر کیا تھا اسوقت سرگردان ہوکر اس کوہ بلور پر توقف کیا تھا ناگاہ سنے مین تمھارے
گانے کی آواز سنی براے دریافت نام بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی یہان استفسار سے ثابت
ہوگیا کہ یہی تمھارا آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہی اس حال کے
دریافت ہونے سے کمال خوشی حاصل ہوئی ہی کیونکہ جس کے واسطے مین ادھر آئی تھی اور
سرگردان ہوئی تھی اسے مین نے پایا کوشش و جستجو میری بکار آمد ہوئی خواجہ طیفور گرد پلنے
پوچھا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہی ملکہ نے جواب دیا کہ تمھارے آقا کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے اسیر کرکے
روبروے حکیم جالوس حسب وعدہ لے جاؤنگی خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارے آقا کو اسیر
کرکے لیے جانا تجھے آسان نہین ہی اگر تم ساحرہ ہو تو ذرا اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہمارے مالک و آقا کو لے تو جاؤ
دیکھین کیونکر لیے جاتی ہو ذرا سحر کے الفاظ ہی اپنی زبان پر جاری تو کرو ہم بھی سنین ملکہ بہار جادو
نے ہرچند سحر جو سیکھے تھے اور زبانی خوب یاد تھے یاد کیے مگر کوئی سحر یاد نہ آیا متعجب و متحیر ہوکے کہا
عجب ہی کہ اسوقت مجھے کوئی سحر نہین یاد آتا ہی بلکہ کوئی لفظ بھی کسی سحر کا یاد نہین ہی نہین معلوم
کیا سبب ہی خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو تم نہین اپنے سحر و ساحری پہ

بہت بھروسہ تھا صاحبقران کشورستان کو اسیر کرنے آئی تھین اب سحر کر کے کیون نہین اسیر کرتین صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ تو تمھارے پاس بیٹھے ہین انھین اسیر کر کے حکیم جالوس نابکار کے سامنے لیجاؤ ملکہ مذکورہ نے سر جھکا کر غرق دریاے حیرت ہو کر جواب دیا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مجھکو صدہا سحر یاد تھے اسوقت ایک سحر بھی یاد کرنے سے یاد نہین آتا شاید تم بھی ساحر زبردست ہو تمنے اپنے سحر مین مجھے ایسا مبتلا کیا ہی کہ سب سحر مجھے فراموش ہوگئے ہین۔ خواجہ نے ہنسکر کہا کہ کہو اے ملکہ اسوقت تمکو کوئی سحر یاد نہین آتا ہی کہ بزور سحر صاحبقران کو اسیر کر سکو مجبور ہو اگر اسوقت کوئی تمکو اسیر کرے تو ممکن ہی یا نہین ملکہ نے نادم ہو کر جواب دیا کہ ہان ایسے وقت مین خود میرا اسیر ہو جانا ممکن ہی اگر ارادہ اسیری ہی تو مین کیا کر سکتی ہون خواجہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ میری کیا مجال کہ مین تمھارے قید کرنے کا ارادہ کرون خود تمھارے حلقۂ گیسو اور زنجیر زلف معنبر کا اسیر ہون تمپر مائل و شیفتہ ہون ملکہ نے کہا کہ اگر مجھکو سحر یاد بھی آتا تو بھی تمھاری وجہ سے صاحبقران کو اسیر نکرتی کیونکہ تمھاری نے نوازی مجھے پسند آگئی ہی گانا تمھارا مجھے مرغوب ہی تمھاری صدا سے مینے تمکو رہروی سے باز رکھا کوہ پر مین نے جاتے جاتے توقف کیا بگوش دل تمھارا گانا سُنا واقعی تمھاری نے نوازی اور گانے کی تعریف نہین ہو سکتی تمکو کمال حاصل ہی مجھکو بھی شوق گانے اور گانا سننے کا ہی اسی سبب سے اس کوہ پر ٹھہر کر مینے تمھارا گانا سنا حال صاحبقران سے بھی آگاہ ہوئی اگر چاہتی تو بالاے کوہ سے تمکو اور صاحبقران کو مبتلاے سحر کر کے اسیر کر لیتی چونکہ مجھکو بعد تمھارا گانا سننے کے اسیر کرنا تمھارا اور صاحبقران کا مقصود نہ تھا اسی وجہ سے بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی برا ہو اس گانے اور گانا سننے کے شوق کا کہ اُس نے مجکو تمھارے اور صاحبقران کے اسیر کرنے سے باز رکھا خواجہ ملکہ بہار کی گفتگو سنکے سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ خوب رو تمھاری نے نوازی کی وجہ سے تمپر مائل ہوئی ہی ورنہ دشمن کب اپنے دشمن سے باز رہتا ہی اور دوستی کرتا ہی یہ خیال کر کے خاموش رہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ خاطر مہمان ضرور ہی ملکہ بہار گل پوش جادو راہ دور و دراز سے یہان آئی ہین تمھاری نے نوازی کی تعریف کرتی ہین غالباً انکو شوق مے کشی بھی ہوگا خواجہ موصوف نے تقریر امیر باتوقیر کو سمجھ کے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکال کر کشتی شراب مین رکھکر وہ کشتی بدست خدمتگار روبرو ملکہ مذکور پیش کش کی بعدہ کہا کہ اے ملکہ اگر دل چاہے تو اپنے ہاتھ سے شغل مےخواری کرو ورنہ ہم تمھین بادۂ تند جام بلورین مین دین ہمکو ساقی گری مین بھی کمال حاصل ہی اُس نے کہا کہ مجھے مےخواری کی عادت نہین ہی ہان شوق گانا سننے کا ہی خواجہ نے پھر نے اٹھا کر اپنے دہن سے ملا کے نے نوازی شروع کی اور یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کیون نہون صرف تواضع ہمہ تن جان ہوکر / آئی ہی میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر
عاشق رخ ہون مگر زلف پہ رہتی ہی نگاہ / آنکھین ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر
لٹے پاؤن وہ پھرے پاس تک آکر میرے / وقت آخر ہوئی مشکل مری آسان ہوکر
چین سے سوتا ہون مین زلف کے سودے مین کہان / نیند بھی آتی ہی تو خواب پریشان ہوکر
کر لی ضبط فغان سے ہوئی رسوائی دل / نکل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر
اسکو واجب ہی وضو رخ کی زیارت کے لیے / آیا ہی سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر
فضل حق شامل گردش مری تقدیر کے ہی / کوئی مشکل بھی جو آتی ہے تو آسان ہوکر

چین محشر میں بھی پایا نہ سینہ کوبی سے | بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر
ایک آسان ہوئی سو مشکلیں آ پہونچیں اور | سخت مشکل ہیں ہر مشکل مری آسان ہوکر
غم میں اُس تیغ تبسم کے جو روتا ہوں کبھی | دہن زخم ہنسا دیتے ہیں خندان ہوکر
اُس پریزاد سے پہلو مرا خالی جو ہوا | گھر نے دیوانہ بنایا مجھے ویران ہوکر
مرکے بھی وحشت نوردی کا ہی شوق ہے ذاکر | خاک اڑاتی ہے مری گرد بیابان ہوکر

ملکہ بہار گل پوش جادو بصد خوشی و رغبت سننے لگی اکثر شعر خواجہ نے حسب حال و مناسب وقت ملکہ بہار سے مخاطب ہوکر بالحان داؤدی بتا بتا کے پڑھے تو ملکہ مذکورہ کے دل پر ایسا اثر ہونے لگا کہ وہ عالم وجد میں جھومنے لگی بجائے خود تعریف کرنے لگی جب خواجہ نے تمام اشعار غزل مرقوم الصدر کے نے نوازی میں گاکر غزل تمام کی صاحبقران نے بہت تعریف کی ملکہ مذکورہ بھی خواجہ کی نے نوازی سے از حد خوش ہوئی جب زمانہ غروب آفتاب کا قریب آیا ملکہ بہار گل پوش جادو نے خواجہ و صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب میں جاتی ہوں نانی میری ملکہ شہناز جادو میری منتظر ہونگی بلکہ متردد ہونگی کہتی ہونگی کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش جادو نہیں آئی کیا سبب ہے وہ مجھے زیادہ الفت کرتی ہیں عجب نہیں کہ بیتاب و بیقرار ہوکے وہ میری تلاش میں گھر سے نکلی ہوں یا کسی جادو کو میری جستجو کے واسطے روانہ کیا ہو زیادہ میرا یہاں بیٹھنا خوب نہیں ہے مبادا نانی صاحبہ یا کوئی جادوگر یا کوئی ساحر مجھے یہاں بیٹھا ہوا دیکھ لے تو غضب ہوجائے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ تمھارا جانا گوارا نہیں ہے مگر تمھارا عذر قوی ہے جاؤ مگر اقرار آنے کا کرجاؤ اور اگر کچھ حال لوح طلسم زلزلہ کا معلوم ہو تو بتاتی جاؤ اُس نے کہا کہ مجکو تو کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم نہیں ہے الا ہماری نانی صاحبہ ملکہ شہناز جادو کہ نہایت کبیر السن ہیں اور ساحرۂ معزز قرابت دار شاہ طلسم ہیں اُن کو معلوم ہوگا میں اُن سے دریافت کرکے کسی حیلے و بہانے سے ادھر آکے کہدونگی تمکو حال لوح طلسمی سے آگاہ کردونگی یہ کہکر منڈھی سے نکل کر صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوکر جلد تر سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوئی اثنائے راہ میں خیال کرنے لگی کہ اسوقت دربار حکیم جالوس میں جانا کچھ ضرور نہیں ہے نانی صاحبہ ہماری دربار سے ابھی مکان میں آئی ہونگی میری منتظر ہونگی لہذا اپنی نانی ہی کے پاس چل جسوقت وہ پوچھینگی کہ صاحبقران طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے کیوں نہ لائی خالی ہاتھ آئی کہدونگی کہ اُن کی بہت تلاش کی وہ نہیں ملے پھر اُن کی جستجو کرونگی اس حیلے سے اکثر ادھر آیا کرونگی اور نے نوازی خواجہ کی سنا کرونگی اپنے دل کو خوش کرونگی صورت خواجہ ملحوظ رکھ دیا پھر بھی نظر کرونگی یہ خیالات کرتی ہوئی داخل طلسم ہوکر اپنی دولتسرا میں داخل ہوئی دیکھا کہ ملکہ شہناز جادو متردد اور پریشان خاطر و بدحواس بیٹھی ہے مہر جادو سے کہہ رہی ہے کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش نہیں آئی مجکو ہر طرح کا تردد ہے حسینہ و جمیلہ و نادان ہے مبادا اُس کی عزت و عصمت میں کہیں خرابی ہو تو باعث بدنامی ہو صاحب حسن و جمال کے سب خواہان ہوتے ہیں خود غرض دام فریب میں مبتلا کرتے ہیں کبھی وہ ہو کر ہی تنہا بیرون طلسم نہیں گئی تھی آج پہلے پہل اپنی ضد سے گئی ہے میں نے لاکھ منع کیا انھوں نے کہا چھوڑی نے مانا آخر اپنا ہی کہنا کیا تلاش طلسم کشا میں گئی کنیزوں میں سے بھی کسی کو ساتھ نہ لیکر گئی تنہا ہی گئی مہر جادو عرض کر رہی ہے کہ خالہ جان اگر برا نہ مانیے تو میں کہوں آپ ملکہ بہار گل پوش کو زیادہ چاہتی ہیں الفت و محبت اُن سے زیادہ رکھتی ہیں اسی وجہ سے وہ ناز و ضد کرتی ہے آپ ناز برداریں

خود ہی آپ نے اُن کی ناز برداری سے اُن کو دلیر کیا ہے گھبرایئے نہین وہ اب آتی ہونگی غالباً
طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتی ہونگی راہ دور و دراز تک جستجوے طلسم کشا مین گئی ہونگی گو کہ سن اُن کا
میری عمر سے کم ہے لیکن عاقلہ و ہوشیار ہین سحر و ساحری مین آپ نے اُن کو طاق و مشاق شہرۂ آفاق
اپنی تعلیم و تربیت سے کر دیا ہے بھلا کوئی بد بین و خود غرض اُن کو اپنے دام فریب مین کیا لا سکتا ہے اگر
حکم ہو تو مین اُن کی جستجو مین جاؤن ہنوز بحر جادو یہ تقریر کر رہی تھی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو
اپنی نانی کے روبرو آئی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر اُس کے چہرے پر نظر کی دیکھا کہ چہرہ اترا ہوا ہے
رخ پر زردی لبون پر خشکی نمایان ہے آنکھین مے الفت مین مست یہ رنگ دیکھتے ہی تردد پیدا ہوا دلمین
کہنے لگی کہ آج اس چھوکری کے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہوتے ہین بعد اس خیال کے پوچھا کہ اسے
بہار کیا تلاش طلسم کشا مین گئی تھی کہین اُس کو پایا اسکو اسیر کرکے حوالے نائب خداوند حکیم جالوس
کے کر دیا یا نہین ملکہ بہار گل پوش نے آغوش ملکہ شہناز مین بیٹھکر عرض کیا کہ نانی جان جب سے
مین دربار نائب خداوند سے برائے تلاش طلسم کشا گئی سرگردان و پریشان صحرا صحرا دشت دشت
کوہ کوہ دیکھتی پھرا کی کہین طلسم کشا کو نہین پایا بہت خستہ و ماندہ ہوئی آمد و رفت سے از حد
تھک گئی تمازت آفتاب و صعوبت راہ سے میرا عجب حال ہو گیا ہے کچھ درد سر مین پیدا ہو گیا ہے
گرد و غبار راہ سے سراپا خاک مین آلودہ ہون دیکھیے کسقدر چہرے پر اور سر کے بالون پر گرد و غبار
پڑا ہے اگر جانتی کہ طلسم کشا تلاش سے ہاتھ نہ آئے گا تو ہرگز نہ جاتی اسقدر تکلیف و زحمت گوارا نہ کرتی بہت سے
پیدا کیا مگر آپکے کہنے پر عمل نہ کیا جا کر بہت پچھتائی خالی ہاتھ سرگردان ہو کر یہان آئی آپ سے شرمندہ
ہوئی نائب خداوند حکیم جالوس سے بھی شرمندہ ہونگی اہل دربار نائب خداوند سے بھی محجوب ہونگی اور
ساحران دربار نائب خداوند سے ضرور کہین گے کہ ملکہ بہار اسیری طلسم کشا کا دعوی کرکے گئی تھی
لیکن طلسم کشا کو اسیر کرکے نہ لائی جو کہا تھا وہ نہ کیا اسی طرح حکیم جالوس بھی غالباً مجھسے کہے گا اسکے
جواب مین کیا کہونگی کہ بہتر تلاش طلسم کشا کرونگی اگر آج طلسم کشا نہین ملا کسی روز تو کہین ملجائے گا
اسے گرفتار کرکے آپکے حوالے کرونگی یہ کہکے دوسری زیادہ شکایت کرنے لگی ملکہ شہناز
جادو کہ اسکو از حد چاہتی ہے اپنی جان سے بھی زیادہ اسکو عزیز رکھتی ہے تمام تقریر اُس کی سنکے
فرط محبت سے خیال بد دل سے دور کرکے سمجھی کہ یہ لڑکی جو کچھ کہتی ہے سچ کہتی ہے اس نے جستجو طلسم کشا
کی بہت کی ہوگی طلسم کشا اس کو کہین نہ ملا ہوگا آخر دشت و کوہ مین سرگردان ہو کر بے نیل مراد چلی
آئی ہے اسی سرگردانی و زحمت و صعوبت رہروی راہ دور و دراز سے رنگ رخ اس کا متغیر ہے لب
خشک ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے ہین چہرہ مثل زعفران زرد ہو گیا ہے سر مین درد شدید
اسی سبب سے پیدا ہوا ہے سراپا گرد و غبار راہ سے آلودہ ہے ابھی بیوقوف و نادان ہے گو جوان ہے مگر عشق و
عاشقی سے آگاہ نہین ہے تو نے جو خیال قبل اس کے کیا تھا وہ غلط تھا یہ نادان چھوکری ہے کوچۂ
عشق و الفت سے ناواقف ہے شیشۂ ناموس اس کا سنگ بدنامی سے محفوظ ہے یہ سمجھکر کثرت الفت
و محبت سے سراپا کی بلائین لیکر اپنے سینے سے لگا کر پیشانی کا بوسہ لے کر بہ شفقت بزرگانہ کہا کہ کیون
اے بہار آخر تو نے اپنی ضد کی ہمارا کہنا نہ مانا دیکھا تو نے کہ انجام کیا ہوا نصیب دشمنان رہروی
راہ دشت و بیابان و تمازت آفتاب تابان سے درد سر پیدا ہو گیا اس تکلیف و زحمت پر بھی در مراد
پر سے ہاتھ نہ آیا آخر شرمندہ ہوئی اب دربار مین بھی جا کر شرمندہ ہوگی جو اپنے بزرگون کا کہنا

نہیں ملتا اُس کا یہی حال ہوتا ہے انجام نافرمانی بزرگان بد ہوتا ہے خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب کبھی تلاش
طلسم کشا کے واسطے نہ جانا نائب خداوند حکیم سیالوس سے کہہ دینا کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ مجھ سے
گرفتار نہو سکے گا اُس کا کہیں نشان نہیں ملتا اُس کی تلاش بہت کی مگر وہ کہیں نہیں ملا شاید خوف
خداوند یا نائب خداوند سے اپنے وطن کی طرف چلا گیا یا حکیم سیالوس کی خبر قتل سنکے دستیابی
لوح طلسمی سے نا امید ہو کر طلسم کشائی سے دست بردار ہو کر کسی جانب چلا گیا ہے اب اُس کا ہاتھ
آنا دشوار ہے ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی سے لپٹ کر اٹھلا کر پوچھا کہ اے نانی جان
یہ تو بتلائیے کہ لوح کس کو کہتے ہیں وہ کیسی ہوتی ہے جواہرات سے کسی جواہر کی ہوتی ہے یا سونے
چاندی تانبے پیتل لوہے مٹی کی ہوتی ہے چھوٹی ہوتی ہے یا بڑی ہوتی ہے اُس پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے یا
صاف ہوتی ہے اُس سے کوئی کام نکلتا ہے یا بے کام ہوتی ہے اُس کو کون بناتا ہے کیونکر بنائی جاتی ہے اُس کے
بنانے سے کیا فائدہ مقصود ہوتا ہے اسکو چھپا کر کہاں رکھتے ہیں اس طلسم کی لوح جو بنائی گئی ہے وہ کہاں
رکھی گئی ہے کس کے قبضے میں ہے اگر ممکن ہوتا تو میں بھی آپ سے دیکھتی معلوم کرتی کہ لوح طلسمی ایسی ہوتی ہے
میں نے اپنی زندگی میں کبھی لوح طلسمی نہیں دیکھی ہے اُس کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے اگر وہ لوح طلسم کشا
کو ملجائے تو وہ اُس لوح سے کیا کسی کو قتل کر سکتا ہے لوح میں ناشدنی اسکے کیا دھار اور آبداری ہوتی ہے
یہ بھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا کو کس وجہ سے جستجوئے لوح ہے بھلا طلسم کشا کو لوح طلسمی مل سکتی ہے
یا نہیں اور اگر مل سکتی ہے تو کیونکر ملے گی اور جب اسکو دستیاب ہو جائے گی تو وہ اُس لوح طلسمی سے
کیا کام لے گا اور اگر اس کو نہ ملے گی تو بقول آپ کے وہ مجبور و لاچار ہے بس میرے نزدیک ایسی
صورت میں کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب نہیں ہوئی ہے اُس کو گرفتار کر کے قتل کرنا یا قید خانے میں
بند کرنا بیکار و فضول ہے ناحق کسی کو ستانا اور درپئے ایذا رسانی ہونا اچھا نہیں ہے سراسر ظلم ہے عبث تلاش
طلسم کشا نائب خداوند حکیم سیالوس کو ہے جبکہ اُس کے پاس لوح طلسمی نہیں ہے تو اُس سے کیا اندیشہ ہے
ایسا اندیشہ کرنا خلاف مردانگی ہے خوف کرنا ایک تن تنہا سے خلاف حکومت شاہان اولوالعزم ہے اور خداوند
ہو و مست جادو اور نائب خداوند حکیم سیالوس کو تو بہت نازیبا ہے کہ وہ خداوند و نائب خداوند ہیں
صاحب حکومت و اختیار ہیں اُن کو تو کسی سے ڈرنا چاہیے نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ خداوند طلسم باطن
میں جا کر پوشیدہ ہوئے ہیں نائب خداوند کو خوف سے طلسم کشا کی تلاش ہے اگر آپ کو ان سب حالات سے
آگاہی ہو مقصود جہاں لوح طلسمی رکھی گئی ہے اُس جگہ سے اطلاع ہو تو بیان کیجیے تاکہ مجھکو بھی معلوم
ہو جائے ملکہ شہناز جادو نے جو تقریر ملکہ بہار گل پوش جادو کی سنی سنکے خود خیال کرنے لگی کہ اس
چھوکری نے کبھی مجھ سے ایسی باتیں نہیں پوچھی تھیں خصوصاً حال لوح طلسمی کا کبھی اس نے مجھ سے
دریافت نہیں کیا تھا آج یہ کیا سبب ہے کہ یہ لڑکی مجھ سے پوچھ رہی ہے ضرور ہے کہ اس کے دریافت
کرنے سے اس کا کچھ مطلب ہے بے وجہ اور بے مطلب یہ دریافت نہیں کرتی ہے اگر یہ سمجھا جائے کہ
نادانی و بیوقوفی سے پوچھتی ہے تو ایسی نادان بھی نہیں ہے چودہ پندرہ برس کا سن ہے سمجھدار ہے
عاقلہ و بالغہ ہے دنیا کی باتوں سے آگاہ ہے اگرچہ نا کتخدا ہے مگر اپنی ہمجولیوں میں بیٹھ کر اُن کی صحبت میں
رہ کر سب باتوں سے ماہر ہو گئی ہے [illegible] ضرور ہے کہ دریافت حال لوح طلسمی سے اس کا کوئی مدعا ہے
عجب نہیں کہ [illegible] اُن سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کے ڈھونڈنے
اور اُن کے اسیر کرنے کو [illegible] اُن کو دیکھ کر اُن پر عاشق و فریفتہ ہوئی ہو اور اُن کے کہنے سے

اس نے مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا ہو کبھی اس نے مجھسے ایسی تقریر نہین کی تھی آج اس کی
اس گفتگو سے ضرور خیال ہوتا ہے کہ یہ طلسم کشا پر مائل ہو گئی ہے اُس کی بہبودی کے واسطے حال لوح
طلسمی مجھسے دریافت کرتی ہے تاکہ جو کچھ مجھسے سنے وہ اُس سے جاکر بیان کرے اور وہ فکر حصول
لوح طلسمی کرے ایسے ملکہ شہناز جادو تو جہان دیدہ ہے نہایت سن رسیدہ ہے بہت سے امور و
واقعے تو نے اپنی زندگی مین دیکھے ہین صاحب عقل و فہم ہے یہ لڑکی تجکو اپنے دام فریب مین شاید گرفتار کرنا
چاہتی ہے نادانی کے حیلے سے حال لوح طلسمی تجھ سے دریافت کرنا چاہتی ہے تجکو لازم ہے کہ فریب مین اس
چھوکری خود غرض کے نہ آ اسکو نادان نہ سمجھ یہ تجھ سے چال کرتی ہے یہ خیال کرکے برہم ہو کر اپنی آغوش
سے اُسے دور کرکے چین بجبین ہو کر قہر و غضب سے تھرا کر پوچھا کہ او گیسو بریدہ سچ کہو کس غرض سے
حال لوح طلسمی کا مجھ سے پوچھتی ہے دریافت حال لوح طلسمی سے کیا مطلب ہے تجکو لوح طلسم زادہ کے
حال سے کیا کام ہے تجکو تیری اس تقریر سے اندیشہ ہے کیا کہون کیا کیا خیالات میرے دل مین گذرتے
ہین زبان پر ابھی اُن کا لانا مناسب نہین جانتی ہون مگر یقین کرتی ہون کہ تو نے دربار ناسپاس خداوند
سے جاکر صحرا مین کوئی گل کھلایا ہے جب تو گھر مین آئی تھی اُسیوقت تیرے چہرے پر نظر کرنے سے میرے
دل مین کچھ خیالات بد گذرے تھے مگر مین نے اُن خیالات کو تیری باتون سے سچ نجان کر تجھے پیار کیا تھا
اب تیری گفتگو سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ تو نے ہمارے خاندانی طریقے کے خلاف کوئی فعل کیا ہے تیرے
چہرے سے ظاہر ہو رہا ہے یہ زردی رخ یہ خشکی لبون کی یہ حلقے نرگسی آنکھون کے سب شہادت تیری
بدچلنی کی دے رہے ہین بس تجکو لازم و مناسب ہے کہ اسوقت مجھسے صاف صاف کہدے کوئی
بات پوشیدہ نکر ورنہ مجھسے برا اور دشمن اپنا کسی کو نجاننا میری الفت و محبت کرنے پر نازان نہونا مین
بدچلن کی ہرگز دوست نہین ملکہ بہار گل پوش جادو نے عتاب و غصہ مادر مادر سے خائف و
ترسان و لرزان ہو کر دست نازک خالی جوڑ کر آبدیدہ ہو کر کہا کہ اے نانی جان مین نے یون ہی
آپ سے حال لوح طلسمی پوچھا ہے آپ اور کچھ خیال نہ کیجیے تہمت بدچلنی کی مجھے نہ لگائیے میری زردی
رخ اور لبون کی خشکی پر نظر کرکے خیال بد نکیجیے رہروی و تمازت آفتاب عالمتاب سے میرے
چہرے کی یہ حالت ہو گئی ہے واسطے اطمینان خاطر کے مجھ سے قسم لیجیے کہ مین نے کوئی فعل خلاف
آپ کے خاندان کے نہین کیا ہے مین تو نگوڑی تلاش طلسم کشا مین گئی تھی جب وہ کہین نہ ملا تو
چلی آئی جب سے میری مادر و پدر نے انتقال کیا آپ ہی نے میری پرورش کی اتنا بڑا کیا شب و روز
تعلیم و تربیت مین میری آپ نے بسر کیے بھلا مین کوئی کام خلاف عزت و حرمت و عصمت کر سکتی
ہون کیا مجکو آپ کا خوف نہ تھا جو ایسے کام پر کمر باندھتی ملکہ شہناز جادو نے کوڑا طلب کرکے نہایت
غصے سے کہا کہ او ننگ خاندان تو مجھسے چھپاتی ہے صاف صاف نہین کہتی ہے اگر اذیت دینے سے
محفوظ رہنا چاہتی ہے تو صاف صاف بیان کردے ورنہ مارے کوڑون کے پشت تیری نگار کرونگی
بلکہ تجکو زندہ نرکھونگی تیرا زندہ رہنا گوارا نکرونگی افسوس تو نے غضب کیا کیا کہون کیا کیا ہے
مجھ ضعیفہ کی عزت کو تو نے خاک مین ملا دیا ہے اگرچہ تو اپنی زبان سے اقرار نکرے مگر تیرے چہرے
سے ظاہر ہو رہا ہے ملکہ بہار گل پوش جادو نے پھر وہی کہا جو کہا تھا جب ملکہ شہناز جادو نے
دیکھا کہ کسی طرح ڈرانے غصہ کرنے سے یہ دختر صاف صاف اظہار نہین کرتی ہے کوڑے سے مارنا
مناسب نجان کر زیادہ برہم ہو کر کہا کہ او گیسو بریدہ اگر تو سچ سچ بیان نہین کرتی تو اور بھی

چھپاتی ہے تو تیرے اس پوشیدہ کرنے سے کیا ہوگا کیا میں تیرے تمام حال سے آگاہ نہیں ہو سکتی
یہ کہکے وہ گڑیاں جو ملکہ بہار گل پوش کے کھیلنے کی تھیں ان میں سے ایک گڑیا کو اٹھا کر دست و پا
اُس کے پہلے مروڑ کر بنظر سحر آگین پھر اُس کو دیکھکر کارد سے پیشانی کو اپنی زخمی کرکے خون پیشانی
چلو میں لے کر الفاظ و اسماے سحر آہستہ پڑھ کر خون مذکور پر دم کرکے وہ خون اُس گڑیا پر ڈال کر
زمین پر اُس کو رکھکر کہا کہ اے پتلا سحر سامری تمام حال مفصل ملکہ بہار گل پوش کا بیان کر جس وقت
سے یہ دربار نائب خداوند سے گئی تھی کس کس جگہ اس کا گذر ہوا تھا اس نے کس کس سے کلام کیا تھا
اس سے کس لئے گفتگو کی تھی اور کیا تقریر کی تھی جو کچھ افعال نیک و بد اس سے وقوع میں آئے ہوں
بیان کر بمجرد اس کہنے کے وہ گڑیا کھڑی ہو کر بزبان فصیح اس طرح گویا ہوئی کہ اے ملکہ شہناز جادو آگاہ
ہو کہ جب ملکہ بہار گل پوش جادو تمھاری نواسی دربار نائب خداوند حکیم جالوس سے روانہ ہوئی
تلاش طلسم کشاے طلسم زلزلہ میں دشت و کوہ کو طے کرتی ہوئی ہر طرف دیکھتی ہوئی کوہ بلور تک پہونچی
تھی زیر کوہ بلور خواجہ طیفور کردیا عیار روبروے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کے نے بجا رہا تھا اشعار غزل لے میں گا رہا تھا تمھاری نواسی صحرا میں زیر کوہ چند آدمیوں کو
دیکھکر براے دریافت حال کوہ بلور پر جاکر ٹھہری تھی عیار مذکور جو نے نوازی کر رہا تھا اشعار گا رہا
تھا یہ نواسی تمھاری بگوش دل اُس کا گانا سننے لگی اُس کی آواز اس کو ایسی پسند آئی اور اس کا گانا
اس کو ایسا مرغوب ہوا کہ یہ گویا مست و مدہوش ہو کر جھومنے لگی بجاے خود اُس کے گانے کی تعریف
کرنے لگی جب عیار مذکور نے غزل تمام و کمال گا کر نے نوازی موقوف کی صاحبقران مذکور نے کہا
کہ اور کوئی غزل کے اشعار عاشقانہ نے بجا کر گاؤ عیار مذکور حسب الحکم اپنے آقا کے دوسری غزل کے
اشعار نے بجا کر گانے لگا ملکہ بہار گل پوش جادو پھر بہ غنیمت تمام اُس کا گانا سننے لگی اور جھک
جھک کر بالاے کوہ سے زیر کوہ اُس عیار نے نواز کو دیکھنے لگی آخر کار اُس کی صورت پر نظر کرکے اسکی
نے نوازی اور گانے پر یہ عاشق ہوئی جب عیار مذکور نے وہ دوسری غزل بھی گا کر تمام کی تو تمھاری
نواسی نے بے اختیار کوہ بلور سے اُتر کر اس عیار ستمگار کے روبرو جا کر پوچھا کہ تو کون ہے نام تیرا کیا ہے
اور تیرے سامنے جو بیٹھے ہیں اُن کا نام کیا ہے اس صحرا میں تیرے آنے کا اور یہاں قیام کرنے کا
کیا سبب ہے اُس نے اپنا نام صحیح بتا کر حسن و جمال پر تمھاری نواسی کے نظر کرکے مائل ہو کے عشق
اپنا ظاہر کرکے ملکہ بہار گل پوش کو بٹھایا تھا پھر نام صاحبقران کا ظاہر کرکے کہا تھا کہ یہی طلسم کشاے
طلسم زلزلہ ہیں واسطے تلاش لوح طلسمی کے یہاں تک آگئے ہیں سوا اس کے اور بھی تا دیر اُس نے
تقریر کی تھی پھر اُس نے پوچھا تھا کہ تمھارا کیا نام ہے یہاں آنا تمھارا کیونکر ہوا اس صحرا میں کس کام
کے واسطے آئی ہو تمھاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ سچ تو یہ ہے کہ میں واسطے اسیری صاحبقران
طلسم کشاے طلسم زلزلہ کے دربار نائب خداوند سے یہاں تک آئی ہوں یہاں آکر طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو میں نے دیکھا ہی عیار مذکور نے کہا تھا کہ اے ملکہ بہار کیا ایسا ہمارے آقا کو گرفتار
کرکے لے جاؤ گی اگر ان کا اسیر کرنا تمھارے امکان میں ہو تو ان کو قید کرکے لے جاؤ اُس وقت
تمھاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ آئی تو میں اسیواسطے تھی مگر تیری نے نوازی اور گانے سے
خوش ہو کر دل اپنا تجھکو دے چکی ہوں اب تیرے آقا کو گرفتار نکروں گی یہ سنکے وہ عیار اور صاحبقران دونوں
خوش ہوئے تھے پھر عیار مذکور نے تمھاری نواسی کے روبرو ایک اور غزل نے بجا کر گائی تھی

دل اس کا بہت خوش کیا تھا بعدہ عیار مذکور نے حال لوح طلسمی کا دریافت کیا تھا اس نے یہ
بیان کیا تھا کہ مجھکو تو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہین ہی لیکن مین اپنی نانی سے دریافت کرکے
یہان آئی ہون کہ صدون کی تم کو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کر دون کی تم جاکر لوح مذکور کو لے آنا
یہ کہکر وہان سے تمہارے پاس آئی تھی یہ کہکر وہ پتلی سحر خاموش ہوکر خاک پر گر پڑی گرتے ہی
اس کے دہن سے ایک ایسا شعلہ آتش نکلا اس شعلے سے وہ ہمہ تن جل کر خاک ہو گئی ملکہ شہناز جادو نے
تمام تقریر پتلی سحر سامری کی سنکے بصد قہر و غضب ملکہ بہار گل پوش سے کہا کہ کیون ری گیسو بریدہ
تو نے جا کر یہ گل کھلایا کہ عیار طلسم کشا کی ہستی نے نوازی پر عاشق ہو کے طلسم کشا کو اسیر نکیا
وہان سے یہان آکر حال اپنے جانے کا اور طلسم کشا کے اسیر نکرنے کا صاف صاف مجھسے بیان نکیا
مجھسے چھپایا اپنے عاشق ہونے کا بھی کچھ حال نہ کہا اس کو بھی مجھسے پوشیدہ کیا اور بموافق وعدہ کے
مجھسے حال لوح طلسم زلزلہ دریافت کرنا چاہا تھا مین جہان دیدہ تھی پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ بے سبب
تو حال لوح طلسمی دریافت نہین کرتی ہی اب کہ تیرا تمام حال ظاہر ہوگیا تیری دروغ گوئی و عشق و
عاشقی کی تجھکو کیا سزا دون مارے کوڑون کے تیری پیٹھ کو فگار کر دون یا تجھکو اسیر کرون یا تجھ ایسی
ننگ خاندان کو مار ڈالون یا تیرا تمام و کمال حال نائب خداوند سے جاکر کہدون یہ کہکر کوڑے مارنے کا
ارادہ کیا اسوقت مجمر جادو نے درمیان مین آکر اپنی خالہ کے قدم پر گر کر آبدیدہ ہوکر کہا کہ خالہ جان
مین قسم دیتی ہون آپکو خداوند ہو و سمستی جادو کی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو میری بہن کو
کوڑے نہ ماریے گا یہ نازنین و گلبدن ہی برداشت تیکی اذیت کی نہوگی یقین ہی کہ مر جاویگی طائر روح
اس کا ابھی اس کے قفس تن سے نکل جاویگا مین بھی اس کے غم مین مر جاؤن گی اس کی عوض جو
چاہیے مجھے سزا دیجیے اور اس کی خطا کو معاف کیجیے یہ ابھی نادان ہی نافہمی سے یہ قصور اس سے ہوا ہی
میری اچھی خالہ اب غصہ نہ کیجیے کوڑا ہاتھ سے رکھدیجیے جو کچھ ہوا اس سے درگذر کیجیے ایسی بے عزتی
نہین ہوئی ہی عزت و آبرو اس کی نہین گئی ہی صرف عاشق ہوئی ہی آپکی اس چشم نمائی سے خائف
ہوکر عشق و عاشقی سے باز آوے گی اب کبھی حال لوح طلسمی آپ سے دریافت نکرے گی دیکھیے یہ خود
اپنی خطا پر نادم ہی سر جھکائے ہی زار زار رو رہی ہی آنسو جاری ہین ہچکی لگی ہی روتے روتے آنکھین
سوج گئی ہین آپکے خوف سے مانند بید تھرا رہی ہی ہاتھ جوڑے کھڑی ہی چہرہ اس کا کسقدر متغیر ہو گیا
ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کوئی برسون کا بیمار ہو اپنی دیرینہ خونناب سے لہو اس کا خشک ہو گیا ہی مجھے
خوف یہ ہی کہ اس کی روح آپکے ڈر سے کہین نکل نہ جاوے بس یہ اپنی سزا کو پہونچ چکی مجھے امید ہی
اب کبھی ایسی حرکت اس سے وقوع مین نہ آوے گی اگر بار دیگر ایسی ہی حرکت اس سے سرزد ہو تو
اسے جو چاہیے گا سزا دیجیے گا پھر مین آپ سے اس کے بارے مین کچھ نہ کہون گی دیکھیے خالہ جان
غصے کو اپنے روکیے تقصیر اس کی عفو کر دیجیے ورنہ یہ نازک بدن تاب تازیانے کی نلا کر ابھی تڑپ کر
مر جائے گی اس کے مرنے سے مین بھی زندہ نرہون گی اپنی جان دیدون گی مجھے یقین کامل ہی کہ بعد
ہم دونون بہنون کے آپ بھی ہم دونون کے صدمہ و غم مین زندہ نرہیے گا ضرور ہلاک ہو جایے گا
خانہ بربادی ہو جائے گی یہ گھر تباہ و برباد ہو جائے گا کسی کا اس مکان مین نام و نشان باقی نرہیگا
دوستون کو رنج ہوگا دشمن خوش ہونگے ابھی تک خیر ہی بدنامی عالمگیر نہین ہوئی ہی بجز میرے کسی نے
حال عشق و عاشقی ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہین سنا ہی اگر آپکے ڈرہ لگانے سے سر فرشتہ

دینے سے میری ہمشیرہ مر جائیگی تو اس کا چرچا تمام ساحران طلسم میں ہوگا یہ راز افشا ہو جائیگا
بڑی ذلت و رسوائی آپ کی ہوگی آپ اہل عزت خاندان شاہی سے ہیں خداوند سے قرابت رکھتی ہیں
ذرا انجام پر نظر کیجیے اس آغاز سزا دہی کا انجام بد ہوگا ذلت و رسوائی بہت ہوگی یہ خبر پوشیدہ نہ رہیگی
خداوند و نائب خداوند تک بھی خبر ضرور پہونچیگی سراسر آپ کی ذلت ہوگی جب تک زندہ رہیے گا انگشت نما
ہوئیے گا ساکنان طلسم زلزلہ نظر حقارت سے آپ کو دیکھیں گے یہ عزت و آبرو آپ کی پھر نہ رہے گی
بہتر یہی ہے کہ اس عیب کو چھپائیے اسکی خطا پر خاک ڈالیے غیروں پر ظاہر نہ کیجیے آپ نے اس خوبرو
کو ناز و نعم سے پرورش کیا ہے بچوں سے خطا و تقصیر اکثر ہوہی جاتی ہے بزرگ بہ شفقت بزرگانہ معاف
کر دیتے ہیں آپ بھی الٰہی بزرگ ہیں یہ بچے ہیں ماں باپ کی بچی ہے اس کے حال پر رحم کیجیے سوا آپ کے
بزرگ و سرپرست اس کا کوئی نہیں ہے مثل اس کے مجکو بھی آپ نے پالا ہے میرے بھی والدین زندہ
نہیں ہیں بزرگوں میں بجز آپ کے دم کے کوئی نہیں ہے آپ کے اشفاق بزرگانہ کا ہم دونوں شکریہ
ادا نہیں کر سکتے ہیں بڑے ناز و نعمت سے آپ نے ہم دونوں کو پرورش کیا ہے بہتر ناز برداری کی ہے
پال پوس کر اتنا بڑا کیا ہے بڑا احسان ہے آپ کا ہر چند کہ یہ غصہ آپ کا بیجا نہیں ہے لیکن زیادہ غصہ بھی اچھا
نہیں ہے یہ کہکر بے اختیار با آواز بلند رونے لگی جان اپنی کھونے لگی ملکہ شہناز جادو نے مجمر جادو کے
قسم دینے سے و نیز اس کی تمام تقریر سنکے انجام پر اپنے غصے کے غور کیا اور مجمر جادو کی رائے کو
پسند کر کے بجائے خود اسی عالم غصہ میں یہ خیال کیا کہ بھانجی میری جو کچھ کہتی ہے سچ کہتی ہے گو کہ لڑکی
ہے مگر عقل بزرگانہ رکھتی ہے یہ سوچکر غصہ کو ضبط کر کے کوڑا ہاتھ سے زمین پر ڈال کر مجمر جادو کے سر کو اپنے
قدم سے اٹھا کے کہا کہ او چھوکری تو نے مجکو خداوند کی قسم دی ہے اور قدم پر میرے سر رکھکر ہاتھ
جوڑ کر اس گیسو بریدہ کے بارے میں کوڑے نہ مارنے کو کہا ہے خیر تیرے کہنے سے اب اس کو کوڑے
نہ ماروں گی الا نظر بند کروں گی گھر میں اپنے اس کو قید کروں گی تاکہ پھر یہ سوے صاحبقران
طلسم کشائے طلسم زلزلہ و دیر و سے خواجہ طیفور گردیا جس پر مائل ہوئی ہے نہ جا سکے یہ کہکر ہاتھ ملکہ
بہار کا پکڑ کر آہستہ آہستہ اسکو دالان پر لے گئی کمر پکڑ کر حجرے میں بند کیا بعد ازاں کہا کہ او ننگ خاندان
واہ واہ طلسم کشا کو تو نے خوب اسیر کیا خود جا کر زنجیر عشق میں اسیر ہوئی اب نائب خداوند اگر پوچھیگا
تو اس سے کیا کہوں گی مجمر جادو نے عرض کیا کہ اے خالہ جان اب تو وقت شب ہے کل ہنگام سحر میں
جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ و خواجہ طیفور گردیا کو اسیر و گرفتار
کر کے آپ کی خدمت عالی میں لے آؤں گی آپ دونوں اسیروں کو اپنے ہمراہ نائب خداوند کے
پاس لے جائیے گا اس سے کہیے گا کہ میری نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بمشکل ان کو گرفتار
کیا ہے میں ان اسیروں کو لے کر آئی ہوں یہ سنکے وہ بہت خوش ہوگا آپ کا تمام طلسم میں شہرہ ہوگا
خداوند بھی آپ سے بہت خوش ہونگے عزت و توقیر آپ کی زیادہ کریں گے عجب نہیں کہ علاوہ خلعت
کے مال و حکومت مرحلات طلسم زلزلہ آپ کو دیں اور بیحد ممنون منت ہوں ملکہ شہناز جادو نے
جواب دیا کہ او چھوکری کیا اب تو بھی وہاں جا کر کسی پر عاشق و فریفتہ ہوگی تیری بہن تو مبتلائے عشق
عیار سکار طلسم کشا ہو چکی ہے اس نے عرض کیا کہ مجکو عشق کا نام سننا گوارا نہیں ہے مثل اپنی خواہر کے
نا فہم ہوں عشق و عاشقی سے مجکو نفرت ہے اگر میں بھی مانند اپنی بہن ملکہ بہار کے صاحبقران
یا ان کے عیار یا اور کسی سے آشنائی کروں تو مجکو جو چاہیے گا سزا دیجیے گا ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ تو کیونکر

طلسم کشا کو اسیر کر لائے گی اُس کے ساتھ عیار ہے وہ بلائے روزگار ہے مجمر جادو نے کہا کہ اگر ہمراہ طلسم کشا عیار ہے تو کیا اندیشہ ہے اگر عیار ہے پر عیاری نکی ہو تو کچھ کام ہی نہیں کیا آپ کی تعلیم سے صرف سحر و ساحری ہی مین طاق و مشاق نہین ہون بلکہ اپنی طبیعت سے عیارہ و مکارہ بھی ہون میرے دام فریب مین پھنسکر نکلنا ممکن نہین اگر آپ مجکو جانے کی اجازت دین گی تو یہان سے جاکر وہ عیاری کرون گی کہ عیار اور طلسم کشا دونون کو دام فریب مین مبتلا کرکے فی الفور اسیر کر لاؤنگی اُن کے گرفتار کر لانے کی تدبیر میرے ذہن مین آچکی ہے ملکہ شہناز جادو اُس کی گفتگو سنکے خاموش ہو رہی جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی مجمر جادو نے پھر کہا کہ خالہ جان اگر مجکو اجازت دیجیے تو ابھی جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے آؤن اُس نے اُس کے مکرر کہنے سے جواب دیا کہ اچھا جا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کو مع اُس کے عیار مکار کے اسیر کر لا خبردار تو مانند اُس گیسو بریدہ کے کسی پیر بالکل نہ ہونا اُس نے کہا کہ خالہ جان آپ اطمینان رکھین میری طبیعت ملکہ بہار کی طبیعت سے جدا ہے یہ کہکے جو کچھ تدبیر اس کو کرنا منظور تھی وہ تدبیر کرکے تخت سحر پر سوار ہو کر سوئے کوہ بلور روانہ ہوئی بعد قطع راہ دور و دراز کے قریب کوہ بلور پہونچی بلندی سے دیکھا کہ ایک منڈھی کی مانند چھوٹا سا خیمہ زیر کوہ استادہ ہے اندر اُس خیمے کے ایک نوجوان خوش رو جس کے رخ سے آثار شجاعت و جرأت آشکار ہین دلیرانہ بیٹھا ہوا اسیر سحر اسے گریہ و زاری کر رہا ہے تسبیح ہاتھ مین ہے کچھ پڑھ رہا ہے عیار اُس کا اُس کے سامنے موجود ہے چند خدمتگار وغیرہ کار و بار مین مصروف ہین سب کو دیکھتی ہوئی آگے بڑھ کر بلندی سے بالائے زمین مسکراتی ہوئی آئی تخت سحر سے اُتری خواجہ طیفور کو دیکھا اُسکو دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے اُس کی طرف دوڑے کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان کیا مجکو اپنے یہان آنے سے شاد کیا ہے کہ بے حد خوشی و خرمی حاصل ہوئی ہے جب سے تم یہان سے سوئے طلسم زلزلہ گئی ہو مین کیا کہون کہ تمہاری جدائی مین کیسا بیتاب و بیقرار تھا مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپا کرتا تھا بیتابی و بیقراری و درد جدائی سے نالہ و فریاد کرتا تھا میری گریہ و زاری پر اس صحرا کے چرند و پرند رحم کرکے قریب میرے آکے میرے حال پر وہ بھی نالان و گریان ہوتے عجیب بیچینی سے گریہ و زاری مین شب فرقت مین نے تمہاری یاد مین بسر کی ہے شکر ہے خدا کا کہ تم میرے پاس آئین مین نے تمہین دیکھا دل بیتاب کو قرار ہوا صدمہ جدائی دور ہوا آؤ آؤ سینے سے لپٹ جاؤ میری آغوش مین آؤ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے دیکھا کہ ملکہ بہار گلپوش جادو اسی صورت سے اپنے رخ پر نقاب ڈالے وہی زیور و لباس رنگین پہنے ہوئے آئی ہے خواجہ اپنی معشوقہ کے روبرو کھڑے ہین حال بیتابی و بیقراری دل ظاہر کر رہے ہین وہ سر جھکائے ہوئے مسکرا رہی ہے ابھی صاحبقران گستورستان جانب ساحرہ مذکورہ و خواجہ طیفور کو دیکھ رہے تھے و دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ ساحرہ صادق القول ہے اس نے وعدہ آنے کا کیا تھا حسب اقرار اپنی ہے نہین معلوم حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی اپنی نانی سے دریافت کرکے آئی ہے یا نہین نزدیک آئے تو اس سے دریافت کیا چاہیے خدا کرے کہ اسی کے ذریعے سے لوح کا پتا ملجائے کہ خواجہ موصوف نے ہاتھ اُس نازنین کا اپنے ہاتھ مین گرمجوشی سے پکڑے ہوئے عشق اپنا ظاہر کرتے ہوئے قریب کشتہ اور نازنین مذکور کو اندر اُس منڈھی کے بالائے فرش نفیس بٹھایا اُس ساحرہ نے کہا کہ اے خواجہ کل سے تجھسے بابت لوح طلسمی طلسم زلزلہ کے کہا تھا مین نے یہان سے جاکر اپنی نانی صاحبہ

لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کیا تھا تب انھون نے بمشکل بیان کیا کہ لوح طلسم زلزلہ میرے پاس ہے خداوند ہو دسرمست جادو نے مجھے امین و خیر خواہ جان کر لوح طلسمی سپرد کی ہے مین نے کہا کہ مین بھی دیکھون وہ لوح کیسی ہے انھون نے میرے ضد کرنے سے مجبور ہو کر لوح طلسمی مجھے دکھائی پھر صندوقچے مین بند کرکے رکھدی جب وہ نائب خداوند کے دربار مین گئین مین صندوقچہ کھولکے لوح طلسم زلزلہ لے کر یہان چلی آئی لو یہ لوح طلسمی موجود ہے تمھاری محبت مین مین نے برباد کی طلسم زلزلہ گوارا کی ہے یہ کہکر رومال سے لپٹی ہوئی ایک لوح خواجہ کے حوالے کی بعد ازان کہا کہ ذرا میرے اس احسان کا خیال رکھنا لوح کی حفاظت کرنا میری الفت سے دست بردار ہونا مین نے اپنی جان اور اپنے دین کا بھی کچھ خیال تمھاری الفت مین نہ کیا خداوند و نائب خداوند بلکہ تمامی ساحران طلسم کی دشمن جان ہوئی بربادی طلسم کی خواہان ہوئی اپنی رسوائی کا بھی کچھ اندیشہ نہ کیا تمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ مجھ سے ترک محبت نکرنا اس لوح طلسمی کے لیے آنے سے اور کھین دینے سے جو کچھ قہر و عتاب و اسیری میرے مقدر مین ہے وہ ہوگی مین خداوند و نائب خداوند و نیز اپنی نانی صاحب کے قہر و غضب مین مبتلا ہو کر قید ہونا گوارا کرون گی لیکن تمھاری محبت سے ہاتھ نہ اٹھاؤن گی اگر اسیر ہوئی تو پھر تمھارے پاس آؤن گی ورنہ اب میرا یہان آنا نہو گا قید خانے مین جانا نصیب ہوگا زندان مین تمھاری تصویر خیالی سے باتین کیا کرون گی جبتک تم ہمراہ صاحبقران کے داخل طلسم ہو کر مجھے زندان سے رہا نکروگے رہا نہونگی خواجہ طیفور گردیا نے وہ رومال دست ساحرہ سے لے کر رومال پیچیدہ سے لوح کو نکال کر جو دیکھا تو وہ عجیب لوح پر ضیا نظر آئی ایسی چمک اس مین تھی کہ نظر اس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی مانند آفتاب کے چمک رکھتی ہے کچھ نقوش و طلسم اس پر کندہ بھی بمشکل تمام نظر آتے تھے خواجہ لوح مذکور کو دیکھکر خوش ہوے بعد ازان وہ لوح صاحبقران کو دے کر کہا کہ لیجیے دعا آپ کی قبول ہوئی لوح طلسمی دستیاب ہوئی امیر با توقیر نے دست خواجہ سے لوح مذکور لے کر اس پر نظر کی خوش ہو کر شکر خدا کیا اس اثنا مین ساحرہ مذکورہ نے اپنے دل مین کہا کہ مین نے اس حیلہ سے کیا خوب عیاری کی ایسا عیار بلاے روزگار میرے دام فریب مین گرفتار ہوگیا اب تاخیر کرنا کیا ضرور ہے جلد ان دونون کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر پر ان کو ڈال کر سوے طلسم زلزلہ چل اپنی خالا و نائب خداوند سے سرخرو ہو طلسم زلزلہ مین نامور ہو خداوند کی جان بخش و خیر خواہ مشہور عالم ہو یہ باتین اپنے دل مین کرکے الفاظ سحر اپنی زبان پر جاری کرنا چاہے ہر چند جو سحر یاد تھے خوب ان کو یاد کیا مگر کوئی سحر یاد نہ آیا ہر ایک سحر فراموش ہوگیا اسوقت ساحرہ مذکورہ نے گھبرا کر سخت متردد ہو کر سر اپنا اٹھایا آنچل دوپٹے کا جو اپنے سر و رو پر ڈال کر زیر سایہ مسند بیٹھی تھی سر کا پاتر درد و فکر سے جو پسینہ آگیا تھا اپنے رومال سے اس پسینے کو زیر نقاب چہرہ سے پونچھا ناگاہ صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا نے اس کے چہرہ پر نظر کی متردد ہو کر دل مین خیال کیا کہ یہ ساحرہ پہلے تو بصورت ملکہ بہار گل پوش تھا وہ نہان آئی تھی اب اس کی صورت کچھ اور ہی ہو گئی ہے نہ اس کا سا اس کا چہرہ ہے نہ رنگ ہے ایک ساحرہ جوان سبزہ رنگ ہے بعد فکر بسیار بعقل سے یہ دریافت ہوا کہ یہ ساحرہ کوئی اور ساحرہ ہے بندہ سحر ملکہ بہار گل پوش کی صورت بنا کر واسطے گرفتاری اور عیاری کے یہان آئی تھی مسند ہی حضرت دانیال کے سامنے مین بیٹھی تھی اس کا دفع ہو گیا

صورت اصلی پر آگئی اور پھر بھی بھول گئی کیونکہ یہ خاصہ منڈھی مذکور کا ہی کہ تبرکات پیغمبر سے ہی بعد
معلوم ہونے حال ساحرہ مذکورہ کے خواجہ نے پوچھا کہ اے ملکہ نام نامی تمھارا کیا ہی اُس نے جواب دیا
کہ اے خواجہ جائے حیرت و مقام عجب ہی کہ تم مجھکو نہیں پہچانتے ہو میرا نام نہیں جانتے ہو ایسا جلد
مجکو بھول گئے کل میں تمھارے پاس آئی تھی تمھنے مجھے بچا کر غزلین گائی تھین عشق اپنا ظاہر کیا تھا
واسطے لوح طلسم کے مجھسے کہا تھا آج جو لوح طلسمی لے کے تمھارے پاس آئی ہون لوح حوالے کر چکی
ہون تو مجکو تم پہچانتے بھی نہیں یہ خوبی زمانہ ہی اور اپنی بدقسمتی ہی افسوس ہزار افسوس میں نے
تم ایسے خودغرض و بے وفا سے الفت کرکے لوح طلسمی لاکر تمھارے حوالے کر دی میں کیا جانتی تھی
کہ تم ایسے خودغرض و بے وفا صورت نا آشنا ہو گیا میں نے نادانی و بیوقوفی کی بے سمجھے تمسے الفت
کر بیٹھی تمھاری الفت و محبت پر نظر کرکے تمھارا اعتبار کیا اپنا عاشق صادق تصور کیا حالانکہ مجکو ایسا
نکرنا چاہیے تھا بقول شاعر ؎ وفا کا لا کہ کسی سے کرے قرار کوئی + کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی
میں نے تمھاری محبت کا جو اعتبار کیا تو سزا ایسی سخت بھی پائی کہ اب تمام زندگی کسی سے محبت نکرونگی
نہ کسی کی الفت کا اعتبار کرونگی ہے ہے تم ایک ہی روز میں مجھے بھول گئے مطلب جو نکل گیا آشنا سے
بے آشنا ہو گئے ہاں صاحب کیوں نہیں اب تو لوح طلسمی جس کے دستیاب ہونے کی آرزو تھی مجھ
نادان و بیوقوف کے ہاتھ سے پا گئے اب کیا ہے بے خوف و خطر مصروف طلسم کشائی ہو طلسم زلزلہ کو
تباہ و برباد کرو دربندون کو فتح کرو ہر جالات طلسمی کو سر کرو ساحران طلسم زلزلہ کو حسب ہدایت
لوح طلسمی قتل کرو ابتدا مجھ سے کرو کہ میں نے اپنی نانی کے صندوقچے سے چرا کر لوح لاکر تمکو دیدی ہی
بڑا قصور کیا ہی ایسی کوئی خطا کرتا ہی قابل سزا سخت ہون واجب القتل ہون کیوں دیر لگائی ہے
قتل کرو میری خونریزی مباح و جائز جانو یہ کہکر آبدیدہ ہوئی صاحبقران اُس کی تقریر کو سنکے مسکرائے خواجہ
بے اختیار ہنسے ساحرہ مذکورہ ان کے مسکرانے اور ہنسنے سے زیادہ برافروختہ ہوئی اُسوقت خواجہ
طیفور گردیا نے مسکرا کر اپنی زنبیل سے ایک آئینہ نکال کر ساحرہ مذکورہ کو دے کر کہا کہ اے ملکہ
ذرا اس آئینے میں اپنے چہرے کا معاینہ کرو اپنے تئیں پہچانو ہم تمکو پہچان چکے ہیں تم بھی اس آئینہ
میں اپنی صورت کو دیکھو تمھاری بلکہ ہمارا گل پوشش جادو ہو گیا کوئی اور ساحرہ مذکورہ نے بعد حجت
بسیار آئینہ لیکر اپنے منہ کو اُس میں دیکھا دیکھتے ہی حیرت ہو گئی کیونکہ اپنی اصلی صورت آئینے میں
نظر آئی دل میں کہا کہ اُسے مجھ پر جادو کیا وا تعجب پیش آیا سحر میرا کس طرح دفع ہو گیا کس نے
دفع کیا یہاں ایسا کون ساحر زبردست تھا جس نے مجھ ایسی ساحرہ کے سحر کو اس طرح دفع کیا
کہ مجھے خبر نہوئی اور راز میرا فاش ہو گیا عیاری تو کی تھی مگر بڑی بری حالت میرا کھل گیا علاوہ اس کے
حیرت یہ ہی کہ سحر بھول گئی شاید صاحبقران یا خواجہ ساحران زبردست ہیں کہ انھوں نے اپنے
سحر سے میرے سحر کو دفع بھی کر دیا اور میرا سحر بھی مجھے بھلا دیا پیشتر تو یہی سنا ہی کہ اہل اسلام ساحر
نہیں ہوتے ہیں یہ مسلمان کیسے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے سے باتیں کرنے سے سحر دفع ہو جاتا ہی اور
جو جو سحر یاد ہوتا ہی وہ بالکل بھول جاتا ہی یہی وجہ تھی کہ خواجہ نے مجھ سے تیرا نام پوچھا تھا صاحبقران
اور یہ عیار دونوں مجکو دیکھکر پہچانتے تھے تو مجھے خبر تھی آئینہ دیکھنے سے مجھے اپنی صورت کا معاینہ ہوا
تغیر راز ہوا افشا ہو گیا جو تدبیر کی تھی وہ الٹ پڑی اب اپنی جان بچا کر گریزان ہو ورنہ گرفتار
ہو جانے کی ان کو گرفتار کرنے آئی تھی خود ہی اسیر ہوا جانے کی بلکہ تعجب نہیں کہ تاخیر کرنے سے

ادہر

پیر عیار تجکو گرفتار کرکے قتل کرے تیرے خون گلو سے اپنی شمشیر آبدار و زمین صحرا کو رنگین کرے یہ باتین
بلیجات تمام دل مین کرکے جلد اٹھکر منڈھی سے نکلنے کا ارادہ کیا اُسوقت خواجہ نے کہا کہ اے منڈھی
حضرت دانیال پیغمبر کی یہ ساحرہ عیارنے بنا ہے اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا ہی براے دشمنی و اسیری
صاحبقران یہ آئی تھی اب عاجز ہوکر بھاگتی ہی اس کو اسیر کرلے پھر داس کہنے کے اُن خدمتگارون نے
دیکھا کہ یکایک وہ ساحرہ منڈھی مین اس طرح لٹک گئی کہ سر اُس کا نیچے پاؤن اُس کے اونچے ہوکر پہنا
محکم مین جو منڈھی مین تھین بند ہو گئی اُسوقت ساحرہ مذکورہ فریاد و عاجزی کرنے لگی خواجہ نے کہا کہ
اے ساحرہ عیارہ اب کہ تجکو تیغ سے یا خنجر بران سے قتل کرون یا تجکو نشانہ تیر کرون اگر اپنی زندگی
چاہتی ہو تو ہماری اور صاحبقران کشورستان کی اطاعت اختیار کر کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہوا ور اپنے نام سے آگاہ کر صاف صاف حال اپنا بیان کر تونے مجھ ایسے عیار سے عیاری
کرنا چاہی تھی واسطے اسیر کرنے صاحبقران کشورستان میرے مالک و آقا کے آئی تھی یہ کہکر کوڑا
زنبیل سے نکال کر ارادہ مارنے کا کیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے بصد عاجزی کہا کہ اے خواجہ
مین سچ سچ تمام حال اظہار کرتی ہون اطاعت تمھاری اور صاحبقران کی اختیار کرتی ہون مطیع
دین اسلام ہوتی ہون کوڑے سے مجکو اذیت نہ پہنچا تاب تازیانہ نہ لاسکون گی ہلاک ہوجاؤنگی خواجہ
نے ہاتھ اپنا روکا اُس نے بیان کیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام میرا انجم جادو ہی بھانجی ملکہ شہناز
جادو کی ہون جب ملکہ بہار یہان سے اپنے گھر گئی میری خالہ نے اُس سے پوچھا کہ تونے طلسم کشا
کو اسیر کیون نہ کیا اُس نے جواب دیا کہ باوجود تلاش بسیار صاحبقران طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
مجھے نہین ملے اسوجہ سے مین خالی ہاتھ آئی ورنہ طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آتی یہ کہکر اُس نے
حال لوح طلسمی کا اپنی نانی سے دریافت کیا تھا ہماری خالہ نے متردد ہوکر بزور سحر تمام حال اُسکے
یہان آنے کا اور عاشق ہونے کا دریافت کرکے ارادہ سزا سے سخت دینے کا کیا تھا مین نے
سزا سے سخت سے اُس کو بچاکر اقرار کیا تھا کہ طلسم کشا کو اسیر کرکے مین لے آؤن گی حسب وعدہ
واسطے گرفتار کرنے کے یہان آئی تھی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ سحر میرا دفع ہوگیا بصورت ملکہ
بہار سحر سے بنکر یہان آئی تھی ویسے ہی بصورت اصلی ہوگئی سحر بھی بھول گئی آئینہ دیکھکر مجکو اپنی
اصلی صورت ہوجانے سے آگاہی ہوئی پھر مین نے یہان سے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا تا گاہ
مین اس منڈھی مین لٹکا دی گئی وہ دیر [illegible] سے پاؤن خود بخود بند ہوگئے چاہتی ہون کہ
مجھے چھوڑ دو اب [illegible] پیش نہ آؤن گی خواجہ نے اُس کے چہرے پر نظر کرکے [illegible] اقول
جان سے اُس کو رہا کر دیا وہ صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر سوئے طلسم زلزلہ تخت [illegible] پر
سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد قطع راہ اپنے گھر مین پہونچی ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ اے
انجم جادو تو بھی خالی ہاتھ آئی طلسم کشا کو اسیر کرکے کیون نہ لائی اُس نے کہا خالہ جان ہر چند
مین نے چاہا کہ طلسم کشا کو اسیر کرون لیکن اُس کو اسیر نہ کرسکی مجبور ہوکے چلی آئی ملکہ شہناز
جادو انجم جادو پر بھی بہت غضبناک ہوئی بعدہ کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو بھی مانند ملکہ بہار
گل پوش جادو کے صاحبقران یا اُس کے عیار پر عاشق ہوئی جس طرح وہ طلسم کشا کو
اسیر کرکے نہ لائی اسی طرح تو بھی خالی ہاتھ آئی یہ کہکے عالم غصہ و غضب مین اُس کو بھی سزا دی
ایک ساحر [illegible] جادو جو سلسلے مین ملکہ شہناز جادو کے رہتا ہوا و عداوت قلبی ملکہ شہناز جادو

سے رکھتا ہی آپنے تمام حالات ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے گوش خود سنکے فی الفور دربار
نائب خداوند حکیم جالوس مین جاکر بعد سلام دست بستہ جملہ حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے
جانے کے اور خالی ہاتھ واپس آنے کے بیان کرکے اپنی طرف سے عرض کیا کہ اے نائب خداوند
ملکہ شہناز جادو بھی طلسم کشا سے مل گئی ہی مطیع دین اسلام ہو گئی ہی بذریعہ ملکہ بہار جادو و ملکہ
مجمر جادو کے اُس نے طلسم کشا سے ساز کیا ہی اقرار بتانے لوح طلسم زلزلہ کا کیا ہی اسی وجہ سے وہ
آپ کے دربار مین نہین آئی نہ کچھ حال ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے جانے کا اُس نے آکر بیان
کیا اُس نمک خوار قدیم نے از راہ خیر خواہی جو کچھ اپنے کانون سے سنا اور آنکھون سے دیکھا ہی
اُسکو عرض کیا ہی اطلاع اُسکی سرکشی اور ارادہ دشمنی سے حضور کو دیدی ہی آئندہ حضور کو اختیار
ہی یہ کہکے خاموش ہو کر اجازت حاصل کرکے اپنی جگہ پر دربار مین بیٹھا حکیم جالوس نے
عقرب جادو سے تمام حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو بگوش دل سنکے
از حد غضبناک ہوکے بغیر دریافت کئے عقرب جادو کے کہنے کا یقین کرکے آفات احول چشم
جادو سے کہا کہ جلد جاکر ملکہ شہناز جادو کو یہان اپنے ہمراہ لے آ اگر وہ یہان آنے مین کچھ حیلہ و
حوالہ کرے اور ہمارے حکم سے سرکشی کرے تو اُس کو بذلت کشان کشان ہمارے روبرو لانا
کچھ پاس و لحاظ اُس کا نکرنا ہمارے حکم پر عمل کرنا ہرگز اُس سے نہ ڈرنا اگر وہ ساحرہ زبردست ہی تو
تو بھی تو ساحر نامی ہو تا سو بہتر وہ ساحری مین کچھ اُس سے کم نہین ہی مقابلہ و مجادلہ کرنا غرض جسطرح
ممکن ہو اُس کو ضرور میرے سامنے لے آنا اگر وہ سوے طلسم کشا جانے کا ارادہ کرے تو اُسے
جانے نہ دینا سد راہ ہونا مابدولت کو اطلاع دینا آفات جادو حسب الحکم نائب خداوند اُسی وقت
کئی ہزار ساحرون کو ہمراہ لیکے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے مکان ساحرہ مذکورہ روانہ ہوا بعد
قطع راہ مکان ملکہ شہناز جادو پر پہونچا ملکہ شہناز جادو کو جو اُس کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور اپنے
محل سے باہر برآمد ہو کر پوچھا کہ اے آفات احول چشم جادو خیر تو ہی اسوقت کیون آئے ہو اُسنے
کہا کہ آپ کو نائب خداوند نے یاد کیا ہی واسطے بلانے کے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہی لہذا مناسب ہی کہ جلد
دربار مین چلیے نائب خداوند آپ کے منتظر ہین ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہی کہ ہمین کیون
بلایا ہی اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہین کس واسطے طلب کیا ہی غالباً کوئی کام ضروری ہوگا ملکہ شہناز
جادو ہمراہ آفات احول چشم جادو و بعد تردد سوے دربار حکیم جالوس نائب خداوند گئی جب سامنے
اُس کے گئی سلام کرکے پوچھا کہ اے نائب خداوند اسوقت مجکو کیون طلب کیا ہی اُس نے غضبناک
ہو کے کہا کہ تجھے ہمیں کچھ حال ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہ آکر بیان کیا اُس نے سر دربار طلسم کشا
کے اسیر کرانے کا اقرار کیا تھا بلکہ برائے گرفتاری طلسم کشا سے طلسم زلزلہ روانہ بھی ہوئی تھی اُس کو اسیر کرا لائی
یا نہین ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے نائب خداوند میری نواسی برائے تلاش و اسیری صاحبقران
طلسم کشا سے طلسم زلزلہ جو گئی تھی بعد تلاش بسیار و سرگردانی و رہروی افزون بے نیل مرام آئی طلسم کشا
اُس کو کہین نہین ملا اگر وہ طلسم کشا کو گرفتار کرلاتی تو وہ خود یہان مع قیدی دربار مین آتی حکیم جالوس
نے بقہر و غضب کوڑا طلب کرکے کہا کہ او ضعیفہ مکارہ معلوم ہوا کہ تو اپنی نواسی سے بہتر کہتی ہی اُس کا
حال چھپاتی ہی ہمکو سب حالات سے آگاہی ہو گئی ہی ہم نائب خداوند ہین جانب خداوند سے مالک و
حاکم و منتظم طلسم زلزلہ ہین امور ملکی و واقعات سے سب باخبر رکھتے ہین غافل نہین ہین تو جھوٹی ہی اسیس

پیرانہ سالی مین دروغگو ہوئی ہے تمام حالات چھپاتی ہو سر دربار جھوٹ بولتی ہو یہ بات معلوم ہو چکا ہو کہ بھانجی
اور نواسی تیری طلسم کشا سے مل گئی ہو تو نے بھی طلسم کشا سے سازش کی ہو اُس کی شریک مخفی اور
سے ہو گئی ہو بدخواہی خداوند پر تو نے کمر باندھی ہو بربادی و تباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہو یہ کہکے عالم غصہ
مین کچھ اُس کی عزت و لیاقت و عالی مرتبہ ہونے کا خیال نکرکے انجام پر نظر نکرکے حکم دیا کہ اس مکارہ
و بدخواہ خداوند پر کوڑے لگاؤ دروغگوئی و بدخواہی خداوندی ہمارے حکم سے اس کو سزا دو
بمجرد اس کہنے کے عقرب جادو وغیرہ ساحران نابکار واسطے کوڑے مارنیکے اٹھے نائب خداوند
نے پہلے اپنے ہاتھ سے ایک کوڑا اُس پر لگایا پھر عقرب جادو کے کوڑا حوالے کرکے کہا کہ مارے
کوڑون کے ہلاک اس بداندیش شہنشاہ کی فگار کر سر دربار سزا اسے سخت دے تاکہ پھر کوئی ساحران
طلسم زلزلہ سے شریک طلسم کشا ہو کر بدخواہ خداوند نہو عقرب جادو کہ دشمن ملکہ شہناز جادو
تھا حسب الحکم نائب خداوند کوڑے مارنے لگا ملکہ شہناز جادو نالہ و فغان کرنے لگی زمین پر تڑپنے
لگی ہنوز چند کوڑے مارے تھے کہ حکیم جالوس نے اشارے سے منع کیا عقرب جادو نے ہاتھ
روکا نائب خداوند کو رستے برہم ہوکر حکم دیا کہ اس دروغگو مکارہ ضعیفہ کو ہمارے دربار سے نکال دو
اگر بار دیگر کوئی خبر اس کی بداندیشی و بدخواہی کی ہمکو پہونچے گی تو ایسی سزا دی جائے گی کہ یہ بھی
یاد کرے گی حسب الحکم بعض ساحران دربار نے اُس کو دربار سے نکال دیا اکثر ساحران دربار
نائب و نامور ملکہ شہناز جادو کے حال پر متاسف ہوے اور بجالیکے خود کہنے لگے کہ نائب خداوند نے
اچھا نہ کیا ایسی ساحرہ معززہ و قرابت دار خداوند کو سر دربار کوڑا مارا اور عقرب جادو کو بھی
حکم کوڑے لگانے کا دیا سر دربار اسکو ذلیل کیا بغیر دریافت حال ایسی سزا سخت دی خلاف
عدالت یہ فعل کیا اپنے خیرخواہ کو اپنا دشمن کیا ضرور ہی کہ انجام اس کا بد ہوگا یہ باتین اپنے دلمین کرکے
خاموش رہے خوف قہر و غضب نائب خداوند کو رستے کچھ زبان پر نہ لا سکے ملکہ شہناز جادو اپنی
ذلت اور کوڑون کی اذیت سے روتی ہوئی اپنے گھر گئی ملکہ بہار جادو و ثمر جادو کو جب تمام حال
سے آگاہی ہوئی دونون رونے لگین نائب خداوند کو کلمات سخت کہنے لگین ملکہ شہناز جادو نے کہا
کہ اے لڑکیو تمہاری ہی وجہ سے یہ ذلت میرے واسطے سر دربار ہوئی اگر تم دونون واسطے ہمیری
طلسم کشا کے نجاتین تو یہ ذلت میرے واسطے نہوتی سر دربار کوڑے نہ کھاتی نائب خداوند حکیم جالوس
مجھپر غضبناک نہوتا کلمات سخت و ناگفتہ بہ مجھکو نہ کہتا افسوس عزت و آبرو میری باقی نرہی اب کسی کو طلسم
زلزلہ کو صورت دکھانے کے قابل نرہی بڑی میری بے عزتی ہوئی اب اس طلسم مین نرہون گی جنگل یا
جنگل مین جاکر چند روزہ حیات بسر کرون گی نائب خداوند نے میری عزت و لیاقت کا کچھ خیال نکیا
مطلق پاس و لحاظ میرا نکیا مین وہ ہون کہ خود خداوند ہوش مست جادو اپنا بزرگ جان کر میرا
پاس و لحاظ کرتا ہو تعظیم و تکریم میری کیا کرتا ہو اس نالائق و بیہودہ و ظالم نائب خداوند نے ذرا بھی
میری قدر و منزلت نکی ایسا مجھکو ذلیل و حقیر جان کر کوڑے لگائے کہ کسی ادنی کو بھی اس طرح
تعزیر نہین دیتے ہین مین نے اُس کے ظلم پر صبر کیا سر دربار آمادہ جنگ نہوئی تیغ کھینچکے اپنی جوہر
نہ دکھائے خیر دیکھا جائے گا یہ نابکار اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ظلم کرتا ہو کبھی تو کسی کے ہاتھ
سے یہ بھی ذلیل ہوگا ایسی تقریر تا دیر کرکے پہلے دریافت مدت طلسم زلزلہ کتاب سامری کھولی اور
اُس مین تھوڑی مدت بقاے طلسم مذکور کی دیکھکے ڈر ہوا اسکے بعد حالات نسبت طلسم کشا کی

شراکت کے دریافت کرکے تمام مال و اسباب اپنا سے کر مکان کو اپنے اپنے سحر سے برباد و تباہ و منہدم
کرکے چند کنیزون اور ملکہ بہار گل پوش جادو و نجمہ جادو کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہوکر ابر سرخ
رنگ اپنے سحر سے پیدا کرکے اُس ابر مین غائب ہوکے سوئے کوہ بلور چلی اُسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ اُس ابر سرخ رنگ سے دمبدم برق ظاہر ہوتی تھی صداے رعد آتی تھی بجائے بارش آب بارش
خون تازہ ہوتی تھی یہ دیکھکر اکثر ساحران طلسم زلزلہ باہم کہنے لگے کہ یہ ابر سحر سرخ رنگ اور یہ بارش خون
تازہ علامت قہر و غضب ملکہ شہناز جادو کی ہے نائب خداوند سے ناراض و آزردہ خاطر ہوکر کہین جاتی ہے
عجب نہین کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کی طرف جاتی ہو اُس کی شریک ہوکر بربادی طلسم کی درپے ہو
اگر کہین ملکہ شہناز جادو کہ رازداران طلسم سے ہے شریک طلسم کشا ہو گئی تو غضب ہوا کیونکہ ساحرہ
زبردست ہے نامی و نامور ہے قرابتداران خداوند سے ہے اس کے سحر کی پناہ نہین اس سے ساحران
نامی بھی سحر و ساحری مین عاجز ہونگے نائب خداوند نے عالم غصہ و قہر و غضب مین بے سمجھے بوجھے ایسی
معزز ساحرہ کو کوڑے مارکے سر دربار ذلیل کیا اچھا نہ کیا دیکھنا حکیم جالوس پچھتائے گا انجام اس
ظلم کرنے کا برا ہوگا بعض ساحرون نے جواب دیا کہ قول تمہارا سچ ہے لیکن ملکہ شہناز جادو کے
جانے کی خبر نائب خداوند سے کر دینا چاہیے مبادا وہ ہمپر ہی عتاب کرے کہ تم سب نے اُسکو جاتے
ہوے دیکھکر ہمکو اطلاع کیون نہ کی تو اُس کا جواب کیا دینگے یہ کہکر فی الفور روانہ ہوکر خدمت نائب خداوند
مین سر دربار جاکر بعد اداے مراسم سلام دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند آگاہ ہوجیے کہ ملکہ
شہناز جادو حضور کے دربار سے کوڑے کھاکر جو اپنے گھر مین نالان و گریان گئی تھی دیر رویا کی
بعد ازان اپنے مکان کو عالم رنج و صدمہ سے غرقی اپنی [illegible] منہدم و برباد کرکے ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ نجمہ جادو و چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لے کر مع اپنے مال و اسباب کے حضور
سے ناخوش و ناراض ہوکر ابھی سامنے کوہ بلور روانہ ہوئی ہے غالبا پاس طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کے
جائے گی اُس کی شریک و معاون و مددگار ہوکر بربادی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی بدخواہی
و دشمنی پر کمر باندھے گی ساحرہ معزز و رازداران طلسم زلزلہ سے ہے نشانیان لوح طلسمی سے طلسم کشا کو
آگاہ کر دے گی اُس کی جانب سے نمکخواران حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے گی غالبا فتنہ و فساد برپا
کرے گی کیونکہ نہایت آزردہ ہو گئی ہے ابھی اثناے راہ مین ہوگی کوہ بلور تک نہ پہونچی ہوگی ہم ملکہ
شہناز جادو کو روک نہ سکے اُس کے مقابلہ کرنے کے لائق نہ تھے وہ ہمارے روکنے سے بھلا
کب رک سکتی ہے سوا اس کے ہم کو حکم اس کے روکنے کا بھی نہ تھا اس سبب سے اُس کے سد راہ نہو کر
اُس کے جانے کی خبر خدمت حضور مین حاضر ہوکر عرض کی ہے ایسی حالت مین جو مناسب ہو حضور انتظام
کرین حکیم جالوس نائب خداوند ہو و سرمست جادو [illegible] یہ خبر سنکے بہت گھبرایا ملکہ شہناز جادو
کو کوڑے لگا کر سر دربار اُس کو ذلیل کرکے دل مین پشیمان ہوتا یا بعد ازان اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و اے مطیعان خداوند زلزلہ تم سب مین کوئی ایسا ساحر زبردست
و خیر خواہ خداوند ہے کہ بعد جاکر ملکہ شہناز جادو کا سد راہ ہوکر اُس کو مع اُس کی بھانجی اور نواسی
ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجمہ جادو کے ہمارے روبرو لے آئے اگر وہ بخوشی نہ آئے تو اُس کو
قتل کرکے زمین کو اُس کے خون سے رنگین کرے کیونکہ وہ بارادہ بدخواہی خداوند یہان سے
گئی ہے ہم اس کارنمایان کے عوض مین خلعت و انعام کثیر دینگے مرتبہ بھی زیادہ کرینگے خداوند بھی

بہت خوش ہونگے خلعت ومنصب وجاگیر دین گے اُسوقت سب کے پہلے اہل دربار سے رعد واوسحر
جادو نے اپنی جگہ سے اُٹھکر باادب عرض کیا کہ اے نائب خداوند بہتر ہے حسب الحکم جائیگا اور
ملکہ شہناز جادو کو سمجھا کر روبرو حضور کے لے آئے گا اگر وہ نہ آئیگی تو اُس کو قتل کرونگا ملکہ
بہار رنگ گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی ہلاک کرونگا اطاعت و فرمانبرداری حضور کرونگا
چنانچہ ملکہ شہناز جادو عزیزداران خداوند سے ہے اور ساحرہ معزز ہے سحر و ساحری مین یگانہ روزگار
ہے مگر فدوی اپنے سحر خاص سے اُسے ہلاک کرے گا جسوقت اُس کے روبرو پہنچے گا اور آواز اپنی بلند
کرے گا ضرور وہ بیہوش ہو کر پڑے گی ایسی حالت مین اُس کو قتل کرنا کیا مشکل ہوگا اگر حکم ہو تو
سر بھی اُس کا کاٹ کر لیتا آؤن حالانکہ سر عورت کا کاٹنا اچھا نہین ہے نائب خداوند مذکور نے خوش
ہو کر اُس کو خلعت دے کر کہا کہ تجکو ملکہ شہناز جادو کے بارے مین اختیار ہے چاہے تحفہ اسکو
مع ملکہ بہار جادو و ملکہ مجمر جادو کے قتل کرنا چاہے بعد قتل کرنے کے سر بھی نامبردگان
کے کاٹ کر لیتے آنا مگر جہان تک ممکن ہو اُس کو زندہ اسیر کرکے یا سمجھا کر میرے روبرو لانا قتل
نکرنا کیونکہ وہ عزیزداران و بزرگان خداوند سے ہے اُس کے قتل ہو جانے کا خداوند کو رنج ہوگا
رعد واوسحر جادو پہنکے دربار سے باہر جاکر پندرہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لے کر ابر سیاہ سحر پر
اور بقولے تخت سحر پر سوار ہو کر ساحران ہمراہی مذکور کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بزور سحر
بلند ہو کر ابر سحر مین غائب ہو کر مع سامان جنگ سمت کوہ بلور روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
آئندہ لکھا جائیگا بالفعل ساحر مذکور کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا و ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملکہ مجمر جادو مطیع دین اسلام ہو کر اطاعت و فرمانبرداری صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا اختیار کر کے ڈیرہ کوہ بلور سے اپنے گھر کی طرف گئی تو صاحبقران
کشورستان نے خواجہ طیفور کردیا سے کہا کہ اے خواجہ دشمنون کے خوف سے منڈھی مین بیٹھے
رہنا خلاف ہماری شجاعت و جرأت و ہمت کے ہے اگر کوئی دیکھے تو یہی کہے کہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بڑے بودے بزدل ہین ساحرون و دیگر دشمنان نابکار کے خوف سے
منڈھی کے اندر چھپکے بیٹھے ہین باہر منڈھی کے نہین نکلتے ہین یہ شجاع و بہادر نہین ہین پس
اب ہم منڈھی کے اندر نہ بیٹھین گے تمھارے کہنے سے دو تین روز تک اس منڈھی مین رہ کے
شب بسر کی اب منڈھی سے باہر نکل کر سیر و شکار کرین گے چند روز یہان بسر کر چکے اب آگے
روانہ ہون گے خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے مین نے تو منڈھی محض اسی خیال سے استادہ
کی تھی اور آپ سے عرض کیا تھا کہ اس منڈھی کے اندر بیٹھکے شب کو آرام کیجیے تاکہ دشمنون
آپ کو کچھ ضرر نہ پہونچے پس جو مین نے خیال کیا تھا وہی ہوا ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و مجمر جادو
کے شر و فساد سے آپ محفوظ رہے اب اگر منڈھی کے اندر بیٹھنا آپ کو منظور نہین ہے تو نہ بیٹھیے لیکن
یہ خیال کر لیجیے کہ پہلے دشمنون سے سامنا ہوگا حکم نائب خداوند علیم جالوس سے ساحران
نابکار ادھر آئین گے دشمنان حضور کو اسیر کرنا چاہین گے صاحبقران موصوف نے جوش شجاعت
مین فرمایا کہ ہمکو ساحرون کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ نہین ہے خداوند عالم اپنا حافظ و نگہبان ہے
اسی کی حفاظت ہمین کافی و وافی ہے منڈھی کے اندر بیٹھا رہنا منظور نہین ہے کیا تم نہین جانتے ہو کہ

ہم شیر بیشۂ شجاعت ہیں اپنے کسی دشمن سے نہیں ڈرتے ہیں اعانت خدا پر تکیہ رکھتے ہیں یہ فرما کر منڈھی سے باہر آئے خواجہ طیفور گردپا نے پہلے منڈھی کو زنبیل میں داخل کیا بعدہٗ کچھ مٹھائی زنبیل سے نکالکر اُن خدمتگاروں وغیرہ کو دے کر کہا کہ اس شیرینی کو کھاؤ دیکھو کیا خوش ذائقہ یہ مٹھائی ہے انھوں نے خوش ہو ہو کر ذرہ ذرہ سی وہ مٹھائی کھائی چونکہ وہ شیرینی سفوف بیہوشی آمیز تھی کھاتے ہی اُن کو گرمی معلوم ہوئی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ کیسی مٹھائی تھی کہ کھاتے ہی اس نے سینے میں آگ لگادی ہے خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ مٹھائی نہایت عمدہ ہے اگر گرمی معلوم ہوتی ہے تو اٹھ کر ٹہلو وہ سب بیچارے چاہتے تھے کہ اٹھکر ٹہلیں کہ ایکایک سروں کو گردش اور پاؤں کو لغزش ہوئی چکرا کر زمین پر گر کے بیہوش ہو گئے خواجہ نے اُن کو مع اثاثے دیگر کے جو بضرورت زنبیل سے نکالی تھیں داخل زنبیل کیا ادھر صاحبقران گیتی ستان نے بقصد شکار آہو مرکب طلب کیا خواجہ نے گھوڑے کو زین و لجام سے آراستہ کر کے حاضر کیا امیر با توقیر مرکب پر سوار ہوئے خواجہ طیفور گردپا ہمراہ رکاب ہوئے بعد تھوڑی سی دور جانے کے صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ہم یہاں کھڑے ہیں تم جاؤ آہوؤں کو گھیر کر ادھر لاؤ تاکہ ہم اُن کو صید کریں خواجہ حسب الحکم برائے تلاش آہوان شوخ چشم بسرعت تمام صحرائے سبزہ زار میں بہت دور تک چلے گئے یہاں صاحبقران کھڑے تھے ناگاہ چند آہو ایک طرف نظر آئے صاحبقران نے اُن کی طرف گھوڑا اٹھایا جب قریب اُن کے پہونچے آہوؤں نے دیکھکر صدائے سم مرکب پاکر ارادہ بھاگنے کا کیا ادھر امیر با توقیر نے دوش سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر لیکر ایک آہوئے شوخ چشم کو تاک کر چلہ کمان میں تیر کو جوڑ کر کمان کو کھینچکر تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کی ران پر پڑ کر ترازو ہوا غزال مذکور زخمی ہو کر ایک سمت لنگڑاتا ہوا حتی الامکان جست و خیز کرتا ہوا چلا صاحبقران نے اُس کے تعاقب میں گھوڑے کو ڈالا وہ آہو بھاگتا ہوا دور تر چلا گیا یہاں تک کہ اُس صحرائے سبزہ زار سے ایک ایسے دشت پر خار میں پہونچا کہ وہ نہایت وحشتناک تھا کوسوں تک سبزہ و نخل کا نام و نشان بھی نہ تھا سایہ بجز سایۂ آفتاب زمین پر نہ تھا وقت جو نصف النہار کا تھا تمازت آفتاب سے دو قدم بھی چلنا دشوار تھا تشنگی سے دہن میں زبان خشک ہوئی جاتی تھی حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے لب خشک ہو گئے تھے خاک اڑ رہی تھی ہوا سے سموم چل رہی تھی گرمی کی فصل تھی زمین حرارت دھوپ سے مانند تابہ آہنی گرم تھی ہر ذرہ ریگ صحرا ایک شعلۂ آتش تھا ایسی گرمی میں خواہش آب تھی پانی کوسوں نظر نہ آتا تھا کوئی چشمہ تالاب چاہ دکھائی نہ دیتا تھا اگر تعاقب آہو میں کسی جگہ کوئی تالاب نظر بھی آتا تھا تو وہ خشک نظر آتا تھا عجب دشت تھا کہ پانی اُس بیابان میں مانند گوہر نایاب تھا گرد و باد بار بار جا بجا اٹھکر بلند ہو رہے تھے گویا زمین اس صورت سے تاب تیزی آفتاب نہ لا کر سوئے فلک برائے پناہ جاتی تھی یا وہ گرد و باد زمین سے بلند ہو کر اُس دشت جانستان میں آنے والوں کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس دشت پر خار و پر خطر میں آنے کا ارادہ نہ کرنا اگر ادھر آؤ گے ہلاک ہو جاؤ گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ باوجود تشنگی و حرارت آفتاب کے اُس دشت پر خار و خطرناک میں عقب آہو مرکب کو جولان کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک وہ آہوئے اجل رسیدہ نزدیک ایک جھاڑی کے پہونچا اُس جھاڑی میں بسبب تمازت آفتاب کے شیر نر بیٹھا ہوا ہانپ رہا تھا گرمی سے بیتاب تھا آہوئے مذکور کو اپنی جانب آتے دیکھکر شکر روزی رسان خالق کون و مکان کا کر کے نعرہ کر کے جھاڑی کے اندر سے نکلا اور اُس آہوئے تیر خوردہ خستہ و ماندہ کو

جھپٹ کر طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر لوٹنے لگا بعدہ شیر اُس کے گلو پر منھ مارکر گوشت اُس کا کھانے لگا
ہنوز ضیغم مذکور گوشت آہو بیٹھا ہوا کھا رہا تھا کہ صاحبقران سامنے اُس شیر کے پہونچے دیکھا کہ اُسی
آہوے تیر خوردہ کو شیر نے شکار کیا ہے گوشت اُس کا کھا رہا ہے دیکھتے ہی صاحبقران برہم ہوکر مرکب سے
اُتر کر چند قدم آگے بڑھکر نعرہ کوہ شگاف کیا اور بآواز بلند کہا کہ او سگ صحرائی غضب کیا کہ
ہم ایسے شیر بیشۂ شجاعت کے صید کو تو نے شکار کیا تجھ سے خائف و ترسان نہوا یہ دلیری تیری
باعث تیرے اجل کی ہوگی جس طرح تو نے ہمارے آہوے تیر خوردہ کو شکار کیا ہے اُسی طرح ہم بھی تیرا
شکار کرینگے اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو آ مقابل ہو ورنہ ہم خود آتے ہین شیر مذکور جو پشت جانب
صاحبقران کیے ہوے حالت گرسنگی مین سر جھکائے ہوے گوشت آہوے مذکور کھا رہا تھا نعرہ
صاحبقران سے سر اُٹھا کر امیر یا توقیر کے ٹوکنے اور للکارنے سے از حد برہم ہوکر اپنے شکار کو چھوڑکر
صاحبقران پر جھپٹا اور ارادہ کیا کہ ایک طمانچہ مارکر اُس شیر بیشۂ جرأت کو ہلاک کرے ادھر
صاحبقران نے خائف و ترسان نہوکر جلد تر اُسکو دونون ہاتھون سے کلائیان شیر کی محکم پکڑکر
جھٹکا دے کے اس طرح خاک پر اُس کو پٹکا کہ کمر اُس کی ٹوٹ گئی اور دیگر اعضا کو بھی صدمہ سخت پہونچا
تاب درد اعضاے شکستہ کی نہ لاکر تڑپ تڑپ کر مرگیا بعد ہلاک کرنے شیر نر کے صاحبقران جانب اسپ
متوجہ ہوے دیکھا کہ گھوڑا نظر نہین آتا سخت حیرت ہوئی ہر چند صحرا مین ڈھونڈھا مگر مرکب کو نپایا
خیال کیا کہ غالبًا براے جستجوے آب و دانہ و گیاہ دور چلا گیا ہے اُس کی تلاش کرنا باعث اپنی
ہلاکت کا ہے ایسے دشت پُر خار و جانستان مین بحالت تشنگی و تمازت آفتاب تلاش اسپ بیکار ہے
آخر دست بردار ہوکے براے جستجوے آب ایک جانب پاپیادہ روانہ ہوے بعد قطع راہ دراز
و صعوبت راہ و خلش ہاے صحرا و تکلیف آبلہ پائی قریب ایک بلندی کے پہونچے دیکھا کہ بالاے
بلندی تین گنبد گلی بلا فاصلہ بنے ہوے ہین پہلے گنبد مین ایک فقیر زار و ناتوان ہمہ تن پوست و استخوان
بیٹھا ہوا ہے زیر پا اُس کے فرش حصیر کہنہ ہے سر اُس کا جھکا ہوا ہے آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے نظاہر یہ معلوم ہوتا
ہے کہ ذکر خدا کر رہا ہے اُسکو مطلق کسی کے آنے کی خبر نہین ہے بلکہ دنیا سے بیخبر ہے محو ذکر الٰہی ہے کسی طرف
اُس کو توجہ نہین ہے کسی جانب نظر اُٹھا کر دیکھتا بھی نہین ہے بجز ایک تہمد کے کوئی لباس اُس کے
تن پر نہین ہے موے سر اُس کے بڑھے ہوے ہین گرد و غبار مین آلودہ ہین گویا قبل مرگ خاک مین ملا ہوا ہے
مال و اسباب دنیا سے اُس کے گنبد مین کچھ نہین ہے صرف وہی حصیر کہنہ و بوسیدہ ہے جس پر بیٹھا ہوا
ہے یا مال دنیا سے اُس کے پاس وہی تہمد ہے جو باندھے ہوے ہے صاحبقران درویش مذکور کو
دیکھکر خوش ہوے دل مین کہا الحمد للہ کہ اس صحراے پُر خار و وحشت آثار مین صورت بنی آدم نظر
آئی اس درویش کے پاس چلنا چاہیے شاید اس کے پاس پانی ہو یا یہ درویش کہین سے کچھ پانی
کی سبیل کرے یہ تجویز کرکے قریب اُس کے جاکر سلام کیا اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا منھ سے تو نہ بولا
مگر ہاتھ سے اُس نے بھی سلام کیا گویا جواب سلام دیا بعدہ پھر سر جھکا کر بدستور آہستہ کچھ پڑھنے
مین مصروف ہوا صاحبقران کشورستان نے کہا کہ اے درویش با خدا مین اسوقت بہت پیاسا
ہون فرط تشنگی سے دل و جگر میرے جلے جاتے ہین اگر تھوڑا سا پانی کہین ہو تو ہمین پلاؤ اُس نے
دوسرے گنبد کی طرف اشارہ کیا یعنی باشارہ کہا کہ اُس گنبد مین جاکر پانی پی لو یہان پانی نہین ہے
صاحبقران اُس کے اشارہ کرنے سے سمجھ گئے دوسرے گنبد کی طرف گئے جب گنبد دوم مین

قدم رکھا دیکھا کہ ایک سبوے گلی بنا آب سرد سے بھرا ہوا رکھا ہے بالاے سبوے گلی ایک ساغر گلی بھی رکھا ہوا ہے اُس گھڑے کو دیکھکر گویا تن بے جان میں جان آگئی دل کو بدرجہ کمال شتابی آب سے خوشی حاصل ہوئی جلد تر سبوے مذکور سے ساغر میں پانی لے کر پیا تسکین قلب و جگر ہوئی تشنگی دفع ہوئی حواس درست ہوے وہ پانی کیا تھا گویا آب حیات تھا از سر نو زندگی ہوئی شکر خدا کیا پھر اُس گنبد سے نکل کر اُس درویش کے پاس آئے اُس نے اشارے سے کہا کہ بیٹھ جاؤ امیر با توقیر اُس کے برابر بیٹھ گئے تا دیر اُس کے ہمنشین رہے وہ مرد تارک دنیا ہم سخن نہوا یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو پانی تو پی چکے ہو اب نہ جانے کیا سبب ہے کیوں یہاں بیٹھے ہو کیا مطلب ہے جب وہ فقیر نہ بولا اور صاحبقران موصوف کو خواہش طعام ہوئی اُس مرد با خدا سے کہا کہ ہمکو اشتہاے طعام ہے یہاں کہیں کچھ غذا دستیاب ہوسکتی ہے یا نہیں اُس عابد نے ہاتھ سے اشارہ دوسرے گنبد کی طرف کیا یعنی باشارہ کہا کہ جاؤ تیسرے گنبد میں وہاں تمکو آب و طعام ملے گا امیر کشورگیر اُس کے پاس سے اُٹھکر تیسرے گنبد کی جانب گئے جب اُس گنبد میں داخل ہوے دیکھا کہ دسترخوان معقول بچھا ہے بالاے دسترخوان ظروف چینی میں طعام ہاے رنگا رنگ گرم رکھا ہوا ہے صراحیاں مع ساغر آب سرد سے بھری ہوئی رکھی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کوئی دسترخوان بیظروف پر از طعام نمکین و شیرین رکھکر چلا گیا ہے گنبد خالی ہے کوئی نہیں ہے صاحبقران نے بالاے فرش نفیس قدم رکھکر ہاتھ دہوکر دسترخوان مذکور پر بیٹھکر اور بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ و خوشبو و چرب و مرغن کھانا شروع کیا خوب سیر ہوکر کھایا پھر آب سرد پیا بعد اکل و شرب اُٹھکر ہاتھ دہوکر شکر رزاق مطلق و روزی رسان ادا کیا اور گنبد مذکور سے باہر آکر قطع راہ کرکے پھر اُسی درویش کے پاس آکر کہا کہ اے درویش مہمان نواز تیرے لطف و عنایت سے ہم یہاں آکر بخوبی سیر و سیراب ہوے بہت ممنون منت ہوے اب زمانہ شب آگیا ہے اس دشت پُر خوف و خطر و پُر خار سے جانا مناسب نہیں جانتے ہیں اگر تیری اجازت ہو تو شب اسی گنبد میں بسر کریں ہم بھی ذکر خدا کریں نماز مغرب میں پڑھیں اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کریں واجب کو ادا کریں حکم خدا کو بجا لاویں اُس نے اشارے سے کہا کہ اچھا عبادت خدا کی کرو اور شب بھی اسی گنبد میں پاس اس ناچیز کے بسر کرو صاحبقران نے بعد وضو اُسی گنبد میں نماز مغرب میں پڑھی بعد وظائف و اوراد جب وقت خواب آیا اُسی گنبد میں استراحت کا ارادہ کیا ناگاہ ایک مرد جوان خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوے ایک ٹوکری مٹھائی سے بھری ہوئی لایا روبروے اس درویش کے رکھکر چلا گیا صاحبقران نے اُس سے کہا کہ اے جوان خوش رو یہ درویش باکمال منھ سے کیوں نہیں بولتے ہیں خاموشی انھوں نے کیوں اختیار کی ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کون ہو نام تمھارا کیا ہے کہاں رہتے ہو مکان مسکونہ تمھارا یہاں سے قریب ہے یا دور ہے اُس نے مسکرا کر جواب دیا کہ تمکو ہمارا احوال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے کوئی ہیں کہیں رہتے ہیں اتنا ہم کہتے ہیں کہ بندگان خدا سے ہیں یہ درویش خاموش بیشتر رہتے ہیں اگر تم چندے یہاں رہوگے تو کسی روز یہ تمسے صبح کے وقت کچھ کلام کرینگے ورنہ ہم سخن نہونگے یہ اپنا وقت دنیا کی باتوں میں ضائع نہیں کرتے ہیں ذکر خدا سے اُن کو سروکار ہے اگر شیر بھیڑیے و دیگر چوپاے وغیرہ درندے گزندے اس گنبد کے گرد آکر جمع ہوں تو اُن سے ہرگز نہ ڈرنا وہ تمکو ضرر نہ پہونچاوینگے شب بھر گرد گنبد

بیٹھے رہیں گے ہنگام سحر سب چلے جائیں گے ان درندوں گزندوں کا ایک مدت سے یہی قاعدہ
ہے شب کو جمع ہوتے ہیں دن کو چلے جاتے ہیں کسی کو ضرر نہیں پہونچاتے ہیں تمکو بھی لازم ہے کہ کسی درندے
گزندے کو نہ مارنا نہ کسی کو ستانا گنبد میں ان کے پاس شب بسر کرنا صبح کو یہاں سے چلے جانا صاحبقران
کشورستان نے جواب دیا کہ ہم عنایت خدا سے شیر بیشہ شجاعت ہیں درندوں سے کیا ڈرینگے وہ جوان
خوش رو یہ گفتگو سنکے چلا گیا امیر کشورگیر نے وہ شب گنبد میں بسر کی صبح کو بیدار ہوئے نماز سحر پڑھکے
بیٹھے تھے کہ اس درویش نے کچھ مٹھائی پیش کی انھوں نے برغبت کھائی اس اثنا میں آفتاب جانب
مشرق سے عیاں ہوا درندے گزندے جو گرد گنبد درویش مذکور بیٹھے ہوے تھے سب چلے گئے صاحبقران
تو گنبد میں بیٹھے ہی ہیں درویش خاموش بیٹھا ہوا ہے آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے مگر اب حال خواجہ طیفور گرد پا
کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہ حسب ارشاد امیر با توقیر واسطے گھیر کر لانے آہوان دشت کے روانہ ہوے
دور تک چلے گئے کہیں کوئی آہو حسب الاتفاق نہ ملا جب ادھر سے پھرے جہاں صاحبقران کو چھوڑا
تھا نہ پایا بعد فکر و تردد نشان سم اسپ دیکھتے ہوے صحرا کو طے کرتے ہوے اس جگہ پہونچے جس جگہ
شیر مرا ہوا پڑا تھا اور غزال تیر خوردہ بھی شکار کیا ہوا شیر کا پاس اس کے بالاے خاک پڑا تھا
خواجہ شیر و آہو کو خاک پر افتادہ دیکھکر سمجھے کہ یہاں تک تو صاحبقران کے آنے کا پتہ ملتا ہے
جب اس جگہ سے آگے بڑھے مرکب صاحبقران کا دکھائی دیا خواجہ نے اسکو اپنے ساتھ لیا آخر
ایک جگہ پر شام ہو گئی اسی جگہ شب بسر کرکے صبح کو وہاں سے آگے روانہ ہوے نشان پا سے
صاحبقران دیکھتے ہوے تا گنبد درویش پہونچے وہاں دیکھا کہ صاحبقران بیٹھے ہیں دیکھتے ہی
خوش ہوے قریب تر جاکے سلام کیا بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آپ یہاں تک کیونکر تشریف لائے ہیں
آپکو صحرا سبزہ زار میں ڈھونڈھا کیا آخر تلاش کرتا ہوا یہاں آیا صاحبقران نے تمام حال جو گذرا
تھا بیان کیا پھر اس درویش سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں چاہتے ہیں کہ
ایک تعویذ دیجیے اور اقرار بھی اپنے آنے کا کیجیے کہ ہم بوقت ضرورت طلسم کشائی طلسم زلزلہ میں
آپ سے ملکر امور مہمہ مشکل [illegible] میں کچھ عرض و مشورہ کریں درویش مذکور نے ایک تعویذ
دیکر ارشاد کیا کہ اس کو اپنے بازو پر باندھ لو اس تعویذ کے باندھنے سے تمکو بہت سے
نفع ہونگے علاوہ اس کے دشمنوں سے تمہاری حفاظت بھی ہوگی اور جس وقت اس تعویذ کو
آگ پر رکھوگے ہم تمسے ملوگے یا ہم آکے ملینگے صاحبقران بتقریر درویش مذکور سمجھکر اس سے
رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر ایک سمت کو روانہ ہوے خواجہ طیفور گرد پا ہمراہ رکاب ہوے
ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو کا لکھا جاتا ہے کہ یہ سب جو اپنے مکان سے ناسپاس غدار کے ظلم سے اذیت رسان ہوکر
بسبب ناراضی و ناخوشی ہوکر روانہ ہوئی تھیں بعد قطع راہ سرحد طلسم زلزلہ سے نکل کر ایک صحرا سے
سبزہ زار میں پہونچیں ملکہ شہناز جادو نے بلندی سے پرے سے زمین پر اتر کر مجمر جادو و بہار گل پوش
جادو سے کہا کہ اب اسی صحرا میں ہم اپنی بود و باش کریں گے انھوں نے کہا ہمارے نزدیک مناسب
یہ ہے کہ جانب کوہ بلور چلیں زیر کوہ بلور صاحبقران سلطان پہلوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ
فروکش ہیں ان سے چلکے ملیے ان کی شرکت سے ان کو خوشی ہوگی وہ آپ کی قدر و منزلت
زیادہ کریں گے آپ کی شرکت سے ان کو ایک قوت حاصل ہو جائے گی آپ طلسم کشائی میں ان کی

اعانت کیجیے گا زیرہ نہایت مرد نیک و معقول ہین آپ سے کبھی بہ نیکی و احسان پیش آئین گے
ملکہ شہناز جادو نے جواب دیا کہ تمہاری راے بہت اچھی ہی مگر باعث میری بے قدری و بے وقاری کا
ہی حالانکہ مین تخت نشین و فرمانروا ہون مگر اہل عزت و قرابت داران خداوند ہو د سرمست
جادو سے ہون عالی خاندان و والا دودمان ہون خود جا کر شریک طلسم کشا ہونا مجھے منظور نہین ہی
میری قدر و منزلت و توقیر کے خلاف ہی کہ خود طلسم کشا کے پاس جاؤن اپنے حالات سے آگاہ
کر کے اپنے شریک ہونے کی خواہش اُس پر ظاہر کرون ہان اگر طلسم کشا خود آ کر مجھسے خواہش میری
شرکت کی ظاہر کرے اور بعزت و حرمت مجھکو اپنی فرودگاہ پر لے جائے تو البتہ مجھے جانے مین عذر
نہو گا بغیر اس کے ہرگز نجاؤن گی کیونکہ میری بے عزتی کا باعث ہی ملکہ بہار گل پوش جادو
دختر جادو نے عرض کیا کہ اگر آپ کو خود طلسم کشا پاس جانا بوجہ مذکورہ منظور نہین ہی تو اس شہر
مین دشمنون سے بے خوف و خطر ہو کر قیام نفرمایئے کیا آپ کے ادھر آنے کی خبر حکیم جالوس کو
نہوگی وہ نابکار کیا آپ کے اس طرف آنے سے خوش ہوا ہوگا یقین کامل ہی کہ نا خوش و برہم ہو کر
ساحران نابکار کو ہم سب کی اسیری و گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہوگا وہ آتے ہونگے لہذا اپنی
حفاظت اُن سے ضرور ہی مقتضاے عقل یہی ہی کہ دشمن سے غافل نہونا چاہیے اُس سے اندیشۂ
دشمنی رکھنا چاہیے سامان جنگ مہیا کر لینا چاہیے تاکہ بروقت ضرورت دشمن سے مغلوب نہون
حتی الامکان اُس پر غالب ہی ہون ملکہ شہناز جادو نے تا دیر فکر کر کے کہا کہ اے لڑکی اگرچہ تم
کم عمر ہو مگر بات دوراندیشی کی کہتی ہو یہ راے تمہاری پسند کرتی ہون واقعی دشمن سے اپنی
جان و مال کی حفاظت ضرور ہی دشمن کی دشمنی سے اندیشہ رکھنا اور دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے
بقول سعدی شیرازی رح ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ اور ہمارا دشمن تو ناسپاس خداوند
حکیم جالوس قوی ہی اُس سے تو ضرور ہی اندیشۂ دشمنی ہی مگر مین بھی ملکہ شہناز جادو ہون اگرچہ
دربار مین مین نے صبر کیا اور جو ہر اپنی تیغ سحر کے نہ دکھلائے تو کیا اب بھی سحر خوانی میں اپنا ہاتھ نہ
دکھلاؤنگی قیامت تو برپا کر دون گی حکیم جالوس کو مشکل پڑے گی ایسے ایسے سحر کرون گی کہ وہ گھبرا
جائے گا مجھسے بگاڑ کر پچھتائے گا اُسوقت مصلحت یہی تھی جو مین نے صبر کیا تھا سحر اپنی زبان پر جاری
نہ کیا تھا اب تو اُس سے عداوت ہوگئی ہی کوئی دقیقہ دشمنی کا فروگذاشت نکرون گی یہ کہکر چند ناریل
اور شرنج اسباب سحر سے لے کر الفاظ و اسماے سحر زبان پر جاری کر کے اُن ناریل پر تھوڑی دیر دم
کر کے چہار طرف زمین پر مارے وہ ناریل زمین پر گر کے پھٹنے دھوان اور شعلے پیدا ہوے وہ
صحراے سبزہ زار کثرت دخان سے تاریک ہو گیا بار بار دھوئین مین شعلے ظاہر ہونے لگے تھوڑی
دیر کے بعد وہ دھوان ہواے تند سے دور ہوا شعلے دفع ہوے سب نے دیکھا کہ ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ مع برج و بارہ کنگورے فصیل نہایت مستحکم و مضبوط و وسیع ایسا تیار و آراستہ ہی
کہ چہار دیواری اُس کی سنگین ہی اور چار دروازے اُس کے بہت بڑے بڑے آہنی ہین
بروج و بارہ کنگورے فصیل خوشنما ہین ہر دروازے پر ایک ایک تپلہ ایستادہ ہی کسی کے ہاتھ مین
تیر و کمان ہی کوئی تیغ بقبضہ ہی مفصل حالات اس قلعہ سحر کے ہنگام مناسب بیان کیے جائین گے
مجملا یہ کہ قلعہ مذکور سحر و سامان جدال سے بخوبی آراستہ نظر آیا خندق پل پختہ وغیرہ سب نے
مشاہدہ کیا ہمراہیون نے متحیر ہو کر از حد تعریف و ثنا کی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر مسکرا کر

جواب دیا کہ تمنے ابھی کیا دیکھا ہی یہ قلعہ کیا ہی میرے سحر کا ایک ادنیٰ سا گھروندا ہی تم اسی کو دیکھکر متحیر ہوکر تعریف کرنے ہو آئندہ میرے سحر دیکھنا وقت ضرورت جو بڑے بڑے سخت سحر کرون گی پھر کہا اس قلعہ سحر سے جانب طلسم زلزلہ کے بڑھکر دور جاکر چار ترنج نکلے کر ہر ایک ترنج پر سحر دم کرکے چار طرف ایک ایک ترنج زمین پر مارا ہر ایک ترنج پھٹا دھوان زمین سے پیدا ہوکر اٹھا ہوکر بلند ہوکر سر بفلک کشیدہ ہوا گویا ایک قلعہ دخان ہوگیا شعلے بکثرت پیدا ہونے لگے اس جگہ اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہمراہی کنیزون نے دیکھا کہ وہ دھوان و شعلے دفع ہوگئے تاریکی دور ہوئی ایک چار دیواری پختہ و منقش باغ کی نظر آئی دروازہ باغ کا مانند آغوش عاشق کے کھلا ہوا دیکھا اس دروازے سے باغ کے اندر جو نظر کی دیکھا کہ باغ نہایت پربہار ہی چمن گلہاے رنگارنگ سے ہین کوئی چمن لالہ نعمان کا ہی کوئی نافرمان کا ہی کوئی داؤدی کوئی چمپا کوئی نسترن کوئی نسرین کوئی موتیے کا کوئی گل فرنگ کا کوئی گل اشرفی کا کوئی گل آفتاب کا کوئی کیتکی کوئی جعفری کوئی گل عباسی کوئی گل مرغ وغیرہ وغیرہ کا ہی ہر ایک چمن وسیع و خوشنما ہی نہایت سرسبز و شاداب ہی گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین غنچے بھی نمودار ہین اکثر غنچے چٹک رہے ہین بلبلون و دیگر مرغان خوش الحان کا باغ مین ہجوم ہی طائران خوش الحان چہک رہے ہین بلبلین نغمہ سرا ہین جوش پر فصل بہار ہے آتش گل شعلہ ور ہی نہرین جاری ہین لب جو سرو کے اشجار خوشنما ہین قمریان اُس پر بیٹھی ہین عشق کا دم بھر رہی ہین ہر سرو مانند قد محبوب ہی اکثر چمنہاے حوالی اشجار میوہ دار مانند سیب و ناشپاتی و انار و نارنگی و شریفہ و امرود وغیرہ کے ہین تھالے ان کے درست ہین باغبان وغیرہ باغ مین موجود ہین درستی اشجار وغیرہ مین مصروف ہین باغبانیان خوش رو خوش لباس بھی نظر آتی ہین خس و خار باغ سے دور ہی درمیان صحن گلشن ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اُس پر تکیہ نمائی کا ایستادہ ہی زیر تکیہ فرش نفیس و نادر شاہانہ بچھا ہی بالاے فرش مذکور مسند زرین ہی کرسیان نقرئی و طلائی کار بانہ جواہر نگار بچھا قرینے سے رکھی ہین ایک سمت بارہ دری ہی وہ نہایت نفیس و نادر و منقش ہی قصر فریدون سے بدرجہا بہتر ہی بارہ دری کے اندر سامان قابل دید اسباب ضروری سے آراستہ ہی شیشہ آلات چھت پردے نہایت قیمتی نفیس و نادر ایسے ہین کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہین دیکھے ہین دروازے بارہ دری کے کھلے ہوئے ہین ان دروازون سے بارہ دری کے اندر کا حال روشن و آشکار ہو رہا ہی جھاڑ ہر ایک جواہر کا ہی کنولون مین اُن کے شمعہاے مومی و کافوری چڑھی ہوئی ہین جھاڑ پیشگاہ کے بھی نایاب جواہر رنگارنگ کے ہین تصویرین قرینے سے لگی ہین آئینے حلبی قد آدم نہایت خوبی سے اُس مین دکھائی دیتے ہین وہ آئینے ایسے ہین کہ اگر سکندر بھی اُن کو دیکھتا تو اُس کو بھی حیرت ہو جاتی مسہری پلنگ کرسیان میز وغیرہ وغیرہ اسباب راحت و زینت سے بخوبی آراستہ ہی قصرہاے سلاطین سے آراستگی مین بہتر و برتر ہی باغ مین ہوا سے سرد چل رہی ہی نسیم سحر ہواداری کو موجود ہی اترائی ہوئی پھر رہی ہی گلون سے بس کر جو آتی ہی دماغ کو بساتی ہی اُس باغ پربہار پر دھوکا گلشن ارم کا ہوتا ہی غرضکہ کنیزون نے بیرون باغ سے سیر باغ و بارہ دری کرکے خوبی و آراستگی ہر اُس کے بغور نظر کرکے ملکہ شہناز جادو کے سحر کی بہت ثنا کی اُس نے مہر جادو کو اپنے قریب بلاکر سرگوشی مین تا دیر کچھ کہا اُس نے عرض کیا کہ بہت خوب مین ایسا ہی کرون گی جو کچھ آپنے فرمایا ہی اُسی پر عمل

کرون گی ذرا کوئی ساحر نابکار فرستادہ نایب خداوند حکیم چالوس ادھر آئے تو دیکھئے گا کہ اس کو
کیسا اپنے دام فریب مین پھنساتی ہون اس جگہ دوسرے راوی نے یون بیان کیا ہی کہ قلعہ جسکا
قبل اس کے ذکر کیا گیا ہی ملکہ شہناز جادو نے اپنے سحر سے تیار کیا تھا اور باغ مذکور ملکہ بہار گلپوش
جادو نے اپنے سحر سے نمودار کیا اور یہ قول و بیان راوی دیگر اصح ہی الحاصل جب باغ مذکور نمودار
ہوا بقول راوی دیگر ملکہ شہناز جادو نے سحر جادو کو اپنے ہمراہ لے کر ملکہ بہار گل پوش جادو
سے اور اس کی کنیزون سے کچھ کہکر قلعہ سحر مذکور کی طرف جا کر داخل قلعہ مذکور ہوئی ملکہ بہار گلپوش
جادو باغ مین داخل ہوئی کچھ کنیزین خدمت ملکہ مین حاضر رہین کچھ کنیزین در باغ پر بہ ہیئت درست
شہرین ملکہ بہار جادو نے داخل باغ ہو کر سحر سے اپنی صورت و شکل تبدیل کی ہنوز درستی قلعہ و باغ
نہ ہو چکی تھی کہ رعد دیو سر جادو جس کا سر مانند سر دیو کے کلان تھا اور براے اسیری شہناز جادو
دربار نایب خداوند سے پندرہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لے کر مع سامان جنگ و جدال روانہ ہوا تھا
اثناے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا اسی صحراے سبزہ زار پر بہار مین آیا بلندی سے جو اس نے
سوے پستی نظر کی دیکھا کہ درمیان صحرا کے ایک باغ پر بہار عجب شگفتہ و شاداب ہی کہ زیر فلک
مثل اس باغ کے دوسرا باغ نہین ہی اور ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی یہ دیکھ کر متحیر ہو کر دل مین
کہنے لگا کہ اس صحرا مین کس شاہ و شہریار نے یہ قلعہ محکم اور یہ باغ پر بہار بنایا ہی ذرا ٹھہر کر دریافت
کرنا چاہیے قبل اس کے تو اس صحرا مین نہ کوئی قلعہ تھا نہ باغ تھا سواے سبزہ شاداب کے
کوئی گل بوٹا اور کوئی مکان نہ تھا یہ خیال کر کے بلندی سے مع اپنے ہمراہی ساحرون کے سوے
زمین آیا دیکھا کہ دو تین کنیزین قریب در باغ آبدیدہ کچھ درستی ادویہ مین مصروف ہین کوئی چوب
صندل سنگ صاف پر گھس رہی ہی کوئی ہاون دستے مین ادویہ کوٹ رہی ہی کوئی کچھ برگہاے سبز کا
عرق کوٹ کر نکال رہی ہی تین چار کنیزین قریب بیٹھی ہوئی آبدیدہ ہو کر باہم یہ کہہ رہی ہین کہ ہماری
ملکہ عالم کے سر مین ایسا درد شدید پیدا ہی کہ حالت ان کی متغیر ہو گئی ہی چہرہ اتر گیا ہی غذا کل سے
اسوقت تک کچھ نہین ہوئی ہی بہت سی تدبیرین کی گئی ہین کسی دوا و تدبیر سے درد سر رفع نہین
ہوتا ہی نہین معلوم کیسا درد ہی کہ ایک حالت پر ہی کچھ کمی نہین ہوئی ہی اب یہ دوا تیار ہو رہی ہی دیکھیے
کچھ نافع ہوتی ہی یا نہین دعا کرنا چاہیے کہ ملکہ عالم اچھی ہو جائین اس دوا سے صحت پائین درد سر
دور ہو جائے ملکہ عالم تندرست ہو جائین روگ دھوگ ان کا ان کی جان کی سلامتی مین دور
ہو جائے غسل صحت کرین ہم سب کو انعام دین غالبا بعد اپنی صحت کے اپنے صحیح ہونے کا جشن کرینگی
بڑا سامان کرین گی بزم عشرت خوب آراستہ ہوگی کوئی ان مین سے کہتی ہی کہ کہین وہ نیک گھڑی
تو آئے صحت تو ہو اس صحرا مین بلکہ دور دور یہان سے کوئی حکیم و طبیب بھی ایسا نہین ہی کہ جسکو
بلا کر ان کا علاج کیا جائے رعد دیو سر جادو نے در باغ پر آ کر گفتگو ان کنیزون کی سنکے کہا کہ ہمکو
حکمت مین دخل ہی اپنی ملکہ سے ہمارے آنے کی خبر کرو ہم ان کا علاج ایسا کرین گے کہ وہ ابھی
اچھی ہو جائین گی اور یہ تو بتاؤ کہ تمھاری ملکہ کا کیا نام ہی انھون نے کھڑے ہو کر با ادب کہا کہ آپ
یہان توقف فرمائین ہم اپنی ملکہ سے آپ کی خبر تشریف آوری بیان کرین اپنے اسم مبارک سے
آگاہ کیجیے آپ اسوقت خوب آئے امید قوی ہی کہ آپ کے علاج سے ملکہ اچھی ہو جائین گی نام
ہماری ملکہ کا خود ملکہ عالم سے دریافت کر لیجیے گا ہم ادبا ان کا نام اپنی زبان پر جاری نہین کر سکتے ہین

رعد

فقط ملکہ عالم کہتے ہین ساحر مذکور نے کہا کہ نام ہمارا مشہور جہان ہے سب ہمکو رعد دیو سر جادو
کہتے ہین ہم مقرب بارگاہ و رفقاے خداوند ہو دسر مست جادو سے ہین حکمت و طبابت مین
بھی مہارت رکھتے ہین سحر مین بھی لاجواب ہین ہمارا سحر کوئی دفع کر ہی نہین سکتا ہے ہماری آواز بلند
سنکے کوئی ہوشیار نہین رہ سکتا ہے ضرور بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے ہم براے اسیری و گرفتاری ملکہ
شہناز جادو وغیرہ حسب الحکم نائب خداوند حکیم جالوس جاتے تھے اس صحرا مین یہ باغ پر بہار
دیکھکر براے دریافت حال زمین پر آئے ہین یہ کہکر در باغ سے اندر باغ کے نظر کی ہوا جو پھولون
سے بسکر آئی دماغ ساحر مذکور بھی خوشبو سے بس گیا جھوم کر کہنے لگا کہ واہ وا کیا بوے خوش
آئی ہے کہ دماغ معطر ہو گیا ہے کنیزین اُس کی تقریر سنکے اندر باغ کے گئین ملکہ سے تمام حال بیان کیا
اُس نے حکم دیا کہ جو کوئی آیا ہے اُسے بلا لو کنیزین پھر در باغ پر آئین دست بستہ کہنے لگین کہ چلیے
حضور ہماری ملکہ نے آپ کو طلب کیا ہے رعد دیو سر جادو اپنے لشکر کے تمام ساحرون کو صحرا مین
چھوڑ کر تنہا اندر باغ کے گیا دیکھا کہ باغ بشکل گلشن ارم ہے جہان تک اُس کی تعریف کیجیے کم ہے ہر طرف
ہر طرف دیکھتا ہوا چمنہاے رنگارنگ کی سیر کرتا ہوا ہمراہ ان کنیزون کے بارہ دری مین گیا دیکھا
کہ ایک نازنین مہ جبین گلبدن سیمتن خوش رو عنبرین گیسو نہایت خوبصورت و خوش جمال
عدیم المثال مسہری پر لیٹی ہے دوشالہ از گلو تا پا اوڑھے ہوئے ہے سر پر ایک رومال بندھا ہے
آہ آہ کر رہی ہے چند کنیزین حاضر ہین کوئی سر دبا رہی ہے کوئی عطر چنبیلی سنگھا رہی ہے کوئی لخلخہ
عطر مجموعہ قریب لائی ہے عرض کرتی ہے کہ اے ملکہ اب اس لخلخے کو سونگھین شاید اس کے سونگھنے
سے درد سر دفع ہو جائے رعد دیو سر جادو اُس نازنین مبتلاے درد سر کو دیکھکر جان و دل سے مبتلاے
دام عشق ہوا بے اختیار آہ سرد کی شوق وصل دل مین پیدا ہوا ایک کنیز نے کرسی زرین و
جواہر نگار قریب مسہری و چہرۂ ملکہ مذکور لاکر بچھا دی بعدہ عرض کیا کہ حضور اس کرسی پر بیٹھین
رعد دیو سر جادو نے اُس کرسی پر بیٹھکر فرط الفت سے بے اختیار پوچھا کہ اے ملکۂ عالم مزاج
کیسا ہے نصیب دشمنان کیا شکایت ہے ہر چند کہ کنیزون سے کچھ حال ناسازی مزاج معلوم ہوا ہے
مگر تم اپنی زبان سے اظہار کرو ملکہ نے زبان سے تو کچھ نہ کہا لیکن دست نازک و حنائی سے
جانب سر و پیشانی اشارہ کیا ساحر مذکور سمجھ گیا کہ یہ پری رو شاکی درد سر ہے اس اثناے مین ایک
کنیز نے واسطے صندل وغیرہ لگانے کے رومال جو بندھا ہوا تھا سر سے دور کیا ارادہ پیشانی پر
صندل لگانے کا کیا رعد دیو سر جادو نے کنیزون سے کہا کہ مجکو ایک طریقہ دفع درد سر کا ایسا معلوم
ہے جب تک کوئی دوا تجویز کی جائے اور وہ تیار ہو اسے طریقے سے دفع درد سر کی کوشش کرتا ہون
یہ کہکر پیشانی ملکہ پر اپنا ہاتھ رکھکر آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا چونکہ پیشانی ملکہ پر عرق آگیا تھا وہ عرق
عرق گل سے خوشبو مین بہتر تھا بلکہ رشک عطر گل تھا صفائی و لطافت مین وہ قطرۂ عرق پیشانی
غیرت در آبدار تھے دست ساحر مذکور تر ہو گیا چونکہ ہاتھ اُس کا ایسے معشوق حسین و مہ جبین و
گلعذار کی پیشانی نورانی تک خوبی اقبال سے پہونچا تھا عمداً دیر تک ہاتھ رکھے رہا کچھ پڑھ پڑھکر پھونکتا
گیا ہاتھ اپنا لوح پیشانی محبوب خوب رو سے نہ اٹھایا بعد ازان پوچھا کہ اے ملکہ اب درد سر کیسا ہے
اُس نے کہا کہ تمھارے ہاتھ رکھنے اور کچھ پڑھکر دم کرنے سے درد سر مین بہت کمی ہے کونسی دعا یا کونسا
منتر تھے ہمارے ماتھے پر ہاتھ رکھکر پڑھا کہ جس کے پڑھنے اور پھونکنے سے گویا درد سر رفع ہو گیا

نازنین مبتلاے درد سر نے جو مسکرا کر یہ تقریر کی ساحر مذکور نے بے اختیار کہا کہ اے ملکہ کچھ الفاظ
و اسما میں نے پڑھ کر تمھارے سر و پیشانی پر دم کیے ہیں یہ طریقہ و عمل براے دفع درد سر تجربہ کاری
جانے شکر ہو کہ درد سر تمھارا بہت کم ہو گیا باقی ماندہ بھی رفع ہو جاے گا اس علاج کا مجکو انعام
کیا ملے گا زر و جواہر کی تو خواہش نہین ہی ملکہ مذکورہ نے اُس کی تقریر سنکے اور سمجھکے پھر مسکرا کر
ہار پھولون کا اپنی گردن سے اُتار کر اور چند پھول اپنی بدھی سے اُس کو دیکر کہا کہ لو یہ انعام
بہتر از زر و جواہر ہو اس ہار کو اپنے گلے مین ڈالو پھولون کو سونگھو علاوہ اس کے ہمارے
پسینے کی خوشبو سونگھو وہ پسینہ پیشانی کا جسپر سے تمھارے ہاتھ تم ہوے ہین عطر گل سے بہتر دستہ
عوض علاج یہ انعام دیا گیا ہی آیندہ دیکھا جاے گا ساحر مذکور نے خوش ہوکر وہ ہار لے کر اپنے
گلے مین ڈالا شادی و خوشی سے پھولون نہ سمایا اُن پھولون کو اور دست آلودہ عرق پیشانی ملکہ
کو کہ بوے عطر سے بہتر تھا سونگھا سونگھتے ہی دیوانہ ہوگیا آثار عشق اس طرح کرنے لگا کہ اے ملکہ اشعار

چاک دامن کیے ہے ہاتھ سے دیوانوں نے — قید خانے سے کیا آباد پریشانوں نے
گلشن دہر مین جو فصل بہار آئی ہے — شور عالم مین کیا ہی ترے دیوانوں نے
دیکھکر کاکل مشکین تری تیرہ شب مین — دل لیے زلف پریشان کے پریشانوں نے

یہ اشعار پڑھکر جوش دیوانگی و عشق مین از خود رفتہ ہوکر جیب و دامن و گریبان چاک کرکے
کہنے لگا کہ ہم تو مدت سے تم پر فریفتہ ہین تمھارے وصل کے خواہان ہین ملکہ نے جواب دیا کہ ہم کو
کیونکر یقین ہو کہ تم ہمارے عاشق و شیدا ہو دعوی بغیر دلیل ہو نہین سکتا پہلے اپنا عاشق و فرمانبردار
ہونا ہم پر ثابت کرو پھر طالب وصل ہو اُس نے پوچھا کہ کونسی خدمت و فرمانبرداری کرون جسکے
کرنے سے عاشق صادق ہونا میرا تم پر ثابت ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے رعد دیو سر
جادو آگاہ ہو کہ ہمارا دشمن نائب خداوند حکیم جالوس ہی ہمارے قتل و بے آبروئی کا درپے ہی
اگر تم ہمارے سچے عاشق صادق ہو تو اُس کا سر کاٹ کر ہمارے روبرو لے آؤ اپنے رقیب اور ہمارے
دشمن کو زندہ نہ رکھو اگر اس کام کا سرانجام کروگے تو البتہ ہمارے عاشق سمجھے جاؤگے اور دو مراد
بھی پاؤگے رعد دیو سر جادو نے ملکہ کی یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم نائب خداوندی کی تو
کیا حقیقت ہی اگر کہو تو خداوند ہو درمست جادو مالک طلسم زلزلہ کا سر لاؤن تمھارے حکم کو
بجا لاؤن تمھاری زبانی اب یہ سنا کہ حکیم جالوس میرا رقیب ہی وہ نابکار بھی شاید تم پر مائل اور وصل سے
ناامید ہوکر تمھارا دشمن جان ہوا ہی ایسے نابکار کو کہ میرا اور تمھارا دشمن ہی ضرور ہلاک کرونگا سر
اُس کا کاٹ کر لے آؤنگا ابھی جاتا ہون سر اُس کا کاٹ کر لیے آتا ہون اول تو مین ہی اس کے قتل
کرنے کے واسطے کافی ہون دوسرے میرے ہمراہ پندرہ ہزار ساحر ہین جو میرے مطیع و فرمانبردار
ہین تمھارے دو باغ پر ٹھہرے ہوے ہین اُن کو ہمراہ لے کر جاتا ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا تم کو اختیار ہی
جو مناسب ہو وہ کرو خواہ تنہا جاؤ خواہ اپنے لشکر کے ہمراہ جاؤ یہ کہکر کچھ سوچ کر کنیزون سے کہا کہ
اے کنیزو جو ساحر ہمراہی اس کے ہمارے در باغ پر آئے ہین وہ بھی ہمارے لطف و مہربانی سے محروم
نہ ہین ان کو عطر اور پھول جو رکھے ہوے ہین جاکر دیدو اور کہدو کہ ہماری ملکہ نے بخاطر
رعد دیو سر جادو تمکو بھی یہ عطر اور پھول بھیجے ہین ان کو سونگھو عطیہ ملکہ عالم کے شکر گذار ہو
کنیزون نے حکم ملکہ کی تعمیل کی ہر ایک ساحر نے ایک ایک پھول لے کر خوش ہوکر سونگھ کر

مبتلائے سحر ہوکر کہا کہ ملکہ عالم نے کیا ہمیں سرفراز کیا ہے اب ہم فرمانبردار و تابع حکم ہیں جان نثاری کو
موجود ہیں اُن کے دشمن سے کے دشمن ہیں کنیزوں نے کہا کہ دشمن اُن کا نائب خداوند ہوا اپنے
سردار رعد دیو سر جادو کے ساتھ جاکر سر حکیم جالوس کا کاٹ لاؤ انھوں نے کہا کہ ہمیں
کیا عذر ہے سر اُس کا جاکر کاٹ لائیں گے دشمن ملکہ عالم کو زندہ نہ چھوڑیں گے یہ کہکر حالت دیوانگی میں
وہ بھی اشعار عاشقانہ مسحور بہ سحر ہوکر پڑھنے لگیں اس اثنا میں رعد دیو سر جادو باغ سے
باہر آیا جملہ ساحران ہمراہی سے کہا کہ چلو نائب خداوند حکیم جالوس دشمن ملکہ عالم کا سر کاٹ کر
لے آئیں حکم ملکہ بجا لائیں سب نے عرض کیا کہ چلیے اُس نابکار کو قتل کریں سر دربار کھینچ کر اُسکو
مع اُس کے اہل دربار کے قتل کریں یہ کہکے رعد دیو سر جادو اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا
جملہ ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریوں پر سوار ہوئے پھر رعد دیو سر جادو
بصد قہر و غضب اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ سرحد طلسم مذکور
میں پہونچا ساحروں نے جلد تر جاکر حکیم جالوس سے عرض کیا کہ رعد دیو سر جادو جو بہر
اسیری ملکہ شہناز جادو وغیرہ گیا تھا اس طرح آتا ہے کہ بصد خوشی و خرمی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے
حکیم جالوس یہ خبر سنکے سمجھا کہ ملکہ شہناز جادو کو اور ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مہجبیں جادو
کو قتل یا اسیر کرکے بصد خوشی آتا ہے یہ سمجھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ سنا تم نے رعد دیو سر
جادو آتا ہے یقین ہے کہ اُس نے جاتے ہی ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر یا قتل کیا ہوگا بصد خوشی
آتا ہے ہم اُس کو ایسا انعام دینگے کہ وہ بھی خوش ہو جائے گا اہل دربار نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند رعد دیو سر جادو ساحر زبردست ہے نامی و نامور ہے اُس کے چیخنے سے ممکن نہیں
کہ دشمن بیہوش نہو جائے یہ سحر خاص اُس کا ایسا ہے کہ دفعیہ اس کا امکان سے باہر ہے ابھی ساحران
اہل دربار یہ قول کہہ رہے تھے نائب خداوند حکیم جالوس تخت پر بصد خوشی بیٹھا تھا کہ رعد دیو سر
جادو مع اپنے لشکر کے آیا سب نے دیکھا کہ ایک ہار پھولوں کا گلے میں ڈالے ہوئے ہے کچھ پھول
ہاتھ میں لیے ہے بار بار اُن پھولوں کو سونگھتا ہے لباس اُس کا جابجا سے پھٹا ہوا ہے چہرہ سے آثار وحشت
و قہر و غضب نمایاں ہیں ابھی تک چالیس اہل دربار جو بیٹھے ہوئے تھے وہ سب کے سب ساحر مذکور کو دیکھکر
حیران تھے دل میں متردد تھے کہ رعد دیو سر جادو دربار میں آیا فرط غضب سے سلام نہ کیا
نائب خداوند حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے رعد دیو سر جادو تم نے ہمیں سلام نہ کیا اس کی
کیا وجہ ہے اور اسوقت تجکو کیا ہوا ہے یہ برہم کیوں ہے ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
مہجبیں جادو کو اسیر کرکے لایا یا اُن کو قتل کیا بیان کر ساحر مذکور نے بصد غضب جواب دیا کہ او نابکار
کیا بکتا ہے تو لائق سلام نہیں ہے ملکہ ناہید و ہماری محبوبہ کا تو دشمن ہے تیرا سر کاٹنے آیا ہوں یہ کہکر
کانوں پہ ہاتھ رکھکر ارادہ چیخنے کا کیا ہنوز صدا اُس کے دہن سے نہ نکلی تھی کہ حکیم جالوس [illegible]
بزور عمل جلد تر تخت سے اپنے نیچے گر کر پاؤں اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہوا اور [illegible]
پاس خداوند ہو دمسر ... جادو کے چلا یہاں رعد دیو سر جادو چیخا اُس کی صدا [illegible]
اہل دربار جو اسوقت حاضر دربار تھے بیہوش ہوگئے ہر چند ساحران اہل دربار نے [illegible]
جالوس سے ارادہ بھاگنے اور غرق زمین ہونے کا کیا مگر رعد دیو سر جادو نے [illegible]
اُن کو نہ دی کہ وہ اسمائے سحر اپنی زبان پر جاری کریں اور غرق زمین ہوکر بیہوش ہوگئے

محفوظ رہیں غرضکہ جب ساحران دربار بیہوش ہوگئے رعد دیو سر جادو و جملہ ساحران ہمراہی
اُس کے ساحران بیہوش شدہ کو قتل کرنے لگے شور و غل ہونے لگا ساکنان طلسم زلزلہ جو
اس واقعے سے باخبر ہوئے وہ حیران ہوئے دربار میں تو ایک ہنگامہ برپا ہے اہل دربار مذکور
قتل ہو رہے ہیں مگر حکیم جالوس جو سوئے شاہ طلسم زلزلہ گیا تھا بغرض ادائے خدمت خداوند
ہو و سر مست جادو میں بدحواس و پریشان خاطر پہونچا با ادب سلام کیا خداوند مذکور نے
متردد ہو کر پوچھا کہ اے نائب من خیر تو ہے کیوں گھبرایا ہوا آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ خداوند
کیا عرض کروں غضب ہوا شاہ نے کہا بیان تو کر آخر کیا ہوا اسقدر کیوں گھبرایا ہوا ہے یہاں
باحال پریشان کیوں آیا ہے اُس نے تمام حال ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ تحیر جادو و ملکہ
شہناز جادو و رعد دیو سر جادو کا مفصل بیان کیا شاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے حکیم جالوس
تو نے برا کیا ملکہ و بدیہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو با بدولت کی قرابت دار و بزرگ خاندان کو
سر دربار کوڑے لگائے ذلیل کیا دوست کو دشمن کیا اب رعد دیو سر جادو جو مبتلائے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہو کر آیا ہے اہل دربار کو قتل کر رہا ہے کشت و خون ہو رہا ہے جلد اسکے
دفع کی تدبیر کر حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے خداوند کیا تدبیر کروں کیونکہ سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو رعد دیو سر جادو پر سے رفع کروں شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو کا سکھایا ہوا و بدیہ سحر ساز جادو کا ہے یہ سحر اتارے سے نہ اترے گا حکیم جالوس نے پوچھا
کہ اے خداوند پھر کیا کیا جائے شاہ طلسم مذکور نے جواب دیا کہ یہ شیشہ جو طاق پر رکھا ہوا ہے اسکو
اُٹھا کر جلد لے جا جو کچھ اس میں بھرا ہوا ہے ایک ایک قطرہ رعد دیو سر جادو و اُس کے
لشکر کے ساحروں پر ڈال دے تا کہ سب جل جائیں قصہ پاک ہو یہ ہنگامہ موقوف ہو لیکن
خبردار اب ایسی حرکت سے کبھی نہ کرنا حکیم جالوس وہ شیشہ اُٹھا کر جلد سر راہ طے کر کے
اپنے دربار میں آیا دیکھا کہ گویا ایک قیامت برپا ہے رعد دیو سر جادو و ساحران ہمراہی اسکے
اہل دربار بیہوش شدہ کو قتل کر رہے ہیں علامت اُن کے مرنے کی ظاہر ہو رہی ہے آندھیاں
مختلف رنگ کی زور و شور سے آ رہی ہیں ہوائے تند چل رہی ہے تاریکی محیط عالم ہے ساحران
مقتول کے سحروں کے جو پیر ہیں وہ اُن ہی کے نام سے آوازیں لگا رہے ہیں طلسم زلزلہ میں
زمین کو زلزلہ ہے سنگ باری و برف باری و آتش باری ہو رہی ہے شور و غل ہو رہا ہے ساکنان
طلسم اس واقعے سے متحیر و پریشان ہیں طلسم میں ایک تہلکہ پڑا ہے یہ حال دیکھ کر حکیم جالوس نے
اُسی شیشے سے چند قطرہ آب رعد دیو سر جادو پر اُس تاریکی میں ڈالے ان قطروں کے پڑتے ہی
رعد دیو سر جادو نے آہ کی پھر مثل شمع کافوری جلنے لگا اور کہنے لگا کہ او نابکار حکیم جالوس
تو نے غضب کیا تاریکی میں پوشیدہ طور سے میرا کام تمام کیا او نابکار دلیرانہ سامنے نہ آیا تجھ سے
مقابلہ نہ کیا تا کہ ہنگام مقابلہ سر تیرا کاٹ کر اپنی محبوبہ ملکہ عالم کے پاس لے جاتا اُس کے حکم کو بجا لاتا
پھر اُس کے وصل سے شاد کام ہوتا افسوس آرزو دل کی دل پر نہ آئی او بزدل اپنا وار کر کے
غائب ہو گیا دلیرانہ سامنے نہ ٹھہرا ورنہ میں بھی حوصلہ اپنے دل کا نکالتا ایسی ہی تقریر کرتے
کرتے جلتے جلتے آخر کار خاک ہو گیا اس کے بھی مرنے کی علامت ظاہر ہوئی حکیم جالوس نے
رعد دیو سر جادو کے ہر ایک ساحر ہمراہی پر بھی وہ آب شیشہ چھڑکا وہ سب بھی جلنے لگے

ان کے تنوں سے شعلے نکل نکل کر دوسرے ساحروں پر جو گرے وہ بھی مانند ان کے جلنے لگے
دربار میں اور قریب دربار عجب آفت تھی ایک آگ سی لگی ہوئی تھی ہر ایک ساحر مذکور جل رہا
تھا حکیم چالوس عالم غصہ میں کہہ رہا تھا کہ اے نابکارو تمہاری یہی سزا ہے جیسا تم نے کیا ویسا پایا ایسی
نادانی و بیوقوفی کی کہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو میں مبتلا ہو گئے اور ہمارے اور ہمارے اہل دربار
کے قتل کرنے کو آئے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و معروف ملکہ شہنتاز جادو وغیرہ کو اسیر کر کے نہ لائے
تو وہ اس کے سحر میں مبتلا ہو کے اسیر دام الفت ہو گئے ہنوز نائب خداوند مذکور یہ گفتگو کر رہا تھا کہ
وہ سب ساحر بھی جل کر فریاد و آہ کر کے خاک ہو گئے جب سب ساحر مذکور جل گئے اور تاریکی و ہوائے
تند و تیز دفع ہوئی مطلع صاف ہوا حکیم چالوس نے لاشے ساحران اہل دربار کے بعد سیج اٹھوائے
بعد اٹھنے لاشوں کے اور درستی دربار کے نائب خداوند مطمئن ہو کر بالائے تخت حکومت بیٹھا
جملہ اہل دربار وغیرہ جو اس ہنگامے کی خبر سن کے جمع ہو کے دربار میں آ گئے تھے علی قدر مراتب بیٹھے جو
قابل دربار نہ تھے وہ چلے گئے حکیم چالوس نے تخت حکومت پر جلوس کر کے اہل دربار سے مخاطب
ہو کر کہا کہ اے ساحران نامی و نامدار و اے نمک خواران خداوند عالی وقار دبدبہ سحر ساز عرف
ملکہ شہنتاز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے خداوند سے منحرف و سرکشی کر کے
سکونت طلسم زلزلے میں اختیار نہ کی بیرون طلسم زلزلہ جا کر رہا رہی ایسی دشمن جان ہوئیں کہ رعد
دیو سر جادو کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے ہمارے قتل کرنے کے واسطے بھیجا اس نے یہاں آ کر اپنے
سحر خاص سے ہمارے بیہوش کرنے کا ارادہ کیا تھا اگر ہم بعجلت غرق زمین نہ ہو جاتے تو ضرور
اس کے چیخنے سے آواز اس کی سن کر ہم بھی بیہوش ہو جاتے ایسی صورت میں وہ یہاں قتل کرتا
سر ہمارا کاٹ کر حسب الطلب و موافق حکم پاس دبدبہ سحر ساز و ملکہ بہار گل پوش جادو کے
لیجاتا اور اگر ہم حسب فرمان خداوند شیشہ آب یا شیشۂ روغن سوزان نہ لاتے یار عد دیو سر جادو وغیرہ
پر وہ آب یا روغن نہ چھڑکتے اور ان سب کو نہ جلا دیتے تو بڑا غضب ہوتا رعد دیو سر جادو طلسم زلزلہ
میں آفت برپا کرتا اب ہم کو باغیان مذکورہ کی طرف سے سخت اندیشہ ہے علی الخصوص دبدبہ سحر ساز
کی جانب سے اندیشہ قوی ہے وہ ساحرہ زبردست ہے راز داران طلسم سے ہے بالفعل تو ہماری
دشمن جان ہے اگر کہیں شریک طلسم کشا ہو گئی تو آفت برپا کرے گی طلسم زلزلہ میں تہلکہ ڈال دے گی نشان
لوح طلسمی سے طلسم کشا کو آگاہ کرے گی سوا اس کے نصرت و یاری طلسم کشا کرے گی مرحلات طلسمی
کے راز و کیفیت سے خبر دے گی طلسم کشائی طلسم زلزلہ میں سعی و کوشش کرے گی اس کا زندہ رہنا
اور شریک طلسم کشا ہونا اچھا نہیں ہے تا وقتیکہ وہ قتل و گرفتار نہ ہو گی ہمیں اطمینان حاصل نہ ہو گا بعض
اہل دربار نے عرض کیا کہ بیشک حضور وہ بلائے بے درمان ہے قہر ساحرہ بڑی زبردست ہے اس کی
ذات سے فتور پیدا ہونگے کیونکہ وہ راز داران طلسم زلزلہ سے ہے نواسی اس کی ملکہ بہار گل پوش
جادو بھی پرکالۂ آفت ہے اس سن و سال میں علاوہ حسن و جمال کے سحر و ساحری میں ساحران نامی
سے کچھ کم نہیں ہے ملکہ مجمر جادو بھی کچھ ایسی ویسی ساحرہ نہیں وہ بھی سحر و افسون میں طاق و
مشتاق ہے دبدبہ سحر ساز جادو نے اپنی نواسی اور بھانجی کو خوب سحر سکھائے ہیں ان سب کا مار ڈالا
جاتا اچھا ہوا ان کے بارے میں غفلت خوب نہیں ہے ان کی گرفتاری یا قتل واجب و لازم ہے
اگرچہ رعد دیو سر جادو وغیرہ مبتلائے سحر ہو کر سزایاب ہوئے جلا کر خاک کر دیئے گئے مگر ہم سے

جان نثار و نمکخوار موجود ہین جس کو حکم ہو وہ جائے ملکہ دبدبہ سحر ساز وغیرہ کو اسیر کر لائے یا خود قتل
و ہلاک ہو کر حق نمکخواری سے ادا ہو جائے آج حضور نے واقعی کار نمایان کیا ہی اگر یہ سر بلائے
رعد دیو سحر جادو وغیرہ نہ کی جاتی تو بڑا غضب ہوتا ساحران مسحور بہ سحر مذکور زیادہ تر آفتین
برپا کرتے کشت و خون زیادہ ہوتا بڑی آفت و بلاے ناگہانی سے نجات حاصل ہوئی لیکن بقول ع
رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت۔ حکیم جالوس نے اپنے حسن و تدبیر کی تعریف سے خوش ہو کر کہا
کہ اب کوئی تدبیر سمجھ کر اسیری و گرفتاری ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی کی جائے گی اُس کی جانب سے
غفلت ہرگز نہ کی جائے گی کیونکہ وہ دشمن سخت ہی اُس کی طرف سے ہر طرح کا اندیشہ دشمنی ہی ہم
سب خیر خواہوں نمکخواروں سے امید قوی جان نثاری و خیر خواہی کی ہر وقت ضرورت سے
حکم کیا جائے گا حکیم جالوس تو تدبیر گرفتاری و قتل ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ مین فکر و
غور کرتا ہی دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہی متردد زیادہ ہی بجائے خود اپنی نادانی کا مقر ہی دل مین کہتا ہی
کہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو کو سر دربار کوڑے مارنا مناسب نہ تھا غصہ مین انجام کا
کچھ خیال نہ کیا غضب کیا ایسا فعل کوئی نادان و نافہم بھی نہ کرتا جو تو نے کیا دوست کو اپنا دشمن جان
کیا خود بربادی طلسم زلزلہ کا باعث ہوا خداوند کو بھی اس حرکت سے ناخوش کیا لیکن اب عنان بیت القلم
جانب میدان بیان حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ و خواجہ
طیفور کردیا منعطف کی جاتی ہی قبل اس کے تحریر کیا گیا ہی کہ صاحبقران موصوف درویش
گنبد نشین سے رخصت ہو کر تعویذ اُس سے لے کر اپنے بازو پر باندھ کر ہمراہ خواجہ طیفور کردیا
کے موافق بتانے اُس درویش کے ایک جانب روانہ ہوے تھے اثناے راہ مین جا بجا ٹھہرتے
ہوے سیر دشت و کوہ کرتے ہوے اُس صحراے سبزہ زار مین آئے جس صحرا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز
نے قلعہ سحر تیار کیا تھا دیکھا کہ ایک باغ وسیع و پختہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی خوشبو گلہاے
رنگا رنگ کی جانب باغ سے ایسی آتی ہی کہ دماغ معطر ہوتا ہی صداے مرغان خوش الحان اندرون
باغ سے چلی آتی ہی آوازین قمریون اور نغمہاے بلبل سے باغ مین ایک شور ہی دو تین کنیزین
جوان جوان گوری سانولی در باغ پر کھڑی ہین باہم چہلین کر رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ نے خواجہ طیفور کردیا سے کہا کہ اے خواجہ اس صحراے سبزہ زار مین یہ باغ پُر بہار کس کا ہی
ذرا جا کر دریافت تو کرو کنیزین دروازہ باغ پر کھڑی ہین ان سے پوچھو کہ یہ باغ کس کا ہی مالک
باغ کا کیا نام ہی اگر صاحب باغ اجازت دے گا تو اس باغ کی سیر کرین گے تمازت آفتاب سے
تکلیف ہی تھوڑی دیر ساے مین بیٹھ کر سیر باغ کر کے اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرین گے خواجہ نے
حسب الحکم آگے بڑھ کر در باغ پر جا کر اُن کنیزون سے پوچھا کہ اے جنگل والیو بتاؤ یہ باغ کس کا ہی
صاحب باغ ملکہ کا کیا نام ہی اگر اُس کی اجازت ہو تو ہم اور ہمارے آقا اس باغ کی سیر کرین تم اسوقت
کس فکر مین اور کس کی تاک مین کھڑی ہو انھون نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ او بدزبان و بدنظر
ہم کو جنگل والیان کہتا ہی ذرا اپنی صورت تو آئنے مین دیکھ صحرائی آسیب کی شکل ہی رات کو اگر
کوئی دیکھے تو ڈر جائے تیرا اس صحرا مین اسوقت آنا دلیل ہی کہ تو کوئی بھوت پریت وغیرہ سے ہی
نام مالک باغ کا کیون دریافت کرتا ہی دور ہو سامنے سے دفان ہو جا جنگل کی سیر کر مجھ کو اندیشہ
ہی یہ باغ لائق تیری سیر کے نہین ہی باغ مین تیرا کیا کام ہی مرگھٹ مین جا نوچ تیرا باغ مین گذر ہو

اس باغ مین ہماری ملکہ عالم تشریف رکھتی ہین تیری صورت و لباس و کلاہ پر نظر کرکے ہماری ملکہ ڈرجاتین کی فوراً غش آجاتے کا تیرے مالک و آقا کہان ہین اُن کا کیا نام ہی کہان سے آئے ہین خواجہ نے ہنسکر کہا مشہور ہی کہ جو جیسا ہوتا ہی وہ دوسرون کو بھی ویسا ہی تصور کرتا ہی تمھارے قول سے ثابت ہوا کہ تم کوئی قسم بھوت پریت سے ہو جب ہی آئندہ ورودی کی ایذا رسانی کے واسطے کھڑی ہو میری تو صورت ایسی اچھی ہی کہ شاہزادیان مجھپر مرتی ہین جانین دیتی ہین مین تم ایسیون پر توجہ نہین کرتا للکہ تم اپنی نازو ادا و گفتار سے مجھے اپنے اوپر مائل کرو مین بھائی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا ہون نامی و نامور ہون خاص و عام سبکو خواجہ طیفور کرد یا کہتے ہین مجمع کمالات ہون دیکھو وہ آقا و برادر ہمارے سامنے مرکب پر سوار ایستادہ ہین یہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین یہی صاحبقران کشورستان ہین وہ کنیزین گفتگوے خواجہ سنکے قہقہہ مارکر ہنسین پھر باہم مسکراتی ہوئی چہلین کرتی ہوئی باغ کے اندر گئین خدمت ملکہ بہار گل پوش جادو مین جاکر دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اے ملکہ عالم اسوقت ایک شخص عجیب و غریب در باغ پر آیا ہی طویل القامت ہی آنکھین اُس کی زیرہ سی ہین کان بڑے ہین پیچھے اوپر سے دھر مین کمی و زیادتی ہی نہایت چست و چالاک ہی لمبی ٹوپی سر پر رکھے ہی زبان آور اور دل لگی باز ہی اپنے آقا و برادر کے ساتھ ہی نام اپنا خواجہ طیفور کرد یا بتاتا ہی اور اپنے آقا و برادر کا نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ظاہر کرتا ہی کہتا ہی کہ مین مجمع الکمالات ہون نامی و نامور ہون اور یہ پوچھتا ہی کہ صاحب باغ کا کیا نام اگر مالک باغ کی اجازت ہو تو ہمارے آقا اور ہم باغ کی سیر کرین اور یہ بھی کہتا ہی ہمارے برادر و آقا طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین بس جو حکم ہو ہم اُس سے جاکر کہدین وہ در باغ پر ایستادہ ہی اور اُس کے برادر و آقا مرکب پر سوار در باغ سے کچھ دور کھڑے ہین ملکہ بہار گل پوش جادو کنیزون کی گفتگو سنکے سمجھ گئی کہ خواجہ اور صاحبقران کشورستان کوہ بلور سے ادھر آگئے ہین یہ سمجھکر فی الفور مسند زرین سے اٹھکر ہمراہ کنیزون کو لے کر براے پیشوائی صاحبقران عالیشان در باغ تک گئی دیکھا کہ واقعی خواجہ در باغ پر ایستادہ ہین اور صاحبقران در باغ سے کچھ فاصلے پر بالاے مرکب سوار کھڑے ہین یہ دیکھتے ہی آگے بڑھکر صاحبقران کو سلام کرکے عرض کیا کہ خوشا قسمت کہ آپ کا ادھر آنا ہوا میری سرفرازی کا باعث ہوا یہ باغ میرا ہی آئیے قدم رنجہ فرمائیے صاحبقران کشورستان اُس کو دیکھتے ہی پہچان گئے کہ یہ ملکہ بہار گل پوش جادو ہی اور خواجہ تو اسکے دیکھتے ہی بہت خوش ہوے غنچۂ دل شگفتہ ہوگیا گویا باغ زندگی مین بہار آئی شادی و خرمی سے نہال ہوگئے چہرے پر آثار خوشی ہویدا ہوے اور یہ اشعار بے اختیار اپنی زبان پر جاری کیے ۔ اشعار

نزدیک آچلی ہے سواری بہار کی — برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
امکان نہین نجات اسیران عشق کو — یہ قید وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین سے جنون — دو آبلے تو خار بیابان سے دور ہون

ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی کہ مائل تھی خواجہ کو دیکھ کے اشعار خواجہ کی زبان سے سنکے اور خوش ہوکر اپنے حال سے اس طرح خواجہ کو آگاہ کیا اور یہ اشعار بخیال صاحبقران آہستہ آہستہ اپنی زبان پر جاری کیے ۔ اشعار

روز تنہائی مین رہتی تھی یہان	گفتگو پھرون خیال یار سے	خضر لاکر دین اگر آب حیات
مین نہ بدلون شربت دیدار سے	جائے آسائش نہین ہی دوسری	بڑھ کے تیرے سایۂ دیوار سے
خواہش گرد او رہ جاگسے و دشت	پہنے پاپا عشق کی سرکار سے	

خواجہ موصوف اشعار مندرجہ کو
سنکے مطلب ملکہ سمجھ گئے ظاہر ہوگیا کہ یہ نازنین ظاہر کرتی ہی کہ تمھارا ہمکو خیال رہا اور تمھارے
شربت دیدار سے اگر خضر آب حیات بدلنا چاہین تو نہ لون اور راحت و آرام مجکو تمھارے روبرو
ہونے سے حاصل ہوتا ہی جدائی مین دل کو راحت نہین ہوتی ہی اور تمھارے عشق کے سلسلے سے
پہنے لباس تن گرد و غبار کو اختیار کیا ہی آبادی چھوڑ کر دشت نشینی اختیار کی ہی اگر یہ عاشق ہوئی
تو یہ انجام و حال ہو تلپیہ سمجھ کر خاموش ہوئے صاحبقران کشورستان کے اوسسے زیادہ تقریر
نکی الحاصل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کہنے سے صاحبقران مرکب سے اترکر اندر باغ کے
ہمراہ ملکہ مذکور کے گئے دیکھا کہ عجیب پر بہار باغ ہی کہ ایسا باغ کسی شاہ و شہریار کا بھی شگفتہ اور
شاداب نہ دیکھا تھا نہ ایسی بارہ دری نہ ایسا اسباب و سامان زیب و زینت کبھی دیکھا تھا متحیر ہوکر
پوچھا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو کیا اچھا تمھارا باغ ہی لائق سیر و قابل دید ہی اس کی شادابی و دلکشی
کی کیا تعریف کی جائے اُس نے کہا کہ یہ سحر کا ایک ادنی شعبدہ ہی یہ باغ سحر کا ہی تو دیکھے بود ہی تعریف
کے لائق کیا ہی یہ کہکے صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے جاکر مسند زرین پر بٹھایا کنیزین براے خدمتگزاری
حاضر ہوئین خواجہ بھی روبروے صاحبقران بیٹھے ملکہ بھی ادبا روبروے صاحبقران خواجہ سے
ہٹکے بیٹھی حکم ملکہ مذکور سے اسباب راحت و آرام مہیا و موجود کیے گئے صاحبقران نے پوچھا کہ اے ملکہ
تمھارے یہان رہنے کا کیا باعث ہے تو قبل اس کے ظاہر کیا تھا کہ ہم درمیان طلسم رہنے کے
رہتے ہین ملکہ نے تمام حال مفصل حکیم جالوس سے ناخوش ہوکر ادھر آنے کا بیان کرکے کہا کہ ہماری
نانی صاحبہ نے اسی صحرا مین ایک قلعہ اپنے سحر سے تیار کیا ہی وہ مع مجمع جادو اُس قلعے مین رہتی ہین
اگر ارشاد ہو تو اُن سے آپکے تشریف لانے کی خبر بیان کرون وہ آپکے یہان آنے سے خوش
ہوکر آپکی شریک ہونگی طلسم کشائی مین آپکی شرکت و اعانت کرین گی صاحبقران کشورستان
نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمکو اس بارے مین اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کرو ہمکو اعانت خدا پر تکیہ ہی یہ سنکے
ملکہ مذکور بعد چند ساعت کے اپنے باغ سے اپنی نانی کے پاس قلعہ سحر مین گئی اُن سے خبر تشریف آوری
صاحبقران بیان کی اُنھون نے خوش ہوکر کہا کہ اے نور نظر مین اُن کی تشریف آوری سے خوش
ہوئی اُن کو یہان لے آ مین اُن سے ملنے کی بہت مشتاق ہون یعنی اُن کے دیکھنے کا مجھے اشتیاق
ہی اگر انھون نے مجھے سرفراز فرمایا ہی تو اس قلعے مین بھی تشریف لائین مین اُن کے استقبال کے واسطے
آؤن گی ملکہ بہار گل پوش جادو حسب ارشاد اپنی نانی کے قلعہ مذکور سے اپنے باغ مین آئی اور
صاحبقران سے عرض کیا کہ ہماری نانی صاحبہ آپکی تشریف آوری کی مشتاق ہین اپنے قلعہ سحر
سے براے استقبال آتی ہین اگر مناسب ہو تو سوے قلعہ تشریف لے چلیے مجھے سرفراز فرمایا ہی
تو ان کو بھی سرفراز فرمائیے آپکی ذات ستودہ صفات سے یہ امید ہی کہ ع شاہان چہ عجب گر بنوازند
گدا را + صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر تمھاری نانی صاحبہ مشتاق ہمارے دیدار کی
ہین اور ہمارے استقبال کے واسطے آتی ہین تو ہم بھی بخیال تمھاری خوشی و خاطر کے وہان چلنے
کے واسطے موجود ہین تاکہ بیشتر خوشی احباب کا خیال ہوتا ہی اپنے کسی دوست کو ہم رنجیدہ نہین کرتے

کبر و نخوت و غرور و خود بینی سے ہمین نفرت ہے علی الخصوص اپنے دوستون سے بتواضع ملتے ہین
ملکہ بہار گل پوش جادو تقریر صاحبقران سنکے خوش ہوئی صاحبقران اٹھے ملکہ مذکورہ و
خواجہ طیفور کردیا و جملہ کنیزین ہمراہ ہوئین باغ سے قدم نکال کر سوئے قلعہ سحر ملکہ دبدبہ سحرساز عرف
ملکہ شہناز جادو چلے بعد قطع راہ قریب در قلعہ پہونچے دیکھا کہ در قلعہ کھلا ایک ضعیفہ ذی وقار لباس نفیس
در بر ہمراہ نجم جادو و چند کنیزون کے پا پیادہ آئی ہے ہنوز اس ضعیفہ نے چند ہی قدم در قلعہ
سے راہ طے کی تھی کہ امیر با توقیر قریب تر اس کے پہونچے اس نے باادب سلام کیا نجم جادو نے بھی
جھک کر سلام کیا بعدہ عرض کیا کہ ہماری خالہ جان جناب کی تشریف آوری کی بہت مشتاق تھین اور
ہمین بھی مشتاق قدمبوسی جناب تھی شکر ہے کہ آپ نے تشریف لاکے آرزوے دلی بر آئی آپکے تشریف
لانے سے ہمکو سرفرازی حاصل ہوئی تشریف لانا آپ کا باعث فخر و افتخار ہوا اسی طرح بعد مزاج پرسی
ملکہ دبدبہ سحرساز نے بھی گفتگو کی بعد ازان استقبال صاحبقران کرکے بعد عزت و تعظیم و تکریم
اندر قلعے کے لے گئی اور جا کے صدر پر بصد عزت بٹھایا خود بھی مع ملکہ بہار گل پوش جادو اور ملکہ
نجم جادو روبرو باادب بیٹھی کنیزین دست بستہ کھڑی رہین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے قلعہ و آراستگی قلعہ پر نظر کرکے فرمایا کہ کیا اچھا قلعہ ہے نہایت مستحکم و مضبوط ہے آراستہ بھی خوب
ہے یہ ایسا قلعہ ہے کہ حریف اس کو فتح نہین کرسکتا ہے ملکہ دبدبہ سحرساز نے عرض کیا کہ یہ حصن حصین
اس عاجزہ کے سحر کا ایک گھروندا ہے برائے ضرورت و سکونت تیار کیا ہے ہان اگر کوئی دشمن نابکار
اس قلعے پر چڑھ آئیگا تو یکایک یہ قلعہ فتح نہوگا کشت و خون زیادہ ہوگا حالانکہ مین تنہا ہون
فوج و لشکر میرے پاس نہین ہے نہ کوئی سامان جنگ ہے آپنے ملکہ بہار گل پوش جادو سے
تو جملہ حالات میرے یہان آنے کے سنے ہی ہونگے عجلت مین ادھر آئی ہون کوئی سامان و اسباب
لائق اپنے ہمراہ نہین لائی ہون ان دونون لڑکیون سے مین نے آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق
پسندیدہ سنے تھے آپکے دیکھنے کا بدرجہ کمال اشتیاق تھا اسوقت آپ تشریف شریف یہان
لائے سبب میری عزت افزائی و فخر و افتخار کا ہوا یہ لڑکیان تو قبل ہی سے آپکی مطیع و فرمانبردار
ہو چکی ہین اب مین بھی آپ کی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہون حتی الامکان بمقدمہ طلسم کشائی سعی
و کوشش کرونگی آپکے دشمنون سے مقابلہ کرونگی واسطے حصول لوح طلسمی کے بھی
تدبیر کرونگی جب تک زندہ ہون بہبودی و خیرخواہی مین آپ کی سعی کرونگی اب آپ مجھسے
اطمینان رکھین جو کچھ مین نے کہا ہے یہی کرونگی خداوندہو دسمرست جادو مالک طلسم زلزلہ
و حکیم جالوس نابکار کی دشمن جان و مال طلسم ہوکر آپکی دوستی کے جادے پر قدم رکھونگی
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے بھی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ نجم جادو سے تمھارے
اوصاف و اخلاق سنے تھے آج یہان آکے اوصاف و اخلاق تمھارے ہم پر ظاہر ہوگئے تمھاری
شرکت سے ہمکو ایک قوت حاصل ہوگئی فی الحال لوح طلسم زلزلہ کا سراغ لگانا چاہیے کہ وہ کس جگہ
ہے کس کے پاس ہے تاکہ تدبیر حصول لوح طلسمی کی جاسکے کیونکہ بغیر لوح مذکور کے طلسم زلزلہ فتح نہوگا
ملکہ دبدبہ سحرساز عرف ملکہ شہناز جادو نے عرض کیا کہ ابھی تو آپ اس قلعے مین تشریف
لائے ہین چندے قیام فرمائیے راحت و آرام سے بسر کرین بعدہ فکر حصول لوح طلسمی کیجائیگی
جو کچھ مجکو معلوم ہے بیان کرونگی مجکو آپکے دشمنون سے مقابلہ کرنا ہے ورنہ فی الحال ہے

دین اسلام اختیار کرتی بالفعل مطیع دین اسلام ہوتی ہوں جس طرح کہ یہ دونوں لڑکیاں مطیع دین اسلام ہو گئی ہیں واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں ہے صاحبقران نے تو تقریر ملکہ مذکور سن کے خوش ہو کے سکوت اختیار کیا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز نے حکم دعوت و ضیافت اپنے ملازموں کو دیا ہے سامان دعوت و ضیافت ہوتا ہے بعیش و راحت و آرام صاحبقران عالی مقام قلعے میں قیام پذیر ہیں لیکن اب حال نائب خداوند حکیم جالوس وغیرہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ہلاک کرنے اور جلا کر خاک کرنے رعد دیو سحر جادو وغیرہ کے ایک روز حکیم جالوس دربار میں تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے کہ یکایک چند ساحران نابکار مضطر و بیقرار و پریشان خاطر دربار میں آئے بعد سلام کے دست بستہ انھوں نے عرض کیا کہ اے نائب خداوند آپ کو معلوم ہو کہ آج ہم سب برائے تفریح طبع و سیر بیرون طلسم زلزلہ گئے تھے جب صحرائے سبزہ زار میں سیر کناں پہونچے تو دیکھا کہ ایک باغ پر بہار درمیان صحرا واقع ہے آگے اس باغ کے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ سامان جنگ و جدال سے نہایت آراستہ ہے اور اس قلعے پر محیط و قائم ہے حیران ہو کر ہم نے باہم کہا کہ دریافت کرنا چاہیے یہ باغ و قلعہ محکم اس صحرا میں کس کا ہے کس نے بنایا ہے پہلے تو اس جنگل میں یہ باغ تھا نہ یہ قلعہ تھا شاید فی الحال کسی نے بنایا ہے بعدہ دریافت کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو جو مع اپنی نواسی اور بھانجی کے حضور سے ناراض ہو کر طلسم زلزلہ سے چلی گئی تھی اسی نے وہ قلعہ سحر و باغ سحر تیار کیا ہے مالک باغ ملکہ بہار گل پوش جادو ہے رعد دیو سحر جادو وغیرہ اسی کے سحر میں مبتلا ہو کر یہاں برسر جنگ و دشمنی حضور آئے تھے جن کو حضور نے اپنی حکمت و تدبیر سے جلا کر خاک کر دیا اور حاکم قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز ہے اس نے حضور و نیز خداوند سے باغی ہو کر لڑنے کا ارادہ کیا ہے بخوبی سامان جنگ مہیا کیا ہے اطلاعاً ہم نے عرض کیا ہے یہ کہہ کے وہ ساحر تو دربار سے چلے گئے نائب خداوند حکیم جالوس نے از حد غضبناک ہو کے اپنے دل میں کہا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ہم سے لڑنے کا سامان کیا ہے ایسی سرکشی و بدخواہی پر اس نے کمر باندھی ہے اپنے دل میں وہ اپنے تئیں کیا سمجھتی ہے اس باغیہ کی کبھی یہ حقیقت ہے کہ ہم سے سرکشی کر کے لڑے گی اور طلسم زلزلہ میں شرکت طلسم کشا سے فتنہ و فساد برپا کرے یہ باتیں اپنے دل میں کر کے عالم غصہ میں اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے نامورانِ و بندگان خداوند تم نے سنا جو ابھی ساحروں نے ہماری خدمت میں حاضر ہو کر بابت سرکشی و فتنہ انگیزی ملکہ دبدبہ سحر ساز کے اظہار کیا ہے خداوندی سے اور ہم سے ناراض ہو کر ایسی سرکشی پر کمر باندھی ہے کہ قلعہ برائے جنگ تیار کیا ہے دشمنی پر آمادہ ہوئی ہے چاہتی ہے کہ طلسم زلزلہ تباہ و برباد ہو جائے عجب نہیں کہ شریک طلسم کشا ہو کر اس نے قلعہ بنایا ہو ایسی باغیہ و دشمن خداوند و طلسم زلزلہ کا زندہ رہنا ناگوار ہے بیں تم میں سے کون ایسا ہے کہ یہاں سے جا کر قلعہ دبدبہ سحر ساز جادو کو مٹا دے اور اس کو مع اس کی بھانجی اور نواسی کے اسیر کر کے ہمارے روبرو لے آئے خلعت و انعام کثیر ہم سے پائے اس وقت طوفان آتشبار جادو کہ ساحر زبردست معزز تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر با ادب ملتمس ہوا کہ اے نائب خداوند بندہ حکم سرکار بجا لائے گا قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو جلا کر نیست و نابود کر دیگا باغ ملکہ بہار کو اپنی آتش سحر سے جلا دے گا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ شجر جادو کو اسیر کر کے لے آئے گا جانفشانی و سعی و کوشش بخوبی کرے گا مگر چاہتا ہے کہ حضور کی

دور سے میری جانفشانی کو ملاحظہ کریں حکیم جالوس نے اُس کی عرض کو پذیرا کرکے کہا کہ اسے
طوفان آتشبار جادو پہلے تو سوے قلعہ و باغ باغیان خداوند روانہ ہو بعد تیرے جانے کے
ہم بھی آئینگے تا وقتیکہ ہم وہان نہ آئین قلعے پر حملہ آور نہونا کیونکہ موافق تیری تمنا کے ہمین تیری
لڑائی دیکھنا منظور ہی طوفان آتشبار جادو ایک اہل دربار سے ہی اور ساحر زبردست و معزز ہی سحر
اس کا مشہور ہی کہ جس پر ناریل چوبی دار الفاظ سحر دم کرکے مارتا ہی اُسے جلا دیتا ہی آتش سحر اس کی
جلا کر خاک کر دیتی ہی اس کے اس سحر سے حریف جانبر نہین ہو سکتا ہی الا وہ حریف کہ جو اس سے
زبردست ہو وہ اس کے سحر کو بھی رد کر سکتا ہی الحاصل ساحر مذکور حسب الحکم نائب خداوند دربار
سے اٹھکر بیرون دربار جاکر بارہ ہزار اپنے لشکر کے ساحرون کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر
زمین سے سوے فلک بلند ہو کر بقہر و غضب روانہ ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے تخت ہاے سحر کی
سواریون پر سوار ہو کے جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھکر ترسول پسول
ہاتھون مین لیکر خداوند ہو دسر مست جادو و سامری و جمشید کو باواز بلند پکارتے ہوے
ہمراہ طوفان آتشبار جادو اپنے سردار کے روانہ ہوے پارہ ہاے ابر سیاہ جنمین نہان
ہو کر سوے قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو چلے دیکھنے والون نے دیکھا کہ طوفان آتشبار جادو
بڑے زور شور سے روانہ ہوا ہی پارہ ہاے ابر سحر سے اُس کے دمبدم برق چمک چمک کر سوے
زمین آکر پھر ابر مین نہان ہوتی ہی اور صداے رعد ایسے زور سے اُن پارہ ہاے ابر سحر سے
پیدا ہوتی ہی کہ جس کے سننے سے دلہاے جوانان بہادر و قوی ہیکل دہل جاتے ہین جگر
بزدلون کے شق ہو جاتے ہین قہر و غضب ساحر مذکور سے برق و رعد کی آواز ہویدا و آشکار تھی
جب وہ پارہ ہاے ابر سحر نظر سے نہان ہوے نائب خداوند یعنی حکیم جالوس نابکار قاتل
برادر حقیقی خود مع فوج دربار سے اسباب ضروری جنگ ہمراہ لیکر ساٹھ ہزار ساحرون کی
جمعیت سے تخت پر بیٹھکر جانب قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بکر و فر و بشان و شوکت روانہ ہوا
طوفان آتشبار جادو جو حسب الحکم نائب خداوند نابکار مذکور کے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچا جس صحرا مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو نے باغ و قلعہ سحر بنایا تھا دیکھتے ہی اُس باغ و قلعہ کو بلندی سے بروے زمین آکر حکم دیا
کہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائین تاکہ حرارت آفتاب سے ہمکو اور ہمارے اہل لشکر کو تکلیف
نہو حالانکہ یہان دو چار روز کے قیام کرنے کی بھی ضرورت نہین ہی صرف دو چار ساعت کے واسطے
یہ سامان و اسباب راحت کی احتیاج ہی نائب خداوند یہان تشریف لائے اور پہنچنے آگے بڑھکر باغ
و قلعہ سحر کو اپنی آتش سحر سے جلا کر نیست و نابود کر دیا اور سب باغیون کو اسیر و گرفتار کرکے حوالے
حکیم جالوس کے کر دیا ہمارے نزدیک یہ کام کچھ دشوار نہین ہی نہ اس کام کے انصرام مین
تاخیر ہوگی ساحران ہمراہی نے عرض کیا کہ واقعی آپ کا سحر و ساحری مین عدیل و نظیر نہین
ہی جو کچھ آپ نے ارشاد کیا درست و بجا ہی زیادہ توقف کرنے کی یہان آپ کو کیا ضرورت ہی
طوفان آتشبار جادو نے خوش ہو کر کہا کہ تم سچ کہتے ہو تم میرے سحر بے پناہ سے آگاہ ہو
میرے مراتب عالی سے باخبر ہو بیشتر میری ماتحتی مین میری جنگ و جدال اور میرے سحر خاص
سے آگاہ ہو چکے ہو مین تمکو محض براے اظہار شان و شوکت اپنے ہمراہ لایا ہون تم دور سے

کھڑے ہوکر میری سحر و ساحری و جنگ دیکھنا قریب بھی میرے نہ آنا جنگ مین شرکت بھی نہ کرنا تھوڑی
ہی دیر مین یہ باغ و قلعہ جلا کر خاک مین ملا دون گا نام و نشان بھی باقی نہ رکھون گا ایک دم مین دشمنان
خداوند و بدخواہان نائب خداوند کو گرفتار کرلون گا میرے ہاتھ سے وہ بھاگ کر کہان جا سکتے ہین
اور مجھ ایسے ساحر زبردست سے کیا مقابلہ و مجادلہ کر سکتے ہین مین رعد دیو سحر جادو نہین ہون
کہ سحر مین ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ دلبر سحر ساز جادو یا ملکہ مجمر جادو کے مبتلا ہو کے عاشق و
دیوانہ ہو کر اپنے خداوند یا نائب خداوند کا بدخواہ ہون سر کٹانے کے واسطے جاؤن وہ نادان بیوقوف
تھا سحر و ساحری مین اُس کو چندان تمیز و لیاقت نہ تھی اسی وجہ سے وہ دام سحر باغبان مذکور مین
پھنس گیا تھا انجام اُس کا دیکھا تم سب نے کہ کیا ہوا اپنی نافہمی کی اُس نے سزا پائی اگر خردمند ہوتا
تو کبھی مبتلا سحر نہوتا سب نے عرض کیا کہ آپ نے درست و بجا ارشاد کیا بیشک آپ نہایت عاقل و
زبردست ساحر ہین آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے کس کی مجال ہے کہ آپ سے جنگ آزما ہو ہم تو
سمجھے ہین کہ آپ ہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ سر ہوگا اور اس باغ پر بہار سحر پر خزان آئے گی نہین معلوم
آپ کے یہان آنے کی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دلبر سحر ساز جادو کو خبر ہوئی یا نہین
بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ خبر و آگاہی نہین ہوئی ورنہ وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ جاتے یا برائے
عذر خواہی بصد عاجزی آپ کے روبرو فی الفور آتے طالب پناہ ہوتے اور یہ ضرور کہتے کہ اے
طوفان آتشبار جادو جو کچھ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہے خداوند و نائب خداوند سے سعی و سفارش
کر کے معاف کرا دو یہ احسان کرو ایسی حالت مین عجب نہین کہ آپ کو اُن کے حال پر رحم آ جاتا
اُن کو اسیر و گرفتار نہ کرتے اُن کی سفارش خداوند و نائب خداوند سے کر کے اُن کی تقصیر معفو
کرا دیتے اگر آپ ہم کو حکم دین تو ہم آگے بڑھ کر در باغ تک جائین ملکہ بہار گل پوش جادو کو
سمجھائین یہ حال [illegible] اگر اُس کو آپ کے روبرو لے آئین اسی طرح ملکہ دلبر سحر ساز جادو
کو بھی آپ کے آنے کی [illegible] انجام پر نظر کر کے آپ سے مقابلہ کرنا
مناسب نہ جان کر گھبرا کر [illegible] آئے طوفان آتشبار جادو نے جواب دیا کہ
دشمن پر رحم کرنا [illegible] عقل ہے خبردار یہان سے آگے قدم نہ بڑھاؤ
در باغ پر [illegible] دشمن غافل کو ہوشیار نہ کرو مبادا ہمارے
آنے کی خبر پا کر ہوشیار ہو کر [illegible] یا خوف سے بھاگ جائین تو اُن کا ہاتھ آنا
دشوار ہوگا [illegible] تو یہ منظور ہے کہ ان سب دشمنان خداوند کو
حتی الامکان آتش [illegible] اُن کو ہلاک کرین کہین بھاگ کر اُن کو جانے نہ دین
اور یہ خیال [illegible] ملکہ بہار گل پوش جادو و [illegible] ہمارے بقصد جنگ آنے کی سن کے برائے
عذر خواہی [illegible] نہ آئے گی کیونکہ وہ قرابت دار خداوند ہے یہ ذلت و
توہین [illegible] گوارا [illegible] جان دیدے گی لیکن خلاف اپنی شان و مرتبے
کے دست بستہ برائے عذر خواہی کبھی نہ آئے گی اور ملکہ دلبر سحر ساز جادو تو اپنے تئین شاہزادیون
سے زیادہ مرتبے مین جانتی ہے سوا اِس کے اُس کو اپنے سحر پر بھی ناز ہے اُس کی طرف ایسا گمان بھی
نہ کرنا چاہیے کہ وہ گھبرا کر طالب پناہ ہو کر یہان آنے کی خواستگار سفارش کی ہوگی لہذا تم سب اپنے
ارادے سے باز رہو ان باغیون کو ہمارے آنے سے آگاہ نہ کرو ورنہ ہوشیار ہو کر وہ بھی کوئی

فکر و تدبیر کریں گے ذرا نائب خداوند کو آنے دو اُن کے یہاں آتے ہی تماشہ ہمارے سحر کا دیکھنا
ہے تو سبھی جو سب کو جلا کر خاک نہ کر دیا ہو غالباً ملکہ بہار گل پوش جادو اسی باغ سحر میں ہوگی اس
باغ سے کہیں گئی نہ ہوگی حالت غفلت میں اُس کے جا کر اپنے سحر سے اس باغ کو مع اُس کے
جلا دوں گا بعدہٗ قلعے کو بھی ایک ہی ناریل سحر دم کر کے اس طور سے ماروں گا کہ قلعے کا نام و نشان
بھی نہ رہے گا باغیوں کو اپنی غفلت پر بہت افسوس ہوگا سب نے عرض کیا کہ رائے آپ کی خوب
ہے واقعی افسر کی عقل لشکریوں سے زیادہ ہوتی ہے یہ عرض کر کے سب خاموش ہوئے تاکہ شور و غل
سے ملکہ بہار وغیرہ باغیوں کو ورود لشکر سے آگاہی نہ ہو جائے ساحران لشکر شقاوت اثر نے تو
خاموشی اختیار کی لیکن ملازمان و خدام نے طوفان آتشبار جادو کے حکم سے بارگاہ و خیام برپا
و ایستادہ کیے طوفان آتشبار جادو داخل بارگاہ ہوا براحت و آرام تمام فرش پر بیٹھا انتظار
نائب خداوند نابکار کا کرنے لگا ساحران لشکر طوفان جادو بھی اپنے اپنے خیام میں فروکش ہوئے
وقت ورود لشکر مذکور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع خواجہ طیفور گردیا ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو میں بآرام تمام بیٹھے ہوئے تھے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو روبروے
صاحبقران حاضر تھیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بھی بیٹھی تھی بابت حصول لوح طلسمی باہم کچھ باتیں
ہو رہی تھیں کہ یکایک قلعے کے باہر سے ایک کنیز شوخ و چالاک نے آ کر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
آپ کیا غافل بیٹھی ہیں طوفان آتشبار جادو جس کو میں خوب جانتی ہوں بجمعیت ساحران کثیر
در باغ سے دور ہٹ کے خیام و بارگاہ ایستادہ کرا کے فروکش ہوا ہے غالباً بارادہ جنگ ادھر آیا ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ گروہ نابکار بارادہ پیکار آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے جس ارادے
سے آیا ہے وہ ارادہ اُس کا اُس کے دل ہی میں رہے گا حسرت اُس کی بر نہ آئے گی ہمارے
قلعہ سحر کو مٹا سکے یا ہم سب کو اسیر کرے کیا مجال اُس کی جس طرح رعد پسر جادو دیوانہ ہو کر
ہم سب کا فرمانبردار ہو کر برائے قتل حکیم جالوس چلا گیا تھا اسی صورت سے یہ بھی سحر میں مبتلا ہو کر
چلا جائے گا عجب نہیں کہ حکم سے ادھر آیا ہے اسی کو اپنا دشمن تصور کر کے قتل کرنا چاہے گا ہم اس کے
آنے سے نہیں ڈرتے ہیں یہ کہہ کے صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ تو شمشیر و نیزہ و گرز و تیر و تبر
وغیرہ ہتھیاروں سے کام دشمن کا تمام کرتے ہیں لشکر کو درہم و برہم کرتے ہیں ہم ساحرہ ہیں سحر
سے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں آج ہماری لڑائی ملاحظہ کیجیے گا قلعے میں بیٹھے رہیے گا قلعے سے
باہر نہ جائیے گا صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ ہم شیر بیشہ شجاعت
ہیں کبھی قلعہ بند ہو کر دشمن سے نہیں لڑتے ہیں جب لڑتے ہیں سر میدان لڑتے ہیں ہماری بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھیں ہرگز ایسے وقت میں قلعے میں نہ رہیں گے اگر طوفان
آتشبار جادو آیا ہے تو اس کی آتش سحر کو ہم اپنی آب شمشیر سے یوں بجھا دیں گے کہ پھر جہان میں
نام و نشان طوفان [illegible] کا نہ رہے گا وہ نابکار [illegible] کیوں آیا ہے ارادہ محاصرہ قلعہ کا کیوں کرے
ہم ابھی بلکہ تنہا اُس [illegible] تو ہر شمشیر آبدار اُس کو دکھاتے ہیں اگر وہ ساحر زبردست
ہے تو ہم بھی [illegible] اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہیں اُس کا سحر [illegible] اسم اعظم الٰہی کے ہم [illegible]
[illegible]
[illegible] اسم اعظم الٰہی ساحر [illegible]

یہ فرما کر ارادہ اٹھنے کا کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو نے بصد
عجز و انکسار کہا کہ ہم قسم دیتے ہیں آپ کو اُس خدا کی جس کی آپ پرستش کرتے ہیں اور جس کو آپ
خالق کون و مکان جان کر سجدہ کرتے ہیں ہماری موجودگی میں آپ طوفان آتشبار جادو سے یا
اُس کے ہمراہیوں وغیرہ سے مقابلہ نہ کیجیے ہمیں کو لڑنے دیجیے ہماری لڑائی کا تماشہ دیکھیے ہاں ایسی
حالت میں کہ ہم سب مغلوب ہو کر اسیر ہو جائیں ہماری مدد و اعانت کیجیے گا دست دشمنان سے
ہمکو رہا کیجیے گا صاحبقران نے سب کے قسم دینے سے مجبور ہو کر فرمایا کہ اچھا ہم اس تمہاری
عجز و انکساری کرنے سے اور قسم خداوند عالم دینے سے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے بالفعل
مقابلہ نکرینگے تمہارے کہنے پر عمل کرینگے مگر اس قلعے میں نرہینگے مع فرزندان نبرد اور
صاحبقران کشورستان مشہور ہو کر قلعہ بند نہونگے یہاں سے دور جا کر تمہاری لڑائی دیکھینگے
اگر تم سب طوفان وغیرہ پر غالب ہوئے تو فہو المراد ورنہ ہم تمہاری اعانت کے واسطے ضرور
آئینگے حتی الامکان اپنے تئین تم سب کے پاس پہونچائینگے خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا
کہ اے امیر با توقیر آپ کی رائے میں پسند کرتا ہوں ہرگز قلعہ بند ہو کر یہاں قیام نفرمائیے پھر
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب اس باب
میں صاحبقران ذیوقار سے کچھ نہ کہنا ہرگز صاحبقران نہ ٹھہرینگے بہتر یہی ہے کہ ان کی خوشی
پر عمل کرو سب نے کہا کہ اے خواجہ بمجبوری ارشاد صاحبقران ہم منظور کرتے ہیں ورنہ ہمارا
دل نہیں چاہتا کہ ایسے وقت میں اس قلعے سے صاحبقران کشورستان کو کہیں جانے دیں
کیونکہ دشمنوں کا ہجوم ہے لشکر ساحران فروکش ہے طوفان آتشبار جادو آ گیا ہے صاحبقران
کشورستان اُسی وقت قلعے سے باہر آ کر مرکب پر سوار ہو کر خواجہ کو ہمراہ لے کر ایک کوہ کی جانب
کہ وہان سے قریب تھا روانہ ہوئے بعد قطع راہ درہ کوہ میں جا کر ٹھہرے اُسوقت خواجہ طیفور گردیا
نے کچھ سوچ کر عرض کیا کہ اگر مجکو اجازت دیجیے تو میں بھی کچھ فکر و تدبیر کے واسطے جاؤں صاحبقران
نے اجازت دی خواجہ موصوف ایک جانب روان ہوئے حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا
جائیگا اب ذکر نائب خداوند نابکار کیا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو ساٹھ ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ
لے کر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُسی صحرا میں آیا جس صحرا میں طوفان آتشبار جادو مقیم تھا اسکو
مع اُس کی سپاہ کے فروکش دیکھ کر قریب ہی اُس کے بارگاہ و خیام استادہ کرائے ہنوز حکیم چالوس
اپنی بارگاہ میں داخل نہوا تھا کہ قلعے میں ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے باغ میں جاؤں طوفان آتشبار جادو کو روکوں
اُس نے کچھ خیال کر کے کہا کہ اے دختر نیک اختر اسوقت تیرا اپنے باغ جانا اچھا نہیں ہے ہرگز
تنہا نکلنے دونگی اپنے پاس سے جدا نکرونگی ملکہ بہار اپنی نانی کے کہنے سے مجبور ہو کر
جانب باغ مذکور نہ گئی وہان حکیم چالوس نابکار نے طوفان آتشبار جادو کو یہ حکم دیا کہ اب بے
تاخیر نکر جلد سوئے باغ و قلعہ جا اور اسے اپنی آتش سحر سے جلا دے یا اُن کو قتل و اسیر کر سب بعدہ
جانفشانی و جنگ اپنی ہمیں دکھا اُس نے عرض کیا کہ یہ خیر خواہ حضور کے آنے کا منتظر تھا اب حضور
یہاں تشریف لائے اور حکم دیا بہتر فرمانبردار جاتا ہے کار نمایاں کر کے آتا ہے یہ کہکے سوئے باغ روانہ
ہوا جب قریب تر باغ کے پہونچا کچھ ناریل چوبی دار جھولے سے نکال کر الفاظ واہیات سحر پڑھ کر

دم کر کے متواتر پھینکے بعد دیر کے وہ کئی ناریل چار طرف باغ پر بہار ملکہ بہار گل پوش جادو پر
مارے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ ناریل شق ہوئے شعلے بکثرت پیدا ہوئے وہ باغ پر بہار
ملکہ بہار جو آتش گل سے دہک رہا تھا لپٹا یکایک انھیں شعلوں سے اس طرح جلنے لگا کہ ہر ایک سرو
لب جو مانند سرو چراغان کے ہو گیا ہر گل تر بشکل گل چراغ ہونے لگا ہر ایک درخت صورت ہیزم
خشک کے جلنے لگا یا مانند شمع کافوری روشن ہو گیا برگ درختان سبز و شاداب حرارت آتش سحر
طوفان آتشبار جادو سے زرد خزان دیدہ و پژمردہ ہو کر کف افسوس ملنے لگے کہ ہائے وقت
خزان آگئی بلبلیں عوض نغمہ سرائی نالہ و فریاد کرنے لگیں قمریاں سرو پر جل جل کر کباب ہونے لگیں
غنچے باغ بہار کی شگفتگی لے گئے مرغان خوش الحان نالہ کنان ہو کر بسمل کباب آتش سحر سے بریان
ہونے لگے دھواں بلند ہوا گویا دود آہ عنادل عیان ہوا اکثر طائران خوش آواز بیصدا سے
در و دیوار پکارنے لگے گل میں جلیں اہا فان غرضکہ تھوڑی دیر میں وہ باغ پر بہار تمام و کمال جل کر
بے نام و نشان ہو گیا صرف دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جا بجا کچھ جلا ہوا آتا کا پتلی پتلی لکڑیوں اور بیخ
سیبوں میں لپٹا ہوا ہے جب باغ مذکور جل کر نیست و نابود ہو گیا طوفان آتشبار جادو نے خوش
ہو کر نعرہ کیا اور کہا کہ میں طوفان آتشبار جادو ہوں اے ملکہ بہار گل پوش جادو کہو تمہارا اور تمہارے باغ سحر
پر کیسی خزاں آئی میں نے اپنی آتش سحر سے کیسا جلایا کوئی استخوان بھی تمہارا باقی رہا یا نہیں
کس خوبی و خردمندی سے میں نے تم کو مع تمہارے باغ کے جلا دیا تمھیں میرے آنے کی خبر بھی
نہ ہوئی آرزوے دلی و حسرت جنگ لے کر اس گلشن دنیا سے گئیں کیسا پھل بغاوت کا تم نے خداوند
کا پایا تمہارے پھول بھی نہ کھلے ناتھنخدا جہان سے سدھاریں تازہ تازہ نہال قامت تمہارا
مرجھا گیا تمہارے شباب یعنی تمہارا عارض تمہارے رشک گل تر تھے قامت تمہارا غیرت سرو چمن تھا نانی
تمہاری قلعے میں مخفی ہے اس کو تمہارے حال سے ابھی خبر نہیں ہے جس وقت وہ سنے گی بے قتل
کیسے مر جائے گی سنتے تو رعد دیو سحر جادو کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے ایسا دیوانہ کر دیا تھا کہ سحر اس کا
اور پرستے اُتر نہ سکا یہاں تک کہ اس کو جلا دیا مجھ پر کسی نے کوئی سحر نہ کیا جس طرح وہ جلا دیا گیا تھا اسیطرح
میں نے بھی تمھیں جلا دیا اب تمہاری نانی اور تمہاری خالہ زاد بہن کی فکر ہلاکت مد نظر ہے اسیطرح
تھوڑی دیر تک ساحر مذکور بکا کیا حکیم جالوس نے آواز بلند اس کی تعریف کی اس نے جھک کر
سلام کر کے پوچھا کہ کیوں نائب خداوند ملاحظہ کیا حضور نے کہ کیونکر میں نے ملکہ بہار گل پوش جادو
کو مع اس کے باغ سحر کے نیست و نابود کر دیا حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار
جادو واقعی تم نے کار نمایاں کیا ہم کو بہت خوش کیا اب اسی طرح قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بھی اپنے
سحر سے جلا کر معدوم کر دو پھر آ کر خلعت و انعام کثیر لو دیکھو یہ بیش قیمتی خلعت پر زر تمہارے ہی واسطے رکھی ہے
ایسا نہ ہو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بھی قلعے سے نکل کر جانے نہ دینا مثل ملکہ بہار گل پوش جادو
اس کو بھی مع لشکر جادو اپنی آتش سحر سے جلا کر خاک کر دینا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ
حضور کے اقبال سے قلعے کا بھی محاصرہ کرتا ہوں ملکہ شہنشاہ جادو کو ہرگز نکل کر جانے دوں گا یہ
کہہ کر بارہ ہزار ساحروں کو اپنے ہمراہ لے کر سوئے قلعہ جا کر قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور خود در قلعہ پر
جا کر پکار کر کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز میں طوفان آتشبار جادو ہوشیار ہو کہ میں باغ ملکہ بہار گل پوش
جادو کو مع اس کے جلا کر تمہارے قلعے کی بربادی کے واسطے آیا ہوں غضب کیا تم نے کہ بغاوت

نائب خداوند یہ کمر باندھی بس کے گذارم کہ از دست از زندہ و سلامت بدر روی ملکہ مذکورہ نے
بالائے قلعہ آکر جواب دیا کہ او نابکار تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ میرے قلعہ سحر کو برباد کرے اگر آیا ہے تو حوصلہ
اپنے دل کا نکال لے دیکھوں کیونکر میرے اس قلعہ سحر کو برباد کرتا ہے ہاں تو نے عدم موجودگی بہار میں اسکو
جلا دیا ہے دیکھ یہ نور نظر نواسی میری ملکہ بہار گل پوش جادو زندہ موجود ہے او کاذب و بیہودہ گفتار
خاک تیرے منھ میں میرے سامنے میری پارۂ جگر کے بارے میں ایسی افترا پردازی کرتا ہے جا دور ہو ورنہ ابھی بتائیگا
ساحر مذکور نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بالائے کرسی زرین بیٹھا ہوا دیکھا اور ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی ویسا ہی اُس کے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا ابر سحر کو بالائے
قلعہ پھیلا پایا اُس میں برق کی چمک رعد کی ایسی صدا پاکر اپنے دل میں خفیف و شرمندہ ہوکر ناریل چوبی دانہ
پر سحر دم کر کے سوئے ابر و در قلعہ پر برابر مارنا شروع کیے وہ ناریل پھٹے بجائے شعلہائے آتش
گلہائے شگفتہ و تر برسنا شروع ہوئے ساحر مذکور نے وہ گلہائے خوشبو اُٹھا کر جو سونگھے فی الفور
مبتلائے سحر ہوگیا پکارا کہ قربانت شوم اے ملکہ عالم میں تو فرمانبردار اور جان نثار تمہارا ہوں مدت سے
تابع حکم ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں ملکہ نے جواب دیا کہ اگر تو ہمارا فرمانبردار ہے تو ابھی جاکر نائب خداوند
حکیم جالوس نابکار و نابہنجار کا سر لا وہ ہمارا دشمن جان ہے طوفان آتشبار جادو نے دست بستہ
عرض کیا کہ حکیم جالوس بدکرداری تو کیا اصل و حقیقت ہے اگر حکم ہو تو خداوند ہو دسمست جادو کا
سر کاٹ کر برائے نذر لاؤں یہ کہکر اپنے لشکر کے تمامی ساحروں کو ہمراہ اپنے لیکر کہا کہ چلو حکم ملکہ عالم
بجا لائیں حکیم جالوس دشمن جان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا سر لائیں سب نے عرض کیا کہ چلیے
حضور بیشک وہ نابکار و بدکردار ہے ہماری ملکہ عالم کا بدخواہ ہے پھر کر اُس کو قتل کریں وہ لائق قتل
ہے اسوقت کیا ہوا سرد چل رہی ہے پھول برس رہے ہیں خوشبو سے گلوں کی صحرا مہک رہا ہے
جنگل میں بہار آئی ہے دل چاہتا ہے کہ گریبان و جیب و دامن اپنے اس جوش بہار میں چاک کریں
یہ مصرع کسی شاعر کا اپنی زبان پر جاری کریں ع بہار آئی ہے دیوانوں کے دامن چاک ہونے ہیں
اُس نے جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی مثل تمہارے یہی دل چاہتا ہے کہ اپنا گریبان چاک کریں
اشعار عاشقانہ پڑھیں فصل بہار آگئی ہے انھوں نے کہا کہ پھر آپ کو کون مانع ہے طوفان آتشبار جادو
نے جوش دیوانگی میں گریبان و جیب و دامن چاک کیے اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کیے اسکی
فوج کے ساحروں نے بھی مانند اپنے سردار کے اپنے لباس کو چاک چاک کیا پھر اشعار عاشقانہ
پڑھتے ہوئے پھول سونگھتے ہوئے ہمراہ طوفان آتشبار جادو کے جھومتے ہوئے سوئے حکیم
جالوس چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بالائے قلعہ سے اُن سب دیوانوں کو دیکھکر مسکرائی ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو بھی ہنسیں صاحبقران کشورستان نے درہ کوہ سے دیوانوں
نظر کر کے خوش ہوکر دل میں کہا کہ یہ سب پہلے تو بارادۂ دشمنی آئے تھے اب مبتلائے سحر ملکہ ہوکر دیوانے
ہوکر جانب حکیم جالوس جاتے ہیں ابھی صاحبقران اُن دیوانوں کی سمت درہ کوہ سے دیکھ رہے
تھے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے شعبدہ و سحر سے متحیر تھے کہ وہ سب دیوانے گریبان چاک قریب
حکیم جالوس پہنچے اسنے جو سنا کہ طوفان آتشبار جادو پریشان مو یہ کہتا ہوا آتا ہے شعر

بہار آئی ہے دیوانوں کے دامن چاک ہونے ہیں	گریبان پھاڑ کے پرزے لگے کرنے جیب و داماں ہم

سمجھا کہ مبتلائے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہوگیا ہے از خود رفتہ

آتا ہے اُس کے لشکر کے ہمراہی سب ساحر بھی اسیر دام سحر ہیں جب یہ بہار تو اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے کبھی ہنستے کبھی خود بخود روتے ہوئے مانند دیوانوں کے ہو گئے ہیں یہ دیکھکر پریشان خاطر و متردد ہوکر پیچھے ہٹا ناگاہ طوفان آتشبار جادو نے برہم ہوکر پکار کر کہا کہ او نابکار نائب خداوند مکار تو نے غضب کیا تو نے مجھکو برائے اسیری ملکہ دلارام سحرساز جادو وغیرہ بھیجا تھا چاہا تھا کہ میرے ہاتھ سے اُن کو قتل کرائے بھلا کسی عاشق نے اپنے معشوق کو قتل کیا ہے جو میں اُس کو قتل کرتا اب اُس کے حکم سے تجھے قتل کرنے آیا ہوں پیچھے کیوں ہٹتا ہے کیا بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے او ملعون میرے ہاتھ سے بھاگ کر کہاں جائیگا بغیر تیرا سر کاٹے ہوئے مجھکو قرار نہ آئیگا یہ کہکر اپنے لشکر کے ساحروں سے کہا کہ اے ہوا خواہو خبردار و ہوشیار یہ نابکار بھاگا چاہتا ہے چار طرف سے اس کو گھیر لو جانے نہ پائے ورنہ معشوقہ ملکہ دلارام سحرساز جادو سے شرمندہ ہونا پڑیگا اُس نے اس نابکار کے سر کٹنے کی فرمائش کی ہے یہ ضرور پورا اُس کے واسطے لیجانا ضروری ہے سب نے عرض کیا کہ ہاں اے سردار ہمارے ہمکو بھی بخوشی نابکار کا خیال ہے ابھی اس نابکار کو گھیر کر قتل کرتے ہیں ملکہ بالائے قلعہ کرسی پر بیٹھی ہوئی ہیں اس کے سر کی طالب ہیں آپ آگے بڑھیں ناریل جوگی دار سحر پڑھکر اس پر لگائیں ہم بھی آتے ہیں طوفان آتشبار جادو اپنی جھولی سے ناریل لیکر الفاظ و اسمائے سحر پڑھنے میں مصروف ہوا لشکری ساحر اُس کے بڑھے حکیم جالوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا یہ دیوانے مدہوش و غافل ہیں اپنے بیگانے کو مبتلائے سحر ہوکر نہیں پہچانتے ہیں میرے قتل کرنے پر آمادہ ہیں جلد کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ سحر ان پر سے دفع ہو جائے اور باعث اپنی ناموری کا ہو لہذا ابر سحر دشمن سے اپنا کام حسب دلخواہ لے اپنا کمال و اختیار دیکھنے والوں پر ظاہر کرا سکے کمال یہ تو سحر سے تو سب عامل و ساحر کام لیتے ہیں دشمن کے ابر سحر سے کام لینا دشوار ہوتا ہے یہ خیال کرکے کچھ پڑھکر سوئے ابر سحر ملکہ دلارام سحرساز جادو دیکھکر دستک دی ابر سحر جو بالائے قلعہ محیط و قائم تھا متحرک ہوکر سوئے حکیم جالوس چلا ملکہ دلارام سحرساز جادو کے روبرو سحر کا جب اُن سب دیوانوں کے سروں پر پہنچا [illegible] خداوند نے انگشت سے اشارہ کیا وہ ابر قائم ہوکر برسنے لگا جب دیوانے کے اوپر ایک قطرہ آب بھی پڑا سحر اُس کے اوپر سے دفع ہو گیا ہوش میں آیا اپنے لباس پر نظر کر کے پارہ پارہ دیکھکر حیران ہوا از انجملہ طوفان آتشبار جادو بھی ہوشیار ہوا اپنے ہاتھ میں ناریل جوگی دار اور اپنے لباس تن کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھکر متحیر ہوا حکیم جالوس نے سب دیوانوں کو بارش ابر سحر کو برستے ہوشیار کر کے وزرا کو باشارہ دفع کر کے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ واہ واہ تم سب خوب برائے قتل و اسیری ملکہ دلارام سحرساز جادو گئے تھے خود ہی اُس کے سحر میں مبتلا ہوکے اس طرف ہمارے قتل کرنے کے واسطے آگئے تھے اگر ہم اسوقت تدبیر دفع سحر نہ کرتے تو ضرور تم سب ہم سے لڑتے ہمارے قتل کرنے کے درپے ہوتے بلکہ قتل یا اسیر کرنے میں کوئی دقیقہ دشمنی فروگذاشت نہ کرتے سب نے اپنے حال سے آگاہ ہو کے غیرت سے سر جھکا لیے خصوصاً طوفان آتشبار جادو نے بہت نادم و شرمندہ ہوکر عرض کیا کہ اے نائب خداوند معاف فرمائیے گا میں اپنے حواس و ہوش میں نہ تھا مبتلائے سحر ہو گیا تھا اب جاتا ہوں ملکہ دلارام سحرساز جادو کو ضرور ہلاک کروں گا حکیم جالوس نے کہا کہ تیرے ہاتھ سے وہ قتل و اسیر نہو گی اب ہرگز نہ جا ورنہ پھر مبتلائے سحر ہو جائیگا اُس نے پوچھا کہ کیا اب آپ بذات خاص در قلعہ پر جا کر

اُس سے مقابلہ کیجیے گا حکیم نے کہا کہ ہم نائب خداوند ہین ہماری شان و عزت کے خلاف ہے کہ دو تین
باغیون کی اسیری کے واسطے ہم دیو قلعہ پر جا کر جادوؤن سے مقابلہ کرین آگاہ ہو کہ ہم عامل کامل بھی ہین
اپنے عمل سے موکلون کو روانہ کرکے اُن کو ابھی اسیر کیے لیتے ہین یہان ہم تجھکو سمجھ کے آئے ہین
ہم حاکم ساحران ہی نہین ہین جنون پر بھی حکومت رکھتے ہین ہمارے قبضے مین اکثر جن ہین جو تابع حکم
ہین ہم جس کام کے واسطے کہتے ہین وہ فی الفور کرتے ہین اگر تجکو ہماری حکومت جنون پر دیکھنا منظور
ہو تو دیکھ لے ہم ایسا بھی کوئی عامل زبردست تو نے نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا ساحر مذکور نے عرض کیا
کہ یہ کمترین مشتاق دید ہے جنون کو دکھلائیے دیکھون وہ کس طرح ملکہ دیبہ سحر ساز جادو وغیرہ کو اسیر
کرتے ہین حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اچھا ٹھہر جاؤ ابھی ہم موکلون کو طلب کرتے ہین یہ کہکے
خیمہ مختصر مین بیٹھکر اشیاے بخور مانند مشک و عنبر و قرنفل و کافور و لوبان وغیرہ آگ پر ڈالکر کچھ
پڑھنے لگا بعد دو ساعت کے سمت صحرا سے غبار بلند ہوا ہوا سے تند چلی جب وہ غبار دور ہوا
دیکھا کہ چار جن بصورت مہیب پیدا ہوکر روبرو آکر کہنے لگے کہ اے حکیم جالوس کیون تو نے اسوقت
ہمکو طلب کیا ہے کیا کار دشوار درپیش ہے حکیم مذکور نے جواب دیا کہ اے موکلان عمل تسخیر اسوقت
تمسے یہ کام لینا منظور ہے کہ جو سامنے قلعہ سربفلک کشیدہ نظر آتا ہے اُس قلعے مین ملکہ دیبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و قمر جادو ہماری دشمن جان و بدخواہ خداوند موجود ہین
اُن کو جاکر اسیر کر لاؤ اور یہ چار تختیان ہین ایک ایک تختی اپنے گلے مین ڈال لو بے خوف و خطر
چلے جاؤ کسی کا سحر تمپر اثر نہ کریگا نہ کوئی کسی طرح کا تمپر کارگر ہوگا جب اُن کو اسیر کر لینا تو
اس کمند کے حلقون مین اُن کو گرفتار کرکے ہر ایک کی زبان مین سوزن دے کر ہمارے روبرو
لے آنا طوفان آتشبار جادو وغیرہ نے دیکھا کہ وہ چارون جن مانند باد تند و تیز یا مثل برق
بسرعت تمام سوے قلعہ مذکور چلے ملکہ دیبہ سحر ساز جادو مع اپنی بھانجی و نواسی کے بصد خوشی
بیٹھی ہوئی کہہ رہی تھی کہ طوفان آتشبار جادو وغیرہ یقیناً بے سحر ہوگئے ہین یقین ہے کہ حکیم
جالوس نے کوئی تدبیر اُن کے دفع سحر کی ہوگی یا کوئی فکر کر رہا ہوگا اب طوفان آتشبار جادو
تو بنا لیا بعد دفع سحر بھی ادھر نہ آئے گا ہان حکیم جالوس نابکار اگر خود آئے یا کسی کو اس طرف
روانہ کرے تو عجب نہین کیونکہ مجکو دریافت ہوا ہے کہ حکیم جالوس بھی اس صحرا مین وارد ہوا ہے
براے اعانت طوفان آتشبار جادو آیا ہے اگر وہ نابکار بھی اس طرف بارادہ جنگ و مقابلہ آئے گا
تو دیکھا چاہیے گا مین کیسی دیبہ سحر ساز جادو ہون اس طرح اُس سے دغا کرونگی کہ وہ بھی عاجز
آئے گا گھبرا جائے گا مگر ابر سحر کا قائم کرنا پر استہ قلعہ ضرور ہے ایک بار دگر ابر سحر بالاے قلعہ
قائم کرنے کی فکر مین مصروف ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے چار شخص بصورت مہیب و قامت
طویل نظر آئے ملکہ مذکورہ اُن کی شکل خوفناک دیکھکر متردد ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ قمر جادو سے کہا کہ اے لڑکیو ہوشیار ہو جاؤ اسباب سحر ہاتھون مین اٹھا لو یہ چار شخص جو بصورت
مہیب اسی طرف آتے ہین شاید یہ پیر سحر کے ہین یا اور کوئی ہین حکیم جالوس نے بھیجا ان کو روانہ
کیا ہے روکنا ان کا ضرور ہے یہ کہکے شاہ سوار ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ قمر جادو نے نارنج
سحر گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر کچھ اٹھا لیا اور بہت سا اسباب سحر سے اپنے قریب رکھا
ملکہ دیبہ سحر ساز جادو نے اُس قلعہ کے چارون سمت جو چار پتلے تھے اُن کی طرف مخاطب ہوکر

کہا کہ اے پتلہ ہائے سحر ساحری اگرچہ چار شخص اس قلعے کے اندر آنے کا ارادہ کریں تو ان کو آنے نہ دینا
یہ سنتے ہی وہ پتلے گویا ہوا سے پیدا ہوئے کسی نے ترکش سے تیر دوش سے کمان لی تیر کو چلہ کمان
میں جوڑا دشمنوں کو تاکا کسی پتلے نے جماہی لے کر آنکھیں کھول کر چھوٹی سی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھکر
تلوار علم کی کسی پتلے نے انگڑائی لے کر بھالا سنبھالا چھوٹے پتلے نے سر بلند کر کے ہوشیار ہو گئے خواب آلودہ
آنکھیں ہاتھ سے مل کے بہ نظر تند و تیز سوئے دشمنان ہر چہار مذکور دیکھکر اپنے پہلو سے گرز گاؤ سر
اٹھا کر دوش پر رکھا پھر اپنے ہاتھ میں محکم پکڑ کر بلند کیا اس اثنا میں وہ چار موکل قریب در قلعہ کے
پکارے کہ اے ملکہ وپیا پیر سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ ہم کو ہمارے حاکم نے تمہاری اسیری و دیگر اہل قلعہ
کی اسیری کے واسطے روانہ کیا ہے ہم وہ ہیں کہ تمہارے روکنے سے بلکہ کسی کے روکنے سے
نہ رکیں گے دلیرانہ داخل قلعہ ہونگے تمہارا اور اہل قلعہ کا سحر ہمپر اثر مطلق نہ کرے گا اپنے اس قلعہ سحر پہ
نازاں نہ ہو پتلے سحر کے جو چار جانب قلعہ مستعد جنگ ہیں یہ بھی ہمکو نہ روک سکیں گے کوئی حربہ
ان کا ہم پر کارگر نہ ہوگا لہٰذا انسب یہ ہے کہ تم سب خود مع اہل قلعہ کے چلے آؤ ہمارے ساتھ حاکم جالوس
نانسب خداوند کے روبرو بعزت چلے چلو ورنہ ہم تمکو بذلت اسیر کر کے لے جائیں گے ملکہ نے جواب دیا
کہ کیا مجال تمہاری کہ تم ہم سب کو اسیر و گرفتار کر کے لے جاؤ اگر تمکو اپنی زندگی عزیز ہے اور اپنی ذلت
گوارا نہیں ہے تو ہمارے کہنے پر عمل کرو یہاں سے دور ہو ورنہ پچھتاؤ گے ایک دم میں تمکو جلا کر خاک
کردونگی نام و نشان تک تمہارا باقی نہ رکھوں گی یہ سنتے ہی ان کو غصہ آیا اور پکار کر کہا کہ او ساحرہ ہم
تمکو گرفتار کرنے آئے ہیں بھلا ہمیں روک تو سہی دیکھیں کہ تو کیسی ساحرہ ہے یہ کہکر بسرعت تمام
جانب قلعہ چلے ملکہ مذکورہ نے ان کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھکر گولہ فولادی اٹھا کر اس پر سحر دم
کر کے مارا وہ قریب اس کے آ کے شق ہوا انھوں نے تتلیوں کا عکس اوپر ڈالا وہ موم ہو کر
خاک پر گرا ملکہ بہار گل پوش جادو نے گلدستہ سحر دم کر کے مارا جب ان کے قریب پہونچا
عکس سے ان تتلیوں کے ہر ایک گل و غنچہ اس گلدستے کا جدا جدا ہو کر مانند غبار منتشر ہو گئے جل گیا ملکہ
مجمر جادو نے نارنج سحر دم کر کے مارا جب ان کے قریب پہونچا شق ہو کر زمین پر گرا کارگر نہ ہوا ان
تتلیوں دافع سحر کے سبب سے تاثیر نارنج سحر نے مطلق نہ کی جب وہ چاروں زیر سایہ ابر سحر آئے
جو چاروں پتلے سحر کے قلعہ کی چاروں جانب آلات حرب و ضرب لیے استادہ تھے انھوں نے
ویسے وار کرنا شروع کیے ابر سحر سے آگ انگارے اور سنگ گراں بکثرت گرنے لگے لیکن
آفت و بلا سے ان کو کچھ ضرر نہ پہونچا جو انگارا آگ کا یا سنگ گراں سحر کا یا کوئی حربہ پتلہ ہائے سحر کا
ان کے سروں پر آیا ان تتلیوں منقش کی برکت و تاثیر سے وہ کارگر نہ ہوا ہرچند ملکہ وپیا سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و کنیزان ملکہ مذکورہ و ابر سحر و پتلہ ہائے قلعہ سحر نے
روکا اور ویسے سحر سے آگ برسا دی فولادی گولوں سے پتھراو دھواں دھار کر دیا طبقہ زمین
کو زلزلہ سا ہوا بہت کوشش و سعی کی کوئی دقیقہ ان کے ہلاک کرنے میں فرو گذاشت نہ کیا
مگر وہ کسی طرح سے نہ رکے دلیرانہ سینہ کشادہ گھسے لیے اور تیغ و ناریل نارنج جو ان پر وار تلوار تیر گرز وغیرہ
وغیرہ اپنے سروں پہ روکتے ہوئے ہر ایک سحر کو ان تتلیوں کے عکس سے دفع کرتے ہوئے اندر
قلعے کے پہنچے کنیزیں گھبرا کر شور و غل کرنے لگیں نالہ و فریاد بلند کرنے لگیں کلمات سخت و درشت
ان کو کہنے لگیں انھوں نے فریاد و فغان پر ان کے توجہ نہ کر کے کسی کے حال پر رحم نہ کر کے ارادہ

اسیر وگرفتار کرنے کا کیا ہر چند ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو نے اور ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو نے اپنی حفاظت کی فکر وتدبیر کی اور چاہا کہ اسیری سے بچین مگر ایک عیار نے ملکہ وبدیہ
سحر ساز جادو کو جھپٹ کر پکڑ لیا دوسرے نے ملکہ بہار گل پوش جادو کو آگے بڑھکر پکڑا
تیسرے جن نے ملکہ مجمر جادو کو دوڑ کر پکڑ لیا چوتھے جن نے تینون ساحرہ کی زبانون مین سوزن
چبھو یا اور ابھی کمند کے حلقون مین سب کو اسیر کرکے کنیزون سے متعرض ہوکے ان کو قلعے مین رہنے دیا
چھوڑ کے اسیرون کو ایک تختہ چوبی پر ڈال کر تخت کو اٹھا کر قلعہ سحر سے باہر نکل کر سوے نائب خداوند
حکیم جالوس روانہ ہوے جب لشکر ان سلطان کیوان شکوہ نے دور سے یہ حال دیکھکر
صدمہ وافسوس کرکے ارادہ کیا کہ ان جنون موکلون کے ہاتھ سے اسیران مذکور کو رہا کرین مگر بوجہ
خیال ناراضی ملکہ ونیز اس خیال سے کہ دیکھنا چاہیے کہ انجام ان اسیرون کا کیا ہوتا ہے تامل کیا اسیران
ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو وغیرہ قلعہ سے نکلکر دریاے گنان سے فرودگاہ حکیم جالوس پہنچے موکلان
شکل تسخیر مذکور اسیرون کو تختہ پر ڈالے ہوے روبرو نائب خداوند کے لا رکھے اور کہا کہ
آپ کے حکم سے ہم ان کو اسیر کرکے لے آئے ہین اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہے حکیم جالوس نے خوش ہوکر
ان سے کہا کہ اب تم جاؤ ان اسیرون کے تختہ کو یہان رکھدو وہ حسب الحکم تختہ اسیران کو
وہان سے رکھکر سوے صحرا جاکر غائب ہوگئے طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند مین نے حضور کے اختیار وکمالات کو دیکھا آپ کی تعریف مین زبان قاصر ہے حکیم
جالوس نے خوش ہوکر اپنے کمال پر نازان ہوکر جلاد کو طلب کیا جلاد نے حسب الحکم حاضر ہوکر
دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے مجھکو کیون طلب کیا ہے لائق گردن زدنی کون ہے کیا کسی کا قتل کرانا
منظور ہے بانہ پر قوت رکھتا ہون تیغہ آبدار اپنے قبضہ مین رکھتا ہون نہایت سنگدل ہون
ذرا بھی رحم میرے دل مین نہین ہے حکیم جالوس نے اسیران مذکور کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہمنے
تجھکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ ان باغیون کو میرے ہاتھ سے قتل کرا مین پس تاخیر نکر جلد ان گرفتارون کو
قتل کر جلاد حسب الحکم آمادہ قتل ہوا طوفان آتشبار جادو نے باوجود دشمنی ملکہ وبدیہ سحر ساز
جادو ہونے کے دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند یہ عورتین ہین حالانکہ دشمن حضور و
خداوند ہو دسہر مست جادو ہین تباہی وبربادی طلسم زلزلہ پر انھون نے کمر باندھی ہے مگر ان کے
سرتن سے جدا کرانا اچھا نہین ہے اگر مناسب ہو تو ان کو قتل سے امان دیکر قید شدید مین نظر بند
کرا دیجیے چند روز مین خود ہی پچھتا کے سب ہلاک ہو جائینگی بغاوت کی سزا پائینگی حضور بھی
ان کے خون مین گرفتار نہونگے ان کے قتل کرنے کی بدنامی سے بچین گے حکیم جالوس نے
چین بجبین ہوکر جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو اپنے دشمنون کو زندہ نرکھنا چاہیے انھین
قتل سے امان ندینا چاہیے اس مین خواہ مرد ہون یا عورتین ہون بدنامی کا خیال بھی نکرنا چاہیے
ان کی خونریزی سے باز نہ آنا چاہیے جس نے اپنے دشمن پر رحم کیا خطا کی انجام رحم کا برا دیکھا
خود ان کے ہاتھ سے کسی وقت ورنہ کسی وقت مین قتل ہوا تو نادان ہے ہم حکیم ہین عاقل و دوراندیش
ہین وہ تدبیر کرتے ہین کہ آئندہ ان سے اندیشہ نرہے چاہیے کہ طلسم زلزلہ مین بھی اگر ان کی ذات
سے کوئی فتنہ وفساد برپا ہو سو اس کے رعب اپنا جلد ساکنان طلسم زلزلہ پر بیٹھ جاے پھر کوئی ۱۰
ساحر یا ساحرہ ہمسے یا خداوند سے بغاوت نکرے سب ڈر جائین خیال دشمنی ہمارا اور خداوند کا

اپنے دل میں نہ لائیں ہر وقت تابع حکم و فرمان رہیں ہمارے قہر و غضب و عتاب سے خائف و
ترسان رہیں ذرا سمجھ تو سہی ان کے قتل کرانے سے مقصود اپنا یہی ہے کہ یہ خبر طلسم میں مشہور
ہو کہ نائب خداوند نے بوجہ بغاوت کے عورتوں کو بھی قتل کرا کے جلا دیا ان کے سر کٹوا کے
ذرا ان کے اوپر رحم نہ کیا قید کرنا ان کا کافی نہ جانا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اب میری
مجال زیادہ نہیں کہ اس مقدمے میں کچھ عرض کروں جو حضور مناسب سمجھیں وہ کریں کیونکہ آپ
نائب خداوند ہیں حاکم و فرمانروا ہیں ہم آپ کے محکوم ہیں اطاعت کرنا ہم کو آپ کی ضرور ہے حکیم جالوس
نے بڑی جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو مصلحت وقت یہی ہے کہ ان کو قتل ہی کراؤں
اُس نے عیاریتا و خیرخواہی کر کے پھر کہا کہ حضور ان کو قتل کرائیں مگر یہ خیال فرمائیں کہ یہ سب
قرابت داران خداوندی سے ہیں ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو سر دربار حضور نے ایک دو کوڑے
لگائے تھے یہ خبر سن کے تو خداوند کو ناگوار ہوا تھا اور یہ کہا تھا کہ بُرا کیا کوڑے لگانا نہ چاہیے تھا اب
ان کے قتل ہونے کی خبر جو خداوند کو پہونچے گی تو اُن کو کیسا ملال ہوگا اور کیسی شکایت حضور سے
کریں گے عجب نہیں کہ عتاب کریں حکیم جالوس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تجھے امور سلاطین میں
کیا دخل ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں سمجھ بوجھ کر کرتے ہیں اگر ان کے قتل ہونے کی خبر خداوند کو پہونچی
تو کیا ہوگا مجھ کو خداوند کی طرف سے اندیشہ عتاب نہیں ہے وقت شکایت کہہ دوں گا کہ اے خداوند
ان کو قتل کرانا ہی میرے نزدیک بہتر و مناسب تھا باعث بہبودی حضور و طلسم حضور تھا یہ
جواب سن کر وہ انجام کار مجھ پر عتاب نہ کریں گے بلکہ خوش ہو کر میری فہم و عقل و فراست و انتظام و
کارگذاری کی بہت تعریف کر کے خلعت و انعام و ملک و مال دیں گے طوفان آتشبار جادو
نے کہا کہ اگر آپ کو اس کا یقین ہے تو پھر ضرور قتل کرائیے یہ کہہ کر خاموش ہوا حکیم جالوس نے
جلاد کو حکم ثانی اسیروں کے قتل کرنے کا دیا جلاد نے بڑھ کر ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اب تمہارے قتل ہونے کا وقت قریب ہے تھوڑی دیر
میں تمہارے سر و تن سے جدائی ہو جائے گی زمین صحرا تمہارے خون سے رنگین ہو جائے گی
لہذا جو حسرت و تمنا بجز رہائی دل میں ہو اُسے اشاروں سے ظاہر کرو پیاسی ہو تو پانی پی لو
گرسنہ ہو تو کھانا کھا لو مگر تم سب طعام کیونکر کھاؤ گے زبانوں میں آہوسوزن ہے اگر اس آخر وقت میں
کسی کا دیکھنا منظور ہو تو اسے دیکھ لو یہ وقت غنیمت جانو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا کوئی دم میں
رشتہ حیات ٹوٹ جائے گا سر و تن میں جدائی ہوگی حسرت و تمنا دل کی دل ہی میں رہ جائے گی ملکہ دیدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے اس حالت اسیری و گرفتاری میں آبدیدہ ہو کر
بایما و اشارہ جلاد ستم ایجاد کو جواب دیا کہ ہم کو آب و طعام کی خواہش نہیں ہے نہ کسی کا دیکھنا ہمیں منظور
ہے ہاں تمنائے رہائی ہے کہ اگر رہا ہو جاتے تو بربادی طلسم زلزلہ میں سعی و کوشش کرتے جلاد مذکور
اچھی طرح تقریر اسیروں کی نہ سمجھا فقط اسقدر سمجھا کہ آب و طعام کی خواہش نہیں ہے یہ سمجھ کر چبوترہ
ستم کا بنانے لگا بوریہ ہلاکت چبوترے پر بچھانے لگا اسیروں کو تخت چوبی سے کھینچ کر بوریے پر
ڈالنے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جب درہ کوہ سے یہ دیکھا کہ حکیم جالوس
نے جلاد ناہنجار ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو قتل ہی کیا چاہتا
ہے سب کو زیر تیغ بٹھایا ہے دل میں کہا کہ اے امیر ایسے وقت میں درہ کوہ میں کھڑے رہنا سیر ان

دوستون کے قتل ہونے کی دیکھنا اُن کی اعانت ایسے حال مین نکرنا تمھاری بہادری و شجاعت سے
بعید ہے یہ خبر پوشیدہ نہ رہے گی ضرور مشہور ہوگی اہل دنیا ہر مجمع مین باہم کہین گے کہ سلطان کیوان
شکوہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہوکے درہ کوہ مین کھڑے ہوئے دیکھا کیے جلاد اُن کے
دوستون کو قتل کیا کیا اُنھون نے اُن کی اعانت نہ کی نتیجہ جلاد نے اُن کو رہائی ندی شاید حکیم
جالوس اور اُس کے لشکر کے ساحرون سے ڈر گئے درہ کوہ مین چھپے ہوئے کھڑے رہے قدم
آگے نہ بڑھایا سعی و کوشش اپنے دوستون کی جانبری مین کی ایسے شجاع و بہادر تھے کہ شجاعت و جوانمردی
اس صورت مین نہ دکھائی دوست اُن کے دست جلاد سے قتل ہوگئے اور وہ دیکھا کیے ان کی
دوستی سے دست بردار ہونا چاہیے ایسے شخص سے دوستی نکرنا چاہتے جو وقت بد کام نہ آسکے نہ یہ
خیالات کرکے بے اختیار درہ کوہ سے برائے اعانت اسیران مذکور چلے ادھر حکیم جالوس نابکار نے
تیسرا حکم اسیران مذکور کے قتل کا دیا جلاد نے تیسرا حکم سنکے تیغہ اُٹھایا چاہا کہ اسیرون کو قتل کرے
ناگاہ ایک جانب سے ایک پارہ ابر سیاہ بسرعت و بجلدی تمام آیا اُس پارہ ابر سے ایک برق بسرعت
تمام کڑکڑا کر اس طرح جلاد پر گری کہ وہ نابکار جل کر خاک ہوگیا پھر اُس برق نے مجسم ہوکے سوزن
زبان ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ تحیر جادو سے نکال کر نعرہ کیا کہ منم
بحرین جادو مطیع و خیر خواہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خیر خواہ دوستان
صاحبقران موصوف اے حکیم جالوس نابکار غضب کیا تھا تونے کہ ان دوستان و خیر خواہان
صاحبقران کشور ستان کو قتل کراتا تھا یہ نعرہ کرکے زمین سے بلند ہوکر پکار کر کہا کہ اے ملکہ
دیدبہ سحر ساز جادو و اے ملکہ بہار گل پوش جادو و اے ملکہ تحیر جادو اب آنکھ اپنے دشمنون سے
سمجھ لو مین بھی تمھارے دشمنون کو قتل و ہلاک کرون گا جنگ مین تمھاری شرکت کرون گا ملکہ
دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کی زبانون سے جب سوزن نکل گئی اور بحرین جادو کی انھون نے
تقریر سنی فی الفور سب نے دہن مین زبان کو چھپا کر اسماے سحر پڑھکر زمین سے بلند ہوکر برق بنکر
لشکر حکیم جالوس و طوفان آتشبار جادو کی سپاہ پر گرنا شروع کیا ساحرون کو جلا کر ہلاک کرنا شروع
کیا حکیم جالوس یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا کہ بحرین جادو نے آکر غضب کیا اسیرون کو
رہا کیا سوزن ان کی زبانون سے نکال لیا کیا معلوم تھا کہ ایسے وقت مین و ستدار ان باغیون کا
بحرین جادو آجائے گا برق بن کر رے گا جلاد کو ہلاک کرے گا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ان باغیون
بدخواہون سے لڑنا چاہیے انھون نے تو میرے لشکر کو جلا کر ہلاک کرنا شروع کیا ہی افسوس یہ بدخواہ
رہا ہوگئے آرزو دل کی نہ برآئی قتل نہوسے جانبر ہوے یہ باتین بجائے خود دل کے آمادہ جنگ ہوا
اس اثنا مین ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو بصورت برق حکیم جالوس پر بصد غضب گری نائب خداوند
نابکار نے کچھ پڑھ کر اُس پر پھونکا وہ بصورت اصلی ہوکر زمین پر گری حکیم جالوس نے ارادہ
اُس کے ہلاک کرنے کا کیا ملکہ پُرزور سحر غرق زمین ہوئی اس اثنا مین ملکہ بہار گل پوش جادو
بھی برق بنکر گری حکیم نابکار کو پڑھکر غرق زمین ہوکر دور جاکر زمین سے نکلا ملکہ بہار نے ایک گلدستہ
اسم گلدستہ کا بدلون کا بنایا تیار کرکے پھر اُس پر دم کرکے ساحران طوفان آتشبار جادو کی فوج پر مارا
وہ گلدستہ چھٹا ہر ایک غنچہ و گل جدا جدا ان پر گرا فی الفور ہوا سے سرد چلی خوشبو ان گلون کی پھیلی ساحرون
نے وہ پھول اٹھا اٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی مبتلاے سحر ہوکر دیوانہ وار ازخود رفتہ ہوکر اشعار

عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے ملکۂ مذکورہ کے آکر عاشق ہونا ظاہر کرنے لگے ملکہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے
محبت رکھتے ہو تو ہمارے دشمنون کو قتل کرو حکیم جالوس اور اس کی فوج کو قتل کرو اپنا عاشق ہونا
ہمپر ثابت کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم تو جان نثار و فرمانبردار ہین کب ہمکو آپنے دشمنون کے
قتل کرنے کا حکم دیا تھا اب حکم ہوا ہی قتل کرتے ہین اپنا عاشق ہونا تمپر ثابت کرتے ہین یہ کہکر
بحالت دیوانگی یہ پکارے کہ یارو فصل بہار آئی ہی جوش جنون ہوا ہی دست وحشت جیب و
دامن و گریبان تک پہونچا ہی عریان تنی مرغوب ہی سیر صحرا جوش بہار سے لالہ زار معلوم ہوتا ہی
واہ واہ کیا گل کھلے ہین کیا ہوا سرد چل رہی ہی سیر گلشن پیش نظر ہی ایسے موسم بہار مین ملکہ
بہار رنگ گل پوش جادو بجا لانا ضرور ہی معشوق کی فرمائش ہی کہ حکیم جالوس نابکار اور اس کے
لشکر کے ساحران ناہنجار کو قتل کرو عاشق و فرمانبردار ہونا ثابت کرو دعوی بغیر دلیل کے عبث ہی اور
یہ سچ ہی ہم تو اپنا عشق ملکۂ عالم پر ثابت کرکے طالب وصل ہونگے استحقاق بوس و کنار کا پیدا کرینگے
سرفروشی و جانبازی ظاہر کرین گے دیکھو ملکۂ عالم وہ سامنے زیر شجر کھڑی دیکھ رہی ہین اپنے عاشقون کو
ملاحظہ کر رہی ہین امتحان عاشقان خود مد نظر ہی ہم تو ان کے دشمنون کو قتل کرتے جاتے ہین نہین معلوم
حکیم جالوس نابکار اسوقت کہان چلا گیا ہی یہان دکھائی نہین دیتا ہی ورنہ پہلے اسی ناہنجار کا سر
کاٹ کر ملکۂ عالم کے روبرو لیجاتے ان کے دل کو خوش کرتے خیر اگر وہ بداندیش بھاگ گیا تو
اس کے ساحران سیاہ تو ہین یہ کہکر وہ کئی ہزار ساحران مسحور بہ سحر ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو جنکے
سرون پر پھول گلدستہ سحر کے گرے تھے اور انھون نے اٹھا اٹھا کر سونگھے تھے نارنج ترنج
گولے فولادی ناریل چوٹی دار سرسون پاش کارد سحر پتولے روئی کے پتلے پیکان کے و دیگر
اسباب سحر جھولیون سے ہاتھون مین لیکر اسمائے سحر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور وہ سب
ساحران فوج ناشبا خداوند پر مارے ترنج و نارنج وغیرہ شق ہوئے دھوان شعلے پیدا ہوئے جسکے
سر پر کوئی شعلہ شعلہائے اسباب سحر سے گرا وہ جلنے لگا نالہ و فریاد کرنے لگا شور و غل بلند ہوا جس کے سینہ
پر کارد سحر پڑی سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گئی جس بد معاش پر دانہ پاش کا پڑا وہ آتش سحر سے جلنے لگا
مانند دانہ بریان ہونے لگا جسکے پہلو و سینے پر گولہ فولادی پڑا سینے کو توڑ کر نکل گیا ادھر ملکہ بہار اپنے
سحر کو زور دینے لگی اور گلدستہ اپنی بدھی سے پھولون کا بنا کر اسما و الفاظ سحر اس پر دم کرکے
باقی ماندہ ساحران لشکر طوفان آتشبار جادو پر لگانے لگی وہ بھی بطریق مذکور پھول سونگھکر دیوانے
ہوکر حکم ملکہ بہار رنگ پوش جادو سے ساحران حکیم جالوس سے لڑنے لگے ملکہ دیبۂ سحر ساز جادو
زمین سے نکلی تھی کہ طوفان آتشبار جادو نے ناریل چوٹی دار سحر دمکر کے مارا جب وہ ناریل قریب آیا ملکہ
دیبۂ سحر ساز جادو نے سحر پڑھکر اس کے پلٹ جانے کا اشارہ کیا فورا وہ ناریل طوفان آتشبار جادو
کی طرف پلٹا ہرچند ساحر مذکور نے اپنے ہی ناریل سحر سے بچنا چاہا مگر ممکن نہوا سر پر آکر پھٹا شعلے پیدا
ہوئے ان شعلون نے جلا کر اسے خاک کردیا علامت اس کے مرنے کی ظاہر ہوئی آندھی سیاہ آئی
ہوائے تند چلنے لگی ابر نمودار ہوا سنگباری ہونے لگی تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی و سنگباری
دفع ہوئی اس کے سحر کے بیرون نے اسکا نام سے پکار کر کہا کہ کشتی مرا کہ نام من طوفان آتشبار
جادو بود وا افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حکیم جالوس نے طوفان آتشبار جادو
کے ہلاک ہونے کا صدمہ کیا بعدہ دیکھا کہ سپاہ طوفان آتشبار جادو تابع سحر ملکہ بہار ہوکر مہری

فوج کے ساحرون کو قتل کر رہی ہی جنگ عظیم ہو رہی ہی جانبین سے جنگ مین سعی و کوشش ہو رہی ہی لاش پر لاش گر رہی ہی ساحران بتاابسے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو دلیرانہ بڑھتے ہی چلے آتے مین یہ رنگ جنگ دیکھکر ارادہ کیا کہ سحر ملکہ بہار کو ان ساحرون پر سے دفع کیجیے ہنوز دفع سحر کا ارادہ کیا تھا کہ ملکہ مجمر جادو اسباب سحر مہیا کرکے بزور سحر برق بن کر گری حکیم جالوس نے اسے آتے دیکھکر سحر پڑھا سیونکا ملکہ مجمر جادو بصورت اصلی ہوکر زمین پر گری حکیم جالوس نے اس کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا کہ اس اثناے مین بحرین جادو مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت کے حکیم جالوس وغیرہ پر گرانا ریخ و ترنج گولے فولادی ناریل چوٹی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے یکبارگی سب پھینکنے لگا حکیم جالوس پر گویا آتش سحر برسا دی اسنے گھبرا کر ان ساحرون کے سحرون کو دفع کرنے ارادہ کیا کہ نرغۂ دشمنان سے نکل جاے جان اپنی بدخواہون سے بچاے کس کس سے لڑے کس کس کا سحر دفع کرے لیکن ممکن نہوا غرق زمین بھی نہو سکا کیونکہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ کر دیا تھا آخر کار مجبور ہوکر گھر گیا چہار طرف سے ساحرون نے گھیر لیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے چہار طرف سے گھیر کر ایسی بارش حربہاے سحر سے اس کو تنگ کیا کہ وہ پریشان ہو گیا دشمنون کے دفع سحر کرنے مین اور اپنی حفاظت جان مین مصروف ہوا کبھی برق بن کر چمک کر بلند ہو گیا کبھی بجلی کی طرح بدخواہون پر گرا ادنی ساحرون کو ہلاک کیا نامی ساحرون نے اپنے تئین بچایا پھر چہار طرف سے پے در پے سحر کرکے ارادہ اس کے قتل کا کیا اس نے ہر ایک سحر پایا و اشارہ وغیرہ دفع کیا غرضکہ حکیم جالوس گھبرا گیا اگر جان اپنی دشمنون سے بچانے لگا گاہ عاجز و پریشان ہوکر بے اختیار اپنی زبان پر یہ لانے لگا کہ آہ کیا کرون ان دشمنون سے جان کیونکر بچاؤن انھون نے چہار طرف سے گھیرا ہی نکل کر جانے بھی نہیں دیتے ہین ایسے وقت مین ان پر کیا سحر کرون اتنی مہلت کہان ہی کہ عمل پڑھون پھر موکلون کو طلب کرون جان اپنی بچانے مین مصروف ہون دیکھیے جان بچتی بھی ہی یا نہیں بے طرح دشمنون مین گھر گیا ہون ادھر تو حکیم جالوس کا یہ حال ہی جو لکھا گیا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جو براے اعانت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ درہ کوہ سے چلے تھے اثناے راہ مین رہائی ملکہ مذکورہ وغیرہ پیش نظر کیے بحرین جادو کے وقت پر آنے سے خوش ہوکر اپنے ارادے سے باز رہکر دور سے لڑائی دیکھنے لگے ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کی جانفشانی و ہمت و سحر و ساحری کی ثنا کرنے لگے کہ حکیم جالوس ایسے کامل و ساحر زبردست کو عجب طرح سے گھیرا ہی کہ اس کو عاجز کر دیا ہی ابھی صاحبقران ثناے ہمت و جرات بحرین جادو وغیرہ کر رہے تھے ناگاہ ہواے تند و تیز چلی غبار صحرا کی طرف سے بلند ہوا بعد ازان ایک پارۂ ابر سیاہ پیدا ہوا اس ابر مین بکثرت بارش ہوتی تھی دمبدم برق ظاہر ہوتی تھی صداے رعد آتی تھی صاحبقران اس پارۂ ابر کی طرف متوجہ ہوکر دل مین کہنے لگے خدا خیر کرے یہ ابر کا ٹکڑا کیسا آیا ہی ابھی امیر یا وزیر یہ کہ رہے تھے کہ بسرعت تمام وہ پارۂ ابر صحراے سبزہ زار مین بمقام جنگ مغلوبہ پہونچکر ہوا پر قائم ہوا پھر یکایک شق ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وغیرہ نے دیکھا کہ ایک تخت سحر بصورت بساط ہی چار طاؤس چارون طرف سے اسے اٹھاے ہوے ہین اس تخت بساط نما پر ایک ضعیفہ نہایت کبیر السن خمیدہ کمر سیاہ رو سفید مو خشمناک و

پیچین بحیاں مٹھی ہوئی ہے دیکھنے سے اُس کے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بلا سے سیاہ دربان ہے بالائے سر
ساحرہ مذکورہ ایک منڈھی سی ایستادہ ہے وہ منڈھی بصورت گنبد پائی جاتی ہے منڈھی کے اوپر
ایک پارہ ابر مائل بسرخی سایہ فگن ہے دمبدم اُس سے برق عیاں ہوتی ہے اور صداے رعد پیدا ہوتی
ہے ہنوز دیکھنے والے اُس ساحرہ پر کالہ آفت کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اُس ساحرہ نے سر
اُٹھا کر غضبناک ہو کر پکار کر کہا کہ او گنہگار ننگ خاندان دبدبہ سحر ساز جادو ہوشیار ہو جا کہ
میں آپہونچی تیرے تمام حالات سے مجھے آگاہی ہوئی ارے غضب کیا تو نے کہ نائب خداوند سے
سرکشی کی اُس کی دشمن جان ہوئی طلسم زلزلہ سے بارادہ جنگ ادھر آئی شہر یک طلسم گشا سے
طلسم زلزلہ ہوئی کچھ پاس و لحاظ اپنے دین آبائی اور اپنے خاندان کا نہ کیا تجھ خداوند ہو دسرمست
جادو کے قہر و غضب سے بھی نہ ڈری دشمنی و بربادی طلسم زلزلہ پر کمر باندھی اب حکیم چالوس نائب
خداوند کو تو نے اور تیری بھانجی دلواسی وغیرہ نے گھیرا ہے اُس کو عاجز کیا ہے ارادہ اُس کے قتل کا کیا ہے
سنو بساط جادو کے گذارم کہ از دست ما نہ بدہ و سلامت بدر رودی یہ تقریر آواز کر کے اُس پارہ ابر
مائل بسرخی کی طرف انگشت سے اشارہ کیا وہ ٹکڑا ابر کا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو وغیرہ دشمنان حکیم چالوس پر محیط ہو کے برسنے لگا برق چمکنے لگی
صداے رعد پیدا ہونے لگی جب بدخواہ حکیم چالوس پر ایک قطرہ آب بھی اُس ابر سے گرا وہ مبتلاے سحر
ہو کر بھولا از خود رفتہ ہو گیا اور جب خیرخواہ حاکم چالوس و نیز حکیم چالوس پر اُس ابر کا پانی برساوہ
بدستور رہا مبتلاے سحر نہوا تھوڑی دیر میں ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو و بحرین جادو
و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ بارش ابر سحر سے سحر بھی بھولے اور از خود رفتہ ہو کر بیہوش ہوئے
ملکہ بساط جادو نے اپنے تخت بساط نما سے اُتر کر تخت بساط نما کو ہوا پر قائم رکھا اور خود مانند بلاے بد
روبروے نائب خداوند آکر باد ب سلام کر کے پوچھا کہ حضور نے مجھے پہچانا حکیم چالوس نے
جواب دیا کہ ہاں صورت آشنا تو ہوں مگر اسوقت حواس میرے درست نہیں ہیں تمہارا نام یاد نہیں آتا
ہے اُس نے عرض کیا کہ میرا نام بساط جادو ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی خالہ ہوں خیرخواہ ہوں
دشمن دشمنان حضور کی ہوں ہر چند کہ حضور نے مجھکو طلب نہیں کیا تھا لیکن اس جنگ کی خبر سنکے حضور
کے اوپر نرغۂ اعدا کے حال سے آگاہ ہو کے بعجلت تمام ادھر آئی ہوں یہاں عین وقت پر پہونچی
ہوں داخل زمرۂ خیرخواہان ہوئی حکیم چالوس نے خوش ہو کر جواب دیا کہ اے ملکہ بساط جادو اب
میں نے تمکو بخوبی پہچانا تم نے یہاں آکر ان بدخواہوں کو اپنے اس ابر سحر سے بیہوش کیا ہماری خوشی کا
باعث ہوا بیشک تم نے خیرخواہی کی اگر تم نہ آتیں تو بھی ہم ان سب کو اسیر کر لیتے یہ کوئی وقت سخت ہم پر
نہ تھا بھلا یہ بد اندیش ہم سے کیا لڑ سکتے کب تک مقابلہ کرتے آخرکار با ہزار ذلت ان کو اسیر ہی کر لیتے
ایک مرتبہ قبل دو ساعت ان کو اسیر کر چکے تھے یہ بحرین جادو مالک بحر ہے عین وقت پر
ان کی مدد کو آگیا اس کے آنے کی خبر و آگاہی نہ تھی ہم غافل تھے جلاد کو حکم قتل دے چکے تھے کہ
یکایک بحرین جادو نے ان بدخواہوں کی زبانوں سے سوزن کو آکر دور کر دیا یہ بدخواہ رہا ہو گئے
تھے ہمسے لڑ رہے تھے اس اثنا میں تم آگئیں تم نے ان کو اپنے ابر سحر کی بارش سے بیہوش کیا
اس خیرخواہی کا انعام تمکو خداوند دینگے اور ہم بھی دینگے یہ کہکر جلاد کو طلب کر کے حکم دیا کہ
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو کو پہلے قتل کر

بعد ازان اور ساحر جسقدر ہمارے دشمنون سے بیہوش پڑے ہین اُن کو قتل کرنا جلاد حسب الحکم
برائے قتل بڑھا ملکہ بساط جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ میری خیر خواہی تو حضور پر ظاہر ہو گئی ہی
کہ مین نے مطلق اپنی بھانجی حقیقی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور اُس کی بھانجی اور نواسی کا کچھ بھی
پاس و لحاظ نہ کیا نہ قرابت قریبہ کا خیال کیا حضور کا دشمن جان کر ان کو بیہوش کیا لیکن مجھسے ان کی
خونریزی نہ دیکھی جاسکیگی ملتمس ہون کہ یہ میرے سامنے قتل نہ کیے جائین اور مین نہ دیکھون لہذا اگر مناسب ہو تو
ان کو بالفعل قتل نہ کیجیے زندان مین قید کرا دیجیے اگر یہ اطاعت حضور کی اختیار کرین تو فھو المراد
ورنہ ان کو قتل کرا دیجیے گا الا میرے روبرو قتل نہ کرائیے گا مجھسے ان کا قتل ہوتا نہ دیکھا جائیگا
اور دیگر ساحران بد اندیش جو بیہوش پڑے ہین اُن کو بھی قتل نہ کرائیے خود دو گھڑی بعد چار پہر کے
یہ ہلاک ہو جائینگے کہ سحر میرا اُن پر ہے میری زندگی مین دفع نہین ہو سکتا اور خاصیت
میرے اس سحر کی یہی ہی کہ دشمن بعد چار پہر کے ہلاک ہو جاتا ہی پس احتیاج قتل کرنے کی نہین
ہی حکیم جالوس نے کچھ سوچ کر جلاد کو قتل کرنے سے باز رکھکر ملکہ بساط جادو سے کہا کہ اب
ان بلا زدون بدنہادون کا تمکو اختیار ہی جس طرح چاہو ان کو سوے طلسم زلزلہ لیے چلو اُس نے
عرض کیا کہ مین ان کو بحفاظت لیے چلونگی کیا مجال کسی ساحر دشمن کی جو اُن کو چھڑا سکے یہ کہکر
اپنی بساط سحر کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ بلندی سے سوے پستی آئی بساط جادو وغیرہ
الغرض ساحرون نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و مجرین
جادو کو زمین سے اُٹھا اُٹھا کر اُس بساط پر ڈالا بعد ازان ملکہ بساط جادو نے کچھ پڑھکر اشارہ کیا
پھر وہ بساط زمین سے بلند ہو کر ہوا پر قائم ہوئی اور وہ ابر سحر مائل بسرخی جو پر سایہ تھا سمٹ کر
مختصر ہو کر بدستور مرقوم آسی منڈھی گنبد نما پر سایہ فگن ہوا حکیم جالوس نے کہا کہ اے ملکہ
تمھارے تخت سحر بساط صورت مین تو اب جگہ تمھارے بآرام بیٹھنے کی نہین ہی ہم چاہتے ہین
کہ ہمارے تخت سحر پر ہمارے ساتھ سوار ہو کر باتین کرتی ہوئی چلو ہمارے برابر پہلو نشین ہو کر
تم نے خیر خواہی کی ہی ہم بھی تمھارا مرتبہ بڑھاتے ہین اُس نے عرض کیا کہ میری تو یہ توقیر نہین ہی کہ
آپ کے برابر بیٹھون مگر حضور میرا مرتبہ بڑھاتے ہین سرفراز کرتے ہین میرے فخر کا باعث ہی آپ
بمنزلہ آفتاب کے ہین مین بمنزلہ ذرہ حقیر ناچیز ہون چہ نسبت خاک را با عالم پاک حکیم جالوس نے خوش
ہو کر جواب دیا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مگر تمھاری خیر خواہی کا بالفعل یہ عوض و انعام ہی آئندہ
طلسم زلزلہ مین چل کر ایسا انعام ہم تمکو دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے کسی نمکخوار کو نہ دیا ہوگا
ملکہ بساط جادو نے خوش ہو کر پھر عرض کیا کہ میری تو یہ بساط و حقیقت نہین ہی کہ آپ کے برابر بیٹھون
مگر تعمیل حکم مین مجکو کیا عذر ہی یہ کہکے حکیم جالوس تخت سحر پر بیٹھا ملکہ بساط جادو کو اپنے پاس
بٹھایا ساحران باقی ماندہ کو حکم دیا کہ ہمراہ ہماری سواری کے آہستہ چلو اسوقت ہمکو حصول مسرت
ہی زمین سے تھوڑی ہی بلندی پر تخت سحر ہمارا آہستہ آہستہ چلیگا زیادہ بلند ہو کر بسرعت تمام
روان نہوگا کیونکہ ہمکو سیر اس صحرا کے سبزہ زار کی اور اُس دامن کوہ کی منظور ہی سب نے عرض کیا
کہ ہم سب نمکخوار حکم حضور کی تعمیل کرینگے غرضکہ موافق مندرجہ بالا سواری حکیم جالوس چلی
ساحران ہمراہی بھی حسب الحکم چلے اثناے راہ مین نائب خداوند مردود و نابکار سیر صحرا سے
سبزہ زار دیکھتا ہوا ملکہ بساط جادو سے باتین کرتا ہوا جاتا تھا وہ بساط بھی ساتھ ساتھ بساط جادو

کے بالا سے ہوا چلی آتی تھی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ حال دیکھکر برہم ہو کر بخیال
اعانت اسیران مذکور پھر چلے جب سواری حکیم جالوس قریب دامن کوہ کے پہونچی دیکھا کہ
ایک چھوٹا سا گانون ہی چھوٹے چھوٹے مکانات خام زمینداروں اور کسانوں کے ہین جنکے
کھیت سرسبز و شاداب ہین یمین و یسار کھیت ہین درمیان اُنکے پیراہ ہی کچھ کوہی کسان کھیتونکی
مینڈون پر بیٹھے ہوے ہین حقہ اُنکے آگے رکھا ہی کنڈون مین آگ لگائی ہی وہ جل رہے ہین
دھوان ہو رہا ہی بیچ مین اُنکے ایک شخص ہی ہتھیون کا سا لباس پہنے ہوے بیٹھا ہوا ہی دستار
بڑی اُسکے سر پر ہی کچھ باتین ہدایت آمیز کر رہا ہی سب کوہی کسان گوش ہوش سن رہے ہین ہنوز حکیم
مذکور اُن کوہیون کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُن کوہیون نے جانب سواری حکیم جالوس نظر کی باہم
کہا کہ یہ آفت و بلا ادھر کیسی آتی ہی بالا سے ہوا چوپاؤن درندون اور پرندون پر یہ سب سوار ہین
نہین معلوم یہ کون ہین ادھر کیون آتے ہین اُس مرد کوہی نے جو پگڑی باندھے تھا اُنکی زبان مین اُن سے
کہا کہ یہ ایک بلاے عظیم آتی ہی اس بلا سے بچو جہان تک بھاگا جائے بھاگو ورنہ یہ بلا تمکو ضرر پہونچائیگی
یہ لشکر بلا تباہ کریگا سب کو کھا جائیگا تم مین سے کوئی زندہ نرہیگا یہ سنکے وہ سب کوہی بے اختیار
اپنے گانون کی طرف بھاگے جب وہ خوف سے دور بھاگ گئے اور سواری حکیم مذکور قریب تر اُن
کھیتون کے پہونچی تو وہ مرد کوہی جو اپنے سر پر دستار رکھے ہوے تھا دوڑتا ہوا آیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ اے نائب خداوند کچھ اس فدوی کو عرض کرنا ہی حکیم جالوس نے سواری روک کر پوچھا
کہ کیا کہتا ہی کہو اُس نے عرض کیا کہ حضور مین نے عہد کیا تھا کہ جب حضور اپنے دشمنون پر فتحیاب ہونگے
اور اُنکو اسیر کرکے اس طرف سے گذرینگے تو مین ان کھیتون کو بلا زبان حضور کی نذر کرونگا اور
کہونگا کہ جس قدر دل چاہے بوٹے اکھیڑ کر کھائین لہذا مجھ ادنی زمیندار کا یہ ہدیہ قبول ہو اس لائق
تو نہین کہ زر و جواہر حضور کو نذر کرون الا یہ چند کھیت جو میرے ہین نذر بلا زبان سرکار کرتا ہون اگر
میری تمنا بر آئیگی عزت و آبرو میری میرے ہمچشمون مین بڑھ جائیگی آپ نائب خداوند ہو دست
جادو ہین آپ کے نمکخوارون کے کھانے سے زراعت میری زیادہ ہو جائیگی پیداوار زیادہ تر
ہوگی حکیم جالوس نے اُس کی تقریر سنکے ملکہ بساط جادو کی طرف دیکھا اُس نے عرض کیا کہ حضور
یہ مرد کوہی نہایت عجز و انکسار سے عرض کرتا ہی اپنی عزت افزائی چاہتا ہی مناسب ہی کہ اس کی التماس کو
قبول فرمائیے اپنے ساحران لشکری کو حکم دیجئے کہ سحر کی سواریون سے اُتر کر ان دونون کھیتون مین
جا کر چنے کے درخت زمین سے اکھیڑ کر کھائین ایک لمحہ حضور یہان توقف فرمائین یہ سیر بھی قابل دید
ہی چنے کے کھیت ہرے بھرے اچھے معلوم ہوتے ہین حکیم جالوس نے ملکہ بساط جادو کے کہنے
سے اور مرد کوہی کے عاجزی کرنے سے اپنے لشکر کے ساحرون کو حکم دیا کہ سواریون سے اُتر کر
ان کھیتون مین جا کر اپنے ہاتھ سے بوٹے زمین سے اکھیڑ اکھیڑ کر کھاؤ وہین اس مرد کوہی کی خاطر منظور
ہی ساحران لشکر حسب الحکم فی الفور سحر کی سواریون سے بصد خوشی و خرمی اُتر کر کھیتون کے اندر گئے
اور درختان نخود اکھیڑ اکھیڑ کر کھانے لگے فوجی ساحرون نے گویا لوٹنا شروع کیا کھیتون کو غارت کیا
گرد و غبار درختان نخود کے اکھڑنے سے بلند ہوا وہ غبار جس جس ساحر کے دماغ تک پہونچا اُس کو
بے اختیار چھینک آئی پھر تیورا کر کھیت مین گر کے بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر مین حکیم جالوس و ملکہ
بساط جادو و تمامی ساحران سپاہ بیہوش ہو گئے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو بیہوش ہو کے

تخت سے بچھا اسے خاک گرسے اسوقت اس مرد کوہی نے نعرہ کیا کہ ہم خواجہ طیفور گرد پا او نابکار
حکیم چالوس واسے بساط جادو تیری موجودگی ہم نے دیکھ لی یہ سحر ساز جادو ملکہ بہار
کو گرفتار کیا دو ویچرین بیا وو لاکچھ جادو کو ہم اسیر کرنے چلے تھے یہ نہیں جانتے تھے کہ ہم
تمہاری قلمرو میں یہان پر بیٹھے اٹھا ہوا ہون خواجہ نعرہ کرکے چلے تھے کہ صاحبقران کشورستان
پہونچے دیکھا کہ یہ سب بیہوش پڑے ہیں ایک مرد کوہی دستار بستہ کھڑا ہے صاحبقران نے
دور سے پوچھا کہ اے کوہی نام تیرا کیا ہے اور ان سب کو کس نے بیہوش کیا ہے اس نے جواب دیا کہ آپ نے
نہ پہچانا یہ غلام آپکا طیفور گرد پا ہے ذرا اس کے دماغ کے اندر اس گرد و غبار کو جانے نہ دیجیے گا ورنہ
بیہوش ہو جائیے گا یہ گرد و غبار نہیں ہے سفوف بیہوشی ہے ہزار ہا روپے کے صرف کرنے سے اسقدر
سفوف بیہوشی تیار کیا ہے میں نے اپنی زنبیل میں رکھا تھا وہ سب سفوف بیہوشی اس وقت اس
عیاری میں صرف ہو گیا اب اور ایسی سفوف بیہوشی میری زنبیل میں نہیں رہا صاحبقران کشورستان
نے سورا ہونے سے پہلے اپنی کو توجہ کیا بعدہ خواجہ کی اس عیاری کی بہت تعریف کرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہم اسوقت تمہارے اقرار کرتے ہیں کہ بعد فتح طلسم زلزلہ جو مال و زر طلسم زلزلے کا ہمارے ہاتھ آئیگا
اس میں سے ایک ثلث تمکو دینگے اور اگر باشندہ اس طلسم و دیگر اشیائے طلسمی تمکو نذر دینگے تو قیمت
اس کی تمکو ادا کرینگے یہ کارنمایان تمہارا ہے کیا خوب عیاری کی ہے خواجہ یہ سنکے خوش ہوئے
بعدہ ارادہ کیا کہ حکیم چالوس و ملکہ بساط جادو کو قتل کرے اسوقت امیر با توقیر نے
ارشاد کیا کہ ان کو ابھی تم ہوشیار کرو کہ بیہوش نہ رہیں تاکہ ہم ان کو ہدایت کرین شاید یہ
دونوں ہدایت پذیر ہو کر دین اسلام اختیار کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجھے تعمیل حکم میں کوئی عذر نہیں ہے مگر
ان کا ہوشیار کرنا اور ان کو ہدایت کرنا بیکار ہے یہ دونوں کٹر جادوگر ہیں ہرگز یہ مسلمان
ہونے کے نہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہمکو ان میں ہدایت کرنا منظور ہے شاید
ہدایت دین حق اختیار کرین خواجہ نے حسب الحکم امیر با توقیر سب شیشی جو حضرت دانیال کی زنبیل سے
نکال کر ان کو ایک ستون سے باندھ دیا ... اندر شیشی مذکور کے حکیم چالوس
و ملکہ بساط جادو کو لیجا کر ستون پاس ... ہوشی ان کو سنگھاکر
ہوشیار کیا دونوں بیہوشوں نے ہوشیار ہو کر آنکھیں کھول کر اپنے تئین شیشی کے ستون مین
بندھا ہوا پایا اور سامنے اپنے صاحبقران کشورستان و خواجہ کو دیکھا دیکھتے ہی آنکھیں بند
کر لین امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اے حکیم چالوس نابکار و اے ملکہ بساط جادو تم دونوں
آنکھیں کھولو اپنے حال پر نظر کرو تو اپنا حال دیکھو اپنے تئین شیشی کے ستونوں میں بندھا
ہوا پاؤ اگر ممکن ہو تو بزور سحر اس شیشی سے نکل جاؤ ... کچھ تمہاری زبان میں
نہیں ہے یہ سنکے انہیں یقین ہوا کہ ہم اسیر ہو گئے آنکھیں کھول کر دیکھا سحر پڑھنا چاہا مگر یاد
نہ آیا مجبور رہ گئے شیشی کے اندر سے نکل نسکے اسوقت امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے حکیم
چالوس واے بساط جادو اگر تمہیں آگاہی ہو تو تصویر اکبر یا واقف ہو تو خبر دار ہو کہ ہم
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا ہے طلسم زلزلہ کو دیکھو ہمارے عیار وفادار
خواجہ طیفور گرد پا نے تم لیسے ساحران زبردست کو عیاری کرکے کس طرح اسیر کر لیا تمام لشکر
کو مع تمہارے بیہوش کیا عجب طرح ہم تمہیں فضل خدا سے غالب ہوئے ہیں اسی طرح جملہ ساحران

سے بھی

طلسم پر غالب ہونگے طلسم زلزلہ کو بمدد و اعانت خدا سے فتح کرینگے لہذا تمکو لازم ہی کہ ہمارا کہنا اطاعت اختیار کرو اور دین باطل کو اپنے ترک کرکے دین حق کہ دین اسلام ہی اُسے اختیار کرو جسکو تم اپنا خداوند جانتے ہو وہ مثل تمہارے ہی کچھ قدرت و اختیار نہیں رکھتا ہی جو کچھ کام کرتا ہی بزور سحر کرتا ہے اور ڈرتا ایسا ہی کہ ہمارے خوف سے طلسم باطن میں جاکر چھپا تو عجب تمہارا خداوند ہی کہ ڈرتا ہو اور چھپتا ہی ذرا تو فکر و غور کرو ہمہ وقت سرمست جادو کو اپنا خداوند جان کر سجدہ کرتے ہو وہ ایک مرد و گمراہ کنندہ ہرگز قابل سجدہ نہیں ہی ہاں لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے اٹھارہ ہزار عالم کو خلق کیا ہی زمین و آسمان مہر و ماہ بحر و بر کوہ و دریا ستارے اور سیارے وغیرہ اور ملائک و جن و انس و وحش و طیور سب اُسی کی مخلوقات ہیں وہی سب کا خالق ہی جس نے سب کو پیدا کیا ہی وہی قابل سجدہ ہی سوا اُس کے کوئی خدا نہیں ہی وہ وحدہ لاشریک ہی تمکو لازم و مناسب ہی کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانو پس اُسی کو اپنا معبود حقیقی جانو دین اسلام اختیار کرو انھوں نے جواب دیا کہ اتنی زندگی تو ہماری ہمہ وقت سرمست جادو کی پرستش میں گذری ہی ہم تمہارے خدا کو سجدہ نکرینگے دین اسلام اختیار نکرینگے پھر صاحبقران کو بدرجہ کمال غصہ آیا خواجہ نے بڑھکر حکم امیر پاتو تیغ سے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کو قتل کیا سر ان کے تنوں سے جدا کیے لاشے ان کے خاک پر طپان ہوئے بعد ازان شور بپا کر ہوا اسیر ہوئے اُن کے مرتے ہی وہ بساط جو ہوا پر قائم تھی زمین پر گر پڑی گرتے ہی وہ بھی غائب ہوگئی صرف ملکہ دیبہ سحر ساز جادو وغیرہ خلوا اعلی ادنی ساحر جو ہوش میں تھے بساط جادو کے مرتے ہی سب ہوشیار ہوئے علاوہ اس کے حکیم جالوس اور ملکہ بساط جادو کے مرنے سے نہایت آندھیان زور شور سے آئین ہوائے تند و تیز چلی گرد و غبار بلند ہوا ابر کے ٹکڑے فلک پر نمایاں ہوئے برقین چمکین سنگباری و برف باری ہوئی تاریکی پھیل ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہ مطلع صاف ہوا حسب دستور مرقوم بیرون سے سحر کے ملک بساط جادو کے نام سے و حکیم جالوس کے نام سے اس طرح آوازین بلند کین افسوس مردیم و قتل شدیم کہ نام ہمارا حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو یہ آوازین دیتے گرنالان و گریان سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوئے صاحبقران اُن کے قتل ہونے سے خوش ہوئے ملکہ دیبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و محمرین جادو وغیرہ ساحروں کو جو مبتلاے سحر ملکہ بساط جادو ہوکر بیہوش ہوگئے تھے ان کو ہوش آیا اُس کے قتل ہونے سے سحر اُن پر سے دفع ہوگیا پھر ایک خدمت صاحبقران میں آیا خصوصاً محمرین جادو و ملکہ دیبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگل پوش جادو و مجمر جادو و لشکریان محمرین جادو نے روبرو صاحبقران آکر سلام کیا خواجہ کی عیاری کے حال سے باخبر ہوکے ہر ایک نے خواجہ کی تعریفین کی اسوقت ساحران لشکر حکیم جالوس ہزار ہا کھیتون مین درختان کو سفوف بیہوشی سے بیہوش پڑے تھے اور جو ساحر بیہوش نہیں ہوئے تھے وہ ہنگام قتل و بیہوشی ہونے ملکہ بساط جادو و حکیم جالوس کے سوے طلسم زلزلہ بھاگ گئے تھے صاحبقران نے حکیم جالوس کے لشکریان پر نظر کر کے ارشاد کیا کہ یہ وہ نابکار ہی کہ اس نے اپنے پیادہ دلیر انہیں حکیم الاعلی کو بے خطا و قصور قتل کیا تھا اور اُس کے رفقا کو تہ تیغ کیا تھا فقط اپنا حکم ہرا اُس کے اوپر لابساط جادو ہو

لاشہ پھر دوڑایا پامال سُم اسپان کیا عوض وقصاص دونون نامبردہ سے لیا بندۂ خواجہ سے کہا کہ
ان ساحران بیہوش شدہ کو بھی قتل کرو یہ بھی ہمارے اور ہمارے دوستون کے دشمن ہین
خواجہ نے عرض کیا کہ ان کو کہان تک قتل کرون گا یہ ہزارہا ہین ان کو یونہی پڑا رہنے دیجیے
یہ خود بخود مرجاینگے لاکھون من سفوف بیہوشی ان کھیتون مین زنبیل سے نکال کر ڈالا ہی جبتک
ان کھیتون مین اثر سفوف بیہوشی رہیگا یہ ہوشیار نہون گے آخرکار دو چار روز مین خود ہی
مرجاینگے پھر قتل کرنا ان کا عبث ہی امیر باتوقیر نے خواجہ کی راے کو پسند کیا پھر وہان سے
سپاہ کو لیکے قلعہ ملکہ دلبر سحر ساز جادو مین آے بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ خداوند عالم
نے حکیم جالوس وغیرہ پر آپ کو فتحیاب کیا ہی اس خوشی کا جشن کیجیے صاحبقران عالم نے انکی
عرض کو پذیرا کرکے ارشاد کیا کہ اچھا بزم عشرت آراستہ کی جاے ارباب نشاط طلب کیے جاین
خوشی قتل حکیم جالوس و مالار بساط جادو کا جشن کیا جاے حسب الارشاد بحرین جادو وغیرہ نے
سامان جشن کیا ارباب نشاط دور دور سے طلب کیے گئے بزم عشرت بمقام مناسب بصد خوبی آراستہ کی گئی
صاحبقران کشورستان وملکہ دلبر سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ سحر جادو اور
بحرین جادو وغیرہ بزم نشاط و عشرت مین علی قدر مراتب بیٹھے ارباب نشاط حسب الطلب مع اپنے
سازندون کے حاضر ہوکر ناچنے گانے لگے اہل بزم عشرت بصد خوشی ان کا ناچ گانا دیکھنے سننے لگے از انجملہ
ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش رو خوب گلو نے سر بزم عشرت یہ غزل حسب فرمائش ملکہ بہار
گل پوش جادو شروع کی غزل

کیون نہون صرف تواضع ہمہ تن جان ہوکر — آئی ہی میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر
عاشق زلف ہوا ہون ترے چہرے پہ پڑتی ہی نگاہ — آنکھیں ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر
اسکے پانون وہ کبھی پاس نہ آکر میرے — داغ ہجران ہوے مشکل مرے آسان ہوکر
چین سے سوتا ہون مین زلف کے سودے مین کہان — نیند بھی آتی ہی تو خواب پریشان ہوکر
کرچکی ضبط فغان سے ہوئی رسوائی دل — کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر
ابرو واجب ہی وہ شوخ کی زیارت کے لیے — آیا ہی سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر
وصل حق شامل گردش مری تقدیر سے ہو — کوئی مشکل کبھی جو آتی ہی تو آسان ہوکر
چین محشر مین کبھی پایا نہ سیہ بختی سے — بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر
ایک آسان ہوئی سو مشکلین آپہونچین اور — سخت مشکل ہوئی مشکل مری آسان ہوکر
آستین پکڑی تھی کیا پانون جو آپ چھپے صاحب — کیجیے انصاف ذرا سر بگریبان ہوکر
زخم ہین مانند تبسم کے جو روتا ہون مین — دہن زخم ہنسا دیتے ہین خندان ہوکر
اس پہ پڑا دست جنون سو مرا احوال جو ہوا — گھر نے دیوانہ بنایا مجھے ویران ہوکر
مرکے بھی دشت نوردی کا ہی شوق اسے دلا — خاک اڑتی ہی مری گرد بیابان ہوکر

اہل بزم عشرت خوش ہوے اشعار مندرجہ غزل سنکے ملکہ بہار گل پوش جادو بعض بعض اشعار
کی تعریف کرنے لگی دیگر اہل بزم بھی بیخود ہوگئے تعریف وثنا کرنے لگے تین روز اسی طور سے بزم عشرت
آراستہ رہی نازنینان خوش گلو رقص ونغمہ کیا کین تیسرے روز قریب ہنگام شام ملکہ بہار گل پوش
جادو نے کہ عاشق مہمان نوازی خواجہ طیفور پر ہوگئی تھی خواجہ سے کہا دل چاہتا ہی کہ اسوقت تو بیچاکر

کوئی غزل گاؤ یہ جلسۂ عشرت اپنی نے نوازی پر ختم و تمام کرو خواجہ نے اُس کے کہنے سے باجا ساحب قران زنبیل سے نکال کر دہن سے ملا کر بجانا شروع کی اور یہ غزل گانے لگے اور مخاطب ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو سے ہوئے **غزل**

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
حسن کی تیغ سے پناہ ہو تم
حسن میں آپ سے ہے شان خدا
جامہ زیبوں کی بادشاہ ہو تم
کیوں محبت بڑھائی تھی تم نے
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
کیونکر آنکھیں نہ ہم کو دکھلاؤ
عشق بازوں کی سجدہ گاہ ہو تم
فوق ہے سارے خوش جمالوں پر
ہم گنہگار ہیں گناہ ہو تم
ہے تمہارا خیال پیش نظر

جس نے دیکھا تمہیں وہ مر ہی گیا
کیسی خوش چشم و خوش نگاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
کل حسینوں کی بادشاہ ہو تم
جو کہ حق وفا بجا لائے
جس طرف جائیں سدّ راہ ہو تم

دونوں شمع سے کیسے میں آتش پا | خواہ تم ہو وہیں ایں ہیں خواہ ہو تم

ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو اشعار غزل سن سنکے از حد خوش ہونے لگی اور شرم سے منہ بھی چھپا لگی ملکہ دلارام ستمگر ساز جادو و ملکہ نجم جادو و بحرین جادو نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ علم موسیقی میں کبھی تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے تمہاری نے نوازی کی تعریف ہو نہیں سکتی صاحبقران کشورستان نے بھی تعریف کی جب خواجہ نے بخوش آوازی غزل مندرجہ گا کر تمام کی بزم عشرت موقوف ہوئی ارباب نشاط کو زر کثیر انعام میں دے کر رخصت کیا صاحبقران کشورستان تو داخل قلعہ میں جشن ہو چکا ہے لیکن اب حال ان ساحروں اور سحر کے پیروں کا لکھا جاتا ہے جو میدان قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو سے نالان و گریان مضطر و پریشان سوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوئے تھے وہ بعد قطع راہ داخل طلسم زلزلہ ہوئے خبر قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو و طوفان آتشبار جادو انھوں نے پہونچائی جملہ ساکنان طلسم زلزلہ و نیز ہودسر مست جادو کو اطلاع ہوئی سب کو صدمہ و رنج ہوا خاص کر خداوند زلزلہ ہودسر مست جادو کو بہت ملال ہوا سب سے خود کہا کہ یہ آثار بربادی و تباہی طلسم زلزلہ ہیں زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا بقول کاہنوں اور نجومیوں کے قریب معلوم ہوتا ہے میری زندگی بھی اب تھوڑی ہے طلسم باطن میں ہر چند آکر بیٹھا ہوں مگر یہاں بھی حفاظت جان نہ ہوگی طلسم کشائے طلسم زلزلہ مانند ملک الموت کے یہاں آکر میری قبض روح کریگا افسوس نہ میں رہوں گا نہ یہ طلسم رہے گا خیر خواہ و دوست چھوٹے جاتے ہیں قتل ہوئے جاتے ہیں مگر حتی الامکان تدابیر حفاظت جان و طلسم سے غافل نہ رہنا چاہیے جب تک زندگی ہے فکر و تدبیر سے دست بردار نہ ہونا چاہیے حکیم جالوس ایسا خیر خواہ تو قتل ہو گیا اب اُس کی جگہہ کسی وزیر کو قائم مقام برائے حکومت و انتظام کرنا چاہیے تاکہ وہ بند و بست کرے یہ باتیں کہہ کے خود کرے استفاق جادو کہ دوسرا وزیر تھا اسکو اپنے پاس طلب کر کے خلعت نیابت اُس کو دے کر ایک فرمان بھی باین مضمون اُس کو دیا کہ اے ساحران ساکنان طلسم زلزلہ واے بندگان ما بدولت آگاہ ہو کہ حکیم جالوس وزیر اعظم کو ہم نے پہلے اپنا نائب کر کے تم سب کو اُس کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا وہ تو قتل ہو گیا اب ہم نے استفاق جادو اپنے وزیر دوم کو اپنا نائب مقرر کیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ اس نائب جدید کو بھی مثل حکیم جالوس کے نذریں دے کر اپنا حاکم جانو اور جو کچھ کہ وہ حکم دے اُس کو بجا لاؤ اور اُس کی فرمانبرداری گویا ہماری اطاعت ہے تاکید جانو اگر اس نائب جدید کی فرمانبرداری نہ کروگے اور سرکشی کروگے تو قہر و غضب

میں ہمارے گرفتار ہو گئے بعد دینے فرمان نیابت کے کہا کہ اے اشتقاق جادو ہمارے جلسے دربار میں جا کر جملہ ساحران نامی و نامور وغیرہ کو جمع کر کے یہ فرمان ہمارا سب کو دکھا اور ہمارے تخت حکومت پر بہ نیابت ہماری جلوس کر اور ایسا انتظام و بندوبست کر کہ طلسم کشا قتل ہو جائے یا اسیر ہو جائے اور طلسم زلزلہ اُس کے شر و فساد سے محفوظ رہے اور فتح ہونے سے بچ جائے اگر ہمارے حکم کے موافق تو عمل کرے گا تو ہم تجھ سے بہت خوش ہو کر ایسا انعام دیں گے کہ تو بھی بہت خوش ہو گا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ فدوی شہنشاہ کے حکم کی تعمیل کرے گا حتی الامکان ایسا انتظام کرے گا کہ طلسم کشا کو قتل کرے گا یا اسیر کر کے داخل زندان کرے گا پروانجات حاکمان دربند کو روانہ کر کے اُن سب کو طلب کرے گا بابت حفاظت و نگہبانی مرحلات و دربند تاکید اکید کرے گا خود بھی مصروف بندوبست ہو گا حضور نے میرا رتبہ بڑھایا ہے تو میں بھی وہ کارگذاری کروں گا کہ شہنشاہ خوش ہوں گے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کا قتل و اسیر کرنا میرے نزدیک چندان مشکل نہیں ہے کیونکہ ابھی وہ بے دست و پا ہے جب لوح طلسمی سے آگاہ نہیں ہے نہ وہاں تک جا سکتا ہے نہ لوح اس کے ہاتھ آ سکتی ہے نہ اُس کا کوئی یار و مددگار ساحران طلسم زلزلہ سے ایسا ہے کہ اُس کی وجہ سے وہ لوح طلسمی حاصل کر سکے اگر ملکہ ودیعہ سحر ساز جادو اور اُسکی سہانجی اور نواسی نے بغاوت پر کمر باندھی ہے تو اُن سے چندان اندیشہ نہیں ہے یہ عرض کر کے رخصت ہو کر بہ اہتمام دربار آیا اور پروانجات اور حکمنامے لکھوا کر نام بنام فرمانروایان و حاکمان دربند و مالکان مرحلات و جملہ ساحران نامی و نامور کو بدست ساحران روانہ کیے اُنہوں نے جلد جلد جا کر نام بنام ساحران مسطور کو حکمنامے اور پروانے دیے وہ سب حسب الطلب حاضر ہوئے اگر اُن سب کے آنے کا جلوس و سامان فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہو گا مختصر یہ کہ سب ساحران نامی و نامور بڑے شان و شوکت و جاہ و تجمل سے حاضر ہوئے اشتقاق جادو کو سلام کیا اُس نے علیٰ قدر مراتب بیٹھنے کا اشارہ کیا جب سب دربار میں بیٹھ چکے اشتقاق جادو وزیر دوم حاکم طلسم زلزلہ نے وہ فرمان نیابت جو شاہ طلسم زلزلہ نے دیا تھا میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس فرمان شہنشاہ ساحران ہود سر مست جادو کو با آواز بلند پڑھ دے تاکہ جملہ اہل دربار سنیں اور موافق حکم خداوند عمل کریں میر منشی مذکور نے فرمان مذکور با آواز بلند تمام و کمال لفظاً بلفظاً و حرفاً بحرف پڑھا تمامی ساحران نامی و نامور موجودہ دربار نے عبارت فرمان بخوبی سنی بعد ازاں اشتقاق جادو نے خود با آواز بلند سب سے کہا کہ اگر تم سب میں سے کسی کو بابت اس فرمان کے کچھ خیال جعلی ہونے کا ہو یا اور کسی طرح کا تردد ہو تو وہ شخص اس فرمان پر مہر خداوند کو ثبت دیکھ لے یا بذریعہ عریضہ شہنشاہ ساحران سے دریافت کر لے کہ آیا میرے بارے میں شہنشاہ ساحران عالم نے یہ فرمان نیابت اپنی مہر و دستخط سے لکھا ہے یا نہیں یہ کہہ کر وہ فرمان بھی فرداً فرداً سب کو دکھایا گیا ہر ایک ساحر و ساحرہ نامی نے بنظر غور دیکھ کر متفق اللفظ عرض کیا کہ اے نائب خداوند ہم کو بابت اس فرمان خداوند کے کسی طرح کا شک و شبہہ نہیں ہے ہم تہنیت و مبارکبادی نیابت بصد خوشی و خرمی دیتے ہیں کہ آپ جانب خداوند سے آج ہمارے حاکم و فرمانروا ہوئے ہم کو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری میں کچھ عذر و انکار حسب الحکم خداوند ہود سر مست جادو نہیں ہے جس وقت تک ہم سب مثل حکیم جالوس کے نائب خداوند آپ کو یقینی جانیں گے اور آپ کا حکم حکم خداوند خیال کریں گے جو حکم آپ ہم سب کو دیں گے اُسی پر عمل کریں گے خلاف اُس کے عمل میں نہ لائیں گے خیر خواہی و سرفروشی و جان نثاری کے کوچہ سے قدم باہر نہ رکھیں گے اس تحریر فرمان خداوند پر

ضرور عمل کریں گے حضور تخت حکومت پر جلوس فرمائیں تاکہ ہم تہنیت و مبارکباد دیں فرمانبرداری
بجا لائیں و ملازمانہ ادا کریں اور ہم نمکخواروں سے اطمینان تام خیرخواہی رکھیں اور امید سرفروشی و بہبودی
کی رکھیں ہم سب کو دشمن جان طلسم کشائے طلسم زلزلہ یقیناً جانیں بدخواہ و بداندیش اپنا و نیز خداوند
کا تصور کریں بدی و دشمنی کا خیال بھی ہم سب کی جانب نکریں ہم سب میں سے کوئی نمک حرام و
بدخواہ حضور کا نہوگا جب تک زندہ ہیں حلقۂ اطاعت حضور ہمارے گوش میں رہے گا ہرگز خیال سرکشی
و نافرمانی کبھی ہمارے دلوں میں نہ آئے گا اشفاق جادو نے جملہ حاضرین دربار سے تقریر مندرجہ
سنکے شادمان ہوکے تخت حکومت پر جلوس کیا سب نے علی قدر مراتب بعد ادب نذریں دیں اشفاق
جادو نے سب کی نذریں قبول کرکے حسب لیاقت و مرتبہ ہر ایک کو خلعت سرفرازی دیا بعد ازان
سب سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و ذیجاہ و اے نمکخواران شہنشاہ ہم تم سے تاکید
اکید کہتے ہیں کہ اپنے اپنے دربند او رمرحلے سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا حفاظت لوح و خنجر ازحد کرنا
بند و بست طلسم خوب سا کرنا حفاظت و نگہبانی سے غافل نرہنا جادۂ خیرخواہی خداوند پر قدم رکھے رہنا
و نیز سرکشی و نافرمانی نکرنا زمانہ پرآشوب ہے چند باغی و بدخواہ نمک بے طلسم کشا ہوگئے ہیں فی الحال
انہوں نے دشمنی پر کمر باندھی ہے ساحران طلسم سے پے در پے یہ خبر سنی ہے کہ حکیم جالوس وزیر اعظم
جس کو خداوند نے قبل اس کے اپنا نائب کرکے برائے انتظام و بند و بست ... مصلحت مشتمل
ہمارے تخت حکومت پر بٹھایا تھا تمکو معلوم ہوا کہ وہ باغیوں میں گھر کر دست عیار طلسم کشا سے قتل
ہوا ہے بلکہ بساط جادو بھی کہ ساحرہ زبردست و خیرخواہ خداوندی تھی ساتھ ہی حکیم جالوس کے ماری
گئی ہے سب نے عرض کیا کہ جو حضور نے حکم دیا ہے وہی کریں گے ہرگز بدخواہی و سرکشی نکریں گے اطمینان
تام ہم نمکخواروں سے حضور رکھیں ہم ہرگز فرمانبرداری و اطاعت سے منہ نموڑیں گے حتی الامکان طلسم کشائے
طلسم زلزلہ کو قتل و اسیر کریں گے ذرا وہ سرحد طلسم میں قدم تو رکھے یہ عرض کرکے نیابت اشفاق جادو
سے آگاہ ہوکے نذریں گذران کر اقرار فرمانبرداری و اطاعت و خیرخواہی کا کرکے اپنے اپنے مرحلات و دربند
وغیرہ خلعت و انعام سرافرازی و خیرخواہی لیکے حسب الحکم نائب خداوند جمشید اشفاق جادو اپنے اپنے
مساکن و اماکن کی طرف خوشی خوشی روانہ ہوئے صرف اہل دربار دربار میں رہ گئے اشفاق جادو کہ
نہایت مدبر الامور ہے انتظام و بند و بست طلسم میں خود بھی مصروف ہوا شب و روز فکر و تدبیر قتل و گرفتاری
طلسم کشائے طلسم زلزلہ میں بسر کرنے لگا حال اس کا آئندہ لکھا جائیگا

دوکلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا ہمراہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کے پئے حصول خنجر و لوح طلسم زلزلہ و ہمباری خواجہ طیفور کردیا و دیگر حالات مخصوص داستان ہذا بیان کئے جاتے ہیں مخمس

گھر میں مہمان ایک ہو تو کہوں	تیر اپیکان ایک ہو تو کہوں
عشق میں دھیان ایک ہو تو کہوں	دل میں ارمان ایک ہو تو کہوں

اے مری جان ایک ہو تو کہوں

صدمۂ و رنج و غم کی گنتی کیا	تیرے درد و الم کی گنتی کیا

تیرے لطف و کرم کی گنتی کیا　　تیرے ظلم و ستم کی گنتی کیا
تیرا احسان ایک ہو تو کہون

عرق رخ پہ ہی لہو صدقے　　تیغ پہ سر فدا گلو صدقے
تجھپہ ہی جان و آبرو صدقے　　دل تصدق ہی آرزو صدقے
تجھ پہ قربان ایک ہو تو کہون

اُن کے حیلے ہزار ہون تو سنون　　اُن کے نخرے ہزار ہون تو سنون
اُن کے قصے ہزار ہون تو سنون　　اُن کے شکوے ہزار ہون تو سنون
اپنا ارمان ایک ہو تو کہون

غم سے احباب بچ ستے ہین　　اشک آنکھون سے میری بہتے ہین
پھر بھی یکسان نہین وہ رہتے ہین　　مرنے جینے کو رو نہ کہتے ہین
اُن کا فرمان ایک ہو تو کہون

جان سے اپنی مین گذرتا ہون　　دم ہر اک ہو فا کا بھرتا ہون
سب حسینون کو پیار کرتا ہون　　جتنے بت ہین مین سب پہ مرتا ہون
میرا ایمان ایک ہو تو کہون

جب کہ بہشت مین پاؤن اُن کا پتہ　　کہو کیونکر جتاؤن اُن کا پتہ
ہائے کیونکر سناؤن اُن کا پتہ　　نامہ بر کیا بتاؤن اُن کا پتہ
اُن کی پہچان ایک ہو تو کہون

غم وصلت جو ایک ہو تو مٹے　　نقش الفت جو ایک ہو تو مٹے
داغ فرقت جو ایک ہو تو مٹے　　ایک حسرت جو ایک ہو تو مٹے
ایک ارمان ایک ہو تو کہون

ہی حکیم ایسا نغمہ سنج فراق　　داغ فرقت سے دل ہی گنج فراق
ہی ہر اک زخم دل ترنج فراق　　پوچھ مجھسے نہ میرا رنج فراق
ارے نادان ایک ہو تو کہون

راویان سحر تقریر و ناقلان بے عدیل و نظیر یون بیان کرتے ہین کہ جب قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کی خوشی کا جشن ہو چکا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو وعرف ملکہ شعشعہ ثار جادو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ملکہ فضل خدا اور مدد الہی سے ہمکو نائب شاہ طلسم زلزلہ و اغیرہ پر تو فتحیابی حاصل ہوئی کہ اُن کو قتل کیا مگر اب تک کچھ حال لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہوئی کہ وہ کس جگہ رکھی گئی ہے کس ساحر کے قبضے مین ہی وہ ساحر نابکار کہان رہتا ہی اور قتل شاہ طلسم زلزلہ کا حال بھی اطلاع نہوئی کہ وہ نابکار کیونکر قتل ہوگا کوئی آلہ حرب و ضرب مخصوص اُس کے قتل کے واسطے بانیان طلسم زلزلہ نے بنایا ہی یا نہین حالانکہ بابت قتل شاہ طلسم زلزلہ و دیگر امور نسبت فتح طلسم نامکو لوح طلسمی ہدایت کرے گی تم قرابت داران شاہ طلسم زلزلہ سے ہو ساحرہ معززہ ہو عجب نہین کہ رازداران طلسم سے ہو اگر تمکو کچھ حالات لوح طلسمی و قتل شاہ طلسم مذکور سے معلوم ہون تو بیان کرو تاکہ واسطے حصول لوح طلسمی کے کوشش کی جائے اور اگر تمسے فکر و سعی بقدر مذکور

کچھ ہوسکے تو کرو کیونکہ کتابلا طی صحرانوردی اور یون سرحد طلسم سے باہر ہیں ہر طرح سے لگے لیکن لوح
طلسمی داخل طلسم ہونا محال ہی ہمکو اپنے لشکر سے ادھر آئے ہوئے ایک زمانہ گذرا ہو گا سب
اہل لشکر کو یہ خیال ہوگا کہ صاحبقران کو لوح طلسمی ملگئی ہوگی طلسم زلزلہ میں داخل ہوئے ہونگے
دربند و مرحلات طلسمی فتح کر رہے ہونگے یا فتح کر چکے ہونگے طلسم زلزلہ کو تباہ و برباد کر چکے ہونگے
شاہ طلسم کو قتل کر چکے ہونگے مال و زر و جواہرات طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوئے بکر و فر آتے ہونگے
یہان ابھی ہم بے نیل مرام اس صحرا سے سبزہ زار مین فروکش ہین لوح طلسمی کا ملنا طلسم زلزلے کا
فتح ہونا شاہ طلسم کا قتل کرنا مال و اسباب طلسمی کا ہاتھ آنا ساریق بن لقا و منجنیقان کا تہ تیغ کرنا تو کجا
حال لوح طلسمی کی بھی کچھ آگاہی نہین ہوئی ہی ہم شجاعان جہان سے ہین اگر یہ طلسم ہمسے فتح نہوا اور
ہم بغیر فتح کیے طلسم کے اپنے لشکر مین گئے تو ہماری ذلت و بدنامی کا باعث ہوگا اندا بجائے خود ہمکو
شجاع و بہادر نہ کہین گے بلکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ مجکو جس جگہ لوح طلسم زلزلہ ہو آگاہی ہی
اور جیسا کہ حرب و ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ ہو و سرمست جادو قتل ہوگا اس سے بھی بخوبی اطلاع
ہی کیونکہ مین رازداران طلسم سے ہون مگر جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہی اور جس جس کے
پاس ہی وہان تک پہونچنا نہایت دشوار ہی بلکہ کہہ سکتی ہون کہ ناممکن ہی کیونکہ اول تو پہلے ہی سے
جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہی بند و بست و انتظام ایسا تھا کہ وہان تک گذرنا کسی
جن و انس و وحش و طیور کا ناممکن تھا محافظان لوح و خنجر مذکورہ ساحران نامی و نامور تھے جو اپنے سحر سے
کسی کو غیر جنس سے اور غیر ساحر و بد اندیش ہے اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے ہوا کا بھی گذرنا وہان
دشوار تھا اب تو ادھر میرے آنے کی خبر تمام طلسم مین مشہور ہو گئی ہی علاوہ اس کے نجومیون اور
کاہنون نے شاہ طلسم کو اپنے علوم سے دریافت کر کے یہ اطلاع دی ہی کہ زمانہ فتح طلسم زلزلے کا
قریب ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طلسم کو فتح کرینگے یہ طلسم ٹوٹ کر ضرور تباہ و برباد
ہو جائیگا حضور کی جان کا بھی خطرہ ہی اس وجہ سے اب زیادہ تر بند و بست و انتظام ہوگا پروانے
حکمنامے محافظان لوح و خنجر مذکورہ و مالکان دربند و مرحلات وغیرہ کو درباب انتظام و بند و بست جانب
شاہ طلسم سے پہونچے ہونگے فی الحال خواجہ نے عیاری کر کے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو
کو قتل کیا ہی طوفان آتشبار جادو وغیرہ لڑائی مین مارے گئے ہین کشت و خون بسیار ہوا ہی اسکی خبر
بھی ضرور شاہ طلسم وغیرہ کو پہونچی ہوگی طلسم زلزلے مین تہلکہ پڑا ہوگا شاہ طلسم طلسم باطن مین چھپا ہوا
بیٹھا ہوگا فکر اسیری دشمنان حضور و ترتیب سپاہ کی ہو رہی ہوگی ایسی حالت مین فکر حصول لوح طلسمی
و خنجر قتل شاہ طلسم کیا ہو سکتی ہی اور اگر کوئی فکر و تدبیر حصول لوح و خنجر مذکور کی بھی جائے تو بکار آمد
نہوگی کیونکہ سب ساحران نابکار طلسم زلزلہ خبردار و ہوشیار ہونگے صاحبقران گیتی ستان نے
جواب دیا کہ اے ملکہ جو کچھ تمنے بیان کیا سچ ہی لیکن انسان جویائے کار کو لازم ہی کہ اپنی فکر و تدبیر سے
غافل نرہے حتی الامکان اپنے اجرائے کار مین کوشش کرے حق تعالی حامی و مددگار ہی اگرچہ بقول
تمہارے حاکم شاہ طلسم سے بند و بست و انتظام بخوبی ہوگا ساحران بیدین ہوشیار و خبردار ہونگے
کسی کو اس جگہ جہان لوح و خنجر رکھا ہی جانے نہ دینگے بلکہ اس کے حوالی مین بھی قدم نہ رکھنے دینگے
مگر فکر حصول لوح و خنجر ضرور کرنا چاہیے دستیاب ہون یا نہون تم مجکو اس جگہ لے چلو جہان لوح طلسمی
اور خنجر ہی اگر وہان لیجانا ممکن نہو تو اس کے حوالی ہی مین لے چلو مسبب الاسباب ہی کوئی سبب

حصول لوح و خنجر اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرے گا اور تم بھی ضرور کوئی فکر و تدبیر کرو جو کچھ تمھارے
امکان میں ہو اور یہ بتاؤ کہ لوح طلسمی سرحد طلسم زلزلہ میں ہے یا حد طلسم سے باہر ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم
کس کے قبضے میں ہے نام اُس کا کیا ہے اور وہ کہاں رہتا ہے اور جس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ کہاں رہتا ہے
اور اُس کا نام کیا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران کشورستان آگاہ ہوجیے
کہ لوح طلسم زلزلہ گوہر جادو کے پاس ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم میری ہمشیرہ مسماۃ ملکہ آفاق جادو کے
قبضے میں ہے یہ دونوں ساحر و ساحرہ حد طلسم کے باہر ایسے کوہستان و صحرائے ہولناک و وحشت خیز
میں رہتے ہیں کہ جہاں انسان ضعیف البنیان کا تو کیا ذکر ہے دیو و جن بھی خوف سے نہیں جا سکتے اگر
شیر صحرائی بھولے سے وہاں چلا جائے تو خوف سے زہرہ اُس کا آب ہو جائے گوہر جادو کے سحر سے
منزلوں تک ایسی تاریکی ہے کہ ظلمات چشمہ آب بقا بھی اُس سے شرمندہ ہے بلکہ اُس سحر کی سیاہی کے
آگے تاریکی چشمہ حیوان گویا روشنی ہے اُس سیاہی و تاریکی سحر گوہر جادو میں کوئی دو قدم بھی راہ
طے نہیں کر سکتا ہے بلکہ درمیان تاریکی مذکور جا نہیں سکتا اگر کوئی ساحر و غیر ساحر بغیر اطلاع و اجازت
گوہر جادو اُس تاریکی سحر میں قدم رکھے تو فوراً گوہر جادو کو اطلاع ہو جائے اور اسیر ہو جائے
پس جس جا ایک دو قدم بھی کوئی اُس تاریکی میں بغیر اجازت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ راہ طے
نہیں کر سکتا اور اسیر ہونے سے بچ نہیں سکتا تو منزلوں تک راہ طے کر کے گوہر جادو اور میری
ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو تک کیونکر پہونچ سکتا ہے اور بالفرض و محال اگر کوئی کسی تدبیر و فکر سے اُس
منزلوں کی تاریکی کو طے بھی کر کے میری ہمشیرہ مذکورہ کے مکان مسکونہ تک بھی پہونچے تو وہاں
دیگر علامتیں ایسی ایسی ہیں کہ ان علامتوں کی وجہ سے ہمشیرہ مذکورہ ساحرہ زبردست کو ثابت ہو جائیگا
کہ کوئی ساحر و غیر ساحر یہاں آیا ہے وہ فوراً اُس کو گرفتار کرے گی صدف جادو فرزند ہمشیرہ بھانجا
میرا نہایت ساحر زبردست گویا سامری وقت ہے وہ ہر وقت علاوہ اپنی مادر کے نگہداشت کرتا ہے
کسی کی کیا مجال کہ بغیر اُس کی اجازت کے کوئی اُس کی سرحد میں قدم بھی رکھ سکے صدہا ساحر اُس کے
اور اُس کی مادر کے تابع فرمان ہیں ہر وقت دست بستہ موجود رہتے ہیں اسباب سحر اپنے پاس رکھتے
ہیں ان میں ہر ایک ساحر بلائے روزگار ہے اسی طرح گوہر جادو کے مطیع ہزاروں ساحر ہیں اور گرد
مکان مسکونہ گوہر جادو ساحران مذکور فروکش ہیں کسی پرندے کو بھی جانب مکان گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی جانے نہیں دیتے ہیں ہر وقت نگران رہتے ہیں اسباب مانند ناوک تیر و ترنج گولے
فولادی ناریل چوبی دار کار و سحر وغیرہ ان کے ہاتھوں میں رہتی ہیں ہوا کا بھی وہاں گذرنا مشکل
ہے چہ جائے انسان اور انسان بھی وہ کہ جو دشمن گوہر جادو و درپے حصول لوح طلسمی ہو اگر کوئی
شخص تاریکی سحر اور جائے مسکونہ ہمشیرہ مذکورہ و صدف جادو سے بھی کسی طور سے گذر کرکے
راہ دور و دراز طے کر کے ان ہزارہا ساحران نگہبان کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو کے اندر مکان
گوہر جادو کے چلا جائے تو گوہر جادو پہچان اور جان جائے کہ میرے مکان میں کوئی دشمن آیا ہے
واسطے شناخت کرنے کی بھی اُس نے تدبیر کی ہے فی الفور اُس علامت شناخت وارد دشمن سے آگاہ ہو کر
اُس کو اسیر کرے گا اور جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہے وہاں تک جانے نہ دے گا اور یہ سب باتیں ہو چکنے
[illegible] امر محال و دشوار ہے [illegible] بھلا مکان مسکونہ ہمشیرہ و صدف جادو تک کون جا سکتا
ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم جس کے قبضے میں ہے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہوگا اُس کو میری ہمشیرہ نے اپنے اور اُسکے

فرزندی زندگی مین لے سکتا ہی پھر وہان سے کوسون راہ تاریک طے کرکے کیونکر گوہر جادو تک
پہونچ سکتا ہی اور لوح طلسمی حیات گوہر جادو ہین ہزار بلاؤن سے بچکر حاصل کرسکتا ہی ہان اگر میری
ہمشیرہ یا صدف جادو کسی کو اپنے پاس بلایا چاہے تو گوہر جادو سے اجازت لیکر
بلاسکتا ہی بغیر اُس کی اجازت کے ہرگز ہرگز باوجود خود حاکم و مالک ہونے اپنی سرحد کے اور
جا حرز بر دست ساحری وقت ہونے کے نہین بلاسکتا ہی ایسے بندوبست و انتظام مین مین کیونکر
آپ کو وہان تک پہونچا سکتی ہون بلکہ خود بھی نہین جاسکتی ہون صاحبقران سلطان کیوان
شتاوہ نے تمام تقریر اُس کی سنکے بندوبست و انتظام نگہبانی و حفاظت خنجر و لوح طلسمی پر غور
کرکے متحیر ہوے کہا کہ اے ملکہ دیدہ بہ سحر ساز جادو تم ہمکو اسی مقام تک لے چلو جہان سے وہ تاریکی
شروع ہوئی ہی ملکہ نے عرض کیا کہ اگر مین آپکو شروع تاریکی سحر ساحر مذکور تک لے بھی جاؤن تو کیا
فائدہ ہوگا اس طرف تاریکی کے آپ قیام کرکے کیا نفع اٹھاینگے بہ سون سپہ بشیل مراد قیام پذیر رہینگے
بلکہ قریب تاریکی سحر ساحر مذکور چند سے بھی قیام نکرسکینگے ساحران نگہبان آپ کے حال سے
گوہر جادو و صدف جادو اور میری ہمشیرہ کو آگاہ کردینگے صاحبقران یہ سنکے خاموش
رہے خواجہ طیفور ... کردیا نے کہا کہ اے ملکہ تم وہان تک لے تو چلو دیکھا جائے گا ہم عیار بلا سے
روزگار ہین کوئی فکر و تدبیر کرینگے اپنے آفتاب عقل کی روشنی سے اس تاریکی سحر کو بعنایت الہی
دفع کرینگے اسی طرح صاحبقران کشورستان نے بھی کہا آخر ملکہ مذکور نے بعد فکر و غور بسیار عرض کیا
کہ اچھا مین آپکو لے چلون گی اور ایک تدبیر بھی مین کرون گی بشرطیکہ وہ تدبیر بن پڑے صاحبقران
موصوف و خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہی اُس نے کہا کہ اسوقت مجھے یاد آیا کہ بارہ برس قبل
اس کے میری ہمشیرہ نے میرے پاس آکر برغبت خواستگاری ملکہ مجھر جادو میری بھانجی کی مجھسے
کی تھی مین نے بوجوہ چند انکار کیا تھا ہرچند ہمشیرہ مذکورہ نے مجھسے کہا تھا کہ اے بہن تمھارا
بھانجا صدف جادو نہایت لائق ہی ذی عزت و نامی و نامور ہی اُس کو اپنی فرزندی مین لے لو
اور مجھر جادو کو کہ بعد مرنے اُس کی مادر کے تم نے اُسے مانند مادر مہربان کے پالا ہی مجھے دیدو لیکن
مین نے اُس کا کہنا نہ مانا عذر و حیلہ کرکے نسبت مذکور کو منظور نکیا تھا وہ کسی قدر ناخوش ہوکر مجھسے
رخصت ہوکر چلی گئی تھی اُس زمانے سے اب تک پھر اُس نے بابت نسبت و شادی مذکور
کچھ مجھسے نہین کہا ہی بلکہ بوجہ ناراضی کے ملنا بھی چھوڑ دیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ بابت نسبت مذکور
خود اُس سے تحریک کرون اور اس مکر و حیلے سے اُسے بلاکر قتل یا اسیر کرون خواجہ نے خوش ہوکر
جواب دیا کہ اے ملکہ راے تمھاری خوب ہی تم یہی تدبیر کرو مین بھی تمھاری اس تدبیر مین شرکت
اپنی راے کی کرونگا میری راے پر عمل کرنا اس نے منظور کیا بعد ازان خواجہ موصوف و ملکہ دیدہ بہ
سحر ساز جادو سے اس بارے مین تا دیر صلاح و مشورہ ہوا بعد مشورہ ... روز دوشنبہ کو بوقت
ہنگام صبح ملکہ دیدہ بہ سحر ساز جادو سامان ضروری کرکے صاحبقران کشورستان و خواجہ
طیفور کو ... و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجھر جادو و بجھرین جادو و دیگر ساحران لشکر ... بجھرین
جادو وغیرہ ... اپنے قلعہ سحر سے ... جانب ... روانہ ہوئے ... راہ دور دراز
طے کرکے ایک روز کوہستان و خارستان مین پہونچے دور سے تاریکی کو دیکھ کر صاحبقران و خواجہ سے
کہا کہ دیکھیے وہ تاریکی و سیاہی جو نظر آتی ہی تاریکی سحر گوہر جادو کی ہی جسکا ... تاریکی کا ذکر

کیا تھا یہ تاریکی یہان سے بہت دور ہی اور اب میری رائے یہ ہی کہ یہان سے آگے نجانا چاہیے اسی جگہ
قیام کرنا چاہیے تاکہ شہر دشمنان سے ضرر نہ پہونچے اور گوہر جادو وغیرہ کو خبر نہو جائے سب نے
اُس کی رائے کو پسند کیا پھر ملکہ نے اُسی جگہ ایک درہ کوہ مین صاحبقران کشورستان بحرین جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ کو چھوڑ کر کہا کہ تم سب اسی جائے محفوظ مین پوشیدہ رہنا تا وقتیکہ مین
نہ آؤن درہ کوہ سے باہر نہ آنا بحرین جادو وغیرہ نے قبول کیا ملکہ مذکورہ نجم جادو اور خواجہ کو
بصورت کنیز ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوئی قریب اُس تاریکی سحر کے جاکر بالائے کوہ دو خیمے مختصر
کو جا ایستادہ کرکے فروکش ہوئی ایک خیمے مین خود بیٹھی دوسرے خیمے مین ملکہ نجم جادو کو مع
اُس کنیز نقلی کے بٹھایا نجم جادو کو زیور لباس و زینت سے خوب آراستہ کیا بعدہ اپنے خیمے میں تنہا
بیٹھکر آردماش نکال کر شیشۂ آب چاہ جمشیدی نکال کر پانی اُس مین سے لیکر آردماش کو گوندھا اور
ایک پتلہ کلان بنایا پھر اشیائے بخارات مانند گوگل و لونگ و کافور وغیرہ آگ پر ڈالکر سحر خوانی مین
مصروف ہوئی تا دیر سحر پڑھنے مین مصروف رہی اور اُس پتلے پر دم کرتی رہی یہانتک کہ وہ پتلہ
ماش کا حلول کرنے سحر کے ایستادہ ہوکے بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
آج مجھے بعد عرصہ دراز کیون تجھے یاد کیا ہی کیا کار سخت و دشوار تجکو درپیش ہی ملکہ نے اُس کی پیشانی
پر ایک گوہر شب چراغ سحر نصب کرکے کہا کہ اے پتلہ سحر ساحری ہمکو تجھسے اسوقت یہ کام لینا منظور ہی کہ
ایک رقعہ ہمارا ہماری بہن ملکہ آفاق جادو کو جاکر دے آ اور جواب اُس کا لے آ اُس نے کہا کہ اچھا اس
کار سخت کو انجام دونگا راہ تاریک کو طے کرکے تمہاری بہن تک جاؤنگا رقعہ تمہارا دیکر جواب تو
لا دونگا مگر میری خوراک لاؤ ملکہ نے فی الفور کارد سے اپنی پیشانی زخمی کرکے خون پیشانی چلو مین
لیکر کہا کہ لے اُس نے منہ کھولا ملکہ نے وہ خون اُس کے منہ مین ٹپکایا بعد پانے اپنی خوراک مذکور
کے پتلے نے خوش ہوکر کہا کہ اے ملکہ وہ رقعہ کہان ہی لاؤ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے رقعہ مذکور اُس کو
دیا وہ رقعہ لیکر اُس گوہر شب چراغ مذکور کی روشنی کو غنیمت جان کر اندر اُس تاریکی سحر کے جاکر مثل
برق چمکتا ہوا بسرعت تمام راہ طے کرتا ہوا روانہ ہوا ہر چند کہ وہ تاریکی ایسی تھی کہ رشک ظلمات و آب بقا یا
سیاہی شب ہجران یا تاریکی پردۂ ظلمات یا سیاہی دل کافر یا تاریکی قبر بے دین و ایمان تھی مگر پتلہ مذکور بوجہ
روشنی اُس گوہر شب چراغ سحر کے راہ تاریک طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا وہ ضیائے گوہر اُس اندھیرے مین
اُس کے واسطے روشنی مشعل سے زیادہ تھی ملکہ یہ نہ طریق تاریک تھی غرضکہ بعد قطع راہ دور و
دراز وہ پتلہ سحر پاس ملکہ آفاق جادو بادر صدف جادو کے پہونچا بعد سلام رقعہ مذکور اُس کو دیکر
طالب جواب ہوا پہلے تو ہمشیرہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس پتلے پر نظر کرکے بعد تعجب و تحیر دریائے
حیرت مین غوطہ زن ہوکے اپنے دل مین کہا کہ یہ پتلہ سحر کس ساحر زبردست کا ہی کہ ایسی تاریکی سحر کو طے
کرکے یہان تک آیا ہی نہین معلوم کس کا فرستادہ ہی شاید فرستادہ خداوند ہو و سمرست جادو ہی یا
نائب خداوند نے کسی ضرورت شدید سے اس کو بھیجا ہی یا اور کسی ساحر زبردست نے اس کو رقعہ
دیکر ادھر روانہ کیا ہی مگر بعدہ رقعے کے اوپر نظر کرکے پہچانا اور جانا کہ یہ پتلہ سحر فرستادہ ہمشیرہ
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہی کیونکہ رقعہ مذکور مین بعد القاب و آداب مناسب کے یہ لکھا تھا کہ اے
ہمشیرہ عالی مرتبہ واضح ہو کہ ایک تو زمانہ دراز سے تم سے ملنے کا اشتیاق تھا دوسرے یہ کہ فی زمانہ
نائب خداوند نے بے وجہ و بے خطا مجھپر عتاب کیا ہی اور یہ بھی مجھے دریافت ہوا ہی کہ اب مدت

طلسم زلزلہ ختم ہوچکی ہے زمانہ تباہی و بربادی و شکست طلسم زلزلے کا قریب آیا ہے طلسم کشا لے طلسم زلزلہ
پیدا ہوا ہے ضرور طلسم فتح ہوجائے گا بعد آگاہی تباہی طلسم مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ
نہین معلوم ایسے زمانہ کا شور و شر مین دست طلسم کشا سے زندہ بچی ہون یا شہرون کیا جانئے کیا پیش آئے پس
ایک وہ زمانہ تھا کہ تمنے ملکہ مجمر جادو کی خواستگاری کی تھی فی الحال مین لڑکی والی ہوکر چاہتی ہون کہ
ملکہ مجمر جادو کو تمھارے حوالے کرون اپنی زندگی و آخر زمانہ طلسم زلزلہ مین اس کی شادی کردون
سہرا اس کا دیکھ لون دل اپنا اس کے بیاہ سے خوش کرلون میرے حال عسرت و ناداری سے آگاہ ہو
مال دنیا سے کچھ نہین رکھتی ہون صرف خالی دختر مذکور رکھتی ہون اس کو اپنے ہمراہ لے کر آئی ہون
تم تک خود اس کو لے کر آنا مشکل تھا اس وجہ سے مین نے بذریعہ تیلہ سحر رقعہ روانہ کیا ہے اس کا جواب
تحریر کرنا اور اگر ہوسکے تو مجھ تک آؤ مجھے اپنی صورت دکھاؤ کہ تمھارے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے
اور برخوردار صدف جادو کے بھی دیکھنے کا اشتیاق ہے مدت سے اسے نہین دیکھا ہے ہماری جانب
سے بہت بہت دعا و پیار کے بعد اس سے کہنا کہ اے فرزند ہمشیرہ تمھاری امانت لے کر
آئی ہون مناسب ہے کہ اپنی امانت مجھ سے لو کیونکہ تمھارے نامزد کرچکی ہون ہرچند کہ لڑکی والی ہوکر
تمکو ایسی باتین لکھنا مناسب نہین باعث بے شرمی و غیرت ہے مگر بسبب غیرت مصلحت مذکور گوارا کرتی
ہون میری زندگی تو بعزت و حرمت بسر ہوگئی ہے اب چراغ سحری ہون لیکن دختر مذکورہ جوان ہے
اس کی بے عزتی و بے حرمتی کا ایسے زمانے مین اندیشہ ہے طلسم کشا تنہا طلسم مین نہ آئے گا عقب مین
اس کے اس کا لشکر بھی ضرور آئے گا لشکری اکثر جاہل و بدنظر ہوتے ہین مبادا دختر خوبرو سے
مذکورہ پر ان کی نظر پڑ جائے تو باعث بے عزتی کا ہو اسے بہن اس وقت مین اس لڑکی کے انجام پر نظر
کرکے آبرو ریزی کے خیال سے متردد ہوکر بے شرم و بے عزت ہوکر یہان تک آئی ہون بالائے
کوہ قیام پذیر ہون زیادہ کیا لکھون مادر صدف جادو عبارت رقعہ پڑھ کر روئی بعدہ وہ رقعہ
اپنے فرزند کو دکھا کر کہا کہ یہ عبارت تمھاری خالہ ملکہ ویدبہ سحر ساز جادو نے لکھی ہے ان کو ہم سے
اور تمسے ملنے کا اشتیاق ہے ملکہ مجمر جادو اپنی بھانجی کو جس کی مین نے خواہش تمھارے واسطے
کی تھی لائی ہے اس زمانے مین اس نے تامل کیا تھا فی زمانہ وہ خود اس کا بیاہ تمھارے ساتھ
کردینا چاہتی ہے جائے خوشی و مسرت کہ گھر بیٹھے مراد آئی ہے مبارک ہو کہ جو حسرت تمھارے دل مین
تھی وہ اب بر آیا چاہتی ہے صدف جادو نے عبارت رقعہ پڑھکر تقریر اپنی مادر کی سنکے از حد خوش
ہوکے اپنی مادر سے کہا کہ آپ ہماری خالہ صاحبہ کو یہان طلب فرمائیے وہ بالائے کوہ قیام پذیر
ہین ان کا وہان قیام اچھا نہین ہے وہ ہماری بزرگ ہین ان کی عزت و حرمت کرنا چاہیے دعوت و
ضیافت ان کی لازم ہے اگر ان کو یہان بلایا نہ جائے گا تو غالباً ان کو صدمہ ہوگا اور یہ شکایت کرینگی
کہ ہمین نادار و محتاج جانکر قدر و منزلت نہ کی اپنے گھر بلایا بھی نہین ذلیل و حقیر سمجھا مادر
صدف جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر مین تمھاری خالہ کو بغیر اجازت گوہر جادو کے
یہان بلا نہین سکتی تمکو لازم ہے کہ ابھی گوہر جادو کے پاس جاؤ یہ رقعہ اسے دکھا کر اجازت ان کے
بلانے کی حاصل کرکے جلد یہان آؤ پھر ہمارے ساتھ چلو تمھاری خالہ صاحبہ اور تمھاری نامزد
ملکہ مجمر جادو کو وہان سے یہان لے آئین اسی جگہ رسوم شادی عمل مین لائین تمھاری خانہ آبادی
ہوجائے صدف جادو اپنی مادر کی گفتگو سنکے بصد شادی و خوشی وہ رقعہ لے کر تخت طاوسی پر

سوار ہوکر بہت سے ساحرون کو ہمراہ لیکر بخدام و حشم جلد تر سوے کوہر جادو روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز اُس کے مکان پر پہونچا اُس کو اطلاع ہوئی فوراً اُس نے اپنے پاس طلب کیا صدف جادو نے اُس کے سامنے جاکر با دب سلام کیا اُس نے اُس کو دیکھکر خوش ہو کے اپنے قریب بٹھاکر پوچھا کہ اے صدف جادو خیر تو ہے اسوقت خلاف عادت یہان کیون آئے ہو تمہاری والدہ تو خیریت سے ہین کوئی فتنہ و فساد تو درپیش نہین آیا خنجر قتل خداوند ہود مرسیت جادو تو ابھی تک اُن کے قبضے مین ہے ہمکو تو کچھ فتنہ و فساد کی اطلاع نہین ہوئی ہے ہمارے سحر کی تاریکی مین ابھی تک کسی دشمن نے قدم نہین رکھا ہے نہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہماری سرحد سحر مین پانون رکھا ہے اگر کوئی واقعہ ہوتا تو ہمکو ضرور خبر ہو جاتی صدف جادو نے مسکرا کر با دب کہا کہ ہماری والدہ صاحبہ نے آپکو سلام کہا ہے وہ اب تک صحیح و سلامت ہین کوئی فتنہ و واقعہ و فساد نہین اُٹھا ہے بدستور خیریت ہے کسی کی مجال بھی ہے کہ آپ کے سحر کی تاریکی مین قدم رکھ سکے اور میری حفاظت و نگہبانی مین کوئی بداندیش اضرار سکے میرے یہان آنے کی وجہ خلاف قاعدہ و عادت یہ ہے کہ ہماری خالہ صاحبہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو جن سے آپ بخوبی واقف ہین مع اپنی بھانجی ملکہ قہر جادو کے بضرورت عقد دختر نامبردہ و نیز ملاقات کے لیے راہ دور و دراز سے آئی ہین کوہ پر قیام پذیر ہین یہ رقعہ دستخطی انھون نے بدست قتیلہ سحر ہماری والدہ کو بھیجا ہے والدہ چاہتی ہین کہ اپنی بہن بھانجی کو اپنے پاس بلالین بہ وقت مجھکو انھون نے محض اسی واسطے آپکے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے اجازت اُن کے بلانے کی لیجائے یہ کہکر رقعہ مذکور پیش کیا کوہر جادو نے عبارت رقعے کی ابتدا سے انتہا تک دیکھکر مہر و دستخط ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو پر نظر کرکے کہا کہ ہان رقعہ دستخطی ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کا ہے اس مین شک نہین کہ وہ ساحرہ معززہ ہے اور براے عقد قہر جادو یہان آئی ہے مگر ایسے زمانہ شور و شر مین اُس کا یہان بلانا خلاف عقل و انتظام بند و بست ہے کیا تمنے نہین سنا ہے کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہمراہ بحرین جادو حاکم بحر بند کے بحر اے پرہول مین جاکر ابر باران جادو محافظ زندان حکیم سالوس کو بھاری اپنے عیار خواجہ طیفور کے ذریعے قتل کیا حکیم سالوس اور اُس کے رفقا کو زندان سے رہا کیا عیس کو حکیم جالوس نے جالوسیہ مین جاکر تہ تیغ کیا فی زمانہ تمنے سنا ہوگا کہ طوفان آتشبار جادو و حکیم جالوس و ملکہ لبساط جادو دست بداندیشان سے قتل ہوے ہین خداوند کا مہون اور محبوبون کے کہنے کے موافق براے حفاظت جان طلسم باطن کے اندر بیٹھے ہین طلسم زلزلہ مین ظہور طلسم کشا سے تہلکہ پڑا ہوا ہے فرمان منجانب خداوند و نائب خداوند جملہ مالکان در بند و محلات طلسم وغیرہ ساحران معزز کو بتاکید بند و بست و انتظام آچکے ہین تمہاری والدہ کے پاس بھی فرمان خداوند و نائب خداوند ضرور آیا ہوگا تمہاری نظر سے بھی ضرور گذرا ہوگا تم عاقل و فہیم و ہوشیار ہو بتاؤ ایسی حالت مین ہوسکتا ہے کہ ہم تمکو اجازت ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے بلانے کی دیدین اگر اُن کے ساتھ [illegible] طلسم کشاے طلسم زلزلہ یا عیار طلسم کشا کسی طور سے چلا آئے تو غضب ہو جائے تمہاری والدہ سے خنجر قتل خداوند [illegible] طلسمی مکر و فریب سے اُن کو اور ہمکو قتل کرکے لے جائے تو [illegible] بدنامی [illegible] ہوئی ہم اُن کے بلانے کی اجازت نہین دے سکتے ہمکو اندیشہ قوی [illegible] ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے یہان طلب کرنے سے ہمارا بھی ایک مطلب خاص ہے اور وہ [illegible] بہار گلشن [illegible] جادو حسن و جمال مین شہرہ آفاق ہے طلسم زلزلہ مین بلکہ

اکثر مقاموں اور شہروں میں مثل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کوئی خوبصورت عورت نہیں ہی اپنی
طبیعت اُس کے اوپر کئی سال سے مائل ہی شب و روز تصویر خیالی ملکہ بہار ہمارے پیش نظر رہتی ہی
رات دن ہمکو اُسی کا خیال رہتا ہی اُس کا فراق باعث تلخی حیات ہی ہر دم اُس کی مفارقت میں مانند
مرغ بسمل تڑپتے ہیں جب سے ہمنے اُس کو دیکھا ہی تمسے کیا کہیں کہ اُس کے دام عشق میں کیسے گرفتار
ہو گئے ہیں با وجود اپنی ایسی حالت کے اُس کو یہان بلا نہیں سکتے ہیں مبادا اُس کے ہمراہ طلسم کشا
یا اُس کا عیار کسی صورت سے یہان چلا آئے تو قیامت برپا ہو جائے پس ہم بھی اپنی مدعا برآری میں
صبر کریں اور تم بھی تحمل کرو بالفعل اُن کو یہان طلب نہ کرو شادی بیاہ موقوف رکھو ہم بھی ابھی ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو سے بابت شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی خواہش نکریں جب طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ کو قتل یا اسیر کر چکیں گے اور اُس کے عیار مکار کو گرفتار کر لیں گے اُس وقت بے خوف و خطر
ہو کر تم ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بلانا ملکہ مجمر جادو کے ساتھ شادی کرنا ہم بھی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
سے درخواست شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کریں گے جلدی اس بارے میں خوب نہیں ہی مشہور
ہی کہ دیر آید درست آید سوچ سمجھکر کام کرنا صبر و تحمل کرنا جلدی نکرنا اچھا ہوتا ہی انجام اُس کار کا خوب
ہوتا ہی بقول شخصے کہ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد صدف جادو نے اپنی شادی کے
ہونے سے اور مراد دلی بر نہ آنے سے آبدیدہ و محزون ہو کے کہا کہ اگر آپ اُن کے بلانے کی اجازت
نہیں دیتے ہیں تو ہماری والدہ اور ہمکو وہان جانے کی اجازت دیجیے تاکہ خالہ صاحبہ ہی کے پاس
جاکر رسم شادی ادا کر لی جائے آپ سے صبر و تحمل ہو سکتا ہی مجھسے اس بارے میں صبر نہیں ہو سکتا ہی
گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ نے صدف جادو کی آنکھوں سے گوہر اشک ٹپکتے ہوئے دیکھکر
اور خیال اُس کے رنج و ملال کا کر کے مجبور ہو کے کہا کہ اچھا تمکو اور تمھاری والدہ کو اجازت دی جاتی ہی
کہ پاس ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے بالا لے کو تم اور وہ دونوں جائیں ملکہ مجمر جادو کو بلاتا خیر بیاہ لائیں
اور جس وقت ہم ملکہ مجمر جادو کو طلب کریں تو تمھاری والدہ اُس کو لے کر ہمارے پاس آئیں تاکہ ہم
بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوں اور شک و شبہہ اُس کے دیکھ لینے سے دور ہو جائے صدف جادو
نے کہا اقرار کرتا ہوں کہ ملکہ مجمر جادو کو دوسرے ہی روز ہمراہ اپنی والدہ کے آپ کے پاس واسطے
سلام کرنے کے بھیجدونگا اور جلد رسم شادی ادا کر کے یہان چلا آؤنگا بالا لے کو زیادہ توقف نکرونگا
آپ اطمینان رکھیں کیا مجال طلسم کشا اور اُس کے عیار کی جو ہمارے ساتھ اس طرف آسکے ہماری
ہوشیاری و خبرداری و بندوبست و انتظام سے آپ خوب آگاہ ہیں سحر جادو جو مطیع طلسم کشا ہی
وہ ہمارے آگے کیا حقیقت رکھتا ہی اگر وہ بھی بالا لے کو آجائیگا تو سزا پائیگا فوراً گرفتار
کر لیا جائیگا ہمکو امید نہیں کہ ہماری خالہ کے ساتھ کوئی آیا ہو ہر گز وہ طلسم کشا اور اسکے عیار کو لپنے
ساتھ نہ لائی ہوں گی وہ ہماری اور آپ کی خیر خواہ ہیں بد خواہ نہیں ہیں ہم احتیاطاً ہمراہیان خالہ صاحبہ
پر نظر سحر ڈال کر دیکھ لینگے گوہر جادو نے کہا کہ ہاں خوب ہوشیاری سے وہان رسم شادی ادا
کرنا اور ادھر آنے کے وقت ملکہ مجمر جادو پر بھی نظر سحر ڈال کر اصلی نقلی پہچان لینا خبردار اس سے
غفلت نہ کرنا ہم نے محض تمھاری خوشی کی وجہ سے تمکو جانے کی اجازت دی ہی ورنہ یہ وہ زمانہ شور و شر
کا ہی کہ نہ کہیں جانا چاہیے نہ کسی کو اپنے گھر میں بلانا چاہیے دشمنوں سے خوف و بیم ہی صدف جادو
یہ سنکے گوہر جادو سے رخصت ہو کے بعد خوشی راہ قیام کر کے اپنی والدہ کے پاس آیا اس

پوچھا کہ کیون اے فرزند گوہر جادو نے اجازت دی یا نہین صدف جادو نے تمام تقریر جو فیما بین
ہوئی تھی بیان کر کے کہا کہ گوہر جادو نے میری خاطر سے اور میرے پاس و لحاظ سے فقط اسقدر
اجازت دی ہی کہ تم مع اپنی والدہ کے پاس ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے جا کر لوازمات رسم شادی ادا کر کے
چلے آنا دیر نہ لگانا اور اپنی زوجہ بحر جادو کو ہمین ضرور دکھانا اپنی والدہ کے ساتھ اسے ہمارے پاس
بھیجنا مین نے اسی اجازت کو غنیمت جان کر دوسرے روز بلکہ بحر جادو کے بھیجنے کا اقرار کیا ہی
مادر صدف جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند تیری خوبی قسمت سے گوہر جادو نے تجھے
اتنی بھی اجازت دی ہی ورنہ مجھکو تو یقین تھا کہ بوجہ دور اندیشی کے وہ فی زمانہ نہ کہین جانے کی اجازت دیگا
نہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے یہان بلانے کی اجازت دیگا کیونکہ زمانہ پر آشوب ہی طلسم کشا نے
ظہور کیا ہی چند ساحران نامی و نامور قتل ہو چکے ہین طلسم زلزلے مین زمین گویا زلزلہ ہی تہلکہ برپا ہوا
ہی بڑا بند و بست کیا گیا ہی حکیم جالوس وزیر اعظم نائب خداوند مار ڈالا گیا ہی طوفان آتشبار جادو
و ملکہ بساط جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچ چکی ہی اور یہ خبر بھی سنی ہی کہ چند ساحر اس کے شریک
ہو گئے ہین نہین معلوم وہ کون ساحر ہین ساکنان طلسم زلزلہ سے ہین یا اور کہین کے رہنے والے ہین
صدف جادو نے کہا مین نے سنا ہی کہ بحرین جادو ملکہ بحر پتہ ڈیڑھ دو ہزار ساحرون کی جمعیت
سے شریک طلسم کشا ہوا ہی غالباً اسی کی شرکت سے طلسم کشا نے نائب خداوند وغیرہ کو قتل کیا ہو غرض
اس تقریر سے یہ ہی کہ صدف جادو اور اس کی مادر کو اور گوہر جادو کو شریک ہونا ملکہ دیدبہ سحر ساز
جادو وغیرہ کا معلوم نہین ہی الحاصل جب صدف جادو کو گوہر جادو سے اجازت جانے کی [illegible]
اس کی مادر آفاق جادو نے سامان ضروری عقد و شادی مہیا و فراہم کر کے اس پتلہ سحر سے کہا
کہ تو جا ہماری جانب سے ہماری ہمشیرہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو سے کہہ کہ آفاق جادو مع اپنے
فرزند صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتی ہین اطلاعاً کہا ہی پتلہ یہ سنکے فی الفور بسرعت تمام
وہان سے روانہ ہو کر اسی تاریکی راستے سے ... ملکہ مذکورہ آیا اور بزبان فصیح کہنے لگا کہ اے
ملکہ آگاہ ہو کہ مین نے حسب الحکم تمہاری بہن کو رقعہ تمہارا دیا انہون نے کہا ہی کہ ہم مع اپنے
پسر مسمی صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتے ہین ملکہ مذکورہ یہ خبر سنکے خوش ہوئی
پھر اس پتلہ سحر پر چند دانے ماش کے دم کر کے مارے فی الفور وہ زمین پر گر کے بصورت اصلی
پہنچی وہی آٹہ دانے ماش کا پتلہ ہو گیا بعد اس کے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کنیز نقلی یعنی طیفور کر دیا
سے کہا کہ سنا تمہاری ہمشیرہ صاحبہ مع اپنے فرزند کے واسطے شادی کرنے تمہارے فرزند کے
یہان آتی ہین کنیز مذکور نے ہنسکر جواب دیا مبارک ہو کہ مراد دلی بر آئی ہنوز اس طور کی گفتگو ہو رہی
تھی کہ آفاق جادو مع سامان و جلوس کے مع اپنے فرزند صدف جادو کے پہونچی یہ ساحر
کہ بصورت طائر برائے خبر رسانی ملکہ بحرین جادو کے دور دور درختون پر بیٹھے تھے انہون نے
ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو بجلوس شادی آتے دیکھکر جلد اڑکر خدمت بحرین جادو
و مہا سیقران کشورستان مین درمیان درہ کوہ کے جاکر اور بصورت اصلی ہو کر آنا ملکہ آفاق جادو
و صدف جادو کا برائے عقد و شادی بیان کیا سب کو اطلاع ہوئی ادھر ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
اپنی ہمشیرہ کو دیکھتے ہی اٹھی چند قدم آگے بڑھی اس طرف سے آفاق جادو اپنی خواہر کی طرف واسطے
ملنے کے بصد جوش الفت و محبت دوڑی آخر دونون بہنین گلے مل کر تھوڑی دیر تک روئین بعد ازان

دونون بالاے فرش و مسند زرین بیٹھکر باہم شکوہ و شکایت کرنے لگین اس اثنا سے مین
صدرفت جادو نے آکر سلام کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس کی بلائین لیکر خوش ہوکر
دعاے طول عمر دی پھر مسند زرین پر اُس کو بٹھایا مزاج پوچھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کی دعا کی
برکت سے اچھا ہون ایک زمانے سے آپ کے دیکھنے کا اشتیاق تھا آج آپ کو دیکھکر بدرجہ کمال
خوشی ہوئی آپ نے یہان آکر مجکو سرفراز کیا مین مثل اپنی والدہ کے آپ کو جانتا ہون آپ سے بھی
بوے شفقت مادری آتی ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر پارہ جگر مین
تمکو دیکھکر شادمان ہوئی تمھاری سعادتمندی ہی کہ تم مجکو مثل اپنی مادر کے جانتے ہو مین بھی اپنی
روح و جان کہ جسکو مین نے پالا پرورش کیا ہی تمھارے تولنے کرنے کو بے غیرت بن کر آئی ہون
صدرفت جادو نے موافق کہنے گوہر جادو کے اپنی خالہ مذکورہ پر نظر سحر ڈالی ظاہر ہوا کہ ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو اصلی ہی بعد نظر سحر ڈالنے اور دریافت کرنے کے صدرفت جادو کو اطمینان
ہوا بے خوف و خطر خوش و خرم بیٹھا کنیز نکلی اُسوقت وہان سے پیالہ و بولے چلی گئی ملکہ آفاق جادو
نے بعد بہت باتین کرنے کے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ برا ہم اتنا سمجھے اس کا شکوہ نہ کرنا کہ مین اپنے
گھر مین نہ بلایا خود ہی ہمارے پاس آئین کیا کہون مجبور ہون کہ گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نے اس
زمانہ شور و شر مین شرایط و بستہ و انتظام کیا ہی کوئی بغیر اُس کے حکم کے نہ تو اُس طرف سے ادھر
آ سکتا ہی نہ اس جانب سے کوئی اُدھر جا سکتا ہی اسی سبب سے مین تمکو اپنے گھر مین بلا نہ سکی خود ہی
یہان آ گئی تمسے ملی دل خوش ہوا تمھارا رقعہ مین نے پڑھا تمھاری دور اندیشی و عقل و فہم کی
مین نے بجاے خود بہت تعریف کی تمھاری راے مین نے پسند کی اولاد کی شادی جلدی سے
کر دینا اچھا ہی خصوصاً شادی دختر جلد تر کر دینا خوب ہی صاحبان عزت و اہل حیا و غیرت عقد دختر مین
تعجیل کرتے ہین تمنے بھی اپنی زندگی مین اس کا جلد عقد کرنے کا جو خیال کیا تو بہت اچھا کیا یہان
خود آنا تمھارا کوئی بے عزتی کی بات نہین ہی یہ بھی تمھارا گھر ہی حالانکہ اپنے گھر مین تمکو بلا نہ سکی تمسے
شرمندہ ہوئی خود ہی یہان آئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے بہن تمنے خوب کیا
کہ ایسے زمانہ شور و شر مین مجکو اپنے گھر مین نہ بلایا اگر کوئی کسی طرح کا فتنہ و فساد واقعہ ہوتا تو
میرا اور تمھارا ہی تو نام بدنام ہوتا اب کچھ اندیشہ و فکر نہین ہی نہ الزام کا خیال ہی مجکو تمھارے یہان
آنے کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے گھر مین نہ بلانے کا رنج و ملال نہین ہوا ملکہ آفاق جادو
نے بھی براے اطمینان خاطر خود ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر نظر سحر ڈال کر دریافت کر لیا کہ دراصل ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو ہے کوئی دشمنون سے نہین ہی بعد مطمئن خاطر ہونے کے پوچھا کہ اے خواہر
ملکہ مجمر جادو کہان ہی اُس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ لے خواہر
دیکھو اُس خیمے مین وہ پس پردہ شرمائی ہوئی سر جھکائے بیٹھی ہی مجھسے جدا ہونے کا اُسکو
رنج و ملال ہی جب سے یہان آئی ہی اپنی شادی کی خبر سنکے رو رہی ہی جاو دیکھو آفاق جادو
اُٹھکر خیمہ دیگر مین پردہ اُٹھا کر گئی دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو مثل عروس کے زیور و لباس و زیب و
زینت سے آراستہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہی جیسے ہی ملکہ آفاق جادو خیمے مین داخل ہوئی ملکہ
مجمر جادو نے اُٹھکر باادب سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے براے اطمینان خاطر خود اُس پر بھی
نظر سحر ڈالی معلوم ہوا کہ دراصل ملکہ مجمر جادو ہی بعد اطمینان دل بصد الفت و محبت اُسکو اپنے

گلے سے لگا کر پیار کیا اور کہا کہ اے نور چشمی کیوں آبدیدہ ہو گیا تم اپنے پالنے پرورش کرنیوالی
ہمیشہ کے لیے چھٹ جاؤ گی جب تمھارا دل چاہے گا ہماری ہمشیرہ کو بلا لینا یا خود تم اُس کے پاس چلی جانا
یہ کہکے اُس کے پاس بیٹھ گئی آنسو اُس کے عارض گلرنگ اور دیدۂ فتان سے پونچھے بعدہ کہا کہ یہ
رونا موقوف کرو رو رو کر اپنی آنکھیں ہلاک نکرو شادی مین رونا ہمارے نزدیک ایک بد شگونی ہے غرضکہ
تا دیر اُس کے پاس بیٹھکر خوب دیکھ بھال کر پیار کرکے خیمے سے باہر آکے پھر اپنی خواہر ملکہ کے
پاس بیٹھی بعد بیٹھنے کے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو سے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ آگاہ ہو کہ گوہر جادو محافظ
لوح طلسمی نے کہا ہے کہ آج ہی بیرون حد نجم سے بعد فراغ رسم شادی چلی آنا لہذا مناسب ہے کہ
رسم شادی ہو جائے تاکہ ہم مع دولہا دلہن آج ہی اپنے گھر بخیر و عافیت چلے جائیں کسی آفت و
بلا مین مبتلا نہو جائیں اُس نے جواب دیا کہ اے خواہر مجکو تمھاری خوشی منظور ہے رسم شادی کی جو
ہمارے دین مین ہے اُس رسم کے کرنے مین تمھین اختیار ہے خواہ اسی وقت وہ رسم عقد و نکاح
کی جائے یا بعد مجکو کچھ عذر و انکار نہین ہے کیونکہ نادار و محتاج ہون کچھ دینے کو میرے پاس نہین ہے
مبتلاے عسرت ہون ہر قسم سے اس بے سر و سامانی مین کچھ فکر نہین کی ہے الا جو اُس کی قسمت
مین ہے نقد زر و جواہر وغیرہ دیدونگی ملکہ آفاق جادو یہ سنکے خوش ہوئی اُسی وقت ایک گنبد
مانند ترنج خوشبو نکال کر اپنے فرزند صدف جادو کو دیکر کہا کہ اے فرزند چلو رسم شادی ادا کرو
یہ وقت ساعت سعید ہے صدف جادو وہ ترنج خوشبو اپنی مادر سے لیکر بصد خوشی مسند زرین
سے اٹھا ساتھ ہی اُس کے اٹھنے کے اُس کی مادر اور خالہ اُس کی ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو بھی
اٹھین سب جانب خیمۂ عروس چلے اُسوقت حکم ملکہ آفاق جادو سے باجے بجانے والون سے
کہا گیا کہ ہوشیار ہو جاؤ رسم عقد و شادی کی جاتی ہے بعد رسم عقد مبارکباد و شہنا وغیرہ مین گانا باجے
بجانا باجے بجانے والے گروہ گروہ غول غول جا بجا باجے انواع و اقسام کے لیکر آستادہ
ہوے اتنی دیر مین صدف جادو ترنج خوشبو بکف ملکہ مجمر جادو کے خیمے تک مع اپنی خالہ اور
مادر کے پہونچا پردہ خیمے کا اُٹھا کر عروس مذکور کو بنظر حسرت دیکھنے لگا جونہی اُس پر نظر پڑی بار بار ذوالکملی
ملکہ مجمر جادو کے ہونے سے خوش اور مطمئن ہو کر وہ ترنج خوشبو تاک کر اُس کے سینے پر مارا وہ سینے پر
پڑتے ہی شق ہوا رنگ و خوشبو سے لباس عروس رنگین و معطر ہو گیا مادر صدف جادو اُسوقت
از حد خوش ہوئی بجائے خود کہنے لگی کہ میری زندگی مین مراد دلی میری بر آئی میرے فرزند کی شادی
ہوئی خانہ آبادی ہوئی بہو مجکو گویا چاند کا ٹکڑا ملی جس کی مین نے خواہش کی تھی وہی بہو گھر بیٹھے ملی
ابھی آفاق جادو خوشی سے باغ باغ ہو رہی ہے صدف جادو بھی کثرت خوشی عقد و شادی سے
بار بار مسکراتا تھا اپنے جامے مین نہ سماتا تھا کہ ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے ترنج خوشبو ایک کنیز سے
طلب کرکے ملکہ مجمر جادو کو بصد مشکل و دشواری و منت و خوشامد شفقت دیکر کہا کہ اے نور چشمی
تم بھی اپنے شوہر صدف جادو کے سینے پر یہ ترنج مارو تاکہ رسم شادی کامل طور سے ادا ہو جائے
چندان شرم و غیرت نکرو جھکی نگاہ ترنج خوشبو اپنے ہاتھ سے بالاے مسند رکھدیا کہنا ہمارا مانو ہر چند
ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و کنیزون نے کہا مگر ملکہ مجمر جادو نے ترنج خوشبو سینۂ صدف جادو پر بسبب
کثرت شرم و حیا کے نہ مارا آخر کار بعد تاخیر بسیار کے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو نے اپنے سر کی قسم دیکر
کہا کہ اے نور چشمی بس بس زیادہ شرم و حیا و غیرت نکرو رسم عقد و شادی کی تکمیل کرو ہمارے دین مین

سبھی لڑکیاں یہ رسم عقد و شادی کی کرتی ہیں یا یہ ہماری ہی یہ رسم ادا نہیں کرائی جاتی ہے کبھی کسی تقریب میں ہم نے کبھی وقت عقد کیسی رسم ادا کی تھی ملکہ تحیر جادو نے قسم [illegible] سے مجبور ہو کے اپنے دست نازک و حنائی سے بناز و ادا شربت خوشبو سینہ صدف جادو [illegible] کی خوشی و مسرت کیا بیان کی جائے وہ ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کا صورت گل شگفتہ ہونا بار بار ہنسنا مسکرانا باجے والوں کا باجوں میں مبارکباد و عقد شادی گانا انواع و اقسام کے باجوں کا شور مچانا باجے والوں کا انعام کثیر طلب کرنا تھوڑا انعام نہ لینا حجت کرنا شور باجوں کا گنبد فلک اول پہ پہنچنا نازنینان خوب رو کا سر بزم عشرت مع اپنے سازندوں کے حاضر ہو کر مبارکباد و عقد و شادی بخوش آوازی گانا ملکہ آفاق جادو کا انعام دینا ارباب نشاط کا صدف جادو کے دامن کو تھام کر بیٹھ کر رقص و نغمہ کر کے طالب زر و جواہر کثیر ہونا اس کا انعام دینا روپیہ سے ملکہ تحیر جادو کے بھی نازنینوں کا گانا سننا ملکہ دیبہ تحیر ساز جادو کا بہت انعام دینا آخر باجے والوں کا انعام کثیر لے کر شور باجوں کا موقوف کرنا ارباب نشاط کا دامن ہوس پھیلانا باوجود انعام کثیر پانے کے زیادہ طمع زر و جواہر کرنا غزلیں بھی عاشقانہ کا ارباب بزم کے عشرت کا سننا خوش ہونا نازنینان خوش جمال و خوش آواز کا کمال علم موسیقی دکھانا تحیر جادو و صاحبقران کشورستان وغیرہ کا اندر پردہ کے بعد اس نغمہ نازنینان سننا از انجملہ ایک مطرب خوب رو کا یہ غزل عاشقانہ بناز و ادا گانا

غزل

یہاں لب پہ آئی ہے جاں آتے آتے
کہاں رہ گئے وہ یہاں آتے آتے

یہ تھا معجزہ [illegible] باتوں کا
کفن ہو گیا دھجیاں آتے آتے

مجھے سن کے بھول کر یاد کرتے ہیں وہ
کہ مر جائے گا ہچکیاں آتے آتے

لگاہوں میں تیری وہ صفا کیا ہے
سرک کٹ گئیں شوخیاں آتے آتے

اجل بھی تھی آنے کو قاصد بھی لیکن
گئے دونوں مل کر کہاں آتے آتے

کوئی ان کو سمجھانے والا تو ہوتا
وہ آتے وہ آ گئے یہاں آتے آتے

قسم بھی تری ہو گئی جھوٹی ساقی
رقیبوں کے منہ میں زباں آتے آتے

ہرے ہوں گے زخم جگر پھر کے [illegible]
نئے گل کھلیں گے خزاں آتے آتے

کوئی دن میں ہم دنیا سے جاتا رہے گا
تڑپتے رہے اک ناتواں آتے آتے

وہ پھر آئے ہیں آہ [illegible]
سر تربت عاشقاں آتے آتے

وہ اہل بزم کا خوش ہو کر سننا اور اشعار مندرجہ غزل کو پسند کر کے بے انتہا تعریف کرنا زنان مذکورہ کو انعام میں زر و جواہر دینا الحاصل صبح سے تا وقت [illegible] بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازاں جب وقت ہوا ملکہ آفاق جادو نے ارادہ جانے کا کیا ملکہ دیبہ تحیر ساز جادو نے بطور جہیز مال زر و جواہرات ساتھ کیا صدف جادو عروس کو محافے میں سوار کر کے [illegible] ملکہ دیبہ تحیر ساز جادو نے کنیز [illegible] کی طرف دیکھ کر کچھ اشارہ کیا وہ کنیز اندر حجلہ عروس کے گئی دیکھا کہ تنہا بیٹھی ہے کنیز مذکورہ نے اس کو بعطر بیہوشی سنگھا کے بیہوش کر کے تدبیر تبدیل کیا اور بسرعت تمام صورت اپنی بشکل ملکہ تحیر جادو بنا کر ویسا ہی لباس و زیور نقرہ و طلا و زیور کل پہن کر ویسا ہی بناؤ سنگھار کر کے بجائے ملکہ تحیر جادو عروس بن کر بیٹھی اپنی [illegible] بعد صدف جادو دیگر امور کا بندوبست و انتظام کر کے ہمراہ اپنی مادر و خالہ کے عروس کے [illegible] آیا ملکہ دیبہ تحیر ساز جادو ہنگام رخصت عروس مذکورہ سے لپٹ کر

روتے لگی عروس نے سر اپنا دوش پر ملکہ مذکورہ کے رکھکر نالہ و گریہ آغاز کیا اور اسی عالم گریہ میں آہستہ آہستہ گوش ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میں یہ کہا کہ میں نے ملکہ مجمر جادو کو اپنی زنبیل میں رکھ لیا ہے خود مجمر جادو کی صورت بن کر جاتا ہوں اطلاع آپکو کیے جاتا ہوں ملکہ مذکورہ حالت گریہ و زاری میں یہ سنکے اپنے دل میں خوش ہوئی خواجہ عمرو پر کہ یا کی جسارت و عیاری و مکاری پر بہت حیران ہوئی بجائے خود ثنا کرنے لگی اور بظاہر لپٹ کر عروس مذکورہ سے رونے لگی آخر بہت گریہ و زاری کے عروس سے جدا ہوئی صدف جادو نے بصد خوشی آغوش تمنا وا کرکے عروس مذکورہ کو اپنی گود میں اٹھا کر حسب دستور محافہ زرین میں سوار کیا بعدہ خود بھی تخت طاؤسی پر سوار ہوا ملکہ آفاق جادو بھی طاؤس زرین بال سحر پر سوار ہوئی باجے والوں نے باجے بجائے جلوسی آگے بڑھے نوبت و نقارے بجے برات بنہایت کثرت جلوس وغیرہ سے بہ ترک سوے مکان صدف جادو روانہ ہوئی اندر اس تاریکی کے جا کر پہلے تو کچھ نظر آئی بعدہ غائب ہوئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بعد جانے برات کے کوہ سے اتر کر درہ کوہ میں گئی تمام حال صاحبقران سے بیان کیا صاحبقران نے خوش ہو کر کہا کہ خواجہ نے بڑی دلیری کی ہے ملکہ مجمر جادو عروس کی صورت بنکر ساتھ صدف جادو و آفاق جادو کے گئے ہیں خداوند عالم و عالمیان ان کو شر ساحران نابکار سے محفوظ رکھے کوئی ساحر ناہنجار ان کو پہچان نہ لے تو غضب ہو مجمرین جادو نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیں کچھ فکر و اندیشہ نہ کریں خواجہ نہایت ہوشیار و چالاک ہیں صدف جادو و آفاق جادو و گوہر جادو وغیرہ ساحران نابکار کی شر سے بچیں گے فکر حصول لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ضرور کریں گے کیونکہ وہ محض اسی واسطے یہاں سے گئے ہیں ان کو کوئی کیا پہچانے گا صاحبقران کشورستان تو سحرین جادو کی تقریر سنکر خاموش بیٹھے ہیں اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی نواسی کو اپنے ہمراہ لیکر بالاے کوہ جاتی ہے سیر کرتی ہے سحرین جادو و صاحبقران درہ کوہ سے نکل کر سیر صحرا کرتے ہیں دل بہلاتے ہیں لیکن اب حال برات مذکور کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب برات رخصت ہو کر چلی اور بعد قطع راہ صدف جادو عروس مذکورہ کو بڑی دھوم سے لیکر اپنے گھر پہونچا تو ملکہ مجمر جادو کو محافہ سے اتار کر اپنے مکان میں لیکر آیا اسے مسند زرین پر بٹھایا براتی رخصت ہونے لگے ملکہ آفاق جادو خوش ہو کر اپنے دل میں کہنے لگی عجب آج روز خوشی کا ہے کہ بہو گھر میں بیاہ کر آئی میرے فرزند کے سہرا بندھا دولہ بنا آرزوے دلی برآئی خانہ آبادی ہوئی گوہر جادو نے تو ایسا کچھ کہا تھا کہ جس سے مجکو اندیشہ فتنہ و فساد و خوف جان ہوا تھا لیکن اس کو فقط خیال ہی تھا کچھ بھی وہاں جانے سے ضرر نہ پہونچا کوئی بھی دشمن نظر نہ آیا ہنسی خوشی میں یہاں سے بیاہنے گئی وہاں سے مع الخیر مع اپنے فرزند اور بہو کے اپنے گھر میں آئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور ملکہ مجمر جادو پر نظر سحر ڈال کر خوب دیکھ بھال لیا کسی طرح کا اندیشہ باقی نہ رہا اب کل ہنگام صبح اپنی بہو کو گوہر جادو کے پاس لے جاؤں گی کہوں گی کہ دیکھیے یہی میری بہو ہے اس کو میں جا کر بیاہ لائی نہ کوئی عیار ملا نہ مکار ملا نہ طلسم کشا سے سامنا ہوا نہ کوئی بھی فتنہ و فساد برپا ہوا آپ کو اسقدر طلسم کشا اور اس کے عیار وغیرہ کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر کو یہاں آنے کو منع کیا تھا اور مجکو خود بلا آنے کی تاکید کی تھی قبل سے اس شادی کے ہر چند وسوسے بیکار آپ نے کیا تھا کہ اپنے سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اب سحر اپنا دفع کر دیجیے کچھ اندیشہ

نہ پہنچے طلسم کشا و عیار طلسم کشا و بحرین جادو کو بیان کے حالات سے یہ آگاہی نہیں ہے کہ لوح طلسمی اور خنجر قتل خداوند ہو د سمر مست جادو و ملکہ آفاق جادو و گوہر جادو کے پاس ہے یہی دونوں محافظ ہیں اور اگر بالفرض و محال کسی طور سے اُن کو معلوم بھی ہو جائے گا تو کیا خوف ہے طلسم کشا و عیار طلسم کشا غیر ساحر ہیں ایک ادنیٰ ساحر اُن کو اپنے سحر میں مبتلا کر سکتا ہے اب رہ گیا بحرین جادو کہ ساحر کسی قدر زبردست ہے وہ بھی بہتے اور صدف جادو اور آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے اُس کی کیا اصل و حقیقت ہے آپ کے روبرو اور میرے سامنے آتے ہی ایک ادنیٰ سے سحر میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر گوہر جادو در جواب میری اس تقریر کے یہ کہے گا کہ میں اپنا سحر کیوں دفع کر دوں کیوں راستہ صاف کر دوں راہ کیوں کھول دوں بند و بست برائے حفاظت لوح طلسمی و خنجر مذکورہ و نگہبانی جان بد اندیشوں سے کیوں نہ کروں تم اس بارے میں کیا سمجھ کر کس وجہ سے ایسی تقریر کرتی ہو تو جواب اس کا یہ دوں گی کہ اول تو آپ کے سحر دفع ہو جانے سے آمد و رفت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو میری خواہر کی ہوا کرے گی وہ اپنی بھانجی کے دیکھنے کو مجھ سے ملنے کو آیا کرے گی دوسرے یہ کہ آپ نے جو اپنے سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اس سے ایک طرح کا خائف و ترسان ہونا آپ کا سمجھا جاتا ہے دیکھنے والے اور سننے والے بجائے خود کہہ سکتے ہیں کہ گوہر جادو نے باوجود ساحر زبردست ہونے کے طلسم کشا وغیرہ کے خوف سے راستہ بند کر دیا ہے پس میں چاہتی ہوں کہ اس الزام سے آپ محفوظ رہیں یہ باتیں بجائے خود کہہ کے کار و بار شادی و مراسم بعد شادی میں مصروف ہوئی جب وہ روز گذر کر زمانہ غروب آفتاب کا آیا ملکہ آفاق جادو نے واسطے دولہا دلہن کے اپنے مکان کے ایک درجے میں مسہری بچھوا دی اور دیگر اسباب ضروری بھی وہاں رکھوا دیا اور آپ اس درجے سے علیحدہ ایک درجہ مکان مذکور میں بیٹھی ہنگام شب بعد اکل و شرب صدف جادو ملکہ مجمر جادو نقلی کے پاس اُسی مسہری پر برائے زفاف گیا پردے چھوڑ دیئے گئے عورتیں جو عزیز و احباب کی بغرض شرکت شادی آئی تھیں وہ بھی اُس درجے سے علیحدہ دور راحت پذیر و قیام پذیر ہوئیں صدف جادو نے تخلیے میں جانب ملکہ مجمر جادو نقلی دست ہوس دراز کیا اپنی آغوش کی طرف کھینچنا چاہا مدعائے دلی یعنی وصل حاصل کرنا چاہا ملکہ مذکورہ اپنے تئیں بچانے لگی ہاتھا پائی کی نوبت پہونچی ناز و نیاز کی بھی صورت ظہور میں آئی اُسی عالم میں ملکہ مذکورہ نے کہ پتیاں روئی کی اپنے سوراخ بینی میں قبل سے رکھ چکی تھی عطر بیہوشی اپنے لباس میں کچھ مل بھی چکی تھی کچھ عطر مذکور ہاتھوں کی انگلیوں میں بھرا تھا وہ ہاتھ اُن کے سر تک پہونچایا خوشبوئے عطر مذکور سے جو دماغ صدف جادو اس بند درجہ مکان میں معطر ہوا فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی بیہوش ہو گیا عروس مذکورہ نقلی یعنی خواجہ طیفور گرد پا نے اُس کا لباس اتار کر اُسی وقت اس کو داخل زنبیل کیا اور جلد تر روغن عیاری زنبیل سے نکال کر روشنی میں آئینہ روبرو رکھ کر صدف جادو کی صورت بن کر اُسی کا لباس پہن کر با آرام و راحت مطمئن ہو کر مسہری پر بیٹھے پھر ملکہ مجمر جادو اصلی کو زنبیل سے نکال کر تمام حال عیاری کا سرگوشی میں اُس سے کہہ کر کہا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آج کی شب تم ہمارے ساتھ اس مسہری پر سو رہو کچھ اندیشہ نہ کرو ہم اہل اسلام ہیں فعل حرام نہیں کرتے ہیں تا وقتیکہ عقد عورت کے ساتھ نہ کریں بستر بھائی بہن ایک پلنگ پر سوتے ہیں تم ہم کو اپنا بھائی سمجھ کر اس پلنگ یعنی اس مسہری پر سو رہو ہم اپنی کروٹ لیٹ رہیں تم دوسری کروٹ لیٹ رہو سنتے ہی صدف جادو کو

داخل زنبیل کر لیا ہے اُس کی صورت یون گرفتار ہوئے ہین تا کہ ملکہ آفاق جادو کو صدف جادو جانے اور جیب جگہ خنجر قفل شاد طلسم رکھا ہے بعد دریافت وہان تک اپنا گذر ہوا اور وہ اس تدبیر و عیاری سے دستیاب ہو جائے اسکے ملکہ خنجر جادو آگاہ ہوئی حسب وعدہ ملکہ آفاق جادو نے کہا تم تمکو یہان سے اپنے ساتھ گوہر جادو کے پاس لے جائے گی وہان جاکر تم اُس کو سلام کرنا اور جو کچھ وہ تم سے پوچھے سمجھ کر جواب دینا میرے حال سے آگاہ کرنا کوئی بات ایسی نکرنا کہ جس سے گوہر جادو کو اندیشہ و تردد پیدا ہو غرضکہ خواجہ موصوف نے سرخ کی تمام اُس کو سمجھایا اُس نے کہا کہ مین تمھارے کہنے پر عمل کرونگی یہ کہکر خاموش ہو گئی پھر ملکہ مذکورہ اور خواجہ دونون ایک مسہری پر لیٹے وہ تو سو رہی لیکن خواجہ اس خیال سے جاگتے رہے کہ مبادا میرے حال سے آفاق جادو بزور اپنے سحر کے آگاہ ہو جائے اور مجھے حالت غفلت مین اسیر کر لے یا گوہر جادو اپنے سحر کے ذریعے سے آگاہ ہو کر ملکہ آفاق جادو کو میری عیاری سے اطلاع دے اسی اندیشے سے تمام رات ہوشیار و بیدار رہے جب صبح ہوئی مسہری سے اٹھکر اُس دریچے سے باہر آئے ملکہ آفاق جادو کو سلام کیا اُس نے خوش ہو کر دعا سے جان و درازی دی پھر اُس دریچے مین گئی دیکھا کہ ملکہ خنجر جادو خواب سے بیدار ہو کر بیٹھی ہے پھر … اُس کے پاس بیٹھ گئی اُس نے سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے اُسے اپنے سینے سے لگا کر پیار کیا بعد ازان اکل و شرب سے فراغت حاصل کر کے دولہا دلہن کو کھانا کھلا کے سامان گوہر جادو کے یہان جانے کا کیا اور صدف جادو نقلی سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے فرزند تم یہان خبردار و ہوشیار رہنا مین تمھاری زوجہ کو اپنے ہمراہ لیکر حسب اقرار گوہر جادو کے پاس جاتی ہون صدف جادو نقلی نے کہا کہ اچھا آپ جائیے مگر وہ خنجر جیب کی آپ نے کہا تھا … میرے حوالے کر جائیے تاکہ مین اسکی حفاظت کرون آج مہمان بہت ہین شادی کا گھر ہے کسی کا اعتبار نہین ہے دوست بشتر دشمن بھی ہو جاتے ہین پردہ دوستی مین دشمنی کرتے ہین پس مقتضائے عقل و ہوشیاری یہ ہے کہ غافل نہ رہنا چاہیے ملکہ آفاق جادو نے اُسکی تقریر سنکے کچھ اندیشہ و خیال خنجر مذکور کے حوالے کرنے مین نکرکے کہا کہ اے فرزند کیا تجکو معلوم نہین ہے جہان خنجر رکھا ہے صدف جادو نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان پیشتر تو معلوم تھا اب اس ہنگامہ شادی مین نہین معلوم آپ نے کہان پر کہان اُٹھا کر رکھا ہے یہان رکھا رہتا تھا یا اور کہین رکھا ہے اسی وجہ سے آپ سے پوچھا گیا ملکہ نے کہا کہ اے نور نظر دیکھ وہ صندوق رکھا ہے جسمین قفل لگا ہوا ہے اُسی مین خنجر ہے کلید اُس قفل کی میرے پاس ہے یہ کہکر بہ سامان جلوس ہمراہ ملکہ خنجر جادو کو سوار کرکے خود بھی تخت سحر پر سوار ہو کر سوئے گوہر جادو روانہ ہوئی بعد قطع راہ مکان گوہر جادو پر پہونچی اُس کو ملکہ آفاق جادو و خنجر جادو کے آنے کی اطلاع ہوئی فوراً اپنے پاس بلایا ملکہ خنجر جادو نے داخل مکان ہو کر دیکھا کہ خانہ باغ … شاہانہ ہے … فرش نفیس … آلات وغیرہ انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ ہے تمام اسباب عیش و راحت شاہانہ ہے اُس خانہ باغ کے درمیان چمن کنارے رنگارنگ ایک ساحر جوان خوش لباس … ہر رنگ کلاہ زرین و جواہر دوز سر پر رکھے ہوئے بالائے کرسی زرین بیٹھا ہے بالائے سر چگیرہ … نہایت نفیس خوش قطع ایستادہ ہے بالائے چگیرہ … بیٹھا ہوا ہے … روبرو اُسکے … ایک تخت زرین او وسط … چھوٹا بچھونا …

بچھا ہوا ہے اُس کے چارون گوشون پر چار گلدستے کہ جن کے پھول تازہ بتر و خوشبو دار ہین طلائی و نقرئی و جواہر نگار ظروف مین رکھے ہین وہ ظروف بصورت و شکل گلدانون کے ہین غور سے جو دیکھا تو درمیان اُن گلدستون کے ہر ایک گلدستے کے نیچے ایک ایک لوح ہے اور ہر ایک لوح جتنی گاؤن سے بچھا ہے ہری مانند ہلال ضو دے رہی ہے چارون لوحین ایک صورت کی ہین ضیا و ضو مین بھی برابر ہین کچھ کمی و زیادتی نہین ہے ملکہ مجمر جادو نے اپنی عقل سے سمجھا کہ کسی طلسم کی چار لوحین نہین ہوتی ہین ایک لوح بانیان طلسم بیشتر بنالیتے ہین وہی ایک طلسم کشا کو بہنگام طلسم کشائی ہدایت کرتی ہے اسی کی ہدایت سے فتاح طلسم در بند و مرحلات طلسم و قلعہ طلسم کو فتح کرتا ہے یہان چار لوحین نظر آتی ہین یقین ہے کہ ان چارون مین ایک لوح طلسمی اصلی ہے اور تین لوحین طلسمی نہین ہین یہ تین لوحین وضعی شاید بلکہ یقیناً اس واسطے رکھی ہین کہ اگر کسی طور سے بصد کوشش و فکر و جستجو طلسم کشا یہان تک آ بھی جائے اور ساحران محافظ و نگہبانان لوح طلسمی سے خصوصاً گوہر جادو محافظ لوح طلسمی کے ہاتھ سے طلسم کشا جا بر بھی ہو تو ان چارون لوحون مین سے لوح طلسمی اصلی کی تمیز نکر سکے اگر خوبی مقدر سے لوح طلسمی اصلی اٹھا لیے تو مجبوری ہے اور اگر کوئی لوح وضعی دھوکا کھا کر اٹھا لے تو فوراً اسیر و گرفتار ہو جائے لوح اصلی کے دستیاب ہونے کی اُس کو حسرت رہ جائے بانیان طلسم کی اس دھوکا دینے اور تدبیر کرنے سے تمنائے دلی بر آئے اور واقعی اسی غرض سے بانیان طلسم نے واسطے دھوکا دینے اور تحیر کرنے طلسم کشا کے چار لوحین ایک صورت و شکل و طول و عرض چمک اور روشنی مین برابر تیار کر کے رکھی ہین کہ طلسم کشا لوح کے اٹھانے مین دھوکا کھائے غرضکہ ملکہ مجمر جادو ذرد یدہ نظرون سے ہر طرف دیکھتی ہوئی ہمراہ آفاق جادو مادر صدف جادو کے جاتی ہے جب ملکہ آفاق جادو نزدیک و روبرو گوہر جادو کے زیر ابر مذکور مع مجمر جادو کے پہونچی گوہر جادو نے سر اٹھا کر دیکھا آفاق جادو نے بادب سلام کیا اور اپنی بہو یعنی ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اسے دختر نیک اختر تو بھی جھک کر بادب سلام کر یہی گوہر جادو محافظ لوح طلسمی ہین بڑے ذی عزت و حرمت ہین ساحران زبردست سے ہین تمامی ساحران طلسم زلزلہ ان کو ذی وقار و ذی جاہ و نامی و نامور جانتے ہین ان کی عزت و توقیر کرتے ہین نہایت معتبر و امین و خیر خواہ خداوند ہو دمہ ست جادو ان کو جانتے ہین اور در اصل یہ بھی عالی مرتبہ ہین اور نہایت معتمد و امین و خیر خواہ شاہ طلسم ہین اگر یہ معتبر و معتمد و خیر خواہ اور ساحر زبردست نہوتے تو بانیان طلسم اور خداوند مذکور ان کو واسطے حفاظت لوح طلسمی مقرر کرتے اور لوح طلسمی وہ شے ہے کہ جس کی ہدایت سے طلسم کشا طلسم کو فتح کر سکتا ہے بغیر دستیابی لوح طلسمی اور بغیر ہدایت لوح طلسمی طلسم کشا ہرگز ہرگز طلسم کو فتح نہین کر سکتا ہے بس ہماری اس تقریر کرنے سے ان کا مرتبہ ظاہر کرنا منظور و دکھانا اور راستہ دختر نا واقف تمکو آگاہ کرنا تھا ملکہ مجمر جادو نے گفتگو ملکہ آفاق جادو کی سنکے گوہر جادو کو بادب سلام کیا اُس نے سلام لیکر نظر جابر سے ابر مذکور کی طرف دیکھا کہ ابر بدستور محیط و قائم ہے ابر سحر جو واسطے حفاظت طلسم کشا و دیگر دشمن و بدخواہ شاہ طلسم کے پیدا نہین ہوئی جس سمت ابر سحر مذکور دیکھکر دل مین خیال کرنے لگا کہ ان دونون عورتون مین کوئی طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنان شاہ طلسم سے نہین ہے اگر طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنون سے ہوتا تو اس ابر سحر سے ایسی بلا میں ضرور ظاہر

ہوتی ہیں کہ جن سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ کوئی دشمن آگیا ہے
غرضکہ بعد پہنچنے جانب ابر سحر مذکور کے اور مطمئن ہونے کے گوہر جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے
آفاق جادو آؤ ہمارے پاس ہمیں بیٹھو یہ کہکر قریب اپنے کرسی پر ملکہ آفاق جادو کو بٹھایا اور
دوسری کرسی پر پہلو سے آفاق جادو میں ملکہ مجمر جادو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا عروس مذکورہ بھی
سلام کرکے کرسی پر بیٹھی گوہر جادو نے کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یہی تمہاری بہو ہے کیا اسی کو
بیاہ کر لائی ہو اسی کا نام مجمر جادو ہے اُس نے کہا کہ ہاں یہی بہو میری ہے اسی کا نام مجمر جادو ہے کل
اس کو بیاہ لائی ہوں آج یہ واسطے سلام کرنے کے آپکے روبرو آئی ہے آپکے حکم سے میں صرف
اسی کو ہمراہ سحر طراز بہو سے لائی ہوں اس کی خالہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اپنی ہمشیرہ کو
اپنے ساتھ نہیں لائی بعد اس کے آفاق جادو نے کہا کہ آپ کو جانب طلسم کشا اور اُس کے عیار
مکار وغیرہ سے ایسا اندیشہ تھا کہ وہاں توقف کرنے کی بھی آپ نے اجازت نہ دی اور ہمشیرہ کے
یہاں طلب کرنے کو منع کیا تھا میں نے تو موافق ارشاد عمل کیا مگر جو خیال آپ کا تھا اُس کا کچھ ظہور
نہ ہوا طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو وہاں جاکر نہ دیکھا سوائے ہمشیرہ عزیزہ وغیرہ کسی دشمن کو وہاں
نہیں دیکھا وہاں سے مع الخیر چلی آئی آپ نے اپنے سحر سے جو تاریکی کر دی ہے اور راہ آمد و رفت
بند کر دی ہے مقتضا سے عقل و حفاظت تو یہی ہے لیکن اس بند و بست کرنے سے طلسم کشا سے آپ کا
خوف زدہ ہونا ثابت ہوتا ہے اگر مناسب ہو تو سحر اپنا دفع کر دیجیے تاکہ راستہ کھل جائے طلسم کشا و عیار
طلسم کشا یہاں تک آ نہیں سکتے اگر راستہ بند کرنا ہی منظور ہے تو اپنا سحر دفع کرکے اور کسی ساحر
کے سحر سے راہ بند کرا دیجیے گوہر جادو نے جواب دیا کہ اس باب میں بعد فکر و غور جو مناسب ہوگا
کیا جائے گا یہ کہکے گوہر جادو نے ملکہ مجمر جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تمہاری
خالہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی ہمراہ لائی ہیں یا نہیں اُس نے ادباً عرض کیا کہ ہاں
ہماری خالہ صاحبہ ملکہ بہار کو بھی ہمراہ لائی ہیں بالاسے کوہ بیرون تاریکی سحر مقیم ہیں جب میں ادھر آنے لگی
تھی میری خالہ صاحبہ اور ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی میرے ساتھ آنے کا ارادہ کیا تھا مگر دو سبب
سے اُن کا آنا اس طرف نہ ہوا اول تو یہ کہ ہماری خوشدامن و خالہ صاحبہ جو آپ کے روبرو بیٹھی ہیں
آپ کے حکم سے اُن کو نہیں لائیں دوسرے یہ کہ بخوف ہلاکت جان اس طرف نہ آئیں خصوصاً ملکہ
بہار گل پوش جادو کو تو یقیناً اپنے جان سے جانے کا خیال ہوا تھا گوہر جادو نے پوچھا کہ خوف
جان اُس کو کس وجہ سے ہوا تھا مجمر جادو نے جواب دیا کہ آپ کے سحر کی تاریکی وہ غضب کی تاریکی
ہے کہ اُس کو دیکھکر وہ ڈر گئی اور کہنے لگی کہ اگر اس تاریکی میں قدم رکھوں گی تو اندھیرے میں گھبرا کر
دم نکل جائے گا گھٹ کر مر جاؤں گی اگر سحر آپ کا نہ ہوتا اور تاریکی سحر نہ ہوتی تو وہ ضرور آتی کیونکہ اس نے
مجھ سے وقت رخصت یہ کہا تھا کہ میرا دل بھی چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ چلوں گوہر جادو
کو دیکھوں اُن کے دیکھنے کا اشتیاق ہے میں نے پوچھا کہ اُن کے دیکھنے کا کیوں اشتیاق ہے اس کا جواب
اُس نے کچھ نہیں دیا شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے یہ تقریر مجمر جادو کی سنکے بے اختیار آہ سرد
کی دریائے عشق جوش زن ہوا دل میں خیال کرنے لگا کہ اے گوہر جادو تو ہی اُس پر عاشق و
شیدا نہیں ہے وہ بھی تجھ پر فریفتہ ہے تیری تاریکی سحر سے وہ ڈر گئی ورنہ وہ میرے پاس ضرور آتی
صورت زیبائے معشوق تجھے نظر آتی وصل بھی اُس کا نصیب ہوتا دل مضطر کو میرے قرار آتا

بیتابی دل دور ہوتی ہاے کیا خوب کہا تھا کہ فی زمانہ وہ میری دید کی مشتاق ہوکر ادھر آئیگی میری سحر کی تاریکی سے ڈر جائیگی کہتا ہے بوجہ خوف جان کے نہ آسکیگی خبر جو کچھ ہونا تھا وہ ہو اب مجکو لازم و مناسب ہے کہ بخیال ملاقات شوہر نے ملکہ بہار گل پوش جادو کے اپنی سحر کی تاریکی کو دفع کرکے اُس کو اپنے پاس بلاؤں مدعاے دلی حاصل کروں چند سال سے اُس کے فراق میں مبتلا ہوں وصل سے کامیاب ہوں یہ خیال کرکے وہ ہار موتیوں کا جو اپنے گلے میں پہنے تھا ملکہ تحیر جادو کے گلے میں ڈال کر کہا کہ اے ملکہ اول تو بطور رشوت دکھائی ہمیں تجھکو کچھ دینا ضرور تھا دوسرے تم نے ایسی خبر خوش سنائی کہ سنکر ہزار موتیوں سے بھر دینا لازم ہوا بالفعل تو یہ تجھکو یہ ہار موتیوں کا دیا ہے آئندہ پاس زمانے میں جبکہ در مراد ہمارے پاس آئیگا تو زیور جواہر کار و دیگر اشیاے نفیس و نادر دینگے یہ کہکر خاموش ہوا ملکہ آفاق جادو نے تھوڑی دیر بیٹھکر کہا کہ اب میں جاتی ہوں گوہر جادو نے کہا کہ جاؤ ملکہ مذکورہ تحیر جادو کو ہمراہ لیکر اسی جلوس سے بسواری تخت طاوسی سحر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی ملکہ آفاق جادو و تحیر جادو کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صدف جادو نقلی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد جانے آفاق جادو کے حال خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ و سر ولیتی تیغہ فنا کا ملکہ آفاق جادو سے دریافت کرچکا تھا قفل کو توڑکر تیغہ فنا کو صندوق سے نکال کر زنبیل میں داخل کیا بعدہ ویسا ہی قفل زنبیل سے نکال کر اُس صندوق میں لگا دیا مہمانوں میں سے کسی کو اس حال سے آگاہی بھی نہوئی منوز صدف جادو نقلی صندوق مذکور سے خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ یا تیغہ فنا نکال کر داخل زنبیل کرچکا تھا کہ ملکہ آفاق جادو مع تحیر جادو کے آگئی صدف جادو نے پوچھا کہ اے مادر مہربان آپ گوہر جادو کے پاس گئی تھیں اپنی بہو کو دیکھ آئی تھیں کیا باتیں ہوئیں اُس نے تمام باتیں جو فی ما بین ہوئی تھیں بیان کرکے کہا کہ دیکھو ہماری بہو کو گوہر جادو نے یہ ہار موتیوں کا نہایت بیش بہا دیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ بعد دستیاب ہونے گوہر مراد کے اور بھی اسباب و زیور دینگے صدف جادو نقلی یہ سنکر مسکرایا اس اثنا میں ملکہ آفاق جادو سے سب مہمان عورتیں رخصت ہوکر اپنے گھر گئیں فقط ملکہ آفاق جادو اور تحیر جادو یہ دونوں عورتیں مکان میں رہ گئیں صدف جادو نے ملکہ آفاق جادو سے کہا کہ مجھے آپ سے کچھ خلوت میں کہنا ہے یہاں آئیے آفاق جادو اُس کے قریب گئی پوچھا کہ اے فرزند کیا کہتا ہے وہ کونسی ایسی بات ہے جسے خلوت میں کہنا مقصود ہے صدف جادو نقلی نے ہاتھ اپنا اُس کے رخ کی طرف بڑھا کر حباب بیہوشی جو انگلیوں میں دبی ہوئی تھی تاک کر اُس کے سوراخ ہاے ناک پر ماری اثر حباب بیہوشی دماغ تک ایسا جلد پہنچا کہ ایک دم کی بھی مہلت قیام نہ دی فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی تیورا کر زمین پر گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی صدف جادو نقلی نے جلد تر آہستہ داخل زنبیل کرکے رنگ و روغن عیاری سے آفاق جادو کی صورت بن کے مثل اُسی کے لباس پہنکر مسکراتے ہوئے قدم آگے بڑھایا جب پاس تحیر جادو کے آفاق جادو نقلی آئی اور صدف جادو دیکھ نظر نہ آیا تو تحیر متردد ہوکر پوچھا کہ اے مادر مہربان فرزند آپ کا کہاں ہے اُس نے مسکراکر جواب دیا کہ اے تحیر جادو وہ صدف جادو نقلی میں ہی ہوں تحیر نے سنتے ہی کہا ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ ملکہ آفاق جادو اصلی کہاں ہیں تو اُس نے جواب دیا کہ یہاں صدف جادو ہی میں آفاق جادو بھی اپنے فرزند کے دیکھنے کو

گئی ہے ملکہ مجمر جادو نے سمجھکر بخوبی آگاہ ہوکر کہا کہ کیا جلد اُس کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا ہے
کہ سے تمھارے خواجہ نے کہا کہ لونے ملکہ نے جب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کرکے زنبیل میں
داخل کیا ہم عیاروں کو بیہوش کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی ہے ملکہ مذکور نے خواجہ کی بہت تعریف
کی خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ اب بے خوف و خطر اس مکان میں رہو تا وقتیکہ گوہر جادو سے
لوح طلسمی دستیاب ہو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو ہم داخل زنبیل کرچکے ہیں مجر قتل
شاہ طلسم زلزلہ و بقول تیغ نرسی ملکہ آفاق جادو سے دریافت کرکے داخل زنبیل کرچکے
ہیں صرف لوح طلسمی لینا منظور ہے اُس کے بارے میں بھی کوئی فکر کی جائے گی مجمر جادو تو گفتگو کے
خواجہ سنکر خوش ہوکے بے خوف و خطر اُسی مکان میں مع خواجہ ممدوح قیام پذیر ہوئی حال ان کا
آئندہ بیان کیا جائے گا لیکن اب حال گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلے کا رقم کیا جاتا ہے کہ بعد
رخصت ہوکر روانہ ہونے ملکہ آفاق جادو و ملکہ مجمر جادو کے وہ تمام روز و شب خیال ملکہ
بہار گل پوش جادو میں گذارا تصویر خیالی اُس کی پیش نظر رہی فراق میں اُس کے مانند مرغ
بسمل فرش خواب پر تلپان رہا نالہ و فریاد و آہ کیا کیا جب صبح ہوئی خیال کیا کہ فکر حصول مدعا
اس طرح کرنا چاہیے کہ انتظام و بند و بست بھی رہے اور معشوقہ خوبرو بھی پاس آجائے یہ
خیال کرکے اپنے لشکر کے سردار و سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو اپنے روبرو طلب کیا
جب وہ آیا اُس نے فاروانہ سلام کیا گوہر جادو نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اجازت بیٹھنے کی
پاکر سلام بجا لاکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا بعد ازاں اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ اس وقت
حضور نے مجھکو کیوں طلب کیا ہے گوہر جادو نے کہا کہ اے تاریک سیاہ رو جادو آگاہ ہو کہ ہم
چند سال سے ملکہ بہار گل پوش جادو نواسی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو پر مائل ہیں فی زمانہ ملکہ
بہار گل پوش جادو ساتھ اپنی نانی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کے کوہستان میں بالائے کوہ
[illegible] ہے ملکہ [illegible] جادو سے سنا ہے کہ ابھی تک کوہستان سے اپنے مکان کی طرف نہیں گئی ہیں
بالائے کوہ مقیم ہیں چونکہ ملکہ بہار ہماری معشوقہ ایک نازنین مہ جبین نازک بدن گل پیرہن ہے
ہمارے سحر کی تاب نہیں سے ڈرتی ہے اپنی ہلاکت کا خوف رکھتی ہے اور ہمیں اُس کو اپنے پاس بلانا منظور
ہے اور اُس کا ہلاک ہونا مطلوب نہیں ہے لہذا ہم اپنے سحر سخت کو واسطے بلانے اپنی معشوقہ کے
[illegible] تمکو لازم ہے کہ اپنے سحر سے راہ کو تاریک و تیرہ کردے بذریعے سحر کی ایسی تاریکیا
ہو کہ ہماری معشوقہ مذکورہ اُس تاریکی میں داخل ہوکر یہاں تک آنے میں ہلاک ہو جائے
اے تاریک سیاہ رو تمکو لازم ہے کہ بعد ہمارے حکم کی تعمیل کرنے کے یعنی بعد سیاہ ہونے ہمارے
سحر کے [illegible] راہ بند کرنے کے پاس ملکہ دبدبہ سحرساز جادو کے کہ بالائے کوہ مقیم ہے جانا
اور [illegible] اُس سے کہنا کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو طلب کیا ہے بعد گذرنے ان ایام
[illegible] کہ [illegible] خود مست جادو پر ان میں مہمان ہوکر رسم عقد کی جائے گی اگر وہ کچھ
[illegible] معشوقہ مذکورہ کے یہاں پہنچنے میں کرے تو اُس سے کہنا کہ جس طرح سے ملکہ مجمر جادو
[illegible] اسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی بھیجو فرق یہ ہے کہ اُس کی رسم عقد ادا
[illegible] بعد [illegible] کی جائے گی یقین ہے کہ اس تقریر کو سنکے وہ ملکہ بہار گل پوش
جادو کو [illegible] کی [illegible] ایسی حالت میں مناسب ہے کہ ہماری معشوقہ مذکورہ کو [illegible]

آرام روشنی مشعلہاے سحر مین بہاؤ نہ لاتا تاکہ دل اُس کا نہ گھبرائے دم اُس کا نہ گھٹے ذرا بھی اُسکے دلِ نازک کو صدمہ نہ پہونچے اور اگر شاید ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو ہماری معشوقہ تو تیرے ہمراہ آوے نہ تجھے تو زبردستی اُس کو لے آنا اگر آمادہ جنگ ہو تو اُس سے مقابلہ کرکے ہماری نافرمانی کی اُس کو سزا دینا ہرگز اُس سے خائف نہونا اور اُس کے ہمراہیوں سے جو کوئی اُس کی حمایت کرے اُس کو بھی سزا دینا ہمارے اس حکم کو ضرور بجالانا وہان سے خالی ہاتھ نہ آنا ہماری معشوقہ کو لیکر آنا یہان آکر ہم سے خلعت و انعام کثیر لینا تاریک سیاہ رو جادو نے عرض کیا کہ یہ نمکخوار حکم حضور بجالائیگا گوہر جادو نے اُس کی تقریر سنکے خوش ہوکے تاریکی راہ یعنی اپنے سحر کو دفع کیا اُسی وقت حسب الحکم گوہر جادو تاریک سیاہ رو جادو نے جا کر پہلے اپنے سحر سے راہ کو پیدا و تاریک کیا بعدہ اسباب سحر سے جھولی بھر کے تخت سحر پر سوار ہوکے سوے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو بعجلت روانہ ہوا اب حال بیان کا لکھا جاتا ہے کہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو بالک کو اپنے تکیے مین پہنچی تھی اُس کے پاس ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو دونون موجود تھے باہم سب یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ نے وہان جاکر اب تک ضرور کوئی چالاکی کی ہوگی یا خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ یعنی تیغہ فنا اپنے قبضے مین کیا ہوگا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو اسیر کرلیا ہوگا فکر حصول لوح طلسم کر رہے ہون گے بیکار و فضول وہان نہ بیٹھے ہون گے تدبیر حصول مطلب سے غافل نہون گے کہ ناگاہ درمیان تاریکی سحر ایک برق سی چمکی بحرین جادو نے کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاید خواجہ طیفور کریا کامیاب ہوکر آتے ہین تیغہ فنا و لوح طلسمی لاتے ہین ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے سوے تاریکی دیکھا کہ یکایک اُس تاریکی سے ایک ساحر سیہ فام نہایت کریہ منظر تخت سحر پر سوار جھولی اسباب سحر سے بھری دوش پر رکھی ہوئی تاریکی چوبیدار ہاتھون مین لیے ہوے بار بار اُس کو اچھالتا ہوا ظاہر ہوا یہ دیکھتے ہی سب متحیر ہوے کہ یہ ساحر کیون آتا ہے بعدہ حیرت و تردد ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے خیال کیا کہ شاید یہ ساحر فرستادہ ملکہ مجمر جادو ہے ابھی سب یہ اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحر کلاہ سر پر رکھے ہوے بصد نخوت و غرور روبرو ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ آکر پکارا کہ اے دیدبہ سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوند نعمت ساحر نامی و ذی عزت و حرمت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ کا ہون تجھے اُس نے کہلا بھیجا ہے کہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو ہماری معشوقہ و محبوبہ کو ہمارے پاس بھیجدو لہذا تجھکو لازم ہے کہ حسب الحکم گوہر جادو ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے ہمراہ روانہ کردو یہ تقریر اُس ساحر نابکار کی سنتے ہی ملکہ مذکورہ یعنی ملکہ بہار گل پوش جادو تو آبدیدہ ہوکر اپنی نانی سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ اے نانی جان مین تو ہرگز نجاؤنگی مجھے اس ساحر نابکار کے ساتھ نکر دیجیے گا گوہر جادو حرامزادے نے کیون مجھے طلب کیا ہے شاید میری بے عزتی و بے حرمتی کا درپے ہوا ہے لیکن ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے برہم ہوکر جواب دیا کہ او بدزبان و نابکار اول تو یہان آکر تونے ہمین سلام نکیا ہمارا رتبہ و مرتبہ کچھ نہ سمجھا دوسرے بیہودہ تقریر کی دور ہو یہان سے ہم ملکہ بہار گلپوش جادو کو تیرے ہمراہ روانہ نکرین گے اور وجہ نبھیجنے کی کیا ہے جو ہم اپنی نواسی کو اُس کے کہنے سے اُس کے پاس بھیجدین اُس کی حقیقت ہی کیا ہے ایک ملازم شاہ طلسم زلزلہ ہے ہم شاہ طلسم زلزلہ کے عزیز ہین جیسا شاہ طلسم زلزلہ کا ملازم ویسا ہمارا ملازم اُس کی کبھی یہ لیاقت و حقیقت ہے کہ ہماری

نواسی کو اپنی معشوقہ کہے اور طلب کرے اگر وہ اس بات پر ناز کرے کہ میں محافظ لوح طلسم زلزلہ ہوں تو بھی کوئی اس سے فخر و افتخار اُس کو نہ کرنا چاہیے اور ہمسے دعوی ہمسری و برتری نہ رکھنا چاہیے کیونکہ ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو کے قبضے میں تیغہ فنا ہے اور تیغہ فنا یا خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ وہ آلہ ضرب ہے کہ اُسی کی ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ کی قضا ہے پس ہم عزیزوں کو اُس نے اپنا ایسا ہی معتبر و حافظ جان اپنا سمجھا ہے جب تو تیغہ فنا ہمارے حفاظت حوالے کر دیا ہے اور مدام وہ ہم سب کی تعظیم و تکریم کرتا ہے ساحر مذکور نے جواب دیا کہ مجھے اس سے بحث نہیں کہ تم عزیز داران خداوند ہو و ہمسرشت جادو سے ہو ذی عزت ہو یا نہیں ہو میں تو فرستادہ اپنے آقا و مالک کا ہوں ملکہ بہار گل پوش جادو کو لینے آیا ہوں دیکھو نافرمانی و سرکشی نکرو حسب الحکم گوہر جادو ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے ساتھ کر دو میں ابھی لے جاؤں وہ بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہوں گے جس طرح سے ملکہ مجمر جادو کو صدرف جادو و ملکہ آفاق جادو کے ساتھ کر دیا ہے اور وہ یہاں سے آکر لے گئی ہیں اسی طرح ملکہ بہار گل پوش جادو کو بھی تم میرے ساتھ کر دو میں روبرو گوہر جادو لیے جاؤں انھوں نے کہا ہے کہ بعد گذرنے ان ایام سختی کے جو شاہ طلسم پر ہیں و گران ہیں ہم بہار گل پوش جادو سے رسم عقد کریں گے بالفعل برائے تسکین قلب اپنے پاس رکھیں گے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ او نابکار آگاہ ہو کہ ہمنے اپنی بہانجی ملکہ مجمر جادو کو موافق رسم و قاعدہ دنیا کے بعد رسم عقد صدرف جادو ہمشیرہ زادہ کے حوالے کر دیا ہے اور وہ بعزت لے گیا ہے اور تو ملکہ بہار گل پوش جادو کو گوہر جادو کے حکم سے ساتھ بے عزتی و رسوائی کے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے کیا دیوانہ ہے اور تیرا مالک و آقا بھی کیا ہمکو ذلیل و حقیر تصور کرتا ہے جو ہماری نسبت ایسے خیال بد کرتا ہے بس یہاں سے چلا جا کہدینا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کو نہیں بھیجا اور کہا ہے کہ او گوہر جادو اپنے ہوش و حواس میں آ حصول منصب حفاظت لوح طلسمی پر نازاں نہو غرور و نخوت نکر اپنی اصل و حقیقت پر نظر رکھ کہ تو ایک ہمارا ملازم ہے اور نمک خوار قدیم ہے خیال نمک حرامی و آبرو ریزی شاہزادیوں سے باز آ تو بکر عذر و معذرت کر ورنہ تیری شکایت شاہ طلسم زلزلہ سے کی جائے گی وہ غضبناک ہو کر سزائے سخت دیگا عجب نہیں کہ بہم ہو کر قتل کرائے ساحر مذکور نے کہا کہ اے دبدبہ میں تمھارے شیشے سے ڈرتا نہیں ہوں عبث میرے روبرو دیر سے ایسی تقریر کر رہی ہو بہتر یہی ہے کہ ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے حوالے کر دو تاکہ میں اُس کو روبرو گوہر جادو کے لے جاؤں اگر کچھ عذر کرو گی تو اچھا نہو گا میں ضرور لیے جاؤں گا خالی یہاں سے نہ جاؤں گا کیونکہ مجکو یہی حکم ہے کہتا ہوا آ ملکہ بہار کو ضرور لیکر آنا ملکہ بہار یہ سنکر کانپ اٹھی بیساختہ رونے لگی اور ملکہ دبدبہ سحر ساز کے سینے سے چمٹ گئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار کو اپنے سینے سے لگا کر پیار کر کے کہا کہ اے لڑکی تو کیوں ڈرتی ہے کیا مجال اس ساحر نابکار کی جو تجکو یہاں سے لیجائے پہر اُس ساحر سیہ فام سے مخاطب ہو کر از حد غضبناک ہو کر کہا کہ اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو یہاں سے دور ہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہو گا تیری کیا مجال ہے کہ تو ہماری نواسی کو زبردستی لے جائے یہ تقریر ملکہ مذکورہ کی سنکے ساحر مذکور نے غضبناک ہو کے بعجلت تمام وہی نارمل پہونچی وار جو ہاتھ میں تھا سحر دم کر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ پر مارا اور دل شق ہوا دود غلیظ سحر اور شعلہ سیاہ اٹھکے بلند ہوے

پھر آتش و دھوئیں اور شعلوں نے بلندی سے بصورت گنبد ہو کے جلدی تمام مانند سرپوش کے
ملکہ و بادیہ سحر ساز جادو وغیرہ کو ڈھانک لیا چاروں طرف سے بند کر لیا اسوقت ساحر مذکور نے
نعرہ کیا کہ میں تاریک سیاہ رو جادو دکھاتے ہے کہ میں نے تمکو تمہاری نافرمانی و سرکشی کی یہی
سزا دی تم نے تو ارادہ میرے قتل کرنے کا ظاہر کیا تھا میں نے تمکو اپنے سحر میں مبتلا کر لیا ہے
کہ تھوڑی دیر میں اس دود غلیظ سحر سے مع اپنے ہمنشینوں کے گھٹ کر مر کر سوئے ملک عدم
جاؤ گی ہرچند میں نے کہا سنتے میرے کہنے پر عمل نہ کیا تجھ ایسے تند و بد المزاج سے کہ تمکو سے سخت کی
خلاف بیہودہ مرتبے کے کلام کیا میرے آقا و مالک کے حکم سے سرکشی کی میں نے بھی تمکو سزا سخت
دی اس سحر سے میرے بچنا نہ اب چاہو ہونا ممکن ہی نہیں ہرچند دفع سحر کرنا چاہو گی لیکن ممکن نہو گا اس
دود غلیظ سحر سے ایسا ناک میں دم ہو گا اور دل گھبرا جائیگا و دم گھٹیگا کہ ایک لفظ بھی رد سحر کا تمہاری
زبان پر جاری نہو گا رد سحر کرنے کی حسرت ہی رہ جائے گی یہانتک کہ تھوڑی ہی دیر میں تم سب
ان شعلہائے آتش سحر سے جلتے و سوختہ ہوتے عدم جاؤ گے تم نہ رہو گے نہ شاہ طلسم زلزلہ سے میری
اور میرے آقا و مالک کی شکایت کرو گے تمکو اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو بہت ہی عزیز تھی
اس کے گل رخسار پر بلبل وار عاشق تھیں تمہاری سرکشی و نافرمانی کی وجہ سے اس کے بھی باغ حسن و
جوانی پر خزاں آگئی تمکو ہوس اس کے پھول کھلانے کی رہ گئی تمہارے ساتھ ہی یہ بھی راہی ملک عدم
ہوئی راہ میں نہ گھبراؤ گی نواسی تمہاری تمہارے ساتھ ہو گی راستہ عدم کا تمہیں تنہا [illegible] ہوئی تمہارا ہاتھ
پکڑے ہوئے تمکو سوئے عدم لے جائیگی راہ عدم نواسی کی ہمراہی میں با آرام و راحت طے ہو جائیگی
تمکو اپنے سحر پر اور اپنے شاہزادی ہونے پر بہت ناز تھا سارا غرور تمہارا خاک میں مل گیا میں نے تمکو
اتنی مہلت بھی نہ دی کہ تم مجھپر سحر کر سکو پہلے ہی میں نے بعجلت تمکو اپنے سحر میں مبتلا کر لیا اب تمہارا کوئی حامی و
مددگار بھی یہاں نہیں ہے کہ تمہاری مدد کرے میرے سحر سے تمہیں رہا کرے اسوقت میں تمہاری شرکت
کرے اور دلیرانہ اگر تمہاری نصرت و مدد کرے مجھ ایسے ساحر زبردست سپہ سالار کو ہر جادو سے مقابلہ
کرے میرے اس سحر سخت کو دفع کرے اور اسے سحر میں جادو تم بھی وقت تقریر میری طرف بہ نظر غور
و بغور دیکھ رہے تھے اسوقت اپنے سحر کا دریا روان کرو اگر سحر میں جادو تمہارا تمام ہے تو کوئی طوفان دفع سحر
اٹھاؤ مانند موج دریا میرے سحر سخت کی ایذا و تکلیف سے مضطر نہو ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر
جان نہ دو سحر پڑھو اگر پڑھ سکتے ہو رد سحر میرا کرو میں بھی تو دیکھوں کیسے زبردست ساحر ہو تاریک سیاہ رو
جادو نے سحر میں ملکہ و بادیہ سحر ساز جادو وغیرہ کو مبتلا کر کے یہ نعرہ کر کے بصد نخوت و غرور یہ تقریر کرتا
تھا مانند سرو سرکش اکڑ رہا تھا کلمات طعن و تشنیع زبان پر جاری کر رہا تھا مبتلایان سحر مذکور درمیان
اس غلیظ و بدبو سحر و شعلہائے آتش کے بیچ ہوئے سن رہے تھے و دم گھٹا جاتا تھا بدبو سے
دود غلیظ سے دل بیٹھا جاتا تھا شعلہائے آتش سحر اٹھتا جاتا [illegible] دونوں پر سے جب کہا
رد سحر کرنا چاہتے تھے مگر دود غلیظ و بدبو سے منہ نہ کھولا جاتا تھا سحر پڑھا نہ جاتا تھا ہواس خمسہ بجا نہ تھے
گھبرا گئے ہو کر بخلوص قلب اپنی بیکسی و جانبری کی خالق عالم و عالمیان سے دل میں دعا
کرتے تھے کیونکہ مطیع دین اسلام ہو چکے تھے ظاہر ہے کہ جب کوئی بخلوص قلب وقت بلا و مصیبت
خداوند عالم سے طالب اعانت ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے ان اسیران گرفتار
سحر کی بھی ایسی حالت مجبوری و لاچاری میں دعا قبول ہوئی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سنئے بالائی

وجانبری اس عنوان سے پیدا ہوا کہ چند ساحر لشکر سحرین جادو کے اسوقت درۂ کوہ سے نکل کر
بضرورت باہر آئے تھے انھون نے جو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و سحرین
جادو کو مبتلاے سحر دیکھا بے تاب و بیقرار ہوگئے تاب ضبط نہ لا کے جلد تر درۂ کوہ مین واسطے
خبر رسانی کے گئے جاتے ہی تمام حال جو دیکھا تھا صاحبقران سے بیان کیا اسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جوش شجاعت مین آ کے تاب ضبط نہ لا سکے مرکب پر سوار ہو کر اسم اعظم
الٰہی پڑھتے ہوے درۂ کوہ سے باہر آ کر سوے تاریک سیاہ رو جادو روانہ ہوے جب نزدیک
اُس کے پہونچے نعرہ کیا کہ منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ او
ساحر نابکار خبردار و ہوشیار کہ ہم آ پہونچے غضب کیا تو نے کہ ہماری لاعلمی مین تو نے یہان آ کر ہمارے
دوستون کو مبتلاے سحر کر لیا اب ہمارے ہاتھ سے تیرا بچنا دشوار ہے آمادۂ مرگ ہو مہیاے قضا ہو جا
یہ نعرہ کر کے پھر اسم اعظم الٰہی متواتر و پے درپے پڑھنے لگے اور اپنے اوپر دم کرنے لگے تاریک
سیاہ رو جادو نے تقریر صاحبقران و نعرۂ طلسم کشاے طلسم زلزلہ سنکے مسکرا کر کہا کہ آپ نے
اپنے آپ خوب آئے گویا مراد دلی بر آئی ساحران طلسم زلزلہ کو تو آپ ہی کی جستجو تھی کسی ساحر کو آپ
نہ ملے پھر اسقدر اچھا تھا کہ میرے روبرو ہوے جستجو آپ خود ہی آ گئے مجکو تو کیا قتل کیجیے گا خود ہی
اسیر سحر ہو کر یہان سے سوے طلسم زلزلہ روانہ کیے جائیے گا وہان آپ کے حق مین تجویز معقول
کی جائے گی مجکو وہ دولت و انعام کثیر ملے گا کہ دیکھنے سننے والون کو رشک و حسد ہو گا کیا اچھی ساعت
سے مین ادھر آیا تھا یہ کہکر اپنی جھولی سے ناریل چوٹی دار نکال کر سحر پڑھنے لگا اس اثناے مین
صاحبقران کشور ستان نے عالم غصہ مین تیز تر مرکب کو جولان کر کے مہلت تمام و کمال سحر پڑھنے
اور ناریل پر دم کرنے کی نہ دے کر تلوار نیام سے کھینچکر اسم اعظم الٰہی اوپر شمشیر آبدار کے دم کر کے
دوبارہ نعرہ کر کے اس طرح اُس کے اوپر تلوار لگائی کہ وہ نابکار مانند خیارہ دو ٹکڑے ہو کر بالاے
خاک گرا زمین پر گرتے ہی اس کی لاش کے تڑپنے لگے تھوڑی دیر مین تاریک سیاہ رو جادو تڑپکر
مرگیا دنیا سے سوے جہنم گیا اُس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی یعنی ہواے تند و تیز
چلی ابر سیاہ سوے فلک آیا آندھی بھی آئی ابر مذکور سے برق و رعد کی آواز پیدا ہوئی اور پھر
سنگ باری و برف باری ہوئی بعد ازان وہ آندھی سیاہ اور وہ ابر و بارش سنگ و برف دفع
ہوئی پیرون نے سحر کے اسی کے نام سے باواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم یعنی قتل کیا مجکو طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے افسوس مطلب دل اپنا نہ بر آیا یہ
آوازین دے کر وہ سب پیر سحر کے نالہ کنان ایک سمت روانہ ہوے تاریک سیاہ رو جادو
کے مرنے سے سحر اُس کا دفع ہوا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو اور
سحرین جادو جو اُس کے سحر مین مبتلا تھے بحال ہوے سحر ساحر مقتول سے رہائی پائی سب نے
آ کر خدمت صاحبقران مین بہت تعریف شجاعت و بہادری کر کے پوچھا کہ آپ نے اس
ساحر نابکار کو کیونکر تہ تیغ کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جب ہمنے سنا کہ تم سب اُس کے سحر مین
مبتلا ہو گئے تاب ضبط نہ لا کر مرکب پر سوار ہو کے درۂ کوہ سے نکل کر ادھر آ کر نعرہ کیا ساحر نابکار
مقتول ہمکو دیکھتے ہی بعد تقریر بسیار بزور سحر زیر کوہ آ کر ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے
نکال کر اسماے سحر پڑھنے لگا ہمنے اسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمام و کمال اسماے سحر پڑھکر ناریل

دم کر کے وہ ناریل پہلے لگائے گھوڑے کو دوڑا کر اسم اعظم الٰہی پڑھ کر اپنی شمشیر آبدار پر دم کر کے اُس پر تلوار لگائی کہ وہ نابکار بھاگ نہ سکا آخر تلوار سے دو ٹکڑے ہوا سب نے عرض کیا کہ آپ نے بڑی جسارت کی کہ ایسے ساحر نابکار کے آگے چلے آئے اپنے تئیں ظاہر کر دیا عجب شجاعت و بہادری آپ سے ظہور میں آئی آپ کے سبب سے ہماری رہائی و جانبری ہوئی ابھی بحرین جادو وغیرہ باتیں کر رہے تھے تعریف شجاعت صاحبقران کر رہے تھے کہ جملہ ساحران لشکر بحرین جادو بھی درۂ کوہ سے نکل کر جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھے ہوئے ترسول تبسول ہاتھوں میں لیے ہوئے سامان جنگ کیے ہوئے حاضر ہوئے یہاں آکر دیکھا کہ وہ ساحر نابکار قتل کیا ہوا پڑا ہے مبتلائے سحر قید سحر سے رہا ہو گئے ہیں بحرین جادو نے ساحران سے کہا کہ اب تم یہاں آئے ہو جب دشمن ہمارا دست صاحبقران کشورستان سے قتل ہو گیا پہلے سے کیوں نہ آئے انہوں نے عرض کیا کہ حضور واقعی ہمکو یہاں آنے میں دیر ہوئی وجہ دیر کی یہ ہوئی کہ ہم سامان جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف تھے جب سب آراستہ ہو چکے اور سامان جنگ مہیا کر چکے اسوقت یہاں آئے بحرین جادو نے چین بجبین ہو کے اُن سے کہا کہ خبردار اب ایسی تاخیر ہنگام مقابلہ دشمن نکرنا ورنہ تمکو سزا دی جاویگی سب نے عرض کیا کہ آئندہ ہم سے ایسی تقصیر نہوگی ابھی وہ سب ساحر عرض کر رہے تھے ناگاہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس طرف دیکھا کہ جس جانب تاریکی سحر تھی دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا کہ اے صاحبقران کشورستان دیکھیو وہ تاریکی سحر جو قبل قتل کرنے اس ساحر مقتول کے تھی اب مطلق نہیں ہوتا پیدا اسی ساحر کے سحر کی تاریکی تھی اس کے قتل ہوتے ہی ہم سب پر سے بھی سحر اس کا دفع ہو گیا اور وہ تاریکی بھی اسی کے سحر کی دفع ہو گئی جو راستہ بند تھا وہ کھل گیا اب اس راہ سے گذرنا بہت سہل ہے خواجہ طیفور کر دیا ہمکو غالبا وہاں عیاری کر کے صدف جادو وغیرہ کو بیہوش کر کے داخل زنبیل کر چکے ہونگے یا اُن کی اسیری کی فکر میں ہونگے ایسی حالت میں جو مناسب ہو وہ کیجیے کیونکہ راستہ صاف ہو گیا ہے سحر کی تاریکی دفع ہو گئی ہے صاحبقران نے جوش شجاعت میں فرمایا کہ اے ملکہ اگر تاریکی سحر دفع ہو گئی ہے اور راہ جو سحر سے بند تھی کھل گئی ہے تو اب ہم بھی یہاں سے برائے قتل گوہر جادو وغیرہ چلتے ہیں خداوند عالم معین و مددگار ہے اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ ہماری مدد و نصرت کریگا دشمنوں پر ہمیں فتحیاب کریگا وہ ہر شے پر قادر ہے اُسی قادر قیوم کی نصرت و مدد پر ہمیں تکیہ ہے اُسی کا ہمکو بھروسہ ہے وہ اگر چاہیگا تو ہمکو ہمارے دشمنوں پر غالب کریگا تیغ فولاد و لوح طلسم زلزلہ بھی دونوں اشیاء دستیاب ہونگی یہ کہکر سوئے گوہر جادو و مکان صدف جادو و آفاق جادو و بسم اللہ کہکر مرکب اپنا بڑھایا بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں ہم بھی یہاں وقت پر حاضر خدمت ہونگے کر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و تو نیزہ ور سحر پر تخت پر بیٹھ کر سوئے گئیں بحرین جادو بزور سحر غرق زمین ہوا ساحران لشکر بحرین جادو مختلف سحر کی سواریوں پر سوار ہو کے سوئے فلک بلند ہو کر ابر سیاہ سحر میں غائب ہو گئے سوئے مکان صدف جادو و گوہر جادو بسرعت تمام روانہ ہوئے ان سب کا حال آئندہ انشاء اللہ بمقام مناسب بیان کیا جاویگا

ذکر صاحبقران کشورستان وغیرہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ دبدبہ

وملکہ بہار گل پوش جادو سے جدا ہو کر مرکب کو جولان کیے نظر بإعانت خالق کون و مکان
کرکے شتابی روانہ ہوئے اثنائے راہ مین دشت پرخار و کوہسار کو دیکھتے ہوئے قدرت خالق کون و
مکان کا مشاہدہ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اسم اعظم الٰہی بھی وردِ زبان کرتے تھے راہ ایستادہ
بلند کوہی کرتے ہوئے جاتے تھے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال کوہر جادو وغیرہ کا
لکھا جاتا ہی کہ بعد روانہ کرنے تاریک سیاہ رو جادو اپنے سپہ سالار کے کوہر جادو چشم براہ بیٹھا
تھا منتظر آنے اپنے سپہ سالار نامدار کا تھا بجائے تو دیکھتا تھا کہ تاریک سیاہ رو جادو ابھی تک
نہین آیا کیا سبب ہوا شاید ملکہ دلارام سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کے بیان
سچے نہین ان کو کیا ہوگا تاریک سیاہ رو جادو جانتا ہوگا کہ ملکہ بہار کو ساتھ اپنے یہان لیے
کبھی کہتا تھا کہ ملکہ دلارام سحر ساز جادو نے خائف و ترسان ہو کے میرے حکم سے نافرمانی و سرکشی
نکر کے ملکہ بہار کو میرے سپہ سالار کے حوالے کر دیا ہوگا وہ اُس کی سواری کے ساتھ ساتھ
آتا ہوگا راہ مین ہوگا کبھی دل مین کہتا تھا کہ ملکہ دلارام سحر ساز جادو عزیزان شاہ طلسم زبرجد
سے ہی نخوت و غرور اُس کو زیادہ ہی کبھی وہ میری معشوقہ کو ہمراہ میرے سپہ سالار کے نہ بھیجے گی اگر
تاریک سیاہ رو جادو تنہا آیا تو مین خود ہی جاؤن گا اپنے ساتھ اپنی محبوبہ کو لاؤن گا غرضکہ مختلف
خیال بیٹھا ہوا کر رہا تھا آنکھین سوئے راہ لگی تھین و دمبدم خیال ملکہ بہار گل پوش جادو مین
آہ سرد کرتا تھا تصویر خیالی سے اُس کی باتین کرتا تھا کہ اے محبوبہ مین تیرے فراق مین کیا کیون
جو صدمات اپنے دل پر اٹھاتے ہین شب و روز آہ و زاری مین بسر کیے ہین فرش خواب پر مانند
مرغ بسمل تڑپا ہون گویا بیمار ہو گیا ہون چہرہ زرد ہو گیا ہی ہمہ تن سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہون قابل رحم ہون
وصل سے شاد کام کر ورنہ یہ تیرا عاشق زار ہلاک ہو جائے گا تجھے وصل کی تمنا دل مین لیکر سوئے
عدم جائے گا غرضکہ کوہر جادو اپنے دل مین خیالات سبھ یہ کر رہا تھا اور تصویر خیالی محبوبہ مذکورہ
سے ہمکلام ہو رہا تھا کہ یکایک پانچ سات ساحران محافظ راہ گھبرائے ہوئے آگئے انھون نے خبر دی
کہ اے کوہر جادو آگاہ ہو کہ تاریک سیاہ رو جادو مارا گیا پھر اُس کا بر طرف ہو گیا راستہ کھل گیا
ہوشیار ہو جانا چاہیے اطلاعاً عرض کیا ہی کوہر جادو یہ خبر وحشت اثر سُنکے نہایت متردد اور حیرت زدہ
ہوا دل مین اپنے خیال کیا کہ شاید ملکہ دلارام سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کے اُس کو ہلاک کیا ہوگا
سوا اُس کے میرے سپہ سالار کو کون ہلاک کر سکتا ہی یہ خیال کر کے دل مین کہا کہ ملکہ دلارام سحر ساز جادو
کیا اچھا آئی ہی ضرور اُس کو مار ڈالون گا اُس نے میرے سپہ سالار کو اگر قتل کیا ہی تو مین بھی اُس کو زندہ
نچھوڑون گا کوہر جادو تو بمجرد قتل تاریک سیاہ رو جادو کے عالم غضب مین آمادہ قتل ملکہ
دلارام سحر ساز جادو ہوا ہی اپنے سپہ سالار کے قتل کا صدمہ کر رہا ہی پریشان خاطر ہی اس کو ابھی حال مین
چھوڑا جاتا ہی اور حال صاحبقران گیتی ستان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ قطع راہ کرتے ہوئے سرحد
ملکہ آفاق جادو پہونچے ساحران سپاہ ملکہ آفاق جادو سے چند ساحر صاحبقران کو دیکھ
پریشان خاطر ہو کر پوچھے کہ آمادہ سد راہ ہوئے بعدہ دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ سوار کون ہی کہان سے
آیا ہی کس غرض سے ادھر آیا ہی اس کا سد راہ ہونا چاہیے اس کو روکنا خوب نہین ہی مناسب یہ ہی
کہ پہلے اس سوار کی خبر ملکہ آفاق جادو کو دینا چاہیے وہ جو حکم دیوے اس پر عمل کرنا چاہیے یہ خیال
کر کے جلد بارگاہ ملکہ آفاق جادو پر آئے نگہبانان درسے کہا جلد خبر کرو کہ چند ملازم حضور

آتے ہین کچھ عرض کرنا چاہتے ہین دربانون نے ملکہ آفاق جادو کو ساحران مذکور کے آنے کی
اطلاع دی ملکہ آفاق جادو نقلی و مجہر جادو اصلی دونون متردد ہوکر دروازے پر آئے پوچھا
کہ کیا ہی کیون گھبرائے ہوئے آئے ہو خیر تو ہی اُن سب ساحرون نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
اسوقت ایک نوجوان سوار اس صورت و شکل کا عجائبات ادھر آیا ہی ملازمان حضور آمادہ جنگ و
سدراہ ہین بوجہ نہ حاصل کرنے حکم کے جنگ سے باز رکے ہوئے ہین تا یک سپاہ درو
جادو مار ڈالا گیا ہی سحر اُس کا برطرف ہو گیا ہی راستہ کھل گیا ہی ہم شکوارون نے اطلاع دیدی ہی
اب جو حکم ہو بجالائین اگر حکم ہو تو اُس سوار کو ہم سب جان نثار روکین ادھر آنے دین ملکہ آفاق
جادو نقلی نے سمجھکر صاحبقران کشورستان تشریف لاتے ہین ساحرون سے کہا کہ خبردار اُس سوار
کو نہ تم روکنا اور کوئی اُسے روکے جلد جاؤ ہمارے لشکر کے ساحرون سے کہدو کہ ہرگز ہرگز اُس
سوار سے آمادہ جنگ نہونا وہ کوئی ہمارے دشمنون سے نہین ہی اُسے ہمارے پاس آنے دو کیونکہ
وہ ہمارا دوست ہی ہمسے ملنے کو آتا ہی ساحران مذکور نے اُسیوقت جاکر ساحران لشکر کو حسب حکم ملکہ
آفاق جادو سے آگاہ کیا اُنھون نے کہا کہ اگر یہ سوار ہماری ملکہ کا دوست ہی اور ہمکو اُس کے روکنے
کا حکم نہین ہی تو خیر ورنہ ہم سب آمادہ جنگ ہین جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہین یہ کہکر سوار
موصوف سے آمادہ شر و فساد نہوئے ادھر صاحبقران مرکب کو جولان کرتے ہوئے تا در ملکہ
آفاق جادو آئے دیکھا کہ مجہر جادو بیچ ایک ساحرہ کے کھڑی ہی صاحبقران کشورستان نے
پوچھا کہ اے ملکہ مجہر جادو یہ ساحرہ کون ہی اُس نے بعد سلام آہستہ عرض کیا کہ یہ خواجہ ہین ہماری
خالہ ملکہ آفاق جادو کی صورت بنکر یہان کھڑے ہین صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو خواجہ
نے بیہوش کرکے داخل زنبیل کر لیا ہی بعد قتل شاہ طلسم زلزلہ یعنی تیغ قہار سے شتاب ہو گیا
ہی آپ مطمئن رہیے اور اب یہان سے سوے گوہر جادو تشریف لے چلیے اُس نابکار کو بھی قتل و
اسیر کیجیے صاحبقران کشورستان یہ خبر خوش سنکے شادمان ہوئے ملکہ آفاق جادو اصلی کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ واہ واہ کیا کارنمایان کیا ہی کیا دل خوش ہوا ہی ملکہ آفاق جادو نقلی نے سنکر
سلام کیا پھر بصورت اصلی ہوکر عرض کیا کہ آپ یہان توقف فرمایئے سوے گوہر جادو چلیے فکر
حصول فتح طلسمی کیجیے مین نے ملازمان آفاق جادو کو لڑنے سے منع کر دیا ہی کوئی ساحر ملازمان
ملکہ آفاق جادو سے آپ کا سدراہ نہوگا صاحبقران یہ سنکے بعد خوشی آگے روانہ ہوئے
خواجہ طیفور گرد پا گلیم بدوش ہمراہ رکاب ہوئے اُدھر ساحران لشکر گوہر جادو نے جاکر گوہر جادو
سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اسوقت ایک سوار نوجوان مرکب کو جولان کرتا ہوا اسی طرف
آتا ہی ہمراہ اُس کے ایک شخص اور بھی ہی اگر حکم ہو تو اُسکو روکین اُس نے متردد ہوکر حکم دیا
کہ ہان اُس کو روکو ادھر آنے دو ہمارے پاس ساحران لشکر یہ حکم سنکر جلد آمادہ جنگ ہوکر یہان
آئین وہ ساحر فوراً روانہ ہوئے لشکر میں جاکر جملہ ساحران لشکر کو حکم گوہر جادو سے آگاہ کیا
فی الفور بارہ ہزار ساحران نابکار دار جھولیان اسباب ساحری کی بھر کے مخالفت سحری سواریون پر سوار
ہوکے زمین سے بلند ہوکے ابر سحر میں نہان ہوئے خدمت گوہر جادو میں پہنچے وہ اپنے
لشکر کو ہمراہ لیکر نکلا اور ارادہ کیا کہ میدان میں صف آرا ہو کہ یکایک سامنے صاحبقران
نمایان ہوئے گوہر جادو نے دیکھا کہ ایک سوار ادھر آتا ہی یہ دیکھتے ہی اپنے لشکر کے ساحرون سے

کہا کہ اے ساحران وفاشعار اب معلوم ہوا کہ یہی طلسم کشا ہے اس کو روکو ادھر نہ آنے دو ساحران نامور
نارنج ترنج گولے فولادی کارد سحر ناریل چوٹی دار وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اسماے
سحر پڑھتے ہوے آگے بڑھے ادھر صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کرکے بآواز بلند کہا کہ ہم
صاحبقران کشورستان طلسم کشاے طلسم زلزلہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار کہ ہم آپہونچے
اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان انھی کو سجدہ
کر ہودسر مست جادو کو اپنا خداوند و شاہا نہ سمجھ ہودسر مست تجا دو مثل تیرے ایک ساحر ہے اور
بندہ نافرمانبردار خدا ہے گمراہ کنندہ مردمان ہے اگر خداوند ہوتا تو ہمارے خوف سے لرزاں و ترساں
ہوکر نجومیوں اور کاہنوں کے موافق حکم طلسم باطن میں چھپ کر نہ بیٹھتا زمانہ فتح طلسم زلزلہ کا نزدیک
آگیا ہے تجھپر ظاہر ہے کہ ہم بیشک طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہیں خدا نے چاہا تو جلد طلسم مذکور کو باعانت الٰہی
و بہدایت لوح طلسمی فتح کرینگے جو ساحر ہماری اطاعت و فرمانبرداری کریگا وہ جانبر ہوگا اور
جو کوئی ہمارے فرمان سے سرکشی کریگا انجام اس کا بد ہوگا تہ تیغ ہوکر سوے جہنم جاے گا
گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نعرہ و گفتگوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سنکر غضبناک
ہوکے پکارا کہ اے صاحبقران تمھاری قضا تمکو کشاں کشاں یہاں لائی ہے طلسم زلزلے کا فتح
کرنا تمکو نصیب نہوگا مجھسے لوح طلسمی دستیاب نہوگی ہمکو تمھاری اطاعت کرنا منظور نہیں ہے ہم ملازمان
شاہ طلسم زلزلہ سے ذی وقار ہ نمک حلال ہیں ہرگز نمک حرامی نکرینگے خداوند سے منحرف ہوکر دین اسلام
سے مشرف نہونگے نہ تمھاری اطاعت کرینگے تمکو لوح طلسمی دینگے تم دشمن خداوند طلسم خداوند
ہو تمکو قتل کرینگے یا اسیر کرکے خدمت خداوندی میں روانہ کردینگے ہم وہ ساحر ہیں کہ ہمارے سحر
سے کیسا ہی ساحر زبردست ہو بیہوش ہو جاتا ہے تمھاری کیا حقیقت ہے کہ غیر ساحر ہو تمھارا قتل کرنا یا
اسیر کرنا کیا مشکل ہے یہ کہکر اپنے ساحران لشکر سے مخاطب ہوکر کہا کہ جلد طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے
اسیر کرلو ساحران نابکار بارہ پندرہ ہزار نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل چوٹی دار بار فلفل آتش
ہرسون کارد سحر وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اسماے سحر پڑھ پڑھکے ان پر دم
کرکے ہوے جانب صاحبقران کشورستان بڑھے ادھر صاحبقران موصوف نے جھک کر
ہر کسے سنگریزے مٹھی میں زمین پر سے لیکر اسم اعظم الٰہی ان پر پڑھکر دم کیے ارادہ ان پر
مارنے کا کیا تھا کہ دفعتاً بالاے فلک ایک پارہ ابر سیاہ نمودار ہوا اس ابر کے ٹکڑے میں برق کی
چمک اور رعد کی سی آواز تھی یکایک وہی پارہ ابر شق ہوا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ڈیڑھ ہزار
ساحران آزمودہ کار مخلوقات سحر کی سواریوں پر سوار بعجلت تمام یہ کہتے ہوے سوے زمین آئے
ہیں کہ اے ساحران ملازم گوہر جادو خبردار صاحبقران نامدار پر سحر نکرنا وہ غیر ساحر ہیں
ہم آتے ہیں ہمسے مقابلہ و مجادلہ کرو ہم یہ سحر کرکے دیکھیں کہ تم کیسے ساحر ہو یہ تقریر بآواز بلند کرتے
ہوے فی الفور سوے زمین آگئے ساحران لشکر گوہر جادو نے غضبناک ہوکر پہلے انھیں پر وہ
نارنج و ترنج وغیرہ مارے انھوں نے بھی آتے ہی گولے فولادی کارد سحر ناریل چوٹی دار آتش
نارنج و ترنج سحر پڑھکر ان پر دم کرکے مارنے شروع کیے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ساحران
لشکر ہاے جانبین کام آنے لگے جابجا قتل و ہلاک ہوکر گرنے لگے ان کے مرنے کی علامتیں
ظاہر ہونے لگیں ہوائیں تند چلنے لگیں تاریکیاں دمبدم ہونے لگیں بیران کے سحر کے انھیں سے

نام سے شور وغل حسب دستور کرنے لگے چونکہ سپاہ گوہر جادو زیادہ تر تھی ساحران لشکر بحرین
جادو چہار طرف سے دشمنون مین گھرنے لگے اور پسپا ہونے لگے اکثر ساحر صاحبقران
ذیشان سے طالب اعانت ہوئے اسوقت صاحبقران نے وہی سنگریزے جو مٹھی مین تھے
اور اسم اعظم الٰہی اُن پر دم کر چکے تھے بہ نیت دفع ہونے اور پسپا ہونے ساحران لشکر گوہر جادو
کے کھینچ کر اُن پر مارے وہ سنگریزے اُن ساحرون پر پڑے ببرکت اسم اعظم الٰہی ساحران لشکر
گوہر جادو اکثر سنگریزون سے ہلاک ہوئے بعدہ پسپا ہونے لگے یہ حال جنگ دیکھکر گوہر جادو
نہایت غضبناک ہوکر جو کنٹھا سات دانہ ہاے عقیق سرخ کا اپنے گلے مین پہنے تھا اُس کنٹھے مین سے
ایک دانہ لیکر اُس پر سحر دم کر کے سوے صاحبقران چلایا ادھر صاحبقران نے شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر ساحرون پر حملہ کیا یکایک عیار خواجہ کا آیا دیکھا تو اُن کو نہ پایا متردد ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھنا موقوف کر کے ہر طرف خواجہ طیفور کو دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کہ نہین معلوم ہمارے
یار وفادار پر کیا گذری زندہ رہا یا اس لڑائی مین کسی ساحر کے ہاتھ سے مارا گیا یا کلیم اوڑھکر نظر ساحران
سے مخفی ہو گیا ہنوز دونون لشکرون مین جنگ مغلوبہ خوب ہو رہی تھی لڑائی سحر کی گھمسان کی ہو رہی تھی
لاش پر لاش گر رہی تھی صداے گیرودار بلند تھی شور وغل ہو رہا تھا ساحرون کے مرنے سے
ہوا ے تند چل رہی تھی آندھیان آ رہی تھین گرد وغبار بلند تھا تاریکی بھی ہو رہی تھی صاحبقران
اسم اعظم پڑھنا موقوف کر کے جستجوے خواجہ طیفور کردیا مین مصروف تھے کہ ناگاہ گوہر جادو نے
وہی دانہ یاقوت احمر صاحبقران نامور پر مارا جب وہ بالاے سر آیا درمیان سے شق ہوا دود
غلیظ متعفن وبدبو بکثرت پیدا ہوا اور شعلے ہویدا ہوکر سوے فلک بلند ہوے پھر مجتمع ہوکر بصورت
گنبد ہوکر بلندی سے سوے زمین آکر محیط صاحبقران موصوف ہوا امیر با توقیر تاثیر سحر ونیز بدبوے
دود غلیظ سے بیہوش ہوکر مرکب سے بالاے خاک گرے دود غلیظ مذکور دفع ہو گیا گوہر جادو
محافظ لوح طلسم زلزلہ بصد خوشی خنجر بکف براے قتل صاحبقران طلسم کشا سے طلسم زلزلہ خرامان
خرامان ہنستا ہوا چلا ہنوز صاحبقران تک نہ پہونچا تھا کہ سوے فلک برق چمکی گوہر جادو نے
سوے فلک دیکھکر جلد ایک دانہ یاقوت احمر اپنے کنٹھے سے توڑ کر سحر اُس کے اوپر دم کیا ہنوز دانہ
مذکور پر سحر دم کر چکا تھا کہ وہ برق کڑک کڑک کر بالاے سر گوہر جادو گری ساحر مذکور غلطہ سحر سے کھا کر زمین
ہوا [illegible] دیر کے زمین سے نکلا دیکھا کہ ملکہ ودیعہ سحر ساز جادو جو برق بنکر گری تھی بصورت
اصلی ہو کر بالین صاحبقران کشورستان افسوس کنان کھڑی ہے دفع سحر کی فکر مین ہے یہ دیکھتے ہی
غضبناک ہو کر پکارا کہ اے ودیعہ سحر ساز جادو اب معلوم ہوا کہ تمھاری ہی یہ کارروائی تھی تمھین
رازدار طلسم زلزلہ تھین تمھین شریک طلسم کشا ہوکر طلسم کشا کو ادھر لائی ہو واسطے حصول تیغہ فنا و
لوح طلسم زلزلہ کوشش کر رہی ہو تمھاری ہی ذات سے یہ فساد برپا ہوا ہے تمھین فتنہ انگیز ہو عزیزدار
خداوند ہو کے بدخواہی خداوند سے کمر باندھی ہے بربادی وتباہی طلسم زلزلہ چاہتی ہو اپنے
خداوند سے منحرف ہو گئی ہو دوستی طلسم کشا اختیار کی ہے شاید تمھین نے میرے سپہ سالار تاریک
رو جادو کو قتل کیا ہے جب اُس کا سحر دفع ہوا ہے تو براے حصول لوح طلسم کشا کو اس طرف
لائی ہو حالا کے گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بروی یہ کہکر غضبناک ہوکر وہی دانہ یاقوت
کھینچکر ملکہ مذکورہ پر مارا ہر چند ملکہ ودیعہ سحر ساز جادو نے چاہا کہ پھر وہ سحر زمین مین غرق ہو یا برق بنکر

سوے فلک جائے اپنے تئین سحر سخت گوہر جادو سے بچائے مگر ممکن نہوا وہ دانہ یاقوت بدستور
مرقوم بالاشق ہوا دود غلیظ و بدبو پیدا ہوا شعلے نمایان ہوئے پھر وہ دھوان مجتمع و پیچیدہ ہوکر
کچھ سوے فلک بلند ہوکر بصورت گنبد برفالان ہوکر گرد ملکہ مذکورہ ہوگیا ملکہ مذکورہ مبتلاے سحر ہوگئی
ہر چند مبتلاے سحر ہوکر بھی رد سحر کی فکر کی لیکن رد سحر ممکن نہوا پھر لوبان کے دود غلیظ سے متحیر گوہر جادو
سے بیہوش ہوگئی بعد بیہوش ہوجانے کے وہ دھوان دفع ہوگیا گوہر جادو نے ہم چشمان
اپنی تعریف و ثنا آپ ہی کرتا ہوا اپنی سحر و ساحری پہ ناز کرتا ہوا اپنے خیال آگے بڑھا کہ پہلے ملکہ و بدیہ کو
قتل و ہلاک کرنا چاہیے کیونکہ یہی بانی فساد تھا اور ساحرہ زبردست ہے بعد اس کے قتل کرنے کے
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ وہ غیر ساحر ہے اور بیہوش پڑا ہوا ہے اُس کا کوئی چارہ و مددگار بھی نہین
ہر ایک ملکہ و بدیہ سحر ساز جادو ہی معین تھی وہ مبتلاے سحر ہوکر بیہوش ہوگئی ہے غرضکہ خیال مذکور
کرتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا یک بیک پھر ایک لکہ ابر آیا برق چمکی گوہر جادو نے جانب ابر دیکھا کہ متردد ہوکر
پھر ایک دانہ یاقوت اپنے گریبان سے نکالکر ... اس پر دم کیا پھینکا اُس پارہ ابر سے برق تڑپکر ساحر
بالاے سر ساحر مذکور گری گوہر جادو نے پھر غرق زمین ہوکر برق جہندہ مذکورہ سے اپنے تئین بچایا
بعد تھوڑی دیر کے دور جاکر زمین سے نکلا وہان سے دیکھا کہ ملکہ تجر جادو ... نے اپنی خالہ ملکہ
و بدیہ سحر ساز جادو کے کھڑی ہوئی رو رہی ہے کبھی سوے صاحبقران دیکھتی ہے اور کہتی ہے
کہ غضب ہوا صاحبقران کشورستان بھی بیہوش ہوگئے مبتلاے سحر گوہر جادو ہوگئے ہائے
کیا تدبیر کرون کس طرح یہ سحر دفع کرون افسوس فکر و تدبیر کچھ کی نہ کی یہان اور ہی کچھ ظہور مین
آیا اب دیکھیے ان بیہوشون کے حق مین کیا ہوتا ہے جابر ہوئے ہین یا قتل ہوئے ہین ابھی ملکہ
تجر جادو تقریر مندرجہ کر رہی تھی آنسو آنکھون سے جاری تھے عالم یاس و مجبوری مین رو رہی
تھی دونون لشکرون مین ایک طرف جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ محافظ لوح طلسمی یعنی گوہر جادو
نے اُس کو دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ او تجر جادو او گیسو بریدہ ارے تو بھی خبر یہ طلسم کشا ہوگئی ہے
اُس کی اور اپنی خالہ ملکہ و بدیہ سحر ساز جادو کی اعانت و مددگاری کر اور اپنے میرے قتل سے
ہوسکا ہی برپا دی طلسم زلزلہ چاہتی ہے ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو کیا تیری ایسی سرکشی
و بدخواہی خداوند سے آگاہی نہین ہے انھون نے بھی تجکو منع نہ کیا اور ادھر آنے دیا دیکھ تو بھی
کہ تجھے کس طرح ہنس آتا ہون بیہوش کرکے تیرا سر بھی کاٹتا ہون یہ کہکر قریب آکر ایک اور دانہ
یاقوت مارا بدستور مرقوم الصدر وہ شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوئے پھر جس طرح
صاحبقران کشورستان اور ملکہ و بدیہ سحر ساز جادو دود سحر بدبو مین نہان ہوکر بیہوش
ہوگئے تھے اسی طرح یہ بھی بیہوش ہوگئی وہ دھوان اور شعلے معدوم ہوئے گوہر جادو نے
اپنے دل مین کہا کہ اے گوہر جادو قتل ملکہ و بدیہ و طلسم کشا مین تعجیل کرنا خیر کرنا اچھا نہین
ہے کیونکہ طلسم کشا ... مددگارون کے آنے کا سلسلہ قطع نہین ہوتا ہے بعد دیکھیے چلا ہی
آتے ہین یہ باتین ... سوچ کر کے پھر سوے ملکہ و بدیہ و طلسم کشا برائے قتل بڑھا لیکایک پھر برق
کڑک کر جانب فلک سے سوے ... گرنے لگی گوہر جادو نے اسی مرتبہ غرق زمین ہونا مناسب
سمجھا اُن کر جلدی ساسے سحر زبان پہ جاری کرکے توقف کیا جب وہ برق قریب سر پہنچی اسے پھونکا
ملکہ بہار گل پوش جادو کہ برق بنکر گری تھی بصورت اصلی ہوکر بالاے زمین گری گوہر جادو ۸۰

نے اُس کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تم یہان
اسوقت کیونکر آئیں یقیناً میرے قتل کرنے کے واسطے اور اپنی نانی ملکہ وحیدہ اور ملکہ تحیر جادو
و طلسم کشائی کی مدد کو آئی ہوگی معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی شریک طلسم کشا ہو گئی ہو خداوند سے پھر گئی
ہو تباہی و بربادی طلسم زلزلہ چاہتی ہو تم کو خداوند سے منحرف نہ ہونا چاہیے تھا اور مجھ ایسے اپنے
عاشق جادو فریفتہ کی دشمنی کرنا مناسب نہ تھا خیر زیادہ اسوقت تم سے کیا شکایت کروں کہ ملکہ دیہیم
سحر ساز جادو و ملکہ تحیر جادو و طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو تہ تیغ کرتا ہی پھر ان سب کے تنون سے جدا
کرتا ہی بعد قتل کرنے نامبردہ گان کے تم سے شکایت کی جائیگی ملکہ بہار گلپوش جادو نے مکاری
و سخن سازی کہا کہ واہ واہ اے گوہر جادو تمنے ہماری نسبت عجب عجب خیال کیے ناحق ہم تمہارے
پاس آئے اگر ہمکو ایسا بد باطن جانتے تو ہرگز نہ آتے اسی بدباطنی و نافہمی پر دعویٰ عشق کرتے ہو
سنتے ہو کہ ہم عاشق صادق ہین ہمارے روبرو ہماری نانی کو اور ہماری خالہ زاد بہن کو قتل کرکے
جاتے ہو سر ان سب کے ہمارے سامنے جدا کرنے کا ارادہ کرتے ہو تمکو ذرا بھی شرم و غیرت نہین
آتی ہی دل آزاری محبوب و معشوق تمہارا ہی کام ہی بقول کہ. این کار از تو آید و مردان چنین کنند.
مثل تمہارے کوئی عاشق کسی حسین مہ جبین کا نہوا ہی نہوگا مشہور جہان ہی کہ صفتہای عاشق
وفاداری و نازبرداری معشوق و خاطرداری محبوب و خوشی مطلوب و شیوۂ جان نثاری وغیرہ
ہین مگر تم دنیا سے انوکھے ہمارے عاشق ہو برعکس طرق و خصائل عاشقان طریقہ عاشقی تمہارا ہی
[illegible] کرتے ہو ہمارے بھی قتل کا ارادہ رکھتے ہو خونریزی ہمارے عزیزون کی ہمارے سامنے
جائز رکھتے ہو ہان صاحب جب معشوق اپنے عاشق کے پاس آتا ہی اُس کی ایسی ہی قدر و منزلت
ہوتی ہی ایسے ہی سامان اُس کے واسطے کیے جاتے ہین اُس کی اور اُس کے عزیزون کے قتل
کی فکر کی جاتی ہی معشوق کی یہی توقیر کی جاتی ہی یہ خوبی زمانہ ہی جس کو دوست خیال کیجیے اُس سے
یہی امور دشمنی ظہور مین آتے ہین جس عاشق کو وفادار و نازبردار تصور کیا جائے وہی عوض وفا
دغا کرتا ہی اور عوض جان نثاری خواہان قتل محبوب ہوتا ہی تلون مزاجی بھی واسطے انسان کے
خصوصاً واسطے مردون عاشق پیشہ کے نہایت بری ہی کچھ زیادہ زمانہ نہین گذرا ہی دو چار دن بھی نہین
گذرے ہین کہ تمنے تاریک سیاہ رو جادو کو بھیجا تھا وہ ہمارے لینے کو آیا تھا بیقراری و بیتابی
و اضطراب تمہارا ہمارے عشق مین ظاہر کرتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے ملکہ بہار تمہارے
عشق مین گوہر جادو کا غیر حال ہی قریب المرگ ہی جدائی تمہاری اُس کی ہلاکت کی باعث ہی چلو
ہمکو بلایا ہی مین تمہارے لینے کو آیا ہون مین نے تو اُس کو روبرو اپنی نانی کے بعد اسکے کچھ جواب
نہ دیا تھا الا ہماری نانی صاحبہ نے ہمکو تمہارے پاس نہ آنے دیا تھا اُس ساحرہ نے زبردستی و بزور
میرے لیجانے کا ارادہ کیا تھا اور ہمکو سے سختی کی تھی اُسوقت ... جادو کو ناگوار ہوا تھا
اُس نے تاریک سیاہ رو جادو کو بعد جنگ بسیار قتل کیا تھا یہ امر ہمکو ناگوار ہوا تھا معاملہ ارادہ
کیا تھا کہ پوشیدہ طور سے کسی وقت ہم خود چلینگے اسوقت ہم یہان جو بصورت برق آئے
ہمکو دشمن جان کر ہمپر تمنے سحر کیا ہمارے قتل کرنے کا ارادہ کیا بعوض شکرگزاری و احسان
ماننے کے بہتر یہ سلوک کیا اُٹھا یا اس پر بھی اکتفا نہوگی دیکھیے آئندہ قتل ہوتے ہین یا اسیر کیے
جاتے ہین بالفعل تو ہمارے بزرگ و محسن عزیز ہمارے روبرو قتل ہونے کو ہر جادو نے کہا کہ

اے ملکہ مین نے احتمالاً اور صرف تمھارے چھیڑنے کے واسطے یہ کہا تھا بھلا مین تمکو اپنے
ہاتھ سے کیا قتل کرونگا ہرگز ہاتھ میرا اسپر نہ اٹھیگا کسی عاشق نے بھی اپنی معشوقہ کو
قتل کیا ہی کہ مین تمکو قتل کرونگا پھوٹین وہ آنکھین جو تمھین بنظر قتل و رنج و صدمہ دیکھین
اور ٹوٹین وہ ہاتھ جو تمھارے قتل کے واسطے اٹھین مین تو خود تمھارا کشتہ تیغ فراق ہون حالانکہ
تمھاری نانی اور تمھاری خالہ زاد بہن نے شرکت طلسم کشا کی ہی طلسم کشا کو واسطے حصول تیغہ و نا
و لوح طلسم زلزلہ کے ادھر لائی ہین مجھپر واسطے میرے ہلاک کرنے کے برق بارگری ہین تباہی
و بربادی طلسم زلزلہ پر انھون نے کمر باندھی ہی اور مین نے اُنکو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی
لیکن تمھاری خاطر سے اُنکو قتل نکرونگا الا انکو اسیر کرکے انکی بقا و فنا کی اطلاع خداوند
و نائب خداوند کو ضرور دونگا او طلسم کشا کو ابھی تمھارے سامنے قتل کرونگا تمنے عاشق نوازی
کی کہ یہان آگئین تمھارے یہان آنے سے اسوقت کیا کہون جو مسرت حاصل ہی عالم غصہ و قہر و
غضب میرا دفع ہوگیا ہی تمھاری صورت زیبا دیکھکر از خود رفتہ ہوگیا ہون جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی
ہزارون ساحر قتل و ہلاک ہو رہے ہین مگر مین تمھین کو دیکھ رہا ہون اس کشت و خون کی طرف
توجہ بھی نہین کرتا ہون خوشا مقدر میرا کہ تم میرے پاس آگئین مین تو مشتاق جمال تھا ملکہ بہار
گل پوش جادو نے جواب دیا کہ بس بس زیادہ دروغ گوئی اچھی نہین ہرگز ہمین یقین نہین کہ
تم ہمارے عاشق صادق ہو زبانی اقرار عاشقی کرتے ہو مگر دل مین تمھارے کینہ ہی گوہر جادو نے
کہا کہ اے ملکہ قسم ہی خداوند ہو دسمر مست جادو کی مین تمھارا دشمن نہین ہون دل سے
دوست و عاشق ہون غرضکہ تا دیر اسی طرح گوہر جادو معذرت و اظہار عاشقی کرتا رہا اور ملکہ بہار
نے اُسکو باتون مین متوجہ کیا اور دل کو اُسکے اپنی زلف تقریر مین الجھایا یہان تک کہ بحرین جادو
بزور سحر زیر زمین قطع راہ کرکے بہزار دشواری و مشکل اندرون مکان گوہر جادو خاص اس
چمنستان مین زیر نگینہ پہونچا جہان چار لوحین گلدستون مین رکھی ہوئی تھین اور نگہبان کوئی
نہ تھا گوہر جادو بھی اپنے مکان مین نہ تھا میدان مین برائے جنگ گیا تھا ملکہ بہار سے وہان
باتون مین مصروف تھا اُسکا محو دیدار تھا بحرین جادو نے اُبر سحر سے جو بالاے نگینہ قایم و محیط تھا
بچکر برجوع قلب خداوند عالم و عالمیان سے یون دعا کرنے لگا کہ اے معبود حقیقی واے کارساز و
بندہ نواز و اے مسبب الاسباب تجھپر ظاہر ہی کہ مین مطیع دین اسلام ہون ہرچند کہ کلمہ طیبہ مین نے
اپنی زبان پر جاری نہین کیا ہی مگر تجھکو وحدہٗ لاشریک و خداے زمین و آسمان جانتا ہون عہد کرچکا
ہون کہ بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرونگا بغرض نصرت دین اسلام مین نے
شرکت طلسم کشا اختیار کی ہی اور برائے حصول لوح طلسمی بہزار دشواری ہزار بلاؤن اور آفتون سے
بچکر یہان تک آیا ہون چاہتا ہون کہ درمراد میرے ہاتھ آئے یہان چار گلدستون مین چار لوحین
رکھی ہین یہ جانتا ہون کہ ان چارون مین ایک لوح طلسم زلزلہ اصلی ہی اور تین نقلی ہین مگر یہ نہین معلوم
کہ اصلی لوح طلسمی کون ہی اگر ہر سہ لوحہاے مصنوعی و نقلی سے کوئی لوح اٹھالونگا تو یقیناً ابھی
اسیر ہوجاؤنگا چاہتا ہون کہ تو اپنی قدرت کاملہ سے اسوقت میرے دل مین شناخت لوح اصلی
کی پیدا کردے یا میرے ہاتھ کو جانب لوح اصلی دراز کرادے تاکہ جب تک گوہر جادو یہان
آئے مجھکو درمراد حاصل و دستیاب ہوجائے یہ دعا جو برجوع قلب کی بوجہ نیت بخیر ہونے کے

درگاہ خدا میں مستجاب ہوئی ہاتھ جو واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ کے بڑھایا قدرت خدا سے
اسی لوح پر ہاتھ پڑا جو لوح طلسم زلزلہ اصلی تھی بحر دا اٹھا لینے لوح طلسمی اصلی کے اس ابر قائم و
محیط میں سے برق ظاہر ہوئی صدائے رعد بزور و شور آئی بحرین جادو فی الفور غرق زمین ہوا
وہ برق اس منگیر سے وغیرہ پر گری سب گلدستون وغیرہ کو اس نے جلا دیا بعدہ سوسے ابر سے
صدائے افسوس آئی چمن رنگا رنگ بھی جل گئے ایک لوح طلسمی کے نہونے سے
رنگ دگرگون ہوگیا ابر متفرق ہوگیا مگر دفع نہوا بحرین جادو لوح طلسمی کو ایک رومال میں لپیٹے
ہوے راہ نقب سحر سے باہر نکل کر سوے صاحبقران کشورستان چلا جب قریب اسیر با توقیر پہونچا
ملکہ بہار گل پوش جادو نے گوہر جادو سے کہا کہ غضب ہوا تم مجھسے باتون میں مصروف
ہوے میرے محو دید ہوے بحرین جادو لوح طلسمی لے آیا دیکھو وہ لوح طلسم زلزلہ رومال میں
لپیٹے ہوے لیے جاتا ہے افسوس مفت لوح طلسمی تمہارے قبضہ سے نکل گئی کاش اسوقت تم
مجھسے ہمسخن نہوتے حفاظت لوح طلسمی کرتے مجکو یہان آنے کی خوشی میں ملال ہوا جاتا اگر ممکن
ہوسکے تو بحرین جادو سے لوح طلسمی چھین کر پھر اپنے قبضے میں کرو گوہر جادو نے یہ تقریر
ملکہ بہار گل پوش جادو نے جو سنی اس عالم حیرت سے ہوش و حواس میں آگئے یا مانند خفتہ و غافل
کے بیدار و ہوشیار ہوکے سوے بحرین جادو نظر کی اور مانند سیماب کے بیتاب و بیقرار اور از حد
غضبناک ہوکر جانب بحرین جادو بصد سرعت یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او بحرین جادو ارے غضب کیا
میری عدم موجودگی میں لوح طلسم زلزلہ تو نے لے لی بڑی دلیری و جسارت کی میرے ابر سحر
وغیرہ بلاؤن سے بھی نہ ڈرا اسطرح جانا ہوا کیونکر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئی ٹھہر او ظالم کہ میں پہونچا
مجھسے بھاگ کر کہان جائیگا یہ کہکر اسی عالم اضطراب و بیتابی میں تین چار دانے جو یاقوت احمر
کے کنٹھے میں باقی تھے ان کو اپنی گردن سے جلد نکال کر ہر ایک پر اسماے سحر دم کرکے پہلے
ایک دانہ گوہر جادو نے بحرین جادو پر مارا چونکہ اس کے پاس لوح طلسمی تھی سحر نے تاثیر
نہ کی گوہر جادو نے جھلا کر دوسرا دانہ یاقوت احمر بھی بدستور مرقوم اس پر مارا اس دانہ یاقوت
سحر نے بھی کچھ اپنا اثر نہ دکھایا اس اثناے میں بحرین جادو نے بعجلت تمام جلکے لوح طلسمی
مذکور گردن میں صاحبقران کشورستان کے ڈالدی پھر لوح کو تن صاحبقران سے مس کیا
اور عکس بھی ان کے اعضا پر ڈالا ببرکت اسماے لوح طلسمی کہ اسماے خداوند عالم تھا سحر جا
اس پر کندہ تھے صاحبقران پر سے سحر دفع ہوا ہوش آئے اپنے تئین بالاے زمین پڑا ہوا
دیکھا بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مبارک ہو کہ لوح طلسمی بصد کوشش و ہزار
دشواری و مشکل سے اس غلام نے لاکر آپکے گلے میں ڈالدی ہے اب اچھے گوہر جادو ادھر آتا ہے
اس پر عکس لوح ڈالیے علاوہ اس کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو پر عکس لوح طلسمی
بعجلت ڈال کر ان کے تنون سے لوح کو مس کر دیجیے تاکہ ان کو ہوش آجائے صاحبقران
موصوف نے موافق کہنے بحرین جادو کے فی الفور زمین سے اٹھکر عمل کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ مجمر جادو کو ہوش آیا سحر برطرف ہوا دونون ہوشیار ہوکر اٹھیں اس عرصے میں گوہر جادو
بھی قریب آگیا بحرین جادو نے للکار کر اس پر گولہ فولادی سحر دم کرکے مارا ملکہ بہار گل پوش
جادو نے گلدستہ سحر مارا مجمر جادو نے ترنج سحر مارا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کارد لگائی

چارون ساحرہ ساحرہ نے یکبارگی اُس پر سحر کیے گوہر جادو برق بنکر سوے فلک گیا وہان سے
پھر برق بنکر اپنے دشمنون پر گرا پھر ایک غرق زمین ہوا بعدہ کہ بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
وغیرہ زمین سے باہر آئے گوہر جادو نے غضبناک ہوکر وہ دو دانے بھی بار بار سحر دم کرکے
بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر مارے پھر ایک قبل شق ہونے دانہ ہاے یاقوت
مذکور کے غرق زمین ہوگیا جان بچاکر میدان جنگ سے نکل گیا صاحبقران کشورستان لیے مرکب
پر سوار ہوکر گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار ہو جا کہ ہم آگئے ہین دیکھا
تو نے کہ عنایت الٰہی سے کیونکر لوح طلسمی ہمکو دستیاب ہوئی اب تو ہمارا کیا کر سکتا ہے دیکھ یہ لوح
طلسمی ہمارے گلے مین ہے او مغرور تجکو بہت غرور تھا کہ مجھسے کوئی لوح طلسمی لے نہین سکتا دیکھا
تو نے کہ کیونکر لوح طلسمی ہم تک پہونچ گئی اب خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب آگئی یہ نعرہ
کرکے آگے بڑھے گوہر جادو گھبرایا چاہا کہ جان بچاکر نکل جائے لیکن ممکن نہوا کیونکہ ایک جانب سے
بحرین جادو دوسری سمت سے ملکہ بہار گل پوش جادو تیسری جانب ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
چوتھی طرف سے طلسم کشا نے گھیر لیا چاہا کہ غرق زمین ہوکر بھاگ جائے ملکہ محیر جادو نے ناریل پر
سحر دم کرکے جلد زمین پر مارا زمین سنگلاخ ہوگئی غرق زمین نہوسکا مجبور ہوا اسی اثنا مین
چارون ساحران مذکور نے پے در پے اسباب سحر پر سحر دم کرکے گوہر جادو پر ناریل و ترنج و نارنج
و گولہ فولادی وغیرہ لگائے صاحبقران نے پڑھکر اُس پر لوح کا عکس ڈالا سحر بھولا ساحرون کے
سحرون مین مبتلا ہوگیا خواجہ طیفور گردپا نے گلیم سے رخ اپنا ظاہر کیا پھر گلیم اتار کر کمند زنبیل سے
نکال کر حلقہ حلقے کمند مین سوزن اُس کی زبان مین دےکر اسیر کیا گوہر جادو نے ہرچند اعدا سے نکلنا چاہا
جانبر نہوسکا عکس لوح طلسمی سے زیادہ تر مجبور ہوگیا آخر لاچار ہوکر اسیر ہوگیا بعد اسیر کرنے ساحر
مذکور کے خواجہ نے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تامل کرو
ہم پھر اس کو ہدایت کرتے ہین شاید یہ ساحر زبردست اب بھی راہ راست پر آئے خواجہ طیفور گردپا
نے فی الفور منڈھی حضرت دانیال کی زنبیل سے نکال کر وہین استادہ کرکے اندر منڈھی کے
اُس کو ڈالکر پھر جالے منڈھی اور رسن ہاے منڈھی سے بھی دست و پا اُس کے محکم باندھکر
عرض کیا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے صاحبقران خاموش تھے ادھر بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ محیر جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے دو چار سحر جو ساحران لشکر گوہر جادو پر کیے وہ تاب و
تحمل اُن کے سحرون کی نہ لاکر ہلاک ہونے لگے آخرکار گوہر جادو کو اسیر دیکھکر اور بحرین جادو وغیرہ
سے مجادلہ و مقابلہ کی قوت و طاقت اپنے مین نہ پاکر امان طلب ہوے صاحبقران ممدوح نے
فرمایا کہ امان تم سب کو بشرط قبول دین اسلام یا بشرط مطیع دین اسلام ہونے کے دی جائے گی سب نے
عرض کیا کہ جو آپ کا حکم ہوگا ہم بجا لائین گے اُسوقت صاحبقران کے حکم سے ساحران لشکر
گوہر جادو کو امان دی گئی گیارہ ہزار ساحران پاکر خادمانہ حاضر خدمت صاحبقران ہوے
سب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہون کیونکہ واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی
دین اچھا نہین ہے ورنہ ابھی ہم مطیع دین اسلام رہین آپ کے دشمنون سے لڑنا ہے طلسم زلزلہ
کے ساحرون سے مقابلہ کرنا ہے بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو جائین گے اگر اسوقت
کلمہ اپنی زبانون پر جاری کرین گے تو سحر بھول جائین گے صاحبقران موصوف نے بحرین جادو

وغیرہ کی راے سے فرمایا کہ اچھا بالفعل مطیع دین اسلام ہو آئندہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہونا سب نے
منظور کیا امیر با توقیر نے بعد الطاف و عنایت ان سے کہا کہ لاشے اس میدان جنگ سے اٹھاؤ
اور شمار کرو کہ جانبین کے کتنے کتنے ساحر جنگ میں کام آئے ہیں حسب الحکم انھون نے میدان جنگ
سے لاشون کو دور کرکے جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار ساحران نابکار سپاہ گوہر جادو کے اور
پانچسو ساحر لشکر بحرین جادو کے کام آئے جب میدان مصاف لاشون سے صاف ہو چکا
تھا صاحبقران موصوف ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
و بحرین جادو کرسیون پر عنبر پیر منتھی کے اسباب سحر استیلائے ہاتھون میں لیکے بیٹھے صاحبقران
موصوف نے لوح طلسمی اپنے دست حق پرست میں لے کے خواجہ سے کہا کہ زبان گوہر جادو
سے سوزن کو نکالو خواجہ نے حکم کی تعمیل کی صاحبقران کشورستان نے گوہر جادو سے کہا کہ ملکہ
گوہر جادو دیکھا تو نے قدرت و ید دوالجلالت پروردگار عالم و عالمیان کو کہ ہم کو تسخیر کیونکر فتحیاب
کیا لوح طلسمی کیونکر ہمکو دستیاب ہو گئی اب کہو کیا کہتی ہو دین اسلام قبول کرو گی یا نہیں یا ابھی مطیع
دین اسلام ہوگی یا اس سے بھی انکار کرو گی اگر تم نے مطیع دین اسلام ہونے سے اور ہماری
اطاعت کرنے سے سرکشی کی تو ہم تمکو ابھی قتل کر ڈالیں گے اور اگر دین اسلام اختیار کرو گی تو ہم
تمکو رہا کرکے تمھاری عزت و توقیر زیادہ کرینگے ہم تم سے بہت خوش ہونگے اُس نے جلیس کی باتیں
سن کر نظر تند و تیز دیکھکر برہم ہو کر جواب دیا کہ اسے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آگاہ ہو کہ تمکو دین اسلام
قبول کرنے اور تمھاری اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اپنا قتل ہونا قبول ہے میں وہ نہیں کہ سلطان
بندگان خداوند سے ہون کہ سوا اسکے میں نہیں ہون کہ تمھاری اطاعت و فرمانبرداری کرون مانند ملکہ
وبدیہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو و خداوند و بندگان خداوند سے مجادلہ
و مقابلہ کرون اور اپنے خداوندی پرستش کو چھوڑ کر تمھارے خدا کی پرستش اختیار کرون میرے
آبا و اجداد ہمیشہ انھیں خداوندی پرستش کرتے تھے میں بھی انھیں کی پرستش کرتی ہون ہرگز دین
آبائی کو ترک نکرونگی ایمان سے آگے جان کی کیا حقیقت ہے ایمان و اعتقاد آبائی سے اگرچہ
جان جاتی ہے کچھ اندیشہ نہیں اس میں بھی میری ناموری کا باعث ہوگا کام طلسم زلزلہ میں یہ خبر
مشہور ہوگی کہ گوہر جادو نے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر اطاعت طلسم کشا اور ملت دین اسلام
اختیار نکی یہ کہکر چاہا کہ سحر سے قید کو دفع کرکے منتھی سے نکل جائے بحرین جادو و ملکہ وبدیہ
سحر ساز جادو وغیرہ سے مقابلہ کرکے ان کو قتل و اسیر یا زخمی کرکے عوض دشمنی کا ان سے لے مگر سحر
یاد نہ آیا دست و پا ہلا کے رہ گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس کی تقریر سن کے
غضبناک ہوکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اس نابکار کے پیٹ پر ایسی لگائی کہ وہ دو ٹکڑے
ہوا ٹکڑے اُس کی لاش کے خاک پر تڑپنے لگے خواجہ نے منتھی اور کرسیان داخل زنبیل کین
بعد تھوڑی دیر کے گوہر جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا اس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر زبردست
ظاہر ہوئی یعنی ہوا سے تند و تیز چلی آندھی سیاہ زور و شور سے آئی گرد و غبار بلند ہوا تاریکی محیط
ہوئی بڑے بڑے درخت صحرا جڑون سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے ابر سیاہ بھی سوے فلک پیدا ہوا
بجلی بکثرت چمکی صدائے رعد بلند ہوئی پھر سنگ باری و برف باری ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ
آفت ہویدا رہا بعدہ مطلع صاف ہوا گوہر جادو کے سحر کے بیرون نے گوہر جادو کے ہی نام سے

یا آواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجھکو کہ نام میرا گوہر جادو
تھا اور مین محافظ لوح طلسم زلزلہ تھا لوح طلسمی مذکور قبضہ طلسم کشا مین ہوگئی اب یہ طلسم زلزلہ
ضرور فتح ہوجائے گا ہر چند مین نے طلسم کشا کو قتل و اسیر کرنا چاہا مگر ممکن نہوا مراد دلی بر آئی کمیری
جان گئی یہ کہکر وہ بحر سحر کے نالہ و فریاد کرتے ہوے سوے دربار استغراق جادو نائب خدا وندہ ود
بہر مست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا بالفعل حال
صاحبقران کشورستان وغیرہ لکھا جاتا ہے کہ بعد مرنے گوہر جادو کے جو مکان و عمارت باغیچہ وغیرہ
اُس کے سحر سے پیدا و ظاہر تھے وہ نیست و نابود ہوگئے صرف اصلی مکان و اشیاے اصلی باقی ہیں
خواجہ طیفور کردیا نے مکان گوہر جادو مین جاکر جو کچھ زر و جواہر و ظروف وغیرہ سے وہان پایا سب
داخل زنبیل کیا اور کہا کہ یہ ساحر نابکار ہر چند کہ نامی و نامدار و ذی وقار و زبردست تھا مگر تہیدست و
محتاج تھا مال دنیا سے کچھ زیادہ اپنے پاس نرکھتا تھا یہ کہکر مکان گوہر جادو کو لوٹ کر نقش بوریہ بھی
زمین پر باقی نرکھکر منھ پھلائے ہوے چین بجبین روبروے صاحبقران ذیشان آئے بحرین جادو
نے مسکرا کر کہا کہ خواجہ اسوقت تو مال و اسباب گوہر جادو سے زنبیل آپ کی بھر گئی ہوگی کیونکہ گھر اُس کا
آپ نے لوٹ لیا ہے پے درپے چال الیاسی آپ نے مارے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو
آگاہ ہو کہ یہ ساحر نابکار نہایت غریب و محتاج تھا کچھ اس کے گھر مین نہ تھا عبث ہم اس کے گھر مین گئے
کوئی شئے مال دنیا سے ہاتھ نہ آئی بلکہ کچھ اپنا ہی نقصان ہوا کچھ اشیاے قیمتی قسم جواہرات سے زنبیل
سے گر گئین جو ان کے ضائع و تلف ہونے کا صدمہ ہے صاحبقران موصوف و بحرین جادو وغیرہ
خواجہ کی گفتگو سنکے مسکرائے بعدہ تھوڑی دیر تک باتین ہنسنے ہنسانے کے لیے باہم ہوئین پھر ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و تجمر جادو نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر اب
یہان سے مکان آفاق جادو و صدف جادو پہ چلیے وہان توقف کیجیے امیر با توقیر کو اُن کی صلاح
پسند آئی اُسیوقت وہان سے مع سپاہ ساحران و نیز اپنے ہمراہیون کے سوے مکان آفاق جادو
مرکب پہ سوار ہو کر بصد خوشی و فتح یابی روانہ ہوے بعد قطع راہ ملکہ آفاق جادو کے مکان پر پہونچے
ملکہ تجمر جادو مکان مین لے گئی پھر صاحبقران موصوف و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و
ملکہ بہار گل پوش جادو و صدر مکان مین علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے خواجہ طیفور کردیا بھی ایک
کرسی چوبی پر روبروے صاحبقران با دب بیٹھے اُسوقت ملکہ تجمر جادو نے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو اب
صدف جادو و ملکہ آفاق جادو ہمارے خالہ زاد بھائی اور خالہ کو زنبیل سے نکلوا کر اُن کو ہدایت
دین اسلام کیجیے عجب نہین کہ وہ بانشاء ہم سب کے مطیع دین اسلام ہو کر آپ کے شریک ہون صاحبقران
کشورستان نے عرض اُس کی پذیرا کر کے خواجہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صدف جادو و آفاق جادو
کو زنبیل سے نکالو تاکہ اُن کو ہدایت دین اسلام کرین حسب الحکم خواجہ نے اُن کو زنبیل سے نکالا تو
اُنھون نے متحیر ہو کر جانب صاحبقران و خواجہ طیفور کردیا وغیرہ دیکھا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے
کہا کہ اے ہمشیرہ آگاہ ہو کہ یہ صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہین اور یہ خواجہ طیفور کردیا ہین
عیار نامدار و ذی وقار ہین انھون نے ملکہ تجمر جادو کی صورت بنکر یہان تمھارے فرزند صدف جادو
کے ساتھ آکر تمھارے فرزند کو بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا پھر صدف جادو کی صورت بنکر تمکو
بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا اور تیغہ فنا جو تمھارے قبضے مین تھا اُس کو اپنے قبضے مین کیا بعدازان

یہاں سے ہمراہ صاحبقران ہوئے سب نے جاکر گوہر جادو کو بہ جنگ بسیار اسیر کیا لوح طلسمی دستیاب
ہوئی گوہر جادو نے اطاعت اختیار نہ کی اسوجہ سے وہ قتل کیا گیا تمام لشکر اس کا جو قتل ہونے سے بچا تھا وہ
امان طلب ہو کر فرمانبردار ہوا انجام یہ کہ صاحبقران کو اور صدف جادو کو زنبیل سے نکالا ہے لازم ہے کہ اطاعت
صاحبقران اختیار کرو میری طرح مطیع دین اسلام ہو یہ کہکر خاموش ہوئی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے لوح طلسم زلزلہ و تیغہ فنا اس کو دکھا کر کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یقین ہے کہ
جلد تر طلسم زلزلہ فتح ہو جائیگا زمانہ اس کے فتح ہونے کا قریب آگیا ہے یہ لوح طلسمی اور تیغہ فنا ہمکو
ملگیا ہے تمکو اور تمہارے فرزند صدف جادو کو لازم و مناسب ہے کہ اپنے دین آبائی باطل کو ترک کرو
دین اسلام کہ دین حق ہے اختیار کرو اپنے خالق و پروردگار عالم کو پہچانو اسی کو سجدہ کرو کہ قابل سجدہ
وہی ہے بجز اس کے کوئی خدا نہیں ہے اسی طرح تا دیر ہدایت دین اسلام کی ملکہ آفاق جادو اور
صدف جادو دونوں سنا کیے آخر نتیجہ ہدایت و رہنمائی یہ ہوا کہ زنگ کفر دونوں نامبردہ بالا کے
شیشہ ہائے دل سے دور ہوا نور ایمان کی طرف دل حق بین مائل ہوا ملکہ آفاق جادو نے جواب دیا
کہ اے صاحبقران خوش اقبال آپکو تیغہ فنا اور لوح طلسمی دونوں اشیائے لاجواب
دستیاب ہو گئیں ہماری ہمشیرہ صاحبہ نے بسبب عیاری کی غرض ملکہ نجمہ جادو کے خواجہ عمرو کو گرفتار کر دیا تو
بصورت نجمہ جادو یہاں آکے خواجہ نے عیاری ہم دونوں بیسر و مادر کو بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا پھر
جو ہونا تھا وہ ہوا اے ملکہ و بدبہ سحر ساز جادو ہمکو تجھ سے یہ امید نہ تھی عزیز داری و یگانگت میں تمنے
ہم سے دشمنی کی اچھا جو کچھ کیا وہ بہتر کیا اب یا صاحبقران تجھ سے یہ امید رکھتے ہیں نہ میرے فرزند
صدف جادو سے کہ آپکے شریک ہو کر شاہ طلسم زلزلہ ہو و سرمست جادو سے ہم دونوں لڑیں
مقابلہ و مجادلہ اس سے کریں کیونکہ ہم عزیز قریب اس کے ہیں آنکھیں شرم و حیا آئیگی مقابلہ و مجادلہ
اس سے نہ کیا جائیگا نہ اس کے ملازموں سے لڑا جائیگا

شرم دامنگیر ہوگی جیسے
کہتا ہوں کہ حیا بھی ہمیں

ہوں گے باہم کہیں گے کہ ان عزیزان شاہ طلسم نے

برگشتگی و دغا دیکھئے مجھکو

برباد کر دیا ایسے وقت میں بہت غیرت و حیا آئیگی
جائینگے لہذا مجھکو شرکت سے معذور رکھئے

مار رکھا خدا شرم کو شوخی نے تمہاری
محجوب کیا شرم کو شوخی نے تمہاری

ہمکو اور ہمارے فرزند صدف جادو کو

تیرے ہیں نقش کف پا دیکھئے مجھکو

سے آگاہ کیجیے اپنی زندگی تا خدا
الٰہی میں بسر کروں اسی اپنے

ہیں مری شمع ہیں
در پیش اپنے الم ہیں

صدمے ہیں تجھے صدمے ہیں ہزاروں مجھے غم ہیں
ہر آن تلاش مجھ پہ نئے جور و ستم ہیں

تقریر سنکے بہت خوش ہو

وان دل سے اوجھی ہے جفا دیکھئے مجھکو

مسلمان کیا اور عقائد
تقریر و ناقلان داستان بے نظیر اس داستان بے عدیل کو یوں بیان کرتے ہیں
جاری کرتے ہیں بصدق سلطان کیوان شکوہ بعد حصول تیغہ فنا و لوح طلسم زلزلہ زیر کوہ بطور بارگاہ
ملکہ آفاق جادو سے مقیم ہوئے ایک شب علیحدہ اپنے لشکر سے ایک خیمہ ایستادہ کراکے درمیان خیمہ
کرکے میں سے اپنا عطر گلاب وغیرہ عطروں سے معطر کرکے اشیائے خوشبو مانند مشک و عنبر وغیرہ قندیل
اسلام عنایت کیا شمعدان یعنی مجمر میں بالائے آتش ڈالکے خوشبوئی اشیائے بخارات سے دماغ اپنا
ہونے کے مجلسے میں برجوع قلب ذکر خدا و عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے تمام شب ذکر خدا میں
دین اسلام سے لائے اور دعا سے فتحیابی طلسم زلزلہ کرتے رہے ہنگام سحر بعد ادائے نماز شکر درود پڑھکر

دیکھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کیجیے ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو نے تازہ سیر گلشن دین اسلام کی ہی اگر مناسب ہو تو انہین کی خوشی کیجیے صاحبقران عالیشان نے روح نے بایا سے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ محجر جادو کو بھی کلمہ شہادتین تلقین کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئی بعدہ آفاق جادو نے صاحبقران نامدار و بحرین جادو و خواجہ طیفور کو دبدبہ و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کی دعوت و ضیافت بعنوان شایستہ کی کئی روز تک مہمان رکھا شاہانہ سامان و عنوان سے کئی روز تک دعوت و ضیافت کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان میرے ماتحت بارہ ہزار ساحر ہین لیجیے اور اپنے فرزند کی شرکت کی عوض مین دس ہزار ساحرون کو مطیع دین اسلام کرکے آپ کی نصرت کے واسطے آپ کے ہمراہ کرتی ہون یہ دس ہزار ساحر مقابل مین سو ہزار ساحرون کے ہین ہر ایک ساحران مین آزمودہ کار و کامل ہی یہ عرض کرکے ساحران مذکورہ کو طلب کرکے اُن کو مطیع دین اسلام کرکے حکم دیا کہ اب تم ہمراہ رکاب صاحبقران ذیشان رہو طلسم زلزلہ مین جہان کہین ساحرون سے جنگ درپیش ہو لڑنا جان نثاری و سرفروشی کرنا سب نے بخوشی منظور کیا بعد چند روز کے صاحبقران ملکہ آفاق جادو سے رخصت ہوکر مع خواجہ طیفور کو دبدبہ و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو اور بائیس ہزار ساحران شور شعار جانب کوہ بلور روانہ ہوے ملکہ آفاق جادو تو اپنی بستی آفاقیہ مین کہ بمنزلہ ایک شہر کم آباد کے تھی حکومت کرتی ہی اور یاد خدا مین شب و روز بسر کرتی ہی اپنے فرزند و زوجہ فرزند کو دیکھکر اپنا دل خوش کرتی ہی مگر اب حال صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد قطع راہ درہ کوہ بلور تک پہونچے پھر وہان مقیم ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہوئین لشکر ساحران فروکش ہوا

...احبقران کشورستان کا بہدایت لوح طلسمی طلسم زلزلہ کے مع اکثر حالات متعلق کیے جاتے ہین

...ہے جفا دیکھ کے مجکو
...گر وفا دیکھ کے مجکو

...یکھلے مجکو
...کے مجکو

کمبخت نے بوسہ کبھی لیا دیکھکے مجھکو
کی غیر نے دانستہ خطا دیکھکے مجھکو
اب دیجیے گا آپ سزا دیکھکے مجھکو

بیکار مجھے خوش کیا بیکار وہ آیا
تسکین مجھے دیکے تو کچھ اور رلایا
الطاف و کرم کرکے ستم اور بھی ڈھایا
جب وصل میں اُس گل کی طرف ہاتھ بڑھایا
جھلایا نزاکت سے ذرا دیکھکے مجھکو

دانتوں کی چمک رخ کی ضیا دیکھ رہے تھے
آئینہ عارض کی صفا دیکھ رہے تھے
کس حسن سے وہ شان خدا دیکھ رہے تھے
کن نخوتوں سے اپنی ادا دیکھ رہے تھے
آئینہ وہیں پھینکدیا دیکھکے مجھکو

بیزار نہ ہو رہنے دو ہم کچھ روز مرے پاس
جان اپنی نہ کھو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
دکھ درد نہ رو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
دشمن سے نہ ہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
آجائے گی اُن کو بھی وفا دیکھکے مجھکو

اس مرتبے گالی ہے دعا میری طرف سے
ظلم اُن کی طرف سے تو وفا میری طرف سے
شک پھر بھی ہے اُن کو بخدا میری طرف سے
کچھ اور انھیں خوف ہوا میری طرف سے
ہاتھوں کی چھڑا ڈالی حنا دیکھکے مجھکو

پوشیدہ کسی سے بھی نہیں دل کی مسرت
آئینہ ہے اے ماہ جبیں دل کی مسرت
ظل میں نہیں ہوتی ہے کہیں دل کی مسرت
چھپتی ہے چھپائے سے کہیں دل کی مسرت
وہ لوٹ گئے بند قبا دیکھکے مجھکو

حیران ہیں اب حال پہ ہنستا ہے بھی میرے
نزدیک پھٹکتا نہیں اب خواب بھی میرے
روتے ہیں مجھے دیدۂ پر آب بھی میرے
اس حال سے جیتا ہوں کہ احباب بھی میرے
اب دیتے ہیں مرنے کی دعا دیکھکے مجھکو

دکھلا کے ادا شرم کو شوخی نے تمھاری
مارا بخدا شرم کو شوخی نے تمھاری
رکھا نہ روا شرم کو شوخی نے تمھاری
مجبور کیا شرم کو شوخی نے تمھاری
سنجاتے ہیں نقش کف پا دیکھکے مجھکو

مانند کلیم آج بھی آنکھیں مری نم ہیں
صدمہ ہے مجھے صدمے ہیں ہزاروں مجھے غم ہیں
کمبخت ہیں اک اور مجھے اتنے الم ہیں
ہر آن تلاش مجھ پہ نئے جور و ستم ہیں
وان دل سے اوپچتی ہے جفا دیکھکے مجھکو

راہروان منازل خوش تقریر و ناقلان داستان بے نظیر اس داستان بے عدیل کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد حصول تیغہ فنا و لوح طلسم زلزلہ زیر کوہ بطور بارگاہ فرسا میں مقیم ہوے ایک شب علحدہ اپنے لشکر سے ایک خیمہ ایستادہ کراکے درمیان خیمہ [illegible] لباس اپنا عطر گلاب وغیرہ عطروں سے معطر کرکے اشیاے خوشبو مانند مشک وغیرہ و قرنفل وغیرہ کے آتشدان یعنی مجمر میں بالاے آتش ڈال کے خوشبوئی اشیاے بخارات سے دماغ اپنا معطر کرکے خیمے میں برجوع قلب ذکر خدا و عبادت الٰہی میں مصروف ہوے تمام شب ذکر خدا میں بیدار رہے اور دعاے فتحیابی طلسم زلزلہ کرتے رہے ہنگام سحر بعد ادائے نماز صبح درود پڑھ کر

لوح طلسم زلزلہ کو اٹھا کر اپنی پیشانی نظر بالائے لوح مذکور کی کہ اس جگہ سے کس جانب برائے فتح
دربند اول طلسم زلزلہ جاؤں لوح مذکور نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشائے طلسم زلزلہ اگر تجھکو مدد
و تائید لت خدا سے لوح طلسمی دستیاب ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس جگہ سے جانب شمال روانہ ہو مگر تنہا
ہی جانا کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جانا اثنائے راہ میں کوئی کام بغیر دیکھے لوح طلسمی کے نکرنا اپنے لشکر کو
یہیں چھوڑ جانا احباب میں سے بھی کسی کو ساتھ نہ لینا اگر عیار طیفور کردیا ہمراہ چلنے کا ارادہ کرے
تو اس کو بھی ساتھ نہ لینا اگر وہ پیچھے پیچھے تمھارے دور دور رہے تو چنداں مضائقہ نہیں ہے
سوا اس کے اور کسی کو اتنی بھی اجازت نہ دینا کہ وہ تمھاری ہمراہی میں گو دور دور رہے کیونکہ
یہ مقدمہ طلسم ہے طلسم کشا کو لازم و مناسب ہے کہ تنہا سوئے دربند طلسم یا در حلقہ طلسم جائے خبردار
ہوشیار رہے دشمنوں کے دام فریب میں گرفتار نہو جس جگہ ضرورت ہو لوح کو دیکھے موافق ہدایت
لوح کہ رہنمائے راہ طلسم ہے عمل کرے لوح کے دیکھنے سے غافل نہو ورنہ باعث خرابی و اسیری کا
ہوگا صاحبقران ذی وقار مسلم لوح طلسمی سے آگاہ ہو کے لوح کو زیر قبا اپنے سینے پر
رکھکے رشتہ لوح گردن میں ڈال کے اس خیمے سے باہر آئے اور بحرین جادو و ملکہ دہدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور کردیا سے حکم لوح بیان کرکے فرمایا کہ ہم تو یہاں سے
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب شمال برائے فتح دربند اول طلسم زلزلہ جاتے ہیں تم سب اسی جگہ
قیام پذیر رہنا الا اگر راہ میں ساتھ دیا تو یہاں سے آگے جانا بغیر راستہ صاف و پاک ہونے دشمنوں کے
اس مقام سے کہیں نہ جانا اور ہمارے واسطے دعائے فتح و ظفر کرنا کیونکہ مقدمہ فتح طلسم نہایت
سخت و دشوار ہے سب نے عرض کیا ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ کو تنہا جانے دیں اور ہم سب اسی جگہ
رہیں صاحبقران ذیشان نے جواب دیا کہ ہمکو لوح طلسمی سے یہی ہدایت کی ہے کہ اکیلے سوئے
شمال جاؤ کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤ پس ہم خلاف حکم لوح طلسمی تم سب کو اپنے ہمراہ کیونکر
لے جا سکتے ہیں بحرین جادو و ملکہ دہدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے تو عرض کیا
کہ اچھا آپ حسب ہدایت لوح طلسمی عمل کیجیے تنہا یہاں سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ جائیے
ہم اسی جا قیام پذیر رہیں بذریعہ طائران سحر آپ کے حالات سے ہمیں اطلاع ہوتی رہے گی کیفیت
راہ سے بھی آگاہی ہوتی رہے گی وقت ضرورت راستہ صاف ہو کر ہم سب آپ کی خدمت میں
پہونچا کریں گے مگر خواجہ طیفور کردیا نے عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہ جان نثار و وفادار
آپ کے ہمراہ ضرور چلے گا ہرگز آپ کو تنہا دشمنان جان میں نہ جانے دے گا ہمراہی اس خادم کی
بکار آمد حضور ہوگی راہ طلسم میں جابجا مکر و فریب ساحران نابکار و دشمنان خونخوار سے حتی الامکان
بچائے گا عیاری و مکاری کرے گا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے برادر وفادار حکم
لوح طلسمی سے ہم لاچار ہیں ورنہ ہم تمکو اپنے ہمراہ ضرور لے جاتے تنہا برائے فتح طلسم زلزلہ نجاتے
واقعی اگر تم ہمارے ساتھ چلتے تو ہر جگہ ہمکو دشمنوں کے شر و فساد سے بچاتے سوا اس کے
تمھارے ہمراہ ہونے سے ہمکو ہر طرح کی راحت ہوتی مطلق تکلیف نہوتی تمھاری رائے سے
جا بجا راہ طلسم میں کام کرتے مگر لاچار ہیں کہ حکم لوح طلسمی یہی ہے کہ اکیلے جاؤ کسی کو اپنے ساتھ
لے کر نہ جاؤ خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کا فرمانا بجا و درست ہے لیکن میں ضرور چلوں گا وائے پر
اس خادم و جان نثار پر کہ اپنے مالک و آقا کو اکیلا دشمنوں میں جانے دے اور خود ساتھ نجائے

اگر آپ مجکو ساتھ نہین لیے جلتے ہین تو اتنی ہی اجازت دیجیے کہ عقب سواری حضور بہت دور دور رہون آپکے حال سے تو آگاہ رہون صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ ہم اسکی بھی تمکو اجازت نہین دیتے ہین الا تمکو اس بارے مین اختیار ہی خواجہ یہ سنکے خوش ہوے دل مین خیال کیا کہ اگر زبان سے نہ کہا اور اس بارے مین اختیار دیا تو گویا میری مراد دلی برآئی یہ خیال کرکے خاموش ہوے صاحبقران سب سے رخصت ہوکر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوکر موافق ہدایت لوح طلسمی جانب شمال یکہ و تنہا روانہ ہوے ہر ایک نے دعاے فتح و ظفر کی جب صاحبقران دور تر چلے گئے خواجہ طیفور گردپا بھی بصورت مبدل بانے تمام عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے عقب صاحبقران سب سے رخصت ہوکر روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا اس جگہہ اول حال صاحبقران بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو حسب ہدایت لوح طلسمی سمت شمال روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر کوہ و صحرا کرتے ہوے جا بجا مشاہدہ قدرت خدا و ثناے خدا کا کرتے ہوے گھوڑے کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے دوپہر روز تک برابر رہروی کرکے ایک صحراے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار رشک باغ پر بہار ہی دامن صحرا مین ایک کوہ سنگ مرمر کا ہی اُس پر جو آفتاب کی ضیا پڑتی ہی ایسی چمک ہوتی ہی کہ گویا برق چمک جاتی ہی صحراے سبزہ زار اُس روشنی و چمک سے پر نور و روشن ہوتا ہی درہ کوہ سنگ مرمر قابل دید ہی دور سے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہی کوہ مذکور مانند دل مومن و عارف کے صورت آئینہ صاف و پر نور ہی اُس کی طرف دیکھنے سے نظر خیرگی کرتی ہی سبزہ صحرا نہایت تازہ و شاداب ہی نرم و نازک ایسا ہی کہ فرش مخمل سبز اُس کی نرمی و سبزی سے شرمندہ و خجل ہی باوجود وقت نصف النہار ہونے کے اُس صحرا مین ہواے سرد چل رہی ہی جا بجا گلہاے خودرو طرح طرح کے شگفتہ ہین بہار اپنی دکھا رہے ہین ہر ایک گل سے رنگ قدرت خدا و صنعت صانع لم یزلی ہویدا و آشکار ہی طایران صحراے سبزہ زار اپنی زبان مین حمد و ثناے پروردگار خالق لیل و نہار کر رہے ہین ہر ایک طایر خوش الحان ہی مختلف رنگ و آواز رکھتا ہی صاحبقران عالی وقار اُس صحراے سبزہ زار کی سیر کرکے بہت خوش ہوے اور اُس کو دیکھکر ملاحظہ کرکے شاد دل ہوکر حمد و ثناے الٰہی اپنی زبان پر جاری کرنے لگے چونکہ دوپہر تک برابر قطع راہ کی تھی تشنگی و گرسنگی سے عجب حال تھا خصوصاً خواہش طعام زیادہ تر تھی اُس صحرا مین کوئی شئے ایسی نہ تھی کہ جسکو کھاکر سیر ہوتے لاچار ارادہ کیا کہ چرند و پرند سے کسی چوپاے حلال کا شکار کیجیے یا کسی طایر حلال گوشت قسم کا صید کیجیے اور اُس کے کباب اپنے ہاتھ سے بمجبوری تیار کرکے کھایے بعد ازان اس صحرا سے آگے روانہ ہوجیے ابھی صاحبقران فکر صید و شکار مین تھے کہ ناگاہ ایک آہوے سیاہ نہایت شوخ و چالاک درہ کوہ سے نکل کر صحراے سبزہ زار کے اکطرف خرامان خرامان نہایت شوخی سے چلا چند قدم اُس نے راہ طے کی تھی کہ صداے سم مرکب صاحبقران اُس وحشی کے کان مین گئی چونکنا ہوکر صاحبقران کو دیکھکر جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا صاحبقران نے بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوکر کمان دوش سے ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑکر مرکب کو جولان کرکے تاک کر اُس کے سینے پر تیر مارا وہ تیر کارگر ہوا سینہ آہو پر پڑا اور پیوست ہوا آہو تیر کھاکر زیادہ بھاگا مگر بوجہ زخم کاری سے زیادہ بھاگ نسکا

مجبور ہو کر بالائے سبزہ شاداب گر کر مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بصد خوشی مرکب سے اتر کر خنجر بکف واسطے ذبح کرنے اُس آہوے تیر خوردہ و بسمل کے آگے بڑھے جب اُس کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ ایک ساحر تیر خوردہ مردہ پڑا ہے سینے سے اُس کے لہو جاری ہے یہ واقعہ حیرت افزا دیکھکر نہایت تعجب ہوا وہ تشنگی و گرسنگی اس عالم حیرت میں گویا دفع ہوگئی تھوڑی دیر تک اُس ساحر جوان و کریہ منظر کو نزدیک سے دیکھا کیے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرکے دل میں خیال کیا کہ اے سلطان کیوان شکوہ اس صحرانوردی میں بحالت فاقہ و گرسنگی خیال تھا کہ شکار آہو کرکے اُس کے کباب تیار کرکے کھائیے سیر ہو کر آگے روانہ ہوجیے بعد جستجو و محنت و کوشش ایک آہوے صیاد کو صید بھی کیا تو وہ آہو نہ تھا در اصل ساحر تھا مقدر میں بھوکا پیاسا ہی رہنا تھا دیکھیے اب اس صحرا میں آب و طعام کب میسر ہوتا ہے یہ پہلی ہی منزل ہے صرف اپنے لشکر ساحران سے جدا ہوے دو ڈھائی پہر کا زمانہ گذرا ہے راہ طلسم زلزلہ تمام و کمال طے کرنے میں کیا تکلیف اور صعوبت ہوگی تنہائی برائے صحرانوردی و مسافری اچھی نہیں ہوتی لیکن یہ مقدمہ طلسم کشائی ہے یہاں تنہائی ہی موافق حکم لوح طلسمی ضروری ہے دیکھیں تا فتح یابی طلسم زلزلہ کیا کیا مصائب در پیش آتے ہیں خداوند عالم ہی اعانت و مدد کرے گا تو سب مشکلیں آسان ہونگی ہنوز صاحبقران ذیشان تقریر مرقوم اپنے دل میں کر رہے تھے کہ یکایک درہ کوہ سنگ مرمر سے دو عورتیں ساحرہ ایک ضعیفہ مسماۃ ملسخرجا دو دوسری نوجوان نہایت خوش جمال تازہ عروس مہندی سے ہاتھ پاؤں رنگین ملبوس عروسانہ پہنے ہوے سر برہنہ نالان و گریان سینہ و سر پیٹتی اور نالہ و فغان کرتی ہوئیں باہر آئیں صاحبقران موصوف اُن عورتوں کو دیکھکر متحیر ہوے خیال کرنے لگے کہ نہیں معلوم یہ دونوں عورتیں کون ہیں کیوں اسقدر بیتابی و بیقراری سے نالہ و فغان برلب باحال پریشان چلی آتی ہیں کسی صدمہ و رنج سخت میں مبتلا ہیں کہ ایسی مضطر و نالان ہیں ابھی اُن عورتوں کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ نالہ کنان قریب تر آکر اس ساحر مردہ پر بیتابی و بیقراری سے گریہ و بین کرنے لگیں خصوصاً وہ ساحرہ ضعیفہ اس طرح نہایت بیقراری سے سر و سینہ پیٹکر نالہ و فغان کرکے بین جگر خراش کرنے لگی کہ اے نور نظر پارۂ جگر اے فرزند دلبند اے آہوے جادو افسوس ہزار افسوس کہ اس نوجوانی میں تیر کھا کر تو نے رحلت کی تجھ ماں دکھیا کو واسطے رونے پیٹنے کے چھوڑا اپنے ساتھ مجھے نہ لیا تو ہی میری ضعیفی کا عصا تھا تو ہی میرا نور نظر تھا تیرے مرنے سے جہان میری نظروں میں تیرہ و تاریک ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے آنکھوں کی بینائی تیری رحلت سے جاتی رہی ہے درد جگر سے قوت نشست و برخاست باقی نہیں ہے ہائے اے تازہ دولہا اے میرے بچے اکلوتے کس بیدرد و ظالم نے تجھ ایسے نوجوان نئے دولہ کو بے جرم و خطا تیر لگا کر مار ڈالا میری اس بہو نسیان جادو کو کہ چار دن کی بیاہی ہوئی ہے رانڈ کر دیا جس نے تجکو ہلاک کیا ہے وہ بھی جلد کسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوجائے پردۂ دنیا سے اٹھ جائے نام و نشان اُس کا صفحۂ دنیا پر باقی نہ رہے جوانی اُس کی بھی خاک میں ملجائے اُس کی مادر و زوجہ بھی مثل ہم دونوں کے نالہ و فریاد اُس کے غم و الم میں کریں اے میرے کڑیل جوان اے میرے فرزند تیری زوجہ نو عروس تیرے لاشے پر سر کھولے نالان و گریان آئی ہے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ تو سہی تیرے غم میں تیری یا حسن

نئی عروس کی کیا حالت ہوگئی سر کھولے مو پریشان نالان و گریان سینہ و سر پیٹ رہی ہی کچھ اس کو تسکین
دے تیرے غم مین یہ نو عروس بھی زندہ نرہے گی غالبًا مرجائے گی اس رانڈ کی زندگی کیونکر بسر
ہوگی کیا بدقسمت تھی کہ چار ہی دن مین عروس بنکر رانڈ ہوگئی ابھی تو رنگ حنا بھی دست و پا
سے اسکے دور نہین ہوا ہی شرم و حیا بھی نہین گئی ہی گھونگٹ بھی اس نے نہین اُٹھایا ہی
لباس عروسی بھی نہین بدلا ہی حسن و جمال مین لاثانی ہی تجکو اس کا حسن و جمال بہت پسند تھا اسکی
صورت کو دیکھکر خوش ہوتا تھا بے اختیار یہی کہتا تھا کہ میری زوجہ کیا حسین و خوش جمال ہے
کہ رشک پری ہی میری خوبی مقدر سے مجھے ملی ہی اسوقت وہی زوجہ خوب رو تیری تیرے
لاشہ خون آلود پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہی جان اپنی کھو رہی ہی ہائے یہ شادی راس نہ آئی خانہ بربادی
ہوئی تیرے باغ جوانی و زندگی پر دفعتہ خزان آئی اے میرے پیارے بچے کس ساعت بد سے
تو گھر سے بصورت آہو بنکر واسطے ہواخوری کے اس صحرا مین درہ کوہ سے نکل کر آیا تھا کہ پھر گھر مین
جانا نصیب نہوا گھر بار کو چھوڑا جنگل کو بسایا دنیا سے سفر کیا تجھ مادر کی ضعیفی پر کچھ رحم نہ کیا اپنی عروس
نو کا بھی کچھ خیال نہ کیا ہم دونون کی طرف سے منھ کو موڑا ساتھ چھوڑا تو نے تو تیر کسی ظالم کا سینہ
نازک پر کھا کر اس عالم عنفوان شباب مین جان دی قلب و جگر ہم دونون کے سہام غم و الم سے
ایسے زخم رسیدہ ہوئے ہین کہ اندمال ان کا کسی مرہم تدبیر سے نہین ہوسکتا ہی تیرے مرنے کا
وہ داغ جگر مین پڑا ہی کہ اس کا علاج ہو ہی نہین سکتا ہی کسی طرح سے دفع نہین ہوسکتا کوئی
حکیم و طبیب تیرے داغ مرگ کا علاج نہین کرسکتا ہی یہ داغ بعد مرنے کے بھی جگر سے نہ جائے گا
یہ غم تیرا جلد مجکو ہلاک کرے گا اچھا ہی کہ بعد تجھ ایسے نوجوان پسر کے زندہ نہ ہون کیا خوشی ہو
اگر ابھی روتے روتے مرجاؤن بعد مرگ تجھسے ملون کیونکہ بعد تیرے خاک ہی زندگانی دنیا پر
لطف حیات اپنا تجھی تک تھا بعد تیرے لطف حیات باقی نہین رہا ہی دنیا آنکھون مین اندھیر ہی کچھ
سوجھتا ہی نہین ہی ہزار حیف تیرے گلشن شباب پر کیسی خزان آگئی کس کی نظر تجھے کھا گئی کچھ بھی
لطف جوانی نہ دیکھا گیا جلد باغ عالم سے سواری تیری سوے عدم گئی کوئی نشانی عیال سے بھی
سواے اہل نہ چھوڑی اسی طرح تا دیر بین جگر خراش اُس نے ایسے کیے کہ صاحبقران موصوف بھی
اُس کے بین سنکے اور اُس کی بیتابی و بیقراری و گریہ و زاری پر نظر کرکے بے اختیار رونے لگے
بھوک پیاس اپنی بھول گئے بعد آپدیدہ ہونے کے اُس ضعیفہ سے کہا کہ اے غمگین بس اب زیادہ
نالہ و بیقراری و گریہ و زاری نکر صبر کر جو کچھ تیری تقدیر مین تھا اُس کا ظہور ہوا ہمین نے تیرے
فرزند کو تیر مار کر نادانستہ ہلاک کیا ہی یہ خطا ہمین سے ہوئی ہی ہمین نہ معلوم تھا کہ لباس آہو مین
تیرا فرزند ہی ہمنے ظاہر آہو کو تیر مارا تھا باطن کے حال سے ہمین آگاہی نہ تھی کیونکہ وہ بصورت آہو
بزور سحر بنا اور صحرا مین آیا کہ ہمارے تیر سے راہی ملک عدم ہوا خیر اب ہم عذر اپنی نادانستگی کا تجھسے
کرتے ہین ہماری خطا معاف کر دے اور اب لاشہ اس کا اُٹھا موافق اپنے مذہب کے اس کی
میت لے جا آگ مین جلا یا زیر خاک نہان کر رونے پیٹنے سے اب کچھ فائدہ نہوگا لڑکا تیرا زندہ
نہو جائے گا جو اولی سوے عدم گیا اُس کا پھر دنیا مین آنا مشکل ہی ہان اگر خدا چاہے تو اپنی قوت
کاملہ سے ابھی زندہ کر دے اُس کے نزدیک آسان ہی ضعیفہ مذکورہ نے سراپاے صاحبقران
پر نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی نام تیرا کیا ہی واقعی عذر تیرا درست و بجا ہی تو بے خطا ہی

ہمارا تو نے میرے فرزند دلبند کو قتل نہیں کیا ہی پر دہ آہو ہین تو نے اس پر تیر لگایا ہی مگر قاتل میرے
فرزند کا تو ہی ہی ہم دونون عورتین ہین اس نوجوان قوی ہیکل کی میت کو کیونکر اٹھا کین
یہان سے کیونکر لیکے جائین آگ مین تو اپنے گلبدن وگل اندام کو نہ جلاؤنگی لیکن زیر خاک
نہان کرونگی تا زندگی اس کی قبر پر جاکر رویا کرونگی اس اپنے فرزند بلند نشان کے نشان
تربت ہی کو دیکھا کرونگی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ آگاہ ہو کہ ہم مسلمان ہین
سب ہکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین ہم ہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہین تو
پریشان خاطر نہو ہم بھی تیرے فرزند مردہ کی درستی سامان تجہیز مین کچھ شرکت کرین گے
کیونکہ ہمارے ہی ہاتھ سے مارا گیا ہی یہ کہکر شمشیر آبدار سے چند شاخین وٹہنیاں ایک درخت
کی کاٹ دین اور کچھ چھال نرم مانند ستلی یا بلند کے نرم و مضبوط کہ تنہ درخت و شاخہائے
درختان سے مانند ریشہ برگد کے لاکر موجود کردی اس اثنا مین دو چار ساحر کہ انہون نے
بطور ٹکٹکی کے اس ہیزم درختان و پوست نرم درختان و ریشہ برگد وغیرہ سے باندھکر برائے
مردہ برداری ایک تختہ درست کیا پھر آہو جادو کو کفن مین نہان کرکے اس ٹکٹکی نما تختے
پر اس کو ڈالکر دوش پر اپنے رکھکر ذکر عقاید دین کا بلند آواز سے کرتے ہوے سوے قبرستان
چلے مسیخ جادو نادر آہوے جادو و نسیان جادو زوجہ نوعروس آہو جادو نالہ و فغان
کرتی ہوئین عقب میت مذکور چلین چونکہ صاحبقران کشورستان نے آہوے جادو کو غزال
صحرائی سمجھکر تیر مارا تھا اس کی شرمندگی و انفعال سے انھون نے بھی متابعت جنازہ مذکور کی
اور ایسا نسیان ہوا کہ لوح کو نہ دیکھا لوح طلسمی بالائے سینہ زیر قبا نہان رہی بوجہ نسیان کے
یا بجہت سحر ہر دو ساحرہ مذکورہ بالا کے سحر ہوکر لوح کو نہ دیکھا محض لوح کو بھول ہی گئے مطلق
خیال لوح کے دیکھنے کا دل مین نہ آیا الحاصل بعد قطع راہ قبرستان مین پہونچے قبر کھودی گئی
میت مذکور درون قبر رکھکر بدستور و قاعدہ مروجہ انکے مذہب کے قبر بنائی گئی مسیخ جادو و نسیان
جادو دونون قبر سے لپٹ کر رونے پیٹنے لگین نسیان جادو نے اس حالت گریہ وزاری
مین گھونگٹ اپنا اٹھایا کچھ خیال شرم و حیا کا غم و شور مین نہ کیا علاوہ اس کے رخ زیبا اپنا
صاحبقران کشورستان کو دکھانا بھی منظور رکھتا اور اپنے حسن پر مایل کرنا بھی مقصود خاطر تھا
اسی سبب سے اس نے خیال پردہ و شرم نہ کیا صاحبقران نے جو اس کے چہرہ زیبا پر نظر کی
رشک پری اور غیرت بتان جہان اس کو پاکر دل اس کو دیدیا عاشق و مایل اس ساحرہ حسینہ
پر ہوے اپ اس کے عشق مین صورت اس کی دیکھکر ایسے محو دیدار ہوے کہ ذرا بھی خیال
لوح طلسمی کے دیکھنے کا نہ کیا دھیان طلسم کشائی دل سے دور ہو گیا اس کے عشق مین مبہوت
ہو گئے غرض جب وہ دونون عورتین خوب رو پیٹ چکین قبر سے اٹھکر آہ و فریاد و واویلا کرتی ہوئین
اپنے گھر کی طرف چلین صاحبقران بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے یہان تک کہ وہ داخل شہر ہو
دونون مادر ہوکر اپنے مکان کے دروازے پر پہونچین وہ چند ساحر ان سے رخصت ہوکر چلے گئے
جب ہر دو ساحرہ مذکورہ نالہ کنان اپنے گھر مین داخل ہوئین صاحبقران بھی ان کے ہمراہ داخل
مکان ہوے دیکھا کہ ایک پختہ مکان ہی نہ بہت وسیع ہی نہ چھوٹا ہی اسباب ضروری سے آراستہ
ہی قریب صحن ایک پیپان پتھر کی پڑی ہی برابر اس کے مثل حوض کے ایک غار کم از قد آدم ہی

پانی اُس میں بھرا ہوا ہی کچھ ظروف پیتل کے اُس کے پاس رکھے ہیں ابھی صاحبقران سوے
مکان وصحن مکان دیکھ رہے تھے کہ وہ دونوں عورتیں اسی پتھر کی چٹان پر بیٹھکر پانی اُس
حوض سے لیکر نہائیں بعدہٗ دوسرے لباس انھوں نے پہنے بعد پہننے پوشاک کے
صاحبقران سے مخاطب ہوکر مسخر جادو نے کہا کہ اے جوان رحمدل ہم تو اپنے فرزند
کے مرنے سے گویا مر گئے کیونکہ اب زندگی کیونکر بسر ہوگی اس گھر میں ہی ایک مرد تھا کس کس طور
سے محنت ملازمت کرکے اسقدر روپیہ لاتا تھا کہ ہم عورتوں کی اوقات بسر ہوتی تھی اب بھوکے
رہ کر ایک روز مر جائیں گے پالے میں تو دشمنوں کے خیال سے اس درہ کوہ و صحرا میں سکونت ہم
ہوئی تھی یہاں بھی راحت و آرام سے زندگی بسر نہوئی فرزند نوجوان مارا گیا کوکھ اجڑ گئی
میں ضعیف ہوں خاوند بھی میرا مر گیا دوسرا لڑکا پیدا ہونے کی بھی امید نہیں ہی یہ بہو میری
چار روز کی بیاہی ہوئی رانڈ ہو گئی ہی صاحبہ حسن و جمال ہی اس کی زندگی عزت و آبرو سے کیونکر بسر
ہوگی ضرور ہی کہ بے عزتی ہوگی صورت بدنامی پیش آوے گی یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران
نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ صبر کر محتاجی کا اندیشہ نکر ہم تمھارے واسطے صرف روزمرہ کے اسقدر روپیہ
دینگے کہ با آرام تم دونوں کی زندگی بسر ہوگی اُس نے کہا کہ ایک مشکل یہ بھی ہی کہ مردوں میں
کوئی نہیں ہی کہ جو ہمارے دین کے موافق کریا کرم کرے تم کو لازم ہی کہ مثل ہمارے تم بھی سب
کپڑے اتار رکھو لنگی باندھ کر نہاؤ کیونکہ رسم ہمارے دین میں یہی ہی کہ بعد دفن کرنے میت
کے نہاتے ہیں علاوہ عزیزداران میت کے اغیار بھی جو شرکت و مشایعت جنازہ کرتے ہیں وہ
بھی بعد دفن کرنے میت کے نہاتے ہیں اگر تم نے مشایعت جنازہ کی ہی تو اب نہاؤ بھی اور اب
اس گھر میں رہو اس گھر کو اپنا گھر جانو میری بہو تمھاری خدمت کریگی میں بھی تمھارے حق میں
دعا کروں گی کہ ایسے وقت میں تم نے میری شرکت و اعانت کی صاحبقران نے اُس کی
تقریر سنکے کریا کرم کرنے کا تو اقرار نہ کیا لیکن نہانے کے واسطے موجود ہوے کپڑے اپنے اتار
اتار کر رکھنے لگے لوح طلسمی کے بھی اتار کر رکھنے کا ارادہ کیا یہاں تو صاحبقران کپڑے
اتار رہے ہیں لوح طلسمی گلے میں سے اتار کر رکھنے کی فکر میں ہیں نہانے کا ارادہ ہی ان کو تو اسی
حال میں چھوڑا جاتا ہی اور اب حال خواجہ طیفور کردیا کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو عقب میں
صاحبقران کشورستان کے چلے جاتے تھے دور دور صاحبقران سے راہ طے کرتے
ہوے صحرا نوردتے تھے جب صاحبقران صحرا سے سبزہ زار میں پہونچے تھے اور آہو کو تیر مارا تھا اور
مشایعت جنازہ صاحبقران نے کی تھی بعدہٗ داخل درہ کوہ ہوے تھے یہ سب حالات خواجہ
نے دور سے دیکھے تھے دل میں خیال کیا کہ کیا باعث ہی جو یہ امر خلاف شرع اور خلاف شان
صاحبقرانی و مسلمانی ان سے ظہور میں آیا ہی اور درہ کوہ میں ہمراہ عورتوں کے کیوں گئے ہیں
ذرا چل کر دیکھنا چاہیے مبادا کسی آفت و بلا میں مبتلا ہو جائیں یہ خیال کرکے ایک درخت کے
نیچے بیٹھکر رنگ و روغن زنبیل سے نکال کر آئینہ روبرو رکھکر صورت اپنی ایک جوان خوش رو
ساحر کی بنائی پوشاک بھی مانند لباس ساحروں کے زیب تن کیا پھر جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی
دوش پر رکھکر تسول ہاتھ میں لیکر سوے درہ کوہ در مرہ نعجات تمام روانہ ہوے بعد قطع راہ
درہ کوہ دروازہ مکان مسخر جادو پر مرکب امیر یا توقیر کو دیکھکر دروازہ کھلا ہوا پاکر اندر گھر کے

داخل ہوا اور صاحبقران کو کپڑے اور لوح طلسمی اُتارتے دیکھکر نہانے پر آمادہ پاکر غضبناک
ہوکے کہا کہ اے جوان ناآشنا تو کون ہے اس گھر مین کیون آیا ہے کیا ارادہ ہے نہانے کا ارادہ
کیون کیا ہے کیا کرنا چاہتا ہے صاحبقران نے یہ پہچان کر کہ یہ ساحر ہے برہم ہوکر جواب دیا کہ او ساحر تند خو آگاہ ہو
کہ نام ہمارا سلطان کیوان شکوہ ہے خاص و عام ہمکو صاحبقران کہتے ہین ہم طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہین اس مکان مین صاحبہ خانہ کی اجازت سے آئے ہین بلکہ صاحب مکان کے ہمراہ
آئے ہین اب یہ مکان گویا ہمارا ہے ارادہ نہانے کا کیا ہے کپڑے اتارے ہین تو کون ہے کیسا جارح
صاحب خانہ گھر مین چلا آیا ہے یہان پھر آگیا کام ہے دور ہو یہان سے عورتین بھی اس مکان مین ہین
تجھکو کچھ کسی کے ناموس کی بے پردگی و بے عزتی کا خیال نہوا دلیرانہ مکان مین گھس آیا ساحر مذکور
نے چین بجبین ہوکر بآواز سخت و درشت جواب دیا کہ مین صاحب مکان فوت شدہ کا دوست و برادر
ہون اس کے مرنے کی خبر سنکے راہ دور و دراز سے آیا ہون برادر فوت شدہ کا وارث مین ہون
مین ہی گھر کا مالک ہون ہٹ جا کہ مین نہاؤن بلکہ اس مکان سے نکل جا تجھکو مین نہین پہچانتا کبھی مین نے
تجھے یہان آتے نہین دیکھا ہے اگر میرے کہنے پر عمل نکرے گا اور کپڑے پہن کر یہان سے
نکل نجائیگا تو ابھی ایک ضرب تیغ سے تیرا کام تمام کرونگا یہ کہکر اپنی جھولی سے ایک تیغ نکالا
صاحبقران نے اُس کی سخت کلامی سے نہایت برہم ہوکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تلوار کو علم کرکے
اُٹھنے کا ارادہ کیا اُسوقت اُس ساحر نے کہا کہ واہ واہ اے صاحبقران اسی منہ پر طلسم کشائی پر
کمر باندھی ہے دعوی طلسم کشائی کرتے ہو حسین عورت کو خوبصورت دیکھتے ہو اُس کے عشق مین بیہوش
ہو جاتے ہو کیا اسیر ہو جانے کا حوصلہ ہے یا لوح طلسمی چھین جانے کی آرزو ہے ذرا شرم و حیا کرو
لوح طلسمی دیکھو اپنے ہوش و حواس مین آؤ دام فریب ساحران مین گرفتار نہو مستم خواجہ طیفور گردیا
آپ کی بہبودی کے واسطے یہان آیا ہون ہوشیار و خبردار کرتا ہون کہ ان دونون ساحراؤن
کے دام مکر مین نہ آئیے گا صاحبقران یہ تقریر سنکے نادم و منفعل ہوکر ہوش مین آئے
لوح طلسمی کو جو با مین بیت دیکھا کہ یہ دونون ساحرہ ہماری دوست ہین یا دشمن ہین لوح نے
ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ بغیر دیکھے لوح کے ان ساحراؤن کے دام فریب
مین گرفتار رہو گے اس مکان مین آکر کپڑے اتار کر نہانے کا ارادہ کیا تھا خیر ہوئی کہ تجھکو تیرے
عیار نے آگاہ کیا اگر لوح بھی اتار کر رکھدیتا اور نہانے مین مصروف ہوتا تو ان دونون مین سے
ایک ساحرہ لوح طلسمی لے کر بھاگ جاتی اپنے تجھکو مبتلا کرکے اسیر کر لیتی یہ دونون ساحرہ تیری
دشمن جان ہین دونون بہنین ہین اگر ممکن ہو تو ان کو بضرب تیغ آبدار قتل کر صاحبقران موصوف
حال لوح سے آگاہ ہوکے سوئے سحر جادو و نسیان جادو چلے انھون خواجہ کو سخت و بیہودہ
کہکر ارادہ کیا دونون نے ہلاک کرنے کا کیا خواجہ کلیم اُڑکر غائب ہوگئے سحر جادو و نسیان
جادو طلسم کشا سے موصوف کو جو تیغ بکف و لوح طلسمی در گلو اپنی طرف آتے دیکھا چند نارنج
و ترنج نارنجی فولادی مار کر اُس مکان سے گریزان ہوکر جانب مرغزار اول روانہ ہوئین
یہان صاحبقران گلستان کے کھلنے مین لوح تختی کسی سحر نے اُن کے تاثیر کی بعد بھاگ جانے
نسیان جادو و سحر جادو کے خواجہ طیفور گردیا سے کلیم اتار کر اپنے تئین ظاہر کیا صاحبقران
نے بہت محجوب و نادم ہوکر کہا کہ اے خواجہ کیا کار نمایان کیا ہے ہشیاری عیاری و وفاداری کی

تعریف نہین ہوسکتی ہی اگر تم تھوڑی دیر اور یہان نہ آتے تو ہم لوح طلسمی بھی اُتار کر نہاتے نسیان
جادو یا مستخر جادو کوئی یہ لوح طلسمی ضرور اپنے قبضے مین کرکے ہمکو بذریعہ سحر اسیر کرلیتی تمھارا
اسوقت یہان آنا ہمارے حق مین بہت اچھا ہوا لوح طلسمی بھی نہ چھنی اور ہم بھی مبتلاے سحر
ہوکر اسیر نہوے واقعی ہم نسیان جادو کے عشق مین ایسے مبہوت بے خبر تھے کہ مطلق
طلسم کشائی و لوح طلسمی کے دیکھنے کا خیال نہ تھا خواجہ نے عرض کیا امیدوار ہون کہ جو کچھ
مین نے بمصلحت آپسے سخت کلامی وغیرہ ہنگام عیاری کی ہی اُسے معاف فرمایئے آیندہ خیال
رکھیے گا کبھی کسی ساحر یا ساحرہ کے دام فریب مین گرفتار نہوجیے گا کسی کے حسن پر زمانہ طلسم کشائی
مین مائل نہوجیے گا اگر مائل ہوجیے گا تو لوح طلسمی کو پہلے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا
کہ اب ایسا ہی ہوگا حتی الامکان مکر و فریب ساحرات سے بچین گے یہ کہکر کپڑے پہنے خواجہ موصوف
نے جال الیاسی نکال کر جملہ اشیاے مکان مستخر جادو پر ڈالکر تمام مال و اسباب نذر زنبیل کیا
زمین پر نقش بوریہ بھی نہ چھوڑا بعد غارت مال و اسباب ہمراہ صاحبقران ممدوح کے اُس مکان
سے نکلے امیر با توقیر اپنے سمند تیز رو پر سوار ہوے خواجہ ہمراہ رکاب ہوے جب درہ کوہ سے
نکلے حسب الحکم لوح طلسمی بعد اکل و شرب صاحبقران ایک سمت روانہ ہوے خواجہ درہ کوہ
پر ٹھہر گئے جب امیر با توقیر دور تر مرکب کو جولان کرکے چلے گئے خواجہ بھی اُسی طرف بصورت مبدل
چلے فی الحال صاحبقران کشورستان و خواجہ ظہیر [illegible] کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
مستخر جادو و نسیان جادو کا رقم کیا جاتا ہی کہ ہر دو ساحرہ مذکور جو بخوف طلسم کشا بھاگ کر دربند
اول مین گئی تھین بعد قطع راہ مضطر و حیران با خاطر پریشان دربند اول پر پہونچین دیکھا کہ مالک و
حاکم دربند اول حنظل جادو ابن قمرون بفر حشمت و سروری گرداس کے ساحران نامی بیٹھے ہین
گویا دربار دربار پرواب [illegible] اُس کا آراستہ ہی بعد دیکھنے جانب اہل دربار و حنظل جادو کے مستخر جادو
و نسیان جادو نے سلام کیا حنظل جادو نے متردد ہوکر پوچھا کہ خیر تو ہی اسوقت گھبرائی ہوئی
یہان کیون آئی ہو مستخر جادو و نسیان جادو نے تمام حال طلسم کشا کے آنے کا عرض کرکے
ظاہر کیا کہ میرے فرزند [illegible] و نسیان اپنی خیر خواہی شاہ افراسیاب ہو و [illegible] جادو و غیر
خیر خواہی حضور مین دے کر چاہا تھا کہ لوح طلسمی طلسم کشا سے دستیاب ہوجائے پھر وہ گرفتار
ہوجائے چنانچہ حصول لوح طلسمی [illegible] اور گرفتاری طلسم کشا مین کچھ ایسی دیر نہ تھی کپڑے وہ
اُتار چکا تھا لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار رہا تھا نہانے کا ارادہ کیا تھا ہم دونون اسی فکر مین تھے
کہ یہ لوح طلسمی گلے سے اُتار کر رکھے اور نہانے مین مصروف ہو تو ہم لوح طلسمی اپنے قبضے مین
کرکے طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے اسیر کرلین پھر حضور کی خدمت مین اُس کو لائین اتنے مین اُس کا
عیار بصورت ساحر آیا اُس نے اُس کو ہوشیار کیا کہ لوح کو دیکھو غافل نہو نہانے سے باز رہو
طلسم کشا نے اُس کے ہوشیار کرنے سے لوح کو دیکھا لوح نے اُس کو ہدایت کی وہ شمشیر علم کرکے
ہمارے قتل کے واسطے اُٹھا ایسی حالت مین لوح طلسمی سے مجبور ہوکر اُس کو گرفتار نہ کرسکے وہان سے
حضور کی خدمت مین آئے ہین طلسم کشا ابھی ہمارے گھر مین ہوگا یہ واقعہ لائق اظہار تھا اسوجہ
سے حضور سے عرض کیا حنظل جادو نے تمام تقریر مستخر جادو کی سنکے بحر تردد مین غرق ہوکے کہا
کہ افسوس ہی زمانہ بقاے طلسم زائل آخر ہوا طلسم کشا پیدا ہوگیا [illegible] اب یہ طلسم فتح ہوجائے گا

لیکن فکر و کوشش ہماری اسیری طلسم کشا ضرور بری ہمارا بہت ممکن ہوگا خیر خواہی خداوند کریں گے
طلسم کو فتح ہونے دیں گے طلسم کشا کو اسیر کر لیں گے اے مستحر جادو و نسیان جادو ہم تمہاری
تعریف کرتے ہیں خیر خواہ کامل اپنا تصور کرتے ہیں واقعی تمنے عجب کام کیا تھا مگر عیار مکار نے بنا ہوا
کام آکر بگاڑ دیا خیر اب ہم ساحروں کو پھر اسے اسیری طلسم کشا روانہ کرتے ہیں تم یہاں خوش ہو
مستحر جادو و نسیان جادو نے عرض کیا کہ چونکہ حضور نے از راہ قدر دانی ہماری فکر و تدبیر و کوشش
کی تعریف کی ہے اور عزت افزائی مجمع ساحران نامی میں کی ہے تو اب پھر ہم تدبیر گرفتاری طلسم کشا
کرنے کے لیے جاتے ہیں ابھی حضور اپنے مصاحبین و رفقا سے کسی کو بہر گرفتاری طلسم کشا کے
نہ بھیجے پہلے دوبارہ ہماری کوشش کا نتیجہ دیکھ لیجیے حنظل جادو نے یہ تقریر ان دونوں ساحروں
کی سنکے خوش ہو کے ان کو انعام کثیر دیا انہوں نے عرض کیا کہ چند ساحرہ اور چند ساحر بغرض درستی
کاروبار و نیز تدبیر اسیری طلسم کشا ہمارے ہمراہ بھیجیے حنظل جادو نے موافق ان کی عرض
کے عمل کیا مستحر جادو و نسیان جادو ان ساحروں کو لے کر سوے درہ کوہ مرمر روانہ ہوئے یہاں ان کا
حال بمقام مناسب لکھا جائے گا فی الحال ذکر ان ساحروں اور سحر کے پیروں کا کیا جاتا ہے جو وقت
قتل کوہر جادو میدان جنگ سے بھاگ کر سوے دربار نائب خداوند روانہ ہوئے اور حال ان
سحر کے پیروں کا جو بعد مرنے کوہر جادو کے نالہ کناں سوے طلسم زلزلہ گئے تھے اشفاق جادو
وزیر دوم و نائب خداوند ہو دسر مست جادو کہ جس کی دختر کا نام زہرا سیمتن پری حسینان
جہان ہے حسب دستور ایک روز بالاے تخت حکومت بیٹھا تھا جملہ ساحران اہل دربار دربار میں
موجود تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے تھے اور ساریق بن نقا و سختگان یہ دونوں بھی دربار
میں بیٹھے تھے اشفاق جادو نائب خداوند ہو دسرمست جادو اپنے رفقا و اہل دربار سے مخاطب
ہو کر کہہ رہا تھا کہ فی الحال کچھ حال طلسم کشا سے طلسم زلزلہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا
معلوم نہیں ہوا ساحران اہل دربار عرض کر رہے تھے کہ واقعی فی زمانہ کچھ حال طلسم کشا کا دریافت
نہیں ہوا فرمانا حضور کا درست و بجا ہے بظاہر وہ فکر حصول لوح طلسمی میں ہوگا لیکن اس کو دستیاب
ہونا لوح طلسمی کا ممکن نہیں ہے ہر چند کہ مالکہ و بہیہ سحر ساز جادو و راز دار طلسم اس کی شریک
ہوگئی ہے مگر اس کی شرکت سے بھی لوح طلسمی کا دستیاب ہونا دشوار ہے ابھی ساحران دربار یہ عرض
کر رہے تھے سختگان بیٹھا ہوا سن رہا تھا اور کچھ سوچ کر مسکرا رہا تھا کہ یکایک سوے فلک سے
صداے نالہ و فریاد آئی اشفاق جادو وغیرہ سب متردد ہو کر جانب فلک دیکھنے لگے ناگاہ ان سحر
کے پیروں نے باواز دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس کوہر جادو محافظ لوح طلسمی
دست طلسم کشا سے مارا گیا ہم سب اس سحر کے پیر ہیں بعد اس کے مرنے کے براے خبر رسانی
نالہ کناں یہاں تک آئے ہیں یہ کہکر وہ پیر سحر کے ایک جانب چلے گئے اشفاق جادو وغیرہ کو اس
خبر کے سننے سے حیرت ہوگئی ہر ایک دنگ ہوا چہرہ ہر ایک کا فق ہوگیا رنگ رخ اڑ گیا دربار میں وہ
سناٹا ہوا کہ گویا کوئی اہل دربار سے زندہ نہ رہا خصوصا اشفاق جادو کا تو یہ حال ہوا کہ چہرہ اس کا متغیر
ہوگیا آثار صدمہ و ملال و فکر و تردد چہرے سے ہویدا ہوئے تا دیر دریاے حیرت میں غرق رہا
بعد ازاں اہل دربار سے مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے کوہر جادو محافظ
لوح طلسمی کو قتل کیا غالبا لوح طلسمی بھی حاصل کی ہوگی اب طلسم زلزلہ کا باقی رہنا مشکل ہے

نہین معلوم طلسم کشا کو ہر جادو تک کیونکر پہونچا اُس کے مکان مسکونہ تک کون طلسم کشا کو لے گیا
یہ حال مفصل معلوم ہوا ہنوز اہل دربار نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک چند ساحران نابکار نالان
و بیقرار مضطر و بیتاب با حال پریشان و خراب دربار مین آئے پہلے تو اشفاق جادو کو باد ب
سلام کیا بعد ازان زار زار مانند ابر بہار اشکبار ہوے فریاد و نالہ و فغان کرنے لگے اشفاق
جادو نے پوچھا کہ خیر تو ہے تم سب کیون اسقدر فریاد و نالہ کنان ہو کیا مصیبت تم پر پڑی ہے
بیان کرو سب نے دست بستہ تمام حال ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ مجمر جادو و مجمرین جادو کے آنے کا اور کوہ بلورین پر مقیم ہونے کا اور رقعہ بدست تیلہ سحر ملکہ
آفاق جادو کو براے پیام شادی ملکہ مجمر جادو کے بھیجنے کا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو
کے جلنے کا مجمر جادو کو بیاہ کر لانے کا پھر ملکہ مجمر جادو کو ہمر جادو کے پاس لانے کا تاریک سیاہ
جادو کے قتل ہونے اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کے آنے کا طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کو اپنے ساتھ لانے کا اور گوہر جادو کا بعد جنگ عظیم گرفتار ہوکر قتل ہونے کا مفصل بیان کیا
اشفاق جادو وغیرہ کو تو پہلے ہی خبر معلوم تھی ان ساحرون سے مفصل حال دریافت ہوا اشفاق
جادو نے ان ساحرون کو حکم دیا کہ تم جاکر داخل لشکر ساحران ہو ہمارے لشکر مین جاکر شامل ہو کر
پریشان خاطر ہو کر بے اختیار اکسی عالم حیرت و ملال مین کہنے لگا کہ اب کیا تدبیر کی جائے کیونکر
طلسم کشا سے جان بچائی جائے کیا ایسی فکر و کوشش کی جائے کہ جس سے طلسم زلزلہ لوٹنے سے محفوظ
رہے سب اہل دربار اس باب مین کچھ راے دو کہ اب کیا تدبیر کی جائے اکثر ساحران نابکار نے
عرض کیا کہ حضور نائب خداوند ہین کوئی تدبیر معقول و مفید مطلب کرین یا ہم مین سے کسی کو سوے
طلسم کشا روانہ کرین تاکہ وہ اُس کو جانب درہ طلسم زلزلہ نہ آنے دے اثناے راہ مین روکے مکر و حیلہ و
فریب لوح طلسمی اُس سے لیکر اُسکو گرفتار کرے علاوہ اس کے مالکان دربند کو فرمان روانہ کیے
جائین کہ وہ ہوشیار و خبردار ہو جائین اشفاق جادو نے جواب دیا کہ سوا ان تدبیرون کے اور بھی
کوئی ایسی فکر و تدبیر ہے کہ جس سے بلاے ناگہانی دفع ہو سب نے عرض کیا کہ ہم نے موافق اپنی
فہم کے جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کیا سخنگان نے کہا کہ اے نائب خداوند راے و پیام دشوار ہے
ہر ایک کا کام نہین کہ جو امور سلطنت و دیگر کارہاے مرجوعہ مین بعقل سلیم غور و فکر کرکے راے اپنی
ظاہر کرے یہ بیچارے ساحر اہل دربار سحر و ساحری سے خبردار ہین ان کو ایسے معاملات مین
کیا دخل ہے مین افسوس ہزار افسوس ہمارے خداوند سامری بن لقا اس طلسم زلزلہ کو جاے امن و
امان تصور کرکے یہان آئے تھے مین بھی ان کے ساتھ تھا گلستان باختر سے یہان تک آیا تھا
خیال تھا کہ یہان بے خوف و خطر دشمنون سے زندگی بسر ہوگی راحت و آرام سے رہین گے آج
اخبار کے سننے سے ثابت ہوگیا کہ یہان سے بھی خداوند سامری کو بھاگنا ہوگا صاحبقران کے
ہاتھ سے یہان بھی آرام بیٹھنا نصیب نہوگا اے اشفاق جادو آگاہ ہو کہ اب یہ طلسم باقی نرہیگا
ضرور فتح ہو جائیگا قدم صاحبقران جلد یہان آئینگے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائیگا کوئی
ساحر زندہ نرہے گا سب کو صاحبقران تہ تیغ کرینگے لوح طلسمی اُن کو دستیاب ہو چکی ہے بھلا
اب یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے پہلے حفاظت لوح طلسمی بخوبی نہ کی بانیان طلسم
لوح طلسمی کو کہا چاہیے حفاظت لوح و اسیری صاحبقران سے غفلت کی اسی خیال مین ہے کہ

طلسم کشا بے دست و پا ہے کوئی اُس کا معین و مددگار نہین ہے کیونکہ لوح طلسمی اُس کو دستیاب ہوگی
یہ طلسم کیونکر فتح کرے گا اس بات سے بے خبر تھے کہ اہل اسلام کی مدد اُن کے خدا کی طرف سے
ہوتی ہے زمین و آسمان سے اُن کے معین و مددگار پیدا ہو جاتے ہین مشکلین اُن کی آسان ہو جاتی ہین
جہان وہم و گمان بھی پہونچنے کا نہو یہ لوگ وہان پہونچ جاتے ہین دشمن ان کے دوست ہو جاتے
ہین بیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھر ہی سے آگ لگ جاتی ہے جیسا کہ یہان ہوا دیکھیے نہ دبدبۂ سحر ساز جادو
اور اُس کی نواسی اور بھانجی یہ سب دشمن اُس کے اور عزیز دار شہنشاہ ساحران ہود سرمست
جادو کے تھے مگر صاحبقران کی خوش اقبالی سے اُن کے شریک ہو گئے تعجب نہین کہ ان تینون
ساحراون سے کوئی ساحرہ اُن پر عاشق بھی ہوئی ہو اُسی عاشقی مین صاحبقران کو گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی کے مکان تک لے گئی ہو جیسا کہ ابھی چند ساحرون کی زبانی مفصل حال آپ نے
سنا ہے اب متردد ہونا بے سود ہے جو ہونا تھا وہ ہو گیا زمانہ برباد ی طلسم زلزلہ قریب آگیا پہلے اگر
میری رائے لی جاتی تو یہ انجام نہوتا لوح طلسمی ہاتھ سے نہ جاتی گوہر جادو و اشتہار جادو و حکیم
جالوس نائب خداوند اور امیر یاران جادو قتل نہوتے یہ ہنگامہ برپا نہوتا اشتفاق جادو نے کہا کہ
اے ملک جی اب کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ جس سے یہ طلسم باقی رہے تباہ و برباد نہو فتح ہونے سے
باز رہے سخنگان نے جواب دیا کہ اگر پہلے میری رائے پر عمل کیا جاتا تو بہت ہی بہتر ہوتا اور
اب اگر میری رائے پر عمل کیا جائے گا تو مثل وقت گذشتہ کچھ فی بہبودی بظاہر نہو گی مین رائے اپنی
سر دربار ظاہر نکرونگا مجکو اپنے خداوند ہود سرمست جادو کی خدمت مین لے چلو وہان جا کر
کچھ اُن سے عرض کرونگا اور اپنی رائے بھی ظاہر کرونگا سوا اس کے خبر قتل گوہر جادو بھی
خداوند کو پہونچانا ضرور ہے اُن کو خبر سے اطلاع دینا بھی ضرور ہے اشتفاق جادو اُسی وقت اُس کو
اپنے ہمراہ لیکر سوے شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوا دربار برخاست ہوا
بعد قطع راہ اشتفاق جادو مع سخنگان روبروے شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن مین پہونچا شاہ
طلسم کو با ادب سلام کیا سخنگان نے بھی موافق قاعدہ سلام کیا ہود سرمست جادو نے اشتفاق
جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اسوقت تیرے یہان آنے کا کیا باعث ہوا اور سخنگان کو یہان اپنے
ساتھ کیون لایا اُس نے عرض کیا کہ اس نمکخوار قدیم کو کچھ عرض کرنا منظور تھا اور سخنگان کو بھی حضور
سے کچھ التماس کرنا ہے شاہ طلسم نے کہا کہ بیان کر کیا عرض کرنا ہے اشتفاق جادو نے تمام حال گوہر
جادو کے قتل ہونے کا طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہونے کا ملکہ آفاق جادو کے مسلمان
ہونے کا جو تھا اُس کے قبضے سے نکل کر قبضۂ طلسم کشا مین آجانے کا جو کچھ سنا تھا مفصل با دیر
بیان کیا اُسوقت ہود سرمست جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا تصویر
تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پیش نظر ہو گئی زندگی سے اپنی نا امید ی ہوئی تا دیر سر جھکائے رہا بعدہ
افسوس گوہر جادو سا نمک حلال و نمکخوار قدیم ہمارا مارا گیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو گئی
شہزادی تھی جس سے ہماری قضا باشیان طلسم نے مقرر کی تھی وہ بھی قبضۂ طلسم کشا مین پہونچ گیا
سب امور بگڑ گئے اسے اشتفاق جادو بار بار وہ اس کے کہ تجھے تیرا نائب کیا تھا اور تمام
بندوبست تیرے حوالے کیا تھا تو نے کچھ فکر اسیری طلسم کشا نہ کی گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو
کی اعانت و مدد کی اس طرف کا بندوبست نہ کیا تو نے بڑی غفلت کی اشتفاق جادو نے عرض کیا کہ

اے شہنشاہ ساحران فرمان پہلے سے ہی حسب الحکم حضور بالکان دربند شل گوہر جادو و ملکہ آفاق
جادو وغیرہ ساحران نامی کو روانہ کیے گئے تھے تاکیداً تحریر کر دیا گیا تھا کہ خوب بند و بست کرنا
راہ بند کر دینا طلسم کشا وغیرہ کو اپنی اپنی سرحد میں نہ آنے دینا اور اگر کہیں طلسم کشا کسی کو نظر آئے
تو اُس کو اسیر کر لینا چنانچہ موافق تحریر حکمنامجات جملہ ساحران نامی نے اپنی اپنی سرحد کا بند و بست
و انتظام کر لیا تھا از انجملہ گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو نے بھی بند و بست و انتظام بخوبی کیا تھا
سحر سے راہ بند کر دی تھی مگر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کوہ بلور پر پہونچی اُس نے اپنی بہن کو ایک رقعہ
اشتیاقیہ وغیرہ بابت سیر دکر کے ملکہ مجمر جادو کے تحریر کر کے بدست … روانہ کیا وہ رقعہ ملکہ
آفاق جادو کو پہونچا وہ گوہر جادو سے اجازت حاصل کر کے اپنی بہن ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کے پاس گئی وہاں عقد اپنے فرزند صدف جادو کا ساتھ مجمر جادو کے کیا سنا ہے کہ بجائے
مجمر جادو بصورت مجمر جادو عیار طلسم کشا کا ساتھ صدف جادو کے ملکہ آفاق جادو
کے گھر میں گیا وہاں اُس نے عیاری کر کے صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو گرفتار کر لیا
شیشہ قلعہ لیا پھر گوہر جادو نے اپنے سپہ سالار سیاہ رو جادو کو برائے طلسم ملکہ بہار
گل پوش جادو کو اُس پر بندشے … روانہ کیا جب وہ کوہ بلور پر پہونچا وہاں طلسم کشا کے
ہاتھ سے مارا گیا اُس کے مرنے سے راستہ کھل گیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار و بحرین جادو
و طلسم کشا یہ سب پہلے ملکہ آفاق جادو کے مکان پر گئے وہاں سے اپنے عیار اور ملکہ مجمر جادو کو
ساتھ لے کر جانب مکان گوہر جادو گئے وہاں جنگ عظیم ہوئی آخرکار بحرین جادو
نے لوح طلسمی مکان گوہر جادو سے لا کر طلسم کشا کو دیدی اُس نے لوح پا کر گوہر جادو کو قتل کیا
ان سب حالات سے اب اطلاع ہوئی قبل اس کے اگر آگاہی ہوتی تو فدوی پہلے بند و بست کرتا اُس طرف
کو تو اطمینان تھا کہ راستہ بند ہے طلسم کشا وہاں نہیں جا سکتا ہے اسو جہ سے اُس طرف کا کچھ خیال نہیں
کیا گیا تھا اب یکایک خبر کو سننے میں آئی ہے میں نے اہل دربار سے کہا تھا کہ اب تمھاری رائے
کیا ہے کیا تدبیر کرنا چاہیے ہر ایک نے جدا جدا اپنی رائے ظاہر کی مالک جی نے کہا کہ حضور روبرو
خداوندی سے چلو میں وہاں جا کر کچھ عرض بھی کروں گا اور اپنی رائے بھی بمقدمہ بند و بست و انتظام
طلسم ظاہر کروں گا یہ فدوی انہیں وجہ سے مالک جی کو آپ کے روبرو لایا ہے شہنشاہ ساحران نے
مالک جی یعنی سخنگان سے پوچھا کہ تجھے کیا عرض کرنا ہے اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران
جہان جائے حیرت و مقام تعجب ہے کہ آپ ایسا شہنشاہ صاحب اختیار و حکومت ہو کے اور دعوی
خدائی کر کے کاہنوں اور نجومیوں کے کہنے سے طلسم کشا کے خوف سے طلسم باطن میں چھپ کے
بیٹھے اور امور سلطنت و حکومت اپنے نائب کے سپرد کر دیے یہ خوف و ہراس خلاف خداوندی
اور بعید شاہنشاہی سے ہے مطیعان شہنشاہ وغیرہ اُس خوف و ہراس حضور پر نگاہ کیا کرتے
ہونگے غالباً بد اعتقاد ہو گئے ہونگے علاوہ اس کے اپنے امور سلطنت و حکومت جس طرح شاہ و
شہریار سوچ سمجھ کر فکر و غور کرتے ہیں دیگر ملازم اُس طور سے امور سلطنت کا انصرام و انتظام
نہیں کرتے ہیں اگرچہ وہ کیسے ہی عہدہ جلیل پر فائز ہوں پس اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب
ہوتا ہے نہ کہ دوسرے کے ہاتھ سے جیسا کہ کہا ہے مطلع ۔ کار خود را خود کن تا خوب آید بدست
کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ۔ اے شہنشاہ ساحران خطا معاف آپ کے خائف و

ترسان ہوکر طلسم باطن مین بیٹھنے سے اور امور بندوبست و انتظام طلسم زلزلہ اپنے نائب کے سپرد کرنے سے یہ نوبت تو پہونچی ہی کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی و تیغ فنا دستیاب ہوگیا ہی اگر چند یون ہی یہان حضور گوشہ نشین اور امور طلسم سے غافل رہین گے تو یہ طلسم فتح ہو جائے گا اور اگر شہنشاہ کا جواب یہ فرمائین کہ طلسم باطن مین بیٹھنا براے حفاظت جان ہی تو اُس کا جواب یہ خیرخواہ یہ دے گا کہ اول تو خداوند ہوکر ڈرنا کسی سے نچاہیے دوسرے یہ کہ اجل سے بچنا کٹھن اور جان بچانا خلاف عقل ہی موت کسی کو نہین چھوڑے گی جس وقت زمانہ حیات ختم ہوگا اگرچہ کوئی قلعہ مستحکم مین بھی ہوگا وہان بھی موت اُسے نہ چھوڑے گی لہٰذا عاقل و صاحب فہم کو لازم ہی کہ دلیرانہ دشمن سے مقابلہ کرے اگر زندگی ہی تو دشمن اُس کا اُس کو ہرگز قتل نہ کرسکے گا اور اگر اجل ہی اُس کی آئی ہی تو مردانہ و دلیرانہ جان دے دینا دنیا مین شجاع و بہادر مشہور ہوگا کام ایسا کرے کہ اہل جہان اُس کو نامرد و بزدل نہ کہین خصوصاً شاہون کو مناسب ہی کہ اپنے دشمن سے خائف و ترسان بظاہر ہون دشمن کو خائف ہوکر اپنے اوپر دلیر نکرین خود بنفس نفیس دفع دشمن کی کوشش کرین ایسی تدبیرین اور فکرین کرین جن سے بدخواہ مغلوب و قتل و اسیر ہوجائے آپ تو خداوند مین دعواے خداوندی کرتے ہین آپ کو تو مطلق ڈرنا نچاہیے ڈرنا کسی سے خداوندی سے بعید ہی پس اب مین اپنی رائے ظاہر کرتا ہون کہ حضور اب اس طلسم باطن سے برآمد ہوکر طلسم ظاہر مین تشریف لے جاکر اپنے تخت حکومت پر جلوس فرمائین امور جو عہد کا بندوبست و انتظام کرین بندگان خاص و خیرخواہ جو ہین انھین انصرام کار پر مامور کرین جو کوئی بندگان شہنشاہ سے کوئی کار نمایان کرے اُس کو شہنشاہ خلعت و انعام کثیر دین تاکہ بندگان دیگر کو بھی حوصلہ و خیال خیرخواہی و کار نمایان کرنے کا ہو آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہی ہرچند کہ یہ تقریر میری استفاق جادو نائب حضور کو ناگوار ہوئی ہوگی مگر مین نے ازراہ خیرخواہی کی ہی اور راے اپنی ظاہر کر دی ہی شہنشاہ ساحران یعنی ہوش مست جادو گفتگوے سخنگان سنکے سرنگون ہوا پیشانی پر عرق انفعال آگیا تا دیر دریاے فکر مین غرق رہا بعد کو بجائے خود سمجھا کہ سخنگان سچ کہتا ہی طلسم باطن مین بیٹھنا خوف طلسم کشا سے خلاف خداوندی و شہنشاہی ہی اور باعث بدنامی و رسوائی ہی جو کچھ اپنی غفلت و گوشہ نشینی سے ہوا وہ تو ہوچکا اب خود تخت حکومت پر جلوس کرکے حسب دلخواہ بندوبست و انتظام مہمات طلسم و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے نجومیون اور کاہنون کے حکم پر خداوند ہوکے عمل کرنا نچاہیے یہ سوچکر استفاق جادو سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے نائب ما بدولت جلد جا ہمارے برآمد ہونے اور بر تخت حکومت جلوس کرنے کی اہل دربار وغیرہ کو اطلاع دے اور انواع و اقسام کی زینتون سے دربار کو رونق دے ہم یہان سے برآمد ہوکر دربار مین آتے ہین استفاق جادو حسب الحکم سخنگان کو ہمراہ لے کر دربار مین آیا جملہ اہل دربار و تمامی ساحران ذی عزت کو برآمد ہونے بادشاہ و حاضری دربار وغیرہ سے آگاہ کیا فرمان جلد جلد ساحران نامی کو بذریعہ ساحران روانہ کیے ملازمون نے دربار کو انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ کرایا جملہ ساحران اہل دربار و تمامی ساحران نامی و نامدار عبارت فرمان مذکور پر نظر کرکے جلد حاضر دربار ہوکر علی قدر مراتب بیٹھے تمام دربار ساحران نامی سے بھر گیا ہر ایک انتظار تشریف آوری شہنشاہ ساحران کرنے لگا

ناگاہ شور شادی ساحران ہوا و صد ہا ساحر جادو پیشہ نشان و شکوہ و جاہ و حشم نمایان ہوا تمام ساحران
دربار بپاس تعظیم و تسلیم اٹھ کھڑے ہوئے شہنشاہ [illegible] تخت پر آیا مسند پر اپنے کے استقبال پر بڑھے پھر ایک
تخت پادشاہانہ خوش ہو کر سلام لیا [illegible] ہر ایک ساحر حاضر کا سلام لیتا ہوا
ہر ایک پر نظر کرتا ہوا تخت شکوہ سلطنت پر جلوہ نمایان ہوا [illegible] ہر ایک ساحر نے
علی قدر مراتب نذر دی شاہ طلسم زلزلہ نے [illegible] اپنا زر و نذر پیش کر دہ [illegible]
سب کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر علی قدر مراتب بیٹھا تمام طلسم نے حسب حیثیت و رتبہ
کشتیان خلعت زرتار و فاخرہ کی طلب کر کے اہل دربار [illegible] دربار کو دیتا ہر ایک ساحر
کشتی خلعت و انعام کی لے کر خوش ہوا شہنشاہ نے ساحران [illegible] جادو [illegible] بعد خلعت و انعام
[illegible] ساحران [illegible] مخاطب ہو کر کہا [illegible] آگاہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی
دستیاب ہو گئی ہے اب وہ [illegible] مرحلات و دربند طلسم زلزلہ [illegible] لہذا تم سب کو لازم ہے کہ فکر اسیری
طلسم کشا کرو مکر و فریب و حیلہ سے لوح طلسمی [illegible] تم سب میں جو کوئی بادولت کے حکم پر
عمل کریگا [illegible] طلسم کشا [illegible] پاس لائے گا اس کو خلعت و انعام
ایسا دیا جائے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا جو کوئی ساحر طلسم کشا کو قتل کرے سر اس کا لائے یا اسکو
اسیر کر کے ہمارے سامنے لائے گا وہ بھی خلعت و انعام [illegible] پائے گا چاہیے کہ ہر ایک مالک مرحلہ
و دربند اپنی اپنی سرحد کا محافظ و ہوشیار رہے انتظام اس طرح کرے غفلت نہ کرے جس شے کی
ضرورت ہو بادولت سے طلب کرے فوج و خزانہ کی کمی نہیں ہے اب طلسم کشا ہر دربند
طلسم آئے گا ناگہان دربند کو لازم ہے کہ [illegible] طلسم کشا سے غافل نہوں خیر خواہی بادولت
پیش نظر [illegible] سب نے عرض کی اے شاہ [illegible] خیر خواہ و جان نثار ہیں حسب الحکم
حضور عمل کرینگے حتی الامکان طلسم کشا کو قتل و اسیر کرینگے [illegible] طلسمی اس سے مکر و فریب
[illegible] ہوئے [illegible] شاہ طلسم تقریر ان کی سنکے خوش ہوا [illegible] ساعت
تک دربار میں بیٹھا رہا ہر ایک ساحر سے [illegible] طلسم کشا کرتا رہا بعد دربار برخاست کیا
ہر ایک ساحر اپنے مکان مسکونہ کی طرف [illegible] روانہ ہوا از انجملہ شعلہ جادو مالک
دربند اول بھی خلعت سے مطلع ہو کر [illegible] دربند اول طلسم زلزلہ گیا یہان تو شاہ طلسم نے
دربار برخاست کیا ہے داخل محلسرا ہوا ہے لیکن اب کچھ حال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہے کہ قبل ازین کے
بیان کیا گیا ہے کہ صاحبقران ساحران [illegible] دربند اول روانہ ہوئے اثناے
راہ میں سیر عجائب و غرائب دیکھتے [illegible] کوہ و دشت قطع کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے کسی جگہ نہ ٹھہرتے تھے بعد قطع راہ دور دراز [illegible] دربند اول کے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا
پہاڑ نہایت صاف و خوشنما ہے بالاے کوہ [illegible] آواز [illegible] کی گوش زد ہوئی بے اختیار
اس پہاڑی کی طرف نظر کی [illegible] دل میں کہا کہ اس پہاڑی پر جا کر دیکھنا چاہیے
کہ یہ کون گا رہا ہے عجب آواز دلکش ہے جس کی ایسی آواز ہے صورت اس کی کیسی ہوگی غالبا قابل دید
ہوگی یہ باتین دل میں کہکے اس کوہ کو [illegible] جا کر دیکھا کہ ایک شاندار باغ ہے دروازہ کھلا ہوا
ہے [illegible] رنگا رنگ ایسی آتی ہے کہ دماغ [illegible] معطر ہوتا ہے اور وہ شاندار باغ وسیع
و خوشنما ہے باغ کے پاس [illegible] درختان میوہ دار سے [illegible] نظر [illegible] اور باغ سے

چمنون مین غنچہ و گل دکھائی دیتے ہین صاحبقران عالیشان در باغ پر بہزار اشتیاق پہونچے
لیکن دروازے پر ٹھہر کر دل مین خیال کیا کہ اے سلطان کیوان شکوہ نے اجازت اندر باغ
کے جانا اچھا نہین ہے باغ نہین معلوم کس کا ہے ایسا نہو کہ ہم اس باغ مین جائین اور مبتلائے سحر
ساحران ہو جائین یا کسی بلا مین مبتلا ہو جائین ذرا لوح کو تو دیکھین کہ یہان ٹھہرین یا اس جگہ سے
آگے روانہ ہون یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجکو اس کوہ
پر نہ آنا تھا خیر اب اگر آیا ہے تو یہان کا رنگ دیکھ اور جو کوئی کام کرنا بغیر حکم لوح نکرنا ورنہ باعث اسیری
ہوگا صاحبقران حکم لوح سے آگاہ ہوکر لوح کو زیر قبا نہان کرکے در باغ پر کھڑے ہوے اندر باغ
کے نگاہ ہو رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین کہ سن چودہ پندرہ برس کا سن و سال ازحد
خوب رو لباس رنگین و شاہانہ پہنے ہوے زیور جواہر کار از سر تا پا پہنے ہوے دریاے جواہر مین
گویا غوطہ مارے ہوے چند کنیزون اور ہمجولیون کے حلقے مین خرامان سیر چمن ہاے
رنگارنگ کر رہی ہے حسن اُس کا از حد کش عابد فریب ہے جس وقت کسی بات پر ہنستی ہے خندہ دندان نما
سے اُس کے ایک برق چمک جاتی ہے عارض اُس کے رشک گل تر ہین گیسو غیرت گیسوے پری
ہین آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار ہے آنکھین وہ نرگسی ہین کہ اگر ان کو غزال ختن چشم بھی دیکھے
تو اپنی آنکھون کو ان آنکھون پر قربان کرے وہ آنکھین سرمگین اُس کی قابل دید ہین جب کی نظر
ان آنکھون پر پڑے خوبی دیدہ نرگس اُس کی نظر سے گر جائے ابروان کی ایسی خمدار کہ رشک خنجر بران
یا غیرت وہ ہلال ماہ عید پیشانی نورانی رشک بدر قد مانند سرو دلجو حسن و جمال عدیم المثال نسیان
جادو مذکورہ سے بدرجہا خوبصورتی مین زیادہ تر صاحبقران ذی وقار اس نگار کو دیکھتے ہی
مائل ہوے بے اختیار آہ کرکے قلب و جگر کو دونون ہاتھون سے پکڑ لیا غش آنے لگا اس اثنا مین
ایک کنیز شوخ و چالاک نے سوے در باغ نظر کرکے مسکرا کر دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
ذرا سوے بیرون در باغ ملاحظہ کیجئے کوئی غریب مسافر وطن آوارہ وارد در باغ حضور ہوا ہے
کس نظر حسرت سے نگران ہے حضور کو نظر ان سے دیکھ رہا ہے در باغ سے اٹھتا ہی نہین کوئی سایل
کھڑا ہے مجھو دیا ہے مگر قابل رحم ہے بلکہ مذکورہ نے جانب بیرون در باغ نظر کی تو صاحبقران کو دیکھے
کثرت شرم و حیا سے منہ کو چھپا کے جانب بارہ دری یہ کہتی ہوئی چلی کہ آج ہمارے در باغ پر کون
آیا ہے دیکھا مرد محتاج و بے وطن آوارہ ہے شاید کچھ حاجت مال و زر رکھتا ہے یا راہ کا تھکا ماندہ برائے
طالب راحت و آرام مشتاق سیر باغ و ہواے سرد ہے تو اس کے حال پریشان پر رحم آیا ہے کوئی
جا کر اس غریب دور افتادہ وطن کو بلا لائین تاکہ سیر ہمارے باغ پر بہار کی کرے دید گلہاے
رنگ برنگ سے اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرے زیر سایہ اشجار میوہ دار بیٹھ کر دم لے اگر
بھوکا پیاسا ہو تو ہمارے خوان نعمت سے اس کو سیر کر دیا جائے اگر گانا سننے کا مشتاق ہو تو
ہماری بزم مین آئے ہم مسافر نواز ہین یہ کہتے ہوے جب بارہ دری زمرد رنگ مین پہونچی
بالاے مسند زرین بیٹھی عشاق اُس کے قریب اُس کے آن کے ہمجولیان اُس کی بادب ارد گرد
اُس کے بیٹھین کنیزین دست بستہ عہد سے ہاتھون مین لیے ہوے روبرو ایستادہ ہوئین
ان مین سے وہی کنیز شوخ و نوجوان و چست و چالاک مسکراتی ہوئی خود بخود ہنستی ہوئی
در باغ پر آئی پوچھا کہ اے مرد غریب یہان کیون کھڑا ہے کیا آرزو رکھتا ہے کس غرض سے

و باغ پر ایستادہ ہے اگر سیر باغ مطلوب ہی تو ہماری ملکہ عالم کو دعائین دے کر سیر باغ کی کرے اگر مشتاق رقص و نغمہ کے دیکھنے سننے کا ہی تو بھی ممکن ہی ہماری ملکہ بہت رحمدل ہین غربا پرور مسافر نواز ہین انھون نے تیرے حال پریشان سے باخبر ہوکے طلب کیا ہی خوشا قسمت تیری کہ ہماری ملکہ عالم نے تجھکو اندر باغ کے طلب کیا ہی صاحبقران کشورستان حسب الطلب صاحب باغ بصد آرزو داخل باغ ہوے مرکب کو دروازہ باغ پر چھوڑا اندر باغ کے داخل ہوکر دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہی کہ سیر کے قابل ہی کیسی چمن خوش قطع طرح طرح کے گلون کے ہین تختے جھک رہے ہین گلہاے رنگا رنگ کھلے ہین بلبلین چہچہا رہی ہین دیگر طائران خوش الحان بھی چہک رہے ہین اشجار میوہ دار بھی کثرت بار سے جھکے ہین لب جو سرو پر قمریون کا ہجوم ہی نہرون مین پانی صاف و شیرین ہی آگے بارہ دری زمرد رنگ ہی عمارت شاہانہ معلوم ہوتی ہی اسی بارہ دری سے آواز ایک مطرب خوش آواز کے گانے کی آتی ہی صاحبقران سیر تماشا رنگا رنگ کرتے ہوے ہمراہ اس کنیز حسینہ و چالاک و شوخ و شریر کے داخل بارہ دری مذکور ہوے دیکھا کہ

نظم
دیکھی بارہ دری زمرد کار | سارے پائی گئے در و دیوار | سبز ہی فرش سبزہ کا کیا رنگ
ڈھنگ ہو جس سے چرخ زنگار رنگ

کہیں تھا پردے شیشہ آلات و تصاویر وغیرہ زینتون سے آراستہ پایا درمیان بارہ دری کے ایک مسند زرین پر اسی نازنین مہ جبین پری رو کو جس کو بیرون باغ سے دیکھا تھا بیٹھے دیکھا پہلو مین اس کے ایک غلام حبشی نہایت بدصورت کو بیٹھے پایا اس وقت صاحبقران نے اپنے دل مین یہ کہا کہ۔ نظم

دیکھی اس شخص کی جو شکل سیاہ | کہا یہ مجھ سے بخت ہے واللہ | ہے یہ بڑا اور یہ شکل قمر
فی الحقیقت ہی عشق کی تقصیر

پشت نازنین کی جانب ایک جوان خوبرو کو مروحہ جنبان اور مصروف خدمت بدل مشاہدہ کرکے بجاے خود کہا کہ واہ ایسا جوان خوبصورت جو لاکھون خوبان و مردون مین چیدہ ہی وہ تو اس پری چہرہ کا مروحہ جنبان ہو تا دم خدمت مین مصروف ہو لیکن اس نازنین ایستادہ رہے اور یہ حبشی سیاہ رو بدہیئت بدصورت کہ جس کی صورت کو دیکھ کر بلائین تمام دنیا کی اور رنج بھوت پریت خوف سے بھاگ جائین پہلو نشین پری رو ہو جائے حیرت ہی اور مقام عجب ہی ہنوز صاحبقران یہ خیالات اپنے دل مین کرتے ہوے تھے کہ کنیز مذکور با نازنین مسطورہ چلی جاتی تھی کہ اس نازنین نے صاحبقران موصوف کو آتے دیکھا تو شرما کر پہلوے زنگی سے اٹھکر علحدہ بیٹھی اس زنگی نے اٹھکر صاحبقران کی تعظیم کرکے قریب اپنے بٹھایا بعدہ پوچھا کہ آپ کا ادھر آنا کس وجہ سے ہوا ارادہ بھول گئے یا کسی مطلب سے اس طرف گذر ہوا ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمکو شوق سیر لالہ و گلہاے رنگا رنگ اس باغ پر بہار مین لایا ہی پہلے ہم یا اسے کوہ آئے وہان کی طرف بہار دیکھی پھر درباغ پر آئے حسب الطلب حصول سیر باغ اندر باغ کے آئے حبشی نے یہ کہا کہ نظم

بولا زنگی مرے تھے کیا طالع | آپ آئے یہان خوشا طالع | کیجیے بود و باش اب چندے
آپ سے ایک ہم تو ہین بندے | ہم غریبون پہ ہے بڑا احسان | ہوا روشن یہ کلبہ احزان

صاحبقران کشورستان نے اس جوان خوبصورت پر نظر کی اور مقام حیرت و تعجب سے حبشی مذکور سے بطلب ہوکے حال اس جوان کا بہار رو خادم کا پوچھا تو اس نے یون ظاہر کیا کہ۔ نظم

طور یہ عشق [illegible] کے بین
اوران سے یہ کام لیتی ہے
جس پہ دل آئے کسی کا پیار ا ہو
پھر [illegible] نام [illegible] یہ تو عشق
حسن [illegible] ان کو [illegible] تھی
لوح [illegible] اور آیا [illegible] خیال
اٹھ گیا [illegible] وہ
پاس جا [illegible] اس پہ [illegible]
خوش [illegible] لگی
خوب [illegible] پیاری
کون [illegible] ہوا ایسا
دل [illegible] کبھی [illegible]

یہ بھی عاشق اسی پری کے ہیں
نہیں ان کو [illegible] کی تاب فراق
عشق [illegible] کیا [illegible]
ان [illegible] ہوتی ہے
وہ [illegible] تھی
[illegible] اس آن
[illegible] وہ
پھر [illegible] جوان کو [illegible]
[illegible] اس پری [illegible]
کیا [illegible]
[illegible]

پھر سے اور پر تو جان دیتی ہے
روز و شب [illegible] مشتاق
لاکھ ہوتا ہوں میں کنارہ کش
مجھ پہ ہر دم فدا یہ ہوتی ہے
پھر لے یہ دیکھ کر سب اُن کا حال
ان کی دعوت کا کچھ کروں سامان
اپنے یہ فعل سے نہ پھر [illegible]
[illegible] اس پری کے [illegible]
[illegible] کی [illegible] یاری
مجھ پہ [illegible] یہ داستان [illegible]
[illegible] اس کا مجھ پہ [illegible]

ان شکوہ سے اس نازنین [illegible] ان [illegible] دوں گویا [illegible]

خوش جمال [illegible]
[illegible]
اس [illegible] آرام
کبھی اس سے [illegible] ہوئی تھی
کبھی [illegible]
اس سے [illegible] ہی
[illegible] صورت آئی تھی
میری [illegible] اچھی تھی
میں نے پھر [illegible] اس کو [illegible]
اسی کا [illegible] تھا
تلخ کی اس نے زندگی میری
میں نے اپنا بھی [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
اس [illegible] الفت تھا
اس کی [illegible] اس کو [illegible] تھی
اس کو اس سے [illegible] تھی
[illegible] اس کے خیال [illegible]
کیا کہوں [illegible] کیا [illegible]
[illegible] کی [illegible] میری

[illegible] لطیفہ [illegible]
شکوہ الفت تھی یہ مرا شیدا
دم بھر اس سے جدا نہ ہوتی تھی
اسی پہ جان و دل گنوائی تھی
[illegible] رہتا تھا
[illegible] حسن و صورت تھا
کیا کہوں [illegible] کیسی تھی
میری صورت سے اس کو [illegible] تھی
اس سے یہ [illegible] رہتا تھا
میری [illegible] سو [illegible]
[illegible] آخر کار

[illegible] اس کے دل [illegible] کر یہ منظر سے آشنائی کی ہو
اس کو پیار کرتی ہوں اس سے پاس [illegible] الفت ہی ان کے دل کو جلاتی ہوں یہ [illegible] دونوں کے
وہ زن [illegible] اور ان سے [illegible] پھر [illegible] ہوئے ہیں [illegible] ان کی وہ باتیں یاد
[illegible] اور [illegible] اور [illegible] کی [illegible] میرے سامنے اسی زن سیاہ سے [illegible]
ہوئے ہیں صاحبقران نے تمام [illegible] اس سے [illegible] اگر اس جوان خوب رو نے [illegible] سے ساتھ
اسی بے اعتنائی کی [illegible] اچھا [illegible] آشنائی [illegible] امیر با توقیر اس ماہرو سے [illegible]
سے کہ ناگاہ وہی غلام [illegible] اپنے ساتھ [illegible] نازنین [illegible] دو [illegible] خوب رو خوش گو [illegible]
گیسو کو لایا [illegible] وہ مطرب خوش [illegible] کہ [illegible] اشعار جس کی صورت کا خلق شیدا ہو

الفت اس کی دلوں میں پیدا ہو
دم فنا ہو جو دیکھے حسن و جمال

شکل [illegible] دوران
چال ایسی کہ دل کرے پامال

چال اور ڈھال میں وہ آفت جان
صاحبقران [illegible] نے

جو اُس پری پیکر کو دیکھا حسن نازنین معشوقہ جلتی نظر سے گر گیا منہ اپنا اُس کی الفت سے پھیر کر اُس نازنین خوش جمال پر عاشق و شیدا ہوئے دل میں شوق وصل پیدا ہوا چاہا کہ سر بزم اُس کو پیار کیجیے لیکن خلاف تہذیب پایا کر صبر و ضبط کیا وہ وقت ہوس کو بڑھنے نہ دیا جب وہ نازنین تازہ وارد تجدید ناز و ادا بیٹھی سازندے بھی حاضر ہوئے ہر ایک نے حسب دلخواہ ساز کو درست کیا شغل ساز و طرب آغاز ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ نازنین بناز و ادا سنگیت ناچنے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ محو نظارہ حسن و جمال مطربہ عدیم المثال ہوئے اس طرح اُس نے بناز و ادا رقص کیا کہ دل صاحبقران اُس کی ٹھوکروں سے پامال ہو گیا اہل بزم بھی تماشائی ہو رہے اُسی جلسہ رقص میں ایک ساقی خوش رو کشتی شراب ناب لایا ایک ساغر گلفام جس سے اہل بزم کو شراب ناب ساغر بلوریں بھر بھر کے دینے لگا مگر صاحبقران نے میخواری سے انکار کیا جب اہل بزم کو شراب ناب پلا چکا کشتی اُٹھا کر لے گیا بعدہ اُس مطربہ پری چہرہ و جمیلہ نے یہ غزل [illegible] کی غزل

وہ نور حسن جلوہ جو بیچ گلشن ہوا
اشارتا ہی کی قمریوں کو کم بخت ہوا
ہر دم کو تیری چشم سے میں بیخودی
بیٹھا میں جس مقام پہ سو وہ وطن ہوا
سینے کو چیر دے گئے بلبل ہزار ہا
ہشیاری سے فزوں مرا دیوانہ پن ہوا
دور شراب ناب چلے ساقیا شتاب
زیب ساماں ہوا کبھی زیب لگن ہوا
کیا دیکھ [illegible] نالہ سے بلبل چلی گئی

پر وہ جمال دل انجمن ہوا
زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھوں میں ملک مست غزال ختن ہوا
آسکے وہ فاتحہ کو جو میرے مزار پر
تیرا ہو کر باغ میں آئے گلبدن ہوا
شیریں بھی اپنا حال سناتی ہے [illegible]
وہ نگاہ حسن زیب وہ انجمن ہوا
لاش اُس نے اپنے کوچے سے [illegible]
آباد دشت ہو گیا ویران چمن ہوا
لے نور میری روح کو زندان بدن ہوا

اب یہ کہ [illegible] یار کا [illegible] دہن ہوا
وحشت [illegible] ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
کیا پوچھتے ہو [illegible] وطن
شوق [illegible] کفن ہوا
تجھ [illegible] کو گھر میں بلا لیا
زندہ [illegible] دل کو [illegible] ہوا
اُس کی [illegible]
[illegible] ہوا
کیا [illegible] شیریں [illegible]

ابھی یہ [illegible] لگے خبر [illegible] صاحبقران پر [illegible] ناچ گانا اُس کا [illegible] وہ مطربہ ایسی ناچی اور گانی کہتی کہ [illegible] سے یہ ابیات [illegible] گانی اُس ٹھاٹھ سے وہ حور جمال

تھی سرقدم میں تان [illegible]
راگنی بھی [illegible] لگی
برق ساں [illegible] کا تھا انداز
صدا [illegible] تھا ارگن کا
[illegible] اُس کو گر کہیں [illegible]
نور کی ایک ہوا [illegible]

اُس نے با [illegible] لوچ
اپنا باندھا تھا اُس نے [illegible]
شمع محفل تھا شعلہ آواز
[illegible] کی سریلی تھی آواز
لحن داؤد اُس کا تھا [illegible]
لکھ گئی لوح دل پہ وہ تصویر

راگ [illegible] ہوئی ایسا عالم
بزم سے [illegible]
داد [illegible]
کیا ہی اُس [illegible] کا [illegible]
ساز [illegible] کرتا تھا ساز
تان کیا تھی چمک گئی بجلی
[illegible] ہوا [illegible] تصویر

صاحبقران ذیشان کا پاس اُس کا سننے کو گویا سحر ہوئے ایسی حالت میں اُس نازنین نے [illegible] صاحبقران کے دل لینے کو اپنا ہاتھ بڑھایا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی [illegible] اُتار لیجیے یہاں تو صاحبقران مبہوت بیٹھے ہیں مطربہ مذکورہ نے ہاتھ واسطے لینے لوح طلسمی کے بڑھایا ہے اگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ خواجہ طیفور گردیا جو عقب صاحبقران چلے تھے نشان [illegible] دیکھتے ہوئے اُس پہاڑی تک آئے پہاڑی کے آگے نشان سم مرکب نہ پایا متردد ہو کر [illegible]

یکایک آواز نغمہ مطربہ مذکورہ کان میں آئی خواجہ نے دل میں خیال کیا عجب نہیں کہ صاحبقران اسی بزم راگ رنگ میں ہوں یہ خیال کرکے اپنی صورت ایک مطربہ نازنین کی بنا کر اس پہاڑی پر چڑھ کر در باغ پر جا کر دروازۂ باغ کھلا ہوا دیکھ کر اندر باغ کے داخل ہوئے اہل بزم نے دیکھ کر متحیر ہو کر بغور نظر کی پھر ان میں سے اُس حبشی نے پوچھا کہ تو کون ہے کہاں سے آئی ہے مطربہ نقلی نے عرض کیا کہ میں بھی علم موسیقی میں کمال رکھتی ہوں اس طرف سے میرا گذر ہوا تھا گانے کی صدا سنکے بے چین ہو کے چلی آئی ہوں تا کہ دیکھوں کون گاتا ہے اور نیز بخیال اس کے بھی یہاں آئی ہوں کہ اگر کوئی قدردان میرا گانا سنے گا اور اس کو پسند آئے گا تو انعام کثیر مجھے ملے گا یہ کہہ کر قریب صاحبقران بیٹھ گئی وہ مطربہ جس نے واسطے لینے لوح کے ہاتھ بڑھایا تھا اس مطربہ کو دیکھ کر لوح لینے سے باز رہی صاحبقران نے بھی اس مطربہ کی طرف نظر کی پھر پوچھا کہ اے نازنین تیرا کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ سب مجھکو دل آرا کہتے ہیں صاحبقران نے ارادہ کیا تھا کہ اس سے فرمائش گانے کی کریں ناگاہ اُس حبشی اور اُس زن پہلو نشین غلام حبشی نے نظر ڈال کر کچھ سمجھ کر باہم کچھ چپکے چپکے باتیں کیں خواجہ نے ان کی سرگوشی دیکھ کر جانا کہ اس حبشی وغیرہ نے مجھے پہچان لیا ہے ارادہ میری گرفتاری کا کیا ہے اسوقت بزبان حبشی صاحبقران نامدار سے کہا کہ اے امیر با توقیر افسوس یہاں بھی آکر آپ اس خوب رو پر مائل ہوئے اگر اسی طرح عاشق و مائل ہوجیے گا تو فتح طلسم کیونکر کیجیے گا ذرا لوح کو دیکھیے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ساحر ہیں تدبیر لوح لینے کی اور آپ کے اسیر کرنے کی کر رہے ہیں صاحبقران تقریر خواجہ سنکے ہوشیار و خبردار ہو لوح کو آنکھ سے لگا کر دیکھا مطلب یا حکم لوح سے آگاہ ہوئے یعنی لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ غلام حبشی جو تیرے روبرو بیٹھا ہوا ہے یہ وہی مسخر جادو ہے کہ جس کے فرزند ہوئے جادو کو تو نے تیر سے مارا ہے اور یہ زن خوب رو پہلو سے حبشی میں بیٹھی ہے یہ نسیان جادو ہے اور یہ مرد خوب رو شمشاد جادو ہے اور یہ مطربہ خوبچہرہ جس کا تو گانا سن رہا تھا نوبہار جادو ہے اس نے تیرے گلے سے لوح طلسمی اتارنے کا ارادہ کیا تھا اگر تیرا عیار یہاں نہ آ جاتا اور یہ نازنین اسکی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اپنا نہ روکتی تو ضرور لوح تیرے گلے سے لے کر تجھکو اسیر کر لیتی تو نے بڑی غفلت کی لوح طلسمی پہننے کی خبر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اب ان ساحروں کو یہ اسم اعظم الٰہی پڑھ کر دم کر کے یا خنجر سے قتل کرو دیر نکرو ورنہ یہ ساحر بھاگ جائیں گے پھر ہاتھ نہیں آئیں گے صاحبقران نے اُسی اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کر کے پوشیدہ طور سے خنجر نکال کر اس پر دم کیا خواجہ کلیم اُدھر بخیال گرفتاری غائب ہوئے وہ مطربہ خوش گلو صاحبقران کے روبرو دیکھ کر چھپتی حبشی وغیرہ نے بھی قصد گریز کیا مگر صاحبقران نے موافق حکم لوح کے یوں کیا

نظم

پہنچتے ہی کمر سے خنجر کو	مار اس مطربہ پہ ستمگر کو	حبشی پر بھی پھر قلم کی تیغ
ضرب کی کر کے نہ کچھ کیا نہ دریغ	پہنچتے سے اس تکیہ کے آکر	ماری اک تیغ اڑ گیا بس سر
اس جوان خوب رو کو لیے تا خیر	کر دیا دو بضرب شمشیر	ہوا جادوؤں کا جب کہ کام تمام
بھر گیا اس مقام میں کہرام	ہو گیا شور دار و گیر وہاں	ہر طرف تھی صدائے آہ و فغان
آگ کے برسے پہلے انگارے	پھر پکارے یہ جادوگر سارے	ہوئی نسیان جادو آخر کار
وہ تھا زینا عذاب النار	کوئی کہتا تھا ہو گیا اندھیر	یہ مسخر ہی جادو کا ہے ڈھیر

کوئی کہتا تھا کیا خزان آئی	مر گئی نوبہار جادو بھی	کوئی کہتا تھا اس طرح رو کر
ہوا شمشیا دجادو بھی بے سر	بس پھر پھر وہاں یہ شور رہا	بعد اس کے یہ پھر نظر آیا
خاک کا ڈھیر اور پتھر ہے	نہ تو وہ کوہ ہے نہ وہ گھر ہے	صاحبقران سلطان کیوان

شکوہ یہ کارخانہ سحر دیکھکر حیران ہوئے نہ باغ پربہار رہا نہ بارہ دری رہی نہ وہ کوہ رہا نہ نہر
ایک صحراے پر غبار ہیں بالاے خاک و سنگریزہ ایستادہ پایا اس اثناے میں خواجہ نے گلیم اتار کر
عرض کیا کہ دیکھا آپ نے وہ باغ و بارہ دری زمردرنگ کہاں گئی وہ مرد و زن کیا ہوئے امیر
با توقیر نے خواجہ کی تعریف کرکے کہا کہ اے خواجہ تم نے یہاں آکے ہمکو ہوشیار کیا ہم نے لوح کو دیکھا
اگر تم نہ آتے ہم ہرگز لوح کو نہ دیکھتے غالبا نوبہار جادو ہمارے سر لوح طلسمی اتار لیتی ابھی
یہ باتیں خواجہ سے کر رہے تھے کہ جو ساحر باقی ماندہ تھے وہ دربند اول کی طرف گریزان ہوئے
اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو یہ سب مع لشکر ساحران
وہاں آئے صاحبقران سے حال پوچھا امیر نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو نے خوش ہوکر کہا مبارک ہو کہ دشمنوں پر آپ فتحیاب ہوئے مگر یہ کوئی دربند اصلی طلسم زلزلہ
نہ تھا اثناے راہ دربند اول میں مسخر جادو و نسیان جادو نے اپنے سحر کے زور سے بطور دربند
کے بنایا تھا ارادہ آپ کے روکنے اور اسیر کرنے کا کیا تھا خواجہ نے آکے آپ کو ہوشیار کیا
آپ نے بحکم لوح طلسمی اُن کو قتل کیا ابھی یہاں سے دربند اول دور ہے مالک دربند اول
حنظل جادو ہے بہتر ہے کہ آج اسی جگہ قیام فرمایئے شب بسر کیجیے صبح کو یہاں سے آگے جائیےگا
صاحبقران نے منظور کیا اسی جگہ قیام کیا خیام و بارگاہیں ایستادہ و برپا ہوئیں ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو مع بائیس ہزار ساحران جان نثار کے گرد بارگاہ
صاحبقران موصوف فروکش ہوئے ہنگام شب بارگاہ صاحبقران میں بحرین جادو و
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور گرد پا داخل ہوئے علی قدر
مراتب با ادب بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب
ہوکر پوچھا کہ یہاں سے دربند اول طلسم زلزلہ کس قدر دور ہے اور مالک دربند اول حنظل جادو
ساحران زبردست سے ہے یا ساحر زبردست نہیں ہے اُس نے عرض کیا کہ یہاں سے دربند اول
چند کوس کے فاصلے پر ہے حنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے ماتحت
اُس کے ساٹھ ہزار ساحر ہیں اکثر ساحران میں بھی نامی و نامور ہیں مانند حنظل جادو کے سحر و
ساحری میں مشہور زمانہ ہیں تمام ساحر اس کے رفقا ہیں صاحبقران نے ارشاد کیا کہ حق تعالی
معین و مددگار ہے اگر حنظل جادو اور اس کے رفقا ساحران زبردست ہیں تو ہمارا حافظ و نگہبان
خالق دو جہان سب سے زیادہ قوی و زبردست ہے اگر پروردگار عالم چاہے گا تو جس طرح
نسیان جادو و مسخر جادو و شمشیا دجادو و نوبہار جادو کو قتل کیا اُسی طرح صاحبقران اور
اُس کے رفقا وغیرہ کو قتل کریں گے اور جس طور سے اُس پہاڑی اور باغ کو ساحروں کے
قتل کرنے سے نیست و نابود کیا ہے اُسی عنوان سے دربند اول کو بھی فتح کریں گے نام و نشان
بھی دربند اول کا نہ رکھیں گے یہاں تو صاحبقران کی بارگاہ میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
سے ہمسخن تھے لیکن اب حال اُن ساحروں کا درج کیا جاتا ہے جو ہنگام قتل نسیان جادو و مسخر جادو

وغیرہ بھاگ کر سوئے ونبداول گئے تھے بعد قطع راہ نالان وگریان باحال پریشان نہایت مضطر و
بیقرار روبروئے ختظل جادو اسوقت پہونچے کہ وہ نابکار اپنے دربار میں بالائے کرسی زرین
بیٹھا تھا کہ وہ اُس کے سوڈیڑھ سو رفیق اُس کے بیٹھے ہوئے تھے ختظل جادو بھی اپنے رفقا
سے کہہ رہا تھا کہ نسیان جادو و مستحر جادو واسطے اسیری طلسم کشا کے دعوے کر گئے ہیں
اکثر ساحرون کو اپنے ہمراہ یہان سے لے گئے ہیں دیکھیے طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتے ہیں یا نہیں
رفقا اُس کے عرض کر رہے تھے کہ نسیان جادو و مستحر جادو سحر و ساحری کے علاوہ مکر و
فریب میں کامل و اکمل ہیں ہم ساحرہ وہم عیار ہیں عجب نہیں کہ طلسم کشا کو اپنے دام فریب میں
مبتلا کرکے لوح طلسمی اس سے لے کے گرفتار کرکے حضور کے دربار میں لائیں انعام کثیر
حضور سے لیں ہنوز رفقائے مذکور ختظل جادو سے عرض کر رہے تھے وہ جواب اُن کے
کہہ رہا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے عیار اُس کا بالاستہ روزگار اُس کے ساتھ ہے طلسم کشا کا
اسیر کر لانا مشکل ہو دشوار ہے ہمیں یقین نہیں کہ نسیان جادو وغیرہ اُس کو اسیر کر سکیں ہاں اگر
طلسم کشا ہمارے ورشند پر آئے گا تو البتہ اس کی فکر اسیری بخوبی کی جائے گی یہ باتیں تھیں
ہو رہی تھیں کہ ساحران مذکور پر نظر پڑی پوچھا کہ خیر تو ہے کیوں کھبرائے ہوئے آئے ہو انھوں نے
تمام حال عرض کیا ابتدا سے تا انتہا جو کچھ گذرا تھا کہہ سنایا ختظل جادو نے افسوس کرکے اپنے
رفقا سے کہا کہ دیکھا تھے جو کچھ ہمنے ابھی تمسے کہا تھا وہی ہوا عیار نے سارا بنا ہوا کھیل بگاڑ دیا
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح پر نظر کرکے ہر ایک لوح پر عمل کیا نسیان جادو و
مستحر جادو وغیرہ کو قتل کیا پھر کہکے اُن ساحرون کو سخت و درشت کلمات کہکر کہا کہ جادو دور ہو بھاگ کر
چلے آئے خبر قتل مستحر جادو وغیرہ یہان لائے لڑ بھڑ کر وہان قتل ہو گئے حق نمکخواری ادا کیا
جانیں بچا کر بھاگ آئے راہ نمکحرامی اختیار کی وہ ساحر بیچارے ترسان ولرزان اُس کے روبرو سے
چلے گئے ختظل جادو نے تمام اپنے ماتحت ساحرون کو کہ نوکر تھے حال قتل نسیان جادو وغیرہ
بیان کرکے حکم دیا کہ ہوشیار و خبردار رہو بہ نسبت قبل زیادہ بند و بست و انتظام کرو آج یا کل تک
اس طرف بھی طلسم کشا آئے گا درستی سامان جنگ ابھی سے کر لو ہم بھی فکر و تدبیر کرتے ہیں
سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور بجا لائیں گے یہ کہکر وہ سب ساحر گئے حکم ختظل جادو کی تعمیل
کی یہان صاحبقران کشورستان بعد نصف شب کے اپنی بارگاہ میں راحت پذیر ہوئے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو وغیرہ بارگاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں جا کر آرام پذیر
ہوئے خواجہ طیفور رگردیا و دیگر ساحران آزمودہ کار گرد بارگاہ صاحبقران و بارگاہ
بحرین جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھون میں لیے ہوئے برائے حفاظت و نگہبانی پہرہ لیے اور اکثر
بیٹھے رہے روشنی مشعلہائے سحر میں ہر چہار طرف نظر کیا کیے یہان تک کہ زمانہ شب گذر کر وہ
وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر پیدا ہوئے سفیدہ سحری گردون پر نظر آیا صاحبقران برائے
طاعت خالق انس وجان بیدار ہوئے بعد وضو نماز سحر با خضوع قلب ادا کرکے دست دعا بدرگاہ
خدا بلند کرکے اس طرح دعا کی کہ اے خالق دوجہان معین و مددگار عاجزان جان میری سے ساحران
ونبداول سے بچایا اپنی حفظ و امان میں رکھنا تو عالم و دانا ہے کہ میں فقط بغرض فتح
طلسم ظلمات بوجہ ترقی دین اسلام و دفع کفر کافران بد انجام مصروف دین حق ہے باندھی ہے

سیاریق بن لقا و خفتگان طلسم زلزلہ مین جاکر جانے امن و پناہ سمجھکر سکونت پذیر ہوئے ہین ان کو راہ راست پر لانا مجھے مد نظر ہی اگر نا سپردگان گمراہ کنندہ بندگان نے میری ہدایت سے جادۂ راہ دین حق پر قدم رکھا تو فبہا المراد ورنہ ان کافرون کو قتل کرنا منظور ہی اور بغیر فتحیابی طلسم زلزلہ ان بیدینون کا ہاتھ آنا ممکن نہین ہی پس پروردگارا مین تجھسے طالب اعانت و مدد ہون بجز تیرے کوئی میرا معین و مددگار نہین ہی اگر تو چاہے گا تو صورت فتحیابی طلسم زلزلہ ظہور مین آئیگی یہ دعا کرکے سجدۂ شکر کرکے مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا خدام نے زین و لجام سے آراستہ کرکے دربارگاہ پر حاضر کیا صاحبقران کشورستان نے سب سے رخصت ہوکر ارادہ سوئے دربند اول جانے کا کیا اسوقت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و تحسین جادو و ملکہ بہار گلگل پوش جادو نے عرض کیا کہ تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہی ہم سب کو بھی مع لشکر ساحران کے ہمراہ لیتے چلیے قبل اس کے آپ نے تنہا صحرانوردی کی چندان اندیشہ نہ تھا اب آپ سوئے دربند اول طلسم زلزلہ جاتے ہین مالک دربند اول حنظل جادو ہی وہ کافر نابکار ساحر زبردست ہی اور بلا کے دربان ہی اس کے حالات سے ہمکو آگاہی ہی مکار بھی ہی مبادا اس کے ہاتھ سے حضور کے دشمنون کو کچھ ضرر پہونچے صاحبقران ذی وقار نے جواب دیا کہ اللہ ہمارا معین و مددگار ہی اگر حنظل جادو ساحر زبردست و مکار ہی تو اس کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ نہین ہی وہ کافر ہمارا کیا کرسکتا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا درست و بجا ہی مگر تنہا بمقابلہ ہزارہا دشمنان جانا آپ کا خوب نہین ہی ہم سب کو بھی ضرور ہمراہ لیجیے طلسم کشاے مدوح نے جواب دیا کہ خلاف حکم لوح طلسمی کیونکر ہم تم سب کو اپنے ساتھ ہمراہ لے طلسم کشائی کیلیے جاسکتے ہین جب سب نے اسی بارے مین بہت اصرار کیا تو صاحبقران نے لوح کو دیکھکر موافق حکم لوح کے فرمایا کہ اچھا ہمکو یہان سے اکیلا آگے جانے دو بعد جانے کے تم سب بھی آنا یہ کہکے مرکب پر سوار ہوکر سوئے شمال روانہ ہوئے خواجہ طیفور کردیا ہمراہ رکاب ہوئے امیر با توقیر نے ان کو بھی اپنے ہمراہ نہ لیے کر فرمایا کہ اے برادر وفادار تم بھی ہمارے عقب مین آنا خواجہ ٹھہر گئے بعد جانے صاحبقران کے خواجہ طیفور کردیا روانہ ہوئے پھر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و تحسین جادو و ملکہ بہار گلگل پوش جادو بھی بجمعیت بائیس ہزار ساحرون کے مع خیمہ و خرگاہ و سامان جنگ روانہ ہوئے ادہر عیاران نے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو دمی اس نے اسی وقت ایک خبر القاب و آداب کے اس مضمون کی شہنشاہ ساحران یعنی ہوشربا سست جادو کو لکھی کہ اے خداوند مجکو طائران سحر سے یہ اطلاع ہوئی ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ مع اپنے عیار طیفور کردیا و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گلگل پوش جادو و تحسین جادو بائیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے میرے دربند کی طرف آتے ہین کمپیالن جادو و مسخر جادو وا ہوئے جادو و آتشبار جادو و ملکہ نوبہار جادو وغیرہ جو کہ بیرون دربند اول صحرا مین سکونت پذیر ہوسکے تھے اور انھون نے طلسم کشا کو روکنا اور اسیر کرنا چاہا تھا وہ سب دست طلسم کشاے مذکور سے قتل ہوچکے ہین یہ بندۂ ناچیز و نمکخوار قدیم بخوبی بندوبست و انتظام و سامان جنگ و جدال کرچکا ہی حتی الامکان طلسم کشا کو مکر و فریب

اسیر کر کے خدمت عالی میں روانہ کرے گا اور اگر طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی میرے مکر و فریب میں نہ آیا تو یہ نمکخوار قدیم دلیرانہ لڑ کر اپنی جان دے گا حق نمکخواری ادا کرے گا املا غا عرض کیا حسب عرضی مذکور لکھ چکا لفافے میں ملفوف کر کے عرضی کے سرنامے پر نام اپنا باادب تحریر کر کے ساحروں کے ہاتھ بھیجنا مناسب وقت نجان کر ایک طائر سحر کی منقار میں عرضی مذکور دے کر کہا کہ جلد جا کر یہ عرضی شہنشاہ طلسم زلزلہ کو پہونچا اور جواب اس کا اگر شہنشاہ دیں تو جلد تر لانا تاخیر نکرنا طائر مذکور عرضی مسطور لے کر سوئے شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو روانہ ہوا بعد جلد تر قطع کرنے راہ دور و دراز کے اسوقت روبروے ہود سرمست جادو پہونچا کہ وہ نابکار رو سیہ دین و بے ایمان گمراہ کنندہ مردمان دربار میں بالائے تخت حکومت تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے بصد کبر و نخوت بیٹھا ہوا تھا صدہا ساحران نامی و نامور حاضرین دربار سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے تھے از انجملہ اشفاق جادو وزیر دوم و ساریق بن بقا و سنگان بھی دربار میں موجود تھے ہود سرمست جادو اپنے وزیر اشفاق جادو سے کہہ رہا تھا کہ کچھ حال طلسم کشا کا معلوم نہیں ہوا کہ اب وہ کس جگہ ہے کس فکر میں ہے وہ دست بستہ یہ التماس کر رہا تھا کہ اس نمکخوار کو بھی کچھ کیفیت طلسم کشا سے آگاہی نہیں ہے کہ یکایک طائر سحر مذکور نے وہ عرضی اپنی منقار سے آغوش شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو میں ڈالدی مالک طلسم زلزلہ نے عرضی مذکور الصدر اٹھا کر حوالے میر منشی کے کی اور حکم دیا کہ اس کو باآواز بلند پڑھ اس نے لفافے کو چاک کر کے عبارت عرضی مسطور اول سے تا آخر پڑھی شہنشاہ ساحران نے مضمون عرضی سے باخبر ہو کے میر منشی سے مخاطب ہو کے کہا کہ ہماری جانب سے جواب اس عرضی کے حنظل جادو کو یہ مضمون مختصر لکھ دے کہ اے حنظل جادو اگر طلسم کشا در بند اول طلسم زلزلہ پر آ جاوے تو لازم ہے کہ بیرون در بند اول صحرا میں آکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش ہونا یا صف آرا ہونا مگر جنگ و جدال میں تاخیر کرنا ہم اپنی دادی صاحبہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کو ظہور طلسم کشا سے آگاہ کر کے یہاں طلب کرتے ہیں ہر چند کہ ایک مدت دراز و عرصہ بعید بلکہ عہد شباب سے اب تک صدہا برس ہوئے ہیں کہ وہ گنبد سامری میں بیٹھی ہیں پوجا پاٹ اور پرستش کرتی ہیں سحر و ساحری میں مثل سامری ہیں اس زمانے سے اب تک گنبد سامری سے نہیں نکلی ہیں میری الفت و محبت میں عجب نہیں کہ وہ میری مدد کو در بند پر آئیں اور زیادہ تر آن میں طلسم کشا و جملہ ہمراہیان طلسم کشا کو اسیر و قتل و ہلاک کر دیں لہذا تجکو لازم و مناسب ہے کہ جب طلسم کشا عنقریب تیرے در بند کے آئے تو جمعیت اپنے ماتحت ساحروں کے در بند اول طلسم زلزلہ سے باہر صحرا میں آ کر فروکش اور صف آرا ہونا جنگ آغاز نکرنا ہماری دادی صاحبہ کے آنے کا انتظار کرنا اگر وہ نہ آئیں تو پھر لڑائی شروع کرنا اور جہاں تک ممکن ہو بمکر و فریب و حیلہ لوح طلسمی طلسم کشا سے لے کر اس کو اسیر کر لینا اور ہمراہیان طلسم کشا کو بھی قتل یا اسیر کرنا کسی کو نہ چھوڑنا اگر تجھ سے اس کام کا انصرام ہوگا تو ہم تجھ سے از حد خوش ہو کر ایسا خلعت و انعام دیں گے کہ دیکھنے والوں کو تعجب ہوگا اور تیرے حرص و ہوس سے زیادہ ہوگا سوا اس کے ہم وہ رتبہ تیرا بڑھائیں گے کہ جملہ ساکنان طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا یہ عبارت پشت عرضی مذکور پر لکھوا کر بدستور سابق اس کو پیچیدہ و ملفوف کر کے اسی طائر سحر کو دی گئی وہ عرضی مع جواب اس

بحکم شہنشاہ ساحران طے کر قطع راہ کرکے روبروے مستقل جادو آیا اور سامنے مستقل جادو کے وہ عرضی ڈال کر گویا ہوا کہ اسے ملاحظہ کیا حکم ہوتا ہے مستقل جادو نے اُس کی طرف نظر تند و تیز کیا اسمِ سحر پڑھ کر دیکھا فوراً وہ طائر مانند شمع کا فوری پگھل کر خاک ہوگیا بعدہٗ عرضی مذکور کی پشت پر جو حکم شاہ طلسم نے تحریر کیا تھا اُس سے باخبر ہوکے از حد خوش ہوکے بے اختیار ہنسا صاحب و رفقا نے پوچھا کہ پشت عرضی پر کیا عبارت لکھی ہوئی حضور نے پڑھی کہ جس سے پڑھتے ہی آپ خوش ہوکر بے اختیار ہنسے مستقل جادو نے تمام حال عرضی روانہ خدمت شہنشاہ ساحران کے سنایا اور پشت عرضی پر جو عبارت لکھی ہوئی تھی مضمون خلاصہ اُس کا بیان کیا انہوں نے عرض کیا کہ اگر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو یہاں آئیں اور انہوں نے مقابلہ طلسم کشا وغیرہ سے کیا تو ضرور طلسم کشا کو وہ اسیر و ہلاک کریں گی کیونکہ وہ ساحری و قوت میں مثل و نظیر اُن کا سحر و ساحری میں نہیں ہے ہم تو خواہاں ہیں کہ وہ یہاں تشریف لائیں حضور ہی طلسم کشا کو اسیر کریں تاکہ مرتبہ و جاہ آپ کا بڑھے مستقل جادو نے سنکر کہا جواب دیا کہ دیکھیے ملکہ مذکورہ یہاں آتی ہیں یا نہیں ان کے آنے میں تردد ہے مگر شہنشاہ کے لکھنے سے اور طلب کرنے سے عجب بھی نہیں کہ وہ فرط الفت سے یہاں چلی آئیں یہاں تو مستقل جادو اپنے دربند میں مجمع رفقا میں بیٹھا ہوا ہے رفقا سے ہم سخن ہے لیکن حال شہنشاہ ساحران ہوو سرمست جادو بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ارسال کرنے جواب عرضی مستقل جادو کے ایک رقعہ بہ نہایت آداب و القاب بزرگانہ سے اس مضمون کا اپنی جدہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کو لکھا کہ اسے دادی جان آپ کو معلوم ہو کہ فی زمانہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ نے ظاہر ہوکر باعانت چند یاغیوں کے آفاقیہ و گوہر ہیں جاکر بعیاری و دلیری تیغہ قنا کہ جسکو بانیان طلسم زلزلہ نے میرے قتل کے واسطے بنایا تھا اور بجز اُس تیغہ کے اور کسی حربے سے میری قضا نہیں ہے بلکہ آفاق جادو کو بمکر و عیاری اسیر کرکے اُس کے گھر میں جاکر تیغہ مذکور اپنے قبضے میں کیا ہے اور لوح طلسم زلزلہ بھی کو ہر ہیں جاکر بعد جنگ و جدال کے حاصل کرکے گوہر جادو محافظ لوح طلسمی کو مارا ہے قبل حصول تیغہ قنا و لوح طلسمی اکثر ساحران نامی بھی کام آئے ہیں ازانجملہ اسیر یاران جادو محافظ زندان حکیم سالوس و آتشبار جادو و حکیم جالوس وزیر اعظم ہمارا وہ عقرب پو سر جادو وغیرہ قتل ہوچکے ہیں اب طلسم کشا سے طلسم زلزلہ دربند اول طلسم زلزلہ کی طرف روانہ ہوا ہے غالباً آج کل تک وہ دربند اول تک مع اپنے لشکر کے پہونچ جائے گا اور بہدایت لوح طلسمی دربند اول وغیرہ کو فتح کرکے ہم تک پہونچکر تیغہ قنا سے ہمیں بھی قتل کرکے گا فتح طلسم رہے گا نہ اب ہم زندہ رہیں گے چونکہ آپ نے ہمکو پالا ہے اور پرورش کیا ہے اور مہربان سے زیادہ تر آپ نے ہمارے اوپر شفقت و الطاف بے حد کیے ہیں اسوجہ سے آپ کی ذات سے ہمیں امید ہے کہ آپ ہم پر سے اس بلا کو دفع کریں گی کہ طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر کرکے ہمارے طلسم کو اور ہمکو شر دشمنان سے بچائیے گا اور اگر آپ تشریف آوری میں تامل کیجیے گا تو پھر ہمکو زندہ نہ پائیے گا فی زمانہ اسقدر بند و بست و انتظام امور طلسم زلزلہ میں مصروف ہوں کہ آپ کے پاس حاضر نہیں ہوسکتا شب و روز تردد و انتشار میں گذرتے ہیں خیال بربادی و تباہی طلسم سے و نیز اپنے قتل کے خوف سے خواب و خور میں ہمارے فرق آگیا ہے گویا ہم نیم جان ہوگئے ہیں فقط امید آپ کی اعانت و مدد کے ہمکو امید جانبری کی نہیں ہے زیادہ کیا تحریر کیا جائے یہ رقعہ

بعبارت مندرجہ ایک ساحر مسمی عقاب جادو کو دے کر کہا کہ بعجلت تمام گنبد سامری میں جاکر
ہماری جدہ کو ہماری جانب سے تسلیم کہکے رقعہ ہمارا دینا اور جو کچھ وہ کہیں سننا اگر جلدہ کو سنا
مگر با ادب تمام اُن کے روبرو جانا شرائط فدویت بجالانا غلامانہ اُن کے روبرو ایستادہ رہنا
خلاف ادب کوئی فعل نکرنا کیونکہ جدہ ہماری نہایت غصہ ور ہیں یاد ہو پیرانہ سالی کے بہت
شور المزاج ہیں ہم خود اُن کی درشتی مزاج سے خائف رہتے ہیں تا فہمیدہ نظر اُٹھا کر مجتے سبب
آنے کا دریافت نکریں غلامانہ با ادب ایستادہ رہنا اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو ضرور اُن کے
عتاب میں مبتلا ہوگا ساحر مذکور رقعہ مسطور لے کر تقریر شاہ طلسم بگوش ہوش سنکے سوے گنبد
سامری روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز نزدیک گنبد سامری پہونچا بلندی سے دیکھا کہ
ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو درمیان گنبد کے بیٹھی ہوئی چنبر سر ہی آگ ہی روبرو
رکھی ہے آگ پر اسپند خوشبو ڈالتی جاتی ہے دھواں اٹھ رہا ہے چند مصاحب ساحر ہیں کہ کام ضرورت
اُس کا اشارہ سے اُس کی خدمت کرتی ہیں گنبد مذکور درمیان ایک باغچے کے ہے اُس
باغچے میں گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہیں چار دیواری باغچہ مذکور کی بطریق جدار پرستش کنان
سامری در باغچہ و گرد باغچہ پرستش میں مصروف ہیں ساحروں کا ہجوم ہے اکثر لوگ وقت دائرہ
بجا لاکر بعض سامری سجدے کا ہیں گنبد میں پھول ہار تصویر سامری پر چڑھتے ہیں اکثر پرستش
کرنے والے سراپا آلودہ خاک ایک پاؤں سے کھڑے ہیں بعض لوگ ایک ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں
بعضے دوزانو بیٹھے ہیں اکثر بے دین سجدے میں سر جھکائے ہیں دروازہ باغچہ کی چوکھٹ پر
پیشانی رکھے ہیں جا بجا انگیٹھیوں میں کافور لوبان گوگل مرچیں سلگ رہی ہیں دھواں ہو رہا
ہے یا سامری یا سامری اکثر پکار رہے ہیں عقاب جادو زمین پر آکر ہر ایک پر نظر کرتا ہوا دربانوں
سے اجازت لے کر باغچے کی سیر کرتا ہوا قریب گنبد سامری جہاں جدہ شاہ طلسم بیٹھی تھی جا پہونچا ہوا
گیا بعد سر جھکانے و شرائط پرستش کے دست بستہ با ادب کھڑا ہوا تا دیر ایستادہ رہا آخر ایک
مصاحب و خادمہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے اُس سے باشارہ پوچھا کہ یہاں کیوں
آیا ہے کس واسطے کھڑا ہے عقاب جادو نے وہ رقعہ دکھا کر اشارے سے کہا کہ یہ رقعہ شہنشاہ
ساحران ہیبت سرمست جادو کا لے کر آیا ہوں تمہاری ملکہ کو دینا منظور ہے اُس نے رقعہ
مذکور لے کر ڈرتے ڈرتے روبرو اُس کے جاکر سلام کیا اُس نے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہے
کیوں بے طلب یہاں آئی ہے اُس نے سوے عقاب جادو اشارہ کرکے رقعہ پیش کرکے عرض کیا
کہ یہ ساحر یہ رقعہ شہنشاہ ساحران یعنی شاہ طلسم زلزلہ کا لے کر آیا ہے بڑی دیر سے حاضر ہے ملکہ مذکورہ
نے اُس کی جانب نظر کی عقاب جادو نے با ادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے اس رقعہ کی عبارت
پر نظر کرکے کلام و کیاں پڑھ کر آہ سرد کرکے بے اختیار اپنے سینے پر عالم صدمہ و رنج میں ہاتھ
مارا آبدیدہ ہو کر اشارے سے کہا کہ تو جا ہم آئیں گے عقاب جادو سلام کرکے باغیچے سے
نکل کر اپنے تخت سحر پر بیٹھ کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ روبرو شاہ طلسم
جاکر تمام حال عرض کیا ہیبت سرمست جادو نے خوش ہو کر اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر
کہا کہ اب ہم کو یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا قتل و اسیر و ہلاک ہو جائیں گے
کوئی زندہ و سلامت نہ رہے گا ہماری جدہ نے اقرار تشریف لانے کا کیا ہے تم سب آگاہ ہو

کہ وہ کیسی ساحرہ زبردست اور بے مثل و نظیر اپنا سحر و ساحری مین نہین رکھتی ہین در حقیقت
ساحری وقت مین اُن کے آگے طلسم کشا وغیرہ ساحران طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی حالانکہ بابدولت
کے آگے بھی طلسم کشا وغیرہ کی کچھ حقیقت نہین ہی مگر چونکہ اُس کے پاس لوح طلسمی ہی اور قبضہ
مین تیغہ کشا ہی اور کاہنون نجومیون نے واسطے مقابلہ کرنے کے منع کیا ہی و نیز طالع شاہان
کے بھی فی زمانہ خلاف ہی کہ خود اُس کے مقابلہ کے واسطے جا کر یا خداوند ہو کے طلسم کشا وغیرہ
سے مجادلہ و مقابلہ کرین اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ شہنشاہ بجا فرماتے ہین آپ کی
والدہ صاحبہ فی زمانہ سحر و ساحری مین عدیل و نظیر اپنا نہین رکھتی ہین ہم نمک خوارون کو بھی
ان کی تشریف آوری سے نہایت خوشی حاصل ہوئی امید قوی ہوئی کہ اب طلسم زلزلہ دست
طلسم کشا سے تباہ و برباد نہوگا بلکہ عالم طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر ضرور کرین گی
اور حضور کے نزدیک بھی طلسم کشا وغیرہ کا غارت کر دینا کچھ مشکل نہین ہی لیکن مصلحت
شہنشاہ طلسم کشا وغیرہ سے مقابلہ و مجادلہ نہین کرتے ہین کیونکہ خلاف شان حضور ہی اور
یہ دل بھی حضور پر گران ہین شاہ طلسم نابکار و مردود کی گفتگو سے اہل دربار کے خوش ہوا
یہ مردود نابکار تو بصد خوشی و امید قوی قتل طلسم کشا وغیرہ مین بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا رقم کیا جاتا ہی کہ یہ جو روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ
دراز آخر روز قریب دربند حنظلیہ کے پہونچے طائران سحر و ساحران خبر رسان نے جلد تر
جا کر روبرو سے حنظل جادو بادب ایستادہ ہو کے عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا قریب
دربند حضور آگیا ہی صحرا مین ہم اُس کو دیکھتے ہوئے آئے ہین یہ خبر سنکے رنگ روے حنظل جادو
صورت طائر اڑ گیا نہایت متردد و متفکر ہو کر حکم دیا کہ ہمارا تمام لشکر تیار ہو یہ حکم کمر بندی
ہونے لگی ساحران نابکار تیاری جنگ و کمر بندی مین مصروف ہوئے حنظل جادو اور تمام
اُس کے اہل دربار و رفقا بھی بمقابلہ طلسم کشا چلنے پر آمادہ ہوئے درستی و سامان جنگ مین
ہر ایک مصروف ہوا ساحران دربند اول حنظلیہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا زندگی سے ہر ایک کو یاس و
نا امیدی ہوئی چہرہ ہر ایک کا متغیر ہو گیا صدمہ و خوف مرگ سے اجسام مین لہو خشک ہونے لگا
حالت حیات مین صورت مردنی رخون سے ہویدا ہوئی مگر بمجبوری و بحکم حاکم اہل لشکر مصروف
کمر بندی ہوئے دربند اول مین تو ایک تہلکہ پڑا ہی کمر بندی فوج مین ہو رہی ہی خیام و بارگاہین
نکالی جاتی ہین ارادہ کیا ہی کہ طلسم کشا کو دربند تک آنے نہ دین خود ہی صحرا مین جا کر بہ لشکر
فروکش ہو کر اُس کو روکین اور مقابلہ و مجادلہ کرین لیکن اب خواجہ طیفور کر دیا و نیز صاحبقران
موصوف کا لکھا جاتا ہی کہ بعد قریب آنے دربند اول کے صاحبقران کشور ستان نے ارادہ
آگے بڑھنے کا کیا تھا کہ ناگاہ خواجہ طیفور کر دیا بصورت مبدل قریب آئے صاحبقران ذیشان
کے آگے بہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع
بائیس ہزار لشکر ساحران کے یہ سب بھی آئے ملکہ نے عرض کیا کہ یا صاحبقران میری راے
یہ ہی کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین فروکش ہوجیے آگے نہ چلیے کیونکہ تھوڑی دور یہان سے
دربند اول طلسم زلزلہ ہی جس کو دربند حنظلیہ بھی کہتے ہین مالک دربند حنظل جادو قریب وہان کے
زمانہ غروب آفتاب قریب ہی شب یہان بسر کر کے صبح کو سوے دربند مذکور تشریف لے جائیگا

صاحبقران ذیشان نے رائے ملکہ دہر پہ سحر ساز جادو کی پسند کرکے حکم دیا کہ اسی جگہ خیام و
بارگاہیں ایستادہ وبرپا کی جائیں حسب الحکم ملازم کاربند ہوئے جلد تر خیام و بارگاہیں برپا کیں
بجملہ اعلیٰ و ادنیٰ فروکش ہوئے ہنوز صاحبقران کشورستان بارگاہ میں داخل ہوئے تھے کہ لشکر
فروکش ہوا تھا کہ سامنے سے حنظل جادو ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے بصد کرّوفر مع
سامان جنگ وجدال آکے بمقابلہ لشکر طلسم کشا مصروف خیام وبارگاہ ایستادہ وبرپا
کرکے فروکش ہوا اسی عرصے میں آفتاب پنہان ہوا تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی دونوں
لشکروں میں سامان روشنی ہونے لگا مشعلہائے سحر وغیرہ کی روشنی ہوئی حنظل جادو نے بخیال
استظہار ملکہ زرنیق سحر ساز مردار خونخوار جادو کے اپنے لشکر میں نفیر سحر بجائی نقارہ حربی و
کوس جنگی نہ بجوائے لیکن حکم دیا کہ دو ہزار ساحر تمام شب لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں گرد
لشکر طلایہ پھرتا رہے ہوشیار وخبردار رہیں اسی طرح یہاں سے صاحبقران ملکہ دہر پہ سحر ساز
جادو نے بھی دو ہزار ساحر واسطے نگہبانی لشکر کے مقرر و معین کیے روشنی سحر دونوں
لشکروں میں بکثرت ہوئی تمام شب دونوں لشکروں میں ہوشیاری و خبرداری بخوبی رہی
ساحران طلایہ دونوں لشکروں کی حفاظت میں مصروف و مشغول رہے اکثر ساحران لشکر
جانبین تیاری سحر میں سرگرم ہوئے جب وہ شب بسر ہوئی صبح ہوئی دونوں لشکر میدان
جنگ میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہ ہوئی تھی کہ سوئے فلک ایک پارۂ ابر سرخ رنگ
نمودار ہوا بحرین جادو نے دیکھا اس ابر کے ٹکڑے میں وہ برق کی چمک اور وہ صدائے رعد کہ پناہ بخدا
بحرین جادو نے متردد ہوکر کہا کہ یہ ابر جو اس طرف آتا ہے اس ابر سے اندیشہ ہے کہ شاید کوئی
ساحر زبردست آتا ہے ملکہ دہر پہ سحر ساز جادو نے سوئے ابر مذکور دیکھکر متفکر ہوکر کہا کہ مجھکو
معلوم ہوگیا کہ جو ساحرہ بصد غضب ادھر آتی ہے اے بحرین جادو ہوشیار ہو جاؤ آمادہ مرگ
ہوجاؤ زندگی سے مایوس ہو اب اپنے تئیں مردوں میں شمار کرو اس صحرا کو اپنا مدفن و جائے قتل
یقین تصور کرو ہم بھی یہ سمجھ چکے ہیں کہ ہماری قضا ہمکو اس سرزمین پر لائی ہے اب یہاں سے
بچکر کہیں نہ جائینگے خاک ہماری اسی صحرا کی خاک میں شامل ہو جائے گی افسوس ہزار افسوس
جو تمنا کہ دلی تھی وہ نہ بر آئی طلسم زلزلہ فتح نہ ہوا کوئی در بند بھی فتح و فیروزی سے نہیں کیا کوئی
مرحلہ بھی سر نہ کیا حسرت تباہی و بربادی طلسم زلزلہ دل میں رہ گئی ان آنکھوں سے بربادی
طلسم زلزلہ نہ دیکھی بحرین جادو نے پوچھا کہ اے ملکہ تم جو ایسے کلمات اپنی زبان پر جاری کرتی ہو
بتاؤ تو کہ یہ کون ساحرہ زبردست آتی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ یہ پارۂ ابر جو نظر آتا ہے ملکہ
زرنیق سحر ساز مردار خونخوار جادو کا ہے یہ آثار قہر و غضب جو نظر آرہے ہیں یہ اس کی آمد کے
آثار ہیں یہ دادی ہے حضرت جادو بادشاہ طلسم زلزلہ کی ہے ایک مدت دراز و عرصہ بعید سے
گنبد سامری میں بیٹھی ہوئی تھی آج شاید حسب الطلب شاہ طلسم واسطے ہم سب کے ہلاک کرنیکے
آتی ہے سحر و ساحری میں اس کا مثل و نظیر نہیں ہے اگر اس کو سامری وقت اور جمشید روزگار
کہا جائے تو بجا ہے ساحر مستمش و دیگر ساحران نامور کے سامنے اس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں
ہے بھلا ہماری اور تمہاری اس کے روبرو کیا حقیقت ہے اور یہ لشکر ساحران جو ہمارے
ساتھ ہے اس کی کیا اصل ہے ایک دم بھی اس کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتا ہے لوح طلسمی

بانیان طلسم نے ایک شئے نایاب و تحفہ باطل سحر تیار کی ہے لیکن اس کے آگے اُس کی بھی حقیقت
نہیں ہے یہ اگر چاہیے تو لوح طلسمی کو بھی سیاہ و بیکار کر دے میں نے اپنی مادر سے و دیگر
بزرگوں سے اُس کے حالات سحر و ساحری بہت سنے ہیں کہاں تک بیان کروں یہ ایک
بلاے عظیم ہے اسوقت اس کا آنا اچھا نہیں ہے مگر لشکریوں کو اس کے حالات مذکور سے
آگاہ نکرنا ورنہ بیدل و خائف ہو کے ابھی سب بھاگ جائیں گے کوئی ساحر میدان جنگ میں
ہمارے اور تمہارے لشکر سے نہ ٹھہرے گا لشکر میں تہلکہ پڑ جائے گا بحرین جادو نے کہا کہ
اے ملکہ تم سچ کہتی ہو میں نے بھی اس کی سحر و ساحری کے حالات اپنے بزرگوں سے سنے ہیں
واقعی اس کے سحر کی پناہ نہیں کوئی ساحر تاب سحر نہیں لا سکتا اس کے سحر سے بچ نہیں سکتا ہے
مگر اسے بلکہ ہم مرد میدان نبرد ہیں ایسے وقت میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
جدا نہونگے خوف جان سے گریزاں نہونگے رفاقت صاحبقران سے ہاتھ نہ اٹھائیں گے اگرچہ
قتل و ہلاک ہو جائیں شرط رفاقت و وفاداری سے بعید ہے کہ اپنی جان کا خیال کر کے صاحبقران
کشورستان سے علیحدگی اختیار کریں ہم اور تم مطیع دین اسلام ہو چکے ہیں خالق زمین و آسمان
سے دعا کرو کہ وہی اس بلا سے ہم سب کو بچائے طلسم کشا بھی اس کی شر سے محفوظ رہے اور اپنی
قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب پیدا کرے کہ جس سے ہم مراد حاصل کریں یہ ساحرہ ہلاک ہو خواجہ
طیفور رکھ دیا نے تقریر ملکہ دلارام سحر ساز جادو و بحرین جادو کی سنکے جواب دیا کہ اگر
درحقیقت یہ کوئی ساحرہ زبردست اس طرف براے مقابلہ آتی ہے تو کیا اندیشہ ہے ہراساں نہو
خداوند عالم مالک و قادر و حافظ و نگہبان ہے اس ساحرہ کی کیا حقیقت ہے بڑے بڑے
ساحروں کو ہمارے جد و آبا نے بیماری قتل کیا ہے ہم بھی عیار ہیں اس کی ہلاکت کی کوئی فکر
و تدبیر کریں گے تم نہ گھبراؤ اس نابکار کو آنے تو دو دیکھا جائیگا ابھی خواجہ طیفور کہہ رہا تھا بحرین
جادو و ملکہ دلارام سحر ساز جادو سے سخن سنتے لشکر جا بجا صف آرا تھا ایک جانب
صاحبقران کشورستان مرکب پر سوار لوح طلسمی گلے میں ڈالے ہوے ہمراہ سپہ سالاری
ہوا ایستادہ قائم لشکر کے آگے سامنے کھڑے تھے اور سرداران قلب لشکر میں تھے دوسری سمت
حنظل جادو مع اپنے لشکر کے صف آرا تھا تخت طاؤسی سحر پر سوار تھا تمام ساحران لشکر
بھی اس کے مختلف سحر کی سواریوں پر سوار تھے جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر
تھیں ترسول پنسول ہاتھوں میں لیے تھے صاحبقران کشورستان و جملہ ساحران ہر دو
لشکر جانب ابر سحر سرخ رنگ بنظر حیرت و تعجب دیکھ رہے تھے حنظل جادو مالک ورشد
اول طلسم زلزلہ بصد خوشی و خرمی جانب ابر سحر مذکور دیکھکر کہہ رہا تھا کہ وہ ملکہ زنبق سحر ساز
سردار خوار جادو بجور و غضب آتی ہیں بعد مدتہاے مدید و عرصہ بعید آج گنبد سامری کے
اندر سے نکلی ہیں اب طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کی خیریت نہیں ہے ایک دم میں سب کا
خاتمہ کر دینگی یہ کہکر جملہ اپنے رفقا و تمامی ساحران سپاہ کو ہمراہ لے کر بزور سحر زمین سے
بلند ہو کر براے استقبال جانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ پارہ ابر سحر سرخ رنگ قریب آ کر
اس طرح شق ہوا کہ پہلے برق چمکی بعدہ کڑک اس زور سے ہوئی کہ پردہ ہاے گوش سامعین
کو صدمہ پہونچا پھر صداے رعد آئی بعد اس کے سب نے دیکھا کہ تخت طویل زرین سحر پر ملکہ

زنبق سحر ساز مردار خوار جادو باین صورت وہیئت وسامان بیٹھی ہوئی ہے کہ بالائے
تخت سحر مذکور ابر سحر سایہ فگن ہے اُس ابر سے برق وصدائے رعد کا دمبدم ظہور ہوتا ہے پیش پشت
کنیزیں و بیسیار ملکہ مذکور چند جلیس و خادمہ بیٹھی ہیں کوئی جلیس اُسکو طائر مردہ دیتی ہے اُس طائر
کو وہ نوچ نوچ کر کھاتی ہے کوئی جام آب دیتی ہے کوئی خادمہ مروحہ جنبان ہے کوئی جلیس
حسب الطلب ساغر مے اُس کو دیتی ہے کوئی کباب براے گزک دیتی ہے گاہ کوئی خادمہ بایما و
اشارہ اُس کے طائر مردہ دیتی ہے ملکہ مذکورہ طائر مردہ کو برغبت تمام نوچ نوچ کر بصد خوشی
ہنس ہنسکر کھاتی ہے بہنگام خوردن طائر مردہ رال اُس کے دہن گندہ و متعفن سے ٹپکتی ہے
پیرانہ سالی سے کوزہ پشت ہے موے سر مانند فتیلون کے نہایت سفید ہیں جوڑا بالون کا
بندھا ہوا ہے جھریاں دست و پا پر پڑی ہیں کرتہ چمڑے کا بو دار پہنے ہے لنگا بھی پارچہ سفید کا
ہے ایسا کثیف و دبیز ہے کہ چمڑے کا معلوم ہوتا ہے بالون میں تیل ناریل کا ہے چہرہ ایسا مہیب ہے کہ
دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہے آگے اُس کے سیاہی رخ کی سیاہی چہرہ زنگی گویا ایک روشنی ہے
اور سیاہی شب فرقت سامنے اُس کی سیاہی رخ کے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ہے اُس کا چہرہ
دل کافر سے زیادہ سیاہ ہے اور ظلمت جہل کافر سے زیادہ تاریک ہے پھر جو ایک رنگ سیاہ ہے آگے
اُس کے ٹھہر جاتا ہے دو دانت مثل نیش بلی دہن سے باہر ہیں آنکھیں چھوٹی چھوٹی نہایت زرد
ہیں دیکھنے والوں کو دھوکا ہوتا ہے کہ مرض یرقان ہے غرض ایسی سیاہ رو و بدہیئت ہے کہ اگر دن کو
بلا لحاظ تمامی عالم و جملہ خبیثات و شیاطین اُس کو دیکھ لیں تو عجب نہیں کہ خوف سے ڈر کر ہلاک
ہو جائیں اور اگر رات کو اُس کی صورت بد خبیثات کو نظر آ جائے تو خوف سے جگر اُن کے شق
ہو جائیں کہاں تک حال صورت ولباس وہیئت ملکہ مذکورہ کا بیان کیجئے کہ لکھنے سے قلم و رقم
عاجز ہے سفینہ قلم بھی خوف تصور حلیہ و سراپاے ملکہ مذکورہ سے شق ہو گیا ہے بالاے تخت سحر
پر اسباب سحر رکھا ہے ایک ٹوکری میں کچھ جانور چھوٹے چھوٹے زندہ بھرے ہوئے ہیں سامنے ملکہ
مذکورہ کے ایک انگیٹھی آتش سے بھری ہوئی رکھی ہے گوگل لوبان کافور لونگ وغیرہ ایک
خادمہ اُس آگ پر قدر سے قدر سے برابر ڈالتی جاتی ہے دھوان ہوتا ہے خوشبو اور بدبو
سے دماغ ملکہ وغیرہ بسا ہوا ہے دھوان انگیٹھی سے اٹھ رہا ہے ہوا سے منتشر ہو رہا ہے حنظل جادو
ملکہ مذکورہ کو دیکھتے ہی آمادہ براے استقبال جانے پر ہوتا ہے اسپ فی الفور مہیا کر ہمراہ
لیکر براے استقبال زیادہ و بلند ہو کر روانہ ہوا روبرو جاکر دست باندھکر پیوستہ ہوا ادب
سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے سے یقین کامل ہوا کہ اب طلسم کشا
و لشکر طلسم کشا کا نام ونشان بھی نہ رہے گا طلسم زلزلہ فتح ہونے سے محفوظ رہیگا آپ کا
مثل و نظیر سحر و ساحری میں روے زمین پر نہیں ہے سامری و جمشید و ساحر ہشتش وغیرہ جتنے
ساحر و خداوند گذرے ہیں ان سے مرتبے میں آپ کچھ کم نہیں ہیں فی زمانہ آپ سامری و جمشید
کی طرح سحر و ساحری میں اگرچہ دعوی خداوندی نہیں کرتی ہیں لیکن سحر و ساحری میں
عدیل و نظیر سامری و جمشید ہیں آپ یہاں کیا آئیں گویا آثار ظہور فتح جنگ ہویدا ہوے
طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا کے واسطے گویا آپ رہنماے راہ عدم ہیں تنہا چند خادمہ
عورتوں کے ساتھ حضور تشریف لائی ہیں اس کا عجب ہے نہ ہمراہ لشکر کثیر ہے نہ خیمہ و خرگاہ ہے

نہ خدم وحشم ہے نہ جلوس سواری شاہانہ ہے شاید عقب حضور لشکر ساحران وخیمہ وخرگاہ ہوگا ملکہ مذکورہ نے
اُس کی تعریف کرنے سے خوش ہو کر بانند بلائے عظیم ہنسکر جواب دیا کہ او حنظل جادو او چھوکرے
نادان و نافہم مجکو ضرورت لشکر ساحران کی کیا ہے ایک چشم زدن میں طلسم کشا وغیرہ کو قتل وہلاک
کرکے چلی جاؤں گی مجکو یہاں ایک دو روز قیام کرنا منظور نہیں ہے ہود سمیست جادو نے
میرے تئین بذریعہ نامہ اپنے تردد و ظہور طلسم کشا سے آگاہ کرکے چاہا تھا کہ طلسم کشا وغیرہ کو
نیست و نابود ہو جائیں پس میں اُس چھوکرے کی التجا و فرط الفت سے مجبور ہو کر بنا سامری سے
اُٹھکر ادھر آئی ہوں اُس کی خاطر و خوشی مدنظر ہے ابھی طلسم کشا وغیرہ کو تیرے سامنے نیست و نابود
کیے دیتی ہوں یہ کہکر خاموش ہوئی حنظل جادو خانہ مع اپنے لشکر کے ہمراہ اُس کے اُس کا
استقبال کرکے میدان جنگ میں آیا اب نزدیک سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور رگر دیا وبحرین جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو
کو دیکھا اکثر ساحر صورت اُس کی دیکھکر ڈر گئے صاحبقران اُس کے چہرے پر نظر کرکے لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرنے لگے بعدہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگے
کہ یہ ساحرہ کریہ منظر خبیث صورت کون ہے کیا بدصورت بدہیئت ساحرہ ہے کہ کبھی ایسی کوئی ساحرہ دیکھنے میں
نہیں آئی ہے اُس نے کہا کہ اے صاحبقران یہی ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو جدہ شاہ طلسم
زلزلہ ہے یہ اپنے زمانے کی سامری و جمشید ہے اس کا یہاں آنا اچھا نہیں ہوا بلائے روزگار و آفت دہر
ہے خدا اس کی شر سے آپ کو اور آپ کے تمامی لشکر کو بچائے مجکو سخت تردد ہے صاحبقران ذی وقار
نے جواب دیا کہ اے ملکہ کچھ فکر وتردد نکرو اگر یہ ساحرہ بلائے بد ہے تو کیا غم ہے حافظ حقیقی نگہبان
ہر ساعت وہر دم ہے ابھی صاحبقران کشورستان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے کہ ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بلندی سے اپنے تخت سحر کو زمین سے بقدر قد آدم ہوا پر قائم
کرکے بے تاخیر وتامل سوے لشکر طلسم کشا بغور نظر کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو پہچان کے پکار کر
کہا کہ او چھوکری او بدخواہ شاہ طلسم زلزلہ او گیسو بریدہ تو بھی شریک طلسم کشا ہو کر برباد و تباہی
طلسم زلزلہ پر آمادہ ہوئی ہے مجکو بھی یہ لیاقت و جسارت ہوئی کہ ہمراہ طلسم کشا در پے حنظلیہ پر آئی ہے جا
میرے سامنے سے دور ہو مجھے تیرے حال پر یا میں خیال پر رحم آتا ہے کہ تیری ماں شگوفہ سحر ساز جادو
نے میری بہت خدمت کی ہے برسوں جسے اُس نے سحر یاد کیے تھے میری شاگردی کا فخر کرتی تھی
اسوقت لشکر طلسم کشا سے نکل جا یا دست بستہ مجسے طالب پناہ ہو کر عفو تقصیر چاہ ورنہ تو بھی ان
سب بدخواہوں کے ساتھ ہلاک ہو جائے گی دنیا سے سوئے عدم جائے گی میرے سحر ادنیٰ سے
بھی جانبر نہوگی ایک دم میں سب بدخواہوں کو قتل وہلاک کر دوں گی کیا تو نے اپنی مادر سے میرے
سحرہائے بے پناہ کی کیفیت و حقیقت نہیں سنی ہے کیا تو میرے قہر و غضب و خفگی سے ناواقف ہے
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بے خوف و خطر بڑھکر جواب دیا کہ اے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو میں بخوبی تمہارے حالات سے آگاہ ہوں دراصل سحر و ساحری میں کوئی ساحر و ساحرہ
تمہارے برابر نہیں ہے بیشک میری مادر کو تمنے اکثر سحر تعلیم کیے تھے وہ تمہاری شاگرد تھیں
میں بھی شاہ طلسم زلزلہ کی خیرخواہ تھی مگر اب بدخواہ ہوں تمنے یہ سنا ہوگا کہ سحر دربار حکیم جالوس
نائب شاہ طلسم زلزلہ نے مجکو ذلیل و ناخوش کیا تھا میرے شان و مرتبے کے خلاف اُس نے

مجھسے گستاخی کی تھی میری توہین سر دربار اُس ناکار و بد انجام نے کی تھی آمادۂ قتل بھی ہوا تھا اسوجہ
سے میں نے کوچۂ خیر خواہی سے قدم نکال کر راہ بدخواہی اختیار کی ہے اطاعت و فرمانبرداری طلسم کشا
قبول کی ہے شکر کرتی ہوں کہ فرمانبرداری طلسم کشا سے دولت دین اسلام پا چکی ہوں پہلے گمراہ تھی
اب راہ راست پر آچکی ہوں کلمہ شہادتین تو ابھی زبان پر جاری نہیں کیا ہے لیکن مطیع دین اسلام
ہو چکی ہوں یقیناً دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں ہے اور قابل سجدہ پرستش بجز خالق کون و مکان
کے کوئی خداوند ناکارہ و ناہنجار نہیں ہے جسقدر خداوند گذرے ہیں اور جو اب دعوی خداوندی
کرتے ہیں وہ سب گمراہ کنندہ مثل ابلیس کے ہیں خدا وہی ہے کہ جو ہر شے پر قادر ہو وہ خداوند قابل سجدہ
نہیں ہے جو قدرت نرکھتا ہو عاجز و محتاج نصرت و مدد ہو جیسا کہ شاہ طلسم زلزلہ باوجود دعوی خداوندی
کرنے کے ایک طلسم کشا سے عاجز ہوگیا ہے تمکو اُس نے واسطے مدد کے طلب کیا ہے اتنی بھی قدرت
نہیں رکھتا ہے کہ اپنے امور کا حسب دلخواہ انصرام کر سکے اپنے دشمنوں کو دفع کر سکے پس اے ملکہ
مجھسے یہ امید نرکھو کہ بدخواہی سے باز آؤں کی خیر خواہی شاہ طلسم اور اطاعت تمہاری اختیار
کروں گی مرجانا سوے عدم جانا مجھے بدل منظور ہے لیکن اس اسکے تمہارے خوف سے نکلتا
اور یعنی عفو تقصیر کرانا قبول نہیں ہے جو کچھ تمسے ممکن ہو میرے قتل و ہلاک کرنے میں کوشش و
دریغ کرو میرے حال پر رحم نکرو ہاں اگر اپنا انجام بخیر چاہتی ہو تو فرمانبردار طلسم کشا ہو کر مشرف
دین اسلام کرو ایسا زمانہ دراز تمکو ہو گئے ہوا سے کفر ہی ہو اب طریقۂ خدا پرستی اختیار کرو
راہ راست پر آؤ مدت بقاے طلسم زلزلہ آخر ہونی ہے اب ضرور دست طلسم کشا سے فتح
ہو جائے گا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خونخوار جادو نے اقرار ملکہ مذکورہ سنکر از بسکہ غضبناک ہوئی
غصے سے کہا کہ او اجل رسیدہ اگر تو میرے حکم پر عمل نہیں کرتی تو تیار ہو مجھسے مقابلہ کر ملکہ
دیبہ سحر ساز جادو نے بھی برہم ہو کر صف لشکر سے نکل کر ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا تھا کہ ایک ساحر
مسمی سمر ہنگ جادو نمکخوار قدیم ملکہ آفاق جادو محافظ تیغ فن نے صف لشکر سے نکل کر ملکہ
دیبہ سحر ساز جادو سے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم آپ توقف کریں مجکو اس ساحرہ کے
لڑنے کے واسطے جانے دیں میری لڑائی کا تماشہ دیکھیں یہاں نے بھی ایک مدت تک کسب
ساحری میں مشغول پرستش کی ہے اکثر سحر یاد کیے ہیں اسوقت سے بہتر کونسا وقت ہوگا کہ اپنے
ہنر کے جوہر دکھانے سے سحر و ساحری لڑونگا ملکہ مذکورہ نے اس کے روکنے اور کہنے سے
مجبور ہو کر کہا کہ اے سمر ہنگ جادو اگر تمکو شوق جنگ زیادہ ہے تو اچھا تمہیں اس ساحرہ کو
جوہر اپنی تیغ سحر کے دکھاؤ مقابلہ کے واسطے جاؤ پس اس ساحر مذکور نے خوش ہو کر صاحبقران
سے اجازت جنگ حاصل کر کے سامنے جا کر شاہ طلسم زلزلہ کے جاکے کہا کہ اے ملکہ مجھسے
مقابلہ کرو کوئی سحر مجھپر کرو اس نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے بڑی دلیری تو نے کی ہے کہ مجھ ایسی ساحرہ
سے سحر و ساحری کے واسطے لڑنے کے آیا ہے مگر دیوانہ ہے اگر اپنی زندگی سے عاجز ہے تو مجھپر سحر کر
اُس نے جواب دیا کہ میں مطیع دین اسلام اور داخل لشکر طلسم کشا سے خوش انجام ہو چکا ہوں
خلاف قاعدہ اہل اسلام پہلے حریف پر سحر نکروں گا جب تیرے سحر سے عاجز ہونگا اسوقت سحر
کروں گا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خونخوار جادو نے اپنی ایک خادمہ سے ... طلب
کیا اُس نے پیشگی سے ... نکال کر ساحرہ کو دیا اُس نے غضبناک ہو کر ... پڑھکر

حلق طائر کو یہ چھری ہی سرکتا تا سینہ و جگر چاک کیا ادھر سرہنگ جادو کا یہ حال ہوا کہ حلق سے
تا سینہ و جگر چاک ہو گیا قلب و جگر سینہ سے نکل آیا ملکہ مذکورہ نے اُس کے قلب و جگر کی طرف دیکھ کر
ایسا اشارہ کیا کہ فی الفور قلب و جگر سرہنگ جادو کے سینے سے جدا ہو کر اُس کے ہاتھوں میں پہونچے
اُس نے فی الفور بعد ریخت و غضب قلب و جگر کو چبا لیا ادھر سرہنگ جادو کہ اژدر سحر پر سوار ہو گیا تھا
خاک پر گر کے تڑپ تڑپ کے مر گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی صاحبقران وغیرہ کو لگے
ہلاک ہو جانے کا رنج ہوا نہنگ جادو نے جو دیکھا کہ میرا برادر کام آیا تاب تحمل نہ لا کر صف لشکر سے
نکل اور صاحبقران سے اذن جنگ لے کر عقاب سحر پر سوار ہو کر کارد سحر ہاتھوں میں لے کر روبرو
ملکہ زنبیق مردار خوار سحر ساز جادو کے جا کر پکارا کہ او ظالمہ تو نے غضب کیا کہ میرے برادر
خورد کو قتل کیا قلب و جگر کو اُس کے چبا کر کھا لیا اُس کے غم میں دنیا میری نظر میں تیرہ و تار ہے
اور تجھے بھی سحر کر برادر سے میرے ملحق کر دوں ملکہ نے پوچھا کہ او اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہے اُس نے کہا
کہ میرا نام نہنگ جادو ہے ملکہ نے اُس کا نام سنکے غضبناک ہو کے کہا کہ او نمکحرام میں نے تجھکو بھی
سمجھا تھا ملکہ آفاق جادو حافظہ تیغ فنا کا افسر ہے وہ تیرا بھائی بھی سردار سپاہ تھا جس کو ابھی میں نے
قتل کیا ہے یہ کہکر ایسا جادو سے طائر طلب کیا اُس نے عصفور نر اُس کے حوالے کیا ملکہ نے سحر پڑھ کر
کارد اُس کے حلق پر رکھکر ایک خط تا سینہ و شکم کھینچا یعنی حلق سے تا سینہ و شکم چاک کیا ادھر نہنگ
جادو کا ویسے ہی تا شکم چاک ہو گیا تیورا کر عقاب سحر سے بالائے خاک گرا ملکہ نے اُس کے قلب و جگر
کی طرف دیکھ کر کچھ پڑھ کر اشارہ کیا فی الفور قلب و جگر نہنگ جادو کا سینے سے نکل کر اُس کے
روبرو گیا اُس نے بھی ان کو چبا کر بھوس کر پھینک دیا اسی طرح گلزار جادو و نرگس جادو و لعمو جادو
و صمصوبہ جادو و شیر نہنگ جادو و کیو دمشم کہ سرداران لشکر ملکہ آفاق جادو و بہترین جادو سے
تھے یکے بعد دیگرے برائے مقابلہ اپنے لشکر سے نکل کر سامنے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار
جادو کے گئے ان کے سحر نے اُس پر تاثیر نہ کی آخرکار مانند سرہنگ جادو و نہنگ جادو
کے پانچوں ساحران نامبردہ بھی کام آئے قلب و جگر ان سب کے بھی ساحرہ مذکورہ نے
چبا ڈالے سرقوم الصدر جہاں سے بعدہ باواز بلند پکار کر کہا کہ او چھوکری دلربہ سحر ساز کیا کھڑی تماشہ
دیکھ رہی ہے او ان ساحروں کو لشکر سے میرے روبرو بھیج رہی ہے تو خود آ کر میرے مقابلہ کر تحمل
اپنا و دبدبہ خود آہی کا مزا چکھ یا کسی ساحر زبردست و بیزار زندگی کو میرے روبرو برائے
مقابلہ بھیج یا طلسم کشا کو جس کے پاس لوح طلسمی ہے اُسی کو برائے مقابلہ روانہ کر دیکھوں تو سہی کہ
طلسم کشائے طلسم زلزلہ صاحب لوح طلسمی ہو کر مجھسے کیونکر بچا ولے و مقابلہ کرتا ہے ملکہ دلربہ سحر ساز
جادو نے کلمات طعن آمیز اُس کے سنکے لشکر سے نکل کر ارادہ اُس سے مقابلہ کرنے کا کیا تھا چاہا تھا
کہ طاؤس سحر اپنا بڑھائے کہ یکایک صاحبقران کشورستان نے اپنے مرکب اصلی سے اتر کر مرکب
دیگر پر سوار ہو کر ملکہ دلربہ سحر ساز جادو کو روک کر کہا کہ اے ملکہ تم اس ساحرہ بلا سے دربان
سے مقابلہ نکرو ہم اس کے مقابلے کے واسطے جاتے ہیں سات بندگان خدا قتل ہو چکے ہیں
لاشے ان کے سامنے پڑے ہوئے ہیں ہمیں منظور نہیں کہ تمکو بھی مانند ان مقتولوں کے
زمین پر لٹا دیکھیں اور اُس ساحرہ کے کلمات طعن و تشنیع آمیز سنیں یہ فرما کر بعجلت تمام شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر سمند کو مہمیز کیا مرکب مانند باد تند و تیز سامنے اُس ساحرہ بد بلا کے جا پہونچے

صاحبقران کشورستان نے نعرہ کوہ شگاف کرکے وار شمشیر آبدار کا ہاتھ بلند کرکے غصے میں
کیا ساحرہ مذکورہ نعرہ صاحبقران سے تھرا کر سحر نہ پڑھ سکی نہ کسی طائر کے حلق پر کارد رکھکر
ایسی حالت میں سینہ و شکم طائر چاک کر سکی ہلاکت صاحبقران سے باز رہکر حفاظت جان میں
مصروف ہوئی یعنی جب برق شمشیر صاحبقران ذی وقار سر پر اُس کے چمکی فی الفور اسلحے سحر
پڑھکر سوے چہرہ و سینہ امیر کشورگیر اس طرح پھونکا کہ اُس کے دہن سے بدبو و دود غلیظ بکثرت
نکلکر چہرہ و سینہ صاحبقران تک وہ دھواں متعفن کہ بدتر از بوے مردہ چوپایہ آفتاب رسیدہ
تھا پہونچا اُس کی بدبو سے دماغ صاحبقران ایسا متعفن ہوا اور ایسا دم گھبرایا اور دم لبوں پر
آیا کہ ہاتھ تلوار کا اُس کے سر پر نہ پڑسکا شمشیر اُس کے سر سے اونچی ہی رہی شمشیر آبدار آشناے سحر
نہوئی اور اُسی دود غلیظ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہوگئی مشہور ہے کہ بوے بد خوشبو پر اکثر
غالب آجاتی ہے اور خباثت اکثر موکلان پاک و نیک علیحدگی اختیار کرتے ہیں ابر سیاہ و کثیف
بیشتر آفتاب تاباں پر آجاتا ہے روشنی مہر جاتی رہتی ہے ظلمت ابر سیاہ نور آفتاب پر غالب آجاتی ہے
مہر تاباں کو چھپا دیتی ہے اگر دود سیاہ غلیظ و سیاہ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہوگئی یا مائل بہ تیرگی
ہوگئی تو جاے اعتراض نہیں ہے غرضکہ جب حالت صاحبقران کی اُس تاریکی و دود غلیظ مرقوم سے
متغیر ہوکر نوبت بغشی ہوئی اور مرکب صاحبقران نابینا ہوکر اُس دھوئیں میں گھٹکر ہلاک ہوکر
زمین پر گرنے لگا ملکہ ودیعہ سحر ساز جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکر مضطربانہ و بیتابانہ
کہا کہ جلد صاحبقران کشورستان کی خبر لو دیکھو مع مرکب زمین پر گرتے ہیں کہیں ملکہ زنبق
سحر ساز مردار خوار جادو مثل ساحران مقتول کے کام ان کا بھی تمام نکردے یا لوح طلسمی
گلے سے اتارکر برق بنکر یا دیگر طور سے صاحبقران کو قتل و ہلاک نکرے جلد جاکر اسی حالت میں
امیر با توقیر کو اس تاریکی دود غلیظ و بدبو سے لیکر کسی طرف چلے جاؤ تاخیر نکرو ورنہ غضب
ہوجائیگا صاحبقران قتل و ہلاک ہوجائینگے شرط رفاقت و وفاداری یہی ہے کہ ایسے وقت
میں کام آؤ اپنے جان کے جانے کا اندیشہ نکرو جان نثاری و سرفروشی کا یہ وقت ہے خواجہ
طیفور کردیا اگرچہ موجود ہیں مگر اُن کے اوپر بھروسہ نکرو وہ اگر دلیرانہ اس تاریکی و دود غلیظ و
بدبو میں پڑے خبرگیری صاحبقران جائینگے بھی تو کیا کرینگے ہرگز امیر با توقیر کو نہ بچا سکینگے
خود بھی مثل صاحبقران بیہوش ہوجائینگے اس تاریکی و دود غلیظ کو اور اس وقت کو غنیمت
جانکر بزور سحر پنجہ بنکر امیر کشورگیر کو جلد یہاں سے کسی طرف لے جاؤ اس ساحرہ بدبلا کو تاریکی میں
ثبوت ہوگا کہ صاحبقران کو کون لے گیا کیا واقعہ اُن پر گذرا بحرین جادو نے موافق کہنے ملکہ
ودیعہ سحر ساز جادو کے عمل کیا یعنی بزور سحر پنجہ بنکر اُس تاریکی دود غلیظ و بدبو میں سے
صاحبقران کو اُٹھاکر سوے فلک بلند ہوکر ایک سمت کی راہ لی بعدہ ملکہ ودیعہ سحر ساز جادو
نے اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو سے کہا کہ اے دختر نیک اختر تجکو لازم ہے کہ خواجہ طیفور کردیا
کو جلد لیکر چلے جاؤ ان کا بھی یہاں رہنا مناسب نہیں ہے میں بھی بعد تیرے چلنے کے اگر ممکن ہوگا تو
آؤنگی ملکہ بہار مذکور بھی پنجہ بنکر خواجہ موصوف کی کمر میں لپٹکر زمین سے اُٹھکر
سوے فلک بلند ہوکر جس طرف بحرین جادو صاحبقران کو لےکر گیا تھا روانہ ہوئی اُدھر ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بخیال ہلاک و نیست و نابود کرنے طلسم کشا و تمامی مردان

سیاہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کے اسمائے سحر زبان پر جاری کرکے سحر دیگر یہ کیا کہ اپنے بالون کے
جوڑے کو کھول کر موئے سر کو پریشان کیا سر کے بالون کا پریشان کرنا تھا کہ دود سحر بکثرت بے حد
موئے سر سے پیدا ہو کر سوئے فلک جاکر منجمد ہو کر بصورت ابر ہو کر لشکر طلسم کشا پر محیط ہونے لگا زمین
سے تا بلندی مانند کوہ وہ دود سحر برابر جانے لگا اور سحاب بنکر پھیلنے لگا اسی حالت مین ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کہ واقف تاثیر سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تھی اپنے تمامی ساحران لشکر
سے گویا ہوئی کہ جلد یہان سے بھاگو فکر جانبری کرو ورنہ تم سب نیست و نابود ہو جاؤگے اس دود سحر
مین گھٹ کر مر جاؤگے ایک آن مین یہ دود سحر تم سب پر محیط ہو کر چہار طرف سے گھیر لے گا پھر نکل
نہ سکوگے مین بھی فکر جانبری کرتی ہون اس دھوئین سے حتی الامکان نکلتی ہون تم سب بھی میرے ہی
ساتھ چلو دیر نکرو ابھی ملکہ مذکورہ یہ کہہ رہی تھی کہ اُس دود سحر غلیظ و سیاہ و بدبو نے محیط ہو کر سب کو
گھیر لیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بزور سحر برق بنکر چمک کر زمین سے بلند ہوئی چند ساحر بھی بعنوان مختلف
یعنی اکثر بصورت طائران رنگا رنگ بنکر اُڑے مگر کوئی اُس دھوئین سے نکل نہ سکا ایسا دم گھٹا
کہ ہلاک ہونے لگے زمین پر گر کے تڑپ تڑپ کر مرنے لگے علامت ان کے مرنے کی ظاہر ہونے لگی
تاریکی و ظلمت ہویدا ہونے لگی ہوائے تند چلنے لگی اب بہ نسبت قبل زیادہ تیرگی و تاریکی ہونے لگی
سحر کے بیرائے ساحران مقتول و مردہ کے شور و نالہ کرنے لگے اندھیرا دمبدم زیادہ ہونے لگا ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے ہر چند چاہا کہ اُس ابر دود سحر کو توڑ کر نکل جائے مگر ممکن نہوا ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو نے دیکھ لیا پکار کر کہا کہ او باغیہ او چھوکری کہان جاتی ہے تیری بھی یہ مجال و طاقت
ہے کہ میرے دود سحر سے نکل جائیگی جان بچا کر چل جائے یہ کہکر پھر کچھ اسمائے سحر زبان پر جاری کرکے
اپنے بالون کی لٹون کو حرکت دی اور کچھ اشارہ انگشت سے سوئے فلک کیا دھوان سفید بالون کی
لٹون سے بہ نسبت قبل زیادہ نکلنے لگا بوے بد زیادہ پھیلنے لگی تاریکی و تیرگی زیادہ تر ہونے لگی
ایسی صورت مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تاب بدبوئے دود غلیظ سحر نلا کر اُس دھوئین مین گھبرا کر
مجبور و لاچار ہو کر مثل بیہوشون کے جانب فلک سے گرنے لگی یہان تک کہ رفتہ رفتہ قریب تخت
سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے بیہوش و بدہوش ہو کر گری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو نے اُس کو بیہوش دیکھکر ہلاک کرنا مناسب نہ جان کر زمین سے اٹھوا کر اُس کو اپنے تخت سحر پہ
ڈالدیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے سحر کو خود دفع کرکے جو دیکھا تو بائیس ہزار ساحر صحرا مین مردہ
پڑے ہوئے ہین سب دود سحر بدبو و غلیظ سے گھٹ گھٹ کر مر گئے ہین صحرا تمام مردون مذکور
سے دور تک بھرا ہوا ہے بجز ان مردہ ساحرون کے روئے زمین صحرا اُس میدان جنگ مین نظر
نہین آتی ہے یہ رنگ میدان جنگ دیکھکر سمجھی کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا بھی انھین
مردون مین مردہ پڑے ہونگے اُس کا تلاش کرنا عبث ہے اور لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے سے
اتار کر اپنے تحت و قبضے مین کرنا بھی بے سود ہے کیونکہ میرے دود بدبو دار دہن سے لوح طلسمی
سیاہ و بیکار ہوگئی ہوگی یہ خیالات کرکے کچھ فکر و تلاش طلسم کشا و عیار طلسم کشا و حصول لوح طلسمی
کرکے حنظل جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ دیکھا تو نے لشکر طلسم کشا و طلسم کشا کو مین نے کس طرح
تھوڑی ہی دیر مین نیست و نابود کر دیا اب کوئی بھی دشمنون سے زندہ نہ ہوگا سر مست جادو
جیسو کرنے کی الفت مین یہان تک میرا آنا ہوا گنبد سامری سے بعد زمانہ بعید میرا اٹھنا ہوا تھا پھر اُس

چھوڑ کر سب کی خوشی مجھے مطلوب تھی لہٰذا اب میں تو سوئے گنبد سامری جاتی ہون اس فتحیابی کی خبر
اپنے حاکم و مالک کو کر دینا تمام حال میرے آنے کا اور جو کچھ یہان گذرا ہی اُس سے اپنے شاہ کو آگاہ
کر دینا مین بھی یہان سے جا کر ایک نامہ ہود سر مست جادو کو لکھون گی رقم کر دونگی کہ اب بخوف و خطر
بآرام و راحت شب و روز بسر کرین نے تیری خاطر و خوشی کے خیال سے تیرے سب دشمنون کو نیست
و نابود کر دیا لوح طلسمی کو بھی بیکار کر دیا اب طلسم زلزلہ کبھی کسی سے فتح نہوگا کیونکہ نہ طلسم کشا رہا اور
نہ لوح طلسمی بکار آمد رہی حنظل جادو نے دست بستہ بڑھ کر عرض کیا کہ یہ حضور ہی کے سبب سے
فتحیابی ہوئی ورنہ طلسم کشا سے کوئی ساحر لڑ سکتا تھا اور اُس کو ہلاک کر سکتا تھا واقعی حضور کا سحر و
ساحری بے مثل و نظیر ہے دُنیا پر نہین ہی عجب کار نمایان کیا ہی عقل حیران ہی جہان تک حضور کی
تعریف کی جائے کم ہی اگر آپ تشریف نہ لاتین ہرگز یہ طلسم ٹوٹنے سے نہ بچتا طلسم کشا بہدایت لوح
طلسمی ضرور فتح کرتا ساحران طلسم سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا جو اُس کا شریک نہوتا وہ اُس کو تہ تیغ کرتا
اب یہ طلسم برقرار رہیگا یقیناً کسی سے فتح نہوسکیگا آپ نے جملہ ساکنان طلسم کی جانین بچالین
طلسم زلزلہ کو تباہی و بربادی سے بچالیا شہنشاہ ساحران بھی شر طلسم کشا سے محفوظ رہے جان
اُن کی بچ گئی سب تردد و انتشار دل سے دور ہو گیا آپ کے برکت قدم سے یہ مرحلہ تردد سر ہو گیا
حسب الحکم حضور یہ فدوی عرضی مشعر تمام حالات جنگ و فتحیابی خدمت شہنشاہ میں جلد تر ارسال
کریگا حضور کے اس کار نمایان کو بھی مفصل تحریر کریگا شہنشاہ فلک بارگاہ اس خبر سے
از حد شاد مان ہونگے آپ کی بے حد تعریفیں کرینگے اس فتحیابی کا ضرور جشن عظیم کرینگے
شاہان طلسم کو نامے روانہ کرکے طلب کرینگے شہرہ آپ کے اس کار نمایان کا تمام عالم میں ہو جائیگا
حضور تشریف لیجانے پر آمادہ ہین اگر چندے در بند اول طلسم مین آپ قیام پذیر ہوئین تو
باعث فخر و افتخار و سرفرازی اس بلکنگوار قدیم کا ہوتا ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ مجکو بضرورت
جانا منظور ہی یہان توقف نہین کر سکتی یہ کہکے تخت سحر اپنا بلند کر کے اور اسی ابر سحر مائل بسرخی مین
نہان کر کے اُسی گرد و فرسے سوے گنبد سامری روانہ ہوئی ادھر حنظل جادو نے اپنے لشکر
کے بعد خوشی و خرمی اپنے در بند مین داخل ہوا اور اپنے قصر مین جا کر ایک عرضی متضمن تمام حالات
جنگ و فتحیابی و تشریف آوری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تحریر کر کے ایک طائر سحر
کے حوالے کر کے حکم دیا کہ جلد جا کر یہ عرضی شہنشاہ ساحران کو پہونچا طائر نے عرضی لیکر روانہ
ہوا بعد قطع راہ بعید اسوقت پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سر مست جادو سر دربار اپنے
تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے یکایک طائر سحر مذکور نے عرضی مذکور
روبرو شہنشاہ طلسم زلزلہ ڈالدی ہود سر مست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ نے وہ عرضی
اُٹھا کر میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس عرضی کو باآواز بلند پڑھ تاکہ سب اہل دربار سنین اُس نے
حاکم کی تعمیل کی شاہ طلسم عرضی مسطورہ از ابتدا تا انتہا لفظ بلفظ و حرف بحرف سنکے کثرت خوشی سے
مثل گل کے شگفتہ ہوا نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی از حد خوش ہوے مفصل حال شاہ طلسم
کی خوشی کا آئندہ تحریر ہوگا فی الحال ذکر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا رقم کیا جاتا ہی
کہ جب یہ ساحرہ مذکورہ بصد خوشی قطع راہ کر کے قریب گنبد سامری اپنے در قصر عالیشان
و شاہانہ پر پہونچی جملہ ملازم مانند دربان چوبدار وغیرہ کے جو وہان موجود تھے دیکھتے ہی

بعدہ شاہ طلسم زلزلہ کو با ادب کھڑے ہو گئے سب نے سلام کیا اہل لشکر کو بھی یہ خبر ہوئی کہ ملکہ عالم
نے تنہا جا کر لڑائی کو فتح کیا سرداران سپاہ ملکہ مذکور وغیرہ کو بھی خوشی ہوئی ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو تخت سحر سے اتر کر اپنے قصر میں داخل ہوئی عورتیں ملازم یہ کہتی ہوئی گروہ گروہ
دوڑیں کہ ملکہ عالم تشریف لائیں سنا ہے کہ لڑائی فتح کر آئیں طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کر آئیں
قابل تعریف کار نمایاں کر آئیں جب روبرو ملکہ کے آئیں سب نے با ادب سلام کیا ملکہ مذکورہ نے
داخل قصر ہو کر تھوڑی دیر راحت پذیر ہو کر ایک نامہ بعد القاب و آداب اس مضمون کا بحضور سمرت
جادو شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا کہ اے نور نظر پارہ جگر اے ناز پروردہ من آگاہ ہو کہ میں نے
تیری خواہش و تحریر کے موافق دربند اول طلسم زلزلہ پر جا کر ایک دم میں طلسم کشا و اتباع طلسم کشا
کو ہلاک و قتل کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو باغیہ کو اسیر کر لیا اطلاعاً تجھکو لکھا گیا تا کہ عرضی جنگل کے وہ
مالک دربند اول سے بھی تمام حال جنگ و فتحیابی تمکو معلوم ہوا ہو گا اب با آرام و راحت بے خوف و
خطر عیش و عشرت دنیا میں بسر کر ہمیشہ حکمران رہ فرمانروائی طلسم زلزلہ مدام تجھکو نصیب ہو
زیادہ کیا لکھا جائے جب ایسا مضمون نامہ لکھ چکی سرنامہ درست کر کے اپنی مہر سے مزین کر کے
ازلال جادو اپنے سپہ سالار کو طلب کر کے پہلے نامہ مذکور اس کو دیا بعدہ ایک تختی منقش
تحفہ عجائبات طلسمی سے نکال کر اس کو دے کر کہا کہ اے ازلال جادو یہ نامہ میرا جلد جا کر بحضور سمرت
جادو حاکم طلسم زلزلہ کو دینا اور جب وہاں سے اس طرف آنا تو اس تختی کو ہمارے ابر سحر کو جو کہ
ہمارے قصر پر چھایا ہے دکھانا ایک در پیدا ہو گا اسی دروازہ سے ہم تک آنا حالات دربار
شاہ طلسم بیان کرنا اور اگر بے عمل اس تمہید کے ہم تک آنا چاہے گا تو ہرگز نہ آ سکے گا بلکہ تجھکو ضرر
ہو جیگا سوا اس کے اس تختی کی یہ بھی تاثیر ہے کہ اگر صاحب اس تختی کا تخت چوبی یا زرین پر بیٹھکر
بغیر پڑھنے سحر کے سوئے فلک بلند ہونا چاہے تو اس تختی کو اپنے کف دست راست پر رکھکر
ہاتھ کو سوئے فلک اونچا کرے فوراً تخت زمین سے بلند ہو کر بروئے ہوا مانند ابر روان ہو گا
اور اگر کہیں بلندی سے بالا سے زمین اترنا چاہے تو کف دست چپ پر رکھے تخت اتر آئیگا علاوہ اور بھی بہت اثر اسمیں
ہیں کہ ان کا بیان کرنا تجھسے کچھ ضرور نہیں ہے اس کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا کیونکہ تحفہ عجائبات
طلسمی سے ہے دست بدست بزرگوں سے مجھ تک یہ تحفہ پہونچا ہے اور یہ تختی تجھکو اس غرض سے
احتیاطاً دی گئی ہے کہ میری نشانی تیرے پاس رہے کوئی غیر تجھ تک نہ آنے پائے اور یہ ابر سحر
میں نے اپنے قصر پر بخیال خوف عیار طلسم کشا کیا تھا اور طفل جادو کو مع اس کی مادر نگہبان
جادو کے یہاں سے ایک منزل آگے درہ کوہ و دامن دشت میں برائے اسیری عیار طلسم کشا
مقرر کیا تھا چنانچہ اب تک وہ دونوں اسی جگہ ہیں اب میں سب دشمنوں کو بلا ہلاک و
قتل کر کے آئی ہوں کچھ خوف باقی نہیں رہا ہے ان ساحروں کو وہاں سے بلا لوں گی اور اس
تختی کے حالات کسی غیر سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ ایسی نایاب شے کو تجھ سے لے لیگا ازلال
جادو تمام تقریر اپنی مالکہ کی سنکے نامہ لے کر پوشاک نفیس درباری پہن کر نامہ کو اپنی دستار میں
رکھکر تختی تحفہ کو بہ پیش سینہ رکھکر سوئے دربار شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا یہاں ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو نے بعد روانہ کرنے ازلال جادو کے بجائے خود خیال کیا کہ اے ملکہ ذرا اپنے علم
کو دیکھنا چاہئے شاید کہ دربند اول طلسم زلزلہ پر جنگ و جدال کس وقت طلسم کشا

اور عیار طلسم کشا بھی ہلاک ہوئے یا زندہ ہیں لکھا ہے تو کسی کو تو نے زندہ نہیں رکھا ہے سب کو اپنے سحر سے قتل و ہلاک و اسیر کیا ہے یہ خیال کرکے خلوت میں بعلم کہانت و بزور سحر تپلہ سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا دونوں ابھی تک زندہ ہیں جنگاہ سے دونوں کو ہنگام جنگ ملکہ بہار گل پوش جادو و سحر میں جادو لے گئے ہیں عیار طلسم کشا برائے عیاری یہاں آئے گا وہی تیرا قاتل ہے جب یہ حال بعلم کہانت اور تپلہ سحر سے معلوم و ثابت ہوا ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کو تردد ہوا طائر رنگ رخ اڑ گیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس ابھی تک دشمنان قوی زندہ ہیں میں نے سخت دھوکا کھایا نامہ بھی بدست ازلال جادو روانہ کر دیا کیا معلوم تھا کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا دونوں زندہ ہیں قتل و ہلاک نہیں ہوئے ہیں ورنہ نامے میں حال قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا تحریر نہ کرتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب حفاظت اپنی جان کی کرنا ضرور ہے خوب ہوا کہ میں نے بقاعدہ کہانت اور تپلہ سحر ساحری سے حال طلسم کشا و عیار طلسم کشا دریافت کیا اور ابر سحر کو اپنے قصر پر سے دفع نہیں کیا اور طفل جادو نگہبان جادو کو صحرا سے طلب نہیں کیا یہ تدبیر بجائے خود کر کے بند و بست و انتظام اسیری عیار طلسم کشا حسب دلخواہ کر کے یہ عہد کر کے اپنے قصر میں بیٹھی کہ تا وقتیکہ عیار طلسم کشا اپنے قاتل کو اسیر و قتل نہ کر لوں گی اپنے اس قصر سے کہ زیر ابر سحر ہے اور بجائے پناہ و امن دشمن سے ہرگز ہرگز کہیں نہ جاؤں گی کیونکہ چند روز گران میں خوف ہلاکت جان ہے یہاں تو ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو بخوف ہلاکت خود اپنے قصر میں کہ بالائے قصر ابر سحر ہوا اور وہ ایسا ابر سحر ہے کہ اس کے نیچے عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آجائے تو اس ابر کو چاک کی مانند گردش ہو دریافت ہو جائے کہ عیار طلسم کشا آ گیا ہے مگر اب حال ازلال جادو کا لکھا جاتا ہے کہ ساحر مذکور نامہ لیے ہوئے سیر دشت و کوہ کرتا ہوا بصد خوشی و خرمی راہ طے کرتا ہوا ایسے وقت میں روبروئے شاہ طلسم زلزلہ پہونچا کہ وہ مردود ونابکار بہزار خوشی و شادی تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا کوئی فکر و تردد و رنج و صدمہ اس کو نہ تھا عرضی حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ مشتمل فتحیابی و مشعر قتل و ہلاکت طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ آچکی تھی بعد حیرت اطمینان ہو چکا تھا اس فتحیابی کے جشن کا ارادہ تھا اہل دربار بھی بصد خوشی دربار میں بیٹھے ہوئے تھے سارق بن بقا و سخنگان بھی دربار میں موجود تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران ہود مست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا ازلال جادو نے حسب قاعدہ سلام کیا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہاں سے آیا ہے اس نے عرض کیا کہ اسم اس فدوی کا ازلال جادو ہے مقام گنبد سامری سے آیا ہوں نامہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا لایا ہوں انہیں کے لشکر کا سپہ سالار ہوں شاہ طلسم نے اس کی یہ گفتگو سن کے نامہ طلب کیا اس نے نامہ دیا شاہ نے نامہ میر منشی کو دیکر حکم دیا کہ بآواز بلند پڑھ اور ازلال جادو کو باشارہ بیٹھنے کو کہا وہ موافق اپنے مرتبے کے دوبارہ سلام کر کے بیٹھا میر منشی نے حسب الحکم بآواز بلند نامہ مذکور اول سے آخر تک پڑھا شاہ طلسم زلزلہ تمام و کمال عبارت نامہ سنکے بے حد اپنی دلاوری کی تعریف و ثنا کر کے خوش و خرم ہوا یقین کامل ہو گیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و مردان لشکر طلسم کشا قتل و ہلاک ہو گئے کوئی زندہ نہ رہا عرضی حنظل جادو کے آنے سے ہی یقین ہوا تھا اب یقین کامل ہو گیا کہ طلسم کشا وغیرہ

سب قتل ہوگئے کوئی باقی نہین رہا صرف ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو زندہ رہی اُس کو اسیر
کرلیا بعد یقین کامل ہونے کے از حد خوش ہو کر تاج شاہی کو اپنے سر پہ کج رکھکر اہل دربار سے
مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے اہل دربار بادولت واے بندگان نیک سیرت آگاہ ہو کہ اب
ہمکو اطمینان تمام حاصل ہوا تردد رفع ہوگیا طلسم ہمارا شہر طلسم کشا سے محفوظ رہا طلسم کشا کو مع
اُس کے لشکر کے ہماری جدہ نے ایک دم مین قتل کیا لوح طلسمی کو بیکار کر دیا جیسا کہ تم سب نے
ابھی عبارت نامہ سے تمام حال جنگ سنا اب ہمکو مناسب ہے کہ اس خوشی کا جشن عظیم کرین پہلے
اشتفاق جادو اپنے وزیر دوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جلد سامان جشن عظیم کر
پروانجات نام بنام ساحران معزز طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کر سب کو اس جشن کی شرکت مین
طلب کر از انجملہ تمامی مالکان دربند خصوصاً حنظل جادو کو بھی طلب کر کشتیان خلعت کی ہزار ہا
فراہم و مہیا کر ارباب نشاط کو طلب کر بزم عشرت ایسی آراستہ کی جائے کہ کبھی کسی نے ایسی
نہ دیکھی نہ سنی ہو بالفعل کشتی خلعت کی واسطے ازلال جادو نامہ دار کے طلب کر وزیر مذکور نے
حسب الحکم کشتی خلعت طلب کر کے حکم شاہ طلسم سے ازلال جادو کو خلعت دیا وہ خلعت سے
متخلع ہو کر خوش ہو کر تسلیم بجا لایا شاہ طلسم زلزلہ نے ایک نامہ اپنی جدہ ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کو متضمن شکریہ و احسان عظیم لکھوا کر سر نامے کو اپنی مہر سے مزین کر کے
حوالے ازلال جادو کر کے اُسے رخصت کیا وہ نامہ شاہ طلسم لے کر خلعت فاخرہ پہن کر
تسلیم بجا لا کے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے گنبد سامری روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
لکھا جائے گا یہان اشتفاق جادو نے شاہ طلسم سے عرض کیا کہ فدوی حسب الحکم سامان
جشن کرے گا چند روز کے بعد بزم عشرت آراستہ کی جائے گی فی الحال پروانے اور حکمنامے
مالکان دربند و حاکمان قلعہ و دریا و صحراے طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کیے جاتے ہین سوا ان
چیدہ معزز ساحران طلسم ہین اُن کو بھی پروانے ارسال کیے جائین گے ایک نامہ حضور کی
طرف سے ملکہ عالم جدہ حضور کو بھی متضمن شرکت جشن فتح جنگ و خوشی قتل طلسم کشا و شمول
ارسال کیا جائے گا آپ کا تشریف لانا اور شریک جشن ہونا ضرور ہے شاہ طلسم نے کہا کہ
بیشک جدہ کا آنا اس جشن مین ضروری ہے یہ جشن عظیم تیری راے اور تیرے حسن انتظام پر
موقوف ہے بعد دو چار روز کے بزم عشرت آراستہ کی جاوے اس دو چار روز کی مدت مین
انتظام و اہتمام و سامان ضروری کر وزیر نے عرض کیا کہ یہ خوار ایسا ہی کرے گا اشتفاق جادو
حسب الحکم شاہ طلسم زلزلہ کا ربشاہ ہوسی سپر کر باندھے ہے مگر اب یہ حال سارق بن لقا و شنگان
کا لکھا جاتا ہے کہ جب زبانی شاہ طلسم زلزلہ و نیز عرضی حنظل جادو و عبارت نامہ جدہ شاہ طلسم سے
معلوم ہوا کہ طلسم کشا مع لشکر طلسم زلزلہ مع اپنے لشکر ساحران کے میدان جنگ مین قتل ہوگیا تو
سارق بن لقا و شنگان کو بسبب حد خوشی کے نہایت حیرت ہوئی الحذر و سن شنگان
کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی آخر تاب ضبط نہ لا کر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ
ساحران جہان باوجود اس کے کہ عرضی حنظل جادو کی اور نامہ آپکی جدہ کا آیا اور دونون کی
عبارت سے یہ ظاہر ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و لشکر طلسم کشا ہنگام جنگ قتل ہوگیا مگر
مجکو یقین نہین ہے کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا یہ دونون قتل ہوے ہون کیونکہ یہ اہل اسلام

بیشتر واکثر مرنا جانتے ہی نہیں ہیں نہایت سخت جان ہوتے ہیں کسی طرح دشمن کے ہاتھ سے قتل
ہی نہیں ہوتے ہیں ہان زخمی ہوتے و دھوکے سے اسیر ہو جاتے ہیں ان کا لشکر مبتلائے بلا
ہو جاتا ہے مگر صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گر وہ یار ان کا عیار ہے کہ نسل خواجہ عمرو
نامدار سے ہے یہ دونوں ہرگز ہرگز قتل نہ ہوسکینگے ان کو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا ہے اپنے ہزاروں
دشمنوں کو قتل کر کے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا صاحب لوح طلسمی پہ سحر کیونکر
تاثیر کی اگر کوئی یہ جواب دے کہ لوح طلسمی تو ساکنان طلسم پر غالب ہے ساحران غیر مقام پر غالب
نہیں ہے اور نہ آگہ سے بابا میں کچھ ہدایت کر سکتی ہے تو اس قول کو ہم تسلیم کرکے یہ جواب معقول
دے سکتے ہیں کہ سحر کسی ساحر کا ہو لوح طلسمی پر کیا حقہ غالب آ نہیں سکتا ہے لوح طلسمی کو بیکار
نہیں کر سکتا ہے نہ طلسم کشا کو بحالت موجودگی لوح طلسمی ہلاک کر سکتا ہے اگرچہ کیسا ہی ساحر
زبردست ہو بس اے شہنشاہ اس خبر کو اور تحریر عبارت عرضی و نامہ کو صحیح نہ جاننا چاہیے اور
خوشی قتل طلسم کشا و عیار طلسم کشا کا جشن نہ کرنا چاہیے پہلے بخوبی دریافت کر لینا لازم ہے شاہ طلسم
نے جواب دیا کہ اے ملک جی کیا تقریر غلط نہ کرتے ہو کیونکہ یہ یقین نہیں آتا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا
دونوں مع لشکر کے قتل ہو گئے کیا حنظل جادو اور سرکاری سپاہ نے جھوٹ لکھا ہے سخنگان
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کبھی طلسم کشا بحالت موجودگی لوح طلسمی کسی ساحر کے سحر سے
قتل و ہلاک و مردہ ہو نہیں سکتا لوح طلسمی پر کبھی سحر بخوبی غالب نہیں آسکتا حنظل جادو اور
حضور کی وادی نے جو لکھا ہے وہ بظاہر لکھا ہے دراصل و درحقیقت طلسم کشا و عیار طلسم کشا قتل
نہیں ہوئے انھوں نے حضور کو دھوکے سے لکھا ہے ضرور ان کو کوئی ان کا دوست میدان
جنگ سے لے گیا ہوگا بیشتر وقت بد میں اہل اسلام کے دوست زمین و آسمان سے پیدا
ہو جاتے ہیں کسی نہ کسی طرح ان کی جان بچاتے ہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور کو بھی کوئی ان کا دوست جنگاہ سے اٹھا لے گیا ہوگا ضرور ایسا ہوا ہے میں نے خود
دیکھا ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ ملک جی ہم کو تو یقین کامل ہو گیا ہے کہ طلسم کشا وغیرہ سب
قتل ہو گئے ملک اگر اس کا یقین نہیں ہے تو نہ ہو یہ تمہاری عقل کا قصور ہے سخنگان نے عرض کیا
کہ اے شہنشاہ دیکھئیے گا پاس تیجیے گا کہ بعد چند روز کے طلسم کشا و عیار طلسم کشا کی زندگی
کی خبر آئے گی اس وقت یہ خوشی حضور کی مبدل بہ غم ہو جائے گی بجائے خود کہیے گا کہ سخنگان
سچ کہتا تھا اور اگر میں ایسے وقت میں دربار میں بیٹھا ہونگا تو حضور کو سلام کروں گا شاہ طلسم
نے یہ تقریر سنکے اس کی طرف سے منھ پھیر لیا یہاں تو شاہ طلسم نے حکم آراستگی بزم عشرت
وزیر کو دیا ہے وہ سامان جشن خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ کر رہا ہے اس کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کہ دیا عیار نامدار طلسم کشا کے
طلسم زلزلہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور کو لیکر جنگاہ سے لیکر روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور ایک درہ
کوہ میں تا ہیں صحرا لائے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ موصوف نے متفق
ہو کر بہت سی فکریں اور تدبیریں کیں تو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہوش آیا
آنکھیں کھولیں خواجہ نے پوچھا مزاج کیسا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ اسے برادر کیا کہوں

اب تک قلب وجگر سینے مین تپان وسوزان ہی ایک آگ سی لگی ہی اسی وجہ سے بات کرنا دشوار ہی روح کو راحت نہین ہی ضعف بھی ہی اثنائے تقریر مین نظر لوح طلسمی پر پڑی دیکھا کہ وہ بالکل بسیاہی ہی اسما ونقوش اُس کے نظر نہین آتے ہین اسوقت صاحبقران کشورستان نے خواجہ طیفور کردیا و سحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے پوچھا کہ اس لوح طلسمی کی درستی کیونکر کی جائے کیا فکر وتدبیر کی جائے جس سے بدستور قبل یہ روشن ہو سب نے بعد فکر و غور عرض کیا کہ آپ نے ایک روز فرمایا تھا کہ صحرا مین ایک درویش نے ایک تعویذ دے کر کہا تھا کہ اس کو اپنے بازو پر باندھو اگر کوئی کار ضروری ہو اور ہمارا طلب کرنا مقصود ہو تو اس تعویذ کو زیر سنگ دبانا یا گرمی آتش یا گرمی دہن پہونچانا ہم فی الفور تمھارے پاس آئین گے پس اسی تعویذ کو اسوقت اپنے بازو سے کھول کر کسی طور سے اُس کو گرمی پہونچایئے تاکہ وہ درویش ذی کمال یہان آئے اُس سے اس لوح طلسمی کی بابت پوچھیے جو کچھ وہ کہے اُس پر عمل کیجیے صاحبقران نے رائے سحرین جادو و خواجہ و ملکہ بہار گل پوش جادو کی پسند کر کے اس تعویذ کو اپنے بازو سے کھول کر آتش کی ہم پہونچا کر حرارت آتش اس کو پہونچائی فی الفور دیکھا کہ وہ درویش اپنے اُسی بوریے پر جس پر بیٹھا ہوا عبادت خدا کرتا تھا بیٹھا ہی بوریہ ہوا پر معلق وقائم ہی راہ دور و دراز طی کر کے بکرامت آیا ہی صاحبقران نے بعد سلام کہا کہ مین نے آپ کے یہان تشریف لانے سے دولت سرفرازی حاصل کی باعث تکلیف دینے کا اور طلب کرنے کا یہ ہی کہ یہ لوح طلسمی بالکل بسیاہی ہو گئی ہی درویش مذکور نے پوچھا کہ باعث اس کی سیاہی کا کیا ہوا ہی صاحبقران نے تمام حال ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خونخوار جادو کے آنے کا اور لڑنے کا اور اُس کے پھونکنے اور دھوان دہن سے بدبو و غلیظ پیدا ہونے اور دماغ پریشان ہو کر بیہوش ہونے کا اور لوح کے سیاہ ہونے کا بیان کیا درویش موصوف نے ایک اسم اعظم الٰہی تعلیم کر کے کہا کہ اس اسم کو ایک جلسہ میں باوضو پڑھو اُسوقت تک کہ لوح طلسمی روشن ہو اور بیتابی و سوزش تمھارے قلب وجگر کی دفع ہو اور اس اسم اعظم الٰہی کو ہر روز ہزار مرتبہ پڑھ کر سو سے سینہ ولوح پھونکو ببرکت اسم اعظم الٰہی قلب وجگر سے تمھارے التہاب وسوزش اور لوح طلسمی سے سیاہی دفع ہو جائے گی بدستور اول روشن ہو جائیگی یہ کہکر رخصت ہو کر اپنے مسکن عبادت کی طرف روانہ ہوا سب نے دیکھا کہ بوریہ اُس درویش کا مانند بساط حضرت سلیمان کے ہوا پر اُڑتا تمام جاتا ہی درویش بیچھے پڑھ رہا ہی تھوڑی دیر تک سب درہ کوہ سے نکل کر درویش کو دیکھتے رہے بعدہ بوریہ مع درویش نظر سے نہان ہوا سحرین جادو نے کہا کہ یہ فقیر کیا خوب صاحب کمال ہی کہ اپنے بوریے پر مانند تخت سحر کے بیٹھا ہوا ہی بوریہ اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ تخت کی بوریہ درویش مذکور کے آگے کیا حقیقت ہی یہ فرما کر درہ کوہ کے اندر آ کے بعد وضو کرنے کے اُسیوقت سے وہی اسم اعظم الٰہی پڑھنا اور اپنے سینہ ولوح پر پھونکنا شروع کیا مصروف عمل خوانی ہوئے خواجہ طیفور کردیا نے خدا کی قسم کھا کے کہا کہ تاوقتیکہ ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خونخوار جادو کو قتل و ہلاک نکرون گا مجھے چین نہ آئیگا مین نسل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے ہون انھون نے بڑے بڑے ساحرونکو مارا ہی مین بھی ساحرہ مذکورہ کو بغیر ہلاک کیے نہ ہون گا یہ کہکر سحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو

سے کہا کہ تم تو خدمت صاحبقران مین رہو مین جاتا ہون ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کو اگر
جا کر بیمار ہی نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا اس نے تمام لشکر ساحران کو تو قتل و ہلاک کیا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو کو نہین معلوم قتل کیا ہی یا اسیر کر کے لے گئی ہی لوح طلسمی کو کمبخت ساحرہ مذکورہ نے لینے
دو وہین سے سیاہ کر دیا ہی اگر تم دونون نہ ہوا ور صاحبقران کو جگا کے یہان نہ لاتے تو
نہین معلوم کیا انجام ہوتا یہ کہکر صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہو کر بصورت ساحر رنگ و روغن
سے بنا کر اعانت خدا پر بھروسا کر کے درہ کوہ سے نکل کر ایک سمت روانہ ہوا اور بسرعت تمام
ایسے شاطری مارتا ہر طرف دیکھتا سیر کرتا راہ دشت و بیابان طی کرتا ہوا ایک صحرا مین پہنچا
دیکھا کہ درہ کوہ مین ایک عابد درویش صورت بیٹھا ہوا عبادت خدا مین مصروف ہی چہرہ اُس کا
نورانی ہی پیشانی پر نشان سجدہ ہی وہ نشان سجدہ مانند ستارے کے ضو دے رہا ہی چند درندے
گرد و پیش بیٹھے ہین خواجہ نے اُس عابد کے پاس جانے کا ارادہ کیا اُن درندون نے قصد حملہ
کرنے اور ایذا رسانی کا کیا اُس وقت اُس عابد صحرا نشین نے اُن درندون کو با آواز بلند یون
ایذا رسانی سے منع کیا کہ اے شیر و گرگ و خرس وغیرہ یہ شخص ہمارا دشمن نہین ہی اہل حاجت سے
ہی امید کہ ہمارے پاس آنے دو ایذا رسان نہ ہو خبردار اپنے ارادے سے باز رہو راہ دو کہ یہ
بندہ خدا ہمارے پاس آئے پھر واس کہنے سے وہ درندے ڈر کے دور ہٹ گئے عابد نے
با آواز بلند کہا کہ اے خواجہ بیخوف و خطر چلا آ اگر ہمارے پاس آنا چاہتے ہو تو آؤ اب یہ درندے ستانے
مزاحم نہونگے خواجہ حسب ارشاد عابد چلے اُس کے روبرو گئے با ادب سلام کیا اُس نے بالائے
فرش سنگ کہ جس پر خود بیٹھا ہوا تھا بیٹھنے کو کہا خواجہ بیٹھے بعد کہا کہ آپ بھی اولیائے خدا
سے ہین کہ میرے نام سے آگاہ ہو گئے حالانکہ مین بصورت ساحر ہون لیکن آپ نے مجھے پہچان لیا
یقین ہو کہ آپ میرے مطلب سے بھی آگاہ ہو گئے ہونگے راہ دور و دراز سے یہان تک آیا ہون
ایک حاجت رکھتا ہون یہ تو فرمایئے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی کب سے آپ یہان برائے عبادت
الہی بیٹھے ہین کیونکر یہان صورت بسر اوقات ہوتی ہی اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہی عابد موصوف
نے جواب دیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام ہمارا منصور روشن ضمیر ہی چالیس سال سے ترک آبادی
و امور دنیا کر کے یہان آ کر بیٹھے ہین یہ درندے حکم خدا سے ہماری حفاظت کرتے ہین آب و طعام
من جانب اللہ شب و روز پہونچتا ہی خداوند عالم روزی رسان ہی وہ ہمین اسی صحرا مین آب و
طعام پہنچاتا ہی شکر ہی خدا کا کہ نہایت راحت و آرام سے زندگی بسر ہوتی ہی اے خواجہ اولیائے خدا
سے ہونا بہت مشکل ہی خداوند عالم اپنی عنایت سے ہمکو شامل اپنے دوستون مین شمار کرے ہماری تو
یہ لیاقت نہین کہ دوست خدا ہون ہان ذکر خدا کرتے کرتے اسقدر صفائی قلب حاصل ہو گئی ہی
کہ ہم تمہارے نام سے اور ارادے سے آگاہ ہو گئے تم ایک ساحرہ مسماۃ ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کے قتل کرنے کو جاتے ہو مرتبہ تمہارا ابھی بڑا ہی ترقی دین اسلام مین کوشش
کرتے ہو یہان واسطے اعانت کار مذکور کے آئے ہو ہم تمہاری حاجت کے بارے مین
کچھ اعانت نہین کر سکتے الا ہدایت کرتے ہین کہ یہان سے دور تر تمکو ایک درویش صاحب کمال
ملے گا اُس سے تمہارا مطلب حسب دلخواہ بر آئے گا بس اب جاؤ ہمین ذکر خدا مین مصروف
ہونے دو خواجہ منصور روشن ضمیر عابد سے رخصت ہو کر درہ کوہ سے نکل کر جس طرف امین نے

چلتا یا تھا ادھر روانہ ہوے اثنا سے راہ مین مخلوقات خدا پر نظر کرتے ہوے قدرت شان الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہوے حمد و ثنا سے الٰہی زبان پر جاری کرتے ہوے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ دامن کوہ مین سامنے درہ کوہ کے ایک طفل نو دس برس کا بیٹھا ہوا کھیل رہا ہی گھروندا بنا رہا ہی اور بگاڑ رہا ہی خود ہی یہ باتین کر رہا ہی کہ لیجے گھروندہ ہمارا خوب نہین بنا ہی پھر بنانا چاہیے اب ایسا اچھا گھروندا بناتے ہین کہ بگاڑنا نہ پڑے خواجہ اس طفل حسین کو دور سے دیکھکر باتین پیاری پیاری اسکی سنکے بھولی بھولی صورت اُس کی دیکھکر رحم کھا کر دل مین خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طفل حسین کس کا فرزند ہی اس صحراے ناپیدا کنار مین کیونکر آ گیا ہی اس کے مادر و پدر کس قدر اس طرف سے غافل ہوے کہ یہ لڑکا کھیلتا ہوا اس صحرا مین چلا آیا شاید آبادی یہان سے قریب ہی اگر دریافت کرنے سے نام اس کے مادر و پدر کے معلوم ہو جاوین اور مقام رہنے کا دریافت ہو جاے تو اس لڑکے کو اس کے والدین کے پاس پہونچا دینا چاہیے خالی از ثواب و خوشنودی خدا سے نہوگا ورنہ اس لڑکے کو کوئی درندہ یا گزندہ صحرا ضرر پہونچاے گا بیچارہ مر جاے گا والدین کو اس کی جدائی کا بیحد صدمہ ہوگا یہ خیال کرتے ہوے قریب اُس کے آے دیکھا کہ وہ طفل لباس پاکیزہ و سفید پہنے ہی کلاہ زرین اُس کے سر پر ہی بندے طلائی دونون کانون مین ہین ناک مین بلاق ہی تنہا ریگ صحرا جمع کرکے گھروندا بنا رہا ہی ادھر اُدھر دیکھتا بھی جاتا ہی کبھی چیخنے لگتا ہی با آواز بلند باتین بھی کرتا ہی خواجہ نے اُس کے نزدیک جاکے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا کیا نام ہی مکان تیرے مان باپ کا کہان ہی یہان صحرا مین تیرا آنا کیونکر ہوا والدین نے تیرے تیری طرف سے بڑی غفلت کی کہ تو بھٹکتا ہوا اس صحرا مین چلا آیا اُس طفل حسین نے گفتگوے خواجہ سنکے زمین سے اٹھکر بغور خواجہ کو دیکھکر کہا کہ اے شخص تو کون ہی کیون نام میرا اور میرے والدین کا پوچھتا ہی کیا میرا اسباب و زیور اتارے گا تیری صورت و تقریر سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ تو کوئی مکار و راہزن ہی عجب نہین کہ تو عیار ہو رنگ و روغن سے صورت ساحر بنا ہو اگر درحقیقت عیار ہی تو نام تیرا طیفور کردیا ہوگا سچ کہہ کہ تیرا نام طیفور کر دیا ہی خواجہ یہ تقریر اُس کی سنکے سمجھ گئے کہ دراصل یہ لڑکا نہین ہی کوئی ساحر ہی میری گرفتاری کے واسطے یہان بیٹھا ہی میرا نام مجھسے دریافت کرتا ہی لہذا اس کے شر سے بچنا چاہیے اور کسی حکمت سے اس کو اسیر کرنا چاہیے یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک عورت ادھیڑ لباس کثیف پہنے ہوے مو پریشان نکلی وہ اس لڑکے سے با آواز بلند پوچھا کہ کیون اے فرزند کیا ہی کس سے باتین کرتا ہی خیر کیا وہی عیار ہی جس کے گرفتار کرنے کا حکم ملکہ نے بھیجا تو نے دیا ہی طفل نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان بظاہر تو یہ شخص ساحر ہی الا اس کی تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہی عیار مکار ہی کہ جس کے گرفتار کرنے کو ہمین اور آپ کو ملکہ عالم نے مقرر کیا ہی اُس ساحرہ نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کرلے خبردار جانے نہ دے مین بھی آتی ہون اپنے سحر مین اسے بھی اسیر کرتی ہون یہ کہکر اسماے سحر زبان پر جاری کرتی ہوئی چلی لڑکا بھی اپنی مادر کے کہنے سے سحر خوانی مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ رنگ دیکھکر جلد گلیم زنبیل سے نکال کر اوڑھ لی اس اثنا مین وہ ساحرہ قریب اُس طفل کے آئی پوچھا کہ وہ شخص کہان گیا اُس نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان جاے تعجب ہی کہ مین تمھارے سحر پڑھنے مین

مصروف ہوا تھا چاہا تھا کہ اُس کو گرفتار کر لون یکایک وہ نظر سے غائب ہو گیا نہیں معلوم
کہان چلا گیا غرق زمین ہو گیا یا سوے فلک سحر مخفی کر کے چلا گیا ساحر صورت تو تباہی مجھسے اور
آپ سے ڈر کر بھاگ گیا ساحرہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے فرزند تو نے اُس کے گرفتار
کرنے مین تامل کیون کیا غضب کیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا دراصل وہی
عیار مکار تھا یا کوئی ساحر تھا اب تجکو لازم ہی کہ جو کوئی مردون سے تیرے سامنے آئے اُسے
بے تامل اسیر سحر کر لینا طفل نے کہا کہ اب ایسا ہی کرون گا واقعی مین نے اُس کے اسیر کرنے مین
اتنی دیر کی کہ وہ غائب ہو گیا نہیں معلوم کہان گیا چلیے اس صحرا مین تلاش کرین شاید کہین ملجائے
تو اُس کو گرفتار کر لیوین بلکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے پاس لے جا کر خلعت و انعام
پاوین یہ کہکے اُس کی والدہ مع اپنے فرزند کے واسطے تلاش کے چلی دونون ہر طرف صحرا مین مصروف تلاش
ہوئے خواجہ طیفور کردپا نے ان مادر و پسر کی گفتگو سنکے دل مین کہا کہ خیر اے نابکار دیکھا
جائے گا یہ باتین اپنے دل مین کر کے ایک جانب واسطے انصرام ایک تدبیر کے گئے ہنوز وہ طفل
مع اپنی مادر کے تلاش ساحر مذکور مین چہار طرف درمیان صحرا کے پھر رہا تھا کہ ناگاہ سامنے سے ایک
ضعیفہ نہایت سن رسیدہ کوزہ پشت سفید مو عصا در دست دوسرے ہاتھ مین ایک دونا لیے
ہوئے اُس پر ایک پتہ ڈھاک کا ڈھکا ہوا ہانپتی ہوئی جا بجا ٹھہرتی ہوئی دم لیتی ہوئی خود بخود
بڑبڑاتی ہوئی کہ ٹھیک ہے میری مراد بر آئی دل ٹھنڈا ہوا صدمہ و رنج دفع ہوا قریب اُس لڑکے کے
آئی کہا کہ اے لڑکے یہ شیرینی لے تو بھی طفل نابالغ ہے کئی بچون کو مین نے مٹھائی دی ہے تو بھی
تھوڑی سی کھا لے مادر طفل مذکورہ نے پوچھا کہ اے بڑی بی یہ مٹھائی کیسی ہے کیون میرے
فرزند کو دیتی ہو تمھارا نام کیا ہے اس صحرا مین تمھارا آنا کیونکر ہوا ضعیفہ نے جواب دیا کہ میرا نام
[illegible] اور یہی لڑکا میرا سوتے کہین ساحری گیا تھا ایک مدت سے مجھسے جدا ہو گیا تھا آج وہ
آکر مجھسے ملا ہے مین نے عہد کیا تھا کہ جب میرا فرزند مجھسے ملیگا نذر خدا و نذر شیرینی لڑکون
وغیرہ کو کھلاؤن گی کئی بچون کو تھوڑی تھوڑی مٹھائی دے آئی تھوڑی سی مٹھائی تھا رہ گئی
[illegible] واسطے لے کر آئی ہون یہان سے تھوڑی دور آگے مجھے آبادی ہے [illegible]
اُسی [illegible] مین رہتی ہون تم بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہے اس صحرا مین مع اپنے فرزند کے کیون
اودھر اودھر پھر رہی ہو اسقدر کیون گھبرائی ہوئی ہو خیر تو ہے مادر طفل نے کہا کہ اے ضعیفہ [illegible]
میرا [illegible] جادو ہے اور میرے اس فرزند کا اسم آفت جادو ہے بلکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کے ہم دونون ملازم مین اُس نے ہمکو اس درہ کوہ مین بغرض گرفتاری
عیاران [illegible] خواجہ طیفور کردپا کے مقرر و متعین کیا ہے قبل دو ساعت
ایک شخص ساحر صورت اس طرف آیا تھا میرے اس فرزند سے پوچھتا تھا کہ تیرا نام کیا ہے اور
والدین تیرے کہان رہتے ہین اور تو اس صحرا مین کیون بیٹھا ہوا ہے اس طفل نے اُس سے کہا کہ
تم کون ہو نام میرا [illegible] والدین کا کیون پوچھتے ہو گیا میرا زیور [illegible] تاکا ہے یہ کہکر اس
لڑکے نے [illegible] فرزند اس شخص کو گرفتار کیے شاید یہ وہی عیار مکار
[illegible] واسطے ملکہ عالم نے ہمکو یہان مقرر کیا ہے ہنوز یہ فرزند دلبند میرا مصروف
[illegible] تھا کہ وہ [illegible] نظر سے غائب ہو گیا زیادہ دو ساعت کا گذرا ہے کہ ہم پسر و مادر دونون

اسی کو صحرا میں ڈھونڈھ رہے ہیں کہیں اس کا پتہ نہیں ملتا ہے نہیں معلوم وہ کہاں چلا گیا یقیناً وہ عیار
مکار تھا ضیغم نے جواب دیا کہ اسے بلاسے جادو شکر کرو کہ جو بلا آئی تھی وہ ٹل گئی تمہارا لڑکا
آفت سے محفوظ رہا خوب ہوا کہ وہ شخص چلا گیا ورنہ تمہارے فرزند کو مار ڈالتا زیور اتار لیتا یقین ہے
تمہاری اچھی تقدیر تھی کیونکہ مقولہ ہے - رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اسی اثنا میں صحرا میں ان کی جستجو کر کے
جادو پھر یہ کہکر دو ڈلیاں برفی کی دونے سے نکال کر اس طفل سمی آفت جادو کو دیں اور پھر
بلاسے جادو سے کہا کہ تم بھی ذرا سی مٹھائی کھا لو یہ کہکر دو ڈلیاں شیرینی مذکور کی اس کو بھی
دیں فرزند و مادر نے وہ مٹھائی اسی جگہ کھائی خوش ذائقہ جو معلوم ہوئی آفت جادو نے
کہا کہ اسے بڑھیا اور مٹھائی کھلا کیا اچھی مزے کی مٹھائی ہے ضیغم نے کہا کہ لو یہ ایسا دو
ڈلیاں اس دونے میں اور رکھی ہیں یہ واسطے اپنے اور اپنے فرزند کے رکھی ہیں مگر تمہیں
کھلا دو یہ کہکے وہ دو ڈلیاں بھی دیدیں ایک ڈلی آفت جادو نے کھائی اور دوسری
بلاسے جادو نے نوش کی بعد ایک لمحہ کے آفت جادو نے کہا کہ یہ مٹھائی کیسی تھی کلیجہ ہی
سینے میں آگ لگا دی سر میں درد ہونے لگا بلاسے جادو نے بھی یہی کہا ضیغم نے ہنسکر کہا کہ یہ
مٹھائی نہایت نفیس و عمدہ تھی اس نے گرمی کی ہے ذرا تم دونوں ٹہلو ہوا سے سر و جگر کا و
سوزش سینہ دفع ہو جائے گی بلاسے جادو و آفت جادو دونوں نے ارادہ ٹہلنے کا کیا
چلتے ہی قدم اٹھایا سر کو گردش سی ہوئی آنکھوں میں اندھیرا آیا چکرا کر دونوں زمین پر گرکے
بیہوش ہو گئے ضیغم نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گرد پا اور آفت جادو و بلاسے جادو تم
دونوں نے غضب ہی کیا تھا مجھکو گرفتار کرنا چاہا تھا اگر میں بعجلت گلیم نہ اوڑھ لیتا تو یقیناً اسیر سحر
ہو جاتا تم دونوں مجھکو گرفتار کرکے پاس ملکہ زنبیق سحر ساز زہرہ وار خونخوار جادو کے لیجاتے
خلعت و انعام پاتے وہ ظالمہ مجھکو قتل کر ڈالتی تم نے گرفتار کرنے کی فکر کی تھی میں نے
تمہارے قتل و اسیر کرنے کی کیسی تدبیر کی تم بیہوشی معجون کی مٹھائی کھائی بڑی مزے کی
معلوم ہوئی دوبارہ مانگ کر دو ڈلیاں برفی کی یا زہر مار کیں میرا نقصان کیا اپنا نقصان شیرینی
کی عوض میں تمہاری جان کا نقصان کیا جائے گا یا ہمراہ لے کے اسیر کیا دی جائے گی یہ نعرہ کرکے
خنجر کھینچکر ارادہ قتل کرنے کا کیا دفعتاً خیال کیا کہ اگر ان ساحروں کو قتل کر ڈالا تو خبر
ان کے مرنے کی ملکہ زنبیق سحر ساز زہرہ وار خونخوار جادو کو پہنچیگی لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ
ان کو داخل زنبیل کر لینا چاہیے یہ خیال کرکے ان دونوں کو اٹھا کر داخل زنبیل کیا بعدہ وہاں سے
بصورت مبدل آگے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب شام آئے وہی ایک
درویش قوی الجثہ خاکستری لباس کو پوست آہو پر ویرانے میں بیٹھے ہوئے دیکھا گرد اسکے
چند اشخاص بھی با ادب بیٹھے تھے ہر ایک اپنی اپنی حاجت اس سے بیان کر رہا تھا درویش کو
صرف تہمد باندھے ہوئے پوست آہو پر تو وہ خاک بیٹھا ہوا ہر ایک کی تقریر سن رہا تھا
خواجہ موصوف نے بصورت مبدل نزدیک اس درویش کے جا کر با ادب سلام کیا اس نے
جواب سلام دے کر کہا کہ بابا بیٹھ جا آرام پذیر ہو راہ دور و دراز سے آتا ہے خستہ و ماندہ ہو گیا
ہے راحت سے تھوڑی دیر بیٹھ خواجہ روبرو اس کے بیٹھ گئے بیٹھنے کے دیکھا کہ درویش
مذکور مال دنیا سے اکثر اشیاء رکھتا ہے کرسی زنجیر نقرئی وغیرہ پہنے ہے جوتا پاؤں کی قسم سے

لگاسے بکری گھوڑے بھی بندھے ہیں چیلہ و مرید اُس کے اُس سے علیحدہ بیٹھے ہیں کاروبار میں
مصروف ہیں خواجہ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر مالدار ہے مال و اسباب اُس کا لے لینا
چاہیے یہ خیال کر کے شیشہ و ساغر قریب اُس کے رکھا ہوا دیکھکر عقل سے دریافت کیا کہ یہ
درویش شاید میخوار ہے اس کو شراب پلانا چاہیے یہ تجویز کر کے ایک شیشہ پر از شراب گلرنگ
مع ساغر کمال تکلف پیش کیا درویش نے پوچھا کہ یہ کیا ہے خواجہ نے کہا کہ یہ شراب تند و تیز ہے
بطریق نذر و تحفہ آپ کے واسطے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ ساغر ناب آپ بھی نوش کیجیے اور
ان سب کو بھی پلایئے ہدیہ میرا قبول فرمایئے وہ مرد درویش تقریر خواجہ مرد و حج کی سُنکے مسکرا کر
گویا ہوا کہ کیوں لے خواجہ چلیے نور کر دیا تم ہمکو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کر کے مال و اسباب
ہمارا اوٹھانا چاہتے ہو بصورت مبدل یہاں آئے ہو نہیں جانتے ہو کہ یہ فقیر روشن ضمیر ہے خواجہ
نے نادم و منفعل ہو کے سر جھکایا بعد اس کے کہا کہ میں آپ کو آزماتا تھا آپ کی کرامت و کمال کی
آزمائش کرتا تھا بھلا میں آپ کے مال و اسباب کو کیا لیتا اس آزمائش سے دریافت ہو گیا کہ
بیشک آپ صاحب کمال ہیں درویش صورت منصور روشن ضمیر عابد سحر الشاہین نے مجھے خبر
دی تھی کہ یہاں سے آگے ایک درویش صاحب کمال و کرامت سے ملاقات ہوگی حاجت تیری
اُسی درویش سے بحکم خدا بر آئیگی پس میں نے یہاں آکر آپ کے کمال کی آزمائش کرنی چاہی
تھی درحقیقت آپ کے صاحب کمال و کرامت ہونے میں شک نہیں ہے مجھے امید قوی ہے کہ میرا
مدعاے دلی آپ کی توجہ سے برآئیگا جب آپ اپنے روشن ضمیر ہیں مجھ سے آگاہ ہوگئے تو میرے
مطلب دلی سے بھی آپ ماہر ہوگئے ہونگے درویش نے ایک لمحہ سر جھکا کر جواب دیا کہ ہاں
تیرے مدعاے دلی سے بعنایت و فضل خدا میں بخوبی آگاہ ہو گیا ہوں مطلب دلی تیرا سمجھ گیا ہوں
تو نے بڑے سخت کام پر کمر باندھی ہے نہایت مشکل و دشوار کار کا ارادہ کیا ہے اب صاف صاف
کہتا ہوں کہ تو نے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو شاہ طلسم زرلہ کے قتل
کرنے کا قصد کیا ہے اُس کا قتل کرنا نہایت مشکل و دشوار ہے وہ ساحرہ نہایت زبردست و
بلند درجہ ہے اپنے زمانہ کی رشک سامری و جمشید ہے حفاظت اُس نے اپنی بخوبی
کر لی ہے بلکہ یہ تیری گرفتاری کی بھی فکر میں ہے پس اُس کا قتل کرنا دشوار ہے تجھکو اپنی بھی جان
بچانا چاہیے فکر اُس کے قتل کی عبث ہے خواجہ نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کون و مکان کو کہا ہے
اُس ساحرہ تک میں اپنے تئیں ضرور پہنچاؤنگا اُس کے قتل کرنے کی ضرور کروں گا یا
اُسی کو قتل کروں گا یا خود اسیر و قتل ہو جاؤں گا آپ کے پاس یہاں اعانت آیا تھا منصور
روشن ضمیر عابد سحر الشاہین نے مجھے بھیجا تھا جانے افسوس ہے تعجب ہے کہ آپ سے مجھے میری
اعانت کی شرکت اہل اسلام کا خیر میں نہ کی ایک کافر کے قتل کی تدبیر نہ بتائی محض فکر قتل
ساحرہ مذکورہ کی صاحب کمال و کرامت ہو کے خاص اس بارے میں کچھ کمال و کرامت
اپنی نہ دکھائی گویا جواب صاف مجھے دیدیا مجھکو آپ کی ذات فیض آیات سے یہ امید نہ تھی ناحق نامی
آپ کا شہرہ آفاق ہے اور میری اعانت آپ کو کسی وجہ سے تامل ہے اگر آپ چاہیں تو کوئی فکر
مقتول اُس کے قتل کرنے کی کر سکتے ہیں یا مجھکو بتا سکتے ہیں یہ کہکر خواجہ منصور دل شکستہ
ملول ہو کر طالب رخصت ہوئے درویش مذکور نے رنجیدگی خواجہ پر نظر کر کے رخصت نہ کر کے

کہا کہ اے خواجہ دربارۂ قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو ہم تمہاری اعانت کیا کر سکتے ہیں ہاں تمہاری ناراضی کے خیال سے ایک صورت ذہن میں آئی ہے کہ وہ یہ ہے کہ ہمنے بزور عمل خوانی بڑی محنت و مشقت سے چلہ کشی کر کے ایک خبیث شیطان سخت مردم آزار و مردم خوار کو اسیر کیا ہے اگر وہ تمہارے ساتھ جانے پر راضی ہو تو اُس کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہ اکیلا ہی لقمہ ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا کر لیگا مدعائے دلی تمہارا حاصل ہو جائیگا مگر شیطان مذکور کہ نام اُس کا جانیس ہے اولاد و نسل عزازیل ابلیس سے ہے تمہاری اطاعت کاہے کو کرے گا مطیع و فرمانبردار تمہارا کیوں ہوگا تمہارے ساتھ برائے خوردن ملکہ مذکورہ کیوں جائیگا ہم ہی ایسے عامل زبردست تھے کہ ہمنے اُس کو اسیر کیا ہے با وجود اسیر کرنے کے ہمارا ابھی مطیع و فرمانبردار نہیں ہے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ شیطان و خبیث تو کیا ہے میں اُس کے باپ کو اپنا فرمانبردار کر لونگا ایسی تدبیر و حکمت کرونگا کہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا ذرا اُسکو بلائیے مجھے تو دکھلائیے وہ کہاں اسیر ہے درویش موصوف الصدر نے خواجہ کی باتوں پر بے اختیار ہنس کے کہا کہ اے خواجہ ہمارے مریدوں کے ساتھ جاؤ یہ تمکو مقام اسیری خبیث مذکور دکھا دیں گے یہ کہکے اپنے مریدوں سے کہا کہ چند گوسفند اُس خبیث کی خوراک کے واسطے اپنے ہمراہ لیتے جاؤ اور خواجہ کو بھی ساتھ لے جاؤ اُس خبیث سے ہماری جانب سے کہنا کہ چل تجکو منیر ریاضت کش نے بلایا ہے اور یہ چند گوسفند تیری خوراک کے واسطے ارسال کیے ہیں جب وہ حصار سے باہر آئے تو یہ اسما جو ہم تمکو تعلیم کرتے ہیں فی الفور پڑھ کر گرد اُس کے حصار کر دیں تاکہ وہ اُس حصار سے نکل کر بھاگ کر جانے نپائے یہاں سے ہم اپنا حصار رفع کیے دیتے ہیں اور نگہداشت بھی اُس کی کرتے ہیں یہ کہکے ایک مرید کو اپنے قریب بلا کے کچھ اسما و آیات سرگوشی میں اُس کو تعلیم کیے وہ مرید منیر ریاضت کش درویش مع دیگر مریدوں اور خواجہ کے چند گوسفند اپنے ہمراہ لیکر وہاں سے چلا بعد تھوڑی دور کے دیکھا کہ ایک احاطہ تمام ہے گرد اُسکے غبار ہے وہی غبار اُس خبیث و ناری کے لیے حصار ہے اندر اُس احاطہ تمام کے وہ خبیث شیطان مردم آزار و مردم خوار بند ہے مریدوں نے خواجہ کو جانب احاطہ مذکور اشارہ کرکے کہا کہ دیکھیے اسی احاطے میں وہ خبیث بند ہے اور یہ غبار حصار ہے خواجہ نے کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے اب اُس شیطان کو احاطے سے باہر نکالو بطور ضیافت یہ چند گوسفند اُس کے پیش کرو خواجہ ابھی یہ کہہ رہے تھے کہ وہ غبار جو گرد احاطہ محیط تھا دفع ہونے لگا اُسوقت ایک مرید نے بڑھ کر پکار کر کہا کہ اے جانیس خبیث چل تجکو ہمارے مرشد نے طلب کیا ہے جلد احاطے سے نکل کر یہ گوسفند نوش کر بعد اس کہنے کے اُس احاطے میں ایک برق سی چمکی اور آواز گڑگڑاہٹ کی سی ایسی آئی کہ سب مرید ڈر گئے بعد گڑگڑاہٹ کے وہ خبیث احاطے سے باہر آکر ان گوسفندوں کے کھانے میں متوجہ ہوا ادھر اُس مرید تعلیم اسماے حصار و آیات حصار نے انھیں آیات و اسماے کو جلد پڑھ کر گرد اُس کے حصار کیا پھر وہ سب مرید اور خواجہ اُس خبیث اسیر کردہ کو روبروے منیر ریاضت کش درویش کے لائے فقیر موصوف نے خبیث مذکور سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے جانیس ہمنے اسوقت تجکو محض اس واسطے بلایا ہے کہ خواجہ طیفور گردیا جاوے برادر دینی ہمارے پاس براہ دور و دراز سے آئے ہیں اگر اُن اطاعت و فرمانبرداری

اختیار کرکے اُن سکے حکم کو بجا لائے تو تیرے حق مین اچھا ہوگا خبیث مذکور نے برہم ہوکر جواب دیا
کہ اے منیر ریاضت کش اگرچہ تمنے اپنے عمل کے زور سے مجھے اسیر کیا ہی لیکن مین تمھاری
اطاعت نہین کرتا نہ کہ تمھارے کسی دوست کا تابع حکم ہونگا درویش نے سوے خواجہ موصوف
دیکھکر کہا کہ یہ خبیث سرکش باوجود اسیر ہونیکے سرکشی سے باز نہین آتا ہی اطاعت اختیار نہین
کرتا ہی خواجہ نے سرمۂ سلیمانی اپنی آنکھون مین لگاکر کہا کہ اگر مین اس حصار مین داخل ہوکر نزدیک تر
اس خبیث کے جاؤن تو اس کی سرکشی کی اس کو ایسی سزا دون کہ یہ اطاعت اختیار کرے اور
فرمانبرداری قبول کرے چاہتا ہون کہ اندر حصار کے جاؤن درویش نے کچھ پڑھکر اشارہ جانب
حصار کیا پھر خواجہ سے کہا کہ جلد در حصار سے داخل حصار ہو خواجہ در حصار سے داخل حصار
ہوے پھر درویش نے کچھ پڑھکر در حصار بند کر دیا تاکہ خبیث مذکور راہ پاکر گریزان نہو خواجہ
نے داخل حصار ہوکے جلد تر گلیم نکال کر اوڑھلی صرف آنکھین کھلی رکھین تاکہ اُس خبیث کو
دیکھتے رہین بعد اوڑھنے گلیم کے خواجہ نے دیکھا کہ خبیث مسطور نہایت مہیب صورت و بلند قامت
ہی قوی بازو و قوی ہیکل ہی یہ دیکھکر کوڑا نکال کر پس پشت اُس کے جاکر زور سے کوڑا اُس کی
پشت پر مارا خبیث مذکور نے پیچھے مڑکر دیکھا کسی کو نپایا حیران ہوا پھر خواجہ نے اُس کے
پس پشت جاکر کوڑا مارا خبیث متاذی ہوکر چلایا اور کہنے لگا یہ کون ہی کہ مجھے مارتا ہی اور
دکھائی نہین دیتا ہی درویش موصوف اور سب مرید وغیرہ جو وہان موجود تھے خواجہ کے
کوڑے اور گھونسے طمانچے وغیرہ مارنے پر اور اُس کے چیخنے چلانے پر بے اختیار اس قدر
ہنسے کہ بعض اشخاص کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے مرید ہنستے ہنستے زمین پر لوٹنے لگے
منیر ریاضت بھی بے اختیار ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ خبیث پر بھی غالب آگئے ابھی
درویش موصوف ہنس رہا تھا مرید وغیرہ بھی کثرت خندہ سے زمین پر لوٹ رہے تھے کہ
اُس خبیث نے بیتاب و بیقرار و متاذی بدرجہ کمال ہوکے کہا کہ اے منیر ریاضت کش
منع کرو کہ یہ کون بار بار مجھکو مارتا ہی اور دکھائی نہین دیتا ہی جب مجھکو کوڑے وغیرہ مارتا ہی
پس پشت ہی سے آکر لگاتا ہی کبھی طمانچے مارتا ہی کبھی نعلین لگاتا ہی روبرو نہین آتا ہی دکھائی
نہین دیتا ہی آخر مجھکو کیون ایذا دیتا ہی مین نے کیا خطا کی ہی منیر ریاضت کش نے ہنسی کو
ضبط کرکے کہا کہ اے بد جنس آگاہ ہو کہ جب تک تو اطاعت و فرمانبرداری خواجہ طیفور کردیا
کی بصدق دل اقرار نکریگا اُس وقت تک اسی طور سے سزا اے سرکشی تجکو ملے گی خبیث
نے لاچار و مجبور ہوکے پشت پر تاب کوڑے اور گھونسے اور نعلینین سر پر لینے کھانے کی
نہ لاکر اقرار کیا کہ جو آپ حکم کرینگے بجا لاؤنگا اطاعت آپکے دوست و برادر دینی خواجہ
طیفور کردیا کی کرونگا درویش نے کہا کہ قسم کھا اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کھائی درویش نے خواجہ سے کہا کہ اب اس کی اذیت رسانی سے باز رہو خواجہ نے ہاتھ
روکا گلیم اپنے منھ پر سے ہٹائی خبیث نے دیکھا کہ فقط ایک چہرہ نظر آتا ہی اور دست و پا و
صدر نظر نہین آتا ہی حیران ہوکے پوچھا کہ اے چہرۂ آدمزاد تو کون ہی کہ تن تیرا دکھائی نہین
دیتا ہی کیا تو بھی کوئی خبیث یا آسیب ہی کیون مجکو ایذا رسان ہی مین نے تیری کیا خطا کی ہی خواجہ
نے جواب دیا کہ او خبیث سرکش جب تک تو میری اطاعت نکریگا قسم کھاکر میری فرمانبرداری

اختیار نکرے گا اسی طرح تجکو مارونگا اُس نے عاجز و لاچار ہوکر قسم کھا کر اقرار اطاعت و
فرمانبرداری کا کیا خواجہ نے کہا کہ مجکو تجسے بالفعل ایک کام ہی اگر تو وہ کر دے گا لقمۂ لذیذ تیرے
کھانے مین آئے گا اُس نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہی خواجہ نے کہا کہ ایک عورت ہماری دشمن جان
ہی اُس کو کھالے خبیثہ نے اقرار کیا اور کہا کہ مجکو رہا کر دو مین تمکو اپنا ایک موے سر دیتا ہون
اپنے بازو پر رکھو جس وقت اُس موے سر کو گرمی پہونچاؤگے فی الفور حاضر ہونگا جو حکم
کروگے وہی کرونگا اب مجسے اطمینان رکھو قسم کھا چکا ہون خلاف قسم نکرونگا تمنے مجھے
ایذا دے لی اب مین ایذا رسان نہونگا خواجہ نے اُس کے قول کا اعتبار کرکے منیر ریاضت کش
سے کہا کہ اب حصار دفع کر دیجیے اُس نے حصار کو دفع کیا خبیث مذکور نے خواجہ کو موے سر
اپنا دیا خواجہ نے تلسم اتار کر وہ موے سر اپنے بازو پر باندھا خبیثہ نے خواجہ کے سراپا پر نظر
کرکے اپنے دل مین کہا کہ اس دُبلے پتلے بنی آدم نے کس قدر ایذا پہونچائی اگر پہلے سے اسکی
کم قوتی ظاہر ہوجاتی تو کبھی قسم کھا کر اس کی اطاعت نہ کی جاتی خیر اب تو قسم کھالی ہی مجبوری و لاچاری
ہو اس کی اطاعت کرنی ضرور ہی یہ خیال کرکے منیر ریاضت کش اور خواجہ سے یہ کہکر نظر سے
غائب ہوگیا کہ مین جاتا ہون جب مجکو یاد کروگے میرے موے سر کو گرمی پہونچاؤگے
فوراً حاضر ہونگا جو کہوگے عمل مین لاؤنگا خواجہ موصوف نے بعد غائب ہونے خبیثہ مذکور
کے منیر ریاضت کش عامل زبردست و درویش کامل سے رخصت چاہی اُس نے اور
سب سے پہلے خواجہ کی حکمت و تدبیر کی بہت تعریف کی بعدہٗ درویش نے خواجہ کو رخصت کیا
اور کہا کہ گنبد سامری ابھی یہان سے دور ہی اگر اس جانب سے قطع راہ کروگے تو جلد
پہونچ جاؤگے خواجہ موافق بتانے درویش مذکور کے اُسی راہ سے سوے گنبد سامری
روانہ ہوے اثناے راہ مین رنگ و روغن سے صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی بنائی
کالے کوڑیالے موم کے بنا کر اپنے گلے مین ڈالے جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی اپنے دوش پر
رکھی پوشاک مانند لباس ساحرون کے پہنے ہاتھ مین ترسول لیا باین صورت و ہیئت رہ نورد
ہوے بعد قطع راہ دراز خواجہ کو اشتہاے طعام ہوئی صحرا مین زیر درخت قیام کیا زنبیل سے
جو کچھ غذا کھانا منظور تھی نکال کر اپنے روبرو رکھی پانی بھی ایک ظرف مین زنبیل سے نکال کر
اپنے آگے رکھا ابھی ارادہ کھانا کھانے کا کیا تھا کہ دیکھا پس پشت سے ایک ساحر خلعت زرین
پہنے ہوے فرط خوشی سے ہنستا ہوا کلاہ زرین کو اپنی کج کرتا ہوا تخت سحر کو اپنے سوے زمین
اتارتا ہوا آتا ہی خواجہ نے بغور اُس ساحر پر نظر کرکے اپنے دل مین کہا کہ اس ساحر نابکار کو بلا کر
خلعت و کلاہ زرین وغیرہ اس سے لے لینا چاہیے اس نابکار کو دام فریب مین لا کر بیہوش
کرنا چاہیے واسطے زادراہ کے یہی تدبیر کرنا چاہیے سوا اس کے شاید اس ساحر کے بیہوش
کرنے سے اور بھی کوئی عیاری بن پڑے یہ خیال کرکے پکار کر کہا کہ اے برادر آؤ آؤ خوب
آئے اچھے وقت پر آئے مین نے ارادہ تناول طعام کیا تھا اب ہم تم دونون کھا ئین اور
یہان سے سوے گنبد سامری چلین راہ مین ہمارا تمہارا ساتھ ہوگا باتین کرتے ہوے چلینگے
بعد مدت کے آج تمکو دیکھا ہی غالباً تم ہم کو بھول گئے ہوگے ہمنے تمھین پہچان لیا کہین تم کو
ضرور دیکھا ہی ساحر مذکور براے ضرورت بول و براز بلندی سے سوے زمین آتا تھا تقریر

محبت آمیز اس ساحر نقلی کی خوشی تو تخت سحر کو بروے زمین لاکر بعد دفع بول دہراز کے قریب آکر پوچھا کہ اے برادر نام تمھارا کیا ہی مین نے درحقیقت تمکو نہین پہچانا یہان تمھارا آنا کس طرف سے ہوا ہی کہان رہتے ہو تمنے ہمین کہان دیکھا ہی ساحر نقلی نے جواب دیا کہ نام ہمارا دلیر جادو ہی کوہ و صحرا مین جانب شمال رہتے ہین یہان گنبد سامری کی دید کے مشتاق ہوکر آئے ہین ایسا خیال ہی کہ کسی میلے مین ہمنے تمکو دیکھا ہی نام تمھارا یاد نہین رہا لیکن صورت آشنا ہین آؤ دیکھو یہ آب و طعام موجود ہی کھاؤ اور یہ بتاؤ کہ اسوقت کہان سے آتے ہو کس کام کو گئے تھے اب کہان جاؤگے اس خلعت اور اس تختی کی مفصل کیفیت بیان کرو اپنا نام بھی بتاؤ ساحر تخت سحر نشین نے جواب دیا کہ نام ہمارا ازلال جادو ہی ہم سپہ سالار ملکہ زنبیق سحر ساز ہر دار خونخوار جادو گرین تا سہ فتحیابی جس مین احوال قتل و ہلاک ہونے طلسم کشا کے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا و لشکر طلسم کشا کا درج تھا ملکہ موصوفہ کے حکم سے شاہ طلسم زلزلہ کے پاس لے گئے تھے اُس نے خوش ہوکر ہمکو یہ خلعت زرین دیا ہی اور یہ کلاہ زرین عطا کی ہی شاہ طلسم سے رخصت ہوکر یہان تک آیا ہون اب سوے گنبد سامری اپنی ملکہ مذکورہ کی خدمت مین جاؤنگا جو کچھ پیام شاہ طلسم ہی اُس کو پہونچاؤنگا اور یہ تختی جو تم ہمارے گلے مین دیکھتے ہو تحفہ جات طلسمی سے ہی ایک شے نایاب زمانہ ہی اوصاف اس کے بے حد ہین ازانجملہ یہ صفتین ہین کہ جب سیدہا اس تختی کو دہنے ہاتھ کی ہتیلی پر رکھو جس سواری پر سوار ہو وہ اس تختی کی تاثیر سے خود بخود بلند ہوکر بروے ہوا مثل بساط سلیمان راہ طی کرے گی اور جس سمت کو چاہو گے جائیگی کچھ حاجت سحر پڑھنے کی نہین ہی اور اگر اسی تختی کو اُلٹا بائین ہاتھ کی ہتیلی پر رکھو اور ہاتھ کو نیچا کرو تخت یا مرکب یا کوئی سواری ہو زمین پر خود بخود اُتر آئے گی اور اگر کسی حصار سحر کے اندر جانا منظور ہو تو اس تختی کو مانند آئینے کے اُس حصار سحر کو دکھاؤ فی الفور دروازہ پیدا ہو جائیگا اُس دروازے سے گذر جاؤگے داخل حصار ہو جاؤگے ہمکو یہ تختی ملکہ ہرگز نہ دیتین مگر واسطے پہچاننے کے اور اپنی نشانی کے دی ہی عجب تحفہ و نایاب شے ہی ساحر نقلی نے کہا کہ واقعی یہ خوب شے ہی آؤ کھانا کھاؤ تو پھر ہم بھی تمکو ایسی شے دکھاتے ہین کہ تم بھی حیران ہو جاؤ اور بے اختیار کہو کہ اس تختی کی روبرو اس بٹوے کے کچھ حقیقت نہین ہی یہ کہکر اُس کو شریک طعام کیا کھانا بیہوشی آمیز اُس کو کھلایا جب وہ کھانا کھا چکا اور خود بھی طعام غیر بیہوشی آمیز کھا چکے ازلال جادو کو گونہ گرمی معلوم ہونے لگی دل گھبرانے لگا ایسی حالت مین ساحر نقلی نے گھنڈیان زنبیل کی کھول کر ازلال جادو سے کہا کہ تختی کو گلے سے اُتار کر رکھدو اور جھانک کر اس بٹوے مین دیکھو عجب سیر کروگے کبھی تمنے ایسی سیر روے زمین پر کبھی نہ دیکھی ہوگی چونکہ ازلال جادو کو کچھ نشہ سفوف بیہوشی آمیز طعام کا ہو چکا تھا اور دل گھبراتا تھا کہنے لگا کہ اسوقت دل بھی ہمارا گھبراتا ہی گرمی بھی معلوم ہوتی ہی اچھا سیر کرین تاکہ یہ گھبراہٹ عالم سیر مین دفع ہو جائے یہ کہکر بٹوے مین یعنی زنبیل مین جھانک کر دیکھنے لگا اور خوش ہوکر کہنے لگا کہ واہ واہ یہ بٹوا تو نایاب روزگار ہی اس مین چند شہر آباد نظر آتے ہین دریا زور شور سے رواں ہین ایک پشتہ بن رہا ہی ہزارہا مزدور ٹوکریان مٹی سے بھری ہوئی پشتہ پر ڈال رہے ہین سدہا بیلدار ہموار و درست کر رہے ہین ایک سیٹھ بیٹھا ہوا ہی ہر ایک مزدور کو فی ٹوکری ایک کوڑی ننھی سی ڈلی دے رہا ہی ہر ایک مزدور

کثرت گرسنگی سے کھا رہا ہے جملہ مزدور نحیف و زار و لاغر ہیں بجز لنگوٹی کسی کے تن پر لباس نہیں ہے سوا
اس کے اور بہت سی اشیاے و مکانات وغیرہ نظر آرہے ہیں مردمان شہر جوق جوق گروہ گروہ
بازاروں میں چل پھر رہے ہیں دوکاندار ہر قسم کی اشیاے و اجناس خریداروں کے ہاتھ فروخت
کر رہے ہیں ساحر نقلی نے کہا کہ ذرا اور جھک کر دیکھو جو کچھ تمنے سیر کی اُس سے زیادہ اشیاے
عجائب و غرائب کی سیر کروگے ازلال جادو نے یہ سنکے بصد رغبت و خواہش تا سینہ و کمر جھککر
سیر کرنی شروع کی ساحر نقلی نے سرین پر اُس کے ہاتھ رکھکر زور سے ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ نابکار داخل
زنبیل ہوگیا اسوقت ساحر نقلی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردیا او نابکار اپنی خوبی تقدیر
سے تیرا ادھر آنا ہوا خوب میرے دام مکر میں گرفتار ہوا آب و طعام مال مفت جان کر خوب
تونے کھایا کچھ بھی ہمارے نقصان مال کا خیال نہ کیا اس کا عوض تجھسے لیا جائیگا مدت العمر تک
تجھسے مزدوری کرائی جائیگی ایک کوڑی بھی مزدوری میں نہ دیجائیگی یہ کہکر کہا کہ داداجان
ازلال جادو آیا ہے ذرا اس کے کپڑے اور خلعت و کلاہ زرین اتروا کر اچھی طرح سے کام خدمت
اس نابکار سے لیجیے گا اس نے میرے مال کا نقصان کیا ہے آب و طعام نالایق نے کھا لیا ہے یہ
کہکر گنڈیان زنبیل کی لگا کر رنگ و روغن سے ازلال جادو کی صورت بنکر وہی تختی اپنے
گلے میں ڈال کر اسی کے تخت سحر پر بیٹھکر تختی کو اپنے دست ہاتھ کی ہتھیلی پر سیدھا رکھکر کہا کہ اے
تخت سحر سوے گنبد سامری ہمیں لے چل بلکہ اندر حصار ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو
کے ہمیں جانا ہے فی الفور تخت بلند ہوکر مانند باد تند و تیز کے سوے گنبد سامری چلا خواجہ اسی کا
لباس پہنے ہوے تختی مذکور گلے میں ڈالے ہوے ازلال جادو کی صورت بنے ہوے شاہانہ
تخت سحر پر بیٹھے ہوے سیر دشت و کوہ کرتے ہوے ہیں ولیسار و رود دیکھتے ہوے جلد
سامنے گنبد سامری کے پہونچے دیکھا کہ صدہا ساحر اندر اور باہر گنبد مذکور کے پوجا پاٹ میں
سرگرم ہیں پہلوے گنبد میں ایک قصر بلند و مرتفع ہے بالاے قصر ابر کالا چھایا ہوا ہے گرد اس قصر کے ایک
تاریکی ہے اور کچھ غبار محیط ہے خواجہ نے اس قصر و ابر و تاریکی و غبار کو دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ یہی
قصر ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا ہے اسی قصر میں وہ ساحرہ بحفاظت بیٹھی ہے یہ باتیں
اپنے دل میں کرکے برابر اس تاریکی و غبار حصار سحر کے پہونچکر اس تختی کو مانند آئینے کے اس حصار
کو دکھایا فی الفور اس تاریکی و غبار میں ایک دروازہ پیدا ہوا خواجہ مع تخت سحر اندر اس حصار سحر
کے داخل ہوے فی الفور ابر سحر کو جو بالاے قصر مذکور محیط تھا چاک کی مانند گردش ہوئی برق ابر میں
چمکنے لگی صداے رعد ابر سے آنے لگی ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مع اپنی اکثر کنیزوں
اور صدہا خدمتگاروں وغیرہ ملازموں کے اندر قصر کے بیٹھی ہوئی تھی ازلال جادو کا ابر سحر پہ
نظر کرکے سمجھ گئی کہ عیار طلسم کشا بصورت ازلال جادو میرے حصار سحر میں داخل ہوکر میرے
قصر میں آگیا غضب ہوا نہیں معلوم ازلال جادو کو اس عیار مکار نے کہاں پایا کہ اس پر عیاری
کرکے اس کی صورت بن کر تختی اس سے لے کر یہاں آیا ہے جلد اس کو ہلاک کرنا چاہیے مگر پہلے
ذرا کچھ پوچھ بھی لینا چاہیے یہ سمجھکر اور اپنے دل میں باتیں کرکے نقلی ازلال جادو سے مخاطب ہوئی اور
اپنی مسند زرین سے اٹھکر پوچھا کہ اے ازلال جادو ہمنے تجکو کس کام کے واسطے بھیجا تھا
تونے یہاں سے جاکر کیا کام کیا ازلال جادو نقلی نے بعد سلام کرنے کے تخت سحر سے اترکر عرض کیا

کہ یہ تمکنوار حسب الحکم حضور نامہ لے کر شاہ طلسم کی خدمت مین گیا تھا اُسوقت پہونچا تھا کہ دربار
آراستہ تھا شہنشاہ ساحران بالاے تخت حکومت بیٹھے تھے امرا و وزرا و اہل دربار دربار مین
حاضر تھے پہلے شہنشاہ کو باادب سلام کیا پھر حسب الطلب نامہ دیا شہنشاہ نامہ حضور کو پڑھوا کر
عبارت نامہ بگوش دل سُنکے از حد شادمان ہوے بہت تعریف آپکی زبان پر لائے اہل دربار
بھی سب خوش ہوے پھر مجکو بیٹھنے کا اشارہ کیا مین سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھا شاہ نے
کشتی خلعت طلب کی ملازمون نے حاضر کی پھر وہ خلعت زرین ملازمون نے حکم شاہ طلسم سے
مجکو دی مین نے سلام کرکے بصد خوشی خلعت پہنا بعدہٗ سلام کیا وقت رخصت کرنے کے شاہ طلسم
نے یہ نامہ لکھوا کر مجکو دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارا نامہ ہماری جانب سے ملکہ ماجدہ کو دیدینا اور ہماری جانب سے
بعد تسلیم شکرگذاری سے ایسے کار نمایان کرنے کی بہت کرنا یہ عرض کرکے وہ نامہ پیش کیا ملکہ مذکورہ
نے لفافے پر نظر کرکے مہر شاہ طلسم زلزال اُس پر دیکھکر حیران ہو کر لفافے کو چاک کیا اور نامہ
لفافے سے نکالکر اول سے آخر تک پڑھا بعد پڑھنے کے اپنے دل مین خیال کیا کہ جو کچھ
مین نے سوال کیا تھا اس نے جواب معقول دیا ہے نامہ شاہ طلسم بھی مزین مہر شاہی لاکر دیا ہے
بظاہر یہ زلزال جادو معلوم ہوتا ہے مگر ابر سحر کی گردش سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ زلزال
جادو نہین ہے کوئی غیر شخص ہے لہذا کوئی بھی ہو اس کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ مین نے ابر سحر اپنے
سر پر قائم کرکے یہی شناخت رکھی تھی کہ جب کوئی شخص غیر زیر ابر سحر آئے گا ابر سحر کو گردش
ہوگی مجھے معلوم ہو جائے گا کہ غیر شخص کا ضرور گذر ہوا یہ خیالات کرکے کارد اُٹھا کر سحر
پڑھنے مین مصروف ہوئی خواجہ سمجھ گئے کہ اس نے مجکو پہچان لیا ہے کارد اٹھائی ہے سحر پڑھ رہی
ہے اب اسی کارد سحر سے مجکو ہلاک کرے گی بہتر و مناسب یہی ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کرو یہ تجویز
کرکے فی الفور سحرہ صورت اپنی ملکہ کے ایک خدمتگار کی بن کر خدمتگارون مین شامل ہو گئے
اتنے عرصے مین ملکہ مذکورہ سحر پڑھ کے کارد پر دم کر چکی دیکھا تو زلزال جادو کو نہ پایا سخت
حیران ہوئی تادیر دریاے حیرت مین غوطہ زن رہی بعدہٗ دل مین کہنے لگی کہ شاید میرے
خدمتگارون مین عیار طلسم کشا آنکھ بچا کر شامل ہو گیا ہے اب اپنے سب خدمتگارون مین سے
اُس کو تلاش کرکے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جملہ خدمتگارون کو اپنے روبرو طلب کرکے
حکم دیا کہ صف آرا ہو خدمتگار تین صفین آراستہ کرکے ایستادہ ہوے خواجہ بھی صف اول
مین کھڑے ہوے ملکہ نے ہر ایک صف پر نظر کی صورت غیر شخص نظر نہ آئی حیران ہو کر ارادہ
کیا کہ پہلے صف اول کے جملہ خدمتگارون کو قتل کرنا چاہیے یہ ارادہ کرکے وہی کارد سحر
اُٹھانے لگی اتنی دیر مین خواجہ صف اول سے نکل کر صف دیگر خدمتگاران مین شامل ہو گئے
ملکہ نے اُس کارد سحر سے اشارہ کیا صف اول کے تمام خدمتگار دونیم ہو کر بالاے زمین گرے
ملکہ نے صف اول کے خدمتگارون کو قتل کرکے ابر سحر پر نظر کی دیکھا کہ اُسی طرح ابر سحر کو
گردش ہے ابر مذکور کو گردش مین دیکھکر سمجھی کہ ابھی وہ عیار مکار قتل نہین ہوا ہے سمجھکر صف دوم
کی طرف نظر کی خواجہ صف دوم سے نکل کر صف سوم مین چلے گئے ملکہ نے نہ دیکھا اور
دوسری صف کو بھی مثل صف اول کے قتل کیا بعد قتل کرنے کے پھر سوے ابر نگاہ کی
دیکھا کہ بدستور ابر سحر گھوم رہا ہے سمجھی کہ ابھی تک وہ عیار زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے یہ سمجھ کے

تیسری صف خدمتگاران پر نظر کرکے ارادہ کیا کہ اُس صف کو بھی مانند صف اول و دوم
کے کار دستحر سے دو نیم کریں کہ یکایک خواجہ چالاکی سے صف خدمتگاران سے نکل کر سوے
مجمع کنیزان وغیرہ چلے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے ایکمرتبہ دیکھ لیا فی الفور
بے اختیار زبان سے اُس کی لفظ گیر نکلا یعنی لے زمین اس شخص کے پانون پکڑ لے تا کہ یہ بھاگنے
نپاوے بڑی جسارت و دلیری اس نے کی ہے کہ یہان تک آیا ہے اب میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر کہان
جا سکتا ہے مین نے پہلے ہی تدبیر اپنی حفاظت و اسکی گرفتاری کی کر لی تھی یہ کہکر سوے خواجہ بڑھی
اُسوقت خواجہ بہت گھبرائے سمجھے کہ اب جان بچنا محال ہے ضرور یہ ساحرہ مجھکو قتل کرے گی
افسوس ہزار افسوس میری اجل مجھکو کشان کشان کہان لائی کیا کرون کیونکر جان اپنی بچاؤن
زنبیل تک ہاتھ بھی نہین پہونچ سکتا ہے کہ گلیم نکال کر اوڑھ لون یہان کون دوست ہے کس کو اپنی
مدد کے واسطے پکارون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہان سے منزلون دور ہین
بحرین جادو و ملکہ بہار رنگ پوش جادو بھی دور ہین کوئی بھی معین و مددگار اپنا موجود
نہین ہے بجز خداوند عالم کے اسوقت کوئی میری مدد نہین کر سکتا وہی اپنی قدرت کاملہ سے مجھکو
بچاوے گا تو بچون گا ورنہ جانبر نہین ہو سکتا یہ خیال لاتے ہی آبدیدہ ہو کے سوے فلک ہاتھ
اُٹھا کر درگاہ خدا مین واسطے اپنی جانبری کے دعا کرنے لگے یکایک دعا مستجاب ہوئی گویا کہ
کسی نے کان مین کہا کہ اے خواجہ کیون گھبراتے ہو خوف ہلاکت جان سے ڈرتے ہو عاجز و ماندہ
عبث ہو مہرہ سر خبیث تمھارے بازو پر بندھا ہے اُسے گرمی پہونچاؤ اگر آگ اسوقت ممکن نہین
ہے گرمی دہن ہی پہونچا وہ خبیث حسب الوعدہ اقرار ضرور حاضر ہوگا جو حکم کروگے وہ عمل مین لاویگا
خواجہ اس القامن جانب اللہ سے خوش ہوے سمجھے کہ ضرور یہ تائید خدا ہے جو ایسے وقت مین
کسی نے میرے کان مین یہ تدبیر جانبری بیان کی اور میرے دل مین یہ حکمت جان دشمن سے
بچانے کی آئی فوراً اپنے بازو کو متصل دہن لا کر گرمی دہن مہرہ سر خبیث مذکور کو پہونچائی
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دفعتاً ایک برق سی چمکی وہ خبیث دروازہ حصار مذکور
کی راہ سے بسرعت تمام مانند برق کے چمکتا ہوا روبرو خواجہ کے آیا پوچھا کہ اے خواجہ بتاؤ
تمنے مجھکو کیون یاد کیا ہے کیا کام ہے جو کہو ابھی بجا لاؤن مین تمسے ڈرتا ہون اور وعدہ بھی
کر چکا ہون خواجہ نے سوے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو اشارہ کرکے کہا کہ یہ ساحرہ
ہماری دشمن جان ہے ہمارے قتل کے واسطے آتی ہے نزدیک آ چکی ہے جلد اس کو کھا لے خبردار
دیر نہ کر مجھ تک اس کو نہ آنے دے خبیث مذکور نے جانب ملکہ مذکورہ دیکھکر کہا کہ گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی او ظالمہ ساحرہ تو خواجہ طیفور کی دشمن جان ہے
براے قتل کار دبدست آتی ہے او مردار خوار کیا تو نے یہ قصد کیا ہے کہ قلب و جگر خواجہ کو
کھاؤن ہرگز تمنا تیری نہ بر آوے گی مین تجھی کو کھائے لیتا ہون اسوقت ہوکا بھی ہے
یہ کہکر مانند برق چمک کر چلا صورت اصلی اپنی دکھائی ملکہ مذکورہ صورت مہیب مذکور کو دیکھکر گو کہ خود
بھی ایک خبیثہ تھی مگر ایسی ڈری کہ وہ کارد سحر بوجہ لرزنے دست و پا کے ہاتھ سے گر پڑی
چلائی کہ یہ کون بلاے جان ستان ہے یہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی گھبراہٹ مین کچھ بھی نہ پڑھ سکی قریب تھا
کہ غش کھا کر زمین پر گرے یکایک خبیث مذکور نے اُس کے سر پر ہاتھ مار کر توڑ مروڑ کر اپنے

دہن میں رکھ لیا ساحرہ مذکورہ ایک لقمہ بخلیث ہو گئی قبل کھانے کے روح اُس کی قفس تن سے
اُس کے نکل کر سوے جہنم روانہ ہوئی یُون ہی ہوا ہے کہ زمین نے چھوڑے سحر اُس کا ہر طرف
ہو گیا ابر سحر و تاریکی سحر و غبار سحر دفع ہو گیا آندھی سیاہ زور و شور سے آئی تاریکی پھیلی ہوئی
علامت مرگ ساحرہ مذکورہ ظاہر ہوئی ابر سیاہ فلک پر ہویدا ہوا برق چمکنے اور کڑکنے لگی
صدائے رعد ابر مذکور سے آنے لگی برف باری و سنگ باری ہونے لگی عالم تیرہ و تاریک ہو گیا
ہوائے تند سے بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کر مانند خس و خاشاک دور جا جا کر گرنے
لگے ایسے آثار قیامت نمایان کنیزین ملکہ مذکورہ کی اور باقی ماندہ خدمتگار و ساحران لشکر ملکہ
مذکورہ حیران و پریشان خاطر ہو کر بے اختیار بھاگے اور جس قدر ساحر گنبد سامری کے اندر اور
باہر تھے وہ سب بھی از حد حیران ہو کر بوجا پاٹ اور سحر خوانی سے دست بردار ہو کر اکثر تو
بھاگے بہت سے گھبرا کے یہ کہنے لگے کہ یہ آفت تازہ اور بلاے تو کیسی آئی ہے یہ تاریکی اور سیاہ
آندھی زور شور سے صاف اسکی دلیل ہے کہ کوئی ساحر زبردست مار ڈالا گیا ہے یہ علامت مرگ کسی ساحر
کی ہے کیا غضب ہوا ارے یارو کون ساحر مار ڈالا گیا کس نے مارا ذرا خبر تو لو قاتل کو ساحر مقتول
کے گرفتار کرو خبردار بھاگ کر جانے نپائے ہیں تو تاریکی مین کچھ دکھائی نہین دیتا ہے کہان جائین
کس سے دریافت کرین یہ کیا واقعہ ہوا ایسے مقام تیرہ مین عجب ہے کہ کسی نے کسی ساحر کو مار ڈالا
ہے کچھ حال مفصل دریافت نہین ہوتا ہے تا دیر یہی شور و غل رہا آخرکار ملکہ زنبیق سحر ساز
مردم خوار جادو کے سحر کے پیرون نے اُسی کے نام سے باواز بلند و دردناک کہا کہ افسوس
قتل کیا اور مارا ہم کو کہ نام ہمارا ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو تھا جب آواز سحر پیرون کی
سب نے سنی معلوم ہوا کہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو کسی نے قتل کیا بعد آواز
دینے سحر کے پیرون کے وہ تاریکی اور وہ آندھی سیاہ اور برف باری و سنگ باری دفع ہوئی
مطلع صاف ہوا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی خبیثہ مذکور بعد کھا جانے ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار
جادو کے چلا گیا نظر سے غائب ہو گیا جو جو اشیاے مکان و قصر وغیرہ ملکہ مذکور کے سحر سے
نمایان و ہویدا تھی اُس کے مرتے ہی معدوم ہو گئے سحر اُس کا برطرف ہو گیا اکثر ساحران نابکار
و پیر سحر کے نالان و گریان سوے شاہ طلسم زلزلہ برائے خبر رسانی قتل ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے روانہ ہوے خواجہ نے جو کچھ اثاث البیت ملکہ مذکورہ کا تھا بعد اُس کے
مرنے کے لوٹ کر نذر زنبیل کیا ساحران ساکنان گنبد سامری وغیرہ کو خصوصا ساحران لشکر
ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیا غضب ہو گیا کس نے
آکر ملکہ کو مار ڈالا ہم کو اطلاع بھی نہوئی پھر ایک نابکار ساحر ناہنجار کو صدمہ عظیم ہوا گنبد سامری مین
تہلکہ پڑ گیا ساحر نابکار ہر طرف برائے خبر رسانی و نیز خائف و ترسان ہو کر بھاگے کہ مبادا
ہم بھی قتل نہو جائین بعض ساحر جانب دربند اول طلسم زلزلہ بھاگ گئے انھون نے
حنظل جادو کو خبر قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو سنائی وہ یہ خبر ملال اثر سنکے
مغموم و متردد و متحیر ہوا ساحران دربند اول بھی خبر بد کو سنکے تھر لرزنے لگے اور باہم کہنے لگے
بلائے عجب ہے کہ ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو و کوہور شاہ سامری و جمشید نہین کس نے
اُن کو مار ڈالا کون اُن کا ایسا دشمن جان تھا انھون نے تو یہان آکر طلسم کشا وغیرہ کو ایکدم مین ۱۰

اپنے سحر سے قتل و ہلاک کر دیا تھا میدان جنگ دشمنوں سے پاٹ دیا تھا سب دشمنوں کو نیست و نابود کر دیا تھا اسی طرح حنظل جادو بھی اپنے رفقا سے کہنے لگا جائے حیرت ہے کہ ملکہ ایسی ساحرہ کو کس نے مار ڈالا کون دشمن ان کا اس تک پہونچ گیا بڑا غضب ہو گیا بظاہر تو ملکہ مذکورہ نے کسی کو اپنے عدو اور شاہ طلسم کے معاونوں سے زندہ نہ چھوڑا تھا سب کو میدان جنگ میں بزور سحر قتل و ہلاک کر کے چلی گئی تھیں اب کون دشمن تازہ پیدا ہو گیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ واقعہ کیا ہوا کیونکر ہوا تا وقتیکہ کتاب سامری یا پتلہ سحر سے دریافت نہ کیا جائے گا مفصل حال معلوم نہ ہوگا اگر طلسم کشا نے طلسم زلزلہ اور اس کا عیار دونوں زندہ ہیں قتل نہیں ہوئے ہیں تو یہ طلسم زلزلہ تباہ و برباد نہ ہو جائے گا اب مثل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کے کوئی ساحرہ زبردست نہیں ہے ہمکو بہت خوشی حاصل ہوئی تھی کہ طلسم کشا وغیرہ قتل ہو گئے اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا اطمینان ہو گیا تھا مگر اسوقت سے پھر تردد ہوا یہ کہکر کتاب سامری و پتلہ سحر سے جو دریافت حال کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا زندہ ہے عیار بھی اس کا زندہ ہے اسی نے اپنی فکر و تدبیر و حکمت و عیاری سے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل کیا ہے حنظل جادو کو جب یہ حال معلوم ہوا کانپ گیا خوف سے تھرانے لگا رفقا سے اپنے کہنے لگا کہ عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ عجب عیار مکار ہے اس کی شر سے جو محفوظ رہے وہ ساحر خوش نصیب ہے دیکھو کہاں جا کر ملکہ عالم کو مارا ہے کیا جسارت کی ہے خیال کرنے سے طائر ہوش و حواس اڑے جاتے ہیں یہ کہکے اپنے رفقا و تمامی ماتحت ساحروں کو حکم دیا کہ خبردار و ہوشیار رہو سامان جنگ و جدال کرو اسباب جنگ فراہم و موجود کرو خوشی قتل طلسم کشا دور کرو وہ جو خیال قتل طلسم کشا کا تھا محض غلط تھا وہ ابتک زندہ ہے امروز و فردا میں ادھر آئے گا فکر فتح در بند حنظلیہ کرے گا صاحب لوح طلسم ہے اس پر سحر تو اثر نہ کرے گا الا یکبارگی حملہ ور ہو کر اس کو گرفتار کر لینا یا دام مکر و فریب میں اسیر کرنا جو اسوقت مناسب ہو عمل میں لانا مگر ابھی سے سامان جنگ کر لینا آراستہ و ہوشیار ہو جانا اچھا ہے سب نے عرض کیا ہم سب حضور کے حکم کی تعمیل کریں گے یہاں تو خبر قتل ملکہ مذکورہ پہونچ چکی ہے سامان جنگ ہو رہا ہے ساحران بیدار اپنے سحر کی تیاری اور فکر ہوشیاری کر رہے ہیں کچھ ساحر حسب حکم حنظل جادو سے بیرون در بند بہر آگاہی خبر طلسم کشا گئے ہوئے ہیں لیکن اب حال دربار شاہ طلسم زمرد سبز پوش جادو کا لکھا جاتا ہے کہ شاہ مذکور بعد غرور جلسہ عیش و عشرت میں مع اپنے اہل دربار کے بیٹھا ہوا تھا جشن عظیم تھا اکثر ملکہ صدہا ساحران نامی و نامور جلسہ جشن میں بیٹھے تھے ساریق بن لقا و سحستان یہ دونوں بیٹے بھی شریک بزم عشرت مذکور تھے جشن قتل طلسم کشا و لشکر طلسم کشا کا ہو رہا تھا ہر ایک اہل بزم عشرت خرم و شادمان تھا خصوصاً زمرد سبز پوش جادو خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا ارباب نشاط جو وردوں سے طلب کیے گئے تھے ان میں سے ایک مطربہ خوش گلو و خوب رو یہ غزل گا رہی تھی شاہ و وزیر و اہل دربار وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے نہایت خوشی سے سن رہے تھے

غزل

مجھے صیاد میرے آشیاں سے
وہ آئی ہیں بلائیں آسماں سے
ملایا خاک میں جسدن سے مجھکو

گرے شاید نہ بجلی آسماں سے
ملا ہے وہ تو میرے رازداں سے
زمیں کو ہے کدورت آسماں سے

مٹا دو جلد ہمکو اب جہاں سے
بہت عاجز ہوں میں اپنی زباں سے
جنوں میں چاک ہو کیونکر گریباں

سمجھ آتا ہے وہم اُس بدگمان سے
محبت کی نظر چھپتی نہیں ہے
سنوں گا لی مگر اُس کی زبان سے
کیا اس واسطے ظالم نے بیدل
بیان غیر اُن کو دیکھے گا کہاں سے
مجھے صیاد ہی نے کر لیا قید
بچے گا زور کیا مجھ ناتوان سے

کیا ہے تیرے سر پر دونے ایسا
ستون کی چار آنکھیں پاسبان سے
وہ صیاد آ گیا بجلی سے کہہ دو
بہت نالان تھا وہ میری فغان سے
آ وا سی شام مجھ اس قدر ہے
غرض اب برق کو کیا آشیان سے
فلک کو پھونکتی پھرتی ہے بجلی

گرے تو سرد ہو برق آشیان سے
تمنا ہے مجھے ذلت کی ہر دم
کہ اب ہو جائے ہستیار آشیان سے
میرے سینے میں دل ہے دل میں تو ہیں
کہ تربت بات ہے میرے مکان سے
سما جاؤں گا میں اُن کی نظر میں
مشابہ ہے جو میرے آشیان سے

قلم ایسا ہوں یا دوست میں بجو
مکان کو بھی ہے نسبت لامکان سے

اہل بزم بجائے خود لعزیدنا اس مطربہ خوش گلو کی بنا ز و ادا گائے اور ناچنے کی کر رہے تھے جو سخن فہم تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجہ کو سنکے مضامین پسند کر کے تنا کر رہے تھے سخنگان بھی اشعار غزل مطربہ سنکے اور سبا کو خوش و خرم دیکھ کر اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ سب دیوانے اور پاگل ہیں عبث اسقدر شادمان ہیں بیکار محفل ہنس رہے ہیں جسقدر ہنسنے رونا تنا ہی ویسی ہی خصوصاً شاہ طلسم نرالہ احمق ویسے شعور ہے قتل طلسم کشا و غیرہ کا جشن کیا ہے کیسا بالکل ہنس رہا ہے یقین ہو گیا ہے کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دستہ ملکہ زنبیق سحر ساز مہر دار خوار جادو کے ہاتھ سے قتل ہو گئے حالانکہ غلط فہمی اُسی کی انتشار ہے کبھی طلسم کشا صاحب لوح طلسمی درحالت موجودگی لوح طلسمی ہاتھ سے کسی ساحر کے قتل نہیں ہو سکتا ہے اور سحر کسی ساحر کا اس پر اثر نہیں کر سکتا ہے شہزادہ دولت بجلی ہو گر وہ پاس ایسے عیار چالاک و ہوشیار کو کوئی ساحر و غیر ساحر قتل کرے کیا ممکن ہے ہاں شہید ہو جانا اُن کا ممکن ہے قتل ہو جانا نامبردگان کا تو کسی طرح دل عاقل قبول کر ہی نہیں سکتا ہے یکایک سو سے فلک سے صدا سے نالہ و فریاد آئی سب اہل بزم مترد د و حیران ہو کر سوے فلک دیکھنے لگے خصوصاً شاہ طلسم پریشان خاطر ہو کر جانب آسمان دیکھنے لگا سخنگان نے اپنے دل میں کہا کہ ضرور کوئی واقعہ غم افزا ہوا ہے خبر اُس واقعہ پر ملال کی ساحر وغیرہ لایا چاہتے ہیں بلندی سے سوے پستی نالہ کنان آیا چاہتے ہیں ہنوز سخنگان اپنے دل میں خیالات مندرجہ کر رہا تھا کہ ناگاہ کچھ ساحر پریشان خاطر نالان گریان بلندی سے سوے پستی آ کر روبرو شاہ طلسم دست بستہ کھڑے ہوے اور بے اختیار نالہ و فریاد و فغان کرنے لگے بزم عیش و عشرت میں شور فریاد و فغان ہونے لگا شاہ طلسم نے گھبرا کر اور حیران مترد د ہو کر پوچھا کہ اے نالا لقو بزم عیش و عشرت میں آکر کیوں رو پیٹ رہے ہو بزم عشرت کو محفل غم بنا رہے ہو بد تمیزی اپنی ظاہر کر رہے ہو کچھ سبب گریہ و نالہ بیان تو کرو انھوں نے تمام حال شہید جانے ملکہ زنبیق سحر ساز مہر دار خوار جادو مفصل بیان کیا ہنوز ساحران مذکور خبر قتل ساحرہ مذکورہ بیان کر رہے تھے کہ یکایک پھر سوے فلک صدا سے نالہ و فریاد آئی اب جو دیکھا تو کچھ نظر تو نہ آیا مگر سب نے بیرون سے آواز بلند و حزین خبر قتل و ہلاک ملکہ زنبیق سحر ساز مہر دار خوار جادو کی سنائی اور نالہ و فغان کرتے ہوے ایک جانب روانہ ہوے شاہ طلسم خبر قتل ملکہ مذکورہ سنکے دنگ ہو گیا صدمہ سے رنگ چہرہ متغیر ہو گیا خوشی و خرمی مبدل برنج و غم ہوئی اشک آنکھوں میں بھر آئے دست افسوس زانو پر مارنے لگا مطربہ چہرہ و سرود ناچ رہی تھی اور گا رہی تھی یہ رنگ بزم دیکھکر ساکت ہوئی بعض اہل بزم نے

اشارے سے کہا کہ اومطرب جلد بزم سے دور ہو خوشی میں رنج کا ظہور ہوگیا ہے خبر قتل ملکہ عالم
آئی ہے مطرب مع اپنے سازندوں کے بزم عیش سے چلی گئی صحبت عیش درہم و برہم ہوئی جملہ
اہل بزم بھی سوائے ساریق بن بقا و سختگان کے مغموم و حزین ہوئے سب کو حیرت ہوگئی
خوشی دلوں سے دور ہوئی رخوں سے آثار حزن و ملال آشکار ہوئے شاہ طاسم نے بعد
اشکبار ہونے کے آہ سرد دل پر درد سے کرکے کہا کہ ہمکو بیٹی کی جانب سے بڑی قوت تھی
امید قوی تھی کہ اُن کی زندگی میں یہ طلسم دست صاحبقران سے فتح نہ ہوگا مگر اب سخت تردد ہے کیونکہ
اُن کا سایہ ہمارے سر سے عجب طور سے اٹھ گیا کہ لاشہ بھی اُن کا کسی کو دستیاب نہوا خدا سے
دشمن جان ہوگئیں سختگان نے عرض کیا کہ کیوں اے شہنشاہ میں نے قبل اس کے کیا عرض
کیا تھا یاد تو ہوگا جو کچھ عرض کیا تھا اسی کا ظہور ہوا طلسم کشا اور اُس کا عیار دونوں زندہ
ہیں شہنشاہ کو یقین ہوگیا تھا کہ وہ قتل ہوگئے مگر میں نے یہی عرض کیا تھا کہ اُن کو کوئی قتل
نہیں کرسکتا ہے ہرگز وہ قتل نہوسکے ہوں گے احباب اُن کے اُن کو بچا لیں گے کیونکہ
دوست اُن کے زمین و آسمان سے وقت پر ہیں پیدا ہو کر اُن کی مدد کو موجود ہوجاتے ہیں ہوا جو
کہا تھا اب سمجھئے جو ہونا تھا وہ ہوا شہنشاہ ساحران نے کہا کہ اے ملک جی صدمہ ہلاکت
جدہ میں زندگانی تلخ ہے ابھی جاکر طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو ہلاک کرتا ہوں میں شہنشاہ ہوں
صاحب اختیار ہوں اگر لوح طلسمی قبضہ طلسم کشا میں ہے تو ہو دیکھا جائیگا یہ کہکر بزم عیش و
عشرت سے اُٹھکر ارادہ کیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو بزور سحر دریافت کرکے جائے قیام
سے اُن کے آگاہ ہوکے اُن کی ہلاکت و قتل میں کوشاں ہو اس ارادے سے تمام اراکین مثل
اشفاق جادو وزیر و تمامی مشیر و اہل دربار و جملہ ساحران نامی و نظم مدار باخبر ہوکر اُس کے
قدم سے لپٹ گئے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب کی موجودگی میں آپ
طلسم کشا کے سامنے جائیں وہ صاحب لوح ہے یہ دن شہنشاہ پر گراں ہیں خوف و خطر جان
ہے ہم میں سے کسی جانثار کو برائے اسیری طلسم کشا و عیار طلسم کشا روانہ فرمائیں یا طلسم کشا
کو سوئے دربند اول چلنے دیں حنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے
وہ مکر و فریب اُس کو اسیر کرکے خدمت حضور میں بھیجیگا عیار کو بھی اُس کے گرفتار
کریگا علاوہ حنظل جادو کے مالکان دربند میں اور ہیں اُن میں سے کوئی نہ کوئی اُن کو
کسی فکر و تدبیر سے قتل و اسیر کرے گا ابھی تمام طلسم زلزلہ بدستور ہے سب ساکنان طلسم
زندہ ہیں سرفروشی و جانثاری کو موجود ہیں حضور کے خلاف شان و مرتبہ ہے کہ خود تن تنہا
برائے مقابلہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا جائیں ان ایام سخت و گران میں قدم اپنا طلسم سے
نکالیں ہم خیرخواہ ہیں ہرگز نہ جانے دینگے شہنشاہ ساحران اپنے تمامی اہل دربار کی تقریر
سنکے خیرخواہ اپنا اُن کو جان کے ارادہ مرقوم سے باز رہا پھر بزم عشرت سے ہمراہی جملہ
اہل بزم عشرت تا در دولت گیا بعدہ دولتسرا میں داخل ہوا سب ساحر بھی اپنے اپنے
مکان مسکونہ کی طرف روانہ ہوئے ساریق بن بقا مع سختگان اپنے مکان و قیامگاہ
کی طرف جاکر داخل مکان ہو کر سختگان سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے وزیر من فہمیدی
حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام سختگان نے جھلاکر جواب دیا کہ آپ کی تقدیر ہی بری ہے تقدیر

تازہ مفید مطلب کیا کیجیے گا اتنی آپ مین قدرت کہان ہی کہ کچھ تدبیر کیجیے گا اور جو تقدیر بقول آپ کے آپ نے فی الحال کی ہی میرے نزدیک بہت بری کی ہی آثار بد کا ظہور ہوا ہی جدہ شاہ طلسم کا ہلاک ہونا اچھا نہین ہوا ہی یہ ایک ایسی زبردست ساحرہ قتل و ہلاک ہوئی ہی کہ جس کے مرنے سے شاہ طلسم کی قوت مین فرق آگیا ہی جس ساحرہ پر بہت بھروسہ تھا وہی ہلاک ہو گئی ہی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد چندے صاحبقران بہدایت لوح طلسمی دربندون کو فتح کرتے ہوئے دلیرانہ یہان تک آجائین گے اور آپکو یہان سے بھی بھاگنا پڑے گا سارق نے جواب دیا کہ ابھی تو آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہی جب طلسم کشا یہان تک آئے گا دیکھا جائے گا یہان سے اور کسی طرف روانہ ہونگے بھاگ کر اور کسی شاہ و شہریار کے ملک مین جا ملین گے فی الحال ہمارا یہ عزم اگرچہ جدہ شاہ طلسم قتل و ہلاک ہو گئی تو ہو گئی ہمنے یہی تقدیر کی تھی سخنگان نے تقریر یہ سارق سے سنکے کچھ جواب نہ دیا سمجھا کہ یہ مہمل ہی یہان تو شاہ طلسم کو اپنی دادی کے مرنے کی خبر ہوئی ہی اس سے صدمہ مرگ مین آبدیدہ ہو کر بزم عشرت سے اٹھکر داخل دولتسرا ہوا ہی مگر اب حال خواجہ بلیغ ور کر دیا سا لکھا جاتا ہی کہ جب جاثلیس خبیث و شیطان نے حسب الطلب آکر ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو کھا لیا اُس کے مرنے کی علامت دفع ہو چکی مقام گنبد ساحری مین چمک اور تہلکہ پڑ گیا ساحر بھاگے خواجہ نے مال و اسباب ملکہ مذکورہ لوٹ کر خبیث مذکور کو رخصت کر کے دیکھا کہ اصلی مکان ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مین ایک قفس آہنی کلان لٹکا ہوا ہی اُس مین ملکہ دلبر سحر ساز جادو اسیر ہی زبان مین اُس کی سوزن ہی گو کہ مرگ ملکہ مذکورہ سے سحر اُس پر سے دفع ہو گیا ہی مگر ابھی تک بےحس و حرکت ہی کیونکہ دست و پا رسن وغیرہ سے بندھے ہوے ہین اندرون قفس سے دیکھ رہی ہی گو کہ اسیر ہی مگر چہرے پر آثار مسرت ہین خواجہ نے اُس کے قفس کے پاس جا کر در قفس کھول کر دست و پا بھی اُس کے وا کر کے قفس سے اُس کو نکالا اُس نے قفس سے باہر آکر سوزن اپنی زبان سے نکال کر زبان کو چوس کر قابو مین لا کر کہا کہ اے خواجہ ماشاء اللہ کیا کار شایان کیا ہی عجب طور سے جدہ شاہ طلسم کو ہلاک کیا ہی مین قفس کے اندر سے دیکھ رہی تھی مگر چونکہ تم بصورت مبدل تھے تمھارے آنے کا خیال بھی نہ تھا بعد ہلاک ہونے جدہ شاہ طلسم کے ثابت ہوا کہ تمنے عیاری کر کے اُسے ہلاک کیا واقعی تمھارا مثل و نظیر عیاری مین نہین ہی اب یہ جگہ توقف کرنے کی نہین ہی جلد یہان سے چلو صاحبقران کشورستان کہان ہین مجھے اُن کا حال بیان کرو خواجہ نے کہا کہ امیر با توقیر درہ کوہ مین ہین مع ملکہ سحر مین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو اُن کے پاس ہین مین اُن کو درہ کوہ مین چھوڑ کر اس طرف آیا تھا وہ براے دفع تاریکی لوح طلسمی اسمائے الٰہی سے ایک اسم اور دعا سے تعلیم کردہ درویش پڑھنے کو بیٹھے تھے چلہ کشی کا ارادہ کیا تھا ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ جدہ شاہ طلسم ہلاک ہو گئی ہی سحر اُس کا دفع ہو گیا ہی سیاہی لوح بھی دفع ہو گئی ہوگی اب خدمت صاحبقران مین چلو یہان توقف نہ کرو خواجہ نے کہا کہ ہان چلو تو سہی مگر جس طرح مین کہون اُس طور سے چلو بزور سحر اپنی صورت ایک ساحر کی بناؤ اور گیروی پوشاک زیب تن کرو ملکہ نے خواجہ کے کہنے پر عمل کیا پھر خواجہ بصورت برہمن گنبد نشین بنے مانند جوگیون فقیرون کے لباس گیروی پہنا بڑے بڑے بالون کا ایک انبار مانند

جو

دستار کے اپنے سر پر رکھا غرضکہ منت و منع ہو کر کہا کہ اے ملکہ اب اپنے سحر سے ایک تخت سحر
ایسا بناؤ کہ چار اژدرِ آتش فشان چہار طرف سے اُس کو اُٹھا کر لے چلیں اور بالائے تخت سحر
مذکور ایک ایسا ابر سحر ہو کہ جس سے بارش مروارید پے در پے ہوا کرے ملکہ نے موافق کہنے
خواجہ کے تخت سحر تیار کیا ابر سحر بھی بالائے تخت سحر سایہ فگن کیا جب یہ سامان حسب دلخواہ ہو چکا
خواجہ بصورت مذکور بالائے تخت مذکور بیٹھے اپنے پس پشت ملکہ دلبار پری سحر ساز جادو کو
لئے ایک بلائے کی وحشی صورت پر بیٹھا یا پھر ایک بڑا صندوقچہ زنبیل سے نکال کر اپنے روبرو رکھا
اور ملکہ سے کہا کہ آپ اس تخت سحر کو بزور سحر بلند کر کے سوئے دربند اول طلسم زلزلہ چلو ملکہ مذکورہ
موافق کہنے خواجہ کے تخت سحر کو بلند کر کے جانب دربند اول طلسم زلزلہ ہمراہ خواجہ کے چلی خواجہ
تو بصورت جوگی بیراگی جوڑا بالوں کا مانند دستار کلان کے باندھے ہوئے ڈھیر بالوں کا اپنے
سر پر رکھے ہوئے بہمن گنبد نشین بنے ہوئے ملکہ دلبار پری سحر ساز جادو کو اپنا بالکا بنائے ہوئے
تخت سحر پر سوار اژدرہائے سحر چار طرف سے تخت اُٹھائے ہوئے شعلہائے آتش دمبدم
دہن سے نکالتے ہوئے ابر سحر سے بارش مروارید آبدار ہوتی ہوئی اور بیچ بیچ برق چمکتی ہوئی
صدائے رعد ابر سحر سے آتی ہوئی با این کر و فر و با این شان و شوکت سوئے دربند اول چلے گئے
حال ان کا بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا مگر فی الحال احوال صاحبقران کشورستان
طلسم کشائے طلسم زلزلہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب صاحبقران موصوف نے تعلیم و ارشاد
درویش مذکور الصدر کے جس نے صحرا میں تعویذ دیا تھا اسم اعظم الٰہی و دعائے دافع سیاہی
لوح طلسمی بطور عمل خوانی پڑھا پڑھتے اسم اعظم الٰہی و دعائے متبرکہ و نیز ہلاک ہونے ملکہ زنبوق
سحر ساز مردار خوار جادو کے لوح طلسمی روشن ہو کر مانند آفتاب کے چمکنے لگی سیاہی دور
ہوئی صاحبقران نے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے خوش ہو کر فرمایا کہ
شکر ہے خداوند عالم کا کہ ہماری عمل خوانی اور فضل و الطاف ربانی سے لوح روشن ہو گئی سیاہی
لوح طلسمی دفع ہو گئی اب رائے تمہاری کیا ہے انتظار خواجہ طیفور گردیا کے آنے کا کریں یا اس جگہ
سے سوئے دربند اول برائے فتح دربند اول طلسم زلزلہ بے تامل چلیں انھوں نے عرض کیا کہ
ہماری رائے یہ ہے کہ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائیے جو حکم لوح طلسمی ہو اسی پر عمل کیجیے امیر با توقیر
نے رائے ان کی پسند کر کے لوح کو دیکھا لوح طلسمی سے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجھ کو لازم و
مناسب ہے کہ جلد یہاں سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ روانہ ہو تاخیر و انتظار کسی کا نہ کر
صاحبقران ذیشان نے حکم لوح سے آگاہ ہو کے بحرین جادو وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسمی مجھ کو
یہ ہدایت کرتی ہے کہ بے تاخیر و تامل یہاں سے جانب دربند اول جاؤ بحرین جادو نے عرض کیا
اگر حکم لوح یہ ہے کہ یہاں سے سوئے دربند اول روانہ ہوں تو موافق ہدایت لوح عمل کیجیے
صاحبقران کشورستان اپنے مرکب پر سوار ہوئے بہدایت لوح طلسمی جانب دربند اول
اعانت خدا پر نظر کر کے تنہا چلے بعد جانے صاحبقران کے بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو نے اس درۂ کوہ سے ان جنیہ یعنی دس بارہ خدمتگاروں کو جن کو خواجہ طیفور گردیا نے
واسطے کار و بار و خدمت کرنے کے زنبیل سے نکالا تھا ساتھ لے کر عقب صاحبقران
سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر اسباب سحر سے جھولیاں بھر کر روانہ ہوئے پہلے صاحبقران

سامنے دربند اول کے پہونچے بعد ازان تحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع اُن چند خدمتگارون کے پہونچے جو ایک خیمہ ہمراہ تھا اُس کو صحرا مین ایستادہ کرایا ہنوز صاحبقران مرکب سے اُترکر داخل خیمہ نہوے تھے کہ وہ ساحر جو صحرا مین براے خبر رسانی معین و مقرر کیے گئے تھے اُنھون نے طلسم کشا وغیرہ کو دیکھکر بلد تر صحرا سے روانہ ہوکر روبروے حنظل جادو بیاکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیا غافل بیٹھے ہین طلسم کشا مع معدودے چند تخمینا دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے صحرا مین قریب دربند حضور کے آگیا ہے خیمہ ایستادہ کرایا ہے ہمنے جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہے باقی سب اشخاص غیر ساحر ہین اور عیار طلسم کشا ساتھ طلسم کشا کے نہین ہے حنظل جادو یہ خبر سنکے خوش ہوکر کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا ہمراہ دو ساحرون کے آیا ہے تو اُس کا قتل و اسیر کرلینا کیا مشکل ہے ہمکو خیال تھا کہ سپاہ کثیر لیکر آئیگا لیکن وہ دو ہی ساحرون کے ساتھ آیا ہے یہ اپنی خوش اقبالی و خوبی بخت ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی تمام لشکر ہمارا تیار رہے اور اسباب جنگ و جدال فراہم و مہیا ہو مقتضاے دلیری و خیر خواہی شاہ طلسم یہ ہے کہ طلسم کشا کو سر حد دربند مین ہم قدم نرکھنے دین بیرون دربند جاکر اُس سے مقابلہ کرین جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو قتل و اسیر کرین اُس کے ساتھیون کو بھی قتل و ہلاک کرین حق نمکخواری شاہ طلسم ادا کرین مستحق انعام کثیر کے ہون بمجرد حکم کرنے حنظل جادو کے نفیر سحر کو بعض بعض سرداران سپاہ نے بجایا جبکہ ساحر آگاہ ہوگئے کمر بندی ہونے لگی قلعے سے خیمہ و خرگاہ اکثر ساحر نکالنے لگے جھولیان اسباب سحر سے بھرکے دوش پر رکھین مختلف سواریان سحر کی براے سواری پیدا کین اتنی دیر مین حنظل جادو بھی لباس سے آراستہ ہوکر تخت طاؤسی سحر پر بیٹھکر بالیس رفقا کو اپنے ساتھ لیکر قلعے سے برآمد ہوا دیکھا کہ لشکر تیار ہے ہر ایک ساحر لڑنے اور جان نثاری کو موجود ہے دیکھتے ہی خوش ہوا بعدہ تخت سحر اپنا بڑھایا رفقا بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہولین و بیمار اُس کے چلے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر ہمراہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر پر سوار ترسول پھسول ہاتھ مین لیے زمین سے بزور سحر بلند ہوکر چلا صاحبقران کشور ستان مرکب پر سوار تھے خیمہ ایستادہ ہوچکا تھا ارادہ مرکب سے اُترنے کا کیا تھا صبح کا وقت تھا کہ ناگاہ سامنے سے لکہ ہاے ابر سیاہ پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک رعد کی سی آواز ظاہر ہوتی تھی کسی ابر سے بارش آب ہوتی تھی کسی ابر کے ٹکڑے سے جلتے ہوے آگ کے انگارے برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے بارش گلہاے خوشبو ہوتی تھی غرضکہ عجائب و غرائب بیشمار اُن لکہ ہاے ابر سے ہویدا و آشکار ہورہے تھے صاحبقران ذیشان سمت لکہ ہاے ابر سحر دیکھکر گویا ہوے کہ یہ لکہ ہاے ابر عجیب و غریب نظر آتے ہین جیسے یہ ابر کے ٹکڑے ہین جن سے بارش آتش و گلہاے تر وغیرہ ہوتی ہے اور از جملہ برق چمکتی ہے صداے رعد بھی ایسی آتی ہے کہ ایسی مہیب آواز رعد در شور سے کبھی سننے مین نہین آئی ہے تحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یہ لکہ ہاے ابر سحاب سحر ہین شاید مالک دربند اول طلسم زلزلہ حنظل جادو مع اپنے لشکر کے براے جنگ و پیکار ادھر آتا ہے افسوس کہ آپ مع چند نفر ہین لشکر کثیر آپ کے ہمراہ نہین ہے اگر حکم ہو تو ہم آپ کے لشکریون کو

ایسے وقت میں جا کرے آئیں فرودگاہ لشکر سے اگر آگاہ ہو چاہیں تو ابھی سب کو یہاں بلا لائیں
حالانکہ وہ سب غیر ساحر ہیں ساحروں سے کیا لڑ سکیں گے مگر شان و شوکت حضور لشکر
اہل اسلام کے یہاں آنے سے زیادہ ہو جائے گی صاحبقران گشور ستان نے جواب دیا
کہ ہمیں اپنے لشکر کے یہاں طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے اہل لشکر یہاں آکر کیا کریں گے
جنگ یہاں ساحروں سے ہے غیر ساحروں سے نہیں ہے سوا اس کے مقتضائے شجاعت و بہادری
سے یہ بعید ہے کہ ہم واسطے اپنی اعانت و مدد کے اپنے لشکر کو یہاں طلب کریں خداوند عالم
حامی و مددگار ہے اگر وہ چاہے تو ایک پشہ کو فیل مست پر غالب کرے وہ قادر و توانا ہے اس کے
اختیار میں ہر شے ہے گو ادھر از حد قلت سپاہ ہے بجز معدودے چند کے جمعیت کثیر نہیں ہے اور حنظل جادو
بقول تمہارے ہمراہی لشکر گراں ادھر آتا ہے مگر کچھ اندیشہ نہیں ہے کہ اس کی اعانت و نصرت کا
بھروسہ ہے وہ مسبب الاسباب ہے کچھ سبب فتح و ظفر اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دے گا ابھی
صاحبقران گشور ستان یہ ارشاد کر رہے تھے کہ وہ لکہ ابر سیاہ قریب آکر شق ہو
گیا بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اس ابر کے ٹکڑوں سے ساٹھ ہزار ساحر تماشا سحر کی سواریوں پر
سوار ہاتھوں میں ترسول و پسول لیے ہوئے گلوں میں زنار ڈالے ہوئے پیشانیوں اور بازوؤں پر
تلک اور کنور چندن کے نشان مرزائیاں پہنے ہوئے دستاریں باندھے دوش پر جھولیاں ڈالے
سے بھری ہوئی پیدا ہوئے حنظل جادو تخت طاؤسی پر سوار کلاہ زرین سر پر رکھے ہوئے
درمیان اپنے رفقا کے ظاہر ہوا نظر ساحر وغیرہ [illegible]
پر نظر کر کے اپنے رفقا سے مسکرا کے کہنے لگا کہ دیکھو انہی چند ساحر و غیر ساحر کو اپنے
ساتھ لے کر طلسم کشا برائے فتح در بند اول طلسم زلزلہ آیا ہے [illegible]
کشاں اس کو ادھر لائی ہے بھلا ان دس پندرہ آدمیوں کی جمعیت سے طلسم کشا کیا [illegible]
ان دس پندرہ آدمیوں میں بھی فقط ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہے باقی غیر ساحر دیکھنا
کہ ہم ایک چشم زدن میں طلسم کشا کو اسیر کر لیں گے ہمارے لشکری ہجوم کر کے اس کو گرفتار
کر لیں گے رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہیں آپ کے نزدیک ان چند کس کا قتل و اسیر
کر لینا کیا مشکل ہے بلکہ آپ کے ملازموں سے بھی نزدیک کچھ دشوار نہیں ہے طلسم کشا اگرچہ صاحب
طلسمی ہے اور سنا ہے کہ شجاع و بہادر ہے مگر کہاں تک بقوت بازو تنہا حضور کے ساحروں کو قتل
کرے گا آخر کار دست و بازو تھک جائیں گے شستہ و ماندہ ہو کر [illegible]
ایسی حالت میں لوح طلسمی اس کے ہاتھ سے [illegible] ہجوم کر کے اس کو گرفتار کر لیا جائے گا
حنظل جادو اپنے رفقا کی تقریر سنتا ہوا بلندی سے [illegible] ساحران
کے آیا فی الفور اس کے حکم سے چند ساحروں نے بزور سحر میدان [illegible]
نے ایک ناریل پھونک دار سحر دم کر کے [illegible]
نے تمام اشجار و خار و خس جھاڑ جھنکار کو جلا کر ایک دم میں خاک کر دیا کسی ساحر نے
اس طرح کا سحر کیا کہ ابر سحر پیدا ہوا اور اس ابر سے [illegible] پیدا ہوئے [illegible]
کو والوں وغیرہ آلات چھوٹے چھوٹے زمین پست و بلند کر کے [illegible]
بہی آکر بغلیت و درنگ میدان جنگ ہموار کیا کسی ساحر نے ابر سحر پیدا کر کے بارش کی [illegible]

گرد و غبار کو دفع کیا پھر ملازمون نے بعجلت تمام خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا کین فراشون نے
درستی فرش کی حنظل جادو نے ارادہ داخل بارگاہ ہونے کا کیا تھا کہ ناگاہ اس کے دل مین
خیال آیا کہ ان چند اشخاص و طلسم کشا کے مقابلے کے واسطے چند روز زیادہ قیام پذیر ہونا
عبث ہے آج حسب دستور و قاعدہ طبل جنگ و نفیر سحر اپنے لشکر مین بجوانا چاہیے کل صبح کو میدان جنگ
مین ان سب کا کام تمام کر دینا چاہیے طلسم کشا کو قتل و اسیر کر لینا چاہیے یہ خیال کر کے داخل بارگاہ
ہونے کے بعد فروکش ہونے ساحران لشکر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین موافق قاعدہ قدیم طبل جنگ
و نفیر سحر بجائی جائے ہنوز طبل جنگ و نفیر سحر کی صدا اس کے لشکر سے بلند نہوئی تھی کہ صاحبقران
کشورستان نے ایک نامے مین حسب دلخواہ عبارت لکھوا کر بحرین جادو کو دے کر کہا کہ یہ نامہ
ہمارا حنظل جادو کو دے کر اس کا جواب اس سے لاؤ بحرین جادو نامہ لے کر مع چند
خدمتگارون کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے بحرین جادو کے صاحبقران عالیشان مرکب سے
اتر کر داخل خیمہ ہوئے ملکہ بہار گل پوش جادو بھی طاؤس سحر سے اتر کر روبروے امیر با توقیر
بیٹھی دو تین خدمتگار دست بستہ روبروے صاحبقران عالی کے ہاتھون مین لیے ہوئے
کھڑے ہوئے صاحبقران کشورستان نگاہ اپنی تنہائی پر نظر کرتے تھے کبھی سوے لشکر
حنظل جادو دیکھتے تھے گاہ سوے فلک دیکھکر امیدوار اعانت و مدد الٰہی ہوتے تھے
ادھر تو صاحبقران اپنے خیمے مین بیٹھے ہوئے تھے ادھر حنظل جادو کو بذریعہ ساحران
خبر ہوئی کہ بحرین جادو مع چند خادمون کے نامہ طلسم کشا لیے ہوئے آتا ہے یہ خبر سنکے باوجود
دشمنی اکثر ساحران نامی کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحران نامی نے حسب الحکم حنظل جادو
کے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر بحرین جادو کا استقبال کیا پھر اس کو بحرمت بارگاہ مین لیکے
بحرین جادو نے داخل بارگاہ ہوکر حنظل جادو کو سلام کیا اس نے ساحر معزز جان کر اپنے
قریب بالاے کرسی زرین بٹھایا پھر ساقی کو مع کشتی شراب طلب کیا ساقی حسب الطلب کشتی
بادہ گلنار لیکر حاضر ہوا پھر اشارہ حنظل جادو سے جام بلورین شیشے سے بادہ گلرنگ
انڈیل کر جام لبالب بھر کر بحرین جادو کو دیا نامہ بردار مذکور نے جام کو دست ساقی سے لیکر
شراب پی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
حنظل جادو نے نامہ طلب کیا بحرین جادو نے موافق شرائط و اعزاز نامہ نامہ دیا اسنے
نامے کو لیکر پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ آگاہ ہو
کہ لائق ستائش و پرستش و سجدہ بجز خالق کون و مکان کے کوئی نہین ہے اور دین اسلام
سے کوئی دین بہتر نہین ہے دین حق دین اسلام ہے شاہ طلسم زلزلہ بھی ایک بندہ خدا ہے لیکن
گمراہ کنندہ ہے قابل خداوندی و لائق سجدہ نہین ہے اسی طرح جس قدر ادیان ہین سب باطل ہین
اگر وہ سمر سمت جادو خداوند ہوتا تو ہمسے خائف و ترسان نہوتا کچھ قدرت اپنی دکھاتا
ہمارے خوف سے طلسم باطن مین چھپ کر نہ بیٹھتا سواے شاہ طلسم زلزلہ کے سابق
مین لقا و زمرد شاہ باختری و سامری و جمشید و فرعون وغیرہ جنھون نے دعوی
خدائی و خداوندی کیا ہے وہ سب گمراہ کنندہ لائق پرستش نہین ہین سو پرستش کے قابل
وہی ہے خدا + ہویدا ہے اک شے کو جس نے کیا + یہین در فلک کو کب و مہر و ماہ +

یہ مصنوع ہین اور صانع آلہ ہے لہذا بذریعہ نامہ تمکو ہدایت کی جاتی ہی لازم ہی کہ راہ راست پر
آ دین اسلام اختیار کر کفر و کافری سے اجتناب کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اور ہماری اطاعت
اختیار کر ہم عنایت خدا سے صاحب لوح طلسمی ہین حسب ہدایت لوح مذکور طلسم زلزلہ کو انشاء اللہ
تعالی بہت جلد فتح کرین گے جو کوئی ساکنان طلسم زلزلہ سے ہماری اطاعت اختیار کرکے دین اسلام
قبول کرے گا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ جملہ ساکنان طلسم مذکور کو ہم تہ تیغ کرین گے اپنے کسی دشمن
کو زندہ نچھوڑین گے زمانہ فتح طلسم زلزلہ قریب تر آگیا ہی ضرور یہ طلسم فتح ہوجائے گا تم سے
قصد جنگ و جدال نکر ہماری دشمنی و بیدینی سے دست بردار ہو جواب اس کا جلد ارسال کر
بعد پڑھنے نامہ مذکور کے اور آگاہ ہونے مضمون نامہ سے حنظل جادو نے برہم ہوکر
پشت نامہ مذکور پر یہ عبارت بجواب نامہ تحریر کرائی کہ اے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ ہم خیر خواہ
و نمکخوار قدیم شاہ طلسم زلزلہ ہین ہرگز نمکحرامی و بیوفائی اپنے شہنشاہ خداوند سے نکرین گے
تمہاری اطاعت کبھی اختیار نکرین گے اپنے دین آبائی کو نچھوڑین گے دیوانے تھوڑی ہین کے
دین اسلام کبھی قبول نکرین گے بعد ازان نامہ مذکور نامہ بر کو دیا بحرین جادو حنظل جادو
سے رخصت ہوکر بارگاہ سے باہر آکر بعد قطع راہ خدمت صاحبقران ذیشان مین آیا نامہ
دے کر تمام حال جو دیکھا تھا اور گذرا تھا عرض کیا امیر با توقیر نے عبارت جواب نامہ کو پڑھکر فرمایا
کہ آمادہ جنگ ہی راہ راست پر نہین آتا ہی خیر اللہ ہمارا معین و مددگار ہی جو اس کو منظور ہے مناسب
ہوگا اس کا ظہور ہوگا ابھی صاحبقران کشورستان بحرین جادو سے ہمسخن تھے کہ یکایک
لشکر حنظل جادو سے صدائے طبل رزمی و نفیر سحر بلند ہوئی ہمراہ صاحبقران کے طبل و
نقارے کہان تھے جو اس طرف بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاتی جب اس طرف طبل جنگی
و نقارہ حربی پر چوب نہ لگائی گئی حنظل جادو سمجھا کہ طلسم کشا بے سامان و بے لشکر آیا ہی
لہذا مناسب وقت یہ ہی کہ دو چار نقارے اپنے لشکر کے طلسم کشا کے پاس بھیج دینا
چاہیے دشمن سے بھی ایسی نیکی کرنا چاہیے تاکہ حوصلہ طبل جنگ بجوانے کا دل طلسم کشا مین
نرہے سوا اس کے اس وقت چند نقارے بھیج دینا طلسم کشا کو شرمندہ و ذلیل کرنا بھی ہی
کیونکہ ایسی بے سروسامانی سے کوئی طلسم کشا کبھی کسی طلسم کے فتح کرنے کو کہین نہ گیا ہوگا
جس طرح صاحبقران ہمارے دربند کے فتح کرنے کو اور ہم سے مقابلہ کرنے کو آئے ہین یہ
بات بھی دنیا مین اہل دنیا کو یاد رہے گی یہ سمجھکر چند نقارے بڑے چھوٹے بدست ساحران
سپاہ اہل صاحبقران مین بھیجے ہر چند صاحبقران نے ارشاد کیا کہ ہمکو ان نقارون کی
کچھ ضرورت نہین ہی بجائے طبل و نقارہ نفیر سحر بحرین جادو بجا دے گا لیکن ان ساحرون
نے گفتگوے امیر با توقیر کچھ نسنی نقارے سامنے رکھکر یہ کہکر چلے گئے کہ ہمارے مالک
نے یہ نقارے آپکے پاس محض اس واسطے ارسال کیے ہین کہ آپ بھی اپنے لشکر مین
اگرچہ چند آدمیون کا ہی یہ نقارے بجوایئے ان کے لینے سے انکار نہ کیجیے بحرین جادو
و ملک بہار و گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران ان نقارون کے آنے سے
کچھ رنج اپنے لشکر و بے سامان ہونے کا نہ کیجیے بلکہ خوش ہوجیے کہ یہ فال مبارک ہی
انشاء اللہ تعالی آپ اپنے اعدا پر فتحیاب ہوجیے گا طبل و علم لشکر عدو آپ کے ہاتھ

آئین گے صاحبقران کشورستان نے سحرین جادو و ملکہ مذکورہ کے کہنے سے خوش ہو کر خدمتگارونکو
حکم دیا کہ ان نقارون کو بجاؤ انھون نے سحر سے چوبہ لکڑیان لاکر وہ نقارے اُنھین لکڑیون سے
بجائے اب دونون جانب طبل و نقارہ جنگی و نفیر سحر بجائی گئی تیاری جنگ لشکر حنظل جادو
مین ہونے لگی اگیاری ہونے لگی سحر کے پیر آنے لگے بچہ خوک بھینٹ دیے جانے لگے تمام
شب تیاری سحر مین اُن ساحرون نے بسر کی ہنگام سحر حنظل جادو بغرور و نخوت ساٹھ ہزار
ساحرون کی جمعیت سے میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوا اس طرف صاحبقران بھی مع
سحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و دس بارہ خدمتگارون کے بمقابلہ سپاہ
حنظل جادو جا کر کھڑے ہوئے اول ہلال احول چشم جادو حنظل جادو سے اجازت
حاصل کر کے لشکر سے نکل کر میدان جنگ مین بالاے اژدر سحر سوار ہو کر آیا اژدر کو روک کر
پکارا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ شہنشاہ ساحران خداوند ہو دسرمست جادو حاکم طلسم زرالہ
سے مقابلہ و مجادلہ کرنا اس بےسروسامانی مین وبے جمعیت سپاہ کے دشوار تر ہے اور فتحیاب ہونا
غیر ممکن ہے اگر لوح طلسمی و تیغہ فنا قبضے مین آگیا ہے تو ان دو اشیا سے کیا ہو سکتا ہے بس مناسب
یہی ہے کہ طلسم کشائی سے باز آکر لوح طلسمی و تیغہ فنا حوالہ مالک در بند اول حنظل جادو کے کر کے
بخیر و عافیت سوے انجم حصار اپنے لشکر مین چلے جاؤ جنگ سے ہاتھ اُٹھاؤ ذرا اپنی تنہائی و
بےسروسامانی پر نظر کرو شہنشاہ ساحران سے بایں بےسروسامانی کیا لڑ سکتے ہو اگر مال دنیا
و خواہش اسباب بے بہاے طلسمی کی ہے تو مال دنیا سے بھی تمکو اسقدر دلوا دیا جائے گا کہ دامن
حرص تمھارا بھر جائے گا اور اگر میرے کہنے پر عمل نکروگے تو پچھتاؤگے آج اس میدان جنگ
سے اپنے خیمے مین زندہ نجاؤگے یا قتل ہوگے یا اسیر ہوگے مین رفیق حنظل جادو سے ہون
نام میرا ہلال احول چشم جادو ہے میرے فریبے سے بطریق مذکور صلح کر لو تو خوب ہے ورنہ
سحرین جادو کو یا ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجو صاحبقران
گفتگوے ہلال احول چشم جادو سن رہے تھے جواب اُسکو نہ دیا تھا کوئی اس طرف سے
اُس کے مقابلے کے واسطے نکلا تھا کہ یکایک سوے آسمان ایک ٹکڑہ ابر ظاہر ہو کر ہوا پر قائم
ہو کر محیط ہونے لگا پھر اُس ابر سے بارش مروارید بکثرت ہوئی برق چمکی نہایت زور و شور سے
صداے رعد پیدا ہوئی حنظل جادو وغیرہ ساحر و غیر ساحر دونون لشکرون کے جانب ابر مذکور
بنظر حیرت و تردد دیکھنے لگے یکایک اسقدر رعد زور و شور سے برق گری صداے مہیب رعد ہویدا
ہوئی اکثرون کے دل دہل گئے برق کی چمک سے خیرگی چشم ظہور مین آئی بعدہ دیکھنے والون نے
دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک تخت سحر کہ جس کو چار طرف سے اژدر سحر اُٹھائے
ہوئے تھے اور شعلہاے آتش اُن کے دہنون سے دمبدم بکثرت نکل رہے تھے پیدا ہوا
اُس تخت سحر پر ایک پارہ ابر سایہ فگن تھا اُس سے بارش مروارید ہو رہی تھی یہ دیکھکر سب کو
حیرت ہوئی خصوصاً حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی ہلال احول چشم جادو بھی سوے
فلک جانب تخت سحر مذکور دیکھنے لگا یکایک صاحب تخت نے غضبناک ہو کر بآواز بلند کہا کہ
آگاہ باشید اے ساحران ظالم و مغرور کہ ماہم رسیدیم یہ کہکر تخت اپنا بلندی سے قریب
پستی لایا حنظل جادو نے دیکھا کہ ایک جوگی ہمراہ اپنے ایک بلکے کے تخت سحر پر بیٹھا ہے

بالائے سر اُس کے ایک لکہ ابر ہی اُس سے بارش مروارید آبدار ہو رہی ہی جوگی کی بڑی بڑی
آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی ہیں آثار قہر و غضب چہرے سے ہویدا ہیں ایک انبار بالون کا مانند
دستار کے سر پر ہی گھبرا کر پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی کہان سے تشریف لائے ہیں سبب غصہ
کیا ہی آپ ہمارے ہم مذہب معلوم ہوتے ہیں تشریف لائیے آپ کی خدمت گذاری کیلیے
ہمارے صدہا ملازم موجود ہیں جوگی مذکور سنکے برہم ہوکر جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ خاص و عام ہمکو
سہمن گنبد نشین کہتے ہیں کون ایسا ساحر ہی کہ ہمکو نہیں جانتا ہی ہم شہرہ آفاق ہیں سیر کنان
اپنے مسکن سے ادھر آنکلے ہیں ہمارے غصہ و غضب کا باعث یہ ہی کہ تو اسقدر فوج کثیر کی
جمعیت سے صف آرا ہوا اور مقابل تیرے چند کس ہیں ان غریبون پر کیون فوج کشی جائز رکھی ہی
ان لوگون نے کیا خطا کی ہی بظاہر یہ لوگ مظلوم معلوم ہوتے ہیں اور تو نہایت ظالم
قسی القلب ثابت ہوتا ہی کیونکہ ان چند شخصون کے مقابلے کے واسطے فوج کثیر ہمراہ لیکر
آیا ہی ان بے گناہون کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہی آخر بتا تو سہی کہ یہ لوگ کون ہیں کیا قصور
انھون نے کیا ہی ہم منصف طبع ہیں ظالم کے شریک نہیں ہوتے ہیں مظلوم کے شریک ہوکر
اُس کی مدد کرتے ہیں مختطل جادو نے ڈر کر کہا کہ یہ جو لوح اپنے گلے میں ڈالے ہوے ہی
یہ طلسم کشا ہی دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہی واسطے فتح دربند اول طلسم زلزلہ کے مع ان چند کس
کے آیا ہی الگ دربند اول میں ہون نام میرا مختطل جادو ہی واسطے اس کے قتل و اسیر
کرنے کے مع اپنی فوج کے آیا ہون اب اس دشمن شاہ طلسم و عدوے ساحران ساکنان
طلسم زلزلہ کو حتی الامکان قتل و اسیر کرونگا شاہ طلسم سے خلعت و انعام پاؤنگا یہ غریب
نہیں ہی نہ مسکین ہی اس پر رحم کرنا اچھا نہیں ہی جوگی نے غضبناک ہوکر جواب دیا کہ ہمکو اس سے
غرض و مطلب نہیں کہ یہ طلسم کشا ہی اور دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہی ہم تو بظاہر دیکھتے ہیں کہ
اسوقت یہ شخص بمعہ چند تیرے لشکر کثیر کے آگے ایستادہ ہی یقینا مظلوم معلوم ہوتا ہی بس
اب جو اس کی طرف داری سے باز نہ آئینگے اس کی جانب سے تجھسے مقابلہ و مقاتلہ
کرینگے تو مغرور ہو رہا ہی تیرے غرور و نخوت کی سزا تجھکو دینگے یہ کہکر دہن اپنا اپنے بازو کی طرف
لے جاکر موے سر خبیث و نسل شیطان کو گرمی ہواے دہن پہونچائی فورًا سامنے سے
ایک بجلی چمکتی ہوئی نظر آئی خبیث مذکور حاضر ہوا مختطل جادو وغیرہ اُس کی ہیبتناک صورت
دیکھکر خائف ہوے کیونکہ وہ صورت عجیب کبھی قد و قامت اپنا حد سے زیادہ دراز کرنے لگا
گاہ قد اپنا نہایت مختصر کرنے لگا اور جوگی سے مطیعانہ پوچھنے لگا کہ کیا حکم ہی کیون اسوقت
مجکو طلب کیا ہی جوگی نے جواب دیا کہ ہمکو اپنے دشمنون سے تجھے لڑوانا منظور ہی اور تیری
دعوت و ضیافت انھین دشمنون کے گوشت و خون قلب و جگر وغیرہ کی قرار دی ہی لہذا جا
وہ ساحر جو لشکر سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی اُس کو جاکر ہلاک کر خون اُس کا پی لے اگر دل چاہے
اور بھوک ہو تو گوشت بھی اُس کا کھالے یہ سنکے خبیث مذکور اُسی ساحر کی طرف بصورت مہیب
واصلی مجسم ہوکر چلا ادھر مختطل جادو اپنے دل میں گھبرا کر کہنے لگا کہ شاید یہ سہمن گنبد نشین کا
پتلا سحر کا یا کوئی بلاے سخت و جان ستان ہی ادھر صاحبقران جوگی پر نظر کرکے اُس کی
تقریر سنکے حیران ہوے بیجانتے خود لشکر خدا کا بلا کر مختطل جادو وغیرہ سے کہنے لگے دیکھو تماشا ہی

مدد کے واسطے مسبب الاسباب نے عجب سبب پیدا کیا اس جوگی کو ادھر بھیجا پھر بحرین جادو
وغیرہ نے حیران ہوکر عرض کیا کہ واقعی آپ کا ارشاد بجا ہے خدا جانے یہ جوگی کون ہے کوئی ساحر زبردست
معلوم ہوتا ہے نام اپنا بہمن گنبد نشین ظاہر کرتا ہے مرد معقول معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بے سروسامان
وبے سپاہ کی اس نے شرکت کی ہے ابھی بحرین جادو وملکہ بہار رنگیں پوش جادو دونون
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے کہ یکایک خبیث مذکور کہ خلقت اس کی نار سے ہوئی تھی سامنے
ہلال احول چشم جادو کے پہونچا اس نے بعجلت تمام ناریل جوئی دار سحر دم کرکے اس پر مارا
ناریل مذکور شق ہوا شعلہاے آتش پیدا ہوکر سوے خبیث مذکور چلے خبیث مسطور ان شعلون کو
اپنی جانب آتے دیکھکر غضبناک ہوکر گویا ہوا کہ او نابکار ساحر تو مجھے اس شرارۂ آتش سے ڈراتا
ہے یہ نہین جانتا کہ مین خود ہی خلقت نار سے ہون اس آگ سے کب ڈرتا ہون یہ کہکر منہ اپنا
مانند دہن بلاے جان ستان کھول کر ان شعلون اور شرارۂ آتش کو دہن مین لے کر مانند برق
چمک کر ہلال احول چشم جادو کے گریبان مین ہاتھ ڈال کر گلا دبا کر لہو اس کا پی کر توڑ مروڑ کر زمین پر
پھینک دیا یہ حال دیکھکر صاحبقران وغیرہ خوش ہوے ساحر مذکور کے مرنے کی علامت ظاہر
ہوئی تاریکی ہوئی ہواے تند چلی حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اور رنج مرگ ہلال احول چشم
جادو بھی ہوا لیکن غضبناک ہوکر فی الفور اپنے رفقا کی طرف دیکھا اسی وقت مجمع رفقا سے ایک
رفیق مسمی اختر جادو نکل کر اژدر سحر پر سوار ہوکر آگے بڑھا میدان جنگ مین آکر اژدر کو روک کر
بہمن گنبد نشین سے مخاطب ہوکر پکارا کہ او جوگی بیراگی صحرائی آ مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو کہ تو
کیسا زبردست ساحر ہے جوگی نے مسکرا کر کہا کہ اجل تیری کشان کشان تجکو بھی میدان جنگ مین
لائی ہے گھبراتا کیون ہے ہلال کے پاس تجھ بداختر کو بھی پہونچائے دیتا ہون میری کیا بھلا
شامت ہے کہ تجھ ایسے ذلیل وحقیر ساحر سے خود مقابلہ کرون وہی میرا پتلہ سحر تجھ سے بھی مقابلہ
کرے گا وہ ایک تجکو کیا تیرے تمامی لشکر کو کافی ہے تو ابتداے جنگ کر کوئی سحر سخت کر حوصلہ اپنے
دل کا نکال لے اختر جادو نے یہ بات سنکے برہم ہوکے ناریج اپنی جھولی سے نکال کر اور
اسماے سحر اس پر دم کرکے سوے بہمن گنبد نشین مارا ادھر جوگی کے بالکے نے کارد سحر
لگائی ہنوز ناریج شق نہوا تھا کہ وہ کارد سحر سے درمیان سے کٹ کر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
جوگی نے باواز بلند کہا کہ او جانیس کہان ہے جلد آ لے اس نابکار ہمارے دشمن کو خبردار یہ
ناہنجار بھاگنے نپائے غرق زمین ہونے پائے نہ سوے فلک جانے پائے اس کو بھی مانند
ہلال کے ہلاک کر ڈال راوی ناقل ہے کہ مجرد آواز دینے کے وہ خبیث ظاہر ہوکر جانب اختر
مانند برق کے چمک کر چلا ہر چند اختر جادو نے سحر پڑھکر دستک دینے کا قصد کیا تھا پتلہ سحر کو
طلب کرنا چاہا تھا مگر اتنی مہلت نہ ملی کہ دستک دے اور پتلہ سحر کو بلاے خبیث مذکور نے جاتے ہی
اس کی گردن مروڑ کے سر اس کا دھڑ سے کھینچ لیا لہو اس کا گرم گرم برغبت تمام پی لیا سر و
تن کو خاک پر ڈال دیا لاشہ اس کا تڑپ کر سرد ہوگیا اس کے مرنے کی بھی بدستور مرقوم علامت
پیدا ہوئی صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی حنظل جادو کو صدمہ سخت ہوا خبیث مذکور پھر
سب کی نظر سے غائب ہوگیا حنظل جادو نے پھر اپنے جانبداروں رفقا کی طرف نظر کرکے کہا
کہ تم مین کون ایسا ساحر ہے کہ جو جا کر اس جوگی کو قتل کرے اس نے یہان آکر غضب کیا ہے

شہر یک طلسم کشتا ہو کر دو رفیقوں کو ہمارے قتل کیا ہی عجب طرح کا اس کا سحر ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی مجرد اس کہنے کے ایک رفیق مسمی بدر جادو مجمع رفقا سے نکل کر گویا ہوا کہ مجکو اجازت جنگ دی جاے مین اس جوگی کو جاتے ہی قتل کر کے سر اس کا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے لے آؤن گا اس کے تیلہ سحر کو آنے بھی نہ دون گا حنظل جادو نے خوش ہو کر اسکو اجازت حرب دی بدر جادو عقاب سحر پر سوار ہوکے گولہ فولادی ہاتھ مین لیے ہوے بار بار اسکو اچھالتا ہوا اور مانند گیند کے روکتا ہوا اسماے سحر زبان پر اپنی جاری کرتا ہوا لشکر سے نکلکر عرصہ کارزار مین آیا ادھر جوگی نے اپنے بالکے سے چپکے سے کہا کہ بیٹا بالکا نہایت ہوشیار رہو پہلے ہی سحر پڑھتا ہوا فولادی گولے پر دم کرتا ہوا میدان مین آیا ہی جلد اس کی فکر ہلاکت کرنا چاہیے بالکے نے جواب دیا کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے دیکھا جائے گا ابھی جوگی اور بالکے مین آہستہ آہستہ گفتگو ہو رہی تھی اور مردمان ہر دو لشکر دیکھ رہے تھے کہ بدر جادو نے کارد نکال کر پیشانی اپنی شگاف کر کے خون پیشانی کا اس گولہ فولادی پر چھوڑ کے سامری کو پکارکے وہی گولہ سوے بہمن گنبد نشین بقہر و غضب مارا ادھر بالکے نے اس گولے پر نظر کر کے کچھ پڑھکر اپنی انگشت سے اشارہ کیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ گولا مانند غبار تیرہ و ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خاک پر گرا فی الفور جوگی نے پکار کر کہا کہان ہی جلد آ مجرد پکارنے اور بلانے کے خبیث مذکور بدستور ظاہر ہو کر گویا ہوا کہ حاضر ہون کیا حکم ہوتا ہی مین کہین گیا نہین تھا موجود تھا جب تک آپ حکم نہ دین گے بجا لاؤن گا جوگی نے کہا کہ جلد جا اس نابکار ہمارے بدخواہ کا کام تمام کر خبیث مذکور نے بسرعت تمام جا کر بدر جادو کو پکڑکر توڑ مروڑ کر اعضا اس کے جدا جدا کر کے کچھ لہو پی کر گوشت فربہ اس کا کھایا اور باقی ماندہ کو زمین پر ڈال کر نظر سے غائب ہو گیا اسی طرح چند ساحران نامی و نامور لشکر حنظل جادو سے نکل نکل کر یکے بعد دیگرے میدان جنگ مین آئے اور کام آئے جوگی کے حکم سے خبیث مذکور نے ان کو ہلاک کیا آخر کار خوف جان سے کوئی ساحر لشکر حنظل جادو سے برائے مقابلہ بہمن گنبد نشین نہ نکلا اسوقت حنظل جادو نے برہم ہو کر اور کبھی لاشے ساحران نامی کے بالاے خاک دیکھکر بہت افسوس کر کے جملہ ساحران لشکر سے مخاطب ہو کر بآواز بلند کہا کہ اے ساحران وفادار و جان نثار واے نمکخواران شاہ طلسم ذی وقار کیا دیکھ رہے ہو تم سب ساٹھ ہزار ہو دلیرانہ بڑھکر اس جوگی کو اور طلسم کشا وغیرہ کو چارون جانب سے گھیر کر آتش سحر برسا کر خرمن حیات دشمنون کا جلا کر خاک کر دو پھر مجھسے خلعت و انعام لو مین بھی تمھارے ساتھ ان دشمنون سے لڑون گا دیکھو یہ وقت حق نمک ادا کرنے کا ہی بہادری و دلاوری و کمال و ہنر ظاہر کرنے کا ہی لازم ہی کہ یکبارگی ہمراہ میرے بڑھو ان چند اشخاص کو قتل کر و سر میدان جنگ نام پیدا کرو یہ کہکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا ساٹھ ہزار ساحر بھی یکبارگی اس کے ہمراہ ناریخ و ترنج گولے فولادی ناریل جوتی دار کارد سحر وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین لیے کر اسماے سحر پڑھتے ہوے اسباب سحر پر دم کرتے ہوے یون بڑھے جیسے دریا بڑھتا ہی یا زور شور سے سیل آتی ہی یا طوفان عظیم آتا ہی ادھر جوگی نے پکار کر کہا کہ اے بچا تیس جلد آ یہ سب دشمن ادھر آتے ہین حتی الامکان ان کو روک اور ہلاک کر اور جہان تک ممکن ہو خون ان کا پی لے گوشت ان کا سیر ہو کر کھالے خبیث مذکور یہ مژدہ سنکے یون بہلا جیسے شیر گلہ گوسفندان پر جاتا ہی

پھر جوگی نے اپنے بالکے سے کہا کہ ہوشیار ہو جانا چاہیے سپاہ دشمن آتی ہے جنگ مغلوبہ غضب کی ہوگی سحر و ساحری از حد ہوگی میرا بھی خیال رہے بالکے نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر کچھ خیال ہو تو پنہان ہو جائیے جوگی نے کہا کہ ہاں یہ رائے خوب ہے مگر وقت ضرورت پنہان ہو جاؤں گا بالفعل تو بیٹھا ہوں یہ کہکر کچھ گولے صندوقچے سے نکال کر روبرو رکھے اُن میں سے ایک گولہ اُٹھا لیا اتنی دیر میں حنظل جادو نے بڑھ کر گھیر لیا نارنج ترنج گولے فولادی کارد سحر باشش سرسون بنولے روئی کے سحر دم کرکے مارنے لگے شعلے اور دھوان پیدا ہونے لگا ہر طرف ابر سحر سے آتش برسنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی حنظل جادو بھی سحر کرنے لگا اُدھر جوگی کا بالکا بھی جوگی کی حفاظت کرکے لڑنے لگا ساحروں کا سحر دفع کرکے اُن کو قتل کرنے لگا ملکہ بہار گل پوش جادو بھی یہ رنگ جنگ دیکھکر گلدستہ ہاتھ میں لیے کر آگے بڑھی اسماے سحر دم کرکے فوج دشمن پر گلدستہ مذکور مارا وہ شق ہوا پھول اور کلیاں اُس کی جدا ہوئیں جس جس ساحر پر اُس گلدستہ سحر کے پھول اور کلیاں پڑیں اور خوشبو ان گلوں کی جس کے دماغ میں پہنچی فی الفور پھول اُٹھاکر سونگھکر دیوانہ ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عاشقی ملکہ بہار کی ظاہر کرنے لگا جنگ و جدال سے باز رہا اسی طرح جس جس ساحر نے ایک پھول یا ایک کلی بھی اُٹھاکر سونگھ لی اُس کا یہی حال ہوا آخر دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سوے ملکہ بہار گل پوش جادو چلے قریب تر آکے پکارے کہ اے ملکہ عالم ہم تو مدت سے آپ کے حسن و جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہیں ایک زمانے سے مشتاق وصل ہیں امیدوار نظر توجہ ہیں ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو جاکر سر حنظل جادو لاؤ اور اُس کے ساحران لشکر کو قتل کر دینگے وہ سب ساحر بصد خوشی یہ کہتے ہوئے سوے حنظل جادو چلے کہ ہماری ملکہ کا جو حکم ہے اُسے بجا لانا ضرور ہے حنظل جادو اور اُس کے لشکر کے ساحروں کی تو کیا حقیقت ہے اگر حکم ملکہ بہار کا ہوتا تو ابھی جاکر شاہ طلسم زلزلہ کو قتل کرتے سر اُس نابکار کا کاٹ کر براے خوشی خاطر ملکہ بہار گل پوش جادو لے آتے اپنی معشوقہ گلپیرہن کے حکم کو بجا لاتے یہ کہتے ہوئے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل جوگی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے حنظل جادو و ساحران لشکر حنظل جادو پر بے شمار برسانے لگے ساحر قتل و ہلاک ہونے لگے اپنے ہی لشکر کے ساحروں کو وہ دیوانے مبتلاے سحر ملکہ بہار ہوکر قتل کرنے لگے ملکہ بہار مذکور دمبدم گلدستے مارنے لگی بدستور مرقوم ساحران لشکر حنظل جادو کو مبتلاے سحر کرکے حالت دیوانگی میں اُن کو لڑوانے لگی لشکر حنظل جادو میں دیوانوں نے آفت برپا کر دی سپاہ ساحران میں تہلکہ پڑ گیا حنظل جادو یہ رنگ دیکھکر گھبرایا دل میں کہنے لگا کہ واہ وا این گل دیگر شگفت میرے لشکر کے ساحر میرے ہی لشکر کے ساحروں کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر قتل کر رہے ہیں یہ کیا آفت تازہ برپا ہوئی آخر بعد فکر معلوم ہوا کہ یہ سب دیوانے مبتلاے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو ہوکر میرے فوج کے ساحروں کی کشت حیات کو برباد کر رہے ہیں یہ حال معلوم کرکے دفع سحر ملکہ مذکور کرکے اُن دیوانوں کو اپنے ہی سحر سے ہلاک کرنا شروع کیا اکثر کو قتل کیا بعدہ سحر کرتا ہوا سوے بہمن گنبد نشین و طلسم کشاے طلسم زلزلہ چلا بہمن جادو نے اپنے سر سے دریاے مواج و قہار سحر پیدا کرکے اُن ساحران سپاہ حنظل جادو

کو اُسی بحر سحر مین غرق کرنا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے ایک ہاتھ مین لوح طلسمی لیکر
دوسرے ہاتھ سے شمشیر آبدار لیا اسے کھینچکر عکس لوح کا ساحرون پر ڈال کر تلوار سے قتل
کرنا شروع کیا نعرے کوہ شگاف دمبدم کرنے لگے جس طرف مرکب کو بڑھا کر گئے سیکڑون
ساحرون کو تہ تیغ کیا لاشون کے ڈھیر کشتون کے انبار لگا دیے جوگی کے بالکے نے بھی ایسے
ایسے سحر کیے کہ دیکھنے والون کو عجب ہوا سیکڑون ساحرون کو ابر سحر پیدا کرکے آتش سحر برسا کر
جلا کر خاک کر دیا جوگی نے بار بار جو گولے لشکر حنظل جادو پر مارنا شروع کیے وہ کچھ عجب
گولے تھے کہ جس غول اور جس گروہ پر گرتے تھے شق ہو کر شعلے پیدا کرکے جلا دیتے تھے
دھوان بھی اُن گولون سے پیدا ہوتا تھا اگر کوئی ساحر بزور سحر جوگی کے گولے کو روکنا چاہتا
تھا تو وہ نہ رکتے تھے شورہ اور بارود کی بو گولون کے شق ہونے سے پیدا ہوتی
تھی کبھی جوگی صاحب ظاہر ہو کر گولے مارتے تھے کبھی کسی ساحر کو نزدیک اپنے پاکر جھپٹ
اور پکڑ کر غائب ہو جاتے تھے جمشید بد گوہر بھی جس طرف جاتا تھا ساحرون کا کام تمام کرتا تھا غرضکہ
چند شخصون نے وہ کارزار برپا کیا اور اسباب سحر کیا کہ صدہا ساحران لشکر حنظل جادو
قتل و ہلاک ہوئے مگر ستر ہزار ساحر تھے ہجوم اُن کا چندان کم نہوا حنظل جادو تختِ
سحر پر جادو کو سنبھالتا ہوا ساحران پر بلائے سحر برساتا ہوا کو اپنے سحر سے قتل و ہلاک کرتا ہوا
جوگی کے بالکے کے سحر کو دفع کرتا ہوا کبھی دفع کرتا ہوا جمشید بد گوہر سے جان اپنی بچاتا
ہوا اُس سے ڈرتا ہوا سحر کرتا ہوا اُڑتا پھرتا ہوا قریب طلسم کشا آیا اُسوقت جوگی یعنی بہمن
گنبد نشین نے آواز بلند کہا کہ اے طلسم کشا ہوشیار ہو جائیے کہ حنظل جادو نزدیک آ گیا ہے
یہ ساحر بلائے روزگار ہے مالک و حاکم دربند اول یہی ہے عجب نہین کہ طلسم بند ہوا اس کے
شر و فساد سے بچیے اگر کہیے تو اپنے پتلۂ سحر کو حکم کرون کہ اس کو کھا جائے نام و نشان اس کا
باقی نرکھے صاحبقران کشورستان نے عین جنگ مغلوبہ مین باواز بلند جواب دیا کہ اے
بہمن گنبد نشین تم اپنے پتلۂ سحر کو حنظل جادو کے ہلاک کرنے کے واسطے حکم ندو اگر یہ
قریب ہمارے آ گیا ہے تو کیا اندیشہ ہے بلکہ باعث خوشی کا ہے ہم تو اس کی فکر مین تھے یہ اپنے پاؤن
سے سوے اجل آیا ہے شمشیر آبدار ہماری کوئی دم مین اس کو راہ عدم بتا دے گی اگر اس نے
ہماری اطاعت اختیار کر لی تو البتہ جانبر ہوگا یہ کہکر سوے حنظل جادو مرکب کو موڑا جو ساحر
درمیان مین تھے اُن کو قتل کرکے قریب تر اُس کے جا کر نعرہ کیا پھر شمشیر آبدار علم کرکے عکس
لوح طلسمی کا اُس پر ڈالا حنظل جادو سحر بھولا گھبرا کر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگا صاحبقران
کشورستان نے ایسی حالت مین مرکب کو اپنے اُڑا کر تخت سحر پر اُس کے ہو کر پہلے ارادہ
تلوار لگانے کا کیا پھر کچھ سوچ کر اس کی کمر مین ہاتھ ڈال کر تخت سے اُس کو اٹھا کر نعرہ کرکے
اپنے سر سے بلند کرکے گردش دے کر فرمایا کہ اے حنظل جادو جالا در شناخت خالق
کون و مکان و معبود انس و جان چہ میگوئی یہ سنکے حنظل جادو خاموش ہوا اُس وقت
بہمن جادو نے پکار کر کہا کہ اے حنظل جادو کیون اپنی جان شیرین کو ضائع و تلف
کیا چاہتا ہے خاموش کیون ہے اطاعت طلسم کشا کیون اختیار نہین کرتا یہ طلسم زلزلہ فتح
ہو جائے گا جو ساحر اطاعت صاحبقران نکرے گا ضرور وہ قتل ہو جائے گا لہذا تجکو لازم

ومناسب یہ ہی کہ طالب امان ہوکر اطاعت بصدق دل اختیار کر مثل ہمارے مطیع دین اسلام ہو
انجام تیرا بخیر ہوگا دنیا مین بھی بعیش و راحت زندگی تیری بسر ہوگی ذرا غور تو کر کہ چند شخصون کو
خداوند عالم نے تجھ پر اور تیری سپاہ کثیر پر کیسا غالب کیا ہی جو خدا ایسا قادر و توانا ہی وہی قابل
سجدہ ہی یہ کلمات نصیحت و ہدایت آمیز سنکے حنظل جادو نے بجائے خود خیال کیا کہ واقعی دین اسلام
دین حق ہی اور اہل اسلام کا خدا قادر و توانا ہی بیشک قابل سجدہ ہی یہ خیالات کرکے طالب امان
ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ امان بشرط قبول ایمان دی جاویگی حنظل جادو نے کہا کہ
بالفعل مطیع دین اسلام مانند بحرین جادو کے ہوتا ہون بعد فتح طلسم زلزلہ مسلمان ہونگا
صاحبقران نے اُس کی تقریر سنکے اُس کو صادق القول جان کر پھر تخت سحر پر اُس کو بٹھا دیا
اُسوقت حنظل جادو نے بآواز بلند اپنے لشکر کے ساحرون سے کہا آگاہ ہو کہ مین نے
اطاعت طلسم کشا اختیار کی اور مطیع دین اسلام ہو گیا تمکو بھی لازم ہی کہ مثل میرے مطیع دین اسلام
ہوکر فرمانبرداری طلسم کشا اختیار کرو یہ سنکے ہزارون ساحرون نے جنگ سے ہاتھ روک کر
عرض کیا کہ اے مالک و آقا ہمارے اگر آپ کی راے یہی ہی تو ہمین کیا عذر ہی مگر کچھ ساحران
سیہ قلب نے تقریر حنظل جادو کی سنکے بجائے خود کہا کہ ہم تو اپنا دین آبائی ترک کرکے اطاعت
طلسم کشا اختیار نکرینگے یہ باتین اپنے دل مین کرکے لشکر سے نکل کر بعض سوے دربند دوم
و بعض جانب شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوئے لڑائی موقوف ہوئی حنظل جادو نے مطیع دین اسلام
ہوکر صاحبقران سے عرض کیا کہ اب میرے دربند مین اندر قلعے کے تشریف لے چلیے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ دربند اول کو بطریق مرقوم الصدر فتح کرکے بصد خوشی و خرمی ہمراہی
حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار رنگ پوش جادو مع پینتالیس ہزار سپاہ ساحرون کے
چلے اُسوقت صاحبقران کشورستان نے بہمن گنبد نشین سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ
دربند اول طلسم زلزلہ مین چلو ہمارے سبب سے یہان آکر بڑی تکلیف اٹھائی ہی چند ساعت
دربند مین چل کر راحت پذیر ہو تمنے ہمارے ساتھ نیکی کی ہی جنگ مین شرکت کی ہی ہمکو ممنون منت
کیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ بہ نیکی پیش آئینگے بہمن گنبد نشین نے کہا کہ آپکی شرکت و
جنگ مین ہمارا نقصان کثیر ہوا ہی بہت روپیہ صرف ہوا ہی اسوقت ہمکو اپنے زر کثیر کے خرچ
ہو جانے کا خیال ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ جو کچھ تمھارا روپیہ اس لڑائی مین خرچ ہوا ہی
تمکو دلوا دیا جائے گا بہمن گنبد نشین یہ سنکے خاموش رہا حنظل جادو نے کہا کہ اے
بہمن گنبد نشین اب مین تمھارا بھی دوست ہون تم بے تردد و فکر و بیخوف و خطر ہمراہ صاحبقران
تم بھی میرے دربند مین چلو اور سیر دربند کرو مگر اپنے تیلہ سحر کو رخصت کر دو اپنے ساتھ نہ لے چلو
اُس کی صورت مہیب و بدشکل سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی عجب تیلہ تمھارے سحر کا ہی ایسا
کوئی تیلہ سحر کا مین نے نہین دیکھا ہی بہمن گنبد نشین یہ تقریر اُس کی سنکے مسکرایا پھر عفریت
مذکور کو رخصت کرکے اپنا تخت بھی سوے دربند اول طلسم زلزلہ بڑھایا ہمراہ صاحبقران
و غیرہ کے سوے دربند مذکور چلا بعد قطع راہ صاحبقران کشورستان داخل دربند مرقوم الصدر
ہوے دیکھا کہ دربند مذکور نہایت آباد ہی مکان پختہ و خام بے شمار ہین دربند مرقوم الصدر
نہایت وسیع ہی حنظل جادو صاحبقران کو قلعے کے اندر لے گیا جائے صدر پر بٹھایا

بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بہمن گنبد نشین اور اُس کا بالکا بھی سب علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے یلان و بیساران کے نامبردگان کرسیون پر بیٹھے تھے ہر ایک طلسم کو دیکھ رہا تھا علی الخصوص صاحبقران ذی وقار اسکی استواری کو دیکھکر اُس کی تعریف کرنے لگے لوح کو زیر لباس نہان کر لیا تھا تاکہ عکس اُس کا کسی شخص پر نہ پڑے ابھی صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے لشکر ساحران بمقام فرودگاہ فروکش ہوا تھا کہ حنظل جادو نے ساقیان گلرخ کو طلب کیا فوراً ساقیان گلعذار کشتیان بادۂ گلنار کی مع شیشہ و ساغر لے کر حاضر ہوے باادب سلام امیر عالی مقام کو کیا پھر ایماے حنظل جادو وہ ساقیان خوش رو شیشون سے ساغرہاے بلورین مے گلرنگ یعنی وہ شراب جو اہل اسلام علی الخصوص صاحبقران عالی مقام پیتے ہیں جس کو عرق مقوی دماغ و اعضاے رئیسہ بھی کہتے ہیں بھر بھر کر صاحبقران و بحرین جادو و بہمن گنبد نشین وغیرہ کو بناز و ادا دینے لگے ہر ایک بصد رغبت و خوشی شراب مذکور پینے لگا جب سب صہباے مذکور کے دو دو تین تین جام پی چکے ساقیان مہ جبین وہ کشتیان شراب کی اٹھا کر لے گئین اُس وقت حکم حنظل جادو سے چند نازنینان خوب رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین اُن میں سے ایک مطربہ خوش رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے روبروے امیر عالی مقام حاضر ہو کر بعد سلام و درستی ہر ایک ساز کے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے اُس کے رقص کی تعریف بجائے خود کرنے لگے جب وہ نازنین گت ناچ چکی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کر چکی تو یہ غزل شروع کی

غزل

نہ تو دل اپنا ملا ہمکو نہ دلبر اپنا
ہاے قابو ہی نہ دلبر پہ نہ دل پر اپنا

چشم عالم کو دکھائی نہیں دیتا اصلا
کمر یار کی صورت ہے تن لاغر اپنا

دل بیتاب کے مضمون کا لیے گر نامہ
اڑ گیا صورت سیماب کبوتر اپنا

امتحان میں نہیں ٹھہرے گا دم قتل رقیب
معرکے میں تری تلوار ہے اور سر اپنا

مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں ہم فرقت میں
جیتے جی گور ہے بستر ہے ہمیں گھر اپنا

آج کل مجھ پہ وہ الطاف و کرم کرتے ہیں
ہے مقدر صفت بخت سکندر اپنا

شوخ اُس عارض گلرنگ پہ ہم مرتے ہیں
ہو کفن بعد فنا پھولوں کی چادر اپنا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے بجائے خود تعریف اُس مطربہ کے رقص و نغمے کی کرنے لگے جب وہ نازنین اشعار غزل مندرجہ بالا گا چکی انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے ہمراہ اپنے سازندون کے چلی گئی پھر دوسری مطربہ مانند مطربہ اول کے بزم میں داخل ہو کر ناچنے گانے لگی دو پہر تک بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازان صحبت رقص موقوف ہوئی حنظل جادو نے سامان دعوت و ضیافت کیا صاحبقران نے بہمن گنبد نشین کی تعریف و ثنا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ رہو یہان تک کہ ہم تمام طلسم زرنگار فتح کر لین تو مال و اسباب طلسم سے نصف تمکو بھی دین گے تمہارا سحر عجیب و غریب ہے اُس نے کہا کہ اے صاحبقران مجھے آپ نے حسب وعدہ آج کا زر نقصان ہمین دیا ایفاے وعدہ کیا مجھے آپ زمین نصف مال و زر دو خواہ طلسمی دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ فی الحال روپیہ تو ہمارے پاس نہیں ہے جسقدر روپیہ

تمھارا آج کی جنگ میں صرف ہوا ہے اُتنے روپیے کا ہمسے رقعہ لکھوالو یا خنظل جادو سے ہم روپیہ لیکر اسی وقت تمکو دیدیں جو منظور ہو بیان کرو اُس نے کہا کہ یہ زبانی خرچ مجھے پسند نہیں ہے دس ہزار روپیے کا آج نقصان ہوا ہے اور نقصان سے مراد یہ ہے کہ اسی جنگ میں صرف ہوا ہے گولے جو مارے گئے ہیں اور جو سحر انواع و اقسام کے میں نے اور میرے بالکے نے کیے ہیں آخر اُس میں زر کثیر صرف ہوا ہے یا نہیں روپیہ سامنے آئے اور اپنے قبضے میں آلے تو آیندہ بھی آپسے روپیہ ملنے کی امید کی جائے خنظل جادو سے صاحبقران نے کہا کہ بطور قرض ہو دس ہزار روپیہ لا دو ہم تمکو دیدیں گے اُس نے عرض کیا کہ ابھی جا کر لاتا ہوں حاضر خدمت عالی کرتا ہوں یہ کہکر خنظل جادو انتظار روپیہ لینے کو چلا بہمن گنبد نشین دس ہزار روپیے ملنے کا خیال کرکے ہنسا صاحبقران کشورستان اُس کے ہنسنے سے سمجھ گئے کہ یہ بہمن گنبد نشین بنے ہوے خواجہ ہیں اور اس بارے میں بھی تردد یہ سمجھکر امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ہم تمھارے ہنسنے سے تمھارے حال سے آگاہ ہوگئے بہمن گنبد نشین نے پوچھا کہ آپ میرے حال سے کیا باخبر ہوے کچھ بیان تو کیجیے صاحبقران کشورستان نے فرمایا کہ ہمیں ایسا ثابت ہوتا ہے کہ تم خواجہ طیفور گردیا ہو بصورت بہمن گنبد نشین گنبد سامری سے ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل کرکے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو قید سے رہا کرکے اس طرف آئے ہو یہ تمھارا بالکا نہیں ہے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو ہیں بہمن گنبد نشین نے مسکرا کر پوچھا کہ آپ نے کیونکر پہچانا کہ ہم ہی خواجہ ہیں اور یہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو ہیں صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے خواجہ طیفور گردیا ایک زمانہ دراز بلکہ عہد طفلی سے ہمارا تمھارا ساتھ ہے تمھارے خصائل و عادت سے ہم آگاہ ہوگئے ہیں بہمن گنبد نشین نے عرض کیا کہ آپ نے خوب پہچانا بیشک میں طیفور گردیا ہوں اور یہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو ہیں یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کو دور کیا بصورت اصلی ہوکر کہا کہ اے ملکہ حال کھل گیا اب تم بھی صورت اصلی پر آؤ اور رنگ و روغن چہرے سے دور کرو اُس نے بھی خواجہ کے کہنے پر عمل کیا صاحبقران نے خوش ہوکر حال گنبد سامری پوچھا خواجہ نے تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ کی از حد تعریف عیاری کی پھر حال قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو دریافت کیا خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری اور اُس کے ہلاک کرنے کا مفصل بیان کیا چونکہ صاحبقران نے وعدہ دس ہزار روپیے دینے کا کیا تھا ایک رقعہ دس ہزار روپیے کا لکھکر خواجہ کو دیا اور بقول راوی دیگر اُسی وقت دس ہزار روپیہ خنظل جادو سے لیکر خواجہ کو دیا خواجہ نے خوش ہوکر نذر زنبیل کیا خنظل جادو نے چند روز تک صاحبقران کشورستان وغیرہ کی دعوت و ضیافت بعنوان شائستہ کی اور ہندوستان کے اکثر مقامات لائق دید کی سیر کرائی۔

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جانب دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہیں مختصر

تجکو دیکھا کرین ایسی کوئی تدبیر نہین ۔ سہے اثر نالے مین اور آہ مین تاثیر نہین
صاف روشن ہی درخشانی تقدیر نہین ۔ سامنے جب سے تری چاند سی تصویر نہین
اپنے قابو مین ہمارا دل دلگیر نہین

خیر سے ہمنے بھی کمبخت عجب پائے نصیب ۔ کہ ذرا بھی نہین ہمکو رہی پروائے نصیب
ہمتو ہر بات مین ناکام رہے ہائے نصیب ۔ قتل کی اپنے تمنا تھی مگر وائے نصیب
ہاتھ مین اس بت بیرحم کے شمشیر نہین

مین انھین خواب مین دیکھون مری قسمت کب ہی ۔ مین انھین چاہون مگر ان کو محبت کب ہی
مین بلاؤن انھین کس منھ سے یہ طاقت کب ہی ۔ مین وہان جاؤن تو جانے کی اجازت کب ہی
خود چلے آئین وہ ایسی مری تقدیر نہین

سخت جان مین نہین بیکار کا یہ غل کیا ہے ۔ قتل کہ مین تجھے بولے کہ تغافل کیا ہی
کچھ سمجھ مین نہین آتا یہ تساہل کیا ہی ۔ قتل مین دیر ہی کیون ان کو تامل کیا ہی
آیا تجھے نہین تلوار نہین تیر نہین

آہ و نالہ نہ مرا درد نہانی کہنا ۔ حال دل کہنا نہ اشکون کی روانی کہنا
اور قصہ نہ کوئی اور کہانی کہنا ۔ قاصدا ان سے تو اتنا ہی زبانی کہنا
حال دل وہ ہی کہ جو لائق تحریر نہین

چار آنکھین تو کرو دل مین ہو کچھ تو محجوب ۔ اس سے نفرت ہو جو ہر دم ہو تمھارا مطلوب
ہان جی ہان سچ ہی تمھین تو ہوا اپنے محبوب ۔ جرم الفت پہ سزا ہجر کی دینا کیا خوب
ظلم ہی جان جہان یہ کوئی تعذیر نہین

زندگی ایسی تو ہی موت سے اپنی بدتر ۔ درد دل گاہ ستاتا ہی کبھی درد جگر
فائدہ کچھ نہین ہر وقت منگانے سے خبر ۔ تجکو آنا ہی تو آ بہر خدا دیر نہ کر
جان جاتی ہی مری جان اب کوئی تاخیر نہین

تجھسے ا نقل نہین بجز نگاہ تردد کیا ہی ۔ تیرا کیا اس مین ضرر تجکو تردد کیا ہی
اے کلیم اپنی خبر تجکو تردد کیا ہی ۔ اپنی بخشش مین مگر تمکو تردد کیا ہی
کیا شفاعت کو تری حضرت شبیر نہین

راویان اخبار عجیب و ناقلان حکایت غریب اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب صاحبقران کشورستان طلسم کشاے طلسم زلزلہ نے ہنگام جنگ حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو مطیع دین اسلام و فرمانبردار اپنا کرکے باین طور دربند مذکور کو فتح کیا تو جو ساحران نابکار میدان کارزار سے بھاگ کر سوے دربند دوم و جانب شاہ طلسم زلزلہ گئے تھے انھون نے زلزلہ جادو مالک دربند دوم و شاہ طلسم زلزلہ کو تمام و کمال احوال دربند اول سے اطلاع دی مالک و حاکم دربند دوم کو سخت تاثر و صدمہ ہوا انتظام اپنے دربند کا از سر نو حسب دلخواہ کیا اور خود برائے حفاظت و نگہبانی در قلعہ پر بصورت طاؤس بیٹھا فوج ساحران کو پوشیدہ طور سے جابجا مقرر و معین کیا شاہ طلسم زلزلہ یعنی ہودہ سر مست جادو خبر دربند اول سے دربار اسکے دنگ ہوگیا رنگ سرخ مانند طائر تیز پرواز اڑ گیا چہرہ فق

ہوگیا دریائے حیرت مین غرق ہوگیا سناٹا ہوگیا دربار مین اگرچہ صدہا ساحران نامی بیٹھے تھے
مگر خبر مذکور کے سننے سے جملہ ساحران اہل دربار کو ایسی حیرت ہوگئی کہ گویا تصویر گل ہوگئے
اپنی شکل اجل و بربادی و تباہی طلسم زلزلہ گویا آنکھون کے سامنے پھرنے لگی زندگی سے یاس
ہوئی بعضے کانپنے لگے اکثر ساحرون کے دل دہل گئے آثار تردد و انتشار چہرون سے آشکار
ہوئے ساریق و سختگان بھی خبر مذکور الصدر سنکے متردد ہوئے ساریق بن بقا نے
سختگان سے سرگوشی مین کہا کہ میدانی حالا چہ تقدیر تازہ کردہ ام اس نے بھی سرگوشی مین جواب دیا
کہ جو عاجز و بد مقدر ہی وہ تقدیر کیا کر سکتا ہی انجام مجکو بد معلوم ہوتا ہی یہان سے قریب بھاگنا
ہوگا اسی کو تقدیر تازہ سمجھ لینا چاہیے صاحبقران دشمن دین و ایمان و جان ہمارے اور آپ کے
تھا تب مین فتح طلسم زلزلہ کرتے ہوئے آتے ہین دربند اول فتح کر چکے ہین ابھی خبر فتح دربند مذکور
آپ سن چکے ہین ارادہ گریز مصمم کر لیجیے کمر بھاگنے کے واسطے ابھی سے باندھ لیجیے تقدیر گریز
سنتے ہی ساریق بن بقا تقریر سختگان سنکے گویا ہوا کہ یہی تقدیر ہمنے کی ہی ہود سرمست جادو
شاہ طلسم زلزلہ ہماری خداوندی سے منحرف ہی ہم بھی چپکے چپکے تقدیرین نئی نئی کرکے دست
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اس کو قتل کرادین گے طلسم اس کا نیست و نابود کرادینگے
ہم یہان سے اور کسی طرف روانہ ہونگے یہ بندۂ سرکش و نافرمان بردار ہی اس کو سزا دین گے یہ کہکر
خاموش ہوا ہود سرمست جادو نے بعد حیرت و تردد بسیار باتفاق راے وزیر اشتفاق
جادو و جملہ ساحران اہل دربار کئی ہزار ساحرون کو ہمراہ عقرب جادو اپنے رفیق خاص
کے کرکے واسطے اعانت زلزلہ جادو مالک دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع ایک فرمان کے
اسی وقت روانہ کیا ساحر مذکور بجمعیت چند ہزار ساحرون کے قطع راہ کرکے دربند دوم مین پہونچا
مالک دربند دوم زلزلہ جادو سے ملا فرمان شاہ طلسم اس کو دیا اس نے فرمان مذکور کو پڑھا
خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ اے زلزلہ جادو ہمین یہ خبر پہونچی ہی کہ طلسم کشا داخل دربند اول
بعد جنگ ہوگیا حنظل جادو نمک حرام مالک دربند اول نے اطاعت طلسم کشا اختیار کر لی ہی
غالبا طلسم کشا امروز و فردا مین تیرے دربند کی طرف حسب ہدایت لوح طلسمی آئیگا بس تجکو لازم ہی
کہ بندوبست و انتظام مین کمی نکرنا جہان تک ممکن ہو طلسم کشا کو کسی طور سے اسیر کرکے ہمارے
پاس روانہ کر دینا دلیرانہ ہنگام جنگ طلسم کشا سے بضرورت مقابلہ بھی کرنا سرفروشی و جانثاری
کی راہ سے روگردان نہونا مثل حنظل جادو نمک حرامی نکرنا اگر تو بفکر و تدبیر و کوشش طلسم کشا
کو اسیر کرکے پاس بدولت کے بھیجے گا تو وہ رتبہ تیرا بڑھایا جائے گا اور وہ خلعت و انعام تجکو
دیا جائے گا کہ دیکھنے والون کو عجب ہوگا بالفعل ہمنے تیری اعانت کے واسطے چھ ہزار ساحرون کو
ماتحت عقرب جادو کے روانہ کیا ہی فردا مہتر کیا دتیز رو عیار بے نظیر وزیر اشتفاق
جادو کو کہ ہم عیار و ساحر ہی تیرے پاس روانہ کرین گے اس نے دعوی اسیری طلسم کشا
کیا ہی وقت ضرورت عیار مذکور بھی عیاری کرے گا زلزلہ جادو فرمان شاہ طلسم پڑھکر اور
خوش ہوکر عقرب جادو سے کہنے لگا کہ شہنشاہ جہان نے تجکو واسطے ہماری
اعانت کے روانہ کیا ہی اور عیار مسمی کیا دتیز رو کو براے اسیری طلسم کشا بھیجنے کو تحریر
کیا ہی یہ مصلحت شہنشاہ کی ہی ورنہ ہمکو کچھ احتیاج عیار وغیرہ کی نہین ہی ہمارا دربند دربند ہی

سرحد دربند مین کوئی قدم رکھ ہی نہین سکتا ہان وہی قدم رکھ سکتا ہی جو اپنی زندگی سے
بیزار ہو اور سوے عدم جانا منظور ہو تم ہمارے سحر سے آگاہ ہو اگر طلسم کشا ذرا بھی لوح طلسمی
کے خلاف حکم عمل کرے گا تو اسیر ہو جائے گا یا بغیر دیکھے لوح طلسمی کے سرحد دربند مین
قدم رکھے گا تو بھی اُس کے واسطے باعث خرابی ہوگا ذرا ادھر طلسم کشا آئے تو سہی ہمنے بخوبی
انتظام و بند و بست کر لیا ہی عقرب جادو نے جواب دیا کہ تمھارا دربند بہ نسبت دربند
اول کے نہایت دشوار گذار ہی اور تمھارا سحر بھی مشہور روزگار ہی مگر احتیاطاً شہنشاہ ساحران
نے مجکو بھی روانہ کیا ہی اور عیار کے روانہ کرنے کو تحریر کیا ہی زلزلہ جادو و بقول بعض
داستان گویان نام مالک دربند دوم کا طاؤس جادو ہی کیونکہ بصورت طاؤس در قلعہ پر
بیٹھا رہتا ہی حفاظت قلعہ و دربند کرتا ہی اسی کے سحر سے قلعہ و حوالی زمین قلعہ کو گردش رہتی ہی
جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا غرضکہ بہر طور زلزلہ جادو یا طاؤس جادو مالک دربند دوم
طلسم زلزلہ گفتگوے عقرب جادو سنکے خاموش رہا دوسرے روز شہنشاہ ساحران جہان نے
مہتر کیا دبیزرو کو سوے دربند دوم روانہ کیا یہ عیار مکار نہایت ہوشیار ہی شگفتہ دختر وزیر دوم
یعنی اشتفاق جادو کا ہی ایک مدت سے مائل ہی و بقول بعض راوی نام عیار مذکور کا مہتر شمس
ہی زہرلے سیمتن دختر اشتفاق جادو پر عاشق ہی زہرلے سیمتن کو بھی اُس کی عاشقی سے
آگاہی ہی مگر اُس پر توجہ نہین کرتی ہی ایک ملازم اپنے باپ کا جان کر اور ادنی مرتبے کا شخص خیال
کرکے کبھی اُس کی مراد دلی نہین برلاتی ہی مہتر شمس بیزرو مشتاق وصل رہتا ہی حال اس کا بمقام
مناسب لکھا جائے گا بالفعل اس کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ وغیرہ کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب کئی روز صاحبقران دربند اول مین
قیام پذیر ہوکر دعوت و ضیافت حنظل جادو قبول کر چکے اور سیر دربند اول مین عجائبات و غرائبات
تماشاے کی کر چکے حنظل جادو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب ارادہ ہمارا یہ ہی کہ سوے دربند
دوم جائین اور حسب ہدایت لوح طلسمی و بعون الٰہی اس کو فتح کرین گے لہذا سامان اُس طرف
چلنے کا کرو اور حالات اُس دربند کے بیان کرو اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان
جملہ حالات دربند دوم کے تو کیا بیان کر سکتا ہون کہ بے حد ہین الا اسقدر عرض کرتا ہون کہ
دربند دوم بہ نسبت اس دربند کے نہایت سخت ہی جب عنقریب سرحد دربند دوم تشریف
لے چلیے گا تو خود ہی اُس کے حالات ملاحظہ فرمائیے گا طاؤس جادو معروف زلزلہ جادو
نہایت زبردست ساحر ہی سحر اُس کا عجب سخت سحر ہی کوئی بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی
سرحد مین قدم رکھ نہین سکتا ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی سرحد
مین قدم رکھے تو فی الفور فنا ہو جائے زمین سرحد دربند دوم جلنے آسمان سے زیادہ تر طلسم
کے ایک دم مین نیست و نابود کر دے اگر لاکھون یا کرور لشکری بھی کوئی شاہ وغیرہ اپنے
ہمراہ لے جائے تو بھی جانبری سے امان نپائے مع اپنے لشکر کے ایک دم مین معدوم
ہو جائے کچھ بھی نام و نشان اُس کا نرہے یا اسیر ہو جائے مگر آپ صاحب لوح طلسمی ہین لوح
آپ کو ہدایت کرے گی طریقہ فتح دربند تعلیم کرے گی آپ حسب ہدایت لوح عمل کیجیے گا تو
فتحیاب ہو جیے گا ورنہ باعث خرابی و اسیری کا ہوگا اور یہ خادم آپ کا مع اپنے لشکر کے آپ کے

ہمراہ رکاب چلے گا در باب فتح دربند مذکور حتی الامکان کوشش کرے گا ساحران دربند سے
مقابلہ و مجادلہ کرے گا وہاں کے حالات سے بھی آگاہ کرتا رہے گا حسب الحکم حضور تیاری
لشکر و درستی اسباب جنگ جلد کرے گا یہ عرض کر کے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ سامان حرب و
ضرب و جنگ و جدال اسی وقت سے کرو کل ہنگام سحر یہاں سے سوے دربند دوم روانہ
ہونگے ملازم اسی وقت سے حسب الحکم کاربند ہوے درستی سامان جنگ میں سے مصروف
ہوے جب وہ روز گذر کر شب آئی اور وہ رات بھی بسر ہو کر سحر ہوئی صاحبقران کشورستان
اداے فریضۂ سحری سے شرف یاب ہو کر دعاے فتح وظفر درگاہ خدا میں کر کے طالب نصرت
خداوند عالم سے ہو کر مرکب پر سوار ہو کر لوح طلسمی گلے میں ڈال کر حسب ہدایت لوح طلسمی
تنہا ایک سمت روانہ ہوے عقب صاحبقران خواجہ طیفور گردپا بھی بصورت مبدل چلے عقب
خواجہ موصوف حنظل جادو و شجرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دیدبہ
سحر سیاز جادو و بجمعیت تخمیناً پچپن چھپن ہزار ساحروں کے بسامان جنگ و جدال سحری
سواریوں پر سوار ہو کر زمین سے سوے فلک بلند ہو کر اکہ پاسے ابر سحر میں غائب و نہان ہو کر
عجائب و غرائب سحر دکھلاتے ہوے جابجا ٹھہرتے ہوے سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ان سب کا
حال بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا اولاً حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہے
کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دربند اول سے سب سے رخصت ہو کر لوح کو دیکھ کر
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب دربند دوم روانہ ہوے اثناے راہ میں سیر دشت و کوہ کرتے
ہوے عجائب و غرائب وحش و طیور وغیرہ دیکھتے ہوے نہایت حیران و پریشان لوح طلسمی کو بار بار
دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے ہر مرتبہ کے دیکھنے میں لوح یہی ہدایت
کرتی تھی کہ اے طلسم کشا اس راہ میں جو کچھ نظر آئے دیکھ کسی سے ہمسخن نہ ہو نہ کسی کو چرند و پرند
سے شکار کر نہ کسی سے ملتفت ہو یہ مقدمہ طلسم ہے ورنہ منزل مقصد تک نہ پہونچے گا اثناے
راہ میں مبتلاے آفات و بلا ہو جائے گا یہ جو سب طائر و خوش عجائب و غرائب بکثرت تجھکو نظر آتے
ہیں اور بزبان فصیح کلام کرتے ہیں دراصل ساحر ہیں اپنی جانب تجھکو متوجہ کرتے ہیں روکنا
چاہتے ہیں فکر حصول لوح و تدبیر گرفتاری پر تیری آمادہ ہیں خبردار و ہوشیار ان کی باتوں پر کچھ ہو
نہ ان سے ہمکلام ہو ورنہ پچھتائے گا صاحبقران حسب ہدایت لوح طلسمی خاموش چلے جاتے تھے
درندے اور پرندے عجیب و غریب جابجا سد راہ ہو کر بزبان فصیح باہم کہتے تھے کہ دیکھو یہی
طلسم کشا ہے براے فتح دربند دوم جاتا ہے نہایت ہوشیار و چالاک ہے شاید لوح طلسمی دیکھ چکا ہے
نہ کسی کا لحاظ و ترسان ہوتا ہے نہ ہمکلام ہوتا ہے نہ ہم میں سے کسی کو ضرر پہونچاتا ہے نہ کہیں ٹھہرتا ہے
نہ ہمارے دام فریب میں آتا ہے کیا کریں اس کے پاس لوح طلسمی ہے اس کے عکس سے قریب تر
اس کے نہیں جا سکتے ہیں مجبور ہیں صاحبقران ان کی گفتگو سنتے ہوے بنظر حیرت ان سب کو
دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک خوش قطع میدان میں پہونچے دیکھا کہ درمیان
سبزہ زار قریب قریب اکثر درخت ایسے بلند و خوشنما و سرسبز ہیں کہ اشجار ان کے طول میں نصف
تحت زمین بصورت ماہی ہے اور نصف تہ بالا بالشکل چہرہ حور ہے اور وہ اشجار عجائب روزگار
بزبان فصیح کلام کرتے ہیں صاحبقران کشورستان اشجار مذکور دیکھکر بدرجہ کمال

غرق دریائے حیرت و عجب ہو کر جو قریب ثمر اُن کے گئے یکایک وہ اثمار بے اختیار قہقہہ مار کر
ہنسے باہم گویا ہوئے کہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ آگیا غنچۂ دل مانند شگفتہ ہوا اسی کی آرزو سے دیدہ
کبھی اب نہال تمنا ہمارا ہرا ہوگا دیکھیں ہم میں سے کس کی طرف طلسم کشا دست ہوس بڑھاتا ہے ہم
وہ میوۂ مرغوب دل ہیں کہ کسی کا ہاتھ ہم تک نہیں پہونچا ہے مدت مدید سے جب سے کہ
پیدا ہوئے ہیں خزان ہمارے گلشن حسن پر نہیں آئی ہے چمن جمال ہمارا سدا بہار ہے صاحبقران
نے اُن اثمار حورا صورت و چہرہ کو قریب سے دیکھکر گیسوے عنبرین و چشم فتان و ابروے پیشانی
و عارض و لب و دندان پر اُن کے نظر کر کے بے اختیار اُن کی طرف مائل ہو کر گفتگو اُن کی سُنکے
طلسم کشائی کی فکر دل سے دور کر کے محو جمال ہو کر مرکب کو روک کر ہاتھ اپنا اُن کی طرف
بڑھانے کے ارادہ کیا کہ ایک ثمر حورا صورت کو درخت سے توڑ کر اپنے سینہ و قلب پا و بیقرار سے
مس کر کے بوسہ دہن نازک کا لیجیے ناگاہ ہوا سے سرد چلی اور اوراق اشجار مذکور متحرک ہوئے وہ ہوا سے
سرد و فرحت فزا ایسی خوشگوار تھی کہ بے اختیار صاحبقران نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا
عالم محویت میں ہاتھ تو جانب ثمر بڑھایا اور پاؤں رکاب سے باہر نکالا ارادہ کیا کہ مرکب سے اتر کر زیر سایہ
اشجار مذکور بیٹھیے اور اثمار اشجار سے ایک ثمر کو توڑ کر چہرہ حورا صورت ثمر کے بوسے لیجیے بار بار
پیار کیجیے یکایک پس پشت سے یہ کلمات گوش صاحبقران میں آئے کہ اے امیر با توقیر ارادہ
مرکب سے اترنے اور ان درختون کے کسی پھل کے توڑنے کا بالفعل نہ کیجیے پہلے لوح کو دیکھ لیجیے
اگر لوح طلسمی حکم دے تو البتہ مرکب سے اتر کر ان درختون کے پھلون کو ہاتھ لگائیے یہ مقدمہ
طریق طلسمی ہے اس راہ میں ہر قدم پر ذرہ ذرہ زمین و گل و غنچہ و گلزار و باغ و برگ و بار و سبزہ و خار
و نباتات و چرند و پرند وغیرہ سب آپ کے دشمن ہیں اور یہ اشجار و اثمار عجائبات طلسم سے ہیں ان کے
کلام کرنے سے اور ان کی صورت زیبا دیکھنے سے محو دیدہ و مائل نہ ہو جائیے مبادا کسی بلا و آفت
میں اسیر ہو جائیے کلمات مذکورہ سنکر صاحبقران نے محویت سے باز آکر گویا خواب سے بیدار ہو کر
ہوشیار ہو کر لوح طلسمی کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے
کہ بغیر دیکھے لوح کے ان اشجار کے اثمار کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اگر کسی ثمر کو درخت سے توڑ لیتا
اور مرکب سے اتر کر زیر اشجار بیٹھ جاتا تو لوح چھین جاتی تو بھی اسیر ہو جاتا خیر ہوئی کہ تیرے
عیار نے تجکو ہوشیار کیا اور اُس کے ہوشیار کرنے سے تو نے لوح کو دیکھا اب تجکو لازم ہے کہ
یہ اسم جو گوشۂ لوح پر کندہ ہے چالیس مرتبہ پڑھ کر ان اشجار و اثمار کی طرف پھونک اور عکس لوح
کا ان پر ڈال پھر قدرت باغبان گلشن عالم دیکھ صاحبقران نے حسب ہدایت لوح طلسمی
وہی اسم اعظم الٰہی چہل مرتبہ پڑھ کر اُن اشجار و اثمار پر پھونکا اور لوح کا عکس بھی ڈالا بمجرد اس
عمل کرنے کے اُن اشجار میں آگ لگ گئی تھی شعلہ سا اشجار مذکور مانند شمعہائے مومی و کافوری
کے جلنے لگے دھوان نکلنے لگا اثمار اُن کے بزبان فصیح گویا ہوئے افسوس ہزار افسوس تمنائے دل
نہ بر آئی کہ پھر خزان آئی تدبیرین کرنا بگڑ گئی عیار طلسم کشا نے غضب کیا طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا
ورنہ طلسم کشا ہمارے دام فریب میں آچکا تھا لوح طلسمی چھین کر اُس کو اسیر کر لیتے یہ کہہ رہے تھے
کہ وہ بھی پھلنے لگے وہ اثمار کہ جن کے چہرے بصورت حوریان خوب رو تھے شعلون سے جلنے لگے
اور خاک ہونے لگے یہان تک کہ تھوڑی دیر میں وہ سب اشجار مع اثمار جل کر خاک ہو گئے

دھوان دفع ہوا اب جو صاحبقران نے دیکھا تو ایک ساحرہ کریہہ منظر بمقام اشجار واثمار
جلی ہوئی پڑی ہے نہ وہان کوئی درخت ہے نہ ثمر ہے نہ سبزہ ہے نہ ہوائے سرد و فرحت افزا ہے خاک
اڑ رہی ہے میدان پر غبار وخس ہے ابھی صاحبقران بنظر حیرت دیکھ رہے تھے کہ اس ساحرہ
کے مرنے کی علامات پیدا ہوئے ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ نمودار ہوا تاریکی بھی کچھ ہوئی ابر
مین برق چمکنے لگی آواز رعد ابر سے پیدا ہونے لگی برف باری و سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی
دیر کے وہ آندھی اور وہ تاریکی و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اس ساحرہ کے
سحر کے ہیرون نے اسی ساحرہ کے نام سے یون پکار کر بصدائے دردناک کہا کہ افسوس قتل کیا
اور مارا مجکو طلسم کشا نے بہدایت لوح طلسمی و ہوشیار کرنے عیار مکار کے نام میرا نہال حیرت
جادو تھا اور واسطے اسیری وگرفتاری طلسم کشا کے زلزلہ جادو وعرف طاؤس جادو
مالک دربند دوم نے مجکو اس صحرا مین مقرر کیا تھا صد حیف کہ میرے گلشن زندگی پر خزان
آئی اور نخل مراد ہاتھ نہ آیا یہ صدا دے کر پیر سحر کے ایک طرف نالان وگریان چلے گئے وہ
صدہا ساحر جو بصورت طائران رنگارنگ حوالی اشجار ثمردار مذکورین درختون پر بیٹھے تھے یہ حال
دیکھکر تاب جنگ نہ لاکر بے اختیار درختون پر سے یکبارگی اڑ کر سوے دربند دوم بھاگے
طاقت و قوت مقابلہ ومجادلہ کی نہ لاسکے نہال حیرت جادو ساحرہ کامل ومنتخب ونامی ونامور
کو دست طلسم کشا سے ہلاک ہوتے ہوئے دیکھکر یارائے جنگ واقامت نہ لاکر باہم یہ کہتے ہوئے
گریزان ہوئے کہ جب طلسم کشا نے نہال حیرت جادو ایسی ساحرہ نامی کو بہدایت لوح طلسمی
ہلاک کیا اور اسکے سحر کو دفع کیا تو ہم سب کی روبرو اس کے کیا حقیقت ہے دیدہ ودانستہ
اپنی جان دینا خلاف عقل وفہم ہے اگر بجائے طلسم کشا دو چار ہزار ساحر ہوتے تو ان سے
لڑسکتے تھے طلسم کشا تو صاحب لوح طلسمی ہے سحر اس پر کارگر نہوتا وہ بہدایت لوح طلسمی ہنگام
جنگ ضرور قتل کرتا ہم مین سے کسی کو زندہ نچھوڑتا ہین ہم کیا بیوقوف تھے جو اس سے
مقابلہ کرتے عوض مین لڑنے کے مالک دربند دوم کے پاس جاکر تمام حال جو دیکھا ہے عرض
کردین گے یہ کہتے ہوئے بصورت طائران رنگارنگ بسرعت تمام راہ طے کرکے اسوقت پہونچے
کہ زلزلہ جادو وبقول راوی دیگر طاؤس جادو سر دربار بیٹھا ہوا تھا گرد اس کے رفقا اس کے
جو ساحران نامی ونامور مانند ابرباران جادو وآتشبار جادو مقتولان مذکور کے
تھے بادب بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا طاؤس جادو خبر آمد طلسم کشا سے متردد ومتفکر تھا
اس کے اس سے عرض کر رہے تھے کہ حضور اسقدر کیون متردد ہین دربند آپ کا مثل دربند
حنظل جادو کے نہین ہے یہ وہ دربند سخت وصعب ہے کہ حد دربند مین قدم رکھنا دشوار ہے
فتح کرنا تو اس کا ایک امر محال ہے سحر آپ کا وہ سحر سخت ہے کہ ایسا سخت سحر کسی ساحر کا نہوگا علاوہ
اس کے یہان تک آنا طلسم کشا کا ممکن ہی نہین ہے اسلئے راہ مین بہت سے ایسے مقامات ہین
کہ طلسم کشا دھوکا کھاکر مبتلائے بلا ہو جائے گا اسیر ہوکر حضور کے روبرو آئے گا خصوصاً
صحرائے سبزہ زار حیرت سے گذر کرنا اس کا بہت مشکل ہے کیونکہ آپکے بزرگون سے
نہال حیرت جادو اس صحرا کی محافظ ہین وہ سد راہ ہونگی اپنی سرحد سے ادھر آنے
نہ دینگی علاوہ اسکے سبزہ زار حیرت بھی گویا ایک دربند سخت و دشوار گذار ہے کیا مجال کہ

ناظر اُس کے اشجار و انہار سحر کا ہو کر کوئی قتل و اسیری سے محفوظ رہ سکتا ہے طاؤس جادو یہ باتیں
اُن کی کہہ رہا تھا کہ تقریر تمہاری درست ہے مگر طلسم کشا صاحب لوح طلسمی ہے اگر اُس سے کہیں غافل
ہو کر لوح طلسمی کو نہ دیکھا اور دھوکا کھایا تو فبہا المراد بقول تمہارے اس دربند تک آنا نصیب ہوگا
اور اگر آئے گا بھی تو اسیر ہو کر آئے گا اور اگر ہر جگہ اُس نے لوح کو دیکھا اور بہدایت لوح عمل کیا تو
ضرور مقام اندیشہ ہے ابھی طاؤس جادو یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے بہت سے ساحر افتاں و خیزاں
گھبرائے ہوئے آئے مالک دربند دوم نے پوچھا کہ خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوئے بھاگتے ہوئے
کیوں آئے ہو اُنھوں نے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا منازل
دشوار گذار کو طے کرتا ہوا صحرا سے حیرت میں آیا تھا وہاں اشجار عجائب و انہار غرائب پر نظر کر کے
اُس نے ارادہ سحر توڑنے کا اور مرکب سے اترنے کا کیا تھا کہ یکایک اُس کے عیار مکار نے
اُس کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح کو دیکھا پھر کچھ حسب ہدایت لوح طلسمی پڑھ کر سوئے اشجار
و انہار پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا نہال حیرت جادو بزرگ آپ کی عکس لوح سے مجبور
ہو گئیں اور جو اسم کہ بہدایت لوح پڑھ کر پھونکا تھا اُس کی تاثیر سے اشجار میں آگ لگ گئی
نہال حیرت جادو بوجہ عکس لوح کے سحر بھول کر بھاگ نہ سکیں آخرکار ہمراہ درختوں کے
وہ بھی جل گئیں سحر ٹوٹا اندھیرا ہر طرف ہو گیا ہمنے طلسم کشا سے بغیر حکم حضور کے لڑنا مناسب نہ
سمجھا اسوجہ سے فقط واسطے خبر رسانی کے حاضر ہوئے ہیں طاؤس جادو یہ خبر سنتے ہی بیخود
ہوا بے اختیار اپنی نانی نہال حیرت جادو کے الم میں اشکبار ہوا اہل دربار یعنی رفقا وغیرہ
سبھی یہ خبر ملال اثر سنکے دنگ ہو گئے چہرہ ہر ایک ساحر کا متغیر ہو گیا طاؤس جادو نے بعد
اشکباری و گریہ و زاری اُن ساحران خبر رسان سے مخاطب ہو کر نہایت برہم ہو کر کہا کہ اے
نمک حرامو تم سب ملازمان نانی صاحبہ تھے اُن کو جلتے ہوئے اور اُن کے سحر کو دفع ہوتے ہوئے
دیکھا کیے طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر نہ گئے خوف جان سے بھاگ کر خبر مرگ نانی صاحبہ سنانے یہاں
آئے جاؤ دور ہو اسوقت تو ہم متردد و غمگین ہیں طلسم کشا اسطرف چلا آتا ہے اُس کو روکنا اور
اُس سے لڑنا مد نظر ہے آئندہ دیکھے سمجھا جائے گا یہ کہکر رفقا و جملہ ساحران لشکر کو جمع کر کے کہا
کہ ہم جاتے ہیں در قلعہ پر قیام پذیر ہو کر تدبیر اسیری طلسم کشا کرتے ہیں تم سب بھی وقت کے
منتظر رہنا قلعے کے ہر طرف پوشیدہ رہنا وقت ضرورت نمایاں ہو کر مقابلہ و محاربہ کرنا اور
طلسم کشا کو ہماری ہمراہی میں اسیر کر لینا سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور کی تعمیل کریں گے
یہ کہکر ستر اسّی ہزار ساحر اسباب سحر سے جھولیاں بھر کر آمادہ جنگ ہو کر حسب الحکم طاؤس جادو
روانہ ہو کر گرد و پیش قلعہ پوشیدہ ہوئے طاؤس جادو بھی اُسی عالم صدمہ و غم میں بہ تغیر
صورت طاؤس بن کر سوئے قلعہ پرواز کر کے بالائے قلعہ جا کر بیٹھا ادھر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے حسب ہدایت لوح طلسمی اُن اشجار عجائب انہار کو جلا کر جو دیکھا
تو ایک ساحرہ کریہہ منظر کو اُسی جگہ جلا ہوا دیکھا یہ دیکھ کے اپنے دل میں کہا کہ اُسی ساحرہ
کے سحر سے شاید اشجار و انہار عجائب کی نمود تھی ہمنے سخت دھوکا کھایا تھا کہ اُن انہار سے ہاتھ
دھویا چاہتا تھا مرکب سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ابھی صاحبقران اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ خواجہ
طیفور گرد صاحبقران کے روبرو آئے اور عرض کیا کہ اے صاحبقران آپ نے شغل ... کیا تھا

کہ بغیر دیکھے لوح کے سوے نمر ہاتھ بڑھایا تھا اقتدار حورا صورت کو دیکھکر مائل ہوسکتے امیر
باتوقیر نے منفعل ہو کر کہا کہ ہان اے خواجہ ہمنے بغیر دیکھے لوح طلسمی کے اتار حورا صورت پہ
مائل ہو کر ارادہ توڑنے کا کیا تھا اگر تم ہمکو منع نکرتے تو بیشک ہم کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جاتے
خواجہ نے عرض کیا کہ خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آئندہ بغیر دیکھے لوح کے اس راہ مین کوئی کام
نہ کیجیے گا اب یہان سے آگے روانہ ہوجیے میرے نزدیک توقف آپ کا اچھا نہین ہی یہ عرض کر کے
کچھ خیال کر کے خواجہ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے صاحبقران موافق ہدایت لوح طلسمی آگے روانہ
ہوے اثناے راہ مین اکثر اشیاے عجائب و غرائب سحر دیکھتے ہوے مکر و فریب وہی ساحران
مکارہ سے حسب ہدایت لوح طلسمی بچتے ہوے چلے جاتے تھے اگر مفصل حالات راہ تحریر کیے جائین
تو بہت اوراق جلد ہذا سیہ ہونگے پس بوجہ خیال طول تحریر اُن کو مفصل رقم نکر کے حال طاؤس جادو
و جنگ ساحران رقم کرنا منظور ہی الحاصل امیر باتوقیر بعد قطع راہ دور و دراز و دید سیر عجائب
اور محفوظ رہنے مکر و فریب ساحران راہ در بند دوم سے ایک ایسے میدان وسیع مین پہونچے
کہ یک نظر بھی اُس عرصہ وسیع کو بعد کوشش طی نکر سکتا تھا چند ساعت اُس میدان مین بھی قدم فرسا
ہو کر سامنے ایک ایسے قلعے کے پہونچے کہ جو مانند کوزہ گر کے چاک کے گردش مین تھا باوجود
اس کے کہ قلعہ پختہ و بلند محکم و وسیع تھا مگر اس طرح گھومتا تھا جس طرح کوئی سبک شے گردش
کرتی ہی وہ گردش قلعہ مثل برق کی گردش کے تھی نظر بھی اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی
دروازہ قلعہ نہایت کلان و محکم و آہنی تھا گرد قلعہ خندق تھی پل تختہ اُس کا نہ تھا خندق عمیق
معلوم ہوتی تھی پانی اُس مین بھرا تھا وہ آب طوفان خیز تھا ساتھ ہی اُس قلعے کے خندق و زمین
گرداگرد خندق کو بھی گردش تھی اور زلزلہ تھا قلعے سے ایک تیر کے فاصلے تک زمین کو گردش و
زلزلہ تھا جسطرح وہ قلعہ گھومتا تھا اُسی طور سے ہمراہ قلعہ مذکور زمین گرداگرد قلعہ بھی گھومتی
تھی ایک چشم زدن بھی قلعہ و زمین مذکور ساکن نہوتے تھے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ در قلعہ
پر ایک طاؤس بیٹھا ہی ساتھ ہی قلعے کے وہ بھی گردش کرتا ہی اُس گردش مین چہار طرف دیکھتا جاتا
ہی دہن اُس کا کھلا ہوا ہی ایسا ثابت ہوتا ہی کہ آمادہ آواز دہن سے بلند کرنے پر ہی درون قلعہ و
بالاے قلعہ بجز اُس طاؤس کے کوئی معلوم نہین ہوتا ہی نہ اُس میدان مین کوئی ساحر اور چرند و
پرند نظر آتا ہی ایک سناٹا ہی نہ قلعے کو قیام نہ زمین گرداگرد قلعہ کو سکون ہی ہان بالاے قلعہ
ایک ابر سیاہ محیط ہی اُس ابر کو بھی گردش ہی ابر مین برق درخشان و رعد و شور سے غل برپا ہوتی تھی
اور صداے رعد بھی پیدا ہوتی تھی اور ایسی آواز مہیب آتی تھی کہ اگر رستم پیلتن وغیرہ پہلوانان
سیستان و ایران بھی وہ آواز مہیب سنتے تو دہشت اُن کے خوف سے آب ہو جاتے جگر شق ہو جاتے
صاحبقران شجاعت شعار اُس قلعے کو دیکھکر حیران و متردد ہوے آخر کار لوح کو بایں نیت
دیکھا کہ اس قلعے تک کیونکر رسائی کی جائے اور حصار محکم و گردان کو کیونکر فتح کیا جائے گرداگرد
زمین قلعہ کو سکون و قیام کیونکر ہو کیا فکر و تدبیر کی جائے جس سے قلعہ و زمین قائم ہون اور گوہر
آبدار فتح دستیاب ہو لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اس قلعہ و زمین کو
جو گردش اور زلزلہ ہی یہ طاؤس جادو کے سحر سے ہی یہ ساحر نہایت زبردست ہی اپنے وقت کا
سامری ہی خاص سحر اس کا یہ ہی کہ جس کو دیکھکر تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات باواز بلند کہتا ہی وہ

مبتلائے بلا ہوجاتا ہی اگرچہ تیرے پاس لوح طلسمی ہی مگر پھر بھی اندیشہ گرفتاری و اسیری ہی اس کی
آواز سے ہزارہا ساحر پیدا ہوجائینگے ابھی تجکو گھیر لینگے لوح بھی لے لینگے تجکو اسیر
کر لینگے لازم ہی کہ قبل اس کے آواز بلند کرنے کے درِ قلعہ پر اس اسم اعظم الٰہی کو پڑھکر دیکھ
ایک طاؤس بیٹھا ہوا بخوبی نظر آئیگا سینے پر اُس کے ایک سفید نشان ہوگا اگر اسم اعظم الٰہی کو
سات مرتبہ پڑھکر پیکان تیر پر دم کرکے چلہ کمان میں جوڑ کر اسی سفید نشان پر تیر لگائیگا اور تیر
نشانے پر پڑیگا تو ساحر مسمی طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل و ہلاک ہوجائیگا قلعہ
ساکن ہوجائیگا گردش زمین بھی موقوف ہوجائیگی ابر سحر بھی بالائے قلعہ سے دفع
ہوجائیگا پھر اگر فوج ساحران آئیگی بھی تو کچھ ایسا اندیشہ نہیں ہوگا اور اگر تیر نشانے پر
نہ پڑا اور طاؤس جادو نے تین دفع لفظ ہیہات باواز بلند کہا اور اڑ گیا تو باعث تیری
خرابی و اسیری کا ہوگا پس مناسب ہی کہ تاخیر نکر جو کچھ ہدایت کی گئی ہی جلد اُس پر عمل کر ورنہ
پچھتائیگا یہ وقت غنیمت تیرے ہاتھ سے نکلجائیگا صاحبقران کشورستان نے بمضمون
ہدایت مشحون لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر جلد ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ
پڑھکر دم کرکے چلہ کمان میں جوڑا اور دوسرا اسم اعظم الٰہی پڑھکر سوے قلعہ جو دیکھا تو نظر
خیرہ ہوتی تھی یا بخوبی تمام قلعہ و درِ قلعہ و طاؤس مذکور گردش کنان نظر آنے لگا ادھر صاحبقران
نے اُس کے سینہ پر کینہ پر داغ سفید کو دیکھنا اور تاکنا چاہا اُدھر اُس ابر سحر میں زیادہ تر برق
چمکنے لگی اور بشدت صداے رعد پیدا ہونے لگی طاؤس جادو نے سوے طلسم کشا دیکھکر
گھبراکر سخت پریشان خاطر ہوکر بے تامل باواز بلند ہیہات کہا اُس کی صدا کے سبب دور تک
پہونچی ساحران دربند دوم آگاہ ہوے ارادہ چلنے کا کیا تہلکہ پڑگیا سامان جنگ کی درستی میں
مصروف ہوے طاؤس جادو نے دوبارہ باواز بلند پھر وہی لفظ ہیہات کہا جملہ ساحران
دربند دوم سوار ہوکر ہر طرف سے چلے ادھر تیسری مرتبہ طاؤس جادو نے پھر بطریق مذکور
صدا دینا چاہا منقار کو وا کیا ہنوز آواز اُس نے ندی تھی کہ صاحبقران کشورستان نے
بسم اللہ تمام و کمال اپنی زبان پر جاری کرکے اُسی نشان سفید پر تیر مارا بقدرت خدا حالت
گردش قلعہ میں تیر مذکور سینۂ طاؤس پر بمقام داغ سفید پڑا سینے کو توڑ کر گذر گیا طاؤس مذکور تیر
کھاکر زخمی ہوکر بالاے قلعہ سے زیر قلعہ گرا مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے بوجہ
زخم کاری کے تڑپ تڑپ کر مر گیا اُس کے مرنے سے وہ قلعہ ساکن ہوگیا ابر سحر جو بالاے قلعہ
تھا دفع ہوگیا زمین بھی ساکن ہوئی مگر علامت اُس کے مرنے کی ظاہر ہوئی نہایت زور و شور
سے آندھی سیاہ آئی از حد ہواے تند و تیز چلی جہان تیرہ و تاریک ہوگیا ابر سیاہ بکثرت
سوے فلک ظاہر ہوا برق چمکنے کڑکنے لگی آواز رعد کی سی ابر سے ظاہر ہونے لگی سنگباری
و برف باری زیادہ تر ہونے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہواے تند سے بڑے بڑے درخت
جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک اڑ اڑ کر دور دور جا کر گرنے لگے دربند دوم میں تہلکہ پڑگیا
جس قدر اشیاے سحر طاؤس جادو سے نمایان تھیں اُس کے مرنے سے وہ سب چیزیں
معدوم ہوگئیں قلعہ مذکور وغیرہ جو چیزیں اصلی تھیں باقی رہیں دو ساعت تک تاریکی رہی
ہواے تند چلی سنگ باری و برف باری ہوئی بعدہ مطلع صاف ہوا حالت سنگباری و برف باری میں

صاحبقران نے حسب ہدایت لوح لوح کو بالائے سر رکھا آفات مذکور الصدر سے محفوظ رہے ہنوز مطلع صاف ہوا تھا کہ ساحر مذکور کے سحر کے بیرون نے اُسی کے نام سے پکار کر بصدائے حزین اس طرح کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجھ کو کہ نام میرا ازرلہ جادو یا طاؤس جادو تھا تمنا سے دلی بر نہ آئی تدبیر کچھ بن نہ پڑی دست طلسم کشا سے قضا آئی دربند دوم طلسم زلزلہ فتح ہوگیا طلسم کشا اسیر نہ ہو سکا در مرا دہا تھ نہ آیا گوہر حیات اپنا ضائع و برباد ہوا ساحران دربند دوم نے آنے میں تاخیر کی یہاں تک کہ اپنا کام دست طلسم کشا سے تمام ہوگیا یہ کلمات کہکر ایک طرف نالان وگریان روانہ ہوئے صاحبقران کشورستان نے لوح طلسمی کو بالائے سر سے اٹھا کر اپنے گلے میں ڈال کر ساحر مذکور کے مرنے سے شکر خدا کیا تھا اور سوئے قلعہ و زمین دیکھکر اور اشتیاق گم و ساکت پاکر ارادہ سے چلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ تمام ساحران دربند دوم اعلیٰ ادنیٰ شتل ہو کر و ملخ کے ستر اسی ہزار ہر طرف سے نمایاں و آشکار ہوئے پھر لاشہ طاؤس جادو دیکھکر خائف و غضبناک ہو کر پھر شور و غل کیا کہ طلسم کشا و قاتل طاؤس جادو کو چہار طرف سے گھیر کر پکڑ لو لوح کو گلے سے اتار کر اسیر کر لو یہ اکیلا ہے ہم سب ستر اسی ہزار ہیں یہ کہاں تک ہم سے لڑے گا تیغ آبدار سے کہاں تک قتل کرے گا آخر تھک جائیگا دست و بازو سے اس کے لپٹ جاؤ سحر نکرو ترسول پنسول چہار طرف سے مار و زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دو پھر اسیر کرلو یہ شور و غل کرتے ہوئے قریب آکر چہار طرف سے حملہ ور ہوئے صاحبقران نے لوح کو دیکھکر حسب ہدایت لوح طلسمی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر نعرہ کرکے اُن ساحروں پر حملہ کیا جو کوئی ساحر قریب آیا بضرب تیغ آبدار اُس کو دو کیا چونکہ گھوڑے کو کاوے پر ڈالا تھا جو کوئی ساحر سحر کرتا تھا سحر اُسکا بوجہ لوح کے تاثیر نکرتا تھا اور جو کوئی پشت و رو و راست و چپ کی طرف سے آتا تھا وہ بھی شمشیر آبدار سے دو نیم ہوتا تھا قریب تر کوئی آنہ سکتا تھا ہر چند ساحران نابکار ہجوم کیے ہوئے تھے مگر اسیر نہ کرسکتے تھے اور گو کہ قریب آنے میں ساحر قتل ہوتے جاتے تھے لیکن ہجوم کم نہوتا تھا ساحران مقتول کا ہر طرف انبار تھا شور و غل ہو رہا تھا رفقا سے طاؤس جادو و دیگر ساحران نامی کد و کوشش و ترغیب گرفتاری طلسم کشا کر رہے تھے ادنیٰ ساحران فوجی اُن کی ترغیب و تحریص سے آگے بڑھ بڑھ کر چاہتے تھے کہ لوح طلسمی گلے سے اتار کر یا ترسول و پنسول سے زخمی کر کے گھوڑے سے گرا کر اسیر کر لیجیے یکایک ہوئے فلک لکہ ہائے ابر سیاہ ہویدا ہوئے پھر اُن میں برق کی چمک اور کڑک ہو کے پارہ پارہ ہو اُن میں سے حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بجمعیت پچپن پچپن ہزار ساحروں کے مختلف سحر کی سواریوں پر سوار آمادہ کارزار پیدا ہوئے بلندی سے سوئے پستی نظر کرکے پکارے کہ اے ساحران دربند دوم خبردار و ہوشیار کہ ہم آپہونچے یہ کہکر بعجلت تمام ساحران نامی مندرجہ بالا مع فوج ساحران سوئے پستی آکر اُن ساحروں پر گرے نارنج اور ترنج گولے فولادی ہار فلفل سرسوں ماش بنولے رولی کے کارد خنجر ناریل چوبی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کر کے ساحران دربند دوم پر جو طلسم کشا کو گھیرے ہوئے تھے برابر مارنے لگے وہ بھی ستر اسی ہزار کے قریب تھے سنبھل کر لڑنے لگے دونوں جانب سے سحر و ساحری ہونے لگی لشکر جانبین کے ساحر قتل

ہونے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی سحر ہائے ساحران نامی و نامور سے لشکر جانبین سے
ادنی ساحر زخمی و ہلاک و قتل ہونے لگے اُن کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی میدان جنگ میں
کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار جا بجا ہونے لگے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو دمبدم سحر
دم کرکے گولے مارنے لگی ملکہ بہار گل پوش جادو گلدستہ بار بار سحر پڑھ کر اعدا پر لگانے لگی
اس کا سحر تو ظاہر ہے قبل اس کے بیان کیا گیا ہے کہ جب گلدستہ سحر شق ہوکر گل و شگوفے جدا ہوکر
جس گروہ دشمن پر گرتے ہیں اور اُس گروہ کے ساحر وہ گلستان اور پھول اٹھا کر سونگھتے ہیں
فی الفور مسخر و مجنون ہو جاتے ہیں اشعار عاشقانہ پڑھ کر دعوی عاشقی ملکہ بہار کرتے ہیں
ملکہ مذکورہ اُن کو جس ایک ساحر یا جس گروہ ساحران سے حکم لڑنے کا دیتی ہے وہ ساحر مسحور
بہ تعمیل حکم ملکہ مذکورہ کرتے ہیں اور لڑ بھڑ کر قتل ہو جاتے ہیں ہزارون کو قتل کرکے خود بھی
قتل ہو جاتے ہیں غرضکہ سحر اس کا مشہور ہے دفعیہ سحر کوئی ساحر ادنی یا اوسط درجہ وغیرہ کا
نہین کر سکتا ہے حنظل جادو مالک دربند اول کہ ساحر بہت زبردست ہے اس کا ناریل جوئی دار
غول ساحران بدخواہ کے درہم و برہم کرنے لگا جس گروہ ساحران پر اُس نے ناریل سحر دم
کرکے مارا اُس غول یا گروہ کو آتش سحر سے جلا کر خاک کر دیا بحرین جادو اپنے سحر خاص
سے ساحران بدخواہ کو غرق دریائے سحر کرکے ہلاک کرنے لگا خواجہ نیلوفر گرد یا کبھی داخل
عرصہ جنگ ہوکر گلیم اوڑھے ہوئے گولے آتشبازی کے ذرا سا منہ کھول کر دشمنون پر مارنے
لگے ساحران گولون کو سحر کے گولے سمجھ کر دفع سحر کرنے لگے لیکن وہ کب رد ہو سکتے تھے جس
غول پر گرتے تھے اُسے آتش اصلی سے جلاتے تھے ایک طرف صاحبقران مصروف
شمشیر زنی تھے ساحرون کو بڑھ بڑھ کر دمبدم نعرے کرکے قتل کر رہے تھے اور دشمنون کو
پسپا کر رہے تھے جس طرف صاحبقران یا حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و
ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو جاتے تھے اور لڑتے تھے اُس طرف سے ساحر
قتل و ہلاک ہوکر پسپا ہوتے تھے یہ جنگ عظیم و مغلوبہ کہان تک مفصل تحریر کی جائے خلاصہ
یہ کہ تین ساعت تک خوب لڑائی ہوئی ہزارہا ساحر لشکر جانبین کے کام آئے آخر کار ساحران دربند
دوم بوجہ قتل ہو جانے اپنے سردار و مالک طاؤس جادو مالک دربند دوم کے بیدل
ہوکر اور حنظل جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے دست تاب زیادہ مقابلے و مجادلے کی نہ لاکر
مجبور و لاچار ہوکر میدان جنگ سے بھاگنے لگے کچھ نابکار تو بھاگ کر سوئے شاہ طلسم روانہ
ہوئے کچھ سمت کوہ و صحرا گریزان ہوئے ساٹھ ہزار ساحر طالب امان ہوئے صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے یا مطیع دین اسلام ہونا منظور کروگے تو البتہ تم کو امان
دی جائے گی ورنہ تم سب کو قتل کرینگے یہ سنکے اُن مین سے جو ساحران نامی مانند بحرین جادو
وغیرہ کے تھے انھون نے بڑھ کر با آواز بلند عرض کیا کہ یا صاحبقران امان دیجیے ہم سب
مطیع دین اسلام ہونگے یہ سنکے صاحبقران نے جنگ سے ہاتھ روکا تلوار کو نیام میں کیا صاحبقران کا
ہاتھ روکنا تھا کہ سب نے جنگ سے ہاتھ روکا اُس وقت اخضر جادو و اورنگ جادو
و نیرنگ جادو و خونریز جادو و تیرہ فام جادو کہ ساحران زبردست و رفقائے

طاؤس جادو مالک دربند دوم سے تھے قریب ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے
خادمانہ خدمت صاحبقران گشور ستان مین دست بستہ حاضر ہوکر ملتمس ہوئے کہ ہم سب
اطاعت و فرمانبرداری آپکی اختیار کرتے ہین اور مطیع دین اسلام بھی ہوتے ہین کیونکہ ہمنے
غور کرکے جو دیکھا اور خیال کیا تو ثابت ہوا کہ دین اسلام حق ہو اس دین سے بہتر کوئی دین نہین ہو آپ
تنہا اس طرف آئے تھے کوئی آپکے ہمراہ نہ تھا یکہ و تنہا آپنے طاؤس جادو ایسے زبردست
ساحر کو کہ جسکا مثل و نظیر سحر و ساحری مین کوئی ساحر اُس کے ہمچشمون مین نہ تھا قتل کیا آپکے
خدا نے آپکی مدد کی تیر جو آپنے مارا وہ آپکے خدا کی مدد سے اُس کے سینے پر پڑا ورنہ حالت
گردش قاعدہ نہین تیر کا نشانے پر پڑنا ممکن نہ تھا بعد ازان ستر اسّی ہزار ساحرون نے آپ پر ہجوم کیا
کسی سحر نے آپ کو گرفتار نہ کیا ہزارون ہی ساحر تھے کوئی ساحر آپکو اسیر نکر سکا یہانتک کہ لشکر
آپکا آگیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی پس ثابت ہوگیا کہ دین آپکا اچھا ہو اور خدا آپ کا یقیناً برحق ہو
کہ اُس نے آپ کی ایسی جائے خوف و تنہائی مین اعانت کی ہو واقعی وہی خدا قابل سجدہ ہو ہم سبھی
بخوبی مسلمان ہوجاتے مگر باین سبب کہ ابھی آپکے ہمراہ شاہ طلسم وغیرہ ساحرون سے لڑتا ہو
مطیع دین اسلام ہوتے ہین بعد فتح طلسم زلزلہ کل حقہ مسلمان ہوجائینگے امیدوار ہین کہ ہماری
عرض کو قبول کر کے ہماری اس خطا کو کہ آپ سے سر میدان جنگ مقابلہ و مجادلہ کیا ہو عفو فرمایئے
صاحبقران ذی وقار نے اُن کی عرض قبول کرکے خطا سے درگذر کرکے خلعت سرافرازی
اُن کو عطا کیے پھر زیر قلعہ تشریف لاکر حکم دیا کہ اسی میدان فرحت افزا مین خیام و بارگاہ ایستادہ
و برپا ہون لاشے میدان جنگ سے اٹھوائے جائین دونون لشکرون کے کشتون کا شمار بھی کیا جائے
حسب الحکم خدام و فرمانبردار کاربند ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہونے لگے لاشے میدان مصاف
سے اٹھنے لگے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ پانچ ہزار ساحر لشکر حنظل جادو کے کام آئے اور
پندرہ ہزار سے زیادہ ساحر لشکر طاؤس جادو مالک دربند دوم کے قتل ہوے جب میدان رزم
کشتون سے صاف ہوگیا اور خیام و بارگاہ زیر قلعہ ایستادہ ہوچکے لشکر فروکش ہوا جو ساحر زخمی
تھے اُن کا علاج ہونے لگا صاحبقران مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوے جملہ ساحران نامی
بھی سحر کی سواریون سے اُتر کر خدمت صاحبقران مین جاکر علی قدر مراتب باادب بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے حنظل جادو و بحرین جادو نے عرض کیا کہ آج حضور کو فتح عظیم حاصل ہوئی ہو
دربند دوم کہ دربند اول سے سخت تر تھا فتح ہوا ہو بعد اکیس اکیس ہزار ساحرون کے
کشت و خون کے یہ لڑائی فتح ہوئی ہو طاؤس جادو ایسا ساحر زبردست کہ جو اس زمانے کا
سامری تھا قتل ہوا ہو مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اس فتح عظیم کا جشن کیا جائے تاکہ دلہائے احباب
شاد ہون اور قلوب اعدا کو صدمہ پہنچے ہو صاحبقران عالی مرتبت نے اُن کی استدعا سے حکم دیا
کہ بزم عشرت ایک خیمہ وسیع مین یا بارگاہ مین جہان مناسب ہو بعنوان شائستہ آراستہ کیجائے
شب کو پہر یا نصف شب تک جلسہ عیش و طرب ہو مین ارباب نشاط رقص و نغمہ کرین اگر ارباب نشاط
موجود نہون تو راہ دور و دراز سے طلب کیے جائین چند ساحر جاکر لے آئین اخضر جادو و
نیرنگ جادو و اوژنگ جادو نے عرض کیا کہ اسی دربند مین اکثر ارباب نشاط ہین دور و
دراز سے طلب کرنے کی کیا ضرورت ہو امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اچھا اُن کو طلب کرو حسب الحکم

چند ساحر گئے ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ مع اُن کے سازندون کے لیے کر آئے صاحبقران نے آخر روز نماز ظہرین کو ادا کیا اتنی دیر مین بزم عشرت بھی بصد زینت آراستہ ہوئی اور زمانہ شب کا آیا تیاری روشنی کی حسب دلخواہ ہونے لگی امیر با توقیر نے ادائے نماز مغرب سے فارغ ہوکر بزم عشرت مین بمقام صدر جلوس کیا حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و رفقائے طاؤس جادو و مسمی آخضر جادو و نیرنگ جادو و اورنگ جادو و خونریز جادو وغیرہ و خواجہ طیفور کر دیا علی قدر مراتب بیٹھے بعد میکشی اینی عرق مقوی دماغ و قلب پینے کے ارباب نشاط سے ایک نازنین خوب رو و خوش گلو کو طلب کیا مطربہ حسب الحکم فوراً ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی صاحبقران کشورستان کو باوب سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے ایستادہ ہوکر روبروے اہل بزم بناز و ادا گت ناچنے لگی تا دیر اپنے رقص سے قلوب اہل جلسہ کو خوش کرتی رہی بلکہ صورت سنرہ قلوب اہل بزم عشرت پامال کیا کی بعد ازان رنگ بزم عیش و عشرت دیکھکر یہ غزل گانے لگی غزل

دل مرا بہنے لگا آنکھ سے آنسو کی طرح　　دیدۂ یار مین تاثیر ہی جادو کی طرح
یہی حسرت ہی مری شاد کسی وقت نہو　　غنچۂ دل مین مرے بستے ہین وہ بو کی طرح
سر کو پتھر سے جو ملتی ہی جنون مین راحت　　فرض کر لیتا ہون اسے بت ترے زانو کی طرح
خاک اُڑاؤن گا ترے در پہ جو شب کو چھپکر　　چمک آجائے گی ہر ذرے مین جگنو کی طرح
استخوان میرے بس اب خاک مین ملجائین گے　　مجھسے وحشت ہی سگ یار کو آہو کی طرح
ایخدا ہجر مین اب تو یہ دعا ہی میری　　اُس کا پہلو رہے خالی مرے پہلو کی طرح
آپ کے دست تسلی سے نہ تسلی پائی　　دل بیتاب بہا آنکھ سے آنسو کی طرح
دم نظارہ بھی ہو جائے گی دنیا اندھیر　　قد موزون مین درازی نہین گیسو کی طرح
ایک بگڑی ہوئی تصویر فلک پر کھنچی ہی　　تیرے ناخن کی طرح اور ترے ابرو کی طرح
میری وحشت سے مگر کہتے ہین وہ بھی جنون　　گو جہان مین کوئی وحشی نہین آہو کی طرح
یاد مین اسکی جو احباب نہ روتے دیتے　　تیرا پایان آنکھ کی بہ جائینگی آنسو کی طرح
آرزو وہ ہی کہ مرے دلکی بھی حسرت نکلے　　میری قسمت بھی رسا ہو ترے گیسو کی طرح
آتش عشق جو ہی دل مین نہان رہتی ہی　　کبھی دیکھا نہین پروانے کو جگنو کی طرح
دیکھ سکتا تھا نہ اُسکو دم نظارہ کلیم　　ہر گھڑی آنکھ سے آنسو ہین رواں جو کی طرح

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکے بجا کے خود تعریفین کرنے لگے جب مطربہ نے پورے جملہ اشعار غزل مندرجہ گاکر غزل کو تمام کیا اہمائے صاحبقران سے بحرین جادو و حنظل جادو نے زرکثیر انعام مین دیکر اُسے رخصت کیا بعد جانے اُس مطربہ کے ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو نے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو اپنی نانی سے آہستہ کہا کہ آپ خواجہ سے کہیے کہ اسوقت نے بجائین کوئی غزل عاشقانہ گائین ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواجہ اسوقت یہ لڑکی کہتی ہی کہ خواجہ نے بجاکر کوئی غزل عاشقانہ گائین تاکہ اہل بزم خوش ہون خواجہ نے بخاطر ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو زنبیل سے نے نکال کر اپنے دہن سے ملاکر نے نوازی شروع کی اور یہ غزل باالحان داؤدی گانے لگے غزل

تیرے وحشی سے جو خالی ترا زندان ہو جائے — ساری آبادی عالم ابھی ویران ہو جائے
تجھسے آباد اگر خانۂ زندان ہو جائے — جسقدر تنگ ہوا اور اتنا پریشان ہو جائے
چارہ گر سینۂ زخمی کو مرے گر ٹانکے — دست وحشت کے لیے وہ بھی زندان ہو جائے
کوے جاناں میں گذر ہو جو کہیں بلبل کا — ہر چمن اُس کی نگاہوں میں بیابان ہو جائے
آنکھوں سے اشک و لعل آیا جو رہے ضعف نگر — پھر بھی جم کر نہ کہیں دیدۂ حیران ہو جائے
آمد و رفت رہے تجھسے بھی اگر غیروں کی — عام کوچوں کی طرح کوچۂ جانان ہو جائے
یہ اثر ہو مری وحشت کا جو دیکھے کوئی — رشتۂ تار نظر تار گریبان ہو جائے
اثر آہوں کا ہماری جو رقیبوں پہ پڑے — دل میں وہ اپنے ستم کر کے پشیمان ہو جائے
اسلیے چاک گریبان کفن کرتا ہوں — حشر میں یہ نہ کہیں دامن عصیان ہو جائے

اہل جلسہ عشرت بصد رغبت اشعار سننے لگے اور نے نوازی خواجہ کی ثنا کرنے لگے بعضے عالم وجد میں جھومنے لگے سمان بندھ گیا بعضے سر اپنا چوب خیمہ سے ٹکرانے لگے جب خواجہ نے غزل کو تمام کیا ہر ایک نے از حد ثنا سے خواجہ موصوف کی بعد غزل مذکورہ مرقوم تمام کرنے کے خواجہ نے چاہا تھا کہ نے کو زنبیل میں رکھیں ملکہ بہار گل پوش جادو نے بے اختیار کہا کہ اے خواجہ دل چاہتا ہے کہ ابھی کچھ اور اشعار کسی غزل کے گاؤ خواجہ پھر نے بجا کر اشعار ایک غزل کے گانے لگے یہاں تو خواجہ بے تردد و اندیشہ بزم عشرت میں بیٹھے ہوے گا رہے تھے کہ یکایک مہتر شمس عیار اشتقاق جادو پر روانہ ہوا تھا اثناے راہ میں سیر کرتا ہوا جا بجا ٹھہرتا ہوا اسوقت زیر قلعہ آیا کہ خواجہ طیفور گرد پا گا رہے تھے اہل بزم سن رہے تھے بے اختیار تعریف کر رہے تھے لشکر ساحران زیر قلعہ میدان میں فروکش تھا صاحبقران کشور ستان بھی درمیان بزم عشرت لوح طلسمی گلے میں ڈالے بیٹھے تھے نے نوازی خواجہ سن رہے تھے مہتر شمس یہ رنگ دیکھکر نہایت حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ اے مہتر شمس یہ کیا غضب ہوا طلسم کشا یہاں تک آ گیا یہ دربند بھی فتح کر لیا طاؤس جادو کو مار ڈالا فتحیابی کا جشن کیا ہے افسوس تو نے اس طرف آنے میں بہت دیر کی اثناے راہ میں براے سیر جا بجا توقف کیا اگر راہ میں کہیں نہ ٹھہرتا اور یہاں آ جاتا تو عیاری کر کے طلسم کشا کو اسیر کر لیتا یہ دربند فتح نہوتا طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل نہوتا کشت و خون بسیار بھی نہوتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کوئی فکر و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے تو ہم عیار و ہم ساحر ہے تیرے نزدیک اسیر کر لینا طلسم کشا کا کچھ دشوار نہیں ہے یہ باتیں دل میں کر کے بزور سحر صورت اپنی تبدیل کر کے ایسی حالت میں کہ خواجہ طیفور گرد پا مصروف نے نوازی تھے اہل بزم و صاحبقران عالی مرتبہ بیٹھے ہوے سن رہے تھے سب عالم محویت میں تھے کسی کو کچھ فکر و تردد و خوف کسی دشمن کے آنے کا نہ تھا داخل بزم عشرت ہوا کسی کو معلوم نہوا کہ اس بزم میں کون آیا مہتر شمس نے داخل محفل عیش ہو کر نے نوازی خواجہ طیفور گرد پا کی سنکے بجاے خود ثنا کی اور کہا سنا تھا کہ عیار طلسم کشا علم موسیقی میں بھی کامل ہے اسوقت ثابت ہو گیا واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا نے نوازی سن یہ ختم ہے کس خوبی سے نے بجا کر گا رہا ہے مہتر شمس عیار بصورت طائر بزم عشرت میں داخل ہوا یہاں تک کہ زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ نے نے نوازی موقوف کی جلسہ بھی برخاست ہوا

پھر ایک ساحر نامی بعد تعریف کرنے خواجہ کے بزم عشرت سے اپنے خیمے میں گیا اور خستگی
راہ و جنگ و جدال سے فرش خواب پر جاتے ہی غافل ہو کر سو رہا صاحبقران بھی اپنی اسی
بارگاہ میں جس میں جلسہ جشن ہوا تھا فرش خواب پر آرام پذیر ہوئے خواجہ دربارگاہ پئے
برائے حفاظت بیٹھے اور نیک جادو موافق کہنے خواجہ طیفور کر دپا کے پانچسو ساحروں کی
جمعیت سے برائے حفاظت و نگہبانی گرد بارگاہ صاحبقران و لشکر ساحران مشعلہائے سحر روشن
کرکے پھرنے لگا صدائے ہوشیار باش بلند کرنے لگا اور اپنے ہمراہی ساحروں سے تاکید کرنے لگا
اسوقت کہ ہنگام حفاظت لشکر و نگہبانی طلسم کشا ہر اسباب سحر سے مانند کارد سحر و ناریج ترنج
نارمل چوبی دار اسباب سحر دم کرکے اپنے ہاتھوں میں رکھو مبادا کوئی دشمن آجائے توفی الفور
اس کو ہلاک کرو ساحروں نے اس کے حکم پر عمل کیا آخر شب تا صبح خود نگہبانی کا ارادہ کیا مگر خستگی
جنگ و جدال سے اور نیک جادو اور اس کے ہمراہی دو تین ساعت تک گرد لشکر پھر کے
ایک جگہ بیٹھے کثرت خواب سے آنکھیں بند کرنے لگے مہتر شمس کہ داخل بارگاہ تھا تنہا پاکر
بصورت اصلی ہو کر پاس صاحبقران کے آیا پہلے مقراض سے رشتہ لوح کاٹ کر لوح کو ایک رومال
سے لپیٹ کر بقول راوی اول بمثالہ سے سحر کیا اور بقول راوی دیگر سفوف بیہوشی نے سے دماغ
میں پہونچایا کہ صاحبقران کو بیہوش کیا اور روشنی کو گل کرکے چادر عیاری میں پشتارہ صاحبقران
کا باندھ کر خیالی گرہ عیاری کی لگا کر پشتارہ دوش پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف جا کر خنجر
سے قنات چاک کرکے بارگاہ کے باہر آکر جو ساحر بیدار تھے ان پر سحر کرکے ان کو غافل کرکے
تخت سحر پر پشتارہ صاحبقران کا رکھکر تخت سحر کو بلند کرکے سوئے اشتیاق جادو وزیر دوم
شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا اثنائے راہ میں خیال کیا کہ اے مہتر شمس تو نے اسوقت وہ کار نمایان
کیا ہے کہ کوئی عیار مکار ایسا کار نمایان نہیں کرسکتا ہے مناسب یہ ہے کہ اسوقت جانب باغ مسکونہ
زہرائے سیمتن دختر اشتیاق جادو اپنی محبوبہ کے چلیں زمانہ صبح قریب ہے نظارہ اپنی
معشوقہ کا بھی کرو اور اس کار نمایان سے بھی اسے آگاہ کرو یہ خیال کرکے جانب باغ و سیرگاہ
وجائے مسکونہ زہرائے سیمتن بصد خوشی چلا بعد قطع راہ دور و دراز اسوقت باغ زہرائے
سیمتن میں پہونچا کہ صبح صادق کا زمانہ تھا دختر اشتیاق جادو بیدار ہو کر کنارہ نہر بیٹھی تھی کنیزیں
چند در چند بہرے ہاتھوں میں لیے پس پشت کھڑی تھیں وزیرزادی مذکورہ نے ارادہ آب
منجن وضو کا کیا تھا کہ یکایک مہتر شمس اس کے روبرو گیا اپنی معشوقہ خوبرو کو دیکھتے ہی
کثرت خوشی سے نہال ہو گیا اور حصول دولت دیدار یار سے مالا مال ہو گیا چونکہ یہ وزیرزادی مذکورہ
عیار و طرار تھا زہرائے سیمتن کو سلام کیا اس نے متحیر ہو کر پوچھا کہ اے مہتر شمس اسوقت
یہاں خلاف قاعدہ کیوں آئے ہو یہ پشتارہ کیسا لائے ہو آج تو بہ نسبت قبل زیادہ تر شادان و
خندان نظر آتے ہو کہو تو سہی کہ آج سبب زیادتی خوشی کا کیا ہے اور یہ پشتارہ کیسا ہے کہاں سے
آتے ہو کہاں گئے تھے عیار مذکور نے عرض کیا کہ اول تو اس مبتلائے دام عشق حضور نے روئے
زیبائے حضور کا نظارہ کیا ہے یہ باعث خوشی کا ہوا ہے دوسرے آپ کے والد نے مجھکو بحکم شاہ
طلسم زلزلہ برائے عیاری و گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا تھا یہ دلدادہ حضور اسوقت پہونچا کہ
طلسم کشا طاؤس جادو مالک دربند دوم طلسم زلزلہ کو قتل کر چکا تھا جنگ عظیم ہو چکی تھی اور

در بند دوم فتح ہو چکا تھا جشن فتح در بند مذکور ہو رہا تھا بزم عشرت میں عیار طلسم کشا نے بیٹھا کر
سگا رہا تھا اہل بزم بیٹھے ہوئے بعد خوشی و خرمی گانا اُس کا سن رہے تھے سماں بندھا ہوا تھا
طلسم کشا بھی درمیان بزم عیش میں بیٹھا ہوا تھا اسی حالت میں دلیرانہ یہ دیوانہ حضور روا نقل بزم عیش
مسطور ہوا کسی کو خبر نہوئی عیار طلسم کشا کہ جس کو اپنی عیاری کا بڑا دعوی ہے وہ بھی باخبر نہوا تا دوپہر
شب بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ جلسۂ عشرت برخاست ہوا اہل بزم تو جلسۂ عیش سے اٹھکر
اپنے اپنے خیمے میں برائے استراحت گئے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ بھی اپنی بارگاہ میں بالائے فرش چھپا
راحت و آرام پذیر ہوا اسوقت اس عاشق زار حضور نے روشنی کو گل کرکے لوح طلسمی طلسم کشا
کے گلے سے لیکر اُس کو بیہوش کیا اور چادر عیاری میں باندھ کر پشتارہ دوش پر رکھکر پس پشت
بارگاہ سے نکل کر بزور سحر ساحران محافظ کو جو بیدار تھے بیہوش و غافل کرکے تخت پر پشتارہ
رکھکر بیچون و خطر اسطرف آیا ہے جمال عدیم المثال حضور کو دیکھا ہے اب یہاں سے آپ اپنے
والد کی خدمت میں جاؤں گا لوح طلسمی مع طلسم کشا کے اُن کے حوالے کروں گا لایا خلعت و
انعام کثیر پاؤں گا شاہ طلسم زلزلہ بھی یقیناً ایسا انعام کثیر دے گا کہ کبھی کسی کارگذار کو شہنشاہ
ساحران نے دیا ہوگا نہ کسی ملازم نے پایا ہوگا اے محبوبہ من اگر غور کرو تو میں نے وہ کارنمایان
کیا ہے کہ آج تک کسی ساحر زبردست سے بھی نہوا تھا کسی ساحر نامی و نامور نے طلسم کشا کو اسیر
نہ کیا تھا بڑے بڑے ساحر اسی آرزو میں دنیا سے گئے دعوی گرفتاری طلسم کشا کر گئے تھے
آخر خود ہی قتیل ہوئے طلسم کشا کو اسیر نہ کر سکے زہرہ سیمتن نے مسکرا کر متحیر ہو کر کہا کہ
اے مہتر شمس واقعی تو نے کارنمایان کیا ہے ہم نے لوح طلسمی کے اوصاف بہت سنے ہیں
مگر کبھی لوح طلسمی کو دیکھا نہیں ہے پس ہم چاہتے ہیں کہ لوح کو دیکھیں اور طلسم کشا کو بھی دیکھیں
سنا ہے کہ بڑا شجاع و بہادر ہے مہتر شمس نے لوح طلسمی و طلسم کشا کے دکھانے میں تامل کیا اور
حیلہ و حوالہ کیا آخر معشوقہ کی ضد سے مجبور ہو کر عرض کیا کہ حضور یہاں سے بارہ دری میں تشریف
لے چلیے یہ محل لوح طلسمی و طلسم کشا کے دیکھنے کا نہیں ہے زہرہ سیمتن جلد مستعد ہو کر
کنارۂ نہر سے اٹھکر بارہ دری میں جاکر بالائے مسند زرین بیٹھی مہتر شمس کو اپنے روبرو
بٹھایا پھر کنیزوں سے کشتی شراب طلب کی کنیزوں نے فی الفور کشتی شراب کی مع شیشہ و ساغر
بلورین حاضر کی روبروئے دختر اشتفاق جادو رکھدی ہم جلیسان زہرہ سیمتن بھی یمین و یسار
اُس کے بیٹھیں جب کشتی مے سے زہرہ سیمتن کو ایک پیالہ اُس کی ساقی بنکر ساغر مے بھر کر
دے چکی اور وہ بادۂ گلنار پی چکی تو مہتر شمس سے دختر اشتفاق جادو نے کہا کہ اب وہ لوح طلسمی
ہمیں دکھاؤ اور اس پشتارے کو کھول کر طلسم کشا کو بھی دکھاؤ یہ دشمن ہمارے والد اور شہنشاہ
ساحران جہان ہو دشمن سخت جادو کا ہے ہم بھی اس سے بہادری پیش آئیں گے کیونکہ یہ دشمن
جان و ایمان ہے بربادی و تباہی طلسم زلزلہ کر رہا ہے مہتر شمس نے پہلے لوح طلسمی اُس کو دیکر
کہا کہ دیکھو اے جان جہان یہی لوح طلسمی ہے بانیان طلسم نے اسکو برائے فتح طلسم بنایا ہے
زہرہ سیمتن نے لوح کو دیکھکر اپنے پاس رکھکر کہا کہ پشتارہ کھول کر اب طلسم کشا کو بھی
دکھا اُس نے پشتارے کو وا کر کے طلسم کشا کو دکھایا زہرہ سیمتن دیکھتے ہی طلسم کشا
پر مائل و عاشق ہو کر دل میں خیال کرنے لگی کہ اگر مہتر شمس طلسم کشا کو یہاں سے لیجا کر

تو ہمارا طلسم کشا کو اسیر کرکے خدمت شاہ طلسم میں لیے جائے گا وہ یقیناً طلسم کشا کو قتل
یا اسیر کرے گا مناسب وقت یہ ہے کہ ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ طلسم کشا کی جان بچے اگرچہ
طلسم زلزلہ تباہ و برباد و فتح ہو جائے اور دین و ایمان آبائی بھی اپنا مبدل بدین اسلام
ہو جائے جان اپنی بیشک یا جائے لیکن معشوق سے دست بردار ہونا اختیار نہ کیا جائے یہ خیال
کرکے بعد فکر و غور مہر شمس کی ثنا کرکے کہا کہ تو نے عجب کار نمایاں کیا ہے دل ہمارا خوش
کیا ہے طلسم کشا کو اسیر کیا ہے لوح طلسمی لے کر آیا ہے ہم بھی اسوقت تجھکو شادمان کرتے ہیں اپنے
ہاتھ سے تجھکو جام شراب دیتے ہیں تو بھی کیا یاد کرے گا کہ ہمنے دست محبوب سے جام شراب
لے کر میخواری کی یہ رتبہ و مرتبہ پایا باعث فخر و افتخار ہوا مشتاق ہونا سرافرازی حاصل ہوئی
ادنی کو رتبہ اعلی نصیب ہوا یہ کہکر شیشہ کشتی شراب سے اٹھا کر جام بلوریں میں شراب بھر کر
سفوف بیہوشی کہ اپنے پاس رکھتی تھی اس کی نظر بچا کر جام شراب مذکور میں خوب ملا کر اپنے
دست نازک و حنائی سے ساغر پر از بادہ بیہوشی آمیز مذکور عیار مسطور کو دیا اس نے بصد
خوشی و رغبت لے کر اپنے مرتبے پر فخر کرکے شراب ناب سفوف بیہوشی آمیز پی بعد تھوڑی دیر کے
عیار مذکور کو گرمی معلوم ہوئی دماغ بادہ تند سے گرم ہوا گھبرا کر کہا کہ اے جان من اسوقت
مجھکو بہت گرمی معلوم ہوتی ہے سر کو گردش ہے نہیں معلوم کیا باعث ہے کہ اسقدر گرمی معلوم
ہوتی ہے اور سر کو گردش ہے زہرہ سیمتن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او بیوقوف سبب اس کا
یہ ہے کہ تو نے ہمارے ہاتھ سے جام لے کر شراب پی ہے اگر گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہے تو اٹھکر
تھوڑی دیر ٹہل ہوا سے سر دماغ کی کھا آب نہر سے منہ ہاتھ دھو یہ شکایت دفع ہو جائیگی
طبیعت اصلاح پر آ جائے گی مہر شمس یہ سنکے اٹھا اٹھتے ہی ایسی سر کو گردش ہوئی کہ پھرا کر
گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا زہرہ سیمتن نے خوش ہو کر حکم دیا کہ اس نابکار کو قید کرو یہ
ادنی ملازم و نمکخوار ہمارے والد نامدار کا ہو کر اپنے ادنی مرتبے پر نظر نہ کرکے ہمکو نظر بد سے
دیکھتا ہے عاشقی اپنی ظاہر کرتا ہے باعث ہماری ذلت و بدنامی کا ہوتا ہے ذرہ وصل آفتاب چاہتا ہے
سزائے سخت اس کو دینا ضرور ہے اگر اس نے عاشق ہونا اپنا مشہور کیا ہوگا جسطرح ابھی اس نے
ہمارے روبرو اور تم سب کے سامنے اظہار عشق کیا ہے تو رسوائی ہماری طلسم زلزلہ میں بہت
ہوگی کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ مہر شمس عیار دختر اشتفاق جادو وزیر شاہ طلسم زلزلہ پر فقط مائل ہے
وزیرزادی مذکور پاکدامن ہے اس کو اس کی طرف توجہ نہیں ہے بلکہ ہر ایک یہی خیال کرے گا
کہ عیار مذکور و دختر اشتفاق جادو دونوں عاشق و معشوق ہیں باہم لطف بوس و کنار
لیل و نہار اٹھاتے ہیں علاوہ بدنامی مذکور کے اس نے بخیال و بتمنائے حصول دولت دنیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو بے خطا و قصور بعیاری و
مکاری بیہوش کیا ہے پشتارہ اُن کا مع لوح طلسمی یہاں لایا ہے قبل اس کے اس نے ظاہر کیا ہے
کہ طلسم کشا کو والد شاہ طلسم زلزلہ کرکے خلعت و انعام لونگا پس ایسے ظالم کے ظلم کی سزا
یہی ہے کہ اس پر جفا کی جائے ہمجلیسان زہرہ سیمتن نے تقریر وزیرزادی مسطور کی
عالم غصہ میں سنکے باادب عرض کیا کہ حضور کو اسوقت مہر شمس پر عتاب ہے ہرچند کہ ارشاد
حضور کا درست و بجا ہے لیکن اس کا قید کرنا اور اس کو سزا دینا ہمارے نزدیک مناسب نہیں ہے

کیونکہ جب یہ خبر آپکے والد کو پہونچیگی تو وہ برہم ہونگے سبب قید کرنے کا دریافت کرینگے اسوقت اگر حال اس کی اظہار عاشقی کا بیان کیا جائیگا تو بھی باعث ذلت حضور ہوگا لہذا اس کو اسیر نکرکے تاکیداً فرما دیجیے کہ کبھی اظہار عاشقی نکرے زہرہ سیمتن نے جواب دیا کہ تمھاری گفتگو سے ہکو ایسا منظور ہے کہ اس کو زندہ ہی زمین میں زندہ درگور کرنے کا حکم دین نہ یہ زندہ رہیگا نہ اظہار اپنے عشق و عاشقی کا کریگا نہ کسی ذی عزت و ذی وقار پر ظلم کریگا پھر کنیزون سے کہا کہ ابھی ساحران دربان درباغ کو طلب کرکے کہو کہ اس نابکار کو ہمارے باغ کے صحن مین ایک گڑھا بصورت قبر کھود کر دفن کرو زندہ گڑھے مین ڈال کر زمین کو ہموار کردو اس نابکار کو خاک مین ملادو زندہ دفن کردو کنیزون نے حسب الحکم ساحرون سے جاکر کہا انھون نے حسب الحکم وزیرزادی مذکورہ کے عمل کیا باغ مین زمین کھود کر مہتر شمس کو زندہ زمین مین گاڑ دیا بعدہ زمین کو برابر کردیا جب عیار مذکور زندہ دفن کردیا گیا زہرہ سیمتن نے کنیزون وغیرہ سے کہا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرو ہنوز کنیزون نے ارادہ بندا بہر ہوشیار کرنیکا کیا تھا کہ یکایک بیہوشی ہوا سے سر سے دفع ہوئی صاحبقران کو ہوش آیا فی الفور اٹھکر جو بغور دیکھا تو اپنے تئین اپنی بارگاہ مین نپایا حیران ہوکر دل مین کہا کہ جائے تعجب ہے کہ ہم اپنی بارگاہ مین درمیان لشکر ساحران کے آرام پذیر ہوئے تھے اسوقت ہم اپنے تئین درمیان بارہ دری باغ کے پاتے ہین روبرو کچھ عورتین خوش رو دکھائی دیتی ہین شاید ہم خواب دیکھ رہے ہین ابھی صاحبقران بنظر حیرت بعد بیہوشی دفع ہونے کے ہوشیار ہوکر دیکھ رہے تھے اور دل مین خیال خواب کا کررہے تھے اور مجلسیان زہرہ سیمتن بجائے خود خیال کررہی تھین کہ ہماری وزیرزادی کو اسوقت غصہ بے وجہ نہین ہے غالبا صورت زیبائے طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو دیکھکر مائل ہوئی ہین اسی وجہ سے طلسم کشا کے دشمن کو زندہ زمین مین گڑوا دیا ہے کہ یکایک بایماے وزیرزادی مذکورہ ایک کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ یا صاحبقران کشورستان حیران و پریشان نہو جیے خواب کا خیال نہ فرمایئے جو کچھ آپ دیکھ رہے ہین حالت بیداری مین دیکھ رہے ہین آپکی بارگاہ سے آپ کو مہتر شمس عیار مکار اشفاق جادو وزیر خوش تدبیر شاہ طلسم زلزلہ بیہوش کرکے ہماری حضور وزیرزادی دختر نیک اختر اشفاق جادو کے پاس حسب اتفاق یہاں لایا تھا انھون نے آپکے حال پر رحم کرکے عیار مذکور پر غضبناک ہوکے ابھی اس کو اسی باغ مین زندہ دفن کرادیا ہے اگر آپ کو ہمارے قول کا اعتبار نہو تو ہماری بالکہ یہ وزیرزادی دختر اشفاق جادو بالاے مسند زرین تشریف رکھتی ہین ان سے دریافت کیجیے صاحبقران فریشان نے تقریر کنیز مذکور سنکے بنظر غور جانب وزیرزادی مذکورہ جو دیکھا تو اس کے حسن زاہد کش و عابد فریب پر مائل و عاشق ہوے کیونکہ وہ نازنین مہ جبین رشک پری حسن و جمال مین ایسی بے بدل تھی کہ مصداق مضامین این اشعار

سادی سادی وہ شکل وہ جوبن	حسن و خوبی مین لاجواب تھی وہ	فرد عالم مین انتخاب تھی وہ
شوخیان اس مین چھپین قیامت کی	بانکی بانکی ادا وہ بھولا پن	قہر چتون ادائین آفت کی
زلفین بکھری ہوئی چھٹین یون چہرہ	وصف کیا ہو رقم سراپا کا	آدمی تھی کہ نور کا پتلا
جس پہ قوس قزح بھی ہو قربان	ہون ہم آغوش جیسے شام و سحر	یون سمجھیے وہ ابر سے تابان
	تھی چھچھون وہ یون تو پیاری تھی	دل عاشق کو بین قاری تھی

آنکھ پھیرے تھی یون وہ ماہ منیر
گل نرگس حیا سے آنکھ چرائے
غنچۂ ناشگفتہ تھا وہ دہن
گل سوسن ہزار ہون تو نثار
اُس کے دانتون کی تھی چمک ایسی
جس سے ظاہر تھی صاف پان کی پیک
گورے گورے وہ ساعد سیمین
جس طرح دو حباب ہون یکجا
رانین دونون بھری بھری اُسکی
ہو خجل چرخ پہ مہ تابان
اودا رومال وہ گلو مین بندھا
وہ جوانی کا جوش اور وہ امنگ
پاسنجامہ گرنٹ کا گلنار
کس بناوٹ کا کس سجاوٹ کا
وہ زمردی اُس کی ناک مین کیل
جس پہ صدقے ہو چاند کا ہالا
نونگے بازوون پہ اور جوشن
طرفہ دکھلاتی تھین ادا بانکپن
الغرض جب لڑی نظر سے نظر

ہوے برگشتہ جس طرح تقدیر
پھول سے وہ عجب بھرے رخسار
چاہ غبغب تھا یا وہ چاہ ذقن
یہ ہویدا تھا غنچہ لب سے
دل عشاق پر گری بجلی
دست نازک حنا سے لالون لال
حسن و خوبی مین مثل جن کا نہین
پتلی پتلی وہ پیاری پیاری کمر
نرم چکنی سڈول آفت کی
جامہ زیبی مین بھی وہ ماہ منیر
گوری رنگت پہ خوب کھلتا تھا
خوش نما ٹھیک وہ کسی انگیا
گل لالہ سے بڑھ کے جسکی بہار
بجلیان کانون مین مرصع کار
خوشنمائی مین تھا نہ جسکا عدیل
پیاری پیاری گلے مین ہیکل تھی
دست نازک مین وہ کڑے کنگن
پاؤن مین جھانجھ جیسا گل اور جھیر
چل گئین برچھیان سے سینے پر

جلوۂ چشم مست دیکھ جو پائے
جس پہ بلبل ہزار جان سے نثار
لب نازک پہ وہ مسی کی بہار
باتین کرنے مین پھول ہین جھڑتے
گوری گردن کی جلد وہ باریک
آدمی کیا ملک کی ٹپکے رال
سینے پر وہ اُبھار جوبن کا
تھا نزاکت کا خاتمہ اُس پر
کف پا مین وہ نور جلوہ کنان
اپنا رکھتی نہ تھی جہان مین نظیر
زعفرانی دوپٹہ وہ خوش رنگ
چھوٹی چھوٹی پھنسی پھنسی انگیا
مانگ مین موتیون کا وہ چھپکا
ہیرے کے بالی پتون کی وہ بہار
طوق گردن مین اُسکے سونے کا
اور جڑاؤ نسب کی وہ تختی
چوڑیون کی وہ خوش نما بانکین
مردہ جس کی صدا سے جی اُٹھے
قریب تھا کہ وقت نظارہ جمال

وزیرزادی مذکورہ صاحبقران کشورستان کو غش آ جائے مگر ضبط کر کے اپنے تئین سنبھالا بعدہ اُس نازنین سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے دلربا و پری چہرہ تمنے ہمسے نیکی کی عیار تھا سے والد کا ہمکو بیماری بیہوش کر کے یہان لایا تھا تمنے اُس کے شرون سے ہمین بچایا قتل و اسیر ہونے سے ہمین محفوظ رکھا جان بخشی کی ہمسے عجب سلوک نیک کیا ہمنے بھی نقد دل تمکو دیدیا زہرہ سیمتن نے شرم سے سر جھکا کر نیچی نظر کر کے جواب دیا کہ ہان جو نیکی ہمسے ہو سکی ہمنے کی لیکن خوف یہ ہے کہ دیکھیے انجام اس نیکی کا کیا ہوتا ہے ہمارے والد اشفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلزلہ دیکھیے ہمسے کس طرح پیش آتے ہین قتل کرتے ہین یا اسیر کرتے ہین یہ کہکر کنیزون سے کشتی شراب طلب کی انھون نے جلد لا کر پیش کی زہرہ سیمتن نے مسند زرین پر صاحبقران کو بٹھا کر خود مسند سے علیحدہ کچھ ہٹ کر بیٹھنا چاہا امیر باتوقیر نے اُسکو اپنے برابر بٹھایا پھر ایک ہمجلیس زہرہ سیمتن نے ایک وزیرزادی مذکورہ سے شیشۂ مے سے جام بلورین مین شراب بھر کر صاحبقران ذیشان کے روبرو آ کر وہ جام پیش کیا اور کہا کہ آپ مہمان ہین ہمارے بلکہ مہمان نواز ہین لہذا اس جام سے مے نوش کیجیے اس ساغر کو جام محبت تصور کیجیے صاحبقران نے بادہ خواری سے انکار کیا سبب انکار بادہ کشی جو دریافت کیا گیا امیر باتوقیر نے جواب دیا کہ اول تو ہم اہل اسلام شراب نہین پیتے ہین عوض شراب عرق مقوی دماغ و قلب

بیٹھے ہیں دوسرے یہ کہ وزیرزادی ومالکہ تمھاری ہم مذہب نہیں ہیں اگر ہماری خوشی منظور ہو
تو دین اسلام اختیار کرکے عرق مفرح قلب واعضائے رئیسہ ہمیں اپنے ہاتھ سے جام بلوریں میں
دین آبائی مذہب کو ترک کریں کہ مذہب باطل ہے یہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے زہرہ سیمتن
نے مطیع دین اسلام ہوگئے وبقول راوی دیگر مسلمان ہوگئے عرق مقوی دماغ ومفرح قلب
طلب کرکے جام بلوریں میں بھر کے صاحبقران کو دیا امیر با توقیر نے بہت خوش ہوکے ساغر
مذکور اُس کے ہاتھ سے لیکر عرق مذکور الصدر بجائے شراب پیا پھر اپنے ہاتھ سے وہی عرق
ساغر میں شیشے سے بھر کر دختر اشفاق جادو کو دیا اُس نے بھی مثل شراب ناب وہی عرق
پیا اسی طرح دو دو جام طالب ومطلوب نے پیے بعد ازاں لوح طلسمی پر وہاں سے نکال کر
زہرہ سیمتن نے گلے میں صاحبقران کے ڈال کر کہا کہ میرا قصہ عجیب وغریب ہے
صاحبقران نے پوچھا کہ وہ قصہ عجیب وغریب کیا ہے بیان کرو اُس نے کہا کہ شب گذشتہ میں نے
عالم خواب میں ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس کو دیکھا تھا انھوں نے مجھسے مخاطب
ہوکر ارشاد کیا تھا کہ اے زہرہ سیمتن ہنگام صبح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو تیرے والد کا عیار بیہوش کرکے تیرے پاس لائیگا تجھے لازم ہے
کہ اُن سے بہ نیکی پیش آنا اور اُن کی ہدایت ورہنمائی سے دین اسلام اختیار کرنا کیونکہ تو
اُن کے عقد میں آئیگی یہ خواب دیکھکر آنکھ میری کھل گئی میں بیدار ہوکے حیران تھی کہ
یہ خواب کیسا دیکھا ہے اسی فکر میں نیند نہ آئی یہانتک کہ صبح ہوئی مہر شمس لقا یکایک تشریف
آپ کا لیے ہوئے آیا بعد دریافت معلوم ہوا کہ آپ ہی کو بیہوش کرکے لایا ہے اُس وقت
میں نے اپنے دل میں کہا کہ خواب میرا صادق تھا بس موافق ارشاد اُن بزرگ کے عمل کیا
بہ نیکی پیش آئی دین آبائی ترک کرکے داخل دین اسلام ہوئی حصول دولت دین اسلام سے
مالامال ہوئی مگر اب یہ اندیشہ قوی ہے کہ والد مجھسے ناراض ہوکے درپئے قتل وایذا رسانی
ہونگے یہ خبر اُن کو ضرور پہونچیگی صاحبقران کشورستان نے مسکراکر فرمایا کہ خواب
تمھارا سچا تھا جو کچھ تم نے زبانی اُن بزرگ کی سنا تھا اُس کا ظہور ہوا انشاء اللہ تعالی بعد فتح
طلسم زلزلہ صورت عقد بھی ظہور میں آئیگی یہ فرماکر خاموش ہوئے ہمجلیسان دختر
اشفاق جادو وغیرہ کنیزوں نے عرض کیا مبارک ہو کہ جو کچھ حضور نے عالم خواب میں
دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا وزیرزادی مذکور نے شرماکر جواب دیا کہ ہاں خواب ہمارا عجب
خواب تھا کہ صبح ہوتے ہی جو کچھ عالم خواب میں دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا ہمنے دین اسلام
اختیار کیا تم سب بھی مانند ہمارے دین اسلام اختیار کرو سب نے اپنی مالکہ کے حکم پر
عمل کیا صاحبقران تو بارہ دری باغ زہرہ سیمتن میں ہم پہلوئے دختر اشفاق
جادو بیٹھے ہوئے ہیں زہرہ سیمتن نے ارباب نشاط کو طلب کیا ہے ایک نازنین
خوش گلو روبرو حاضر ہوکر رقص ونغمہ کررہی ہے مبارکباد دیگی گا رہی ہے اور ایماے
زہرہ سیمتن سے سامان دعوت وضیافت صاحبقران ہورہا ہے اہل بزم خوش و
خرم بیٹھے ہوئے رقص ونغمہ میں بہ مذکورہ سے لطف زندگی اٹھا رہے ہیں مگر اب حال
اُن ساحروں کا لکھا جاتا ہے کہ جو میدان جنگ سے بھاگ کر سوئے شاہ طلسم روانہ ہوئے

جب وہ ساحران نابکار بعد قطع راہ دراز دردولت شاہ طلسم زلزلہ نالان وگریان پہونچے شاہ طلسم کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی متردد ہو کر اپنے روبرو سر دربار ان کو طلب کیا اور پوچھا کہ سبب تمہارے نالہ و فریاد کرنے کا کیا ہے ان سبھوں نے بعد سلام کرنے کے تمام حال قتل دربند دوم کا جو گذرا تھا عرض کیا شاہ طلسم کو صدمہ عظیم ہوا جملہ اہل دربار کو ملال ہوا ابھی سب کو رنج و تردد تھا کہ پھر چند ساحروں نے روبروے شاہ طلسم آکے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ و خداوند اسوقت لشکر طلسم کشا میں ایک تہلکہ برپا ہوا ہے ہر ایک لشکری آبدیدہ ہے چہرہ ہر ایک کا متغیر ہے شور نالہ و فریاد ہو رہا ہے دریافت جو کیا گیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو کوئی شخص بارگاہ سے عیاری بیہوش کر کے لے گیا ہے یہ خبر فرحت اثر سنکے شاہ طلسم خوش ہوا اشتقاق جادو وزیر دوم نے شادمان ہو کر شاہ طلسم سے عرض کیا کہ شہنشاہ کو مبارک ہو شاید طلسم کشا پر مہتر شمس عیار نے یہاں سے جاکر ایسی عیاری کی کہ اس کو بیہوش کر کے اور وہاں سے لے کر روانہ ہوا مگر ابھی تک یہاں نہیں آیا شاہ طلسم نے از حد خوش ہو کر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جا کر مہتر شمس کو ہمارے روبرو لاؤ خبرگیری اس کی ضرور ہے مبادا ساحران لشکر طلسم کشا بکوشش و تلاش اس کو گرفتار کر لیں لوح طلسمی و طلسم کشا کو اس سے چھین لیں اشتقاق جادو حسب الحکم براے جستجوے عیار خود تخت طاؤسی سحر پر بیٹھ کر سوے دربند دوم روانہ ہوا اثناے راہ میں ہر طرف دیکھتا جاتا تھا درمیان راہ کے اشتقاق جادو نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں نے اپنی دختر نیک اختر کو چند روز سے نہیں دیکھا ہے نہ کچھ اس کی حالت سے اطلاع ہوئی ہے نہیں معلوم طبیعت اس کی کیسی ہے ادھر آیا تو ہوں اس کو بھی دیکھتا ہوا براے تلاش مہتر شمس جاؤں یہ تجویز کر کے اپنے تخت سحر کو سوے باغ دختر مذکور بروے ہوا روان کیا بعد قطع راہ اندر باغ و بارہ دری کے آیا دیکھا کہ بزم عشرت آراستہ ہے پہلوے دختر میں طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے ایک نازنین مہ جبین خوش گلو و خوش رو یہ غزل بناز و ادا گا رہی ہے سب زن و مرد بیٹھے ہوے بصد خوشی سن رہے ہیں غزل

دل بیتاب پھر مصروف غزل خوانی ہے مستانہ	کہ ساغر ہے سبو ہے مستی میں ہو حق بے محابانہ
خود بخود ان پہ ہے اک ساقی قدرت کا پیمانہ	بھرا منہ تک بھرے ہیں اور لبالب جام و پیمانہ
ہے صرف اہتمام تشنہ کامان رحمت ساقی	مزین ہے تا کون سے ہے یکسر فرش میخانہ
گدایان در دولت کی پا اونچی نگاہیں ہیں	نگاہیں ٹھوکریں گردش ہوا ہے گھر شاہانہ
رسا ہے تا کہ پیر در بارگاہ کبریائی ہے	کبھی خالی نہیں جاتا ہے غوثا سے گدایانہ
تماشا کرتے ہیں ہم شاہد قدرت کے جلوہ کا	تصور سے ہمارا یہ دل ہے پری خانہ
مو دیا تنکوں کی بابا لگی ہے جبین لکھو	کہاں کا مطرب و ساقی کہاں کا جام و پیمانہ

بعض عورتیں تعریف مطربہ مذکورہ کر رہی ہیں سماں بندھا ہوا ہے بے خوف و خطر ہر ایک بیٹھا ہوا ہے یہ رنگ بزم دیکھ کر اشتقاق جادو کو بدرجہ تمام و بے حد غصہ آیا کثرت قہر و غضب سے جہان آنکھوں میں تیرہ و تاریک ہو گیا اسی اثنا میں زہرہ [illegible] نے اپنے باپ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی خوف کے مارے کانپنے لگی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا شادی و خوشی مبدل بفکر و تردد

کمال ہوئی یہانتک کہ خوف و رعب پدر سے خون خشک ہوگیا سکتا سا ہوگیا صاحبقران نے
اُس کا یہ حال دیکھکر پوچھا کہ اے نازنین خیر تو ہے مزاج کیسا ہے دفعتاً یہ حال کیون ہوا اُس نے
باشارہ کہا کہ یا صاحبقران غضب ہوگیا دیکھیے اپنی پس پشت ہمارے والد آگئے غالباً عالم
غصہ مین مجکو سزاے سخت دینگے عجب نہین کہ مار ڈالین کیونکہ صاحب غیرت و حیا ہین مین نے
آپکی محبت مین دین بھی دیا اب جان بھی جائیگی امیر با توقیر نے یہ تقریر اُسکی سنکے اپنی
پس پشت دیکھا مجلیسان زہرہ سیمتن و کنیزان نے بھی وزیر مذکور کی طرف دیکھا
دیکھتے ہی ہر ایک خوف سے تھرانے لگی چہرہ ہر ایک کا ڈر سے متغیر ہوگیا مطربہ مذکورہ خوف سے
اُٹھکر بھاگنے لگی کنیزین خوف و خطر سے چیخنے لگین بزم عیش درہم و برہم ہوئی اشفاق جادو
نے اُسی عالم غصہ مین بصداے سخت کہا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان او زہرہ سیمتن
غضب کیا تو نے کہ اپنے دامن عصمت مین دھبا بدنامی و آشنائی کا لگایا کچھ خیال اپنی عزت
اور ہماری لیاقت و حرمت کا نہ کیا بیخوف و خطر کوچہ یاری و آشنائی مین قدم رکھا نام بزرگان
ذی عزت کا خاک مین ملا دیا طلسم زلزلہ مین رسوا و بدنام کر دیا کاش کہ تو پیدا ہوتے ہی مرگئی
ہوتی کہ یہ ذلت و بدنامی نہوتی ہم تجکو ایسا بے غیرت و بیحیا ہرگز نجانتے تھے بلکہ بیشتر تیری
عصمت و عفت کی تعریف کرتے تھے افسوس ہزار افسوس کہ اب اس کے لائق نرہے کہ کسی کو
طلسم زلزلہ مین اپنا منھ دکھائین اور چار آنکھ کرکے بات کرین تو نے ہمارے اور شاہ طلسم کے
دشمن جان و ایمان سے دوستی و یاری و آشنائی پیدا کی ہے اپنے پہلو مین ایسے دشمن قوی کو بٹھایا
ہے بزم عشرت آراستہ کی ہے خیر دیکھ تو سہی کہ کس عذاب الیم سے تجکو ہلاک کرتا ہون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا بھی تیرے حال پر افسوس کرینگے بعد تیرے قتل و ہلاک کرنیکے خود بھی
خودکشی کرونگا زندہ نرہونگا صاحب عزت و حیا ہون بدنام ہوکر زندہ رہنا گوارہ نہ کرونگا
یہ کہکر عالم قہر و غضب مین مانند شعلہ جوالہ برائے قتل و ہلاکت دختر مذکور آگے بڑھا ادھر
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اٹھکر کہا کہ اے اشفاق جادو ذرا اپنے
ہوش و حواس مین آؤ عالم غصہ مین آمادہ قتل دختر نہو کلمات بیہودہ و نامناسب اُس کی
شان مین نہ کہو دختر تمھاری نہایت عفیفہ و سعیدہ ہے پاک دامن ہے صرف اس نے ہمارے ساتھ
یہ نیکی کی ہے کہ مہتر شمس عیار کے شر و فساد سے ہمین بچایا ہے بیشتارہ ہمارا اُس سے چھین کر
ہمین اپنے پاس بٹھایا ہے ہماری ہدایت و رہنمائی سے اس نے راہ حق کو دیکھا ہے دین اسلام
اختیار کیا ہے یہ ننگ خاندان نہین ہے فخر خاندان ہے تمکو بھی لازم ہے کہ اپنے دین باطل کو چھوڑ کر
دین حق یعنی دین اسلام کو اختیار کرو ذرا غور تو کرو کہ ہود مست جادو شاہ طلسم زلزلہ
کو تم اپنا خداوند جانتے ہو خداوند ایسا بھی عاجز ہوتا ہے کہ ہم طلسم زلزلہ اُس کا فتح کر رہے ہین
اور وہ کچھ قدرت اپنی نہین دکھاتا ہے ہمکو قتل و اسیر نہین کر سکتا ہے ہم سے ایسا ڈرتا ہے کہ سامنے
ہمارے نہین آتا ہے کہین چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہے پس ہرگز یہ شان خداوندی نہین ہے وہ ایک بادشاہ
بے دین ہے تمکو اور اہل طلسم زلزلہ کو گمراہ کرکے اپنے تئین خداوند کہلواتا ہے اور سجدہ کراتا ہے
آگاہ ہو کہ لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان
و ماہ و آفتاب و شجر و حجر جن و انس و طیور و وحوش وغیرہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے دریاؤن کو

جاری کیا ہی نباتات کو پیدا کیا ہی خیام افلاک کو بے ستون بلند کیا ہی ابر و برق و ملائکہ و جنت
و دوزخ کو پیدا کیا ہی اگر کوئی نظر معرفت سے دیکھے تو ہر ایک برگ و بار سے صنعت و قدرت
خدا وند عالم ظاہر ہو جائے انسان کو پروردگار عالم نے آنکھیں واسطے دیکھنے کے اور کان
واسطے سننے کے عقل واسطے سمجھنے کے دست و پا واسطے کام کرنے اور چلنے کے عطا کیے ہیں
تم بھی صاحب عقل و فہم ہو فکر و غور کرو عقل و فہم سے اپنے معبود حقیقی کو جانو گمراہی سے
باز آؤ راہ راست اختیار کرو اپنی وزارت اور چند روزہ کی دولت و حشمت پہ مغرور نہو
یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہیں جو پیدا ہوا ہی اُسے ایک روز مرنا دنیا سے سوے عدم
جانا بھی ضرور ہی خیال کرو کہ تمہارے آبا و اجداد اسوقت کہاں ہیں علاوہ اُن کے بڑے
بڑے سلاطین روزگار جو قبل اس زمانے کے تھے وہ اب کہاں ہیں زیر خاک نہاں ہو گئے
پیدا ہوے تھے جب حکم خدا ہوا دنیا سے سوے عدم چلے گئے ایک روز ایسا آنے والا ہی کہ
ہم اور تم اور جو فی زمانہ زندہ ہیں یہ بھی فنا ہو جائیں گے بجز ذات خدا کوئی باقی نہ رہیگا لہذا اپنے
اعمال کی درستی کرو راہ دین حق اختیار کرو سفر ملک عدم در پیش ہی زاد راہ مہیا کرلو اور اگر عالم
غصہ میں اپنی سحر و ساحری پر نازاں ہو کر ارادہ جنگ کروگے تو شکست پاؤگے ہمارے ہاتھ
سے قتل ہوگے دیکھو ہم صاحب لوح طلسمی ہیں ہمارے گلے میں یہ لوح طلسمی پڑی ہی یہ لوح طلسمی
رہنمائی کرتی ہی سحر ساحران کی باطل کنندہ ہی اسی لوح کی ہدایت سے ہم اس طلسم زلزلہ کو فتح
کرینگے اگر خدا نے چاہا تو شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ جملہ ساحرون کو تہ تیغ کرینگے کسی بیدین
کو زندہ نچھوڑینگے ہان وہی اشخاص جانبر ہونگے جو ہماری ہدایت سے دین اسلام اختیار
کرینگے زمانہ شکست طلسم زلزلہ قریب آگیا ہی دو در بند فتح ہو چکے ہین باقی ماندہ طلسم بھی
فتح ہو جائے گا تم ہم سے کیا لڑسکوگے اور ہمارے سامنے اپنی دختر کو کہ اُس نے ہم سے نیکی
کی ہی بدی پیش آسکوگے اشفاق جادو نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آپکے پاس
لوح طلسمی باطل السحر ہی اسوجہ سے جو چاہیے کہیے اگر لوح طلسمی آپکے گلے میں نہوتی تو جتنی
شجاعت و بہادری آپکی آپکے کام نہ آتی ایک ادنی سحر مین ہم آپکو اسیر کرلیتے روبرو
شاہ طلسم لے جاتے خلعت و انعام پاتے تمامی طلسم زلزلہ مین زیادہ تر نامور ہوتے صاحبقران
نے اُس کی تقریر سنکے جواب دیا کہ اے اشفاق جادو اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو سرتمہارا
ہمارا موجود ہی تن سے جدا کرلو یا ہمکو اسیر کرکے شاہ طلسم کے سامنے لیجاؤ خلعت و انعام
اُس سے پاؤ ہوس حصول مال دنیا کی یہی تدبیر ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کرو ہم شجاع و بہادر
ہین کچھ ضرورت لوح طلسمی کے یاوری کی ہمکو نہین ہی بات پر سر دیتے ہین ترقی شوکت دین اسلام
مین جان کے جانے کا اندیشہ نہین ہی اگر فکر ہی تو یہی ہی کہ بندگان خدا جو گمراہ ہین وہ راہ راست
پر آجائین اگر ہماری گرفتاری سے اور ہمارے قتل ہو جانے سے تمہارا نفع ہوتا ہو تو لو
یہ لوح طلسمی اپنے قبضے مین کرکے ہمین اسیر کرکے شاہ طلسم کے پاس لے چلو یہ کہکر لوح طلسمی
گلے سے اُتار کر سامنے اشفاق جادو کے ڈالدی بعدہ پھر اپنا سر جھکا کر فرمایا کہ آ ہتھکڑیان کو
طلب کرو کہ وہ آکر طوق و زنجیر وغیرہ مین ہمین اسیر کرین اشفاق جادو یہ تقریر و راستی و
شجاعت صاحبقران کی دیکھکر دنگ ہو گیا دل مین کہنے لگا کہ بمانند صاحبقران کے مصنف زمانہ

شاید ہی کوئی شخص نیک و صاحب ہمت و شجاعت ہو بیشک دین ان کا اچھا ہی اور ان کے ہدایت کرنے سے جو غور کیا تو ثابت ہوا کہ لائق سجدہ وہی ہی جو خالق زمین و آسمان و ما فیہا ہی لہذا ان کی اطاعت کرنا چاہیے اور راہ راست پر آنا چاہیے کوچہ گمراہی سے روگردان ہونا چاہیے واقعی دنیا چندروزہ ہی ہوس مال و متاع عبث ہی فقط خواہش دولت دین اسلام ضرور ہی یہ قول طلسم کشا بھی درست و بجا ہی کہ طلسم زلزلہ باقی ماندہ بھی جلد فتح ہو جائے گا شاہ طلسم زلزلہ مارا جائیگا جو دین اسلام قبول کرے گا اس کا انجام بخیر ہوگا یہ خیالات کرکے غصے کو دور کرکے لوح طلسمی کو اٹھا کر آگے بڑھکر گلے میں صاحبقران کے ڈال کر دست بستہ مؤدبانہ سوے قدم امیر با توقیر جھک کر گویا ہوا کہ میری زبان درازی کی خطا کو معاف کرکے اپنی رضا مندی ظاہر فرمائیے بالفعل مطیع دین اسلام ہوتا ہوں بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤنگا کیونکہ فی الحال آپ کی ہمراہی میں شاہ طلسم زلزلہ سے مقابلہ و مجادلہ کرنا ہی صاحبقران نے گفتگو اس کی سنکے سر اس کا اپنے سینے سے لگایا مطیع دین اسلام ہونے سے اس کے خوشی حاصل ہوئی زہرہ سیمتن وغیرہ جملہ عورتیں بھی شادمان ہوئیں خوف و خطر ہر ایک کے دل سے دور ہوا اشفاق جادو نے اپنی دختر کو بہ شفقت پدری سینے سے لگا کر کہا کہ اے نور نظر پارہ جگر تو خوشا بقدر تیرا کہ مشرف بہ دین اسلام ہوئی اور تیری ہی وجہ سے ہم بھی مطیع دین اسلام ہوے اگر تو مہتر شمس سے بہ اشارہ صاحبقران کشورستان کا چھین کر صاحبقران کے ساتھ بہ نیکی پیش نہ آتی لوح طلسمی حوالے کر کے دین اسلام قبول نکرتی تو ہم بھی دولت دین اسلام سے محروم رہتے یہ کہکر بمقام صدر صاحبقران کو بٹھایا مع دختر روبرو صاحبقران بیٹھکر گویا ہوا کہ آپ کی برکت قدم سے اس باغ میں بہار تازہ آئی بہتیرے گمراہ راہ پر آگئے از انجملہ ہم بھی مطیع دین اسلام ہوے دین آبائی سے منحرف ہوے ملازمت و وزارت سے دست بردار ہوے اب خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں جانا ہمیں منظور نہیں ہی جب تک مطیع دین اسلام نہوے تھے اس کے خیر خواہ تھے خداوند اپنا اس کو جانتے تھے اب ہم اس کے دشمن جانی ایمان ہیں ہر چند کہ خبر ہمارے مطیع دین اسلام ہونے کی پوشیدہ نرہیگی اور وہ بہت غضبناک ہو کر دشمن جان ہمارا ہو جائیگا مگر ہمکو اس کے دشمن ہو جانے سے کچھ خوف نہیں ہی اگر زندگی ہماری ہی تو وہ ہمیں قتل و ہلاک نہیں کر سکتا اگر ہماری عمر آخر ہوئی ہی اور اس کے ہاتھ سے ہماری قضا ہی تو بجز خداوند عالم کوئی ہمکو اس کے ہاتھ سے بچا نہیں سکتا ہی یہ کہکے خاموش ہوا صاحبقران کشورستان نے زہرہ سیمتن و اشفاق جادو سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہمکو رخصت کرو اہل لشکر ہماری جستجو میں پریشان خاطر ہونگے لشکر میں ایک تہلکہ پڑا ہوگا ہر ایک کو تردد و اندیشہ ہوگا خصوصا ہمارے میرا ور وفادار خواجہ طیفور گرد پا کو سخت تشویش ہوگی زیادہ تر ان کو ہماری تلاش و جستجو ہوگی بحرین جادو و ملکہ دیدبہ سحر شعار جادو و حنظل جادو وغیرہ ساحران نامی بھی بہت پریشان خاطر ہونگے خود بھی دور دور تک ہماری تلاش میں گئے ہونگے ساحروں کو بھی براے جستجو روانہ کیا ہوگا بالفعل ہمارا لشکر میں جانا مناسب ہی انشاء اللہ تعالی بہنگام اطمینان یہاں پھر آئیں گے زہرہ سیمتن نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اشفاق جادو نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں آپ کو روکنا

خلاف عقل وخیر خواہی ہے اچھا آپ اپنے لشکر کی طرف تشریف لے چلیں ہم بھی آپ کے ہمراہ آپ کے لشکر میں چلتے ہیں جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہیں تنہا آپ کو جانے نہ دیں گے آپ کے دشمن ہزارہا ساحر ہیں خاص کر شاہ طلسم آپ کا عدوے جان ہے پس کلے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد ایک مرکب زین ولگام سے آراستہ کرکے لاؤ ساحران مطیع حسب الحکم گئے بعد تھوڑی دیر کے گھوڑا عربی نہایت تیز رو لے کر حاضر ہوئے اشفاق جادو نے بہت سے ساحروں کو گرد باغ برائے حفاظت ونگہبانی اپنی دختر کے معین ومقرر کرکے دختر سے رخصت ہوکے صاحبقران کشورستان سے ملتمس ہوا کہ مرکب برائے سواری جو ہمنے طلب کیا تھا ساحران مطیع وفرمانبردار لے آئے ہیں در باغ پر وہ مرکب ایستادہ ہے اگر دل چاہے تو گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلیے اور اگر منظور طبع عالی ہو تو تخت سحر پر بیٹھکر تشریف لے چلیے صاحبقران ذیشان نے جواب دیا کہ سواری مرکب خوب ہے یہ فرماکے مسند زرین سے اٹھکر مکرر زہرہ مشتری جبین سے رخصت ہوکر کلمات تسلی وتشفی آمیز زبان پر جاری کرکے وعدہ آنیکا کرکے بارہ دری سے در باغ پر آکر مرکب مذکور پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی چلے اشفاق جادو تخت سحر پر سوار ہوکر چند ساحروں کے ہمراہ روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال اہل لشکر کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب شب گذر کر سحر ہوئی اور صاحبقران کشورستان حسب دستور برائے ادائے نماز سحر بیدار ہوکر بیرون بارگاہ تشریف نہ لائے خواجہ طیفور گردپا کو تردد ہوا بیتابانہ بارگاہ میں جاکر جو دیکھا تو بالائے فرش خواب صاحبقران کشورستان کو نہ پایا زمین پر نشان پائے عیار پاکر بیرون بارگاہ ملول وغمگین آکر ساحران نامی سے کہا کہ غضب ہوا کوئی عیار نابکار صاحبقران کو بارگاہ سے لے گیا افسوس کسی کو عیار مذکور کے آنے کی اور صاحبقران کو لے جانے کی مطلق خبر نہوئی ہم بھی بیخوف وخطر در بارگاہ پر بیٹھے رہے اندر بارگاہ کے نہیں گئے عیار نابکار قابو پاکر صاحبقران کشورستان کو لے گیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ برائے تلاش صاحبقران جاؤ ہم بھی جستجو سے امیر باتوقیر کریں شاید کچھ حال اُن کا دریافت ہو جب یہ خبر ملال اثر خواجہ طیفور گردپا سے ساحران مذکور نے سنی سب کو صدمہ وملال ہوا کوئی آبدیدہ ہوا کسی نے آہ سرد کی کسی ساحر خیرخواہ نے فریاد وفغان کی غرضکہ اسی طرح ہر ایک ساحر غمگین ہوا لشکر میں تہلکہ پڑ گیا ساحران نامی ونامور مختلف خیالات کرنے لگے کسی نے کہا کہ عیار نابکار کا یہ کام نہیں کہ درمیان میں لشکر ساحران کے آکر داخل بارگاہ ہوکر صاحبقران کو بیہوش کرکے پشتارہ اُن کا اپنے دوش پر رکھکر لشکر کے درمیان سے نکل جائے اور کوئی اُس کو نہ دیکھے خصوصاً وہ ساحر جو ہنگام شب گرد بارگاہ ولشکر پھرتے رہتے تھے یقیناً کوئی ساحر اُن کو لے گیا ہے ہم سب دن کو میدان جنگ میں لڑتے تھے شب کو بزم عشرت میں بیٹھے رہتے تھے چونکہ نہایت خستہ وماندہ تھے فرش خواب پر جاکر ایسے غافل سوئے کہ کچھ بھی خبر نہ رہی مطلق ہوش نہ رہا اگر غافل سوئے نہوتے تو کیا مجال تھی کسی ادنی ساحر کی کہ وہ لشکر کے درمیان سے صاحبقران کو لے جاتا کوئی گمان کرتا تھا کہ یہ کام کسی ادنی ساحر کا نہیں ہے خود شاہ طلسم آیا ہوگا بلندی سے اُس نے ایسا سحر کیا ہوگا کہ ہم سب بیہوش وغافل ہوگئے ہونگے پھر وہ باطمینان تمام بارگاہ میں جاکر صاحبقران کو اٹھا کر لوح کو لیکے قبضے میں

کر کے لے گیا ہوگا کوئی ساحر نامی کہنے لگا کہ یہ خیال تمھارا خام ہی شاہ طلسم ہرگز نہ آیا ہوگا
یہاں اُس نے کسی عیار مکار یا کسی ساحر کو بھیجا ہوگا وہ صاحبقران کو لے گیا بحرین جادو
کہتا تھا کہ یقینا صاحبقران کو کوئی عیار بعیاری لے گیا ہی خواجہ طیفور گردیا سچ کہتے ہیں قول
خواجہ صحیح ہی ان کو نشان پاے عیار کی شناخت ہی کیونکہ یہ خود بھی عیار نامی و نامور بیمثل و
بے نظیر ہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کہتی تھیں کہ اس تقریر
و خیالات مختلف سے کیا فائدہ ہی یہ تو ظاہر ہی کہ کوئی صاحبقران کو ضرور لے گیا ہی اب
ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ جو صاحبقران کو لے گیا ہی حال اُس کا معلوم ہو جاے یا یہ ثابت
ہو جائے کہ کس جانب لے گیا ہی کہاں لے جا کر اُس نے اُن کو اسیر کیا ہی تاکہ وہاں جا کر پھر
صاحبقران کو رہا کریں پھر فکر حصول لوح طلسمی کریں اب نہیں معلوم لوح طلسمی کس کے
قبضے میں ہی دیکھیے لوح دوبارہ بھی دستیاب ہوتی ہی یا نہیں حتی الامکان لوح طلسمی کی بھی
تلاش کی جائے کی جہاں کہیں جس کے پاس ہوگی وہاں سے لانے کی فکر کی جائے سب نے
کہا کہ اے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و اے ملکہ بہار گل پوش جادو ہمیں تو رائے
آپ کی بہت پسند آئی ہی اب تاخیر و تامل نہ کرنا چاہیے براے تلاش صاحبقران یہاں سے
ہر طرف ساحروں کو روانہ کرنا چاہیے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اگر تم سب کو
ہماری راے سے اتفاق ہی تو بلا تامل براے جستجوے صاحبقران یہاں سے چلنا چاہیے
یہ کہ کر ایک سمت مع ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تخت سحر پر سوار
ہو کر اکثر ساحروں کو بھی اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوے ایک جانب بحرین جادو و قہر رنگ
جادو مع جمعیت ساحران براے جستجوے صاحبقران روانہ ہوے ایک طرف مغل جادو
و اورنگ جادو مع جماعت کثیر ساحران سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر تلاش امیر با توقیر میں
نکلے ایک طرف خواجہ طیفور گردیا بصورت مبدل بیتابانہ بہر تلاش امیر کشور گیر رہ نورد ہوے
ساحران لشکری کہ مطیع دین اسلام تھے دست دعا سوے فلک بلند کر کے اس طرح دعا
بگریہ و زاری درگاہ جناب باری میں کرنے لگے کہ اے جامع المتفرقین و اے خالق آسمان و
زمین تو قادر و توانا ہی ہر کار دشوار و مشکل تیرے آگے سہل و آسان ہی جلد تر اپنی قدرت کاملہ
سے حاجت ہماری بر لا صاحبقران کشورستان سے ہمیں ملا ہم سب کے حال پر رحم کر ہماری
دعا قبول کر الٰہی ہم مطیع دین اسلام ہوے ہیں ہماری حاجت مذکور کو بر لا کر ہمارے اعتقاد
کو قوی کر لشکر میں تو اکثر ساحر دست بدعا ہیں بعضے آبدیدہ ہیں کچھ ساحر تنگ دل ہیں ارادہ
لشکر سے نکل جانے کا کر رہے ہیں کچھ ساحران کو روک کر کہہ رہے ہیں کہ کہاں جانے کا سامان
کر رہے ہو کیوں لشکر سے چلے جاتے ہو صاحبقران کے جدا ہو جانے سے کیوں بیدل ہو
خدا سے امیدوار ساعت رہائی رہو اُس سے نا امید نہ ہو یاد رکھو کہ یہ طلسم زلزلہ ضرور فتح ہوگا
امیر با توقیر ہی اس طلسم کو فتح کریں گے کوئی اُن کو فضل خدا سے فی الحال قتل نہیں کر سکتا
ہزاروں اسیر کیا ہی ساحر تمھارے سامنے ساحران نامی و نامور مع جمعیت ساحران ہمراہ لے
جستجوے صاحبقران سے گئے ہیں خواجہ بھی ایک طرف روانہ ہوے ہیں ضرور ہی کہ کسی کو کچھ
حال صاحبقران معلوم ہوگا خواجہ طیفور گردیا سے بیان کیا جاے کہ وہ جس طرح ممکن ہوگا

بعیاری و مکاری و تدبیر صاحبقران کو قید سے رہا کرینگے چند ہی روز مین امیر با توقیر
داخل لشکر ہو جائینگے وہ جواب دیتے تھے کہ اب صاحبقران کا لشکر مین آنا دشوار ہے
نہیں معلوم اُن کو کون لے گیا ہے کس جگہ قید کیا ہے وہان تک ساحران نامی و نامور ہند کو رکا
پہونچنا امیر با توقیر کا رہا کرکے لشکر مین لاتا بسا دشوار ہے ہین جب آتا طلسم کشا کا مشکل ہے تو ہمارا
لشکر مین رہنا بھی بیکار و فضول ہے لشکر بے سردار کے حریف سے کیا لڑے گا خیر تمہارے
کہنے سے دو تین روز تک انتظار تشریف آوری طلسم کشا کرینگے بعدہ لشکر سے چلے جائینگے
مگر خواجہ طیفور گر دیا جو سوے باغ زہرہ سیمتن فال مانند خواجہ عمرو ادلی دیکھکر
روانہ ہوئے تھے قطع راہ کرتے ہوئے پاے شاطری مارتے ہوئے ہر طرف دیکھتے ہوئے
دعا پروردگار عالم سے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین دل مین اپنے یہی خیال کرتے جاتے تھے
کہ اے خواجہ اول تو خداوند کریم ایسا کرے کہ خود ہی صاحبقران کشورستان تشریف لاکر
لشکر مین داخل ہون اور اگر وہ نہ آئین تو اُن کا حال بھی معلوم ہو جائے اگر کسی دشمن سے لے
اُن کو دریا مین لے جاکر اسیر کیا ہے بشرطیکہ معلوم ہو جائے مین تہ امواج مین گھس کر اُن کے
دشمن کو قتل کرکے قید سے اُن کو رہا کرونگا اور اگر کسی عدو نے زیر زمین اُن کو لے جاکر قید
کیا ہے تو وہان بھی اپنے تئین کسی تدبیر سے پہونچاؤنگا اگر قلعہ آتش مین اُن کو لے جاکر بند
کیا ہے تو وہان بھی بعیاری و مکاری و بد دایہ دباری اپنے تئین پہونچا کر اُن کو قید سے
رہا کرونگا اگر کسی عدو نے ہمارے برادر و آقا کو مابین زمین و آسمان لے جاکر بروے ہوا
قید کیا ہے تو بھی کسی فکر و تدبیر سے وہان تک پہونچونگا اور اپنے آقاے نامور کو قید سے
رہا کرکے اُس نابکار کو اس طرح قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اُس کے حال زار پر نالہ و فغان
کرینگے مگر مجھکو ذرا بھی رحم نہ آئیگا خواجہ طیفور گر دیا یہ باتین اپنے دل مین کرتے ہوئے
بیتاب و بیقرار ہو گلین و بیمار دیکھتے ہوئے جستجو کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے
سے صاحبقران کو گھوڑے پر بصد خوشی سوار آتے دیکھا دیکھتے ہی شادان ہوکر دوڑکر
قدم صاحبقران سے لپٹ گئے امیر با توقیر نے نہ پہچان کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے
کس درد مین مبتلا ہے کیون آبدیدہ ہے کیا حاجت رکھتا ہے بیان کر خواجہ نے عرض کیا کہ آپنے اس
اپنے خادم قدیم کو نہ پہچانا فدوی طیفور گر دیا ہے آپ کی جدائی سے بیتاب و بیقرار تھا واسطے آپکی
جستجو کے لشکر سے ادھر آیا تھا الحمد للہ کہ در مراد ہاتھ آیا آپ کو صحیح و سلامت پایا یہ تو فرمایئے کہ
آپ کو کون شخص بارگاہ سے لے گیا تھا پھر آپ کا اس طرف تشریف لانا کس طرح ہوا آپ کے لشکر
مین نہونے سے سپاہ ساحران مین ایک تہلکہ پڑا ہے اکثر ساحران نامی بھی مع جمعیت ساحران
واسطے آپکی تلاش کے لشکر سے گئے ہین صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ تم اسوقت اپنی
شکل ایسی تبدیل کیے ہوئے تھے کہ ہمنے تمکو مطلق نہ پہچانا یہ کہکر تمام حال اپنا جو گذرا تھا بیان کیا
خواجہ تمام حال سنکے بہت خوش ہوئے اشفاق جادو جو بالاے تخت سحر بیٹھا ہوا ساتھ
ساتھ امیر با توقیر کے بروے ہوا آتا تھا خواجہ کو ہمراہ رکاب صاحبقران دیکھکر متردد ہوکر
بلندی سے جانب پستی آکر مستفسر ہوا کہ یہ شخص کون ہے آپ کا دوست ہے یا دشمن ہے صاحبقران
نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے اشفاق جادو آگاہ ہو کہ یہ ہمارے برادر وفادار بے نظیر عیار

خواجہ طیفور گردیا ہین بصورت مبدل پریشان خاطر ہوکر واسطے ہماری تلاش کے اسطرف آئے تھے یہین دیکھکر خوش ہوے ہین حال دریافت کرکے تمھارے دیکھنے کے مشتاق تھے تمھارے مطیع دین اسلام و شریک ہونے سے خوش تھے ان سے ملو یہ سنکے بصد اشتیاق اشفاق جادو خواجہ سے ملا بعدہ کہنے لگا کہ صورت اصلی دیکھنے کا اشتیاق ہے تعریف سُنی تھی دیکھا نہ تھا اسوقت دیکھا آرزوے دلی برآئی خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی اشفاق جادو شکل اصلی دیکھکر شادمان ہوا پھر ہمراہ صاحبقران و خواجہ روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز اسوقت لشکر مین داخل ہوے کہ سحرین جادو و نیرنگ جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ تلاش صاحبقران مین دور دور جاکر کہین سراغ نہ پاکر مجبور ہوکر لشکر مین آچکے تھے صاحبقران کے تشریف لانے سے جملہ ساحران اعلی ادنی کو ازحد خوشی ہوئی نقارہ ہاے خوشی و شادمانی لشکر مین بجائے گئے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ کی گئی تمامی ساحران یمین و یسار روبروے امیر باتوقیر بزم عیش و عشرت مین بیٹھے اور تشریف آوری صاحبقران کا جشن ہونے لگا ارباب نشاط مع اپنے سازندون کے حاضر ہوے مبارکباد گانے لگے اہل بزم ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے رنج دور ہوا خوشی کا ظہور ہوا ہر ایک ساحر نامی اشفاق جادو کے مطیع دین اسلام ہوکر شریک ہونے سے خوش ہوا تمام حال جو گذرا تھا صاحبقران سے سنکے مسرور ہوا علین جشن مین حسب الطلب ساقیان گلرخسار وہی کشتی شراب مع شیشہ و ساغر جو اہل اسلام شراب پیتے ہین لیکر حاضر ہوے دور جام مئے گلگون دست مین آیا بعد میکشی پھر سب متوجہ جانب ارباب نشاط ہوے رقص و نغمہ اُن کا دیکھنے سننے لگے ازانجملہ ارباب نشاط سے ایک مطربہ خوش گلو خوش رو گل پیرہن نازک بدن نے یہ غزل آغاز کی غزل

اُس غیرت قمر کو جو پہلو مین پائے دل	سینے مین پھر خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بندے پہ اُس صنم کو جو آتا نہین ہے رحم	کیا سنگ رکھدیا ہے خدا نے بجائے دل
نالہ بھی لب پہ آ نہین سکتا ہے ضعف سے	فرقت مین ہاے ٹوٹ گیا کیا عصائے دل
کیا جانئے کون لے گیا یارو کہان گیا	کیا پوچھتے ہو مجھسے بھلا ماجرائے دل
رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا...	قابل یہی تھا اسی کے یہی ہے سزائے دل
یارون کے طعن و طعنۂ اغیار بھی سُنے	کیا کیا مصیبتین نہ اٹھائین برائے دل
دیتا ہون اب تو بوسۂ عناب سرخ لب	دیدیجیے کہ ہو کہین حاصل شفائے دل
کچھ کر سکے نہ رعب سے اُس شاہ حسن کے	دل ہی مین رہ گئے مرے سب مدعائے دل
خون جگر فراق مین کیونکر پئین نہ ہم	کھانے کے واسطے ہی غم جانان غذائے دل
کس درجے جل رہا ہون تپ ہجر یار سے	پہلو مین پھر آگ لگی ہے جلائے دل

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا بصد خوشی سننے لگے تھا اُس مطربہ کے گانے کی کہنے لگے وہ روز و شب اسی طرح نازنینان خوب رو اپنے رقص و نغمے سے قلوب اہل بزم کو شادمان کرتی رہین یہان تو جشن ہوا کیا لیکن جب اشفاق جادو کے آنے مین آٹھ پہر کا زمانہ گذرا شاہ طلسم زلزلہ کو تردد ہوا اہل دربار سے کہا نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا وزیر خوش تدبیر جو براے دریافت حال اپنے نیابت مہتر تمسی کے گیا تھا ابھی تک نہین آیا

اہل دربار سے بعض ساحرون نے دست بستہ عرض کیا کہ مہتر شمس عیار جو واسطے
گرفتاری طلسم کشا کے گیا تھا شاید ابھی تک اُس نے عیاری نہ کی ہوگی صاحبقران پر
قابو نہ پایا ہوگا فکر عیاری و گرفتاری مین ہوگا اشتفاق جادو اُس کا معین و مددگار ہوکر
پوشیدہ طور سے ہمراہ اُس کے ہوگا اسی وجہ سے دستور دوم حضور کی خدمت مین نہین آئے
ہین سخنگان یہ تقریر اُن ساحرون کی سنکے بے اختیار مسکرایا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا
کہ ملک جی اسوقت بے محل مسکرانے کا سبب کیا ہے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ خداوند سبب
میرے ہنسنے کا دریافت نکرین بیشتر مین گفتگوے اہل دربار سنکے ہنستا ہون زندہ دل ہون
حتی الامکان اپنے دل کو خوش رکھتا ہون شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے سخنگان سبب
اپنے بے محل سر دربار ہنسنے کا جلد بیان کرو ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا تم ہمارے دربار
مین بے ادبانہ ہنستے ہو اپنی شوخی سے باز نہین آتے ہو اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ مین سمجھکر
ہنسا ہون اگر اُسے بیان کرونگا تو شہنشاہ کو یقین نہوگا بلکہ ملال ہوگا مجھپر عتاب ہوگا بہتر
یہی ہے کہ باعث مسکرانے کا مجھسے دریافت نکیا جاتے جو سبب تاخیر اشتفاق جادو کے آنیکا
ہے وہ خود ہی حضور پر ظاہر ہوجائیگا مشہور ہے کوئی اچھی بری بات چھپی نہین رہتی ہے
ظاہر و آشکار ہو ہی جاتی ہے شاہ طلسم نے برہم ہوکر کہا کہ کیون ملک جی کیا سامنے ہمارے
بیان نکروگے سخنگان نے آثار غضب چہرے پر پاکر عرض کیا کہ اے خداوند مجکو عقل سے
ایسا دریافت ہوتا ہے کہ مہتر شمس پر ضرور کوئی آفت آئی یا اسیر ہوا یا قتل ہوگیا اور
اشتفاق جادو کے بارے مین بھی طرح طرح کے خیال ہین وہ بھی کسی سبب سے اب تک
نہین آئے ہین دیکھیے آتے بھی ہین یا نہین شاہ طلسم نے کہا کہ ملک جی یہ کیا کہا کہ دیکھیے
آتے بھی ہین یا نہین سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ اُن کے یہان آنے مین
مجھے تردد ہے وہ یہان سے جاکر کہین رہ گئے خواجہ طیفور گرد یا لشکر مین موجود ہون مجھے
عجب نہین کہ خواجہ نے اشتفاق جادو کو موافق اپنی عادت کے شفقت و عنایت کی ہو
نمک سرکاری کا ذائقہ اُنھین چکھایا ہو ابھی سخنگان یہ کہہ رہا تھا شاہ طلسم سن رہا تھا کہ
یکایک کئی ساحر گھبرائے ہوے نہایت پریشان خاطر افتان و خیزان سامنے شاہ طلسم
کے آئے شاہ طلسم کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ غضب ہوا جو نہ ہونا
مناسب تھا وہ ہوا ان نمک حرامون کو جو امید نہ تھی اُس کا ظہور ہوا شاہ مذکور نے پوچھا کہ
خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوے کیون آئے ہو چہرے تمھارے متغیر کیون ہین کون امر
تازہ خلاف تمھاری امید کے ہوا کیا واقعہ پیش آیا ہے صاف صاف بیان کرو انھون نے
عرض کیا کہ اے خداوند حسب الحکم حضور یا وزیر دوم حضور مہتر شمس عیار نے یہان سے
جاکر بعیاری و ہوشیاری بارگاہ مین داخل ہوکر طلسم کشا کو بیہوش کرکے پشتارہ اُس کا
تخت پر رکھکر لشکر طلسم کشا سے نکل کر ارادہ اس طرف آنے کا کیا تھا مگر اثناے راہ سے
یہ بدی مقدر کچھ خیال کرکے زہرہ سیمتن دختر اشتفاق جادو وزیر دوم حضور کے پاس
جاکر داخل باغ زہرہ سیمتن ہوا دختر وزیر موصوف نے حال پشتارہ دریافت کیا
اُس نے تمام حال گرفتار کرلانے طلسم کشا کا بیان کیا تھا زہرہ سیمتن نے شراب پلاکر

مہر شمس عیار کو بیہوش کرکے زندہ اپنے باغ کے صحن میں دفن کرا دیا پھر طلسم کشا کو دیکھ کر اُس سے
ہمسخن ہو کر اُس پر مائل ہو کر لوح طلسمی اُس کو دے کر بزم عیش آراستہ کرکے طلسم کشا کو اپنے پہلو میں
بٹھایا تھا اور دین اسلام اختیار کیا تھا ہنوز طلسم کشا پہلو سے زہرا سیمتن میں درمیان اُن
بزم عشرت بیٹھا ہوا تھا کہ اشفاق جادو برائے تلاش مہر شمس اپنے عیار کے جو گئے تھے
حسب اتفاق اپنی دختر کے باغ میں بھی گئے وہاں سے دختر میں طلسم کشا کو دیکھ کر سخت برہم
ہو کر واسطے اُس کے قتل کرنے کے کلمات درشت کہہ کر بڑھے تھے اس اثنا میں طلسم کشا نے
تا دیر کچھ ایسی تقریر ہدایت آمیز کی کہ اشفاق جادو مطیع دین اسلام ہو کر شریک طلسم کشا ہو گیا بعدہ
ہمراہ طلسم کشا روانہ ہوا ہے چونکہ ہم خیر خواہ خداوند ہیں اگرچہ در باغ مہر سیمتن کے نگہبان
و دربان ہیں اس حال سے باخبر ہو کے برائے خبر رسانی روبروے حضور آئے ہیں شاہ مذکور
نے اُن کو بعوض خیر خواہی و خبر رسانی انعام دے کر کہا کہ جاؤ ساحران مذکور تو دربار سے
چلے گئے لیکن شاہ طلسم کو اس خبر کے سننے سے سخت رنج ہوا آخر آہ سرد دل پر درد سے کر کے
اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ شریک وقت بد کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے خصوصاً نمک حرام ملازم اپنے
مالک و آقا سے روگردان ہوتا ہے فی الحال جو دست طلسم کشا سے طلسم ہمارا تباہ و برباد و فتح
ہو رہا ہے تو جو نمک حرام ہیں وہ ہم سے منحرف ہو کر نمک حرامی و بدخواہی پر ہمارے کمر باندھے ہیں شریک
طلسم کشا ہو رہے ہیں اور جو نمک حلال و خیر خواہ ہیں وہ دست طلسم کشا سے قتل و ہلاک
ہو رہے ہیں پہلے ملکہ ودیعہ جہر ساز جادو و جمہر جادو و بہار گل پوش جادو ہم سے منحرف
ہو کے ہمارے بدخواہ ہو کر طلسم زلزلے سے جا کر شریک طلسم کشا ہوئیں آفاق جادو و گوہر جادو
نمک اس کو اور اُس کے عیار کو لے گئیں یہاں تک کہ آفاق جادو نے بھی اطاعت طلسم کشا اختیار
کی گوہر جادو نمک حلال و خیر خواہ دست طلسم کشا سے مارا گیا تیغۂ فنا و لوح طلسمی طلسم کشا کو
دستیاب ہوئی مصقل جادو نابکار نے بھی اطاعت صاحبقران کی منظور کی طاوس جادو مالک
دربند دوم کہ خیر خواہ قدیم تھا دست طلسم کشا سے قتل ہو گیا فی الحال زہرا سیمتن اور
اشفاق جادو نے بھی اطاعت و ملت طلسم کشا اختیار کی ہے افسوس کہ جن کو ہم اپنا بندہ و خیر خواہ
جانتے تھے اس ہمارے وقت بد میں ہمارا ساتھ چھوڑ کر ہم سے بغاوت اختیار کر رہے ہیں خیر ہے تو
ہم کو یقین ہے کہ دن ہمارے سخت ہیں اجل عنقریب آ پہنچا ہے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا دست طلسم کشا
سے ٹوٹ جائے گا ہم بھی دست صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں گے مگر ہم اپنے ملازم بدخواہوں کو
اُن کی بغاوت کی سزا اُن کو دے کر سر میدان جنگ اُن کو قتل کر کے اپنی جان دیں گے بعد
اپنے دنیا میں اُن کو بہر عیش و راحت چھوڑ کر نہ جائیں گے نمک حراموں کو قتل کر کے ہم قتل ہوں گے
اول تو حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے کہ طلسم کشا کو بھی قتل کریں بعدہ جو ہونا
ہے اُس کا ظہور ہوگا طلسم کشا دو دربند و اکثر محلات ہمارے طلسم کے فتح کر چکا ہے لامحالہ امروز و فردا
اس طرف بھی آئے گا ہمارے قتل کا درپے ہوگا ہم کو یہ منظور و مد نظر نہیں ہے کہ خداوند ہو کر
قلعہ بند ہوں اُس سے لڑیں اور اُس کو ادھر نہ آنے دیں بلکہ خود دربند دوم کی طرف جا کر میدان جنگ میں
اس سے مردانہ لڑیں گے حالانکہ وہ صاحب لوح طلسمی ہے لیکن بزدلی و نامردی اختیار کر کے قلعہ بند
نہ ہوں گے اب دیکھیں ہمارے نمک خواروں سے کون کون ہم سے سرکشی و بغاوت کرتا ہے کون کون

خیرخواہی و جان نثاری کرتا ہے یہ وقت امتحان ہے کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جائے گا نمکحرام و
نمک حلال کی تمیز کی جائے گی تم سب کی آزمائش ایسے وقت بدمین کی جائے گی یہ کہکر خاموش ہوا
آثار حزن و ملال و ناامیدی جابنری چہرے سے ہویدا و آشکار ہوے ساحران نامی و نامدار
نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند ہم سب سے اطمینان رکھین بلکہ امتحان ہمارا کرلین ہمین تا بقدم
خیرخواہی مین پائین گے ہم مانند حنظل جادو و اشفاق جادو وغیرہ نمک حرام نہین ہین کہ
جو ایسے وقت بدمین خوف جان سے حضور سے کنارہ کش ہون گے جہان تک ممکن ہوگا دشمنان
خداوند سے لڑین گے جانین اپنی نمکخواری و خیرخواہی مین دین گے ساتھ آپ کا چھوڑین گے
خداوند ملول و حزین نہون اگر دو دربند فتح ہو گئے اور چند نمک حرام بخوف جان طلسم کشا
سے مل گئے تو کیا اندیشہ ہے ابھی صدہا خیرخواہ حضور زندہ موجود ہین سرفروشی و جان نثاری
کو مستعد و تیار ہم مین سے جس کو حکم ہو وہ مع جمعیت سپاہ کثیر واسطے روکنے طلسم کشا کے
یہان سے جا کے میدان رزم مین صف آرا ہو مقابلہ و مجادلہ کرے طلسم کشا کو ایک قدم
بھی ادھر بڑھانے دے لڑبھڑ کر قتل ہو جائے حق نمک خواری سے ادا ہو جائے خداوند
کیون تکلیف فرمائین کہ خود بنفس نفیس میدان جنگ مین جائین طلسم کشا وغیرہ اپنے دشمنون
سے مقابلہ و مجادلہ کرین بلکہ بعیش و راحت سے محلسرا مین آرام پذیر رہین ابھی سرفروشی اور
جان نثاری و خیرخواہی ہم سب کی دیکھین جب ہم مین سے کوئی زندہ نرہے گا اسوقت
شہنشاہ کو اختیار ہے جو مناسب ہو عمل مین لائین حاکم طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ تم سب نمکخوارون
سے یہی امید ہے کہ نمک حلالی و خیرخواہی کی وجہ سے قدم نہ سرکاؤ گے مگر کب تک ہم اپنے
عزیزون اور خیرخواہون کے اخبار قتل و ہلاکت سنکے صدمات دل پر اٹھائین لیجئے کس کس
بندے کا رنج و غم قتل کرین دشمنون کو کب تک فتحیاب ہونے سے خندان دیکھین آخر یہ
جلد بھی ہے بہت سے عزیز و رفیق و خیرخواہ قتل ہو چکے ہین کب تک صدمۂ مفارقت و مرگ
اُن کے اٹھائین کب تک نمک حرامون کی بغاوت پر نظر کرکے خود آمادہ جنگ و جدال نہون
دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ نکرین اپنی جان کا خوف کرین طلسم کشا نے ستا رکھا ہے کس کس پر
بھروسہ و اعتماد کرین وقت بدمین دوست و ملازم دشمن ہو ہی جاتے ہین کیا اب یہ انتظار
کرین کہ طلسم کشا لڑتا ہوا فتح کرتا ہوا ہماری تخت گاہ تک آجائے اپنی حفاظت و تدبیر سے
کیون غافل رہین اپنا کام آپ ہی کیون نکرین مشہور ہے کہ اپنا کام جس طرح اپنے ہاتھ سے
حسب دلخواہ ہوتا ہے دوسرون سے اس طرح سے نہین ہوتا ہے جیسا کہ بقول شاعر شعر

کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من	کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من

جب سے ظہور طلسم کشا ہوا ہے کون کون رفیق و ملازم ہمارا بہر لئے اسیری و گرفتاری نہین
گیا ہے کس کس عزیز و خیرخواہ نے اس باب مین کوشش نہین کی انجام کار یہ ہوا کہ اکثر قتل
ہوے بعض بعض ساحران نامی شریک طلسم کشا ہو گئے ازانجملہ حنظل جادو و مالک دربند
زول و اشفاق جادو وزیر دوم نے بدخواہی و نمک حرامی پر کمر باندھ کر شرکت طلسم کشا
اختیار کی حقوق نعمت و انعام اپنے خداوند کا خیال نہ کیا سنگتان نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ عالیجاہ اس جہاندیدہ و کارنا آزمودہ نے تھوڑی دیر قبل اس کے بذریعہ عقل و

فہم و فراست جو کچھ دربار اشتفاق جادو مجمل طور سے عرض کیا تھا اُس کا ظہور ہوگیا ایسے
وزیر دو ہم یہاں سے گئے کہ اب امید اُن کے آنے کی نہ ہی شریک طلسم کشائے سحر بیان و سحر
تقریر ہوگئے مع اپنی دختر کے مطیع دین اسلام و فرمانبردار صاحبقران ہوگئے غرض جو کچھ ہونا
تھا وہ تو ہوا طلسم کشا اسیر و بیہوش ہو کے رہا ہوگیا لوح طلسمی بدست شمس عیار کو دستیاب ہو کر
پھر طلسم کشا کو ملگئی عیار مذکور نے صاحبقران کو بعیاری بیہوش کیا تھا بیشتارہ اُن کا لے کر ادھر
آتا تھا قضا اُس کی اُس کو جانب باغ زہرلے سیمتن لے گئی وہاں پہونچکر زندہ در گور ہوگیا
یعنی زندہ زمین میں گڑوا دیا گیا بلکہ صاحبقران نے کر خود ہی ہلاک ہوگیا جو دشمن طلسم کشا
کے تھے وہ اُس کے دوست ہوگئے دختر اشتفاق جادو دشمن تھی طلسم کشا کو دیکھتے ہی
عاشق ہو کر اُس کی دوست ہوگئی ایسے ہی سبب بہبودی برائے اہل اسلام اکثر ہوئے ہیں دوست
و احباب ان اہل اسلام کے گویا زمین و آسمان سے پیدا ہو جاتے ہیں دشمن جان ستان بھی
ان کے دوست ہو جاتے ہیں یہ لوگ قتل ہونا جانتے ہی نہیں بیشتر بلاؤں میں مبتلا ہو کر جانبر
ہوئے ہیں اب جو شہنشاہ نے ارادہ خود طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا کیا ہے میری رائے یہ ہے کہ
افسر اپنی سپاہ گران کا کسی ایسے کو کیجیے کہ جو مثل حضور کے ذی رتبہ ہو لڑائیاں دیکھے بھالے ہو
جنگ آزمودہ و ہوشیار ہو ماتحت اُس کے اکثر سرداران سپاہ ہوں وہ افسر تمامی سپاہ و لشکر
والے اپنے ماتحت سرداروں اور لشکریوں کو حکم دے اُسی طور سے میدان جنگ میں دشمنوں سے
مقابلہ کریں اور قبل اپنے جانے کے اُس افسر کلان کو حضور مع سپاہ گران بمقابلہ طلسم کشا روانہ
کریں تاکہ وہ جا کر میدان جنگ میں فرد کش ہو نقارہ جنگی بجوائے موافق اپنی حکمت و رائے
کے طلسم کشا و لشکر طلسم کشا سے لڑے وقت جنگ و جدال شہنشاہ بھی عرصہ مصاف میں آئیں
دشمنوں کو قتل و ہلاک کریں اس فکر و تدبیر سے عجب نہیں کہ حضور کو فتح حاصل ہو اگر پہلے سے
ایسی ہی فکر و تدبیر کی جاتی تو اسقدر کشت و خون نہ ہوتا ساحران نامی کام نہ آتے دو دربند
فتح نہ ہو جاتے وادی آپ کی قتل نہ ہو جاتیں ایسی بربادی طلسم و اہل طلسم نہ ہوتی لوح طلسمی
اور تیغ فنا قبضہ صاحبقران میں نہ آتا مشہور ہے کہ جب سردار سپاہ شجاع و آزمودہ کار ہوتا ہے
تو بیشتر دشمن پر فتحیاب ہوتا ہے حضور کی غفلت و اعتنا و بلا زمین سے یہ انجام ہوا ہے اے شہنشاہ خطا
معاف ہو سرداران سپاہ حضور سحر و ساحری جانتے ہیں طریقہ جنگ و عنوان صف آرائے رزم
سے ناواقف ہیں ہاں جو غیر ساحر ہیں وہ فنون جنگ و طریقہ مصاف سے خوب آگاہ ہیں شہنشاہ
ساحران نے جواب دیا کہ اے ملکہ جی فی زمانہ جاری بد اقبالی ہے اور دشمنوں کی خوش اقبالی ہے
علی الخصوص طلسم کشا کا اختر اقبال اوج پر ہے جو چاہے کر لے جیسا کہ تم نے یہ کہا کہ مہمات
خفیفات کی جس طرح لڑنا چاہیے تھا اُس طور سے جنگ و جدال طلسم کشا سے نہیں کی گئی اسیوجہ سے
ہزارہا ادنی ساحر اور اکثر ساحران نامی قتل ہوئے دو دربند طلسم و دیگر مقامات و مرحلات
فتح ہوگئے غرض جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب کسیکو اگر افسری سپاہ کی دیجائے تو لڑائی کو فتح
کر کے طلسم کشا وغیرہ کو قتل و اسیر کرے گمشتگان نے عرض کیا کہ مجھکو تو افسری لشکر سے
معذور رکھیے الا سوا رست خداوند کو عہدہ سپہ سالاری لشکر مرحمت فرمائیے یہ قابل و لائق افسری
میں ان کی موجودگی میں عہدہ افسری مجھے منظور نہیں ہے لیکن اُن کی جانب سے انتظام کروں گا

شاہ طلسم زلزلہ نے راستے اُس کی پسند کرکے عقرب جادو کو دس ہزار ساحرون کا افسر کیا
اور اژدر جادو کو بیس ہزار ساحرون کا سردار کیا خونریز جادو اپنے رفیق خاص کو بیس ہزار
ساحرون کا افسر کیا ہزبر جادو کو دس ہزار ساحرون کا سردار مقرر کیا گلنار جادو و پلنگ چشم
جادو کو دس ہزار ساحرون کا فرمانروا کیا مقہور جادو کو بیس ہزار ساحرون کا افسر کیا پیر جادو
کو دس ہزار ساحرون پر افسر کیا بعدہ تمامی لشکر و سرداران سپاہ کو ماتحت ساریق بن لقا
کا کرکے سپہ سالار اپنی سپاہ کا مقرر کرکے حکم دیا کہ ہمارے قلعے سے خیمہ و خرگاہ وغیرہ اسباب
و سامان ضروری نکالا جائے اور لشکر ہمار آج سے کل تک سوے دربند دوم طلسم زلزلہ روانہ
ہوکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش وصف آرا ہو ہم بھی ہنگام جنگ میدان جنگ مین آئین گے لیئے
دشمنون سے لڑین گے بدخواہون کو قتل و نیست و نابود کرین گے باغیون کو سزاے بغاوت
دین گے اب ہمین یہ منظور نہین کہ طلسم کشا دربند دوم سے مرحلات و مقامات سخت کو طے کرتا ہوا
ساحران طلسم کو قتل کرتا ہوا طلسم فتح کرتا ہوا تا بہ ہمارے قلعے تک آئے قلعہ کا محاصرہ کرے ہزارون
بندون کا کشت و خون دربند دوم سے ہمارے قلعے تک ہو طلسم تباہ و برباد ہو ہم اپنی جگہ پر
بیٹھے رہین طلسم کشا کو نہ روکین اُس کو دلیرانہ یہان تک آنے دین یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون
نے حسب الحکم شاہ طلسم کے بارگاہین و خیام و خرگاہ وغیرہ اسباب و سامان جنگ ضروری نکالا
پھر ایک لاکھ ساحران سپہ قلب اپنے افسرون کے حکم سے جلد جلد کمر بندی مین مصروف
ہوے ساریق بن لقا نے عمدہ سپہ ساری شاہ طلسم سے پاکر اپنے اُس سپاہ خیر ساحر کو بھی حکم
کمربندھنے کا دیا جو گلستان باختر سے ہمراہ رکاب شکست کھا کر آئے تھے شکستگان اپنے خداوند
ساریق بن لقا کی طرف سے منتظم ہوا بعد تیاری لشکر و درستی اسباب جنگ ساریق بن لقا
وغیرہ خیر ساحر بھی تخت سحر وغیرہ سواری ہاے سحر پر سوار ہوکر ایک لاکھ لشکر ساحرون کا
اپنے ساتھ لے کر بصد کر و فر جانب دربند دوم روانہ ہوے دربند دوم پر بزم عشرت آراستہ
تھی جشن مع الخیر آنے صاحبقران کا ہو رہا تھا نازنینان خوب رو و خوش گلو رقص و نغمہ کر رہی
تھین جام مے گردش مین تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رونق افزاے بزم عیش و
سرور تھے جملہ ساحران نامی و نامور مع ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
علی قدر مراتب کین و بسیار امیر ذی وقار بیٹھے ہوے تھے بصد خوشی جام مے پی رہے تھے ناچ
نازنینون کا دیکھ رہے تھے گانا اُن کا سُن رہے تھے سواے خوشی و خرمی کسی طرح کا رنج و ملال
نہ تھا ساحران لشکری بھی شادمان تھے اور بقول راوی دیگر جشن ہو چکا تھا صاحبقران کا
ارادہ تھا کہ دربند دوم سے آگے روانہ ہون باین خیال بزم مشورت و براے پرسش حالات طلسم
آراستہ کرائی تھی حنظل جادو و اشتقاق جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحران
نامی کو جمع کرکے اُن سے دریافت کر رہے تھے کہ یہان سے آگے کونسا مرحلہ ملے گا یا کوئی دربند
ملے گا نام مالک دربند کا کیا ہے ہنوز ساحران نامبردہ نے کچھ ظاہر نہ کیا تھا کہ سوے فلک لکہ ہاے
ابر سیاہ و سفید مائل بہ تیرگی چند در چند پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک رعد کی آواز
تھی جب وہ لکہ ابر قریب تر آگئے یکایک شق ہوے صاحبقران و اشتقاق جادو و حنظل جادو
وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر عقاب سحر بط سحر اژدر سحر وغیرہ سحر کی سواریون پر ساحران

سپہ قلب سوار ہین ہر ایک لشکر کا جدا جدا سپہ دار ہی پس پشت اُس کے اُس کی سپاہ ہی اکثر ساحران
زشت خو سیہ رو تھے پیشانیون پر اُن کے قشقے سیندور کے ہین ہاتھون پر نشان بیدین ہونے کے
نمودار ہین بر مین مرزائیان سرون پر ٹوپیان ہار ہیرہاے سفرت کی پہنے ہوئے دھوتیان باندھے
پس پشت و بالاے دوش جھولیان اسباب سحر کی بھری ہوئی رکھی ہوئی ہاتھون مین ترسول پھسولا
لبون پر ذکر و اسماے سامری و جمشید ہین تنور و عمل کرتے ہوے آتے ہین قلب سپاہ مذکور ہین
ایک تخت سحر کلان پر ساریق بن بقا تاج شاہی سر پر رکھے ہوے قبلے فلک کا پہنے ہوے
بیٹھا ہی اپنی شان و شوکت و سراپا پہ نظر کرتا ہوا مسکراتا ہوا سیر کرتا ہوا دبر و وپیش و یسار
دیکھتا ہوا آتا ہی پس پشت اُس کے سخنگان ہین سخنگان کے عقب ہین لشکری غیر ساحر ہین ہر ایک
مسلح و مکمل ہی اور بقول راوی دیگر ساریق بن بقا و سخنگان مع اپنی سپاہ غیر ساحر کے تخت سحر پہ
سوار ہو کے نہین آیا غرضکہ بہر طور ساریق بن بقا سپہ سالار ہو کر ایک لاکھ ساحرون کی جمعیت
سے بکر و فر و بشان و شوکت آکر بمقابلہ لشکر صاحبقران کشورستان بارگاہ و خیام بپا و ایستادہ
کرا کے فروکش ہوا لشکر اُس کا صحراے وسیع و سبزہ زار مین اترا صاحبقران ذیشان ساریق
بن بقا کو مع سخنگان دیکھکر خواجہ طیفور گردپا وغیرہ سے فرمانے لگے کہ انھین دونون بیدین
وکافرون کے تعاقب مین ہمارا یہان تک آنا ہوا ہی طلسم زلزلہ مین داخل ہو کر انھون نے پناہ لی
تھی آج یہ دونون نابکار نظر آئے ہین ہمراہ لشکر ساحران سپہ بردھے لڑنے کو آئے ہین عجب نہین
کہ قضا ان کی ان کو کشان کشان یہان لائی ہو اگر یہ دونون نابکار داخل طلسم زلزلہ ہو کر پناہ گزین
نہوتے تو ہرگز ہم براے طلسم کشائی طلسم زلزلہ کمر ہمت نہ باندھتے اور فتح کرتے ہوے اس
طلسم کو یہان تک نہ آتے اگر خداوند عالم نے چاہا تو اب ان نابکارون کو تہ تیغ کرکے باقیماندہ اس
طلسم کو فتح کرکے سوے خانہ کعبہ جائین گے شریک جنگ ہونگے کفار سے لڑین گے اپنے پیغمبر وقت
جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرین گے اگر منظور خدا ہوا تو لڑائی کو فتح
کرین گے کفار قریش وغیرہ کو قتل و اسیر کرکے مال و متاع اُن کا غارت کرین گے یا دست کفار
سے قتل ہو کر داخل شہدا ہونگے اشتفاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و خواجہ
طیفور گردپا نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان سب بیدینون پہ آپ ظفریاب ہونگے آپ کی
تیغ آبدار سے یہ قتل ہونگے ابھی ساحران ناری خدمت گرامی صاحبقران ذیشان مین عرض
کر رہے تھے کہ آفتاب عالمتاب جانب غرب جاکر نگاہ سے نہان ہوا پھر تو دمبدم تاریکی شب
زیادہ ہونے لگی ہنگام شب ساریق بن بقا نے کہ بعہدہ سپہ سالاری آیا تھا حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے اور نفیر سحر بجائی جائے ہنگام سحر صاحبقران مدعی جان و
ایمان سے سر میدان مقابلہ کرین گے حتی الامکان قتل کرین گے ورنہ اسیر کرین گے ان کے
لشکر کو تباہ و برباد و قتل کرین گے شاہ طلسم زلزلہ کو ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھین گے
نقد سر تازہ کرکے طلسم کشا وغیرہ کو نیست و نابود کر دین گے ملازمان غیر ساحر نے حسب الحکم
ساریق بن بقا نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے کوس حربی بلند ہوئی ساحرون نے
موافق حکم سپہ سالار مذکور نفیر سحر کو بجایا آواز نفیر مسطور بھی بلند ہوئی ساحر و غیر ساحر
صداے نقارہ و نفیر سے آگاہ ہوے کہ طبل و نقارہ جنگی پر چوب پڑی ہی اطلاع دی گئی ہی

کہ اس شب کو اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی اور اپنے اپنے سحرون کی تیاری و سامان جنگ مین مصروف ہون صبح کو میدان مصاف مین لشکر دشمن سے لڑائی ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا یہ سمجھکر سب ساحر و غیر ساحر تیاری و درستی سحر و آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوے جب صداے نفیر سحر و نقارہ جنگی کی سپاہ ساریق بن لقا مین بلند ہوئی خواجہ طیفور گردیا و دیگر ساحران خبر رسان براے دریافت خبر بعجلت گئے بعد دریافت خبر خواجہ وغیرہ نے خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر با توقیر آگاہ ہوجیے کہ ساریق بن لقا سپہ سالار ہوکر مع لشکر کثیر آیا ہے اُس نے نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس نابکار کا بدستور سوختگان یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین آکر شعلہ آتش کینہ دیرینہ کو اپنے کانون سینے سے لگائے اور بلا زبان و مطیعان حضور سے جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے صاحبقران کشورستان نے بھروسہ مدد الٰہی پر کرکے حکم دیا کہ بعد و کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی کوس حربی بجایا جائے اور موافق قاعدہ ساحران جو ساحر کہ ہماری سپاہ مین ہین وہ نفیر سحر بجائین اہل لشکر کو اطلاع دین کہ وقت صبح میدان رزم مین جنگ عظیم ہوگی لہذا سب اعلیٰ ادنیٰ ساحر باخبر ہوکر سامان جنگ مین مصروف و مشغول ہون بمجرد حکم خواجہ طیفور گردیا نے جاکر نقارہ جنگی بجوایا ساحرون نے نفیر سحر کو دم دیا آواز کوس حربی و نفیر سحر بلند ہوئی ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ ساحر اس خبر سے آگاہ ہوکر تیاری سحر مین مصروف ہوا اگیاری کرکے اشتلیے بجو راستہ آگ پر ڈالا اگیاری سحر مین مشغول ہوا آندھیان دمبدم آنے لگین ہواے تند و تیز چلنے لگی پیر سحر کے آنے لگے بچہ خوک یا خون خوک سحر کے پیرون کی بھینٹ دینے لگے چہکی ہونے لگی ساحران نامی و نامور بڑے بڑے سحر تیار کرنے لگے گوگل لونگ کافور وغیرہ کی بو آنے لگی جا بجا اگیاری ہونے لگی پیر سحر کے آنا شروع ہوے غرضکہ تمام شب دونون لشکرون مین بجنے نقارہ جنگی و نفیر سحر کے تیاری جنگ خوب ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خسرو آمد شاہ خاور شب کے خوف سے تاب تحمل قیام نہ لاکر سوے غرب رخ کرکے مع اپنی سپاہ کے پوشیدہ ہوا اور سفیدہ سحری آسمان پر جلوہ گر ہوا تاریکی شب دمبدم دفع ہونے لگی روشنی صبح آناً فاناً بڑھنے لگی نسیم سحر چلنے لگی غنچے باغ جہان کے شگفتہ ہونے لگے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکل کر حمد و ثناے باغبان جہان و کردگار گلشن و چمن کون و مکان مین چہچہے کرنے لگے بزبان بے زبانی ذکر خداوند عالم کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین چہرہ گلہاے گلشن پر ہزار جان فدا ہوئین اسلام آباد شہر و قلعہ مین موذن اذان سے بہرہ مند ہوے صداے اللہ اکبر بلندی کی مندرون مین آواز ناقوس اور گھنٹے کی بلند ہوئی لشکر صاحبقران مین بھی خواجہ طیفور گردیا نے اذان کہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ خواب نوشین سے بیدار ہوے آثار سحر فلک پر پاکر بستر خواب سے اٹھے بعد فراغ امور ضروری وضو فریضہ سحری بخشوع و خضوع و رکوع قلب پڑھنے مین مصروف ہوے خواجہ موصوف نے بھی نماز سحر پڑھی جب صاحبقران کشورستان بھی نماز و وظیفہ سے فارغ ہوے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے لوح طلسمی اپنے گلے مین ڈالے بارگاہ سے اٹھے آفتاب تابان برآمد ہوے اتفاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحران نامی و نامور نے باادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر پوچھا

کہ اہل لشکر ہمارے تیار رہیں کمر بندی ہوچکی ہے یا ابھی نہیں اشفاق جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ
ہم مطیعان حضور نے قبل طلوع صبح صادق سے لشکریوں ساحروں کو حکم کمر بندی کا دیا تھا اب
سب آمادہ جنگ وسحر وساحری پر تیار ہیں صاحبقران کشورستان نے سرداران سپاہ کے
حسن انتظام کی ثنا کرکے مرکب اپنا طلب کیا خدام جلد تر مرکب کو زین ولجام سے آراستہ کرکے
لائے امیر با توقیر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوے پھر اشفاق جادو و بحرین جادو و مشعل
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و نیرنگ جادو وغیرہ جملہ
ساحران نامی بقول راوی اول سحر کی سواریوں پر سوار ہوے ساحران لشکری بھی مختلف
سحر کی سواریوں پر سوار ہوکر ادبًا ٹھہرے رہے جب صاحبقران نے مرکب اپنا سوے جنگاہ
بڑھایا جملہ اعلیٰ ادنیٰ ساحر کہ قریب ایک لاکھ کے تھے پس پشت بروے ہوا زمین سے بلند ہوکر
ابرہاے سحر میں غائب ہوکر عجائب وغرائب سحر دکھاتے ہوے سمت عرصہ کارزار چلے اور بقول
راوی دیگر سب بالاے زمین ہمراہ رکاب صاحبقران سوے رزمگاہ کہ نزدیک تھی پا پیادہ
چلے غرضکہ بہرطور صاحبقران کشورستان تھوڑی راہ طے کرکے میدان مصاف میں پہونچے
ہنوز حسب قاعدہ درستی میدان جنگ وصف آرائی سپاہ ظہور میں نہ آئی تھی کہ سامنے سے
چند در چند لکہ ہاے ابر سیاہ وسفید مائل بہ تیرگی وغیرہ پیدا ہوے اُن ابر کے ٹکڑوں میں سے
آناً فاناً برق زور وشور سے ظاہر ہوتی تھی کڑک دمبدم ہوتی تھی صداے رعد ایسی مہیب
آتی تھی کہ پناہ بذات خدا کسی ابر کے پارے سے آگ کے انگارے کسی لکہ ابر سے سنگباری
ہوتی تھی کسی پارۂ ابر سے پھول رنگارنگ برستے تھے زمین پر گرتے ہی غائب ومعدوم ہوجاتے
تھے الحاصل ساحران نامی بصد قہر وغضب غیظ وغصہ اپنا ظاہر کرتے ہوے عجائب وغرائب
دکھاتے ہوے آتے تھے جب وہ پارہ ابرہاے مختلف رنگ نزدیک آئے یکایک شق ہوے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و اشفاق جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر وطاؤس سحر واژدر سحر وعقاب سحر
وغیرہ مختلف سحر کی سواریوں پر ساحران نابکار سوار ہیں مرزائیاں اُن کے گلوں میں ہیں
دھوتیاں باندھے ہوے ہیں جھولیاں اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھے ہوے ہیں ہاتھوں میں
ترسول یا سول ہیں مختلف کلمات اپنی زبانوں پر باآواز بلند کہتے ہوے بلندی سے سوے
پستی آتے ہیں کبھی ہود سر مست جادو کو بخداوندی پکارتے ہیں گاہ نام سامری اور
جمشید اپنی زبانوں پر جاری کرتے ہیں ساریق بن بقا مع سختگان ایک تخت سحر طاؤسی
پر بیٹھا ہوا ہے سر پر تاج شاہی جواہر نگار رکھے ہے بر میں قبلے شاہانہ پہنے ہے پس پشت اسکے
سختگان بیٹھا ہوا ہے ساریق بن بقا کچھ پوچھ رہا ہے سختگران جواب دے رہا ہے ساریق
مسکرا رہا ہے تاج کو اپنے سر پر سیدھا رکھتا ہے ابھی خواجہ طیفور کر دیا وصاحبقران وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ساریق بن بقا و سختگان نے سوے پستی آکر تخت سے اتر کر قیام کیا
تمام ساحر بھی سوے پستی آئے حکم ساریق بن بقا سے پہلے جنگاہ سے دور تر فاصلے سے
بارگاہ وخیام ایستادہ و برپا ہوے بعدہ واسطے درستی میدان کارزار کے چند ساحر لشکر
سے نکل کر صاحبقران کے حکم سے بھی کئی ساحر واسطے میدان رزم کے درستی کی کوشش کرتے

باہر نکلے کسی ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صحرا سے پتلے بیلچے دوش پر رکھے ہوئے پیدا ہوئے
انھون نے زمین عرصہ مصاف کی پستی و بلندی کو بیلچون سے ہموار کرنا شروع کیا کسی ساحر نے
اپنے سحر سے پتلے پھاوڑے و کلنگ بردوش صحرا کی سمت سے ظاہر کیے انھون نے بھی ہمواری
عرصہ کارزار مین شرکت کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر صحرا سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا
پھر وہ سب پتلے میدان جنگ سے سرکے جن ساحرون نے بزور سحر ان کو جانب صحرا سے طلب
کیا تھا انھون نے پھر ایسا سحر کیا کہ وہ پتلے شمع کی صورت روشن ہوکر معدوم ہوگئے پھر دو
جانب سے ساحرون نے برابر ایسے اپنے سحر کیے کہ ٹکڑے ابر سیاہ کے سوے فلک پیدا ہوکر
عرصہ کارزار پر محیط ہوکر برسنے لگے گرد و غبار کو دفع کرنے لگے زمین خشک کو بارش آب سے
سرد و تر کرنے لگے یہان تک کہ تمام میدان کارزار کثرت بارش ابر سحر سے بخوبی سرد و تر ہو گیا
گرد و غبار دفع ہوگیا زمین میدان رزم نہایت سرد و تر ہوگئی ہوائے سرد عرصہ مصاف
سے آنے لگی قلب کو برودت پہونچانے لگی جب اس طرح درستی میدان جنگ ہو چکی ان
ساحرون نے اپنے سحر کے ابرون کو دفع کر دیا پھر دونون جانب سے صف آرائی لشکر ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا ساحران
نامی و نامور و سرداران نامی میمنہ و میسرہ و جناح و ساقہ و کمین گاہ مین مقرر و متعین کیے گئے
ادھر قلب لشکر مین ساریق بن بقا و سختگان مع چند ساحران نامی ٹھہرے ادھر صاحبقران
اپنے لشکر سے چند قدم و بقولے چالیس قدم آگے کھڑے ہوئے خواجہ طیفور گردیا گلیم بردوش
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہمراہ صاحبقران ہر قلب لشکر مین ملکہ دبدبہ سحر ساتھ جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو کہ خاندان و عزیز داران شاہ طلسم سے تھین جنب بائے صاحبقران
قیام پذیر ہوئین جب طرفین سے صف آرائی سپاہ عظیم ہو چکی بقول راوی موافق قاعدہ چندین
لشکر صاحبقران سے اور کچھ لوگ لشکر مخالف مذکور سے نکل کر درمیان میدان کارزار
آئے انھون نے اپنی اپنی نقابت و نصیحت سے ساحران ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ و ستیز کیا
و بقول راوی دیگر صاحبقران کشورستان نے مرکب کو اپنے جولان کرکے قریب صفوف لشکر
حریف جا کر مرکب کو روک کر برائے اتمام حجت و ہدایت باواز بلند کہا کہ اے ساریق بن بقا
او مردود بارگاہ خدا کہان ہے سامنے آ تجھ سے ہم کہتے ہین بگوش سن اور عمل کر ورنہ تیرے حق مین
اچھا نہوگا ساریق بن بقا ہمراہ سختگان تخت پر سوار ڈرتا ہوا سامنے آیا امیر با توقیر نے
اس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ساریق بن بقا آگاہ ہو کہ تو گلستان باختر سے شکست کھا کر
اثنائے راہ مین کفار سے پناہ لیتا ہوا یہان تک بھاگ کے آیا مگر ہمنے تیرے تعاقب سے
ہاتھ نہ اٹھایا تو ہی باعث اس طلسم کے فتح ہونے کا ہوا ہے اگر تو اس طلسم مین بھاگ کر نہ آتا
تو ہم ہرگز اس طلسم کے فتح کرنے پر آمادہ نہوتے تو نے تو اپنی دانست مین جائے پناہ اس
طلسم کی زمین کو تصور کیا ہوگا اور یہ خیال کیا ہوگا کہ یہان تک صاحبقران نہ آسکین گے
مگر امداد خدا سے ہمنے لوح طلسمی اور تیغہ قضا بدشواری حاصل کیے اکثر مقامات سخت گذار
اور دو دربند اس طلسم کے فتح کیے اکثر ساحران نامی و نامور کو قتل کیا ہزارہا ساحرون کو
قتل و مطیع دین اسلام کیا تنہا مع خواجہ اپنے لشکر سے ادھر آئے تھے فضل و کرم خدا سے

اسقدر جمعیت سپاہ بہم پہونچائی ہی استفاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ ذبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ وغیرہ ساحران نامی و نامور کو اپنا مطیع و فرمانبردار اور مطیع دین اسلام کیا ہی باقیماندہ یہ طلسم بھی انشاء اللہ تعالی بہدایت لوح طلسمی فتح کرینگے جو کوئی مطیع دین اسلام یا مسلمان ہوگا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ ہم سب بیدینون کو تہ تیغ کرینگے کسی کافر کو زندہ نچھوڑینگے آج بعد مدت تو ہمراہ سپاہ آیا ہی ارادہ ہے مقابلے و مجادلے کا رکھتا ہی میدان مین صف آراے سپاہ عظیم ہوا ہی دانستہ کوچہ نادانی مین تو نے قدم رکھا ہی خیال کر کہ کبھی کسی لڑائی مین تو نے ہنگام جنگ ہمکو شکست دی ہی جب سے جنگ آزما ہوا ہی خود ہی پسپا ہوا ہی یا بھاگا ہی اسوقت سے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرکے کیا فتحیاب ہوگا ہرگز اپنی مراد دلی کو نہ پہونچے گا ہماری شجاعت تحصیر آشکار و عیان ہی علاوہ شجاعت موروثی کے ہم صاحب اسم اعظم و صاحب لوح طلسمی ہین ہم پر سحر کارگر نہوگا اگر تیرے ہمراہ سپاہ کثیر ساحران ہی تو ہمارے پاس بھی لشکر عظیم ہی ہنگام جنگ کشت و خون بسیار ہوگا ہزارہا ساحر جانبین کے کام آئینگے تو بھی ہماری تیغ آبدار سے قتل ہوگا سختگان بھی جانبر نہوگا پس اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو اب بھی نشہ بادہ گمراہی و ضلالت و غرور و خود بینی دماغ سے زائل و دفع کرکے ہوش مین آکے راہ راست پر آ دین اسلام کہ دین حق ہی بصدق دل اختیار کر ہم عہد کرتے ہین کہ تجھسے بہ نیکی پیش آئینگے تجکو صاحب حکومت کرینگے اگر ہودسمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ بھی راہ راست پر آئیگا تو اس سے بھی نہ لڑینگے باقیماندہ طلسم زلزلہ کے فتح کرنے سے دست بردار ہونگے ہمکو مال دنیا کی احتیاج نہین ہی صرف ترقی دین اسلام مطلوب ہی یہ ہدایت کرکے صاحبقران خاموش ہوے ساریق بن لقا نے سختگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو نے سنا کہ جو کچھ صاحبقران نے کہا ان کی تقریر کا کیا جواب دیا چاہئے اس نے عرض کیا کہ جو آپکو مناسب ہو وہ جواب دیجیے اگر مسلمان ہونا منظور ہی تو اقرار اپنے مسلمان ہونیکا کیجیے ورنہ دلیرانہ مقابلہ کیجیے شاہ طلسم نے بھی آنیکا وعدہ کیا ہی غالبا وہ بھی آتے ہونگے شریک جنگ ہونگے ابھی اس طلسم کا فتح ہونا بہت مشکل ہی ساریق بن لقا نے جواب دیا کہ میری خداوندی سے بعید ہی کہ دین اسلام اختیار کرکے مطیع صاحبقران ہون ہین تو ہماری جانب سے یہ جواب صاف دیدے کہ ہرگز خداوند مسلمان نہونگے سختگان نے موافق کہنے ساریق بن لقا کے پکار کہا کہ اے صاحبقران مجکو تو تعمیل حکم حضور مین کچھ عذر نہین ہی اگر ہی تو بس اسی قدر ہی کہ اگر خداوند ساریق بن لقا دائرہ دین اسلام مین آئینگے تو مین بھی ساتھ ان کے سیر گلشن دین اسلام کرونگا اور یہ خداوند ہین مسلمان ہونا گوارا نہین کرتے ہین نہ اطاعت آپکی ان کو منظور ہی بات مقابلہ کرنا مدنظر ہی یہ کہکر ہمراہ ساریق داخل قلب سپاہ ہوا ادھر امیر باتوقیر ہدایت کرکے اپنی جائے قیام پر یہ فرماتے ہوے تشریف لائے کہ یہ دونون بیدین ہرگز راہ راست پر نہ آئینگے نہایت مغرور ہین قلب مین شیطان ان پر مسلط ہوا ہی اگر خدا نے چاہا تو ان کو تہ تیغ آبدار کرینگے دنیا سے ان کافرون کو سوے عدم و جہنم روانہ کرکے اپنے دل کو شادان کرینگے خواجہ نے عرض کیا کہ ان دونون کو بارہا ہدایت دین اسلام کی گئی ہی لیکن سیہ قلب ہین کہ تا ہنوز راہ راست پر نہ آئے اور نہ آئینگے یہان تک کہ اگر خدا نے چاہا تو آپ کے

ہاتھ سے قتل ہونگے ہماری دنیا سے سوئے دوزخ جائینگے ابھی خواجہ طیفور گرد پا
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے اور لشکر شاہ طلسم زلزلہ سے کوئی ساحر اسکے جنگ و
سحر و ساحری نہ نکلا تھا لڑائی شروع ہوئی تھی صرف صف آرائی لشکر ہوئی تھی کہ ناگاہ ایک
جانب سے غبار خفیف بلند ہوا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گرد پا و جملہ ساحران ہر دو
سپاہ جانب غبار مذکور متوجہ ہوکر دیکھنے لگے بجائے خود کہنے لگے کہ اسوقت کون اس طرف
آتا ہے لشکر ہائے جانبین سے کس سپاہ و صاحب سپاہ کا معین و مددگار ہے ابھی سب یہ کہہ رہے
تھے کہ دست باد تند نے دامن غبار مذکور کو چاک کیا دیکھا کہ دو سوار مرکبوں پر بیٹھے ہوئے
بسرعت تمام آتے ہیں ساریق بن لقا نے نشستگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ فہمیدی حالا چہ
تقدیر تازہ کرد والہام آسمان نے جواب دیا کہ جو کچھ تقدیر کی ہے وہ اچھی نہ کی ہوگی بعد ایک لمحہ کے
حال معلوم ہی ہوجائیگا آپ کیا اچھی تقدیر سمجھیں گے آپکی تقدیر تو خود ہی بری ہے آپ تو
عاجز ہیں بھاگتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں تقدیر آپکی خود ہی گردش میں ہے بد تقدیر تقدیر
کیا کریگا اور عاجز قدرت کیا دکھائیگا ساریق بن لقا اسکی باتوں سے چیں بجبیں ہوا
ادھر صاحبقران نے جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دارا بن داراب سیمین زرہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام ہمراہ ایک ہزار سوار کے تشریف لاتے ہیں یہ دیکھتے ہی از حد خوش
ہوکر نہایت شادمان ہوکر اشتقاق جادو و مشعل جادو و دیگر جادو وغیرہ جملہ ساحران
نامی و نامور اور بہت سے ساحروں کو ہمراہ لیکر برائے استقبال روانہ ہوئے خواجہ بھی
ہمراہ رکاب ہوئے بعد قطع راہ قریب جاکر بادب تسلیم کرکے عرض کیا کہ آپ کے تشریف لانے سے
از حد خوشی و شادمانی حاصل ہوئی لشکر ہمارا بغیر بادشاہ تھا مثل جسد بے جان تھا آپ کیا
تشریف لائے گویا جسد لشکر میں روح آئی یا باغ خزان رسیدہ میں بہار تازہ آئی یا سوئے
گلشن باد بہار آئی ہمنے مثل اسکے خواجہ زادوں سے دریافت کیا تھا انھوں نے اپنے
علم کے ذریعے سے بیان کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام فضل خدا سے مع الخیر ہیں ایک روز
ایسا آئیگا کہ ان سے ملاقات ہوگی اور شاہنشاہ پھر اپنے لشکر میں تشریف لائینگے انکے
اس حکم لگانے سے فی الجملہ ہمکو اطمینان اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو تسکین ہوئی تھی اور یہ شبہ بھی آپکی
بعد فکر و تدبیر اصلی نہ پائی گئی تھی اسوجہ سے زیادہ تر اطمینان دل کو تھا ارادہ تھا کہ آپکی
جستجو میں صحرانوردی اختیار کی جائے لیکن فکر فتحیابی طلسم زلزلہ سے اسقدر فرصت و مہلت
نہ ملی کہ آپکی خدمت عالی تک رسائی ہوتی الحمد للہ والمنہ کہ گوہر مراد بے جستجو کے دستیاب ہوا
اب یہ فرمائیے کہ واقعہ آپ پر کیا گذرا اتنے دنوں تک آپ کہاں رہے اور یہ مرد بزرگ کون ہیں
جو آپکے ہمراہ ہیں کچھ ان کی اپنی زبان سے ثنا کیجیے بادشاہ لشکر موصوف نے مفصل حال اپنا
جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ یہ مرد بزرگ ہمارے بزرگ ہیں منجم و اختر شناس بیعدیل و بے نظیر
ہیں ہمارے جان بخش بھی ہیں انھوں نے فرزندی میں ہمکو قبول کیا ہے انکی دختر ہمارے
عقد میں آئی ہے اتنے زمانے تک ہم انکے مکان میں کہ بیرون طلسم ہے بعیش و راحت و
آرام رہے کسی طرح کی تکلیف نہیں اٹھائی فی زمانہ انھوں نے خبر دریافت کرکے ہمسے ارشاد
کیا تھا کہ صاحبقران لوح طلسمی حاصل کرکے فتح طلسم زلزلہ کر رہے ہیں علاوہ اسکے مقامات

ومرحلات کے دو دو سہ بھی فتح کرچکے ہین ہمکو اشتیاق دید جنگ و جدال ہوا اسوجہ سے
ان کے ہمراہ ہمارا یہان تک آنا ہوا ہم بھی خدا کا شکر کرتے ہین کہ آپ کو صحیح وسلامت دیکھا
دل کو خوشی حاصل ہوئی عجب وقت پر یہان آئے کہ دو لشکر صف آرا ہین لشکر ہین کہ بحر مواج
ہین جہان تک پیک نظر جا سکتا ہے مردم سپاہ ہی نظر آتے ہین یہ فرماکر خاموش ہوے صاحبقران
کشورستان بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد تعظیم و تکریم استقبال کرکے اپنے لشکر ساحران مین لائے
یہ حکم دیا کہ نقارہ ہاے خوشی پر چوبین لگائی جائین اور ہر ایک ساحر نامی نذر دے کر قدمبوسی
حاصل کرے اپنا بادشاہ لشکر ان کو حقیقتا جانے حسب الحکم امیر باتوقیر نقارہ نوازون
نے نقارہ ہاے خوشی پر چوبین بیحد خوشی لگائین صدائین نقارون کی بلند ہوئین ساحران
نامی نے بصد دل سے شہر انگیز و پیشہ علی قدر مراتب نذرین دین بادشاہ اہل اسلام نے
نذرین ان کی قبول کین بعدہ فرمایا کہ سب کو خلعت و انعام کثیر دیے جائینگے اسوقت
لشکر میدان مین مصروف آرا ہین جب لشکر میدان جنگ سے فتحیاب ہوکے فرودگاہ سپاہ پر جائیگا
اسوقت حالت اطمینان مین تم سب کو خلع بجالت کیا جائیگا انعام کثیر بھی پایا جائیگا یہ فرماکر
خاموش ہوے صاحبقران کشورستان نے تخت زرین و جواہر نگار عنقل جادو وغیرہ ساحران
نامی سے طلب کرکے جلدتر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بالاے تخت زرین بٹھایا چند ملازمون اور
مطیعون نے تخت مذکور کو قلب لشکر مین بالاے دوش رکھا ایسے صاحبقران سے اکثر
ساحران نامی ونامور براے حفاظت ودفع شر دشمنان یمین و یسار تخت بادشاہ موصوف
ایستادہ ہوے جب نقارہ ہاے خوشی کی صدا بلند ہوئی اور سابق بن بقا اور سنگ گان
نے بچشم خود بادشاہ لشکر اہل اسلام کو داخل لشکر ہوتے دیکھا سخت صدمہ و ملال ہوا اور
سنگ گان نے عرض کیا کہ کیا خوب آپ نے تقریر تازہ کی کہ جس سے آپکو سخت صدمہ ہوا
مجکو بھی رنج ہوا صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل لشکر ہوسکے
معلوم ہوا وہ تو ان کو لشکر اسلام سے بزور تقریر ان کی ہم شبیہ کا قتل کرکے لے گیا تھا
شاہ طلسم زلزلہ نے غضبناک ہوکے ان کو دو سیر سرد آتش کرکے قتل کرایا تھا سنا گیا تھا کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام قتل ہوگئے آپ کو اور ہمکو خبر مذکور سے بہت خوشی حاصل ہوئی تھی مگر مجکو
ان کے قتل ہونے مین تردد تھا اسوقت یہ زندہ و سلامت لشکر مین داخل ہوے مجکو جسکا
خطرہ تھا آخر وہی ہوا جو مجھے تردد تھا شاہ طلسم زلزلہ نے جو ان کے قتل ہونے کے بارے مین
تحقیق کیا تھا غلط تھی میرا تردد و خیال یہ تھا کہ مین کہتا تھا دل مین کہتا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
قتل ہوگئے جانئے عجیب ہے اہل اسلام تو قتل ہونے اور مرنے کی لذت سے واقف ہی نہین
ہین ان اپنی موت سے مرتے ہین کوئی دشمن بشتر ان لوگون کو قتل کر ہی نہین سکتا ہے ان کے
معین و مددگار خدا کی قدرت سے زمین و آسمان سے گویا پیدا ہوتے ہین دشمنان اہل اسلام
کے بشتر ان کے دوست ہو جاتے ہین بس وہی ہوا جو مجھے خیال تھا دیکھیے نہ معلوم ابھی اس کا ہوا کیا
سابق بن بقا گفتگوے سنگ گان سنکے حالت صدمہ مین مشغول ہوا سر اپنا جھکا لیا بعد
تھوڑی دیر کے سر اٹھا کر جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ مین تو ہماری تقدیر تازہ
سے آگاہ نہین ہوا ہوا اسے تقدیر تازہ کی ہے کہ اس عرصہ جنگ مین بادشاہ لشکر اہل اسلام

کشان کشان مانند اجل رسیدہ کے طلب کر کے قتل کریں زمین عرصہ جنگ کو ان کے خون سے
رنگین کریں صاحبقران کو لاشہ ان کا آلودہ خاک و خون میں دکھا کر رلائیں سنجنگان نے
جواب دیا کہ مجھے یہ یقین نہیں کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوں اور صاحبقران ان کے
لاشے پر آج اشکبار ہوں ابھی سنجنگان ساریق بن لقا سے ہمسخن تھا اور دونوں لشکر
صف آرا تھے کوئی ساحر و غیر ساحر کسی لشکر سے نہ نکلا تھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی جھونکے
ہوا کے سرد سے چلنے لگے گلہائے خوشبو دور سے آئی سوے فلک دیکھا ایک ابر پاکیزہ
ظاہر ہوا اس ابر سے دمبدم زور شور سے برق کی نمود ہوتی تھی صداے رعد ایسی آتی تھی کہ
سننے والوں کے جگر تھرا لیتے تھے ابر مذکور سے متواتر بارش مروارید آبدار و گلہاے خوشبودار
ہوتی تھی ہوا ان گلوں کی خوشبو کو دور تک لیجاتی تھی ساحران ہر دو سپاہ و صاحبقران عالیجاہ
ابھی سوے ابر مذکور دیکھ رہے تھے سنجنگان و ساریق بن لقا یہ دونوں بھی جانب ابر
نگران تھے کہ اژدر جادو و مقہور جادو و نمبر جادو و خونریز جادو و عقرب جادو و
گلنار جادو چشم جادو و افسران سپاہ ساحران نے باہم کہا کہ دیکھو خداوند ہوش مست
جادو کس قہر و غضب و شان و شوکت سے ادھر آتے ہیں جلد براے استقبال چلو یہ کہہ کر
ساحران نامبردہ براے استقبال بجمعیت سپاہ کثیر روانہ ہوئے جب وہ ابر قریب آکر ہوا پر قائم
ہوا یکایک بجلی کڑکی اور ایسے زور سے کڑک ہوئی کہ بزدلوں کے جگر تھرا گئے اکثر ساحر خوف سے
گر پڑے بعد کڑکنے برق کے ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک ایسا تخت طلائی جواہر نگار ظاہر
ہوا دیکھا کہ بالاے تخت مذکور شاہ طلسم زلزلہ تاج شاہی سر پر رکھے قباے قلمکار و جواہر دوزی پہنے ہوئے
نہایت غضبناک بیٹھا ہوا ہے بالاے فرق شاہ طلسم زلزلہ ایک آفتاب سحر جلوہ گر جو ہوا پر قائم تھا
اژدر جادو و نمبر جادو وغیرہ نے باادب سلام کیا بعدہ دیکھا کہ پس پشت شاہ مذکور ہیچ ساحران
نامی کا ہے ان میں زلزلہ جادو بھی ہے جو اپنے وقت کا سامری ہے شاہ طلسم نے پہلے زلزلہ جادو و
اژدر جادو وغیرہ سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ تم سب جا کر شریک لشکر نابدولت ہو کر ہمارے
دشمنوں سے لڑو ہم بھی اپنے بدخواہوں نمکحراموں کو قتل و ہلاک کریں گے جملہ ساحران مذکور
حسب الحکم شریک لشکر ہوئے ابھی صاحبقران گیتی ستان وغیرہ سوے شاہ طلسم دیکھ رہے
تھے کہ ہوش مست جادو نے سوے لشکر طلسم کشا دیکھ کر اشفاق جادو اپنے وزیر کو دم پر نظر
کر کے از حد غضبناک ہو کے پکار کر کہا کہ او اشفاق جادو نمکحرام تو نے بھی نمکحرامی پر کمر باندھ کر
ہم سے منحرف ہو کر شرکت طلسم کشا کی اختیار کی ہم نے تجھ سے کیا برائی کی تھی جس کے عوض میں تو نے
بغاوت اختیار کی وزیر موصوف نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ اس سے بڑھ کر کوئی برائی کیا ہوگی
کہ برسوں آپ نے مجھ سے پرستش کرائی اپنے تئیں خداوند کہلوایا گمراہ کیا اب خوبی قسمت سے
ہدایت طلسم کشا میں نے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا مطیع دین اسلام ہو کر شرکت طلسم کشا
اپنے محسن کی اختیار کی آپ کو لازم ہے کہ دعوی خداوندی سے باز آکر خداپرستی اختیار کیجیے اور
اطاعت طلسم کشا کی قبول کیجیے جنگ و جدال سے باز آئیے کشت و خون بندگان خدا سے دست بردار
ہو جیے اپنی جان و مال و طلسم کو بچائیے شاہ طلسم نے اس کی تقریر سنکے اژدر جادو کو حکم دیا کہ
اس نابکار بدگفتار کو لشکر سے نکال کر قتل کر کے یا اسیر کر کے روبروے نابدولت لا حسب الحکم اژدر جادو

که ساحر نامی و ناموس ہوا اور سرداران سپاہ سے ہی تخت سحر پر سوار ہو کر لشکر سے نکل کر پکارا که
او اشفاق جادو نمک حرام جلد لشکر سے نکل کر مجھ سے مقابلہ کر اشفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم نے
صاحبقران سے اجازت لے کر تخت طاؤسی سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے نکل کر پرو سے ہوا جا کر
حریف نابکار کے روبرو ٹھہرا اژدر نے برہم ہو کر گولہ فولادی سحر دم کر کے سینہ اشفاق جادو
پر مارا ادھر وزیر مذکور نے فی الفور کاردِ سحر ایسی لگائی کہ اس گولے کے دو ٹکڑے ہو گئے
اژدر جادو نے غضبناک ہو کر ترنج سحر دم کر کے مارا اشفاق جادو نے اسم سحر پڑھ کر
انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ترنج درمیان سے مانند انار کٹ کر زمین پر گرا جب دو سحر اژدر جادو
کے کارگر نہ ہوئے از حد برہم ہو کر بزور سحر اژدر آتش فشاں بن کر اپنے تخت سحر سے پرو سے ہوا
شعلے دھوئیں نکالتا ہوا دھوم مچاتے ہوئے جانب حریف بارادہ ہلاکت چلا اشفاق جادو
جلد تر بزور سحر برق بن کر سوئے فلک جا کر کڑک کر اسطرح اس پر گرا کہ خرمن حیات اس کا جل کر
خاک ہو گیا اژدر جادو دو ٹکڑے ہو کر خاک پر گر کے تڑپ کر مر گیا علامت اس کے مرگ کی
ظاہر ہوئی اشفاق جادو بصورت اصلی ہو کر اپنے تخت سحر پر آیا صاحبقران و بادشاہ لشکر
اہل اسلام وغیرہ خوش ہوئے شاہ طلسم زلزلہ نے مقہور جادو کی طرف اشارہ کیا یہ ساحر نابکار
بھی لشکر سے نکل کر ہنگام جنگ دست اشفاق جادو سے بضرب کارد سحر ہلاک ہوا اسی طرح
سات ساحران نامی کو قتل کیا اور خود بھی زخمی ہوا شاہ طلسم نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس نمک حرام
و بدخواہ کو ہجوم کر کے گھیر کے گرفتار کر لو یا قتل کر ڈالو بحکم زلزلہ جادو ایک ہزار ساحروں کو
اپنے ہمراہ لے کر عقاب سحر پر سوار ہو کر زمین سے بلند ہو کر سوئے اشفاق جادو چلا ادھر حکم
امیر باتوقیر سے بحرین جادو بھی ایک ہزار ساحروں کو ساتھ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر بہ
مدد اشفاق جادو پرو سے ہوا گیا زلزلہ جادو یہ وہ ساحر ہے کہ طلسم بند ہے اس کے سحر سے
زمین طلسم و قلعہ طلسمی کو ہر وقت زلزلہ رہتا ہے اور قلعے کو گردش رہتی ہے اپنے وقت کا ساحری
ہے رتبہ اس کا مثل وزیر کے ہے جب یہ ساحر سامنے اشفاق جادو کے آیا پکارا کہ او اشفاق جادو
نمک حرام غضب کیا تو نے کہ خداوند سے اپنے منحرف ہو کر شرکت طلسم کشا اختیار کر کے چند ساحران
نامی و ناموس کو تو نے بہ میدان قتل کیا اب میں تجھ کو قتل کروں گا یا اسیر کر کے خدمت شاہ
طلسم میں لے جاؤں گا اشفاق جادو نے جواب دیا کہ او زلزلہ جادو کیا بکتا ہے گو کہ تو ساحر
زبردست ہے لیکن مجھے کیا قتل و اسیر کرے گا میں تجھ سے سحر و ساحری میں چنداں پایہ کمی کا نہیں
رکھتا ہوں یہ سنکے زلزلہ جادو کو غصہ آیا ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے
سینہ حریف پر لگایا اشفاق جادو نے کارد خنجر ناریل پر لگائی ناریل کٹا سحر برطرف ہوا اشفاق
جادو مسکرایا زلزلہ جادو کو زیادہ غصہ آیا کارد سحر لے کر مع ہزار ساحروں کے آگے بڑھا
پھر حکم دیا کہ اس نمک حرام کو گھیر کر ہر طرف سے سحر کرو میں بھی اس پر کارد سحر لگاؤں گا ساحران
مذکور بڑھے ادھر سے بحرین جادو ہزار ساحروں کی جمعیت سے بڑھا ہمراہیان زلزلہ جادو نے
اشفاق جادو پر یکبارگی مختلف سحر کیے ادھر بحرین جادو و ہمراہیان بحرین جادو نے بھی
اپنے حریفوں پر سحر کیے لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ کی صورت پیدا ہوئی اشفاق جادو بزور سحر
برق بن کر چمک کر اپنے دشمنوں پر گرنے لگا ان کو قتل کرنے لگا زلزلہ جادو بھی لڑنے لگا

۱۰۶

ناریل چوبی دار ساحران لشکر طلسم کشا پر مار کر آتش سحر سے جلانے لگا جا بجا سے ساحر قتل و
ہلاک ہونے لگے لاشیں بلندی سے بر روئے زمین گرنے لگیں یہاں تک کہ ہنگام جنگ زلزلہ جادو
پر استفاق جادو برق بنکر اور وہ بزور سحر غرق زمین ہوا استفاق جادو بصورت اصلی ہوکر جستجوے
زلزلہ جادو میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ زلزلہ جادو نے زمین سے نکل کر کارد سحر لگائی استفاق
جادو بھی بزور سحر غرق زمین ہونے لگا مگر کارد مذکور شانے پر پڑی شانہ زخمی ہوا استفاق جادو
نے زخمی ہوکر اس کے بھی کارد سحر لگائی ہر چند اس نے اپنے تئیں بچایا لیکن بازو پر اس کے
زخم کاری آیا استفاق جادو نے چاہا کہ بڑھ کر سر اس کا کارد سحر سے قلم کرکے خدمت صاحبقران
میں لیجائے لیکن شاہ طلسم نے اس حال کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ تمامی سپاہ ہماری حملہ ور ہوکر
استفاق جادو کو قتل کرے اور زلزلہ جادو کو بچالے بمجرد حکم ایک لاکھ ساحران سیہ قلب ہمراہ
اپنے سرداروں کے اسباب سحر ہاتھوں میں لیے ہوئے سحر دم کرتے ہوئے اسطرح بڑھے کہ
جیسے زور و شور سے سیل آتی ہے ادھر صاحبقران نے بھی اپنے تمامی لشکر کو بڑھنا و لڑنے کا
حکم دیا اور خود بھی شمشیر آبدار علم کرکے ارادہ بڑھنے کا کیا جب دو دریائے لشکر باہم ملگئے تو
مخالف سحر ہونے لگے لڑائی سحر کی ہونے لگی شور و غل ہونے لگا ساحران نابکار سامری و
جمشید کو کبھی چنگ نال کو پکارنے لگے بالائے زمین و بر روئے ہوا بھی لڑائی ہونے لگی بادشاہ
طلسم زلزلہ نے یہ جنگ عظیم دیکھکر اپنے لشکر کو زیادہ قتل ہوتے دیکھکر غضبناک ہوکر سوئے
آفتاب سحر انگشت سے اشارہ کیا فی الفور ایک ضو اس مہر سحر سے موافق اشارہ شاہ
طلسم ایک گروہ ساحران لشکر طلسم کشا کے محیط ہوئی وہ مردان گروہ حلقہ ضیائے مہر سحر میں
مبتلا ہوکے یوں فریاد و نالہ کرنے لگے کہ حرارت ضیائے مہر سحر مانند آتش کے ہمیں جلائے دیتی ہے
اس حلقے سے نکل نہیں سکتے ہیں اے صاحبقران جلد آکر ہماری خبر لیجیے آپ صاحب لوح طلسمی
ہیں عکس لوح کا اس حلقے پر ڈالیے اس سحر سے ہمیں نجات دیجیے ہم ایسے زبردست ساحر نہیں
ہیں کہ اس حلقہ ضیائے مہر سحر سے نکل سکیں یا اس کو دفع کر سکیں صاحبقران اس گروہ
گرفتار کی طرف شمشیر آبدار سے ساحروں کو قتل کرتے ہوئے چلے ہنوز اس گروہ تک نہ پہونچے
تھے کہ شاہ طلسم زلزلہ برق بنکر اس گروہ ساحران پر گرا سب کو مانند خس جلا کر خاک کر دیا جب
صاحبقران اس گروہ خاک شدہ تک پہونچے شاہ طلسم زلزلہ طلسم کشا سے خائف ہوکر
عکس لوح طلسمی سے ڈرکر اپنے تخت سحر طلائی پر جو ہوا پر قائم تھا جا کر بیٹھا امیر با توقیر
اس گروہ کے ساحران مقتول و خاک شدہ پر افسوس کرکے اس جانب لڑتے ہوئے چلے
جس طرف دشمنوں کا نرغہ زیادہ دیکھا شاہ طلسم زلزلہ نے پھر ایک غول کو نظر کرکے اس آفتاب سحر
کی طرف کچھ پڑھکر اشارہ کیا بدستور اول ایک چمک مانند برق کے اس آفتاب سحر سے نکل کر اس
غول ساحران کے محیط ہوئی وہ ساحران بھی فریاد کناں ہوئے صاحبقران ان کی اعانت
کے واسطے ادھر چلے شاہ طلسم نے برق بنکر اس غول پر بھی گرکے سب کو جلا دیا جب صاحبقران
لوح طلسمی بدست عکس لوح ڈالتے ہوئے قریب پہونچے شاہ طلسم اسی طرح بلند ہوکر اپنے
تخت طلائی پر قائم ہوکر بلندی سے جنگ مغلوبہ دیکھنے لگا کیونکہ جنگ عظیم ہو رہی تھی
صاحبقران ایک طرف نعرہ کوہ شگاف کرکے شمشیر آبدار سے ساحران لشکر حریف کو

پے در پے قتل کر رہے تھے جو ساحر سامنے قریب آتا تھا اُس پر تلوار لگا کر دو نیم کر دیتے تھے جو
ساحر سامنے سے بھاگتا تھا اُس پر عکس لوح کا ڈالتے تھے ایک طرف بحالت زخمداری اشتقاق جادو
لڑ رہا تھا ساحران لشکر شاہ طلسم کو گولے فولادی مار کر ہلاک کر رہا تھا ایک سمت حنظل جادو مالک
در بند اول طلسم زلزلہ ناریل چوبی دار سحر دم کر کے بار بار لشکر حریف پر مار کر ہلاک کرتا تھا ایک سمت
بحرین جادو اپنے دریائے سحر میں دشمنوں کو ڈبو رہا تھا ایک غول میں ملکہ دیدہ سحر ساز جادو
گولے آتشیں جلتی آگ کے گولوں کے سحر دم کر کے لگا رہی تھی اُن گولوں سے حریفوں کو قتل و زخمی
کر رہی تھی کسی گروہ میں ملکہ بہار گل پوش جادو بھی وہ گلدستہ سحر مار مار کر حریفوں کو اپنے
سحر میں مبتلا کر کے اُن کو دیوانہ کر کے اپنا عاشق بنا کے انہیں سے ساحران لشکر شاہ طلسم کو
قتل کرا رہی تھی کسی جگہ شیر بنگ جادو کسی سمت اورنگ جادو کسی جانب بادشاہ لشکر اہل اسلام
شمشیر آبدار سے ساحروں کو دلیرانہ قتل کر رہے تھے اکثر ساحر اُن کی نگہبانی کر رہے تھے ساحروں کی
شر سے اُن کو بچا رہے تھے اسی طرح شاہ طلسم کے ساحران نامی بھی لڑ رہے تھے مہتر جادو
ایک سمت نارنج سحر مار کر کام ساحران لشکر طلسم کشا کا بار بار تمام کرتا تھا کسی سمت غبار جادو
اپنے حریفوں کو ترنج سحر بار بار مار کر خاک میں ملا رہا تھا کسی سمت بہزبر جادو شیرانہ حملہ ور تھا
کاروحر سے اپنے دشمنوں کو خاک و خون میں بھر رہا تھا سارق بن لقا تخت پر بیٹھا ہوا جنگ
مغلوبہ دیکھ رہا تھا اگر کوئی ساحر لشکر طلسم کشا اُس تک پہونچتا تھا وہ نابکار اپنے معین و مددگار کو
برائے اعانت بلاتا تھا وہ ساحر آ کر اُس کو دفع کرتا تھا تخت نشین بھی تماشائے جنگ دیکھ رہا تھا
بار بار مسکراتا تھا دل میں کہتا تھا کہ اگر ہمراہی سارق بن لقا اختیار نہ کرتا تو یہ کیفیت بہار کی
دیکھنے میں نہ آتی کبھی سارق بن لقا اپنے ماتحت ساحروں اور اپنے ہمراہی سوار فوج کو ترغیب جنگ
دیتا تھا صحرائے سبزہ زار میں جنگ مغلوبہ دور تک ہو رہی تھی دامن صحرا جانبین کے ساحروں کی
لاشوں سے بھرا ہوا تھا ہر جگہ کشتوں کے انبار لاشوں کے ڈھیر تھے صحرائے سبزہ زار خونریزی
ساحران سے لالہ زار ہو گیا تھا دریائے خون گویا رواں تھا ادنیٰ ساحر بھی جانبین کے موافق اپنی
لیاقت کے ماش سرسوں رائی پھولے وغیرہ پر سحر دم کر کے اپنے اپنے حریفوں پر مار رہے تھے
شور و غل عظیم بلند تھا دو لاکھ ساحروں میں لڑائی ہو رہی تھی لاش پر لاش گر رہی تھی گھبراہٹ
میں بھائی اپنے برادر پر عداوت اپنا جان کر کاروحر مارتا تھا پدر پسر کو قتل کرتا تھا لڑکا اپنے
باپ کو ہلاک کرتا تھا غبار بلند تھا اچھی طرح دکھائی بھی نہ دیتا تھا بالائے زمین بھی اور بر روئے
ہوا بھی ساحروں سے لڑائی ہو رہی تھی اسباب سحر پر ساحر سحر کر کے دمبدم مار رہے تھے اپنے
اپنے دشمنوں کو قتل کر رہے تھے آتش سحر میدان کارزار میں شعلہ ور تھی ابر سحر سے اکثر ساحروں کے
آگ برس رہی تھی سپاہ حریف کے ساحر اسپند آسا جل رہے تھے ساحروں کے مرنے سے
دمبدم تاریکی ہو رہی تھی آندھیاں آ رہی تھیں ابر کے ٹکڑے آناً فاناً صد ہا عیاں ہو رہے تھے
بجلیاں چمک رہی تھیں آوازیں رعد کی ایسی آ رہی تھیں پھر تھک کے ہر ایک ساحر مقتول کے نام سے
اسی طرح آواز بلند و دردناک کہہ رہے تھے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من
اژدر جادو یا نام من مہتر جادو بود اسی طرح ہزار ہا اعلیٰ ادنیٰ ساحروں کے نام لے کر
یہ سحر کی آوازیں دے رہے تھے کو کہ یہ جنگ مغلوبہ بروز روشن ہو رہی تھی مگر چونکہ ایک ایک

لگے مین صدہا ساحر اپنے دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوکر مرتے تھے اُن کے مرگ کی علامتین
ظاہر ہو رہی تھین تاریکی ہر ایک ساحر کے مرنے سے کم و زیادہ ہو رہی تھی بار بار بلکہ آناً فاناً مین
سیکڑون آندھیان مختلف رنگ کی آ رہی تھین غبار اُڑ رہا تھا تاریکی بڑھتی ہی جاتی تھی کم نہوتی تھی
اُس تاریکی سے تاریکی شب گویا مشابہ تھی اکثر ساحرون نے برائے دفع تاریکی مشعلہائے سحر
روشن کی تھین بجھانے سحر کے بکثرت دونون سپاہ مین روشن ہو گئے تھے روشنی مذکور
مین تمیز دوست و دشمن کی ہوتی تھی یہ جنگ عظیم مطولہ مفصل کہان تک لکھی جائے کہ مطول
ہے اور یہ جزو آخر جلد سوم گلستان باختر کا ہے ابھی مضامین دیگر بھی بطرز اختصار لکھنے منظور ہین
لہذا باین سبب بطور خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہ طلسم زلزلہ نے چند مرتبہ بدستور مرقوم الصدر
جانب آفتاب سحر کچھ اسمائے سحر پڑھ پڑھ کر ارادہ جس غول یا جس گروہ ساحر کا کرکے اشارہ کیا
فوراً مثل برق جہندہ ایک ضو آفتاب مذکور سے نکل کر اُسی گروہ یا غول کے حلقہ زن ہوئی
اُس گروہ مین خواہ ساحران نامی ہون یا غیر نامی ہون حلقہ مذکور سے نکل نسکتے اور حرارت و
تمازت ضیائے آفتاب سحر سے کہ بصورت حلقہ محیط ہو جاتی تھی شاذی ہو کر فریاد کنان ہوتے
صاحبقران کشورستان اُسی گروہ مبتلائے سحر کی طرف برائے دفع سحر لڑتے ہوئے درمیان
ساحران بدخواہ کو قتل کرتے ہوئے گھس گئے جب تک اُس غول تک گئے شاہ طلسم نے برق بنکر
گروہ مذکور پر گر کر جلا دیا پھر خوف عکس لوح و خطر قتل سے بلند ہو کر اپنے تخت طلائی سحر پر قدم
رکھا امیر باتوقیر دیکھتے ہی رہ گئے عکس لوح نہ ڈال سکے نہ اُس کو قتل کر سکے اس حکمت و تدبیر سے
شاہ طلسم نے ساٹھ ستر ہزار ساحرون کو قتل کیا اشتقاق جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھکر نہایت
افسوس کیا بعدہ پکار کر کہا کہ اے شاہ طلسم زلزلہ تو عجب طرح کی جنگ کرتا ہے کیسا مرد ہے کہ نامردون کا سا
حملہ کرتا ہے طلسم کشا سے بھاگتا ہے دم بھر بھی روبروئے طلسم کشا نہین ٹھہرتا ہے اسی بوتے پر
دعوئی خداوندی کرتا ہے شاہ طلسم ہو کر ڈرتا ہے اگر مرد میدان نبرد ہے تو روبروئے طلسم کشا آ
کچھ قدرت اپنی دکھا شاہ طلسم یہ تقریر اُس کی اُس شور و غل مین سنکے اُس کی طرف نظر کرکے
ایسا غضبناک ہوا کہ سوئے آفتاب مذکور نظر کرکے اشارہ جانب وزیر دوم کیا فی الفور بدستور
مذکور ایک برق کی مانند ضیا اُس آفتاب سے نکل کر اشتقاق جادو کے گرد حلقہ زن ہوئی ہر چند
کہ وزیر مذکور نے بڑھ کر ورد پڑھا کہ برق بنکر اُس حلقے سے نکلے یا غرق زمین ہو کر جان بچائے مگر
ممکن نہوا صاحبقران نے سمت وزیر مذکور کے بڑھایا تھا کہ شاہ طلسم برق بنکر اشتقاق جادو
پر بھی گرا گرتے ہی اُس کو جلا کر معدوم کیا اُس کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا برق تجلی
ہوا اسے رعد آئی سنگ باری و برف باری ہوئی پھر اُس کے سحر کے پرندون نے اُسی کے نام سے
پکار کر کہا کہ افسوس شاہ طلسم نے قتل کیا مجھکو کہ نام میرا اشتقاق جادو تھا صاحبقران دلاور
اشتقاق جادو کو قتل ہوتے ہوئے دیکھکر محزون ہو کر گھوڑے کو جلد بڑھا کر سوچتا اس
اثنا مین شاہ طلسم اپنے تخت طلائی سحر پر چلا گیا امیر باتوقیر نے نعرہ کرکے باواز بلند کہا کہ
او شاہ طلسم اگر مرد ہے تو سامنے ہمارے آ نامردون کی طرح ہمارے سامنے سے کیون اُڑتا ہے
شاہ طلسم نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ اے طلسم کشا ہر چند کہ مین نے ہزارہا ساحرون کو قتل کیا
لیکن دل کو خوشی ایسی حاصل نہوئی تھی جیسی خوشی اشتقاق جادو ناکام کے قتل کرنے سے

حاصل ہوئی ہے ہم مرد میدان نبرد ہیں بزدل نہیں ہیں ہوشیار ہو جا کہ واسطے تیری ہلاکت کے
بھی آتے ہیں پہونچے بزور سحر برق بنکر سوے فلک گیا تا دیر غائب رہا بعد ازان بصورت برق
کڑک کر صاحبقران پر گرا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا شاہ طلسم زلزلہ بصورت بجلی
ہوکر رو برو زمین پر گرا صاحبقران کشورستان نعرہ کرکے تیغ فنا شام سے کھینچکر اُس کی طرف
بڑھے شاہ طلسم نے عمداً بھاگنے اور جان اپنی بچانے میں تامل کیا یہانتک کہ صاحبقران نے
نزدیک جاکے نعرہ کرکے تلوار لگائی اُسوقت شاہ طلسم زلزلہ نے کچھ ارادہ بھاگنے کا کیا مگر تلوار
جو سر پہ پڑی سر کو کاٹکر گردن میں مثل قطرۂ آب کے اُترکر سینۂ پر کینہ میں ہوتیکر شکم و کمر سے
گذر کر زمین پر پہونچی اس طرح سے دو نیم کرکے بلند ہوئی لاشہ شاہ طلسم زلزلہ کا زمین پر تڑپ کر
سرد ہوگیا اُس کے مرتے ہی وہ تخت طلائی سحر اور وہ آفتاب سحر معدوم و غائب ہوگیا آثار مرگ
ساحر ظاہر ہوے یعنی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ فلک پر نمودار ہوا برق چمکی صدا سے رعد آئی اور
برف باری و سنگ باری بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی اور تاریکی دفع ہوئی آواز آئی
کہ افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ہو دمسست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز
دیکر ہمیشہ کو چلے گئے افسران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ نے جو دیکھا اور سنا کہ بادشاہ ہمارا
دست طلسم کشا سے قتل ہوگیا یا تو جمعیت سپاہ دلیرانہ لڑ رہے تھے سحر و ساحری میں معروف
تھے دشمنوں کو اپنے قتل و ہلاک کر رہے تھے یا بیدل ہوکے پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے
ساریق بن لقا بھی شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی سخنگان سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے
شیطان درگاہ میں دیکھا تو نے کہ شاہ طلسم زلزلہ مارا گیا اب کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ آپ میری
راے یہ ہے کہ پایہ سے داری بکشید جان خود را نگاہدارید و از ین جا بسلامت جائیے دیگر بدید
ساریق بن لقا نے جواب دیا کہ یہی تقدیر پہلے قبل سے کی تھی یہ کہکر آمادہ بھاگنے پر ہوا
صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ پسپا ہوکر بھاگنے پر آمادہ ہیں اور
شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی بیدل ہوگئے ہیں آواز بلند اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا کہ دلیرانہ
حملہ ور ہوکر اپنے دشمنوں کو قتل کرو چہار طرف سے گھیر لو بھاگنے نہ دو جلد جلد ایسے سحر کرو کہ حریف
ستاہ ہے جانبر نہوں حسب الحکم افسران سپاہ خصوصاً حنظل جادو و ملکہ وبدیہ سحرساز جادو
و ملکہ بہار گلپوش جادو و سجر بن جادو وغیرہ ساحران نامی نے بجمعیت سپاہ ساحران
بڑھ کر چہار طرف سے اپنے دشمنوں کو گھیر کر اسباب سحر پر دم کرکے اُن پر لگانے شروع کیے آتش سحر سے اُن کو
جلانا اور ہلاک کرنا اور دریاے سحر میں ڈبونا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے دلیرانہ
مرکب کو بڑھاکر تخت ساریق بن لقا کے قریب جاکر نعرہ کوہ شگاف کرکے ہاتھ بڑھا کر کمربند ساریق
بن لقا میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کرکے تخت سے اُٹھا کر اپنے سر سے بلند کرکے گردش دیکر
کہا کہ اے ساریق بن لقا اب شناخت و سجدہ پروردگار عالم و قبول دین اسلام میں کیا کہتا
ہے اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران خداوند ہوکر ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا یہ سنکے
صاحبقران نے غضبناک ہوکر اُس کو ایسا زمین پر پٹکا کہ اعضا اُسکے سخت درد مند ہوے ہر چند کہ بحالت
دردمندی اعضا ساریق بن لقا نے بارادہ جانبری قصد اُٹھنے کا کیا مگر صاحبقران نے
مہلت نہ دیکر بضرب شمشیر آبدار اُس کے دو ٹکڑے کیے اسی طرح خواجہ طیفور کردیا نے

سنگان کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دے کر پوچھا کہ اے نابکار شناخت پروردگار عالم میں
کیا کہتا ہے اس نے بھی دین اسلام قبول کرنے اور سجدہ خدا کو کرنے سے انکار کیا تو امیر نے
غضبناک ہو کر تیغ سے اس کو قتل کیا صاحبقران کشورستان نے ساریق بن بقا کو قتل کر کے
شکر خدا کیا اور فرمایا کہ جو عہد کیا تھا آج مدد خدا سے اسے ایفا کیا ساریق بن بقا کو تہ تیغ کیا ابھی
صاحبقران یہ کہہ رہے تھے کہ ساحران لشکر شاہ طلسم طالب امان ہوئے شور الامان کا ہر طرف
سے بلند ہوا امیر با توقیر نے بآواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی سب نے منظور
کیا اسوقت حکم صاحبقران سے نقارہ امان دہی پر چوب لگائی گئی ساحران لشکر طلسم کشا کے
طلسم زلزلہ نے جنگ سے ہاتھ روکا جملہ ساحران نامی جو قتل ہونے سے بچے تھے وہ سب نہایت ادب سے
دست بستہ خدمت صاحبقران میں حاضر ہو کر قدم صاحبقران پر گرے صاحبقران نے سر
ہر ایک کا اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا لطف بے حد کیا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ ساحر مطیع دین اسلام ہوا
خصوصاً زلزلہ جادو جو اپنے وقت کا سامری تھا اور طلسم بند تھا اور اسی کے سحر سے قلعہ و زمین
طلسم کو زلزلہ ہوتا تھا حاضر خدمت صاحبقران ہوا اور مطیع دین اسلام ہو کر کنجیاں خزانہ مال اور
اسباب طلسمی کی روبروئے امیر با توقیر پیش کر کے عرض کیا مبارک ہو کہ آپ فتحیاب ہوئے
شاہ طلسم مارا گیا صاحبقران کشورستان نے خلعت سرافرازی سے اس کو سرفراز کیا پھر
وہاں سے سب کو ہمراہ لے کر بارگاہ و خیام لشکر شاہ طلسم لے کر فرودگاہ سپاہ پر آئے داخل بارگاہ
ہو کر ساحران نامی کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں جمع کر کے حسب ایماے بادشاہ لشکر
اہل اسلام حکم دیا کہ چند ساحر سوے انجم حصار جائیں اور یہ فرمان ہمارا لیے جا کر ہمارے
سرداران سپاہ کو دے کر زبانی بھی یہ کہدیں کہ تم سب کو مع تمامی سپاہ صاحبقران و بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے طلب کیا ہے طلسم زلزلہ فتح ہو گیا ہے ساحران مذکور حسب الحکم روانہ ہوئے
بعد قطع راہ لشکر میں پہونچے فرمان دیا اور زبانی بھی جو کچھ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا
جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نامہ پڑھ کر اور ساحروں کی زبانی سنکے بہت خوشی حاصل ہوئی
بعدہ جملہ سرداران لشکر بتمامی لشکر ہمراہ انہیں ساحران کے چلے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا
بعد روانہ ہونے ساحران مذکور کے صاحبقران نے حکم جشن خوشی فتح طلسم زلزلہ کا دیا
اور فرمایا کہ میدان جنگ سے لاشیں اٹھا کر دفن کی جائیں اور شمار کیا جائے کہ ہمارے لشکر
کے اور شاہ طلسم زلزلہ کی سپاہ کے کس قدر ساحر کام آئے حسب الحکم اکثر ساحر اسباب و سامان
جشن کے فراہم کرنے میں مصروف ہوئے بہت سے ساحر واسطے دفن کرنے ساحران مقتول
کے سوے جنگگاہ گئے جب انھوں نے لاشوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر بڑے بڑے گڑھوں میں
ڈال کر شمار کر کے دفن کیا تو معلوم ہوا کہ اسی ہزار ساحر لشکر شاہ طلسم زلزلہ کے قتل ہوئے
اور پچاس ہزار ساحر سپاہ صاحبقران کے جنگ میں کام آئے صاحبقران تعداد کشتگان
سنکے متاسف ہوئے فرمایا کہ بڑا کشت و خون ہوا اسکے بعد امیر با توقیر نے حکم دیا کہ نقارہ ہائے
خوشی فتح طلسم زلزلہ بجائے جائیں خوشی ظاہر کی جائے بموجب حکم نقاروں پر نقارچیوں نے
چوب لگائی صدا سے نقارہ بلند ہوئی چونکہ یہ جنگ عظیم علی الصباح سے تا بغروب آفتاب ہوئی تھی
جملہ ساحران باقی ماندہ خستہ و زخمی تھے بزم عشرت ہنگام شب آراستہ کیگئی ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ

ساحر اپنے فرش خواب پر بیہوش و غافل ہو کر بے خوف و خطر ہو کر سویا واسطے نگہبانی لشکر
کے بھی کوئی سردار مع اکثر ساحروں کے بیدار نہ رہا کیونکہ کچھ اندیشہ نہ تھا شاہ طلسم قتل ہو چکا
تھا طلسم زلزلہ فتح ہو چکا تھا کوئی دشمن باقی نہ رہا تھا مگر صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام
و تمامی ساحران اعلیٰ ادنیٰ موجود وہ اس راز سے آگاہ نہ تھے کہ شاہ طلسم نے جنگ مغلوبہ
بے رنگ دیکھ کر فتح سے ناامید ہو کے ہزارہا اپنے دشمنوں کو قتل کر کے دھوکا دیا ہے شبیہ
اپنی قتل کرائی ہے دراصل خود قتل نہیں ہوا ہے جنگاہ سے جس جگہ اُسے جانا منظور تھا تنہا چلا گیا
ہے اور اب وہ بدی کا ارادہ رکھتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ بعد آنے میدان جنگ سے بحالت خستگی سب اعلیٰ ادنیٰ
ساحر وغیرہ ساحر سو رہے تھے کہ بعد نصف شب شاہ طلسم زلزلہ قریب فرودگاہ سپاہ طلسم کشا آیا
دیکھا کہ سب اہل لشکر غافل سو رہے ہیں کوئی ساحر وغیرہ ساحر بیدار نہیں ہے یہ دیکھ کر خوش ہو کر ایک
ترنج ہرا اسپر سحر دم کر کے سوئے سحر ترنج مذکور کو پھینکا وہ دور جا کر شق ہوا شعلے اور دھواں پیدا
ہوا بعد تھوڑی دیر کے اسی جانب سے ایک لاکھ پتلے سحر کے تلواریں ہاتھوں میں لیے ہوئے پیدا ہوئے
ہمراہ اُن کے بہت سے پتلے شعلہائے سحر و پنجشاخے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے وہ سب پتلے
روبرو شاہ طلسم زلزلہ آ کر بزبان فصیح گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ اسوقت ہمیں کیوں یاد
کیا ہے کس دشمن قوی سے مقابلہ کرانا منظور ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ دیکھو وہ لشکر
ہمارے دشمن کا پڑا ہے ہر ایک لشکری سو رہا ہے یکبارگی ان پر حملہ ور ہو کے قتل کرو سب نے
عرض کیا کہ ہم بجا آوری حکم میں کچھ عذر نہیں ہے ابھی جا کر شہنشاہ کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں
یہ کہکر وہ ایک لاکھ سحر کے پتلے یکبارگی لشکر صاحبقران پر گر کے ساحران خفتہ کو تلواروں سے
قتل کرنے لگے جب اکثر ساحر قتل ہو چکے کچھ ساحر بیدار ہوئے انھوں نے یہ رنگ دیکھکر
اہل لشکر کو جو ہوشیار رہتے تھے ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ بلائے ناگہانی کہاں سے آئی ہے جانیں اپنی بچاؤ
ان کو دفع کرو ساحر گھبرا کر بستروں سے اٹھنے لگے اسباب سحر کی تلاش کرنے لگے بہت سے
بزور سحر غرق زمین ہو گئے زلزلہ جادو و بحرین جادو و حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ ساحران نامی بیدار ہو کے گولے فولادی اور
ترنج و نارنج ناریل چوبی دار گلدستہ سحر وغیرہ اسباب سحر پہ سحر دم کر کے اُن پر مارنے لگے
شور و غل فریاد و نالہ زخمیوں کا بلند ہوا صاحبقران بیدار ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی جاگے فی الفور بارگاہوں سے باہر آ کر دیکھا تو عجب جنگ عظیم ہوتی نظر آئی آخر تاب ضبط نہ لا کر
صاحبقران جلد اُسی لباس شب خوابی سے مرکب پر سوار ہو کر لوح طلسمی گلے میں ڈال کر اور
شمشیر آبدار دست قوی میں علم کر کے نعرہ کوہ شگاف کر کے اُن پتلوں پر گرے جس پتلے پر
تلوار لگائی کارگر نہ ہوئی آخر لوح طلسمی کو روشنی میں دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا یہ پتلے
سحر شاہ طلسم کے ہیں شاہ طلسم ابھی زندہ ہے قتل نہیں ہوا ہے اُس نے ہم شبیہ کو اپنے قتل
کرایا ہے ان پتلوں پر عکس لوح ڈال پھر تلوار لگا یا نہ لگا معدوم ہو جائیں گے صاحبقران
نے ہدایت لوح پر عمل کیا بہت سے پتلے عکس لوح سے معدوم ہو گئے بادشاہ لشکر اہل اسلام و
جملہ ساحران عالی وغیرہ نے ہر چند کوشش اُن پتلوں کے قتل کرنے کی کی مگر کوئی پتلہ کسی کے
سحر سے یا تلوار سے قتل نہ ہوا کیونکہ وہ سب پتلے شاہ طلسم کے بلائے ہوئے تھے انھیں کون ساحر دفع کر سکتا

سوائے طلسم کشا کے غرضکہ دو ساعت تک لڑائی ہوئی اُن پتلون نے ہزارہا ساحران لشکر طلسم کشا کو
قتل کر ڈالا قریب صبح شاہ طلسم نے خود اپنے سحر کو دفع کرکے اُن پتلون کو معدوم کرکے ایک سمت کا
راستہ لیا تخت سحر پر سوار ہوکے چلا گیا اس اثنا میں سحر دفع ہوا صاحبقران نے لاشوں کو
دفن کرایا تعداد اُن کی جو دریافت کی تو معلوم ہوا کہ تیس ہزار ساحر قتل ہوئے صاحبقران کو رنج
عظیم ہوا بعدہ بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام میں ساحران نامی کو جمع کرکے زلزلہ جادو وغیرہ
سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم نے ظاہر کیا تھا کہ شاہ طلسم قتل ہوا اور ہم کو بھی یقین تھا کہ ہمارے ہاتھ سے
ہنگام جنگ مارا گیا لیکن وہ ابھی تک زندہ ہے شب گذشتہ یہاں آکر اپنے سحر کے پتلون سے تیس ہزار
ساحر ہمارے لشکر کے قتل کرائے بعدہ کہیں چلا گیا لہذا تم سب سے کہا جاتا ہے کہ شاہ طلسم کی تلاش
کرو انھوں نے عرض کیا کہ ہم تو حکم کی تعمیل کرینگے اس کی تلاش کرینگے مگر آپ صاحب لوح طلسمی
ہیں لوح میں دیکھیے صاحبقران نے لوح کو بہ نیت دریافت جائے سکونت شاہ طلسم دیکھا
لوح نے کچھ ہدایت نہ کی کیونکہ لوح طلسمی تو سرحد زمین طلسم تک کی ہدایت کر سکتی ہے بیرون سرحد
طلسم سے اس کو تعلق نہیں ہے نہ بیرون طلسم کی ہدایت کرتی ہے صاحبقران نے ساحران نامی
سے کہا کہ اس مقدمے میں لوح طلسمی کچھ ہدایت نہیں کرتی ہے تمھیں سب تلاش کرو شاہ طلسم کو
چنانچہ چند ساحر روانہ ہوئے بعد فکر و جستجو کے بسیار ہنگام قریب شام آکر عرض کیا کہ ہم نے بہت
ڈھونڈا مگر شاہ طلسم کو کہیں نہ پایا امیر با توقیر نے کہا کہ آج وہ نابکار عجب نہیں کہ پھر آئے لہذا لازم
ہے کہ اکثر ساحر ہمارے لشکر میں ہوشیار و خبردار رہیں ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ آج کی شب
میں حفاظت لشکر کروں گی جب زمانہ شب کا آیا ملکہ موصوفہ نے بدستور مرقوم پتلے سحر کے طرارے
طلب کیے ایک لاکھ پتلے سحر کے مشعلہائے سحر لیے ہوئے دوسرے ہاتھ میں تلوار علم کیے ہوئے
پیدا ہوئے قریب ملکہ آکر اُن پتلون نے پوچھا کہ اے ملکہ ہمیں کیوں طلب کیا ہے حکم ہوا کہ
ہمارے اس لشکر کی آج کی شب حفاظت کرو اور جو دشمن ہمارا ادھر آئے اُسے قتل کرو سب نے
منظور کیا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ اکثر ساحران نامی وغیرہ نامی بیدار رہے پتلے ایستادہ
رہے جب نصف شب کا وقت آیا شاہ طلسم زلزلہ بدستور شب گذشتہ سامنے فرودگاہ سپاہ
صاحبقران کے آیا دیکھا کہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحر خبردار و ہوشیار ہیں لشکر کی
حفاظت و نگہبانی میں مصروف ہیں پتلے سحر کے ایک لاکھ تلواریں علم کیے مشعلہائے سحر ہاتھوں میں
لیے ایستادہ و آمادۂ جنگ ہیں یہ انتظام دیکھ کر شاہ طلسم کو نہایت غصہ آیا عالم غضب میں پیر و سحر
بطور شب گذشتہ پتلے ایک لاکھ سنہری روشنی و شمشیر بکف بہ سحر اپنے پیدا کیے اور ان کو حکم دیا
کہ جو لشکر سامنے پڑا ہے اسی لشکر پر حملہ کرکے اہل لشکر کو تہ تیغ کر دو حسب الحکم حملہ ور ہوئے
ادھر سے ملکہ دیدبہ سحر ساز کے حکم سے پتلے ان کے مقابلے کو بڑھے جو ساحر بیدار تھے
وہ بھی اسباب سحر پڑھ کر دم کرکے برائے جنگ آگے بڑھے جو ساحر وغیرہ ساحر سوتے تھے وہ بھی
بیدار ہوکر واسطے لڑنے کے آگے بڑھے صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی جلد مسلح ہوکر مرکبوں پر سوار ہوکر برائے جنگ و جدال ہمراہ ساحران سپاہ فرودگاہ لشکر سے
آگے روانہ ہوئے ہنوز تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دونوں جانب کے سحر کے پتلے باہم مل کے تلوار
چلانے لگے پتلے شاہ طلسم کے سحر کے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے سحر کے پتلون کو تلوار اپنی کا نشانہ

ہر پتیلے بھی اُن پر وار کر لیتے ہوں جہاں جانے کا ارادہ ندھی سیاہ آئی کہ روز روشن
گئے پتلوں پر مارنے لگے ہو بر ہو یا بحر ہو ہر جگہ جا سکتے ہیں یہی ہنگامہ رہا بعدہ مطالب
رونے لگے صاحبقران راہ ہو نہیں سکتا ہیں کسی کے نام سے یوں پکار کر
ہونے لگی سخت لڑائی ہونے کسی سے مجھکو خوف نہیں ہے کا تھا یہ آواز دیکر
علامتیں اُن کے مرنے کی نابود کر دیتا ہوں والا تیر نے عرض کیا مبارک ہو
و مبدم آنے لگے برق چمکنے لگے ہیں تو کس کی یہاں سے سوے قلعہ تشریف
نام سے آوازیں دینے لگے با شارہ انگشت کہا ہے اور فتح طلسم کا جشن بھی
سوے فلک جا کر کڑک کر اس کی آخر ہو چکی ہے گرد سے تیرہ و تیرہ و سر گرد آ
بہت سے ساحروں کو جلا کر ہوا تھا درویش موئے سے پارہ پارہ ہوا پھر ایک
ڈالنے کے واسطے اور شیشہ بند بند لرزنے لگا تمام اپنے لشکر کو کہتے ہوئے
زمین سے سوے فلک جا کر تنہا مگر بھاگ کے صاحبقران و بادشاہ
میدان جنگ سے چلا گیا ہوا کہ اے ملک الموت ہزار خوشی ملے بارگاہ
کے مرتے ہی وہ سب پتلے طلسم زلزلہ میرا تباہ و بارگاہ ایستادہ و برپا ہوئی
آئی پھر مطلع صاف ہوا ملک الموت آ کر چھپ کر بیٹھا ہوں کہ سرداران سیاہ کو
مردیم و قتل شدیم کہ نام مردہ رکھتا ہوں بعوض نہ قبض کرنے کی صاحب
صاحبقران نے دیکھا کہ میرے خزانے سے جو زیر زمین ہے بیشمار لاکھوں
لاشے اُن کے اکثر جلے ہوئے کسقدر زر و جواہر دے گا اور نشان نشانات
جادو و ملکہ بہار گل پوشیدہ ہو جانے کی قبض روح بالفعل ملتوی و موقوف
دیکھکر صاحبقران و بادشاہ نے کر لکھ دیا چار صندوق پر از جواہر
کا ملال مرگ ہوا ملکہ بہار گل عوض روح قبض کرنے کے ہمنے کچھ شئی
اثنا ہے میں صبح ہوئی تو خواجہ درمیان صحن ایک چبوترہ ہے اُس کے نیچے
نماز سحر پڑھی پھر حکم صاحب ملک الموت کو دیا اور کہا کہ بڑا آپ نے
نے بارگاہ میں روبرو بار درویش منیر القلب نے جو یہ تقریر ملک الموت
کیا تدبیر کی جائے کہ شاہ طلسم قبض روح موقوف رکھی گئی نہایت حیرت
کہ اس مقدمے میں ہم کچھ ملک الموت در اصل ہوتے تو رشوت نہ
جیسی فقیر صاحب کمال کا نقصان ہے دریافت کیا کہ یہ خواجہ طیفور گرا
طلسم دریافت فرمایئے غائبین جو عیاری و مکاری اپنے تئیں ملک الموت
بنا کے خواجہ کی بیشتر کرکے ہنسکر خواجہ سے کہا کہ خوب ملک الموت
وہ درویش صاحب کمال بڑی جسارت کی کہ ہم تک پہونچے لیکن
نے تعظیم و تکریم اُس کو لے آپ تک پہونچایا ہے وہی ہمارے حال سے
مطلب ہے صاحبقران نے انگوٹھی ہے خواجہ نے کہا کہ آپ نے
ہم چاہتے ہیں کہ اُس کے مقابلے کر دیجیے تاکہ اس کو قتل کروں منیر
نے جواب دیا کہ میں تو حال ہے جس کو ہم پناہ دیں اُسی کو اُس کے

شاہزادہ طیمور شیر پرور کا ہی وہ بہادر کہ نسل صاحبقران سے ہی صاحبقران پردۂ قاف
و پردۂ دنیا ہوگا فی الحال وہ دلاور سو گئے پردۂ قاف حسب الطلب سلیمان صاحبقران گیا ہوا ہی بہتر اُس سے
اب کہ صاحبقرانی نہیں ہی - وہی ہمارے بانہائے صاحبقرانی کا وارث ہی لہٰذا ہم اپنے تمام بانے صاحبقرانی
کے اس زلزلہ میں رکھے رہتے ہیں جب وہ بہادر پردۂ دنیا پر آئے گا اور طلسم زلزلہ کا نام سن کر یہاں
یہاں آئے گا بانے ہمارے وہی لے گا - یہ فرماکر تمام بانے صاحبقرانی کے اپنے تن سے جدا کر کے قلعے میں رکھے
زلزلہ کے سپرد کیے کلید قفل زلزلہ جادو کے حوالے کرنا چاہتے تھے کہ خواجہ طیفور گردپا نے بھی کہا کہ
یہاں سے ہی دور گلستان کا ختم ہوا میں بھی اپنے آقا و مالک کے ساتھ سوئے بیت اللہ جاؤں گا لہٰذا تمام بانے
عیاری اپنی بھی اسی قلعے میں رکھے دیتا ہوں اور زنبیل سے بھی دست بردار ہوتا ہوں اس کو بھی ہمراہ سب
بانوں کے اسی میں رکھتا ہوں وارث اس زنبیل وغیرہ وجملہ بانہائے عیاری مہتر شاہو فرزند ارجمند
شا لیو ... ہوگا وہ ان بانہائے عیاری کا مالک و وارث ہوگا جب یہاں آئے گا اس کلنے سے وہ بانے ہمارے
لے کر عیار ہوگا عیاری و مکاری میں بے مثل و نظیر ہوگا - یہ کہکر خود بھی تمام بانے عیاری مع زنبیل کے
تن سے جدا کر کے اسی قلعے میں رکھ دیے پھر حکم صاحبقران سے دروازۂ قلعے میں قفل لگا کر کلید اس کی زلزلہ
جادو کے حوالے کی خواجہ آمادۂ سفر ہوئے صاحبقران نے زلزلہ جادو سے فرمایا کہ جب شاہزادہ
طیمور شیر پرور یہاں آئے تو یہ سب اُس دلاور کے حوالے کر دینا بعد اس کے صاحبقران نے جملہ سرداران سپاہ سے کہا
کہ اب ہم آپ سب صاحبوں سے جدا ہوتے ہیں آپ صاحبوں کو مناسب ہی کہ اپنے اپنے ملک و شہر کو روانہ ہوں
وہاں کی حکومت ... کریں اسی طرح شاہ انجم حصاری سے بھی کہا ہر ایک جدا ہونے صاحبقران کا
... بمجبوری و حکم صاحبقران نے ہر ایک شاہ و شہریار رخصت ہو کر مع اپنی سپاہ کے اپنے
ملک و شہر کی طرف روانہ ہوا صرف بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تھوڑے سے عزیز داران صاحبقران رہ گئے امیر
بانو فیروز بخت اشتاق جادو و دختر شاہ انجم حصاری سے رخصت ہوئے اور بقول راوی ... کو اپنے
ساتھ لے کے ... ازواج صاحبقران ثلثین مع خواجہ طیفور گردپا و ستر اسی عزیزوں اپنے کے مع
بادشاہ لشکر اہل اسلام سوئے بیت الحرام زلزلہ جادو وغیرہ سے کر کے روانہ ہوئے - بعد قطع راہ دور و
دراز ... صاحبقران اولیٰ و صاحبقران ثانی و صاحبقران ثالث و تمامی سرداران
نامی اُن کے ... سب کو ہمراہ لے کر ... احد ... اشتر ... خدمت ... آخر الزمان صلعم میں
روانہ ہوئے - الحمد للہ کہ یہ جلد سوم گلستان باختر بھی ختم ہوئی اور ان کے علاوہ اور بھی دفاتر میرے لکھے
ہوئے مطابع عالی میں موجود ہیں جو انشاء اللہ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر نذر ناظرین ہوں گے اور مجھے
کافی امید ہے ... پھر یہ سلسلہ قائم رہے گا ایک مدت سے جناب منشی صاحب مالک مطبع ہذا نے خاص
میری پرورش کی ... اکثر دفاتر و طلسم مجھ ہیچمدان سے تحریر کرائے ہیں اور اکثر ان میں سے طبع ہو کر نذر
ناظرین ہو چکے ہیں ... اس ہیچمدان کی پرورش ہوئی امید قوی ہی کہ بعد اس جلد کے بھی مجھ خادم
... کی پرورش جناب ... صاحب ... دام اقبالہ ... اب خدمت ناظرین تمکین میں دست بستہ
عرض ہی کہ جہاں ... سہو سے یا عمداً اس ہیچمدان سے ... غلطی ہو گئی ہو تو اس کو از راہ مہربانی ...
عیب کو میری ... نگریں اور سنگ اعتراض سے میرے ...

... داد ... سرین

۱۲۹۹

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

کہاں ہیں شائقان فسانہ ہاے عجیب کدھر ہیں مشتاقان داستانہاے غریب لائیں اور اس مژدۂ مسرت افزا کو سُن جائیں کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے ناظرین کی آنکھیں ترستی تھیں اور جسکے لیے خطر پر خطر اور جسکے دیدار فرحت آثار کے لیے لوگون کے دل مضطر و بیقرار تھے اور بار بار عالم [illegible] یہ شعر پڑھنے لگتے تھے ؎

آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن	ہم بیچکے جان اپنی خریدار نہین گے

وہ اب بفضل ایزدی و با ہزاران کوشش و سعی بصد زیب و زینت و تازگی و لطافت نئے نازو انداز سے عالم مین جلوہ گر ہوا ہی اور کشاکش حجاب سے نکل کر بحجاب مثل آفتاب عالمتاب نور افزاے چشم مشتاقان جی نہ ہوا ہی - اب وہ حضرات جو اس محبوب رنگین ادا کے سوداے عشق و محبت مین ایک زمانہ دراز سے گرفتار اور شوق دید مین بیتاب تھے آئین آئین اور اس معشوق دلربا و دلکش کو ہاتھون ہاتھ لیجائین دیکھین کون کون منچلے اپنی بات کے پکے قول کے پورے کمر ہمت باندھکر اُس کے طالب دیدار آتے ہین اور اسکے نظارہ سے حظ وافی اُٹھاتے ہین فی زمانہ پوچھ گسا د بازاری علوم متدارسہ و مشاہدہ ولہ معائنہ کتب فارسی سے ایکطرح کی غیریت بلکہ لوگون کو مجبوری و دوری ہوگئی ہی علی الخصوص اذہان عوام تو اعلی کتب فارسی [illegible] مفہوم سے صریح قاصر و متعذر رہتے کیونکہ اب اردو کا دنیا میں رواج ہی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی ہی اردو کی روز افزون ترقی ہورہی ہی لہذا داستان امیر حمزہ صاحبقران جو ابوالفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ آنجہانی کے لیے نہایت سلیس و الطف ارغانی مین تصنیف کی تھی اُسکے دفتر بھی کمیاب بلکہ کالعدم ہوگئے تھے جب کو منشی نولکشور مرحوم آنجہانی کی دریادلی و فیاضی نے پھر سے اردو کا جامہ پہنا کر مردے سے زندہ کیا جسکو دیکھکر ایک زمانہ اُسکی شیفتگی کا دم بھرنے لگا اور ہر طرف سے صاحبان ذوق اسکے طبع کا اصرار فرمانے لگے چنانچہ بڑی بڑی جلدین معرض طبع مین آئین اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئین مگر اس بحر ناپیدا کنار کی تھاہ نہ معلوم ہوئی اور شیخ تصدق حسین داستان گو نے اپنی زندگی تک اس سلسلہ کو قائم رکھا چنانچہ آفتاب شجاعت کے بعد گلستان باختر تین جلدون مین تصنیف فرمائی جسکی جلد اول و دوم طبع ہوکر نذر ناظرین ہوچکی ہی اب بفضل ایزدی گلستان باختر جلد سوم جس کو شیخ تصدق حسین داستان گو مرحوم کی یادگار سمجھنا چاہیے اور کل جلد پیدلذ یذکے مصداق جاننا چاہیے [illegible] مصنف مرحوم نے حسب فرمایش مالک مطبع نہایت جانفشانی و محنت و عرق ریزی سے اپنے اخیر [illegible] تیار کیا تھا اب بار اول حسب الحکم جناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع ہذا باحسن انتظام [illegible] ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۶ع زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر نذر ناظرین [illegible] ہوئی ہی امید کہ ناظرین اس شاہد رعنا کو [illegible] ہاتھون ہاتھ خرید کر اپنے آغوش محبت مین جگہ دین گے کیونکہ یہ [illegible] کی آخری یادگار ہی اور نیز اور کتابین [illegible] انکی تصنیف کردہ جو ابھی تک شائع نہین ہوئی ہین مطبع ہذا مین [illegible] کا جلد طبع ہونا ناظرین کی قدر دانی پر منحصر ہی

[illegible]	[illegible]	بک جاتے ہین [illegible] لیکن معیار [illegible] کو

نام کتاب	قیمت
ویدیو ... اکالی جلد سوم	عہ/۸ پ
اب کہا جغرافی ... جلد اول	عہ/۱۲ پ
کے ابرار ... جلد دوم	عہ/۸ پ
... جلد سوم	عہ/۸ پ
... جلد اول	عہ/
... جلد دوم	عہ/۱۲
فہرست ... - غ	۶/ پ
تاج کامیابی - غ	۷/ پ
اخوان الصفا - آردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر -	عہ/۲ پ
ترجمہ اردو رابن سن کروسو - چھاپہ ٹیپ - غ	۱۱/ پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ با تصویر چہار دفتر	عہ/۴ پ
ترجمہ بوستان خیال حسب ذیل -	
۱ - جلد ... نامہ	للعہ/ پ
۲ - جلد دوم الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ/ پ
۳ - جلد ... الابصار موسوم بہ جمشید نامہ -	عہ/ پ
۴ - جلد شمس الابصار یعنی ترجمہ خورشید نامہ -	معہ/ پ
۵ - جلد مطلع الانوار -	ے/ پ
۶ - جلد خزینۃ الاسرار -	عہ/ پ
۷ - جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ -	عہ/ پ
۸ - جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ -	عہ/ پ
۹ - جلد تفریح الاسرار ترجمہ معز الدین نامہ -	ے/ پ
الف لیلہ با تصویر	عہ/ پ
فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر کاغذ سفید گندہ	۹/ پ
ایضاً کاغذ حنائی گندہ	۸/ پ
الف لیلہ با تصویر کامل چہار جلد یکجائی	
تقطیع خرد -	۲/ پ
قصہ سندباد جہازی کامروپ کا جادو -	۲/ پ
جادۂ تسخیر	عہ/۲ پ
فسانہ عجائب متوسط قلم	۶/
ایضاً بلا تصویر خفی قلم	۳/
سروش سخن با تصویر بجواب فسانہ عجائب -	۲/۵ پائی
ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۴/۹ پ

نام کتاب	قیمت
طلسم حیرت -	۵/
باغ و بہار با تصویر -	۴/
ایضاً بلا تصویر -	۳/۶ پ
لطائف الظرفا از منشی دیبی پرشاد -	۳/ پ
تفریح الطلبا -	۳/ پ
طلسم فصاحت -	۹/
آرائش محفل - قصہ حاتم طائی با تصویر -	۶/۶ پ
ایضاً بلا تصویر	۵/
نوطرز مرصع از محمد عوض -	۶/۱ پ
بستان حکمت اردو ترجمہ انوار سہیلی	عہ/
سیر ابیا باغ -	۶/۳ پ
فسانۂ دلپذیر -	۸/
فسانۂ جمیل -	۴/
قصہ سیاہ پوش -	۶ پ
فسانۂ معقول -	۸/۳ پ
فسانۂ ... -	۵/
قصۂ ... -	۱/۶ پ
... -	۱۲/۶ پ
... -	۲/۶ پ
قصہ ...	۶ پ
... با تصویر -	۳/
گل بکاؤلی - مع فرہنگ	۸/
طوطا کہانی با تصویر -	۲/۶ پ
افسانۂ ... -	۳/
قصہ گل و صنوبر -	۱/۶ پ
... زمیندار کا قصہ -	۵/
...	۵/۹ پ
...	۳/
... -	۶/۹ پ
... بھرتھری -	۱/
لطائف ہندی -	۲/
بہار گلزار	

نام کتاب	قیمت
ریاض تحقیق نادر یعنی اردو شرح سکندرنامہ بحری	۱۲ر
قصہ دمدم سنگھ	۶
قصہ جات نظم	
الف لیلہ منظوم کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت ہوتی ہیں۔	
کامل مجلد	۲ر پ
جلد اول از منشی طوطارام شایان۔	۱۲ر پ
ایضاً جلد دوم از منشی طوطارام شایان کاغذ سفید	۱ر پ
ایضاً - جلد سوم مترجمہ منشی طوطارام شایان۔	۱ر پ
ایضاً منظوم جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ حنائی و سفید۔	۱۲ر پ
مجموعہ قصص با تصویر شامل پانچ قصہ	۱ر۲
قصہ سوداگر بچہ۔	۹
بحر دانش - مطبوعہ غیر	۹
قصہ ماہی گیر	۶
ناٹک ہمت عالی معروف بہ گل بکاؤلی۔	۴ر
قصۂ ماہ رمضان۔	
قصۂ قاضی جونپور۔	
قصۂ ججمہ۔	۶
قصۂ شاہ روم۔	۶
قصۂ شیخ منصور۔	۶
سنگاسن بتیسی منظوم۔	۴ر
گلزار ابراہیم۔	۱ر۲
چشمۂ شیرین۔	۱ر۱
قصہ گلاب چنبیلی۔	
ابجاد رنگین۔	
مجموعہ جوسے نامہ وبلی نامہ وافیونی نامہ از منشی بینی رام۔	۱ر
پدماوت بھاکا اردو از ملک محمد جائسی جدید الطبع	۱ر
پدماوت اردو ترجمہ از فارسی شعر یہ شعر ملک محمد جائسی	۱ر
پدماوت اردو از عبرت و عشرت۔	۱ر

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب منظوم۔	۱ر
ملدمن اردو۔	۱ر۳
ہدایہ انتظار۔	۶
قصۂ حاتم طائی منظوم۔	۸ر
قصۂ عابد و شیطان۔	۱۲
شیرین خسرو با تصویر۔	۲ر۹
بنجارہ نامہ۔	۱۲
لیلی مجنون۔	۳ر
بہار دانش۔	۲ر۹
مجموعہ قصہ سپاہی زادہ شامل بارہ قصہ۔	۱ر۳
شاہنامہ اردو با تصویر۔	۵ر۹
طلسم شایان۔	۱ر۳
بکٹ کہانی۔	۶
سراپائے تصویر غم۔	۹
قصۂ گلفام۔	۹ر
باغ عاشق۔	
گلدستۂ شجاعت ترجمہ سکندرنامہ بحری وبری	۱۲
سراپائے پری	۶
قصہ شکنتلا - نظم معروف بہ رشک گلزار وموسوم باسم تاریخی نغمۂ نیازیہ عجیب وغریب قصہ ہے اور لائق دید ہے مترجمہ مولوی محمد تقی صاحب بزبان اردو۔	۸ر پ
نئے اور دلچسپ ناول اردو	
سکندر شاہنا کامل چار حصہ	۶ر
کرشن کانتا حصہ اول	۱۲ر
ایضاً حصہ دوم	عہ
بزم اکبری حصہ اول	عہر
مکاری کا پتلہ	عہ
ناول ماتا	عہر
الّو کی دم فاختہ	۸ر
ٹھگ کی کھونٹی یا بانیچۂ اطفال	۸ر

URDU STACKS

Date	No.	Date	No.